UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226622

UNIVERSAL
LIBRARY

BROWN BOOK

ترجمان القرآن

بلطائف البیان

باللغة الهندیة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب یسر وسہل ولا تعسر وتمم بالخیر

وصل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وبرکتنا والرحمۃ المہداۃ الینا سید الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد المصطفی احمد المجتبی وعلی آلہ المطہرین وصحبہ المکرمین وعلی اتباعہ واشیاعہ الی یوم الدین عدد ما علمت وزنۃ ما علمت وملء ما علمت آمین

سورۃ مریم علیہا السلام

یہ سورت اٹھانوے یا ننانوے آیت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مکے میں اوتاری گئی ہے حضرت ابن الزبیر وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی ایسا ہی مروی ہے بیضاوی میں ہے مگر آیت سجدہ جلالین میں ہے مگر اوس کا سجدہ سورہ مدنی ہے یا اور مگر فخلف من بعدہم خلف دو آیت تک حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضے اللہ عنہ سے کہا کیا کچھ ہی تیری
ہمراہ اوس چیز سے کہ جس کو وہ لائے ہین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم طرف سے اللہ کے جعفر نے کہا ہان پس پڑہا اوسپر شروع
کہیعص سے نجاشی رو دیا یہان تک کہ اوس کی داڑہی تر ہوگئی اور
اوس کی رؤساے دین یعنی پادری لوگ روئے یہان تک کہ اونہون نے
اپنے مصاحف کو تر کر دیا جبکہ سنا اوس چیز کو جو اونپر پڑہی گئی پھر
نجاشی بولا کہ بیشک یہ اور وہ چیز جس کو عیسی علیہ السلام لائے ہین البتہ کلتی ہے
ایک طاق سے اخرجه احمد والبيهقي وابن ابي حاتم ابن اسحاق نی
اس قصے کو بطولہا ذکر کیا ہے اس تفسیر کی پہلی جلد مین یہ بات گذر چکی ہے
کہ سورتون کے نام اور اون کی ترتیب اور آیتون کی ترتیب توقیفی ہے
یعنی شارع علیہ السلام کے فرمانے پر موقوف ہے کسی کو نہین پہونچتا ہے
کہ اپنی طرف سے سورتون کا نام رکھے یا اون کی اور آیتون کی ترتیب
کرے کوئی عورت مع اپنے نام کے قرآن شریف مین صریحا نہین ذکر
کی گئی ہے مگر حضرت مریم علیہا السلام کہ تیس جگہہ قرآن پاک مین انکا ذکر ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہیعص ۲۲ حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما نے کہا کبیر ہا دا مین عزیز
صادق یعنی کاف سے مراد کبیر ہے ہا سے ہادی یا سے امین عین سے
عزیز صاد سے صادق یعنی اللہ تعالے بڑا ہدایت کرنے والا امانت دار
غالب سچا ہے حضرت ابن مسعود اور کئی صحابہ رضے اللہ عنہم سے مروی
ہے کہ یہ ہجا مقطع یعنی حروف مقطعات ہین کاف ملک کا ہے ہا اللہ کا یا
وعین عزیز کا صاد مصور کا حضرت ام ہانی رضے اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کاف ہا دعالم
صادق یعنی کفایت کرنے والا راہ بتانے والا دانا سچا ہے حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے یا کہیعص اغفر لی
سدی نے کہا کہ حضرت ابن عباس حق مین کہیعص اور حٰمٓ اور یٰسٓ

اور ان کے اشباہ و امثال کے کہا کرتے تھے کہ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے تیسرا
قول حضرت ابن عباس سے یون مروی ہے کہ یہ ایک قسم ہے کہ اس کے
ساتھہ اللہ نے قسم کہائی اور یہ اللہ کے اسماء سے ہے قتادہ نے کہا کہ
ایک نام ہے قرآن کے ناموں سے کسی نے کہا کہ یہ نام ہے سورت کا
کلبی سے مروی ہے کہ یہ ایک ثناء ہے کہ اللہ نے اس کے ساتھہ اپنی
ذات پر ثنا کی ہے جیسا اختلاف کہ اس مین اور اس کے امثال مین
درمیان صحابہ کے واقع ہوا ہے ویسا ہی اختلاف اون کے بعد کے
لوگون مین بھی واقع ہوا ہے اس باب مین کوئی شے مرفوعاً صحیح نہین
ہوئی اور اس باب مین جن صحابہ سے کچھہ روایت کیا گیا ہے تو اونکے
غیر سے اوس کے مخالف بھی مروی ہے کبھی ایک ہی صحابی سے
متخالف متناقض تفسیرین انہین فواتح یعنی سورتون کے ابتدائی
کلمون مین روایت کی گئی ہین پس ان مین سے کسی شی کی ساتھہ حجت
قائم نہین ہوسکتی ہے بلکہ حق اس باب مین یہ ہے کہ توقف کرین اور
اس جیسی باتون مین علم کو اللہ سبحانہ کی طرف رد فرمائین اسی لیے
جلالین مین یون کہا ہے کہ اللہ اعلم بمرادہ بذلک یعنی اللہ ہی خوب
جانتا ہے کہ اوس کی مراد اس سے کیا ہے تفسیر خطیب مین کہا ہے کہ یہہ
اوس متشابہ سے ہے کہ جس کے علم کا اللہ سبحانہ مستاثر ہوا ہے یعنے
وہی جانتا ہے اوس کے سوا اور کوئی نہین جانتا اسکی تحقیق فاتحہ سورہ
بقرہ مین گذر چکی ہے ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا ۝ اذ نادی
ربہ نداء خفیا ۝ قال رب انی وھن العظم منی واشتعل الراس
شیبا ۝ ولم اکن بدعائک رب شقیا ۝ وانی خفت الموالی من
ورائی وکانت امرأتی عاقرا فھب لی من لدنک ولیا ۝ یرثنی
ویرث من ال یعقوب ۝ واجعلہ رب رضیا ۝ یہ مذکور ہے تیرے
رب کی مہر کا اپنے بندے زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چھپی پکار
بولا ای رب میرے بوڑھی ہوگئین میری ہڈیان اور ڈیک نکلی سر سے

بڑھاپے کی اور تجھے مانگ کر ای رب مین محروم نہین رہا اور مین
ڈرتا ہون بھائی بندون سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ
ہے سو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اوٹھانے والا جو میری جگہہ
بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کے اور کر اوس کو ای رب من مانتا
ف یعنی دل مین دعا کی یا پکارا ہو اکیلے مکان مین چھپی پکار اس واسطے
کہ بوڑھی عمر مین بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ ہنسین ف ڈیک
بڑھاپے کی یعنی بال سفید ف بھائی بند راہ نیک نہ بگاڑین یہ ڈر ہوگا
ف اللہ نے اون کو قائم مقام اون کا اور اگلے پیغمبرون کا دیا
لیکن رو برو وہی قائم مقام اون کے پیچھے نہین رہا انتھے ف
ذکر رحمۃ ربک عبدہ ذکریا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہین یعنی یہ
ذکر ہے اللہ کی رحمت کا اپنے بندے زکریا پر یحیی بن یعمر نے زکریا بمد
پڑھا ہے بمد و قصر دونون قراتین مشہور ہین حضرت زکریا ایک نبی عظیم
تھے انبیا بنی اسرائیل سے صحیح بخاری مین ہے کہ وہ نجار تھے یعنے
درو دگر درو دگری مین اپنے ہاتھہ سے کام کرکے کھاتے تھے اذنادی
ربہ نداء خفیا وجہ اخفای دعا مین مفسرین نے اختلاف کیا ہے بعض
نے کہا کہ اپنی دعا کو اس لیے پوشیدہ کیا تاکہ لڑکا مانگنے مین بڑھاپے
کی وجہ سے رعونت کی طرف منسوب نہون اس قول کو ماوردی نے
حکایت کیا ہے دوسرون نے کہا اس لیے کہ پوشیدہ دعا کرنا اللہ تعالی کو
زیادہ تر محبوب ہے جیسا کہ قتادہ نے اسی آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ ان اللہ
یعلم القلب التقي ویسمع الصوت الخفي یعنی بے شک اللہ تعالی پرہیزگار دل کو
جانتا ہے اور چھپی آواز کو سنتا ہے بعض سلف نے یون کہا کہ حضرت زکریا
علیہ السلام رات کو کھڑے ہوئے اور اون کے اصحاب سو گئے تھے
پس اپنے رب کو پکارنے لگے پوشیدہ کہتے تھے یارب یارب یارب
اللہ تعالے نے اون سے فرمایا لبیک لبیک یعنی مین تیری دعا قبول
کرنے کو حاضر ہون حضرت زکریا بولے رب اني وهن العظم مني یعنی

ای میری پروردگار میرے قوی ضعیف و کمزور ہوگئے واشتعل الراس
شیبا یعنی شعلہ مارا سفید بالون نے سیاہی مین مراد اس سے کمزوری اور
بڑھاپے کی اور اوس کی ظاہر و باطن دلیلون کی خبر دیتا ہے ولم اکن
بدعائک رب شقیا یعنی مین تجھہ سے دعا کی قبولیت ہی کا خوگر ہون
جو مین نے تجھہ سے مانگا کبھی تو نے مجھکو اوس مین رد نہین کیا وانی
خفت الموالی من ورائی اکثر نے موالی کو بنا بر مفعول بنصب یای تحتانی
پڑھا ہے کسائی سے سکون یا کا مروی ہے مجاہد وقتادہ وسدی نے
کہا موالی سے مراد عصبہ ہے ابو صالح نے کہا کلالہ امیر المؤمنین حضرت
عثمان بن عفان رضے اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ خفت الموالی
بتشدید فا پڑھتے تھے یعنی میرے عصبات کم ہوگئے بعد میرے پہلی
قرارت پر اونکے خوف کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس بات سے ڈرے کہ
اون کے بھائی بند بعد اون کے لوگون مین بُرا تصرف کرین اس لیے
اللہ تعالے سے لڑکا مانگا کہ وہ بعد اون کے نبی ہوتا کہ اپنی نبوت سے
اون کی سیاست کرے جو کچھہ کہ طرف اوس کے وحی کی جاے اس
باب مین اللہ نے اون کی دعا قبول فرمائی یہ مراد نہین ہے کہ وہ اس سے
ڈرے کہ بھائی بند اون کے مال کے وارث ہون کیونکہ نبی کا مرتبہ
اور اون کی قدر اس سے عظیم تر و بزرگتر ہے کہ وہ اپنے مال پر یہانتک
خوف کرین کہ اپنے عصبات کے وارث ہونے سے عار و ننگ فرمائین
اور اللہ تعالے سے سوال کرین کہ اون کے لیے لڑکا ہوتا کہ وہ اونکے
میراث کو بغیر بھائی بندون کے اپنے قبضے مین لائے یہہ تو ایک وجہ
ہوئی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ بات نہین ذکر کی گئی ہے کہ حضرت ذکریا
مالدار تھے بلکہ وہ تو درودگر تھے اپنے ہاتھون کی کمائی سے کھاتے پیتے
تھے ایسا شخص مال نہین جمع کرتا ہے خاصکر انبیاء علیہم السلام کہ وہ تو سب
سے بڑھکر دنیا مین بے رغبت ہوتے ہین تیسری وجہ یہ ہے کہ کئی وجہ سے
ثابت ہوچکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم

وارث نہین کیے جاتے ہین جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے ایک روایت
مین نزدیک ترمذی کے باسناد صحیح یون ہے کہ ہم خاص گروہ انبیاء
کے وارث نہین کیے جاتے ہین اس بنا پر اون کے قول کا حمل
فهب لي من لدنك وليا يرثني میراث نبوت پر متعین ہوگیا اور اسی لیے
یون کہا ویرث من آل یعقوب کقولہ وورث سلیمان داؤد یعنی
نبوت مین کیونکہ اگر میراث مال مین ہوتی تو حضرت سلیمان کو اونکے
بھائیون کے درمیان سے ساتھہ نبوت کے خاص نہ کرتا اور اس کی خبر
دینے مین کوئی بڑا فائدہ نہ ہوتا کیونکہ سارے شرائع وملل مین یہ بات
معلوم ومستقر وثابت ہے کہ لڑکا اپنے باپ کا وارث ہوتا ہے پس
اگر وہ وراثت خاصہ نہوتی تو ہرگز اوس کی خبر نہ دیتا اور اس سب کی
وہ بات تقریر وتثبیت کرتی ہے جو کہ حدیث شریف مین صحیح ہوچکی ہے
نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا فهو صدقة یعنی ہم خاص
گروہ انبیاء کے وارث نہین کیے جاتے ہین یعنی ہمارا کوئی وارث
نہین ہوتا ہے جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے مجاہد نے یرثني ویرث من
آل یعقوب کی تفسیر مین کہا ہے کہ اون کی وراثت علم تھا اور حضرت
زکریا یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے ابو صالح نے کہا کہ نبی ہو جیسے
کہ اوس کے آبا نبی تھے قتادہ نے حضرت حسن بصری رضے اللہ عنہ سے
یون روایت کیا ہے کہ اون کی نبوت وعلم کا وارث ہو سدی نے
کہا کہ میری نبوت کا اور آل یعقوب کی نبوت کا وارث ہو امام مالک کا
لفظ زید بن اسلم سے یہ ہے کہ نبو تہم یعنی آل یعقوب کی نبوت کا وارث ہو
دوسری روایت مین ابو صالح سے یون مروی ہے کہ وارث ہو میرے
مال کا اور وارث ہو آل یعقوب سے نبوت کا وهذا اختیار ابن جریر
في تفسیرہ یعنی ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو اختیار کیا ہے
معمر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہے یرحم اللہ زکریا وما کان علیہ من وراثة ماله ویرحم اللہ لوطا

ان کان لیاوي الی رکن شدید ابن جریر نے بطریق مبارک بن فضالہ حضرت
حسن بصری رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نی فرمایا ہے رحم اللہ اخي زکریا ما کان علیہ من وراثۃ مال حین
قال ھب لي من لدنک ولیا یرثني ویرث من آل یعقوب اس سب سے
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مراد اس میراث سے میراث مال کی ہے حافظ ابن کثیر
فرماتے ہین وھذہ مرسلات لا تعارض الصحاح یعنی یہ حدیثین مرسل
ہین صحیح حدیثون کا معارضہ نہین کر سکتی ہین واللہ اعلم واجعلہ رب رضیا
کا یہ مطلب ہے کہ تو کر اوس کو ای میرے رب پسندیدہ نزدیک تیرے اور
نزدیک تیری خلق کے کہ تو اوس کو دوست رکھے اور دوست کردے اوسکو
طرف اپنی خلق کے اوس کے دین وخلق مین **ف** فتح البیان کا بیان
فاتح یہ ہے کہ ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا خبر ہے مبتدای محذوف
کی اور وہ لفظ ھذا ہے یا لفظ المتلو یعنی یہ یا جو تم پر پڑھا گیا وہ ذکر ہے یحیی
بن زیاد کا قول ہی کہ یہ خبر ہے حروف مقطعات کی ابو البقار نے کہا اس قول
مین بعد ہے کسی نے کہا کہ یہ خود مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے
یعنی ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا فیما تتلی علیک زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ یہ
جس کو ہم تم پر پڑھتے ہین ذکر ہے رحمت کرنے تمہارے رب کا اپنے بندے
زکریا کو رحمت مصدر مضاف ہے طرف فاعل کے کہ رب ہے اور اوس کا
مفعول عبدہ زکریا ہے مراد رحمت سے یہ ہے کہ جس وقت حضرت زکریا نے
اپنے رب کو پکارا اور اوس سے لڑکا مانگا تو اون کی دعا کو قبول فرمایا
کسی نے کہا کہ عبدہ مفعول ہے ذکر کا اور ذکر رحمت کے معنے ہین بلوغ یعنی
پہونچنا رحمت کا جیسے محاورہ عرب مین بولتے ہین ذکرنی معروف فلان
یعنی پہونچی مجھکو بھلائی اور عطا فلان کی اس محاورے کی بنا پر معنے یون
ہونگے کہ یہ پہونچنا ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندے زکریا کو حضرت
ابو ہریرہ رضے اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپ نے فرمایا زکریا نجار تھے اخرجہ احمد وابو یعلی والحاکم وصححہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخر انبیاء بنی اسرائیل سے
زکریا بن آزر بن مسلم تھے اولاد سے یعقوب علیہ السلام کی اذ نادی ربہ
نداء خفیا اذ ظرف زمان ہے رحمت کا یعنی رحمت کرنا اللہ کا زکریا پر
جس وقت کہ پکارا اپنے رب کو چھپی پکار جو کہ مشتمل تھی دعا پر ندای خفی سے
یہ مراد ہے کہ پوشیدہ جوف لیل مین دعا کی اس لیے کہ آدھی رات کے وقت
دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے اس ندا کے خفی ہونے کی وجہ مین اختلاف ہے
پس بعض نے کہا کہ پوشیدہ دعا اس لیے کی کہ یہ دور تر ہے ریا سے اور قریب تر
ہی طرف صفا یعنی اخلاص کے کسی نے کہا اس واسطے کہ غیر وقت مین لوگ
مانگنے پر ملامت نہ کیے جائین اور اس لیے کہ لڑکا مانگنا منجملہ امور دنیا کے ہے
کسی نے کہا اپنی قوم کے خوف سے پوشیدہ دعا کی کسی نے یون کہا کہ وہ ضعیف
نہایت بوڑھے ہوگئے تھے آواز سے دعا کرنے پر قدرت نہین رکھتے تھے
کیونکہ پچھتر یا اسی برس کے تھے یہ پکارنا محراب مین تھا قال رب انی وھن العظم
مني یہ جملہ تفسیر ہے نادی ربہ کی پس اول ندا کا یہی قول ہے اور آخر ندا کا
واجعلہ رب رضیا ہے پوری ندا کے آٹھ جملے ہین اون مین سے دعا یہ قول
ہے فھب لي من لدنك وليا وھن بمعنی ضعف ہے یقال وھن یھن وھنا
من باب وعد اذا ضعف فھو واھن فی الامر والعمل والبدن
یعنی وہن اوس ضعف کو کہتے ہین جو کہ امر و عمل و بدن مین ہوتا ہے کلمہ
وہن کو ہا کے زیر و زبر و پیش تینون حرکتون سے پڑھا ہے مراد حضرت زکریا
علیہ السلام کی اس قول سے یہ ہے کہ اون کی ہڈیان سست و باریک ہوگئین
بڑھاپے کے مارے قوت اون کی ضعیف ہوگئی ہڈی کا ذکر اس لیے کیا
کہ ہڈی بدن کا عمود و ستون ہے اور اسی سے بدن کا قوام و نظام ہے اور
ہڈی ہی بنای بدن کی اصل ہے سو جس وقت وہ سست پڑ جاتی ہے تو بدن
کی قوت ساقط و بیکار ہو جاتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان مین سب سے

بڑھکر وہی مضبوط و سخت ہی پھر جب وہی کمزور و ضعیف ہو گئے تو جو اوس کے
ماورا رہے وہ زیادہ تر ضعیف ہوگا عظم بلفظ واحد کہا عظام بلفظ جمع نہ کہا
حال آنکہ بڑھاپے مین ساری ہڈیان ضعیف پڑ جاتی ہین اس لیے کہ قصد
جنس کا کیا ہے جو کہ ہڈیون کے افراد کے ہر فرد کے واسطے وہن و ضعف
کے شمول کا فائدہ دیتی ہے کسی نے کہا کہ اونہون نے ڈاڑھین گرنے کی
شکایت کی یعنی یہان ہڈی سے مراد ڈاڑھ ہے واشتعل الراس شیبا
اشتعال اصل مین آگ کی شعاع منتشر ہونے کو کہتے ہین پس تشبیہ دے
ساتھہ اس کے سر کے بالون کی سپیدی منتشر ہونی کو اون کی سیاہی
مین امر جامع یہان سپیدی و روشنی ہے یعنی جیسے آگ کا شعاع منتشر ہوتا
ہے ویسی ہی سپیدی سیاہی مین منتشر ہو گئی پھر اسکو استعارۂ بالکنایہ کے
مخرج مین خارج کیا باین طور کہ مشبہ بہ کو اور آلۂ تشبیہ کو حذف کر دیا یہ استعارہ
ساری استعارون سی بدیع تر و حسین تر ہے زجاج نے کہا کہ جس وقت سپید
بال بہت ہو جاتے ہین تو محاورے مین یون بولتے ہین قد اشتعل راس
فلان یعنی فلان کا سر شعلہ مارنے لگا غرض یہ کہ بغایت سپید ہو گیا ولم اکن
بدعائك رب شقیا محاورۂ عرب مین بولتے ہین شقی بکذا یعنی اوس
شخص نے اوس کام مین محنت و مشقت کی اور مقصود اوس کا اوس سے حاصل
نہین ہوا معنی یہ ہین کہ مین کسی وقت اوقات سے خائب و محروم نہین رہا
بلکہ جب مین نے تجھسے دعا کی تو تو نے میری دعا کو قبول فرمایا یہ توسل ہے
ساتھہ قبولیت سابق کے اور آگاہ کرنا ہی اس بات پر کہ مطلوب و مقصود اگرچہ
معتاد نہین ہے لیکن اللہ تعالی کا اون کی دعا کو قبول کرنا تو معتاد ہے اور
اللہ سبحانہ نے دعا قبول کرنے کا اون کو خوگر بنا دیا ہے اور آرزومند کر دیا ہے
حق کریم سے یہ امر ہے کہ اپنے آرزومند کیے ہوئے کو محروم و بے نصیب
نہین کرتا ہے علماء نے فرمایا ہے آدمی کے لیے مستحب ہے کہ اپنی دعا مین

خضوع وانکسار وزاری کری اور اللہ سبحانہ کی جو جو نعمتین اوسپر ہین اونکا ذکر کرکے
ان سب امور کو اپنی دعا مین جمیع فرمای جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے
بیان کیا ہے کیونکہ اون کے گذشتہ قول مین غایت درجے کا خضوع و تذلل و
عجز وانکسار ہے اور اپنے مطالب و مآرب و حاجات کے نیل و بلوغ وحصول
سے ضعف وقصور کا اظہار ہے اور اس قول مین ذکر ہے اونپر انعام کرنے کا
ساتھہ قبول کرنے اون کی دعاؤن کے کہ جس کا اون کو عادی وخوگر بنایا ہے
اور دونو جگہہ مین وصف ربوبیت کو اس لیے پیش کیا ہے کہ تضرع وزاری
مین مبالغہ کرکے اجابت وقبولیت کی زنجیر کو ہلائین خفت کو بکسر خای معجمہ
پڑہا ہے اور بعض کی قرارت بکسر تا رفوقیہ ہے اسکی بنا پر فاعل اسکا الموالی ہے
یعنی میری بہائی بند قلیل ہو گئے اور امر دین کی ساتھہ قیام کرنے سے بعد میرے
عاجز ہو گئے یا یہ معنی ہین کہ بسبب موت کے منقطع ہو گئے اس معنی پر خفت القوم
اذا ارتحلوا سے ماخوذ ہے یہ قرارت شاذ اور صواب سی بعید ہے موالی سے
مراد اس جگہہ وہ اقارب ہین جو کہ وارث ہوتی ہین اور سائر عصبات ہی عم و
نحو ہم سے عرب لوگ ان لوگون کو موالی بولتے ہین کسی نے کہا کہ موالی سے
مراد حضرت زکریا کے ناصر و مددگار ہین کسی نے کہا ساری ورثہ مراد ہین
ابن جریر نے کہا کہ حضرت زکریا کی بی بی کا نام اشاع بنت فاقود بن میل
تہا اور وہ حنہ کی بہن ہین اور حنہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ شریفہ
ہین پس اشاع سی حضرت یحیی پیدا ہوئے اور حنہ سے حضرت مریم متولد
ہوئین قتیبی نے کہا کہ وہ اشاع بنت عمران ہین قول اول پر حضرت یحیے
بن زکریا فرزند ہوئے حضرت عیسی کی والدہ کے خالہ کے اور دوسری قول پر
حضرت یحیی اور حضرت عیسی خالہ زاد بہائی ہوئے جیسا کہ صحیح حدیث مین وارد
ہوا ہے عاقر وہ عورت ہے کہ بسبب کبر سن کے نہ جنے اور اوس عورت کو
بہی کہتے ہین جس کے بغیر کبر سن کے بچا نہ ہوتا ہو یہان یہی مراد ہے اور جس

مرد کی تجا نہین ہوتا ہے اوس کو بھی عاقر بولتے ہین فھب لی من لدنک
ولیا یعنی تو مجھے دے اپنے فضل سی ایک ولی مرضی یعنے کاروبار اونہا لا
کیونکہ اس جیسے کی امید نہین کی جاتی ہے مگر تیرے فضل اور تیری کمال قدرت
سے لڑکا مانگنے کی تصریح اس لیے نہین کی کہ وہ اپنے نفس سے اس بات کو
جان چکے تھے کہ وہ اور اونکی بی بی ایسی حالت مین ہو گئے ہین کہ حدوث
وحصول لڑکے کی کا اوس مین نہین ہو سکتا ہے بعض نے کہا کہ وہ کچہ اوپر نوی
برس کے تھے کسی نے کہا کہ مراد اون کے ولی سے جس کو اونہون نے
طلب کیا وہ لڑکا ہے اور اون جیسا شخص اگر لڑکے کا سوال کرے
تو اس سے کوئی مانع نہین ہے اس لیے کہ وہ خارق عادت ہوگا اللہ سبحانہ
کبھی ایسے امر کے ساتھہ اپنے رسولون کا اکرام فرماتا ہے پس یہ منجملہ اون کے
معجزات کے ہوتا ہے جو کہ اون کے صدق وراستی پر دلالت کرتے ہین
یرثنی ویرث من آل یعقوب یعنی تو مجھے ایسا ولی عطا کر کہ وہ میرا وارث
ہو اور وارث ہو آل یعقوب کا دونون فعل برفع پڑہے گئے ہین اس بنا پر
کہ وہ دونون صفتین ہین ولی کی اور دعا کا جواب نہین ہین اور بنا بر جواب
دعا بجزم بھی پڑہے گئے ہین پہلی قرارت کو ابو عبید نے ترجیح دی ہے اور کہا
کہ یہ قرارت معنی مین صواب تر ہے کیونکہ اونہون نے ایسا ولی طلب کیا کہ
جس کی یہ صفت ہے پس کہا کہ تو مجھے وہ ولی عطا کر جو کہ میرا وارث ہو
اس کو نحاس نے ترجیح دی ہے وراثت یہان وراثت علم ونبوت کی ہے
راجح یہی قول ہی جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے اکثر مفسرین اس طرف گئے ہین کہ
یعقوب جن کا ذکر یہان کیا گیا ہے وہ یعقوب بن اسحق بن ابراہیم علیہم السلام
ہین بعض کا یہ زعم ہے کہ یعقوب بن ماثان برادر عمران بن ماثان ہین کلبی
وغیرہ اسی کے قائل ہین آل یعقوب سی مراد یعقوب کے خاص لوگ ہین
جن کا امر طرف اون کے رجوع کرتا ہے بسبب قرابت ورشتہ داری کے

یا صحبت و مصاحبت کی یا موافقت دینے کے اون مین انبیا و ملوک ہوئے
ہین ایک قرارت یرثني وارث ال یعقوب ہی دوسری وارث ال یعقوب
بصیغۂ متکلم ہے تیسری او یرث ال یعقوب ہی اس بنا پر کہ یہ مصغر فاعل
ہے یرثنی کا یہ قرارتین لفظ و معنی کی جہت سے غایت شذوذ مین ہین واجعلہ
رب رضیا یعنی کر تو اوس کو ای میرے رب پسندیدہ اوس کے اخلاق و
افعال مین کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تو اوسکو اپنی قضا و قدر کے ساتھہ
راضی کر یا اوس کو مرد صالح و نیک کر کہ تو اوس سی راضی و خوش ہو یا اوسکو
نبی کر جیسا کہ تو نے اوس کے آبا کو نبی کیا ہے یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ
یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا ای زکریا ہم تجھکو خوشی سناتے ہین ایک
لڑکے کی جس کا نام یحیی نہین کیا ہم نے پہلے اوس نام کا کوئی ف
فتح البیان مین ہے کہ زکریا بہمزہ و حذف ہمزہ دونو سبعیہ قرارتین ہین جمہور
مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ ندا طرف سے اللہ سبحانہ کے ہے کسی نے کہا
فرشتون کی جانب سے اس لیے کہ آل عمران مین یون فرمایا ہے فنادتہ
الملائکۃ یعنی پس پکارا حضرت زکریا کو فرشتون نی اور یہ بات ہوسکتی ہے کہ
دو بار اون کو خطاب واقع ہوا ہو ایک بار فرشتون کے واسطے سے اور
دوسری بار بدون واسطی کے یہان کلام مین حذف ہے ای فاستجاب لہ
دعاءہ فقال یا زکریا یعنی اللہ تعالی نی اون کی دعا قبول فرمائی پھر کہا ای
زکریا ہم تجھکو خوشخبری دین ایک لڑکے کی درمیان اس بشارت کے اور درمیان
وجود لڑکے کے خارج مین تیرہ برس کا زمانہ تہا اس لیے کہ حضرت زکریا کا لڑکا
مانگنا اور اوس کی خوشخبری پانا حضرت مریم کے لڑکا پن مین تہا اور وہ اونکی
کفالت و پرورش مین تہین اور حضرت یحیی کا حمل مقارن تہا واسطے حمل
حضرت عیسی کے اور حضرت مریم اوس وقت تیرہ برس کی تہین اور اشاع
چھ مہینے پہلے حضرت یحیی کے ساتھہ حاملہ ہوئین اس کے بعد حضرت مریم کو

حضرت عیسی کا حل رہا سورۂ آل عمران مین حضرت یحیی وزکریا کے نام رکھنے
کی وجہ گذر چکی ہے زجاج نے کہا یحیی اس لیے نام رکھا کہ علم کے ساتھ زندہ
ہوئے اور حکمت کے ساتھ جو اون کو دی گئی تھی کلمۂ یحیی غیر منصرف ہے
بسبب علمیت وعجمہ کے اس کا تثنیہ حالت رفعی مین یحییان اور حالت
نصبی اور جری مین یحییین ہے اور جمع سالم حالت رفعی مین یحیون اور نصبی
وجری مین یحیین ہے سمّی بروزن فعیل بمعنی مفعول ہے یعنی مسمی یحیی
اکثر مفسرین نے کہا معنی اس کے یہ ہین کہ ہم نے ان سے پہلے کسی کا نام
یحیی نہین رکھا مجاہد وحضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما اور ایک جماعت
نے کہا ہے معنی اس کے یہ ہین کہ نہین کیا ہم نے واسطے اوس کے مثل اور
نظیر یعنی اون کے مثل کسی کو نہین کیا اس معنی پر لفظ سمی مساماۃ یا سموسے
ماخوذ ہوگا یہ قول رد کیا گیا ہے اس لیے کہ یہ مقتضی ہے تفضیل یحیی علیہ السلام
کو حضرت ابراہیم وموسی علیہما السلام پر کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ کسی بانجھ
عورت نے مثل اون کے بچا نہین جنا قول اول اولی ہے اللہ سبحانہ نے
جو یہ خبر دی کہ اون سے پہلے کسی کا یہ نام نہین رکھا سو اسمین دو حکمت
سے حضرت یحیی کی فضیلت ہے پہلی حکمت یہ ہے کہ خود اللہ پاک نے اونکے
یحیی نام رکھنے کا متولی ہوا اور اوس کو ماں باپ کے سپرد نہین فرمایا اور
بالخصوص اون کا نام یحیی رکھا اس لیے کہ اون کی ماں کا رحم اون سے
زندہ ہوگیا بعد اس کے کہ عقم کی وجہ سے مردہ ہوگیا تھا دوسری حکمت
یہ ہے کہ اون کا ایسا نام رکھنا کہ اون کے غیر کے واسطے موضوع نہین ہوا
یہ اون کی تشریف وتعظیم کا فائدہ دیتا ہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
فرماتے ہین کہ یہ آیت ایسی ہے کہ جیسے اللہ تعالی نے اور جگہ فرمایا ہے
یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی کما قال تعالے هنالك دعا زكريا
ربه قال رب هب لي من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعاء فنادته

ف وہان دعا کی زکریا
نے اپنے رب سے کہا ای
رب میرے واسطے کر مجھ سے اپنی
پاس سے اولاد پاکیزہ بیشک
تو سننے والا ہے دعا کے پھر پکارا اوس کو
آواز دی فرشتون نے
جب وہ کھڑا تھا نماز

الملائکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک بیحیی مصدقا بکلمۃ
من اللہ وسیدا وحصورا ونبیا من الصالحین قولہ تعالے لم نجعل لہ
من قبل سمیا یعنی نام نہین رکھا گیا کوئی اون سے پہلے ساتھہ اس نام کے
ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے مجاہد نے کہا سمیا ای شبیہا یعنی ہمسی
کے معنی شبیہ ونظیر کے ہین اس قول کو فاعبدہ[۱] واصطبر لعبادتہ
ھل تعلم لہ سمیا ای شبیہا کے معنی سے لیا ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت
ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نہین جنا بانجھہ عورتون نے اون سے
پہلے مثل اون کا یہ اسپر دلیل ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بجا نہین
ہوتا تھا اور اسی طرح اون کی بی بی بھی اپنی اول عمر سے بانجھہ تھین
بخلاف حضرت ابراھیم وسارہ علیہما السلام کے کہ اونھون نے جو حضرت
اسحاق کی بشارت سنی تعجب کیا تھا سو یہ تعجب بسبب اون کے بڑھاپے کے
تھا نہ بسبب اون کے بانجھہ ہونے کے اور اسی لیے اونھون نے یون کہا
ابشر[۲] تمونی علی ان مسنی الکبر فبم تبشرون باوجود اس کے کہ حضرت
اسحق سے تیرہ برس پہلے حضرت اسمعیل پیدا ہو چکے تھے وقالت[۳] امرأتہ
یا ویلتی ءالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ان ھذا لشیء عجیب قالوا
اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید
مجید قال رب انی یکون لی غلام وکانت امراتی عاقرا وقد بلغت
من الکبر عتیا[۴] قال کذلک ج قال ربک ھو علی ھین وقد خلقتک
من قبل ولم تک شیئا[۵] بولا ای رب کہان سے ہوگا مجھکو لڑکا اور میری
عورت بانجھہ ہے اور مین بوڑھا ہوگیا یہان تک کہ اکڑ گیا کہا یون ہی فرمایا
تیرے رب نے وہ مجھپر آسان ہے اور تجھکو بنایا مین نے پہلے سے اور تو
نہ تھا کچھہ چیز[۶] ف انوکھی چیز مانگتے تعجب نہین آیا جب سنا کہ ہوگا تب
تعجب کیا ف[۷] یہ فرشتے نے کہا انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی

[۱] اور ثابت قدم رہ اوس کی بندگی پر
[۲] خوشخبری دیتے ہو مجھکو باوجودیکہ مجھکو پہنچا ہے بڑھاپا سو کس بات کی خوشخبری دیتے ہو
[۳] اور بی بی اسکی کھڑی تھی سو ہنسی تعجب کرتی ہے اسکے حکم سے اور کہا ہے اور برکتین
[۴] ہون تم پر اے گھر والون وہ سراہا ہوا بڑا ہے ۱۲

کہتی ہین یہ تعجب ہی طرف سی زکریا علیہ السلام کی جب کہ اون کی دعا قبول ہوئی
اور لڑکی کی بشارت دیے گئے تو نہایت درجہ خوش ہوئے اور جو لڑکا
اون کے پیدا ہوگا اوس کی کیفیت کا سوال کیا اور جس وجہ سے وہ آئیگا
اوس کو پوچھا باوجود اس کے کہ اون کی بی بی بانجھ تھین اول عمر سے جنتی
نہ تھین پھر بوڑھیا ہوگئین اور خود بھی بوڑھے ہو چکے اون کی ہڈیان خشک
ہوگئین لاغر و دبلے ہوگئے لقاح[1] وجماع اون مین باقی نہین رہا جب
لکڑی سوکھ جاتی ہے تو عرب کہتے ہین عتا یعتو عتیا وعتوا وعسی
یعسو عسوا وعسیا یعنی وہ لکڑی خشک ہوگئی مجاہد نے کہا عتیا سے مراد
ہڈی کا لاغر ہونا ہے حضرت ابن عباس وغیرہ نے کہا مراد کبر یعنی بڑھاپا ہے
ظاہر یہ ہے کہ عتیا کبر سے خاص تر ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہین
البتہ مقرر مین نے ساری سنت جان لی سوا اس کے کہ مین نہین جانتا
ہون کیا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے ظہر و عصر مین یا نہین
اور مین نہین جانتا ہون کہ کس طرح پڑھتے تھے اس حرف کو وقد بلغت
من الکبر عتیا او عسیا اخرجہ ابن جریر امام احمد نے بھی حضرت ابن عباس
سے ایسا ہی روایت کیا ہے قال یعنی فرشتے نے حضرت زکریا کو اوس
بات کا جواب دیا جس سے اونہون نی تعجب کیا تھا کذلک قال ربک
ھو علی ھین یعنی پیدا کرنا لڑکے کا تجھسے اور تیری بی بی سے جو یہ ہے نہ
اس کے غیر سے آسان وسہل ہے اللہ پر پھر اون سے وہ بات ذکر کی
جو کہ اون کے سوال سے بھی زیادہ تر عجیب تھی پس کہا وقد خلقتک من
قبل ولم تک شیئا یعنی تو اس سے کیا تعجب کرتا ہے مین نے تو تجھکو بنایا
اس سے پہلے اور تو نہ تھا کچھ چیز جیسا کہ اور جگہہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے
ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا ف
فتح البیان مین ہے کہ عتیا سے مراد جسم وجلد کی لاغری اور ہڈی کی باریکی ہے

[1] لقاح بالفتح یعنی آب نر یعنی منی ۱۲
[2] کبھی کبھی ہاکذا ان بالیک وقت زنانی مین جو نہا کچھ چیز تھا ۱۲ آنی ۱۲

یا مراد خشکی ہے جوڑون ہڈیون مین جو کہ بڑہاپے کی وجہ سے اور بڑی عمر مین
پہونچنے سے ہوجاتی ہے جس وقت آدمی کا سن انتہا کو پہونچ جاتا ہے
اور بڑا بوڑہا ہوجاتا ہے تو عرب لوگ کہتے ہین عتا الشیخ یعتو عتیا یعنی
وہ نہایت بوڑہا ہوگیا اور شیخ عات بولتی ہین جبکہ حالت یبس وخشکی
کو پہونچ جاتا ہے یعنی سوکھکر تانت بن جاتا ہے اصل عتی کی عتو ہے کیونکہ
یہ واوی ہے واو کو یا سے بدل دیا اس لیے کہ یا بہ نسبت واو کے زیادہ تر
خفیف ہے سیبویہ نے عتیا کے اعراب مین چار وجہین ذکر کی ہین اونمین سے
ظاہر تر اور وجیہ تر یہ وجہ ہے کہ یہ مفعول بہ ہے بلغت کا عتیا کو عین کے زیر و
پیش دونو سے پڑہا ہے اور یہ دونو دو لغت ہین اور یہ دونون جملے واسطے
تاکید استبعاد و تعجب کے ہین جو کہ انی یکون لی غلام سے مستفاد ہوتا ہے
معنی یہ ہین کہ اب ہماری درمیان مین وجود وحصول لڑکے کا کیونکر ہوگا حالانکہ
میری عورت بانجھ ہے اوسکی اور میری جوانی مین کبھی بچا پیدا نہین ہوا اور
اب تو وہ بڑہیا ہے اور مین بوڑہا ہون اللہ پاک نے اس سوال کا جو کہ
تعجب و استبعاد کو مشعر ہے یون جواب دیا قال کذلک اس کا فاعل فرشتہ
خوشخبری پہونچانے والا ہے کوا شی نے کہا وہ جبریل علیہ السلام ہین اکثر مفسرین
اسپر ہین کہ وہ اللہ تعالی ہے اس لیے کہ اس قول پر نظم قرآنی ٹوٹنے سے
سالم رہتی ہے غرضکہ فرشتے نی یا اللہ پاک نے فرمایا کہ بات اسی طرح ہے
کہ جس طرح تو نے کہی زکریا علیہ السلام کے قول کی تصدیق کی اوس کو ثابت
و مقرر رکھا پہر اون کے استبعاد و تعجب کو اپنے اس قول پاک سے دور کردیا
قال ربك هو علي هين اہتمام کے لیے اس کو مکرر ذکر کیا یعنی فرمایا کہ بچا
ہونا باوجود اس کے کہ تیرے نزدیک بعید ہے لیکن مجھپر آسان ہے فراء
نے کہا یعنی اوس کا پیدا کرنا مجھپر سہل ہے باین طور کہ جماع کی قوت کو مین
تجھپر پہیر لاؤنگا اور تیری عورت کے رحم کو بچا رہنے کے واسطے پہاڑ دونگا

حالانکہ مین نے تو تجھکو یحیی سے پہلے پیدا کیا ہے اور تو کچھہ نہ تھا کیونکہ معدوم
شے نہین ہوتا ہے سائر کو فیکون نے قد خلقتك کو قد خلقناك پڑہا ہے
اور جملۂ لم تک شیئا پہلے جملے کی تقریر و تثبیت کرتا ہے زجاج نے کہا کہ
تیرے واسطے بچہا پیدا کرنا ایسا ہے جیسا تیرا پیدا کرنا معنی یہ ہین کہ اللہ
پاک نی اون کو ابتداءً پیدا فرمایا اور عدم محض سے اون کو ایجاد کیا
پس پیدا کرنا لڑکے کا بطریق توالد معتاد کے اوس سے زیادہ تر سہل و آسان
ہے عدم محض سے پیدا کرنے کی نسبت زکریا علیہ السلام کی طرف کی آدم
علیہ السلام کی طرف نہ کی حالانکہ وہ حقیقۃً عدم سے پیدا کیے گئے ہین یون نکہا
وقد خلقت اباك آدم من قبل ولم یك شیئا یعنی مین نے تیرے باپ
آدم کو پیدا کیا پہلے سے اور وہ کچھہ نہ تھا اس لیی کہ اس بات پر دلالت
کرے کہ افراد بشری ہر فرد کو ایک حصہ ہے انشاء و ایجاد آدم علیہ السلام

کا صدم سے قال رب اجعل لی آیۃ قال آیتك ان لا تکلم الناس ثلث لیال

سویا ہ فخرج علی قومہ من المحراب فاوحی الیہم ان سبحوا بکرۃ وعشیا ہ
بولا ای رب ٹہیرا دے مجھکو کچھہ نشانی فرمایا تیری نشانی یہ کہ بات نکری تو
لوگون سے تین رات تک چنگا بہلا پہر نکلا اپنے لوگون پاس حجرے سے
تو اشارت سے کہا اون کو کہ یاد کرو صبح اور شام ف مونہہ سے
بول نہ سکے نشان ہوا کہ وہ وقت آیا انتے ف اللہ پاک خبر دیتا ہے
زکریا علیہ السلام سے کہ اونہون نے کہا ای رب تو ٹہیرا دے واسطے میرے
کوئی نشانی و دلیل وجود پر اوس چیز کے جس کا تو نے مجھے وعدہ کیا ہی
تاکہ میرا جی قرار پکڑے اور میرا دل مطمئن ہو جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے
کہا ہے رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن
قلبی اسپر اللہ پاک نی فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو بات نکرے لوگون سے
تین رات تک بہلا چنگا یعنی تو روکے اپنی زبان کو بات کرنے سے تین رات

ای رب رکہا مجھکو کوئی
چلا دیجا تو اوسی فرمایا
تو نے بیشن نہین کی کہ
کیون نہین بلکن اسلیے
کہ تسکین ہو میرا دل کو ۱۲

حالانکہ تو صحیح وسوی خاصا بھلا تندرست ہے بدون کسی مرض وعلت کے
حضرت ابن عباس ومجاہد وعکرمہ ووہب وسدی وقتادہ وغیرواحد نے
کہا کہ اون کی زبان بند ہوگئی بدون کسی مرض وعلت کے ابن زید بن
اسلم نے کہا کہ وہ پڑھتے اور تسبیح کرتے اور اپنی قوم سے بات نہین کرسکتے
تھے مگر اشارے سے عوفی نے حضرت ابن عباس سے ثلث لیال سویا
کے معنی متتابعات نقل کیے ہین یعنی تین رات برابر پے در پے ان سے
اور جمہور سے پہلا قول جو مروی ہے صحیح تر وہی ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے
سورۂ آل عمران مین فرمایا ہے[۱] قال رب اجعل لی آیۃ قال آیتک ان لا
تکلم الناس ثلثۃ ایام الا رمزا واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشی والابکار
امام مالک نے زید بن اسلم سے سویا کے معنی من غیر خرس نقل کیے ہین یعنی بات
نہین کرسکتے تھے بدون گونگے ہونے کے اور یہ اسپر دلیل ہے کہ وہ ان
تین دن رات مین لوگون سے بات نہین کرتے تھے مگر رمز یعنی اشارے سے
اور اسی لیے اس آیت کریمہ مین یون کہا ہے فخرج علی قومہ من المحراب
یعنی پھر نکلے اپنے لوگون کے پاس حجرے سے یعنی جس مین اون کو لڑکے
کی خوشخبری دی گئی تھی فاوحی الیہم یعنی خفیۃ سریعۃ اون کو اشارہ کیا
کہ تم صبح وشام تسبیح کرو یعنی جس بات کا ان تین دنون مین اونکو حکم ہوا ہے
زیادہ اون کے اعمال سے واسطے شکر اللہ تعالے کے اوس نعمت پر جو
اون کو دی ہے تم اوسمین اون کی موافقت کرو مجاہد نے کہا اوحیٰ کے معنی
اشارے کے ہین یہی قول وہب وقتادہ کا بھی ہے ایک روایت مجاہد سے یہ
ہے کہ اون کے واسطے زمین پر لکھدیا سدی نے بھی ایسا ہی کہا ہے
ف فتح البیان مین ہے کہ مراد آیت سے علامت ہے یعنی تو میرے واسطے
کوئی ایسی علامت ونشانی ٹھیرادے کہ وہ مجھکو مسؤل ومطلوب کا وقوع وتحقق
اور حصول حمل کا بتادے مقصود اس سوال سے یہ ہے کہ بچا رہنے کا وقت

[۱] بولا ای رب مجھکو
دی کچھ نشان کہ
نشانی تیری یہ کہ تو بات
کرے تو لوگون سے تین دن
مگر اشارت سے اور یاد
کر اپنے رب کو بہت
اور تسبیح کر شام اور صبح ۱۲

اونکو معلوم کرادی اس لیے کہ بشارت لڑکے کی تعیین وقت سے مطلق تھی
یعنی صرف خوشخبری دی تھی یہ نہین بتایا تھا کہ فلان وقت حمل رہیگا
ابن الانباری نے سوال کی وجہ یہ کہی ہے کہ اون کا جی سرعت امر کی طرف
مشتاق ہوا اس لیے اللہ پاک سے نشانی کا سوال کیا کہ جس بات کا اللہ
تعالی نے اون پر احسان کیا ہے اوس کے قرب کو اوس سے پہچان جائین
کسی نے کہا کہ اونہون نے ایسی نشانی طلب کی کہ وہ اون کو یہ بات بتا دی کہ
خوشخبری طرف سے اللہ کے ہے شیاطین کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ ابلیس
نے اون کے وہم مین یہ بات ڈالدی تھی ضحاک وسدی نے ایسا ہی کہا ہے
اور یہ قول نہایت بعید ہے سویًا کا نصب بنا بر حال ہے یعنی اللہ تعالی نے
فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو بات کرنے پر قادر نہ ہوگا حال آنکہ تندرست صحیح
سالم بھلا چنگا ہوگا بدون کسی کھٹکے کے نہ تجھ مین کوئی آفت ہوگی کہ وہ
تجھے بات کرنے سے روکے مراد تین راتین مع دنون کے ہین جیسا کہ آل عمران
مین فرمایا ہے ثلاثۃ ایام اس سورت مین راتون کا ذکر کیا اور آل عمران مین
دنون کا وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ سورت مکی ہے اور مکی سابق ہے مدنی پر اور
رات سابق ہی دن پر پس سابق کو سابق دیا اور موخر کو موخر عطا فرمایا
محراب کے کئی معنی ہین قاموس مین کہا ہے محراب غرفہ[۱] ہی اور صدر خانہ
اور اکرم مواضع خانہ یعنی گھر مین جو جگہ کہ صدر کی اور عزت کی ہوتی ہے اوسکو
بھی محراب کہتے ہین اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ مسجد مین اور وہ جگہ جس کے
ساتھ بادشاہ متفرد ہوتا ہے لوگون سے دور رہتا ہے یعنی خاص جای جلوس
بادشاہ کو بھی محراب بولتے ہین محاریب بنی اسرائیل کے اونکی مسجدین ہین
جن مین وہ بیٹھا کرتے تھے شہاب مین ہے کہ وہ محراب جو اب معروف ہے
یعنی جوف دار طاق مسجد کی دیوار مین کہ جسمین امام نماز پڑھتا ہے محدث[۲] ہے
عرب اوس کو نہین پہچانتے ہین پس اوس کا محراب نام رکھنا ایک اصطلاح ہے

[۱] فارسی اسکی برزوآرہ ہے یعنی بالاخانہ ۱۲
[۲] یعنی نو پیدا ہے عرب اول مین نہ رکھتے تھے کوئی اسکا نام نہ رکھا ۱۲

فقہار کی انتہی یہ قول شہاب کا ممنوع ہی بلکہ وہ تو لغوی معنے ہین کیونکہ لغوی
معنی کے افراد سے ہین جن کو قاموس مین بیان کیا ہے ومقام الامام
من المسجد اشتقاق محراب کا حرب سے ہے گویا ملازم محراب شیطان سے
محاربہ کرتا ہے کسی نے کہا حرب بفتحتین سے مشتق ہی گویا محراب کا ملازم حرب
وتعب ونصب کی ملاقات کرتا ہے یہان محراب سے مراد جای صلوۃ ہی
غرضکہ جب اللہ پاک نے حمل رہنے کی نشانی بتادی تو وہ اپنی جای صلوۃ
سے متغیر اللون عاجز الکلام نکلے یعنی چہرے کا رنگ بدلا ہوا تہا بات کرنے سے
عاجز تہے پس لوگون نے اس بات کو اوڑا سمجہا تو اونہون نے طرف اون کے
اشارہ کیا کہ تم صبح وشام اپنے رب کی تسبیح وتنزیہ کرو کسی نے کہا کہ مراد نماز
صبح وعصر ہے کسی نے کہا مراد سبحان اللہ کہنا ہے لفظ بکرہ منصرف ہے
اس لیے کہ اوس سی علمیت مقصود نہین ہے اگر علمیت مقصود ہوگی تو غیر منصرف
ہوجائیگا فراء نے کہا کہ عشی کا استعمال مونث ہوتا ہے اور اوس کا مذکر لانا
بہی جائز ہے جب کہ مبہم لایا جائے ایک قول یہ بہی ہے کہ عشی جمع ہے عشیۃ کی

یایحیی خذ الکتب بقوۃ ط واتینہ الحکم صبیا ۝ وحنانا من لدنا وزکوۃ
وکان تقیا ۝ وبرا بوالدیہ ولم یکن جبارا عصیا ۝ وسلام علیہ یوم ولد و
یوم یموت ویوم یبعث حیا ۝ ای یحیی اوٹہالے کتاب زور سی اور دیا
ہمنی اوس کو حکم کرنا لڑکاپن مین اور شوق دیا اپنی طرف سے اور ستہرائی اور
تہا پرہیزگار اور نیکی کرتا اپنے مان باپ سی اور نہ تہا زبردست بے حکم اور
سلام ہی اوسپر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے اور جس دن اوٹہ کہڑا ہو
جی کر ف یعنی علم کتاب لوگون کو سکہانے لگے اپنے باپ کی جگہہ زور سے
یعنی باپ ضعیف تہے اور یہ جوان ف ایک لڑکے نے اون کو بلایا کہیلنے کو
کہا ہم اس واسطے نہین بنے ف یعنی آرزو کے لڑکے ایسے ہوتے ہین وہ
ایسا نہ تہا ف اللہ جو بندے پر سلام کہے اوس کے معنی یہ کہ اوسپر کچہہ پکڑ نہین

ف ان تینون کے
سوا تہا تمنا ہے ۱۲ ف
یعنی ایک نئی بات عادت
کے خلاف ۱۲

انتہی **ف** یہ کلام متضمن ہے محذوف کو وہ یہ ہے کہ جس لڑکے کی حضرت زکریا علیہ السلام کو بشارت دی گئی تہی وہ لڑکا وجود مین آیا اور وہ یحیی علیہ السلام ہین اور اللہ تعالے نے اوس کو کتاب سکہائی یعنی توراۃ جس کو وہ لوگ باہم درس کیا کرتے تہے اور حکم کرتے تہے ساتہہ اوس کے نبی جو کہ اسلام لائے واسطی اون لوگون کے کہ جو یہودی ہوے اور درویش اور عالم اور اوسوقت وہ کم سن تہے سو اسی لیے اون کے ذکر کے ساتہہ تثنیہ[1] کی اور اوس چیز کے ساتہہ جس کا اون پر انعام کیا اور اون کے باپ مان پر پس فرمایا یا یحیی یعنی اللہ تعالی نے لڑکے سے کہا ای یحیی یا یہ معنی ہین کہ حضرت زکریا کے لڑکا پیدا ہوا پہر وہ اوس عمر کو پہونچا کہ جسمین وہ مخاطب ہو سکے تو ہم نے اوس سے کہا ای یحیی زجاج نی کہا معنی یہ ہین کہ ہم نے زکریا کو لڑکا عطا کیا اور اوس سی کہا ای یحیی یعنی تین برس بعد ولادت سی جیسا کہ قتادہ نی کہا ہی یا دو برس بعد یعنی فرشتے کی زبان پر جیسا کہ ابوحیان نے کہا ہے خذ الکتاب بقوۃ یعنی تو کتاب کو سیکہنے ساتہہ جد وحرص وعزیمت واجتہاد کے یعنی اوس کے سیکہنے مین خوب سعی وکوشش وعزم بجالا مراد کتاب سے توراۃ ہے جیسا کہ اول گذر چکا ہے اس لیی کہ اوس وقت معہود ومعروف وہی تہے یہ بہی احتمال ہے کہ کوئی اور کتاب اون کی خاص ہو گو ہم اوس کو اب پہچانتے نہون اخذ سے مراد یا تو اخذ حسی ہے یا اخذ من حیث المعنی ہے وہ یہ ہے کہ جو کچہہ اوس کتاب مین ہے اوس کے ساتہہ کما ینبغے قیام کرین یہ یون ہوتا ہے کہ ایسا ملکہ حاصل کیا جاے کہ وہ اس بات کا مقتضے ہو کہ بسہولت مامور بہ پر پیشقدمی کرین اور بآسانی منہی عنہ سے باز رہین حکم سے مراد حکمت ہے اور حکمت سمجہنا ہے کتاب کا جس کے اخذ کا اون کو حکم ہوا اور سمجہنا احکام دینیہ کا کسی نے کہا علم وحفظ علم اور عمل کرنا ہے اوسپر کسی نے کہا نبوت ہے کسی نے کہا عقل مجاہد نے کہا فہم مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا لب یعنی خلاصہ ومغز

[1] یعنی اوسکے ذکر کو بیٹے کی اور نبوت کی بہی ۱۲

یا جد و عزم و اقبال و اکتساب خیر پر اور اوس مین سعی و کوشش کرنا حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ وہ فہم و عبادت دیے گئے اور وہ سات برس کے
تھے دوسرا لفظ ان سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا کہ لڑکون نے یحیی بن زکریا سے کہا چلو ہم کھیلین تو یحیی نے کہا کہ ہم
کھیل کے واسطے پیدا نہین کیے گئے ہین چلو ہم نماز پڑہین پس وہ قول ہے
اللہ کا و اتیناہ الحکم صبیا اخرجہ الحاکم فی تاریخہ تیسرا لفظ اون سے یہ ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن پڑہے
پہلے اس سے کہ بالغ ہو تو وہ اون لوگون مین سے ہے کہ جو حکم دیے گئے
لڑکپن مین اخرجہ البیہقی و اخرجہ ابن ابی حاتم موقوفا علیہ حنانا
معطوف ہے الحکم پر جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ حنان رحمت و رقت و شفقت
و عطف و محبت ہے یہ سب لفظ معنی مین قریب بکدیگر ہین اصل اسکی
نفس کا توقان یعنی آرزومند ہونا ہی ماخوذ ہے حنین الناقۃ علی ولدھا
سے یعنی آرزومندی و مہربانی کرنا اونٹنی کا اپنے بچے پر ابو عبید نے کہا عرب
بولتے ہین حنانک یا رب و حنانیک یا رب ان دونون کے ایک معنی
ہین یعنی ای رب مین تیری رحمت چاہتا ہون ابن الاعرابی نے کہا حنان
مشدد اللہ عزوجل کی صفات سے ہے اور حنان مخفف عطف و رحمت ہے
اور حنان رزق و برکت ہے ابن عطیہ نے کہا کہ حنان کے کلام عرب مین
یہ معنی بھی ہین کہ جو عظیم امور ہون اللہ کی ذات مین اسی معنی سے یہ قول
ہے زید بن عمرو بن نفیل کا واللہ لئن قتلتم ھذا العبد لا تخذن قبرہ حنانا
یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ اگر تم مار ڈالوگی اس غلام کو تو ہرآئینہ مین ٹھیراؤنگا اوسکی
قبر کو حنان مراد اس سے حضرت بلال رضے اللہ عنہ ہین جس وقت زید کا
گذر اونپر ہوا اور وہ عذاب کیے جاتے تھے تو زید نے یہ بات کہی کسی نے
کہا کہ قائل اس قول کے ورقہ بن نوفل ہین ازہری نے کہا اس قول کے

لہ جد یعنی سعی اور عزم و اقبال و اکتساب خیر پر

یعنی ہین کہ البتہ مین اوسپر رحم کرون گا اور البتہ اوسپر شفقت و مہربانی کرونگا
کیونکہ وہ اہل جنت سے ہے عطا نے کہا حنانا کے معنی تعظیما ہے حکرمہ کا لفظ
حضرت ابن عباس سے یہ ہے لا واللہ ما ادری ما حنانا یعنی قسم ہے اللہ
کی مین نہین جانتا ہون کہ حنان کیا ہے ابن جبیر کا لفظ یہ ہے کہ مین نے ابن
عباس سے اس کا پوچھا تو اونہون نے کہا اس مین کچھ نہ پایا یعنی اونکو اس کے
معنی معلوم نہوئے امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے یبقی رجل فی النار
ینادی الف سنۃ یا حنان یا منان وقد یثنی[1] معنی من لدنا کے من
عندنا و من جنابنا ہین یعنی ہم نے یحیے کو اپنے پاس سے اپنی درگاہ سی
رحمت عطا کی جو کہ اوس کے دل مین کامن[2] و ساکن ہے جس سے وہ شفقت
و مہربانی کرتا ہے لوگون پر منجملہ اون کے اوس کے ماں باپ و خویش
و اقارب ہین تاکہ اون کو کفر سے چھڑائے ایک قول حضرت ابن عباس کا
حنانا مین یہ ہے کہ مین نہین جانتا ہون کہ وہ کیا ہے مگر بے شک مین اوسکو
گمان کرتا ہون کہ اللہ عطف کرتا ہے یعنی مہربانی فرماتا ہے اپنے بندے پر
ساتھہ رحمت کے اور ایک جماعت سلف نے اوس کی تفسیر رحمت کے
ساتھہ کی ہے جیسا کہ اول مذکور ہو چکا اسی باب سے کسی شاعر[3] کا قول ہی ؎

وعسیر بلاء حاقت بہ ویسیر حنانک یدفعہ

یعنی اوسپر ایک مشکل بلا نازل ہوئی ہے اور تیری ذراسی رحمت و مہربانی
اوسکو دور و رفع کر دیگی اللھما ادفع عنا البلایا کلھا واجرنا من خزی الدنیا
وعذاب الاخرۃ یا حنان یا منان یا ذا الجلال والاکرام بجاہ سیدنا و مولانا
محمد و آلہ و صحبہ وصل وسلم وبارک علیہ وعلیہم اجمعین الی
یوم الدین آمین و زکوۃ معطوف ہے ماقبل پر زکوۃ کے معنی ہین تطہیر و
برکت و تنمیہ و پرت کے یعنی پاک صاف کرنا اور بڑہنا اور بڑہانا اور نیکی کرنا

[1] یعنی پکارتے پکارتے دہرا ہو جائیگا ۱۲ منہ
[2] یعنی جاگیر ہے ۱۲ منہ
[3] یعنی نابغہ ذبیانی رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ

معنی یہ ہین کہ ہم نے یحیی کو مبارک کر دیا واسطے لوگون کے کہ اون کو نیکی
کی راہ بتائی کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ پاک کیا ہم نے اوسکو ساتھ حسن ثنا
کے اوسپر مثل تزکیۂ شہود کے کسی نے کہا زکوۃ کے معنے صدقہ ہین یعنی
صدقہ کیا ہم نے اوس کا اوس کے مان باپ پر یہ قول ابن قتیبہ کا ہے
کسی نے کہا اس کے معنی تصدقنا علی الناس ہین یعنی ہم نے اوس کو توفیق
عطا کی واسطے تصدق کے لوگون پر کسی نے کہا مراد زکوۃ سے طاعت واخلاص
ہے کسی نے کہا عمل صالح سو یحیی نے گناہ کا قصد نہ کیا ابن کثیر نے کہا زکوۃ طہارت
ہے میل کچیل اور آثام وذنوب سے قتادہ کے قول مین عمل صالح اور ضحاک
وابن جریج کے قول مین عمل صالح زکی ہے حضرت ابن عباس نے تقیا کی
تفسیر مین فرمایا ہے کہ وہ پاک کر دیے گئے تھے اور اونہون نے گناہ نہین
کیا یعنی وہ اللہ پاک کی نافرمانیون سے بالطبع کنارہ کش اوس کے مطیع و
فرمان بردار تھے مروی ہے کہ اونہون نے معصیت نہین کی اور نہ کبھی اوس کا
قصد کیا منجملہ اون کے تقوے کے ایک یہ بات ہے کہ گھاس سے قوت کرتے
تھے اور بہت گریہ وزاری فرماتے تھے اس لیے اون کے رخسارون پر آنسوون کے
مجاری تھے یعنی رونے کی کثرت کے مارے رخسارون پر آنسوؤن کے
نشان پڑ گئے تھے برا بمعنے فاعل ہے یعنی اپنے مان باپ سے لطف ونرمی
کا برتاؤ کرتے اون پر احسان فرماتے کیونکہ بعد تعظیم اللہ پاک کے کوئی
عبادت مان باپ کے ساتھ نیکی کرنے سے بڑھکر نہین ہے بدلیل قولہ تعالے
وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا جبار کہتے ہین متکبر
کو سو وہ متکبر نہ تھے کہ کسی کو مارڈالین اور خفا ہو کر مارین پیٹین اور نہ اپنے
مان باپ کے نافرمان تھے نہ اپنے رب کے یہ وصف ہے یحیی علیہ السلام کا
ساتھ لین جانب اور خفض جناح کے یعنی رحیم کریم شفیق نرم دل نرم مزاج
تھے تند خو جنگ جو نہ تھے جبار وعصی دونون صیغے مبالغے کے ہین ان پر جب

لہ یعنی لوگ اونکی
توفیق کرتے ہین ۱۲
لہ اور پرچکا دیا ترے
رب نے کہ نہ پوجو اوسکے
سوا اسے اور ماں باپ پر
بھلائی ۱۲

نفی آتی ہی تو زیادتی کی نفی ہو جاتی ہے اور اصل فعل باقی رہتا ہے سو
یہان ایسا نہین ہے بلکہ نفی اصل جبر و عصیان کی ہے یعنی اون مین جبر
و عصیان اصلا نہ تھا کم نہ زیادہ بالکل ان دونون سے پاک صاف ستھری
منزہ و مبرا تھے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جس وقت اللہ تعالے
نے اون کی طاعت کا ذکر کیا کہ وہ اپنے رب کے مطیع و فرمان بردار تھے
اور اوس نے اون کو رحمت و زکوۃ و تقوے والا پیدا کیا تھا تو اوسپر طاعت
والدین کے ذکر کو عطف فرمایا کہ وہ اپنے ماں باپ کے بھی مطیع و فرمان بردار
تھے اور اون کے ساتھ نیکی کرتے اور اون کی نافرمانی سے بچتے تھے قول و
فعل و امر و نہی مین اور اسی لیے یون فرمایا کہ وہ جبار و عصی نہ تھے پھر بعد ذکر
ان اوصاف جمیلہ کے انپر اون کے واسطے یہ جزا ارشاد فرمائی وسلام علیہ الخ
یعنی واسطے اون کے ان تین حالون مین امان ہے ابن جریر وغیرہ نے
کہا معنی اس کے یہ ہین کہ اون پر امان ہے طرف سے اللہ کے ابن عطیہ نے
کہا ظاہر تر میرے نزدیک یہ ہے کہ سلام سے مراد یہی تحیت متعارفہ ہے
اس لیے کہ یہ امان سے اشرف دائمہ وارفع ہے کیونکہ جب اون ہی عصیان
کی نفی کر دی تو امان تو اون کو حاصل ہی ہو گیا اور یہ اونکے درجات سے
کمتر درجہ ہی شمار ہوا اسی مین ہے کہ اللہ تعالے اون پر سلام کرے اس جگہ
سلام منکر کہا اور حضرت عیسی علیہ السلام کے قصے مین معرف فرمایا اس کی
یہ وجہ ہے کہ پہلا سلام اللہ کی طرف سے ہے اور اوسکی طرف سے قلیل کثیر
ہوتا ہے اور دوسرا سلام حضرت عیسی کی جانب سے ہے ولادت کے دن
سلام کی یہ معنی ہین کہ وہ اوس دن شیطان وغیرہ سے امن مین رہے اور
شیطان کے پہونچنے سے بچے جیسا کہ سارے بنی آدم کو پہونچتا ہے یا یہ کہ اللہ تعالی
نے اوس دن اون پر سلام پڑھا سفیان بن عیینہ نے کہا ہے زیادہ تر وحشت ہاک
ہوتی ہے خلق تین جگہون مین جس دن کہ پیدا ہوتا ہے تو اپنے نفس کو خارج

لہ یعنی بزرگ و بلند

دیکھتا ہی اوس جگہہ سی کہ جسمین وہ تہا اور جس دن مرتا ہے تو ایک ایسی قوم کو
دیکھتا ہی کہ اون کو معاینہ نہین کیا تہا اور جس دن جی کر اوٹھے گا تو اپنے
نفس کو ایک محشر عظیم مین دیکھے گا کہا پس اللہ نے اون تینون جگہون مین یحیے
بن زکریا کا اکرام کیا سو اون کو خاص کیا ساتہہ سلام کے پس فرمایا
وسلام علیہ الخ رواہ ابن جریر عن احمد بن منصور الموزی عن
صدقۃ بن الفضل عنہ قتادہ سے جبار العصیا کی تفسیر مین مروی ہے کہا
ابن المسیب ذکر کرتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
نہین ہے کوئی کہ ملاقات کرے اللہ کی روز قیامت مین مگر گناہگار ہوکر
مگر یحیی بن زکریا محمد بن اسحق کا لفظ سعید بن المسیب سے یہ ہے مجہے حدیث
کی ابن العاص نی کہ اونہون نی سنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے
فرمایا کل بنی آدم آئین گے روز قیامت کو اور واسطے اون کے گناہ ہونگے الا
ما کان من یحیی بن زکریا حافظ ابن کثیر کہتے ہین ابن اسحاق مدلس ہے
اور یہ حدیث ضعیف کی گئی ہے فاللہ اعلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین ہے کوئی
اولاد آدم سے مگر حال یہ ہے کہ مقرر اوس نے خطا کیا ہے یا ارادہ خطا کا کیا
ہے سوا یحیے بن زکریا کے اور نہین لائق ہے کسی کو کہ وہ کہے کہ مین بہتر
ہون یونس بن متی سے اخرجہ الامام احمد یہ بہی ضعیف ہے اس لیے کہ
علی بن زید بن جدعان کے منکرات بہت ہین واللہ اعلم قتادہ سے مروی ہے
کہ حسن نے کہا یحیی و عیسی علیہما السلام دونون ملے تو حضرت عیسے نے اون سے کہا
کہ تو میری واسطی استغفار کر تو مجہے بہتر ہے تو دوسرے نی اونسی کہا کہ تو مجہے بہتر ہے
عیسی علیہ السلام نے اون سی کہا کہ تو مجہہ سے بہتر ہے مین نے سلام کیا اپنے

نفس پر اور سلام کیا اللہ نے تجہپر فعرف واللہ فضلا واذکر فی الکتاب مریم
اذا نتبذت من اہلہا مکانا شرقیا ۱۶ فاتخذت من دونہم حجابا فاقف

علہ یعنی سوائے بچے
یحیے السلام کے کہ اونہ
بچے کوئی گناہ نہو گا ۱۲

فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا ۝ قال انی اعوذ بالرحمن منک
ان کنت تقیا ۝ قال انما انا رسول ربک ۖ لاہب لک غلاما زکیا ۝
قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا ۝ قال کذلک ۚ
قال ربک ہو علی ہین ۚ ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا ۚ وکان
امرا مقضیا ۝ اور مذکور کر کتاب مین مریم کا جب کنارے ہوئی اپنے لوگون سے
ایک شرقی مکان مین پہر پکڑ لیا اون سے ورے ایک پردہ پہر بہیجا ہم نے
اوس پاس اپنا فرشتہ پہر بن آیا اوس کے آگے آدمی پورا بولے مجہکو رحمن
کی پناہ تجہہ سے اگر تو ڈر رکہتا ہے بولا مین تو بہیجا ہون تیرے رب کا کہ دیجاؤن
تجہکو ایک لڑکا ستہرا بولی کہان سے ہوگا مجہکو لڑکا اور چہوا نہین مجہکو آدمی
نے اور کبہی نہ تہی مین بدکار بولا یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجہپر آسان
ہے اور اوس کو ہم کیا چاہین لوگون کے لیے نشانی اور مہر ہماری طرف سے
اور ہے یہ کام ٹہیرچکا ف یعنی غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تہا تیرہ برس
کی عمر تہی یا پندرہ برس کی کنارے ہوئین شرم سی وہ مکان شرق کو تہا
اب نصاری قبلہ کرتے ہین شرق کو ف یعنی جوان خوش صورت
ف نشانی لوگون کو یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہوا اللہ کی قدرت سے
انتہی ف جب کہ اللہ پاک نے ذکر یا علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا کہ باوجود اسکے
کہ وہ بوڑہے تہے اور اون کی بی بی بانجہہ تہین اون سے ایک فرزند
زکی طاہر پاک صاف مبارک بابرکت پیدا فرمایا تو اون کے قصے پر مریم علیہا السلام
کے قصے کا عطف کیا کہ اون سے بدون باپ کے حضرت عیسی علیہ السلام کو
ایجاد فرمایا اس لیے کہ درمیان دونو قصون کے مناسبت و مشابہت ہے
اور اسی لیے سورۂ آل عمران مین اور اس سورت مین اور سورۂ انبیا مین اونکو
قرین کلید ذکر کیا ہے کیونکہ درمیان اون کے معنی مین تقارب و تناسب
ہے غرض ان قصون کے ذکر سے یہ ہے کہ بندون کو اپنی قدرت و عظمت

سلطان پر آگاہ کرتی ہے فرمایا واذکر فی الکتاب مریم حضرت مریم دختر
عمران نسل ہارون علیہ السلام کی ہین بنی اسرائیل مین ماہر طیب پاک
عصامت ستھری خاندان کی تھین اللہ پاک فی سورہ آل عمران مین انکی والدہ کے
جننے کا قصہ ذکر کیا ہے کہ ان کی والدہ نے ان کو اللہ کے واسطے نذر کر دیا تھا
کہ وہ مسجد بیت المقدس کی خدمت کیا کرین وہ لوگ اس بات کو قربت وعبادت
سمجھتے تھے سو اون کے رب نے اون کو اچھے قبول سے قبول کر لیا اور اچھی
طرح اون کو بڑھایا پرورش کیا اور اون نے بنی اسرائیل مین بڑی آوبھگت
سے پرورش پائی پس جو بی بیان کہ عبادت و نسک کرتی ہین اور اللہ کے
واسطے دنیا چھوڑتی ہین عبادت و ریاضت مین محنت و مشقت اوٹھاتی ہین
اور عبادت عظیم کے ساتھہ مشہور و معروف ہوتی ہین حضرت مریم بھی
اون مین سے ایک بی بی ہوگئین اور یہ اپنے خالو حضرت زکریا کی کفالت
و پرورش مین تھین اوس وقت حضرت زکریا بنی اسرائیل کے نبی و عظیم
و بزرگ و سردار تھے وہ لوگ اپنے دین مین طرف اون کے رجوع کرتے تھے انہون
نے حضرت مریم ہی ایسی کرامتین دیکھین کہ اون کو متعجب و متحیر کر دیا جو وقت
داخل ہوتے اون پر زکریا محراب مین تو پاتے نزدیک اون کے رزق
کہتے ای مریم یہ تیرے واسطے کہان سے ہے کہتین وہ اللہ کے پاس سے ہے
بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے ذکر کیا گیا ہے
کہ زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے پاس سرما کا میوہ گرما مین اور گرما کا سرما مین
پایا کرتے تھے چنانچہ اس کا بیان سورہ آل عمران مین گذر چکا ہے پھر جب
اللہ پاک نی ارادہ کیا اور اوسی کے واسطے ہے حکمت و حجت بالغہ کہ ایجاد
فرمائے حضرت مریم سے اپنے بندہ و رسول عیسی علیہ السلام کو جو کہ ایک رسول
ہین پانچ بڑے رسولون اولوالعزم سے تو وہ اپنے لوگون سے کنارہ گزین
ہوئین اور اون سے یک سو و علیحدہ ہوگئین مسجد مقدس کی شرقی جانب کے

طرف تشریف لیگئین کنارہ کرنے کی وجہ مین مفسرین کا اختلاف ہے
سدی نے کہا اس لیے کہ اون کو حیض آگیا تہا کسی نے کہا اور کسی واسطے
محمد ابن اسحق نے کہا کہ اپنی سبزی ترکاری کی طرف گئین تاکہ اوسے پانے
دین نوف بکالی نے کہا کہ اونہون نے اپنے واسطے ایک جگہ بنائی تہی کہ
اوس مین عبادت کرین واللہ اعلم حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ اہل کتاب پر نماز فرض کی گئی طرف بیت اللہ کے اور حج
طرف اوس کے اور نہین پہیرا اون کو اوس سے مگر تیرے رب کے قول نی
فانتبذت من اھلھا مکانا شرقیا کہا کہ نکلین مریم طرف ایک شرقی مکان کے
سو اونہون نے یعنی نصاری نے نماز پڑہی طرف مطلع شمس کے رواہ ابن ابی
حاتم وابن جریر دوسرا لفظ ابن جریر کا حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ بیشک
مین البتہ زیادہ تر عالم ہون خلق اللہ کا کہ کس لیے نصاری نے مشرق کو
قبلہ ٹہیرایا واسطے اس قول اللہ تعالے کے فانتبذت من اھلھا مکانا شرقیا اونہون
نے میلاد عیسی علیہ السلام کو قبلہ ٹہیرایا قتادہ نے کہا مکان شرقی یعنی جای دور
علیحدہ یک سو **ف** فتح البیان مین ہے کہ نبذ طرح ورمی کو کہتے ہین یعنے
ڈالنا پھینکنا اللہ تعالی فرماتا ہے فنبذوہ وراء ظھورھم معنی یہ ہین کہ حضرت
مریم علیحدہ ہوئین اور دور گئین ابن قتیبہ نے کہا کنارہ گزین ہوئین کسی نے
کہا تنہا ہوئین اپنی قوم سے یہ معانی باہم قریب یکدیگر ہین مکان شرقی سے
مراد جانب شرق ہی نصب اس کا بنا بر ظرفیت ہے یا مفعول بہ ہے اس بنا پر
کہ معنی انتبذت کے اتت ہین یعنی وہ شرقی مکان کو آئین جیسا کہ سمین نے
کہا ہی اور مصباح مین ہے وہ بات ہے جو اس کی تائید کرتی ہے شرق
بسکون رای مہملہ وہ مکان ہے کہ جس مین سورج نکلتا ہے مکان کو شرق
کے ساتہ اس لیے خاص کیا کہ وہ لوگ جہت شرق کی تعظیم کرتے تہے کیونکہ
وہ مطلع ہے انوار کا ابن جریر نے اس کے معنی کو حکایت کیا ہے کسی نے کہا کہ

وہ دن سخت سردی کا تہا اس لیی وہ مکان کے جانب مشرق مین
بیٹہین اپنے سر کی جوین ڈہونڈہتی تہین فاتخذت من دونھم حجابا
حجاب سی مراد حاجز یا ستر ہی یعنی آڑ یا پردہ کہ اون کو لوگون سے چہپادے
تاکہ وہ اون کو حالت عبادت مین یا حیض سے غسل کرنے مین نہ دیکہین غرضکہ
حضرت مریم اون سے چہپ گئین پہر بہیجے ہم نے طرف اوس کے اپنی روح
مراد روح سی جبریل علیہ السلام ہین تاکہ وہ اون کو لڑکے کی بشارت دین
اور اون مین پہونکین کہ اون کو لڑکی کا حمل رہجاے پس جبریل علیہ السلام
اون کے آگے پورے آدمی بن آئے یعنی تام کامل پورے آدمی کی صورت
پر ہو گئے بنی آدم کی صفتون سے کوئی صفت مفقود نہین رہی مجاہد وضحاک
وقتادہ وابن جریج ووہب بن منبہ وسدی نے کہا کہ مراد روح سی جبریل
علیہ السلام ہین اور یہی قول ظاہر قرآن ہے کیونکہ اللہ پاک نے دوسری
آیت مین یون فرمایا ہے نزل[1] به الروح الامین علی قلبك لتكون
من المنذرین ابو جعفر رازی نے ابی بن کعب رضے اللہ عنہ سی روایت
کیا ہی کہ روح عیسی علیہ السلام کی منجملہ اون روحون کے ہے کہ جن پر زمانہ آدم
علیہ السلام مین عہد لیا گیا تہا اور وہی روح حضرت مریم کے آگے پورا آدمی
بن گئی یعنی روح عیسی علیہ السلام کی سو حضرت مریم نے اوسی کو اوٹہا لیا کہ
جس نے اون سے خطاب کیا اور وہ اون کے مونہہ مین حلول کر گیا حافظ
ابن کثیر فرماتے ہین کہ یہ قول غایت غرابت ونکارت مین ہی گویا اسرائیلی ہے
یعنی منجملہ اون اقوال کے ہے کہ جو بنی اسرائیل سے لیے گئے ہین فتح البیان
مین ذکر کیا ہے بیضاوی نے کہا شاید پوری صورت آدمی کی بن جانا اسلیے
ہو کہ اون کی شہوت کو اوبہاری تو اون کا نطفہ طرف اون کے رحم کے اور جاے
انتہے تاریخ خمیس فی احوال النفس نفیس مین کہا کہ اس قول مین نظر یعنی اعتراض
ہے انتہی کسی نے اس صحیح اعتراض کا بیان نہین کیا نہ اونہون نے نہ اونکی سوا

[1] نزل اور تنزیل ہے اسکو فرشتہ معتبر تم لوگون پر لاتا ہو ذوالرسانے والا

اور مفسرون نے میری تلاش وجستجو مین مگر ایک ابوالسعود نی بیان کیا ہے کہ
مقام تو آثار قدرت خارقۂ عادت کی بیان کا ہے سو یہ قول باوجود اوسکی
مخالفت کے یہ قول اللہ پاک کا اوس کی تکذیب کر رہا ہے قالت انی اعوذ
بالرحمن منك ان كنت تقيا اس لیی کہ یہی قول شاہد عدل ہی اس بات پر
کہ اون کی خاطر خاطر مین کوئی شائبہ کسی طرح کے میل کا نہین گذرا پھر اوس حالت
کا کیا ذکر ہے کہ جو میل وشہوت کے پہلے سرے پر مترتب ہوتی ہے جس کا ذکر
قاضی نے کیا ہے ہان جبریل علیہ السلام کا پورا آدمی بن جانا اوس حسن
فائق وجمال رائق پر واسطے ابتلا وامتحان حضرت مریم کے اور واسطے
آزمانے اون کی عفت وپارسائی کے تھا اور مقرر اون سے وہ ورع و
عفاف ظاہر ہوا کہ اوس کی ورا کوئی غایت نہین ہے یعنی اون سے ایسی
عفت وپرہیزگاری وقوع مین آئی کہ اوس کا انتہا نہین ہے اللہ پاک کا
ذکر بعنوان رحمانیت اس لیی کیا کہ اللہ تعالے کے ساتھہ پناہ مانگنے مین اور
آثار رحمت خاصہ کی استجلاب مین مبالغہ ہو جای رحمت خاصہ یہی ہے کہ جو کام
اون پر ناگہان آپڑا ہے اوس سی اون کو بچالی انتے کیفیت تمثل جبریل ۳
مین کلام کیا ہے کہ وہ باوجود فرشتہ ہونے کے ناگاہ ایک انسان خوبصورت
تندرست صحیح سالم کیونکر بن گئے سو امام الحرمین رحمہ اللہ تعالی کا یہ قول ہے
کہ جو جزء کہ خلق جبریل سے زائد ہے اللہ تعالی اوس کو فنا کر دیتا ہے یا اون سے
اوس کا ازالہ فرماتا ہے پھر اوس کو طرف اون کے پھیر لاتا ہے یعنی اون کے
لیے اجزاء اصلیہ ہین جیسے کہ انسان مین ہوتے ہین اور اجزاء زائدہ نہین
ہین ابن عبدالسلام رحمہ اللہ نے ساتھہ ازالہ کے جزم کیا ہے نہ فنا کے یعنی
اجزای زائدہ کا ازالہ ہوتا ہے پھر وہ عود کر آتے ہین نہ یہ کہ وہ بالکل فنا
کر دیے جائین حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ قدر زائد نہ زائل ہوتی ہے
نہ فنا ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالے فقط دیکھنے والے سے اوسکو مخفی کر دیتا ہے

قالہ الکرخي جبریل علیہ السلام بشر کی صورت مین اس لیے ظاہر ہوے
کہ مریم علیہا السلام اون کی بات چیت سے انس پکڑین اور اون سے نفرت
نہ کرین تو اون کی بات کو سمجھ لین اگر وہ فرشتون کی صورت مین اون کے
واسطی ظاہر ہوتے تو وہ نفرت کرتین اور اون کی بات سننے پر قادر
نہ ہوتین ہرگز اون کو اس کی طاقت نہوتی کہ فرشتہ اپنی صورت پر ہو
اور وہ طرف اوس کے نظر کرسکین پھر جب اونہون نے جبریل علیہ السلام
کو خوبصورت کامل خلق آدمی کی شکل مین دیکھا کہ وہ پردہ پھاڑکر اون کے
سامنے آگیا تو اونہون نے گمان کیا کہ وہ اون سے بدی کا ارادہ رکھتا ہے
اس لیے اللہ تعالے کے ساتھہ اوس سے پناہ چاہی اور بولی اوٹھین مجھکو
رحمن کی پناہ تجھہ سے اگر تو ڈر رکھتا ہے یعنی اگر تو اون لوگون مین سے ہے
جو کہ اللہ کا تقوی رکھتے ہین اوس سی ڈرتے ہین بمقتضای تقوے و ایمان
برتاؤ کرتے ہین خاصکر رحمن کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ اوس کے دفع کرنے
سے ضعیف و عاجز ہین تو وہ اون کے ضعف و عجز پر رحم کری کسی نے کہا
کہ تقی ایک مرد صالح کا نام تہا سو برا تعجب اوس سے پناہ چاہی کسی نے
کہا کہ ایک بدکار مرد کا نام تہا وہ شخص اوس وقت مین مشہور و معروف تہا
پہلا قول اولی ہے اوس حسین صورت سے اون کا پناہ چاہنا اون کی کمال
عفت و پارسائی و غایت ورع و پاکدامنی پر دلالت کرتا ہے جواب شرط
کا محذوف ہے یعنی تو پھر تو مجھسے تعرض مت کر مجھے چھوڑ دے مجھہ سے باز رہ
یا تو مجھہ سے باز رہ بسبب میری پناہ چاہنے کے یہ جملہ مثل قول قائل کے ہے
کہ اگر تو مومن ہے تو مجھپر ظلم مت کر ایک وجہ پناہ مانگنے کی یہ ہی کہ جو وقت
فرشتہ بشر کی صورت مین اون کے لیے ظاہر ہوا اور وہ تنہا مکان مین
تہین اور درمیان اون کے اور اون کی قوم کے حجاب و پردہ تہا تو اوس سے
ڈرین اور گمان کیا کہ وہ ارادہ کرتا ہے اون کا اون کے نفس پر سو بولین کہ

مجھکو پناہ ہے رحمن کی تجھ سے اگر ہے تو تقی یعنی اگر تو ڈرتا ہے اللہ سے یہہ
اوس کو اللہ کی یاد دلانا ہے دفع کرنے مین مشروع یہی ہے کہ اسہل
فالاسہل کے ساتھہ ہو اس لیے اونہون نے اول اللہ عزوجل سی ڈرایا
ابو وائل نے قصۂ مریم علیہا السلام کو ذکر کیا تو کہا کہ مقرر اونہون نے جان لیا کہ
تقی ذو نہیہ یعنی دانشمند ہوتا ہے جبکہ وہ بولین کہ مین پناہ چاہتی ہون ساتھہ
رحمن کے تجھ سے اگر تو ہے تقی اخرجہ ابن جریر جبریل علیہ السلام بولے کہ
مین تو بھیجا ہون تیرے رب کا جس کے ساتھہ تو نے پناہ چاہی اور مین اون
لوگون مین سے نہین ہون جن سے ارادۂ بد کی توقع کی جاتی ہے جس کا
خطرہ تیری دل پر گذرا ہے مین تو اس لیے آیا کہ دے جاؤن تجھکو ایک لڑکا
زکی یعنی گناہون سے پاک جو کہ نزاہت وعفت و پاکی و پارسائی پر پرورش
پائیگا کسی نے کہا زکی سے مراد نبی ہے جبریل علیہ السلام نے لڑکا دے جانا
اپنی طرف سے ٹھیرایا اس لیے کہ اوس مین سبب وہی ہین اس جہت
سے کہ حضرت مریم کو اونہین کی طرف سے اعلام ہوا یا اس جہت سے کہ نفخ
ظاہر مین اونہین کے ساتھہ قائم ہوا بعض مصاحف مین جو یون ہے کہ اصرفی
ان اھب لک وہ اسی بات کو قوت دیتا ہے یعنی اللہ نے مجھکو امر کیا ہے کہ
مین تجھے دے جاؤن ایک قرارت لیھب لک ہے اس بنا پر معنی یہ ہونگی
کہ اللہ نے مجھے بھیجا ہے کہ وہ بخشے تجھکو لڑکا پاک حافظ ابن کثیر نے یون بیان
کیا ہے کہ فرشتے نی حضرت مریم کو جواب دیا اور جو خوف کہ اون کو اپنے
نفس پر حاصل ہوا تھا اوس کو زائل کیا کہ مین اوس سے نہین ہون جو تو
گمان کرتی ہے لیکن مین تو قاصد ہون تیرے رب کا یعنی مجھکو اللہ نے
تیری طرف بھیجا ہے کہتے ہین کہ جس وقت حضرت مریم نے رحمن کا ذکر کیا تو
جبریل علیہ السلام خوف کے مارے کانپ اوٹھے اور اپنی ہیئت کی طرف
پھر گئے اور کہا انما انا رسول ربک لیھب لک غلاما زکیا یعنی مین تو رسول

ہون تیرے رب کا تاکہ وہ بخشے تجھکو ایک پاک لڑکا ابو عمرو بن العلاء
نی اسی طرح پڑہا ہے یہ ایک قاری ہین قراء مشہورین سے دوسرے
قاریون نے لاھب لک غلاما زکیا پڑہا ہے دونون قراءتون کے
واسطی ایک وجہ حسن اور معنی صحیح ہین اور ہر ایک دوسری کو مستلزم ہی
حضرت مریم بولین کہان سے ہوگا میرے لڑکا یعنی اونہون نے اس سے
تعجب کیا اور کہا کہ کیونکر ہوگا میرے لڑکا یعنی یہ لڑکا کس صفت پر مجھ سے
پایا جائیگا حالانکہ مین خاوند والی نہین ہون اور نہ بدکاری مجھ سے متصور ہے
اور اسی لیے کہا اور نہین چھوا مجھکو آدمی نے اور کبھی نہین تھی مین بدکار
بغی زانی بدکار عورت کو کہتے ہین اسی لیے حدیث شریف مین مہر بغی سے
نہی آئی ہے فتح البیان مین ہے کہ مس عبارت ہے نکاح حلال سے
کیونکہ وہ اوس سے کنایہ ہے اور زنا ایسا نہین ہے زنا مین جو بولا جاتا ہے
سو وہ فجر بھا وخبث بھا ہے اور جو اس کے مشابہ ہے ان دونو لفظون کے
معنی یہ ہین کہ مردنی عورت سے زنا کیا بغی زانیہ بدکار عورت ہے جو کہ
مردون کو ڈہونڈہتی پھرتی ہے مبرد نے کہا اصل بغی کی بغوی بروزن فعول
ہے ابن جنی نے کہا بروزن فعیل ہے ابن انباری نے کہا کہ بغی غالب ہے
عورتون مین واسطے جاری کرنے اوس کے مجری حائض وعاقر کے عرب
لوگ رجل بغی بہت ہی کم بولتے ہین یعنی جیسے حائض وعاقر بدون تاء کے
خاص واسطی عورتون کے ہے اسی طرح بغی بھی غالبًا عورتون ہی مین
بولا جاتا ہے اور مردون مین نہایت ہی کم بولتے ہین جماع حلال وحرام
دونون کی نفی کی بقصد تاکید واسطی تنزیہ جانب اپنی کے فحشا وزنا سی
یعنی لڑکا نہین ہوتا ہے مگر نکاح یا سفاح وزنا سے اور یہان ان مین سے
ایک بھی نہین ہوا پھر لڑکا ہونے کی کیا صورت کسی نے کہا کہ حضرت مریم
نے کچھ اللہ تعالی کی قدرت سی بعید نہین سمجھا لیکن یہ چاہا کہ یہ لڑکا کیونکر ہوگا

آیا خاوند کی جہت سے ہوگا کہ زمانہ آئندہ مین اوس سے نکاح کرین گی یا
اللہ پاک اوس لڑکی کو ابتدا پیدا کریگا جبریل علیہ السلام بولے بات
یون ہی ہے کہ بدون باپ کے تجھہ سے لڑکا پیدا کرنا ہے فرمایا تیرے رب
نے کہ پیدا کرنا تیری لڑکے کا بغیر باپ کے مجھپر آسان ہے یعنی میرے امر
سے جبریل تجھہ مین پھونکے سو تو اوس سے حاملہ ہو جائے اور پیدا کیا ہم نی
اوسکو تا کہ کرین اوس کو یعنی اس لڑکے کو یا اوس کے پیدا کرنے کو بدون
باپ کے ایک نشانی واسطی لوگون کے کہ وہ اوس سی استدلال کرین کمال
قدرت پر یعنی اللہ پاک انواع خلق پر قادر ہے رنگا رنگ کی خلق پیدا
کر سکتا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو بغیر مرد و عورت کے بنایا اور حوا
علیہا السلام کو مرد سی بدون عورت کے پیدا فرمایا اور عیسی علیہ السلام کو
عورت سے بدون مرد کے پیدا کیا اور باقی خلق کو نر و مادہ دونون سی
بنایا قالہ الکرخی اور تا کہ کرین ہم اوس کو ایک رحمت عظیم ہماری طرف سے
واسطی اون لوگون کے کہ جو اوسپر ایمان لائین گے اس لیے کہ وہ اوس سے
ہدایت و خیر کثیر پائین گے کیونکہ ہر نبی اپنی امت کے واسطے رحمت ہوتا
ہے اور ہے یہ کام ٹھیر چکا یعنی اوس کا پیدا کرنا ایک ایسا امر ہے کہ میرے
علم مین اوس کی ساتھہ قضا و قدر جاری ہو چکی ہے اوس کا حکم ہو لیا ہے
اوس سی فراغت ہو چکی ہے نہ وہ پھیرا جاے نہ اوس مین کسی طرح تغیر و تبدل
ہو لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہی اللہ پاک اوس کو مقدر کر چکا ہی اور قلم اوس سے
سوکھہ گئی ہے **ف** ابن کثیر مین ہے کہ فرشتے نے حضرت مریم علیہا السلام
کو جواب اون کے سوال کا یون دیا کہ مقرر اللہ نے فرمایا ہے کہ وہ عنقریب
تجھسی ایک لڑکا ایجاد کریگا کو تیری لیے خاوند نہو اور نہ تجھہ سے زنا وجود مین
آئے کیونکہ وہ جو چاہتا ہے اوسپر قادر ہے اور اسی لیے اوس نے فرمایا ہے
ولنجعلہ آیۃ للناس یعنی اور تا کہ کرین ہم اوس کو دلالت و علامت و نشانی

واسطی لوگون کے قدرت پر اون کی باری وخالق کی جس نے اون کے پیدا
کرنے مین رنگارنگی کی ہے سو اون کے باپ آدم کو بغیر نر و مادہ کے بنایا
اور حوا کو نر سی بدون مادہ کے پیدا کیا اور باقی اولاد کو نر و مادہ دونون
سے بنایا مگر عیسی علیہ السلام کہ اون کو عورت سے بدون مرد کے خلق فرمایا
پس رباعی قسمت پوری ہوگئی جو کہ اوس کی کمال قدرت وعظیم سلطان پر
دلالت کرتی ہے فلا الہ غیرہ ولا رب سواہ ورحمۃ منا کا یہ مطلب ہے کہ
کرین ہم اوس لڑکے کو رحمت طرف سے اللہ کے ایک نبی نبیون سے کہ وہ
بلاوی طرف اللہ تعالی کی عبادت وتوحید کی جیسا کہ اللہ پاک نی دوسری
آیت مین ارشاد فرمایا ہے اذ[۱] قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ
منہ اسمہ المسیح عیسی بن مریم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین
ویکلم الناس فی المہد وکہلا و من الصالحین یعنی وہ بلائے طرف
عبادت اپنے رب کی حالت مہد اور حالت کہولت مین مجاہد کہتے ہین مریم
علیہا السلام نی کہا کہ جس وقت مین تنہا ہوتی تو عیسے مجہ سے بات چیت کرتا
اور مجہ سے کلام کرتا حال آنکہ وہ میری شکم مین تہا اور جس وقت مین لوگونکے
ساتہہ ہوتی تو میری پیٹ مین تسبیح وتکبیر کرتا اخرجہ ابن ابی حاتم وکان
امرا مقضیا مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ تمام کلام جبریل علیہ السلام سے
ہے کہ اون کو اس بات کی خبر دیتے ہین کہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ اللہ پاک
کے علم وقدر ومشیت مین مقدر ہوچکا ہے دوسرا یہ ہے کہ اللہ پاک کی خبر
سے ہے وہ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دیتا ہے اور کنایہ کیا
اس قول سے پہونکنے کا اون کی شرمگاہ مین کما قال تعالی ومریم[۲] ابنۃ
عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وقال[۳] والتی احصنت
فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا ابن اسحق نے کہا امر مقضی یہ ہے کہ اللہ نے
اوسپر عزم کرلیا ہی پس اوس سے کوئی چارہ نہین ہے ابن جریر نی بہی اپنی تفسیر مین

---

[۱] اے جبکہ کہا فرشتون نے
[۲] اور مریم بیٹی عمران کی جس نے
[۳] اور وہ عورت جس نے

اسی قول کو اختیار کیا ہے اس کی سوا اور کوئی قول حکایت نہین کیا واللہ اعلم
ف حضرت مریم علیہا السلام کے نبوت مین اختلاف ہے بعض نے کہا
کہ وہ نبی ہین صرف اس لیے کہ اللہ نے طرف اون کے فرشتہ بھیجا اور
اونہون نے فرشتے سے بات چیت کی کسی نے کہا کہ وہ نبی نہ تھین اور فرشتے
نے جو اون سے کلام کیا سو وہ آدمی کی مثال پر تھا متفق علیہ یہ بات ہے
کہ منفی وحی رسالت ہے نہ مطلق وحی اور یہان جو وحی ہے سو وہ بشارت
ولد کی ہے نہ رسالت کی اس بات پر سورۂ آل عمران مین کلام گذر چکا ہے

فحملته فانتبذت به مكانا قصيا ٥ فاجاءها المخاض الى جذع النخلة ج
قالت يالیتنی مت قبل هذا وكنت نسيا منسيا ٥ پھر پیٹ مین لیا اوس کو
پھر کنارے ہوئی اوس کو لیکر ایک پرے مکان مین یعنی جنگے کے وقت پھر
لے آیا اوس کو جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ مین بولی کسی طرح مین مر چکتے
اس سی پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری ف اللہ پاک مریم علیہا السلام کی
طرف سی خبر دیتا ہے کہ جس وقت جبریل علیہ السلام نی طرف سے اللہ تعالے
کے اون کو کہا جو کچھ کہ کہا تو وہ قضای الٰہی کی مطیع و منقاد ہو گئین بہت سے
علمای سلف نے ذکر کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اوس وقت اون کے
کرتے کی جیب مین پھونکا تو وہ پھونک نیچے اوتری یہان تک کہ شرمگاہ
مین داخل ہو گئی سو اللہ تعالے کے اذن سے اون کو لڑکے کا حمل رہ گیا
پھر جب اون کو حمل رہگیا تو اسکی اون کو طاقت نہوئی تنگ دل ہوئین نہ جانا
کہ لوگون سے کیا کہین کیونکہ وہ اس بات کو نہ جانتی تھین کہ لوگ اون کو اس
بات مین سچا نہ جانین گے کہ جس کی وہ اون کو خبر دین گے سوا اس بات کے
کہ اونہون نے اپنا بھید ظاہر کیا زکریا علیہ السلام کی بی بی انکی خالہ تھین اون نے
اپنا حال بیان کیا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ زکریا علیہ السلام نے اللہ پاک سے لڑکا
مانگا تھا اون کی دعا قبول ہوئی بی بی اون کی حاملہ ہو گئین پھر مریم

علیہا السلام اپنی خالہ کے پاس آئین تو وہان کے واسطے کھڑی ہوگئین ان کو
گلی لگایا اور کہا مریم تو جانتی ہے کہ مین حاملہ ہون انہون نے اون سے
کہا کیا تم کو معلوم ہے کہ مین بہی حاملہ ہون اور اپنا حال و قصہ جو کچہ گذرا تہا
اون سے ذکر کیا اور وہ لوگ خاندان ایمان و تصدیق سے تہے پہر بعد
اس کے زکریا علیہ السلام کی بی بی جس وقت حضرت مریم کے روبرو ہوئین
تو جو اون کی شکم مین تہا اوس کو پائین کہ وہ سجدہ کرتا ہے اوس کو جو حضرت
مریم کی شکم مین ہی یعنی اون کی شکم والا ان کے شکم والے کی تعظیم و خضوع
کرتا ہی اس لیے کہ اون کے دین و ملت مین سلام کی وقت سجود مشروع تہا
جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ بہائیون نی اون کو سجدہ کیا
اور جس طرح کہ اللہ پاک نی فرشتون کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ
کرین لیکن ہمارے ملت محمدیہ مین یہ حرام ہے واسطے تعظیم جلال رب تعالے
کے مالک رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ عیسی بن مریم
اور یحیی بن زکریا علیہما السلام دونون خالہ کے بیٹے ہین اور حمل دونو کا جمیعاً معاً
ایک ساتہہ تہا سو مجہی یہ بات پہونچی ہے کہ والدہ یحیی علیہ السلام نی حضرت مریم
علیہا السلام سی کہا مین دیکہتی ہون کہ جو میرے پیٹ مین ہے وہ اوسکو سجدہ کرتا
ہے جو تیرے پیٹ مین ہے مالک نی کہا مین اسکو گمان کرتا ہون کہ واسطے
تفضیل عیسی علیہ السلام کے ہے اس لیے کہ اللہ نے اونکو ایسا کیا ہے کہ مردون کو
زندہ کرتے ہین اور مادرزاد اندہے اور کوڑہی کو بہلا چنگا کر دیتے ہین اخرجہ
ابن ابی حاتم پہر مفسرین نی عیسی علیہ السلام کی مدت حمل مین اختلاف کیا ہے
سو مشہور قول جمہور سے یہہ ہے کہ نو مہینے حاملہ رہین عکرمہ نے کہا آٹہہ ماہ کہا
اسی لیے آٹہہ مہینے کا بچہ نہین جیتا ہے حضرت ابن عباس سے کسی نے
مریم علیہا السلام کے حمل کا پوچہا تو فرمایا کہ نہین تہا وہ مگر یہ کہ حاملہ ہوئین پہر جن دیا
قالہ ابن جریج حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ قول غریب ہی گویا ظاہر قرینہ فحملته

فانتبذت به مکانا قصیا الخ سی ماخوذ ہی پس حرف فا اگرچہ تعقیب کے
واسطی ہے لیکن تعقیب ہر شی کی موافق اوسی شے کے ہوتی ہی کقولہ تعالی
ولقد[1] خلقنا الانسان من سلالة من طین ثم جعلناہ نطفة فی قرار مکین
ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما
سو یہ حرف فا واسطی تعقیب کے ہے موافق ہر ایک کے انمین سے صحیحین
مین ثابت ہوچکا ہے کہ درمیان ہر دو صفتون کے چالیس دن ہین وقال تعالی
الر تلک[2] آیات الکتاب المبین انا انزلناہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون نحن
نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القرآن وان کنت من قبلہ
لمن الغافلین اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس
والقمر رایتھم لی ساجدین قال یا بنی لا تقصص رویاک علی اخوتک فیکیدوا
لک کیدا ان الشیطان للانسان عدو مبین وکذلک یجتبیک ربک ویعلمک من
تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلی آل یعقوب کما اتمھا علی ابویک من
قبل ابراھیم واسحاق ان ربک علیم حکیم لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات
للسائلین اذ قالوا لیوسف واخوہ احب الی ابینا منا ونحن عصبة ان ابانا
لفی ضلال مبین اقتلوا یوسف او اطرحوہ ارضا یخل لکم وجہ ابیکم وتکونوا
من بعدہ قوما صالحین قال قائل منھم لا تقتلوا یوسف والقوہ فی غیابت
الجب یلتقطہ بعض السیارة ان کنتم فاعلین قالوا یا ابانا مالک لا تامنا
علی یوسف وانا لہ لناصحون ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب وانا لہ لحافظون
قال انی لیحزننی ان تذھبوا بہ واخاف ان یاکلہ الذئب وانتم عنہ غافلون
قالوا لئن اکلہ الذئب ونحن عصبة انا اذا لخاسرون فلما ذھبوا بہ واجمعوا
ان یجعلوہ فی غیابت الجب واوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا
یشعرون وجاءوا اباھم عشاء یبکون قالوا یا ابانا انا ذھبنا نستبق وترکنا
یوسف عند متاعنا فاکلہ الذئب وما انت بمؤمن لنا ولو کنا صادقین وجاءوا
علی قمیصہ بدم کذب قال بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل واللہ
المستعان علی ما تصفون وجاءت سیارة فارسلوا واردھم فادلی دلوہ قال یا
بشری ھذا غلام واسروہ بضاعة واللہ علیم بما یعملون وشروہ بثمن بخس
دراھم معدودة وکانوا فیہ من الزاھدین وقال الذی اشتراہ من مصر لامراتہ
اکرمی مثواہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا وکذلک مکنا لیوسف فی الارض
ولنعلمہ من تاویل الاحادیث واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا
یعلمون ولما بلغ اشدہ اتیناہ حکما وعلما وکذلک نجزی المحسنین وراودتہ
التی ھو فی بیتھا عن نفسہ وغلقت الابواب وقالت ھیت لک قال معاذ اللہ
انہ ربی احسن مثوای انہ لا یفلح الظالمون ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان
رای برھان ربہ کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین
واستبقا الباب وقدت قمیصہ من دبر والفیا سیدھا لدا الباب قالت ما جزاء
من اراد باھلک سوءا الا ان یسجن او عذاب الیم قال ھی راودتنی عن نفسی
وشھد شاھد من اھلھا ان کان قمیصہ قد من قبل فصدقت وھو من الکاذبین
وان کان قمیصہ قد من دبر فکذبت وھو من الصادقین فلما رای قمیصہ قد من
دبر قال انہ من کیدکن ان کیدکن عظیم یوسف اعرض عن ھذا واستغفری
لذنبک انک کنت من الخاطئین وقال نسوة فی المدینة امراة العزیز تراود
فتاھا عن نفسہ قد شغفھا حبا انا لنراھا فی ضلال مبین فلما سمعت بمکرھن
ارسلت الیھن واعتدت لھن متکا واتت کل واحدة منھن سکینا وقالت اخرج
علیھن فلما رایتہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن وقلن حاش للہ ما ھذا بشرا ان ھذا
الا ملک کریم قالت فذلکن الذی لمتننی فیہ ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم
ولئن لم یفعل ما امرہ لیسجنن ولیکونا من الصاغرین قال رب السجن احب
الی مما یدعوننی الیہ وان لا تصرف عنی کیدھن اصب الیھن واکن من
الجاھلین فاستجاب لہ ربہ فصرف عنہ کیدھن انہ ھو السمیع العلیم ثم بدا
لھم من بعد ما راوا الآیات لیسجننہ حتی حین ودخل معہ السجن فتیان قال
احدھما انی اراانی اعصر خمرا وقال الآخر انی اراانی احمل فوق راسی خبزا
تاکل الطیر منہ نبئنا بتاویلہ انا نراک من المحسنین قال لا یاتیکما طعام
ترزقانہ الا نبئتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما ذلکما مما علمنی ربی انی
ترکت ملة قوم لا یؤمنون باللہ وھم بالآخرة ھم کافرون واتبعت ملة آبائی
ابراھیم واسحاق ویعقوب ما کان لنا ان نشرک باللہ من شیء ذلک من فضل
اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون یا صاحبی السجن
ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار ما تعبدون من دونہ الا اسماء
سمیتموھا انتم وآباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان ان الحکم الا للہ امر
الا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون یا صاحبی
السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمرا واما الآخر فیصلب فتاکل الطیر من
راسہ قضی الامر الذی فیہ تستفتیان وقال للذی ظن انہ ناج منھما اذکرنی
عند ربک فانساہ الشیطان ذکر ربہ فلبث فی السجن بضع سنین وقال الملک
انی اری سبع بقرات سمان یاکلھن سبع عجاف وسبع سنبلات خضر واخر
یابسات یا ایھا الملا افتونی فی رؤیای ان کنتم للرؤیا تعبرون قالوا اضغاث
احلام وما نحن بتاویل الاحلام بعالمین وقال الذی نجا منھما واذکر بعد
امة انا انبئکم بتاویلہ فارسلون یوسف ایھا الصدیق افتنا فی سبع بقرات
سمان یاکلھن سبع عجاف وسبع سنبلات خضر واخر یابسات لعلی ارجع الی
الناس لعلھم یعلمون قال تزرعون سبع سنین دابا فما حصدتم فذروہ فی
سنبلہ الا قلیلا مما تاکلون ثم یاتی من بعد ذلک سبع شداد یاکلن ما قدمتم
لھن الا قلیلا مما تحصنون ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ
یعصرون وقال الملک ائتونی بہ فلما جاءہ الرسول قال ارجع الی ربک فاسالہ
ما بال النسوة اللاتی قطعن ایدیھن ان ربی بکیدھن علیم قال ما خطبکن
اذ راودتن یوسف عن نفسہ قلن حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء قالت امراة
العزیز الآن حصحص الحق انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین ذلک
لیعلم انی لم اخنہ بالغیب وان اللہ لا یھدی کید الخائنین وما ابرئ نفسی
ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم وقال الملک
ائتونی بہ استخلصہ لنفسی فلما کلمہ قال انک الیوم لدینا مکین امین قال
اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم وکذلک مکنا لیوسف فی الارض
یتبوا منھا حیث یشاء نصیب برحمتنا من نشاء ولا نضیع اجر المحسنین
ولاجر الآخرة خیر للذین آمنوا وکانوا یتقون وجاء اخوة یوسف فدخلوا علیہ
فعرفھم وھم لہ منکرون ولما جھزھم بجھازھم قال ائتونی باخ لکم من ابیکم
الا ترون انی اوفی الکیل وانا خیر المنزلین فان لم تاتونی بہ فلا کیل لکم
عندی ولا تقربون قالوا سنراود عنہ ابانا وانا لفاعلون وقال لفتیانہ اجعلوا
بضاعتھم فی رحالھم لعلھم یعرفونھا اذا انقلبوا الی اھلھم لعلھم یرجعون
فلما رجعوا الی ابیھم قالوا یا ابانا منع منا الکیل فارسل معنا اخانا نکتل
وانا لہ لحافظون قال ھل آمنکم علیہ الا کما امنتکم علی اخیہ من قبل فاللہ
خیر حافظا وھو ارحم الراحمین ولما فتحوا متاعھم وجدوا بضاعتھم ردت
الیھم قالوا یا ابانا ما نبغی ھذہ بضاعتنا ردت الینا ونمیر اھلنا ونحفظ
اخانا ونزداد کیل بعیر ذلک کیل یسیر قال لن ارسلہ معکم حتی تؤتون
موثقا من اللہ لتاتنی بہ الا ان یحاط بکم فلما آتوہ موثقھم قال اللہ علی
ما نقول وکیل وقال یا بنی لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب
متفرقة وما اغنی عنکم من اللہ من شیء ان الحکم الا للہ علیہ توکلت وعلیہ
فلیتوکل المتوکلون ولما دخلوا من حیث امرھم ابوھم ما کان یغنی عنھم من
اللہ من شیء الا حاجة فی نفس یعقوب قضاھا وانہ لذو علم لما علمناہ ولکن
اکثر الناس لا یعلمون ولما دخلوا علی یوسف آوی الیہ ابویہ وقال ادخلوا
مصر ان شاء اللہ آمنین ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا وقال یا ابت
ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلھا ربی حقا وقد احسن بی اذ اخرجنی من
السجن وجاء بکم من البدو من بعد ان نزغ الشیطان بینی وبین اخوتی ان
ربی لطیف لما یشاء انہ ھو العلیم الحکیم رب قد آتیتنی من الملک وعلمتنی
من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرة
توفنی مسلما والحقنی بالصالحین ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت
لدیھم اذ اجمعوا امرھم وھم یمکرون وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین
وما تسالھم علیہ من اجر ان ھو الا ذکر للعالمین وکاین من آیة فی السموات
والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم
مشرکون افامنوا ان تاتیھم غاشیة من عذاب اللہ او تاتیھم الساعة بغتة وھم
لا یشعرون قل ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرة انا ومن اتبعنی وسبحان
اللہ وما انا من المشرکین وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم من
اھل القری افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلھم
ولدار الآخرة خیر للذین اتقوا افلا تعقلون حتی اذا استیئس الرسل وظنوا
انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا فنجی من نشاء ولا یرد بأسنا عن القوم المجرمین
لقد کان فی قصصھم عبرة لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق
الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیء وھدی ورحمة لقوم یؤمنون

[1] اور ہم نے بنایا ہی آدمی جن کو ہم نے مٹی سے پیدا کیا اوسکو نطفہ کیا ایک جگہ ٹھیرانے کی بنائی اوسی نطفہ سے پھر جمی ہوئی چیز کیا اوسی جمی ہوئی چیز سے پھر بوٹی کیا اوسی بوٹی سے پھر ہڈیان کیا اوسی ہڈیون پر پھر اوس کو اور صورت سے بنایا

[2] الر یہ آیتین ہین کتاب روشن کی ہم نے اوسکو اتارا قرآن عربی کا تاکہ تم سمجھو ہم بیان کرتے ہین تجھ سے بہتر بیان کو اس سبب سے کہ ہم نے وحی بھیجی تیری طرف یہ قرآن اور تو تھا پہلے اس سے البتہ بیخبرون مین جب کہا یوسف نے اپنے باپ کو اے باپ میرے میں نے دیکھے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھا میں نے ان کو اپنے آگے سجدہ کرتے کہا باپ نے اے بیٹے میرے مت بیان کر اپنا خواب اپنے بھائیون کے آگے پھر وہ کرینگے واسطے تیرے مکر بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے اور اسی طرح برگزیدہ کریگا تجھ کو تیرا رب اور سکھائیگا تجھ کو انجام کی باتین اور پورا کریگا نعمت اپنی تجھ پر اور اولاد یعقوب کی جیسا پورا کیا تھا اوسنے اوپر دو باپ دادون تیرے پہلے ابراہیم اور اسحاق کے بیشک تیرا رب جاننے والا ہے حکمت والا ہے البتہ ہے یوسف اور اوسکے بھائیون مین نشانیان پوچھنے والون کے واسطے جب کہا بھائیون نے یوسف اور اوسکا بھائی البتہ محبوب ہین باپ کو ہمارے ہم سے اور ہم جماعت ہین ہم البتہ باپ ہمارا البتہ ہے غلطی میں ظاہر مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو اوسکو کسی زمین میں خالی ہوجائیگا واسطے تمہارے منہ باپ تمہارے کا اور ہوجاؤ گے پیچھے اوسکے لوگ نیک کہا ایک کہنے والے نے انمین سے مت مارو یوسف کو اور ڈالدو اوسکو تہ کنوئیں کے اوٹھا لیجائینگے اوسکو بعض راہ چلتے اگر ہو تم کرنے والے کہا انہون نے اے باپ ہمارے کیا ہے تجھ کو نہین اعتبار کرتا تو ہم پر یوسف کے حالانکہ ہم البتہ اوسکے خیر خواہ ہین بھیج اوسکو ہمارے ساتھ کل کھائے میوہ اور کھیلے اور ہم البتہ اوسکے نگہبان ہین کہا البتہ مجھ کو غم لاتا ہے یہ کہ لیجاؤ اوسکو اور ڈرتا ہون میں یہ کہ کھاجائے اوسکو بھیڑیا اور تم اوسکی طرف سے بیخبر ہو کہا اگر کھاگیا اوسکو بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہین تو ہم البتہ اوسوقت نقصان والے ہین پھر جب لیگئے اوسکو اور اتفاق کیا انہون نے یہ کہ ڈالدین اوسکو اندھیرے کنوئیں کے اور وحی بھیجی ہم نے طرف اوسکے البتہ خبر دیگا تو انکو کام اونکے یہ اور وہ نہین شعور رکھتے اور آئے باپ اپنے کے پاس رات کو روتے ہوئے کہا اے باپ ہمارے ہم گئے تھے کہ دوڑین اور چھوڑا ہم نے یوسف کو پاس اسباب اپنے کے پس کھاگیا اوسکو بھیڑیا اور تو نہین یقین کرنیوالا ہمارا اگرچہ ہون ہم سچے اور لائے اوپر کرتے اوسکے کے جھوٹا لہو کا کہا بلکہ سجھائی تمہارے جی نے تمہارے ایک بات پس صبر اچھا ہے اور اللہ کی مدد چاہی جاتی ہے اوپر اوسکے جو تم بیان کرتے ہو اور آئی ایک قافلہ پس بھیجا انہون نے پانی بھرنے والا اپنا پس ڈالا اوسنے ڈول اپنا کہا اے خوشی یہ تو لڑکا ہے اور چھپا رکھا اوسکو سودا کرنے کی چیز کر اور اللہ خبردار ہے اوسکو جو کرتے تھے اور بیچا اوسکو قیمت تھوڑی درہم گنے ہوئے اور تھے اوسمین رغبت نہ کرنیوالے اور کہا اوسنے جس نے خریدا اوسکو مصر سے واسطے عورت اپنی کے عزت کر ٹھکانے اوسکے کی شاید کہ نفع دے ہم کو یا بیٹا بنالین ہم اوسکو اور اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو ملک میں اور واسطے اوسکے کہ سکھائین ہم اوسکو انجام کی باتین اور اللہ غالب ہے اوپر کام اپنے کے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے اور جب پہنچا اپنی جوانی کو دی ہم نے اوسکو حکمت اور علم اور اسی طرح بدلہ دیتے ہین نیکی کرنیوالون کو اور مطلب کی اوسنے اوسکو اوسکے گھر مین اوسکے جی سے اور بند کیے دروازے اور کہا آ تو میرے پاس کہا یوسف نے پناہ مانگتا ہون اللہ کی بیشک وہ میرا رب ہے اچھا کیا ٹھکانا میرا بیشک نہین بھلا پاتے ظلم کرنیوالے اور البتہ قصد کیا اوسنے اوسکا اور قصد کیا یوسف نے اوسکا اگر نہ دیکھتا برہان اپنے رب کی اسی طرح ہوا تاکہ پھیر دین ہم اوسکے پاس سے برائی اور بیحیائی کو بیشک وہ بندون ہمارے سے چنے ہوئے تھا اور دوڑے دروازے کی طرف اور پھاڑا یوسف نے کرتہ اوسکا پیچھے سے اور پائے دونون نے پاس دروازے کے کہا عورت نے کیا سزا ہے واسطے اوسکے جو ارادہ کرے ساتھ گھر والے تیرے کے برائی کی مگر یہ کہ قید کیا جاوے یا عذاب دردناک کی کہا یوسف نے وہ مطلب کی اوسنے مجھ سے میرے جی سے اور گواہی دی گواہ نے ایک اوسکے گھر والون سے اگر ہے کرتہ اوسکا پھاڑا ہوا آگے سے تو سچ کہا عورت نے اور وہ جھوٹون سے ہے اور اگر ہے کرتہ اوسکا پھاڑا ہوا پیچھے سے تو جھوٹ کہا عورت نے اور وہ سچون سے ہے پس جب دیکھا خاوند نے اوسکا کرتہ پھاڑا ہوا پیچھے سے کہا بیشک یہ مکر تم عورتون کا ہے بیشک مکر تمہارا بڑا ہے اے یوسف اعراض کر تو اس سے اور بخشوا اے عورت اپنے گناہ کی تو ہی تھی خطا کرنیوالون سے اور کہا عورتون نے شہر مین عورت عزیز کی مطلب کرتی ہے اپنے نوکر سے اوسکے جی سے البتہ عاشق ہوگئی ہے اوسکی محبت سے ہم البتہ دیکھتے ہین اوسکو غلطی میں ظاہر پس جب سنا اوسنے مکر اونکا بھیجا اونکی طرف اور تیار کیا واسطے اونکے تکیہ اور دی ہر ایک کو ان مین سے چھری اور کہا نکل یوسف اونکے سامنے پس جب دیکھا اوسکو بڑا جانا اوسکو اور کاٹ لیے اونہون نے ہاتھ اپنے اور کہا پاکی ہے اللہ کو نہین یہ آدمی لیکن یہ فرشتہ ہے بزرگ کہا پس یہ وہ ہے جس کے بارے مین تم نے ملامت کی تھی مجھ کو اور البتہ مطلب کی تھی مین نے اوسکے جی سے پس بچا رہا وہ اور البتہ اگر نہ کریگا جو حکم کرتا ہون مین اوسکو البتہ قید کیا جاویگا اور البتہ ہوگا ذلیل کہا یوسف نے اے رب میرے قید خانہ زیادہ پسند ہے مجھ کو اس سے کہ بلاتی ہین مجھ کو اوسکی طرف اور اگر نہ پھیرے تو مجھ سے مکر اونکا تو مائل ہونگا طرف اونکی اور ہونگا بیخبرون سے پس قبول کی دعا اوسکی رب اوسکے نے پس پھیر دیا اوسسے مکر اونکا بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے پھر ظاہر ہوا واسطے اونکے بعد اس کے کہ دیکھ چکے تھے نشانیان یہ کہ البتہ قید کرین اوسکو ایک وقت تک اور داخل ہوئے ساتھ اوسکے قید خانہ مین دو جوان کہا ایک اونمین سے نے مین نے دیکھا اپنے تئین کہ نچوڑتا ہون مین شراب اور کہا دوسرے نے مین نے دیکھا اپنے تئین کہ اوٹھاتا ہون مین اوپر سر اپنے کے روٹی کھاتے ہین پرندے اوسمین سے خبر دے ہم کو ساتھ تعبیر اوسکی کے بیشک ہم دیکھتے ہین تجھ کو نیکی کرنیوالون سے کہا یوسف نے نہین آتا تم دونون کے پاس کھانا کہ روزی دیجاتی ہے تم دونون کو مگر خبر دونگا مین تم دونون کو ساتھ تعبیر اوسکی کے پہلے اس سے کہ آوے تم دونون کے پاس یہ ہے اس سے کہ سکھایا مجھ کو رب میرے نے بیشک مین نے چھوڑا دین اوس قوم کا کہ نہین ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور وہ ساتھ آخرت کے وہ منکر ہین اور پیروی کی مین نے دین باپ دادون اپنے ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا نہین لائق ہمارے یہ کہ شریک کرین ساتھ اللہ کے کسی چیز کو یہ اللہ کا فضل ہے اوپر ہم اور اوپر لوگون کے لیکن اکثر لوگ نہین شکر کرتے اے رفیقو قید خانہ کے بھلے ہین معبود جدے جدے یا اللہ اکیلا زبردست نہین پوجتے تم اوسکے سوا مگر نام کہ رکھ لیے ہین تم نے اور باپ دادون تمہارے نے نہین اتاری اللہ نے ساتھ اونکے کوئی سند نہین حکم نہین مگر واسطے اللہ کے حکم کیا اس نے یہ کہ نہ پوجو مگر اوسکو یہ دین سیدھا ہے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے اے رفیقو قید خانہ کے رہا یہ کہ پس پلائیگا اپنے رب کو شراب اور رہا دوسرا پس سولی دیجائیگا پس کھائینگے پرندے سر اوسکے سے حکم ہوچکا اوس کام کا جسمین تم پوچھتے تھے اور کہا یوسف نے واسطے اوسکے کہ گمان کیا تھا یوسف نے کہ وہ نجات پانیوالا ہے دونون سے یاد کر مجھ کو پاس رب اپنے کے پس بھلا دیا اوسکو شیطان نے یاد کرنا رب اپنے کا پس رہا یوسف قید خانہ مین چند برس اور کہا بادشاہ نے بیشک مین دیکھتا ہون سات گائین موٹی کھاتی ہین اونکو سات دبلی اور سات بالین سبز اور دوسری سوکھی اے جماعت سردارون کی بتلاؤ مجھ کو خواب اپنے کا اگر ہو تم خواب کی تعبیر جاننے والے کہا یہ خواب پریشان ہے اور نہین ہم خواب کی تعبیر جاننے والے اور کہا اوسنے جو نجات پایا تھا دونون سے اور یاد آیا بعد مدت کے مین خبر دیتا ہون تم کو ساتھ تعبیر اوسکی کے پس بھیج مجھ کو اے یوسف اے سچے بتلا ہم کو ساتھ تعبیر سات گائون موٹی کے کہ کھاتی ہین اونکو سات دبلی اور سات بالین سبز اور دوسری سوکھی تاکہ مین پھر جاؤن طرف لوگون کے تاکہ وہ جانین کہا یوسف نے بوؤ گے تم سات برس برابر پس جو کاٹو تم سو رہنے دو اوسکو بالون مین مگر تھوڑا سا جو کھاؤ گے تم پھر آئینگے پیچھے اس کے سات برس سخت کھاجائینگے وہ جو جمع کیا تھا تم نے واسطے اونکے مگر تھوڑا سا جو بچا رکھو گے تم پھر آئیگا پیچھے اس کے ایک برس اوسمین مینہ برسیگا لوگون پر اور اوسمین نچوڑینگے وہ میوہ اور کہا بادشاہ نے لاؤ اوسکو پاس میرے پس جب آیا اوسکے پاس قاصد کہا یوسف نے پھر جا پاس رب اپنے کے پس پوچھ اوسسے کہ کیا حال ہے عورتون کا جنہون نے کاٹ لیے تھے ہاتھ اپنے بیشک رب میرا ساتھ مکر اونکے کے جاننے والا ہے کہا بادشاہ نے کیا حال تھا تمہارا جس وقت کہ مطلب کی تھی تم نے یوسف سے اوسکے جی سے کہا عورتون نے پاکی ہے اللہ کو نہین جانتے ہم اوسپر کچھ برائی کہا عورت عزیز کی اب کھل گیا سچ مین نے مطلب کی تھی اوسسے اوسکے جی سے اور بیشک وہ البتہ سچون سے ہے یہ اس لیے ہے کہ جانے وہ کہ مین نہین خیانت کی اوسکی پیٹھ پیچھے اور یہ کہ اللہ نہین راہ دیتا مکر خیانت کرنیوالون کو اور نہین پاک ٹھہراتا مین اپنے تئین بیشک جی البتہ حکم کرنیوالا ہے ساتھ برائی کے مگر جس پر رحم کرے رب میرا بیشک رب میرا بخشنے والا مہربان ہے اور کہا بادشاہ نے لاؤ اوسکو پاس میرے کہ خاص کرلون اوسکو واسطے اپنے پس جب بات کی اوسنے ساتھ اوسکے کہا بیشک تو آج ہمارے پاس ہے ٹھکانے والا امانتدار کہا یوسف نے مقرر کر مجھ کو اوپر خزانون ملک کے بیشک مین نگہبان ہون جاننے والا اور اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو ملک مین رہتا تھا اوسمین جہان چاہتا تھا پہنچاتے ہین ہم رحمت اپنی جسکو چاہین اور ضائع نہین کرتے ہم ثواب نیکی کرنیوالون کا اور البتہ ثواب آخرت کا بہتر ہے واسطے اونکے جو ایمان لائے اور تھے وہ پرہیزگار اور آئے بھائی یوسف کے پس گئے پاس اوسکے پس پہچانا اوسنے اونکو اور وہ اوسکو نہ پہچانتے تھے اور جب تیار کیا اونکو ساتھ سامان اونکے کے کہا لاؤ میرے پاس بھائی اپنا باپ سے اپنے کیا نہین دیکھتے تم کہ پورا دیتا ہون مین ناپ اور ہون مین بہتر مہمان رکھنیوالا پس اگر نہ لاؤ گے تم اوسکو پاس میرے پس نہین ناپ تمہارے واسطے میرے پاس اور نہ نزدیک آؤ گے تم میرے کہا البتہ ہم مطلب کرینگے اوسکی باپ اوسکے سے اور بیشک ہم البتہ کرنیوالے ہین یہ کام اور کہا یوسف نے جوانون اپنے کو رکھ دو پونجی اونکی اونکے اسباب مین شاید کہ وہ پہچانین اوسکو جب پھر جاوین طرف گھر والون اپنے کے شاید کہ وہ پھر آوین پس جب پھر گئے طرف باپ اپنے کے کہا اے باپ ہمارے روکی گئی ہم سے ناپ پس بھیج ساتھ ہمارے بھائی ہمارے کو کہ ناپ لاوین ہم اور بیشک ہم اوسکے البتہ نگہبان ہین کہا نہین اعتبار کرتا مین تم پر اوسکے مگر جیسا اعتبار کیا تھا مین نے تم پر اوپر بھائی اوسکے سے پہلے پس اللہ بہتر ہے نگہبان ہونے مین اور وہ سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہے اور جب کھولا اونہون نے اسباب اپنا پایا پونجی اپنی کو پھیر دی گئی طرف اونکی کہا اے باپ ہمارے کیا چاہتے ہین ہم یہ پونجی ہماری پھیر دی گئی طرف ہماری اور لاوینگے ہم غلہ واسطے گھر والون اپنے کے اور نگہبانی کرینگے بھائی اپنے کی اور زیادہ لاوینگے ہم بوجھ اونٹ کا یہ بوجھ تھوڑا ہے کہا نہین بھیجتا مین اوسکو ساتھ تمہارے یہان تک کہ دو تم مجھ کو عہد ساتھ اللہ کے البتہ لاؤ گے تم اوسکو پاس میرے مگر یہ کہ گھیر لیے جاؤ تم پس جب دیا اونہون نے اوسکو عہد اونکا کہا اللہ اوپر اس کے کہ ہم کہتے ہین وکیل ہے اور کہا اے بیٹے میرے مت داخل ہو دروازے سے ایک اور داخل ہو دروازون سے جدے جدے اور نہین کام آتا مین تمہارے واسطے سے اللہ سے کچھ بھی نہین حکم مگر واسطے اللہ کے اوسپر بھروسہ کیا مین نے اور اوسپر چاہیے بھروسہ کرین بھروسہ کرنیوالے اور جب داخل ہوئے جہان سے حکم کیا تھا اونکو باپ اونکے نے نہین کام آتا تھا اونکے واسطے سے اللہ سے کچھ بھی مگر حاجت ایک جی مین یعقوب کے پوری کی اوسنے اور بیشک وہ البتہ صاحب علم ہے واسطے اس کے کہ سکھایا تھا ہم نے اوسکو لیکن اکثر لوگ نہین جانتے اور جب داخل ہوئے پاس یوسف کے جگہ دی اوسنے پاس اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر مین انشاء اللہ امن سے اور اونچا بٹھایا ماں باپ کو اوپر تخت کے اور گر پڑے واسطے اوسکے سجدہ کرتے ہوئے اور کہا اے باپ میرے یہ ہے تعبیر خواب میرے کی پہلے سے تحقیق کیا اوسکو رب میرے نے سچا اور تحقیق احسان کیا اوسنے ساتھ میرے جس وقت کہ نکالا مجھ کو قید خانہ سے اور لایا تم کو گانون سے بعد اس کے کہ خراب کیا تھا شیطان نے درمیان میرے اور بھائیون میرے کے بیشک رب میرا مہربانی کرتا ہے ساتھ جس کے چاہتا ہے بیشک وہ وہی ہے جاننے والا حکمت والا اے رب میرے تحقیق دیا تو نے مجھ کو کچھ ملک اور سکھایا تو نے مجھ کو کچھ تعبیر خوابون کی اے پیدا کرنیوالے آسمانون اور زمین کے تو ہی کارساز میرا دنیا اور آخرت مین پورا کر مجھ کو مسلمان اور ملا مجھ کو ساتھ نیکوکارون کے یہ کہ خبرین ہین غیب کی وحی بھیجتے ہین ہم طرف تیری اور نہ تھا تو پاس اونکے جس وقت کہ اتفاق کیا اونہون نے کام اپنے کا اور وہ مکر کرتے تھے اور نہ ہونگے اکثر لوگ اگرچہ حرص کرے تو ساتھ ایمان لانیوالے ہونیکے اور نہین سوال کرتا تو اوسپر اونکے واسطے کچھ مزدوری کے نہین ہے یہ مگر نصیحت واسطے جہان کے اور کتنی نشانی ہے درمیان آسمانون اور زمین کے کہ گذرتے ہین اوپر اونکے اور وہ اونسے منہ پھیرنیوالے ہین اور نہین ایمان لاتے اکثر اونکے ساتھ اللہ کے مگر اس حال مین کہ وہ شریک کرنیوالے ہین کیا پس بیخوف ہوئے ہین وہ اس سے کہ آوے اونپر عذاب ڈھانپنیوالا سے عذاب اللہ کے یا آوے اونپر قیامت اچانک اس حال مین کہ وہ نہین شعور رکھتے کہہ یہ ہے راہ میری بلاتا ہون مین طرف اللہ کے اوپر بصیرت کے مین اور جو پیروی کرے میری اور پاکی ہے اللہ کو اور نہین ہون مین شریک کرنیوالون سے اور نہین بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے مگر مرد کہ وحی بھیجتے تھے ہم طرف اونکے سے رہنیوالے بستیون کے کیا نہین چلے پھرے وہ زمین مین پس دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام اونکا جو تھے پہلے اونسے اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے واسطے اونکے جو پرہیزگار ہوئے کیا پس نہین سمجھتے تم یہان تک کہ جب ناامید ہوئے رسول اور گمان کیا اونہون نے کہ تحقیق جھوٹ کہا گیا تھا اونکو آئی اونکے پاس مدد ہماری پس نجات دیا گیا جسکو چاہا ہم نے اور نہین پھیرا جاتا عذاب ہمارا گروہ گنہگارون سے البتہ ہے درمیان قصہ اونکے کے عبرت واسطے عقلمندون کے نہین ہے یہ قرآن بات بنائی ہوئی لیکن تصدیق ہے اوسکی جو درمیان ہاتھون اوسکے کے ہے اور تفصیل ہر چیز کی اور ہدایت اور رحمت ہے واسطے لوگون کے جو ایمان لاتے ہین

سو بی شک اللہ نی پہلی پہل درخت و کھیتی کو بدون دانہ و تخم کے پیدا کیا ہے
اور یہ بات کہ کیا لڑکا بغیر باپ کے پیدا ہوتا ہے سو بی شک اللہ تعالی نے
آدم کو بغیر باپ ماں کے پیدا فرمایا ہے جب انہون نی یہ جواب دیا تو یوسف نے
ان کی تصدیق کی اور اون کے حال کو واسطی اون کے تسلیم کیا مان لیا
جس وقت حضرت مریم علیہا السلام نے اپنی قوم سے اس بات کا پوشیدہ
ڈر دل مین رکھا کہ وہ اون کو زنا کی تہمت لگائین گے تو اون سے ایک
دور مکان مین کنارہ کر گئین تا کہ وہ اون کو نہ دیکھین نہ وہ لوگ ان کو دیکھین
محمد بن اسحق نے کہا پھر جب اون کو حضرت عیسی کا حمل رہگیا اور انہون نے
اپنا گھڑا بھر لیا اور لوٹین تو خون اون سے رک گیا اور پہونچا اون کو دکھہ درد
اور اوکو فی ہونا رنگ بدلنا جو کہ حاملہ عورت کو بچے پر پہونچا کرتا ہے یہانتک
کہ اون کی زبان پھٹ گئی جب اون کا یہ حال ہوا تو جو رنج و الم کہ آل زکریا
علیہ السلام پہ داخل ہوا وہ کسی گھر والون پر نہوا تہا اور بنی اسرائیل مین قصہ
پھیل گیا تو وہ بولے کہ اوس کا صاحب یوسف ہی ہے اوس کے ساتھہ
کنیسے مین سوا اوس کے اور کوئی نہ تہا اور حضرت مریم علیہا السلام لوگون سے
چھپ گئین اور اون کے ورسے پردہ کر لیا کہ اون کو کوئی نہ دیکھے نہ وہ کسیکو
دیکھین فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ یعنی پھر مضطر و بیقرار و بیچین کر دیا
اون کو جننے کے درد نے طرف ایک کھجور کی جڑ کے اوس مکان مین جسکی
طرف کنارہ کر گئی تہین اس مکان مین مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ وہ کون
مکان تہا اور کیسا تہا اور کہان تہا سو سدی نے تو یون کہا ہے کہ وہ اونکی
محراب کی شرقی جانب مین تہا جس محراب مین وہ نماز پڑہا کرتی تہین
بیت المقدس سے وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ بہاگتی چلی گئین پھر جب وہ
درمیان شام اور بلاد مصر کے پہونچین تو اون کو جننے کے درد نے آلیا
اور ایک روایت مین وہب سے یہ ہے کہ وہ جگہہ آٹھہ میل پر ہے بیت المقدس سے

ایک گانون مین جو اوس جگہہ ہے اوس کو بیت لحم کہا جاتا ہے حافظ ابن کثیر
رحمۃ اللہ تعالے فرماتے ہین احادیث اسمار مین بروایت نسائی انس
رضی اللہ عنہ سے اور بروایت بیہقی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے یہ
بات گذر چکی ہے کہ یہ بیت لحم مین ہے فاللہ اعلم اور یہی قول مشہور ہے
جس کی لوگون نے تلقی کی ہے بعض نے بعض سے اور نصاری اس بات
مین شک نہین کرتے ہین کہ وہ بیت لحم مین ہے اور لوگون نے اس کی تلقی
کی ہے اور اس مین حدیث وارد ہو چکی ہے اگر وہ صحیح ہو اللہ تعالے حضرت
مریم سے خبر دیتا ہے قالت یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا آمین
دلیل ہی جواز پر آرزوی موت کے وقت فتنے کے اس لیی کہ وہ پہچان گئی
تہین کہ عنقریب بلا و محنت مین پڑین گی بسبب اس لڑکے کے جس مین
لوگ اون کے کام کو سداد و راستی پر حمل نہ کرینگے نہ اونکو اپنی خبر مین سچا
جانینگے اور بعد اس کے کہ وہ نزدیک اون کے عابدہ ناسکہ تہین اب
اون کے نزدیک اونکے گمان مین عاہرہ زانیہ ہو جائین گی اسی لیے کہا
کاش مین اس حال سے پہلے مرجاتی اور نسیا منسیا ہو جاتی یعنی نہ مین پیدا
کی جاتی اور نہ کوئی شے ہوتی یہ قول حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما کا ہے
سدی کا قول یہ ہے کہ حضرت مریم نے کہا اور وہ درد زہ کی ایذا و شدت
تہین حبل سے یعنی بار شکم سی واسطے شرم کے لوگون سے کاش مین مرجاتی
پہلے اس کرب سے کہ جسمین مین ہون اور پہلے اس رنج سے بسبب جننے میرے
کے لڑکے کو بدون خاوند کے اور ہو جاتی مین نسیا منسیا بھولی ہوئی تو اوسکی
طلب و تلاش چھوڑ دی جاتی جیسے حیض کے لتے کہ جس وقت وہ ڈال دیے
پھینکدیے جاتے ہین تو وہ طلب نہین کیے جاتے ہین نہ اوسکو یاد کرتی ہین
جو شے کہ بھولی جاوی اور چھوڑ دی جائے تو وہ نسی ہے قتادہ نے کہا مین ایسی
شے ہو جاتی کہ پہچانی نجاوی نہ ذکر کی جائے نہ معلوم کیا جائے مین کون ہون

ربیع بن انس نی کہا نسیا منسیا ادھورا بچا ہے ابن زید نے کہا نہ ہوتی مین کوئی
شے کبھی جو حدیثین کہ دلالت کرتی ہین نہی پر تمنی موت سے مگر وقت فتنی
کے وہ تفسیر مین توفنی مسلما والحقنی بالصالحین کے گذر چکی ہین ف
فتح البیان کا بیان فاتح تفسیر آیت باب مین یہ ہے کہ ضمیر منصوب فحملتہ
کی موہوب کی طرف پھرتی ہے یعنی وہی اللہ کا بخشا لڑکا یہان کلام مطوی
یعنی مقدر و محذوف ہے عبارت کی تقدیر یہ ہے کہ حضرت مریم فرشتے کی بات
کی طرف مطمئن ہوئین پھر وہ اون سے قریب ہوا پھر اوس نے اون کے
کُرتے کی جیب مین پھونکا اور وہ اون سے بعید تھا پھر پھونک اون کے
پیٹ کی طرف پہونچی پھر اونہون نے اوس موہوب کو پیٹ مین لیا اور اپنے
شکم مین ایک مصور کا احساس کیا اون کا سن اوس وقت تیرہ یا دس
یا بیس یا سولہ برس کا تھا کسی نے کہا کہ وہ پھونک اونکے دامن مین یا آستین
مین تھی کسی نے کہا اون کے منہ مین تھی یہ مراد نہین ہے کہ فرشتے نے اونکی
شرمگاہ مین بطور مباشرت کے پھونکا ہو حضرت ابی بن کعب رضے اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ روح عیسی علیہ السلام کی بشر کی صورت مین متمثل ہو گئی سو حضرت
مریم نے اوس کو پیٹ مین لیا کہا کہ جس نے اون سے خطاب کیا اوسی کو اونہون
نے پیٹ مین لیا وہ اون کے مونہہ مین داخل ہو گیا بعض نے کہا کہ جنّا اون کا
اس حمل کے ساتھہ متصل تھا بدون گذرنے مدت حمل کے بدلیل کریمہ فانتبذت
بہ مکانا قصیا یعنی حمل کو لیے ہوے علیحدہ ہو گئین اور ملامت گرون کے ڈر کے
مارے ایک دور مکان کی طرف اپنے گھر والون سے کنارہ کر گئین کسی نے کہا
کہ یہ مکان پہاڑ کے پرے تھا کسی نے کہا کہ مراد دور تر مکان ہے اوس گھر مین
کسی نے کہا اقصی وادی اور وہ وادی بیت لحم ہے بعض نے کہا کہ وہ حضرت
عیسی علیہ السلام کے ساتھہ چھہ مہینے حاملہ رہین کسی نے کہا آٹھہ مہینے اور یہ ایک
اور نشانی ہی کیونکہ آٹھہ مہینے کا بچا نہین جیتا ہے کسی نے کہا ایک ساعت حاملہ

رہین اور ایک ساعت مین اون کی صورت بنائی گئی اور ایک ساعت مین
اون کو جن دیا جس وقت کہ اوسی دن کا سورج ڈہل گیا اور حضرت
عیسی علیہ السلام کے حمل سی پہلی دو حیض اون کو آچکے تہے صاحب فتح البیان
رحمہ اللہ تعالی فرماتی ہین کہ اس تفصیل پر کوئی دلیل نہین ہی نہ اوسکا کوئی مستند
ہے مگر اخبار آخبار کے یا آراء رجال اگر کسی نص صحیح سے صحیح ہوتے تو طرف اوس کے
جانا واجب ہوتا اور دوسری نشانی ٹہیرتی فاجاءھا المخاض جاء اور اجاء دو
لغت بمعنی واحد ہین معنی یہ ہین کہ الجأھا واضطرھا وجاء بھا یعنی مضطر و بیقرار
کیا اور لایا اون کو درد زہ کا شبل فی فاجأھا پڑہا ہی مفاجاۃ سے یعنی ناگہان
لایا اون کو اور مصحف اُبَیّ مین فلما اجاءھا ہے یعنی ہرگاہ کہ لایا اون کو کشاف
مین کہا ہی اجاء ہا منقول ہی جاء سے مگر اتنی بات ہی کہ استعمال اوس کا بعد
نقل کی معنی الجاء کی طرف متغیر ہو گیا ہی اس قول مین بُعد ہی ظاہر یہ ہے
کہ ہر ایک دونون فعلون سی بوضع مستقل موضوع ہی یعنی ایک دوسرے سے
منقول نہین ہی مخاض بچے کے درد کو کہتے ہین یہ مصدر ہی مخضت المرأۃ
تمخض مخضا و مخاضا کا عرب لوگ اس کو جب بولتی ہین کہ عورت کا جنا
قریب ہو جمہور کی قرارت بفتح میم ہے اور کسر میم بہی پڑہا گیا ہے الی جذع النخلۃ
جذع کہتی ہین سوکہی کہجور کے تنے کو جس کا سر نہو گویا حضرت مریم نے کوئی
شئی طلب کی کہ طرف اوس کی تکیہ کرین اور اوسپر اعتماد فرمائین اور اوس سے
لگین جس طرح کہ حاملہ عورت بسبب شدت درد زہ کی کسی شے سی لگ جاتی
ہے جس کو وہ اپنے پاس پاتی ہے الف و لام تعریف کا النخلۃ مین یا تو واسطی
جنس کے ہی یعنی کوئی سی کہجور یا واسطی عہد کے یعنی کوئی معین درخت کہجور کا
مستفیض مشہور بات یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے پیدائش بیت لحم مین
ہوئی تہی حضرت مریم جس وقت بہاگین اور حضرت عیسی پہ ڈرین تو جلدی سے
اون کو طرف بیت المقدس کے لی آئین پہر اون کو صخرہ پر رکہدیا تو وہ اونکی واسطے

پست ہو گیا اور مثل مہد یعنی پلنے کے بن گیا اور وہ اب تک موجود ہے حرم بیت المقدس
مین اوس کی زیارت کی جاتی ہے پھر بعد کئی دنون کے اونکو لیکر دریا ے اردن
کی طرف متوجہ ہوئین پھر اوس مین اونکو غوطہ دیا یہ وہی دن ہے جس کو
نصاری عید ٹھیراتی ہین اور اوس کا نام یوم الغطاس رکھتے ہین اور وہ یون
گمان کرتے ہین کہ اوس دن مین پانی پاک ہو گئے سو اسی لیے ہر پانے
مین غوطہ لگاتے ہین اور جس شخص نے یہ زعم کیا کہ اون کو مصر مین جنا ہے تو
اوس نے کہا کہ کورہ انہاس مین ولادت ہوئی اور یہ بات ثابت نہین
ہوئی ہے انتہی من البحر (ناجیہ) ابی حیان آنہاس جانب بہنسا مین ہے قالت
یالیتنی مت قبل ھذا یعنی جو ایذا و تکلیف اون کو پہونچا تھا اوس سی گھبراکر
یون کہا کہ کاش مین مرجاتی پہلے اس وقت یا اس امر سے حرف یا واسطے
تنبیہ کے ہے اس لیے کہ منادی غیر عاقل ہے اونہون نے موت کی آرزو
کی لوگون کی شرم کی ماری یا فضیحت و رسوائی کے خوف سے کیونکہ وہ اس
بات سے ڈرین کہ لوگ اون کے دین مین ساتھہ اون کے بدگمانی کرین گے
یا اس لیے کہ لوگ اون کے سبب سی بہتان مین نہ پڑین وکنت نسیا منسیا
یعنی ہو جاتی مین ایک شی حقیر متروک نسی کلام عرب مین وہ شئے حقیر ہے جس کی
شان سے یہ ہو کہ بھولی جائے اور اوس کی یاد نہ کی جائے نہ پہچانی جائے نہ اوس کے
گم جانے سے رنج کیا جاے جیسے میخ و رسی فراء نے کہا نسی حیض کے کپڑے ہین جنکو
عورت ڈالدیتی ہے سو حضرت مریم فرماتی ہین کہ مین نسیا منسیا ہو جاتی یعنی حیض کے
لتے ڈالی گئی نسیا کو بفتح و کسر نون پڑہا ہے یہ دونو دو لغت ہین جیسے حجر و حجر
اور وتر و وتر قرظی نے نسأ بہمزہ مع کسر نون پڑہا ہے اور نوف بکالی نے بہمزہ مع
فتح نون منسی شئے متروک ہے جس کی یاد نہ کی جاے نہ پہچانی جاے نہ کسی آدمی کے
دل مین اوس کا خطرہ آئے فنادٰھا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک
تحتک سریا ہ وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا ہ فکلی واشربی

وقري عينا ۚ فاما ترين من البشر احدا فقولي اني نذرت للرحمن صوما
فلن اكلم اليوم انسيا ۝ پھر آواز دی اوس کو اوسکے نیچے سے کہ غم نہ کھا کر دیا تیرے
رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ یعنی یہ آواز دی فرشتے نے اور زمین مین ایک
چشمہ پھوٹ نکلا اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اوس سے گرین گی تجھپر پکی کھجوریں
اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو مین نے
مانا ہے رحمن کا روزہ سو بات نہ کرون گی آج کسی آدمی سے ف اون کے
دین مین یہ سنت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے ہمارے دین مین یہ
سنت درست نہین انتے ف بعض نے من تحتہا پڑہا ہے بمعنی الذی تحتہا
یعنی مَن بفتح میم موصولہ ہے اور دوسرون نے مِن تحتہا پڑہا ہے اس بنا پر کہ مِن
بکسر میم حرف جر ہے مفسرون نے پکارنیوالے مین اختلاف کیا ہے کہ وہ کون ہے
سو حوفی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فناداہا
من تحتہا جبرئیل علیہ السلام ہین اور حضرت عیسی علیہ السلام نے بات نہین کی یہانتک
کہ حضرت مریم اون کو اپنی قوم کے پاس لائین سعید بن جبیر و ضحاک و عمرو بن میمون
و سدی و قتادہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ وہ فرشتے جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام
ہین یعنی اونہون نے حضرت مریم کو وادی کے نیچے سے پکارا مجاہد نے کہا
کہ عیسی بن مریم علیہما السلام ہین اور ایسا ہی قتادہ سے مروی ہے کہ حسن نے
کہا کہ وہ اون کے فرزند ہین یعنی حضرت عیسی علیہ السلام اور یہی سعید بن جبیر کے
دو روایتون سے ایک روایت ہی کہ وہ اون کے فرزند ہین کہا کیا تو نہین سنتا
ہے اللہ کو کہ وہ فرماتا ہے فاشارت الیہ اور اسی قول کو ابن زید نے اختیار کیا
ہے اور اسی کو ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اختیار فرمایا ہے الا تحزني یعنی حضرت
جبرئیل نے یا حضرت عیسی نے حضرت مریم کو پکارا در ان حال کہ اون سے کہتے تھے
تو غم نہ کھا قد جعل ربك تحتك سريا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ سری جدول ہی یعنی چھوٹی نہر ایسا ہی حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے

کہ سری نہر ہے عمرو بن میمون بھی اسی کے قائل ہین کہ نہر ہے جس سے وہ پانی
پیین مجاہد نے کہا کہ سری نہر ہے سریانی زبان مین سعید بن جبیر نے کہا کہ سری
چھوٹی نہر ہے نبطی زبان مین ضحاک نے کہا چھوٹی نہر ہے سریانی زبان مین
ابراہیم نخعی نے کہا کہ وہ چھوٹی نہر ہے قتادہ نے کہا سری جدول ہے لغت
مین اہل حجاز کے وہب بن منبہ نے کہا کہ سری ربیع مار ہے یعنی پانی کی جدول
سدی نے کہا کہ سری نہر ہے اس قول کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور
اس مین ایک حدیث مرفوع وارد ہوئی ہے عکرمہ کہتے ہین مین نے حضرت ابن عمر
سے سنا وہ کہتے ہین مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ وہ
فرماتے تھے بیشک سری جسکا اللہ نے کہا ہے واسطے مریم کے قد جعل ربك
تحتك سریا ایک نہر ہے کہ اللہ نے اوس کو نکالا تاکہ وہ اوس سے پیین اخرجه
الطبراني حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ یہ حدیث اس وجہ سے نہایت
غریب ہے وایوب بن نہیك هذا هو الحبلی قال ابو حاتم الرازی ضعیف وقال
ابو زرعة منكر الحدیث وقال ابو الفتح الازدی متروك الحدیث دوسرون
نے کہا کہ سری سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام ہین حسن بصری ربیع بن انس ومحمد
بن عباد بن جعفر بھی اسی کے قائل ہین اور یہی حسن کی روایتین سے ہے قتادہ سے
اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے قول اول اظہر ہے اور اسی لیے
بعد اوس کے یون فرمایا ہے وهزی الیك بجذع النخلة ای وحذی الیك
بجذع النخلة یعنی اور لے تو طرف اپنے کھجور کی جڑ حضرت ابن عباس نے فرمایا
کہ وہ سوکھی تھی کسی نے کہا میوہ دار تھی مجاہد نے کہا عجوہ تھی یہ ایک قسم ہے کھجور
کی ثوری نے ابو داود وقبیع اعمی سے روایت کیا ہے کہ وہ صرفانہ تھی ظاہر یہ ہے
کہ وہ ایک درخت تھا لیکن اپنے پھل کے وقت مین نہ تھا وہب بن منبہ اسی کے
قائل ہین اور اسی لیے اون پر اس کی منت رکھی ہے کہ اوس کے نزدیک
کھانا پینا کر دیا پس فرمایا تساقط علیك رطبا جنیا فكلی واشربی وقری عینا

ای طیبی نفسا یعنی تو اپنا جی خوش کر اور اسی لیے عمرو بن میمون نے کہا ہی
کہ زچا کے واسطے خشک و تر کھجور سے کوئی شے بہتر نہین ہے پھر یہ آیت کریمہ
پڑہی عمرو بن مرویم حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم اکرام کرو تمہاری
پھوپھی کھجور کا اس لیے کہ وہ پیدا کی گئی ہے اوس مٹی سے کہ جس سے آدم
علیہ السلام بنے ہین اور نہین ہے درختون سے کوئی شے کہ وہ پیوند لگائی جاوے[1]
سوا اوس کے اور فرمایا ہے کہ کھلاؤ تم تمہاری بچے والی عورتون کو رطب یعنی
پکی تازی کھجور پھر اگر رطب نہو تو تمر یعنے خشک کھجور اور نہین ہے درختون سے
کوئی درخت زیادہ تر آؤ بھگت والا اللہ پہ اوس درخت سے کہ جس کے نیچے
مریم بنت عمران نے نزول کیا اخرجہ ابن ابی حاتم حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی
فرماتے ہین ھذا حدیث منکر جدا ورواہ ابو یعلی عن شیبان به بعض نے
تساقط بتشدید سین مہملہ پڑہا ہے اور دوسرون نے بتخفیف سین اور ابو نہیک
نے تسقط علیك رطبا جنیا پڑہا ہے ابو اسحق نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہی کہ اونہون نے اوسکو تساقط پڑہا ہے ای الجذع والکل متقارب فاما ترین
من البشر احدا ای فما رایت من احد یعنی کبھی تو دیکھے کوئی آدمی فقولی انی
نذرت للرحمن صوما تو کہیو مین نے مانا ہے واسطے رحمن کے روزہ مراد اس
قول سی اشارہ کرنا ہی طرف اوس شخص کے ساتھ روزے کے قول لفظی مراد
نہین ہے تاکہ فلن اکلم الیوم انسیا کے منافی ہو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے صوما
کے معنی صمتا کہی ہین یعنی سکوت و خاموشی اور اسی طرح حضرت ابن عباس و
ضحاک نے بھی کہا ہے اور ایک روایت مین حضرت انس ہی صوما وصمتا مروی ہے
یعنی روزہ اور چپ رہنا اور ایسا ہی قتادہ وغیرہ نے کہا ہے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ
جس وقت اپنی شریعت مین روزہ رکھتے تو اون پر طعام و کلام حرام ہو جاتا تھا
سدی و قتادہ و عبد الرحمن بن زید نے اسپر نص کی ہے ابن اسحق نے حارثہ سی

[1] صورت شریف کا
لفظ مبارک صحیح قرار پایا کہ
صحیح البخاری میں اسی طرح
صحیح النخل وضع طلع الذکر
فی طلع الانثی اول یا نزشی
۱۲ صورت شریف
کا لفظ مبارک اطعموا
نساءکم الولد الطیب ۱۲

روایت کیا ہی کہ مین پاس حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تہا کہ دو آدمی آئی
سو ایک نی تو سلام کیا اور دوسرے نی سلام نہ کیا پس حضرت ابن مسعود نے
فرمایا تیرا کیا حال ہے اون کے اصحاب نے کہا اوس نے قسم کہائی ہے کہ وہ
آج لوگون سے بات نہ کریگی حضرت ابن مسعود نی فرمایا کہ تو بات کر لوگون سے
اور سلام کر اون پر اس لیی کہ وہ ایک عورت تہی اوس نے جان لیا تہا
کہ کوئی اوس کی تصدیق نہ کریگا اس بات مین کہ وہ بغیر خاوند کے حاملہ ہوگئی
مراد اون کی اس سے حضرت مریم علیہا السلام ہین تاکہ اون کے واسطے عذر
ہوجاوی جس وقت کہ وہ پوچہی جاوین ورواہ ابن ابی حاتم وابن جریر رحمہما اللہ
تعالی عبد الرحمن بن زید کہتے ہین کہ جب حضرت عیسی نے حضرت مریم سے کہا کہ تو
غم نہ کہا تو وہ بولین مین کیونکر غم نہ کہاؤن حالانکہ تو میرے ساتہہ ہے نہ مین
خاوند والی ہون اور نہ لونڈی ہون میرا کیا عذر ہے نزدیک لوگون کے کاش
مین مرجاتی پہلے اس سی اور ہوجاتی نسیا منسیا حضرت عیسی نے اون سے کہا
انا اکفیک الکلام یعنی مین بات کرنے کی تجہہ سے کفایت کرونگا فاما ترین الخ
عبد الرحمن نی کہا یہ سب کلام عیسی علیہ السلام سی ہے واسطے اپنی مان کے اور اسی طرح
وہب نی بہی کہا ہے ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ ضمیر تحتہا کی یا تو حضرت
مریم کی طرف پہرتی ہے یا طرف نخلہ کے قول اول اولی ہے واسطے توافق دونون
ضمیرون کے حضرت مریم ٹیلے پر تہین اور حضرت جبریل اون سے اسفل ٹیلے
کے نیچے تہے سلف سی مختلف روایتین آئی ہین کہ آیا پکارنے والی جبریل تہے
یا عیسی علیہما السلام سو جس شخص نے من کو بفتح پڑہا ہے تو اوس کے نزدیک حضرت
عیسی ہین اور جس نے بالکسر پڑہا ہے تو اوس کی نزدیک حضرت جبریل ہین یہ دونو
قراءتین سبعیہ ہین بہرحال منادی کوئی بہی ہو جس وقت حضرت مریم کی بات
سنی تو اون سے یون خطاب کیا الا تحزنی یہ تفسیر ہے ندا کی یعنی وہ پکارنا یہ تہا
کہ تو غم نہ کہا یا معنی بان لا تحزنی ہین اس بنیاد پر ان مصدریہ اور لا ناہیہ یا نافیہ

ہوگا قد جعل ربك تحتك سریا تحت بمعنی قریب ہے جمہور مفسرین نی کہا ہی
کہ سری سے مراد نہر صغیر ہے اس لیے کہ پانی اوس مین سیر کرتا چلتا ہے اور
سری جدول کو بہی کہتے ہین اس کی جمع سریان ہے سری رئیس سردار
کو بہی بولتے ہین اس کی جمع سراۃ آتی ہے یہ جمع عزیز غریب ہے اس کا نظیر
نہین پایا جاتا ہے کیونکہ فعیل کی فعلہ پر جمع نہین آتی ہے اور سراۃ کی جمع سروات
ہے سری کی وجہ اشتقاق اور بہی ہے لیکن اولی وہ ہے جو گذر چکی
اور جعل بمعنی صیّر یا خلق ہے یعنی کر دی یا پیدا کر دی تیرے رب نے نیچے
تیرے قدم کے ایک نہر کسی نے کہا کہ اس نہر سے پانی منقطع ہو گیا تہا سو اللہ تعالی
نے حضرت مریم کے واسطے اوس مین پانی بہیجا اور اوس سے اوس سوکہی جڑ
کو زندہ کر دیا کہ جسپر حضرت مریم نے تکیہ کیا تہا یہان تک کہ وہ برگ و بار سے آئی
کسی نے کہا کہ تحتک کے معنی تحت امرک ہین یعنی اگر تو اوسکو بہنے کا حکم دیگی تو
بہیگی اور اگر روکنے کا حکم دیگی تو رک جائیگی لیکن قول اول اولی ہی تابعین
کی ایک جماعت سے یون مروی ہے کہ مراد سری سے یہان حضرت عیسی علیہ السلام
ہین اور سری مردون مین سے عظیم مرد ہے اسی معنی سے قول عرب کا ہی
کہ فلان سری ای عظیم ومن قوم سراۃ ای عظام یعنی فلان شخص بڑا آدمی ہے اور
فلان بڑی قوم سے ہے ہز کہتے ہین حرکت دینے ہلانے کو عرب کی بول چال
مین کہتے ہین ہزہ فاہتز یعنی فلان شے کو ہلایا تو وہ ہل گئی حرف باز یادہ ہے
واسطی تاکید کی فراء نے کہا کہ عرب ہزہ و ہزّہ بولتے ہین جذع اسفل درخت
کو بولتے ہین قطرب نے کہا ہر لکڑی جو کہ کسی درخت کی جڑ مین ہو وہ جذع ہے
اصل تساقط کی تتساقط ہے اور تسقط و یسقط دونون طرح پڑہا گیا ہے جس نے
تساقط پڑہا ہے تو ضمیر کو واسطے نخلہ کے ٹہیرایا ہے اور جس نے بیای تحتیہ
پڑہا ہے اوس نی ضمیر کو طرف جذع کے پہیرا ہے جنی وہ ہے جو تر و تازہ نی جائے
حضرت ابن عباس اسی کے قائل ہین یعنی اس لائق ہو گئی کہ توڑی جائے

لہ اور کر دیا تیرے اوپر

کھانی کو پہلے ذکر کیا باوجود اس کے کہ ذکر نہر کا رطب پر مقدم ہے اس لیے
کہ زچا کی حاجت طرف رطب کھانے کے سخت تر ہے اوس کی حاجت سے
طرف پانی پینے کے قری کو جمہور نے بفتح قاف پڑہا ہے اور یکسر قاف بہی
پڑہا گیا ہے ابن جریر نے کہا یہ نجد کا لغت ہے معنی یہ ہین کہ تو جی خوش کر اور
رنج و غم کو چہوڑ دے یہ قرّ و قرہ سے ماخوذ ہے دونون بہ معنی سردی ہین
خوش آدمی کا دل ٹہنڈا اور اوس کے اعضا ساکن ہوتے ہین یہ اس لیے ہے
کہ آدمی جس وقت خوش ہوتا ہے تو اوس کی آنکہہ کا آنسو سرد ہوتا ہے اور
جب غمگین ہوتا ہے تو آنسو گرم ہوتا ہے اسی لیے عرب لوگ جس وقت کسی پر
بد دعا کرتے ہین تو اسخن اللہ عینہ بولتے ہین یعنی اللہ اوسکی آنکہہ کو گرم کرے
کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تو اوس لڑکے کے دیکہنے سے آنکہہ کو ٹہنڈا کر کہ جو تجہے
دیا گیا ہے شیبانی نے کہا معنی قری کے نامی ہین یعنی سورہ ابو عمرو نے کہا
اقر اللہ عینہ کے یہ معنی ہین کہ اللہ اوسکی آنکہہ کو سلائے اور اوس کی بیداری
کو دور کرے کسی نے کہا استقرار سے ماخوذ ہے یعنی اللہ اوس کو وہ چیز دے
جو اوسکی آنکہہ کو ساکن کر دے کہ اوسکے غیر کی طرف بلند نہ کرے ترین کی اصل
ترأیین ہے مثل تسمعین کے فاما ترین الخ کے یہ معنی ہین کہ اگر کوئی آدمی تجہسے
بات کرنا طلب کرے تو اوس سے قول مذکور کہدینا اس معنی کی بنیاد پر ایک
اشکال سے نجات ملتی ہے وہ اشکال یہ ہے کہ فلن اکلم الیوم انسیا خود ایک
کلام ہے پس یہ تناقض ہوگا اس لیے کہ اونہون نے ساتہہ اس کلام کے
انسی سے کلام کیا کسی نے کہا کہ فقولی سے مراد اشارہ ہے یعنی تو اشارے سے
کہنا یہ قول کچہہ چیز نہین ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ مین ہرگز کلام نہ کرون گی آج
کسی آدمی سے بعد اس کلام کے قالہ السین صوم سے مراد امساک و سکوت
ہے کسی نے کہا مراد روزہ شرعی ہے اور وہ ترک ہے روزہ توڑنے والی
چیزون سے لیکن قول اول اولی ہے قرأت اُبی رضی اللہ عنہ مین صوما صمتا

ہی دونون لفظون کو جمع کرلیا ہے اور ایسا ہی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
اور انکی ایک روایت مین درمیان دونون کے حرف واو بہی مروی ہے
جس بات پر جمہور مفسرین ہین وہ یہ ہے کہ اس جگہ مراد صوم سے صمت ہے یعنی
چپ رہنا اور اسی پر فلن اکلم الیوم انسیا دلالت کرتا ہے لغت مین صوم کے
معنی دونون معنی سی وسیع تر ہین ابو عبیدہ نے کہا ہر بازر ہنے والا کہانے
یا بات کرنے یا چلنے سے صائم ہے اور قرارت ابی کی اسپر دلالت کرتی ہے
کہ مراد صوم سے یہان صمت وسکوت ہے کیونکہ صمت تفسیر ہی صوم کی اور
قرارت حضرت انس کی اسپر دلالت کرتی ہے کہ مراد صوم سے یہان غیر صمت ہے
چنانچہ واو اسی بات کو مفید ہے اور معنی فلن اکلم الخ کے یہ ہونگے کہ بعد اس خبر
دینے کے کسی آدمی سے بات نہ کرین گی بلکہ فرشتون سی بات چیت کرین اور
اپنے رب سے مناجات فرمائین گی فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا یمریم لقد جئت شیئا
فریا ہ یاخت ہارون ما کان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا ہ ج
فاشارت الیہ ط قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا ہ قال انی عبد اللہ ط
اٰتنی الکتٰب وجعلنی نبیا ہ وجعلنی مبٰرکا این ما کنت ص واوصانی
بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا ہ وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا ہ
والسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا ہ پھر لائی اوس کو
اپنے لوگون پاس گود مین بولی ای مریم تو نے کی یہ چیز طوفان ای بہن ہارون
کی نہ تہا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تہی تیری مان بدکار پھر ہاتھ سے بتایا اوس
لڑکے کو بولے ہم کیونکر بات کرین اوس شخص سے کہ وہ گود مین لڑکا وہ بولا
مین بندہ ہون اللہ کا مجھکو اوس نے کتاب دی ہے اور مجھکو اوس نے نبی
کیا اور بنایا مجھکو برکت والا جس جگہہ مین ہون اور تاکید کی مجھکو نماز کی اور زکاۃ
کی جب تک مین رہون جیتا اور سلوک والا اپنی مان سے اور نہین بنایا مجھکو
زبردست بدبخت اور سلام ہی مجھپر جس دن مین پیدا ہوا اور جس دن مرون

اور جس ان ٹھکڑا ہون جی کر **ف** بہن ہارون کی یعنی بنی ہارون کی بہن دادے
کا نام بولتے ہین قوم کو جیسی عاد و ثمود یہ تہین حضرت ہارون کی اولاد مین انتہی
ف اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے حضرت مریم کے کہ جس وقت اون کو
حکم ہوا کہ اوس دن روزہ رکہین اور کسی بشر سے بات نکرین تو وہ عنقریب
ضرور اپنے کام کی کفایت کی جائین گی اور اون کی حجت قائم کی جائیگی
سو اونہون نے اللہ عزوجل کے حکم کو مانا اور بمقتضائے الٰہی کی مطیع و منقاد
ہوگئین تو اونہون نے اپنے فرزند کو لیا پہر اوسکو اپنی گود مین لیے ہوئے
اپنی قوم کے پاس آئین جب اونہون نے حضرت مریم کو اس طرح دیکہا تو
اون کے حال کو ایک امر عظیم سمجہا اور بغایت اوسکو برا جانا اور بولے ای
مریم تو نے کی یہ چیز طوفان مجاہد و قتادہ و سدی اور بہت لوگون نے کہا کہ
مراد شئی فری سے امر عظیم ہے توف بکالی نے کہا حضرت مریم کے لوگ اونکی
ڈہونڈہنے کو نکلے کہا اور وہ خاندان نبوت و شرف سے تہین پس کہپرا تا پتا
اون کا نہ پایا پہر وہ گائین چرانی والی سے ملے تو اوس سے کہا کہ ایک جوان
عورت کو دیکہا ہی جس کا ایسا ایسا حلیہ ہے اوس نے کہا نہین لیکن مین نے
آج کی رات اپنی گایون سے وہ بات دیکہی ہے جو کبہی اون سے نہ دیکہے
تہی پوچہا تو نے کیا دیکہا کہا مین نے اون کو دیکہا کہ وہ اس وادی کی طرف
سجدہ کرتے ہین عبد اللہ بن ابی زیاد نے کہا کہ مین یاد رکہتا ہون سیارہی
کہ اوس چرواہے نے کہا کہ مین نے ایک نور بلند دیکہا پس وہ لوگ اوس جگہہ
کی طرف متوجہ ہوئے کہ جس کا راعی نے اون سے کہا تہا پس حضرت مریم
اون کے سامنے آگئین پہر جس وقت حضرت مریم نے اون کو دیکہہ لیا تو
بیٹہہ گئین اور اپنے فرزند کو گود مین اوٹہا لیا وہ لوگ آئے یہان تک کہ اونپر
آکہڑے ہوئے اور بولے ای مریم تو نے ایک امر عظیم کیا ای بہن ہارون کے
یعنی ای مشابہ ہارون کی عبادت مین نہین تہا باپ تیرا برا آدمی اور نہ تہی

مان تیری بدکار یعنی تو طیب طاہر پاک صاف خاندان سے ہے جو کہ صلاح
وعبادت وزہادت کے ساتھہ معروف ومشہور ہے پھر کیونکر یہ کام تجھہ سے
صادر ہوا علی بن ابی طلحہ وسدی نے کہا کہ اون کو یا اخت ہارون کہا گیا
یعنی ہارون برادر موسی علیہما السلام اور وہ اون کی نسل سی تہین جیسے تیمی
کو یا اخا تیم اور مضری کو یا اخا مضر کہتے ہین یعنی عرب کی عادت ہے کہ جو شخص
جس قوم وقبیلے کا ہوتا ہے اوس کو اوسی قوم وقبیلے کا بہائی کہکر پکارتے
ہین اسی طرح یہان بہی حضرت مریم کو حضرت ہارون کی بہن کہا اس لیے کہ
وہ اون کی نسل سی تہین کسی نے کہا کہ ایک نیک مرد ہارون نام اونمین تہا
اوس کی طرف ان کی نسبت کی گئی اس لیے کہ زہادت وعبادت مین اوسکا
اقتدا کیا کرتی تہین اخرجہ ابن ابی حاتم بسندہ ابن جریر نے بعض سے حکایت
کیا ہے کہ اون لوگون نے ایک بدکار آدمی کے ساتھہ تشبیہ دی جو کہ اون مین
تہا اوس کو ہارون کہا جاتا تہا ابن ابی حاتم نے اس کو سعید بن جبیر سے روایت
کیا ہے اس سب سے غریب تر وہ بات ہے جس کو ابن ابی حاتم نے قرظی
سے روایت کیا ہے اسی آیت کریمہ کی تفسیر مین کہا کہ حضرت مریم حضرت ہارون
کی حقیقی بہن ہین ماں باپ دونون کی طرف سے اور وہ حضرت موسی برادر ہارون
علیہ السلام کی وہی بہن ہین کہ حضرت موسی کے پیچہے چلی گئین پھر اون کو اجنبی
ہوکر دیکہتی رہین اور فرعون والون کو خبر نہ ہوئی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
فرماتے ہین کہ یہ قول خطای محض ہے اس لیے کہ اللہ تعالے نے اپنی کتاب
یعنی قرآن پاک مین ذکر فرمایا ہے کہ وہ عیسے علیہ السلام کو پیچہے لایا ہے بعد
پیغمبرون کے سو یہ بات اسپر دلالت کرتی ہے کہ وہ براہ بعثت آخر الانبیا رہین
اور اون کے بعد نہین ہوے مگر حضور پر نور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اسی لیے صحیح بخاری مین بروایت حضرت ابوہریرہ رضے اللہ عنہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ آپ نے فرمایا مین

اولی الناس ہون ساتھہ ابن مریم کے یعنی مین سب لوگون سے بڑھکر اون سے
قریب ہون اس لیے کہ نہین ہے درمیان میرے اور درمیان اون کے
کوئی نبی اور اگر امر ویسا ہوتا جیسا کہ محمد بن کعب قرظی نے زعم کیا ہے تو حضرت
عیسی متاخر نہوتے پیغمبرون سے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور البتہ حضرت سلیمان و داود علیہما السلام سے پہلے ہوتے کیونکہ اللہ پاک
نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت داود بعد موسی علیہ السلام کی ہوے ہین اس قول
پاک مین الم تر الی الملا من بني اسرائیل من بعد موسی اذ قالوا لنبي لهم
ابعث لنا ملکا نقاتل في سبیل اللہ اور اس قصے کو یہان تک ذکر کیا ہے
وقتل داود جالوت الایة اور جس بات نے کہ قرظی کو اس قول پر جرأت
دلائی وہ بات ہے جو توراۃ مین ہے کہ بعد نکلنے حضرت موسی اور بنی اسرائیل
کے دریا سے اور ڈبونے فرعون اور اوس کی قوم کے کہا ہے اور کھڑی ہوئین
مریم دختر عمران خواہر موسے و ہارون نبیہ کے دف بجاتی تہین وہ اور عورتین
ہمراہ اون کے اللہ کی پاکی بولتی اور اوس کا شکر ادا کرتی تہین اوس نعمت پر
جس کا اللہ نے بنی اسرائیل پر انعام کیا سو قرظی نے اعتقاد کیا کہ یہہ مریم
وہی والدۂ عیسی علیہ السلام ہین اور یہ ایک لغزش و غلط شدید ہے بلکہ وہ مریم
ان مریم کی ہمنام تہین وہ لوگ اپنے انبیاء و صالحین کے نام رکھا کرتے تھے جیسا
کہ امام احمد نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرف نجران کے بھیجا پس اون
لوگون نے کہا تو ہم کو خبر دے کے تم کیا پڑھتے ہو یا اخت ھارون کو اور موسے علیہ
سے اتنی مدت پہلے ہین حضرت مغیرہ نے کہا پھر مین لوٹا تو مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا تو نے اون کو کیون نہین
خبر دیدی کہ وہ لوگ نام رکھا کرتے تھے انبیاء و صالحین کے جو اون سے پہلے تھے
انفرد باخراجه مسلم والترمذي والنسائي من حدیث عبد اللہ بن ادریس

11029

عن ابیہ عن سماک بہ وقال الترمذی حسن صحیح غریب لا نعرفہ
الا من حدیث ابن ادریس ابن جریر نے محمد بن سیرین رضے اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہا مجھے خبر دیگئی ہے کہ کعب رضے اللہ عنہ نے کہا کہ قولہ یا
اخت ھارون یہ ہارون برادر موسی علیہ السلام نہین ہین کہا اسپر حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کعب سے فرمایا کہ تو نے جھوٹ کہا کعب نے کہا
ای ام المؤمنین اگر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کو فرمایا ہے تو وہ زیادہ تر
عالم و باخبر تھے ورنہ مین تو درمیان اون دونون کے چھ سو برس پاتا ہون
کہا پس حضرت عائشہ چپ ہو رہین وفی ھذا التاریخ نظر قتادہ نے یا
اخت ھارون الایۃ کی تفسیر مین کہا ہے کہ حضرت مریم ایسے خاندان سے
نہین جو کہ معروف بصلاح تھا اور معروف بہ فساد نہ تھا اور منجملہ لوگون کے وہ
لوگ ہوتے ہین جو کہ معروف بصلاح ہوتے ہین اور صلاح کے ساتھ اون کا
توالد و تناسل ہوتا ہے اور دوسرے معروف بفساد ہوتے ہین اور فساد کے
ساتھ اون کا توالد و تناسل ہوتا ہے اور ہارون مصلح و محبّب تھے اپنے عشیر
مین یعنی رشتے دار کنبے کے لوگ اون کو نیک جانتے اور اون سے محبت
رکھتے تھے اور وہ ہارون برادر موسی علیہ السلام نہین ہین ولیکن وہ دوسرے
ہارون ہین کہا اور ہم سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ جس دن اون کا انتقال
ہوا تو چالیس ہزار آدمی بنی اسرائیل کے اون کے جنازے کے پیچھے گئے سب کا
نام ہارون تھا اخرجہ ابن جریر ایضا قولہ فاشارت الیہ الایۃ کا یہ مطلب ہے کہ
جس وقت اونہون نے حضرت مریم کے کام مین شک کیا اور اون کے قضیے
کو بُرا جانا اور اون سے کہا جو کچھ کہ کہا دران حال کہ اون کے قذف و رمی و
بہتان و طوفان کی تعریض کرتے تھے اور وہ اوس دن صائم صامت ساکت
تھین اس لیے بات کرنے کا حوالہ حضرت عیسے پر کیا اور طرف خطاب و کلام
حضرت عیسے کے اون کو اشارہ فرمایا تو وہ لوگ بولے ہم کیونکر بات کرین اوس سے

کہ جو گود مین بچا ہو یہ بات اونہون نے بطور تہکم و تمسخر یہ کے کہی اور یہ گمان کیا
یعنی ٹھٹھا
کہ حضرت مریم اون کو حقیر سمجھتی ہین اور اون سے لعب کرتی ہین میمون بن مہران
نے کہا فاشارت الیہ کے یہ معنی ہین کہ حضرت مریم نے کہا تم اوس سے
بات کرو تو وہ بولے کہ علاوہ اوس بلا پر جس کو وہ لائی ہے ہم کو حکم کرتے
ہے کہ ہم بات کرین اوس شخص سے کہ جو گود مین بچا ہو سدی نے کہا کہ جسوقت
حضرت مریم نے عیسی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا تو وہ لوگ خفا ہوے اور
بولے کہ البتہ مسخرہ پن کرنا اوس کا ہم سے یہان تک کہ ہم کو حکم کرتی ہے
کہ ہم اس لڑکے سے بات کرین سخت تر ہے ہم پر اوس کے زنا سے اور کہا ہم
کیونکر بات کرین اوس شخص سے کہ جو ہو گود مین لڑکا یعنے جو شخص کہ اپنے مہد
مین موجود ہے اپنے صبا و صغر کے حال مین ہے وہ کیونکر بات کریگا حضرت
عیسے بول اوٹھے انی عبد اللہ یعنی بے شک مین اللہ کا بندہ ہون پہلی چیز
جس کے ساتھہ کلام کیا یہ ہے کہ اپنے رب تعالے کی جناب کی تنزیہ کی اور
اوس کو لڑکے بچے سے مبرا بتایا اور اپنی ذات کے لیے رب کی عبودیت و
بندگی ثابت کی اور اتاني الکتاب وجعلني نبیا کہکر اپنی ماں کو فاحشہ و زنا سے
بری کیا جس کی طرف اون کی نسبت کی گئی تھی نوف بکالی نے کہا جس وقت
لوگون نے اون کی ماں سے کہا جو کچھہ کہ کہا تو وہ اون کی چھاتی سے دودھ
پی رہے تھے پس پستان کو اپنے مونہہ سے کھینچ لیا اور بائین پہلو پر تکیہ کیا
اور کہا انی عبد اللہ اتاني الکتاب وجعلني نبیا الی قولہ ما دمت حیا
حماد بن سلمہ نے ثابت بنانی رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے
انگشت سبابہ اپنے دونون مونڈہون کے اوپر اوٹھائی اور وہ کہتے تھے انی
عبد اللہ الایہ عکرمہ نے کہا آتانی الکتاب کا یہ مطلب ہے کہ وہ حکم کر چکا ہے
کہ مجھے کتاب دیگا اوس چیز مین کہ وہ قضا کر چکا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عیسی بن مریم علیہما السلام انجیل کا درس

اور اوس کو خوب پختہ کر چکے تھے حال آنکہ اپنی والدہ کی شکم مین تھے سو یہ اونکا
وہی قول ہے اني عبد الله أتاني الكتاب وجعلني نبيا اس کی اسناد
مین یحیی بن سعید عطار حمصی متروک ہے مجاہد و ثوری و عمرو بن قیس نے کہا
ہے کہ مبارکا کے معنے معلما للخیر ہین اور ایک روایت مین مجاہد سے
نفاعا ہے یعنی بڑا سکھانے والا خیر کا اور بغایت نفع رسان ابن جریر نے
وہیب بن ورد مولی بنی مخزوم سے روایت کیا ہے کہ ایک عالم نے دوسرے
عالم سے ملاقات کی وہ اوس سے علم مین فوق تھا تو اوس سے کہا اللہ
تجھپر رحم کرے مین اپنے عمل سے کون عمل ظاہر کرون کہا امر بمعروف ونہی
عن المنکر اس لیے کہ بے شک وہ اللہ کا دین ہے جس کے ساتھہ اللہ نے اپنے
نبیون کو طرف بندون کے بھیجا ہے قولہ تعالی واوصاني بالصلوة والزكاة
ما دمت حيا ویسا ہی جیا کہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
ارشاد فرمایا ہے واعبد ربك حتى يأتيك اليقين عبد الرحمن بن قاسم نے
مالک بن انس رضے اللہ عنہ سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا کہ
اللہ پاک نے حضرت عیسی کو اوس چیز کی خبر دیدی کہ جو ہونے والی ہے
اون کے کام سے یہان تک کہ وہ مرین یہ آیت کیا کہلی ہوئی ہے واسلے
منکرین قدر کے وبرا بوالدتي کی یہ معنی ہین کہ اللہ نے مجھکو میری مان کے
ساتھہ نیکی کرنے کا امر کیا ہے برکا ذکر طاعت رب کے بعد اس لیے کیا ہے کہ
اللہ پاک درمیان امر بعبادت اور طاعت والدین کے اکثر قران فرما ہے
یعنی ان دونو باتون کو اکثر قرین بکدیگر ذکر کرتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے وقضى
ربك الا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اور فرمایا ان اشكر لي
ولوالديك الي المصير قولہ ولم يجعلني جبارا شقيا کا یہ مطلب ہے کہ اوس نے
مجھکو نہین کیا زبردست کنیا نے والا اپنی طاعت وعبادت سے اور میری
مان کی برونیکی سے کہ مین اس کے سبب سے بدبخت ہوجاؤن سفیان ثوری

ف اور بیٹی کی اپنے
ایسکی جنگ پہونچے
تک الیقین ۱۲ سنہ اور چلا یا
برسے رب نے ذبیح
اوسکے سوای اور مان باپ
سے بھلائی ۱۲ سنہ کو حق
مان میرا اور اپنے مان
باپ کا آخر تک نہ نافرمانی
۱۲

رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جبار شقی وہ ہے کہ غصے پر مار ڈالے یعنی جس پر خفا ہو
تو اوسکو قتل کر ڈالے بعض سلف نے کہا ہے تو نہ پائیگا کسی کو نافرمان
اپنے ماں باپ کا مگر پائیگا تو اوسکو زبردست بدبخت پھر پڑھا وبرا بوالدتی
ولم یجعلنی جبارا شقیا کہا اور نہ پائیگا تو مسیئ الملکہ کو مگر پائیگا اوس کو مختال
فخور پھر یہ آیت کریمہ پڑھی وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان
مختالا فخورا مسیئ الملکہ وہ شخص ہے کہ اپنے لونڈی غلامون سے برا برتاؤ کرتا ہی
درشتی تندخوئی بدخلقی سے پیش آتا ہے کھانے پینے پہننے مین کوتاہی
کرتا ہے سو ایسا آدمی متکبر اترانے والا بڑائی مارنے والا ہوتا ہے کہ اپنی
برابر کسی کو نہین سمجھتا ہے تابعدارون کو حقیر وخوار اور خود کو کبیر وبزرگ
جانتا ہے اللہ پاک ایسے آدمی کو نہین چاہتا ہے قتادہ کہتے ہین ہم سے یہہ
بات ذکر کی گئی ہے کہ ایک عورت نے حضرت ابن مریم علیہما السلام کو دیکھا
کہ وہ مردون کو زندہ کرتے ہین اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو چنگا بھلا
بناتے ہین منجملہ اون نشانیون کے کہ جنپر اللہ پاک نے اون کو مسلط کیا تھا
اور اون کو اون باتون مین اذن دیا تھا تو وہ بولے کہ خوشی ہو اوس شکم
کو جسنے تجھے اوٹھایا اور خوشی ہو اوس پستان کو جس سے تو نے دودھ پیا
پس نبی اللہ عیسی علیہ السلام نے کہا اوسے جواب دیتے تھے کہ خوشی ہو اوس
شخص کو جس نے کتاب اللہ کی تلاوت کی پھر اتباع کیا اوس چیز کا جو اوسمین
تھی اور نہ ہوا وہ زبردست بدبخت والسلام علی الایہ اس قول سے حضرت
عیسی نے اپنی عبودیت واسطی اللہ عزوجل کے ثابت کی اور اس بات
کا اثبات کیا کہ وہ ایک مخلوق ہین اللہ کی خلق سی زندہ ہونگے مرنے کے
اوٹھائے جائینگے مثل سارے خلائق کے لیکن واسطے اون کے ان احوال
مین سلامتی ہوگی جو کہ بندون پر زیادہ تر شاق ہوتے ہین صلوات اللہ و
سلامہ علیہ ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ جس وقت حضرت مریم علیہا السلام

ف اور اسکو خوش نہین آتا ہے کہ اوسکے ماں باپ کے سوا کسی اور کا فرمان بردار ہو

کراون نشانیون سی اطمینان ہوا جن کو وہ دیکھیں تو حضرت عیسی کو اپنی قوم کے
پاس لائین گود مین اوٹھاے ہوے اور اون کا آنا قوم کے پاس اوسی جاے
دور سے تہا جس مین واسطے وضع حمل کے کنارہ کر گئین تہین کسی نے کہا یہ آنا
روز ولادت مین تہا کسی نے کہا بعد اس کے کہ پاک ہو گئین حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمایا بعد چالیس دن کے بعد اس کے کہ زچگی سے پاک ہو گئین
پہر جب اون کی قوم نے لڑکے کو ہمراہ اون کے دیکہا تو غمگین ہوے اور وہ
لوگ نیک خاندان کے تہے تو اس بات کو بڑا سمجہکر بولے اے مریم البتہ
مقرر تو نے ایک شئی فری کا فعل وارتکاب کیا فری سے مراد عجیب ونادر
ہے ابو عبیدہ اسی کے قائل ہین مجاہد نے کہا فری بمعنی عظیم ہے یعنی ایک
بڑے کام کو کہتے ہین خیر وشر بہلائی برائی دونون مین بولا جاتا ہے قطرب
نے کہا کہ فری جدید مشک کو کہتے ہین یعنی تو ایک ایسے بدیع جدید نادر
نئے کام کو لائی ہے کہ تجہ سے پہلے کسی نے نہین کیا ہے کسی نے کہا فری
قطع کرنے کاٹنے کو کہتے ہین یعنی تو ایک ایسی چیز کو لائی ہے کہ وہ عادت کو
کاٹتی پہاڑتی ہے وہ عادت یہی ہے کہ ولادت باپ کے واسطے سے ہوتی
ہے سعید بن مسعدہ نے کہا فری کے معنی مختلق متعمل کے ہین اور فریہ اسم ہے
یعنی یہ بات بنائی ہوئی گڑہی ہوئی ہے واقع مین اوس کی کچہ اصل نہین ہے
اور زنا کا بچہ مثل شئے مفتری کے ہوتا ہے قال تعالے ولا یاتین ببہتان
یفترینہ بین ایدیہن وارجلہن آسی ہین ہارون کی یہ بہی منجملہ کلام قوم ہے
اس خواہری مین اور ہارون مین اختلاف واقع ہوا ہے کہ وہ کون ہارون
ہین چنانچہ اوس کی تفصیل تفسیر ابن کثیر سے سابق گذر چکی ہے اوس کی
تکرار کی یہان کچہ ضرورت نہین ہے نہ تہا باپ تیرا بڑا آدمی یعنی عمران اور
نہ تہی مان تیری بدکار یعنی حنہ اس قول مین تقریر وتثبیت ہے تعییر وتوبیخ
کی جس کا ذکر ہو چکا ہے اور تنبیہ ہے اسپر کہ صالحین کی اولاد سے فاحشہ وزنا

لہ اور زلادین طوفان
باندہکر اپنے ہاتہون اور
پاؤن مین ۱۲

رب تمہارا سو اوسی کی بندگی کرو یہ ہے راہ سیدھی پھر گئی راہ ہو گئے فرقے
اون مین سے سو خرابی ہے منکرون کو جس وقت دیکھین گے ایک دن بڑا
ف اللہ پاک اپنے رسول رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے
کہ یہ جو ہم نے تم سے عیسی علیہ السلام کی خبر بیان کی سچی بات ہے جس مین لوگ
جھگڑتے ہین یعنی اہل باطل و اہل حق اختلاف کرتے ہین اون لوگون مین سے
کہ جنہون نے اون کو مانا اور جنہون نے اون کو نہ مانا اسی لیے اکثر نے قول الحق
کو برفع قول پڑہا ہے اور عاصم و عبداللہ بن عامر نے بنصب قول حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہون نے یون پڑہا ہے ذلک
عیسی بن مریم قال الحق حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ اعراب کے
رو سے رفع ظاہر تر ہے اور قولہ تعالی الحق من ربک فلا تکن من الممترین
اس رفع کی شہادت دیتا ہے ہر گاہ کہ اللہ پاک نے ذکر فرمایا کہ حضرت عیسے
علیہ السلام کو اوس نے عبد نبی پیدا کیا ہے تو اوس نے اپنے نفس مقدس
کی تنزیہ کی ارشاد فرمایا ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحانہ یعنی یہ جاہل
نادان ظالم ستمگار حد سے بڑہنے والے جو کچہ کہ کہتے ہین وہ اوس سے
پاک صاف مبرا منزہ بزرگ و برتر ہے وہ تو جس وقت کسی شے کا ارادہ کرتا ہے
تو اوسکو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے جیسے چاہتا ہے جیسا کہ اللہ پاک
نے فرمایا ہے ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ
کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین قولہ وان اللہ ربی وربکم
فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم یہ قول منجملہ اون باتون کے ہے کہ جن کا
حضرت عیسی نے اپنی قوم کو امر کیا ہے اور وہ حالت مہد مین تہی اوس وقت
اون کو اس بات کی خبر دی کہ اللہ رب اون کا ہے اور رب اوس قوم کا ہے
اور اللہ پاک کی عبادت کا اون کو حکم دیا فرمایا کہ تم اوسی کو پوجو یہ راہ جس کو
مین تمہارے پاس لایا ہون اطرف سے اللہ کے سیدہی راہ ہے جو شخص اوسکی

ف قول باتنی سے یہان تک
رب کی طرف سے کہ اوتارہ
شکل مین اسکے نزدیک تھے
کی مثال اللہ کے نزدیک آدم
اوسکو بغیر باپ کے
حق بات ہے پہر تو
رب کی طرف
تو تم شک مین
۱۲

پیروی کریگا راہ یاب ہوگا ہدایت پائیگا اور جو کوئی اوس کی مخالفت کریگا وہ گمراہ
ہوگا بہکے گا پھر کئی راہ ہو گئے فرقے اون مین سے یعنی اہل کتاب کا قول
حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے مین مختلف ہوگیا بعد اس کی کہ اون کا امر
حال ظاہر و واضح ہوگیا اور یہ بات کہل چکی کہ وہ اللہ کے بندے اور
اوس کے پیغمبر اور اوس کے کلمہ ہین جس کو اوس نے طرف مریم علیہا السلام کے
ڈالا اور ایک روح ہین اوس کی طرف سے سو اون مین سے ایک گروہ نے تو
اسپر تصیم کی کہ معاذ اللہ وہ ولد زنا ہین یہ گروہ جمہور یہود ہین علیہم لعائن اللہ
تعالی دوسرے گروہ نے کہا سو اس کے نہین کہ اللہ نے کلام کیا تیسرے
گروہ نے کہا بلکہ وہ اللہ کے فرزند ہین چوتھے گروہ نے کہا کہ تین مین کے تیسرے
ہین پانچوین نے کہا کہ وہ اللہ کے بندے اور اوس کے رسول ہین یہ وہی قول
حق ہے جس کی طرف اللہ پاک نے مؤمنین کو ہدایت کی ہے عمرو بن میمون ابن جریج
وقتادہ اور بہت سے سلف وخلف سے مثل اس کے مروی ہے عبدالرزاق
نے قتادہ سے تفسیر کرتے ذلک عیسی بن مریم قول الحق الذي فيه يمترون
مین روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل جمع ہوئے پھر اون مین سے چار ہزار
آدمیون کو نکالا ہر قوم نے اپنے عالم کو نکالا پھر اونہون نے حضرت عیسی علیہ السلام
کے بارے مین جھگڑا کیا جس وقت کہ وہ طرف آسمان کے اوٹھا لیے گئے پس
بعض نے کہا کہ وہ اللہ تھا زمین کی طرف اوترا پھر زندہ کیا جس کو زندہ کیا
اور مارا جس کو مارا پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا یہ فرقہ یعقوبیہ ہے
پس تین عالمون نے اس سے کہا کہ تو نے جھوٹھ کہا پھر اون مین سے دونے
تیسرے سے کہا کہ تو اوس کے حق مین کہہ وہ بولا کہ وہ اللہ کا فرزند ہے
یہ فرقہ نسطوریہ ہی پس دونے کہا تو نے جھوٹھ کہا پھر دو مین کے ایک نے
دوسرے سے کہا کہ تو اوس کے بارے مین کہہ تو وہ بولا کہ وہ تین مین کا ایک
ہے اللہ معبود ہے اور وہ معبود ہے اور اوسکی ماں معبود ہے یہ فرقہ اسرائیلیہ

ملوک نصاری کا ہے علیہم لعائن اللہ جو تھے نے کہا تو نے جھوٹ بولا بلکہ
وہ اللہ کے بندے اور اوس کے رسول اور اوس کی روح اور اوس کے کلمہ ہین
یہ لوگ مسلمان ہین پھر ان مین سے ہر ایک شخص کے اتباع و پیرو ہوے
علی ہذا القیاس باہم قتال کیا اور مسلمانون پر ظاہر و غالب ہوے یہ وہی
قول ہے اللہ پاک کا و یقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس قتادہ نے کہا
یہ وہی لوگ ہین جن کے باری مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے فاختلف الاحزاب اور مار ڈالتے ہین جو کوئی کہے انصاف لوگون مین سے ۱۲
من بینہم کہا کہ اونہون نے حضرت عیسی کے بارے مین اختلاف کیا پھر وہ کئی
فرقے ہو گئے وقد روی ابن ابی حاتم عن ابن عباس وعن عروۃ بن الزبیر
عن بعض اھل العلم قریبا من ذلک اہل کتاب وغیرہم کے بہت سے
علماے تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ قسطنین نے ایک بڑی محفل مین اونکو جمع کیا
اون کے تین مجامع سے جو کہ نزدیک اون کے مشہور و معروف ہین سو اون مین سے
جماعت علما کی دو ہزار ایک سو ستر عالم کی تھی پھر اونہون نے حضرت عیسی بن مریم
علیہما السلام کے بارے مین نہایت متباین اختلاف کیا ہر گروہ نے اون کے حق
مین ایک بات کہی پھر سو عالم تو اون کے بارے مین کچھ کہتے ہین اور ستر
کچھ اور ہی بولتے ہین اور پچاس چیز دیگر کہتے ہین اور ایک سو ساٹھ کچھ اور
فرماتے ہین منجملہ اون کے ایک قول پر تین سو آدمیون سے زیادہ جمع نہین ہوے
ان لوگون نے ایک قول پر اتفاق کیا اور اوسی پر تصمیم کی جم گئے سو بادشاہ
انہین کی طرف مائل ہوا اور وہ فیلسوف تھا پس اوس نے ان کو مقدم
بنایا اور ان کی نصرت کی اور ان کے سوا اورون کو مطرود و مردود کر دیا پس
اونہون نے بادشاہ کے واسطے امانت کبیر وضع کی بلکہ وہ تو خیانت عظیمہ ہے
اور قوانین کی کتابین واسطے اوس کے وضع کین اور کئی چیزین اوس کے
لیے شرع ٹھیرائین اور بہت سی بدعتین نئی نئی باتین نکالین دین مسیح
علیہ السلام کی تحریف کی اور اوس کو بدل ڈالا بگاڑ دیا پھر بادشاہ نے اوسوقت

اپنی ساری مملکت بلاد شام وجزیرۂ روم مین اون کے واسطے بڑے بڑے
کنیسے بنائے اوس کے عہد مین شمار کنیسون کا قریب بارہ ہزار کے پہونچا
اور بادشاہ کی مان ہیلانہ نام نے ایک قمامہ بنایا اوس جگہہ پر جس مین شخص
مسلوب سولی دیا گیا جس کو یہود گمان کرتے ہین کہ وہ مسیح علیہ السلام ہین
حال آنکہ انہون نے جھوٹ کہا بلکہ اون کو تو اللہ پاک نے آسمان کی طرف
اوٹھالیا فویل للذین کفروا من مشھد یوم عظیم یہہ ایک تہدید و وعید
شدید ہی واسطے اون لوگون کے جنہون نے اللہ پاک پر جھوٹہہ بولا
افترا کیا اور یہ زعم کیا کہ اوس کے لیے لڑکا ہے لیکن اللہ نے روز قیامت
تک اون کو مہلت دی رکہی ہے یہ اوسکا حلم ہے اور اوس کو اپنی قدرت
پر اعتماد ہے وہ اون پر قادر ہے جب چاہے پکڑ لے کیونکہ وہ اپنے گنہگار پر
جلدی نہین کرتا ہے بلکہ وہ تو ڈہیل ہی دیتا ہے جیسا کہ صحیحین مین آیا ہے کہ
بیشک اللہ البتہ ڈہیل دیتا ہے واسطے ظالم کے یہان تک کہ جس وقت اوسکو
پکڑ لیا تو اوسے نہین چہوڑتا ہے پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
یہ آیت پڑہی وکذلک اخذ ربک اذا اخذ القری وھی ظالمۃ ان
اخذہ الیم شدید اور یہ بہی صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے نہین ہے کوئی زیادہ تر صبر کرنے والا اذی
پر جس کو وہ سنے اللہ سے وہ تو شریک کرتے ہین واسطے اوس کے لڑکا اور وہ اونکو
رزق دیتا ہے اور عافیت دیتا ہے وقد قال اللہ تعالے وکاین من قریۃ
املیت لھا وھی ظالمۃ ثم اخذتھا والی المصیر وقال تعالی ولا تحسبن اللہ
غافلا عما یعمل الظالمون انما یؤخرھم لیوم تشخص فیہ الابصار اور اسی لیے
یہان فرمایا ہے فویل للذین کفروا الایۃ مشھد عظیم سے مراد روز قیامت ہے
حدیث صحیح مین جس کی صحت پر اتفاق ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
سے یون آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے

اور ایسی ہی ہے یہ بات
بڑی ادب کی جب پہاڑ
بستیون کو اور دوزخ کو
مین بیشک اوسکی پکڑ بڑی
سختی ہے روز قیامت
اور کہتی بستیان کی مین
اونکو ڈہیل دی اور وہ
گنہگار تہین پہر اونکو پکڑا
اور میرے
ف ۲ اور یہ آیت کریمہ
جس کا ترجمہ اوپر
مذکور ہوا اس
بات پر دلیل ہے
کہ ظالم کو اللہ
تعالے جب پکڑتا ہے
تو پہر چہوڑتا نہین
ف ۳ اور اللہ تعالے
نے فرمایا ہے کہ
اور کتنی بستیان
کہ مین نے اونکو
ڈہیل دی اور وہ
ظالم تہین پہر مین نے
اونکو پکڑا اور
میری
ف ۴ اور اللہ تعالے
نے فرمایا ہے کہ
اور ہرگز نہ
گمان کر تو اللہ
کو غافل اس
سے کہ کرتے ہین
ظالم لوگ بیشک
وہ ڈہیل دیتا ہے
اونکو واسطے اس
دن کے کہ کہلی
رہین اوس دن
مین آنکہین

ہونا منجملہ اون باتون کے ہے جن کا وجود مین آنا لائق نہین ہے پس حضرت
مریم نے حضرت عیسی کی طرف اشارہ کیا کہ تم اوس سے بات کرو اشارے
پر اکتفا کیا اور بول کر حضرت عیسی کو حکم نہ دیا اس لیے کہ اونہون نے واسطی رحمن
کے بات نہ کرنے کا روزہ مانا تہا یہ وجہ اس تقدیر پر ہے کہ وہ اوس وقت
اپنی نذر کے دنون مین نہین اور اس تقدیر پر کہ اون دنون سے نکل چکی تہین
تو ہو سکتا ہے یون کہا جائے کہ اونہون نے اشارے پر اس لیے قصر کیا کہ اظہار
آیت عظیمہ مین مبالغہ ہو جائے اور اس واسطے کہ یہ لڑکا اشارے کو سمجہتا ہے
اور عبارت پر قدرت رکہتا ہے وہ بولی ہم کیونکر بات کرین اوس شخص سے
کہ جو ہو مہد مین بچا یہ استفہام واسطی انکار و تعجب کے ہے اس لیے کہ حضرت
مریم نے جس وقت حضرت عیسی کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اون سے بات
کرین تو وہ اس بات کا انکار کرنے لگے اور اس سے متعجب ہوے ابو عبیدہ
نے کہا کلام مین حشو زائد ہے معنی یہ ہین کہ کیونکر بات کرین ہم بچے سے جو کہ مہد
مین ہے زجاج نے کہا اجود یعنی زیادہ تر پکی بات یہ ہے کہ کلام مذکور معنے
مین شرط و جزا کے ہو معنی یہ ہین کہ جو شخص مہد مین بچا ہو تو ہم اوس سے
کیونکر بات کرین ابن انباری نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اس کے سوا
اور اقوال بہی ہین مہد ایک معروف چیز ہے جو کہ واسطے سلانے بچے کے
بنائی جاتی ہے کسی نے کہا یہان ماں کی گود مراد ہے کسی نے کہا سریر مثل مہد
کے غرضکہ جب عیسی علیہ السلام نے اون کی بات سنی تو دودہ پینا چہوڑ دیا
اور اون پر متوجہ ہوے بولے انی عبد اللہ سو پہلے پہل جو بات بولے وہ یہی
تہی کہ اللہ پاک کے واسطی عبودیت و بندگی کا اقرار کیا تاکہ لوگ اون کو
معبود نہ ٹہیرائین اور اس قول مین اپنی ماں سے تہمت بہی دور کر دی کیونکہ
اللہ پاک زنا کے بچے کو اس مرتبۂ عظیم کے ساتہہ خاص نہین فرماتا ہے
اور اپنے نفس کو آٹہہ صفتون کے ساتہہ موصوف کیا اول صفت تو عبودیت و

بندگی ہے اور آخر صفت اون کو امن دینا ہے زیادہ تر دہشت ناک مقامون
مین دوسری صفت یہ ہی کہ اوس نے مجھے کتاب یعنی انجیل دی تیسری
صفت یہ ہے کہ اوس نے مجھے نبی کر دیا یعنی ازل مین کتاب و نبوت دینی کا
واسطے میرے حکم کر دیا ہے گو اوس وقت اون پر نہ کتاب کا نزول ہوا نہ نبی
ہوے ایک قول یہ ہے کہ اوس وقت اون کو کتاب دیدی اور نبی کر دیا یہ
قول نہایت درجہ بعید ہے اور حضرت انس رضے اللہ عنہ سے جو روایت
گذر چکی ہے وہ اس سے بھی زیادہ تر بعید ہی عکرمہ نے کہا معنی یہ ہین کہ وہ حکم
کر چکا ہے کہ مین ایسا ہو ونگا اور اسی کے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و
سلم کا قول پاک ہے کہ مین نبی تھا حالانکہ آدم درمیان روح و جسد کے تھے
چوتھی صفت یہ ہے کہ اوس نے مجھے برکت والا بنایا جہان کہین مین ہوؤن
برکت کی اصل بروک بعیر سے ہے بروک کہتے ہین اونٹ کے بیٹھنے کو اس
بنیاد پر معنی یہ ہونگے کہ اللہ نے مجھکو اپنے دین مین ثابت کیا جما دیا یعنی جسطرح
اونٹ بیٹھکر زمین پر جم جاتا ہے کسی نے کہا برکت کے معنی زیادت و علو ہین
گویا یون کہا کہ اللہ نے مجھکو ساری چیزون مین زائد عالی فیتحمند کیا کسی نے کہا
کہ مبارک کی معنی نفاع للعباد ہین یعنی خلق کو بہت نفع پہونچانے والا اس لیے
کہ وہ مردون کو زندہ کرتے اندہون کو بینائی دیتے کوڑہی کو چنگا بنا دیتے
تھے بہکے کو راہ پر لاتے گمراہ کو رستہ بتاتے تھے کسی نے کہا خیر کی تعلیم
کرنے والا کسی نے کہا نیکی کا حکم کرنے والا برائی سے روکنے والا حضرت
ابو ہریرہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا
کیا مجھکو بہت نفع پہونچانے والا واسطے لوگون کے جہان کہین مین متوجہ
ہوؤن اخرجہ الاسماعیلی فی معجمہ و ابو نعیم فی الحلیۃ حضرت ابن مسعود
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا
معلم و مودب اخرجہ ابن عدی و ابن عساکر یعنی مبارک کے معنی معلم و

مودب کے ہین پانچوین صفت یہ ہے کہ اوس نے مجھے نماز و زکوۃ کی وصیت
کی جب تک کہ مین زندہ رہون زکوۃ سے مراد زکوۃ مال ہے یا پاک کرنا نفس
کا ہے رذیل باتون سے یعنی اوس نے مجھے نماز کا اور مال کی زکاۃ کا حکم
دیا ہے جس وقت کہ مین مال کا مالک ہوؤن یا اپنے نفس کو رذائل سے
پاک کرون ان دونون کے وقت معین مین وہ وقت بلوغ کا ہے یا اسی وقت
یہ دو قول ہین مفسرین کے پہلا قول اولی ہے چھٹی صفت یہ ہے کہ کیا اوس نے
مجھکو نیکی کرنے والا ساتھ میری مان کے بر والدہ پر اس لیے اقتصار کیا
کہ وہ اوس وقت جان چکے تھے کہ اون کا کوئی باپ نہین ہے بر بفتح با
بمعنی بار ہے اور بکسر با موحدہ بھی پڑھا گیا ہے آیہ مین دو وجہین ہین ایک
یہ کہ یہان سے مضاف حذف کر دیا ہے یعنی ذو بر یا مبالغۃً مصدر کے ساتھ
وصف کیا گیا ساتوین صفت یہ ہے کہ نہین کیا مجھکو جبار شقی جبار وہ شخص
ہے کہ اپنے نفس کو بڑا سمجھتا ہے خود پر کسی کا حق نہین سمجھتا شقی وہ ہے کہ
اپنے رب کا نافرمان ہو کسی نے کہا بمعنی خائب یعنی محروم کسی نے کہا بمعنی
عاق ہی یعنی والدین کا نافرمان حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما نے فرمایا
شقی بمعنی عصی ہے یعنی بڑا نافرمان یعنی بلکہ مین خاضع متواضع منکسر خاکسار
ہون منجملہ اون کی تواضع کے یہ ہے کہ وہ درختون کے پتے کھاتے اور خاک
پر بیٹھ جاتے تھے اور اپنے واسطے کوئی مکان نہ بنایا حضرت عیسی علیہ السلام
سے مروی ہے کہ اونہون نے فرمایا میرا دل نرم ہے اور مین اپنے جی مین صغیر
ہون ان سب صفتون مین ماضی فعل ذکر فرمائے سو یہ اس باب سے ہے کہ
غیر واقع کو بمنزلہ واقع کے ٹھیرایا واسطے آگاہ کرنے کے اون کے تحقق وقوع پر کیونکہ
وہ سب باتین قضاے مبرم مین سابق ہو چکی ہین کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ
جس وقت وہ اپنی مان سے جدا ہوئے اوسی وقت اللہ نے اون کو عاقل
بالغ کر دیا خازن نے کہا یہ قول اظہر ہے فتح البیان مین کہا ہے بلکہ ابعد ہے

مستند صحیح ثابت کا محتاج ہے آٹھوین صفت یہ ہے کہ ہر سہ مقامات مذکورہ مین
مجھپر سلامتی ہے مفسرین نے کہا ہے کہ سلام یہان بمعنی سلامت ہے یعنی
مجھپر امان ہے طرف سے اللہ کے الف ولام السلام مین واسطے عہد کے ہے
اس لیے کہ لفظ سلام کا وَسَلَامٌ عَلَيْهِ مین گذر چکا ہے یعنی جو سلام کہ یحیے
کی طرف متوجہ کیا گیا ہے وہی سلام میری طرف متوجہ کیا گیا ہے زمخشری
نے کہا صحیح یہ بات ہے کہ یہ تعریف الف ولام کی تعریض ہے ساتھہ لعنت
کے حضرت مریم کے تہمت لگانے والون پر اور اون کے دشمنون پر جو کہ یہود
تھے تحقیق اس کی یہ ہے کہ یہ لام واسطے جنس کے ہے یعنی خاصۃً جنس سلام
کی مجھپر ہے سو اس مین تعریض یہ کی کہ سلام کی ضد تم پر ہے نظیر اس کا یہ
قول پاک ہے والسلام علی من اتبع الھدی یعنی جو شخص ہدایت کا اتباع
کرے اوسپر سلام ہے اور جو نکرے اوسپر سلام نہین ہے پس اول مقام
ولادت کا دن ہے سو شیطان نے اوس وقت اون کو ضرر نہ پہونچایا نہ
اون کو چونکا لگایا نہ اون کو اغوا کر سکا دوسرا روز موت ہے تیسرا مقام جی کر
اوٹھنا ہے آن تین جگہون کو اسی لیے خاص کیا ہے کہ یہ سب سے بڑھکر خوفناک
ہین حضرت عیسی کا یہ آخر کلام ہے اس سے لوگون نے اون کی والدہ کے
برات معلوم کرلی بعد اس کلام کے پھر اونہون نے بات نہ کی یہان تک کہ
اوس مدت کو پہونچے جسمین بچے عادۃً باتین کیا کرتے ہین ذلك عيسى ابن مريم
قول الحق الذي فيه يمترون ٥ ما كان لله ان يتخذ من ولد سبحنه اذا
قضى امرا فانما يقول له كن فيكون ٥ وان الله ربي وربكم فاعبدوه
هذا صراط مستقيم ٥ فاختلف الاحزاب من بينهم فويل للذين كفروا
من مشهد يوم عظيم ٥ یہ ہے عیسی مریم کا بیٹا سچی بات جس مین لوگ جھگڑتے
ہین اللہ ایسا نہین کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھیراتا ہے کچھہ کام
یہی کہتا ہے اوس کو کہ ہو وہ ہوتا ہے اور کہا بے شک اللہ ہے رب میرا اور

گواہی دی اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا نہین ہے کوئی
شریک اوس کا اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس کے بندے اور اوس کے
رسول ہین اور عیسی اللہ کے بندے اور اوس کے رسول اور اوس کا کلمہ ہین
جس کو اوس نے طرف مریم کے ڈالا اور روح ہین اوس کی طرف سے اور
جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو داخل کرے گا اوسکو اللہ جنت مین اوس
عمل پر کہ جو ہو **اف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ ذلک کا مشار الیہ وہ شخص
ہے جو کہ اوصاف شتگانۂ سابقہ کے ساتھ متصف ہے زجاج نی کہا وہ وہی جس نے
انی عبداللہ کہا یعنی وہ شخص جسکے اوصاف مذکور ہوے یا جسنے انی عبداللہ کہا عیسی مریم کا بیٹا ہی نہ وہ
جو نصاری کہتی ہین کہ اللہ کا فرزند ہی یا معبود ہی قول الحق آمین دو قراتین ہین ایک تو لام کے
نصب یعنی زبر سے ہے اس کی دو وجہین ہین یا منصوب ہے بنا بر مدح
یا مصدر موکد ہے واسطے قال انی عبداللہ کے یہ قول زجاج کا ہے دوسری
قرات برفع لام ہے یعنی لام کے پیش سے پڑہا ہے اس کی دو وجہین ہین
یا تو یہ نعت وصفت ہے عیسی علیہ السلام کی کسائی اسی کے قائل ہین یعنی خود
عیسی علیہ السلام قول حق ہین اون کا قول الحق نام رکھنا ویسا ہے جیسا کہ کلمۃ اللہ
اون کا نام رکھا گیا ہے اور حق اللہ عز وجل ہے یہ قول قتادہ کا ہے ابو حاتم
نے کہا یہ خبر ہے مبتدای محذوف کی یعنی ہو قول الحق بعض نے کہا تقدیر
یون ہے ہذا الکلام قول الحق قول کی اضافت طرف حق کے اضافت موصوف
کی ہے طرف صفت کے جیسے حق الیقین یعنی القول الحق و الحق الیقین بعض نے
کہا اضافت بیانی ہے تیسری قرات قال الحق ہے یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے چوتھی قرات قول الحق بضم
قاف ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اسی طرح پڑہا ہے قول و قول بفتح و
ضم قاف اور قال و مقال ایک معنی ہین یمترون یا تو مماراۃ سے ہے مماراۃ
کہتے ہین باہم اختلاف کرنے کو یا مریہ سے ماخوذ ہے مریہ کہتے ہین شک کو

یعنی وہ اختلاف کرتے ہین یا شک کرتے ہین حضرت عیسی علیہ السلام مین یہ
اختلاف واقع ہوا کہ یہود نے تو کہا وہ ساحر جادوگر ہین اور یوسف نجار کے بیٹے
ہین نصاری نے کہا اللہ کے بیٹے ہین یا معبود ہین پھر وہی قتادہ کا قول ذکر
کیا ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے لیکن علی ما قالوا کے بجاے علی ما قال ہے
اور اس قدر زیادہ ہے کہ پھر لوگ جھگڑے تو مرد مسلم نے کہا مین تمکو اللہ کے
قسم دیتا ہون کیا تم جانتے ہو کہ حضرت عیسی کھانا کھاتے تھے اور اللہ نہین
کھاتا ہے وہ بولے اللھم نعم کہا پھر کیا تم جانتے ہو کہ حضرت عیسے سوتے تھے اور
اللہ نہین سوتا ہے بولے اللھم نعم پس مسلمان حجت مین اون پر غالب آئے
پھر قوم نے قتال کیا ہم سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ فرقۂ یعقوبیہ اوس دن
غالب ہوئے اور مسلمانون کو مصیبت پہونچی اسپر اللہ تعالے نے یہ آیت
کریمہ نازل فرمائی فویل للذین کفروا من مشھد یوم عظیم ما کان کے معنے
ہین ما صح ولا استقام یعنی یہ بات راست و درست نہین ہے کہ اللہ اولاد رکھے
زجاج نے کہا من موکدہ ہے واحد و جماعت کی نفی پر دلالت کرتا ہے معنی
یہ ہین کہ نہین ہے اوسکی صفت سے اولاد رکھنا یعنی ثبوت اولاد کا واسطے
اوس کے محال ہے پھر اللہ تعالی نے اپنی ذات کریمہ کی تنزیہ فرمائی یون
ارشاد کیا کہ سبحانہ یعنی وہ اون کے اس قول سے منزہ و مقدس ہے پھر اپنی
شان و سلطان کی تصریح کی اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون
یہ قول بمنزلۂ تعلیل ماقبل کے ہے یعنی اوس کی شان و شوکت تو یہ ہے کہ
جب ٹھیراتا ہے کوئی کام کا مون سے یہی کہتا ہے اوسکو کہ ہو تو وہ اوسی وقت
بلا تاخیر ہو جاتا ہے مشکل نہین ہوتا ہے اوسپر وجود مین لانا اوس کا جس طرز پر
کہ وہ چاہتا ہے اس قول کے بیان لانے مین تبکیت عظیم و الزام حجت ہے
نصاری کو یعنی جس کی یہ شان ہے اوس کے واسطے کیونکر وہم ہو سکتا ہی
کہ اوس کی اولاد ہے سورۂ بقرہ مین اس بات پر پورا کلام گذر چکا ہے قولہ

وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ منجملۂ تتمۂ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے
بدلیل آیۂ کریمہ ما قلت لھم الا ما امرتنی الآیہ حرف ان کو بفتح ہمزہ پڑھا ہے
اس لیے کہ قبل اس کے لام مقدر ہی یعنی لِاَنَّ اللہ ایک دلیل تو اللہ کے
واسطے لڑکا نہونے کی اذا قضی الخ ہوئی یعنی جو شخص ایسا عالی شان عظیم السلطان
ہے کہ ایک کُن کہنے سے جو چاہے فوراً ہوجاوے اوس کو اولاد رکھنے سے
کیا واسطہ دوسری دلیل یہ میری کہ اللہ میرا اور تمہارا رب و پروردگار ہے
اور مین اور تم اوس کے مربوب ہین تو پھر جو سب کا رب ہو اوس کو اولاد
رکھنے سے کیا علاقہ زمخشری بتبعیت خلیل و سیبویہ اسی طرف گئے ہین کہ
فتح اَنَّ کا بتقدیر لام ہے بعض نے وجہ فتح کی یہ بیان کی ہے کہ اس کا عطف
صلوٰۃ پر ہے یعنی اَوصانی بالصلوٰۃ وَبِاَنَّ اللہَ مطلب یہ ہے کہ اوس نے مجھکو
نماز کی وصیت کی ہے اور اس بات کی کہ اللہ میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے
فراء اسی طرف گئے ہین اور مکی نے سوا اس کے اور کوئی وجہ نہین ذکر کی
دوسری قراءت بکسر حرف انَّ ہے اس کی دو وجہین ہین یا تو کلمۂ قال مقدر
ہے یا یہ جملۂ مستانفہ ہے کسی نے کہا عطف ہے انی عبد اللہ پر یعنی انی
عبد اللہ وان اللہ ربی الخ یہ قول بغایت بعید ہے ھٰذا صراط مستقیم یعنے یہ
بات جو مین نے تم سے ذکر کی کہ اللہ میرا رب اور تمہارا رب ہے یہی سیدھی
راہ ہے جس مین نہ کسی طرح کی کجی ہے نہ اوسپر چلنے والا بہکتا ہے فاختلف
الاحزاب من بینھم احزاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہین اور من زائدہ ہے
کسی نے کہا تبعیض کے واسطے ہے اس لیے کہ اون مین سے ایک اور مومن
فرقہ باقی رہگیا جو یون کہتا ہے کہ حضرت عیسےٰ اللہ کے بندے ہین چنانچہ
اس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے غرضکہ اہل کتاب کے فرقون نے امر عیسیٰ علیہ السلام
مین اختلاف کیا سو نصاریٰ نے تو افراط و غلو و زیادتی کی اور یہود نے تفریط
و تقصیر و کمی برتی کہ اون کو اون کے رتبہ و منزلت سے گھٹا دیا اور نصاریٰ نے

یہان تک بڑہایا کہ خدا اور خدا کا بیٹا ٹھیرا دیا فویل للذین کفروا من مشھد یوم عظیم الذین سے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے عیسے علیہ السلام کے بارے مین اختلاف کیا مشھد مصدر میمی بمعنی شہود وحضور ہے اور یوم عظیم سے مراد روز قیامت ہے یا ظرف مکان ہے یعنی جای حضور معنی یہ ہین کہ خرابی ہے واسطی اون لوگون کے جنہون نے کفر کیا حاضر ہونے سے روز قیامت کے اور جو کچھ کہ حساب وجزا وعقاب وعذاب اوس مین جاری ہوگا یا مکان حضور سے روز قیامت مین یا یہ معنی ہین کہ خرابی ہے واسطے اون کے حاضر ہونے اون کے سے مشہد عظیم مین جس مین وہ باہم مشورہ کرنے کے واسطے جمع ہوئے یا مشہد بمعنی شہادت وگواہی ہے مطلب یہ کہ خرابی ہے اون کے اوس دن کے گواہی دینے سے اون پر للذین کفروا فرمایا اور لہم نہ کہا اس کا نکتہ یہ ہے کہ اس مین اس امر کا جتلانا ہے کہ وہ سب کافر ہوگئے اور خبر دینا ہے حکم کی علت کا یعنی ویل وخرابی کا حکم جو اون پر لگایا گیا ہے اوسکی علت یہی ہے کہ وہ کافر ہوگئے اسمع بھم وابصر یوم یاتوننا لکن الظالمون الیوم فی ضلال مبین ۝ وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر وھم فی غفلۃ وھم لا یومنون ۝ انا نحن نرث الارض ومن علیھا والینا یرجعون ۝ کیا سنتے دیکھتے ہون گے جس دن آوین گے ہمارے پاس پر بے انصاف آج کے دن صریح بہکتے ہین اور ڈر سنا دے اون کو اوس پچتاوے کے دن کا جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ بھول رہے ہین اور وہ یقین نہین لاتے ہم وارث ہونگے زمین کے اور جو کوئی ہے زمین پر اور ہماری طرف پھر آوین گے ف جب تک حشر کا دن ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل بہشت مین جاوین گے تب تک کافر بھی توقع مین ہونگے پھر موت کو مینڈھے کی صورت مین لاکر دوزخ بہشت کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کر دین گے اور پکار دین گے کہ بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین

ف ع ۲ ۲۵ ۵

رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافر نا امید ہونگے انتہے ف اللہ پاک
خبر دیتا ہے حال سے کفار کے کہ روز قیامت مین وہ سب سے بڑھکر
سنتے دیکھتے ہون گے کما قال تعالے ولو ترٰی اذ المجرمون ناکسوا رؤسھم
عند ربھم ربنا ابصرنا وسمعنا الآیۃ یعنی یہ بات اوس وقت کہین گے
کہ اون کو نفع نہ دیگی نہ اون سے کچھہ کفایت کریگی یوم یا تو تنا سے مراد روز
قیامت اور الیوم سے مراد دنیا ہے یعنی دنیا مین نہ سنتے ہین نہ دیکھتے ہین
نہ سمجھتے ہین صریح بہکاوے مین پڑے ہوے ہین سو جہان اون سے ہدایت
مطلوب ہے وہان تو ہدایت نہین پاتے راہ پہ نہین آتے ہین اور جس جگہہ
یہ اون کو نفع نہ دیگی یعنی روز قیامت کو اوس جگہہ مطیع و فرمان بردار
بن جائین گے سب سے بڑھکر سنتے دیکھتے سمجھتے بوجھتے ہو جائین گے پھر
اللہ پاک نے فرمایا اور ڈر سنا دے اونکو یعنی خلائق کو اوس پچھتاوے کے
دن کا جب فیصل ہو چکے گا کام یعنی درمیان بہشتیون دوزخیون کے فیصلہ
ہو لیگا اور ہر ایک جس طرف جا چکا ہے اوس مین ہمیشہ ہمیشہ کو رہ پڑیگا اور
وہ آج کے دن غفلت مین ہین حسرت و ندامت کے دن سے جس کا اونکو
ڈر سنایا گیا ہے اور وہ اوس کی تصدیق نہین کرتے ہین حضرت ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت
داخل ہو جائین گے جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین تو
موت لائی جائیگی گویا وہ چتی کبرا مینڈھا ہے پھر وہ درمیان بہشت و دوزخ
کے ٹھیرائی جائیگی پھر کہا جائیگا اے بہشت والو کیا تم اس کو پہچانتے ہو کہا
پس وہ اپنے سر اوٹھائین گے اور دیکھین گے اور کہین گے ہان یہ موت ہے
کہا پھر کہا جائیگا اے دوزخ والو کیا تم اس کو پہچانتے ہو کہا پس وہ اپنے سر
اوٹھائین گے اور دیکھین گے اور کہین گے ہان یہ موت ہے کہا پھر اوسے
حکم کیا جائیگا تو وہ ذبح کر دی جائیگی کہا اور کہا جائیگا اے جنت والو خلود ہے

ف اور کسی کو اور کچھہ اون سے کام نہ آئیگا اور اون کے
ای کارسازی کے کام نہ آئیگی اور اون کو کسی طرح کا نفع نہ دیگی
اور اس لیے اب تم کو ہر طرح سے مطیع و فرمان بردار ہونا چاہیے
ہر جگہہ قرآن مجید مین اس آیۃ کے مضمون کا بیان ہے
نفخہ اولی کے بعد اسرافیل صور پھونکینگے
جمیع الحیوانات کی روحین قبض ہو جائینگی
اسی وقت وہ
جس کی
پیدائی کسیطرح
سے اثر ہو بعض نے
کہا خاص اسپیدہ کو
کہتے ہین صراح مین
اس کا ترجمہ قوچ
کبود رنگ کیا ہے ۱۲

اور موت نہین ہے اور ای دوزخ والو خلود ہے اور موت نہین ہے پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی وانذرھم یوم الحسرۃ
الآیۃ اور اپنے دست مبارک سی اشارہ فرمایا پھر فرمایا کہ دنیا والے دنیا
کی غفلت مین ہین امام احمد نے اس حدیث شریف کو اسی طرح روایت کیا
ہے اور بخاری و مسلم نے اپنے صحیحین مین حدیث اعمش سے اس کی تخریج کی
ہے اور اون کے لفظ اسی کے لگ بھگ ہین وقد روی ھذا الحدیث
الحسن بن عرفۃ حدثني اسباط بن محمد عن الاعمش عن ابي صالح
عن ابي ھریرۃ مرفوعا مثلہ وفي سنن ابن ماجۃ وغیرہ من حدیث
محمد بن عمرو عن ابي سلمۃ عن ابي ھریرۃ بنحوہ وھو في الصحیحین
عن ابن عمر ورواہ ابن جریج قال قال ابن عباس فذکر من قبلہ
بنحوہ ابن جریج نے اپنے باپ سے یہی روایت کیا ہے کہ اون کے والد
نے عبید بن عمیر کو سنا کہ وہ اپنے قصص مین کہتے تھے لائی جائیگی موت
گویا وہ ایک دنبہ ہے پھر وہ ذبح کی جائیگی اور لوگ دیکھتے ہون گے سفیان
ثوری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ایک قصے
مین جس کا ذکر کیا ہے کہا کہ نہین ہے کوئی نفس مگر حال یہ ہے کہ وہ دیکھے گا
طرف ایک گھر کے جنت مین اور طرف ایک گھر کے دوزخ مین اور وہ حسرت کا
دن ہے دوزخ والے اوس گھر کو دیکھین گے جو جنت مین ہے اور اون سے
کہا جائیگا اگر تم عمل کرتے یعنی تو یہ گھر ملتا پس اون کو حسرت پکڑیگی کہا اور
بہشت والے اوس گھر کو دیکھین گے جو دوزخ مین ہے پھر کہا جائیگا لولا
ان اللہ منّ علیکم یعنی اگر اللہ تعالے تم پر احسان نہ کرتا تو یہ ہوتا سدی کا
لفظ حضرت ابن مسعود کی تفسیر مین اس آیت کی یہ ہے کہ جس وقت داخل
ہوچکین گے جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین تو لائی جائیگی
موت صورت مین ایک چت کبرے مینڈھے کے یہان تک کہ ٹھیرائی جائیگی

لہ یہ جو ذبح کرنا موت کا بیان کیا ہے اوس کو دیکھ کر کہتے ہین ۱۲

درمیان بہشت و دوزخ کے پھر پکاریگا ایک پکارنے والا ای جنت والو یہ
وہ موت ہے جو مارتی تھی لوگون کو دنیا مین پس باقی نہ رہیگا کوئی علیین
والون مین اور نہ نیچے سے نیچے درجے مین جنت کے گروہ دیکھے گا طرف
اوس کے پھر پکاریگا ایک پکارنے والا ای دوزخ والو یہ وہ موت ہے جو
مارتی تھی لوگون کو دنیا مین پس باقی نہ رہے گا کوئی ضحضاح مین دوزخ کے
اور نہ نیچے سے نیچے درجے مین جہنم کے گروہ دیکھے گا طرف اوس کے پھر
وہ ذبح کردی جائیگی درمیان بہشت و دوزخ کے پھر پکاریگا ایک پکارنے والا
ای جنت والو ہوالخلود ابدالآبدین اور ای دوزخ والو ہوالخلود ابدالآبدین
یعنی ہمیشہ ہمیشہ بہشت و دوزخ مین رہنا ہے سو اہل جنت تو ایسے خوش ہونگے
کہ اگر کوئی خوشی کے مارے مردہ ہوجاتا تو وہ مرجاتے اور اہل نار ایسی ایک
چیخ ماریں گے کہ اگر کوئی چیخ مارنے سے مردہ ہوجاتا تو وہ مرجاتے پس یہ
وہی قول ہے اللہ کا وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر یعنی اللہ فرماتا ہی کہ جسوقت
موت ذبح کردی جائیگی ورواہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ علی بن ابی طلحہ نے
حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سی روایت کیا ہے کہ یوم الحسرۃ روز
قیامت کے نامون سے ہے اللہ نے اوس کی تعظیم کی ہے اور اپنے بندونکو
اوس سی ڈرایا ہے عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ یوم الحسرۃ روز قیامت
ہے اور یہ آیت پڑہی ان تقول نفس یاحسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ
قولہ تعالے انا نحن نرث الا یہ اللہ پاک اس بات کی خبر دیتا ہے کہ خالق
مالک متصرف وہی ہے اور ساری خلق ہلاک ہوجائیگی وہی پاک ذات
باقی رہجائیگا نہ کوئی ملک کا دعوی کریگا نہ کسی تصرف کا بلکہ وارث اپنے
ساری خلق کا باقی رہنے والا بعد اون کے حکم کرنے والا اون مین وہی ہے
سو ظلم نہ کیا جائیگا کوئی نفس کچھ اور نہ برابر پر مچھر کے نہ برابر ایک ذرے کے ابن
ابی حاتم نے کہا کہ ہدبۃ بن خالد قیسی نے ذکر کیا کہ ہمکو حزم بن ابی حزم قطعی نے

ذبح کرنے مین جو حدیث بیچ کراے کی ہے اوسکی شرح یہ ہے کہ اس حدیث کی غرض یہ ہے کہ اہل جنت کو اور اہل دوزخ کو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ اب ہمیشہ رہنا ہے کوئی نکالا نہ جاوے گا اور اس مضمون کے سمجھنے کے واسطے موت کو ایک مینڈھے کی شکل مین کرکے دکھایا ہے اور اس مینڈھے کو ذبح کرنے کا حکم ہوا ہے اور اس مینڈھے کو ذبح کرنے سے یہ مطلب نہین ہے کہ موت کو ذبح کرنے سے موت کا وجود نہ رہیگا کیونکہ موت تو ایک عرض ہے اور عرض کا وجود نہین رہتا ہے بلکہ اس سے یہ مطلب ہے کہ اب موت کا آنا جانا نہ رہیگا کوئی نہ مریگا نہ کوئی پیدا ہوگا

حدیث کی کہا کہ عمر بن عبد العزیز رضے اللہ عنہ نی عبد الحمید بن عبد الرحمن صاحب
کوفہ کو لکھا اما بعد فان اللہ کتب علی خلقہ حین خلقھم الموت فجعل
مصیرھم الیہ وقال فی ما انزل فی کتابہ الصادق الذی حفظہ
بعلمہ واشھد ملائکتہ علی حفظہ انہ یرث الارض ومن علیھا و
الیہ یرجعون ف فتح البیان مین ہے ابو العباس نے کہا ہے کہ عرب
لوگ اسمع بہم وابصر کو جای تعجب مین بولتے ہین کہتے ہین اسمع بزید وابصر بہ
یعنی زید کیا سنتا دیکھتا ہے سو اللہ پاک نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم کو اون سے تعجب دلایا ہے کہ وہ لوگ جس دن ہمارے پاس حساب وجزا
کے واسطے آئین گے تو ایسے سنتے دیکھتے ہون گے کہ تم اون کے دیکھنے
سننے سے تعجب کروگے سیبویہ نے کہا کہ یہ لفظ تو امر کا ہے اور اوس کے معنے
تعجب ہین کسی نے کہا بلکہ حقیقۃً امر ہے اور مامور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم ہین یعنی تم لوگون کو اون کا حال دکھاؤ سناؤ کہ اون پر کیا کچھ عذاب
کیا جائیگا یہ قول ابو العالیہ سے منقول ہے حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما
کا یہ قول ہے کہ کفار اوس دن سب شے سے بڑکر سنتے دیکھتے ہون گے
حال آنکہ آج یعنی دنیا مین نہ وہ سنتے ہین نہ دیکھتے ہین لکن الظالمون آج
ہین لکنھم ہے ضمیر کی جگہ اسم ظاہر اس لیے قائم کیا ہے کہ یہ بات معلوم ہوجائے
کہ وہ اسباب مین اپنے نفس پر ظلم کر رہے ہین دنیا مین خطائے ظاہر واضح مین
پڑے ہوئے ہین تفکر واعتبار کو چھوڑ رکھا ہے آثار مین نظر وغور کرنے کو
چھوڑ دیا ہے وانذرہم کا خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے یعنی تم
ڈر سناؤ کفار مکہ کو حسرت کے دن کا یہ وہی دن قیامت کا ہے جس مین
نیک وبد سب پچتائین گے حسرت کرین گے گنہگار تو اپنے گناہ کرنے پر حسرت
کریگا اور نیک اس بات پر پچتائیگا کہ اوس نے بہت سی نیکیان کیون نہ کین
زید بن اسلم کے فرزند عبد الرحمن کا قول جو اول گذر چکا ہے فتح البیان مین

خط حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ

اوس کو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے پھر بعد نقل قول مذکور کے
یون کہا ہے کہ اوس کی سند مین علی بن ابی طلحہ ہے اور وہ ضعیف ہے
اور جس آیت سے حضرت ابن عباس نے استدلال کیا ہے وہ مطلوب پر
دلالت نہین کرتی ہے نہ بہ مطابقت نہ بہ تضمن نہ بالتزام اذ قضے الامر کا یہ مطلب
ہے کہ جب حساب کتاب ہو چکے گا نامۂ اعمال لپیٹ دیے جائین گے جنت
والے جنت مین دوزخ والے دوزخ مین جا چکین گے وھم فی غفلۃ یعنے
حال آنکہ وہ غافل ہین اوس سے جو کچھ اون کے ساتھہ کیا جائیگا یہ حال
متضمن ہے تعلیل کو معنی یہ ہین کہ تم اون کو ڈراؤ اس لیے کہ وہ ایک ایسی
حالت مین ہین کہ اوس مین ڈرانے کی طرف محتاج ہین وہ حالت غفلت
وکفر کی ہے واذکر فی الکتاب ابراھیم ۚ انہ کان صدیقا نبیا ۝ اذ
قال لابیہ یآبت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا ۝
یآبت انی قد جآءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا ۝
یآبت لا تعبد الشیطان ۚ ان الشیطان کان للرحمن عصیا ۝ یآبت انی
اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطان ولیا ۝ اور مذکور
کر کتاب مین ابراہیم کا بے شک تھا وہ سچا نبی جب کہا اپنے باپ کو ای
باپ میرے کیون پوجتا ہے جو چیز نہ سنی نہ دیکھی اور نہ کام آوے تیرے کچھہ
ای باپ میرے مجھکو آئی خبر ایک چیز کی جو تجھے نہین آئی سو میری راہ چل
سو مین بھا دون تجھکو راہ سیدھی ای باپ میرے مت پوج شیطان کو بی شک
شیطان ہے رحمن کا بے حکم اے باپ میرے مین ڈرتا ہون کہین آ لگے
تجھکو ایک آفت رحمن سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی ف یعنے
کفر کے وبال سے کچھہ آفت آوے اور تو مدد مانگنے لگے شیطان سے یعنے
بتون سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہین انتھے ف اللہ پاک
اپنے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے کہ تم مذکور کرو

کتاب مین ابراہیم کا اور اوس کو اپنی قوم پر پڑہو جو کہ بتون کو پوجتے ہین
اور ابراہیم کی اولاد سے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ وہ اون کے ملت
و مذہب پر ہین اور ذکر کرو اون سے قصہ ابراہیم خلیل الرحمن کا جو کہ اون کو
اپنے باپ کے ساتھ گذر چکا ہے وہ بے شک سچے نبی تھے دیکھو اونہون نے
کس طرح اپنے باپ کو بتون کی پوجا سے منع کیا ہے پس کہا ای میرے باپ
تو کیون پوجتا ہے ایسی چیز کو کہ نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے نہ تجھے نفع پہونچاتی ہے
نہ تجھ سے کچھ ضرر دور کر سکتی ہے ای میرے باپ اگرچہ مین تیری پشت سے
ہون اور تو مجھکو خود سے زیادہ تر چھوٹا دیکھتا ہے کیونکہ مین تو تیرا بیٹا ہے ہون
لیکن تو یہ بات خوب جان لے کہ مین اللہ کی طرف سے اوس علم پر مطلع ہوا
ہون جس کو تو نہین جانتا ہے نہ تو نے اوسپر اطلاع پائی ہے نہ اب تک وہ
تیری پاس آیا ہے سو تو میری راہ چل تو مین تجھکو سیدہی راہ بتلا دون جو کہ
مطلب تک لے پہونچے اور خوف سے تجھے نجات دے اے میرے باپ
تو شیطان کو مت پوج یعنی تو ان بتون کو پوجتا ہے اسمین شیطان کے
اطاعت مت کر کیونکہ اس طرف بلانے والا اور اس سے خوش ہونے والا
وہی ہے کما قال تعالی الم اعہد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان
انہ لکم عدو مبین و قال تعالی ان یدعون من دونہ الا اناثا وان
یدعون الا شیطانا مریدا پہر اس نہی کی یہ دلیل بیان کی کہ بے شک
شیطان رحمن کا نافرمان و مخالف ہے اپنے رب کی طاعت سے کنیاتا
ہے تکبر کرتا ہے خود کو بڑا سمجھتا ہے اسپر رب نے اوس کو اپنی درگاہ سے مطرود
و مردود کر دیا ہے اپنی رحمت سے دور پھینکدیا ہے سو تو اوس کی راہ مت چل
کہ اوس کے مثل ہو جاے اے میرے باپ مین ڈرتا ہون کہین آگے تجھکو
کوئی آفت رحمن سے تیرے شرک کرنے پر اور نہ ماننے پر اوس بات کے
جس کا مین تجھے حکم کرتا ہون پہر تو ہو جاے شیطان کا ساتھی یعنی پہر تیرے لیے

۱۲ مین نے نہ کہا رکھا
تھا تجھکو ای اولاد آدم
کی کہ نہ پوجو شیطان کو
وہ کھلا دشمن ہے تمہارا ۱۲
۱۲ اوس کے سوا
پکارتے ہین سو
اور اوس کے سوا ای پکارتے
ہین سو شیطان سرکش
ہے ۱۲

کوئی مولی و ناصر و مددگار و فریادرس نہو گا مگر ابلیس حالانکہ اوس کو اور اوسکی
غیر کو کسی طرح کا اختیار نہین ہے بلکہ تیرا پیروی کرنا اوس کو موجب ہے
احاطۂ عذاب کا کہ عذاب و آفت ہر طرف سے تجھے گھیر لے بلکہ جیسا اللہ پاک
نے فرمایا ہے تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان
اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئے
شیطان کا کہا مانتا ہے تو شیطان اوس کا ساتھی ہوتا ہے اور اوس کے
واسطے دردناک عذاب ہے ف فتح البیان کا بیان واضح یہ ہے کہ مراد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کرنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
کتاب مین یہ ہے کہ اون کی خبر و قصے کو لوگون پر پڑھین کقولہ تعالی واتل
علیھم نبأ ابراھیم پس مراد وہی بات ہے جو مذکور ہوئی ورنہ اوس کا ذکر
کرنے والا تو خود اللہ پاک ہے اپنی کتاب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام
ایک سو پچہتر برس زندہ رہے درمیان اون کے اور آدم علیہ السلام کے دو ہزار
برس کا فاصلہ ہے اور درمیان اون کے اور نوح علیہ السلام کے ایک ہزار
برس کا یہ قول سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے تحبیر مین ذکر کیا ہے انہ کان صدیقا
نبیا صدیق کہتے ہین کثیر الصدق و بلیغ الصدق کو یعنی جو شخص بہت سچا اور
بغایت راست گو ہو اوسی صدیق بولتے ہین چونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے
کہ ہر نبی کو واجب ہے کہ وہ صدیق ہو اور ہر صدیق مین واجب نہین ہے
کہ نبی ہو اسی لیے اس بات سے مرتبۂ صدیق کا قرب مرتبۂ نبی سے ظاہر
ہو گیا پس اسی واسطے ذکر صدیق سے ذکر نبی کی طرف انتقال کیا مطلب
یہ ہے کہ تم ذکر کرو ابراہیم کا جو کہ ان دونو وصف کے جامع تھے یہ جملہ
تعلیل ہے ما قبل کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے ذکر کرنے کا اس لیے حکم کیا کہ وہ صدیقیت و نبوت دونون
مرتبون کے جامع تھے پھر یہ جملہ باوجود تعلیل کے معترضہ ہے درمیان بدل و

ف یعنی اے رسول پہنچا دیجیے لوگون پر خبر اوس شخص کی ہم نے
عنایت کی تھی اوسکو نشانیان اپنی پس نکل گیا وہ اوسکے
پاس سے پس پیچھے لگ گیا اوسکے شیطان پس ہو گیا وہ
گمراہون مین سے اور اگر چاہتے ہم البتہ بلند کرتے اوسکو
ساتھ نشانیون اپنی کے اور لیکن وہ مائل ہوا طرف زمین کی
اور پیروی کی اوسنے خواہش اپنی کی پس مثل اوسکی مثل
کتے کی ہے اگر حملہ کرے اوسپر زبان نکالے یا چھوڑ دے
اوسکو زبان نکالے یہ مثل ہے اون لوگون کی کہ جھٹلایا
آیتون ہماری کو پس بیان کر قصے کو شاید کہ وہ فکر کریں

مبدل منہ کے کیونکہ کلمۂ ابراہیم مبدل منہ ہے اور اذ قال لابیہ بدل اشتمال
ہے ابراہیم سے مطلب یہ کہ تم ذکر کرو ابراہیم کا یعنی اوس وقت کا کہ جس وقت
اونہون نے اپنے باپ سے کہا الخ ذکر کی تعلیق وقت کے ساتھ کی
باوجود اس کے کہ مقصود یاد دلانا اون حادثون کا ہے جو اوس وقت
مین واقع ہوئے ہین صرف وقت کا یاد کرنا مقصود نہین ہے سو یہ بات
واسطی مبالغے کے ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے
اس کی تقریر اول گذر چکی ہے یا آبت مین حرف تاعوض ہے حرف یا سے
اس لیے دونون یک جا جمع نہین ہوتے ہین لہر تعبد مین استفہام واسطے
انکار و توبیخ کے ہے یعنی ای میرے باپ تو واسطی کس شے کے اور واسطے
کس سبب کے اوس شے کو پوجتا ہے جو تیری تعریف کرنے کو اور تیرے
پکارنے کو نہین سنتی ہے اور نہ تیری عبادت و افعال کو دیکھتی ہے جن کو تو
بارادۂ ثواب بجالاتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو چیز اس سے عام تر ہے
اوسپر سننے دیکھنے کی نفی حمل کی جاوی یعنی جو باتین کہ سنی جاتی ہین اونمین سے
کسی بات کو نہین سنتے اور جو چیزین کہ دکھائی دیتی ہین اون مین سے
کسی چیز کو نہین دیکھتی ہے اور نہ تیرے کچھ کام آتی ہے سو وہ نہ تیرے لیے
کسی نفع کو کھینچ لاتی ہے نہ تجھ سے کسی ضرر کو دفع کرتی ہے مراد اس سے
بت ہین جن کو آذر پوجا کرتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ پر
دلائل و نصائح وارد کیے اور ہر دلیل و نصیحت کو ایسی نداء سے شروع کیا
جو رفق و لین و لطف و نرمی کو متضمن ہے یہ اس لیے کیا کہ اپنے باپ کے دل کو
مائل کرین اور اپنے رب کے امر کا امتثال فرمائین پھر بتون کے تین وصف
بیان کیے اون مین سے ہر ایک الٰہیت مین قادح ہے اونہون نے اس
کلام کو غایت حسن پر ترتیب دی یعنی معبود کی پوجا اس لیے کی جاتی ہے کہ
نفع پہونچائے ضرر کو دور کرے اوے وقت پر کام آئے معبود ایسا ہونا چاہیے

وہ معبود نہین ہو سکتا ہی جس مین ان وصفون مین سے ایک بہی نہو ایسے معبود
کے پوجنے سے کیا حاصل اگر حاصل ہے تو یہی ہے کہ شیطان کا ساتہی
بنے عذاب الیم اپنے سر لے سو اس بات کو کوئی احمق بہی اختیار نہین کرتا ہے
عاقل کا کیا ذکر ہے پہر اپنے باپ کو طرف حق کے مکرر بلایا اور یون فرمایا
ای میرے باپ بی شک میری پاس آئی ہے علم سے وہ چیز جو تیرے پاس
نہین آئی ہے یعنی بعض علم اور وہ علم وحی ہے یا علم توحید ہے یا علم آخرت ہے
یہ تین قول ہین ابو حیان نے ان کو ذکر کیا ہے اونہون نے اس بات کی خبر دی
کہ طرف اون کے ایک حصہ علم کا پہونچا ہے جو کہ اون کے باپ کی طرف
نہین پہونچا اور جس چیز سے طرف حق کے پہونچین اور بسبب اوس کے
گمراہ کے راہ بتانے پر قادر ہون ایسی چیز کا حصول اون کے لیے متجدد ہوا
ہے اسی لیے باپ کو اپنی پیروی کرنے کا امر کیا کہ فَاتَّبِعْنِیْ یعنی ایمان و
توحید مین میری راہ پر چل مین تجھے سیدہی برابر راہ سجہا دونگا کہ وہ تجھے
طرف مطلوب کے پہونچا دے گی اور مکروہ سے نجات بخشی گی پہر اس
نصیحت کی دوسری نصیحت سے تاکید کی کہ جس حال مین وہ ہے اوس سے
اوسکو زجر کرے ای میرے باپ تو شیطان کو مت پوج یعنی تو اوس کا
کہا مت مان کیونکہ بتون کی پوجا منجملہ طاعت شیطان ہے پہر اس نہی کی
علت بیان کی کہ بی شک شیطان ہی رحمن کا بے حکم جس وقت کہ اللہ پاک
نے آدم علیہ السلام کے سجدہ کرنے کا اوس کو حکم دیا تو اوس نے حکم نہ مانا سجدہ
نہ کیا اور جو شخص اللہ پاک کے عاصی کا مطیع ہے وہ اللہ کا عاصی ہے
اور عاصی اس لائق ہے کہ اوس سے نعمتین چہین لے جائین اور نقمت و عذاب
کا اوسپر نزول ہو کسائی نے کہا کہ عصی و عاصی کے ایک معنی ہین پہر جو امر
کہ ان نصیحتون پر باعث ہوا تہا اوس کو بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ ای میرے باپ
مین ڈرتا ہون کہین آ لگے تجھکو کوئی آفت رحمن سے اگر تو نے توبہ نہ کی فراء نے

کہا اس جگہہ اخاف کے معنی اعلم ہین اور اسی کے ساتہہ اقل لوگون نے
آیت کی تفسیر کی ہے اور اس طرف تقریر مین اشارہ کیا ہے اکثر لوگون کا
قول یہ ہے کہ اس جگہہ خوف اپنے ظاہر پر محمول ہے اس لیے کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو اس بات کا جزم و یقین نہ تہا کہ اون کے باپ کفر
پر مرین گے کیونکہ اگر اون کو اس کا جزم ہوتا تو اون کی نصیحت و وعظ مین
مشغول نہوتے اس واسطے خوف کا اپنے ظاہر پر جاری کرنا واجب ہے غیر پر
خوف کرنے کے یہ معنی ہین کہ ضرر پہونچنے کا طرف اوس کے گمان کرے
ولی کی معنی قرین و ساتہی کے ہین مطلب یہ کہ اگر تو شیطان کی اطاعت
کریگا تو آگ ولعنت مین ہمراہ اوس کے قرین ہوگا سو تو اس سبب سے
اوس کا موالی ہو جائیگا یا یہ معنی ہین کہ بسبب موالات و دوستی شیطان کے
عذاب مین ساتہہ اوس کے ہوگا یہان کوئی ولایت دوستی حقیقی نہین ہے
کیونکہ اللہ فرماتا ہے الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو یعنی دنیا
مین جو لوگ باہم دوست تہے وہ روز قیامت مین ایک دوسرے
کے دشمن ہو جائین گے مگر اس سے متقی پرہیزگار لوگون کو نکال لیا ہے
کیونکہ اون کی دوستی برقرار رہیگی کسی نے کہا ولی کے معنی تالی ہین تالی وہ
شے ہے کہ دوسری شے کے پیچہے ہو کسی نے کہا ولی بہ معنی قریب ہے
شہاب نے کہا ولی ماخوذ ہے ولی سے ولی کہتے ہین قرب و نزدیکی کو جو دو
چیزین قریب بیکدیگر ہون اون مین سے ہر ایک دوسرے کے قریب ہے
مطلب یہ کہ تو آگ مین شیطان کا قریب ہوگا تو اوس سے قریب اور وہ تجھ سے

قریب قال اراغب انت عن الہتی یا ابراہیم لئن لم تنتہ لارجمنک
واہجرنی ملیا ۝ قال سلم علیک سا ستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا
واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعوا ربی عسی الا اکون بدعاء
ربی شقیا ۝ وہ بولا کیا تو پہرا ہوا ہے میرے ٹہاکرون سے اے ابراہیم اگر تو

لہ جو دوست ہین اوس دن دشمن ہونگے (جلالین)

نہ چھوڑیگا تو تجھکو پتھراؤ سے ماروں گا اور مجھسے دور جا ایک مدت کہا تیری
سلامتی رہے مین گناہ بخشواؤن گا تیرا اپنے رب سے بے شک وہ ہے
مجھپر مہربان اور کنارہ پکڑتا ہون تم سے اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے
سوا اور مین پکارون گا اپنے رب کو امید ہے کہ نہ رہونگا اپنے رب کو پکار کر
محروم **ف** تیری سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا اگر دین
کی بات سے ماں باپ ناخوش ہون اور گھر سے نکالنے لگین اور بیٹا ماں باپ
کو میٹھی بات کہکر ٹل جاوی وہ بیٹا عاق نہین اور گناہ بخشوانے کو اونہون نے
وعدہ کیا تہا جب اللہ کی مرضی نہ دیکہی تب موقوف کیا انتہے **ف** اللہ
پاک حضرت ابراہیم کے باپ کے جواب کی خبر دیتا ہے کہ اوس نے اپنے
بیٹے کی دعوت کا کیا جواب دیا یون کہا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے ٹہاکرون سے
ای ابراہیم یعنی کیا تو اون کا پوجنا نہین چاہتا ہے اور نہ اون سے راضی
وخوش ہے سو تو اون کے سب وشتم وعیب سے باز رہ اون کو گالی مت دے
برا مت کہہ کیونکہ اگر تو اس سے باز نہ آئیگا تو مین تجھسے بدلا لونگا اور تجھے
گالی گلوچ دونگا لارجمنک جو اوس کا قول ہے وہ یہی ہے حضرت ابن عباس و
سدی و ابن جریج وضحاک وغیرہم اسی کے قائل ہین مجاہد وعکرمہ وسعید بن
جبیر ومحمد بن اسحق نے کہا کہ ملیا سے مراد دہرا ہے یعنی ایک زمانہ تو مجھسے
دور جا حضرت حسن بصری نے فرمایا مراد زمانۂ طویل ہے سدی نے کہا یعنی ابداً
یعنی تو ہمیشہ کو مجھسے دور ہو جا علی بن ابی طلحہ وعوفی نے حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہے کہ واہجرنی ملیا سے یہ مراد ہے کہ تو دور ہو جا مجھسے
سوی سالم یعنی صحیح سلامت پہلے اس سے کہ تجھکو مجھسے کوئی عقوبت
پہونچے ضحاک وقتادہ وعطیہ جدلی ومالک وغیرہم نے بہی ایسا ہی کہا ہے
اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے غرضکہ جس وقت کہ حضرت ابراہیم کے
والد نے اون کو یہ جواب دیا تو اونہون نے اپنے باپ سے کہا سلام علیک

یعنی تیری سلامتی رہے یہ ویسی بات ہے جیسی کہ اللہ پاک نے مؤمنین کے
صفت مین ارشاد فرمائی ہے واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما اور
فرمایا واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم
سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین حضرت ابراہیم نے جو اپنے باپ سے
سلام علیک کہا اس کی یہ معنی ہین کہ مین جو ہون سو میری طرف سے تجھے
کوئی مکروہ و ایذا نہ پہونچے گا یہ بات اونہون نے واسطی حرمت ابوّت کے
کہی سا ستغفر لک ربی یعنی مین عنقریب تیرے بارے مین اللہ سے اس بات
کا سوال کرون گا کہ وہ تجھے ہدایت کرے اور تیرا گناہ بخش دے انہ کان بی
حفیا بے شک وہ ہے مجھپر مہربان حضرت ابن عباس وغیرہ نے فرمایا ہی
کہ حفیا کے معنی لطیفا ہین یعنی وہ اس بات مین مجھپر لطف کرنے والا ہے کہ
اوس نے مجھے اپنی عبادت کی ہدایت فرمائی اور اوسکے واسطے اخلاص
کرنے کی راہ بتائی قتادہ و مجاہد وغیرہما نے کہا معنی یہ ہین کہ اللہ نے
اون کو دعا قبول کرنے کا خوگر کر رکھا ہے یعنی اللہ پاک کی مہربانی اون پر یہی
ہے کہ جب وہ دعا کرتے ہین تو اوسکو قبول کر لیتا ہے سدی نے کہا
الحفی الذی یھتم بامرہ یعنی فلان شخص فلان شخص کے ساتھ حفی ہے اس کا
مطلب یہ ہے کہ وہ اوس کے کام کا اہتمام کرتا ہے ہر طرح سے اوس کا خیال
رکھتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مدت دراز اپنے والد کے
واسطے مغفرت مانگی اور بعد اس کے کہ شام کی طرف ہجرت کی اور
مسجد الحرام بنائی اور بعد اس کے کہ اون کے واسطے حضرت اسمعیل و اسحاق
علیہما السلام پیدا ہو چکے یہ استغفار اون کے اس قول مین ہے ربنا اغفر لی
ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب اور ابتداے اسلام مین مسلمانون نے اپنے
رشتہ دارون گھر والون مشرکون کے واسطے استغفار کی ہے اونہون نے
اس باب مین حضرت ابراہیم خلیل جلیل علیہ السلام کی پیروی اختیار کی

۱۲ اور جب بات کرتے ہین اون سے بے سمجھ لوگ کہتے ہین صاحب سلام ۱۲
۱۲ اور جب سنتے ہین لغو باتین اوس سے کنارہ کرتے ہین اور کہتے ہین ہمارے کام ہمارے لئے اور تمہارے کام تمہارے لئے سلام ہے تم پر ہم جاہلون سے نہین چاہتے ۱۲ منہ
۱۲ جبکہ کہا ابراہیم نے اپنے باپ سے ۱۲ منہ

یہان تک کہ اللہ پاک نی یہ آیت کریمہ نازل فرمائی قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ اسے قولہ الا قول ابراھیم لابیہ لاستغفرن لک وما املک لک من اللہ من شیء آخر یعنی اور باتون مین حضرت ابراہیم کی پیروی کرو مگر اس قول مین اون کا اقتدا مت کرو پھر اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ ابراہیم اس بات سے باز آئے اوس سے رجوع کیا ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین الا یہ اسے قولہ وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرا منہ ان ابراھیم لاواہ حلیم قولہ واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ یعنی مین تم سے پرہیز کرتا ہون کیسو ہوتا ہون اور بیزار ہوتا ہون تم سے اور تمہارے معبودون سے جن کو تم سوای اللہ کے پوجتے ہو وادعو ربی اور مین پوجتا ہون اپنے رب کو جو کہ اکیلا ہے اوس کا کوئی شریک نہین ہے عسی ان لا اکون بدعاء ربی شقیا یعنی امید ہے کہ مین اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہون گا یہ کلمہ عسی موجب لامحالہ ضروری ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سید الانبیا رہین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنے اون کی دعا بالیقین قبول ہوگی ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ جس وقت ان نصایح نافعہ ومواعظ مقبولہ نے سمع آزر مین گذر کیا تو آزر نے غلظت وفظاظت وسختی ودرشتی وغایت قسوت سے اون کا مقابلہ کیا کہا اراغب انت عن الھتی یا ابراھیم اون کا نام لے کر پکارا اور یا ابت کا یا بنیے سے مقابلہ نہ کیا اور حضرت ابراہیم کے نام کو موخر کیا اور مبتدا پر خبر مقدم کی اور خبر کے اول مین ہمزۂ استفہام لایا یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ مقصود تقریع وتوبیخ وڈانٹنا جبر وکنا اور تعجب دلانا اور نفس رغبت کا انکار کرنا ہے گویا وہ معبود اوس جنس سے ہین کہ اوس سے کوئی عاقل اعراض نہین کرتا ہے

معنی یہ ہین کہ کیا اعراض کرنے والا مونہہ پھیرنے والا ہے تو میری معبودونسے
ای ابراہیم اور پھرنے والا ہے طرف اون کے غیر کے یعنی تعجب
کی بات ہے کہ تو ہی ان سے پھرا ہوا ہے تجھکو ہرگز نہ چاہیے کہ پھرے
کیونکہ اون کی پوجا سے تو کوئی عقل والا نہین پھرتا ہے پھر اون کو دھمکا کر
ڈراکر یون کہا لئن لم تنتہ لارجمنك یعنی البتہ اگر تو باز نہ آئیگا باتون مین
گفتگو کرنے سے یا اون مین بے رغبت ہونے سے تو مین تجھکو سنگسار
کرونگا یہان تک کہ تو مرجائے گا اور لئن کا لام توطئہ قسم کا ہے کسی نے
کہا معنی یہ ہین کہ مین تجھے مارونگا یا بری بات کہکر تجھکو اپنے پاس سے دور
کرونگا یا تیرا کام ظاہر کردونگا پس تو مجھ سے ڈر واہجرنی ملیا کسائی نے کہا
محاورہ عرب مین بولتے ہین ہجرۃ ملیا و ملوۃ و ملاوۃ بمعنی الملاوۃ من الزمان
وہو الطویل حاصل اس سب کا یہ ہے کہ مراد ملیا سے زمانہ طویل ہے پھر
جب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ اون کے والد عنادپر جمے ہوئے ہین تو بولے
سلام علیک یہ تحیت ہے توادیع و مقاطعت و متارکت کی یعنی یہ ویسا سلام
ہے جیسے کوئی جاہل کسی عالم دانشمند سے اولجھتا ہے تو وہ کہتا ہے سلام ہے
درمیان میرے اور تیرے کوئی واسطہ نہین ہے مین تجھ سے الگ تھلگ
ہون کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ میری طرف سے تیرے واسطے امن ہے یہ
قول ابن جریر کا ہے اور باوجود کافر ہونے اپنے والد کے امن اس لیے دیا
کہ اون کو اپنے والد سے لڑنے کا حکم نہ تھا قول اول اولے ہے اور جمہور بھی
اوسی کے قائل ہین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ باپ کو سلامتی کی دعا دی واسطے
استمالت و نرمی کے اور یہ بات مقابلہ لئن لم تنتہ مین کہی اودھر سے وہ
سختی ادھر سے یہ نرمی یہ مقابلہ بدی کا ہے ساتھ نیکی کے پھر باپ کو وعدہ
دیا کہ مین تیرے واسطے اللہ پاک سے بخشش مانگون گا غرض یہ کہ وہ مالوف
ہوجائے نرم پڑجائے سختی و درشتی جاتی رہے کسی شاعر عربی نے خوب کہا ہے ؎

والشیخ لا یترک اخلاقه حتی یواری فی ثری رمسه

یعنی بوڑہا آدمی اپنے عادات کو ترک نہین کرتا ہے یہان تک کہ قبر کی خاک نمناک مین دبایا جاوی غرضکہ بوڑہے درشت مزاج کا نرم پڑجانا اور اپنی عادات کو ترک کردینا بغایت مشکل ہے کسی نے کہا مراد استغفار سے طلب توفیق ہے کہ اللہ اوس کو ایمان کی توفیق دی جو کہ موجب مغفرت ہے یعنے مین اپنے رب سے تیرے واسطے توبہ کا سوال کرونگا جس سے مغفرت ملتی ہے یعنی اسلام اس طرز پر کافر کے واسطے استغفار کرنا جائز ہے گویا یون کہتے ہین کہ الٰہی تو اوسکو اسلام کی توفیق دے اور اوس پر رجوع کر اور اوسکو ہدایت دی لیکن صحیح وہی قول اول ہے جو سابقا گذر چکا ہے کہ حضرت ابراہیم کو یہ علم نہ تہا کہ باپ کفر پر مریگا ورنہ وہ استغفار نکرتے پہر استغفار کرنے کی علت بیان کی وہ یہ قول ہے انہ کان بی حفیا یعنی مین تیری واسطے اللہ پاک سے مغفرت مانگون گا کیونکہ وہ مجہپر کثیر البر واللطف ہے جب کوئی شخص کسی شخص سے برونیکی کرتا ہے تو عرب لوگ اپنی بول چال مین یون بولتے ہین حفی بی وتحفی یعنی اوس نے میری ساتہہ نیکی کی کسائی نے کہا حفی بی حفاوۃ وحفوۃ کے یہ معنی ہین کہ اوس نے میرے ساتہہ اعتنا کیا مجہپر توجہ کی میرے اکرام والطاف مین مبالغہ برتا فراء نے کہا حفیا کے معنی ہین عالم لطیف یعنی وہ دانا ولطف فرما ہے جس وقت مین اوس کو پکارتا ہون تو مجہے جواب دیتا ہے حضرت ابن عباس اسی کے قائل ہین اور حفی اوس کو بہی کہتے ہین جو سوال کرنے مین پرلے سرے کو پہونچ جاوے یہ آیت کریمہ کانک حفی عنہا اسی معنی سی ہے پہر جس تودیع ومتارکت کو خلیل جلیل کا سلام متضمن ہتا اوس کی یون تصریح فرمائی واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ یعنی مین ہجرت کرتا ہون اپنا دین لیکر تم سے اور تمہارے معبودون سے اس لیے کہ نہ تم نے میری نصیحت قبول کی نہ میری دعوت نے

تم مین نقل کیا یہ قول حضرت خلیل کا مقابلہ واھجرني ملیا مین ہے وادعو
ربی اور پکارونگا مین اپنے اکیلے رب کو عسی ان لا اکون بدعاء ربی شقیا
یعنی امید ہے کہ مین اپنے رب کو پکار کر خائب و محروم و بے نصیبہ رہونگا
جیسے تم بتون کو پوجکر خائب و خاسر ہوئے کسی نے کہا شقی کے معنی عاصے
ہین بعض نے کہا کہ حضرت خلیل کی مراد اس دعا سے یہ ہے کہ اللہ اون کو
اولاد و گھر والی عطا فرمائے جن سے حالت تنہائی مین انس پذیر ہون اور وحشت
کی وقت اون سی چین پکڑین کلام کو کلۂ عسی سے شروع کیا اس مین تواضع و
خاکساری و کسر نفس ہے اور اس بات پر آگاہ کرنا ہے کہ دعا قبول کرنا
اور ثواب دینا ایک تفضل ہے طرف سے اللہ پاک کے یہ دونو کام کچھ اوسپر
واجب و ضروری نہین ہین اور ہر کام کا ملاک یعنی جس سے اوس کا قیام ہوتا
ہے وہ اوس کا خاتمہ ہے اور خاتمہ غیب ہے کسیکو اوسپر اطلاع نہین سوائے
اللہ پاک کے کسی نے کہا مراد اون کی دعای ہدایت کرنا ہے واسطے اپنے
باپ کے اور کلۂ عسی شک کے لیے ہے اس کو اس واسطے لائے کہ اون کو
اس بات کا علم نہ تھا کہ اون کی دعا حق مین باپ کے قبول ہوگی یا نہین لیکن
قول اول اولی ہے وجہ یہ ہے کہ آئندہ اللہ پاک نے ذکر کیا ہے کہ ہم نے
اون کو اسحاق و یعقوب عطا کیے اس سے صاف ظاہر ہے کہ دعا سے مراد
دعای اہل و ولد ہے والد کے واسطے دعا کرنا مقصود نہین ہے فلما اعتزلھم
وما یعبدون من دون اللہ وھبنا لہ اسحاق ویعقوب وکلا جعلنا
نبیا ۵ ووھبنا لھم من رحمتنا وجعلنا لھم لسان صدق علیا ۵ پھر
جب کنارے ہوا اون سے اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا
ہم نے اوس کو اسحاق اور یعقوب اور دونون کو نبی کیا اور دیا ہم نے اونکو
اپنی مہر سے اور رکھا اون کے واسطے سچا بول اونچا یعنی اللہ کی راہ
مین ہجرت کی اپنون سے دور بڑے اللہ نے اون سے بہتر اپنے دیے

انسیت کو تہا ن اسمعیل کا نام نہ فرمایا کہ وہ اون کے پاس نہین رہے ف
یعنی ہمیشہ لوگ اون کی تعریف کرتے رہے اور اون پر رحمت بہیجتے رہتے
ف اللہ پاک فرماتا ہے پہر جب کنارہ کیا خلیل نے اپنے باپ اور اپنی
قوم سے اللہ کی راہ مین تو اون کے بدلے مین اون سے بہتر اللہ نے اون کو
دیے اور اسحاق و یعقوب اون کو بخشے یعنی اسحاق تو خود اون کے فرزند
اور یعقوب اسحاق کے بیٹے یہ خلیل جلیل کے پوتے ہوے جیسا کہ دوسری
آیت مین فرمایا ہے و یعقوب نافلة اور فرمایا ہے ومن وراء اسحق یعقوب
اس بات مین کچہہ اختلاف نہین ہے کہ حضرت اسحاق والد ہین حضرت
یعقوب علیہما السلام کے اور یہ بہی ہے قرآن شریف کی سورۂ بقرہ مین ام
کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی
قالوا نعبد الہك والہ اٰبائك ابراہیم واسمعیل واسحاق اور اسی لیے
اس جگہہ ذکر نہین کیا مگر اسحاق و یعقوب علیہما السلام کا یعنی ہم نے کردیا
واسطی ابراہیم کے نسل و عقب کو نبی اللہ پاک نے حضرت ابراہیم ہی کی
حیات مین نسل و عقب سے اون کی آنکہہ کو ٹہنڈا کر دیا اسی لیے یون ارشاد
فرمایا و کلا جعلنا نبیا یعنی اون کے بیٹے اور پوتے دونون کو نبی کردیا
پس اگر یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات مین نبی نہ
کیے گئے ہوتے تو اللہ پاک حضرت یعقوب کے ذکر پر اقتصار نہ فرماتا اور ضرور
اون کے فرزند یوسف علیہ السلام کا ذکر کرتا اس لیے کہ نبی تو وہ بہی کیے گئے
ہین جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس حدیث مین فرمایا ہے
جس کی صحت پر اتفاق ہے جس وقت کہ آپ سے بہترین مردم کا پوچہا تو
آپ نے فرمایا یوسف نبی اللہ فرزند یعقوب نبی اللہ فرزند اسحاق نبی اللہ
فرزند ابراہیم خلیل اللہ کے ہین دوسرے لفظ مین یون ہے الکریم ابن الکریم
ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم اور

حضرت یعقوب کے بیٹے یوسف کی نسل سے ہونے کی وجہ سے اون کو بنی اسرائیل اور بنی اسرائیل کے باپ دادوں کو ابراہیم اور یعقوب ۱۲

وهبنا لهما الآیه مین علی بن ابی طلحه نے حضرت ابن عباس رضی الله عنهما
سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ثنای حسن ہے یعنی تعریف اسی طرح
سدی و مالک بن انس نے کہا ہے اور ابن جریر نے کہا کہ علیا نہین فرمایا
مگر اس لیے کہ سارے ملت و دین والے اون پر ثنا کرتے ہین اور اون کی
مدح کرتے ہین صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین **ف** فتح البیان کا
بیان فاتح یہ ہے فلما اعتزلهم وما یعبدون من دون الله یعنی پھر جب
حضرت ابراهیم علیه السلام بابل یا کوثی سے ہجرت کرکے ارض مقدسہ
کی طرف چلے گئے وهبنا له اسحاق و یعقوب یعنی کر دیا ہم نے ان دونو ہونے
کو واسطے اون کے اہل و ولد بدلے مین اوس اہل کے جن سے اونہون نے
مفارقت کی تاکہ اون کو ان دونون سے انس ہو یہ قول اس کو مقتضی ہے
کہ حضرت ابراهیم زندہ رہے یہان تک کہ اونہون نے یعقوب علیه السلام
کو دیکھا یہ بات اسی طرح ہے چنانچہ طرف اس کے اشارہ گذر چکا ہے اس قول
مین فبشرناها باسحاق ومن وراء اسحاق یعقوب خاصکر ان دونون کا ذکر
کیا حضرت اسمعیل کا ذکر نہ فرمایا اس لیے کہ حضرت اسمعیل کی فضیلت آئندہ
علیحدہ مذکور ہوگی حضرت ابن عباس نے فرمایا وهبنا له اسحاق ابناً و
یعقوب ابن ابنه یعنی حضرت اسحاق حضرت ابراهیم کے بیٹے اور حضرت
یعقوب اون کے بیٹے کے بیٹے ہین وکلا جعلنا نبیا کلا مفعول ہے جعلنا
کا تخصیص کے واسطے فعل پر مقدم کیا گیا ہے لیکن یہ تخصیص بہ نسبت انہین
تینون کے ہے نہ بہ نسبت ان کے ماسوا کے مطلب یہ ہے کہ ان مین سے
ہر ایک کو ہم نے نبی کیا یہ نہین کہ بعض کو کیا بعض کو نہ کیا و وهبنا لهم من
رحمتنا کے یہ معنی ہین کہ دیا ہم نے ان تینون کو اپنی رحمت سے یعنی اونکو
نبی کر دیا پہلے تصریح کر دی گئی کہ ہم نے اون مین سی ہر ایک کو نبی کیا بعد
اوس کے یہ قول مذکور ذکر فرمایا سو غرض اس سی اس امر کا بیان ہے کہ نبوت

باب رحمت سے ہے کسی نے کہا مراد رحمت سے اس جگہ مال اور فراخی
رزق کی ہے کسی نے کہا کثرت اولاد کی مراد ہے کسی نے کہا مراد کتاب ہے
کچھ بعید نہین ہے کہ یہ سب امور رحمت کے تحت مین مندرج ہو جائین رہا
حرف من سو وہ واسطی تبعیض کے ہے یعنی اللہ پاک نے جو ان تینون کو عطا
فرمایا وہ منجملہ اوس کی رحمت کے ہے وجعلنا لھم لسان صدق علیا
اول گذر چکا ہے کہ لسان صدق سی مراد ثنای حسن ہے سو اس کی تعبیر
زبان کے ساتھہ اس لیے کی کہ تعریف زبان ہی سے ہوتی ہے جس طرح
کہ عطیہ و بخشش کی تعبیر ہاتھہ کے ساتھہ کرتے ہین کیونکہ بخشش ہاتھہ سے ہوتی
ہے لسان کی اضافت صدق کی طرف کی اور اوس کا وصف علو کے
ساتھہ کیا اس سے غرض بتانا اس بات کا ہے کہ جو ثنا و تعریف بندونکی
زبان پر اون کے حق مین کی جاے وہ اوس کے مستحق و لائق ہین پس
لسان مین مجاز مرسل ہی اس لیے کہ نام تو آلے کا لیا یعنی زبان کا ذکر کیا
جس سے تعریف ہوتی ہے اور مراد اوس سے وہ چیز لی جو اوس سی پیدا
ہوتی ہے یعنی تعریف معنی یہ ہین کہ کر دی ہم نے واسطے اون کی ثنای صادق
اور سچی تعریف کہ جو اون کے خصال مرضیہ و اوصاف پسندیدہ ہین ساری
امتین قیامت تک اون کا ذکر کرتی رہین گی اور حضرت ابراہیم پر اور اونکی
آل پر قیام ساعت تک درود بھیجتی رہین گی اللھم صل وسلم وبارک
علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وعلی سیدنا ابراھیم وعلی
آل سیدنا ابراھیم عدد ما علمت وزنۃ ما علمت وملاء ما علمت صلوۃ
وسلاما دائمین متلازمین الی یوم القیامۃ امین اور اس مین کفار مکہ
کو توبیخ اور دھمکانا ہے کہ جب وہ اون لوگون سے راضی ہین اور اون پر
ثنا کرتے ہین تو اس کا مقتضا یہ ہے کہ دین مین اون کی پیروی کرین سو اونہون
نے اون کا اتباع نہ کیا بلکہ نئی نئی باتین اپنی طرف سے نکالین ملت ابراہیمی کو

بگاڑ ڈالا اللہ وحدہ لاشریک لہ کی پوجا چھوڑ دی بتون کو پوجنے لگے واذکر
فی الکتاب موسیٰ انہ کان مخلصا وکان رسولا نبیا ۝ ونادیناہ من
جانب الطور الایمن وقربناہ نجیا ۝ ووہبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون
نبیا ۝ اور مذکور کر کتاب مین موسی کا وہ تھا چنا ہوا اور تھا رسول نبی اور
پکارا ہم نے اوس کو داہنی طرف سے طور پہاڑ کے اور نزدیک بلایا اوس کو
بھید کہنے کو اور بخشا ہم نے اوس کو اپنی مہر سے بھائی اوس کا ہارون نبی
ف ۱ جس کو اللہ سے وحی آئے وہ نبی ہے اور اون مین جو خاص ہین
امت رکھتے ہین یا کتاب وہ رسول ہین ف ۲ اون سے کلام ہوا بیچ مین
فرشتہ نہ تھا ف ۳ یعنی اون کے ساتھ مددگار ہوئے انکے ف
جبکہ اللہ پاک نے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا ذکر کیا اور اون کی تعریف
کی تو اوسپر ذکر کلیم علیہ السلام کا عطف کیا پھر یون ارشاد فرمایا واذکر
فی الکتاب موسیٰ انہ کان مخلصا بعض نے اس کو بکسر لام پڑھا ہے
اخلاص فی العبادۃ سے یعنی وہ عبادت مین اخلاص کرنے والے تھے
ابو شامہ کہتے ہین کہ حواریون نے کہا یا روح اللہ تم ہم کو خبر دو مخلص اللہ سے
یعنی تم ہم کو وہ شخص بتاؤ جو کہ اللہ کے واسطے اخلاص کرتا ہے فرمایا وہ شخص
ہے کہ اللہ کے واسطے عمل کرتا ہے دوست نہین رکھتا ہے اس بات کو کہ
لوگ اوس کی تعریف کرین قالہ الثوری عن عبد العزیز بن رفیع عن
ابی ثمامۃ دوسرون نے بفتح لام پڑھا ہے باین معنی کہ حضرت موسیٰ مصطفی
برگزیدہ تھے کما قال تعالی انی اصطفیتک علی الناس وکان رسولا نبیا
اللہ پاک نے اون کے واسطے رسالت ونبوت دونون وصف جمع
فرمائے کیونکہ وہ بڑے پانچ پیغمبرون اولوالعزم سے تھے وہ پانچ یہہ ہین
حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسے حضرت عیسی حضرت محمد
رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم وعلی سائر الانبیاء اجمعین ونادیناہ

لیعنی بھیجا ہمکو انبیاء دیا لوگون کے ۱۲

من جانب الطور الایمن مراد اس سے طور پہاڑ کی دہنی جانب ہی حضرت
موسی سے جس وقت کہ اوس آگ سے انگارے کا ٹکڑا ڈھونڈھنے کو چلے
اوس کو چمکتا ہوا دیکھا تو اوس کا قصد کیا پھر اوس کو خود سے طور پہاڑ کے
دہنی غربی جانب مین پایا نزدیک کنارۂ وادی کے پھر اللہ پاک نے اونسے
کلام کیا اور اون کو پکارا اور نزدیک بلایا پھر اون سے بہید کہا ابن جریر نے
حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے تفسیر کیے وقربناہ نجیا مین روایت
کیا ہے کہ نزدیک بلایا یہان تک کہ قلم کی آواز کو سنا اسی طرح مجاہد و
ابو العالیہ وغیرہم نے کہا ہے مراد ان کی یہ ہے کہ جو قلم تورات لکھتا تھا
اوس کی آواز کو سنا سدی نے کہا کہ آسمان مین داخل کیے گئے پھر
کلام کیا مجاہد سے بھی مثل اس کے مروی ہے عبد الرزاق نے عمرو بن معدیکرب
سے روایت کیا ہے کہ جس وقت اللہ نے موسی کو بہید کہنے کے لیے
نزدیک بلایا طور سنیاء مین تو فرمایا ای موسے جب مین نے پیدا کیا
واسطی تیرے دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور جو رو کہ خیر پر
مدد کرے تو مین نے تجھے خیر کی کوئی چیز چھپا نہین رکھی اور جس شخص سے
مین نے یہ چیزین چھپا رکھین تو مین نے واسطے اوس کے خیر کی کوئی چیز
نہین کھولی ووہبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون نبیا یعنی ہم نے قبول کیا
اوس کے سوال و شفاعت کو حق مین اوس کے بھائی کے سو ہم نے اوس کو
نبی کر دیا جیسا کہ دوسری آیت مین کہا ہے واخی ہارون ھو افصح منی
لسانا فارسلہ معی ردأ یصدقنی انی اخاف ان یکذبون اور فرمایا
قد اوتیت سولک یا موسی اور فرمایا فارسل الی ہارون ولھم علی
ذنب فاخاف ان یقتلون اور اسی لیے بعض سلف نے فرمایا ہے کہ شفاعت
نہ کی کسی نے حق مین کسی کے کوئی شفاعت دنیا مین کہ زیادہ تر عظیم ہو
شفاعت سے حضرت موسی کی حضرت ہارون کے بارے مین کہ وہ نبی

ہارون اوسکی زبان زیادہ
بیانی کی وجہ سے مجھ سے
اچھا ہے اور میرا بھائی
ہارون مجھ سے زیادہ
فصیح ہے
ہارون کو بھیجو تا
کہ میرا مددگار ہو
تجھ سے سوال کی موسی نے
ہارون کو اور اونکو
پیغمبر کیا ایک گناہ کا
دعوی سو ڈرتا ہون
کہ مجھکو مار ڈالین

ہو جائین اللہ پاک نے فرمایا وو ھبنا لہ الخ ابن جریر نے عکرمہ سی روایت
کیا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہارون موسے سے بڑے تھے
لیکن موسی علیہ السلام تی چاہا کہ اپنی نبوت اون کو بخش دین وقد ذکرہ
ابن ابی حاتم معلقاً عن یعقوب وھو ابراھیم الدورقی بہ ف
فتح البیان مین کہا ہے کہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
خطاب فرمایا کہ تم قرآن سے قصہ موسی کا اون پر پڑھو بے شک وہ تہا
مخلص لام کے زبر سے یعنی ہین کہ ہم نے اوسکو مختار و برگزیدہ کیا اور اوسکو
خالص کیا اور بہ کسر لام یعنی ہون گے کہ خود موسے علیہ السلام نے واسطی
اللہ پاک کے توحید و عبادت کو خالص کیا بندون کی ریا نہ کی اور وکان
رسولا نبیا کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک نے اون کو اپنے بندون کی طرف
بہیجا تو اونہون نے بندون کو طرف سے اللہ پاک کے شرائع و احکام الٰہی
کی خبر دی جن کو اللہ نے واسطے اون کے مشروع فرمایا تہا یہی وجہ ہے
ذکر نبی کی بعد رسول کی باوجود اس کے کہ رسالت نبوت کو مستلزم ہے
یعنی جو رسول ہے وہ نبی ہے اور ہر نبی رسول نہین ہے پس گویا رسول سی
مراد اوس کے لغوی معنی ہین یعنی بہیجا ہوا شرعی معنی مراد نہین ہین شرع
مین رسول اوسی کو کہتے ہین کہ اللہ کی طرف سے خبر دے اور اوس کے ساتہہ
کتاب ہو واللہ اعلم نیشابوری نے کہا رسول نبی وہ ہے کہ ہمراہ اوس کے
کتاب ہو اور نبی وہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے خبر دیوی گو اوس کے
ساتہہ کتاب نہو مناسب تو یون تہا کہ ذکر اعم کا اخص سے پہلے ہوتا یعنی
رسول خاص تر ہے نبی سے اور نبی عام تر ہے رسول سے لیکن فاصلون کی
رعایت اس کے عکس کی مقتضی ہوئی یعنی قافیہ کی رعایت سے رسول کو
نبی پر مقدم کیا ہے جیسے کہ سورۂ طٰہٰ مین اللہ پاک نے فرمایا ہے رب ھارون
وموسی یعنی یہان بہی صرف فاصلے کی رعایت سے ہارون کو موسے پر مقدم

کیا ہی مجاہد نے کہا نبی وہ شخص ہے کہ کلام کیا جائے اور اوس پر کتاب
اوتاری جاے اور بھیجا نہ جاے ایک لفظ مین یون ہے کہ انبیاء جو رسول نہین
ہین اون مین سے ایک کی طرف وحی کی جاتی ہے اور کسی کی طرف
بھیجا نہین جاتا ہے اور رسل وہ نبی ہین کہ طرف اون کے وحی کی جاتی
ہے اور وہ بھیجے جاتے ہین و نادیناہ کے معنی ہین وکلمناہ یعنی ہم نے
موسے سے کلام کیا جیسا کہ سورۂ قصص مین مذکور ہے فلما اتاھا نودی
من شاطئ الوادی الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة ان یا موسی
انی انا اللہ رب العالمین طور ایک پہاڑ ہے درمیان مصر و مدین کے
نام اوس کا زبیر ہے معنی ایمن کے یہ ہین کہ وہ جانب موسی علیہ السلام کے
داہنی طرف تھی جب کہ وہ مدین سی مصر کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ وہ
درخت اوسی جانب مین تھا اور ندا اوسی درخت سے واقع ہوئی تھی نفس
پہاڑ کی سیدہی جانب مراد نہین ہے اس لیے کہ پہاڑون کے واسطے
سیدہی جانب ہی نہ بائین جانب کسی نے کہا ایمن کی معنی میمون ہین یعنی
مبارک اور ندا کے معنی یہ ہین کہ حضرت موسی کے واسطے اوسی جانب طور
سے کلام نمودار ہوا قتادہ نے کہا جانب الجبل الایمن یہ قول صریح ہے اس
بات مین کہ طور سے مراد وہ طور ہے جو نزدیک بیت المقدس کے ہے نہ وہ طور
جو سولیس کے پاس ہے کیونکہ جو شخص مدین سے مصر کی طرف آتا ہے تو وہ پہاڑ
اوس کے بائین جانب پر ہوتا ہے چنانچہ یہ بات محسوس و مشاہد ہے وقربناہ
نجیا یعنی ہم نے نزدیک کیا موسے کو ساتھہ تقریب منزلت کے یہان تک کہ
ہم نے اوس سے کلام کیا اور نجی بہ معنی مناجی ہے جیسے جلیس و ندیم پس
یہان قریب کرنے سے مراد قریب کرنا تشریف و اکرام کا ہے اون کے
حال کی تمثیل دی گئی اوس شخص کے حال سے جس کو بادشاہ واسطے مناجاۃ
و سرگوشی و رازگوئی کے اپنے نزدیک بلائے زجاج نے کہا کہ اللہ نے

عہ زبیر بکسر اول و سکون ثانی و کسر ثالث و یا ساکن بمعنی پہاڑ کا نام ہے ۱۲ منہ

داہنے کنارے کی برکت والے جملہ اوس درخت کی ای موسی مین ہون مین اللہ جہان کا رب ۱۲

قریب کیا موسی کو اپنی طرف سے منزلت مین یہان تک کہ اوس کی مناجاۃ
کو سنا غرض اس سی یہ ہے کہ قرب و منزلت و مرتبہ مراد ہے قرب
مکانی مراد نہین ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ پاک نے موسے علیہ السلام
کو اوٹھا لیا یہان تک کہ اونہون نے آواز قلم کو سنا یہی قول بعض سلف سے
مروی ہے اور ابو العالیہ بھی اسی کے قائل ہین اور اسی کے مثل ایک
جماعت تابعین سے روایت کیا گیا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا
یہان تک کہ اونہون نے قلم کی آواز کو سنا کہ لوح محفوظ مین لکھہ رہا ہے
دیلمی نے اس کو حضرت ابن عباس سے مرفوعا روایت کیا ہے
قتادہ نے نجیا کی تفسیر مین کہا ہے کہ حضرت موسی نے نجات پائی بسبب
اپنے صدق و راستی کے و وھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا رحمت
سی مراد نعمت ہی اور من یا تو تعلیلیہ ہے یا تبعیضیہ یعنی بخشا ہم نے اوس کو
بسبب اپنی رحمت و نعمت کے یا اپنی بعض رحمت سے بھائی اوس کا
ہارون نبی اور یہ اوس وقت ہوا کہ حضرت موسے نے اپنے رب سے
سوال کیا اور کہا واجعل لي وزيرا من اهلي هارون اخي حضرت ابن
عباس نے فرمایا کان ھارون اکبر من موسی اي باربع سنین ولکن

اور دوسرے بھی
ایک کام بنا نے والا
میرے گھر کا ہارون
میرا بھائی ۱۲

انما وھب لہ نبوتہ واذکر فی الکتب اسمعیل انہ کان صادق الوعد
وکان رسولا نبیا ۝ وکان یأمر اھلہ بالصلوۃ والزکوۃ ۝ وکان عند
ربہ مرضیا ۝ اور مذکور کر کتاب مین اسمعیل کا وہ تھا وعدے کا سچا اور
تھا رسول نبی اور حکم کرتا تھا اپنے گھر والون کو نماز اور زکوۃ کا اور رہتا
اپنے رب کے یہان پسند ف ایک شخص سی وعدہ کیا تھا کہ جب تک
تو آدی مین اسی جگہ رہو نگا وہ ایک برس نہ آیا یہان ہی رہے انتے
ف حضرت اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام ساری عرب حجاز کے والد
ہین اللہ پاک نے اون کی ثنا و صفت فرمائی کہ وہ وعدے کے سچے تھے

ابن جریج کہتے ہین کہ اونہون نے اپنے رب سے کوئی وعدہ نہین کیا
مگر اوسکو پورا فرمایا یعنی نہین التزام کیا کسی عبادت کی نذر کا کبھی مگر اوسپر
قیام کیا اور اوس کا حق پورا ادا کیا سہل بن عقیل نے بیان کیا کہ حضرت
اسمعیل نبی علیہ السلام نے ایک شخص سے کسی مکان کا وعدہ کیا کہ وہ اوس کے
پاس آئین گے پھر وہ آئے اور وہ شخص بھول گیا پس حضرت اسمعیل
دن بھر اوس مکان مین رہے اور رات بسر کی یہان تک کہ صبح کو
وہ شخص آیا تو کہا کہ تم یہان سے نہ ٹلے حضرت اسمعیل نے فرمایا نہین وہ
بولا کہ مین تو بھول گیا اونہون نے کہا مین نہین ہون کہ ٹل جاؤن یہانتک
کہ تو میری پاس آئے سو وہ اسی لیے صادق الوعد ہوی اخرجہ ابن جریر
سفیان ثوری رضے اللہ عنہ نے فرمایا ہے مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ وہ اوس
مکان مین تیرے سال بھر اوس کا انتظار کرتے رہے یہان تک کہ وہ
اون کے پاس آیا ابن شوذب نے کہا مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ اونہون نے
اوس جگہ کو مسکن ٹھیرایا عبد اللہ بن ابی الحمسار کہتے ہین کہ مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خرید و فروخت کی قبل اس کے کہ آپ مبعوث
ہون یعنی نبی ہونے سے پہلے مین نے اون سے معاملہ کیا سو اون کا کچھ
بقیہ مجھپر باقی رہگیا تو مین نے اون سے وعدہ کیا کہ مین اوس بقیہ کو اونکے
اوس مکان مین پاس اون کے لاؤن گا کہا پس مین دن بھر اور کل ہو گیا
پھر مین تیسرے دن اون کے پاس آیا اور وہ اپنے اوس مکان مین تھے
آپ نے مجھسے فرمایا ای جوان البتہ مقرر تو نے مجھپر مشقت ڈالی مین یہان
تین دن سے ہون تیرا انتظار کر رہا ہون رواہ ابو داود فی سننہ و
ابو بکر محمد بن جعفر الخرائطی فی کتابہ مکارم الاخلاق ھذا
لفظ الخرائطی وساق اثارا حسنۃ فی ذلک ورواہ ابن مندۃ ابو عبد اللہ
فی کتاب معرفۃ الصحابۃ لہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس روایت کو

توسچ کہی اور وعدہ کیا تو وفا کیا اور جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکر الصدیق رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کا نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کوئی وعدہ ہو یا دین تو اوسے چاہیے کہ میرے پاس آئے مین اوس کے واسطے پورا کرونگا پس جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت صدیق کے پاس آئے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہا کہ اگر بحرین کا مال آجائیگا تو مین تجھے دونگا ھکذا وھکذا وھکذا یعنی اپنی دونو ہتیلیان بھر کر پھر جب بحرین کا مال آیا تو حضرت صدیق نے حضرت جابر کو حکم دیا پس اونہون نے لپ بھر مال لیلیا پھر اون کو اوس کے گننے کا حکم دیا تو ناگاہ وہ پانسو درہم نکلے تو اون کو اوس کے دوگنے مع اوس کے دیے وکان رسولا نبیا مین دلالت ہے اس بات پر کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کو اپنے بھائی حضرت اسحق علیہ السلام پر شرف ہے کیونکہ اون کا وصف فقط نبوت کے ساتہہ کیا گیا ہے اور حضرت اسمعیل نبوت و رسالت دونون کے ساتہہ موصوف ہین صحیح مسلم مین ثابت ہوچکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک اللہ نے چن لیا ہے اولاد ابراہیمؑ سے اسمعیلؑ کو اور پوری حدیث کو ذکر کیا سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے صحت پر اوس بات کی جو ہم کہہ چکے ہین وکان یامر اھلہ الخ بھی منجملہ ثنای جمیل وصفت حمیدہ وخلت سدیدہ کے ہے اس لیے کہ وہ اپنے رب عزوجل کی طاعت پر صابر تہی اپنے گھر والون کو طاعت الٰہی کا حکم کرتے تہے جیسا کہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا ہے وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیہا الآیہ اور فرمایا یاایہا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا

اے ایمان والون بچاؤ اپنے جانون کو اور اپنے گھر والون کو اوس آگ سے

لہ اور حکم کر اپنے گھر والون کو نماز کا اور صبر کر اوس پر

ف چھٹا فائدہ اوپر ۱۲

توسچ کہی اور وعدہ کیا تو وفا کیا اور جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے وفات پائی تو آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکر الصدیق
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کا نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے کوئی وعدہ ہو یا دین تو اوسے چاہیے کہ میرے پاس
آئے مین اوس کے واسطے پورا کرونگا پس جابر بن عبداللہ رضی اللہ
عنہ حضرت صدیق کے پاس آئے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا تہا کہ اگر بحرین کا مال آجائیگا تو مین تجھے دونگا ھکذا
وھکذا وھکذا یعنی اپنی دونو ہتیلیان بہر کر پہر جب بحرین کا مال آیا
تو حضرت صدیق نے حضرت جابر کو حکم دیا پس اونہون نے لپ بہر
مال لیلیا پہر اون کو اوس کے گننے کا حکم دیا تو ناگاہ وہ پانسو درہم نکلے
تو اون کو اوس کے دوگنے مع اوس کے دیے وکان رسولا نبیا
مین دلالت ہے اس بات پر کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کو اپنے بہائی
حضرت اسحق علیہ السلام پر شرف ہے کیونکہ اون کا وصف فقط نبوت
کے ساتہہ کیا گیا ہے اور حضرت اسمعیل نبوت و رسالت دونون کے
ساتہہ موصوف ہین صحیح مسلم مین ثابت ہوچکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک اللہ نے چن لیا ہے اولاد ابراہیم
سے اسمعیل کو اور پوری حدیث کو ذکر کیا سو یہ حدیث دلالت کرتی
ہے صحت پر اوس بات کی جو ہم کہہ چکے ہین وکان یامر اھلہ الخ
بہی منجملہ ثنای جمیل وصفت حمیدہ وخلت سدیدہ کے ہے اس لیے
کہ وہ اپنے رب عزوجل کی طاعت پر صابر تہی اپنے گہر والون کو
طاعت الٰہی کا حکم کرتے تہے جیسا کہ اللہ پاک نے اپنے رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا ہے وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر
علیہا الآیہ اور فرمایا یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا

حضرت اسمعیل علیہ السلام اپنے گہر والون کو نماز کا اور
صبر کا حکم فرماتے تہے

اے ایمان والو بچاؤ اپنے ایمان کو اور اپنے گہر والونکو اوس آگ سے

وقودها الناس والحجارۃ علیہا ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ
ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون یعنی تم اون کو نیک بات کا حکم
کرو اور بُرے کام سے روکو اور اون کو مہمل مت چھوڑدو کہ قیامت
کے دن اون کو آگ کہاے حدیث شریف مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے رحم
کرے اللہ اوس مرد پر کہ رات کو اوٹھا پھر اوس نے نماز پڑہی اور
اپنی بی بی کو جگایا پھر اگر نہ جاگی تو اوس کے مونہہ مین پانی چھڑک دیا
رحم کرے اللہ اوس عورت کو کہ رات کو اوٹھی پھر اوس نے نماز پڑہی اور
اپنے خاوند کو جگایا پھر اگر وہ نہ جاگا تو اوس کے مونہہ مین پانی چھڑک دیا
اخرجہ ابو داود وابن ماجۃ حضرت ابو سعید وابو ہریرہ رضے اللہ عنہما
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا
جس وقت مرد بیدار ہوا رات کو اور اپنی بی بی کو جگایا پھر دونون نے
دو رکعت نماز پڑہی تو وہ اون مردون اور بی بیون سے لکھے جائینگے
کہ جو اللہ کو بہت یاد کرتے ہین رواہ ابو داود والنسائی وابن ماجۃ
واللفظ لہ فتح البیان مین فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت اسمعیل
علیہ السلام کا وصف کیا ساتھہ صدق وعدہ کے باوجود اس کے کہ
سارے انبیاء علیہم السلام ایسے ہی ہوتے ہین اس لیے کہ وہ مشہور
بصدق وعدہ تھے صدق وعدہ مین مبالغہ فرماتے تھے اون کے صدق
وعدہ مین تو ایک یہی بات کافی ہے کہ اونہون نے صبر کا وعدہ کیا اپنے
نفس سے ذبح پر پھر اوس کو وفا کیا یہان اسمعیل سے مراد حضرت
اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام ہین اس بات مین کسی نے خلاف نہین
کیا مگر اوس شخص نے جو کہ غیر معتبر ہے سو اوس نے کہا کہ وہ اسمعیل بن
حزقیل ہین کہ اللہ پاک نے اون کو طرف اون کی قوم کے بھیجا تو قوم نے

۱۱ جبلی پہیاڑ ان
ہین آدمی اور پہلا پیر
مقرر ہین فرشتے تنہو
زبردست بجلی ہین
کہ جو ہیبت
اون کو فرما
ہے ہین
اور وہی
جو اون کو حکم ہوتا ہے

اون کے سر کا چمڑا کھینچ ڈالا پس اللہ پاک نے اون کو اس بات مین
اختیار دیا کہ چاہین اون کو عذاب ہو اور خود اون کو ثواب ملے تو
اونہون نے اس کی معافی چاہی اور اپنے ثواب پر راضی ہوئے
وکان رسولا نبیا سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ رسول کو واجب
نہین ہے کہ صاحب شریعت ہو کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد
اونہین کی شریعت پر تھی یعنی اون کے پاس کوئی جدید شریعت نہ تھی
کسی نے یون کہا کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام موصوف برسالت اس لیے
ہوئے کہ حضرت ابراہیم نے اون کو جرہم کی طرف بھیجا تھا جرہم ایک
قبیلہ ہے عرب یمن سے وہ لوگ ہاجرہ والدہ اسمعیل علیہ السلام پر وادی مکہ
مین اوترے تھے اور اہلہ سے مراد اس جگہہ حضرت اسمعیل کی امت ہے
کسی نے کہا جرہم کسی نے کہا اون کے عشیرہ جیسا کہ اس قول مین ہے
وانذر عشیرتک الاقربین اور صلوۃ وزکوۃ سے مراد یہان دونو عبادات
شرعیہ ہین اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان دونون کے معنی لغوی مراد
ہون نماز کے لغوی معنی دعا وغیرہ کے اور زکوۃ کے طہارت و نماز
ہین مرضیا کے معنی ہین زاکی رضی صالح یعنی پاک پسندیدہ نیک
معنی یہ ہین کہ وہ اللہ کے واسطے قائم بطاعت تھے کسی نے کہا معنی
یہ ہین کہ اللہ نے اون کو اپنی نبوت و رسالت کے واسطے پسند کر لیا تھا
اور یہ نہایت کی مدح ہے کیونکہ جو شخص اللہ کے نزدیک مرضی و پسندیدہ
ہوگا وہی ہر طاعت مین اعلی درجات کو پہونچیگا فراء و کسائی نے کہا کہ
جس شخص نے مرضی کہا تو اوس نے رضیت پر اس کی بنا کی ہے اور حجاز
والے مرضو بولتے ہین واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا
نبیا ۝ ورفعناہ مکانا علیا ۝ اور مذکور کر کتاب مین ادریس کا وہ تھا
سچا نبی اور اوٹھا لیا ہم نے اوس کو اونچے مکان پر ف لکھا ہے کہ

لہ خوش ان ہو
واہل خانہ سے مراد اس جگہہ امت ہے
اسمعیل کی اور اون کو

حضرت ادریس پہلے تھے حضرت نوح علیہ السلام سے حساب ستارون کی
چال کا اور لکھنا اور سینا کہتے ہین اونہین سے سیکھا خلق نے ملک الموت
اون سے آشنا تھا ایک بار آزمانے کو اپنی جان بدن سے نکلوائے
پھر ڈالدی اور بہشت کی سیر مانگی پھر وہان رہگئے اللہ کے حکم سے حضرت
سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعضے کہتے ہین حضرت
الیاس کا لقب ہے ادریس یہ بنی اسرائیل مین پیغمبر تھے خضر کی طرح
یہ بھی زندہ رہ گئے ہین انتہے ف اللہ پاک نے حضرت ادریس
علیہ السلام پر ثنا کی کہ وہ سچے نبی تھے اور اللہ نے اون کو اونچے مکان پر
اوٹھالیا صحیح مین اول گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اونپر گذرے شب معراج مین اور وہ چوتھے آسمان پر تھے ابن جریر نے
ایک غریب عجیب اثر یہان ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہلال بن یساف کہتے
ہین حضرت ابن عباس نے کعب سے پوچھا اور مین حاضر تھا اون سے
کہا کیا قول ہے اللہ عزوجل کا واسطے ادریس کے ورفعناہ مکانا علیا
تو کعب نے کہا کہ ادریس جو ہین سو اللہ نے اون کو سندیسا بھیجا
کہ مین بلند کرونگا واسطے تیرے ہر دن مثل عمل جمیع بنی آدم کے سو
ادریس نے دوست رکھا کہ زیادہ عمل کرین پھر اون کے پاس ایک
دوست اون کا آیا فرشتون سے تو انہون نے اوس سے کہا کہ اللہ
نے میری طرف ایسی ایسی وحی بھیجی ہے پس تو میرے واسطے ملک الموت
سے گفتگو کر کہ اوسے چاہیے کہ مجھے ڈھیل دے تاکہ مین عمل زیادہ
کرون پھر فرشتے نے درمیان اپنے دونو پرون کے اونکو اوٹھالیا
یہان تک کہ اون کو طرف آسمان کے چڑھا لیگیا پھر جب وہ چوتھے
آسمان مین پہونچے تو ملک الموت اوترتے ہوے اون کو ملے تو اس
فرشتے نے ملک الموت سے کلام کیا اوس بات مین جس مین ادریس نے

اوس سے کلام کیا تھا ملک الموت بولے کہان ہے ادریس اوس نے
کہا وہ یہ ہے میری پشت پر ملک الموت نے کہا عالعجب یعنے
تعجب ہے مین تو بھیجا گیا اور مجھہ سے کہا گیا کہ تو ادریس کی روح قبض
کر جو تھے آسمان مین سو مین کہنے لگا کہ جو تھے آسمان مین اوس کی
روح کس طرح قبض کرون حالانکہ وہ زمین مین ہے پھر اوس جگہہ
اون کی روح قبض کر لی فذلک قول اللہ ورفعناہ مکانا علیا حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین ھذا من اخبار کعب الاحبار الاسرائیلیات
وفی بعضہ نکارۃ واللہ اعلم وقد رواہ ابن ابی حاتم من وجہ اٰخر
عن ابن عباس انہ سال کعبا فذکر نحوما تقدم سو اس کے کہ حضرت
ادریس نے اوس فرشتے سے کہا کیا ہے تیرے لیے یہ بات کہ تو اونسے
پوچھے یعنی ملک الموت سے کہ میری اجل سے کس قدر باقی رہی ہے
تاکہ مین عمل زیادہ کرون اور باقی حدیث کو ذکر کیا اوس مین یہ ہے
کہ جب اوس فرشتے نے ملک الموت سے حضرت ادریس کی باقی عمر کا
پوچھا تو کہا مین نہین جانتا ہون یہان تک کہ دیکھون سو دیکھا پھر کہا کہ
تو مجھے ایسے آدمی کا پوچھتا ہے کہ باقی نہین رہا ہے اوس کی عمر سے
مگر طرفۃ العین پس اوس فرشتے نے اپنے پر کے نیچے دیکھا تو ناگاہ وہ
قبض ہو چکے تھے علیہ السلام اور وہ اس بات کو نہین جانتا تھا پھر
ابن ابی حاتم نے بوجہ دیگر حضرت ابن عباس سے اس کو روایت کیا
ہے کہ ادریس علیہ السلام درزی تھے سو وہ نہین گڑوتے کوئی سوئی مگر
سبحان اللہ کہتے پھر وہ شام کرتے جس وقت کہ شام کرتے حالانکہ زمین
مین اون سے بڑھکر عمل مین کوئی نہین ہے وذکر بقیۃ کالذی قبلہ
اور نحوہ مجاہد نے اس کی تفسیر مین کہا ہے کہ ادریس اوٹھا لیے گئے اور
مرے نہین جیسے کہ عیسے علیہ السلام اوٹھا لیے گئے دوسرا لفظ مجاہد سے

یہ ہے کہ مکان علی سے مراد چوتھا آسمان ہے عوفی کا لفظ حضرت
ابن عباس سے یہ ہے کہ ادریس چوتھے آسمان کی طرف اوٹھا لیے گئے
پھر وہ اوسی مین مرے اسی طرح ضحاک بن مزاحم نے کہا ہے
حضرت حسن وغیرہ نے فرمایا ہے کہ مکان علی جنت ہے ف فتح البیان
مین کہا ہے کہ حضرت ادریس فرزند شیث ہین اور حضرت شیث حضرت
آدم کے صلبی بیٹے ہین سیوطی رحمہ اللہ نے تحبیر مین اسکا ذکر کیا ہے
اور نام نامی حضرت ادریس کا اخنوخ ہے کہتے ہین کہ یہ حضرت نوح کے
جد امجد ہین کیونکہ حضرت نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ ہین اس
بنیاد پر حضرت ادریس والد نوح علیہ السلام کے دادا ہوے ثعلبی وغیرہ
نے اس کو ذکر کیا ہے کہا گیا ہے کہ یہ قول خطا ہے حضرت ادریس اول
رسول ہین بعد آدم علیہ السلام کے اور نبی آدم سے پہلے پہل جسکو
نبوت عطا ہوئی وہ یہی ہین اور اول جس نے قلم سے لکھا اور نجوم وحساب
مین نظر کی وہ یہی ہین اور اول جس نے کپڑے سیے اور پہلے پہل جسنے
ہتیار بنائے اور کفار سے مقاتلہ کیا وہ یہی ہین بے شک وہ تھے
سچے نبی اس لیے کہ اللہ پاک نے نبوت سے اون کو مشرف فرمایا
اور تیس صحیفے اون پر نازل کیے قولہ تعالی ورفعناہ مکانا علیا مین
مفسرین کا اختلاف ہے سو ایک قول یہ ہے کہ اللہ پاک نے چوتھے آسمان
کی طرف اون کو اوٹھا لیا دوسرا قول یہ ہے کہ چھٹے آسمان کی طرف
تیسرا قول یہ ہے کہ دوسرے آسمان کی طرف صحیح بخاری مین بذیل حدیث
معراج اس قول کا ذکر ہے یہ قول غلط ہے روایت شریک بن عبداللہ
بن ابی نمر سے صحیح یہی ہے کہ وہ چوتھے آسمان مین ہین جیسا کہ مسلم
نے اپنی صحیح مین حدیث انس بن مالک رضے اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کسی نے کہا مراد اون کے اوٹھا لینے سے

شرف نبوت و قرب ہے نزدیک اللہ پاک کے جو اون کو عطا ہوا تھا
کسی نے یون کہا کہ وہ جنت کی طرف اوٹھا لیے گئے کسی نے کہا
رفع سے مراد رفعت بطلوم تبہ ہے دنیا مین قول اول صحیح تر ہے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ادریس درزی تھے
اور تھے نہین گڑوتے کوئی گڑ و نا مار سبحان اللہ کہتے اور تھے شام کرتے
جس وقت کہ شام کرتے حالانکہ نہین ہے زمین پر فاضل تر از روی عمل
کے اون سے پس ایک فرشتے نے فرشتون مین سے اذن مانگا اپنے
رب سے عرض کیا یارب تو مجھے اذن دے کہ مین اوترون طرف
ادریس کے اوس کو اذن دیا پھر وہ حضرت ادریس کے پاس آیا تو کہا
کہ مین تیرے پاس آیا ہون تاکہ تیری خدمت کرون حضرت ادریس بولے
تو کیونکر میری خدمت کریگا حالانکہ تو فرشتہ ہے اور مین انسان ہون
پھر حضرت ادریس نے کہا کیا ہے درمیان تیرے اور درمیان ملک الموت
کے کچھ یعنی دوستی اوس فرشتے نے کہا کہ وہ تو میرا بھائی ہے فرشتون سے
حضرت ادریس نے کہا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ مجھے نفع پہونچاوے
اوس نے کہا یہ بات کہ ہم موخر کرین کسی شے کو یا اوس کو مقدم کرین سو
نہین لیکن مین ابھی اوس سے گفتگو کرونگا واسطے تیرے تو وہ نرمی کریگا
تیرے ساتھ وقت موت کے پھر کہا تو سوار ہو جا درمیان میرے دونو
پرون کے پس حضرت ادریس سوار ہو گئے پھر وہ سمای علیا کی طرف
چڑھ گیا تو ملک الموت سے ملا اور ادریس درمیان اوس کے پرون کے
تھے اوس نے ملک الموت سے کہا کہ میری تجھ سے ایک حاجت ہے
ملک الموت بولے مین نے تیری حاجت جان لی تو مجھ سے ادریس
کے بارے مین کلام کریگا حالانکہ اوس کا نام صحیفے سے مٹ چکا ہے
اوس کی اجل سے باقی نہین رہا مگر نصف طرفۃ العین پس ادریس علیہ السلام

درمیان دونو پرون فرشتے کے مرگئے اخرجہ ابن ابی حاتم قول
حضرت ابن عباس کا اسی کے لگ بھگ اول گذر چکا ہے لیکن
اس مین بعض زیادت تھی اس لیے لکھدیا گیا حضرت ابن مسعود
رضے اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ادریس الیاس ہین سیوطی رحمہ اللہ
تعالی نے اس روایت کی تحسین کی ہے اولئک الذین انعم اللہ علیہم
من النبیین من ذریۃ آدم وممن حملنا مع نوح ومن ذریۃ ابراھیم و
اسرائیل وممن ھدینا واجتبینا اذا تتلی علیھم آیات الرحمن خروا
سجدا وبکیا ۝ وہ لوگ ہین جنپر نعمت دی اللہ نے نبیون مین آدم کے
اولاد سے اور اون مین جن کو لادلیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم
کی اولاد مین اور اسرائیل کی اور اون مین جن کو ہم نے سوجھہ دی اور
پسند کیا جب اون کو سنائیے آیتین رحمن کی گرتے ہین سجدے مین اور
روتے انتے ف ابن کثیر مین کہا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے ہؤلاء النبیون
یعنی اولئک اشارہ بعید کے واسطے ہے اور ہؤلاء قریب کے لیے سو
یہان بعید سے قریب مراد ہے اور جن نبیون کا اس سورت مین ذکر
کیا گیا ہے فقط وہی مراد نہین ہین بلکہ جنس انبیاء علیہم السلام کی مراد ہے
ذکر اشخاص سے استطراد کیا ہے طرف جنس کے جنپر اللہ نے انعام
کیا ہے نبیون مین آدم کی اولاد سے الآیۃ سدی وابن جریر رحمہ اللہ
تعالی نے کہا ہے پس اللہ نے جس شخص کو من ذریۃ آدم سے مراد کہا
ہے وہ حضرت ادریس ہین اور جس کو ممن حملنا مع نوح سے مراد کہا ہے
وہ حضرت ابراہیم ہین اور جس کو من ذریۃ ابراہیم سے مراد کہا ہے وہ حضرت
اسحق ویعقوب و اسمعیل ہین اور جس کو من ذریۃ اسرائیل سے مراد کہا ہے
وہ حضرت موسی وہارون وزکریا ویحیی وعیسے بن مریم علیہم السلام ہین ابن جریر
نے کہا اور اسی لیے اون کے انساب کی تفریق کی ہے اگرچہ سب کو حضرت نوح

السجدۃ:

جامع ہین اس لیی کہ اون مین وہ شخص ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی والون کی اولاد سے نہین ہے وہ حضرت ادریس علیہ السلام ہین کیونکہ وہ دادا ہین حضرت نوح کے حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہی قول ظاہر تر ہے کہ حضرت ادریس ستون نسب نوح علیہ السلام مین ہین یہ قول بہی ہے کہ حضرت ادریس منجملہ انبیاء بنی اسرائیل ہین اس قول کو حدیث معراج سے لیا ہے جس جگہہ کہ حضرت ادریس نے اپنے سلام کرنے مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یون کہا ہے مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح یعنی مرحبا ہے نیک نبی کو اور نیک بہائی کو یون نہ کہا والولد الصالح یعنی فرزند نیک کو جیسا کہ حضرت آدم و ابراہیم علیہما السلام نے کہا تہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ادریس علیہ السلام منجملہ انبیاء بنی اسرائیل ہین جب تو اونہون نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہائی کہا بیٹا نہ کہا ابن ابی حاتم نے یزید بن حبیب بن عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ حضرت ادریس اقدم ہین حضرت نوح سے اللہ پاک نے اون کو طرف اون کی قوم کے بہیجا تو اونہون نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ لا الہ الا اللہ کہین اور عمل کرین جو چاہین اونہون نے نہ مانا اسپر اللہ عزوجل نے اون کو ہلاک کر ڈالا یہ بات کہ اس آیت سے مراد خبس انبیاء ہے منجملہ اس کے مویدات کے ایک یہ بات ہے کہ یہ آیت مثل اوس آیت کے ہے جو سورۂ انعام مین واقع ہوئی ہے وتلک حجتنا آتیناها ابراهیم علی قومه نرفع درجات من نشاء ان ربك حكيم عليم ووهبنا له اسحق ویعقوب كلا هدینا ونوحا هدینا من قبل ومن ذریته داود وسلیمان وایوب ویوسف وموسی وهارون وكذلك نجزی المحسنین وزكریا ویحیی وعیسی والیاس كل من الصالحین واسمعیل والیسع ویونس ولوطا وكلا فضلنا علی العالمین ومن آبائهم وذریاتهم واخوانهم واجتبیناهم وهدیناهم الی صراط مستقیم الی قوله اولئك الذین هدی الله فبهداهم اقتده

اور فرمایا اللہ پاک نے منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک

اور صحیح بخاری مین مجاہد سے مروی ہے کہ اونہون نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا ص مین سجدہ ہے تو فرمایا ہان پھر یہ آیت پڑھی اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ سو تمہارے نبی اون لوگون مین سے ہین جن کو حکم ہے کہ اون کا اقتدا کرین قال وھو منھم یعنی داود یعنی حضرت ابن عباس نے کہا کہ داود اونہین مین سے ہین اور اللہ پاک نے اسی آیت کریمہ مین فرمایا ہے اذا تتلی علیھم ایات الرحمن خروا سجدا وبکیا یعنی جس وقت وہ سنتے ہین اللہ کے کلام کو جو کہ اوس کے حجج و دلائل و براہین کو متضمن ہے تو مارے خضوع و استکانت و فروتنی و عاجزی کے اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہین واسطے حمد و شکر کے اون بڑی بڑی نعمتون پر جن مین وہ ہین اور بکی جمع ہے باکی کی باکی کے معنی ہین رونے والا پس اسی لیے علما نے اجماع کیا ہے شریعت سجود پر اس جگہ واسطی اقتدا و اتباع و پیروی انبیاء مذکورین کے ابو معمر کہتے ہین کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم پڑھی تو سجدہ کیا اور فرمایا یہ تو سجود ہے پھر کہان ہے بکی مراد اون کی بکا ہے یعنی رونا رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر وسقط من روایتہ ذکر ابی معمر فیما رایت فاللہ اعلم

فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اولئک خطاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اشارہ ہے طرف انبیاء مذکورین کے اول سورت سے یہان تک اور وہ دس ہین ذکر مین اول حضرت زکریا علیہ السلام ہین اور آخر حضرت ادریس علیہ السلام ہین مراد من ذریۃ آدم سے حضرت ادریس اور حضرت نوح ہین اور ممن حملنا مع نوح سے مراد ما سوائے حضرت ادریس ہین کیونکہ یہ حضرت آدم کی اولاد سے ہین اس لیے کہ حضرت ادریس کو حضرت آدم سے قرب ہے اور حضرت ابراہیم اولاد سے ہمراہیان

ف اولئک اور من ہین کے درمیان ہین کے سوا کچھ اور کوئی ہین نہین سنایا ۱۲

نوح علیہ السلام کے ہین کیونکہ وہ سام بن نوح کی ذریت سے ہین اس لیے
کہ وہ فرزند ہین آزر کے اور درمیان اون کے اور حضرت نوح کے دس
قرن ہین جیسا کہ تحبیر مین ذکر کیا ہے اور من ذریۃ ابراھیم سے مراد بقیے
انبیاء ہین اور من ذریۃ اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام سے مراد حضرت
موسی و ہارون وزکریا ویحیی وعیسی علیہم السلام ہین حضرت عیسیٰ کے ذکر
مین اسپر دلیل ہے کہ بیٹیون کی اولاد ذریت سے ہوتی ہے یعنی حضرت
مریم ذریت یعقوب علیہ السلام سے تہین ایک قول یہ ہے کہ ذریت آدم
سے مراد تنہا حضرت ادریس ہین اور ممن حملنا مع نوح سے تنہا حضرت
ابراھیم اور ذریت حضرت ابراھیم سے حضرت اسمعیل واسحٰق ویعقوب
اور ذریت اسرائیل سے حضرت موسی وہارون وزکریا ویحیی وعیسی مراد ہین
اور ممن ھدینا کے معنی ہین من جملۃ من ھدینا الی الاسلام یعنی منجملہ اونکے
جن کو ہم نے ہدایت کی طرف اسلام کے اور واجتبینا کا یہ مطلب ہے کہ پسند
کیا ہم نے ساتھہ ایمان کے یا برگزیدہ کیا ہم نے خلق پر اللہ پاک نے ہر
نبی کی انبیاء مذکورین سے ایسی ثنا کی جو ہر ایک کے ساتھہ خاص تھی پھر
آخر مین سب کو جمع کرکے فرمایا اولئک الخ سو اس ترتیب پر احوال انبیاء
مذکورین کے مرتب کرنے مین آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ جس طرح اون کو بسبب
اپنے اعمال کے فضیلت ملی ہے اسی طرح اون کے واسطے ایک منزلت
و مرتبہ ہے فضل مین بسبب اون کی ولادت کے ان نبیون سے پھر یہ
بیان کیا کہ وہ منجملہ اون لوگون کے ہین جن کو ہم نے سوجھہ بوجھہ دی اور پسند
کیا اس مین اس امر پر تنبیہ فرمائی کہ وہ جو ان منازل و مراتب و مناقب
کے ساتھہ مخصوص ہوے سو یہ اس لیے کہ اللہ پاک نے اون کو ہدایت
کی اور واسطی رسالت کے اون کو پسند فرمایا اذا تتلی الخ سجّد جمع قیاسی
ہے ساجد کی اور بکیّ جمع غیر قیاسی ہے باکی کی اس کی قیاسی جمع بکاۃ ہی

جیسی قاضی کی جمع قضاۃ محاورۂ عرب مین بولتے ہین بکی یبکی بکاءً وبکیً
خلیل نے کہا جب تو بکاء کو قصر کرے تو وہ مثل حزن کے ہے یعنی ہمراہ
اوس کے آواز نہین ہے مطلب یہ ہے کہ بکاء بضم و مد آواز سے رونی کو
کہتے ہین اور بغیر مد کے آنسو بہنے کو بولتے ہین کسی شاعر عربی نے خوب
کہا ہے دونون لفظون کو ایک شعر مین جمع کر دیا ہے ؎

بکت عیني وحق لها بکاها وما یغني البکاء ولا العویل

یعنی میری آنکھہ روئے اور اوسے لائق ہے رونا اوس کا حال یہ ہے کہ
نہ آواز سے رونا نفع دیتا ہے نہ فریاد کرنا اول بکا بقصر بمعنی گریۂ بے آواز
ہے اور دوسرا بکا بمد بمعنی گریۂ با آواز ہے اور عویل آواز برداشتن درگریۂ
کو کہتے ہین اس کا مرتبہ بکاء بمد سے بڑھا ہوا ہے جب تو اوس کو بعد بکاء بمد
کے ذکر کیا ہے زجاج نے کہا کہ اللہ پاک نے بیان کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام
جس وقت کہ اللہ کے آیات کو سنتے تھے تو خضوع وخشوع و فروتنے و
خوف و حذر اور ڈر کے مارے روتے اور سجدے مین گرتے آیات سے
مراد کتابین ہین جو اون پر نازل ہوئین جن کے ساتھہ وہ مخصوص ہوئے
کسی نے کہا مراد ذکر جنت و نار و وعد و وعید ہے اس آیت سے استحباب
بکاء وخشوع قلب کا وقت سننے قرآن شریف کے معلوم ہوتا ہے **خواب**
صالح[۱] مری رضے اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم پر قرآن شریف پڑھا خواب مین تو آپ نے مجھے فرمایا اے
صالح یہ تو قرارت ہوئی پھر کہان ہے بکاء حدیث شریف مین آیا ہے تم
تلاوت کرو قرآن کی اور روؤ پس اگر نہ روؤ تو رونے[۲] کی صورت بناؤ
حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس وقت تم سجدۂ
سبحان پڑھو تو جلدی مت کرو ساتھہ سجدے کے یہان تک کہ روؤ پھر اگر نہ روئے
آنکھہ ایک تمہارے کی تو چاہیے کہ روئے دل اوسکا اس آیت کریمہ سے

[۱] صالح بن بشیر المری ابو بشر البصری القاص الواعظ احد عباد الصوفیۃ والزہاد الصالحین عن قتادہ وثابت ضعفہ ابن المدینی وقال ابن حبان یروی عن الثقات الموضوعات توفی سنۃ ۱۷۰ ۱۲ قال المصنف

[۲] بکا کی گریۂ دروغی کو ۱۲ صراح

استدلال کیا گیا ہی مشروعیت پر سجدۂ تلاوت کی اور یہ سجدہ منجملہ عزائم سجود
قرآن ہے سو پڑھنے والے اور سننے والے کے لیے مسنون ہے کہ وقت
تلاوت اس آیت کے سجدہ کرے بعض نے کہا کہ مراد نماز ہے امام رازی
رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین احتمال ہے کہ وہ لوگ وقت خوف کے متعبد بسجود
تھے تو اسکو کیا کرتے تھے نہ اس لیے کہ ذکر سجود کا آیت مین آیا ہے یعنے
جس طرح ہم اسکے ساتھ متعبد ہین اس آیت کریمہ کے اعراب وترکیب
مین دو قول ہین اول قول یہ ہے کہ اولئک مبتدا ہے اور الذین انعم اللہ علیہم
صفت مبتدا ہے اور من النبیین بیان ہے موصول کا مگر یہ بیان عام کا ہے
ساتھ خاص کے اور من ذریۃ آدم بدل ہے من النبیین کا باعادۂ جار کے کسی
نے کہا یہ من واسطے تبعیض کے ہے اور اذا تتلی خبر ہے اولئک کی دوسرا
قول یہ ہے کہ اولئک مبتدا ہے اور الذین انعم اللہ علیہم خبر ہے اور اذا تتلی الخ
جملۂ مستانفہ ہے واسطے بیان خشوع وخشیت مذکورین کے کہ وہ اللہ پاک
کے واسطے عاجزی وفروتنی کرتے اور اوس سے ڈرتے تھے بیان
معنی خروا سجدا کا مفصلہ سجان مین گذر چکا ہے فخلف من بعدھم
خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا ۝ الا من
تاب وامن وعمل صالحا فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون شیئا ۝
جنت عدن التی وعد الرحمن عبادہ بالغیب انہ کان وعدہ مأتیا ۝
لا یسمعون فیھا لغوا الا سلاما ولھم رزقھم فیھا بکرۃ وعشیا ۝
تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا ۝ پھر اون کی جگہہ آئے
ناخلف گنوائی نماز اور پیچھے پڑے مزون کے سو آگے ملیگی گمراہی مگر جنہے
توبہ کی اور یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جاوین گے بہشت مین اور اون کا
حق نہ رہے گا کچھ باغون مین بسنے کے جن کا وعدہ دیا ہے رحمن نے اپنے
بندون کو بن دیکھے بیشک ہے اوس کے وعدے پر پہونچنا نہ سنین گے

وہان بک بک سوا سلام کے اور اون کو ہے اونکی روزی وہان صبح
اور شام وہ بہشت ہے جو میراث دین گے ہم اپنے بندون مین جو کوئی
ہوگا پرہیزگار ف بک بک نہ سنین گے اور سلام علیک کی آواز بلند
سنین گے ف میراث آدم کی کہ اول اون کو بہشت ملی ہی انتہے
ف جبکہ اللہ پاک نے گروہ سعدا و نیکبختون کا ذکر کیا اور وہ انبیا علیہم السلام
ہین اور وہ لوگ جنہون نے اون کی پیروی کی اللہ کے حدود و اوامر کو
قائم کیا اوس کے فرائض کو بجا لائے اوس کے زواجر و نواہی کو چھوڑا تو
یہہ ذکر کیا کہ پھر اون کی جگہہ ناخلف آئے یعنی دوسرے قرن والے جنہون
نے نماز کو ضائع کیا اور جب اوس کو ضائع کیا تو اوس کے ماسوا واجبات کو
زیادہ تر ضائع کرنے والے ہون گے کیونکہ وہ دین کا عماد و قوام و ستون
ہے اور بہترین اعمال عباد ہے اور دنیا کی خواہشون لذتون مزون پر جھک پڑے
اور دنیا کی زندگی سے راضی ہو گئے اور اوس سے چین پکڑا اور مطمئن ہو بیٹھے
سو یہ لوگ آگے ملین گے گمراہی کو یعنی قیامت کے دن اون کو خسارا ٹوٹا
ہوگا مفسرین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ اس جگہہ نماز کے ضائع کرنے سے
کیا مراد ہے سو کئی لوگون نے کہا کہ اضاعت نماز سے مراد بالکل نماز چھوڑ دینا
ہے محمد بن کعب قرظی و ابن زید بن اسلم و سدی اسی کے قائل ہین اور اسی کو
ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور اسی لیے سلف و خلف و ائمہ سے جو لوگ گئے
ہین وہ اسی واسطے اس طرف گئے ہین کہ تارک صلوۃ کی تکفیر کی ہے چنانچہ
یہ قول امام احمد سے مشہور ہے اور ایک قول ہے امام شافعی کا بسبب اس حدیث
شریف کے کہ بین العبد و بین الشرک ترک الصلوۃ یعنی وصلہ درمیان
بندے کے اور شرک کے ترک کرنا نماز کا ہے نماز پڑہے تو موحد ہے نماز
ترک کردے تو مشرک ہوا دوسری حدیث شریف یہ ہے العہد الذی بیننا و
بینہم الصلوۃ فمن ترکہا فقد کفر یعنی جو عہد کہ درمیان ہمارے اور اون کے ہے

وہ نماز ہے سو جس شخص نے اوس کو ترک کیا تو مقرر وہ کافر ہو گیا یہ محل
اس مسئلے کے بسط کا نہین ہے قاسم بن مخیمرہ سے اس کی تفسیر مین مروی ہے
سو اس کے نہین کہ اونہون نے ضائع کیا مواقیت کو یعنی نماز کے وقتون کو
اور اگر وہ ضائع کرنا ترک ہوتا تو کفر ہوتا حسن بن سعید حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کرتے ہین کہ اون سے کہا گیا کہ اللہ تعالے قرآن مین نماز کا ذکر
بہت کرتا ہے الذین ہم عن صلاتہم ساہون وعلی صلاتہم دائمون
وعلی صلاتہم یحافظون تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ اون کے وقتون پر یعنی
نماز پر دوام و محافظت کرنے سے مراد نماز کے اوقات کی محافظت کرنا ہی
لوگون نے عرض کیا کہ ہم نہین گمان کرتے تھے اسکو مگر ترک پر فرمایا وہ تو کفر ہے
مسروق نے کہا نہین محافظت کرتا ہے کوئی پانچون نمازون پر پھر وہ لکھا جاتے
غافلین سے یعنی جب اوس نے پانچون نماز پر محافظت کی اون کے وقتون پر
پڑھا تو اوس کو غافلون مین نہ لکھین گے اور اون کے افراط مین ہلاکت ہے اور
اون کا افراط ضائع کرنا ہے اون کا اون کے وقت سے اوزاعی رحمہ اللہ
نے ابراہیم بن یزید سے روایت کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز رضے اللہ عنہ نے
پڑھا فخلف من بعدھم تا غیا پھر فرمایا نہ تھا ضائع کرنا اون کا ترک کرنا نماز کا لیکن
اونہون نے وقت کو ضائع کیا ابن ابی نجیح نے مجاہد سے اس کی تفسیر مین روایت
کیا ہے کہا کہ وقت قیام قیامت کے اور چلی جانے صالحین امت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کودیگا بعض اون کا بعض پر گلی کوچون مین یعنے
چوپایون کی طرح جفتی کرنے لگین گے حیا و شرم بالکل جاتی رہیگی اتباع
شہوات سے یہی مراد ہے ایسا ہی ابن جریج نے مجاہد سے روایت کیا ہے جابر
جعفی نے مجاہد و عکرمہ و عطاء بن ابی رباح سے روایت کیا ہے کہ وہ لوگ اس
امت سے ہین مراد اون کی یہ ہے کہ وہ آخر زمانے مین ہون گے ابن جریر
نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ اس امت مین ہین ایک دوسرے پر

لہ جو اپنی نماز سے
غافل ہین ۱۲ منہ
سلہ جو اپنی نماز پر
محافظت کرتے ہین ۱۲ منہ
سلہ جو اپنی نماز
ضائع کرتے ہین ۱۲ منہ

سوار ہونگی مثل سوار ہونے چوپایون اور گدھون کے رستون مین نہ ڈرین گے
اللہ سے آسمان مین اور نہ شرمائین گے لوگون سے زمین مین ابو سعید
خدری رضے اللہ عنہ کہتے ہین مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
سنا کہ فرماتے تھے ہون گے خلف بعد ساٹھ برس کے جنہون نے نماز گنوائی اور
پیچھے پڑے مزون کے سو آگے ملین گے گمراہی کو پھر ہون گے خلف پڑہین گے
قرآن کو نہ تجاوز کریگا اون کے ہلقون سے اور پڑہین گے قرآن کو تین
شخص مومن و منافق و فاجر بشیر نے کہا کہ مین نے ولید سے کہا کیا ہین یہ تین
ولید نے کہا کہ مومن تو مومن ہے ساتھ قرآن کے اور منافق کافر ہے ساتھ
قرآن کے اور فاجر کہاتا ہے بسبب قرآن کے یعنی قرآن کو تحصیل دنیا کا ذریعہ
ٹھیراتا ہے اخرجہ ابن ابی حاتم بسندہ وفیہ حدثنا بشیر بن ابی عمرو الخولانی
ان الولید بن قیس حدثہ انہ سمع ابا سعید الخدری الخ وھکذا رواہ احمد
عن ابی عبد الرحمن المقری اور ابن ابی حاتم نے ابو الرجال سے روایت کیا
ہے کہ حضرت عائشہ رضے اللہ عنہا بھیجتی تھین کوئی شے صدقہ واسطے اہل صفہ کے
اور کہتین مت دو اوس مین سے کسی بربری[۵۲] مرد کو اور نہ کسی بربری عورت کو
کیونکہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ وہ وہی
خلف ہین جن کے بارے مین اللہ نے کہا ہے فخلف من بعدھم خلف
اضاعوا الصلوٰۃ یہ حدیث غریب ہے محمد بن کعب قرظی اس آیت کی تفسیر مین
کہتے ہین کہ وہ اہل غرب ہین مالک ہون گے اور وہ بدترین ہین اون لوگون کے
جو مالک ہوئے اخرجہ ابن ابی حاتم ایضا کعب احبار نے کہا واللہ بیشک مین
البتہ پاتا ہون صفت منافقون کی کتاب مین اللہ عزوجل کی شرابین للقھوات
تراکین للصلوات لعابین بالکعبات رقادین عن العتمات مفرطین فی الغدوات
تراکین للجماعات یعنی بہت پینے والے شرابون کے بہت ترک کرنے والے
نمازون کے بہت کھیلنے والے ہلقون سے بہت سو جانے والے عشا

[۵۲] لفظ فی البیان کا لفظ بسبب کانت ترسل بالصدقۃ لاہل الصفۃ ۱۲ [۵۲] بربر کو وہ لوگ کہتے ہین جو ملک عرب کے اطراف مین رہتے ہین ۱۲

کی نمازون سے بہت کمی کرنے والے صبح کی نمازون مین بہت ترک کرنیوالے
جماعتون کے کہا پھر یہی آیت کریمہ پڑہی حضرت حسن بصری رضے اللہ عنہ
نے فرمایا عطلوا المساجد ولزموا الضیعات یعنی مساجد کو معطل و بیکار کردیا
اور لازم پکڑا باغون کھیتیون اور کانون کو ابوالاشہب عطاردی رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ اللہ پاک نے داود علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داود تو تحذیر
وانذار کر ڈرا اپنے اصحاب کو خواہش کی چیزین کہانے سے اس لیے کہ جو دل
دنیا کی خواہشون کے ساتھہ لٹکے ہوئے ہین اون کی عقلین مجھے محجوب و مستور
ہین اور بیشک سہل تر اوس چیز کا جس کو مین کرتا ہون ساتھہ بندے کے
میرے بندون سے جبکہ وہ اختیار کرتا ہے کسی خواہش کو اپنی خواہشون سے
یہ ہے کہ مین اوس کو اپنی طاعت سے محروم کردیتا ہون امام احمد نے
عبداللہ بن عامر رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم انی اخاف علی امتی اثنتین القرآن والکنی اما الکنی
فیتبعون الزیف ویتبعون الشہوات ویترکون الصلوۃ واما القرآن
فیتعلمہ المنافقون فیجادلون بہ المومنین ورواہ عن حسن بن موسی
عن ابن لہیعۃ حدثنا ابو قبیل عن عقبۃ بہ مرفوعا بنحوہ تفرد بہ
غی مین مفسرین کا اختلاف ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ مراد
اوس سے خسران یعنے زیان ہے قتادہ نے کہا شہ حضرت عبداللہ بن مسعود
رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ غی ایک وادی ہے جہنم مین بعید القعر خبیث الطعم
ابوعیاض نے کہا ایک وادی ہے جہنم مین پیپ اور لہو سے لقمان بن عامر خزاعی
کہتے ہین کہ مین ابو امامہ باہلی رضے اللہ عنہ کے پاس آیا مین نے کہا تم ہمسے
وہ حدیث بیان کرو جس کو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے
پہر اونہون نے کہانا منگایا پہر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
اگر ایک پتھر دس اوقیہ کے وزن کا پھینکا جاوے کنارہ جہنم سے تو وہ اوسکی

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ
اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی
حدیث مروی ہے ۱۲
وادی ہے جہنم مین جس مین ایک
وادی ہے جہنم مین جس مین ایک
وادی ہے جہنم مین جس مین ایک
جاتا ہے جو جہنم کی وادی کی
ہین خواہشون کی ۱۲
زنہ عشر عشر اوراق ہی
والد اعلم ۱۲
چل درم قال ابوہریرہ
وکذلک کان فی
فاالیوم فیہا
وبقدر علیہا
استار وشتاد ۱۲

تہ کو نہ پہونچے پچاس خریف تک پہر وہ پہونچے طرف غی واثام کے کہا
مین نے کہا کیا ہے غی واثام کہا کہ کہا دو کنوین ہین اسفل جہنم مین بہتی ہے
اون مین پیپ دوزخیون کی اور وہ وہی ہین جن کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب
مین کیا ہے اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیا وقولہ
فی الفرقان ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما ہذا حدیث غریب
ورفعہ منکر اخرجہ ابن جریر قولہ تعالیٰ الا من تاب وآمن وعمل صالحا
کے یہ معنی ہین کہ جس شخص نے ترک صلوات واتباع شہوات سے رجوع کیا
تو بیشک اللہ پاک اوس کی توبہ قبول کرلیگا اور اوس کی عاقبت اچھی کردیگا
اور جنت نعیم کے وارثون سے اوس کو ٹہیرائیگا اسی لیے یون فرمایا ہی
فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون شیئا یہ اس واسطے ہے کہ توبہ اپنے
ماقبل کے گناہون کو مٹا دیتی ہے دوسری حدیث شریف مین یون آیا ہے
کہ توبہ کرنے والا گناہ سے مثل اوس شخص کے ہے جس کے لیے کوئی گناہ
نہین ہے اور اس لیے ان توبہ کرنے والون کے اعمال سے کچہہ کم نہ کیا جائیگا
جن کو اونہون نے کیا ہے اور نہ اون کا مقابلہ کیا جائیگا ساتہہ اوس عمل کے
جس کو اونہون نے قبل توبہ کے کیا ہے کہ اون کے واسطے کمی کی جاوی اوس
عمل سے جس کو اونہون نے بعد توبہ کے کیا ہے کیونکہ کرم کریم اور حلم حلیم کے
سبب سے وہ تو باطل چلا گیا لہذا منسیا ہوگیا مفت جاتا رہا یہ استثنا
اس جگہہ ایسا ہے جیسا کہ سورۂ فرقان مین فرمایا ہے والذین لا یدعون مع اللہ
الٰہا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق الی قولہ وکان اللہ غفورا
رحیما ف جنات عدن التی وعد الرحمن عبادہ بالغیب اللہ پاک
فرماتا ہے کہ جن جنتون مین کہ اپنے گناہون سے توبہ کرنے والے لوگ داخل
ہونگے وہ جنات عدن ہین یعنی رہنے بسنے کے باغ ہین جن کا وعدہ رحمن نے
اپنے بندون سے بظہر الغیب کیا ہے یعنی وہ اوس غیب سے ہین کہ اوسپر

ہوا زنان مابین الصیف
والشتا دوالارداف
لا یکون فی الزنۃ الا
فاذا افقہ ابون حیا
فتوبت ابون تزنہ
ہو ابو الجار ۱۲ اور بدکاری
نہین کرتے اور جو کوئی
کسی حرام وہ ہر
گناہ سے ۱۲ منہ اور
یہ جو نہین پکارتے غیر
کے ساتہہ اور جان کو جو
نہین خون کرتے مگر حق
جس کی اللہ نے
کر جان
اور بدکاری
نہین کرتے وہ
کسی حرام
گناہ
یہ جو نہین پکارتے
کے ساتہہ اور
نہین خون
جس کی

ہان لائق ہین حالانکہ اوس کو دیکھا نہین ہے اور یہ بات بسبب اون کی شدت ایمان
وقوت ایمان کے ہے اندکان وعدہ ماتیا یہ تاکید ہے اوس کے حصول و ثبوت و
استقرار کی یعنی وہ ضرور جنتون مین داخل ہونگے ہمیشہ ہمیشہ کو اوسمین رہین گے بسبب کے
کہ اللہ پاک وعدے کا خلاف نہین کرتا ہے اور نہ اوسکو بدلتا ہے یہ قول مثل اس
قول کے ہے وکان وعدہ مفعولا یعنی اللہ کا وعدہ لامحالہ ہونے والا ہے اس جگہہ
ماتیا فرمایا یعنی بندی طرف اوس کے نقل کرنے والے ہین اور عنقریب اوس کے پاس
آئینگے بعض نے کہا کہ ماتیا بمعنی آتیا ہے یعنی وہ وعدہ آنے والا ہے کیونکہ ہر وہ چیز
کہ تیرے پاس آئی تو مقرر تو اوس کے پاس آیا جیسے عرب لوگ بولتے ہین اتت علی خمسون
سنۃ یعنی بمہینہ پچاس برسون آئین وآتیت علی خمسین سنۃ یعنی مین آیا پچاس برسون پر
دونون کے ایک معنی ہین لا یسمعون فیھا لغوا یعنی ان جنتون مین ساقط نافیہ بی معنی
نہ بات ہوگی جس طرح کہ دنیا مین ہوتی ہے الا سلاما استثنای منقطع ہے کقولہ تعالے
لا یسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما کیونکہ سلام لغو مین داخل نہین ہے
ولھم رزقھم فیھا بکرۃ وعشیا سی یہ مراد ہے کہ مثل وقت بکرات و وقت عشیات مین یہ
مراد نہین ہے کہ وہان رات دن ہین لیکن وہ ایسے اوقات مین ہونگے کہ یکے بعد دیگرے آتے
رہینگے اضواء وانوار سے اونکا جانا گذرنا پہچانینگے جیسا کہ امام احمد نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صللم نے فرمایا ہے اول گروہ جو جنت مین داخل ہوگا صورتین اونکی ماہ شب چہاردہم کی صورت پر ہونگی
نہ وہ اوسمین تھوکینگے نہ ناک سنکینگے نہ پاخانہ پھرینگے برتن اونکی اور کنگھیان اونکی سونا اور چاندی کی ہونگی اور بخور اونکا الوۃ کا ہے
اور پسینا اونکا مشک ہی اور واسطے ہر ایک کی اونمین سی دو بیبیان ہین جنکی پنڈلی کا گودا گوشت کو ری سی دکھائی
دیتا ہی مارے حسن کی کہ کسیطرح کا اختلاف ہے درمیان اونکی اور کسی حکایتا بغض دل اونکی ایک دوسی کی دل پر تسبیح کرینگے
اللہ کی صبح اور شام اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث معمر بہ حضرت ابن عباس رض کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی شہداء بارق نہر پر ہین دروازہ جنت مین سبز قبہ مین نکلتا ہے اون پر رزق اونکا جنت سے
صبح وشام اخرجہ احمد وتفرد بہ من ھذا الوجہ ضحاک نے حضرت ابن عباس سی بکرۃ وعشیا کی تفسیر
مین روایت کیا ہے کہا مقادیر اللیل والنھار یعنی رات دن مراد نہین ہی بلکہ رات دن کی مقدار کا

ف ۱ تین صورت کا ہونا اور ایک
ف ۲ یہ ہے کہ اول گروہ
ف ۳ بارق نہر سے اس بنا پر
معنی ایک قسم کی تھی تو ہوسکتی
واللہ اعلم ۱۲

وقت مراد ہے ولید بن مسلم کہتے ہین مین نے زہیر بن محمد سے اس آیت کا پوچھا تو کہا نہین ہے
جنت مین کوئی رات وہ تو ہمیشہ نور مین ہین اور واسطے اونکے مقدار رات دن کا ہے وہ
پہچانتے ہین مقدار رات کو بسبب چھوڑ دینے پردون کے اور بند کر دینے دروازون کے
اور پہچانتے ہین دن کی مقدار کو پردون کے اوٹھا دینے سے اور دروازون کے کھول دینے
سے اخرجہ ابن جریر واخرج عن الحسن البصری وذکر ابواب الجنۃ فقال ابواب یری
ظاھرھا من باطنھا فتکلم وتکلم فیفصح لھم ففتحی انغلقی فتفعل قتادہ نے کہا کہ جنت
مین دو ساعتین ہین بکرہ وعشی وہان نہ رات ہے نہ دن اور وہ تو ضوء ہے اور نور مجاہد نے
کہا نہ بکرہ ہے نہ عشی لیکن وہ اوسکو لاتے جائین گے اس بنیاد پر کہ وہ اوسکی دنیا مین عشی
کرتے تھے حضرت حسن وقتادہ وغیرہما نے کہا ہے کہ عرب لوگون مین زیادہ مستعمل آرام
والا وہ شخص ہوتا جو کہ صبح وشام کا کھانا کھاے سو قرآن اوس عیش وآرام پر نازل ہوا جو اونکے
جیون مین عیش وآرام تھا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بکرہ وارد ہوگا عشی پر اور
عشی وارد ہوگا بکرہ پر جنت مین رات نہین ہے یعنی بکرہ وعشی کا کیدیگر پر ورود ہوتا رہیگا
رات کا آنا پتا وہان نہین ہے ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے کوئی غدات یعنی صبح غدوات جنت سے
حالانکہ ساری جنت غدوات ہے مگر بھیجی جائیگی طرف ولی اللہ کے اوسمین ایک بی بی حوعین
سے کتر اونمین کی وہ ہی جو زعفران سے مخلوق ہوئی ہے ابو محمد نے کہا ہذا حدیث غریب منکر
قولہ تعالی تلک الجنۃ الخ کا یہ مطلب ہی کہ یہ جنت جس کا ہمنے وصف کیا ہے ساتھہ ان صفات
عظیمہ کے وہ جنت ہے جس کا ہم وارث کرین گی اپنے متقی بندون کو اور یہ وہی لوگ ہین کہ آرام
وتکلیف مین اللہ عزوجل کے فرمان بردار رہتے ہین اور غصے کو پی جاتے ہین اور لوگون سے
درگذر کرتے ہین اور جیسا کہ اللہ پاک نے سورۂ مومنین کے اول مین فرمایا ہے قد افلح المومنون
الذین ھم فی صلاتھم خاشعون الی ان قال اولئک ھم الوارثون الذین یرثون
الفردوس ھم فیھا خالدون ف فتح البیان مین کہا ہے جبکہ اللہ پاک نے ان مبنوکی
ان صفتون سے مدح کی واسطی ترغیب دینے اون کے غیر کے اس بات مین کہ وہ اونکا اقتدا کرین

لہ کام کمال رکھے
ایمان والے جو اپنی نماز
مین خوف رکھتے ہین وہی
ہین میراث لینے والے
جو میراث پاوین گے
باغ بہشت کی جہانون کے
وہ اوسی مین رہین گے ۱۲

اونکی راہ پر چلین تو اون لوگون کا ذکر کیا جو اونکی ضد ہین تاکہ لوگ اونکے طریق سے
بچین اون کی راہ چلنے سے نفرت کرین پس ارشاد فرمایا فخلف من بعدھم خلف
یعنی بعد انبیای مذکورین کے ناخلف پیدا ہوے لعنت والے عقب خیر و صدق کو خلف
بفتح لام کہتے اور عقب شر و سوء کو بسکون لام بولتے ہین اور عقب کے معنی لعنت مین فرزند
و فرزند فرزند کے ہین غرضکہ لائق بیٹے پوتے کو خلف بفتح لام اور نالائق کو بسکون لام بولتے
ہین اسکا بیان آخر سورۂ اعراف مین گذر چکا ہے نماز کے ضائع کرنے مین اختلاف ہے
کہ اس سے کیا مراد ہے سو اکثر کا قول یہ ہے کہ تاخیر کرنا نماز کا ہے اوسکے وقت سے
تاخیر یہ ہے کہ ظہر نہ پڑہے یہان تک کہ عصر آجاے اور عصر نہ پڑہے یہان تک کہ مغرب
آجاے ایک قول تو یہ ہوا دوسرا قول یہ ہے کہ نماز کے وجوب کا کفر و جحود و انکار کرنا ہے
تیسرا قول یہ ہے کہ ادا کرنا نماز کا وجہ مشروع پر چوتھا قول یہ ہے کہ ترک کر دینا نماز کا مثل یہود
و نصاری کے ظاہر بات یہ ہے کہ جس شخص نے تاخیر کی نماز کے وقت سے یا کسی فرض کو
اوس کے فرضون سے یعنی کسی شرط کو اوسکی شرطون سے یا کسی رکن کو اوس کے رکنون سے
ترک کر دیا تو مقرر اوسنے نماز کو ضائع کیا اور جس شخص نے نماز کو بالکل ترک کر دیا یا اوس کا
انکار کیا تو وہ اضاعت کے نیچے بدخول اولی داخل ہوگا حضرت ابن مسعود رضے اللہ عنہ
نے فرمایا ہے کہ نہین ہے ضائع کرنا نماز کا ترک کرنا اوسکا انسان کبھی کسی شے کو ضائع
کرتا ہے اور اوسکو ترک نہین کرتا لیکن نماز کا ضایع کرنا یہ ہے کہ جس وقت اوسکو اوس کے
وقت پر نہ پڑہے مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ آیت کریمہ کن لوگون کے بارے مین نازل
ہوئی ہے سو اس باب مین تین قول ہین ایک قول یہ ہے کہ یہود کے حق مین اوتری ہے
دوسرا یہ ہے کہ نصاری کے بارے مین نازل ہوئی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ حق مین ایک
قوم کے اوتری ہے امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کہ آخر زمانے مین ہوگی
اول دو قولون کے سدی قائل ہین اور تیسرا قول مجاہد کا ہے انکا لفظ پہلے گذر چکا ہے
اتباع شہوات کا یہ مطلب ہے کہ حرام چیزون سے جیسے شراب پینا زنا کرنا جس کو اونکا جی چاہیگا
اور اونکا نفس رغبت کریگا اوسے کرین گے غی اہل لغت کے نزدیک شر ہے جس طرح کہ خیر

ارشاد[۵۱] ہے معنی یہ ہین کہ وہ شر سے ملین گے خیر سے نہ ملین گے کسی نے کہا غی ضلال و
گمراہی ہے یا خیبت یا خسران و زیان یا ہلاک یا عذاب کسی نے کہا ایک وادی کا نام ہے
جہنم مین جس کی گرمی سے اوس کی وادیان پناہ مانگتی ہین وہ تیار کی گئی ہے واسطے حرامکاروں کے
اور شراب پینے والون کے اور جھوٹی گواہی دینے والون کے اور سود خوارون کے اور ہر جابر
مان کی نافرمانی کرنے والون کے کسی نے کہا کلام مین حذف ہے تقدیر یون ہے
کہ سیلقون جزاء الغی یعنی گمراہی کی جزا کو ملین گے زجاج اسی کے قائل ہین
اور اسی طرح اس قول الٰہی مین ہے یلق اثاما یعنی جزاء اثام عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
کہتے ہین مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب ہلاک
ہون گے میری امت سے اہل کتاب اور اہل لبن مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
کیا ہین اہل کتاب فرمایا ایک قوم ہے کہ سیکھین گے کتاب کو جھگڑین گے ساتھ
اوس کے اون لوگون سے جو ایمان لائے مین نے کہا کیا ہین اہل لبن[۵۲] فرمایا
ایک قوم ہے کہ پیروی کرین گے خواہشون کی اور ضایع کرین گے نمازون کو
اخرجہ احمد والحاکم وصححہ استثنای الا من تاب مین دو قول ہین
ایک یہ ہے کہ استثنا منقطع ہی زجاج اسی کے قائل ہین دوسرا یہ ہے کہ متصل ہی ابو حیان
وغیرہ اسی پر چلے ہین اور یہی قول ظاہر آیت ہے کیونکہ قتادہ سے مروی ہے کہ یہ آیت
اسی امت کے حق مین ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تغلیظ پر محمول ہو کما قال تعالی من[۵۳] استطاع
الیہ سبیلا اور اسی تاویل سے قتادہ کا قول حسین ہو جاتا ہے کہ یہ کلام نازل ہی حق مین امت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نے کہا کہ اس استثنا مین اسپر دلیل ہے کہ آیت
کافرون کے بارے مین ہے نہ حق مین مسلمانون کے اور یدخلون بفتح یای تحتیہ وضم خای
معجمہ ہے اور بضم یا و فتح خا بھی پڑہا ہے جنات عدن اس مین دو قراتین ہین ایک یہ ہے کہ
اسکو رفع پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ مبتدا ہے دوسری قرات بہ نصب ہے نصب کی دو وجہین
ہین یا تو جنت سے بدل بعض ہے کیونکہ جنات عدن بعض ہین جنت سے یا نصب بنا بر
مدح ہے عدن کو دو طرح پڑہا ہے منصرف اور غیر منصرف اس بنیاد پر کہ عدن علم ہے بمعنی

۵۱ ارشاد یہ سامان و برہ بودن خلاف غی را مراج
۵۲ قال الحربی انتہی
بتباعدون عن الاصحاب
وعن صلوٰۃ الجماعۃ
یطلبون افضح الملل نے
الرعی والبراری ای مواضع الکلاء

۵۳ جو شخص طاقت رکھے اوس کی راہ کی

عدن کی کہ وہ اقامت ہے یعنی بساتین اقامت کے ان جنات کو موصوف بدوام
کیا بخلاف جنات دنیا کہ وہ قائم دائم نہین رہتے ہین یا عدن علم ہے جنت کی زمین کا
کیونکہ جنت مقام ہے اقامت کا اور بالغیب متعلق ہے ساتھ متلبسہ کے یا متلبسین کے
اول صورت مین حال ہوگا ضمیر مخدوف سے جو کہ اتی کی طرف پھرتی ہے اور دوسری صورت
مین حال ہوگا عبادہ سے معنی یہ ہین کہ وہ لوگ اون جنتون کو نہین دیکھتے ہین سو وہ اون سے
غائب ہین یا وہ لوگ اون جنتون سے غائب ہین انہ کی ضمیر راجع ہے طرف رحمن کے یا
ضمیر شان وامر ہے کیونکہ یہ مقام تعظیم وتفخیم کا ہے وعدہ کے معنی ہین موعودہ علی العموم یعنی
اللہ نے جس چیز کا وعدہ کیا ہے علی العموم وہ مراد ہے پس جنات بدخول اولی اوسمین داخل
ہین کسی نے کہا وعد مصدر ہے اپنے باب پر لغو کی معنی ہین ہذر وفضول بات یعنی بیہودہ کلام
جس مین کوئی فائدہ نہین ہے لغو کا نہ سننا کنایہ ہے عدم صدور لغو سے کسی نے کہا لغو
ہر وہ چیز ہے کہ جس مین ذکر اللہ نہو الا سلاما استثنای منقطع ہی معنی یہ ہین کہ سلام بعض کا
بعض پر ہوگا یا سلام اللہ کا یا سلام فرشتون کا اونپر ہوگا زجاج نے کہا سلام ایک اسم
جامع ہے واسطی خیر کے اس لیی کہ سلام متضمن ہوتا ہے سلامت کو مطلب یہ ہے کہ
جنت والی وہ بات نہ سنین گے جو انکو دردے رنج پہونچاے اور نہ سنین گے مگر وہ بات
جو انکو صحیح وسالم رکھے زمخشری نے اس مین تین وجہ نکالی ہین سلیمان جمل نے اون کو
ذکر کیا ہے بکرہ وعشی کے رزق کا ذکر اس لیے کیا کہ ان دونون وقتون مین رزق ملنا بہترین
عیش ہے نزدیک عرب کے کسی نے کہا کہ مراد دوام رزق ہے حضرت حسن وابو قلابہ
رضی اللہ عنہما فرماتی ہین کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جنت مین کوئی رات ہے
آپ نی فرمایا کس چیز نے تجھکو اس بات پر اوبھارا اوس نے عرض کیا مین نے اللہ کو سنا ہے
کہ وہ کتاب مین ذکر کرتا ہے ولھم رزقھم فیھا بکرۃ وعشیا تو مین نے کہا یعنی اسی
جی مین کہ رات تو بکرہ[۵۱] وعشی[۵۲] سے ہوتی ہے پس آپ نے فرمایا نہین ہے وہان کوئی
رات اور وہ تو ضوء ونور ہے وارد ہوگا غدو[۵۳] رواح پر اور رواح غدو پر آئین گے اون کو
نئے نئے ہدایا طرف سی اللہ کے وقتون مین نماز کے جنمین وہ بیچ دنیا کے نماز پڑہا کرتے تھے

۵۱ بکرہ یا ضم یا مد دوپہر کا ۱۲
۵۲ عشی وعشیہ وعشار
یا کسر والمد شام کا وقت ہے
یا بین المغرب والعتمۃ
وزعم قوم ان العشاء من
زوال الشمس الی طلوع الفجر ۱۲
۵۳ غدو بضمتین
یا مد اور کون بفتح غین
ورواح بفتح شام کا وقت ۱۲

اور سلام کرین گے اون پر فرشتے اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول تلک الجنۃ الخ
کا یہ مطلب ہی کہ یہ جنت جس کے احوال ہم نے بیان کیے وارث کرین گے ہم اوسکا اور
دینگے ہم اوسکو اور اوتارین گے ہم اوسمین اوس شخص کو جو اہل تقوی سے ہے جسطرح
کہ بچایا جاتا ہے وارث پر مال اوسکے مورث کا اوپر سے نہین لیا جاتا مثل اوس میراث کی
جس کو وارث لیتا ہے پھر اوس مین مورث رجوع نہین کرتا ہے یعنی اون کے تقوے
کے ثمرے سے ہم اوسکو اونپر باقی رکھین گے وراثت قوی تر لفظ ہے جو تملیک و استحقاق
مین مستعمل ہوتا ہے اس جہت سے کہ اوس کی بعد نہ فسخ ہوتا ہے نہ کوئی طلب رجوع کرسکتا
ہے نہ رد و اسقاط سے باطل ہوتا ہے بعض نے کہا معنی یہ ہین کہ متقیون کو جنت سے
میراث مین وہ مکانات ملین گے جو کہ دوزخ والون کے واسطے تھے اگر وہ اطاعت
کرتے یہ میراث اون کو ملیگی واسطے زیادتی کے اون کی کرامت مین نُوْرِثُ مین تین
قراءتین ہین ایک یہ ہے کہ بفتح واو و تشدید رای مہملہ توریث سے دوسری تخفیف واو مہملہ
ایراث سی تیسری یہ ہے کہ اعمش نے نورثہا پڑہا ہے ہا ضمیر عائد موصول کسی نے کہا کلام
مین تقدیم و تاخیر ہے یعنی نورث من کان تقیا من عبادنا **فائدہ** آیت کریمہ
اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ متقی جنت مین داخل ہوگا اور اس امر پر اس مین دلالت
نہین ہے کہ غیر متقی اوس مین داخل نہوگا اور نیز صاحب کبیرہ کفر سے متقی ہے **وَمَا**
نتنزل الا بامر ربك ۚ له ما بين ايدينا وما خلفنا وما بين ذلك ۚ وما كان
ربك نسيا ۚ رب السموت والارض وما بينهما فاعبده واصطبر لعبادته ۚ هل
تعلم له سميا ع اور ہم نہین اوترتے مگر حکم سے تیرے رب کے اوسی کا ہے جو ہمارے ع ۱۵
آگے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اوس کے بیچ اور تیرا رب نہین بہولنے والا رب آسمانون کا
اور زمین کا اور جو اون کے بیچ ہے سو اوسی کی بندگی کر اور ثابت رہ اوس کی بندگی پر
کوئی پہچانتا ہے تو اوسکے نام کا **ف** ایک بار جبریل علیہ السلام کئی روز نہ آئے جب
آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تم ہر روز کیون نہین آتے اللہ تعالی نے یہ
کلام سکھایا جبریل کو کہ جواب یون کہو کلام ہے اللہ کا جبریل کی طرف سے جیسے ایاک نعبد

وایاک نستعین ہمکو سکھایا ہماری آگے پیچھے کہا آسمان و زمین کو اوترتی ہوئی زمین
اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ۱۲
آگے آسمان پیچھے چڑھتے ہوے وہ پیچھے یہ آگے ف اللہ کے نام سب اوسکی
صفت ہین یعنی کوئی ہے اس صفت کا انتہی ف سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا
کیا چیز تجھے منع کرتی ہے کہ تو ہماری زیارت کرے اکثر اوس سے کہ تو ہماری زیارت
کرتا ہے کہا پس یہ آیت نازل ہوئی وما نتنزل الا بامر ربک الی آخر الآیہ اخرجہ الامام
احمد بسندہ وانفرد باخراجہ البخاری فرواہ عند تفسیر ہذہ الآیۃ عن ابی نعیم عن عمر بن ذر بہ
ورواہ ابن ابی حاتم وابن جریر من حدیث عمر بن ذر بہ اور ان دونو کے نزدیک آخر حدیث
مین اتنا زیادہ ہی پس یہ جواب ہوا واسطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۲ عوفی کا
لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ رُک رہے جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے تو آپ اس بات سے حزین و غمگین ہوے پھر آپ کے پاس جبریل آئے تو کہا
ای محمد وما نتنزل الا بامر ربک الآیہ ۳ مجاہد نے کہا کہ دیر کی جبریل نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارہ رات اور کہتے ہین اس سے کم پھر جب وہ آپ کے پاس
آئے تو آپ نے فرمایا ای جبریل البتہ مقرر تو نے دیر کی مجھ پر یہان تک کہ گمان کیا مشرکون
نے ہر طرح کا گمان اسپر یہ آیت اوتری مجاہد نے کہا یہ آیت مثل اوس آیت کے ہے جو
سورۂ ضحی مین ہے ضحاک بن مزاحم و قتادہ و سدی وغیرہ واحد نے اسی طرح کہا ہے کہ یہ
آیت جبریل علیہ السلام کے رُک رہنے مین نازل ہوئی ہے ۴ عکرمہ کا لفظ یہ ہے کہ دیر
لگائی جبریل نے اوترنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چالیس دن پھر اوترے
تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون سے فرمایا نہین اوترا تو یہان تک کہ مشتاق ہوا مین
طرف تیرے پس جبریل نے آپ سے کہا بلکہ مین ہی تنہا طرف تیرے زیادہ تر مشتاق
لیکن مین مامور ہون پھر اللہ نے وحی کی طرف جبریل کے کہ تو اونسے کہہ وما نتنزل الا
بامر ربک الآیۃ رواہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ وھو غریب ۵ دوسرا لفظ مجاہد کا یہ
ہے کہ دیر لگائی رسل نے یعنی قاصدون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھر آپ کی پاس

جبریل آئے تو آپ نے اون سے فرمایا کس چیز نے تجھے روک رکھا ای جبریل تو آپ سے
جبریل نے کہا اور کیونکر آئین ہم تمہارے پاس حالانکہ نہین تراشتے ہو تم اپنے ناخنون کو
اور نہ صاف پاک کرتے ہو اپنے براجم[۵] کو اور نہ لیتے ہو اپنی مونچھون کو اور نہ مسواک کرتے ہو
پھر یہ آیت پڑہی وما نتنزل الی آخرالآیہ اخرجہ ابن ابی حاتم ۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ جبریل نے دیر کی آپ پر تو آپ نے
اون سی اسکا ذکر کیا تو جبریل نے کہا اور کیونکر حالانکہ تم نہ مسواک کرتے ہو اور نہ اپنے
ناخنون کو تراشتے ہو اور نہ اپنی مونچھون کو کترتے ہو اور نہ اپنے براجم کو صاف پاک کرتے ہو
اخرجہ البزار فی عن ابی کعب عن ابن عباس وبھذا رواہ الامام احمد عن ابن عباس نحوہ ۷ حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ درست کرتو
واسطے ہمارے مجلس کو اس لیے کہ بیشک اوترینگا ایک فرشتہ طرف زمین کے کہ نہین اوترا
طرف اوسکے کبھی اخرجہ الامام احمد ف لہ مابین ایدینا سے مراد امر دنیا ہے
اور ماخلفنا سے مراد امر آخرت ہے اور وما بین ذلک سے مراد وہ زمانہ ہے جو درمیان دونو
نفخون کے ہے یہ قول ہی ابوالعالیہ وعکرمہ ومجاہد وسعید بن جبیر وقتادہ کا ایک روایت
مین ان دونون کے اور سدی وربیع بن انس کا بعض نے کہا کہ مابین ایدینا سے مراد وہ
ہے جو آئندہ آئیگا امر آخرت سے اور وماخلفنا وہ ہے جو گذر چکا دنیا سے اور مابین ذلک
وہ ہے جو درمیان دنیا وآخرت کے ہے اسی کے مثل حضرت ابن عباس وسعید بن جبیر و
ضحاک وقتادہ وابن جریج وثوری سے مروی ہے اور اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے واللہ اعلم
وما کان ربک نسیا مجاہد وسدی نے کہا اس کی معنی یہ ہین کہ نہین بھولا تجھکو تیرا رب پہلے مجاہد
کا قول گذر چکا ہے کہ یہ آیت مثل قول اللہ پاک کی ہے والضحی[۸] والیل اذا سجی ما ودعک
ربک وما قلی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مرفوعا کہتے ہین وہ چیز جس کو حلال کیا اللہ نے اپنی
کتاب مین سو وہ حلال ہی اور جس چیز کو اوس نے حرام کیا سو وہ حرام ہے اور جس چیز سے
اوس نے سکوت کیا سو وہ عافیت ہے پس تم قبول کرو اللہ سے اوس کی عافیت کو پس
بیشک اللہ ایسا نہین ہے کہ بھولی جای کسی شے کو پھر یہ آیت پڑہی وما کان ربک نسیا

---

۵ مجمع البحارین کہا ہے براجم بفتح باء وکسر جیم جمع ہے براجم بضمتین کی عقد اصابع ومفاصل اصابع کو کہتے ہین یعنی انگلونی گرہین اور جو ڈان ہین میل جمع ہو جاتا ہے ۱۲

۸ قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی جب چھا جاوے نہ رخصت کیا تجھکو تیرے رب نے نہ بیزار ہوا ۱۲

قولہ تعالی رب السموات والارض وما بینہما یعنی اللہ پاک پیدا کرنے والا ہے آسمانون
اور زمین کا اور جو کچھ درمیان اون کے ہے اور تدبیر کرنے والا ہے اونکا اور حاکم ہے
اونمین اور ایسا متصرف ہے کہ نہین ہے کوئی پیچھے ڈالنے والا اوس کے حکم کا ھل تعلم لہ
سمیا حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مین مروی ہے کہ کیا جانتا ہے تو واسطے
رب کے کوئی مثل یا شبیہ اور اسی طرح مجاہد وسعید بن جبیر وقتادہ وابن جریج وغیرہم نے کہا ہے
عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت کیا ہے نہین ہے کوئی کہ نام رکھا جائے
حمن سوای اللہ تبارک وتعالی وتقدس اسمہ کے **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اللہ
پاک نے فرمایا تو کہہ ای جبریل ہم نہین اوترتے ہین کسی وقت مین بعد کسی وقت کے مگر
اللہ کے حکم سے حسب مقتضای حکمت الٰہی کے سبب اسکا یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام کے اوترنے
مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دیر ہوئی جب کہ لوگون نے آپ سے سوال کیا امر روح
مین اور اصحاب کہف وذوالقرنین کے بارے مین تو جبریل کو حکم ہوا کہ آپ کو اس بات کی
خبر دین کہ فرشتے نہین اوترتے ہین مگر اللہ کے حکم سے کہتے ہین کہ جبریل علیہ السلام آنحضرتؐ
سے رک گئے چالیس دن یا پندرہ دن یا بارہ دن یا تین دن اس آیت کی معنی دو وجہ کا احتمال رکھتی ہین اول یہ
ہے کہ ہم نہین اوترتے ہین تجھپر مگر تیرے رب کے حکم سے ہمکو ساتھہ اوترنیکی دوسری وجہ یہ ہے ہم نہین اوترتے ہین تجھپر مگر تیرے
رب کے حکم سے جو حکم کرتا ہے تجھکو اوس چیز کا جس کو تیرے واسطے اور تیری امت کے
واسطے مشروع کیا ہے تنزل کی معنی ہین نزول علی مہل یعنی بدرنگ فرود آمدن کیونکہ تنزل
مطاوع ہے نزل تشدید کا اور کبھی مطلق نزول پر بولا جاتا ہے جس طرح کہ نزل مشدد کا اطلاق
کیا جاتا ہے بمعنی انزل کے نزول کے معنی ہین فرود آمدن اور انزال کے معنی فرود آوردن
اور تنزیل کے معنی فرو فرستادن غرضکہ پھر جبریل علیہ السلام نے جس بات کی نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو خبر دی اوس کی یون تاکید کی کہ لہ ما بین ایدینا الخ یعنی جو جہتین اور مکان
یا زمانہ گذشتہ وآئندہ کہ ہمارے آگے اور پیچھے ہین اور جو زمانہ کہ درمیان اون دونون کے
ہے یا وہ مکان جس مین ہم ہین سو قدرت نہین رکھتے ہین ہم کہ انتقال کرین کسی جہت
سے طرف کسی جہت کے یا کسی مکان سے طرف کسی مکان کے یا کسی زمان سے طرف

کسی مان کے مگر تیری رب سے امر و مشیت سے سعید بن جبیر نے کہا کہ ما بین ایدینا سے مراد
وہ ہے جو گذر چکا امر دنیا سے اور وما خلفنا سے مراد وہ ہے جو آگے آویگا امر آخرت سے
کسی نے کہا یعنی ہین کہ جو ہمارے آگے ہے امور آخرت سے اور جو ہمارے پیچھے ہے امور
دنیا سے اور وما بین ذلک وہ ہے جو ہوگا اس وقت سے قیامت قائم ہونے تک کسی نے
کہا یعنی ہین کہ زمین جو ہمارے آگے ہے جس وقت کہ ہم اوترتے ہین اور آسمان جو کہ ہمارے
پیچھے ہے اور وہ چیز جو درمیان آسمان و زمین کے ہے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ جو گذر گئی
ہماری عمرون سے اور جو اوس سے باقی ہے اور وہ حالت جس مین ہم ہین ان سارے
قولون کی بنیاد پر معنی یہ ہین کہ بیشک اللہ پاک ہر شئے کو محیط ہے کوئی چھپی چیز اوسپر نہین چھپتی
ہے اور نہ ذرہ بھر اوس کے علم سے غائب ہوتا ہے سو ہم پیشقدمی نہین کرتے ہین کسی امر پر
مگر اوس کے اذن سے **نکتہ** اللہ پاک نے ما بین ذلک فرمایا اور ما بین ذنیک نہ کہا یعنی اول
دو شی کا ذکر ہوا ہے پھر ذلک لفظ مفرد سے طرف اون کے اشارہ کیا ہے چاہیے یون تھا
کہ بجای مفرد تثنیہ ہوتا سو وجہ اس کی یہ ہے کہ مراد ما بین ذلک سے ما بین ما ذکر نا ہے کما فی
قولہ سبحانہ عوان بین ذلک نسیا سے مراد نا سیا ہے قاعدہ یہ ہے کہ جب صیغۂ مبالغہ پر نفی آتی ہے
(یعنی ہے ان کے بیچ ۱۲)
تو زیادتی کی نفی ہو جاتی ہے اور اصل فعل باقی رہجاتا ہے سو اگر یہان یہی قاعدہ برتا جاے
تو معنی یہ ہونگے کہ اللہ بہت بھولنے والا نہین ہے یعنی بھولتا ہے مگر بہت نہین بھولتا
حالانکہ اوس کی ذات پاک مطلق نسیان سے مبرا و منزہ ہے ہرگز اوسپر بھول چوک روا نہین
ہے اس لیی یہان نسیا کے معنی نا سیا کے ہین یعنی وہ تمکو بھولا نہین ہے اور نہ اوس نے تمکو
چھوڑ دیا ہے گو تم سے وحی پیچھے رہ گئی ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ وہ ساری چیزون کا
عالم ہے اونمین سے کسی چیز کو نہین بھولتا ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ نہین ہے رب
تیرا کہ بھول جاے بھیجنے کو طرف تیرے نزدیک اوس وقت کے کہ جسمین وہ اپنے فرشتون کو
بھیجا کرتا ہے رب سے مراد خالق و مالک ہے پس جس کی یہ شان ہے کہ وہ آسمان و زمین و
ما بینہما کا خالق و مالک ہے تو بھولنا چوکنا اوسپر محال ہے اور کیونکر تصور ہو سکتا ہے کہ اس
پاس اوس کی بارگاہ عالی جاہ کے غفلت و نسیان کا گذر ہو آمین دلیل ہے اس بات پر کہ

بندی کا فعل اللہ پاک کی خلق ہے کیونکہ بندے کا فعل حاصل وموجود ہی درمیان آسمان و
زمین کے تھا اللہ پاک نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی عبادت کا اور عبادت پر صبر کرنیکا
حکم فرمایا فاعبدہ واصطبر لعبادتہ حرف فا واسطے سببیت کے ہے یعنی تو اوس کی
عبادت کر اور اوسپر ثابت رہ اس لیے کہ اللہ پاک کا اس صفت پر ہونا کہ وہ تم کو بھولتا نہین ہے
اور رب العالمین ہے ایک سبب موجب ہے واسطے اس بات کے کہ اوس کی عبادت کی جاے
یہان فعل صبر کو لام کے ساتھہ متعدی کیا علی سے متعدی نہ کیا جس کے ساتھہ وہ متعدی
ہوا کرتا ہے اس لیے کہ صبر متضمن ہے معنی ثبات کو اور ثبات متعدی بلام آتا ہے ھل تعلم
لہ سمیا مین استفہام واسطے انکار کے ہے یعنی اللہ پاک کا نہ کوئی مثل ہے نہ کوئی نظیر ہے
یہان تک کہ عبادت مین اوسکا شریک ہو تو اس سے یہ بات لازم آئی کہ اللہ پاک کے لیے
عبادت غیر خالص ہو پھر جب اوس کا مشارک منتفی ہے تو اللہ پاک ہی اس کا مستحق ہے کہ تنہا
اوس کی پوجا کی جاے اور عبادت اوسی کے واسطے خالص ہو اس معنی کی بنیاد ہے اس بات پر
کہ مراد سمی سے شریک فی السمی ہی کسی نے کہا سمی سے مراد شریک فی الاسم ہے چنانچہ لغت
عرب سے یہی بات ظاہر ہے یعنی سمی کے معنی ہین ہمنام مطلب یہ کہ اللہ کا کوئی ہمنام نہین
ہے اس قول پر معنی یہ ہون گے کہ کبھی کسی بت وغیرہ کا اللہ نام نہین رکھا گیا[۱] یا یہ کہ رب السموات
والارض کبھی کسی کا نام نہین ہوا ابوالسعود نے اسی طرف میل کیا ہے حرف فا نے اس بات کا
فائدہ دیا تھا کہ اللہ پاک کی عالم ربوبیت علت ہے وجوب تخصیص عبادت کی ساتھہ اوس کے
سو اس جملہ نے اوس علت کی تاکید کی مطلب یہ کہ جب اللہ پاک سارے عالم و عالم والون کا
رب اور پرورش کرنے والا ہے اور اوس کا کوئی ہمنام نہین ہے تو ایسی ہی ذات پاک اس کے
لائق ہے کہ خاص اوسی کی پوجا کی جاے اوس کی عبادت مین کسی طرح کا شائبۂ شرکت نہو
خالص اوسی پروردگار کی ذات پاک مقصود ہو زجاج نے کہا واللہ اعلم تاویل اس کی یہ ہے کہ
کیا تو جانتا ہے واسطے اوس کے کوئی ہمنام کہ وہ مستحق ہو اس بات کا کہ اوس کو خالق وقادر
اور عالم ماضی وآئندہ کا کہا جاے اس بنیاد پر کوئی ہمنام نہین ہے واسطے اللہ کے اوس کے
سارے ناموں مین اس لیے کہ غیر اللہ پاک کا اگرچہ نام رکھا جاتا ہے ساتھہ کسی شے کے

[۱] بعد دخول الالف واللام الی عوضت عن الھمزۃ تورانشت ۱۲

اوس کے نامون سے سو حقیقت اوس وصف کی خاص واسطے اللہ پاک کے ہے
اس جگہہ نفی علم کی جو انکار سے حاصل ہوئی ہے اوس سے مراد نفی معلوم کی ہے ابلغ و
اکمل وجہ پر کیونکہ جب اللہ پاک کے سمی کا علم نہین ہے تو معلوم یعنی مسمی کا کیا آتا پتا ہوگا
ایک قول حضرت ابن عباس کا سمی کی تفسیر مین یہ ہے کیا تو جانتا ہے واسطے تیرے معبود
کے کوئی فرزند ویقول الانسان ءاذا مامت لسوف اخرج حیا ۝ اولا یذکر الانسان
انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئا ۝ فوربک لنحشرنھم والشیاطین ثم لنحضرنھم
حول جھنم جثیا ۝ ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا ۝ ثم
لنحن اعلم بالذین ھم اولی بھا صلیا ۝ اور کہتا ہے آدمی کیا جب مین مرگیا پھر نکلونگا
جی کر کیا یاد نہین رکھتا آدمی کہ ہمنے اوسکو بنایا پہلے سے اور وہ کچھہ چیز نہ تھا سو قسم ہے تیری
رب کی ہم گھیر بلاوین گے اونکو اور شیطانون کو پھر سامنے لاوین گے گرد دوزخ کے
گھٹنون پر گرے پھر جدا کرین گے ہم ہر فرقے مین سے جو سنا اونمین سے سخت رکھتا تھا
رحمن سے اگر پھر ہمکو خوب معلوم ہین جو بہت قابل ہین اوسمین پیٹھنے کو ف مارے دہشت
کے کھڑے سے گر پڑین گے اور چین سے بیٹھہ بھی نہ سکین گے یہی ہوا گھٹنون پر گرنا انتہی
ف اللہ پاک خبر دیتا ہے انسان کے حال سے کہ وہ تعجب کرتا ہے اور مرنے کے بعد
جی کر اوٹھنے کو بعید جانتا ہے کما قال تعالی وان تعجب فعجب قولھم ائذا کنا ترابا ائنا
لفی خلق جدید وقال تعالی اولم یر الانسان انا خلقناہ من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین
وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی
انشاھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیم اس جگہہ اللہ پاک نے ویقول الانسان الخ فرمایا
سو یہ اس لیے ہے کہ استدلال فرماتا ہے اول بار پیدا کرنے سے دوبارہ پیدا کرنے پر
یعنی اللہ پاک نے مقرر پیدا کیا ہے آدمی کو اور وہ نہ تھا کچھہ چیز سو کیا وہ دوبارہ اوس کو
پیدا نہ کریگا حالانکہ اب تو وہ کچھہ چیز ہو چکا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہی وھو الذی
یبدؤا الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ صحیح مین آیا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جھوٹھلایا
مجھکو آدم کے بیٹے نے اور لائق نہ تھا اوس کو کہ مجھے جھٹلائے اور ایذا دی مجھکو آدم کے

ف اور اگر تو پیغمبر صاحب کی بات چاہے تو پوچھا سے اذا کنا کیا جب ہم ہڈی ریزہ ریزہ ہو جائینگے تو ہم نئے پیدا کیے جائینگے ف کیا دیکھتا نہین آدمی کہ اعضاؤن کو بنایا پھر نوزے سے پھر پورا ہی وہ ہو گیا پھر ہڈی بنایا تو اور کہتا ہے ہم کہاں سے اور بنائے جائینگے بھول گیا اپنی پیدائش کو اور ف ہم قسم کھاتے ہین تیری جان کی کہ ہم ضرور جمع کرینگے ان کو اور شیطانون کو پھر ضرور حاضر کرینگے ان کو گرد دوزخ کے ذلیل ہو کر گھٹنون کے بل گرے ہوئے پھر ضرور ہم کھینچ نکالینگے ہر فرقہ مین سے ان مین سے جو سرکش تھا خدا پر بہت زیادہ پھر ضرور ہم خوب جانتے ہین ان کو جو زیادہ لائق ہین دوزخ مین جانے کے ف اور ہم مین سے ہر ایک دوزخ پر وارد ہونیوالا ہے یہ ہے اللہ تعالی پر لازم ہوا ہوا ف اور ہم نے بچا لیا ان لوگون کو جو ڈرتے تھے اللہ سے اور چھوڑ دیا ظالمون کو اوندھے گرے ہوئے اس مین ف اور جب پڑھی جاتی ہین ان پر آیتین ہماری کھلی کھلی کہتے ہین کافر ایمان والون کو کہ کونسا فریق بہتر ہے ہم دونون فریقون مین سے جگہہ کے اعتبار سے اور اچھی مجلس کے اعتبار سے ف اور کتنی ہلاک کر چکے ہین ہم پہلے ان سے زیادہ اسباب اور ظاہر کے اعتبار سے اچھے ف کہدے جو کوئی ہو گمراہی مین تو ڈھیل دیوے گا اس کو رحمن ف یہان تک کہ جب دیکھینگے جس چیز کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے یا تو عذاب کو یا قیامت کو پھر جان لینگے کہ کون بدتر ہے جگہہ کے اعتبار سے اور کمزور ہے لشکر کے اعتبار سے ف اور زیادہ کرتا ہے اللہ ان لوگون کو جو راہ پر ہین راہ مین ف اور باقی رہنیوالی نیکیان بہتر ہین تیرے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے اور بہتر ہین لوٹنے کے اعتبار سے ف کیا دیکھا تو نے اس شخص کو جو انکار کرتا ہے ہماری آیتون سے اور کہتا ہے البتہ ضرور دیا جاؤنگا مین مال اور اولاد ف کیا اس نے غیب پر اطلاع پائی ہے یا لیا ہے رحمن سے عہد ف ہرگز نہین ہم لکھ رکھینگے جو کچھہ وہ کہتا ہے اور بڑھا دینگے ہم اس کے لیے عذاب کو بڑھانا ف اور ہم وارث ہونیوالے ہین اس کے جو کچھہ وہ کہتا ہے اور آویگا ہمارے پاس اکیلا ف اور پکڑ لیا ہے لوگون نے سوا اللہ کے معبود تاکہ ہون واسطے ان کے عزت ف ہرگز نہین عبادت کرینگے وہ ان کی اور ہونگے ان پر مخالف ف کیا نہین دیکھتا تو کہ ہم نے چھوڑ دیا ہے شیطانون کو کافرون پر کہ ابھارتے ہین ان کو ابھارنا ف پس جلدی نہ کر تو ان پر ف ہم گنتے ہین ان کے لیے گنتی ف جس دن جمع کرینگے ہم پرہیزگارون کو رحمن کی طرف مہمان ہونیکو ف اور ہانکینگے ہم گنہگارون کو دوزخ کی طرف پیاسے ہونیکو ف نہین اختیار رکھینگے سفارش کی مگر جس نے لیا ہے رحمن سے عہد ف اور کہتے ہین ان کافرون کو ایمان والون کو کہ کونسا فریق بہتر ہے ہم دونون فریقون مین سے جگہہ کے اعتبار سے اور اچھی مجلس کے اعتبار سے ف اور کتنی ہلاک کر چکے ہین ہم پہلے ان سے زیادہ اسباب اور ظاہر کے اعتبار سے اچھے ف کہدے جو کوئی ہو گمراہی مین تو ڈھیل دیوے گا اس کو رحمن ف یہان تک کہ جب دیکھینگے جس چیز کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے یا تو عذاب کو یا قیامت کو پھر جان لینگے کہ کون بدتر ہے جگہہ کے اعتبار سے اور کمزور ہے لشکر کے اعتبار سے ف اور زیادہ کرتا ہے اللہ ان لوگون کو جو راہ پر ہین راہ مین ف اور باقی رہنیوالی نیکیان بہتر ہین تیرے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے اور بہتر ہین لوٹنے کے اعتبار سے ف کیا دیکھا تو نے اس شخص کو جو انکار کرتا ہے ہماری آیتون سے اور کہتا ہے البتہ ضرور دیا جاؤنگا مین مال اور اولاد ف کیا اس نے غیب پر اطلاع پائی ہے یا لیا ہے رحمن سے عہد ف ہرگز نہین ہم لکھ رکھینگے جو کچھہ وہ کہتا ہے اور بڑھا دینگے ہم اس کے لیے عذاب کو بڑھانا ف اور ہم وارث ہونیوالے ہین اس کے جو کچھہ وہ کہتا ہے اور آویگا ہمارے پاس اکیلا ف اور پکڑ لیا ہے لوگون نے سوا اللہ کے معبود تاکہ ہون واسطے ان کے عزت ف ہرگز نہین عبادت کرینگے وہ ان کی اور ہونگے ان پر مخالف ف کیا نہین دیکھتا تو کہ ہم نے چھوڑ دیا ہے شیطانون کو کافرون پر کہ ابھارتے ہین ان کو ابھارنا ف پس جلدی نہ کر تو ان پر ف ہم گنتے ہین ان کے لیے گنتی ف جس دن جمع کرینگے ہم پرہیزگارون کو رحمن کی طرف مہمان ہونیکو ف اور ہانکینگے ہم گنہگارون کو دوزخ کی طرف پیاسے ہونیکو ف نہین اختیار رکھینگے سفارش کی مگر جس نے لیا ہے رحمن سے عہد

بیٹے نے اور لائق نہ تھا اوس کو کہ مجھے ایذا دے جھٹلانا اوس کا مجھکو سو کہنا ہے اوسکا
کہ ہرگز دوبارہ مجھے نہ پیدا کریگا جیسا کہ اول بار اوس نے مجھے پیدا کیا حالانکہ نہین ہے
اول پیدا کرنا آسان تر مجھپر آخر پیدا کرنے سے اور ایذا دینا اوس کا مجھکو سو کہنا اوسکا
ہے کہ میرے واسطے لڑکا ہے حالانکہ مین ایک ہون نرا دہا رہون کہ نہ کسی کو جنا
نہ کسی سے جنا اور نہین اوس کے جوڑ کا کوئی فی رباب الخ کے یہ معنی ہین کہ رب تبارک
وتعالی نے اپنے نفس کریمہ کی قسم کہا کر فرمایا کہ وہ ضرور اون سب کو اور اون کے
شیطانون کو جمع کریگا کہ جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے عوفی نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جثیا سے مراد قعود ہے کقولہ تعالی وترٰی کل امۃ
جاثیۃ سدی نے کہا مراد قیامت ہے اسی کے مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے شیعہ سے مراد امت ہے مجاہد اسی کے قائل ہین اور امت کہتے ہین گروہ
کو ہر جنس حیوان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے تفسیر کریہ لننزعن الخ مین مروی ہے
کہ رؤسا کے گا اون کو آخر پہ یہان تک کہ جس وقت گنتی پوری ہو جائیگی تو اون سب
کے پاس آئیگا پھر شروع کریگا ساتھا کابر کے براہ جرم کے یعنی جرم مین جو لوگ
بزرگتر ہین ترتیب وار اون سے شروع کریگا سب سے بڑھکر جو مجرم ہوگا تو اول وہ پھر
اوس سے کم پھر اوس سے کم اسی طرح آخر تک قتادہ نے اسی آیت کی تفسیر مین یون کہا ہے
کہ البتہ ہم جدا کرین گے ہر دین والون سے اون کے سرداروں اور رئیسون کو جو کہ شر مین
اون کے حاکم تھے اور اسی طرح ابن جریر نے اور سلف مین سے بہت لوگون نے کہا ہے اور
یہ مثل قول اللہ پاک کے ہے حتی اذا ادارکوا فیھا جمیعا قالت اخراھم لاولاھم
ربنا ھؤلاء اضلونا فاٰتھم عذابا ضعفا من النار الی قولہ بما کنتم تکسبون
قولہ تعالے ثم لننزعن الخ مین ثم واسطے عطف خبر کے ہے خبر پر مراد یہ ہے کہ اللہ پاک خوب
جانتا ہے اوس شخص کو جو بندون مین سے مستحق اسکا ہے کہ جہنم کی آگ مین پیٹے اور ہمیشہ
اوس مین رہے اور اوس شخص کو جو دگنے عذاب کا مستحق ہے جیسا کہ آیت گذشتہ مین
فرمایا ہے قال لکل ضعف ولکن لا تعلمون ف فتح البیان مین کہا ہے کہ اس جگہ

ع اور نزدیک ہے کہ ہر فرقہ
ع یہ بیٹے ہین ۱۲ منہ
ع ابن زید کا لفظ جس ہے
ع فتح البیان کا لفظ
ع یہ ابن زید کا لفظ ہے
فتح البیان مین
ع ترٰی ہے اصل مین لفظ تاہم
ع اور اصل مین لفظ تاہم
ع جرثیل
کہا پھلون نے پھلون کو
اونہون نے گمراہ کیا
سو تو دے اون کو دونا
عذاب آگ کا فرمایا کہ
دونون کو دونا ہے
پر تم نہین جانتے اور کہا
پھلون نے پھلون کو سو
تم کو کچھ بڑائی نہین
اب چکھو عذاب بدلا
اپنی کمائی کا ۱۲

انسان سے مراد کافر ہے اس لیے کہ استفہام یہان واسطے انکار و استہزا و تکذیب بعض
کے ہے یعنی جو آدمی مر کر جینے کا انکار کرے اور اوس کو جھٹلاے اور اوس سے مسخراپن
کرے سو ایسا آدمی کافر ہی ہوتا ہے نہ مومن ابن جریج نے کہا انسان سے مراد عاص
بن وائل ہے کسی نے کہا ابی بن خلف یا ولید بن مغیرہ جس کے حق مین آیت نازل
ہوئی ہے اور یہ منجملہ اوس عام کے ہے جس سے خاص مراد ہوتا ہے کسی نے کہا
الف و لام الانسان مین واسطے ساری جنس کے ہے گو اس بات کو نہین کہا مگر اونمین
سے بعض نے اور وہ بعض کفار ہین اس لیے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو فعل جماعت مین سے
ایک کے ساتھ قائم ہوتا ہے اوس کی نسبت جماعت کی طرف کر دیتے ہین غرضکہ کچھ بھی
ہو انسان کا لفظ مومنین کو شامل نہین ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کافر کہتا ہے کیا جب مین
مر گیا پھر نکالونگا جی کر قبر سے جس طرح کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہتے ہین یعنی مین بعد مرنے کے
زندہ نہ ہوونگا کیونکہ استفہام بمعنی نفی ہے کلمۂ حیا حال موکدہ ہے اس لیے کہ اوس کے
قبر سے نکلنے کو یہ بات لازم ہے کہ وہ زندہ ہو سو جب خروج قبر سے زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے
پھر حیا ذکر کیا تو یہ اوس کی تاکید ٹھیری اور مثل اس آیت کے ہے یوم ابعث حیا کریمہ اولا یذکر
الخ مین ہمزہ واسطے انکار توبیخی کے ہے اور حرف واو واسطے عطف جملی کے ہے دوسرے جملہ مقدر
پر تقدیر عبارت یہ ہے ایقول ذلک ولا یذکر اور من قبل کے معنی ہین من قبل بعثہ یعنی
اوس کے بعث سے پہلے اور زمخشری نے یون تقدیر کی ہے کہ پہلے اوس حالت کے کہ جسپر
وہ اب ہے اور وہ اوس کے بقا کی حالت ہے اور ذکر سے مراد یہان اعمال فکر ہے یعنی فکر سے
کام لینا ہرگاہ کہ انسان کافر نے دوبارہ جی کر اوٹھنے کا انکار کیا اور اوس کو جھٹلایا اور اوس سے
مسخراپن کیا تو اللہ پاک نے اوس کے مقابلے مین انکار توبیخی واسطے ڈانٹنے دھمکانے
گھڑکنے کے ذکر فرما کر یون ارشاد کیا کیا یہ بعث کا منکر یہ بات کہتا ہے اور اپنی اول پیدایش
مین غور و فکر نہین کرتا ہے کہ ہم نے اوس کو بنایا اس سے پہلے حالانکہ وہ اوس وقت ہرگز
کوئی شے نہ تھا منجملہ اشیاء کے سو استدلال کرے ابتداے اعادے پر حال یہ ہے کہ ابتدا
عجیب تر اور غریب تر ہے اعادے سے کیونکہ اول پیدا کرنا تو کالنا اس مخلوقات کا تھا عدم سے

طرف وجود کے بدون مادہ و مدت و مثال سابق کے رہا آخر پیدا کرنا سو اسپر پہلا پیدا
کرنا مقدم ہو چکا ہے اور وہ اس کے لیے بمنزلہ مثال کے ٹھیر چکا ہے پس جو شے کہ موجود
ہو چکی ہے پھر دوبارہ اوس کا پیدا کرنا زیادہ تر سہل و آسان ہے هَاذَا کو دو طرح پڑھا ہے
بہمزۂ استفہام اور بدون ہمزۂ استفہام کے بنا بر خبر اور نذکر کو تین طرح پڑھا ہے اول نذکر
بہ تخفیف ذال معجمہ دوسرے نذکر بہ تشدید ذال معجمہ و تشدید کاف تیسرے یتذکر بہ دوسری قرأت
کی اصل ہی پھر جب اللہ پاک نے یہ حجت بیان فرمائی جسپر دانشمندون کا اجماع و اتفاق ہے
کہ بعث کی حجتون مین اوس سے زیادہ تر قوی کوئی حجت نہین ہے تو اپنے نام پاک کی قسم
کہا کر اوس کی تاکید کی پھر اپنے نام کو مضاف کیا طرف اپنے رسول کے واسطے اون کے
تشریف و تعظیم کے ایک وجہ قسم کے ذکر کرنے کی یہ ہوئی کہ مقصود اوس سے حجت مذکورہ
کی تاکید ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ عادت جاری ہے اس بات پر کہ قسم سے خبر کی تاکید
کیا کرتے ہین وَالشَّيَاطِينَ مین حرف واو واسطی عطف کے ہے یا بمعنی مع ہے معنی یہ ہین
سو قسم ہے تیرے رب کی البتہ ہم کھینچ لاوین گے بعث کے انکار کرنے والون کو طرف محشر کے
بعد اون کے نکالنے کے قبرون سے زندہ جیسے وہ تھے اور شیطانون کو یا اون کو مع اونکے
شیطانون کے جنہون نے اون کو بہکایا اور گمراہ کیا تھا ایک زنجیر مین یہ معنی ظاہر ہین اس
بنیاد پر کہ الانسان مین الف و لام عہد کا ہے اور وہ انسان کافر ہے اور اس بنا پر کہ الف
و لام کو واسطے جنس کے ٹھیرائین تو بھی معنی ظاہر ہین اس لیے کہ جنس انسان مین وہ لوگ
پائے گئے جو کہ اپنے شیطانون کے ہمراہ حشر کیے جائین گے جِثِيًّا جمع ہے جاثی کی جاثی
کہتے ہین گھٹنون پر بیٹھنے والے کو کسی نے کہا مراد جثیا سے جماعات ہے اصل مین یہ جمع
ہے جُثوہ کی جُثوہ کہتے ہین مٹی اور پتھر جمع کیے ہوے کو یعنی پھر حاضر کرین گے ہم اون کو گرد
دوزخ کے اوس سے باہر قبل دخول دوزخ کے یا اوس کے اندر سے اس حال مین کہ وہ اپنے
گھٹنون پر گرے ہون گے اس لیے کہ موقف حشر کے ہول و دہشت اور حساب کا ڈر اونکو
پہونچے گا یا اس واسطے کہ گھٹنون پر بیٹھنا اہل موقف کی شان اور اون کا حال ہو گا جیسا کہ
اللہ پاک نے فرمایا ہے وترى كل امة جاثية یعنی تو دیکھے گا ہر امت کو گھٹنون پر گری ہوئی

یا اس حال مین کہ وہ گروہ گروہ ہونگے شیعہ سے مراد امت و فرقہ اہل دین و ملت ہے کفار سے اور شیعہ وہ فرقہ ہے کہ پیروی کرے کسی دین کی ادیان سے زمخشری نے شیعہ کو خاص کیا ہے کہ شیعہ وہ گروہ ہے کہ پیروی کرے کسی گمراہ کی گمراہون سے اللہ تعالے نے فرمایا ہے ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا اور عتی اس جگہہ مصدر ہے مثل عتو کے عتو کہتے ہین تمرد و سرکشی کرنے کو عصیان و نافرمانی مین مطلب یہ کہ عتی سے مراد عصیان و جرأت ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عتی سے مراد معصیت و عصیان ہے کیونکہ اللہ پاک ہر ایک غی و فساد کے طائفون سے اوس شخص کو کھینچے گا جو اونمین کا زیادہ تر عاصی و نافرمان و متمرد و سرکش ہوگا پھر جب وہ جمع ہو جائین گے تو اون کو جہنم مین پہنچا دیگا لفظ اشد کے ذکر کرنے مین آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ اللہ پاک بہت سے گناہگارون سے عفو و درگذر فرمائیگا پس بنیاد پر ہے کہ آیت سے مراد فرقہا سے مومن و کافر ہین اور اگر کفار کے ساتھہ خاص ہے تو یہ مراد ہوگی کہ اللہ پاک جدا کریگا کفار کے گروہون سے اون مین کے سخت تر سرکش کو پھر اوس سے کم سرکش کو اور ترتیب وار آگ مین اون کو ڈالدیگا یا داخل کریگا ہر ایک کو اوس کے طبقے مین جس کے وہ لائق ہے ایہم کے اعراب مین نحویون کا طول طویل کلام ہے اور بہت سے قول ہین ظاہر تر قول اون مین کا نزدیک جمہور معربین کے اور وہ مذہب ہے سیبویہ کا یہ ہے کہ ایہم موصول ہے بمعنی الذی اور حرکت اوس کی حرکت بنا ہے اور اشد خبر ہے مبتدای مضمر کی اور جملہ صلہ ہے واسطے ای کے اور ایہم مع اپنے صلہ کے محل نصب مین ہے مفعول بہی لننزعن کا اور عتیا تمیز محول ہے مبتدای محذوف سے جو کہ ہو اشد ہے ای عتوہ اشد من عتو غیرہ صلیا کو بہ کسرہ صاد مہملہ و ضمہ صاد مہملہ دونون طرح پڑہا ہے اور دونو قراتین سبعیہ ہین صراح مین کہا ہی صلی بالکسر و الضم سوختن آتش ابن جریج نے کہا مراد یہ ہے کہ کون سا اون کا زیادہ تر حق دار اور زیادہ تر لائق ہے ساتھہ خلود کے جہنم مین معنی آیت کے یہ ہین کہ یہ لوگ جو زیادہ تر سخت ہین رحمن پر از روی سرکشی کے وہ زیادہ تر لائق ہین ساتھہ صلی جہنم کے یا اون کے صلی لائق تر ہے ساتھہ نار کے وان منکم

الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا ۷۱ ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیہا جثیا

۱ جہنون نے ان کہا ہین اپنے دین مین اور ہر ایک نی ایک فرقہ

اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہونچیگا اوس پر ہو چکا تیرے رب پر ضرور مقرر پھر بچاوین گے
ہم اون کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دین گنہگارون کو اوسی مین اوندھے گرے ف
بہشت کو راہ نہین مگر دوزخ کے منہہ مین دوزخ تنور کی شکل ہے موہنہ اوس کا دنیا سے
بڑا کنارے سے کنارے تک راہ پڑی ہے بال برابر تیز جیسے تلوار اور کانپتی ایمان والے
اوسپر سے سلامت گذر جاوین گے اور گنہگار گر پڑین گے پھر موافق عمل بعد کئی روز کے
نکلین گے اور شفاعت سے اور ارحم الراحمین کی مہر سے آخر جس نے کلمہ کہا ہے سچے دل سے
سب نکلین گے اور کافر رہ جاوین گے پھر موہنہ اوس کا بند ہوگا انتہی ف فتح البیان مین
کہا ہے کہ منکم کا خطاب لوگون کو ہے اس صورت مین التفات نہوگا یا خطاب ہے انسان
مذکور کو اس بنیاد پر التفات ہوگا کیونکہ اس سے پہلے سب ضمیرین غائب کی ہین اور اب
اوس انسان کو مخاطب کیا تو غائب سے خطاب کی طرف التفات ہوا بعض نے کہا کہ خطاب
کفار کو ہے یہ تین قول ہوئے بجای منکم کے منہم بھی پڑہا گیا ہے واسطے مناسبت آیتون کے
جو اس سے پہلے ہین اس لیے کہ وہ کفار کے بارے مین ہین وہ آیتین فوربک لنحشرنھم
الآیات ہین عکرمہ اور ایک جماعت نے اسی طرح پڑہا ہے لیکن اکثر لوگ اسپر ہین کہ مخاطب
سارے عالم کے لوگ ہین معنی یہ ہوے کہ نہین ہے تم مین سے کوئی مسلم ہو یا کافر مگر وہ وارد ہوگا
اوسپر یعنی واصل و داخل ہوگا ضمیر واردہا کی دوزخ کی طرف پھرتی ہے یا طرف روز قیامت کے
قول اول اولی ہے ورود کے معنی فارسی مین در آمدن و بہ آب آمدن ہین اس ورود
مین مفسرین کا اختلاف ہے سو بعض کا قول تو یہ ہے کہ ورود کے معنی دخول ہین بدلیل
قولہ تعالی لو کان ھؤلاء الھۃ ما وردوھا کیونکہ یہان ورود کے معنی دخول کے ہین
(اگر ہوتے یہ لوگ ٹھاکر نہ پہنچتے اوسپر ۱۲)
لیکن یہ دخول خاص ہے ساتھہ کفار کے اس لیے کہ ایک قرات مین وان منہم ہے اور
قرات مشہورہ یعنی وان منکم التفات پر محمول ہوگی یعنی خطاب کی صورت مین بھی وہی کفار
مراد ہون گے جن کا ذکر اس سے پہلے ہے اور حضرات انبیا و مرسلین علیہم السلام مستثنی
ٹھیرین گے اور ایماندارون پر برد و سلام ہو جائیگی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر
ہوگئی تھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بجائے واردہا کے داخلہا پڑہا ہے اور ان سے

یہ بھی مروی ہے کہ ورود اوس کا پل صراط ہے ایک فرقے نے یون کہا کہ ورود سے
مراد مرور و گذر کرنا ہے پل صراط پر کیونکہ وہ جہنم پر کھینچا بچھایا گیا ہے سو اہل جنت تو صحیح سلامت
رہین گے اور دوزخ والے ڈال دیے جائین گے اس بنیاد پر انبیاء و مرسلین مستثنیٰ
نہونگے بلکہ ساری خلق اوسپر گذر کریگی یہ قول حضرت ابن عباس و کعب احبار و سدی سے
مروی ہے مجاہد سے منقول ہے کہ ورود مومن کا آگ پر وہ چھونا تپ کا ہے اوس کے
جسم کو دنیا مین اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کہ تپ حصہ ہے
ہر مومن کا آگ سے اس قول مین بعد ہے کسی نے کہا مراد ورود سے دخول نہین ہے
وہ تو ایسا ہے جیسا تو کہتا ہے وردت البصرۃ ولم ادخلھا یعنی مین بصرے مین
وارد ہوا اور اوس مین داخل نہین ہوا اور بہت سے علماء نے اس ورود کی تحقیق سے
توقف فرمایا ہے اور اوس کو اوس کے ظاہر پر حمل کیا ہے بدلیل قولہ تعالیٰ[۹۱] ان الذین
سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون کہا پس داخل ہوگا آگ مین وہ شخص
جس کے دور کرنے کا آگ سے اللہ ضامن ہوا ہے اور لوگون نے اس کا یون جواب دیا ہے
کہ معنی اس کے یہ ہین کہ وہ لوگ دور ہین آگ مین عذاب ہونے سے اور اوس کے ستہ
جلنے سے سو جو شخص کہ آگ مین داخل ہوا اس حال مین کہ وہ آگ کا شعور نہین رکھتا ہے نہ
اوس سے کسی طرح کا درد کہ درد احساس کرتا ہے تو وہ اوس سے دور ہی ہے ایک فرقے
کا یہ قول ہے کہ ورود سے مراد اشراف[۹۲] و اطلاع و قرب ہے یہ اس لیے ہے کہ لوگ
حساب کی جگہہ مین حاضر ہون گے اور وہ جہنم کے قرب مین ہوگی سو حساب کی حالت مین
اوس کو دیکھین گے اور اوس کی طرف نظر کرین گے پھر اللہ پاک نجات دیگا اون لوگونکو
جو ڈرے اوس چیز سے جس کو اونہون نے دیکھا یعنی دوزخ سے اون کو بچا لیگا اور طرف
جنت کے اون کو لیجائین گے چنانچہ آئندہ اسکا ذکر آئیگا یہ بات کہ ورود مستلزم دخول
کو نہین ہے منجملہ اوس کی دلیلون کے ایک دلیل یہ قول ہے اللہ پاک کا[۹۳] ولما ورد ماء
مدین کیونکہ مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ماء مدین پر مطلع ہوئے نہ یہ کہ اوسمین
داخل ہوئے یہ کہنا کہ ورود سے مراد پل صراط پر گذرنا ہے یا جہنم پر وارد ہونا ہے

[۹۱] ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون
[۹۲] اشراف اطلاع
[۹۳] ولما ورد ماء مدین

اس حال مین کہ وہ خامد ہوگی یعنی شعلہ ورن نہوگی سو مخفی نہین ہے کہ اس قول مین
درمیان دلائل کتاب وسنت کے جمع کرنا ہے پس لائق یہی ہے کہ اس آیت کریمہ کو
اسپر حمل کرین کیونکہ جمع حاصل ہوگئی ساتھہ حمل کرنے ورود کے دخول نار پر باوجود اس کے
کہ مومنون مین کا داخل ہونے والا اوس کے عذاب سے دور ہے یا ساتھہ حمل کرنے
ورود کے پل کے گذرنے پر جو کہ آگ پر نصب کیا ہوا ہے اور وہ پل صراط ہے بعد اس کے
فتح البیان مین چند احادیث وآثار ذکر کیے ہین جن کا ذکر مع شئے زائد اِن کثیر سے آئندہ
ہوگا پھر جب کہ عذاب نہوا تو مومنین کے دوزخ مین داخل ہونے کا کیا فایدہ ہے اسکی
کئی وجہین ذکر کی ہین ایک یہ ہے کہ آگ مین داخل ہونا اون کے سرور کو زیادہ کریگا
جب کہ وہ اپنی خلاصی آگ سے جان لین گے دوسری وجہ یہ ہے کہ اونکا مرور دوزخ
والون پر سے ہوگا وہ دیکھین گے کہ مومنین تو اوس سے خلاص ہورہے ہین اور وہ
اوسمین باقی ہین تیسری وجہ یہ ہے کہ جس وقت وہ اس عذاب کو کفار پر دیکھہ لین گے تو
یہ ایک سبب ہوجائیگا اون کے مزید التذاذ کا ساتھہ نعیم جنت کے ہم صرحا یا راہ ادب یہ
نہین کہتے ہین کہ انبیا نار مین داخل ہونگے لیکن یہ کہتے ہین کہ ساری خلق نار مین وارد
ہوگی جیسے کہ احادیث باب اسپر دلالت کرتے ہین سو گناہگار بسبب اپنے گناہون کے
آگ مین داخل ہون گے اور اولیاء وسعداء اوس مین داخل ہون گے واسطے اون کی
شفاعت کے پس درمیان دونون داخل ہونے والون کے بڑا فرق ہے کان علی ربک
حتما مقضیا کے معنی ہین کہ اون کا ورود مذکور ایک امر محتوم لازم ہے اللہ پاک حکم کرچکا
ہے کہ وہ ضرور بالیقین واقع ہوگا یہ لزوم ووجوب بمقتضای حکمت رب ہے نہ یہ کہ کسی
غیر نے اوسپر واجب کیا ہے مجاہد نے کہا مقضیا کے معنی ہین قضاء من اللہ عکرمہ نے
کہا قسما واجبا اشاعرہ نے کہا کہ ورود تشبیہ دیا گیا ہے ساتھہ واجب کے اس جہت سے
کہ خلف وعدے کا راہ پانا طرف اوس کے محال ہے یعنی جب کہ خلاف وعدہ کرنا محال
ٹہیرا تو بمنزلہ واجب کے ہوا فرقہ معتزلہ نے اس آیت کریمہ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ
عقاب کرنا اللہ تعالی پر واجب ہے اور اس امر پر کہ کبیرہ گناہ والا اور فاسق مخلد فی النار ہے

یعنی ہمیشہ ہمیشہ کو آگ مین رہیگا اوس سے کبھی نہ نکلیگا اس دلیل سے کہ اللہ پاک نے
بیان کر دیا کہ سب کے سب نار مین وارد ہون گے پھر اون لوگون کی صفت بیان کی
جو نجات پائین گے اور وہ متقی لوگ ہین اور فاسق متقی نہین ہے تو وہ ہمیشہ آگ مین
باقی رہے گا اس کا یون جواب دیا ہے کہ متقی وہی ہے جو شرک سے بچے سو کبیرہ گناہ
والا متقی ہے یعنی شرک سے پس وہ آگ سے نکلیگا بسبب عموم اس قول کے ثم ننجی
الذین اتقوا الآیہ کیا مزے کی بات ہے کہ جس آیت کو اونہون نے اپنی دلیل وہم کیا
تھا وہی آیت قوی تر دلیل ہوگئی فساد پر اون کے قول کے فسبحان اللہ بحمدہ یہ بات تو
حیثیت بحث سے تھی رہی نص کی حیثیت - سو کئی حدیثین وارد ہوئی ہین وہ دلالت
کرتی ہین اس بات پر کہ مومن موحد آگ سے نکالا جاویگا یہ حدیثین معروف و مشہور ہین
ثم ننجی الذین اتقوا یعنی پھر ہم نکالین گے آگ سے اون لوگون کو جو بچے اون باتون سے
جو آگ کو واجب کرتے ہین اور وہ کفر کرنا ہے ساتھ اللہ پاک کے یعنی اوس کا منکر ہونا اور
اوس کی نافرمانیان ہین اور چھوڑ دینا ہے اوس چیز کا جس کو اوس نے مشروع کیا اور
اوس پر عمل کرنا واجب فرمایا سوا ایسے لوگ بعد دخول نار کے ہمیشہ کو اوسمین نہ رہین گے
بلکہ اپنے کیے کی سزا جزا پاکر اوس سے نکلین گے اور خلد برین مین داخل کیے جاوینگے
ننجی کو بتخفیف و تشدید دونون طرح پڑہا ہے اور دونو قراتین سبعیہ ہین و نذر
الظالمین فیھا جثیا یعنی چھوڑ دین گے ہم ظالمون کو آگ مین گھٹنون پر گرے جنہون نے
اپنی جانون پر ظلم کیا ایسا کام کر کے جو کہ آگ کو واجب کرتا ہے یا اپنے غیر پر ظلم کیا بسبب
کسی مظلمہ کے جان مین یا مال مین یا آبرو مین جثیا کا بیان اول گذر چکا ہے ف ۱
ابو حمیہ کہتے ہین ہمنے ورود مین اختلاف کیا تو ہم مین سے بعض نے تو کہا کہ مومن آگ
مین داخل نہ ہوگا اور بعض نے کہا سب ہی اوسمین داخل ہونگے پھر نجات دیگا اللہ اون لوگون کو جو
ڈرے پھر مین جابر بن عبد اللہ سے ملا تو مین نے اون سے کہا کہ ہم نے ورود مین اختلاف کیا
ہے پس اونہون نے کہا کہ سب ہی وارد ہون گے اور ایک بار سلیمان ۱۲ نے کہا کہ سب ہی اوسمین
داخل ہون گے اور دراز کین اپنی دونو انگلیان طرف دونون کانون کے یعنی حضرت جابر

۱۲ سلیمان بن حرب اوستاد ہین نام احمد کے ۱۲

نے اور کہا بہرے ہو جائین اگر مینے نہ سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے
تھے نہ باقی رہیگا کوئی نیک اور نہ کوئی بد مگر وہ اوسمین داخل ہوگا سو وہ ہو جائیگی
مومن پر برد و سلام جیسے ہوگئی ابراہیم پر یہان تک کہ واسطے آگ کے ایک بانگ
و فریاد ہوگی اون کی سردی سے ثم ینجی اللہ الذین اتقوا ویذر الظالمین فیھا جثیا
اخرجہ الامام احمد غریب ولم یخرجوہ ۲ خالد بن معدان رضی اللہ عنہ کہتے
ہین کہ جنت والون نے کہا بعد اس کے کہ جنت مین داخل ہو گئے کیا وعدہ نہ کیا ہم سے
ہمارے رب نے ورود کا آگ پر فرمایا کہ تم تو اوسپر گذر چکے اس حال مین کہ وہ خامد
تھے یعنی شعلہ اوس کا ساکن تہا قالہ الحسن بن عرفۃ ۳ قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ
کہتے ہین کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنے سر کو بی بی کی گود مین رکھے ہوے تھے
پھر وہ روئے تو اون کی بی بی بہی روئین کہا تجھے کس بات نے رلایا بی بی نے کہا
مین نے تجھے روتا دیکہا تو مین بہی روئی وہ بولے کہ مین نے تو اللہ عزوجل کا قول
یاد کیا وان منکم الا واردھا پس مین نہین جانتا ہون کہ کیا اونہون نے آگ سے
نجات پائی یا نہین ایک روایت مین ہے کہ عبداللہ بن رواحہ بیمار تھے قالہ عبدالرزاق
۴ ابو اسحق رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ابو میسرہ رحمہ اللہ جس وقت پناہ لیتے طرف اپنے بچھونے
کے یعنی آرام کے لیے بستر پر لیٹتے تو کہتے ای کاش مجھے میری مان نہ جنتی پھر روتے
تو اون سے کہا گیا ای ابو میسرہ تمہین کون بات رلاتی ہے وہ بولے کہ ہم کو خبر
دی گئی ہے کہ ہم وارد ہونے والے ہین آگ پر اور یہ خبر نہین دیے گئے کہ ہم اوس سے
پھرنے والے ہین اخرجہ ابن جریر ۵ عبداللہ بن مبارک حسن بصری رضی اللہ عنہما
سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے اپنے بہائی سے کہا کیا تجھکو یہ خبر آئی ہے
کہ تو نار پر وارد ہونے والا ہے کہا ہان کہا پھر کیا تجھے یہ خبر آئی ہے کہ تو اوس سے
پھرنے والا ہے کہا نہین کہا پھر کس بات مین ہنستا ہے کہا پھر ہنستا ہوا نہ دیکہا گیا
یہان تک کہ اللہ سے جا ملا ۶ ابن عیینہ رحمہ اللہ عمرو سے روایت کرتے ہین عمرو
کہتے ہین مجھے اوس شخص نے خبر دی جس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا

کہ وہ نافع بن ازرق سے جھگڑ رہے تھے سو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ورود
دخول ہے تو نافع بولے نہین پس حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑہی انکم وما
تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون وہ لوگ وارد ہوئے
یا نہین اور فرمایا اللہ پاک نے یقدم قومہ یوم القیامۃ فاوردہم النار
فرعون وارد ہوا یا نہین تم ہین اور تو سو ہم آگ مین داخل ہونگے پس تو دیکھہ کیا ہم
اوس سے خارج ہونگے یا نہین اور مین نہین دیکھتا ہون اللہ کو کہ وہ تجھے اوس سے
نکالے بہ سبب تیرے جھٹلانے کے اسپر نافع ہنس پڑے قال عبد الرزاق ۷ ابو راشد
حروری یعنی نافع بن ازرق نے کہا لا یسمعون حسیسہا یعنی مومنین آگ کی آہٹ
نہ سنین گے اسپر حضرت ابن عباس نے فرمایا تیری خرابی ہو کیا تو مجنون ہے کہان گیا
قول اللہ کا یقدم قومہ یوم القیامۃ فاوردہم النار وبئس الورد المورد
جہنم وردا وان منکم الا واردہا واللہ ان کان دعاء من مضی اللہم اخرجنی
من النار سالما وادخلنی الجنۃ غانما یعنی قسم ہے اللہ کی بیشک شخص گذشتہ کی
یہ دعا تھی کہ الٰہی تو مجھے نکال آگ سے صحیح سالم اور داخل کر مجھے جنت مین غنیمت لیے ہوئے
رواہ ابن جریر ۸ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین حضرت ابن عباس کے پاس تہا
کہ اون کے نزدیک ایک شخص آیا اوس کو ابو راشد کہتے ہین اور وہ نافع بن ازرق
ہے سو اوس نے اون سے کہا ای ابن عباس تو مجھے خبر دے اللہ کے قول کی وان
منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا فرمایا رہا مین اور تو ای ابو راشد
سو ہم اوسپر وارد ہونگے پس تو دیکھہ کیا ہم اوس سے پھرین گے یا نہین اخرجہ
ابن جریر ۹ عبد اللہ بن سائب اوس شخص سے روایت کرتے ہین جس نے حضرت
ابن عباس کو سنا کہ وہ اس آیت کو پڑہتے تھے وان منہم الا واردہا یعنے کفار قالہ ابو داؤد الطیالسی اور اسی طرح
عمر بن ولید بستی نے روایت کیا کہ اونہون نے عکرمہ کو سنا کہ وہ اوس کو اس طرح پڑہتے
تھے وان منہم الا واردہا کہا کہ وہ لوگ ظالم ہین ہم اوس کو اسی طرح پڑہتے تھے
رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر ۱۰ عوفی نے حضرت ابن عباس سے تفسیر کریمہ

وان منکم الا واردها مین روایت کیا ہے یعنی بر و فاجر یعنی نیک و بد سب
نار مین وارد ہون گے کیا تو نہین سنتا ہے طرف قول اللہ پاک کے واسطے فرعون
کے یقدم قومہ یوم القیامۃ فاوردھم النار الایہ و بئس الورد المورود
الی جھنم وردًا پس آگ مین وارد ہونے کا دخول نام رکھا اور وہ صادر نہین ہے
۱۱ مرہ حضرت ابن مسعود رضے اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین وان منکم الا واردھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وارد ہونگے آگ مین سب کے سب پھر
رجوع کرین گے اوس سے بسبب اپنے اعمال کے اخرجہ الامام احمد قال ثنا
عبد الرحمن عن اسرائیل عن السدی عن مرۃ عن عبد اللہ بن مسعود و
رواہ الترمذی عن عبد بن حمید عن عبید اللہ عن اسرائیل عن السدی بہ
و رواہ من طریق شعبۃ عن السدی عن مرۃ عن ابن مسعود مرفوعا ھکذا
وقع ھذا الحدیث ھھنا مرفوعًا ۱۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
کہ وارد ہونگے لوگ سب کے سب پل صراط پر اور ورود اونکا کھڑا ہونا اونکا ہے گرداگرد
آگ کے ثم یصدرون علی الصراط باعمالھم یعنی پھر وہ صادر ہونگے پل پر بحسب اپنے
اعمال کے سو بعض اونمین سے وہ ہے کہ گذریگا مثل بجلی کے اور اونمین سے وہ ہے کہ گذریگا مثل ہوا کے اور اونمین سے
وہ ہے کہ گذریگا مثل پرندون کے اور اونمین سے وہ ہے کہ گذریگا مثل تیز تر گھوڑے کے اور اونمین سے وہ ہے
کہ گذریگا مثل تیز تر اونٹ کے اور اونمین سے وہ ہے کہ گذریگا مثل دوڑتے آدمی کے
یہان تک کہ آخر اونکا گذرنے مین وہ آدمی ہے کہ نور اوس کا اوس کے دونو پانون کے
انگوٹھون کی جگہہ پر ہوگا وہ گذریگا تو پل ساتھہ اوس کے مائل ہوگا والصراط دحض
مزلۃ یعنی اور پل پانون پھسلنے کی جگہہ ہے اوسپر کانٹے ہین جیسے قتاد کے کانٹے
اوس کے دونو جانب فرشتے ہین ہمراہ اون کے آنکڑے ہین آگ کے جھپٹ لینگے
اون سے لوگون کو رواہ اسباط عن السدی عن مرۃ عن ابن مسعود وذکر
تمام الحدیث رواہ ابن ابی حاتم ۱۳ حضرت عبد اللہ رضے اللہ عنہ کہتے ہین
کہ پل صراط جہنم پر ہے مثل بارہ تلوار کے پس پہلا طبقہ گذریگا مثل بجلی کے اور دوسرا مثل

لہ ایک خادم ورد
اسکا مصدر جو اوسکا نفس
اصل کا نفس حکم ہے ابن
ثم ہی حرف کی جگہ
مین کہا ہی حرف
خاص مخلوقون حیوانیہ
انکا ورود آہن سا نہ ہوون
انتہا ۱۲

ہوا کے اور تیسرا مثل تیز تر گھوڑے کے اور چوتھا مثل تیز تر چوپایہ کے پھر وہ گذرین گے اور فرشتے کہین گے اللھم سلم سلم ای اللہ سلامت رکھہ ای اللہ سلامت رکھہ رواہ ابن جریر ولھذا شواھد فی الصحیحین وغیرھما من روایۃ انس وابی سعید وابی ھریرۃ و جابر وغیرھم من الصحابۃ رضی اللہ عنھم ۱۴ غنیم بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ورود نار کا ذکر کیا تو کعب نے کہا تمسک النار للناس کانھا متن اھالۃ یعنی پکڑیگی آگ لوگون کو گویا وہ پیٹھہ ہے کلائی ہوئی چربی کی یہان تک کہ برابر ہو جائین گے اوسپر پانون خلائق کے نیک اون کے اور بد اون کے پھر پکاریگا اوس کو ایک پکارنے والا کہ تو اپنے یارون کو پکڑ لے اور میرے یارون کو چھوڑ دے کہا پس وہ دہشا لیگی اپنے ہر یار کو وہ زیادہ تر اون کو جاننے والی ہے مرد سے اپنے بچے کو اور مومنین نکل آئین گے اس حال مین کہ کپڑے اون کے تر ہون گے کعب نے کہا وہ مسافت جو درمیان دونون مونڈھون خازن کے ہے اوس کے خازنون سے برس بھر کی راہ ہے ہمراہ ہر ایک کے اون مین سے ایک ستون دو شاخہ ہی ایک دہکا اوس سے دیگا تو اوس سے سات لاکھہ کو آگ مین پچھاڑ دیگا اخرجہ ابن جریر ۱۵ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک مین البتہ امید کرتا ہون کہ داخل نہو گا آگ مین ان شاء اللہ کوئی ایک کہ بدر و حدیبیہ مین حاضر ہوا حضرت حفصہ کہتی ہین مین نے عرض کیا کیا اللہ نہین فرماتا ہے وان منکم الا واردھا کہا کہ مین نے حضرتؐ کو سنا کہ فرماتے تھے ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا اخرجہ الامام احمد ۱۶ ام مبشر زوجۂ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین تشریف رکھتے تھے پس فرمایا نہ داخل ہوگا آگ مین کوئی جو حاضر ہوا بدر و حدیبیہ مین حضرت حفصہ بولین کیا اللہ نہین فرماتا ہے وان منکم الا واردھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثم ننجی الذین اتقوا الایہ اخرجہ الامام احمد ایضا ۱۷ صحیحین مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین مرتے ہین واسطے

کسی ایک کے مسلمانون مین سے تین بچے کہ چھوئے اوس کو آگ مگر واسطے حلال کرنے
اور کھولنے قسم کے ۱۸ عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ شخص کہ مرے اوس کے واسطے تین بچے
نہ چھوئینگی اوس کو آگ مگر واسطے تحلۂ قسم کے یعنی ورود ۱۹ ابوداؤد طیالسی کا لفظ حضرت
ابوہریرہ سے یہ ہے کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین مرتے
مین واسطے کسی مسلمان کے تین بچے پھر چھوئے اوس کو آگ مگر واسطے تحلۂ قسم کے زہری
نے کہا گویا مراد آپ کی یہ آیت ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ الآیہ ۲۰ ابن جریر نے حضرت ابوہریرہ سے
روایت کیا ہے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ عیادت فرمائین ایک مرد کی
اپنے اصحاب سے جس کو تپ آگئی تھی اور مین آپ کے ہمراہ تھا پھر فرمایا کہ بیشک اللہ تعالے
فرماتا ہے وہ میری آگ ہے مسلط کرتا ہون مین اوس کو اپنے مومن بندے پر تاکہ وہ حصہ
وہ حصہ اوس کا آگ سے آخرت مین غریب ولم یخرجوہ من ھذا الوجہ ۲۱ ابن جریر
نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تپ حصہ ہے ہر مومن کا آگ سے پھر پڑھا
وان منکم الا واردھا ۲۲ معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جو شخص پڑھے قل ہو اللہ احد یہان تک
کہ اوس کو ختم کرے دس بار تو بنائیگا اللہ واسطے اوس کے ایک محل جنت مین اس پر حضرت
عمر رضی اللہ عنہ بولے اب تو ہم بہت محل حاصل کرلین گے یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا
اللہ اکثر واطیب یعنی اللہ پاک بڑا عطا کرنے والا ہے اوس کے یہان کسی طرح کی کمی
نہین ہے اور فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص پڑھے ہزار آیتین
اللہ کی راہ مین تو وہ لکھا جائیگا قیامت کے دن ہمراہ نبیین وصدیقین وشہداء و
صالحین کے وحسن اولئک رفیقا ان شاء اللہ یعنی یہ کیا اچھا ساتھ ہے اور جو شخص
حراست کرے ورے مسلمانون کے اللہ کی راہ مین متطوعا لا باجر سلطان یعنی تبرعا
اپنی خوشی خاطر سے نہ بادشاہ کی اجرت سے تو وہ نہ دیکھے گا آگ کو اپنی دونو آنکھون سے
مگر واسطے کھولنے قسم کے اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا

اور بی شک ذکر اللہ کی راہ مین مضاعف کیا جاتا ہے اور نفقہ کے سات سو گنا اور
ایک روایت مین ہے سات لاکھ گنا اخرجہ الامام احمد عن سھل بن معاذ
۲۳ ابو داود کا لفظ سھل عن ابیہ سے یہ ہے کہ نماز اور روزہ اور ذکر مضاعف
کیا جاتا ہے نفقے پر اللہ کی راہ مین سات سو گنا ۲۴ قتادہ نے تفسیر مین وان منکم
الا واردھا کے کہا ہے کہ وہ ممر یعنی گذرنا ہے اوسپر قالہ عبد الرزاق عن معمر
عن قتادۃ ۲۵ عبد الرحمن بن زید بن اسلم رضے اللہ عنہ نے کہا کہ ورود مسلمانون کا
گذرنا ہے پل پر جو درمیان اوس کے ہے اور ورود مشرکون کا یہ ہے کہ اوسمین داخل
ہون اور فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پہلنے والے مرد اور پہلنے والی
عورتین اوس دن بہت ہین اور مقرر احاطہ کیا پل کا اوس دن دو صفون نے فرشتون کی
دعا اون کی یا اللہ سلم سلم ہے الٰہی سلامت رکھ سلامت رکھ سدی نے مرہ سے
مرہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے تفسیر کریمہ کان علی ربک حتما مقضیا مین
روایت کیا ہے کہ قسما واجبا اور مجاہد نے کہا حتما قضاء اور اسی طرح ابن جریج نے کہا
ہے ثم ننجی الذین اتقوا کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت ساری خلائق آگ پر گذر کرے گی
اور گرین گے اوس مین جو گرین گے کفار و گناہگارون گناہ والون سے موافق
گناہون کے تو اللہ پاک مومنین و متقین کو اوس سے نجات دیگا موافق اون کے
اعمال کے سو گذرنا اونکا پل صراط پر اور اون کی سرعت بقدر اون کے اعمال کے
ہوگی جو کہ دنیا مین تھی پھر ورود مومنین کے کبیرہ گناہ والون کے حق مین شفاعت
کرین گے پس فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور مومنین شفاعت کرین گے سو ایک
خلق کثیر کو نکالین گے کہ آگ نے اون کو کھا لیا ہوگا مگر دارات اون کے چہرون کی اور
وہ دارات اون کے سجدہ کرنے کی جگہین ہین اونکا نا فرشتون وغیرہم کا اون کو
آگ سے موافق اوس ایمان کے ہوگا جو اون کے دلون مین تھا سو پہلے پہل اوس
شخص کو نکالین گے جس کے دل مین دینار برابر ایمان تھا پھر اوس کو جو اس سے
قریب ہے پھر اوس کو جو اوس کے لگ بھگ ہے پھر اوس کو جو اوس سے متصل ہے

یہان تک کہ اوس شخص کو نکالین گے جس کے دل مین ادنی ادنی برابر ذرے کے
ایمان ہوگا پھر نکالیگا اللہ آگ سے اوس شخص کو جس نے ایک دن زمانے سے کہا لا الہ الا اللہ
گو اوس نے کبھی کوئی خیر نہ کی اور باقی نہ رہیگا آگ مین مگر وہی شخص جسپر خلود واجب ہوا
جیسے کہ اس باب مین صحیح حدیثین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئی ہین
اور اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیها
جثیا ۝ واذا تتلی علیهم ایاتنا بینت قال الذین کفروا للذین امنوا ای الفریقین
خیر مقاما واحسن ندیا ۝ وکم اهلکنا قبلهم من قرن هم احسن اثاثا ورءیا ۝
اور جب سنائیے اون کو ہماری آیتین کھلی کہتے ہین جو لوگ منکر ہین ایمان والون کو
دونو فرقون مین کس کا مکان بہتر ہے اور اچھی لگتی ہے مجلس اور کتنی کھپا چکے ہم اون سے
پہلے سنگتین وہ اون سے بہتر تھے اسباب مین اور نمود مین ف یعنی دنیا کی رونق
مین مقابلہ دیتے ہین انہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کفار کے حال سے کہ جس وقت
پڑہی جاتی ہین اون پر اللہ کی آیتین جو کہ ظاہرۃ الدلالت بینۃ الحجت واضحۃ البرہان
کھلی کھلی نشانیان ہین تو اون سے روگردانی کرتے ہین موہنہ موڑتے ہین اور مومنین
کی طرف سے اون پر فخر کرکے اور اپنے دین باطل کی صحت پر حجت لاکر کہتے ہین کہ اونکا
مکان بہتر ہے اور اون کی مجلس اچھی لگتی ہے یعنی اون کے مکان بہتر سے بہتر ہین اور
اون کے گھر اونچے اونچے ہین اور اون کی مجلس جہان لوگون کا مجمع ہوتا ہے بات چیت
کے واسطے جمع ہوتے ہین بہت آباد رہتی ہے بہت سے وارد صادر آتے جاتے
ہین دیکھنے مین بغایت بھلی معلوم ہوتی ہے مطلب یہ کہ پھر ہم کیونکر باطل پر ہونے لگے
حالانکہ ہم اس مرتبے مین ہین اس ٹھاٹھ سے ہماری خوش گذرتی ہے اور وہ لوگ جو کہ
مختفی ومستتر ہین ارقم بن ابی الارقم کے گھر مین اور اس کے مانند اور گھرون مین چھپے
چھپائے گمنام بے قدر پڑے ہوئے ہین حق پر ہون جس طرح کہ اللہ پاک نے ان کے
حال سے خبر دی ہے وقال الذین کفروا للذین امنوا لو کان خیرا ما سبقونا الیه
اور قوم نوح علیہ السلام نے کہا انؤمن لک واتبعک الارذلون وقال تعالے

ایمان والون کو اور اون کو اور اون کو اور اون کو

او کذلک فتنا بعضهم ببعض لیقولوا اهؤلاء من الله علیهم من بیننا الیس الله باعلم بالشاکرین اور اسی لیے اللہ پاک نے اون کے شبہے کو اونہین پر رد فرماکر یون ارشاد کیا وکم اهلکنا قبلهم من قرن یعنی وہ اسی قدر دنیا کی ظاہری رونق پر فخر کرتے ہین اور ایمان والون کو حقیر سمجھتے ہین ہم تو ان سے پہلی بہت سی امتون قرنون سنگتون کو ہلاک کر چکے ہین بسبب اون کے کفر و انکار و تکذیب کے وہ ان سے مال و متاع و صورت و شکل اور رنگ روپ و رونق مین کہین بڑھے ہوئے تھے خاص خاص محل اٹاریان مال مال باغ کھیتی باڑی قوت و شوکت عزت آبرو سب کچھ رکھتے تھے مگر جب رسولون کا کہا نہ مانا کفر و عناد پر جمے رہے تو اون کو ہلاک ہی کر ڈالا سب ٹھاٹھ پڑا رہگیا اتا پتا نہ رہا اسی طرح ان کا حال بھی ہونے والا ہے اگر کفر و انکار سے باز نہ آئے اور اپنی حالت سے نہ بدلے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ مقام منزل ہے اور ندی مجلس اور اثاث متاع اور رئی منظر ہے یہ لفظ ابوظبیان کا تہا عوفی کا لفظ اون سے یہ ہے کہ مقام مسکن ہے اور ندی مجلس و نعمت و بہجت جسمین وہ تھے اور یہ ویسا قول ہے جیسا کہ اللہ پاک نے واسطے قوم فرعون کے کہا جبکہ اونکو ہلاک کیا اور اون کا حال قرآن شریف مین بیان فرمایا کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم سو مقام تو مسکن و نعیم ہے یعنی مکان و عیش و آرام اور ندی مجلس و مجمع ہے جس مین وہ جمع ہوا کرتے تھے اور اللہ پاک نے قصہ قوم لوط علیہ السلام مین فرمایا ہے وتاتون فی نادیکم المنکر عرب لوگ مجلس کو نادی کہتے ہین قتادہ نے کہا جبکہ مشرکین نے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اون کے عیش و گذران مین سختی و تنگی ہے اون کے چہرون پر فلاکت و مفلسی چہاری ہے تو اونہون نے تعریضا کہا جو تم سنتے ہو کہ ای الفریقین خیر مقاما واحسن ندیا اسی طرح مجاہد و ضحاک نے کہا ہے بعض نے اثاث کے بارے مین کہا کہ وہ مال ہے بعض نے کہا کپڑے ہین بعض نے کہا متاع ہے اور رئی منظر ہے کما قالہ ابن عباس و مجاہد وغیرہ واحد منظر کہتے ہین جای نگریستن کو سو جس جگہ لوگون کی نظر پڑتی ہے وہ منظر ہوا اسی لیے خوب صورت شئی کو خوش منظر بولتے ہین

یعنی دیکھنے مین اچھی معلوم ہوتی ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ مراد صورتین ہین اور اسی طرح امام مالک نے فرمایا اثاثا و ریا یعنی اکثر مال مین اور
احسن صورتون مین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین والکل متقارب صحیح
یعنی سب معانی قریب بمدیگر صحیح ہین **ف** فتح البیان مین کہا ہے کہ بینات کے
یہ معنی ہین کہ آیتین واضح و روشن ہین اون کے معانی ملتبس نہین ہوتے ہین کسی نے
کہا ظاہرات الاعجاز یعنی اونکا اعجاز کھلا ہوا ہے کسی نے کہا کہ حجج و براہین ہین لیکن قول
اول اولی ہے کلمہ بینات حال موکدہ ہے آیاتنا کا اس لیے کہ اللہ کی آیتین نہین
ہوتی ہین مگر واضح ظاہر پھر بینات فرمایا تو یہ اوس کی تاکید ہوئی علیہم کی ضمیر کفار کی
طرف پھرتی ہے جن کا ذکر اس قول مین ہو چکا ہے ائمن امامت لسوف اخرج حیا
یعنی جس وقت ان لوگون پر قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو دنیا کا عذر پیش کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ اگر تم حق پر ہوتے اور ہم باطل پر تو ہرگز آئینہ تمہارا حال دنیا مین اطیب احسن اور
اچھے سے اچھا ہوتا ہمارے حال سے بالعکس نہ ہوتا کیونکہ حکیم کو لائق نہین ہے کہ وہ اپنے
دوستون کو ذلیل و خوار کرے اور اپنے دشمنون کی عزت و آبرو فرماے کسی نے کہا
ضمیر علیہم کی مومنین کی طرف راجع ہے مگر قول اول ظاہر تر ہے قال الذین کفروا مین
ظاہر کو بجای مضمر کے رکھا یعنی چاہیے یون تھا کہ کفار کا ذکر پہلے ہو لیا ہے تو یہان قالوا
فرمایا جاتا سو نکتہ اس کا یہ ہے کہ منظور اس امر کا معلوم کرانا ہے کہ اون کا کفر ہے اس کا
سبب ہوا ہے کہ اون سے یہ قول صادر ہوا کسی نے کہا مراد ان سے اس جگہ
منجملہ کفار کے وہ لوگ ہین جو کہ متمرد سرکش اصرار اور ہٹ کرنے والے ہین اور مالدار لوگ
جو کہ کپڑے وغیرہ سے تجمل و زینت کرتے ہین بنتے ٹھنتے ہین للذین آمنوا کے یہ معنی ہین
کہ کفار نے واسطے مومنین کے کہا یعنی یہ لام بمعنی لاجل یعنی بمعنی براے ہے کسی نے
کہا یہ لام تبلیغ کا ہے کما فی قولہ وقال لہم نبیہم مطلب یہ کہ کفار نے مومنین سے مخاطبہ کیا
اور بالمشافہہ دو بدو یہ بات کہی اور اون کی طرف یہ بات پہونچائی مراد مومنین سے
یہان فقراء اصحاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ان کے پھیرے فلاکت کے مارے

متغیر تھے اون کی گذران مین سختی و تنگی تھی پھٹے پرانے کپڑے پہنتے تھے تنگ
مکان تھے اور مشرک لوگ بالون مین کنگھی کرتے سر مین تیل ڈالتے فاخرہ سے فاخر
لباس پہنتے بناؤ کیے رہتے تھے اسی لیے یون کہا کہ ای الفریقین خیر مقاما مراد ان سے
مومنین اور کافرین ہین گویا یون کہا کہ ہمارا فریق بہتر ہے مقام مین یا تمہارا فریق مقام
بضم میم پڑہا گیا ہے اس کے معنی ہین جای اقامت یا مصدر ہے بمعنی اقامت اور بفتح
میم بھی پڑہا ہے اس کے معنی ہین منزل و مسکن یعنی رہنے بسنے کی جگہہ پس یہ غیر ہے
نادی کا کیونکہ نادی وہ جگہہ ہے جس مین لوگ بات چیت کرین کسی نے کہا وہ جگہہ ہے
جس مین امور جلیل و بزرگ و شرک کے ساتھہ قیام کرین معنی یہ ہین کہ کون سا گروہ
بڑہکر ہے جاہ و مرتبے مین اور اکثر ہے اعوان و انصار و مددگارون مین حضرت ابن
عباس نے فرمایا ندی مجالس ہین اور ندی و نادی مجلس و متحدث و مجتمع قوم ہے یعنی جس
جگہہ لوگ بیٹھتے ہین بات چیت کرتے ہین جمع ہوتے ہین اس باب سے یہ آیت کریمہ ہے
فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ یعنی اوسے چاہیے کہ وہ اپنی مجلس والون کو بلا لائے کسی نے کہا کہ
(اپنے بلا وے اپنی مجلس کو ۱۲)
ندی مشتق ہے ندی سے ندی کہتے ہین کرم و سخا کو اس لیے کہ کریم سخی لوگ مجلس مین
جمع ہوتے ہین قرن سے مراد جماعت و است ماضیہ ہے یہ کلمہ لفظ مین مفرد اور معنی مین
متعدد ہے **اثاث** کہتے ہین جمیع اقسام مال کو اونٹ بکری گاؤ غلام متاع کسی نے
کہا کہ وہ خاصتہ متاع خانہ ہے کسی نے کہا جدید فرش ہے کسی نے کہا کہ خاصتہ لباس
ہے **رئیا** بمعنی مرئی ہے یعنی شئے دیدہ دیکھی ہوئی یہ لفظ مثل ذبح و طحن کے ہے ان
دونون کے معنی ہین مذبوح و مطحون یعنی ذبح کردہ شدہ و آرد کردہ شدہ یعنی ذبح کیا ہوا
اور پسیا ہوا اس کلمے مین دو قراتین ہین ایک تو ہمزہ ہے یعنی رِائیا دوسری بیای مشددہ
ہے یعنی رِیّا یہ ماخوذ ہے رُؤیَتٌ سے یعنی وہ خوب صورت ہین منظر مین مطلب یہ ہے کہ
دیکھنے مین خوب صورت دکھائی دیتی ہین جمہور مفسرین اسی کے قائل ہین اور حسن منظر
ہوتا ہے حسن لباس و حسن ابدان اور ان دونون کے تنعم کی جہت سے یا دونون امر
کے مجموع سے معنی پہلی قرات کے وہی معنی ہین دوسری کے امام لغو مین جوہری

رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ جس شخص نے ریا کو ہمزہ پڑہا ہے تو اوس کو حسن منظر سے
شہیرایا ہے جو کہ رویت سے ہے اور حسن منظروہ ہے کہ جس حال حسن وکسوت ظاہر کو آنکھ
نے دیکھا اور جس شخص نے بغیر ہمزہ پڑہا ہے تو اس کی دو صورتین ہین یا تخفیف ہمزہ کے باب
سے ہے یا رویت الواہم وجلود ہم ریا سے ماخوذ ہے یہ جب بولتے ہین کہ اون کے رنگ
وجلود تروتازہ وحسین ہون زجاج نے معنی اس کے ذکر کیے ہین ایک قرارت مین زیا ہے
زی کہتے ہین ہیئت وحسن وصورت کو یہی ہو سکتا ہے کہ زویت بمعنی جمعت سے ہوا ور
زی محاسن مجموعہ ہے قل من کان فی الضلالۃ فلیمد دلہ الرحمن مدا ۃ حتی اذا
راوا ما یوعدون اما العذاب واما الساعۃ فسیعلمون من ھو شر مکانا واضعف
جندا ۱۵ تو کہہ جو کوئی رہا بہکتا سو چاہیے اوس کو کھینچ لیجاوے رحمن لنبا یہان تک کہ
جب دیکھین گے جو وعدہ پاتے ہین یا آفت اور یا قیامت سو تب معلوم کرین گے کس کا
بُرا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور ہے ف یعنی بہکاوے مین جانے دے کیونکہ دنیا
جانچنے کی جگہ ہے بہلا بُرا پاوین گے آخرت مین یہان نیک وبد بھلائی برائی مین شامل
ہین ف فوج یعنی مددگار کافر اپنا مددگار سمجھتے ہین بتون کو اور ایمان والے اللہ کو
انتہی ف اللہ پاک فرماتا ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے ان لوگون سے
جو کہ اپنے رب کے ساتھہ شرک کرتے ہین اور اس بات کے مدعی ہین کہ وہ حق پر ہین اور
تم باطل پر ہو مقابل مین خیر یت مقام وخوبی مجلس کے جس کے ساتھہ اونہون نے محبت
کی ہے کہ جو کوئی بہکتا رہا یعنی ہم مین سے اور تم مین سے تو چاہیے کہ کھینچ لیجاے اوسکو
رحمن لنبا یعنی رحمن نے اوس کو مہلت[۱] دی جس حال مین کہ وہ ہے یہان تک کہ اپنے
رب سے جا ملے اور اوس کی اجل پوری ہو جاے یا بسبب عذاب کے جو اوس کو پہونچے
یا قیامت ناگہان اوسکو آجاے سو وہ اوس وقت جان لین گے کہ کس کا بُرا درجہ ہے
اور کس کی فوج کمزور ہے مجاہد نے تفسیر کریمہ فلیمد دلہ الرحمن مدا مین کہا ہے سو چاہیے
چھوڑ دے اوس کو اللہ اوس کے طغیان وسرکشی مین ابوجعفر بن جریر رحمہ اللہ نے
اسی طرح تقریر کی ہے یہ مباہلہ[۲] ہے واسطے مشرکون کے جو یہ زعم کرتے ہین کہ وہ ہدایت پر

[۱] یعنی ڈھیل دی
[۲] جھوٹے پر لعنت کرنا

مین جس حال مین کہ وہ ہین جس طرح کہ اللہ تعالی نے یہود کا مباہلہ ذکر فرمایا ہے اپنے
اس قول مین قل یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیآء للہ من دون الناس
فتمنوا الموت ان کنتم صادقین یعنی تم موت کی دعا کرو مبطل پر ہم مین سے ہو یا تم مین سے
اگر تم اس بات کا دعوے کرتے ہو کہ تم حق پر ہو کیونکہ دعا تم کو ضرر نہ پہونچائیگی پھر وہ
اس سے رک گئے سورۂ بقرہ مین اس کی تقریر مبسوط گذر چکی ہے والحمد وجس طرح
کہ اللہ پاک نے نصاری کے ساتھ مباہلہ ذکر کیا ہے سورۂ آل عمران مین جس وقت کہ
اونہون نے کفر پر تصمیم کی اور طغیان وغلو پر استمرار کیا اپنے اس دعوے مین کہ عیسی علیہ السلام
اللہ پاک کے فرزند ہین اور اللہ پاک نے اپنے حجج وبراہین ذکر فرمائے عبودیت پر عیسے
علیہ السلام کی اور اس بات پر کہ وہ مخلوق ہین مثل آدم علیہ السلام کے بعد اس کے اللہ پاک
نے یون فرمایا فمن حاجک فیہ من بعد ما جآءک من العلم فقل تعالوا ندع
ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ
علی الکاذبین سو نصاری بھی مباہلے سے رک گئے یہ تو ابن کثیر رحمہ اللہ کی تقریر تھی
اب فتح البیان کا بیان فاتح سنو جس سے سینہ کشادہ ہو جاوے دل کو سرور آنکھ مین نور آجاوے
اللہ پاک نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا ہے کہ یہ لوگ جو اپنے حظوظ
ونصیب وقسمت دنیاوی کے ساتھ فخر کرتے ہین بڑائی مارتے ہین اور یہ کفار جو مومنین
سے کہتے ہین کہ کون فریق بہتر ہے مقام ومسکن مین اور خوب تر ہے نادی ومجلس مین
ان کو یون جواب دین کہ جو شخص گمراہی مین مستقر ہے یعنی کفر وجہل وانکار ونادانی مین
اور عواقب امور وانجام کار سے غفلت وبیہوشی مین قرار گزین ہے سو چاہیے کہ رحمن
اوس کو مہلت دے درجہ بدرجہ اوتار دنیا مین فلیمد دا گرچہ صیغہ امر کا ہے لیکن مراد اوس سے
خبر ہے اور مخرج امر مین جو یہ خبر خارج ہوئی یعنی اصل مین تو خبر ہے مگر امر کے پیرایہ مین
جوادا ہوئی سو یہ واسطے بیان مہلت دینے کے ہے طرف سے اللہ پاک کے
گناہگارون کو اور واسطے بیان اس امر کے کہ یہ مہلت لامحالہ ضرور ہونی والی ہے
تاکہ گمراہون کے عذر قطع ہو جائین اور روز قیامت مین اون سے یون کہا جائے

وکلمہ نعم کھا جاتا ہے کر فیہ من تذکر یا یہ امر واسطے استدراج و امہال کے ہے جسطرح
کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے انما نملی لھم لیزدادوا اثما اللہ پاک نے اپنی ذات پاک
کو عنوان رحمانیت مین ذکر فرمایا اس لیے کہ مدو امہال منجملہ احکام رحمت دنیویہ ہے
نام نامی و اسم سامی رحمن کا اس سورت مین سولہ جگہہ مذکور ہے کسی نے کہا مراد آیت
سے دعا ہی ساتھہ مد و تنفیس کے زجاج نے کہا تاویل اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اوسکی
گمراہی کی یہ جزا ٹھیرائی کہ اوسے چھوڑ دے اور اوسکو اوسمین مہلت دے اس لیے کہ لفظ امر
کا معنی خبر کی تاکید کرتا ہے گویا متکلم کہتا ہے کہ مین اس کام کو کرتا ہون اور امر کرتا ہون اوسکا
اپنے نفس کو حرف ابی یعنی اون کی قراءت مین یون ہی من کان فی الضلالۃ فانہ
یزیدہ اللہ ضلالۃ وطغیانا واستدراجا بان یطیل عمرہ ویکثر مالہ ویمکنہ من التصرف
فیہ یعنی جو شخص کہ گمراہی مین ہے تو بیشک بڑہاتا ہے اوسکو اللہ گمراہی اور سرکشی اور
مہلت دنیا باین طور کہ دراز کرتا ہے اوس کی عمر کو اور زیادہ کرتا ہے اوس کے مال کو
اور قدرت دیتا ہے اوس کو تصرف کرنے کی اوسمین جملہ من کان فی الضلالۃ شرط
ہے اور فلیمدد لہ الرحمن مد اجزا ہے حتی حرف ابتدا ہے جارہ وعاطفہ نہین ہے
کما زعم الرمانی وشہاب اسی کے قائل ہین ذکریا مین ہے کہ حتی جارہ ہے یعنی وہ لوگ
طغیان و سرکشی مین مستمر رہین گے چلے جائینگے یہان تک کہ جس وقت دیکھین گے
یعنی وہی لوگ جن کے لیے گمراہی مین مہلت دی گئی ہے اوس چیز کو جسکا وعدہ
پاتے ہین یا عذاب اور یا قیامت یہ تفصیل ہے مایوعدون کی یعنی جس چیز کا وہ وعدہ
پاتے ہین وہ دو امر سے ایک ہے یا تو عذاب دنیا مین ساتھہ قتل و قید کے جسطرح
کہ بدر کے دن واسطے اون کے واقع ہوا اور یا قیامت کا دن اور جو کچھہ عذاب
اخروی اوس وقت اون پر نازل ہوگا پس اما حرف تفصیل ہے اور مانعۃ الخلو
جمع کو جائز رکھتا ہے یعنی ان دونون امر سے خالی ہونا منع ہے اور اگر دونون
جمع ہو جائین تو ہو سکتا ہے عذاب و ساعت دونون بدل ہین کلما سے کلما کان
اور لہ مین لفظ من کا اعتبار کیا کہ مفرد ہے اور رآہ اور یوعدون اور فسیعلمون مین من کے

۱۱ دنیا یعنی عمر
مدی ہی تمکو بیشتر مین
سوچ رہے جسکو سوچنا ہو
۱۲ ہم تو نصیحت
دیتے ہین اون کو
تا رہے ہے جاوین گاہ
مین ۱۲ ع وذرون
کے معنی مہلت دینے
کے ہین ۱۲ ع
آسائش دادن و رہا
کردن حاصل وہی
مہلت دینا ہے واللہ اعلم
مراد اس قائل کی یہ ہو
کہ جو شخص گمراہی مین
اوس کو چاہیے کہ
رحمن سے مہلت کی
دعا مانگے ۱۲
واللہ اعلم اون کی قرأت
مین یہ تنوین لفظ ہین ۱۲
یا دونون ایک فتحہ اور
ہر ظاہر ہے الف ظا
قراءۃ ابو عمرو ہے
واللہ اعلم ۱۲

معنی کا لحاظ کیا کہ جمع ہی حتی غایت ہے واسطے استمرار طغیان کے یا غایت ہے
واسطے مد کے یعنی وہ طغیان مین مستمر رہین گے یہان تک کہ موعود کا مشاہدہ کرین گے
یا اللہ نے اون کو مہلت دی یہان تک کہ موعود کو دیکھین اور منتظرین کے قول کا
غایت نہین ہے کیونکہ اوس مین امتداد نہین ہے اور غایت حقیقت مین مستعلون ہے
اور یہ جواب ہے اذا کا مطلب یہ ہے کہ یہ کہنے والے ای الفریقین الخ کے جس وقت
معاینہ کرین گے اوس چیز کا جس کا وعدہ پاتے ہین یعنی عذاب دنیوی مسلمانون کے
ہاتھون سے یا عذاب اخروی تو جان لین گے کہ کس کا بدامکان ہے دونون فریق
مین سے اور کس کی فوج کمزور ہے اللہ پاک نے خیر مقاما کا مقابلہ کیا ساتھ شر مکانا کے
اور احسن ندیا کا مقابلہ فرمایا ساتھ اضعف جندا کے اس جہت سے کہ حسن و خوبی مجلس کی
وجوہ و اعیان و اشراف قوم کے جمع ہونے سے ہوتی ہے اور اون کی شوکت
و استظہار کے طور سے یعنی وہ جان لین گے کہ کیا وہ بہتر ہین حالانکہ وہ اور اونکا لشکر
شیاطین کا آگ مین ہون گے یا مومنین حالانکہ وہ جنت مین ہون گے اور اون کے
نزدیک رحمن کے فرشتے ہون گے اس بنیاد پر کلمہ من استفہامیہ ہی اور یہ دو
وجہون مین سے ایک وجہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ موصولہ ہو یعنی الذی اضعف جندا
سے معلوم ہوتا ہے کہ فخر کرنے والون کے واسطے وہان کوئی کمزور فوج ہوگی سو یہ
مراد نہین ہے بلکہ ہرگز اون کے لیے کوئی فوج نہین ہے نہ زور آور نہ کمزور کما فی قولہ تعالی
ولم تکن لہ فئۃ فینصرونہ من دون اللہ وما کان منتصرا اس سے معلوم ہوا کہ
کفار و مشرکین کا کوئی یار و مددگار نہین ہے ویزید اللہ الذین اھتدوا ھدی
والبقیت الصالحات خیر عند ربک ثوابا و خیر مردا اور بڑھاتا جاوے اللہ
سوجھے ہوؤن کو سوجھ اور رہنے والی نیکیان بہتر رکھتی ہین تیرے رب کے ہان
بدلا اور بہتر پھر جانے کو جگہہ ف یعنی دنیا کی رونق رب کے یہان کام کی نہین
نیکیان رہین گی اور دنیا نہ رہیگی انتہی ف جبکہ اللہ پاک نے یہ بات ذکر کی کہ جو
شخص گمراہی مین ہے اوس کو مہلت دیتا ہے اوس حال مین جس مین وہ ہے اور

لہ اور نہوی
اوس کی جماعہ
کہ مددگار ہوگا
اللہ کے کوئی
اور نہوا وہ
بدلا لینے والا
۱۲

جس حالت پر وہ ہے اور بڑھ جاتا ہے تو خبر دے کہ جو لوگ راہ پائے ہوئے
ہین اون کو اور ہدایت بڑھتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے واذا ما انزلت سورۃ فمنہم
من یقول ایکم زادتہ ھذہ ایمانا الآیۃ تین تفسیر باقیات صالحات کی اور اوس کے
اور اوس کے متعلق حدیثین تفسیر سورۂ کہف مین گذر چکی ہین ثوابا کے معنی ہین جزا یعنی بدلا
باقیات صالحات کا بہتر ہے اور خیر مردا کے معنی ہین خیر عاقبۃ ومردا علی صاحبہا یعنی
باقیات صالحات کا انجام اور اون کا پھر کر جانا اون کے صاحب پر بہتر ہے ابو سلمہ
بن عبد الرحمن کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن بیٹھے پس آپ نے
ایک سوکھی لکڑی لی اوس کی پتی جھڑائی پھر فرمایا کہ کہنا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر
وسبحان اللہ والحمد للہ کا گرا دیتا ہے خطاؤن کو جس طرح کہ گرا دیتی ہے اس
درخت کے پتون کو ہوا ای ابو الدرداء تو اون کو سے قبل اس کے کہ جیلولت
کیجای درمیان تیرے اور درمیان اون کے وہ باقیات صالحات ہین اور وہ
جنت کے خزانون سے ہین ابو سلمہ کہتے ہین کہ پھر جب ابو الدرداء اس حدیث کا
ذکر کرتے تو کہتے کہ البتہ ہر آئینہ لا الہ الا اللہ کہونگا اور اللہ اکبر کہونگا اور سبحان اللہ کہونگا
یہان تک کہ جس وقت مجھے جاہل نادان دیکھے تو گمان کرے کہ مین مجنون ہون حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین وھذا ظاھرہ انہ مرسل ولکن قد یکون من
روایۃ ابی سلمۃ عن ابی الدرداء واللہ اعلم وھکذا وقع فی سنن ابن ماجۃ
من حدیث ابی معاویۃ عن عمر بن راشد عن یحیی عن ابی سلمۃ عن
ابی الدرداء فذکرہ ف فتح البیان مین ہے کہ جب اللہ پاک نے خبر
دی حال سے اہل ضلالت کے تو چاہا کہ اہل ہدایت کا حال بیان کرے سو فرمایا
اور زیادہ کرتا ہے اللہ اون لوگون کو جنہون نے ہدایت پائی ساتھ ایمان کے ہدایت
ساتھ اون آیتون کے جن کو اوتارتا ہے یہ اس لیے ہے کہ بعض ہدایت بعض کی طرف
کھینچتی ہے اور خیر خیر کی طرف بلاتی ہے کسی نے کہا مراد زیادت ہدایت سے
عبادت ہے یعنی مومنین ایمان تو لا ہی چکے ہین اب اون کو توفیق کثرت عبادت

ف اور جب نازل
ہوئی ایک سورت
قریب اون مین
کہتے ہین کس کو تم
مین سے زیادہ کیا اس
سورت نے ایمان
سو جو لوگ یقین کیے ہوئے
اون کو زیادہ کیا ایمان
اور وہ خوشی کرتے
ہین اور جن کے دل
مین مرض ہے سو اون
پر پہلی گندگی پر گندگی
اور وہ مرے ہوئے
کافر ہے ۱۲

کی دیتا ہے کہ اللہ پاک کی بہت سی عبادت کرتے رہین یہ جملہ مستانفہ ہے واسطے
بیان حال مہتدین کے کسی نے کہا واو واسطے عطف کے ہے جملہ شرط پر جس کے
قول کے ساتھ حکایت کی گئی ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ اللہ پاک مؤمنین
کی جزا یہہ ٹھیراتا ہے کہ اون کے یقین کو بڑہاتا ہے جس طرح کہ کافرون کی یہ جزا
ٹھیرائی کہ اون کو اون کی گمراہی مین مہلت دیتا ہے باقیات صالحات سے مراد
وہ طاعات ہین جو کہ سعادت ابدی کی طرف پہونچا دیتے ہین اپنے صاحب کے
واسطے باقی رہتے ہین سو یہ طاعات بہتر ہین نزدیک اللہ پاک کے ثواب مین اور
نعمتون سے جن کے ساتھ کافر لوگ نفع اوٹھاتے ہین اون پر فخر کرتے ہین کلمہ
من واسطے اس جگہ مصدر ہے مثل رد کے یعنی وہی طاعات بہتر ہین بہیرنے مین واسطے
ثواب کے اون کے کرنے والے پر وہ اعمال کفار کی طرح نہین ہین جن مین
اونہون نے خسارہ اوٹھایا یا مراد مرد سے مرجع و عاقبت ہے یعنی وہ چیز جس کی
طرف اون کا فاعل پہیرا جائیگا اور رجوع کریگا اور وہ بہشت خیر ہے صیغہ
افعل تفضیل کا بطور مشاکلت کے اون سے ٹھہا کرنے کے واسطے لایا گیا ہے
کیونکہ یہ بات قطعی یقینی ہے کہ کفار کے اعمال مین ہرگز کسی طرح کی خیر و خوبی نہین
ہے زیادتی کسی کا کیا ذکر ہے افرءیت الذی کفر بایٰتنا وقال لاوتین مالا
وولدا ۝ اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عهدا ۝ کلا ۔ سنکتب مایقول
ونمد له من العذاب مدا ۝ ونرثه مایقول ویاتینا فردا ۝ بھلا تو نے دیکھا
وہ جو منکر ہوا ہماری آیتون سے اور کہا مجھکو ملنا ہے مال اور اولاد کیا جہانک آیا ہے
غیب کو یا لے رکھا ہے رحمن کے یہان قرار یون نہین ہم لکھہ رکھینگے جو کہتا ہے
اور بڑہاتے جاوینگے اوس کو عذاب مین لمبا اور ہم لے لینگے اوس کے مرنے
جو بتاتا ہے اور آویگا ہم پاس اکیلا ف ایک کافر مالدار نے ایک لوہار مسلمان کو
کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دون اوس نے کہا اگر تو مرے
اور پہر جیے تو بہی مین منکر نہ ہوؤن اوس نے کہا اگر پہر جیون گا تو یہی مال و اولاد

وہان بہی ہو گا تجہکو مزدوری وہان دیدونگا اوسی پر یہ فرمایا یعنی وہان دولت
ملتی ہے ایمان سے کافر چاہتا ہے کہ یہان کی دولت وہان ملے سو نہین ف
جو بتاتا ہے یعنی مال اور اولاد اوس کافر کے دونون بیٹے مسلمان ہوے انتہے
ف یہ ہمزہ واسطی استفہام تعجیب کے ہے ارایت کے معنی ہین اخبرنی یعنی تو
مجہے خبر دے ارایت کا استعمال بمعنی اخبرنی اس لیے آتا ہے کہ شئی کا دیکہہ لینا ایک
سبب ہے اوس شے سے خبر دینی کی صحت کا یعنی جب اوس شی کو اول دیکہہ لیگا
تو اوس کی پکی سچی خبر دیگا آیات کا لفظ ہر آیت کو عام ہے اور آیت بعث ونشر منجملہ
اوس کے ہے حرف فاو اسطے عطف کے ہے مقدر پر وہ مقدر یہ ہے انظرت
فرایت یعنی کیا تو نے نظر کیا ہے پس دیکہا ہے اور حرف لام لاوتین مین توطئہ
قسم کا ہے یہ لام مفتوح اس بات کی تمہید کرتا ہے کہ یہان قسم مقدر ہے گویا یون کہا
واللہ لاوتین کلمہ ولد بضم وفتح واو دونون طرح پڑہا گیا ہے کسی نے کہا کہ یہ دونون
لغت ہین معنی ان کے ایک ہین یعنی فرزند اور بیٹا ولد وولد دونون بولتے ہین
جس طرح کہ عدم وعدم کہتے ہین کسی نے فرق کیا ہے کہا کہ پیش سے تو جمع ہے
اور زبر سے مفرد ہے اور اس منکر آیات سے مراد عاص بن وائل ہے چنانچہ
آیندہ حدیثون مین اس کا ذکر آئیگا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اول کفار کے
قول کا ذکر کیا جو کہ دنیا کی ظاہری رونق وزینت کے ساتہہ فخر کرتے تہے
مال ودولت وقوت وشوکت وکثرت اعوان وانصار وخوبی خانہ ومسکن ومجلس
سے بڑائی مارتے تہے پہر اوس کا جواب مسکت ذکر فرمایا بعد اس کے ایک اور
ویسا ہی قول اونکا بطور تعجیب کے نقل کیا اور اپنے رسول رؤف رحیم کو مخاطب
کرکے یون ارشاد فرمایا بہلا تو نے دیکہا اوس شخص کو جو منکر ہوا ہماری نشانیون سے
اور کہا قسم ہے اللہ کی البتہ مین ضرور دیا جاونگا آخرت مین مال واولاد یعنی تو
مجہے اس کافر کے قصے کی خبر دی اور اوس کی حکایت ذکر کر بعد قصۂ سابقین کے
اس کافر کے حال کو تو دیکہہ اور اوس کے کلام سے اور اللہ پاک پر قسم کہانے سے

تعجب کر باوجود اس کے کہ وہ اللہ کا منکر ہے اور اوس کی آیتون کو جھٹلاتا ہے
یہ بات جو اوس نے کہی اوس کی سخت سرکشی سے ہے اپنے کفر مین کیونکہ وہ
نہ اللہ پاک کو مانتے نہ اوس کی آیتون کو سچا جانتے پھر اوسی کی قسم کہا کر کہی کہ مجھے
ضرور آخرت مین مال و اولاد ملیگی جمہور مفسرین اس طرف گئے ہین کہ مراد اس کافر
کے اس قول سے کہ مجھے مال و اولاد ملیگی یہ ہے کہ وہ اس کو دنیا مین دیا جائیگا
اور ایک جماعت نے کہا کہ جنت مین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اگر مین اپنے آباء کے
دین پر رہونگا تو دیا جاؤنگا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اگر مین باطل پر ہوتا تو مال و
اولاد نہ دیا جاتا غرضکہ کچھ بھی ہو اللہ پاک نے اس کافر کی بات کا وہ جواب دیا جو اوسکی
بات کو دفع کرتا ہے اور اوس کے قول کو باطل ٹھیراتا ہے پس فرمایا کیا جہانتک آیا
ہے غیب کو یا لے رکھا ہے رحمن کے یہان قرار یعنی کیا جان لیا ہے اوس بات
کو جو اوس سے غائب ہے یہان تک کہ وہ اس بات کو جانے کہ جنت مین ہے
یا جس شئی کا ملنا بتاتا ہے اوس کے ملنے کا اللہ پاک سے عہد و پیمان لے رکھا ہے
کیونکہ اس علم کی طرف وصول نہین ہوتا ہے مگر انہین دو طریقون مین سے ایک کے
ساتھہ کسی نے کہا معنی یہ ہین کیا لوح محفوظ مین نظر کر آیا ہے یا اللہ کے یہان عہد
لیا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کیا لا الہ الا اللہ کہا ہے کہ مین اوس کے سبب سے
اوسپر رحم کرون اور وہ بسبب اوس کے امید رکھے قالہ ابن عباس یا یہ معنی ہین کیا
آگے بھیجا ہے کوئی عمل صالح کہ وہ اوس کی امید رکھتا ہے اطلع بفتح ہمزۂ استفہامیہ
ہے اور اطلع متعدی بنفسہ ہے جس طرح یہ قول ہے اطلع الجبل یعنی پہاڑ کو چڑھا
مغرب مین کہا ہے کہ علی کے ساتھہ متعدی نہین ہوتا ہے جس طرح کہ بعض نے وہم کیا
ہے یہان تک کہ حذف[۵۱] و ایصال کے باب سے ہو لیکن قاموس مین اطلع علیہ ہے
سو گویا متعدی ہوتا ہے اور نہین بھی ہوتا ہے عرب کے محاورے مین بولتے ہین
اطلع الجبل جس وقت کہ اوس کے اعلی کی طرف چڑھ جائے کلا حرف ردع و زجر ہے
یعنی جب کسی کا جھڑکنا گھڑکنا ڈانٹنا اوس کی بات کو رد کرنا منظور ہوتا ہے تو

[۵۱] حذف و ایصال یہی ہے کہ جس حرف کے ساتھہ متعدی ہوتا ہے اوس کو حذف کر دیا اور فعل کو مفعول کی طرف پہنچا دیا ۱۲

اس کلمے کو بولتے ہین تنکتب کے معنی ہین سنحفظ علیہ مطلب یہ ہے کہ جو یہ کافر
کہتا ہے کہ اوس کو مال و اولاد ملیگی بات یون نہین ہے ہم نگاہ رکھین گے اوسپر
وہ بات جو کہتا ہے پھر ہم آخرت مین اوس کو اوس بات کی جزا دین گے یا ہم
ظاہر کرین گے واسطے اوس کے جو وہ کہتا ہے اور اوس کو خبر دین گے یا ہم
اوس سے انتقام لین گے مثل انتقام اوس شخص کے کہ جس کی معصیت لکھی گئی اور
زیادہ کرین گے ہم اوس کو عذاب فوق اوس کے عذاب کے بدلے مین اوس بات
کے جس کا اپنے نفس کے لیے دعوی کرتا ہے کہ مال و اولاد کی ساتھہ اوس کے
امداد ہوگی یا یہ معنی ہین کہ دراز کرین گے ہم واسطے اوس کے وہ عذاب جس کا وہ
مستحق ہے اور وہ عذاب ہے اوس شخص کا جس نے درمیان کفر و استہزا کے
جمع کیا ہے ونرثہ مایقول کے یہ معنی ہین کہ ہم اوس کو مارین گے پھر ہم وارث ہونگے
اوس کے مال و اولاد کے جس کا وہ کہتا ہے کہ اوس کو دیا جائیگا یہان مضاف
مقدر ہے یعنی مسمی مایقول ومصداقہ یہ قول ابو السعود کا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین
کہ ہم اوس کو محروم کرین گے اوس چیز سے جس کی وہ تمنا کرتا ہے آخرت مین اور
اوسے اوس کے غیر کو دین گے منجملہ مسلمین کے قالہ القرطبی ویاتینا فردا کا یہہ
مطلب ہے کہ وہ ہمارے پاس آئیگا قیامت کے دن تنہا نہ اوس کے مال ہوگا
نہ اولاد نہ خاندان بلکہ یہ سب اوس سے سلب کرلین گے پھر وہ کیونکر طمع کرتا ہے اس
بات مین کہ ہم اوس کو دین گے بعض نے کہا کہ مایقول سے مراد نفس قول ہے نہ مسمی
قول کا یعنی وہ جو یہ بات کہتا ہے سو جب تک کہ وہ زندہ ہے پھر جب ہم اوس کو
مار ڈالین گے تو حائل ہوجائین گے ہم درمیان اوس کے اور درمیان اس کے
کہ وہ یہ بات کہے اور وہ ہمارے پاس آئیگا اس کو چھوڑے ہوئے اور اس سے تنہا
ہوکر لیکن قول اول اولی ہے **فائدہ** کلمۂ کلا مین نحویون کے چھ مذہب ہین پہلا
مذہب یہ ہے کہ حرف ردع وزجر ہے یعنی اس کے لائق ہین اس جہت سے کہ
قرآن شریف مین واقع ہوا ہے اور اس آیت کریمہ مین کیا خوب آیا ہے کہ اس قائل کو

زجر و ردع کیا ہے یہ مذہب ہے جمہور بصریین کا جیسے خلیل و سیبویہ و ابو الحسن اخفش
و ابو العباس مبرد **دوسرا** یہ ہی کہ حرف تصدیق ہے بمعنی نعم کے تو جواب ہوگا اور
اس وقت ضرور ہے کہ اس سے پہلے کوئی شے ہو لفظا یا تقدیرا اور کبھی قسم مین مستعمل
ہوتا ہے یہ مذہب ہے نضر بن شمیل کا **تیسرا** یہ ہے کہ بمعنی حقا ہے یہ مذہب ہے
کسائی و ابو بکر بن انباری و نضر بن یوسف و ابن واصل کا **چوتھا** یہ ہے کہ جو چیز
اس کے پہلے ہوتی ہے اوس کو رد کرتا ہے یہ معنی ردع کے معنی سے لگ بھگ
ہین یہ مذہب ہے ابو عبد اللہ باہلی کا **پانچوان** یہ ہے کہ صلہ ہے کلام مین بمعنی
ای کے اسی طرح کہا گیا ہے اس قول مین نظر ہے اس لیے کہ ای حرف جواب ہے
لیکن خاص ہے ساتھ قسم کے **چھٹا** یہ ہی کہ حرف استفتاح ہی یہ قول ہی ابو حاتم کا
سیمن نے کہا کہ ان مذاہب کی تقریر کے واسطے اور جگہہ ہے جو کہ ساتھہ اون کے
زیادہ تر لائق ہے بحمد اللہ مین نے اوس مین اون کی تحقیق کی ہے انتہی **فائدہ**
کلا کا ذکر فقط قرآن شریف کے نصف ثانی مین ہے اور پندرہ سورتون مین مذکور
ہے و سب مکی ہین اور جملہ ۳۳ بار اس کا ذکر کیا گیا ہے یہ مجموعہ تین قسم کی طرف رجوع
کرتا ہے ایک وہ قسم ہے کہ اوسپر اور اوس کے ماقبل پر وقف جائز ہے تو ابتدا
اوس سے کی جاتی ہے یہ باتفاق ہے دوسری قسم مین اختلاف ہے کہ آیا وقف
اوس پر جائز ہے یا اوس کے ماقبل پر متعین ہے تیسری قسم وہ ہے کہ بہ اتفاق اوسپر
وقف جائز نہین ہے پس پہلی قسم پانچ موضع ہین و اس سورت مین اور دو سورہ
شعرا مین اور ایک سورہ سبا مین دوسری قسم کے نو موضع ہین ایک سورہ مومنین مین
اور دو سورہ سأل سائل مین اور دو سورہ مدثر مین پہلا اور تیسرا اور پہلا سورہ قیامہ
مین اور دوسرا سورہ ویل للمطففین مین اور پہلا سورہ فجر مین اور وہ کلا جو سورہ
ویل لکل مین ہے قسم سیوم کے ۱۹ باقی مین اس کا ذکر عز بن جماعہ نے کیا ہے یہہ تو
بیان تحفۃ البیان کا اب ابن کثیر کی تقریر سنو امام احمد نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہا کہ مین ایک لوہار آدمی تہا اور عاص بن وائل پر میرا قرض تہا

تو مین اوس کے پاس آیا اوس سے قرض کا تقاضا کرتا تہا سو اوس نے کہا
قسم ہے اللہ کی مین تیرا قرض ادا نہ کرونگا یہان تک کہ تو انکار کرے محمدؐ کا مین نے
کہا قسم ہے اللہ کی مین انکار نہ کرونگا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہان تک کہ تو مرجاے
پھر اوٹہایا جاے وہ بولا کہ جس وقت مرجاؤنگا پہر اوٹہایا جاؤنگا تو تو میرے پاس
آیئگا اور میرے لیے وہان مال و اولاد ہوگا تو مین تجھکو دیدونگا اسپر اللہ پاک نے
یہ آیت نازل فرمائی افرایت الی قولہ فردا اخرجہ صاحبا الصحیح وغیرہما من غیر
وجہ عن الاعمش بہ اور بخاری کے ایک لفظ مین یہ ہے کہ مین ایک لوہار تہا
مکہ مین پس مین نے عاص بن وائل کے واسطے ایک تلوار بنائی پہر مین اوس کے
پاس آیا اوس سے تقاضا کرتا تہا پہر حدیث کو ذکر کیا اور کہا ام اتخذ عند الرحمن
عہدا قال موثقا یعنی عہد کی تفسیر کی ساتہہ موثق کے میثاق و موثق کہتے ہین عہد و
استواری کو غرض اس سے عہد و پیمان محکم و مضبوط ہے عبد الرزاق کا لفظ مسروق سے
یہ ہے کہ خباب نے کہا مین ایک لوہار تہا مکے مین سو مین نے عاص بن وائل کی
مزدوری کی اوسپر میرے کئی درہم جمع ہوگئے تو مین اوس کے پاس آیا کہ اوس سے
تقاضا کرون اوس نے مجہہ سے کہا مین تیرا قرض ادا نہ کرونگا یہان تک کہ تو انکار
کرے محمدؐ کا مین نے کہا کہ مین انکار نہ کرونگا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہان تک
کہ تو مرے پہر اوٹہایا جاے وہ بولا پہر جب مین اوٹہایا جاؤنگا تو میرے لیے
مال و اولاد ہوگی خباب کہتے ہین مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اس کا ذکر کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی عوفی کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
یہ ہے کہ کئی آدمی منجملہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاص بن وائل
سہمی سے قرض کا مطالبہ کرتے تہے سو وہ اوس کے پاس آتے اوس سے تقاضا
کرتے تہے وہ بولا کیا تم گمان نہین کرتے ہو کہ جنت مین سونا چاندی ریشم ہے اور
ہر قسم کے میوے ہین وہ بولے ہان کہا تو پہر تمہاری جاے وعدہ آخرت ہے سو
قسم ہے اللہ کی البتہ مین ضرور مال و اولاد دیا جاؤنگا اور البتہ مین دیا جاؤنگا مثل

تمہاری کتاب کے جسکو تم لائے ہو اسپر اللہ پاک نے اوس کی مثل قرآن مین بیان
کی پس فرمایا افرایت الذی کفر بایاتنا الی قولہ فردا اسی طرح مجاہد وقتادہ وغیرہمانے
کہا ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل کے بارے مین نازل ہوئی ہے بعض نے ولدا
کو بفتح واو پڑہا ہے اور دوسرون نے بضم واو اور یہ اوس کے ہم معنی ہے رؤبہ
شاعر عربی نے کہا ہے ؎ الحمد للہ العزیز فردا ٭ لم یتخذ من ولد شیئا ولدا
یعنی ساری حمد ہے اللہ کو جو کہ غالب تنہا یکتا ہے نہین لی اوس نے کسی شی کی اولاد سے
اولاد حارث بن حلزہ نے کہا ہے ؎ ولقد رایت معاشرا ٭ قد ثمروا مالا وولدا
یعنی البتہ مقرر مین نے کئی گروہ دیکھے ہین کہ اون کو مال واولاد کثرت ملی ایک اور
شاعر نے کہا ہے کسی کی ہجو کرتا ہے ؎ فلیت فلانا کان فی بطن امہ ٭
ولیت فلانا کان ولد حمارہ ٭ یعنی کاش فلان اپنی مان کے پیٹ مین رہتا اور
کاش فلان اپنی گدہی کا بچا ہوتا کسی نے کہا کہ ولد بضم جمع ہے اور بفتح مفرد ہے اور یہ
لغت ہے قیس کا عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا ونرثہ مایقول کے یہ معنی ہین کہ جو
اوس نے جمع کیا دنیا سے اور جو اوس مین عمل کیا اور یاتینا فردا کا یہ مطلب ہے کہ وہ اوس سے
تنہا آئیگا اوس کے ساتھ نہ قبیل جائیگا نہ کثیر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات
مین ونرثہ ما عندہ ہے واتخذوا من دون اللہ الھۃ لیکونوا لھم عزا ٥
کلا سیکفرون بعبادتھم ویکونون علیھم ضدا ٥ الم تر انا ارسلنا
الشیاطین علی الکافرین تؤزھم ازا ٥ فلا تعجل علیھم انما نعد لھم عدا ٥
اور پکڑا ہے لوگون نے اللہ کے سوا اورون کو پوجنا کہ وہ ہون اون کی مددگار ہون
نہین وہ منکر ہون گے ان کی بندگی سے اور ہوجاوین گے ان کے مخالف تو نے
نہین دیکہا کہ ہم نے چہوڑ رکہے ہین شیطان منکرون پر اوچہالتے ہین اون کو اوبہار کر
سو تو جلدی نہ کر اون پر ہم تو پوری کرتے ہین اون کی گنتی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے
حال سے کفار مشرکین کے کہ اونہون نے ٹہیرائے ہین اللہ کے سوا اور معبود جن کی وہ
پوجا کرتے ہین تاکہ ہوجائین وہی باطل معبود واسطے اون کے مدد کہ اون سے قوت

بائین قوی ہو جائین اور اون سے مدد چاہین پھر یہ خبر دی کہ بات ویسی نہین ہے
جیسی اونہون نے اپنے زعم مین سمجھی ہے اور جس امر کی اونہون نے طمع کی ہے وہ
نہوگا پس فرمایا یون نہین وہ منکر ہون گے اون کی بندگی سے اور ہو جائین گے
قیامت کے روز اون پر ضد یعنی بخلاف اوس امر کے جو اونہون نے اون کے
بارے مین گمان کیا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ومن اضل ممن
یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم
غافلون واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کافرین
ابو نہیک نے یون پڑہا ہے کل سیکفرون بعبادتھم یعنی ہر ایک اون کی
عبادت سے منکر ہوگا سدی نے کہا بعبادتھم کے معنی ہین بعبادۃ الاوثان یعنی ضمیر
مضاف الیہ بتون کی طرف پھرتی ہے اور ضدا سے یہ مراد ہے کہ وہ ہو جائین گے
اون پر بخلاف اوس بات کے جس کی امید اون سے کی ہے علی بن ابی طلحہ نے
حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ضد سے مراد اعوان ہین یعنی مددگار
مجاہد نے کہا کہ وہ اون پر عون یعنی مددگار ہو جائین گے اون سے جھگڑین گے
اور اون کو جھٹلائین گے یعنی ان کا گمان تو یہ تہا کہ وہ ان کے واسطے نفع کے
ممد و معاون ہون گے اور وہ ان کے ضرر و نقصان پر معاون ہو جائین گے عونی
کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ ضد سے مراد قرنا ہین اور قتادہ نے کہا
قرنا آگ مین بعض اون کا بعض کو لعنت کریگا اور بعض بعض کا منکر ہوگا یعنی عابد و معبود
دونو دوزخ مین قرین یک دیگر ہون گے ایک رسی مین بندہے جکڑے رہین گے
سدی نے کہا ضدا سے مراد الخصام الاشداء فی الخصومۃ ہے یعنی یہ تو باطل معبودون کو
اپنا معین و مددگار سمجھے تہے حالانکہ وہ بڑے جھگڑنے والے خصومت کرنے والے
ہو گئے جن کو دوست سمجھتے تہے وہی دشمن بن گئے ضحاک نے کہا ضد کے معنی اعداء
ہین یعنی دشمن ابن زید نے کہا ضد کے معنی بلا ہین عکرمہ نے کہا ضد حسرت ہے یعنی
جن کو دافع بلا سمجھا تہا وہی خود بلا ہو کر پیچھے پڑے حسرت یہ ہوگی کہ جن کو نافع سمجھا تہا

ل اور اوس سے مدد چاہین گے ... ہو جائین گے ... اور ہو جائین گے ان کے دشمن

وہی ضرر کے باعث ہوگئے وہ تو اون کو پوج پوج مرے کہ اون کو ان کی پوجا سے
نفع ہوگا نفع کہان کا ضرر دینے کو تیار رہو گئے افسوس ساری پوجا تپری برباد ہوگئی
عمر عزیز خاک مین مل گئی لینے کے دینے پڑ گئے تفسیر کریہ تو زہم از امین علی بن ابی طلحہ کا
لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ تغوہیم اغوا یعنی شیاطین گمراہ کرتے ہین کافرون کو
گمراہ کرنے کرعونی کا لفظ اون سے یہ ہے کہ تحرضہم علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ
یعنی شیطان برانگیختہ و آمادہ کرتے ہین کفار کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اون کے
اصحاب پر مجاہد کا لفظ ہے تشلیہم اشلاءً قتادہ کا لفظ ہے تزعجہم ازعاجا الی معاصی اللہ
اشلاد کہتے ہین بلانے کو یا بلانا شکاری کتے وغیرہ کا تاکہ اوس کو شکار پر آمادہ کرین اور
ازعاج کہتے ہین برانگیختہ کرنے کو مطلب یہ ہے کہ شیاطین کفار کو بلاتے ہین اور برانگیختہ
کرتے ہین اوبہاتے ہین طرف نافرمانیون اللہ پاک کے سفیان ثوری رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین تؤزہم ازا و تستعجلہم استعجالا یعنی آمادہ و مستعد کرتے ہین کفار کو اور جلدی کراتے
ہین اون سے جلدی کرانے کر غرض یہ کہ اون کو اوبہار کر جھٹ پٹ اون سے معاصی
کرا دیتے ہین سدی نے کہا تطغیہم طغیانا یعنی معصیت مین اون کو حد سے بڑہا دیتے ہین
حاصل یہ ہے کہ خوداز کے معنی برانگیختہ کرنے کے ہین اور الفاظ مذکورہ اوس کے ہم معنی
ہین فی الجملہ بعض مین باعتبار متعلق کے کچھ تفاوت ہے مگر حاصل و مراد مین ایک
دوسرے کے لگ بھگ ہین عبدالرحمن بن زید نے کہا کہ یہ قول مثل اس قول الٰہی کے ہے
ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین ع خانۂ دلیو شود خانہ
کہ خالی باشد ۞ فلا تعجل علیہم الخ کا یہ مطلب ہی کہ ای محمد تم جلدی مت کرو ان لوگون پر
عذاب کے واقع ہونے مین ہم تو اون کو تاخیر دے رہے ہین واسطے ایک مدت کے
جو کہ گنی ہوئی ضبط کی ہوئی ہے اور وہ لامحالہ ضرور اللہ کے عذاب و عقوبت کی طرف
جانے والے ہین اللہ پاک نے اوجگہہ ارشاد فرمایا ہے ولا تحسبن اللہ غافلا
عما یعمل الظالمون الایہ فمھل الکافرین امھلھم رویدا انما نملی لھم لیزدادوا
اثما نمتعھم قلیلا ثم نضطرھم الی عذاب غلیظ قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار

۵۱ اور جو کوئی
نکھین چراوے رحمن
کی یاد سے ہم اوپر تعین
کرین ایک شیطان پھر
وہ رہے اوکا ساتھی
۵۲ اور مت خیال کر
اللہ بے خبر ہے اون
کاموں سے جو کرتے ہین
بے انصاف ۱۲
۵۳ کو ڈھیل دو منکرون کو
ڈھیل
اون کو تھوڑے دن
ہم رخصت کرتے
ہین اون کو عذاب
ہین ۱۲
بیشک اللہ نہین
بلاتا کسی کو
برائی کی
ہے ۱۲

سدی نے کہا ہم تو گنتے ہین واسطے اون کے گن کر برسون کو اور مہینون کو اور دنون کو
اور گھڑیون کو علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ہے کہ ہم تو
گنتے ہین اون کی سانسون کو دنیا مین ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک
نے اوس حالت کی حکایت فرمائی جسپر یہ کافر تھے جنہون نے ایسی بات کی تمنا کی جس کے
مستحق نہین ہین اور اللہ پاک پر ستم کہا بیٹھے وہ یہی حالت ہے کہ اللہ پاک کے سوا
اور معبود ٹھیرا لیے اس واسطے کہ اون سے عزت و قوت حاصل کرین مفتی ابو السعود
رحمہ اللہ تعالے نے اس مضمون کو یون ادا کیا ہے کہ یہ حکایت ہے ایک جنایت کی
جو کہ کل کو عام و شامل ہے مستتبع ہی اوس چیز کی ضد کو جس کے ترتب کی اوس جنایت
پر امید رکھتے ہین بعد حکایت کرنے قول کافر معہود کے اور استتباع اوس قول کے
نقیض مضمون قول کو فراء نے عزا کی یہ تفسیر کی ہے تاکہ ہو جائین وہ معبود شفاعت
کرنے والے واسطے اون کے نزدیک اللہ کے آخرت مین کسی نے کہا یعنی ہین
تاکہ متعزز ہو جائین بسبب معبودون کے اللہ پاک کے عذاب سے اور ممتنع ہو جائین
اون کے سبب سے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے عذاب سے بسبب اون کے بچ جائین
وہ ان کے لیے پشت پناہ و حصن حصین ہو جائین کہ ان کو عذاب نہ پہونچے کلا
سیکفرون بعبادتھم مین ضمیر فعل کی یا تو آلہہ کی طرف پھرتی ہے یعنی کفار نے جو
بتون کو پوجا ہے سو وہ بت اس پوجا کا انکار کرین گے جس دن کہ اللہ پاک اون کو
نطق دیگا اس لیے کہ جس وقت کفار نے اون کو پوجا تھا تو وہ اوس وقت جمادات
تھے اس کو سمجھتے نہ تھے یا ضمیر راجع ہے طرف مشرکین کے یعنی مشرکین انکار کرین گے
اس بات کا کہ اونہون نے بتون کو پوجا ہے اول وجہ پر یہ دو آیتین دلالت کرتی
ہین پہلی یہ ہے ما کانوا ایانا یعبدون دوسری فالقوا الیھم القول انکم لکاذبون
اور دوسری وجہ پر یہ قول اللہ پاک کا دلالت کرتا ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین
کلا کو تین طرح پڑھا ہے ایک تو کلا بضم کاف و تنوین بمعنی جمیعا دوسرے کلا بفتح
کاف یہ مصدر ہے یعنی کل ہذا الرای کلا یعنی یہ رائے سست و ضعیف ہے تیسرے

ف وہ ہمکو نزدیک اللہ کے آخرت مین
ف بت اور وہ اوپر والین
بات کی تم جھوٹے ہو
ف قسم اللہ کی اپنے
رب کی ہم شریک نہ تھے

کلا حرف رد ع وزجر یہی فرارت زیادہ تر صلوب ہے معنی یہہ ہین کہ امر یون نہین ہے
جیسا اونہون نے گمان اور وہم کیا ہے وہ معبود تو اون کی عبادت کے منکر ہونگے
وکیونون علیہم ضدا یعنی جن معبودون کو اونہون نے اپنے واسطے عزت گمان کیا
تہا وہی اون پر ضد ہوجائین گے یعنی ضد عز کی عز کی ضد ذل ہے مطلب یہ کہ جن کو
موجب عزت سمجہا تہا وہی موجب ذلت ہوگئی اس معنی کی بنیاد وجہ اول پر ہے رہی
دوسری وجہ سو اوس کی بنا پر یہ معنی ہون گے کہ مشرکین معبودون کی ضد اور دشمن
ہوجائین گے اون کا انکار کرین گے بعد اس کے کہ اون کو پوجتے اور اون کو چاہتے
اور اون پر ایمان لاتے تہے باقی رہی یہ بات کہ کلمہ ضدا خبر واقع ہوا ہے جمع کی حالانکہ
یہہ واحد ہے سو اس کے واحد لانے کی دو وجہون مین سے ایک وجہ ہے یا تو اس لیے
کہ ضد اصل مین مصدر ہے اور مصادر موحد مذکر ہوا کرتے ہین یا اس لیے کہ مفرد ہے
معنی جمع مین اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّیَاطِیْنَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ زجاج نے اس کے معنی
مین دو وجہین ذکر کی ہین ایک وجہ یہ ہے کہ ہم نے تخلیہ کردیا ہے درمیان کافرون کے
اور درمیان شیطانون کے سو ہم نے کافرون کو شیطانون سے نہین بچایا نہ اونکو
پناہ دی بخلاف مومنون کے جن کے حق مین یہ کہا گیا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ
عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ دوسری وجہ یہ ہے کہ شیاطین اون پر چہوڑ دیے گئے ہین اور
اون کے واسطے مقرر کیے گئے ہین بسبب اون کے کفر کے جیسا کہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطَانًا پس معنی ارسال کے اس جگہہ
تسلیط ہین اسی باب سے ہے یہ قول اللہ پاک کا واسطے ابلیس کے وَاسْتَفْزِزْ مَنِ
اسْتَطَعْتَ مِنْہُمْ بصوتک وجہ ثانی کی تتمہ آیت تائید کرتا ہے یعنی تو زہم ازا اس لیے
کہ ازواز یزہ وہزیزہ واستفزاز برادر یک دیگر ہین ان سب کے معنی تحریک وتہییج و
شدت ازعاج ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ شیاطین حرکت دیتے ہین کافرون کو اور
اون کو اوبہارتے ہین اور گمراہ کرتے ہین اور برانگیختہ کرتے ہین معاصی پر ساتہہ
زینت دینے کے اور محبوب کرنے خواہشون کے یہ وہی مسلط کرنا شیاطین کا ہے

۵۱ وہ جو ہم سابقہ
ہین اور ہم نہین کرتی
حکومت ۱۲
۵۲ اور جو کوئی اندہا نہین
بچراوے رحمن کی
یاد سے ہم اوپر
تعین کرین ایک
شیطان پہر وہ
ہے اوسکا ساتی
۵۳ اور گمراہ کرے
اونہین جسکو گمراہ کرنا
اپنی آواز سے ۱۲

کفار پر کسی نے کہا ان کے معنی استعجال ہین یہ اوسی معنی کے لگ بھگ ہین
جو ہم ذکر کر چکے ہین کیونکہ استعجال تحریک و تہییج و استفزاز و ازعاج ہے سیاق
اس آیت کریمہ کا واسطے تعجب دلانے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے
اون کے حال سے اور واسطے آگاہ کرنے کے ہے اس بات پر کہ یہہ سب
بسبب اضلال و اغوای شیاطین کے ہے اور یہ جملہ حال ہے شیاطین سے یا
کافرین سے یا دونون سے یا جملہ مستانفہ ہے مستانفہ وہ ہے کہ سوال مقدر کے
جواب مین واقع ہو گویا کہا گیا کہ شیاطین کفار کے ساتھہ کیا کرتے ہین تو اوس کا
یہ جواب دیا کہ تو زہم از اس آیت کریمہ مین دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ پاک ساری
کائنات کا مدبر ہے فلا تعجل علیہم سو تو جلدی مت کر اون پر کہ اللہ سے اون کا
ہلاک کرنا طلب کرے بسبب اون کے جمنے کے کفر پر اور بسبب اون کے عناد کے
واسطے حق کے اور تمرد و سرکشی کرنے کے اللہ پاک کے داعی سے یہان تک کہ تو اور
مومنین اون کے شرون سے راحت پائین اور اون کے فساد سے زمین پاک
صاف ہو جاوے پھر اللہ پاک نے نہی کی یون تعلیل فرمائی انما نعد لہم عدا یعنی ہم تو
شمار کرتے ہین دنون اور راتون اور مہینون کا اور برسون کا اون کی عمرون سے
تا پورے ہونے اون کے آجال کے سو جو کچھہ اون سے واقع ہوتا ہے اوس کو ہم
مہمل نہ چھوڑین گے بلکہ اوس کو اون پر ضبط کرتے ہین یہان تک کہ ہم اون سے
اوس کا مواخذہ کرین گے یا شمار کرتے ہین ہم اون کے خطوات یعنی قدمون کو یا
اون کے لحظات یعنی نظرون کو یا ساعات کو قطرب نے کہا اون کے اعمال کو
کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تو اون پر جلدی مت کر ہم تو اون کو تاخیر دیتے ہین تا کہ
وہ زیادہ کرین گنہ شہاب نے کہا کہ عد کنایہ ہے قلت سے اور یہ اوس کو
منافی نہین ہے جو گذر چکا ہے کہ اللہ پاک درازی کرتا ہے واسطے اوس شخص کے
کہ جو گمراہی مین ہے اس لیے کہ یہ درازی بہ نسبت ظاہر حال کے ہے نزدیک
اون کے اور وہ قلیل ہے باعتبار انجام کار کے اور وقت شمار کے

یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدًا ۝ ونسوق المجرمین الی جھنم
وردًا ۝ لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عھدًا ۝ جس دن
ہم اکٹھا کر لاوین گے پرہیزگارون کو رحمن کے پاس مہمان بلائے اور ہانک لیجاوینگے
گنہگارون کو دوزخ کی طرف پیاسے نہین اختیار رکھتے لوگ سفارش کا مگر جس نے
لیلیا رحمن سے قرار ف یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا وہی سفارش کریگا انتہے
ف اللہ پاک خبر دیتا ہے حال سے اپنے اولیای متقین کے جو کہ دار دنیا مین
اوس سے ڈرے اور اونہون نے اوس کے رسولون کی پیروی کی اور جس بات
کی رسولون نے اون کو خبر دی اوس مین اون کو سچا جانا اور جس امر کا اون کو حکم
دیا اوس مین اون کی اطاعت کی اور جس بات سے اون کو منع وزجر کیا اوس سے
باز رہے وہ خبر یہ ہے کہ اللہ پاک اون کو اکٹھا کر کے لاویگا اس حال مین کہ وہ سوار
ہو کر اوس کی طرف آئین گے وفد کہتے ہین اوس جماعت کو جو کہ سوار ہو کر آئے
اسی سے وفود ہے وفود وہ لوگ ہین جو کہ قاصد بن کر آتے ہین سوار ہونا اون کا
آخرت کی سواریون سے نور کے منتخب و برگزیدہ اونٹون پر ہوگا اور وہ ایسی شے
پر قدوم کرین گے آئین گے جو سب سے بہتر و برتر ہوگی یعنی اللہ کے دار کرامت
ورضوان کی طرف کہ وہ بہشت عنبر سرشت ہے غرضکہ متقی پرہیزگار فرمان بردار
لوگون کو اللہ پاک بڑی آؤ بھگت وتعظیم وتکریم سے عمدہ عمدہ نور کے اونٹون پر
سوار کر کے مہمان عزیز کی طرح جنت کی طرف بلائیگا رہے مجرمین مکذبین جنہون نے
رسولون کی تکذیب ومخالفت کی سو وہ سختی و درشتی سے دوزخ کی طرف پیاسے
کھینچے جائین گے عطاء وحضرت ابن عباس ومجاہد وحضرت حسن وقتادہ اور بہت
لوگون نے یہی کہا ہے اور اسی جگہہ کہا جائیگا اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا
یعنی کون سا فریق بہتر ہے مقام مین اور خوب تر ہے مجلس مین وَفْدًا کی تفسیر مین
کئی روایتین وارد ہوئی ہین ابن ابی حاتم نے ابن مرزوق سے روایت کیا
ہے کہ استقبال کریگا مومن کا وقت اوس کے نکلنے کے اپنی قبر سے ایک نہایت

وقف لازم ووقف لازم

لہ اصل کا لفظ یہ ہے اسی صحیح ویلیا ریکا ۱۲

حسین[1] صورت جو کبھی اوس نے اوس کو دیکھی ہو اور بغایت خوشبودار سو مومن
کہے گا تو کون ہے وہ کہیگا کیا تو مجھے نہین پہچانتا ہے مومن کہیگا نہین مگر بیشک
اللہ نے تیری بو کو خوشبو کیا ہے اور تیرے چہرے کو حسین و خوب صورت
بنایا ہے وہ کہیگا کہ مین تیرا عمل صالح ہون اور تو اسی طرح تھا دنیا مین حسن العمل
طیب العمل یعنی تیرے عمل دنیا مین خوب صورت و خوشبو تھے سو مین زمانہ دراز
تجھپر سوار رہا دنیا مین اب تو آ مجھپر سوار ہو جا پس مومن اوسپر سوار ہو جائیگا سو یہ
وہی قول ہے اللہ پاک کا یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا ۲ علی بن ابی طلحہ نے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وفد سے مراد رکبانا ہے
یعنی سوار ہو کر آئین گے ۳ ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے وَفْدًا قَالَ عَلَى الْاِبِلِ یعنی اونٹون پر سوار ہو کر آئین گے ۴ ابن جریج نے
کہا نجائب پر یہ جمع ہے نجیب کی نجیب کہتے ہین شتر گزیدہ کو یعنی عمدہ منتخب اونٹ
۵ ثوری رضی اللہ عنہ نے کہا علی الابل السوق یعنی اونٹنیون پر سوار ہو کر آئین گے
۶ قتادہ نے کہا وفدا قال الی الجنۃ یعنی طرف جنت کے آئین گے ۷ عبد اللہ
بن امام احمد نے اپنے والد ماجد کی مسند مین نعمان بن سعید سے روایت کیا ہے
کہا کہ ہم نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹھے ہوئے تھے پس اونہون نے
یہ آیت پڑہی یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا فرمایا لا واللہ یعنی قسم ہے اللہ کی وہ اپنے
پانون پر حشر نہین کیے جائین گے اور وفد اپنے پانون پر حشر نہین کیے جاتے ہین
یعنی جو لوگ بادشاہون کی زیارت کو یا واسطے طلب عطا و انعام کے جمع کیے جاتے
ہین وہ پیادہ پا نہین بلائے جاتے ہین لیکن اونٹنیان ہین کہ خلائق نے اون کا
مثل نہین دیکھا اون پر سونے کے کجاوے ہین سو وہ اون پر سوار ہون گے
یہان تک کہ جنت کے دروازون کو ٹہونکین گے و ہکذا رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر
من حدیث عبد الرحمن بن اسحق المدنی بہ اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ اون پر سونے کے
کجاوے ہونگے اور اون کی باگین زبرجد کی ہون گی اور باقی مثل اوس کے ہے

[1] اصل لفظ یہ ہے احسن صورۃ رایتہ وطیبہ ریحا ۱۲

۸۰ - ابن ابی حاتم نے اس جگہہ ایک نہایت غریب حدیث مرفوع حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ ابو معاذ بصری نے کہا
کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے تھے پس یہ آیت پڑہی یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا تو حضرت علیؓ نے
عرض کیا یا رسول اللہ میں نہیں گمان کرتا ہون وفد کو مگر سوار اسپر نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہاتہہ میں میری جان ہے بیشک
وہ جس وقت اپنی قبرون سے نکلین گے تو استقبال کیے جائین گے یا لائے جائین گے
اونٹنیان سفید اون کے پر ہون گے اور اون پر سونے کے کجاوے ہون گے
تسمے اون کی جوتیون کے ایک نور ہوگا کہ اون سے ہر قدم مد بصر تک چمکیگا پہر وہ
پہونچین گے طرف ایک درخت کے کہ اوس کی جڑ سے دو چشمے بہہ رہے ہون گے
سو اونمیں کے ایک سے پیین گے تو وہ دہو ڈالے گا جو کچہہ میل کچیل اون کے
شکموں میں ہوگا اور نہائین گے دوسرے چشمے سے تو بعد اوس کے کبھی نہ
اون کے چمڑے گرد آلود ہونگے نہ اون کے بال اور جاری ہوگی اونپر تازگی نعیم
کی یعنی عیش و آرام کی تر و تازگی اون کے بدنون چہرون پر ظاہر ہوگی پہر وہ
پہونچین گے یا آئین گے دروازۂ جنت پر تو ناگاہ ایک حلقہ ہوگا سرخ یاقوت
کا سونے کے تختون پر سو وہ اوس حلقے سے تختے پر ماریں گے تو اوس کی ایک
طنین یعنی جنبکار سنائی دیگی ای علی پس ہر حور کو یہ بات پہونچ جائیگی کہ اوس کا
خاوند آگیا تو وہ اپنے قیم یعنی کارکن کاربار کی کا مدار کو بہیجیگی سو وہ اوس کے واسطے
دروازہ کہول دیگا وہ جب اوس قیم کو دیکہے گا تو اوس کے واسطے گر پڑے گا مسلمہ
نے کہا میں اوس کو یعنی ابو معاذ کو گمان کرتا ہون کہ اوس نے کہا ساجدا یعنے وہ
قیم کو دیکہہ کر سجدے میں گر پڑیگا قیم کہیگا تو اپنا سر اوٹہا کیونکہ میں جو ہون سو تیرا
قیم ہون وکلت بامرک یعنی میں تیرے کاروبار پر مقرر کیا گیا ہون پہر وہ اوس کے
پیچہے ہو لیگا اور اوس کے نقش قدم کی پیروی کریگا پس جلدی حور کو خفت و سبکی پر

آمادہ کریگی تو وہ موتی و یاقوت کے خیمون سے نکل آئیگی یہان تک کہ اوس سے
معانقہ کریگی پھر کہیگی انت حبی وانا حبك وانا الخالدۃ التی لا اموت وانا
الناعمۃ التی لا آیأس وانا الراضیۃ التی لا اسخط وانا المقیمۃ التی لا اظعن
یعنی تو میرا دوست ہے اور مین تیری دوست ہون اور مین وہ ہمیشہ رہنے والی ہون
کہ نہ مرون گی اور مین وہ نرم و نازک ہون کہ سخت نہ ہونگی اور مین وہ خوش
رہنے والی ہون کہ خفا نہ ہون گی اور مین وہ رہنے بسنے والی ہون کہ کوچ نہ کرونگی
پھر وہ ایک گھر مین داخل ہوگا جس کی بنا سے اوس کی چھت تک ایک لاکھ گز کا فاصلہ
ہے بنا اوس کی موتی کے پتھر پر ہے طرائق اصفر واحمر واخضر لیس منھا
طریقۃ تشاکل صاحبتھا اور گھر مین ستر تخت ہین ہر تخت پر ستر حشیہ ہین یعنی گدّہ
اور ہر گدّی پر ستر بیبیان ہین ہر بی بی پر ستر حلے ہین دکھائی دیتا ہے گودا اوس کی
پنڈلی کا حلون کے ورے سے پورا کریگا اون کی جماع کو ایک رات کے مقدار مین
تمہاری راتون سے جو یہ ہین نہرین اون کی نیچے سے بہتی ہون گی کئی نہرین پانی
کی جو متغیر نہین ہوا کہا کہ صاف اوس مین کسی طرح کا کدر نہین اور کئی نہرین دودہ کی
کہ اوس کا مزہ نہین بدلا اور نہ وہ ماشیہ کے تھنون سے نکلا اور کئی نہرین شراب کی
جو کہ لذت ہے واسطے پینے والون کے جس کو نہین نچوڑا آدمیون نے اپنے
قدمون سے اور کئی نہرین صاف شہد کی جو نہین نکلا مہوک کے پیٹ سے تہیرہ میوہ
چننا چاہیگا سو اگر چاہے گا تو کھڑی ہو کر کہائیگا چاہے گا بیٹھکر چاہے گا کہ لیٹ لگا کر
پھر یہ آیت پڑہی ودانیۃ علیھم ظلالھا وذللت قطوفھا تذلیلا پھر
کہانے کی خواہش کریگا تو اوس کے پاس سفید پرندے آجائین گے اور کئی بار
راوی نے کہا کہ سبز پرندے پس اپنے پر اوٹھا دین گے تو وہ اون کے پہلوون سے
جس قسم کا کہانا چاہیگا کہائیگا پھر وہ اوڑ جائین گے فیذھب فیدخل الملك
فیقول سلام علیکم تلك الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون ولوان شعرۃ
من شعر الحور راءت لاھل الارض لاضاءت الشمس معھا سواد فی نور

طرائق جمع ہے طریقہ کی اس کے معنی راہ اور حال کے ہین اعلم یہان کیا مراد ہے شاید اس سے مراد دیوار کا ہو یعنی جس طرح دیوار بناتے ہین کہ ایک اینٹ پر اینٹ رکھتے ہین پھر اوپر اور برابر پتھر رکھتے ہین دیوار رکھے جاتے ہین شاید طریقہ سے مراد ہو کہ ایک زردی ہے ایک سرخ ہے ایک سبز ہے لیکن یہ معنی کتب موجودہ مین نہین ہے یہ کیا ہے واللہ ہی خوب جانتا ہے ۱۲

اصل کا لفظ فیستجلی الثمار ہے معلوم ہوتا ہے کہ فیستجنی ہے واللہ اعلم ۱۲

اور جھک رہین اوپر اوسکی چھاؤنین اور بیٹھ کر اسکے مین اور پھل لگا کر ۱۲

هکذا وقع فی هذه الروایة مرفوعا وقد رویناه فی المقدمات من کلام
علی رضی الله عنه بنحوه وهو اشبه بالصحة والله اعلم وردا کے معنی ہین عطاشا
یعنی مجرم لوگ دوزخ کی طرف پیاسے کھینچے جائین گے لایملکون الشفاعة کا یہ
مطلب ہے کہ اون کے واسطے وہ شخص نہوگا جو اون کی شفاعت کرے جس طرح کہ
مومنین بعض اون کا بعض کی شفاعت کریگا جیسے کہ اللہ پاک نے مجرمین کی طرف سے
خبر دی ہے فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم اور الا من اتخذ عند الرحمن
عهدا استثنای منقطع ہی بمعنی لکن یعنی لیکن وہ شخص کہ اوس نے لیا ہے نزدیک
رحمن کے عہد عہد سے مراد گواہی دینا ہے لا الہ الا اللہ کی اور قیام کرنا ہے اوس کے
حق کے ساتھ یعنی لا الہ الا اللہ زبان سے کہنا دل سے سچا جاننا اور اوامر و نواہی
خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجا لانا حکمون کو ادا کرنا نواہی سے بچنا یہی قیام
ہے حق لا الہ الا اللہ کا علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے فرمایا کہ عہد گواہی دینا ہے اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور
بری ہو طرف اللہ کے حول و قوت سے اور نہ امید رکھے مگر اللہ عزوجل سے ابن
ابی حاتم نے اسود بن یزید سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ یعنی حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑہی پھر فرمایا تم لوگ نزدیک اللہ کے عہد کیونکہ اللہ قیامت
کے دن کہیگا کہ جس شخص کے واسطے نزدیک اللہ کے کوئی عہد ہو تو اوسے چاہیے
کہ کھڑا ہو لوگون نے عرض کیا ای ابوعبدالرحمن پس تم ہمکو تعلیم کرو فرمایا کہو اللهم
فاطر السموات والارض عالم الغیب والشهادة فانی اعهد الیك فی هذه الحیوة
الدنیا انك ان تکلنی الی عملی یقربنی من الشر ویباعدنی من الخیر وانی لا اثق
الا برحمتك فاجعل لی عندك عهدا تؤدیه الی یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد
یعنی ای اللہ پیدا کرنے والے آسمانون کے اور زمین کے جاننے والے غائب و حاضر
کے پس بی شک مین عہد کرتا ہون طرف تیرے اس زندگی دنیا مین اس بات کا
کہ بی شک تو اگر مجھے سونپ دیگا طرف میرے عمل کے تو وہ نزدیک کر دیگا مجھے برائی سے

اور دور ڈال دیگا مجھے بھلائی سے اور مقرر مین بھروسا نہین کرتا ہون مگر ساتھ
تیری رحمت کے سو تو کر واسطے میرے نزدیک اپنے ایک عہد کہ ادا کرے تو اوس کو
طرف میرے روز قیامت مین بی شک تو وعدہ خلاف نہین کرتا ہے قال المسعودی
فحدثنی زکریا عن القاسم بن عبد الرحمن اخبرنا ابن مسعود وکان یلحق بهن
حائفا مستجیرا مستغفرا راهبا راغبا الیك تذرواه من وجه اخر عن المسعودی
بنحوه کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ جس وقت اللہ پاک نے
امر حشر کو ثابت فرمایا اور منکرین حشر کے شبہے کا جواب دیا تو چاہا کہ مکلفین کے حال
کی شرح کرے جو اوس وقت ہوگا پس ارشاد فرمایا یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ الخ یعنی ای
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم یاد کرو اوس دن کو جس دن ہم حشر کرین گے پرہیزگارونکو
طرف رحمن کے مہمان بلائے حشر کرنے کے یہ معنی ہین کہ ہم اون کو طرف جنت اور
دار کرامت رحمن کے بلائین گے یہ ویسا قول ہے کہ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ وَفْد
جمع ہے وافد کی جیسے رَکْب جمع ہے راکب کی اور صحب جمع ہے صاحب کی محاورے
مین بولتے ہین وَفَدَ یَفِدُ وَفْدًا جس وقت کہ کوئی شخص بادشاہ کی طرف نکلے کسی
امر خطیر و عظیم الشان کام کی طرف جاوے جوہری نے اسی طرح کہا ہے باقی اقوال و
روایات متعلق وفد کے پیشتر گذر چکے ہین ایک حدیث صحیحین وغیرہما کی بروایت
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے حشر کیے جائین گے لوگ دن قیامت کے تین طریقون پر اس حال مین
کہ وہ ہون گے رغبت کرنے والے اور ڈرنے والے دو آدمی ایک اونٹ پر اور
تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر اور اون کے بقیہ کو
آگ حشر کریگی قیلولہ کریگی ہمراہ اون کے جس جگہہ وہ قیلولہ کرین گے اور رات بسر کریگی
ہمراہ اون کے جہان وہ رات بسر کرین گے اور صبح کریگی ہمراہ اون کے جہان وہ صبح
کرین گے اور شام کریگی ہمراہ اون کے جس جگہہ وہ شام کرین گے حدیثین اس باب
مین بہت ہین اس حدیث شریف مین جو لفظ طرائق ذکر فرمایا ہے سو اس سے مراد

تین فرقے ہین دس آدمی ایک اونٹ پر ہون گے اس کا مطلب ہے کہ باری باری
سے سوار ہون گے پہلا فرقہ راغبین کا ہے یہ لوگ سابقین ہین دوسرا فرقہ
راہبین کا ہے یہ لوگ عام مومنین ہین تیسرا فرقہ کفار اہل نار کا ہے یہ لوگ اپنے
پانون پر چلین گے اور دو آدمی ایک اونٹ پر ہون گے یہ راغبین کے واسطے ہے
اور دس ایک شتر پر ہون گے یہ راہبین کے لیے ہے یا سوار ہونا راغبین کے
لیے ہوگا اور راہبین پیادہ پا ہونگے یا تینون فرقے وہی ہین جو آگ مین ہین یعنی
کفار اور سوار سابقین مخلصین ہین اور جو لوگ درمیان خوف کے ہین دخول نار سے
اور امید کی ہین خلاصی نار سے وہ راہبین راغبین ہین کذا فی مجمع البحار ایک قول
آیت باب ہین یہ ہے کہ قبرون سے نکلتی ہے سوار ہو جائین گے ظاہر آیت یہی
ہے کسی نے کہا کہ موقف سے پھرین گے جب سوار ہون گے دونون قولون کی
بنیاد پر اون کے سوار ہونے کا یہانتک استمرار ہوگا کہ جنت کے دروازے کو ٹھونکین گے
ونسوق المجرمین الخ سوق کے معنی ہین راندن یعنی ہنکالنا مراد اس سے برانگیختہ
کرنا ہے چلنے پر اور مجرمین سے مراد کفار ہین ورد سے مراد عطاش ہے یعنی پیاسے
اخفش وغیرہ اسی کے قائل ہین حضرت ابن عباس وابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے بھی
یہی کہا ہے فراء وابن اعرابی نے کہا مشاۃ یعنی ورد سے مراد پیدل ہین ازہری نے
کہا مشاۃ عطاشا یعنی پیادہ پا پیاسے جیسے اونٹ پانی پر وارد ہوتے ہین کسی نے
کہا وردا مفعول لہ ہے یعنی ہم اون کو کھینچ لاوین گے طرف دوزخ کے واسطے ورد
کے یعنی واسطے پانی پر آنے کے کیونکہ ورد کے معنی ہین بہ آب آمدن کسی نے کہا
وردا سے مراد افرادا ہے کہا ہے کہ درمیان ان قولون کے کچھ تناقض نہین ہے
اس لیے کہ وہ کھینچے جائین گے پیادہ پا پیاسے فرد فرد کر کے اصل ورد کی وہ جماعت
ہے جو کہ وارد ہوتی ہے پانی پر خواہ وہ جماعت پرندون کی ہو یا اونٹون کی یا
لوگون کی یا سوا اس کے اور ورد اوس پانی کو بھی کہتے ہین جس پر وارد ہوتے ہین
کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ وہ کھینچے جائین گے طرف آگ کے ساتھ اہانت وذلت

وخواری کے گویا وہ پیاسے چوپائے ہین کہ پانی کی طرف کھینچے جاتے ہین کریمہ
لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ جملۂ مستانفہ ہے واسطے بیان بعض امور کے جو اوس دن ہونگے
ضمیر فعل کی پھرتی ہے طرف فریقین کے یا خاص طرف متقین کے یا خاص طرف
مجرمین کے یہ تین قول ہوئے قول اول ولی ہے معنی یہ ہین کہ اختیار نہین رکھتے
ہین اس بات کا کہ اپنے غیر کے واسطے سفارش کرین کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ غیر اون کا
اختیار نہین رکھتا ہے کہ اون کے لیے شفاعت کرے پہلا قول اولی ہی استثنا
اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَہْدًا مین دو قول ہین قول اول یہ ہے کہ وجہ اول کی بنیاد پر
یہ استثنا متصل ہے یعنی دونو فریق مذکور اختیار نہین رکھتے ہین سفارش کا مگر وہ
شخص کہ لائق و قابل سفارش کے ہوگیا ہے ساتھ اوس شے کے جس کے سبب سے
منجملہ اوس قوم کے ہوجائے جو اپنے غیر کے لیے شفاعت کرتے ہین وہ یہی ہے
کہ مومن متقی ہو سو اللہ پاک کے نزدیک عہد لینے کے یہی معنی ہین بعض نے عہد
لینے کے یہ معنی کہے ہین کہ اللہ پاک نے سفارش کرنے کا اوس کو امر کیا ہو یہ قول
مثل قول عرب کے ہے کہ عھد الامیر الی فلان بکذا یعنی عہد کیا امیر نے طرف
فلان کے ساتھ فلان بات کے یہ جب بولتے ہین کہ امیر نے اوس کو اوس بات کا
امر کیا ہو اس کے سوا اور قول بھی ہین دوسرا قول یہ ہے کہ استثنا منقطع ہے اس کی
بنیاد اس پر ہے کہ ضمیر یملکون کی خاص مجرمین کی طرف راجع ہو کیونکہ اصل عبارت یون ہوگی
کہ اختیار نہین رکھتے مجرمین سفارش کا مگر وہ شخص جس نے لیا ہے نزدیک رحمن کے
عہد اور وہ مسلمان ہین پہلا قول اوجہ ہے اور اوسی کے ساتھ بیضاوی نے جزم کیا ہے
مثل صاحب کشاف کے کسی نے کہا کہ اس وجہ پر بھی متصل ہو سکتا ہے اصل عبارت
یون ہوگی کہ اختیار نہین رکھتے مجرمین سفارش کا مگر وہ شخص جو اون مین سے مسلمان
ہے اور آیت دلالت کرتی ہے حصول شفاعت پر واسطے اہل کبائر کے ابن مردویہ
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے داخل کیا کسی مومن پر کسی طرح کا سرور تو مقرر

اوس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا تو مقرر اوس نے لیا نزدیک
رحمن کے عہد سو اوس کو نہ چھوئیگی آگ بیشک اللہ خلاف وعدہ نہین کرتا ہے طبرانی
نے اوسط مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص آیا پانچون نمازین لیکر دن قیامت کے کہ مقرر
محافظت کی اوس نے اون کے وضو پر اور اون کے مقرر وقتون پر اور اون کے
رکوع پر اور اون کے سجود پر کم نہ کیا اون مین سے کسی چیز کو تو آیا وہ اس حال مین کہ
واسطے اوس کے نزدیک اللہ کے عہد ہے اس بات کا کہ عذاب نہ کرے اوس کو
اور جو شخص آیا کہ مقرر کم کیا اوس نے اون مین سے کسی شئے کو تو نہین ہے واسطے
اوس کے نزدیک اللہ کے عہد اگر چاہے اوسپر رحم فرمائے اور اگر چاہے اوس کو عذاب
کرے وقالوا اتخذ الرحمن ولدا ۝ لقد جئتم شیئا ادا ۝ تکاد السموات یتفطرن
منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ۝ ان دعوا للرحمن ولدا ۝ وما ینبغی
للرحمن ان یتخذ ولدا ۝ ان کل من فی السموات والارض الا اتی الرحمن عبدا ۝
لقد احصهم وعدهم عدا ۝ وکلهم اتیه یوم القیامة فردا ۝ اور لوگ کہتے ہین
رحمن رکھتا ہے اولاد تم آگئے ہو بھاری چیز مین یعنی بہاری گنہ ابھی آسمان
پھٹ پڑین اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑین پہاڑ ڈھے کر اسپر کہ
پکارتے ہین رحمن کے نام پر اولاد اور نہین بن آتا رحمن کو کہ رکھے اولاد کوئی نہین
آسمان اور زمین مین جو نہ آوے رحمن کا بندہ ہو کر اوس پاس اون کا شمار ہے اور
گن رکھی ہے اون کی گنتی اور ہر کوئی اون مین آویگا اوس پاس قیامت کے دن
اکیلا **ف** ہر گاہ کہ اللہ پاک نے اس سورت شریف مین حضرت عیسی علیہ السلام
کی عبودیت ثابت فرمائی اور اون کے پیدا کرنے کا ذکر کیا کہ حضرت مریم علیہا السلام
سے بدون باپ کے اون کو پیدا کیا ہے تو شروع فرمایا مقام انکار مین اوس شخص
پر جس نے یہ زعم کیا کہ اللہ پاک کے لیے اولاد ہے اوس کی ذات پاک اس سے
کہین مقدس ومنزہ وبرتر ہے پس ارشاد کیا اور لوگ کہتے ہین رحمن رکھتا ہے

اولاد البتہ مقرر تم آگئے ہو یعنی تمہارے اس بات کے کہنے مین ایک بڑی چیز
کو حضرت ابن عباس و مجاہد و قتادہ و مالک نے کہا کہ اد سے مراد عظیما ہے کہتے
ہین کہ ادا بکسر ہمزہ و فتح ہمزہ اور مع مد ہمزہ کے بھی یعنی آدّ اتین لغت ہین مشہور تر
ان مین کا پہلا لغت ہے تکاد السموات الخ کا یہ مطلب ہے قریب ہے لگتا ہے کہ
یہ امر ہو جائے وقت سننے ان سب کے اس قول کو فجار بنی آدم سے واسطے اعظام
و اجلال رب کے یعنی مارے عظمت و جلال اپنے پروردگار کے آسمان پھٹ پڑین
زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے پہاڑ ڈہے کر گر پڑین کیونکہ یہ سب پیدا کیے گئے ہین
اور بنیاد رکھے گئے ہین رب کی توحید پر اور اسپر کہ نہین ہے کوئی معبود برحق مگر وہ
اور اسپر کہ نہین ہے کوئی شریک و ساجھی اوسکا اور نہ کوئی اوس کا نظیر و مثل و ہمتا ہی اور
نہ اوس کے کوئی اولاد ہے اور نہ اوس کی کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی اوس کے جورو کا ہے
بلکہ وہ تو ایک تنہا یکتا اکیلا زادہ ہارے ہے ۵ وفی کل شی لہ آیۃ تدل علی انہ واحد
یعنی ہر چیز مین واسطے اوس کے ایک ایسی نشانی ہے جو دلالت کرتی ہے اسپر کہ
وہ بی شک یکتا ہے ۵ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ۔ ہر ورقی دفتری ست
معرفت کردگار ۔ ابو نواس رحمہ اللہ تعالی نے چند شعر کیا خوب نظم کیے ہین کہ تعریف
تو نرگس کی کی ہے اور اوس کا توڑ توحید پروردگار عالم پر فرمایا ہے ابن عساکر کی
روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بدولت انہین اشعار کے اون کی مغفرت فرمائی گئی
اور کیونکر مغفرت نہو توحید ہی تو راس المال مومن متدین اور سرمایہ مسلم موقن ہے
اور سر دفتر حسنات اور دیباچہ کتاب اعمال صالحات ہے اللہ پاک ہم سب کو توحید
پر جلاے اور توحید پر مارے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ و
صحبہ وبارک وسلم وہ اشعار یہ ہین ۵

تامل فی نبات الارض وانظر	الی آثار ما صنع المليك	
عيون فی الجبين شاخصات	واحداق كما الذهب السبيك	
على قضب الزبرجد شاهدات	بان الله ليس له شريك	

یعنی تو زمین کی روئیدگی مین غور و تامل کر اور بادشاہ حقیقی نے جو کچھ صنعت و کاریگری کی ہے اوس کے آثار کی طرف نظر کر کئی آنکھین بہٹی رہی ہوئی ہین چاندی مین اور کئی حدقے ہین جیسے سونا گلایا ہوا زبرجد کی نلکیون پر یہہ سب اس بات کی گواہی دیتے ہین کہ اللہ پاک کا کوئی شریک نہین ہے غرضکہ توحید عجب نعمت سترگ ہے جس طرح کہ شرک ایک نقمت بزرگ ہے ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر کریمۂ مذکورہ مین روایت کیا ہے کہ بی شک شرک وہ ہے کہ ڈرے اوس سے آسمان و زمین اور پہاڑ اور ساری خلائق مگر ثقلین یعنی جن و انس اور قریب ہوے کہ زائل ہو جائین اوس سے واسطے عظمت اللہ کے اور جس طرح نفع نہین دیتا ہے ہمراہ شرک کے نیکی کرنا مشرک کا اوسی طرح ہم امید رکھتے ہین کہ اللہ موحدین کے گناہون کو بخش دے اور فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تلقین کرو تم تمہارے مردون کو شہادت ان لا الہ الا اللہ کی پس جس شخص نے کہا اوس کو وقت اپنی موت کے تو واجب ہو گئی واسطے اوس کے جنت اسپر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر جو شخص کہے اوس کو اپنی صحت مین تو آپ نے فرمایا تلک اوجب واوجب یعنی صحت مین لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا زیادہ تر واجب کرنے والا ہے جنت کو پھر فرمایا قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہاتھہ مین میری جان ہے اگر لائے جائین آسمان اور زمینین اور جو کچھہ کہ اون مین ہے اور جو کچھہ کہ اون کے درمیان مین ہے اور جو کچھہ کہ اون کے نیچے ہے پھر وہ رکھی جائین ترازو کے پلے مین اور رکھی جاے گواہی لا الہ الا اللہ کی دوسرے پلے مین تو البتہ راجح ہو جائیگی اون پر یعنی شہادت کا پلہ بھاری ہو جائیگا ابن جریر نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے اور حدیث بطاقہ اس کی شہادت دیتی ہے واللہ اعلم ضحاک نے کہا تیفطرن کے یہ معنی ہین کہ وہ پھٹ جائین واسطے خوف کے اللہ کی عظمت سے عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا تشقق الارض سے یہ مراد ہے کہ زمین پھٹ جائے مارے غصے کے واسطے اللہ عزوجل کے حضرت

۱۲ بطاقہ کے بارے مین صاحب وطای نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے جس سے تین امور کا ثبوت ہوتا ہے اول یہ کہ اوس شی کا وزن یا عدد کیا جاتا ہے اگر وہ شے عین ہو اور اگر وہ شے متاع ہے تو اوس مین اوس کی قیمت لگائی جاتی ہے دوسرے یہ کہ اوس نے بتائی ہے کہ وہ بطاقہ جاتا ہے یا نہ جاتا ہے اس صورت مین حرف بازائہ ہیر لگائیگا اور حدیث بطاقہ ہی حدیث مشہور ہے اور قیامت مین ایک شخص کو لائین گے اوسکے گناہ ہونگے دفتر کے دفتر پھر ہونگے وہ اپنی ہلاکت کا یقین کریگا پھر ایک پرچہ نکالینگے اوس مین لا الہ الا اللہ لکھا ہوگا پھر اوسکو ترازو مین رکھہ دینگے تو بھاری ہو جائیگا بسبب برکت کلمہ طیبہ کے زہے برکت و عظمت و گرانی اس کلمہ پاک کی ۱۲

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہدّاً سے مراد ہدم ہے سعید بن جبیر نے کہا
کہ تخر الجبال ہدا کا یہ مطلب ہے کہ ٹوٹ جائے بعض پہاڑ بعض پر پیاپے یعنی پہیم
بعض پہاڑ بعض پر ٹوٹ کر گر پڑیں ابن جریر نے عون بن عبداللہ سے روایت
کیا ہے کہ بی شک پہاڑ البتہ پکارتا ہے پہاڑ کو اوس کا نام لیکر ای فلان کیا گذرا ہے
تجھپر آج کے دن کوئی ذاکر واسطے اللہ عزوجل کے تو وہ کہتا ہے ہان اور خوش ہوتا ہے
عون نے کہا البتہ پہاڑ خیر کو زیادہ تر سنتے ہین پس وہ سنتے ہین زور و باطل یعنی
جھوٹ اور خلاف حق کو اور نہ سنین اوس کے غیر کو پھر یہ آیت پڑھی تکاد الی قولہ ولدا
عون غالب بن عجرد سے روایت کرتے ہین غالب نے کہا مجھے حدیث کی اہل شام
کے ایک آدمی نے منی کی مسجد مین کہا مجھے یہ بات پونہچی ہے کہ جس وقت اللہ نے
زمین کو پیدا کیا اور پیدا کیا درختون کو جو اوس مین ہین تو نہین تہا زمین مین کوئی
درخت کہ آئین اوس کے پاس بنی آدم مگر پونہچتے وہ اوس سے کسی منفعت کو یا کہا
کہ ہوتی اون کے لیے اوس مین کوئی منفعت اور ہمیشہ رہے زمین اور درخت اس
حال پر کہ یہان تک کہ کلام کیا فجرہ بنی آدم نے ساتہہ اس کلمہ عظیم کے یعنی یہ قول انکا
کہ اتخذ الرحمن ولدا پھر جب اونہون نے اس کلمے کے ساتہہ کلام کیا تو زمین
کانپ اوٹھی اور درخت خاردار ہوگئے اخرجہ ابن ابی حاتم ایضا کعب احبار نے کہا
کہ غصہ کیا فرشتون نے اور برافروختہ ہوئی جہنم جبکہ اونہون نے کہا جو کچھہ کہ کہا
امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے کوئی زیادہ تر صبر کرنیوالا
ایذا پر جس کو وہ سنے اللہ سے اوس کے ساتہہ شرک کیا جاتا ہے اور اوس کے واسطے
اولاد ٹہیرائی جاتی ہے اور وہ اون کو عافیت دیتا ہے اور اون سے دفع کرتا ہے
اور اون کو روزی دیتا ہے اخرجاہ فی الصحیحین ایک لفظ مین یون ہے کہ بی شک وہ
ٹہیراتے ہین واسطے اوس کے اولاد اور وہ اون کو روزی دیتا ہے اور اون کو
عافیت دیتا ہے وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا کا یہ مطلب ہے کہ یہ بات اوس کے لیے

ولد بمعنی ابن
ولد بمعنی ابن
صراح ص ۱۰۳ سطر ۱۲
ولد بمعنی ابن

درست نہین ہے نہ اوس کو لائق ہے مارے اوس کی جلال وعظمت کے کیونکہ
اوس کی خلق سے اوس کے جوڑ کا کوئی نہین ہے اس لیے کہ ساری خلائق اوس کے
غلام ہین اور اسی لیے یون فرمایا ہے کہ کوئی نہین آسمان اور زمین مین جو نہ آوے
رحمن کا بندہ ہوکر اوس کے پاس اون کا شمار ہے اور گن رکھی ہے اون کی گنتی
یعنی اللہ پاک اون کی گنتی کو جان چکا ہے جب سے کہ اوس نے اون کو پیدا کیا ہے
روز قیامت تک اون کے نر کو اور مادہ کو اور چھوٹے کو اور بڑے کو اور ہر کوئی
اونمین کا آویگا اوس کے پاس قیامت کے دن اکیلا یعنی کوئی اوسکا مددگار نہوگا
نہ کوئی پناہ دینے والا مگر اللہ وحدہ لاشریک لہ پھر وہ اپنی خلق مین حکم کرے گا جو
چاہے گا اور وہ ایسا عادل ہے کہ ذرہ برابر ظلم نہ کریگا اور نہ کسی پر ظلم فرمائیگا **ف**
خلاصۂ فتح البیان یہ ہے کہ جملۂ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا مستانفہ ہے واسطے بیان
قول یہود و نصاری کے اور قول اوس شخص کے عرب مین سے جو یہ زعم کرتا ہے کہ
فرشتے اللہ پاک کی بیٹیان ہین کلمۂ ولد بالفتح وضم واو دونو طرح پڑھا گیا ہے جیسا کہ
گذر چکا ہے جملۂ لقد جئتم شیئا ادا مین التفات[1] ہے غیبت سے طرف خطاب کے
اور رد ہے اس قول زشت کا ادّ کہتے ہین داہیہ وامر فظیع کو اور اسی طرح ادّہ ہے
جدیا کہ جوہری نے کہا ہے مطلب یہ ہے کہ یہ قول ایک بڑی بلا ہولناک اور امر
زشت وسخت مجاوز المقدار ہے واحدی نے کہا کہ ادّا سے مراد عظیما ہے سب کے
قول مین اسی کے حضرت ابن عباس قائل ہین معنی یہ ہین کہ تم نے ایک بڑی اوپری
بات کہی کسی نے کہا ادّ کے معنی عجب ہین کلمۂ تکادبیای تحتانی وتا سے فوقانی دونو
طرح پڑھا گیا ہے اور تیفطرن کو ینفطرن بھی پڑھا ہے انفطار سے ابو عبید نے اسی
قرارت کو پسند کیا ہے اس لیے کہ دو جگہہ قرآن شریف مین آسمان کے واسطے
یہی لفظ استعمال کیا گیا ہے ایک تو اذا السماء انفطرت دوسری جگہہ یہہ ہے
السماء منفطر بہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یتصدعن پڑھا ہے انفطار
وتفطر کے معنی تشقق ہین یعنی پھٹ جانا وتشق الارض مین فعل مکرر لایا گیا واسطے

[1] شاید نکتہ التفات کا یہ ہو کہ اس قول مخوس کے قائل شایان نہین ہین کہ اون کو مخاطب کرکے یہ قول نفیس کیا جاوے پھر اور کرز مین اون کو واسطے تبکیت وتقریع کے مخاطب کیا واللہ اعلم ۱۲

تاکید کے کیونکہ معنی تیفطرن اور تشقق کے ایک ہین معنی یہ ہین کہ زمین اس قول کے
کہنے والون کو لیکر دہس جائے تخرالجبال ہدا کا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ گر پڑین اور
منہدم ہو جائین ہدّا کے نصب کی چار وجہین ہین ایک یہ ہے کہ مصدر موکد ہے
یعنی مفعول مطلق واسطے تاکید کے کیونکہ ضرور ہم معنی ہے ہدا کا دوسری وجہ یہ
ہے کہ مفعول مطلق ہے فعل مقدر کا یعنی وتہدہدا تیسری وجہ یہ ہے کہ جبال کا حال
ہے بمعنی مہدودۃ چوتھی وجہ یہ ہے کہ مفعول لہ ہے تخر کا یعنی لانہا تہدان دعوا
للرحمن ولدا اَن کے پہلے لام مقدر ہے یا من اجل اور دعوا بمعنی جعلوا ہے یعنی آسمانون کا
پہٹ جانا اور زمین کا دہس جانا اور پہاڑون کا ڈہے کر گر پڑنا اس لیے ہے کہ
ٹہیرائی اونہون نے واسطے رحمن کے اولاد کسی نے کہا یہ جملہ محل رفع مین ہے اس
بنیاد پر کہ فاعل ہے ہدا کا معنی یہ ہین کہ گرا دیا پہاڑون کو اولاد کے پکارنے نے
دعا کے معنی تسمیہ ہین یعنی نام رکہا اونہون نے واسطے رحمن کے بیٹا یا دعا کے معنی
نسبت کے ہین یعنی نسبت کی اونہون نے طرف رحمن کے اولاد کی حال آنکہ لائق
نہین ہے واسطے رحمن کے کہ رکہے اولاد کیونکہ یہ اوسپر محال ہے اس لیے کہ اولاد
جنسیت وحدوث کی مقتضی ہے آتی صیغۂ اسم فاعل ہے اتی سے اور مراد اوس سے
زمانۂ آیندہ ہے بلحاظ لفظ کل کے اوس کو اور آتیہ کو مفرد لائے ہین اور ایک
قرارت آتٍ بنا بر اصل ہے معنی یہ ہین کہ نہین ہے کوئی آسمان و زمین مین مگر
وہ آئیگا رحمن کے پاس قیامت کے دن بندہ ہو کر یعنی خاضع و ذلیل بندگی کا
اقرار کرتا ہوا حاضر ہوگا حضرت عزیر و حضرت عیسی علیہما السلام بہی اس مین
داخل ہین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وکل اتوہ داخرین یعنی سب اوس کے
پاس آوین گے ذلیل ہو کر مطلب یہ ہے کہ ساری خلق اوس کی غلام ہے پہر
یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اون مین سے ایک اوس کا بیٹا ہو فرد کے
یہہ معنی ہین کہ وہ تنہا آئے گا اوس کا کوئی مددگار نہ ہوگا نہ اوس کے ہمراہ
کچہہ مال ہوگا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے یوم لا ینفع مال ولا بنون

یعنی جس دن نفع نہ دیگا مال اور

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودا ۝ فانما یسرنٰہ
بلسانک لتبشر بہ المتقین وتنذر بہ قوما لدا ۝ وکم اھلکنا قبلھم من قرن ط
ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا ۝ البتہ جو یقین لائے ہین اور کی ہین اونہون
نے نیکیان اون کو دیگا رحمن محبت سو ہم نے آسان کیا یہ قرآن تیری زبان مین
اسی واسطے کہ خوشی سنادے تو ڈروالون کو اور ڈرادے جھگڑالو لوگون کو اور
کتی کہپا چکے ہم ان سے پہلے سنگتین آہٹ پاتا ہے تو اون مین کسی کی یا سنتا ہے
اون کی بھنک ف یعنی اون سے محبت کریگا یا اون کے دل مین اپنی محبت
پیدا کریگا یا خلق کے دل مین اون کے محبت ڈالیگا انتہی ف اللہ پاک خبر
دیتا ہے کہ جو مومن بندے نیک کام کرتے ہین یعنی وہ اعمال جو کہ اللہ عز وجل کو
راضی وخوش کرتے ہین بسبب پیروی شریعت محمدیہ کے تو اللہ پاک اون کی محبت
ومودت اپنے صالح بندون کے دلون مین جما دیتا ہے یہ ایک ضروری امر ہے
اس سے کسی طرح کا مفر نہین ہے اس باب مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
صحیح صحیح حدیثین بوجود کثیرہ وارد ہوئی ہین ۱- امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بی شک اللہ جس وقت دوست رکھتا ہے کسی بندے کو
تو جبریل کو بلاتا ہے پھر فرماتا ہے ای جبریل بی شک مین دوست رکھتا ہون فلان کو
سو تو اوس کو دوست رکھہ کہا پس دوست رکھتے ہین اوس کو جبریل کہا پھر پکار دیتے
ہین آسمان والون مین کہ بی شک اللہ دوست رکھتا ہے فلان کو سو تم اوس کو دوست
رکھو کہا پس اوس کو آسمان والے دوست رکھتے ہین پھر رکھا جاتا ہے واسطے اوس کے
قبول زمین مین اور بی شک اللہ جس وقت بغض رکھتا ہے کسی بندے سے تو
جبریل کو بلاتا ہے پھر فرماتا ہے ای جبریل بی شک مین بغض رکھتا ہون فلان سے
سو تو اوس سے بغض رکھہ پس جبریل اوس سے بغض رکھتے ہین پھر پکار دیتے ہین
آسمان والون مین کہ بی شک اللہ بغض رکھتا ہے فلان سے سو تم اوس سے بغض

رکھو کہا پس اوس سے آسمان والے بغض رکھتے ہین پھر رکھا جاتا ہے واسطے
اوس کے بغضاء یعنی بغض زمین مین و رواہ مسلم من حدیث سھیل و رواہ
احمد والبخاری من حدیث ابن جریج بمعنٰہ ۲- امام احمد نے حضرت ثوبان رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بی شک بندہ
البتہ طلب کرتا ہے اللہ عزوجل کی رضا کو پھر ہمیشہ اسی طرح رہتا ہے یعنی اللہ پاک
کی خوشی کو ڈھونڈھتا ہے طرح طرح کی طاعتین بجا لاکر اور ہمیشہ اسی جستجو مین لگا رہتا
ہے پس فرماتا ہے اللہ عزوجل جبریل سے کہ بی شک فلان بندہ میرا طلب کرتا ہے
اس بات کو کہ مجھے راضی کرے خبردار اور بی شک میری رحمت اوسپر ہے تو جبریل
کہتے ہین رحمت اللہ کی ہے فلان پر اور کہتے ہین اس کو حاملان عرش اور کہتے
ہین اس کو جو لوگ اون کے گرداگرد ہین یہان تک کہ اس کو ساتون آسمان والے
کہتے ہین پھر اوترتی ہے طرف زمین کی یعنی رحمت اوترتی ہے واسطے اوسکی طرف زمین کی اور مراد اس رحمت سے
محبت اللہ کی ہے اوسکو غریب و لم یخرجہ من ھذا الوجہ ۳- امام احمد نے حضرت
ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے بی شک مقت طرف سے اللہ کے ہے شریک نے کہا کہ مقت محبت و
صیت ہے آسمان سے سو جس وقت اللہ دوست رکھتا ہے کسی بندے کو تو فرماتا ہے
جبریل علیہ السلام سے کہ بی شک مین دوست رکھتا ہون فلان کو پس پکار دیتے ہین
جبریل کہ بی شک تمہارا رب دوست رکھتا ہے فلان کو سو تم اوس کو دوست رکھو
اسود بن عامر کہتے ہین مین گمان کرتا ہون شریک کو کہ مقرا اوس نے کہا ہے پس
اترتی ہے واسطے اوس کے محبت زمین مین اور جس وقت مبغوض رکھتا ہے کسی
بندے کو تو فرماتا ہے جبریل سے کہ بی شک مین مبغوض رکھتا ہون فلان کو سو تو
اوس کو مبغوض رکھ کہا پس پکار دیتے ہین جبریل کہ بی شک رب تمہارا مبغوض
رکھتا ہے فلان کو سو تم اوس کو مبغوض رکھو مین گمان کرتا ہون شریک کو کہ اوس نے
کہا پس جاری ہوجاتا ہے واسطے اوس کے بغض زمین مین غریب و لم یخرجہ

۱ صیت بھی
۲ فلان کو اور رسیہ
۳ جو مرفوعا

۴ - ابن ابی حاتم کا لفظ حضرت ابوہریرہ سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت دوست رکھتا ہے اللہ کسی بندے کو تو پکارتا ہے جبریل کو کہ بے شک مین نے مقرر دوست رکھا فلان کو سو تو اوس کو دوست رکھہ پس وہ پکار دیتے ہین آسمان مین پھر اوترتی ہے واسطے اوس کے محبت زمین والون مین سو یہ وہی قول ہے اللہ عزوجل کا ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا اور واہ مسلم والترمذی کلاھما عن قتیبۃ عن الدراوردی بہ وقال الترمذی حسن صحیح علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ود کے معنی حسب ہین مجاہد کا لفظ اون سے یہ ہے کہ محبت لوگون مین اندر دنیا کے سعید بن جبیر کا لفظ اون سے یہ ہے کہ دوست رکھتا ہے اون کو اور محبوب کر دیتا ہے اون کو یعنی اپنی مؤمن خلق کی طرف جیسا کہ مجاہد نے بھی کہا ہے اور ضحاک وغیرہم نے بھی عوفی کا لفظ اون سے یہ ہے کہ وُدّ طرف سے مسلمانون کے دنیا مین اور رزق حسن اور زبان صادق قتادہ نے اس کی تفسیر مین کہا ہے ارشاد ہے اللہ کی اہل ایمان کے دلون مین ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ ہرم بن حیّان کہا کرتے تھے کہ نہین متوجہ ہوا کوئی بندہ اپنے دل سے طرف اللہ کے مگر متوجہ کر دیتا ہے اللہ مومنون کے دلون کو طرف اوس کے بہان تک کہ روزی کرتا ہے اوس کو اون کی مودت اور اون کی رحمت قتادہ کہتے ہین کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے نہین ہے کوئی بندہ کہ کرے خیر کو یا شر کو مگر پہناتا ہے اوس کو اللہ عزوجل چادر اوس کے عمل کی ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالے نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا واللہ البتہ مین اللہ کی ایسی عبادت کرونگا کہ اوس کے ساتھہ ذکر کیا جاؤن گا پھر وہ دکھائی نہین دیتا نماز کے وقت مین مگر کھڑا ہوا نماز پڑھتے اور تھا اول داخل ہونے والا طرف مسجد کے اور پچھلا نکلنے والا اسپر وہ تعظیم نہین کیا جاتا تھا پھر اسی حال پر سات مہینے تک ٹھیرا رہا اور وہ نہین گذر کرتا تھا کسی

قوم پر گزرہ کہتے کہ اس مرائی یعنی ریاکار کی طرف دیکھو پھر وہ اپنے نفس پر متوجہ
ہوا تو کہا کہ مین نہین دیکھتا ہون اپنے آپ کو کہ میرا ذکر ہو مگر ساتھہ برائی کے پھر آئینہ
البتہ کرونگا مین اپنے سارے عمل کو واسطے اللہ عزوجل کے سوا وس نے زیادہ
نہ کیا اسپر کہ اپنی نیت کو قلب کر دیا اور زیادہ نہ کیا اوس عمل پر جس کو وہ کیا کرتا تہا
پھر وہ گذر کرتا تہا بعد اس کے قوم پر تو وہ کہتے کہ رحم کرے اللہ فلان پر الآن الآن
یعنی اب وہ ٹھیک ہو گیا اور حضرت حسن نے یہی آیت پڑہی ان الذین اٰمنوا اٰمنوا
ابن جریر نے ایک اثر ذکر کیا ہے کہ یہ آیت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی
ہجرت کے بارے مین نازل ہوئی ہے حالانکہ یہ قول خطا ہے کیونکہ یہہ پوری
سورت مکیہ ہے اس مین سے بعد ہجرت کے کچہہ نازل نہین ہوا اور نہ اس کی سند
صحیح ہے واللہ اعلم فانما یسرناہ بلسانک مین ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتی ہے
اور زبان سے مراد زبان عربی مبین فصیح کامل ہے اور خطاب حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو ہے متقین سے مراد وہ لوگ ہین جو کہ اللہ پاک کے حکم کو مانتے ہین اوسکے
رسول کی تصدیق کرتے ہین قوما لدا سے مراد وہ لوگ ہین جو کہ حق سے کج روی
کرتے ہین باطل کی طرف جہکتے ہین مجاہد کا لفظ یہہ ہے کہ استقامت نہین کرتے ہین
یعنی راست و درست نہین رہتے سیدہی راہ نہین چلتے ہین ابو صالح کا قول یہ ہے
کہ عوجا عن الحق یعنی حق سے کجروہین ضحاک کا لفظ یہ ہے الالد الخصم یعنی بڑے جہگڑالو
قرظی کا قول یہ ہے الالد الکذاب یعنی بڑے جہوٹے حضرت حسن بصری نے فرمایا
کہ بہرے ہین یعنی حق سے آن کے غیر نے کہا کہ اون کے دل کے کان بہرے ہین
قتادہ نے کہا قوم لدا سے مراد قریش ہین حضرت ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ فجار ہین
اسی طرح لیث بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت کیا ہے ابن زید کا لفظ یہ ہے الالد
الظلوم یعنی بڑے ظالم ہین اور یہ آیت پڑہی وہو الد الخصام من قرن سے وہ
امت مراد ہے جس نے اللہ پاک کی آیتون کا انکار کیا اور اوس کے رسولون کو
جہٹلایا ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا یعنی کیا تو دیکھتا ہے اون مین سے

کسی کو حضرت ابن عباس و ابو العالیہ و عکرمہ و حضرت حسن بصری و سعید بن جبیر
و ضحاک و ابن زید نے کہا کہ مراد رکز سے صوت ہے یعنی آواز اور حضرت حسن
و قتادہ نے یہ معنی کئے ہین کہ کیا تو دیکھتا ہے کسی عین کو یا سنتا ہے کسی آواز کو
رکز اصل لغت مین صوت خفی کو کہتے ہین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے
ہین آخر تفسیر سورۃ مریم و للہ الحمد و المنۃ یتلوہ ان شاء اللہ تعالے تفسیر
سورۃ طٰہٰ و للہ الحمد ف فتح البیان مین کہا ہے کہ کلمۂ ود کو جمہور قراء سبعہ
و غیرہم نے بضم واو پڑہا ہے اور یکسر واو و فتح واو بھی پڑہا گیا ہے معنی اس کے
حب و محبت و دوستی کے ہین یعنی اللہ پاک اون کی محبت اپنے بندون کے
دلون مین ڈال دیگا بدون اس کے کہ وہ اوس کو اون اسباب سے طلب کرین جو
اوس کے باعث ہوتے ہین جس طرح کہ اون کے دشمنون کے دلون مین رعب
ڈال دیگا اور یہ محبت و رعب کا ڈال دینا دنیا مین ہوگا حرف سین جو کہ استقبال
کے لیے آتا ہے یہ بات بتاتا ہے کہ محبت و رعب کا ڈال دینا اس سے پہلے
نہین ہوا ہے اور وہ بعد نزول اس آیت کریمہ کے کیا جائیگا کیونکہ وقت نزول اس
آیت کے مومنین مکے مین تھے اور اس وقت مین درمیان کفار کے ممقوت و
مبغوض رہتے تھے اس لیے اللہ پاک نے اون کو اس کا وعدہ دیا جس وقت کہ
اسلام ظاہر و غالب ہوگا پھر اللہ پاک نے درمیان قلوب مومنین کے الفت ڈال دی
اور اون کے دلون مین محبت و مودت رکھدی یا یہ معنی ہین کہ اللہ پاک اون کو محبت
دیگا قیامت مین جس وقت کہ اون کی نیکیان علی رؤس الاشہاد سب کے روبرو کہلا
پیش کی جائینگی تو اون کے سینون مین جو کچھ کینہ و بغض ہوگا اوس سب کو دور
کر ڈالیگا پس سب کے سب باہم محب یک دیگر ہو جائین گے کینہ و دشمنی کا آثار
نہ رہیگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ یہ آیت کریمہ حق مین حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے نازل ہوئی ہے معنی یہ ہین کہ اون کی محبت مومنین کے دل
مین رکھدیگا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نے حضرت علیؓ سے فرمایا تو کہہ اللھم اجعل لی عندک عھدا واجعل لی عندک
ودا واجعل لی فی صدور المومنین مودۃ یعنی اے اللہ تو کردے میرے
لیے نزدیک اپنے ایک عہد اور کردے میرے واسطے اپنے نزدیک دوستی اور
کردے میرے لیے مؤمنین کے سینون مین محبت اسپر اللہ پاک نے یہ آیت حق
مین حضرت علیؓ کے نازل فرمائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مین نے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا سچی محبت
ہے مومنین کے سینون مین اس باب مین احادیث وآثار بہت وارد ہوئے ہین چنانچہ
بعض سابق مین گذر چکے ہین پھر اللہ پاک نے قرآن شریف کے خصوصًا اس سورت
مبارک کی تعظیم ذکر فرمائی اس لیے کہ یہ سورت مشتمل ہے توحید ونبوت پر اور بیان حال
معاندین پر پس ارشاد فرمایا فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ تیسیر سے مراد تفصیل وتسہیل ہے اور
حرف با بمعنی علی ہے اور حرف فا واسطے تعلیل کلام کے ہے جس کی طرف نظم کریم کھچ رہی
ہے گویا یون کہا گیا کہ یہ کلام جو تم پر نازل کیا گیا ہے تم اوس کو پہونچاؤ یا اوس کی
خوشی سناؤ اور اوس سے ڈراؤ اس لیے کہ ہم نے تو اوس کو یعنی قرآن پاک کو آسان
کردیا ہے بسبب اوتارنے ہمارے کے اوس کو تمہارے لغت وزبان عربی پر اور ہم نے
اوس کی تفصیل کی ہے اور اوس کو سہل کردیا ہے پھر اس آسان کرنے کی علت ذکر
فرمائی سو یون ارشاد کیا لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ یعنی تاکہ تم خوشخبری دو ساتھہ اوس کے اون
لوگون کو جو کہ متلبس ومتصف بہ تقوی ہین یعنی بڑے پرہیزگار خدا ترس اور ڈراؤ ساتھہ
اوس کے جھگڑالو قوم کو اگر ہم اوس کو غیر زبان عربی مین نازل کرتے تو خوشخبری دینا
اور ڈرانا سہل نہوتا کیونکہ مخاطب لوگ غیر عربی کو نہ سمجھتے لُدًّا جمع ہے الد کی الد کہتے ہین
سخت جھگڑنے والے کو اوسی وادی سے ہے یہ قول اللہ پاک کا وھو الد الخصام
پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفار کے ہلاک کرنے کا وعدہ کیا اور کفار کو وعید
سنائی اور اون کو ڈرایا دھمکایا پس یون ارشاد فرمایا وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ یعنی
ہم ان سے پہلے کتنی امتین جماعتین سنگتین کھپا چکے ہین مطلب یہ کہ اگر تمہارے

وقت کے کفار راہ راست اختیار نہ کرین گے اور کفر و انکار سے باز نہ آئین گے تو
ان کا حال بھی گلون کا سا حال ہو گا پھر اس جملے کے مضمون کی تقریر و تثبیت فرمائی
یون ارشاد کیا ھل تحس منھم من احد یعنی کیا تو شعور رکھتا ہے اون قرنون مین سے
کسی کا یا تو اونکو دیکھتا ہے یا پاتا ہے یا جانتا ہے مطلب یہ ہے کہ ہرگز نہین وہ سب کے سب
کھپ گئے مرمٹ چکے کسی کا اون مین سے اتا پتا نہ رہا احساس کہتے ہین حاسہ سے
دریافت کرنے کو اور حواس پانچ ہین اور حس و حسیس آواز خفی کو کہتے ہین رکز خفا و
صوت خفی کو بولتے ہین یزیدی و ابو عبیدہ نے کہا رکزوہ ہے کہ سمجھ مین نہ آئے
آواز ہو یا حرکت معنی یہ ہین کہ جس وقت اون پر ہمارا عذاب آیا تو کوئی شخص باقی نہ رہا
کہ دکھائی دے نہ کوئی آواز کہ سنی جائے یعنی سب کے سب ہلاک ہو گئے حضرت
حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہین باد واجمیعا فلم یبق منھم عین ولا اثر یعنی سب
ہلاک ہو گئے اون سے کوئی عین و اثر باقی نہ رہا سو اسی طرح یہ لوگ ہین جو کہہ پیمبر اور ترا
اگر اوس کے تدبر و تامل سے منہ موڑین گے تو انجام اون کا ہلاک ہے پس
چاہیے کہ تم پر اون کا امر و حال سہل و آسان ہو واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع
والمآب الحمد للہ کہ تفسیر اس سورۂ مبارکہ کی بارھوین ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۸ ہجری روز
سہ شنبہ وقت عشا کے ختم ہوئی آخر ماہ صفر مین لکھنا شروع ہوا تھا درمیان مین بسبب
بعض امراض و مہمل کے تحریر مین حرج ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی واذاقنا حلاوۃ رضوانہ
الاسنی آمین والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوۃ والسلام علی خیر البریات
وعلی آلہ وصحبہ والصحابیات

سورۂ طٰہٰ

یہ سورت ایک سو پینتیس یا بیالیس آیت ہے قرطبی رحمہ اللہ تعالے نے کہا
مکی ہے سب کے قول مین اور اسی کے حضرت ابن عباس و ابن الزبیر قائل ہین
امام سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے اتقان مین فرمایا ہے کہ فاصبر علی مایقولون اس سے

مستثنیٰ کیا گیا ہے ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا
سارا قرآن رکھا جائیگا اہل جنت سے سو وہ اوس مین سے کچھ نہ پڑہین گے مگر سورۂ
طٰہٰ و یٰسٓ کیونکہ وہ ان دونون کو پڑہین گے جنت مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ اونہون نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قصہ ذکر کیا
ہمراہ اون کی بہن کے اور خباب کے اور پڑہنا ان دونون کا سورۂ طٰہٰ کو اور یہی سبب
ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا یہ قصہ کتب سیر مین مشہور ہے کذا فی فتح البیان
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ امام الائمہ محمد ابن اسحاق ابن خزیمہ نے کتاب التوحید
مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے بے شک اللہ نے پڑہا طٰہٰ و یٰسٓ کو ہزار برس پہلے خلق آدم سے
سو جس وقت فرشتون نے سنا تو کہا خوشی ہو اوس امت کو جس پر یہ نازل ہوگا اور خوشی
ہو اون زبانون کو جو اس کے ساتھ بولین گی یہ حدیث غریب ہے اسمین نکارت ہے

ابراہیم بن مہاجر اور اون کے شیخ مین کلام کیا گیا ہے

لہ ابراہیم بن مہاجر بن مسمار عن عمر بن حفص بن ذکوان ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طٰہٰ ۝ مآ اَنزَلنَا عَلَیکَ القُراٰنَ لِتَشقٰٓی ۝ اِلَّا تَذکِرَۃً لِّمَن یَّخشٰی ۝ تَنزِیلًا مِّمَّن
خَلَقَ الاَرضَ وَالسَّمٰوٰتِ العُلٰی ۝ اَلرَّحمٰنُ عَلَی العَرشِ استَوٰی ۝ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الاَرضِ وَمَا بَینَہُمَا وَمَا تَحتَ الثَّرٰی ۝ وَاِن تَجہَر بِالقَولِ فَاِنَّہٗ یَعلَمُ السِّرَّ
وَاَخفَی ۝ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ لَہُ الاَسمَآءُ الحُسنٰی ۝ اس واسطے نہین اوتارا ہم نے
تجہپر قرآن کہ تو محنت مین پڑے مگر نصیحت کے واسطے جس کو ڈر ہے اوتارا ہے اوس
شخص کا جس نے بنائی زمین اور آسمان اونچے وہ بڑی مہر والا ہے تخت کے اوپر
قائم ہوا اوسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین مین اور اون دونون کے بیچ اور نیچے
سیلی زمین کے اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اوس کو خبر ہے چپے کی اور اوس سے چپے
کی اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہین کسی کی اوسی کے ہین سب نام خاصے ف

چپا جو آہستہ بولے اور اوس سے چپا جو دل مین ہو **ف** کافر جب رحمن سنتے
تو کہتے تم ایک کو ٹہیراؤ کبھی کسی کو پکارتے ہو کبھی کسی کو انتہی **ف** فتح البیان مین
کہا ہے کہ کلمۂ طہ کے معنی مین اہل علم نے کئی قول پر اختلاف کیا ہے ایک قول یہ ہے
کہ منجملہ اوس متشابہ کے ہے جس کی مراد سمجھ مین نہین آتی ہے **۲** یعنی یا رجل ہی بان
قبیلۂ عکل مین اور زبان قبیلۂ عک[۱] مین کلبی نے کہا اگر تو عک کے کسی آدمی سے یا رجل
کہے تو وہ جواب نہ دیگا یہان تک کہ تو طہ کہے کسی نے کہا کہ طہ لغت عک مین یعنی یا حبیبی ہے
یعنی ای یا سید دوست مخاطب نے کہا کہ طہ لغت طی مین بہی اسی طرح ہے یعنی یعنی یا رجل
اور اسی طرح حسن و عکرمہ نے بہی کہا ہے کسی نے کہا کہ لغت سریانی بہی اسی طرح ہے اس
قول کو ثعلبی نے حکایت کیا ہے اور ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ طہ اسی طرح لغت
نبطی مین ہے سدی و سعید بن جبیر اسی کے قائل ہین عکرمہ سے منقول ہے کہ اسی طرح
لغت حبشہ مین ہے کوئی مانع نہین ہے اس سے کہ یہ کلمہ اس معنی کے لیے ان سب
زبانون مین موضوع ہو جب کہ نقل صحیح ٹہیری **۳** - ایک نام ہے اللہ پاک کے ناموں سے
۴ - ایک نام پاک ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا **۵** - نام ہے اس سورت کا **۶** -
حروف مقطعہ مین ہر ایک اون مین سے ایک معنی پر دلالت کرتا ہے پہر کئی قول پر ان
معانی مین اختلاف کیا ہے جن پر یہ حروف دلالت کرتے ہین وہ سب قول تکلف و تعسف
سے خالی نہین ہین **۷** - اس کے معنی یہ ہین کہ طوبی لمن رآک یعنی خوشی ہو اوس کو
جس نے ہدایت پائی **۸** - اس کے معنی ہین طا[۲] الارض یا محمد ابن انباری نے کہا وجہ
اس کی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی مشقت کا تحمل فرمایا کرتے تہے یہان تک
کہ قریب تہا کہ آپ کے قدم مبارک ورم کر آئین اور تروح و آسائش کی طرف حاجتمند
ہون اس پر آپ سے فرمایا گیا کہ طا الارض یعنی تم اتنا تعب و مشقت نہ اوٹہاؤ کہ تروح و
آسائش کے حاجتمند ہو وقاضی عیاض نے شفا مین ربیع بن انس سے روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت نماز پڑہتے تو ایک پانون پر کہڑے ہوتے اور
دوسرے کو اوٹہا لیتے اس پر اللہ پاک نے طہ نازل فرمائی یعنی طا الارض یا محمد حضرت حسن بصری

---

[۱] ایک قبیلہ ہے قبائل عرب سے ۱۲
[۲] یعنی زمین کو روند و اپنے دونو پانون سے مطلب یہ ہے کہ دونو قدمون کو برابر زمین پر رکہو یہ خطاب آپ کو جب ہوا کہ آپ تہجد کی نماز مین مارے شدت عبادت اور طول قیام کے ایک پانون پر کہڑے رہتے اور دوسرے کو راحت دیتے تہے ۱۲

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہون نے طٰہٰ پڑہا ہے وَعٰ کے وزن پر یہ امر ہے ساتھہ
وطُؤ کے اس کے معنی ہین زمین کو روندنا طٰہٰ کی اصل طا ہے ہمزہ کو حرف ہا سے
بدل دیا ہے ۹ ایک قسم ہے کہ اللہ پاک نے اپنے طُول[۱] و ہدایت کی قسم کہائی ہے اکثر
مفسرین سے یہی مروی ہے کہ طہ کے معنی یا رجل ہین یعنی ای مرد مراد اس سے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین حضرت حسن و عکرمہ و سعید بن جبیر و ضحاک و قتادہ و
مجاہد و حضرت ابن عباس کا یہی قول ہے سوائے اس کے کہ بعض کہتے ہین کہ طہ بمعنی
یا رجل زبان حبشہ و نبطی و سریانی مین ہے اور کلبی کہتے ہین کہ زبان عک مین چنانچہ
اول گذر چکا ہے ابن انباری کہتے ہین کہ لغت قریش کا اس معنی مین اوس لغت کے
موافق ہو گیا ہے کیونکہ اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیر قریش کی
زبان کے ساتھہ مخاطب نہین فرمایا ہے انتہے اور جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ طہ
بمعنی یا رجل کسی لغت مین لغات عرب سے ہے تو وہ ظاہر المعنی و اضح الدلالت
ہو گا اور اون فواتح سور سے خارج نہیں ہے گا جن کا ہم بیان کر چکے ہین فاتحہ سورہ
بقرہ مین کہ وہ متشابہ سے ہین مطلب یہ کہ جب طہ کے معنی یا رجل کسی لغت عرب مین
ثابت ہو چکے تو اب اوس کے معنی ظاہر ہو گئے منجملہ متشابہ نرہا اور اسی طرح جس وقت
کہ اس معنی کے واسطے کسی لغت مین لغات عجم سے ہو گا اور عرب نے اپنے کلام مین
اس معنی کے اندر استعمال اوس کا کیا ہو گا جس طرح کہ باقی عجمی کلمے جن کو عرب نے
استعمال کیا ہے جو کہ کتاب عزیز مین موجود ہین تو یہی کلمہ طہ بسبب اس استعمال
کے عرب کے لغت سے ہو گیا علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین وہ جو روایت
کیا گیا ہے کہ معنی طہ کے یا رجل ہین سو اگر یہ صحیح ہو جائے تو ظاہر ہے ورنہ پھر وہی حق
ہے جو کہ سورہ بقرہ مین مذکور ہو چکا ہے انتہی اور اسی لیے علامہ محلی رحمہ اللہ تعالی نے
یون فرمایا ہے کہ اللہ اعلم بمرادہ بذلک یعنی اونہون نے اس کے معنی کچھہ بیان نہین کیے
صرف یہ کہدیا کہ اللہ ہی اپنی مراد کو اس سے خوب جانتا ہے جملہ ما انزلنا علیک القرآن
لتشقی مستانفہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی اور تسکین خاطر عاطر کے لیے

[۱] طول بالفتح منت نہادن و فزون کردن بر کسے و غلبہ آن در فضل و منت ا صراح

لایا گیا ہے کہ جو آپ کو مشرکون کی طرف سے تعب و شقا یعنی ماندگی اور تکان اور
محنت و مشقت پیش آیا کرتی تھی اوس سے آپ کے دل فیض منزل کو چین ملے
کلمہ شقا تعب کے معنی مین آتا ہے اور اس مین شائع و ذائع و مشہور و معروف ہے
ابن کیسان نے کہا اصل شقا کی لغت مین تعب و عنا ہے تعب کہتے ہین ماندہ شدن
یعنی تھکنے عاجز ہونے کو اور عنا محنت و مشقت کھینچنے کو بولتے ہین پھر جب اصل شقا
کی تعب و عنا ٹھیری تو اس کو چھوڑ کر کلمہ شقا ذکر فرمایا شاید اسمین یہ بات بتانا منظور ہو کہ
آپ پر قرآن شریف اس لیے اوتارا گیا ہے کہ آپ سعید ہون، شقا ضد ہے
سعادت کی معنی یہ ہین کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے نہین اوتارا قرآن کو تم پر
اس واسطے کہ اون پر اور اون کے کفر پر فرط تاسف کر کے اور اون کے ایمان نہ لانے پر
حسرت و افسوس کر کے تعب و مشقت مین پڑو کیونکہ تم پر نہین ہے مگر یہی کہ تم پہونچا دو
پس یہ ویسا قول ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے فلعلک باخع نفسک نحاس نے
کہا بعض نحوی کہتے ہین کہ لام تشقی کا لام نفی ہے بعض نے کہا لام جحود ہے ابن کیسان نے
کہا لام خفض ہے یہ تفسیر آیت کریمہ کی اوس شخص کے قول کی بنیاد پر ہے جو یہ کہتا ہے
کہ طٰہٰ مثل سائر فواتح صور کے ہے جو کہ واسطے شمار کرنے اسمائے حروف کے ذکر کیے
گئے ہین اور اگر طٰہٰ سورت کا نام ٹھیرایا جائے تو قولہ تعالی ما انزلنا الخ اوس کی خبر ہو گا
اور جب کہ بمعنی یا رجل یا طا الارض کے ٹھیرے گا تو بھی ما انزلنا الخ جملہ مستانفہ ہو گا
غرض اس جملے کے لانے سے یہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو عبادت
مین مبالغہ فرمایا کرتے تھے اوس سے آپ کو مصروف فرما دیا جائے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ پہلے پہل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی
نازل ہوئی تو آپ اپنے صدر قدمین کھڑے ہوا کرتے تھے جس وقت کہ نماز پڑھتے
سپر اللہ نے طٰہٰ الآیۃ نازل فرمائی دوسرا قول ان کا یہ ہے کہ کفار نے کہا البتہ مقرر شقی
ہوا یہ مرد ساتھ اپنے رب کے اسپر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی تیسرا قول ان کا یہ ہے کہ
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کھڑے ہوتے رات کو یعنی واسطے نماز

لا سو کمین او
گھونٹ دالیگا اپنی
جان ۱۲ صدر
قدم جای پیونہ
معلب ہے
کے سبب سے یا اون کے
پیچھون پاکھڑے
ہونے سے ۱۲

پڑھنے کے تو خود کو ایک رسی سے باندھ دیتے تاکہ سو نجائین اسپر اللہ پاک نے یہ آیت
نازل فرمائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مراد ہے فرمایا کرتے تھے درمیان اپنے دونو قدم کے کھڑے ہوتے ہر ایک پانون پر
یہان تک کہ یہ آیت اوتری علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے اس کی اسناد کی تحسین کی ہے
الا تذکرۃ کے نصب مین تین قول ہین ایک یہ ہے کہ مفعول لہ ہے انزلنا کا مثل
اس قول کے ما ضربتک للتادیب الا اشفاقا علیک یعنی مین نے تجھکو نہین مارا واسطے
ادب دینے کے مگر واسطے شفقت کرنے کے تجھپر معنی آیت کے یہ ہین کہ نہین اوتارا ہمنے تیپر
قرآن واسطے مشقت مین پڑنے کے مگر واسطے نصیحت کے دوسرا قول زجاج کا ہے
کہ بدل ہے لتشقی سے یعنی ما انزلنا ہ الا تذکرۃ معنی یہ ہین کہ نہین اوتارا ہمنے قرآن کو
مگر واسطے نصیحت کے ابو علی فارسی نے اس قول کا انکار کیا ہے اس جہت سے کہ تذکرہ
شقا نہین ہے یعنی بدل کی صورت مین تذکرہ و شقا ایک ہون گے حالانکہ شقا اور ہے
اور تذکرہ شی دیگر ہے تیسرا قول ابو علی کا ہے کہ اوس کا نصب بنا بر مفعول مطلق ہے یعنی نہین اوتارا
ہمنے قرآن کو مگر اس لیے کہ نصیحت کرو تم ساتھ اوس کے نصیحت کرنے کر یا مفعول لہ کی بنیاد
پر منصوب ہے یعنی نہین اوتارا ہمنے تیپر قرآن تاکہ تم مشقت مین پڑو بسبب اوس کے نہین
اوتارا ہمنے اوس کو مگر واسطے نصیحت کے رہا استثنا سو جلال محلی نے کہا ہے کہ وہ منقطع
ہے اس لیے کہ تذکرہ جنس شقا سے نہین ہے جس کی نفی کی گئی ہے اور الا بمعنی لکن ہے
یعنی لیکن اوتارا ہمنے قرآن کو واسطے نصیحت کے لمن یخشی یعنی واسطے نصیحت اوس شخص
کے جو ڈرا اللہ سے یا اوس شخص کے لیے جس کا امر آئندہ طرف خشیت کے رجوع کریگا
یا واسطے اوس شخص کے جس کے دل مین خشیت و رقت ہے وہی بسبب اوتارنے
قرآن پاک کے اثر پذیر ہوگا یا واسطے اوس شخص کے کہ اللہ پاک نے جان لیا ہے
کہ وہ قرآن پاک کے ڈرانے سے ڈریگا کیونکہ فائدہ پانے والا وہی ہے گویا اس طرف
اشارہ ہے کہ لام لمن مین واسطے عاقبت کے ہے یعنی انجام کار کو قرآن شریف
اوس آدمی کے واسطے نصیحت و موعظت ہے جس کو اللہ پاک جان چکا ہے کہ وہ

لہ امر اوصہ گاہے بریں پاپوشہ یعنی کبھی اس پانون پر کبھی اوس پانون پر اوصہ ہوتا تھا

خوف و خشیت کریگا ورنہ پڑھنے والے سننے والے تو بی حد و حساب ہین اور ڈرنی والے
بہ نسبت اون کے بغایت کم تنزیلا الخ کے نصب مین کئی وجہ ہین یا تو مفعول مطلق ہے
فعل مقدر کا یعنی نزلناہ تنزیلا یا بدل ہے تذکرۃ سے یا مفعول ہے یخشی کا یا منصوب
ہے بنا بر مدح یا بنا بر حال اور اس کو مرفوع بھی پڑھا ہے اس صورت مین خبر ہوگی مبتدا
محذوف کی یعنی ہذا تنزیل یعنی یہ اوتارا ہے اوس شخص کی طرف سے جسنے پیدا کیا
زمین کو اور اونچے آسمانون کو العلا جمع ہے علیا کی بمعنی مرتفع و بلند جس طرح کہ کبری
و صغری کی جمع کبر و صغر کے وزن پر آتی ہے خاصکر زمین و آسمان کی پیدائش کا
ذکر اس لیے کیا کہ منجملہ مخلوقات اللہ عزوجل کے جس کو بندے مشاہدہ کرتے ہین
اوس مین زیادہ تر بڑے یہی زمین و آسمان ہین اس آیت مین اللہ پاک اپنے کمال
عظمت و عظیم جلال کی بندون کو خبر دیتا ہے کہ جس شئے کو تم ساری مخلوقات سے
زیادہ تر عظیم دیکھتے ہو اوس کا پیدا کرنے والا وہی وحدہ لاشریک لہ ہی اوس کی عظمت
و جلال و کمال سلطان کا کیا ٹھکانا ہے لا الہ الا ہو و لا رب سواہ الرحمن علی العرش
استوی یہ نعت مقطوع ہے ماقبل سے واسطی قصد مدح کے اور عرش لغت مین سریر کو
تخت و جاہ و صراح
کہتے ہین اور سریر تخت کو بولتے ہین کسی نے کہا عرش وہ ہے جو بلند ہو پھر سایہ کرے
اور مجلس سلطان کا بھی عرش نام رکھا ہے باعتبار اوس کے علو کے ثعلب نے کہا استواء
اقبال علی الشی کو کہتے ہین یعنی کسی چیز پر متوجہ ہونے کو بولتے ہین زجاج و فراء نے بھی
اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا استواء کنایہ ہے عز و ملک و سلطان سے رہا استوی بمعنی
استقر کے سو بیہقی نے کتاب الاسماء و الصفات مین بروایات کثیرہ سلف کی ایک جماعت
سے اوس کو روایت کیا ہے اور ساری روایتون کو ضعیف کر ڈالا ہے حضرت امام
مالک رحمہ اللہ تعالے سے استواء کے بارے مین یون مروی ہے کہ استواء غیر مجہول
ہے اور کیف غیر معقول ہے اور ایمان ساتھہ اوس کے واجب ہے اور سوال اوس سے
بدعت ہے بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اہل سنت کہتے ہین استواء علی العرش اللہ پاک
کی صفت ہے بلا کیف واجب ہے آدمی پر ایمان لانا ساتھہ اوس کے اور سپرد

کری اوس کے علم کو طرف اللہ عزوجل کے حضرت ثوری واوزاعی ولیث وابن عیینہ
وابن مبارک وغیرہم رضی اللہ عنہم سے ان جیسی آیتون مین جو کہ صفات مین آئی ہین
یون مروی ہے کہ اقروہا کما جاءت بلاکیف یعنی تم اون کو برقرار رکھو جس طرح کہ
وہ آئی ہین بدون کیفیت کے یعنی اون پر ایمان لاؤ اور اون کی کیفیت مین خوض
مت کرو بلاکیف اون کو مان لو اس مین دو مذہب ہین پہلا مذہب یہ ہے کہ
قطع ویقین کرنا ہے اس بات کا کہ اللہ پاک مکان وجہت سے متعالی وبرتر ہے
اور خوض نہ کرنا ہے اون کی تاویل مین خازن اسی کے قائل ہین اور اسی کو پسند
کیا ہے دوسرا مذہب خوض کرنا ہے استوا مین بہ تفصیل اسمین دو قول ہین پہلا
قول یہ ہے کہ عرش کلام عرب مین سریر کو کہتے ہین جیسے بادشاہ جلوس کرتا ہے پھر
جس وقت واسطے اوس کے اوس کا ملک مستقیم وراست ودرست ہوتا ہے
اور اوس کا امر جاری اور اوس کا حکم نافذ ہوتا ہے تو کہتے ہین استوی علی عرشہ
واستوی علی سریر ملکہ یعنی بادشاہ اپنے تخت پر مستوی ہوا اور اپنے تخت ملک
پر مستوی ہوا قفال اسی کے قائل ہین خازن نے کہا کہ جو قفال نے کہا ہے وہ
حق وصواب ہے مراد اس سے نفاذ قدرت وجریان مشیت ہے اس کی صحت پر
قول اللہ پاک کا سورۂ یونس مین دال ہی ثم استوی علی العرش یدبر الامر سو یدبر الامر
پھر قائم ہوا عرش پر تدبیر کرتا کام کی
قائم مقام تفسیر کے ہے واسطے ثم استوی علی العرش کے دوسرا قول یہ ہے کہ
استوی بمعنی استولی ہے اور استولی کی معنی غلب وظہر ہین یہ مذہب ہے معتزلہ
کا اور ایک جماعت متکلمین کا اور اسپر قول شاعر سے حجت پکڑی ہے ؎

قَدِ اسْتَوٰی بِشْرٌ عَلَی الْعِرَاقِ مِنْ غَیْرِ سَیْفٍ وَّ دَمٍ مُهْرَاقِ

یعنی غالب ہوا بشر عراق پر بدون تلوار کے اور بغیر خون بہانے کے اس قول کا
یون رد کیا ہے کہ عرب لوگ استوی بمعنی استولی کو جانتے پہچانتے نہین ہین اونکے
محاورے مین جو بولا جاتا ہے سو وہ یہ ہے کہ استوی فلان علی کذا یعنی فلان شخص
فلان شے پر مستوی ہوا یہ جب بولتے ہین کہ وہ شے اوس کی ملک مین نہ تھی پھر وہ

اوسکا مالک ہوا اور اوس پر مستولی ہوگیا اور اللہ تعالی ہمیشہ سے ساری اشیا کا
مالک ہے اور اون پر مستولی ہے پس اس جگہہ سوای اور مخلوقات کے عرش
کے لیے کون تخصیص ہے ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین معنی یہ ہین
کہ بی شک اللہ مستوی اپنے عرش پر ہے اور فوق الاشیاء ہے اشیاء سے بائن و
جدا اور الگ تہلگ ہے نہ اشیا اوس مین حلول کرتے ہین نہ وہ اون مین حلول کرتا
ہے نہ وہ اشیا سے لگتا ہے نہ اون کے مشابہ ہوتا ہے ابن الاعرابی سے مروی ہے
کہ ایک آدمی اون کے پاس آیا پوچھا کہ اس آیت کے کیا معنی ہین فرمایا کہ اللہ اپنے
عرش پر مستوی ہے جیسے کہ اوس نے خبر دی ہے وہ آدمی بولا کہ استوی کے معنی
تو استولی ہین ابن الاعرابی نے اوس سے کہا کہ تو کیا جانے عرب لوگ استوی
فلان علی الشی نہین بولتے ہین یہان تک کہ اوس کا اوس شی مین کوئی مضاد و مخالف
ہو پہر اون مین سے جون سا غالب ہوگیا تو اوس غالب کے واسطے یون کہتے ہین کہ
قد استولی علیہ یعنی وہ شخص اوس شی پر غالب ہوگیا اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالے کا
کوئی مضاد و مخالف نہین ہے پس وہ اپنے عرش پر ہے جس طرح کہ اوس نے خبر
دی ہے نہ اوس طرح کہ بشر اوس کو گمان کرتے ہین اس آیت کریمہ پر سورہ اعراف مین
کلام گذر چکا ہے اس باب مین حفاظ و محدثین کے رسائل مستقل و کتب مفرد ہین درمیان
متقدمین و متاخرین کے ایک نزاع قدیم چلا آتا ہے حق وہی ہے جس طرف سلف
امت و ائمہ ملت گئے ہین کہ صفات الہی کو اونکے ظاہر پر جاری کرنا چاہیے بدون
تکییف و تعطیل و تمثیل و تحریف و تشبیہ و تاویل کے اور جس طرف ابو الحسن اشعری
گئے ہین وہ یہی ہے کہ اللہ سبحانہ مستوی ہے اپنے عرش پر بغیر حد و بغیر کیف کے اسی
قول کی طرف ان سے پہلے بہت سے لوگ سلف صالح کے جا چکے ہین صحابہ
و تابعین و تبع تابعین و مجتہدین اربعہ و اہل حدیث و اثر سے جو کہ صفات کو جاری
کرتے ہین جس طرح کہ وہ وارد ہوئے ہین بدون تحریف و تعطیل و تاویل کے اس کی
تحقیق مین بحث بغایت طول پذیر ہوتی ہے یہ جگہہ اوس کے بسط کی نہین ہے ردّ ا

تعقبا قال الشوکانی رحمہ اللہ تعالی صاحب فتح البیان برد اللہ مرقدہ نے اپنے
رسائل مین اس بحث کا ایضاح شافی فرمایا ہے جیسے انتقاد رجیح وہدایۃ السائل
وبغیۃ الرائد وغیرہ فلیرجع الیہا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس جگہ اس کی تفسیر مین
صرف اس قدر کہا ہے کہ سورۂ اعراف مین اسپر کلام گذر چکا ہے جو کہ اوس کے
اعادے سے مغنی ہے اور مسلک اسلم اس باب مین طریقہ سلف کا ہے امرار یعنی
جاری کرنا اوس چیز کا جو اس باب مین کتاب وسنت سے آئی ہے بدون
تکییف وتحریف وتشبیہ وتعطیل وتمثیل کے لہ مافی السموات الخ کا مطلب یہ ہے کہ جو
موجودات آسمانون اور زمین مین اور اون کے درمیان مین ہے وہ سب
اوسی کی ہے کسی نے کہا ما بینہما سے مراد ہوا ہے ثری لغت مین خاک نمناک
کو کہتے ہین پھر اگر وہ نمناک نہو تو وہ تراب یعنی خاک ہے اوس وقت اوس کو
ثری نہ کہین گے معنی یہ ہین کہ خاک نمناک کے نیچے جو کچھ ہے وہ بھی اوسی کا ہے
مراد اس سے ساتون زمینین ہین کیونکہ وہ اون کے نیچے ہے واحدی نے
کہا مفسرین کہتے ہین کہ اللہ کی مراد ثری سے وہ ثری ہے جو صخرہ کے نیچے ہے
وہ صخرہ جس پر بیل ہے وہ بیل جو زمین کے نیچے ہے اور جو ثری کے نیچے ہے
اوس کو نہین جانتا ہے مگر اللہ پاک قتادہ نے کہا ثری ہر شئی مبتل ہے یعنی ہر شے
تر بھیگی ہوئی کو ثری بولتے ہین جہر بالقول کے معنی ہین بلند کرنا آواز کا ساتھہ
بات کے سر وہ ہے جس کو آدمی اپنے غیر سے بیان کرے اور پوشیدہ اوس سے
کہے اخفی سر سے وہ بات ہے جس کو آدمی اپنے جی مین کہے اور اپنے دل مین
اوس کا خطرہ کرے معنی یہ ہین کہ اگر تم اللہ پاک کا ذکر اور اوس سے دعا بہ آواز
بلند کروگے تو جان رکھو کہ وہ اوس سے بے نیاز ہے کیونکہ وہ تو سر کو جانتا ہے
اور اوس کو جو سر سے بھی زیادہ تر خفی ہے پھر تمکو کچھہ حاجت نہین ہے کہ آواز بلند
بات کرو اس مین معنی نہی ہے جہر سے کقولہ سبحانہ واذکر ربک فی نفسک تضرعا
وخیفۃ کسی نے کہا سر وہ ہے جس کو انسان اپنے جی مین پوشیدہ رکھتا ہے
اور غور تا

اور اخفی سر سے وہ ہے جو ابن آدم پر پوشیدہ ہے اوس چیز سے جسکو وہ کرنیوالا
ہے اور وہ اوسے جانتا نہین ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی کے
قائل ہین اتنا اور زیادہ کیا ہے پس بی شک اللہ اس سب کو جانتا ہے جو اس سے
گذر چکا ہے اور جو باقی ہے علم ایک کا اور ساری خلائق کا نزدیک اوس کے اس
باب مین مثل نفس واحد کے ہے کقولہ سبحانہ ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ
کسی نے کہا سر وہ ہے جس کو انسان اپنے جی مین اضمار کرتا ہے پوشیدہ
رکھتا ہے اخفی وہ ہے جو نہ ہوا نہ اوس کا کسی نے اضمار کیا کسی نے کہا سر تو
سر خلائق ہے اور اخفی اللہ عز وجل کا سر ہے ابن جریر نے اس قول کا انکار کیا
ہے اور یون کہا ہے کہ اخفی وہ چیز ہے جو انسان کے سر مین نہین ہے اور آئندہ
اوس کے جی مین ہوگی حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ سر وہ شے ہے
جس کو تو ہی جانے اور اخفی وہ ہے جس کو اللہ تیرے دل مین ڈال دے اوس
چیز سے کہ جس کو تو جانتا نہین ہے ایک لفظ مین یون ہے کہ اللہ جانتا ہے اوس
شے کو جس کو تو اپنے جی مین چھپاتا ہے اور جانتا ہے اوس شے کو جس کو تو کل کریگا
اس آیت مین تنبیہ ہے اس پر کہ مشروعیت ذکر و دعا کی اور اون مین جہر کرنے کی
واسطے خبر دینے اور سنانے اللہ پاک کے نہین ہے بلکہ ایک اور ہی غرض کے لیے
ہے جیسے مصور کرنا نفس کا ساتھہ ذکر کے اور رسوخ ذکر کا نفس مین اور دور کرنا شواغل
و وساوس کا اور روکنا نفس کا اشتغال بغیر اللہ سے اور توڑنا نفس کا تضرع و زاری
سے مطلب یہ ہے کہ یہ سب امور ذکر جہر سے حاصل ہوتے ہین پھر اللہ پاک نے
ذکر فرمایا کہ جو ذات موصوف باوصاف مذکورہ ہے وہ اللہ ہے جو کہ ان صفات
کمالیہ کے ساتھہ موصوف ہے اور جملہ لا الٰہ الا ہو مستانفہ ہے واسطے بیان
اختصاص الٰہیت کے ساتھہ اللہ پاک کے یعنی کوئی معبود نہین ہے وجود مین مگر
وہی شریک سے منزہ و بری ہے اور اسی طرح جملہ لہ الاسماء الحسنیٰ مبین ہے
اس امر کا کہ اللہ پاک مستحق ہے اسماء حسنی کا حسنیٰ تانیث ہے احسن کی یہ اسم تفضیل ہے

واحد مونث وجمع مذکر دونون کی صفت ہوسکتا ہے اسمای حسنی تنانو سے ہین حدیث
صحیح مین وارد ہوے ہین بیان ان کا سورۂ اعراف مین پیشتر گذر چکا ہے ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے
روایت کیا ہے کہ طہ یعنی یا رجل ہے اسی طرح مجاہد وعکرمہ وسعید بن جبیر وعطا ومحمد
بن کعب وابو مالک وعطیۂ عوفی وحسن وقتادہ وضحاک وسدی وابن ابزی سے
مروی ہے ان سب نے کہا ہے کہ طہ یعنی یا رجل ہے ایک روایت مین حضرت
ابن عباس وسعید بن جبیر وثوری سے یون مروی ہے کہ طہ ایک کلمہ ہے نبطی
زبان مین جس کے معنی یا رجل ہین ابو مالک نے کہا کہ طہ معرب ہے یعنی اصل
مین عربی نہین ہے لیکن عرب نے اوس کو مستعمل کرلیا ہے ربیع بن انس کہتے
ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت نماز پڑہتے تو ایک پانون
پر کھڑے ہوتے دوسرے کو اوٹھا لیتے تھے اسپر اللہ تعالے نے طہ نازل فرمائی
یعنی طا الارض یا محمد ما انزلنا علیک القرآن لتشقی[1] پھر کہا کہ جو اکرام وحسن معاملہ
اسمین ہے وہ مخفی نہین ہے جویبر نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ جس وقت
اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا
تو وہ اور اون کے اصحاب ساتھہ اوس کے قائم ہوے یعنی کھڑے ہوکر نماز
شب مین اوس کو پڑہنے لگے تو قریش کے مشرک بولے کہ نہین اوتارا گیا یہہ
قرآن محمدؐ پر مگر اس لیے کہ وہ مشقت مین پڑین اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل
فرمائی طہ تا تخشی سو امر ویسا نہین ہے جیسا کہ مبطل لوگون نے گمان کیا ہے بلکہ جس
شخص کو اللہ نے علم دیا تو مقرر اوس کے ساتھہ خیر کثیر کا ارادہ فرمایا جس طرح کہ
صحیحین مین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ شخص کہ ارادہ کرتا ہے اللہ ساتھہ اوس کے خیر کا
توفقیہ کرتا ہے اوس کو دین مین حافظ ابن کثیر نے اس جگہہ ایک نہایت عمدہ
حدیث شریف لکھی ہے جس کے ہر کلمے سے علماء کے لیے رجای مغفرت کا

[1] اس کا قائل قاضی عیاض ہین حافظ ابن کثیر نے ان کی کتاب شفا کی یہ روایت نقل کی ہے واللہ اعلم ظاہر اسی طرح معلوم ہوتا ہے ۱۲

مینہہ برس رہا ہے باوجود حجر و بحر و فسق و فجور کے پکی سچی امید فضل و کرم و عفو و رحمت کی بندہ رہی ہے اس لیے مع لفظ و اسناد کے یہان لکھی جاتی ہے وما احسن الحدیث رواہ الحافظ ابو القاسم الطبرانی فی ذلک حیث قال حدثنا احمد بن زُهَیر حدثنا العلاء بن سالم حدثنا ابراهیم الطالقانی حدثنا ابن المبارک عن سفیان عن سماک بن حرب عن ثعلبة بن الحکم قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الله تعالی للعلماء یوم القیامة اذا قعد علی کرسیه لقضاء عباده انی لم اجعل علمی وحکمتی فیکم الا وانا ارید ان اغفر لکم علی ما کان منکم ولا ابالی اسناده جید وثعلبة بن الحکم هذا هو الذی ذکره ابو عمر فی استیعابه وقال نزل البصرة ثم تحول الی الکوفة وروی عنه سماک بن حرب یعنی ثعلبہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرمائیگا اللہ تعالے علما سے روز قیامت کو جس وقت کہ بیٹھے گا اپنی کرسی پر واسطے حکم کرنے اپنے بندون کے کہ بی شک مین نے نہین رکھا اپنا علم اور اپنی حکمت تم مین مگر حال یہ ہے کہ مین ارادہ کرتا تھا اس بات کا کہ بخش دون واسطے تمہارے اوسپر جو کچھہ تم سے ہوا اور مین پروا نہین رکھتا ہون اس حدیث شریف کی اسناد جید ہے یہ ثعلبہ بن حکم وہی ہین جن کا ذکر ابو عمر یعنی ابن عبد البر نے اپنی کتاب استیعاب مین کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بصری ہے نازل ہوئی پھر کوفے کی طرف نقل کر گئی اور سماک بن حرب نے اون سے روایت کی ای علمای دین متین وای فضلای سنت و کتاب مبین کہان ہو کدھر ہو ذرا اس نوید جان پرور روح افزا کو تو کان رکھکر سنو گوشۂ خاطر عاطر مین اوس کو جگہہ دو کہ سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ارحم الراحمین رب العالمین سے تمکو کیا کچھہ بشارت رحمت و کرم کی دے رہے ہین یہ سب رحم و فضل حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے مین تم کو نصیب ہوا پہلا انعام تو اوس کا یہی ہے کہ تم کو اون کی امت مرحومہ مین پیدا کیا

پھر اپنا علم و حکمت اون کے واسطے سے عطا فرمایا جس کے طفیل مین باوجود معاصی کے
مغفرت و عفو کا وعدہ کیا یہ ایسا وعدہ ہے کہ دنیا و مافیہا کی اوس کے روبرو پرکاہ
کے برابر بھی ہستی نہین ہے ما انزلنا علیک القرآن لتشقی کی تفسیر مین مجاہد نے
کہا ہے کہ یہ مثل قول اللہ پاک کے ہے فاقرؤا ما تیسر منہ وہ لوگ نماز مین اپنے
سینون سے رسیان لٹکا لیا کرتے تھے یعنی اس لیے کہ نیند نہ آجاے قتادہ
نے کہا لاوا اللہ یعنی قسم ہے اللہ کی نہین کیا اوس نے قرآن کو شقا لیکن کیا اوس کو
رحمت و نور و دلیل طرف جنت کے الا تذکرۃ لمن یخشی کا یہ مطلب ہے کہ بے شک
اللہ نے اوتارا اپنی کتابون کو اور بھیجا اپنے رسولون کو واسطے رحمت کے جس سے
اپنے بندون پر رحمت فرمائی تاکہ یاد رکھنے والا نصیحت پذیر ہو اور آدمی نفع پائے
اوس چیز سے جس کو اوس نے کتاب اللہ سے سنا قرآن شریف ایک ذکر ہے کہ
اللہ تعالی نے اپنے حلال و حرام کو اوس مین نازل فرمایا ہے تنزیلا ممن خلق الارض
والسموات العلی کا یہ مطلب ہے کہ یہ قرآن جو تمہارے پاس آیا ہے ای محمد صلی اللہ علیہ
وسلم وہ اوتارا ہے طرف سے تمہارے رب کے جو رب و ملیک و بادشاہ ہے
ہر شے کا قادر و توانا ہے اوس شے پر جس کو چاہتا ہے جس نے پیدا کیا زمین کو
مع اوس کی پستی و سطبری کے اور پیدا کیا بلند آسمانون کو اون کی اونچائی اور
لطافت مین حدیث شریف مین آیا ہے جس کی ترمذی وغیرہ نے تصحیح کی ہے
کہ سمک یعنی دل ہر آسمان کا پانسو برس کی راہ ہے اور بُعد درمیان اوس کے اور
اوس آسمان کے جو اوس سے متصل ہے پانسو برس کی راہ ہے ابن ابی حاتم نے
حدیث اوعال کی بروایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اس جگہہ وارد کی ہے لہ ما فی السموات الخ کا یہ مطلب ہے کہ یہ سب اللہ پاک کی ملک
ہین اوس کے قبضے مین ہین اوس کے زیر تصرف ہین اوس کی مشیت و ارادہ و
حکم مین ہین وہ اس سب کا خالق و مالک و الہ و معبود ہے لا الہ سواہ و لا رب غیرہ
محمد بن کعب نے کہا کہ ثری سے مراد ساتوین زمین ہے اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا

لہ اوعال صحیح ہے
وعل کی وعل سکتے
ہین بزگوہی کو پیدہی
فرشتے ہین جو عرش
عظیم کو اوٹھاے
ہوے ہین ۱۲

کہ یحیی بن کثیر نے اون کو حدیث کی کہ کعب پوچھے گئے اون سے کہا گیا کہ اس
زمین کے نیچے کیا ہے کہا پانی کہا گیا پانی کے نیچے کیا ہے کہا زمین کہا گیا
زمین کے نیچے کیا ہے کہا پانی پوچھا پانی کے نیچے کیا ہے کہا زمین پوچھا زمین
کے نیچے کیا ہے کہا پانی پوچھا پانی کے نیچے کیا ہے کہا زمین پوچھا زمین کے
نیچے کیا ہے کہا پانی پوچھا پانی کے نیچے کیا ہے کہا زمین پوچھا زمین کے نیچے کیا ہے
کہا ایک پتھر ہے پوچھا پتھر کے نیچے کیا ہے کہا ایک فرشتہ ہے پوچھا فرشتے کے نیچے
کیا ہے کہا ایک مچھلی ہے جس کی دونو طرفین عرش سے لٹکی ہوئی ہین پوچھا مچھلی
کے نیچے کیا ہے کہا ہوا اور تاریکی ہے اور علم منقطع ہو چکا ابن ابی حاتم نے حضرت
عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ بی شک زمینین درمیان ہر زمین کے اور اوس زمین کے جو اوس سے
متصل ہے پانسو برس کی راہ ہے اور علیا اون مین سے یعنی اوپر والی زمین ایک
مچھلی کی پیٹھ پر ہے جس کی دونو طرفین آسمان مین ملی ہوئی ہین اور وہ مچھلی ایک
پتھر پر ہے اور وہ پتھر فرشتے کے ہاتھ مین ہے اور دوسری زمین سجن یعنی
اوس مین ہوا قید ہے تیسرے مین جہنم کے پتھر ہین چوتھی مین جہنم کی گندھک ہے
پانچوین مین جہنم کے سانپ ہین چھٹی مین جہنم کے بچھو ہین ساتوین مین سقر ہے اور
اسی مین ابلیس لوہے سے جکڑا ہوا ہے ایک ہاتھ اوس کے آگے ہے اور ایک
ہاتھ اوس کے پیچھے ہے پھر جس وقت اللہ ارادہ کریگا کہ اوس کو چھوڑے جس واسطے
کہ چاہیگا تو اوس کو چھوڑ دیگا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین ہذا حدیث
غریب جدا و رفعہ فیہ نظر حافظ ابو یعلی نے اپنی مسند مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ مین ہمراہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبوک
کی چڑھائی مین پھر ہم لوٹ کر آرہے تھے سخت گرمی مین پس ہم متفرق و منتشر تھے
درمیان ایک اور دو کے یعنی ہم الگ الگ چلتے تھے کوئی ایک تنہا جا رہا ہے کہین
دو جا رہے ہین کہا اور مین اول لشکر مین تھا کہ ایک مرد ہمارے سامنے آیا سلام

کیا پھر کہا کون ہے تم مین کا محمدؐ اور میرے ساتھی چل دیے اور مین اوس کے ہمراہ
ٹھیر گیا کہ ناگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے وسط لشکر مین ایک سرخ
اونٹ پر دھوپ کی وجہ سے آپ اپنے کپڑے سے سر پر مقنع ڈالے ہوے تھے
مین نے کہا ای سائل یہ ہین رسول اللہ تیرے پاس آ گئے وہ بولا کہ اون مین سے
وہ کون ہین مین نے کہا سرخ اونٹ والے وہ آپ سے قریب ہوا پھر اوس نے
آپ کی سواری کی نکیل پکڑ لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس پر
سواری روک دی پھر اوس نے کہا کہ تم محمدؐ ہو آپ نے فرمایا ہان کہا مین چاہتا ہون
کہ تم سے کئی خصلتون کا پوچھون جن کو زمین والون مین سے کوئی نہین جانتا ہے
مگر ایک مرد یا دو مرد اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پوچھ جس
چیز سے تو چاہے اوس نے کہا ای محمدؐ کیا نبی سوتا ہے تو آپ نے فرمایا اوس کی
دونون آنکھین سوتی ہین اور دل نہین سوتا ہے وہ بولا تم نے سچ کہا پھر کہا ای
محمدؐ کہان سے مشابہ ہوتا ہے بچا اپنے باپ اور مان سے تو آپ نے فرمایا
کہ مرد کا پانی سفید غلیظ ہوتا ہے اور عورت کا پانی رقیق سود ونو پانیون سے
جو سنا پانی دوسرے پر غالب ہوا وہی بچے پر غالب ہوتا ہے وہ بولا تم نے سچ کہا
پھر بولا بچے سے مرد کے لیے کیا ہے اور عورت کے لیے کیا ہے تو آپ نے فرمایا
کہ مرد کے لیے ہڈیان گیین پٹھے ہین اور عورت کے لیے گوشت خون بال ہین بولا
تم نے سچ کہا پھر کہا ای محمدؐ اس کے نیچے کیا ہے یعنی زمین کے تو آپ نے فرمایا
ایک خلق ہے اوس نے کہا پھر اون کے نیچے کیا ہے فرمایا ایک زمین ہے کہا
پھر اوس زمین کے نیچے کیا ہے فرمایا پانی کہا پھر اوس پانی کے نیچے کیا ہے فرمایا
ظلمت یعنی تاریکی کہا ظلمت کے نیچے کیا ہے فرمایا ہوا کہا ہوا کے نیچے کیا ہے فرمایا
ثری کہا پھر ثری کے نیچے کیا ہے فاضت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالبکاء یعنی اس کہنے پر آپ کی چشم مبارک سے نکلین آپ رونے لگے اور فرمایا
انقطع علم الخلق عند علم الخالق ایھا السائل ما المسؤل عنھا باعلم من السائل

یعنی خلق کا علم منقطع ہوگیا نزدیک علم خالق کے ای سائل جس شخص سے پوچھا
جاتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ تر جاننے والا نہین ہے حضرت جابر نے
کہا کہ اوس شخص نے کہا تو نے سچ کہا مین گواہی دیتا ہون کہ بے شک تم اللہ کے
رسول ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگو کیا تم جانتے ہو یہ
شخص کون ہے اونہون نے عرض کیا کہ اللہ اور اوس کے رسول دانا تر ہین
فرمایا یہ جبریل ہین صلی اللہ علیہ وسلم ھذا حدیث غریب جدا وسیاق عجیب
تفرد بہ القاسم بن عبد الرحمن ھذا وقد قال فیہ یحیی بن معین
لیس بشیء وضعفہ ابو حاتم الرازی وقال ابن عدی لا یعرف
قلت وقد خلط فی ھذا الحدیث ودخل علیہ شیء فی شیء وحدیث فی
حدیث وقد یحتمل انہ تعمد ذلک او دخل علیہ فیہ واللہ اعلم قولہ تعالی
وان تجھر بالقول فانہ یعلم السر واخفی یعنی اس قرآن کو اوس ذات پاک
نے نازل فرمایا ہے جس نے زمین کو اور اونچے آسمانون کو پیدا کیا ہے جو سر و
اخفی کو جانتا ہے کما قال تعالی قل انزلہ الذی یعلم السر فی السموات والارض
انہ کان غفورا رحیما علی بن ابی طلحۃ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ السر ما اسرہ
ابن ادم فی نفسہ واخفی ما اخفی علی ابن ادم مما ھو فاعلہ قبل ان یعلمہ
فاللہ یعلم ذلک کلہ فعلمہ فیما مضی من ذلک وما بقی علم واحد وجمیع
الخلائق فی ذلک عندہ کنفس واحدۃ وھو قولہ ما خلقکم ولا بعثکم الا
کنفس واحدۃ اس کا ترجمہ اول گذر چکا ہے ضحاک نے کہا سر وہ ہے جس کے
ساتھ تیرا جی حدیث کرتا ہے اخفی وہ ہے جس کے ساتھ تیرے جی نے حدیث
نہ کی اب تک سعید بن جبیر نے کہا تو جانتا ہے اوس چیز کو جس کو تو آج پوشیدہ رکھتا
ہے اور نہین جانتا ہے اوس کو جو تو کل پوشیدہ رکھیگا اور اللہ جانتا ہے اوسکو جو تو
آج پوشیدہ رکھتا ہی اور اوسکو جو تو کل پوشیدہ کہیگا مجاہد کا قول یہ ہی کہ مراد اخفی ہی وسوسہ ہے مجاہد و سعید
بن جبیر کا ایک قول یہ بھی ہی کہ اخفی وہ شی ہے جسکو وہ کرنیوالا ہی منجملہ اوس چیز کے جسکے ساتھ اوسکے

لہ وکذا اوسکو اوتارا
ہے اوس شخص نے
جو جانتا ہے چھپے بھید
آسمانون مین اور زمین
مین مقرر و بخشی والا
ہے مہربان ۱۲ سنہ
غرض کا جاننا اور سر
جاننا وہی جیسا ایک جی کا
۱۲

جی نے حدیث نہین کی ہے اللہ لا الہ الا ھو لہ الاسماء الحسنی کے معنی یہ ہین
کہ جس ذات پاک نے تجہپر قرآن نازل کیا ہے وہ اللہ ہے کہ نہین ہے کوئی معبود
برحق مگر وہ صاحب اسمای حسنی وصفات علی اسمای حسنی مین جو حدیثین وارد ہوئی ہین
اون کا بیان اواخر سورۂ اعراف مین گذر چکا ہے وللہ الحمد والمنۃ وھل اتٰک حدیث
موسیٰ ۝ اذ رأٰ نارًا فقال لاھلہ امکثوا انی انست نارًا لعلی اٰتیکم منھا بقبس
او اجد علی النار ھدی ۱۵ اور پونہچی ہے تجھکو بات موسی کی جب اوس نے دیکھی
ایک آگ تو کہا اپنے گہر والون کو ٹہیرو مین نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤن
تم پاس اوس مین سے سلگا کر یا پاؤن اوس آگ پر راہ کا پتا **ف** یہ قصہ
سورۂ قصص اور طٰہٰ اور اعراف مین سے پورا معلوم ہوجب حضرت موسی مدین سے
مصر کو آنے لگے عورت اور بچون کو ساتہہ لیکر جنگل مین رات کی سردی مین راہ بہولے
اور عورت کو جنے کا درد ہوا دور سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تہی اللہ کا نور تہا
ان سے کلام کیا اور نبی کر کر فرعون کی طرف بہیجا پیچہے عورت اپنے باپ کے
گہر پہونچ رہی انتہی **ف** اللہ تبارک وتعالی نے یہان سے حضرت موسے
علیہ السلام کا قصہ شروع فرمایا اور اس بات کا ذکر کیا کہ ابتدا وحی کی طرف
اون کے کیونکر ہوئی اور اللہ پاک نے اون سے کس طرح باتین کین یہ قصہ
بعد اس کے ہوا کہ حضرت موسی وہ مدت پوری کر چکے جو درمیان اون کے اور
اون کے خسر کے بکریان چرانے مین مقرر ہوئی تہی اور اپنے گہر والون کو لیکر
چلے کہا گیا ہے کہ بلاد مصر کے قصد سے چلے تہے بعد اس کے کہ دس برس سے
زیادہ مصر سے طول غیبت ہوچکا تہا ہمراہ اون کے اون کی بی بی تہین راہ بہولے
رات سرد تہی ایک منزل مین اوترے وہ منزل درمیان شعاب وجبال کے
تہی یعنی پہاڑون مین اور پہاڑون کے رستون مین سردی اور موسم سردی کا
اور بادل وتاریکی تہی چقماق اون کے ساتہہ تہی اوس سے آگ نکالنے لگے
تاکہ آگ جلائین جس طرح کہ حسب عادت اوس سے آگ نکالتے تہے سو اوس نے

وقف لازم

کچھہ کام نہ دیا نہ اوس سے کچھہ شرر نکلا وہ اس حال مین تھے کہ طور پہاڑ کے
جانب سے ایک آگ دیکھی یعنی جو پہاڑ کہ ان کی سیدہی طرف وہان تہا اوسکی
جانب سے ان کے لیے ایک آگ نمودار ہوئی تو اونہون نے اپنے گھر
والون سے کہا اون کو خوشخبری دیتے تھے کہ بی شک مین نے ایک آگ دیکھی ہے
شاید مین اوس مین سے ایک قبس تمہارے پاس لے آؤن قبس کہتے ہین آگ
کے شعلے کو دوسری آیت مین اوجذوۃ من النار ہے جذوہ اوس انگارے کو
کہتے ہین کہ اوس کے ساتھہ لہب ہو یعنی شعلہ زن انگارے کو جذوہ بولتے ہین شاید
تم تاپو گرمی حاصل کرو یہ قول سردی کے وجود پر دلالت کرتا ہے اور قبس آگ
کے وجود پر دال ہے اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ ہُدًی کے معنی یہ ہین یا پاؤن مین آگ پر
اوس شخص کو جو مجھے راہ بتاوے یہ قول اس پر دال ہے کہ وہ راہ سے بہک گئے
تھے جس طرح کہ حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر مین مروی ہے کہ اونہون نے
کہا وہ شخص کہ ہدایت کرے مجھکو طرف راہ کے اور وہ سردہو رہی تہی اور راہ
گم کیے ہوے تھے پھر جب آگ دیکھی تو کہا کہ اگر مین کسی کو نہ پاؤنگا کہ مجھے راہ بتاوے
تو مین تمہارے پاس آگ لے آؤنگا جس کو تم جلاؤ گے کذا فی ابن کثیر ف
فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالے نے امر توحید کی تقریر فرمائی جس کی طرف مساق
یعنی بیان حدیث کا منتہی ہوتا ہے ساتھہ ذکر قصۂ موسی علیہ السلام کے جو کہ قدرت
باہرہ وخبر غریب پر مشتمل ہے پس یون ارشاد فرمایا وَہَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی یہ استفہام
واسطے تقریر کے ہے معنی یہ ہین الیس قد اتاک یعنی کیا نہین آئی تمہارے
پاس کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ مقرر آئی تمہارے پاس حدیث موسی کی کلبی نے
کہا کہ اوس وقت حضرتؐ کے پاس حدیث موسی علیہ السلام کی نہین آئی تہی
اس قصے کے بیان کرنے مین تین باتین ہین ایک تو تسلی ہے واسطے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس لیے کہ آپ کو احکام نبوت کی مشقتین پیش آیا
کرتی تہین اور آپ اوس کے اثقال اور بوجھہ کی برداشت فرماتے تھے اور

اور خطوب و مہمات نبوت کی محنت اوٹھاتے تھے دوسری بات یہ ہے
کہ آپ سے پہلے اور انبیاے کرام کی بھی یہی شان رہی تیسری یہ ہے کہ
یہ ایک ایسا امر ہے کہ باہم اون کے کابرًا عن کابر چلا آتا ہے مراد حدیث سے
وہ قصہ ہے جو حضرت موسی علیہ السلام کے واسطے واقع ہوا اذ رائی نارا کلمہ اذ
ظرف ہے حدیث کا یعنی قصہ موسی علیہ السلام کا کب ہوا جب کہ اونہون نے
ایک آگ دیکھی یا مفعول ہے عامل مقدر مقدم کا یعنی اذکر وقت رویتہ نارًا
تم یاد کرو اون کے آگ دیکھنے کے وقت کو یا ظرف ہے واسطے عامل مقدر موخر
کے یعنی حین رای نارا کان کیت کیت جس وقت اونہون نے آگ دیکھی ایسا
ایسا قصہ ہوا یہ آگ دیکھنا حضرت موسی علیہ السلام کا اندھیری برف والی زمستانی
سخت سرد رات مین تھا جبکہ مدین سے مصر کو اپنی مان بہائی کی طرف مسافر ہوکر
نکلے بعد اس کے کہ حضرت شعیب علیہ السلام سے اذن لے چکے تھے اور اوس
مدت کو پورا کر دیا تھا جس کو حضرت شعیب نے اون پر ٹھیرایا تھا اور وہ رات
شب جمعہ تھی درمیان مدین و مصر کی آٹھہ منزل کے مسافت ہے غرضکہ
پھر جب حضرت موسی نے اوس آگ کو دیکھا تو اپنے اہل سے کہا تم ٹھیرو اس جگہہ
مراد اہل سے اون کی بی بی دختر شعیب علیہ السلام ہین نام نامی اون کا صفورا
یا صفوریا یا صفورہ ہے اور اون بی بی کی بہن کا نام لیّا یا شرقا یا عبدا ہے
اس مین اختلاف ہے کہ جن بی بی سے حضرت موسی نے بیاہ کیا وہ چھوٹی بہن
ہے یا بڑی جب کہ خطاب امکثوا کا اون کی بی بی کو ہوا تو وہ ایک ہین پھر صیغہ
جمع کی کیا وجہ ہے سو ایک وجہ تو یہ ہے کہ جمع واسطے ظاہر لفظ اہل کے ہے
دوسری وجہ یہ ہے کہ گو وہ ایک ہین مگر واسطے تفخیم و تعظیم کے بصیغہ جمع
اون سے خطاب کیا کسی نے یون کہا کہ مراد بی بی اور بچا اور خادم ہین اب تو
بے کھٹکے جمع درست ہوگئی معنی یہ ہین کہ تم اپنی جگہہ ٹھیرو اس ٹھیرنے کی تعبیر
امکث سے کی اقامت سے نہ کی یعنی امکثوا کہا اقیموا نہ فرمایا اس لیے کہ اقامت

لہ اہل کسان و کرن
سے کہا جاے ۱۲
صراح
لہ اقامت
زرام کردن بجاے
دیرہ شدن بریاے
شدن و مکث درنگ
کردن و انتظار کردن
۱۲ صراح

دوام وہمیشگی کی مقتضی ہے اور مکث ایسا نہین ہے پھر اس مکث کی علت
بیان فرمائی کہ انی آنست نارا یعنی تم یہان اس لیے ٹھیرو کہ بے شک مین نے
ایک آگ دیکھی ہے اٰنَسَ کہتے ہین ابصار یعنی دیکھنے کو عرب کے محاورے
مین بولتے ہین آنست الصوت یعنی مین نے آواز سنی و آنست الرجل یعنی
مین نے مرد کو دیکھا کسی نے کہا اٰناس ابصار ہین کوکتے ہین یعنی ظاہر طور
دیکھنے کو بولتے ہین جس مین کسی طرح کا شبہہ وہو کا نہو اسی سے انسان العین
ماخوذ ہے یعنی مردمک چشم آنکھہ کی پتلی کیونکہ اوس سے اشیا دیکھے جاتے ہین
کسی نے کہا اناس بمعنی احساس ہے پس وہ ابصار سے عام تر ہے کسی نے
کہا اناس مختص ہے ساتھہ دیکھنے اوس شئی کے جو کہ انس دیتی ہے کسی نے
کہا اناس وجدان کو کہتے ہین ہرگاہ کہ آگ کا دیکھنا محقق تھا اس لیے اپنے
گھر والون کے واسطے بحرف اِنَّ جو کہ تحقیق کے لیے ہے اوسکا اثبات کیا
تاکہ وہ اپنے نفوس کو اوسپر جمائے رہین اور شعلے کا لانا اور راہ کا پتا ملنا
یہ دونو کام متوقع تھے اور وفای وعدے پر جزم ویقین نہ تھا اس واسطے
رجا و امید پر بات کی بنیاد رکھکر یون ارشاد کیا لعلی آتیکم منہا بقبسٍ الخ یعنی
شاید مین اوس آگ سے تمہارے پاس شعلہ لے آؤن یا آگ پر راہ کا پتا
پاؤن توقع بندھتی ہے کہ ان دو کامون مین سے ایک حاصل ہو جائے
کلمہ اَوْ کا واسطے منع خلو کے ہے اور یہی ظاہر ہے جمع کے لیے نہین ہے
قبس کہتے ہین آگ کے جذوہ و شعلہ کو جو کہ سر مین کسی لکڑی یا نے یا بتی وغیرہ
کے ہو اور یہ بروزن فعل بمعنی مفعول ہے جیسے قبض و نفض بمعنی مقبوض و
منفوض ہے اور اسی طرح مقباس ہے کلمہ علی حرف استعلا ہے یہ اس امر کو
بتاتا ہے کہ آگ والے ایسے مکان پر مستعلی ہین جو کہ قریب تر ہے طرف
آگ کے جیسا کہ سیبویہ نے مررت بزیدٍ مین کہا ہے کہ وہ مرور لصوق ہے ساتھہ
ایسے مکان کے کہ جس سے زید قریب ہے یعنی اگر یہ معنی نہ لیے جائین تو

۱۵ اٰناس انس دان دوین دو انسن دانسنین ۱۲ صراح

استعلا حقیقی یہان بن نہین سکتا ہی یا علی بمعنی عند ٹھیرایا جاے فرا نے
کہا کہ ہدی سے مراد ہادی ہے پس ہادی کو بہ لفظ مصدر ذکر کیا ہے یا مصدر
کے ساتھ تعبیر کی ہے واسطے قصد مبالغہ کے بنیاد پر حذف مضاف کے یعنی
ذا ہدی کشاف مین ہدی کی یون تفسیر کی ہے کہ قوما ہیدونی اور مفسرون نے
بجاے اس کے ہادیا کہا ہے یہ شاید اس لیے ہے کہ ایک سے زیادہ پر کوئی
دلیل قائم نہین ہے مفرد کہدینا کافی ہے جمع کی کیا ضرورت ہے فلما اتہا
نودي یا موسیٰ ۝ انی انا ربك فاخلع نعلیك ۚ انك بالواد المقدس طوی ۝
وانا اخترتك فاستمع لما یوحی ۝ انني انا الله لا الہ الا انا فاعبدني ۙ واقم
الصلوٰة لذكري ۝ ان الساعة اٰتیة اكاد اخفیها لتجزی كل نفس بما تسعیٰ ۝
فلا یصدنك عنها من لا یومن بها واتبع هواه فتردیٰ ۝ پھر جب پونہچا
آگ پاس آواز آئی ای موسے مین ہون مین تیرا رب سو اوتار اپنی پاپوشین
تو ہے پاک میدان طوی مین اور مین نے تجھکو پسند کیا سو تو سنتا رہ جو حکم ہو
مین جو ہون مین اللہ ہون کسی کی بندگی نہین سوا میرے سو میری بندگی کر
اور نماز کھڑی رکھہ میری یاد کو قیامت مقرر آنی ہے مین ہون چھپا رکھتا اوسکو
کہ بدلا ملے ہر جی کو جو وہ کماتا ہے سو کہین تجھکو نہ روک دے اس سے وہ جو
یقین نہین رکھتا اوسکا اور پیچھے پڑا ہے اپنے مزون کے پھر تو ٹپکا جاوے

ف وہ میدان آگے سے شاید بزرگ تھا یا اب ہو گیا اون کی پاپوشین
ناپاک تھین یہود یہ نہین سمجھے پاک موزہ پاپوش بھی نماز مین اوتارتے ہین
ہمارے پیغمبر نے فرمایا تم نماز پڑھو موزہ سے یا پاپوش سے اگر پاک ہون

ف موسی علیہ السلام کو بھی پہلے وحی مین نماز کا حکم ہے اور ہمارے
پیغمبر کو بھی ورنہ فکر اور قیامت کو چھپاتا ہون یعنی وقت کسی کو نہین بتاتا

ف نہ روک دے اوس سے یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز
سے جب اللہ نے موسی علیہ السلام کو بڑے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی

کیا ہی انتہی ف اناہا کے یہ معنی ہین کہ آگ کے پاس آئے اور اوس سے
قریب ہوئے آواز آئی یا موسی انی انا ربک دوسری آیت مین یون آیا ہے
نودی من شاطئ الوادی الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یا موسی
انی انا اللہ اور اس جگہہ فرمایا انی انا ربک یعنی مین ہون تیرا رب جو کہ تجھسے کلام کرتا
ہے اور تجھہ سے خطاب کرتا ہے فاخلع نعلیک سو تو اپنی پاپوشین اوتار ڈال اسمین
کئی قول ہین حضرت علی بن ابی طالب و ابوذر و ابو ایوب اور بہت سے سلف
رضی اللہ عنہم کا یہ قول ہے کہ کانتا من جلد حمار غیر ذکی یعنی وہ دونو مردار گدہے
کے چمڑے کی تہین دوسرا قول یہ ہے کہ تعظیم بقعہ یعنی موضع کے واسطے جوتا
اوتارنے کا اون کو حکم دیا سعید بن جبیر نے کہا جس طرح آدمی کو حکم ہے کہ اپنی
پاپوشین اوتار ڈالے جب کہ کعبے مین داخل ہونے کا ارادہ کرے تیسرا قول یہ
ہے کہ زمین مقدس کو برہنہ پا ہوکر اپنی دونو پانون سے روندین اس کے سوا
اور اقوال بھی ہین واللہ اعلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ
طوی نام ہے وادی کا اور اسی طرح بہت لوگون نے کہا ہے اس بنیاد پر یہ
عطف بیان ہوگا وادی مقدس کا بعض نے کہا مراد اس سے امر ہے روندنے کا
دونو قدم سے یعنی تم برہنہ پا ہوکر اس پاک میدان مین چلو کسی نے کہا اوس
وادی کو طوی اس لیے کہا کہ وہ دوبار پاک کیا گیا اور اوس کے واسطے برکت مکرر
کی گئی قول اول صحیح تر ہے مثل اس آیت کے اور جگہہ یون فرمایا ہے اذ ناداہ
ربہ بالواد المقدس طوی یہان انا اختر تک کہا دوسری جگہہ یہ فرمایا انی
اصطفیتک علی الناس برسالاتی و بکلامی یعنی مین نے تجھکو پسند کیا ساری
لوگون پر جو کہ تیرے زمانے مین موجود ہین کہا گیا ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا اے
موسی کیا تو جانتا ہے کس واسطے مین نے تجھکو خاص کیا ساتھہ کلام کرنے کے
درمیان سے لوگون کے عرض کیا نہین فرمایا اس لیے کہ تو اضع و فروتنی کی
طرف میرے کسی نے مثل تیری تواضع کے فاستمع لما یوحی یعنی اب تو

ف آواز ہوئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والی جگہہ سے اوس درخت سے کہ ای موسی مین ہون مین اللہ رب العالمین ۱۲ منہ

ف یہ معنی ہیں بعض کا قول ہے کہ طوی نام ہے وادی کا مؤلف کہتا ہے مین قول مذکور اس معنی کی بنا پر ہے فی الجملہ اسکی تفصیل فتح البیان سے آئندہ آویگی ۱۲

ف جب پکارا اوسکو اوسکے رب نے پاک میدان مین جسکا نام طوی ۱۲ منہ

ف مین نے تجھکو امتیاز دیا لوگون کے واسطے پیغام پہنچانے کا اور اپنے کلام کرنے کا ۱۲

سُن جو مین تجھہ سے کہتا ہون اور وحی کرتا ہون طرف تیرے انی انا اللہ
لا الہ الا انا یعنی مین جو ہون اللہ ہون کسی کی بندگی نہین سوا میرے یہ
اول واجب ہے مکلفین پر کہ جانین اس بات کو کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا
اوس کا کوئی شریک نہین فاعبدنی یعنی میری توحید کر مجھے کیتا جان میری
عبادت و بندگی پر بدون شریک کے قیام و دوام کر واقم الصلوۃ لذکری
بعض نے کہا اس کے یہ معنی ہین کہ تو نماز پڑہ تاکہ تو مجھے یاد کرے کسی نے کہا
یہ معنی ہین کہ تو قائم کر نماز کو وقت یاد کرنے تیرے کے مجھکو اس دوسری قول
کی وہ حدیث شہادت دیتی ہے جس کو امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس وقت
سو رہے ایک تمہارا نماز سے یا غافل ہو جائے اوس سے تو چاہیے کہ پڑہ لے
اوس کو جس وقت کہ اوس کو یاد کرے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے واقم الصلوۃ
لذکری صحیحین مین حضرت انس سے باین لفظ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ سو رہا کسی نماز سے یا اوس کو بھول گیا تو
کفارہ اوس کا یہ ہے کہ اوسے پڑہ لے جس وقت کہ اوس کو یاد کرے اوس کے
لیے کوئی کفارہ نہین ہے مگر یہ اِنَّ السَّاعَۃَ آتِیَۃٌ یعنی قیامت لامحالہ ضرور قائم
ہونے والی ہے اور اوس سے کوئی چارہ نہین ہے اکاد اخفیہا ضحاک نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کو یون پڑہا کرتے
تہے اکاد اخفیہا من نفسی فرماتے اس لیے کہ قیامت اللہ کے نفس سے کبھی مخفی
نرہیگی سعید بن جبیر کا لفظ حضرت ابن عباس سے من نفسہ ہے اسی طرح مجاہد و
ابو صالح و یحیی بن رافع نے کہا ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے
یون روایت کیا ہے کہ مین مطلع نہین کرتا ہون اوسپر کسی کو سوا میرے سدی
نے کہا نہین ہے کوئی آسمانون اور زمین والون سے مگر پوشیدہ رکہا ہے
اللہ تعالے نے اوس سے قیامت کے علم کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

کی قرارت مین یون ہے انی اکاد اخفیہا من نفسی یعنی مین نے اوس کو خلائق سے چھپایا ہے یہان تک کہ اگر مین طاقت رکھتا اس بات کی کہ چھپاؤن اوس کو اپنے نفس سے تو البتہ کرتا قتادہ نے کہا اکاد اخفیہا اور یہ بعض قرآت مین یون ہے اخفیہا من نفسی ستم ہے میرے خالق عمر کی البتہ مقرر پوشیدہ رکھا ہے اوس کو اللہ نے ملائکۂ مقربین سے اور انبیاء و مرسلین سے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین و ہذا کقولہ تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وقال ثقلت فی السموات والارض لا تاتیکم الا بغتۃ یعنی قیامت کا علم گران ہوا ہے آسمان و زمین والون پر ابن ابی حاتم نے ورقاء سے روایت کیا ہے کہا مجھے سعید بن جبیر نے اس کو یون پڑہایا ہے اکاد اخفیہا یعنی بفتح الف و کسر فا کہتے تھے اس کے معنی اظہار ہا ہین لتجزی کل نفس بما تسعی یعنی قیامت کو لامحالہ بالضرور قائم کرونگا تاکہ بدلا دون ہر عمل کرنے والے کو اوس کے عمل کا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ وانما تجزون ما کنتم تعملون فلا یصدنک عنہا من لا یومن بہا الآیہ اس خطاب سے مراد آحاد مکلفین ہین یعنی تم پیروی مت کرو اوس شخص کے رستے کی جو کہ قیامت کی تکذیب کرتا ہے اور دنیا مین اپنے مزون پر متوجہ ہے اپنے مولے کا نافرمان ہے اور اپنے جی کی چاہ کا پیرو ہے کیونکہ جس شخص نے اس بات پر اوس کی موافقت کی وہ بی شک خائب و خاسر ہوا تردی کے معنی ہین تہلک و تعطب یعنی تو ہلاک و تباہ ہو جاے اللہ پاک نے فرمایا ہے وما یغنی عنہ مالہ اذا تردی ف فتح البیان مین کہا ہے کہ پھر جب موسی علیہ السلام اوس آگ پر آئے جس کو اونہون نے دیکھا تہا تو اون کو ندا ہوئی یعنی جہت و ناحیۂ درخت سے چنانچہ سورۂ قصص مین درخت سے ندا ہونے کی تصریح آئی ہے بعض نے کہا کہ وہ درخت سبز ببول کا تہا کسی نے کہا عوسج کا درخت تہا کسی نے کہا علیق کا کسی نے کہا عناب کا اللہ ہی خوب جانتا ہے

سلہ تو کہ خبر نہین رکہتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین مین چھپی چیز کی مگر اللہ ۱۲
سلہ بہاری بات ہے آسمان و زمین مین قیامت پر آویگی تو یکبارگی آویگی ۱۲
سلہ خفیت الشی اخفیہا پنہان کردم و اشکارا کردم و ہو من الاضداد تو دہ تعالی ان الساعۃ اکاد اخفیہا بالضم و الفتح و معنی بالضم ازیل عنہا خفاءہا کذا فی الصراح ۱۲
سلہ سو جسنے کی ذرہ بہر بہلائی وہ دیکہ لیگا اور جسنے کی ذرہ بہر برائی وہ دیکہ لیگا ۱۲
سلہ پاوینگے جو کرتے تہے ۱۲ سلہ اور کام نہ آویگا اوس کو مال اوسکا جب گڑہے مین گریگا ۱۲ سلہ عوسج نوعی از خار و علیق گیاہے کہ در آویزند بر درخت ۱۲

کہ وہ کون درخت تہا بعض نے کہا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے جس روشنی کو دیکہا
تہا وہ آگ نہی بلکہ وہ نور تہا بلفظ نار اوس کو اس لیے ذکر کیا کہ حضرت موسے
اوسے آگ سمجہے تہے کسی نے کہا وہ بعینہ آگ ہی تہی اللہ پاک کے حجابون سے
آگ بہی ایک حجاب ہے حدیث حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ اسپر دال ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حجاب اوس کا یعنی اللہ پاک کا آگ ہے
اگر وہ اوس کو کہول دے تو البتہ جلا دین سبحات اوس کے وجہ کے اوس چیز کو
کہ پوہنچے طرف اوس کے بصر اوس کی اوسکی خلق سے اخرجہ مسلم سبحات بضم سین
مہملہ و باے موحدہ بمعنی نور و جلال و عظمت ہے وجہ سے مراد ذات پاک ہے یعنی
اللہ پاک کے دیکہنے سے جو مانع ہے جس کا نام نور و نار ہے اگر وہ اوس کو
ہٹا دے تو اوس کا جلال ساری مخلوقات کو جلا دے بسبب ضعف ترکیب انکے
اس دار ناپایدار مین غرضکہ درخت کی طرف سے حضرت موسی کو ندا ہوئی سویون
کہا گیا یا موسی یہ اول کلمات ہے درمیان اون کے اور اللہ پاک کے اور آخر
کلمات آئندہ آئیگا وہ یہ ہے ان العذاب علی من کذب وتولی اور یہ
کہ عذاب مراد سپر ہے جو جہلا و نزاور منہ پر پہیرے ہے
بہ نسبت اس واقعے کے اور اس حالت کے ہے ورنہ اون کے لیے تو اور
مکالمات بہی ہین سلیمان جمل اسی کے قائل ہین کسی نے کہا کہ جس وقت حضرت
موسی کو ندا ہوئی تو بولے کون ہے کلام کرنے والا اللہ پاک نے فرمایا انی انا ربک
شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ شاید تو شیطان کا کلام سنتا ہو تو اونہون نے
کہا مین نے پہچان لیا کہ بی شک وہ اللہ کا کلام ہے کیونکہ مین اوس کو سارے
جہات سے اور سارے اعضا سے سنتا ہون حضناوی نے کہا کہ یہ ندا و خطاب
وہ نہین ہے جسمین بیہوشی ہوئی اور پہاڑ چکنا چور ہوگیا اس لیے کہ یہ ندا تو
اون کی اول ابتدای رسالت مین ہوئی اور وہ وقتہ جو ہوا سو بعد غرق فرعون
کے واقع ہوا جبکہ اللہ پاک نے اون کو تورات عطا فرمائی فاخلع نعلیک یعنی تو
اپنی جوتیان اوتار ڈال اللہ پاک نے تعظیم کے واسطے اون کو یہہ حکم دیا کیونکہ

برہنہ پا ہونا بلیغ تر ہے تواضع و فروتنی مین اور قریب تر ہے طرف تشریف و
تکریم و حسن تادب کے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تو جوتیان اوتار ڈال تا کہ تیرے
پانون کو وادی مقدس کی برکت پونہچے پہلا قول اولی ہے کسی نے کہا کہ اسی
لیے سلف نے کعبے کا طواف برہنہ پا ہو کر کیا ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالے
فرماتے ہین کہ قرآن شریف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جوتا اوتارنا احترام
و تعظیم ہے واسطے بقعہ کے یعنی زمین مقدس کے سو حضرت موسی علیہ السلام
نے جوتیون کو اوتارا اور وادی کے ورے اون کو ڈال دیا انہی کسی نے کہا
اس لیے اون کو اوتارا کہ وہ دونو خرمردہ کے چمڑے کی تہین یا بے پکے ہوے
چمڑے کی حضرت علی و حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما اسی کے قائل ہین اور
یہی قول سدی و قتادہ سے مروی ہے کسی نے کہا جوتیان اوتارنے کے
معنی دل کا فارغ و خالی کرنا ہے اہل و مال سے یہ تفسیر منجملہ بدع تفاسیر کے ہے
پھر اللہ پاک نے جوتیان اوتارنے کی علت بیان فرمائی کہ انک بالواد المقدس
یعنی اس لیے جوتا اوتارو کہ تم تو پاک و مبارک میدان مین ہو مقدس کہتے ہین
طہارت و پاکی کو اور ارض مقدس زمین پاک ہوئی اس زمین کا نام مقدس
اس لیے رکھا کہ اللہ پاک نے کافرون کو اوس سے نکالا اور مومنون سے اوسکو
آباد فرمایا طوی نام ہے اوس میدان کا جوہری کہتے ہین طوی نام ہے ایک
جگہہ کا شام مین اوس کا حرف طا زیر و پیش دونو طرح سے پڑہا جاتا ہے اور یہہ
کلمہ منصرف و غیر منصرف دونو طور پر آتا ہے سو جس شخص نے اس کو منصرف کیا ہے
تو اوس نے اس کو میدان و مکان کا نام ٹھیرایا ہے اونکرہ قرار دیا ہے اور
جس نے اس کو غیر منصرف ٹھیرایا ہے تو اس کو بلدہ و بقعہ اور معرفہ قرار دیا ہے
کسی نے کہا طوی مثل ثنی مشتق ہے طی سے مصدر ہے نودی کا یا مقدس کا
ای نودی بندائین او قدس مرۃ بعد اخری مطلب یہ ہے کہ طوی ثنی مثنی کو کہتے ہین
اس بنیاد پر براہ ترکیب یہ لفظ مفعول مطلق نودی کا یا مقدس کا واقع ہوا ہے یعنی

حضرت موسی کو دو بار ندا ہوئی یا وہ وادی دو بار پاک کی گئی حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ مراد ارض مقدس ہے یہ اس لیے کہ حضرت موسے
علیہ السلام نے رات کو اوس کے وادی پر گذر فرمایا سو اوس کو طے کیا محاورہ
عرب مین بولتے ہین طویت وادی کذا وکذ یعنی مین نے فلان فلان وادی
کو طے کیا کسی نے کہا کہ طوی وادی مستدیر عمیق کو کہتے ہین یعنی گول میدان گہرا
مثل المطوی فی استدارتہ وانا اخترتک بصیغہ مفرد ہے انا اخترناک بصیغہ جمع بھی
پڑہا گیا ہے نحاس نے کہا پہلی قرارت اولی ہے اس لیے کہ مشابہ تر ہے ساتھ
خط کے اور اولی ومناسب تر ہے ساتھ طرز کلام کے کیونکہ اللہ پاک نے پہلے
یون فرمایا ہے یا موسی انی انا ربک یعنی بصیغہ مفرد تو یہان بھی زیادہ تر مناسب
یہی ہے کہ بصیغہ مفرد ہو تا کہ نسق وطرز کلام ایک طور پر ہو جائے معنی یہ ہین کہ
مین نے تجھکو برگزیدہ وپسند کیا ساتھ نبوت ورسالت کے پس اونکو اوسی وقت
اور اوسی مکان مین نبی کیا اور فرعون کی طرف رسول وپیغمبر بنا کر بھیجا اوس وقت
اون کی عمر چالیس برس کی تہی حرف فا فاستمع لما یوحی مین واسطے ترتیب مابعد
کے ہے ماقبل پر اور کلمہ ما موصولہ ہے یا مصدریہ ہے یعنی جبکہ مین نے نبوت
ورسالت کے واسطے تجھکو منتخب کیا تو سن اوس چیز کو جو میری طرف سے تجھے
وحی کی جاے یا تو وحی کو سن اس مین نہایت درجے کی ہیبت وجلال ہے
واسطے حضرت موسی کے گویا اللہ پاک نے یون فرمایا کہ البتہ مقرر تیرے پاس
ایک امر عظیم آیا سو تو اوس کے لیے مستعد ہو جا انی انا اللہ لا الہ الا انا یہہ
بدل ہے کلمہ ما سے یعنی جس بات کی تیری طرف وحی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ
مین جو ہون مین اللہ ہون کسی کی بندگی نہین سوا میرے پہر اللہ پاک نے اونکو
اپنی عبادت کا حکم دیا کہ فاعبدنی یہ حرف فا بھی واسطے ترتیب مابعد کے ہے
ماقبل پر کیونکہ جب اختصاص الہیت ومعبودیت کا اللہ پاک کے ساتھ ہوا
تو یہ اس بات کو واجب کرتا ہے کہ خاص اوسی کی عبادت کی جاے پہر اقامت نماز

کا امر فرمایا وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ خاصکر نماز کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ اشرف طاعت و افضل
عبادت ہے باوجود اس کے کہ نماز امر بہ عبادت کے نیچے داخل تھی مگر بوجہ
اشرف و افضل ہونے کے علیحدہ کرکے ذکر فرمایا پھر حکم اقامت نماز کی یہ علت
بیان فرمائی کہ لذکری یعنی تو نماز کو کھڑی رکھہ تاکہ تو مجھے یاد کرے کیونکہ کامل
یاد و عبادت نماز ہی کے ضمن مین متحقق ہوتی ہے یا یعنی ہین تاکہ تو مجھے یاد کرے
نماز مین اس لیے کہ یہ مشتمل ہوتی ہے اذکار پر یا واسطے یاد کرنے میرے کے
تجھکو یا واسطے خاص میری یاد کے کہ نہ ملائے تو اوس کو میرے غیر کی یاد سے
یا واسطے حکم کرنے میرے کے نماز کا کتاب مین یعنی قرآن شریف مین اور
واسطے ذکر کرنے میرے کے نماز کو یا یعنی ہین تاکہ تو میرا یاد کرنے والا ہو مجھے
بھول نہ جائے کسی نے کہا معنی یہ ہین واسطے اوقات میرے ذکر کے یہ
اوقات ذکر وہی نماز کے وقت مقرر ہین یا یعنی ہین کہ قائم کر تو نماز کو جس وقت
تو یاد کرے کہ بہتیرے کوئی نماز ہے بعض نے کہا واسطے ذکر میری نماز کے ترمذی و
ابن ماجہ و ابن حبان وغیرہم نے حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ بھول جائے
کسی نماز کو تو چاہیے کہ اوس کو پڑہ لے جس وقت کہ اوس کو یاد کرے کیونکہ اللہ
نے فرمایا ہے اقم الصلوۃ لذکری ابن شہاب اس کو للذکرے پڑہا کرتے تھے
بعض نے کہا معنی یہ ہین تاکہ مین تیرا ذکر کرون ساتھہ مدح و تعریف کے
علیین مین اس معنی کی بنیاد پر لذکری مین اضافت مصدر کی طرف فاعل کے
ہے کسی نے کہا قائم کر تو نماز کو واسطے اخلاص میری یاد کے اور واسطے طلب
میری ذات کے کہ ریا نہ کرے تو اوس مین اور نہ قصد کرے تو اوس سے کسی اور
غرض کا پھر اللہ پاک نے عبادت و نماز کے امر کی علت بیان فرمائی کہ ان الساعۃ
اٰتیۃ یعنی تو خاص اللہ پاک کی عبادت کر اور نماز کو قائم دائم رکھہ اس لیے
کہ جو ساعت کہ حساب و کتاب کا وقت ہے وہ ضرور آنے والی ہے اوس کا

وجود وحصول بالیقین ہونے والا ہے سو تو عمل خیر کر یعنی خاص اللہ کو پوج اور
اوس کے واسطے نماز پڑھ تاکہ قیامت کے دن تجھے اوس کا اجر وثواب
ملے اکاد اخفیہا کے معنی مین مفسرین کا اختلاف ہے واحدی رحمہ اللہ
کہتے ہین اکثر مفسرین نے کہا ہے اخفیہا من نفسی سعید بن جبیر و مجاہد وقتادہ
کا یہی قول ہے مبرد وقطرب نے کہا کہ یہ عادت پر مخاطبہ عرب کے ہے
عرب لوگ جب کسی شے کے چھپانے مین مبالغہ کرتے ہین تو یون کہتے ہین
کتمتہ حتی من نفسی یعنی چھپایا مین نے فلان شی کو یہان تک کہ اپنی جان سے
مطلب یہ کہ مین نے اوس پر کسی کو مطلع نہین کیا معنی آیت کے یہہ
ہین کہ اللہ پاک نے قیامت کے پوشیدہ کرنے مین مبالغہ کیا تو جس عبارت
کو عرب لوگ زیادہ تر مبالغے کی جانتے پہچانتے ہین اوس کے ساتھہ اخفای
قیامت کا ذکر فرمایا قیامت کے چھپانے مین مقصود تہویل وتخویف ہے اور
اسی طرح اخفای وقت موت مین انسان پر مقصود ڈرانا خوف دلانا ہے
تاکہ پرحذر رہے اور ہر وقت خوف کو مقدم رکھے سعید بن جبیر سے مروی
ہے کہ اونہون نے اخفیہا کو بفتح ہمزہ پڑہا ہے معنی اس کے اظہار ہین نحاس
نے کہا جید تر اس سے وہ روایت ہے جو اون سے مروی ہے کہ اونہون نے
اوس کو بضم ہمزہ پڑہا ہے فراء نے کہا کہ معنی اخفیہا کے فتح کی بنیاد پر اکاد اظہار
ہین یہ ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ خفیت الشئ اذا اظہرتہ اَخفیہ یعنی خفا
کے معنی اظہار کے ہین قرطبی کہتے ہین بعض لغت والون نے کہا ہے
ہو سکتا ہے کہ اخفیہا بضم ہمزہ بمعنی اظہرہا ہو اس لیے کہ کہتے ہین خفیت الشی
واخفیتہ منجملہ حروف اضداد کے ہے ستر واظہار دونون پر واقع ہوتا ہے ابوعبیدہ
نے کہا خفیت واخفیت ایک معنی مین ہے نحاس نے کہا یہ قول حسن ہے اور
یہ قول کہ اخفا وخفا بمعنی اظہار ہے اس کو غیر جید بتایا ہے اور کہا کہ معنی اظہرہا
کی بنیاد پر نہین ہین خاصکر اخفیہا قرارت شاذہ ہے پھر صحیح شایع قرارت کو

کیونکر رد کریگی ابن انباری نے کہا کہ آیت مین ایک اور تقدیر ہے وہ یہہ ہے
کہ کلام اکاد پر منقطع ہوتا ہے اور بعد اس کے ایک کلام مقدر ہے ای اکاد آتی بہا
یعنی قیامت ضرور آنی والی ہے قریب ہے کہ مین اوس کو لے آؤن اور ابتدا
اخفیا سے واقع ہوئی نحاس نے اسی قول کو پسند کیا ہے ابو علی فارسی نے
کہا کہ یہ باب سلب سے ہے یعنی باب افعال اس جگہ واسطے سلب ماخذ کے
ہے اضداد سے نہین ہے معنی اخفیہا کے یہ ہین کہ ازیل عنہا خفاءہا و ہو سترہا
یعنی قیامت سے اوس کے ستر و پوشیدگی کو دور کردون اسی باب سے یہ
قول عرب ہے اشکیتہ ای ازلت شکواہ یعنی مین نے اوس کی شکایت دور
کردی اخفش سے مروی ہے کہ کاد زائد ہے واسطے تاکید کے کہا کہ اسی کے
مثل یہہ آیت ہے اذا اخرج یدہ لم یکد یراہا کہا کہ معنی اکاد اخفیہا کے یہ ہین
(جب نکالے اپنا ہاتھ نہین ہے کہ اوسکو سوجھے)
اقارب ذلک یعنی مین قریب ہون کہ قیامت کو چھپاؤن اس لیے کہ جس وقت
تو نے کہا کہ کاد زید یقوم یعنی قریب ہے کہ زید کھڑا ہو تو یہ قول دوام کا محتمل
ہے جائز ہے کہ زید کھڑا ہوا اور جائز ہے کہ نہ کھڑا ہو جب یہ بات ٹھیری تو
آیت بھی دوامر کی محتمل ہوگی حال آنکہ یہان ایک ہی امر متعین ہے سو اس
بات پر کہ اللہ تعالے نے قیامت کو مخفی کیا ہے اس آیت کے سوا اور آیت
دلالت کرتی ہے بیضاوی نے اس کے تین معنی ذکر کیے ہین ایک یہ ہین کہ
مین ارادہ کرتا ہون چھپانے کا قیامت کے وقت کو یعنی اوس کے وقت کو
چھپانا چاہتا ہون مطلب یہ ہے کہ جس وقت اللہ پاک نے اس بات کی خبر دی
کہ قیامت بالیقین عنقریب آئیگی تو فی الجملہ اوس کا اظہار ہوا اور یہ اوس کے اخفا
کو منافی ہے اس لیے یون تاویل کی کہ مراد اخفا قیامت کے وقت معین کا ہے
اور چونکہ قیامت کا ہونا منجملہ مغیبات کے تہا تو مناسب یون تہا کہ اخفیہا بدون
اکاد کے کہا جاتا اس لیے اکاد کی تفسیر ارید سے کی اکاد کے معانی سے ایک
معنی یہ بہی ہین کسی نے کہا کہ اکاد زائد ہے دوسرے معنی یہ ہین کہ مین

قریب ہون اس کے کہ اوس کو مخفی کرون یعنی قیامت کے ذکر اجمالی کو
چھپاؤن معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے قریب تہا اس کے کہ اوس کا ذکر نہ کرے
گو اجمالاً ہی کیون نہو اس لیے کہ وہ مخفی ترین مغیبات ہے لیکن اللہ پاک
نے اجمالاً اوس کا ذکر کردیا جیسا کہ اس قول مین فرمادیا ہے ان الساعۃ آتیۃ
یہ ذکر اجمالی ایک حکمت کے واسطے ہے وہ حکمت یہی لطف و کرم ہے مومنین
پر اس لیے کہ اعمال صالح پر اون کو مستعد کرنا ہے تیسرے معنی یہ ہین کہ مین
قریب ہون اس کے کہ قیامت کو ظاہر کردون یعنی اوس کا وقت معین کردون
پس اظہار و اخفا جس شے سے متعلق ہوتے ہین وہ ایک نہین ہے یہان تک کہ
تعارض حاصل ہو **نکتہ** ان الساعۃ آتیۃ یعنی قیامت لامحالہ آنے والی ہے
یہ بات کلۂ انّ اور جملے کا اسمیہ ہونا بتاتا ہے کیونکہ یہ دونون تاکید کے لیے
ہوتے ہین یہان اور سورۂ حج مین صرف آتیۃ بدون لام تاکید کے فرمایا ہے
اور سورۂ غافر مین لآتیۃ بلام تاکید کہا ہے وجہ اس کے یہ ہے کہ لام کو واسطے
تاکید خبر کے زیادہ کرتے ہین اور تاکید خبر کی اوس وقت حاجت ہوتی ہے کہ
جس کو خبر دی جاتی ہے وہ خبر مین شک کرتا ہو سو سورۂ غافر مین مخاطب لوگ
کافر ہین اس لیے وہان لام سے خبر کی تاکید کی گئی بخلاف ان دو موضع کے
کہ یہان کفار مخاطب نہین ہین اس تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کاد اللہ پاک
کی طرف سے واجب ہوتا ہے یعنی جس شے پر کاد آتا ہے وہ شے ضروری
ہوتی ہے کقولہ تعالے قل عسی ان یکون قریبا یعنی قیامت یقینی قریب تر
ہے گو اوس کو بہ لفظ عسی ذکر کیا ہے کیونکہ عسی اللہ پاک کی طرف سے واجب
ہوتا ہے قیامت اور وقت موت کے چھپانے مین یہہ حکمت ہے کہ وقت
قریب ہونے ان کے اللہ پاک نے عدم قبول توبہ کی خبر دی سو اگر انسان
موت کا وقت پہچان لے تو اوس وقت کے قرب تک معصیت مین مشغول
ہوگا پھر توبہ کرلیگا تو عقاب معصیت سے چھٹ جائیگا پس موت کا وقت

بتا دینا ایسا ہے جیسا فعل معصیت پر آمادہ کرنا حالانکہ یہ بات جائز نہین ہے
حرف لام لتجزی کل نفس بما تسعی کا متعلق ہے آتیۃ سے یا اخفیہا سے اور کلمۂ
ما مصدریہ ہے یعنی قیامت آنے والی ہے یا مین اوس کو مخفی کرتا ہون اس لیے
کہ ہر نفس اپنی سعی و کمائی کا بدلا دیا جاتے لفظ سعی کا اگرچہ افعال مین ظاہر
ہے یعنی ظاہر ہی ہے کہ اچھے برے کام کرنے کو سعی کہتے ہین کسی شے کے
ترک کرنے کو سعی نہین بولتے لیکن یہان لفظ سعی کا افعال و تروک دونون کو
عام ہے کیونکہ یہ بات قطعی ہے کہ جو شی جس شخص پر واجب ہے اگر وہ اوس کو
ترک کریگا تو بسبب اوس کے ترک کے معاقب و ماخوذ ہوگا فلا یصدنک عنہا
من لا یومن بہا واتبع ہواہ فتردی ضمیر عنہا و بہا کی ساعت کی طرف پھرتی ہے
کسی نے کہا کہ صلوۃ کی طرف راجع ہے یہ قول بعید ہے ایک قول یہ ہے کہ عنہا
کی صلوۃ کی طرف اور بہا کی ساعت کی طرف راجع ہے یعنی ہرگز نہ روکے باز رکھے
تجھے پیرے تجھکو قیامت پر ایمان لانے سے اور اوس کی تصدیق کرنے سے یا
قیامت کے ذکر و مراقبے سے وہ شخص جو مانتا نہین ہے قیامت کو اور اپنی
ہوای نفس کی پیروی کرتا ہے بسبب انہماک کے لذات فانیہ و انکار قیامت
مین معنی اخیر حضرت موسی علیہ السلام کی شان سے اولی و الیق ہین اگرچہ
نہی بطور تہییج و الہاب کے ہے کیونکہ قیامت کے ایمان و تصدیق سے کون
اون کو روک سکتا ہے ہان اگر ذکر و مراقبۂ قیامت سے اون کو روکین تو روکین
اس لیے اون کو منع کیا کہ منکرین قیامت ذکر و مراقبۂ قیامت سے تم کو باز نہ رکھین
یہ نہی اگرچہ بحسب ظاہر کافر کو ہے لیکن حقیقت مین نہی ہے حضرت موسی علیہ السلام
کو رکنے سے یا زمی ظاہر کرنے سے واسطے کفار کے سو یہ نہی لا ارینک ہہنا
کے باب سے ہے یعنی ظاہر مین تو یہ نہی خود متکلم کو ہے کہ مین ہرگز تجھے یہان
نہ دیکھون اور حقیقت مین نہی مخاطب کو ہے کہ تو یہان مت آ اسی طرح اس جگہہ ہے
کہ کفار تم کو نہ روکین یعنی تم اون کے روکنے سے مت رکو حرف فاء فتردی مین

ف یہ جان مین لانا بر اتجوز کرنا اور بہا زنا بمعنی کرنا بمعنی کنایہ ۱۲

واسطے سببیت کے ہے اور روی بمعنی ہلاک ہے یعنی تم اون کے باز رکھنے
سے باز مت رہو اس لیے کہ تم ہلاک ہوجاؤ گے یعنی تمہارا باز رہنا قیامت
کے ایمان وتصدیق سے یا اوس کی یاد ومراقبے سے بسبب روکنے کفار
کے تم کو مستلزم ومستتبع ہی ہلاک کو وما تلك بيمينك يا موسى ۝ قال هي عصاي
اتوكؤا عليها واهش بها على غنمي ولي فيها مارب اخرى ۝ قال القها يا موسى ۝
فالقها فاذا هي حية تسعى ۝ قال خذها ولا تخف ۖ سنعيدها سيرتها
الاولى ۝ اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ مین ای موسی بولا یہ میری لاٹھی ہے
اسپر ٹیکتا ہون اور پتے جھاڑتا ہون اس سے اپنی بکریون پر اور میرے اور کتے
کام ہین اور فرمایا ڈال دے اس کو ای موسی تو اوس کو ڈال دیا پھر
تب ہی وہ سانپ ہے دوڑتا فرمایا پکڑ لے اس کو اور نہ ڈر ہم پھیر دین گے
اس کو پہلے حال پر **ف** یعنی پھر لاٹھی ہوجاویگی انتہی **ف** حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ یہ ایک برہان ہے طرف سے اللہ تعالے کے
واسطے موسی علیہ السلام کے اور ایک معجزۂ عظیم ہے اور ایک روشن خرق عادت
ہے اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اس جیسی بات پر قدرت نہین رکھتا ہے مگر
اللہ عزوجل اور اس کو نہین لاسکتا ہے مگر نبی مرسل بعض مفسرین نے کہا کہ اللہ
پاک نے جو حضرت موسی سے وما تلك بيمينك يا موسى فرمایا سو بطور انس دینے
کے کہا ہے یعنی جب کسی سے پہلی پہل ملاقات ہوتی ہے تو اول اوس سے
ادہر ادہر کی بات کرتے ہین پھر جب کچھ انس ہوتا ہے وحشت دور ہوجاتی
ہے تو اصل مطلب کی گفتگو کرتے ہین بعض نے کہا کہ یہ بات بطور تقریر کے
اون سے فرمائی یعنی یہ جو تمہارے داہنے ہاتھ مین ہے تمہاری لاٹھی ہے
جسکو تم جانتے پہچانتے ہو اب تم دیکھو گے کہ ہم اوس کے ساتھ کیا کچھ کرین گے
غرضکہ جب اللہ پاک نے بطور استفہام تقریری کے اون سے پوچھا کہ اے
موسے تمہارے داہنے ہاتھ مین یہ کیا چیز ہے تو وہ بولے کہ یہ میری لاٹھی ہے

اسپر ٹیکتا ہون یعنی چلنے کی حالت مین واہش بہا علی غنمی یعنی اور مین ہلاتا ہون
اوس سے درخت کو اس لیے کہ اوس کے پتے گر پڑین تاکہ میری بکریان اونکو
چرین عبدالرحمن بن قاسم نے امام مالک رحمہ اللہ تعالے سے روایت کیا ہے
اہش یہ ہے کہ آدمی محجن کو درخت کی شاخ مین رکھے پھر اوس کو ہلاے یہان تک
کہ اوس کے پتے اور پھل گر پڑین اور لکڑی کو نہ توڑے اور نہ پتے جھڑاے اسی
طرح میمون بن مہران نے بھی کہا ہے ولی فیہا مارب اخری کا یہ مطلب ہے کہ
اس کے سوا میرے اوس مین اور مصالح و منافع و حاجات بھی ہین بہ منافع
جو مبہم رکھے گئے ہین سو بعض نے ان مین سے بعض مصالح کے ذکر کے لیے
تکلف کیا ہے پس کسی نے کہا کہ وہ رات کو اون کے لیے روشن ہو جاتا
اور جب وہ سو رہتے تو اون کی بکریون کی حراست کرتا اور وہ اوس کو گارد دیتے
تو درخت ہو کر اون پر سایہ کرتا تھا ان کے سوا اور امور خارق عادت ذکر کیے
ہین ظاہر یہ ہے کہ وہ ایسا نہ تھا اگر وہ ایسا ہوتا تو حضرت موسی علیہ الصلوۃ
والسلام اوس کے اژدہا بن جانے کو اوپرا نہ سمجھتے اوس سے بھاگ نہ جاتے
لیکن یہ سب باتین اسرائیلی قصون کی ہین اسی طرح بعض کا یہ قول ہے کہ وہ
آدم علیہ السلام کا عصا تھا دوسرے کا یہ قول ہے کہ یہ عصا وہی دابہ ہے جو
کہ قیامت سے پہلے نکلیگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ عصا کا نام ماشا تھا واللہ اعلم بالصواب قال الفہا یا موسی یعنی اللہ پاک نے
فرمایا ای موسی تم اس عصا کو جو تمہارے ہاتھ مین ہے ڈال دو فالقاھا فاذا ھی
حیۃ تسعی یعنی اونہون نے اوس کو ڈالا تو فی الحال اوسی دم ایک بڑا سانپ
اژدہای دراز ہو گیا تیز حرکت کرنے لگا پھنپھناتا ہوا جیسے سانپ کی ٹک
جان کہتے ہین سفید سانپ کو یہ اور سانپون سے زیادہ تر تیز حرکت ہوتا ہے
لیکن چھوٹا ہوتا ہے سو یہ سانپ جو عصا کا بنگیا تھا نہایت بڑا اور بغایت سریع الحرکت
تھا اس مین یہ دونو باتین جمع ہو گئین تھین بڑائی مین تو اژدہای بزرگ تھا

لہ ہش برگ
زدن از درخت
دہ از بہ دست
زدن و بخبار گ
درخت زدن ۱۲
صراح ۱۲ محجن
عصای سر کج مانند

اور سرعت حرکت مین مار سپید جو سب سے زیادہ تیز حرکت ہوتا ہے
تسعی کے یہ معنی ہین کہ وہ چلتا اور مضطرب ہوتا تھا ابن ابی حاتم نے بطریق عکرمہ
حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ڈالنے سے پہلے سانپ نہ تھا
پھر وہ ایک درخت پر گذرا تو اوس کو کھا گیا اور ایک پتھر پر گذر کیا تو اوس کو نگل گیا
پس حضرت موسی علیہ السلام پتھر کے واقع ہونے کی آواز اوس کے پیٹ مین سننے
لگے تو مونہہ موڑ کر اولٹے پھرے ندا ہوئی کہ ای موسی تو اوس کو پکڑ لے سو اونہون
نے اوس کو نہ پکڑا پھر دوبارہ ندا ہوئی کہ تو اوس کو پکڑ لے اور مت ڈر پھر تیسری
بار اون سے کہا گیا کہ اِنَّکَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یعنی تجھکو خطرہ نہین ہے تب اوسکو پکڑ لیا
وہب بن منبہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ حضرت موسے نے
عصا کو روے زمین پر ڈال دیا فاذا ھی حیۃ تسعی یعنی پھر ان کی نظر پڑی
تب ہی وہ ایک نہایت بڑا اژدہا ہے کہ دیکھا اوس کو دیکھنے والون نے یعنی
دیکھنے والون نے جو اژدہا دیکھے ہین وہ اون سب سے بڑا اژدہا تھا چلتا ہے
جستجو کرتا ہے گویا ڈھونڈھتا ہے کسی شے کو جس کو پکڑنا چاہتا ہے حاملہ اونٹنی
کے مثل پتھر پر گذرتا ہے تو اوس کو لقمہ کر لیتا ہے اپنے دانتون مین سے
کسی دانت کے ساتھ بڑے درخت کی جڑ مین نیزے کی طرح مارتا ہے تو
اوس کو جڑ سے اوکھاڑ ڈالتا ہے آنکھین اوس کی آگ کی طرح چمکتی ہین مجمر
اوس کا عرف ہو گیا ہے کسی نے کہا کہ عرف بال ہین مثل چھوٹے نیزون کے
یعنی عصا مین جو جگہہ کہ ٹہڑی تھی وہ ایسے بال بن گئے جیسے چھوٹے نیزے
اور اوس کی دونو شاخین مثل چاہ فراخ کے مونہہ ہو گئین اوس مین ڈاڑہین
اور دانت ہین اون کے لیے آواز ہے سو حضرت موسی نے جب یہ سب
کچھہ معاینہ کیا تو مونہہ موڑ کر اولٹے پھرے اور پیچھے نہ دیکھا پس چلے یہان تک
کہ غور و تامل کیا اور دیکھا کہ سانپ نے اون کو عاجز کر دیا پھر اپنے رب کو
یاد کیا تو اوس سے شرما کر ٹھیر گئے پھر اون کو ندا ہوئی ای موسی تو وہان لوٹ جا

جہان تو تھا پس وہ لوٹ آئے اس حال مین کہ سخت خوفناک تھے اسپر
اللہ پاک نے فرمایا تو اس کو پکڑ لے اپنے دہنے ہاتھہ مین اور مت ڈر ہم
اسکو کردین گے پہلے حال پر اوس وقت حضرت موسی پر مدرعۂ صوف تھا
یعنی اون کا کرتا اوس مین کئی سیخین خرما بن کے چبھا دی تھین سو جب
اللہ تعالے نے اون کو سانپ کے پکڑنے کا حکم دیا تو اونہون نے کرتے کا
پلو اپنے ہاتھہ پر لپیٹ لیا اسپر ایک فرشتے نے اون سے کہا ای موسے تو
مجھے بتا اگر اللہ اذن دیدے اوس چیز کا جس سے تو ڈرتا ہے تو کیا کرتا کوئی
شے تجھہ سے دفع کردیگا بولے نہین لیکن مین ضعیف ہون اور ضعف سے
پیدا کیا گیا ہون اسپر اونہون نے اپنا ہاتھہ کھول دیا پھر اوس کو سانپ کے
مونہہ پر رکھا یہان تک کہ ڈاڑھون اور دانتون کی حس سنی پھر اونہون نے
قبضہ کیا یعنی اوس کو پکڑ لیا تب ہی وہ اون کی وہی لاٹھی تھی جس کو جانتے
پہچانتے تھے اور اون کا ہاتھہ اوسی جگہہ مین تھا جس مین رکھا کرتے تھے
جس وقت کہ ٹیکتے درمیان دونو شاخون کے اسی لیے اللہ پاک نے یون
فرمایا سنعیدھا سیرتھا الاولی یعنی ہم اوس کو اوسی حال کی طرف عود
کردین گے جس کو تو اس سے پہلے پہچانتا ہے **ف** ما استفہامیہ ہے تلک
مین دو قول ہین یا تو اسم اشارہ ہے فراء نے کہا کہ تلک بمعنی ہذہ ہے اگر ما ذلک
کہتا تو بھی جائز تھا یعنی کیا ہے یہ شے یا تلک اسم موصول ہے یہ قول زجاج و
فراء کا ہے کوفی اسی کے قائل ہین اول قول پر ما مبتدا ہے اور تلک خبر اور
بیمینک حال ہے یعنی کیا ہے یہ دراں حال کہ تیرے دہنے ہاتھہ مین ہے اور
قول ثانی کی بنیاد پر یہ معنی ہین ما التی بیمینک یعنی کیا ہے وہ شے جو تیرے
ہاتھہ مین ہے اس صورت مین ما مبتدا تلک بمعنی التی اسم موصول اور بیمینک
صلہ موصول کا پھر خبر مبتدا کی اللہ پاک نے جو حضرت موسے سے عصا کا سوال
کیا اس مین کئی قول ہین ایک قول یہ ہے کہ غرض سوال کرنے سے آگاہ کرنا ہے

حضرت موسی کو عصا پر تاکہ بعد تثبیت و تامل کے اوس سے معجزہ واقع ہو زجاج
اسی کے قائل ہین دوسرا یہ ہے کہ مقصود پوچھنے سے تقریر امر ہے یعنے
بات کو اچھی طرح سے ثابت کرنا یہان تک کہ حضرت موسے کہدین کہ یہہ میری
لاٹھی ہے تاکہ بعد اقرار کے اون پر حجت ثابت کی جاے ورنہ اللہ پاک تو ازل
مین جان چکا ہے کہ وہ کیا ہے یہ قول فراء کا ہے تیسرا یہ ہے کہ سوال واسطے
توطین[1] کے ہے تاکہ عصا کا سانپ بن جانا اون کو ہولناک نہ کردے یعنے
اوس وقت وہ ثابت قدم رہین گھبرا نجائین چوتھا قول یہ ہے کہ سوال واسطے
انس دینے کے اور ہیبت دور کرنے کے ہے مکالمت کے لیے یعنی بات چیت
کرنے مین اون کو انس ہو ہیبت نہ آجاے یہ قول گذر چکا ہے عَصَای کو عَصَیَّ
بھی پڑہا ہے یہ قراءت ہُذَیل کے لغت پر ہے حضرت حسن نے عصای بکسر یا پڑہا
ہے بسبب التقای ساکنین کے حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ عصا حضرت
موسی کو ایک فرشتے نے دیا تہا جبکہ وہ مدین کی طرف متوجہ ہوے رات کو
اون کے لیے روشن ہو جاتا زمین کو اوس سے مارتے تو اون کے واسطے
روئیدگی نکل آتی بکریون پر اوس سے پتے جھڑاتے قتادہ نے کہا کہ رات کو
اون کے لیے روشن ہو جاتا یہ عصا حضرت آدم علیہ السلام کا تہا حضرت شعیب
اوس کے وارث ہوے انہون نے حضرت موسی کو دیا بعد اس کے کہ اپنی
بیٹی کا ان سے بیاہ کیا کسی نے کہا کہ عصا کی دو شاخین تہین اوس کے نیچے
ایک بھال تہی اور اوس کی محجن تہی یعنی اوس کا سرٹہڑا تہا تبعہ اوس کا نام تہا
اتوکأ علیہا کا یہ مطلب ہے کہ چلنے مین اوسپر بوجہہ دیتا ہون اور جب تہکتا ہون
بکریون کے گلے پر کہڑا ہوتا ہون پھاندتا ہون کہڑے ہونے کے لیے اوٹہتا
ہون تو اوسپر تکیہ کرتا ہون ہَشُّ بہا عصای ہشا جب بولتے ہین کہ آدمے
لاٹھی سے درخت کو مارے تاکہ اوس سے پتے گرین یعنی مین اوس سے
درخت کو مارتا ہون تو میری بکریون پر اوس سے پتے گر پڑتے ہین عکرمہ

[1] لہ علی ہی تبین
سا نقتن

اسی کے قائل ہین اور اسی کے مثل سلف کی ایک جماعت سے مروی ہے
نخعی رحمہ اللہ نے اہس لیسین ہملہ پڑہا ہے ہس کہتے ہین بکریون کے زجر
کرنے کو اسی طرح عکرمہ نے پڑہا ہے کسی نے کہا کہ ہش وہس دو لغت ایک
معنی کے ہین مجاہد و قتادہ نے کہا کہ تارب سے مراد حوائج ہین واحد اسکا مأربہ
بفتح وضم وکسر رای ہملہ ہے ابن عرابی و قطرب نے اسی طرح کہا ہے بیان اخری
فرمایا حال آنکہ قیاس یہ تہا کہ اخر ہوتا اس کی دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ جماعت
کی طرف رد کیا دوسری یہ ہے کہ واسطے رعایت فواصل کے اخری فرمایا کیونکہ
اس سورت کے فاصلے مقصور واقع ہوئے ہین جبکہ حضرت موسی علیہ السلام نے
بعض منافع عصا کے براہ شکر ذکر کیے تو باقی مصالح کا اجمال کیا یہ اجمال اس لیے
کیا کہ تطویل کلام سے شرمائے یا اس واسطے کہ اللہ پاک خود اون سے اون
مصالح کا سوال کرے تو انکی تعظیم و اکرام مین زیادتی فرمائے اور ان کو خطاب
ملک علام سے لذت حاصل ہو ایک گروہ نے تعداد منافع عصا سے تعرض
کیا تو بہت سے منفعت ذکر کیے منجملہ اون کے یہ قول ہے بعض عرب کا چونکہ
بغایت فصیح و بلیغ ہے اس لیے بلفظہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوا عصای ادکزها
لصلوتی واعدها لعدائی واسوق بها دابتی واقوی بها علی سفری
واعتمد بها فی مشیتی ایتسع خطوی واثب بها النهر و تومنی العثر والقی
علیها کسائی فتقیینی الحر وتدفیینی من القر وتدنی الی ما بعد منی و
هی نحمل سفرتی وعلاقة اداوتی اعصی بها عند الضراب واقرع
بها الابواب واتی بها عقور الکلاب وتنوب عن الرمح فی الطعان و
عن السیف عند منازلة الاقران ورثتها عن ابی واورثها بعدی بنی
یعنی میرا عصا گاڑتا ہون مین اوس کو واسطے اپنی نماز کے تیار رکہتا ہون اوسکو
واسطے دشمنون کے ہنکاتا ہون اوس سے اپنی سواری کو قوی ہوتا ہون
اوس سے سفر پر ٹیکتا ہون اوسپر چلنے مین تاکہ قدم فراخ ہو پہاندتا ہون

اوس سے نہر کو امن دیتا ہے مجھکو ٹھوکر سے ڈالتا ہون اوسپر چادر تو بچاتا ہے
مجھکو گرمی سے گرم کرتا ہے سردی سے قریب کرتا ہے طرف میرے اوس
شے کو جو مجھ سے دور ہے اوٹھاتا ہے میرے دسترخوان کو اور میری چھاگل
کی رسی کو مارتا ہون مین اوس سے وقت مارنے کے ٹھونکتا ہون اوس سے
دروازون کو بچاتا ہون بسبب اوس کے کٹ کھنے کتون سے قائم مقام
ہوتا ہے نیزے کے نیزہ مارنے مین نائب ہوتا ہے تلوار کا وقت اوترنے
ہمرون کے یعنی جس وقت ہمسر لوگ لڑنے کے لیے سواریون سے اوترتے
ہین تو تلوار کا کام دیتا ہے وارث ہوا مین اوس کا اپنے باپ سے اور
وارث کرونگا اوس کا بعد میرے اپنے بیٹون کو علامہ شوکانی رحمہ اللہ
تعالے فرماتے ہین کہ بعض متاخرین نے منافع عصا مین ایک مجلد لطیف تصنیف
کیا ہے مین اوسپر واقف ہوا اوس مین اخبار و اشعار و فوائد لطیف و نکات رشیق
ذکر کیے ہین اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ السلام کے لیے اون کی عصا مین
وہ براہین عظام و آیات جسام جمع فرمائے تھے جن کے سبب سے جادوگرون
کے کید اور معاندون کی معرت و مکروہ سے امن مین رہے یہ عصا وہ شے
ہے جس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے خطبہ و وعظ و طول صلوۃ کے واسطے
رکھا ہے اور خود حضور پر نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصا رکھا کرتے
تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے عصا و عنزہ بردار تھے یہ خدمت
اون کے سپرد تھی اور آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے ساتھ قضیب کے مراد قضیب
سے سیف لطیف دقیق ہے یا شاخ درخت مطلب یہ ہے کہ وقت خطبہ
کے دست مبارک مین عصا ہوتا تھا اسی طرح خلفاء بعد آپ کے کیا کرتے تھے
عرب عربا کی عادت تھی کہ وقت کلام کے اور محفلون اور خطبون مین عصا لیتے
اور اوسپر ٹیکتے تھے بعض نے کہا ہے امساک العصا سنۃ الانبیاء و زینۃ الصلحاء
و سلاح علی الاعداء و عون الضعفاء و غم المنافقین و زیادۃ فی الطاعات یعنی عصا

عنزہ برچھی جس
مین کہ ہے عنزہ
بالفتح و سکون نون
کسان جس سے
ہانکتے ہین گائے
کو وقت نماز کے
ستر ہو جاے اور
دہ ہیلے کی ضرورت
ہو تو اوس سے
کھود لیے جاتے ہین ۱۲

ہاتھہ مین رکھنا طریقہ ہے انبیاء علیہم السلام کا زینت ہے صلحا کی ہتیار ہے دشمنو پر
مدد ہے کمزور لوگون کی غم ہے منافقون کا زیادتی ہے عبادتون مین یہ بھی
کہا گیا ہے کہ جس وقت ہمراہ مومن کے عصا ہوتا ہے تو شیطان اوس سے
بھاگتا ہے اور منافق و فاجر اوس سے خشوع و فروتنی کرتا ہے اور جب نماز
پڑہتا ہے تو اوس کا قبلہ ہو جاتا ہے جس وقت تھک جاتا ہے تو اوس کی
قوت ہو جاتا ہے غرضکہ حضرت موسی علیہ السلام جب کہ منافع عصا کے بہ تفصیل
و اجمال بیان کر چکے تو اللہ پاک نے فرمایا القہا یا موسی یہ جملہ مستانفہ ہے
جواب ہے سوال مقدر کا یعنی اون کو عصا کے ڈالنے کا حکم دیا تا کہ جو معجزہ ظاہر
اوس مین رکھا ہے وہ اون کو دکھاوے پس اونہون نے عصا کو زمین پر ڈالا تو
ناگاہ وہ ایک سانپ ہے دوڑتا یہ یون ہوا کہ اللہ پاک نے عصا کے اوصاف
و اعراض کو قلب کر ڈالا یہان تک کہ وہ ایک سانپ دوڑتا ہوا بن گیا یعنی
اپنے پیٹ پر بسرعت و خفت چلتا تہا کہتے ہین کہ اوس کی دو شاخین تہین
سو وہ دونو تو مونہہ بن گئین اور باقی سانپ کا جسم ہو گیا ایک جگہہ سے دوسری
جگہہ نقل کرتا اور پتہرون کو لقمہ کر لیتا باوجود اس کے کہ اوس کا جسم بڑا اور صورت
ہولناک تہی دوسری جگہہ اللہ پاک نے یون فرمایا ہے کانہا جان کہتے
ہین اوس سانپ کو جس کا جسم صغیر و خفیف ہو اس لیے حضرت شاہ عبدالقادر
رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ شک فرمایا ہے اور جگہہ اللہ پاک نے فاذا ہی
ثعبان فرمایا ہے ثعبان کہتے ہین بڑے سے بڑے سانپ کو اور اس
سورت مین حیۃ فرمایا ہے آن تین قولون مین یون جمع ہو سکتی ہے کہ حیہ
ایک اسم جامع ہے بڑے چہوٹے نر و مادہ سب کو حیہ بولتے ہین کسی نے یہہ
کہا کہ بڑائی مین تو ثعبان تہا اور سرعت مین جان کسی نے کہا کہ حضرت موسی
علیہ السلام نے جب اوس کو ڈالا تو وہ ایک زرد سانپ ہو گیا مثل موٹائی عصا
کے پہر اوس پر ورم چڑہا اور بڑا ہوا سو اسی لیے کبھی تو اوس کو بنظر مبدا کے

ثعبان کہا اور کبھی باعتبار ملتے کے اوس کا نام ثعبان رکھا اور کبھی اوس کو
حیہ کہا باعتبار اوس اسم کے جو کہ دونون حال کو عام ہے مصباح مین کہا
ہے کہ ثعبان حیہ عظیمہ کو کہتے ہین اس کا وزن فعلان ہے ذوماده پر واقع ہوتا
ہے جمع اس کی ثعابین ہے قاموس مین ہے کہ ثعبان حیہ ضخمہ طویلہ ہے یا
خاص ذکر کہتے ہین یا عام ہے یعنی ذوماده کو ابن منذر و ابن ابی حاتم نے
حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سیرت بمعنی حالت ہے یعنی وہ
حالت جسپر انسان ہوتا ہے غریزی طبعی ہو یا کسب سے حاصل ہوئی ہو سیرت
اصل مین فعلہ کا وزن ہے سیر سے جیسے رکبہ ہے رکوب سے پھر بمعنی حالت
وطریقہ وہیئت اس کا استعمال کیا گیا اخفش و زجاج نے کہا کہ زبر سیر تہا کا بنزع
خافض ہے یعنی اصل مین الی سیرتہا تہا اسے کو حذف کرکے نصب دیدیا جسطرح
کہ واختار موسی قومہ مین ہوا ہے یعنی اصل مین من قومہ تہا من کو حذف کرکے
سیم کو زبر دیدیا کہا یہی ہو سکتا ہے کہ سیرت مصدر ہو کیونکہ معنی سنعیدہا کے
سنسیرہا ہین یعنی ہم چلائین گے اوس کو اوس کی پہلی چال یہی ہو سکتا ہے
کہ مصدر بمعنی اسم فاعل ہو ای سائرۃ یا بمعنی مفعول ہو ای مسیرۃ یعنی ہم
چلائین گے اوس کو درانحال کہ وہ چلنے والا یا چلایا گیا ہوگا اپنی اگلی چال پر
معنی یہ ہین کہ ہم اوس کو عود کردین گے بعد تمہارے پکڑنے کے اوس کو طرف
اوس کی اگلی حالت کے جو کہ عصا ہونا ہے کہتے ہین کہ جس وقت اون سے
لاتخف فرمایا گیا تو اون کا جی خوش ہوا یہان تک کہ بے خوفی سے اس
درجے کو پہنچے کہ اپنا ہاتھ اوس کے مونہہ مین گہساتے اور اوس کے دونو
جبڑے پکڑ لیتے تہے علامہ محلی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ یہ معجزہ اس وقت
اس لیے اون کو دکہایا گیا تاکہ وہ گہبرا نجائین جب کہ فرعون کے روبرو
وہ سانپ بن جائے یعنی اس واسطے اون کو پہلے بتا دیا تاکہ مانوس
ہو رہین دل کا خوف نکل جاے ڈہیٹہ ہو جائین ہوش حواس بجا رہین

واضمم يدك الى جناحك تخرج بيضاء من غير سوء اية اخرى ۝
لنريك من اياتنا الكبرى ۝ اذهب الى فرعون انه طغى ۝ قال
رب اشرح لى صدرى ۝ ويسر لى امرى ۝ واحلل عقدة من
لسانى ۝ يفقهوا قولى ۝ واجعل لى وزيرا من اهلى ۝ هرون اخى ۝
اشدد به ازرى ۝ واشركه فى امرى ۝ كى نسبحك كثيرا ونذكرك
كثيرا ۝ انك كنت بنا بصيرا ۝ اور لگا اپنا ہاتھہ اپنے بازو سے کہ نکلے چٹا ہو کر
نہ کچھہ بری طرح ایک نشانی اور کہ دکھاتے جاوین ہم تجھکو اپنی نشانیان بڑی جا
طرف فرعون کے کہ اوس نے سر اوٹھایا بولا ای رب کشادہ کر میرا سینہ
اور آسان کر میرا کام اور کھول گرہ میری زبان کی کہ بوجھین میری بات اور دے
مجھکو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا ہارون میرا بھائی اوس سے بند ہا میری
کمر اور شریک کر اوس کو میرے کام میں کہ تیری پاک ذات کا بیان کرین ہم
بہت سا اور یاد کرین ہم تجھکو بہت سا تو تو ہے ہم کو خوب دیکھتا ف
برصی طرح یعنی آزار سے سفید نہین ف سینہ کشادہ کر یعنی جلد خفا نہون
اور زبان لڑکاپن مین جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے ف ایسی
بڑے پیغمبرون کو خلق کی طرف بہت خیال نہین ہوتا ایک پیشکار چاہیے کہ
خلق کو سمجھ مین سمجھاوے ہمارے پیغمبر کے آگے ابوبکر رض تھے اول پیغمبری کے
وقت بہت لوگ ان کے سمجھائے سے ایمان مین آئے انتہے ف
یہ ایک دوسری برہان ہے واسطے موسی علیہ السلام کے کہ اللہ پاک نے
اون کو حکم دیا کہ اپنا ہاتھہ اپنی جیب مین داخل کرین جس طرح کہ دوسری
آیت مین اس کی تصریح کی ہے یہان اس مضمون کو یون ادا کیا ہے واضم
یدك الى جناحك اور دوسری جگہہ یون فرمایا ہے واضمم الیك
جناحك من الرهب فذانك برهانان من ربك الى فرعون وملئه
مجاہد نے تفسیر آیت مذکورہ مین کہا ہے کہ ملا اپنی ہتیلی نیچے اپنے بازو کے

ع ۲۴ ۱۰

۱۵ اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے سو یہ دو سند ہین تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اوس کے سردارون ۱۲

اس کی یہ صورت ہے کہ موسی علیہ السلام جس وقت اپنے ہاتھہ کو جیب
مین داخل کرتے پھر اوس کو نکالتے تو وہ چمکتا دمکتا نکلتا گویا ایک ٹکڑا ہے
چاند کا من غیر سوء کے یہ معنی ہین کہ بدون برص و اذی و بغیر عیب کے یعنی
اوس کی سپیدی برص وغیرہ کی جہت سے نہ تھی حضرت ابن عباس و مجاہد
و عکرمہ و قتادہ و ضحاک و سدی وغیرہم اسی کے قائل ہین حضرت حسن بصری
نے فرمایا کہ واللہ نکالا اوس کو گویا وہ چراغ تھا تو حضرت موسی نے جان لیا
کہ مقرر اونہون نے اپنے رب عزوجل سے ملاقات کی اور اسی لیے اللہ
پاک نے یون فرمایا لنریک من آیاتنا الکبری وہب نے کہا کہ اون کے رب
نے اون سے کہا کہ قریب ہو پھر اون کو قریب بلاتا رہا یہان تک کہ اونہون نے
اپنی پشت تنہ درخت سے ٹکا دی پھر اونہون نے قرار پکڑا اور لرزہ اون سے
جاتا رہا اور اپنے ہاتھہ کو عصا مین جمع کیا اور سر و گردن جھکا دی اذہب
الی فرعون انہ طغی کا یہ مطلب ہے کہ تو جا طرف فرعون بادشاہ مصر کے جس سے
تو فرار ہو کر بھاگ نکلا ہے سو تو اوس کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی
طرف بلا اور اوس کو حکم دے کہ وہ بنی اسرائیل سے احسان کرے اون سے
اچھا برتاؤ رکھے اون کو عذاب نکرے تکلیف نہ دے ایذا نہ پہنچائے کیونکہ
وہ طاغی باغی سرکش و متمرد ہو گیا ہے دنیا کی زندگی کو اختیار کر بیٹھا ہے
رب اعلی کو بھول گیا ہے وہب بن منبہ نے کہا کہ اللہ پاک نے حضرت موسی
سے فرمایا کہ تو میری رسالت لیجا فانک بسمعی و عینی یعنی تو تو میرے روبرو
ہے اور تیرے ہمراہ میری قوت و مدد ہے بی شک مقرر مین نے تجھکو اپنے
سلطان و دبدبہ سے ایک زرہ پہنا دی ہے تاکہ تو اوس سے میرے
کام مین پوری قوت حاصل کرے تو خود ایک لشکر عظیم ہے میرے لشکرون
سے مین نے تجھکو بھیجا ہے طرف ایک کمزور خلق کے میری خلق سے
جس نے میری نعمت کا بطر کیا ہے یعنی اوس کو حقیر اور خود کو کبیر

سمجھا ہے میرے مکر سے بے خوف ہو گیا ہے اوس کو دنیا نے مجھ سے مغرور
کر دیا ہے یہان تک کہ اوس نے میرے حق کا انکار کیا ہے میری ربوبیت
کا منکر ہو گیا ہے اور یہ زعم کیا ہے کہ وہ مجھے جانتا پہچانتا ہی نہین ہے سو
مین اپنی عزت کی قسم کھاتا ہون کہ اگر وہ قدر نہوتی جو مین نے درمیان اپنے
اور اپنی خلق کے رکھی ہے تو ضرور مین اوسپر دباؤ ڈالتا دباؤ جبار کا جس کے
غصے سے آسمان و زمین و پہاڑ و دریا غصہ کرتے ہین پس اگر مین آسمان کو
حکم دیتا تو وہ اوسپر پتھر برسا دیتا زمین کو امر کرتا تو اوسے نگل لیتی پہاڑون سے
کہتا تو وہ اوسے ہلاک کر ڈالتے دریاؤن کو حکم کرتا تو اوس کو ڈبو دیتے
لیکن وہ مجھپر سہل و آسان ہے یعنی میرے نزدیک بالکل بے حقیقت ہے
میری آنکھہ سے گر گیا ہے میرے حلم نے اوس کو سما لیا ہے اور مین مستغنی ہون
اوس چیز سے جو میرے نزدیک ہے اور یہ بات سچی پکی ہے کہ بی شک غنی مین
ہی ہون کوئی غنی نہین ہے سو اے میرے تو تو اوس کو میری رسالت پہونچا دے
اور میری عبادت و توحید و اخلاص کی طرف اوس کو بلا اور میرے ایام اوس کو
یاد دلا اور میری نقمت و باس سے اوس کو ڈرا اور اون سے خبر دے کہ میرے
غضب کے لیے کوئی شی ہٹیر نہین سکتی ہی اور درمیان اس گفتگو کے
اوس سے نرم بات کہہ شاید وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جاے اور اوسے خبر دے
کہ جتنا مین طرف عفو و مغفرت کے جلد جاتا ہون اوتنا غضب و عقوبت کی طرف
جلد نہین جاتا تجھے ہرگز خوفناک نکرے جو کچھہ کہ مین نے اوس کو لباس دنیا کا
پہنایا ہے یعنی سلطنت و اہبت ملک و مال دنیا سے تو ہرگز مت ڈر نا کیونکہ
اوس کی چوٹی میرے ہاتھہ مین ہے وہ میرے ہی اذن سے بولتا پلک مارتا
سانس لیتا ہے تو اوس سے کہہ اجب ربک یعنی تو اپنے پروردگار و پالن ہار
کی دعوت قبول کر اوس کا کہا مان کیونکہ وہ تو واسع المغفرت ہے چار سو برس
کی اوس نے تجھے مہلت دی تو اس ساری مدت مین اوس سے کہلم کہلا لڑائی

کرتا رہا اُس کو گالی دیتا اُس کے ساتھ تمسخر[۵۱] کرتا اُسکے بندون کو اُس کی راہ سے روکتا رہا
اور وہ تجھپر پانی برساتا تیرے لیے زمین کو اُگاتا رہا اور تو نہ بیمار ہوا نہ تجھے بڑھاپا آیا نہ تو فقیر و محتاج
ہوا نہ تو مغلوب ہوا اگر اللہ چاہتا کہ جلد تجھپر عقوبت بھیجے تو بھیجدیتا لیکن وہ تو صاحب اناۃ یعنی
برداشت و حلم عظیم والا ہے اور تو اُس سے جہاد کر اپنی ذات اور اپنے بھائی کے ساتھ حالانکہ
اُس سے جہاد کرنے مین تم دونون ثواب طلب کرو کیونکہ اگر مین چاہتا کہ اُس کے پاس ایسے
لشکر لے آؤن جنکے مقابل کی اُسے طاقت نہو تو مین لاسکتا تھا لیکن مین نہین لایا تاکہ یہ کمزور بندہ
جس کو اُس کے نفس نے اور جماعتون نے عجب و کبر مین ڈالدیا ہے یہ بات جان لے
کہ قلیل گروہ حالانکہ میری طرف سے کوئی قلیل نہین ہے غالب ہوجاتا ہے گروہ کثیر
پر میرے اذن سے اُس کی زینت ہرگز تم کو تعجب مین نہ ڈالے نہ وہ ساز و
سامان جو برتنے کو اُسے دیا ہے تم دونون اپنی آنکھین طرف اُس کے دراز
مت کرو کیونکہ وہ تو زندگی دنیا کی تازگی و رونق ہے اور زینت ہے ناز و نعمت مین
پلے ہوؤن کی اگر مین چاہتا کہ دنیا کی زینت سے تم کو مزین کرون اس لیے کہ
جس وقت فرعون طرف اُس کے دیکھے تو جان لے کہ جو کچھ تم کو ملا ہے اوس کی
مثل سے فرعون کی قدرت عاجز ہے البتہ مین کر سکتا تھا لیکن مین تو تمکو اوس سے
بے رغبت کرتا ہون اور اوس کو تم سے کھینچتا ہون مین اسیطرح اپنے اولیاء کے
ساتھ کیا کرتا ہون و قد[۵۲] یما ما جرت فی ذلک کیونکہ مین تو اون کو دنیا کی نعیم و
عیش و آرام و زخارف و زینت سے ہنکالتا ہون جس طرح شفیق مہربان چرواہا اپنے
اونٹون کو مبارک عناء سے ہنکالتا ہے یعنی جو جگہہ کہ سختی و مشقت کی ہوتی ہے
وہان اون کو نہین بٹھاتا ہے ہانک کر راحت و آرام کی جگہہ لیجاتا ہے تاکہ اون کو
آسایش ملے اور یہ اس لیے نہین ہے کہ وہ مجھپر ذلیل و بے قدر و خوار ہین لیکن
اس واسطے کہ وہ اپنے حصے کو میرے دار کرامت مین سالم بھرپور کامل حاصل
کرین جس کو دنیا نے زخمی نہ کیا ہو یعنی دنیا مین آسایش پانے سے
آخرت مین کمی ہوجاتی ہے سو مین یہ چاہتا ہون کہ اونکے حصے مین کمی نہو بلکہ پورا پورا

[۵۱] یعنی اُسکی مثل خود کو خدا بتاتا رہا ۱۲
[۵۲] لعل العبارۃ ھکذا وکذالک افعل باولیائی قدیما و حسرت فی ذلک واللہ اعلم ۱۲ من الجوی ۱۲ از مصحح

حصہ جنت مین اون کے ہاتھہ آئے تو جان رکھہ یہ بات کہ زینت و واسطے میرے
بندون نے کوئی زینت کہ وہ بالغ تر ہو اوس شی مین جو میرے نزدیک ہے دنیا
مین بے رغبتی کرنے سے یعنی جن اعمال صالحہ سے بندہ اپنی زینت و آرائش
کرتا ہے اس لئے کہ اللہ پاک کے ہان کی نعمتین پائے سو اونمین زہد سے بڑہکر کوئی
عمل نہین ہے کیونکہ زہد فی الدنیا زینت ہے متقی پرہیزگار لوگون کی اون پر اوس کا
ایک لباس ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہین وہ لباس ہی سکینت و خشوع ہے
اور علامت اور نشانی اون کے اون کے چہرون مین نشان ہے سجدے کا اولئک
اولیائی حقا حقا یعنی وہی لوگ ہین میرے ولی و دوست سچے پکے سو جسوقت
تو اون سے ملے تو جھکا واسطے اون کے اپنا بازو اور ذلیل کر اپنے دل و زبان کو
یعنی وقت ملاقات کے اون سے تواضع و فروتنی کر دل مین اون کی عظمت سمجھہ زبان
سے نرم نرم باتین کر اور یہ بات جان رکھہ کہ بس شخص نے ذلیل کیا میرے کسی
ولی کو یا اوس کو ڈرایا تو مقرر وہ صف سے باہر آیا مجھسے لڑنے کو اور کہلم کہلا
اوس نے مجھسے لڑائی کی او پیش کیا اوس نے واسطے میرے اپنے نفس کو اور بلایا
مجھکو طرف اوس کے وانا اسرع شئ الی نصرۃ اولیائی یعنی سب سے بڑہکر
جلد اپنے اولیا کی مدد کرتا ہون سو کیا گمان کرتا ہے وہ شخص جو مجھسے محاربہ کرتا ہے
کہ وہ میرے لئے قائم رہے گا یا گمان کرتا ہے وہ شخص جو مجھسے دشمنی کرتا ہے
کہ وہ مجھے عاجز کر دے گا یا گمان کرتا ہے وہ شخص جو مجھسے مبارزہ کرتا ہے یعنی لڑنے
کو صف سے باہر آتا ہے کہ وہ مجھسے سبقت کر جائے گا یا مجھسے فوت ہو جائے گا وکیف
وانا الثائر لھم فی الدنیا والاخرۃ یعنی یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ مین
تو اون کا بدلا لینے والا ہون دنیا و آخرت مین مین اون کی نصرت و مدد کو اپنے غیر کے
سپرد نہین کرتا ہون رواہ ابن ابی حاتم یہان سے قدر و منزلت اولیای
کرام کی سمجھنی چاہئی کہ اون سے دشمنی کرنا اللہ پاک سے بیر کرنا ہے یا اون کو ذلیل
کرنا گویا اللہ سبحانہ سے لڑنا ہے حضرت موسی علیہ السلام سے پیغمبر جلیل القدر

رفیع الشان کو اللہ پاک نے [redacted] فرمائی کہ اولیای خدا سے تواضع پیش آئین پھر اور کسی
کی کیا ہستی ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ کو چاہے اور اوس کے دوستون سے بغض
رکھے یا اون کو ذلیل و خوار سمجھے یا اون کو ایذا پہونچاے اون کو برا کہے اون کی بارگاہ
عالیجاہ مین بے ادبی کرے جو ایسا کریگا وہ دنیا و آخرت کی فلاح سے محروم رہے
گا ہان اتنی بات کا ضرور لحاظ رہے کہ خدا و رسول کی فرمانی کے موافق تعظیم و تکریم
اون کی بجالاے حد سے نہ بڑہے کہ شرک ہوجاے خدا خدا ہے بندہ بندہ ؎
الرب رب وان تنزل ✣ والعبد عبد وان ترقی لیکن ؎ مردان خدا
خدا نباشند ✣ لیکن ز خدا جدا نباشند ✣ رضی اللہ عنہم اجمعین اللھم ارزقنا حبک
وحب انبیائک علیہم السلام وحب اولیائک الکرام وانفعنا بحبہم فی الدنیا والاخرۃ
آمین حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ اونکا
سینہ کھولدے یعنی اوس کام مین جس کے واسطے اون کو بھیجا کیونکہ ایک امر عظیم و
خطب جسیم کا اون کو حکم دیا اون کو ایسے بادشاہ کی طرف بھیجا جو کہ اوسوقت روی زمین
پر سب سے بڑا تہا اور سب سے بڑکر جابر ظالم ستمگار سخت تر کفر مین زیادہ تر
لشکرون مین اور آبادی ممالک مین اور زیادہ تر طغیان و تمرد و سرکشی مین ان سب امور
مین یہانتک پہونچا کہ یہ دعوی کر بیٹہا کہ وہ اللہ پاک کو پہچانتا نہین ہے نہ اپنی رعایا کے
واسطے کوئی معبود اپنے سوا جانتا ہے اور موسی علیہ السلام ایک مدت اوس کے گہر مین
بحالت طفولیت گہر والون کے پاس رہے بسے فرعون کے گود مین اوس کے پہونے
پر پرورش پائی پھر اونمین کا ایک آدمی مار ڈالا تو اون سے ڈری کہ اون کو مار ڈالین سو
اس ساری مدت مین اون سے بہاگے رہے پھر بعد اس کے رب عزوجل نے اونکو
طرف اون کے نذیر بناکر بھیجا کہ اللہ پاک کی طرف اون کو بلائین اوسے وحدہ لاشریک لہ
کو پوجین اسی لئے اونہون نے یون دعا کی کہ الہی تو میرے سینے کو کشادہ کردے اور میرے
کام کو آسان فرمادے یعنی اگر تو میرا عون و نصیر و عضد و ظہیر و مددگار نہوگا تو مجھے اس
کام کی کسی طرح طاقت نہین ہے دوسرا یہ سوال کیا کہ الہی تو میری زبان کی گرہ کھول

کہ وہ میری بات سمجھین زبان مین یون گرہ پڑگئی تھی کہ اُسکو لثغ پہونچ گیا تہا جسوقت
کہ فرعون نے گہجور اور انگارا اون پر پیش کیا تو اونہون نے انگارا لیلیا پھر اوسکو
زبان پر رکھا چنانچہ اس کا بیان آیندہ آئے گا لثغہ بضم لام شکستگی زبان کو
کہتے ہین یعنی حرف را کو لام یا غین و سین کو حرف ثا کہنا حاصل یہ ہے کہ زبان کے
جل جانے سے وہ صاف تقریر نہین کرسکتے تہے رے کی جگہہ لام یا غین اور سین کی جگہہ
ثے نکلجاتی تہی اللہ پاک سے یہ سوال نہ کیا کہ وہ بالکل زائل ہوجائے بلکہ زبان کی
بستگی اتنی زائل ہوجائے کہ بات کرنے مین درماندگی جاتی رہے وہ لوگ انکی مراد کو
سمجہہ لین اور یہ بقدر حاجت ہے اگر ساری بستگی کا سوال کرتے تو وہ سب دور ہوجاتی
لیکن انبیاء علیہم السلام سوال نہین کرتے ہین مگر موافق حاجت کے اسی لیے کچھ بقیہ
رہ گیا اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ پاک نے فرعون سے خبر دی ہے کہ اُسنے یون کہا
ام انا خیر من ھذا الذی ھو مھین ولا یکاد یبین ای یفصح بالکلام یعنی
وہ صاف بات نہین کرسکتے ہین غرض یہ ہے کہ اگر گرہ بالکل جاتی رہتی تو وہ یہ کیون کہتا
اس سے معلوم ہوا کہ کچھ بقیہ رہ گیا تہا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ
حضرت موسیٰ نے کہا تو ایک گرہ کہولدے اگر وہ اس سے زیادہ کا سوال کرتے
تو اللہ پاک اون کو عطا کرتا حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ حضرت موسیٰ جو آل فرعون
سے ڈرتے تہے قتیل اور عقدۂ زبان کے بارے مین اس کی شکایت اونہون نے اپنے
رب سے کی کیونکہ اُن کی زبان مین گرہ تہی بہت سی باتین کرنے سے اُن کو روکتی تہی اور اس
بات کا اپنے رب سے سوال کیا کہ اون کے بہائی ہارون سے اونکی اعانت کرے کہ وہ
اونکے مددگار ہوجائین اور بہت سی باتین جنکو اونکی زبان صاف ادا نہین کرسکتی ہے اُنکی طرف سے ادا
کرین سو اللہ پاک نے اونکا سوال اونکو دیا اونکی زبان سے گرہ کہولدی ابن ابی حاتم نے بعض اصحاب
محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ محمد بن کعب کا کوئی شخص رشتہ دار اونکے
پاس آیا تو اون سے کہا کہ تجہہ مین کوئی برائی نہین ہے اگر یہ بات نہوتی کہ تو اپنی
بات چیت مین لحن کرتا ہے اور تو اپنی قراءت مین اعراب نہین کرتا ہے

لہ بہلا مین ہون بہتر اس شخص سے جسکو عربیت نہین اور صاف نہین بول سکتا ۱۲
لہ لحن کہتے ہین اعراب مین خطا کرنیکو ۱۲

یعنی اعراب مین خطا کرتا ہے تو وہ بولی اسی بہتیرے کیا مین تجھکو سمجھاتا نہین ہون جسوقت
کہ تجھسے باتین کرتا ہون یعنی کیا میری بات تیرے سمجھہ مین نہین آتی ہے وہ بولا ہان یعنی
سمجھہ مین تو آجاتی ہے محمدؐ نے کہا تو پھر موسی علیہ السلام نے تو اپنے رب سے یہی سوال
کیا تہا کہ اون کی زبان سے ایک گرہ کھولدے تاکہ بنی اسرائیل اون کی بات کو سمجھہ لین اور
اس پر اور کچھہ زیادہ نکیا ھذا لفظہ مطلب یہ کہ جب بات سمجھہ مین آجاتی ہے تو کافی ہے
گو اعراب مین خطا ہوا کرے دیکھو موسی علیہ السلام نے اس قدر درخواست کی کہ بات
سمجھی جاے گو پوری صفائی زبان کی نہو دوسری درخواست حضرت موسی علیہ السلام
کی یہ تہی کہ میرے بہائی ہارون کو میرا وزیر کردے سو یہ ایک امر خارجی مین تہے وہ
یہی ہے کہ اون کے بہائی ہارون اون کے مساعد و ممد و معاون و مددگار رہین حضرت
ابن عباس فرماتے ہین کہ ہارون علیہ السلام اوس گھڑی نبی کئی گئے کہ جسمین موسے
علیہ السلام نبی ہوئے ابن ابی حاتم نے عروہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے راوی ہین کہ وہ اوس زمانے مین نکلین جسمین عمر کیا کرتی تہین تو بعض
اعراب پر نزول فرمایا یعنی کسی بدوی کے گہراو ترین سو اونہون نے ایک شخص کو یہ
بات کہتے سنا کہ کون بہائی دنیا مین زیادہ ترنفع دینی والا تہا اپنے بہائی کو لوگون نے کہا ہم
نہین جانتے تو وہی شخص بولا مین واللہ جانتا ہون حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مین نے
اپنے جی مین کہا کہ وہ اپنی قسم مین استثنا نہین کرتا ہے یعنی ان شاء اللہ نہین کہتا ہے بیشک
وہ جانتا ہے کہ کون بہائی دنیا مین زیادہ ترنافع تہا واسطے اپنے بہائی کے اوسی شخص نے
کہا کہ وہ موسی ہین جبکہ اونہون نے اپنے بہائی کے واسطے نبوت کا سوال کیا تو مین بولے
کہ اوس نے سچ کہا قسم ہے اللہ کی مین نے کہا اور اسی وجہ سے اللہ تعالی نے موسی
علیہ السلام پر ثنا کرنے مین یون فرمایا ہے وکان عند اللہ وجیہا یعنی وہ
اللہ پاک کے نزدیک بڑے وجاہت والے تہے جب تو اون کی سفارش سے اون
کے بہائی کو نبی کردیا مجاہد نے کہا کہ ازری کی معنی ظہری ہین اور امری سے مراد مشاورتی
یعنی تو اوس سے میری پشت کو مضبوط کر اور میرے مشورے مین اوس کو شریک فرما

کی نسبحك کثیرا و نذکرك کثیرا مجاہد نے کہا کہ بندہ اون لوگون مین سے نہین ہوتا ہے
جو کہ اللہ تعالی کا بہت سا ذکر کرتے ہین یہانتک کہ ذکر کرے اللہ کا کھڑے بیٹھے لیٹکر
انك کنت بنا بصیرا کا یہ مطلب ہے کہ تو تو ہمکو خوب دیکھتا ہے یعنی اس بات مین کہ تو نے
ہمکو برگزیدہ کیا ہمکو نبوت عطا فرمائی اپنے دشمن فرعون کی طرف ہمکو بھیجا سو اسپر تیرے
لئے حمد ہے ف ضم کے معنی ہین فراہم آوردن چیزی را بچیزے یعنی جمع کرنا
کسی چیز کا کسی چیز سے فتح البیان مین کہا ہے کہ مراد ید سے سید ہے ہاتھہ کی ہتیلی ہے
ہاتھہ کے حقیقی معنے مراد نہین ہین ہاتھہ کے حقیقی معنی انگلیون سے لیکر مونڈھے
تک ہین فراء و زجاج نے کہا کہ جناح انسان کا اوس کا بازو ہے یہی قول مجاہد کا بھی
ہے اور کہا کہ الی بمعنی تحت ہے قطرب نے کہا کہ جناح جنب ہے یعنی پہلو جنب کے
تعبیر جناح کے ساتھہ اس لئے کی کہ جنب محل جناح ہے مقاتل نے کہا الی بمعنی مع
ہے یعنی ملا تو اپنی سید ہی ہتیلی کو اپنے بائین بازو کے نیچے یا اپنے بائین پہلو کے ساتھہ
بازو کہتے ہین کہنی سے لیکر بغل تک کو اور پہلو سے مراد خصوص ماتحت عضد
ہے تخرج جواب ہے امر کا بیضاء حال ہے ضمیر تخرج سے اسی طرح من غیر
سوء بھی حال ہے بیضاء کے معنی ہین نیر مشرق روشن سوء کہتے ہین عیب کو یہ کنایہ
ہے برص سے برص ایک مرض ہے جس سے بدن پر سفید داغ پڑ جاتے ہین
علم بیان والی اس صنعت کو احتراس بولتے ہین وہ یہ ہے کہ ایسی شئی لائی جاے
جو غیر مراد کی توہم کو دور کردے چونکہ کبھی سفیدی سے مراد برص وہبق ہوتا ہے
اس لئے اس وہم کے دور کرنے کو من غیر سوء فرمایا معنی یہ ہین کہ تو اپنے کفدست
راست کو زیر بازوی چپ ملا اور اوس کو نکال تو وہ روشن چمکتا دمکتا نکلے گا بدون
کسی عیب و بیماری کے برخلاف گندمی رنگ کے جس پر وہ اس سے پہلے تھا
یعنی وہ نکلے گا اس حال مین کہ سفید ہوگا نور اوس کا ساطع ہوگا رات و دن مین روشن
ہوگا مثل روشن سورج کے بینائی کو ڈھانکہ دیگا یعنی مارے روشنی و تابانی کے بصر
اوس کا ادراک نہ کرسکے گی آیۃ اخری بھی حال ہے یعنی وہ نکلے گا اس حال مین کہ

ایک دوسرا معجزہ ہوگا سو اعصا کے اخفش نے کہا کہ بیضاء سے بدل ہی نحاس نے کہا
یہ قول حسن ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین اٰتیناک اوتی تیک اٰیۃ اخری
یعنی فعل محذوف کا مفعول ہے ہم نے دی تجھکو یا دین گے تجھکو ایک اور نشانی
کیونکہ جب تخرج بیضاء فرمایا تو اس قول نے اس پر دلالت کی کہ مقرر ایک اور نشانی
اون کو دے پھر اللہ پاک نے اس سب کی علت ذکر فرمائی لنریک من اٰیاتنا
الکبری بعض نے کہا تقدیر عبارت یہ ہے فعلنا ذلک لنریک یعنی ہم نے
یہ اس لئے کیا کہ تجھکو دکھاوین من اٰیاتنا متعلق ہے محذوف سے وہ حال واقع ہوا
ہے کبری کے معنی ہین عظمی یہ صفت ہے موصوف محذوف کی تقدیر یہ ہے
لنریک من اٰیاتنا الاٰیۃ الکبری یعنی تاکہ ہم دکھائین تجھکو ان دو
نشانیون یعنی ید بیضاء و عصا سے ہمارے بعض بڑی نشانیان تیرے رسالت پر اس
معنی کے بنیاد پر یہ بات لازم نہ آئے گی کہ تنہا ید بیضا آیت کبری ہو یہانتک کہ وہ عصا
سے اعظم ٹھیرے تو اس پر یہ بات وارد ہو کہ ید بیضا مین تو صرف رنگ کا تغیر تھا
بخلاف عصا کے کہ اوس مین باوجود تغیر رنگ کے زیادتی حجم مین اور خلق حیات اور
امور خارق عادت پر قدرت تھی اور جس شخص نے یہ کہا ہے کہ آیت کبری ید بیضا
ہے تو اوس نے کبری ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ ید بیضا کا اصلا کسی نے
معارضہ نکیا رہا عصا سو ساحرون نے اوس کا معارضہ کیا لیکن قول اول اولی ہے
یعنی یہی بات عمدہ ہے کہ ید بیضاء و عصا دونو اللہ پاک کی بڑی نشانیون سے ہین
پھر جو ان معجزون سے غرض مقصود تھی اوس کی تصریح فرمائی کہ اذہب الی
فرعون یعنی تو فرعون اور اوس کے ساتھیون کی طرف پیغمبر ہو کر یہ دو نشانیان
عصا و ید بیضا لیکر جا یہ بات کہ حضرت موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کے رسول ہین
کہان سے نکلتے ہے سو بعض نے کہا کہ اللہ پاک کے اس قول سے وانا اخترتک
یعنی مین نے تجھکو نبوت و رسالت کے واسطے پسند کر لیا ہے فرعون کا ذکر خاص کر
اس لئے کیا کہ قوم اوس کی اوس کے تابع ہے پھر فرعون کی طرف بھیجنے کی یہ

علت بیان فرمائی کہ انہ طغیٰ یعنی تو طرف اوس کے اس لئے جا کہ وہ طاغی
عاصی متمرد سرکش متکبر منکر متجبر ہو گیا ہے اپنے کفر و انکار مین یہانتک حد سے بڑہ
گیا ہے کہ الٰہیت کا دعوی کر بیٹہا ہے قال رب اشرح لی صدری جملہ مستانفہ
ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا یون کہا گیا کہ پہر حضرت موسیٰ نے کیا کہا شرح
صدر کہتے ہین سینے کے فراخ و کشادہ کرنے کو اونہون نے اپنے رب سے تضرع
وزاری کی اور اپنے عجز کا یون اظہار کیا یضیق صدری ولا ینطلق لسانی
یعنی میرا سینہ تنگ ہوتا ہے میری زبان نہین چلتی ہے اس لئے اللہ پاک سے
یہ دعا کی کہ اے میرے رب تو میرا سینہ کشادہ کر یسر لی امری تیسیر کہتے ہین سہل
و آسان کرنے کو یعنی تو نے جو مجھے فرعون کی طرف رسالت پہونچانے کا حکم دیا
ہے سو تو اس کام کو مجھپر آسان کر دے زمخشری نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ
کلمہ لی کا دونو جگہہ کیا فائدہ ہے حالانکہ کلام بدون اس کے منتظم ہے تو مین یہ جواب
دونگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اول کلام کو مبہم کیا یون کہا اشرح لی و
یسر لی تو جانے گا کہ یہان کوئی مشروح و میسّر ہے پہر اونہون نے بیان کیا اور
صدری و امری کو ذکر کر کے ابہام کو دور کر دیا سو اس نے طلب شرح صدر
و تیسیر امر کی زیادہ تر تاکید کر دی محاورے مین بولتے ہین یسرت لک کذا یہ آیت
اسی باب سے ہے اور تیسر نہ لکذا اس باب سے یہ آیت ہے فسنیسرہ
للیسریٰ زبان کی گرہ کھولنے مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ اللہ پاک نے ساری
گرہ دور کر دی بدلیل قولہ تعالی قد اوتیت سولک یا موسیٰ دوسرا قول
یہ ہے کہ وہ بالکلیہ دور نہین ہوئے کیونکہ اونہون نے بالکل گرہ دور جانے کا
سوال نہین کیا تہا بلکہ اوس گرہ کے کہولنے کا سوال کیا تہا جو کہ سمجہانے کو مانع ہوتے
تہے بدلیل قولہ من لسانی ای کائنۃ من عقد لسانی یعنی تو ایک گرہ
کہولدے جو کہ میری زبان کی گرہون سے ہے اسی کی تائید اونکا یہ قول کرتا ہے
ھو افصح منی لسانا اور یہ قول جو اللہ پاک نے فرعون کی طرف سے اون

سورہ اور
ہم سمجھ سکے
پھوپھا ہارون
آسانی مین
اوسکی
زبان چلتی
زیادہ

کے حق مین نقل کیا ہے ولا یکادیبین یفقھوا قولی جواب ہے امر کا
یعنی تو میری زبان کی گرہ اس لئے کھولدے کہ جب مین اون کو رسالت پہونچاؤن
تو وہ میری بات کو سمجھ لین فقہ کلام عرب مین فہم کو کہتے ہین پھر اس کے ساتھہ علم
شریعت کا خاص کر دیا گیا ہے اور اس کا عالم فقیہ کہلاتا ہے قال الجوھری وزیر سے
مراد معین و ظہیر و مددگار ہے وزیر بمعنی موازر ہے جس طرح اکیل بمعنی مواکل وزیر
کو وزیر اس لئے کہتے ہین کہ وہ بادشاہ سے اوس کے بوجھہ کو اوٹھاتا ہے زجاج نے کہا
وزیر لغت مین مشتق ہے وزر سے وزر ملجا و پناہ کو کہتے ہین جس کے ساتھہ آدمی
جنگل مارتا ہے تاکہ ہلاکت سے نجات پاے اسی باب سے یہ قول ہے الہی پاک کا
کلا لا وزر اور وزیر وہ شخص ہے جس کی راے پر بادشاہ اعتماد و تکیہ کرتا ہے امور
مین اور طرف اوس کے ملتجی و مضطر ہوتا ہے اصمعی نے کہا کہ وزیر مشتق ہے موازرۃ
سے موازرت معاونت کو کہتے ہین زمخشری نے اس قول کو اصمعی سے نقل کیا
ہے حضرت موسے کے وزیر حضرت ہارون تھے یہ اون سے عمر مین بڑے
اور افصح اللسان و اجمل و ادسم و زیادہ تر خوبصورت تھے اور حضرت موسی گندم
گون و دراز بینی مرغول موی تھے یعنی اون کے بال گھونگر تھے اشدد بہ ازری
و اشرکہ فی امری مین دو قراتین ہین ایک تو بصیغہ دعا یعنے ای رب تو اوس سے
میری قوت کو محکم و مضبوط کر اور رسالت کے کاروبار مین اوس کو میرا شریک فرما دے
ازر کہتے ہین قوت کو محاورے مین بولتے ہین آزرہ یعنی فلان نے فلان کو قوت دی
دوسرے قرارت بہمزۂ قطعی بصیغہ متکلم اور اشرکہ بضم ہمزہ ہے یعنی مین اوس سے
اپنی قوت کو مضبوط کرون گا اور اپنے کام مین اوس کو شریک کرون گا پہلے قرارت
جمہور کی ہے اور دوسرے ابن عامر و یحیی ابن حارث و ابو حیوہ و حسن و عبد اللہ
بن اسحق کی نحاس نے کہا کہ دونو فعلون کو موضع جزم مین رکھا ہے اس بنا پر کہ جواب
ہے اجعل لی وزیرا کا وزیرا اور ہارون اجعل کی دونو مفعول ہین کسی نے کہا کہ اوس
کے دونو مفعول لی اور وزیرا ہین اور ہارون عطف بیان ہے وزیرا کا قول اول

ظاہر ترہے اور لی مخدوف سے متعلق ہوگا یعنی کانا لی اور من اہل صفت ہے وزیر
کی اور اخی بدل ہے ہارون کا کی نسبحك کثیرا ونذکرك کثیرا یہ تسبیح وذکر
دونو غایت ہین دعای متقدم کی مراد تسبیح سے اس جگہہ تسبیح بزبان ہے کسی نے کہا
مراد نماز سے اور کثیرا دونو جگہہ منصوب ہے اس بنیاد پر کہ صفت ہے مصدر مخدوف
یا زمان مخدوف کی یعنی ہم نے جو تجھسے امور مذکورہ کی دعا کی اوس کا غایت یہ ہے کہ
ہم بہت سی تیری تسبیح کرین اور بہت سا تیرا ذکر کرین یا بہت سے وقت مین تیری
پاکی بولین اور بہت سے وقت مین تیری یاد کرین بصیر کہتے ہین مبصر کو اور پوشیدہ باتون
کے جاننے والے کو یہان یہی مراد ہے یعنی بیشک تو ہمکو جاننے والا تہا ہمارے
ارکان مین سو تو نے ہم پر احسان کیا تو اب بہی تو اوسی طرح احسان کر قال

قد اوتیت سولك یموسی ۝ ولقد منا علیك مرة اخری ۝ اذ اوحینا
الی امك ما یوحی ۝ ان اقذفیه فی التابوت فاقذفیه فی الیم
فلیلقه الیم بالساحل یاخذه عدو لی وعدو له ۝ والقیت علیك
محبة منی ۝ ولتصنع علی عینی ۝ اذ تمشی اختك فتقول
هل ادلکم علی من یکفله ۝ فرجعناك الی امك کی تقر عینها
ولا تحزن ۝ وقتلت نفسا فنجینك من الغم وفتناك فتونا ۝ وقف لازم

فرمایا ملا تجھکو تیرا سوال اے موسی اور احسان کیا ہے ہم نے تجھپر ایکبار اور جب حکم
بہیجا ہم نے تیری مان کو جو آگے سنائے ہین کہ ڈال اوس کو صندوق مین پہر ڈالدے
اوس کو پانی مین پہر پانی اوس کو لے ڈالے کنارے پر اٹہالے اوس کو ایک دشمن میرا
اور اوس کا اور ڈالدی مین نے تجھپر محبت اپنی طرف سے اور تاکہ تیار ہو تو میری آنکھہ
کے سامنے جب چلنے لگے تیری بہن اور کہنے لگی مین بتاؤن تمکو ایک شخص کہ اوس
کو پالے پہر پہونچایا ہم نے تجھکو تیری مان کے پاس کہ ٹہنڈی رہے اوس کی آنکھہ اور
غم نہ کہاوے اور تو نے مار ڈالی ایک جان پہر نکالا ہم نے تجھکو اوس غم سے اور جانچا
تجھکو ایک ڈراجانچنا ف ان کی مان کو یہ بات خواب مین کہی اس سے وہ پیغمبر ہین

ہوگئین ف ۲ فرعون اوس برس بنی اسرائیل کی بیٹی مارتا تھا جب موسیٰ پیدا
ہوئے اون کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاوین تو مار ہی ڈالین اور ماں
باپ کو ستاوین کہ ظاہر کیون نکیا تب خواب مین یہ دیکھا صندوق نہر مین ڈالدیا وہ فرعون
کے باغ مین پہونچا اوس کی بی بی نے اوٹھایا انکا نام آسیہ وہ تہین بنے اسرائیل مین
کی پھر فرعون کو بھی دیکھکر محبت آئی بنیاکر کر پالا ف ۳ سارا قصہ سورۂ قصص مین ہے
انتہی ف جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے اس بات کا سوال
کیا کہ اونکا سینہ کھولے اون کے کام کو آسان کرے زبان کی گرہ کھولے بھائی کو اون
کا وزیر فرماے تو اللہ پاک نے اون کو یہ خبر دی کہ قد اوتیت سولک یا موسیٰ یعنی
ہم نے تمہاری دعا قبول کی جن باتون کا تمنے ہمسے سوال کیا تہا وہ تمکو دی گئین یہ دینا
ہماری طرف سے تمپر منت و تفضل ہے سؤل سے مراد مسئول ہے یعنی مطلوب
جس طرح کہ خبز بمعنی مخبوز ہے یعنی خبز بالفتح روٹی پکانیکو کہتے ہین اور جو پکائے
گئی وہ خبز ہوئی اسیطرح سؤل و سؤال مصدر ہین کہ معنی ہین مانگنا لیکن یہان مراد وہ شی ہی جسکو مانگا یا موسیٰ کے
زیادہ کرنے مین دو فائدے ہین ایک تو اون کو مشرف بخطاب فرمایا دوسرا یہ فائدہ
ہے کہ فواصل و قوافی کی رعایت فرمائی گئی پھر اللہ پاک نے وہ من و نعم ذکر فرمائے
جو اس سے پہلے بدون سوال کے اون پر کر چکا ہے ولقد منا علیک مرۃ اخری
یہ جملۂ مستانفہ ہے اس لئے لایا گیا ہے کہ اللہ پاک نے جو انعام اون پر کئی ہین اون کو
یاد دلاکر اون کے دل فیض منزل کو قوت دی جاے مَنّ کہتے ہین احسان و افضال
و مہربانی کرنے کو آخری تانیث ہے آخر بمعنی غیر کے واسطے کمال اعتنا کی شروع
کلام مین قسم ذکر فرمائی معنی یہ ہین قسم ہے اللہ کی البتہ مقرر احسان کیا ہے ہم نے
تجھپر پہلے اس بار سے وہ احسان یہی ہے کہ اللہ پاک نے دشمنون کے شر سے
اون کو محفوظ رکہا جس طرح کہ اس جگہہ اوس کا بیان فرمایا ہے وہ احسان جو بدون
سوال کے ذکر فرمائے ہین حاصل اون کا آٹھہ احسان ہین پہلا احسان یہ ہے اذ
اوحینا الی امک ما یوحیٰ اذ واسطے تعلیل کے ہے یا ظرف ہے منا کا یعنی

احسان کیا ہم نے اس لئے کہ وحی کی ہم نے یا احسان کیا ہم نے تجھپر اوسوقت
کہ وحی کی ہم نے تیرے مان کو جو آگے سناتے ہین آن کی مان کا نام یوخانذ تھا
بیسا کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح نقایہ مین ذکر کیا ہے یہ نبی نہین
اس لئے اس وحی سے مراد مجرد الہام ہے کہ اس بات کو اون کے دل مین
ڈالدیا یا خواب مین اون کو دکھا دیا یا کسی نبی کے زبان پر یا کسی فرشتے کی زبان
پر کہلا دیا نہ بر طریق نبوت کے جس طرح کہ حضرت مریم علیہا السلام کے طرف
وحی کی گئی یا اگلے نبیون نے اس بات کی خبر دی اور یہ خبر ان کی والدہ کو پہونچ
گئی تا یوحی سے مراد وہ حکم ہے جو اون کی والدہ کو دیا بس کا ذکر آگے آتا ہے
اوّلاً اوس کو مبہم کہا تا نیا اوس کی تفسیر کے واسطے تفخیم شان اوس حکم کی قاعدہ بلاغت
کا یہی ہے کہ جس شئی کی تعظیم منظور ہوتی ہے تو اول اوس کو مبہم کہتے ہین
پھر اوس کو بیان کرتی ہین تا کہ سامع کے ذہن مین اوس بات کی عظمت آجاے
وہ حکم یہ ہے ان اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیم ان تفسیر ہے
اس لئے کہ وحی مین معنی قول ہین یا مصدریہ ہے ای بان اقذفیہ قذف
کے معنی ہین سنگ انداختن او طرح کے معنی ہین انداختن اس لئے اس جگہ
قذف سے مراد طرح ہے تابوت کہتے ہین صندوق کو اسکی تفسیر سورۂ بقرہ
قصۂ طالوت مین گزر چکی ہے یم کے معنی ہین دریا یا بڑی نہر ہندی نے کہا مراد
دریاے نیل ہے اس قول کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے فلیلقہ الیم
بالساحل ساحل کہتے ہین کنارہ دریا کو ساحل کا نام ساحل اس لئے ہوا کہ پانی
نے اوس کو کشادہ کر دیا ابن درید اسی کی قائل ہین یہان مراد ساحل سے وہ
دریا ہے جو متصل ساحل کے ہے نفس ساحل مراد نہین ہے اور یہ ساری
ضمیرین حضرت موسی کی طرف پھرتی ہین نہ طرف تابوت کے اگرچہ وہ اون
کے ساتھہ ڈالا گیا لیکن مقصود حضرت موسی ہی ہین اس کے ساتھہ ہی یہ بات
ہے کہ آگے پیچھے کی ضمیرین حضرت موسی کی طرف راجع ہین چونکہ ڈالنا دریا

کہ مقلوب
واقعا الماء الحلة
یعنی اس مین
غلبہ ہوا ہے
حقیقتین
ساحل
پر آکر اوس
نے کی اوس
کو کھول دیا
ہے تو کنارہ
مشکل ہوا ۱۲

کا حضرت موسی علیہ السلام کو کنارے پر ایک واجب الوقوع امر تہا اس لئے
بمنزلہ شخص ذی فہم وتمیز کی اوس کو ٹہیرا کر امر فرمایا معنی اس امر کی خبر ہین رہی یہ
بات کہ اس خبر کو پیرایۂ امر مین کیون ادا کیا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ منظور مبالغہ ہے
کیونکہ امر سب فعلون سے زیادہ تر قطعی ومؤکد ہوتا ہے حرف با متعلق ہے مخذوف
سے اس بنیاد پر کہ باے حالیہ ہے اے ملتبسا بالساحل یا نفس فعل سے
متعلق ہے اس بنا پر کہ باے ظرفیہ بمعنی فی ہے یاخذہ عدو لی وعدو
لہ یہ جواب ہے امر لفظی کا کہ وہ فلیلقہ ہے یا امر حقیقی کا کہ ان اقذفیہ
ہے مراد عدو سے فرعون ہے اس لئے کہ حضرت موسیٰ کی والدہ نے جسوقت
اون کو دریا مین ڈالا یعنی دریاے نیل مین اوس سے ایک نہر خانۂ فرعون کی طرف
نکلتی تہی سو اللہ پاک نے اوس کو اوس نہر مین خانۂ فرعون کی طرف چلایا پہر وہ
صندوق پکڑا گیا تو اوس مین حضرت موسی ملے کسی نے کہا کہ دریا نے اوس کو
کنارے پر ڈالدیا فرعون نے اوس کو دیکہا تو اوس شخص کو حکم دیا جو اوس کو لیلے
کسی نے کہا کہ فرعون کی بیٹی نے اوس کو پایا پہلا قول اولیٰ ہے دوسرے
منت یہ ہے والقیت علیك محبة منی یعنی اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام پر
ایک محبت عظیم ڈالدی وہ محبت جو کائن ہے طرف سے اللہ پاک کے
اپنے بندون کے دلون مین کہ جو کوئی اون کو دیکہتا اون سے محبت کرتا
تہا کسی نے کہا کہ اون پر ایک صبغہ یعنی نور جمال کا ڈالدیا لوگون مین سے جو
کوئی اون کو دیکہتا اون سے محبت رکہتا تہا ابن جریر نے کہا معنی یہ ہین والقیت
علیك رحمتی یعنی محبت سے مراد رحمت ہے کسی نے کہا کلمہ من متعلق
ہے القیت سے پس معنی یہ ہین القیت منی علیك محبة یعنی مین نے
تجہکو دوست رکہا اور جس شخص کو اللہ دوست رکہتا ہے تو اوس کو بالضرور
لوگ دوست رکہتے ہین حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہ فرماتے ہین
ہر ایک شخص جو اون کو دیکہتا تو اون پر اوس کی طرف سے محبت

جاتی سلمہ بن کہیل کہتے ہین کہ مین نے تجھکو اپنے بندون کی طرف محبوب کر
دیا تیسرے منت یہ ہے ولتصنع علی عینی یہ قرارت ہے عامہ کی اس
کی بنا پر یہ علت معطوف ہے علت محذوف پر جو متعلق ہے القیت سے
اے القیت علیک المحبۃ لیعطف علیک ولتصنع یعنی مین نے تجھپر محبت ڈالے
اس لئے کہ تجھپر مہربانی کیجاے اور اس لئے کہ تو پالا جاے یا یہ لام متعلق
ہے محذوف سے جو مقدر ہے اس سے پہلے یا اس کے بعد اے
وفعلت ذلک لتصنع یا ولتصنع علی عینی فعلت ذلک یا ولتصنع علی عینی قد سرنا
مشی اخیک ہمنی ولتصنع علی عینی کے یہ ہین تاکہ تو پالا جاے غذا دیا جاے بمرأی
منی یعنی ایسی جگہہ کہ مین تجھے دیکھون اور تجھپر احسان کیا جاے اس حال مین
کہ مین تیرا مراعی و مراقب و نگہبان ہون جس طرح کہ آدمی جب وقت کسے
شئے کے ساتہہ اعتنا کرتا ہے تو اپنی آنکہہ سے اوس کی نگہبانی کرتا ہے
قالہ الزمخشری عین اس جگہہ بمعنی حفظ و رعایت ہے یہ مجاز مرسل ہے
کہ سبب کا مسبب پر اطلاق کیا سبب تو آنکہہ یعنی اوس کا دیکہنا ہے اور
مسبب حفظ و رعایت ہے محاورے مین کہتے ہین صنع الرجل جاریتہ
جبکہ وہ اپنی لونڈی کو پرورش کرتا پالتا ہے اور صنع الرجل فرسہ کہتے
ہین جبکہ اپنے گدوڑی کے چارے اور خدمت پر مداومت کرتا ہو علی عینی کی تفسیر
ساتہہ مرأی منی کی صحیح ہے نحاس نے کہا یہ قول لغت مین معروف و مشہور
ہے لیکن اس مین حضرت موسیٰ کے لیئے کوئی تخصیص نہین ہے کیونکہ ساری
اشیا بمرای من اللہ ہین یعنی سب چیزین اللہ پاک کے روبرو ہین کوئی شی اوس
سے غائب نہین ہے ابو عبیدہ و ابن انباری نے کہا معنی یہ ہین تاکہ تو غذا دیا
جاے میری محبت و ارادے پر محاورے مین بولتے ہین اتخذ الاشیاء علی
عینی ای علی محبتی یعنی مین چیزون کو رکہتا ہون اپنی آنکہہ پر یعنی محبت پر
ابن انباری نے کہا کہ اس آیت مین عین سے مقصود قصد و ارادہ و اختیار ہے

ماخوذ ہے عرب کے اس قول سے کہ غدا فلان علی عینی ای علی المحبۃ منی
یعنی فلان میری آنکھ پر ہوگیا یعنی میری محبت پر صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالے
فرماتے ہین کہ عین بھی بمجملہ الفاظ صفات ہے تو اوس کی تاویل نکی جاے اور
اپنے ظاہر پر جاری کیا جاے اولی یہی ہے ابن القعقاع نے وتصنع بسکون لام
بصیغہ امر پڑہا ہے اور ابو نہیک نے بفتح تا سے فوقانیہ اس کے معنی یہ ہین تاکہ
تیری حرکت اور تیرا تصرف میری مشیت سے ہو اور میری آنکھ پر ہو قالہ ثعلب
اور زمخشری نے بھی اسی کے لگ بھگ کہا ہے اذ تمشی اختک کلا ذا یا
تو ظرف ہے القیت کا یا وتصنع کا یا اذکر محذوف کا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اذ
اوحینا سے بدل ہو یہ بہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سگی بہن تہین انکا نام
مریم تہا صیغہ مضارع کا واسطے حکایت حال ماضی کے ہے فتقول ھل ادلکم
علی من یکفلہ یہ یون ہوا کہ اونکی بہن خبر دریافت کرنے کو نکلین تو فرعون کو اور
اوس کی بی بی کو پایا کہ وہ حضرت موسے کے لئے کوئی دودہ پلانی والی تلاش
کرتے تہے تو اونہون نے اون سے یہ بات کہی یعنی کیا مین بتاؤن تمکو وہ شخص
جو اوس کو اپنی جان کی طرف ملاے اوس کی پرورش کرے اور اوس کے
دودہ پینی کی مدت کو پورا کر دے دریا مین ڈالنے سے پہلے اون کی مان نے تین
یا چار مہینے دودہ پلایا تہا تو فرعون وزن فرعون بولی وہ کون ہے یہ بولین کہ میری
مان اونہون نے کہا کیا اوس کے دودہ ہے یہ بولین ہان میرے بہائی ہارون
کا دودہ ہے جو موسی سے برس بہر بڑا ہے کسی نے کہا اس سے زیادہ پھر
ان کی مان آئین تو اونکی چہاتی قبول کی حالانکہ ان کے سوا کسی دایہ کی چہاتی قبول
نہین کرتے تہے یہی معنی ہین اس قول کے فرجعناک الی امک الخ
ابی رضے اللہ عنہ مین فرددناک ہے اور حرف فا فصیحہ ہے یعنی پہونچایا
ہم نے تجھکو تیری مان کے پاس کی تقر عینہا یعنی تاکہ ٹہنڈی رہے اوس
کی آنکھ تیرے ملنے سے ابن عامر نے اس کو بکسر قاف پڑہا ہے اور باقی قاریون

نے بفتح قاف جوہری نے کہا ہے قررت به عینا قرة وقرورا ای سر جل
قریر العین وقد قرت عینه تقر وتقر نقیض سخنت مراد انکہہ کی ٹہنڈک سے
خوشی ہی اس بات کی کہ اون کا بچا اون کے پاس لوٹ آیا بعد اس کے کہ اوسے
دریا مین ڈالدیا تہا اور اوس کی جدائی اون پر نہایت گران گزری تہی ولا تحزن
یعنی اور تاکہ وہ غم نکہاے اوسوقت یعنی کسی سبب سے اون کو غم حاصل نہو
کہ وہ اوس سرور وخوشی کو مکدر کردی اگر حزن اوس سبب سے مراد ہوتا کہ
جس کے دور ہونے سے اون کی آنکہہ ٹہنڈی ہوئی تو حزن کی نفی قرة العین
پر مقدم ہوتی اس لئے یہ نفی حزن کی اوس حزن پر محمول ہوگے جو کہ بعد اس
کے کسی سبب عارض سے حاصل ہوا اور ہوسکتا ہے یون کہا جاے کہ واو
ہرگاہ کہ واسطے مطلق جمع کے ہے تو یہ حمل متعین نہوگا کسی نے کیا خوب کہا ہے
کہ تقر عینها سے یہ مراد ہے کہ اوس کی آنکہہ ٹہنڈی ہو اس سبب سے کہ تو
طرف اوس کے پہونچا اور غم اوس سے دور ہو اس سبب سے کہ اوس کے غیر کا
دودہ تیری باطن کی طرف نہ پہونچا کسی نے کہا کہ ولا تحزن مین حضرت موسی
کو خطاب ہے یعنی تاکہ تو اوس کے فراق وفقد اشفاق پر غم نہ کہاے بیضاوی
نے اس قول کو نقل کیا ہے فتح القدیر وفتح البیان مین کہا کہ تعریف ہے یہ چوتہی
منت ہوئی یا پانچوین منت یہ ہے وقتلت نفسا مراد نفس سے یہان قبطی ہے
بسکو حضرت موسے علیہ السلام نے مکا مارا پہر وہ مرگیا اوس کا نام قاب قان
فرعون کا طباخ تہا اونہون نے اوس کو دہوکے سے مار ڈالا تہا اوسوقت انکی
عمر بارہ یا تیس برس کی تہی فنجیناك من الغم پہر ہم نے تجہکو اوس غم سے نجات
دی اس غم سے مراد وہ غم ہے جو اون کو اوس کے قتل سے حاصل ہوا واسطے
خوف کے اخروی یا دنیوی عقوبت سے یا دونون سے کسی نے کہا کہ فرعون
کے جہت سے نہ اوسکی قتل کی وجہ سے کیونکہ وہ تو کافر تہا اور نیز اوس کا
قتل خطا واقع ہوگیا تہا کسی نے کہا کہ لغت قریش مین غم قتل کو کہتے ہین یہ قول

بغایت بعید ہے چھٹی منت یہ ہے وفتناک فتونا فتنہ کے تین معنی ہین
ایک تو محنت یعنی آزمائش دوسری امر شاق تیسری ہر وہ چیز جس کے ساتھہ آدمی
مبتلا ہوتا ہے اور فتون مصدر ہے جیسے ثبور وسکون وکفور یعنی آزمایا ہم نے
تجھکو آزمانے کر اور مبتلا کیا ہمنے تجھکو مبتلا کرنے کر یا کئی طرح کے مبتلا کرنے
سے یہ اخیر معنی اس بنیاد پر ہین کہ فتون جمع ہے فتن کی یا جمع ہے فتنہ کی اس
بنا پر کہ تاے تانیث کا اعتبار ترک کیا جیسے کہ حجور جمع ہے حجرۃ کی اور بدور جمع ہے
بدرہ کی یعنے خلاصی دی ہم نے تجھکو ایکبار بعد ایک بار کے اون محنتون سے
جنمین تو واقع ہوا جن کا ذکر گزر چکا ہے پہلے اس سے کہ ہم تجھے اپنی رسالت کے
واسطے برگزیدہ کرین اللہ پاک نے جو یہ ذکر فرمایا کہ اوس نے حضرت موسی علیہ
السلام کو اوس غم سے نجات دے جو اون کو اوس سبب سے حاصل ہوا تھا
اور محنتون سے اون کو خلاصی بخشے تو شاید اس سے مقصود اون پر منت کرنا
ہے اللہ پاک کے احسان کی اور قوی کرنا ہے اون کے دل کا وقت ملاقات
ان امور کے جو عنقریب اون کو ہمراہ فرعون و بنی اسرائیل کے واقع ہون گے
کذا فی فتح البیان مع شئ زاید ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے
ہین کہ یہ قبول کرنا ہے طرف سے اللہ پاک کے واسطے اپنے پیغمبر موسی علیہ
السلام کے اوس بات مین جس کا سوال اونہون نے اپنے رب عزوجل سے
کیا اور یاد دلانا ہے اون کو اپنی سابق نعمتون کا اون پر اون کی والدہ کے کام مین
جو ہوا جبکہ وہ اون کو دودہ پلاتی تہین اور فرعون وگروہ فرعون سے اون پر ڈرتی
تہین کہ اون کو مار ڈالین کیونکہ وہ اوس سال پیدا ہوئے جسمین لڑکون کو قتل کرتی
تہے اس لیئے اونہون نے ایک صندوق بنایا تو اون کو دودہ پلاتین پھر اون
کو اوسمین رکھدیتین اور اوس کو دریاے نیل مین چھوڑ دیتین اور ایک رسی سے
اپنے گھر کی طرف اوس کو پکڑ رکھتی تہین پس ایکبار گئین تاکہ رسی کو باندہین سو
وہ اون سے چھٹ گئے اور اوس کو دریا لیگیا اسپر اونکو وہ غم وہم حاصل ہوا

جس کا ذکر اللہ پاک نے اونکی طرف سے اپنے اس قول مین فرمایا ہے
واصبح فواد ام موسی فارغا ان کادت لتبدی به لولا ان ربطنا علی قلبها
غرضکہ دریا سے علیہ السلام کو فرعون کی گھر کی طرف لے گیا تو آل فرعون نے
اون کو اوٹھا لیا تاکہ آخر کار وہ اون کے دشمن وحزن ورنج ہون یعنی اللہ پاک کی طرف
سے یہ ایک قدر مقدور تھی اس لئے کہ وہ تو حضرت موسی کے ہونے سے
ڈر کر بنی اسرائیل کے لڑکے قتل کرتے تھے سو اللہ پاک نے یہ حکم کیا اور اوسے
کے واسطے سے سلطان عظیم وقدرت تامہ کہ اون کی پرورش نہو مگر فرعون
کے بچھونے پر اور اوس کے کھانے پینے سے غذا دیے جائین اس کے
ساتھہ ہی یہ ہو کہ فرعون اور اوس کی بی بی اون سے محبت کرین اسی لئے اللہ
پاک نے یون فرمایا کہ یاخذه عدو لی وعدو له والقیت علیك محبة منی یعنی
مین نے اپنی طرف سے تجھپر محبت ڈالدی نزدیک تیرے دشمن کے مین نے
اوس کو ایسا کر دیا کہ تجھے دوست رکھے لتصنع علی عینی ابو عمران جونی نے کہا اس کے
معنی ہین تربی بعین الله یعنی تو پرورش کیا جاے اللہ کے روبرو قتادہ نے کہا تو غذا
دیا جاے میری آنکھہ پر معمر بن مثنی نے کہا ایسی جگہہ کہ مین دیکھون عبد الرحمن بن
زید بن اسلم نے کہا یعنی مین اوس کو بادشاہ کے گھر مین رکھونگا عیش وآرام وناز و
نعم مین رہے گا غذا اوس کے نزدیک اون کی غذای بادشاہ ہوگی سو صنعت
واحسان یہی ہے اذ تمشی اختك تا قوله عینها یہ یون ہوا کہ حضرت موسی علیہ
السلام نے جسوقت آل فرعون کے پاس قرار پکڑا تو اونہون نے دودھ
پلانی والیان اونپر پیش کین حضرت موسے نے اون کو قبول نہ کیا اللہ پاک نے
فرمایا ہے وحرمنا علیه المراضع من قبل پھر اون کی بہن آئین تو کہا ھل ادلکم علی اھل بیت
یکفلونه لکم وھم له ناصحون یعنی کیا مین بتاؤن تم کو وہ شخص جو باجرت اوس کو
دودھ پلائے واسطے تمہارے پھر وہ حضرت موسے کو اون کی مان کی طرف
لے گئین اور فرعون والے ہمراہ اون کے تھے اون کی مان نے اپنا پستان

اون پہنچیں کیا تو اوس کو قبول کر لیا فرعون والے اس سے بغایت خوش ہوئے
اور اون کی مان کو اون کے دودھ پلانے پر باجرت رکھہ لیا سو اون کو اون کے
سبب سے دنیا مین سعادت و نعمت و راحت پہونچی اور آخرت مین اعظم و
اجزل ہے یعنی اس سے کہین برتر و اکثر ہے اور اسی لئے حدیث شریف
مین آیا ہے کہ مثل اوس کاریگر کی جو طلب اجر کرتا ہے اپنی کاریگری خیر مین
مثل مثل والدۂ موسی علیہ السلام کی ہے کہ دودھ پلاتی ہے اپنے بچے کو اور لیتے
ہے اپنی مزدوری ولا تحزن کے یہ معنی ہین کہ غم نہ کہا ہے وہ تہمپر نفس سے مراد
قبطی ہے غم سے مراد وہ غم ہے جو اون کو حاصل ہوا تہا اس سبب سے کہ
آل فرعون نے اون کے قتل پر عزم کر لیا تہا اس پر وہ اون سے بہاگتے چلے
گئے یہانتک کہ آب مدین پر وارد ہوئے اور اوس نیک مرد نے اون سے یہ
کہا لا تخف نجوت من القوم الظالمین حدیث الفتون اس حدیث شریف کو امام
ابو عبد الرحمن نسائی رحمہ اللہ نے اپنے سنن کی کتاب تفسیر مین روایت کیا ہے
حدثنا عبید اللہ بن محمد حدثنا یزید بن ہارون انبانا اصبغ بن زید
حدثنا القاسم بن ابی ایوب اخبرنی سعید بن جبیر قال سالت
عبد اللہ بن عباس عن قول اللہ عز وجل لموسی علیہ السلام وفتناک فتونا
فسالتہ عن الفتون ماہو یعنی سعید بن جبیر نے کہا کہ مین نے حضرت عبد اللہ
بن عباس رضے اللہ عنہ سے اللہ عزوجل کے قول کا سوال کیا جو اوس نے
موسے علیہ السلام سے فرمایا وفتناک فتونا سو مین نے اون سے فتون کا
پوچہا کہ وہ کیا ہے تو اونہون نے کہا اے سعید بن جبیر تو شروع دنیا مین آ کیونکہ
اوس کا تو ایک قصہ دراز ہے پہر جب مین نے صبح کی تو مین سویرے گیا طرف
ابن عباس کے تاکہ اون سے پورا کرون وہ وعدہ جو اونہون نے مجہسے حدیث
الفتون کا کیا تہا سو اونہون نے فرمایا کہ فرعون نے اور اوس کے ہمنشین لوگون
نے باہم ذکر کیا اوس وعدے کا جو اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے

کیا تہا کہ اون کے اولاد مین نبی اور بادشاہ کریگا تو بعض نے کہا کہ بنی اسرائیل اسکا انتظار کر رہے ہین اسمین شک نہین کرتے ہین وہ یہ گمان کرتے تہے کہ وہ یوسف بن یعقوب ہین پہر جب اونہون نے وفات پائی تو کہا کہ حضرت ابراہیم کا ایسا وعدہ نہ تہا اس پر فرعون بولا کہ تمہاری کیا رای ہے تو اونہون نے مشورہ کیا اور اپنے کام کا اس بات پر اتفاق کیا کہ کئی آدمیون کو بہیجے کہ اون کے ہمراہ پہرا کرین ہون بنی اسرائیل مین گشت کرین تو جس مولود مذکر کو پائین اوسے قتل کر ڈالین سو اونہون نے یہ کام کیا پہر جب دیکہا کہ بنی اسرائیل مین کے بڑے تو اپنے اجل سے مرتے ہین اور چہوٹے ذبح کئی جاتے ہین تو بولے مقرر یہ بات قریب سے کہ بنی اسرائیل کو تم فنا کر ڈالوگے پہر تم ایسے ہو جاؤگے کہ جس کام و محنت کی وہ لوگ تمہاری کفالت و ذمہ داری کرتے تہے تم خود اپنی ذات سے کرو اس لیے ایک برس تو تم ہر مولود مذکر کو قتل کرو اور اون کے بیٹیون کو چہوڑ دو اور ایک برس کو چہوڑ دو اون مین سے کسی کو مت قتل کرو تو چہوٹی جوان ہو جائین گے بجاے اون لوگون کے جو بڑون سے مرین گے پہر وہ ہرگز نہ بڑہین گے بہ سبب اون لوگون کے جنکو تم زندہ رکہوگے اون مین سے کہ تم اس بات سے ڈرو کہ وہ تم سے بڑہ جائین گے اور نہ وہ فنا ہون گے بسبب اون لوگون کے جنکو تم قتل کروگے اور اون کی طرف محتاج ہوگے پس اونہون نے اپنے کام کا اس رای پر اتفاق کیا حضرت موسی کی ماں کو حضرت ہارون کا حمل رہا اون برس جسمین لڑکے ذبح نہین ہوتے تہے تو حضرت ہارون کو کہلم کہلا بے خوف اونہون نے جنا پہر جب آیندہ سال آئی تو حضرت موسے علیہ السلام کا اون کو حمل رہا اب اون کے دل مین ہم و حزن واقع ہوا **وذلک من الفتون یا ابن جبیر ما دخل علیہ وہو فی بطن امہ مما یرادبہ** پہر اللہ پاک نے طرف اون کے والدہ کے یہ وحی کی **لا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین** یعنی تو مت ڈر اور غم مت کہا ہم تو اوس کو پہیر نے

والے ہین طرف تیرے اور کرنے والے ہین اوس کو پیغمبرون سے اللہ پاک
نے اون کو حکم دیا کہ جسوقت جنمین تو اون کو ایک صندوق مین رکھین پھر اون
کو دریا مین ڈالدین سو جسوقت اونہون نے جنا تو یہی کیا پھر جب اون کا بیٹا اون
سے چھپ گیا تو اون کے پاس شیطان آیا سو اونہون نے اپنے جی مین کہا
کہ مین نے اپنے بیٹے کے ساتھہ کیا کیا اگر وہ میرے پاس ذبح کیا جاتا پھر مین
اوس کو زمین مین دباتی اور اوس کو کفناتی تو مجھے دوست تر تھا اس سے کہ مین
اوس کو دریا کے جانورون اور مچھلیون کی طرف ڈالون پھر پانی اون کو لے پہونچا
یہانتک کہ لایا اون کو طرف مرفعہ کے جو کہ زن فرعون کے لونڈیون کی پانی
بھرنے کی جگہہ تھی جب اونہون نے صندوق دیکھا تو اوسے لے لیا پھر
چاہا کہ اوس کو کھولین تو اونمین سے بعض نے کہا کہ اس مین مال ہے ہم اگر
اس کو کھولین گے تو جو ہم اس مین پامین گے بادشاہ کی بی بی اوس مین ہمکو سچا
نہ جانے گے پھر اونہون نے جون کا توں اوس کو اوٹھایا اوس مین سے کچھہ
نہ نکالا یہانتک کہ اوسے بادشاہ کی بی بی کو دیدیا پھر جب اوس نے کھولا تو
اوس مین ایک لڑکا پایا اللہ پاک نے زن فرعون کی طرف سے اوسپر ایسے
محبت ڈالدی کہ کبھی کسی پر اوس کی محبت نہ پڑی تھی حضرت موسیٰ کے
ماں کا دل ہر شے کے ذکر سے فارغ و خالی ہو گیا مگر ذکر موسی سے پھر جب
ذباحون نے حضرت موسے کا حال سنا تو اپنی چہریان لئی ہوئے زن فرعون
کے پاس آئے تاکہ اون کو ذبح کر ڈالین **وذلک من الفتون یا ابن جبیر**
یعنی ای ابن جبیر یہ قصہ بھی منجملہ فتون ہے پس زن فرعون نے اون سے کہا کہ
تم اوس کو برقرار رکھو یعنی ذبح نکرو کیونکہ یہ ایک بنی اسرائیل مین بڑہانہ دیگا
یہانتک کہ مین فرعون کے پاس آؤن پھر مین فرعون سے اوس کی بخشش
چاہون سو اگر اوس نے اوس کو مجھے بخشدیا تو تم نے مقرر نیکی و بھلائی کے
اور جو اوس کے ذبح کرنے کا حکم دیا تو مین تم کو ملامت نکرونگی پھر وہ فرعون

کے پاس آئی تو کہا کہ ٹھنڈک آنکھہ کی میرے اور تیرے لئے اسپر فرعون بولا
کہ تیرے لیئے ہوگی رہا مین سو میرے لئے اوسمین کوئی حاجت نہین ہے پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہی اوسکی جسکی قسم کہائی جاتی ہے اگر اقرار
کرتا فرعون کہ اوس کے واسطے آنکھہ کی ٹھنڈک ہو جیسا کہ اوس کی عورت نے
اقرار کیا تو البتہ ہدایت کرتا اللہ اوس کو جیسے کہ اوس کی عورت کو ہدایت کی
لیکن اوس کو محروم کیا اس سے پھر اوس نے اپنے ارد گرد کے لوگون کی
طرف آدمی بھیجا اپنی ہر عورت کی طرف تاکہ اوس کے لئے کوئی دایہ پسند کری
سو حضرت موسی یہ کرنے لگے کہ جسوقت کوئی عورت اون مین سے اون کو
لیتی کہ اونہین دودہ پلائے تو اوس کے پستان پر متوجہ نہوتے یہانتک کہ فرعون
کی بی بی ڈری کہ دودہ سے باز رہے گا تو مرجاے گا اس بات نے اوس کو غم
مین ڈالا اسپر اوس نے حکم دیا تو وہ بازار اور مجمع مردم کی طرف نکالے گئے اس
بات کی امید رکھتی تہی کہ اون کے لئے کوئی دایہ پاے کہ جسکے پستان وہ لین
سو اونہون نے قبول نکیا ادہر تو یہ ہو رہا تہا اودہر حضرت موسی کی والدہ کا یہ
حال ہوا کہ وہ والہ و بیخود ہوگئین تو حضرت موسے کی بہن سے کہا کہ تو اوس کا کھوج
لگا اور اوس کو تلاش کر کیا تو اوس کا کچھہ ذکر سنتی ہے کیا میرا بیٹا زندہ ہے یا اوسکو
جانورون نے کہا لیا اور اللہ نے جو اُن سے وعدہ کیا تہا اون کے بارے
مین اوس کو بھول گئین فبصرت بہ عن جنب وھم لا یشعرون یعنی پھر دیکھتی رہین
حضرت موسے کی بہن اون کو اجنبی ہوکر اور فرعون والون کو خبر نہوئی جنب
کے یہ معنی ہین کہ آدمی کی نگاہ کسی شئے بعید کی طرف بلند ہو حالانکہ وہ شئے
اوس کے پہلو کی طرف ہو اوسے اوس کی خبر نہو سو جسوقت دائیون نے
فرعون والون کو تہکا دیا تو یہ خوشے کے مارے بول اوٹہین مین تم کو بتاون ایسے
گہر والی جو اوس کی کفالت کرین تمہارے واسطے اور وہ اوس کے لئے خیر
خواہ ہین اسپر اون کو پکڑ لیا پھر کہا تجھے کس چیز نے بتایا کہ کیا ہے اون کے

خیر خواہی واسطے اوس کے کیا تو اوس کو بچاتی ہے یہانتک کہ اس بات
مین اونہون نے شک کیا و ذلک من الفتون یا ابن جبیر تو وہ بولین کہ
اون کی خیر خواہی اوس کے لئے اور اون کی شفقت اوسپر رغبت کرتا ہے
اون کا بادشاہ کی صہر یعنی رشتہ داری مین اور امید کرتا ہے بادشاہ کی منفعت
کی اسپر اون کو چھوڑ دیا تو وہ اپنی مان کی طرف گئین اون کو یہ خبر دی پھر اون کی
مان آئین تو جسوقت اونہون نے حضرت موسے کو اپنے گود مین رکھا تو اون
کے پستان کی طرف مائل ہوئے پھر اوس کو چونسا یہانتک کہ اون کے دونو
کونکھین ماری سیر ابی کی پھر گئین اور خوش خبری دینے والا فرعون کی عورت
کی طرف چلا اوس کو اس بات کی خوشخبری دیتے تھے کہ ہم نے تیری بیٹے
کے لئے دایہ پالی پھر فرعون کی عورت نے حضرت موسیٰ کی بہن کو بلوا بھیجا
تو وہ اپنی مان کو اور حضرت موسی کو لے آئین پس جسوقت زن فرعون نے
وہ معاملہ دیکھا جو حضرت موسے اپنی مان کے ساتھہ کرتے تھے یعنی بطیب
خاطر اون کا دودہ پیتے تھے تو اون کی مان سے کہا کہ تو ٹھیر جا میرے اس
فرزند کو دودہ پلاتی رہ کیونکہ مین نے کبھی کسی شئی سے محبت نہین رکھی مثل
اس کے محبت کی حضرت موسی کی والدہ بولین مجھے اسکی طاقت نہین ہے
کہ مین اپنا گھر اور بچے چھوڑون کہ وہ ضائع ہو جائین اگر تیرا جی اس بات سے
خوش ہو کہ تو اوس کو مجھے دیدے کہ مین اوسے اپنے گھر لے جاؤن وہ میرے
ساتھہ رہے کسی بھلائی کا اوس سے قصور نکرون تو مین یہ کام کرون کیونکہ
مین تو اپنے گھر بار بال بچون کو چھوڑنے والی نہین ہون حضرت موسی کی باری
مین اللہ پاک نے جو وعدہ اون سے کیا تھا اوس کو یاد کیا اس لئے فرعون
کی بی بی پر اونہون نے تنگی کی اور یقین کر لیا کہ اللہ اپنے وعدے کو
پورا کرنے والا ہے پھر وہ اوس دن حضرت موسی کو لیکر اپنے گھر لوٹ آئین
اللہ پاک نے اونکو اچھا اگانا اگایا یعنی اچھی طرح سے اون کی پرورش فرمائی

اور اون کو محفوظ رکھا واسطی اوس بات کے کہ جو اون کے بارے مین حکم
کر چکا تھا آب تو جو بیگار و ظلم کہ بنی اسرائیل مین تھا ہمیشہ وہ اوس سے ممنع و
محفوظ رہنے لگے حال انکہ گانون کے کنارے مین تھے یعنی جب حضرت
موسی بادشاہ کی بی بی کے بیٹے ٹھیرے تو اب کس کی مجال ہے کہ اون کی
قوم پر کوئی ظلم کرے یا اون کو بیگار مین پکڑے پھر حضرت موسی بڑے ہی نشو
ونما پایا تو زن فرعون نے حضرت موسی کی مان سے کہا کہ تو مجھے میری بیٹے
کی زیارت کرا دے تو اونہون نے اوس سے ایک دن کا وعدہ کیا کہ اوس
مین وہ اون کی زیارت کرے زن فرعون نے اپنے خزان وظروف و
قہارمہ یعنی خرانچیون داروغون کامدارون سے کہا کہ ہرگز تم مین سے
کوئی باقی نہ رہے مگر آج وہ ہدیہ و کرامت میری بیٹے کا استقبال کرے
تاکہ مین اس کو دیکھون اور مین ایک امین بھیجنے والے ہون کہ تم مین سے ہر
آدمی جو کچھہ رکھے گا وہ اوس کا شمار کریگا پھر ہدایا و کرامت و عطایا اون کا
استقبال کرتے رہے اوسوقت سے کہ وہ اپنی مان کے گھر سے نکلی
یہانتک کہ زن فرعون پر داخل ہوئے سو جسوقت اوسپر داخل ہوئے
تو اوس نے اون کو عطیہ دیا اون کا اکرام کیا اون سے خوش ہوئی اور
اون کے مان کو عطیہ دیا اس لئے کہ اون کا اثر اون پر اچھا پڑا یعنی اون کے
حسن خدمت کا انعام دیا پھر بولے کہ مین ضرور اوس کو فرعون کے پاس
لیجاؤن گی تو وہ ضرور اوس کو عطیہ دیگا اوس کا اکرام کریگا پھر جسوقت وہ
اون کو لیکر فرعون پر داخل ہوئے تو اوس نے اون کو اپنی گود مین لیا
پس حضرت موسے نے اوس کی داڑھی پکڑی پھر اوس کو زمین کی طرف کھینچا
اسپر غادی گمراہ لوگ جو اللہ کے دشمنون سے تھے اونہون نے فرعون
سے کہا کیا تو نہین دیکھتا ہے اوس بات کو جسکا وعدہ اللہ نے اپنے نبی
ابراہیم سے کیا ہے اوس نے یہ زعم کیا ہے کہ وہ تیرا وارث ہوگا

اور تجھپر چڑہے گا اور تجھے پچھاڑے گا اسپر اوس نے ذباحون کو کہلا بہیجا تا کہ
اون کو ذبح کر ڈالین **وذلک من الفتون یا ابن حبیر بعد کل بلاء ابتلی به و**
اردید به فتونا پھر زن فرعون آئی تو کہا تجھے کیا بات ظاہر ہوئی اس لڑکے کی
بارے مین جسکو تو نے مجھے بخشدیا ہے سو وہ بولا کیا تو اوس کو نہین دیکھتی
ہے کہ وہ زعم کرتا ہے کہ مجھے پچھاڑے گا مجھپر چڑہے گا اسپر وہ بولی
کہ مین درمیان میرے اور تیرے ایک ایسا امر ٹہیراتی ہون جس سے حق
پہچانا جائے گا تو لے آ دو انگاری اور دو موتی پھر اون کو طرف اوس کے
پیش کر سو اگر وہ موتیون کو پکڑلے اور انگارون سے بچے تو تو پہچان لیگا
کہ وہ عقل رکہتا ہے اور اگر اوس نے انگارون کو لے لیا اور موتیون کا
ارادہ نکیا تو تو جان لے گا کہ کوئی شخص انگارون کو موتیون پر اختیار نہین کرتا
ہے حالانکہ وہ عقل رکہتا ہو پھر فرعون نے دو انگارے اور دو موتے
حضرت موسیٰ کی طرف قریب کئی تو اونہون نے انگاری لے لئی سو
فرعون نے اون کو حضرت موسی کے پاس سے کہینچ لیا اس خوف
سے کہ وہ اون کے ہاتہہ کو جلادین اسپر زن فرعون نے کہا کیا تو نہین دیکہتا
ہے پس اللہ پاک نے فرعون کو حضرت موسےٰ سے پھیر دیا بعد اس
کے کہ وہ اون کے ساتہہ قصد کر چکا تہا یعنی قتل کا اور ہی اللہ پہونچنے
والا اون کی باری مین اپنے کام کو پھر جسوقت پہونچے حضرت موسےٰ
اپنے زور پر اور منجملہ مردون کے ہوئے تو جو بنی اسرائیل اون کی ہمراہ
تہے اون مین سے کسی شخص تک کوئی آدمی فرعون کے قوم کا بظلم و
بیگار نہین پہونچ سکتا تہا یہانتک کہ بنی اسرائیل خوب متمتع و محفوظ ہو گئے
ایک وقت حضرت موسے کنارۂ شہر مین جا رہے تہے کہ ناگاہ دو آدمی
اون کو ملے کہ وہ لڑ رہے ہین اون مین کا ایک تو فرعونی اور دوسرا اسرائیلی
ہے سو اسرائیلی نے اون سے فریاد رسی چاہی فرعونی پر پس حضرت

حاشیہ ۱۲ — شرف کا لفظ حدیث کے اصل مضمون کا ادا کرنیوالا ہے اور اوپر کے ٹکڑے کا ترجمہ ہے

موسی سخت غضبناک ہوئے اس لئے کہ فرعون نے اسرائیلی کو پکڑ لیا تھا
اور وہ اپنی منزلت و رتبے کو بنی اسرائیل سے اور اپنے حفظ کو واسطی
اون کے جانتے تھے لوگ نہ جانتے تھے مگر اسی قدر کہ یہ جو حفظ و حمایت
بنی اسرائیل کی کرتے ہین سو بسبب دودہ پینے کے ہے مگر والدہ
حضرت موسےٰ کی یعنی وہ اس بات کو خوب جانتی تہین مگر یہ کہ اللہ نے
حضرت موسی کو مطلع کر دیا ہو اس امر سے اوس بات پر جسپر اون کے
غیر کو مطلع نکیا ہو اسپر حضرت موسی نے فرعونی کو ٹکا مارا تو اوس کو قتل
کر ڈالا اور نہین دیکھتا تھا اون دونون کو مگر اللہ عزوجل اور اسرائیلی پھر حضرت
موسے نے کہا جبکہ اوس شخص کو مار ڈالا ھذا من عمل الشیطان انہ عدو مضل
مبین پھر کہا رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فغفر لہ انہ ھو الغفور الرحیم
پھر وہ صبح کو اوٹھے شہر مین ڈرتے ہوئے راہ دیکھتے اخبار کی پھر کوئی
شخص آیا پاس فرعون کے تو اوس سے کہا گیا کہ بنی اسرائیل نے آل
فرعون کے ایک شخص کو مار ڈالا ہے سو تو ہمارے واسطے ہمارا حق لے
اور اون کو رخصت مت دے یعنی سہل انگاری مت کر کہ اون سے حق نہ
لے تو وہ جری ہو جائین اسپر فرعون نے کہا کہ تم مجھکو اوس کا قاتل تلاش
کر دو اور وہ شخص جو اسپر گواہی دی اس لئے کہ بادشاہ اگرچہ اپنے قوم کے
ساتھہ خالص و صاف ہی تو بھی اوسکو یہ بات درست نہین ہے کہ بغیر گواہ و
حجت کے قصاص لے سو تم میرے واسطے اس بات کا علم تلاش کرو مین
تمہارے واسطی تمہارا حق لونگا پھر وہ اس درمیان مین کہ گشت کر رہی تھے
کسی گواہ و حجت کو نہ پاتے تھے کہ ناگاہ حضرت موسی نے کل کے دن
اوسی اسرائیلی کو دیکھا کہ قوم فرعون کے ایک اور آدمی سے لڑ رہا ہے
پھر اوس نے حضرت موسے سے فریاد رسی چاہی فرعونی پر تو اسرائیلی
نے حضرت موسی کو اس حال مین پایا کہ جو بات اون سے ہو گئی تھی اسپر

نادم ہین اور جو بات دیکھی اوس سے ناخوش ہین اسپر اسرائیلی خفا ہوا اور وہ
چاہتا تہا کہ فرعونی پر حملہ کرے تو حضرت موسے نے اسرائیلی سے کہا بسبب
اوس فعل کے جو اوس نے کل اور آج کیا کہ انک لغوی مبین یعنی
بیشک تو صریح بہکا ہوا ہے پہر اسرائیلی نے حضرت موسی کی طرف دیکھا
بعد اس کے کہ اونہون نے اوس سے کہا جو کچہ کہا تو ناگاہ وہ ویسے ہی غضبناک
ہین جیسے کل غضبناک ہوئے تہے جسمین فرعونی کو مار ڈالا تہا سو اسرائیلی اس
بات سے ڈرا کہ حضرت موسے نے اوسی کا ارادہ کیا ہے بعد اس کے کہ اوس
سے انک لغوی مبین کہا ہے یعنی اوس کو یہ ڈر ہوا کہ زبان سے تو مجہپر غصے
ہوئے ہین ہاتہہ بہی مجہپر ڈالین گے حالانکہ اونہون نے اوس کا ارادہ نہین کیا
تہا اونہون نے تو فرعونی کا ارادہ کیا تہا اسپر اسرائیلی ڈرا اور بول اوٹہا
یا موسی اتریدان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس اوس نے
جو یہ کہا سو اسی ڈر سے کہ حضرت موسی نے اوسی کا ارادہ کیا ہے تاکہ
اوس کو مار ڈالین پہر ایک نے دوسرے کو چہوڑ دیا اور فرعونی چلا تو اسرائیلی
سے جو خبر اوس نے سنی تہی وہ فرعون والون سے کہدی جبکہ وہ یون کہہ رہا
تہا یا موسی اتریدان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس اسپر فرعون نے
ذباحون کو بہیجا کہ حضرت موسی کو مار ڈالین پس فرعون کے قاصدون نے
شاہراہ کا راستہ لیا آہستہ آہستہ چلتے حضرت موسے کو تلاش کرتے تہے
اور اس بات سے نہین ڈرتے تہے کہ وہ اون سے فوت ہو جائین پہر
ایک آدمی حضرت موسی کے رفیقون مین کا شہر کے پرلے سری سے
آیا اوس نے رستے کو مختصر کیا یہانتک کہ فرعون والون سے سبقت کر
کے حضرت موسی کے پاس آیا پہر اون کو اس کی خبر دی وذلک
من الفتون ابن جبیر پہر حضرت موسی مدین کی طرف مونہہ کر کے نکلی
اس سے پہلے وہ کسی بلا سے نہ ملے تہے اور نہ اون کو راہ کا علم تہا مگر

اون کا حسن ظن اپنے رب عزوجل سے اس لئی کہ اونہون نے کہا عسی
ربی ان یھدینی سواء السبیل یعنی امید ہے کہ میرا رب لیجاوے
مجھکو سیدہی راہ پر اور جب پہونچے مدین کے پانی پر پائی وہان جمع ہورہے
لوگ پانی پلاتے اور پائین اون کے سوا دو عورتین رد کے کھڑین یعنی اپنے
بکریون کو تو اونہون نے اون سے کہا تمہارا کیا حال ہے کہ تم کناری ہوکر
کھڑی ہو لوگون کے ساتھہ نہین پلاتی ہو وہ بولین ہم کو قوت نہین ہے کہ ہم
لوگون سے مزاحمت کرین ہم تو اون کے حوضون کے بچے ہوئے پانی سے
پلاتے ہین پھر حضرت موسیٰ نے اون کے جانور پلا دیے اس لئے کہ وہ دو دل
مین بہت سا پانی بھرتے تھے یہانتک کہ اول چرواہون کے ہوگئے پھر
وہ دونو بکریان لیکر اپنے باپ کی طرف لوٹ گئین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
لوٹی تو ایک درخت کے سایے مین بیٹھے اور کہا ای رب تو جو اُتارے
میری طرف اچھی چیز مین اوس کا محتاج ہون اون کے باپ نے اس بات
کو اوپر اسمجھا کہ اپنی بکریون کو تھن اور پیٹ بھری ہوئی لیکر جلد لوٹ آئین تو
اون کے باپ بولے کہ بیشک آج تمہارا البتہ کوئی قصہ وشان وحال ہے
اسپر جو کام حضرت موسیٰ نے کیا تھا اوس کی خبر اپنے باپ کو دی تو اون
کے باپ نے اونمین کی ایک کو حکم دیا کہ اوس کو بلا لائے وہ حضرت موسے
کے پاس آئی تو اون کو بلا لے گئی پھر جب حضرت موسیٰ نے اون کے
باپ سے بات چیت کی تو کہا لا تخف نجوت من القوم الظلمین یعنی تو
مت ڈر تو نے ظالم قوم سے نجات پائی فرعون اور اوس کے قوم کا ہم
پر نہ کچھہ سلطان وقبضہ ہے نہ ہم اوس کے مملکت مین ہین اسپر اون مین کی
ایک بولی ای باپ اس کو نوکر رکھہ لے البتہ بہتر جو تو رکھا چاہے وہ جو زور اور
ہو امانت دار یہ جو کہا تو اوس کے باپ کو غیرت نے اس بات پر آمادہ کیا
کہ اوس سے کہا تجھے کیا خبر کہ اوس کی قوت کیا ہے اور اوس کی امانت کیا ہے

وہ بولی اوس کی قوت تو وہ ہے جو مین نے اوس سے ڈول کھینچنے مین
دیکھی جسوقت کہ اوس نے ہمارے واسطے پانی پلایا مین نے کبھی کسی آدمی
کو نہین دیکھا کہ وہ اس پلانی مین اوس سے قوی تر ہو رہی امانت سو وہ یہ
ہے کہ اوس نے میری طرف نظر کی جسوقت کہ مین طرف اوس کے متوجہ
ہوئے اور اوس کے لئے شخص نبی بلند ہوئی پھر جب اوس نے جانا کہ
مین عورت ہون تو اوس نے اپنے سر کو نیچے کر لیا پھر اوس کو نہ اوٹھایا یہانتک
کہ مین نے تیرا پیغام اوس کو پہونچایا پھر اوس نے مجھسے کہا کہ تو میری پیچھے
چل اور مجھی راہ بتا سو یہ بات اوس نے نہ کی مگر حال یہ ہے کہ وہ امین ہے اسپر
اوس کے باپ کا خیال دور ہوا اور اوس کی تصدیق کی اور حضرت موسے
کے ساتھہ وہی گمان کیا جو اوس نے کہا پھر اوس کے باپ نے حضرت موسے
سے کہا هل لك ان انكحك احدى ابنتى هاتين على ان تاجرنى ثماني حجج
فان اتممت عشرا فمن عندك وما اريد ان اشق عليك ستجدنى ان شاء الله
من الصالحين حضرت موسیٰ نے اس بات کو قبول کیا پس آٹھہ برسین تو حضرت
موسیٰ نبی اللہ پر واجب تھین اور دو برسین اون کی طرف سے وعدہ تھا سو اللہ
نے اون کی طرف سے اون کے وعدے کو پورا کر دیا تو اونھون نے دس
برسین پوری کر دین سعید بن جبیر نے کہا مجھے ایک نصرانی عالم ملا کہا کیا تو
جانتا ہے کہ حضرت موسی نے دونو مدتون مین کی کون مدت پوری کی مین
نے کہا نہین اور مین اوسوقت نہین جانتا تھا پھر مین حضرت ابن عباس سے
ملا تو مین نے اون سے اس کا ذکر کیا تو وہ بولے کیا تجھے معلوم نہین کہ آٹھہ برسین
تو نبی اللہ پر واجب تھین اللہ کے نبی ایسے نہین ہین کہ اون مین سے کچھہ کم
کرین اور جانین اس بات کو کہ اللہ پورا کرنے والا ہے حضرت موسیٰ سے اون
کے وعدے کو جو اونھون نے کیا سو بیشک اونھون نے دس برسین پورے
کین پھر مین اوس نصرانی سے ملا تو مین نے اوسے یہ خبر دی وہ بولا کہ جس

شخص سے تو نے پوچھا پھر اوس نے تجھے خبر دی وہ زیادہ تر جاننے والا
ہے اس کا تجھسے مین نے کہا کہ وہ تو اجل و اولی ہین یعنی بزرگتر و لایق تر ہین
پھر جسوقت حضرت موسے علیہ السلام اپنی بی بی کو لیکر چلے تو آگ اور عصا
اور اون کے ہاتھہ کا معاملہ ہوا جس کا قصہ اللہ نے قرآن مین تجھکو سنایا ہے
پھر جو وہ آل فرعون سے قتل و عقدہ زبان کے بارے مین ڈرتے تھے
اوس کا شکوہ اللہ تعالی سے کیا کیونکہ اون کی زبان مین گرہ تھی جو اون کو بہت
سی باتین کرنے سے روکتے تھے اور اپنے رب سے اس بات کا سوال
کیا کہ اون کے بھائی ہارون علیہ السلام سے اون کی اعانت کرے کہ وہ اون
کے مددگار ہو جائین اور بہت سی باتین جنکو اون کی زبان صاف ادا نہین
کر سکتی ہے تو وہ اون کو اون کی طرف سے ادا کرین سو اللہ پاک نے اون
کو اون کا سوال عطا فرمایا اور اون کی زبان سے گرہ کھولدی اور اللہ نے
ہارون علیہ السلام کو وحی کی اور اون کو حکم دیا کہ موسی سے ملین پھر حضرت
موسے علیہ السلام اپنا عصا لیکر چلے یہانتک کہ ہارون علیہ السلام سے
ملے پھر وہ دونو ملکر طرف فرعون کے روانہ ہوئے پھر وہ فرعون کے
دروازے پر ایک مدت ٹھیرے رہے اون کو اذن نہین ملتا تھا پھر بعد
حجاب سخت کے اون کو اذن ملا تو اونہون نے کہا کہ بیشک ہم تیرے رب
کے بھیجے ہین وہ بولا پھر تم دونون کا رب کون ہے اونہون نے اوس کو اوس
بات کی خبر دی جس کا قصہ اللہ نے قرآن مین تجھے سنایا ہے وہ بولا کہ تم کیا
چاہتے ہو اور اون کو مقتول کی یاد دلائی تو اونہون نے وہ عذر کیا جو تو سن
چکا ہے حضرت موسی علیہ السلام نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ تو اللہ پر ایمان
لائے اور ہمارے ساتھہ بنی اسرائیل کو بھیجدے تو اوس نے انکار کیا اور
بولا کہ تو کوئی نشانی لا اگر تو ہے پچھون سے اسپر حضرت موسی علیہ السلام نے
اپنا عصا ڈال دیا تب ہی وہ ایک بڑا سانپ ہو گیا کہ دوڑتا ہے اپنا مونہہ پہاڑ

ہوئے ہے فرعون کی طرف سرعت کر رہا ہے پھر جب فرعون نے
اوس کو اپنی طرف قصد کرتے دیکھا تو اوس سے ڈر گیا اور بے سوچی سمجھے
خود کو تخت سے گرا دیا اور حضرت موسی علیہ السلام سے فریاد کی کہ سانپ
کو اوس سے روکین تو اونہون نے روک لیا پھر اونہون نے اپنا ہاتھہ جیب
سے نکالا تو دیکھا اوس کو چمکتا دمکتا بدون برص کے پھر اوس کو جیب مین لے
گئے تو اپنی اول رنگ پر ہو گیا اب فرعون نے اپنی گرد کے جماعت سے
مشورہ چاہا اوس بات مین جسکو دیکھہ لیا تو اونہون نے اوس سے کہا کہ یہ
دونون جادوگر ہین چاہتے ہین کہ بسبب اپنے جادو کے تمکو تمہاری زمین
سے نکالدین اور تمہارے طریقہ مثلی کو لیجائین مراد اس سے اونکا ملک
وعیش ہے کہ بہین وہ تھے اور حضرت موسی پر اس بات کا انکار کیا کہ جو
کچھہ اونہون نے طلب کیا ہے اوس مین سے کچھہ بھی اون کو دین اور
فرعون سے کہا کہ تو اون کے واسطی جادوگرون کو جمع کر کیونکہ وہ تیری
زمین مین بہت ہین یہانتک کہ تو اپنے جادو سے اون کے جادو پر غالب
ہو جاے پھر اوس نے شہرون کی طرف آدمی بھیجے تو اوس کے واسطی
ہر ساحر متعالم جمع کیا گیا پھر جسوقت وہ فرعون کے پاس آئے تو کہا کہ یہ
جادوگر کس چیز کے ساتھہ جادو کرتا ہے لوگون نے کہا کہ سانپون کے
ساتھہ کرتا ہے جادوگر بولے پھر تو قسم ہے اللہ کی کوئی نہین ہے زمین
مین کہ سانپون رسیون لاٹھیون سے سحر کا عمل کرے وہ جو ہم کرتے ہین
پھر ہماری مزدوری کیا ہے اگر ہم غالب آئے فرعون نے اون سے
کہا کہ تم میرے اقارب و رشتہ دار و خاص لوگ ہو گے اور مین تم پر ہر قسم
کا احسان کرنے والا ہون جسکو تم دوست رکھو پھر اونہون نے جشن کے
دن کا باہم وعدہ کیا یعنی فرعون کے سال گرد کا دن اور یہ کہ لوگ جمع کئی
جائین دن چڑھے ہے سعید بن جبیر نے کہا مجھے حضرت ابن عباس نے حدیث

کی کہ یوم الزینہ وہ دن ہے جسمین اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون و
ساحرون پر غالب کیا وہ دن ہے عاشورہی کا پہر جسوقت وہ سعید[۵۱] مین جمع ہوئے
تو بعض لوگون نے بعض سے کہا چلو تو ہم حاضر ہون اس کام مین شاید ہم
پیروی کرین جادوگرون کی اگر ہین وہی غالب اون کی مراد حضرت موسے
وہارون علیہما السلام ہین یہ بات اونہون نے براہ استہزا کہی پہر اونہون
نے کہا یا موسی[۵۲] تلقی وامّا ان نکون نحن الملقین یعنی ہم ہون ڈالنے والے حضرت
موسی نے کہا بلکہ تم ڈالو پہر جسوقت اونہون نے اپنی رسیان اور لاٹھیان
ڈالین اور کہا قسم ہے فرعون کے عزت کی ہم ہی ہین غالب ہونے والے
پہر حضرت موسیٰ نے اون کے باد سے وہ شئی دیکھی جس سے اپنے
جی مین خوف پوشیدہ کیا اسپر اللہ نے طرف اون کے وحی کی کہ تو اپنی لاٹھی
کو ڈالدی پہر جب اوس کو ڈالا تو وہ ایک بڑا اژدہا ہوگیا مونہہ پہاڑے ہوئے
پہر لاٹھیان رسیون سے ملتبس ہونے لگین یہانتک کہ اژدہا کی طرف[۵۳] جمع ہوگئین
اوس مین داخل ہونے لگین یہانتک کہ اوس نے نہ کسی لاٹھی کو باقی رکہا نہ
کسی رسی کو مگر وہ اوسے نگل گیا پہر جب جادوگرون نے اس بات کو
پہچان لیا تو بولے کہ اگر یہ جادو ہوتا تو ہمارے جادو سے اس ساری امور کو
نہ پہونچتا لیکن یہ تو ایک امر ہے طرف سے اللہ عزوجل کے ہم ایمان لائے
اللہ پر اور اوسپر جسکو موسیٰ لائے اللہ کے پاس سے اور جس بات پر ہم
تھے اوس سے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہین یعنی تائب ہوتے ہین
پس اللہ پاک نے فرعون اور اوس کے رفیقون کی پیٹہہ توڑ ڈالی اس موقع
مین اور حق غالب ہوا اور باطل ہوگیا جو کچہہ وہ کرتے تھے پہر وہ اوسجگہہ
مغلوب ہوئے اور ذلیل وخوار ہوکر لوٹے فرعون کے بی بی ظاہر یعنی
بے حجاب میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تہی اللہ سے دعا کرتی تہی کہ
موسی علیہ السلام کو فرعون اور اوس کے رفیقون پر فتح دے سو فرعون

---

[۵۱] اصل کتاب میں ایک جگہ سعید کا لفظ ہے اور دوسری جگہ اسکی عبارت جسمین یہ لفظ نہین ہے اور اصل کا لفظ
[۵۲] اصل کتاب میں یہان موسی کا لفظ ہے اور دوسری جگہ اسکی عبارت جسمین یہ لفظ نہین ہے
[۵۳] اصل کتاب میں یہان لگین والی اعلم کہذا قالوا یا موسی نوہم بسحرہم الی قولہ انہ الوجہ المشتمل علی الکبر و العجب وہو ثابت ان فی والامان نکون نحن الملقین نبتدیم ای لا اخرا ہم بسحرہم ۱۲ از تصحیح

والون مین سے جس شخص نے اوسے دیکھا تو یہ گمان کیا کہ اوس نے جو ترک
زینت کیا ہے سو واسطے شفقت کے ہے فرعون پر اور اوس کے رفیقون
پر حالانکہ اوس کا حزن و ہم و رنج صرف واسطے موسیٰ علیہ السلام کے تہا پھر
جب ٹہیرا موسیٰ علیہ السلام کا بسبب فرعون کے جھوٹے وعدون کے در آ
ہوا تو جسوقت کوئی نشانی لاتے تو اوسوقت اون سے وعدہ کرتا کہ بنی اسرائیل
کو اون کے ہمراہ بہیجے دیتا ہے پھر جب وہ معجزہ ہو چکتا تو اپنے وعدی کا خلاف
کرتا اور کہتا کیا تیرا رب طاقت رکہتا ہے کہ اس کے سوا اور کچہہ کرے پھر
اللہ پاک نے اوس کے قوم پر طوفان و جراد و قمل و ضفادع و دم آیات مفصلات
بہیجین ہر نشانی کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیتکا کرتا کہ اور اسبات کی درخواست کرتا کہ اوس
نشانی کو اوس سے روک لین اور اسپر مضبوط پکے وعدے کرتا کہ بنی اسرائیل کو
ہمراہ اون کے بہیجدے گا پھر جب حضرت موسے اوس نشانی کو اوس سے
روک لیتے تو اپنے وعدے کا خلاف کرتا اور اپنے عہد کو توڑ ڈالتا یہانتک کہ
اللہ پاک نے حضرت موسے علیہ السلام کو مع اون کے قوم کے نکلنے کا
حکم دیا تو وہ اونہین لیکر رات کو نکلے پھر جب فرعون صبح کو اوٹہا اور دیکہا کہ وہ
چلدئی تو شہرون مین جمع کرنے والے لوگ بہیجے پھر بڑی بڑی بہت سی لشکر
لیکر خود اون کے پیچہے گیا اور اللہ پاک نے دریا کو وحی کی کہ جسوقت میرا
بندہ موسے اپنے عصا سے تجھے مارے تو تو بارہ ٹکڑے پہٹ جانا یہانتک
کہ موسیٰ اور اوس کے ساتہہ والے گزر جائین پھر جو اون کے بعد فرعون و
قوم فرعون باقی رہجائین اونپر ملجانا سو حضرت موسے علیہ السلام بہول
گئے کہ عصا سے دریا کو مارین اور دریا تک پہونچ گئے اور وہ ایک ہولناک
آواز کر رہا تہا جیسے بادل کی آواز اس خوف سے کہ حضرت موسیٰ اوس کو
اپنے عصا سے مارین اور وہ غافل ہو تو اللہ کا عاصی ہو جاے پھر جسوقت
دونو گروہ نے ایک دوسرے کو دیکہہ لیا اور باہم قریب ہوئے تو حضرت

موسی کے ہمراہیون نے کہا کہ بیشک ہم پالیے گئے تیرے رب نے جو
تجھے حکم دیا ہے وہ کر کیونکہ نہ اوس نے جھوٹ کہا ہے نہ تو نے جھوٹ بولا
ہے حضرت موسی بولے کہ میرے رب نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ
جسوقت مین دریا پر آؤن تو وہ بارہ ٹکڑے پھٹ جاے یہانتک کہ مین اوس
کے پار ہوجاؤن پھر بعد اس کے عصا کو یاد کیا تو اپنے عصا سے دریا کو مارا جسوقت
کہ اوائل لشکرِ فرعون قریب ہوا اواخر لشکر حضرت موسی سے تو دریا پھٹ
گیا جسطرح کہ اوس کے رب نے اوسے حکم دیا تہا اور جس طرح کہ حضرت
موسی نے وعدہ کیا تہا پھر جب حضرت موسی اور اون کے سارے ہمراہی
دریا کے پار ہوگئے اور فرعون اور اوس کے ساتھی گھسے تو دریا اونپر مل
گیا جیسا کہ اوس کو حکم تہا پھر جسوقت حضرت موسی دریا کے پار گئے تو اون
کے اصحاب نے کہا کہ ہم تو اس سے ڈرتے ہین کہ فرعون ڈوبا نہو اور نہ
ہم اوس کے ہلاک ہونے کا یقین کرتے ہین اسپر اللہ پاک نے حضرت
موسی کے واسطی فرعون کا بدن نکالدیا یہانتک کہ اونکی اصحاب نے اوسکی ہلاک کا یقین
کیا پھر بعد اس کے اونہون نے گزر کیا ایک لوگون پر کہ پوجنے مین لگ رہے
تھے اپنے بتون کی بولے اے موسی بنادے ہم کو بھی ایک بت جیسے اون
کے بت ہین حضرت موسے نے کہا تم لوگ جہل کرتے ہو یہ لوگ جو
ہین اُنہین تباہ ہونا ہے جس کام مین لگے ہین اور غلط ہے جو کر رہے ہین الآیہ
تم تو وہ عبرتین دیکھہ اور سن چکے ہو جو تم کو کفایت کرتی ہین اور چلدیے پھر
حضرت موسی علیہ السلام نے ایک منزل مین اون کو اُتارا اور کہا تم ہارون
کے اطاعت کرو اس لئے کہ مین نے اوس کو تم پر خلیفہ کردیا ہے کیونکہ مین
اپنے رب کی طرف جانے والا ہون اور تیس دن کی اون کو مت ٹھیرا دی
کہ اوس مین طرف اون کے لوٹ آئین گے پھر جب اپنے رب کے پاس
آئے اور چاہا کہ اوس سے تیس دن مین کلام کرین اور ان تیس دنون مین رات

دن کا روزہ رکھا تہا اور اس بات کو مکروہ جانا کہ اپنے رب سے باتین کرین
حالانکہ اون کے مونہہ کی بو روزہ دار کے مونہہ کی بو ہو اس لئے زمین کی روئے
سے کچہہ لیا پہر اوس کو چبایا تو اون سے اون کے رب نے فرمایا جسوقت
کہ وہ اوس کے پاس آئے تو نے کیون افطار کیا حالانکہ جو بات ہوئی تہی وہ
اوس کو خوب جانتا تہا حضرت موسے بولے ای رب مین نے مکروہ جانا
کہ تجسے باتین کرون مگر اس حال مین کہ میرا مونہہ خوش بو ہو رب نے فرمایا
ای موسی کیا تو نے نہ جانا کہ بوی دہن روزہ دار زیادہ تر خوشبو سے نزدیک
میرے بوے مشک سے تو لوٹ جا پہر دس دن روزہ رکھہ پہر میرے
پاس آ حضرت موسے علیہ السلام نے جو حکم تہا وہ کیا پہر جب حضرت موسے
کی قوم نے دیکہا کہ وہ اوس مدت مین اون کے پاس لوٹ کر نہ آئے تو یہ بات
اون کو بری لگے حضرت ہارون علیہ السلام نے اون کو خطبہ سنایا اور کہا
تہا کہ تم تو مصر سے نکل آئے حالانکہ قوم فرعون کی تمہارے پاس عاریتین
امانتین ہین اور اسی طرح تمہارے اون مین ہین سو میری رای تو یہ ہے
کہ تمہارا مال جو اون کے پاس ہے تو تم اوس مین اجر طلب کرو اور تمہارے
واسطی حلال نہین کرتا ہون کسی امانت کو جو تم نے رکھہ چہوڑی ہے اور نہ
کسی عاریت کو اور ہم اس مین سے نہ کچہہ اون کو پہیر سکتے ہین نہ اوس کو
اپنی ذات کے لئے روک سکتے اس لئے ایک گڑہا کہودو اور جس قوم کی پاس
اس مین سے کوئی شئی برتنے کی یا زیور تہا اوس کو حکم دیا کہ اوسے اوس
گڑہی مین ڈالدین پہر اوسپر آگ جلادی سو آگ نے اوس کو جلا ڈالا پہر کہا
کہ وہ نہ ہمارے لئے ہو نہ اون کے لئے **قصہ سامری** سامری ایک
قوم سے تہا جو گاؤ کو پوجتے تہے یہ لوگ بنی اسرائیل کے پڑوسی تہے سامری
بنے اسرائیل مین سے نہ تہا پہر جسوقت حضرت موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے
کوچ کیا تو سامری نے بہی ہمراہ اون کے کوچ کیا پس اوس کے واسطی

یہ بات جاری ہوچکی تہی یعنی قضاے آلہی مین کہ اوس نے رسول کا نقش قدم
دیکھہ لیا اوس سے ایک مٹھی بہر لی تہی پہر اوس کا گزر حضرت ہارون علیہ السلام
پر ہوا تو اونہون نے اوس سے فرمایا ای سامری کیا نہین ڈالدیتا ہے تو جو
چیز تیرے ہاتہہ مین ہے اور وہ اوس کی مٹھی باندہے ہوئے تہا اس درازی
مدت مین کوئی اوسکو نہین دیکہتا تہا تو وہ بولا کہ یہ ایک مٹھی ہے نقش قدم رسول
سے جس نے تم کو دریا سے پار کیا اور مین اوس کو کسی شئی کے واسطی نہ
ڈالون گا مگر یہ کہ تم اللہ سے دعا کرو کہ جسوقت مین اوس کو ڈالون تو اوس کو
وہ شئی کردے جو مین چاہتا ہون پہر اوس نے اوس کو ڈالدیا اور حضرت
ہارون نے اوس کے لئے دعا کی تو وہ بولا مین چاہتا ہون کہ بہڑا ہو جاے
سو اوس گڑہے مین جو کچہہ متاع یا زیور یا تانبا یا لوہا تہا وہ سب مجتمع ہوگیا پہر وہ
ایک بہڑا جو فدار بنگیا اوس مین روح نہ تہی اور اوس مین گاے کی آواز تہی
حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما نے فرمایا قسم ہے اللہ کی ہرگز اوس
کے لئے کوئی آواز نہ تہی صرف یہ بات تہی کہ ہوا اوس کے دبر مین گہستے
اور مونہہ سے نکل جاتی تہی اور اوسی سے یہ آواز تہی پہر بنی اسرائیل
کئی فرقے ہوگئے سو ایک فرقے نے کہا ای سامری یہ کیا ہے اور تو اس کو
خوب جانتا ہے سامری بولا کہ یہ تمہارا رب ہے لیکن موسی نے راہ گم
کی ہے تو ایک فرقے نے کہا کہ ہم اوس کی تکذیب نہین کرتے ہین یہانتک
کہ موسی ہمارے پاس لوٹ آئین سو اگر وہ ہمارا رب ہے تو ہم ایسے نہون
گے کہ ہم نے اوسے ضائع کرڈالا اوس مین عاجز رہ گئے جبکہ ہم نے
دیکہہ لیا اور اگر وہ ہمارا رب نہین ہے تو ہم موسی کے قول کی پیروی کرین گے
ایک فرقے نے کہا کہ یہ شیطان کے کام سے ہے اور وہ نہ ہمارا رب
ہے نہ ہم اوسپر ایمان لاتے ہین نہ تصدیق کرتے ہین اور اوس کی تکذیب
کا اعلان کیا ایک فرقہ ایسا ہوا کہ سامری نے جو کچہہ عجل کے بارے مین

کہا اوس کی راستے سچائی اون کے دلون مین بلا دی گئے تو حضرت ہارون
علیہ السلام نے اون سے کہا اے میرے قوم تم تو اوس سے فتنے مین
پڑ گئے اور بیشک تمہارا رب رحمن ہے سو تم میری پیروی کرو اور
میرے حکم کی اطاعت کرو وہ بولے پھر موسی کا کیا حال ہے کہ اونہون
نے ہمسے تیس دن کا وعدہ کیا پھر ہمسے خلاف کیا یہ تو چالیس دن گذر چکی
اون کے بے وقوف لوگون نے یون کہا کہ موسی اپنے رب کو چوک
گئے سو وہ اوس کو طلب کرتے ہین اوس کے پیچھے جاتے ہین پھر جسوقت
اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کیا اور اون سے کہا
جو کچھہ کہا تو اون کو اوس بات کی خبر دے جس سے اون کی قوم بعد اون
کے ملے تو حضرت موسی غصے بھرے افسوس کرتے اپنی قوم کی طرف
لوٹ آئے سو اون سے وہ بات کہی جو تم نے قرآن مین سنی ہے اور
اپنے بھائی کا سر پکڑا اون کو اپنی طرف کھینچنے لگے اور وہ تختیان ڈالدین
پھر اپنے بھائی کا عذر قبول کیا اور اون کے واسطی بخشش مانگی اور چلے
طرف سامری کے تو اوس سے فرمایا تجھے کس چیز نے آمادہ کیا اوس کام
پر جو تو نے کیا وہ بولا مین نے بھر لی ایک مٹھی پانون کے نیچے سے رسول
کے اور مین نے اوس کو پہچان لیا اور تم پر مستور رہا پھر مین نے وہی
ڈالدی اور یہی مصلحت دی مجھکو میرے نفس نے حضرت موسی نے
کہا چل تجھکو زندگی مین اتنا ہے کہ کہا کرنہ چھیڑو اور تجھکو ایک وعدہ ہے وہ
تجھسے خلاف نہوگا اور دیکھہ اپنے ٹھاکر کو جسپر ساری دن لگا بیٹھا تھا ہم
اوس کو جلادین گے پھر بکھیر دین گے دریا مین اوڑا کر اور اگر وہ معبود ہوتا
تو کوئی اوس سے اس بات تک نہ پہونچتا اب بنی اسرائیل نے فتنے
کا یقین کر لیا اور جن لوگون کی رای بگڑ سے کے بارے مین مثل رائے
ہارون علیہ السلام کے تھی اون کا غبطہ و رشک کیا گیا تو اونہون نے اپنی

جماعت کے واسطے کہا ای موسیٰ اپنے رب سے ہمارے واسطے سوال
کر کہ ہمارے لئے توبہ کا دروازہ کھولدے کہ ہم توبہ کرین تو جو کچھہ ہم
نے کیا ہے اوس کا ہم سے کفارہ کردے اسپر حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اس کام کے لئے اپنے قوم سے ستر آدمی پسند کئی یہ لوگ خیر مین
قصور نہین کرتے تھے بہترین بنے اسرائیل تھے اور اون لوگون کو
پسند کیا جو بچھڑے کے بارے مین سامری کے شریک نہوئے تھے
پھر اون کو بھیجے اون کے لئے توبہ کا سوال کرتے تھے سو زمین اون کو لئی
ہوئے کانپ اوٹھی اسپر نبی اللہ اپنے قوم اور اپنے وفد سے شرمایی جبکہ
اون کے ساتھہ کیا گیا جو کچھہ کیا گیا پھر کہا اگر تو چاہتا تو ہلاک کر ڈالتا اون کو
اس سے پہلے اور مجھکو کیا تو ہمکو ہلاک کئی ڈالتا ہے بسبب اوس فعل کے
جس کو ہم مین کے بیوقوف لوگون نے کیا ہے اور ان لوگون مین وہ شخص
تھا جس کا دل جب عجل و ایمان عجل کو پلایا گیا تھا اللہ پاک اس بات پر اوس
سے مطلع ہو چکا تھا سو اسی لئے زمین اون کو لیکر کانپی اسپر اللہ پاک نے
فرمایا رحمتی وسعت کل شئ فسا کتبہا للذین یتقون ویوتون الزکوۃ والذین
ھم بایاتنا یومنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم
فی التورات والانجیل پس حضرت موسیٰ بولے یا رب مین نے تو تجھسے اپنے قوم
کے واسطے توبہ کا سوال کیا سو تو نے یہ فرمایا کہ مین نے اپنی رحمت ایک
قوم کے واسطے لکھی ہے جو میرے قوم کے سوا ہے تو نے مجھے کیون
نہ مؤخر کیا یہانتک کہ اوس مرد کے امت مرحومہ مین مجھے نکالے پھر
اللہ تعالے نے اون سے فرمایا اون کی توبہ یہ ہے کہ اون مین ہر آدمی
جس سے ملے باپ ہو بیٹا ہو اوس کو تلوار سے قتل کر ڈالے اور جو کوئی
اوس جگہہ مارا جاے اوس کی کچھہ پروا نکرے اور جو لوگ کہ حضرت موسیٰ
و ہارون علیہما السلام پر مخفی رہگئی اور اللہ اون کے گناہون پر مطلع تھا

تو اونہون نے توبہ کی اپنے گناہون کا اقرار کیا اور اللہ نے جو حکم انکو دیا تہا
اوسے بجالاے اور اللہ پاک نے قاتل و مقتول دونون کی مغفرت فرمائی
پہر حضرت موسے علیہ السلام اون کو لیکر ارض مقدس کی طرف متوجہ ہوئے
اور بعد عصہ ٹہیرنے کے وہ تختیان لیلین پہر اون کو وظائف کا امر کیا
جن کا اون کو امر کیا تہا کہ اون کو پہونچائین تو وہ اون پر گران ہوئی اور
اون کے اقرار کرنے سے انکار کیا پس اللہ نے اونپر پہاڑ اوٹہایا جیسے
سائبان اور وہ اون سے قریب ہوا یہانتک کہ ڈرے کہین اون پر گر پڑے
تب اونہون نے اپنے سید سے ہاتہون مین کتاب لی اس حال مین کہ
وہ جہکنے والے تہے پہاڑ کی طرف دیکہتے جاتے تہے اور کتاب اون کے
سید سے ہاتہون مین تہی اور وہ پہاڑ کے ورے تہے اس خوف
سے کہ پہاڑ اونپر گر پڑے پہر چلدیے یہانتک کہ ارض مقدسہ مین آئے
تو ایک شہر پایا اوس مین ایک خلق زبردست تہی صورت اون کی منکر صورت
تہی اون کے میوون کے بڑائی کا ایک عجیب امر بیان کیا ہے تو یولی
کہ اے موسی اوس مین تو ایک بڑی زبردست قوم ہے ہم کو اون کی طاقت
نہین ہے اور ہم اوس مین داخل نہون گے جب تک کہ وہ اوس مین
ہین پہر اگر وہ اوس سے نکل جائین تو ہم بیشک داخل ہونے والے
ہین دو آدمیون نے کہا منجملہ اون لوگون کے جو ڈرتے کہتے تہے یزید سے
کہا گیا تو نے اسی طرح پڑہا ہے کہا ہان من الجبارین یعنی وہ دونو
منجملہ جبارین کے تہے حضرت موسے پر ایمان لائے اور اون کی
طرف نکلے وہ بولے کہ ہم تو اپنی قوم کو خوب جانتے ہین اگر تم اس
بات سے ڈرتے ہو کہ تم نے اون کے جسم اور اون کی گنتی دیکہی
ہے یعنی اون کے جسم بڑے بڑے ہین گنتی مین بکثرت ہین اون کے
نہ دل ہین نہ اون کے پاس متعت و شوکت ہے یعنی وہ بزدل ہین گو

جسم مین بڑے ہین اور اون کے پاس کوئی لشکر ہتھیار و ساز و سامان
لڑنے کا نہین ہے تم تو اونپر دروازے سے داخل ہو پھر جسوقت
تم اوس مین داخل ہو جاؤ گے تو تمہین غالب ہوگے کئی لوگ کہتے
ہین کہ وہ آدمی حضرت موسی کے قوم سے تہی تو کہا کہ الذین یخافون
بنی اسرائیل ہین وہ بولے اے موسی ہم تو ہرگز کبھی اوس مین داخل
نہون گے جب تک کہ وہ اوس مین ہین سو تو جا اور تیرا رب پھر تم لڑو ہم
تو اسی جگہہ بیٹھے ہین اسپر اونہون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خفا
کر دیا تو اونہون نے اونپر بد دعا کی اور اون کا نام فاسقین رکھا اس سے
پہلے جسوقت اونہون نے اون سے معصیت و بے ادبی دیکھی تو
اون پر بد دعا نہ کی تہی یہانتک کہ وہ دن ہوا تو اللہ پاک نے اون کی
دعا قبول فرمائی اور اون کا نام فاسقین رکھا جس طرح کہ حضرت موسے
نے اون کو فاسقین کہا اور زمین مقدس کو چالیس برس تک اون پر حرام
کر دیا کہ زمین مین حیران پھرتے رہین ہر دن صبح کو اوٹھین تو چلین اون
کے لئے کوئی قرار نہوتیہ مین اونپر ابر کا سایہ کیا مَن و سلویٰ اون پر نازل
فرمایا اون کے کپڑے ایسے کر دئی کہ نہ پرانے پڑین نہ میلے کچیلے
ہون اور اون کے درمیان مین ایک مربع پتھر رکھدیا حضرت موسی
علیہ السلام کو حکم دیا تو اونہون نے اپنے عصا سے اوس کو مارا تو
اوس سے بارہ چشمے بہ نکلے ہر کنارے مین تین چشمی ہر سبط کو اون
کا چشمہ بتا دیا جس سے وہ پانی پیین پھر وہ جس منزل سے کوچ کرتے
تو اوس پتھر کو درمیان اپنے اوسے جگہہ پاتے جسمین وہ کل تہا حضرت
ابن عباس رضے اللہ عنہ نے اس حدیث شریف کو حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع کیا ہے اور یہ بات میرے نزدیک سچی ہے
اس لئے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس کو یہ

حدیث بیان کرتے سنا تو اونپر اس بات کا انکار کیا کہ جس شخص نے حضرت
موسی علیہ السلام پر امر قتیل کا افشا کیا جس کو اونہون نے مار ڈالا تہا وہ
شخص فرعونی ہو پہر حضرت معاویہ نے کہا کہ وہ فرعونی کیونکر افشا کرے گا
حالانکہ اوس کو نہ اوس کا علم تہا اور نہ اوسپر ظاہر ہوا تہا مگر وہ اسرائیلی ہے
جو اوسوقت حاضر تہا اسپر حضرت ابن عباس خفا ہوئے پہر حضرت معاویہ
کا ہاتہہ پکڑا اور اون کو سعد بن مالک زہری رضی اللہ عنہ کے پاس لیگئے تو
اون سے کہا ای ابو اسحق کیا تم یاد رکہتے ہو جسدن ہم کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موسی علیہ السلام کے قتیل کی حدیث کی تہی جس کو
اونہون نے آل فرعون سے مار ڈالا تہا جس شخص نے اونپر افشا کیا وہ
اسرائیلی ہے یا فرعونی سعد بن مالک نے فرمایا جبکہ اوس نے افشا کیا حضرت موسی
پر فرعونی نے اوس بات کو جو اسرائیل سے سنی تہی کون اسرائیلی جو اس
وقت حاضر تہا هكذا رواه النسائي في السنن الكبرى واخرجه ابو جعفر بن
جرير وابن ابي حاتم في تفسيريهما كلهم من حديث يزيد بن هارون به وهو
موقوف من كلام ابن عباس رضي الله عنهما وليس فيه مرفوع الا قليل منه
وكانه تلقاه ابن عباس رضي الله عنهما ما يبح نقله من الاسرائيليات عن كعب الاحبار
او غيره والله اعلم وسمعت شيخنا الحافظ ابا الحجاج المزي يقول ذلك ايضا
فلبثت سنين في اهل مدين ۵ ثم جئت على قدر يا موسى ۵ واصطنعتك
لنفسي ۵ اذهب انت واخوك بآياتي ولا تنيا في ذكري ۵
اذهبا الى فرعون انه طغى ۵ فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى ۵
پہر ٹہیرا تو کئی برس مدین والون میں پہر آیا تو تقدیر سے اے موسی اور میں نے
نے تجکو خاص اپنے واسطے چاتو اور تیرا بہائی لیکر میری نشانیان اور
نکرو میری یاد میں جاؤ طرف فرعون کے اوس نے سر اوٹہایا ہے سو کہو
اوس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے انتہی ف اللہ پاک

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ وہ فرعون اور
فرعون کی جماعت سے بھاگ کر مدین والون مین مقیم ہو کر ٹھیرے رہے
اپنے سسر کی بکریان چرایا کئی یہانتک کہ وہ مدت پوری ہوئی اور اجل گزر
گئی پھر اللہ پاک کی قدر و ارادے سے موافق ہو کر بدون میعاد و عدی کے
آئے حالانکہ سارا امر اللہ تبارک و تعالےٰ ہی کے واسطی ہے اور وہی
اپنے بندون اور خلق کو چلانے والا ہے جس چیز مین چاہتا ہے اور اسی
لئی یون فرمایا ہے ثم جئت علی قدر یا موسیٰ مجاہد نے کہا علی موعد قتادہ نے کہا علی قدر
الرسالۃ والنبوۃ یعنے تو آیا وعدے پر یا اندازہ رسالت و نبوت پر واصطنعتک
لنفسی کا یہ مطلب ہے کہ مین نے تجھکو منتخب و برگزیدہ کیا چن لیا پسند کیا
خاص بنایا رسول اپنے واسطی یعنی جیسا مین ارادہ کرتا ہون چاہتا ہون تجھکو
نے اس آیت کی تفسیر مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا ہے کہ آدمؑ و موسیٰؑ ملے
تو موسیٰ نے کہا تو وہی ہے کہ تو نے مشقت مین ڈالا لوگون کو اور اون
کو جنت سے نکالا تو آدم نے کہا تو وہی ہے کہ تجھکو برگزیدہ کیا اللہ نے
اپنی رسالت سے اور تجھکو پسند کیا اپنے واسطی اور تجھپر تورات نازل
کی حضرت موسیٰ نے کہا ہان حضرت آدم نے فرمایا پھر تو نے اس
کو لکھا ہوا پایا مجھپر پہلے اس سے کہ وہ مجھے پیدا کرے حضرت موسےٰ
نے کہا ہان پھر غالب آئے آدم موسیٰ پر علیہما السلام اخرجاہ آیات
سے مراد حجج و براہین و معجزات ہین علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لاتنیا کے معنی ہین لاتبطا یعنی
دیر مت کرنا مجاہد نے اون سے یون روایت کیا ہے کہ لاتضعفا
یعنی کمزور مت ہونا مراد یہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت موسیٰ و
ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ اللہ کے ذکر مین سستے نہ کرین بلکہ

حالت مواجہۂ فرعون مین اللہ پاک کو یاد کرتے رہین تاکہ اللہ پاک کا ذکر
اون کے لئے عون و مدد و قوت ہو جائے فرعون پر اور ایک سلطان
و غلبہ اوس کا توڑنے والا بنجاے جس طرح کہ حدیث شریف مین آیا
ہے ان عبدی کل عبدی الذی یذکرنی وھو مناجز قرنہ یعنی
میرا پورا بندہ وہی ہے جو میری یاد کرتا ہے اس حال مین کہ وہ اپنے
حریف سے مبارزہ و مقابلہ کرنے والا ہے طغی کے معنی ہین تمرد
وعتی و تجبر علی اللہ وعصاہ یعنی فرعون نے سرکشی و تجبر و تکبر کیا ہے
اللہ پر اور اوس کی نافرمانی کی ہے فقولا لہ قولا لینا آلایہ مین ایک عبرت
عظیم ہے وہ یہ ہے کہ فرعون تو غایت عتو و سرکشی و استکبار مین اور
حضرت موسیٰ علیہ السلام اوسوقت مین اللہ پاک کے برگزیدہ و خالص
و خاص خلق سے منتخب کئے ہوئے باوجود اس کے اون کو یہ امر ہوا
کہ فرعون سے خطاب نہ کرین مگر بلاطفت ولین و نرمی جس طرح کہ
یزید رقاشی رحمہ اللہ نے تزدیک اس آیت کے یہ فرمایا یامن یتحبب
الی من یعادیہ فکیف بمن یتولاہ و ینادیہ یعنی ای وہ ذات کہ
تکلف دوست ہوتا ہے طرف اوس شخص کے جو اوس سے دشمنی
رکھتا ہے پھر کیونکر اوس شخص کا دوست نہوگا جو اوس سے دوستی کہتا
ہے اور اوس کو پکارتا ہے وہب بن منبہ نے اس کی تفسیر مین کہا
ہے کہ تم دونون اوس سے یون کہو کہ جتنا مین عفو و مغفرت کی طرف
قریب تر ہون اوتنا غضب و عقوبت کی طرف نہین ہون یعنی اوس
کا رحم و کرم اوس کے غضب و قہر پر غالب ہے عکرمہ نے کہا کہ
مراد قول لین سے لا الہ الا اللہ ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ
نے فرمایا ہے کہ تم طرف اوس کے عذر کرو اوس سے کہو کہ تیرے
لئے ایک رب ہے اور تیرے واسطی معاد اور تیرے آگے جنت

قال یعنی ابن ابی الزناد عن ابیہ عن الزہری ابو بکر و عمر و ابن الخطاب و عثمان رضی اللہ عنہم

ونا رسے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ قول لین سے یہ مراد ہے کہ تو اوس کو کنیت کہکر پکارنا اسی طرح حضرت
سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تو اوس کو ابو مرہ کنیت سے
پکارنا حاصل ان سب حضرات کے اقوال کا یہ ہے کہ حضرت موسے و
ہارون علیہما السلام کا دعوت کرنا فرعون کو کلام رقیق ولین وسہل و رفیق ونرم سے
ہو تاکہ نفوس مین اوقع و ابلغ و انجع ہو جاے کما قال تعالے ادع الی سبیل
ربك بالحکمۃ والموعظۃ وجادلھم بالتی ھی احسن قولہ تعالیٰ
لعلہ یتذکر او یخشیٰ کا یہ مطلب ہے کہ شاید وہ جس ضلال و
گمراہی وہلاکت مین ہے اوس سے رجوع کرے او یخشے یعنے ایجاد
کرے طاعت اوس شخص کی جو اپنے رب سے ڈرتا ہے پس تذکر
تو رجوع کرنا ہے محذور و مخوف سے او خشیت طاعت کا حاصل کرنا
ہے حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ تم اے موسی اور تمہارے بھائے
یون مت کہنا کہ تو اوس کو ہلاک کردے قبل اس کے کہ مین اوس کی
طرف عذر کرون یعنی قبل قطع عذر کے اوس کے واسطے بد دعا مت
کرنا اس جگہہ یہ شعر زید بن عمرو بن نفیل کے ذکر کئی جاتے ہین ابن اسحٰق
نے جو ذکر کیا ہے اوس مین یون ہے کہ یہ شعر امیہ بن ابی الصلب کے
ہین ابیات وانت الذی من فضل منّ ورحمۃ بعثت الی موسی رسولا منادیا

فقلت لہ فاذھب وھارون فادعوا — الی اللہ فرعون الذی کان باغیا
فقولا لہ ھل انت سویت ھذہ — بلا وتد حتی استقلت کما ھیا
وقولا لہ ھل انت رفعت ھذہ — بلا عمد ارفق اذن بك بانیا
وقولا لہ ھل انت سویت وسطھا — منیرا اذا ما جنہ اللیل ھادیا
وقولا لہ من یخرج الشمس بکرۃ — فیصبح ما مست من الارض ضاحیا
وقولا لہ من ینبت الحب فی الثری — فیصبح منہ البقل یھتز رابیا

ویخرج منہ حبہ فی رؤسہ ففی ذالک ایات لمن کان واعیا

کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان مین کہا ہے ساتوین منت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ ہے فلبثت سنین فی اھل مدین یہان ایک عبارت محذوف ہے قرا ء نے کہا تقدیر کلام کی یہ ہے اور جانچا ہم نے تجھکو ایک وزا جانچنا پھر تو نکلا طرف مدین والون کے پھر ٹھیرا تو کئی برس ایسا حذف قرآن شریف مین بہت ہے اور اسی طرح کلام عرب مین بھی ہے کیونکہ وہ بہت سے کلام کو حذف کر دیا کرتے ہین جبکہ معنی معروف و معلوم ہوتے ہین مدین حضرت شعیب علیہ السلام کے شہر کا نام ہے مصر سے آٹھ منزل پر تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام طرف اوس کے بھاگ گئے وہان بیس برس ٹھیرے رہے اتم الاجلین یہی ہے کسی نے کہا کہ حضرت شعیب کے پاس اٹھائیس برس اقامت کی ان مین سے دس برسین تو اون کی بی بی دختر شعیب علیہ السلام کی مہر کی ہوئین باقی اٹھارہ برس مدین مین حضرت شعیب کے پاس رہے یہانتک کہ اون کے اولاد ہوئے مصر سے جسوقت نکلے تو بارہ برس کی عمر تھی جبکہ قبطی کو قتل کیا محلی نے کہا ہے کہ مدین مین دس برس ٹھیری بعد اس کے کہ اوس مین آئی مصر سے اور حضرت شعیب کی صاحبزادی سے نکاح کیا حفناوی نے اسی قول کو راجح کیا ہے ثم جئت علی قدر کلمۂ ثم جو کہ تراخی و دیر کا فائدہ دیتا ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آنا بعد مدت کے ہوا دیر کا سبب یہ ہے کہ راہ بھول گئے بکریان متفرق ہو گئین اور امور مثل اس کے پیش آئے علی قدر کا یہ مطلب ہے کہ تو ایسے وقت مین آیا جو کہ میرے قضاء و علم و قدر مین سابق ہو چکا تھا کہ مین تجھسے باتین کرون اور تجھکو نبی بناؤن یا یہ معنی ہین کہ زمانے کی اوس میقات و وقت مقررہ پر آیا جسمین نبیون پر وحی آتی ہے یہ قول حضرت ابن عباس رضہ کا ہے وہ وقت سر ہی چالیس برس کا کلمہ علی بمعنی مع ہے

ای مع زمن مقدر لارسالك فی علمی یعنی تو اوس زمانے کے ساتھہ آیا جو کہ
تیرے بھیجنے کے واسطے میرے علم مین ٹھیر چکا تھا یا یہ معنی ہین کہ تو اوس وعدے
پر آیا جس کو تو پہچان چکا تھا اس لئے کہ شعیب نے تجھکو اوس کی خبر دیدی تھی
یہ قول مجاہد و قتادہ کا ہے کسی شاعر نے کہا ہے ؎ نال الخلافۃ اذ کانت
لہ قدرا - کما اتی ربہ موسی علی قدر علی قدر متعلق ہے مخدوف سے اس بنیاد
پر کہ حال ہے فاعل جئت سے ای جئت موافقا لما قدر لك ابو البقاء نے
اسی طرح تقدیر کی ہے یہ تفسیر تو براہ معنی ہے اور تفسیر صناعی یہ ہے
مستقرا او کائنا علی مقدار معین یا موسی جو فرمایا سو اس مین تشریف و تعظیم ہے واسطے
موسی علیہ السلام کے اور اگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ وہ حکایت پوری ہوئی
جو مرۂ اخری کی تفصیل تھی یہ مرۂ اخری اوس بار کے پہلے واقع ہو چکا ہے
جس کی اول حکایت کی گئی ہے اور واصطنعتك لنفسی مین دو امر ہین
ایک تو یاد دلانا ہے اس قول کا واذ اخترتك دوسرا یہ ہے کہ تمہید ہے
حضرت موسی کے بھیجنے کی طرف فرعون کے مؤید بہ برادر کر کے یہ قول
ابو السعود کا ہے اصطناع کہتے ہین اتخاذ صنعت کو صنعت وہ خیر و نیکی ہے جسکو
تو کسی آدمی کی طرف پہونچاے معنی یہ ہین کہ مین نے تجھکو اپنی وحی و رسالت
کے واسطے بنایا تاکہ تو میرے ارادے پر پہرے زجاج نے کہا تاویل
اس کی یہ ہے کہ مین نے تجھکو اپنی حجت قائم کرنے کے واسطے اختیار کیا
اور مین نے تجھکو درمیان اپنے اور اپنے خلق کے کیا اور بسبب رسالت
پہونچانے کے میری طرف سے تو اوس درجے مین ہو گیا جس مین مین
ہوتا اگر اون سے خطاب کرتا اور اونپر حجت پکڑتا کسی نے کہا کہ اللہ پاک
نے جو کرامت عظمی اون کو عطا فرمائی تھی اوس کی تمثیل دی ہے ساتھہ
قریب کرنے بادشاہ کے اپنے بعض خواص کو قفال نے کہا اصل اصطنعتك
کے عرب کے اس قول سے ہے کہ اصطنع فلان فلانا یہ جب

بولتے ہین کہ فلان فلان پر احسان کرے اوس کو خیر و نیکی پہونچاے یہان
تک کہ جسپر احسان کیا ہے وہ نسبت کیا جاے طرف احسان کرنے والے
کے پہر یون کہا جاے کہ ہذا صنیع فلان یعنی یہ شخص فلان کا احسان کیا ہوا
ہے لنفسے کا یہ مطلب ہے کہ مین نے تجھکو بنایا اختیار کیا اس لیے کہ مین تجھکو
اپنے اوامر و احکام مین گردش دون کہ تو مشغول نہو مگر اوسی کام مین جس کا
مین نے تجھکو حکم دیا ہے وہ یہی کام ہے کہ میری حجت کو قائم کرے میری
رسالت کو پہونچاے اور اپنے حرکات و سکنات مین میرے ہی لئی ہو
نہ اپنے نفس کے لئی نہ اپنے غیر کے لئی حاصل یہ کہ میرا ہی ہو رہے میرے
ہی کاروبار مین مصروف ہو سوای بجاآوری میرے حکم کے اور کچھہ ذکر و
فکر نہو پہر جو امر اصطناع و اختیار سے مقصود تہا اوس کو بجملہ مستانفہ بیان
فرمایا کہ اذہب انت واخوک بآیاتی یعنی جبکہ مین نے تجھکو اپنے واسطی بنایا تو
اب تو میرے معجزات لیکر جا جن کو مین نے تیرے واسطی نشانی ٹہیرایا ہے
اور چاہئی کہ تیرا بہائی جاے حسب درخواست تیری چونکہ حضرت ہارون اوس
وقت حاضر نہ تہے اسلئے اخوک کے واسطی تقدیر امر غائب کی ضرورت ہوئی آیات
سے مراد فقط ید بیضا و عصا ہے اکثر مفسرین اسی قول پر ہین جلال محلے
نے فرمایا کہ مراد نو معجزی مشہور ہین یہ قول غور طلب ہے کیونکہ اس خطاب
مین اور اس مجلس مین اللہ پاک نے حضرت موسے کے واسطی ید بیضا و عصا یہی
دو نشانیان بیان فرمائی تہین انکے سوا نومین کی باقی نشانیان بیان نہین کین پہر
کیونکر اون سے فرماے گا کہ تو میری نو نشانیان لیکر جا گو اس کا جواب یون
ہو سکتا ہے کہ نومین سے بعض تو حاصل ہو گئین یعنی ید بیضا و عصا اور بعض
آیندہ حاصل ہو جائین گی لیکن اس مین پہر اتنے بات ہے کہ جو نشانیان اس
مجلس مین حاصل نہین ہوئین اون کو حضرت موسے علیہ السلام وقت کہنے
اذہب انت واخوک کے جانتی پہچانتی نہ تہی اسی لئے اکثر مفسیرین نے

اول قول کو اختیار کیا ہے مگر اس قول مین یہ بات ہے کہ آیات تو جمع ہے
اور ید بیضا و عصا دو ہین سو یہ یون ٹھیک ہو سکتا ہے کہ ادنی جمع کا دو ہین تو
جمع درست ہو گئی یا وہ تاویل ہے جو ابو السعود نے بیان کی ہے کہ ید بیضا و
عصا گو دو نشانیان ہین لیکن انمین سے ہر ایک مین کئی کئی نشانیان ہین جس طرح
کہ اللہ پاک کے اس قول مین ہے فیہ آیات بینات مقام ابراھیم
کیونکہ لاٹھی کا حیوان بنجانا ایک نشانی ہے اور اوس کا اژدہا ہی بزرگ ہو
جانا ایک اور آیت ہے اور اوس کی سرعت حرکت باوجود عظمت جسم کے
اور نشانی ہے باوجود اس کے حضرت موسی کے لئے اوس کا ایسا مسخر
ہو جانا کہ وہ اپنے ہاتھہ کو اوس کے مونہہ مین ڈالتے تو اون کو ضرر نہ پہونچاتا
اور آیت ہے پہر اوس کا لاٹھی ہو جانا ایک اور نشانی ہے اسی طرح
ید بیضا کا حال ہے کہ اوس کی سپیدی فی نفسہ ایک آیت ہے اور اوس
کا شعاع ایک اور نشانی پہر اوس کا اگلی حالت پر ہو جانا ایک دوسری
آیت ہے رہا حرف با سو وہ واسطی مصاحبت کے ہے یعنی احکام رسالت
کے جاری کرنے مین اور امر دعوت کے کامل کرنے مین اون آیتون
کو لئے ہوئے اون سے تمسک کرتے ہوئے جاؤ تعدیت کے واسطے
نہین ہے کہ یہ معنی ہون کہ تو اور تیرا بھائی میری نشانیون کو لیجاؤ کیونکہ مجرد
اون کا جانا اور نشانیون کا فرعون کو پہونچا دینا مراد نہین ہے ولا تنیا فی
ذکری وَنی کہتے ہین سستی و ماندگی کو جب کوئی شخص ضعیف و کمزور
و سست و ماندہ ہو جاتا ہے تو عرب کے بول چال مین بولتے ہین وَنی یَنی
ونیا کو عد یَعِدُ وَعْدًا یعنی وہ ضعیف و سست ہو گیا تھک گیا
اور جب کوئی شخص کسی کام کے ضبط و حفظ کی طرف مبادرت و جلدی
نہین کرتا ہے نہ اوس کا اہتمام کرتا ہے تو یون بولتے ہین توانی فی الامر
توانیا فھو متوانٍ یعنی اوس نے اوس کام کا اہتمام نہ کیا نہ وہ اوس کا اہتمام

کرنے والا ہے نہ اوس کے پروا رکھنے والا ہے فراء نے کہا ہے کہ
فی ذکری وعن ذکری دونو برابر ہین یعنی ایک کی جگہہ دوسرا آتا ہے شاید فی
بمعنی عن ہے معنی یہ ہین کہ مین نے جو تمپر احسان وانعام کیا ہے اوسکے
ذکر کرنے سے قاصر مت ہونا جس شخص نے نعمت کا ذکر کیا تو اوس کا شکر
کیا یا یہ معنی ہین کہ میری تسبیح وغیرہ مین سستی مت کرنا بعض نے کہا کہ میری رسالت
مین دیر مت لگانا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرارت مین لاتنا فی
ذکری ہے وتنی کہتے ہین ضعف وسستی کو معنی مثل اول کے ہین
صرف لفظ کا فرق ہے اذہبا الی فرعون مین حضرت موسیٰ وہارون علیہما
السلام دونون کو جانے کا امر کیا حالانکہ حضرت موسی تو حاضر تھے اور حضرت
ہارون غائب بلکہ وہ تو اوسوقت مصر مین تشریف رکھتے تھے سو یہ تغلیباً
ہے یعنی حاضر کو غائب پر غلبہ دیکر غائب کو بھی مخاطب بخطاب حاضر فرمایا
اس لئے کہ ادای رسالت مین اصل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی تھے
یہی حال صیغہ نہی مذکور مین بھی ہے اب ایک بات اور رہی وہ یہ ہے کہ
اِذْہَبْ اَنْتَ واخوک مین جس شخص کی طرف اون کو بھیجا ہے اوس کا ذکر نکیا
اور اِذْہَبا الی فرعون مین اوس کا ذکر فرمایا سو اس کے دو وجہین ہین ایک یہ
ہے کہ اختصار کے واسطی ایسا کیا دوسری وجہہ یہ ہے کہ اول تو اون
کو عام لوگون کی طرف جانے کا حکم دیا یعنی فرعون وقوم فرعون وبنی اسرائیل پھر
دوبارہ خاص فرعون کی طرف جانے کا امر فرمایا اس وجہ مین بعد ہے بلکہ
دونو امر ایک ہی شی کی طرف متوجہ ہین یعنی فرعون ہر ایک امر ذہاب سے
وہ شی حذف کی جسکو دوسرے ذہاب مین ثابت رکھا ہے یعنی اول ذہاب
مین تو جس شخص کی طرف بھیجا ہے اوس کا ذکر نکیا اور دوسرے ذہاب
مین اوس کو ثابت رکھا اور جس شئی کے ساتھہ بھیجا ہے یعنی آیات اس
کو اول مین ثابت رکھا دوسرے مین حذف کر دیا غرضکہ پھر اللہ پاک نے

علت جانے کی یہ بیان فرمائی کہ انہ طغیٰ یعنی تم فرعون کے پاس اس لیے
جاؤ کہ وہ کفر و تمرد و سرکشی مین یہانتک حد سے بڑہ گیا ہے کہ ربوبیت کا
دعوی کر بیٹہا ہے پہر اون کو نرم بات کرنے کا امر فرمایا اسلئے کہ نرم بات
کرنا مؤثر ہوتا ہے بات کے قبول کرنے مین کیونکہ پہلے پہل درشتی و
سختی کرنا اعظم اسباب نفور و تصلب فی الکفر سے ہو جاتا ہے یعنی جو اسباب
کہ آدمی کے نفرت کرنے بدکنی بہڑکنی کفر مین پختہ ہونے کے ہین اون مین
کا بڑے سے بڑا سبب یہی ہے کہ شروع مین کڑی بات کہی جاے
اسی واسطی اللہ پاک نے اون کو یہ تعلیم کی کہ فقولا لہ قولا لینا یعنی تم
اوس کی مدارات کرو اوس سے بلطف و رفق و نرمی پیش آو کفر سے رجوع
کرنے مین جو گفتگو کرو اوس مین درشتی و سختی کا برتاؤ مت کرو قول لین وہی
ہے جسمین کسی طرح کی سختی نہو مراد اس سے یہ ہے کہ سختی ترک کرین
جس طرح کہ اونہون نے فرعون سے یون کہا ھل لک الی ان تزکی و
اھدیک الی ربک فتخشی کیونکہ یہ دعوت ہے عرض و مشاورت کی صورت
مین یعنی حقیقت مین تو یہ دعوت ہے لیکن پیرایہ عرض و مشورت مین اوس
کو ادا کیا ہے تاکہ اوسپر گران نہ گزری قبول کرلے مان جاے کیا تجھی خاصت
ہے کہ تو پاک ہو جاے سنور جاے مین تجھے تیرے پروردگار کی راہ بتاؤن
کہ تو اوس سے ڈرے کسی نے کہا قول لین سے مراد فرعون کی کنیت
ہے یعنی تم اوس سے کہو اے ابو الولید یا ابو العباس یا ابو مرہ کسی نے
کہا یہ مراد ہے کہ وہ اوس کو دنیا و آخرت کے نعیم کا وعدہ دین اگر وہ مان جاے
یا اوس کو وعدہ دین ایسی جوانی کا کہ جس کے بعد بوڑہا نہو اور ایسے ملک
کا کہ زائل نہو مگر موت سے کذا قالہ البیضاوی پہر جو اللہ پاک نے فرعون
سے نرم بات کرنے کا امر فرمایا اوس کے یہ علت بیان فرمائی کہ لعلہ
یتذکر او یخشیٰ یعنی تم اوس سے نرم بات کرو اسلئے کہ شاید وہ سوچ کرے

یا ڈرسے لعل مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ اس کے معنی ہین ترجی ترجی
کہتے ہین امید رکھنے کو سو یہ اپنی معنی پر ہے یعنی تم برتاؤ کرو نرم گفتگو کرنی
کا مثل برتاؤ اوس شخص کے جو کہ رجا و طمع و امید رکھتا ہے پس رجا راجع
ہے طرف حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے جیسا کہ سیبویہ وغیرہ
ایک جماعت نحویین نے کہا ہے اس کی تحقیق کئی جگہہ گزر چکی ہے زجاج
نے کہا ہے کہ لعل طمع و ترجی کا لفظ ہے سو ایسے شئی کے ساتھہ اونکو
مخاطب کیا ہے جس کو وہ سمجھتے بوجھتے ہین مطلب یہ ہے کہ تم تو فرعون
کے ایمان مین رجا و طمع و امید کرتے ہوئے جاؤ اللہ پاک کے حق
مین رجا و طمع درست نہین ہے کیونکہ وہ تو انجام کار کو خوب جانتا ہے
سیبویہ نے کہا ہے کہ ہر لعل و عسی جو قرآن شریف مین وارد ہوا ہے
سو وہ اللہ پاک کی طرف سے واجب ہے یعنی اللہ پاک کے حق مین
اوس کے معنی کا باقی رہنا محال ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ بمعنی کی
ہے تو علیت کا فائدہ دے گا یہ قول ہے فرّاء کا یعنی تم اوس سے نرم
بات کرو تاکہ وہ پند پزیر ہو یا ڈرے تیسری وجہ یہ ہے کہ بمعنی استفہام
ہے معنی یہ ہین تو دیکھہ آیا وہ پند پزیر ہوتا ہے یا ڈرتا ہے یہ قول ساقط ہے
اسلئے کہ اللہ پاک کے حق مین استفہام محال ہے جس طرح کہ ترجی
محال ہے پھر جب تاویل کرنا ضروری ٹھیرا تو لفظ کو اوس کے مدلول
پر باقی رکھنا اس سے اولیٰ ہے کہ اوس کو اپنے مدلول سے نکالین
تذکرہ یہ ہے کہ جو وعظ و نصیحت حضرت موسیٰ و ہارون نے اوس کو
پہونچائی اوس مین خوب غور و فکر کرے یہانتک کہ یہ سبب ہو جاے
دعوت قبول کرنے مین خشیت یہ ہے کہ اللہ کا عذاب جو اون کے
زبان پر وعدہ دیا گیا ہے اوس سے ڈرے کلمہ او کا واسطی منع خلو
کے ہے نہ جمع کے جب یہ بات ٹھیری کہ اللہ پاک کو معلوم تھا کہ

وہ ایمان نہ لائے گا تو پھر موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا بھیجنا اور اونپر
مبالغہ و تاکید کرنا کہ تم اوس کو خوب سمجھائیو اس مین کیا فائدہ ہے پس اس
مین تین فائدے ہین ایک الزام حجت دوسرا قطع معذرت تیسرا ظاہر کرنا
معجزات کا جو اس کے درمیان مین حادث ہوئی قالا ربنا انا نخاف ان
یفرط علینا او ان یطغی ۝ قال لا تخافا انی معکما اسمع و اری ۝ فاتیاہ
فقولا انا رسولا ربک فارسل معنا بنی اسرائیل ۵ ولا تعذبھم ۵ قد
جئناک بایۃ من ربک ۵ والسلام علی من اتبع الھدی ۝
انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب و
تولی ۝ بولی اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہین کہ کہکے ہم پر یا جوش
مین آوے فرمایا نہ ڈرو مین ساتھہ ہون تمہارے سنتا ہون اور دیکھتا سو جاؤ
اوس کے پاس اور کہو ہم دونو بھیجے ہین تیرے رب کے سو بھیجدے
ہمارے ساتھہ بنی اسرائیل کو اور نہ ستاؤن کو ہم آئے ہین تیری پاس
نشانی لیکر تیرے رب کی اور سلامتی ہو اوس کی جو مانے راہ کی بات
ہم کو حکم ہوا ہے کہ عذاب اوسپر ہے جو جھٹلاوے اور مونہہ پھیرے

ف اللہ پاک حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی طرف
سے خبر دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتے اوس سے شکوہ
کرتے ہوئے بولے کہ انا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی یعنی وہ اس
بات سے ڈرتے ہین کہ فرعون طرف اون کے مبادرت بعقوبت کری
یا اونپر زیادتی کرے پھر اونپر عقاب کرے اور وہ اوس سے اس عقاب
و عذاب کے مستحق نہون عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ یفرط کے
معنی ہین یعجل مجاہد نے کہا یبسط یعنی وہ ہم پر جلدی کری یا ہم کو مارے
ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی
کہ یطغی کے معنی ہین یعتدی یعنی ظلم کرے اللہ پاک نے فرمایا لا تخافا

یفرط ۔ یعجل و یبسط
یطغی ۔ یعتدی یظلم

انی معکما اسمع واری یعنی تم اوس سے مت ڈرو کیونکہ مین تمہارے ساتھہ
ہون تمہارا اور اوس کا کلام سنتا ہون اور تمہاری جگہہ اور اوس کی جگہہ
کو دیکھتا ہون تمہارے کام سے مجھپر کچھہ پوشیدہ نہین ہے اور یہ بات جان
رکھو کہ اوس کی چوٹی میرے ہاتھہ مین ہے سو وہ نہ بولتا ہے نہ سانس لیتا
ہے نہ حملہ کرتا ہے مگر میرے اذن سے اور بعد میرے حکم کے اور مین
اپنے حفظ و نصر و تائید سے تمہارے ساتھہ ہون ابن ابی حاتم نے عبداللہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جسوقت اللہ عزوجل نے حضرت
موسی علیہ السلام کو طرف فرعون کے بھیجا تو کہا ای رب مین کیا چیز کہون
فرمایا کہہ ھیا شرا ھیا اعمش نے کہا اس کی یہ تفسیر کی گئی ہے کہ مین زندہ
ہون قبل ہر شی کے اور زندہ ہون بعد ہر شی کے اسنادہ جید و شیٔ
غریب فأتیاہ فقولا انا رسولا ربک حدیث الفتون مین حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے گزر چکا ہے کہا کہ حضرت موسی و ہارون
علیہما السلام فرعون کے دروازے پر ایک مدت ٹھیرے رہے
اون کو اذن نہین ہوتا تھا پھر بعد حجاب شدید کے اون کو اذن ملا محمد بن اسحق
بن یسار نے ذکر کیا ہے کہ حضرت موسی اور اون کے بھائی حضرت
ہارون نکلے تو فرعون کے دروازے پر ٹھیرے اوسپر اذن طلب کرتے
اور کہتے تھے کہ ہم دو نو رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہین سو تم اس
مرد کو ہماری خبر دو جو بات مجھے پہونچی ہے اوس مین یون ہے کہ پھر وہ
دو برس ٹھیرے رہے صبح و شام جاتے تھے فرعون کو اون کی خبر نہوتی
تھی نہ کوئی اس بات پر جرأت کرتا تھا کہ اوس کو اون کی حال کی خبر دے
یہانتک کہ فرعون پر اوس کا بطّال داخل ہوا یہ ایک مسخرا تھا اوس سے
ملاعبت و بازی کرتا اوس کو ہنساتا تھا تو اوس نے فرعون سے کہا اے
بادشاہ تیرے دروازے پر ایک آدمی ہے وہ ایک عجیب بات کہتا ہے

یہ زعم کرتا ہے کہ اوس کا ایک معبود ہے سوا تیرے جس نے اوس کو تیری طرف
بھیجا ہے فرعون بولا میرے دروازے پر اوس نے کہا ہان کہا اوس کو اندر
لاؤ پھر حضرت موسی علیہ السلام داخل ہوئے اور اون کی ہمراہ اون کے بھائی
ہارون علیہ السلام اور اون کے ہاتھ مین اون کا عصا تھا پھر جسوقت فرعون
پر آکھڑے ہوئے تو کہا انی رسول رب العالمین یعنی مین رب العالمین
کا فرستادہ ہون پس فرعون نے اون کو پہچان لیا سدی نے یہ ذکر کیا ہے
کہ جسوقت موسی علیہ السلام بلاد مصر مین تشریف لائے تو اپنی ماں اور بھائی
کے مہمان ہوئے اور وہ اون کو پہچانتے نہ تھے اوس رات اون کا کہنا طفشیل
یعنی لفت تہالفت بالکسر شلغم کو کہتے ہین پھر ماں بھائی نے اون کو پہچان
لیا اور اون کو سلام کیا پس حضرت موسی نے بھائی سے کہا ای ہارون
میرے رب نے تو مجھے اس بات کا امر کیا ہے کہ مین اس مرد کے پاس
آون یعنی فرعون سو مین اوسے اللہ کی طرف بلاؤن اور تجھے یہ امر کیا ہے کہ
تو میری معاونت کرے حضرت ہارون بولے تو کر جو تجھے تیرے رب
نے امر کیا ہے پھر دونو چلے اور یہ ان کا جانا رات کو تھا پس حضرت موسے
نے محل کے دروازے کو اپنے عصا سے مارا تو فرعون نے سُن لیا اسپر خفا
ہوا اور بولا کہ اس سخت کام پر کون جرأت کرتا ہے تو اوس کے خادمون
دربانون نے اوسے خبر دی کہ یہان ایک دیوانہ آدمی ہے کہتا ہے کہ وہ
اللہ کا رسول ہے اسپر کہا کہ اوس کو میرے پاس لاؤ پھر جسوقت حضرت
موسی و ہارون علیہما السلام اوس کے روبرو کھڑے ہوئے تو انہون
نے اور اوس نے ان سے وہ بات کہی جس کا ذکر اللہ پاک نے اپنی کتاب
مین کیا ہے قد جئناک بآیۃ من ربک یعنی ہم تیرے پاس ایک
دلالت و معجزہ لائے ہین طرف سے تیرے رب کے والسلام علی
من اتبع الھدی یعنی سلامتی ہو تیری اگر تو مانے راہ کی بات اور اسی لیے

سلہ حاشیہ
دیوانہ

جسوقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرقل عظیم روم کی طرف خط تحریر
فرمایا تو اوس کا اول یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ
الی ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدیٰ اما بعد فاسلم
تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
طرف ہرقل عظیم روم کے سلامتی ہو اوس کی جو مانے راہ کی بات اما بعد
تو مسلمان ہو جا سلامت رہے گا اللہ تعالیٰ تجھکو دوہرا اجر دیگا یعنی ایک اجر
تو اس کا کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لایا دوسرا اجر اس کا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اسی طرح جب مسیلمہ نے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا جس کی صورت یہ ہے کہ من مسیلمۃ رسول اللہ
الی محمد رسول اللہ سلام علیک اما بعد فانی قد اشرکت
فی الامر فلک المدر ولی الوبر ولکن قریشا قوم یعتدون
تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کو یہ خط لکھا من محمد رسول اللہ الی
مسیلمۃ الکذاب سلام علی من اتبع الھدی اما بعد فان الارض للہ
یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین یعنی مسیلمہ اللہ کے رسول سے طرف
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلامتی ہو تم پر اما بعد مقرر میں نے تمکو
حکومت میں شریک کیا سو حکومت قریون شہرون کی تمہارے واسطے ہے
اور بوادی کی حکومت میرے لیے ہے لیکن قریش ایک قوم ہیں کہ ظلم کرتے
ہیں آپ نے اس خط کا یہ جواب تحریر فرمایا کہ محمد رسول اللہ سے طرف مسیلمہ جھوٹے
کے سلامتی ہے اوس کی جو مانے راہ کی بات اما بعد بیشک زمین اللہ کی
ملک ہے وارث کرتا ہے اوس کا جس کو چاہتا ہے اپنے بندون سے
اور خوبیان عاقبت کی ہیں واسطے پرہیزگارون کے اور اسی لیے حضرت
موسی وہارون علیہما السلام نے فرعون سے یون فرمایا والسلام علی من
اتبع الھدی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی یعنی

جس باتون کی اللہ پاک نے ہماری طرف وحی معصوم و محفوظ کی ہے اون
مین ہم کو اس بات کی خبر دی ہے کہ عذاب خالص اوس شخص کیواسطے ہی
جو اللہ پاک کی نشانیون کو جھٹلاتا ہے اور اوس کی طاعت سے مونہہ پھیرتا ہے
کما قال تعالی فاما من طغی و اٰثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی المأوی
وقال تعالے فانذرتکم نارا تلظی لا یصلاھا الا الاشقی الذی کذب
وتولی وقال تعالی فلا صدق ولا صلی ولکن کذب وتولی یعنی اپنے دل سے تکذیب کی اور
اپنے فعل سے مونہہ پھیرا کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان مین لکھا ہے قالا
ربنا اننا نخاف حضرت موسی و ہارون علیہما السلام دونون کی طرف قول
کی نسبت کی باوجود اس کے کہ قائل حقیقت مین حضرت موسی ہی ہین سو
یہ براہ تغلیب اس امر کے بتانے کو کیا کہ ہر قول و فعل مین اصل وہی ہین یا
حضرت ہارون نے یہ بات کہی بعد اس کے کہ دونون کی ملاقات ہوئے
سو اللہ پاک نے وقت نزول آیت اوس بات کو ہمراہ قول موسی علیہ السلام
کے نقل فرمایا جیسا کہ اس آیت کریمہ مین ہے یا ایھا الرسل کلوا من
الطیبات کیونکہ یہ خطاب بصیغہ جمع نقل کیا گیا ہے باوجود اس کے کہ
مخاطبین مین سے ہر ایک کو بطریق الفراد علحدہ علحدہ خطاب ہوا ہے اس لئے
کہ یہ امر ضروری ہے کہ اون سب کا اجتماع وجود مین محال ہے تو پھر خطاب
مین اون کا اجتماع کیونکر ہو سکتا ہے غرضکہ حضرت موسے و ہارون علیہما السلام
نے کہا اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہین ان یفرط علینا یعنی اس بات
سے کہ وہ ہم پر عجلت و مبادرت بعقوبت کرے جمہور نے اس کو بفتح یا و ضم راء
پڑہا ہے معنی مذکور اسی کے بنیاد پر ہین محاورہ مین بولتے ہین فرط منہ امر ای
بدر یعنی فلان سے کوئی کام جلد ہو پڑا بدو رکے معنی ہین شتافتن سوی چیز
یعنی کسی شی کی طرف دوڑ پڑنا اسی معنی سے فارط ہے فارط وہ ہے جو قوم
سے آگے بڑہتا ہے طرف پانی کے مطلب یہ ہے کہ ہم اس سے ڈرتے ہین

ف سورہ طہ ع ۵ ف سورہ لیل ع ۱ ف سورہ قیامۃ ع ۱ ف سورہ مومنون ع ۵

کہ وہ ہم کو عذاب کرے مثل عذاب پیشدستی کرنے والے کی گناہ مین ہمیشہ
اسی طرح کہا ہے ابن محیصن نے بضم یا و فتح راء بصیغہ مجہول پڑہا ہے یعنی کوئی حال
ہماری طرف جلدی کرنے پر اوس کو آمادہ کرے ایک گروہ نے اوس کو
افراط سے پڑہا ہے افراط کے معنی ہین از حد در گزشتن در کاری یعنی کسی کام
مین حد سے بڑہجانا ای یشتط فی اذیتنا اشتطاط کہتے ہین حکم مین جور
کرنے کو یعنی وہ ہماری اذیت مین جور و ظلم کا حکم دے یہانتک صبر نہ کرین کہ
دعوت پوری ہو معجزہ ظاہر کیا جاے اس قرأت کے قاریون مین سے حضرت
ابن عباس و مجاہد و عکرمہ ہین اوان یطغی اس کے معنی اول گزر چکے ہین یعنی
وہ طغیان و سرکشی مین بڑہجاے کلمۂ ان کا اظہار کیا باوجود اس کے کہ بدون
اوس کے معنی چوکس ہین سو اس کی دو وجہین ہین ایک تو ظاہر کرنا کمال
اعتنا کا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ خبر دینا ہے اس بات کی کہ فرط و طغیان
ہر ایک سے خوف متحقق ہے یعنی یطغی پر ان لانے کی ضرورت نہی
کیونکہ باعتبار عطف کے وہی ان اسپر ہے آگیا لیکن منظور یہ بات بتانا
ہے کہ جتنا خوف فرط کا ہے اوتنا ہی خوف طغیان کا ہے ان دونون مین
سے ہر ایک کا مستقل خوف ہے یا یطغی کے یہ معنی ہین کہ ہم اس سے
ڈرتے ہین کہ وہ ہم پر تکبر کرے یہانتک کہ تیرے شان مین اپنی کمال
جرأت و بے باکی سے ایسی بات کہہ بیٹھے جو تیری بارگاہ عالیجاہ کے
لایق نہو اللہ پاک نے فرمایا لاتخافا یہ جملۂ مستانفہ جواب ہے سوال
مقدر کا یعنی کوئی کہے کہ جب اونہون نے ان دو باتون کی شکایت کی
تو اللہ نے کیا کہا سو اوس نے یہ جواب دیا کہ تم نے جو ان باتون کا وہم
کیا ہے اس سے مت ڈرو پھر اس نہی کی یہ علت بیان کی کہ انی معکما
یعنی تم اس لیے مت خوف کرو کہ مین تو نصر و معونت تمہارے ساتھہ
ہون تم کو فرعون پر غالب کرون گا اسمع و اری کے یہ معنی

ہین کہ جوبات درمیان تمہارے اور اوس کے جاری ہوگی مین اوس کا
ادراک کرتا ہون اوس کو جانتا ہون اس لیے کہ کوئی مخفی شئی مجھپر مخفی نہین
ہے اور مین تم سے غافل و بیخبر نہین ہون سو جوبات تمہارے لایق ہوگی وہی
ہر حال مین کرون گا ضرر کا دور کرنا نفع کا کھینچ لانا ابن جریج کی کہا یہ معنی ہین
کہ جوبات وہ کہے گا اوس کو مین سنتا ہون اور جو تم کو جواب دے گا اوس کو
دیکھتا ہون تو مین تم کو وحی کرون گا تم اوسے جواب دیدوگے فاتیاہ کے
یہ معنی ہین کہ تم اوس تک پہونچو اول اوس کی طرف جانے کا حکم دیا تھا بعد
اوس کے اب اوس کے پاس پہونچنے کا امر فرمایا پس ذہاب واتیان مین
کسی طرح کی تکرار نہین ہے پھر اون کو حکم دیا کہ تم اوس سے چھ جملے کہو
اول جملہ یہ ہے کہ انا رسولا ربك یعنی ہم دونو پیغمبر ہین تیری رب
کے اوس نے ہم کو تیری طرف بھیجا ہے دوسرا جملہ یہ ہے کہ فارسل معنا
بنی اسرائیل یعنی تو اون کو چھوڑ دے قید و بیگار سے اون کو رہا کر دے
تیسرا جملہ یہ ہے ولا تعذبھم یعنی تو اون کو عذاب مت کر یعنی جس
حالت پر وہ ہین اوسپر اون کو باقی مت رکھہ فرعون کے پاس وہ سخت
عذاب مین تھے اون کی بیٹون کو ذبح کرتا اور اون کی عورتون کو زندہ
رکھتا تھا اور ایسے کامون کی اون کو تکلیف دیتا جن کی وہ طاقت نرکھتے
تھے جیسے کہودنا مکان بنانا بوجھہ اوٹھانا چوتھا جملہ یہ ہے قد جئنا
بایۃ من ربك یعنی ہم تیرے رب سے نشانی لیکر آئے ہین کہا گیا
ہے کہ وہ نشانی عصا و ید بیضا تھا کہتے ہین کہ فرعون نے اون سے کہا کہ
وہ کیا نشانی ہے حضرت موسی علیہ السلام نے ہاتھہ اپنا کرتے کی جیب
مین گھسایا پھر اوس کو نکالا تو اوس کے لئے شعاع تھا مثل شعاع آفتاب
کے پس فرعون نے اس سے تعجب کیا رہا عصا سو اوس کو نہین دکھایا
مگر حشر کے دن زمخشری نے کہا کہ یہ جملہ پہلے جملے سے قائم مقام بیان

ل بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ
موسی علیہ السلام سے عصا نہین مانگا فرعون کو دکھایا فرعون کی تکذیب پر
معجزہ دیا اسلئے کہ فرعون کو دکھانا واقع ہے بخلاف عصا کے کہ اسکا وقوع
قرآن مجید سے ثابت نہین ہوتا ہے اور حضرت موسی کو عصا دینا اور
پھر اژدہا ہونا وغیرہ

وتفسیر کی ہے اس لئے کہ دعوی رسالت کا ثابت نہین ہوتا ہے مگر اوس کی
بینہ وحجت سے جو کہ نشانی کا لانا ہے رہی یہ بات کہ آیت کو واحد ذکر کیا تثنیہ
نہ کہا حالانکہ حضرت موسی علیہ السلام کے پاس دو نشانیان تہین سو وجہ اس
کی یہ ہے کہ مراد فقط دعوے کا ثابت کرنا ہے اوس کی برہان ودلیل سے سو
گویا یون کہا گیا کہ ہم تیرے پاس معجزہ وبرہان وحجت لیکر آئے ہین اپنی رسالت پر
جس کا ہم نے دعوے کیا ہے پانچوان جملہ یہ ہے والسلام علی من اتبع
الھدی زجاج نے کہا کہ جس نے ہدایت کی پیروی کی وہ اللہ عزوجل کے
سخط وخفگی وعذاب سے سلامت رہا یہ سلام تحیت کا نہین ہے کہا دلیل اسپر
یہ ہے کہ یہ نہ ابتدا سے ملاقات ہے نہ شروع خطاب فرا نے کہا السلام
علی من اتبع ولمن اتبع برابر ہے یعنی کلمہ علی ولام کی بجاے دیگری
آتا ہے چھٹا جملہ یہ ہے انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب
وتولی یعنی ہم کو اللہ کی طرف سے یہ وحی ہوئی ہے کہ عذاب اوس شخص پر
ہے کہ جس نے تکذیب کی اوس بات کی جس کو ہم لائے ہین اور اوس سے مونہہ
پہیرا مراد عذاب سے ہلاک ودمار ہے دنیا مین اور خلود ہی نار مین تکذیب
سے مراد تکذیب ہے اللہ پاک کی آیتون کی اور اوس کے رسولون کی اور
تولے اعراض کرنا مونہہ پہیرنا ہے اون کے قبول کرنے اور اونپر ایمان لانے سے
قتادہ نے اس کی تفسیر مین کہا ہے کہ تکذیب کی کتاب اللہ کی اور مونہہ پہیرا اوس
کی طاعت سے قال فمن ربکما یموسی ٥ قال ربنا الذی اعطی
کل شئ خلقہ ثم ھدی ٥ قال فما بال القرون الاولی ٥
قال علمھا عند ربی فی کتاب ٥ لا یضل ربی ولا ینسی ٥
بولا پہر کون ہے صاحب تم دونون کا ای موسی کہا صاحب ہمارا وہ ہے
جس نے دی ہر چیز کو اوس کی صورت پہر راہ سوجہائی بولا پہر کیا حقیقت
ہے اون پہلے سنگتون کے کہا اون کی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہی

نہ بہکتا ہے میرا رب نہ بھولتا ہے **ف** یعنی کھانے پینے کا ہوش دیا بچی کو
دودھ پینا وہ نہ سکھاوے تو کوئی نہ سکھا سکے **ف** فرعون شاید دہری مزاج
تھا آدمیون کی پیدائش سمجھتا تھا جیسے برسات کا سبزہ نہ اول کسی نے پیدا کیا
آپ ہی پیدا ہو گیا نہ آخر باقی رہا گل کر مٹی ہو گیا جب سنا کہ سب کے سر پر ایک
رب ہے تب یہ پوچھا کہ اگلی خلق کہان گئی بتایا کہ اون کا حساب لکھا ہوا
موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہو گا اتنی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے
طرف سے فرعون کے کہ اوس نے صانع و خالق و معبود و رب و ملیک ہر شئے
کے وجود کا انکار کر کے کہا پھر ای موسیٰ تم دونون کا صاحب کون ہے جس
نے تجھے بھیجا ہے کیونکہ مین تو اوس کو پہچانتا نہین ہون اور نہ مین اپنے سوا تمہارا
کوئی معبود جانتا ہون حضرت موسیٰ بولے ربنا الذی اعطی کل شئ
خلقہ ثم ھدی علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ جس نے پیدا کیا واسطی ہر شئی کے جوڑا
اوس کا ضحاک نے اون سے یون روایت کیا ہے کہ جس نے انسان کو انسان
کیا گدھی کو گدھا بکری کو بکری بنایا مجاہد نے کہا جس نے ہر شئی کو اوس کی صورت
دی ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یون روایت کیا ہے کہ برابر کی اوس نے
خلق ہر دابہ یعنی جاندار کی یعنی اوس کو ٹھیک اور چوکس بنایا سعید بن جبیر نے
کہا ہے کہ جس نے دی ہر ذی خلق کو وہ شئی جو اوس کے خلق کے لایق ہی
اور نہین کے واسطی انسان کے خلق دابہ کی نہ واسطی دابہ کے خلق کتی کی
نہ واسطی کتی کے خلق بکری کے اور ہر شئی کو وہ چیز دی جو اوس کے لایق
ہے نکاح و جماع و جفتی سے اور مہیا کر دیا ہر شئی کو اسپر اوس مین سے کوئی
شئی نہین ہے کہ وہ مشابہ ہو کسی شی کو اوس کے افعال سے خلق مین رزق
مین جماع مین یعنی ہر شے کی علحدہ علحدہ صورت بنائی یہ نہین کیا کہ آدمی
مین جانور کی صورت ہو یا کتے مین بکری کی صورت اور سب کے افعال

سلہ ۱۲ مئی بازار
گلوری خیر ۱۲ ۱۲
اور اخلاق کا اور اس کی

وخواص ورزق وروزی ونکاح مین تفاوت رکھا ہر شئی کی صورت وشکل کی
جو لایق تھا وہی اوس کو دیا بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ مثل اس
آیت کے ہے والذی قدر فھدی ای قدر رقدر او ھدی الخلائق
الیہ یعنی اوس نے ایک قدر ٹھیرائی اور خلق کو طرف اوس کے راہ بتائی
یعنی اعمال وآجال وارزاق لکھہ رکھی پھر خلائق اوس پر چلنے والی ہے اوس
سے عدول نہین کرتے نہ ادھر اودھر ہوتے ہے نہ کوئی اوس سے نکلنے پر
قدرت رکھتا ہے یعنی ہمارا رب وہ ہے جس نے خلق پیدا کی اور قدر مقرر
فرمائی اور خلق کو مجبول ومفطور ومخلوق کیا اوسپر جس کا ارادہ فرمایا فرعون بولا
فما بال القرون الاولی اس کے معنی مین سب قولون سے زیادہ
تر صحیح یہ قول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جب یہ خبر دی
کہ اون کا رب جس نے اون کو بھیجا ہے وہ ہے جس نے پیدا کیا رزق دیا
قدر مقرر کی پھر راہ بتائی تو وہ پہلے قرنون کے ساتھہ حجت کرنے لگا جو کہ اللہ
کو نہین پوجتے تھے یعنی جبکہ بات یہ ٹھیری تو اون کا کیا حال ہے اونہون نے
تو تیرے رب کو پوجا ہے نہین بلکہ اوس کے غیر کو پوجا تو حضرت موسیٰ نے
اس کے جواب مین اوس سے یون کہا کہ اونہون نے اگرچہ اوس کو نہین پوجا
اون کا علم تو اللہ کے پاس اونپر مضبوط ومحفوظ ہے اور وہ عنقریب اون کو اون
کے عمل کا بدلا دیگا کتاب سے مراد لوح محفوظ اور نامۂ اعمال ہے لا یضل
ربی یعنی اوس سے کوئی شئے شاذ ومنفرد وتنہا نہین رہتی ہے نہ اوس سے
کوئی چھوٹی بڑی چیز فوت ہوتی ہے ولا ینسی یعنی وہ نہ کسی شئی کو بھولتا ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ پاک کے علم کا وصف بیان کرتے ہین کہ وہ
ہر شئے کو احاطہ کئے ہوئے گھیرے ہوئے ہے اور وہ کسی شئی کو بھولتا نہین
ہے تبارک وتعالیٰ وتقدس وتنزہ کیونکہ مخلوق کے علم کو دو نقصان عارض
ہوتے ہین ایک نقصان تو یہ ہے کہ مخلوق کا علم شئی کا احاطہ نہین کرسکتا ہے

دوسرا یہ ہے کہ بعد علم کے اوس کو بھول جاتا ہے اسلئے اللہ پاک کی ذات مقدس
کو اس سے منزہ کیا کذا فی ابن کثیر **ف** یہان اتنی عبارت محذوف ہے کہ
پھر حضرت موسی و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس آئے اور وہی چھ
جملے جن کا ذکر ہو چکا ہے فرعون سے کہے اور امتثال حکم کی طرف مسارعت
کے بدون توقف کے تو فرعون نے اون سے کہا فمن ربکما یا موسی
یعنے پھر تم دونون کا رب کون ہے ای موسی اضافت رب کی حضرت
موسی و ہارون علیہما السلام کے طرف کی اسلئے کہ مرسل یعنی بھیجنے والے کو
ضرور ہے کہ وہ رب ہو رسول کا یا اس لئے کہ ان دونون نے تصریح کردی
تھی کہ اللہ پاک کل کا رب ہے رہی یہ بات کہ اوس نے اپنی طرف رب کی
اضافت نہ کی یون نہ کہا کہ فمن ربی سو اس کی تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ
وہ اون کی تصدیق نہین کرتا تھا دوسرے یہ ہے کہ ربوبیت کا منکر تھا تیسرے
یہ ہے کہ غایت درجے کا حاتی طاغی سرکش تھا یہانتک کہ خود ربوبیت و
معبودیت کا مدعی تھا مارے تجبر و تکبر و سرکشی کے اعتقاداً تو کیا کہتا حکایۃً بھی
نہ کہا حضرت موسی علیہ السلام کو مخصوص بہ ندا کیا اسواسطے کہ رسالت مین
اصل وہی تھے یا واسطے مطابقت رؤس آیات کے پہلا قول اولی ہے
تیسری وجہ یہ ہے کہ فرعون جانتا تھا کہ حضرت موسی کی زبان مین بستگی ہی
بات کرنے سے روکتی ہے اور اس سے بھی واقف تھا کہ اون کے بھائی
اون سے زیادہ فصیح ہین اس لئے بوجہ خباثت کے حضرت موسی کا بلوانا
چاہا نہ اون کے بھائی کا چوتھی یہ وجہ ہے کہ معطوف کا علم تھا اس لئے حضرت
ہارون کو ذکر نہ کیا اصل یون ہے یا موسی و ہارون پانچوین وجہ یہ ہی کہ فرعون
نے اس بات کی تعریض کی کہ اوس نے اون کی پرورش کی تھی تو گویا یون
کہا کہ میرے سوا تیرا کوئی رب نہین ہے یعنی پھر تو اور کون سب بتاتا ہے
حضرت موسی علیہ السلام نے اوس کو جواب دیا کہ ربنا الذی اعطی

کل شیء خلقه ربنا مبتدا ہے اور موصول مع صلہ خبر یا ربنا خبر ہے مبتدا
محذوف کی یعنی ہو اور موصول صفت ہے ربنا کی جمہور نے خلقہ کو بسکون لام
پڑہا ہے زائدہ نے اعمش سے روایت کیا ہے کہ اعمش نے اس کو بفتح لام پڑہا
ہے اس بنا پر کہ وہ فعل ہے ابن ابی اسحق کی یہی قرارت ہے اور اسی کو
نصیر نے کسائی سے روایت کیا ہے پس پہلی قرارت کی بنیاد پر خلقہ دوسرا
مفعول ہے اعطی کا معنی یہ ہین کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے دی ہر شے
کو اوس کی صورت جس پر وہ ہے اور بسبب اوس کے اپنے غیر سے متمیز
ہوتی ہے اور ہر چیز کو اوس کی شکل عطا کی جو مطابق ہے اوس منفعت کو جو
متعلق و مطابق ہے اوس شی سے جیسے ہاتہہ واسطے پکڑنے حملہ کرنے کی
ہے پانون چلنے کو زبان بولنے کو آنکہہ دیکہنے کو کان سننے کو ضحاک وغیرہ
نے اسی طرح کہا ہے حضرت حسن و قتادہ نے فرمایا ہے کہ دی ہر شی کو
صلاح اوس کی اور راہ بتائی اوس کو طرف اوس شی کے جو اوس کے
اصلاح و درستی کرے فراء نے کہا معنی یہ ہین کہ پیدا کی واسطے مرد کے عورت
اور واسطے ہر نر کے وہ مادہ جو اوس کے موافق ہے یہ بہی ہو سکتا ہے کہ
پہلی قرارت کی بنا پر خلقہ مفعول اول ہو اعطی کا یعنی اوس نے دی اپنی خلق
کو ہر چیز جس کی طرف وہ حاجتمند ہوتے ہین اور اوس سے نفع پاتے ہین ثم
ھدی کے یہ معنی ہین کہ جو کچہہ اون کو دیا اوس سے نفع لینے کا طریقہ اون کو
بتایا سو جو شی جس واسطے بنائی گئی ہے اُسی مین ہر شی سے اونہون نے نفع
لیا رہی دوسری قرارت سو اوس کی بنا پر خلقہ صفت ہو گی مضاف یعنی لفظ کل
کی یا مضاف الیہ یعنی شے کی معنی یہ ہین کہ دی ہر شی کو جس کو اللہ پاک نے پیدا
فرمایا اور نہ رکہہ چہوڑے اوس کو اپنی عطا سے اس قرارت کی بنیاد پر دوسرا
مفعول اعطی کا محذوف ہو گا ای اَعطٰی کُلَّ شیءٍ خلقَہٗ مَا یحتاجُ
الیہ یعنی ہر شے جو اللہ پاک نے پیدا فرمائی اوس کو وہ چیز دی جس کی طرف

اوس کو حاجت ہوتی ہے پس اس کے معنی پہلی قراءت کے معنی سے موافق
ہوجاتی ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ پیدا کیا واسطی ہر شئی کے
جوڑا اوس کا ثم ہدی فرمایا کہ ہدایت کی اوس کو واسطی منکح و مطعم و مشرب و مسکن
کی یعنی اوس کو جماع کرنے کہانے پینے رہنے بسنے کا طریقہ بتایا حضرت موسے
علیہ السلام نے اس تقریر کے ضمن مین اثبات ربوبیت پر جو حجت قائم کی
اور جو برہان روشن سلک استدلال مین منسلک فرمائی کہ خلق و ہدایت دونو
بلا خلاف ثابت ہین اور ان کے واسطی خالق و ہادی کا ہونا ضرور ہے اور وہ
خالق و ہادی اللہ پاک ہے جس کے سوا اور کوئی رب نہین ہے تو جسوقت
فرعون نے اوس کو سنا اور مشاہدہ کیا اس بات سے ڈرا کہ جو موسی علیہ السلام
نے کہا اوس کی حقیت اور اوس کی خرافات کا بطلان لوگون پر ظاہر ہوجائی
گا چاہا کہ حضرت موسی علیہ السلام کو اس راہ سے پھیر کر الا یعنی امور قصون
کہانیون کی طرف متوجہ کرے جن کو رسالت سے کسی طرح کا تعلق نہین
ہے تاکہ اپنے قوم کو یہ بات دکہائی کہ اوس کے پاس معرفت و علم ہے اس
لئے یہ کہا کہ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ بال کہتے ہین حال و
شان کو اور قرون اولی جیسے حضرت نوح و ہود و لوط و صالح علیہم السلام کی
اقوام ہین یعنی ای موسی جب بات یہ ٹہیری تو پہر تم ان لوگون کا حال تو بتاؤ
کہ یہ رب کی مقر نہ تہی جس کی طرف تم دعوت کرتے ہو بلکہ انہون نے بتون
وغیرہ مخلوقات کو پوجا ہے انکا کیا حال ہوا ان پر کیا کیا حوادث مفصل گزرے
پس حضرت موسی علیہ السلام نے اوس کو یہ جواب دیا کہ علمها عند ربی
یعنی یہ بات جس کا تو نے سوال کیا ہے اوس بات سے نہین ہے جس کے
ہم درپے ہین بلکہ یہ تو منجملہ علم غیب ہے جس کے ساتھہ اللہ پاک مستاثر ہی
اس کو نہ تو جانتا ہے نہ مین جانتا ہون اور اون کے احوال جاننے کو منصب
رسالت سے کچھہ تعلق نہین ہی فی کتاب کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوح محفوظ مین

ثبت ہین زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ اون کے اعمال اللہ پاک کے پاس محفوظ
ہین وہ قیامت کے دن اون کا بدلا دیگا تقدیر یہ ہے کہ علمہا عند
ربی فی کتاب کرخی نے کہا کہ فرعون نے جسوقت موسیٰ علیہ السلام
سے الٰہ و معبود کا سوال کیا اور یہ سوال اوس قسم سے تہا جس کا طریقہ استدلال
ہے تو اونہون نے مختصر تر عبارت اور بہترین معنی مین اوس کو جواب دیدیا اور
جب اوس نے قرون اولی کا سوال کیا اور یہ سوال اوس قسم سے تہا جس کا طریقہ
اخبار ہے اور اون کے پاس اس بات مین کوئی خبر نہین آئی تہی تو اوس کا علم
عالم غیوب کو سپرد کیا لا یضل ربی ولا ینسی کے معنی مین کئی قول
پر اختلاف کیا گیا ہے پہلا قول یہ ہے کہ یہ ابتدا ہی کلام مستانف کے اللہ سبحانہ
کا منزہ و پاک کرنا ہے ان دو نو صفتون سے اور کلام فی کتاب پر تمام ہو چکا زجاج
اسی کے قائل ہین اور کہا کہ معنی لا یضل کے لا یہلک ہین یہ معنی ماخوذ ہین اس آیت
کریمہ سے ءاذا ضللنا فی الارض اور نہین بہولتا ہے کسی شی کو
اشیا سے پس اللہ پاک کو ہلاک و نسیان دونون سے منزہ کیا دوسرا قول یہ ہے
کہ لا یضل کے معنی ہین لا یخطیٔ یعنی خطا نہین کرتا ہے یہ قول حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما کا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اوس کے معنی لا یغیب ہین یعنی وہ غائب
نہین ہوتا ہے ابن اعرابی نے کہا اصل ضلال کی غیبوبت یعنی غائب ہونا ہی
چوتہا قول یہ ہے کہ وہ کتاب کی طرف محتاج نہین ہوتا ہے اور نہ اوس سے علم
کسی شی کا اشیا سے غائب ہوتا ہے اور جو کچہہ اشیا سے جان چکا ہے اوس
کو بہولتا نہین ہے یہ معنی بہی زجاج سے منقول ہین نحاس نے کہا یہ قول سب
قولون سے زیادہ تر مشابہ ہے ساتہہ معنی کے اور یہ بات مخفی نہین ہے کہ یہ
قول مثل قول ابن اعرابی کے ہے پانچوان قول یہ ہے کہ اوس کے علم سے
کوئی شی جاتی نہین ہے اور نہ وہ بہولتا ہے یعنی بعد اس کے کہ جان چکا یہ قول
مثل چوتہے قول کے ہے چہٹا قول یہ ہے کہ لفظ اول اشارہ ہے طرف اس

امر کے کہ اللہ پاک کل معلومات کا عالم ہے اور دوسرا لفظ دلیل ہے اس علم کی
بقا پر ابد الآباد اور یہ اشارہ ہے طرف نفی تغیر کے سا تو ان قول یہ ہے کہ یہ دونو
جملے صفت ہین کتاب کے معنی یہ ہین کہ کتاب اللہ پاک سے جانے والی نہین ہے
اور نہ وہ اوس کا بھولنے والا ہے الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا
وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ
اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى ۝ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا
نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝
وہ ہے جس نے بنادی تم کو زمین بچھونا اور چلاوین تم کو اوس مین راہین اور اتارا
آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اوس سے بہانت بہانت کی سبزی کھاؤ اور
چراؤ اپنے چوپایون کو البتہ اس مین پتے ہین عقل رکھنے والون کو اسی زمین سے
ہم نے تم کو بنایا اور اسی مین تم کو پھر ڈالتے ہین اور اسی سے نکالین گے تم کو
دوسری بار اور ہم نے اوس کو دکھادین اپنی سب نشانیان پھر جھٹلایا اور
نہ مانا ف یہ اللہ کلام فرماتا ہے دہریون کی آنکھ کھولنے کو اوس کی تدبیرین
اور قدرتین دیکھو اگر عقل ہے تو سمجھ لوگے انتہی ف یہ تتمہ کلام حضرت موسیٰ
علیہ السلام سے ہے جسمین اونہون نے اپنے رب عزوجل کا وصف کیا ہے جسوقت
کہ فرعون نے اون سے رب کا سوال کیا ہے تو اونہون نے کہا ربنا الذی
اعطی کل شی خلقہ ثم ھدی پھر اس کے درمیان مین اور کلام لے آئے پھر
کہا الذی جعل لکم الارض مھادا بعض کی قرات مین مہدا ہے یعنی قرار
قرار کرتے ہین جای آرام کو یعنی جس نے تمہارے واسطے زمین کو آرام کی جگہہ بنادی
جسپر تم قرار پکڑتے ہو کہڑے ہوتے ہو سوتے ہو اوس کے پشت پر سفر کرتے
ہو وسلک لکم فیھا سبلا یعنی کردی تمہارے واسطے رستے کہ تم اوس کے
اطراف مین چلتے ہو کما قال تعالی وجعلنا فیھا فجاجا سبلا لعلھم یھتدون

ع ۲۰ ۱۱

ف قرآن کا آخر
ف اور زمین
اوس مین نشانیان
راہین ثابت ہوئین
اور پانی ۱۲

اور اُتارا آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اوس سے انواع نباتات یعنی رنگ برنگ
طرح طرح کے انواع و اقسام کے سبزے کھیتیان اور میوے کھیتے مٹھے کڑوے
اور باقی انواع کھاؤ چراؤ اپنے چوپایون کو یعنی کئی قسم کے تو تمہاری کھانے کو اور تمہارے
میوے کو اور کئی واسطی تمہارے چوپایون کے اون کی قوت کو ہری اور سوکھی
ان فی ذلک لآیات لاولی النھیٰ یعنی بیشک اس سب مین البتہ دلالتین حجتین
برہانین ہین سلیم و مستقیم و درست و راست عقل والون کو اس بات پر کہ نہین ہے
کوئی معبود مگر اللہ اور کوئی پالنے والا پرورش کرنے والا نہین ہے سوا اوس کے
منھا خلقنا کم الخ کا یہ مطلب ہے کہ تمہارا مبدا اور شروع زمین سے ہے
کیونکہ اون کے باپ آدم علیہ السلام روی زمین کی خاک سے پیدا ہوئے اور اوسی
کی طرف پھر جاؤگے جب کہ مروگے اور رَل مل جاوگے اور اوسی سے نکالین
گے تم کو دوسری بار یون[۱] مرید عوا کم فستجیبون بحمدہ و تظنون ان لبثتم
الا قلیلا یہ آیت مثل اس آیت کے ہے[۲] قال فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا
تخرجون اوس حدیث شریف مین آیا ہے جو سنن مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ سلم ایک جنازی مین حاضر ہوئے پھر جسوقت میت دفن کیا گیا تو آپ
نے ایک مٹھی مٹی لی پھر اوس کو قبر مین ڈالا اور فرمایا منھا خلقنا کم پھر دوسری
مٹھی لی اور فرمایا وفیھا نعیدکم پھر اور مٹھی لی اور فرمایا و منھا نخرجکم
تا سرۃ اخری قولہ تعالےٰ ولقد اریناہ الخ کے یہ معنی ہین کہ
فرعون پر حجج و آیات و دلالات قائم ہوئے اور اوس نے انکا معاینہ کیا اون کو دیکھا
تو کفر و عناد و بغی و سرکشی کے مارے اون کو جھٹلایا اون کا انکار کیا کما قال تعالیٰ
وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما و علوا الآیہ کذا فی ابن کثیر ف
الذی جعل لکم الارض مھدا موصول محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ صفت
ہے ربنا کی متضمن ہے زیادت بیان کو یا خبر ہے مبتدای محذوف کی یعنی ہو یا محل
نصب مین ہے بنا بر مدح کو یون نے مہدا پڑھا ہے اس بنیاد پر کہ مصدر ہے

[۱] یون مرید عوا کم فستجیبون بحمدہ و تظنون ان لبثتم الا قلیلا
[۲] قال فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون

فعل مقدر کا ای مَهَّدَ لکم مَهْدًا یعنی بچھایا اوس کو بچھانے کر یا مضاف محذوف ہے ای ذات مَهْدٍ یعنی جس نے کیا واسطی تمہارے زمین کو صاحب مَهْد یعنی جب مَهْد بمعنی گستردن مصدر ٹھیرے گا تو وہی دو صورتین ہون گی جو ذکور ہوئین مَهد نام ہے اوس شی کا جو بچھائی جاتی ہے جس طرح فِراش نام ہے اوس چیز کا جو بچھائی جاتی ہے باقی قاریون نے مَهَاد پڑہا ہے ابو عُبَید و ابو حاتم نے اسی قرارت کو پسند کیا ہے وجہ پسند کرنے کی یہ کہی ہے کہ سارے قُرّاء قرارت الم نجعل الارض مهادًا - پر متفق ہین نحاس نے کہا جمع مصدر سے اولی ہے کیونکہ یہ جگہہ مصدر کی جگہہ نہین ہے مگر بر حذف مضاف کسی نے کہا جائز ہے کہ مهاد مفرد ہو جیسے فراش اور یہ بھی جائز ہے کہ جمع ہو اور معنی مهاد کے فراش ہین یعنی بستر پس مهاد جمع ہے مهد کی یعنی تم مین سے ہر ایک کے واسطی زمین کی ہر موضع کو بستر بنا دیا وسلك لکم فیها سُبلا سلک کے معنی ہین داخل کرنا شی کا شے مین یعنی داخل کر دیے زمین مین واسطی تمہارے رستے کہ تم اونپر چلتے ہو اور اون کو تمہارے لیے سہل و آسان کر دیا دوسری آیت مین ہے الذی جعل لکم الارض مهدًا وجعل لکم فیها سبلا لعلکم تهتدون اور راہون کو پہاڑون و وادیون جنگلون کے درمیان مین بنایا جن پر تم چلتے ہو ایک قطر سے دوسرے قطر کی طرف تاکہ اون سے تم اپنی حاجتین پوری کرو اور اون کے منافع و مرافق سے نفع پاؤ یہ سب منجملہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے جواب مین فرعون کے اوس کے سوال اول سے سو یہ مرتبط ہے ثم هدی سے لیکن درمیان مین اپنے کلام کے بطور جملہ معترضہ فرعون کا دوسرا سوال اور اوس کا جواب ذکر کیا پہر اللہ پاک نے اوس بات کا تتمہ ذکر فرمایا جس کے ساتھہ اللہ پاک کا موسیٰ علیہ السلام نے وصف کیا وانزل من السماء ماءً یعنی اور جس نے اُتارا آسمان سے پانی اس پانی سے مراد بارش کا پانی ہے بعض نے کہا کہ یہانتک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام تمام ہو چکا اور اس کا مابعد یعنی فاخرجنا به ازواجا من نبات شتی اللہ پاک

کے کلام سے ہے ابن عطیہ اسی کے قائل ہین اور محلی نے ان کی پیروی کی ہے اس قول
مین بعد ہے کسی نے کہا کہ یہ بھی منجملہ اوسی کلام کے ہے جو حضرت موسی سے نقل کیا
گیا ہے رہی یہ بات کہ غائب سے متکلم کی طرف التفات کیا سو اس کی دو وجہین ہین
ایک یہ ہے کہ اس مین جو کمال قدرت و حکمت پر دلالت ہے اوس کے ظہور پر
آگاہ کرنا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ خبر دینا ہے اس بات کی کہ اللہ پاک مطاع ہے اشیاء
مختلفہ اوس کی مشیئت کی مطیع و منقاد و فرمان بردار ہین لیکن اس قول مین یون
مناقشہ کیا گیا ہے کہ یہ خلاف ظاہر ہے باوجود اس کے کہ مستلزم ہے فوت التفات
کو بسبب متحد نہونے متکلم کے یعنی خلاف ظاہر اس لئے ہے کہ اول تو انزل کہا پھر فاخرجنا
ذکر کیا ظاہر یہ تھا کہ فاخرج کہتے رہا فوت التفات کا سو وہ اس واسطے ہوا کہ متکلم انزل
کے حضرت موسی ہین اور متکلم فاخرجنا کا اللہ پاک ہے التفات اوسی جگہہ ہوتا ہے کہ
دونون کا متکلم ایک ہو اس کا یہ جواب دیا ہے کہ سارا کلام ایک سے حکایت کیا گیا
ہے کہ وہ حضرت موسی علیہ السلام ہین اور حکایت کرنے والا سب کا اللہ پاک ہے
معنی یہ ہین کہ پھر نکالے ہمنے اوس پانی سے بسبب کشاورزی اور محنت و مشقت کرنیکے ازواج یعنی
ضروب و اشباہ اصناف مختلفۂ نبات سے یعنی اوس پانی سے رنگ برنگ انواع و اقسام کی روئیدگیان
پیدا ہوتی ہین طرح طرح کی سبزی رنگ و مزہ و بو و منفعت مین مختلف نکلتی ہین پھر اونمین سے بعض تو آدمیون کے
واسطے ہین اور بعض جانورون کا چارہ ہوتا ہے اصناف کا نام ازواج اسلیے کہا کہ وہ قرین یکدیگر ہوتے
ہین بعض بعض سے مقترن ہوتا ہے جسطرح کہ زوج زوجہ سے اور زوجہ زوج سے قرین ہوتا ہے نبات
مصدر ہے بمعنی رستن یعنی اگنا اس کے ساتھہ نابت کا نام رکھا گیا یعنی اگنے والا وہ
گھاس ہوئی اسی لئے اس مین واحد و جمع برابر ہین شتّی جمع ہے شتیت کی وزن اس
کا فعلیٰ ہے الف اس کا واسطے تانیث کے ہے من نبات صفت ہے ازواجا کی یا
اوس کا بیان ہے اسی طرح شتی صفتِ دیگر ہے ازواجا کی اخفش نے کہا تقدیر
یہ ہے ازواجا شتیٰ من نباتٍ کہا اور کبھی نبات شتی ہوتی ہے پس ہو سکتا
ہے کہ شتی صفت ہو ازواجا کی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نعت ہو نبات کی محاورے

مین بولتے ہین اَمْرٌ شَتٌّ ای متفرق وشت الامر یشت شتا وشتاتا
تفرق واشتت مثلہ اور شتیت بمعنی متفرق ہے اور شتان
اسم فعل ماضی بمعنی افترق ہے اور اسی لئے مکتفی بواحد نہین ہوتا ہے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ شتی بمعنی مختلف ہے کلوا وارعوا انعامکم
رَعْی بالفتح بمعنی چرمدن وچرانیدن سے محاورہ مین بولتے ہین رعت الماشیۃ
الکلأ و رعاھا صاحبھا رعایۃ ای اسامھا و سرحھا
یعنی ماشیہ نے گھاس چری اور اوس کے مالک نے اوس کو چرایا اور چرنے کے
لئے چھوڑا لازم ومتعدی دونون طرح آتا ہے انعام جمع ہے نعم کی نعم بالتحریک چارپایہ
اس کا اطلاق اونٹ گاؤ وبز پر ہوتا ہے یہ جملہ محل نصب مین بنا بر حال تقدیر قول
ہے اور امر واسطی اباحت اور تذکیر نعمت کے ہے یعنی پھر نکالی ہم نے اوس پانی سے
اصناف مختلف سبزی کے درانحال کہ ہم تمسے کہنے والے ہین کہ تم اوس مین سے
کھاؤ اور اپنے جانورون کو چراؤ اور اوس کے تیار کرنے والے ہین تمہارے نفع لینے
کو کہ تم اپنے کھانے اور جانورون کے چرانے سے نفع اوٹھاؤ ہم اس مین اذن دینے
والے ہین ان فی ذلک لآیاتٍ لاولی النھیٰ یہ جمع ہے نُہیہ کی جیسے غُرفہ
غُرف سے عقل کا نام نُہی اسی لئے رکھا کہ عقل اپنے صاحب کو قبیح باتون کے مرتکب
ہونے سے روکتی ہے کسی نے کہا کہ نُہی اسم مفرد ہے اور مصدر ہے مثل ہُدیٰ وسُریٰ
کے ابو علی اسی کے قائل ہین آیات سے مراد عبرتین ہین حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما
نے فرمایا کہ اولی النُہیٰ اولی الحجیٰ والعقل دوسری روایت مین فرمایا اولی التقیٰ یعنی یہ
جو ان آیتون مین گزر چکا ہے بیشک اس مین البتہ عبرتین ہین واسطی عقل والون کے
ان کو مخصوص بذکر اس لئے فرمایا کہ ان کے رائی کی طرف منتہی ہوتا ہے یا اس لئے کہ
وہ نفس کو قبائح سے روکتے ہین یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے احتجاج
ہے فرعون پر صانع کی اثبات مین جواب ہے اوس کے قول کا فمن ربکما یا موسیٰ
ضمیر منھا خلقناکم مین راجع ہے طرف ارض کے جس کا ذکر ہو چکا ہے

زجاج وغیرہ نے کہا ہے یعنی حضرت آدم علیہ السلام زمین سے مخلوق ہوئے اور اون
کی اولاد اون سے پیدا کی گئی تو اس بنیاد پر پیدایش ہر انسان کی سوای آدم علیہ السلام
کے زمین سے ہوگی بوسائط عدیدہ بقدر اوس بُعد کے جو درمیان اوس شخص کے اور آدم
علیہ السلام کے ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ ہر نطفہ ضمن خلق آدم مین مٹی سے پیدا کیا گیا
ہے کیونکہ افراد بشر سے ہر فرد کو ایک حصہ ہے اون کی خلق سے اور اسی پر ظاہر قرآن
کریم دال ہے یعنی ہم نے تمکو اوسی زمین سے بنایا اور اوسی مین بعد موت کے پھر لیجائین
گے سو تم اوس مین دفن ہوگے تمہارے جوڑ پیوند پارچے ٹکڑے متفرق ہون گے یہان
تک کہ زمین کے جنس سے ہو جائین گے کلمہ فی آیا الی نہ آیا حالانکہ صلہ اعادہ کا الی آتا ہے
اس لئے کہ استقرار پر دلالت کرے یعنی تم زمین مین قرار پکڑو گے اور اوسی سے ہم
تم کو نکالین گے جس طرح کہ تمہاری ابتدائے خلق کے وقت تم کو نکالا تھا اوسی طرح
دوبارہ بعث ونشور کرکے جسمون کو جوڑ کر روحون کو جسمون کی طرف پھیر کر اوس حالت
پر جسپر وہ تھے مرنے سے پہلے تم کو نکالین گے عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ فرشتہ جاتا ہے پھر اوس مکان سے مٹی لیتا ہے جس مین وہ دفن ہوگا پھر اوس
کو نطفی پر بُرُبُراتا ہے تو وہ مٹی اور نطفی سے پیدا کیا جاتا ہے یہ وہی قول ہے اللہ پاک کا
منھا خلقنا کم وفیھا نعید کم امام احمد وحاکم نے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہا جسوقت حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا صاحبزادی
سید المرسلین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مین رکھی گئین تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منھا خلقنا کم وفیھا نعید کم ومنھا نخرجکم
تارۃ اخری بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ ولقد
اریناہ آیاتنا کلھا رویت بصری ہے مراد آیات سے وہ نو نشانیان ہین جو اس
قول مین مذکور ہین ولقد اٰتینا موسی تسع اٰیات بینات اس بنیاد پر کہ اضافت
واسطی عہد کے ہے وہ یہ ہین عصا ید بیضا سنین یعنی سالہای قحط نقص الثمرات یعنی
میوون کی کمی طوفان مذی جراد قمل ضفادع دم خون وطمس الاموال والشد علی القلوب

ابو الشیخ ابن حبان ابن مردویہ ابو نعیم فی الحلیہ خراسانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم رسلا وکان یجیء الیل وتقدمہ فی سنۃ بعد سنۃ ۱۲ منہ

ابو السعود نے کہا مراد عصا و ید بیضا ہے صیغہ جمع کا باوجود اس کے کہ وہ دو نشانیان
ہین باعتبار بدائع امور کے ہے جو ان دونون کے لپیٹ مین تھے جس مین سے ہر ایک
امر ایک روشن نشانی تھا واسطی اون لوگون کے جو عقل رکھتے ہین انتہی یہ قول اس
بات پر مبنی ہے کہ جو معاملہ حضرت موسی علیہ السلام کو ہمراہ فرعون کے پہلی دعوت
مین واقع ہوا یہ اوس کا اخبار ہے حالانکہ اس طرح نہین ہے بلکہ بیس برس کی مدت
دعوت مین جو کچھ اون کو واقع ہوا یہ اوس سب کا اخبار ہے اور یہ منجملہ اوس کلام
کے ہے جو اثنای قصہ مین معترض ہو گیا ہے کسی نے کہا مراد وہ ساری نشانیان ہین
جن کو حضرت موسی اور ان کے سوا اور انبیاء علیہم السلام لائے حضرت موسی علیہ
السلام اپنے جمیع معجزات اور سائر انبیا کے معجزات اوس کو بتا چکے تھے قول اول
اولی ہے کسی نے کہا مراد آیات سے اللہ پاک کی حجتین ہین جو اوس کی توحید پر دلالت
کرتی ہین یعنی البتہ مقرر ہم نے اپنی ساری نشانیان فرعون کو دکھادین اور اوسے
پہنچوادین فکذب سو فرعون نے اون کی یا موسی علیہ السلام کی تکذیب کی اور
زعم کیا کہ وہ سحر ہے اور ایمان و توحید سے انکار کیا یہ اسپر دال ہے کہ فرعون کا کفر
کفر عناد تھا کیونکہ اوس نے نشانیان دیکھہ لین اور اون کی تکذیب کی کذا فی فتح

البیان قال اجئتنا لتخرجنا من ارضنا بسحرك یموسی ۝ فلنا تینك
بسحر مثله فاجعل بیننا و بینك موعدا لا نخلفه نحن ولا انت
مکانا سوی ۝ قال موعدکم یوم الزینة وان یحشر الناس ضحی ۝
بولا کیا تو آیا ہے ہم کو نکالنے کو ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے ای موسے
سو ہم بھی لاوین گے تجھہ پر ایک ایسا ہے جادو سو ٹھیرا ہمارے اپنے بیچ ایک وعدہ
نہ تفاوت کریں اوس سے ہم نہ تو ایک میدان صاف مین کہا وعدہ تمہارا جشن کا دن اور یہ کہ جمع کرے لوگون
کو دن چڑھے ف دنگل مین مقابلہ کرنے سے دونون کو غرض تھے وہ چاہے کہ ان
کو ہر اوی سب کے روبرو یہ چاہین کہ وہ ہارے جشن کا دن سارے مصر کے شہر
مین مقرر تھا فرعون کی سال گرہ کا انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے فرعون

کے کہ جسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوس کو بڑی نشانی دکھائی یعنی عصاؤالدیاسو
وہ ایک بڑا اژدہا بنگیا اور اپنا ہاتھہ بازو کے نیچے سے کھینچا سو وہ بدون برص کے سفید و
روشن نکل آیا تو فرعون نے اون سے کہا کہ یہ جادو ہے جس کو تو لایا ہے تاکہ ہم پر جادو کرے
اور اس کی وجہ سے لوگون پر غالب ہوجاے تو وہ تیرے پیرو ہوجائین اور تو بسبب اون
کے کثرت و زیادتی کا ہم پر فخر کرے یہ سب تیرے ساتھہ پورا نہوگا کیونکہ تیرے جادو سا ہمارے
پاس بھی جادو ہے جس بات مین تو ہے وہ تجھے مغرور نہ کرے دھوکے مین نہ ڈالدے سو تو ہمارے
اپنے درمیان ایک موعد ٹھیرا یعنی ایک دن مقرر کر جس مین ہم اور تو جمع ہون پھر ہم مکان
معین و وقت معین مین اپنے پاس کے جادو سے معارضہ کرین تیرے جادو کا جس کو تو لایا
ہے اسپر حضرت موسیٰ نے اون سے کہا کہ تمہارا وعدہ یوم الزینہ ہے یہ دن اون کے عید و
نوروز کا اور اپنے کاروبار سے فارغ ہونے کا اور سب کے یکجا ہونے کا ہے اس دن کو
اس لئے مقرر کیا کہ لوگ اللہ پاک کی قدرت کا مشاہدہ کرین کہ جو وہ چاہتا ہے اوسپر قادر
ہے اور انبیا علیہم السلام کے معجزون کو اور خوارق عادات نبویہ کو دیکھہ لین کہ جادو کا اون
سے معارضہ و مقابلہ کرنا باطل ہے اور اسی لئے یون فرمایا وان یحشر الناس ضحی
یعنی سارے لوگ دن چڑھے جمع کئے جائین تاکہ اظہر و اجلی و ابین و اوضح ہو انبیا علیہم
السلام کی یہی شان ہے کہ اون کا سب کام بین واضح ظاہر کھلم کھلا ہوتا ہے اوس مین
نہ کسی طرح کی پوشیدگی ہوتی ہے نہ ترویج کہ کوئی شئی کو دھوکا دے کے رواج دیدین
چلادین اسی لئے لیلا نہ کہا لیکن نہارا ضحی کہا یعنی لوگون کا جمع ہونا دن مین ہو رات مین
نہو پھر دن مین بھی چاشت کے وقت کہ سب وقتون سے زیادہ تر روشن ہوتا ہے ضحی
سے مراد ضحوۃ من النہار ہے ضحوۃ نیم چاشت اور ضحی بالضم والقصر چاشتگاہ حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یوم الزینہ یوم عاشورا ہے سدی و قتادہ و ابن
زید نے کہا کہ اون کی عید کا دن ہے سعید ابن جبیر نے کہا اون کی بازار کا روز آن
سب قولون مین کچھہ منافات نہین ہے یعنی اس لئے کہ مراد لوگون کے جمع ہونے
کا دن ہے خواہ عید کا ہو یا جشن کا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ اللہ پاک

نے اسی جیسے دن مین فرعون اور اوس کے لشکرون کو ہلاک کیا ہے جیسا کہ صحیح مین
ثابت ہوچکا ہے وہب ابن منبہ نے کہا ہے کہ فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام
سے کہا ای موسی تو ہمارے اپنے درمیان ایک مدت ٹھیرا کہ ہم اوس مین غور کرین حضرت
موسی علیہ السلام بولے کہ مجھے اس کا حکم نہین ہے مجھے جو حکم ہے سو یہی تیرے مناجزہ یعنے
مقابلی کا اگر تو نہ نکلے گا تو مین تیری طرف گھس آون گا اسپر اللہ پاک نے حضرت موسی کو
وحی کی کہ تو اپنے اور اوس کے درمیان ایک مدت ٹھیرالی اور اوس سے کہہ کہ وہ خود ٹھیرا
دی فرعون نے کہا مین چالیس دن تک اس کی مدت مقرر کرتا ہون حضرت موسی علیہ
السلام نے مان لیا مجاہد نے کہا مکانا سوی سے مراد مکان منصف ہے سدی نے کہا
مکان عدل عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا مکانا سوی مستو بین الناس وما
فیہ لا یکون صوت ولا شئ یتغیب بعض ذلک عن بعض مستوحتی یری کذا فی ابن کثیر

ف جملہ قال اجئتنا الخ مستانفہ ہے مرتب ہے حضرت موسی علیہ
السلام کے جواب پر اور جواب ہے سوال مقدر کا گویا یون کہا گیا کہ پھر فرعون نے بعد
اس کے کیا کہا اور ہمزہ واسطی انکار آیات کے ہے جن کو حضرت موسی لائے یعنی اے
موسی کیا تو اسی لئے آیا ہے کہ لوگون کو اس وہم مین ڈالے کہ تو نبی ہے اونپر تیرا اتباع اور
جو تو لایا ہے اوسپر ایمان واجب ہے یہانتک کہ تو بسبب اس وہم ڈالنے کے جو کہ ایک
شعبہ ہے جادو کا اس بات کو پہونچے کہ ہماری زمین یعنی مصر پر غالب ہوجاے اور ہم کو
اوس سے نکالدے اوس مین ملک وسلطنت تیرے لئے ہوجاے اوس ملعون نے جو
زمین سے نکالنے کا ذکر کیا سو اسلئے کہ اپنے قوم کو حضرت موسی علیہ السلام کی بات ماننے
سے نفرت دلائی کیونکہ جسوقت اون کے ذہن مین یہ امر واقع ہوگا اور اون کی سمجھ مین
یہ بات جم جائی گی کہ حضرت موسی کی بات ماننے کا انجام اپنے گھر بار وطن سے نکلنا ہے
تو وہ اون کی بات کو قبول نہ کرین گے نہ اون کے معجزون مین نظر وغور کرین گے نہ جس
خیر ونیکی کی وہ دعوت کرتے ہین اوس طرف ملتفت ہون گے بسحرک یا موسی
مین اس پر دلیل ہے کہ فرعون حضرت موسی علیہ السلام سے نہایت درجہ خائف ہوا

ورنہ کون ساحر اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ کسی بادشاہ کو اوس کی زمین سے نکالدے
حرف فا فلنا تینك مین واسطی ترتیب مابعد کے ہے ماقبل پر اور لام توطیہ قسم
کا ہے یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ ضرور ہم بھی ایسے جادو کے ساتھہ تیرا معارضہ و مقابلہ کرین
گے جو کہ غرابت مین تیرے جادو کے مثل ہوگا جس کو تو لایا ہے یہانتک کہ لوگون پر یہ بات
کھل جاے کہ جسکو تو لایا ہے وہ جادو ہے اوس کے مثل پر ساحر قدرت رکھتا ہے
فاجعل بیننا و بینك موعدا موعد مصدر ہے بمعنی وعد کسی نے کہا
اسم مکان ہے ای مکانا معلوما کسی نے کہا اسم زمان ہے ای یوما معلوما او اجلا
معلوما او میقاتا قول اول کی تائید لا تخلفہ نحن ولا انت کرتا ہے کیونکہ مواعدہ خلف
وعدم خلف کے ساتھہ موصوف ہوتا ہے دوسرے قول کا موئد مکانا سوی ہے تیسرے
قول کا موید موعدکم یوم الزینة ہے قشیری نے کہا ظاہر تر اس جگہہ مصدر ہی ہے
اور اسی لئے لا نخلفہ کہا ہے یعنی ہم اوس وعدی کا خلاف نہ کرین ابو البقاء نے
بھی اسی طرح کہا ہے اخلاف یہ ہے کہ تو کسی شی کا وعدہ کرے اور اوس کو پورا نکری
جوہری نے کہا کہ میعاد مواعدہ وقت و موضع ہے اور اسی طرح موعد ہے ابو جعفر بن
القعقاع و شعبہ و اعرج نے لا نخلفہ کو بجزم پڑہا ہے اس بنا پر کہ جواب ہے فاجعل کا
باقی قاریون نے برفع پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ صفت ہے موعد کی یعنی ایسا وعدہ ٹہیرا
کہ ہم اور تو اوس کے خلاف نہ کرین نہ اوس سے آگے بڑہین اجعل اس جگہہ بمعنی تصییر ہے
مفعول اول اس کا موعداً ہے اور دوسرا مفعول ظرف ہے اور جملہ لا نخلفہ کا
صفت ہے موعد کی نحن تاکید ہے ضمیر مرفوع کی جو نخلفہ مین مستتر ہے اوسپر ولا
انت کی عطف کرنے کو صحیح کرتی ہے کیونکہ ضمیر مرفوع مستتر پر بدون تاکید کے عطف
درست نہین ہے مکانا سوی منصوب ہے ساتھہ فعل مقدر کے جسپر مصدر دال
ہے یا بدل ہے موعد سے یا مفعول فیہ ہے اجعل کا سمین نے اس کے بیان نصب مین طول
کیا ہے سوی کو ابن عامر و عاصم و حمزہ نے بضم سین مہملہ پڑہا ہے باقی قاریون نے بکسر
سین یہ دونو دو لغت ہین اور دونو قرارت سبعہ ہین ابو عبید و ابو حاتم نے کسر سین کو

پسند کیا ہے اسلئے کہ وہ عالیہ فصیحہ لغت ہے مراد اس سے مکان مستوی برابر ہے
کسی نے کہا مکان منصف عدل درمیان ہمارے اور تیرے ہو سیبویہ نے کہا سوی
اور سوی یعنی عدل مطلب یہ ہے کہ درمیان دو مکانون کے نصف راہ پر ہو ابو عبیدہ
و قتیبی نے کہا معنی یہ ہین کہ مکان وسط ہو درمیان دو فریق کے اس لئے کہ مسافت
وسط سے طرفین کی جانب برابر ہوتی ہے یعنی ایسا مکان ہو کہ دونو طرف سے آنے
والے کی مسافت طرف اوس کے برابر ہو کسی نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ سوی اس
مکان کے اس قول مین بعد ہے فرعون نے جو تعیین موعد کا حضرت موسی علیہ السلام
کے سپرد کیا سو اس واسطے کہ اپنا کمال اقتدار ظاہر کرے اس بات پر کہ جو معجزہ حضرت
موسی لائے ہین وہ بھی اوس کے مثل لا سکتا ہے قال موعدکم یوم الزینۃ
حسن و اعمش و عیسی ثقفی و سلمی و ہبیرہ نے خفض سے یوم الزینۃ کو نصب پڑھا ہی
ای ففی یوم الزینۃ انجاز موعدنا یعنی زینت کے دن مین ہمارے وعدی کا
وفا کرنا ہے باقی قرا نے برفع یوم پڑھا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے موعدکم کی موعد اگر اسم
زمان ٹھیرایا جاے تو حذف مضاف کی حاجت نہو گی اسلئے کہ تقدیر یہ ہے زمان الوعد
یوم الزینۃ اور اگر موعد مصدر قرار دیا جاے تو حذف مضاف کی ضرورت
پڑے گی تقدیر یہ ہو گی وعدکم وعد یوم الزینۃ اور جب اسم مکان ٹھیرے گا
تو بھی حذف مضاف کی حاجت ہو گی یعنی موعدکم مکان یوم الزینۃ
کیونکہ زینت کے دن لوگ ایک مکان مشہور و معروف مین جمع ہوتے ہین اب رہی یہ
بات کہ یوم الزینہ کون دن ہے سو مجاہد و قتادہ و مقاتل و سدی نے کہا کہ وہ دن عید کا
تھا اوس مین وہ زینت کیا کرتے تھے سعید بن جبیر نے کہا عاشوری کا دن تھا حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس کے قائل ہین اور اسی کے مثل حضرت ابن عمر رضی
اللہ عنہما سے مروی ہے ضحاک نے کہا شنبے کا دن تھا ابو اسعود نے کہا ہے کہ اتفاقا
اس واقعی مین عاشورے کا دن شنبے کے دن آپڑا تھا کسی نے کہا نوروز کا دن تھا
کسی نے کہا کسر خلیج کا روز تھا حضرت موسی علیہ السلام نے جو یہ دن قرار دیا

اور اس کام کے واسطی اوس کو مخصوص فرمایا وجہ اس کی یہ ہے کہ علی رؤس الاشہاد
مشہور معروف دن مین سب کے روبرو مجمع عام مین حق ظاہر ہو جاوی باطل مٹ
جاوے اور یہ امر فیما بین ہر شہری و دہاتی کے شایع ہو جاوے دوسری وجہ اظہار ہے اپنی
کمال قوت کا اور اس بات کا کہ وہ اپنے کام مین اعتماد اور بھروسی پر ہین فرعون و الون
کی کچھ پروا نہین کرتے ہین کیونکہ وہ دن اون کے غایت شوکت و ابہت کے ظہور کا
وقت تہا وان یحشر الناس ضحی اس کا عطف یا تو یوم الزینۃ پر ہے اس
بنا پر محل رفع مین ہوگا یعنی موعدکم ان یحشر الخ یا الزینۃ پر معطوف ہے اس بنا پر محل
جر مین ہوگا یعنی یوم الزینۃ و یوم یحشر الخ ناس سے مراد اہل مصر ہین اور ضحی سے مراد
اوسی دن کا وقت چاشت ہے معنی یہ ہین کہ وعدہ تمہارا عید کا دن ہے اور وعدہ
تمہارا یہ ہے کہ مصر والی جمع کئی جائین طرف عید کے اوسی دن کے وقت چاشت
مین اور حضرت موسی و فرعون کے کام مین ظاہر ظہور نظر کرین تاکہ شک و شبہہ
سے دور تر ہو اور کشف حق کے واسطی زیادہ تر ظہور ہو اور شہر و گانون کے سارے
لوگون مین یہ بات پہیل جاے فرا نے کہا جسوقت تو لوگون کو دیکہے کہ وہ چاشت
کے وقت ہر ناحیہ و طرف سے جمع کئی جاتے ہین تو وہی موعد ہے کہا اوس دن تو لوگون
کے جمع کرنے پر اون کی عادت جاری تہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور مجاہد نے
نے یحشر کو بصیغہ معروف پڑہا ہے یعنی ان یحشر الناس ضحی اور مجاہد ہی سے
یہ بہی مروی ہے کہ اونہون نے بصیغہ متکلم پڑہا ہے اور بعض قرا نے بنای فوقانیہ
بصیغہ خطاب پڑہا ہے یعنی ای فرعون تو جمع کرے لوگون کو باقی قرا کی قرات بنای
تحتیہ بصیغہ مجہول ہے جوہری نے کہا ہے کہ ضحوۃ النہار بعد طلوع الشمس
ثم بعدہ الضحی وھو حین تشرق الشمس یعنی بعد سورج نکلنے کے وقت کو
ضحوۃ النہار کہتے ہین یعنی نیم چاشت پہر بعد اوس کے چاشت کا وقت ہے جبکہ سورج
خوب روشن ہو جاتا ہے ضحی کے وقت کو اسلئے خاص کیا کہ دن کا اول ہے پس
اگر باہم اون کے کام درازی پذیر ہوگا تو دن مین وسعت و گنجایش رہے گی

فتولی فرعون فجمع کیدہ ثم اتی ۝ قال لھم موسی ویلکم لا تفتروا علی اللہ
کذبا فیسحتکم بعذاب ج وقد خاب من افتری ۝ فتنازعوا امرھم
بینھم واسروا النجوی ۝ قالوا ان ھذان لساحران یریدان ان
یخرجکم من ارضکم بسحرھما ویذھبا بطریقتکم المثلی ۝ فاجمعوا
کیدکم ثم ائتوا صفا ج وقد افلح الیوم من استعلی ۝

پھر اوٹا پھرا فرعون پھر گئے کئی اپنے سارے داؤ پھر آیا کہا اون کو موسیٰ نے کم بختے
تمہاری جھوٹ نہ بولو اللہ پر پھر کھپادی تم کو کسی آفت سے اور مراد کو نہین پہونچا
جسنے جھوٹھہ باندھا پھر جھگڑے اپنے کام پر آپسمین اور چھپ کر کے مشورت بولے
یہ دونو مقرر جادوگر ہین چاہتے ہین کہ نکالدین تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو
کے زور سے اور اٹھادین تمہاری راہ خاصی سو مقرر کرو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار
باندھکر اور جیت گیا آج جو اوپر رہا ف جب فرعون نے ساحر جمع کئی اور سب
امیرون کو اسی بات پر اٹھایا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کردی جدا
جدا انتہی ف اللہ پاک طرف سے فرعون کے خبر دیتا ہے کہ جسوقت اوس نے
اور موسےٰ علیہ السلام نے وقت معلوم ومکان معلوم کا باہم وعدہ کیا تو فرعون نے
اپنے مملکت کے شہرون سے ساحرون کا جمع کرنا شروع کیا ہر شخص کو جو اوسوقت
مین منسوب بسحر تہا اوس کو بلوا بہیجا اون مین سحر کثرت تہا اور بغایت رائج تہا کما
قال تعالی وقال فرعون ائتونی بکل ساحر علیم ثم اتی کا یہ مطلب ہے کہ میقات
روز معلوم کے لئے لوگ جمع ہوگئے مراد اس روز سے وہی یوم الزینۃ ہے اور فرعون
اپنے تخت شاہی پر بیٹہا اور اکابر دولت نے اوس کے واسطی صف باندہی دائین
بائین رعایا کہڑی ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا پر تکیہ لگاے ہوئی تشریف
لائے اون کے بہائی حضرت ہارون علیہ السلام اون کے ہمراہ تہے اور جادوگر فرعون
کے روبرو صف باندہکر کہڑی ہوئی اور وہ اون کو آمادہ برانگیختہ کرتا رغبت دلاتا
اوبہارتا تہا کہ آج تم اپنا عمل اچہی طرح کرنا اور جادوگر اوسپر تمنا کرتے تہے اور وہ اونکو

وعدہ دیتا اور اُمید وار کرتا تھا وہ یون کہتے تھے ان لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین
قال نعم وانکم اذا لمن المقربین قال لھم موسی ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا یعنی تم
اپنے اعمال سے ایسی اشیاء کا وجود مین لانا لوگون کے خیال مین مت لاؤ جن کے لئے
کوئی حقیقت نہین ہے اور اون کے خیال مین یہ بات مت ڈالو کہ وہ اشیاء مخلوق ہین
حالانکہ وہ مخلوق نہین ہین صرف خیال بندی نظر بندی ہے اگر تم ایسا کروگے تو اللہ پر
جھوٹھ بولوگے پھر وہ تمکو کسی عقوبت و آفت سے ایسا ہلاک کر ڈالے گا کہ کچھ بقیہ نہ رہی گا
یعنی بالکل نیست و نابود کر دیگا اور جسنے جھوٹھ بولا وہ مراد کو نہ پہونچا فتنازعوا امرھم
بینھم کے یہ معنی ہین کہ اونہون نے باہم اختلاف کیا سو کسی نے تو یون کہا کہ یہ
کلام ساحر کا نہین ہے یہ تو نبی کا کلام ہے کسی نے کہا بلکہ وہ ساحر ہے کسی نے کچھ اور
کہا واللہ اعلم واسروا النجوی کا یہ مطلب ہے کہ اونہون نے آپس مین سرگوشی
کی بولے ان ھذان لساحران یعنی مقرر یہ دونو جادوگر ہین یہ لغت بعض عرب کا
ہے یہ قرارت اوسی کے اعراب پر آئی ہے یعنی یہ لوگ انّ کے اسم و خبر دونون کو مرفوع
بولتے ہین بعض نے اون مین سے یون پڑھا ہے ان ھذین لساحران یہ مشہور لغت
ہے قرارت اول کے جواب مین نحویون نے وسعت کی ہے اون جوابون کے ذکر کرنے
کی یہ جگہ نہین ہے غرضکہ ساحرون نے آپس مین کہا تم جانتے ہو کہ شخص اور اس کا بھائی
یعنی حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام ساحر عالم پیشۂ سحر کو خوب جانتے ہین چاہتے
ہین کہ آج تمپر تمہاری قوم پر غلبہ پائین اور لوگون پر مستولی و غالب ہو جائین اور
عام لوگ اون کی پیروی کرین فرعون اور اوس کے لشکرون سے لڑین پھر اوسپر منصور
ہون اور تمکو تمہارے ملک سے نکالدین ویذھبا بطریقتکم المثلی یعنی اس
طریقہ سحر سے خود مستقل ہو جائین یعنی ریاست سحر کے مالک ہو جائین ساحرون نے
یہ بات اسلئے کہی کہ وہ سحر کے سبب سے معظم و مکرم تھے لوگ اون کی تعظیم و تکریم کیا
کرتے تھی اسی سحر پر اون کے واسطے اموال و ارزاق و وظائف مقرر تھے مطلب یہ
ہے کہ جب یہ دونو غالب ہو جائین گے تو تم کو ہلاک کر ڈالین گے اور ملک سے تم کو

نکالدین گے اور متفرد و بسحر ہو جائین گے اور سحر کی ریاست خالص اونہین کے لئے ہو جائے
گی سوای تمہارے حدیث الفتون مین گزر چکا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
اسی آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ طریقہ مثلی سے مراد اون کا ملک و عیش ہے جسمین وہ
تھے ابن ابی حاتم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہین کہ
وہ لوگون کے مونہہ کو اپنی طرف پھیرین یعنی اون کو متوجہ کرین مجاہد نے کہا بطریقتکم
المثلیٰ کے معنی ہین اولوا الشرف والعقل والاسنان ابو صالح نے کہا اشرافکم و
سرواتکم عکرمہ نے کہا بخیرکم قتادہ نے کہا کہ اون کے طریقہ مثلی اوسوقت بنی اسرائیل
تھے یہ لوگ شمار و مال مین سب سے زیادہ تھے اسلئے خدا کے دشمن نے یون کہا کہ وہ چاہتے
ہین کہ بنی اسرائیل کو اپنی ذات کے واسطی لیجائین عبد الرحمن بن زید نے کہا اس سے یہ
مراد ہے کہ جس طریقی پر تم ہو اوس کو لیجائین فاجمعوا کیدکم ثم ائتوا صفا کا
یہ مطلب ہے کہ تم سب ایک صف ہو کر جمع ہو جاؤ اور جو کچھ تمہارے ہاتھون مین ہے
اوس کو یکبارگی ڈالدو تاکہ نظرون کو مبہوت کردو اور اسپر اور اسکے بھائی پر غالب آجاؤ
وقد افلح الیوم من استعلیٰ یعنی ہم مین سے اور اون مین سے جو اوپر رہا وہ
جیت گیا ہم جو ہین سو ہمکو تو بادشاہ نے عطای کثیر کا وعدہ کردیا ہے رہا وہ سو ریاست
عظیم کو پہونچے گا ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے فتولی فرعون یعنی فرعون
اوس مقام و مجلس سے چلا تاکہ جس بات پر باہم وعدہ کیا ہے اوس کے محتاج الیہ چیزون
کو مہیا کرے کسی نے کہا تولی کے معنی یہ ہین کہ اوسنے حق سے اعراض کیا لیکن قول اول
اولی ہے فجمع کیدہ یعنی اپنے سحر و حیلہ کو جمع کیا کہ جس سے کید و مکر کرے گا مراد یہ ہے
کہ اوس نے جادوگرون کو جمع کیا کسی نے کہا کہ وہ جادو قبط کے دو اور بنی اسرائیل ستر
آدمی تھے کسی نے کہا چار سو کسی نے کہا بارہ ہزار کسی نے کہا چودہ ہزار ابن منذر نے
کہا اسی ہزار تھے ان کے سوا اور قول بھی ہین غرضکہ کتنی ہی ہون ہر ایک کے پاس ایک
ایک رسی اور ایک ایک عصا تھا ثم اتیٰ یعنی پھر فرعون اوس موعد پر آیا جسکے طرف
آنے کا باہم وعدہ کیا تھا مع اپنے جماعت کے جنکو جمع کر چکا تھا اور حضرت موسی علیہ السلام

بھی تشریف لائے قال لھم موسیٰ الخ یہ جملہ مستانفہ جواب ہے سوال مقدر کا گویا
یون کہا کہ جسوقت وہ سب حاضر ہوئے تو حضرت موسی نے کیا کہا سو یہ کہا کہ کمبختی تمہارے
تم اللہ پر جھوٹ مت باندہو اونہون نے فرعون والون پر ویل و کمبختی کی بددعا کی اور
اللہ پاک پر جھوٹ باندہنے سے اون کو منع کیا یعنی کسی کو اوس کے ساتھہ شریک مت
کرو یا یہ معنی ہین کہ جو کچھہ میرے ہاتھہ پر ظاہر ہوتا ہے اوس کے سحر ہونے کے مدعی مت ہو
زجاج نے کہا ویلکم فعل محذوف سے منصوب ہے تقدیر یہ ہے الزمھم اللہ ویلا
ویلا یعنی اللہ اونپر ویل و خرابی کو لازم کردے کہا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ندا ہو جیسے یہ
قول ہے یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا سحت کہتے ہین جڑ سے اوکھیڑ ڈالنے کو
سحت و اسحت کے ایک معنی ہین اصل مین سحت کہتے ہین بالون کے جڑ سے اوکھیڑنے
کو کوفیون نے سوای شعبہ کے فیسحتکم کو بضم حرف مضارع پڑہا ہے اسحت سے
یہ لغت ہے بنی تمیم کا باقی قاریون نے بفتح حرف مضارع پڑہا ہے سحت سے یہ لغت
ہے حجاز کا نصب اس کا اس بنیاد پر ہے کہ جواب مع حرف فا ہے نہی کا اس قسم کا جواب
نہی منصوب ہوتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یھلککم قتادہ نے
کہا یستاصلکم ابو صالح نے کہا فیذہبکم مطلب یہ ہے کہ اگر تم اللہ پر جھوٹ
باندہوگے تو تمکو ہلاک کردے گا جڑ پیر سے اوکھاڑ ڈالے گا جس کسی نے اللہ پر جھوٹ بولا
کوئی سا جھوٹ کیون نہو وہ خاسر و ہلاک ہوا فتنازعوا امرھم بینھم یعنی جسوقت
اونہون نے حضرت موسی علیہ السلام کا یہ کلام سنا تو اون کے اور اون کے بھائی کے
حق مین باہم مناظرہ و مشورہ کیا اور اس باب مین اطراف کلام کے کھینچا کھانچی کی یعنی کہا یہ
دونو جادوگر ہین یا رسول ہین واسروا النجوی نجوی بمعنی مناجاۃ ہے نجوی اسم
و مصدر ہوتا ہے مناجات کے معنی ہین باہم راز گفتن یعنی اونہون نے نجوی کو حضرت
موسی علیہ السلام سے چھپایا رہی یہ بات کہ نجوی کیا تھا سو اس مین کئی قول ہین ایک
قول یہ ہے کہ نجوی اون کا یہی قول تھا ان ھذان لساحران دوسرا یہ ہے کہ اونہون
نے باہم سرگوشی کی تو کہا کہ جو موسی لائے ہین اگر یہ سحر ہے تو ہم ابھی اونپر غالب ہونگے

اور اگر وہ اللہ کی طرف سے ہے تو اونہین کو غلبہ ہو جائے گا تیسرا قول یہ ہے کہ جو بات اونہون نے چھپائی تہی وہ یہ ہے کہ جسوقت حضرت موسی اونپر غالب ہو جائین گے تو وہ اون کی پیروی کرین گے فراء و زجاج اسی کے قائل ہین چوتھا قول یہ ہے کہ وہ بات یہ تہی کہ جسوقت اونہون نے حضرت موسی علیہ السلام کا یہ قول سنا ویلکم الخ تو کہا کہ یہ قول جادوگر کا نہین ہے قالوا کا مطلب یہ ہے کہ بعض نے بعض سے پوشیدہ کہا اور جو کچہہ کہا حاصل اوس کا چہہ جملی ہین پہلا جملہ یہ ہے ان هذان لساحران اور آخر ان کا و قد افلح الیوم من استعلی ہے ابو عمرو نے اس کو تشدید ان پڑہا ہے اور اسم اشارہ مین حرف یا لائے ہین یعنی ان هذین اس بنا پر کہ ان کو عامل بعمل معروف ٹہیرایا ہے یعنی اسم کو نصب خبر کو رفع دیتا ہے یہ قرارت حضرت عثمان و حضرت عائشہ و غیرہما صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور یہی قرارت حضرت حسن و سعید بن جبیر و نخعی وغیرہم تابعین کی ہے اور اسی کو عاصم جحدری و عیسی بن عمر نے پڑہا ہے جیسا کہ نحاس نے اس کو حکایت کیا ہے اور یہی قرارت ظاہر اعراب کے موافق اور رسم مصحف کے مخالف ہے اسلئے کہ مصحف مین بالف لکہا ہوا ہے دوسری قرارت ان هذان لساحران ہے تخفیف ان اس بنا پر کہ ان نافیہ ہے تقدیر یہ ہو گی ما هذان الا ساحران زہری و خلیل بن احمد و مفضل و ابان و ابن محیصن و عاصم نے روایت حفص مین عاصم سے اسی طرح پڑہا ہے یہ قرارت رسم مصحف و اعراب دونون کے موافق ہے ابن کثیر نے انہین کی قرارت کے مثل پڑہا ہے مگر هذان کے نون کو مشدد کیا ہے یہ تیسری ہوئی چوتہی یہ ہے ان هذان تشدید نون و بالف یہ قرارت مدنیین و کوفیین و ابن عامر کی ہے انہون نے رسم کی موافقت اور اعراب ظاہر کی مخالفت کی ہے اس قرارت کی توجیہ مین اہل علم کی ایک جماعت نے کلام کیا ہے ابن انباری و نحاس نے اس کا استیفا فرمایا ہے توجیہ کہتے ہین وجہ بیان کرنے کو جس سے بات ٹہیک ہو جاے سو ایک توجیہ تو یہ بیان کی ہے کہ یہ لغت ہے بنی الحارث بن کعب و مراد و خثعم و کنانہ کا یہ لوگ تثنیہ کی حالت

لہ یعنی بالف اور لام یعنی لاے کہا ان کی لغت ہے کہ تثنیہ کی حالت مین الف کو یا نہین بدلتے بلکہ الف ہی رکہتے ہین اعراب الف کے ساتہہ ادا کرتے ہین

رفعی ونصبی وجری الف سے کرتے ہین یعنی تینون حالتون مین الف ہی بولتے
ہین سیبویہ واخفش وابوزید وکسائی وفرا نے اس کی تصریح کی ہے دوسری
توجیہ یہ ہے کہ اس جگہہ انّ بمعنی نعم ہے عاصم اسی کے قائل ہین جیسا کہ کسائی نے
عاصم سے حکایت کیا ہے اسی طرح سیبویہ نے بھی نقل کیا ہے نحاس نے کہا مین
نے زجاج واخفش کو دیکھا کہ وہ اسی طرف جاتے ہین تقدیر یہ ہوگی نعم ھذان
لساحران یعنی ہان یہ دونو البتہ دو جادوگر ہین زجاج نے کہا معنی آیت
مین یہ ہین ان ھذان لھما ساحران پھر مبتدا یعنی ھما حذف کر دیا گیا ابوعلی
فارسی وابوالفتح جنی نے اس کا انکار کیا ہے تیسری توجیہ یہ ہے کہ الف اس
مین اوس الف کے ساتھہ تشبیہ دیا گیا ہے جو یفعلان مین ہے اس لئے تغیر نہین دیا
گیا چوتھی یہ ہے کہ حرف ہا مقدر ہے یعنی انہ ھذان لساحران زجاج نے
اس کو قدما نحویین سے حکایت کیا ہے اسی طرح ابن انباری نے بھی نقل کیا ہے
پانچوین یہ ہے کہ جب ھذا رفع ونصب وجر مین ایک حالت پر الف کے ساتھہ
کہا جاتا تھا اور تثنیہ واحد کو تغیر نہین دیتا تھا تو تثنیہ قائم مقام واحد کے کیا گیا اسلئے
رفع ونصب وجر مین الف ثابت رہا یہ قول ابن کیسان کا ہے پس یہ پانچ قول
اس قرارت کی توجیہ کو متضمن ہین اسی وجہ سے کہ بسبب اوس کے وہ صحیح ہو جاتے
ہے اور خطا سے نکل جاتی ہے اور اسی سے وہ بات بھی دفع ہو جاتی ہے جو حضرت عثمان
وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کاتب مصحف سے غلطی ہو گئی
ہے سبعیہ قراتین جو یہان مذکور ہوئین حاصل اون کا چار قراتین ہین ایک تو اِنَّ
ھٰذَیْنِ دوسری اِنْ ھٰذَانِ اول نون مخفف دوسرا مشدد تیسری اِنَّ
ھٰذَانِ اول نون مشدد دوسرا مخفف چوتھی اِنْ ھٰذَانِ دونونون مخفف بقیہ
اول جو تقریر لکھی گئی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسم مصحف ھٰذان بالف ہے یہ سب
تقریر فتح البیان وفتح القدیر کی تھی مگر جمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسم مصحف بدون
یا ولغیر الف ہے باین شکل ہذن جمل کی تقریر یہ ہے کہ اثبات ہر ایک کا یا رو الف

حفص کی قرارت مین ان ھذان ہے اور ابوعمرو سے حکایت کیا ہے اور ابوعبید نے ابوالخطاب سے حکایت کیا ہے یعنی ان کے نزدیک ان ھذان ہے اور ابن کثیر کی قرارت مین ان ھذین ہے اور ابن کثیر کی قرارت مین ان ھذین ہے

سے نطق مین اگرچہ قرارت سبعیہ صحیحہ متواترہ ہے لیکن اس جہت سے مشکل ہے
کہ مخالف ہے خط مصحف امام کی اسلئے کہ مصحف مین نہ یا رہے نہ الف کیونکہ رسم
مصحف کی جس طرح کہ عثمان مین ہے ہزان ہمون الف اور بغیر یا رکے ہے پھر کہا ہے کہ
کئی چیزین خارج از قیاس رسم مین آئے ہین اور تصریح کی ہے اس بات پر کہ
اون کے ساتھہ قرارت جائز نہین ہے پس چاہئی کہ یہ جگہہ اوس قسم سے ہو جو کہ
قیاس سے خارج ہے یہ عبارت فتح البیان مین بھی نقل کی ہے غرضکہ ساحرون نے
جو جملے حضرت موسی و ہارون علیہما السلام کے حق مین کہے اونمین سے پہلا جملہ
تو یہی تہا کہ بیشک یہ دونو جادوگر ہین دوسرا جملہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہین کہ تمکو زمین
مصر سے نکال دین بسبب اپنے سحر کے جس کو اونہون نے ظاہر کیا ہے تیسرا جملہ یہ
ہے کہ تمہارے طریقۂ مثلی کو لیجائین کسائی نے کہا کہ طریقت سے مراد سنت ہے
اور مثلی لغت ہے جس طرح کہ امرأۃ کبری بولتے ہین عرب کہتے ہین کہ فلان طریقۂ
مثلی پر ہے مراد اون کی اس سے یہ ہے کہ وہ سیدہے راہ پر ہے فراء نے کہا عرب
لوگ کہتے ہین ھولاء طریقۃ قومھم وطرائق قومھم یعنی یہ لوگ قوم
کے اشراف ہین اسی کے مثل قاموس مین بھی ہے مثلی تانیث ہے امثل کی مثل
کہتے ہین افضل کو محاوری مین بولتے ہین کہ فلان اپنے قوم کا امثل ہے یعنی اون
مین کا افضل ہے اور جمع کے واسطے اماثل کہتے ہین مثلے کو مونث ذکر کیا سو
اس اعتبار سے کہ اشراف کی تعبیر طریقہ سے کی ہے ورنہ باعتبار معنی کے اماثل
کہا جاتا معنی یہ ہین کہ اگر وہ اپنے سحر سے غالب ہو گئے تو تمہارے سردار و اشراف
اون کی طرف مائل ہو جائین گے یا یہ معنی ہین کہ تمہارے مذہب کو لیجائین جو کہ
امثل یعنی افضل المذاہب ہے چوتھا جملہ یہ ہے فاجمعوا کید کم اجماع کے
معنی ہین احکام و عزم علی الشئی کے فراء اسی کے قائل ہین محاورے مین بولتے
ہین اجمعت علی الخروج مثلا امعت یعنی مین نے نکلنے پر قصد و عزم کیا
حرف فا فصیحہ ہے یعنی جب بات یہ ٹہیری کہ وہ جادوگر ہین تو تم اپنی تدبیر کو

لہ یعنی جو اشیاء کہ منقول و مروی ہین قرارت مین خلاف قیاس عربیت کے پس اس جگہہ مین بھی جائز ہے کہ ایسی قرارت کی جائے جو خلاف قیاس ہو

لہ الفتح الربانی

لہ یعنی اسی کے مثل

لہ یعنی اسی کے مثل

لہ یعنی اسی کے مثل

پختہ کرو زجاج نے کہا معنی یہ ہین چاہئی کہ تم سب کا عزم مثل کید کے مجمع علیہ
ہو اس طور پر کہ تم مین سے ایک بہی اوس سے پیچھے نہ رہے سارے قاریون نے
اسپر اتفاق کیا ہے کہ ہمزہ فاجمعوا کا قطعی ہے مگر ابو عمرو کہ انہون نے بوصل
ہمزہ و فتح میم پڑہا ہے جمع سے نحاس نے کہا میرے لئے جو بات محمد بن یزید مبرد
سے نقل کی گئی ہے اوس مین یہ ہے کہ مبرد نے کہا ابو عمرو پر واجب ہے کہ وہ بخلاف
اس قرارت کے پڑہین اور وہ وہی قرارت ہے کہ جسپر اکثر لوگ ہین پانچوان جملہ
یہ ہے ثم ائتوا صفا یعنی پہر تم آؤ صف باندہکر مجتمع ہوکر تاکہ انظم ہو واسطے
تمہارے کام کے اور سخت تر ہو واسطی ہیبت کے اور داخل ہو استجلاب خشیت
مین یہ قول جمہور مفسرین کا ہے یعنی جسوقت تم سب جمع ہوکر صف باندہے ہوئے
یکبارگی آجاؤگے تو تمہارے کام کا خوب نظم ہوگا تمہاری ہیبت بغایت اون کے
دل مین پڑے گی تمہارا خوف اچہی طرح جم جاے گا ابو عبیدہ نے کہا صف کے
معنی ہین مجمع اور مصلی یعنی جاے نماز و عیدگاہ کو بہی صف کہتے ہین زجاج نے کہا
اس بنیاد پر معنی یہ ہین کہ تم پہر اوس جگہہ آؤ جس مین تم اپنی عید و نماز کے واسطی جمع
ہوتے ہو محاورہ مین بولتے ہین اتیت الصف یعنی اتیت المصلی
صف مین آیا یعنی عیدگاہ مین آیا پس پہلی تفسیر پر نصب صفا کا بنا بر حال ہوگا
اور ابو عبیدہ کی تفسیر پر بنا بر مفعولیت زجاج نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ معنی ہون
پہر تم آؤ حال یہ ہے کہ لوگ صف باندہے ہوئی ہون اس صورت مین صفا مصدر
ہوگا موضع حال مین اور اسی لئے اوس کو جمع نہین کیا ثم ائتوا کو بکسرہ ہمزہ پڑہا
ہے بعد اوس کے حرف یاے تحتیہ ہے اور جس نے ترک ہمزہ کیا ہے تو اوس نے
الف کو اوس سے بدل لیا ہے چہٹا جملہ یہ ہے وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ
اسْتَعْلٰى یعنی فلاح کو پہونچا جو غالب ہوا جسوقت کوئی شخص کسی پر غالب
ہوجاتا ہے تو محاورہ مین بولتے ہین استعلے علیہ یعنی فلان فلان پر غالب ہوگیا
یہ سب منجملہ قول ساحرین ہے جو بعض سے بعض نے کہا کسی نے کہا کہ یہ منجملہ

اوس قول کے ہے جو فرعون نے ساحرون سے کہا اور یہ جملہ معترضہ ہے قَالُوا
يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ
بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝
فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝
وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ
حَيْثُ اَتٰى ۝ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ۝

بولے اے موسی یا تو ڈال اور یا ہم ہون پہلے ڈالنے والے کہا نہین تم ڈالو پھر تبھی اون کی
رسیان اور لاٹھیان اوس کے خیال مین آئین اون کے جادو سے کہ دوڑتے
ہین پھر پانے لگا اپنے جی مین ڈر موسے ہم نے کہا تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہے گا اوپر اور
ڈال جو تیرے داہنے مین ہے کہ نگل جاوے جو اونہون نے بنایا اون کا بنایا تو
فریب ہے جادوگر کا نہین کامیاب نکلتا جہان آیا پھر گر پڑے جادوگر سجدے مین
بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون و موسی کے انتہی ف اللہ پاک ساحرون
کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ جسوقت اونہون نے اور حضرت موسی علیہ السلام نے
توافق کیا تو اونہون نے حضرت موسی سے کہا یا تو اول ڈال یا ہم ہون اول ڈالنے
والے اونہون نے کہا تم ہی اول ڈالو یہ اسلئے کہا تاکہ لوگ دیکھ لین کہ وہ کیا سحر
کرتے ہین اور کہلم کہلا اون کا حال لوگون پر ظاہر ہو جاے پھر تب ہی اون کی
رسیان اور لاٹھیان اون کے خیال مین آئین اون کے جادو سے کہ دوڑتے
ہین دوسری آیت مین یون ہے القوا قالوا بعزۃ فرعون انا
لنحن الغالبون وقال تعالے وسحروا اعین الناس واسترھبوھم و
جاؤا بسحر عظیم اور اس جگہہ یہ فرمایا فاذا حبالھم الخ اس کی یہ وجہ تھی
کہ اونہون نے رسیون لاٹھیون مین پارا رکھدیا تھا جسکے سبب سے وہ حرکت
کرتے مضطرب ہوتے تھین بلکہ نہین اس طور پر کہ دیکھنے والے کے خیال مین اپنے
اختیار سے دوڑتے معلوم ہوتی لگین حالانکہ وہ ایک حیلہ و شعبدہ تھا اور وہ لوگ

ایک جم غفیر اور جماعت کثیر تھی سو اون مین سے ہر ایک نے ایک ایک رسی
ایک ایک لاٹھی ڈالدی یہانتک کہ سارا میدان سانپون سے بھر گیا ایک دوسرے
پر سوار ہونے لگا فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ کا یہ مطلب ہے کہ حضرت
موسی علیہ السلام کو لوگون پر اس بات کا خوف ہوا کہ وہ بسبب اون کے جادو
کی فتنے مین پڑ جائین اور اون سے دہوکا کہا جائین پہلے اس سے کہ وہ اپنے ہاتھہ کے
عصا کو ڈالین اسپر اللہ پاک نے اوسی دم اون کو وحی بہیجے کہ تو اوس شئی کو ڈالدے
جو تیرے دہنے ہاتھہ مین ہے یعنی اپنی لاٹھی کو ڈالدے فاذا ھی تلقف ما
صنعوا یعنی پھر تب ہی وہ نگلنے لگا جو اونہون نے بنایا تہا یہ یون ہوا کہ وہ عصا ایک
بڑا اژدہا ہولناک پانون گردن سڑدار ہون والا بنگیا پھر وہ اون رسیون لاٹھیون کو
ڈہونڈنے لگا یہانتک کہ اون مین سے کچھہ نہ چہوڑا سب کو نگل گیا اور جادوگر اور
لوگ اس واقعے کو ظاہر ظہورون مین چاشت کے وقت دیکھہ رہے تہے پس معجزہ
قائم ہوا برہان واضح ہوگئی حق کا وقوع ہوا سحر باطل ہوگیا اسی لئے اللہ پاک
نے یون فرمایا انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ ابن ابی
حاتم نے حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت تم پکڑو یعنی ساحر کو تو اوس کو مار ڈالو
پھر یہ آیت پڑہی ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ فرمایا کہ وہ امن نہ دیا جاے
جہان کہین پایا جاے وقد روی اصلہ الترمذی موقوفا ومرفوعا
پھر جب ساحرون نے اس کا معاینہ ومشاہدہ کیا اور فنون وطرق ووجوہ سحر پر
اون کو آگاہی ہے تو اونہون نے بعلم یقین جان لیا کہ یہ جو حضرت موسی علیہ السلام
نے کیا ہے سحر وحیل کے قبیل سے نہین ہے اور بیشک وہ حق ہے اوس مین کسی
طرح کا شک نہین ہے اور اسپر قادر نہین ہوتا ہے مگر وہی جو شی سے کہتا ہے ہو
تو وہ ہو جاتی ہے پس اسوقت وہ اللہ کے واسطی سجدے مین گر پڑے اور بولے
ہم ایمان لائے رب پر عالمون کے جو رب ہے موسی وہارون کا اور اسی لئے

حضرت ابن عباس و عُبَید بن عُمیر رضی اللہ عنہم نے کہا ہے کانوا اول النھار سحرۃ وفی اٰخر النھار شھداء بررۃ یعنی وہ اول دن مین تو جادوگر تھے اور آخر دن مین شہداء نیکوکار ہوگئے محمد بن کعب نے کہا کہ وہ اسی ہزار تھے قاسم بن ابی برہ نے کہا کہ ستر ہزار تھے سدی نے کہا کہ کچھ اوپر تیس ہزار تھے ابو ثمامہ سے مروی ہے کہ ساحرین فرعون انیس ہزار تھے محمد بن اسحق نے کہا پندرہ ہزار تھے کعب احبار نے کہا بارہ ہزار تھے ابن ابی حاتم نے بطریق عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جادوگر ستر آدمی تھے صبح کو اوٹھے اور شام کو شہداء ہوگئے نیز ابن ابی حاتم نے اوزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جسوقت جادوگر سجدے مین گری تو جنت اون کے لئے ظاہر کی گئی یہانتک کہ اونہون نے طرف اوس کے نظر کی نیز سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے اپنے منازل کو دیکھہ لیا وہ اون کے لئے ظاہر ہوگئی اور وہ اپنے سجدے مین تھے اسی طرح عکرمہ و قاسم بن ابی برہ نے بھی کہا ہے کذا فی ابن کثیر **ف** قالوا یا موسی اما ان تلقی و اما اَنْ نَّکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی یہ جملہ مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا یون کہا گیا کہ ساحرون نے جو آپس مین بات چیت کی تو اوس کے بعد اونہون نے کیا کیا پس اس کا یہ جواب ہے کہ اونہون کہا ای موسی یا تو پہلے ڈال یا ہم اول ڈالین اما ان تلقی مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ منصوب بفعل مضمر ہے یعنی اِخْتَرْ احد الامرین زمخشری نے یہی تقدیر کی ہے یہ تفسیر معنی کی ہے اعراب کی نہین ہے اعراب کی تفسیر یہ ہے اما تختار الالقاء مطلب یہ ہے کہ ان دو باتون مین سے ایک بات اختیار کرلو پہلے تم ڈالو یا ہم پہلے ڈالین دوسری وجہ یہ ہے کہ مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدای محذوف کی تقدیر یہ ہے الامر اما القاءک اول او القاءنا زمخشری نے یہی تقدیر کی ہے یعنی امر یا تمہارا ڈالنا ہے یا ہمارا ڈالنا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ مبتدا ہے اور اوس کی خبر محذوف ہے تقدیر یہ ہے اِلْقَاءُکَ اَوَّلٌ اَوْ اِلْقَاءُنَا

اوّل اس وجہ پر یہ قول دلالت کرتا ہے واما ان نکون اول من القی
شیخ نے اسی وجہ کو پسند کیا ہے مفعول تلقی کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے اِمّا
ان تلقی ما تلقیہ اولا واما ان نکون نحن اول من القی ما یلقیہ او اول
من یفعل الالقاء مراد القار سے ڈالنا عصا کا ہے زمین پر اور ساحرون کے
پاس بھی لاٹھیان تھین حضرت موسی علیہ السلام نے اپنا عصا اوسدن ڈالا تھا
جسدن وہ فرعون پر داخل ہوئے تھے پھر جب ساحرون نے اون سے معارضہ
ومقابلہ کرنا چاہا تو اونسے یہ بات کہی اونھون نے حضرت موسی علیہ السلام سے
حسن ادب کا برتاؤ کیا گویا اللہ پاک نے اس بات کا اون کو الہام فرمایا اور اس
کی برکت اون کو پہونچی حضرت موسی علیہ السلام اس بات کو جان گئے تھے کہ
وہ اول ڈالنے کو اختیار کرین گے اسپر اونھون نے اون سے کہا کہ تم ہی اول
ڈالو یا اسلئے اون کو اول ڈالنے کا حکم دیا کہ ان کا معجزہ زیادہ تر ظاہر ہو جبکہ ساحر
لوگ اپنی رسیان لاٹھیان ڈالین پھر یہ اپنے عصا کو ڈالین اور وہ اون سب کو
نگل جاے اور ان کا سلطان وغلبہ ظاہر ہو یا اس واسطی پہلے ڈالنے کا اون کو
امر فرمایا کہ اون کے حسن ادب کا مقابلہ باحسن ادب کرین یا یہ بات ظاہر کرنے
کو کہ اون کے سحر کی کچھہ پروا نہین ہے لو تم ہی پہلے ڈالو فاذا حبالھم و
عصیھم یہان کلام مین حذف ہے تقدیر یہ ہے فالقوا فاذا حبالھم حرف
فا فصیحہ ہے اور اذا واسطی مفاجاۃ کے ہے یا ظرفیہ ہے معنی یہ ہین کہ پھر ساحرون
نے اپنی رسیان لاٹھیان ڈالین تو ناگہان آیا حضرت موسی علیہ السلام کو وقت
اس بات کا کہ اون کے خیال مین آئے دوڑنا اون کی رسیون لاٹھیون کا جمل
مین کہا ہے کہ اذا واسطی مفاجاۃ کے ہے اور حبالھم وعصیھم مبتدا ہے خبر
اس کی جملہ یخیل الیہ آخر ہے رابط ضمیر انہا ہے من سحرھم کا من واسطی تعلیل
کے ہے یعنی بسبب اون کے جادو کے انھا تسعی نائب فاعل ہے یخیل کا
سیمین کی عبارت یہ ہے کہ حرف فا فاذا حبالھم کا عاطفہ ہے جملہ محذوف

سلسلہ محاورہ کیا ہے عصا کا ہے

پر جسپر سیاق کلام دال ہے تقدیر یہ ہے فالقی افاذا اور یہ اذا وہی ہے جو
مفاجاۃ کے واسطی ہوتا ہے اور اس مین تین قول ہین جو گزر چکے ہین ایک قول یہ
ہے کہ یہ اذا ظرفیت زمان پر باقی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ ظرف مکان ہے تیسرا
یہ ہے کہ حرف ہے زمخشری نے کہا تحقیق اس مین یہ ہے کہ یہ اذا وہی ہے جو بمعنی وقت
ہوتا ہے اپنے لئے ناصب کا طالب ہے اور ایک جملہ چاہتا ہے جس کی طرف
مضاف ہو بعض جگہہ مین یہ اذا اس بات کے ساتھہ مخصوص ہے کہ اس کا ناصب
ایک قول مخصوص ہو اور وہ فعل ہے مفاجاۃ کا اور یہ جملہ ابتدائیہ ہے لاغیر پس تقدیر
فاذا حبالھم وعصیھم کی یہ ہے ففاجأ موسی وقت تخییل سعی حبالھم و
عصیھم اور یہ ایک تمثیل ہے والمعنی علی مفاجاتہ حبالھم وعصیھم مخیلۃ الیہ
السعی حضرت حسن نے عُصیھم بضم عین پڑہا ہے یہ لغت بنی تمیم کا ہے باقی قاریون
نے بوجہ کسرۂ صاد کے بکسر عین پڑہا ہے حضرت ابن عباس وذکوان رضی اللہ عنہم
نے تخیل بتای فوقانیہ پڑہا ہے اسلئے کہ عصی وحبال مؤنث ہین اور روح نے
بھی یعقوب سے اسی طرح روایت کیا ہے تخیل نون بھی پڑہا گیا ہے اس بنا پر کہ
اللہ پاک اس کا مُخیِّل ہے اور تخیل بای تحتیہ بصیغہ معروف بھی پڑہا ہے اس بنیاد
پر کہ مُخیِّل کید ہے کسی نے کہا کہ مخیل انہا تسعی ہے اس صورت مین انّ موضع
رفع مین ہوگا یعنی یخیل الیہ سعیہا ذکر معناہ الزجاج فراء نے کہا موضع نصب
مین ہے ای بانہا پھر حرف باجر حذف کر دیا گیا زجاج نے کہا کہ جس شخص نے بتای
فوقانیہ پڑہا ہے اوس نے انّ کو موضع نصب مین ٹھیرایا ہے اے تخیل الیہ
ذات سعی کہا اور یہ بھی جایز ہے کہ موضع رفع مین ہو اس بنا پر کہ بدل اشتمال ٹھیرے
ضمیر تخیل سے جو حبال وعصی کی طرف راجع ہے محاورے مین بولتے ہین خیل الیہ
اذا شبہ لہ واد خل علیہ التہمۃ والشبہۃ رسیون لاٹھیون کا دوڑانا اس
واسطی خیال مین آیا کہ اونہون نے اونپر پارہ التھیڑ دیا تہا پھر جسوقت اون کو سورج
کی گرمی پہونچی تو وہ کانپنے ہلنے لگین حضرت موسی علیہ السلام کے خیال مین آیا

کہ وہ بل رہے ہین فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ اوجس کے معنی ہین احس یا وجد
یا اضمر یا خاف احساس یقین دانستن وجود یافتن اضمار در دل نہان داشتن چیز سے
خوف ترسیدن یعنی جب حضرت موسی علیہ السلام نے اون کو ہلتے دیکھا تو ڈرے
اس لئے کہ جو شی خوف کی ہوتی ہے تو طبیعت بشری کو اوس کے مشاہدہ کے
وقت خوف عارض ہوتا ہے یا اس بات سے ڈرے کہ ان کے عصا ڈالنے سے
پہلے لوگ فتنے مین پڑ جائین یا اس واسطے کہ شاید اون کو اس بات کا حکم تہا کہ
بدون وحی کے کوئی شئی نکریں پہر جب اوسی محل مین وحی اوترنے مین دیر لگی
تو خجل رہ گئے ابن عادل اسی کے قائل ہین کسی نے کہا سبب خوف کا یہ
ہے کہ اون کا سحر اوسی جنس سے تہا جو حضرت موسی علیہ السلام نے عصا مین
اون کو دکہایا تہا اسلئے ڈرے کہ اون کا کام لوگون پر ملتبس ہو جاے تو وہ ایمان نہ
لائین اسپر اللہ پاک نے یہ خوشخبری دیکر اون کے خوف کو دور کر دیا قلنا لا تخف
انک انت الاعلی یعنی ہم نے کہا کہ تو خوف مت کر مقرر تو ہی اوپر
مستقلے و غالب ہے ظفر و غلبہ تجھی کو ہے جملہ انک انت الاعلی تعلیل ہی نہی کی
یعنی تو اس لئے مت ڈر کہ فتحمند تو ہی ہوگا اس مین اشارہ ہے طرف اس بات
کے بنسبت ساری لوگون کے ساحرون کو ایک قسم کا علو و غلبہ تہا اور اسی
لئے حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے جی مین خوف پایا پس اللہ پاک نے کئی قسم
کے مبالغے سے اس بات کو رد فرمایا ایک یہ ہے کہ ان کلمۂ تاکید کو ذکر کیا دوسرے
تکرار ضمیر کی فرمائی تیسرے لام تعریف کا ذکر فرمایا چوتھے لفظ علو کا کہا علو
کہتے ہین غلبہ ظاہر کو وھذا یکفی فیہ ظن العلو فی امرھم لا ان الاعلی لمجرد الزیادۃ
لانہ لم یکن للسحر تم علو حتی یکون ھو اعلی منھم کما قیل قالہ الکرخی والو ما فی بیمینک سے مراد عصا ہے یون
کہا کہ الو عصاک بلکہ اوس کو مبہم کر کے یون فرمایا کہ جو شے تیرے دہنے ہاتھ
مین ہے اوس کو ڈال دے سو اس ابہام کی دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ منظور تعظیم
و تفخیم ہے یعنی تو ان رسیون لاٹہیون کی کچھ پروا نہ کر کیونکہ تیرے دہنے ہاتھ مین

ایک ایسی شے ہے جو کہ ان سب سے زیادہ بڑی ہے اور یہ باوجود کثرت کے
اوس کے مقابلی مین کمتر ہین تو تو اوس کو ڈالدے اور اون کی رسیون لاٹھیون
کی بہت ہونے کی کچھ پروا مت کر دوسری وجہ یہ ہے کہ ابہام واسطی تصغیر و
تحقیر کے ہے یعنی یہ چھوٹی لکڑی تنہا صغیر الجسم جو تیرے ہاتھہ مین ہے تو اوس کو
ڈالدے کیونکہ یہ باوجود اپنی تنہائی وصغر اور اون کی کثرت و بڑائی کے اللہ پاک
کی قدرت سے اون کو نگل جائے گی تلقف کو بجزم پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ جواب
ہے امر کا اور تلقف کو بتشدید لام بہی پڑہا ہے اصل مین تتلقف تہا ایک تا کو
حذف کر دیا اور سکون لام بہی پڑہا گیا ہے جب کوئی شخص کسی شئی کو بسرعت
نگل جاتا ہے تو کہتے ہین لقفہ یعنی وہ اوس شی کو ہپ کر گیا اور اس کو برفع بہی
پڑہا ہے اس تقدیر پر کہ فانہا تلقف زجاج نے کہا کہ جزم کی قرارت مین تو
جواب ہے امر کا اور رفع معنی حال کے بنا پر جائز ہے گویا یون کہا القہا متلقفۃ
ما صنعوا یعنی تو اوس کو ڈالدے درانحال کہ وہ نگلنے والا ہے اون رسیون
لاٹھیون کو جو اونہون نے بنائی ہین جملہ انما صنعوا کید ساحر تعلیل ہے
تلقف کی اور رفع کید کا اس بنا پر ہے کہ خبر ہے ان کی قرارت کوفیون کے
سوائے عاصم کی یہی ہے عاصم نے سحر بکسر سین وسکون حای مہملہ پڑہا ہے
اضافت کید کی طرف سحر کے بنا بر اتساع ہے بغیر تقدیر کے یا بتقدیر ذی سحر
باقی قرا نے کید ساحر پڑہا ہے یعنی عصا اون کی رسیون وغیرہ کو اسلئے نگل جائیگی
گا کہ اونہون نے جو بنایا ہے وہ کید ساحر کی جنس سے ہے یعنی جو شی اونہون نے
بنائی ہے وہ کید ہے ساحر کا یا اونکا صنع اور کام ساحر کا کید ہے ولا یفلح الساحر
حیث اتی یہ قول تتمہ تعلیل سے ہے یعنی بہرہ ور نہین ہوتا ہے جادوگر جہان
کہین وہ ہو اور جس طرف وہ توجہ کرے ساحر سے مراد جنس ساحر ہے اسی لئے
بصیغہ جمع نہین فرمایا زمخشری نے کہا کہ اس کلام مین جنسیت کے معنی کا قصد
ہے عدد کے معنی کا ارادہ نہین ہے پس اگر جمع لائی جاتی تو اس بات کا خیال

ہوتا کہ مقصود عدد ہی ہے فالقی السحرۃ سجدًا یعنی پھر حضرت موسی علیہ
السلام نے اپنا عصا ڈالا تو وہ اونکی ساری بنائی ہوئی کو نگل گیا سو اس بات نے
جو اونہون نے حضرت موسی علیہ السلام اور عصا سے مشاہدہ کی اون کو سجدے
مین ڈالا کرخی نے کہا کہ ساحر لوگ سجدے مین اس لئے گرے کہ وہ سحر کے اعلی درجے
مین تھے پھر جب اونہون حضرت موسی کے کام کو اپنی صناعت سے خارج دیکھا
تو پہچان گئے کہ وہ منجملہ سحر نہین ہے اس کی تحقیق سورہ اعراف مین گزر چکی ہے
صاحب کشاف نے کہا سبحان اللہ اون کا کام کیا عجیب ہوا کہ اونہون نے
تو اپنی رسیان لاٹھیان کفر و جحود کے واسطے ڈالی تھین پھر گھڑے بھر کے بعد اپنے
سر شکر و سجود کے لئے ڈالدی سو دونون ڈالنے مین کیا بڑا فرق ہے کسی نے
کہا کہ اونہون نے اپنے سر نہین اوٹھائے یہانتک کہ جنت و نار و ثواب و عقاب
کو دیکھہ لیا قالوا اٰمنا برب ھرون و موسی اس جگہہ ساحرون کے کلام
نقل کرنے مین حضرت ہارون کو حضرت موسی پر مقدم کیا اور سورہ شعرا مین موخر
فرمایا سو اس کے دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ فواصل آیات کی رعایت فرمائی اور
توافق رؤس آیات کا لحاظ کیا دوسرے یہ ہے کہ حرف واو ترتیب کو واجب
نہین کرتا ہے عکرمہ نے کہا ہے کہ فرعون کے ساحر نوسو تھے اونہون نے
فرعون سے کہا اگر یہ دونو ساحر ہین تو ہم ہی اونپر غالب ہون گے کیونکہ ہم سے بڑھکر
کوئی ساحر نہین ہے اگر وہ دونو رب العالمین کی طرف سے ہین تو ہم کو رب
العالمین کے مقابلی کی کسی طرح طاقت نہین ہے پھر جسوقت اون کی یہ حالت
ہوئی کہ وہ سجدے مین گر پڑے تو اللہ پاک نے اون کو اون کے سجدی ہی مین
اون کے منازل دکھادی جس کی طرف وہ جنت مین جائین گے اسوقت
اونہون نے یہ بات کہی اور یہ بھی کہا لن نؤثرك على ما جاءنا من البينات

الی قولہ واللہ خیر و ابقی قال امنتم له قبل ان اذن لكم انه لكبيركم

الذی علمكم السحر فلاقطعن ايديكم وارجلكم من خلاف و

لاوصلبنکم فی جذوع النخل ولتعلمن اینا اشد عذابا وابقی ۝
قالوا لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینت والذی فطرنا
فاقض ما انت قاض انما تقضی هذه الحیوة الدنیا ۝ انا
امنا بربنا لیغفر لنا خطینا وما اکرهتنا علیه من السحر واللہ خیر
وابقی ۝ بولا فرعون تم نے اوس کو مان لیا ابہی مین نے حکم نہ دیا تہا وہی
تمہارا بڑا ہے جس نے سکہایا تمکو جادو سو اب مین کٹواونگا تمہارے ہاتہہ اور
دوسرے پاؤن اور سولی دونگا تمکو کہجور کے ڈہنڈ پر اور جان لوگے ہم مین کس کی
مار سخت ہے اور دیر تک رہتی وہ بولے ہم تجہکو زیادہ نہ سمجہین گے اوس چیز سے
جو پہونچے ہمکو صاف دلیل اور اوس سے جنے ہم کو بنایا سو تو کر چک جو کرتا ہے
تو یہی کریگا اس دنیا کی زندگی مین ہم یقین لائے ہین اپنے رب پر تا بخشے ہمکو ہمارے
تقصیرین اور جو تو نے کرایا ہمسے زور آوری یہ جادو ہے اور اللہ بہتر ہے اور دیر
رہنے والا ف تمہارا بڑا جس نے جادو سکہایا یہ شاید سب کو کہنے لگا ف
زور آوری کروایا کہتے ہین جادوگر حضرت موسیٰ کی نشان دیکہکر سمجہہ گئے تہے کہ
یہ جادو نہین ہے مقابلہ نکرنی پہر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون جو ڈراتا تہا
سو انپر کرنہ سکا دل مین ڈر آگیا موسے کی نشانی سے انتہی ف اللہ پاک فرعون
کے حال سے خبر دیتا ہے کہ اوس نے کفر و عناد و بغی و سرکشی کی اور حق کا باطل
سے مکابرہ کیا جسوقت اوس نے معجزۂ باہرہ و آیت عظیمہ سے دیکہا جو کچہہ دیکہا
اور اون لوگون کو دیکہا جن سے اوس نے مدد چاہی کہ وہ سب لوگون کے روبرو
ایمان لے آئے اور وہ ہر طرح مغلوب و مقہور ہوا تو مکابرۂ و بہتان بندی شروع
کی اور ساحرون مین اپنی جاہ و سلطان کے برتنی کی طرف مائل ہوا تو اون کو
دہکایا ڈانٹا ڈرایا اور کہا امنتم له قبل ان اذن لکم یعنی تم نے موسی کی
تصدیق کرلے حالانکہ مین نے تمکو اس کا حکم نہین دیا اور مجہپر تم نے اس باب
مین اتفاق کر لیا اور ایسی بات کہی جس کا بہتان و کذب ہونا وہ خود اور ساحر

اور ساری خلق جانتی ہے انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر یعنی تم جو ہو سو تم
نے جادو کو موسی سے اخذ کیا ہے اور تم اور وہ مجھ پر اور میری رعیت پر متفق ہو گئے
کہ اوس کو غالب کرو جیسا کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے ان
ھذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ لتخرجوا منھا اھلھا فسوف تعلمون پھر اون
کو تہدید و توبیخ کرنے لگا تو یہ کہا لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف و
لاصلبنکم فی جذوع النخل یعنی مین تمکو مُثلہ کرون گا البتہ تم کو قتل
کرون گا اور تمہاری تشہیر کرون گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا
پس فرعون اول اوس شخص کا ہوا جس نے یہ کیا رواہ ابن ابی حاتم ولتعلمن
ایّنا اشدّ عذابًا وّ ابقی یعنی تم کہتے ہو کہ مین اور میری قوم گمراہی
پر ہے اور تم مع موسی اور اوس کے قوم کے ہدایت پر ہو سو اب تم جان لوگے کہ
کس کے لئے عذاب ہوتا ہے اور اوس مین کون باقی رہتا ہے پھر جب فرعون
نے اس بات کے ساتھہ اونپر حملہ کیا اور اون کو وعید سنائی تو اون کی جانین اونپر
سہل ہو گئین اللہ عزوجل کی راہ مین اور بولے لن نؤثرک علی ما جاءنا
من البینات یعنی ہم ہرگز تجھکو اختیار نہ کرین گے اوس ہدایت و یقین پر
جو ہم کو حاصل ہو گیا ہے والذی فطرنا احتمال ہے کہ یہ قسم ہو اور یہ ہی
احتمال ہے کہ معطوف ہو بینات پر یعنی ہم تجھکو اختیار نہ کرین گے اپنی فاطر و خالق
پر جس نے ہم کو ایجاد کیا ہے عدم سے جو ابتدا کرنے والا ہے ہماری خلق کا
سو مستحق و لائق عبادت و خضوع و زاری کا وہی ہے تو نہین ہے فاقض
ما انت قاض یعنی جو تو چاہے سو کر ڈال اور جس شی تک تیرا ہاتھہ پہونچے
وہ کرے انما تقضی ھذہ الحیوۃ الدنیا یعنی تیرا تسلط تو اس دار دنیا مین
ہے اور وہ دار الزوال ہے اور ہم دار القرار مین رغبت کر چکے ہین انا امنا
بربنا لیغفر لنا خطایانا یعنی ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ
جو گناہ ہم سے ہوئے ہین وہ اون کو بخشدے خاصکر وہ جادو جو تو نے مجھسے زبردستی

کرایا ہے اسلئے کہ تو معارضہ کرے اوس سے اللہ پاک کی نشانی کا اور اوس کے
نبی کے معجزہ کا ابن ابی حاتم نے بطریق عکرمہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ فرعون نے چالیس لڑکے بنی اسرائیل کے پکڑے پھر حکم دیا کہ
اون کو فرامین[۱] سحر سکھایا جاے اور کہا کہ اون کو ایسی تعلیم کرو جس کو زمین مین
کوئی نہ جانے حضرت بن عباس نے فرمایا پس وہ لڑکے اونہین لوگون مین
سے ہین جو حضرت موسی پر ایمان لائے اور وہ اونہین مین سے ہین جنہون نے کہا
اٰمنا بربنا لیغفر لنا خطایانا وما اکرھتنا علیہ من السحر اسی طرح عبد الرحمن بن زید بن
اسلم نے بھی کہا ہے واللہ خیر وابقی[۲] یعنی اللہ پاک ہمارے واسطے
تجھسے بہتر ہے اور زیادہ تر دائم ہے براہ ثواب اوس شی سے جسکا تو نے ہمسے
وعدہ کیا اور ہم کو آرزومند کیا تھا وہو روایۃ عن ابن اسحق رحمہ اللہ تعالی محمد بن
کعب قرظی نے کہا واللہ خیر یعنی اللہ ہمارے واسطے بہتر ہے تجھسے اگر اوسکی
اطاعت کی جاے وابقی یعنی باقی تر ہے تجھسے براہ عذاب اگر اوس کی نافرمانی
کی جاے وروی نحوہ موقوفا عن ابن اسحق ایضا ظاہر یہ ہے کہ فرعون ملعون نے
اس بات پر عزم مصمم کیا اور اون کے ساتھہ کر گذرا یہ ایک رحمت تھی اون کے
واسطے طرف سے اللہ پاک کے اور اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
وغیرہ سلف نے فرمایا ہے کہ اَصْبَحُوْا سَحَرَۃً وَاَمْسَوْا شُھَدَاءَ یعنے
صبح کو تو جادوگر اوٹھے اور شام کو شہید ہوگئے اس قول سے صاف معلوم ہوتا
ہے کہ فرعون ملعون نے اون کو شہید کر ڈالا کذا فی ابن کثیر **ف** ایمان کا صلہ
حرف لام و حرف باد و نون آتا ہے محاورہ مین بولتے ہین اٰمن لہ و
اٰمن بہ اول کی مثال یہ ہے فَاٰمَنَ لَہٗ لُوْطٌ ثانی کی مثال یہ ہے کہ
سورۂ اعراف مین فرمایا ہے اٰمنتم بہ قبل ان اٰذن لکم کسی نے کہا کہ
یہان حرف لام سے صلہ اسلئے آتا ہے کہ فعل متضمن ہے معنی اتباع کو یعنی اتبعتم
لہ اٰمنتم مین تین قراتین ہین ایک تو بتحقیق ہر دو ہمزہ پہلا ہمزہ استفہام کا

[۱] فرامین سحر معروف
[۲] بالحاق ۱۲ از مشکوۃ الآداب
[۳] پھر لڑکون
[۴] سکھوا دیا جاے
[۵] حکم مین دیا جاے

دوسرا وہ ہمزہ جو فعل مین زائد ہے تیسرا ہمزہ جو فای فعل تہا وہ الف سے بدلا گیا
اصل یہ تہی أأامنتم اب بعد بدلنے کے یہ شکل ہوئی أامنتم دوسری قرارت بحذف
ہمزہ اولی یعنی آمنتم تیسرے تسہیل ہمزۂ ثانیہ رہی چوتہی قرارت جو سورۂ اعراف
مین ہے یعنی پہلے ہمزہ کا واو سے بدلنا سو وہ یہان نہین آسکتی ہے اور اس لیے
کہ یہان پہلے ہمزہ کے اول مین ضمہ نہین ہے کہ اوس کی وجہ سے ہمزہ کو واو سے
بدل لین بخلاف سورۂ اعراف کے کہ وہان ہمزۂ اولی کے پہلے ضمہ ہے سو واسطے
تصریح فاعل کے ہمزے کو واو سے بدل لیا ہے نظم قرآنی کی صورت وہان یون
ہے قال فرعون أامنتم لہ یہ شکل ہے فرعون نے امنتم اور تینون قرارتین
مذکورہ سبعیہ مین استفہام یہان واسطے توبیخ وتقریع کے ہے یعنی ای جادوگرو
تم بغیر اذن میرے اوسپر ایمان کیونکر لے آئے انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر
یعنی البتہ وہ تم سب سے بڑا جادوگر ہے اور صناعت سحر مین تم سے اعلی درجے
کا ہے پس جو ایمان تم نے ظاہر کیا ہے اوس کا کچہہ اعتبار نہین ہے اس لئے کہ
تم اوس کے اتباع وفرمان برداروں سے ہو تم نے اوس کے ساتہہ موافقت
کرلی ہے یا کبیر کے معنی معلم واستاذ کے ہین چنانچہ اسپر الذی علمکم السحر
دال ہے یعنی تم اوس کے شاگرد ہو سحر مین سو تم نے اوس کے ساتہہ صلح وموافقت
کرلی ہے اس بات پر کہ اوس کے کام کے رواج دینے کو اور اوس کی شان بڑہانے
کو اپنی طرف سے عاجزی ظاہر کرو کبیر بمعنی معلم حجاز کا لغت ہے کسائی نے
کہا ہے کہ حجاز مین جسوقت لڑکا اپنے معلم کے پاس سے آتا ہے تو یون کہتا ہے کہ
جئت من عند کبیری یعنی مین اپنے اُستاذ کے پاس سے آیا محمد بن اسحق نے
کہا کہ انہ لکبیرکم کے معنی انہ لعظیم السحر یعنی وہ بڑا جادوگر ہے واحدی نے کہا
لغت مین کبیر رئیس کو کہتے ہین اور اسی لئے معلم کو کبیر بولتے ہین فرعون نے
اس قول سے یہ چاہا کہ لوگون مین شبہہ داخل کرے تاکہ وہ ایمان نہ لائین ورنہ وہ
تو خوب جانتا تہا کہ حضرت موسی علیہ السلام سے اونہون نے سحر نہین سیکہا

ہے نہ وہ اون کے رئیس تھے نہ اون کے اور جادوگرون کے درمیان من کسے
قسم کی مواصلت و ملاقات تھی فلاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف
یعنی واللہ مین ضرور تمہارے ہاتھہ پانون اس طور پر کاٹون گا من خلاف کا
یہ مطلب ہے کہ سیدہا ہاتھہ اور بایان پانون کاٹا جاے کیونکہ ان دونو عضوے
ہر ایک دوسرے کے مخالف ہے کہ یہ ہاتھہ ہے وہ پانون ہے یہ سیدہا ہے
اور وہ بایان ہے یعنی اون کو مختلف کاٹون گا کلمۂ من واسطی ابتدای غایت
کے ہے گویا کاٹنا مخالفت عضو للعضو سے شروع ہوگا ولاصلبنکم فی
جذوع النخل صلب کے معنی ہین بردار کردن تصلیب بروزن تفعیل واسطے
مبالغی کے ہے جذع بالکسر تنۂ درخت جذوع جمع نخل درخت خرما فی بمعنی
علی ہے کقولہ تعالی ام لھم سلم یستمعون فیہ ای علیہ یعنی تم کو سولی
دون گا کھجور کے ڈہنڈ پر رہی یہ بات کہ کلمۂ فی کو اختیار کیا جو بمعنی علی ہے
کلمۂ علی نہ کہا سو یہ امر بتانے کو کہ وہ اوسپر مستقر ہون گے قرار پکڑین گے جس طرح
مظروف ظرف مین قرار پکڑتا ہے وہذا ہو المشہور یعنی یہ بات نہوگی کہ سولی
دیکر اوتار لئی جائین بلکہ تشہیر کے واسطے اوسی پر لٹکے رہین گے کھجور کی تخصیص
اس لئے کی کہ اوس کے تنے لمبے ہوتے ہین کسی نے کہا کہ فرعون نے کھجور
کے تنون کو کلوایا یہانتک کہ اون کو جوف دار کیا اور ساحرون کو اون مین کہدیا
پھر وہ بھوک اور پیاس کے مارے مرگئے یہ معنی حقیقت کی بنا پر ہین جس طرح
کہ پہلے معنی مجاز کے بنیاد پر تھے اولی معنی اول ہے ہین یعنی اس معنی پر ظرفیت
حقیقی ٹھیرے گی اور معنی اول پر مجازی ہوگے ولتعلمن اینا اشد عذابا وابقی
ابقی یعنی البتہ تم ضرور جان لوگے کہ تم جو موسی پر ایمان لے آئے ہو آیا
اسپر میرا عذاب تمہارے واسطے زیادہ تر سخت ہے یا موسی کا ابقی کے معنی ہین
زیادہ تر دائم رہنے والا مراد لعون کی اس کلام سے ٹھٹا کرنا ہے موسی علیہ السلام
سے کیونکہ حضرت موسی کو عذاب کرنے کی کچھہ قدرت نہ تھی لا عذاب سے

مراد وہ عذاب ہے جسکی حضرت موسی نے اون کو دہمکی دی تہی جبکہ وہ ایمان
نہ لائین یا اوس کی مراد عذاب حضرت موسی سے اون کے رب کا عذاب ہے
بحذف مضاف یا اس طرف اشارہ کیا کہ اون کا ایمان معجزے کے مشاہدے
سے پیدا نہین ہوا ہے بلکہ وہ تو حضرت موسی کے خوف سے ہے جبکہ اونہون
نے وہ بات دیکہی جو اون کے عصا سے واقع ہوئی غرضکہ کچہہ بہی ہو ساحر لوگ
فرعون کی وعید و دہمکی کی کچہہ پروانہ کرکے یہ بولے لن نؤثرک علی ما جاءنا
من البینات یعنی ہم ہرگز تجہکو اختیار نکرین گے اوس بات پر جس کو
موسی لائے یا اون واضح معجزون پر جو اون کے ہاتہہ پر اللہ پاک کے پاس سے
ہمارے نزدیک آئے جیسے عصا و ید بیضا کسی نے کہا بینات سے مراد وہ منازل
ہین جو اون کے واسطے جنت مین مہیا کئی گئی جنکو اونہون نے اپنے سجدے
مین دیکہہ لیا تہا رہی یہ بات کہ بینات کے آنے کو اونہون نے اپنی طرف منسوب
کیا حالانکہ وہ اون کے لئے اور اون کے غیر کے لئے آئے ہین سو اس کی دو
وجہہ ہین ایک یہ ہے کہ وہ سحر کو اپنے غیر سے زیادہ جانتے تہے اور وہ جان چکے
کہ حضرت موسی علیہ السلام لائے ہین وہ سحر نہین ہے تو اون کو معجز و غیر معجز کا
علم ظاہر ظہور ہو گیا اور اون کے سوا اور لوگ مثل مقلد کے ہوئی پس حقیقت
مین وہ نشانیان اونہین کے واسطے آئین دوسری وجہ یہ ہے کہ اون سے نفع
لینے والے وہی ہین نہ اون کے غیر والذی فطرنا معطوف ہے ما جاءنا پر
فطرنا کے معنی ہین خلقنا یعنی ہم ہرگز تجہکو اختیار نکرین گے اون نشانیون پر
جنکو حضرت موسی لائے اور اوس ذات پر جس نے ہم کو پیدا کیا رہی یہ بات
کہ باری تعالی کے ذکر کو مؤخر کیا سو یہ ترقی ادنی سے ہے طرف اعلی کے کسی
نے کہا کہ یہ واو قسم کا ہے اور موصول مقسم بہ ہے اور جواب قسم کا محذوف
ہے یعنی قسم ہے اوس ذات کی حق کی جس نے ہم کو پیدا کیا یا قسم ہے اوس
اللہ کی جسنے ہم کو بنایا ہم ہرگز تجہکو حق پر اختیار نہ کرین گے فراء و زجاج وغیرہ

نے یہی دو وجہ اس آیت کی تفسیر مین ذکر کی ہین فاقض ما انت قاض جواب ہے
طرف سے ساحرون کے فرعون کے اس قول کا لاقطعن ایدیکم الخ یعنی
تو جو مار ڈالنا سولی دینا وغیرہ کرنے والا ہے سو اوس کو کر چک اور جس بات کا تو
حکم دینے والا ہے وہ دیدی تقدیر یہ ہے فاصنع ما انت صانعہ قرآن شریف
مین اس بات کا ذکر نہین ہے کہ فرعون نے ساحرون کو جس امر کی دھمکی دی
تھی وہ اون سے کیا ہو اور اخبار مین بھی یہ بات ثابت نہین ہوئی ابو العود اسی
کے قائل ہین بعض تفاسیر مین ذکر کیا ہے کہ وہ کام اون سے کر گزرا چنانچہ یہ
قول اول گزر چکا ہے انما تقضی ھذہ الحیوۃ الدنیا یہ تعلیل ہے
بے پروائی کی جو لن نؤثرك اور فاقض سے معلوم ہوتی ہے یعنی ہم کو
تیرے ڈرانے دھمکانے کی کچھ پروا نہین ہے اسلئے کہ تو جو چاہے گا کریگا یا
جو تیری رائے ہوگی اوس کا حکم دیگا سو یہ صرف اس دنیا مین ہے اور ہم کو
نہ دنیا مین کوئی رغبت ہے نہ اوس کے عذاب سے کسی طرح کا خوف
یعنی تیرا سلطان و غلبہ ہم پر اور تیرے حکم کا نفوذ ہم مین وہ فقط اس زندگی
دنیا مین ہے اس کے مابعد مین ہم پر تیری کوئی راہ نہین ہے سو اس کا کیا
ڈر ہے یہ تو عنقریب زائل ہو جاے گا اسم اشارہ یعنی ہذہ محل نصب مین
ہے بنا بر ظرفیت یا بنا بر مفعولیت اور ما کافہ ہے فرا نے رفع کو جائز بتایا
ہے اس بنیاد پر کہ ما بمعنی الذی ٹھیرایا جاے یعنی ان الذی تقضیہ ھو
ھذہ الحیوۃ الدنیا فقضاءك وحكمك منحصر فی ذلك انا امنا بربنا
لیغفر لنا خطایانا وما اکرھتنا علیہ من السحر پہ معطوف ہے خطایانا پر اور کلمہ ما
محل نصب مین ہے بنا بر مفعولیت یا محل رفع مین ہے بنا بر ابتدا اور خبر محذوف
ہے تقدیر یہ ہے وما اکرھتنا علیہ من السحر موضوع محطوط عنا او لا یواخذنا
بہ ربنا اور من السحر حال ہے ما سے یا علیہ کی ضمیر سے دوسرا
قول یہ ہے کہ ما نافیہ ہے کلام مین تقدیم ہے تقدیر یہ ہے لیغفر لنا خطایانا

من السحر ولم تکرھنا علیہ۔ نحاس نے کہا قول اول اولیٰ ہے یعنی ما موصولہ
ہے بہتر ہے واللہ خیر وابقیٰ یہ جواب ہے اور رد ہے فرعون کے قول
کا ولتعلمن آیخ کیونکہ مراد اوس کی خود اوس کا نفس تھا یعنی میرا ہے عذاب سخت تر
اور زیادہ تر دوام پذیر ہے سو ساحرون نے اوس کے قول کا رد کیا کہ تیری
کیا حقیقت ہے اور تو کیا چیز اللہ ہی کا ثواب تجھسے بہتر ہے اور اوسی کا عذاب
تجھسے زیادہ تر باقی رہنے والا ہے انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جھنم
لا یموت فیھا ولا یحییٰ ۝ ومن یاتہ مومنا قد عمل الصلحت
فاولئک لھم الدرجات العلیٰ ۝ جنت عدن تجری من تحتھا
الانھر خلدین فیھا وذلک جزآؤ من تزکیٰ ۝ مقرر ہے جو کوئی
آیا اپنے رب پاس گنہگار ہو کر سو اوس کے واسطے دوزخ ہے نہ مرے اوس مین
نہ جیوے اور جو آیا اوس پاس ایمان سے کر کر نیکیان سو اون لوگون کو ہین درجے
بلند باغ ہین بسنی کے بہتے اون کے نیچے سے نہرین رہا کرین اون مین اور یہ
بدلا ہے اوس کا جو پاک ہوا انتہے ف ظاہر سیاق سے یہی ہے کہ یہ قول تتمہ
وعظ سے ہے جو ساحرون نے فرعون کو کیا اوس کو اللہ پاک کی نقمت
وعذاب دائم سرمدی سے ڈراتے ہین اور اوس کے ثواب مخلد وابدی کی
اوس کو رغبت دیتے ہین پس کہا انہ من یات ربہ مجرما یعنی جو شخص مجرم
وگنہگار ہو کر اللہ پاک سے ملے گا فان لہ جھنم لا یموت فیھا ولا یحییٰ
تو اوس کے لیے جہنم ہے نہ وہ اوس مین مرے گا نہ جیے گا کقولہ تعالیٰ لا یقضی
علیھم فیموتوا ولا یخفف عنھم من عذابھا کذلک نجزی کل کفور وقال تعالیٰ
ویتجنبھا الاشقی الذی یصلی النار الکبریٰ ثم لا یموت فیھا ولا یحییٰ
وقال تعالیٰ ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون
امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اما اھل النار

یعنی لیکن دوزخ والے وہ لوگ جو دوزخ کے اہل ہین سو وہ مقرر نہ اوس مین مرین
گے نہ جیین گے ولیکن کئی لوگ ہین کہ اون کو آگ لگے گی بسبب اون کے گناہون
کے سو اون کو ایکبار مار ڈالیگی یہانتک کہ جسوقت وہ کوئلے ہوجائین گے تو شفاعت
مین اذن دیا جاے گا وہ متفرق جماعتین جماعتین لائی جائین گی پہر جنت کی
نہرون پر پہیلا دی جائین گے پہر کہا جاے گا ای جنت والو تم اونپر پانی ڈالو
پس وہ اوگین گے مانند اوگنے دانے کے جو حمیل سیل مین ہوتا ہے ایک آدمی نے
لوگون مین سے کہا کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل مین تھے وھکذا
اخرجہ مسلم فی کتابہ الصحیح من روایۃ شعبۃ وبشر بن المفضل کلاھما عن ابی سلمۃ عن
ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یون روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے خطبہ پڑہا تو اس آیت پر آئے انہ من
یات ربہ مجرما فان لہ جھنم لا یموت فیھا ولا یحیی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے
فرمایا لیکن اہل جہنم جو اوس کے اہل ہین سو وہ نہ اوس مین مرین گے اور نہ جیین
گے اور لیکن وہ لوگ جو اوس کے اہل نہین ہین سو آگ اون کو چھوئے گی پہر
شفاعت کرنے والے کہڑے ہوجائین گے تو وہ شفاعت کرین گے پہر وہ متفرق
جماعتین کی جائین گے پہر اون کو ایک نہر پر لائین گے جسکو حیات یا حیوان
کہتے ہین پہر وہ اوگین گے جیسے گہاس حمیل سیل مین اوگتا ہے ومن یاتہ
مومنا قد عمل الصالحات کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص معاد کے دن مومن القلب
ہوکر اپنے رب سے ملا اپنے ضمیر کی تصدیق اپنے قول وعمل سے کر چکا تہا فاولئک
لھم الدرجات العلی تو وہی لوگ ہین کہ جن کے واسطے بلند درجی ہین یعنی جنت
جسکے درجی بلند اور غرفی بالا خانے آمن وبیخوف اور مسکن ومکان طیب
وعمدہ امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا ہے جنت سو درجے
ہے یعنی اوس کے سو درجے ہین مابین ہر دو درجی کے اتنا فاصلہ ہے جیسا

درمیان آسمان وزمین کے اور فردوس اون سب سے اعلی درجہ ہے اور
اوس سے چارون نہرین نکلتی ہین اور عرش اوس کے اوپر ہے سو جبوقت تم
اللہ سے سوال کرو تو اوس سے فردوس کا سوال کرو ورواہ الترمذی
من حدیث یزید بن ہارون عن ہمام بہ ابن ابی حاتم نے خالد بن یزید
بن ابی مالک عن ابیہ سے روایت کیا ہے کہا جاتا تہا کہ جنت سو درجی ہے
ہر درجی مین سو درجی ہین درمیان ہر دو درجی کے اتنا فاصلہ ہے جیسا کہ درمیان
آسمان وزمین کے ہے اون مین یاقوت اور زبرجد ہین ہر درجی مین ایک امیر ہے
جسکے لیے فضل سرداری دیکہتے ہین یعنی اوس کو سردار سمجہتے ہین صحیحین مین
ہے ان اہل علیین لیرون من فوقہم کما ترون الکوکب الغابر فی
افق السماء لتفاضل ما بینہم قالوا یا رسول اللہ تلک منازل الانبیاء قال بلی
والذی نفسی بیدہ رجال اٰمنوا باللہ وصدقوا المرسلین وفی السنن ان ابابکر
وعمر منہم وانعما قولہ تعالی جنات عدن یعنی باغ ہین اقامت اور رہنے
بسنے کی یہ بدل ہے الدرجات سے خالدین فیہا یعنی وہ ہمیشہ اون مین رہنے
والے ہین وذلک جزاء من تزکی یعنی یہ بدلا ہے اوس شخص کا جس نے
اپنی نفس کو میل کچیل اور خبث وشرک سے پاک صاف کیا اور اللہ وحدہ لا
شریک لہ کو پوجا اور رسولون کی پیروی کی اوس خبر وطلب مین جسکو وہ لائے
کذا فی ابن کثیر ف کریمہ انہ من یات الخ منجملہ قول ساحرین ہے جس کو
اللہ پاک نے نقل کیا ہے کسی نے کہا کہ یہ ابتدای کلام ہے ظاہر تر یہی ہے
نسفی رحمہ اللہ تعالے اسی کے قائل ہین اس بنیاد پر ضمیر انہ کی واسطی شان
کے ہوگی اور جملہ شرطیہ خبر ان کی مجرما حال ہے فاعل یات سے لا یموت
فیہا ولا یحیی یا تو حال ہے ضمیر لہ سے یا حال ہے جہنم سے کیونکہ جملے
مین ان مین سے ہر ایک کی ضمیر ہے مجرم سے مراد وہ شخص ہے جو کفر ومعاصی
کے ساتہہ متلبس رہا اور اوسی پر مر گیا لا یموت فیہا ولا یحیی کا یہ مطلب ہے

ف ای الذاہب الی الغرب وبعد
ف ای علی تمثیل الغائب بالمیت
ف ای بحال من ینتہی الیہا من
ف ای ذکر ہذا وفضلہ من
ف ای ما ذکر من الانعام وقیل
ف ای ہذا الذی ذکر من ثواب
علیین الخ تتمیم

کہ نہ اوس مین ایسا مزا مرے گا کہ آسائش پائے نہ ایسا جینا جیے گا کہ
اوس کو نفع پہونچاے مبرد نے کہا لَا یَمُوْتُ فِیْہَا مَوْتَۃً مُرِیْحَۃً وَّلَا یَحْیٰی
حَیٰوۃً مُمْتِعَۃً یعنی نہ راحت دینے والا مرے گا نہ نفع دینے والا جینا
جیے گا پس وہ الم و درد پائے گا جس طرح کہ زندہ درد پاتا ہے مکروہ و
ناخوشی مین اوس کو موت کی حالت پہونچے گی مگر اوس مین الم و درد کے
معلوم کرنے سے بیکار رہو گا عرب لوگ کہتے ہین فلان لا حی ولا میت
یعنی فلان شخص نہ زندہ ہے نہ مردہ جس وقت کہ وہ اپنی زندگی سے منتفع
نہین ہوتا ہے یہ اس کی تحقیق ہے کہ اللہ پاک کا عذاب زیادہ تر باقی
رہنے والا ہے ابن انباری نے اس باب مین یہ شعر پڑہا ہے

اَلَا مَنْ لِنَفْسٍ لَا تَمُوْتُ فَیَنْقَضِیْ شَقَاھَا وَلَا یَحْیٰی حَیٰوۃً لَھَا طَعْمُ

یعنی خبردار رہنے ہو کون مدد گار ہے ایسے نفس کا جو نہ مرتا ہے کہ اوس کی
بدبختی پوری ہو جائے نہ ایسا جینا جیتا ہے کہ اوس کے لیے کچہ لذت ہو

وہ وصل کے وعدے وہ شب ہجر کے صدمے مرنے نہین دیتے مجہے جینے نہین دیتے

اسی کے ٹک بہگ سید آزاد رحمہ اللہ تعالے نے عربی مین کہا ہے

شان المحب عجیب فی صبابتہ الھجر یقتلہ والوصل یحییہ

ومن یاتہ مومنا الخ نصب مومن کا بنا بر حال ہے اور معنی اوس کے مصدق
ہین قد عمل الصالحات محل نصب مین ہے بنا بر حال اور موصوف محذوف
ہے ای الاعمال الصالحات مراد اس سے طاعات و عبادات فرض و نفل
ہین فاولئک کا اشارہ ہے طرف من کے باعتبار معنے من کے لھم
الدرجات العلی سے مراد وہ منازل و مساکن رفیعہ ہین جن کا
وصف نہین ہو سکتا ہے علی جمع ہے علیا کی جو مونث ہے اعلے کا
اعلی اسم تفضیل ہے یعنی بلند تر معنی یہ ہین کہ جو شخص آیا اپنے رب کے پاس اس
حال مین کہ وہ مومن و مصدق ہو نیک کام کر چکا ہے تو اونہین لوگونکے لیے ہین

۱۲ نوعی از زرع
مثل جو ۱۲
۱۲ متاع برخوردار
دادن و یافتن
محتوی و لازم ۱۲

اونچے اونچے مکان جنات عدن بیان وبدل سے درجات کا عدن کے معنی
ہین اقامت اس کا بیان اول گزر چکا ہے تجری من تحتھا الانھر
حال ہے جنات سے اسی لئے کہ یہ مضاف ہے طرف عدن کے اور عدن
علم ہے اقامت کا خالدین فیھا حال ہے ھم کی ضمیر جمع سے اس کے
معنی ہین ماکثین دائمین یعنی وہ بلند مکان باغ ہین رہنے بسنے کے درآنحال
کہ بہتے ہین اون کے نیچے سے نہرین درآنحال کہ وہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ اون
مین رہین گے وذلک مبتدا ہے اشارہ ہے طرف اجر مذکور کے جزاء
من تزکی اوس کی خبر ہے یعنی یہ اجر وثواب جس کا ذکر ہوا بدلا ہے
اوس شخص کا جو کہ کفر ومعاصی سے پاک صاف ہوا کون معاصی جو کہ دوزخ
کے موجب ہین اگر کوئی کہے کہ من یاتہ مومنا قد عمل الصالحات الخ
اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو ایمان اعمال صالح سے مجرد وعاری وخالی
ہے استتباع ثواب مین اوس کا اعتبار نہین ہے یعنی نرا ایمان بدون عمل
صالح کے موجب ثواب نہین ہوتا ہے تو اس کا یون جواب دین گے کہ اس
آیت مین امر مذکور پر دلالت نہین ہے اس لئے کہ جو شئے اعمال صالح سے وابستہ ہے
وہ فوز ہے ساتھہ درجات علی کے مطلقاً ثواب اعمال صالحہ سے وابستہ نہین ہے
یعنی یہ آیت شریف جو بات بتاتی ہے وہ یہی ہے کہ جو شخص مصدق ومومن
ہے اور اوس نے اعمال صالحہ کئی ہین اوس کے واسطے بلند بلند درجے ہین
اس سے یہ نہین نکلتا ہے کہ جو نرا مومن ہے اور اعمال صالحہ سے خالی ہے اوس
کے لئے مطلقاً ثواب ہی نہین ہے کیونکہ جو لوگ توحید پر مری ہین اور اونہون
نے اعمال نہین کئے تو یہ توحید اون کو نفع دے گی ایک نہ ایک دن بعد سزا جزا
کے دوزخ سے نکل کر جنت مین بسین گے ولقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر
بعبادی فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا لا تخاف درکا ولا تخشیٰ
فاتبعھم فرعون بجنودہ فغشیھم من الیم ما غشیھم واضل

فرعون قومہ وما ھدی ۝ اور ہم نے حکم بھیجا موسے کو کہ لے نکل
میرے بندے کو رات سے پھر ڈالے اون کو سمندر کی راہ مین سوکھے خطرہ
تجھکو آپکڑنے کا نہ ڈر پھر پیچھے لگا اون کے فرعون اپنی لشکر لیکر پھر گھیر لیا اون کو پانے
نے جیسا گھیر لیا اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سمجھایا انتہی ف اللہ پاک
خبر دیتا ہے کہ جسوقت فرعون نے ہمراہ موسی علیہ السلام کے بنی اسرائیل کے
بھیجنے سے انکار کیا تو اون کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو رات سے لے نکلین فرعون
کے قبضے سے اون کو نکال لیجائین اللہ پاک نے سوای اس سورت کریمہ
کے اور جگہہ اس قصی کو بسط سے بیان فرمایا ہے یہ قصہ یون ہوا کہ جسوقت حضرت
موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے نکلے تو فرعون والے صبح کو اوٹھے اس
حال مین کہ بنی اسرائیل مین سے مصر کے اندر نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب
دینے والا یعنی سب کے سب غائب تھے کسی کا اون مین سے اتا پتا نہ تھا اس
پر فرعون سخت غضبناک ہوا وارسل فی المدائن حاشرین یعنی
اپنے شہرون گانون مین وہ لوگ روانہ کئی جو اوس کے واسطے لشکر جمع کرین
کہنے لگا ان ھولاء لشرذمۃ قلیلون وانھم لنا لغائظون پھر جب
اپنے واسطے لشکر جمع کرلیا تو بنی اسرائیل کی طلب مین روانہ ہوا فاتبعوھم
مشرقین یعنی وقت طلوع آفتاب کے اون کے پیچھے جا پہونچا فلما
تراءی الجمعان یعنی جسوقت دونون گروہ مین سے ہر ایک نے دوسرے
کی طرف نظر کی قال اصحاب موسی انا لمدرکون قال کلا ان معی
ربی سیھدین تو حضرت موسی کے ہمراہی بولے کہ مقرر ہم تو
پالئی گئی حضرت موسی نے کہا ہرگز نہین میرے ہمراہ تو میرا رب ہے وہ ابہی
مجھے راہ بتادے گا حضرت موسی بنی اسرائیل کو لیکر دریا پر ٹھہر گئے اون
کے آگے اور فرعون اون کے پیچھے اس وقت اللہ پاک نے اون کی طرف
یہ وحی بھیجے ان اضرب لھم طریقا فی البحر یبسا تو اونہون نے اپنے عصا

سے دریا کو مارا اور کہا تو مجھپر پھٹ جا اللہ کے اذن سے سو وہ پھٹ گیا فکان
کل فرق کالطود العظیم پس ہر ٹکڑا مثل بڑے پہاڑ کے ہو گیا پھر اللہ پاک
نے دریا کی زمین پر ہوا بھیجی تو اوس کو گرم کر دیا یہانتک کہ مثل روی زمین کے
خشک ہو گئی اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا فاضرب لھم طریقا فی البحر
یبسا لا تخاف درکا یعنی نہ ڈرے تو آپکڑنے سے فرعون کے ولا تخشیٰ
یعنی نہ ڈرے دریا سے کہ تیری قوم کو ڈبا دے پھر فرمایا اللہ پاک نے فاتبعھم
فرعون بجنودہ فغشیھم من الیم ما غشیھم یم سے مراد دریا ہے یعنے پھر
گھیر لیا اون کو دریا سے اوس شے نے جو معروف و مشہور ہے یہ لفظ معروف
مشہور امر کے وقت بولتے ہین کما قال تعالے والمو تفکۃ اھوی فغشاھا
ما غشیٰ شاعر نے کہا ہے ع انا ابو النجم وشعری شعری یعنی
مین ابو النجم ہون اور میرا شعر وہ ہے جو معروف و مشہور ہے اور جس طرح
کہ فرعون اپنے قوم کے آگے ہوا پھر اون کو دریا مین گھسایا پھر اون کو گمراہ کیا
اور اون کو ہدایت کی راہ نہ بتائی اسی طرح قیامت کے دن اپنے قوم کے آگے
ہو گا پھر اون کو دوزخ پر وارد کریگا وبئس الورد المورود کذا فی ابن کثیر

ف یہان سے اللہ پاک نے بنی اسرائیل کی نجات دینے اون کے دشمن
کے ہلاک کرنے کا بیان شروع فرمایا یہ حال سورۂ بقرہ و اعراف و یونس
مین گزر چکا ہے لام لقد مین توطیہ قسم کا ہے اور اس مین جو تاکید ہے وہ مخفے
نہین ہے یعنی اس مین تین تاکیدین جمع ہوئی ہین ایک تو قسم دوسرے لام
تاکید کا تیسرے قد تحقیق کا وحی کے معنی ہین پیغام ایجاد کہتے ہین پیغام بھیجنے
کو ان مفسرہ ہے اسلئے کہ وحی مین معنی قول کے ہین یا مصدریہ ہے یعنی بان
اسر سری بالضم و مسری رات مین چلنے کو کہتے ہین اس مین دو قراتین
ہین ایک تو ہمزہ قطعی اَسری سے یعنی اَن اَسر دوسرے ہمزۂ وصل و کسر
نون یعنی اِن اِسر یہ دونو قراتین سبعیہ ہین معنے یہ ہین قسم ہے اللہ کی البتہ مقرر

وحی بھیجی ہم نے طرف موسی کے کہ اول رات مین لیچل میرے بندون کو
مصر سے طرف دریا کے اس کا بیان بھی پوری طور پر گزر چکا ہے فاضرب
لھم طریقا فی البحر یبسا ضرب کہتے ہین مارنے کو چونکہ یہان مارنی کی نسبت
رستے کی طرف ٹھیک نہین ہوسکتی ہے اس لئے مفسرین نے کہا ہے کہ
اضرب کے معنی اجعل واشرع کے ہین یعنی تو اون کے واسطی دریا مین خشک
رستہ کردے بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ طریقا بطرز مجاز مفعول بہ ہے وہ مجاز
یہی ہے کہ رستہ دریا کے مارنے سے مسبب ہوا ہے کیونکہ معنی یہ ہین کہ تو دریا
کو مار تاکہ وہ اون کے لئے پھٹ جاے پھر وہ اون کے واسطے رستہ ہوجاے
اس بنیاد پر مارنے کی نسبت دریا کی طرف ٹھیک ہوجاتی ہے اور مراد
طریق سے جنس طریق ہے ایک ہو یا زیادہ کیونکہ رستے بشمار اسباط بنی اسرائیل
بارہ تھے یبسا بالتحریک بمعنی یابس صفت ہے طریق کے طریق کو جو اوس کے
ساتھہ موصوف کیا سو باعتبار مایول کے یعنی آیندہ خشک ہوجاے گا کیونکہ
وہ ابھی تک خشک نہین ہوا تھا پھر اللہ پاک نے اوس رستی کو اون کے لئے
خشک کردیا باد صبا نے اوسپر گزر کیا تو اوس کو سکھا دیا یہانتک کہ اوس مین
نہ پانی تھا نہ کیچڑ محمد بن کعب ومجاہد اسی کے قائل ہین کسی نے کہا کہ یبس اصل
مین مصدر ہے طریق کی صفت مین مصدر لائے واسطی مبالغے کے یا اس
بنا پر کہ مضاف محذوف ہے یعنی طریقا ذا یبس یا یبس جمع ہے یابس کی
جس طرح کہ خدم جمع ہے خادم کی اس بنیاد پر مفرد کی صفت جمع سے کی گئی
سو یہ بھی واسطے مبالغے کے ہے یا اس لئے کہ طریق سے مراد جنس طریق
ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کو یبس بسکون باپڑھا ہے اس کی
چند وجہین ہین ایک یہ ہے کہ یہ بھی مصدر ہے دوسرے یہ ہے کہ یبس
بسکون باتخفیف ہے یبس بمحرک سے تیسرے یہ ہے کہ جمع ہے یابس کی
جیسے کہ صحب جمع ہے صاحب کی ابوحیوہ نے یابسا بصیغہ اسم فاعل

پڑہا ہے لاتخاف درکا یہ قرارت جمہور کی ہے اس مین کئی وجہین
ہین ایک یہ ہے کہ یہ کلام مستانف ہے اس کے لئے کوئی محل اعراب کا
نہین ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ محل نصب مین ہے اس بنا پر کہ حال ہے
فاعل اضرب سے یعنی تو اون کے واسطی دریا مین خشک رستہ کردے
درآنحال کہ تو امن مین ہو بیخوف ہو اس بات سے کہ دشمن تمہارے پیچھے سے
اکر تمکو پائے تیسری وجہ یہ ہے کہ صفت ہے طریقا کی اور طریق کی طرف جو
ضمیر پھرتی ہے وہ محذوف ہے ای لاتخاف فیہ یعنی ایسا رستہ کردے کہ نہ
ڈرے تو اوس رستی مین دشمن کے آپہونچنے سے ساتون قاریون مین سے صرف
حمزہ کی قرارت لاتخف ہے بجزم اس مین بہی تین وجہین ہین پہلی وجہ یہ ہے
کہ نہی مستانف ہے یعنی اعراب مین ماقبل سے اس کو تعلق نہین ہے دوسری وجہ
یہ ہے کہ محل نصب مین ہے اس بنا پر کہ حال ہے فاعل اضرب سے یا صفت
ہے طریقا کی جسطرح کہ جمہور کی قرارت مین گزر چکا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ
یہان اضمار قول کی حاجت ہوگی اے مقولا لک اوطریقا مقولا فیہا لاتخف
یعنی تو اون کے لئے دریا مین سوکہا رستہ بنادی درآنحال کہ تیرے لئے کہا جاتا ہے
کہ تو مت ڈر یا تو ایسا رستہ بنادی درآنحال کہ اوس رستے کے حق مین کہا جاتا ہے
کہ تو اوس مین مت ڈر تیسری وجہ یہ ہے کہ مجزوم ہے اس بنیاد پر کہ جواب ہے
امر کا ای ان تضرب طریقا یبسا لاتخف یعنی اگر تو خشک رستہ
بنادے گا تو نہ ڈری گا ابوحیوہ نے درکا کو بسکون را پڑہا ہے درک بفتح را و
وبسکون را دو نو اسم مصدر ہین ادراک سے یعنی تجکو فرعون اور اوس کا لشکر
نہ پائے گا سورہ نسا مین اسپر کلام گزر چکا ہے کوفیون نے درکا کو وہان بسکون
را پڑہا ہے جسطرح کہ ابوحیوہ نے یہان بسکون را پڑہا ہے قالہ اس مین جمہور
نے جو لاتخاف کو مرفوع پڑہا ہے وہی قرارت ارجح ہے اسلئے کہ ولاتخشی
مین جزم نہین ہے اس کو باثبات الف سے پڑہا ہے بعض نے کہا کہ جس شخص

نے لاتخف بجزم پڑہا ہے اوس کو ضرور ہے کہ وہ لاتخش کو بحذف الف پڑہے
لیکن یہ قول کچہہ چیز نہین ہے اسلئے کہ ایک سنت متبعہ ہے یعنی اوس مین کسی
طرح کا تغیر و تبدل نہ کرنا چاہئے جسطرح چلی آتی ہے اوسی طرح اوسکو رہین
اس مین چار وجہین ہین ایک یہ ہے کہ حال ہو اس مین ایک اشکال ہے وہ یہ
ہے کہ مضارع منفی بلا عدم مباشرت واو مین مثل مثبت کے ہے یعنی جسطرح
مضارع مثبت بدون واو کے حال واقع ہوتا ہے اوسی طرح مضارع منفے
بلا بھی بدون واو کے حال پڑتا ہے اور یہان واو ہے پہر کیونکر حال ہو سکتا
ہے اسی لئے اس کی یون تاویل کی ہے کہ یہان مبتدا کو محذوف مانا ہے یعنی
دوسری وجہہ یہ ہے کہ کلام مستانف ہے اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ
السلام کو اس بات کی خبر دی کہ تجھکو خوف نہو گا تیسری وجہہ یہ ہے کہ مجزوم
ہے بحذف حرکت تقدیرا اور اسی کے مثل فلا تنسی ہے احد القولین
مین حرف علت کو قائم مقام حرف صحیح کے کیا ہے چوتھی وجہہ یہ ہے کہ
بحذف حرف علت مجزوم ہے اور یہ الف وہ الف نہین ہے جو کہ لام کلمہ ہی
یہ الف تو اشباع کا ہے اس کو واسطی موافقت فواصل و رؤس آیات کے
لائے ہین سو یہ ویسا الف ہے جو الرسلا اور السبیلا اور الظنونا مین ہے یہ سارے
وجہین اوس صورت مین ہین کہ لاتخف کو مجزوم پڑہین ہی قرارت جمہور کی
لاتخاف برفع سو اس مین کچہہ دقت نہین ہے و لاتخشی بلا تکلف اوسپر معطوف
ہو جائے گا کذا فی السمین فاتبعهم فرعون بجنوده اس حرف با مین
تین وجہہ ہین ایک یہ ہے کہ واسطی حال کے ہے اس بنیاد پر کہ اتبع متعدی
ہے طرف دو مفعول کے اور ان مین کا دوسرا مفعول محذوف ہے تقدیر
یہ ہے فاتبعهم فرعون عقابه دوسری وجہہ یہ ہے کہ حرف با زائد ہے
مفعول ثانی مین تقدیر یہ ہے ولا تتبعهم فرعون جنوده کقوله تعالی
ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة یعنی فرعون نے اپنی لشکرون کو حکم

ف قوله فتح الخ اقول اس کا ایک مطالع یہ بھی ہے کہ ان اسم جنس ہو
فتحتہ مبنی ہو فرعون کا اسمہ
جنوده بدل یا بیان فرعون اور
اوسی فرعون کے لشکر مین سے کچہہ
اسکے ساتھ ہو لئے اور محل مجرور ہونے کا
جنود بیان ہے اسی کا ۱۲

دیا کہ حضرت موسیٰ و بنی اسرائیل کے پیچھے جائین اتبع کے دونو مفعول
صراحۃً بھی کبھی آتے ہین جیسے اس قول مین واتبعناھم ذریاتھم تیسرے
یہ ہے کہ حرف بالتعدیت کے واسطی ہے اس بنا پر کہ اتبع کبھی ایک مفعول
کیطرف متعدی ہوتا ہے یعنی تبع اس وجہ پر بھی ہوسکتا ہے کہ حرف با
واسطی حال کے ہو بلکہ ظاہر تر یہی ہے ابو عمرو نے ایک روایت مین اور
حضرت حسن نے فاتبعہم کو تشدید پڑہا ہے اور حضرت حسن نے سارے
قرآن شریف مین اسی طرح پڑہا ہے مگر ایک جگہہ فاتبعہ شہاب
ثاقب کذا فی السمین اس قرات مین یہ معنی ہین کہ الحقہم بجنودہ وھو معہم
یعنی فرعون حضرت موسے اور اون کی قوم سے جا ملا اپنے لشکر کے ساتھہ
اس حال مین کہ وہ اون کے ہمراہ تہا جسطرح کہتے ہین کہ رکب الامیر بسیفہ
یعنی امیر سوار ہوا اس حال مین کہ اوس کی تلوار ہمراہ اوس کے تہی فغشیھم
من الیم ما غشیھم کا یہ مطلب ہے کہ وہ امر ہولناک اونپر چڑہا اور اونکو
پہونچا جس نے اون کو پکڑ لیا ڈبو دیا جس کا اندازہ نہین ہوسکتا ہے نہ اوس کی کنہہ
تک رسائی ہوسکتی ہے یہ قول اختصار و جوامع الکلم کے باب سے ہے یعنی جسکے
لفظ کم ہون اور معنی بہت تکرار واسطی تعظیم و تہویل کے ہے جسطرح کہ
الحاقۃ ما الحاقۃ مین ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ ڈہانکا اون کو اوس شے
نے جس کا قصہ تو نے سنا ہے ابن انباری نے کہا غشیھم البعض الذی
غشیھم یعنی ڈہانکا اون کو دریا کے ایک جزو نے جس نے اون کو ڈہانکا
اس لئے کہ دریا کے کل پانی نے اون کو نہین ڈہانکا تہا بلکہ جس نے اون
کو ڈہانکا وہ ایک جزو تہا دریا کا پس یہ عبارت اس بات کے بتانی کو ہے کہ
جس پانی نے اون کو ڈبایا وہ پانی کا ایک جزو ہے لیکن اولی قول اول ہی
ہے اسلئے کہ وہ دلالت کرتا ہے تہویل و تعظیم پر اعمش نے فغشاھم
من الیم ما غشاھم پڑہا ہے یعنی ڈہانک لیا اون کو اوس غرق نے جسنے

اون کو ڈبا نک لیا اور چھپا دیا اون کو اوس شئی نے جس کی کنہہ حقیقت کو سوائے
اللہ پاک کے اور کوئی نہین جانتا ہے پس فرعون اور اوس کے لشکر ڈوب گئی اور
حضرت موسیٰ اور اون کی قوم نے نجات پائی فغشاہم کے فاعل مین تین وجہہ ہین
ایک وجہہ تو وہی ہے جو پہلی قرارت مین گزر چکی ہے دوسری وجہہ یہ ہے کہ فاعل
اللہ پاک ہے ای فغشاھم اللہ تیسری وجہہ یہ ہے کہ فاعل فرعون ہے اس لئے
کہ اون کے ہلاک کرنے مین سبب وہی ہے ان دونو وجہون کی بنا پر ما غشاھم
محل نصب مین ہوگا فغشاہم کا دوسرا مفعول ٹھیرے گا واضل فرعون قومہ
یعنی بی راہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو راہ پر ہونے سے اور نجات کا رستہ اون کو
نہ بتایا کیونکہ اوس نے تو یہ بات ٹھیرالی تھی کہ حضرت موسیٰ اور اون کی قوم اوس سے
فوت نہون کی اسلئے کہ وہ اوس کے آگے سوکھے رستے مین جارہے ہین اور اون کے
آگے دریا ہے کسی نے کہا کہ یہ اخبار ہے اوس کے حال سے قبل غرق کے وما ھدی
اس مین تاکید و تقریر ہے اوس کے گمراہ کرنے کی کیونکہ گمراہ کرنے والا جس شخص کو
گمراہ کرتا ہے تو کبھی بعض امور مین اوس کو راہ راست بھی بتا دیتا ہے لیکن فرعون نے
اپنی قوم کو خوب ہی گمراہ کیا کبھی کسی امر مین بھی اون کو راہ نہ بتائی حالانکہ اوس نے
یون کہا تھا وما اھدیکم الا سبیل الرشاد یعنی مین تمکو نہ بتاؤن گا مگر رستہ
ہدایت کا سو اللہ پاک نے اس قول مین اوس کی تکذیب فرمائی کہ ہرگز اوس نے
ہدایت کی راہ نہ بتائی بلکہ ایسے کر توت کئی جنکے طفیل مین سب کے سب ڈوبا بنی

اسرائیل قد انجینا کم من عدوکم وواعدنا کم جانب الطور الایمن
ونزلنا علیکم المن والسلوی ۝ کلوا من طیبات ما رزقنا کم ولا
تطغوا فیہ فیحل علیکم غضبی ۝ ومن یحلل علیہ غضبی فقد ھوی ۝
وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اھتدی ۝

ای اولاد اسرائیل ہم نے تمکو تمہارے دشمن سے اور وعدہ رکھا تم سے داہنے
طرف پہاڑ کے اور اوتارا تم پر من اور سلوی کہا و ستھری چیزین جو روزی دی

سورہ طٰہٰ اور سورہ شعراء مین بھی یہ قصہ مذکور ہوا ہے

ہم نے تمکو اور نہ کرو اسمین زیادتی پھر اُترے تم پر میرا غضہ اور جسپر اُترا میرا غضہ وہ
پٹکا گیا اور میری بڑی بخشش ہے اوسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور کرے بھلا
کام پھر راہ پر رہے ف زیادتی نہ کرو یعنی رکھہ نچوڑ و انتہی ف اللہ پاک
اپنی بڑی بڑی نعمتون منتون کا ذکر فرماتا ہے جو اوس نے بنی اسرائیل پر کین اسلئے
کہ اون کے دشمن فرعون سے اون کو بچا لیا اور اوس سے اون کی آنکھون کو ٹھنڈا
کیا اور وہ طرف اوس کے اور اوس کے قوم کے دیکھہ رہے ہین کہ وہ سب ایک
ہی صبح مین ڈوب گئے ایک بھی اون مین سے نہ بچا کما قال تعالیٰ واغرقنا ال
فرعون وانتم تنظرون بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینی مین تشریف
لائے تو آپ نے یہود کو پایا کہ وہ عاشوری کا روزہ رکھتے تھے سو آپ نے اون
سے اس کا پوچھا تو وہ بولے کہ یہ وہ دن ہے جسمین اللہ نے موسی کو فرعون پر
فتحمند کیا پس فرمایا ہم اولیٰ ہین ساتھہ موسی کے سو تم اوس کا روزہ رکھو یعنی ہم
قریب تر ہین اون سے پھر صحابہ کو روزی کا حکم دیا ورواہ مسلم ایضاً فی صحیحہ پھر بعد
ہلاک فرعون کے اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا واسطے
بنی اسرائیل کے طرف دہنے جانب طور پہاڑ کے یعنی تم وہان آؤ تو ہم تمکو توراۃ
دین یہ طور وہی ہے جسپر اللہ پاک نے حضرت موسی سے باتین کین اور اونھون
نے اوس مین دیدار فائض الانوار کا سوال کیا اور اوسی جگہہ اون کو توریت عطا
فرمائی اسی اثنا مین بنی اسرائیل نے بچھڑا پوج لیا چنانچہ عنقریب اللہ پاک اس کا
قصہ بیان فرمائے گا رہا من وسلوی سو سورۂ بقرہ وغیرہ مین اسپر گفتگو گزر چکی ہے
من تو ایک حلوا اتھا جو آسمان سے اترتا تھا اور سلوی ایک پرند تھا جو اوپر
گر پڑتا تو وہ من وسلوی مین سے بقدر حاجت کل تک کے لیلیا کرتے تھے یہ
ایک لطف تھا طرف سے اللہ پاک کے اور ایک رحمت واحسان تھا اونپر
اسی لیے یون فرمایا ہے کلوا من طیبات ما رزقناکم یعنی اس رزق سے

ف بنی اسرائیل کے اوپر فرعون کے ہلاک ہونے کے اور ان کے

کہاؤ جو مین نے تمکو دیا ولا تطغوا اور زیادتی مت کرو میرے رزق مین کہ تم
اوس کو اوس کے غیر حلال سے لو اور جو مین نے تمکو حکم دیا ہے اوس کے خلاف
کرو فیحل علیکم غضبی یعنی پھر مین تمپر خفا ہونگا ومن یحلل علیہ غضبی
فقد ھوی علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ فقد ھوی کے معنی ہین فقد شقی یعنی جسپر میرا غصہ اوترا
تو مقرر وہ بدبخت ہوا شفی بن ماتع نے کہا ہے کہ جہنم مین ایک محل ہے کہ کافر
اوس کے اعلی سے یعنی بلند جگہ سے پھینکا جاے گا تو چالیس خریف تک جہنم
مین گرتا رہے گا قبل اسکے کہ صلصال کو پہونچے یہ وہی اللہ پاک کا قول ہے
ومن یحلل علیہ غضبی فقد ھوی رواہ ابن ابی حاتم خریف سے مراد
برس ہے صلصال کہتے ہین خشک گارے کو واللہ اعلم شاید اس سے مراد جہنم
کی تہ ہے نعوذ باللہ من جہنم وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا
یعنی ہر وہ شخص جو میری طرف رجوع ہوا تو مین اوسپر رجوع ہوتا ہون یعنی اوس
کی توبہ قبول کرلیتا ہون کسی گناہ سے کیون نہو یہانتک کہ اللہ پاک نے تو اون
لوگون کی توبہ قبول فرمائی جنہون نے بنی اسرائیل مین سے بچھڑا پوج لیا تھا تاب
سے مراد یہ ہے کہ جس کفر یا شرک یا معصیت یا نفاق مین وہ تھا اوس سے رجوع
ہوا آمن کا یہ مطلب ہے کہ اپنے دل سے یقین کیا وعمل صالحا سے یہ غرض
ہے کہ اپنے اعضا سے بھلا کام کیا ثم اھتدی علی بن ابی طلحہ نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ثم لم یشک یعنی پھر اوس نے
شک نہ کیا سعید بن جبیر نے کہا کہ سنت وجماعت پر مستقیم رہا اسی کے مثل مجاہد
وضحاک وغیر واحد سلف سے مروی ہے قتادہ نے کہا کہ لازم پکڑی اسلام
کو یہانتک کہ مرجاے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ثم اھتدی
یعنی اس بات کو جانا کہ اس کے لیے ثواب ہے ثم اس جگہہ واسطی ترتیب
خبر کے ہے خبر پر کقولہ تعالے ثم کان من الذین امنوا وتواصوا بالصبر

وقد اصوایا لمرجعۃ **ف** اللہ پاک نے بعد نجات دینے بنی اسرائیل کے جو
انعام اونپر کیا اوسکا ذکر فرمایا تقدیر یہ ہے کہ ہم نے اون سے بعد نجات دینے
کے یون کہا ای بنی اسرائیل ہم نے تمکو تمہارے دشمن سے چھڑالیا یہ نعمتین جو
یہان یاد دلائین ان کے ترتیب مین غایت درجے کا حسن ہے کیونکہ نعمت انجار
کے یاد دلانے کو مقدم کیا بعد اوس کے نعمت دنیہ کو ذکر کیا پھر نعمت دنیویہ کا
ذکر فرمایا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خطاب اون یہودیون کو ہو جو ہمارے حضور صلے
اللہ علیہ وآلہ سلم کے ہم عصر تھے اس لئے کہ جو نعمت آبا پر ہوتی ہے وہ اون
نعمتون سے شمار کیجاتی ہے جو ابنا پر ہوتے ہین عدد سے مراد اس جگہ فرعون
اور اوس کی لشکر ہین اون سے یون نجات دی کہ بنی اسرائیل کے روبرو فرعون
کو اور اوس کی قوم کو ڈبا دیا نعمت دنیہ یہ ہے **و واعدنا** کہ جانب الطور
الایمن نصب جانب کا اس بنیاد پر ہے کہ مفعول بہ ہے ظرفیت کی بنا پر
نہین ہے اسلئے کہ جانب مکان معین غیر مبہم ہے اور ظروف مکان بنا بر ظرفیت
اوسوقت منصوب ہوتے ہین کہ مبہم ہون کسی نے کہا کہ یہ ایک اصل و قاعدہ ہے
اس مین کسی طرح کا خلاف نہین ہے نحاس نے کہا معنی یہ ہین کہ ہم نے موسے
کو حکم دیا کہ وہ تمکو اپنے ہمراہ نکلنے کا امر کرے تاکہ ہم تمہاری حضوری مین اوس سے
باتین کرین تو تم کلام کو سنو کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے بعد ڈبو دینے
فرعون کے حضرت موسی سے وعدہ کیا کہ جانب طور مین آمین پس وعدہ حضرت
موسے علیہ السلام سے تھا اور بنی اسرائیل کو جو اس کا خطاب کیا گیا سو اس
لئے کہ وعدہ اون کے واسطے تھا اس بنا پر یہ قول مجاز عقلے سے ہے ابو عمرو
و ابو جعفر و یعقوب نے **وَعَدْنَاکُمْ** بغیر الف پڑھا ہے اور ابو عُبَید نے اسی کو
پسند کیا ہے اس لے کہ وعدہ اللہ پاک کی طرف سے خاص حضرت موسی کو
تھا اور مواعدہ نہین ہوتا ہے مگر دو سے یہ بات سورہ بقر مین گزر چکے ہے
الایمن منصوب ہے اس بنا پر کہ صفت ہے جانب کی مراد دہنے جانب سے

شخص کے دہنے جانب ہے کیونکہ پہاڑ کے لئے نہ دہنے جانب ہے نہ بائین
پھر جب یون کہا جاے کہ خذ عن یمین الجبل یعنی تو پہاڑ کے دہنے جانب
لے تو اسکے یہ معنی ہین کہ تیرے دہنے جانب جو پہاڑ سے ہے اوس کو لے کسی
نے الایمن کو زیر سے بہی پڑہا ہے اس بنا پر کہ صفت ہے مضاف الیہ یعنے
طور کی نعمت دینو یہ یہ ہے ونزلنا علیکم المن والسلوی تفسیر من کے ساتھہ
ترنجبین کے اور سلوی کے ساتھہ سمانی کی گزر چکی ہے اور ان کا بیان بغایت
واضح طور پر سابق ہو چکا ہے ابو السعود نے کہا ہے کہ من ایک میٹھی شے سفید
مثل برف کے تہی فجر سے سورج نکلنے تک اوترا کرتی تہی ہر آدمی کے واسطے
ایک صاع ہوتا اور جنوبی ہوا اور سمانی بہیجتے تو ہر آدمی اون مین سے اوسقدر
ذبح کر لیتا جسقدر اوس کو کافی وافی ہوتی یہ اوتارنا من وسلوی کا تیہ مین تہا
کلوا من طیبات ما رزقناکم یعنی ہم نے اون سے کہا تم کہاؤ ستھرے
چیزین جو ہم نے تمکو دین یعنی جس کا تمپر انعام کیا گیا ہے مراد طیبات سے تستلذات
ولذائذ ہین یا حلال چیزین یہ اوس اختلاف کی بنا پر ہے جو اس مین مشہور و
معروف ہے حمزہ و کسائی و اعمش نے انجیناکم و وعدناکم و رزقناکم
بنای متکلم پڑہا ہے اور باقی قاریون نے ان تینون کو نون عظمت پڑہا ہے
حسین نے کہا کہ ونزلنا پر سب متفق ہین اور حمید نے ونجیناکم بتشدید
پڑہا ہے ولا تطغوا فیہ طغیان کہتے ہین تجاوز کو یعنی جائز سے غیر جائز کی طرف
تجاوز مت کرو غیر جائز جیسے بیجا صرف کرنا اترانا مستحق سے روکنا کسی
نے کہا معنی یہ ہین کہ تم اللہ کی نعمت کا انکار مت کرو تو طاغی ہو جاؤ کسی نے
کہا نعمت کا کفران مت کرو اور اوس کے شکر کو مت بہولو کسی نے کہا منعم
کی نافرمانی مت کرو یعنی فراخی و عافیت معصیت پر تمکو آمادہ نہ کرے ان سب
معانی پر طغیان کے حمل کرنے سے کوئی مانع نہین ہے اس لئے کہ ان مین سے
ہر معنی پر یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ طغیان ہے فیحل علیکم غضبی

جواب ہے نہی کا اعمش و یحیی بن وثاب و کسائی نے فیحل کو بضم حای مہملہ اور اسی طرح یحلل کو بضم لام اول پڑہا ہے باقی قرار نے دونو مین بکسر حا پڑہا ہے یہ دونو دو لغت ہین قرار نے کہا ہے کہ مجہکو ضم سے کسر زیادہ تر محبوب ہے اس لئے کہ ضم کی صورت مین حلول بمعنے وقوع سے ماخوذ ہوگا اور کسر کی صورت مین بمعنے وجوب ٹہیرے گا اور تفسیر وجوب کے ساتہہ آئی ہے نہ وقوع کی اس کے مثل ابو عبیدہ وغیرہ نے بہی ذکر کیا ہے پس کسرۂ حا کے بنا پر یہ معنی ہون گے کہ پہر تمپر لازم و واجب ہو جاے گا میرا غصہ اور ضمہ حا کی بنیاد پر یہ معنی ٹہیرین گے کہ پہر تمپر اوترے گا میرا غصہ یہ ماخوذ ہے حلول دین سے حلول دین کہتے ہین وقت ادای قرض کے حاضر ہونے کو ہوی کے معنی ہین ہلاک زجاج نے کہا فقد ہوی یعنی وہ ہاویہ کی طرف چلا گیا ہاویہ دوزخ کے تہ کو کہتے ہین ماخوذ ہے ہوی یہوی ہویا سے یعنی فلان بلندی سے پستی کی طرف گر پڑا اور ہوی فلان کے یہ معنے ہین کہ فلان مر گیا ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وانی لغفار لمن تاب الخ کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ توبہ کی اوس نے شرک سے و آمن فرمایا کہ اللہ کی توحید کی و عمل صالحا فرمایا فرائض کو ادا کیا ثم اہتدی فرمایا کہ شک نہ کیا دوسرا لفظ اون کا یہ ہے کہ جسنے توبہ کی گناہ سے اور ایمان لایا شرک سے اور عمل صالح کیا درمیان اپنے اور درمیان اپنے رب کے ثم اہتدی اس بات کو جانا کہ اوس کے عمل کے لئے ثواب ہے جسپر وہ جزا دیا جاے گا اخرجہ سعید بن منصور و الفریابی عنہ ایک معنی یہ ہین کہ جس نے توبہ کی گناہون سے جن کا بڑے سے بڑا شرک مابعد ہے اور ایمان لایا اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوس کی کتابون پر اور اوس کے رسولون پر اور پہلی دن پر اور عمل صالح کیا اون اعمال سے جن کی شرع نے رغبت دلائی ہے اور اون کو اچہا کہا ہے پہر اسپر مستقیم رہا یہانتک کہ مر گیا زجاج وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ ثم اہتدی یعنی اپنے ایمان مین شک نہ کیا

اسکے اشارہ کیا ہے ۱۲ منہ

کشتی نے کہا کہ علم سیکھا تاکہ اوس سے ہدایت پاے کشتی نے کہا اس بات کو جانا
کہ اس کے لیے ثواب ہے اور اس کے ترک پر عقاب ہے قول اول اپنے
ما بعد کے قولون سے ارجح ہے کلمہ ثم یا تو واسطی تراخی کے ہے باعتبار انتہا
کے اسلیئے کہ یہ ابتداء اول ابتداء سے بعید ہے یا اس واسطی ہے کہ دلالت
کرے مابین امر متبین کے بعد پر یعنی اول ابتداء اور آخر ابتداء کے مرتبون مین
بعد ہے اس لیے کہ کسی کام پر مداومت و ہمیشگی کرنا بزرگتر و برتر ہے اوس کام
کے شروع کرنے سے قالہ الشہاب اسی لیے محلی نے ثم اھتدی کی تفسیر
مین کہا ہے باستمرارہ علی ماذکر الی موتہ کرخی نے اس کی شرح مین یہ کہا کہ یہ
جواب ہے سوال مقدر کا وہ سوال یہ ہے کہ لمن تاب وامن وعمل صالحًا
کے بعد ثم اھتدی کہنے کا کیا فائدہ ہے حالانکہ اہتداء تو اسپر سابق ہے
یعنی اول اوس نے ہدایت پائی جب تو اوس نے شرک وغیرہ سے توبہ کی
موحد بنا نیک کام کئی سو اس سوال کے جواب کا بیان واضح یہ ہے کہ ثم اہتدی
سے مراد استمرار ہے اس طریقی پر کیونکہ جو شخص فی الحال ہدایت پائی ہوی سے
اوس کو یہ کافی نہین ہے نجات سے بہرہ مند ہونے مین یہانتک کہ اسپر مستمر رہے
زمانہ آیندہ مین اور اسی پر مرجاے وما اعجلک عن قومک یموسی ۝ قال
ھم اولاء علی اثری وعجلت الیک رب لترضی ۝ قال فانا قد فتنا
قومک من بعدک واضلھم السامری ۝ فرجع موسی الی قومہ
غضبان اسفا ۚ قال یقوم الم یعدکم ربکم وعدا حسنا ۚ افطال
علیکم العھد ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم فاخلفتم
موعدی ۝ قالوا ما اخلفنا موعدک بملکنا ولکنا حملنا اوزارا
من زینۃ القوم فقذفنھا فکذلک القی السامری ۝ فاخرج
لھم عجلا جسدا لہ خوار فقال ھذا الھکم والہ موسی ۝
فنسی ۝ افلا یرون الا یرجع الیھم قولا ۝ ولا یملک

لھم ضرا ولا نفعا ۵ اور کیون جلدی کی تو نے اپنی قوم
سے ای موسے بولا وہ یہ ہین میرے پیچھے اور مین جلدی آیا تیری طرف ای رب
میرے کہ تو راضی ہو فرمایا ہم نے تو پچلا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا اون کو
سامری نے پھر اولٹا پھرا موسی اپنی قوم کے پاس غصے بھرا پچتاتا ہوا کہا ای قوم
تمکو وعدہ نہ دیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ کیا لمبی ہوگئی تمپر مدت یا چاہا تم
نے کہ نازل ہو تمپر غضب تمہارے رب کا اس سے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ
تو سے ہم نے خلاف نہین کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے ولیکن اوٹھائے ہم نے
بوجھ اس قوم کے گہنے سے سو ہم نے پھینکدیے پھر یہ نقشہ ڈالا سامری نے پھر
بنا نکالا اون کے واسطے ایک بچھڑا ایک دھڑ جس مین چلانا گاے کا پھر کہنے لگے
یہ صاحب ہے تمہارا اور صاحب موسی کا سو وہ بھول گیا بھلا یہ نہین دیکھتے
کہ وہ جواب نہین دیتا اون کو کسی بات کا اور اختیار نہین رکھتا اون کے برے
کا نہ بھلے کا ف وعدہ توریت دینے کا حضرت موسی قوم سے تیس دن کا
کر گئے تھے پہاڑ پر وہان چالیس دن لگے پیچھے بچھڑا بنا کر پوجنے لگے ف
فرعون والون سے رعایت مانگ کر لیا تھا گہنا کہ وہ یقین جانین کہ اون کو
شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہین شہر سے اس بغیر فرعون نکلنے نہ دیتا
ف موسی بھولا کہ اور جگہہ گیا انتے ف جسوقت حضرت موسی علیہ
السلام بعد ہلاک فرعون کے بنی اسرئیل کو لیکر چلے اور ایک قوم پر پہونچے
کہ وہ اپنے بتون کے پوجنے مین لگ رہے تھے تو بنی اسرایل نے کہا یا
موسی اجعل لنا الھا کما لھم الھۃ قال انکم قوم تجھلون ان ھولاء متبر ما ھم فیہ
وباطل ما کانوا یعملون اور حضرت موسے سے اون کے رب نے تیس رات
کا وعدہ ٹھیرایا تھا پھر اوس کے بعد دس رات کا اور وعدہ کیا تو چالیس راتین
پوری گئین یعنے وہ اس مدت مین رات دن روزہ رکھتے تھے حدیث الفتون
مین اس کا بیان گزر چکا ہے پھر حضرت موسی علیہ السلام مبادرت کرکے جلد

اور نظر سے جو کہ ہر ایک بچھڑے مین ہوتی ہے

طور کی طرف چلے گئے اور بنی اسرائیل پر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو خلیفہ
کر گئے اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا وما اعجلک عن قومک یا موسیٰ
قال ھم اولاء علی اثری یعنی وہ آنے والے ہین طور کے قریب اور ترین
گے وعجلت الیک رب لترضیٰ یعنی اے رب مین تیری طرف جلد گیا
تاکہ تو مجھسے زیادہ راضی ہو قال فانا قد فتنا قومک من بعدک واضلھم
السامری اللہ پاک نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو اوس حادثہ کی خبر دی
جو اون کے بعد بنی اسرائیل مین واقع ہوگیا اور اونہون نے بچھڑا پوج لیا جس کو
سامری نے اون کے واسطے بنا دیا تھا اسرائیلی کتابون مین ہے کہ سامری کا نام ہے
ہارون تھا اللہ پاک نے اس مدت مین حضرت موسیٰ کے واسطے تختیان لکھین جو
تورات کو متضمن تھین کما قال تعالیٰ وکتبنا لہ فی الالواح من کل شئ موعظۃ وتفصیلا
لکل شئ فخذھا بقوۃ وامر قومک یاخذوا باحسنھا ساریکم دار الفاسقین یعنی جو لوگ
میری طاعت سے نکلنے والے میرے حکم کی مخالفت کرنے والے ہین مین
تمکو اونکا انجام دکھاؤن گا فرجع موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا یعنی پھر
لوٹے حضرت موسیٰ اپنی قوم کے پاس اونپر بغایت غیظ وغضب کرتے ہوئے
کیونکہ وہ تو قوم کے کام کے اہتمام مین اور توریت کی سپردگی مین جسمین اون کی
شریعت اور اون کا شرف اور وہ ایسی قوم کہ اونہون نے غیر اللہ کو پوج لیا
ہر عاقل جسکو ذرا سی عقل ودور اندیشی ہے وہ جانتا ہے کہ جس حالت پر وہ ہین
وہ باطل ہے اور اون کی عقل وذہن کی سبکی ہے اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا
کہ موسیٰ اپنی قوم کی طرف خفا ہوتے پچھتاتے لوٹ آئے اسف کہتے ہین شدت
غضب کو مجاہد نے کہا اسفا کے معنی جزعا یعنی گھبراتے ہوئے قتادہ وسدی
نے کہا حزینا علی ما صنع قومہ من بعدہ یعنی اون کی قوم نے بعد اون کے جو کام
کیا اوسپر رنجیدہ ہوتے ہوئے لوٹے قال یا قوم الم یعدکم ربکم وعدا حسنا
یعنی کیا تمہارے رب نے میری زبان پر ہر خیر کا دنیا وآخرت مین اور حسن عاقبت

اور بیان کیا ہے اللہ نے اوپر اس کے جو ہوا قوم موسیٰ کا بعد
جانے موسیٰ کے طور پر اور کہا ہے اللہ نے کہ ہم نے فتنہ مین ڈالا قوم تیری
بعد تیرے اور گمراہ کیا ان کو سامری نے اور کہا ہے اللہ نے کہ
ہم نے لکھدی تختیون مین توریت سب چیز کی نصیحت اور
بیان ہر چیز کا اور حکم کیا ہے اللہ نے موسیٰ کو کہ
لے توریت کو زور سے اور حکم کر اپنی قوم کو
کہ لے لین اچھی اچھی باتین اس کی اور
دکھاؤن گا مین تمکو گھر فاسقون کا

کا تم سے وعدہ نہین کیا جیسا کہ تم مشاہدہ کر چکے کہ اوس نے تمکو تمہارے دشمن پر
منصور و مظفر کیا اور اوسپر تمکو غالب کر دیا اس کے سوا اور اللہ پاک کی تمہارے
پاس نعمتین ہین افطال علیکم العھد یعنی اللہ پاک نے جو وعدہ تم سے کیا اوس
کے انتظار مین اور جو نعمتین سابق ہو چکین اون کے بھولنے مین کیا مدت تمپر لگنے
ہو گئی حالانکہ ابھی عہد جدید سے امارد تمان یحل علیکم غضب من ربکم ام
اس جگہہ بمعنی بل ہے اور بل واسطی اضراب و اعراض کے ہے کلام اول سے
اور واسطے رجوع کرنے کے ہے طرف کلام ثانی کے گویا یون کہتے ہین بلکہ
تم نے اپنے اس کام سے اس بات کا ارادہ کیا کہ تمپر تمہارے رب کا غصہ اوترے
فاخلفتم موعدی اس سے تم نے میرے وعدے کا خلاف کیا قالوا ما
اخلفنا موعدك بملكنا یعنی حضرت موسی علیہ السلام نے جس بات کی بنی
اسرائیل کو خبر دی اور اون کو ڈانٹا دھمکایا تو اونھون نے اوس کے جواب مین
یہ کہا کہ ہم نے اپنی قدرت و اختیار سے تمہارے وعدے کا خلاف نہین کیا پھر
عذر بار دگر کرنے لگے مصر سے جسوقت نکلے تو قبطیون سے زیور عاریت لیا تھا وہ
زیور اون کے پاس تھا اوس زیور سے اپنی تورع و احتیاط کی خبر حضرت موسی کو
دینے لگے فقذفناھا یعنی پھر ہم نے اوس زیور کو پھینکدیا اپنے پاس سے حدیث
الفتون مین گزر چکا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام ہی نے اون کو ایک گڑہے
مین زیور ڈالنے کا حکم دیا تھا جس مین آگ تھی سدی کی روایت مین عن ابی مالک
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون ہے انما اراد ھارون ان یجتمع الحلی
کلہ فی تلك الحفیرۃ ویجعل مجری واحدا یعنی حضرت ہارون علیہ السلام نے صرف
یہ چاہا تھا کہ سارا زیور اوس گڑہے مین مجتمع رہے یہانتک کہ جسوقت موسی علیہ
السلام لوٹکر آئین گے تو جو کچھہ وہ چاہین گے اوس مین حکم دین گے پھر وہی سامری
آیا تو اوس نے اوس زیور پر وہ مٹھی ڈالدی جو اوس نے اثر رسول سے لیلی
تھی اور حضرت ہارون سے اس بات کا سوال کیا کہ وہ اللہ سے دعا کرین کہ اوسکی

ایک دعا قبول کرے سو حضرت ہارون نے اوس کے واسطے دعا کی اور
وہ نہین جانتے تھے کہ وہ کیا چاہتا ہے پس اوس کے لئے دعا قبول ہوگئی سامری
نے اسوقت یون کہا مین اللہ سے سوال کرتا ہون کہ وہ بچھڑا ہوجاے سو وہ
بچھڑا ہوگیا جسکے لئے آواز گائی کی تہی یہ بات واسطے استدراج وامہال ومحنت
واختبار وامتحان کی ہوئی اور اسی لئے یون کہا فکذلک القی السامری فاخرج
لھم عجلا جسدا لہ خوار ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام سامری پر سے گزری اور وہ بچھڑے
کو گڑہ رہا تہا تو حضرت ہارون نے اوس سے کہا تو کیا بناتا ہے وہ بولا مین وہ شی بناتا ہون
جو ضرر اور نفع نہ دے تو حضرت ہارون نے فرمایا اللھم اعطہ ما سال
علی ما فی نفسہ اور چلدیے سامری نے کہا الہی مین تجھسے سوال کرتا ہون کہ وہ گاے
کی آواز کرے سو اوس نے گاے کی آواز کی پہر جسوقت وہ آواز کرتا تو اوس کے
واسطے سجدہ کرتے اور جسوقت آواز کرتا تو اپنے سر اوٹھا لیتے پہر ابن ابی حاتم نے
اس اثر کو بوجہ دیگر حماد سے روایت کیا ہے اس مین یون ہے کہ سامری نے
کہا مین وہ شی بناتا ہون جو نفع دے اور ضرر نہ دی سدی نے کہا وہ بچھڑا آواز کرتا
اور چلاتا تہا فقالوا یعنی بنی اسرائیل مین سے جو لوگ گمراہ ہوگئے تھے بسبب
بچھڑے کے فتنے مین پڑ گئے تھے اونہون نے کہا ھذا الھکم والہ موسی
یعنی یہ تمہارا معبود ہے اور موسی کا معبود ہے وہ اس کو اس جگہہ بہول گیا ہے
اور اوس کو ڈہونڈتا پہرتا ہے حدیث فتون مین حضرت ابن عباس سے اسی طرح
گزر چکا ہے اور اسی کے مجاہد بہی قائل ہین سماک نے عن عکرمہ عن ابن عباس
فنسی کے یہ معنی روایت کئی ہین کہ موسی علیہ السلام اس بات کو بہول گئے
کہ تم سے ذکر کرین کہ یہ تمہارا معبود ہے سعید بن جبیر کا لفظ حضرت ابن عباس سے
یہ ہے کہ پہر وہ بچھڑے پر لگ بیٹھے اور اوس کو ایسا دوست رکہا کہ کبہی کسی
شے کو مثل اوس کے دوست نہین رکہا تہا اللہ تعالے فرماتا ہے فنسی یعنی

سامری نے اسلام کو ترک کیا جسپر وہ تہا قالہ محمد بن اسحق عن حکیم بن جبیر عن سعید بن جبیر
اللہ پاک نے اونپر رد کرنے کو اون کے ڈانٹنے دہمکانے جہڑکنے گہڑکنے کو اور جس
طرف وہ گئے ہین اوس مین اون کی فضیحت و رسوائی و سبکی عقل بیان کرنے کو یہ ارشاد
فرمایا افلا یرون ان لا یرجع الیھم قولا یعنی کیا پہر وہ نہین دیکہتے ہین کہ جسوقت
بچہڑے سے سوال و خطاب کرتے ہین تو وہ اون کو کچہہ جواب نہین دیتا ہے ولا
یملک لھم ضرا ولا نفعا نہ دنیا مین اون کے بڑی بہلے کا اختیار رکہتا ہے نہ آخرت مین
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے لاواللہ نہین تہی اوس کی آواز مگر یہی
کہ ہوا اوس کے دبر مین گہستی پہر اوس کے مونہہ سے نکل جاتی تہی تو اوس کی آواز
سنائی دیتی متون حدیث مین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے گزر چکا ہے کہ
اس بچہڑے کا نام بہموت تہا ان جاہلون نے جس بات کے ساتہہ عذر کیا حاصل
اوس کا یہی ہے کہ قبطیون کے زیور سے اونہون نے تورع و پرہیز کیا سو اوس کو
اپنے پاس سے پہینکدیا اور بچہڑے کو رچ لیا پس حقیر شی سے تو پرہیز کیا اور بڑا
کام کر بیٹہے **حکایت** جیسا کہ حدیث صحیح مین حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ اہل عراق سے کہ ایک آدمی نے اون سے مچہڑ کے خون کا پوچہا جبکہ
وہ کپڑے سے لگ جاے یعنی کیا اوس مین نماز پڑہی یا نہین تو حضرت ابن عمر
رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اہل عراق کو تو دیکہو کہ اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ سلم کے نواسی کو یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا اور
وہ مچہڑ کے خون کا مسئلہ پوچہتے ہین کذا فی ابن کثیر **ف** یہ حکایت ہے اوس ماجرے
کی جو درمیان اللہ پاک کے اور حضرت موسی علیہ السلام کے واقع ہوا جبکہ وہ بمقرر
وقت پر پہونچے مفسرین نے کہا ہے وعدہ یہ تہا کہ حضرت موسے اور ایک جماعت
اون کے قوم کے سردارون اشرافون کی آئی سو حضرت موسی اون کو لیکر چلے
پہر شوق رب کے مارے اون کے درمیان سے جلد چلے گئے اسپر اللہ پاک نے
اون سے پوچہا کہ کون شی تجہکو جلدی پر باعث ہوئی یہانتک کہ تو نے اپنی قوم کو

چھوڑا اور اون کے درمیان سے نکل آیا قرطبی نے کہا ہے بعض نے کہا کہ مراد قوم سے
سارے بنی اسرائیل ہین اس قول کی بنیاد پر یون کہا گیا ہے کہ حضرت موسی نے
حضرت ہارون کو بنی اسرائیل پر خلیفہ کیا اور خود اون مین سے ستر آدمی لیکر
میقات کے واسطے نکلے پس ھم اولاء علی اثری سے مراد نہین ہے کہ وہ اون
کے پیچھے چلے آتی ہین اور اون سے آملین گے بلکہ مراد اون کی یہ ہے کہ وہ مجھ سے
قریب ہین میرے لوٹنے کا اپنی طرف انتظار کر رہے ہین کسی نے کہا نہین بلکہ
حضرت موسی نے حضرت ہارون کو اس بات کا حکم دیا کہ مع بنی اسرائیل کے اون
کے پیچھے آئین اور اون سے آملین ایک گروہ نے کہا کہ مراد قوم سے وہی ستر آدمی
ہین جنکو پسند کیا تھا اور جسوقت طور کے قریب پہونچے تو اللہ پاک کے کلام سننے
کی شوق مین اون سے آگے بڑھ گئے پس حضرت موسی نے اللہ پاک کے سوال کا
یہ جواب دیا کہ ھم اولاء علی اثری یعنی وہ مجھ سے قریب ہین میرے نقش قدم کے
تابع ہین بعد میرے پہونچنے والے ہین میرے اور اون کے درمیان مین صرف
ذرا سی مسافت ہے عیسے بن عمر نے کہا کہ بنی تمیم اولی کو بقصر کہتے ہین اور اہل حجاز
اولا، بمد بولتے ہین قالہ ابو حاتم ابن ابی اسحق ونصر و درش نے یعقوب سے اثری
کو بکسر ہمزہ وسکون ثای مثلثہ اور باقی قراء نے بفتح ہر دو پڑہا ہے یہ دونو دو لغت ہین
ہم مبتدا ہے اور اولا، خبر اور علی اثری مین دو احتمال ہین یا تو خبر ثانی ہے یا حال
ہے مکی نے اس کا متعلق مقدر نکالا ہے یعنی یاتون علی اثری سو اس مقدر مین
وہی دونو احتمال درست ہو سکتے ہین ابو البقاء نے کہا کہ ما استفہامیہ مبتدا اعجلک
خبر ہم مبتدا اولا، بمعنی الذین ہے علی اثری اوس کا صلہ ہے پھر حضرت موسے
علیہ السلام نے اوس بات کا سبب تصریحاً عرض کیا جس کا اللہ پاک نے اون سے
سوال کیا تھا وعجلت الیک رب لترضی یعنی مین نے جلدی کی طرف
اوس جگہہ کے جس کی طرف جانے کا تو نے مجھے حکم دیا تھا تاکہ تو مجھ سے راضی
ہو جاے اسوجہ سے کہ مین نے تیرے حکم کی امتثال کی طرف سرعت کی یا تاکہ

تو بسبب اس کے مجھسے زیادہ راضی ہو اس قول مین دلیل ہے جواز اجتہاد پر
عجلت کہتے ہین شتابی کرنے کو جسطرح بطء کہتے ہین دیر کرنے کو محاورہ مین
بولتے ہین رَجُلٌ عَجِلٌ وعَجُوْل وعَجْلان بَیِّنُ العجلة یعنی جو شخص بڑا جلد باز شتابی کرنے
والا ہوتا ہے اوس کی صفت مین یہ تینون لفظ بولتے ہین اب رہی یہ بات کہ اللہ پاک
ہر شے کو خوب جانتا ہے اوس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اوسے کیا ضرورت کہ کسی
بات کا سوال کرے سو اس کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک کی طرف سے سوال واقع ہوتا
ہے وہ سوال کرتا ہے پوچھتا ہے لیکن یہ پوچھنا کچھ معرفت حاصل کرنے کو نہین ہوتا
بلکہ اس لیے ہوتا ہے کہ اپنے غیر کو معلوم کرائے یا اوس کو ڈانٹے دھمکائے یا اوس
کو تنبیہ کرے اگاہی بخشے جسطرح کہ راغب نے اس کی تصریح کی ہے ظاہر اس کا یہ
ہے کہ یہ مجاز نہین ہے جیسے شاگرد کہتا ہے کہ اوستاذ نے مجھسے فلان بات کا سوال
کیا تاکہ میری فہم معلوم کرے اور مثل اس کے یہان ایک اور امر رہا وہ یہ ہے
کہ اللہ پاک نے اون سے عجلت کا سبب پوچھا تو جو جواب کہ اس سوال پر منطبق
ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام یون کہتے کہ تیری زیادت رضا کی
طلب تیرے کلام سنے کا شوق تیرے وعدے کا پورا کرنا یعنی یہ امر عجلت کے سبب
ہین رہا اون کا جواب کہ ھما اولاء علی اثری سو اس سوال پر منطبق نہین ہوتا ہے
اس کا یون جواب دیا ہے کہ رب العزت نے اون سے جو سوال کیا وہ دو شے
کو متضمن ہے ایک تو فی نفسہ عجلت کا انکار دوسرے سبب عجلت کا سوال جو کہ
عجلت پر باعث ہوا سو ان دونون امر سے جو امر اہم و زیادہ تر مقصود حضرت
موسی علیہ السلام کو تھا وہ یہی ہے کہ نفس عجلت کے بارے مین جس کا اونپر انکار کیا
گیا عذر بیان کرین علت کی تمہید ذکر کرین اسپر اونہون نے یہ علت بیان کی
کہ اون سے کوئی شے وجود مین نہین آئی مگر ذرا سا آگے بڑہ آنا کہ اس جیسے آگے
بڑہ آنے کا کچھ اعتبار نہین ہوتا ہے نہ اوس کی کچھ پروا کیجاتی ہے میرے درمیان
مین اور اون لوگون کے درمیان مین جنسے مین آگے بڑہ آیا ہون صرف مسافت

قریب ہے کہ اس جیسے مسافت مین ایلچی لوگ ایک دوسری پر مقدم ہو جایا کرتے
ہین پھر اس کے بعد سبب عجلت کی سوال کا یہ جواب دیا کہ وعجلت الیک رب لترضی
یہ زمخشری کی تقریر کا حاصل ہے جو ہمین نے ذکر کیا ہے ایک صحابی سے مروی ہے
کہ حضرت موسیٰ اپنے رب کی طرف جلدی گئے تو سایۂ عرش مین ایک شخص کو دیکھا انکو
اوس سے تعجب ہوا تو عرض کیا یارب یہ کون شخص ہے فرمایا مین تجھے نہ بتاؤن گا کہ وہ
کون ہے لیکن تجھے تین خصلتین بتائے دیتا ہون جو اوس مین ہین حسد نہ کرتا تھا لوگون
کا اوس شے پر جو اللہ نے اون کو دی اپنے فضل سے اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی
نہین کرتا تھا اور نہ چغلخوری کرتا پھرتا تھا اخرجہ سعید بن منصور وابن ابی شیبۃ
والبیھقی فی الشعب من طریق عمرو بن میمون عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال فانا قد فتنا قومک من بعدک یہ جملہ مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا
یون کہا گیا کہ پھر اللہ پاک نے کیا کہا سو یہ اوس کا جواب ہے کہ اللہ پاک نے یہ فرمایا
کہ ہم نے تو تیری قوم کا ابتلا و اختیار و امتحان کیا اون کو فتنہ و محنت مین ڈال دیا
ابن انباری نے کہا کہ ہم نے اون کو مفتون شقے کر دیا بسبب پوجنے بچھڑے کے
بعد اس کے کہ تو اون کے درمیان سے چلا آیا یہ وہی لوگ ہین جن کو حضرت موسے
علیہ السلام ہمراہ ہارون علیہ السلام کے چھوڑ آئے تھے یہ لوگ چھ لاکھ آدمی تھے سوا
بارہ ہزار کے سب فتنے مین پڑ گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اون کے پاس سے
نکلے ہوئے بیس دن ہوئے جب یہ فتنہ واقع ہوا اللہ پاک نے جو اس فتنے کی
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی سو اس مین اختلاف ہے کہ کس وقت خبر دی
مفسرین کے اس مین دو قول ہین ایک قول یہ ہے کہ یہ خبر دینا اوسوقت تھا کہ
جسوقت اللہ پاک نے اون سے یہ سوال کیا وما اعجلک عن قومک آخر پس یہ
سوال اون کے اول حضور میقات مین تھا اور اوسوقت اون کے قوم کو وقوع
فتنے کا نہین ہوا تھا تو اس قول کی بنیاد پر اس خبر دینے مین مجاز ہو گا کہ مستقبل پر
ماضی کا اطلاق کیا جسطرح کہ اتی امر اللہ مین ہے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ خبر

دینا بعد پورے ہونے چالیس دن کے تہا یا اس چالیس دن کے عشرۂ اخیر مین شہاب
نے کہا کہ جمہور اس قول پر ہین پس اس قول کے بنا پر یہ خبر دینا حقیقی ہوگا اس مین
کسی طرح کا مجاز نہوگا واضلھم السامری کا یہ مطلب ہے کہ اوس نے بنی اسرائیل
کو گمراہی کی طرف بلایا یہ شخص اوس قوم سے تہا جو گاؤ کو پوجتے تھے پہر بظاہر بنے
اسرائیل کے دین مین داخل ہوگیا اور اوس کے جی مین وہی گاؤ کا پوجنا تہا حضرت
موسی علیہ السلام کا پڑوسی تہا اونپر ایمان لایا تہا اور منافق تہا ایک قبیلہ ہے سامرہ
بنی اسرائیل کا سامری طرف اوس کے منسوب ہے کسی نے کہا قبط سے تہا کسی
نے کہا ایک علج تہا علوج کرمان سے اوس کو مصر کی طرف لے آئے تھے خازن نے
کہا کہ اوس کا نام موسی بن ظفر تہا حفناوی نے کہا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام
نے اوس کو پرورش کیا تہا وجہ اس کی یہ ہے کہ جسوقت فرعون نے بنی اسرائیل
کے لڑکون کو قتل کرنا شروع کیا تو بنی اسرائیل مین کی عورت اپنے بچے کو لیتی اور
اوس کو کسی گڑہی مین یا کسی پہاڑ کی غار مین یا کسی اور جگہہ ڈالدیا کرتے تھے فرشتے
اون بچون کی خبر گیران رہتے اون کی پرورش کیا کرتے تھے یہانتک کہ وہ بڑے
ہو جاتے پہر لوگون کے درمیان مین داخل ہو جاتے تھے یہ موسی سامری اون
بچون مین سے تہا جن کی خبر گیری حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمائی تہی پس
وہ اپنی تین انگلیون سے اوس کو غذا دیتے تھے سو اوس کے واسطی اون کی ایک
انگلی سے دودہ نکلتا دوسری سے گہی تیسری سے شہد غرضکہ اس سامری نے اون
لوگون سے کہا جو بنی اسرائیل مین سے اس کے ہمراہ تھے کہ حضرت موسی جو اوس
میعاد سے پیچہے رہ گئے جو تمہارے اور اون کے درمیان مین مقرر ہوئی تہی سو اسی
لئے کہ تمہارے ہمراہ زیور چلا آیا ہے حالانکہ وہ تمپر حرام ہے اور اون لوگون کو
حکم دیا کہ اوس زیور کو آگ مین ڈال دین پہر بچہڑے کا قصہ ہوا جو ہوا جب اللہ پاک
نے اون کو اس فتنے کی خبر دی تو وہ خفا ہوتے پچتاتے اپنی قوم کی طرف لوٹ
آئے کہتے ہین کہ حضرت موسے علیہ السلام کا قوم کی طرف لوٹکر آنا بعد اس کے تہا کہ

چالیس دن پورے کر چکے ذی قعدہ کا پورا مہینا اور دس دن ذی حجہ کے اور توریت
لیلے تہی ابو السعود نے کہا ہے مروی ہے کہ جسوقت حضرت موسی علیہ السلام لوٹکر
آئے تو چیخنا چلانا سنا اور وہ لوگ بچھڑے کے گرد اگرد ناچ رہے تہے تو اون ستر آدمیون
سے کہا جو اون کے ہمراہ تہے کہ یہ آواز فتنے کی ہے تفسیر قرطبی مین ذکر کیا ہے کہ امام
ابو بکر طرطوشی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا ہمارے سید فقیہ کیا فرماتے ہین حق مین
اوس گروہ کے جو جمع ہوتی ہین اور اللہ تعالی کا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کا
بہت سا ذکر کرتے ہین پہر طبل یعنی ڈہول پر چوب مارتے ہین اور اون مین کے بعض
لوگ ناچتے ہین اور وجد کرتے ہین یہانتک کہ غش کہا کر گر پڑتے ہین اور کوئی شئے
حاضر کرتے ہین اوس کو کہاتے ہین پس آیا اون کے ساتہہ حاضر ہونا جائز ہے یا نہین
آپ ہم کو فتوی دو اللہ آپ پر رحم کرے اونہون نے اس مسئلے کا یہ جواب دیا کہ اللہ
تجہپر رحم کرے مذہب صوفیہ کا لبطالت و جہالت و ضلالت ہی نہین ہے اسلام مگر
اللہ کی کتاب اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی سنت رہانا چنا اور وجد
کرنا سو اول جس نے اوس کو نکالا وہ سامری کے اصحاب ہین جبکہ اوس نے اون کے
واسطے بنایا ایک بچھڑا ایک دہڑ جس مین چلانا گاے کا تو وہ کہڑے ہوئے اور اوس کے
گرد اگرد ناچنے وجد کرنے لگے سو یہ دین ہے کفار کا اور بچھڑا پوجنے والون کا رہا طبل
سو پہلے پہل جسنے اوس کو بنایا وہ زندیق لوگ ہین تاکہ بسبب اس کے مسلمانون کو
اللہ تعالے کی کتاب سے مشغول کرین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی مجلس مبارک جو
اپنے اصحاب کے ساتہہ تہے سو وہ ایسے تہے گویا بسبب وقار کے اون کے
سرون پر پرندی ہین پس بادشاہ کو اور اوس کے نائبون کو چاہیے کہ مساجد
وغیرہ مین حاضر ہونے سے اون کو منع کرین کسی شخص کو جو اللہ پر اور پچہلے دن پر
ایمان لاتا ہے حلال نہین ہے کہ وہ اون کے ہمراہ حاضر ہو یا اون کے باطل پر اون
کی اعانت کرے یہ مذہب ہے حضرت امام مالک اور حضرت امام ابو حنیفہ اور
حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا اور ان کے

سوا اور ائمہ مسلمین کا تمام ہوئے عبارت قرطبی کی کاتب حروف عفا اللہ عنہ
عرض کرتا ہے کہ امام طرطوشی نے جو بی دہرک کہدیا کہ مذہب صوفیہ کا بطالت
وجہالت وضلالت ہے ٹھیک نہین ہے کیونکہ اون کا مذہب تو مشید بکتاب و
سنت ہے چنانچہ سید الطائفہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے اس کی تصریح فرمائی
ہے پھر کیونکر بطالت وجہالت وضلالت ہونے لگا رہا وجد وسماع سو خود مابین
صوفیۂ کرام مختلف فیہ ہے ایک جم غفیر اولیاء وعلماء باللہ اس کا قائل ہے منجملہ
علماء نامدار وفضلای باوقار ایک بڑے عالم جید شیخ عزالدین بن عبدالسلام رضی
اللہ عنہ ہین کہ اجتہاد کے درجے کو پہونچے تھے اتحاف مین بذیل ان کے ترجمہ کے
لکھا ہے کہ سماع مین حاضر ہوتے اور وجد فرماتے ان کے حق مین ابن حاجب
نے کہا کہ افقہ من الغزالی رح حافظ ابن کثیر صاحب تفسیر نے اپنی تاریخ مین کہا ہے کہ
آخر عمر مین تعبد بمذہب نہین کرتے تھے بلکہ نطاق اون کا وسیع ہوگیا تھا فتوی اپنی اجتہاد
سے دیتے تھے حضرت امام یافعی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلی کی خوب تنقیح فرمائی ہی
یہ جگہہ بسط کی نہین ہے دلیل الطالب مین جناب توفیق رحمہ اللہ تعالی نے کئی ورق
تک اسپر بحث کی ہے طالب صادق طرف اوس کے مراجعت کر سکتا ہے غرضکہ
جسوقت حضرت موسی علیہ السلام خفا ہوتے ہوئے لوٹکر تشریف لائے تو فرمایا یاقوم
الم یعدکم ربکم وعدا حسنا استفہام واسطی انکار توبیخی کی ہے وعدہ حسن یہی ہے
کہ اون سے جنت کا وعدہ کیا جبکہ اوس کی طاعت پر قائم رہین کسی نے کہا اون
سے یہ وعدہ کیا تھا کہ حضرت موسی کی زبان پر توریت مین اپنا کلام اون کو سنائے
گا تاکہ جو کچھہ اوس مین ہے اوسپر عمل کرین تو ثواب عمل کے مستحق ہون توریت
مین ہزار سورتین تھین ہر سورت مین ہزار آیتین اوس کی کتابون کو شتر اونٹ اوٹھاتے
تھے اس سے خوتبر کوئی وعدہ نہین ہے قالہ السنعی کسی نے کہا کہ اون سے
نصر وظفر کا وعدہ کیا تھا کسی نے کہا وہ وعدہ یہ قول ہے اللہ پاک کا وانی لغفار
لمن تاب الایہ الم یعدکم کا اول مفعول کم ہے اور دوسرا مقدر ہے یعنی اتہ

یعطیکم التوراۃ اور وعد الحسنا مصدر مؤکد ہے ابو البقاء نے کہا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
مفعول بہ ہو بمعنی موعود افطال علیکم العھد حرف فا واسطی عطف کے ہے
مقدر ہے ای اوعدکم ذلک فطال علیکم الزمان فنسیتم یعنی کیا تم سے اس کا
وعدہ کیا پھر دراز ہو گیا میری مفارقت کا زمانہ تمپر تو تم بھول گئے ام اردتم ان
یحل علیکم غضب من ربکم سے مراد عقوبت و نقمت ہے یحل کے معنی
ہین یلزم یا ینزل یعنی یا تم نے اس بات کا ارادہ کیا کہ ایک ایسا فعل کرو اپنے ارادہ
و اختیار سے جو سبب ہو اللہ پاک کے غضہ اوترنے کا تمپر فاخلفتم موعدی
اسپر تم نے میرے وعدی کا خلاف کیا یہ ترتیب ہے تردید کی دونو شقون مین سے
ہر ایک شق پر بطور بدل کے اور موعد مصدر مضاف ہے طرف مفعول کے یعنی
تم نے جو مجھسے وعدہ کیا تہا اوس کے خلاف کیا کیونکہ اونہون نے حضرت موسے
علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا تہا کہ اللہ عزوجل کی طاعت پر قائم رہین گے یہانتک
کہ طور سے طرف اون کے لوٹ آئین کسی نے کہا یہ وعدہ کیا تہا کہ اون کے پیچھے
طرف میقات کے آئین گے سو اونہون نے توقف کیا اور اون کے بعد آنے کو چھوڑ
دیا پھر یہ جواب دیا ما اخلفنا موعدک بملکنا یعنی ہم نے تم سے جو وعدہ کیا
تہا اپنے اختیار سے اوس کا خلاف نہین کیا بملکنا فتح میم سے قرارت ہے نافع
و ابو جعفر و عاصم و عیسی بن عمر کی اور ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر نے بکسر میم پڑہا
ہے ابو عبید و ابو حاتم نے اسی قرارت کو اختیار کیا ہے اس لئے کہ لغت عالیہ
فصیحہ پر ہے ملک مصدر ہے ملکت الشئ املکہ ملکا کا یہ مصدر مضاف ہے
طرف فاعل کے اور مفعول محذوف ہے ای بملکنا امورنا او بملکنا
الصواب یعنی ہم نے جو تم سے وعدہ کیا تہا اوس کا خلاف نہین کیا ہمارے
مالک ہونے سے اپنے کامون کو یا صواب کو کہ ہم اپنے امور کے مالک ہون یا
صواب کے مالک ہون پھر خلاف کرین بلکہ ہم اپنے نفوس کے مالک نہ تہے ہم نے
خطا کیا ہم خطا کی طرف مضطر تہے سامری نے جو کچھہ کیا اوسے ہم کو اچھا کر دکھلایا

اور ہماری عقلون پر غالب ہوگیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ای بامرنا
قتادہ نے کہا بطاقتنا سدی سے بھی مثل اس کے مروی ہے کسی نے کہا باختیارنا اس کے
وجہ یہ ہے کہ آدمی جسوقت فتنے مین پڑ جاتا ہے تو اپنی جی کا مالک نہین رہتا ہے
یعنی اوس کا جی اوس کے اختیار مین نہین ہوتا بلکہ بے اختیار ہو جاتا ہے حمزہ و کسائی
نے بضم میم پڑہا ہے اس کے معنی ہین بسلطاننا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اسی کے
قائل ہین یعنی ہمارے لئے ملک و سلطان و غلبہ نہ تہا کہ تمہاری وعدے کا خلاف
کرین کسی نے کہا کہ فتح و ضم و کسر بلکنا مین سب کے سب لغات ہین ملکت الشئ
کے مصدر مین حفناوی نے کہا یہ سب قراآت سبعیہ ہین اور مصدر ہین ملک بتخفیف کے
سب کے معنی ایک ہین یا متقارب ہین یعنی قریب یکدیگر ولکنا حملنا اوزارا من
زینۃ القوم نافع و ابن کثیر و ابن عامر و حفص و ورش نے حُمِّلْنَا کو بضم حای مہملہ و
تشدید میم پڑہا ہے حفناوی نے کہا اس کے یہ معنی ہین کہ حضرت موسی نے زیور کی
بوجہہ اوٹہانے کے ہم کو تکلیف دے کیونکہ اوس کا اوٹہانا اون کے امر و اشارے سے
تہا باقی قرا نے بفتح حای مہملہ و میم مخفف پڑہا ہے ابو عُبَید و ابو حاتم نے اسی قرارت
کو پسند کیا ہے اس لئے کہ بنی اسرائیل نے فرعون والون کا زیور اپنے اختیار سے
اپنے ہمراہ اوٹہایا تہا کچہہ زبردستی اونپر نہین لدوایا گیا تہا کیونکہ جسوقت انہون نے ہمراہ
موسی علیہ السلام کے نکلنا چاہا تو فرعون والون سے عاریت مانگ لیا تہا اور اون کے
وہم مین یہ بات ڈالی تہے کہ اپنی عید مین یا شادی مین جمع ہوتے ہین کسی نے کہا کہ
یہ وہ زیور تہا کہ جسوقت دریا نے فرعون والون کو کنارے پر ڈال دیا تو بنی اسرائیل
نے اوس کو اون سے لیلیا تہا اس زیور کی بوجہہ کا نام اوزار یعنی آثام اس لئے
رکہا کہ بنی اسرائیل کو اوس کا لینا حلال نہ تہا اور نہ اون کی شریعت مین اون کے
واسطے غنیمتین حلال تہین اوزار اصل مین اثقال کو کہتے ہین جیسے کہ اہل لغت
نے اس کی تصریح کی ہے یہ جمع ہے وِزْر کی وِزْر کہتے ہین ثقل یعنی بوجہہ کو اور
گناہ کو زینت سے مراد اس جگہہ زیور ہے فَقَذَفْنَاهَا یعنی ہم نے اوس زیور

ملہ مدارک مین نسفی کی یہ عبارت ہے فقذفناها فی نار السامری ای القیناها فی الحفرۃ و امرنا ان نطرح فیها الکلی فکذلک القی السامری ما معه من الکلی فی النار و ما معه من الترات الذی اخذه من تحت حافر فرس جبریل علیه السلام فخرج العجل باذن الله تعالی من الکلی الذی سبکناها النار باقتدار حبه الجسد له خوار صوت وکان یخور کی تحریر العجائب ۱۲

کے بوجھہ کو آگ مین ڈال دیا تا کہ اوس کے گناہ سے نجات ملے کسی نے کہا یہ معنی
ہین کہ ہم نے اوس کو سامری کیطرف ڈال دیا تا کہ وہ اوس کے پاس باقی رہے
یہانتک کہ حضرت موسے لوٹکر آئین تو اوس مین اپنی راے دین فکذلک
القی السامری یعنی پھر مثل اس ڈالنے کے ڈالا اوس کو سامری نے کہتے ہین کہ
جسوقت بنی اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام کے لوٹکر آنے مین دیر سمجھی
تو سامری نے اون سے کہا کہ موسی جو تم سے رک رہے ہین سو اوس زیور کے
سبب سے جو تمہارے پاس ہے اسپر اونہون نے زیور کو جمع کیا اور سامری
کو دیدیا سامری نے اوس کو آگ مین ڈالا اور اوس سے اون کے واسطے ایک
بچھڑا ڈہالدیا پھر اوسپر ایک مٹھی اثر رسول کی ڈال دی رسول سے مراد حضرت
جبریل علیہ السلام ہین فاخرج لھم عجلا جسدا لہ خوار یہ حکایت ہے نتیجہ فتنہ
سامری کی طرف سے اللہ پاک کے واسطے زیادت تقریر فتنے کی یہ اس کو مقتضی ہے
کہ قول اللہ پاک کی طرف سے ہے تو اب معطوف ہوگا اضلھم السامری پر نہ
اسرائیل کے کلام سے نہوگا اگر اون کے کلام سے ہوتا تو فاخرج لنا فرمایا جاتا یعنی
پھر نکالا سامری نے واسطے اون کے گڑہے سے ایک بچھڑا جس کو زیور سے
تین دن مین ڈہالا تہا جسدا حال ہے عجلا سے یعنی اون کے واسطے بچھڑے کی
صورت نکالی درآنحال کہ وہ جسد ہونے والے تہے یعنی خون اور گوشت جسکے
آواز سنائی دیتی تہی یعنی وہ ایسا بن گیا بسبب اوس مٹی کے جس کا اثر حیات ہے
جس شے مین وہ رکہی جاوی سامری نے بعد ڈہالنے کے وہ مٹی اوس کے مونہہ
مین رکہدی تہی جسد کی جمع اجساد آتی ہے بارع مین کہا ہے کہ جسد نہین کہتے
مگر حیوان عاقل کو اور حیوان عاقل یہی انسان و ملائکہ و جن ہین ان کے غیر کو
جسد نہین بولتے ہین مگر زعفران اور خون جبکہ خشک ہوجاے تو ان کو بہی
جسد و جاسد کہتے ہین سہی یہ بات کہ یہان عجل کو جسد کہا ہے حالانکہ حیوان عاقل
نہین ہے سو یہ اس بنیاد پر ہے کہ اوس کو عاقل سے تشبیہ دی ہے معنی یہ

لہ جب بالخر ئیل
ن دخون زعفران
۱۲

ہین کہ اخرج لھم عجلاً ذا جُثّۃ[۵۱] خوار کہتے ہین گاؤ کی آواز کو یعنی وہ ایسی آواز کرتا تہا جیسے زندہ بچھڑے آواز کرتے ہین کسی نے کہا کہ اوس کی آواز ہوا کے سبب سے تہی سامری نے اوس مین سوراخ بنا لی تہے سو جسوقت ہوا اوس کے جوف مین گہستے تو وہ آواز کرتا اوس مین حیات نہ تہی[۵۲] فقالوا یعنی سامری نے اور اون لوگون نے جو بادی الرای مین اوس کے موافق ہوگئے تہے یہ کہا کہ ھذا الٰھکم والٰہ موسیٰ یعنی یہ بچھڑا تمہارا معبود ہے اور موسی کا معبود ہے فنسی سو وہ بیراہ ہوگیا اور اپنے اس معبود کا مکان نہ جانا اوس کے ڈہونڈہنے کو طور مین گیا یہ قول اس بات کا مقتضے ہی کہ اونہون نے بچھڑی کو معبود ٹہیرا لیا تہا اوسی کے لذا تہ پوجا کرتے تہے نہ اس لئے کہ وہ اللہ پاک سے اون کو قریب کردی گا کسی نے کہا کہ ناسی سامری ہے یعنی سامری نے ایمان کو چہوڑ دیا جس کا حضرت موسی نے اوس کو حکم دیا تہا اور گمراہ ہوگیا ابن اعرابی نے اسی طرح کہا ہے[۵۳] افلا یرون الا یرجع الیھم قولا مین استفہام واسطی توبیخ وتقریع کے ہے یعنی کیا پہر اعتبار وفکر وغور نہین کرتے ہین اس بات مین کہ بچھڑا نہ اون کی بات کا کچہہ جواب دیتا ہے نہ اون سے باتین کرتا ہے جسوقت وہ اوس سے باتین کرتے ہین پہر کس طرح تہمت کرتے ہین کہ وہ معبود ہے حالانکہ باہم کلام کرنے سے عاجز ہے اَن مخففہ ہے ثقیلہ سے اس مین ضمیر مقدر ہے عجل کی طرف پہرتی ہے یعنی اَنہ اس لئے یرجع مرفوع ہے عامہ قراءت یہی ہے اَن کو منصوب بہی پڑہا ہے اس بنا پر کہ اَن ناصبہ ہے اور اس مین ضعف ہے اسلئے کہ اَن ناصبہ بعد افعال یقین کے واقع نہین ہوتا ہے رویت اول کی بنا پر علمی ہے اور دوسرے پر بصری ہے جملہ ولا یملک لھم ضرا ولا نفعا معطوف ہے جملہ لا یرجع پر یعنی وہ اسپر قادر نہین ہے کہ کسی ضرر کو اون سے دفع کرے نہ یہ کرسکتا ہے کہ کسی طرح کا نفع طرف اون کے کھینچ لائے کذا فی فتح البیان وغیرہ ولقد قال لھم ھرون من قبل یقوم

---

[۵۱] بالضم مخفف جوم ایستادہ وخفتہ ۱۲

[۵۲] یا سامری استدلال کو بہول گیا اس بات پر کہ بچھڑا معبود نہین ہوتا ہے بدلیل اس قول کے کہ افلا یرون الخ کذا فی المدارک ۱۲

[۵۳] فتاتی فتخرۃ النار فالقاب عجل فانضاعت عجلا مجوفا فدارت فدخل الریح فی مجاریہ اشباہ العروق ۱۲ مدارک

انما فتنتم به ۚ وان ربکم الرحمٰن فاتبعونی واطیعوا امری ۝
قالوا لن نبرح علیه عٰکفین حتی یرجع الینا موسیٰ ۝ اور کہا تھا
اون کو ہارون نے پہلے سے ای قوم اور کچھہ نہین تمکو بہکا دیا ہے اسیر اور تمہارا
رب رحمٰن ہے اور چلو میری راہ اور مانو میری بات بولے ہم رہین گے اسی پر
لگے بیٹھے جب تک پہر آوے ہم پاس موسے ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ حضرت
ہارون علیہ السلام نے بچھڑی کے پوجنے سے اون کو منع کر دیا تھا اور اون کو خبر
دے چکے تھے کہ یہ تمہارے واسطے فتنہ ہے اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے جس
نے ہر شے کو پیدا کیا ہے پہر ایک انداز پر اوس کو رکھا ہے عرش کا مالک ہے
بڑی شان والا ہے جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے سو تم میری راہ چلو میری بات مانو
یعنی جس بات کا مین تم کو حکم دون اوس مین میرے مطیع رہو جس بات سے مین تم کو
منع کرون اوس کو چھوڑ دو وہ بولے ہم تو اسی پر لگے بیٹھے رہین گے یہانتک کہ
موسے ہمارے پاس پہر آئین یعنی ہم بچھڑی کی پوجا نہ چھوڑین گے یہانتک کہ اوس
کے حق مین حضرت موسی کا کلام سنین حضرت ہارون علیہ السلام کے اس باری مین
مخالفت کی اور اون سے لڑے قریب تہا کہ اون کو قتل کر ڈالین کذا فی ابن کثیر
ف لام لقد مین توطیہ قسم کا ہے اور جملہ اوس انکار و توبیخ کی تاکید کرتا ہے
جسکو پہلا جملہ متضمن ہے یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ مقرر حضرت ہارون نے اون کو
کہا تہا اور اون کو نصیحت کی تہی پہلے اس سے کہ حضرت موسے لوٹکر طرف اون
کے آئین ای میری قوم تم جو ہو سو فتنے مین پڑ گئے ہو بسبب بچھڑے کے اور
اوس سے تمہاری جانچ کی گئی ہے اور بوجہ اوس کے تم راہ حق سے بہک گئے
ہو حصر کے معنی جو انما سے سمجھے جاتے ہین وہ یہی ہین کہ بچھڑا اون کے فتنے کا
سبب ہو گیا ہے نہ اون کی ارشاد و ہدایت کا یہ معنی نہین ہین کہ وہ بسبب عجل
کے فتنے مین پڑے ہین نہ بسبب غیر بچھڑے کے تمہارا رب تو رحمن ہے بچھڑا
نہین ہے خاصکر نام نامی رحمن کا اس لیے ذکر کیا ہے کہ اون کو اس امر پر

آگاہی بخشتا ہے کہ جسوقت وہ توبہ کرین گے تو اللہ پاک اون کی توبہ قبول کرلیگا
کیونکہ وہ رحمن ہے بڑے رحم والا ہے منجملہ اوس کی رحمت کے ایک یہی ہے کہ
فرعون کی آفتون سے اون کو رہائی بخشے فاتبعونی یعنی اللہ پاک کی عبادت
کا جو حکم مین تمکو دیتا ہون اوس مین میری راہ چلو میری پیروی کرو سامری جو تمکو
بچھڑے کی پوجا کا حکم دیتا ہے اوس مین اوس کی بات مت مانو میرا حکم مانو اوس کا
حکم مت مانو سو اونہون نے اس بات کا ایسا جواب دیا جو کہ حضرت ہارون کی
نافرمانی کو متضمن ہے اور اونہون نے جو اون کو خیر کی طرف بلایا اور شر سے ڈرایا
اس کے نہ ماننے کو شامل ہے یعنی ہم تو اس بچھڑے کی پوجا پر ہمیشہ قائم دائم رہین
گے یہانتک کہ موسی ہمارے پاس لوٹ آئین پھر ہم دیکھین گے کہ آیا وہ ہم کو اوس
کی پوجا پر ثابت رکھتے ہین یا اوس سے ہمکو منع کرتے ہین اسوقت حضرت ہارون
علیہ السلام بارہ ہزار آدمیون مین اون سے علحدہ ہوگئے یہ وہی لوگ ہین جنہون
نے سامری کے فعل کا انکار کیا تہا اوس کو بڑا سمجھا تہا حضرت امیر المومنین علی
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جسوقت حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے
رب کیطرف جلدی کی تو سامری نے ارادہ کیا سو بنی اسرائیل کے زیور سے
جسقدر پر قادر ہوا اوس کو جمع کیا پھر اوس کا بچھڑا گڑہا پھر وہی مٹھی اوس کے جوف
مین ڈالدی تب ہی وہ ایک بچھڑا ایک دھڑ ہوگیا جس کی آواز تھی پھر سامری نے
اون سے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے اور موسی کا معبود ہے اسپر حضرت ہارون نے
اون سے کہا ای میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے وعدہ حسن نہین کیا ہی
پھر جسوقت موسے لوٹکر آئے تو اپنے بہائی کا سر پکڑا حضرت ہارون نے اون
سے کہا جو کچھہ کہا پھر حضرت موسی نے سامری سے کہا تیری کیا حقیقت ہے
وہ بولا کہ مین نے ایک مٹھی بھر لی پانون کے نیچے سے اوس رسول کے پھر مین
نے وہی ڈالدی اور یہی مصلحت دی مجھکو میرے جی نے پھر حضرت موسے
بچھڑے کیطرف متوجہ ہوئے اور اوسپر ریتیان رکھین پھر اون سے اوسکو

رہتا اور وہ نہر کے کنارے پر رہتے پھر جو لوگ بچھڑے کی پوجا کرتے تھے اون مین
سے جو کوئی وہ پانی پیتا تو اوس کا مونہہ سونی کیطرح زرد ہو جاتا تھا اسپر اونہون
نے حضرت موسے عرض کیا کہ ہماری کیا توبہ ہے فرمایا کہ بعض تمہارا بعض کو قتل
کرے پس اونہون نے چھریان لین تو آدمی اپنے بھائی باپ بیٹے کو قتل کرنے لگا
اور پروانہ کرتا تھا کہ کون قتل ہوا یہانتک کہ ستر ہزار اون مین سے قتل ہوگئے پھر
اللہ پاک نے حضرت موسے کو وحی کی کہ تو اون کو حکم دے کہ وہ اپنے ہاتھہ اوٹھا لین
مقرر مین نے اوس کو بخشدیا جو مارا گیا اور اوس کی توبہ قبول کی جو باقی رہا اخرجہ
الفریابی وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ
اس کے سوا اس قصے کی بہت سے حکایات ہین کذا فی فتح البیان قال یٰھٰرون
ما منعک اذ رأیتھم ضلوا ۝ الا تتبعن ط افعصیت امری ۝
قال یابنؤم لا تاخذ بلحیتی ولا برأسی ج انی خشیت ان تقول
فرقت بین بنی اسرآءیل ولم ترقب قولی ۝ کہا موسی نے ای
ہارون تجھکو کیا انکا روکنا جب دیکھا تو نے کہ وہ بہکے تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تو نے رد
کیا میرا حکم وہ بولا ای میری ماں کے جنے نہ پکڑ میری ڈاڑھی نہ سر مین ڈرا کہ تو کہے
گا پھوٹ ڈالدی تو نے بنی اسرائیل مین اور یاد نہ رکھے میری بات ف چلتے
وقت موسی ہارون کو نصیحت کرگئے کہ سب کو متفق رکھیو اسواسطے اونہون نے
بچھڑا پوجنے والون کا مقابلہ نہ کیا زبان سے سمجھایا وہ نہ سمجھے اتنے ف اللہ پاک
خبر دیتا ہے طرف سے موسی علیہ السلام کے کہ جسوقت وہ اپنی قوم کیطرف لوٹ
آئے تو جو امر عظیم اون مین حادث ہوا تھا اوس کو دیکھا پس اسوقت غصے سے بھر گئے
الواح الہیہ یعنی توریت کی تختیان جو اون کے ہاتھہ مین تھین اون کو ڈال دیا اور اپنے
بھائی کا سر پکڑا اوس کو اپنی طرف کھینچنے لگے سورۂ اعراف مین اس قصے کا بسط
گزر چکا ہے اور حدیث لیس الخبر کالمعاینۃ وہان ذکر ہو چکی ہے اور اپنے بھائی
ہارون کو ملامت کرنا شروع کیا پس کہا تجھے کس بات نے منع کیا جب تو نے

اون کو دیکھا کہ گمراہ ہوگئے اس بات سے کہ تو میرے پیچھے آئے یعنی پھر تو مجھے اس امر
کی خبر دی جبکہ اول واقع ہوا کیا تو نے میری حکم کی نافرمانی کی یعنی اوس بات مین جو
مین نے تجھسے پہلے کہدی تھی وہ بات یہ ہے اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع
سبیل المفسدین حضرت ہارون نے کہا یا ابن ام یعنی ای میری مان کے بیٹے مان کے
ذکر سے حضرت موسے کیواسطے رقت و نرمی کی باوجود اس کے کہ وہ ان کے
سگے بھائی تھے اس لئے کہ اس جگہہ مان کا ذکر شفقت و مہربانی مین ارق و ابلغ ہی
اور اسی لئے یون کہا یا ابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا برا سی الآیہ حضرت ہارون
حضرت موسی سے عذر کرتے ہین کہ مین جو تم سے آنہ ملا کہ تمکو اس حادثہ عظیم کی خبر دیتا
سو میرے پیچھے رہنے کا یہ سبب ہے کہ مین اس بات سے ڈرا کہ اگر تمہاری پیچھے
آؤن پھر تمکو اس واقعی کی خبر دون تو تم مجھسے کہو کہ تو نے بنی اسرائیل کو تنہا کیون
چھوڑ دیا اور اون کے درمیان مین پھوٹ ڈال دی یعنی تو نے اوس بات کی مراعات
نہ کی جس کا مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ مین نے تجھکو اون مین خلیفہ کیا ہے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے وکان ھارون ھائبا مطیعا لہ یعنی حضرت ہارون
خائف و فرمان بردار تھے حضرت موسے علیہ السلام کے ف جملہ قال یھارون
الی قولہ الا تتبعن مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا یعنی اگر کوئی کہے کہ
جب حضرت موسے علیہ السلام طور سے واپس آئے تو اونہون نے حضرت ہارون
سے کیا کہا سو اس کا یہ جواب ہے کہ جسوقت وہ بنی اسرائیل کے پاس پہونچے
تو اونہون نے اپنے بھائی ہارون کے سر کے بال پکڑے اور اون کی داڑھی پکڑی
اور کہا تجھے کس چیز نے منع کیا اس بات سے کہ تو میرے پیچھے آئے مجھسے آملی جبکہ
وہ اس گمراہی مین پڑے اور فتنے مین داخل ہوئے کسی نے کہا اس کے یہ معنی
ہین کہ تجھے کس بات نے منع کیا میری پیروی کرنے سے اونپر انکار کرنے مین
کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تو نے اون سے قتال کیون نہین کیا جبکہ تو یہ بات جان
چکا تھا کہ اگر مین اون کے درمیان مین ہوتا تو اون سے قتال کرتا کسی نے کہا یہ معنے

ہین کہ تو نے اون سے مفارقت کیون نہین کی کلمہ لا ان لامین زائد ہے واسطی تاکید کے
اور اَن ناصبہ مصدریہ ہے اور الا تتبعن محل نصب مین ہے اس بنا پر کہ دوسرا
مفعول ہے منع کا یعنی کون شئے نے تجھکو منع کیا وقت دیکھنے تیرے کے اون کی گمراہی
کو میری اتباع سے یہ حرف یای تحتیہ یا آت زوائد سے ہے سو حق اس کا یہ ہے کہ رسم
مین حذف کیجائے چنانچہ مصحف امام مین اسی طرح ہے افعصیت امری
ہمزہ واسطی انکار و توبیخ کے ہے اور حرف فا عطف کے لیے ہے مقدر پر جسطرح
کہ اس کے نظائر مین ہوا کرتا ہے معنی یہ ہین کہ مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو اللہ کیواسطی قیام
کرنا اور جو شخص اوس کی دین کی مخالفت کرے اوس کو چھوڑ دینا سو تو نے اس حکم کے کیون
مخالفت کی اور اون لوگون کے درمیان مین ٹھیرا رہا جنھون نے بچھڑے کو معبود ٹھہرایا
کسی نے کہا امری سے مراد حضرت موسی علیہ السلام کا وہ قول ہے جسکو اللہ پاک
نے اون سے نقل فرمایا ہے[۱] وقال موسی لاخیہ ھرون اخلفنی فی قومی
واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین سو جسوقت حضرت ہارون اون کے ہمراہ ٹھیرے
رہے اور اونپر انکار کرنے مین مبالغہ نکیا اس لئے اون کو اپنی نافرمانی و مخالفت امر
کیطرف منسوب کیا ابن جُبیح و قرطبی اسی کے قائل ہین یا ابن اُمِّ کو بفتح و کسر میم
پڑھا ہے ان دونو مین سے ہر قرارت کی بنا پر مراد اُمی ہے لیکن فتح کی بنیاد پر جو الف
کہ حرف یا سے بدلا ہے اوس کو حذف کر دیا ہے اس لئے کہ فتح سے اوس کی کفایت
ہو گئے اور کسر کی بنا پر کسرے کی کفایت سے یا حذف کر دی گئی رہی یہ بات کہ حضرت
موسی کو مان کی طرف منسوب کیا باوجود اس کے کہ نزدیک جمہور کے حضرت موسے
حضرت ہارون کے سگے بھائی ہین سو واسطی طلب شفقت کے اور اون کا دل نرم
کرنے کو ایسا کیا مان کا ذکر اسواسطے نہین ہے کہ فقط مان کیطرف سے وہ ان کے
بھائی تھے جس طرح کہ بعض نے کہا ہے کیونکہ حق بات یہی ہے کہ وہ اون کے حقیقے
بھائی تھے لا تاخذ بلحیتی ابو البقا نے کہا اس کے معنی ہین لا تاخذنی بالجبتی اسی
لیے حرف با داخل ہوا ہے لام کا زبر ایک لغت ہے اور اوس کو زیر و زبر دونو

[۱] اور کہا موسی نے اپنے بھائی ہارون کو میرا خلیفہ رہیو میری قوم مین اور سنوار اور نہ چل بگاڑنے والون کی راہ ۱۲

پکڑ ہا ہے یعنی مجھکو تو میری داڑہی سے مت پکڑو لا براسی کے معنی ہین ولا بشعر
راسی یعنی تو میرے سر کے بال مت پکڑ حضرت موسے علیہ السلام نے غصے کے مارے
حضرت ہارون کی داڑہی بائین ہاتھہ مین اور اون کے دو گیسو سیدہی ہاتھہ مین پکڑ لیے
تھے یعنی تم یہ کام براہ عقوبت میرے ساتھہ مت کرو کیونکہ میرا ایک عذر ہے وہ یہ ہے انی
خشیت الخ یعنی مین ڈرا کہ اگر مین اون کے پاس سے نکل جاؤنگا اور اون کو چھوڑ دونگا
اس بات سے کہ وہ متفرق ہو جائین گے تو تم مجھسے کہو گے کہ تو نے اون کی جماعت
کو متفرق کر دیا اور تم مجھپر خفا ہوگے یہ اسلیے کہ اگر ہارون علیہ السلام نکل جاتے تو
بنی اسرائیل کے بچھڑا نہین پوجا جاتا اونمن سے ایک گروہ اون کے ساتھہ ہو جاتا اور
بچھڑے کے پاس ہمراہ سامری کے دوسرا گروہ رہجاتا اور بہت وقت یہ بات قتال
باہمی کو مفضی ہوتی ولم ترقب قولی کے یہ معنی ہین تم کہو گے کہ تو نے میری وصیت
پر عمل نہ کیا جو اون کے بارے مین تجھے کی تھی اور نہ اوس کو نگاہ رکھا مراد وصیت
حضرت موسے علیہ السلام سے وہی اون کا قول ہے کہ اخلفنی فی قومی و
اصلح ابو عبیدہ نے کہا معنی یہ ہین کہ تو نے میرے عہد کا اور میرے آنے کا انتظار
نہ کیا کیونکہ تم نے مجھے اس بات کا حکم دیا تھا کہ مین اون کے ساتھہ رہون ابن جریج نے
کہا لم تنتظر قولی ما انا صانع ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا لم ترقب
کے معنی ہین لم تحفظ یعنی تو نے میرے قول کو یاد نہ رکھا قولی کی یاے متکلم مین دو احتمال
ہین ایک یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت موسے ہین اس بنیاد پر ولم ترقب قولی
کا عطف ہوگا فرقت پر معنی اس کے اول گزر چکے ہین دوسرا یہ ہے کہ حضرت
ہارون مراد ہین اس بنا پر اس کا عطف ہوگا ان تقول پر یعنی مین ڈرا اس بات سے
کہ تم قول مذکور کہو اور مین ڈرا اس بات سے کہ تم میری بات مین غور و تامل نہ کرو
یہانتک کہ میرا عذر سمجھو لیکن مفسرین احتمال اول پر ہین جیسے سمین و بیضاوی
و خازن و خطیب ان سب نے اوسی پر قصر کیا ہے محلی احتمال ثانی کے قائل
ہین غرضکہ حضرت ہارون نے حضرت موسی سے اس جگہہ وہی عذر کیا جس کا ذکر

اسی پر ہین بنی اسرائیل الخ
لفظ قول محفوظ
لفظ قولی مضاف
دلیل علی جواز الاضمار
انتہی ۱۲

ہو چکا ہے اور سورۂ اعراف مین جو عذر اللہ پاک نے اون کی طرف سے نقل فرمایا ہے
وہ یہ ہے ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی کذا فی فتح البیان وغیرہ
قال فما خطبك یا سامری ۝ قال بصرت بما لم یبصروا به فقبضت
قبضة من اثر الرسول فنبذتها وكذلك سولت لی نفسی ۝ قال
فاذهب فان لك فی الحیوة ان تقول لا مساس ۝ وان لك
موعدا لن تخلفه ۝ وانظر الی الهك الذی ظلت علیه
عاكفا لنحرقنه ثم لننسفنه فی الیم نسفا ۝ انما الهكم
الله الذی لا الٰه الا هو وسع كل شیء علما ۝
کہا موسی نے اب تیری کیا حقیقت ہے ای سامری بولا مین نے دیکھہ لیا جو سب نے
نہ دیکھا پھر پھر لے مین نے ایک مٹھی پاؤن کے نیچے سے اوس بھیجے کے پھر مین نے وہی
ڈالدی اور یہی مصلحت دی مجھکو میرے جی نے کہا موسی نے چل تجھکو زندگی مین
اتنا ہے کہ کہا کرنہ چھیڑو اور تجھکو ایک وعدہ ہے وہ تجھسے خلاف نہوگا اور دیکھہ اپنے
ٹھاکر کو جسپر سارے دن لگا بیٹھا تھا ہم اوس کو جلا دین گے پھر بکھیر دین گے دریا مین
اوڑا کر تمہارا صاحب وہی اللہ ہے جسکے سوا بندگی نہین کسی کی سما گئی ہے سب چیز
اوس کے علم مین ف جسوقت بنی اسرائیل بہتے دریا مین پیٹھے پیچھے فرعون ساتھہ فوج
کے بیٹھا جبریل بیچ مین ہو گئے کہ ان کو اون تک نہ پہنچنے دین سامری نے پہچانا کہ یہ جبریل
ہین ان کے پاؤن کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اوٹھا لی وہی اب اس سونے کے
بچھڑے مین ڈال دی سونا تھا کافرون کا مال لیا ہوا فریب سے اوسمین مٹی پڑی برکت
کے حق اور باطل ملکر ایک کرشمہ پیدا ہوا کہ روح جاندار کی اور آواز اوس مین ہو گئے
ایسی چیزون سے بہت بچنا چاہیے اس سے بت پرستی بڑھتے ہے ف دنیا
مین اوس کو یہی سزا ملی کہ وہ بنی اسرائیل کی لشکر سے باہر الگ رہتا اگر وہ کسی سے
ملتا یا کوئی اوس سے دونون کو تپ چڑھتی اس مارے لوگون کو دور دور کرتا اور ایک
وعدہ ہے کہ خلاف نہوگا شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال نکلنا وہ بھی یہود

مین اوسی کا فساد پورا کریگا جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تے ایک شخص نے کہا
انصاف سے بانٹو فرمایا اس کے جنس کے لوگ نکلین گے وہ خارجی نکلے کہ اپنے
پیشواؤن پر لگے اعتراض پکڑنے جو کوئی دین کے پیشواؤن پر طعن کرے ایسا ہی ہے
انتہی ف حضرت موسی علیہ السلام سامری سے فرماتے ہین کہ تجھے کس شے
نے آمادہ کیا اوس کام پر جو تونے کیا اور کون چیز تجھے پیش آئی یہانتک کہ تونے کیا
جو کچھ کیا بطریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
سامری ایک مرد تہا باجروالون مین سے اور اوس قوم سے جو گاؤ کو پوجتے ہین گاؤ
کی پوجنے کی حُب اوس کے جی مین تہی بنی اسرائیل کے ساتھہ اوس نے اسلام
ظاہر کیا تہا اوسکا نام موسے بن ظفر تہا ایک روایت مین حضرت ابن عباس سے یہ
ہے کہ کرمان کا تہا قتادہ نے کہا ایک گانون کا تہا جس کا نام سامرا ہے یہ اقوال
اول گزر چکے ہین بصرت بما لم یبصروا بہ کا یہ مطلب ہے کہ مین نے جبریل کو
دیکھہ لیا جسوقت وہ ہلاک فرعون کے واسطے آئے من اثر الرسول کے معنی
ہین من اثر فرس الرسول یعنی اسپ جبریل کے ٹاپ کے نیچے سے مین نے ایک
مٹی مٹی لیلی بہت سے مفسر یا اکثر کے نزدیک یہی قول مشہور ہے ابن ابی حاتم
نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ جسوقت جبریل علیہ السلام
اوترے تو حضرت موسی علیہ السلام کو آسمان کیطرف چڑہائے گئے لوگون مین سے
سامری نے اس کو دیکھہ لیا تو گھوڑے کی ٹاپ کے نیچے سے ایک مٹی بہرلی فرمایا
کہ جبریل علیہ السلام نے موسی علیہ السلام کو اپنے پیچھے سوار کرلیا یہانتک کہ جس
وقت آسمان کے دروازی سے قریب ہوئے تو چڑہگئے اللہ پاک نے تختیان لکہین
اور وہ قلمون کی آواز کو تختیون مین سُنتے ہے تے پہر جب اللہ پاک نے اون کو خبر
دی کہ اون کی قوم بعد اون کے فتنے مین پڑگئے تو موسی علیہ السلام اُوترے پہر
بچھڑے کو پکڑا اوس کو جلاڈالا یہ حدیث غریب ہے مجاہد نے کہا من اثر الرسول
کے معنی ہین من تحت حافر فرس جبریل یعنی اسپ جبریل کے ٹاپ کے نیچے سے

کہا کہ قبضہ مل الکف کو کہتے ہین یعنی ہتیلے بہر کر جو شی ہو اوس کو قبضہ بولتے ہین اور
قبصہ بصاد مہملہ وہ شی ہے جو انگلیون کے کنارون سے لیجاے مجاہد نے کہا کہ جو شے
سامری کے ہاتہہ مین تہی اوس کو اوس نے بنی اسرائیل کے زیور پر ڈالدیا تو وہ
ایک بچہڑا ایک دہڑ ڈہل گیا جسکے لیے آواز تہی یعنی اوس مین ہوا کی آواز تہی سو یہی اوس
کا خوار تہا ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ سامری نے رسول کو دیکہا
تو اوس کے جی مین یہ بات ڈالی گئی کہ اگر تو اس گہوڑے کے اثر سے ایک مٹہی لیلے
گا پہر اوس کو کسی شے مین ڈالے گا پہر اوس سے کن کہے گا یعنی ہو جا تو وہ ہو جائے
گی اسپر اوس نے اثر رسول سے ایک مٹہی بہر لی تو اوس کی انگلیان اوس مٹہی پر
خشک ہوگئین پہر جسوقت موسی علیہ السلام میقات کے واسطی گئے یعنی توریت
لینے کو طور کیطرف تشریف لیگئے اور بنی اسرائیل فرعون والون سے زیور عاریت
لے چکے تہے تو سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمکو جو کچہہ پہونچا ہے وہ اسی
زیور کی وجہ سے ہے سو تم اوس کو جمع کرو تو اونہون نے اوس کو جمع کیا پہر اوسپر
آگ جلائی تو وہ گہل گیا پہر سامری نے اوس کو دیکہا تو اوس کے قلب مین یہ بات
القا ہوئی کہ اگر تو اوس مٹہی کو اس مین ڈال دے گا پہر تو کن کہے گا تو وہ ہو جائے گا
اسپر اوس نے وہ مٹہی ڈالدی پہر کہا کن تو وہ بچہڑا ہو گیا جسد الہ خوار پہر اوس نے
کہا ھذا الھکم والہ موسی اور اسی لئے سامری نے یون کہا فنبذتھا یعنی مین نے
اوس کو ڈالدیا ہمراہ اون لوگون کے جنہون ڈالا وکذلک سولت لی نفسی ای
حسنتہ واعجبتہا اذ ذاک یعنی اوسوقت اوس کام کو میرے جی نے مجہے اچہا کر دکہایا
حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا فاذہب فان لک فی الحیوۃ ان تقول
لامساس یعنی جس طرح تو نے وہ شے لی اور چہوئی جس کا لینا چہونا تجہے لایق
نہ تہا یعنی اثر رسول کا اوسی طرح اب دنیا مین یہ عقوبت ہے کہ تو کہے لامساس
یعنی تو لوگون کو چہوئے نہ وہ تجہے چہوئین وان لک موعدا یعنی تیرے لئے
ایک وعدہ ہے روز قیامت کو لن تخلفہ یعنی اوس وعدے سے تیرے

واسطی کوئی مفر نہوگا قتادہ نے کہا یہ ایک عقوبت ہے اون کے لئے اور اونمین سے
جو اس زمانے مین باقی ہین وہ کہتے ہین لامساس یعنی تم ہکومت چھو وحضرت حسن
وقتادہ وابو نہیک نے کہا کہ لن تخلفہ کے معنی ہین لن تغیب عنہ یعنی تو
اوس وعدے سے ہرگز غائب نہوگا وانظر الی الھک الذی ظلت علیہ عاکفا
الٰہ سے مراد معبود ہی یعنی تو اپنے معبود کیطرف دیکھہ جسکے پوجا پر تو نے اقامت کی مراد
اوس سے بچھڑا ہے لنحرقنہ کی تفسیر مین حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما وسدی
نے کہا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اوس بچھڑے کو ستیئون سے ریتا اور
اوس کو آگ پر ڈالدیا قتادہ نے کہا کہ وہ سونے کا بچھڑا گوشت وخون ہو گیا تہا
سو اوس کو آگ سے جلا ڈالا پہر اوس کی راکہہ دریا مین ڈالدی اسی لیے یون فرمایا
ہے ثم لننسفنہ فی الیم نسفا قولہ تعالی انما الھکم الخ حضرت موسی علیہ السلام
اون سے فرماتے ہین کہ یہ بچھڑا تمہارا معبود نہین ہے تمہارا معبود تو اللہ ہے کہ نہین
ہے کوئی معبود مگر وہ یعنی عبادت کا مستحق بندون پر نہین ہے مگر وہ اور نہ عبادت
لایق ہے مگر اوسی کے واسطے کیونکہ ہر شئے اوس کیطرف محتاج ہے اور اوس کے
غلام ہے وسع کل شئ علما نصب اس کا بنا بر تمیز ہے یعنی اللہ پاک ہر شی کا
عالم ہے در ہر شی کو اوس کے علم نے احاطہ کر لیا ہے اور ہر شی کا گنکر شمار کر رکہا ہے سو
اوس سے ذرہ برابر غائب نہین ہوتا ہے اور جگہہ فرمایا ہے وما تسقط من ورقۃ
الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب
مبین وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا ویعلم مستقرہا ومستودعہا
اس باب مین ان کے سوا اور بہت سی آیتین ہین کذا فی ابن کثیر ف پہر حضرت
موسے علیہ السلام نے اپنے بہائی سے گفتگو ترک کی اور سامری کو مخاطب کر
کے فرمایا فما خطبک یا سامری یعنی ای سامری اب تیری کیا شان ہے کیا
کیفیت ہے تجہے کس بات نے آمادہ کیا اوس کام پر جو تو نے کیا اوس نے یہ
جواب دیا کہ بصرت بما لم یبصروا بہ یعنے مین نے وہ شے دیکہی اور جانی جو

ف اور نہین بچھڑے
کوئی بات جو وہ نہین
جانتا اور نہ کوئی دانہ
زمین کے اندہیرون مین
اور نہ ہرا اور نہ سوکہا
جو نہین کہلی کتاب مین ۱۲
ف اور کوئی نہین
پانون چلنے والا زمین
پر مگر اللہ پر ہے اوسکی
روزی اور جانتا ہے
جہان ٹہیرتا ہے اور
جہان سونپا جاتا ہے ۱۲

اونہون نے نہ دیکھی اور نہ جانی اوس کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ اوس نے جبریل
علیہ السلام کو فرس حیات پر دیکھا تو اوس کے ذہن مین اس بات کا القا ہوا کہ اون کے
اثر سے ایک مٹھی بھر لی اور یہ اثر جس بیجان پر پڑے گا وہ زندہ ہو جائے گا حمزہ
وکسائی واعمش وخلف نے تبصروا بتای فوقانیہ بصیغۂ خطاب پڑہا[۱] ہے باقی قاریون
نے بیای تحتیہ بصیغۂ غائب پڑہا ہے یہی قرارت اَولےٰ ہے اس لئے کہ یہ بات تبعاً
بعید ہے کہ سامری حضرت موسی سے اس بات کا خطاب کرے اور اپنی نفس
کے واسطے اس امر کا مدعی ہو کہ اوس نے وہ بات جانی جو حضرت موسی نے نہ جانی
محاورۂ عرب مین بولتے ہین بصر بالشئی یعنی جانا شی کو وابصرہ یعنی نظر کی طرف اوس شے
کے زجاج نے اسی طرح کہا ہے غیر زجاج نے کہا کہ دونون کے معنی علمہ ہین
عامۂ یعنی جمہور نے بصرت اور یبصروا کو بضم صاد مہملہ پڑہا[۲] ہے اعمش وابو السماک
کی قرارت بصرت بکسر صاد اور یبصروا بفتح صاد ہے یہ ایک لغت ہے عمرو بن
عبید نے دونو فعلون کو بصیغۂ مجہول پڑہا ہے اس کے بنا پر معنی یہ ہون گے کہ
مین معلوم کروایا گیا وہ شے جسکو وہ لوگ معلوم نہین کروائی گئے حضرت اُبی
بن کعب وابن مسعود وحسن وقتادہ رضے اللہ عنہم نے فقبضت قبضۃ مین
دونو کو بصاد مہملہ پڑہا ہے باقی قاریون نے دونو کو بضاد معجمہ پڑہا ہے ان دونو
مین فرق یہ ہے کہ قبض[۳] بضاد معجمہ ساری ہتیلی سے لینے کو کہتے ہین اور قبص[۴]
بصاد مہملہ انگلیون کے کناروں سے لینے کو بولتے ہین قبضہ بضم قاف قدر مقبوض کو
کہتے ہین جوہری نے کہا ہے کہ قبضہ وہ چیز ہے جسپر تو پنجہ مارے کسی شی سے
کہا اور کبھی یہ بفتح آیا ہے قبضہ کو بضم و فتح قاف پڑہا ہے قبضہ جو بفتح ہے اوس
کے معنی ہین ایک بار پنجے سے لینا پھر اس کا اطلاق اوس شی پر کیا گیا جو پنجے
مین لی جاتی ہے اور قبضہ بضم قاف کے یہی معنی ہین غرضکہ قبضہ اور قبضہ مٹھی بھر
چیز کو بولتے ہین من اثر الرسول کے یہ معنی ہین کہ مین نے مٹھی بھر مٹی لی
اوس جگہ سے کہ جسپر حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کا سم پڑ گیا تہا

[۱] اس بنا پر خطاب حضرت موسی علیہ السلام کو اور اون کی قوم کو ہوگا یا صرف حضرت موسی کو اور جمع واسطے تعظیم کے بڑہی گئی ۱۲
[۲] ظرف کے باب سے ۱۲
[۳] گرفتن پنجہ ۱۲ صراح
[۴] برانگشتن گرفتن ۱۲ صراح
[۵] ای من اثر فرس الرسول و قری بہا قاد الفرس اثر حافرہ ۱۲

اب رہی یہ بات کہ سامری نے حضرت جبریل علیہ السلام کو کسطرح پہچانا سواس
کی وجہ یہ ہے کہ اوس کو بچپن مین حضرت جبریل نے پالا تہا مین انگلیان اوس کے
مونہہ مین دیتے تہے تو ایک سے دودہ نکلتا دوسرے سے گہی تیسرے سے شہد
پہر جب حضرت جبریل تشریف لائے تاکہ حضرت موسی علیہ السلام کو جبل طور کی
طرف طلب کرین اسلئے کہ وہ توریت لین اور وہ ایک گہوڑے پر سوار تہے جب
وہ اپنے سُم کو کسی شئی پر رکہتے تو وہ شئی سبز ہو جاتی سو جسوقت سامری نے اون
کو دیکہا تو بسبب سابق الفت کے پہچان لیا اور یہ بات بہی جان گیا کہ جس مٹی پر وہ
گہوڑے اپنا سم رکہتی ہے تو اوس کی ایک حالت ہو جاتی ہے یعنی وہان سبزہ
اوگ اوٹہتا ہے حضرت جبریل کے پالنے کا یہ سبب ہوا کہ سامری اوس برس پیدا
ہوا جس مین فرعون لڑکون کو قتل کرتا تہا اس لئے سامری کی مان نے قتل کے
خوف سے ایک غار مین اوس کو رکہدیا پہر اللہ پاک نے حضرت جبریل علیہ السلام
کو طرف اوس کے بہیجا تاکہ اوس کے خبر گیران رہین یہ قصہ اول بہی گزر چکا ہے اس
سے معلوم ہوا کہ سامری نے مٹی اوسوقت لی کہ جسوقت حضرت جبریل حضرت موسے
کے بلانے کو آئے تاکہ اون کو جبل طور پر لیجائین کسی نے کہا کہ عبور دریا کے
وقت لی تہی لیکن یہ قول یہان ظاہر نہین ہے اس لئے کہ اسوقت حضرت
جبریل رسول ہو کر نہین آئے تہے حالانکہ سامری نے یون کہا ہے من
اثر الرسول دوسرے یہ بات ہے کہ عبور دریا کے وقت سامری ہمراہ بنی
اسرائیل کے تہا اور بنی اسرائیل دریا کے عبور مین قبطیون سے آگے بڑہ چکے
تہے اور جبریل علیہ السلام قبطیون کے آگے تہے اون کو دریا مین گہسانے کے
واسطے حیلہ گری فرماتے تہے حفناوی نے اسی طرح کہا ہے اور اس کی
اصل خازن و رازی و بعض حواشی بیضاوی مین ہے ابو السعود نے کہا
من اثر الرسول یعنی وہ فرشتہ جو تمہاری طرف بہیجا گیا تاکہ تم کو لیجائے
طرف طور کے واسطے مناجات کے اور توراۃ لینے کے شاید فرشتے کا ذکر

بعنوان رسالت کیا واسطی خبر دینے اس بات کے کہ وہ یعنی سامری اوس بات
پر واقف ہو جسپر قوم واقف نہوئی اور واسطے آگاہ کرنے کے مٹھی لینے
کے وقت پر انتہی فنبذتہا کے یہ معنی ہین کہ پھر مین نے وہ مٹھی ڈال دی اوس
زیور مین جو گلایا گیا ڈہالا گیا تہا بچھڑے کی صورت پر وکذلک سولت لی
نفسی اخفش نے کہا کہ سولت کے معنی زینت ہین یعنی مثل اس زینت دینے
کے زینت دے واسطی میرے نفس میرے نے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ
حدثتنی نفسی یعنی مجھسے میرے جی نے کہا کہ مین اوس کام کو کرون سو مین
نے اوس کو کیا واسطی پیروی اپنے خواہش کے یہ اقرار ہے خطا کا اور عذر
کرنا ہے پھر جب موسی علیہ السلام نے سامری سے یہ بات سُنی تو فرمایا فاذہب
فان لک فی الحیوۃ ان تقول لا مساس مساس لیا گیا ہے مماسۃ
سے مماسہ کہتے ہین باہم چھونے کو یعنی نہ تجھے کوئی چھوئے نہ تو کسی کو چھوئے
لیکن تیرے اختیار سے نہین بلکہ تو اس طرف مضطر و مجبور کر دیا جاے یہ یون
ہوا کہ اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ سامری کو اپنی قوم سے
نکالدین اور بنی اسرائیل کو امر فرمایا کہ اوس سے غلط ملط نہ رکہین نہ اوس سے
قریب ہون نہ اوس سے بات چیت کرین یہ سب اوس کے عقوبت کے واسطے
کیا گیا دنیا مین اس سے بڑہکر وحشتناک و گران تر کوئی شی نہین ہے کہتے ہین
کہ اوس کے قوم باقی ہے اوس مین ابتک یہی حالت ہے کہا ہے کہ جسوقت
حضرت موسی علیہ السلام نے اوس سے یہ بات کہی تو وہ بہاگ گیا پھر وہ جنگل
مین درندون وحشیون کے ساتہہ سرگشتہ و حیران و پریشان پہرنے لگا آدمیون
سے کسی کو نہین پاتا تہا کہ اوس کو چھوئے یہانتک کہ وہ ایسا ہو گیا جیسا کوئی
لامساس کہے اس لئے کہ وہ لوگون سے دور اور لوگ اوس سے دور رہتے
نے کہا ہے کہ لامساس کسرے پر مبنی ہے زجاج نے کہا سین کو اسلئے
کسرہ دیا کہ کسرہ منجملہ علامت تانیث کے ہے جوہری نے صحاح مین کہا ہی

کہ عرب کا قول لامساس مثل قطام کے سو وہ مبنی کیا گیا ہے کسرے پر اس لئے
کہ وہ معدول ہے مصدر سے اور مصدر مس ہے انتہی نحاس نے کہا کہ مین نے
علی بن سلیمان سے سنا علی کہتے ہین مین نے محمد بن یزید مبرد کو کہتے سنا کہ جسوقت
شی تین جہت سے معتل ہو جاے تو واجب ہے کہ وہ مبنی کیجاے یعنی جس شے
مین تین علتین جمع ہو جائین تو اوس کا مبنی کرنا ضروری ہے اور جب دو جہت سے
معتل ہو تو واجب ہے کہ غیر منصرف ہو اسلئے کہ بعد غیر منصرف ہونے کے اور
کچھہ نہین ہے مگر مبنی ہونا سو مساس اور دراک تین جہت سے معتل ہین اون مین
سے ایک یہ ہے کہ معدول ہے دوسرے یہ ہے کہ مونث ہے تیسرے یہ ہے
کہ معرفہ ہے پھر جب اس مین بنا واجب ہو گئی اور سین کے پہلے الف ساکن تہا
تو سین کو بسبب التقاء ساکنین کے کسرہ دیا گیا نحاس کہتے ہین کہ مین نے ابو اسحاق
زجاج کو دیکھا کہ وہ اس طرف گئے ہین کہ یہ قول خطا ہے اور ابو العباس مبرد کو
یون الزام دیا کہ جسوقت فرعون کسی عورت کا نام رکھا جاے تو وہ اس کو مبنے کرین
حالانکہ اس کا کوئی قائل نہین ہے کرخی نے کہا کہ مساس مصدر ہے ماس کا
جیسے قتال مصدر ہے قاتل کا اور یہ مع لای نفی جنس کے مبنی ہے مراد اس سے
نہی ہے یعنی تو مجھکو مت چھو اور مین تجھکو نہ چھؤون ابو عبیدہ نے مساس کو بفتح میم اور
باقی قرار نے بکسر میم پڑہا ہے لامساس کے معنی مین جو کچھہ کہا گیا ہے اوس کا
حاصل تین وجہ ہین ایک وجہ یہ ہے کہ سامری پر مماثست لوگون کی حرام کی گئی
جسوقت اوس کو کوئی چھوتا تو چھونے والا اور جسکو چھؤا دونون کو تپ چڑہ آتی تہی
اسی لئے جب وہ کسی کو دیکہتا تو لامساس چیختا چلاتا تہا دوسری وجہ یہ ہے کہ مراد
لوگونکا منع کرنا ہے اوس کے ملنے جلنے سے اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ جسوقت
کوئی شخص مہجور متروک ہو جاتا ہے تو وہ خود لامساس نہین کہتا ہے اور لوگ
اوس سے کہتے ہین اس کا یون جواب دیا ہے کہ مراد حکایت ہے یعنی حضرت موسے
فرماتے ہین کہ ای سامری مین تجھے ایسا کرون گا کہ جسوقت تو اپنے حال کی خبر

دے گا تو لا مساس کہے گا تیسرا قول یہ ہے کہ مراد انقطاع ہے اوس کی نسل کا اور وہ
اس بات کی خبر دے گا کہ عورت کے چھونے پر قدرت نہین رکھتا ہے ابو مسلم اسی
کے قائل ہین یہ قول بغایت ضعیف ہے کہتے ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام نے سامری
کے قتل کا ارادہ کیا تھا تو اللہ پاک نے فرمایا کہ تو اوس کو قتل مت کر اسلئے کہ سخی ہے
اس قول کو قرطبی نے نقل کیا ہے کرخی نے کہا یہ آیت اصل ہے اہل بدع و معاصی
کے نکال دینے مین اور اون سے بات چیت ترک کرنے مین اور اون سے خلط ملط نہ رکھنے
مین غرضکہ یہ سزا تو دنیا مین ملے پھر جو حال اوس کا آخرت مین ہوگا اوس کا ذکر فرمایا
وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ یعنی ہرگز اللہ خلاف نکریگا اوس موعد کو تجھسے اور
وہ روز قیامت ہے موعد مصدر بھی ہے اس بنا پر معنی یہ ہونگے کہ تیری واسطے
ایک وعدہ ہے تیرے عذاب کے لئے وہ ضرور ہونے والا ہے زجاج نے کہا
جو فعل تو نے کیا ہے اوسپر اللہ تیرے مکافات کریگا قیامت مین اور اللہ خلاف
وعدہ نہین کرتا ہے ابو عمرو و یعقوب و ابن محیصن و یزیدی و حسن نے تخلفہ کو بکسر
لام پڑہا ہے اس قرارت کی بنا پر اس کے دو معنی ہین ایک یہ ہین کہ عنقریب تو اوس
وعدے کو آئے گا ہرگز اوس سے غائب نہو گا اور ہرگز اوس کو خلاف کیا ہوا نہ پائیگا
جس طرح تو کہتا ہے کہ احمدتہ ای وجدتہ محمودا یعنی مین نے اوس کو محمود پایا دوسرے معنی تہدید
کے بنا پر ہین یعنی تجھکو ضرور ہے کہ تو طرف اوس کے جاے اللہ نے تجھسے جو وعدہ
کیا ہے ہرگز وہ اوس کے خلاف نہ کرے گا بلکہ تو اوس کو پائے گا اور عنقریب تجھے
پہونچے گا تو ہرگز اوس سے بھاگ نہ سکے گا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تخلفہ بون
پڑہا ہے یعنی ہرگز اللہ پاک اوس وعدے کے خلاف نہ کرے گا باقی قرار نے
بفتح لام و تاے فوقیہ بصیغہ مجہول پڑہا ہے اس کے معنی وہی ہین جو مذکور ہوے
ظلت کی اصل ظللت ہے پہلے لام کو تخفیف کے واسطے حذف کر دیا ہے عرب
لوگ یہ کام بہت کیا کرتے ہین اعشی نے بدو لام بنا بر اصل پڑہا ہے حضرت ابن
مسعود رضے اللہ عنہ کی قرارت مین ظِلْتَ بکسر ظاے معجمہ ہے عاکف کے معنی

ہین ملازم یعنی تو اپنے معبود کو دیکھہ جس کی عبادت پر تو دائم قائم ہو رہا ہے
لنحرقنہ جمہور نے بضم نون و تشدید را مہملہ حرقہ یحرقہ سے پڑہا ہے حضرت
حسن رضی اللہ عنہ کی قرارت بضم نون و سکون حای مہملہ و تخفیف را ہے احرقہ
یحرقہ سے حضرت علی و ابن عباس و ابو جعفر و ابن محیصن و اشہب عقیلی نے لنحرقنہ
بفتح نون و ضم را مخففہ پڑہا ہے یہ ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ حرقت الشیء
احرقہ حرقا اذا بردتہ وحککت بعضہ ببعض یعنی یہ جب بولتے ہین کہ
تو کسی شے کو رتینی سے ریتے یعنی ہم اوس کو رتینیون سے رتینگے رتینی
کو سبر دو محرق بولتے ہین پہلی قرارت اولے ہے معنی اوس کے یہ ہین کہ ہم
اوس کو جلاوینگے اسی طرح دوسری قرارت کے معنی ہین ان تینون قرارتون مین
یون جمع کی گئی ہے کہ وہ بچہڑا جلایا گیا پہر رتینی سے ریتا گیا حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ کی قرارت مین یون ہے لنذبحنہ ثم لنحرقنہ حرف لام اس مین
واسطے توطیۂ وتتمہ کے ہے ثم لننسفنہ فی الیم نسفا[1] نسف کہتے ہین شے کے
جہاڑنے جھٹکنے کو تاکہ اوس کو ہوا لیجائے ابو رجا نے بضم سین مہملہ پڑہا ہے باقی
قرار نے بکسر سین یہ دونو دو لغت ہین منسف سوپ کو کہتے ہین جس سے خلے کو پھٹکتے
ہین نسافہ پھٹکن ہے جو پھٹکنے سے گر پڑتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
فرمایا ہے کہ ہم اوس کو دریا کی ہوا مین ایسا اوڑاوینگے کہ اوس کا عین باقی رہیگا
نہ اثر مقصود اس سے اوس کی عقوبت کا زیادہ کرنا ہے اور جو لوگ اوس کے سبب سے
فتنے مین پڑے اون کی غباوت ظاہر کرنا ہے اوس شخص پر جس کو ادنی سی نظر و
غور ہے یم سے مراد بحر ہے حضرت ابن عباس اسی کے قائل ہین حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مراد نہر ہے جملہ انما الہکم الخ جملہ مستانفہ ہے بعد
ابطال باطل کے تحقیق حق کے واسطے لایا گیا ہے وسع کو جمہور نے بکسر سین
مخفف پڑہا ہے ایک مفعول کی طرف متعدی ہے وہ مفعول کل شیء ہے علما
کا نصب بنابر تمییز ہے جو فاعل سے نقل کیا گیا ہے یعنی وسع علمہ کل شیء مجاہد و قتادہ

[1] بادبردادن خرمن وجز آن منسف سوپ نسافہ آنچہ افتد از بادبردادن ۱۲ صراح

نے وسع بتشدید و فتح سین پڑہا ہے اس بنا پر دو مفعول کی طرف متعدی ہوگا علما
کا نصب اس بنیاد پر ہوگا کہ مفعول اول ٹھیرگا گو متاخر ہے اس لیے کہ اصل مین
فاعل ہے تقدیر یہ ہے وَسِعَ عِلْمُہٗ کل شئ ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت
کیا ہے کہ وسع کے معنی ملا ہین یعنی اوس کے علم نے ہر شے کو بھر دیا ہے اس کے
مثل سورۂ اعراف مین گذر چکا ہے حضرت موسی علیہ السلام کا قصہ جو اس سورت
مین ہل اتاک حدیث موسی الخ سے شروع ہوا تہا یہ اوس کا آخر ہے یہان وہ قصہ
تمام ہو چکا کذا فی فتح البیان وغیرہ کذلک نقص علیک من انباء ما قد سبق ج
وقد اٰتیناک من لدنا ذکرا ۵ من اعرض عنہ فانہ یحمل یوم القیامۃ وزرا ۱
خلدین فیہ وساء لہم یوم القیمۃ حملا ۲ یون سناتے ہین ہم تجھکو احوال سے
اون کے جو پہلے گذرے اور ہم نے دیا تجھکو اپنے پاس سے ایک پڑہنا جو کوئی
مونہہ پھیرے اوس سے سو اوٹھاویگا دن قیامت کے ایک بوجہ بڑے رہین
اوس مین اور بُرا ہے اون پر قیامت مین وہ بوجہ اوٹھانے کا **ف** اللہ پاک
اپنے نبی مرسل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے کہ جس طرح یہ قصہ ظاہر طور
واقعی ہم نے تجھکو سنایا یعنی موسی علیہ السلام کا قصہ اور جو ماجرا اون کو ہمراہ فرعون اور
اوس کے لشکرون کے پیش آیا اسی طرح ہم تجھکو گذشتہ اخبار سناتے ہین جیسے کہ
وہ واقع ہوے بدون زیادتی وکمی کے تم ان کو یاد رکھو اور ہم نے تجھکو دیا اپنے
پاس سے ایک ذکر یعنی قرآن عظیم جس کے پاس نہ باطل آگے سے آتا ہے نہ
پیچھے سے اوتارا گیا ہے طرف سے حکیم حمید کے انبیاء علیہم السلام جب سے
مبعوث ہوے یہان تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ختم ہو گئے اونمین
سے کسی نبی کو ایسی کتاب نہین ملی نہ اس سے کامل تر نہ اس سے زیادہ تر جامع
واسطے خبر ماضی ومستقبل وحکم فصل کے درمیان لوگون کے اسی لیے اللہ پاک
نے یہ ارشاد فرمایا کہ من اعرض عنہ یعنی جس شخص نے اس کو جھٹلایا اور اس کے
امر وطلب کے اتباع سے منہ پھیرا اور اس کے غیر سے ہدایت کا طالب ہوا

تو بیشک اللہ اوس کو گمراہ کریگا اور وسط جہنم کی اوس کو راہ بتائیگا اور اسی لیے
یون فرمایا کہ من اعرض عنہ فانہ یحمل یوم القیامۃ وزرا وزر سے مراد اثم
و گناہ ہے یعنی جو کوئی اوس سے مونہہ پھیریگا تو وہ قیامت کے دن گناہ
اوٹھائیگا کما قال تعالے ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ یہ عام
ہے ہر اوس شخص مین کہ جس کو قرآن پہونچ چکا عرب کا ہو یا عجم کا اہل کتاب ہو
یا غیر اہل کتاب کما قال تعالے لانذرکم بہ ومن بلغ پس جس شخص کو قرآن
پہونچ گیا تو وہ اوس کے واسطے ڈرانے والا اور بلانے والا ہے پھر جس شخص نے
اوس کی پیروی کی تو راہ پائی اور جس نے اوس کی مخالفت کی اور اوس سے
منہہ پھیرا تو وہ دنیا مین گمراہ و بدبخت ہوا اور روز قیامت کو آگ اوس کا جائے
وعدہ ہے اور اسی لیے یون فرمایا ہے کہ من اعرض عنہ فانہ یحمل یوم القیامۃ
وزرا خالدین فیہ یعنی اوس سے اون کے لیے کوئی مفر نہین ہے نہ
ٹھیکانا وساء لھم یوم القیامۃ حملا یعنی برا بوجھ ہے بوجھ اون کا کذا
فی ابن کثیر ف یہ ایک کلام مستانف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
اس سے مخاطب فرمایا ہے اس لیے کہ آپ کو تسلی ہو اور گذشتہ لوگون کے
احوال کی بصیرت اور آپ کے معجزات کی تکثیر اور جو لوگ آپ کی امت سے
دانا بینا ہین اون کے لیے تذکیر ہو جائے کذلک مین حرف کاف کا محل
نصب ہے اس بنا پر کہ صفت ہے مصدر محذوف کی اور من انباء ما قد
سبق صفت ہے نقص کے مفعول محذوف کی تقدیر یہ ہے نقص علیک
کائنا من انباء ما قد سبق قصصا مثلما قصصنا ھذا النبأ الغریب
نبأ موسی و فرعون اور حرف من واسطے تبعیض کے ہے یعنی جس طرح ہم نے
تم کو موسی و فرعون کا قصہ سنایا اسی طرح گذشتہ حوادث کے بعض اخبار
سناتے ہین جو کہ اگلی امتون مین گذر چکے ہین تاکہ وہ تمہارے واسطے تسلی
اور تمہارے صدق و راستی پر دلالت ہو جائین وقد اتیناک من لدنا ذکرا

ف اور جو کوئی منکر ہوا اس سے سب فرقون مین سو اوس کا ٹھیکانا ہے وعدہ اوس کا ۱۲ ف کہ ہم گواہ اس سے خبردار کرون اور جس کو یہ پہونچے ۱۲

ذکر سے مراد قرآن شریف ہے ابن زید اسی کے قائل ہین قرآن کو ذکر
اس لیے کہا کہ اس مین وہ باتین مذکور ہین جو تذکر و اعتبار کی موجب ہین یعنی
ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ایسا ذکر عطا کیا ہے جو ان مضمون خبرون پر
مشتمل ہے کسی نے کہا مراد ذکر سے شرف و بزرگی ہے کقولہ تعالے[1] وانہ
لذکرلک ولقومک الآیہ جسطرح اس آیت شریف مین ذکر سے مراد شرف ہے
اوسی طرح یہان بھی ذکر سے مراد شرف ہے یعنی ہم نے تم کو اپنے پاس سے
شرف دیا پھر جو لوگ اس ذکر سے اعراض کرتے ہین منہ پھیرتے ہین اللہ
پاک نے اون کو یہ وعید سنائی من اعرض عنہ الخ یعنی جو شخص ذکر سے
منہ پھیرے پھر اوسپر ایمان نہ لائے نہ اوسپر عمل کرے جو اوس مین مذکور
ہے یا اللہ پاک سے منہ پھیرے تو بیشک ذکر سے یا اللہ پاک سے منہ
پھیرنے والا بسبب اپنے منہ پھیرنے کے روز قیامت کو ایک بڑا گناہ
اور بھاری عقوبت اوٹھائیگا[2] خالدین فیہ حال ہے یحمل کی ضمیر سے جو
من کی طرف پھرتی ہے یعنی منہ پھیرنے والے روز قیامت کو اپنے گناہ
کا اور اوس کی عقوبت کا بوجھ اوٹھائین گے درانحال کہ اوس کے عذاب
وعقوبت مین اور اوس کی جزا مین ہمیشہ ہمیشہ قائم دائم رہین گے اوس سے
کبھی نہ نکلین گے پس ضمیر فیہ کی وزر کی طرف راجع ہے اور مراد وزر سے
عذاب ہے چونکہ وزر سبب ہے عذاب کا اس لیے یون کہدیا کہ وزر مین
ہمیشہ رہین گے سبب کو قائم مقام مسبب کے کیا لیکن مراد یہی ہے کہ گناہ
کے عذاب وعقوبت مین ہمیشہ پڑے رہین گے کبھی اوس سے چھٹکارا
نہوگا وساء لھم یوم القیامۃ حملا ساء فعل ذم ہے حملا تمیز ہے ساء مین
جو ضمیر فاعل کی ہے یہ تمیز اوس کی تفسیر کرتا ہے اور مخصوص بالذم محذوف
ہے تقدیر[3] یہ ہے ساء لھم حملا وزرھم یعنی برا ہے وہ از روے بوجھ
کے گناہ اون کا مطلب یہ ہے کہ اون کا گناہ بہت ہی برا بوجھ ہے

[1] اور یہ مذکور تیرا اور تیری قوم کا اور تم سے پوچھ ہوگی ۱۲ [2] اس مین من کے لفظ کا لحاظ کیا جس طرح کہ یحمل مین لفظ من کا اعتبار کیا ۱۲ [3] مدارک شریف مین یون ہے ساء الحمل حملا وزرھم ۱۲

حرف لام لہم مین واسطے بیان کے ہے جیسا کہ ھیت لک مین ہے قول
مقدر سے متعلق ہے سارے سے متعلق نہین ہے یعنی یہ بات اون سے اور
اون کے حق مین کہی جائیگی معنی یہ ہین کہ برا ہے وہ گناہ جس کو اونہون نے
اپنی جانون پر لادا کہ قرآن کا انکار کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
اس کی تفسیر مین فرمایا ہے بئسما حملوا یعنی برا ہے وہ جو اونہون نے اوٹھایا
کذا فی فتح البیان وغیرہ یوم ینفخ فی الصور ونحشر المجرمین یومئذ زرقا
یتخافتون بینہم ان لبثتم الا عشرا نحن اعلم بما یقولون اذ یقول
امثلہم طریقۃ ان لبثتم الا یوما جس دن پھونکین گے صور مین اور
گھیر لاوین گے ہم گنہگارون کو اوس دن نیلی آنکھین چپکے چپکے کہتے ہین
آپس مین دیر نہین ہوئی تمکو مگر دس دن ہم کو خوب معلوم ہے جو کہتے ہین
جب بولیگا اون مین اچھی راہ والا تمکو دیر نہین لگی مگر ایک دن ف
یعنی اندہے اور شاید یون ہی نیلی ہون بدنمائی کے واسطے ف
یعنی دنیا مین رہنا اتنا نظر آویگا یا قبر مین رہنا ف ہم کو خوب معلوم ہے
یعنی چپ کے کہنا ہم سے نہین چھپتا انتہے ف حدیث شریف
مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے صور کا
پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک قرن ہے جس مین پھونکا جائیگا حدیث صور
مین بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ صور ایک قرن عظیم ہے اوسمین
کا دائرہ بقدر سموات وارض کے ہے اسرافیل علیہ السلام اوس مین پھونکین گے
حدیث شریف مین آیا ہے مین کیونکر عیش و آرام کرون حالانکہ صاحب قرن نے
تو قرن کو مونہہ مین لیلیا ہے اور اپنی پیشانی جھکالی ہے اور منتظر ہے اس بات
کا کہ اوس کو اذن ہو اسپر صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم کس طرح کہین فرمایا
کہو حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا بعض نے کہا زرقا کے یہ معنی
ہین کہ گنہگار لوگ نیلی آنکھون والے ہونگے بسبب ہولون کی شدت کے

ع ۵ ۱۴

ف ۱ الام للبیان کما قیل لک قول ہذا کما تقول ہیت لک ۱۲ منہ ف ۲ اور بولنا شاذ کرکے ف ۳ بس ہے ہمکو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے ۱۲

جنمین وہ ہونگے حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ یتخافتون
کے معنی ہین یتسارون یعنی بعض اونکا بعض سے کہیگا کہ نہین ٹہیرے
تم مگر دس دن یعنی دار دنیا مین تمہارا ٹہیرنا تو اوس مین قلیل تہا دس دن یا
اس کے مثل اللہ پاک نے فرمایا نحن اعلم بما یقولون یعنی باہم سرگوشی
کرنے کے حال مین ہم خوب جانتے ہین جو وہ کہتے ہین اذ یقول امثلھم
طریقۃ جب کہیگا عاقل کامل اون مین کا کہ ان لبثتم الا یوما یعنی نہین ٹہیرے
تم مگر ایک دن اس لیے کہ معاد کے دن دنیا کی مدت اون کے جی مین قصیر
معلوم ہوگی اس واسطے کہ ساری دنیا کو اوس کے اوقات بار بار آتے ہین
اور اوس کی رات دن گھڑیان یکے بعد دیگرے آتی رہتی ہین گویا وہ ایک
ہی دن ہے اور اسی لیے کافر لوگ قیامت کے دن زندگی دنیا کی مدت
کو قصیر جانین گے گویا غرض اون کی اس قول مین خود پر حجت قائم ہونے کا
رد کرنا ہے بسبب قصر مدت کے اور اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے ق
یوم تقوم الساعۃ یقسم المجرمون ما لبثوا غیر ساعۃ الے قولہ ولکنکم
کنتم لا تعلمون وقال تعالی اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم
النذیر الآیہ وقال تعالے کم لبثتم فی الارض عدد سنین قالوا لبثنا
یوما او بعض یوم فاسال العادین قال ان لبثتم الا قلیلا لو انکم کنتم
تعلمون یعنی تمہارا ٹہیرنا تو اوس مین کم تہا اگر تم جانتے تو ضرور باقی کو فانی
پر اختیار کرتے لیکن تم نے تصرف کیا تو برا تصرف کیا کہ حاضر فانی کو دائم باقی
پر مقدم کیا کذا فی ابن کثیر ف یوم ینفخ متعلق ہے اذکر مقدر سے یا
بدل ہے یوم القیامۃ حملا سے پہلا قول اولی ہے جمہور نے ینفخ کو بضم یا بحالی
بصیغۂ مجہول پڑہا ہے ابو عمرو و ابن ابی اسحق نے ننفخ بنون بصیغۂ معروف
پڑہا ہے ابو عمرو نے اپنی اس قرارت پر نحشر سے استدلال کیا ہے کیونکہ
یہ نون سے ہے تو وہ بہی نون سے چاہیے ابن ہرمز کی قرارت ینفخ بفتح

ل اور جس دن
اوسٹے کی قیامت
قبرون کہا ہوگا
کہ ہم نہین رہے ایک
گھڑی سے زیادہ
اسی طرح سے اوسٹے
جاتے اور رہین گے
جن کو کبی بجہ اور یقین
تمہارا ٹہیرنا تہا اللہ
کے لکھے مین جی اوسٹے
کے دن تک سو پہر
جی اوسٹے کا دن پر
تم نے جانا ۱۲
ع کیا تم نے عمر دی
تھی کہ جس مین سوچ
جسکو سوچنا ہو اور
پہونچی تمکو ڈرانیوالا
اب چکہو کہ کوئی نہین
تمہارا مددگار ۱۲

یا رتحتانی بصیغۂ معروف ہے اس بنا پر کہ اوس کا فاعل اللہ پاک ہے یا حضرت
اسرافیل علیہ السلام ابو عیاض نے فی الصور کو بفتح واو جمع صورۃ کی اور باقی قراء
نے بسکون واو پڑہا ہے صور سے مراد قرن ہے جس مین پہونکین گے لوگونکو
واسطے محشر کے اوس سے بلائین گے اس نفخ صور سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے
اس لیے کہ اس کے بعد یون فرمایا ہے ونحشر المجرمین اس سے معلوم ہوا
کہ یہ نفخہ حشر کے واسطے ہے جب تو نفخ صور کے بعد حشر کا ذکر کیا طلحہ بن مصرف
وحضرت حسن نے یحشر بیای تحتانی بصیغۂ مجہول اور برفع المجرمین پڑہا ہے
اور یہ رسم مصحف کے خلاف ہے باقی قاریون نے بنون پڑہا ہے مراد مجرمین
سے مشرک وکافر ہین اور وہ گنہگار جو اپنے گناہون سے ماخوذ ہوئے ہین
کون گناہ جن کو اللہ پاک نے اون کے واسطے نہین بخشا یومئذ سے مراد نفخ
صور کا دن ہے زرقا حال[۵۲] ہے مجرمین سے جمع ہے ازرق کی ازرق کہتے
ہین گربہ چشم کو زرقت وہ سبزی ہے جو آنکہ مین ہوتی ہے جیسے بلی کی آنکہہ
عرب لوگ گربہ چشمی کو شوم جانتے ہین اس لیے کہ روم کے لوگ سب
دشمنون سے بڑہکر عرب کے دشمن تہے اور وہ گربہ چشم تہے عرب کے نزدیک
گربہ چشمی آنکہہ کے رنگون مین سب سے بڑہکر برا اور مبغوض تر ہے اس لیے
کہ اونہون نے دشمن کی صفت مین یون کہا ہے اسود الکبد اصہب السبال
ازرق العین یعنی سیاہ جگر سرخ ریش گربہ چشم یعنی ہم گہیر لاوین گے مجرمون کو
صور پہونکنے کے دن اس حال مین کہ مع سیاہی چہرون کے گربہ چشم ہون گے
فراء نے کہا کہ زرقا سے مراد عمیا ہے یعنی اندہے ازہری نے کہا عطاشا
یعنی پیاسے یہی قول زجاج کا بہی ہے اس لیے کہ آنکہہ کی سیاہی پیاس
کے سبب سے طرف زرقت کے متغیر ہو جاتی ہے کسی نے کہا یہ کنایہ
ہے طمع کاذب سے جبکہ اوس کے عقب مین نومیدی ہو کسی نے کہا یہ کنایہ
ہے آنکہہ کے کہلے رہنے سے مارے شدت حرص کے قول اول اولی ہے

[۵۲] لفظ زرقا کی بجای قراءت اسود الکبد کی بجای
جو بعد کے جملون مین واقع ہوئی ہے حال ہے
[۵۳] اور ابن عباس سے زرقا حال
سے اور ابن قتیبہ سے
دونون حال سے بدل
ہونا منقول ہے
جو زرقا مین ہے ۱۲

اس آیت کریمہ مین تو یہ فرمایا ہے کہ کبود چشم محشور ہونگے دوسری آیت شریفہ
مین یہ ارشاد کیا ہے ونحشرھم یوم القیامۃ علی وجوھھم عمیا وبکما وصما
یعنی ہم اون کو حشر کرین گے قیامت کے دن اون کے مونہہ کے بل اندھے
اور گونگے اور بہرے سو ان دونون آیتون مین یون جمع کی گئی ہے کہ روز
قیامت کے واسطے حالات و مقامات ہین کہ اون مین مجرمین کی صفتین
مختلف ہونگی اور اون کا عذاب رنگ برنگ کا ہوگا حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ روز قیامت مین حالات ہین کہ کسی حال مین
وہ گربہ چشم ہونگے اور کسی حال مین وہ اندھے ہونگے جملۂ یتخافتون بینھم
حالیہ ہے یا مستانفہ ہے واسطے بیان اوس حالت کے جس مین وہ اوس دن
ہونگے خفت لغت مین سکون کو کہتے ہین اور مخافتت و تخافت و خفت بروزن
سبت پوشیدہ بات کرنے کو بولتے ہین ہر جو شخص اپنی آواز کو پست کرتا
ہے تو کہتے ہین خفتہ یعنی اوس نے اپنی آواز پست کی معنی یہ ہین کہ وہ اپنی
آوازون کو پست اور پوشیدہ کرینگے اور بعض اونکا بعض سے پوشیدہ
کہیگا کہ نہین ٹھیرے تم دنیا مین یا قبرون مین یا درمیان دو نفخون کے جس کا
مقدار چالیس برس ہے مگر دس رات مع دن کے یہ اس واسطے کہین گے
کہ اوس دن کا ہول و رعب اون کو لاحق ہوگا ان لبثتم الا عشرا حال ہے
عامل اس کا محذوف ہے ای حال کونھم قائلین فی السران لبثتم الخ یعنی باہم
پوشیدہ گفتگو کرین گے درانحال کہ وہ یہ بات کہین گے اب رہی یہ بات
کہ عشرا فرمایا عشرۃ نہ کہا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ مراد لیالی ہین اس لیے کہ مہینونکا
غرہ راتون سے ہوتا ہے تو دن تبعًا اون مین داخل ہو گئے قالہ فی الکشاف
کسی نے کہا کہ عشرا سے مراد دس ساعتین ہین مطلب یہ ہے کہ اپنے رہنے
بسنے کو دنیا مین مارے شدت اہوال قیامت کے بغایت قصیر و قلیل سمجھین گے
پھر جس وقت اونہون نے یہ بات کہی تو اللہ پاک نے یون فرمایا کہ نحن اعلم

۱۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت مین یہ ہے کہ روز قیامت مین دو ساعتین ہونگی اور دوسری مین یہ ہے کہ دو روزین ہین ۱۲

۱۲ عہ اور اوٹھاوین گے ہم اون کو روز قیامت کے اوندھے پیر اندھے ہونگے اور گونگے اور بہرے ۱۲

بما یقولون یعنی ہم کو خوب معلوم ہے جو وہ آپس مین کہتے ہین یعنی ایسا
نہین ہے جیسا وہ کہتے ہین اذ یقول امثلھم طریقۃ ان لبثتم الا یوما
اذ ظرف ہے اعلم کا اور طریقۃ کا نصب بنا بر تمیز ہے یعنی ہم خوب جانتے
ہین جو وہ کہتے ہین جبکہ کہیگا وہ شخص جو اون سب سے عادل تر ہے بات
مین اور کامل تر رائے مین اور زیادہ تر جاننے والا نزدیک اپنے نفس کے
کہ نہین ٹھیرے تم مگر ایک دن اس قول کی نسبت جو اونمین کے افضل شخص
کی طرف کی سو اس لیے کہ یہ زیادہ تر دال ہے شدت ہول پر نہ اس لیے
کہ وہ قریب تر ہے طرف صدق کے یعنی اوس دن کی ہول اس قدر سخت
ہے کہ جو شخص اونمین کا بڑے سے بڑا دانشمند و زیرک و ہوشیار ہے مارے
شدت دہشت کے یہ بات کہیگا حال آنکہ نفس الامر مین یہ بات نہین ہے
پھر غیر عاقل کا کیا ذکر ہے کذا فی فتح البیان وغیرہ ویسئلونک عن الجبال
فقل ینسفھا ربی نسفا ۝ فیذرھا قاعا صفصفا ۝ لا ترٰی فیھا عوجا و
لا امتا ۝ یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہ وخشعت الاصوات
للرحمن فلا تسمع الا ھمسا ۝ اور تجھ سے پوچھتے ہین پہاڑون کا حال سو
تو کہہ کہ اون کو بکھیر دیگا میرا رب اوڑا کر پھر کر چھوڑیگا زمین کو بٹ پر میدان دیکھے
تو اوس مین موڑ نہ ٹیلا اوس دن پیچھے دوڑین گے پکارنے والے کے
ٹیڑھی نہین جس کی بات اور دب گئین آوازین رحمن کے ڈر سے پھر تو
نہ سنے مگر کھس کھسی آواز انتہی ف تجھ سے پہاڑون کا حال پوچھتے
ہین یعنی کیا وہ باقی رہین گے یا اپنی جگہہ سے زائل ہو جائین گے سائلین
سے مراد کفار مکہ ہین ابن منذر نے ابن جریج رضے اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے قریش نے کہا کہ تیرا رب ان پہاڑون کو قیامت کے دن کیا کریگا اسپر
یہ آیت نازل ہوئی حضادی نے کہا کہ یہ سوال اونہون نے بطور استہزا کے کیا
تہا تم تو یہ دعوے کرتے ہو کہ یہ دنیا فنا ہوگی اور ہم بعد موت کے اوٹھائے جائینگے

سو یہ پہاڑ کہان ہونگے خازن نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے فرمایا ہے کہ ثقیف کے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے پوچھا کہ قیامت کے دن پہاڑ کس طرح ہونگے اسپر یہ آیت کریمہ نازل
ہوئی اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم اس سوال کا یہ جواب
دیدو کہ ینسفہا ربی نسفا نسف کہتے ہین بنا کے اوکھیڑنے کو ابن اعرابی وغیرہ نے
کہا کہ اوکھیڑیگا پہاڑون کو اون کی جڑون سے اوکھاڑنے کر پھر کردیگا اونکو
ریت کہ ریگ روان کی طرح روان ہونگے پھر کردیگا اون کو مثل دہنی اون
کے کہ ہوائین اون کو ادہر ادہر اوڑائین گی پھر مثل غبار منتشر کے کردیگا صحاح
مین کہا ہے یقال نسفت الریح التراب نسفا من باب ضرب اقتلعتہ و فرقتہ
و نسفت البناء نسفا قلعتہ من اصلہ و نسفت الحب نسفا و اسم الآلۃ منسف بکسر المیم
انتہی یعنی نسف کے معنی محاورۂ عرب مین تین ہین ایک تو اوکھیڑنا دوسرے
متفرق کردینا تیسرے اوڑانا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ
مین دو معنی کی رعایت فرمائی ینسفہا کا ترجمہ بکھیر دیگا کیا اور نسفا کا اوڑاکر
ایک ہی جملے مین دونو معنے ادا فرمادیے حرف فا فقل مین واسطے سرعت
کے ہے طرف الزام سائلین کے یہ اس بنا پر ہے کہ واقعی لوگون نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے جبال کا سوال کیا اسپر اللہ پاک نے آپ کو ارشاد فرمایا
کہ تم اون کو جلد الزامی جواب دیدو ایک[۱] قول یہ ہے کہ آپ سے کسی نے
سوال نہین کیا تھا تقدیر یہ ہے کہ ان سالوک فقل یعنی اگر وہ تم سے سوال کرین
تو تم یہ جواب دیدو اس بنیاد پر فقل شرط مقدر کا جواب ہوگا اور اسی لیے
یہ جواب مقرون بحرف فا آیا ہے بخلاف اور سوالات کے جو کلام مجید مین وارد
ہوئے ہین کہ اون کے جوابون مین حرف فا نہین آیا ہے جیسے یسالونک[۹۲]
عن المحیض قل ھو اذی و[۹۳] یسالونک عن الیتامی قل اصلاح لھم خیر
یسالونک[۹۴] عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر یسالونک[۹۵] عن الساعۃ ایان مرساھا

[۱] لیکن یہ قول نص قرآنی کے بالکل خلاف ہے کیونکہ قرآن سے ویسئلونک عن الجبال سے ہر وقوع سوال مین رہا حرف فا تو فرور نہین کہ اوسکی تصحیح کرے دوسرے اگر عظیم صحیح کا انکار کیا جاوے جائز ہے کہ باوجود اوسکے شرط مناسب سیاق محذوف ہو اوس کی جزا مین یہ حرف فا آیا ہو بلکہ یہی متعین ہے کما ہو ظاہر غیر رضوی عفی عنہ

[۹۲] اور پوچھتے ہین تجھ سے حکم حیض کا تو کہدو وہ گندگی ہے [۹۳] اور پوچھتے ہین تجھ سے حکم یتیمون کا تو کہدو سنوارنا اونکا بہتر ہے [۹۴] اور پوچھتے ہین تجھ سے حکم شراب کا اور جوے کا تو کہدو ان مین گناہ بڑا ہے [۹۵] پوچھتے ہین قیامت کی کہ کب ہوگی

قل انما علمها عند ربی ویسالونک عن الروح قل الروح من امر ربی
ویسالونک عن ذی القرنین قل ساتلو یہ چھہ سوال ہین کہ ان کے جواب
مین حرف فا نہین آیا اس لیے کہ یہ سوال مقدم ہو چکے اسپر اون کا جواب
وارد ہوا اور ان مین معنی شرط نہ تھے اس واسطے جوابون مین حرف فا مذکور
نہوا فیذرہا مین ضمیر جبال کی طرف پھرتی ہے باعتبار مواضع جبال کے
یعنی جن جگہون مین پہاڑ کھے ہوے جمے ہوے گڑے ہوے تھے اور
اون کے نیچے کے اجزا جو بعد اوکھیڑنے اوڑانے کے باقی رہگئے تھے انکو
ہموار زمین کردیگا مطلب یہ ہے کہ پہاڑون مین سے جو بچا ہوا رہجائیگا اوسکو
ہموار کردیگا اور اوس کے مسطح کو اور اجزاے زمین کے مسطح کو جو بعد اوڑا دینے
بلند پہاڑون کے رہیگا ان دونون سطحون کو برابر کردیگا یا ضمیر زمین کی طرف
راجع ہے گو اوس کا ذکر نہین ہوا ہے لیکن قرینۂ حال اوسپر دال ہے کیونکہ
بعد اوڑا دینے پہاڑون کے باقی وہی ہے ابن اعرابی نے کہا ہے کہ قاع
صفصف زمین ملسار بلا نبات وبلا بنا ہے یعنی خشک زمین جس مین نہ روئیدگی
ہو نہ بنا ر و مکان اوس کو قاع صفصف کہتے ہین فراء نے کہا کہ قاع مستنقع
ماء ہے یعنی جس جگہہ مین پانی جمع ہوتا ہے اوس کو قاع بولتے ہین اور صفصف
قرعاء ملسار ہے کہ جس مین نبات نہو یعنی گنجی خشک زمین جس مین روئیدگی نہو
وہ صفصف ہے گویا اوس کے اجزا ہر جہت سے صف واحد ہین سو صفصف
معنی مین قاع کے لگ بھگ ہے پس مثل تاکید کے ہوگی واسطے قاع کے
جوہری نے کہا کہ قاع برابر سخت زمین کو کہتے ہین اور صفصف برابر خشک زمین
کو بولتے ہین لا تری فیہا مین ضمیر راجع ہے طرف جبال کے باعتبار مذکور یا
طرف زمین کے جس طرح کہ گذر چکا ہے ابن اعرابی نے کہا کہ عوج بکسر عین لغوج کو کہتے
ہین یعنی ٹیڑا ہونا اور امت چھوٹے چھوٹے ٹیلون کو بولتے ہین اور امت لغت
مین بلند مکان کو کہتے ہین کسی نے کہا عوج میل ہے اور امت اثر ہے مثل

ف ۱ صاع مین دونون کا
ف ۲ یعنی زمین ہموار کیا جائیگا
ف ۳ یہ قول ابن عباس کا ہے
ف ۴ ابن ابی حاتم نے شداد سے اس کو
نقل کیا ہے شداد نے کعب احبار سے
ف ۵ نشان نقشہ قدس کا
ف ۶ صاف برابر زمین جس مین کوئی
ف ۷ یعنی ہموار زمین کو کہتے ہین
ف ۸ یعنی ہموار زمین کو کہتے ہین
ف ۹ یعنی ہموار زمین کو کہتے ہین
ف ۱۰ یعنی ہموار زمین کو کہتے ہین

شراک[۱] کے کسی نے کہا عوج وادی[۲] ہے اور امت رابیہ[۳] ہے یعنی ٹیلا کسی نے
کہا امت تو یسیر کو کہتے ہین یعنی ذرا سی بلندی کو محاورے مین بولتے ہین
مد حبلہ حتی ما فیہ امت یعنی فلان نے اپنی رسی کو دراز کیا یہان تک
کہ اوس مین ذرا سی بلندی نہین ہے یعنی برابر ہے کسی نے کہا کہ عوج انخفاض
ہے یعنی پستی اور امت ارتفاع یعنی بلندی کسی نے کہا عوج صدوع ہین یعنی
شگاف اور درارین اور امت اکمہ ہے یعنی ٹیلا کسی نے کہا امت شقوق ہین
زمین مین یعنی شگاف کسی نے کہا امت آکام ہین یعنی ٹیلے کسی نے کہا
امت یہ ہے کہ زمین کسی جگہہ مین سخت ہو اور کسی جگہہ مین نرم صراح مین کہا
ہے کہ عوج بفتحتین کژ شدن عع کاف و کژی در بالاے چیزے ایستادہ چون
درخت و دیوار و مانند آن عوج بالکسر کژی در دین و در معیشت و رائے قال
ابن السکیت یقال فی دینہ عوج بالکسر و فی عودہ و حائطہ عوج بالفتح انتہی یعنی
کلمہ عوج بکسر عین کا استعمال معانی مین ہوتا ہے اور بفتح عین اعیان و محسوسات
مین بولا جاتا ہے یہان عوج بکسر عین کا استعمال برخلاف اس قاعدے کے
محسوسات مین آیا ہے یعنی مواضع جبال یا زمین کو اس کے ساتھہ موصوف
کیا ہے اسی لیے مفسرین نے اس کے ٹھیک کرنے مین تکلف کیا ہے چنانچہ
ابو السعود رحمہ اللہ تعالے نے یون فرمایا ہے کہ عوج بفتح عین محسوسات مین اور
بکسر عین معانی مین ہوتا ہے اور یہان جو ہے سو قبیل اول سے ہے لیکن اسمین
بکسر العین کے ساتھہ اس لیے تعبیر کی گئی کہ عوج مارے شدت خفا کے گویا
قبیل معانی سے ہو گیا ہے یعنی تو عوج کا ادراک زمین مین نہ کر سکیگا اگرچہ
مقیاس ہندسی سے تامل و غور کر کے اوس کو دیکھے تب بھی اوس مین کجی کا
اتا پتا نہ پائے امام نسفی رحمہ اللہ تعالے نے اس مضمون کو یون ادا کیا ہے کہ
عوج بکسر عین اگرچہ معانی مین ہے جس طرح کہ مفتوح اعیان مین ہوتا ہے اور
زمین عین ہے لیکن جبکہ زمین ایسی برابر ہو گئی کہ ممکن نہین ہے کہ اوس مین

[۱] بندوں از دوال یعنی جوتی کا تسمہ ۱۲ [۲] وادی کہتے ہین نرم و کشادہ زمین کو ۱۲ [۳] رابیہ بلندی و پشتہ و اکرہ پشتہ و تل تو ۱۲ صراح

کسی طرح سے کوئی کجی پائی جاے گو دقیق ولطیف حیلہ ہی کیون نہو تو وہ جاری
مجراے معانی ہو گئے یعنی اس لیے جو لفظ معانی کے واسطے خاص تھا وہ
اوس کے واسطے بولا گیا علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ مواضع
جبال کا عوج بکسر العین سے بیان وصف کرنا اوس بات کو دفع کرتا ہے جو کہی جاتی
ہے کہ عوج بکسر عین معانی مین اور بفتح عین اعیان مین ہوتا ہے اس جگہہ صاحب
کشاف نے اس کے واسطے ایسی بات کا تکلف کیا ہے جس سے غنا ہے
اور اوس کے غیر مین گنجایش ہے ان کی تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جب
کلام پاک مین عوج مکسور العین کا استعمال اعیان مین آگیا تو معلوم ہوا کہ اعیان
و معانی دونو مین اسکا استعمال ہوتا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ اس قاعدے کے
ثابت رکھنے مین آیت کریمہ کی تکلف تاویل کر کے اوس کو اوسی قاعدے
پر اوتارین ابن منذر وابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے قاعا صفصفا فرمایا جس مین نبات نہو لا ترى فيها عوجا
فرمایا وادیا ولا امتا فرمایا رابیۃ عبد بن حمید وابن منذر وابن ابی حاتم نے عکرمہ
سے روایت کیا ہے کہ کسی نے اون سے قاعا صفصفا الخ کا پوچھا تو
کہا کہ حضرت ابن عباس فرماتے تھے کہ وہ زمین ملسا یعنی خشک ہو کہ جسمین
رابیۂ مرتفعہ نہو اور نہ پستی ہو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ قاع برابر زمین
ہے اور صفصف اوس کے معنی کی تاکید ہے کسی نے کہا وہ ہے جس مین
نبات نہو معنی اول اولی ہین اگرچہ معنی آخر بھی ملازم مراد ہین اور اسی لیے
فرمایا ہے لا ترى فيها عوجا ولا امتا یعنی نہ دیکھے تو اوس دن زمین مین
کوئی وادی نہ کوئی رابیہ نہ کوئی جگہہ پست نہ اونچی حضرت ابن عباس وعکرمہ
ومجاہد وحسن بصری وضحاک وقتادہ وغیرہ واحد سلف نے اسی طرح کہا ہے
قاعا مفعول ثانی ہے فیذرہا کا اس بنا پر کہ یذر متضمن ہے معنی تصییر کو اسی لیے
حضرت شاہ صاحب مرحوم نے اس کا یون ترجمہ کیا ہے کہ کر چھوڑیگا زمین کو

پٹپر میدان یا حال ہے ضمیر منصوب سے اور صفصفا حال ثانی ہے یا صفت
ہے قاعا کی یا بدل ہے مفعول ثانی سے لا تری فیھا عوجا ولا امتا کا محل
نصب ہے اس بنیاد پر کہ صفت ثانی ہے قاعا کی بیضاوی نے کہا ہے کہ
تینوں احوال مترتبہ ہین سو اول کے دو یعنی قاعا صفصفا باعتبار احساس کے
ہین اور تیسرا یعنی لا تری فیھا عوجا ولا امتا باعتبار مقیاس کے ہے اور اسی لیے
عوج بالکسر کا ذکر کیا ہے حالانکہ دو معانی کے ساتھ خاص ہے کسی نے کہا
کہ لا تری استیناف مبین ہے واسطے حالین کے یومئذ ظرف ہے
یتبعون الداعی کا یعنی پہاڑ اوڑانے کے دن پیچھے دوڑین گے پکارنیوالے
کے داعی سے مراد اللہ پاک کا پکارنے والا ہے طرف محشر کے سو لوگ
ہر ناحیہ سے اوس کی طرف متوجہ ہونگے فراء نے کہا مراد داعی سے حشر کی
آواز ہے کسی نے کہا داعی حضرت اسرافیل علیہ السلام ہین جبکہ صور مین پھونکینگی
قول راجح یہ ہے کہ داعی حضرت جبریل علیہ السلام ہین اور پھونکنے والے
حضرت اسرافیل علیہ السلام ہین لا عوج لہ جملۂ مستانفہ ہے یا حال ہے داعی
سے یا صفت ہے مصدر محذوف کی تقدیر یہ ہے یتبعونہ اتباعا لا عوج لہ
اس کی ضمیر مین تین وجہین ہین انمین سے ظاہر تر وجہ یہ ہے کہ داعی کی طرف
پھرتی ہے یعنی اوس کے پکارنے کے واسطے کسی طرح کی کجی نہوگی بلکہ وہ
سب کو سنائیگا پس وہ میل نہ کریگا طرف ایک لوگون کے نہ دوسرون کے
دوسری وجہ یہ ہے کہ مصدر محذوف کی طرف راجع ہے یعنی کسی طرح کی
کجی نہین ہے واسطے پیچھے جانے کے یعنی اس مین دائین بائین نہ جھکینگے
سیدھے برابر اوسی طرف چلے جائینگے تیسری وجہ یہ ہے کہ کلام مین قلب
ہے تقدیر یہ ہے لا عوج لھم عنہ یعنی کسی طرح کی کجی نہوگی واسطے اون
لوگون کے اوس داعی سے یعنی اس بات پر قادر نہونگے کہ اوس سے
مائل و منحرف ہوجائین بلکہ جلد جلد اوس کے پیچھے دوڑین گے اور اوس کے

پاس آجائین گے ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہی
کہ قیامت کے دن لوگ ایک تاریکی مین حشر کیے جائین گے آسمان
لپیٹ دیا جائیگا اور ستارے جھڑ پڑین گے اور سورج چاند جاتے رہین گے
اور ایک منادی پکاریگا تو لوگ اوس آواز کا قصد کرتے ہوے اوس کے
پیچھے دوڑین گے سو یہ وہی قول ہے اللہ پاک کا یومئذ یتبعون الداعی
لاعوج لہ نیز ابن ابی حاتم نے ابو صالح سے روایت کیا ہے کہ لاعوج عنہ
خازن نے کہا ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور کو اپنے موہنہ مین
رکھین گے اور صخرۂ بیت المقدس پر کھڑے ہونگے اور پکارین گے ایتھا
العظام البالیہ والجلود الممزقۃ واللحوم المتفرقۃ والاوصال المتقطعۃ
ھلمی الی عرض الرحمن شیخ زادہ نے کہا ہے کہ ایک روایت مین یون آیا
ہے کہ وہ یہ کہین گے یا ایتھا العظام البالیۃ والاوصال المتقطعۃ واللحوم
الممزقۃ ان اللہ یامرکن ان تجتمعن لفصل القضاء پس وہ لوگ اون پر
متوجہ ہونگے حافظ ابن کثیر نے اس آیت کے معنی مین فرمایا ہے کہ جس دن
وہ یہ احوال واہوال دیکھین گے تو پکارنے والے کی طرف جلدی کرتے
ہوے اوس کی دعوت کو قبول کرین گے جس جگہہ اون کو حکم ہوگا طرف
اوس کے دوڑین گے اگر یہ دنیا مین ہوتا تو البتہ اون کے واسطے زیادہ تر
نافع تہا لیکن ایسی جگہہ ہے کہ اون کو نفع نہ دیگا کما قال تعالے اسمع بھم
وابصر یوم یاتوننا وقال مھطعین الی الداع وخشعت الاصوات للرحمن
یعنی اللہ پاک کے ہیبت وجلال کے واسطے آوازین پست ہوجائین گی
یا اوس کی عظمت کے واسطے ضعیف ہوجائین گی یا شدت گھبراہٹ سے
ذلیل ہوجائین گے مراد آواز والے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
فرمایا کہ ساکت ہوجائین گے کسی اور نے کہا کہ ساکن ہوجائین گے سدی
بھی اسی کے قائل ہین ابن منذر وابن ابی حاتم نے الا ھمسا کی تفسیر مین

لہ کما ینبغی ہو جس دن
ہ دوڑنے والے ہی اوس
ط ۱۲ منہ
سہ فتح القدیر
مین سکنت ابن کثیر
مین سکنت سون
ہے ۱۲
ع
دوڑنے جاوین
پکارا پر ۱۲

حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ہمس صوت خفی ہے سعید بن جبیر
کا لفظ اون سے وطی اقدام ہے اور عکرمہ ومجاہد وضحاک وربیع بن انس وقتادہ
وابن زید وغیرہم نے بھی اسی طرح کہا ہے ابن منذر وابن ابی حاتم کا لفظ حضرت
ابن عباس سے صوت وطی اقدام ہے عبد بن حمید وابن منذر کا لفظ ضحاک
وعکرمہ وسعید بن جبیر وحسن سے مثل اس کے ہے عبد بن حمید وابن منذر کا لفظ
مجاہد سے صوت خفی ہے اسی کے مثل علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس
سے ہے اور یہی ایک روایت مین ہے عکرمہ وضحاک سے ابن ابی حاتم کا لفظ
سعید بن جبیر سے سر الحدیث وصوت الاقدام ہے سعید نے دونو قولونکو
جمع کردیا ہے اور یہ محتمل ہے رہا رونداقدمون کا سو مراد اوس سے دوڑنا لوگونکا
ہے طرف محشر کے اور یہ دوڑنا اون کا چلنا ہے سکون وخضوع مین رہا کلام خفی
سو کبھی ایک حال مین ہوگا دوسرے حال مین نہوگا اللہ پاک نے فرمایا ہے
یوم یات لا تکلم نفس الا باذنہ فمنہم شقی وسعید غرضکہ ان حضرات کے
(سعید ان دن آوے گا نہ بولیگا کوئی مگر اوسکے حکم سے سو اوسمین کوئی بدبخت ہے اور کوئی نیک بخت ۱۲)
اقوال سے ہمس کے دو معنی معلوم ہوے ایک تو کلام خفی وآواز خفی دوسرے
آواز چلنے کی اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ ہمس قدمون کے اوٹھانے کی آواز
ہے طرف محشر کے اور آواز قدمون کے روندنے کی اسی معنے سے یہ قول
ہے عرب کا کہ ہمست الابل حس وقت اونٹون کے سم پڑنے کی آواز زمین
پر سنائی دیتی ہے اوس وقت قول مذکور کہتے ہین اور شیر کو ھموس بولتے ہین
اس لیے کہ اندھیاری مین وطی خفی کرتا ہے یعنی آہستہ آہستہ چلتا ہے
ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ ہمس سے مراد ہر آواز خفی ہے خواہ قدم سے ہو یا
مونہہ سے بسبب ہونٹہ ہلانے کے یا سوا اسے اس کے قرارت حضرت ابی
رضی اللہ عنہ فلا ینطقون الا ھما اس کی تائید کرتی ہے اور یہ مصدر ہے
ہمست الکلام کا ضرب کے باب سے یہ جب کہیگا کہ تو کلام خفی کرے زمخشری
نے کہا کہ ہمس ذکر خفی ہے اسی سے حروف مھموسہ ہین تمہا مفعول بہ ہے

سلہ حروف مھموسہ دس ہین جمعوھا
اوتکلان تین
کلمون ہین
ہتحہ خص
فکت حث

فلا تسمع کا اور استثنا مفرغ ہے یعنی پھر نہ سنے گا تو کسی آواز کو مگر آواز خفی کو
یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا ۝ یعلم
ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بہ علما ۝ وعنت الوجوہ
للحی القیوم ط وقد خاب من حمل ظلما ۝ ومن یعمل من الصلحت وھو
مومن فلا یخف ظلما ولا ھضما ۝ اوس دن کام نہ آویگی سفارش مگر جسکو
حکم دیا رحمن نے اور پسند کی بات ۵ وہ جانتا ہے جو اون کے آگے اور
پیچھے ہے اور یہ قابو مین نہین لاتے اوسکو دریافت کرکر اور رگڑتے ہین
مونہہ آگے اوس جیتے ہمیشہ رہنے کے اور خراب ہوا جسنے بوجھہ اوٹھایا
ظلم کا اور جو کوئی کرے کچھہ بھلائیان اور وہ یقین رکھتا ہو سو اوس کو ڈر نہین
بے انصافی کا اور نہ دبانے کا ۵ ف یعنی اوس کی سفارش چلی گی ف
یعنی اوسپر زور نہوگا اللہ کے یہان انصاف ہے انتے ف اللہ پاک فرماتا ہے
یومئذ یعنی قیامت کے دن لا تنفع الشفاعۃ یعنی نفع نہ دیگی سفارش نزدیک اوس کے
الا من اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا کقولہ تعالی من ذا الذی یشفع عندہ
الا باذنہ وقولہ وکم من ملک فی السموت لا تغنی شفاعتھم شیئا الا من
بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی وقولہ ولا یشفعون الا لمن ارتضی
وھم من خشیتہ مشفقون وقولہ ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن
اذن لہ وقولہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من
اذن لہ الرحمن وقال صوابا صحیحین مین بچند وجوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے آیا ہے اور آپ سید ولد آدم ہین اکرم خلائق ہین اللہ عزوجل پر کہ آپنے
فرمایا مین آونگا نیچے عرش کے اور گر پڑونگا واسطے اللہ کے سجدہ کرتا ہوا اور
کھولدیگا وہ مجھپر محامد یعنی تعریفون کو جن کو مین اب یاد نہین رکھتا ہون پھر
وہ مجھکو چھوڑ رکھیگا جس قدر اللہ چاہیگا کہ مجھے چھوڑ رکھے پھر فرمائیگا اے محمد
تو اپنے سر کو اوٹھا اور کہہ تیری بات سنی جائیگی اور تو شفاعت کر تیری شفاعت

۵ کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اوسکی پاس مگر اوسکی اذن سے ۱۲ ۵
اور بہت فرشتے ہین آسمانونمین کام نہین آتی اونکی سفارش کچھہ مگر جب حکم دیوے اللہ جسکے واسطے چاہے اور پسند کرے ۱۲ ۵ اور وہ سفارش نہین کرتے مگر اوسکی جس سے وہ راضی ہوا اور وہ اوسکی ہیبت سے ڈرتے ہین ۱۲ ۵ اور کام نہین آتی سفارش اوسکی پاس مگر اوسکو جسکے واسطے حکم دیا رحمن نے اور بات ٹھیک کہی ۱۲ ۵ جس دن کھڑے ہونگے روح اور فرشتے قطار ہوکر

قبول ہوگی فرمایا پھر وہ میرے واسطے ایک حد مقرر کردیگا تو مین اونکو جنت
مین داخل کرونگا پھر مین لوٹ کر آؤنگا پھر آپ نے چار بار کا ذکر فرمایا صلوات اللہ
وسلامہ علیہ وعلی سائر النبیین یہ بھی حدیث شریف مین آیا ہے کہ اللہ پاک
فرمائیگا نکالو آگ سے اوس شخص کو جس کے دل مین ایک مثقال ایمان تہا
تو ایک خلق کثیر کو نکالین گے پھر فرمائیگا نکالو آگ سے اوس شخص کو جس کے
دل مین آدہا مثقال ایمان تہا نکالو آگ سے اوس شخص کو جس کے دل مین ذرہ
برابر ایمان تہا اوس شخص کو جس کے دل مین ادنیٰ ادنیٰ ذرے کی برابر ایمان
تہا الحدیث یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم یعنی ساری خلائق کا علم سے
احاطہ کرتا ہے ولا یحیطون بہ علما کقولہ تعالے ولا یحیطون بشیٔ من
علمہ الا بما شاء عنت الوجوہ للحی القیوم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
اور غیر واحد نے فرمایا ہے کہ خاضع و ذلیل و مستسلم یعنی مطیع و منقاد ہوئی خلائق
واسطے اپنے جبار کے جو زندہ ہے مرتا نہین ہے قیوم ہے کہ سوتا نہین ہے
اور وہ قیم ہے ہر شی پر اوس کی تدبیر کرتا ہے اور اوس کا حفظ رکہتا ہے پس وہ
کامل ہے اپنے نفس مین جس کی طرف ہر شے فقیر و محتاج ہے اوس کے واسطے
کسی طرح کا قوام نہین ہے مگر اوس سے وقد خاب من حمل ظلما یعنی خراب
ہوا وہ شخص جس نے ظلم کا بوجہ اوٹہایا قیامت کے دن اس لیے کہ اللہ ادا
کردیگا یعنی پہونچا دیگا ہر حق کو طرف صاحب حق کے یہان تک کہ بی سینگ
کی بکری کے واسطے قصاص لیگا سینگ والی بکری سے حدیث شریف مین
آیا ہے اللہ عزوجل فرمائیگا قسم ہے میرے عزت و جلال کی کہ تجاوز نہ کریگا
مجہ سے آج ظلم کسی ظالم کا صحیح مین آیا ہے کہ تم بچو ظلم سے کیونکہ ظلم تاریکیان
ہین قیامت کے دن والخیبۃ کل الخیبۃ یعنی بڑا نقصان و حرمان اوس
شخص کو ہے جس نے اللہ سے ملاقات کی حالانکہ وہ اوس کے ساتہہ شرک
کرنے والا تہا اس لیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم
بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے انصاف سے ۱۲

یعنی بیشک شرک بڑا ہی ظلم ہے ومن یعمل من الصالحات الخ جبکہ اللہ پاک
نے ظالمون کا اور اون کی وعید کا ذکر کیا تو اوس کے بعد متقین کا اور اون کے
حکم کا ذکر فرمایا وہ حکم یہ ہے کہ لا یظلمون ولا یھضمون یعنی نہ اون کے گناہون مین
زیادتی کیجائیگی نہ اون کی نیکیون سے کمی ہوگی حضرت ابن عباس ومجاہد و
ضحاک وحضرت حسن وقتادہ وغیرواحد اسی کے قائل ہین پس ظلم زیادت ہے
اس طرح کہ غیر کا گناہ اوسپر لادا جائے اور ہضم نقصان ہے کذا فی ابن کثیر ف
یومئذ ظرف معمول ہے لاتنفع کا یعنی جس دن واقع ہوگا جو ہم نے ذکر کیا
یعنی جس دن پکارنے والے کے پیچھے دوڑین گے تو اوس دن نفع نہ دیگی
سفارش الا من اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا کلمہ من مین تین وجہ ہین
ایک یہ ہے کہ منصوب ہے اس بنیاد پر کہ مفعول بہ ہے اور ناصب اس کا تنفع
ہے اس صورت مین من سے مراد مشفوع لہ ہوگا یعنی وہ شخص جس کے واسطے
شفاعت کی گئی معنی یہ ہین کہ نفع نہ دیگی سفارش کسی کو مگر نفع دیگی اوس شخص کو
جس کے واسطے رحمن نے اذن دیا اور پسند کی اوس کی کوئی بات اس بات
سے مراد لا الہ الا اللہ ہے کہ اوس نے دنیا مین اس کو کہا اور اسی پر مرگیا
اگرچہ گناہ کیے حضرت شاہ رفیع الدین رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے
اس کا یون ترجمہ فرمایا ہے نہ فائدہ دیگی شفاعت مگر اوس کو کہ اذن دیا ہے
واسطے اوس کے رحمن نے اور پسند کیا ہے واسطے اوس کے کہنا محلی رحمہ اللہ
تعالے نے اہی اسی کو پسند کیا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ کلمہ من محل رفع مین ہے
الشفاعۃ سے بدل ہے اس صورت مین تقدیر مضاف کی ضرور ہے یعنی
الا شفاعۃ من اذن لہ اور من سے مراد شافع ہوگا معنی یہ ہین کہ نفع نہ دیگی
شفاعت کسی شفاعت کرنے والے سے کیون نہ مگر نفع دیگی شفاعت اوس
شخص کی جس کو رحمن نے حکم دیا ہے کہ وہ شفاعت کرے اور پسند کی اوسکی
بات شفاعت مین یا پسند کی واسطے مشفوع لہ کے بات شافع کی قاضی بیضاوی

مثل صاحب کشاف کے اسی وجہ کو اول بیان کیا ہے اس لیے کہ اس مین
شافع کی تعظیم ہے علامہ نسفی نے بھی اسی سے ابتدا فرمائی ہے صاحب
فتح القدیر و فتح البیان رحمہما اللہ نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے خازن نے
بھی اسی کو پسند فرمایا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ منصوب ہے اس بنا پر کہ استثنا
ہے شفاعت سے بتقدیر مضاف محذوف کے اس بنیاد پر یہ استثنا
متصل ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ منقطع ہو جبکہ کسی شے کی تقدیر نہ کیجائے
اور اس وقت جائز ہے کہ منصوب ہو یہ حجاز کا لغت ہے یا مرفوع ہو یہ لغت
ہے تمیم کا کلمہ لہ دونو جگہہ واسطے تعلیل کے ہے ای لاجلہ کما فی قولہ تعالے
وقال الذین کفروا للذین اٰمنوا ای لاجلھم یہ آیت کریمہ اس پر دال ہے کہ
غیر مومن نہ تو شافع ہوگا نہ اوس کی شفاعت کی جائیگی بغوی رحمہ اللہ تعالے
نے اس کی تصریح کی ہے اس آیت کے مثل یہ آیتین ہین لا یشفعون الا
لمن ارتضی لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عھدا فما تنفعھم
شفاعۃ الشافعین یہ آیت سب دلیلون سے زیادہ ترقوی دلیل ہے ثبوت
شفاعت پر حق مین فاسقون کے اس لیے کہ رضی لہ قول کے صدق مین
اس قدر کافی ہے کہ اللہ پاک نے اوس کے اقوال سے ایک قول کو پسند کر لیا
اور فاسق کے اقوال سے اللہ پاک نے لا الہ الا اللہ کی گواہی کو پسند فرما لیا ہے
تو یہ بات واجب ہوئی کہ شفاعت اوس کے واسطے نافع ہو کیونکہ استثنا نفی
سے اثبات ہوتا ہے یعلم ما بین ایدیھم اس سے مراد امور ساعت و
آخرت ہین و ما خلفھم سے مراد امور دنیا ہین اور ہم سے مراد ساری خلق ہے
یعنی اللہ پاک جانتا ہے امور قیامت و آخرت کو جو تمام خلق کے آگے ہین اور
امور دنیا کو جانتا ہے جو اون کے پیچھے ہین یا مراد وہ لوگ ہین جو داعی کے
پیچھے دوڑین گے یعنی اللہ پاک اون کے اعمال کو جانتا ہے جو اونہون نے
آگے بھیجے اور دنیا کو جانتا ہے جس کو اونہون نے پیچھے چھوڑا ہے یا مراد

---

۱ اور سکنے والے
منکر ایمان والونکو
۲ وہ سفارش
نہین کرسکتے اوسکی
جس سے وہ راضی ہو
۳ نہین اختیار
رکھتے لوگ سفارش
کا مگر جس نے لیا
رحمن سے قرار
۴ پھر کام نہ آویگی
سفارش سفارش
کرنے والون کی

شفاعت کرنے والے ہین یعنی جو کچھ اون کے آگے پیچھے ہے اوسکو جانتا ہے
ابن جریر نے کہا کہ مراد ملائکہ ہین یعنی اللہ پاک فرشتون کے آگے پیچھے کو جانتا
ہے اون کے پوجنے والون کو یہ بات بتائی کہ وہ اپنے آگے پیچھے کے امور
کو نہین جانتے ہین عموم اولی ہے ولا یحیطون بہ علما ضمیر مجرور اللہ پاک
کی طرف پھرتی ہے یعنی بندے اللہ پاک کو اپنے علم سے احاطہ نہین کر سکتے
ہین یعنی بندون کے علوم اللہ سبحانہ کی ذات وصفات ومعلومات کے محیط
نہین ہو سکتے ہین کسی نے کہا کہ ما کی طرف راجع ہے یعنی جو کچھ بندون کے
آگے پیچھے ہے اوس کو اللہ ہی جانتا ہے بندے اپنے علم سے اوس کا
احاطہ نہین کر سکتے ہین ابن اعرابی نے کہا کہ عنت کے معنی ہین ذلت وخضعت
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ سے بھی مثل اس کے مروی ہے
مجاہد نے کہا خشعت ابو العالیہ نے کہا خضعت ذلت کہتے ہین خوار ہونے کو
اور خضوع وخشوع بولتے ہین عاجزی وفروتنی کرنے کو زجاج نے کہا عنت کے
معنی لغت مین خضعت ہین جب کوئی شخص ذلیل ہو اور فروتنی کرے تو محاورے
مین بولتے ہین عنا یعنو عنوا اور جس وقت دوسرے کو ذلیل وخوار کرے
تو اعناہ بولتے ہین یعنی اوس کو خوار کیا اسی معنی سے قیدی کو عانی کہتے ہین
اس کی جمع عُناۃ آتی ہے کسی نے کہا کہ عنت عنا بمعنی تعب سے ہے تعب
کہتے ہین ماندہ شدن کو یعنی تھکنا عاجز ہونا ابن منذر وابن ابی حاتم کا لفظ حضرت
ابن عباس سے یہ ہے کہ عنت الوجوہ الرکوع والسجود یعنی بندون کے مونہہ
رکوع وسجود مین ذلیل ہوتے ہین خازن نے کہا کہ وجوہ کا ذکر کیا اور مراد
اوس سے مکلفین کو رکھا اس لیے کہ عنت صفات مکلفین سے ہے وجوہ
کے صفات سے نہین ہے اور خاصکر وجوہ کا ذکر اس واسطے کیا کہ خضوع
وجوہ سے ہے ظاہر ہوتا ہے اور اوسی مین اوس کا ظہور ہوتا ہے حی اوس کو
کہتے ہین جو نہ مرے اور جس حیات کے عقب مین موت ہو تو وہ گویا حیات ہی

نہین ہے قیوم کے معنی ہین دائم قائم ہر نفس پر ساتھہ اوس شے کے جسکو
اوس نفس نے کمایا قائم ہے ساتھہ تدبیر خلق کے ہر وجہ کی دو قسمین ذکر فرمائین
ایک یہ ہے وقد خاب من حمل ظلما یعنی تحقیق خائب خاسر ہوا وہ شخص
جس نے کچھہ بھی ظلم اوٹھایا کسی نے کہا ظلم سے مراد شرک ہے ابن جریج وقتادہ
اسی کے قائل ہین دوسری قسم یہ ہے ومن یعمل من الصالحات من
تبعیضیہ ہے یعنی اور جو شخص کچھہ نیک کام کرے وھو مومن جملہ حالیہ ہے
اور حال یہ ہے کہ وہ ایمان لانے والا ہے اللہ پر کیونکہ عمل بدون ایمان کے
قبول نہین ہوتا ہے بلکہ ایمان قبول مین شرط ہے فلا یخاف ظلما ولا ھضما
تو وہ نہ ڈرے ظلم سے کہ اوس کو پہونچایا جاے ثواب کم کردینے سے آخرت
مین ہضم کہتے ہین نقص وکسر کو یعنی کم کرنے کو اور توڑنے کو محاورے مین
بولتے ہین ہضمت لک من حقی یعنی مین نے اپنے حق سے تیرے واسطے
ترک کیا اور کم کیا اور فلان شے طعام کو ہضم کرتی ہے یعنی اوس کے ثقل
کو کم کرتی ہے دبلے پیٹ والی عورت کو ہضیم الکشح کہتے ہین اسی سے
طلعہا ہضیم بھی ہے طلع کہتے ہین درخت خرما کے پہلے شگوفے کو اوس کو ہضیم
اس لیے کہا کہ وہ دقیق نازک متراکب ہوتا ہے گویا بعض اوس کا بعض پر
ظلم کرتا ہے تو اوس سے اوس کے حق کو کم کرتا ہے اور رجل ہضیم ومتہضم مرد
مظلوم کو کہتے ہین کسی نے کہا کہ ظلم وہضم متقارب ہین یعنی انکے معنی قریب
بیکدیگر ہین قاضی ماوردی نے ان مین فرق کیا ہے کہا کہ ظلم تو منع کرنا ہے
جمیع حق کا اور ہضم منع کرنا ہے بعض حق کا کسی نے کہا کہ ہضما سے مراد غصبا
ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اوس گناہ مین نہ پکڑا جائیگا جس کو نہین کیا ہے
اور جس نیکی کو کیا ہے وہ اوس سے باطل نہوگی ابن کثیر ومجاہد نے فلا یخف
پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ جواب ہے ومن یعمل الخ کا باقی قارئون
نے فلا یخاف پڑہا ہے بنا بر خبر ونفی واستیناف اسے فہو لا یخاف

وکذلک انزلناہ قرانا عربیا وصرفنا فیہ من الوعید لعلھم یتقون
او یحدث لھم ذکرا ہ فتعلی اللہ الملک الحق ج ولا تعجل بالقرآن
من قبل ان یقضی الیک وحیہ ز وقل رب زدنی علما ہ اور اسی طرح ہمنے
اوتارا تجھپر قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر سنایا ہم نے اوس مین ڈر کا شاید وہ
بچ چلین یا ڈالے اون کے دل مین سوچ سو بلند درجہ اللہ کا اوس سچے بادشاہ
کا اور تو جلدی نکر قرآن لینے مین جب تک پورا ہو چکے اوس کا اوترنا اور کہہ
اے رب زیادہ کر میری بوجھہ ف جبرئیل جب قرآن لاتے حضرت
اون کے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نجاؤن اوس کو
پہلے منع فرمایا تھا سورۂ قیامت مین اور تسلی کردی تھی کہ اوس کا یاد رکھوانا
اور لوگون تک پہونچوانا ذمہ ہمارا ہے لیکن بندہ بشر ہے شاید بھول گئے ہون
پھر تقید کیا اور بھولنے پر مثل فرمائی آدم کی انتہی ف اللہ پاک فرماتا ہے
کہ ہرگاہ معاد وجزاے خیر وشر کا دن ضرور واقع ہونے والا تھا اس لیے
ہم نے قرآن کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا زبان عربی فصیح مبین
مین نازل کیا جس مین نہ کسی طرح کا شبہہ ہے نہ عی ودرماندگی ہے اور پھیر پھیر
سنائی ہم نے اوس مین وعید شاید وہ تقوی کرین یعنی آثم ومحارم وفواحش
کو چھوڑین او یحدث لھم ذکرا احداث ذکر سے مراد ایجاد طاعت و
فعل قربات ہے یعنی قرآن پاک مین بار بار وعیدین اس لیے سنائی ہین کہ
طاعات وعبادات کے کرنے پر اون کو آمادہ کرین پس منزہ ومقدس ہے
ملک حق یعنی وہ خود بادشاہ حق ہے اور اوس کا وعدۂ و وعید حق ہے اور
اوس کے رسول حق ہین اور جنت حق ہے نار حق ہے اور ہر شے جو اوس کی
طرف سے ہے حق وعدل ہے وہ اس سے برتر ہے کہ ڈرانے سے پہلے
او خلق کی طرف رسول ونذیر بھیجنے سے قبل کسی کو عذاب کرے رسول اس لیے
بھیجے کہ کسی کو کوئی حجت وشبہہ باقی نہ رہے ولا تعجل بالقرآن الخ مثل کریمہ

سورۂ قیامہ کے ہے لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرانہ
فاذا قرانا ہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ صحیح مین بروایت حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما ثابت ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سے سختی
کھینچتے تھے آپ اپنی زبان مبارک کو قرآن شریف کے ساتھ ہلاتے تھے
اسپر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جس وقت جبریل علیہ السلام وحی لیکر آپ کے
پاس آتے تو جب جبریل کوئی آیت کہتے آپ اوسکو ہمراہ اون کے کہتے یہ
اس لیے کہ آپ کو قرآن شریف کے یاد رکھنے پر سخت حرص تھی اسپر اللہ پاک
نے آپ کو وہ بات بتائی جو آپ کے حق مین آسان تر وخفیف تر تھی تاکہ
آپ پر شاق نہ گذرے سو یون فرمایا کہ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا
جمعہ وقرانہ یعنی نہ چلا تو اوس کے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اوس کو سیکھ لے
وہ تو ہمارا ذمہ ہے اوس کو سمیٹ رکھنا اور پڑھنا یعنی یہ ذمہ ہمارا ہے کہ ہم
اوس کو تمہارے سینے مین جمع کردین پھر تم اوس کو لوگون پر پڑھو بدون اس کے
کہ اوس سے کچھ بھولو فاذا قرانا ہ فاتبع قرانہ پھر ہم جب پڑھنے لگین تو ساتھ
رہ اوس کے پڑھنے کے ثم ان علینا بیانہ پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اوسکو کھول بتانا
اور اس آیت مین یون فرمایا ہے ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک
وحیہ یعنی بلکہ تم چپ رہو پھر جس وقت فرشتہ تم پر پڑھنے سے فارغ ہو جائے
تو بعد اوس کے تم پڑھو وقل رب زدنی علما یعنی اور کہو ای رب تو اپنی
طرف سے مجھے زیادہ علم دے ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زیادتی مین رہے یہان تک کہ اللہ عزوجل
نے آپ کو وفات دی اور اسی لیے حدیث شریف مین آیا ہے کہ اللہ
پاک نے اپنے رسول پر پے در پے وحی بھیجی یہان تک کہ جس دن آپ نے
وفات پائی اوس دن سب وقت سے زیادہ تر وحی کا نزول ہوا ابن ماجہ
نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لا تحرک بہ لسانک الخ پڑھنے پر اپنی زبان کو شتاب اوس کو سیکھ لے وہ تو ہمارا ذمہ ہے اسکو سمیٹ رکھنا اور پڑھنا پھر جب ہم پڑھنے لگین تو ساتھ رہ اوس کے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اوسکو کھول بتانا ۱۲

فرمایا کرتے تہے اللھم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ما ینفعنی وزدنی علما
والحمد للہ علی کل حال یعنی اے اللہ تو مجہے نفع دے اوس شے سے جو
تو نے مجہے سکہائی اور سکہا مجہکو وہ چیز جو مجہے نفع دے اور زیادہ دے مجہکو
علم اور ساری حمد اللہ کے واسطے ہے ہر حال پر واخرجہ الترمذی عن
ابی کریب عن عبد اللہ بن نمیر بہ وقال غریب من ھذا الوجہ ورواہ
البزار عن عمرو بن علی الفلاس عن ابی عاصم عن موسی بن عبیدۃ بہ
وزاد فی اخرہ واعوذ باللہ من حال اھل النار کذا فی ابن کثیر ف
وکذلک معطوف ہے وکذلک نقص پر اور ذلک اشارہ ہے طرف اون آیتونکی
جو وعید کو متضمن تہین اور احوال واہوال قیامت کے خبر دیتی تہین یعنی جسطرح
ہمنے آیات مذکورہ کو نازل کیا ہے اسی طرح ہم نے نازل کیا ہے سارے
قرآن کو دران حال کہ وہ قرآن عربی ہے یعنی عرب کی زبان مین نازل ہوا ہے
تاکہ وہ اوس کو سمجہین اور اوس کے نظم معجز پر واقف ہون کون نظم جو دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ وہ بشر کی طاقت سے خارج ہے خالق قوای وقدر
کے پاس سے اوتری ہے رہی یہ بات کہ انزلناہ کہا انزلنا القرآن نہ فرمایا
حالانکہ اول قرآن شریف کا ذکر نہین ہوا ہے کہ یہ ضمیر طرف اوس کے پہرے
سونکتہ اس کا یہ ہے کہ قرآن پاک کے علو شان کا بتانا ہے اور آگاہ کرنا ہے
اس بات پر کہ قرآن عقول مین مرکوز اذہان مین حاضر ہے صَرَّفْنَا کے معنی
ہین بَیَّنَّا اور من الوعید صفت ہے مفعول محذوف کی ای صرفنا فی القرآن انواعًا
من الوعید اور مراد اس سے جنس ہے یعنی ہم نے قرآن مین طرح طرح کے دہمکانے
کو انواع واقسام کی وعیدین بیان کی ہین یہ بہی ہو سکتا ہے کہ کلمہ من زائدہ
ہو مفعول بہ مین اخفش کی راے پر کیونکہ اور نحویون کی نزدیک اثبات مین
من زائدہ نہین آتا ہے تقدیر یہ ہے وصرفنا فیہ الوعید یعنی ہم نے قرآن
مین بیان کیا ہے وعید کو یا صرفنا کے معنی ہین کررّنا اور کلمہ من تبعیضیہ ہے

اسی کر نا فیہ بعضا من الوعید یعنی ہم نے قرآن مین بعض وعید کو مکرر ذکر کیا
ہے لعلھم یتقون یعنی یہ سب کچھ ہم نے اس لیے کیا ہے کہ شاید وہ شرک
سے بچین یا اللہ پاک سے ڈرین تو اوس کے معاصی سے پرہیز کرین اور
اوس کے عقاب و عذاب سے ڈرین یا شرک و محارم و ترک واجبات سے
اجتناب کرین او یحدث لھم ذکرا یعنی ہم نے وعید کا بیان یا مکرر اس لیے
کی ہے کہ یا پیدا کرے وہی وعید واسطے اون کے اعتبار و الفاظ کو یا ورع
و پرہیزگاری کو یا یہ معنی ہین کہ پیدا کرے قرآن واسطے اون کے شرف کو
بسبب اون کے ایمان لانے کے اوسپر یا طاعت و عبادت کو کیونکہ ذکر
کا اطلاق اپر ہوتا ہے یا یہ معنی ہین کہ ہم نے صرف اس لیے قرآن نازل کیا
ہے کہ وہ متقی ہوجائین نالائق بات سے بچین اور پیدا کرے قرآن واسطے
اون کے ذکر کو جو کہ طاعات مین اور لائق کام کرنے مین اون کو رغبت
دلائے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تجدید کرے قرآن واسطے اون کے عبرت
و نصیحت کی کہ وہ عبرت پکڑین اور اللہ پاک نے جو گذشتہ امتون کا عقاب
و عذاب ذکر کیا ہے اوس سے نصیحت لین کرخی نے کہا ہے کہ قرآن کی
طرف ذکر کی نسبت کی گئی تقوے کی نسبت نہین کی گئی وجہ اس کی یہ ہے
کہ تقوی عبارت ہے اس بات سے کہ فعل قبیح نکرے اور یہ استمرار ہے
عدم اصلی پر اس لیے نسبت تقوے کی قرآن کی طرف بہتر نہین ہے رہا حدوث
ذکر سو یہ ایک ایسا امر ہے کہ بعد نہونے کے حادث ہوتا ہے اس واسطے
اس کی نسبت طرف اوس کے جائز ہوئی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے
نحدث بنون پڑہا ہے فتعالی اللہ الملک الحق اس کا ربط ماقبل سے یہ ہے
کہ جب اللہ پاک نے بندون کے واسطے اپنی بڑی نعمت بیان فرمائی وہ
نعمت یہی ہے کہ اون پر قرآن اوتارا تو اپنی ذات مقدس کی تنزیہ فرمائی
مخلوقات کی مماثلت سے کہ وہ کسی شے مین اپنی مخلوقات کے مشابہ نہین ہے

لہ کی سزائی
او بھی واد بھی
مارک

یعنی اللہ پاک ملحدون کے الحاد سے برتر ہے اور مشرک و معطل لوگ جو کچھ
اوس کے صفات مین کہتے ہین اوس سے مبرا و منزہ ہے کیونکہ وہ تو وہ
بادشاہ ہے کہ جس کے ہاتھہ مین ثواب و عقاب ہے اور اوس کا امر و
نہی نافذ و جاری ہے حق سے مراد ذو الحق ہے یعنی وہ اپنی ملکوت و بادشاہت
و الوہیت مین حق والا ہے یا وہ اس لائق ہے کہ اوس کے وعدے کی امید
رکھی جائے اور اوس کی وعید سے خوف کیا جاے یا اپنی ذات و صفات
مین ثابت ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے اپنے نفس مقدس کا وصف
ملک حق بیان فرمایا اس لیے کہ اوسکا ملک زائل نہین ہوتا ہے نہ تغیر قبول
کرتا ہے نہ غیر کی طرف سے حاصل ہوا ہے نہ اوس کا غیر اوس سے اولی ہے
جبکہ اللہ پاک نے قرآن شریف کا اور اوس کے نازل کرنے کا ذکر کیا تھا
استطراداً یہ بات بھی فرمادی کہ جس وقت جبریل تمکو قرآن کی تلقین کرے
جو تمہاری طرف وحی کیا جاتا ہے تو تم اتنی دیر کرو کہ وہ تمکو سنا دے اور
سمجھا دے اور تم جلدی مت کرو قرآن کی قرات مین پہلے اس سے کہ
پوری ہو جائے طرف تمہارے وحی اوس کی یعنی پہلے اس سے کہ جبریل
اوس کے ابلاغ سے فارغ ہو جائین مفسرین نے کہا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام سے مبادرت فرماتے تو آپ پڑھنے
لگتے تھے پہلے اس کے کہ جبریل علیہ السلام وحی سے فارغ ہون یہ اس لیے
تھا کہ آپ کو حرص تھی اوسپر جو قرآن سے اوترتا تھا پس اللہ پاک نے آپ کو
اس بات سے منع فرمایا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تم لوگون کی طرف اوس کا
القامت کرو پہلے اس سے کہ اوس کی تاویل کا بیان تمہارے پاس
آجائے ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ تم جلدی مت کرو یہان تک کہ بیان کرین ہم اوس کو واسطے تمہارے
عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ

تم اوس کو کسی پر تلاوت مت کرو یہان تک کہ تمام کرین ہم اوس کو واسطے
تمہارے حضرت حسن رضے اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے
اپنی بی بی کو طمانچہ مارا وہ عورت قصاص طلب کرتی ہوئی نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اون کے درمیان مین قصاص ٹھیرایا
اسپر اللہ پاک نے ولا تعجل بالقرآن الآیہ نازل فرمائی پس نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ٹھیر گئے یہان تک کہ یہ آیت نازل ہوئی الرجال قوامون
علی النساء الآیہ اخرجہ الفریابی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی
حاتم وابن مردویہ حضرت ابن مسعود ویعقوب وحسن واعمش رضی اللہ عنہم
نے نقضی بنون ونصب وحیہ پڑہا ہے وقل رب زدنی علما یعنی تم اپنے
جی مین اپنے رب سے علم کی زیادتی کا سوال کرو کہ الٰہی تو مجھے اپنی کتاب
ومعانی کتاب کا علم زیادہ دے کیونکہ تمکو تمہارے مطلوب کی طرف
پہونچانے والا یہی ہے کہ یہ جلدی کرنا موصل نہین ہے پھر جس وقت قرآن
سے کوئی شی آپ پر نازل ہوتی تو اوس سے آپ کا علم زیادہ ہوتا اللہ پاک
نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شے مین زیادت طلب کرنیکا حکم
نہین دیا ہے مگر علم مین اس آیت کریمہ مین تواضع وشکر ہے واسطے اللہ
پاک کے اور آگاہ کرنا ہے علم کی عظمت رتبہ وفضل پر معنی یہ ہین کہ الٰہی تو
میرا علم زیادہ کر اوس شی پر جس کو مین جان چکا ہون کیونکہ ہر شے مین تیرا ایک
علم اور ایک حکمت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب اس آیت شریف
کو پڑہتے تو کہتے اللھم زدنی علما وایمانا ویقینا یعنی الٰہی تو میرا علم وایمان
ویقین زیادہ کر اس قول کو خطیب وخازن نے نقل کیا ہے صاحب فتح البیان
رحمہ اللہ تعالے نے بعد اس کے یہ دعا کی ہے رب زدنی علما نافعا
وعملا صالحا وایمانا کاملا ویقینا تاما وعاقبۃ محمودۃ اللھم امین
کاتب حروف عفا اللہ عنہ اللہ پاک سے اس سب کا سوال کرتا ہے اور

اوصاکم بین عورتون پڑہا

اس قدر اور زیادہ مانگتا ہے واجعلنی من المقربین لدیك والواصلین الیك امین
ولقد عهدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد له عزما ۝ واذ قلنا ع ۱۱ ۱۵
للملئکة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی ۝ فقلنا یا آدم ان هذا
عدو لك ولزوجك فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی ۝ ان لك الا
تجوع فیها ولا تعری ۝ وانك لا تظمؤا فیها ولا تضحی ۝ فوسوس الیه
الشیطان قال یا آدم هل ادلك علی شجرة الخلد وملك لا یبلی
فاکلا منها فبدت لهما سوآتهما وطفقا یخصفان علیهما من ورق
الجنة وعصی آدم ربه فغوی ۝ ثم اجتبٰه ربه فتاب علیه و
هدی ۝ اور ہم نے تقید کر دیا تھا آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور
نہ پائی ہم نے اوس مین کچھ ہمت یعنی وہی جو دانہ کہا لیا بھول گئے یعنی قائم
نہ رہے اور جب کہا ہم نے فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدے مین گر پڑے
مگر نہ مانا ابلیس نے پھر کہدیا ہم نے اے آدم یہ دشمن تیرا ہے اور تیرے
جوڑے کا سو نکلوا نہ دے تجھکو بہشت سے پھر تو تکلیف مین پڑیگا تجھکو یہ ملا ہے
کہ نہ بھوکا ہو تو اوس مین نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے تو اوس مین نہ دھوپ
پھر جی مین ڈالا اوس کے شیطان نے کہا اے آدم مین بتاؤن تجھکو درخت
سدا جینے کا اور بادشاہی جو پرانی نہو پھر دو تو کہا گئے اوس مین سے پھر
کھل گئین اون پر اون کی بری چیزین اور لگے گانٹھنے اپنے اوپر پتے بہشت
کے اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر نوازا اوس کو
اوس کے رب نے پھر متوجہ ہوا اور راہ پر لایا انتہے **ف** ابن ابی حاتم
نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ انسان نام اسی لیے رکھا گیا ہے کہ عہد کیا گیا طرف اوس کے تو
وہ بھول گیا اسی طرح علی بن ابی طلحہ نے بھی اون سے روایت کیا ہے مجاہد
وحضرت حسن نے فرمایا ترك یعنی نسی کے معنی ترک ہین اللہ پاک آدم علیہ السلام

کی تشریف وتکریم کا ذکر کرتا ہے اور جس شے سے بہت سی خلق پر اون کو
فضیلت دی ہے اوس کا بیان فرماتا ہے سورۂ بقرہ و اعراف و حجر و کہف
مین اس قصے پر کلام گذر چکا ہے اور آیندہ سورۂ ص کے آخر مین آئیگا انشاء اللہ پاک
اس آیت مین ذکر فرماتا ہے کہ اوس نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور واسطے
تشریف وتکریم کے فرشتون کو اون کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور بیان
فرماتا ہے کہ ابلیس کی عداوت بنی آدم سے اور اون کے باپ سے قدیمی
ہے اور اسی لیے فرمایا کہ فرشتون نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے ابا کیا یعنی سجدے
سے باز رہا اور تکبر کیا زوج سے مراد حضرت حوا علیہا السلام ہین فلا یخرجنکما
من الجنۃ فتشقیٰ کا یہ مطلب ہے کہ تو اس بات سے بچنا کہ وہ تیرے نکلوانے
مین جنت سے سعی کرے تو تو تعب وعنا مین پڑ جائیگا اور اپنے رزق کی طلب
مین مشقت اوٹھائیگا کیونکہ یہان تو تو عیش واسع وخوشگوار مین ہے بدون کسی
کلفت ومشقت کے گرسنگی وبرہنگی کو قرین یکدیگر اس لیے ذکر کیا کہ گرسنگی
باطن کی ذلت ہے اور برہنگی ذلت ظاہر ہے مطلب یہ ہے کہ جنت مین
نہ باطن کی ذلت ہوگی نہ ظاہر کی ظما وضحی بھی باہم متقابل ہین سو ظما تو باطن
کی گرمی ہے یعنی پیاس اور ضحی ظاہر کی گرمی ہے یعنی جنت مین نہ باطن کی
حرارت ہوگی نہ ظاہر کی گرمی قولہ تعالے فوسوس الیہ الشیطان الآیۃ
سورۂ اعراف مین گذر چکا ہے کہ شیطان نے آدم وحوا علیہما السلام کے
پاس قسم کہائی کہ مین تمہارا دوست ہون پھر ڈہالیا اون کو فریب سے اور
یہ بھی گذر چکا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام اور اون کی بی بی
سے عہد لیا تہا کہ سب پھلون سے کہائین اور جنت مین جو یہ درخت معین
ہے اوس کے قریب نہ جائین سو ابلیس اون کے پیچھے پڑا یہان تک کہ
اونہون نے اوس سے کہا لیا اور وہ شجرۃ الخلد تہا یعنی جو شخص اوس سے
کہالے تو وہ ہمیشہ زندہ رہے اور اوس کا رہنا بسنا دوام پذیر ہو شجرۃ الخلد کا

ذکر حدیث شریف مین آیا ہے ابو داؤد طیالسی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بی شک
جنت مین ایک درخت ہے کہ سو برس سوار اوس کے سائے مین چلے تو
اوس کو قطع نکرے اور وہ شجرۃ الخلد ہے امام احمد رحمہ اللہ نے بہی اس کو روایت
کیا ہے فبدت لهما سوآتهما کی تفسیر مین ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے بیشک اللہ نے پیدا کیا آدم کو ایک مرد دراز قامت کثیر[1]
شعر الراس گویا وہ ایک لنبا درخت تہے کہجور کے پہر جس وقت اونہون نے
اوس درخت کو چکہہ لیا تو اون سے اون کا لباس گر پڑا سو پہلے پہل جو شے
اون سے کہلی اون کی شرمگاہ تہی پس جب اپنی شرمگاہ کی طرف نظر کی
تو جنت مین دوڑنے لگے سو ایک درخت نے اون کے بال پکڑ لیے تو
اونہون نے اوس سے کہینچے اسپر رحمن نے اون کو ندا کی کہ اے آدم مجہ سے
تو بہاگتا ہے پہر جب رحمن کا کلام سنا تو کہا ای رب نہین ولیکن واسطے شرم
کے تو مجہے بتا اگر مین توبہ کرون اور رجوع ہوؤن کیا تو مجہے پہر جنت کی طرف
لیجانے والا ہے فرمایا ہان سو یہ وہی قول ہے اللہ کا فتلقیٰ آدم من ربه[2]
کلمات فتاب علیه وهذا منقطع بین الحسن وابی بن کعب فلم یسمعه
منه وفی رفعه نظر ایضا قوله تعالی وطفقا یخصفان علیهما من ورق الجنة
مجاہد نے کہا یرقعان کہیئۃ الثوب یعنی پیوند لگاتے تہے مثل کپڑے کے
اسی طرح قتادہ وسدی نے بہی کہا ہے ابن ابی حاتم نے بروایت سعید بن جبیر
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے
ینزعان ورق التین فیجعلانه علی سوآتهما یعنی انجیر کے پتے کہینچتے تہے پہر
اون کو اپنی شرمگاہ پر رکہتے تہے وعصی آدم ربه الآیه بخاری نے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

[1] یعنی ساٹہ ہاتہ کا بال بہت تہا ۱۲

فرمایا ہے موسی نے آدم سے جھگڑا کیا سو اون سے کہا تو وہی ہے کہ تونے
لوگون کو نکالا جنت سے بسبب اپنے گناہ کے اور اون کو مشقت مین
ڈالا آدم بولے ای موسی تو وہی ہے کہ اللہ نے تجھکو اپنی رسالتون اور
کلام کے ساتھہ برگزیدہ کیا کیا تو مجھکو ملامت کرتا ہے اوس امر پر جس کو اللہ نے
مجھپر لکھا پہلے اس سے کہ مجھے پیدا کرے یا اللہ نے مقدر کیا اوس کو مجھپر پہلے
اس سے کہ مجھے پیدا کرے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
پس غالب آئے آدم موسی پر وھذا الحدیث لہ طرق فی الصحیحین
وغیرھما من المسانید ابن ابی حاتم کا لفظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جھگڑے آدم و موسے
اپنے رب کے پاس سو غالب آئے آدم موسی پر موسی نے کہا تو وہی ہے
کہ پیدا کیا تجھکو اللہ نے اپنے ہاتھہ سے اور پھونکا تجھہ مین اپنی روح سے
اور سجدہ کرایا تیرے واسطے اپنے فرشتون سے اور بسایا تجھکو اپنی جنت
مین پھر اوتارا تو نے لوگون کو طرف زمین کے بسبب اپنے گناہ کے آدم
بولے تو وہی موسی ہے کہ برگزیدہ کیا تجھکو اللہ نے اپنی رسالت و کلام کے
ساتھہ اور عطا کین تجھکو وہ تختیان جن مین کھلا بیان ہر شے کا و قربلہ
نجیا یعنی اور تجھکو مقرب بنایا سرگوشی کرنے والا فبکم وجدت اللہ کتب
التوراۃ قبل ان اخلق قال موسی باربعین عاما یعنی تو نے کس قدر
مدت پہلے پایا ہے اللہ کو کہ اوس نے تورات کو لکھا حضرت موسی نے کہا
چالیس برس حضرت آدم بولے پس کیا تو نے اوس مین پایا ہے وعصی
آدم ربہ فغوی حضرت موسی بولے ہان حضرت آدم نے کہا پھر کیا تو
ملامت کرتا ہے مجھکو اس بات پر کہ مین نے ایسا عمل کیا جس کو اللہ نے
مجھپر لکھا کہ مین اوس کو کرونگا چالیس برس پہلے اس سے کہ مجھے پیدا کرے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس غالب آئے آدم موسے پر

قال الحارث وحدثني عبد الرحمن بن هرمز بذلك عن ابي هريرة
عن النبي صلى الله عليه وسلم كذا في ابن كثير ف حرف لام لقد مين
واسطي توطئہ قسم کے ہے اور جملہ مستانفہ ہے تصریف وعید کی تقریر کرتا ہے
جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے عہدنا کے معنی ہین امرنا ووصینا اور معہود یعنے
جس شے کا عہد کیا ہے وہ محذوف ہے اوس کا ذکر آئندہ آتا ہے وہ یہی
ہے کہ اوس درخت سے کہانے کو منع کیا تھا من قبل کے معنی ہین من قبل
ہذا الزمان او قبل اکلہ منہا بادشاہون کے اوامر و وصایا مین یہ الفاظ بولتے
ہین کہ تقدم الملك الى فلان واوصى اليه وعزم عليه وعهد اليه
ان سب کے یہ معنی ہین کہ بادشاہ نے فلان شخص کو حکم دیا فنسی کو اعمش
نے بسکون یای تحتانی پڑہا ہے نسیان سے مراد اس جگہ ترک ہے یعنی
جس بات پر آدم علیہ السلام سے اللہ پاک نے عہد کیا تھا سو اونہون نے
اوسپر عمل کرنے کو ترک کیا اکثر مفسرین اسی کے قائل ہین جس طرح یہان نسیان
بمعنی ترک ہے اسی طرح اس قول الٰہی مین واقع ہوا ہے انا ننسیناکم یعنی ہمنے
تم کو عذاب مین چہوڑ دیا ہے جبکہ نسیان کے معنی ترک کے نہیرے تو آئندہ
جو اللہ پاک نے حضرت آدم کو موصوف بعصیان وغی کیا ہے اوس مین کچھ
اشکال نہوگا اشکال جب ہوتا کہ نسیان اپنے اصلی معنی پر رہتا کیونکہ اگر کوئی
بہول چوک سے کوئی کام کرلے تو اوس کو عاصی غاوی نہین کہتے ہین عاصی
غاوی اوسی وقت کہلاتا ہے کہ حاکم کے حکم کو جان بوجہکر ترک کردے اور
اوس کی مخالفت کرے دوسرا قول یہ ہے کہ نسیان اپنے حقیقی معنی پر ہے
یعنی بہولنا چوکنا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت آدم سے جو عہد کیا
تہا اوس کو وہ بہول گئے اون کو اوس سے سہو ہو گیا اس صورت مین وہی
اشکال مذکور وارد ہوگا سو اس کا یہ جواب ہے کہ آدم علیہ السلام اوس وقت
بسبب نسیان کے ماخوذ تہے گو اس امت سے نسیان مرفوع کر دیا گیا ہے

سلہ اول روایت
یون بہی حارث
بن ابی زیاد عن
یزید بن ہرمز قال
سمعت ابا ہریرۃ
یقول الخ ۱۲

اس کی بھول چوک معاف ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ
الانبیاء علیہم السلام یواخذون بالنسیان الذی لو تکلفوا الحفظ
یعنی حضرات انبیا علیہم السلام سے اوس نسیان کا مواخذہ کیا جاتا ہے کہ اگر
وہ تکلف کرین تو اوس کو نگاہ رکھین قول اول کی بنیاد پر اس آیت سے مراد
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی ہے یعنی بنی آدم کا مطیع ہونا واسطے
شیطان کے ایک پرانی بات ہے یہ لوگ جو آپ کے ہم عصر ہین اگر انہون
نے عہد کو توڑ ڈالا تو ان کے باپ آدم علیہ السلام پہلے توڑ چکے ہین ابن جریر
وقشیری نے اسی طرح کہا ہے علامہ نسفی وخازن نے بھی اسی کے لگ بھگ
فرمایا ہے ابن عطیہ نے جو اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس صورت مین حضرت آدم
علیہ السلام اون کافرون کے مماثل ہوتے ہین جو اللہ پاک کے جاحد ومنکر ہین
سو فتح القدیر وفتح البیان مین کہا ہے کہ یہ اعتراض کچھ چیز نہین ہے فنسی کو
بضم نون وتشدید سین مکسورہ بصیغۂ مجہول ہی پڑہا ہے یعنی ابلیس نے حضرت
آدم کو عہد نہ کو رہلا دیا اس جملے کا عطف جملۂ وصرفنا فیہ من الوعید پر ہے
معنی یہ ہین کہ پہیر پہیر سنائی ہم نے اوس مین وعید اور مین دستم کہاتا ہون کہ
البتہ مقرر ہم نے حکم دیا آدم کو اور اوس کو وصیت کی اس بات کی کہ اوس درخت
سے نہ کہائے پہلے اس زمانے سے یا پہلے اوس کے کہانے سے یا پہلے
ان لوگون کے وجود سے جنہون نے میرا عہد توڑ ڈالا اور مجھپر ایمان لانا ترک
کیا سو آدم نے ہمارے عہد کو ترک کیا اور اوس کی مخالفت کی یا اوس کو
بھول گیا اور اوس درخت سے کہالیا ولم نجد لہ عزما عزم کے معنی لغت
مین یہ ہین توطین النفس علی الفعل والتصمیم علیہ والمضی علی المعتقد
فی ای شیء کان یعنی عزم جانا نفس کا ہے فعل پر اور پختگی کرنا ہے اوسپر اور چلنا
اور گذرنا ہے معتقد پر کسی چیز مین ہو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے نفس کو
اس بات پر جمایا تہا کہ اوس درخت سے نہ کہائینگے اور اوسپر پختگی کی تہی پہر جب

لہ بالفتح والضم
ای میت دانہ تک
کردن عہ فاکرد
دانہا دون ایراہیم
قدرتے دلم یجد
لہ عزما ۱۲ ص ح

ابلیس نے طرف اون کے وسوسہ پہونچایا تو اون کی طبیعت نرم پڑ گئی
اور اون کا عزم سست پڑ گیا ضعف بشر نے اونکو آلیا کسی نے کہا عزم سے
مراد صبر[۵۱] ہے یعنی نہ پایا ہم نے واسطے آدم کے صبر درخت کے کہانے سے
نحاس نے کہا کہ یہ اسی طرح لغت مین ہے محاورے مین بولتے ہین فلان عزم
یعنی فلان کو صبر و ثبات ہے معاصی سے بچنے پر یہان تک کہ معاصی سے
صحیح سلامت رہے اسی معنی سے یہ آیت کریمہ ہے کما[۵۲] صبر اولوا العزم
من الرسل کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ نہ پایا ہم نے واسطے آدم کے عزم گناہ پر
ابن کیسان اسی کے قائل ہین ابن قتیبہ نے کہا نپائی ہم نے واسطے آدم
کے رای معزوم علیہ یعنی ایسی رای جسپر قصد و عزم کیا گیا ہو اس لیے کہ اپنے
دشمن ابلیس کی اطاعت کی کون ابلیس جسنے اون پر حسد کیا اور اون کے واسطے
سجدہ کرنے سے باز رہا علامہ نسفی رحمہ اللہ نے دو معنی ذکر کیے ہین ایک یہ
ہین کہ قصدا الی الخلاف لامرہ دوسرے یہ ہین کہ آدم علیہ السلام اولوالعزم سے
نہ تھے نجد مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ وجدان بمعنی علم سے ہے اس
بنا پر دو مفعول کا ناصب ہوگا ایک لہ دوسرا عزما دوسرا احتمال یہ ہے کہ وجود
ضد عدم سے ہے ایک مفعول کا ناصب ہوگا وہ عزما ہے رہا لہ سو یا تو حال
ہوگا عزما سے یا نجد کے متعلق ہوگا پھر اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کے
ظہور نسیان و فقدان عزم کی کیفیت بیان فرمائی اور جس بات کا اون سے
عہد کیا تھا اوس کا بیان شروع فرمایا واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا الخ خضاوی
نے کہا کہ یہ قصہ قرآن شریف کی سات سورتون مین مکرر لایا گیا ہے بسبب
ایک بھید کے جس کو اللہ پاک جانتا ہے اور بعض خلق اوس کی عامل اذ مین
اذکر مقدر ہے یعنی اللہ پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرماتا ہے کہ تم یاد
کرو اوس وقت کو جس مین ہم نے فرشتون سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو مطلب
یہ ہے کہ اوس وقت مین ہم سے اور آدم سے جو بات واقع ہوئی اوسکو یاد کرو

[۵۱] اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ بمعنی طرف صحیح ہے
[۵۲] اس سے زیادہ تر قرین صحت ہے ۱۲

تاکہ آدم کا نسیان وفقدان عزم بیتر کہل جاے رہی یہ بات کہ ذکر کو وقت
کے ساتھہ متعلق کیا باوجود اس کے کہ مقصود ذکر کرنا اون حادثون کا ہے
جو اوس وقت مین واقع ہوئے سو یہ واسطے مبالغے کے ہے کیونکہ جب
وقت کے ذکر کرنے کا امر فرمایا تو جو حوادث اوس وقت مین حادث ہوے
اون کا ذکر کرنا تو بطریق اولیٰ لازم ہوگا اس قصے کا بیان سورۂ بقرہ مین پورے
طور پر گذر چکا ہے سجود سے مراد یا تو سجود لغوی ہے یعنی خضوع وتذلل و
فروتنی وعاجزی یا حضرت آدم علیہ السلام مثل قبلے کے تھے اس لیے کہ
اس مین اون کے واسطے ایک قسم کی تعظیم ہے فسجدوا الا ابلیس
علامۂ نسفی رح نے حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ
ابلیس ایک فرشتہ تھا جنس مستثنیٰ منہم یعنی فرشتون سے دوسرا قول حضرت
حسن رضے اللہ عنہ کا نقل کیا ہے کہ فرشتے لُباب خلیقہ ہین ارواح سے
اور باہم اون کے تناسل نہین ہوتا ہے اور ابلیس نار سموم سے ہے اور استثنا
ابلیس کا ملائکہ سے جو صحیح ہوا اوس لیے کہ وہ ہمراہ فرشتون کے رہتا اور اون کے
ساتھہ اللہ تعالے کی عبادت کیا کرتا تھا ان دونو قولون سے معلوم ہوتا ہے
کہ استثنا متصل ہے محلی نے کہا کہ ابلیس ابو الجن ہے فرشتون کے ہمراہ
رہتا اون کے ساتھہ اللہ تعالی کی عبادت کیا کرتا تھا خضاوی نے کہا گویا
غرض محلی کی اس عبارت سے توجیہ ہے اتصال استثنا کی اس دلیل سے
کہ الا کی تفسیر لکن سے نہین کی جس طرح اون کی عادت ہے کہ مستثنی منقطع
کے بیان مین الا کی تفسیر لکن کے ساتھہ کیا کرتے ہین جمل نے کہا اولی یہ ہے
کہ یہ توجیہ انقطاع کی ہو کیونکہ مستثنی منقطع مین یہ بات ضرور ہے کہ درمیان
مستثنے ومستثنی منہ کے ایک قسم کا ارتباط واتصال ہو تامل اسی لیے
فتح البیان مین کہا ہے کہ استثنا منقطع ہے اور بعض نے کہا متصل ہے
قول اول اولی ہے حلبۂ ابی مسانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے

کہا کہ ابلیس نے سجدہ کیون نہ کیا تو یہ اوس کا جواب ہوا کہ اوس نے سجدہ
کرنے سے انکار کیا اور کہا مین اوس سے بہتر ہون ابی کا مفعول محذوف اور
مراد ہے دوسری آیت مین اوس کی تصریح آئی ہے ابی ان یکون من الساجدین
دوسرا قول یہ ہے کہ اوس کا مفعول بالکل مراد ہی نہین ہے معنی یہ ہین کہ
ابلیس اہل اباء وعصیان سے ہے قطع نظر اس سے کہ متعلق اباء کا کیا ہے
علامہ نسفی نے اسی کو پسند کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اوس کے معنی یہ ہین کہ
اوس نے اباء ظاہر کیا اور توقف کیا فقلنا یا دم ان ھذا عدو لك ولزوجك
یعنی ہم نے کہا اے آدم بیشک یہ ابلیس تیرا دشمن ہے اور تیری بی بی حوا کا
اس لیے کہ اوس نے تجھکو سجدہ کیا نہ تیرا فضل دیکھا سبب عداوت کا یہی
ہے کہ اللہ پاک کی نعمت کے آثار حضرت آدم پر دیکھے تو اون پر حسد کیا پھر
اون کا دشمن ہوگیا فلا یخرجنکما من الجنۃ فتشقی یعنی سو وہ نکلوا نہ دے
تم دونون کو جنت سے پھر تو تکلیف مین پڑیگا نسبت نکالنے کی طرف ابلیس کے
کی اگرچہ نکالنے والا اللہ پاک ہے اس لیے کہ جب ابلیس حضرت آدم کے
دل مین وسوسہ ڈالتا تھا اور اونہون نے وہ کام کیا جسپر نکلنا مترتب ہوتا ہے
تو نسبت نکالنے کی طرف ابلیس کے درست ہوگئی کیونکہ وہ نکالنے کا سبب
ٹھیرا حسین نے یون کہا کہ نہی صورت مین تو ابلیس کو ہے اور مراد حضرت آدم
وحوا علیہما السلام ہین یعنی تم دونو نکلنے کے اسباب مین خوض مت کرنا کہ تم کو
شقا حاصل ہو شقا سے مراد خاص دنیوی کد ولعب ہے فتشقی باضمار ان
منصوب ہے اس لیے کہ نہی کے جواب مین واقع ہوا ہے کلمۂ شقا مقصور ہے
اسی لیے مختار مین بذیل باب مقصور اوس کو ذکر کیا ہے قاموس مین یون کہا
ہے کہ شقا بالقصر ہے اور اوس کا مد بھی جائز ہے عبارت قاموس کی یہ ہے کہ
الشقاء الشدۃ والعسر ویمد ویقال شقی کرضی شقاوۃ یعنی شقا شدت وعسر کو
کہتے ہین مطلب یہ ہے کہ تم ایسا کام مت کرنا جس کے سبب سے جنت سے

نکالے جاؤ تو معاش کے ضروریات حاصل کرنے مین تعب اوٹھاؤ محنت و
مشقت مین پڑو تمہارا عیش و گذران ہاتھہ کی مشقت اور پیشانی کے پسینے
سے ہو وہ یہی زمین کا جوتنا بونا کشتکاری کرنا پسینا روٹی پکانا ہے رہی
بات کہ نسبت شقا کی حضرت آدم کی طرف کی سو اس مین کئی قول ہین ایک
یہ ہے کہ شروع قصے سے کلام تنہا حضرت آدم کے ساتھہ ہے فتح القدیر
مین یہی قول نقل کیا ہے دوسرا یہ ہے کہ شقاے مرد کے ضمن مین اوسکی
بی بی کی شقا ہے جس طرح کہ مرد کی سعادت مین اوس کے گھر والون کی سعادت
ہے کیونکہ وہ اون کا قیم اور بندوبست کرنے والا ہے تیسرا یہ ہے کہ مراد شقا
سے تعب ہے طلب قوت مین سو یہ مرد پر ہے عورت پر نہین ہے کیونکہ
محنت مشقت کام کاج کرنے والا عورت کا مرد ہی ہوتا ہے چوتھا یہ ہے
کہ رؤس آیات کی مراعات کے واسطے صیغۂ مفرد کہدیا ہے یا عورت بالتبع اسمین
داخل ہے اخیر قول کو علامۂ نسفی نے نقل کیا ہے مروی ہے کہ حضرت آدم
کی طرف ایک سرخ بیل اوتارا گیا تھا اوسپر کشتکاری کرتے اور اپنی پیشانی سے
پسینا پونچھتے جاتے تھے سو اون کی شقا یہی تھی پھر اللہ پاک نے نہی کی علت
بیان فرمائی یعنی ہم نے تمکو جو درخت کے کھانے سے منع کیا ہے سو اس لیے
کہ تم کو تعب و اہتمام قوت سے پوری پوری راحت ملے ہمیشہ آسائش و
آرام مین بسر کرو وہ علت یہ ہے کہ ان لک الا تجوع فیھا ولا تعری یعنی
تیرے واسطے یہ ہے کہ تو نہ بھوکا ہو جنت مین نہ ننگا مطلب یہ ہے کہ تیرے
لیے اوس مین انواع و اقسام کے معایش سے تمتع ہے اور طرح طرح کی نعمتون سے
تنعم مہیا ہے کھانے اور عمدہ عمدہ لباس کیونکہ جب گرسنگی و برہنگی کی اون سے
نفی کردے تو اسنے پیٹ بھرنے اور پہننے کے ثبوت کا اون کے واسطے
فائدہ دیا اسی طرح وانک لا تظمأ فیھا ولا تضحیٰ ہے کیونکہ پیاس کی نفی مستلزم
ہے حصول سیرابی کو اور دھوپ کی نفی مستلزم ہے وجود مسکن کو جس سے

دھوپ کی مشقت دفع کی جاتی ہے محاورے مین بولتے ہین ضحی الرجل
یضحی ضحیً اجس وقت کہ سورج کے واسطے ظاہر ہو پھر اوس کو سورج کی گرمی
پہونچے ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ نہ پہونچیگی تجھکو اوس مین پیاس اور
نہ گرمی یہ اس لیے کہ جنت مین سورج نہین ہے جنت والے ایک سایۂ دراز
مین ہین اللہ پاک نے یہان ذکر فرمایا کہ امر معاش کے اشتغال سے اور
اوس کے حاصل کرنے مین مشقت تکلیف سے اون کی کفایت کردی بلاشک
اصول متاعب و تکلیفات کے دنیا مین جنپر کفایت انسان کی چکر مارتی ہے
وہ یہی حاصل کرنا سیری و سیرابی و لباس و مکان کا ہے ان کے ماسوا جو اور
چیزین ہین وہ سب فضلات و زائد ہین بدون اون کے بقا ممکن ہے
اعلام ہے طرف سے اللہ پاک کے حضرت آدم علیہ السلام کو کہ اگر وہ اللہ تعالی
کی اطاعت کرین گے تو اون کے واسطے جنت مین یہ سب کچھ ہے اور اگر
اوس کی وصیت کو ضایع کیا اور اوس کے عہد کو نگاہ نہ رکھا تو اون کو جنت
سے دنیا کی طرف نکالدیگا پھر اون پر تعب و نصب نازل ہوگا بسبب اوس
شے کے جس سے گرسنگی و برہنگی و پیاس و گرمی کو دفع کرین گے پس اس
بنیاد پر مراد شقای متقدم سے شقای دنیا ہوگی جیسا کہ بہت سے مفسرون نے
کہا ہے شقای آخرت مراد ہوگی فراء نے کہا شقایہ ہے کہ اپنے ہاتھون کی
محنت سے کھائے صفوی نے کہا ہے کہ اللہ پاک نے مقابلہ کیا درمیان
گرسنگی و برہنگی کے اور درمیان تشنگی و دھوپ کے اگرچہ گرسنگی تشنگی کے مقابل
آتی ہے اور برہنگی مقابل دھوپ کے آتی ہے اس لیے کہ گرسنگی باطن
کی ذلت ہے اور برہنگی ظاہر کی ذلت ہے اور پیاس باطن کی گرمی ہے
اور دھوپ ظاہر کی گرمی ہے پس اللہ پاک نے جنت کے رہنے والون سے
ظاہر و باطن کی ذلت و گرمی کو دور کیا اس قول کو ابن لقیمہ نے ذکر کیا ہے

ابو السعود نے یون کہا ہے کہ اللہ پاک نے تشنگی کو گرسنگی سے جدا کیا باوجود
اس کے کہ دونو متجانس ہین اور عادۃ ذکر مین قرین کیدیگر آتے ہین یعنی اکثر
بول چال مین بھوک پیاس کو یکجا بولتے ہین اسی طرح برہنگی و دھوپ کا حال ہے
کہ یہ دونو بھی متجانس ہین سو ان کو جدا کرکے اس لیے بیان کیا ہے کہ مقام
امتنان کو پورا حق دیا جاے اس مین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ ان
چارون امور سے ہر ایک کی نفی ایک علیحدہ نعمت ہے اور اگر بھوک پیاس مین
جمع کی جاتی تو بسا اوقات اس بات کا وہم ہوتا کہ ان دونون کی نفی ایک
نعمت ہے اسی طرح برہنگی و دھوپ کے درمیان مین جمع کرنے کا حال ہے
دوسری وجہ یہ ہے کہ غرض زیادت تقریر ہے ساتھہ آگاہ کرنے کے اس
بات پر کہ ان امور سے ہر ایک مقصود بالذات مذکور بالاصالت ہے یہ نہین ہے
کہ ان مین سے بعض کی نفی بطریق استطراد و تبعیت ہے واسطے بعض دیگر کے
جس طرح کہ توہم کیا جاتا اگر ہر ایک متجانسین سے یکجا لایا جاتا نافع و ابو بکر نے
وانّك بکسر ہمزہ پڑہا ہے اور باقی قاریون نے بفتح ہمزہ کسر کی صورت مین دو
امر جائز ہین ایک یہ ہے کہ جملہ مستانفہ ہو دوسرا یہ ہے کہ عطف ہو پہلے انّ پر
اور خبر لک مقدم ہو تقدیر یہ ہے ان لك عدم الجوع و عدم العری و
عدم الظمأ و عدم الضحی اور فتح کی صورت مین جائز ہے کہ ان بفتح اسم ہو
ان بالکسر کا یہ اس واسطے جائز ہوا کہ درمیان اون کے فصل آگئی ہے اگر
فصل نہوتی تو جائز نہوتا اگر تو یون کہے کہ انّ انّ زیدا قائم تو جائز نہین ہے
پھر جب انکے درمیان مین فصل آجائیگی تو جائز ہو جائیگا اب تو یون کہے گا
انّ عندی انّ زیدا قائم پس عندی خبر مقدم ہے اسم پر اور اسم ان مع اسم و
خبر کے ہے خبر مقدم اس لیے ہوگی کہ ظرف ہے اور آیت اسی قبیل سے ہے
کیونکہ تقدیر یہ ہے وان لك انك لاتظمأ کذا فی السمین فتح القدیر مین کہا ہے
کہ وانك بالفتح قرارت ابو عمرو کوفیون کی ہے سواے عاصم کے فوسوس

الیہ الشیطان وسوسہ و وسواس بالکسر دل مین ڈالنے کو کہتے ہین وسوس
کے معنی ہین انتہی اکیۂ وسوستہ اسی لیے اس کے صلہ مین حرف الی آیا ہے
یعنی شیطان نے اپنے وسوسہ کو حضرت آدم کی طرف پہونچایا رہی یہ بات
کہ سورۂ اعراف مین فوسوس لھما الشیطان فرمایا ہے سو اوس کے معنے
وسوس لاجلہ ہین حرف لام واسطے تعلیل کے ہے یعنی شیطان نے واسطے
اون کے وسوسہ ڈالا ابو البقا رنے کہا ہے کہ وسوس بحرف الی متعدی کیا گیا
اس لیے کہ بمعنی سر ہے اور دوسری جگہہ متعدی بحرف لام آیا اس واسطے
کہ بمعنی ذکر لہ ہے اور لہ کے معنی لاجلہ ہونگے اس کے اور اس کے مابعد کی
تفسیر سورۂ اعراف مین گذر چکی ہے قال یاآدم ھل ادلک علی شجرۃ الخلد
وملک لایبلی یہ جملہ بیان ہے وسوسے کی صورت کا اور ہل ادلک واسطے
عرض کے ہے فتح القدیر مین کہا ہے کہ بدل ہے وسوس سے یا جملۂ مستانفہ
جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ پھر شیطان نے اپنے وسوسے
مین حضرت آدم علیہ السلام سے کیا کہا سو یہ اوس کا جواب ہے کہ شیطان نے
کہا ای آدم مین بتاؤن تجھکو درخت ہمیشہ جینے کا اور بادشاہی جو پرانی نہو
شجرۃ الخلد سے مراد وہ درخت ہے کہ جو شخص اوس سے کھالے تو کبھی نہ مرے
اور ہمیشہ باقی رہے علامۂ نسفی نے کہا ہے کہ شجرہ کی اضافت طرف خلد کے
کی اور وہ خلود ہے اس لیے کہ جو شخص اوس سے کھالے اوس کے زعم مین
تو وہ ہمیشہ رہے اور نہ مرے انتہی ملک لایبلی سے مراد تصرف و بادشاہی
ہے جو زائل و منقضی و ہالک و فانی نہو اور یہ لازم خلود ہے ابلیس نے یہ بات
دوام راحت مین رغبت دلانے کو کہی پس جس شے مین اللہ پاک نے
حضرت آدم کو رغبت دلائی اوسی مین ابلیس نے بھی اون کو راغب کیا
مگر اللہ پاک نے تو اس بات کو اوس درخت سے بچنے پر موقوف کیا اور ابلیس
نے اوس کو اوس درخت پر پیشقدمی کرنے پر موقوف کیا اور آدم علیہ السلام نے

باوجود اون کے کمال علم کے کہ اللہ تعالے اون کا خالق و رب و ولی و
ناصر ہے اور ابلیس اون کا دشمن ہے اللہ پاک کے قول سے اعراض کیا
اور مخالفت کا ارادہ نہین کیا جو شخص اس بھید مین تامل و غور کریگا تو وہ جان لیگا
کہ اللہ پاک کی قضا کا نہ کوئی دفع کرنے والا ہے نہ اوس سے کوئی روکنے
والا کذا فی الخازن فاکلا منھا فبدت لھما سوآتھما سوآت جمع ہے
سوات کی سواۃ کہتے ہین عورت یعنی شرمگاہ کو قبل ہو یا دبر اس لیے کہ
اوس کا کھلنا اوس کے صاحب کو برا لگتا ہے اوس کو غمگین کرتا ہے یعنی
جس وقت حضرت آدم و حوا علیہما السلام نے اوس درخت سے کھا لیا تو جنت
کے حلے اون سے گر پڑے برہنہ ہو گئے شرمگاہین کھل گئین یہان تک
کہ اون مین سے ہر ایک کے واسطے اوس کی قبل اور دوسری کی قبل و دبر
ظاہر ہو گئی وطفقا یخصفان علیھما من ورق الجنۃ طفق یفعل کذا مثل
جعل یفعل کے ہے اور یہ مثل کاد کے ہے اس بات مین کہ طفق اور کاد
دونون کی خبر فعل مضارع واقع ہوتی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ طفق واسطے شروع
کے آتا ہے اول امر مین اور کاد واسطے قرب امر کے ہے فراء نے کہا معنی
طفقا کے عربیت مین اقبلا ہین کسی نے کہا اخذا وجعلا خصف جوتا گانٹھنے کو
کہتے ہین یہان مراد الصاق والزاق ہے یعنی چپکانا علیھما ای لاجل سوآتھما
حرف علے واسطے تعلیل کے ہے ورق جنت سے مراد انجیر کے پتے ہین
یعنی حضرت آدم و حوا علیہما السلام نے شروع کیا کہ چپکاتے تھے واسطے اپنی
شرمگاہون کے یعنی اون کے چھپانے کے واسطے انجیر جنت کے پتون
سے بعض پتون کو ساتھ بعض کے تاکہ لمبے چوڑے ہو جائین اون سے ستر
ہو سکے علامہ نسفی نے یون کہا ہے کہ یلزقان الورق لیسوآتھما للستر وھو
ورق التین خازن کا لفظ یہ ہے یلزقان لیسوآتھما من ورق التین یعنی چپکاتے
تھے انجیر کے پتون کو اپنی شرمگاہون سے واسطے ستر کرنے کے وعصی

ادم ربہ فغوی عصیان بالکسر نافرمانی کرنے کو کہتے ہین یہ طاعت کی
ضد ہے غی گمراہی کو بولتے ہین اس کی ضد رشاد ہے یعنی حضرت آدم
علیہ السلام نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو صواب سے گم ہو گئے یا اپنے
مطلوب سے بے راہ ہو گئے وہ مطلوب یہی تہا کہ اوس درخت کے
کہانے سے خلود ہو گا سو وہ نہوا کسی نے کہا کہ فاسد ہو گیا اون پر اون کا
عیش بسبب اون کے اوترنے کے طرف دنیا کے کسی نے کہا کہ جہل موضع
رشدہ یعنی اونہون نے اپنی جای رشد کا جہل کیا اوس کو نہ جانا کسی نے
کہا کہ بشم من کثرۃ الاکل یعنی زیادہ کہانے سے اون کو تخمہ ہو گیا خازن نے
کہا فعل مالم یکن لہ فعلہ یعنی ایسا کام کیا جس کا کرنا اون کو لائق نہ تہا کسی نے
کہا کہ راہ حق کو چوک گئے اور بے رہ ہو گئے اس جہت سے کہ خلد طلب کیا
بسبب کہانے اوس شے کے جس سے منع کیے گئے پس خائب و نا امید ہوے
اور اپنی مراد کو نہ پہونچے اور عزت سے طرف ذلت کے اور راحت سے طرف
تعب کے ہو گئے انتہے حفناوی نے کہا یعنی مخالفت کی آدم علیہ السلام نے
نہی رب کی پس عصیان وہی مخالفت ہے لیکن اونہون نے مخالفت کی
بسبب تاویل کے اس لیے کہ اونہون نے یہ اعتقاد کیا کہ کوئی شخص جہوٹا ہو کر
اللہ کی قسم نہین کہاتا ہے یا اس لیے کہ اونہون نے اس بات کا اعتقاد کیا
کہ نہی منسوخ ہو گئی جبکہ ابلیس نے اون کے واسطے قسم کہائی یا اس لیے
کہ اونہون نے یہ اعتقاد کیا کہ نہی معین درخت سے ہے اور اوس کے سوا
باقی افراد جنس سے تہی نہین کیے گئے فغوی یعنی اپنے مطلوب سے
بے راہ ہو گئے اور وہ مطلوب خلود ہے جنت مین یعنی وہ اوس سے مائل
ہو گئے اور اوس سے ظفر مند نہوے اس مقام کی تقریر مین حق یہی ہے انتہے
ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اوس درخت سے کہا لیا
جس سے وہ منع کیے گئے تہے اس سبب سے کہ ابلیس نے اون کو لغزش

دی اور اون کو فریب دیا اور اون کے واسطے قسم کہائی کہ بے شک وہ
اون کے لیے خیر خواہون سے ہے یہان تک کہ اونکو ڈہالیا دہوکے سے
اور اون کا گناہ اعتقاد متقدم و نیت صحیحہ سے نہ تہا پس ہم کہتے ہین کہ عصیٰ
آدم ربہ فغوی انتہی قاضی ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کسی کو
جائز نہین ہے کہ وہ آج اس بات کی حضرت آدم سے خبر دے علامہ شوکانی
رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ اس سے کوئی مانع نہین ہے بعد اس کے کہ اللہ
پاک اپنی کتاب مین ہم کو خبر دے چکا ہے کہ آدم نے اوس کی نافرمانی کی اور
جس طرح یہ قول کہا جاتا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین وما قلتہ
فی ہذا المعنے ؎

عصی ابو العالم وہو الذی ۔۔۔ من طینۃ صورۃ اللہ
واسجد الاملاک من اجلہ ۔۔۔ وصیر الجنۃ ماواہ
اغواہ ابلیس فمن ذا الذی ۔۔۔ مسکین ان ابلیس اغواہ

انتہیٰ ابن قتیبہ نے کہا یہ جائز ہے کہ عصے آدم کہا جائے اور یہ جائز نہین
ہے کہ آدم عاص کہین کیونکہ یہ اوسی شخص کے واسطے کہا جاتا ہے جس نے
فعل معصیت کی عادت کرلی ہے جس طرح وہ شخص جو اپنے کپڑے کو سیتا ہے
اوس کو کہین گے کہ خاط ثوبہ یعنی اوس نے اپنے کپڑے کو سیا اور یون نہین کہین گے
کہ وہ خیاط ہے یہان تک کہ بار بار سیے اور اوس کی عادت کرلے انتہیٰ کرخی نے
کہا ہے اگر کوئی کہے کیا جائز ہے کہ اس آیت سے اخذ کرکے یون کہا جائے کہ
کان آدم عاصیا غاویا یعنی آدم نافرمان گمراہ تھے تو اس کا یہ جواب ہے کہ
نہ کہا جائے اس لیے کہ اطلاق فعل کے جواز سے اطلاق اسم فاعل کا جواز لازم
نہین آتا ہے کیا تو دیکھتا نہین ہے کہ تبارک اللہ جائز ہے یا نہین جائز ہے کہ اللہ تبارک
کہا جائے اور جائز ہے کہ تاب اللہ علی آدم کہین یہ جائز نہین ہے کہ اللہ تائب
بولین جس طرح کہ بجائے خود اس کا بیان کیا گیا ہے قالہ الرازی انتہیٰ علامہ نسفی

نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ غوی کے معنی ہین ضل عن الرای وعن
ابن عیسی خاب یعنی آدم بے راہ ہوے رای سے ابن عیسی سے مروی
ہے کہ خائب ہوے یعنی نا امید حاصل یہ ہے کہ عصیان وقوع فعل کا ہے امر
ونہی کے خلاف پر یہ وقوع کبھی عمداً ہوتا ہے تو گناہ ہوگا اور کبھی عمد انہین ہوتا
ہے تو زلت ہوگا اور جبکہ حضرت آدم کا فعل موصوف بعصیان ہوا تو اونکا فعل
اس سے نکل گیا کہ رشد ہووے پس غی ہوگا اس لیے کہ غی خلاف رشد ہے
اللہ پاک نے جو عصی آدم ربہ فغوی فرمایا اور زل آدم نہ کہا سو اول کی
تصریح کرنے مین اور ثانی سے عدول فرمانے مین ایک[1] مزجرہ بلیغہ و موعظہ
کافہ ہے واسطے مکلفین کے گویا اون سے کہا گیا کہ تم نظر و غور کرو اور عبرت
پکڑو کہ مین نے نبی معصوم حبیب اللہ پر اوس کی زلت کی اس سختی کے ساتھ
کیسی[2] نعی کی پس صغائر تم سے ہو پڑتے ہین تم اون کو ہلکا مت سمجھو کبائر کا
کیا ذکر ہے امام رازی نے اس جگہہ دربارۂ عصمت انبیاء علیہم السلام طول طویل
کلام کیا ہے بیان اختلاف مین طول دیا ہے خازن نے بھی اپنی تفسیر مین اون کی
چال اختیار کی ہے یہان اوس کے ذکر کی چندان ضرورت نہین ہے ثم اجتباہ
ربہ فتاب علیہ وھدی اجتبا کے معنی ہین برگزیدن و فراہم آوردن ماخوذ
ہے اس محاورے سے جبی الی کذا فاجتبیتہ یعنی فلان شے میری طرف
جمع کی گئی پس مین نے اوس کو جمع کر لیا جس طرح یہ بولتے ہین کہ جلبت علی الفرس
فاجتلبتہا یعنی دولہن مجھپر جلوہ کی گئی پس مین نے طرف اوس کے نظر کی اصل
کلمہ جمع ہے جہان کہین یہ مادہ ہوگا اوس مین جمع کے معنی ہونگے اس بنیاد
پر مجتبیٰ گویا اصل مین وہ شخص ہے جس مین محاسن و خوبیان جمع کی گئی ہین یہانتک
کہ اوس کے غیر نے اوس کو برگزیدہ کیا اجتباو اصطفا و اختیار ہم معنی ہین اسی لیے
مفسرین نے اجتباہ کے معنی اصطفاہ و اختارہ و قربہ الیہ لکھے ہین یعنی اللہ پاک
نے حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ و پسند کیا اور اپنا مقرب بنایا اس طور کہ

[1] یعنی تنبیہ
زجر کنندہ و موعظہ
بازدارندہ ۱۲

[2] یعنی تجری ۱۲

اون کو توبہ پر آمادہ کیا اور اوس کی توفیق عطا فرمائی پھر رجوع ہوا اون پر
اون کی معصیت سے اور اون کی توبہ قبول کی اور توبہ پر مداومت کرنے کی
اون کو راہ بتائی پھر اونہون نے توبہ توڑی یا یہ معنی ہین کہ اعتذار و استغفار
کی طرف رہنمائی فرمائی کہا ہے کہ اللہ پاک کا اون پر رجوع ہونا اس سے
پہلے تہا کہ وہ حضرت حوا اپنے اس قول کے ساتھ توبہ کرین کہ ربنا ظلمنا
انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین امام ابن فورک
رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ یہ بات حضرت آدم علیہ السلام سے قبل
نبوت کے ہوئی تہی جس طرح کہ تم اجتباہ ربہ الآیہ اسپر دال ہے کرخی نے اس
قول کو اس قدر نقل کیا ہے فتح القدیر و فتح البیان مین بعد نقل اس قول کے
اس کی دلیل ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے بعد ذکر معصیت کے اجتبا
و ہدایت کا ذکر کیا ہے اور جب معصیت قبل نبوت کے ہوئی تو ایک وجہ سے
ذنوب اون پر جایز ہین امام رازی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ مختار
ہمارے نزدیک یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام سے کوئی گناہ صادر نہین ہوا نہ صغیرہ
نہ کبیرہ اوس وقت سے کہ اون کو نبوت آئی پھر اس کے وجوہ ذکر کیے ہین قال

اھبطا منھا جمیعا بعضکم لبعض عدو ج فاما یاتینکم منی ھدی ہ
فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی ہ ومن اعرض عن ذکری فان
لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی ہ قال رب لم حشرتنی اعمی
وقد کنت بصیرا ہ قال کذلک اتتک اٰیتنا فنسیتھا ج وکذلک الیوم تنسی ہ

فرمایا اوتر وہان سے دونو اکٹھے رہو ایک دوسرے کے دشمن پھر کبھی پہونچے
تم کو میری طرف سے راہ کی خبر پھر جو چلا میری بتائی راہ پر نہ وہ بہکے گا اور نہ
تکلیف مین پڑیگا اور جس نے مونہہ پھیرا میری یاد سے تو اوس کو ملتی ہے
گذران تنگی کی اور لاوین گے ہم اوس کو قیامت کے دن اندہا وہ کہے گا اے
رب میرے کیون اوٹہایا تو نے مجھکو اندہا اور مین تو تہا دیکہتا فرمایا یونہین

لہ اس رب ہمارے نے خراب کیا اپنی جان اور اگر تو نہ بخشے ہمکو ہم پر رحم نکرے ہاوین ۱۲

پہونچین تجھکو ہماری آیتین پہر تو نے اون کو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھکو
بھلا دین گے **ف** ایک دوسرے کی دشمن ہے اون کی اولاد جیسا آپس مین
رفاقت کر کر گناہ کیا اوس رفاقت کا بدلا یہ ملا کہ اولاد آپس مین دشمن ہوئی
ف آیتون کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور پیغمبر نے فرمایا میری
امت کے سارے گناہ مجھکو دکھائے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی
کوئی آیت کسی شخص کو یاد ہوئی پہر اوس نے بھلا دی انتہے **ف** اہبطا کا
خطاب دو کو ہے یا زیادہ کو اگر دو کو ہے تو بعد اس کے بعضکم اور فاما یاتینکم
کیون کہا حالانکہ یہ خطاب ہے جمع کو اور اگر خطاب زیادہ کو ہے تو اہبطا بصیغۂ
تثنیہ کس لیے فرمایا پس اس کی توجیہ مین کئی قول ہین اول یہ ہے کہ اہبطا کا
خطاب حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو ہے اور بعضکم کا خطاب اون کی اولاد
کو ہے یعنی ای آدم وحوا تم دونو اور تمہاری ذریت سے اکہٹے ای ذریت آدم بعض
تمہارا بعض کا دشمن ہے بسبب باہم حسد کرنے کے دنیا مین اور بسبب اختلاف
کرنے کے دین مین قالہ النسفی دوسرا قول یہ ہے کہ اہبطا کا خطاب حضرت
آدم وحوا کو ہے مع اون کی ذریت کے جسپر وہ مشتمل تہے قالہ المحلی یعنی خطاب
اگرچہ لفظ مین دو کو ہے لیکن معنی مین واسطے جمع کے ہے اس بنیاد پر درمیان
اس آیت کے اور کریمۂ اعراف کے موافقت ہو جائیگی کیونکہ وہان اہبطوا بصیغۂ
جمع فرمایا ہے تیسرا یہ ہے کہ اول خاص حضرت آدم وحوا کو خطاب کیا اس لیے
کہ وہ بشر کی اصل ہین پہر اون کو اور اون کی ذریت کو خطاب عام کیا چوتھا
یہ ہے کہ اہبطا کا خطاب حضرت آدم کو ہے اور اون کے ساتھہ اون کی
ذریت تہی اور ابلیس کو اور اوس کے ساتھہ اوس کی ذریت تہی پس چونکہ ان
دونو جنسون سے ہر جنس کثرت پر مشتمل تہی اس لیے بعضکم مین دونون جنسون کو
بلفظ جمع مخاطب کیا پانچوان یہ ہے کہ خطاب حضرت آدم وحوا کو ہے اس لیے کہ
وہ اصل بشر ہین پہر وہ دونو گویا بشر بہیرائے گئے اس واسطے اون کو بلفظ جمع

مخاطب فرمایا ایک دوسرے کے دشمن ہونے سے یہ مراد ہے کہ امر معاش
وغیرہ مین باہم دشمنی کرین گے پھر اس کے سبب سے لڑائی اور جھگڑا پیدا
ہوگا جملۂ بعضکم لبعض عدو بنا بر حال محل نصب مین ہے یعنی تم دونو جنت سے
اوترو دران حال کہ بعض تمہارا بعض کا دشمن ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ
اللہ تعالے حضرت آدم وحوا و ابلیس سے فرماتا ہے اھبطوا منھا جمیعًا
یعنی تم اترو جنت سے سب کے سب سورۂ بقرہ مین ہم نے اس کا بسط کیا ہے
بعضکم لبعض عدو یعنی حضرت آدم اور اون کی ذریت اور ابلیس اور اوسکی
ذریت فاما یاتینکم منی ھدی اما اصل مین ان ما ہے ان شرطیہ کا ما سے
زائدہ مین ادغام ہوا ہے اور فعل شرط یاتینکم ہے اور اس کا جواب دونو
شرطیہ جملے مین پہلا جملہ فمن اتبع الخ ہے دوسرا ومن اعرض الخ ہے ہدی سے مراد
کتاب وشریعت ہے قالہ النسفی بیضاوی وخازن و ابو السعود کا لفظ کتاب و
رسول ہے محلی کا لفظ قرآن ہے جمل نے کہا کہ اس مین قصور ہے وجہ قصور
کی یہ ذکر کی ہے کہ خطاب ذریت آدم علیہ السلام کو ہے اور ذریت کا راہ پر لانا
اور اون کو وعظ ونصیحت کرنا عامتر ہے اس سے کہ قرآن سے ہو یا قرآن شریف
کے سوا اور کتابون سے جو کہ پیغمبرون پر نازل ہوئی ہین یعنی صرف قرآن
شریف پر قصر کرنا ٹھیک نہین ہے مطلق کتاب ورسول کہنا اولی ہے جیسا کہ
اور مفسرین نے کہا ہے ابو العالیہ نے کہا ہے کہ مراد ہدی سے انبیا ورسل
وبیان ہے فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی یعنی اے ذریت آدم
پھر جب آئی تمہارے پاس میری طرف سے کتاب ورسول سو جس شخص نے
پیروی کی میری کتاب ورسول کی تو وہ دنیا مین گمراہ نہوگا اور نہ آخرت مین
شقی ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے پیروی کی کتاب اللہ کی
تو اللہ اوس کو ہدایت کرتا ہے گمراہی سے دنیا مین اور بچاتا ہے اوس کو

بُرے حساب سے روز قیامت مین اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ فرماتا ہے
فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی اخرجہ ابن ابی شیبۃ والطبرانی
وابو نعیم فی الحلیۃ وابن مردویہ نیز بچند طریق حضرت ابن عباس سے
مروی ہے کہ پناہ دی اللہ نے تابع قرآن کو اس بات سے کہ دنیا مین گمراہ
ہو یا آخرت مین شقی ہو پھر یہ آیت پڑہی فمن اتبع ھدای الایہ اخرجہ
الفریابی وسعید بن منصور وابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید ومحمد
بن نصر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیھقی فی الشعب
اللہ پاک نے یہان ہدای فرمایا یعنی ضمیر کے بجاے اسم ظاہر کہا پھر اوس کو
اپنی ذات مقدس کی طرف مضاف کیا سو یہ واسطے تشریف ہدے کے
ہے اور واسطے مبالغے کے ہے ایجاب اتباع ہدی مین علامہ نسفی نے
حضرت ابن عباس کا قول باین لفظ روایت کیا ہے کہ اللہ ضامن ہوا ہے
واسطے اوس شخص کے جس نے قرآن کی پیروی کی اس بات کا کہ وہ گمراہ نہین
ہوتا ہے دنیا مین اور نہ شقی ہوتا ہے آخرت مین یعنی شقا آخرت مین وہ یہی
عقاب ہے اوس شخص کا جو دنیا مین دین کی راہ سے گمراہ ہوا پھر جس شخص نے
کتاب اللہ کی پیروی کی اور اوس کے اوامر کو بجالایا اوس کے نواہی سے
باز رہا تو اوس نے گمراہی سے اور اوس کے عقاب سے نجات پائی ومن
اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ذکر سے مراد قرآن شریف ہے
قالہ النسفی والمحلی والخازن یا مراد دین وتلاوت کتاب وعمل بما فی الکتاب
ہے ذکرہ الشوکانی یا مراد الھدی الذاکر لی والداعی الی ہی قالہ ابو السعود
والبیضاوی ضنکا بہ تنوین مصدر ہے بمعنی ضیقۃ اس لیے ضنکۃ بتای تانیث
نہ کہا کیونکہ مصدر کی تانیث نہین ہوتی ہے قاموس مین کہا ہے کہ ضنک ضیق
ہے ہر شے مین واسطے مذکر ومونث کے آتا ہے محاورے مین بولتے ہین
ضنک کمکرم ضنکا وضناکۃ وضنوکۃ ضاق یعنی ضنک کے معنی تنگ کے ہین سمین

سنے کہا کہ ضنکا صفت ہے معیشۃ کی اصل مین مصدر ہے اسی لیے مونث
نہین لایا گیا مفرد و مثنی و مجموع کے لیے بلفظ واحد آتا ہے جمہور نے وصل
کی حالت مین ضنکا بتنوین پڑہا ہے اور وقف کی حالت مین تنوین کو الف سے
بدلا ہے جس طرح کہ سارے معربات کا حال ہے ایک فرقے نے ضنکی بالف
پڑہا ہے بروزن سکری اس الف مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ تنوین سے
بدل ہے اور وصل کو قائم مقام وقف کے کیا ہے دوسرا احتمال یہ ہے کہ
الف تانیث ہے مصدر بروزن فعلی آتا ہے جیسے دعوے ضنک کہتے
ہین ضیق و شدت کو اسی معنی سے بولتے ہین کہ ضنک عیشہ یعنی اوس کی
روزی تنگ ہوئی اور جس عورت کے بدن کا گوشت کمتر ہوتا ہے اوس کو
ضناک کہتے ہین گویا یہ خیال کیا کہ مارے گوشت کے اوس کے بدن کی جلد
تنگ ہوگئی فتح القدیر مین کہا ہے کہ ضنک بضم ضاد بھی پڑہا ہے معنی آیت
کے یہ ہین کہ جس شخص نے اللہ پاک کی ہدایت کی پیروی کی اوس کے دین
کو پکڑا تو اللہ عزوجل نے اوس کے واسطے یہ بات ٹہیرائی ہے کہ وہ دنیا
مین بعیش خوشگوار گذران کرے نہ مہموم ہو نہ مغموم نہ اپنی جان کو تہکائے جیسا کہ
اللہ پاک نے فرمایا ہے فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ اور جس شخص نے اوس کی
راہ کی پیروی نہ کی اور اوس کے قرآن و دین سے اعراض کیا نہ اوس پر ایمان
لایا نہ اوس پر عمل کیا نہ اوس کی تلاوت کی تو اوس کے لیے یہ بات ٹہیرائی ہے
کہ وہ بعیش تنگ بسر کرے تعب و نصب و ماندگی و رنج مین رہے اور جو تعب
و رنج دنیا مین اوس کو پہونچتا ہے باوجود اوس کے آخرت مین اور سخت تر تعب
اور بزرگ تر ضیق و تنگی اور زیادہ تر رنج اوس کو پہونچے گا حافظ ابن کثیر نے فرمایا
یعنی جس شخص نے میرے امر کی مخالفت کی اور جو کچہ مین نے اپنے رسول پر
اوتارا اوس سے اعراض کیا اوس کو بہ تکلف بہولا اور اوس کے غیر سے اپنی
راہ اخذ کی تو بے شک اوس کے لیے معیشت ضنک ہے یعنی دنیا مین تنگی

ہے پس نہ اوس کے واسطے کسی طرح کی طمانیت ہے نہ اوس کے سینے کو
کسی نوع کا انشراح ہے بلکہ اوس کی گمراہی کے سبب سے سینہ اوس کا تنگ
ہے اگرچہ ظاہر اوس کا عیش و آرام مین ہے جو چاہتا ہے پہنتا ہے جو چاہتا ہے
کھاتا ہے جہان چاہتا ہے رہتا بستا ہے کیونکہ جب تک اوس کا دل یقین و
ہدایت کی طرف نہ پہونچے گا تب تک وہ قلق و بے چینی و حیرت و شک
ہی مین رہیگا پھر شک ہی مین تردد کرتا رہے گا سو یہ منجملۂ معیشت ضنک ہے
علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر مین شقا ہے اسی کے
مثل ابن ابی حاتم و طبرانی و بیہقی نے کتاب عذاب قبر مین حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے عوفی کا لفظ اون سے یہ ہے کہ ہر وہ چیز
جو مین نے اپنے بندون سے کسی بندی کو دی تھوڑی ہو یا بہت پھر وہ
اوس مین میرا تقوی نہین کرتا ہے تو اوس مین کوئی خیر نہین ہے اور وہی ضنک
ہے معیشت مین یہ بھی حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ ایک قوم گمراہ تھی
اونہون نے حق سے اعراض کیا تھا اور وہ دنیا کی فراخی مین متکبر تھے پس
اون کی معیشت ضنک تھی یہ اس لیے کہ وہ اس بات کا اعتقاد رکھتے تھے
کہ اللہ اون کے معایش کا اون کے واسطے خلیفہ و بدل کرنے والا نہین ہے
بسبب اون کی بدگمانی کے ساتھ اللہ پاک کے اور بسبب تکذیب کے پھر
جب بندہ اللہ کی تکذیب کرے اور اوس کے ساتھ بدگمانی رکھے اور اوسپر
اعتماد نہ کرے تو اوس کی معیشت اوسپر تنگ ہوئی پس ضنک یہی ہے ضحاک
نے کہا کہ معیشت ضنک بدعمل اور رزق خبیث ہے عکرمہ و مالک بن دینار نے
بھی اسی طرح کہا ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر
مین مروی ہے کہ تنگ کی جائیگی اوسپر قبر اوس کی یہان تک کہ اوس کی
پسلیان قبر مین ادہر کی ادہر ہو جائین گی قال سفیان بن عیینۃ عن
ابی حازم عن ابی سلمۃ عن ابی سعید قال ابو حاتم الرازی ابیعمر بن

ابی عباس یکنی اباسلمۃ ابن ابی حاتم کا لفظ[1] حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ
سے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اس آیت کی
تفسیر مین کہ دباؤ قبر کا ہے واسطے اوس کے یعنی میت کے حدیث موقوف
اصح ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مومن اپنی قبر مین ایک سبز باغ
مین ہے اور فراخی کی جاتی ہے واسطے اوس کے اوس کی قبر مین ستر گز
اور روشن کی جاتی ہے واسطے اوس کے قبر اوس کی مثل چاند کے چودھوین
رات مین کیا تم جانتے ہو کس بارے مین یہ آیت اوتری ہے فان لہ معیشۃ
ضنکا کیا تم جانتے ہو کیا ہے معیشت ضنک صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور
اوس کے رسول دانا تر ہین فرمایا کہ عذاب کافر کا ہے اوس کی قبر مین قسم ہے
اوس ذات کی جس کے ہاتھہ مین میری جان ہے بیشک شان یہ ہے کہ البتہ
مسلط کیے جاتے ہین اوسپر ننانوے اژدہا کیا تم جانتے ہو کیا ہے تنین ننانوے
سانپ ہین ہر سانپ کے سات سر ہین یبیحجن فی جسمہ ویلسعونہ
یچلستونہ یعنی وہ سانپ اوس کو ڈستے نوچتے رہین گے اوس دن تک
کہ جس مین مبعوث ہونگے رفعہ منکر جدًّا[2] بزار کا لفظ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قول اللہ عزوجل فان لہ معیشۃ
ضنکا مین فرمایا ہے کہ معیشت ضنک جو اللہ نے فرمائی ہے یہ ہے کہ مسلط
کیے جاتے ہین اوسپر ننانوے سانپ وہ اوس کے گوشت کو کاٹتے رہینگے
یہان تک کہ قیامت قائم ہو نیز بزار[3] نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے
وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین فان لہ معیشۃ ضنکا فرمایا عذاب
قبر ہے اسناد جید اسی کے مثل ہناد وعبد بن حمید وابن منذر وطبرانی وبیہقی
نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے شوکانی رحمہ اللہ تعالی
نے بعد ذکر احادیث وآثار کے فرمایا ہے ومجموع ما ذکرنا ھنا یرجح تفسیر المعیشۃ

[1] فی سندہ ابن لہیعۃ وفیہ مقال معروف ۱۲
[2] اخرجہ البیہقی وابن المنذر وغیرہم ایضا ۱۲

الضنک بعذاب القبر کسی نے کہا کہ مراد معیشت ضنک سے ضریع و زقوم
کا کھانا اور غسلین کا پینا ہے دوزخ مین کسی نے کہا کہ حرام و کسب خبیث ہے
سعید بن جبیر نے کہا کہ قناعت کو اوس سے سلب کر لیگا یہان تک کہ وہ سیر نہوگا
قالہ النسفی خازن مین اس قول کو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہی
نسفی نے کہا ہے کہ ہمراہ دین کے تسلیم و قناعت و توکل ہے پس اوس کی
حیات طیب ہوگی اور ہمراہ اعراض کے حرص و شح ہے پس اوس کا عیش
تنگ ہوگا اور حال اوس کا مظلم و تاریک ہوگا جیسا کہ بعض متصوفہ نے فرمایا
ہے نہین اعراض کرتا ہے ایک تم مین کا اپنے رب کے ذکر سے مگر تاریک
ہو جاتا ہے اوسپر وقت اوس کا اور مشوش ہو جاتا ہے اوسپر رزق اوس کا
کسی نے کہا کہ معصیت مین جینا ہے اگرچہ فراخی و نعمت مین ہو قالہ الرازی
یا مراد اوس کی گذران ہے جہنم مین اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ اعتراض وارد
نہوگا کہ ہم تو ایمان سے اعراض کرنے والون کو فراخی معیشت مین دیکھتے ہین
ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی نحشرہ کو بسکون ہا بر لفظ وقف اور بجزم پڑہا ہے
فان لہ معیشۃ کے محل پر عطف کیا اوس کا محل جزم ہے اس لیے کہ شرط کا
جواب ہے اعمی حال ہے نحشرہ کی ضمیر سے مراد اعمی سے آنکھہ کا اندہا ہے یا
دل کا اندہا یا حجت سے اندہا یا جہات خیر سے اندہا کہ ان مین سے کسی جہت
کی طرف راہ نہ پائیگا عکرمہ نے کہا کہ اوسپر ہر شی اندہی ہوگی مگر جہنم ایک لفظ مین
یون ہے کہ وہ نہ دیکھے گا مگر آگ کو مجاہد و ابو صالح و سدی نے کہا کہ اوس کے
لیے کوئی حجت نہوگی یہ بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ مبعوث ہوگا یا حشر
کیا جائیگا طرف آگ کے اس حال مین کہ بصر و بصیرت کا اندہا ہوگا یعنی اوس کے
سر اور دل کی آنکھین اندہی ہونگی جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ونحشرہم
یوم القیامۃ علی وجوہہم عمیا وبکما وصما ماواہم جہنم الایہ اور
اسی لیے وہ یون کہے گا رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا یعنی دنیا مین

۱ کسی نے اس قول کو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے ۱۲ ۲ حضرت ابن عباس کا یہی قول ہے اور نسفی نے اسی قول کو ہوا الوجہ کہا ہے ۱۲ ۳ اور اوسکو دن قیامت ہمارے اوندہے موہنہ پر اندہے اور لوگے اور پھر کھانا اوندہے دوزخ ہی جب لیگے بچنے اور دیکھنے اوپر پھر ۱۲

اور وقت بعث کے فرار نے کہا کہتے ہین کہ قبر سے بصیر نکلیگا پھر حشر مین اندھا
ہوجائیگا حمزہ و کسائی نے دونو جگہہ اعمی کا اما لہ کیا ہے اس لیے کہ الف یا سے
منقلب ہے اور ابو عمرو نے اول کا اما لہ کیا ہے اس لیے کہ راس آیت ہے
یعنی آخر آیت ہے اور وقف کا محل ہے پس وہ تغییر کے لائق ہے دوسرے
کا اما لہ نہین کیا ہے قال کذلک موضع رفع مین ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا
محذوف کی ای الامر کذلک یعنی بات ایسی ہی ہے اکثر کے نزدیک موضع نصب
مین ہے ای حشر مثل ذلک یعنی مفعول مطلق محذوف کی صفت ہے یا مفعول بہ
ہے فعل محذوف کا ای مثل ذلک فعلت انت یعنی تو نے ایسا ہی کیا ہے پھر
اس کی اس قول سے تفسیر کی اتتک ایاتنا فنسیتہا یعنی تیرے پاس ہماری
کھلی آیتین آئین تو تو نے اون سے اعراض کیا اون کو چھوڑ دیا اون مین نظر کی
وکذلک الیوم تنسی یعنی مثل اس نسیان کے جو تو نے دنیا مین کیا تو بھی
اندھا پے مین یا دوزخ مین چھوڑا جائیگا کسی نے کہا کہ وہ خیر و برکت و رحمت
سے بھلائے گئے اور آگ مین عذاب کرنے سے نہین بھلائے گئے حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے یعنی جبکہ تو نے اللہ کی آیتون سے اعراض
کیا اور اون سے اوس شخص کا سا معاملہ کیا جس نے اون کو یاد نہ رکھا بعد
پہونچنے آیات کے طرف تیرے تو نے اون کو بے تکلف بھلایا اور اون سے مونہہ
پھیرا اور اون کو بے خبری مین چھوڑا اسی طرح آج ہم تجھ سے اوس شخص کا سا
معاملہ کرین گے جو تجھے بھول جائے فالیوم ننساھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا
یعنی آج ہم اون کو بھولین گے جیسے وہ اپنے اس دن کے ملنے کو بھولے
کیونکہ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے یعنی جس طرح کا عمل اوسی طرح کا اسکا بدلا رہا
لفظ قرآن شریف کا بھولنا باوجود سمجھنے معنی قرآن کے اور اوس کے مقتضا
پر قائم رہنے کے سو وہ اس وعید خاص مین داخل نہین ہے اگرچہ اور وجہ سے
اوسپر وعید آئی ہے اس لیے کہ اس باب مین نہی اکید و وعید شدید حدیث

سو آج ہم اونکو بھلا دینگے جیسے وہ بھولے اپنے اوس دن کا ملنا ۱۲

شریف مین وارد ہوئی ہے امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے حضرت سعد بن
عبادہ رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے نہین ہے کوئی شخص کہ اوس نے قرآن پڑہا پہر اوس کو بہول گیا مگر
ملے گا اللہ سے جس دن کہ اوس سے ملے گا اور وہ اجذم ہوگا امام احمد نے
اسی کے مثل حضرت عبادہ بن صامت رضے اللہ عنہ سے بہی روایت کیا
ہے مجمع البحار مین کہا ہے کہ اجذم کے معنی ہین مقطوع الید یا مقطوع الحجۃ یعنی اوسکا
ہاتہہ کٹا ہوا ہوگا یا اوس کے پاس کوئی حجت و دلیل نہوگی یا یہ معنی ہین کہ اوس کے
سارے اعضا گر گئے ہونگے یا خیر و بہلائی سے خالی ہاتہہ ہوگا وکذلک نجزی

من اسرف ولم یؤمن بآیات ربہ ط ولعذاب الآخرۃ اشد وابقی ○
اور اسی طرح بدلا دین گے ہم اوس کو جن نے ہاتہہ چہوڑا اور یقین نہ لایا اپنے
رب کی باتین اور پچہلے گہر کا عذاب سخت ہے اور بہت دیر رہتا ف
یعنی یہ عذاب اندہے ہونے کا حشر مین ہے اور دوزخ مین اور زیادہ انتہے
ف اللہ تعالے فرماتا ہے اور اسی طرح ہم جزا دین گے مسرفین مکذبین
کو جو کہ اللہ کی آیتون کو جہٹلاتے ہین دنیا و آخرت مین واسطے اون کے
عذاب ہے زندگی دنیا مین اور البتہ عذاب آخرت کا زیادہ تر شاق ہے اور
نہین ہے واسطے اون کے اللہ سے کوئی بچانے والا اور اسی لیے یون
فرمایا ولعذاب الآخرۃ اشد وابقی یعنی سخت تر ہے الم و درد مین دنیا کے
عذاب سے اور اون پر زیادہ تر ہمیشہ رہنے والا ہے سو وہ اوس مین ہمیشہ
ہمیشہ پڑے رہین گے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
متلاعنین سے فرمایا ان عذاب الدنیا اہون من عذاب الآخرۃ
یعنی بے شک دنیا کا عذاب سہل تر ہے آخرت کے عذاب
سے کذا فی ابن کثیر فتح البیان مین فرمایا ہے کہ اسراف
سے مراد انہماک ہے شہوات مین یا مراد اشراک باللہ ہے

ف اسراف
بے اندازہ و بیگانہ
خرچ کردن و صرف
بالخطا ضد القصد
یعنی فروتنی کردن
در خرچ و مال و جاہ
و خیر کی عقل و ماندن
چیز سے نفقت
و خطا کردن صراح
ف اسی قول کو
علی و خازن نے
اختیار کیا ہے ۱۲

اس قول کو ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے یعنی مثل اس بدلے کے بدلا دین گے ہم اوس شخص کو جس نے اپنی
خواہشون مین انہماک کیا اپنے جی کی چاہ مین ڈوبا رہا یا اللہ پاک کے ساتھ
شرک کیا اور اپنے رب کی آیتون پر ایمان نہ لایا بلکہ اون کو جھٹلایا اور البتہ
عذاب آخرت کا سخت تر ہے معیشت ضنک سے اور زیادہ تر دائم و ثابت
رہنے والا ہے کیونکہ وہ منقطع نہو گا بیضاوی نے کہا کہ مراد عذاب آخرت سے
کوری پر حشر ہونا ہے یا مراد آگ کا عذاب ہے یعنی آگ بعد کوری پر حشر
ہونے کے اشد و ابقی ہے تنگی عیش سے یا تنگی عیش و کوری سے اور شاید
جس وقت آگ مین داخل ہو گا تو اوس کی کوری دور ہو جائیگی تا کہ اپنے محل
و حال کو دیکھے یا یہ معنی ہین کہ اشد و ابقی ہے اعراض آیات و کفر آیات سے
جس کو اوس نے کیا نسفی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے جبکہ اللہ پاک نے اپنے
ذکر سے اعراض کرنے والے کو دو عقوبتون کی وعید سنائی ایک تو معیشت
تنگ دنیا مین دوسری اوس کا اندھا حشر کرنا عقبے مین تو وعید کی آیتون کو
اس قول سے ختم کیا ولعذاب الآخرۃ اشد و ابقیٰ یعنی کوری پر حشر کرنا جو کبھی
زائل نہو گی سخت تر ہے تنگی عیش سے جو گذر جانے والی ہے افلم یھد لھم
کم اھلکنا قبلھم من القرون یمشون فی مسٰکنھم ان فی ذٰلک لاٰیٰت
لاولی النھیٰ ۝ سو کیا اون کو سوجھہ نہ آئی اس سے کہ کتنی کھپا دین ہم نے پہلے
اون سے سنگتین یہ پھرتے ہین اون کے گھرون مین اس مین خوب پتے
ہین عقل رکھنے والون کو ف اللہ پاک فرماتا ہے پس کیا ظاہر نہوا واسطے
اون لوگون کے جو تکذیب کرتے ہین اوس چیز کی جس کو تم اے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کے پاس لائے ہو کہ ان سے پہلے کتنی امتین
رسولون کی جھٹلانے والی ہم نے ہلاک کر ڈالی ہین سو وہ تباہ ہو گئین اون کا
کوئی باقی نہ رہا نہ عین ہے نہ اثر جیسا کہ یہ لوگ اون کے خالی گھرون سے

مشاہدہ کرتے ہین جن کو وہ چھوڑ گئے ہین یہ لوگ اون مین چلتے پھرتے ہین
البتہ اس مین البتہ نشانیان ہین واسطے اون لوگون کے جن کی عقلین صحیح
و مستقیم و درست و راست ہین کما قال تعالے افلم یسیروا فی الارض
فتکون لھم قلوب یعقلون بھا او اذان یسمعون بھا فانھا لا تعمی الابصار
ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور سورۂ الم سجدہ مین یون فرمایا ہے
اولم یھد لھم کم اھلکنا من قبلھم من القرون یمشون فی مساکنھم
الایہ کذا فی ابن کثیر **ف** ہمزہ واسطے استفہام تقریعی و توبیخی کے ہے اور
جملہ مستانفہ ہے واسطے تقریر ماقبل کے حرف فاعطف کا ہے اس کا معطوف علیہ
محذوف ہے یعنی اغفلوا فلم یھد لھم یھد اصل مین یھدی ہے لم کے
سبب سے حرف یا گر گیا ہے یھدی یہان لازم بمعنی یتبین ہے فاعل اس کا
مصدر ہے جو اھلکنا سے لیا گیا ہے یعنی اھلاکنا اگرچہ فعل مین یہان کوئی حرف
مصدری نہین ہے جس سے مصدر بن جائے لیکن بوجہ رعایت معنی کے
بدون حرف مصدری کے فعل سے مصدر لیلیا گیا ہے اس سے کوئی مانع
نہین ہے کم خبریہ بمعنی کثیرا ہے یہ مفعول بہ ہے اھلکنا کا اور اس کا تمیز محذوف
ہے یعنی قرنا اور من القرون اس محذوف کی صفت ہے یعنی قرنا کائنا من القرون
ضمیر لھم سے مراد کفار مکہ ہین یمشون اس ضمیر سے حال ہے فی مساکنھم کی ضمیر
امم ماضیہ کی طرف پھرتی ہے مراد ان سے اصحاب حجر یعنی ثمود و قوم لوط ہین اہل مکہ
شام وغیرہ کی طرف تجارت کے واسطے سفر کرتے تو اقوام مذکورہ کے مقامات
اون کی راہ مین پڑتے تھے معنی یہ ہین کیا اہل مکہ غافل ہو گئے سو ظاہر نہوا
واسطے اون کے ہلاک کرنا ہمارا کہ ہلاک کیا ہم نے ان سے پہلے بہت سے
قرنون کو جو گذشتہ امتون سے تھی حالانکہ یہ لوگ وقت سفر شام وغیرہ کے
اون کے گھرون مین چلتے پھرتے ہین تو اون سے عبرت حاصل کرین یعنی
اونہون نے رسولون کی تکذیب کی تو اللہ پاک نے اون کو تباہ کر دیا اون کے

ف کیا پھر
ہین ملک مین جو
انکو دل ہو قرآن سے
جو سمجھتے یا کان ہو کہ
جنسے سنتے سو پھر
انھین اندھی نہین
ہو تین پر اندھے
ہوتے ہین دل جو
سینون مین ہین ۱۲
ف کیا اونکو سوجھ
نہ آئی اس سے
کہ کہیں وین رہے
اور نے پھرا سنتے
پھرتے ہین اونکے
گھرون مین آنکھین
بہت پھرے ہین کیا
سنتے نہین ۱۲

مکانات خالی پڑے ہوئے ہین کسی کا اون مین سے اتا پتا نہ رہا سب کے
سب برباد ہوگئے ان کو چاہیے کہ اون کا حال دیکھکر رسول کی تکذیب سے
باز آئین تاکہ جو بلا اون پر نازل ہوئی ان پر نازل نہو تو یہی اون کی طرح
ہلاک ہو جائین یا مبینون حال ہے مفعول اہلکنا سے یعنی کیا ظاہر نہوئی واسطے
مکے والون کے خبر اون قرنون کی جن کو ہم نے ہلاک کیا اس حال مین کہ وہ
لوگ اپنے گھرون مین چلتے پھرتے تھے یعنی ناگاہ اون پر عذاب آیا اور اون کو
ہلاک کر ڈالا فتح البیان و فتح القدیر مین اس معنی کو ظاہر کہا ہے یا فاعل یہید کا
اللہ پاک ہے بدلیل قرارت نون کے اس کو زید نے یعقوب سے روایت
کیا ہے نسفی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے حضرت ابن عباس و سلمی نے بھی
بنون پڑہا ہے یا فاعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یا قرآن شریف
ہے اس قول کو خازن نے اختیار کیا ہے ان وجوہ کی بنیاد پر یہید مسعدی
ٹھیریگا بمعنی یبین اور جملۂ ما بعد یعنی کم اہلکنا الخ اوس کی تفسیر کریگا یعنی کیا نہین
بیان کر دیا اللہ پاک نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا قرآن شریف
نے واسطے اہل مکہ کے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنے قرن ہلاک کر ڈالے
یا فاعل یہید کا وہی جملہ ہے جو اوس کے بعد مذکور ہے یعنی کم اہلکنا الخ اور
مفعول محذوف ہے یعنی کیا نہین بیان کیا واسطے مکے والون کے اس
بات نے کہ ہم نے ان سے پہلے بہت قرن ہلاک کر ڈالے ہین راہ اعتبار و
اتعاظ کو بصریون نے اس بات کا انکار کیا ہے کیونکہ جملے فاعل نہین پڑتے
ہین غیر بصری اس کو جائز بتاتے ہین قفال نے کہا کہ کثرت قرون ہلاک کردہ شدہ
کو مکے والون کے واسطے مبین ٹھیرایا حاصل اس قول کا بھی وہی ہے کہ
فاعل یہید کا جملۂ مذکورہ ہے نحاس نے کہا کہ یہ قول خطا ہے اس لیے کہ کم
استفہام ہے تو اس کا ماقبل اس مین عمل نہ کریگا زجاج نے کہا کیا ظاہر نہوا
واسطے اون کے امر ساتہہ ہلاک کرنے اون لوگون کے جن کو ہم نے ہلاک کیا

سلہ عبرت پکڑنے
نصیحت لینا ۱۲

اور حقیقت اوس کی ہدی پر دلالت کرتی ہے سو ہدی وہی فاعل ہے اور کہا
کہ کم موضع نصب مین ہے اہلکنا اوس کا ناصب ہے عبارت بیضاوی شریف
کی یہ ہے اقلم یھد لھم مسند الی اللہ تعالے او الرسول او ما دل علیہ کم
کم اہلکنا قبلھم من القرون ای اہلکنا ایاہم او الجملۃ بمضمونہا والفعل علی الاولین معلق
یجری مجری اعلم ویدل علیہ القراۃ بالنون یعنی فاعل یہد کا اللہ پاک ہے یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فاعل یہد کا وہ شے ہے جسپر کم اہلکنا الخ
دلالت کرتا ہے یعنی اہلاکنا ایاہم اس صورت مین جملہ مثل جملۂ معشرہ کے ہوگا
واسطے اس کے اور مفعول محذوف ہوگا یعنی سبیل الاعتبار والاتعاظ یا
فاعل جملہ ہے مع اپنے مضمون کے یعنی لفظ جملہ جو اوس کے معنی پر دال ہے
یہ قول کوفیون کے مذہب کی بنا پر ہے بصری جملے کے فاعل ہونے کو جائز
نہین رکھتے ہین یہ چار قول ہوے اور فعل یعنی یہد دو قول اول کی بنا پر
معلق ہوگا قائم مقام اعلم یعنی کلمۂ ہدایۃ اگرچہ افعال قلوب سے نہین ہے
مگر بسبب متضمن ہونے ہدایت کے معنی اعلام وتبیین کو قائم مقام افعال قلوب
کے کیا گیا ہے تعلیق افعال قلوب کے خصائص سے ہے تعلیق کہتے ہین
وجوب ابطال عمل افعال قلوب کو لفظاً نہ معنی بسبب وقوع افعال قلوب کے
معنی استفہام سے پہلے اور قبل نفی کے جو اون کے معمول پر داخل ہے اور
قبل لام ابتدا کے جو اون کے معمول پر داخل ہے قراءت نون اس بات پر
دلالت کرتی ہے کہ فعل معلق ہے پس جملہ نہ فاعل ہے نہ فاعل پر دال ہے انتہی
ان فی ذلک لآیات لاولی النھی یہ قول تعلیل ہے انکار کی اور تقریر ہے ہدایت کی
اور ذلک کا اشارہ ہے طرف مضمون کم اہلکنا کے نہی جمع ہے نہیۃ کی نہیۃ کہتے
ہین عقل کو اس لیے کہ عقل اپنے صاحب کو بری باتون سے منع کرتی ہے
آیات سے مراد عبرتین ہین یعنی بے شک بکثرت قرنون کے ہلاک کرنے
مین البتہ عبرتین ہین واسطے عقل والون کے کون عقل جو کہ تغافل و

بے خبر کو رسنے سے روکتی ہے یا وہ عقل والے کہ جس وقت تامل و تفکر
کرین گے سوچین سمجھین گے تو جان لین گے کہ اون کا جڑ سے اوکھاڑ ڈالنا
ہلاک و تباہ کر دینا بسبب اون کے کفر کے تھا تو وہ نہ کرین گے جیسا اونہون
نے کیا ولولا کلمۃ سبقت من ربك لكان لزاما واجل مسمى فاصبر
على ما يقولون وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها
ومن آناء اليل فسبح واطراف النهار لعلك ترضى ۝ اور کبھی نہ ہوتی
ایک بات نکل گئی تیرے رب سے تو مقرر ہوتا بھیٹا اور جو نہوتا وعدہ ٹھیرایا
سو تو سہتا رہ جو کہین اور پڑھتا رہ خوبیان اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے
اور ڈوبنے سے پہلے اور کچھ گھڑیون مین رات کی پڑھا کر اور دن کی حدون پر
شاید تو راضی ہوگا ف آخر وعدے پر بھیٹا ہوا مسلمانون مین اور کافرون
مین ف یعنی پھر پھر یہ وقت ہین نمازون کے سوا سے پہلے پھر کے
اور تو راضی ہوگا یعنی امت کو مدد ہوگی دنیا مین اور بخشش گناہون کی آخرت
مین تیری سفارش سے انتہی ف کلیہ سابقہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ پاک کسی
کو عذاب نہین کرتا ہے مگر بعد حجت قائم ہونے کے اوسپر اجل مسمی سے مراد
وہ مدت معین ہے جو اللہ پاک نے ان جھٹلانے والون کے واسطے مقرر
فرمائی ہے یعنی اگر اللہ پاک کی طرف سے یہ دو باتین نہوتین تو ناگہان اون پر
عذاب آجاتا اور اسی لیے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اون کے
تسلی دینے کو یون فرمایا کہ فاصبر علی ما یقولون یعنی وہ لوگ جو تم کو جھٹلاتے
ہین سو تم اوس پر صبر کرو قبل طلوع شمس سے مراد نماز فجر اور قبل غروب سے مراد
نماز عصر ہے جیسا کہ صحیحین مین حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے آیا
ہے کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس آپ نے
چودھوین رات کو چاند کی طرف نظر فرمائی پھر فرمایا بے شک تم عنقریب اپنے
رب کو دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو لا تضامون[1] فی رویتہ یعنی

[1] روی بتشدید وضم تا وفتحہا من المفاعلۃ والتفاعل ای لا یضم بعضکم الی بعض وترجمون وقت النظر الیہ بخفیف ای لا یلحقکم ضیم وظلم فی رویتہ فیراہ بعض دون بعض ۱۲ مجمع البحار

اس حال مین کہ تم اوس کے دیکھنے مین ازدحام نہین کرتے ہو یعنی بلا تکلف دیکھتے ہو اوس کے دیکھنے مین تمکو کسی طرح کی کلفت و مشقت نہین ہوتی ہے پھر اگر تم طاقت رکھو اس بات کی کہ مغلوب نہو و نماز پر پہلے سورج نکلنے سے اور پہلے اوس کے ڈوبنے سے تو تم کرو پھر یہ آیت پڑہی عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے ہرگز داخل نہوگا آگ مین کوئی شخص جس نے نماز پڑہی قبل سورج نکلنے کے اور قبل اوس کے ڈوبنے کے رواہ الامام احمد و رواہ مسلم من حدیث عبد الملک بن عمیر بہ مسند و سنن مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک ادنیٰ اہل جنت کا براہ منزلت کے وہ شخص ہے جو نظر کریگا اپنی ملک مین دو ہزار برس کی راہ دیکھیگا طرف اوس کے دور تر کے جس طرح دیکھتا ہے طرف اوس کے قریب تر کے یعنی دور و نزدیک برابر نظر آئیگا اور بیشک اعلا اون کا ازروی منزلت کے البتہ وہ شخص ہے جو نظر کریگا طرف اللہ تعالی کے دن مین دو بار آناء اللیل سے مراد ساعات شب ہین تسبیح کی یہ معنی ہین کہ اون مین تہجد پڑہو بعض نے اس کو مغرب و عشا کی نماز پر حمل کیا ہے اور اطراف النہار مقابلے ہین آناء اللیل کے ہے لعلک ترضی کما قال تعالی ولسوف یعطیک ربک فترضی صحیح مین آیا ہے کہ اللہ تعالی فرمائیگا ای جنت والو وہ کہین گے لبیک ربنا وسعدیک یعنی ہم حاضر ہین پھر فرمائیگا کیا تم راضی ہوے وہ کہین گے ای رب ہمارے ہمکو کیا ہے کہ ہم راضی نہون حالانکہ تو نے تو ہمکو وہ عطا کیا ہے جو تو نے اپنی خلق سے کسی کو نہین دیا پھر فرمائیگا کہ مین تو تمکو اس سے افضل دونگا وہ کہین گے اس سے افضل اور کون شے ہے پس فرمائیگا کہ اوتارونگا مین تمپر اپنا رضوان سو خفا نہونگا تمپر بعد اوس کے کبھی دوسری حدیث شریف مین یون ہے ای جنت والو بے شک تمہاری واسطے اللہ کے پاس ایک موعد ہے وہ چاہتا ہے کہ اوس

۱۲ یہ شارح کی زبان عمارہ کے ۱۲ اور آگے دیکھا ہمکو ترا رب پر راضی ہوگا ۱۲

وعدے کو تمہارے واسطے پورا کرے وہ کہین گے اور وہ کیا ہے
کیا اوس نے ہمارے پہرون کو سپید نہین کر دیا اور ہمارے موازین کو
بھاری نہین کیا اور آگ سے ہمکو دور نہین کیا اور جنت مین داخل نہین
کیا پہر پردہ کہولدیگا تو وہ طرف اوس کے نظر کرین گے پس قسم ہے اللہ کی
نہین عطا کی اون کو کوئی شے کہ بہتر ہو نظر سے طرف اوس کے اور یہی نظر
زیادت ہے یعنی حسنی وزیادہ مین جو زیادہ ہے اوس سے مراد یہی
دیدار فائض الانوار ہے اللہم ارزقنا کذا فی ابن کثیر **ف** کلمہ سابقہ سے
مراد وعدۂ اللہ پاک ہے اس امت کی تاخیر عذاب کا آخرت تک قالہ المحلی
والشوکانی والبیضاوی والنسفی لزام مصدر ہے لازم ملازم ملازمۃ کا صراح
مین کہا ہے یقال لزمت الشئی ولزمت بہ ولازمتہ لزاما وملازمۃ لزام ایضا
ملازم مختار الصحاح مین کہا ہے شربت الشئی بالکسر لزوما ولزاما ولزمت بہ ولازمتہ
والالزام الملازم انتہی لزوم کے معنی ہین لازم ہونا چیز سے غرضکہ لزام کا
فعل لازم ولزم دونوطرح آتا ہے اسی لیے نسفی نے مصدر لزم کہا ہے
اور شوکانی وخفاجی نے مصدر لازم بتایا ہے یہان بمعنی لازم ہے واجل
مسمی معطوف ہے کلمۃ پر زجاج وغیرہ اسی کے قائل ہین علامہ نسفی نے بھی
اسی کو اختیار کیا ہے ابو البقا بھی اسی کے قائل ہین مختار خازن بھی یہی
ہے بیضاوی نے بھی اول اسی کو لکھا ہے مراد اس سے روز قیامت ہے یا روز
بدر لکان کی ضمیر اہلاک واخذ عاجل کی طرف پھرتی ہے سیاق کلام سپر دال ہے
معنی یہ ہین کہ اگر اللہ پاک کا وعدہ اس امت کی تاخیر عذاب کا دور آخرت تک
نہوتا اور روز قیامت یا روز بدر نہوتا تو البتہ اون کے گناہون کا عقاب وعذاب
دنیا ہی مین اون کو لازم ہوجاتا جس طرح کہ گذشتہ قرنون کو لازم ہوچکا ہی
وہ عذاب اون سے کسی حال مین دور نہوتا اون کے ہلاک کر ڈالنے مین کچھ
دیر نہوتی فی الفور ہلاک کر دیے جاتے جیسا عذاب عاد وثمود پر نازل ہوا تھا

ویسا ہی ان کافرون کو بھی لازم ہو جاتا رہی یہ بات کہ جب واجل مسمی کا عطف
کلمۂ پر ہوا تو یون چاہیے تہا کہ لکان لزاما لولا کی جزا اسکے بعد ہوتی سو اسکا
نکتہ یہ ہے کہ منظور اس بات کا بتانا ہے کہ نفی لزوم عذاب مین کلمۂ اور اجل
مسمے ہر ایک انمین سے مستقل ہے یہ استقلال اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ
اجل مسمی موخر ہو اگر یہ مقدم ہوتا اور جزا موخر ہوتی تو اس بات کا وہم ہوتا کہ
نفی لزوم عذاب مین کلمۂ سابقہ تو مستقل ہے اور اجل مسمی بالتبع ہے بعض
نے کہا کہ اجل مسمی کا عطف ضمیر مستتر پر ہے جو لکان مین ہے اور اخذ
عاجل کی طرف پھرتی ہے یعنی اگر نہوتا کلمہ جو تیرے رب سے سابق ہو چکا ہے
تو البتہ اخذ عاجل اور اجل مسمی یعنی مدت مقرر دونو کفار مکہ کو لازم ہو جاتے
جیسے یہ دونون عاد و ثمود کو لازم ہو چکے ہین اس قول کو زمخشری نے جائز
کہا ہے اور محلی نے اختیار کیا ہے فتح القدیر و فتح البیان مین اس کو تعسف
ظاہر کہا ہے یعنی اسمین تکلف ہے ظاہر تر قول اول ہے رہی یہ بات کہ ضمیر
مستتر پر بدون تاکید کے عطف درست نہین ہے سو اس کا یون جواب دیا
ہے کہ لکان لزاما کی فصل قائم مقام تاکید کے ہے اس لیے عطف جائز ہو گیا
ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس قول کی بنیاد پر اہلاک عاجل اور اجل مسمی
دونون کی خبر مین لزاما واقع ہوا ہے حالانکہ لزام لفظ مفرد ہے سو اس کی
یہ وجہ ہے کہ لزام مصدر ہے مصدر مین واحد و تثنیہ و جمع و مذکر و مونث
برابر ہوتا ہے اب ایک امر اور رہا وہ یہ ہے کہ لزام مصدر بھاری اور عقاب کا
وصف واقع ہوا اسی لیے اوس کو بمعنی لازم کہا ہے پس لازم ہی کہدیا ہوتا
اس چکر کی کیا وجہ ہے سو نکتہ اس کا یہ ہے کہ جو مبالغہ اسمین ہے وہ لازم
مین نہین ہے یعنی وہ عذاب اون کو ایسا لازم ہو جاتا کہ مارے لزوم کے
خود لزوم بن جاتا دوسری وجہ یہ ہے کہ بیضاوی نے اسمین ایک اور قول
نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ لزام اسم آلہ ہے بسبب فرط لزوم لازم کے لازم کا

---

۱ یعنی یہ دو وجہ تین صرف احتمال واقع ہو جاتین بدون تراخی و تاخیر کے ۱۲

۲ کشاف مین کہا ہے ای کانہ آلۃ لزوم لفرط لزومہ ۱۲

نام لزام رکھدیا جس طرح کہ عرب کا قول ہے لزاز خصم یعنی جس طرح کہ لزاز اسم آلہ
ہے اس کے ساتھہ ملزکا نام رکھدیا ہے ملز کہتے ہین بڑے جھگڑالو کو اسی
طرح لزام اسم آلہ ہے لازم کا نام لزام رکھدیا ہے قاموس مین کہا ہے کہ لزاز
بروزن کتاب ایک لکڑی ہے جس سے دروازہ ملایا جاتا ہے صراح مین اسکا
ترجمہ پشتیبان کیا ہے دوسری یہ ہے کہ لزاز سریش کو کہتے ہین غرضکہ
لزاز اصل مین اسم آلہ ہے کیونکہ پشتیبان دروازہ ملانے کا آلہ ہے اور سریش
چپکانے کا آلہ ہے اب اوس شخص کا نام رکھدیا جو اپنے خصم سے چپکا رہتا
ہے بغایت اوس سے جھگڑتا ہے گویا اپنے خصم کا سریش بنگیا ہے اسی طرح
لزام آلہ لزوم ہے واسطے فرط لزوم کے لازم کا نام لزام رکھدیا ہے اب
بتاؤ ہو حسن وخوبی لزام مین ہے وہ لازم مین کہان ہے ابو البقاء نے کہا
ہے جائز ہے کہ لزام جمع ہو لازم کی جیسے قیام جمع ہے قائم کی حضرت
شاہ عبد القادر صاحب رضی اللہ عنہ نے جو لزام کا ترجمہ بھینٹا فرمایا ہے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ نے ابو البقاء کے قول کو پسند کیا ہے کیونکہ بھینٹے
کو جمعیت لازم ہے بھینٹا یہی ہے کہ دو گروہ کی اتفاقاً بھینٹ ہو جاے باہم
ملجائین آپس مین لڑین بھڑین اور یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے
اجل مسمی سے مراد روز بدر رکھا ہی کیونکہ آپ کا فائدہ اس کی شہادت دیتا ہے
کہ آخر وعدے پر بھینٹا ہوا مسلمانون مین اور کافرون مین الخ یعنی اگر علم الٰہی
مین اون کے ہلاک کے واسطے دن بدر کا معین نہوتا تو جو بھینٹا اوس دن
ہوا وہ ابھی ہوجاتا واللہ اعلم ابن ابی حاتم و ابن منذر نے حضرت ابن عباس
رضے اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے ھذا من مقادیر الکلام
یقول لولا کلمۃ واجل مسمی لکان لزاما یعنی اس کلام مین تقدیم و تاخیر
ہوئی ہے اجل مسمی مقدم ہے اور لکان لزاما موخر ہے اس قول سے معلوم
ہوا کہ اجل مسمی کا عطف کلمۃ پر ہے ابن ابی حاتم نے سدی سے بھی مثل قول مذکور

کے روایت کیا ہے ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم کا لفظ حضرت
ابن عباس سے لزاما کی تفسیر مین یہ ہے لکان لزاما قال موتا یعنی لزام کے
معنی موت[۱] ہین ابن منذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے الاجل المسمی
الکلمۃ التی سبقت من ربک یعنی اجل مسمی سے مراد کلمہ سابقہ ہے پھر جب
اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ اون کو بعذاب استیصال ہلاک نہ کریگا تو
آپ کو صبر کا امر فرمایا فاصبر علی ما یقولون یعنی کافر لوگ جو تمکو ساحر کذاب شاعر
کاہن کہتے ہین اور اس کے مثل اور باطل طعنین کرتے ہین سو تم اسپر صبر کرو یعنی
اون کی کچھ پروا مت کرو کیونکہ اون کے واسطے ایک وقت مقرر ہے اوسمین
کسی طرح کا تقدم و تاخر نہوگا وہ ضرور معذب ہونگے اس لیے تم تسلی رکھو اور
صبر کرو اس آیت کریمہ مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ آیت قتال سے یہ آیت
منسوخ ہوگئی[۲] دوسرا قول یہ ہے کہ محکم ہے یعنی منسوخ نہین ہوئی شہاب نے کہا
معنی یہ ہین کہ جب ہم اون کو جلدی عذاب نہ کرین گے تو تم صبر کرو حرف فا
سببیہ ہے اور مراد صبر سے عدم اضطراب ہے بسبب اوس اذیت کے جو
اون سے صادر ہوئی ترک قتال مراد نہین ہے کہ آیت منسوخ ہوجاے وسبح
بحمد ربک صراح مین کہا ہے تسبیح پاکی و بے پاکی یاد کردن وصفت کردن خدارا
ابو البقاء نے کہا کہ ہر تسبیح قرآن مین بمعنی صلوۃ ہے یعنی قرآن شریف
مین جہان کہین تسبیح کا ذکر آیا ہے مراد اوس سے نماز ہے اسی لیے محلی و
بیضاوی و نسفی وغیرہ مفسرین نے سبح کی تفسیر صل کے ساتھہ کی ہے بحمد ربک
حال ہے یعنی تم اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھہ متلبس ہوکر نماز پڑھو حمد اس
بات پر کرو کہ اوس نے تمکو ہدایت کی راہ بتائی توفیق[۳] دی دوسرے معنی
یہ ہین کہ تم پاکی بیان کرو اپنے رب کی شرک سے اور اون ناقص باتون سے
جن کی نسبت کافر مشرک اللہ پاک کی طرف کرتے ہین اس حال مین کہ تم حمد و
ثنا کرتے ہوئے ہو اللہ کی اس بات پر کہ اوس نے تمکو ہدایت کی ساتھہ

[۱] لزام لگتا ہے
مرگ و شمار و ملازم
چرخی و حاکم نیک
انصاف کنندہ"
منتہی الارب
[۲] محلی و خازن
اسی کے قائل
ہین شوکانی نے
اس قول کو بصیغہ
قیل ذکر فرمایا ہے
بیضاوی و نسفی
نے اس سے کچھ
تعرض نہین کیا ۱۲
[۳] یعنی تسبیح کی
توفیق دی اور اوپر
تمہاری اعانت
فرمائی ۱۲

ممتاز فرمایا اور اقرار و اعتراف کرتے ہوے اس بات کا کہ ساری نعمتون کا
عطا کرنے والا وہی ہے اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت کریمہ سے
مراد پانچون نمازین ہین اس لیے کہ قبل طلوع الشمس اشارہ ہے طرف نماز
فجر کے وقبل غروبہا اشارہ ہے طرف نماز عصر کے ومن اٰناء اللیل فسبح
سے مراد نماز عشا ہے واطراف النھار سے مراد نماز ظہر و مغرب ہے مغرب کا
دن کی طرف مین ہونا تو ظاہر ہے ظہر کا دن کی طرف مین ہونا اس لیے ہے
کہ ظہر اول دن کی طرف کے آخر مین اور آخر دن کی طرف کے اول مین ہے
کسی نے کہا کہ نماز ظہر کی طرف اشارہ قبل غروبہا سے ہے کیونکہ ظہر و عصر کی
نمازین سورج ڈوبنے سے پہلے ہین یہ استنباط پانچون نمازون کا اس طور پر
صاحب فتح القدیر نے کیا ہے کسی نے کہا مراد اس آیت سے نماز نفل ہے
اس لیے کہ تسبیح و سبحہ کا اطلاق حدیث شریف مین کئی جگہہ نماز نفل پر آیا ہے
علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اگر یون کہا جائے کہ اس آیت کریمہ
مین نماز کی طرف اشارہ نہین ہے بلکہ مراد تسبیح سے ان وقتون مین سبحان اللہ
کہنا ہے تو یہ قول صواب سے دور ہوگا تسبیح کا اطلاق اگرچہ نماز پر ہوتا ہی
لیکن یہ اطلاق مجاز ہے اور حقیقت اولی ہے مگر بسبب کسی قرینے کے جو اسکو
معنی مجازی کی طرف پھیر دے محلی نے پانچون نمازون کا یون استنباط
کیا ہے کہ قبل طلوع الشمس سے مراد نماز صبح اور قبل غروبہا سے نماز عصر
اور آناء اللیل سے نماز مغرب و عشا اور اطراف نہار سے نماز ظہر اس لیے کہ
ظہر کا وقت زوال آفتاب سے داخل ہوتا ہے سو وہ دن کے نصف اول
کا طرف ہے اور نصف ثانی کا طرف ہے اس قول کی بنا پر جمع سے مراد
ما فوق الواحد ہوگا بیضاوی نے یون تقریر کی ہے کہ قبل طلوع الشمس سے مراد
نماز فجر قبل غروبہا سے نماز ظہر و عصر کیونکہ یہ دونون آخر دن مین ہین یا مراد
اس سے تنہا نماز عصر ہے آناء اللیل سے مغرب و عشا مراد ہین رہی یہ بات

کہ اول مین سبح مقدم ہے اور ظرف موخر ہے اور یہان ظرف یعنی آناء اللیل
کو مقدم کیا اور فسبح کو موخر سو اس کا نکتہ یہ ہے کہ رات کی ساعتین مختص بمزید
فضیلت ہین کیونکہ اس وقت مین دل جمعی زیادہ ہوتی ہے اور نفس استراحت
کی طرف زیادہ تر مائل ہوتا ہے پس اس وقت مین عبادت زیادہ تر سخت ہے
اور اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأ واقوم
قیلا غرضکہ پانچ نمازین تو پوری ہوگئین اب اطراف النہار سے مراد نماز
صبح و مغرب ہے واسطے ارادۂ اختصاص کے ان کو مکرر ذکر کیا ہے رہی
یہ بات کہ دن کی دو طرفین ہین جمع کا لفظ کیون ذکر کیا سو یہ اس لیے ہے
کہ یہان التباس سے امن ہے جس طرح کہ کسی شاعر کے قول مین ظہوا الترسین
واقع ہوا ہے ظہر بمعنی پشت اور ترس کہتے ہین ڈہال کو تو دو ڈہالون کی دو
پشت ہونگی نہ کئی پشت لیکن بسبب عدم التباس کے جمع کو تثنیہ کی طرف مضاف
کر دیا یا مراد اطراف النہار سے امر ہے نماز ظہر کا اس لیے کہ ظہر کا وقت دن
کے نصف اول کا نہایت ہے اور نصف اخیر کی بدایت ہے اس قول کی
بنا پر صیغہ جمع کا باعتبار دو نصف کے ہوگا مثل ظہوا الترسین کے یا اس لیے
کہ نہار جنس ہے یا مراد اوس سے امر ہے نفل پڑہنے کا دن کے اجزا مین
آناء جمع ہے انا کی انا بکسر ہمزہ ر بقصر ہے جیسے معی بکسر میم بمعنی آنت اس کی
جمع امعاء آتی ہے معی محذوف اللام ہے وزن اسکا فعا بکسر فا ہے حرف
من بمعنی فی ہے جار مجرور فسبح سے متعلق ہے اور حرف فا زائد ہے قالہ
الحفناوی مختار مین کہا ہے کہ آناء اللیل کے معنی ساعات لیل ہین اخفش نے
کہا واحد اسکا انا مثل معی ہے کسی نے کہا کہ واحد اس کا انی وانو ہے محاورے
مین بولتے ہین مضی من اللیل انوان وانیان یعنی رات کی دو گھڑیان گذر گئین
شہاب نے کہا کہ فسبح کے حرف فا مین تین وجہین ہین یا تو عاطفہ ہے
مقدر پر یا جواب شرط مقدر مین واقع ہے یا زائد ہے واطراف النہار

۵۱ البتہ اوسمان رات کا سخت رو ہوتا ہے اور سیدہی طرح کی بات ۱۲ ۵۲ جس طرح کہ بعض کے نزدیک والصلوۃ الوسطی مین نماز فجر کو واسطے اختصاص کے مکرر ذکر کیا ہے ۱۲ ۵۳ یہ اوسی قول پر درست ہوگا کہ قبل غروبہا سے مراد صرف نماز عصر ہو ۱۲ ۵۴ یا جمع ہے انا و بالضم والد کی بہ جیسا

معطوف ہے من آنا ء کے محل پر اس کا محل نصب ہے ناصب اسکا فسبح ہے
جسمین فای زائدہ ہے یعنی صل فی اطراف النہار قالہ الحفناوی سمین نے کہا
عامہ اس کے نصب پر ہین یعنی جمہور کی قرارت نصب ہے اسمین دو وجہین
ہین ایک یہ ہے کہ معطوف ہے ومن آنا ء اللیل کے محل پر دوسری وجہ یہ ہے
کہ معطوف ہے قبل پر یعنی وسبح فی اطراف النہار لعلک ترضی جمہور کی
قرارت بصیغۂ معروف ہے یہ حال ہے سبح کی ضمیر سے یعنی تو نماز پڑہ یا تسبیح
کر اس حال مین کہ راجی وطامع ہو اس بات مین کہ اللہ پاک تجھکو راضی کریگا
اوس ثواب سے جو تجھے دیگا حفناوی نے اسی طرح کہا ہے ابو السعود نے
کہا کہ تو تسبیح کر ان وقتون مین واسطے امید اس بات کے کہ پہونچے تو نزدیک
اللہ تعالے کے اوس شئی کو جس سے تیرا جی راضی ہو اس کو بصیغۂ مجہول بھی
پڑہا ہے ارضی سے یعنی تجھے تیرا رب راضی کریگا یہ قرارت کسائی و ابو بکر
کی ہے عاصم سے چونکہ لعل واسطے ترجی کے ہے اور ترجی اللہ پاک پر
محال ہے اس لیے علامۂ نسفی نے کہا ہے کہ لعل واسطے مخاطب کے ہے
یعنی یہان ترجی بہ نسبت مخاطب کے ہی متکلم کی جانب سے نہین ہے

ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم زہرۃ الحیوۃ الدنیا
لنفتنہم فیہ ورزق ربک خیر وابقی ۝ اور نہ پسار اپنی آنکہین
اوس چیز پر جو برتنے کو دی ہمنے اون جماعت جماعت لوگون کو رونق
دنیا کی جیتے اون کے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی روزی بہتر ہے
اور دیر رہنے والی ف اللہ پاک اپنے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے فرماتا ہے کہ جس عیش و آرام مین یہ مترفین اور ان کے
ہمجنس اور لوگ ہین تم اوس کی طرف نظر مت کرو کیونکہ وہ تو ایک رونق
زائل ہونے والی اور ایک نعمت جاتی رہنے والی ہے یہ جو کچھ اونکو دیا گیا
ہے سو اون کے جانچنے کو عطا کیا ہے یعنی یہ اون کو اس لیے نہین ملا ہے

کہ اللہ کے نزدیک اون کی کچھہ قدر و منزلت ہے بلکہ اون کے آزمانے کو
دیا ہے کہ دیکھین وہ اوسمین کیا کرتے ہین شکر بجا لاتے ہین یا ناشکری
طاعات مین صرف کرتے ہین یا معاصی مین ہدایت پاتے ہین یا گمراہ ہوتے
ہین فخر و کبر کرتے ہین یا تواضع و فروتنی سے پیش آتے ہین اللہ پاک نے
فرمایا ہے وقلیل من عبادی الشکور یعنی میرے بندون مین سے شکر
کرنے والے بہت ہی کم ہین یہ اس لیے ہے کہ کوئی بندہ اللہ پاک کی نعمتون سے
خالی نہین ہے دن رات باران نعمت و رحمت بندون پر برستا رہتا ہے ہر
لحظہ و لمحہ دریای نعم مین غوطے مارتے ہین اوپر نیچے دائین بائین سب طرف سے
رحم و کرم محیط ہے اگر غور سے دیکھو تو خود بندہ فی نفسہ اللہ پاک کی ایک نعمت
ہے اور نعمتون کا کیا ذکر ہے پھر کسی پر نعمت بکثرت ہے کسی پر بقلت کسی پر
نعمت کا موسلا دھار مینہ پڑ رہا ہے کسی پر شبنم کی طرح تقاطر ہو رہا ہے ہر ایک
بقدر اپنی استعداد کے خوان الوان نعمت منعم حقیقی سے زلہ ربا ہے یہ زیادتی
وکمی ایک حکمت بالغہ پر مبنی ہے کہ سوا سے اللہ پاک کے اور کوئی اوس کو نہین
جانتا ہے مگر باوجود تواتر و توالی و تتابع نعم کے شکر گزار بغایت کم ہین کیونکہ
شکر صرف اسی کا نام نہین ہے کہ زبان سے کر لیا بلکہ حقیقی شکر یہ ہے کہ جو نعمت
جس واسطے دی گئی ہے اوسی واسطے صرف ہو حسب مرضی منعم برتی جائے
اوس کے حسب الحکم استعمال مین آئے اوس کے برتنے مین جی کی چاہ کا دخل
نہو سو حقیقت مین ایسے شکر کرنے والے نہایت کم ہین مجاہد نے کہا کہ ازواجا
منھم سے مراد تونگر لوگ ہین یعنی تم اون کی طرف مت دیکھو کیونکہ اللہ نے
تمکو اوس سے بہتر دیا ہے کہ جو اون کو دیا ہے جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے
ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم لا تمدن عینیک الآیہ اور
اسی طرح جو کچھہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے آخرت
مین ذخیرہ کر رکھا ہے وہ ایک ایسا امر عظیم ہے کہ اوس کی نہ حد ہو سکتی ہے

طٰہٰ اور بہوڑے میرے بندون کے حق ماننے والے سے اور بہتے دی ان کو تجلیات ایمان و ظیفہ اور قرآن بڑے درجے کی امت پیار اپنی آنکھین اون چیزون پر جو برتنے کو دین ہم اون کو کسی طرح کی لوگون کو اور نہ غم کہا اون پر اور جہکا اپنے بازو ایمان والونکو واسطے ۱۲

نہ اوس کا وصف ہو سکتا ہے کما قال تعالی ولسوف یعطیک ربک فترضی
اور اسی لیے یون فرمایا ہے ورزق ربک خیر وابقی صحیح مین آیا ہے کہ
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر داخل ہوے اوس بالاخانے مین کہ جس مین آپ اپنی بیبیون سی عزلت گزین
ہو گئے تھے جبکہ اون سے ایلا کیا تھا تو حضرت عمر نے آپ کو دیکھا کہ آپ تکیہ
لگائے بوریے کی بناوٹ پر لیٹے ہوئے ہین اور گھر مین نہین ہے مگر ایک
ڈھیر ببول کے پتون کا اور کئی چمڑے ٹنگے ہوئے ہین اسپر حضرت عمر کے
آنکھون نے رونے کی طرف سرعت کی یعنی رونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اون سے فرمایا ای ابن خطاب تجھے کون چیز رولاتی ہے وہ
بولے یارسول اللہ مقرر کسری وقیصر اوس شے مین کہ جسمین وہ ہین یعنی وہ خوب
عیش وآرام مین ہین وانت صفوۃ اللہ من خلقہ یعنی اور آپ اللہ پاک کے
برگزیدہ ہین اوس کی خلق سے یعنی آپ کو تو اللہ نے اپنی رسالت ونبوت
سے ممتاز فرمایا ہے اور ساری خلق پر آپ کو شرف دیا ہے آپ کا یہ حال کہ
دنیا کے ساز وسامان کا اتا پتا نہین اور اون کا وہ حال کہ ناز ونعم مین غرقاب
ہین پس آپ نے فرمایا او فی شک انت یا ابن الخطاب یعنی ابن خطاب
کیا تو شک مین ہے وہ لوگ تو ایک ایسی قوم ہین کہ جلد کر دیے گئے ہین
واسطے اون کے طیبات اون کے اون کی زندگی دنیا مین یعنی اون کی
عمدہ چیزین اسی دنیا مین جلد اون کو دیدیگئی ہین آخرت مین اون کے واسطے
کچھ نہین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگون سے بڑھکر دنیا مین
بے رغبت تھے باوجود اس کے کہ آپ اوسپر قادر تھے جس وقت دنیا آپ کو
حاصل ہوتی تو اوسکو ادھر اودھر اللہ کے بندون مین خرچ کر ڈالتے تھے آپ
اپنی ذات کے لیے کل کے واسطے کوئی شے ذخیرہ نہین کر رکھتے تھے ابن
ابی حاتم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

لہ اور اگر ایلا کیا تھا
یعنی تو آپ نے ۲۹ دن
تک نہ آنا قسم کھائی تھی ۱۲

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان اخوف ما اخاف علیکم ما یفتح اللہ
لکم من زھرۃ الدنیا قالوا وما زھرۃ الدنیا یا رسول اللہ قال برکات الارض
یعنی جن چیزون کا مجھکو تمپر خوف ہے اونمین کی زیادہ تر خوفناک وہ چیز ہے
جس کو اللہ تمہارے واسطے فتح کریگا زہرت دنیا سے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
زہرت دنیا کیا ہے فرمایا برکات زمین کے اس سے مراد زمین کی خوبیان و
تازگیان وزینت ہے قتادہ وسدی نے کہا کہ مراد زہرت سے زینت ہے
قتادہ نے کہا لنفتنہم کے معنی ہین لنبتلیہم یعنی تاکہ ہم اون کو آزمائین جانچین کذافی
ابن کثیر ف ولا تمدن عینیک یہ معطوف ہے فاصبر پر کہتے ہین کھینچنے
دراز کرنے کو یہان مضاف محذوف ہے ای نظر عینیک یعنی تم ہرگز درازمت
کرو اپنی دونو آنکھون کی نظر کو بطور رغبت ومیل کے الی ما متعنا بہ ازواجا
منھم طرف اوس چیز کے کہ لذت مین ڈال دیا ہمنے ساتھہ اوس کے کئی قسم کے
کفار کو یہ قول حضادی کا ہے کہ متعنا بمعنی لذذنا ہے اس بنیاد پر امتاع وتمتیع کے
معنی ایقاع فی اللذۃ ہونگے یعنی لذت مین ڈال دینا صراح مین کہا ہے امتاع
برخورداری دادن ویافتن صلہ اس کا حرف با سے آتا ہے لازم ومتعدی ہے
تمتیع برخورداری دادن ابو البقاء نے کہا ہے کہ ہر وہ چیز جس سے تمتع وانتفاع
حاصل ہو کسی وجہ پر تو وہ متاع ہے اور اصل متاع ومتعہ کی وہ شے ہے جس سے
انتفاع قلیل لیا جائے باقی رہنے والی نہو بلکہ عنقریب منقضی ہو جائے زہرۃ الدنیا
کے معنی زینت وبہجت وحسن وخوبی وتازگی دنیا نبات وغیرہ سے ہین ازواجا
کے نصب مین دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ مفعول بہ ہے متعنا کا یہ وجہ
واضح وظاہر ہے اور ازواج کے معنی اصناف ہین اور حرف من منہم مین واسطے
تبیین کے ہے یعنی جس چیز کے ساتھہ ہمنے اصناف کفار کو نفع قلیل دیا ہے
تم طرف اوس کے مت نظر کرو کیونکہ وہ فانی ہے جلد فنا ہو جائیگی دوسری وجہ
یہ ہے کہ ضمیر بہ سے حال ہے اور منہم مفعول بہ ہے حرف من واسطے تبعیض کے ہے

یعنی جس شے سے ہمنی نفع دیا ہے حالانکہ وہ شی اصناف وانواع واقسام ہے
بعض کفار کو تم اوس کی طرف مت نظر کرو رہی یہ بات کہ ضمیر بہ کی مفرد ہے اور
ازواجًا جمع ہے حال وذوالحال مین مطابقت نہوئی سو اس کا جواب یہ ہے
کہ بہ مین لفظ ما کا لحاظ کیا اور ازواجا مین معنی ما کی رعایت کی اس لیے اسکو
بلفظ جمع ذکر کیا زہرۃ کے نصب مین نو وجہین ہین **اول** یہ ہے کہ مفعول ثانی
ہے متعنا کا اس لیے کہ متعنا متضمن ہے معنی اعطینا کو سو اول مفعول تو ازواجا ہے
اور دوسرا مفعول زہرۃ ہے **دوسری** وجہ یہ ہے کہ زہرۃ بدل ہے ازواجًا
سے اس کی بنا اسپر ہے کہ یا تو مضاف محذوف ہے ای ذوی زہرۃ یا بنا بر
مبالغہ ہے کہ اصناف کفار نفس زہرۃ ٹھیرائے گئے **تیسری** وجہ یہ ہے کہ
اسکا ناصب فعل مضمر ہے جسپر متعنا دلالت کرتا ہے تقدیر یہ ہے جعلنا لہم زہرۃ[1]
چوتھی وجہ یہ ہے کہ منصوب علی الذم ہے زمخشری نے کہا اور وہ نصب
علی الاختصاص ہے **پانچوین** وجہ یہ ہے کہ موضع موصول سے بدل ہے
چھٹی یہ ہے کہ منصوب ہے بنا بر بدل محل سے محل اوس کا نصب ہے
اور لفظ مجرور ہے سو یہ بدل ضمیر بہ کے محل سے ہے جس طرح یہ قول ہے کہ مررت
بہ اخاک **ساتوین** وجہ یہ ہے کہ ما موصولہ سے حال ہے فراء نے اسی کو
ترجیح دی ہے **آٹھوین** حال ہے ہ کے ضمیر سے یہ ضمیر موصول کی طرف
پھرتی ہے معنی مین یہ وجہ مثل وجہ ماقبل کے ہے **نوین** یہ ہے کہ تمییز ہے
ما کا یا بہ کی ضمیر کا قالہ الفراء یہ سب وجوہ سمین نے ذکر کیے ہین فتح القدیر مین ایک
اور وجہ لکھی ہے جائز ہے کہ منصوب بنا بر مصدریت ہو مثل صبغۃ اللہ و وعد اللہ
کے یعنی مفعول مطلق ہے محذوف کا ای زہرہم اللہ زہرۃً عیسی بن عمر و یعقوب
نے زہرۃ[1] کو بفتح ہا پڑہا ہے یہ ایک لغت ہے جس طرح کہ جہرۃ مین جہرۃً ایک
لغت ہے یا جمع ہے زاہر کی اس قول کی بنیاد پر یہ وصف ہوگا کفار کا اس
بات کے ساتھ کہ اونہون نے بسبب اپنے تنعم وعیش وآرام کے اور حسن و

[1] زہرۃ بضم اول وفتح دوم وسکون ہا شکوہ ۱۲

وخوبی ہیئت کے دنیا کو زینت دی بخلاف اوس ہیئت وشکل کے کہ جسپر مومنین
زاہدین ہین فتح القدیر مین کہا ہے کہ زہرۃ بفتح ہا بمعنی شگوفۂ نبات ہے لنفتنہم فیہ
متعلق ہے متعنا سے یعنی ہم نے کفار کو جو کچھہ برتنے کو دیا ہے سو اس لیے کہ
ہم اوس کو اون کے واسطے فتنہ وگمراہی ٹھیرامین واسطے ابتلاء وامتحان کے
ہماری طرف سے جیسا کہ اور جگہہ فرمایا ہے انا جعلنا ما علی الارض زینۃ
لھا لنبلوھم یا یہ معنی ہین تاکہ ہم اون سے اوس شخص کا سا معاملہ کرین کہ جو اونکو
آزمائے اون کا امتحان لے کسی نے کہا معنی یہ ہین تاکہ ہم اون کو عذاب
کرین آخرت مین بسبب اوس کے اس بنا پر حرف فی سببیہ ہوگا یا معنی ہین
تاکہ ہم سختی کرین اون پر تکلیف مین یا یہ معنی ہین تاکہ کرین ہم اوس کو فتنہ
واسطے اون کے باین طور کہ ہم تو اون کو نعمت زیادہ دین پھر وہ بسبب
اوس کے کفران وطغیان زیادہ کرین ورزق ربک خیر وابقی یعنے
اللہ پاک کا ثواب جنت مین اور وہ شے جو اوس نے اپنے نیک بندون کے
واسطے آخرت مین ذخیرہ کر رکھی ہے بہرحال اوس سے بہتر ہے جو اوس نے
کفار کو دنیا مین دیا ہے اور نیز اس لیے بہتر ہے کہ وہ منقطع نہوگا اور یہ منقطع
ہو جائیگا اور یہی معنی ہین وابقی کے کسی نے کہا مراد اس رزق سے غنائم
خیبر ہین جن کو اللہ پاک مومنون پر مفتوح کریگا لیکن قول اول اولی ہے اس لیے
کہ خیریت محقق اور دوام غیر منقطع دونو اخروی رزق ہی مین متحقق ہوتے ہین
دنیوی رزق مین ان کا تحقق نہین ہوتا ہے گو وہ حلال طیب ہی کیون نہو اللہ پاک
نے فرمایا ہے ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق یعنی جو تمہارے پاس ہے
وہ نبڑ جائیگا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے غرضکہ دنیا مین
حلال وحرام جو کچھہ ہے وہ فانی ہے اور اللہ کے ہان کا سب کچھہ باقی ہے ؎

ساغر فانی وبزم وساقی فانی — باہر کہ شدی در دلاقی فانی
بردار دل از ہستی بے بود جہان — اللہ بود باقی وباقی فانی

؎ ہمی زیبا ہے جو کچھہ زمین پر ہے اوس کی رونق ناچاچکین لوگونکو ۱۲
؎ جو تم پاس ہے نبڑ جاویگا اور جو اللہ پاس ہے سو رہتا ہے ۱۲

شان نزول اس آیت کریمہ کی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک مہمان کو مہمان کیا اور آپ کے پاس وہ شے نہ تھی جو اوس کے لائق
ہو ابو رافع رضے اللہ عنہ کہتے ہین کہ آپ نے مجھکو یہود کے ایک آدمی
کی طرف بھیجا کہ تو ہمکو آٹا بیع کر یا رجب کے ہلال تک قرض دے وہ بولا نہین
مگر بعوض رہن کے پس مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا آپ کو اسکی
خبر دی تو آپ نے فرمایا خبردار واللہ بیشک مین البتہ امین ہون آسمان مین
امین ہون زمین مین اور البتہ اگر وہ مجھے قرض دیتا یا مجھسے بیع کرتا تو البتہ
مین طرف اوس کے پہونچا دیتا تو میری زرہ لوہے کی لیجا پھر مین آپ کے
پاس سے نکلا نہ تھا یہان تک کہ یہ آیت نازل ہوئی گویا اللہ پاک دنیا سے
آپ کی تعزیت وتسلی کرتا ہے اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابن راھویہ والبزار
وابو یعلی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ
والخرائطی وابو نعیم عن ابی رافع رضی اللہ عنہ[1] بیضاوی نے یون کہا
ہے کہ جو شے تمہارے واسطے ذخیرہ کر رکھی ہے آخرت مین یا ہدی ونبوت
جو تمکو دی ہے بہتر ہے اوس سے جو اون کو دنیا مین عطا کیا ہے اور باقی تر
ہے اس لیے کہ وہ منقطع نہوگی علامہ نسفی نے تفسیر آیت باب مین کہا ہے
کہ مد نظر دراز کرنا نظر کا ہے اور یہ ہے کہ جس شے کی طرف نظر کرتا ہے اوس کے
اچھا جاننے اور اوس سے تعجب کرنے کے مارے لگتا نہین ہے کہ نظر کو
اوس شے سے پھیرے آمین یہ بات ہے کہ نظر غیر ممدود سے عفو کیا گیا ہے
غیر ممدود نظر یہ ہے کہ جلدی سے اوس شے کی طرف نظر کرے پھر آنکھہ کو
نیچا کرے یعنی کسی شے پر اگر اچانک نظر پڑ گئی تو نظر کو اوسپر جمائے نہین
جلد نگاہ نیچی کرلے ایسی نظر معاف ہے متقی لوگون نے وجوب غض بصر
مین تشدد کیا ہے کہ ظالمون کے مکانات سے اور فاسقون کے ساز و
سامان سے اون کی لباس وسواریون مین نظر کو نیچا کرے یعنی نگاہ اوٹھا کر

[1] یہ لفظ فتح الودود وفتح البیان کے مین خازن مین باختلاف بعض الفاظ مروی ہے ۱۲

اون کی طرف نہ دیکھے یہان تک کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یون
فرمایا ہے لاتنظروا الی دقدقۃ ھمالیج الفسقۃ ولکن انظروا کیف یلوح
ذل المعصیۃ من تلک الرقاب و قدقہ کہتے ہین گھوڑے وغیرہ کی ٹاپون کی
آواز کی حکایت کو اور ہمالیج جمع ہے ہملاج کی ہملاج کہتے ہین اس سپ نیک رو
کو یعنی تم نظر مت کرو طرف آواز سمہای اسپان رہوار فاسقین کے ولیکن دیکھو
کہ کس طرح معصیت کی ذلت اون گردنون سے ظاہر ہوتی ہے یہ نظر نہ کرنا
اس واسطے ہے کہ فاسق لوگون نے یہ چیزین نظر کرنیوالون کی آنکھون کے لیے
بنائی ہین سو اون کی طرف نظر کرنے والا اون کی غرض کا حاصل کرنے والا
ہے اور اون چیزون کے بنانے پر اون کو برانگیختہ کرنے والا ہے اور رزق
رب سے مراد ثواب رب ہے اور وہ جنت ہے یا حلال کافی خازن نے
حضرت ابی بن کعب کا کیا نفیس قول نقل کیا ہے کہ جو شخص عزیز و ارجمند ہوا
ساتھ عزت اللہ کے تو اوس کا نفس مارے حسرتون کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا
اور جس شخص نے اپنی نگاہ کو اوس شے کے پیچھے کیا جو لوگون کے ہاتھون
مین ہے تو اوس کا حزن و رنج دراز ہوتا ہے اور جس شخص نے یہ گمان کیا
کہ اللہ کی نعمت اوسپر اوس کے کھانے پینے پہننے مین ہے تو مقرر اوس کا
عمل قلیل ہوا اور اوس کا عذاب حاضر ہوا اللھم تب علینا و وفقنا لما تحب
وترضی آمین ملک علام کے کلام فصاحت التزام کی بلاغت نظام کو ذرا غور سے
دیکھنا چاہیے کہ کیسی موجز عبارت مین کس خوبی و حسن سے اپنے حبیب کریم
کی تسلی تشفی فرمائی کہ تم کفار کے ساز و سامان کو مت دیکھو اس مضمون کو کیسے
حسن اسلوب سے ادا کیا یون نہ کہا کہ لاتنظر الی ما اعطینا ہم بلکہ اول آپ کو بصیغہ
نہی مخاطب کیا کلمہ مذکر فرمایا جس کے معنی دراز کرنے کے ہین پھر اوس کو
بنون تاکید موکد کیا پھر اوس کی نسبت عینین کی طرف کی ایک آنکھ پر کفایت
نہ کی اور مضاف کو حذف کیا یعنی نظر مطلب یہ ہے کہ تم ہرگز اپنی دونو آنکھون کی

نظر کو دراز مت کرو پھر جو مال و منال کفار کو دیا اوس کی تعبیر متعنا سے فرمائی
متاع یہی قلیل و فانی شے ہوتی ہے کہ چند روز برت لی پھر فنا ہو گئی اس سے
اون کے ساز و سامان کی حقارت ثابت ہوئی پھر ازواجا منہم فرما کر اور
حقارت ثابت کی یعنی اول تو جو کچھ اون کے پاس ہے وہ صرف برتنے
کی شے ہے کہ جلد فانی ہو جائیگی پھر وہ بھی سب کو نہین دی بلکہ اونمین سے
بعض کو دی اس کے بعد زہرۃ الحیاۃ الدنیا فرما کر اور حقارت ذکر فرمائی کہ
وہ جو کچھ اون کے پاس ہے صرف زندگی دنیا کی تازگی و رونق ہے پھر
کچھ اوس کا اتا پتا نہ رہیگا پھر یہ بیان فرمایا کہ غایت اس عطا کرنے کا یہ ہے
کہ نفتنہم فیہ یعنی یہ جو کچھ اون کو دیا ہے اون کے جانچنے کو عطا کیا ہے کچھ
اس لیے نہین دیا ہے کہ ہمارے نزدیک اون کی قدر و منزلت ہے
بلکہ اس واسطے اون کو دیا ہے کہ ہم تو اون کو نعمت دین اور وہ اوس کا
کفران کرین تو مستحق عقاب کے ہو جائین پھر اون کو کفران و طغیان کی سزا
دین غرضکہ اون کا مال و منال حیات دنیا کی رونق ہے پھر آخر کو وہی اون کے
عذاب کا ساز و سامان ہو جائیگا جب کفار کے پاس کا سامان اس قسم کا ٹھیرا
کہ متاع فانی ذلیل حقیر ہے اور انجام کو موجب عذاب و نکال ہے تو تم ہرگز
طرف اوس کے نگاہ جما کر مت دیکھو تم کو جو اللہ پاک نے مشرف بہ نبوت و
رسالت کیا ہے اور جنت مین تمہارے واسطے عیش و آرام کے ساز و سامان
مہیا کر رکھے ہین وہ اس سے کہین بہتر و برتر ہین اور ہمیشہ ہمیشہ قائم دائم
رہین گے فنا کی ہوا تک اون کو نہ لگیگی فیالہ من کلام لاتنقضی عجائبہ ولا تفنی
غرائبہ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم وأمر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیہا
لا نسئلک رزقا نحن نرزقک ط والعاقبۃ للتقوی ۵ اور حکم کر اپنے
گھر والون کو نماز کا اور آپ قائم رہ اوسپر ہم نہین مانگتے تجھ سے روزی ہم
روزی دیتے ہین تجھکو اور آخر بھلا ہے پرہیزگاری کا ف اور خاوند

غلام سے روزی کماتے ہین و خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے انتہے **ف** یعنی تو چہڑا اپنے گہر والون کو اللہ کے عذاب سے بسبب قائم رکہنے نماز کے اور تو خود قائم رہ اوس کے کرنے پر جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے یا[۱] ایہا الذین امنوا قوا انفسکم واہلیکم نارا اسکے کہتے ہین کہ مین اور یہ فاقہ[۲] حضرت عمر بن خطاب رضے اللہ عنہ کے پاس رات کو رہا کرتے تھے رات کو اون کی ایک گہڑی تہی کہتی کہ وہ اوس مین نماز پڑہا کرتے تھے پہر کبہی نہ اوٹہتے تو ہم کہتے کہ آج کی رات نہ اوٹہین گے جیسے کہ اوٹہا کرتے تھے اور جس وقت بیدار ہوتے تو اوٹہاتے یعنی اپنے گہر والون کو اور فرماتے وامر اہلک بالصلوۃ واصطبر علیہا اخرجہ ابن ابی حاتم لانسئلک رزقا نحن نرزقک یعنی جس وقت تو نماز قائم کریگا تو تیرے پاس روزی آئیگی ایسی جگہہ سے کہ تجہے گمان نہو گا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب وقال تعالی وما[۳] خلقت الجن والانس الا لیعبدون الی قولہ ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین اور اسی لیے یون فرمایا کہ لانسالک رزقا نحن نرزقک ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ لانسالک رزقا سے یہ مراد ہے کہ ہم تجہکو طلب کی تکلیف نہین دیتے ہین ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ جس وقت وہ اہل دنیا پر داخل ہوتے پس اون کی دنیا سے نادچیزین دیکہتے پہر جب لوٹکر اپنے گہر آتے پہر گہر مین داخل ہوتے تو یہ آیت پڑہتے ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ اسے قولہ نحن نرزقک پہر کہتے الصلوۃ الصلوۃ رحمکم اللہ یعنی گہر والون سے کہتے کہ آؤ نماز پڑہو اللہ تم پر رحم کرے اخرجہ ابن ابی حاتم ثابت رضے اللہ عنہ کہتے ہین کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خصاصت یعنی بہوک اور ضعف پہونچتا تو اپنی گہر والون کو پکارتے یا اہلاہ صلوا صلوا یعنی ای گہر والو نماز پڑہو نماز پڑہو

[۱] ای ایمان والون بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گہر والونکو اوس آگ سے ۱۲
[۲] حضرت عمر رض کا صاحب کا نام ہے ۱۲
[۳] اور مین نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو مین چاہتا ہون انکو روزینہ اور نہین چاہتا کہ مجہکو کہلاوین اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط ۱۲

ثابت نے کہا کہ تھے انبیاء علیہم السلام کہ جس وقت اون پر کوئی امر نازل
ہوتا تو نماز کی طرف مضطر[1] ہوتے یعنی امر حادث کے دفع پر نماز سے استغاثہ
کرتے اخرجہ ابن ابی حاتم[2] ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ
رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے ای ابن آدم تو میری عبادت کے
واسطے فارغ ہو جا مین تیرے سینے کو غنا سے بھر دونگا اور تیرے فقر کو
بند کر دونگا اور اگر تو نہ کریگا تو مین بھر دونگا تیرے سینے کو شغل سے اور بند
نکرونگا تیرے فقر کو ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ مین نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ
فرماتے ہین جس شخص نے ہموم کو ایک ہم ہم معاد کر لیا تو کفایت کریگا اوس کو
اللہ اوس کے ہم دنیا کو اور جس شخص کے تشعب یعنی متفرق و مختلف ہو گئے
ہموم احوال دنیا کے تو پروا نہین کرتا ہے اللہ کہ وہ اپنے وادیون کے
کسی وادی مین ہلاک ہو جاوے نیز ابن ماجہ نے یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے
ہین جو شخص کہ ہو گئی دنیا اوس کا ہم تو متفرق کر دیتا ہے اللہ اوس پر اوس کے
کام کو اور کر دیتا ہے اوس کے فقر کو درمیان اوس کی دونو آنکھون کے
اور نہ آئیگی اوس کے پاس دنیا سے مگر وہی شے جو اوس کے واسطے
لکھی گئی ہے اور جو شخص کہ ہو گئی آخرت نیت اوس کی تو جمع کرتا ہے اللہ
واسطے اوس کے اوس کے کام کو اور کر دیتا ہے اوس کے غنا کو اوس کے
دل مین اور آتی ہے اوس کے پاس دنیا عاجز ذلیل ہو کر والعاقبۃ للمتقین
یعنی حسن عاقبت دنیا و آخرت مین اور وہ جنت ہے واسطے اوس شخص کے
ہے جو ڈرا اللہ سے صحیح مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے مین نے دیکھا آج کی رات کہ گویا ہم عقبہ بن رافع کے گھر مین ہین اور

[1] اصل کا لفظ فزعوا الی الصلوۃ ہے ۱۲ [2] اس قول کو امام احمد نے زہد مین اور بیہقی نے شعب مین بھی روایت کیا ہے ۱۲

ہمارے پاس رُطب لائے رُطب ابن طاب سے سو مین نے اس کی
یہ تاویل کی کہ عاقبت واسطے ہمارے ہے دنیا مین اور رفعت ہے
وان دیننا قد طاب یعنی اور دین ہمارا مقرر کامل ہو گیا اور اوس کے
احکام مستقر ہو گئے رُطب کہتے ہین پکی کھجور کو اور ابن طاب مدینۂ منورہ
کی کھجورون کی قسمون سے ایک قسم ہے ابن طاب ایک شخص تھا اہل مدینہ
سے یہ کھجور اوس کی طرف منسوب ہے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان وغیرہ
مین زیر تفسیر کریمۂ مذکورہ کہا ہے کہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو حکم دیا کہ اپنے اہل کو نماز کا امر کرین مراد اہل سے آپ کے اہل بیت ہین
ابن نجار و ابن عساکر و ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ جس وقت کریمۂ وامر اھلک بالصلوٰۃ نازل
ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے
کی طرف وقت نماز صبح کے آیا کرتے تھے فرماتے تھے الصلوٰۃ رحمکم اللہ
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا
یہ تشریف لانا آپ کا آٹھ مہینے تک تھا ابن مردویہ نے ابو الحمراء سے بھی
مثل اس کے روایت کیا ہے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ
جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل پر کوئی شدت یا تنگی نازل
ہوتی تو آپ اون کو نماز کا امر فرمایا کرتے تھے اور پڑھتے وامر اھلک
بالصلوٰۃ الآیہ اخرجہ ابو عبید وسعید بن منصور وابن المنذر
والطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الحلیۃ والبیھقی فی الشعب باسناد
قال السیوطی صحیح عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جس وقت دیکھتے اوس
شے کو جو بادشاہون کے پاس ہے تو اس آیت کو پڑھتے پھر ندا کرتے
الصلوٰۃ الصلوٰۃ رحمکم اللہ بکر بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ کے گھر والون کو
جب خصاصت پہونچتی یعنی بھوک اور ضعف تو کہتے کھڑے ہو پس نماز پڑھو

ف اسی بھی چاہتا ہے کہ دوسرے کو دوسرے سے گندی باتین اس گھر والون اور بہتر اکرے ہم کو ایک بہتر الی ہے ۱۲

اللہ نے اپنے رسول کو اسی کا امر فرمایا ہے مالک بن دینار رضی اللہ عنہ
سے بھی مثل اس کے مروی ہے کسی نے کہا مراد اہل سے آپ کی
ساری امت ہے نسفی رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد آپ کی امت ہے یا آپ کے
اہل بیت رہی یہ بات کہ اللہ پاک نے اس جگہہ آپ کو نماز کا امر نہین فرمایا
بلکہ آپ کے اہل پر امر کا قصر کیا سو اس کی تین وجہین ہین یا تو اس لیے کہ
آپ کا نماز کو قائم کرنا ایک امر معلوم تہا یا اس واسطے کہ وسبح بحمد ربک الخ مین
آپ کو نماز کا امر ہو چکا ہے یا اس لیے کہ آپ کو امر کرنا اس بات کا کہ تم اپنے
اہل کو امر کرو یہ امر ہے واسطے آپ کے اور اسی لیے یون ارشاد فرمایا کہ
واصطبر علیها یعنی اور تم صبر کرو نماز کی محافظت پر کیونکہ وہ فحشا و منکر
سے روکتی ہے اور بسبب کسی شے کے امور دنیا سے مشغول مت ہوؤ
نماز سے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تم صبر کرو نماز پر برا فعل کیونکہ وعظ بزبان
فعل ابلغ ہے اوس وعظ سے جو بزبان قول ہوتا ہے لا نسالک رزقا کا یہ
مطلب ہے کہ ہم تم کو اس بات کی تکلیف نہین دیتے ہین کہ تم اپنے نفس
کو روزی دو نہ اس کی کہ اپنے گہر والون کو رزق دو اور بسبب اس کے
نماز سے مشغول ہو جاؤ نحن نرزقك یعنی ہم روزی دیتے ہین تم کو اور اونکو
پس تم امر رزق کا اہتمام مت کرو اور اپنے دل کو امر آخرت کے واسطے فارغ
کر لو کیونکہ جو شخص اللہ کے کام مین ہوتا ہے تو اللہ اوس کے کام مین ہوتا
ہے والعاقبة للتقوی یہان مضاف حذف ہے جیسا کہ اخفش نے
کہا ہے یعنی عاقبت محمودہ واسطے اہل تقوی کے ہے اور مراد عاقبت
محمودہ سے جنت ہے اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ ملاک امر تقوی
ہی ہے اور اسی پر خیر کے دارے چکر مارتے ہین علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہے کہ یہان دو مضاف محذوف ہین یعنی حسن عاقبت
واسطے اہل تقوی کے ہے وقالوا لولا یاتینا بایة من ربه

ملاک امر بالفتح
والکسر ما یقوم بہ یعنی
جس شے کا قیام ہو
وہی شے اوس
شے کا ملاک ہے

اولم تاتهم بینة ما فی الصحف الاولی ۝ ولو انا اهلکناهم بعذاب
من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایتک من قبل
ان نذل ونخزی ۝ قل کل متربص فتربصوا ج فستعلمون من
اصحاب الصراط السوی ومن اهتدی ۝ اور لوگ کہتے ہین یہ کیون
نہین لے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے رب سے کیا پہونچ نہین چکی
اون کو نشانی اگلی کتابون مین کی اور اگر ہم کھپا دیتے اون کو کسی آفت
مین اس سے پہلے تو کہتے ای رب کیون نہ بھیجا ہم تک کسی کو پیغام لیکر کہ
ہم چلتے تیرے کلام پر ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی راہ
دیکھتا ہے سو تم راہ دیکھو آگے جان لوگے کون ہین سیدہی راہ والے اور
کس نے راہ پائی ف یعنی اگلی کتابون مین خبر ہے آخر زمانے کے رسول
کی یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبرون کی نشانی کفایت ہے یہ پیغمبر بھی اونہین باتون کا
تقید کرتا ہے کوئی بات نئی نہین کہتا یا یہ نشانی کہ اگلی کتابون کے موافق قصے
بیان کرتا ہے انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے کفار کے اون کے
اس قول مین کہ کیون نہین لے آتے ہمارے پاس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کوئی آیت اپنے رب سے یعنی کوئی ایسی علامت ونشانی کہ اون کے
صدق پر دلالت کرے اس بات مین کہ وہ اللہ کے رسول ہین اللہ پاک
نے فرمایا اولم تاتهم بینة ما فی الصحف الاولی یعنی قرآن عظیم جس کو اللہ
نے اون پر نازل کیا ہے اور وہ اُمی ان پڑہ ہین لکھنا نہین جانتے ہین اور
نہ اونہون نے اہل کتاب سے مدارست کی ہے نہ اون سے سبق لیا ہے
حالانکہ زمانۂ گذشتہ مین اگلے لوگون سے جو کچہہ ہوا ہے اوس کی خبرین اس
قرآن مین آگئی ہین اور یہ ایسی خبرین ہین کہ اگلی کتابون مین سے جو صحیح
کتابین ہین وہ اون کی موافقت کرتی ہین کیونکہ قرآن اون پر مہیمن و امین
ہے صحیح خبر کی تصدیق کرتا ہے اور جو اون کتابون مین جہوٹ ہے اوسکی

ع ۱۲

خطا بیان کرتا ہے یہ آیت مثل اوس آیت کے ہے جو سورۂ عنکبوت مین
آئی ہے وقالوا لولا انزل علیہ آیات من ربہ قل انما الآیات عند اللہ
وانما انا نذیر مبین اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم
ان فی ذلک لرحمۃ وذکری لقوم یومنون صحیحین مین حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ما من نبی الا وقد اوتی
من الآیات ما آمن علی مثلہ البشر وانما کان الذی اوتیتہ وحیا
اوحاہ اللہ الی فارجو ان اکون اکثرھم تابعا یوم القیامۃ یعنی ہر نبی کو
ایسا معجزہ ملا کہ خلق جب اوس کو دیکھے تو مغلوب ومضطر ہو کر ایمان لے آئے
یعنی ہر نبی کا معجزہ اوس کے زمانے کے مناسب ہوتا تھا پھر جب اوس کا زمانہ
منقطع ہو جاتا تو وہ معجزہ بھی منقطع ہو جاتا تھا بخلاف معجزات حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے کہ آپ کے معجزات مین سے قرآن کریم ایک ایسا عظیم الشان
معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا اور خلق ایمان لاتی رہیگی اس لیے
آپ کی امت ساری امتون سے زیادہ تر ہوگی آپ کو جو معجزات عطا ہوے
ہین اون مین سے آپ نے اس جگہہ اعظم معجزات کا ذکر فرمایا وہ قرآن کریم
ہے ورنہ آپ کے معجزات تو بحید وحساب ہین کتب معجزات مین مذکور ومسطور
ہین پھر اللہ پاک نے فرمایا ولو انا اھلکناھم الخ یعنی اگر ہم ان جھٹلانے والون کو
ہلاک کر ڈالتے پہلے اس سے کہ طرف اون کے اس رسول کریم کو بھیجین اور
اس کتاب عظیم کو اون پر نازل کرین تو وہ کہتے اے رب ہمارے تو نے
کیون نہین ہماری طرف کوئی رسول بھیجا پہلے اس کے کہ تو ہمکو ہلاک کرے
یہان تک کہ ہم اوسپر ایمان لاتے اور اوس کی پیروی کرتے جیسا کہ اللہ پاک
نے فرمایا ہے نتبع آیاتک من قبل ان نذل ونخزی اللہ بیان فرماتا ہے
کہ یہ جھٹلانے والے متعنت وسرکش ومعاند ہین ایمان نہین لاتے اگرچہ
اونکے پاس ہر نشانی آجائے یہان تک کہ دردناک عذاب کو دیکھین جیسا کہ

ای بعقولہ او بیت وقولہ وقد وجدنا او کان لہ سواہ من المعجزات مالا یحصی وجہای قرآننا اعجز فصاحۃ وبیانا وہو بالاشعار والخطب اولع وادوم بہ تحدی واکثر علی رأسہ ہو یتلی الشاہد والغائب ولذا کون اکثرہم تبعا ۱۲

لہ اور کہتے ہین کیون نہ اوترین اوسپر کچھ نشانیان اوس کے رب سے تو کہہ نشانیان تو ہین اختیار مین اللہ کے اور مین تو ہی سادیہ ڈرانے والا ہون کہون کہ کیا اونکو بس نہین کہ ہم نے بھیجی اوپر تیرے اوتاری کتاب کہ اون پر پڑھی جاتی ہے بے شک اسمین رحمت ہے اور سمجھانا اون لوگون کو جو مانتے ہین ۱۲

اللہ پاک نے فرمایا ہے وھٰذا کتاب انزلناہ مبارک فاتبعوہ واتقوا لعلکم
ترحمون الی قولہ بما کانوا یصدفون اور فرمایا واقسموا باللہ جھد ایمانھم
لئن جاءھم نذیر لیکونن اھدی من احدی الامم الآیہ اور فرمایا ہے
واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم اٰیۃ لیؤمنن بھا الایتین
پھر اللہ تعالی نے فرمایا قل کل متربص یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تم اوس سے کہدو جس نے تمہین جھٹلایا تمہاری مخالفت کی اور اپنے کفر و
عناد پر جمے رہے کہ ہر ایک ہم مین سے اور تم مین سے انتظار کرنے والا ہے
سو تم انتظار کرو پس تم آگے جان لوگے کہ طریق مستقیم یعنی سیدہی راہ والے
کون ہین اور کس نے راہ پائی طرف حق کے اور راہ ہدایت کے یہ آیت
مثل اس آیت کے ہے وسوف یعلمون حین یرون العذاب من
اضل سبیلا وقال تعالی سیعلمون غدا من الکذاب الاشر آخر تفسیر سورۃ
طہ ولہ الحمد والمنۃ کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کفار
مکہ نے کہا کہ کیون نہین لے آتے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس
کوئی نشانی اپنے رب کی نشانیون سے جس طرح کہ ان سے پہلے اور
نبی لایا کرتے تھے جیسے کہ حضرت صالح علیہ السلام اونٹنی لائے اور حضرت
موسی علیہ السلام عصا لیکر تشریف لائے یا یہ معنی ہین کہ کیون نہین لاتے
ہمارے پاس کوئی نشانی اون نشانیون سے جن کی فرمایش ہم نے اون سے
کی ہے سو اللہ پاک نے اون کے اس قول کا یہ جواب دیا کہ اولم تاتھم
بینۃ ما فی الصحف الاولی مراد صحف سے توریت وانجیل وزبور وباقی
کتب منزلہ ہین اور اون مین آپ کی نبوت کی تصریح اور آپ کی بشارت ہے
یہ بات کفایت کرتی ہے اس لیے کہ وہ لوگ ان کتب منزلہ کے صدق و
صحت کا اقرار کرتے ہین اور ان مین وہ بات موجود ہے جو کہ آپ کی نبوت
کے انکار کو دفع کردے اور اون کے تعنتات وتعسفات وسرکشیون کو مٹادے

سلہ اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہمنے اوتاری برکت کی سو اسپر چلو اور پرہیز کرو شاید تمپر رحم ہو ۱۲ سکہ اور وہ قسمین کھاتے اللہ کی تاکید کی قسمین اپنی اگر آویگا اون پاس کوئی ڈر سنانیوالا البتہ ہر راہ چلینگے کسی ایک امت سے ۱۲ سکہ اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی تاکید سے کہ اگر اون کو ایک نشانی پہونچے البتہ اوسکو یہ مین ۱۲ سکہ اور آگے جانینگے جسوقت دیکھینگے عذاب کو کون بہت بچلا راہ والے ۱۲ سکہ اب جان لینگے کل کو کون ہے جھوٹا بڑی مار والا ۱۲

باطل کردے اسے کسی نے کہا معنی یہ ہین کیا نہین آیا اون کے پاس ہلاک کرنا
ہمارا اون امتون کو جنہون نے کفر و انکار کیا اور نشانیون کی فرمائش کی پس
اگر ان کے پاس وہ نشانیان آجائین جن کی انہون نے فرمائش کی ہے
تو کون چیز ان کو بے خوف کرتی ہے اس سے کہ ان کا حال مثل اون کے
حال کے ہو جائے یعنی جس طرح وہ بعد نشانیان آنے کے بسبب کفر و
تکذیب کے ہلاک کر دیے گئے اوسی طرح یہ بھی ہلاک کر دیے جائین جو
گت اون کی ہوئی وہی گت ان کی بھی ہو جائے کسی نے کہا معنی یہ ہین
کیا کافی نہوا اون کو مشتمل ہونا قرآن کا بیان پر اوس شے کے جو کہ اگلے
صحیفون مین ہے قرآن کے معجزہ ہونے مین یہان تک کہ اونہون نے
اس کے سوا اور معجزہ طلب کیا پس حرف واو عاطفہ ہے کلام مقدر پر جس کا
مقام مقتضی ہے گویا یون کہا گیا اَلَمْ تَاْتِهِمْ سَائِرُ الْآيَاتِ وَلَمْ تَاْتِهِمْ خَاصَّةً بَيِّنَةٌ
مَا فِي الصُّحُفِ الْاُولٰى یعنی کیا نہین آگئین اون کے پاس ساری نشانیان اور
نہین آیا اون کے پاس بیان اوس شے کا جو کہ اگلے صحیفون مین ہے فائدہ
اس عطف کا تقریر ہے واسطے آنے قرآن شریف کے اور خبر دینا ہے اس
امر کی کہ وہ ایسا واضح و ظاہر ہے کہ اوس کے ہوتے کسی طرح کا انکار نہین
ہو سکتا ہے یعنی جب قرآن شریف آچکا اور اگلی کتابون مین جو حالات
گذشتہ امتون کے اور اون کا ہلاک کرنا بسبب تکذیب رسل کے لکھا ہے
اوس کا کھلا کھلا بیان قرآن پاک مین موجود ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے
سوا اور معجزے کی فرمائش کی جاتی ہے یہ نہین ہے مگر تعنت و سرکشی و
ہٹ دھرمی و بے شرمی کسی نے کہا مراد یہ ہے کیا نہین آئی اون کے
پاس ایک ایسی نشانی جو کہ نشانیون کی اصل اور باب اعجاز مین اون سب
سے زیادہ تر عظیم ہے یعنی قرآن پاک کیونکہ وہ برہان و دلیل ہے واسطے
اوس شے کے جو کہ باقی کتب منزلہ مین موجود ہے بیضاوی نے اس قول کو

مفصل ذکر کیا ہے ابو جعفر و شیبہ و نافع و ابو عمرو و یعقوب و ابن ابی اسحق و حفص
نے اولم تاتھم کو بتاے فوقانی پڑہا ہے باقی قاریون کی قرارت بیاے تحتانی
ہے اس لیے کہ بینہ کے معنی بیان و برہان کے ہین اس بنا پر فعل کو باعتبار
معنی بینہ کے مذکر کیا ہے ابو عبید و ابو حاتم نے اس قرات کو اختیار فرمایا ہے
کسائی نے کہا کہ بینۃ بتنوین بھی جائز ہے نحاس نے کہا کہ جب بینۃ منون و
مرفوع کیا جائیگا تو کلمۂ ما اوس سے بدل ہیرایا جائیگا اور جس وقت اوس کو
نصب دین گے تو بنا بر حال منصوب ہوگا معنی یہ ہونگے اولم یاتھم ما
فی الصحف الاولی مبینا یعنی کیا نہین آئی اون کے پاس وہ شے جو اگلی
صحیفون مین ہے درانحال کہ وہ مبین ہے یہ قول بنا بر مقتضاے جواز نحوی
ہے اگرچہ اس کے ساتھہ قرارت کا وقوع نہین ہوا ہے صحف کو بسکون حاے
مہملہ بھی پڑہا ہے حبابۂ ولولا انا اہلکناہم الخ مستانفہ ہے ماقبل کی تقریر و تاکید کے
واسطے لایا گیا ہے ضمیر من قبلہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھرتی
ہے یا طرف قرآن پاک کے یا طرف بینۃ کے اس لیے کہ بمعنی برہان ہے یا اس
لیے کہ مراد اوس سے قرآن ہے یعنی اگر ہم اون کو ہلاک کر ڈالتے کسی عذاب
مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے یا بینہ آنے سے پہلے
بسبب نزول قرآن کے تو قیامت کے دن کہتے یعنی اون کو اس بات
کی گنجایش ہوتی کہ حجت کرتے اور یون کہکر بہانہ جوئی کرتے کہ اے رب
ہمارے کیون نہین بہیجا تونے ہم تک کسی کو پیغام لیکر دنیا مین کہ ہم پیروی
کرتے تیری نشانیون کی جن کو وہ رسول لاتا اس سے پہلے کہ ہم ذلیل ہون
بسبب عذاب و خواری کے دنیا مین اور رسوا ہون بسبب داخل ہونے آگ
کے اللہ پاک نے ان کافرون کے عذر کو اون کے ہلاک کرنے سے پہلے
رسول بہیجکر قطع فرما دیا اور اسی لیے اون کی طرف سے یہ بات نقل فرمائی کہ
قالوا بلی قد جاء نا نذیر فکذبنا و قلنا ما نزل اللہ من شیء نذل و نخزی کو بصیغۂ

۱ وہ بولے کیون نہین ہم پاس پیغمبر بھیجا تاکہ ڈر سناتا تو ہم چلتے پہر ہم نے جھٹلایا اور کہا کوئی نہین اوتاری اللہ نے کچھہ چیز ۱۲

مجہول بہی پڑہا ہے قل کل متربص الخ کا مطلب یہ ہے کہ ای محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تم اون سے کہدو کہ ہر ایک ہم مین سے اور تم مین سے انتظار
کرنے والا ہے اوس بات کا جس کی طرف ہمارا تمہارا کام رجوع کریگا سو تم
انتظار کرو تم عنقریب جان لوگے کہ کون ہین سیدہے رستے والے اور
کس نے راہ پائی گمراہی سے اور بازرہا غوایت سے کیا ہم یا تم نحاس وفراء
نے کہا ہمارا مذہب یہ ہے کہ معنی من اصحاب الصراط السوی کے من لم یضل
ہین یعنی سیدہی راہ والون سے مراد وہ لوگ ہین کہ جو گمراہ نہین ہوئے
اور من اہتدی کے معنی ہین من ضل ثم اہتدی یعنی جو شخص کہ گمراہ ہوا پہر
راہ پر آیا کلمہ من دونوجگہہ استفہامی ہی جای رفع مین واقع ہے بسبب ابتدا
کے اور ما بعد اوس کا خبر ہے اور جملہ قائم مقام دو مفعول علم کے ہے من
کے اول مین مضاف محذوف ہے یعنی فستعلمون جواب من اصحاب الصراط
السوی الخ یعنی عنقریب تم اس سوال کا جواب جان لوگے وہ جواب یہی ہے
کہ سیدہی راہ والے مومنین ہین یہ بہی ہو سکتا ہے کہ دوسرا من موصولہ ہو
بخلاف پہلے کے کہ وہ موصولہ نہین ہو سکتا ہے اس لیے کہ عائد نہین ہے
ابو السعود نے اسی طرح کہا ہے سمین نے کہا ہو سکتا ہے کہ اول من بہی موصولہ
ہو بمعنی الذی اور اصحاب خبر ہو مبتدا ے مضمر کی یعنی ہم اصحاب الصراط یہ بات
اون کے مذہب کی بنا پر ہے کہ وہ ایسے عائد کو حذف کر دیتے ہین گو
صلہ دراز نہو اور جائز ہے کہ علم عرفانی ہو یعنی تعلمون کے معنی تعرفون ہون
تو یہی مفعول اوس کو کافی ہو جاے اور یہ بہی ہو سکتا ہے کہ علم اپنے باب پر
ہو تو اب دوسرے مفعول کی تقدیر ضروری ہو گی رہا من اہتدی سو اس مین
تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ استفہامیہ ہو اور اس کا حکم مثل اول کے ہو مگر
حذف عائد مین کیونکہ اس مین عائد موجود ہے اور اول مین محذوف دوسری
وجہ یہ ہے کہ جای رفع مین ہے بنا بر اوس بات کے جو کہ استفہامیہ مین

گذر چکی ہے تیسری یہ ہے کہ محل جر مین ہے اس لیے کہ الصراط پر معطوف ہے یعنی و اصحاب من اہتدی ان دونو وجہون کی بنیاد پر موصولہ ٹھیرے گا ابو البقاء نے دوسری وجہ مین کہا ہے کہ اس مین خبر کا عطف استفہام پر لازم آئیگا انتہی ابو رافع نے صنوف تعلمون پڑہا ہے اور السوی مین چار قراءتین اور ہین اول السَّوَآءِ بمعنی وسط جید دوسری اَلسُّوْ أَیْ برزن فعلی یحیی بن یعمر و عاصم جحدری نے اسی طرح پڑہا ہے اس قراءت کو یون رد کیا ہے کہ تانیث صراط کی شاذ ہے ابو البقاء نے کہا کہ تانیث اس کی معنی صراط پر مبنی ہے یعنی طریقہ کقولہ تعالی لو استقاموا علی الطریقۃ تیسری اَلسُّوْءٰی بمعنی شر چوتھی اَلسُّوَیٰ تصغیر سوء ہمزہ کو یا سے بدلا پھر یا کو یا مین ادغام کیا یہ جائز ہے ف انموذج مین کہا ہے کہ اصحاب صراط سوی اور مہتدین ایک ہین پھر فائدہ تکرار کا کیا ہے سو اس کے تین جواب ہین اول یہ ہے کہ اصحاب صراط سوی سے مراد سالکین صراط مستقیم ہین اور مہتدین سے مراد واصلین بمنزل ہین دوسرا یہ ہے کہ اصحاب صراط سوی وہ لوگ ہین جو کہ ہمیشہ صراط مستقیم پر رہے اور مہتدین وہ ہین کہ طریق مستقیم پر نہ تھے پھر اوسپر ہوگئے یہ قول اول گذر چکا ہے تیسرا یہ ہے کہ اصحاب صراط سوی سے مراد اہل دین حق ہین دنیا مین اور من اہتدی سے مراد راہ پانے والے ہین طرف راہ جنت کے عقبی مین پس گویا یون کہا فستعلمون من المحق فی الدنیا والفائز فی الآخرۃ یعنی تم عنقریب جان لوگے کہ دنیا مین حق پر کون ہے اور آخرت مین مراد پانے والا کون ہے ہذا آخر تفسیر سورۃ طٰہٰ والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد خیر البریات وعلی آلہ وصحبہ اولی الدرجات الرفیعات امین شب ہشتم ماہ شوال ۱۳۱۲ ہجری ۱۲ بجکر ۳۰ منٹ کو محلہ امیر پورہ شاہجہان آباد مین تحریر اس تفسیر مبارک کی تمام ہوئی پانزدہم شعبان سے

ف مراد اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ۱۲ منہ بمعنی شر تانیث ۱۲

بسبب بعض امراض کے لکھنا موقوف ہوگیا پھر رمضان شریف تشریف لائے اس مین بھی بالکل لکھنا نہوا اب اللہ پاک پہ توکل کرکے لکھنا شروع کیا ہے ای میرے سوا لے اے میرے سید مجھ گنہگار کو نفس امارہ و اعداے دین و دنیا سے پناہ دے اور عافیت دارین عطا فرما اور حسن خاتمہ روزی کر اور اس کام کو حسب مرضی خود تمام فرما اور حسن اعمال کی توفیق دے اور ہم سب کو اس سے نفع عنایت کر تو ہر شے پر قادر ہے تجھپر سب آسان ہے آمین ؎

وما من کاتب الا سیبلی ویبقی الدھر ما کتبت یداہ
فلا تکتب بخطاک غیر شئ یسرک فی القیامۃ ان تراہ

سورۃ الانبیاء علیہم السلام

یہ سورت مکی ہے قرطبی نے کہا سب کے قول مین یعنی باتفاق مکے مین نازل ہوئی ہے اس کا نام سورۂ انبیا اس لیے رکھا گیا کہ اس مین انبیاء علیہم السلام کے قصے مذکور ہین اس کی ایک سو گیارہ یا بارہ آیتین ہین منشا اس اختلاف کا یہ ہے کہ کوفیون وغیرہم نے اس قول مین اختلاف کیا ہے قال افتعبدون من دون اللہ الی قولہ تعقلون سو غیر کوفی تو اسکو ایک آیت شمار کرتے ہین اور کوفی اس کو دو آیتین گنتے ہین پہلی آیت ولا یضرکم تک اور دوسری کا اول اف لکم ہے تعقلون تک بخاری وغیرہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنو اسرائیل والکہف ومریم والانبیاء من العتاق الاول وھن من تلادی عتیق کہتے ہین غایت درجے کی عمدہ شے کو مراد اون کی اس قول سے ان سورتون کی فضیلت بیان کرنا ہے اس لیے کہ یہ ایک امر غریب خارق عادت کو متضمن ہین جیسے قصۂ معراج شریف وقصۂ اصحاب کہف وحضرت مریم علیہا السلام

اور اس واسطے کہ انبیا جلیل القدر کے اخبار اور اون کی امتون کے قصے
اس مین مذکور ہین یعنی یہ چار سورتین منجملہ اون سورتون کے ہین جن کو
مین نے قرآن شریف سے اول سیکھا ہے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ اون کے پاس ایک شخص عرب کا مہمان آیا تو عامر نے اوس کو
آبرو سے رکھا اور اوس کے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی
گفتگو کی پھر وہی شخص عامر کے پاس آیا تو کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے ایک ایسی وادی جاگیر مانگی ہے کہ اوس سے بہتر عرب
مین کوئی وادی نہین ہے اور مین نے ارادہ کر لیا ہے کہ تیرے لیے
اوس مین سے ایک قطعہ قطع کر دون کہ وہ تیرے اور تیری اولاد کے واسطے
ہو بعد تیرے اسپر عامر بولے کہ مجھے کوئی حاجت نہین ہے تیرے قطعہ مین
آج کے دن تو ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے کہ اوس نے ہمکو دنیا
سے ذاہل غافل کر دیا ہے اقترب للناس حسابھم وھم فی
غفلۃ معرضون اخرجہ ابن مردویہ وابو نعیم فی الحلیۃ[1]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون ۝ ما یاتیھم
من ذکر من ربھم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون ۝
لاھیۃ قلوبھم واسروا النجوی الذین ظلموا ھل ھذا
الا بشر مثلکم افتاتون السحر وانتم تبصرون ۝ نزدیک آلگا لوگون کو
اون کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر ٹلاتے ہین کوئی نصیحت نہین
پہونچتی اون کو اون کے رب سے نئی مگر اوس کو سنتے ہین کھیل مین لگے
ہوے کھیل مین پڑے ہین دل اون کے اور چپکے مصلحت کی بر انصاف من
نے یہ شخص کون ہے ایک آدمی ہے تم ہی سا پھر کیون پڑتے ہو جادو
مین آنکھون دیکھتے انتہے ف یہ ایک تنبیہ ہے طرف سے اللہ عزوجل

[1] حافظ ابن کثیر نے کہا ہے اور اس کی ترجمہ عامر بن ربیعہ ۱۲

کے قرب و نزدیکی پر قیامت کے حالانکہ لوگ اوس سے غفلت مین
ہین یعنی نہ اوس کے لیے عمل کرتے ہین نہ اوس کے واسطے مستعد
ہوتے ہین نہ اوس کی تیاری کرتے ہین نسائی نے حضرت ابو سعید
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
فی غفلۃ معرضون مین روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا فی الدنیا[1] یعنی غفلت
سے مراد دنیا ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے اتی امر اللہ[2] فلا تستعجلوہ
وقال تعالی اقتربت[3] الساعۃ وانشق القمر وان یروا ایۃ یعرضوا
الایہ **حکایت** حسن بن ہانی ابو نواس شاعر رحمہ اللہ نے کہا کہ
سب لوگون سے بڑھکر شاعر شیخ طاہر ابو العتاہیہ ہے اس لیے کہ وہ یون کہتا ہے

الناس فی غفلاتھم ورحا المنیۃ تطحن

یعنی لوگ تو اپنی غفلتون مین پڑے ہین حالانکہ موت کی چکی پیس رہی ہے
اسپر کسی نے ابو نواس سے کہا کہ شیخ طاہر نے یہ مضمون کہان سے لیا ہے
تو ابو نواس نے کہا اس قول سے اللہ تعالی کے اقترب للناس حسابھم
وھم فی غفلۃ معرضون رواہ الحافظ ابن عساکر فی ترجمۃ حسن
بن ہانی پھر اللہ پاک نے خبر دی کہ وہ کان نہین جھکاتے ہین طرف
وحی کے جس کو اللہ نے اپنے رسول کریم پر نازل فرمایا ہے خطاب
قریش کو ہے اور اون لوگون کو جو اون کے مشابہ ہین کفار سے پس
فرمایا مایاتیھم من ذکر من ربھم محدث یعنی نہین آتی ہے اون کے
پاس کوئی نصیحت طرف سے اون کے رب کے جس کا انزال نیا ہوا ہے
مگر وہ اوس کو سنتے ہین کھیل مین لگے جس طرح کہ حضرت ابن عباس
رضے اللہ عنہما نے فرمایا ہے تم کو کیا ہے کہ تم پوچھتے ہو اہل کتاب سے
وہ شے جو اون کے ہاتھون مین ہے حالانکہ اونہون نے تو اوس کی
تحریف کر ڈالی ہے اوس کو بدل دیا ہے اوس مین زیادہ کیا ہے اوس سے

[1] ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وقاس مرفوعاً الدنیا روایت کیا ہے کذا فی فتح البیان ۱۲
[2] پہنچا حکم اللہ کا سو اوسکی شتابی مت کرو ۱۲ [3] پاس آگئی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھین کوئی نشانی ٹال دین اور کہین یہ جادو ہے چلا آتا ہے ۱۲

کم کردیا ہے وکتابکم احدث الکتب بالله تقرؤنه محضا لم یشب رواه البخاری
بنحوه یعنی حالانکہ تمہاری کتاب سب کتابون سے زیادہ ترنئی ہے ابھی
اللہ کے پاس سے تازہ بتازہ نو بنو آئی ہے تم اوس کو خالص پڑھتے ہو
کسی طرح کا اوس مین خلط ملط نہین ہوا ہے اوس مین کون چیز نہین ہے
جو تم دوسرون سے پوچھتے پھرتے ہو ؎

باغ مرا چہ حاجت سرو و صنوبرست شمشاد خانہ پرور ما از کہ کمترست

غرض اس سے یہ ہے کہ محدث کے معنی جدید الانزال ہین واسروا النجوی
الذین ظلموا یعنی چپکے مصلحت کی ظالمون نے درانحال کہ آپس مین پوشیدہ
یون کہتے تھے کہ نہین ہے یہ شخص مگر ایک بشر ہے تم سا اس سے مراد
رکھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے نبی ہونے کو بعید سمجھتے
اس لیے کہ وہ اون کے مثل ایک بشر ہین پھر کیونکر آپ مختص بوحی ہوئے
وہ نہوئے اور اسی لیے یون کہا افتاتون السحر وانتم تبصرون یعنی
پھر کیون اون کی پیروی کرتے ہو کہ تم ایسے ہوجاؤ جیسے کوئی جادو مین
پڑے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ جادو ہے کذا فی ابن کثیر **ف** قرب واقتراب
ودنو کہتے ہین نزدیک آلگنے لگ بھگ ہونے کو ان سب کے ایک
معنی ہین اسی لیے محلی نے اقترب کی تفسیر بکلمۂ قرب اور نسفی نے بلفظ دنا کی
ہے لیکن بنسبت قرب کے اقتراب مین زیادتی قرب ہے کیونکہ زیادتی لفظ
کی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے اسی واسطے کلام پاک مین اقتراب
ہی کو اختیار فرمایا ہے چنانچہ اقتربت الساعة وقوله تعالی واقترب الوعد
الحق یعنی جہان کہین قرب مین مبالغہ کرنا منظور ہے وہان اقتراب ہی کو
ذکر فرمایا ہے اسی لیے یہان بھی اقترب کہا ہے کیونکہ قرب مین مبالغہ مقصود
ہے حساب بکسر وبضم بمعنی شمردن وشمار ہے ناس کی اصل اناس ہے
واسطے تخفیف کے ہمزہ کو حذف کردیا ہے یہ اسم جنس ہے ترجمہ اس کا

مردمان ہے رہی یہ بات کہ یہان اس سے کیا مراد ہے سو اس مین
تین قول ہین ایک یہ ہے کہ مراد عموم ہے دوسرا یہ ہے کہ مراد مطلقاً
مشرکین ہین تیسرا یہ ہے کہ مراد کفار مکہ منکرین بعث ہین محلی و بیضاوی و
نسفی کا مختار یہی قول ہے نسفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
نقل کیا ہے کہ مراد ناس سے مشرکین ہین اس لیے کہ جو شے اس کے
بعد آتی ہے وہ صفات مشرکین سے ہے حاصل یہ ہے کہ ناس عام ہے
اور جن لوگون کی طرف اوس وقت اشارہ کیا گیا وہ کفار قریش تھے کیونکہ
یہ بات اونہین نے کہی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہم کو بعث و نشور
کی تہدید کرتے ہین اور ہم کو دہمکاتے ہین کہ اعمال پر جزا ملے گی حالانکہ
یہ بعید ہے اسپر اللہ پاک نے اقترب للناس الآیہ نازل فرمائی اس قول
کی بنیاد پر مراد حساب سے اون کا عذاب ہوگا دن بدر کے اقتراب حساب
کی تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ قرب حساب کا بہ نسبت زمانہ گذشتہ کے ہے
یعنی گو حساب بعید ہے مگر بہ نسبت زمانہ ماضی کے تو قریب ہے دوسری
وجہ یہ ہے کہ اللہ پاک کے نزدیک قریب ہے گو اون کے نزدیک بعید ہے
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے انھم یرونہ بعیدا ونراہ قریبا اور فرماتا ہے
ویستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللہ وعدہ وان یوما عند ربک
کالف سنۃ مما تعدون تیسری وجہ یہ ہے کہ ہر چیز جو آنے والی ہے
وہ قریب ہے اور بعید وہی ہے جو تمام ہوگئی گذر چکی رہی یہ بات کہ
بہ نسبت اقتراب کی حساب کی طرف کی قیامت کی جانب نہ فرمائی جس طرح کہ
دوسری آیت مین فرمایا ہے اقتربت الساعۃ حالانکہ حساب تو قیامت
کا تابع ہے کہ اوس مین حساب بھی ہوگا اور اس کے سوا اور سارے
احوال و اہوال ہولناک بھی ہونگے سو وجہ اس کی یہ ہے کہ سیاق
کلام کا اسی طرف ہے کہ اون کی غفلت حساب سے بیان کی جائے

سلہ وہ دیکھتے ہین اوسکو دور اور ہم دیکھتے ہین اوس کو نزدیک ۱۲ صحیح اور بخت جلدی مانگتے ہین عذاب اور اللہ ہرگز خلاف نہ کریگا اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کی ہان ہزار برس کی برابر ہے ۱۲

اور اون کا موہنہ پھیرنا اوس شے سے جو کہ حساب کی یاد اون کو دلائے
یعنی قیامت اگرچہ حساب وغیرہ کی جامع ہے لیکن یہان گفتگو اسی مین ہے
کہ حساب تو نزدیک آلگا ہے اور وہ اوس سے غافل و معرض ہین پس
اس جگہہ مقتضاے حال یہی ہے کہ نسبت اقتراب کی حساب کی طرف
کیجائے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ قریب آلگا واسطے اون کے وقت
اون کے حساب کا یعنی قیامت جس طرح کہ اس قول مین ہے اقتربت
الساعۃ اور واسطے داخل کرنے خوف کے للناس کو حساب پر مقدم کیا
اور معنی اقتراب وقت حساب کے قریب ہونا حساب کا ہے اون سے کیونکہ
وہ ہر گھڑی نزدیک تر ہے طرف اون کے اوس گھڑی سے جو اوس کے
پہلے ہے یا اس لیے کہ ہر شے آنے والی قریب ہے اور بعید وہی ہے جو
منقرض و ماضی ہوگئی اور موت ہر انسان کی قائم ہونا ہے اوس کی قیامت
کا اور قیامت بھی قریب ہے بہ نسبت اوس زمانے کے کہ جو گذر چکا ہے
پس جو زمانہ دنیا سے باقی رہا ہے وہ کمتر ہے زمانہ گذشتہ سے غرضکہ حساب
نزدیک آلگا ہے یا حساب کا وقت لگ بھگ آگیا ہے حاصل ایک ہی ہے
اب ذرا کلام پاک کی بلاغت کو تو غور کرو کہ اس ایک جملے مین کیا کیا
ایر پھیر کیا ہے تقدیم و تاخیر نے کیا کچھہ رنگ دکھایا ہے مضمون صرف خبر دینا
ہے اس امر کی کہ قرب حساب الناس یعنی لوگون کا حساب نزدیک ہوگیا
ہے تو یون چاہیے تہا کہ اس معنی کی ترتیب پر عبارت ہوتی سو ایسا نہ کیا
بلکہ عبارت کو یون تغیر دیا کہ مضاف الیہ یعنی الناس کو مقدم کیا مع اظہار
لام کے کون لام کہ جسپر ساتہہ اضافت کے دلالت کی گئی تہی اور مضاف
یعنی حساب کو معرف بلام کیا اس لیے کہ تعریف باضافت کی عوض ہو جاے
یہ اس واسطے کیا کہ تفصیل بعد الاجمال کا فائدہ دے جس طرح کہ رب
اشرح لی صدری مین کیا ہے بعد اس چکر کے عبارت یون ہوئی اقترب

للناس الحساب پہر اس عبارت کو یون تغیر دیا کہ لام کی تعریف کو اضافت
کی تعریف سے بدلا کہ واسطے تقریع و توبیخ کے حساب کو ضمیر ناس کی
طرف مضاف کیا یعنی حساب اونہین لوگون کا حساب ہے اب اسلوب
عبارت کا یہ ہوا اقترب للناس حسابھم حرف لام متعلق ہے اقترب سے
یعنی جن کا حساب نزدیک آلگا ہے وہ وہی لوگ ہین یا واسطے تاکید
اضافت کے ہے یعنی حساب جو ضمیر کی طرف مضاف ہے یہ لام اوسکی
تاکید کرتا ہے للناس کا حسابہم پر مقدم ہو جانا مضر نہین ہے کیونکہ وہ حال
ہے حساب سے غرضکہ اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ اون لوگون کا حساب
نزدیک آلگا ہے اور حال یہ ہے کہ وھم فی غفلۃ معرضون یعنی وہ
غفلت مین ہین حساب سے اور اوس مین غور و فکر کرنے سے موہہ موڑتے
ہین ہم مبتدا ہے فی غفلۃ خبر ہے دوسری خبر معرضون ہے اور جملہ بنا بر حال
محل نصب مین ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فی غفلۃ حال ہو ضمیر معرضون سے یا
یہ معنی ہین کہ وہ غفلت مین ہین اپنے حساب سے اور اوس معاملہ سے
جو اون کے ساتھہ دنیا مین کیا جائیگا آخرت سے موہہ موڑتے ہین اللہ
پر ایمان لانا اور اوس کے فرائض پر قائم ہونا اور اوس کے مناہی سے
باز رہنا جو اون پر واجب تہا اوس کے لیے آمادہ و مستعد نہین ہوتے
ہین علامۂ نسفی رحمہ اللہ تعالے نے جو یہان لکہا ہے اوس کے معنی یہ
ہین کہ حساب کے اول وقت مقدر ہے اور حساب بمعنی محاسبہ ہے اور
حساب کی اضافت طرف ضمیر کے اضافت مصدر کی ہے طرف مفعول کے
یعنی وقت اللہ پاک کے حساب لینے کا اون سے اور زمانہ اوس کے
جزا دینے کا اون کے اعمال پر نزدیک آلگا ہے مراد اس وقت سے
روز قیامت ہے اس کو موصوف باقتراب اس لیے کیا ہے کہ زمانۂ باقی
بہ نسبت ماضی کے قلیل ہے اور ہر شے آنے والی قریب ہوتی ہے اور

حال یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے حساب سے اور اوس معاملہ سے جو اون کے
ساتھہ کیا جائیگا غفلت مین ہین پھر اوس دن کے لیے تیاری کرنے سے
روگردان ہین پس اقتراب تو عام ہے اور غفلت و اعراض بسبب تفاوت
مکلفین کے متفاوت ہوتے ہین کیونکہ بہت سے لوگ تو اپنے حساب سے
اس لیے غافل ہین کہ اپنی دنیا مین غرقاب ہو رہے ہین اور اپنے مولی
و مالک سے موہہ موڑے ہوئے ہین اور بہت سے اپنے حساب سے
اس واسطے غافل ہین کہ اپنے مولی مین فانی ہو رہے ہین اور دنیا سے
موہہ پھیرے ہوئے ہین یہ لوگ ہوش مین نہ آئین گے مگر مولی کے
دیدار فائض الانوار سے اور پہلے لوگ ہوشیار نہ ہون گے مگر مردون کے
لشکر مین پس تجھپر یہ بات واجب ہے کہ تو اپنے نفس سے حساب لے پہلے
اس کے کہ تجھہ سے حساب لین اور روبکاری کے واسطے ہوشیار ہو جا
پہلے اس کے کہ تجھے ہوشیار کرین اور غافل لوگون سے اعراض کر اور
ساری خلق کے خالق کی یاد مین مشغول ہو تاکہ لقای رب العالمین سے
بہرہ مندی حاصل کرے کلام پاک کی بلاغت مین ذرا غور کرو کہ وہم نے
غفلۃ معرضون جملۂ حالیہ ہے مضمون حال غافلین معرضین کہکر بھی ادا ہو سکتا
تھا مگر باوجود اختصار کے یون نہ فرمایا وجہ اس کی یہ ہے کہ منکرین بعث و
نشور حساب کتاب کو بعید سمجھتے تھے پس حال اس بات کا مقتضی ہوا کہ حساب
کا قرب ذکر کیا جائے سو اللہ پاک نے اوس کے قرب کو کس حسن و جمال
کے ساتھہ ذکر کیا کہ بجائے قَرُبَ کے اِقْتَرَبَ ذکر فرمایا کہ جسمین بہ نسبت
قرب کے زیادتی قرب ہے پھر اہتمام مدعا کے لیے اوس کو مقدم کیا
پھر عبارت کو دوچکر دیے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے مقصود یہ ہے کہ جس قدر
وہ اوس کو بعید جانتے ہین اوتنا ہی وہ نزدیک آلگا ہے پھر یہ مطلب بیان
کرنا منظور ہوا کہ جس قدر وہ نزدیک آلگا ہے اوسی قدر اون کو اوس سے

غفلت و اعراض ہے سو یہ مضمون یون ادا کیا کہ جملۂ اسمیہ ذکر فرمایا جو کہ ثبات
و استمرار و دوام پر دلالت کرتا ہے یعنی اون دہر تو حساب بغایت قریب اور
ادہر اوس سے غفلت و اعراض پر استمرار و ثبات و دوام پھر وہم غافلون کہا
فی غفلۃ فرمایا یعنی اون کی غفلت اس درجے کو پہنچی ہے کہ غفلت تو ظرف
بن گئی اور وہ اوس کے مظروف ہو گئے ہین جس طرح کہ ظرف اپنے
مظروف کو محیط ہوتا ہے اسی طرح غفلت نے سب طرف سے اون کو گھیر لیا
ہے عقل و ہوش کچھ بھی اون مین باقی نہین رہا ہے مجسم بہ غفلت ہو گئے ہین
اللہ پاک کے کلام پاک کی بلاغت ایک دریاے ناپیدا کنار ہے بشر کی کیا
طاقت کہ اوس کو بیان کر سکے یہ تو ایک بات تھی جو اس وقت خیال مین
آئی مفسرین نے جو کچھ تفاسیر مین لکھا ہے وہ ایک ذرہ ہے اوس کے
برا عظم سے اور ایک قطرہ ہے اوس کے بحر خضم سے اوس کے
ہر کلمے و جملے مین ایک ایسی دلربائی و دلکشی ہے کہ قلوب اعلما و عرفا اوس کو
جانتے پہچانتے ہین کسی نے خوب کہا ہے ؎

مخدرات سرا پردہاے قرآنی　　چہ دلبرند کہ دل می برند پنہانی

ہر آدمی بقدر استعداد اوس سے فیضیاب ہوتا ہے مزہ لیتا ہے لذت
اوٹھاتا ہے ؎

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ می دارد　　برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

پھر اللہ پاک نے اون کی غفلت و اعراض کی علت ذکر فرمائی وہ علت یہ ہے
ومایاتیھم من ذکر من ربھم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون
لاھیۃ قلوبھم یعنی نہین آتی ہے اون کے پاس کوئی نصیحت اون کے
رب سے نئی جو کہ خواب غفلت و جہالت سے اون کو بیدار کرے مگر وہ
اوس کو سنتے ہین کھیل مین لگے ہوئے کھیل مین پڑے ہین دل اون کے
یعنی اوس سے استہزا و سخریہ کرتے ہین اوس کو بسمع قبول نہین سنتے اور سمین

غور و فکر کرنے سے غافل ذاہل ہین اس سے معلوم ہوا کہ اون کی غفلت
غایت درجے کو پہونچ گئی ہے اور امور مین نظر کرنے اور عواقب مین غور و
فکر کرنے سے پرلے سرے کا اعراض ہے کیونکہ اگر کم درجے کی غفلت
ہوتی تو ہوشیار کرنے سے ہوشیار ہو جاتے حساب کے لیے مستعد و آمادہ
ہو کر ساز و سامان اوس کا درست کر لیتے پہلا کلمہ من زائد ہے واسطے استغراق
کے لایا گیا ہے ذکر فاعل ہے یا تیہم کا مراد اوس سے قرآن شریف ہے
دوسرے من مین تین وجہین ہین اون مین سے بہترین وجہ یہ ہے کہ
یاتیہم کے متعلق ہو اور مجازاً واسطے ابتدای غایت کے ٹہیرے دوسری
وجہ یہ ہے کہ محذوف سے متعلق ہو اس بنیاد پر کہ محدث کی ضمیر مستتر سے
حال ٹہیرے تیسری وجہ یہ ہے کہ نفس ذکر سے حال ہو گو ذکر نکرہ ہے مگر
محدث کی صفت پڑ جانے سے اوس کو تخصیص ہو گئی اس لیے وہ ذوالحال
ہو سکتا ہے مین نے اسی طرح کہا ہے بیضاوی نے صرف دو وجہین ذکر
کی ہین ایک یہ کہ ذکر کی صفت ہے دوسری یہ ہے کہ یاتیہم سے متعلق
ہے محدث کو حامہ نے زیر سے پڑہا ہے اس بنا پر کہ صفت ہے ذکر
کی بنا بر لفظ ابو البقاء نے کہا کہ اگر مرفوع ہو من ذکر کے موضع پر تو جائز ہے
یعنی لفظاً تو ذکر مجرور ہے اور محلاً مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے حدیث و محدث
کے معنی ہین نو ضد قدیم اگر کوئی کہے کہ مراد ذکر سے قرآن شریف ہے اور
محدث اوس کی صفت واقع ہوئی ہے حالانکہ قرآن شریف قدیم ہے
اس لیے کہ قدیم کی صفت ہے یعنی اللہ پاک تو اس کے تین جواب ہین
اول یہ ہے کہ مراد قرآن محدث سے قرآن کا انزال محدث ہے یعنے
قرآن کے لفظ محدث ہین نزول مین حضرت جبریل علیہ السلام سورت
سورت آیت آیت لاکر تلاوت کرتے تہے حسب موقع و محل جس وقت جو
حادثہ واقع ہوتا اوس کے موافق آیت یا سورت لیکر اوترتے یہ معنے ہین

محدث کے نہ یہ کہ قرآن کے معنی محدث ہین دوسرا یہ جواب ہے کہ مراد
ذکر سے قرآن شریف نہین ہے بلکہ مراد سوی قرآن کے حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے مواعظ ہین اور آپ کے سوا اور لوگون کے نصائح و
پند چونکہ ہر واعظ کی موعظت اللہ پاک کے الہام و ہدایت سے ہوتی ہے
اس لیے اون کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کیا تیسرا جواب یہ ہے کہ مراد
ذکر سے ذاکر ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین قولہ تعالے
ھل ھذا الا بشر مثلکم اس آیت کے سیاق مین اس قول کی تائید کرتا ہے
اس نبیا و سیالا مستمعون کے یہ معنی ہون گے کہ اگر وہ سنتے ہین آپ کے
ذکر و موعظت کو انوذج مین اسی طرح ذکر کیا ہے

مسئلہ حدوث و قدم قرآن شریف

فتح البیان و فتح القدیر مین ذکر فرمایا ہے کہ ذکر کا وصف جو محدث کے
ساتھ کیا اس سے اس پر استدلال کیا ہے کہ قرآن شریف محدث ہے
کیونکہ ذکر اس جگہ قرآن شریف ہے اس کا یون جواب دیا ہے کہ جو اصوات
و حروف سے مرکب ہے اوس کے حدوث مین کسی طرح کا نزاع نہین
ہے کیونکہ وہ نزول مین متجدد ہے پس معنی یہ ہین کہ اوس کی تنزیل حدوث
ہے نزاع جو ہے سو وہ کلام نفسی مین ہے اسی مسئلہ حدوث و قدم
قرآن کی وجہ سے بہت سے اہل علم و فضل دولت مامونیہ و معتصمیہ و واثقیہ
مین مبتلی ہو چکے ہین حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر جو تکلیف گذری
وہ گذری کہ اون پر سخت مار پڑی مدت دراز قید رہے اور اسی کے سبب سے
محمد بن نصر خزاعی کی گردن ماری گئی اوس وقت اور اوس کے بعد ایک
فتنہ عظیم برپا ہوا یہ مسئلہ زیادہ تر مشہور ہے اس سے کہ ذکر کیا جاوے جس
شخص کو یہ بات محبوب ہو کہ اوس کی حقیقت پر وقوف حاصل کرے تو امام احمد
رحمہ اللہ تعالے کے ترجمہ کو کتاب النبلاء تالیف مورخ اسلام ذہبی کو مطالعہ

فرمائے ائمہ سنت نے صواب کو اختیار کیا کہ خلق وحدوث قرآن کے
قائل ہونے سے باز رہے اوس کو نہ مانا اللہ پاک نے اون کے سبب سے
اپنے نبی کی امت کو بدعت سے بچا لیا لیکن اللہ اون پر رحم کرے اس سے جزم
قدم قرآن کی طرف تجاوز کر گئے اور اسپر اقتصار نہ کیا بلکہ جو شخص حدوث کا
قائل ہوا اوس کی تکفیر کر ڈالی بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ گئے کہ جس شخص نے
یون کہا کہ لفظی بالقرآن مخلوق اوس کی بھی تکفیر کر دی بلکہ اس سے بھی آگے
بڑھ گئے کہ جس شخص نے وقوف کیا اوس کو بھی کافر کہدیا کاش وہ وقف کی
حد سے آگے نہ بڑھتے اور علم کو علام الغیوب کے طرف رجوع کرتے سے تجاوز
نکرتے کیونکہ سلف صالح صحابہ وتابعین ومن بعد ہم سے اس محنت کے قائم
ہونے اور اس مسئلے مین گفتگو ظاہر ہونے تک کچھ کلام نہین سنا گیا نہ اون سے
اس باب مین کوئی کلمہ منقول ہوا اس لیے بہتر سے بہتر طریقہ یہ تھا کہ جس
بات کی طرف اونکو بلایا تھا اوس کے ماننے سے باز رہتے اور وقف کے
دامن کو خوب مضبوط پکڑتے اور اس کے علم کو اوس کے عالم کی طرف رجوع کرتے
اسی مین سلامتی وخلوص تھا کفیر سے گروہ ہائے بندگان خدا کی والامر للہ سبحانہ قولہ تعالی الا استمعوہ
استثنای مفرغ ہی محل اسکا نصب ہی اس بنا پر کہ حال ہی مفعول سی یا تہیم کی اور قد مقدر ہے
وہم یلعبون حال ہی فاعل سی استمعوہ کی لاہیۃ قلوبہم حال ہی یلعبون کی واوی ابو السعودنی اسیطرح کہا ہی سمین نے
یون کہا کہ لاہیۃ قلوبہم ہو سکتا ہی کہ حال ہو استمعوہ کی فاعل سی نزدیک اوس شخص کی کہ جو حال
کے تعدد کو جائز رکھتا ہی تو اب یہ اور وہم یلعبون دو حال مترادف یعنی ہم معنی ہونگے اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ حال ہو یلعبون کے فاعل سے تو اب دو حال متداخل ہون گے یعنی
حال در حال زمخشری نے اس مضمون کو یون ادا کیا ہے کہ وہم یلعبون لاہیۃ
قلوبہم دو حال مترادف ہین یا متداخل اور جس وقت یہ دونو دو حال مترادف
ٹھیرائے جائینگے تو اس مین حال صریح کی تقدیم ہو گی غیر صریح پر اور اس مین
وہی بحث ہے جو کہ باب نعت مین ہے قلوبہم مرفوع ہے لاہیۃ سے

یعنی اوس کا فاعل ہے عامہ کی قرأت لاہیۃ کے نصب سے ہے اور
ابن ابی عبلہ نے برفع پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ وَہُمْ کی دوسری خبر ہے
یہ اوس شخص کے نزدیک ہے جو اس کو جائز بتاتا ہے اور جو اس کو جائز
نہین رکہتا ہے اوس کے نزدیک خبر ہے مبتدای محذوف کی لعب و
لعب کہتے ہین کہیل کو لہو کے معنے ہین کہیلنا علامۂ نسفی رح نے کہا
کہ لاہیۃً ماخوذ ہے لَہِیَ عنہ اذا غفل و ذہل سے یعنی جب کوئی شخص کسی
شے سے غافل ذاہل ہو جاتا ہے تو عرب کے محاورے مین بولتے ہین
لہی عنہ یعنی وہ اوس سے غافل ہو گیا مطلب یہ ہے کہ اون کے دل
غافل ہین اوس شے سے کہ جو اون سے مراد و مطلوب ہے ابوبکر وراق
رضے اللہ عنہ نے کہا کہ قلب لاہی وہ دل ہے جو کہ دنیا کی زینت و
رونق مین مشغول آخرت اور اوس کے ہولون سے غافل ہے معنی یہ ہین
کہ نہین آتی ہے اون کے پاس کوئی شے قرآن سے اور کوئی آیت و
سورت طرف سے اون کے رب کے جس کا نزول نو بنو ہوا ہے تاکہ
اون کے کانون پر تنبیہ کی تکرار کرے کہ وہ نصیحت پذیر ہون کسی حال مین
احوال سے مگر اس حال مین کہ مقرر سنتے ہین وہ اوس کو نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے یا آپ کے سوا اور کسی شخص سے جو اوس کو پڑہتا ہے
اس حال مین کہ اوس سے استہزا کرتے ہین عبرت نہین پکڑتے نصیحت پذیر
ہوتے ہین اس حال مین کہ اون کے دل اوس کے معنے سے غافل ذاہل
ہین رہی یہ بات کہ اس جگہہ کلمۂ ذکر اختیار فرمایا سو شاید واللہ اعلم اس لیے
فرمایا ہو کہ یہ شامل ہے قرآن شریف و آیت و سورت اور فرمودۂ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نصیحت کو یہ سب امور ذکر مین داخل
ہین یا قرآن شریف کو پیرایۂ ذکر مین اس واسطے ذکر کیا کہ سارا قرآن وعظ
و نصیحت و خیر خواہی ہے تو انسانیت اسی بات کو چاہتی ہے کہ جو بات

خیرخواہی کی سنے اوس کو جلد مان لے اور اوسپر عمل کرے نہ یہ کہ اوس کو رد کرے
اوسپر کان نہ رکھے ہنسی ٹھٹھے مین اوس کو ٹلا دے من رہبم فرمایا من اللہ
نہ کہا اس لیے کہ اول تو وہ بات خیرخواہی کی پھر اوسپر طرہ یہ ہے کہ ایسی ذات
پاک کے پاس سے آئی جو کہ پالنے والا پرورش کرنے والا رزق دینے والا
ہے ہر لحظہ اوس کی نعمتون مین لوٹ پوٹ رہے ہین اوس کے پاس سے
جو نصیحت آئیگی وہ تو سراپا خیر و برکت ہوگی اوس کو ضرور بسمع قبول سن کر
اوسپر عمل کرنا چاہیے نہ یہ کہ لہو و لعب و غفلت قلب سے سن کر اوڑا دیجاے
من رہبم اور محدث دونون ذکر کی صفتین ہین شاید وجہ تاخیر محدث کی یہ ہو
کہ اگر محدث مقدم ہوتا تو شبہہ پڑتا کہ من رہبم اوس سے متعلق ہے اب
تاخیر مین وہ شبہہ دور ہو گیا دوسری بات یہ ہے کہ اہتمام مدعا اسی کا
مقتضی ہے کہ من رہبم ذکر سے متصل ہو واللہ اعلم یہ بیان تو اون کی خباثت
گناہون کا تھا جن کے وہ عادی و خوگر ہو رہے تھے کہ جب کوئی آیت
و سورت تازہ بتازہ اون کی تنبیہ و توبیخ کے واسطے نازل ہوتی تو لہو و لعب
مین اوس کو ٹلا دیتے تھے اوس کے بعد اللہ پاک نے اون کی ایک
جنایت خاص کا ذکر فرمایا اور کلام مستانف کے پیرائے مین اوس کو ادا کیا
وہ یہ ہے واسروا النجوی الذین ظلموا اسرار کہتے ہین پوشیدہ بات کرنیکو
نجوی اسم مصدر ہے تناجی سے تناجی کے معنی ہین باہم راز گفتن اور
نجوی کہتے ہین کلام سر کو یعنی پوشیدہ بات پس جب نجوی خود کلام پوشیدہ
ٹھیرا تو اوس کے پوشیدہ کرنے کے کیا معنی ہوے بیضاوی نے اس کے
دو معنی ذکر کیے ہین ایک یہ ہین کہ نجوی کے اخفا مین مبالغہ کیا دوسرے
معنی یہ ہین کہ اوس نجوی کو ایسی جگہہ کیا کہ اون کا سرگوشی کرنا ساتھہ
اوس کے پوشیدہ رہا فرق ان دونون معنون مین یہ ہے کہ نجوی اول
معنی مین بمعنی کلام سر ہے اور دوسرے معنی مین مصدر ہے بمعنی

مسارت دوسرا فرق یہ ہے کہ اول معنی بدون معنی ثانی کے پائے
جائین گے اوس صورت مین کہ جس وقت لوگون کے روبرو پوشیدہ بات
کرین اور پوشیدہ کرنے مین مبالغہ کرین تو اب مسارت معلوم ہوگی اور
جس بات کو باہم پوشیدہ کیا ہے وہ غیر معلوم ٹھیرے گی یعنی حاضرین کو اتنا
معلوم ہو جائیگا کہ اونہون نے کوئی بات پوشیدہ کہی مگر اوس بات کا
علم نہوگا کہ کیا تھی اور دوسرے معنی بدون معنی اول کے اوس صورت مین
پائے جائین گے کہ جس وقت ایسے مکان مین پوشیدہ باتین کرین کہ
جو اغیار سے خالی ہو اور پوشیدہ کرنے مین مبالغہ نہ کرین تو اب غیر کو پوشیدہ
بات کرنا بھی نہ معلوم ہوگا کیونکہ وہان سوا اون کے اور کوئی موجود نہین ہے
اس صورت مین اون کی سرگوشی کا علم کسی کو نہ ہوگا نہ اجمالاً نہ تفصیلاً غرضکہ
اونہون نے اپنی سرگوشی کے اخفا مین خوب مبالغہ کیا اور اس بات کو جو
پوشیدہ کہا سو اس لیے کہ وہ لوگ مبادی شر و عناد و تہید مقدمات کید
و فساد مین تھے مراد اون کی اس سرگوشی سے مشورہ کرنا تھا اوس شے
کے استنباط مین کہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قرآن
شریف کے کام کو گرادین اور عامۂ سب لوگون پر اوس کا فساد ظاہر
کردین ابو عبیدہ نے کہا کہ اسروا اس جگہہ اضداد سے ہے یعنی اونہون نے
اپنے کلام کو چھپایا یا اوس کا اظہار و اعلان کیا الذین ظلموا کے محل مین
سات قول ہین اول یہ ہے کہ محل رفع مین ہے[1] بدل ہے اسروا کے واو
سے مبرد وغیرہ اسی کے قائل ہین یعنی جنہون نے سرگوشی کی اخفا
مین مبالغہ کیا وے وہ لوگ ہین کہ اونہون نے ظلم کیا فائدہ اس بدل کا
اشارہ کرنا ہے طرف اس امر کے کہ جس بات کو اونہون نے پوشیدہ کہا ہے
وہ اوس مین ظالم ہین دوسرا قول یہ ہے کہ محل رفع مین ہے بنا بر ذم
تیسرا یہ ہے کہ فاعل ہے فعل محذوف کا تقدیر یہ ہے یقول الذین ظلموا

[1] کذا فی فتح القدیر ۱۲

نحاس نے اسی کو اختیار کیا ہے چوتھا یہ ہے کہ محل نصب مین ہے بتقدیر
اعنی پانچوان محل جر مین ہے اس بنیاد پر کہ بدل ہے للناس سے اس کو
مبرد نے ذکر کیا ہے چھٹا محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ فاعل ہے اَسَرُّوا کا
اوس شخص کے لغت پر جو کہ درمیان دو فاعل کے جمع کرنا جائز رکھتا ہے
جیسے یہ قول ہے اکلونی البراغیث اس قول کو اخفش نے ذکر کیا ہے بیضاوی
نے یون کہا کہ واو علامت جمع کا ہے یعنی ضمیر کا واو نہین ہے اور اسی کے
مثل یہ قول ہے اللہ پاک کا ثم عموا وصموا کثیر منھم سا توان قول یہ
ہے کہ اس مین تقدیم و تاخیر ہے یعنی والذین ظلموا اسروا النجوی کسائی
اسی کے قائل ہین یعنی موصول تو مبتدا ہے اور جملہ متقدم اوس کی خبر ہے
اصل اس کی یون تھی وھؤلاء اسروا النجوی پھر اون کے فعل پر اس بات
کی تسجیل و پختگی کرنے کے واسطے کہ وہ ظلم ہے موصول کو بجاے ھولاء
کے رکھدیا بیضاوی نے ان مین سے چار قول ذکر کیے ہین اول اور دوسرا
لیکن بجای رفع کے منصوب علی الذم کہا ہے اور چھٹا اور ساتوان اور نسفی
رحمہ اللہ تعالے نے پانچ قول لکھے ہین اول اور دوسرا لیکن بجاے
رفع کے منصوب المحل علی الذم کہا ہے اور پانچوان لیکن صفت یا بدل
کہا ہے اور چھٹا اور ساتوان محلی نے قول اول کو اختیار کیا ہے غرضکہ
مشرکون ظالمون نے جس سرگوشی کے اخفا مین مبالغہ کیا وہ یہ ہے ھل ھذا
الا بشر مثلکم افتاتون السحر وانتم تبصرون یہ دونون جملی موضع نصب
مین ہین نجوی سے بدل ہین یعنی پوشیدہ کہا اونہون نے اس بات کو
یا مفعول ہین قول مقدر کے یہ قول جواب ہے سوال کا جو ماقبل سے پیدا
ہوا ہے گویا کسی نے کہا کہ اونہون نے اپنی سرگوشی مین کیا کہا تو یہ اوس کا
جواب ہے کہ اونہون نے یہ بات کہی کلمۂ ہل واسطے نفی کے ہے یعنی
نہین ہے یہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر ایک بشر ہے تم سا

لہ جو از نسبت ہے اور
جمع سے موصول
اون مین ہے ا

گویا اونہون نے آپ کے بشر ہونے سے اس بات پر استدلال کیا کہ
آپ رسالت کے دعوی کرنے مین کاذب ہین کیونکہ اون کا یہ اعتقاد
تہا کہ رسول نہین ہوتا ہے مگر فرشتہ اور اس سے اس امر کا استلزام کیا کہ
جو کچہہ آپ خارق عادت اشیا لائے ہین جیسے قرآن مجید وہ جادو ہے
اس لیے ہمزہ انکاریون کہا افتاتون السحر پہر کیا تم پڑتے ہو جادو مین وانتم
تبصرون حال ہے تاتون کے فاعل سے انکار کی تقریر اور استبعاد کی تاکید
کرتا ہے یعنی جبکہ وہ تمہارے مثل بشر ہیرے اور تم سے کسی شے مین
متمیز نہین ہین اور جو کچہہ وہ لائے ہین وہ جادو ہیرا تو پہر تم کیون اون کے
پاس حاضر ہوتے ہو اور کس واسطے اون کی پیروی کرتے ہو حالانکہ تم
دیکہتے جانتے بوجہتے ہو کہ وہ بشر ہین اور اون کا لایا ہوا جادو ہے
پس اللہ پاک نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اون کی سرگوشی
پر مطلع کیا اور حکم دیا کہ اون کو یہ جواب دین قل ربی یعلم القول
فی السماء والارض ز وھو السمیع العلیم ○ اوس نے کہا میرے رب
کو خبر ہے بات کی آسمان مین ہو یا زمین مین اور وہ ہے سنتا جانتا
ف حمزہ و علی و کسائی و حفص نے بصیغہ ماضی بنا بر لفظ خبر پڑہا ہے اور
ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پہرتی ہے اور مصاحف
اہل کوفہ مین بہی اسی طرح ہے باقی قاریون نے بصیغہ امر پڑہا ہے کہا ہے
کہ اولی یہی قرات ہے کیونکہ اونہون نے قول مذکور کو چہپایا تہا پس اللہ
پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوسپر مطلع کر دیا اور اون کو
حکم دیا کہ اون سے اوس کے جواب مین یون کہین ربی یعلم القول الخ
نحاس نے کہا کہ دونون قراتین صحیح ہین اور بمنزلہ دو آیتون کے ہین
سمین نے کہا ہے کہ فی السماء الخ مین تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ محذوف
سے متعلق ہے اس بنا پر کہ قول سے حال ہے یعنی کائنا فی السماء

محلی نے اسی کو اختیار کیا ہے دوسری یہ ہے کہ یعلم کے فاعل سے حال ہے
اس کو ابو البقاء نے ضعیف کہا ہے یہ وجہ اسی لائق ہے کہ ممتنع ہو تیسری
یہ ہے کہ یعلم سے متعلق ہے یہ وجہ ماقبل کی وجہ سے قریب ہے معنی یہ
ہین کہ آسمان و زمین مین جو بات کہی جاتی ہے وہ اللہ پاک سے مخفی نہین
ہے پس تم نے جس بات کے ساتھ سرگوشی کی ہے وہ اوس کو خوب
جانتا ہے علامہ نسفی رح نے یون کہا ہے کہ وہ جانتا ہے ہر قائل کے
قول کو آسمان مین ہو یا زمین مین سرًا ہو یا جہرًا اور وہ سننے والا ہے اون کے
اقوال کا جاننے والا ہے اوس بات کو جو اون کے دلون مین ہے جب
اوس کا علم اس درجہ محیط ہے تو جو بات اونہون نے پوشیدہ کہی وہ تو بدرجہ اول
اوسمے اس مین داخل ہوگی یہان اللہ پاک نے قول فرمایا یہ موکد تر ہے
اوس آیت سے جس مین یون فرمایا ہے قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیونکہ قول سر و جہر دونون کو شامل ہے اور
اس لیے کہ متضمن ہے اثبات علم کو واسطے اون کی سرگوشی کے بطریق
برہانی اور اسی واسطے قول کو اس جگہہ اختیار فرمایا ہے کیونکہ اون کا مبالغہ
کرنا اپنی سرگوشی کے چھپانے مین اس بات کا مقتضی ہے کہ اللہ پاک کے
اثبات علم مین مبالغہ کیا جائے یعنی جیسا اونہون نے اخفاے سرگوشے
مین مبالغہ کیا ویسا ہی اللہ پاک نے اپنے علم کے اثبات مین مبالغہ
فرمایا کہ وہ اون کی سرگوشی کو خوب جانتا ہے کیونکہ وہ تو آسمان و زمین
مین جو بات ہوتی ہے چھپی ہو یا کھلی اوس کا عالم ہے اوسپر اون کا اخفاء و
اضمار مخفی نہین ہے دوسری وجہ اختیار قول کی یہ ہے کہ اسرو النجوے
سے مطابق ہو جائے اس لیے کہ نجوی منجملۂ قول ہے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
تعالے نے تفسیر آیت باب مین یون کہا ہے کہ اون لوگون نے جو اقرا
کیا جھوٹ بنایا اللہ تعالے نے اون کو یہ جواب دیا قال ربی یعلم القول

۱۲ قولہ اوس کو
اونا راہی اوس
شخص نے جو جانتا
ہے پچھے نہیں
آسمانون مین اور
زمین مین

فی السمار و الارض یعنی جو ذات پاک اس کو جانتا ہے اوسپر کوئی پوشیدہ
بات مخفی نہین رہسکتی ہے اور اوسی نے اس قرآن کو نازل فرمایا ہے جو کہ
اگلے پچھلے لوگون کی خبر پر مشتمل ہے جسکا مثل کوئی نہین لا سکتا ہے
مگر وہی ذات جو کہ جانتا ہے سر کو آسمانون مین اور زمین مین اور وہ سننے والا
ہے تمہارے اقوال کو جاننے والا ہے تمہارے احوال کو اس مین اون کے
لیے تہدید و وعید ہے یعنی جب وہ تمہارے قول و حال کو سنتا جانتا ہے
تو تم کو اس کی جزا سزا دیگا بل قالوا اضغاث احلام بل افترٰہ بل ھو
شاعر فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون ۵ ما آمنت قبلھم من قریۃ
اھلکنٰھا ج افھم یومنون ۵ یہ چھوڑ کر کہتے ہین اور تے خواب ہین نہین
جھوٹ باندہ لیا ہے نہین شعر کہتا ہے پھر چاہیے لے آوے ہم پاس
کوئی نشانی جیسے پیغام لائے ہین پہلے نہین مانا ان سے پہلے کسی بستی
نے جو کہا ئی ہم نے اب کوئی یہ مانین گے ف اللہ پاک خبر دیتا ہے
کفار کے تعنت و سرکشی و الحاد و اختلاف سے اوس شے مین جس کے
ساتھہ وہ قرآن شریف کا وصف کرتے تہے اور اون کی حیرت سے
اوس مین اور اون کے گمراہ ہونے کا اوس سے بیان فرماتا ہے کہ کبھی تو
وہ اوس کو جادو ٹھیراتے ہین کبھی اوس کو پریشان خواب بتاتے ہین کبھی
جھوٹ باندہا ہوا بتاتے ہین کبھی کہتے ہین شعر ہے غرضکہ مارے سرکشی و
عناد کے اوس کی شان مین کبھی کچھہ کہتے ہین کبھی کچھہ اور بکتے ہین متحیر
ہو رہے ہین جیسا کہ اللہ پاک نے اور جگہہ ارشاد فرمایا ہے انظر کیف
ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا قولہ تعالی فلیاتنا الخ
سے اون کی مراد یہ ہے کہ جس طرح حضرت صالح علیہ السلام اونٹنی لائے
اور حضرت موسی و عیسی علیہما السلام آیات و معجزات لیکر آئے اوسی طرح تم بھی
کوئی نشانی لاؤ تو ہم ایمان لائین اللہ پاک نے فرمایا ہے وما منعنا

ان نرسل بالآیات الا ان کذب بها الاولون الایه اور اسی لیے
یہان یون فرمایا ہے ما آمنت قبلهم الخ یعنی نہین دی ہمنے کسی بستی
والون کو اون بستیون سے جن مین رسول بہیجے گئے کوئی نشانی اون کے
نبی کے ہاتھون پر پہر وہ اوسپر ایمان لائے ہون بلکہ اونہون نے اوس کی
تکذیب کی پہر بوجہ تکذیب کے ہم نے اون کو ہلاک کر ڈالا سو کیا یہ لوگ
نشانیون پر ایمان لائین گے اگر اون کو دیکہہ لین گے بدون اون کے
یعنی وہ تو ایمان نہ لائے پہر کیا یہ ایمان لائین گے ہرگز نہین بلکہ ان الذین
حقت علیهم کلمت ربك لا یومنون ولو جاءتهم کل ایه حتی یروا
العذاب الالیم یہ سب تو ہوا اور حال یہ ہے کہ یہ لوگ آیات باہرہ وحجج قاطعہ
ودلائل بینہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھون پر وہ نشانیان
مشاہدہ کر چکے ہین جو کہ ظاہر تر وجلی تر وروشن تر وقاطع وقاہر تر ہین اون
نشانیون سے جو کہ آپ کے سوا اور انبیا علیہم السلام کے ہمراہ مشاہدہ
کی گئین یعنی جب ان نشانیون کو دیکہکر ایمان نہ لائے تو اب کیا امید ہے
کہ اور کوئی نشانی آئیگی تو ایمان لے آئین گے حقیقت مین یہ فرمائش ان کی
کچہہ ایمان لانے کے واسطے نہین ہے بلکہ صرف تعنت وسرکشی وعناد
ہے ابن ابی حاتم نے علی بن رباح لخمی سے روایت کیا ہے کہا مجہے حدیث
کی اوس شخص نے جو کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر
تہا حضرت عبادہ فرماتے تہے کہ ہم مسجد مین تہے اور ہمارے ساتہہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تہے وہ کچہہ قرآن پڑہ رہے تہے کہ عبداللہ ابن
سلول آیا اور اوس کے ساتہہ نمرقہ وزربیہ تہا یعنی گدیلہ وچہوٹا تکیہ پس رکہا اور
تکیہ لگایا یہ عبداللہ ایک آدمی خوبصورت فصیح جہگڑالو تہا پس کہا اے ابوبکر تم
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو کہ ہمارے پاس کوئی نشانی لائین جیسے
اگلے لائے ہین موسی تختیان لائے یعنی توریت داؤد زبور لائے صالح

لے اور نہین ہمنے روکا اس سے
موقوف کرنے سے نشانیان
بہیجنے کے مگر اس سبب سے
کہ اگلون نے جھوٹلایا ہے
ملہ جن آیات کے
آرزو کی تہی اونہون نے
سو وہ نشانیان اون کے
آگے بہیجدین اون
نشانیان
جب تک نہ دیکہین
ملہ نمرقہ وزربیہ
فصیح بات کرنے والا
بانشچہ

اونٹنی لائے عیسی انجیل و مائدہ لائے پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رو دیا
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے تو حضرت ابوبکر نے کہا کھڑے ہو
طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ ہم آپ سے اس منافق کا
استغاثہ کریں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہ لا یقام
لی انما یقام للہ عزوجل یعنی میرا بدلا لینے کے لیے کھڑا ہونا نہ چاہیے کھڑا
ہونا تو اللہ عزوجل ہی کے واسطے چاہیے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ انا لقینا
من ھذا المنافق یعنی ہم کو تو اس منافق سے ایذا پہنچا ہے پس فرمایا کہ بیشک
جبریل نے مجھ سے کہا کہ تو نکل پس خبر دے اللہ کی نعمتوں کی جن کا تجھ پر انعام
کیا ہے اور اوس کی فضیلت کی جس کے ساتھ تو فضیلت دیا گیا ہے سو
جبریل نے مجھے بشارت دی کہ میں مبعوث ہوا ہوں طرف لال اور کالے
کے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں جن کو ڈراؤں اور مجھے اپنی کتاب دی ہے
حالانکہ میں امی ہوں اور بخش دیا میرا گناہ اگلا پچھلا اور ذکر کیا میرا نام اذان
میں اور مجھے مدد دی فرشتوں سے اور مجھے نصرت دی یعنی فتحمندی اور کر دیا
رعب میرے آگے اور مجھے کوثر دیا اور کیا میرے حوض کو بزرگ تر
حوضوں سے روز قیامت میں اور وعدہ کیا مجھ سے مقام محمود کا والناس
مطعون مقنعون رؤسھم یعنی اور حال یہ ہے کہ لوگ اپنے سر جھکائے ہوں گے
اور کیا مجھکو اول زمرے میں جو کہ نکلیگا لوگوں سے اور داخل کیا میری شفاعت
میں ستر ہزار کو میری امت سے جنت میں بغیر حساب کے اور دیا مجھکو سلطان
و ملک اور کیا مجھکو تیج اعلا غرفے کے جنت میں جنات نعیم میں پس نہیں ہے
میرے اوپر کوئی مگر وہ فرشتے جو عرش کو اوٹھاتے ہیں اور حلال کیا واسطے
میرے اور میری امت کے غنیمتوں کو حالانکہ وہ حلال نہیں ہوئیں کسی کے
واسطے جو ہم سے پہلے تھا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ہذا الحدیث
غریب جدا **اف** اضغاث جمع ہے ضغث کی ضغث کے معنی ہیں دستہ گیاہ

در آمیختۂ خشک و تر یعنی سوکھی گیلی گھاس کا ملا ہوا پولا اور اضغاث احلام
بولتے ہین خواہای شوریدہ کو یعنی پریشان خواب صراح مین اسی طرح کہا ہے
زجاج نے کہا اخلاط رأی فی النوم یعنی خلط ملط باتین ہین جن کو خواب مین دیکھا
ہے قتیبی نے کہا جھوٹا خواب یزیدی نے کہا اضغاث وہ خواب ہین جن کی
تاویل نہو قتادہ نے کہا وقل الاحلام صرف وہ ایک خواب ہے کہ اوس کو
دیکھہ لیا ہے یعنی اباطیل و اہاویل ہین جن کو خواب مین دیکھہ لیا ہے یعنی
ردی خواب بیکار ہولناک باتین ہین جن کو خواب مین دیکھہ لیا ہے اون کی
کچھہ اصل نہین ہی افترا کہتے ہین جھوٹ باندھنے کو شعر سے اس جگہہ یہ مراد ہے
کہ ایک ایسا کلام ہے کہ سننے والے کے خیال مین ایسی معانی ڈالتا ہے
جن کی کوئی حقیقت نہین ہے اور اوس کو اون مین رغبت دیتا ہے کلمۂ بل
واسطے اضراب کے آتا ہے اضراب کہتے ہین اعراض کو پھر یہ دو قسم ہے ایک
ابطالی دوسرا انتقالی ابطالی یہ ہے کہ اگر کلام مثبت ہے تو ماقبل کو باطل اور
مابعد کو ثابت کریگا مثلاً زید آیا بلکہ عمرو آیا یعنی زید نہین آیا عمرو آیا انتقالی یہ ہے
کہ ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف انتقال کرنے کے لیے آتا ہے یعنی
جہان ایک مطلب کو تمام کرکے دوسرا مطلب شروع کرنا منظور ہوتا ہے وہان اس
بل کو لاتے ہین مطلب یہ کہ ایک بات تمام ہوگئی دوسری شروع ہوئی اب یہ
جاننا چاہیے کہ یہان اللہ پاک نے تین بل ذکر فرمائے ہین ان سے کیا مراد ہے
سو علامۂ محلی نے یون کہا ہے کہ تینون جگہہ مین واسطے انتقال کے ہے ایک
غرض سے طرف دوسری غرض کے ابن مالک نے اپنی کافیہ کی شرح مین
اسی طرح ذکر کیا ہے کہ قرآن شریف مین کلمۂ بل اسی طرز پر واقع ہوتا ہے ابن مالک
سے پہلے صاحب وسیط نے اس قول کو ذکر کیا ہے اور ابن حاجب نے
وسیط والے کی موافقت کی ہے سو مفصل کی شرح مین یہ کہا ہے کہ اول کا ابطال
اور ثانی کا اثبات اگر اثبات مین ہے باب غلط سے ہے اس لیے قرآن شریف

مین واقع نہین ہوتا ہے تمام ہوا قول ابن حاجب کا یہ قول کلام زمخشری کے
مخالف نہین ہے کیونکہ زمخشری نے اضراب سے تعبیر کی ہے اور اضراب
ابطالی و انتقالی سے عامتر ہے جس طرح کہ مغنی مین اس کی تصریح کی ہے
پس جو اضراب کہ یہان ہے وہ انتقالی پر محمول ہوگا اب حق بات وہی ہے
جو ابن مالک نے کہی ہے اور جس شخص نے ابن مالک کو منسوب بوہم کیا سو
اوسی نے وہم کیا اب اگر کوئی کہے کہ مغنی مین دو آیتون سے استدلال کیا ہے
کہ اون مین بل واسطے ابطال ماقبل کے ہے اون مین سے ایک یہ ہے وقالوا
اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون دوسری یہ ہے ام یقولون
بہ جنۃ بل جاءھم بالحق تو کہین گے کہ ان مین کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ بل
ان دونون مین واسطے انتقال کے ہے اللہ پاک نے اول کفار کے قول
کی خبر دی کہ وہ کہتے ہین رحمن نے رکھی اولاد پھر اس خبر سے انتقال کرکے
واقع کی خبر دی کہ جن کو کفار اولاد بتاتے ہین وہ آؤ بھگت والے بندے ہین
دوسری آیت مین اللہ پاک نے کفار کے قول کی خبر دی کہ وہ کہتے ہین رسول کو
جنون ہوگیا ہے پھر اس خبر سے انتقال کیا واقع کی خبر دی کہ وہ تو اون کے پاس
سچی بات لایا ہے اوس کو جنون نہین ہوا ہے رہی یہ بات کہ بل یہان ابطال
کے واسطے صلاحیت رکھتا ہے یا نہین سو ان ابطال کے لیے بن سکتا ہے
بنسبت مقول کفار کے اور اون کا مقول جملے کا جزء ہے پس واسطے ابطال معنے
جملہ کے ہوا کون جملہ جو کہ بل کے پہلے ہے اور انہین آیتون کے مثل یہ
آیت ہے یہ حاصل ہے کرخی کی تقریر کا مطلب یہ ہے کہ جو بل واسطے
ابطال کے ہوتا ہے وہ معنی جملہ ماقبل کو باطل کردیتا ہے اور معنی جملہ مابعد کو
ثابت کرتا ہے مثلاً جاءنی زید بل عمرو سو اول جملے کے معنی ہین آنا زید کا بل نے
اس معنی کو باطل کرڈالا اور اس کو عمرو کے واسطے ثابت کردیا پس مثلاً اول
آیت مین معنی جملہ یہ ہین کہنا اون کا کہ بنائی رحمن نے اولاد سو بل نے اون کے

لہ اور کوئی دلیل نہین ہے
نے کہا کسی کو ولی بنانا
وہ اس لائق نہین
لیکن وہ بندے ہین
جن کو عزت دی ہے
لہ یا پاگل ہین اوکو
سودا ہے کوئی نہین
وہ لایا ہے اون کے
پاس سچی بات اور
اون پہنچون کو بھی
بات بری لگتی ہے

اس مقول کو باطل کیا اون کے قول کو باطل نہین کیا کیونکہ اونہون نے تو
بالیقین یہ بات کہی ہے اور اگر قول مقول پورے جملے کے معنی کو باطل
کرے تو یہ معنی ہون گے کہ اونہون نے یہ بات نہین کہی بلکہ عباد مکرمون
کہا حالانکہ یہ بالکل خلاف واقع ہے اسی طرح دوسری آیت مین بھی ہے غرضکہ
حق بات یہی ٹھیری کہ کلمۂ بل قرآن شریف مین انتقال کے واسطے آتا ہے
اب رہی یہ بات کہ اس آیت کریمہ مین تینون بل کفار کی طرف سے ہین یا اللہ پاک
کے جانب سے سو اسمین تین قول ہین ایک یہ ہے کہ کفار کی طرف سے
ہین اول تو اونہون نے قرآن شریف کو سحر ٹھیرایا پھر اس کو چھوڑکر پریشان
خواب بتایا پھر اس سے اضراب کرکے جھوٹ باندھا ہوا کہا پھر اس سے اعراض
کرکے شاعر کا قول قرار دیا علامۂ نسفی نے اسی قول کو اختیار فرمایا ہے طیبی
وغیرہ نے اس کو مشکل ٹھیرایا ہے وجہ اشکال کی یہ ہے کہ اگر کفار کی طرف سے
اضراب مراد ہوتا تو عبارت یون ہوتی قالوا بل اضغاث احلام پھر خود ہی یون
جواب دیا ہے کہ کلمۂ قالوا اسرو النجوی کی تاکید کے واسطے مکرر کیا گیا ہے
کیونکہ وہ متضمن ہے معنی کلام کو کہی یہ جواب دیا ہے کہ باب قلب سے ہے
یعنی اصل مین قالوا بل تھا قلب کرکے بل قالوا کہدیا ہے دوسرا قول یہ ہے
کہ پہلا بل ایک حکایت کے تمام اور دوسری حکایت کی ابتدا کے واسطے ہے
یا پہلا بل اس واسطے ہے کہ کفار نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان
مین اور جو آیات و نشانیان کہ آپ پر ظاہر ہوئین اون کے حق مین تجاوز کیا
حد سے بڑھے ہے کہ آپ کو دعوی رسالت مین کاذب ٹھیرایا قرآن شریف کو سحر بتایا
اللہ پاک نے اون کے اس تجاوز سے اضراب فرمایا طرف اس بات کے کہ
وہ امر قرآن مین متفاوت ہین یعنی اول سحر کہا پھر پریشان خواب بتایا اور دوسرا
تیسرا بل اس واسطے ہے کہ قرآن کو جو اونہون نے اباطیل ٹھیرایا یعنی واہیات
باتین جو اون کے خیال مین ڈالدی گئین اور اون پر خلط ملط ہوگئین اس سے

اضراب کیا طرف اس بات کے کہ وہ اباطیل بنائی ہوئی باتین ہین جن کو
اپنے جی سے بنالیا ہے پھر اس طرف اضراب کیا کہ وہ ایک کلام شعری
ہے جو کہ سامع کے خیال مین ایسے معانی ڈالتا ہے جن کی کوئی حقیقت
نہین ہے اور اون مین سامع کو رغبت دیتا ہے چونکہ پہلے قول مین بسبب
تقدیم کاذبل کے ایک طرح کا خفا تہا اس لیے بیضاوی نے اس قول دوسرے
کو ظاہر کہا ہے اس قول مین اول بل تو اللہ پاک کی طرف سے ہے اور
دوسرا تیسرا کفار کی طرف سے تیسرا قول یہ ہے کہ تینون بل اللہ پاک کی طرف سے
ہین واسطے اوتارنے اون کے قولون کے درجات فساد مین یعنی اون کا
دوسرا قول فاسد تر ہے پہلے سے اور تیسرا فاسد تر ہے دوسرے سے
اور اسی طرح چوتہا تیسرے سے فاسد تر ہے اس لیے کہ قرآن شریف کا شعر
ہونا دور تر ہے اوس کے مفتری ہونے سے کیونکہ وہ تو حقائق وحکم سے مملو
ومشحون ہے اوس مین وہ بات نہین ہے جو قول شعرا کے مناسب ومشابہ
ہوا اور اوس کا مفتری ہونا دور تر ہے اوس کے پریشان خواب ہونے سے کیونکہ
وہ تو بہت سی غیب کی باتون پر مشتمل ہے کہ واقع کے مطابق ہوئین اور جو شے
جی سے بنائی ہوتی ہے وہ ایسی نہین ہوتی بخلاف احلام کے اور اس لیے
کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کبھی اوپر چالیس برس تجربہ
کیا حالانکہ کبھی آپ سے کوئی جھوٹ نہین سنا اور یہ بعید تر ہے اس سے کہ
قرآن سحر ہو کیونکہ سحر قرآن کا مجانس ہے اس جہت سے کہ دونو منجملہ خارق
عادت ہین اس قول کو بیضاوی نے بجوز کرکے بیان کیا ہے یعنی یہ قول بہی
بن سکتا ہے گو ظاہر وہی قول دوم ہے غرضکہ کفار نے جو قرآن کی شان مین
یہ اضراب وانتقال کیا رنگ برنگ کی باتین بنائین متردد ہوے اس مین
بڑی سے بڑی دلیل ہے اس بات پر کہ جو کچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم لائے اونہون نے اوس کی حقیقت کو نہ سمجہا اوس سے جاہل رہے

نہ جانا کہ وہ کیا ہے نہ اوس کی کنہ کو پہچانا یا جان چکے تھے کہ وہ حق ہے
اور بے شک اللہ کے پاس سے ہے لیکن یہ چاہا کہ سینہ زوری سے اوس کو
دفع کرین اور ہر حجر و مدر سے اوس کو مارین جس شخص پر حجت غالب ہو جاتی
ہے اور برہان اوس کو مقہور کر دیتی ہے اوس کی یہی شان ہوتی ہے کہ
حجت مین غالب نہین ہو سکتا ہے تو اد ہر اد ہر کی واہی تباہی باتین بنا کر حق
کا دفع کرنا چاہتا ہے لیکن حق کب دفع ہو سکتا ہے گو کتنی ہی اوس کے دفع
مین کوشش و کوشش کیجاے پھر بعد اس سب کے یہ بولے کہ فلیاتنا بآیۃ
یہ جواب ہے شرط محذوف کا سیاق کلام اوس کو ظاہر کرتا ہے گویا یون کہا
گیا کہ اگر وہ ایسا نہین ہے جیسا ہم کہتے ہین بلکہ اللہ کے پاس سے رسول
ہو کر آیا ہے تو چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی نشانی لے آئے کما ارسل الاولون
یہ صفت ہے آیت کی یعنی ایسی نشانی کہ ہونے والی ہو مثل اوس نشانی
کے کہ جس کے ساتھ اگلے رسول بھیجے گئے ہین جس طرح کہ حضرت صالح
علیہ السلام اونٹنی لائے اور حضرت موسے علیہ السلام عصا و ید بیضا وغیرہ
نشانیان لیکر آئے اور حضرت عیسی علیہ السلام مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو
چنگا بناتے مردون کو زندہ کرتے تشریف لائے اسی طرح تم بھی ہمارے
پاس کوئی نشانی لاؤ اس معنی کی بنیاد پر کاف کا محل جر ہے اور ما موصولہ ہے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ما مصدریہ ہو اس صورت مین کاف منصوب ہوگا اس
بنا پر کہ وہ مصدر تشبیہی ٹھہرے گا ای فلیاتنا بآیۃ اتیانا کائنا مثل ارسال الاولین
صحت تشبیہ کی اس جہت سے ہے کہ کما ارسل الاولون معنی مین کما اتی الاولون
بالآیات کے ہے اس لیے کہ ارسال رسولون کا متضمن ہے معجزات کے
لانے کو کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ درمیان ارسل محمد اور اتی محمد بالمعجزۃ کے
کسی طرح کا فرق نہین ہے تو اب تشبیہ ٹھیک ہو گئی اون کا یہ سوال گویا تعنت
و سرکشی کا سوال تھا یہ درخواست کچھ اس لیے نہین کی تھی کہ اگر حسب فرمائش

اون کے نشانی آجائے تو ایمان لے آئین گے کیونکہ اللہ پاک تو اون کو
نشانیون مین سے وہ نشانیان دے چکا تھا جو کہ کافی ووافی تھین اور
اگر اللہ پاک اس بات کو جان لیتا کہ جس وقت اون کی فرمایشی نشانی
اون کو دیگا تو وہ ایمان لے آئین گے تو ضرور وہ نشانی اون کو عطا
فرماتا جیسا کہ خود اوس نے ارشاد فرمایا ہے ولو علم اللہ فیھم خیرا لاسمعھم
ولو اسمعھم لتولوا وھم معرضون زجاج نے کہا ہے کہ اونہون نے
ایسی نشانیون کی فرمائش کی تھی کہ اون کے ہوتے امہال کا وقوع نہین
ہو سکتا ہے یعنی اگر وہ نشانیان آجائین اور ایمان نہ لائین تو فی الفور
ہلاک کر دیے جائین ذرا بھی مہلت نہ ملے پس اللہ پاک نے اون کے اس
سوال کا یہ جواب دیا کہ ما امنت قبلھم من قریۃ اھلکناھا افھم
یومنون ضمیر قبلھم کی مشرکین مکہ کی طرف پھرتی ہے قریہ سے مراد اہل قریہ
ہین حرف من واسطے تاکید کے فاعل مین زیادہ کیا گیا ہے اھلکناھا
صفت ہے قریہ کی یعنی نہین ایمان لایا مکے والون سے پہلے کوئی قریہ
ایسا قریہ کہ ہلاک کیا ہم نے اوس کے رہنے بسنے والون کو یا ہلاک کیا ہم نے
اوس قریہ کو ساتھ ہلاک کرنے اوس کے رہنے والون کے بسبب اون کی
فرمائش کرنے کے تو پھر ہم ان کو وہ نشانی کیونکر دین جس کی انہون نے
فرمائش کی ہے حالانکہ یہ اپنے اگلون کے مقتدی ہین بلکہ اون سے بھی
زیادہ تر سرکش ہین اس مین بیان ہے اس امر کا کہ اللہ پاک کا طریقہ
اگلی امتون مین یہ جاری رہا ہے کہ جس وقت فرمائش کرنے والون کو اون کی
فرمائش دیدی گئی پھر وہ ایمان نہ لائے تو ضرور اون پر عذاب استیصال
اوتر آیا سب کے سب یکبارگی ہلاک کر دیے گئے کوئی نہ بچا ہمزہ افھم
مین واسطے تقریع وتوبیخ وانکار کے ہے یعنی جبکہ ہلاک کردہ شدہ امتون سے
کوئی امت وقت دیدینے اون کی فرمائش کے ایمان نہ لائی تو پھر یہ لوگ

لہ اور اگر اللہ جانتا ان مین کچھ بھلائی تو ضرور ان کو سنا دیتا اور اگر سنا دیتا تو ضرور یہ منہ پھیر جاتے اور روگردانی کرتے

کیونکر ایمان لائین گے جب ان کو ان کی فرمائش ملے گی ہرگز نہین
ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ مکے والون نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ جو بات تم کہتے ہو جب کہ وہ حق ہے اور
تم کو ہمارا ایمان لانا خوش کرتا ہے تو تم ہمارے واسطے کوہ صفا سونے کا کردو
اسپر جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے پھر عرض کیا کہ اگر تم چاہو تو جو تمہاری
قوم نے تم سے سوال کیا ہے وہ ہو جائے لیکن اگر وہ ہو جائیگا پھر وہ
ایمان نہ لائین گے تو اون کو مہلت نہ ملیگی اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم کا انتظار
کرو آپ نے فرمایا بلکہ مین اپنی قوم کا انتظار کرونگا اسپر اللہ تعالے نے یہ آیت
قبلہم الآیہ نازل فرمائی سبحان اللہ اس رحم وکرم کا کیا ٹھکانا ہے کہ ادہر سے
تو وہ سختی و درشتی اور ادہر سے یہ لطف و نرمی کیون نہو ادہر ارحم الراحمین
ادہر رحمۃ للعالمین المنۃ للہ کہ اوس نے ہم گنہ گارون کو دو رحمتون کے درمیان
مین رکھا ہے اللھم ارحمنا مرحمۃ تغنینا بھا عن رحمۃ من سواک
فی الدنیا والاخرۃ واجرنا من خزی الدنیا وعذاب البرزخ ویوم
القیامۃ وصل وسلم وبارک علی سیدنا محمد رحمۃ للعالمین
شفیع المذنبین وعلی الہ وصحبہ امین وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا

نوحی الیھم فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ○ اور پیغام نہین بھیجا
ہم نے تجھ سے پہلے مگر یہی مردون کے ہاتھ حکم بھیجتے تھے ہم اون کو سو
پوچھو یاد رکھنے والون سے اگر تم نہین جانتے ف اللہ پاک رد فرماتا ہے
اون لوگون پر جنہون نے بشر سے رسولون کے بھیجنے کا انکار کیا ہے
یعنی سارے رسول جو گذر چکے ہین یہی مرد تھے منجملہ بشر کے اون مین
فرشتون سے کوئی نہ تھا جیسا کہ دوسری آیت کریمہ مین فرمایا ہے وما ارسلنا
قبلک الا رجالا نوحی الیھم من اھل القری وقال تعالی قل ما کنت
بدعا من الرسل اور گذشتہ امتون سے نقل فرمایا ہے اس لیے کہ اونہون نے

ف اور جنہون نے یہ
کہا تھا کہ ہم
رسولون کے
بھیجنے کا انکار
نہین کرتے
ہم اقرار کرتے
ہین کہ رسول
بشر ہی ہونے
چاہئین
۱۲

اس کا انکار کیا تھا فقالوا ابشر یھدوننا اور اسی لیے یہان یون فرمایا ہے
فاسالوا الخ یعنی امتون مین سے جو اہل علم ہین اون سے پوچھو جیسے
یہود و نصاری اور باقی گروہ کہ آیا جو رسول اون کے پاس آئے وہ بشر
تھے یا فرشتے حالانکہ وہ نہ تھے مگر بشر اور یہ تو تمام نعمت الٰہی سے ہے
اوس کی خلق پر کہ اوس نے اون مین اونہین مین سے رسول بھیجے کہ اون کے
بلاغ و پیغام لینے پر قادر ہون کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان و غیرہ مین
ذکر کیا ہے کہ کفار نے جو کہا تھا ہل ہذا الا بشر مثلکم سو اللہ پاک نے اوس کا
یہ جواب دیا کہ نہین بھیجے ہم نے تم سے پہلے اگلی امتون کی طرف مگر مرد منجملہ
بشر کے مخصوص تمہاری جنس کے افراد سے لائق و قابل واسطے اصطفا
و انتخاب و ارسال کے اور ہم نے اون کی طرف فرشتے نہین بھیجے جیسا کہ
اللہ پاک نے فرمایا ہے قل لو کان فی الارض ملائکۃ یمشون مطمئنین
لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا جملہ نوحی الیھم مستانفہ ہے واسطے
بیان کیفیت ارسال کے لایا گیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ رجالا کی صفت ہو
یعنی ہم نے طرف اون کے ایسے مرد بھیجے جو کہ متصف تھے ساتھ اس
صفت کے کہ اون کی طرف وحی کیجاتی تھی صیغہ مضارع کا واسطے حکایت
حال ماضی کے ہے حفص و حمزہ و کسائی نے نوحی بنون پڑھا ہے باقی
قاریون کی قرات بیای تحتیہ بصیغہ مضارع مجہول ہے پھر اللہ پاک نے کفار
کو امر فرمایا کہ تم اہل ذکر یعنی یہود و نصاری سے اس بات کو پوچھو اگر تم نہین
جانتے ہو یعنی اگر تم اس بات کو نہین جانتے ہو کہ اللہ کے رسول بشر سے
ہوتے ہین تو تم اہل کتاب سے پوچھو کیونکہ وہ نہ اس سے جاہل ہین نہ اس کا
انکار کرتے ہین علم کے دو مفعول چاہییں سو یہان ہو سکتا ہے کہ دونون
مراد ہون یعنی لا تعلمون ان ذلک کذلک اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونون
مراد نہ ہون یعنی ان کنتم من غیر ذوی العلم اور شرط کا جواب بسبب دلالت

ف یعنی جس کتاب سے تم پوچھو گے وہ بھی یہی کہے گی کہ رسول آدمی ہی ہوتے ہین اگر فرشتے رسول ہوتے تو زمین مین بھیجے جاتے اور فرشتے آسمان سے سوتی ہوئی زمین پر کیونکر آتے ۱۲

ماقبل کے حذف ہوگیا ہے یعنی فاسئلوہم یہان جو کفار کی طرف خطاب
کو متوجہ فرمایا ہے سو واسطے سرزنش کرنے کے ہے اور اس لیے ہے
کہ رتبۂ تکبر سے اون کو اوتارا ہے یعنی اے جاہلو نادانو بے وقوفو تم اہل
کتاب سے پوچھو کون اہل کتاب جو کہ اگلے رسولون کے احوال سے واقف
ہین وہ تم کو حقیقت حال کی خبر دیدین گے اب رہی یہ بات کہ اللہ پاک نے
مشرکین مکہ کو اس بات کا کیون امر فرمایا کہ وہ اہل کتاب سے اگلے رسولون کا
حال پوچھین کہ وہ بشر تھے یا فرشتے باوجود اس کے کہ مشرکین نے تو یون کہا
ہے لن نؤمن بھذا القراٰن ولا بالذی بین یدیہ سو اس کا جواب
یہ ہے کہ مشرکین گو اہل کتاب کی کتاب پر ایمان نہین لائے ہین لیکن نقل
متواتر اہل کتاب سے کسی امر مین سب کے لیے علم کے مفید ہے یعنی
اوس کے واسطے بھی جو اون کی کتاب پر ایمان لاتا ہے اور اوس کے
واسطے بھی جو اوسپر ایمان نہین لاتا ہے یا مشرکین کا حوالہ اہل کتاب پر
اس لیے کیا کہ اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی مین
مشرکین کی پیروی کرتے تھے تو مشرکین اہل کتاب کی تکذیب نہ کرین گے
اوس بات مین کہ جس مین وہ ہین کرخی نے رازی سے اسی طرح نقل کیا ہے
بیضاوی نے یون کہا ہے کہ اہل کتاب کی طرف یا تو الزام کے واسطے حوالہ
کیا ہے کیونکہ مشرکین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام مین اون سے
مشورہ کیا کرتے تھے اور اون کی بات پر وثوق کرتے تھے یا اس واسطے
کہ جم غفیر کا خبر دینا موجب علم ہوتا ہے گو وہ کافر ہی کیون نہون لنسفی کا لفظ
یہ ہے کہ اہل مکہ اون کے قول پر اعتماد کیا کرتے تھے فتح البیان مین فرمایا
ہے کہ اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ تقلید جائز ہے حالانکہ یہ
خطا ہے اگر مان بھی لی جاے تو معنی یہ ہون گے کہ سوال اون کا کتاب و
سنت کے نصوص سی ہے نہ راے بحت سے اور تقلید نہین ہے مگر غیر کے

قول کا قبول کر لینا بغیر اوس کی حجت کے مقلد جس وقت اہل ذکر سے
کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سوال کریگا تو وہ مقلد
ہوگا امام رازی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے بعض لوگون نے کہا کہ مراد اہل ذکر
سے اہل قرآن ہین حالانکہ یہ قول بعید ہے کیونکہ وہ تو قرآن شریف مین
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین طاعن تھے پس بہت سے فقہا کا
اس آیت سے متعلق ہونا اس بات مین کہ عامی کے لیے جائز ہے کہ فتوی
علما کی طرف رجوع کرے اور اس امر مین کہ مجتہد کو جائز ہے کہ دوسرے مجتہد کے
قول کو لیوے سے بعید ہے کیونکہ یہ آیت خطاب مشافہہ ہے اور اس واقعہ
مخصوص مین وارد ہے اور متعلق ہے یہود و نصاری سے علی الیقین انتہی
ہم سورہ نحل مین پہلے لکھہ چکے ہین کہ سیاق اس آیت کریمہ کا اس بات کو مفید
ہے کہ مراد اس سے سوال خاص ہے اور اس سے تجھے یہ امر ظاہر ہو جائیگا
کہ یہ آیت اتباع کی دلیل ہے نہ تقلید کی پس طرف اوس کے رجوع کر شوکانی
رحمہ اللہ تعالے نے اس بات کو رسائل بسیطہ مین واضح کر کے بیان کیا ہے
منجملہ اون کے القول المفید فی حکم التقلید و ادب الطلب و منتہی الارب وغیرہ نے
غیر ہا غرضکہ پھر جب اللہ پاک مشرکین کے شبہے کے جواب سے فارغ ہوا تو
رسولون کے جنس بشر سے ہونے کی تاکید فرمائی پس ارشاد فرمایا

وما جعلناهم جسدا لا يأكلون الطعام وما كانوا خالدين ۝
ثم صدقناهم الوعد فأنجيناهم ومن نشاء وأهلكنا المسرفين ۝
لقد أنزلنا إليكم كتابا فيه ذكركم أفلا تعقلون ۝ ع ۱

اور نہ بنائے
تھے ہم نے ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھاوین اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہنے والے
یعنی موت بھی نہ آئے اون کو پھر سچ کیا ہم نے اون سے وعدہ پھر بچا دیا
اون کو اور جس کو ہم نے چاہا اور کھپا دیے ہاتھہ چھوڑنے والے ہم نے
اوتاری ہے تم کو کتاب کہ اوس مین تمہارا نام ہے کیا تم کو بوجھہ نہین ف

یعنی اللہ پاک نے جو اگلی امتوں مین رسول بھیجے تھے وہ ایسے بدن نہ
تھے کہ کھانا نہ کھاتے بلکہ وہ تو ایسے بدن تھے کہ کھانا کھاتے تھے جیسا کہ
اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے وما ارسلنا قبلک من المرسلین
الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق یعنی بشر تھے منجملہ بشر
کے لوگون کی طرح کھاتے پیتے تھے اور کمانے و تجارت کرنے کو بازارون مین
داخل ہوتے تھے یہ بات اونکو کسی طرح کا ضرر نہین پونہچاتے تھے نہ اون مین
سے کچھ کم کرتی تھی جس طرح کہ مشرکین نے اپنے قول مین وہم کیا ہے ما
لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق لولا انزل الیہ
ملک فیکون معہ نذیرا او یلقی الیہ کنز او تکون لہ جنۃ یاکل منھا
الا یہ اور نہ تھے وہ رہجانے والے دنیا مین بلکہ جیتے پھر مرجاتے تھے
وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد خاصہ اون کا یہ تھا کہ اللہ عزوجل
کی طرف سے اون کو وحی آتی تھی اللہ کی طرف سے اون پر فرشتے
اوترتے وہ بات لیکر جس کا وہ حکم کرتا ہے اپنی خلق مین منجملہ اون باتون
کے کہ جن کا امر کرتا ہے اور اون سے منع کرتا ہے نقد صدقنا ھم الوعد
یعنی جس بات کا اون سے اون کے رب نے وعدہ کیا کہ وہ ضرور ظالمون کو
ہلاک کردیگا تو اللہ نے اون سے اپنا وعدہ سچ کیا اور اوس کو کردیا اور اسی لیے
یون فرمایا فانجیناہم ومن نشاء یعنی پھر ہم نے اون کو بچادیا اور اون کے
اتباع و پیروی کرنے والون کو مومنین مین سے وانھلکنا المسرفین یعنے
ہلاک کردوالا ہم نے اون لوگون کو جو کہ جھوٹھلاتے تھے اوس شے کو جس کو
رسول لائے لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم اللہ تعالے آگاہ کرتا ہے
قرآن کے شرف پر برانگیختہ فرماتا ہے اون کو اوس کی قدر پہچاننے پر حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ذکرکم سے مراد شرفکم ہے مجاہد نے
کہا حدیثکم حضرت حسن نے فرمایا دینکم یعنی تمہاری طرف ایسی کتاب اوتاری

ہے کہ جسمین تمہارا شرف ہے یا تمہارا قصہ یا تمہارا دین افلا تعقلون سو کیا تم
نہین بوجھتے ہو اس نعمت کو اور اوس کی تلقی[1] بالقبول نہین کرتے ہو کذا فی
ابن کثیر **ف** جعل مین دو احتمال ہین ہو سکتا ہے کہ بمعنی صیر ہو اس صورت
مین دو مفعول کی طرف متعدی ہوگا ایک مُہم دوسرا جسدا اور ہو سکتا ہے کہ
بمعنی خلق و انشا ہو اس بنیاد پر ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا اور جسدا
بتاویل مشتق کے ہو کر حال ٹھیریگا یعنی متغذین کیونکہ جسد کے لیے غذا ضرور
ہے جسد کہتے ہین انسان و جن و ملائکہ کے جسم کو ابو السعود نے یہی کہا ہے
بیضاوی نے کہا کہ جسد جسم ذو لون ہے اور اس لیے آب و ہوا پر اس کا
اطلاق نہین ہوتا ہے اسی معنی سے زعفران کو جساد کہتے ہین کسی نے کہا کہ
جسد جسم ذو ترکیب ہے اس واسطے کہ اصل جسد کی جمع واشتداد شی کے لیے ہے
یعنی جس مادے مین ج سین د ال پایا جائیگا تو اوس مین جمع و اشتداد ہوگا
اب رہی یہ بات کہ یہ دوسرا مفعول یا حال ٹھیرے اس کا جمع ہونا ضرور ہے کیونکہ
ہم ضمیر جمع ہے سو اس کے واحد لانے کی کئی وجہین ہین ایک یہ ہے کہ
مراد اس سے جنس ہے دوسری یہ ہے کہ اصل مین مصدر ہے اور مصدر
مین واحد و تثنیہ و جمع برابر ہوتے ہین تیسری یہ ہے کہ یہان مضاف محذوف
ہے یعنی ذوی جسدا اس قول مین بحث ہے چوتھی یہ ہے کہ ضمیر ہم کی تاویل
کل واحد کے ساتھہ کرین گے اور جملہ لا یاکلون الطعام محل نصب مین ہے
صفت ہے جسد کی گو جسد مفرد ہے لیکن مراد اوس سے جمع ہے یا مضاف
محذوف ہے چنانچہ مذکور ہو چکا ہے یہی وجہ ظاہر تر ہے مطلب یہ ہے کہ
ہم نے اون کو ایسے اجساد بنائے ہین کہ وہ غذا کھاتے ہین اور آخر کو
موت کی طرف منتقل ہون گے نہ ایسے جسم کہ غذاؤن سے بے نیاز ہون یہ جملہ
اگلے جملے کی مضمون کی تقریر و تاکید کرتا ہے کیونکہ اوسکا مضمون یہی تھا کہ
اگلے رسول بشر تھے فرشتے نہ تھے اس کے ساتھہ ہی اون کے اس قول کا

[1] تلقی پیش آسکن ۱۲

رد بھی کرتا ہے کہ مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق یعنی
اللہ کے رسول حکم طبیعت مین سارے افراد بنی آدم کے پیرو ہین جس طرح وہ
کھاتے پیتے ہین اوسی طرح یہ بھی کھاتے پیتے ہین کسب و تجارت کے واسطے
بازارون مین چلتے پھرتے ہین وما کانوا خالدین یعنی وہ ہمیشہ رہنے والے
نہ تھے بلکہ وہ مرتے ہین جس طرح اون کے سوا اور بشر دنیا مین مرتے رہتے
ہین یہ جملہ اول کی تقریر و تاکید کرتا ہے کیونکہ کھانے کے سبب سے زندہ رہنا
تحلیل کے توابع سے ہے کون تحلیل جو کہ فنا کی طرف پہونچا دیتی ہے گویا
کفار نے یون کہا تھا کہ رسول فرشتہ کیون نہوا کہ نہ کھاتا اور ہمیشہ رہتا
مرتا نہین یہ بات اونہون نے یا تو اس اعتقاد سے کہی تھی کہ فرشتے مرتے
نہین ہین یا اون کی بقا سے ممتد و حیات دراز کا نام خلود رکھا سو اللہ پاک
نے اوس کا یہ جواب دیدیا ثم صدقناھم الوعد معطوف ہے اوس جملے
پر کہ جسپر وما ارسلنا الخ دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اوحینا الیھم ما اوحینا ثم
صدقناھم الوعد صدق دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے اون مین سے
دوسرے کی طرف حرف جر سے متعدی ہوتا ہے اور کبھی حرف جر محذوف
ہوتا ہے صدقتک الحدیث اور صدقتک فی الحدیث دونو طرح بولتے ہین یعنی وحی کی ہمنے طرف
اون کے جو وحی کی پھر سچ کیا ہم نے اون سے اوس بات مین کہ جسکا اون سے
وعدہ کیا تھا اثنای وحی مین وہ وعدہ یہی تھا کہ اون کو بچالین گے اور
اون کے دشمنون کو ہلاک کرڈالین گے جنہون نے اون کو جھٹلایا ہے اور
اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے فانجیناھم یعنی پس ہم نے اون کو
بچا لیا ومن نشاء اور اوس شخص کو کہ چاہا ہم نے ہمارے مومن بندون مین سے
جنہون نے رسولون کی تصدیق کی والمھلکنا المسرفین اور ہلاک کرڈالا ہم نے
اون لوگون کو جو کہ کفر و معاصی مین حد سے بڑھنے والے تھے وہ لوگ
مشرکین ہین مراد اون کے بچانے سے یہ ہے کہ اون کو اوس عذاب سے

بچا لیا جو اون کی قوم پر نازل ہوا اور کافرون کو عذاب دنیوی سے ہلاک
کر ڈالا بیضاوی نے کہا کہ مراد من نشاء سے وہ لوگ ہین جو کہ رسولون پر
ایمان لائے اور وہ شخص کہ اوس کے باقی رکھنے مین حکمت ہے جیسے وہ
آدمی کہ آئندہ ایمان لے آئیگا وہ خود یا اوس کی اولاد مین سے کوئی مومن
ہوگا اور اسی لیے عذاب استیصال سے عرب لوگ محفوظ رکھے گئے پھر
اللہ پاک نے اپنی ایک بڑی نعمت پر آگاہی بخشی جس کا اوس نے بندون پر
انعام فرمایا ہے یعنی قرآن کریم اوتارا جس مین اون کی دین و دنیا کا نفع ہے
لیکن چونکہ قریش نے اوس کی کچھ قدر نہ کی اور بجاے شکر کے کفر و انکار کیا
اور جب کوئی آیت و سورت قرآن کی نازل ہوئی تو اوس سے مونہہ موڑا
جس کا ذکر شروع سورت مین ہو چکا ہے اس لیے اللہ پاک نے تحقیق و اثبات
حقیت قرآن کو بکلام مستانف و مستقل ذکر فرمایا اور بلحاظ اہتمام مدعا حسب محاورہ
عرب مصدر بقسم کیا اور یون ارشاد فرمایا لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم
افلا تعقلون یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ مقرر اوتاری ہم نے طرف تمہارے
اے گروہ قریش کے ایک کتاب عظیم الشان نیر البرہان واضح البیان
بین السلطان کہ جس مین تمہارا شرف و صیت و شہرہ ہے جیسا کہ اور جگہہ فرمایا ہے
وانہ لذکر لک ولقومک شرف کے یہ معنی ہین کہ قرآن شریف تمہاری تشریف و
بزرگی و برتری کا سبب ہے عرب کے لوگون مین سے کیونکہ تمہاری
لغت و زبان و محاورے مین اوترا ہے صیت کے معنی ہین ذکر جمیل یعنی نام
نیک جو لوگون مین منتشر و مشہور ہوتا ہے یعنی قرآن پاک مین وہ شے ہے
جو کہ تمہاری ثنا و صفت کرنے کی موجب ہوتی ہے اس لیے کہ وہ تمہاری زبان
مین نازل ہوا ہے تمہارے درمیان مین تمہین مین کے رسول پر اوترا ہے
اور اوس کا اشتہار تمہارے اشتہار کا سبب ہے چونکہ قرآن شریف اس سب کا
سبب ہے سو اوس کی سببیت مین مبالغہ کرنے کو یہ سب امور قرآن مین ٹھہرائے

گئے کسی نے کہا مراد ذکر سے وہ شے ہے کہ جس کی طرف تم اپنے دین
و دنیا کے امور مین محتاج ہوتے ہو کسی نے کہا مراد ذکر سے مکارم اخلاق ہین
کہ جن سے تم حسن ذکر و نیکنامی طلب کرتے ہو کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ اس مین
ذکر ہے تمہارے امر دین و احکام شرع کا اور ذکر ہے ثواب و عقاب کا کہ جس کی
طرف تم منتقل ہو گے کسی نے کہا کہ اس مین تمہارے لیے تذکرہ ہے تا کہ تم
ڈرو اس بنا پر ذکر بمعنی وعد و وعید ٹھیریگا ابو السعود نے کہا ہے کہ ذکر کے معنی
موعظت یہی مناسب تر ہین سیاق و مساق نظم کریم سے کیونکہ افلا تعقلون
انکار توبیخی ہے اس مین اون کو برانگیختہ و آمادہ کرنا ہے اس بات پر کہ امر
کتاب مین تدبر تفکر کرین اور اوس کی نوردو پیچیدگیون مین جو انواع و اقسام
کے مواعظ و زواجر ہین اون مین تامل و غور کرین منجملہ انہین زواجر کے وہ
قوارع ہین جو سابق مذکور ہو چکے ہین اور آئندہ آوینگے حرف فا واسطے
عطف کے ہے مقدر پر کون مقدر کہ جس کی طرف کلام کا کھچاؤ ہو رہا ہے
یعنی کیا تم فکر نہین کرتے ہو پھر تم بوجھتے نہین ہو کہ بات اس طرح ہے یا یہ
معنی ہین کہ تم بوجھتے نہین ہو کسی شے کو اون شیائے سے جن کی منجملہ امر مذکور
ہے یا یہ معنی ہین کیا تم بوجھتے نہین ہو اوس بات کو کہ جس کے ساتھہ مین نے
تمکو تمہارے غیر پر فضیلت دی ہے کہ تم ایمان لے آؤ پھر اللہ پاک نے اون کو
وعید سنائی اور جو ما جرا امم مکذبہ پر گذر چکا ہے اوس سے اون کو ڈرایا پس
یون ارشاد فرمایا وکم قصمنا من قریۃ کانت ظالمۃ وانشانا بعدھا

قوما اٰخرین ۝ فلما احسوا باسنا اذا ھم منھا یرکضون ۝ لا ترکضوا
وارجعوا الی ما اترفتم فیہ ومسٰکنکم لعلکم تسئلون ۝ قالوا یٰویلنا
انا کنا ظٰلمین ۝ فما زالت تلک دعوٰھم حتی جعلنٰھم حصیدا خٰمدین ۝
اور کتی توڑ ماریں ہم نے بستیان جو تھین گنہگار اور اوٹھا کھڑے کیے اون کے
پیچھے اور لوگ پھر جب آہٹ پائی ہماری آفت کی تب ہی سگے وہان سے

لہ زواجر یعنی جھڑکیان قوارع یعنی تنبیہ و توبیخ و ڈانٹ

ایڑ کرنے اثر مت کرو اور پھر جاؤ جہان تم کو عیش ملا تھا اور اپنے گھرون مین
شاید کوئی تم کو پوچھے یعنی یہ بات ہونی نہ تھی کہنے لگے ای خرابی ہماری
ہم تھے بے شک گنہگار پھر یہی رہی اون کی پکار جب تک ڈھیر کر دیے
کاٹ کر جیسے پڑے اتنے ف کلمہ کم خبریہ ہے جو کہ تکثیر کا فائدہ دیتا ہے
جیسا کہ اللہ پاک نے اور جگہہ فرمایا ہے کم اہلکنا من القرون من بعد نوح
اور فرمایا ہے فکاین من قریۃ اہلکناہا وہی ظالمۃ فہی خاویۃ علی عروشہا الآیۃ
کم مفعول مقدم ہے قصمنا کا من قریۃ اوس کی تمیز ہے یعنی قصمنا قری کثیرۃ
قصم بقاف وصاد مہملہ کسی شے کے توڑنے کو ٹہنے کو کہتے ہین جب کوئی
شخص کسی شخص کی پشت توڑ ڈالے تو عرب کی بول چال مین یون کہتے
ہین کہ قصمت ظہرہ اور جب کسی کا دانت ٹوٹ جائے تو بولتے ہین قصمت
سنہ لیکن قصم جدائی کے ساتہہ توڑنے کو بولتے ہین یعنی قصم وہ توڑنا ہے
کہ شی کے اتصال باہمی اجزا کو جدا کر دے اور فصم بفاء وصاد مہملہ سو یہ چیز نا دار
کرنا ہے کسی شی مین بدون جدائی کے اور کسر مطلق توڑنے کو کہتے ہین
مراد قصم سے یہان اہلاک وعذاب ہے قریہ کے معنی ہین گانون اور بستی
اس کے اول مین مضاف ہے یعنی اہل قریہ قریہ اس کے ظرف پر کہ
ظالمۃ ہے یہ محل جر مین ہے بنا بر صفت قریہ سو ظلم صفت اہل قریہ کی ہے
نہ نفس قریہ کی کیونکہ قریہ تو ایک قطعہ ہے زمین کا زمین کیا ظلم کریگی یہان مراد
ظلم سے کفر ہے اصل مین ظلم کہتے ہین کسی شے کے رکھنے کو اوس کے
غیر جگہہ مین اور اونہون نے کفر کو ایمان کی جگہہ مین رکہا اس لیے وہ ظالم
ہوے بلکہ بڑے ظالم ہیرے کہ اپنے مالک وخالق کو نہ پہچانا اور اوس کے
منکر ہوے اس سے بڑہ کر اور کیا ظلم ہوگا حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالے
نے اپنی بعض تصانیف مین کیا خوب نکتہ لکہا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن شریف
مین جہان کہین قریہ کا ذکر آتا ہے تو وہان مفسرین اہل کا کلمہ مقدر بتاتے ہین

ف اور کتنی ہی بستیان ہم نے ہلاک کر ڈالین ہمارے عذاب سے پہلے سو کوئی نشان اور ٹھکانا ان کا باقی نہین رہا اب وہ ویران پڑی ہین

حالانکہ مقدر نکالنے کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ قریہ بستی کو اور بستی
والون کو بولتے ہین اس کے دونو معنی ہین عرف قرآن شریف یہی ٹھیرا
ہے کہ قریہ بدون اہل کے مذکور ہو جب خود قریہ بمعنی اہل قریہ ٹھیرا تو اب
کون ضرورت ہے کہ کلمۂ اہل مقدر نکالا جاوے انشا کے معنی ہین ایجاد
و احداث غرضکہ اللہ پاک قریش کو بڑی دھوم دھام سے ڈراتا دھمکاتا ہے
اس لیے کہ اونہون نے کتاب و رسول کی قدر نہ سمجھی اون کو تو بغایت قدر
کرنی چاہیے تھی کیونکہ قرآن اونہین کی زبان مین اوترا اونہین کی قوم کے
آدمی پر نازل ہوا کون قرآن جو کہ سراپا اعجاز ہے اولین و آخرین کے اخبار
پر مشتمل ہے دین دنیا کی خیر و خوبی اوس مین موجود ہے اونہون نے اوس کی
یہ قدر کی کہ اوس سے بکفر و انکار پیش آئے سحر و قول شاعر و افترا و کذب و
پریشان خواب اوس کو بتایا رسول کو ساحر شاعر مفتری ٹھیرایا اس واسطے اللہ
پاک نے بغایت غیظ و غضب و نہایت غصے سے اس آیت کریمہ کو نازل
فرمایا اور اگلی امتون کے ہلاک کرنے کا قصہ بلفظ فصم ذکر کیا اھلکنا کسرنا
فصمنا چھوڑکر فصمنا فرمایا جو کہ اعلے درجے کے توڑنے پر دلالت کرتا ہے
یعنی تمہاری کیا ہستی ہے تمہاری کون حقیقت ہے ہم نے تو تم سے پہلے
بہت سی بستیون کو توڑ مارا ہے جبکہ اونہون نے ظلم و کفر کیا اور ہماری
آیتون کی تکذیب کی اور بعد ہلاک کرنے اون کے رہنے بسنے والون کے
ایک اور ہی قوم کو ایجاد و احداث کر دیا جو اون مین سے نہ تھی یعنی اگر تم ایمان
نہ لاؤگے اور کفر و انکار سے باز نہ آؤگے تو تمہاری بھی وہی گت ہوگی
جو اون کی ہوئی اللہ پاک کے نزدیک کوئی کام مشکل نہین ہے اوسپر
سب کچھ آسان ہے چونکہ یہ محل غیظ و غضب کا ہے اور تہدید و توبیخ و اظہار
قدرت کاملہ کا موقع ہے شاید اسی واسطے وانشانا بعدہا قوما آخرین کو
کم فصمنا سے متصل ذکر فرمایا ورنہ یہ جملہ بعد خامدین کے ہوتا اور جملۂ

کانت ظالمۃ جو کہ قریہ کی صفت واقع ہوا ہے ایک تو اس سے اون لوگون کا
حال معلوم ہوا کہ وہ ظالم کافر تھے دوسری یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اون کے
ہلاک کرنے کی علت یہی ظلم و کفر تھا کلمۂ لما ظرفیہ نہین ہے بلکہ حرف وجوب
ہے واسطے وجوب کے اس لیے کہ ظرف کے واسطے عامل ضرور ہے اور
یہان کوئی عامل نہین ہے کیونکہ ما بعد اذا کا اذا کے ماقبل مین عمل نہین کرتا ہے
اس کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ لما مین معنی مفاجات نے عمل کیا ہے جس کو
کلمۂ اذا اختیار کیا ہے احساس کہتے ہین ادراک و شعور و یقین جاننے کو یا حاسۂ
بصر سے دیکھنے کو اخفش نے کہا کہ احسوا کے معنی ہین خافوا و توقعوا باس
کہتے ہین عذاب و سختی کو یہان مراد عذاب شدید ہے اذا واسطے مفاجاۃ کے
ہے یعنی ناگاہ ہم مبتدا ہے برکضون خبر ضمیر احسوا کی اہل قریہ کی طرف پھرتی
ہے قوما کی طرف راجع ہونا جائز نہین ہے کیونکہ قوم کے واسطے وہ شے
مذکور نہین ہوئی ہے جو اس کی مقتضی ہو منہا کی ضمیر قریہ کی طرف راجع ہے
یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باس کی طرف راجع ہو کیونکہ باس معنی مین نقمت و بأساء
کے ہے اس لیے باعتبار معنے کے ضمیر مونث کی باس کی طرف پھر سکتی ہے
اول کی بنیاد پر حرف من واسطے ابتدای غایت کے ہوگا اور ثانی کی بنا پر
واسطے تعلیل کے اصل رکض کی اس محاورے سے ہے کہ رکض الرجل
الدابۃ برجلیہ یعنی مارا آدمی نے سواری کو اپنے دونو پانون سے کہتے ہین
رکض الفرس یعنی گھوڑے کو ایڑ لگائی یہ جب بولتے ہین کہ اپنی دونون
ٹپڑلیون سے اوس کو رنج دے ایذا پہونچائے پھر اسکا استعمال بکثرت ہوا
یہان تک کہ جس وقت گھوڑا دوڑا تو کہا گیا کہ رکض الفرس و منہ ارکض برجلک
آیت کریمہ مین کنایہ ہے فرار و ہرب و انہزام سے یعنی یہان رکض سے مراد
بھاگنا ہے کیونکہ جب بھاگنا جلدی کرنا منظور ہوتا ہے تو گھوڑے کو ایڑ لگاتے
ہین تاکہ وہ دوڑے جلد چلے بھاگے اترآف کہتے ہین الطبار نعمت کو یعنی

بے راہ و گمراہ و طاغی و سرکش کرنا نعمت کا کسی کو مترف کے معنی ہین منعم
محاورے مین بولتے ہین اترف فلان یعنی فلان پر وسعت و فراخی کی گئی
اوس کی معاش و گذران مین اور کم ہوا اوس مین ہم و غم اوس کا ویل سے
مراد ہلاک ہے یعنی اسے ہماری ہلاکی تو کہان ہے حاضر ہو یہ تو تیرے
حاضر ہونے کا وقت ہے تلک کا محل رفع ہے بنا بر اہم زالت اور مشار الیہ
اس کا یا ویلنا انا کنا ظالمین ہے دعوی کے معنی ہین دعا اس کا نام اس لیے
دعوی رکھا کہ ویل کہنے والا گویا ویل کو پکارتا ہے اور کہتا ہے اے ویل
تو آ یہ تیرا وقت ہے اور دعوہم خبر ہے زالت کی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تلک
خبر ہو اور دعواہم اسم حصد کہتے ہین کھیتی کاٹنے کو حصید بمعنی محصود ہے اسی لیے
اس کو بصیغۂ جمع نہ کہا کیونکہ فعیل بمعنی مفعول مین واحد و تثنیہ و جمع برابر ہوتا ہے
خمد و خمود کہتے ہین فرو مردن آتش کو جس وقت آگ بجھ جاتی ہے تو بولتے
ہین خمدت النار و ہمدت سو یہان حیات کے بجھنے کو تشبیہ دی آگ کے
بجھنے سے جس طرح کہ کوئی شخص مر جاتا ہے تو اوس کو کہتے ہین قد طفئ یعنی
بجھ گیا مراد یہ ہے کہ مر گیا خمود عبارت ہے اس سے کہ اوس کا لہب یعنی شعلہ
ساکن ہو جائے اور انگارا باقی رہے اور ہمود عبارت ہے اس سے کہ آگ
بالکل جاتی رہی یہان تک کہ راکھ ہو جائے اس لیے اس جگہ بہتر یہ ہے کہ
مراد خمود سے ہمود ہو کیونکہ اس کے معنی مین زیادہ تر مبالغہ ہے خامدین مع
حصیدا کے بمنزلۂ مفعول ثانی کے ہے جس طرح کہ یہ قول ہے جعلتہ حلوا حامضا
یعنی کر دیا مین نے فلان شی کو جامع درمیان شیرینی و ترشی کے کیونکہ معنی یہ
ہین کہ کر دیا ہم نے اون کو جمع کرنے والی واسطے مماثلت حصید و خمود کے
یا خامدین صفت ہے حصیدا کی یا حال ہے اوس کی ضمیر سے معنی یہ ہین پھر جب
اونھون نے ادراک کیا اور یقین کر لیا حاسۂ بصر سے دیکھا ہمارے سخت
عذاب کو یا ادراک کیا جس طرح کہ مشاہدہ کرنے والا شی محسوس کو ادراک کرتا ہے

ناگاہ وہ اوس گانون سے یا بسبب اوس عذاب کے بہاگنے لگے جلدی
کرتے اپنی سواریون کو ایڑ مارتے یا پیدل بہاگنے لگے جلدی کرتے سخت
دوڑنے مین اون کی تشبیہ دی اون لوگون سے جو کہ اپنی سواریون کو
ایڑ مارتے ہین جس وقت کہ اونہون نے مقدمۂ عذاب کو دیکہہ لیا
تو اون سے براہ استہزا و سخریہ کہا گیا لا ترکضوا یعنی مت بہاگو یہ کہنا یا تو بزبان
حال تہا یا بلسان قال اس صورت مین قائل اس قول کے فرشتے تہے یا جو
مومنین اوس جگہہ تہے اونہون نے یہ بات کہی اور پہر جاؤ طرف دنیا و عیش
خوشگوار کے کہ جس مین تم نے عیش و تنعم و تلذذ کیا تہا یعنی اون نعمتون کی طرف
لوٹ جاؤ جو باعث ہوئین تمہارے اترانے و کفر کرنے کی ابن ابی حاتم
نے سعید بن جبیر سے الی ما اترفتم فیہ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ لوٹ جاؤ
تم طرف اپنے گہرون اور مالون کے اور لوٹ جاؤ اپنی گہرون کو جن مین تم رہتے
بستے اور اون سے فخر کیا کرتے تہے لعلکم تسالون شاید تم پوچہے جاؤ یعنی
شاید لوگ بات پوچہنے کو تمہارا وقت کرین مہمات و حوادث مین تم سے مشورہ
لین تدبیر و رائے تم سے دریافت کرین یہ بات بطور سخریہ و توبیخ کے اون سے
کہی گئی یا یہ معنی ہین کہ جو بلا تم پر نازل ہوئی اور جو عقوبت تم پر گذری شاید کوئی اوسکا
حال تم سے پوچہے تو تم پوچہنے والی کو بعلم و مشاہدہ خبر دوگے یعنی اس لیے
تم لوٹ جاؤ فتح الرحمن مین یون کہا ہے یعنی بغمخوارگی قوم احوال شما پرسند
یا یہ معنی ہین کہ تم سے سوال کرین کہ تم ایمان لاؤ جس طرح کہ تم پر عذاب اوترنے
سے پہلے تم سے اسکا سوال کیا کرتے تہے یا یہ معنی ہین کہ شاید تمہاری دنیا
سے کوئی شخص حسب عادت کچہہ مانگے پہر تم جس کو چاہوگے دوگے جس کو
چاہوگے نہ دوگے کیونکہ تم لوگ تو نعمت و ثروت والے ہو یہ سب باتین بطور
سخریہ و توبیخ کے اون سے کہی گئین یا یہ معنی ہین کہ تم لوٹ جاؤ اور بیٹہو جس طرح
تم اپنی مجلسون مین بیٹہا کرتے تہے تاکہ تمہارے غلام اور جن لوگون مین تمہارا

امر و نہی نافذ و جاری ہے وہ تم سے پوچھین اور کہین کہ کیا حکم دیتے ہو اور
کیونکر کام کرین اور نہ کرین جس طرح کہ عیش و آرام والی لوگون کی عادت ہوتی
ہے جن کے غلام و خادم خدمت کیا کرتے ہین یا یہ معنی ہین کہ شاید لوگ
تمہاری مجلسون مین تم سے معاون و مددگار کا سوال کرین کہ وہ سخت سخت
حوادث مین مدد کرے یعنی تم تو بڑے دولتمند و وجاہت والے ہو کہ جب
کسی پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو وہ تم سے معاون و مددگار طلب کرتا ہی یا معنی
ہین کہ اونہین لوگون مین سے بعض نے بعض سے کہا کہ مت بھاگو اپنے منازل
و اموال کی طرف لوٹ چلو شاید تم سے مال و خراج مانگین تو تم قتل نہ کیے
جاؤ گے آخر کے تین معنی نسفی رحمہ اللہ تعالے نے ذکر فرمائے ہین بیضاوی
مین کہا ہے شاید تم پوچھے جاؤ کل یعنی قیامت کو تمہارے اعمال سے یا عذاب
کیے جاؤ کیونکہ سوال اور پوچھ پاچھ مقدمات عذاب سے ہے حافظ ابن کثیر کا
لفظ یہ ہے لعلکم تسالون ای عما کنتم فیہ من ادا شکر النعم خازن نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ شاید تم پوچھے جاؤ تمہارے
نبی کے قتل سے پھر جب اونہون نے عذاب کو دیکھ لیا اور نجات کا کوئی طریقہ
نہ پایا جس وقت فرشتون نے اون سے لا ترکضوا کہا تو وہ بولے یا ویلنا
انا کنا ظلمین یعنی ای خرابی ہماری ہم بے شک ظلم کرنے والے تھے اپنی
جانون پر بسبب اوس گناہ کے جس کو ہم کر چکے اب اپنے نفوس پر ظلم کرنے کا
اقرار کیا جو کہ موجب عذاب ہوا اور یہ بات بطور ندامت کہی اور اون کو نافع
نہوئی کیونکہ بعد نزول عذاب کے کہی اگر پہلے کہتے تو نافع ہوتی پھر وہ
یہی بات کہتے پکارتے رہے اور اسی کی تکرار کرتے رہے یہان تک کہ
ہم نے اون کو تلوارون سے حصید کر ڈالا جس طرح کہ کھیتی ہنسیون سے
کاٹی جاتی ہے جاننا چاہیے کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کم قصمنا الخ
سے کوئی مخصوص قریہ مراد نہین ہے کیونکہ کم خبریہ ہے تکثیر پر دلالت کرتا ہے

لیکن مفسرین و اہل اخبار نے کہا ہے کہ مراد اس آیت سے یمن کی اہل حضور
ہین اللہ پاک نے طرف اون کی شعیب بن مہدم نام نبی کو بھیجا تھا قبر
اون کی ایک پہاڑ مین ہے یمن کے پہاڑون سے اوس پہاڑ کو ضین کہتے
ہین اوس کے اور حضور کے درمیان مین قریب ایک برید کے فاصلہ ہے
برید بارہ میل کا ہوتا ہے کہا ہے کہ یہ شعیب مدین والی شعیب نہین ہین علامہ
شوکانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ آثار قبر کے جبل ضین مین موجود ہین اوس
طرف کے عام لوگون کا زعم یہ ہے کہ وہ قبر قدم بن قادم کی ہے ابن مردویہ
نے بطریق کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ اللہ پاک نے
ایک نبی بھیجا حمیر سے اوس کو شعیب کہتے تھے اون کی طرف ایک غلام دوڑا
تو اون کو عصا سے مارا پھر اس قوم کی طرف بخت نصر چلا اوس سے قتال کیا
پھر اوس قوم کو قتل کر ڈالا یہان تک کہ اوس مین سے کچھ باقی نہ رہا انہین کے
حق مین اللہ پاک نے وکم قصمنا تا قولہ خامدین نازل فرمایا عبدالرزاق و عبد بن حمید
و ابن منذر نے کلبی سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ قریہ سے مراد
حضور بنی ازد ہین ابن ابی حاتم نے مجاہد سے فما زالت تلک دعواہم کی تفسیر
مین روایت کیا ہے کہ وہ اہل حضور ہین انہون نے اپنے نبی کو قتل کر ڈالا
تھا سو اللہ نے اون پر بخت نصر کو بھیجا تو اوس نے اون کو قتل کر ڈالا اور
فجعلناہم حصیدا خامدین کی تفسیر مین یون کہا کہ تلوار سے فرشتون نے اون کے
موتہ کو مارا یہان تک کہ وہ اپنے گھرون کی طرف لوٹ آئے ابن ابی حاتم
نے ابن وہب سے روایت کیا ہے کہا کہ مجھ کو جریر مین کے ایک شخص نے
حدیث کی کہا کہ یمن مین دو گانون تھے ایک کو حضور دوسرے کو قلابہ کہتے
تھے پس اونہون نے بطر و اترا ف کیا یعنی مارے عیش و تنعم و نعمت کے
اترا گئے بے راہ روی اختیار کی یہان تک کہ وہ اپنے دروازون کو بند
نہین کیا کرتے تھے پھر جب اونہون نے اترا ف کیا تو اللہ نے طرف اون کے

لہ حضور بنی ازد ہین
سے یمن مین ۱۲

ایک نبی[۱] بھیجا سو نبی نے اون کی دعوت کی یعنی اون کو اللہ کی طرف بلایا
تو اونہون نے نبی کو قتل کر ڈالا پس اللہ نے بخت نصر کے جی مین یہ بات
ڈالی کہ اون پر چڑہائی کرے سو اوس نے اونکے لیے ایک لشکر تیار کیا
پہر اون سے لڑائی کی تو اونہون نے اوس کے لشکر کو ہزیمت دی وہ لشکر
بہاگا ہوا بخت نصر کی طرف گیا تو اوس نے ایک اور لشکر پہلے سے زیادہ تر
بہاری تیار کر کے اون کی طرف روانہ کیا تو اونہون نے اس لشکر کو بہی
ہزیمت دیدی پہر جب بخت نصر نے یہ دیکہا تو بذات خود اون پر چڑہائی کی
پہر اون سے لڑا یہان تک کہ وہ اوس گانون سے بہاگتے ہوئے نکلے
تو ایک منادی کو یہ کہتے سنا کہ لا ترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ و
مساکنکم پس وہ لوٹے تو ایک آواز پکارتی ہوئی سنی کہ کہتی ہے یا
لثارات النبی یعنی یہ عوض ہے نبی کے خون کا پہر وہ تلوار سے قتل کیے گئے
پس یہ وہی قریہ ہے جس کے حق مین اللہ پاک نے فرمایا ہے وکم قصمنا من
قریۃ الی قولہ خامدین علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی فرماتی ہین کہ قرائے حضور اب
تک معروف ہین اوس کے اور صنعا کے درمیان مین قریب ایک برید کے
مسافت ہے صنعا کے جانب غرب مین ہین غرضکہ ان آثار سے معلوم ہوا کہ
کریۂ مذکور قریۂ مخصوص کے بارے مین نازل ہوئی ہے کیونکہ تلوار کے عذاب
سے استیصال کرنا سوا اس بستی والون کے اور کے واسطے نہین ہوا بخلاف
قوم لوط وغیرہ کی بستیون کے کہ وہ بغیر تلوار کے ہلاک کی گئین کوئی بستی چنگہاڑ سے
ہلاک ہوئی کوئی زلزلے سے اس بنیاد پر تکثیر جو کم سے سمجہی جاتی ہے باعتبار
افراد اوس قریہ کے ہوگی واللہ اعلم وما خلقنا السماء والارض وما بینہما
لٰعبین ۝ لو اردنا ان نتخذ لہوا لاتخذنٰہ من لدنا ۖ ان کنا فٰعلین ۝
بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ہو زاہق ۭ ولکم
الویل مما تصفون ۝ ولہ من فی السموات والارض ۭ ومن عندہ

[۱] موسی بن عیسی بن یعقوب بن یوسف بن یعقوب بن ماشا بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام

لا یستکبرون عن عبادتہ ولا یستحسرون ۝ یسبحون اللیل
والنہار لا یفترون ۝ اور ہم نے نہین بنایا آسمان اور زمین اور جو اون کے
بیچ ہے کھیلنے کو ہم چاہتے کہ بنا لین کچھ کھلونا یعنی بیٹا تو بنا لیتے ہم اپنے
پاس سے اگر ہم کو کرنا ہوتا یون نہین پر ہم پھینک مارتے ہین سچ کو جھوٹ
پر پھر وہ اوس کا سر پھوڑتا ہے پھر تب وہ مٹ جاتا ہے اور تم کو خرابی ہے
اون باتون سے جو بناتے ہو اور اوس کا ہے جو کوئی ہے آسمان و زمین
مین اور جو اوس کے نزدیک رہتے ہین بڑائی نہین کرتے اوس کی عبادت سے
اور نہین کرتے کاہلی یا درکرتے ہین رات اور دن نہین تھکتے ف یعنی اللہ
تعالی غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو اون کا ملونکو
تم کہتے ہو خدا کا بیٹا انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اس بات کی کہ اوس نے
آسمانون کو اور زمین کو حق سے پیدا کیا ہے یعنی عدل و قسط و انصاف سے
اون کو بنایا ہے تاکہ جن لوگون نے برا کیا ہے اون کو اون کے عمل کا بدلا دے
اور جنہون نے اچھا کیا ہے اون کو اون کی نیکی کی جزا عطا فرمائے اور اون کو
عبث و لعب کے لیے نہین بنایا ہے جیسا کہ دوسری آیت مین ارشاد فرمایا
ہے وما خلقنا السموات والارض وما بینہما باطلا ذلک ظن الذین
کفروا فویل للذین کفروا من النار ابن ابی نجیح نے مجاہد سے آیت باب کی
تفسیر مین روایت کیا ہے کہ مراد من لدنا سے من عندنا ہے اللہ فرماتا ہے
ہم نے نہین پیدا کیا جنت کو نہ نار کو نہ موت کو نہ بعث کو نہ حساب کو یعنی ان چیزونکو
عبث و بی فائدہ نہین بنایا ہے حسن رضی اللہ عنہ و قتادہ وغیرہما نے کہا ہے
کہ اہل یمن کے زبان مین لہو عورت کو کہتے ہین ابراہیم نخعی نے فرمایا ہے
لاتخذناہ من الحور العین یعنی اگر ہم کو کچھ کھلونا بنانا ہوتا تو ہم حور عین سے بنا لیتے
عکرمہ و سدی نے کہا کہ مراد لہو سے اس جگہ ولد ہے یعنی بیٹا یہ قول اور وہ
قول جو اس سے پہلے ہے باہم متلازم ہین اور یہ قول مثل اس آیت کریمہ

لہ اور ہم نہین نہین
بنایا آسمان اور
زمین کو اور جو اونکو
بیچ ہے کھیل پیچھال
ہے اون کا جو بنکر
ہین سو خرابی ہے
منکرون کو آگ سے ا

کے ہے لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفی مما یخلق ما یشاء سبحانہ
ھو الواحد القھار پس اللہ پاک نے اپنے نفس مقدس کو بیٹا رکھنے سے
مطلقاً منزہ فرمایا خصوصاً اوس افک و بہتان باطل سے جو وہ کہتے ہین کہ حضرت
عیسیٰ یا حضرت عزیر علیہما الصلوٰۃ والسلام یا ملائکہ کو بیٹا بیٹیان بنایا ہے سبحان اللہ
عما یقولون علوا کبیرا اللہ تعالیٰ ان کی باتون سے پاک و برتر و بزرگتر ہے قتادہ
وسدی و ابراہیم نخعی و مغیرہ بن مقسم نے کہا ہے کہ ان کنا فاعلین بمعنی ما کنا
فاعلین ہے یعنی ان کا کلمہ بمعنی ما کے نفی[1] ہے مجاہد نے کہا ہے کل شیء فی القرآن ان فھو انکار یعنی
قرآن شریف مین جہان کہین ان واقع ہوا ہے مراد اوس سے نفی ہے بل نقذف بالحق علی الباطل سے یہ مراد ہے کہ ہم حق کو
بیان کرتے ہین تو وہ باطل کو پہلا دیتا ہے باطل کر دیتا ہے مٹا دیتا ہے نیست و نابود کر ڈالتا ہے اس لیے یون فرمایا ہے
فیدمغہ فاذا ھو زاھق یعنی حق باطل کا سر پھوڑتا ہے تو وہ ذاہب و
مضمحل ہو جاتا ہے یعنی نیست و نابود ہو جاتا ہے ولکم الویل مما تصفون
کے یہ معنی ہین کہ ای لوگو جو اللہ کے واسطے بیٹا کہتے ہو تمہارے واسطے
خرابی ہے اوس شے سے جو تم کہتے ہو اور افترا کرتے ہو جھوٹ بناتے ہو
پھر اللہ پاک نے فرشتون کی عبودیت و داب کی خبر دی کہ وہ اوس کی طاعت و
بندگی مین رات دن لگے ہوئے ہین پس فرمایا ولہ من فی السموٰت والارض
ومن عندہ یعنی فرشتے لا یستکبرون عن عبادتہ یعنی وہ اوس کی عبادت
سے کنیاتے نہین ہین جس طرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے لن[2] یستنکف المسیح
ان یکون عبدا للہ ولا الملائکۃ المقربون ومن یستنکف عن عبادتہ
ویستکبر فسیحشرھم الیہ جمیعا ہ ولا یستحسرون کے یہ معنی ہین کہ وہ
تھکتے نہین ہین نہ ملول ہوتے ہین یسبحون اللیل والنھار لا یفترون
پس وہ رات دن کام مین لگے ہوئے ہین اوس کے خوگر و عادی ہو رہے
ہین قصداً و عملاً مطیع و فرمان بردار ہین عمل پر قدرت رکھنے والے ہین
کما قال تعالیٰ لا یعصون[3] اللہ ما امرھم ویفعلون ما یومرون ابن ابی حاتم

[1] شاید اس قول کو یہ مراد ہو کہ لیکون بمعنی ہو وہ ہین قرآن شریف مین جس جگہ ان ہو وہ بمعنی نفی ہے ورنہ ان اور نفی مین یہی نسبت آپ ہی ہے واللہ اعلم ۱۲ صحیح ہرگز برابر نہ ہوں اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا اور فرشتے نزدیک والے اور جو لوگ اپنی بندگی اللہ کی بندگی سے اور تکبر کریں سو وہ جمع کرے ان سب کو اپنے پاس اکٹھا ۱۲ عہ نیچی نہین کرتے اللہ کی بات اور کرتے ہین جو حکم ہو اور وہی کرتے ہین جو حکم ہو ۱۲

نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم درمیان اپنے یارون کے تھے کہ آپ نے اون سے فرمایا
کیا تم سنتے ہو جو مین سنتا ہون صحابہ نے عرض کیا ہم کچھ نہین سنتے تو آپ نے
فرمایا کہ بے شک مین البتہ سنتا ہون چرچرانا آسمان کا اور وہ ملامت نہین کیا جاتا
ہے اسپر کہ چرچرائے اور نہین ہے اوس مین ایک بالشت کی جگہہ مگر حال یہ ہے
کہ اوسپر ایک فرشتہ ہے ساجد یا قائم غریب ولم یخرجوہ ثم رواہ اعنی ابن ابی حاتم
من طریق یزید بن ابی زریع عن سعید عن قتادۃ مرسلا وقال محمد بن اسحاق عن
حسان بن مخارق عن عبداللہ بن الحارث بن نوفل عبداللہ نے کہا کہ مین کعب
احبار کی طرف بیٹھا اور مین لڑکا تھا سو مین نے اون سے کہا کہ تم مجھے خبر دو اللہ
تعالے کے اس قول کی جو وہ فرشتون کے حق مین فرماتا ہے یسبحون
اللیل والنہار لا یفترون کیا باز نہین رکھتا ہے اون کو تسبیح سے کلام درسالت
وعمل تو کعب نے کہا یہ کون لڑکا ہے لوگون نے کہا کہ بنی عبدالمطلب سے ہے
عبداللہ نے کہا کہ کعب نے میرا سر چوما پھر کہا اے میرے بیٹے اون کے لیے
تو تسبیح اس طرح ٹھیرائی گئی ہے کہ جس طرح تمہارے واسطے سانس ٹھیرائی گئی ہے
کیا تو بات نہین کرتا ہے اس حال مین کہ تو سانس لیتا ہے اور تو چلتا ہے حالانکہ
تو سانس لیتا ہے یعنی فرشتون کو تسبیح مین کچھہ تکلف نہین ہوتا ہے تسبیح اون کی خود
عادت وطبیعت ہے کوئی کام اون کو اوس سے باز نہین رکھتا ہے کذا فی
ابن کثیر **ف** لعب بسکون وفتح عین مہملہ کے معنی ہین بازی وکھیل اور لعب
وہ فعل ہے جس کا اول اچھا معلوم ہو اور اوس کے لیے کسی طرح کا ثبات نہو
لاعبین حال ہے خلقنا کی ضمیر سے اور یہی لعب نفی کا محط ہے یعنی نفی کا اوتارا
اسی پر ہے مابینہما سے مراد وہ مخلوقات مختلف الانواع ومتبائن الاجناس ہے
جو کہ درمیان آسمان وزمین کے رہتی بستی ہے معنی یہ ہین کہ نہین بنایا ہم نے
یہ سقف مرفوع اور یہ مہاد موضوع یعنی پھیلا ہوا بچھت اور یہ بسیط فرش اور یہ عجائب

وغرائب جوان کے درمیان مین ہین واسطے لہو ولعب کے یعنی ان کو عبث
وباطل وبے فائدہ وبیکار نہین بنایا ہے بلکہ ہم نے تو انکو انواع اقسام کے
صنائع وبدائع سے مشحون ومملو پیدا کیا ہے تاکہ نظر کرنے والون کے لیے تبصرہ اور
عبرت لینے والون کے واسطے تذکرہ ہوجائین اور جس شے سے بندون کے
کام معاش ومعاد مین منتظم ہون اوس کے لیے سبب بنجائین اور اس بات پر
آگاہ کرنیکو بنایا ہے کہ ان کا ایک ایسا خالق قادر ہے جس کے حکم کی بجاآوری
واجب ہے اور واسطے بہت سے فائدون کے منجملہ اُن کے فکر کرنا ہے
ان کی خلق مین اور غور کرنا ہے ان کے بیحد وبے حساب منافع مین جو کہ انکے اندر
رکھے گئے ہین اور اس لیے کہ ان سے ان کے مدبر کی قدرت پر استدلال کرین اور
اس واسطے کہ جزا سزا دین ہم نیک وبد کو اپنی حکمت کے مقتضا پر جب بات یہہ
ٹھیری کہ آسمان وزمین کی پیدائش عبث وبے فائدہ نہین ہوئی ہے بلکہ قادر
مطلق کی قدرت بتانے کو اور بندون کے منافع کے لیے ہوئی ہے جو مذکور
ہوچکے تو بندون کو چاہیے کہ ان سے تحصیل کمال کی طرف چڑہین ان کو کمال
کے حاصل کرنے کا زینہ بنائین اور ان کی آرائش ورونق سے دھوکا نہ کہائین
کیونکہ وہ جلد زائل ہونے والی ہے بلکہ ان مین غور وفکر کرکے ان کے خالق کی
قدرت کو پہچانین اور اوسی کو پوجین اوس کے اوامر کو بطیب خاطر بجا لائین اور
اس مین دین ودنیا کی سعادت سمجھین اور اوس کے مناہی سے بچین اور
مناہی مین انہماک کرنے کو دین ودنیا کی شقاوت جانین اس آیت مین ایک
اجمالی اشارہ ہے طرف تکوین عالم کے پھر اللہ پاک نے اپنی ذات مقدس کو
نشان نقصان سے منزہ کیا پس ارشاد فرمایا لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَهو وہ شے
ہے جس کے ساتھہ لہو ولعب کیا جاتا ہے یعنی اگر ہم چاہتے کہ بنا لین کوئی
کھلونا لَاتَّخَذْنَاهُ مِنْ عِنْدِنَا تو ہم بنا لیتے اوس کو اپنی جہت قدرت سے یا اپنے
پاس سے منجملہ اوس شے کے جو کہ ہماری بارگاہ عالی جاہ کے لائق ہے یعنی

مجردات سے اوس کو بنالیتے نہ اجسام مرفوع و اجرام مبسوط سے جس طرح تمہاری
عادت ہے کہ تم چھتون کو ملبند کرتے ہو اور اون کی تزئین و تحسین کرتے ہو اور
بچھونون کو برابر بچھاتے ہو اور اون کو مزین و آراستہ کرتے ہو یہ جملہ مستانفہ ہے
مضمون ماقبل کی تقریر و تاکید کے لیے لایا گیا ہے کیونکہ ماقبل کا مضمون یہی
تہا کہ خلق آسمان و زمین و مابینہما کی لہو و لعب کے لیے نہین ہی بلکہ اظہار قدرت و
نفع عباد کے واسطے ہے اور اس جملہ نے یہ بات بتائی کہ اگر ہم ارادہ کرتے لہو بنانی کا
تو اپنی جہت قدرت سے بناتی یا مجردات سے بنالیتے اِنْ کُنَّا فَاعِلِیْنَ اگر ہم کو
کرنا ہوتا لیکن ہم نے اوس کو نہین کیا تو ہم نے اوس کو نہ چاہا مطلب یہ ہے
کہ اللہ پاک کی ذات تقدس آیات ارادۂ لہو و لعب سے مبرا و منزہ ہے تو پھر
لہو کی بنانی کا کیا ذکر ہے بیان واضح اس کا یہ ہی کہ حرف لو واسطے امتناع ثانی کے ہے
بسبب امتناع اول کے اس کی مثال یہ ہی لو جئتنی الکرمتک یعنی اگر تو میرے پاس
آتا تو مین تیرا اکرام کرتا اول شرط اور مقدم ہے اور ثانی جزا اور تالی ہے تالی کی
نقیض کا استثنا کیا جاتا ہی تاکہ مقدم کی نقیض کو منتج ہو یعنی لیکن مین نے تیرا اکرام
نہ کیا اس لیے کہ تو میرے پاس نہ آیا اسی طرح آیت باب مین سمجھنا چاہیے کیونکہ
لو اردنا ان نتخذ لھوا مقدم ہے اور لاتخذناہ من لدنا تالی ہے ان کنا
فاعلین جملہ شرطیہ ہے اس کا جواب محذوف ہی یعنی اردناہ شرطیہ مقدم ہے
اور جواب اوس کا تالی ہے یعنی اگر ہم ارادہ کرتے لہو بنانے کا تو اوس کو اپنے
ہی پاس سے بنالیتے اگر ہم کو اس کا کرنا ہوتا لیکن ہم نے اس کو نہین کیا اس لیے
کہ ہمارے حق مین یہ محال ہے کیونکہ ربوبیت کے لائق نہین ہے پس ہم نے
لہو بنانی کا ارادہ نہین کیا مصباح مین کہا ہی کہ نجد والی لہوت عنہ الہو لہیا بولتے ہین
اصل لہو کی لہوی بروزن فعول ہی باب نصر سے اور عالیہ والی لہیت عنہ الہی
باب تعب سے کہتے ہین معنی اس کے سلوان و ترک کے ہین یعنی جب اس کے
صلہ مین حرف عن آتا ہے تو اس کے معنی بی عنی و ترک کے ہوتے ہین جس طرح

کہتے ہین کہ الہ عنہ یعنی تو اوس کو چھوڑ دے اوس سے بے غم ہو جا اور لہوت بہ لہوًا
باب قتل سے اس کی معنی ہین اولعت بہ یعنی جب اسکی صلہ مین حرف با آتا ہے تو اس کے
معنی حرص کے ہوتی ہین اور تلوہیت بہی بولتے ہین طرطوشی نے کہا اصل لہو کی یہ ہے
الترویح عن النفس بما لا تقتضیہ الحکمۃ یعنی نفس سے رنج و کلفت کا دور کرنا
ایسی شی کے ساتہہ کہ جس کی حکمت مقتضی نہو کسی نے کہا کہ مراد لہو سے اس جگہہ
جورو ہے اور بٹیا کسی نے کہا فقط جورو کسی نے کہا فقط بٹیا جوہری نے کہا کبہی
کنایہ کیا جاتا ہے ساتہہ لہو کے جماع سے بدلیل قول امرئ القیس ؎

الا رُبَّ عمت بساسۃ الیوم انی ۔۔۔ کبرت وان لا یحسن اللہو امثالی

اسی باب سے دوسرے شاعر کا قول ہے ع وفیہن ملہی للصدیق ومنظر
محلی وغیرہ نے کہا ہے کہ من لدنا کے معنی ہین من عندنا یعنی ہم لہو بنا لیتے اپنے
پاس سے نہ تمہارے پاس سے منجملہ اہل زمین کی مفسرین نے کہا کہ مراد ولدان ہین یا حور عین
یا فرشتے آمین رد ہے اوس شخص پر جو کہتا ہے کہ اللہ پاک جورو بچے رکہتا ہے
کسی نے کہا کہ مراد رد کرنا ہی اوس شخص پر جو کہتا ہے کہ اصنام یا فرشتے دختران خدا ہین
تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ابن قتیبہ نے کہا کہ آیت رد ہے نصاری پر فراء و مبرد و
زجاج نے کہا ہی ہو سکتا ہی کہ حرف ان واسطے نفی کے ہو جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے
اس صورت مین یہ جملہ مثل نتیجے کے ہو گا واسطے جملہ شرطیہ کے یعنی ہم نے یہ
نہ کیا نہ جورو رکہی نہ اولاد اور یہ بہی ہو سکتا ہے کہ حرف ان واسطے شرط کے ہو
یعنی اگر ہم ہوتے اون لوگون مین سے جو یہ کرتے ہین تو البتہ ہم بنا لیتے لہو کو
اپنے پاس سے فراء نے کہا کہ یہ وجہ دونو وجہون سے زیادہ تر مشابہ ہے
ساتہہ مذہب عربیت کے غرضکہ پہر اللہ پاک نے اتخاذ لہو بلکہ ارادہ اتخاذ لہو سے
اضراب و اعراض کیا اور اپنی ذات مقدس کی اوس سے تنزیہ فرمائی اور یون
ارشاد کیا کہ بل نقذف بالحق علی الباطل یعنی تو اوس بات کو چھوڑ جو اونہون نے
کہی کیونکہ وہ کذب و باطل ہے گویا یون کہا کہ ہم پاک ہین اس سے کہ لہو بنائین بلکہ

لہ اب سے عورت
ہ ہی یعنی کنایہ
یہ ہے عین کی
مین لہو کو جورو
اور یہ بہی کہا
جماع کرنا اچھا ہے عین
لغت ہے ۱۲
یعنی عورتون مین بہی
دوست کرتے ہین جماع کرنا
اور نظر کرنا ہی یعنی
عورت مین مرد کا ہی
کام ہے اور اس سے
جماع کرنا اور اس سے
نظر کرنا سے لذت
ہے ۱۲

ہماری شان واضح البرہان یہ ہے کہ غالب کرین حق کو جس کے منجملہ جد ہے
باطل پر جسکے منجملہ لہو ہے یا حق سے مراد ایمان اور باطل سے کفر یا اول سے
مراد قرآن ثانی سے شیطان یا حق سے مراد اسلام باطل سے شرک یا اول
سے مراد جد ضد لعب ثانی سے لعب یا حق سے مراد کہنا لا الہ الا اللہ کا ہے اور اس
بات کا کہ اوس کے واسطے اولاد نہین ہے اور باطل سے مراد قول اون لوگون کا کہ
اللہ اولاد رکھتا ہے یا حق سے مراد حجت اور باطل سے مراد شبہہ یا حق مواعظ و نصائح
ہین اور باطل معاصی و گناہ یا اون کا کذب اور اللہ پاک کا وصف کرنا بغیر اوس کی
صفات کے فیدمغہ یعنی پھر حق باطل کو مقہور و ہلاک و مغلوب کر ڈالتا ہے اوس کو
دبا دیتا ہے فاذا ہو زاہق یعنی پھر ناگاہ باطل زائل ذاہب یا تالف ہلاک ہو جاتا
ہے ان کے معنی قریب بکدیگر ہین یعنی نیست و نابود ہو جاتا ہے اصل لغت مین
قذف کے معنی ہین سنگ انداختن صلہ اس کا بحرف با آتا ہے اور اصل دمغ کی
چیز ناہپا ڑنا سر کا ہے یہان تک کہ دماغ کو پہونچ جاے صراح مین کہا ہے دمغ سر شکستن
چنانکہ بدماغ رسد و دامغہ نام آن شکستگی اور زہوق کی معنی ہین نیست ہونا اور جان نکلنا
چونکہ اصل دمغ کی سر توڑنا ہے یہان تک کہ ضرب دماغ کو پہنچ جاے اسی لیے
زجاج نے کہا ہے کہ یہ مغہ کی یہ معنی ہین کہ حق باطل کو لیجاتا ہے لیجانا صغار و ذلال
کا یعنی باطل پر جب حق آتا ہے تو اوس کو ذلیل و خوار کر کے دور کر دیتا ہے جس وقت
کسی کو ذلیل و خوار کرنا منظور ہوتا ہے تو اوس کا سر توڑ ڈالتے ہین سر توڑنے سے
بڑھ کر اور کیا ذلت ہو گی محاورہ ہندی مین بھی سر توڑنا استعارۃً ذلیل کرنے
کے معنی مین بولتے ہین مثلاً فلان نے فلان کا سر توڑ دیا یعنی اوس کو ذلیل و
خوار کیا کلام پاک کا اصل مضمون صرف اتنا ہے کہ حق کو باطل پر وارد کرنا پھر حق
کا باطل کو مٹا دینا پھر فوراً باطل کا مٹ جانا سو اللہ پاک نے اس مضمون کو کس
حسن و خوبی و مبالغے سے تین لفظون مین ادا فرمایا ہے وہ لفظ یہی قذف و
دمغ و زہوق ہین انہین تین لفظون مین تین مضمون پورے کیسی خوبی سے

ادا ہو گئے کہ اس سے مافوق متصور نہین ہے سوای خالق فصحا و بلغا کے کسکی
مجال ہے کہ ایسے حسن و جمال و ایجاز و اختصار و استعارے و مبالغے سے
ادا کر سکے اب ذرا گوش حق نیوش کو جھکائیے اور دل دانا کو متوجہ کیجیے اور
اپنے پروردگار کے کلام پاک کی حسن ادا کو ملاحظہ فرمایئے دیکھیے اس مین کیا
ایک استعارۂ لطیف ادا فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اصل استعمال قذف و دمغ کا
اجسام مین ہوتا ہے چنانچہ ان کے معنی لغوی اول گذر چکے ہین پھر قذف کا استعارہ
کیا گیا ہے واسطے وارد کرنے حق کے باطل پر اور دمغ کا استعارہ کیا ہے
واسطے لیجانے باطل کے پس مستعار منہ یعنی قذف حسی ہے اور مستعار لہ یعنی وارد
کرنا حق کا باطل پر عقلی ہے تو گویا یون کہا کہ بلکہ ہم وارد کرتے ہین حق کو جو کہ جسم
قوی سے مشابہ ہے اوس باطل پر جو کہ جسم ضعیف سے مشابہ ہے پس وہ حق
اوس باطل کو ایسا باطل کر دیتا ہے جیسا کہ قوی جسم ضعیف جسم کو باطل کر ڈالتا ہے
یہ بیان تو علامۂ نسفی رحمہ اللہ تعالی کا ہے حضرت قاضی بیضا رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کی
تلخیص یہ ہے کہ نقذف کی معنی ہین تغلب اور فیدمغہ کی معنی ہین فیحقہ یعنی ہم غالب
کرتے ہین حق کو باطل پر تو وہ باطل کو مٹا دیتا ہے سو اللہ پاک نے اس مضمون
کے لیے استعارہ فرمایا قذف کا اور قذف رمی بعید ہے جو کہ مستلزم ہے
صلابت مرمی کو اور دمغ کا جو کہ توڑنا ہے دماغ کا اس طور پر کہ دماغ کے پردے
کو پھاڑ دے زہوق روح کو مودی ہو جائے یہ استعارہ صرف دو امر کو واسطے
کیا ہے ایک تو حق سے باطل کے مٹا دینے کی تصویر دوسرے اسمین مبالغہ
یعنی حق کو باطل پر غالب کرنا یہ ایک امر معقول تھا اس معقول کو پیرایۂ محسوس و مجسم
مین یون ادا کیا کہ ہم حق کو باطل پر اس طرح غالب کرتے ہین کہ جس طرح کوئی شخص
کسی شخص کو دور سے تاک کر ایک پتھر زور ماری کیونکہ پاس سے سخت چوٹ نہین
لگتی ہے دور کی چوٹ زیادہ تر لگتی ہے پھر وہ پتھر اوس کے دماغ کو توڑ کر پردۂ
دماغ کو پونہچ جائے یہ چوٹ کاری ہوتی ہے اس سے آدمی جانبر نہین ہوتا ہے

پھر چوٹ کے لگتے ہی اوس کی جان نکل جائے اسی لیے کلمۂ اذا مفاجاتیہ
ذکر کیا ہے جو سرعت موت پر دلالت کرتا ہے اور اس مجاز کی ترشیح و تزئین کے
واسطے کلمۂ زہوق ذکر فرمایا ہے جس کے معنی روح نکلنے کے ہین سو جس طرح
یہ شخص فی الفور ہلاک ہو جاتا ہے اسی طرح جس وقت سنگ حق شخص باطل کے
دماغ کو پھوڑ ڈالتا ہے تو وہ بھی فوراً نیست و نابود ہو جاتا ہے کچھ اتا پتا اوس کا
باقی نہین رہتا بعض نے فیدمغہ کو نصب پڑھا ہے جس طرح کہ اس شعر مین ہے ؎

سانترک منزلی لبنی تمیم ۔۔۔ والحق بالحجاز فاستریحا

توجیہ اس قرارت کی باوجود اس کے بعد کے داخل ہے معنی پر یعنی ایسے معنے پر
حمل کرین گے جس سے اگلا کلام منجملہ اون چھ چیزون کے ہو جاے کہ جن کے
بعد ما بعد حرف فا کا منصوب ہوتا ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ تقدیر یہ ہے لنقذف
بالحق علی الباطل فیدمغہ یا اس کو معطوف کرینگے حق مفرد پر تو اس کا نصب
واجب ہوگا تاکہ جملے کا عطف مفرد پر لازم نہ آئے ولکم الویل مما تصفون
لکم خبر مقدم ہے استقر محذوف سے متعلق ہے ویل مبتدای موخر ہے کلمۂ من واسطی
تعلیل کے ہے اور اوسی استقر سے متعلق ہے یہی وجہ وجیہ ہے ویل سے مراد
عذاب شدید ہے یا ایک وادی ہے دوزخ مین کلمۂ ما یا مصدریہ ہے اس
صورت مین جمہور کے نزدیک اس کے لیے کوئی عائد نہین ہے یا موصولہ بمعنے
الذی ہے یا نکرۂ موصوفہ ہے اس صورت مین سب کے نزدیک عائد کا ہونا ضرور
ہے استکمال شروط کی وجہ سے محذوف ہو گئی ہے یعنی ای کفار مکہ ای گروہ
قریش ثابت و مستقر ہے واسطی تمہاری آخرت مین سخت عذاب بسبب اوس بات کے
جس کے ساتھ تم اللہ پاک کا وصف کرتے ہو منجملہ اون باتون کے جو کہ اوس کی
عزت و جلال کے لائق نہین ہین یعنی یہ بات کہ اوس کے جورو اور اولاد ہے
ابو البقار نے کہا کہ من متعلق ہے واقعاً محذوف سے وہ حال ہے یعنی ثابت
ہے واسطے تمہارے ویل در انحال کہ وہ واقع ہے اوس شے سے جس کے

ساتھہ تم اللہ پاک کا وصف کرتے ہو فتح البیان و فتح القدیر مین کہا ہے کہ یہ وعید
ہے قریش کو اس بات کی کہ اون کے واسطے عذاب ہے مثل اوس عذاب کے
جو اون لوگون کے لیے ہے یعنی جو لوگ کہ اللہ پاک کے لیے جورو بچے بتاتے ہین
ولہ من فی السموات والارض جملۂ مستانفہ ہے ماقبل کی تقریر و تاکید کرتا ہے
کیونکہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ اللہ پاک آسمان و زمین و مابینہما کا خالق ہے اور
یہان یہ ارشاد کیا کہ اوسی کا ہے جو کوئی آسمانون مین ہے اور زمین مین یعنی آسمان
و زمین کی سب خلق اوسی کے بندے ہین اوسی کے ملک ہین اور وہ اون سب کا
خالق و رازق و مالک ہے انواع و اقسام کی نعمتون کا اون پر انعام فرماتا ہے
پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اوس کی بعض مخلوقات اوس کی شریک ہو کہ پوجی جائے
جس طرح وہ پوجا جاتا ہے اس مین رد ہے اون لوگون پر جو کہتے ہین کہ ملائکہ
دختران خدا ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ومن عندہ سے مراد فرشتے ہین
اس کا عطف من فی السموات پر ہے رہی یہ بات کہ ان کا ذکر مستقل علیحدہ کرکے
کیون کیا حالانکہ من فی السموات ان کو بھی شامل ہے سو اس کی چار وجہین ہین ماتو
واسطے تشریف و تعظیم کے کہ وہ اللہ پاک کے نزدیک معظم و مکرم ہین اوس کو اونکی
ساتھہ مزید اعتنا ہے اور وہ اوس کی بارگاہ عالی جاہ مین ایسے ہین جیسے
بادشاہون کے دربار مین مقرب لوگ ہوتے ہین ابو السعود نے کہا کہ یہ عندیت
بطور تمثیل کے ہے صاحب فتح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بلکہ بطریق تحقیق ہے
جس طرح کہ ظاہر نظم قرآنی ہے شاید اس تحقیق سے یہ مراد ہو کہ اس کی تاویل
نہ کی جاوے بلکہ بلا کیف مثل اور صفات کے بدون تاویل مان لی جائے
دوسری وجہ مستقل ذکر کرنے کی یہ ہے کہ من عندہ من وجہ عام تر ہے من فی السموات
سے یعنی ان کے آپس مین عام خاص من وجہ کی نسبت ہے اس نسبت مین
ایک مادہ اجتماعی ہوتا ہے اور دو افتراقی سو مادۂ اجتماعی تو یہ ہے کہ من عندہ
اور من فی السموات والارض ملائکہ زمین و آسمان مین مجتمع ہین اور جو نوع

فرشتون کی کہ سکون و نزول مکان سے بری ہے اوس مین من عندہ منفرد
ہین اور من فی السموات والارض اوس سے خارج اور من فی السموات والارض
غیر ملائکہ مین منفرد ہین اور من عندہ اوس سے خارج یہ دو مادے افتراقی
ہوے ان مین ہر ایک کے ساتھہ اون مین کا ہر ایک منفرد ہے تیسری وجہ
یہ ہے کہ من عندہ سے مراد ایک نوع ہے فرشتون کی جو کہ آسمان و زمین
مین رہنے بسنے سے پاک ہے چوتھی وجہ یہ ہے کہ من عندہ مبتدا ہے اور
اوسکی خبر لایستکبرون عن عبادتہ ولا یستحسرون ہے محلی و امام نسفی نے اسی کو اختیار
کیا ہے علامۂ نسفی کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ الارض پر وقف کیا جاے کیونکہ
عندیت منزلت و مکانت کی ہے نہ نزول و مکان کی مراد من عندہ سے فرشتے ہین
یہ مبتدا ہے مابعد اس کا خبر ہے موضح قرآن و ترجمۂ لفظی شاہ رفیع الدین و فتح الرحمن
شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ تعالی کی بھی یہی وجہ مختار ہے فتح الرحمن کا لفظ یہ ہے
واو راست ہر کہ در آسمانہا و زمین ست و آنانکہ نزد یک او یند یعنی ملأ اعلی سرکشی
نمی کنند از عبادت او و ماندہ نمی شوند یعنی فرشتے اللہ پاک کی عبادت سے اور
اوس کے واسطے ذلیل ہونے سے کبر و عظمت و انفت نہین کرتے ہین
اور ہمیشہ اوس کی عبادت مین لگے رہتے ہین تھکتے نہین ہین یستحسرون ماخوذ
ہے حسیر سے حسیر اوس اونٹ کو کہتے ہین جو تھکنے کی وجہ سے منقطع ہو جاتا ہے
چل نہین سکتا ہے محاورۂ عرب مین بولتے ہین حسر البعیر یحسر حسورا اعیی وکل و استحسر
وتحسر مثلہ وحسرتہ انا حسر ایتعدی ولا یتعدی یعنی حسر لازم و متعدی دونو طرح آتا ہے
ابو زید نے کہا کہ اس کے معنی ہین لا یکلون ابن اعرابی نے کہا لا یفشلون
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا لا یرجعون زجاج نے کہا آیت کے
معنی یہ ہین کہ یہ لوگ جن کا تم نے ذکر کیا کہ وہ اللہ کی اولاد ہین وہ بندے ہین
اللہ کے اوس کی عبادت سے انفت نہین کرتے ہین نہ اوس سے بڑائی
کرتے ہین جیسا کہ اور جگہہ اللہ پاک نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ

لا یستکبرون عن عبادتہ کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اوس کی عبادت سے
منقطع نہین ہوتے ہین یہ سب معانی باہم قریب یکدیگر ہین اس جگہہ اللہ پاک
نے یحسرون کے بجاے یستحسرون فرمایا حالانکہ استحسار ابلغ ہے حسور سے کیونکہ
اول مین بہ نسبت ثانی کے زیادتی حروف ہے اور بقدر زیادتی حروف کے
معنی مین بھی زیادتی ہوتی ہے اگرچہ کتب لغت مین دونون کو ہم معنی لکھا ہے
چنانچہ اول گذر چکا ہے اور صراح مین کہا ہے کہ حسور و استحسار ماندہ شدن اور
بحسب ظاہر حال مناسب یون تہا کہ یحسرون ہوتا کیونکہ نفی ابلغ کی مستلزم
نہین ہوتی ہے نفی اصل کو بخلاف عکس کے یعنی جب ابلغ پر نفی آتی ہے تو
صرف زیادتی کو نفی کرتی ہے اور اصل باقی رہجاتی ہے تو فرشتون سے
ماندگی کی نفی کرنے مین زیادہ تر مبالغہ یون ہوتا کہ ادنی ماندگی کی یا مطلق ماندگی
کی اون سے نفی کی جاتی نہ یہ کہ منتہی درجے کی ماندگی کی اون سے نفی کیجاے
پس نکتہ استحسار کے ذکر کرنے کا یہ ہے کہ منظور اس بات کا بتانا ہے کہ فرشتون
کی عبادت باوجود اوس کے ثقل و دوام و اتصال کے اس لائق ہے کہ اوس سے
غایت درجے کی ماندگی ہو اور پلے سرے کی تکان حاصل ہو حالانکہ وہ اوس سے
نہین تہکتے ہین نہ اون کو کچہہ ماندگی ہوتی ہے بلکہ علی الاتصال بتواتر و توالی
اوس کو کیے جاتے ہین یسبحون اللیل و النہار یہ جملہ مستانفہ جواب ہے سوال مقدر
کا گویا کسی نے کہا کہ فرشتے اللہ پاک کی عبادت کس طرح کرتے ہین تو اوس کا یہ
جواب ہوا کہ وہ رات دن یعنی ہمیشہ اللہ پاک کی تنزیہ و تقدیس و تعظیم کیا کرتے
ہین یا یہ جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال کسی نے کہا معنی ہین کہ وہ رات دن
نماز پڑہے جاتے ہین لا یفترون حال ہے یسبحون کی ضمیر سے یعنی تسبیح کرتے
ہین حالانکہ اوس سے ضعیف و سست نہین ہوتے ہین نہ اون کو اوس سے
ملال ہوتا ہے اگر کوئی کہے کہ بعض فرشتے تو قاصد و پیامبر ہوکر آتے ہین
زمین پر اوترتے ہین احکام و رسالت پونہچاتے ہین چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا ہے

جاعل الملائکۃ رسلا بعض فرشتے بعض کفار پر لعنت کرنے مین مشغول ہوتے
ہین جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس
اجمعین سو رسالت کا پونہچانا لعنت کفار مین مشغول ہونا مقتضی ہے اس
بات کو کہ یہ کام اون کو تسبیح سے مانع ہون تو اس کا یہ جواب ہے کہ تسبیح اون کے
حق مین ایسی ہے جیسے ہمارے حق مین سانس لینا چنانچہ زجاج نے کہا ہے
کہ مجری التسبیح منھم کمجری النفس منا لا یشغفنا عن النفس شئی فکذلک تسبیحھم دائم یعنی
تسبیح اون کی طبیعت ہوگئی ہے سو جس طرح ہم سانس لیتے ہین اور وہ ہم کو
بات چیت کرنے سے نہین روکتی ہے اسی طرح وہ بھی تسبیح مین مشغول
رہتے ہین اور اون کو سارے کامون سے مانع نہین ہوتی ہے پھر اگر کوئی
کہے کہ یہ قیاس ٹھیک نہین ہے کیونکہ سانس لینے مین مشغول ہونا بات چیت
کرنے سے نہین روکتا ہے اس لیے کہ آلہ تنفس کا اور ہے اور بات کرنے کا
آلہ اور ہے بخلاف تسبیح ولعنت کے کہ یہ دونون جنس کلام سے ہین سو ان کا
جمع ہونا محال ہے تو اس کا یون جواب دینگے کہ اس بات مین کچھ استبعاد نہین
ہے کہ اللہ پاک اون کے لیے بہت سی زبانین پیدا فرماوے تو بعض زبانون
سے تو وہ اللہ پاک کی تسبیح کرین اور بعض سے اوس کے دشمنون پر لعنت
کہین حقیقت مین منشا اس اعتراض کا یہ ہے کہ فرشتون کا آدمیون پر قیاس کیا
ورنہ اعتراض کی کوئی وجہ نہین ہے آدمی اور فرشتے مین کیا مناسبت یہ
ویسی بات ہے جو کہ ملائکہ سوال مین ذکر کی گئی ہے کہ وہ دو ہین یا زیادہ
اور دو ساری زمین والون سے وقت واحد مین کیونکر سوال کر سکتے ہین ایسے
ہی قیاس سے صفت کی دوسری پیش آتی ہے اگر ہر شے اپنے موقع ومحل
مین رکھی جائے اور خلط مبحث نہو تو اس قسم کے تکلفات سے راحت ملتی

ہے ام اتخذوا الھۃ من الارض ھم ینشرون ۰ لو کان فیھما الھۃ
الا اللہ لفسدتا ج فسبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون ۰ لا یسئل

عما یفعل وھم یسئلون ۝ کیا ٹھیرائے ہین اونہون نے اور صاحب زمین
مین کے وہ اوٹھا کھڑا کرین گے اگر ہوتے ان دونون مین اور حاکم سوا اللہ کے
تو دونو خراب ہوتے سو پاک ہے اللہ تخت کا صاحب ان باتون سے جو
بناتے ہین اوس سے پوچھا نجاوے جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاوے
ف اللہ پاک انکار کرتا ہے اون لوگون پر جنہون نے اوس کے سوا اور
معبود ٹھیرائے ہین پس فرمایا ام اتخذوا الھۃ من الارض ھم ینشرون
یعنی کیا وہ مردون کو زندہ کردین گے اور اون کو اوٹھا کھڑا کرین گے زمین
سے یعنی وہ اس مین سے کسی شے پر قدرت نہین رکھتے ہین پھر اونہون نے
کیونکر اون کو اللہ کے واسطے ہمسر ٹھیرایا ہے اور اوسکی ساتھہ اونکو پوجا ہے پھر اللہ
تعالی نے خبر دی کہ اگر ہوتے وجود مین اور معبود سوا اوس کے تو آسمان و زمین
خراب ہوتے یعنی اگر کہے جاتے آسمانون مین اور زمین مین اور معبود تو وہ خراب
ہوجاتے کقولہ تعالی ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ اذا لذھب
کل الہ بما خلق ولعلا بعضھم علی بعض سبحان اللہ عما یصفون
اور اس جگہہ فرمایا فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون یعنی اللہ پاک ہے ان
باتون سے جو وہ کہتے ہین کہ اوسکے واسطے بیٹا ہے یا شریک ہے وہ پاک و برتر و
مقدس و منزہ ہے اوس بات سے جو وہ افترا کرتے اور جھوٹ بناتے ہین لا یسئل
عما یفعل وھم یسالون یعنی وہ ایسا حاکم ہے کہ اوسکے حکم کا پیچھے ڈالنے والا
کوئی نہین ہے اور نہ اوس کی عظمت و جلال و کبریا و علم و حکمت و عدل و لطف
کے مارے اوسپر کوئی اعتراض کرسکتا ہے وھم یسئلون یعنی اور وہ پوچھنے
والا ہے اپنی خلق سے اوس کام کا جو کرتے ہین جیسا کہ فرمایا ہے فوربک
لنسالنھم اجمعین عما کانوا یعملون اور یہ آیت مثل اس آیت کریمہ کی ہے
وھو یجیر ولا یجار علیہ کذا فی ابن کثیر ف کلمہ ام بمعنی بل اور ہمزہ
استفہام انکاری کے ہے اور بل واسطے انتقال کے ہے ایک غرض سے

ف اللہ پاک انکار کرتا ہے اون لوگون پر جنہون نے اوس کے سوا اور معبود ٹھیرائے ہین پس فرمایا ام اتخذوا الھۃ من الارض ھم ینشرون یعنی کیا وہ مردون کو زندہ کردین گے اور اون کو اوٹھا کھڑا کرین گے زمین سے یعنی وہ اس مین سے کسی شے پر قدرت نہین رکھتے ہین پھر اونہون نے کیونکر اون کو اللہ کے واسطے ہمسر ٹھیرایا ہے اور اوسکی ساتھہ اونکو پوجا ہے پھر اللہ تعالی نے خبر دی کہ اگر ہوتے وجود مین اور معبود سوا اوس کے تو آسمان و زمین خراب ہوتے یعنی اگر کہے جاتے آسمانون مین اور زمین مین اور معبود تو وہ خراب ہوجاتے کقولہ تعالی ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلا بعضھم علی بعض سبحان اللہ عما یصفون اور اس جگہہ فرمایا فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون یعنی اللہ پاک ہے ان باتون سے جو وہ کہتے ہین کہ اوسکے واسطے بیٹا ہے یا شریک ہے وہ پاک و برتر و مقدس و منزہ ہے اوس بات سے جو وہ افترا کرتے اور جھوٹ بناتے ہین لا یسئل عما یفعل وھم یسالون یعنی وہ ایسا حاکم ہے کہ اوسکے حکم کا پیچھے ڈالنے والا کوئی نہین ہے اور نہ اوس کی عظمت و جلال و کبریا و علم و حکمت و عدل و لطف کے مارے اوسپر کوئی اعتراض کرسکتا ہے وھم یسئلون یعنی اور وہ پوچھنے والا ہے اپنی خلق سے اوس کام کا جو کرتے ہین جیسا کہ فرمایا ہے فوربک لنسالنھم اجمعین عما کانوا یعملون اور یہ آیت مثل اس آیت کریمہ کی ہے وھو یجیر ولا یجار علیہ کذا فی ابن کثیر ف کلمہ ام بمعنی بل اور ہمزہ استفہام انکاری کے ہے اور بل واسطے انتقال کے ہے ایک غرض سے

طرف دوسری غرض کے من الارض کائنۃ سے متعلق ہو کر صفت ہے آلہہ
کی لیکن یہ صفت واسطے تخصیص کے نہین ہے کیونکہ مشرکون نے تو فرشتونکو
بہی آسمان مین معبود ٹہیرایا ہے بلکہ یہ صفت واسطے تحقیر کے ہے یعنی بلکہ کیا
ٹہیرائے ہین مشرکون نے اور معبود زمین مین سے جن کا وجود زمین کی چیزون
سے ہے جیسے پتہر سونا چاندی وغیرہ کسی نے کہا من الارض متعلق ہے اتخذوا
سے بنا بر معنی ابتدا جملہ ہم منیرون مستانفہ ہے یا صفت ہے آلہہ کی اور انشار
کہتے ہین مردے کے زندہ کرنے کو یعنی ایسے معبود کہ وہی اوٹہا کہڑا کرین گے
مردون کو حقیقت مین انکار و تشنیع اسی جملے کی طرف راجع ہے گو ہمزۂ انکار
اتخاذ پر داخل ہے کیونکہ یہ امر تو اون سے واقع ہوا ہے کہ اونہون نے اور
معبود ٹہیرائے پہر اوسپر انکار کیا انکار اسی بات پر ہے کہ جن کو اونہون نے
معبود ٹہیرایا ہے کیا وہی مردون کو زندہ کرینگے یعنی اونکو ہرگز اس بات پر
قدرت نہین ہے بہلا پتہر اور جماد کو کیا خاک قدرت ہو سکتی ہے کہ مردے کو
زندہ کردے اللہ پاک اون پر انکار فرماتا ہے اور اون سے ٹہٹہا کرتا ہے کہ
مشرک لوگ سخت جاہل و بے وقوف ہین کہ خالق و قادر کو چہوڑ کر جماد بے حس و
حرکت کو پوجتے ہین اور تجہیل و تہکم مین مبالغہ کرنے کو ضمیر ہم کو زیادہ کیا ہے
جو کہ موہم اختصاص انشار ہے ساتہہ اون کے یعنی بلکہ کیا ٹہیرای ہین اونہون نے
معبود زمین مین سے جو کہ خاص وہی باوجود اپنی حقارت و ذلت کے مردونکو
زندہ کردین گے حالانکہ بات یون نہین ہے کیونکہ جن کو معبود ٹہیرایا ہے
وہ اس بات سے دور پڑے ہوئے ہین رہی یہ بات کہ مشرک اس کے
مدعی نہ تہے کہ ہمارے معبود مردے کو زندہ کرتے ہین تا آنکہ اسکا رد اون پر
کیا جائے سو وجہ اس کی یہ ہے کہ گو وہ اس کے مدعی نہین ہین لیکن
اون کو معبود تو بالیقین ٹہیرایا ہے پس معبود ایسا چاہیے کہ ساری ممکنات کی
ایجاد و اعدام پر قدرت رکہتا ہو مردون کو قبرون سے اوٹہا کہڑا کرے

جبکہ الوہیت کے مدعی ہوئے تو لوازم الوہیت کے بھی ضمناً والتزاماً مدعی
ٹھیرے اس لیے اس بات کا اون پر انکار کیا گیا مفضل نے کہا مقصود
اس استفہام سے جحد ہے یعنی انکار معنی یہ ہین کہ نہین ٹھیرائے اونہون نے
ایسے معبود کہ زندہ کرنے پر قادر ہون اور ام منقطعہ ہے اور ہمزہ واسطے انکار
وقوع کے مبرد نے کہا ام اس جگہہ بمعنی بل ہے یعنی کیا ٹھیرائے ہین ان مشرکون
نے معبود زمین سے جو کہ زندہ کردین مردون کو اور یہان ام بمعنی بل نہین
ہوسکتا ہے کیونکہ معنی یہ ہونگے بلکہ ٹھیرائے اونہون نے ایسے معبود جو کہ
زندہ کرتے ہین مردون کو حالانکہ یہ مقصود نہین ہے ہان اگر ام مع استفہام
کے مانا جائے تو ام منقطعہ بمعنی بل اور ہمزہ واسطے انکار کے ہوگا اس صورت
مین معنی درست ہون گے جیسا کہ اول گذر چکا ہے جمہور نے ینشرون کو
بضم یای تحتیہ وکسر شین معجمہ پڑہا ہے باب افعال سے حسن رضی اللہ عنہ نے
بفتح یا پڑہا ہے یعنی زندہ رہین گے مرین گے نہین مصباح مین کہا ہے کہ نشر
ینشر باب قعد سے متعدی ولازم دونون طرح آتا ہے اور ہمزہ کے ساتھہ
متعدی بھی ہوتا ہے غرضکہ آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مشرکون نے
جن کو معبود ٹھیرایا ہے اون کو ہرگز معبودیت کی لیاقت نہین ہے کیونکہ معبود
وہ ہوتا ہے جو ایجاد واحیا پر قادر ہو اور اون کے معبود اس سے عاجز ہین
یہ کیا خاک کرین گے اون کو تو حس وحرکت پر بھی قدرت نہین ہے بلکہ اون سے
اون کے عابد کہین بڑہ کر ہین کہ کہاتے پیتے چلتے پہرتے ہر قسم کے کام کرتے
ہین اسی لیے اللہ پاک نے اون پر انکار کیا اون کو ڈانٹا اور اون کی جہالت
وبے وقوفی بیان فرمائی پہر متعدد معبود ہونے کے بطلان پر برہان قائم
کی کہ لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا یعنی اگر آسمان وزمین مین
اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو وہ خراب ہوجاتے یعنی اگر اون مین اور آلہہ
معبودین ہوتے اور اون کے کام کی تدبیر کرتے سوا ے ایک اللہ کے

جو کہ اونکا پیدا کرنے والا ہے تو وہ خراب ہو جاتے بگڑ جاتے اور جو نظام
وانتظام دکھائی دیتا ہے اوس سے نکل جاتے اور جو مخلوقات اونمین ہے
وہ ہلاک ہو جاتی اور سارا کاروبار درہم و برہم ہو جاتا حالانکہ ہم دیکھہ رہے
ہین کہ آسمان و زمین قائم ہین سورج چاند ستارے نکلتے ڈوبتے ہین رات
و دن آتے جاتے ہین پانی برستا ہے روئیدگی اوگتی ہے خلق کی اسباب
راحت پورے پورے مہیا و موجود ہین ہر قسم کا نظم کامل طور پر ہے پس
معلوم ہوا کہ اون کا فاطر و خالق ایک ذات پاک وحدہ لاشریک لہ ہے اور اوسی
ایک کا حکم چلتا ہے جب تو ایسے حسن انتظام سے سارے کارخانے برابر چل رہے
ہین اگر اوس کے سوا اور معبود ہوتے تو کارخانہ بگڑ جاتا کیونکہ عادت یون
جاری ہے کہ جس وقت حاکم متعدد ہوتے ہین تو باہم اون کے ملک مین
تمانع ہوتا ہے اور اوسپر اتفاق نہین ہوتا وجہ اس کی یہ ہے کہ جو امر دو یا
زیادہ سے صادر ہوتا ہے وہ نظام پر جاری نہین ہوتا عقل بہی اسی بات
پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ اگر ہم دو معبود فرض کرین تو اون مین کا ایک
جس وقت منفرد ہوتا ہے تو اوس سے ایک جسم کی تحریک ہو سکتی ہے اور
جب دوسرا منفرد ہوتا ہے تو اوس سے اوس جسم کا ساکن کرنا ہو سکتا ہے پھر
جس وقت وہ دونون جمع ہو جائین تو ضرور ہے کہ جس بات پر وہ حالت انفراد
مین تہے اوسی پر باقی رہین پس اجتماع کے وقت ہو سکتا ہے کہ ایک تو اوس
جسم کے حرکت دینے کا قصد کرے اور دوسرا ساکن کرنے کا پھر یا تو دونون
مرادین حاصل ہون حالانکہ یہ محال ہے یا دونون باز رہین حالانکہ یہ بہی محال
ہے کیونکہ ہر ایک اونمین سے عاجز ہوگا تو یہ بات ثابت ہوئی کہ دو معبود کی وجود
کا قائل ہونا موجب فساد ہے پس اس کا قائل ہونا باطل ٹہہرا کرخی نے بہی
کہا ہے کسائی و سیبویہ و اخفش و زجاج و جمہور نحویین نے کہا ہے کہ کلمۂ الا اس
جگہہ واسطے استثنا کے نہین ہے بلکہ بمعنی غیر ہے صفت ہے آلہہ کی اور

اسی لیے جو اسم کہ اوس کے بعد واقع ہوا ہے مرفوع ہے اور اوس مین اعراب
غیر کا ظاہر ہوا ہے کہ جس کے معنی مین الا آیا ہے اسی باب سے یہہ قول
کسی شاعر کا ہے ؎

وکل اخ مفارقہ اخوہ لعمر ابیک الا الفرقدان

یعنی قسم ہے تیرے باپ کے خالق عمر کی کہ ہر بھائی سوائے فرقدان کے اپنے
بھائی سے جدا ہونے والا ہے فرقدان دو ستارون کا نام ہے قریب قطب
کے دیکھو یہان الا بمعنی غیر صفت ہے کل اخ کی اسی واسطے فرقدان مرفوع ہے
ورنہ فرقدین ہوتا فراء نے کہا کہ الا یہان بمعنی سوی ہے وجہ فساد کی یہ ہے کہ
اللہ پاک کے ساتھہ اور معبود کا ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ اون مین سے
ہر ایک مستقل تصرف کرنے پر قادر ہو پس اس صورت مین تنازع و اختلاف
واقع ہوگا اور اس کے سبب سے فساد حادث ہوگا خفاجی نے کہا کہ
آلہہ کا بصیغہ جمع لانا کچھہ قید نہین ہے صرف واسطے مشاکلت ام اتخذوا آلہۃ کے
جمع کے ساتھہ تعبیر کی گئی ہے یعنی یہ غرض نہین ہے کہ اللہ کے سوا متعدد معبود
ہون تو فساد ہو اور اگر ایک یا دو ہون تو فساد نہو اسی طرح فیہما بھی قید نہین ہے
اس کے ساتھہ صرف اس واسطے تعبیر کی گئی ہے کہ یہ ایک دلیل اقناعی ہے موافق
اوس بات کے جس کو مخاطب سمجھتا ہے اور موافق اوس امر کے جو کہ مشرکون
سے واقع ہوا اونہون نے صرف زمین و آسمان مین معبود ٹھیرائے تھے نہ
ماورای زمین و آسمان مین جیسے کہ وہ فرشتے جو کہ گرد اگرد عرش کو احاطہ کیے
ہوے ہین ابو البقاء رحمہ اللہ نے اعراب القرآن مین لکھا ہے کہ الا اللہ مرفوع
ہے اس بنا پر کہ الا صفت ہے آلہۃ کی بمعنی غیر یہ جائز نہین ہے کہ آلہہ سے بدل ہو
کیونکہ معنی یہ ہو جائین گے کہ اگر آسمان و زمین مین اللہ ہوتا تو وہ خراب ہو جاتے
کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر تو یون کہے ما جاءنی قومک الا زیدا بنا بر بدل تو معنی
یہ ہونگے کہ جاءنی زیدٌ وحدہ یعنی تنہا زید میرے پاس آیا کسی نے کہا بدل اسلیے

ممتنع ہے کہ ماقبل الا کا کلام موجب ہے اور نصب بنا بر استثنا بسبب دو وجہ
کے جائز نہین ہے ایک وجہ یہ ہے کہ معنی مین فاسد ہے یہ اس واسطے کہ
جس وقت تو نے یون کہا لو جاءنی القوم الا زیدا لقلتهم تو اس کے یہ معنی
ہونگے کہ قتل اس لیے ممتنع ہوا کہ زید ہمراہ قوم کے تھا آیت کریمہ مین اگر اللہ
پاک کا اسم مبارک منصوب ہو تو یہ معنی ہونگے کہ فساد آسمانون اور زمین کا ممتنع
ہوا بسبب وجود اللہ تعالے کے ہمراہ آلہہ کے حالانکہ اس معنی مین ثبوت
معبود کا ہے ہمراہ اللہ کے اور جس وقت بنا بر صفت مرفوع ہوگا تو ایسی بات
لازم نہ آئیگی کیونکہ معنی یہ ہونگے کہ اگر اون مین غیر اللہ ہوتا تو وہ فاسد ہو جاتے
دوسری وجہ یہ ہے کہ آلہہ اس جگہہ نکرہ ہے اور جمع جس وقت نکرہ ہوتی ہے
تو محققین کی ایک جماعت کے نزدیک اوس سے استثنا نہین کیا جاتا ہے
اس لیے کہ اس جمع مین ایسا عموم نہین ہوتا ہے کہ اگر استثنا نہو تو مستثنی
اوس مین داخل ہو جائے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین
صحیح قول یہ ہے کہ یہ آیت حجت قطعی الدلالت ہے اور یہ قول کہ حجت اقناعی ہے
ایک قول بغایت منکر و شنیع ہے ادلہ قرانیہ وحجج فرقانیہ جو کہ باری تعالی کی توحید
پر دال ہین وہ اس باب مین براہین کلامیہ و مسائل عقلیہ فلسفیہ سے مغنی
ہین اللہ پاک کے بیان کے وراء اور کوئی بیان نہین ہے امام رازی رح
فرماتی ہین کہ دو آلہہ کے وجود کا قائل ہونا مفضی بہ محال ہے پھر اس کی دلائل
کا ذکر کیا ہے مسئلہ توحید مین یہ حجت تام و کامل ہے دنیا و کل تقدیرات پر لازم
ہے جن کی تقدیر کی ہے جسوقت تو انپر واقف ہوگا تو پہچان لیگا کہ عالم علوی و
سفلی مین سارے محدثات و مخلوقات جو ہین وہ دلیل ہین اللہ پاک کی
وحدانیت پر رہے دلائل سمعی و نقلی سو وہ قرآن شریف مین بہت ہین اور
جس کسی نے کہ دلالت تمانع مین طعن کیا ہے اوس نے اس آیت کی یون تفسیر
کی ہے کہ مراد یہ ہے کہ اگر آسمان و زمین مین اور معبود ہوتے جن کی معبودیت

کی بت پرست قائل ہین تو عالم کا فساد لازم آتا کیونکہ وہ جمادات ہین تدبیر عالم پر
قدرت نہین رکھتے ہین تو اب عالم کا فاسد کرنا لازم آیا کہا ہے کہ یہ قول اولی
ہے کیونکہ اللہ پاک نے اپنے قول پاک مین مشرکین سے یون حکایت کیا ہے
ام اتخذوا آلہۃ من الارض ہم ینشرون پہر اس کے فساد پر دلیل ذکر کی ہے
پس واجب ہوا کہ دلیل اسی کے ساتھہ خاص ہو علی قاری رحمہ اللہ فرماتی ہین
کہ علامۂ تفتازانی رحمہ اللہ کا یہ قول کہ آیت حجت اقناعی ہے سو محققین جیسے امام
غزالی و ابن ہمام رحمہما اللہ نے اقناعی ہونے پر قناعت نہین کی بلکہ اسکو
منجملہ حقائق قطعیہ ٹہیرایا بل قیل بکفر قائلہا انتہی غرضکہ جب اللہ تعالے نے
برہان عقلی سے ثبوت وحدانیت کا فرمایا تو ما بعد کو بحرف فا اوسپر مرتب کرکے
یون ارشاد فرمایا فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون یعنی اللہ عزوجل منزہ و
مبرا ہے اوس شے سے جو کہ اوس کی بارگاہ عالی جاہ کے سزاوار نہین ہے
اور اوس کی توحید و تفرید کا دامن ثبوت شریک کے لوث سے پاک صاف
ہے اس مین بندون کو ارشاد ہے اس بات کا کہ جو شے اوس کی جناب
فیض مآب کے لائق نہین ہے اوس سے اپنے رب سبحان کی تنزیہ کرین علامۂ
محلی نے اس جگہہ عرش کی تفسیر کرسی سے کی ہے حفناوی نے کہا اس کی
کوئی حاجت نہین ہے بلکہ عرش کو اپنے معنی پر رکہنا چاہیے کیونکہ تحقیق یہہ
بات ہے کہ عرش ایک جسم مغایر کرسی ہے یہ قول حفناوی کا بغایت خوب
ہے اسی لیے قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے عرش کو اپنے معنی پر رکہا ہے
اور یون تفسیر فرمائی ہے المحیط بجمیع الاجسام الذی ہو محل التدابیر و منشأ المقادیر
یعنی اللہ پاک رب و پروردگار ہے عرش کا کون عرش جو کہ سارے اجسام کو
محیط ہے اور محل تدابیر و منشا مقادیر ہے یہان رب العرش کہنے مین ایک
نکتہ لطیف معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مشرکین نے زمین و آسمان مین اللہ
پاک کے سوا اور معبود ٹہیرائے اور عرش ایک ایسی بڑی شے ہے کہ آسمان و زمین

سب کو گھیرے ہوے ہے اوس کے روبرو زمین و آسمان کی کیا ہستی
ہے پس گویا اس مین رد ہے اوپر کہ تم نے جن کو معبود ٹھیرایا وہ سب عرش
کے ضمن مین ہین اون کو لیاقت معبودیت کی نہین ہے معبودیت کے لائق
وہی ذات ہے جو کہ رب و خالق عرش ہے پھر اللہ پاک نے اپنی قوت
سلطان و عظیم جلال کو بجملہ مستانفہ بیان فرمایا کہ لا یسئال عما یفعل یعنی اوس
ذات پاک کا ایسا جلال ہے کہ خلق مین سے کوئی اوس سے نہین پوچھ سکتا
ہے اوس کی قضاء و قدر مین سے کسی شے کا سوال نہین کر سکتا ہے جس کو
چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کرے جس کو چاہے سعید و نجتاور
بنائے جسے چاہے شقی و بدبخت کردے کیا مجال کہ کوئی کچھ بھی اوس سے
پوچھ سکے کیونکہ وہ رب و مالک اعناق و قوی السلطان قاہر البرہان متفرد
بالوہیت و سلطنت ذاتی ہے اگر بادشاہ کے غلامون مین سے کوئی غلام
اوسپر اعتراض کرے باوجود اس کے کہ باہم جنسیت ہے اور خطا اوسپر جائز ہے
اور ملک حقیقی نہین ہے تو یہ بات قبیح سمجھی جائے اور سفاہت و حماقت شمار
کیجائے پس جو ذات پاک کہ مالک الملوک و رب الارباب ہے اوسکا فعل
بالکل صواب ہے وہ تو بالضرور سزاوار تر ہے ساتھہ اس بات کے کہ اوس پر
اعتراض نہ کیا جائے وہم یُسئلون یعنی بندے جو کچھہ کرتے ہین اون سے
توبیخ و تقریع کا پوچھنا پوچھا جائیگا اون سے قیامت کے دن کہین گے کہ تم نے
ایسا و ایسا کیون کیا کیونکہ وہ مملوک و غلام ہین اون پر اپنے مالک و مولی کے
حکم کی بجا آوری واجب ہے اور اللہ تعالے کے فوق کوئی نہین ہے کہ اوس سے
کسی شے کا کہے جس کو اوس نے کیا ہے کہ تو نے اوس کو کیون کیا کسی نے
کہا معنی یہ ہین کہ اللہ پاک اپنے افعال پر مواخذہ نہین کیا جاتا ہے اور بندے
مواخذہ کیے جائین گے کسی نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ پاک نے
اپنے بندون سے یہ بات بیان فرمائی کہ جو شخص اپنے اعمال سے پوچھا جائے

جیسے حضرت مسیح علیہ السلام اور فرشتے تو وہ اس بات کے لائق نہین ہی کہ معبود ہو
حالانکہ الوہیت جنسیت و مسئولیت کی منافی ہے بیضاوی مین کہا ہے کہ یسألون
کی ضمیر آلہہ کی طرف راجع ہی یا طرف عباد کے سعید بن منصور و ابن منذر نے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے نہین ہے زمین مین
کوئی قوم کہ مبغوض تر ہو مجھکو قدریہ سے اور نہین ہے یہ بات مگر اس لیے
کہ وہ نہین جانتے ہین اللہ کی قدرت کو اللہ نے فرمایا ہے لا یسال عما یفعل
وھم یسئلون ام اتخذوا من دونہ آلھۃ ط قل ھاتوا برھانکم ج ھذا
ذکر من معی و ذکر من قبلی ط بل اکثرھم لا یعلمون الحق ق فھم
معرضون ۝ وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا
الہ الا انا فاعبدون ۝ کیا پکڑے ہین اونہون نے اوس سے ورے
اور صاحب تو کہہ لاؤ سند اپنی یہی بات ہے میرے ساتھہ والون کی اور مجھسے
پہلون کی کوئی نہین پر وہ بہت لوگ نہین سمجھتے سچی بات پہر ٹلاتے ہین اور
نہین بہیجا ہم نے تجھہ سے پہلے کوئی رسول مگر اوس کو یہی حکم بہیجا کہ بات یون
ہے کہ کسی کی بندگی نہین سوائے میرے سو میری بندگی کرو ف پہلے اون
معبودون کا فرمایا جن کو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر دو حاکم ہوتے تو جہان خراب
ہوتا اب اون کا فرمایا جو خدا کے نائب ٹہیراتے ہین اس کو مالک کی سند چاہیے
اوس بغیر کیونکر نائب ہووے انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے
ہین اللہ تعالی کہتا ہی کیا پکڑے ہین اونہون نی اوس سی ورے اور صاحب اے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہدو لاؤ اپنی دلیل اوس بات پر جس کو تم کہتے ہو
ہذا ذکر من معی یعنی قرآن و ذکر من قبلی یعنی اگلی کتابین برخلاف اوس بات
کے ہین جس کو تم کہتے ہو اور اوس کا زعم کرتے ہو کیونکہ ہر کتاب جو اوتاری گئی
ہر نبی مرسل پر وہ ناطق ہے ساتھہ اس بات کے کہ لا الہ الا اللہ یعنی نہین ہے
کوئی معبود مگر اللہ لیکن تم اے مشرکو نہین جانتے ہو سچی بات پس تم اوس سے

اعراض کرتے ہو اور اسی لیے یون فرمایا وما ارسلنا من قبلک الخ جس طرح
کہ اور جگہہ فرمایا ہے واسال من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا
من دون الرحمن الھۃ یعبدون اور فرمایا ولقد بعثنا فی کل امۃ
رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت پس جس نبی کو اللہ پاک
نے بھیجا وہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہے اور اصل فطرت
بھی اسی بات کی شاہد ہے اور مشرکون کے واسطے کوئی برہان نہین ہے اور
اون کی حجت باطل ہے نزدیک اونکے رب کے اور اون پر غضب ہے
اور واسطے اونکے سخت عذاب ہے **ف** کلمۂ ام بمعنی بل و ہمزۂ استفہام
توبیخی ہے مشرکین نے جن کو اپنا معبود ٹھیرایا تھا سو اللہ پاک نے اون کے
معبود ہونے کا بطلان دلیل سابق سے ظاہر کیا اب اوس سے اضراب انتقال
فرماکر یہ بات ظاہر کی کہ اون کا معبود قرار دینا باطل ہے اسکے ساتھہ ہی اونسے
برہان طلب کرکے اون کو زجر و توبیخ کی اس لیے یون ارشاد فرمایا کہ
قل ھاتوا برھانکم یعنی تم ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون سے کہو کہ تم اپنی
دلیل لاؤ اس دعوی پر کہ وہ معبود ہین یا اس بات پر کہ سوا اللہ پاک کے اور
معبود ٹھیرانا جائز ہے حالانکہ ان باتون مین سے کسی طرف اون کے لیے
راہ نہین ہے نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی کیونکہ دلیل عقل کا بیان تو اول گذر چکا
رہی دلیل نقل کی سو اوس کی طرف اس قول مین اشارہ فرمایا ہے ھذا ذکر
من معی وذکر من قبلی یعنی یہ وحی جو کہ شان توحید مین وارد ہے اور
برہان قاطع کو متضمن ہے ذکر ہے میری امت کا اور ذکر ہے اگلی امتون کا حالانکہ
مین اوس کو تم پر قائم کرچکا اور تمہارے واسطے اوس کو خوب واضح کردیا اب
تم اپنی دلیل قائم کرو کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ یہ قرآن اور یہ کتابین جو مجھہ سے
پہلے نازل ہوئین پس تم غور کرکے دیکھو آیا اون مین سے کسی کتاب مین یہ
بات ہے کہ اللہ نے اپنے سوا کوئی اور معبود ٹھیرانے کا امر کیا ہے زجاج نے

کہا اون سے کہا گیا تم اپنی دلیل لاؤ اس بات پر کہ منجملہ رسل کے کسی رسول
نے اپنی امت کو خبر دی کہ اوس کے واسطے کوئی معبود ہے سوا اللہ کے کیونکہ
ذکر من معی اور ذکر من قبلی مین نہین ہے مگر توحید اللہ کی اسمین اونکے واسطے
تبکیت ہے یعنی ڈانٹنا عاجز کرنا ہے جو کہ متضمن ہے اون کی نقیض مدعا کے
اثبات کو کسی نے کہا معنی کلام کے وعید و تہدید ہین یعنی تم کرو جو چاہو پس
عنقریب پردہ کھل جائیگا ہذا اسم اشارہ ہے ذکر من معی سے مراد حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے اس بنا پر مشار الیہ اوسکا قرآن شریف
ہے وذکر من قبلی سے مراد امم سابقہ ہین اس بنا پر مشار الیہ تورات وانجیل
وغیرہ کتب سابقہ ہین جمہور نے باضافت ذکر طرف من کے پڑہا ہے اس
بنا پر اضافت مصدر کی طرف مفعول کے ہوگی کیونکہ قرآن وکتب سابقہ
عظت و وعظ ہین واسطے امتون کے دوسری قراءت یہ ہے کہ ابو حاتم نے روایت
کیا ہے کہ یحیی بن یعمر وطلحہ بن مصرف نے ھذا ذکرٌ من معی وذکرٌ من قبلی
بہ تنوین ذکر و بکسر میم من اور زعم کیا کہ اس قراءت کے لیے کوئی وجہ نہین ہے زجاج
نے اس قراءت کی توجیہ مین کہا ہے معنی یہ ہین ھٰذا ذکرٌ مما اُنزل الیّ ومما ہو معی
وذکر من قبلی کسی نے کہا تقدیر یہ ہے ذکر کائن من قبلی یعنی مین لایا ہون
اوس شے کو کہ جس کو انبیا لائے ہین مجھ سے پہلے کذا فی فتح القدیر ابو البقار نے
کہا تقدیر یہ ہے ہذا ذکر من کتاب معی ومن کتاب قبلی اس صورت مین موصوف
محذوف ہوگا تیسری قراءت یہ لکھی ہے ذکرَ من معی اس صورت مین من موضع
نصب مین ہوگا بسبب مصدر کے اور ہو سکتا ہے کہ موضع رفع مین ہو بنا بر
اقامت مصدر مقام مالم یسم فاعلہ بیضاوی مین چوتھی قراءت یہ لکھی ہے
ذکر معی یعنی بہ تنوین ذکر وحذف من جارہ غرضکہ پھر جب مشرکین پر حجت متوجہ
ہوئی تو اللہ پاک نے اون کی ذم کی کہ وہ مواضع حق سے جاہل ہین پس یہ
ارشاد فرمایا بل اکثرہم لا یعلمون الحق یہ اضراب ہے طرف سے اللہ پاک کے

اوس کلام مین داخل نہین ہے جس کی تلقین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فرمائی تھی برہان و دلیل کا اون سے مطالبہ کرکے اون کی تبکیت و توبیخ کی
تھی اب اوس سے انتقال کرکے یہ بیان فرمایا کہ جھگڑنا اور برہان قائم کرنا
اون مین کچھ اثر نہین کرتا ہے کیونکہ وہ حق سے جاہل ہین حق و باطل مین
تمیز نہین کرتے ہین پھر بیان فرمایا کہ یہ مشرک لوگ جو حق کو سمجھتے بوجھتے نہین
ہین اس کی علت کیا ہے وہ علت یہ ہے کہ فہم معرضون یعنی یہ جہل اکثر مشرکون پر
ایسا مستولی ہوگیا ہے کہ بسبب اوس کے قبول حق سے منہ موڑتے ہین اور
جو نظر و غور کہ حق کی طرف موصل ہے اوس سے اعراض کرتے ہین توحید و اتباع
رسول سے روگردانی کرنے پر استمرار و اصرار کیے چلے جاتے ہین پس نہ کسی حجت
مین تامل کرتے ہین نہ کسی برہان مین تدبر و غور بجا لاتے ہین نہ کسی دلیل مین
نظر و فکر کرتے ہین سوای ہوا پرستی ہٹ دھرمی بے شرمی کے اور کچھ کام نہین
جمہور نے الحق کو منصوب پڑہا ہے اس بنا پر کہ مفعول ہے یعلمون کا ابن محیصن
و حسن نے برفع پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی یعنی ہذا الحق
او ہو الحق یہ جملۂ اسمیہ واسطے تاکید کے درمیان سبب و مسبب کے لایا گیا ہے
مسبب لا یعلمون اور سبب فہم معرضون ہے یعنی جہل کا سبب اعراض ہے
اگر ادنی توجہ کرتے تو حق و باطل مین تمیز ہو جاتا معلوم کر لیتے کہ توحید حق ہے
شرک باطل ہے چونکہ اللہ پاک نے اول اجمالا ذکر فرمایا کہ توحید ایسی شی ہے
جس پر ساری کتب الٰہیہ ناطق ہین اور مجمع علیہ جملہ انبیا و رسل ہے تو اب بجملۂ مستانفہ
اوس اجمال کی تقریر و تاکید فرمائی پس یہ ارشاد فرمایا وما ارسلنا من قبلک
من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا اور اپنی عبادت کا بندون کو امر
کرکے آیت کو ختم کیا فاعبدون یعنی اب تو تمہارے واسطے عقلی نقلی دلیل
واضح و ظاہر ہوگئی اور اللہ پاک کی حجت تم پر قائم ہو چکی پس تم سب کو چھوڑ کر
میری ہی بندگی کرو مجھی کو پوجو قاضی بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ یہ تعمیم بعد تخصیص ہے

کیونکہ ذکر من قبلی اس جہت سے کہ اسم اشارے کی خبر واقع ہوا ہی اونہین تین کتابونکی
ساتھہ مخصوص ہوگا جو کہ اونکے درمیان مین موجود تہین لیکن یہ قول قاضی صاحب
کا اس بات پر مبنی ہے کہ رسول کو واسطہ کتاب کا ہونا شرط کیا جاے حفص وحمزہ و
کسائی نے نوحی نبون وکسر حای مہملہ پڑہا ہے باقی قاریون کی قرارت بیای تحتیہ
وفتح حای مہملہ ہے وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحنہ ط بل عباد مکرمون ۝
لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ۝ یعلم ما بین ایدیھم وما
خلفھم ولا یشفعون ۝ الا لمن ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون ۝
ومن یقل منھم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جھنم ط کذلک
نجزی الظالمین ع ۝ اور کہتے ہین رحمن نے پکڑ لیا کوئی بیٹا وہ اس لائق نہین ع ۱۹ ۲
لیکن وہ بندے ہین جن کو عزت دی ہے اوس سے بڑہکر نہین بول سکتے اور
وہ اوسی کے حکم پر کام کرتے ہین اوس کو معلوم ہے جو اونکے آگے اور پیچہے
اور وہ سفارش نہین کرتے مگر اوس کی جس سے وہ راضی ہوا اور وہ اوس کی
ہیبت سے ڈرتے ہین اور جو کوئی اون مین سے کہے کہ میری بندگی ہے اوس سے
ورے سوا اوس کو ہم بدلا دین دوزخ یونہین ہم بدلا دیتے ہین بے انصافون کو
انتہی ف اللہ پاک رد فرماتا ہے اوس شخص پر جس کا یہ زعم ہی کہ اللہ تعالی
وتقدس کے واسطے کوئی بیٹا ہے فرشتون سے جس طرح کہ عرب مین سے جس
شخص نے یہ کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیان ہین اسپر اللہ پاک نے فرمایا بل عباد
مکرمون یعنی فرشتے اللہ کے بندے ہین عزت دیے گئے ہین اوس کے
پاس منازل عالیہ ومقامات سامیہ مین اور وہ واسطے اوس کے براہ قول و
فعل غایت طاعت مین ہین لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون
یعنی پیشقدمی نہین کرتے ہین اوس کے روبرو کسی کام مین اور نہ جس کام کا
اونکو حکم دیا ہے اوس مین اوس کی مخالفت کرتے ہین بلکہ اوس کے کرنیکی طرف
دوڑ پڑتے ہین اور اللہ پاک کا علم اون کو احاطہ کیے ہے سو اونکی کوئی پوشیدہ

بات اوس سے مخفی نہین ہے وہ جانتا ہے جو اونکے آگے اور جو اون کے پیچھے
ہے ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے من ذا الذی
یشفع عندہ الا باذنہ اور مثل اس آیت کے ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا
لمن اذن لہ اس باب مین ان کے سوا اور بہت آیتین ہین ومن یقل منھم انی
الہ من دونہ یعنی جو کوئی اونمین سے دعوی کرے اس بات کا کہ وہ معبود ہے
من دون اللہ یعنی مع اللہ فذلک نجزیہ جہنم کذلک نجزی الظالمین
یعنی ہر وہ شخص جو یہ بات کہے اور یہ شرط ہے اور شرط کا وقوع لازم نہین ہے
جس طرح کہ یہ آیت ہے قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین وکقولہ
لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین کذا فی ابن کثیر ف
فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ قائل اس قول کے قبائل خزاعہ وجہینہ وبنو سلمہ
وبنو ملیح ہین کیونکہ انہین لوگون نے کہا تھا کہ ملائکہ دختران خدا ہین کسی نے کہا
کہ مراد یہود ہین حمل آیت کریمہ کا ہر اوس شخص پر درست ہو سکتا ہے کہ جس نے
اللہ پاک کے واسطے ولد ٹھیرایا یہودیون نے کہا کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے
بیٹے ہین نصاری نے کہا کہ مسیح علیہ السلام اللہ پاک کے فرزند ہین عرب کے
ایک گروہ نے کہا کہ فرشتے دختران خدا ہین پھر اللہ پاک نے اپنی ذات
مقدس کی تنزیہ کی پس ارشاد فرمایا سبحنہ یعنی اللہ پاک کے لیے اس قول سے
تنزیہ وتقدیس ہے اوسکی ذات پاک زن وفرزند سے منزہ ومبرا ہے یہ تنزیہ بندونکی
زبان سے فرمائی یعنی بندون کو چاہیے کہ اپنے رب کو کل نقائص سے پاک جانین
پھر مشرکین کی قول سے اضراب کیا اور فرمایا بل عباد مکرمون یعنی فرشتے نہین ہین
جس طرح کہ مشرکین کہتے ہین بلکہ وہ اللہ پاک کے بندے ہین اللہ نے اپنی کرامت
وعزت سے اون کو مکرم ومعزز کیا ہے اونکو اپنے پاس مقرب بنایا ہے اور
عبودیت منافی ولادت ہے یہ منافات یا تو موافق اوس امر عادی کے ہے
جو کہ عرب کے نزدیک متخلف نہین ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کا غلام اوس کا بیٹا

لہ اگر کون ہے کہ اسمانون
کہ جو اوسکی پاس ہے
اوسکے اذن سے ۱۲
ع اور اوسکی نہین آتا
نفاعت اوسکو ہاں کے
اوسکو جسکے واسطے
وہ ۱۲ منہ تفسیر
حسین کو اولاد
من سے پہلے پیدا ہوا
ع اگر تو نے شرک
ہارے اعمال جاوین گے
نے کیے اور تو ہو
تو ہے مین ۱۲

نہین ہوتا ہے یا حسب قواعد شرع وہ یہ ہے کہ انسان جسوقت اپنے بیٹے کا
مالک ہوجاتا ہے تو وہ اوسپر آزاد ہوجاتا ہے قول اول تقریر مناقاۃ مین ظاہر تر
ہے کیونکہ گفتگو جہال عرب کے ساتھہ ہے وہ لوگ قواعد شرع کو جانتے پہچانتے
نہین ہین ابن منذر و ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے یہودی کہا کہ
اللہ تعالی نے جنون سے مصاہرت کی ہے پس درمیان اونکے فرشتے ہوے اسپر
اللہ پاک نے اونکی تکذیب کرکے فرمایا بل عباد مکرمون یعنی اللہ نے فرشتون کا
اپنی عبادت کے ساتھہ اکرام کیا ہے اور اون کو برگزیدہ فرمایا ہے مکرمون
اکرام سے ہے اور تشدید را تکریم سے بھی پڑہا ہے زجاج و فراء نے عباد الکا نصب
جائز کہا ہے اس معنی پر کہ بل اتخذ عبادا اللہ پاک نے فرشتون کو سات صفتون کے
ساتھہ موصوف کیا اول صفت تو یہ ہے کہ عباد مکرمون دوسری صفت یہ بیان
فرمائی لایسبقونہ بالقول یعنی وہ نہین کہتے ہین کوئی شے یہانتک کہ اللہ پاک اوسکو
کہے یا اوسکا اونکو حکم دے ابن قتیبہ وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے اسمین دلیل ہے
اس بات پر کہ فرشتے اپنے رب کے کامل مطیع و منقاد ہین اصل اس قول
کی یہ ہے لایسبق قولہم قولہ یعنی سبقت نہین کرتی ہے فرشتون کی بات اللہ
پاک کی بات سے کیونکہ وہ اوسکے بندے ہین اور باادب غلامون کی یہی
عادت ہوتی ہے پس اس اصل کو چھوڑکر سبق کی نسبت اللہ تعالے اور فرشتونکی
طرف کی اور قول کو محل و آلہ سبق کا ٹہیرایا سو فائدہ اسمین آگاہ کرنا ہے اس بات پر
کہ سبقت کرنا بغایت قبیح ہے اللہ کی بات پر سبقت کرنا گویا اللہ پاک پر سبقت
کرنا ہے فرشتون سے اسکی نفی کی کہ وہ ایسے باادب بندے ہین کہ ایسا ہرگز
نہین کرتے ہین اسمین تعریض ہے واسطے مشرکین کے کیونکہ وہ اپنی بات کو اللہ
کی بات پر سبقت دیتے ہین اللہ پاک پر ایسی باتین کہتے ہین جنکو اوسنے نہین کہا
اوسکے لیے زن و فرزند و دختر ثابت کرتے ہین حالانکہ وہ ایسی باتون سے منزہ و مبرا ہے
بجای بقولہم کے جو بالقول فرمایا الف و لام کو عوض مضاف الیہ کیا سو اسمین دو

فائدے ہین ایک تو اختصار دوسرا تکرار ضمیر سے بچنا کیونکہ بعد اسکی فہم دیا مرہ
آتا ہی لایسبقونہ بکسر باہی موحدہ باب ضرب یضرب سے ہی کسی نے اسکو بضم باہی موحدہ
بھی پڑہا ہے ماخوذ سابقۃ فسبقتہ اسبقہ سی یہ جملہ موضع رفع مین ہی اس بنیاد پر
کہ صفت ہے عباد کی تیسری صفت یہ ہی وھم باصرہ یعلون یعنی وہ ہرگز اوس
کام کو نہین کرتے جسکا اونکو حکم نہین دیا اللہ پاک جس کام کا اونکو امر کرتا ہی اوسپر
قائم رہتے ہین اوسکی تابع و مطیع و فرمان بردار ہین قول و عمل مین کسی طرح اوسکی
مخالفت نہین کرتے ہین چوتھی صفت یہ ہے یعلم ما بین ایدیہم و ما خلفہم یعنی وہ جانتا
ہے اوس کام کو جسکو وہ کر چکے اور اوس کام کو جسکو وہ کرنیوالی ہین کسی نے کہا معنی یہ
ہین اللہ جانتا ہے اوس کام کو جو کہ فرشتون کی خلق سے پہلے ہوا اور اوس کام کو
جو اونکی خلق کے بعد ہوتا ہے یا یہ معنی ہین جانتا ہے اوس شے کو جو اونکے آگے
ہے یعنی آخرت اور اوس شی کو جو اونکے پیچھے ہے یعنی دنیا یہ جملہ تعلیل ہے ماقبل
کی وجہ تعلیل کی یہ ہے کہ فرشتون نے جب یہ بات جان لی کہ اللہ پاک عالم ہے
اوس کام کا جسکو اونہون نے آگے پیچھے کیا تو نہ کرینگے کوئی کام اور نہ کہین گے
کوئی بات مگر اوسکے حکم سے ابو السعود نے کہا یہ جملہ مستانفہ ہے ماقبل کی تعلیل
اور ما بعد کی تمہید واقع ہوا ہے کیونکہ وہ اس بات کو خوب جانتے ہین کہ اللہ پاک
اونکے مقدم و موخر اقوال و اعمال کو احاطہ کیے ہوئے ہے اس لیے وہ اپنے
احوال کا ہمیشہ مراقبہ کرتے رہین گے پس کسی قول یا عمل پر بغیر امر اللہ پاک کے
ہرگز پیشقدمی نکرینگے پانچوین صفت یہ ہے ولا یشفعون الا لمن ارتضی یعنی
فرشتے سفارش نہین کرتے مگر اوسکی جس سی وہ راضی ہو کہ اوسکے واسطی شفاعت
کرنے والے شفاعت کرین اور وہ منجملہ اون لوگون کے ہو جن سے اللہ راضی
ہو اکسی نے کہا من ارتضی لا الہ الا اللہ والی ہین صحیح مین ثابت ہو چکا ہے کہ
فرشتے دار آخرت مین شفاعت کرینگے ابن منذر و ابن ابی حاتم نے قتادہ سے
روایت کیا ہے کہ من ارتضی اہل توحید ہین عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم

نے مجاہد سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے لفظ یہ ہے لاہل التوحید لمن رضی عنہ
عبد بن حمید نے حسن رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا کہ قول
لا الہ الا اللہ ہے ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و بیہقی نے بعث مین حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے تفسیر مین اس آیت کی کہا وہ لوگ ہین کہ
پسند کیا اونکو ساتھ لا الہ الا اللہ کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو پڑہا اور فرمایا شفاعت میری واسطے اہل کبائر
کے ہے میری امت سے اخرجہ الحاکم وصححہ البیہقی فی البعث چھٹی صفت یہ ہے وہم
من خشیتہ مشفقون اضافت خشیت کی طرف مفعول کے ہے ای من خشیتہم منہ یعنی
فرشتے اللہ پاک کی عظمت و ہیبت کے مارے کانپتے ہین اصل خشیت کی خوف
مع تعظیم ہے اسی لیے اسکے ساتھ علما خاص کیے گئے ہین اللہ پاک نے فرمایا ہے
انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور اشفاق خوف مع اعتناء و توقع و حذر ہے
پھر اگر بحرف من متعدی ہو تو معنی خوف کے اسمین ظاہر تر ہین اور اگر متعدی بحرف
علی ہو تو امر بالعکس ہوتا ہے یعنی معنی اعتناء کے ظاہر تر ہوتے ہین مطلب یہ ہے
کہ فرشتے اللہ کے مکر سے امن مین نہین ہوتے ہین بلکہ ڈرتے لرزتے رہتے
ہین **فائدہ** انموذج مین کہا ہے اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالی نے فرشتون کے
وصف مین کہا ہے بل عباد مکرمون الی قولہ تعالی مشفقون یہ قول دلالت
کرتا ہے اس بات پر کہ لا یعصون اللہ ما امرہم یعنی وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہین کرتے
ہین پھر جب وہ اللہ پاک کی نافرمانی نہین کرتے ہین تو کیون ڈرتے ہین یہان تک
کہ اللہ تعالے نے اون کے حق مین یون فرمایا وہم من خشیتہ مشفقون تو ہم
اسکا یہ جواب دینگے کہ جسوقت اونہون نے وہ معاملہ قضا و قدر کا دیکہا جو ابلیس
و ہاروت و ماروت پر گذرا تو ایسے معاملے سے ڈرے دوسرا جواب یہ ہے
کہ اونکا اللہ پاک کو زیادہ جاننا پہچاننا اور اونکا قرب محل کرامت الہی مین موجب
ہے اونکے زیادہ خوف کرنیکا اور اسی لیے اہل تحقیق نے کہا ہے کہ جو شخص زیادہ تر

لہ اللہ سے
ڈرتے وہی ہین
رو اسلیے بندون مین
جنکو سمجھتے ہین

اللہ پاک کا عارف ہوگا وہی زیادہ تر اللہ سے خائف ہوگا اور جو شخص اللہ
کی طرف قریب تر ہوگا وہی اللہ تعالی سے زیادہ ڈریگا کسی نے کیا خوب کہا ہے

نزدیکان را بیش بود حیرانی ایشان را نند سیاست سلطانی

بعض نے یون کہا ہے یا عجبا من مطیع آمن ومن عاص خائف یعنی تعجب ہے فرمانبردار
بیخوف سے اور گنہگار خائف سے ساتوین صفت یہ ہے ومن یقل منھم انی
الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم یعنی جو کوئی فرشتون مین سے بالفرض
والتقدیر کیونکہ اونکی عصمت ثابت ہوچکی ہے یہ بات کہے کہ مین معبود ہون سوائے
اللہ کے تو اس قائل کو بطور فرض وتقدیر ہم بدلا دین دوزخ بسبب اس قول
کے جس کو اوس نے کہا جس طرح کہ اوسکی سوا اور مجرمون کو ہم جزا دیتے ہین مفسرین
نے کہا ہے کہ مراد اس قائل سے ابلیس ہے کیونکہ فرشتون مین سے سوائے
ابلیس کے کسی نے نہین کہا کہ مین معبود ہون اور یہ بطور مجاز کے ہے کیونکہ
وہ تو معترف بعبودیت اور رحمت الہی سے نا امید ہے ابلیس کا منجملۂ ملائکہ ہونا
اس اعتبار سے ہے کہ وہ اونمین ملا جلا ہوا تھا کسی نے کہا ضمیر منھم کی مطلق خلائق
کی طرف راجع ہے کسی نے کہا اشارہ طرف جمیع انبیاء کے ہے فذلک موضع رفع
مین مبتدا ہے نجزیہ خبر ہے اور جملہ محل جزم مین جواب ہے شرط کا کسی نے کہا
ذلک محل نصب مین ہے فعل ناصب پر نجزیہ دال ہے کذلک یعنی مثل اس سخت جزا کے
نجزی الظالمین جزا دیتے ہین ہم ظالمون کو یا یہ معنی ہین کہ مثل اوس جزا کے
کہ شیرائی ہم نے جزا اس قائل کی جہنم کو پس اسی طرح ہم جزا دیتے ہین ظالمون کو
جو کہ رکھتے ہین الہیت وعبادت کو اوسکے غیر موضع مین مراد ظالمین سے اس جگہ
مشرکین ہین کذلک موضع نصب مین ہے نجزی اس کا ناصب ہے ای جزاء
مثل ذلک اولم یر الذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا
ففتقناھما وجعلنا من الماء کل شیء حی ط افلا یومنون ۝ وجعلنا
فی الارض رواسی ان تمید بھم وجعلنا فیھا فجاجا سبلا لعلھم

یھتدون ۝ وجعلنا السماء سقفا محفوظا ج وھم عن اٰیتھا معرضون ۝
وھو الذی خلق الیل والنھار والشمس والقمر ط کل فی فلک یسبحون ۝
اور کیا نہین دیکھیا ان منکرون نے کہ آسمان وزمین مُنہ بند تھے پھر ہم نے
اونکو کھولا اور بنائی ہم نے پانی سے جس چیز مین جی ہے پھر کیا یقین نہین کرتے
اور رکھے ہم نے زمین مین بوجھ کبھی اونکو لیکر جھک پڑے اور رکھین اوسمین
کشادہ راہین شاید وہ راہ پاوین اور بنایا ہمنے آسمان کو چھت بچاؤ کی اور
وہ اوس کے مونہ سے دہیان مین نہین لاتے اور وہی ہے جسنے بنائے
رات اور دن اور سورج اور چاند سب ایک ایک گھر مین پھرتے ہین ف
مونہہ بند تھے یعنی ایک چیز تھے زمین مین سے نہرین اور کانین اور سبزے
بہانت بہانت نکالے آسمان مین سے کتنے ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور
چال جدی اور جاندار بنائے یعنی جانور پانی سے یعنی نطفے سے ف
یعنی ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک والون سے مل سکین اگر پہاڑ ایسے
ڈھب پر پڑتے کہ راہین بند ہوتین تو یہ بات کہان ہوتی ف بچاؤ کی
چھت یعنی کوئی اوس کو توڑ نہین سکتا اور اوس کے مونہ سے تارے اور چاند
اور رات اور دن ف یعنی اپنی اپنی راہ پر ہین اوس سے نہین ہٹتے انتہی
ف اللہ پاک اپنی قدرت تام اور سلطان عظیم پر آگاہ کرتا ہے کہ اشیا کی پیدایش
کرنے مین اور ساری مخلوقات کے مقہور کرنے مین کیسی پوری قدرت کا اظہار کیا ہے
پس یون ارشاد فرمایا اولم یر الذین کفروا یعنی جو لوگ کہ آلہیت کا جحد وانکار
کرتے ہین اوسکے ساتھہ غیر کو پوجتے ہین کیا انہون نے یہ بات نہین جانی کہ
اللہ پاک مستقل بخلق ومستبد بہ تدبیر ہے یعنی عالم کی خلق وتدبیر مین وہی مستقل
ہے عرش سے فرش تک سب اوسی وحدہ لاشریک لہ کا پیدا کیا ہوا ہے اسمین
کوئی اوسکا شریک وساجھی نہین ہے پھر یہ امر کیونکر لائق ہو سکتا ہے کہ اوسکے
ساتھہ غیر اوسکا پوجا جائے یا اسوا اوسکے ساتھہ شریک کیا جاے کیا

اونہون نے نہ جانا کہ آسمان وزمین رتق تہے یعنی سب کے سب بعض بعض سے متصل و متلاصق تہے ابتدا سے امر مین اور بعض بعض پر متراکم تہا یعنی تہ بر تہ سو اسکو اس سے کہولا یعنی ایک کو دوسرے سے جدا کیا پہر آسمانون کو سات اور زمین کو سات کرڈالا اور درمیان سماے دنیا وزمین کے ہوا کے ساتہہ جدائی کردی تو آسمان نے پانی برسایا اور زمین نے روئیدگی اگائی اس لیے یون فرمایا وجعلنا من الماء کل شئ حی افلا یومنون یعنی وہ مخلوقات کا مشاہدہ کررہے ہین کہ شیئا فشیئا عیانا ظاہر ظہور پیدا ہوتی جاتی ہے یہ سب دلیل ہے وجود پر صانع فاعل مختار قادر کے جو چاہتا ہے اوسپر قدرت رکہتا ہے ؎

ففی کل شئ لہ آیۃ تدل علی انہ واحد

یعنی ہر شے مین اللہ پاک کے لیے ایک ایسی نشانی ہے کہ وہ اسپر دلالت کرتی ہے کہ وہ ایک ہے اوسکا شریک کوئی نہین ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

عکرمہ کہتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچہا کہ رات پہلے ہے یا دن تو وہ بولے تم مجہے خبر دو کہ آسمان وزمین جسوقت رتق تہے تو نہین تہی درمیان اونکے مگر ظلمت یہ اس لیے ہے تاکہ تم جانو کہ رات دن سے پہلے ہے قالہ سفیان الثوری عن ابیہ عن عکرمہ حضرت ابن عمر کے پاس ایک شخص آیا اوسنے اس آیت کا پوچہا تہا تو اونہون نے کہا کہ تو اس شیخ کے پاس جا اوس سے پوچہہ پہر کہا تو آ مجہکو خبر دے اوس بات کی جسکو وہ بجتے کہے راوی کہتا ہے کہ وہ شخص حضرت ابن عباس کے پاس گیا اونسے پوچہا تو اونہون نے کہا ہان آسمان رتق تہے پانی نہین برساتے تہے اور زمین رتق تہی روئیدگی نہین اگاتی تہی پہر اللہ نے زمین کے واسطے اہل پیدا کیے تو اس کو پانی کے ساتہہ کہولا اور اسکو روئیدگی کے ساتہہ کہولا پہر وہ شخص لوٹ کر حضرت ابن عمر کے پاس آیا اونکو خبر دی تو ابن عمر بولے اب مین نے مقرر جان لیا کہ ابن عباس قرآن مین علم دیے گئے ہین اونہون نے

سچ کہا اسی طرح تھے ابن عمر نے فرمایا مین کہا کرتا تہا کہ مجھے پسند نہین آتی ہی جرات ابن عباس
کی تفسیر قرآن پر سو اب مین نے یہ بات جان لی کہ وہ مقرر قرآن مین علم دیے گئے
ہین قالہ ابن ابی حاتم بسندہ عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر عطیہ عوفی نے کہا تہا
یہ یعنی آسمان رتق تہا پانی نہین برساتا تہا پہر اوس نے برسایہ اور رہتی یہ یعنی زمین رتق
روئیدگی نہین اگاتی تہی پہر اوسنے اگائی اسمعیل بن ابی خالد نے کہا مین نے
ابو صالح حنفی سے اس آیت کا پوچہا تو کہا کہ آسمان ایک تہا پہر اوس سے سات
آسمان کہولے اور زمین ایک تہی پہر اوس سے سات زمینین کہولین اسی طرح
مجاہد نے کہا ہے آتنا اور زیادہ کہا ہے کہ آسمان و زمین متماس نہ تہے یعنی ایک
دوسرے سے مس نہین کرتا تہا ملے ہوے نہ تہے سعید بن جبیر نے کہا بلکہ آسمان
و زمین ملتزق یعنی ملے ہوئے ایک دوسرے سے چپکے ہوئے تہی پہر جب آسمان
کو بلند کیا اور زمین کو اوس سے بارز یعنی ظاہر و خارج فرمایا تو یہ اون دونو کا فتق
ہوا جسکا ذکر اللہ پاک نے اپنی کتاب مین فرمایا ہے حسن و قتادہ نے کہا کہ آسمان
و زمین جمیع یعنی ملی ہوئے تہے پہر اس ہوا سے درمیان اون کی فصل کردی
وجعلنا من الماء کل شئ حي یعنی اصل کل احیاء کی مطلب یہ ہے کہ کل زندونکی
اصل پانی سے بنائی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ جسوقت
مین آپ کو دیکہہ لیتا ہون تو میری آنکہہ ٹہنڈی اور میرا جی خوش ہو جاتا ہے
آپ مجھے کل شئ کی خبر دین تو آپ نے فرمایا کل شی پیدا کی گئی ہے پانی سے
اخرجہ ابن ابی حاتم بسندہ عن ابی میمونۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
نیز امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
مین جسوقت آپکو دیکہہ لیتا ہون تو میرا جی خوش اور میری آنکہہ ٹہنڈی ہو جاتی
ہے آپ مجھے کل شئے کی خبر دین تو آپ نے فرمایا کل شے پیدا کی گئی ہے
پانی سے کہا مین نے عرض کیا آپ مجھے ایسے کام کی خبر دین کہ جسوقت مین
اوسپر عمل کرون تو جنت مین داخل ہوؤن آپ نے فرمایا افش السلام

والطعم الطعام وصل الارحام وقم باللیل والناس نیام تم ادخل
الجنۃ بسلام یعنی سلام کا افشا کر ہر ایک کو سلام کر اور کہنا کہلا اور صلۂ رحم کر اور
رات کو نماز پڑہ اس حال مین کہ لوگ سوتے ہون پہر تو داخل ہو جنت مین سلامتی سے
اخرجہ الامام احمد عن قتادۃ عن ابی میمونۃ عن ابی ہریرۃ ورواہ ایضا عبد الصمد وعفان وبہز
عن ہمام تفرد بہ احمد وہذا اسناد علی شرط الصحیحین الا ان ابا میمونۃ من رجال السنن واسمہ سلیم
والترمذی یصحح لہ وقد روی سعید بن عروبۃ عن قتادۃ مرسلا واللہ اعلم وجعلنا فی الارض
رواسی یعنی اللہ پاک نی زمین مین پہاڑ رکہی جن سے زمین کو ٹہیرایا اور برقرار کیا جمایا اور
اوسکو بوجہل کیا تاکہ آدمیون کو لیکر مضطرب و متحرک نہو تو وہ اوسپر قرار پکڑ نہ سکین کیونکہ زمین
پانی مین ڈوبی ہوئی ہے مگر بقدر چوتہائی حصے کے کہ وہ واسطے ہوا اور سوج کے کہلا
ہوا ہے تاکہ زمین والی آسمان کو مشاہدہ کرین اور جو کہلی نشانیان اور حکمتین اور دلالتین
اوسمین رکہی ہین اونکو دیکہین اور اسی لیے یون فرمایا ان تمید بہم یعنی تاکہ زمین اون کو
لیکر جہک نہ پڑے وجعلنا فیہا فجاجا سبلا یعنی اور بنائے ہمنے پہاڑ زمین مین رخنے کہ اونمین
راہین چلین ایک قطر سے دوسرے قطر کی طرف اور ایک اقلیم سے طرف دوسری اقلیم کے
چنانچہ زمین مین یہ بات مشاہد ہے کہ درمیان ان شہرون کے اور اُن شہرون کے
پہاڑ حائل ہوتا ہی تو اللہ پاک اوسمین شگاف و رخنہ کر دیتا ہے تاکہ لوگ اوسمین اس جگہہ سے
اوس جگہہ کی طرف چلین پہرین اسی لیے اللہ پاک نی یون ارشاد فرمایا لعلہم یہتدون
وجعلنا السماء سقفا محفوظا یعنی بنایا ہمنے آسمان کو زمین پر ایک چہت محفوظ
آسمان زمین پر مثل قبے کے ہے جس طرح کہ اللہ پاک نے اور جگہہ فرمایا ہے والسماء
بنیناہا بایدو انا لموسعون اور فرمایا والسماء وما بناہا اور فرمایا افلم ینظروا الی السماء
فوقہم کیف بنیناہا وزیناہا ومالہا من فروج بنا قبہ نصب کرنیکو کہتے ہین جسطرح
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی بنی الاسلام علی خمس ای خیمہ و عمائد
اور یہ نہین ہوتا ہے مگر خیمون مین جیسی کہ عرب کی عادت معہود ہے محفوظ کی معنے
عالی و محروس کے ہین یعنی ایسا عالی بلند حراست کیا ہوا بنایا ہے کہ اوسپر کوئی پونہچ نہ سکی

۱۲ اور آسمان بنایا
۱۲ اور اوسکو سب مخلوق کی
۱۲ اور آسمان
۱۲ اور جیسا اوسکو
۱۲ زمین مین
بنایا ۱۲
۱۲ کہ آسمانون کو
نگاہ کی آسمانون کو
اوسکو ہمنے اوسکو
اور اوسمین رزق دی
بنایا اور زمین مین کردی
اور اوسمین
سورج ۱۲

مجاہد نے کہا محفوظ کے معنی مرفوع ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آسمان کیا ہی فرمایا یہ ایک موج ہے کہ تم سے
روک دیگئی ہے اخرجہ ابن ابی حاتم بسندہ عن سعید بن جبیر عن ابن
عباس اسنادہ غریب وھم عن ایاتھا معرضون یہ آیت کریمہ مثل اس
آیت کے ہی وکاین من ایۃ فی السموات والارض یمرون علیھا وھم عنھا
معرضون یعنی اللہ نے جو چیزین آسمان مین پیدا فرمائی ہین اون مین فکر نہین
کرتی ہین کہ کیسی وسعت عظیم رکھتا ہی اور کیسا بلند ہے رات مین ثوابت و سیارہ
ستارون سے کس طرح اوس کی زینت و آرائش کی ہے اوسکی دن مین غور کرین
کہ ایک ایسا بڑا ستارہ بنایا ہے کہ ایک دن رات مین پورے آسمان کو قطع کر لیتا ہے
پھر وہ ایسی مسافت قطع کرتا ہی کہ اوسکے اندازے کو نہین جانتا ہے مگر اللہ جسنے
اوسکا اندازہ کیا ہی اور اوس کو مسخر فرمایا ہے اور اوسکو چلایا ہے ابن ابی الدنیا فی
کتاب التفکر والاعتبار مین ذکر کیا ہی کہ بعض عابدین بنی اسرائیل نے تیس برس
عبادت کی اونمین دستور تھا کہ جس وقت اونمین سے کوئی آدمی تیس برس عبادت
کر لیتا تو اوسپر ابر سایہ کرتا تھا سو اس شخص نے کچھ نہ دیکھا جو کہ اسکے غیر کو حاصل
ہوا کرتا تھا پس اوسنی اپنی ماں سے اسکی شکایت کی وہ بولی بیٹا شاید تو نے اپنی
اس عبادت کی مدت مین گناہ کر لیا ہے وہ بولا واللہ مین اوسکو نہین جانتا ہون
اوسنے کہا شاید تو نے قصد کیا ہو وہ بولا نہین مین نے قصد بھی نہین کیا اوسنے
کہا شاید تو نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اوٹھائی پھر تو نے اوسکو پھیر لیا ہو بغیر
فکر کے وہ بولا ہان ایسا تو بہت ہوا ہی اوسکی ماں نے کہا من ھنا اتیت یعنی یہ خرابی
تجھکو اسی جگہہ سے پونہچی ہے پھر اللہ پاک نے اپنی بعض نشانیون پر آگاہ کرکے
یہ ارشاد فرمایا وھو الذی خلق اللیل والنھار یعنی وہی ہے جسنے رات دن
بنایا رات مین تاریکی و سکون ہی اور دن مین روشنی و انس ہے دن کبھی طویل
ہو جاتا ہے کبھی قصیر رات کبھی لنبی ہوتی ہے کبھی چھوٹی والشمس والقمر یعنی سورج

لہ اور بعضی نشانیان ہین آسمان و زمین مین اور جو چیزین ہین اونمین سے ہین

اور چاند بنایا آفتاب کو دیکھو کہ اوسکا ایک نور ہے جو اوسی کے ساتھہ خاص ہے
اور اوسکا ایک فلک بنداتہ ہی اور ایک زمانہ جدا ہے اور ایک حرکت و سیر خاص ہے
چاند کو دیکھو کہ اوس کا ایک اور ہی نور ہے اور ہی فلک ہے اور ہی چال ہے
اور ہی اندازہ ہے کل فی فلک یسبحون یعنی ہر ایک ایک فلک مین دور کرتے
ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا گردش کرتی ہین جسطرح کہ تکلا دمڑکی مین گردش
کرتا ہی مجاہد نے کہا پس تکلا نہین پھرتا ہے مگر ساتھہ مڑکی کے اور نہ دمڑکا مگر ساتھہ
تکلے کے اسی طرح ستارے و سورج و چاند نہین پھرتے ہین مگر ساتھہ فلک کے اور فلک
نہین پھرتا ہے مگر ساتھہ اونکے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے فالق الاصباح[1]
وجعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا ذلک تقدیر العزیز العلیم
کذا فی ابن کثیر ف اولم یر الذین کفروا ہمزہ واسطے انکار کے ہے
واوسی اور بدون واو کے دونو قراءتین سبعیہ ہین واو عطف کے واسطے ہی مقدر
پر روایت اس جگہہ قلبی ہی بمعنی علم یعنی کیا فکر نہین کی اور نہ جانا اس جگہہ سے
یسبحون تک جو ذکر فرمایا ہی حاصل اسکا جہہ دلیلین ہین توحید پر اللہ پاک نے مشرکین کے
جہل کا اظہار کیا ہی اسلیے کہ اونہون نے تکوینی نشانیون مین غور نکی اونکی فکر و تامل کرنی
مین قصور و فتور کیا یہ نشانیان اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اللہ پاک الوہیت کے
ساتھہ مستقل ہی اور ساری اشیای ماسوا اوسکی زیر ملکوت مقہور ہین پہلی دلیل اللہ پاک
کی توحید پر یہ ہی کہ ان السموات الآیہ اخفش نے کہا کہ اللہ پاک نے کانتا بصیغہ تثنیہ کہا کُنّ
بصیغہ جمع نفرمایا اسواسطے کہ آسمان و زمین دو صنف ہین یعنی دو جماعت آسمان و
زمین کی زمخشری بھی اسی کے قائل ہین حوفی نے بھی یہی کہا ہی ابو البقاء نے کہا ضمیر
جنسین کی طرف پھرتی ہے جس طرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ان[2] اللہ یمسک
السموات والارض ان تزولا زجاج نے کہا کانتا اسلیے فرمایا کہ سموات سے بلفظ واحد
تعبیر کی جاتی ہے کیونکہ وہ ایک آسمان تھا اور اسی طرح زمینین رتق کی معنی ہین سد یعنی
بند کرنا ضد ہے فتق کا فتق کہتے ہین شگافتن و کشادن کو محاورے مین بولتے ہین

[1] صبح کی روشنی اور رات بنانے والا آرام کرنے کو سورج اور چاند حساب سے اندازہ کرکے ہے زور آور خبردار اللہ کا

[2] تحقیق اللہ تعالے روکے ہوئے ہے آسمانون کو اور زمین کو کہ نہ ٹل جاویں

رتقت الفتق ارتقہ فارتتق ای التام یعنی مین نے بند کیا کشادہ کو تو وہ ملگیا اسی باب سے
یہ ہی کہ جس عورت کی شرمگاہ منضم ہوتی ہے اوسکو رتقا کہتے ہین مراد یہ ہی کہ آسمان وزمین
شئی واحد ملے ہوے چپکے ہوے تھے پھر اللہ پاک نے اونکی درمیان مین فصل کردی
رتقا کو مفرد ذکر کیا حالانکہ خبر ہے تثنیہ کی سو اسکی کئی وجہین ہین ایک یہ ہی کہ رتق بسکون تا سے
فوقیہ مصدر ہے اسمین مونث و مذکر تثنیہ وجمع برابر ہے واسطے مبالغے کے حمل کردیا گیا
جسطرح کہ زید عدل مین ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ مضاف مقدر ہے یعنی ذواتی رتق
تیسری یہ ہے کہ قائم مقام مفعول کی ہے جیسے خلق بمعنی مخلوق یعنی مرتوقتین کسی نے
اسکو بفتح تا سے فوقیہ پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ تقدیر شیئا رتقا ہے اسکے معنی بھی
مرتوق کے ہین جسطرح کہ رفض بمعنی مرفوض آتا ہے رتق وفتق اس جگہہ منجملہ اخوتبرین
بابع واقع ہوے ہین اسلیے کہ رتق کا مقابلہ فتق سے کیا ہے آسمان وزمین کے
رتق وفتق مین کئی قول ہین ایک یہ ہے کہ دونون شئی واحد وحقیقت متحد تھے
اللہ پاک نے تنویع وتمیز کے ساتھہ اونکا فتق کیا دوسرا یہ ہے کہ آسمان ایک تھے
مختلف حرکتون کے ساتھہ اونکا فتق کیا گیا یہان تک کہ وہ افلاک ہوگئے اور زمینین
بھی ایک تھین پھر وہ باختلاف کیفیات واحوال کئی طبقے یا کئی اقلیمین کیگئین لیکن
شرع شریف مین جو تفاوت وبعد درمیان آسمانونکے ثابت ہوچکا ہے یہ قول بظاہر
اوسکے مخالف ہے تیسرا قول یہ ہی کہ وہ اس طور پر تھی کہ درمیان اونکی فرجہ وشگاف نہ تھا
پھر اونمین فرجہ کیا گیا یہ قول اول گذر چکا ہے چوتھا قول یہ ہے کہ آسمان پانی نہین برساتا
تھا زمین روئیدگی نہین اگاتی تھی پھر مطر ونبات کے ساتھہ اونکا فتق ہوا یہ قول بھی
اول گذر چکا ہے اس قول کی بنا پر سموات سے مراد سماء دنیا ہوگا اور سمای دنیا کو
سموات کہنا باعتبار آفاق کی ہیگا یا یون کہین گے کہ سارے آسمانونکو پانی برسانے
مین ایک قسم کا دخل ہے یہ سب اقوال بیضاوی مین نقل کیے ہین مدارک مین تین قول
ذکر کیے ہین ایک یہ کہ آسمان زمین سے ملا ہوا تھا اونکے درمیان مین فضا نہ تھی
پھر اون کے درمیان مین ہوا سے فصل کی گئی دوسرا یہ ہے کہ آسمان مرتق طبقہ

واحد تھے پھر اللہ پاک نے اونکو سات کر دیا اسی طرح زمین تیسرا وہی چوتھا قول مذکور
ہے جمل مین قرطبی سے اسمعیل بن ابی خالد کا قول زیر تفسیر آیت باب نقل کیا ہے کہ
آسمان الگ مخلوق تھا اور زمین الگ مخلوق تھی پھر آسمان سے سات آسمان چیرے
اور زمین سے سات زمینین چیرین اوپر کی زمین کو پیدا کیا پھر اوسکے رہنے بسنے
والے جن وانس کیے اور اوسمین نہرین نکالین میوے اگائے دریا بنائے غرض اوسکا
پانسو برس کی راہ ہے پھر دوسری زمین پیدا کی مثل اوسکے عرض وغلظ مین اوس مین
کئی قومین بنائین اونکے مونہہ مثل کتون کے اور ہاتھ اونکے آدمیونکے ہاتھ کان
اونکے بیلون کے کان بال اونکے بکریون کے بال پھر جب قیامت کا قرب ہوگا تو زمین
اونکو یاجوج ماجوج کی طرف ڈالدیگی پھر تیسری زمین کو پیدا کیا غلظ اوسکا پانسو برس
کی راہ اور اوس سے چوتھی زمین تک ہوا ہے پھر چوتھی زمین کو پیدا کیا اوسمین تاریکی
اور بچھو مثل سیاہ خچرون کے دوزخیون کے واسطے پیدا کیے اور اونکی دمین مثل
دمون گھوڑون کے طول مین بعض بعض کو کھاتے ہین پھر وہ بنی آدم پر مسلط کیے
جائینگے پھر پیدا کیا اللہ نے پانچوین زمین کو غلظ وطول وعرض مین اوس مین
زنجیرین طوقین بیڑیان ہین واسطے اہل نار کے پھر اللہ نے چھٹی زمین کو پیدا
کیا اوسمین سیاہ پتھر ہین اور اسی زمین سے آدم علیہ السلام کی خاک پیدا کی گئی ہی پھر
قیامت کے دن مبعوث ہونگے ہر پتھر اونمین سے مثل بڑے پہاڑ کے ہے اور وہ
گندھک کے ہین کفار کی گردنون مین لٹکائے جائینگے پھر وہ مشتعل ہونگی یہان تک کہ
اونکے چہرون کو اور ہاتھون کو جلا دینگے سو یہ وہی قول اللہ پاک کا ہے وَقُودُهَا النَّاسُ
وَالْحِجَارَةُ پھر اللہ نے ساتوین زمین کو پیدا فرمایا اوسمین جہنم ہے اوسمین دو دروازے
ہین ایک کا نام سجین دوسرے کا فلق سجین تو کہلاتا ہوا ہے اور وہ کتاب ہے کفار کی اور
اصحاب مائدہ وقوم فرعون اوسپر پیش کیے جاتے ہین رہا فلق سو وہ بند ہی قیامت
تک کھولا نہ جائیگا فتح البیان مین اس قصے کی طرف یون اشارہ کیا ہے کہ قرطبی نے
اس باب مین طول کیا ہے کعب احبار وغیرہ سے خلق ارض علیا وسفلی کے احوال

نقل کیے ہین اسکی طرف مصیر نہین ہوسکتا ہے مگر جبکہ اسمین سے کہیہ اللہ ورسولہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح ہو اب رہی یہ بات اگر کوئی کہے کہ مشرکین نے رتق و
فتق آسمان وزمین کا کب دیکھا تہا کہ اللہ تعالی اسکا اونپر انکار کرتا ہے اور یون فرماتا
ہے اولم یر الذین کفروا الآیہ سو مدارک مین یون کہا ہے کہ اسکا ذکر قرآن شریف مین وارد
ہے جو کہ معجزہ ہے تو اسکا قرآن مین ہونا قائم مقام شئی مرئی ومشاہد کے ہے
اس قول کی بنا اسپر ہے کہ مراد رویت سے رویت بصری ہے دوسرا جواب یہ ہے
کہ رویت بمعنی علم ہے اور زمین وآسمان کا تلاصق وتباین عقل مین دونو جائز
ہین پس اختصاص تباین کے ساتہہ نہ تلاصق کے اسکے واسطے ایک مخصص کا ہونا
ضرور ہے اور وہ ذات پاک اللہ قدیم جل جلالہ کی ہے یعنی جب عقل کے نزدیک
زمین وآسمان کا متصل وجدا ہونا دونو درست ہوسکتا ہے تو پہر اونکو ملا نہ رکہنا
جدا کردینا اسکے لیے ضرور کوئی فاعل ومخصص ہے کہ اونسے یہ کام کیا وہ نہین ہے مگر اللہ
سبحانہ انموذج مین اس طرح تقریر کی ہے کیا نہا کفار نے آسمان وزمین کے رتق و
فتق کو اگلے لوگونکے خبر دینے سے یا قرآن شریف مین وارد ہونے سے جو کہ
فی نفسہ معجزہ ہے نظیر اسکا قول ہے اللہ پاک کا حبیبن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو مخاطب فرمایا ہے الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض وقولہ تعالی
الم تر ان اللہ یزجی سحابا الآیہ اسکے سوا اور نظائر بہت ہین قاضی بیضاوی کی تقریر
کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ کفار کو آسمان وزمین کے رتق ہونے کا علم نہین لیکن نظر و
فکر کرکے اوسکے علم حاصل کرنے پر قدرت رکہہ سکتے تہے اسلیے کہ فتق ایک ایسا
عارض ہے جس کو موثر واجب کی طرف احتیاج ہے یہ احتیاج ابتدائی ہو جسطرح کہ اہل
حق کا مذہب ہے کہ درمیان ممکنات کے کہیہ شرطیت وعلیت نہین ہے بلکہ سب
کے سب ابتداءً اللہ پاک کی طرف مستند ہین یا یہ احتیاج بواسطہ ہو جیسا کہ حکما کا مذہب
ہے اور اون لوگون کا جو اونکے پیرو ہین یا علما سے پوچہکر اور کتابون کا مطالعہ
کرکے علم حاصل کرسکتے تہے غرضکہ بوجوہ مذکورہ اونکی بے علمی کو علم قرار دیکر اونپر

علہ قولہ نہ وہ سبب کہ
اللہ کی اور زمین
جو کوئی زمین مین ہے
زمین مین ہے
علہ قولہ نہ وہ سبب کہ
سے اللہ پاک لائق ہے
ہاول ۱۲

انکار فرمایا گازرونی نے کہا امین نظر ہے اس واسطے کہ کفار کا قادر ہونا غور و فکر کرکے
علم حاصل کرنے پر کہ زمین و آسمان رتق تھے پھر فتق کیے گئے یہ دعوی ممنوع ہے
رہی دلیل مذکور سو امین یہ بات ہے کہ آسمان و زمین کا منفصل ہونا اس بات پر
دلالت نہین کرتا ہے کہ بعد رتق ہونے کے اونپر فتق عارض ہوا ہو یہ کس واسطے
جائز نہین ہو سکتا ہے کہ وہ دونو بلا رتق و فتق منفصل ہی مخلوق ہون پھر اگر رتق و
فتق پر یون استدلال کیا جای کہ انپر قرآن شریف نص ہے تو ہم کہین گے کہ اونکی
اثبات مین یہی کافی شافی ہے عقلی دلیل مذکور کی طرف کوئی حاجت نہین ہے اللہ
پاک نے جو جو دلیلین اپنی توحید پر ذکر فرمائی ہین اونمین سے ایک کا ذکر تو ہو چکا دوسری
دلیل یہ ہے وجعلنا من الماء کل شی حی یعنی زندہ کیا ہم نے ہر چیز کو پانی سے
جسکو ہم نازل کرتے ہین آسمان سے پس یہ شامل ہے حیوان و نبات کو معنی یہ ہین
کہ پانی ہر شے کی حیات کا سبب ہے کسی نے کہا پانی سے مراد اس جگہہ نطفہ ہے اکثر
مفسرین اسی کے قائل ہین اللہ پاک نے مشرکون پر اپنی قدرت عجیب و صنعت
بدیع کے ساتھہ حجت قائم کی ہے کہ وہ کیونکر ہم نے ایک رقیق شی کو ساری اشیا کی حیات
کا سبب کیا ہے ہماری کیسی عظیم الشان قدرت ہے باوجود ایسی قدرت دیکھنے
کے پھر بھی تم ہماری توحید کا یقین نہین کرتے ہو اسی لیے یون فرمایا افلا یومنون
ہمزہ واسطے انکار کے ہے اس جہت سے کہ آیات ربانیہ مقتضی ایمان کی ہین باوجود
اسکے پھر بھی وہ ایمان نہ لائے خفاوی نے کہا من الماء مفعول ثانی مقدم ہے اور
کل شی مفعول اول موخر ہے تقدیر یہ ہے جعلنا کل شی حی کائنا و ناشئا من الماء
ای متسببا عنہ یعنی کیا ہم نے ہر شی زندہ کو کائن و ناشی پانی سے مطلب یہ ہے
کہ ہر شی کا وجود و پیدائش پانی سے ہے سمین نے یون کہا ہے کہ جعل ہو سکتا ہے
کہ بمعنی خلق ہو اس بنا پر ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا وہ مفعول کل شی حی
ہے اور من الماء فعل متقدم کے متعلق ہوگا یہ بھی جائز ہے کہ محذوف سے
متعلق ہو اس بنیاد پر کہ کل شی سے حال ہو جائے اس لیے کہ اصل مین ہو سکتا ہے

لے حی کی صفت ہے
شی کی اور من الماء
ابتدای غایت کے لیے
اور اعتبار نظر بظاہر
کا ہے وخلقنا من الماء
کل حیوان کفر و ایمان
خلق کل دابۃ من ماء
مطلب یہ ہے کہ اللہ جل
خلق کرتا ہے ہر حیوان کو
شی کی سا ہے حیوان سے
ہے ۱۲

کہ اوسکا وصف ہو پھر جب اوسپر مقدم کیا گیا تو بنا بر حال منصوب ہوا اور پانی
سے ہر شی حی کے پیدا کرنے کے یہ معنی ہین کہ ہر حیوان کو پانی کی سخت حاجت
ہے بدون اسکے نہین جیتا ہے یا اس لیے کہ نطفے سے مخلوق ہے جسکا نام
پانی رکھا جاتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جعل بمعنی صیّر ہو اس صورت مین دو مفعول
کی طرف متعدی ہوگا دوسرا مفعول جار مجرور ہٹیر یگا تقدیر یہ ہے صیر نا کل شی حی من الماء
بسبب ان الماء لابد منہ لہ یعنی کر دیا ہم نے ہر شے حی کو پانی سے بسبب اسکے کہ
پانی اوسکے واسطے ضرور ہے کسی نے حیا بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ کل کی صفت
ہے یا مفعول ثانی ہے اور ظرف یعنی من الماء لغو ہے اور شئی مخصوص بحیوان ہے
ف انوفرج مین کہا ہے اگر کوئی کہے کہ اللہ پاک نے وجعلنا من الماء کل شئی
حی کس طرح فرمایا باوجود اسکے کہ فرشتے حی ہین اور جن حی ہین حالانکہ پانی سے
مخلوق نہین ہین بلکہ نور و نار سے پیدا کیے گئے ہین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا
وخلق الجان من مارج من نار اور اسی طرح آدم علیہ السلام مٹی سے اور اونٹنی
صالح علیہ السلام کی پتھر سے مخلوق ہین تو اس کے دو جواب ہین اول یہ ہے
کہ مراد کل شے سے بعض ہے اور وہ بعض حیوان ہے جسطرح کہ اس آیت کریمہ
مین کل شئی سے مراد بعض ہے واو نبت من کل شئی اور اس آیت مین وجاءھم
الموج من کل مکان نظر اسکے بہت ہین دوسرا جواب یہ ہے کہ سب کے سب
پانی سے مخلوق ہین لیکن بعض بواسطہ اور بعض بغیر واسطہ اور اسی لیے یون
کہا گیا ہے کہ اللہ پاک نے فرشتون کو ایک ہوا سے پیدا کیا کہ جس کو پانی سے
خلق فرمایا اور جن کو آگ سے خلق کیا کہ جسکو پانی سے بنایا اور آدم علیہ السلام کو
مٹی سے مخلوق کیا کہ جس کو پانی سے پیدا فرمایا غرضکہ سارا کارخانہ پانی ہی سے
بنا ہے کوئی بلا واسطہ کوئی بواسطہ تیسری دلیل توحید پر یہ ہے وجعلنا
فی الارض رواسی ان تمید بھم رواسی جمع ہے راسیۃ کی ماخوذ ہے اس
محاورے سے کہ جس وقت کوئی شے ثابت و راسخ ہوتی ہے جم جاتی ہے

ف اور بنا یا جان
ف اس کی تذکیر کیوجہ سے
ف اور اونٹنی
ف سے جنیں ہیں
اور آدمی اور جنوں کو
سے

تورسا الشی بولتے ہین یعنی وہ شی ثابت ہوگئی جم گئی مراد رواسی سے اس جگہ
ثابت راسخ پہاڑ ہین اسی طرح جبال راسیہ وراسیات محکم ومضبوط واستوار پہاڑونکو
کہتے ہین مَیَدَ کہتے ہین حرکت کرنے دَور کرنے ہلنے کو ماد یمید میدا ومَیَدَانًا بفتح
یای تحتیہ باب باع سے ہے ان سے پہلے مضاف مقدر ہے یعنی مخافۃ او کراہۃ
ان تمید یا حرف لام اول مین اور لا آخر مین مقدر ہے یعنی لئلا تمید بسبب عدم التباس
کے حذف ہوگیا جسطرح کہ اسی عدم التباس کے جہت سے حرف لا زائد کیا جاتا ہے
جیساکہ اس آیت مین ہے لئلا یعلم اھل الکتاب یعنی ہم نے رکھے زمین مین ثابت
محکم پہاڑ واسطے کراہت یا خوف اس بات کے کہ وہ اونکو لیکر مضطرب ہو حرکت
کرے یا تاکہ وہ اون کو لیکر نہ ہلے چکرنہ کہا جاے اسکی تفسیر سورۂ نحل مین پوری طور
گذر چکی ہے جو تیسری دلیل توحید پر یہ ہے وجعلنا فیھا فجاجا سبلا لعلھم یھتدون
فیہا کی ضمیر رواسی کی طرف پھرتی ہے محلی وخازن کا یہی قول ہے اس قول کی
بنیاد پر فیہا کے معنی بینہا ہونگے یعنی اللہ پاک نے پہاڑون کے درمیان مین
فراخ رستے بنائے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ارض کی طرف راجع ہو سمین نے اسی کو
ظاہر کہا ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے اور جگہہ یون فرمایا ہے واللہ جعل لکم
الارض بساطا لتسلکوا منھا سبلا فجاجا فجاج بالکسر جمع ہے فج بالفتح کی فج کہتے
ہین راہ فراخ کو جو درمیان دو پہاڑون کی ہو زمخشری نے کہا اگر تو کہے کہ فجاج
مین تو معنی وصف کے ہین پھر وہ سبل پر کیون مقدم کیا گیا اور موخر نہ کیا گیا مثل
اس آیت کریمہ کے لتسلکوا منھا سبلا فجاجا تو مین کہونگا کہ بحالت صفت مقدم نہین
کیا گیا ہے لیکن وہ تو حال بنکر لایا گیا ہے یعنی حال ذوالحال پر مقدم ہوجاتا ہے
صفت موصوف پر مقدم نہین ہوتی سو وہ حال ہے صفت نہین ہے گو اوسمین
معنی وصف کے ہون ابو عبیدہ نے کہا کہ فجاج سے مراد مسالک ہین زجاج نے
کہا ہر مخترق جو درمیان دو پہاڑون کے ہو وہ فج ہے اور سبلا تفسیر ہے فجاج کی
کیونکہ فج کبھی طریق نافذ مسلوک نہین ہوتا ہے قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین

سلا اور اسنے
بادی کا ذکر زمین مین نہین
تاکہ جلوہ اوس مین
سمین دستے ۱۲

کہ فجاجا جو مقدم کیا گیا حالانکہ سبلا کا وصف ہی سو اسلیے ہے کہ حال ہو جائے تو اس
بات پر دلالت کرے کہ اللہ پاک نے جسوقت کہ سبل کو پیدا کیا تو اونکو ایسا ہی خلق
فرمایا یعنی صفت وسعت و فراخی پر یا اسواسطے تقدیم کی کہ سبلا فجاجا سے بدل
ہو جائے تو ضمناً و التزاماً اس بات پر دلالت کرے کہ اللہ پاک نے سبل کو پیدا کیا
اور اونکو وسیع و فراخ فرمایا واسطے راہ چلنے والونکے اسکے ساتھ ہی یہ بات ہے کہ
اسمین تاکید بھی ہے حاشیہ مین اسکی یہ وجہ لکھی ہے کہ مبدل منہ بالکل حکم سقوط مین
نہین ہوتا ہے چنانچہ ثابت ہو چکا ہے پس وقت ترتب بدل کے اوسپر ملاحظہ
اوسکا جائز ہے جبکہ مقام مقتضی ہو صاحب مدارک کی تقریر یہ ہے کہ اگر تو کہے کہ
درمیان لتسلکوا منہا سبلا فجاجا کے اور درمیان اس آیت کے کیا فرق ہے تو مین
کہونگا کہ اول تو یہ مرتبا نیکو کہا ہے کہ اللہ پاک نے اوسمین فراخ راہین بنائین اور
دوسرا اس بات کے بیان کرنے کو ہے کہ جسوقت اللہ پاک نے اونکو پیدا کیا
تو اسی صفت پر خلق فرمایا پس یہ بیان ہے اوس شی کا کہ جسکا وہان اہتمام کیا
پانچوین دلیل توحید پر یہ ہے وجعلنا السماء سقفا محفوظا یعنی بنایا ہمنے آسمان کو
ایک چھت محفوظ آسمان زمین پر ایسا ہے جیسے گھر پر چھت ہوتی ہے محفوظ
کے یہ معنی ہین کہ زمین پر گر پڑنے سے اوسکو محفوظ رکھا ہے کقولہ تعالے
ویمسک السماء ان تقع علی الارض فراء نے کہا کہ ستارون کے ساتھ شیطان
سے اوسکی حفاظت کی گئی ہے کقولہ تعالے وحفظا من کل شیطان مارد
وکما قال تعالے وحفظناہا من کل شیطان رجیم کسی نے کہا محفوظ کے یہ معنی ہین
کہ ستون کا محتاج نہین ہے کسی نے کہا محفوظ سے مراد اس جگہ مرفوع ہے
کسی نے کہا شرک و معاصی سے محفوظ ہے کسی نے کہا ہدم و نقض سے محفوظ ہے
یعنی گرتا ٹوٹتا نہین ہے بیضاوی مین ہے کہ فساد و اختلال سے محفوظ ہے ایک
وقت مقرر تک بسبب مشیت اللہ تعالے کے وہم عن ایاتہا معرضون یعنی
اللہ پاک نے جو نشانیان اپنی قدرت تام کی اوسمین رکھی ہین کفار اوس سے اعراض

سلہ اور ہم نے آسمان کو اس سے
سقف زمین بنایا
سلہ اور ہم نے آسمان کو ہر شیطان
سے اور بچایا
سلہ اور ہم نے آسمان کو ہر شیطان
مردود سے

کرتے ہین اونمین فکر وغور نہین کرتے کہ ایمان لے آئین آیات سے مراد وہ احوال
ہین جو کہ صانع کے وجود پر اور اوسکی وحدت وکمال قدرت وتناہی حکمت پر دلالت
کرتے ہین بعض تو اونمین سے محسوس ومشاہد ہین جیسے سورج چاند ستارے اور
بعض کی بحث علم طبیعت وہیئت مین کیجاتی ہے جیسے کیفیت حرکات ستارونکی
اپنے افلاک ومطالع ومغارب مین اوس سے اللہ پاک کی پوری قدرت و
حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اوسمین کیا کیا صنائع وبدائع رکھے ہین آیات کی اضافت
آسمان کی طرف اسواسطے کی کہ وہ نشانیان آسمان مین رکھی گئی ہین چھٹی دلیل
توحید پر یہ ہے وھوالذی خلق اللیل والنھار والشمس والقمر اللہ پاک اپنی اور نعمت کی
اونکو یاد دلاتا ہے منجملہ اون نعمتون کے جن کا اونپر انعام کیا ہے وہ یہ ہے کہ اونکے
اونکے لیے رات بنائی تاکہ اوسمین اونکو سکون ہو راحت وآرام پائین دن کی مشقت
وتکان دور کرین اور دن پیدا کیا تاکہ اوسمین چلین پھرین روزی کمائین عیش
وآرام کے اسباب حاصل کرین اور سورج کو دن کی نشانی اور چاند کو رات کی
نشانی بنایا تاکہ مہینے برسون کی گنتی حسابین حساب معلوم کرین چنانچہ اسکا بیان
سورۂ سبحان مین گذر چکا ہے کل فی فلک یسبحون تنوین کل کی عوض ہے
مضاف الیہ سے یعنی ہر ایک سورج وچاند وستارے جاری ہوتے ہین وسط
فلک مین اور بسرعت چلتے ہین جس طرح کہ تیرنے والا پانی مین تیرتا ہے یسبحون
بصیغۂ جمع باعتبار مطالع کے کہا سیبویہ نے کہا ہے جبکہ شمس وقمر ونجوم سے عاقلونکے
فعل کی خبر دی اور اونکو طاعت وفرمانبری مین مثل عاقلون کے ٹھیرایا تو اونکی
واسطے عاقلون کی ضمیر ذکر فرمائی اور یسبحن یا تسبح نہ کہا فراء نے بھی ایسا ہی کہا
ہے کسائی نے کہا کہ یسبحون اس لیے فرمایا کہ سر ہے آیت کا اور فلک واحد ہے
افلاک نجوم کا اصل اس کلمے کی دوران سے ہے اور اسی مادے سے فلکۂ مغزل
ہے یعنی تکلے کا دمڑکا چونکہ گول ہوتا ہے اسی وجہ سے اوسکو فلکہ کہتے ہین حسین
نے کہا کہ صیغہ جمع کا اس واسطے ذکر کیا کہ یہان معطوف محذوف ہے تقدیر

والنجوم ہے جس طرح کہ اور آیتین اسپر دال ہین رہی جمع عقلاء سو وہ اس لیے ہے
کہ جب چاند سورج کی طرف سباحت کی نسبت کی گئی جو کہ منجملہ افعال عقلا ہے
تو جمع بھی عقلاء کی ذکر فرمائی جس طرح کہ اس آیت کریمہ مین ہے رَأَیْتُھُمْ لِی
سَاجِدِین اور مثل اس آیت کے قَالَتَا اَتَیْنَا طَائِعِین اس آیت مین تین کلمے
ہین ایک کل دوسرا فلک تیسرا یسبحون سو مفسرین کا کل کے مضاف الیہ مین اختلاف
ہے کہ وہ کیا ہے آسمین اتفاق ہے کہ تنوین عوض مضاف الیہ ہے پس بیضاوی
کا حاصل یہ ہے کہ مضاف الیہ کل واحد منہما ہے یعنی ہر ایک شمس و قمر سے اور مراد
فلک سے جنس ہے مثل اس قول کے کَسَاھُمُ الْاَمِیْرُ حُلَّۃً یعنی پہنایا امیر نے جماعت
کو جوڑا ظاہر ہے کہ یہان مراد جنس حلہ ہے کیونکہ یہ معنی نہین ہین کہ جماعت کو ایک
حلہ پہنایا بلکہ جماعت مین سے ہر ایک کو ایک ایک حلہ پہنایا اور یسبحون خبر ہے کل کی اور
فی فلک یسبحون سے متعلق ہو کر جملہ حال ہے شمس و قمر سے رہی یہ بات کہ اول
چار چیزین مذکور ہین لیل و نہار و شمس و قمر سو شمس و قمر کا حال مین اونسے علیحدہ ہونا
بسبب عدم التباس کے ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ لیل و نہار فلک مین
نہین چلتے ہین چلنے والے شمس و قمر ہین یسبحون مین ضمیر انہین کی ہے رہا
اسکا جمع لانا سو باعتبار مطالع کے ہے کیونکہ ان کے مطالع بہت ہین ہر ایک کا
مطلع ہر روز نیا ہوتا ہے چون کہ سباحت فعل عقلا کا ہے اس لیے عقلا کی جمع ذکر
کی گئی اسپر کسی نے اعتراض کیا ہے کہ سباحت فعل عقلا کا کیونکر ہو سکتا ہے
حالانکہ بہت سے حیوان سباحت کرتے ہین عقلا کی ساتھہ جو سباحت خاص ہے وہ
سباحت صناعی کسبی ہے نہ مطلق سباحت محلی نے بلحاظ جمعیت یسبحون کے مضاف الیہ
شمس و قمر و نجوم کو کہا ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تقدیر کلام ہے اور ضمیر شمس
و قمر کی طرف راجع ہے پھر بلحاظ جمعیت یسبحون کے یون کہا کہ مراد شمس و قمر سے جنس
طوالع ہے یعنی خاص یہی دونون مراد نہین ہین بلکہ جو ستارے کہ طلوع کرتے
ہین اونکی جنس مراد ہے اوسمین یہ دونو بھی آگئے جمعیت درست ہو گئی فلک

ع ۱۲ رکوع ۱۲ پارہ ۲۳
ع ۱۳ وہ پارہ ۲۳
آیت ۴۰ سورۃ یٰسین

کی تفسیر مین حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا کہ فلک سما ہے اور جمہور اسپر ہین
کہ فلک ایک موج رکی ہوئی ہے نیچے آسمان کے شمس و قمر و نجوم اوسمین چلتے
ہین ابو البقار نے اعراب القرآن مین یون لکہا ہے کل واحد منہما اومنہا اور
ضمیر راجع ہے طرف لیل و نہار و شمس و قمر کے اور یسبحون خبر ہے کل کے معنی
کی بنا پر اس لیے کہ جسوقت ہر واحد نے اونمین سے سباحت کی تو کل اونکا سباحت
کرتا ہے کسی نے کہا یسبحون اس وجہ کی بنیاد پر حال ہے اور خبر فی فلک ہے
کسی نے کہا تقدیر یہ کلہا ہے اور خبر یسبحون ہے اور ضمیر جمع معنی کل کی بنا پر لائی
گئی ابو البقار نے کلیات مین کہا ہے کہ السبح المر السریع فی الماء والہواء یعنی سبح
پانی و ہوا مین تیز گذرنے کو کہتے ہین یقال سبح سبحا بالفتح و سباحۃ بالکسر اور استعارہ
کیا جاتا ہے واسطے گذرنے ستارون کے کل فی فلک یسبحون انتہی رہا بیان فلک کا سو
خازن نے کہا ہے کہ فلک ستارونکے دور کرنیکی جگہہ ہے جو کہ اونکو ضم کیے ہوے
ہے اور فلک کلام عرب مین ہر شے گول کو کہتے ہین جمع اسکی افلاک ہے کسی نے
کہا کہ فلک ایک چکی ہے مثل ہیئت دمڑی تکلے کے مراد یہ ہے کہ جس شئی مین ستاری حلقے ہین
وہ گول ہے مثل گلائی چکی کے کسی نے کہا فلک وہ آسمان ہے جسمین وہ ستارہ ہے
پس ہر ستارہ اوس آسمان مین چلتا ہے جسمین وہ مقدر کیا گیا ہے ہیئت و الون
نے کہا کہ افلاک اجرام صلبیہ ہین نہ ہوا ہی ہین نہ پانی کے خرق و التیام و نمود و ذبول کے
قابل نہین ہین امام رازی نے کہا کہ فلک کلام عرب مین شئی مستدیر کو کہتے ہین
جمع اسکی افلاک ہے عقلا نے اسمین اختلاف کیا ہے سو بعض نے کہا کہ فلک
جسم نہین ہے وہ تو استدارت ہے ان ستارون کی اکثر کا قول یہ ہے کہ افلاک
اجسام ہین ستارے اونپر گردش کرتے ہین یہ قول قریب تر ہے طرف ظاہر
قرآن کے پہر اوسکی کیفیت مین اختلاف کیا ہے سو بعض نے کہا کہ فلک ایک موج
رکی ہوئی ہے چاند سورج ستارے اوسمین چلتے ہین کلبی نے کہا ایک پانی ہے
رکا ہوا ستارے اوس مین چلتے ہین محبت یہ لائے کہ سباحت نہین ہوتی ہے

مگر پانی مین ہم کہتے ہین کہ ہم اسکو نہین مانتے اس لیے کہ جو گھوڑا چلنے مین اپنے اگلے پانون کو دراز کرتا ہے تو اوسکو سابق بولتے ہین تو گون نے ستارون کی حرکتون مین اختلاف کیا ہے جو وجوہ کہ اونمین ممکن ہین وہ تین ہین کیونکہ یا تو فلک ساکن ہو اور ستارے اوسمین حرکت کرتے ہون جیسے مہلی کی حرکت رکے ہوے پانی مین یا یہ کہ فلک متحرک ہو اور ستارے بہی اوسمین حرکت کرتے ہون ستارون کی حرکت یا تو فلک کی حرکت کے جہت کو مخالف ہے یا اوسکی جہت کے موافق یہ مخالفت و موافقت یا تو بحرکت مساوی ہوگی واسطے حرکت فلک کے سرعت و بطو مین یا مخالف ہوگی تیسری وجہ یہ ہے کہ فلک متحرک ہو اور ستارے ساکن جس بات پر کہ قرآن شریف کا لفظ دلالت کرتا ہے وہ دستم ادل ہے کہ افلاک تو ساکن ہین اور ستاری اونمین چلتے ہین جس طرح کہ مہلی رکی ہوئی پانی مین تیرتی ہے انتہی حق یہ ہے کہ صفت سموت و افلاک و ما فیہا کی معرفت کی طرف کوئی راہ نہین ہے مگر باخبار صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد ۚ افاين مت فهم الخلدون ۝ كل نفس ذائقة الموت ۗ ونبلوكم بالشر والخير فتنة ۖ واينا ترجعون ۝ اور نہین دیا ہم نے تجسے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ جینا پہر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہینگے ہر جی کو چکہنی ہے موت اور ہم تمکو جانچتے ہین برائی سے اور بہلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پہر آوگے **ف** کافر کہتے تہے اس شخص تک ہے دہوم جہان یہ مرا پہر کہیہ نہین انتہی **ف** اللہ پاک فرماتا ہے نہین دیا ہے کسی آدمی کو تم سے پہلے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جینا دنیا مین بلکہ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربك ذو الجلال والاکرام یعنی جو لوگ روی زمین پر ہین وہ سب فنا پذیر ہین باقی رہنے والا تمہارا پروردگار جلال و اکرام والا ہے ؎

ساغر فانی و بزم و ساقی فانی　　باہر کہ شدی در دل ما قی فانی

بردار دل از ہستی بی بود جہان الله بود باقی و باقی فانے

اس آیت کریمہ سے منجملہ علما اون لوگون نے استدلال کیا ہے جو اس طرف گئے ہین کہ خضر علیہ السلام مر گئے اب تک زندہ نہین ہین اس لیے کہ وہ بشر تھے بشر عام ہے ولی ہو یا نبی یا رسول اور اللہ پاک نے یون فرمایا ہے وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افاین مت فهم الخالدون یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم مر گئے تو وہ رہجاوینگے یعنی وہ آرزو کرتے ہین کہ تمہارے بعد جیین یہ نہوگا بلکہ سب کا انجام فنا کی طرف ہے اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا کل نفس ذائقة الموت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی سے مروی ہے کہ اونہون نے ان دو بیتون کو پڑہا اور استشہاد کیا ؎

تمنی رجال ان اموت وان مت فتلك سبيل لست فيها باوحد

فقل للذی یبغی خلاف الذی مضی تهیأ لاخری مثلها فكان قد

ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود

ونبلوکم بالشر والخیر فتنة یعنی ہم تمکو جانچتے ہین کبھی تو مصیبتون سے کبھی نعمتون سے پھر ہم دیکھتے ہین کون شکر کرتا ہے کون ناشکری سے پیش آتا ہے کون صبر کرتا ہے کون آس توڑتا ہے جسطرح کہ علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبلوکم کے معنی ہین نبتلیکم شر و خیر سے مراد شدت اور رخا یعنی تنگی و فراخی صحت و بیماری غنا و فقر حلال و حرام طاعت و معصیت ہدی و ضلال ہے والینا ترجعون یعنی پھر ہم تمکو تمہارے اعمال کی جزا دینگے کذا فی ابن کثیر

ف شان نزول اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ کفار کہتے تھے نتربص بہ ریب المنون یعنی ہم انتظار کرتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حوادث زمانی کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح اور خلق مرتی ہے یہ بھی مرجائینگے تو یہ دھوم دھام سب جاتی رہیگی گویا وہ آپ کے انتقال ہونے پر شماتت کرتے خوش ہوتے تھے اسپر اللہ پاک نے آپ سے کفار کی شماتت کی نفی کی اور یون فرمایا وما جعلنا الخ

یعنی اللہ پاک حکم جاری کرچکا ہے کہ دنیا مین کسی بشر کو ہمیشہ باقی نہ رکھے نہ تمکو نہ اونکو پھر اگر تم مرگئے تو کیا یہ لوگ باقی رہجائینگے ہرگز نہین کیونکہ دنیا مین ہمیشہ جینا حکمت تکوینی وتشریعی کے مخالف ہے کسی شاعر نے اس باب مین خوب کہا ہے ؎

فقل للشامتین بنا افیقوا سیلقی الشامتون کما لقینا

یعنی جو لوگ ہماری شماتت کرتے ہین ہماری مصیبت پر خوش ہوتے ہین تو اونسے کہدو کہ ذرا ٹھیرو عنقریب وہ بھی اوسی شے سے ملینگے جس سے ہم ملے مُتّ کو بکسر میم و بضم میم دونون طرح پڑہا ہے یہ دونو د و لغت ہین علامۂ نسفی رح نے کہا ہے کہ فای اول واسطے عطف جملے کے ہے جملے پر اور دوسری واسطے جزای شرط کو ہے بیضاوی کا حاصل یہ ہے کہ فای اول واسطے تعلق شرط کے ہے ساتھ ماقبل کے اور ہمزہ واسطے انکار مضمون جملۂ شرطیہ کے ہے جسطرح کہ سیبویہ کا مذہب ہے انکار جزا کے لیے نہین ہے جیسا کہ یونس کا زعم ہے مطلب یہ ہے کہ جب یہ امر قرار پاچکا کہ کسی آدمی کو دنیا مین بقاء دائم نہین ہے سو کیا اگر تم مرگئے تو وہ ہمیشہ باقی رہینگے ہرگز نہین تم بھی مروگے وہ بھی مرینگے محلی نے یون کہا ہے کہ جملۂ اخیر یعنی فَهُمُ الْخَالِدُونَ محل ہے استفہام انکاری کا اس کی شرح مین حفناوی نے کہا کہ اصل کلام یون ہے افہم الخالدون ان مت چونکہ ہمزہ صدارت چاہتا ہے اس لیے مقدم کیا گیا فراء نے کہا کہ دوسری فا اسلیے لائی گئی ہے کہ شرط پر دلالت کرے کیونکہ یہ جواب ہے کفار کے قول کا وہ قول یہ ہے انّ محمدا سیموت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنقریب انتقال کرینگے کہا یعنی فراء نے کہ حذف واضمار فا کا جائز ہے معنی یہ ہین ان مت فہم یموتون ایضا یعنی اگر تم مرجاؤ گے اپنی اجل مقرر پر تو وہ بھی مرینگے پس مرنے مین کسی طرح کی شماتت نہین ہے بیہقی وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر داخل ہوئے اور آپ کا انتقال ہوچکا تھا تو حضرت صدیق نے آپکا بوسہ لیا اور یون کہا وانبیاہ واخلیلاہ

واصفیاء بہر یہ آیت پڑہی اور یہ آیت انک میت وانھم میتون غرضکہ اللہ پاک نے بقاے دائمی کی کفار سے نفی کی اور اوسکا انکار کیا پہر اس انکار کی یہہ دلیل بیان فرمائی کل نفس ذائقۃ الموت نفس سے مراد نفس مخلوقہ ہے اسلیے کہ باری تعالی اسمین داخل نہو کیونکہ اللہ پاک پر بہی نفس کا اطلاق آیا ہے یعنی ہر نفس مخلوق اپنے جسم سے جدا ہونے کی تلخی چکھنے والا ہے جتنے نفوس مخلوق والے ہین اون مین سے کوئی بہی باقی نرہیگا خازن نے کہا کہ یہ عموم مخصوص ہے اس قول باریتعالی کے ساتہہ تعلم مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسک کیونکہ اللہ پاک زندہ ہے مریگا نہین اور نہ اوسپر موت رواہے اور ذوق اس جگہہ عبارت ہی مقدمات موت سے اور اوسکی آلام عظیمہ سے جو کہ قبل نزول موت کے پیش آتی ہین غرضکہ دنیا مین کسی کو خلود نہین ہے ہر حی کو موت چکہنی ہے رہی دنیا کی زندگی سو واسطے آزمایش کے ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ بلاء و ابتلاء واختبار وفتنہ سب کے معنی آزمانے کے ہین شر سے مراد شدت اور خیر سے مراد راحت ہے فتنہ کے نصب مین تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ مفعول لہ ہے یعنی ہم تمکو جانچتے ہین شر وخیر سے واسطے آزمانے کے یعنی تاکہ ہم دیکہین کہ تم شدت پر صبر اور راحت پر شکر کرتے ہو یا نہین محلی وخازن نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہی حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ نے بہی اسی کو پسند فرمایا ہی دوسری وجہ یہ ہے کہ مصدر ہے موضع حال مین ای فاتنین لکم یعنی ہم جانچتے ہین تم کو خیر وشر سے درانحال کہ ہم تم کو آزمانیوالی ہین تیسری وجہ یہ ہے کہ مصدر ہے معنی عامل سے نہ اوسکے لفظ سے یعنی مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ کیونکہ ابتلاء وفتنہ کے ایک معنی ہین معنی یہ ہین جانچتے ہین تمکو خیر وشر سے جانچنے کر بیضاوی ونسفی نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے سمین وابو البقاء نے تینون کو نقل کیا ہے اب رہی یہ بات کہ آزمایش وامتحان وہ تشخص کرتا ہے جس کو علم نہو اور علم حاصل کرنا چاہے حالانکہ اللہ پاک بندون کی خلق سے پہلے اونکے اعمال و

ہے اور وہی
ہی مین ہی اور مین
ہین جانتا ہی جو
جی مین ہے

وافعال کا عالم ہے اوس کو امتحان کی کیا ضرورت ہے اس لیے یون کہا ہے
کہ مراد یہ ہے کہ اللہ پاک اونسے اوس شخص کا سا معاملہ کرتا ہے کہ جو اون کو آزمائے
اونکو جانچے پھر اس ابتلاء و امتحان پر کفایت نہ کی بلکہ یون فرمایا والینا ترجعون
یعنی بعد اس آزمائش کے خاص ہماری ہی طرف پھر آؤگے ہمارے غیر
کی طرف نجاؤگے نہ تو بطور استقلال نہ بطور اشتراک پھر ہم ہی تمکو تمہارے اعمال کا
بدلا دینگے موافق اوسکے جو تمسے ظاہر ہوگا اگر خیر ہے تو خیر شر ہے تو شر اس آیت مین
اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ مقصود اس زندگی دنیا سے ابتلاء و تعریض ہے
واسطے ثواب و عقاب کے کذا فی فتح البیان وغیرہ واذا رآك الذین
کفروآ ان یتخذونك الا هزوا اهذا الذی یذکر الهتکم ج وهم
بذکر الرحمن هم کفرون ٥ خلق الانسان من عجل ط سا وریکم
اٰیتی فلا تستعجلون ٥ اور جہان تمکو دیکھا منکرون نے اور کام تمہین تمسخر
مگر ٹھٹے مین پکڑنا کیا یہی شخص ہے کہ نام لیتا ہے تمہارے ٹھاکرون کا یعنے
برا کہتا ہے اور وہ رحمن کے نام سے منکر ہین تباہے آدمی شتابی کا اب
دکھاتا ہون تمکو اپنے نمونے سو مجھے جلدی مت کروانتی ف اللہ پاک
اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے واذا رآك الذین کفروا یعنی کفار
قریش جیسے ابوجہل اور اوسکے مثل اور کافر ان یتخذونك الا هزوا یعنی تمسخر
ٹھٹھا کرتے ہین اور تمکو گھٹاتے ہین کہتے ہین اهذا الذی یذکر الهتکم
یعنی کیا وہی شخص ہے جو تمہارے معبودون کو برا کہتا ہے اور تمہاری عقلون کو
سفاہت و حماقت کی طرف منسوب کرتا ہے اللہ پاک نے فرمایا وهم
بذکر الرحمن هم کافرون یعنی اور وہ اللہ کے منکر ہین اور باوجود اسکے اللہ
کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہین جیسا کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے
واذا راوك ان یتخذونك الا هزوا اهذا الذی بعث الله رسولا
ان کاد لیضلنا عن الهتنا لولا ان صبرنا علیها وسوف یعلمون حین

لہ اور جہان تمکو دیکھا اور کچھ کام نہین تمسخر کرنے کی یہی ہے کہ نام لیتا ہے تمہارے ٹھاکرون کا یعنے جسکو بھلا برا کہتا ہے اور آپ تو ٹھاکرون کا منکر ہے تمکو بھلا برا کہنا ہمارے ٹھاکرون سے سو ہمکو اچھا نہین لگتا ہے اور اسکی جگہ یہ کہا کہ یہ شخص جسکو تم برا کہتے ہو عذاب کرون بہت جلد ہی اوسکو اسے ۱۲

یرون العذاب من اضل سبیلا یہان فرمایا خلق الانسان من عجل
جیسا کہ دوسری آیت مین یون فرمایا ہے وکان الانسان عجولا یعنی آدمی
کامون مین بڑا جلد باز ہے مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالی نے جس دن خلائق کو پیدا
کیا تو اوسکی آخر مین بعد ہر شے کے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پس جس وقت
روح نے اونکی دونو آنکھونکو اور زبان و سر کو زندہ کیا اور اونکے نیچے کے بدن
مین نہین پونہچی تھی تو آدم بولے یارب تو میری خلق کو جلدی کر پورج ڈوبنے سے پہلے
ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بہتر دن جسمین سورج نکلا روز جمعہ ہے اسی
مین آدم پیدا ہوئے اور اسی مین جنت مین داخل کیے گئے اور اسی مین جنت
سے اوتارے گئے اور اسی مین قیامت قائم ہوگی اور اسی مین ایک گھڑی
ہے کہ نہین موافقت کرتا ہے اوسکی کوئی بندۂ مومن نماز پڑہتا ہوا اور آپنے
اپنی انگلیان بند کین اوس کی قلت بیان فرماتے تھے پھر وہ بندہ اللہ سے
کسی خیر کا سوال کرے تو اللہ اوس بندے کو وہ خیر عطا فرماوے ابوسلمہ شاگرد
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ عبداللہ بن سلام نے کہا کہ مقرر مین نے وہ
گھڑی پہچان لی وہ جمعے کے دن کی آخر گھڑی ہے اور وہ وہی گھڑی ہے
جسمین اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا یہان انسان کی عجلت ذکر کرنے مین حکمت یہ
ہے کہ جس وقت اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹہٹہا کرنیوالون کا ذکر کیا
تو نفوس مین یہ امر واقع ہوا کہ اون سے جلد انتقام لیا جائے اور نفوس نے اسکی
جلدی کی اس واسطے اللہ تعالی نے فرمایا خلق الانسان من عجل کیونکہ اللہ تعالے
ظالم کو ڈہیل دیتا ہے یہانتک کہ جسوقت اوسکو پکڑ لیا پھر نہین چہوڑتا ہے مہلت
دیتا ہے پھر جلدی کرتا ہے اور اسی لیے یہ فرمایا سأریکم آیاتی یعنی اب دکہاتا ہون
مین تمکو اپنے انتقام اور اپنا حکم اور اقتدار اوس شخص پر جسنے میری نافرمانی کی
سو تم مجھے جلدی مت کرو کذا فی ابن کثیر **ف** اتخاذ باب افتعال سے

بمعنی گرفتن ہے یعنی پکڑنا ہَزٌّ و ہَزٌّ و ہُزٌّ بسکون زای معجمہ و بضم زای مصدر ہے
باب سمع یسمع سے معنی اسکے سخریہ کے ہین یعنی ٹھٹھا کرنا کلمۂ ان بمعنی ما ہے
واذا راک الذین کفروا خطیب نے کہا اس کا عطف واسروا النجوی پر ہے جو کہ
اول سورت مین واقع ہوا ہے سمین نے کہا کہ ان اس جگہہ نافیہ ہے اور یہ اور
جو اسکے تحت مین ہے جواب ہے شرط کا اور شرط اذا ہے کلمۂ اذا اس باب
مین اور آلات شرط کے مخالف ہے کیونکہ اور آلات شرط کے جواب مین
جب ان نافیہ یا ما نافیہ آتا ہے تو حرف فا کا لانا واجب ہوتا ہے جیسے یہ
مثال ہے ان اتیتنی فان اہنتک یا فما اہنتک یعنی اگر تو میرے پاس آئیگا
تو مین تیری اہانت نکرونگا بخلاف اذا کے کہ اسکے جواب مین حرف فا نہین آتا
ہے جیسے یہ مثال اذا اتیتنی ما اہنتک اس بات پر یہ آیت دال ہے واذا تتلی
علیہم ایاتنا بینات ما کان حجتہم الا ان قالوا دیکھو یہان جواب اذا منفی ہے
اور حرف فا نہین آیا اتخذ اس جگہہ متعدی ہے طرف دو مفعول کے اول کاف
ہے اور دوسرا ہزوا ہے امین تین وہبین ہین یا تو مضاف حذف ہی یعنی ذا ہزو
یا براہ مبالغہ مصدر کے ساتھہ وصف کر دیا یا اسم مفعول کے موقع مین واقع ہی یعنے
مہزوءٌ بک اذا کی جواب مین دو قول ہین ایک تو ان نافیہ مع اوسکی جو اوس کے
تحت مین ہی چنانچہ اسکا ذکر ہو چکا دوسرا قول یہ ہے کہ جواب محذوف ہے اور
وہ وہی قول ہے جسکے ساتھہ جملۂ استفہامیہ حکایت کیا گیا ہے اس قول مین
اھذا الذی یذکر الھتکم اسلیے کہ تقدیر یہ ہے واذا راک الذین کفروا
یقولون اھذا الذی اس صورت مین جملۂ منفیہ یعنی ان یتخذونک الخ معترضہ ہوگا
درمیان شرط کی اور درمیان جواب مقدر شرط کے یذکر کے معنی ہین یعیب
زجاج نے کہا محاورے مین بولتے ہین فلان یذکر الناس یعنی وہ اون کی
غیبت کرتا ہے اونکو عیوب کے ساتھہ یاد کرتا ہے وفلان یذکر اللہ یعنی وہ وصف
کرتا ہے اللہ کا ساتھہ تعظیم کے اور اوسپر ثنا کرتا ہے اور ذکر کے ساتھہ وہی شے

لہ اور جب اسکے
اونکو عیوب کے ساتھہ
یاد کرتا ہے
سہو ہے اور صحیح
یہین اونکو عیوب
کے ساتھہ یاد
کرتا ہے ۱۲

حذف کیجاتی ہے جسکے معنی معقول ہوتے ہین اور جس نبیاد پر اونہون نے کہا
ہے کلام عرب مین ذکر عیب نہین ہوتا ہی اور جس جگہہ اوس سے عیب مراد ہوتا ہے
تو سوء کا لفظ اوس سے حذف کیا جاتا ہے کسی نے کہا مدح و ذم دونون پر اطلاق ذکر
کا ہوتا ہے ہمراہ قرینے کے وہ قرینہ یہ ہے کہ ذکر کرنے والا اگر دوست ہی تو وہ
ذکر ثنا ہوگا اور اگر دشمن ہے تو ذم نہیگا الذین کفروا ہی مراد وہی مشرکین ہین
جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹھٹہا کرتے تھے اور جنکے حق مین اللہ پاک
نے یون فرمایا ہے انا کفیناک المستہزئین سدی سے ابن ابی حاتم نے
روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو سفیان و ابو جہل پر گذر فرمایا
اور وہ دونو آپس مین باتین کر رہے تھے پس جس وقت ابو جہل نے آپ کو
دیکہا تو ابو سفیان سے کہا یہ ہے نبی بنی عبد مناف کا اسپر ابو سفیان خفا ہوا پھر کہا
ماتنکرون ان یکون لبنی عبد مناف نبی فسمعہا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرجع
الی ابی جہل فوقع بہ وخوفہ وقال ما اراک منتہیا حتی یصیبک ما اصاب عمک فقال
لابی سفیان اما انک لم تقل ما قلت الا حمیۃ اسپر یہ آیت نازل ہوئی واذا راک الخ
علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے بعد نقل اس اثر کے یہ کہا ہے کہ وہ شخص دیکہا جائے
جس سے سدی نے روایت کی ہی وہم بذکر الرحمن ہم کافرون اول ہم مبتدا ہے
کافرون خبر اور بذکر الرحمن متعلق ہے خبر سے تقدیر یہ ہے وہم کافرون بذکر الرحمن
اور دوسرا ہم تاکید ہے اول کی تاکید لفظی پس فصل واقع ہوئی درمیان عامل و
معمول کے ساتہہ موکد کے اور درمیان موکد و موکد کے ساتہہ معمول کے بیضاوی
نے کہا مکرر ضمیر کی واسطے تاکید کے ہے اور تخصیص کے اور اس لیے کہ درمیان مبتدا و
خبر کے صلہ حائل ہوگیا ہی یعنی اس واسطے تکرار مبتدا کی ضرورت ہوئی اس جملے مین
دو قول ہین ایک یہ ہے کہ محل نصب مین ہے بنا بر حال فاعل قول مقدر سے یعنی وہ
یہ کہتے ہین اور حال یہ ہی کہ وہ اس حال پر ہین دوسرا قول یہ ہے کہ حال ہے فاعل تتخذونک
سے زمخشری اسی طرف مائل ہین اضافت ذکر کی طرف رحمن کے یا تو اضافت

لہ ہم بس ہین
بذکر الرحمن سے
ملیچ بس نہیں الرحمن کا ذکر

مصدر کی ہے طرف فاعل کے اور مراد ذکر سے ارشاد ہے باری تعالے کا
واسطے اونکے ساتھہ بھیجنے رسولون کے اور اوتارنے کتابون کے یا اضافت مصدر
کی طرف مفعول کی ہے یعنی ذکر کرنا رحمن کو ساتھہ توحید کے جیسا کہ بیضاوی مین
ہے کسی نے کہا ذکر سے مراد قرآن ہے یعنی قرآن کی جاحد و منکر ہین یا یہ معنی ہین
کہ وہ منکر ہین ذکر رحمن کے جسنے اونکو پیدا کیا اسلیے کہ وہ کہتے تھے ہم رحمن کو
نہین پہچانتے ہین ہم تو رحمن یامہ کو جانتے ہین یعنی مسیلمہ کذاب مطلب یہ ہے
کہ کفار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس بات کا عیب لگاتے تھے کہ وہ اونکے
معبودونکو برائی سے یاد کرتے ہین کون معبود جو نہ ضرر پونہچائین نہ نفع حالانکہ
وہ اس بات کے منکر ہین کہ اللہ پاک کا ذکر کرین ساتھہ توحید کے جو کہ اوس کو
لائق ہی پس وہ زیادہ تر مستحق ہین اس بات کے کہ اونکو عیب لگایا جاوے اور
اونپر انکار کیا جاوی اور اوسنے مذاق کیا جاوی خُلِقَ الاِنسَانُ مِن عَجَلٍ عجل وعجلت
دونو مصدر ہین انکے معنی ہین شتافتن یعنی جلدی کرنا ضد ہین بطور کی باب انکا
طرب ہے شی کو اوسکے وقت پر مقدم کرنے کو عجلت کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ
مراد انسان سے جنس ہے یہ جو فرمایا کہ انسان بنا ہے عجلت سے سو اسمین استعارہ
بالکنایہ ہے کیونکہ یہان تشبیہ دی ہے عجلت کی جسپر انسان مطبوع ہوا ہی اور وہ
اوسکے لیے مثل جبلت کے ہوگئی ہے ساتھہ مادے کے کہ وہ مٹی ہی اور اس تشبیہ کو
جی مین پوشیدہ رکھا اور مشبہ بہ یعنی مٹی کا ذکر نہ کیا اور بعض لوازم مشبہ بہ کے
ساتھہ کہ وہ کلمۂ خلق ہے مشبہ کی طرف اشارہ کیا وجہ تشبیہ یہ ہی کہ انسان اپنے احوال
مین عجلت بہت کرتا ہی تو گویا وہ اوسی عجلت سے پیدا ہوا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس
جہت سے کہ عجلت پر مطبوع و مفطور و مخلوق ہوا ہے تو وہ بہت سی شیاء کی جلدی کرتا ہے
گو وہ اوس کو ضرر پہونچائین فراء نے کہا گویا اللہ فرماتا ہے کہ بنیہ وخلقت انسان
کی عجلت سے ہے اور عجلت پر ہے زجاج نے یون کہا کہ عرب کو اوس بات کی ساتھہ
خطاب کیا گیا جس کو وہ سمجھتے بوجھتے ہین عرب لوگ جس شخص سے کوئی شی بہت

ہوتی ہے تو اوس سے کہتے ہین خُلِقْتَ منہ جس طرح یون کہتے ہین انت من لعب
وخُلِقْتَ من لعب یعنی تو لعب سے ہے اور لعب سے پیدا کیا گیا مراد مبالغہ ہے اوسکے
وصف کرنیمین ساتھہ لعب کے اس معنی پر یہ قول اللہ پاک کا دال ہے وکان الانسان
عجولا سیمن نے کہا اسمین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ باب قلب سے ہے اصل یہ ہے
خلق العجل من الانسان بسبب شدت صدور عجلت کے انسان سے اور بسبب ملازمت
عجلت کے انسان کو ابو عمرو اسی طرف گئے ہین قرارت عبداللہ خلق العجل من الانسان
اسکی موید ہے کلام عرب مین قلب بکثرت موجود ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اسمین قلب
نہین ہے اور اسمین کئی تاویلین ہین اونمین سے خوبتر تاویل یہ ہے کہ یہ بطور مبالغہ ہے
ذات انسان کی ٹھیرائی گئی گویا نفس عجلت سے پیدا ہوئی منظور اس بات کا بتانا
ہے کہ انسان عجلت کے ساتھہ بغایت متصف ہے اور عجلت اوسکا مادہ ہے جس سے
وہ لیا گیا ہے کسی نے کہا مراد انسان سے آدم علیہ السلام ہین اسلیے کہ اللہ پاک نے
جسوقت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اونمین روح سے پھونکا تو روح اونکے سر مین
پونہچی پس وہ اوٹھنے لگے پہلے اس سے کہ روح اونکے پانون کی طرف پونہچے
تو وہ گر پڑے اسپر کہا گیا خلق الانسان من عجل عکرمہ وسعید بن جبیر وسدی وکلبی
ومجاہد نے اسیطرح کہا ہے عکرمہ کا لفظ یہ ہے کہ جسوقت آدم علیہ السلام مین روح پھونکی تو
اونکے سر مین گئی اونکو چھینک آئی تو کہا الحمد للہ پس فرشتون نے کہا یرحمک اللہ پھر
وہ اوٹھنے لگے پہلے اس سے کہ روح اونکے دونو پانون مین لائی جائے تو وہ گر پڑے
اسپر اللہ پاک نے فرمایا خلق الانسان من عجل ابن جریج سے یہی اسی کے مثل مروی ہے
ابو عبیدہ اور بہت سے اہل معانی نے کہا ہے کہ لغت حمیر مین عجل طین یعنی مٹی کو
کہتے ہین چنانچہ اونکے شاعر نے کہا ہے ع والنخل ینبت بین الماء والعجل
یعنی کھجور اوگتی ہے درمیان پانی اور مٹی کے اخفش نے کہا معنی اسکے یہ ہین
کہ آدم سے کہا گیا کہ ہو جا تو وہ ہو گئے خازن نے نقل کیا ہے کہ جس وقت روح
آدم علیہ السلام کے سر مین اور دونون آنکھون مین داخل ہوئی تو اونھون نے

ای متعلق عجلت انسان کے
سے ہے کہ اسکی طرف مبالغہ
کی طرف اور وہ علت
ہے اور وہ عجلت
عجلت طلب کرنا ہے
مع فتح البیان مین
ابو عبیدہ وغیرہ کا
ہی یہی قول کہا ہے
مع ابو البقاء نے
کہا ہے من عجل مضاف
نصب مین ہے خلق
بنا بر مجاز کے تقول
خلق من طین عجل ہے
حال ای عجلا فی
اسی قول کو اختیار کیا ہے

جنت کے پہلون کی طرف نظر کی پھر جب اونکے جوف مین داخل ہوئی تو کہا نیکی
خواہش کی پھر کودے پہلے اس سے کہ روح اونکے پانون کی طرف پہونچے واسطے
جلدی کرنے کے طرف ثمار جنت کے تو گر پڑے اسپر کہا گیا خلق الانسان من عجل
اور اپنے بیٹون کو عجلت کا وارث کیا کسی نے کہا معنی اسکے یہ ہین کہ پیدا کیا گیا
انسان تعجیل سے پیدا کرنیمین اللہ کے اونکو کیونکہ اونکی خلق بعد ہر شے کے
ہوئی آخر دن مین جمعے کے پس اللہ نے اونکی خلق مین جلدی کی پہلے غروب
ہونے آفتاب سے پھر جب روح فی اون کے سر کو زندہ کیا تو کہا یارب تو میری خلق
کو جلدی کر قبل سورج ڈوبنے سے کسی نے کہا کہ آدم بسرعت و تعجیل پیدا کیے گئے
غیر قیاس پر اونکی اولاد کی پیدائش کے کیونکہ اونکی اولاد مخلوق ہوئی ہے نطفے
سے پھر خون بستہ سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے کئی طور پر ایک طور پر بعد
ایک طور کی بیضاوی و نسفی نے نقل کیا ہے کہتے ہین کہ یہ آیت نازل ہوئی جسوقت کہ
نضر بن حارث عذاب کی جلدی کرتا تھا فتح البیان مین کہا ہے کہ قائل اس قول کا
یہی ہے کہ اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك الخ کسی نے کہا کہ قریش
کے حق مین نازل ہوئی ہے کیونکہ انہین نے عذاب کی جلدی کی سأریکم آیاتی
یعنی اب مین تمکو دکھاتا ہون میرے نقمات تم سے اور میرے مواعید آخرت
مین تو عذاب نار سے اور دنیا مین مثل وقعۂ بدر کے فلا تستعجلون سو تم مجھ سے
اونکے لانیکی جلدی مت کرو کیونکہ وہ ضرور ہی نازل ہونے والی ہین کسی نے کہا
آیات سے مراد وہ معجزات ہین جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق پر
دال ہین اور وہ عاقبت محمود جسکو اللہ پاک نے آپکے واسطے ٹھیرا رکھا ہے
قول اول اولی ہے تستعجلون یعقوب کے نزدیک بیای تحتیہ ہے سہل و عیاش نے
وصل مین یعقوب کی موافقت کی ہے **فائدہ** المنوذج مین کہا ہے کہ اللہ پاک نے
فلا تستعجلون کیونکر فرمایا بعد اسکے کہ خلق الانسان من عجل فرما چکا گویا یہ تکلیف
مالا یطاق ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ ویسی بات ہے کہ اوسمین شہوت کو مرکب کیا ہے

اور اوسکو امر فرمایا ہے کہ اوسپر غالب ہو کیونکہ اوسکو وہ قدرت دی ہی جس کے
سبب سی قمع شہوت و ترک عجلت کی طاقت رکھتا ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی
نے یون فرمایا ہے کہ اول اللہ پاک نے انسان کی ذم کی افراط عجلت پہ اور
بیان فرمایا کہ وہ اوسپر مطبوع و مخلوق ہوا ہے پہر اوسکو منع کیا اور ڈانٹا گویا یون
فرمایا کہ عجلت طلب کرنا اوس سی کوئی نئی بات نہین ہے کیونکہ وہ تو اوسپر مجبول ہی
اور وہ اوسکی طبیعت و سجیت ہے اسلیے کہ عجلت اوسمین مرکب کی گئی ہے رہی یہ
بات کہ اوسکو استعجال سے منع کیا حالانکہ وہ اوسپر مجبول ہی سو ویسی بات ہے کہ
اوسکو قمع شہوت کا امر فرمایا ہے حالانکہ شہوت کو اوسمین مرکب کیا ہی یہ منع اسواسطے
ہے کہ اوسکو وہ قوت عطا کی ہے جس سے قمع شہوت و ترک عجلت کی طاقت
رکھتا ہے قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے اس مضمون کو ایک مختصر فقرے مین ادا
فرمایا ہے کہ نہی اوس شی سے جسپر اونکے نفوس مجبول ہوی ہین اسلیے ہی کہ نفوس کو
اونکی مراد سے باز رکھین ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین ۝
لو یعلم الذین کفروا حین لا یکفون عن وجوھھم النار ولا عن ظھورھم
ولا ھم ینصرون ۝ بل تاتیھم بغتۃ فتبھتھم فلا یستطیعون ردھا
ولا ھم ینظرون ۝ اور کہتے ہین کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو کبھی جانین
یہ منکر اوسوقت کو کہ نہ روک سکین گے اپنے مونہہ سے آگ اور نہ اپنی پیٹھ سے
اور نہ اونکو مدد پونہچیگی کوئی نہین وہ آویگی اونپر بے خبر پہر اونکے ہوش کھو دیگی
پہر نہ سکین گے کہ اوسکو پہیر دین اور نہ اونکو فرصت ملیگی انتہی ف اللہ پاک
خبر دیتا ہے حال سی مشرکون کے کہ براہ تکذیب و جحود و انکار و کفر و عناد و استبعاد
اپنے اوپر عذاب واقع ہونیکی بہی عجلت چاہتے ہین پس کہا ویقولون متی ھذا الوعد
ان کنتم صادقین اللہ پاک نے فرمایا لو یعلم الذین کفروا الخ یعنی اگر وہ یقین
کرلین اس بات کا کہ لامحالہ عذاب اونپر واقع ہونیوالا ہے تو اوسکی جلدی طلب
نکرین اگر وہ جانین اوس وقت کو کہ ڈہانک لیگا اونکو عذاب اونکے اوپر سی اور اونکے

پانون کی نیچ سے لھم[1] من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل لھم[2]
من جھنم مھاد ومن فوقھم غواش اس آیت مین یون فرمایا ہے حین
لا یکفون عن وجوھھم النار ولا عن ظھورھم اور دوسری آیت مین
اسطرح فرمایا ہے مرا[3] بیاتیھم من قطران وتغشی وجوھھم النار غرضکہ
ساری جہتون سے عذاب اونکو گھیرے ہوے ہے ولا ہم ینصرون کا مطلب یہ ہے
کہ اونکا کوئی یار ومددگار نہین ہے کہ اونکو اوس بلا سے چھوڑائے جسطرح دوسری
آیت مین فرمایا ہے وما[4] لھم من اللہ من واق بل تاتیھم بغتۃ کہ یہ معنی
ہین کہ فجاۃ ناگہان آگ اونکے پاس آجائیگی فتبھتھم پھر وہ اونکو ڈرائیگی تو وہ حیران
ہوتے ہوئے اوسکی مطیع ومنقاد ہوجائینگے گردن رکھدینگے نجا نینگے کہ کیا کرین
فلا یستطیعون ردھا یعنی آسمین اونکو کوئی حیلہ وتدبیر نہوگی ولا ہم ینظرون یعنی یہ
عذاب گھڑی بھراوسسے موخر نہوگا کذا فی ابن کثیر ف اول گذر چکا ہے کہ آیات
مین دو قول ہین پہلا قول یہ تہا کہ مراد نقمات ومواعید الٰہی ہین آخرت مین ساتھہ
عذاب نار کے سو یہی قول اولی ہے کیونکہ ویقولون متی ہذا الوعد ان کنتم صادقین
اسپر دال ہے یعنی ٹھٹھا مذاق کرنیوالے کہتے ہین کہ جس وعدۂ عذاب کا تم ہم سے
کہتے ہو اوسکا حصول کب ہوگا کسی نے کہا مراد وعدے سے یہان قیامت ہے
محلی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے نسفی وبیضاوی نے دو قول ذکر کیے ہین ایک تو
وعدۂ عذاب اور دوسرا یہی قول متی خبر مقدم ہے محل رفع مین بعض اہل کوفہ کا
یہ زعم ہے کہ محل نصب مین ہے بنا بر ظرف اور عامل اسمین فعل مقدر اس کا رافع ہے
تقدیر یہ ہے متی یجیٔ ہذا الوعد یا متی یاتی اور مثل اسکے قول اول مشہور ہے
ان کنتم صادقین خطاب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مومنین کو جو کہ
آیات قرآنی پڑہتے ہین کون آیتین جو کہ قیامت کی آمد کا اور حضور عذاب کے
قرب کا انذار کرتے ہین یعنی ای گروہ مومنین اگر تم اپنے وعدے مین سچے ہو تو
کب ہوگا یہ بات بطور سخریہ واستہزا کہی اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ یہ بات بسبب اپنے

[1] اونکو اوپر سے اور نیچے سے آگ کے
[2] اول ہین آگ کے اور پیچھے سے دوزخ
[3] اونکو دوزخ ہین اور اوپر
[4] سے فرش ہین اور اوپر سے
[5] بادل ہین اونکے
[6] سر پر ہے اونکے اور
[7] فرشتے ہین اونکے
[8] اور اونکو اوسکی طرف بلاتے ہین

جہل وغفلت کے کہتے ہین پھر جو ان مذاق کرنے والون کو حاصل ہوگا اوس کا
بیان فرمایا پس کہا لو یعلم الذین کفروا الخ جملۂ مستانفہ ہی اسمین بیان ہے
اس بات کا کہ جس شے کی بسبب اپنی جہل کے جلدی چاہتے ہین اوس کے
ہول وشدت بغایت سخت ہے صیغہ مضارع کا شرطمین اسلیے اختیار کیا ہے
گو معنی ماضی کے ہین کہ عدم علم کے استمرار کا فائدہ دے یعنی اوسکو اونہون نے
نجانا اور یہ نجاننا انکا مستمر ہے اور جواب لو کا محذوف ہے اس واسطے کہ حذف
جواب کا وعید مین ابلغ ہے سو زمخشری نے کہا کہ جواب یہ ہے اگر وہ جان لیتے
اوس وقت کو کہ دفع نکر سکین گے اپنی مونہہ سے آگ کو اور نہ اپنی پیٹھ سے تو کفر و
استہزا و استعجال کی صفت پر نہوتے لیکن صرف اونکے جہل نے اس بات
کو نزدیک اونکی سہل وآسان وبی حقیقت کر دیا ہی ابن عطیہ نے یہ تقدیر کی ہی کہ وعید
کی جلدی نچاہتے زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے صدق وعدے کو جان لیتے
کسی نے کہا اگر اوسکو جان لیتے تو کفر پر جمے نہ رہتے حوفی نے کہا البتہ مسارعت کرتے
یعنی طرف ایمان کے کسی نے کہا صحت بعث کو جان لیتے کسائی نے کہا یہ تنبیہ ہے
تحقیق پر وقوع قیامت کے یعنی اگر وہ اوسکو یقین کا جاننا جان لیتے تو جان لیتے
کہ قیامت آنے والی ہے اسپر بل تبہتم دال ہی محلی نے کہا یہ بات نہ کہتے یعنی
متی ہذا الوعد وجوہ وظہور یعنی آگے پیچھے کا خاصکر اس لیے ذکر کیا کہ یہ دونون جانب
سب جانبون سے زیادہ تر مشہور ہین اس بات مین کہ ان دونون کو احاطہ کر لینا
مستلزم ہے کل جانبون کے احاطے کو اس طور پر کہ منجملہ جوانب کسی جانب سے
اوسکو دفع کرنے کی قدرت نہ رکھین گے حین مفعول بہ ہے یعلم کا منصوب بنابر
ظرف نہین ہے یعنی اگر جان لین وقت عدم کف نار کو زمخشری نے کہا جائز ہے
کہ یعلم بدون تعدیہ چھوڑ دیا جائے باین معنی کہ اگر اون کے پاس علم ہوتا تو وہ اوس
شے سے جاہل نہوتے جس کی عجلت طلب کر رہے ہین اور حین منصوب بہ مضمر ہو
یعنی جس وقت نہ روک سکین گے اپنے مونہہ سے آگ کو جان لین گے اس بات کو کہ

وہ باطل پر تھے اس بنیاد پر کہ حین منصوب ہے بنا بر ظرف کیونکہ مفعول علم کا
انہم کا نوا ٹھیرایا گیا ہے شیخ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ مفعول یعلم کا محذوف ہے
الوسطی کہ ماقبل اوسکا اوسپر دال ہی یعنی لو یعلم الذین کفروا مجئی الموعود الذی سألوا
عنہ واستبطؤہ یعنی اگر جانتے کافر موعود کے آنے کو جسکا سوال کیا اور اوسکی آنے
مین دیر سمجھے اور حین منصوب ہے مفعول سے کہ وہ مجئی ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باب
اعمال سے ہو بنا بر حذف مضاف اور ثانی کا اہمال کیا جاے معنی یہ ہین لو یعلمون
مباشرۃ النار حین لا یکفونہا عن وجوہہم یعنی اگر وہ جان لین آگ کے گھنے کو
جسوقت کہ اوسکو روک نہ سکینگے اپنی مونہہ سے کذا فی الیسمین مظہر کو یعنی الذین کفروا
بجاے مضمر یعنی لو یعلمون اسلیے رکہا تا کہ یہ بات معلوم ہو جاے کہ جو شی اس امر
کی موجب ہوئی ہے کہ آگ نی اونکو سب طرف سے گہیر لیا ہے وہ یہی کفر ہے
ولا ہم ینصرون یعنی قیامت مین آگ سے اون کو کوئی نہ روکیگا نہ کوئی اونکی مدد کریگا
کہ اوس عذاب کو اونسے دفع کرے اللہ پاک نے ستی ہذا الوعد مین کفار سے نقل
کیا کہ وہ عذاب موعود کی عجلت چاہتے ہین اور بیان کیا کہ سبب اسکا اون کا
عدم علم ہے وہ جانتے نہین کہ وقوع موعود کے وقت کی ہول اور اسمین کیسی سخت
عذاب ہے پہر بیان سبب سے اضراب و انتقال کیا اور کیفیت وقوع عذاب موعود
کی بیان فرمائی بل تاتیہم بغتۃ یعنی بلکہ وہ ناگہان اونپر آجائیگا فتح القدیر
مین کہا ہے یہ جملہ معطوف ہے یکفون پر یعنی وہ اوسکو روک نسکین گے بلکہ وہ فجاۃ
ناگہان اون کے پاس آجائیگا ضمیر اس مین عدہ یعنی وعدے کی طرف پہرتی ہے
یا نار کی طرف یا قیامت کی طرف بغتۃ مفعول مطلق ہے غیر لفظ فعل سے یا مصدر
ہے موضع حال مین یا حال ہے کسی نے اسکو بفتح غین معجمہ پڑہا ہے فقلبہتہم
جوہری نے کہا بہتہ بہتا اخذہ بغتا یعنی فلان نے فلان کو یکایک پکڑ لیا مصباح
مین کہا بہت و بہت باب قرب و تعب سے دہش و تحیر اور بحرکت ہا متعدی ہوتا ہے
بہتہ یبہتہ بفتحتین فرار نے کہا وہ اون کو حیران کردیگی کسی نے کہا ناگہان اون کے

پاس آجائیگی کسی نے کہا اون کو دہشت مین ڈالدیگی دونون فعلونکو بیای تحتیہ
پڑہا ہے اسکی بنیاد پر ضمیر وعد وحین کی طرف راجع ہوگی اسی طرح فلا یستطیعون
ردھا مین کیونکہ وعد بمعنی نار ہے یا عدۃ کی طرف اور حین بمعنی ساعت ہے
یہ بہی ہو سکتا ہے کہ نار کی طرف راجع ہو یا نعبتہ کی طرف ولا ھم ینظرون
یعنی نہ اونکو مہلت ملیگی نہ تاخیر دی جائیگی کہ توبہ و عذر کرین کذا فی فتح البیان وغیرہ
بیضاوی نے کہا آیمین یا دولانا ہے اس بات کا کہ اللہ نے دنیا مین اونکو مہلت
دے رکہی ہے ولقد استہزئ برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا
منھم ما کانوا بہ یستہزون ۝ قل من یکلؤکم باللیل والنہار من الرحمٰن
بل ھم عن ذکر ربھم معرضون ۝ ام لھم الھۃ تمنعھم من دوننا
لا یستطیعون نصر انفسھم ولا ھم منا یصحبون ۝ اور ٹہٹہے
ہو چکے ہین کتے رسولون سے بجتے پہلے پہر اولٹ پڑی ٹہٹہا کرنیوالون پر
اونمین سے جس چیز کا ٹہٹہا کرتے تہے یعنی جس چیز سے ٹہٹہا کرتے تہے اوس چیز
کی جزا نے اونہین گہیر لیا تو کہہ کون چوکی دیتا ہے تمہاری رات مین اور دن مین
رحمن سے کوئی نہین وہ اپنے رب کے ذکر سے ٹال کرتے ہین یا اونکے کوئی ٹہاکر
ہین کہ اون کو بچاتے ہین ہمارے سوا سے وہ اپنی مدد نہین کر سکتے اور نہ اون کو
ہماری طرف سے رفاقت ف مشرک لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
استہزا و تکذیب سے ایذا دیا کرتے تہے سو اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے کہ تم اس سے رنجیدہ خاطر مت ہو وہ پڑے ٹہٹہا کرین
جہٹلائین تم سے پہلے اور پیغمبرون کے ساتہہ بہی یہی معاملہ ہو چکا ہے پہر جن
لوگون نے اونکی تکذیب کی اونپر وہی عذاب نازل ہوا جسکے وقوع کو بعید سمجہتے
تہے جیسا کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے ولقد کذبت رسل
من قبلک فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی اتاھم نصرنا ولا مبدل
لکلمات اللہ ولقد جاءک من نبأ المرسلین پہر اللہ پاک نے اپنی نعمت کا

ع ۱۲ ۳ ۳

ل اور جہٹلایا ہے سبب
رسولونکو جنہون نے پہلے
پیغمبر کرتے رہے
جہٹلانے پر اور انہون نے
جب تک پیغمبر انکو دو
ہماری اور کوئی نہین
والا نہین اللہ کی ہین
اور جہٹلایا پیغمبرون نے جو
کہ جو اس رسولون کی

ذکر کیا جسکا اوسنے اپنے بندون پر انعام فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ رات دن اون کی
حفاظت کرتا ہے اور اپنی آنکھ سے جس کو اونگھہ و نیند نہین ہے اونکی حراست
و نگہبانی فرماتا ہے پس ارشاد فرمایا من یکلاکم باللیل والنھار من الرحمن
یہان کلمۂ من بمعنی بدل ہے یعنی تم کہدو کہ کون تمہاری حفاظت کرتا ہے رات دن
سوای رحمن کے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

جاریۃ لم تلبس المرقّقا ولم تذق من البقول فُستُقا

ایک لڑکی ہے کہ اوسنے باریک کپڑا نہین پہنا اور نہ چکھا بدلے ترکاری کے
پستہ کو یعنی وہ خاص بداوت پر باقی ہے شہر کے ناز و تنعم کی اوسکو ہوا تک
نہین لگی بل ھم عن ذکر ربھم معرضون یعنی اللہ پاک نے جو اون کو
نعمت دی ہے اور جو احسان اونپر کیا ہے اوس کا اقرار و اعتراف نہین کرتے ہین
بلکہ اوسکی نشانیون اور نعمتون سے مونہہ پھیرتے ہین پھر فرمایا ام لھم الھۃ
تمنعھم من دوننا یہ استفہام واسطے انکار و تقریع و توبیخ کے ہے یعنی
اونکے واسطے اور معبود ہین کہ اونکو ضرر سے روکتے ہین اور اونکی حفاظت کرتے
ہین سو ہماری بات یون نہین ہے جیسا اونہون نے وہم کیا ہے نہین اور نہ
جیسا اون کا زعم ہے اسلیے یون فرمایا لا یستطیعون نصر انفسھم یعنی یہ معبود جنپر
اونہون نے تکیہ کیا ہے غیر اللہ ہین وہ تو اپنی جانون کی مدد کی قدرت نہین
رکھتے ہین پھر بھلا غیر کی کیا خاک مدد کرینگے ولا ھم منا یصحبون عوفی نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ای یجارون یعنی نہ وہ ہمسے پناہ دیے
جائینگے کہ اللہ کے سوا کوئی اور اونکو پناہ دیکر بچالے قتادہ نے کہا لا یصحبون
من اللہ بخیر یعنی نہ وہ اللہ سے خیر کے ساتھہ ہمراہ کیے جائینگے غیر قتادہ نے
کہا یمنعون یعنی نہ وہ اللہ سے منع کیے جائینگے کہ کوئی اور اللہ کے عذاب سے
اونکو بچائے کذا فی ابن کثیر ف جملۂ ولقد استھزئ برسل من قبلک
واسطے تسلی و تعزیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لایا گیا ہے گویا یون فرمایا

لہ فستق بضمتین وتشدید بعدہ قاف معرب پستہ بفارسی کذا فی ع طیبی کذا فی قول کذا فی ابن ع عباس رضی اللہ عنہما ع ع ع منقول ہے

کہ اگر ان لوگون نے تم سے ٹھٹھا اور مذاق کیا تو تم سے پہلے جو رسول تھے باوجود انکی
کثرت عدد و شرف شان کے اونسے بھی یہی معاملہ ہوا ہے فحاق بالذین
سخروا منھم ما کانوا بہ یستھزؤن حیق باب باع سے معنی اسکے نزول و احاطہ
دو دور کے ہین صلہ اسکا بحرف با ہی یعنی پھر احاطہ کیا یا نازل ہوئی اسکے سبب سے
اون لوگون پر جنھون نے رسولونسے ٹھٹھا کیا وہ شئی جسکے ساتھہ ٹھٹھا کرتے تھے یعنی
تو اس بنا پر ہین کہ ما موصولہ ہے یا مصدریہ ہے یعنی پھر احاطہ کیا اونکا اونکے
استہزا نے مراد اس سی جزای استہزا ہے اس بنیاد پر کہ سبب کو بجای مسبب رکھا ہے
یا یہ معنی ہین کہ نفس استہزا نے اونکا احاطہ کیا اگر اس سی عذاب اخروی مراد لیا جاے
اس معنی کی بنیاد بحسب اعمال پر ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا مین اعمال صالحہ و سیئہ
اعراض ہین آخرت مین سب مجسم ہونگے مثلا انبیاء کے ساتھہ مذاق کرنیکی بھی ایک
صورت مجسم ہوگی وہی صورت مذاق کرنیوالون پر نازل ہوگی اونکو گھیر لیگی غرضکہ
اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وعدہ دیتا ہے اس بات کا
کہ منکر لوگ جو کچھہ اونکے ساتھہ کرتے ہین اوسکا وبال و نیز نازل ہوگا جسطرح کہ اگلی
نبیون کے ٹھٹھا کرنے والون پر نازل ہوا قل من یکلوکم باللیل والنھار من الرحمن
کلاوت کے معنی ہین حراست و حفظ محاورے مین بولتے ہین کلاہ اللہ کلاءۃ بکسر
و مد یعنی اللہ نے اوسکی حراست و حفاظت کی ابن ہرمہ کا قول ہے ؎

ان سلیمی واللہ یکلاؤھا ضنت بشئ ما کان یرزءھا

یعنی سلیمی نے اللہ اوسکو محفوظ رکھے ایسی شے کے ساتھہ بخل کیا جو اوسکا نقصان
نہین کرتی ہے یعنی وصال ابن جریر و ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ معنی یکلوکم کے یحرسکم ہین کسائی و فراء نے یکلوکم بفتح لام و سکون
واو حکایت کیا ہے من الرحمن مین مضاف مقدر ہے یعنی باس و عذاب معنی ہین
ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم ان ٹھٹھا کرنیوالونسی بطور تقریع و توبیخ کہو کہ کون
حفاظت کرتا ہے تمہاری رات مین جسوقت تم سو جاتی ہو اور دن مین جب تم اپنے

معایش کی طرف جاتے ہو اللہ کی باس و عذاب سی جسکی تم مستحق ہو کہ وہ تمپر نازل ہو
زجاج نے کہا معنی یہ ہین کون حفاظت کرتا ہے تمہاری رحمن کی باس سی فراء
نے کہا معنی یہ ہین کون حفاظت کرتا ہی تمہاری اوس شی سے جسکے اوتارنے کا
تمپر ارادہ کرتا ہے دنیا و آخرت کی عقوبات سے ابو البقاء نے کہا من امراللہ موضع نصب
مین ہے یکلؤکم اسکا عامل ہی نظیر اسکا یحفظونہ من امراللہ ہے یہان اللہ پاک کو
بعنوان رحمن ذکر فرمایا سو اسمین تنبیہ ہے اس بات پر کہ اونکا حفاظت کرنیوالا کوئی
نہین ہی سوائے اوسکی رحمت عامہ کی اور عذاب کا مندفع ہونا بسبب رحمت عامہ
کے اللہ پاک کی مہلت سی ہی یعنی اوسنی بمقتضای رحمت عامہ مہلت دے رکھی ہے
کہ عذاب نازل نہین کرتا ہی رہی یہ بات کہ لیل کو نہار پر مقدم کیا سو اسلیے کہ رات مین
اکثر بلاؤن کا وقوع ہوتا ہے بل ھم عن ذکر ربھم معرضون یعنی وہ تو اپنے
پروردگار کے ذکر سے مونہہ پھیرتے ہین پس نہ اوسکو یاد کرتے ہین نہ اوسکا خطرہ
اپنے دل مین لاتے ہین بلکہ اوس سی اعراض کرتے ہین یا قرآن شریف سے یا اللہ
پاک کے مواعظ و نصائح سے یا اوسکی معرفت سے ام لھم آلھۃ تمنعھم من دوننا
ام منقطعہ بمعنی بل ہی اور ہمزہ واسطی اضراب و انتقال کے ہے اگلی کلام سے جسمین
بیان تہا اس بات کا کہ اللہ پاک جو اونکی حفاظت کرتا ہی وہ اوس سی جاہل ہین
اب اس امر سے اضراب کرکے اونکی تقریع و توبیخ کی اس بات پر کہ اونہون نے ایسون پر
اعتماد کیا ہے جو اپنی ذات کے نفع سی اور اوسکی ضرر دور کرنے سے عاجز ہین
یعنی بلکہ کیا واسطی اونکے اور معبود ہین کہ اونکو ہمارے عذاب سے روکین کسی نے
کہا اسمین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یہ ہے ام لھم آلھۃ من دوننا تمنعھم سمین فی اس
قول کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہی شیخ زادہ رحمہ اللہ تعالی
نے اس مقام مین خلاصۂ مرام بغایت خوش تقریر سے ادا فرمایا ہے وہ یہ ہے
کہ اللہ پاک نے جب یہ بات بیان فرمائی کہ جو بات اگلے لوگونکو پہونچی ویسی ہی عنقریب
لامحالہ ان لوگون کو بھی پہونچیگی تو یہ بیان فرمایا کہ اگلونکی مثل انکو عذاب کا جلد پہونچنا

صرف اسواسطے ہے کہ انکو اونسے محفوظ رکھا ہے اسی حجت سے بمقتضای رحمت عامہ
کے ایک مدت انکو مہلت دے رکھی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر
فرمایا کہ اونسے حفاظت کرنیوالی کا پوچھین کہ وہ کون ہے تاکہ وہ اقرار کرین اور متنبہ
ہوجائین اس بات پر کہ وہ اوسکے قبضے مین ہین تو استہزا سے باز آئین پھر اس امر
سے اضراب فرمایا ساتھ اس قول کے بل ہم عن ذکر ربہم معرضون یعنی اے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اونکو چھوڑ دو اونسے اس بات کا سوال مت کرو کیونکہ
وہ اسکی لیاقت نہین رکھتے ہین اس لیے کہ اللہ کے ذکر سے اعراض کرتے ہین
سو اپنے دل مین اوسکا خطرہ نہین لاتے ہین تا آنکہ اللہ کا اونکو خوف دلایا جاوے
پھر جب اونکو اللہ کے عذاب سے حفظ ملا تو وہ پہچان لین کہ حافظ اللہ ہی ہے
اور اس بات کے لائق ہون کہ اللہ کا اونسے سوال کرین پھر اس بات سے
اضراب فرما کے وہ بات بیان کی جو اگلی بات سے زیادہ تر اہم تھی وہ یہ ہے
کہ اونپر انکار کیا اوس امر مین جسکا اونکو زعم ہے کہ اونکے واسطے اور معبود ہین جو
اونکی مدد کرتے ہین اونکو عذاب سے منع کرتے ہین اس قسم کا منع کرنا کہ وہ ہمارے
منع وحفظ سے متجاوز ہوتا ہے یعنی اونکا حفظ ہمارے حفظ سے بڑھا ہوا ہے
اس قول کی بنیاد اسپر ہے کہ من دوننا صفت ہے مصدر محذوف کی اور
جسکی طرف دون مضاف ہے وہ بھی محذوف ہے تقدیر یہ ہے تمنعہم منعا کائنا
من دون منعنا ای من غیر منعنا سیبن نے کہا من دوننا صفت ہے آلہۃ کی ای
آلہۃ من دوننا تمنعہم یعنی ایسے معبود کہ ہمارے سوا ہین اونکو منع کرتے ہین عذاب
سے بچاتی ہین رات دن کے آفات سے محفوظ رکھتے ہین پھر اللہ پاک نے اونکے
ان معبودون کا جنکو اونہون نے اپنا ناصر ومددگار سمجھ رکھا ہے ایسی شے کے
ساتھ وصف کیا جو کہ اونکے ضعف وعجز پر دال ہے پس فرمایا لا یستطیعون نصر انفسہم
یعنی وہ توانائی نفس کی بھی حاضر ہین تو پھر اپنے غیر کی کیونکر مدد کرین گے ولا ہم
منا یصحبون یعنی اور نہ کفار ہماری عذاب سے پناہ دیے جائین گے ابن قتیبہ نے

کہانہ پناہ دیگا اون کو ہم سے کوئی اسلیے کہ مجیر صاحب جار ہے عرب بولتے
ہین صحب اللہ ای حفظک واجارک اسی باب سے شاعر کا قول ہے
ینادی باعلی صوتہ متعوذا لیصحب منا والرماح دوانی
یعنی باواز بلند پناہ پکڑتا ہوا پکارتا ہے تاکہ ہمسے پناہ دیا جاوے حالانکہ تیرے قریب
ہو رہے ہین عرب لوگ بولتے ہین انا لک جار وصاحب من فلان یعنی مین اوس سے
تجھکو پناہ دینے والا ہون ماذنی نے کہا ماخوذ ہے اس محاورہ سے اصحبت الرجل
اذا منعتہ یعنی تو کسی شخص کو منع کرے تو کہے اصحبت الرجل مجاہد نے کہا ینصرون
ای یحفظون قتادہ نے کہا لا یصحبہم اللہ بخیر و لا یجعل رحمتہ صاحبا لہم یعنی اللہ پاک
خیر کے ساتھ اونکا صاحب نہوگا نہ اپنی رحمت کو اونکا ہمراہی کریگا ابو السعود نے
کہا جملہ لا یستطیعون الخ مستانفہ ہے ماقبل کے انکار کی تقریر کرتا ہے اور اون کے
اعتقاد کے بطلان کو واضح کرتا ہے یعنی وہ اپنی جانون کی مدد کی طاقت
نہین رکھتے ہین اور نہ ہمراہ کیے جاتے ہین ساتھ نصر کے ہماری طرف سے
پھر کیونکر وہم کیا جاوے کہ اپنے غیر کی مدد کرینگے اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ دونون ضمیر ین آلہہ کی طرف راجع ہین مدارک و بیضاوی سے بھی یہی معلوم
ہوتا ہے اور علامہ محلی نے اول ضمیر آلہہ کی طرف اور دوسری کفار کی طرف
راجع کی ہے بل متعنا ھؤلاء و اٰباءھم حتی طال علیھم العمر افلا
یرون انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون ○ قل
انما انذرکم بالوحی ولا یسمع الصم الدعاء اذا ما ینذرون ○ ولئن
مستھم نفحۃ من عذاب ربک لیقولن یویلنا انا کنا ظلمین ○ ونضع
الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال
حبۃ من خردل اتینا بھا وکفی بنا حاسبین ○ کوئی نہین پر ہمنے برتوا یا
اون کو اور اون کے باپ دادون کو یہان تک بڑہ گئی اونپر زندگی پھر کیا
نہین دیکھتے کہ ہم چلے آتے ہین زمین کو گھٹاتے اوسکے کنارون سے

اب کیا وہ جیتنے والے ہین یعنی عرب کے ملک مین مسلمانی پھیلنے لگے ہے اور
کفر گھٹنے تو کہہ مین جو تمکو ڈر سناتا ہون سو حکم کے موافق اور سنتے نہین بہرے
پکار کو جب کوئی اونکو ڈر سناوے اور کبھی اون تک پہونچے ایک بہاپ تیرے
رب کی آفت کی تو مقرر کہنے لگین ای خرابی ہماری بیشک ہم تھے گنہگار
اور رکھین گے ہم ترازوئین انصاف کی قیامت کے دن پھر ظلم نہوگا کسی جی پر
ایک ذرہ اور اگر ہوگا برابر رائی کے دانے کے وہ ہم لے آوینگے اور ہم بس ہین
حساب کرنے کو یعنی اگر عمل کسی کا اتنا تھوڑا ہو تو وہ بھی ہم تولینگے انتہی ف
یعنی اللہ پاک خبر دیتا ہے حال سے مشرکون کے کہ جس گمراہی مین وہ ہین اوس پر
اونکو اسی بات نے مغرور و آمادہ کیا ہے کہ وہ زندگی دنیا مین برتوائے گئے اور
تنعم دیے گئے یعنی ساز و سامان برتنے کا اور عیش و آرام کرنے کا خوب ملا اور
اسی حالت مین جسمین وہ ہین اونپر عمرین دراز ہوگئین تو اعتقاد کر بیٹھے کہ وہ کسی شے
پر ہین یعنی باوجود کفر و شرک کے ایک عمر دراز عیش و آرام و ناز و تنعم مین بسر ہوئی
تو سمجھ لیا کہ ہم بھی کچھ ہین جب تو ہم کو ایسا ساز و سامان عیش و عشرت کا ملتا جاتا
ہے پھر اللہ پاک نے اون کو وعظ و نصیحت کی کہ افلا یرون انا ناتی الارض
ننقصہا من اطرافہا مفسرین نے اس کے معنی مین اختلاف کیا ہے ہم اوسکو
سورۂ رعد مین ذکر کر آئے ہین سب سے بہتر و خوب تر یہ ہے کہ اللہ پاک کے
اس قول پاک کے ساتھ تفسیر کیجائی ولقد اہلکنا ما حولکم من القری وصرفنا
الآیات لعلہم یرجعون حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مراد اوس سے
ظہور یعنی غلبہ اسلام کا ہے کفر پر معنی یہ ہین کہ کیا پس عبرت نہین پکڑتے ہین
اس بات سے کہ اللہ فتح و نصرت دیتا ہے اپنے دوستون کو اپنے دشمنون پر
اور جھٹلانے والی امتون کو اور ظالم بستیون کو ہلاک کرتا ہے اور اپنے ایماندار
بندون کو نجات دیتا ہے اسی لیے یون فرمایا افہم الغالبون یعنی بلکہ وہ مغلوب
اسفل احسر ارذل ہین یعنی اونسے تو بڑے بڑے زبردست زور آور مال دار

ف اور ہم آپہنچے ہین یعنی تہارے اوس پاس ہین

ستیان اور ہم آپہنچے ہین نا کہ ہم انکو ہین نا دیدہ بہتر آوینگے

بستیون کا ناس کر ڈالا انکی اون کے روبرو کیا ہستی ہے قل انما انذرکم بالوحی
یعنی جس عذاب و نکال کا مین نے تمکو ڈر سنایا سو مین اوسکا صرف پونہچانیوالا ہون
طرف سے اللہ کے یہ نہین ہے مگر اوسی شے سے جسکی اللہ نے میری طرف وحی کی
ہے لیکن اللہ نے جس شخص کی بینائی دل کو اندہا کر دیا ہے اور اوس کے ہیے
کی آنکھین پھوٹی ہوئی ہین اور اوس کے کانون پر اور دل پر اللہ نے مہر لگا دی
ہے اوسکو یہ نفع نہ دیگا اسی لیی یون فرمایا ولا یسمع الصم الدعاء اذا ما ینذرون
قولہ تعالی ولئن مستھم الایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان جھٹلانیوالونکو اللہ کے
عذاب سے ذرا سا چھو جائی تو مقرر اپنے گناہون کا اقرار کرلین اور اس بات کا
کہ بیشک وہ دنیا مین اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے ونضع الموازین القسط
لیوم القیامۃ قسط سے مراد عدل و انصاف ہے اکثر اسپر ہین کہ ترازو صرف ایک
ہے رہی یہ بات کہ اوسکو بصیغۂ جمع ذکر کیا ہے سو باعتبار اعمال کے ہے جو
اوسمین تولی جائین گی فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل
اتینا بھا وکفی بنا حاسبین جسطرح اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے
ولا یظلم ربک احدا اور فرمایا ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک
حسنۃ یضاعفھا ویوت من لدنہ اجرا عظیما اور لقمان نے کہا یا بنی
انھا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او
فی الارض یات بھا اللہ ان اللہ لطیف خبیر صحیحین مین حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی
الرحمن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم یعنی دو کلمے ہین زبان
پر ہلکے ترازو مین بھاری رحمن کو پیارے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
امام احمد نے ابو عبدالرحمن جبلی سے روایت کیا کہا مین نے عبداللہ بن عمرو بن
عاص رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نی فرمایا ہے بیشک اللہ عزوجل خاص کریگا منتخب کریگا ایک شخص کو میری امت
سے علی رؤس الخلائق یعنی سب کے روبرو قیامت کے دن پھر اوسپر ایک کم سو
سجل نشر کریگا یعنی پھیلائیگا کھولیگا ہر سجل درازی بصر تک ہوگا پھر فرمائیگا کیا تو
انکار کرتا ہے اس سے کسی شے کا کیا ظلم کیا تجھپر میرے کاتبین حافظین نے
کہیگا نہین یارب فرمائیگا کیا پھر تیرا کوئی عذر ہے یا کوئی نیکی ہے فرمایا پس وہ
آدمی حیران ہوگا تو کہیگا نہین یارب پس اللہ فرمائیگا ان بیشک تیری ہمارے
نزدیک ایک نیکی ہے نہین ہے کسی طرح کا ظلم تجھپر آج پھر اوسکے واسطے ایک بطاقہ
نکالا جائیگا اوسمین اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ہوگا پھر اللہ فرمائیگا
اوس شخص کو حاضر کرو پس وہ کہیگا یارب یہ کیا بطاقہ ہے ہمراہ ان سجلات کے تو اللہ
فرمائیگا مقرر تو ظلم نہ کیا جائیگا فرمایا پھر وہ سجلات ایک پلے مین رکھے جائینگے
اور بطاقہ ایک پلے مین فرمایا پس سجلات ہلکے ہوجائینگے اور بطاقہ
بھاری ہوجائیگا فرمایا ولا یثقل شئ مع اسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی کوئی شے
اللہ کے نام کے ساتھ بھاری نہین ہوتی ہے رواہ الترمذی وابن ماجۃ
من حدیث اللیث بن سعد وقال الترمذی حسن غریب ف
حدیث شریف کا لفظ یستخلص رجلا ہے مجمع البحار مین اوس کی شرح یہ کی ہے
ای استخصہ واختارہ سجلات جمع ہے سجل بالکسر والتشدید کی معنی اسکے بڑی کتاب
کے ہین بطاقہ رقعۂ صغیر کو کہتے ہین تفسیر ابن کثیر کی اصل مین اسم اللہ الرحمن الرحیم
ہے دوسرا لفظ امام احمد کا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضے اللہ عنہ سے یہ ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے توضع الموازین یوم القیامۃ یعنی
قیامت کے دن ترازو رکھی جائیگی پھر ایک شخص لایا جائیگا پھر وہ ایک پلے مین
رکھا جائیگا اور وہ شی رکھی جائیگی جو اوسپر شمار کی گئی ہے تو ترازو اوس کو لیکر
جھک پڑیگی فرمایا پھر وہ نار کی طرف بھیجا جائیگا فرمایا پھر جب اوسکو لیکر پیٹھ پھیر نگی
ناگاہ ایک چیخنے والا رحمن عزوجل کی طرف سے کہتا ہے جلدی مت کرو اسکیو کہ

اوسکے واسطے باقی رہا ہے پھر ایک بطاقہ لایا جائیگا اوسمین لا الہ الا اللہ ہوگا پھر وہ
اوس آدمی کے ساتھہ ایک پلے مین رکھا جائیگا یہان تک کہ ترازو اوسکو لیکر
جھک پڑیگی امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی کہ
ایک شخص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے روبرو بیٹھا
پھر عرض کیا یا رسول اللہ میری غلام ہین مجسے جھوٹ بولتی ہین میری خیانت کرتے
ہین میری نافرمانی کرتے ہین اور مین اون کو مارتا ہون اور گالی دیتا ہون سو
مین اون سے کیسا ہون پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے فرمایا
حساب کیا جائیگا اوس شے کا جسکی اونہون نے تیری خیانت کی اور تیری نافرمانی
کی اور رتبہ سے جھوٹ بولے اور تیرا عقاب اون کو پھر اگر تیرا عقاب اونکو بقدر اونکی
گناہونکے ہوگا تو وہ کفاف ہوجائیگا نہ تیرے لیے نہ بجھپر اور اگر تیرا عقاب اونکو
اونکی گناہونسے کم ہوگا تو تیرے واسطے فضل ہوگا اور اگر تیرا عقاب اونکو اونکے گناہون سے
بڑھکر ہوگا تو اونکے واسطے اوس فضل کا تجھسے قصاص لیا جائیگا جو کہ تیری طرف
باقی رہا ہے پس وہ آدمی روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رونے لگا
اور چلانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا ہے اوسکو نہین پڑھتا
ہے اللہ کی کتاب کو ونضع الموازین القسط الآیہ پھر وہ آدمی بولا یا رسول اللہ نہین
پاتا ہون مین کوئی شے بہتر ان کی جدائی سے یعنی اوسکے غلام مین آپ کو
گواہ کرتا ہون کہ وہ سب آزاد ہین کذا فی ابن کثیر **ف** اللہ پاک جب بتون کی
نفع رسانی کو باطل کرچکا کہ وہ کسی طرح اپنے پوجنے والون کو نفع نہین پونہچا سکتے
ہین جیسا کہ مشرکون نے وہم کیا کہ جس حفظ وحمایت مین ہین وہ اس جہت سے
ہے کہ اونکے معبود اون کو محفوظ رکھتے ہین عذاب ونکال کو اون تک پہنچنے
نہین دیتے تو اس سے اضراب وانتقال فرماکر یہ بات بیان فرمائی کہ اون کا خیر وعافیت
مین ہونا اور حیات عاجلہ سے تمتع اوٹھانا خاص اللہ پاک کی طرف سے ہے
اوسکے سوا اور کسی مانع کی طرف سے نہین ہی کہ وہ اون کو ہلاک سے روکے نہ

کسی ناصر کی طرف سے ہے کہ اسباب تمتع پر اونکی نصرت و اعانت کریں پس
فرمایا بل متعنا ھولاء و اباء ھم حتی طال علیھم العمر گویا یون کہا گیا کہ مکے
کے مشرکون نے جو یہ زعم کیا ہے کہ وہ بسبب حفاظت اپنے معبودون کے محفوظ ہین
ای محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تم اس بات کو چھوڑو بلکہ جس حفظ و حمایت مین اونکی
بسر ہو رہی ہے وہ صرف ہماری طرف سے ہے ہمنے اونکو باس و ہلاک سے
محفوظ رکھا ہے اور انواع و اقسام کے سرور و نعمت کا اونپر انعام کیا ہے اور
دنیا کی حیات کے برتنے کا ساز و سامان اونکو دیا ہے یہ سب کچھ اسلیے نہین ہے
کہ اونکی ہمارے نزدیک کچھ قدر و منزلت ہے یا کفر و شرک جو وہ کر رہے ہین ہمکو
پسند ہے بلکہ صرف ہماری طرف سے مہلت ہے کہ عیش و آرام مین خوب غرقاب
ہو جائین پھر ہی استدراج و انہماک عذاب ابدی کی طرف اونکو پہنچا دے اور
اسی عیش و عشرت پر یہان تک اونکو مہلت ملی کہ اونکی عمرین دراز ہو گئین اور زمانہ
ممتد گذرا تو وہ مغرور ہو گئے اور گمان کر بیٹھے کہ ہمیشہ اسی طرح رہینگے اور سمجھ لیا کہ
تتبیع و اہمال بسبب کفر کے ہے جسپر وہ جمے ہوئے ہین پس اللہ پاک نے اس بات کا
اونپر رد فرمایا کہ ایسا نہین ہے جیسا اونہون نے گمان کیا ہے یہ اونکی جھوٹی آرزو ہے
افلا یرون انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا یعنی کیا نظر نہین کرتے
ہین تو جان لین اس بات کو کہ ہم قصد کرتے ہین کفار کی زمین کا کم کرتے ہین اوسکو
اوسکے کنارون سے باعتبار اسکے مسلمانون کو اوسپر مسلط کرتے ہین اور اونکو اوسکے
لوگونپر غلبہ دیتے ہین اور اوسکو دار الاسلام بناتے ہین شہر کے بعد دوسرا شہر زمین
کے بعد دوسری زمین فتح کرتے چلے آتے ہین کسی کو قتل کرتے ہین کسی کو قید
کرتے ہین اللہ تعالی جس شی کو مسلمانونکے ہاتھ پر جاری کرتا ہے اوسکی یہ تصویر
بیان فرمائی ہے اس جہت سے کہ انا ننقص الارض من اطرافھا نہ کہا انا ناتی الارض
زیادہ فرمایا واسطے تصویر کیفیت نقص و تخریب زمین کے کیونکہ یہ دونو باتین مسلمانون کے
لشکر آنے اور داخل ہونے سے ہوتی ہین وہی مشرکین کی زمین پر چڑھائی کرتے ہین

اوسکی کنارون کو کم کرتے چلے آتی ہین اصل عبارت یون ہی تاتی جیوش المسلمین
لیکن اللہ پاک نے اونکی تعظیم کے واسطے اونکے آنیکو اپنی ذات مقدس کی طرف
منسوب کیا گویا ہم آتی ہین یا اونکا آنا اللہ پاک کی قدرت سے ہے اسلیے اپنی
طرف اوسکی نسبت کی اسمین تعظیم ہے جہاد و مجاہدین کی رہی یہ بات کہ یہ سورت مکیہ
ہے اور جہاد بعد ہجرت کے فرض ہوا ہے تو یہ تقریر کیونکر درست ہوگی سو سیوطی
رحمہ اللہ تعالی نے اتقان مین کہا ہے کہ یہ آیت اس سورت مین سے مستثنی ہے
سورۂ رعد مین اس آیت پر پوری تقریر گذر چکی ہے افہم الغالبون مین استفہام
بمعنی تقریع و انکار ہے اور حرف فا واسطے عطف کے ہی جیسا کہ اسکے نظائر مین ہوا
کرتا ہی یعنی وہ کس طرح غالب ہونگے بعد اسکے کہ ہم نے اون کی زمین کو اوسکے
اطراف سے کم کر دیا ہر گز نہین بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی غالب ہونگے اور اونکے
اصحاب اور کافر مغلوب ہونگے جب اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ جس عذاب
کے آنیکی کفار جلدی چاہتے ہین اوسکی ہول و دہشت بغایت سخت ہے
اور اوسکے آنے کے وقت اونکا حال نہایت برا ہوگا اور وہ اوس سے جاہل ہین
اوسکو جانتے نہین ہین اور اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتے ہین کون ہے
جو اونکو رات دن کے آفات و حوادث سے بچاتا ہے اور اسکے سوا اونکے اور
احوال بد کا ذکر کیا تو بعد اس سب کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا
حکم دیا قل انما انا انذرکم بالوحی یعنی تم اونسے کہدو کہ مین جو تمکو ڈر سناتا ہون
قیامت کا جس کی تم جلدی چاہتے ہو سو وحی سے ہے اللہ نے میری طرف
وحی کی ہے مین اوسی کی طرف سے ڈراتا ہون میری طرف سے نہین ہے
یہی میرا حال ہی اور اسیکا اللہ نے مجھکو حکم کیا ہی فتح البیان و فتح القدیر و مدارک مین
بالوحی کی تفسیر بالقرآن کی ہے ولا یسمع الصم الدعاء اذا ما ینذرون
یا تو یہ اوس کلام کے تتمہ سے ہے جسکا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا ہی کہ کفار
سے کہین یا وہ کلام تمام ہو چکا اور یہ اللہ تعالی اپنی طرف سے فرماتا ہی معنی یہ ہین کہ جب

۱۲ صحیح لفظ ان ہین
دوسرا ان ہین سہو ہین
ایک تحقیق ان ہے
دوسری ہی ہے
دوسری ہی ہے
تسہیل و بیان حرف
اور ورسان حرف
۱۲

شخص کے کانون کو اللہ پاک نے بہرا کردیا اور اوسکے دل پر مہر لگادی اور
اوسکی آنکھون پر پردہ ڈالدیا وہ پکارنے کو نہین سنتا ہے الف ولام الصم مین واسطے
جنس کے ہے یعنی جنس بہرون کی کوئی ہون پکار کو نہین سنتے ہین پس جو
لوگ یہان مخاطب ہین وہ بدخول اوّلی اسمین داخل ہونگے یا واسطے عہد کے ہے
اس صورت مین خاص انہین مخاطبین کی طرف اشارہ ہوگا اصل کلام یون ہے
ولا یسمعون اذا ما ینذرون ضمیر کی جگہہ اسم ظاہر یعنی الصم کو رکھا تاکہ اونکے
بہرے بننے پر دلالت کرے اور اس بات پر کہ جب ڈر سنائی جاتے ہین تو اپنے
کانون کو بند کرلیتے ہین اور بہرے بننے کی اونپر تسجیل و پختگی کیجاے چونکہ ڈرانے کو
سنتے ہین اور اوسپر عمل نہین کرتے تو مثل بہرون کے ہین انموذج مین کہا ہے
کہ اللہ پاک نے کیسا فرمایا کہ بہرے پکارنے کو نہین سنتے ہین جبکہ وہ ڈرائے
جائین حالانکہ وہ تو پکارنے کو جب بھی نہین سنتے جب اونکو خوشخبری دیجاے
پھر تخصیص کی کیا وجہ ہے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ الصم مین اشارہ ہے طرف اون منذرین کے
کے جن کا ذکر قل انما انذرکم بالوحی مین ہوچکا ہے سو لام عہد کا ہے جنس کا
نہین ہے انتہی اگر لام جنس کا ٹھیرے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے تو تخصیص کی کیا وجہ
ہوگی تو بیضاوی مین یون کہا ہے کہ اذا ما ینذرون کا ناصب یسمع ہے یا دعا اور
تقیید اسکے ساتھہ یعنی دونون تقدیر پر اسلیے ہے کہ گفتگو انذار مین ہے یا واسطے
مبالغے کے ہے اونکی بہرے بننے اور دلیری کرنے مین یعنی وہ بغایت جری و دلیر
ہین کہ کتنا ہی اونکو ڈراؤ دھمکاؤ نہین سنتے بہرے بنتے ہین ابو عبدالرحمن سلمی
و محمد بن سمیفع نے ولا یسمع بضم یاے تحتیہ و فتح میم بصیغہ مجہول پڑہا ہے اور ابن عامر
و ابو حیوہ و یحیی بن حارث ذمّاری تباے فوقیہ مضمومہ و کسر میم باب افعال سے پڑہا ہے حضور
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خطاب ہے کہ تم نہ سناؤگے بہرونکو پکار ابو علی فارسی نے کہا کہ اگر
ایسا ہوتا جیسا ابن عامر نے کہا ہے تو اذا ما تنذرہم ہوتا اسلیے کہ نظم کلام حسین ہوجاتی
پھر جب اذا ما ینذرون ہے تو حسین یہ ہے کہ عامہ کی قرارت کا اتباع کیا جاے ایک قرارت

یسمع بیای تحتیہ باب افعال سے ہے اور ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے باقی قاریون نے بفتح یا و فتح میم و رفع الصم بنا بر فاعل و نصب الدعا پڑہا ہے سبعین مین ہے کہ ابن عامر نے اس جگہ ولا تسمع بضم تای خطاب و کسر میم و نصب الصم الدعا اور ابن کثیر نے اسی طرح سورۂ نمل اور سورۂ روم مین پڑہا ہے اور ساتون مین کے باقی قاریون نے ساری قرآن مین بفتح یای تحتیہ و میم و رفع صم و نصب دعا پڑہا ہے جبکہ اللہ پاک نے کفار کو عذاب کے آنیکی خبر دی تو اب اوسکے چہونے کا ذکر کیا پس فرمایا ولئن مستھم نفحۃ من عذاب ربک الخ مراد نفحہ سے قلیل ہے یعنی ادنی شی ماخوذ ہے نفح مسک سے ابن کیسان کا یہی قول ہے اسی باب سے کسی شاعر کا قول ہے ؎

وعمرۃ من سروات النساء تنفح بالمسک اردانھا

یعنی عمرہ عورت سردار عورتونکی زمرے سے ہے اوسکی آستینون سے مشک کی خوشبو اور رائحہ ہے مبرد نے کہا النفحۃ الدفعۃ من الشی التی دون معظمہ محاورے مین بولتے ہین جب کوئی شخص کسی شخص کو تلوار سے ضرب خفیف لگائے تو کہتے ہین نفحہ بالسیف نفحۃ کسی نے کہا نفحہ کے معنی نصیب ہین یعنی حصہ کسی نے کہا بمعنی طرف ہے کسی نے کہا وقعۂ خفیف یہ سب معانی قریب بیکدیگر ہین اسمین تین مبالغے ہین ایک تو مس کا ذکر کیا جسکی معنی چہو جانے کے ہین دوسرے نفحہ فرمایا جسمین معنی قلت کے ہین کیونکہ اصل نفح کی کسی شی کی بو کا اوڑنا ہے تیسرے صیغہ ایسا ذکر کیا جو کہ مرہ پر دال ہے معنی یہ ہین کہ اگر تیرے رب کے عذاب سے کتر سے کتر شے اون کو چہو جائے تو البتہ کہینگے ای ہماری ہلاکی و خرابی بیشک ہم تھے ظالم یعنی ہمنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرکے اور شرک کرکے اپنی جانون پر ظلم کیا مطلب یہ کہ اگر ادنی سا عذاب آلگے تو ویل و ہلاک پکارینگے اور اپنی جان پر ظلم کا اقرار کرلین جس شے کا کفار کو ڈر سنایا اوسکے آنیکی وقت جو امور واقع ہونگے اللہ پاک نے اونکا بیان کیا پس فرمایا و نضع الموازین یعنی ہم ترازوین

حاضر کرینگے موازین جمع ہے میزان کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان بہت سی
میزانین ہین یہ بھی ممکن ہے کہ ایک میزان مراد ہو اوسکی تعبیر بلفظ جمع واسطے تعظیم
کے یا باعتبار اوسکے اجزا کے گیئی کیونکہ صحیح قول یہی ہے کہ وہ ایک میزان ہے
واسطے ساری امتونکی اور تمام اعمال کی اوس سے نامۂ اعمال تولے جائینگے میزان کی صفت
مین جو کچھ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے وہ کافی ہے اعراف و کہف مین اوسکی
تفصیل گذر چکی ہے پھر موازین کی صفت ذکر فرمائی القسط یہ مصدر ہے بمعنی عدل
واسطے مبالغے کے موازین کو اسکے ساتھ موصوف کیا زجاج نے کہا قسط مصدر ہے مفرد
وجمع کی صفت مین آتا ہے میزان قسط و موازین قسط دونون طرح بولتے ہین یا مضاف
محذوف ہے ای ذوات القسط یعنی وہ موازین عدل و انصاف والی ہون گے
کسی نے قسط کو نصبا مہملہ وطای مہملہ بھی پڑہا ہے خازن نے کہا کہ وصف موازین
کا قسط کے ساتھ اسلیے کیا کہ میزان کبھی مستقیم ہوتی ہے اور کبھی غیر مستقیم سو اللہ پاک
نے بیان فرمایا کہ یہ میزانین مستقیم ہین حد عدل پر جاری ہوتی ہین خضاوی
نے ذکر کیا ہے کہ میزان ایک جسم مخصوص ہے اوسکی ایک زبان ہے دو پلے ہین
ایک عمود ہے ہر پلے کی مسافت باندازۂ مابین مشرق و مغرب ہے جگہہ اوسکی
درمیان جنت و نار کے ہے دہنا پلہ اوسکا واسطے حسنات کے جانب راست عرش
کے ہے اور بایان پلہ واسطے سیئات کے جانب چپ عرش کے ہے جبریل علیہ السلام
اوسکا عمود پکڑینگے اس حال مین کہ اوسکی زبان کی طرف نظر کرتے ہونگے اور میکائیل علیہ السلام
اوسپر امین ہونگے جن و انس اوسکو حاضر ہونگے وقت اُسکا بعد حساب کے ہے
رہی ماہیت اوسکی جرم کی کہ وہ کس جوہر سے ہے اور وہ اب موجود ہے یا آئندہ
موجود ہوگی سو ہم اوسکی تعیین سے باز رہتے ہین اور وزن ہر ایک کی حق
مین ہوگا اسواسطے کہ جسپر حساب نہین ہے اوسکا وزن نہوگا جیسے انبیاء علیہم السلام
اور ملائکہ کرام جن و انس مین سے جو مکلف ہین اونکے لیے وزن ہوگا اور کبھی خود بندہ
تولا جائیگا جسطرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوا ہے کہ البتہ پاؤن عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ترازو مین زیادہ تر بھاری ہوگا کوہ اُحد سے یہ بات جو آپنے
فرمائی وجہ اسکی یہ ہی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نہایت درجہ فقیر تھے سو آپنے
اونکی فضیلت پر آگاہی بخشی کہ دنیا مین تو خفت اور آخرت مین وہ ثقل اور جس
شخص کا کوئی بچہ مرا ہوگا تو وہ بچہ ترازو مین رکھا جائیگا اور کیفیت میزان کی ثقل و
خفت مین ویسی ہوگی جیسی دنیا مین ہوتی ہے انتہی لیوم القیامۃ مین مضاف
محذوف ہے یعنی ہم موازین عادلہ قائم کرینگے واسطی جزای روز قیامت کے
یا واسطی اہل قیامت کے یا لام بمعنی فی ہے یعنی روز قیامت مین جسطرح یہ
محاورہ ہے جئت لخمس خلون من الشھر یعنی آیا مین پانچ راتون مین
جو گذر گئین مہینے سے پھر فرمایا فلا تظلم نفس شیئا مفعول ثانی ہے تظلم کا یعنی
اوس میزان مین ایسا عدل و انصاف سے پورا تولا جائیگا کہ ظلم نہ کیا جائیگا کوئی
نفس کسی چیز کا اوسکے حق سے یعنی نہ اوسکی کوئی نیکی کم ہوگی نہ کوئی بدی زیادہ ہوگی
یا شیئا مفعول مطلق ہے یعنی ظلم نہ کیا جائیگا کوئی نفس کسی طرح کا ظلم پھر اس
عدم ظلم کی تفصیل فرمائی وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بھا کان ناقصہ
ہے اسم اس کا ضمیر مستتر ہے عمل کی طرف پھرتی ہے اگرچہ عمل لفظا مذکور نہین ہوا
لیکن وضع موازین اوسپر دال ہی زجاج نے اسی طرح کہا ہے کیونکہ میزان کا قائم کرنا
اعمال کے تولنے ہی کے لیے ہے ابو علی فارسی نے کہا کہ ظلامہ کی طرف
راجع ہے واحدی نے کہا یہ بہتر ہے اسلیے کہ فلا تظلم نفس شیئا پہلے گذر چکا ہے
اور مثقال کے معنی میزان و مقدار کے ہین منصوب ہے بنا بر خبر کان اور من خردل
باعتبار متعلق صفت ہے حبۃ کی ای حبۃ کائنۃ من خردل یعنی اگر وہ عمل برابر دانے
رائی کے ہوگا تو ہم اوس کو حاضر کرینگے مطلب یہ ہے کہ گو وہ عمل غایت درجہ
قلیل و حقیر ہوگا تو بھی ہم اوسکو لاوینگے کیونکہ رائی کا دانہ صغر مین مثل ہے جمہور
کی قراءت وہی ہے جسکا ذکر ہوچکا نافع اور شیبہ اور ابو جعفر نے برفع مثقال پڑہا
ہے اس بنیاد پر کہ کان تامہ ہے یعنی اگر مثقال حبہ واقع ہوگا یا پایا جائیگا تو ہم اوسکو

لے آوینگے جمہور نے اتینا بہا کو بقصر پڑہا ہے اور حرف با واسطے تعدیہ کے ہے یعنی
ہم اوسکو حاضر کرینگے اور اوسکو لے آوینگے اسلیے کہ اوسپر جزا دین اور بہا کی ضمیر حبۃ خردل
کی طرف راجع ہے یا مثقال کی طرف باعتبار مضاف الیہ کے یعنی ہم حاضر کرینگے
دانۂ خردل کے موزون کو مجاہد و عکرمہ نے آتینا بمد پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ معنی
اوسکی جازینا بہا ہین محاورے مین بولتے ہین آتی یُوانی مواتاۃ جازی تیسری قرأت
اَثَبْنا بہا ہے ثواب سے چوتھی جُئنا بہا ہے پہر اللہ پاک نے فرمایا وکفی بنا حاسبین
یعنی محصین اصل مین حسب کے معنی ہین شمار کرنا اور احصا بہی شمار کرنیکو کہتے
ہین یعنی ہم بس ہین شمار کرنے کو کسی نے کہا اسکے معنی عالمین ہین کیونکہ جو شخص
کسی چیز کا شمار کرتا ہے تو وہ اوسکا عالم و حافظ ہوتا ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی
نے اسکے معنی عالمین حافظین لکہے ہین اور اس قول کو حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما کی طرف منسوب کیا ہے کسی نے کہا مجازین یعنی جو خیر و شر اونہون نے آگے بہیجا ہے
ہم اوسپر جزا دینے کو کافی ہین غرض اس سے ڈرانا ہے کیونکہ جسوقت محاسب علم
مین ایسا ہے کہ ممکن نہین ہے کہ کوئی شئی اوسپر مشتبہ ہو اور قدرت مین ایسا ہے کہ
کسی شئی سے عاجز نہین ہے تو عاقل کو سزاوار یہ ہے کہ ایسی ذات پاک سے سخت
خائف و لرزان رہے **حکایت** حضرت شبلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونکو
کسی نے خواب مین دیکہا پوچہا اللہ نے تمہاری ساتہہ کیا معاملہ کیا اونہون نے جواب دیا ؎

حاسبونا فدققا ثم منوا فاعتقا
وکذا کل مالک بالمماليك يرفق

یعنی ہم سے حساب لیا تو اوس مین خوب دقت و باریکی کی پہر احسان کیا تو آزاد کر دیا
اور اسی طرح ہر مالک اپنے غلامونکے ساتہہ نرمی کرتا ہے پہر اللہ پاک نے اوس
اجمال کی تفصیل شروع کی جسکا ذکر اس قول مین اول گذر چکا ہے وما ارسلنا قبلک الا
رجالا نوحی الیہم اور دس قصے ذکر کیے اوّل قصہ حضرت موسی کا پہر حضرت ابراہیم کا
پہر حضرت لوط کا پہر حضرت نوح کا پہر حضرت داود کا اور حضرت سلیمان کا پہر حضرت

ایوب کا پھر حضرت اسمعیل کا پھر حضرت ادریس کا پھر حضرت ذوالکفل کا پھر حضرت یونس کا پھر حضرت زکریا کا پھر حضرت مریم کا اور اونکے فرزند ارجمند حضرت عیسی علیہم الصلوۃ والسلام کا پس فرمایا ولقد اٰتینا موسی وھرون الفرقان وضیاءً وذکرا للمتقین الذین یخشون ربھم بالغیب وھم من الساعۃ مشفقون وھذا ذکر مبارک انزلنٰہ افانتم لہ منکرون اور ہمنے دی تھی موسی اور ہارون کو جھکوتی اور روشنی اور نصیحت ڈروالون کو جو ڈرتے ہین رب اپنے سے بن دیکھے اور وہ قیامت کا خطرہ رکھتے ہین اور یہ ایک نصیحت ہے برکت کی جو ہمنے اوتاری سو کیا تم اسکو نہین مانتے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین سابق مین اس بات پر تنبیہ گذر چکی ہے کہ اللہ پاک درمیان ذکر حضرت موسی علیہ السلام اور ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ان دونون کی کتابون کے اکثر قران فرماتا ہے یعنی قرآن شریف مین اکثر دونو کا ذکر قرین بمدیگر آیا کرتا ہے اسی لیے اس سورت مین بھی یون فرمایا ولقد اٰتینا موسی وھارون الفرقان مجاہد نے کہا فرقان سے مراد کتاب ہی ابو صالح نے کہا تورات قتادہ نے کہا کہ مراد حلال وحرام تورات کا ہی اور وہ شی ہی جسنی درمیان حق وباطل کے تفرقہ کیا ہے ابن زید نے کہا مراد نصر ہے جامع بات اس باب مین یہ ہی کہ آسمانی کتابین مشتمل ہین تفرقہ پر درمیان حق وباطل کی اور ہدایت وضلال کے ادرغی و رشاد کے اور حلال وحرام کی اور ایسی شی پر جو کہ دونمین نور حاصل کردی اور ہدایت وخوف اور انابت وخشیت پیدا کردی اسی لیے فرمایا الفرقان وضیاء وذکرا للمتقین یعنی پرہیزگار لوگونکی واسطے تذکیر ووعظ ہے پھر اللہ پاک نے اونکا وصف بیان فرمایا الذین یخشون ربھم بالغیب جسطرح دوسری آیت مین فرمایا ہی من خشی الرحمن بالغیب وجاء بقلب منیب اور فرمایا ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کبیر وھم من الساعۃ مشفقون یعنی وہ لوگ قیامت سے خائف ووجل وترسان ولرزان رہتے ہین پھر قرآن شریف کی حق مین فرمایا

ع ۹ الربع ۴

لہ جو ڈرے رحمن سے بن دیکھے اور لایا دل جھکا ہوا رجوع کرنیوالا ۱۲

ف جو لوگ قرآن مین اس کی تکذیب کرتے ہین انکو وعید ۱۲

ل اور نیک بدکا ۱۲

ع فرقان کہا درمیان دوست اور دشمن کے فرق کرنیوالی ہے ۱۲

وھذا ذکر مبارک انزلناہ یعنی یہ ایک بابرکت ذکر ہے جسکو ہمنے نازل کیا
مراد قرآن عظیم ہے کون قرآن جس کے باطل نہ آگے سے آتا ہے نہ پیچھے سے اوتارا ہوا ہے
پاس سے حکیم حمید کے افانتم لہ منکرون سو کیا تم اوسکا انکار کرتے ہو حالانکہ وہ
غایت درجہ جلاء وظہور مین ہے یعنی اوس کی ساری باتین کھلی ہوئین ہین
نہایت تعجب کی بات ہے کہ ایسی واضح وظاہر شے کا انکار کیا جاوے ف
ابن جریر نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ مراد فرقان سے حق ہے کسی نے کہا مراد
ظفرمندی ہے دشمنون پر جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وما انزلنا علی عبدنا یوم
الفرقان ثعلبی نے کہا یہ قول ظاہر آیت کے ساتھہ زیادہ تر مشابہ ہے اس قول کی بنا پر
مراد وضیاء سے توریت ہوگی اور جسنے کہا کہ فرقان سے مراد توریت ہے تو اوسنے
وضیاء کے واو کو زائد ٹھیرایا ہے معنی یہ ہین کہ ہمنے دی موسی کو تورات روشنی
سعید ابن منصور وابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ وہ یون پڑہتے تھے ولقد اٰتینا موسی وھارون الفرقان وضیاء اس قول پر
فرقان حال ہوگا فرقان سے عکرمہ نے بھی بغیر واو پڑہا ہے فراء نے کہا کہ واو کا حذف کرنا
اور لانا ایک بات ہے زجاج نے اسپر اعتراض کیا کہ واو معنی کی واسطے ہوتا ہے پس وہ زیادہ
نہین کیا جاتا ہے کسی نے کہا مراد فرقان سے فلق بحر ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی
نے نقل کیا ہے کہ یہ تینون یعنی فرقان وضیاء وذکر تورات ہین پس وہ فرقان ہے
یعنی فرق کرنیوالی ہے درمیان حق وباطل کے اور ضیاء ہے اوس سے روشنی
لیجاتی ہے یعنی جہل وگمراہی کی تاریکیون مین اور اوسکے سبب سے راہ نجات کی
طرف پہنچتے ہین اور ذکر ہے یعنی شرف ہے یا وعظ وتنبیہ ہے یا ذکر ہے اوس
شے کا جسکی طرف لوگ محتاج ہین اپنے مصالح دین مین یہان صفتون پر واو
داخل ہوا ہے جس طرح اس آیت مین ہے وسیدا وحصورا ونبیا مطلب یہ ہی ہے
کہ یہ آیت باب عطف صفات سے ہے مراد ان سے شے واحد ہے یعنی ہمنے اونکو
ایک ایسی کتاب دی جو کہ ان تینون باتونکی جامع ہے چونکہ اسکے ساتھہ متقی لوگ ہی

ف اور اوس چیز کا انکار کرنا جسکی طرف لوگ محتاج ہین اپنے مصالح دین مین نہایت تعجب کی بات ہے فصلہ ہوا اس سے اور اوس سے روشنی لیجاتی ہے اور اوس سے راہ نجات کی طرف پہنچتے ہین

منتفع ہوتے ہین اسلیے خاص اونکا ذکر کیا فرمایا للمتقین پہر اونکا وصف بیان کیا
الذین محل جر مین ہے بنا بر صفت یا موضع نصب و رفع مین ہے بنا بر مدح
یخشون ربھم بالغیب یہ صفت اس واسطے ذکر کی کہ خشیت تقوے کے ساتھہ
لازم رہتی ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ موصول متقین کا بدل ہو یا اوسکا بیان ہو بالغیب
حال ہے فاعل یخشون سے یعنی وہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہین اس حال مین کہ غائب
و منفرد ہونیوالے ہین لوگونسے یعنی خلوت و تنہائی مین اوسکا خوف رکھتے ہین جسوقت
لوگونکی آنکھونسے غائب ہوتے ہین یا یہ معنی ہین کہ ڈرتے ہین اپنے رب کے عذاب سے
اس حال مین کہ وہ اوس عذاب سے غائب ہین کیونکہ وہ تو دنیا مین ہین اور عذاب
آخرت مین ہے یا حال ہے عذاب سے یعنی اس حال مین کہ وہ عذاب اونسے غائب ہے وھم
من الساعۃ مشفقون یعنی وہ متقی لوگ قیامت کے اہوال و شدائد سے خائف
رہتے ہین منجملۂ ذکر خاص بعد العام ہے کیونکہ اللہ کی عذاب سے ڈرنیکا پہلے ذکر ہو چکا اوسمین
قیامت بھی آگئی پہر جو اوسکا ذکر علیحدہ کیا سو اسکی دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ قیامت
اعظم مخلوقات ہے اسو اسطے اوسکا ذکر علیحدہ مستقل طور پر کیا دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار تو
قیامت کی جلدی چاہتے ہین اور متقی لوگ اوس سے خائف ہین سو انکی صفت اونکی
صفت کی ضد ہے چونکہ اس بات پر تصریح کرنا منظور تہا اس لیے قیامت کا ذکر مستقل کیا
رہی یہ بات کہ قیامت کی خوف کو جملۂ اسمیہ کے پیرایہ مین ادا کیا سو وجہ اسکی یہ ہے کہ
اونکی خوف کا ثبات و دوام معلوم ہو کیونکہ جملۂ اسمیہ ثبات و دوام کے واسطے آتا ہے مطلب یہ ہے
کہ متقی لوگ قیامت سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہین کسی حال مین اوسکا خوف اونکے دل سے
جدا نہین ہوتا ہے بیضاوی مین یون کہا ہے کہ ضمیر یعنی ہم کو شروع مین لائے اور حکم کی بنا
اوسپر کی اسمین مبالغہ[۵۲] و تعریض ہے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے جو متقی ہین وہی ڈرتے
ہین اور کوئی نہین ڈرتا اور کفار اوسکی عجلت کرتے ہین و ہذا ذکر مبارک اشارہ طرف
قرآن شریف کی ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے
کہ ہذا ذکر مبارک قرآن ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ یہ قرآن ذکر ہے واسطے

[۵۱] بیضاوی مین کہا ہے حال ہے فاعل سے یا مفعول سے یعنی اللہ سے ڈرتے ہین اس حال مین کہ وہ اوس سے غائب ہین اوسکو دیکھتے نہین ہے یا اس حال مین کہ وہ اون سے غائب ہے ۱۲

[۵۲] مبالغہ اسلیے ہے کہ جملۂ اسمیہ ہی منجملہ ادوات ثبات ہے ۱۲

واسطے اوس شخص کے جو اس سے نصیحت پکڑے اور موعظہ ہے واسطے اوسکے جو
اس سے متعظ ہو یعنی نصیحت پذیر مبارک کے معنی ہین کثیر الخیر والبرکۃ یعنی قرآن بڑی
خیر و برکت کی شے ہے فہذا واسطے اشارۂ قریب کے آتا ہے اسمین اشارہ ہے طرف اس
بات کی کہ کفار مکہ پر اوسکا اخذ کرنا سہل ہے یعنی یہ قرآن جو تم مین کے ایک شخص پر اوترا
ہے اور تمہاری زبان مین ہے انزلناہ دوسری صفت ہے ذکر کی یا خبر بعد خبر ہے
افانتم لہ منکرون مین استفہام واسطے انکار کے ہے اسلیے کہ اونسے انکار واقع ہو چکا ہے
یعنی تم اے اہل مکہ کس طرح اوسکا انکار کرتے ہو اور کہتے ہو کہ اللہ کے پاس سے نہین اوترا
باوجود اسکے کہ تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ توریت، اللہ کے پاس سے نازل ہوئی
ہے محلی و بیضاوی نے کہا استفہام واسطے توبیخ کے ہے مطلب یہ ہے کہ تم تو اہل زبان
ہو کلام کی مزایا و لطائف کا خوب ادراک کرتے ہو قرآن کی بلاغت کو ایسی سمجھتے ہو کہ ویسی
تمہارا غیر ادراک نہین کر سکتا باوجود اسکے اسمین تمہارا شرف اور تمہاری نیکنامی ہے
چنانچہ اسکی طرف لفظ ذکر اشارہ کر رہا ہے پھر اگر تمہارا غیر اسکا انکار کرتا تو تمکو یہ لائق تھا
کہ اوس سے لڑتے جھگڑتے بڑے تعجب کی بات ہے کہ خود تمہین خاص قرآن کا
انکار کرو اور یہود کی کتاب کا انکار نکرو کیونکہ جب کوئی مشکل اونکو پیش آتی تو اوسمین
یہود سے مراجعت کرتے تھے بتخصیص جار مجرور یعنی لہ کی تقدیم سے معلوم ہوتی ہے
پھر اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ذکر فرمایا ولقد اٰتینا ابراھیم

رشدہ من قبل وکنا بہ علمین ۝ اذ قال لابیہ وقومہ ما ھذہ
التماثیل التی انتم لھا عاکفون ۝ قالوا وجدنا اٰباءنا لھا عبدین ۝
قال لقد کنتم انتم واٰباؤکم فی ضلل مبین ۝ قالوا اجئتنا بالحق ام
انت من اللعبین ۝ قال بل ربکم رب السموت والارض الذی
فطرھن وانا علی ذلکم من الشھدین ۝ اور آگے دی تھی ہمنے ابراہیم کو
اوسکی نیک راہ اور ہم رکھتے ہین اوسکی خبر جب کہا اوسنے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا
مورتین ہین جنپر تم لگے بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہین کو پوجتے

بولا مقرر رہے تم اور تمہاری باپ دادی صریح غلطی مین ہو سے تو ہم پاس لایا ہی سچی
بات یا تو کہلا زبان کرتا ہی بولا نہین رب تمہارا وہی ہی رب آسمان اور زمین کا جسنے
اونکو بنایا اور مین اسی بات کا قائل ہون ف اللہ پاک اپنے خلیل جلیل ابراہیم
علیہ السلام کی حال سی خبر دیتا ہے کہ اوسنی اونکو نیک راہ دی پہلے سے یعنی لڑکا پن
ہی سی اون کو حق کا الہام کیا اور اونکی قوم پر اونکو حجت الہام فرمائی جس طرح کہ اللہ
پاک نی دوسری آیت مین فرمایا ہے وتلک حجتنا اتیناھا ابراھیم علی قومہ
منجملہ اخبار جو یہ قصہ ذکر کیا ہے کہ اونکے باپ نے اونکو سنگ مین داخل کیا اور وہ
شیر خوار تھے اور بعد کئی دن کے نکلے تو اونہون نی ستارے کی طرف اور مخلوقات
کی طرف نظر کی پھر اونمین اون کو بصیرت حاصل ہوئی اسکے سوا اور جو بہت سے
مفسرین وغیرہم سے قصے بیان کیے ہین سو وہ سب بنی اسرائیل کے قصے ہین سو
اونمین سی جو قصہ کہ حق کی موافق ہے کون حق جو کہ ہماری پاس نبی معصوم سی منقول
ہے تو ہم اوسکو قبول کرینگی اس جہت سی کہ وہ صحیح کے موافق ہی اور جو قصہ کہ اس حق
کے کہیہ بھی مخالف ہوگا تو ہم اوس کو رد کرینگی اور جس قصے مین نہ موافقت ہوگی نہ
مخالفت تو نہ ہم اوسکی تصدیق کرینگی نہ تکذیب بلکہ اوسکو موقوف ٹھیرائینگی اور جو اون
قصون مین سی اس قسم کا ہے تو بہت سی لوگون نی سلف مین سی اوسکی روایت کرنمین
رخصت دی ہی اور اس قسم مین سی بہت سے قصے اس جنس کی ہین کہ اونمین کسی طرح کا
فائدہ نہین ہی نہ اوسکا کوئی ایسا حاصل ہی کہ اوس سی دین مین نفع لیا جاے اگر
کوئی فائدہ مکلفین پر اونکی دین مین عائد ہوتا تو یہ شریعت کاملہ شاملہ اوسکو ضرور
بیان کردیتی اس تفسیر مین جو راہ ہم چلتے ہین وہ یہی ہے کہ بہت سے اسرائیلی
قصون سی اعراض کرتے ہین کیونکہ اونمین مفت وقت کا ضائع کرنا ہی اور اونمین سے
بہت سے قصے کذب پر مشتمل ہین کون کذب جو کہ اونپر رائج ہو جاتا ہی اسلیے کہ اونکی
پاس درمیان صحیح وسقیم قصونکے کوئی تفرقہ نہین ہی جسطرح کہ اس امت کے حفاظ متقن
امامون نی اس امر کو تحریر فرمایا ہے مقصود اس جگہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے اس بات

ف اور یہ ہماری دلیل ہی کہ ہمنی دی ابراہیم کو اوسکی قوم کے مقابل

کی خبر دی کہ اوسنے ابراہیم علیہ السلام کو اونکی نیک راہ دی پہلے اس سے اور کنا جالمین سے یہ مراد ہے کہ وہ اسکے اہل تھے پھر فرمایا اذ قال لابیہ و قومہ ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون یہ وہی رشد ہے جسکو وہ اپنے لڑکپن سے دیے گئے کہ اللہ عزوجل کی سوا بتون کی عبادت مین اپنی قوم پر انکار کیا پس کہا یہ کیا مورتین ہین جنکی عبادت پر تم معتکف ہو رہے ہو امام احمد نے بسندہ سعید بن طریف سے روایت کیا ہے سعید اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہین کہ اصبغ کا گذر ایک قوم پر ہوا وہ شطرنج کھیل رہے تھے تو اصبغ نے کہا ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون البتہ یہہ بات کہ چھوڑے ایک تمہارا انکاری کو یہان تک کہ وہ یہہ جانے بہتر ہے اوسکو واسطے اس سے کہ شطرنج کو چھوڑے قالوا وجدنا اٰباءنا لھا عابدین حضرت ابراہیم کے سوال کا اونکی قوم نے یہ جواب دیا سوای اپنے آبای گمراہ کے فعل کے اونکے لیے اور کوئی حجت نہ تھی اسی واسطے حضرت ابراہیم نے یون کہا لقد کنتم انتم و اٰباؤکم فی ضلٰل مبین یعنی تمہارے باپ دادون کے ساتھہ جن کے فعل سے تمنے محبت پکڑی ویسی ہی گمراہی ہے جیسی تمہارے ساتھہ ہے سو تم اور وہ سب گمراہ ہو سیدہی راہ پر نہین ہو پھر جب حضرت ابراہیم نے اونکی عقول کو منسوب بہ سفاہت وحماقت کیا اور اونکے باپ دادون کو گمراہ ٹھیرایا اور اونکی معبودون کو حقیر و ذلیل و بی حقیقت قرار دیا تو بولے اجئتنا بالحق ام انت من اللاعبین یعنی یہ بات جو تجھسے صادر ہوئی اوسکو تو کھلاڑی طور پر کہتا ہے یا اوسمین تو سچا ہے کیونکہ ہم نے یہ بات تجھسے پہلے نہین سنی حضرت ابراہیم نے اسکا یہ جواب دیا بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرھن یعنی تمہارا پروردگار وہ ہے جسکے سوا اور کوئی معبود نہین ہے اوسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور اوسی نے مخلوقات کو بنایا ہے جسکو وہ گھیرے ہوے ہے اوسی نے اونکی خلق کی ابتدا کی ہے اور وہی ساری اشیا کا خالق ہے وانا علی ذلکم من الشاھدین یعنی اور مین گواہ ہون اسپر کہ اوسکے سوا نہ کوئی اور معبود ہے نہ کوئی رب کذا فی ابن کثیر **ف** رشد سے مراد وہ رشد ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات برکت آیات کے لائق ہے اور

اونکی مثل اور رسل کرام کو سزاوار ہے اضافت رشد کی اونکی طرف اسلیے کی تاکہ معلوم
ہو جاوے کہ اونکا رشد اونہین کے مثل ہے اور اوسکی ایک بڑی شان ہی کسی نے اسکو
رشد بفتحتین پڑہا ہی یہ بہی ایک لغت ہی یعنی وہ رشد کامل راہ یابی ہے ہدایت خاص
خالص بوحی کی طرف مستند ہے اور نو انبیا کا استعمال کرکے اصلاح امت پہ
اقتدا ہے من قبل کے یہ معنی ہین کہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام کے توریت
دینے سے پہلے اونکو رشد دیا گیا یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے قرینہ حال اسپر
دال ہی بیضاوی و مدارک مین اسی طرح ذکر کیا گیا ہے یا یہ معنی ہین کہ قبل اونکے نبی
ہونے سے یا اونکے بالغ ہونے سے پہلے اسلیے کہ اونہون نے یون کہا ہی انی وجہت الخ فراء
نے کہا معنی یہ ہین کہ ہمنے اونکو اونکی ہدایت عطا کی قبل نبوت کے یعنی ہمنے اونکو نظر و
استدلال کی توفیق دی جبکہ اونپر رات آئی تو اونہون نے سورج چاند ستارے کو دیکہا
اکثر مفسر اسی قول پر ہین پہلے قول کو اکثر مفسر قائل ہین و کنایہ عالمین مین ضمیر
حضرت ابراہیم کی طرف راجع ہی یعنی جو شی ہمنے اونکو دی وہ اوسکے لائق ہین یا محاسن
اوصاف و مکارم خصال کو جامع ہین اسمین اشارہ ہی طرف اس بات کی کہ اللہ پاک
کا فعل اختیار و حکمت سے ہی اور وہ عالم ہے جزئیات کا یا ضمیر بہ کی رشد کی طرف پہرتی
ہے اور جار مجرور متعلق ہی عالمین سے اذ قال لابیہ و قومہ کلمہ اذ ظرف ہی متعلق ہی آتینا
سے یا رشدہ سے یا عالمین سے یا بدل ہی موضع من قبل سے یہ بہی ہو سکتا ہی کہ باضمار اعنی
منصوب ہو یا متعلق ہی اذکر محذوف سے اب سے مراد آذر ہے اور قوم سے مراد نمرود
اور اوسکی اتباع یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم یاد کرو اونکی اوقات رشد مین سے
اوس وقت کو کہ جب اونہون نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے یہ بات کہی ماھذہ التماثیل
التی انتم لھا عاکفون تماثیل سے مراد اصنام ہین ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید
و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اسیطرح روایت کیا ہی اصل تمثال کی
یہ ہے کہ اللہ پاک کی مخلوقات مین سے کسی شی کی مشابہ کوئی شے بنائی جاوے
محاورے مین بولتے ہین مثلت الشئ بالشئ جبکہ تو کسی شے کو دوسری شے کے ساتھ

سلام نے ہمین جو یہ
نامون کی نامونس
کہی ہین صاحب
کو اور حضرت جبرئیل
علیہ السلام کو بہی
کہی ہین یہان مراد
اسرار الہیہ ہین
جو بواسطہ ملائکہ
انبیاء علیہم السلام
اونکی اطلاع پاتی
ہے ۱۲

مشابہ کردے اور جو شئی مشابہ بنائی گئی اوسکا نام تمثال ہے یمین نے یون کہا ہے
کہ تمثال وہ صورت ہے جو سفید نرم پتھر سے یا تانبے سے یا لکڑی سے مشابہ
خلق آدمی کے یا کسی حیوان کے بنائی جاتی ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی نے
یون فرمایا ہے کہ تماثیل وہ اصنام ہین جو کہ درندون پرندون آدمی کی صورت پر
بنائی جاتی ہین کلمہ ما سے سوال حقیقت کا ہوتا ہے یا شرح اسم کا حالانکہ حضرت ابراہیم
اونکی بتونکو خوب جانتے تھے کہ وہ پتھر کے ہین یا لکڑی کے یا سونے کے پس اونہون
نے تجاہل کیا گویا اونکو جانتے ہی نہین ہین کہ وہ کیا ہین غرض اس سے اونکے بتونکی
تحقیر ہے اور وہ جو اونکی تعظیم و تکریم کرتے تھے اوسپر توبیخ ہے کیونکہ تمثال ایک بے روح
صورت ہے نہ نفع پونہچاسکے نہ ضرر دے ایسی صورت کا پوجنا تعظیم کرنا کیا عکوف
کہتے ہین کسی شے پر استمرار کرنے کو واسطے کسی غرض کے اغراض سے پس وہ جو بتون کی
عبادت کرتے تھے اونکی عبادت کی تعبیر مطلق عکوف سے کی جسکو معنی مذکور ہوے
اسمین یہی مقصود اونکی تحقیر و تذلیل ہے یعنی یہ کیا مورتین ہین جنپر تم لگے بیٹھے رہتے ہو
مطلب یہ کہ جو معاملہ تم اونسے کرتے ہو وہ ہرگز اوسکے قابل نہین ہین یہ صرف
تمہاری بیوقوفی ہے لہا مین لام واسطے اختصاص کے ہے تعدیہ کا نہین ہے کیونکہ
عکوف کا تعدیہ علی سے ہوتا ہے معنی یہ ہین کہ تم عکوف کرنیوالے ہو خاص واسطے اونہین
بتونکی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لام بمعنی علی ہو یا عکوف متضمن معنی عبادت ٹھیرایا جاے
خازن مین ذکر کیا ہے کہ بہترین بت تھے بعض سونے کے بعض چاندی کے بعض لوہے
کے بعض سیسے کے بعض تانبے کے بعض پتھر کے بعض لکڑی کے اور اونمین کا بڑا
سونے کا جواہر سے جڑا ہوا تھا اوسکی دونون آنکھون مین دو یاقوت چمکتے تھے
رات کو اونکی روشنی ہوتی تھی غرضکہ حضرت علیہ السلام کے سوال کا مآل یہی تھا
کہ اونسے پوچھتے تھے کہ تم جو اونکو پوجتے ہو تو اسکا کیا سبب ہے یہ بت کیا ہین کیا لائق پوجنے
کے ہین اسواسطے اونکی قوم نے یہ جواب دیا کہ وجدنا آباءنا لہا عابدین یعنی ہمنے اپنے باپ
دادونکو پایا کہ اونکو پوجتے تھے ہمنے اونکی تقلید و پیروی کی ہم بھی اونکو پوجنے لگے

سوای تقلید کی اور کوئی جواب اونسے نہ بنا یہی جواب ہر عاجز کا عصا ہی جسپر وہ تکیہ لگاتا
ہے اور ہر غریق کی رسی ہے جسکو وہ پکڑتا ہی اور یہ تمسک کرتا ہے مجرد تقلید آبا کی
یعنی ہمنے اپنے آبا کو پایا کہ اونکو پوجتے تھے سو ہمنے بھی اونکی پیروی کرکے اونکی
چال چلکر اونکو پوجا حضرت ابراہیم نے فرمایا لقد کنتم وآباؤکم فی ضلال مبین
یعنی تم اور تمہارے باپ دادے سب کے سب رشتۂ گمراہی مین پروئے ہوے ہو
کون گمراہی ایسی گمراہی کہ کھلی ہوئی ظاہر طور کسی عاقل پر مخفی نہین ہے کیونکہ نہ تمہارے
پاس کوئی دلیل ہے نہ اونکے پاس پھر ایسی گمراہی سے کون گمراہی بڑھکر ہے
بیضاوی مین کہا ہے کہ تقلید اگر جائز ہے تو اوسی شخص کے لیے جو یہ بات جانے کہ
فی الجملہ وہ حق پر ہی انتم کے ساتھ اس واسطے تاکید کی کہ عطف درست ہوجاوی کیونکہ عطف
ایسی ضمیر پر جو حکم مین بعض فعل کی ہے ممتنع ہی غرضکہ حضرت ابراہیم نے جب یہ بات کہی تو
اونکی قوم نے گویا اپنے آبا کی تضلیل کو مستبعد سمجھا اور گمان کیا کہ ابراہیم نے جو کچھ کہا ہے
صرف لطور ملاعبت کہا ہی اسلیے یون کہا اجئتنا بالحق ام انت من اللاعبین یعنی یہ بات
جو تمنے کہی آیا تم ہمارے پاس صدق لائے ہو قصد کرکے کہتے ہو یا لعب کرتے ہو مراد مجی
سے حقیقت مجی نہین ہے کیونکہ وہ اونسے غائب تھی حاضر تھی اور کلمۂ ام متصلہ ہی اگرچہ بعد
اوسکی جملہ ہی اسلیے کہ حکم مین مفرد کے ہے تقدیر یہ ہی ایّ الامرین واقع مجیئک بالحق ام
لعبک رہی یہ بات کہ یہان دو جملے ہین اول فعلیہ دوسرا اسمیہ ہی اور اسمیہ ثبات پر دلالت
کرتا ہی سو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک لطور لعب کے کہنا راجح ہی جب تو اونہون نے
اس بات کو پیرایۂ جملۂ اسمیہ مین ادا کیا حضرت ابراہیم کی قوم نے اونکے انکار کو ایک امر
عظیم سمجھا اور اپنا گمراہی پر ہونا بعید جانا اور کہا کیا تم قصد کرکے کہتے ہو یا لعب کرتے ہو
تو حضرت ابراہیم نے اونسے اضراب کیا اور اونکو خبر دی کہ مین سچ مچ کہتا ہون ہنسی
نہین کرتا ہون ملک علام کی ربوبیت کو اور اصنام کے حدوث کو ثابت کرتا ہون بس
فرمایا بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرھن یہ ضمیر تماثیل کی طرف
راجع ہے اسکو زیادہ تر دخل ہے اونکی تضلیل مین اور اونپر حجت قائم کرنے مین

یعنی تمہارا رب رب ہی آسمانون کا اور زمین کا جسنے بتون کو پیدا کیا مطلب یہ ہی کہ
تم تو بتون کو پوجتے ہو اور اونکو رب جانتے ہو حالانکہ وہ نہ رب ہین نہ لائق پوجنے
کے ہین وہ تو منجملۂ مخلوقات رب ہین رب وہی ہی جسنے زمین و آسمان و ساری
مخلوق کو پیدا کیا پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ مخلوق پوجا جائے اور خالق چھوڑا جائے
دوسرا قول یہ ہی کہ ہُنَّ کی ضمیر سموات و ارض کی طرف پھرتی ہی اور کلمۂ بل اضراب
ہے اوس اعتقاد سے جسپر اونہون نے اپنی گفتگو کی بنیاد رکھی تھی کہ بتون کو خدا سمجھا تھا
گو ایون کہا گیا کہ بات ایسی نہین ہی جیسی تم نے سمجھی ہے بلکہ تمہارا رب وہی رب
زمین و آسمان کا ہی جسنے اونکو بنایا ہے وانا علی ذلکم من الشاھدین۔ اور مین اس بات پر
جسکا مین نے ذکر کیا کہ تمہارا رب رب ہے آسمان و زمین کا فقط نہ اوسکا ماسوا کوئی ہو
ایک شاہد ہون شاہدین سے یعنی مین اسکا تحقق کرنیوالا یقین کرنیوالا اسپر برہان
لانیوالا ہون بطور حقیقت کے اسکو جانتا ہون کیونکہ شاہد کسی شے پر وہی شخص ہوتا ہے
جو اوسکو خوب جانتا ہی اوسپر برہان قائم کرتا ہے اوسکو بیان کرتا ہی اوسپر یقین لاتا ہے
وتاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین ۝ فجعلھم جذاذا
الا کبیرا لھم لعلھم الیہ یرجعون ۝ قالوا من فعل ھذا بالھتنا
انہ لمن الظالمین ۝ قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم ۝ قالوا
فاتوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون ۝ قالوا ءانت فعلت ھذا
بالھتنا یا ابراھیم ۝ قال بل فعلہ کبیرھم ھذا فاسئلوھم ان کانوا
ینطقون ۝ اور قسم اللہ کی البتہ مین علاج کرونگا تمہارے بتون کا جو اب تم
جا چکوگے پیٹھ پھیر کر پھر کر ڈالا اونکو ٹکڑے مگر ایک بڑا اونکا کہ شاید اوس پاس
پھر آوین کہنے لگے کسنے کیا یہ کام ہمارے ٹھاکرونسی وہ کوئی بے انصاف ہی وہ بولے
ہمنے سنا ہی کہ ایک جوان اونکو کچھ کہتا ہی اوسکو پکارتے ہین ابراہیم وہ بولے اوسکو لاؤ
لوگونکے سامنے شاید کہ وہ دیکھین بولے کیا تونے کیا ہی یہ ہمارے ٹھاکرون پر اے
ابراہیم بولا تہین پر یہ کیا اونکے اس بڑے نے سو اونسے پوچھو اگر وہ بولتے ہین

ف یہ علاج کرنا اونہون نے چپکے کہا پھر جب وہ شہر کے باہر گئے ایک میلے مین
تب بتخانہ مین جاکر سب کو توڑا انتہی ف خلیل خلیل علیہ السلام نے قسم کہائی
اس طور پر کہ اپنی قوم مین سے بعض کو وہ قسم سنائی قسم یہ تھی لیکدن اصنامہم اے
لیحزمنن علی اذاہم وتکسیرہم بعد ان یولوا مدبرین یعنی البتہ برانگیختہ وآمادہ کرینگے
اونکی ایذا پر اور اون کے توڑنے پر بعد اس کے کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جائینگے
یعنی اپنی عید کی طرف اون کی ایک عید تھی جس کی طرف شہر سے نکل کر جایا کرتے
تھے سو یہ ذکر کیا جس وقت اوس عید کا وقت قریب آیا تو خلیل علیہ السلام کے
والد نے کہا بیٹا اگر تو ہمارے ساتھ ہماری عید کی طرف نکلے تو البتہ ہمارا دین تجھ پسند
آجاے پس وہ ہمراہ اونکے نکلے پھر جب بعض راہ مین پہونچے تو اونہون نے خود کو
زمین کی طرف ڈالا اور کہا مین بیمار ہون کسی شاعر نے اسی مضمون کو خوب نظم
کیا ہے ؎

اگر ترا تماشای عید خود طلبند　　خلیل وار بدیشان بگو کہ بیمارم

پھر لوگ اونپر سے گذرنے لگے اور وہ گرے پڑے ہوتے تھے اونسے کہتے کیا
ہوا تو وہ کہتے کہ مین بیمار ہون پھر جب اونمین کے عام لوگ گذر چکے اور ضعیف
لوگ باقی رہگئے تو حضرت خلیل نے کہا تاللہ لاکیدن اصنامکم سو اون لوگون نے
اس بات کو سن لیا ابن اسحق نے ابو الاحوص عن عبداللہ سے روایت کیا کہ اون
لوگون نے حضرت خلیل پر سے گذر کیا تو کہا ای ابراہیم تو ہمارے ساتھ
کیون نہین نکلتا تو وہ بولے کہ مین بیمار ہون اور کل یہ بات کہہ چکے تھے کہ تاللہ لاکیدن
اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین اونمین سے کئی آدمیون نے اس کو سن لیا تھا
فجعلہم جذاذا کے معنی ہین حطاما یعنی اون کو ریزہ ریزہ کر ڈالا ساری بتون کو
توڑ ڈالا الا کبیرا لہم مگر اونکا بڑا یعنی بڑا بت جو اونکے نزدیک تھا اوس کو
نہین توڑا جسطرح کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے فراغ علیہم ضربا بالیمین
قولہ تعالی لعلہم الیہ یرجعون ذکر کیا ہے کہ حضرت خلیل نے تیشہ کو بڑے بت کے

ہاتھ مین رکھدیا تھا شاید وہ اس بات کا اعتقاد کرین کہ بتون کا توڑنیوالا وہی بت ہے
کہ اوسنے اپنے ذات کی واسطے غیرت وحمیت کی کہ اوسکے ساتھہ یہ چھوٹے بت پوجے جائین
اسپر اوسنے اونکو توڑ ڈالا جس وقت وہ عید سے لوٹکر آئے اور خلیل خلیل نے جو معاملہ
اہانت واذلال کا اونکے بتون کے ساتھہ کیا کون معاملہ جو کہ بتون کی عدم آلہیت پر
اور اونکے پوجنے والون کی سخافت ورکاکت عقول پر دال ہے اسکا مشاہدہ کیا
تو بولے من فعل ھذا بالھتنا انہ لمن الظالمین یعنی جس شخص نے یہ کام کیا ہے
وہ اپنے اس کام مین بڑا ہی ظالم ہے قالوا یعنی جس شخص نے حضرت خلیل کو
اس بات کی دشنام کہتے سنا تھا کہ وہ ضرور اونکا علاج کرین گے اوسنے یہ کہا سمعنا
فتی یعنی ہم نے ایک جوان آدمی کو سنا ہے کہ وہ اونکا ذکر کرتا ہے یقال لہ ابراہیم اوس کو
ابراہیم کہتے ہین ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے فرمایا کہ نہین بھیجا اللہ نے کوئی نبی مگر جوان اور نہین دیا گیا علم کو کوئی عالم مگر
حال یہ ہے کہ وہ جوان ہوتا ہے اور یہی آیت پڑہی قالوا سمعنا فتی الخ قالوا فاتوا بہ
علی اعین الناس یعنی بولے اوس کو لاؤ علی رؤس الاشہاد بڑے مجمع مین سارے
لوگون کے روبرو بڑا مقصود حضرت خلیل علیہ السلام کا یہی تہا کہ ایسی بڑی محفل
مین اون کی کثرت جہل وقلت عقل کو ان بتون کے پوجنے مین بیان فرمائین کون
بت جو نہ کسی ضرر کو اپنی ذات سے دفع کرسکین نہ کسی نصر ومدد کے اوسکو واسطے مالک ہوسکین
پھر کیونکر اون سے کسی طرح کا دفع ضرر وجلب نفع طلب کیا جائے قالوا انت الخ قولہ
بل فعلہ کبیرھم یعنی وہ بت جس کو چھوڑ رکھا تھا توڑا نہ تھا فاسالوھم ان کانوا
ینطقون حضرت خلیل کی اس قول سے یہی مراد تھی کہ وہ اپنی طرف سے مبادرت
کرین تو اس بات کا اقرار کرلین کہ وہ بولتے نہین ہین اور یہ کام اس بت سے صادر
نہین ہوسکتا ہے کیونکہ وہ جماد ہے صحیحین مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ
نہین بولا سوا تین کے دو تو اللہ کی ذات مین یعنی اللہ پاک کے واسطے قولہ بل فعلہ

کبیر ہم نہا و قولہ انی سقیم فرمایا اور ایک وقت وہ جا رہے تھے ایک جبار کی زمین
مین جبابرہ سے اور اونکے ہمراہ بی بی سارہ تھین ایک منزل مین اوترے پس
ایک شخص اوس جبار کے پاس آیا اوسنے کہا کہ اس جگہہ تیری زمین مین ایک شخص
اوترا ہے اوسکی ہمراہ ایک عورت حسین ترین مردم ہے اوس جبار نے حضرت خلیل
کی طرف آدمی بہیجا وہ آئے جبار نے کہا کیا ہے یہ عورت تجہہ سی یعنی تیرے اوسکی
کیا رشتہ ہی حضرت خلیل نے کہا وہ میری بہن[1] ہے جبار نے کہا اب تو جا پہر اوسکو
میرے پاس بہیجدے حضرت خلیل بی بی سارہ کی طرف چلے اون سے کہا کہ اس
جبار نے مجہسے تیرا پوچہا تو مین نے اوسکو خبر دی کہ تو میری بہن ہے سو تو مجہے
اوسکی نزدیک جہوٹا مت کیجیو کیونکہ بی شک تو میری بہن ہے اللہ کی کتاب مین اور
نہین ہی زمین مین کوئی مسلمان سوا میرے اور تیرے پس حضرت ابراہیم بی بی سارہ
کو لیکر چلے پہر وہ کہڑے ہو کر نماز پڑہنے لگی پہر جس وقت بی بی سارہ جبار پر داخل
ہوئین تو اوسنے اون کو دیکہا اونکی طرف جہکا پہر اون کو لیا یعنی اونکی طرف ہاتہہ
بڑہایا تو وہ جبار سخت پکڑا گیا یعنی اوسکا گلا گہٹنے لگا سانس بند ہو گئی پانون مارنے
لگا جیسے مرگی والا پانون مارنے لگتا ہے اسپر اوس جبار نے کہا تو میری واسطے
اللہ سی دعا کر اور مین تجہی ضرر نہ پونہچاؤنگا بی بی سارہ نی اوسکی لیی دعا کی تو وہ چہوڑ دیا
گیا پہر اون کی طرف جہکا ہاتہہ بڑہایا پہر ویسا ہی پکڑا گیا یا اوس سی زیادہ تر سخت
پہر اوس جبار نے تیسری بار وہی کیا پہر پکڑا گیا پس مثل دو بار اول کے ذکر کیا
اوس جبار نے کہا تو اللہ سی دعا کر اور مین تجہی ضرر نہ پونہچاؤنگا بی بی سارہ نی اوس کے
واسطی دعا کی تو چہوڑ دیا گیا پہر اوس نی اپنے دربانون مین کی ادنی حاجب کو بلایا کہا
کہ تو میرے پاس انسان کو نہین لایا ولیکن تو تو شیطان کو لایا اس کو نکال اور
اسکو ہاجر دیدے پہر بی بی سارہ وہان سی نکالی گئین اور بی بی ہاجر اونکو دی گئین
پہر جب حضرت ابراہیم نے اونکے آنے کی آہٹ پائی تو اپنی نماز سے فارغ ہوے
اور کہا کیا ہی بی بی سارہ نے کہا کہ اللہ نے کافر فاجر کے مکر کی کفایت فرمائی اور

[1] سارہ حضرت ابراہیم کی چچا زاد بہن تہی اور حضرت ابراہیم نے جبار کے خوف سی اونکو بہن کہا

ہاجر مجھی خدمت مین دی محمد بن سیرین نے کہا کہ ابوہریرہ جسوقت اس حدیث کو بیان
کرتے تو کہتے تلک امکم یا بنی ماء السماء یعنی بی بی ہاجر تمہاری مان ہین اے
بنی ماء السماء مراد اس سے عرب ہین حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد کذا فی ابن کثیر
ف تاللہ مین حرف تا واسطے قسم کے ہے قسم کے تین حرف ہین ایک تو
حرف با دوسرا حرف واو تیسرا حرف تا حرف تا بدل ہے واو سے اور واو بدل ہے با سے
حرف با کا دخول مختص ہے معرفہ مین چونکہ حرف با افادہ معنی قسم مین اصل ہے اس لیے
حرف واو اور حرف تا سے کئی چیزون کے ساتھہ متعلق ہے ایک یہ ہے کہ حرف با کے
ساتھہ فعل کا ظاہر کرنا جائز ہے دوسری یہ ہے کہ مظہر و مضمر دونو پر داخل ہوتا ہے
جیسے بہ لاعبدنّہ تیسری یہ ہے کہ بطور استعطاف حرف با کے ساتھہ قسم کہائی جاتی ہے
جیسے بحیاتک اخبرنی یعنی قسم ہے تیری زندگی کی کہ تو مجھے فلان امر کی خبر دے مقصود
یہان مخاطب کا اپنی طرف مائل کرنا ہے اسواسطے اوسکی حیات کی قسم کہائی واو چونکہ
فرع ہے اسلیے نہین داخل ہوتا ہے مگر مظہر پر اور اسی طرح حرف تا چونکہ فرع ہے واو کی
اسواسطے داخل نہین ہوتا ہے مگر مظہر واحد پر اس جگہہ کسی نے بجائے تاللہ بالله
بحرف با بھی پڑہا ہے حرف تا مین تعجب ہے یعنی جس امر پر قسم کہائی جاتی ہے
وہ تعجب خیز ہو ایسے مقام پر حرف تا کو واسطے قسم کے لاتے ہین کید کے معنی مکر کے ہین
باب سکا باع مبیع ہے محاورے مین بولتے ہین کاد یکیده کیداً و مکیدةً یہان مراد
کید سے اجتہاد کرنا اور سعی و کوشش بجا لانا ہے بتونکے توڑنے مین چونکہ ادہر تو بظاہر
حضرت خلیل جلیل کا ضعف اور ادہر نمرود و نمرودیون کا زور و کبر و جبر و ظلم و
عتو و قوت سلطنت اور اپنے دین کی نصرت پر جان دینا پھر اوسکے بتونکو توڑنا
اونکی اہانت و تحقیر کرنا جنکو وہ خدا و نافع و ضار سمجھے اور اسپر جما ہوا ہو ایسے وقت
مین ایسے کام پر ہمت باندہنا اور عزم بالجزم کر لینا اور اوسپر قسم کہا بیٹھنا اور اوسکو
سہل سمجھنا بغایت مشکل و متعذر تھا اور کید و مکر و حیلہ و تدبیر پر موقوف تھا اسلیے
خلیل جلیل نے حرف تا کے ساتھہ قسم کہائی جسمین تعجب کے معنی ہین اور لفظ

لہ ماء السماء
واو اسی
اسمعیل
علیہ السلام
اسمعیل
اور اونکی
واسطے

کید کا ذکر فرمایا جس مین مکر و حیلہ کے معنی ہین گویا اپنے ہاتھہ پر کید کے آسان و
سہل ہوجانے سے تعجب کیا کہ ایسا مشکل کام کیونکر سہل ہو جائیگا اگر کوئی کہے کہ
کید کے معنی یہ ہین کہ غیر پر حیلہ کرنے ضرر مین جس کو وہ نہ سمجھے اور بت جماد ہین کسر
وغیرہ سے ضرر پذیر نہین ہوتے ہین و نیز بت اوس قسم سے نہین ہین کہ اونپر
کسر کے واقع کرنیمین حیلہ گری کیجائے کیونکہ حیلہ گری اوسی شخص کے حق مین ہوتی
ہے جسکو شعور و ادراک ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت خلیل نے جو لاکیدن فرمایا
سو یہ اونکے زعم کی بنا پر ہے کیونکہ وہ یہی زعم کیا کرتے تھے کہ بتون کو شعور ہے
اور ضرر پذیر ہونا اونپر جائز ہے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ لاکیدنکم فی اصنامکم
یعنی تم سے کید کرونگا تمہارے بتون کے حق مین کیونکہ بتونکے توڑنے سے غم و ہم
اونکے عابدون پر نازل کیا اس قول کی بنیاد پر کید اپنی اصل پر رہا اور تعلق اوسکا
عابد و نسبی ہوا نہ معبود و نسبی یہ تو شیخ زادہ رحمہ اللہ کی تقریر کا حاصل تھا شہاب خفاجی
کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ کید اصل مین یہ ہے کہ مضر شے کے موجود کرنیمین حیلہ گری
کرنا مع اظہار اوسکی خلاف کے اور یہ اس بات کو مستلزم ہے کہ اوسمین اجتہاد و
کوشش کیجائے سو اجتہاد و کوشش کید کو لازم ہے پس یہان کید سے مراد سعی
و کوشش ہے مجازاً یا بطور استعارہ یا بطور استعمال ملزوم کے لازم مین غرضکہ امر بالمعروف
و نہی عن المنکر کے دو طریقے ہین ایک قول دوسرا فعل حضرت خلیل جلیل نے اول زبانی
مناظرہ کیا اونکو بتون کی بیبسی ثابت کی اور اللہ پاک کی توحید اثبات فرمائی اور یون
کہا بل ربکم رب السموات والارض الخ جب وہ اس سے اثر پذیر نہوئے تو طریقہ فعل کی
طرف مائل ہوئے اور اونکو خبر دی کہ اب مین زبانی حجت سے درگذر کرکے فعل سے
تغییر منکر کرونگا اور یہ کام اللہ پاک پر بھروسا کرکے اوسکے دین حق کی حمایت کے
واسطے بجا لاؤنگا پس اونہون نے حجت الٰہی قائم کرنیمین قول و فعل دونو کو جمع کیا اور
یون کہا کہ قسم ہے اللہ کی مین تمہارے بتون کے توڑنے پھوڑنے مین خوب سعی و
کوشش کرونگا بعد اسکے کہ تم اونکو پوج پاجکر اپنے میلے کی طرف چلے جاؤگے خازن نے

نقل کیا ہی کسی نے کہا کہ حضرت خلیل نے یہ بات اپنے جی مین پوشیدہ کہی تہی
اونکی قوم مین سی صرف ایک آدمی نے اوسکو سنا تہا سو اوسی نے افشا کیا اور وہی
اس قول کا قائل ہے انا سمعنا فتی الخ کسی نے کہا ہر برس اونکی یہان ایک مجمع و
عید یعنی میلا ہوا کرتا تہا سو جس وقت وہ اپنے میلے سے لوٹتے تو بتون پر
داخل ہوتی اونکو سجدہ کرتے پہر اپنے گہرون کو لوٹ آتے تہے پس جب وہ میلہ ہوا تو
حضرت خلیل کی والدہ نے اوسنی کہا ای ابراہیم اگر تو ہمارے ہمراہ ہمارے میلے کی طرف
نکلے تو تجہ ہمارا دین پسند آجاے اسپر حضرت خلیل اونکے ہمراہ نکلے پہر جب بعض راہ
مین پونہچے تو اونہون نے خود کو زمین کی طرف ڈال دیا اور کہا مین بیمار ہون سر اپا نون
بیمار ہے تو اون لوگون نے اونکو چہوڑا اور چلدیے حضرت خلیل نے اون کے
پچہلے لوگون مین ندا کی اس حال مین کہ ضعیف لوگ باقی رہ گئے تہے لاکیدن اصنامکم
پہر حضرت خلیل بتخانے کی طرف لوٹے وہ بت ایک بڑی ہیکل مین تہا اور اوس کے
دروازے کے سامنے ایک بڑا بت تہا اوسکی پہلو کی طرف اوس سی چہوٹا بت اور
اور بت بعض بعض کے پہلو سی لگی ہوئے تہے ہر بت کے بعد کا بت اول سی چہوٹا تہا
اسی طرح اوس گہر کے دروازے تک ناگاہ اون کفار نے بتون کے آگی کہانا رکہا تہا
اور کہا تہا کہ جسوقت ہم لوٹکر آئینگی اور بتون نے اوس کہانے کو متبرک کردیا ہوگا تو ہم
اوسکو کہائینگے پہر جب حضرت خلیل نے بتونکی طرف اور کہانے کی طرف نظر کی جو
اونکی روبرو رکہا تہا تو بطور استہزا کہا الا تاکلون یعنی تم کیون نہین کہاتی ہو پس جب
اونہون نے اونکو جواب نہ دیا تو کہا مالکم لا تنطقون یعنی تمکو کیا ہوا کہ تم بولتے نہین ہو
فراغ علیہم ضربا بالیمین یعنی اونپر جہک پڑے سیدہے ہاتہ سی مارنے لگے اور تیشہ
جو اونکے دست مبارک مین تہا اوس سی اونکو توڑنے لگے یہان تک کہ جب سوا ے
بڑے بت کے اور کوئی باقی نرہا تو تیشے کو اوسکی گردن مین لٹکا دیا کسی نے کہا
اوسکی ہاتہ مین پہر نکلے سو یہ وہی قول ہی اللہ پاک کا فجعلہم جذاذا یعنی اونکو ریزہ ریزہ
پارہ پارہ کردیا لاجذکی معنی ہین قطع و کسر کے یعنی بریدن و شکستن کاٹنا توڑنا مکاورے

لہ گہرون کی آگے
گہر مقدم ہوتا ہے
اوسکو بہی بولتے ہین

ہین بولتے ہین جذذت الشئ قطعتہ وکسرتہ یعنی مین نے فلان شی کو کاٹا اور توڑا اور
جو اوس شی سے ٹوٹجاے اوس کو جذاذ بضم وکسر جیم کہتے ہین لیکن ضمہ افصح ہے
باب اسکا رد ہے یعنی نصر نصیر کذا فی المختار جوہری نے کہا کسائی نے کہا ہے
کہ سنگہای زر کو جذاذ کہتے ہین اسلیے کہ وہ توڑے جاتے ہین اسمین کئی قرأتین
ہین ایک جمہور کی ہے یعنی بضم جیم اسکو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار کیا ہے
معنی اسکے حطام و رقاق کے ہین فعال کا وزن ہی بمعنی مفعول دوسرے
بکسر جیم ہے کسائی و اعمش و ابن محیصن نے اسی طرح پڑہا ہے بمعنی کسر و قطع جمع
ہے جذیذ کی جذید کہتے ہین ہشیم کو جس طرح کہ خفیف کی جمع خفاف ظریف کی ظراف
تیسری بفتح جیم ہے حضرت ابن عباس و ابو نہیک و ابو السماک نے اسیطرح پڑہا
ہے ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے اسکی تفسیر مین حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہی حطاما دوسرا لفظ ابن ابی حاتم کا اون سے فتاتا ہے
قطرب نے کہا کہ جذاذا اپنی ساری لغتون مین مصدر ہے سو اسکا نہ تثنیہ ہوگا نہ
جمع نہ تانیث سمین نے کہا ظاہر یہ ہی کہ مصنوم تو اسم ہے شی مکسو کا جیسے حطام
رفات فتات بمعنی شی محطم و مفتت یعنی چیز پارہ پارہ کردہ شدہ یزیدی نے
کہا کہ مصنوم جمع ہے جذاذۃ بالضم کی جیسے زجاج جمع ہی زجاجۃ کی اور مکسو جمع
ہے جذیذ کی جیسے کرام جمع ہے کریم کی اور بعض نے کہا کہ مفتوح مصدر ہے
بمعنی مفعول یعنی مجذوذین اور اس بنا پر یہ بہی جائز ہے کہ بجذف مضاف ہو
یعنی ذوات جذاذ کسی نے کہا مضموم جمع ہے جذاذۃ بالضم کی اور مکسو جمع ہے
جذاذۃ بالکسر کی اور مفتوح مصدر ہے انمین سے دو قرأتین مضموم و مکسو سبعیہ ہین
محلی و نسفی نے صرف ان دو کو ذکر کیا ہی چوتہی یہ ہے بضم جیم بدون الف و فتح ذال
اول جُذَذ واحد اسکا جُذَّۃ ہے جیسے قُبَّۃ کی جمع قُبَب پانچوین بضم جیم و ذال
اول جُذُذ واحد اسکا جذیذ جیسے قلیب کی جمع قُلُب بیضاوی و ابو البقاء نے
پانچون کو ذکر کیا ہے الا کبیرا لہم استثناء ہی ضمیر منصوب فجعلہم سے اور لہم صفت ہے

کبیر کی اور ضمیر راجع ہی طرف بتون کے یا اونکی پوجنے والونکی اور حرف فا فصیحہ ہے
اسلیے کہ اسکے پہلے ایک جملہ محذوف ہے فصیحہ اسی واسطے کہتی ہین کہ ماقبل کے
جملۂ محذوفہ کی خبر دیتی ہے وہ جملہ تو تو اُسے یعنی کفار میلے کو چلے گئے تو
اُنھون نے سارے بتون کو توڑ ڈالا ریزہ ریزہ کردیا مگر اونمین کے بڑے بت کو
نہین توڑا اور اوسکے ہاتھہ یا گردن مین تیشہ لٹکا گئے لعلھم الیہ یرجعون ضمیر الیہ
کی کبیر کی طرف پھرتی ہے محلی نے اسی قول کو اختیار کیا ہی یعنی حضرت خلیل نے
یہ کام اسلیے کیا کہ شاید بڑے بت کی طرف رجوع کرین جسطرح کہ حل مشکلات مین عالم
کی طرف رجوع کرتے ہین تو اوس سے کہین کہ ان بتون کو کیا ہوا ہے کہ سب کے
سب ٹوٹے پھوٹے پڑے ہین اور تجھی کیا ہے کہ تو صحیح و سالم ویسا ہی ہے اور یہ
تیشہ تیری گردن مین کیسا لٹکا ہوا ہی حضرت خلیل نے یہ بات اونکی کثرت جہالت کی بنا
پر کہی یا بطور استہزا کے کفار کی عادت تہی کہ جب وہ بتون کی طرف لوٹکر آتے
تو اونکو سجدہ کرتے پھر اپنے گھر دن کو جاتی تہے کذا قال الرازی یا یون تقریر کیجاے
کہ شاید وہ بڑے بت کی طرف رجوع کرین تو اوس سے توڑنیوالے کا حال پوچھین کیونکہ
معبود کی شان سے ہے کہ مہمات مین اوسکی طرف رجوع کرین پھر جب وہ اوسکیطرف
رجوع کرینگی تو اوسکی پاس خیر کا اتا پتا نہ پائینگی تب جان لینگی کہ بت نہ کسی طرحکی نفع رسانی
کرتی ہین نہ کسی ضرر کو دور کرسکتے ہین نہ بھلائی جانتے ہین نہ برائی نہ جو حوادث اونکو
پیش آتی ہین اوسکی خبر دے سکتے ہین دوسرا قول یہ ہی کہ ضمیر الیہ کی خود حضرت
خلیل کی طرف راجع ہی یعنی شاید وہ اونہین کی طرف رجوع کرین کیونکہ اونکا ظن
غالب یہی تہا کہ اونہین کی طرف رجوع کرینگی اسلیے کہ اونکے بتون کی عداوت
کے ساتھہ وہی متفرد و مشتہر ہین مقصود یہ تہا کہ جب وہ اونکی پاس آئینگے
تو اونسے بل فعلہ کبیرہم کی ساتھہ حجت کرینگی پھر اونپر حجت مین غالب آجائینگے تیسرا قول یہ ہے
کہ اللہ پاک کی طرف راجع ہے یعنی جب وہ اپنے بتون کی عاجزی و بے بسی کا یقین
کرلینگی تو شاید اللہ پاک کی توحید کی طرف رجوع کرین فتح القدیر و فتح البیان مین اس

قول کو بغایت بعید کہا ہے بیضاوی و نسفی نے تینون قول ذکر کیے ہین کسی
قول کو بعید و قریب کچھ نہین کہا ہان آخر کے قول کو آخر مین ذکر کیا ہی اوسکی ضعف پر
یہی دلیل فی الجملہ ہو سکتی ہے قالوا کی بعد اتنی عبارت محذوف ہے کہ پھر جب وہ
اپنے میلے سے لوٹکر آئے اور جو حادثہ اونکی بتون پر واقع ہوا اوسکو دیکھا تو بولے
من فعل ھذا بالھتنا من استفہامیہ ہی اور استفہام واسطے انکار و توبیخ و تشنیع کے
ہے بآلہتنا کہا ہولا نہ کہا حالانکہ وہ سب بت اونکے روبرو تھی سو غرض اس سے
مبالغہ ہے تشنیع مین من مبتدا ہے اور ما بعد کا جملہ خبر ہے اور جملہ انہ لمن الظالمین
مستانفہ ہے ماقبل کی تقریر و تاکید کرتا ہے ترکیب مین اوسکا کوئی محل نہین ہے
یعنی کون شخص ہے جسنی ہماری معبودون کی ساتھہ یہ معاملہ کیا کون معبود جن کی ہم
تعظیم و تکریم کرتے ہین بیشک اسکا فاعل بڑا ہی ظالم ہے ظالم کیون ہی اسلیے کہ
اوسنی معبودون پر جرات کی جو کہ قابل تعظیم ہین یا اسلیے کہ اونکو توڑنے پھوڑنے
ریزہ ریزہ کرنے مین زیادتی کی یا اس لیے کہ اوس نے اپنے نفس کو ورطہ ہلاک
مین ڈالا دوسرا قول یہ ہی کہ من استفہامیہ نہین ہے موصولہ ہے مبتدا اور انہ لمن الظالمین
خبر ہی موضع رفع مین یعنی قائل اس قول کا ظالم ہے لیکن قول اول ولی ہی اسلیے کہ آگے یہ آتا ہی
قالوا سمعنا فتی یذکرھم کیونکہ یہ بات اونمین سے بعض نے پوچھنی والون کے
جواب مین کہی ہے اسکا قائل وہی شخص ہے جسنے حضرت خلیل کو لاکید ان اصنامکم
اکھتی سنا تھا حضناوی نے کہا قائل اس قول کا وہی ضعفاء قوم خلیل ہین جنھون نے
اونکی قسم کو سنا اور اپنے اکابر کو اوسپر مطلع کر دیا تھا سمع اس جگہہ دو مفعول کی طرف
متعدی ہے اسلیے کہ شی غیر مسموع پر داخل ہوا ہے اول مفعول فتی ہے دوسرا
جملہ یذکرھم ہے بخلاف اوسکے کہ شی مسموع پر داخل ہو جیسے یہ مثال کہ سمعت کلام زید
تو اس صورت مین ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا یعنی مینے ایک جوان کو سنا ہے
کہ وہ اونکو برا کہتا ہے گا لیان دیتا ہے شاید اوسی نے یہ کام اونکے ساتھہ کیا ہو
ایک قول یہ ہے کہ یذکرھم صفت ہے فتی کی تعلق سمع کو نعت کے ساتھہ صحیح کرتی ہے

کیونکہ مثلاً سمعت زیدا یقول کر اگر سکوت کیا جائے تو یہ درست نہوگا جب تک
کوئی شی مسموع ذکر نہو اسی طرح اس صفت نے تعلق سمع کو فتی کے ساتھہ درست
کر دیا یہ وجہ پہلی وجہ سے ابلغ ہی اسلیے کہ یہ وجہ پہلی وجہ کے ساتھہ فاعل کی طرف نسبت
کرنیمین تو شریک ہے اسمین اتنی بات زیادہ ہی کہ اسکو نسبت وصفیت مین وجہ اول سے
امتیاز ہے اور اسمین نسبت مکرر ہے اور جملۂ یقال لہ ابراہیم صفت ثانی ہی فتی کی یا
حال ہی فتی سے کلمۂ ابراہیم مین کئی وجوہ ہین ایک یہ ہی کہ مفعول مالم یسم فاعلہ ہے
یقال کا یعنی کہا جاتا ہے اوسکو یہ لفظ ابو البقار نے کہا مراد اسم ہی مسمی نہین ہے
دوسری یہ ہے کہ خبر ہے مبتدای محذوف کی یعنی یقال لہ ہذا ابراہیم یا ہو ابراہیم
زجاج اسی کے قائل ہین تیسری یہ ہے کہ مبتدا محذوف الخبر ہے یعنی یقال لہ
ابراہیم فاعل ذلک چوتھی یہ ہے کہ منادی ہی اور حرف ندا کا محذوف ہی یعنی یا ابراہیم
تینون وجہون پر جملے سے قطع کیا ہوا ہے اور وہ جملہ حکایت کیا گیا ہے یقال سے
کذا قالہ السمین منجملۂ غرائب تدقیقات نحویہ وعجائب توجیہات اعرابیہ یہ ہی کہ اعلم
شنتمری اشبیلی نے کہا ہی کہ ابراہیم مرفوع ہے بنا بر اہمال ابن عطیہ نے کہا وہ
اس طرف گیا ہے کہ رفع اوسکا بدون کسی شے کے ہی یعنی بغیر عامل مرفوع ہی قالوا فاتوا
قائل اس قول کے وہی سائل لوگ ہین جنہون نے من فعل ہذا الخ کہا تھا سمین نے
کہا کہ اونہون نے آپس مین یہ بات کہی اور قائل اس قول کا نمرود ہی لعنہ اللہ تعالی
علی اعین الناس محل نصب مین ہی بنا بر حال یہ کی ضمیر سے یعنی تم اوسکو لاؤ اس حال
مین کہ وہ ظاہر ومکشوف ہو واسطے لوگون کے قالہ الحفناوی بیضاوی نے کہا
اوسکو لاؤ لوگون کے روبرو اس طور پر کہ اوسکی صورت لوگون کی آنکھون مین جمے
جس طرح کہ سوار سواری پر جمتا ہے یہ معنی اس لیے کیے تاکہ کلمۂ علی کے معنی پورے
پورے درست ہو جائین کہتے ہین جب نمرود کو اور اوس کی قوم کے اشراف کو
خبر پہنچی تو اس بات کو مکروہ سمجھکر بغیر حجت وگواہ کے حضرت خلیل کو پکڑین اور اونسے
مواخذہ کرین اسلیے اونہون نے یہ بات کہی تاکہ اونپر حجت ہو جائے تو جس کام کے

کرنیکا اونکے ساتھہ ارادہ کیا ہے اوسکو اس محبت سے حلال کرلین سبحان اللہ نمرود
سا ظالم جابر حاتی متمرد کافر و مشرک بی حجت و دلیل مواخذہ کرنے کو پسند نہین کرتا
ہے پھر جو کوئی باوجود دعوی اسلام بدون محبت مواخذہ کرے تو معلوم ہوا کہ وہ
اس حرکت مین نمرود سے بھی بڑھکر ہے اللھم وفقنا لصالح الاعمال واجرنا
من الخزی والنکال یا ذا الجلال وصل وسلم وبارک علی سیدنا محمد
وآلہ وصحبہ خیر صحب وآل امین لعلھم یشھدون یا تو شہادت سے ہے
یعنی گواہی شائد وہ گواہی دین اونکے فعل کی یا ین طور کہ کسی نے آدمیون مین سے
اونکو بت توڑتے دیکھا ہو یا اس بات کی گواہی دین کہ کسی نے اونکو بتون پر
طعن کرتے سنا ہو اس بنیاد پر ضمیر لعلھم کی کل آدمیون کی طرف راجع نہوگی بلکہ
اونمین سے بعض مبہم کی طرف پھر گی یا شہادت بمعنی حضور ہے یعنی شائد لوگ اونکی عذاب
کرنیمین حاضر ہون تاکہ اونکے سوا اور لوگ متنبہ ہو جائین ایسے کام مین اونکی پیروی
نکرین جملہ قالوا انت الخ مستانفہ ہے جواب ہی سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ جب
حضرت ابراہیم آئے تو اونسے کیا کہا سو یہ اوسکا جواب ہے یہان عبارت محذوف ہے
یعنی پھر حضرت خلیل جلیل تشریف لائے جب اونکو لے آئے تو اونسے پوچھا کہ آیا
تونے یہ کام کیا ہے یہ بات اس واسطے کہی کہ اونکے زعم مین حضرت خلیل پر حجت
قائم کرین اونہون نے جواب دیا بل فعلہ کبیرھم ھذا یعنی حضرت خلیل نے
اونپر حجت قائم کرنیکو اور اونکو عاجز کرنے ڈانٹنے کو بڑے بت کی طرف اشارہ
کرکے فرمایا بلکہ یہ کام اونکے اس بڑے بت نے کیا ہے یہ وہی بت ہے جسکو چھوڑ رکھا
تھا فاسئلوھم ان کانوا ینطقون یعنی اگر وہ اون لوگون مین سے ہین جو بول سکتے ہین
بات کرنے پر قدرت رکھتے ہین جو اونسے کہا جائے اوسکو سمجھکر مطابق اوسکے اوسکا
جواب دے سکتے ہین تو تم اونسے پوچھہ لو وہ کہدینگے حضرت خلیل کی مراد یہ تھی کہ
اونسے اس بات کو بیان کردین کہ جو نہ بولے نہ جانے وہ عبادت کے لائق نہین ہے
اور نہ از روی عقل اطلاق معبود کا اوسپر درست ہے اسلیے بات کو پیرایۂ تعریض

مین ادا کیا اونسے ایسی بات کی ساتھہ تعریض کی کہ اونکو اقرار مین واقع کری جھٹ سی
اقرار کرلین کہ جن جمادات کو اونھون نے پوجا ہے وہ معبود نہین ہین کیونکہ حسب وقت کفار
کہینگے کہ وہ بولتی نہین ہین تو حضرت خلیل اونسے فرمائینگے کہ پھر تم کیون ایسی کو پوجتے ہو
جو بولنے سے عاجز ہے اور جس مکان مین وہ ہے اوسمین جو حادثہ اوسکے پاس واقع
ہوتا ہے اوسکے علم سے قاصر ہے پس یہ گفتگو اس باب سے ہے کہ ہمراہ خصم کے
باطل کو فرض کرلین تاکہ اوسپر حجت لازم کرین اور وہ حق کا اقرار کرے کیونکہ یہ بات
اوسکے شبہے کی بغایت قاطع ہے اور اوسکے مکابرے کی نہایت دافع ہے کسی نے
کہا کہ حضرت خلیل نے جو نسبت فعل کی بڑے بت کی طرف کی سو مراد اونکی یہ ہے
کہ یہ کام اونسے ایسلیے کیا ہے کہ اوسکو غیرت و غصہ آیا اسپر کہ اوسکی پوجا ہو اور اوسکے
ساتھہ چھوٹے بت بھی پوجے جائین حضرت خلیل کی غرض اس سے یہ تھی کہ اونکو یہ
امر بتائین کہ ان بتون کی پوجا کرنا جو نہ سنین نہ دیکھین نہ نفع رسانی کرین نہ ضرر
دور کرین باوجود موجود ہونے خالق اصنام و خالق عابدین کے عقلاً مستحسن نہین
ہے لیکن قول اول اولی ہے علامہ خفاجی نے یہان خوب تقریر کی ہے حاصل اوسکا
یہ ہے کہ حضرت خلیل نے جو فعل کی نسبت بڑے بت کی طرف کی سو یہ بطور کنایہ
فرضیہ کی ہے اس لیے کہ یہ نسبت دو امر کو مستلزم ہے ایک تو نفی فعل صنم کبیر کو دوسری
اثبات فعل کو واسطے ذات حضرت خلیل کے اسکی بنیاد اسپر ہے کہ فعل یعنی بتون کا توڑنا
دائر ہے درمیان عاجز و قادر کے عاجز تو بت ہوا اور قادر حضرت خلیل کیونکہ قاعدہ
یہ ہے کہ جب کوئی فعل دائر ہو درمیان دو کے ایک تو اوس فعل پر قادر ہو اور دوسرا
اوس سے عاجز ہو اور وہ فعل عاجز کے واسطے بطور تہکم و سخریہ ثابت کیا جاے تو اس سے
یہ بات لازم آتی ہے کہ وہ فعل دوسرے مین منحصر ہے یعنی جو اوسپر قادر ہے
حاصل یہ ہے کہ حضرت خلیل نے اس قول مین استہزاء و تضلیل کو متضمن کرکے بروجہ ابلغ
اپنی طرف اشارہ کیا ابو السعود نے کہا کہ یہان جو ینطقون کہا اور یسمعون و یعقلون نہ کہا
باوجود اسکے کہ سوال سمع و عقل پر موقوف ہے سو اسی لیے کہ نتیجہ سوال کا جواب

ہوتا ہے اور اونکا نہ بولنا اونکی عاجز کرنیمین ظاہر تر ہے ۱ انت مین پانچ قرأتین ہین
اول تحقیق ہر دو ہمزہ مع ادخال الف درمیان ہر دو دوسرے تحقیق ہر دو ہمزہ و ترک
ادخال الف تیسری تحقیق ہمزۂ اول و ابدال ثانیہ بالف چوتھے تسہیل ہمزۂ ثانی مع ادخال
الف درمیان مسہلہ و ہمزۂ اول پانچوین تسہیل ہمزۂ ثانی و ترک ادخال الف اسمین
دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ فعل مقدر کا فاعل ہے جس کی تفسیر فعل ظاہر مابعد
کرتا ہے تقدیر یہ ہے افعلت ہذا آبا لہتنا پھر جب فعل حذف ہوگیا تو ضمیر منفصل
ہوگئی دوسری وجہ یہ ہے کہ انت مبتدا ہے اور جملۂ مابعد خبر ہے فعلہ کا فاعل
کبیرہم ہی اور ہذا صفت ہے کبیرہم کی یا بدل ہی اوس سی یا خبر ہے کبیرہم کی اس
بنا پر کہ کلام بل فعلہ پر تمام ہوگیا اور فاعل محذوف ہی یعنی فعلہ من فعلہ لیکن یہ وجہ
بعید ہی کیونکہ فاعل کا حذف جائز نہین ہی فاسالوہم جواب مقدم ہی ان کانوا ینطقون
شرط موخر ہے کذا قال المحلی اسمین اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ بل فعلہ کبیرہم
ہذا مرتبط ہے ان کانوا ینطقون سی طیبی نے اسکی تصریح کی ہے معنی یہ ہین بلکہ کیا ہے
اسکو اونکے اس بڑے نے اگر وہ بولتے ہین تو تم اونسے پوچھ لو اگر یہ فعل ممکن ہے
یہ قول اوس قول سی ظاہر تر ہے کہ جواب شرط بدلالت ماقبل محذوف مانا جائے
ابن محیصن نے فعلہ بتشدید لام پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ معنی یہ ہین کہ بل فلعل الفاعل
کبیرہم ف انموذج مین ذکر کیا ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت خلیل نے بل فعلہ
کبیرہم ہذا کیون کہا بتون کے توڑنے کا حوالہ بڑے بت پر کیون گیا حالانکہ اونکے
توڑنے والے خود وہی تہے سو ایک جواب اسکا یہ ہی کہ بطور استہزاء و تہکم کہا نہ بطریق
جد و قصد دوسرا جواب یہ ہی کہ اونکے توڑنے پر یہ امر اونکو باعث ہوا کہ اون کے
دیکھنے سے اونکو غصہ آیا کہ برابر صف باندہے ہوئے ترتیب وار واسطی عبادت
کے رکہی ہوئے ہین اونکی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے اور سب سی بڑہکر اونکا غیظ و غضب
بڑے بت پر تہا کیونکہ اوسکی زیادہ تعظیم کرتے تہے سو اس لیے فعل کی نسبت اوسکی
طرف کردی جس طرح کہ سبب فعل و حامل فعل کی طرف نسبت کیجاتی ہی تیسرا یہ ہے

کہ اونہون نے نسبت فعل کی طرف اوسکی مطلقا نہین کی بلکہ معلق شرط منتفی
کے ساتھہ کی یعنی کیا ہے اوسکو اونکے اس بڑے نے اگر وہ بولتے ہون تو تم
اونسے پوچھہ لو انہی اگر کوئی کہے کہ یہ ساری تقریر اس واسطے ہوئی کہ حضرت
خلیل سے کذب کی نفی ہو جائے حالانکہ یہ بات اوسکی مخالف ہے جو حدیث مین
وارد ہوا ہے کہ انہون نے تین جھوٹ بولے سو اسکا یہ جواب ہی کہ حقیقت مین
وہ کذب نہین ہین بلکہ وہ منجملہ معاریض الکلام ہین چونکہ صورت معاریض کی صورت
کذب سے ہے اسلیے معاریض کو کذب کہدیا ورنہ کذب کا کچھہ اتا پتا نہین ہی محض صدق
وصواب ہے انبیاء علیہم السلام معصوم ہین سارے نقائص سے پاک صاف مبرا
ومنزہ ہین فرجعوا الی انفسھم فقالوا انکم انتم الظالمون ۵ ثم نکسوا
علی رؤسھم ج لقد علمت ما ھؤلاء ینطقون ۵ قال افتعبدون من
دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم ۵ اف لکم ولما تعبدون من
دون اللہ ط افلا تعقلون ۵ پھر سوچے اپنے جی مین پھر بولے لوگون تم ہی
بے انصاف ہو یعنی سمجھہ پھر بوجھنا کیا حاصل پھر اوندھے ہو رہے سر ڈالکر تو تو
جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہین بولا کیا تم پھر پوجتے ہو اللہ کے ورے ایسی کو کہ تمہارا
کچھہ بھلا کرے نہ برا بیزار ہون مین تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا کیا
تمکو بوجھہ نہین انہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے حال سی قوم ابراہیم علیہ السلام کے
کہ جسوقت اونہون نے اونسے کہا جو کچھہ کہا تو وہ رجوع ہوے طرف اپنی جانونکے
یعنی اپنے آپ کو اس بات مین ملامت کرنے لگے کہ اونہون نے اپنے معبودون کے
واسطے احتراز و حراست نہ کی پھر بولے لوگون تم ہی ظالم ہو یعنی اس بات مین کہ
تمنے بتون کو مہمل چھوڑ دیا اونکے پاس کوئی نگہبان نہ رکھا ثم نکسوا علی رؤسھم
یعنی سر نیچا کر لیا زمین مین قتادہ نے کہا ادرکت القوم حیرۃ سو یعنی قوم کو
بڑی حیرت نے آلیا فقالوا لقد علمت ما ھؤلاء ینطقون سدی نے کہا ثم نکسوا
علی رؤسھم یعنی فتنے مین ابن زید نے کہا رای مین قول قتادہ کا ظاہر تر ہے معنی

ہین کیونکہ اونہون نے جو یہ کیا سو عجز و حیرت کے مارے اور اسی لیے یون کہا
لقد علمت ما ھولاء ینطقون پھر تو ہم سے کیون کہتا ہے کہ اونسے پوچھو اگر وہ
بولتے ہین حالانکہ تو خود جانتا ہے کہ وہ بولتے نہین ہین پس اس وقت حضرت ابراہیم
نے اونسے کہا جبکہ وہ خود اسکا اقرار کر چکے افتعبدون الخ یعنی جب وہ بولتے نہین
ہین اور نہ بھلا کرتے ہین نہ برا تو پھر تم کیون اونکو پوجتے ہو اللہ کے سوا اف لکم الخ
سو کیا تم جس گمراہی و کفر غلیظ مین ہو اوس کو تدبر نہین کرتے ہو سوچتے بوجھتے نہین
ہو کون ضلال و کفر جو نہین چلتا ہے مگر ظالم جاہل فاجر پر پس اون پر حجت قائم
کی اور حجت سے اون کو الزام دیا اسی لیے اللہ پاک نے اوس آیت مین فرمایا ہے
وتلک حجتنا اٰتینا ھا ابراھیم علی قومہ الا یہ کذا فی ابن کثیر ف فرجعوا الخ
انفسھم سے مراد یہ ہے کہ بعض اونکا بعض کی طرف رجوع ہوا جس طرح وہ شخص
رجوع ہوتا ہے جو اپنی حجت سے منقطع ہو جائے اپنے خصم کے حجت کی صحت کو
سمجھ کر اپنی عقل کی طرف مراجعت کرے یہ بات یون ہوئی کہ جب مابین اون کے
اور حضرت خلیل کے اس قسم کی گفتگو ہوئی تو اونکو تنبیہ ہوا اور سمجھ گئے کہ جو شخص
اپنی جان سے دفع مضرت پر قدرت نہین رکھتا ہے نہ اسپر قادر ہے کہ جس نے
اوسکے ساتھ وہ معاملہ کیا جو حضرت ابراہیم نے ان بتون کے ساتھ کیا اوسکو ضرر پہنچانے
تو محال ہے کہ ایسا شخص لائق پوجنے کے ہو اور اسی لیے بعض نے بعض سے کہا
انکم انتم الظالمون یعنی تمہین نے ان جمادات کو پوجکر اپنی جانون پر ظلم کیا اور جس کو
تمنے انہ لمن الظالمین کہکر منسوب بظلم کیا وہ ظالم نہین ہے یا اوس سے یہ سوال
کرکے تمنے ظلم کیا حالانکہ تمہارے معبود حاضر ہین اونسے پوچھ لو علامۂ نسفی نے اس جگہ
کیا خوب فقرہ لکھا ہے فان من لا یدفع عن اساس کیف یدفع عن عابدیہ الباس
یعنی جو شخص اپنے سر سے تیشہ کو دفع نہین کر سکتا ہے وہ کیونکر اپنے پوجنے والون سے
بلا کو دفع کر سکیگا محلی و نسفی و بیضاوی و خازن و ابو السعود و فتح القدیر و فتح البیان
کا حاصل اس آیت کی تفسیر مین یہی ہے جو مذکور ہوا ثم نکسوا علی رءوسھم یعنی منقلب

ف اور یہ جملہ
دلیل ہے اس
دعوی پر کہ
فرجعوا الخ
کا مطلب
یہ ہے کہ
جب ابراہیم
نے ان پر
حجت قائم
کی

ہوگئے اپنے سرون پر یعنی پھر طرف مجادلہ وجہل وعناد کے رجوع ہوی بعد اسکے
کہ بسبب مراجعت عقول کی سیدھے ہوگئے تھے اللہ پاک نے اونکی عود کرنیکی طرف
باطل کی تشبیہ دی ساتھہ ہوجانی اسفل شے کے مستعلی اوسکے اعلا پر مثلا کوئی شے
سیدھی ہے پھر اوسکے نیچے کی جانب اوپر اور اوپر کی نیچے ہوجائے مطلب یہ ہے
کہ جس وقت اونہون نے اپنے نفوس کی طرف رجوع کیا اور فکر صالح کی تو سیدھے
ہوگئے تھے پھر اس حالت سے منقلب ہوکر مجادلہ باالباطل کرنے لگے اور بمکابرہ پیش آئے
کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ حضرت خلیل سے خجل ہوکر اپنے سر جھکالیے یہ قول ضعیف
ہے اس لیے کہ نکسوا علی رؤسہم بفتح کاف بصیغۂ معروف نہین کہا ہے اور اسناد فعل کا
اونکی طرف نہین کیا ہے یہان تک کہ یہ تفسیر درست ہو بلکہ بصیغۂ مفعول فرمایا ہے
عامہ کی قرارت مخفف بصیغۂ مجہول ہے یعنی اللہ پاک نے اونکو اوندہا کردیا یا خجل کردیا
علی رؤسہم حال ہے یعنی کائنین علی رؤسہم یہ بھی جائز ہے کہ نفس فعل سے متعلق ہو
نکس ونکیس کے معنی ہین قلب کے محاورے مین بولتے ہین نکس راسہ ونکسہ
مخفف ومشدد یعنی سر کو نیچا کیا یہان تک کہ اعلی اوسکا اسفل ہوگیا بعض نے نکسوا
بتشدید کاف پڑہا ہے یہ ایک لغت ہے مخفف مین اس بنا پر تشدید نہ تعدیہ کے واسطے
ہے نہ تکثیر کے لیے اور بعض نے مخفف بصیغۂ معروف پڑہا ہے اس بنیاد پر
مفعول محذوف ہوگا تقدیر یہ ہے نکسوا انفسہم علی رؤسہم یعنی اونہون نے اوندہا
کیا اپنے نفوس کو اپنے سرون پر کذا قال السمین لقد علمت جواب ہے قسم محذوف
کا یعنی واللہ معلوم ہے قول محذوف کا موضع حال مین ہے یعنی قائلین لقد علمت
اور علمت اس جگہہ معلق ہے اور جملۂ منفیہ یعنی ما ہؤلاء ینطقون موضع مین دو مفعول
علمت کے ہے اگر دو کی طرف متعدی ہو یا موضع مفعول واحد مین ہے اگر ایک
کی طرف متعدی ہو اور کلمۂ ما ہو سکتا ہے کہ حجازیہ ہو تو ہؤلاء اوس کا اسم اور ینطقون
محل نصب مین اوس کی خبر بہٹیری یا ما تمیمیہ ہے تو اوسکے واسطے کوئی عمل نہوگا
غرضکہ اللہ پاک نے اول قول مین اون کی زبان پر حق جاری کردیا پھر اون کو

شقاوت نے آلیا تو اللہ پاک کی طرف سے کفر کی طرف پھیر دیے گئے یعنی استمرار
بر کفر کی طرف رجوع ہوے بعد اسکے کہ اپنے نفوس پر ظلم کا اقرار کر چکے تھے اور
بولے قسم ہے اللہ کی البتہ تو جان چکا ہی کہ یہ بولتے نہین ہین پھر تو ہم کو کس طرح حکم
کرتا ہے کہ ہم اونسے سوال کرین پھر جب حضرت خلیل کی حجت اونپر قائم ہو چکی تو اون کو
عاجز کر کے اور اون کی تحقیر کر کے یون فرمایا پھر کیا تم پوجتے ہو اللہ کے بدل مین
ایسی شی کو جو نہ تمہارا بھلا کرے اگر تم اوس کو پوجو اور نہ کسی طرح کا برا کرے اگر تم اوسکو
نہ پوجو پھر حضرت خلیل علیہ السلام نے جب دیکھا کہ باوجود قطع عذر و وضوح حق کے
بتون کی پوجا پر جمے ہوے ہین تو اون کو اس سے بیقراری بیچینی ہوئی پس گھبرا کر
یہ فرمایا اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون یعنی مین بیزار ہون
تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اسمین اونکی اور اونکے بتون کی تحقیر ہے کیا
تمہاری عقلین نہین ہین جن سے تم فکر کرو تو اس بُرے کام کو جان لو جسکو تم نے کیا ہے
یا اس بات کو جان لو کہ یہ بت مستحق عبادت کے نہین ہین نہ اوسکی لیاقت رکھتے ہین اوسکا
مستحق تو فقط اللہ پاک ہے کلمہ شیئا موضع مصدر مین ہے یعنی نفعا اف مین تین
قراءتین ہین ایک مکسر فامع تنوین یعنی اف دوسری بغیر تنوین یعنی اف تیسری
بفتح فا بدون تنوین یعنی أُفْ یہ تینون قراءتین سبعیہ ہین اور یہ سب بمعنی مصدر
ہین یعنی تتنا و قبحا علامہ نسفی نے فرمایا ہے اف ایک آواز ہے جسوقت اوسکی ساتھ
آواز کیجاتی ہے تو معلوم ہو جاتا ہی کہ اف کرنیوالا بیقرار بیچین ہے حضرت خلیل نے
کفار کا ثبات بتون کی عبادت پر دیکھا بعد انقطاع اونکے عذر کے اور بعد وضوح
حق کے اس سے وہ بیقرار ہوے تو اونسے اف کیا اور حرف لام لکم و لما مین واسطے
بیان متاف لہ کے ہے یعنی تمہارے اور تمہارے معبودون کے واسطے یہ تاف ہے

قالوا حرقوہ وانصروا الھتکم ان کنتم فعلین ۝ قلنا یا نار کونی بردا و
سلما علی ابراھیم ۝ وارادوا بہ کیدا فجعلنھم الاخسرین ۝ بولے اوسکو
جلاؤ اور مدد کرو اپنے ٹھاکرون کی اگر کچھ کرتے ہو ہمنے کہا ای آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور آرام

ابراہیم پر چاہنے لگی اوسکا برا پھرا اونہین کو ڈالا ہمنے نقصان مین انتہی ف جب
اون کی محبت باطل ہوچکی اور عجز کھل گیا اور حق ظاہر ہوگیا اور باطل دفع ہوا تو
اس طرف مائل ہوے کہ اپنے بادشاہ کے جاہ کو عمل مین لائین پس کہا حرقوہ الخ
اسکو واسطے بہت سی لکڑیان جمع کین سدی نے کہا یہان تک نوبت پونہچی کہ
اگر عورت بیمار ہوتی تو اس بات کی نذر مانتے اگر وہ اچھی ہو گئے تو حریق ابراہیم
کے واسطے لکڑیان اوٹھا لائے گی پھر حضرت خلیل کو زمین کے ایک گڑھے مین رکھا
اور اوس کو لکڑیان جلاکر آگ کیا پس اوس مین سے بڑے بڑے شرر اوڑتے تھے
اور بلند بلند شعلے اوٹھتے تھے کوئی آگ کبھی ویسی نہین جلائی گئی حضرت خلیل کو
گوپھن کے پیلے مین رکھا ایک شخص کردیون مین کا اعراب فارس سے تھا اوسکو
اشارے سے یہ کام کیا گیا شعیب جبائی نے کہا کہ اوسکا نام ہیزن تھا اللہ پاک نے
اوسکو زمین مین دھسا دیا سو وہ قیامت تک زمین مین چلا جائیگا پھر جب حضرت خلیل کو آگ
مین ڈالا تو اونہون نے کہا حسبی اللہ ونعم الوکیل جسطرح کہ بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے کہا
حسبی اللہ ونعم الوکیل اسکو حضرت ابراہیم نے کہا جسوقت کہ آگ مین ڈالے گئے اور آنحضرتؐ نے اسکو کہا جبکہ کفار نے کہا
ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل
حافظ ابو یعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت ابراہیم علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے
تو کہا ای اللہ بتیک تو آسمان مین ایک ہے اور مین زمین مین ایک ہون تجھکو پوجتا
ہون یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو باندھنے لگے تو اونہون نے کہا
لا الہ الا انت سبحانک لک الحمد ولک الملک لا شریک لک شعیب جبائی
نے کہا کہ اوس وقت اونکی عمر سولہ برس کی تھی فاللہ اعلم بعض سلف نے ذکر کیا
ہے کہ حضرت خلیل کے سامنے جبریل علیہ السلام آئے اور وہ ہوا مین تھے تو کہا کیا
تجھے کوئی حاجت ہے حضرت خلیل نے فرمایا کہ تجھ سے تو نہین ہان اللہ سے ہے
سعید بن جبیر نے کہا اور حضرتؓ ابن عباس سے بھی مروی ہے کہ جسوقت حضرت ابراہیم

ف اونہون نے جمع کیا اسباب تباہی سے مقابلہ کرنے کو اور نہ خیال کیا قدرت الٰہی کو اور اسکو زیادہ کیا ایمان اور یقین اور کہا جو اللہ ہمکو کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے اخ

ڈالے گئے تو خازن مطر یعنی داروغۂ باران نے کہنا شروع کیا کہ مجھکو کب پانی برسانے
کا حکم ہو کہ مین اوسکو بھیجون کہا پس اللہ کا امر اوسکے امر کرنے سے زیادہ تر جلد ہوا
اللہ نے فرمایا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم کہا زمین مین کوئی آگ نہ
بچی مگر وہ بجھ گئی کعب احبار نے کہا اوس دن آگ سے کوئی منتفع نہین ہوا اور نہ آگ
نے حضرت ابراہیم سے کچھ جلایا سوا اونکے بندہن کے ثوری نے حضرت علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم کی تفسیر
مین روایت کیا ہے کہا کہ تو اوس کو مت جلانا حضرت ابن عباس و ابو العالیہ
نے کہا کہ اگر اللہ عزوجل و سلاما نہ فرماتا تو اوسکی سردی حضرت ابراہیم کو ستاتی
جویبر نے ضحاک سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا کہ حضرت ابراہیم کے واسطے
ایک حظیرہ بڑی بڑی لکڑیون سے بنایا تھا اور اوسمین ہر طرف سے آگ دہکائی
تھی پس حضرت ابراہیم نے صبح کی اس حال مین کہ اوس آگ سے اونکو کچھ نہ پونہچا یہانتک
کہ اللہ نے اوس کو بجھا دیا کہا یہی ذکر کرتے ہین کہ جبریل علیہ السلام اونکے ساتھ
تھے اونکے چہرے سے پسینا پونچھتے تھے سوا اونکو اوس آگ سے سوا اس کے اور کچھ
نہ پونہچا سدی نے کہا کہ اوس آگ مین ہمراہ اونکے ظل کا فرشتہ تھا علی بن ابی حاتم
نے منہال بن عمر سے روایت کیا ہے کہا مجھکو خبر دگئی ہے کہ حضرت ابراہیم آگ مین
ڈالے گئے کہا پھر وہ اوسمین پچاس دن یا چالیس دن رہے حضرت ابراہیم نے کہا مین
کبھی کسی دن رات مین زیادہ تر خوش اس سے نہ تھا کہ جس وقت مین اوسمین تھا مین
دوست رکھتا ہون کہ میرا سارا عیش و حیات مثل میرے اوس عیش کے ہو کہ جب مین
اوسمین تھا ابو زرعہ بن عمرو بن جریر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
کہا کہ بہتر بن شی جس کو والد ابراہیم علیہ السلام نے کہا جس وقت کہ اون سے طبق
اوٹھایا اور وہ آگ مین تھے اونکو پایا کہ اونکی پیشانی سے پسینا ٹپک رہا تھا اوس وقت
کہا نعم الرب ربک یا ابراھیم یعنی اچھا رب ہے تیرا رب ای ابراہیم قتادہ نے
کہا اوس دن کوئی جانور نہین آیا مگر اوسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آگ بجھانی

ابن جریر و ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اسی طرح کی روایت کیا ہے ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے اسی طرح کی روایت کیا ہے فتح القدیر ج ۳ ص ۳۱

فتح القدیر ج ۳ ص ۳۱

ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اسی طرح کی روایت کیا ہے فتح القدیر ج ۳ ص ۳۱

مکروزغ زہری نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو مار ڈالنے کا حکم فرمایا ہے
اور اوس کا نام فویسق رکھا ہے ابن ابی حاتم نے مولاۃ فاکہہ بن مغیرۂ مخزومی سے
روایت کیا ہے کہا مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئی تو مین نے اونکے
گھر مین ایک نیزہ دیکھا مین نے کہا ای ام المومنین تم اس نیزے سے کیا کرتی ہو
فرمایا ہم اس سے ان وزغون کو مارتے ہین بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ ابراہیم جس وقت آگ مین ڈالی گئی تو زمین مین کوئی جانور نہ تھا مگر
وہ آگ کو بجھاتا تھا سوای وزغ کے کہ وہ ابراہیم پر پھونکتا تھا سو ہمکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے قتل کا امر فرمایا ہے وارادوا بہ کیدا فجعلناھم
الاخسرین یعنی ہمنے اونکو مغلوب و اسفل کر دیا کیونکہ اونہون نے اللہ کے نبی کے
ساتھہ کید کیا سو اللہ نے اونسے کید کیا اور حضرت خلیل کو آگ سے نجات دی تو وہ
لوگ اوس جگہہ مغلوب ہو گئے عطیۂ عوفی نے کہا کہ جسوقت حضرت خلیل آگ مین
ڈالی گئی تو اونکا بادشاہ آیا تاکہ اونکی طرف دیکھے پس ایک پتنگا اوڑا تو اوسکی انگوٹھی
پر گر پڑا پھر اوسکو مثل صوفہ کے جلا ڈالا یعنی جسطرح بکری کا بال جلد جلتا ہے اوسیطرح وہ
بھی جل گیا کذا فی ابن کثیر ف حضرت خلیل جلیل علیہ السلام کی قوم جب اونکے
دفع کرنیمین حیلہ و مکر سے تھکی اور مجادلہ و مناظرہ سے عاجز ہوئی اور مناظرے کی
راہین اونپر تنگ ہوئین تو ظلم کی طرف جھکے اظہار غلبہ کی طرف مائل ہوے کسیطرح ہو
کسی امر پر اتفاق پڑے جو شخص کہ باطل پر ہوتا ہے اور حجت و دلیل مین مغلوب تو اوسکی
یہی عادت ہے کہ جب اوسکے شبہے کو قاطع حجت آکر ٹھونکتی ہے اور وہ فضیحت ہو جاتا
ہے تو اوسکو کوئی پناہ باقی نہین رہتی ہے سوای اسکے کہ لڑنے بھڑنے کو اوٹھہ کھڑا ہو
اور حسطرح بن سکے دل کے پھپھولے پھوڑے اپنے غیظ و غضب کو تسکین دی سو جب
نمرود ہر طرح سے عاجز ہوئے تو بعض نے بعض سے کہا حرقوہ یعنی ابراہیم علیہ السلام
کو جلا ڈالو اسلیے کہ جن چیزونسے عذاب کیا جاتا ہے اون سب مین بڑھکر ہولناک اور زیادہ تر
سخت یہی آگ ہے وانصروا الھتکم یعنی اپنے معبودونکی و اسطے ابراہیم علیہ السلام سے

ف قتادہ مین کہا ہے
الصوف للثیاب والقطن
خص سنہ ۱۲

بدلالیکر اون کو فتحمند وظفریاب کرو کون ابراہیم جنہوا دنکے ساتھ جو کیا سو کیا ان کنتم
فاعلین اگر تم اون کے قوی بالغ مدد کرنے والے ہو تو اوسکو واسطے ہولناک تر
عذاب اختیار کرو وہ یہی آگ سے جلا ڈالنا ہے ورنہ تم نے اپنے بتون کی
نصرت مین کمی کی کہتے ہین کہ اونمین سے قائل اس قول کا نمرود بن کنعان بن
سحاریب[1] بن نمرود بن کوش بن حام بن نوح تہا کسی نے کہا ایک شخص اکراد فارس
مین کا ہینون[2] نامی تہا جس کو اللہ نے زمین مین دہسا دیا بیضاوی نے قول ثانی
کو اول اور اول کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے اور علامہ نسفی رحمہ اللہ نے اول کو اول
اور ثانی کو ثانی رکہا ہے پہر نمرودیون نے بہت سی لکڑیان جمع کین اور سب مین
آگ جلائی اور حضرت خلیل کو باندہا اور گوپہن مین اونکو رکہکر آگ مین پہینک دیا
قالہ المحلی لکڑیان جمع کرنے کی مدت ایک مہینا تہا اور مدت جلانے کی سات
دن اور مدت آگ مین رہنے کی سات دن رازی نے کہا چالیس دن
یا چہاس اور اسی کے مثل ابو السعود نے کہا ہے اور قت آگ مین
ڈالنے کی سولہ برس کے تہے یا چھبیس برس کے قالہ الماوردی قتلہ کی پہلے
عبارت محذوف ہے یعنی اونہون نے آگ جلائی اور حضرت خلیل کو طرف اوسکے
لگیکر پس اوسوقت ہمنے کہا یانار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم یعنی ای آگ
ہوجا تو سردی وسلامتی ابراہیم پر ابوحیان نے بحر مین کہا ہے کہ اگر اللہ علی ابراہیم
نہ فرماتا تو کوئی آگ جلاتی نہ جلتی معنی یہ ہین کونی ذات برد وسلام ای ابردی بردا
غیر ضار یعنی تو سردی والی اور سلامتی والی ہوجا ایسی سرد ہوجا کہ مضر نہو
ابراہیم کو جسمین سلامت رہین حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اگر اللہ پاک
یہ نہ کہتا تو وہ اپنی سردی کے ماری اونکو ہلاک کر ڈالتی مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک
نے اوسکی طبیعت کو جسپر اوسکو پیدا کیا ہے اوس سے کہینچ لیا یعنی گرمی وجلانا
اور روشنی پر اوسکو باقی رکہا جس طرح وہ تہی اللہ پاک ہر شے پر قادر ہے بیضاوی
نے کہا کہ آگ کا ہوای طبیعت منقلب ہوجانا کوئی نئی بات نہین ہے سوای اس

[1] سنجاریب ۱۲
[2] ہینون کذا فی الجمل اور خازن تن ہبرین ہے اور ابن کثیر مین ہیزن واللہ اعلم ۱۲

بات کی کہ اس طرح ہو جانا خلاف عادت ہے سو وہ اب منجملۂ معجزات حضرت
خلیل ہے کسی نے کہا کہ آگ اپنے حال پر تھی لیکن اللہ پاک نے اوسکی ایذا کو
اون سے دور کر دیا جیسے تو دیکھتا ہے سمندر کو کہ وہ آگ مین رہتا ہے قول
اللہ پاک کا علی ابراہیم اس کو مشعر ہے ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور ابن منذر
نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اول کلمہ جس کو حضرت ابراہیم
نے کہا جس وقت وہ آگ مین ڈالے گئے یہ تھا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ابن ابی حاتم
نے سدی سے یا نار کونی کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا کہ وہ جبریل علیہ السلام
تھے جنہے آگ کو پکارا فریابی و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہے لو لم یتبع بردہا سلاما لمات ابراہیم من بردہا یعنی اگر اللہ بردا
کے بعد سلاما نہ فرماتا تو وہ اوس کی سردی کے مارے مر جاتے فریابی و ابن ابی
شیبہ و امام احمد نے زہد مین اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر نے حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے ابن جریر نے معتمر بن سلیمان
تیمی سے روایت کیا ہے کہا کہ جبریل علیہ السلام حضرت ابراہیم کی طرف آئے
اور وہ باندھے جاتے تھے تا کہ آگ مین ڈالے جائین کہا ای ابراہیم کیا تمہاری کوئی حاجت
ہے کہا تیری طرف تو نہین اس آیت کریمہ مین اس بنا پر کہ قائل اللہ پاک ہے
تین مبالغے ہین ایک یہ ہے کہ آگ جو کہ اللہ پاک کی قدرت کی مسخر تھی اوسکو مامور
و مطیع ٹھیرایا دوسرا یہ ہے کہ کونی ذات برد کو ابردی کے مقام مین قائم کیا تیسرا یہ
ہے کہ مضاف یعنی ذات کو حذف کیا اور مضاف الیہ یعنی برد کو اوس کی جگہہ
مین رکھا کسی نے کہا کہ سلاما اپنے فعل سے منصوب ہے یعنی وسلمنا سلاما علیہ
قالہ البیضاوی سمین نے کہا کہ سلاما معطوف ہے بردا پر تو یہ دونون خبر بن ہونگی
کونی کی اور علی ابراہیم صلہ ہے سلاما کا یعنی اوس سے متعلق ہے اور بردا کا صلہ
محذوف ہے کیونکہ یہ اوسپر دال ہے یعنی کونی بردا علیہ و سلاما علیہ ابو البقا
نے کہا یا سلاما کی صفت ہے انموذج مین کہا ہے کہ اللہ پاک نے جو نار سے خطاب فرمایا

یہ کیونکر درست ہوا حالانکہ خطاب عاقل ہی کے ساتھہ ہوتا ہے سو اس کا یہ
جواب ہے کہ تحویل وتکوین کا خطاب عاقل کے ساتھہ خاص نہین ہوتا ہے اللہ پاک
نے فرمایا ہے یا جبال اوبی معہ وقال فقال لها وللارض ائتیا طوعا او
کرها وقال وقیل یاارض ابلعی ماءك ویاسماء اقلعی انتہی خازن نے
اس کا قصہ اسطرح نقل کیا ہے کہ جب نمرود اور اوسکی قوم واسطے جلانے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے جمع ہوئے تو اون کو ایک گہر مین قید کیا اور ایک مکان بنایا
مثل حظیرے کے کوٹی نام گانون مین پھر اونکے لیے سخت سخت لکڑیان اور
انواع واقسام کی لکڑیان ایک ماہ کی مدت مین جمع کین یہان تک کہ کوئی آدمی
بیمار پڑجاتا تو کہتا اگر مین اچھا ہوجاؤنگا تو ضرور ابراہیم کے لیے لکڑیان جمع
کرونگا عورت اپنے کسی مطلب مین نذر مانتی کہ اگر اوسکو پالیگی تو ضرور ابراہیم کی
آگ مین ایندہن لائیگی اور کوئی عورت سوت کاتتی اور بعوض سوت کے
لکڑیان خریدتی واسطے طلب اجر کے اپنے دین مین کوئی آدمی اپنے مال سے
لکڑیان خریدنے کی وصیت کرتا پھر جب جمع کرچکے جسکا اونہون نے ارادہ کیا
تھا اور ہر طرف مین لکڑیون سے آگ روشن کی پھر وہ خوب مشتعل ہوگئی یہانتک
کہ پرندے اوسپر سے گذرتے تو مارے اوسکی لپٹ اور گرمی کی شدت کے
جل جاتے پس اوس کو سات دن برابر جلایا پھر جب چاہا کہ حضرت خلیل کو ڈالین
تو نہ جانا کہ اونکو کس طرح ڈالین کہتے ہین کہ ابلیس آیا اوس نے اونکو عمل منجنیق کی
تعلیم کی پھر حضرت خلیل کی طرف گئے اونکو مقید کیا اور اوس مکان کی سر سے اونکو اوٹھایا
اور اونکو گوپھن مین مقید ومغلول رکھا پس آسمان وزمین اور اونمین کے فرشتے
اور ساری خلق سوای جن وانس کے ایک چیخ چلائے ای ہمارے رب ابراہیم
تیرا خلیل آگ مین ڈالا جاتا ہے حالانکہ تیری زمین مین کوئی نہین ہے کہ تجھی پوجے
سوا اوسکے سو تو اوسکی نصرت مین ہمکو اذن دے اسپر اللہ پاک نے فرمایا
بیشک وہ میرا خلیل ہے اوسکے سوا کوئی میرا خلیل نہین ہے اور مین اوسکا معبود ہون

ع ای ہمارے رب
ع جمع کی ضمیر اور اوسکو
ساتھہ اور اونکو اسکو
ع پھر کیا اور
اور زمین کو اور دونون
خوشی سے یا اور
ع اور حکم دیا
زمین پر نکل جا اپنے
پانی اور اے آسمان
تھم جا ۱۲

سوا میرے اوسکا کوئی معبود نہین ہی پھر اگر وہ تم مین کے کسی سے استغاثہ کرے
یا اوس کو پکارے تو وہ اوس کی مدد کرے مین نے اس بات مین اوسکو اذن دیدیا
اور اگر وہ میرے غیر کو نہ پکارے تو مین اوسکو خوب جانتا ہون اور مین اوسکا ولی ہون
پس تم میرے اور اوس کے درمیان مین چھوڑ دو پھر جب اونکے آگ مین ڈالنیکا
ارادہ کیا تو حضرت خلیل کے پاس پانی کا خازن آیا کہا اگر تم چاہو تو مین آگ کو
بجھادون ہوا کا خازن آیا کہا اگر تم چاہو تو مین آگ کو ہوا مین اوڑادون حضرت
خلیل نے فرمایا تم سے میری کوئی حاجت نہین ہے حسبی اللہ ونعم الوکیل پھر اونکو
گوپھن مین آگ کی طرف پھینکدیا تو جبریل علیہ السلام اونکے سامنے آئے کہا اے
ابراہیم کیا تجھکو کچھ حاجت ہی کہا تیری طرف تو نہین حضرت جبریل نے کہا کہ اپنے
رب سے سوال کر حضرت خلیل نے فرمایا حسبی من سوالی علمہ بحالی کعب احبار نے کہا
کہ ہر شی آگ بجھانے لگی مگر وزغ کہ وہ آگ مین پھونکتا تھا حدیث متفق علیہ مین
ام شریک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوزاغ کے قتل کا امر فرمایا ہے بخاری نے زیادہ کیا ہی اور فرمایا کہ وہ ابراہیم پر
پھونکتا تھا کہتے ہین کہ فرشتون نے دونو بازو حضرت ابراہیم کے پکڑے پھر اونکو زمین
پر بٹھادیا ناگاہ میٹھی پانی کا ایک چشمہ تھا اور سرخ گلاب اور نرگس کہتے ہین کہ اللہ
پاک نے ظل کے فرشتے کو حضرت خلیل کی صورت مین بھیجا تو وہ اونکی پہلو کیطرف
بیٹھا اونکو انس دیگا یعنی تاکہ تنہائی کی وحشت دور ہو کہا ہے کہ اللہ عزوجل نے
حضرت جبریل کو حریر جنت کا کرتا اور طنفسہ[1] لیکر بھیجا سو اونہون نے کرتا اونکو پہنایا
اور طنفسہ پر اونکو بٹھایا اور اونکے ساتھ بیٹھے بات چیت کرنے لگے حضرت جبریل نے
کہا ای ابراہیم تمہارا رب کہتا ہی کیا تو نے نجانا کہ آگ میرے دوستونکو ضرر نہین پہنچاتی
ہے پھر نمرود نے نظر کی اور حضرت خلیل کو اپنے محل سے جھانکا تو اونکو دیکھا کہ ایک
باغ مین بیٹھے ہوے ہین اور فرشتہ اونکے پہلو کی طرف بیٹھا ہے اور گرداگرد اونکے
آگ ہے کہ لکڑیون کو جلا رہی ہے پس اون کو پکارا ای ابراہیم تیرا بڑا معبود ہے

[1] طنفسہ قالین والفاروسکبر الطاء والفاء وفتح الفاء الطاء والکسر واحدۃ وبالکسر والفتح الطنافس للبسط والقباب والرکیہ من تعفیہ عرضہ من تعفیہ ذرائع سوزنی الفاموس یعنی طنفسہ بچھانے کے فرش کو اور کرسی کو سریر اور کھجور کے پتون کی کرسی کو سکتہ ایضاً ۱۲

جسکی قدرت یہان تک پونہچی کہ تیرے اور آگ کے درمیان مین حائل ہوگیا ای
ابراہیم کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ اوس سے نکل آئے کہا ہان نمرود نے کہا کیا تو
ڈرتا ہے کہ اگر تو ٹہیرا رہے تو وہ تجہ ضرر پونہچاے کہا نہین کہا پہر تو کہڑا ہو اوس سے
نکل آ پس حضرت خلیل کہڑے ہو گئے اوسمین چلنے لگی یہان تک کہ اوس سے نکل آئے
پہر جس وقت نمرود کے پاس پونہچے تو اوسنے کہا ای ابراہیم وہ کون آدمی تہا
جسکو مین نے تیرے ساتہہ دیکہا مثل تیرے تیری صورت مین تیرے پہلو کی طرف
بیٹہا ہوا تہا حضرت خلیل نے کہا وہ ظل کا فرشتہ تہا میرے رب نے میری طرف اوسکو
بہیجا تہا تاکہ آگ مین میرا مونس ہو پس نمرود نے کہا ای ابراہیم مین تیرے معبود کی
قربت طلب کرنیوالا ہون اس لیے کہ مین نے اوسکی قدرت و عزت دیکہی اوسنے
مین جو اوسنے تیرے ساتہہ کی جبکہ تو نے سوای اوسکی عبادت و توحید کے اور کا
انکار کیا اور مین اوسکی واسطے چار ہزار گاؤ ذبح کرنیوالا ہون حضرت خلیل نے فرمایا
اللہ تجہسے قبول نکریگا جبتک کہ تو اپنے دین پر ہے یہان تک کہ اوس سے جدا ہو اور میرے
دین کی طرف رجوع کرے اسپر اوسنے کہا کہ مین اپنے ملک کے چہوڑنے کی طاقت
نہین رکہتا ہون لیکن مین آئندہ اونکو ذبح کرونگا پہر اوسنے اونکو ذبح کیا اور حضرت
خلیل جلیل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے باز رہا اللہ عزوجل نے اوس سے اونکو روکا
انتہی ملخصا **فائدہ** ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خلیل جب آگ مین ڈالے گئے
تو وزغ آیا اور وہ سام ابرص ہے آگ پر پہونکنے لگا سو وہ اس سبب سے بہڑکا دیا گیا
اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے قتل کا امر فرمایا ہے اور فرمایا کہ اسلیے کہ
وہ ابراہیم پر آگ پہونکا کرتا تہا اور جو شخص کسی وزغ کو ایک ضرب مین قتل کرے تو
اوسکی واسطے سو نیکیان لکہی جائین اور دوسری ضرب مین اس سے کم اور تیسری مین
اوس سے کم بعض حکماء نے ذکر کیا ہے کہ جس گہر مین زعفران ہوتی ہے اوسمین وزغ
داخل نہین ہوتا ہے اور وزغ انڈے دیتا ہے انتہی **وارادوا به کیدا** فجعلناهم الاخسرین
یعنی نمرودیون نے چاہا حضرت خلیل کا جلانا اور اونکو ضرر پونہچانا **فجعلناهم الاخسرین**

ل ایک جانور ہے
اوسکی یہ نون ہوتی ہے
مین گہاس کی
خشک مین دوڑتا ہے
سانپ مین اوسکی
کا ہتہ دوڑ دیتا ہے
اوسکا دودہ لگانے سے
وزغ کی پیشاب سے
مین زہر دار ہے
اوسکی مقعد سے
اوسکی ہڈی زیادہ
ہے ایک
وزغ کی ایک
مین کہا ہے ایک
وزغ کی پیشاب سے

تو ہمنے اونہین کو ہر زیانکار سے زیادہ تر زیانکار کردیا کیونکہ اونکی سعی بیکار گئی اور جو اونہون نے اس کام مین صرف کیا تہا وہ ضائع ہوا اونکی مراد حاصل نہوئی یا اخسرین کے معنی ہالکین ہین یعنی اللہ پاک نے نمرود پر اور اوسکی قوم پر مچھر بہیجے تو اونہون نے اون کے گوشت کو کہالیا اونکا خون پی گئے اور نمرود کے دماغ مین ایک مچھر گھس گیا تو اوس کو ہلاک کردالا علامہ نسفی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے یا یہ معنی ہین کہ اون کی سعی برہان قاطع ہوگئی اسپر کہ وہ باطل پر ہین اور حضرت خلیل حق پر اور حضرت خلیل کے واسطے مزید درجہ کی موجب ہوگئی اور اونکے واسطے سخت تر عذاب کے استحقاق کی باعث بیضاوی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے یا یہ معنی ہین کہ ہم نے اونہین کو ہر خاسر سے زیادہ تر خاسر کردیا اور اونکا مکر اونہین پر پہیر دیا پس اونکے واسطے برا انجام کیا جس طرح کہ حضرت ابراہیم کے واسطے اچہا انجام کیا فتح القدیر مین اسی قول کو اختیار کیا ہے کذا فی فتح البیان وغیرہ ونجینٰہ ولوطا

الی الارض التی بٰرکنا فیہا للعالمین ۝ ووہبنا لہ اسحٰق ویعقوب نافلۃً ط وکلًّا جعلنا صٰلحین ۝ وجعلنٰہم ائمۃً یہدون بامرنا واوحینا الیہم فعل الخیرٰت واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ج وکانوا لنا عٰبدین ۝ ولوطا اٰتینٰہ حکما وعلما ونجینٰہ من القریۃ التی کانت تعمل الخبٰٓئث ط انہم کانوا قوم سوءٍ فٰسقین ۝ وادخلنٰہ فی رحمتنا ط انہ من الصٰلحین ۝ ع ۵/۲۰

اور بچانکالا ہم نے اوسکو اور لوط کو اوس زمین کی طرف جسمین برکت رکہی ہمنے جہان کے واسطے یعنی زمین شام جسمین آسودگی خوب ہے اور بخشا ہمنے اوسکو اسحاق اور یعقوب دیا انعام مین اور سب کو نیکبخت کیا یعنی انعام مین دیا پوتا دعا تہی بیٹے ہی کی اور اونکو کیا ہمنے پیشوا راہ بتانیوالے ہمارے حکم سے اور کہہ بہیجا ہم نے اونکو کرنا نیکیون کا اور کہڑی رکہنی نماز اور دینی زکوۃ اور وہ تہے ہماری بندگی مین لگے اور لوط کو ہمنے دیا حکم اور سمجہہ اور بچانکالا اوسکو اوس شہر سے جو کرتے تہے گندے کام وہ تہے لوگ بڑے بے حکم

اور اوسکو لیلیا ہنے اپنی مہر مین وہ ہے نیکبختون مین انتہی ف اللہ پاک
خبر دیتا ہے حال سے حضرت خلیل جلیل کے کہ اوسنے اونکو اوس قوم کی آگ سے
صحیح و سالم رکھا اور اوسکی درمیان مین سے اونکو نکالا ہجرت کرکے بلاد شام کی طرف
چلے گئے منجملہ بلاد شام زمین مقدس مین جا رہے جیسا کہ ربیع بن انس نے عن ابی العالیہ
عن اُبَی بن کعب سے الی الارض التی بارکنا فیہا کی تفسیر مین کہا ہے کہ وہ شام ہے
اور کوئی آب شیرین نہین ہے مگر وہ صخرے کے نیچے سے نکلتا ہے ابو العالیہ
نے بھی اسی طرح کہا ہے قتادہ نے کہا کہ وہ زمین عراق مین تھی پس اللہ نے اونکو
شام کی طرف نجات دی شام کو اعقار دار الہجرت کہتے ہین یعنی شام کی زمین
ہجرت گاہ ہے اور جو شام سے کم ہوا وہ فلسطین مین زیادہ کیا گیا اور کہا جاتا تھا کہ
وہ محشر و منشر کی زمین ہے حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام اوسی مین نازل
ہونگے اور اوسی مین مسیح دجال ہلاک ہوگا کعب احبار نے الی الارض الخ کی تفسیر مین
کہا ہے کہ طرف حران کے سدی نے کہا کہ حضرت ابراہیم و لوط شام کی طرف
چلے گئے تو وہ بی سارہ سے ملے اور وہ بادشاہ حران کی بیٹی تھین اونہون نے اپنی
قوم پر اونکے دین مین طعن کی تھی پس حضرت ابراہیم نے بی سارہ سے اس شرط
پر نکاح کیا کہ اونکو لیکر بھاگ جائین رواہ ابن جریر و ہو غریب مشہور یہ قول ہے کہ
بی بی سارہ حضرت ابراہیم کے چچا کی بیٹی تھین اپنے بلاد سے اون کو لیکر ہجرت
کر گئے تھے عوفی نے حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ
ارض سے مراد مکہ ہے کیا تو اللہ کے اس قول کو نہین سنتا ہے ان[۹۱] اول بیت
وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین فیہ آیات بینات
مقام ابراھیم ومن دخلہ کان اٰمنا عطا و مجاہد نے کہا نافلہ سے مراد عطیہ ہے
حضرت ابن عباس و قتادہ و حکم بن عُیَینہ نے کہا کہ نافلہ ولد الولد ہے یعنی یعقوب
فرزند اسحاق ہین جس طرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے فبشرناہ[۹۲] باسحق ومن وراء
اسحق یعقوب عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ اونہون نے ایک مانگا تھا سو اونہون نے

ف تحقیق ابراہیم اور لوط کو اور اسحاق اور یعقوب کو جو ہمارے بندے تھے ہم نے نبوت اور کتاب عطا کی اور ہم نے اونکو اس زمین کی طرف نجات دی جہان کی لوگون کو برکت دی تھی یعنی ملک شام اور ہم نے اونکو اونکی نیکی کی وجہ سے اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور ہر ایک کو نیک بنایا اور ہم نے اونکو پیشوا کیا کہ ہمارے حکم سے لوگون کو ہدایت کرین اور ہم نے اونکو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہماری عبادت کرتے تھے ۱۲ منہ

۹۱ سورۂ آل عمران رکوع ۱۲

۹۲ سورۂ ہود رکوع ۷

رب هب لی من الصالحین پس اللہ پاک نے اونکو اسحٰق عطا کیا اور یعقوب نافلہ
زیادہ دیا وکلا جعلنا من الصالحین یعنی سب کے سب خیر وصلاح والے ہین
وجعلناهم ائمة یعنی اون کا اقتداء و پیروی کیجاتی ہے یهدون بامرنا یعنی
اللہ کی طرف بلاتے ہین اوسکے اذن سے اور اسی لیے یون فرمایا واوحینا الیهم
فعل الخیرات واقام الصلوة وایتاء الزکوة عطف خاص بر عام کے
باب سے ہے یعنی فعل خیرات عام ہے نماز و زکوة اوسمین داخل ہین پھر خاصکر اون کا
ذکر علحدہ کیا واسطے مزید شرف و اہتمام کے وکانوا لنا عابدین یعنی اوس کام
کو کرتے تھے جس کا لوگون کو حکم دیتے تھے پھر لوط علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ
عطف کیا حضرت لوط بن ہاران بن آزر ہین یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان
لے آئے تھے اونکی پیروی کی تھی اونکے ساتھ ہجرت کر گئے تھے کما قال تعالی
فآمن له لوط وقال انی مهاجر الی ربی پس اللہ پاک نے اونکو حکم و علم دیا
اور اونکی طرف وحی بھیجی اور اون کو نبی کر دیا اور سدوم و اعمال سدوم کی طرف
اونکو بھیجا تو سدوم والون نے اونکو جھٹلایا اونکی مخالفت کی پس اللہ پاک نے اونکو
ہلاک کیا دمار و ہلاک اونپر نازل فرمایا جسکا قصہ اپنی کتاب عزیز مین بہت جگہہ ذکر فرمایا
ہے اور اسی لیے فرمایا ونجیناہ الآیہ کذا فی ابن کثیر **ف** پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت
لوط حضرت ابراہیم کے برادر زادے ہین اللہ پاک اس جگہہ حکایت فرماتا ہے کہ اوسنے
حضرت ابراہیم و لوط کو زمین عراق سے طرف اوس زمین کے نجات دی جسمین اونسے
عالمین کے واسطے برکت رکھی ہے کہتے ہین کہ حضرت خلیل جلیل کا واقعہ
نمرود کے ساتھ کوثی نام گانون مین ہوا کوثی حدود بابل زمین عراق مین ہے سو
اللہ پاک نے اس جگہہ سے طرف مبارک زمین کے اونکو نجات دی مفسرین فرماتے ہین
کہ ارض مبارک زمین شام ہے اسلیے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے الی المسجد الاقصی
الذی بارکنا حولہ سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ شام کی طرف نکلے کسی نے
اونسے کہا کہ ہر جاتے ہو کہا طرف اسی شہر کے جسمین بعوض ایک درہم کے تہیلا بھر دیا جاتا ہے

سلہ اور وہ ہجرت کرنے والون مین سے اول شخص ہین
واول جو طرف ارض شام کی
ہجرت کر گئے
سلہ پہلی جگہہ جسمین ہنوز خوبیان
رہی ہین

مراد یہ ہے کہ وہان ارزانی بہت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جہان ارزانی ہو وہان
چلا جائے سلف ایسا کیا کرتے تھے لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم بن تارخ پر ایمان
لے آئے تھے جیسا کہ اللہ پاک نے کہا ہے فآمن لہ لوط اور لوط علیہ السلام
ہاران بن تارخ برادر حضرت خلیل کے بیٹے تھے تارخ کو بجای مہلہ بھی کہتے ہین انکا نسب
یہ ہے لوط بن ہاران بن تارخ بن ناحور اور آزر تارخ پدر ابراہیم علیہ السلام و ہاران کا لقب
ہے سو ہاران و ابراہیم دونون بھائی ہوئے انکا ایک تیسرا بھائی ناحور اور تھا یہ
تینون تارخ کے لڑکے ہین بی بی سارہ بھی اونہی ایمان لے آئی تھین یہ عم ابراہیم
علیہ السلام کی بیٹی ہین سارہ دختر ہاران اکبر عم ابراہیم پس حضرت خلیل کوفی سے
اپنے رب کی طرف ہجرت کر گئے اور اونکے ہمراہ لوط علیہ السلام اور بی بی سارہ
تھین چاہتے تھے کہ اپنے دین کو لیکر بھاگین خالص اپنے رب کی عبادت کرین
کوئی اون کا مزاحم نہو یہانتک کہ حران مین پونہچے پھر یہان جسقدر اللہ نے چاہا اوسقدر
ٹھیرے پھر یہان سے کوچ کیا اور فلسطین[۵۱] مین اوترے یہ بیابان شام ہے پھر
اس سے ہجرت کر کے نکلے یہان تک کہ مصر مین آئے پھر مصر سے نکلے اور زمین شام
کی طرف لوٹ آئے سبع[۵۲] مین اوترے یہ جگہ فلسطین کی زمین سے ہے اور لوط علیہ السلام
مؤتفکہ[۵۳] مین اوترے اور اللہ نے مؤتفکہ والونکی طرف اونکو نبی کر کے بھیجا روایت
کیا ہے کہ درمیان فلسطین اور مؤتفکہ کے ایک دن رات کی مسافت ہے اللہ پاک نے
زمین شام کو جو مبارک فرمایا سو اسکی کئی وجہین ہین بیضاوی نے کہا کہ شام کے
برکات عامہ یہ ہین کہ اکثر انبیا علیہم السلام اوسی مین مبعوث ہوے پس اونکی شرائع
جہان والون مین منتشر ہوے کون شرائع جو کہ کمالات و خیرات دینی و دنیوی کے
مبادی ہین کسی نے کہا کثرت نعم اور ارزانی غالب انہی علائہ نسفی نے مثل
قول اول کے ذکر کیا پھر کہا کہ زمین شام ارزانی کی زمین ہے اوسمین غنی و فقیر کی
گذران اچھی طرح ہوتی ہے خازن نے کہا کہ اللہ پاک نے شام کی زمین مین ارزانی و
کثرت اشجار و ثمار و انہار سے برکت دی ہے ابی بن کعب نے کہا کہ اللہ نے اوسمین برکت

[۵۱] بیت المقدس
[۵۲] رملہ مین ایک جگہ ہے
[۵۳] قوم لوط مین حضرت جبریل نے جسکو اوٹھایا
آسمان کی طرف
اوٹھاکے زمین
کی طرف اوندہا دی ۱۲

دی ہی اوسکا نام مبارک رکھا ہے اسلیے کہ نہین ہے کوئی شیرین پانی مگر اوسکی اصل
صخرے کے نیچے سے نکلتی ہے جو کہ بیت المقدس مین ہے فتح القدیر و فتح البیان
مین کہا ہے کہ برکت کی اصل ثبوت خیر ہے اسی معنی سے یہ ہے کہ جب اونٹ
اپنی جگہہ کو پکڑ لیتا ہے اور وہان سے ٹلتا نہین ہے تو بولتے ہین برک البعیر یعنی اونٹ
بیٹہہ گیا جم گیا جگہہ پکڑ لی اور تفسیر عالمین کی اول گذر چکی ہے فضیلت شام مین کئی حدیثین
وارد ہوئی ہین منجملہ اونکے ایک یہ حدیث متفق علیہ ہے کہ ابو قتادہ سے مروی ہے
کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کعب سے فرمایا تو کیون نہین اوٹہہ آتا
طرف مدینے کے اوسمین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرتگاہ اور آپکی قبر مبارک
ہے کعب نے کہا ای امیر المومنین مین نے اللہ کی کتاب منزل مین یہ بات پائی ہے
کہ شام اللہ کا خزانہ ہے زمین سے اور اوسمین اوسکا خزانہ ہے اوسکی نبدون سے دوسری
حدیث یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضے اللہ عنہما نے کہا کہ مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تھے قریب ہے کہ ہجرت ہوگی بعد ہجرت
کے سو بہتر زمین والونکی زیادہ تر لازم پکڑنیوالی ہجرتگاہ ابراہیم کے ہین اخرجہ ابو داؤد
ہجرت ثانی سے مراد شام کی ہجرت ہے شام مین مقام کرنیکی رغبت دلاتے ہین تیسری
حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا خوشی ہو اسلیے اہل شام کے تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہی فرمایا
اسلیے کہ فرشتے اپنے پر اوسپر بچھانے والے ہین اخرجہ الترمذی چوتھی حدیث بہز بن
حکیم عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کہان مجھکو حکم
دیتے ہین فرمایا اس جگہہ اور اپنے دست مبارک سے شام کی طرف اشارہ فرمایا
اخرجہ الترمذی غرضکہ شام کے فضائل و خصائص بکثرت ہین اسلیے اپنے خلیل جلیل
علیہ السلام کا اوسکو ہجرتگاہ ٹہیرایا اللہ پاک نے اپنے خلیل پر کئی احسان کیے اول
تو لڑکا پن ہی مین نیک راہ کا الہام کیا پہر ظالم جابر کے پنجے سے چھوڑایا پہر ایسی
بابرکت زمین رہنے بسنے کو عطا کی پہر اولاد صالح عنایت فرمائی لیس اونمین اسکی منت

رکھکر ارشاد فرمایا و وہبنا لہ اسحق و یعقوب نافلۃ جوہری نے کہا نفل و نافلہ عطیۂ تطوع
کو کہتے ہین یعنی نفلی بخشش اس حیثیت سے کہ وہ واجب نہین ہے اسی باب سے
نماز نافلہ ہے اور نافلہ ولد ولد کو بھی کہتے ہین یعنی پوتا نوافل بمعنی عطایا ہے
نوفل مرد کثیر العطا کو کہتے ہین پس نافلہ جو اس آیت مین مذکور ہے ہو سکتا ہے کہ
بمعنی عطیہ ہو یعنی اللہ پاک نے براہ تفضل لڑکا عطا فرمایا بدون اسکے کہ جزای مستحق ہو اور دعا
متفرع ہو اس صورت مین مفعول سے اور جو اوسپر معطوف ہے سب سے حال ہوگا
یعنی ہم نے ابراہیم کو اسحق و یعقوب بخشے درانحال کہ ہر ایک اونمین سے عطیہ ہے
اللہ پاک نے اون دونون کا اونپر تبرع کیا ہے کسی نے کہا کہ بنا بر مصدر منصوب ہے یعنی
وہبنا لہ کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ معنی یہ ہین وہبنا لہ ہبۃ مبتدأۃ زجاج و مجاہد
نے یہی کہا ہے کہ مراد نافلہ سے عطیہ ہے ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و
ابن منذر و ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہبنا لہ اسحق کے معنی ہین
اعطیناہ اور یعقوب نافلہ کے معنی ہین عطیہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نافلہ سے مراد ولد الولد ہو
کیونکہ حضرت یعقوب حضرت اسحق بن ابراہیم کے فرزند ہین پوتے کو نافلہ اسلیے کہتے ہین کہ
بیٹے پر زیادہ ہے ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
فرمایا کہ اسحق ولد ہین اور یعقوب نافلہ فرزند فرزند قتادہ سے بھی اسکے مثل روایت کیا ہے
ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حکم سے بھی اسی کے مثل روایت کیا ہے فراء نے کہا کہ نافلہ
خاص یعقوب علیہ السلام ہین کیونکہ فرزند فرزند ہین اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نافلہ سے مراد
زیادت ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک یعنی زیادہ فرائض
پر مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے ابراہیم علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام اونکے سوال سے
زیادہ دیے کیونکہ اونہون نے صرف لڑکے کا سوال کیا تہا سو اللہ پاک نے اونکی دعا
قبول فرمائی اور اونکو حضرت اسحق فرزند عطا فرمایا تاکہ اونکی ساتہہ وحشت مسافرت سے
اونکو الس ہو اور بدون اونکی دعا کے حضرت یعقوب کو حضرت اسحاق سے عطا فرمایا پس
حضرت یعقوب نافلہ ہوئے جس طرح کہ نفلی شے ہوتی ہے اور فرزند پر زیادہ ہوتے

کیونکہ فرزند فرزند ہین ان دونون صورتون مین نافلہ حال ہوگا فقط معطوف علیہ یعنی یعقوب
سے جس طرح کہ کل فی فلک یسبحون کی تفسیر مین گذر چکا ہے کہ فقط شمس و قمر سے
حال ہی بسبب عدم التباس کے تجہیز مین ذکر کیا ہے کہ حضرت اسحق علیہ السلام ایک سو
سینتالیس برس زندہ رہے وکلاً مفعول اول ہے جعلنا کا صالحین دوسرا مفعول
ہے یعنی ہمنے ہر ایک کو ان چارون مین سے صالح کیا نہ یہ کہ بعض کو کیا بعض کو نہ کیا
یعنی حضرت ابراہیم و لوط و اسحق و یعقوب کو فتح القدیر و فتح البیان و بیضاوی مین
کلاً سے مراد انہین چارون کو ذکر کیا ہے محلی و نسفی و خازن مین سوای حضرت لوط
کے تینون کا ذکر کیا ہے مراد صلاح سے یہ ہے کہ ہم نے اونکو صلاح کی توفیق دی اور
اوسپر آمادہ کیا تو وہ کامل ہوگئے یا یہ معنی ہین کہ ہمنے اونکو عامل بطاعۃ اللہ اور تارک
معاصی کیا محلی نے کہا ہمنے اونکو نبی کیا علامہ نسفی نے کہا ہمنے دین و نبوت مین صالح کیا
وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا یعنی ہمنے اون کو مقتدا اور رئیس و سردار بنایا کہ
خیرات و اعمال صالحہ مین اونکا اقتدا کیا جاے لوگونکو راہ حق بتائین ہماری وحی سے
جسکو ہمنے اونپر نازل کیا ہے اور جسکا ہمنے اونکو حکم دیا ہے اور جسکے ساتھ ہمنے اونکو بھیجا
ہے یہان تک کہ وہ مکمل ہوگئے مطلب یہ ہے کہ راہ حق بتانے والے ہم ہین اور وہ درمیان
مین واسطہ ہین گویا جو کام وہ کرتے ہین اوسکو ہم ہی کرتے ہین اسلیے کہ اونکا کاروبار ہمارے
حکم و وحی سے ہے ائمہ مین دو قراءتین ہین ایک تو تحقیق ہر دو ہمزہ دوسری ہمزہ ثانی
کا بدلنا حرف یای تحتیہ سے محلی نے انکو ذکر کیا ہے حضاوی نے کہا کہ قراءت مین یہ صحیح
نہین ہے گو عربیت مین جائز ہے اگر تسہیل ہمزۂ ثانیہ کہتے تو البتہ ایک قراءت متواترہ
منجملۂ قرآت سبعہ ہوتی واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ
خیرات سے مراد سارے اعمال صالحہ ہین کسی نے کہا شرائع نبوات مراد ہین مطلب
یہ ہے کہ اللہ پاک نے اول خود اونکی صلاح کی مدح کی کہ وہ فی نفسہ صالح تھے اور طاعات
الٰہی کے ساتھ عمل کرتے تھے پھر اس بات کی مدح کی کہ وہ اپنے غیر کی بھی اصلاح
کرتے تھے بانیطور کہ اونکے رب نے اسکا اونکو حکم دیا تھا اور اپنے بندونکی کامل کرنیکے لیے

اونکو بھیجا تھا پھر اس بات کی مدح کی کہ اونکو تعلیم فرمائی اور طرف اونکے وحی کی اس
بات کی کہ نیکیان کیجائین اور نماز قائم کیجائے اور زکوۃ دیجائے تاکہ علم کی طرف
عمل ملنے سے اونکا کمال پورا ہو جائے ان چیزونکی وحی کرنیکا فائدہ یہ ہی کہ اپنی امتونکو
ان کا مونکے کرنے پر آمادہ کرین اور اونکو رغبت دلائین کیونکہ نبیونکی طرف جن چیزونکی
وحی کیجاتی ہے اونمین سے بڑی شی یہی تکالیف شرعیہ متعلق بامت ہین اسی لیے بیضاوی
ونسفی ومحلی نے فعل الخیرات کو مصدر مجہول ٹہیرایا ہے اسلیے کہ اگر مصدر معروف مانا جائے
اور معنی کی جہت سے موحی الیہم کی ضمیر کی طرف مضاف ہو اور تقدیر یہ ہٹیرے فعلہم الخیرات
واقامتہم الصلوۃ وایتاءہم الزکوۃ تو اس سے یہ بات سمجھی جائیگی کہ یہ احکام مذکورہ
یعنی فعل خیرات ونماز وزکوۃ موحی الیہم یعنی انبیاء کے ساتھہ خاص ہین حالانکہ بات
یون نہین ہے بلکہ یہ احکام منجملہ تکالیف عامہ ہین جنمین انبیاء وامتین سب شریک
ہین اصل عبارت اس طرح ہی واوحینا الیہم ان تُفْعَلَ الخیراتُ وتُقَامَ الصلوٰۃُ
وتُؤْتَی الزکوٰۃُ یعنی ہمنے اس بات کی وحی کی کہ یہ کام کیے جائین انکو تم بھی کرو
تمہاری امت بھی کرے پھر اس عبارت سے یہ عبارت بنائی گئی فعلاً الخیرات
واقامۃ للصلوۃ وایتاء للزکوۃ یعنی ان مصدریہ مع مابعد کے مصدر منون
ناصب مابعد بنایا گیا پھر اس مصدر کی مفعول کی طرف اضافت کیگئی تو فعل الخیرات
الخ ہوا فتح القدیر وفتح البیان مین صرف یہ معنی لکھے ہین کہ ہمنے طرف اونکے وحی کی کہ
طاعات کرین دوسرا وہی قول لکھا ہے کہ مراد خیرات سے شرائع نبوات ہین رہی یہ
بات کہ صلوۃ وزکوۃ کو بعد خیرات کے علیحدہ کرکے ذکر کیا سو اسلیے کہ انکا شرف وفضل
بہ نسبت باقی خیرات کے زیادہ ہی نماز افضل عبادات بدنیہ ہے اللہ کے ذکر کے لیے
مشروع ہوئی ہے اور زکوۃ افضل عبادات مالیہ ہی اور ان دونونمین اللہ کے امر کی
تعظیم ہے اور خلق اللہ پر شفقت ومہربانی اقام کی اصل اقوام ہے پہلا الف باب
افعال کا ہے دوسرا واو سے بدل ہی معتل عین مین ایک الف کو حذف کرکے اوسکے
عوض مین حرف تا لاتی ہین پس اقام اصل مین اقامۃ ہٹیرا لیکن یہان صرف تا کو اسلیے

حذف کردیا ہے کہ مضاف الیہ اوسکے قائم مقام ہوگیا ہے قرآن شریف مین
اثبات حرف تا کا مع اضافت کے بھی آیا ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے یوم ظعنکم
ویوم اقامتکم شاید آیت باب مین حرف تا کو تکرار کے واسطے حذف کردیا کیونکہ ایک
حرف تا خیرات مین آیا دوسرا یہ ہوا یا اسلیے حذف کیا کہ حروف کلمات کی نظم مین ادنی سے
اعلی کی طرف ترقی برابر ہوجاے کیونکہ کلمہ رفعل ثلاثی ہے اور اقام رباعی اور اتیار
خماسی ہے آخر تک ایک حرف کی زیادتی برابر چلی آتی ہے اگر اقامت تا ہوتا تو دو
خماسی یکجا جمع ہوجاتے رہا ظعن و اقامت سو یہان بھی ترقی ہے ظعن ثلاثی اور اقامت
خماسی اگر اور کوئی کلمہ ہوتا تو اوسکے نظم حروف کی رعایت کیجاتی چونکہ یہان دو ہی کلمے
تھے اسلیے حرف تا کو قائم رکھا کیونکہ اسمین دو حرف کی ترقی ہے واللہ اعلم بکلامہ وحسن
انتظامہ پھر جب اللہ پاک انواع واقسام کی نعمتون کا ذکر فرما چکا جنکا اوسنے بنظر وفای
عہد ربوبیت اونپر انعام فرمایا تھا تو یہ بیان کیا کہ اونہون نے واسطے پورا کرنے عہد
عبودیت کے طاعت وعبادت مین مشغل کیا پس فرمایا وکانوا لنا عابدین یعنی وہ
عبادت مین موحد مخلص تھے خاص ہماری ہی پوجا کرتے تھے بتون کو نہین پوجتے
تھے اسی واسطے لنا کو مقدم کیا ہے تاکہ عبادت کا حصر ہوجاے پس اے گروہ عرب تم تو حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہو تم اس بات مین اونکی پیروی کرو تم بتون کو کیون پوجتے ہو
کسی نے کہا عابدین کے یہ معنی ہین کہ وہ ہمارے مطیع وفرمانبردار تھے جس چیز کا ہم نے
اونکو حکم دیا تھا اوسکو کرتے تھے جس بات سے ہمنے اونکو منع کیا تھا اوسکو ترک کرتے
ولوطا اتیناہ حکما وعلما منصوب علی شریطۃ التفسیر ہے یعنی وآتینا لوطا آتیناہ
اور جملہ معطوف ہے ووہبنا لہ پر یا منصوب بفعل مذکور ما بعد ہے یا اذکر محذوف اس کا
ناصب ہے اللہ پاک نے حضرت ابراہیم ولوط علیہما الصلوۃ والسلام کا ایک جگہہ ذکر فرمایا
پھر ہر ایک پر جو انعام کیا اوسکا بیان فرمایا جب حضرت ابراہیم کے انعام کا ذکر ہوچکا
تو لوط علیہ السلام پر جو انعام کیا اوسکا ذکر فرمایا پس یہان چار نعمتون کا ذکر کیا ہے
اول نعمت تو حکم ہے حکم سے مراد حکمت ہے یعنی وہ عمل جسکا کرنا واجب ہے یا مراد

ع حسبان نفر
حسبان ہوا وحسبان
ہین ۱۲

نبوت سے یا فیصلہ کرنا ہے درمیان خصوم کے بحق بیضاوی و نسفی نے یہی تینون
قول ذکر کیے ہین دوسری نعمت یہ ہے کہ اونکو علم دیا علم سے مراد وہ علم ہی جسکا
جاننا انبیا علیہم السلام کو سزاوار ہے یا علم سے مراد معرفت بامرین ہی یا مراد فقہ
ہے جو اونکے لائق ہے جس صورت مین کہ حکم سے مراد فصل بین الخصوم اور علم سے
مراد فقہ ہو تو عطف علم کا حکم پر عطف سبب کا مسبب پر ہوگا تیسری نعمت یہ ہی ونجیناہ
من القریۃ التی کانت تعمل الخبائث قریہ سے مراد سدوم ہے چنانچہ گذر چکا
ہے خبائث سے مراد لواطت ہی اور یاد دلانا ہے اپنی مجلسونمین یاد اکرتے تھے اور راہ
چلنے والونکو کنکریان مارتے تھے مٹی کے غلے بناکر مارتے تھے پرندونسی کھیلتے تھے
اسکے سوا اور برے کام ہین جنکا ذکر آئیگا خبائث کی نسبت طرف قریہ کی یا تو بطور مجاز عقلی
کے ہے یا مضاف محذوف ہے یعنی اہل قریہ اور مضاف الیہ کو بجای مضاف
قائم کیا ہے انہم کانوا قوما فاسقین اسپر دال ہی کیونکہ یہ جملہ اوسکے واسطے تعلیل کی مثل
ہے فسوق کی معنی خروج کے ہین فاسقین کے یہ معنی ہین کہ وہ لوگ اللہ پاک کی طاعت
سے خارج تھے جب تو ایسے افعال شنیعہ کے مرتکب ہوتے تھے چوتھی نعمت یہ ہے
وادخلناہ فی رحمتنا یعنی ہمنے اوسکو اوس ناپاک قوم سے نجات دیکر اپنے اہل رحمت
مین داخل کر لیا یا رحمت سے مراد نبوت ہے یا اسلام یا ثواب یا جنت انہ من الصالحین
یعنی لوط علیہ السلام کے واسطے یہ سب کام اسلوسطے کیے کہ وہ اون لوگونمین سے تھے جنکی لیے
اللہ پاک کی طرف سے نیکی سابق ہوچکی ہی یا یہ معنی ہین کہ یہ سب کام اونکی صلاح پر جزا دینے کو
کیے جسطرح کہ اونکی قوم کے فساد پر عقاب کرنیکے لیے اونکو ہلاک کیا اول قول بیضاوی
وغیرہ کا حاصل ہے اور دوسرا قول نسفی کا حاصل ہی پھر اللہ پاک نے چوتھا قصہ حضرت نوح
علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین کے لیے ذکر فرمایا ونوحا اذ
نادی من قبل فاستجبنا لہ فنجیناہ واھلہ من الکرب العظیم ۝ ونصرناہ
من القوم الذین کذبوا بایتنا انہم کانوا قوم سوء فاغرقنھم اجمعین ۝
اور نوح کو جب اونے پکارا اوس سے پہلے پھر سن لی ہمنے اوسکی پکار سو بچا دیا اوسکو اور

اوس کے گھر کو بڑی گھبراہٹ سی اور مدد کی اوسکی اون لوگونپر جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین
وہ تھے برے لوگ پھر ڈوبا دیا ہمنے اون سب کو انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے
کہ اوسنے اپنے بندہ و رسول نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی جسوقت اونہون نے اپنی قوم پر
بددعا کی جب قوم نے اونکی تکذیب کی تو اونہون نے یہ دعا کی جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے
دعا ربہ انی مغلوب فانتصر دوسری جگہ فرمایا ہے وقال نوح رب لا تذر
علی الارض من الکافرین دیارا انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا
یلدوا الا فاجرا کفارا اور اسی لیے اس جگہہ یون فرمایا اذ نادی من قبل فاستجبنا لہ
فنجیناہ واھلہ مراد اہل سے وہ لوگ ہین جو اونپر ایمان لائے تھے جیسا کہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے واھلک الا من سبق علیہ القول ومن اٰمن وما اٰمن معہ الا
قلیل کرب عظیم سے مراد شدت و تکذیب و ایذا ہے کیونکہ وہ اونمین پچاس کم ہزار برس
رہے اللہ عزوجل کی طرف اونکو بلاتے تھے سو اونمین سے اونپر ایمان نہ لائے مگر
تھوڑے اور وہ لوگ اونکی ایذا دہی کا قصد کرتے تھے اور ایک قرن کے بعد دوسرا
قرن اور ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ برابر اونکے خلاف پر وصیت کرتے چلے آتے تھے
ونصرناہ سے یہ مراد ہے ونجیناہ وخلصناہ منتصر یعنی ہمنے اوسکو نجات دی اور خلاصی
دی اس حال مین کہ وہ فتحیاب ہونیوالا تھا اوس قوم سے جسنے ہماری آیتونکی تکذیب
کی وہ بری قوم تھی فاغرقناہم اجمعین یعنی اللہ تعالی نے اونکو عذاب عام سے ہلاک
کر ڈالا روی زمین پر اونمین کا کوئی باقی نرہا جسطرح کہ اونکے نبی نے اونپر بددعا کی
تھی کذا فی ابن کثیر ف ونوحا مین دو وجہین ہین ایک تو یہ ہے کہ لوطا پر معطوف
ہے اس بنیاد پر لوط کے ساتھہ مشترک ہوگا اوسکے عامل مین وہ عامل آتینا ہی جسکی تفسیر
آتیناظاہر کر رہا ہے تقدیر یہ ہے ونوحا آتیناہ حکما اس بنا پر اذ بدل ہوگا نوح سے
بدل اشتمال اس قسم کی تحقیق سورۂ طہ مین گذر چکی ہے دوسری وجہ یہ ہے
کہ منصوب ہے باضمار اذکر مقدر ای اذکر نوحا یعنی تو اونکے قصہ و خبر کو ذکر کر اس بنا پر
اذ منصوب ہوگا نفس مضاف مقدر سے ای خبر ہم الواقع فی وقت کان کیت وکیت یعنی

ف یعنی نوح نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں مغلوب ہون پس تو بدلا لے پس نہین چھوڑ زمین پر کافرون مین سے کوئی بسنیوالا اگر تو چھوڑ دے انکو تیرے بندون کو گمراہ کرینگے اور نہین پیدا کرینگے مگر بدکار ناشکرے اور اونکو ہلاک کیا اونکے گناہون کے سبب سے اور داخل کیا اونکو آگ مین پس نہین پائی اونہون نے واسطے اپنے سوا اللہ کے مددگار کوئی اور ہلاک کیا اونکو اللہ نے اور اونکے ساتھہ جو تھے کشتی مین سوا تھوڑے آدمیون کے اور ہلاک کیا اونکو اللہ نے اور اونکے ساتھہ جو ایمان لائے تھے سوا تھوڑے آدمیون کے

تو اونکی خبر ذکر کر جو کہ فلان فلان وقت مین واقع ہوئی معنی یہ ہین کہ تم یاد کرو نوح کو
جبکہ اونہون نے پکارا اپنے رب کو یعنی اپنی قوم پر ہلاک کی بد دعا کی انبیاء مذکورین
سے پہلے یہ دعا تفصیلی تھی یون کہا تھا رب لا تذر علی الارض من الکافرین
دیارا دیار کے معنی ہین نازل دار یعنی گھر مین نزول کرنیوالا مطلب یہ ہے کہ کسیکو مت چھوڑنا
یہ دعا جب کی تھی کہ اللہ پاک نے اونکو یہ سند سا بھیجا تھا کہ لن یؤمن من قومک الا
من قد اٰمن اونہون نے ایک اجمالی دعا اور کی تھی وہ یہ ہے انی مغلوب فانتصر جلال محلی
نے سورۂ نوح مین اسیطرح کہا ہے رہے خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ہمارے
حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو آپ نے امت کی واسطے دعای ہدایت
یون فرمائی تھی رب اھد قومی فانھم لا یفھمون کما فھمنا یعنی ای میرے
پروردگار تو میری قوم کو ہدایت کر کیونکہ وہ نہین سمجھتی ہے جیسا ہم سمجھے ہین اور اسلیے
وارد ہوا ہے کہ امت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو ثلث اہل محشر کے ہونگی اور اونکی
واسطے تین ربع جنت کے ہونگی بلکہ نو عشر جنت کے اور باقی امتونکے لیے ایک عشر ہوگا
شیخ سنوسی نے شرح صغری مین اسکو ذکر کیا ہے فاستجبنا لہ ونجیناہ واھلہ من
الکرب العظیم یعنی قبول کر لی ہمنے اوسکی دعا پس نجات دی ہمنے اوسکو اور اوسکی اہل کو
بڑے کرب سے اہل سے مراد وہ لوگ ہین جو اونکی اولاد و قوم سے مومن تھے قالہ النسفی
محلی کا لفظ یہ ہے کہ جو لوگ اونکی کشتی مین تھے جلال نے سورۂ ہود کی تفسیر مین کہا ہے
کہ وہ لوگ جملہ چھیہ مرد تھے اور اونکی بیبیان کسی نے کہا کہ سارے کشتی والے اسی تھے آدھے
مرد آدھی عورتین کرب عظیم سے مراد طوفان ہے یا ایذا اونکی قوم کی اور کرب کے معنی
غم شدید ہین بیضاوی نے اسی طرح کہا ہے نسفی کا لفظ یہ ہے طوفان و تکذیب اہل طغیان
محلی کا بھی یہی حاصل ہے لفظ یہ ہے الغرق و تکذیب قومہ لہ خازن نے اس لفظ کو
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہے فتح القدیر کا لفظ من الغرق
بالطوفان ہے ونصرناہ من القوم الذین کذبوا بایاتنا اس جگہ نصر نا بمعنی منعنا ہے
جسکا مطاوع انتصر بمعنی امتنع ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے ھل ینصرونکم او ینتصرون

ف۱ ایمان نہ لاوینگے
ف۲ تیری قوم مین سے
ایمان لا چکا ہے
ف۳ مین تو بیکس ہون
ف۴ میری مدد کر
ف۵ مین تمہاری پناہ لیتا ہون
ف۶ بچا لیا

یعنی کیا وہ منع کرتے ہین تمکو یا ممتنع ہوتے ہین حاصل یہ ہے کہ نصر یہان بمعنی منع
ہے بمعنی اعان نہین ہے اوسکا حرف من کے ساتھہ متعدی ہونا اسپر دال ہے کیونکہ
نصر بمعنی اعان علی کے ساتھہ متعدی ہوتا ہے محاورے مین بولتے ہین نصرہ اللہ علی عدوہ
یعنی اللہ نے اوسکو اوسکے دشمن پر نصرت دی پھر جب یہان نصرنا من القوم کہا گیا تو معلوم ہوا
کہ معنی اوسکے منعناہ وحمیناہ منہم ہین اسی باب سے یہ قول ہے اللہ پاک کا فمن[1]
ینصرنا من باس اللہ یعنی پھر کون ہے کہ ہمکو بچائے ہماری عصمت کرے اللہ کے
عذاب سے اور انتصار جسطرح بمعنی امتناع ہوتا ہے اوسی طرح بمعنی انتقام بھی آتا ہے
شیخ زادہ رحمہ اللہ تعالی نے اسی طرح کہا ہے بیضاوی کا لفظ جعلناہ منتصرا اور نسفی کا لفظ
منعناہ منہم ای من اذاہم ہے اور محلی وخازن نے بھی اسی طرح کہا ہے فتح القدیر مین
یون کہا ہے نصرناہ نصرا مستتبعا للانتقام من القوم ابو عبیدہ نے کہا کہ من بمعنی علی ہے اس سے
معلوم ہوا کہ نصر اپنے معنی پر ہے غرضکہ اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کو اون
لوگون سے بچایا محفوظ رکھا جنہون نے اوسکی نشانیون کی تکذیب کی جو کہ اونکی رسالت پر
دال تہین تاکہ طرف اونکے برائی کے ساتھہ نہ پونہچین پھر اللہ پاک نے اسکی علت
بیان فرمائی انہم کانوا قوم سوء فاغرقناہم اجمعین یعنی وہ برے لوگ تھے تو اون سب کو
ہمنے ڈبا دیا یعنی اونمین سے کسی کو نہ چھوڑا بلکہ اونکے چھوٹے بڑے مرد وعورت کو ڈبا دیا
اسلیے کہ گناہ پر اصرار کرتے تھے بیضاوی مین کہا ہے کہ اونکو اسلیے غرق کر دیا کہ دو باتین
جمع ہو گئی تہین ایک تو حق کا جھٹلانا دوسرے شر مین انہماک یعنی برائی مین ڈوبے رہنا
یہ دونون باتین جس قوم مین جمع ہوئین اوسکو اللہ نے ہلاک ہی کر ڈالا **فائدہ** حضرت
نوح علیہ السلام چالیس برس کی عمر مین مبعوث ہوئے پچاس کم ہزار برس اپنی قوم مین
رہے بعد طوفان کے ساٹھہ برس زندہ رہے اس بنا پر اونکی مدت عمر ایک ہزار پچاس
برس ہوئی کتاب تحبیر مین اسی طرح کہا ہے انکی عمر سب نبیونسے بڑھکر دراز ہوئی اور سب سے
زیادہ تر انکی بلا بھی ہوئی پھر اللہ پاک نے پانچوان قصہ حضرت داود وسلیمان علیہ السلام
کا واسطے تسلی وتشفی خاطر عاطر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کیا پس فرمایا

[1] پھر کون مدد کرے ہماری اللہ کے عذاب سے آگے

وداؤد وسلیمن اذ یحکمن فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم ج
وکنا لحکمہم شاھدین ۝ ففھمنھا سلیمن ج وکلا اتینا حکما وعلما
وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر ط وکنا فعلین ۝ وعلمنہ
صنعۃ لبوس لکم لتحصنکم من باسکم ج فھل انتم شاکرون ۝ ولسلیمن
الریح عاصفۃ تجری بامرہ الی الارض التی برکنا فیھا ط وکنا بکل
شیء علمین ۝ ومن الشیطین من یغوصون لہ ویعملون عملا دون
ذلک ج وکنا لھم حفظین ۝ اور داود وسلیمان کو جب لگے فیصل کرنے کھیتی کا
جھگڑا جب روند گئین تہین اوسکو رات مین بکریان ایک لوگونکی اور روبرو تہا ہمارے
اونکا فیصلہ پہر سمجہا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونونکو دیا تہا ہمنے حکم اور سمجہ
اور تابع کیے ہمنے داؤد کے ساتہہ پہاڑ پرند ہاکرتے اور اوڑتی جانور اور ہمنے یہ کیا تہا
اور اوسکو ہمنے سکہایا بنانا ایک تمہارا بنہا واکہ بچاؤ ہو تمکو تمہاری لڑائی سے سو تم کہجہ
شکر کرتے ہو اور سلیمان کے تابع کی باؤ جہکے کی چلتی اوسکے حکم سے زمین کی طرف
جہان برکت دی ہے ہمنے اور ہمکو سب چیز کی خبر ہے اور تابع کیے کتنے شیطان جو
غوطہ لگاتے اوسکی واسطے اور کہہ کام بناتے اسکے سوائے اور ہم تہے اونکو تہام رہے
ف حضرت داؤد نے بکریان دلوادین کہیتی والونکو بدلا اونکی نقصان کا اونکے
دین مین چور کو غلام کر لیتے تہے اوسی موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمان لڑکے تہے
اونہون نے بہی یہ جہگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریان رکہوا انکا دودہ پیو اور
کہیتی کو پانی دیا کرین بکری والے جب کہیتی جیسی تہی ویسی ہو جاوے تب
بکریان پہیر دین اور کہیتی لیلین جسمین دونونکا نقصان نہو ف حضرت داؤد
کے ساتہہ زبور پڑہنے کی وقت پہاڑ اور جانور بہی آپ ہی کی سی آواز سے پڑہتے
اور لوہے کی زرہ بناتی فقط ہاتہہ سے موڑ کر اور لوگ بناتے ہین آگ سے ف
ایک تخت بنایا تہا بہت بڑا اپنے سارے کارخانون سمیت اور لوگونسمیت اوسپر بیٹہتے پہر
باؤ آتی زور سے اوسکو زمین سے اوٹہاتی اوپر نرم باؤ چلتی ہمین سے شام کو

اور شام سے یمن کو مہینے کی راہ دوپہر میں پونہچاتی ف شیطان نوسنی غوطہ لگواتی
جواہر دریا سے نکلواتے جہان آدمی کا مقدور نہین اور عمارات مین بہاری کام
اوسنی کرواتے اور سفر مین حوض برابر لگن نانبے کے اور کنوین برابر دیگین اوتہانے
لیے چلتے اور اونہین مین کہانا پکاتے اور سخت سخت کام اوسنی لیتی انتہے ف
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ وہ کہیتی انگور رہتی اوسکے خوشے
لٹک رہے تھے قالہ ابن اسحق عن مرۃ عنہ شریح نے بہی اسی طرح کہا ہے حضرت
ابن عباس رضے اللہ عنہما نے فرمایا کہ نفش رعی ہے یعنی نفش سے معنی چرنے اور
چرانے کے ہین شریح و زہری و قتادہ نے کہا کہ نفش نہین ہوتا ہی مگر رات مین
قتادہ نے زیادہ کیا کہ ہل دن مین یعنی دن مین چرنے کو ہل کہتے ہین ابن جریر نے
عن مرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے فرمایا کہ وہ حرث انگور تہا اوسکے
خوشے اگے ہوئے تھے بکریون نے اوسکو بگاڑ ڈالا فرمایا پس حضرت داؤد نے
بکریون کا حکم دیا واسطے انگور والے کے تو حضرت سلیمان نے کہا یا نبی اللہ غیر نہ یعنی اسکا
فیصلہ اور ہے حضرت داؤد نے فرمایا وہ کیا ہی حضرت سلیمان نے کہا کہ انگور تو بکریون
والے کو دیے جائین یعنی اوسکی سیر رہون تو وہ اونپر قیام کرے یعنی اونکی خدمت
کرے پانی وغیرہ دے یہان تک کہ جیسے تھے ویسے ہو جائین اور بکریان انگور
والے کو دیجائین تو وہ اونسے نفع اوٹہائے یعنی دودہ پیے یہان تک کہ جس وقت
انگور جیسے تھے ویسے ہو جائین تو انگور اوسکے مالک کو دیجائین اور بکریان
اوسکے مالک کو پس یہ وہی قول ہی اللہ پاک کا ففہمناہا سلیمان عوفی نے بہی حضرت
ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا ہی حماد بن سلمہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے
کہ حضرت داؤد نے یہ فیصلہ کیا کہ بکریان کہیتی والونکو دلوادین پس چرواہے نکلے
ہمراہ اونکے کہتے تھے تو حضرت سلیمان نے اونسے کہا کہ تمہارے درمیان مین کیسا
فیصلہ کیا اونہون نے اونکو خبر دی تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اگر مین تمہارے مقدمے کا
والی ہوتا تو اسکے سوا اور فیصلہ کرتا اسکی خبر حضرت داؤد کو ہوئی تو اونہون نے حضرت سلیمان کو

بلایا فرمایا تو کس طرح اونکے درمیان مین فیصلہ کرتا ہے حضرت سلیمان نے کہا کہ
کھیتی والون کو بکریان دلاتا ہون کہ اونکی اولاد اور دودہ اور سلا اور اونکے منافع
اونکے واسطے ہون اور بکریون والے کھیتی والونکی واسطے بیج ڈالین بوین مثل اون کی
کھیتی کے پھر جسوقت کھیتی اوس حال کو پونہچے جیسے وہ تھی تو اوسکو کھیتی والے لیلین اور بکریان
اونکے مالکون کو پھیر دین ابن ابی حاتم نے عن مرہ عن مسروق روایت کیا ہے کہ جس
کھیتی مین بکریان روند گئین تھین وہ انگور تھے سو اونمین نہ کوئی تیا چھوڑا نہ انگور کا کوئی
خوشا مگر اوسکو کھا لیا پھر وہ حضرت داود کے پاس آئے تو اونھون نے اونکو بکریان دلا دین
اسپر حضرت سلیمان نے کہا نہین بلکہ بکریان لیلی جائین پھر انگور والون کو دلائی جائین
کہ اونکے واسطے اونکا دودہ اور نفع ہو اور بکریون والونکو انگور دلائے جائین تو وہ اونکو
آباد کرین اور اونکی اصلاح و درستی کرین یہان تک کہ وہ ویسی ہو جائین جیسے اوس رات
تھے جسمین بکریان اونکی اندر روند گئین پھر بکری والونکو اونکی بکریان اور انگور والون کو اونکے
انگور دلا دیے جائین اور اسیطرح شریح و مرہ و مجاہد و قتادہ و ابن زید اور بہت لوگون نے
بھی کہا ہے ابن جریر نے عامر سے روایت کیا ہے کہا کہ دو آدمی شریح کے پاس آئے ایک
نے دوسری کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اسکی بکریون نے میرا سوت توڑ ڈالا تو شریح نے
کہا کہ دن کو یا رات کو پس اگر وہ دن مین ہوا ہے تو بکریون والا بری ہے اور اگر رات مین ہے
تو مقرر وہ ضامن ہے پھر یہ آیت کریمہ پڑہی وداود و سلیمن اذ یحکمان فی الحرث
الآیہ یہ فیصلہ جو قاضی شریح نے کیا مشابہ اوس حدیث کے ہے جسکو امام احمد و ابو داؤد
و ابن ماجہ نے حرام بن محیصہ سے روایت کیا ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک
باغ مین گھس گئی تو اوسنے اوسمین فساد کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ
فرمایا کہ باغون والونپر حفاظت کرنا اونکا ہے دن مین اور جو شی مواشی رات کو بگاڑین وہ
ضامن ہے مواشی والون پر اخرجوہ من حدیث لیث بن سعد عن الزہری
عن حرام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین وقد عُلِّلَ ھذا الحدیث وقد
بسطنا الکلام علیہ فی کتاب الاحکام وباللہ التوفیق قولہ تعالی ففھمناھا

سلہ یعنی جبھی جسمین بچا ہوا مان کے پیٹ سے نکلتا ہے ۱۲
سلہ اصل کا نسخہ فاعطاہم اقتاہا ہے ۱۲

سلیمان وکلا اٰتینا حکما وعلما ابن ابی حاتم نے حمید سے روایت کیا ہے
کہ ایاس بن معاویہ جس وقت قاضی کیے گئے تو اونکے پاس حسن رضی اللہ عنہ
یعنی حسن بصری تشریف لائے ایاس رو دیے تو حضرت حسن نے فرمایا تجھکو کون چیز
رُلاتی ہے کہا ای ابو سعید مجھہ یہ بات پونہچی ہے کہ قاضی تین ہین ایک وہ آدمی
ہے کہ اوسنے اجتہاد کیا پہر اوسنے خطا کی تو وہ دوزخ مین ہے اور ایک وہ آدمی ہے
کہ ہوئی نے اوسکو مائل کر دیا یعنی خواہش نفس نے حق سے اوسکو مائل کیا تو وہ
دوزخ مین ہے اور ایک آدمی ہے کہ اوسنے اجتہاد کیا پہر وہ صواب کو پونہچا تو وہ جنت
مین ہے اسپر حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اللہ پاک نے جو حضرت داؤد و حضرت
سلیمان اور انبیاء علیہم السلام کی خبر نقل فرمائی ہے اوسمین ایک ایسا حکم ہے کہ وہ ان
لوگون کے قول کو رد کرتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وداود وسلیمان اذ
یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاھدین سو اللہ
پاک نے حضرت سلیمان پر توثنا فرمائی اور حضرت داؤد کی مذمت نہ کی پہر فرمایا یعنی حضرت
حسن نے کہ اللہ نے حکما یعنی فیصلہ کرنیوالونپر تین باتونکا عہد کیا ہے ایک یہ ہے کہ نہ بیچین
حکم کو تھوڑے مول کے بدلے دوسری یہ ہے کہ اوسمین خواہش نفس کی پیروی نکرین
تیسری یہ ہے کہ اوسمین کسی سے نہ ڈرین پہر یہ آیت پڑہی یا داود انا جعلناک
خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن
سبیل اللہ اور فرمایا فلا تخشوھم واخشونی اور فرمایا ولا تشتروا بایاتی ثمنا
قلیلا حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام تو ساری معصوم ہین اللہ عزوجل
کی طرف سے اونکی تائید ہوتی ہے اس بات مین درمیان علمای محققین سلف وخلف کے
کسی طرح کا خلاف نہین ہے رہے اونکے سوا اور لوگ سو صحیح بخاری مین حضرت عمرو بن عاص
رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت
حاکم نے اجتہاد کیا پہر وہ صواب کو پونہچا تو اوسکے واسطے دو اجر ہین اور جسوقت اوسنے اجتہاد کیا
پہر اوسنے خطا کی تو اوسکے واسطے ایک اجر ہے پس جس بات کا ایاس نے توہم کیا ہے

ل ای داود کی کیا تجھکو نائب مالک بین سو تو حکومت کر دو لوگون انصاف سے اور نہیں پیروی کر اپنی خواہش کی پہر تجھکو بہکا دے اللہ کی راہ سے کی راہ پر

ع سو تو نہ ڈر لوگون سے مجھ سے ڈر ۱۲

ع ۱ زر نہ لو میری آیتون پر تھوڑا مول ۱۲

کہ قاضی نے جسوقت اجتہاد کیا پھر اوسنے خطا کی تو وہ نار مین ہے سو یہ حدیث
اوسکو ضرار دکرتی ہے واللہ اعلم سنن مین وارد ہی کہ قاضی تین ہین ایک قاضی جنت
مین اور دو قاضی نار مین جس شخص نے حق کو جانا اور اوسکے ساتھہ فیصلہ کیا تو وہ جنت
مین ہی اور جس آدمی نے حکم کیا درمیان لوگونکے جہل پر تو وہ نار مین ہی اور جس آدمی نے
حق کو جان لیا اور اوسکے خلاف فیصلہ کیا تو وہ آگ مین ہے یہی قصہ جو قرآن شریف
مین مذکور ہے اسی کے قریب وہ قصہ ہے جسکو امام احمد نے اپنی مسند مین حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو عورتین
تھین اونکے ساتھہ اونکے دو بیٹے تھے بھیڑیا آیا تو ایک بیٹے کو لیگیا پھر وہ دونون
حضرت داود کی طرف جھگڑا لائین تو اونھون نے وہ بیٹا بڑی عورت کو دلوا دیا پھر وہ
نکلین تو حضرت سلیمان نے اونکو بلایا فرمایا چھری لاؤ کہ مین اوسکو درمیان تمہارے چیرون
اسپر چھوٹی بولی اللہ تمپر رحم کریگا وہ اوسی کا بیٹا ہے تم اوسکو مت چیرو پس حضرت
سلیمان نے وہ بیٹا چھوٹی کو دلوایا واخرجہ البخاری ومسلم فی صحیحیہما و
بوب علیہ النسائی فی کتاب القضاء باب الحاکم یوہم خلاف الحکم
لیستعلم الحق اسی طرح وہ قصہ ہے جسکو حافظ ابوالقاسم ابن عساکر نے اپنی تاریخ
مین ترجمۂ سلیمان علیہ السلام مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وارد کیا ہی وہ
ایک قصۂ دراز ہے ملخص اوسکا یہ ہی کہ زمانۂ بنی اسرائیل مین ایک خوبصورت عورت تھی
اونمین کے چار رئیسون نے اوسکو اوسکے نفس سے پھسلایا وہ کسی[1] کے داؤ مین آئی تو اونھون نے
باہم اوسپر اتفاق کیا پس نزدیک داود علیہ السلام کے اوسپر اس بات کی گواہی دی کہ
اوسنے اپنے نفس سے ایک کتے کو قدرت دی ہی یعنی اوسنے کتے سے صحبت کی ہے
اور اوسکو خود سے اس کام کا خوگر کر رکھا ہے اسپر حضرت داؤد نے اوسکو سنگسار کرنیکا
حکم دیا پھر جب اوسی دن کی عشیہ کا وقت آیا تو حضرت سلیمان بیٹھے اور اونکے ساتھہ کئی لڑکے
اونھین کے مثل جمع ہوے پس وہ حاکم ہو کر کھڑے ہوے اور اونمین سے چار لڑکون نے
اونھین چار آدمیونکی سی شکل بنائی اور ایک نے اوس عورت کی شکل بنائی اون چار دن نے

[1] اصل کا لفظ فاسئشت علی کل منہم ہے ۱۲

اوس عورت پر اس بات کی گواہی دی کہ اوسنے اپنے نفس سے کتے کو قدرت دی
ہے حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اونکے درمیان مین تفریق کردو پھر اونمین کے اول
لڑکے سے پوچھا کہ کتے کا کیا رنگ تہا اوسنے کہا سیاہ پھر اوسکو علیحدہ کردیا دوسرے کو بلایا
اوس سے کتے کا رنگ پوچھا اوسنے کہا سرخ تیسرے نے کہا خبیش[۵۱] چوتھے نے کہا سفید
اوسوقت حضرت سلیمان نے اونکے قتل کا حکم دیا پھر یہ قصہ داود علیہ السلام سے نقل کیا گیا
تو اونہون نے اوسی دم اون چار آدمیون کو طلب کیا پھر اونسے متفرق کرکے کتے کا رنگ
پوچھا تو وہ اسپر مختلف ہوئے پس حضرت داؤد نے اونکے قتل کا امر فرمایا وسخر نا مع داؤد
الآیہ یہ اسلیے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی کتاب زبور کی تلاوت مین بہت خوش آواز
تھے جسوقت زبور کو خوش الحانی سے پڑہتے تو پرندے ہوا مین ٹہیر جاتی اونکو جواب[۵۲]
دیتے تھے اور پہاڑ[۵۳] رجوع کرکے اونپر رد کرتے تھے چونکہ حضرت داؤد علیہ السلام
نہایت خوش آواز تھے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسوقت حضرت ابو موسی
اشعری رضی اللہ عنہ پر گذر فرمایا اور وہ رات کو قرآن شریف پڑہ رہے تھے اور اون کی
نہایت اچھی آواز تھی تو آپ ٹہیر گئے اور اونکا پڑہنا سننے لگے اور فرمایا لقد[۵۴] اوتی مزمارا
من مزامیر آل داؤد یعنی حضرت داؤد کی خوش آوازی سے اونکو خوش آوازی ملی ہے حضرت
ابی موسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مین جان لیتا کہ آپ سن رہے ہین تو مین[۵۵] آپ کی واسطے اور
اچھی طرح آواز کو درست کرتا ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے مثل آواز
ابو موسی رضی اللہ عنہ کے کسی جہانجہ[۵۶] کی آواز سنی نہ بربط کی نہ نے کی اور باوجود اسکے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یون فرمایا لقد اوتی مزمارا من مزامیر آل داؤد وعلمناہ صنعۃ
لبوس لکم الآیہ یعنی اللہ پاک نے اونکو زرہین بنانا سکہایا قتادہ نے کہا کہ زرہین اونسے پہلے
پتر کی ہوتی تہین یعنی اونسے اول لوہے کے پتر بدن پر لگایا کرتی تہے حلقہ دار زرہ نہ تہی
پہلے پہل انہین نے زرہین ایسی بنائین کہ اونکے حلقے بعض بعض مین گہسائے جسطرح کہ
اللہ پاک نے فرمایا ہے وألنا له الحديد ان اعمل سابغات وقدر فی السرد
یعنی قدر فی السرد کے یہ معنی ہین کہ تم حلقے کو فراخ مت کرو کہ وہ میخ کو مضطرب کردے اور نہ

[۵۱] اصل مین اسی طرح ہے خبیش تا یہ کی آخر شین کے ساتھ لکہی ہین شاید تصحیف ناقل ہو بحر کی مین ہر دو لغت کو دو اصل ۱۲ اصل کا لفظ قتبی اور ہری کا ذب کے معنی مخالف کے ہین کاذب ہم معنی کذوب کے ہین ۱۲ اصل کا لفظ اور مترجمہ ہوا ہے اس کی بہم

نہ مینح کو ایسا موٹا کرو کہ وہ حلقو توڑ دی اور اسی لیے فرمایا لتخصنکم من باسکم یعنی تاکہ وہ
زرہین لڑائی مین تمکو محفوظ رکھین فہل انتم شاکرون سو کیا تم ہو شکر کرنیوالی اللہ کی نعمتونکا
تمپر واسطے اوس شے کے جسکا اونسے اپنے بندہ داود علیہ السلام کو الہام کیا پس اسکی
اونکو تعلیم کی تمہاری واسطے ولسلیمان الریح عاصفۃ یعنی اور فرمانبردار کیا ہمنے واسطے
سلیمان کی زور سے چلنی والی ہوا کو تجری بامرہ الی الارض التی بارکنا فیہا مراد اس
زمین سی زمین شام ہی وکنا بکل شی عالمین اسکا قصہ یہ ہے کہ اونکا ایک فرش تہا لکڑی کا
امور مملکت کی سب محتاج الیہ چیزین اور گھوڑے اونٹ خیمے لشکر سب اوسپر رکھدیا جاتا
پہر وہ ہوا کو حکم کرتے کہ اوسکو اوٹھالی تو وہ اوسکی نیچے گھس جاتی پہر اوسکو لادلیتی پہر اوسکو اوٹھالیتی
اور اوسکو لیکر چلتی تہی اور پرندے اوسپر سایہ کرتے گرمی سی اوسکو بچاتے جس زمین کی طرف
چاہتے اوسطرف لیجاتی پہر وہ اوترتے اونکے آلات وحشم رکہی جاتی اللہ پاک نے فرمایا
فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب اور فرمایا غدوہا شہر ورواحہا
شہر ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جہہ لاکہہ
کرسیان تہین پس اونسے قریب مومن آدمی بیٹہتے پہر اونکے پیچے مومن جن پہر پرندونکو حکم
کرتی تو وہ اوپر سایہ کرتے پہر ہوا کو حکم دیتے تو وہ اونکو لادلیتی تہی عبداللہ بن عبید بن عمیر
نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام ہوا کو حکم کرتے تو وہ مثل بڑے پہاڑ کے جمع ہوجاتی پہر اپنے
بچھونے کا حکم دیتے تو وہ اوسکی اونچی سے اونچی جگہہ پر رکہا جاتا پہر پردار گھوڑون مین سے
کوئی گھوڑا طلب کرتے تو وہ گھوڑا بلند ہوجاتا یہان تک کہ اونکی بچھونی پر چڑہ جاتا پہر ہوا کو
حکم دیتے تو وہ اونکو لیکر آسمان سی ورے ہر بلندی پر بلند ہوجاتی اور وہ اپنے سر مبارک کو
جہکائے ہوے ہوتے دائین بائین طرف التفات نہین کرتے تہے واسطے تعظیم اللہ عزوجل
کے اور واسطے شکر کے کیونکہ وہ اس بات کو جانتے تہے کہ جس حال مین وہ ہین وہ حال اللہ پاک
کے ملک مین صغیر وحقیر ہے یہان تک کہ جس جگہہ رکہنا چاہتے اوس جگہہ ہوا اون کو
رکہدیتی تہی ومن الشیاطین من یغوصون لہ یعنی شیطان پانی مین غوطہ لگاتے
موتی جواہر وغیرہ نکالتے تہے ویعملون عملا دون ذلک یعنی اسکی سوا اور کام بہی

سلہ پہر ہے تابع کی باد چلتی اوسکی حکم کی نرم نرم جہان پہنچا چاہتا ۱۲
سلہ صبح کی منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ ۱۲

کرتے تھے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے والشیاطین کل بناء وغواص واٰخرین
مقرنین فی الاصفاد قولہ تعالیٰ وکنا لھم حافظین یعنی اللہ پاک اونکی حراست وحفاظت
فرماتا تھا کوئی شیطان کسی طرح کی برائی اونکو نہین پونہچا سکتا تھا بلکہ سب کے سب
اونکے قبضے مین اور اونکے زیر قہر تھے اونمین سے کوئی بھی جرات نہین کرسکتا تھا کہ
اونکے قریب پھٹک سکے بلکہ وہی اونمین حکم کرتے تھے چاہتے چھوڑ دیتے اون مین سے
جسکو چاہتے قید کردیتے تھے اسی لیے یون فرمایا ہے واٰخرین مقرنین فی الاصفاد
کذا فی ابن کثیر **ف** وداؤد معطوف ہے نوحًا پر اور اوسی کی حامل مذکور یا مقدر کا معمول
ہے جیسا کہ گذر چکا ہے وسلیمان معطوف ہے داؤد پر اذ یحکمان فی الحرث یہ ظرف اوسی
عامل سے متعلق ہے جسنے داؤد مین عمل کیا ہے یعنی تم ذکر کرو داود وسلیمان کا وقت حکم کرنے
اون دونونکی مراد اونکی ذکر سے ذکر اونکے قصہ وخبر کا ہے نسفی ومحلی نے کہا کہ اذ بدل ہے
داود وسلیمان سے جمل نے کہا اولی یہ ہے کہ اذ بدل ہو مضاف مقدر سے یعنی قصتہما وخبرہما جسطرح کہ
اسکے نظائر مین گذر چکا ہے ابو السعود نے یون کہا ہے کہ اذ ظرف ہے مضاف مقدر کا اور صیغہ
مضارع کا واسطے حکایت حال ماضی کے ہے تاکہ صورت اوسکی مستحضر ہوجاوے تقدیر یہ ہے اذکر خبر
وقت حکمہما فی الحرث یعنی حرث کی شان مین حرث کے مقدمے مین اس حرث مین
اختلاف ہے اکثر مفسرین اسپر ہین کہ وہ کرم تھا کرم کہتے ہین انگور کے درختون کو حضرت
ابن عباس بھی اسی کے قائل ہین دوسرا قول یہ ہے کہ وہ کھیتی تھی اسم حرث کا ان دونونپر
بولا جاتا ہے یہی دو قول نسفی ومحلی نے ذکر کیے ہین خازن نے کہا کہ حرث کے معنی زرع
یعنی کھیتی عرف کے ساتھہ زیادہ تر مشابہ ہین اسی لیے قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی قول
کو اول لکھا ہے اور قول اول کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے فتح القدیر مین ابن جریر کے حوالے سے
مرہ کا قول نقل کیا ہے کہ کان الحرث نابتًا اسی قول کو فتح البیان مین تبعًا نقل کیا ہے
نبت کے معنی ہین روئیدگی تبن کہتے ہین گھاس کو واللہ اعلم اذ ظرف ہے یحکمان کا
نسفی وابو البقائی یہی کہا ہے نفشت فیہ غنم القوم یعنی متفرق ومنتشر ہوگئین اوسمین بکریان
قوم کی تو اوسکو چر لیا اور رگاڑ ڈالا قالہ ابو السعود نسفی نے کہا کہ داخل ہوگئین اوسمین رات کو

لہ اور تابع کیے گئے شیطان
سب عمارت کرنیوالے
اور غوطہ کھانیوالے اور دوسرے
اور بندھے ہوئے زنجیرون مین
۱۲

تو اوسکو کہا گئین اور اوسکو بگاڑ ڈالا محلی نے کہا کہ چر گئین اوسکو رات مین بدون چرواہے
کے باین طور کہ چھٹ گئین بیضاوی نے کہا کہ چر گئین اوسکو رات مین مختار مین کہا
ہے نفشت الابل والغنم یعنی اونٹون بکریون نے رات کو چرا بدون چرواہے کے
باب اسکا جلس ضرب و نصر و سمع ہی نفش بہر دو فتح اسکا اسم ہی نفش نہین ہوتا ہی مگر رات کو
نفش الصوف و القطن باب نصر سے ہے یعنی فلان نے اون اور روئی کو دھنکا صراح مین
کہا ہی نفش پشم و نیپہ زدن شیخ زادہ نے کہا نفش یہ ہی کہ بکریان بدون راعی کے رات کو منتشر
ہو جائین اور جرجانی ابن سکیت نے کہا نفش بتحریک یہ ہے کہ بکریان رات کو بدون راعی کے
منتشر ہو جائین غنم کے معنی ہین گوسپند اسم مونث ہی جنس کے واسطے موضوع ہی مذکر و مونث
پر واقع ہوتا ہی اور ایک سا تہہ دونون پر بہی بولا جاتا ہے قوم سے مراد بعض قوم ہے
یعنی قوم داود علیہ السلام یعنی اونکی امت و کنا لحکمہم شاہدین ضمیر جمع راجع ہے طرف
حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے آمین دلیل ہی اسپر کہ اطلاق جمع کا دو پر جائز ہے
اہل عربیت مین سے ایک گروہ کا یہی مذہب ہی جیسے زمخشری و رضی اسی پر
قول کا قائل ہے محلی نے بہی یہی کہا ہی کہ آمین ضمیر جمع کی واسطے دو کی ہے رہی یہ بات کہ وقوع
جمع کا موقع تثنیہ مین کیون ہوا سو یا تو بطور مجاز ہے یا اسلیے کہ تثنیہ جمع ہی یعنی حکم جمع مین
اور اقل جمع کے دو ہین اور یہ بات کہ یہان مراد تثنیہ ہے سو قرارت حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما کی بحکمہما بصیغۂ تثنیہ اسپر دال ہی علامۂ نسفی و قاضی بیضاوی نے اسکی جمعیت کو یون
بنایا ہی کہ مراد دو حاکم ہین اور دو شخص وہ ہین جو اونکے پاس جھگڑا لائے اس صورت مین
جمع ہو گئی سمین نے کہا کہ حکم مصدر مضاف ہی طرف حاکمین کے یعنی حضرت داود و سلیمان
علیہما السلام اور محکوم علیہ کے یہ وہی دو شخص اہل مقدمہ ہین اس سے دو باتین لازم
آتی ہین ایک یہ ہی کہ اضافت مصدر کی فاعل و مفعول کی طرف دفعۃً واحدۃً لازم آتی ہی
حالانکہ مصدر طرف فاعل کی مضاف ہوتا ہی فقط یا طرف مفعول کی فقط یہ نہین ہی کہ یکبارگی
دونونکی طرف مضاف ہو دوسری یہ بات ہی کہ آمین جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم آتی ہے
کیونکہ اضافت مصدر کی طرف فاعل کی حقیقت ہی اور طرف مفعول کی مجاز ہے اور یہان

دونون باتین جمع ہوگئین اسواسطے کہ حکم کی اضافت ہوئی طرف تم کو اور اس مین چار
آدمی ٹہیرے دو حاکم دو محکوم سو حاکم تو مصدر کے فاعل ہوئے اور محکوم مصدر کے مفعول
ٹہیرے ہمین نے صرف اعتراض کرکے چہوڑ دیا جواب ہی کہیہ تعرض نہ کیا لیکن شیخ زادہ نے
اول کا یہ جواب دیا ہے کہ اضافت مصدر کی طرف فاعل کی اس طور پر ہے کہ وہ فاعل
کے ساتہہ قائم ہے اور مفعول کی طرف اس طور پر ہے کہ وہ اوسپر واقع ہی تو فاعل و مفعول
دو معمول مختلف ہوئے پس لفظ واحد دونون مین معا مستعمل نہوگا دوسری کا جواب یہ ہے
کہ یہ اضافت صرف واسطے اختصاص کی ہے قطع نظر مضاف الیہ کی فاعل یا مفعول ہونیسے
بر طریق عموم مجاز گویا یون کہا گیا کہ ہم اوس قضیہ کے شاہد تہے جو اونکی درمیان مین واقع
ہوا کہ دو حاکمون مین سے ایک تو صواب کو پہنچا اور دوسرے نے خطا کی اور دو جہگڑنیوالون
سے ہر ایک نے اپنا حق بر طریق مستقیم پورا لیا یا شاہدین کی معنی ہین حاضرین فتح القدیر
وفتح البیان مین اسی طرح ہی بیضاوی مین کہا عالمین علامہ نسفی نے فرمایا کان ذلک بعلمنا
ومرائی منا یعنی یہ قضیہ ہمارے علم سے ہوا ہمارے روبرو ہوا ہم اوسکو خوب جانتے ہین جملۂ
مذکورہ معترضہ ہے درمیان معطوف و معطوف علیہ کے اور جملۂ ففہمنا ہا سلیمان معطوف ہے
اوحکمان پر اسلیئے کہ اگرچہ یہ صورت مضارع مین ہی لیکن ماضی کے حکم و معنی مین ہی کیونکہ پیرایۂ
مضارع مین صرف واسطے حکایت حال ماضی کے لایا گیا ہے ورنہ حقیقت مین ماضی ہے
ضمیر منصوب قضیہ کی طرف راجع ہی گو لفظاً مذکور نہین ہی مگر کلام سے سمجہا جاتا ہے یا حکومت
کی طرف پہرتی ہے جسپر لفظ حکم دال ہے محلی نے اسی قول کو لیا ہے علامۂ نسفی و قاضی
بیضاوی نے کہا ہے کہ حکومت کی طرف راجع ہی یا طرف فتوی کے کسی نے اسکو فافہمنا ہا پڑہا
ہے یعنی ہمنے اوس قضیے مین سلیمان کو صواب سمجہا دیا وہ قضیہ یہ ہی مفسرین نے کہا ہی کہ دو
شخص حضرت داؤد علیہ السلام پر داخل ہوئے اور اونکے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام اون کے
فرزند بہی تہے اون دو مین سے ایک تو کہیتی والا تہا اور دوسرا بکریون والا کہیتی والے
نے کہا کہ اس شخص کی بکریان رات کو چہٹ گئین تو میری کہیتی مین آپڑین سو اونہون نے
اوسمین سے کچہہ باقی نہ چہوڑا اسپر حضرت داؤد نے فرمایا لک قاب الغنم یعنی تیرے واسطے

بکریان ہین تو ان کو لیلے حضرت سلیمان بولے اوغیر ذلک یعنی یا اسکی سوا اور فیصلہ
ہو وہ یہ ہے کہ انگور والے بکریان لیجائین تو اونکے دودہ اور منافع سے نفع
اوٹھائین اور بکری والے انگور کے درختون کی اصلاح و درستی کرین یہانتک کہ جسوقت
وہ اوس رات کے سے ہوجائین جسمین بکریون نے اونکو چرا تہا تو یہ لوگ ان لوگون کو
اونکی بکریان دیدین اور وہ انکو انکی انگور حوالی کردین پس حضرت داؤد نے فرمایا القضاء ما
قضیت یعنی فیصلہ وہی ہے جو تو نے کیا اور اونہون نے اسکا حکم دیدیا اسوقت حضرت
سلیمان گیارہ برس کے تہے قاضی ونسفی وخازن کا یہی قول ہے کہ اونکی عمر اسی قدر
تہی یہ قصہ کتب تفسیر مین کمی وبیشی عبارت والفاظ کئی طرح سے ذکر کیا ہی چنانچہ
اول تفسیر ابن کثیر سے بروایت بعض اکابر اسکا ذکر ہوچکا ہے نحاس نے کہا کہ حضرت
داؤد نے کہیتی والون کو بکریان دلوانیکا اسلیے حکم کیا کہ بکریون کی قیمت کہیتی کے قریب
تہی اور حضرت سلیمان کے حکم مین یہ کہا ہی کہ قیمت اوس نفع کی جو بکریونسے حاصل ہوا اور
قیمت اوس کہیتی کی جسکو بکریون نے بگاڑا برابر تہی علما کی ایک جماعت نے کہا ہی کہ حضرت
داؤد نے وحی سے حکم کیا اور حضرت سلیمان نے بہی وحی سے حکم دیا اللہ پاک نے اس وحی
سے حضرت داؤد کے حکم کو منسوخ کردیا اس قول کی بنیاد پر تفہیم بطریق وحی کی ٹہیرگئی
جمہور کا یہ قول ہی کہ دونون کا حکم اجتہاد سے تہا گفتگو اہل علم کی حکم اجتہاد انبیا
علیہم السلام مین مشہور ومعروف ہی وہ یہ ہی کہ بعض علمار نے کہا ہی کہ انبیار علیہم السلام کیلیے
اجتہاد جائز ہے تاکہ ثواب مجتہدین کا پائین کیونکہ فاعتبروا یا اولی الابصار عام
ہے حالانکہ حضرات انبیار اولی الابصار کی امام اور اونسے افضل ہین پہر اونکے واسطے اعتبار
کس طرح جائز نہوا باوجود اسکے کہ استنباط یعنی حکم نکالنا درجات علما مین بلند تر درجہ ہے
تو یہ بات ضروری ٹہیری کہ نبیون کے واسطے بہی اجتہاد سے ایک حصہ ہو ورنہ اس باب
مین ہر ایک مجتہد اونسے افضل ٹہیرگا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول پاک اسپر دال
ہے کہ العلمار ورثۃ الانبیار یہ اسکو مستلزم ہے کہ درجہ اجتہاد کا نبیون کے واسطے ثابت
ہو تاکہ علما اونسے اسکے وارث ہون بعض علمانے کہا کہ نبیون کو واسطے حکم باجتہاد جائز نہین ہے

اور کہا کہ وہ وحی کے ساتھہ اجتہاد سے مستغنی ہین کیونکہ اجتہاد کی طرف اوسی
وقت جاتے ہین کہ نص مفقود ہو حالانکہ نص حق مین انبیاء کے مفقود نہین ہی اسی لیے
اکثر علما کے نزدیک اونکے واسطے اجتہاد جائز نہین ہے بخلاف اہل سنت کے کہ
یہ انبیاء کے واسطے حکم باجتہاد جائز رکھتے ہین پس جائز ہے کہ حضرت انبیاء اجتہاد
کرین اور اجتہاد حضرت سلیمان کا اشبہ بصواب ہو پھر اونکے والد داؤد علیہ السلام اونکے
اجتہاد کی طرف رجوع فرمائین پہلے اس سے کہ خود کے اجتہاد کے ساتھہ حکم کرین کیونکہ جو حکم
اجتہاد کے ساتھہ واقع ہو چکا ہے وہ دوسرے اجتہاد سے نہین ٹوٹتا ہے یہ بھی
ہو سکتا ہی کہ دوسرا حکم وحی سے ہو اوس وقت اوس حکم کو توڑ دیگا جو اجتہاد سے ہوا ہی بیضاوی
نے اسی قول کو اختیار کیا ہی کہ دونون نے باجتہاد حکم کیا وحی سے نہین کیا کیونکہ اگر دونون
وحی سے حکم کرتے تو حضرت سلیمان اس قول کے ساتھہ مختص نہوتے کہ ففہمناہا سلیمان بخلاف
اسکے کہ جس وقت دونون نے اجتہاد سے کہا اور حضرت سلیمان کا اجتہاد صواب یا اصوب
ہوا تو اب جائز ہے کہ اونکی حق مین یہ کہا جاے ففہمناہا سلیمان اور چونکہ اجتہاد فی نفسہ علم
کی طرف محتاج ہی اور بدون علم کے صحیح نہین ہے اسلیے یون کہا گیا وکلا اتینا حکما
وعلما یعنی ہمنے داود و سلیمان مین سے ہر ایک کو حکم و علم دیا حکم سے مراد نبوت ہی اور
علم سے مراد معرفت بموجب حکم پھر اگر کوئی کہے کہ دونون حکم باجتہاد ہوتے تو حضرت
سلیمان کا حکم حضرت داود کے حکم کو نہ توڑتا کیونکہ اجتہاد اجتہاد کو نہین توڑتا ہے تو
اب یہ بات متعین ہو گئی کہ دونون حکم وحی تھا اسکا جواب وہی ہے جو گذر چکا ہے کہ
دونون نے اجتہاد کیا اور اجتہاد حضرت سلیمان کا اشبہ بصواب تھا اسواسطے حضرت داود نے
اونکے اجتہاد کی طرف رجوع کیا پہلے اس سے کہ اپنے اجتہاد کے ساتھہ حکم کرین بہت سے
اخبار مین یہ بات مروی ہے کہ حضرت داؤد نے حکم بیان نہین کیا اس باب مین یہانتک
کہ حضرت سلیمان سے اونہون نے سنا کہ اسکا غیر اولی ہی اور یہ بھی مروی ہی کہ حضرت داود
نے اونکو قسم دلائی اور اونسے کہا کہ قسم ہے حق نبوۃ و ابوۃ کی کہ تو مجھے وہ بات بتا جو دونون
فریق کو موافق تر ہو اسپر حضرت سلیمان نے کہا کہ مین بکریان کھیتی والے کو دیتا ہون

شیخ زادہ نے اسیطرح کہا ہی علامہ نسفی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حکم دونونکے اجتہادی
تہا اور یہ بات اونکی شریعت مین تہی رہی ہماری شریعت سو اوسمین ضمان نہین
ہے نزدیک حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اور نزدیک اونکے اصحاب رضی اللہ عنہم کے
نہ رات مین نہ دن مین مگر اوس صورت مین کہ ہمراہ جانور کے کوئی ہانکنے والا یا کھینچنے والا
ہو اور نزدیک امام شافعی رضی اللہ عنہ کے رات مین ضمان واجب ہی مجاہد نے کہا یہ صلح
تہی یعنی حضرت سلیمان نے جو کہا اور حضرت داؤد نے جو کیا وہ حکم تہا اور صلح خیر ہے
بیضاوی نے ذکر کیا ہی کہ داود علیہ السلام کا حکم نظیر ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ
کے قول کا عبد جانی مین اونکا قول یہ ہی کہ غلام جب نفس پر جنایت کری تو مالک اوس
غلام کو ولی جنایت کو دیدی یا ارش جنایت کا دی کیونکہ موجب جنایت غلام کا اون کے
نزدیک یہ ہے کہ غلام اپنی جنایت کی جزا ہو جای وہ جنایت تہوڑی ہو یا بہت اور
مولی کو اسطہ یہ ہے کہ وہ فدا بالارش کو اختیار کرے سو مقدمہ حرث مین یہی حال ہے
کیونکہ آدمین بکریان بمنزلہ عبد جانی ہین پس خود بکریان اونکی جنایت کی جزا ہو گئین اور
حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم مثل قول امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ہے حق مین
اوس شخص کے جسنے کسی غلام کو غصب کر لیا پہر وہ اوسکے ہاتہہ سے بہاگ گیا تو اونکا قول یہ
ہے کہ غاصب پر غرم حیلولت کا واجب ہی اور وہ غلام کی قیمت کا ضامن ہی اور درمیان
اوسکے اور درمیان قیمت کے حیلولت کیجای تاکہ اوس قیمت سے مغصوب منہ نفع اوٹہای بمقابلہ
منافع غلام کے جسکو غاصب نے مغصوب منہ سے فوت کیا ہی پہر جب غلام ظاہر ہو جاے
تو وہ قیمت پہیر دیجائی کیونکہ جو شی مغصوب منہ سے فوت ہوئی اور جس قیمت کی درمیان اور
غاصب کے درمیان حیلولت کیگئی ان دونونمین ہر ایک کی ملک باقی ہی اسیطرح حضرت
سلیمان کا حکم ہے کہ ملک مالک کی بکریونسے زائل نکیجائی بلکہ درمیان اوسکے اور درمیان اوسکی
ملک کے حیلولت کیجائی باین طور کہ بکریان کہیتی والے کو دیجائین تاکہ کہیتی کا انتفاع
جو اوس سے فوت ہوا ہی اوسکی عوض مین بکریونسے نفع اوٹہائے یہان تک کہ کہیتی پر جو
نقصان وضرر عارض ہو گیا وہ زائل ہو جائے اور کہیتی جیسی تہی ویسی ہو جائے وکلا

آئینا حکما و علما سی اس بات پر استدلال کیا ہی کہ مجتہد خطا سے آثم نہین ہوتا ہی کیونکہ
اللہ پاک نے اگرچہ حضرت سلیمان کی ثنا کی بسبب حق کے پونہچنے کے اور یون
فرمایا ففہمناہا سلیمان لیکن مخطی پر بہی ثنا کی بسبب اوسکے علم کے جو کہ اجتہاد کی طرف
مودی ہوا اور وہ بسبب اپنی خطا کے آثم نہ ٹہیرا جب تو کلا آئینا حکما و علما کے ساتہہ
اوسکی تعریف کی کیونکہ جو علم اثم و عقاب کو مودی ہوتا ہے وہ اس بات کا سبب نہین
ٹہیرتا ہے کہ اوسپر منت رکہی جائے اور اوسکی سبب سی مدح ہو اسی واسطی قاضی بیضا
رحمہ اللہ تعالی نے اوس شخص کے قول کو پسند کیا ہی جو اس طرف گیا ہی کہ مجتہد خطا کرتا
ہے اور صواب کو پونہچتا ہے اور حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام نی اجتہاد سی حکم کیا
مگر ہان اتنی بات ہی کہ حضرت داؤد چوک گئی اور حضرت سلیمان صواب کو پونہچی اور خطا
انبیا پر جائز ہے مگر وہ خطا پر جمائے نہین جاتی ہین سری علما سوا اونکی واسطی حوادث و
مقدمات مین اجتہاد ہے جبکہ اونمین کتاب یا سنت سی نص نہ پائین پہر جسوقت وہ چوک جائین
تو اونپر کسی طرح کا گناہ نہین ہی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی مروی ہی کہ جسوقت حاکم
نے حکم کیا اور اجتہاد کیا پہر وہ صواب کو پونہچا تو اوسکی لیے دو اجر ہین اور جسوقت حکم
کیا اور اجتہاد کیا پہر چوک گیا تو اوسکو واسطی ایک اجر ہے یعنی وہ اس بات پر اجر دیا جائیگا
کہ اوسنی حق مین اجتہاد کیا سعی و کوشش کی کیونکہ اجتہاد عبادت ہی نہ یہ کہ خطا پر اجر
دیا جائیگا مگر اسقدر ہے کہ گناہ خطا مین اوس سی مرفوع ہے جبکہ اوسنی حق کے
پونہچنے مین اپنی سعی و کوشش خوب صرف کی حاصل یہ ہی کہ ہر حادثے مین اللہ پاک کی نزدیک
حکم متعین ہی اور اوسپر قطعی دلیل ہے یا ظنی سو جس نے اوسکو پا لیا وہ صواب کو پونہچا
اور جسنی اوسکو نپایا وہ چوک گیا اور گنہگار نہوا پہر اگر کوئی کہے کہ اگر حکم متعین ہے تو اوسکی
مخالف نی ما انزل اللہ کے ساتہہ حکم نہ کیا تو اب وہ فاسق ہوگا یا کافر اسلیے کہ اللہ پاک
نے یون فرمایا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ الآیہ سو اسکا یہ جواب ہی کہ جب
اوسکو اس بات کا امر کیا ہی کہ حکم کرے اوس شی کے ساتہہ جسکا اوسنی ظن کیا ہے گو وہ
چوک گیا تو مقرر اوسنے بما انزل اللہ کے ساتہہ حکم کیا اور یہ قول اللہ پاک کا وکلا آئینا

حکماً و علماً اس بات کو منافی نہین ہی کہ اونمین سی بعض مخطی ہون کیونکہ خطا مجتہد کی اس
بات کی موجب نہین ہے کہ اوسکی واسطے علم و حکم نہو اس لیے کہ ہر مجتہد کو ضرور ہے کہ عالم ہو
نصوص سے احکام کے استنباط پر قدرت رکھتا ہو کیونکہ اگر وہ عالم نہوگا مرتبۂ اجتہاد
کو پونہچا نہوگا تو اوسکو واسطے جائز نہین ہے کہ اجتہاد کرے اور اجتہاد کے ساتھہ حکم دے
بعض نے اسی آیت سی اس بات پر استدلال کیا ہی کہ ہر مجتہد مصیب ہے یعنی حادثے مین
جس اجتہاد پر وہ ہے اوسمین مصیب ہے جسطرح کہ امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالی
اس طرف گئے ہین صاحب کشاف نے کہا کہ فہمنا ہا سلیمان مین اسپر دلیل ہے کہ اصوب
حضرت سلیمان کے ساتھہ تہا اور کلاً آتینا حکما و علما مین اس بات پر دلیل ہی کہ وہ دونون
جمیعاً صواب پر تہے وجہ استدلال کی یہ ہی کہ اگر اونمین سی ایک مصیب ہو اور اوسکا مخالف مخطی ٹہیرے
تو یہ کہنا صحیح نہوگا و کلاً آتینا حکماً و علماً اس وجہ مین یہ نقض ہے کہ آیت جس بات پر دلیل
ہے وہ یہی ہے کہ دونو اہل اجتہاد تہے اسپر دلیل نہین ہے کہ ہر ایک اونمین سی مصیب تہا
اس بات پر جب دلالت کرے کہ یون کہا جائے و کلاً آتینا حکما و علما بما حکم اللہ تعالی یہ
فی تلک الحادثۃ حالانکہ قرآن شریف کی نظم اس طرح نہین ہی تو اب جائز ہے کہ اس سے یہ
مراد ہو کہ ہمنے ہر ایک کو وجوہ اجتہاد و طرق احکام کا علم دیا اور یہ مراد اسکو مستلزم نہین ہی کہ وہ
اوس دلیل کو پونہچنے والا ہے جو اللہ پاک نے قائم کی ہی تاکہ اوس بات پر دلالت کرے جسکے ساتھہ
اوسنے اوس حادثے مین حکم کیا ہے اور نیز یہ قول کہ ہر مجتہد مصیب ہی مفہوم ففہمنا ہا سلیمان
کے مخالف ہی کیونکہ یہ آیت بطریق مفہوم اس بات پر دال ہی کہ حضرت داؤد نے اوس حکم
کو نہ سمجہا جو کہ اللہ کے نزدیک حکم تہا اور اللہ پاک نے وہ حکم اونکو نہین سمجہایا پہر وہ کیونکر
اپنے حکم اجتہاد مین مصیب ہوے کون اجتہاد جو کہ اوس حکم کی طرف مودی ہو اگر کوئی کہے کہ ہم
نہین مانتے ہین کہ قول مذکور مفہوم آیت مذکور کے مخالف ہی اوسکی مخالف جب ہی ہوتا کہ حضرت
داود و سلیمان علیہما السلام حکم مین اختلاف کرتے حالانکہ بات یون نہین ہے اسلیے کہ ابوبکر
اصم سی مروی ہے کہ اون دونون نے ہرگز حکم مین اختلاف نہین کیا اس بنا پر کہ اللہ پاک
نے دونون کے واسطے سلیمان علیہ السلام کی زبان پر حکم بیان کر دیا اور دونون اوس

حکم پر متفق ہوگئے رہی یہ بات کہ جب دونون حکم مین متفق ہوئے اس سبب سے
کہ اللہ تعالی نے اونکو وہ حکم سمجھا دیا تو ظاہر یہ بات تہی کہ یون کہا جاتا ففہمناہا ایاہا اور
حضرت سلیمان مخصوص بذکر نہوتے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام چونکہ صغیر السن
تہے اور اس سن مین اونکی ایسی فہم نہایت غریب بات تہی اسلیے خاص اونکا ذکر کیا
غرض اس ذکر سے اس بات کا ظاہر کرنا تہا کہ اللہ پاک نے صغر سنی مین اونکو سمجھہ
عنایت فرمائی پس سوال مذکور کے جواب کی تقریر یہ ہے کہ احتمال توافق کا اس بنیاد
پر ہے کہ تخصیص حضرت سلیمان کی واسطے ظاہر کرنے اوس فہم کے ہے جسکا تفضل اللہ
نے صغر سنی مین اونپر کیا ہے حالانکہ قصۂ منقول اس تخصیص کی نفی کرتا ہے منقول یہ ہے کہ دونون
نے قول وحکومت مین اختلاف کیا کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس بات پر اتفاق
کیا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے کہیتی والی سے کہا تو جا بکریان تیرے واسطے ہین پھر جب دونون
خصم اونکے پاس سے نکلے اور حضرت سلیمان پر گذر کیا تو اونہون نے کہا کہ تمہارے درمیان مین کیسا
فیصلہ کیا اونہون نے اونکو خبر دی اسپر حضرت سلیمان بولے کہ اگر مین قاضی ہوتا تو اسکے سوا اور
فیصلہ کرتا یہ بہی مروی ہے کہ اونہون نے یون کہا غیر ہذا ارفق بالفریقین یعنی اسکے سوا فریقین
کو نہایت نافع تہا ان دونون نے حضرت داؤد کو اسکی خبر دی تو اونہون نے حضرت سلیمان
کو طلب کیا فرمایا تو اونکے درمیان مین کیسا فیصلہ کرتا ہے اور دوسری روایت کی بنا پر حضرت
سلیمان کو بلایا تو کہا قسم ہے حق نبوت و ابوت کی کہ تو مجھے وہ فیصلہ بتائے جو کہ فریقین کو زیادہ
نافع ہے پس حضرت سلیمان نے کہا کہ بکریان کہیتی والے کو سونپی جائین یہان تک کہ اون کے
منافع سے فائدہ اوٹہاے اور بکریون والا کہیتی کی اصلاح مین کام کرے یہانتک کہ جیسی تہی
ویسی ہوجائے پھر بکریان اوسکی مالک کو اور کہیتی اوسکی مالک کو پھیر دیجاے یہ بات
مخفی نہین ہے کہ اجماع صحابہ کا بیان مین کیفیت قصے کے بروجہ مذکور اس احتمال کی نفی
کرتا ہے کہ حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام حکم مین متفق تہے یہ سارا بیان شیخ زادہ رحمہ اللہ
کی تقریر کا حاصل ہے ف فتح البیان کا بیان فاتح اس مقام مین یہ ہے کہ مستدل
لوگون نے اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بلا تمسک آیت

دال ہی رفع اثم پر مخطی سے رہی یہ بات کہ اونمین سی ہر ایک مصیب ہی سو اسپر نہ یہ آیت دال
ہے نہ اسکے سوا اور آیت دلالت کرتی ہی بلکہ حدیث متفق علیہ صحیحین وغیرہما نے یہ تصریح کی
ہے کہ جسوقت حاکم نے اجتہاد کیا پھر وہ صواب کو پونہچا تو اوسکے لیے دو اجر ہین اور اگر اجتہاد کیا
پھر چوک گیا تو اوسکے واسطے ایک اجر ہی پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکا نام مخطی رکھا
پھر کیونکر کہا جاے کہ وہ اللہ کے حکم کو پونہچنے والا ہے اوسکی موافق ہے کیونکہ اللہ پاک کا حکم
ایک ہی مجتہدون کی اختلاف سی مختلف نہین ہوتا ہے ورنہ اللہ عزوجل کی حکم کا توقف لازم
آئیگا مجتہدون کی اجتہاد پر حالانکہ لازم باطل ہی تو ملزوم بھی اوسی کی مثل ہی اور نیز اسکو
مستلزم ہی کہ جس شی معین مین اجتہاد مجتہدون کا حل وحرمت کے ساتھہ مختلف ہوا ہے
وہ شی اللہ پاک کے حکم مین حلال وحرام ہوجاے حالانکہ یہ لازم باجماع باطل ہے
تو ملزوم بھی اوسی کے مثل ہے اور نیز یہ بات لازم آئیگی کہ وقت وجود ہر مجتہد کے
جسکی لیے اوس حادثے مین اجتہاد ہی اللہ پاک کا حکم ہمیشہ متجدد ہوتا رہی اور جس حکم کا اللہ پاک
اوس حادثے مین ارادہ کرتا ہی وہ منقطع نہو مگر ساتھہ انقطاع مجتہدین کی حالانکہ لازم باطل ہے
تو ملزوم بھی اوسی کے مثل ہے حاصل یہ ہی کہ مجتہدین قادر نہین ہین حق کی پونہچنے پر ہر
حادثے مین لیکن وہ خطا پر اصرار نہین کرتے ہین جسطرح کہ اس جگہہ حضرت داؤد نے حضرت
سلیمان کے حکم کی طرف رجوع کیا جبکہ اونکو ظاہر ہوگیا کہ وہ حکم صواب ہی شوکانی رحمہ اللہ نے
اس مسئلی کو قول مفید وادب الطلب مین خوب واضح کیا ہی جو شخص تحقیق حق پر وقوف چاہے
تو وہ طرف اونکی رجوع کرے اور ہماری مولف کی طرف رجوع فرمائے جسکا نام ہمنے حصول المامول
من علم الاصول رکھا ہی اور ہماری کتاب جنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ انمین وہ شی ہے جو انکی
غیر سے بے پروا کرتی ہی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ آیت نہوتی تو
توحکام کو دیکھتا کہ وہ ہلاک ہی ہوچکے تھے لیکن اللہ پاک نے اس مجتہد کی تعریف کی بسبب
اوسکی صواب کے اور اس مجتہد پر ثنا کی بسبب اوسکی اجتہاد کے پھر اگر تو کہے کہ جس حادثے مین حضرت
داود وحضرت سلیمان نے حکم کیا اس شریعت محمدیہ وملت اسلامیہ مین اوسکا کیا حکم ہے تو مین
کہونگا کہ بحدیث براء نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی ثابت ہوچکا ہے کہ آپ نے اپنی امت کی واسطے

یہ بات شروع فرمائی ہے کہ مویشی والونپر یہ ہے کہ رات مین مویشی کو محفوظ رکھین
اور باغ والون پر یہ ہی کہ دن مین اپنے باغون کی حفاظت کرین اور جو شی مویشی نے رات مین
بگاڑدی تو وہ مویشی والونپر مضمون ہی یعنی اونسی اوسکا عوض لیا جائیگا اور یہ ضمان اوسقدر
ہے جو اوس سے جاتا رہا ہے یا اوسکی قیمت جمہور علما اسطرف گئی ہین کہ جس حکم کو یہ حدیث شریف
متضمن ہے اوسپر عمل ہی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اونکی اصحاب اور ایک گروہ کوفیونکا
اسطرف گیا ہے کہ یہ حکم منسوخ ہی اور جانور جسوقت کھیتی کو بگاڑ ڈالین رات مین یا دن مین
تو اونکے مالک پر کوئی شی لازم نہین آتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک
کہ جرح العجماء جبار یعنی جانور کا زخمی کرنا معاف ہی سو اونہون نے اس قول کی عموم مین
جانورون کی نقصان کرنیکو داخل کیا ہی جانور کے سارے افعال کا اوسکی زخمی کرنے پر
قیاس فرمایا ہے اسکا یہ جواب دیا ہی کہ یہ قیاس فاسد الاعتبار ہی کیونکہ نص کے مقابل مین
ہے بعض اہل علم اسطرف گئے ہین کہ مویشی کا مالک اوس شی کا ضامن ہی جسکو اونسی بگاڑا
ہے بدون فرق درمیان رات اور دن کے اسکا جواب حدیث براء رضی اللہ عنہ سے دیا ہے
علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے شرح منتقی مین اسپر کلام مبسوط کیا ہے یہ بات کہ دونون
حکم حضرت داؤد و حضرت سلیمان کے اللہ پاک کی وحی سے تھے باجتہاد نہ تھی سو اسپر یہ قول
اللہ پاک کا ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما دال ہی کیونکہ اللہ پاک نے اس بات کی
خبر دی کہ اونسی اونمین سے ہر ایک کو حکم وعلم دیا اور یہ دونو دو حال سے خالی نہین خاص ہین
یا عام اگر خاص ہین تو اونکا اس قضیہ پر صادق آنا جسکی حکایت اللہ پاک نے اونسی کی ہے
مقدم ہے اونکی صدق پر اور پر غیر اس قضیہ کی اور اگر یہ دونون عام ہین تو یہ فرد حکم وعلم
کی جو کہ اس قضیہ مین ہر ایک سے واقع ہوئی اس عام کے افراد مین زیادہ تر اسکی مستحق ہے
کہ اس عام کے نیچے داخل ہو اور یہ عام اوسپر دلالت کرے رہی یہ بات کہ حضرت
سلیمان کو تفہیم کے ساتھہ خاص کیا اس سے یہ وہم پیدا ہو کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا حکم
حکم شرعی نہ تھے سو کلا آتینا سے اس وہم کا دفع بھی مستفاد ہوتا ہی معنی یہ ہین کہ ہمنے اونمین سے
ہر ایک کو حکم وعلم کثیر دیا نہ تنہا سلیمان کو پھر جب اللہ پاک نے حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہما السلام

کی مدح بطور اشتراک فرمائی تو اب اونمین سے ہر ایک کے ساتھہ جو شی خاص ہی
اوسکا ذکر کیا پس حضرت داؤد سے ابتدا کرکے فرمایا وسخرنا مع داؤد الجبال
یسبحن والطیر مختار مین کہا ہی کہ تسخیر بلا اجرت کام کی تکلیف دینے کو کہتے ہین محاورے
مین بولتی ہین سخرہ تسخیرا یعنی بلا اجرت کام کی اوسکو تکلیف دی مطلب یہ ہی کہ اصل مین تسخیر
بیگار سے کام لینیکو کہتے ہین یہان مراد تذلیل ہے یعنی ہمنے ذلیل وفرمانبردار کردیا ہمراہ
داؤد کے پہاڑون کو یسبحن عامل ہی مع مین اس قول کی نظیر یہہ قول ہی یا جبال اوبی
معہ یسبحن جملۂ حالیہ موضع نصب مین ہی اور والطیر معطوف ہی جبال پر یا منصوب ہی بنابر
مفعول معہ ابو البقاء وسمین وغیرہ نے اسیطرح کہا ہے کسی نے کہا جملۂ مستانفہ ہی جواب ہے
سوال مقدر کا گویا کسی قائل نے کہا کہ اللہ نے پہاڑونکو کسطرح مسخر کیا تو اوسکا یہ جواب فرمایا
کہ یسبحن اس بنا پر اس جملے کا کوئی محل اعراب مین نہین ہی سمین نے اس قول کو بعید کہا
ہے اور مع داؤد حال ہوگا جبال سے تقدیر یہ ہی سخرنا الجبال کائنۃ مع داود اب رہی یہ بات
کہ ہمراہ داود علیہ السلام کے پہاڑ مسخر کرنے سے کیا مراد ہی سو یا تو یہ مراد ہی کہ اونکی تسبیح کے
ساتھہ پہاڑ بھی تسبیح کرتے تھے یا یہ مراد ہی کہ اونکے چلنے کے ساتھہ پہاڑ بھی چلتے تھے
بنیاد اس قول کی اسپر ہے کہ یسبحن مشدد یعنی یسبحن ثلاثی کے ہی ماخوذ سباحت سے کثیر کے
واسطے باب تفعیل کی طرف نقل کرکے لیگئی اگر مقصود کثرت نہوتی تو یسبحن ثلاثی کہا جاتا
اور اگر تسبیح یعنی تقدیس ہی لیا جاوے تو اس صورت مین تسبیح جبال کی ہمراہ اونکی تسبیح دلالت
مراد ہوگی کیونکہ پہاڑ اللہ پاک کی تسبیح وذکر بدلالت حال کرتے ہین اللہ پاک نے فرمایا ہے
وان من شی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم ۵

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست کہ ہر خاری بہ تسبیحش زبانی ست

مگر اس قول مین اتنی بات ہی کہ تسبیح باین معنی اس بات کے ساتھہ خاص نہین ہی کہ پہاڑ
ہمراہ داود علیہ السلام کے ہون شاید تخصیص کی یہ وجہ ہو کہ حضرت داؤد علیہ السلام پہاڑونکی
تسبیح سمجھتے تھے اور جو اونمین پتھر اور درخت ہوتے اونکی تسبیح کو بھی بوجھتے تھے اسلیے اونکا تعین
وتعظیم ونشاط تسبیح وتقدیس مین اور زیادہ ہوتا تھا اور اوسکی طرف اشتیاق بڑھتا تھا

۵ اور کوئی چیز نہین جو نہین پڑھتی تسبیح اوسکی اور لیکن تم نہین سمجھتے اونکی تسبیح ۱۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول کہ حضرت داود علیہ السلام پہاڑ اور درخت
کی تسبیح کو سمجھتے تھے اسپر دال ہی اسکی ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ کسی شئی کا خاصکر ذکر کرنا
اسپر دال نہین ہوتا ہی کہ اوسکی ماعدا سے حکم کی نفی ہوجائے یہ بھی احتمال ہی کہ ہمراہ داؤد
علیہ السلام کے جبال کی تسبیح کرنے سے یہ مراد ہو کہ اونکو پہاڑونکی طرف سے تسبیح کی آواز
متمثل ہوتی تھی جسطرح کہ اجرام صقیلۂ عالیہ سے صدا کا انعکاس ہوتا ہے جیسا کہ وہب سے
مروی ہی کہ پہاڑ تسبیح سے اونکو جواب دیتے تھے قتادہ کا قول یہ ہی کہ جسوقت داود علیہ السلام
نماز پڑھتے تو پہاڑ بھی اونکی ساتھ نماز پڑھتے تھے اس قول کو عبد الرزاق و عبد بن حمید و
ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے کتاب العظمت مین روایت کیا ہے
اور یہی معنی تسبیح کے ہین غرضکہ تسبیح مین اختلاف ہے کہ مراد حقیقت ہی یا مجاز سو
مجاز والون نے کہا کہ تسبیح سے خود پہاڑونکی تسبیح مراد نہین ہی بلکہ جو لوگ پہاڑونکو ہمراہ
داود علیہ السلام کے چلتے ہوئے دیکھتے تو وہ براہ تعجب تسبیح کرتے سبحان اللہ کہتے پہاڑونکی
خلقت عظیم سے اور اونکی خالق کی قدرت سے تعجب کرتے کہ سبحان اللہ کیا عظیم الشان ہی کہ ایسی
ایسی بڑی جسمون کو ہوا کی طرح اوڑائے لیے جاتا ہے حقیقت والون نے کہا کہ مراد تسبیح سے
حقیقت ہی حضرت داؤد علیہ السلام جسوقت تسبیح کرتے تو پہاڑ بھی اونکے ہمراہ تسبیح کرتے
تھے ابو حیان نے بحر مین کہا ہی کہ ظاہر یہی قول ہی کہ پہاڑونسے وقوع تسبیح کا نطق ہوتا تھا
اللہ پاک اونمین کلام پیدا کردیتا تھا جسطرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کف مبارک
مین کنکریون نے تسبیح کی تھی اور لوگون نے اوسکو سنا تھا اور داؤد علیہ السلام پہاڑون کی
تسبیح کو تنہا خود ہی سنتے تھے شیخ زادے نے کہا جائز ہے کہ تسبیح جبال کی یون ہو
کہ اللہ پاک اونمین کلام پیدا فرمادی کیونکہ متکلم و مسبح نزدیک اہل سنت کے وہ شخص ہی جسکے
ساتھ کلام و تسبیح قائم ہو اور وہ اونکی واسطے محل ہو نہ وہ جو اونکو ایجاد کرے وجود مین لائے
بخلاف معتزلہ کے کہ اونکے نزدیک متکلم وہ شخص ہے جو کلام کو ایجاد کرتا ہی اور جبال
جمادات ہین اونسے فعل صحیح نہین ہی اور نہ اسناد تکلم کا اونکی طرف صحیح ہے باین طور کہ
اللہ پاک اونمین کلام پیدا کردے کیونکہ اونکے نزدیک متکلم اللہ ہی ہے پہاڑ نہین ہین

اونکی زعم کی بنیاد پر والطیر کو برفع بھی پڑہا ہے اسمین دو صورتین ہین یا تو مبتدا ہی اور خبر
محذوف تقدیر یہ ہے والطیر مسخرات یا معطوف ہے یسبحن کی ضمیر مرفوع پر یہ وجہ
ضعیف ہی اسلیے کہ یہان نہ تاکید ضمیر منفصل کی ساتھ کیگئی نہ دونونکے درمیان مین فصل آئی
کوفی اسکو بدون استقباح جائز کہتی ہین اور بصریون کے نزدیک بھی جائز ہی لیکن یہ قبیح
جبال کو طیر پر اسواسطے مقدم کیا کہ اونکی تسخیر و تسبیح زیادہ تر تعجب کی بات ہی اور اللہ کی قدرت
پر زیادہ تر دال ہی اور اعجاز مین بغایت اوسکو دخل ہی کیونکہ پہاڑ جماد ہین اور طیر حیوان
ناطق مصباح مین کہا ہے طیر طائر کی جمع ہی جیسے صاحب کی جمع صحب راکب کی رکب اور
طیر کی جمع طیور و اطیار آتی ہے طیر واحد و جمع پر واقع ہوتا ہی ابن انباری نی کہا طیر جماعت
ہے اسکی تانیث تذکیر سے افضل ہی واحد کو طیر نہین کہتی ہین بلکہ طائر بولتی ہین اور انثی کو
طائرۃ بہت کم کہتی ہین قرطبی نے ایک یہ قول نقل کیا ہی کہ داود علیہ السلام جسوقت مستی
پاتی تو پہاڑونکو حکم دیتے وہ تسبیح کرنے لگتے تہے اسی لیے وسخرنا فرمایا ہے یعنی ہمنے اونکو
ایسی کر دیے کہ جب وہ اونکو تسبیح کا امر کرتی ہین تو وہ اوسی دم اونکی مطیع ہو جاتے ہین
وکنا فاعلین یعنی یہ تفہیم و ایتیاء الحکم و تسخیر جسکا ذکر ہوا ہم اسکے کرنیوالی ہین خازن و فتح القدیر
و فتح البیان مین اسی طرح ہی مدارک مین یون ہی کہ ہم ایسی کام انبیاء کے ساتھ کرنیوالی ہین
اگرچہ تمہارے نزدیک عجب ہے قاضی صاحب نی یہ کہا کہ ہم ایسی کام کرنیوالی ہین ہم سے
یہ بات کوئی نئی نہین ہی گو تمہارے نزدیک عجب ہو محلی نی کہا تسخیر بتسبیح جبال و طیور کو ہمراہ
داؤد کے ہم کرنیوالی ہین گو تمہارے نزدیک عجب ہے خطیب کا لفظ یہ ہی ہماری شان سے ہے
کرنا ایسی کا مونکا اور ہر شی کا جسکو ہم چاہتے ہین ہمپر کوئی کام بڑائی نہین کرتا ہے گو
تمہارے نزدیک عجب ہو اللہ پاک کی قدرت کے روبرو جمادات کا تسبیح کرنا کون بڑی بات
ہے امت محمدیہ مین بہت سی لوگونکی واسطے اس قسم کا اتفاق ہوا ہی چنانچہ مطرف بن عبداللہ
بن شخیر رضی اللہ عنہ جسوقت گھر مین داخل ہوتی تو اونکے گھر کی دیوارین تسبیح کرنے لگتی
تہین یہ عبداللہ منجملہ سادات تابعین ہین جہر اللہ پاک نی دوسرے انعام کا ذکر فرمایا وعلمنٰہ
صنعۃ لبوس لکم صنعت کہتی ہین بنانے کو لبوس اصل مین لباس ہی یعنی جو شی پہنی

جاتی ہے اوسکو لبوس کہتے ہین زرہ ہو یا اور کچھہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

اِلبَس لکل حالۃ لبوسَھا اما نعیمھا واما بؤسھا

یعنی تو ہر حالت کے واسطے اوسکا لباس پہن یا راحت اوس حالت کی یا اوسکی تکلیف یہان حقیقۃً کپڑا پہننا مراد نہین ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر زمانے کی لیے وہ شی تیار رکھہ جو اوسکی مناسب ہی راحت مین راحت کا سامان تکلیف مین تکلیف کا ساز و برگ مطلب یہ ہے کہ ہر حال مین اوسکی مناسب رہنا چاہیے حالت کو لباس کی ساتھہ تشبیہ دی ہی عرب کے نزدیک لبوس ساری ہتھیاروں کو بولتے ہین زرہ ہو یا جوشن تلوار ہو یا نیزہ یہان مراد لبوس سے خاص زرہین ہین اور جسطرح رکوب بمعنی مرکوب اور حلوب بمعنی محلوب آتا ہی اوسیطرح لبوس بھی بمعنی ملبوس ہی کیونکہ پہنتے ہین مختار مین کہا ہے کہ درع حدید یعنی زرہ مونث ہے ابوعبیدہ نے کہا مذکر و مونث دونون طرح مستعمل ہوتی ہی اور درع مراۃ یعنی عورت کا کرتا مذکر ہے لکم متعلق ہی علمناہ سی یا صفت ہے لبوس کی یا متعلق ہے صنعت سے اول کی بنا پر لام تعلیل کا ہوگا ای علمناہ لاجلکم اور خطاب لکم مین اہل مکہ کو ہے مع جملہ لوگون کے لتحصنکم من باسکم حسن و ابوجعفر و ابن عامر و حفص و رَوح نی بتای فوقیہ پڑہا ہے اسکی بنا پر ضمیر راجع ہوگی طرف صنعت کی یا لبوس کے تاویل درع کیونکہ کلمہ درع کا مونث سماعی ہی شیبہ و ابوبکر و مفضل و ابن ابی اسحق رویس نی بنون پڑہا ہے ضمیر اللہ پاک کی طرف پھیری ہی باقی قراء نے بیای تحتیہ پڑہا ہے اس صورت مین ضمیر راجع ہوگی طرف لبوس کی بلحاظ لفظ یا طرف داؤد علیہ السلام کے یا طرف اللہ پاک کے لکم کے لام مین تین وجہ ہین اول وجہ یہ ہی کہ لام تعلیل کا ہے علمناہ سے متعلق ہے سو اس وجہ کی بنا پر لتحصنکم کا لام بھی علمناہ سے متعلق ہوگا اور لکم سی با عادۂ جار بدل ٹھیر گیا بدل اشتمال کیونکہ لتحصنکم تاویل مین لاحصانکم کی ہی اور درمیان احصان اور ضمیر لکم کے ملابسہ اشتمال کا ہی اور اخیر دو وجہ کی بنا پر علمناہ سی متعلق ہوگا باس سی مراد اس جگہہ لڑائی ہے اگرچہ اسکا اطلاق ہر قسم کی برائی پر آتا ہی معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانا سکھایا تمہاری نفع کو واسطے تاکہ وہ تمکو روکے تمہاری حراست و

حفاظت کری تمہاری لڑائی کی تکالیف سی جسمین تم اپنے دشمنون کی ساتھہ لڑتی ہو مثلاً ملوار
تیر نیزے کے قتل وزخم سے تمکو محفوظ رکھی تمہارے بدن مین ہتھیار اثر نکری خطاب
لکم لتحصنکم من باسکم وفضل انعم کا اس امت کے واسطے ہی اہل مکہ کو اور اون لوگونکو
جو اونکے بعد قیامت تک ہونگے جیسا کہ اول گذر چکا ہے اللہ پاک نے اس بات کی خبر
دی کہ پہلے پہل حلقہ دار زرہ حضرت داؤد نے بنائی اونسے پہلے لوہے کے چوڑی تختون کی
زرہین ہوتی تہین انمین بوجہ زیادہ ہوتا تہا حلقے دار زرہ مین خفت وتحصین دونون
جمع ہین معجزہ اسمین یہ تہا کہ بدون استعانت آلات کے بناتی تہی نہ بھٹی کی حاجت نہ آگ کی
ضرورت نہ ہتوری وغیرہ کی احتیاج اللہ پاک نے لوہے کو اونکے دست مبارک مین موم
کی طرح کردیا تہا بلا تکلف بناتے تہی چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا ہی والنا لہ الحدید کہتی ہین کہ
داؤد علیہ السلام ایک دن صورت شکل بدلکر نکلے ایسے شخص کو ڈہونڈہتے تہی کہ اپنی مملکت
مین خود کے چال چلن کا حال اوس سے پوچہین پس جبریل علیہ السلام اونکے سامنے آئے
ایک آدمی کی صورت مین انہون نے اونکو نہ پہچانا تو اونسے کہا تو داؤد کا چال چلن برتاؤ
اوسکی مملکت مین کیسا دیکہتا ہے تو حضرت جبریل نے اونسے کہا کہ داؤد اچہا آدمی ہے
اگر اوسمین ایک خصلت نہو حضرت داؤد نے پوچہا وہ کیا ہے حضرت جبریل بولے مجہ یہ بات
پونہچی ہے کہ وہ بیت المال سے کہاتا ہے کوئی شے اس سے افضل نہین ہے کہ آدمی
اپنے ہاتہہ کی مشقت سے کہائے پہر حضرت داؤد علیہ السلام لوٹے اور اللہ پاک
سے اس بات کا سوال کیا کہ روزی اونکی اونکے ہاتہہ کی مشقت سے کری پس اللہ پاک
نے اونکے لیے لوہے کو نرم کردیا تو وہ لوہے کی زرہ بناتی اوسکو فروخت کرتے اور
اوسکی قیمت سے قوت بسری کیا کرتے تہے سو یہ وہی قول ہی اللہ پاک کا وعلمناہ یعنی ہم نے
اوسکو الہام کیا یا وحی سے زرہ بنانا سکہایا پہر لوگون نے اونسے سیکہا پہر یہ کام لوگونکی میراث
مین یکی بعد دیگرے برابر چلا آیا پس آخر زمانی نبی خلق مین سے جتنے حرب وضرب والے
ہین اون سب کو یہ نعمت عام وطام ہوگئی تو اونکو لازم ہوا کہ اس نعمت عظیمہ پر اللہ
پاک کا شکر ادا کرین سو اسی واسطے اللہ پاک نے اونپر شکر واجب کیا پس ارشاد فرمایا

فهل انتم شاکرون یعنی تم اللہ پاک کا شکر کرو اس بات پر کہ اوسنے تمپر اس صنعت کو
آسان کردیا اور اوسکے سبب سے باس وحرب کے مضار سے تمکو محفوظ رکھا محمی السنہ
نے کہا کہ اللہ پاک حضرت داود علیہ السلام اور اونکے گھر والونسے فرماتا ہے کہ تم شکر
کرو کسی نے کہا کہ والون سے فرماتا ہے کیا تم ہو شکر کرنیوالے میری نعمت کا ساتھہ طاعت
کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہی کلامہ مراد نبوی کی یہ ہے کہ جائز ہے
کہ حضرت داؤد کو اور اونکی اہل بیت کو خطاب ہو بتقدیر قول یعنی بعد اسکے کہ ہمنے اونپر
ان نعمتون کا انعام کیا پھر ہمنے اونسے کہا کیا ہو تم شکر کرنیوالے اون نعمتون کا جو اونکو عطا
ہوئین یعنی جبال وطیور کا مسخر کرنا لوہے کا نرم کرنا زرہ بنانے کا علم عطا کرنا رہی یہ
بات کہ یہان استفہام بمعنی امر ہے سو واسطے مبالغہ وتقریع وتوبیخ کے امر کو پیرایۂ
استفہام مین ادا فرمایا ہے بیان اسکا یہ ہے کہ یہان فاشکروا کی جگہہ فہل انتم شاکرون
رکھا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ تقریع استفہام کی مباشرت فعل سے بعد بیان کرنے اوس
شے کے جو اوس فعل کی مباشرت کی موجب ہے ابلغ ہے اوس فعل کو واجب کرنے مین
اوس واجب کرنے سے جو بصورت امر ہوتا ہے اسلیے کہ استفہام مباشرت فعل سے متضمن ہے تقریع
کو اوس فعل کے ترک پر بعد تحقق اوس شی کے جو اوس فعل کی موجب ہے امر بصورت
استفہام قرآن شریف مین بہت آیا ہے منجملہ اونکے ایک یہ ہے فہل انتم منتہون
ای انتہوا واسلموا ای اسلموا یہ سب شیخ زادہ کی تقریر کا حاصل ہے مثلاً کسی شخص کے
پاس ساز وسامان تحصیل علم کا بہم وجوہ مہیا ہو اوس سے یون کہو کہ بھائی تم خوش فہم
آدمی ہو ہر قسم کے کتب تمہارے پاس موجود ہین کہانے پینے کا خوب اطمینان ہے
اوستاد ہر قسم کے پڑھانے کو حاضر ہین فرصت پورے طور پر حاصل ہے پس تم پڑھو ایک
یہ عبارت ہے کہ بعد اس تقریر کے اوس سے یون کہو کیون جی تم پڑھو گے اس مین
کسقدر مبالغہ وتقریع وتوبیخ ہے مطلب یہ ہے کہ تم بڑے احمق نادان ہو کہ باوجود تہیۂ
اسباب تحصیل علم نہین پڑھتے ہو تم تو ضرور ہی پڑھو اسی طرح آیت مذکور مین سمجھنا چاہیے
پھر جب اللہ پاک اون نعمتون کا ذکر فرما چکا جنکے ساتھہ حضرت داؤد علیہ السلام کو خاص کیا تھا

تو اب اون نعمتون کا ذکر فرمایا جنکے ساتھہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختصاص بخشا
کیونکہ اللہ پاک نے حضرت سلیمان کو حضرت داؤد کے ملک و نبوت کا وارث کیا اور دو چیزین
اوس سے زیادہ عطا کین ایک تو ہوا کی تسخیر دوسری شیاطین کی تسخیر پس ارشاد فرمایا
ولسلیمان الریح عاصفۃ ریح ایک لطیف جسم متحرک ہے اوسکی لطافت کے مارے
کوئی اوسکو پکڑ نہین سکتا ہی بسبب اوسکی حرکت کے جس کو ظاہر ہوتی ہی اور مارے
لطافت کے بصر سے مخفی رہتی ہی کلمۂ ریح کا لام عرب مین مونث ہے عاصفہ زور سے
چلنی والی ہوا کو کہتے ہین محاورے مین بولتے ہین عصفت الریح یعنی ہوا زور سے
چلی اور اوس ہوا کو عاصف و عصوف بھی کہتی ہین دوسری آیت مین اللہ پاک نے
فرمایا ہے فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء رخاء کے معنی ہین نرم ہوا غرضکہ
ہوا حضرت سلیمان کی فرمانبردار تھی جس طرح وہ چاہتے اوس طرح چلتی تھی کبھی نرم کبھی
زور سے جمہور کی قرأت یہی ہی کہ الریح منصوب مفعول ہی فعل مقدر کا یعنی وسخرنا الریح
لسلیمان اور عاصفہ حال ہی مفعول سی عبد الرحمن اعرج و سلمی و ابو بکر نے یون پڑہا ہے
ولسلیمان الریح برفع ریح ماقبل سی اسکو قطع کیا ہی الریح مبتدا موخر اور لسلیمان مستقرہ
یا مسخرۃ سے متعلق ہوکر خبر مقدم یا تجری بامرہ خبر ہے اور بنا بر قرأت نصب تجری بامرہ
بھی محل نصب مین ہوگا بنا بر حال مفعول سی یا بنا بر بدلیت سی رہی یہ بات کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام کے واسطے حرف لام اور حضرت داود علیہ السلام کے لیی کلمۂ مع فرمایا ہے سو
اسکی وجہ یہ ہے کہ حرف لام تملیک پر دال ہی چونکہ حضرت سلیمان ہوا سی خدمت لیتے
اور وہ اونکی خدمت کرتی اسلیی لام ملک کا یہان مناسب ہوا کیونکہ اونکی طاعت مین
اور اونکے زیر حکم تھی مثل غلام کے اور جبال و طیور ہمراہ داؤد علیہ السلام کے تسبیح
مین چونکہ شریک تھی اسواسطے کلمۂ مع یہان مناسب ٹہیرا کیونکہ صحبت و معیت پر دال ہے
بحر مین اسی طرح کہا ہے تجری بامرہ یعنی وہ ہوا حضرت سلیمان کے حکم سے چلتی
تیز چاہتے تو تیز چلتی نرم چاہتے نرم چلتی الی الارض التی بارکنا فیہا ارض مبارک سی
مراد شام ہے جسطرح گذر چکا ہی معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے واسطے حضرت سلیمان علیہ السلام

سلہ ہر ہمی تابع کی اوسکے باو چلتی اوسکے حکم سے نرم نرم جہان پہونچنا چاہتا ۱۲ منہ یعنی اول حال ہی یا دوسرا حال ہوگا یا اوسکی تمیز ہوگا کاف ۱۲ البیضاوی ۱۲

کے ہوا کو مسخر کردیا در انحال کہ وہ زور سے چلنے والی تہی یعنی وہ ہوا زور سے
چلنے والی ہوا کا کام کرتی تہی باوجود اسکے کہ فی نفسہ نرم طیب تہی اسلیے کہ اوسکا مکان
شام مین تہا ہوا اونکے تخت کو زمین کے اطراف سے ذراسی مدت مین اوٹہا کر ملک شام
کو لیجاتی تہی بعد اسکے کہ صبح کو ملک شام سے اوسکو لیکر چلی تہی صبح کو ملک شام سے اوسکو
لیجاتی کسی طرف کو منجملہ اطراف زمین درمیان اوس زمین کے اور درمیان ملک شام کے
وقت زوال تک ایک ماہ کی مسافت ہوتی پہر وہانسے بعد زوال ملک شام کی طرف لوٹ آتی وقت
غروب آفتاب کے جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے غدوہا شہر ورواحہا شہر رواح نقیض صباح
ہے رواح نام ہے اوسوقت کا جو سورج ڈہلنے سے رات تک ہے حسن رضی اللہ عنہ نے
فرمایا ہے کہ جسوقت گہوڑون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو مشغول کردیا یہان تک کہ عصر
کی نماز اونسے فوت ہوگئی تو خفا ہوے گہوڑون کی کونچین کاٹ ڈالین فطفق مسحا
بالسوق والاعناق اسپر اللہ پاک نے اونکی عوض اونسے بہتر وتیز تر شئی عنایت فرمائی
یعنی ہوا جہان وہ چاہتے اونکے حکم وارادے سے چلتی صبح کو ایلیا سے چلتی اصطخر مین
قیلولہ کرتے پہر وہانسے چلتی تو زمین شام مین رات بسر فرماتی مقاتل نے کہا کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام کے واسطے شیاطین نے ایک فرش سونے کا ابریشم مین بن دیا تہا
یہ فرش فرسخ در فرسخ تہا یعنی ایک فرسخ کا مربع اوس فرش کے وسط مین سونے کا منبر رکہا جاتا
حضرت سلیمان علیہ السلام اوسپر جلوس فرماتے گرد اونکے تین ہزار سونے چاندی کی
کرسیان ہوتین سونے کی کرسیون پر انبیاء جلوس فرماتے چاندی کی کرسیون پر علما
بیٹہتے اور گرد اونکے انسان ہوتی اور انسانون کے گرد جن وشیاطین پرندے اونکے
پرون سے اونپر سایہ کرتے تاکہ اونپر دہوپ نہ پڑے باد صبا اوس فرش کو مہینے بہر کی
مسافت پر صبح سے زوال تک اوٹہا لیجاتی اور بعد زوال سے غروب تک حضرت سلیمان علیہ السلام ایک
ایسے شخص تہے کہ لڑنے بہڑنے سے بہت ہی کم بیٹہتے تہے زمین کے کسی ناحیہ مین کسی
بادشاہ کو سنتے تو ضرور ہی اوسکی پاس جاتے حق کی طرف اوسکی دعوت کرتے شیخ زادہ وغیرہ
مین اسی طرح ہے وکنا بکل شئی عالمین یعنی ہم ہر شے کو خوب جانتے ہین تو اوسکو مقتضائے

حکمت پر جاری کرتے ہین کذا فی البیضاوی علامۂ نسفی کا لفظ یہ ہے کہ ہمارے علم
نے ہر شی کا احاطہ کرلیا ہے تو سارے اشیا ہماری مقتضاے علم پر جاری ہوتے
ہین محلی کا حاصل یہ ہے کہ منجملۂ علم الٰہی ایک یہ ہے کہ اللہ پاک نے اس بات کو جان لیا
کہ جو شی وہ حضرت سلیمان کو عطا کریگا تو وہ اونکو اس طرف داعی ہو گی کہ اللہ پاک کی واسطے
خضوع و عاجزی کرینگے پس فعل اوسکا اپنے مقتضاے علم پر ہے ومن الشیاطین
من یغوصون لہ کلمۂ من موصولہ ہو یا نکرۂ موصوفہ دونون صورتون مین ہو سکتا ہے کہ
محل نصب مین ہو بنا بر عطف بر ریح یعنی ہم نے مسخر کردیے واسطے سلیمان کے وہ شیاطین
جو غوطہ لگاتے ہین اور دریا کے نیچے گھستے ہین اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محل رفع مین ہو
بنا بر ابتدا اور من الشیاطین خبر مقدم رہی یہ بات کہ یغوصون بصیغۂ جمع آیا سو اسمین مَنْ
کے معنی کی رعایت کی گئی اور اس کو اس بات نے حسین کردیا کہ پہلے جمع واقع
ہوئی ہے یعنی شیاطین غوص کہتے ہین پانی مین اترنے کو محاورے مین بولتے ہین
غاص فی الماء غواص وہ شخص ہے جو غوطہ لگاتا ہے دریا مین موتی پر جمل مین کہا ہے
کہ مراد شیاطین سے کافر ہین مومن مراد نہین ہین فتح البیان مین کہا ہے کہ مراد کافر
جن ہین مومن مراد نہین ہین معلوم ہوتا ہے کہ مراد شیاطین سے جن ہین ورنہ شیاطین
مین تفریق مومن و کافر کی یعنی چہ غرض کہ اللہ پاک نے شیاطین کو حضرت سلیمان کا مطیع
کردیا تھا تو اونکے حکم سے دریا مین گھستے موتی جواہر اور نفیس چیزین نکالتے تھے
ویعملون عملا دون ذلک یعنی سوای غوطہ لگانیکے اور کام بھی کرتے تھے جیسے شہر بنانا
محل تیار کرنا صنائع غریبہ کا اختراع کرنا جسطرح کہ اللہ پاک نے سورۂ سبا مین فرمایا ہے
یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل الآیہ فراء نے اسکی تفسیر مین سوی ذلک
کہا ہے یعنی یہان دون سے مراد سوا و غیر ہے اقل و ادون کے معنی نہین ہین ابو حیان
نے بحر مین کہا ہے کہ سوای غوص کے یہ اشیا ہین جیسے نورہ طاحون شیشتی اور صابون کیونکہ
اشیای مذکورہ اونہین کی نکالی ہوئی ہین کسی نے کہا ہے کہ کفار کو مسخر کیا تھا مومنین
کو مسخر نہین کیا تھا شیاطین کا لفظ اسپر دال ہے اور مومن جب مسخر کیا جاتا ہے کسی کام مین تو

لہ بنا بر اوسکی وہ اسکو چھانٹتے اور نکالتے ہین ۱۲

اوسکی حفظ کی احتیاج نہین ہوتی ہی دون ذلک صفت ہے ملاکی وکنا لہم حافظین
یعنی ہم تھے شیاطین کے حفظ رکھنے والے یعنی اونکے اعمال کے فراونی کہا کہ اللہ پاک
ہمارا گنی سے اونکو نگاہ رکھتا تہا یا اس سے کہ کام نکرین یا اس سے کہ اونکے حکم سے نکل جائین
زجاج نے کہا اس سے کہ اپنے کام کو بگاڑ ڈالین اونکی عادت تہی کہ جو کام دن کو
بناتے اوسی رات کو بگاڑ ڈالتے کہا ہے کہ حضرت سلیمان جب کسی شیطان کو ہراد کسی
انسان کے بہیجتے تاکہ اونکا کوئی کام کرے تو اوس انسان سے فرمادیتے کہ جب یہ شیطان
اپنے کام سے قبل رات کے فارغ ہوجائے تو اسکو دوسرے کام مین مشغول کردینا
تاکہ جو کام اسنے بنایا ہے اوسکو بگاڑے نہین **فائدہ** تجیر مین کہا ہی کہ حضرت داؤد
علیہ السلام سو برس زندہ رہے درمیان اونکی اور درمیان موسی علیہ السلام کی پانسو
اونہتر برس کا فاصلہ ہے کسی نے کہا اُونتاسی برس کا اور اونکی فرزند ارجمند حضرت
سلیمان علیہ السلام اونسٹہہ برس زندہ رہے اور درمیان اونکی اور مولد حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے قریب ایک ہزار سات سو برس کی فاصلہ ہی پہر اللہ پاک نے چند قصہ
حضرت ایوب علیہ السلام کا واسطے تسلی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کیا پس فرمایا

وایوب اذ نادی ربہٗ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین ۝ فاستجبنا
لہ فکشفنا ما بہ من ضرٍ واتینٰہ اہلہ ومثلہم معہم رحمۃً من
عندنا وذکری للعٰبدین ۝ اور ایوب کو جسوقت پکارا اپنے رب کو کہ مجہکو پڑی ہے
تکلیف اور تو ہی سب رحم والون سے رحم والا پہر سن لی ہمنے اوسکی پکار سو دور کردی جو اوسپر
تہی تکلیف اور دیے اوسکو اوسکے گہر والے اور اونکی برابر ساتہہ اونکے اپنے پاس کی مہر
سے اور نصیحت بندگی والون کو **ف** حضرت ایوب کو حق تعالی نے دنیا مین سب
طرہ سے آسودہ رکہا تہا کہیت اور مویشی اور لونڈی غلام کمائی اولاد صالح اور عورت موافق
مرضی اور بڑے شکر گزار تہے پہر آزمائی کو اونپر شیطان کو ہاتہہ دیا کہیت جل گئی مواشی
مرگئے اور اولاد اکہٹی دب مری دوستدار الگ ہوگئے بدن مین آبلے پڑکر کیڑے
پڑگئے ایک عورت رفیق رہی جیسی نعمت مین شاکر تہے ویسی ہی بلا مین صابر رہی ایک

قرن کی بعد یہ دعا کی اللہ تعالی نے اولاد مری ہوئی جلائی اور بہی نئی اولاد دی
اور زمین سے چشمہ نکالا اوسی سے پی کر اور نہا کر چنگے ہوئے اور سونے کی ٹیڑیان
برسائین اور سب طرح درست کر دیا انتہی ف حضرت ایوب علیہ الصلوۃ والسلام
کے مال و اولاد و جسم مین جو بلا اون کو پونہچی اللہ پاک اوسکی خبر دیتا ہے یہ قصہ
یون ہوا کہ اونکے پاس سواری کے جانور اور مویشی بہت تہے اور کہیتی بہی بہت
تہی اور اولاد بکثرت تہی اچہے اچہے مکان تہے پہر اس سب مین اونکی آزمائش ہوئی
ساری چیزین جاتی رہین پہر اون کے جسم مین جانچ ہوئی کہتے ہین کہ اونکے سارے
جسم مین جذام ہوگیا سوای اونکے دل و زبان کے اور کوئی شی بدن سی باقی نرہی
دل و زبان سے اللہ عزوجل کا ذکر کیا کرتے یہان تک نوبت پونہچی کہ پاس
بیٹہنی والا اونسی گہن کر تا شہر کے ایک گوشے مین تنہا رکہے گئے لوگون مین سی کوئی ایسا
باقی نرہا کہ اونپر شفقت و مہربانی کرے اونکا ترس کہاکر سوا اونکی بی بی کے کہ وہ اونکی
تیمارداری کیا کرتی تہین کہتے ہین کہ اونکی بی بی محتاج ہوگئین تو اونکے واسطے لوگون کی
خدمت کیا کرتین مقرر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سخت تر لوگون کی از روئے
بلا کی انبیا رہین پہر صالحین ثم الامثل فالامثل یعنی صالحین کے بعد پہر جس قدر جو شخص
اچہا ہے اوسی قدر اوسکی بلا سخت ہوتی ہے دوسری حدیث شریف مین یہ آیا ہے کہ آدمی مبتلا
ہوتا ہے اپنے دین کے اندازے پر پس اگر اوسکی دین مین سختی ہے تو اوس کی
بلا مین زیادتی کیجاتی ہے اللہ پاک کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام صبر مین غایت
درجے کو پونہچے ہوئے تہے اس باب مین ضرب المثل تہے یزید بن میسرہ نے کہا ہے جبکہ اللہ
پاک نے حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمایا اور اونکے گہر والے بال بچے سب مر گئے اور مال
جاتا رہا اور کوئی شے اونکے واسطے باقی نرہی تو اونہون نے اچہا ذکر کیا پہر کہا ای
رب ارباب مین تیری حمد کرتا ہون کہ تو نے مجہپر احسان کیا مجہسے مال و اولاد عطا کی تو میرے
دل سی کوئی شعبہ باقی نرہا مگر اوسمین یہ داخل ہوگیا پہر تو نے یہ سب مجہسے لیلیا اور میرے
دل کو فارغ کر دیا اب کوئی شے میرے تیرے درمیان مین حائل نہین ہوتی ہے

ف یعنی تکلیف کی شکایت نہ کی بلکہ اللہ تعالے کی حمد کی ۱۲

اگر میرا دشمن ابلیس اوس بات کو جان سے جو تو نے کی تو وہ مجھپر حسد کریگا راوی نے
کہا فلقی ابلیس من ذلک منکرا یعنی یہ بات ابلیس کو بری لگی راوی نے کہا اور ایوب
علیہ السلام نے یہ کہا ای میرے رب بیشک تو نے مجھے مال و اولاد عطا کی تو میرے
دروازے پر کوئی کھڑا نہوا کہ میری شکایت کرے بسبب کسی ظلم کے کہ مین نے اوسپر
کیا ہو حالانکہ تو اسکو جانتا ہے اور میرے واسطے نرم بچونا بچھایا جاتا تو مین اوسکو چھوڑ دیتا
اور اپنے نفس سے کہتا کہ ای نفس مقرر تو بچھونا روندنے کے واسطے نہین پیدا کیا گیا ہے
اسکو مین نے نہین چھوڑا مگر واسطے طلب کرنے تیری ذات کی اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا
ہے وہب بن منبہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کے حال مین ایک قصۂ طویل روایت
کیا گیا ہے ابن جریر و ابن ابی حاتم نے بسند تا وہب اوسکو بیان کیا ہے اور بہت سے
متاخر مفسرون نے بھی اوسکا ذکر کیا ہے اور اوسمین غرابت تھی بوجہ طول ہمنے اوسکو ترک کیا
مروی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام ایک مدت طویل تک بلا مین رہے پھر مفسرین نے
اوس سبب مین اختلاف کیا ہے جس نے اس دعا پر اونکو برانگیختہ کیا پس حضرت حسن و
قتادہ نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام سات برس کئی ماہ مبتلا رہے بنی اسرائیل
کے گھورے پر پڑے رہتے جانور اونکے جسم مین آمد و رفت رکھتے پھر اللہ پاک نے بلا کو
اوسسے دور کیا اور اون کو اجر عظیم عطا فرمایا اور اونکی ثنای حسن فرمائی وہب بن منبہ
نے کہا کہ پورے تین برس بلا مین رہے بے زیادتی و کمی سدی نے کہا کہ حضرت
ایوب علیہ السلام کا گوشت گر پڑا تھا یہان تک کہ سوای پٹھون ہڈیون کے اور کچھ
باقی نرہا اونکی بی بی اونکی خدمت کیا کرتی تھین اونکے پاس راکھ لاتین اوس مین
پڑے رہتے تھے جسوقت اونکی بیماری دراز ہوئی تو بی بی نے اوسسے کہا ای ایوب
اگر تو اللہ سے دعا کرے تو وہ تجھسے دور کردی اونہون نے کہا مین ستر برس تندرست زندہ
رہا فھو قلیل للہ ان اصبر لہ سبعین سنۃ یعنی اوسکی نسبت زمانہ مرض کا قلیل ہے اب مین
اللہ کے واسطے ستر برس صبر کرونگا اونکی بی بی اس سے گھبرائین پس نکلین پھر وہ باجرت
لوگون کا کام کاج کرتین جو اونکو ملتا اونکے پاس لاتین پھر اونکو کہلاتین دو آدمی

سلہ اصل کا نقطہ یہ ہے یعطانی افراش بقارتہا واقول لعنتی یفرس انکم تخلقی لوطہ افرشہ
سلہ ابن کثیر مین یہ سیاق ہے وہیضاوی و مدارک مین یون ہے کہ حضرت ایوب نے بی بی سے کہا کہ مدت راحت کی کتنی تھی تو بی بی نے کہا سی برس حضرت ایوب بولے مین اسرے شرماتا ہون کہ اوس سے دعا کرون حالانکہ میری بلا کی مدت مدت رخا کو ابھی نہین پہونچی ہے خازن مین بھی یہ روایت ہے اور ایسی ہی کچھ روایت ہے اور ابن کثیر نے بھی اسی کا ذکر کیا ہے اور ابن جریر مین جو کچھ ہے اسکی عبارت یہ ہے برس کی ہوئی اوسکو کتنے دن ہوئے جب کہ اللہ نے اوسکو مبتلا کیا تو بی بی نے کہا سات برس حضرت ایوب بولے تو ای دشمن کبھو نکو رہا ہو سکتا ہے واللہ اعلم

فلسطین کی حضرت ایوب کی دوست اور بہائی تھے ابلیس اونکی پاس گیا اونسے کہا کہ ایوب
تمہارے بہائی کو ایسی ایسی بلا پونہچی ہے تم اوسکے پاس جاؤ اوسکی زیارت کرو تمہاری
زمین کی شراب اپنے ساتھہ لیجاؤ چونکہ اگر وہ اسمین سے پی لیگا تو اچھا ہوجائیگا یہ دونو
حضرت ایوب کی پاس گئے جسوقت انہون نے اونکی طرف نظر کی تو رو دیے حضرت ایوب
نے کہا تم کون ہو بولے ہم فلان فلان ہین حضرت ایوب نے اونکو مرحبا کہا اور کہا مرحبا ہے
اوسکو جو کہ بلا کے وقت مجھسے بیوفائی نہین کرتا ہے دونون نے کہا ای ایوب شاید
تو کوئی شے پوشیدہ کرتا اور اوسکو اوروں سے ظاہر کرتا تھا اسی لیے اللہ نے تجھے مبتلا کیا ہے اونہون نے
اپنا سر آسمان کی طرف اوٹھایا پھر کہا وہ جانتا ہے کہ مین نے کوئی ایسی شی پوشیدہ نہین
کی جسکا غیر مین نے ظاہر کیا ہو لیکن میرے رب نے مجھے مبتلا کیا ہے تاکہ دیکھے کہ آیا مین صبر کرتا ہون
یا گھبراتا ہون اون دونون نے کہا ای ایوب تو ہماری شراب سے پی لے اسلیے کہ اگر تو اوس سے
پی لیگا تو اچھا ہوجائیگا راوی نے کہا کہ حضرت ایوب اسپر خفا ہوے اور کہا تمہاری پاس خبیث
آیا سو اونسے تمکو اس بات کا امر کیا تمہارا کلام اور تمہارا طعام اور تمہاری شراب مجھپر حرام ہے
پھر وہ دونو اونکی پاس سے اوٹھہ کھڑے ہوے اونکی بی بی نکلین لوگونکا کام کیا کرتی تھین سو
اونہون نے کسی گھر والونکی واسطے روٹی پکائی تھی اون گھر والون کا ایک بچا تھا اوسکی واسطے انہون
نے ایک قرص بنایا تھا یعنی ٹکیا اور وہ بچا سوتا ہوا تھا گھر والون نے اوسکا جگانا برا سمجھا
تو وہ قرص ان بی بی کو دیدیا وہ اوسکو لیکر حضرت ایوب کی پاس آئین انہون نے اوس
قرص کو اوپر اسمجھا یعنی خلاف عادت اور کہا تو تو میری پاس یہ نہین لایا کرتی تھی آج تیرا کیا
حال ہے بی بی نے اونسے قصہ بیان کیا حضرت ایوب بولے شاید وہ بچہ جاگ اوٹھا ہو تو اونسے مانگا ہو
پھر اوسکو نہ پایا ہو تو وہ اپنے گھر والون پر روئیگا اسلیے تو اسکو اوسی کے پاس لیجا یہ بی بی
چلین یہان تک کہ اون لوگون کی زینے تک پونہچین اتنے مین اونکی بکری تھی اونسے انکو سینگ
مارا اسپر یہ بول اوٹھین لعنت اللہ ایوب کے خطا پر یعنی ہلاک ہوا ایوب بڑا خطاکار پھر جسوقت زینے پر
چڑھ گئین تو بچے کو پایا کہ وہ جاگ اوٹھا ہے اور وہی قرص مانگ رہا ہے اور اپنی گھر والونپر رو رہا ہے
سوای اوس قرص کے اور کوئی شے اونسے قبول نہین کرتا ہے اب یہ بی بی بولین رحمہ اللہ

یعنی ایوب پر اللہ رحم کرے پھر وہ قرص اوس بچھو کو دیدیا اور لوٹ آئین پھر اونکی بی بی
کے پاس طبیب کی صورت مین ابلیس آیا اوسنے کہا کہ تیرے خاوند کی بیماری لمبی ہوگئی ہے
اگر وہ اچھا ہونا چاہے تو چاہیے کہ ایک مکھی لے پھر اوسکو بتوں فلان کی بت کی نام سے ذبح
کرڈالی مقرر وہ اچھا ہوجائیگا اور بعد اسکے توبہ کرڈالی بی بی نے یہ بات حضرت ایوب سے
کہی وہ بولی مقرر تیرے پاس خبیث آیا اللہ کے واسطے مجھپر یہ ہے کہ اگر مین اچھا ہوگیا تو تجھے
سو کوڑے مارونگا پھر وہ اونکی واسطے محنت مزدوری کرنیکو نکلین تو اوسنے رزق روک دیا
فجعلت لا تاتی اھل بیت فیرید ونھا یعنی اب یہ نوبت پونہچی کہ جس گھر جاتین تو کوئی
اونسے کام نہ لیتا پھر جب یہ بات اونپر سخت ہوئی اور حضرت ایوب پر اونکو بھوک کا خوف ہوا
تو اپنے سر کے بالونسے ایک لٹ مونڈی پھر اوسکو اشراف کی لڑکیون مین سے ایک لڑکی کے
ہاتھ بیچ ڈالی اونھون نے بہت سا پاک کھانا انکو دیا اوسکو لیکر حضرت ایوب کی پاس آئین حضرت
ایوب نے جب اوسکو دیکھا تو اوپر اسبھا اور کہا تیرے پاس یہ کہان سے آیا کہا مین نے ایک لوگون کا
کام کیا تھا اونھون نے مجھکو کھانا دیا حضرت ایوب نے اوسمین سے کہا یا پھر جب کل کا دن ہوا تو وہ
نکلین کام کرنا تلاش کیا نہ ملا تو ایک اور لٹ مونڈی اوسی لڑکی کے ہاتھ اوسکو فروخت کیا
پھر اونھون نے اوسی کھانے مین سے دیا یہ اوسکو لیکر حضرت ایوب کی پاس آئین اونھون نے
کہا مین اوسکو نہ کھاؤنگا یہان تک کہ مین جان لون کہ وہ کھانا کہان سے ہی بی بی نے اپنی
اونہنی اوتار کر رکھدی حضرت ایوب نے جب اونکی سر کو منڈا ہوا دیکھا تو بہت ہی سخت گھبرائے
پس اسوقت اللہ عزوجل سے دعا کی یون کہا انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین ابن ابی
حاتم نے نوف بکالی سے روایت کیا ہے کہ جو شیطان حضرت ایوب مین قائم کیا گیا تھا
اوسکو مسبوط کہتے تھے کہا اور اونکی بی بی کہا کرتی تھین کہ تو اللہ سے دعا کر کہ وہ تجھے شفا دی
وہ دعا نہین کرتے تھے یہان تک کہ ایک گروہ بنی اسرائیل کا اونپر گذرا تو بعض نے بعض
سے کہا کہ نہین پونہچا اسکو جو کچھ کہ پونہچا مگر بسبب کسی بڑے گناہ کی پونہچا ہے پس اسوقت
حضرت ایوب نے کہا رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین ابن ابی حاتم
نے عبد اللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا حضرت ایوب علیہ السلام کے

سلہ مجھکو پہونچی ہے
بکلیف اور تو ہی سب
رحم والون سے زیادہ رحم والا
ہے ۱۲

دو بھائی تھے تو وہ ایک دن آئے مارے بو کی اونکے قریب نہ آسکی تو دور کھڑی رہے
پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر اللہ ایوب سی کوئی نیکی جانتا تو اوسکو اس بلا کی ساتھ
مبتلا نکرتا حضرت ایوب اونکی بات سی ایسے گھبرائے کہ کبھی کسی شے سے نہ گھبرائے تھے
بس کہا الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ مین نے کبھی کوئی رات پیٹ بھر کر بسر نہین کی حالانکہ مین کسی
بھوکی کا مکان جانتا ہوؤن تو تو میری تصدیق کر پس آسمان سی اونکی تصدیق کی گئی
اور اونکی دونو بھائی سن رہے تھے پھر کہا الٰہی اگر تو جانتا ہی کہ کبھی میرے پاس دو کرتے
نہوے حالانکہ مین کسی ننگی کا مکان جانتا ہوؤن تو تو میری تصدیق کر پس آسمان سے
اونکی تصدیق کی گئی اور وہ سن نو سن رہے تھے پھر کہا اللھم بعزتک یعنی الٰہی مجھے
قسم ہے تیری عزت کی پھر سجدہ کرتے ہوے گر پڑے پھر کہا الٰہی مجھو قسم ہے تیری
عزت کی مین اپنا سر کبھی نہ اوٹھاونگا یہانتک کہ تو مجھسی اس بلا کو دور کردی پس اونھون نے اپنا
سر نہ اوٹھایا یہانتک کہ اللہ نے دور کردیا ابن ابی حاتم نے بوجہ دیگر مثل اسکی حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے مرفوعاً روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی ان نبی اللہ ایوب
لبس به بلاء ثمانی عشرة سنة یعنی ایوب علیہ السلام کی بلا اٹھارہ برس ہی تو قریب
وبعید کے لوگون نے اونکو چھوڑ دیا مگر دو شخص اونکے بھائیون سی وہ اونکی خص اخوان سے
تھے صبح و شام اونکے پاس آتے تھے اونمین کی ایک نے دوسرے سی کہا تو جانتا ہی واللہ مقرر
ایوب نے کوئی ایسا گناہ کیا ہی کہ جہان والون مین سی کسی نے اوسکو نہ کیا تو اوس سے
دوسرے نے کہا یہ کیا ہے کہا کہ اٹھارہ برس ہی اللہ نے اوسپر رحم نہ کیا کہ جو بلا اوسکو ہی
اوسی دور کردیتا پھر جب وہ دونو طرف ایوب علیہ السلام کے گئے تو اوس شخص نے صبر نہ کیا
یہانتک کہ ایوب علیہ السلام سی اسکا ذکر کردیا اسپر حضرت ایوب نے کہا مین نہین جانتا ہون
تو کیا کہتا ہی سوا اسکی کہ اللہ عزوجل جانتا ہی کہ مین دو آدمیونپر گذرتا وہ جھگڑتے ہوتی پھر وہ
اللہ کا ذکر کرتے تو مین اپنے گھر لوٹ آتا پھر اونکی طرف سی کفارہ دیتا تھا واسطے کراہیت اس
بات کی کہ اللہ کا ذکر نہ کیا جاے مگر حق مین فرمایا اور وہ اپنی حاجت مین نکلا کرتی تھی پھر جب وہ
اوسکو پورا کر لیتے تو اونکی بی بی اونکا ہاتھ پکڑے رہتین یہان تک کہ پہنچ جائین پھر

جس وقت کہ ایک دن ہوا تو بی بی نے اونپر دیر لگائی تو اوسی جگہہ اللہ نے حضرت
حضرت ایوب کی طرف وحی بھیجی کہ ارکض برجلك هذا مغتسل بارد وشراب
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رفع اس حدیث کا نہایت غریب ہی ابن ابی حاتم نے
حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سی روایت کیا ہی کہ فرمایا اور اللہ نے اونکو جنت کا حلہ
پہنایا پہر حضرت ایوب علیحدہ ہوے پس ایک گوشے مین بیٹہے اور اونکی بی بی آئین تو اونکو نہ
پہچانا پہر کہا ای اللہ کی بندی یہ مبتلا کہان گیا جو یہان تہا شاید اوسکو کتے لیگئے یا بہیڑیے پہر گڑی بہر اونسی باتین کرنے لگین
وہ بولی تیری خرابی ہو مین ایوب ہون وہ بولین ای اللہ کی بندی کیا تو مجہسی ہنسی کرتا ہی اونہون نے کہا تیری خرابی ہو مین ایوب ہون
اللہ نے میرا جسم مجہپر پہیر دیا وہ قال ابن عباس اور اونکا مال و اولاد عیانًا اونپر پہیر دیا اور
ویسے ہی ساتہہ اونکے اور وہب بن منبہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام
کی طرف وحی کی کہ مین نے تیری اہل و مال کو تجہپر پہیر دیا اور ویسی ہی اونکے ساتہہ اور پس تو
اس پانی سے نہالی اسلیے کہ اسمین تیری شفا ہے اور تیرے ہمراہیون کی طرف سی قربانی کر
اور اونکی واسطے مغفرت مانگ کیونکہ اونہون نے تیری نافرمانی کی ہے تیرے حق مین رواہ
ابن ابی حاتم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کرتے
ہین کہ آپ نے فرمایا جس وقت اللہ نے ایوب علیہ السلام کو عافیت دی تو سونے کی ٹیڈیان
اونپر برسائین تو وہ اوسمین سے اپنے ہاتہہ سے لینے لگے اور اوسکو اپنے کپڑے مین
رکہنے لگے فرمایا پس اونسی کہا گیا ای ایوب کیا تو سیر نہین ہوتا ہی وہ بولی ومن یشبع
من رحمتك یعنی کون تیری رحمت سے سیر ہوتا ہے رواہ ابن ابی حاتم اصل اس حدیث
کی صحیحین مین ہے اور آئندہ دوسری جگہہ آئیگی واتیناہ اهله ومثلهم معهم
پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سی گذر چکا ہے کہ اونکے گہر والی بعینہ وہی اونپر پہیر دیے
گئے عوفی نے بہی اونسی اسی طرح روایت کیا ہی حضرت ابن مسعود و مجاہد سے بہی ایسا
ہی مروی ہی حضرت حسن و قتادہ بہی اسی کے قائل ہین بعض کا زعم یہ ہے کہ اونکی بی بی کا
نام رحمت تہا اگر اسکو سیاق آیت سی لیا ہی تو ابعاد نجعہ کیا اور اگر اہل کتاب کی نقل سی لیا ہے
اور یہ بات اونسی صحیح ہوئی ہے تو پہر اوس قسم سی ہی کہ اوسکی نہ تصدیق کیجائے نہ تکذیب

ابن عساکر رحمہ اللہ تعالی نے بھی اپنی تاریخ مین اونکی بی بی کا نام بتایا ہے کہا اور
کہتے ہین کہ اونکا نام لیّا بنت منشا بن یوسف بن یعقوب بن اسحق بن ابراہیم علیہم السلام
ہے کہا اور کہتے ہین کہ لیا بنت یعقوب علیہ السلام زوجۂ ایوب علیہ السلام زمین شنیہ
مین اون کے ہمراہ تھین مجاہد نے کہا حضرت ایوب سے کہا گیا کہ تمہارے گھر والے
تمہارے لیے ہین جنت مین پھر اگر تم چاہو تو ہم اون کو تمھین دیدین اور اگر تم چاہو
تو ہم اونکو تمہارے واسطے جنت مین چھوڑ رکھین اور اونکے مثل تمہارے واسطے
عرض کردین حضرت ایوب نے عرض کیا نہین بلکہ اون کو جنت مین چھوڑ رکھہ اسپر
وہ اون کے واسطے جنت مین چھوڑ رکھے گئے اور اونکے مثل دنیا مین عوض دیے
گئے مجاہد نے کہا کہ مین نے یہ حدیث مُطَرِّف سے بیان کی تو مطرف نے کہا
ما عرفتُ وجہا قبل الیوم یعنی مین نے آج سے پہلے اسکی وجہ نہین جانی تھی اور اسیطرح
قتادہ وسدی اور بہت سے سلف سے مروی ہے رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا یعنی ہم نے یہ
ایوب کے ساتھہ کیا واسطے رحمت اللہ کے اوسپر وذکری للعابدین یعنی اور پند ایا ہم نے
ایوب کو اس باب مین پیشوا تاکہ اہل بلا اس بات کا گمان نکرین کہ ہم نے جو کچھہ
اونکے ساتھہ کیا بسبب اونکی ذلت وخواری کے ہے ہمارے نزدیک اور تاکہ ایوب
کا اقتدا کرین صبر کرنے مین اللہ پاک کے مقدورات پر اور اوسکے ابتلا پر جو اوس کے
بندون کے واسطے ہوتا ہے جس شی کے ساتھہ وہ چاہتا ہے آمین اوسکی حکمت بالغہ
ہے کذا فی ابن کثیر ف وَاَیُّوْبَ معطوف ہے ماقبل پر اور عامل اسمین وہی ہے
جو ماقبل مین ہے مذکور یا مقدر جسطرح کہ گذر چکا ہے یعنی اسی طرح دیا ہمنے ایوب کو حکم وعلم
یا تم ذکر کرو ایوب کا یعنی اونکی خبر وقصے کا اذ نادٰی رَبَّهٗ مین وہی عامل ہے جو
ایوب مین ہے محلی نے کہا بدل ہے ایوب سے اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ بفتح ہمزہ اول مین حرف
جر مقدر ہے ای بانی کسی نے بکسر ہمزہ پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ قول مقدر کیا ہے
یا اس لیے کہ ندا متضمن معنی قول کو ہے ضُرٌّ بالضم سختی وگزند ولاغری وبدحالی کو کہتے ہین
کذا فی الصراح بیضاوی ونسفی نے کہا ہے کہ ضر بالفتح ہر ضرر رہر شے مین شائع ہے

اور بضم اوس ضرر کے ساتھہ خاص ہی جو نفس مین ہو جیسے بیماری و لاغری مس کہتے ہین
سو دن کو اس ضر مین اختلاف ہی کہ وہ کیا تہا سو کسی نے کہا کہ وہ کھڑے ہوے کہ نماز
پڑہین تو اوٹھنے پر قادر نہوئے کسی نے کہا کہ اونہون نے حجز کا اقرار کیا سو صبر کو منافی
نہین ہے کسی نے کہا کہ چالیس دن اونسے وحی منقطع ہوگئی کسی نے کہا کہ ایک کیڑا اونکے
بدن سے گر پڑا تو اونہون نے اوسکو لیکر اوسی کی جگہہ مین رکہدیا پس دسنے اونسے گہایا اسپر
مسنی الضر چلایا اوٹھے کسی نے کہا کہ کیڑون نے اونکے بدن کو کہا لیا تو اسپر وہ صبر کرتے
رہے یہان تک کہ ایک کیڑے نے اونکے دل کو تناول کیا کسی نے کہا اونکا ضریہ تہا
کہ ابلیس نے اونکی بی بی سے کہا کہ تو مجہہ کو سجدہ کرلے پس وہ اوسکے ایمان جانے پر ڈرے
کسی نے کہا کہ اونکی قوم نے اونسے گھن کی کسی نے کہا ضر سے مراد شماتت ہے
انکے سوا اور قول بہی ہین ابن عساکر و دیلمی و ابن نجار نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے ایوب
علیہ السلام سے فرمایا تو جانتا ہے تیرا کیا جرم ہے مجہہ پر یہان تک کہ مین نے تجہکو مبتلا کیا
کہا نہین یا رب فرمایا اسلیے کہ تو فرعون پر داخل ہوا تو تو نے اوسکے نزدیک دو کلمے نہین
کہے تہے کی ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا کہ
گناہ ایوب علیہ السلام کا یہی تہا کہ ایک مسکین نے کسی ظالم پر اونسے مدد چاہی تہی
کہ اوسکو دفع کرین سو اونہون نے اوسکی مدد نہ کی نہ امر بمعروف کیا نہ اوس ظالم کو
مسکین کے ظلم سے منع کیا اسپر اللہ پاک نے اونکو مبتلا فرمایا اسکی اسناد مین جویبر ہین
تر جمکہ حضرت ایوب نے جسوقت اپنے پروردگار کو تضرع و زاری کرکے پکارا تو
اوسکو غایت رحمت کے ساتھہ موصوف کرکے یون کہا وانت ارحم الراحمین بعد اسکے
کہ اپنے نفس کا ایسی شے کے ساتھہ ذکر کیا جو کہ موجب رحمت ہے اور مطلب
کی تصریح نہ کی پس اس سوال مین بغایت لطف و حسن ہے گویا یون کہا کہ تو اسکا اہل ہے
کہ رحم کرے اور ایوب اس کے لائق ہے کہ رحم کیا جائے سو تو اوسپر رحم فرما اور
اوس سے ضرر کو دور کردے اللہ پاک کا ضار ہونا اوسکے نافع ہونیکو منافی نہین ہے

رفع قنع
فتح البیان مین
فاکشفنا ما بہ من ضر
الضر کہنے کی وجہ
خوب جسپر مین نہین
ہوتی ہے

بلکہ وہ ضار و نافع ہی پس اوسکا ضرر دینا واسطے دفع مشقت کے نہین ہے اور اوسکا نفع
دینا واسطے جلب منفعت کے نہین ہے بلکہ لایسال عما یفعل کسی نے کہا کہ حضرت ایوب
علیہ السلام نے اللہ پاک کی مناجات سے لذت لینے کو طرف اوسکے شکوہ کیا
نہ اس لیے کہ بیماری سے ضرر پذیر ہو کر شکایت کی اللہ پاک کی طرف شکوہ کرنا غایت
قرب ہے جس طرح کہ اوس سے شکایت کرنا غایت بُعد ہے پھر اللہ پاک نے اونکی
دعا قبول کر لینے کی خبر دی کہ فاستجبنا لہ یعنی ہم نے اوسکی ندا یعنی دعا قبول کر لی یا وہ
ندا جسکی ضمن مین دعا تھی اوس کو ہم نے قبول کر لی فکشفنا ما بہ من ضر یعنی جو بیماری اوسکو
لاحق تھی اوس سے اوسکو شفا دی اور جو کچھ جاتا رہا تھا اوسکو پھیر دیا اسی لیے یون فرمایا
واٰتینٰہ اھلہ ومثلھم معھم کہا ہے کہ اللہ پاک نے اونکے گھر والون کو واسطے
اون کے جو چھوڑ رکھا اور اونکے مثل دنیا مین دیے نحاس نے کہا اسکا اسناد صحیح
ہے اونکے گھر والے سب مر گئے تھے مگر اونکی بی بی اللہ پاک نے بلکہ مارنے سے بھی
کم زمانے مین اونکو زندہ کر دیا اور اونکے ساتھ اونکے مثل اور اونکو دیے ظاہر قرآن
یہی ہے اور اسی کے اکثر مفسر قائل ہین کسی نے کہا یہ یون ہوا کہ جتنے لوگ اونکے
مر گئے تھے اونسے دوگنے اور پیدا ہوئے اس بنا پر معنی آیت کے یہ ہونگے کہ
آتیناہ مثل اہلہ ومثلھم معھم رحمۃ من عندنا منصوب ہے بنا پر علت مفعول لہ ہے آتینا
کا یعنی آتیناہ ذلک رحمتنا لہ اور من عندنا صفت ہے وذکری کے معنی ہین تذکر
یعنی وعظ و نصیحت یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رحمۃ مفعول مطلق ہو فعل مقدر کا یعنی
رحمناہ رحمۃ قول اول ظاہر تر ہے خاص عابدون کا ذکر اسلیے کیا کہ نفع پذیر وہی ہوتے
ہین سہی یہ بات کہ یہان قصے کو من عندنا پر ختم کیا اور سورۂ ص مین منا پر ختم فرمایا
سو اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس جگہہ تضرع و زاری مین
مبالغہ کیا یون کہا وانت ارحم الراحمین تو اللہ تعالے نے بھی دعا قبول کرنے مین
مبالغہ کیا پس یہان من عندنا مناسب واقع ہوا اسلیے کہ عندنا اس بات پر دلالت
کرتا ہے کہ اللہ پاک خود اسکا متولی ہوا ہے اور سورۂ ص مین مبالغہ نہین ہے اسلیے وہان

مبنّا مناسب ہوا کیونکہ مبنّا اوس بات پر دال نہین ہی جسپر عند نا دال ہے کرخی نے
شیخ الاسلام زکریا سے اسکو نقل کیا ہے بیضاوی نے کہا رحمت واسطے ایوب کے
اور تذکرہ واسطے غیر ایوب کے عابدون سے تاکہ وہ صبر کرین جیسا ایوب نے صبر کیا تو اونکو
ثواب ملی جیسا ایوب کو ثواب ملا نسفی و محلی نے صرف یہی قول لیا ہی شیخ زادے نے
کہا اس قول کی بنا پر رحمت و ذکری عابدین مین متنازع نہونگے بلکہ متعلق رحمت کا
محذوف ہے یعنی ایوب علیہ السلام اسلیے کہ وہ معلوم ہین کیونکہ کلام اونہین مین ہے
دوسرا قول بیضاوی کا یہ ہے کہ واسطے رحمت کرنے ہمارے کے عابدونکو اور واسطے
اس بات کے کہ ہم عابدون کو احسان کو ساتھہ یاد کرتے ہین اور اونکو بھولتے نہین ہین
شیخزادے نے کہا کہ اس قول کی بنیاد پر رحمت و ذکری مین سے ہر ایک عابدین کی
طرف متوجہ ہوگا بطور تنازع کے یہ بات کہ رحمت کو حضرت ایوب کے ساتھہ خاص نکرین
اور اوسکو عام عابدونکی طرف متوجہ ٹھیرائین کیونکہ ایوب علیہ السلام تو اونمین بدخول اولی
داخل ہین زیادہ تر موافق ہے واقع کے اور زیادہ تر مناسب ہی واسطے مقام کے اس سے
کہ رحمت کو حضرت ایوب کے ساتھہ خاص کرین اور ذکری کو غیر ایوب علیہ السلام کے
ساتھہ خاص ٹھیرائین ذکر اول قول کی بنا پر بمعنی تذکرہ ہے یعنی وعظ و نصیحت اور ثانی
قول کی بنیاد پر بمعنی ذکر ہے یعنی ضد نسیان **ف** علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی نے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین ۱۲

حضرت ایوب علیہ السلام کا **نسب** یون بیان کیا ہے کہ رومی تھے اولاد سے
حضرت اسحق بن ابراہیم علیہما السلام کی خازن نے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہی
کہ حضرت ایوب روم کے ایک شخص تھے ایوب بن اموص بن تارخ بن روم بن عیص
بن اسحق بن ابراہیم علیہم السلام اور حضرت ایوب کی والدہ لوط بن ہاران کی اولاد سے
تھین سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے تحبیر مین ذکر کیا ہے کہ حضرت ایوب تریسٹھہ برس
زندہ رہے اور مدت بلا کی سات برس تھی اور اونکے فرزند ذوالکفل نام انکا بشر تھا
اللہ پاک نے بعد اونکے والد حضرت ایوب کے اونکو مبعوث کیا اور اونکا نام ذوالکفل
رکھا اور اللہ تعالی نے توحید کا اونکو امر فرمایا شام مین مقیم تھے یہانتک کہ وفات پائی

اونکی عمر پچہتر برس کی تہی انکی بی بی کا نام ماخر بنت منشا بن یوسف تہا
یا رحمت بنت افرائیم بن یوسف بیضاوی نے اسی طرح کہا ہے ابتلا کی مدت
مین اختلاف ہے سو محلی نے کہا کہ تین برس یا سات برس یا اٹہارہ برس کرخی نے
اسی قول کو صحیح کہا ہے علامہ نسفی نے بہی تین قول ذکر کیے ہین مگر بجای سات برس
کے تیرہ برس کہے ہین بیضاوی نے بہی تین قول نقل کیے ہین مگر یون کہا ہے
سات برس سات مہینے سات گہڑی فتح البیان و فتح القدیر مین بہی تین قول نقل
کیے ہین مگر سات برس مین یون کہا کہ سات برس سات مہینے سات دن سات
راتین دوسرا قول تیس برس کا لکہا ہے چار چیزون مین ابتلا ہوا مال جاتا رہا اولاد
مرگئی بدن پہٹ گیا سوائے بی بی کے سب لوگون نے چہوڑ دیا اولاد محلی نے
ذکر کیا ہے کہ بیٹا بیٹی اونکے تین یا سات تہے علامہ نسفی نے فرمایا ہے کہ سات
بیٹے سات بیٹیان تہین مال علامہ نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ تین ہزار
اونٹ تین ہزار بکریان پانسو فدان یعنی ہل اونکے پیچہے پانسو غلام چلتے تہے
ہر غلام کی بی بی اور اولاد اور کہجور کے درخت خازن نے یون کہا کہ اونکے پاس
کئی قسم کا مال تہا اونٹ گاو بکری ہاتہی گدہے وجہ ابتلا کی پہلے گذر چکی ہے
رہی کیفیت ابتلا کی سو وہ بہلی بن کثیر وغیرہ سے گذر چکی ہے خازن نے ایک
طول طویل قصہ وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے جمل نے اوسکو ملخص کر کے لکہا ہے
اوسمین چونکہ وجہ ابتلا کی ایک نئی وجہ ہے اور کیفیت ابتلا کی بہی ہے اسلیے یہان لکہا
جاتا ہے حاصل یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس انواع و اقسام کا مال تہا
اللہ پاک نے اونکو برگزیدہ فرمایا دنیا مین فراخی دی انکی نبوت زمین بلقا اعمال
خوارزم مع ساری زمین شام کے تہی انکے ہمراہ وہ تین آدمی بہی تہے جو اونپر ایمان
لائے تہے یہ تینون آدمی نصف عمر کے تہے اول زمانی مین ابلیس کو آسمانون مین کی
کسی شے سے حجاب نہ تہا تو اونمین جہان چاہتا ٹہیرتا تہا پس اوسنے سنا کہ فرشتے ایوب
علیہ السلام پر درود بہیجتے ہین اسپر اوسکو حسد آیا کہا الٰہی مین نے تیرے بندہ ایوب مین

لہ ساخت باج
سرشاورزرگاو
قلبران ۱۲

نظر کی تو اوس کو تیرا شاکر حامد پایا اگر تو اوس کو مبتلا کرے تو وہ تیرے شکر و طاعت
سے پھر جائیگا اللہ پاک نے اوس سے کہا تو جا مین نے تجھکو اوسکے مال پر مسلط کر دیا ابلیس
چلا اور شیاطین وجن کے سرکش لوگون کو جمع کیا اور اونسے کہا کہ مین نے تمکو ایوب کے
مال پر مسلط کیا اور اونمین سے ایک عفریت سے کہا کہ اونٹ اور اونکے چرواہے
کہان ہین تو جلا جا اون کو جلا ڈال پھر ابلیس حضرت ایوب کے پاس آیکو انکو نماز
پڑھتے پایا پھر اونسے کہا کہ تیرے اونٹون کو اور چرواہون کو آگ نے جلا ڈالا حضرت
ایوب نے کہا الحمد للہ اوسی نے مجھکو دیے تھے اور وہی اونکا لینے والا ہے پھر
اسی طرح بکریون اور اونکے چرواہون کے ساتھ کیا پھر حضرت ایوب کے پاس آیا
اور اونسے کہا کہ تیری کھیتی کو ہوا اوڑا لیگئی اسپر اونہون نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر
ابلیس نے کہا تو مجھے اوسکی اولاد پر مسلط کر اللہ پاک نے اوس سے کہا تو جا مین نے
تجھکو اوسکی اولاد پر مسلط کیا تو وہ اونکی اولاد کی طرف گیا محل کو مع اونکے ہلا دیا اور
اوسکو اونپر لوٹ دیا وہ سب کے سب مرگئے پھر حضرت ایوب کے پاس آیا اون کو
اولاد کے مرنے کی خبر دی اونہون نے استغفار کی پھر کہا تو مجھے اوسکی جسم پر مسلط کر دی
اللہ پاک نے فرمایا مین نے تجھکو اوس کے جسم پر مسلط کیا سوای دل و زبان و عقل کے صرف
حضرت ایوب پر رحمت کرنیکے واسطے ان چیزون پر اوسکو تسلط نہ دیا تاکہ اونکو بڑا اجر دے اور
صابرین کے لیے عبرت اور عابدونکے واسطے نصیحت ہو تاکہ صبر و رجای ثواب مین اونکا اقتدا
کرین پھر وہ حضرت ایوب کے پاس آیا تو اونکو سجدہ کرتے ہوے پایا پھر اونکے چہرے
کی طرف سے آیا تو اونکے دونو نتھنون مین ایک پھونک ماری جس سے اونکا سارا بدن مشتعل
ہوگیا اور اوسمین خارش پڑگئی اونہون نے ناخون سے کھجایا یہان تک کہ سارے ناخن
گر گئے پھر موٹے ٹاٹ سے کھجایا پھر ٹھیکریونسے پھر پتھرون سے پھر وہ کھجاتے رہے
یہانتک کہ اونکا جسم پاش پاش ہوگیا اور بدبودار ہوگیا اسپر گانون والون نے اونکو
نکالا اونکا ایک گھورا تھا اوسپر اونکو رکھا اور ایک چھپر اونکے واسطے بنا دیا ساری لوگون نے
اونکو چھوڑ دیا سوای ایک بی بی کے کہ وہ اونکی خدمت کیا کرتی تھی کھانا پینا لاتی تھی

تین آدمی جو اونپر ایمان لائے تھے اونہون نے بھی اونکو چھوڑ دیا اور اپنے دین
کو نہین چھوڑا اجل مین اسی قدر ہے غرضکہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی بلا کو طول
ہوا تو وہی تین آدمی اونکے پاس آئے اونکو ڈانٹا دھمکایا ملامت کی اور کہا جس گناہ
کے سبب سے تو معاقب ہوا اوس سے اللہ کی طرف تائب ہو اونہین کے ساتھ ایک جوان
آدمی نوعمر بھی تھا وہ بھی حضرت ایوب پر ایمان لایا تھا اونکی تصدیق کی تھی اونسے
اون تین آدمیونسے کہا اے اوہیڑ لوگو تم نے گفتگو کی اور تم مجھسے زیادہ تر بات کرنیکے
مستحق ہو بسبب تمہارے سن کے لیکن تم نے جو بات کہی اوس سے بہتر کو ترک کیا
اور صواب تر رای کو چھوڑ دیا اور بہترین امر کو ترک کیا ایوب کا تو بیشک حق ہے اور امام
اوس سے برتر ہے جو تمنے بیان کیا ای لوگو کیا تم جانتے ہو حق اوس شخص کا جسکو تمنے
کم کیا اور اوسکی حرمت کو جسکو تمنے ہتک کیا اور کون شخص ہے جسکا تمنے عیب بیان کیا
اور اوسکو تہمت لگائی کیا تم نہین جانتے ہو کہ ایوب اللہ کے نبی اوسکے برگزیدہ منتخب
ہین اہل زمین سے آج کے دن تک پہر تمکو علم بھی نہین نہ اللہ نے تمکو اطلاع دی ہے اس
بات پر کہ اللہ اونکی کسی بات سے ناخوش ہوا ہے جب سے کہ اللہ نے اونکو دیا ہے جو کچھ دیا ہے
آج کے دن تک نہ اسپر تمکو مطلع کیا ہے کہ جو کرامت اوسنے اونکو دی تھی اوسمین سے
کچھ اونسے چھین لی ہے نہ ایوب علیہ السلام نے اللہ پر غیر حق کہا ہے اس درازمدت
مین جسمین تم اونکے ساتھ رہے آج کے دن تک پہر جس بلا مین تمہارے نزدیک اونکو حقیر و
ذلیل کر دیا ہے تو تم جان چکے ہو کہ اللہ تعالی مومنین و صدیقین و شہداء و صالحین کو
آزماتا ہے اور اوسکا آزمانا ان لوگونکو اسپر دلیل نہین ہے کہ وہ اونپر خفا ہے اور وہ
اونکے نزدیک ذلیل ہین لیکن یہ اونکی واسطے کرامت و خیر ہے یہ تقریر بھی بہت طویل ہے
غرضکہ پہر شیطان عاجز ہو کر اونکی بی بی کے پاس آیا اونکو بہکایا حضرت ایوب علیہ السلام
بی بی سے خفا ہو گئے اونکو بھگا دیا وہ چلی گئین حضرت ایوب نے دیکھا تو نہ کہا ہے
نہ بنیا نہ دوست تو سجدے مین گرے اور کہا رب انی مسنی الضر و انت ارحم الراحمین اسپر
اونسے کہا گیا کہ تو اپنا سر اوٹھا مین نے تیری دعا قبول کر لی اپنا پانون مار اونہون نے پانون مارا

ایوب علیہ السلام کے
ذکر کے بعد ان کے
آدمی کا ذکر جو
تھا اور وہ اونکے
خیر خواہ تھے ایک کا نام
بلدد دوسرے کا
نام صفا فرقا ۱۲

تو پانی کا ایک چشمہ نکلا اوس سے غسل کیا تو ظاہر کا میل و کچیل اور بیماری کچھ باقی
نرہی سب دور ہوگئی جوانی و خوبصورتی پہلے سے بہی اچھی عود کر آئی پہر پانون
مارا تو دوسرا چشمہ نکلا اوس سے پانی پیا تو پیٹ کے اندر جو بیماری تہی وہ جاتی رہی
صحیح تندرست اوٹہہ کہڑے ہوئے اور ایک حُلّہ پہنا دیے گئے ادہر اودہر
دیکہنے لگے تو جس حال پر تہے اوسمین سے کچہہ نہ دیکہا اور جو اہل و مال و نکا تہا اللہ نے اوسکا
دوگنا اونکو واسطے کردیا ذکر کیا ہے کہ جس پانی سے اونہون نے غسل کیا تہا اوسمین سے
ایک ٹیڑی سونے کی اونکے سینے پر اوڑی تو اوسکو اپنے ہاتہہ سے پکڑنے لگے
اسپر اللہ نے اونکو وحی کی ای ایوب کیا مین نے تجہکو غنی نہین کردیا تو اونہون نے کہا ہان
لیکن وہ برکت ہے سو کون تیری برکت سے سیر ہوتا ہے پہر وہ نکلے یہانتک کہ ایک
بلند جگہ پر بیٹہے پہر اونکی بی بی نے اپنے جی مین کہا کہ تو ہی بتا گو اونہون نے مجہہ کو بہکا دیا
مین اوسکو کس کے سپرد کرون اوسکو چہوڑ رکہون کہ بہوک کے مارے مرجاوے
ضائع ہوجاوے تو درندے اوسکو پہاڑ کہائین مین تو ضرور اوسکے پاس پہر جاونگی وہ تو مکر
اونکے پاس آئین تو نہ گہوڑا دیکہا نہ وہ حالت جسکو وہ جانتی پہچانتی تہین اور ساری کام
بدل گئی تو جہان گہورا تہا وہان پہرتی تہین اور روتی تہین اور یہ سب حضرت ایوب کے
روبرو ہورہا ہے اونکی بی بی حُلّے والے سے ڈرین اوسکی پاس نہ آسکین تو اوس نے
ایوب کا پوچہا حضرت ایوبؑ نے اونکو بلایا اور کہا اے اللہ کی لونڈی تو کیا چاہتی
ہے اونہون نے رو دیا اور کہا مین اوس مبتلا کو چاہتی ہون جو گہورے پر پڑا ہوا تہا
مین نہین جانتی کہ آیا وہ ضائع ہوگیا یا اوسکے ساتہہ کیا کیا گیا حضرت ایوب نے کہا
وہ تیرا کون تہا رو مین اور کہا وہ میرا خاوند تہا حضرت ایوب نے کہا کیا جب تو اوسے دیکہیگی تو
پہچان لیگی بولین کیا مخفی رہ سکتا ہے اوسپر جسنے اوسکو دیکہا ہے پہر وہ دیکہنے لگین اور
ڈرتی جاتی تہین پہر کہا سنتا ہے بیشک وہ اللہ کی خلق مین سے تیرے ساتہہ زیادہ تر
مشابہ تہا جبکہ وہ صحیح و تندرست تہا حضرت ایوب نے کہا مین وہی ایوب ہون جس سے
تو نے کہا تہا کہ ابلیس کے واسطے بکری کا بچا ذبح کر اور مین نے اللہ کی اطاعت کی اور شیطان

کی نافرمانی تو اوسنے مجھپر رد کردیا جو تو دیکھہ رہی ہے حضرت ابن عباس و ابن مسعود و
اکثر مفسرین سے مروی ہے کہ اللہ پاک نے اونکی اہل و اولاد بعینہ واپس دیدی
اونکو زندہ کردیے اور اونکے ساتھہ اونہین کے مثل اور عطا فرمائے ظاہر قرآن شریف
یہی ہے چنانچہ اول گذر چکا ہے کہ حسن نے ذکر کیا ہے اسلیے کہ اپنی اجل پوری ہونے سے
پہلے مرگئے تھے چنانچہ اسکی تقریر سورۂ بقر مین سابق گذر چکی ہے یہ ایک تاویل دو
تاویلون سے ہے جو اس باب مین ہین کسی نے کہا کہ اونکی مثل اللہ نے عطا فرمائے مروی
ہے کہ اللہ پاک نے اون کی بی بی کے کی جوانی پھیر دی تو بعد اسکے چھبیس بیٹے
جنمین حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جو شے اونسے جاتی رہی تھی اوسکے بدلے مین
دوگنی ملی ظاہر قرآن اول قول ہے ثعلبی نے کہا اور یہ قول مشابہ تر ہے ساتھہ
آیت کے اور جواب اوسکا جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ زندہ کرنا اللہ پاک کا اوسکو جو مرگیا
اوسکے حق مین ہے جسکو براہ عقوبت مارا ہے خازن نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
نقل کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے دو کھلیان تھے ایک گیہون کا دوسرا جو کا
پس اللہ پاک نے دو ابر بھیجے سو ایک نے گیہون کے کھلیان مین سونا ڈالا اور دوسرے
نے جو کے کھلیان مین چاندی ڈالی یہان تک کہ دونون خوب بھر گئے چونکہ سونے کی
رنگ کو گیہون کے ساتھہ مناسبت ہے اسلیے وہان سونا برسا اور جو کو چاندی کی ساتھہ
مناسبت ہے اسواسطے یہان چاندی برسی یہ بھی مروی ہے کہ اللہ پاک نے حضرت
ایوب کی طرف ایک فرشتہ بھیجا اور اوسنے حضرت ایوب سے کہا کہ تمہارا رب تمکو سلام کہتا
ہے بسبب تمہاری صبر کے سو تم اپنے کھلیان کی طرف نکلو وہ نکلے تو اللہ پاک نے اوپر
سونے کی ٹیڈیان بھیجین پس ایک چلی گئی تو حضرت ایوب اوسکے پیچھے گئے اور اوسکو
اپنے کھلیان کی طرف پھیر لائے اسپر فرشتے نے اونسے کہا کہ جو تمہارے کھلیان مین
ہے وہ تمہین کافی نہین ہے حضرت ایوب بولے یہ ایک برکت ہے میرے رب کے
برکات سے اور مین اوسکی برکت سے سیر نہین ہوتا ہون بخاری نے حضرت ایوب
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ایوب

برہنہ غسل کر رہے تھے کہ اوپر سونے کی ٹڈیان گرین ایوب اونکو اپنے کپڑے مین
لپ بھرنے لگے اسپر اونکے رب نے اونکو پکارا ای ایوب کیا مین نے تجھکو غنی نہین
کیا اوس چیز سے جسکو تو دیکھتا ہے بولے ہان یارب ولیکن مجھی تیری برکت سے غنا نہین
ہے غرضکہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصے مین بہت روایتین ہین اس باب مین قول
فیصل وہی ہے جو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اول اوسکا ذکر ہو چکا ہے
پھر اللہ پاک نے ساتوان قصہ حضرت اسمعیل و ادریس و ذوالکفل علیہم السلام کا واسطے
تسلی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کیا چونکہ یہان حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا
ذکر کیا اور ان تین نبیون نے بھی محن و شدائد و عبادت پر صبر کیا ہے اسلیے اونکے قصے کے
بعد انکا ذکر کیا پس فرمایا واسمٰعیل وادریس وذا الکفل ۔ کل من الصابرین ۵
وادخلنٰھم فی رحمتنا ۔ انھم من الصٰلحین ۵ اور اسمعیل اور ادریس اور
ذوالکفل کو یہ سب ہین سہارنیوالے اور لیلیا ہنے اونکو اپنی مہر مین وہ ہین نیکبختون مین
ف کہتے ہین ذوالکفل تھے ایوب کے بیٹے ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی
برس قید رہے اور للہ یہ محنت سہی انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے
ہین کہ حضرت اسمعیل سے مراد حضرت ابراہیم خلیل علیہما السلام کے فرزند ہین انکا ذکر
سورۂ مریم مین گذر چکا ہے اسی طرح حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر بھی ہو چکا ہے رہے
ذوالکفل سو ظاہر سیاق سے یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اوسی کا ذکر ہوتا ہے جو
نبی ہوتا ہے اور لوگون نے یون کہا ہے کہ ذوالکفل صرف ایک نیک مرد تھے اور بادشاہ
عادل و حاکم انصاف پرور تھے ابن جریر نے انکے حق مین توقف کیا ہے فاللہ اعلم
ابن جریج نے مجاہد سے ذوالکفل کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ ایک مرد صالح تھے نبی
نہ تھے اپنے نبی قوم کے واسطے اس بات کے ضامن ہوے تھے کہ اونکی طرف سے
اونکی قوم کی کفایت کرینگے اور قوم کو واسطے اونکے سیدھا کرینگے اور اونکے درمیان مین
عدل سے فیصلہ کرینگے یہ کام اونھون نے کیا تو اونکا نام ذوالکفل رکھا گیا ابو نجیح نے بھی
مجاہد سے اسی طرح روایت کیا ہے ابن جریر مجاہد سے راوی ہین کہ جسوقت یسع علیہ السلام

ف اصل کا لفظ یہ ہے کہ نبی کفل نبی قومہ علی ان یکفیہ امر قومہ ویقیم لہ ویقضی بینھم بالعدل

بوڑھے ہوئے تو اونہون نے کہا اگر مین کسی شخص کو لوگون پر خلیفہ کرون کہ وہ اونپر
میری حیات مین عمل کرے یہانتک کہ مین دیکھہ لون کہ وہ کیسا عمل کرتا ہے یعنی تو
کیا اچھا ہو پس اونہون نے لوگونکو جمع کیا پھر کہا کون شخص تین باتونکو مجھسے قبول کرتا ہے
کہ مین اوسکو خلیفہ کرون دن بھر روزہ رکھے رات بھر کھڑا رہے یعنی نماز پڑہے اور
غصہ نکرے کہا پس ایک آدمی کھڑا ہوا آنکہ اوسکو حقیر جانتے تھے پھر اوسنے کہا مین
حضرت یسع نے فرمایا تو دن بھر روزہ رکھی گا اور رات بھر کھڑا رہیگا اور غصہ نکریگا وہ
بولا ہان کہا اوس دن لوگون کو واپس کر دیا اور دوسرے دن ویسی ہی بات کہی تو لوگ
چپ رہے اور وہی شخص کھڑا ہوا کہا مین پس اوسکو خلیفہ کیا کہا پس ابلیس شیطان نوشی
کہنے لگا علیکم بفلان یعنی تم فلان شخص کو لو اوسکو بہکاؤ فاعیاہم ذلک یعنی شیاطین نے
اوسکو خوب بہکایا وہ اونکے داؤ مین نہ آیا اوسنے اونکو تھکا دیا عاجز کر دیا تب ابلیس
بولا تم مجھے اور اوسکو چھوڑ دو یعنی مین خود اوسکو بہکاؤنگا تو ابلیس اوسکے پاس
ایک بڑے بوڑھے فقیر آدمی کی صورت مین آیا جسوقت کہ وہ قیلولہ کے واسطے اپنے
بچھونے پر لیٹا وہ شخص رات دن مین کسی وقت سوتا نہ تھا مگر اسی قدر سوتا ابلیس
نے دروازہ ٹھونکا اوسنے کہا یہ کون ہے ابلیس بولا کہ ایک بڈھا بوڑھا مظلوم ہے راوی
نے کہا پھر وہ کھڑا ہوا دروازہ کھولا اوس سے قصہ کہنے لگا کہا کہ میرے اور میری قوم کے
درمیان مین جھگڑا ہے اور اونہون نے مجھپر ظلم کیا اور میرے ساتھہ یہ کیا وہ کیا اور طول
طویل باتین کرنے لگا یہانتک کہ رواح حاضر ہوا یعنی زوال کے بعد کا وقت آگیا اور
قیلولہ کا وقت جاتا رہا تو اوس شخص نے کہا کہ جسوقت مین جاؤن یعنی محکمے مین تو تو میرے
پاس آنا مین تیرا حق لونگا ابلیس چل دیا اور وہ شخص گیا اپنی مجلس مین بیٹھا پھر دیکھنے لگا کہ
آیا اوس بوڑھے آدمی کو دیکھے سوا اوسکو نہ دیکھا تو کھڑا ہوا کہ اوسکو تلاش کرے پھر
جب کل کا دن ہوا تو لوگون کے درمیانمین فیصلہ کرنے لگا اور اوس بوڑھے کا انتظار
کر رہا ہے تو اوسکو نہین دیکھتا ہے پھر جسوقت قیلولہ کرنے کو لوٹا اپنے بچھونے پر لیٹا
تو وہی بوڑھا اوسکے پاس آیا دروازہ ٹھونکا تو کہا یہ کون ہے کہا بڑا بوڑھا مظلوم اوسکے لیے

دروازہ کھولا پھر کہا کیا مین نے تجھسے نہ کہا تھا کہ جب مین بیٹھون یعنی مجلس حکم مین تو تو
میرے پاس آنا کہا وہ لوگ خبیث ترین قوم ہین جب وہ جان لیتے ہین کہ تو بیٹھا ہے
تو کہتے ہین کہ ہم تجھے تیرا حق دیتے ہین اور جب تم اوٹھ جاتے ہو تو مجھسے انکار کرتے
ہین اوسنے کہا کہ اب تو چلا جا پھر جسوقت مین آؤن تو تم میرے پاس آنا راوی نے کہا پھر
اوس سے قبلہ وہ فوت ہوگیا پھر وہ گیا یعنی مجلس حکم مین اوسکا انتظار کرنے لگا اور اوسکو
نہین دیکھتا ہے اور اوسکا گھر اوسپر شاق ہوئی اب اوسنے اپنے گھر والونمین سے کسی کو کہدیا
کہ کسی کو مت چھوڑ کہ اس دروازے کے قریب آئے یہانتک کہ سو رہون کیونکہ میند
مجھپر شاق ہوئی ہے پھر جب وہی گھڑی آئی تو وہی بوڑھا آیا تو اوس شخص نے کہا
جسکو پہرے پر مقرر کیا تھا کہ پیچھے ہٹ پیچھے ہٹ بوڑھا بولا کہ مین تو کل آیا تھا اور مین نے
اپنا قصہ اوس سے کہا تھا پہرے والے نے کہا نہین واللہ مقرر اوسنے ہمکو حکم دیا ہے
کہ ہم کسی کو نہ چھوڑین کہ اوسکے قریب جائے پھر جب پہرے والے نے اوسکو عاجز
کردیا تو اوسنے نظر کی تو گھر مین ایک روزن دیکھا اوس سے چڑھا تب ہی گھر مین گھس گیا
ناگاہ اندر سے دروازہ ٹھونک رہا ہے راوی نے کہا اور وہ شخص گھر والا جاگ اوٹھا
تو اوسنے پہرے والے سے کہا ای فلان کیا مین نے تجھکو حکم نہین دیا تھا یعنی اس بات کا کہ
کوئی دروازہ نہ ٹھونکے اوسنے کہا واللہ میری طرف سے تو کوئی تیرے پاس نہین آیا پس
تو ہی دیکھ کہ کہان سے تیرے پاس کوئی آیا راوی نے کہا پھر وہ دروازے کی طرف
گھڑا ہوا تو ناگاہ وہ بند تھا جیسا اوسکو بند کیا تھا اور ناگاہ وہی بوڑھا گھر مین اوس کے
ساتھ ہے پس اوسکو پہچان لیا تو کہا کیا تو دشمن خدا ہے اوسنے کہا ہان تو نے مجھکو ہر
شے مین عاجز کردیا تو مین نے وہ کام کیا جو تو دیکھ رہا ہے تاکہ تجھے غصے مین لاؤن
اسپر اوسکا نام ذوالکفل رکھا گیا اسلیے کہ ایک کام کا ضامن ہوا تو اوسکو پورا کیا وھکذا
رواہ ابن ابی حاتم من حدیث زھیر بن اسحق عن داود عن مجاھد بمثلہ
دوسرا لفظ ابن ابی حاتم کا حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے یہ ہے کہ بنی اسرائیل
مین ایک قاضی تھا اوسکو موت حاضر ہوئی تو اوسنے کہا کون میرا قائم مقام ہوتا ہے

اس بات پر کہ غصہ نکرے راوی نے کہا کہ ایک شخص نے کہا کہ مین اسبرا وسکا نام
ذو الکفل رکھا گیا راوی نے کہا پھر وہ شخص ساری رات نماز پڑہتا رہتا پھر صبح سے
روزہ رکھتا پھر لوگون کے درمیان مین فیصلہ کرتا راوی نے کہا اوسکے لیے ایک
گھڑی تھی جسمین وہ قیلولہ کیا کرتا تھا راوی نے کہا پھر وہ اسی طرح کیا کرتا تھا پس اوسکی
نیند کے وقت شیطان اوسکی پاس آیا تو اوس سے اوسکے اصحاب نے کہا تجھے کیا ہوا ہے
وہ بولا کہ مین ایک مسکین آدمی ہون میرا ایک شخص پر حق ہے اور وہ اوس حق پر مجھپر
غالب ہو گیا ہے اوسکے اصحاب نے کہا تو ٹھیرا رہ یہان تک کہ وہ بیدار ہو راوی
نے کہا کہ وہ شخص اوپر سو رہا تھا راوی نے کہا کہ یہ مسکین مقتدا چلانے لگا تا کہ اوسکو
جگا دے راوی نے کہا اوسنے سن لیا تو کہا تجھے کیا ہوا ہے کہا ایک مسکین آدمی ہے
اوسکا ایک شخص پر حق ہے اوسنے کہا تو چلا جا پھر اوس سے کہہ وہ تجھے دیگا کہا اوسنے تو
انکار کر لیا ہے کہا تو تو اوسکی طرف جا راوی نے کہا پس وہ چلا گیا پھر کل آیا تو حاکم
نے کہا تجھے کیا ہوا کہا مین اوسکی پاس گیا تھا تو اوسنے تیری بات کی طرف سر ہی نہین اوٹھایا
یعنی کچھ توجہ نہ کی حاکم نے کہا تو اوسکے پاس جا پھر اوس سے کہہ وہ تجھے تیرا حق دیگا
راوی نے کہا پھر وہ چلا گیا پھر کل آیا جسوقت کہ حاکم نے قیلولہ کیا راوی نے کہا
کہ اوس سے حاکم کے اصحاب نے کہا تو نکل جا فعل اللہ بک یعنی خدا تیرا برا کرے تو ہر روز
آتا ہے جسوقت وہ سوتا ہے تو اوسکو نہین چھوڑتا ہے کہ سو رہے راوی نے کہا پھر وہ
چلانے لگا اسلیے کہ مین مسکین آدمی ہون کاش مین غنی ہوتا راوی نے کہا کہ حاکم نے
اس بات کو بھی سن لیا تو کہا تجھے کیا ہوا کہا مین اوسکے پاس گیا تھا سو اوسنے مجھے مارا
کہا تو چل یہان تک کہ مین تیرے ہمراہ آتا ہون راوی نے کہا فھو مسک بیدہ فلما راٰہ
ذہب معہ نثر یدہ منہ نفر و ھکذا روی عن عبد اللہ بن الحارث و محمد بن
قیس و ابی بحیرۃ الاکبر و غیرھم من السلف نحو ھذہ القصۃ واللہ اعلم
ابن ابی حاتم کا تیسرا لفظ کنانہ بن اخنس سے یہ ہے کنانہ نے کہا مین نے اشعری سے
سنا اور وہ اس منبر پر کہہ رہے تھے کہ ذو الکفل نبی نہ تھے لیکن تھا یعنی بنی اسرائیل مین

ایک مرد صالح ہر روز سو نماز پڑہا کرتا تہا اس لیے اونکا نام ذوالکفل رکہا گیا وقد رواہ
ابن جریر من حدیث عبد الرزاق عن معمر عن قتادۃ قال قال ابو
موسی الاشعری فذکرہ منقطعا واللہ اعلم امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے ایک
حدیث غریب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہا مین نے ایک
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اگر مین اوسکو نہ سنتا مگر ایک
بار یا دو بار یہان تک کہ سات بار کا شمار کیا تو مین اوسکو بیان نہ کرتا لیکن مین نے اوسکو
اس سے زیادہ سنا ہے کہا کہ کفل بنی اسرائیل سے تہا لا یتورع من ذنب عملہ
یعنی کسی گناہ سے پرہیز نہین کرتا تہا پس اوسکے پاس ایک عورت آئی تو اوسکو
ساٹہ اشرفیان دین اس بات پر کہ اوس سے صحبت کرے پہر جسوقت اوس عورت سے
اوس جگہہ بیٹہا جس جگہہ مرد اپنی بی بی سے بیٹہتا ہے تو وہ عورت کانپ اٹہی اور
روئی کفل نے کہا تجہکو کون چیز رولاتی ہے کیا مین نے تجہسے زبردستی کی عورت
بولی نہین لیکن یہ ایک ایسا کام ہے کہ مین نے کبہی اوسکو نہین کیا مجہکو اوسپر باعث
نہین ہوئی مگر حاجت کفل نے کہا تفعلین ہذا ولم تفعلیہ قط یعنی پس تو کرتی ہے یہ
حالانکہ تو نے اسکو کبہی نہین کیا ہے پہر کفل اوتر پڑا کہا تو ان اشرفیون کو لیجا تیری
ملک ہین پہر کہا واللہ نافرمانی نکریگا اللہ کی کفل کبہی پہر وہ اوسی رات مرگیا تو صبح کو
اوسکے دروازے پر لکہا ہوا پایا قد غفر اللہ للکفل یعنی اللہ تعالی نے کفل کو بخشدیا اس
روایت مین کفل اسی طرح واقع ہوا ہے بغیر اضافت کے واللہ اعلم اصحاب کتب صحاح
ستہ نے اس حدیث کی تخریج نہین کی ہے اور اسکی اسناد غریب ہے اور ہر تقدیر
پر لفظ حدیث کا اگر کفل ہے اور ذوالکفل نہین کہا ہے تو شاید یہ شخص کوئی اور آدمی ہو
واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر ف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک سو تیس برس زندہ رہے
جسوقت انکے والد ماجد حضرت خلیل جلیل علیہ السلام کا انتقال ہوا تو انکی عمر نو اسی برس
کی تہی اور انکے بہائی حضرت اسحٰق علیہ السلام چودہ برس بعد انسے پیدا ہوئے اور ایک سو
اسی برس زندہ رہے حضرت ادریس بن شیث بن آدم علیہم السلام نام انکا اخنوخ ہے

حضرت نوح علیہ السلام کے دادا ہین حضرت آدم کی وفات سے سو برس پہلے انکی
حیات مین پیدا ہوئے اور دو سو برس بعد اونکی وفات سے مبعوث ہوئے اور بعد
نبوت کے ایک سو پچاس برس زندہ رہے جملہ عمر اون کی چار سو پچاس برس
کی ہوئی انکے اور نوح علیہ السلام کے درمیان مین ہزار برس کا فاصلہ ہے تحبیر مین
اسی طرح ہے رہے ذوالکفل سو انکی نبوت مین اختلاف ہے حضرت ایوب علیہ السلام
کے ذکر مین تحبیر علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالی سے گذر چکا ہے کہ نام انکا بشر ہے حضرت
ایوب کے صاحبزادے ہین اللہ نے بعد اونکے والد کے اونکو مبعوث کیا پس معلوم ہوا
کہ سیوطی کے نزدیک انکا نبی ہونا اور حضرت ایوب کا فرزند ہونا صحیح ہے حضرت شاہ
عبدالقادر صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قول کو فائدے مین لکھا ہے علامہ محلی
رحمہ اللہ تعالی کے کلام سے بھی انکی نبوت معلوم ہوتی ہے کیونکہ اونہون نے صابرین
کی تفسیر یون کی ہے کہ علی طاعۃ اللہ وعن معاصیہ یعنی اللہ کی طاعت پر جمنے والے اور اوسکے
معاصی سے باز رہنے والے اور رحمت کی تفسیر نبوت کی ہے اور صالحین کے بعد لہا متعلق
نکالا ہے یعنی وہ سب لائق و سزاوار نبوت کے تھے قصۂ لوط علیہ السلام مین رحمت
کی تفسیر نبوت نہین کی اسلیے کہ اوس قصے مین نبوت کا دنیا ما سبق سے معلوم ہوتا تھا بخلاف
یہان کی اور قول عدم نبوت کو بلفظ قیل ادا کیا ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی نے ذوالکفل
مین تین قول لکھے ہین کہ وہ الیاس ہین یا زکریا یا یوشع بن نون نام انکا ذوالکفل اسلیے
رکھا کہ وہ صاحب حظ یعنی بہرہ و نصیب والے تھے طرف سے اللہ کے کفل کے معنی ہین حظ
صابرین کی تفسیر مین کہا ہے کہ یہ لوگ سب کے سب موصوف بصبر تھے رحمت مین دو قول
لکھے ہین کہ مراد نبوت ہے یا نعمت ہے آخرت مین من الصالحین کی یہ تفسیر کی ہے
ممن لا یثیوب صلاحہم کدر الفساد یعنی وہ ایسے صالح ہین کہ اونکے صلاح مین فساد کی کدورت
نہین ملتی ہے مطلب یہ ہے کہ اونکی صلاح کامل ہے قاضی صاحب نے بھی یہی تین
قول لکھے ہین وجہ تسمیۂ ذوالکفل مین اتنا اور زیادہ کہا ہے کہ یا صاحب تکفل تھے طرف سے
اللہ کے یا واسطے اونکے اونکے زمانے کے انبیاء کے عمل و ثواب کا دوگنا تھا کفل

بمعنی نصیب و کفالت و ضعف آتا ہی صابرین مین کہا ہے کہ مشاقِ تکالیف اور شدائد
نوائب یعنی حوادث پر صابر تھے رحمت مین وہی دو قول مذکور لکھے ہین صالحین کی
تفسیر مین کہا ہی کاملین فی الصلاح اور وہ انبیاء ہین کیونکہ اونکی صلاح فساد کی کدر سے
معصوم یعنی محفوظ ہے شیخ زادے نے قاضی صاحب کے قول کی شرح مین کہا ہے
کہ ذوالکفل اونکا نام اسلیے رکھا کہ وہ صاحب کفالت تھے کون کفالت تھے جو کہ اللہ پاک سے
متصل ہے اس جہت سے کہ جس شی کے وہ ضامن ہوئے وہ اوس قسم سے ہے
جسکے ساتھہ اللہ پاک کی ذات بابرکات طلب کیجاتی ہے جیسا کہ کہا ہی کہ ذوالکفل ایک
ایسے آدمی تھے کہ سو نبیون کے ضامن ہوئے تھے یعنی اونکو اپنی ذات سے ملا لیا تھا
یہان تک کہ قتل سے اونکو بچایا کسی نے کہا کہ ایک شخص تھے اس بات کی ضامن ہوئے
تھے کہ رات کو نماز پڑہین سست نہون دن کو روزہ رکھین افطار نکرین اور لوگونکے بیچ
فیصلہ کرین اور خفا نہون اونہون نے اس کفالت کو پورا کیا اسپر اللہ پاک نے اونکی
قدردانی کی اور نبی کردیا کسی نے کہا کہ وہ زکریا ہین ذوالکفل اونکو اسلیے کہا کہ حضرت
مریم کی پرورش کے کفالت دار ہوئے تھے بالجملہ اگر کفل بمعنی کفالت ہے تو مراد
ذوالکفل سے وہ شخص ہے جو کہ اللہ کی طرف سے صاحب تکفل تھا اور اگر بمعنی نصیب
ہے یا بمعنی ضعف تو مراد اوس سے وہ شخص ہے جو کہ اللہ کے فضل و ثواب سے صاحب
نصیب و بہرہ ہے یا وہ شخص ہے جسکے واسطے اوس کے زمانے کے انبیاء کی عمل و
ثواب کا دوگنا ہے غرضکہ ان سب تفاسیر سے ذوالکفل کا نبی ہونا قوی تر معلوم ہوتا ہے
فتح القدیر مین در باب ذوالکفل وہی تین قول ذکر کیے ہین بعد اوسکے کہا ہی صحیح یہ ہے کہ
ذوالکفل بنی اسرائیل مین کا ایک شخص تھا کسی گناہ سے پرہیز نہین کرتا تھا پھر اوس نے
توبہ کی تو اللہ پاک نے اوسکو بخشدیا پھر وہ قول ذکر کیا ہے کہ یسع نے ایک شخص کو اپنا
خلیفہ کیا تھا اسکا ذکر اول ہو چکا ہے پھر یہ قول ذکر کیا ہے کہ ذوالکفل ایک شخص تھا
ہر آدمی کے کام کا متکفل ہوا کرتا تھا جسوقت وہ کسی مہم مین مہمات سے واقع ہوتا
پھر یہ کہا ہے کہ انکے سوا اور قول ہین جمہور اس طرف گئے ہین کہ وہ نبی نہین ہین

اور ایک جماعت نے کہا ہی کہ وہ نبی تھے پھر اللہ پاک قرآن لوگون کو موصوف بصبر فرمایا
کُلٌّ مِنَ الصَّابِرِیْنَ یعنی ہر ایک انمین سے جنکا ذکر ہوا اونمین سے تھے جو کہ قیام کرتے
ہین اوس شے کے ساتھہ جسکا اللہ پاک نے اونکو مکلف کیا ہے اور رحمت سے مراد
حبت[1] ہے یا نبوت یا خیر علی العموم پھر حضرت ابن عباس کا قول اور حضرت ابو موسی
کا قول نقل کیا ہے اول کو ابن جریر سے دوسرے کو عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر
و ابن منذر و ابن ابی حاتم سے نقل کیا ہے بعد اسکی حدیث مرفوع ابن عمر کی لکھی ہے
گو اوسکا ذکر ہو چکا ہے مگر بعض الفاظ مین تفاوت ہے اس لیے اوسکی لفظ لکھدینا خالی
فائدے سے نہین ہے ابن ابی شیبہ و احمد و ترمذی اور ترمذی نے اوسکی تحسین
کی ہے اور ابن منذر و ابن حبان و طبرانی و حاکم و ابن مردویہ و بیہقی نی شعب الایمان
مین بطریق مسعد مولی طلحہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نی فرمایا کان الکفل من بنی اسرائیل لا یتورع
من ذنب عملہ فاتتہ امرأۃ فاعطاھا ستین دینارا علی ان یطأھا فلما
قعد منھا مقعد الرجل من امرأتہ ارتعدت وبکت فقال ما یبکیک اکرھتک
قالت لا ولکنہ عمل ما عملتہ قط وما حملنی علیہ الا الحاجۃ فقال تفعلین
انتِ ھذا وما فعلتہ اذھبی فھی لکِ وقال واللہ لا اعصی اللہ بعدھا
ابدا فمات من لیلتہ فاصبح مکتوب علی بابہ ان اللہ قد غفر للکفل و
اخرجہ الترمذی وحسنہ والحاکم وابن مردویہ من طریق سعد
مولی طلحۃ واخرجہ ابن مردویہ من طریق نافع عن ابن عمر وقال
فیہ ذو الکفل غرضکہ فتح القدیر مین ذو الکفل کے نبی ہونیکو جو صحیح کہا ہی سو اوسکی
بنا اسی حدیث پر ہے حافظ ابن کثیر نے اس حدیث کو غریب کہا ہے اور اونکے نزدیک
نبی ہونا ظاہر ہے چنانچہ اول اسکا ذکر ہو چکا ہے فتح البیان مین بعد نقل اقوال
مذکورہ کے ذو الکفل کے نبی ہونیکو ولعلہ ھو الصحیح کہا ہے سلیمان جمل نے نبی ہونیکو
صحیح کہا ہے پھر شرح دلائل الخیرات سے نقل کیا ہے کہ سوای حضرت الیاس و زکریا

[1] حبت کے اوپر نون ہے حضرت ابن عباس کا قول ہے اور نبوت کے اوپر قاف ہے حضرت ابو موسی کا قول ہے

کے ذوالکفل ایک اور نبی تھے مروی ہے کہ وہ ایک ہی شخص کی طرف مبعوث
ہوئے تھے بعد اسکے کرخی سے نقل کیا ہے کہ ابو موسیٰ اشعری و مجاہد عدم نبوت
کے قائل ہین اور صحیح یہ ہے کہ وہ نبی تھے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اسی کے
قائل ہین اور اسی پر جمہور ہین اسلیے کہ اللہ پاک نے ذوالکفل کے ذکر کو حضرت
اسمعیل و ادریس کے ذکر کے ساتھ قرین کیا ہے اور اللہ کے بندونمین سے جو فضلا ہین مقصود انکا
ذکر کرنا ہے پس یہ بات انکی نبوت پر دال ہے اور اسواسطے کہ یہ سورت ملقب بسورۂ انبیا ہے
اور اسلیے کہ اللہ پاک نے جو ذوالکفل فرمایا اسمین دو احتمال ہین لقب ہو یا اسم اولی یہ ہے کہ اسم
ہو کیونکہ اسم کا فائدہ اکثر ہے لقب سے اور جب یہ بات ثابت ہوچکی تو کفل سے مراد
نصیب ہے کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا یکن لہ کفلین منھا اور ظاہر یہ ہے کہ اللہ پاک نے
جو انکا نام ذوالکفل رکھا سو انکی تعظیم کے واسطے پس ضرور ہوا کہ کفل سے مراد ثواب
کا کفل ہو سو انکا یہ نام اسواسطے رکھا گیا کہ انکا عمل و ثواب اونکے غیر کے عمل و ثواب
سے دوگنا تھا حالانکہ اونکے وقت مین کئی نبی تھے چنانچہ یہ بات مروی ہے حسنادی
نے کہا کہ وادخلناہم کا عطف مقدر پر ہے ای فاعطیناہم ثواب الصابرین وادخلناہم
یعنی تم یاد کرو اسمعیل و ادریس و ذوالکفل کو ہر ایک انمین کا منجملۂ صابرین تھا پس ہمنے
انکو صابرین کا ثواب دیا اور داخل کیا ہمنے انکو اپنی رحمت مین بیشک وہ تھے نیک لوگون
سے پھر اللہ پاک نے آٹھوان قصہ حضرت یونس علیہ السلام کا واسطے تسلی خاطر عاطر حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کیا پس فرمایا وذا النون اذ ذھب مغاضبا
فظن ان لن نقدر علیہ فنادی فی الظلمٰت ان لا الٰہ الا انت سبحٰنک
انی کنت من الظالمین ۝ فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم وکذلک ننجی المؤمنین
اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصے سے لڑکر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکین گے پھر پکارا اون
اندھیریون مین کہ کوئی حاکم نہین سوا ے تیرے تو بی عیب ہے مین تھا گنہگاروں سے
پھر سن لی ہمنے اوسکی پکار اور بچا دیا اوسکو اوس گھٹنے سے اور یون ہی ہم بچا دیتے ہین
ایمان والونکو ف حزقیل کے یارون مین تھے یونس علیہ السلام برسے شوقین

عبادت کے اور دنیا سی الگ حکم ہوا کہ اونکو بھیجو شہر نینوا مین مشرکونکو منع کرین بت
پوجنے سے یہ خفا ہوکر گئے راہ مین ندی آئی ایک بڈیا کنارے چھوڑا ایک کندے
پر لیا عورت کا ہاتھ پکڑا ندی مین جب پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا
اوسکے تہا منے سے کندے سے لڑکا پہسل پڑا گہبراہٹ مین دو خون ہوگئی کنارے
آئے دوسرے لڑکے پاس اوسکو بہیڑیا لیگیا جب اوس شہر مین پونہچے سردارون
سے ملے پیغام اللہ کا دیا وہ ٹہٹہے کرنے لگے ایک مدت رہے آخر خفا ہو بددعا
کی عذاب کی اور آپ نکل گئے تین دن کا وعدہ کرکر تیسرے دن عذاب آیا شہر
کے سب لوگ جنگل مین نکلے اللہ کے آگے توبہ کی روئے بت سارے توڑ ڈالے
عذاب ٹل گیا شیطان نے یونس کو خبر دی کہ وہ قوم اچہی بہلی ہے اوسپر عذاب نہ آیا
دل مین خفا ہوے کہ اللہ نے مجہکو جہوٹا کیا حکم کی راہ نہ دیکہی کسی طرف چل کہڑے ہوے
ایک کشتی پر سوار ہوے وہ بہنور مین چکر کہانے لگی لوگون نے کہا کشتی مین کسی کا
غلام ہے بہاگا خداوند سے قرعہ ڈالا تو انکے نام پر آیا دریا مین انکو ڈالدیا ایک
مچہلی نگل گئی اوس اندہیری مین رب کو پکارا تب توبہ قبول ہوئی مچہلی نے کنارے پر
اوگل دیا وہان ایک بیل نے چہاکر اونپر چہاؤن کی اور ہرنی نے دودہ پلایا جب
قوت پائی حکم ہوا اوسی قوم مین پہر جانیکا وہ آرزومند تہے راہ دیکہتے انکی عورت اور
لڑکے پہر ملے بہیڑیے سے لوگون نے چہڑایا تہا اور رہتون کو نکال لیا تہا اوسی شہر
مین اونکی قبر ہے اور یہ جو فرمایا سمجہا کہ ہم نہ پکڑ سکینگے یعنی مہربانی کے معاملے مین
اوسکو راضی نکر سکینگے وہ ایسا خفا ہوا ہے اور حکومت کے معاملے مین ہر چیز آسان
ہے انتہیٰ **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ یہ قصہ یہان اور سورۂ
صافات و سورۂ نون مین مذکور ہے وہ یہ ہے کہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام
کو اللہ پاک نے قریۂ نینوی کی طرف نبی کرکے بہیجا یہ ایک گانون ہے زمین موصل
کا حضرت یونس نے وہانکے لوگونکو اللہ پاک کی طرف بلایا اونہون نے اونپر انکار کیا
اور اپنے کفر پر تمادی کی جو رہے تو حضرت یونس اونسے خفا ہوکر اونکے درمیان مین سے نکلکر

اور اونسے بعد تین رات کے عذاب آنیکا وعدہ کر گئی پھر جب وہ لوگون نے اس بات کا یقین کیا اور جان لیا کہ نبی جھوٹ نہین بولتا ہے تو وہ اپنے بچونکو اور سواری کے جانورونکو اور مواشی کو لیکر جنگل کی طرف نکلے اور درمیان ماؤنکے اور اونکے بچون کے تفریق کی اللہ عزوجل سے تضرع وزاری کی گڑگڑائے عاجزی وزاری سے دعا کی اونٹ اور اونکے بچے بلبلائے گائین بیل اور اونکے بچے چلائے بکریان اور اونکے بچے مے مے کرنے لگے اسپر اللہ پاک نے اونسے عذاب اوٹھا لیا اللہ پاک نے فرمایا ہے فلولا کانت قریۃ امنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیاۃ الدنیا ومتعناھم الی حین اور ہر تو یہ ہوا اور ہر یونس علیہ السلام چلے تو ہمراہ ایک قوم کے کشتی پر سوار ہوئے پس کشتی مع لوگونکے بھنور مین ڈالدی گئی ڈرے کہ ڈوب جائین تو ایک شخص پر قرعہ ڈالا کہ اوسکو اپنے درمیان سے ڈالدین کہ اوسکو ڈال کر سکی حاصل کرین پس قرعہ حضرت یونس پر پڑا تو اونکے ڈالنے سے انکار کیا پھر دوبارہ قرعہ ڈالا تو اونہین پر پڑا اب بھی انکار کیا پھر تیسری بار قرعہ ڈالا تو بھی اونہین پر پڑا اللہ پاک نے فرمایا ہے فساھم فکان من المدحضین یعنی قرعہ یونس علیہ السلام پر پڑا اب تو وہ کھڑے ہوگئے اور کپڑے اونسے برہنہ ہوئے پھر اپنی جان کو دریا مین ڈال دیا حضرت ابن مسعود کے قول مین ہے کہ اللہ پاک نے بحر اخضر سے ایک مچھلی کو بھیجا کہ دریاؤنکو چیرتی پھاڑتی چلی آرہی ہے یہانتک کہ آگئی تو حسب وقت حضرت یونس نے کشتی سے اپنی جان کو ڈالا اوسی دم اونکو نگل گئی پھر اللہ پاک نے اوس مچھلی کی طرف وحی کی کہ اوسکا گوشت نہ کھائیو نہ ہڈی توڑے کیونکہ یونس تیرا رزق نہین ہے تیرا پیٹ جو ہے سو اوسکے واسطے قید خانہ ہو جاوے نون سے مراد مچھلی ہے باین نسبت طرف اوسکی اضافت صحیح ہوگئی یعنی حضرت یونس کی اضافت طرف مچھلی کے بعلاقہ حال ومحل ہے اذ ذھب مغاضبا ضحاک نے کہا اقومہ فظن ان لن نقدر علیہ ای نضیق علیہ فی بطن الحوت یعنی جب چلا گیا غصے سے لڑکر یعنی اپنی قوم سے پھر گمان کیا کہ ہم ہرگز تنگی نکرینگے اوسپر

مچھلی کے پیٹ مین اسی کے مثل حضرت ابن عباس و مجاہد و ضحاک وغیرہم سے مروی ہے ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور قولہ تعالی ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق مما اتاہ اللہ الایہ کو اسکا شاہد ٹھیرایا ہے عطیہ عوفی نے کہا معنی یہ ہین ان نقضی علیہ گویا نقدر کو بمعنی تقدیر قرار دیا ہے کیونکہ عرب قدر و قدّر کو بمعنی واحد بولتے ہین کسی شاعر نے کہا ہے ؎

فلا عائد ذاک الزمان الذی مضی ۔۔۔ تبارکت ما تقدر یکن ذلک الامر

یعنی جو زمانہ گذر گیا وہ پھر آنیوالا نہین ہے الٰہی تو بابرکت ہے جو تو مقدر کرتا ہی قضا کرتا ہے وہی کام ہوجاتا ہے اسی باب سے یہ قول ہی اللہ پاک کا فالتقی الماء علی امر قد قدر ای قدّر فنادی فی الظلمات الا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شکم ماہی کی تاریکی دریا کی تاریکی رات کی اندہیری اسی طرح حضرت ابن عباس و عمرو بن میمون و سعید بن جبیر و محمد بن کعب و ضحاک و حسن و قتادہ سے بھی مروی ہے سالم بن ابی الجعد نے کہا ظلمۃ حوت فی بطن حوت آخر فی ظلمۃ البحر یعنی تین اندہیریان یون ہوئین کہ ایک تو مچھلی کے پیٹ کی اندہیری پھر وہ مچھلی دوسری مچھلی کے پیٹ مین پھر وہ مچھلی دریا کی ظلمت مین حضرت ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا یہ قصہ یون ہوا کہ وہ مچھلی حضرت یونس کو دریاؤن مین لیچلی اون کو بہاڑتی جاتی تہی یہانتک کہ اونکو قرار بحر کی طرف لے پونہچی یعنی دریا کی تہ تک اونکو پونہچایا حضرت یونس نے دریا کی تہ مین کنکر یونکی تسبیح سنی پس اسوقت اور اس جگہہ یہ کہا کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین عوف اعرابی نے کہا کہ جسوقت حضرت یونس مچھلی کے پیٹ مین ہوگئے تو سمجھے کہ مرچکے پھر اپنے دونو پانو کو ہلایا سو جب وہ ہلے تو اوسی جگہہ سجدہ کیا پھر ندا کی یارب مین نے تیرے واسطے ایسی جگہہ مسجد بنائی کہ لوگو نمین سے کوئی اوسکو نہ پونہچا سعید بن ابی الحسن بصری نے کہا کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ مین چالیس دن رہے ان دونو قول کو ابن جریر نے روایت کیا ہے عبداللہ بن رافع حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

لہ اور جسکو تنگی معاش ہو اوسکی روزی تو ضیق کے ساتھ ہوگی اور اوسکو جیسا دیا اوسکو اللہ سے ملے گا یا یہ کہ جیسا ہر ایک کا مرتبہ ہے ۱۲

کے مولی کہتے ہین مینے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ نے یونس کے قید کرنیکا مچھلی کے پیٹ مین
ارادہ کیا تو اللہ نے مچھلی کی طرف وحی کی کہ تو اوسکو لیلے و لا تخدش لہ لحما و لا تکسر لہ عظما
یعنی اوسکی کسی گوشت کو زخمی مت کرنوچ کھسوٹ مت نہ اوسکی کسی ہڈی کو توڑ پھر جب
مچھلی اسفل بحر تک اونکو لے پونہچی تو اونہون نے ایک حس سنی یعنی آہٹ تو اپنے جی
مین کہا یہ کیا ہے تو اللہ نے طرف اونکے وحی کی اور وہ مچھلی کے پیٹ مین تہی کہ یہ تسبیح
ہے دریا کے جانورونکی فرمایا اور یونس نے تسبیح کی اور وہ مچھلی کے شکم مین تہے پس
انکی تسبیح کو فرشتون نے سنا تو کہا ای ہمارے رب ہم ایک ضعیف آواز سنتے ہین زمین
غریب مین فرمایا یعنی اللہ پاک نے کہ یہ میرا بندہ یونس ہے اوسنے میری نافرمانی کی ہے
سو مین نے اوسکو مچھلی کے پیٹ مین دریا کے اندر قید کیا ہے فرشتے بولے وہ
بندہ صالح جسکی طرف سے ہر دن رات عمل صالح طرف تیرے چڑہا کرتا تہا اللہ پاک نے فرمایا
ہان فرمایا یعنی حضرتؐ نے کہ اسوقت فرشتون نے یونس کے واسطے شفاعت کی تو
اللہ نے مچھلی کو حکم دیا تو مچھلی نے یونس کو کنارے مین ڈالدیا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا
ہے وھو سقیم قالہ محمد بن اسحٰق بن یسار عمن حدثہ عن عبداللہ بن رافع رواہ ابن جریر
ورواہ البزار فی مسندہ من طریق محمد بن اسحٰق بنحوہ ثم قال لا نعلمہ
یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا من ھذا الوجہ بھذا الاسناد
ابن ابی حاتم نے یزید رقاشی سے روایت کیا ہے یزید کو جس شخص نے حدیث
کی اوسنے کہا مین نے انس بن مالک سے سنا اور مین نہین جانتا ہون مگر یہ کہ انس حدیث کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پونہچاتے ہین وہ حدیث یہ ہے کہ یونس نبی علیہ السلام
کو جب یہ بات ظاہر ہوئی کہ ان کلمون کے ساتھہ دعا کرین اور وہ مچھلی کے پیٹ مین
تہے تو کہا اللھم لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاقبلت ہذہ الدعوۃ تحن بالعرش
یعنی پس یہ دعا آئی عرش سے حنین کرتی ہوئی یعنی عرش کے پاس آواز کرنے لگی تو
فرشتون نے کہا یارب صوت ضعیف معروف من بلاد غریبۃ یعنی ایک باریک آواز

ا غازن مین
کہا ہے ولی روایۃ
صوت معروف
من مکان مجہول ۱۲

معروف ہے بلاد غریب سے اللہ پاک نے فرمایا کیا تم اسکو نہین پہچانتے ہو فرشتے بولے
وہ کون ہے فرمایا میرا بندہ یونس ہے عرض کیا وہ تیرا بندہ یونس جسکے واسطے عمل متقبل و
دعای مجاب ہمیشہ چڑہا کرتی تہی عرض کیا یارب کیا تو رحم نہین کرتا ہے اوس شی کو جسکو
وہ رخا یعنی راحت مین کیا کرتا تہا تو تو اوسکو بلا سے نجات دے فرمایا ہان پہر
مچہلی کو حکم دیا تو اوسنے اونکو میدان مین پہینکدیا فاستجبنا لہ ونجینا ہ من الغم
یعنی پہر ہمنے اوسکی دعا قبول کی اور مچہلی کے پیٹ سے اور اون اندہیریون سے
اوسکو نکالا وکذلک ننجی المومنین یعنی اسی طرح ہم نجات دیتے ہین ایمان والون کو
جسوقت کہ وہ سختیون مین ہون اور ہماری طرف رجوع ہوکر ہمکو پکارین خصوصاً
جبکہ حالت بلا مین اس دعا کے ساتہہ پکارین کیونکہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم سے اسکے ساتہہ دعا کرنے مین ترغیب آئی ہے امام احمد نے حضرت سعد بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا میرا گذر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر ہوا
مسجد مین تو مین نے اونکو سلام کیا اونہون نے اپنی دونو آنکہون کو مجہسے پھیر لیا یعنی مجہکو
خوب دیکہا پہر مجہکو سلام کا جواب نہ دیا مین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس
آیا مین نے کہا ای امیر المومنین کیا حادث ہوئی اسلام مین کوئی شے دوبارہ فرمایا نہین
یہ کیا ہے مین نے کہا نہین مگر مین نے ابہی مسجد مین عثمان پر گذر کیا تو مین نے اون کو
سلام کیا اونہون نے اپنی دونو آنکہین مجہسے پھیر لین پہر سلام کا جواب مجہکو نہ دیا کہا پس
حضرت عمر نے حضرت عثمان کی طرف آدمی بہیجا اونکو بلایا پہر کہا تجہکو کس بات نے منع
کیا اس سے کہ اپنے بہائی مسلمان کو سلام کا جواب دے وہ بولے مین نے نہین کیا
سعد نے کہا کہ مین نے کہا ہان تمنے کیا ہے یہانتک کہ اونہون نے قسم کہائی اور مین نے قسم
کہائی کہا پہر حضرت عثمان نے یاد کیا تو کہا ہان اور مین اللہ سے بخشش مانگتا ہون
اور اوس سے توبہ کرتا ہون بیشک تو ابہی مجہپر گذرا اور مین اپنے جی سے ایک بات
کی حدیث کر رہا تہا جسکو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے قسم ہے
اللہ کی نہین یاد کیا مین نے اوسکو مگر میرے بصر و قلب پر ایک پردہ پڑجاتا ہے سعد نے کہا

مین تمکو اوسکی خبر دیتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسے ذکر کیا کہ اول دعا
پھر ایک اعرابی آگیا تو اوسنے آپکو مشغول کر دیا یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کھڑے ہو گئے تو مین آپ کے پیچھے ہولیا پھر جب مین ڈرا کہ آپ اپنے گھر کی طرف
مجھسے سبقت کر جائین تو مین نے اپنے پاؤن سے زمین کو مارا اب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف التفات کیا فرمایا یہ کون ہے ابو اسحق کہا مین نے عرض کیا
ہان یا رسول اللہ فرمایا پھر کیا ہے مین نے عرض کیا نہین مگر آپ نے ہمسے ذکر کیا کہ اول
دعا پھر یہ اعرابی آگیا سو اوسنے آپکو مشغول کر دیا فرمایا ہان دعا ذو النون کی جسوقت کہ
وہ مچھلی کے پیٹ مین تہا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پس بیشک نہین
پکارا اسکو کسی مسلمان نے اپنے رب کو کسی شے مین کبھی مگر اوسکی واسطے دعا
قبول کی ورواہ الترمذی والنسائی فی الیوم واللیلۃ من حدیث ابراہیم بن محمد بن سعد
عن ابیہ سعد بہ ابن ابی حاتم نے سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے دعا کی ساتھہ دعا یونس کے تو اوسکی لیے قبول
کی گئی قال ابو سعید یعنی اوستاذ ابن ابی حاتم یرید بہ کذلک ننجی المومنین ابن جریر نے
سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہا مین نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ
کہتے ہین مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے وہ اللہ کا نام
کہ جسوقت اوسکی ساتھہ دعا کی جائے تو قبول کرے اور جب اوسکے ساتھہ سوال کیا جائے
تو دے دعا ہے یونس بن متی کی کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ خاص واسطے
یونس کے ہے یا واسطے جماعت مسلمین کے فرمایا وہ واسطے یونس بن متی کی خاص ہے
اور واسطے جماعت مومنین کی عام ہے جبکہ اوسکے ساتھہ دعا کرین کیا تو نے اللہ عزوجل
کا قول نہین سنا فنادی فی الظلمات الآیہ سو وہ شرط ہے طرف سے اللہ کے واسطے اوس
شخص کے جو اوسکے ساتھہ دعا کرے ابن ابی حاتم نے کثیر بن معبد سے روایت کیا ہے
کہا مین نے حسن سے پوچھا تو مین نے کہا ای ابو سعید اسم اللہ الاعظم جسوقت اوسکے ساتھہ
دعا کی جائے تو قبول کرے اور جب اوسکی ساتھہ مانگا جائے تو دے کہا ای بھتیجی کیا تو قرآن

نہین پڑہتا ہے اللہ تعالی کا قول وذا النون اذ ذہب مغاضبًا الی قولہ وکذلک
ننجی المومنین بتحقیق یہ وہ اسم اللہ الاعظم ہے کہ جب اوسکے ساتہہ پکارا جاے تو قبول کرے اور
جب اوسکے ساتہہ سوال کیا جاے تو دی انتہی ف مختار مین کہا ہے کہ نون حوت
ہے یعنی مچہلی جمع اسکی اَنوان ونِینان ہے اور ذوالنون لقب ہے حضرت یونس بن
متی علیہ السلام کا دوسری جگہہ کہا ہے کہ حوت سمکہ کو کہتے ہین اسکی جمع حیتان ہے اور
حوت متقید بکبیر نہین ہے بخلاف اوس شخص کے جو اوسکو متقید بکبیر کہتا ہے یعنی چہوٹی
بڑی مچہلی کو حوت کہتے ہین کسی نے کہا کہ حوت بڑی کو بولتے ہین ایک جگہہ قرآن
شریف مین حضرت یونس کو صاحب الحوت فرمایا ہے انکے والد ماجد کا اسم شریف
مَتّی بروزن شتی ہے قاموس مین یہی ذکر کیا ہے کہ متی انکے والد کا نام ہے ابن اثیر
وغیرہ نے کہا ہے کہ متی انکی والدہ شریفہ کا نام ہے سوای حضرت یونس وحضرت
عیسی علیہما السلام کے نبیون مین سے اور کوئی ماں کی طرف منسوب نہین ہوا شہاب
خفاجی نے کہا کہ قول صحیح کی بنا پر متی اونکے والد کا نام ہے زکریا نے کہا کہ متی
ایک نیک آدمی تہے اونکا انتقال ہوا اور حضرت یونس اپنی ماں کے پیٹ مین چار مہینے
کے تہے شیخزادے نے کہا کہ حضرت یونس کا نام ذوالنون اسلیے ہوا کہ مچہلی نے اونکو
نگل لیا تہا کسی نے کہا اسلیے ذوالنون نام ہوا کہ اونہون نے ایک خوبصورت لڑکی کو
دیکہا تو فرمایا ذَہَبُوا نُونَتَہ یعنی اوسکے نونہ کو کالا کردو تاکہ اوسپر نظر نہ لگے نونہ ایک ثقبہ ہے کہ چہوٹے
بچے کی پہوڑی مین ہوتا ہے کہتے ہین کہ انبیا مین پانچ نبی ایسے ہین جنکے دو دو نام ہین۔
اسرائیل ویعقوب الیاس وذوالکفل عیسی ومسیح یونس وذوالنون محمد واحمد
علیہم الصلوات والتسلیم ناصب ذا النون کا اذکر محذوف ہے اذ بدل اشتمال ہے ذوالنون
سے مغاضبًا حال ہے ضمیر ذہب سے مغاضبہ بمعنی مراغمہ ہے مراغمہ کہتے ہین باہم خشم کرنیکو
اللہ پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ تم یاد کرو مچہلی والے کو
یعنی اونکے جانے کے وقت کو کہ جب وہ چلے غصے سے لڑکر اسمین اختلاف ہے
کہ اونہون نے کس پر غصہ کیا سو ایک قول یہ ہے کہ اپنی قوم سے خفا ہوے جبکہ زمانہ دراز اونکی

دعوت کی اونکو سمجھایا اونہون نے نمانا اپنے کفر وعناد پر اصرار کیا تو ملول ہوکر اونسے ہجرت
کر گئے پہلے اس سے کہ اونکو ہجرت کا حکم ہو اور اس بات کا گمان کیا کہ یہ بات جائز ہے
اسواسطے کہ اس کام کو نہین کیا ہے مگر خاص اللہ پاک کے لیے غصہ کرکے اور اوسکے دین
کی حمایت کے واسطے اور کفر واہل کفر سے بغض کرکے حالانکہ یہ امر اونپر لازم تہا کہ صابر
رہتے اور اللہ پاک کے اذن کا انتظار کرتے اونسے ہجرت کرنیمین اسواسطے شکم ماہی کے
ساتہہ مبتلا ہوئے اونکے خروج وغضب کی یہ وجہ اوس شخص کے قول پر مبنی ہے جو یہ کہتا
ہے کہ حضرت یونس مچھلی کے پیٹ مین واقع ہوئے بعد مشغول ہونے اونکے ادای رسالت
مین دوسری وجہ اونکے خروج وغضب کی یہ ہے کہ جب اونہون نے اپنی قوم کو اس بات
کی خبر دی کہ ایک مقرر وقت پر اللہ پاک اونپر عذاب نازل کریگا اور اونسے مفارقت کر گئے
پہر بعد گذر جانے مدت مقرر کے اونکو یہ خبر پونہچی کہ اللہ پاک نے اونکو عذاب نہ کیا اور
اونکو معلوم نہوا کہ کس سبب سے اونکو عذاب نہ کیا تو اس بات سے ڈرے کہ کذب کی طرف منسوب
ہون اور اسکا عار دلائے جائین اسپر کہا کہ مین جہوٹا ہوکر اپنی قوم کی طرف نہ لوٹونگا پس
اونکی طرف واپس جانیکے سبب سے غضبناک ہوکر چل دیے یہ وجہ اسپر مبنی ہے کہ ادای
رسالت مین مشغول ہونیسے پہلے مچھلی کے پیٹ مین واقع ہوئے جیسا کہ حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت یونس اور اونکی قوم فلسطین مین بستے تہے
کسی بادشاہ نے اس قوم پر چڑہائی کی اور انمین سے ساڑہے تو اسباط کو قید کرلیا اور
اڑہائی اسباط باقی رہگئے تو اللہ پاک نے شعیبؑ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی کی کہ تم
حزقیل بادشاہ کے پاس جاؤ اوس سے کہو کہ تو ایک قوی امین نبی کو روانہ کر تاکہ وہ ان
لوگونکے دل مین یہ بات ڈالے کہ بنی اسرائیل کو بہیجدین تو بادشاہ نے حضرت شعیب سے
کہا کہ تمہاری رائے مین کس کو بہیجین اوسکی مملکت مین پانچ نبی تہے تو حضرت شعیب
نے کہا کہ یونس بن متی کو کیونکہ وہ قوی امین ہے پہر بادشاہ نے حضرت یونس کو بلایا
اور اونکو حکم دیا کہ جائین تو حضرت یونس بولے کہ کیا اللہ نے تجہکو میرے روانہ کرنیکا امر
کیا ہے بادشاہ نے کہا نہین حضرت یونس نے کہا پہر کیا اوسنے تیرے واسطے میرا نام لیا ہے

کہا نہین تو حضرت یونس نے کہا کہ یہان میرے سوا اور نبی ہین پہر حضرت یونس سے
الحاح و اصرار کیا تو بادشاہ اور اپنی قوم پر خفا ہوے نکلی پس دریاے روم پہنچے
تو دیکھا کہ ایک قوم نے کشتی تیار کی ہے اونکے ہمراہ سوار ہو گئے پہر جسوقت کشتی بھنور
مین پڑ گئی تو اونکو لیکر ہچکولے پڑی قریب تہا کہ غرق ہو جائین ملاحون نے کہا کہ یہان
کوئی گنہگار آدمی ہے یا کوئی غلام بہاگا ہوا ہے کیونکہ کشتی ایسا نہین کرتی ہے مگر
جب کہ اوسمین کوئی گنہگار آدمی ہو ہماری رسم ہے کہ جسوقت ہم اس بلا مین مبتلا
ہوتے ہین تو قرعہ ڈالتے ہین پہر جسپر قرعہ پڑ جاتا ہے اوسکو دریا مین ڈالدیتے ہین ایک کا
ڈوب جانا کشتی کے ڈوبنے سے بہتر ہے پہر اونہون نے تین بار قرعہ ڈالا تو
تینون بار مین حضرت یونس ہی پر پڑا حضرت یونس بولے مین ہون مرد گنہگار اور
بندۂ گریختہ پہر اونہون نے اپنی جان کو دریا مین ڈال دیا ایک مچھلی آئی اور اونکو نگل گئی
اللہ پاک نے مچھلی کو وحی کی کہ اسکے کسی بال کو ایذا مت دینا کیونکہ مین نے تیرے
پیٹ کو اوسکے لیے قید خانہ بنایا ہے اور اوسکو طعام نہین کیا ہے، پہر جب اللہ پاک
نے شکم ماہی سے اونکو نجات دی اور چوزۂ برکندہ موکی طرح میدان مین اونکو ڈالدیا
اونپر کوئی بال تہا نہ چمڑا تو اللہ پاک نے اونپر ایک بیل اوگائی کہ اوس سے سایہ لین اور
اوسکے پہل کہائین یہان تک کہ قوی ہو گئے تو وہ بیل سوکہہ گئی حضرت یونس اوسپر
غمگین ہوے تو اونسے کہا گیا کیا تو ایک درخت پر حزن کرتا ہے اور ایک لاکہہ یا زیادہ
پر تو نے حزن نہ کیا جب تو تو اونکی طرف نہ گیا اور اون کی راحت طلب نہ کی پہر اللہ پاک
نے اونکو وحی بہیجی اور حکم دیا کہ طرف اونکے جائین پس اونکی طرف روانہ ہوے یہانتک
کہ اونکی زمین مین داخل ہوے اور وہ لوگ اونسے کہیہ دور نہ تہے تو حضرت یونس
اونکے پاس آئے اور اونکے بادشاہ سے کہا کہ اللہ تعالی نے مجہکو تیری طرف بہیجا ہے
سو تو بنی اسرائیل کو میرے ہمراہ بہیجدے وہ بولے ہم نہین جانتے ہین جو تو کہتا
ہے اگر ہم جان لیتے کہ تو سچا ہے تو کرتے ہم تو تمہارے دیار مین آئے اور تمکو قید کیا پہر
اگر بات ویسی ہی جیسی تو کہتا ہے تو اللہ تمکو تم سے روکتا پہر حضرت یونس نے تین دن

اونپر گشت کیا اونکو اس بات کی طرف بلاتے رہے اونہون نے انکار ہی کیا تو
اللہ نے طرف انکے وحی بہیجی کہ تو اونسی کہدے کہ اگر وہ ایمان نہ لائینگے تو اونپر عذاب
آئیگا انہون نے اونکو پیغام پوہنچا دیا اونہون نے نمانا تو اونکے پاس سے نکل گئے
پہر جب حضرت یونس کو گم پایا تو اپنے فعل پر نادم ہوئے انکو ڈہونڈہنے چلے تو اونپر
بس نپایا پہر اپنی بات اور یونس علیہ السلام کی بات اون علماسی ذکر کی جو اونکے
پاس تہے کہا کہ تم اوسکو دیکہو شہر مین تلاش کرو اگر وہ شہر مین ہی تو جو اوسنے نزول عذاب
کا ذکر کیا ہے اوسمین سے کچہہ نہین ہے اور اگر وہ نکل گیا ہے تو ویسا ہی ہے جیسا
اونسے کہا ہے پہر اونہون نے حضرت یونس کو تلاش کیا تو اونسی کہا گیا کہ وہ تو بعد
زوال کے نکل گیا جب انکی آس ٹوٹی تو اپنے شہر کے دروازے بند کر دیے پس نہ
اونکے جانور شہر مین داخل ہوے نہ اونکی بکریان اور ہرمان کو اوسکے بچے سے
الگ کر دیا اسی طرح آدمیون مین ماؤن کو بچونسی علیحدہ کر دیا پہر کہڑے ہوئے صبح کا
انتظار کرنے لگے پہر جب پو پہوٹی تو عذاب کو دیکہا کہ آسمان سے اوترا تو اونہون نے
اپنے گریبان پہاڑے اور حاملہ عورتون نے اپنے پیٹ کے بچے جن دیے اور بچے
چیخے چلائے بکریان مے مے کرنے لگین گائے بیل چیخے اسپر اللہ پاک نے اونسی
عذاب اوٹہالیا پہر اونہون نے حضرت یونس کی طرف آدمی بہیجا اونپر ایمان لائے
اونکے ہمراہ بنی اسرائیل کو بہیجدیا پس اس روایت کی بنا پر رسالت حضرت یونس کی
بعد ڈالنے مچہلی کے ہوئی دلیل اس قول کی اللہ پاک کا قول ہی سورۂ والصافات
مین فنبذناہ بالعراء وھو سقیم وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین وارسلناہ
الی مائۃ الف اویزیدون اکثر علما اسپر ہین کہ قصہ مچہلی کا اور حضرت یونس علیہ السلام
کا خفا ہو کر جانا بعد اسکے واقع ہوا کہ اونکو طرف اونکے بہیجا اور بعد اسکے کہ بسبب
اونکی توبہ و اخلاص دعا کے عذاب کو اونسے اوٹہالیا غرضکہ کچہہ بہی حضرت یونس
علیہ السلام کے نکلنے اور قوم سے خفا ہونے کا سبب وہی دو وجہین تہین جنکا ذکر
ہوا قاضی بیضاوی نے دونون کو ذکر کیا ہے اور نسفی و محلی نے اول کو رہی یہ بات کہ صیغہ

لہ پہر اون دیہات کے لوگون نے اونکو پہچان لیا اور وہ پہر ایمان لائے اور وہ بہلا گروہ تہا اور اونکی بابت آیا ہے کہ اونپر ایک وقت اوسکے بیل کا اور بہیڑ بکریون کا بہی بہیجا گیا تہا کہ آدمیون کے ساتہہ ۱۲

مفاعلہ کا طرفین کا مقتضی ہے حالانکہ یہان غضب و کراہت خاص حضرت یونس ہی
کی طرف سے ہے سو یا تو مفاعلہ اپنے باب پر نہین ہے پس اس صورت مین کسی طرح کی
مشارکت نہوگی جسطرح کہ سافرت و عاقبت اللص ہے اسی واسطے محلی نے مغاضبًا کی تفسیر
غضبان کی ہے یا صیغۂ مفاعلہ اسلیے لایا گیا ہے کہ حضرت یونس کے کمال غضب پر
اور غضب مین مبالغے پر دلالت کرے کیونکہ اکثر استعمال صیغۂ مفاعلہ کا مبالغے مین ہوتا ہے
اور بلا تکلف جو شی بطریق مبالغہ صادر ہوتی ہے وہ تمامتر ہوتی ہے یا مفاعلہ اپنے
باب پر ہے اور مشارکت یون ہوسکتی ہے کہ حضرت یونس کو قوم نے اسطرح خفا کیا کہ
اونکی دعوت سے ایمان نہ لائی اور ایک مدت کفر پر جمی رہی اور اونہون نے قوم
کو اس طرح خفا کیا کہ اونکے درمیان سے نکل گئے اونکو نزول عذاب کا خوف ہوا اسپر قوم
اونسے خفا ہوئی کسی نے مُغْضِبًا پڑہا ہے اس قرارت کو بیضاوی نے ذکر کیا ہے
ضحاک نے کہا مغاضبًا لقومہ یعنی حضرت یونس قوم پر خفا ہوکر گئے یہی قول حضرت
ابن عباس سے بھی منقول ہے بیہقی نے اسماء و صفات مین اور ابن جریر نے حضرت
ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ غضب علی قومہ فظن ان لن نقدر علیہ کی تفسیر
مین کہا ہے ان لن نقضی علیہ عُقُوْبَۃً اور ابتلا اس بات مین ہوا کہ جو اونہون نے اپنی قوم
کے ساتھہ کیا کہ اونپر خفا ہوئے اور بھاگ گئے فرمایا اور عقوبت اونکی یہ ہوئی کہ مچھلی نے
اونکو پکڑ لیا ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و بیہقی کا لفظ حضرت ابن عباس سے فظن
ان لن نقدر علیہ کی تفسیر مین یہ ہے کہ ظن ان لن یاخذہ العذاب الذی اصابہ حضرت
حسن و شعبی و سعید بن جبیر نے کہا کہ ذہب مغاضبا لربہ ابن جریر و قتیبی و ہدوی نے
اسی قول کو اختیار کیا ہے اور حضرت ابن مسعود سے بھی منقول ہے نحاس نے کہا کہ جو شخص
لغت کو نہین جانتا ہے بسا اوقات وہ اسکا انکار کرتا ہے حالانکہ یہ صحیح قول ہے
معنی یہ ہین کہ مغاضبًا لاجل ربہ جسطرح تو کہتا ہے غضبت لک ای من اجلک ایک گروہ نے
کہا منجملہ اونکے اخفش ہے کہ حضرت یونس جو خفا ہوکر نکلے سو اوس بادشاہ سے جو اونکے وقت
مین تہا نام اوسکا حزقیا ہے کسی نے کہا کہ نہ اپنے رب سے خفا ہوئے نہ اپنی قوم سے

نہ بادشاہ سے لیکن یہ مغاضبًا ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ غضب اذا انف
یعنی جب کوئی کنیا سے عار کرے تو بولتے ہین غضب یعنی اونسنے ننگ و عار کیا و جہ
اسکی یہ ہے کہ جسوقت اونہون نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا اور وہ لوگ
فلسطین مین رہتے بستے تھے اور حضرت یونس اونسے نکلے تو اونہون نے توبہ کرلی
اور اللہ نے اونسے عذاب دور کردیا پھر جب لوٹکر آئے اور جانا کہ وہ ہلاک نہوے
تو اس سے ننگ و عار کیا اور اونسے نکل گئے شاعر عرب نے غضب کا استعمال اسی
معنی مین کیا ہے ع واغضب ان تھجی تمیم بعامر ۔ ای انف یعنی مین عار
کرتا ہون اس بات سے کہ تمیم کی ہجو کیجاے بدلے عامر کے فظن ان لن نقدر
علیہ جمہور نے اسکو بفتح نون و کسر دال پڑہا ہے اس قرارت کی بنیاد پر اسکے معنی مین
اختلاف ہے سو بعض نے کہا اسکے معنی یہ ہین کہ حضرت یونس کے گمان مین یہ بات واقع
ہوئی کہ اللہ تعالی اونکے عقاب کرنے پر قادر نہین ہوگا یہ قول حسن و سعید بن جبیر سے
منقول ہے لیکن یہ قول مردود ہے کیونکہ یہ گمان اللہ پاک کے ساتھہ کرنا کفر ہے ایسا
قول انبیا علیہم السلام سے واقع نہین ہوتا ہے جمہور علما اسطرف گئے ہین کہ معنی اسکے
یہ ہین کہ حضرت یونس نے گمان کیا کہ ہم ہرگز اونپر تنگی نکرینگے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا
ہے یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ای یضیق محاورے مین بولتے ہین قدر و
قُدِر و قَتر و قُتِر ای ضیق علامہ نسفی نے بھی یہی معنی اختیار کیے ہین اور حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ ایک دن وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر
داخل ہوئے تو حضرت معاویہ نے فرمایا لقد ضربتنی امواج القرآن فلم ار لنفسی
خلاصًا الا بک یعنی مجھکو قرآن شریف کی موجون نے مارا تو مین نے اپنے نفس کی لیے
خلاصی نہ دیکھی مگر تم سے حضرت ابن عباس نے کہا ای معاویہ وہ کیا ہے حضرت معاویہ
نے یہی آیت پڑہی تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا اللہ کا نبی گمان کریگا کہ اللہ اوسپر
قدرت نہین رکہتا ہے فرمایا کہ یہ قدر سے ہی قدرت سے نہین ہے کسی نے کہا کہ نقدر قدر
سے ہے جسکے معنی قضا و حکم کے ہین یعنی گمان کیا کہ ہم ہرگز اوسپر عقوبت کا حکم

نکرینگی قتادہ و مجاہد اسی کے قائل ہین اور فراء و زجاج نے اسی کو اختیار کیا ہے ماخوذ ہے قدر سے جسکے معنی حکم کے ہین قدرت و استطاعت مراد نہین ہے احمد بن یحیی ثعلب نے کہا کہ تقدیر سے ماخوذ ہے قدرت سے نہین ہے اسی محاورے سے یون بولتے ہین قدر اللہ لک الخیر یقدرہ قدرا یعنی اللہ تیرے لیے خیر مقدر کرے ثعلب نے اسکی سند کے واسطے یہ شعر پڑہا ہے

فلیست عشیات اللوی برواجع ۔۔۔ لنا ابدا ما ابرم السلم النضر

ولا عائد ذاک الزمان الذی مضی ۔۔۔ تبارکت ما تقدر مع ذلک الشکر

اس معنی کے مویدات مین سے حضرت عمر بن عبد العزیز و زہری رضی اللہ عنہما کی قرات ہے او نہون نے اسکو بضم نون و تشدید دال تقدیر سے پڑہا ہے اور ماوردی نے اسی قرات کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے اور نیز اسکی موید قرات عکبید بن عمیر و قتادہ و اعرج کی ہے او نہون نے اسکو بضم یا و تشدید دال بصیغہ مجہول پڑہا ہے اور یعقوب و عبد اللہ بن ابی اسحق و حسن کی قرات بضم یا و فتح دال مخفف بصیغہ مجہول ہے حدیث صحیح مین جو ایک شخص کا قصہ آیا ہے جسنے کوئی خیر نہ کی تہی کبھی اوسنے اپنے گہر والون سے کہا تہا کہ جب وہ مرجاے تو اوسکو جلا ڈالین پہر اوسنے یون کہا تہا فو اللہ لئن قدر اللہ علی الحدیث سو علماء نے اسکی تاویل مین اختلاف کیا ہے جسطرح کہ اس آیت کی تاویل مین اختلاف کیا ہے فتح البیان و فتح القدیر مین کہا ہے کہ ہمنے اس جگہہ وہ تقریر ذکر کی ہے کہ جسکے ساتہہ ناظر کو اسکے غیر کی طرف حاجت نہوگی قاضی بیضاوی نے اول تو وہی دو معنی ذکر کیے ہین کہ نقدر کے معنی نضیق ہین یا نقضی پہر کہا ہے یا یہ معنی ہین لن نفعل فیہ قدرتنا اس معنی کی بنیاد اسپر ہے کہ نقدر قدرت سے ہے اور قدرت سے مراد اعمال قدرت ہے اور مباشرت فعل جو اوس سے ہوتی ہے بطریق اطلاق سبب اور مراد مسبب کیونکہ قدرت و فعل کے درمیان مین علاقہ سببیت کا ہے پس یہ بات بعید نہین ہے کہ او نمین سے ایک دوسرے سے مجاز قرار دیا جاے معنی یہ ہین کہ یونس نے گمان کیا کہ ہم اپنی قدرت کو اوسمین عمل نہ کرینگے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ حضرت یونس علیہ السلام جو اپنی قوم

۱۲

سے بدون انتظار حکم آلہی کے نکل گئے سو اونکے حال کی تشبیہ دی اوس شخص کے حال سے
جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ اوسپر قادر نہوگا اس معنی کی بنا پر فظن ان لن نقدر استعارہ
تبعیہ ہوگا بطریق استعارہ تمثیلیہ یا یہ ایک خطرہ شیطانی تہا کہ اونکے وہم کی طرف سبقت
کرگیا پس واسطے مبالغے کے اوسکا نام ظن رکہدیا ورنہ نبی سے ایسا ظن محال ہے
ان لن نقدر علیہ مین کلمۂ اَنْ مخففہ ہے مثقلہ سے اسم اوسکا ضمیر شان محذوف ہے
یعنی اَنَّہٗ اور لن نقدر خبر ہے فَنَادٰی فی الظلمت مین حرف فاضیحہ ہے جملہ محذوفہ ماقبل
کی خبر دیتا ہے وہ یہ ہے کان ماکان من التقام الحوت لہ یعنی ہوا جو کچہ ہوا کہ مچہلی نے
اونکو نگل لیا سو اونہون نے تاریکیون مین ندا کی مراد ظلمات سے سخت گہری اندہیری
ہے مچہلی کے پیٹ مین کقولہ تعالی ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ
یعنی صیغہ جمع کا واسطے کثرت تاریکی کے ہے یا مراد تین تاریکیان ہین ایک تاریکی
شکم ماہی کی دوسری دریا کی تیسری رات کی وہ ندا یہ ہے اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
سُبْحَانَكَ کلمۂ ان مخففہ ہے مثقلہ سے ای بانّہٗ اور اسم اوسکا ضمیر شان محذوف ہے
اور جملۂ منفیۂ ما بعد خبر ہے یا کلمۂ اَنْ بمعنی اے ہے یعنی ان تفسیریہ ہے کیونکہ ماقبل اوسکے
معنی قول ہین یعنی نادیٰ معنی یہ ہین کہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچہلی کے پیٹ
مین یون ندا کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر تو پاک ہے تو اس سے کہ کوئی شے تجہے عاجز کرے
اونہون نے اپنے رب کو سارے نقائص سے پاک کیا اونمین سے ایک یہ ہے کہ مثلاً جو
اونسے کیا اوس کو برا ظلم کرے یا خواہش انتقام سے پاک ہے یا اس سے پاک ہے کہ مکروب
کی تخلیص سے عاجز ہو یا گنہگار کے مواخذے سے عاجز ہو شیخ زادے نے کہا کہ بیضاوی
نے جو بعد سبحانک کے ان یعجز کی شی نکالا ہے شاید اسکی بنا اس بات پر ہو کہ بقدر
کے احتمالون مین سے بیضاوی نے اخیر احتمال کو اختیار کیا ہو وہ اخیر احتمال یہی تہا کہ مراد ظن
سے خطرۂ وہمیہ ہے اور حضرت یونس نے جو اللہ پاک کے ساتہہ توہم عجز کا کیا سو یہ تسبیح
اس توہم سے اونکی استغفار ہوجائے اول تو اپنے رب کی ہر برائی سے تنزیہ کی پہر
اپنے ظلم کا اقرار کرکے یون کہا انی کنت من الظالمین یعنی بیشک مین اون لوگونمین سے

ف لیکن اللہ اونکی روشنی اور چھوڑ اونکو اندہیرون مین ۱۲

تہا جو کہ اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین یعنی مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا کہ بغیر تیرے
حکم کے قوم سے ہجرت کر گیا محلی و نسفی و بیضاوی نے اسی طرح کہا ہے حسن و قتادہ
نے کہا کہ یہ قول حضرت یونس کی طرف سے اقرار ہے اپنے گناہ کا اور توبہ ہے
اپنی خطیئہ سے خفاجی نے کہا کہ اول اس دعا کا تہلیل ہے اور اوسط تسبیح ہے
اور آخر اقرار ہے گناہ کا پہر اللہ پاک نے خبر دی کہ ہمنے اوسکی دعا قبول کی فاستجبنا لہ
کون دعا جس کے ضمن مین نہایت لطیف طور پر گناہ کا اقرار تہا و نجیناہ من الغم یعنی
ہمنے اوسکو غم سے نجات دی باین طور کہ مچھلی نے اونکو کنارے پر ڈالدیا اوسی دن
یا بعد چار گہڑی کے یا بعد تین دن کے یا سات یا بیس یا چالیس دن اور رات کے
کل جہہ قول ہوئے پس اول کی پانچ قول سوا سے چار گہڑی کے محلی نے سوکہ والصافات
مین ذکر کیے ہین اور دو قول ایک چار گہڑی کا دوسرا تین دن کا بیضاوی نے ذکر
کیا ہے اور غم سے مراد مچھلی کے نگلنے کا غم ہے یا غم خطیئہ کا یا وحشت و تنہائی کا غم
کہتے ہین اندود کو وکذلک ننجی المومنین یعنی جسطرح ہم نے یونس کو مچھلی کے پیٹ سے
نجات دی جبکہ اوسنے ہمکو پکارا اوسی طرح ہم نجات دیتے ہین ایمان والونکو اونکے
کرب و شدت سے جبکہ وہ ہمکو پکارین ہم سے استغاثہ کرین اس معنی کی بنا پر
کاف صفت ہے مصدر محذوف کی فتح البیان و فتح القدیر مین کہا ہے کہ ہم
مومنین کو خلاصی دیتے ہین اونکے ہم سے بسبب اونکے عمل کے جو سابق ہو چکا
ہے اور بسبب اوس رحمت کے جسکو ہم نے اونکے واسطے تیار کر رکہا ہے یہی معنی دوسری
آیت کے ہین وہ یہ ہے فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون
ف جمہور نے ننجی کو دو نون سے پڑہا ہے ابن عامر کی قرأت نُجّی نون واحد
و جیم مشدد و سکون یای تحتیہ ہے اسمین تین وجہین ہین پہلی وجہ یہ ہے کہ فعل ماضی
مجہول ہے اور حرف یا کو واسطے تخفیف کے ساکن کر دیا ہے اور نائب فاعل مصدر
مضمر ہے یعنی وکذلک نُجّی النجاءُ المومنین جس طرح یہ مثال ہے ضُرِبَ زیدٌ یعنی ضُرِبَ
الضربُ زیدًا اسی باب سے شاعر کا قول ہے ؎

ولو ولدت قفیرۃ جرو کلب
لسب بذلک الجرو الکلابا

اگر جنتی قفیرہ جرو کتے کا
تو ہوتا اوسکو سب کتون کا باپ

ولو ولدت قفيزة جرو كلب لسب بذلك الجرو الكلابا

یعنی اگر قفیزہ کتے کا بلا جنے تو اوس بلے کے سبب سے کتے بھی گالی دیے جائین
فراء و ابو عبید و ثعلب نے اس قراءت کی توجیہ مین اسی طرح کہا ہے ابو البقاء نے
اس توجیہ کو دو وجہ سے ضعیف کہا ہے ایک تو آخر ماضی کو ساکن کرنا دوسرے مصدر
کو نائب فاعل بےثیر انا باوجود موجود ہونے مفعول صحیح کے ابو حاتم و زجاج نے اسکا
تخطیہ یون کیا ہے کہ یہ لحن ہے یعنی غلط ہے اسواسطے کہ آمین مفعول مالم یسم فاعلہ کو
نصب دیا ہے حالانکہ نجی المومنون کہا جاتا ہے دوسری توجیہ یہ ہے کہ نجی فعل
مستقبل ہے اسکے ثانی نون کو جیم سے قلب کیا پھر جیم کو جیم مین ادغام کیا ابو عبیدہ و
قیتبی اس کے قائل ہین کہ نون کو جیم مین ادغام کیا ہے ابو البقاء نے اسکو بھی ضعیف
کہا ہے نحاس نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ بات کسی نحوی کے نزدیک جائز نہین ہے اسلیے کہ
مخرج نون کا جیم کے مخرج سے بعید ہے تو اسمین ادغام نکیا جائیگا تیسری توجیہ یہ ہے
کہ اصل اسکی ننجی ہے بفتح نون ثانی لیکن اوسکو حذف کر دیا جسطرح کہ تظاہرون مین دوسرے
حرف تا کو حذف کر دیا ہے اصل مین تتظاہرون تھا اور ولا تفرقوا مین سے تا کو حذف
کیا اصل مین ولا تتفرقوا تھا یہ توجیہ علی بن سلیمان اخفش نے ذکر کی ہے نحاس نے کہا
اس سے بہتر مین نے کوئی شی نہین سنی اس توجیہ کو نحاس نے اخفش سے سنا ہے
ابو البقاء نے اس توجیہ کو بھی بسبب دو وجہ کے ضعیف کہا ہے ایک یہ ہے کہ نون ثانی
اصل ہے اور وہ فاکلمہ ہے پس اوسکا حذف کرنا بغایت بعید ہے دوسری یہ ہے
کہ ثانی نون کی حرکت نون اول کی حرکت کی غیر ہے تو دونون کا جمع ہونا ثقیل ہوگا
بخلاف تظاہرون کے تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر تتحامی المظالم ہے تو دوسری تا کا حذف
کرنا جائز ہوگا شوکانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جیسا اخفش نے کہا ویسا ہی واحدی
نے ابو علی فارسی سے نقل کیا ہے کہا کہ نون ثانی جیم کے ساتھ اخفا کیا جاتا ہے اور
اوسکا ظاہر کرنا جائز نہین ہے اسلیے سامع پر اخفا ادغام کے ساتھ ملتبس ہو گیا تو اوسنے
گمان کر لیا کہ وہ ادغام ہے اسکان یا سے نجی اور نصب مومنین اسپر دال ہے اگر

فعل مجہول کی بنا پر ہوتا تو یا کو سکون نہ دیا جاتا اور مومنین کا مرفوع ہونا واجب
ہوتا شوکانی کہتے ہین کہ ابو علی نے جو کہا ہے کہ نون ثانی کا ظاہر کرنا جائز نہین ہے
سو ہم اس کو نہین مانتے کیونکہ جمہور کی قرارت مین تو ظاہر ہوا ہے پھر کیا وجہ ہے
کہ یہان ناجائز ہے تیسری قرارت محمد بن مُسَیْفَع و ابو العالیہ کی ہے وکذلک نُجِّی
المومنین بصیغۂ ماضی معروف یعنی نجا اللہ المومنین اسی طرح نجات دی اللہ نے
ایمان والون کو بیضاوی نے کہا کہ مصحف امام یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
قرآن شریف مین نَجّی ہے یعنی ایک نون سے سو اسی لیے جماعت قرار نے نون ثانی
کا اخفا کیا ہے اسلیے کہ نون حروف فم کے ساتھ اخفا کیا جاتا ہے شیخ زادے نے کہا
یہ بات صرف اسپر دال ہو کہ یہ کلمہ ایک نون سے رسم کیا گیا ہے اور اسمین اسپر دلالت
نہین ہو کہ قرارت بتشدید نون ہے اور نہ اسپر دلالت ہے کہ ایک وجہ ٹھیرائی جائے
واسطے اخفائے جماعت قرار کے نون ثانی نجی کو جو بضم نون اول و سکون ثانی انجی سے
ہے حروف کا اخفا ایک حالت ہے درمیان اظہار و ادغام حروف کے اور اخفا نہین ہوتا ہے
مگر بسکون حروف اور کبھی اخفا کا اطلاق ہوتا ہے اختلاس حرکت حرف پر اور اختلاس
عدم اتمام حرکت کو کہتے ہین جسطرح کہ اس آیت کریمہ مین اخفا کیا ہے مالک لا تامنّا
علی یوسف پہلے نون کی حرکت کا مراد اخفا سے یہان تلفظ ہے دوسرے نون
کا ایسی حالت پر جو کہ مشابہ ہے ادغام نون کو جیم مین پھر بیضاوی نے کہا ہو کہ ابن عامر و
ابو بکر نے نجی بنون واحد و تشدید جیم و سکون یا پڑہا ہے بعد اوسکے تیسری توجیہ ذکر
کی ہے پھر ابو البقار نے جو اوسکو دو وجہ سے ضعیف کیا تھا اوسکا یون جواب دیا ہو کہ
نون ثانی اگرچہ فا کلمہ ہے پس اوسکا حذف اوقع ہے حروف مضارع سے جو کہ
واسطے معنے کے ہین یعنی جب حروف مضارع جو کہ معنی استقبال و حال پر دلالت کرتی
ہین وہ بلا نکیر حذف ہو جاتی ہین تو حرف فا کلمہ جو بلا معنی ہے اسکے واسطے تو حذف کا
نہایت حسن موقع ہے دوسری وجہ کا یہ جواب دیا ہے کہ نون ثانی کے حذف مین اختلاف
دو نون نون کی حرکتون کا قادح نہین ہو سکتا ہے کیونکہ باعث حذف پر مثلین کا جمع

ے کسی ہو کہ کسرہ
اعتبار نہین کرتا
بخلاف یوسف تیرہ
ے یعنی ان مکبہ
ے کہ ایک حرف
کے کسرہ یعنی نہین ہوتا

ہوتا ہے مع تعذر ادغام کے رہا امتناع حذف کا تحامی مین سو وہ واسطے خوف التباس
کے ہے یعنی اگر اسمین سے الف تا کو حذف کردین تو ماضی کے ساتھہ التباس ہوگا
اور نہی مین بسبب سکون یای تحتیہ کے التباس سے امن ہے اسی طرح تظاہرون
مین بہی کسی طرح کا التباس نہین ہے ف صحیحین وغیرہ مین حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما کی روایت سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
سزاوار نہین ہے واسطے کسی کے یہ کہنے مین بہتر ہون یونس بن متی سے یہ حدیث
شریف صحیح وغیرہ مین بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بہی مروی ہے اور صحیحین
مین بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہی وارد ہوئی ہے مجمع البحار مین کہا ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یونس علیہ السلام کا خاصکر ذکر اسلیے فرمایا
کہ اونکے حق مین کسی طرح کی منقصت کا وہم نہ کیا جاے اس سبب سے کہ قرآن شریف
مین اونکا ذکر اس طرح کیا ہے ولا یمکن کما صاحب الجوت حدیث شریف مین جو لفظ انا
واقع ہوا ہے سو اوس سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یعنی مجکو اونسے بہتر مت
کہو یا انا کی ضمیر سے مراد عبد ہے کیونکہ ایک روایت مین یون آیا ہے لا ینبغی لعبد
اول قول کی بنا پر جو آپ نے یون فرمایا سو قبل اسکے تہا کہ آپکو اپنے فضل کا علم ہو
یا کوئی جاہل بسبب اذا بق کے اونکی کمی رتبے کا خیال کرے سو جاہل کے تخیل
سے زجر کرنیکو آپ نے یون فرمایا ایک روایت مین یون آیا ہے کہ من قال انا خیر
من یونس بن متی فقد کذب یعنی کوئی جاہل جو کہ عبادت وعلم وغیرہ مین سعی وکوشش
کرتا ہے وہ یون نہ کہے کیونکہ درجۂ نبوت یونس علیہ السلام کو ہرگز نہ پہنچیگا گو اونکا
ذکر مکتوم ومعلوم کرکے آیا ہے انتہی ملخصا ف خازن مین کہا ہے کہ جو شخص وقوع
ذنب کا انبیا علیہم السلام سے جائز کہتا ہے اونسے اس قصے کی کئی جگہہ سے تمسک
کیا ہے ایک تو یہ ہے اذ ذہب مغاضبا دوسرا فظنن ان لن نقدر علیہ تیسرا
انی کنت من الظالمین سو جواب کلی اسکا یہ ہے کہ اس واقعہ مین اختلاف کیا
ہے کہ یہ واقعہ قبل رسالت کے تہا یا بعد رسالت کے سو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا کہ اونکی رسالت بعد اسکے تھی کہ اونکو شکم ماہی سے نکالا بدلیل آیت صافات
بعد ذکر اونکے خروج کے وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون سو اس سے ثابت
ہوا کہ یہ واقعہ قبل نبوت سے تھا اور یہی قول صحیح ہے رہا جواب تفصیلی سو اذ ذہب
مغاضبا کا حمل اس بات پر اولی ہے کہ اونکا غصہ قوم پر تھا یا بادشاہ پر لائق بحال
انبیا یہی بات ہے اور فظن ان لن نقدر علیہ کے معنی گذر چکے ہین کہ لن نضیق علیہ
ہین یہ یون ہے کہ حضرت یونس نے گمان کیا کہ وہ مخیر ہین چاہین ٹھیرین چاہین
نکل جائین اور اللہ تعالے اونکے اختیار مین اونپر تنگی نہ کریگا رہا انی کنت
من الظالمین سو ظلم کے یہ معنی ہین کہ رکھنا شے کا اوسکے غیر محل مین اور یہ بعض کے
نزدیک اقرار ہے اپنے گناہ کا سو یہ گناہ یا تو یہ ہے کہ بغیر اذن اپنے رب کے
قوم سے نکل گئے یا جس کام کے حامل ہوئے تھے اوس سے ضعیف ہو گئے یا اپنی
قوم پر عذاب کی بد دعا کی ان سب چیزون مین ترک افضل ہے باوجود اسکے کہ اوس کے
حاصل کرنے پر قادر تھے پس یہ ظلم ہوا کسی نے کہا کہ انکی رسالت قبل اس واقعہ
کے تھی بدلیل وان یونس لمن المرسلین اذ ابق الی الفلک المشحون سو اسکی بنا پر
جواب اس واقعہ سے وہی تفصیل ہوگی جو گذر چکی ہے واللہ سبحانہ اعلم پھر اللہ پاک نے
نوان قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا واسطے تشفی خاطر عاطر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بیان کیا پس فرمایا وذکر زکریا اذ نادی ربہ رب لا تذرنی فردا وانت
خیر الوارثین ۝ فاستجبنا لہ ووہبنا لہ یحیی واصلحنا لہ زوجہ ط انہم
کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورہبا ط وکانوا لنا خشعین ۝
اور زکریا کو جب پکارا اپنے رب کو ای رب نہ چھوڑ مجھکو اکیلا اور تو ہے سب سے بہتر
وارث یعنی اولاد دی پھر ہم نے سن لی اوسکی پکار اور بخشا اوسکو یحیی اور خیگی کردی
اوسکی عورت وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیون پر اور پکارتے تھے ہمکو توقع سے
اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے دبے ف لوگ کہتے ہین جو کوئی اللہ کو
پکارے توقع سے یا ڈر سے وہ محب تحقیق نہین یہان سے اوسکی غلطی نکلی انتہی ف

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اللہ پاک اپنے بندہ زکریا کے حال سے خبر دیتا
ہے جبکہ اونہون نے خواہش کی کہ اللہ اونکو لڑکا بخشے جو اونکے بعد نبی ہو یہ قصہ
اول سورۂ مریم و سورۂ آل عمران مین مبسوط گذر چکا ہے اس جگہہ اوس سے مختصر
طور پر بیان فرمایا ہے اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ یعنی پکارا اپنے رب کو پوشیدہ اپنی قوم سے
رب لا تذرنی فردًا یعنی تو مجھے ایسا مت چھوڑ کہ میرا نہ کوئی لڑکا ہو نہ کوئی وارث
کہ میرے بعد لوگون مین قائم ہو وانت خیر الوارثین دعا ثنا ہے مناسب دعا کے
اللہ تعالے نے فرمایا فاستجبنا لہ و وہبنا لہ یحیی و اصلحنا لہ زوجہ زوج سے
مراد اونکی بی بی ہین حضرت ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر نے کہا کہ وہ بانجھہ تہین
جنتی نہ تہین پہر اونہون نے جنا عطا نے کہا کہ اونکی زبان مین درازی تہی سو اللہ
نے اونکو درست کر دیا قالہ عبد الرحمن بن مہدی عن طلحۃ بن عمرو عنہ ایک روایت
مین یون ہے کہ اونکی خلق مین کچھہ تہا یعنی کج خلق تہین پہر اللہ پاک نے اون کو
درست کر دیا یعنی اون کو خوش خلق کیا محمد بن کعب و سدی نے بہی اسطرح کہا ہے
ظاہر تر سیاق سے قول اول ہے انہم کانوا یسارعون فی الخیرات یعنی قربات و
طاعات بجالانے مین دوڑتے تھے ویدعوننا رغبا و رہبا ثوری نے کہا واسطے
رغبت کے اوس شی مین جو ہمارے پاس ہے اور واسطے ڈر کے اوس شے سے
جو ہمارے نزدیک ہے وکانوا لنا خاشعین علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس
رضے اللہ عنہما سے روایت کیا ہے یعنی تصدیق کرنے والے تھے اوس
شے کی جو اللہ نے نازل کی مجاہد نے کہا کہ سچے مومن تھے ابو العالیہ نے کہا
خائف تھے ابو سنان نے کہا خشوع اوس خوف کو کہتے ہین جو دل سے لازم رہے اوس سے
کبھی جدا نہو دوسرا لفظ مجاہد کا یہ ہے کہ خاشعین کے معنی متواضعین ہین حسن و قتادہ
و ضحاک نے کہا کہ اللہ عزوجل کے واسطے ذلیل ہونیوالے تھے یہ سب قول قریب بمدیگر
ہین ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن حکیم سے روایت کیا ہے کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
نے ہمکو خطبہ سنایا پہر فرمایا اما بعد مین تمکو اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہون اور اوسپر

ثنا کرو اوس شے کے ساتھہ جسکو وہ لائق ہے اور رغبت کو رہبت کے ساتھہ ملاؤ اور
الحاف[1] کو مسلے کے ساتھہ جمع کرو کیونکہ اللہ عزوجل نے زکریا علیہ السلام اور اونکی اہل بیت
پر ثنا کی اور یون فرمایا ہے انہم کانوا الآیہ[2] ف اللہ پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ تم ذکر کرو خبر زکریا کا جبکہ پکارا اپنے رب کو کہا
رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین یعنی ای میرے رب تو مجھی منفرد وحید
تنہا مت چھوڑ کہ میرا کوئی لڑکا نہو جو میرا وارث بنے یہ کلام اگرچہ نہی کی صورت پر ہے
مگر ایسی عبارت جسوقت بندے کی طرف سے اپنے مالک و سید کے واسطے ہوتی ہے تو
تو تضرع و تعوذ و دعا ہوتی ہے جب حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر سو کو اور اون کی بی بی
کی عمر ننانوے برس کو پونہچی اور اونکے بچا نہوا تو اونہون نے چاہا کہ اللہ اونکو کوئی
لڑکا بخشے جو اونکا مونس ہو اور دین و دنیا کے کام پر اونکو قوت دے اور بعد موت
کے اونکا قائم مقام ہو اسپر اونہون نے اپنے رب سے دعا کی کہ تنہا بغیر لڑکے کے
اونکو نچھوڑے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے فھب[3] لی من لدنک ولیا یرثنی
پھر اپنے مولی کی مشیت کے منقاد و فرمانبردار ہوکر یہ کہا وانت خیر الوارثین یہ
معطوف ہے مقدر پر ای فارزقنی وارثا وانت یعنی پس تو کوئی وارث مجھکو عطا فرما
اور تو بہتر وارثون کا ہے یعنی ہر مرنے والے کے بعد جو باقی رہتے ہین اون سب سے
تو ہی بہتر باقی رہنے والا ہے سو تو ہی مجھے کافی ہے اگر تو مجھے لڑکا عنایت نکریگا
تو مجھے کچھہ اوسکی پروا نہین ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ تو اپنے دین کو ضایع
نکریگا ضرور تیرے بندون مین سے کوئی نہ کوئی تیرے دین کا پابند و لبست کریگا جسکو
تو تبلیغ کے لیے پسند فرمائیگا اصلاح زوج سے مراد یا تو یہ ہے کہ اونکی بی بی کا بانجھہ پن
دور کرکے لائق ولادت کے کردیا کلبی نے کہا کہ وہ عقیم تھین پھر اونہون نے بچا جنا
ولادت کے وقت اونکا سن ننانوے برس کا تھا یا یہ مراد ہے کہ وہ خشمناک بدخلق
تھین اون کو خوش خلق بردبار کردیا پس پہلے قول کی بنا پر واصلحنا لہ کے یہ معنی ہونگے
کہ بسبب دعاے زکریا کے حمل نے اوسکو قابل ولادت کے کیا دوسرے قول کی

[1] الحاف کہتے ہین کسی کپڑے کو اوسکے ساتھہ ملانے کو
[2] ان سے اوپر سے ہے تا آخر الآیہ
[3] اور ان سے اوپر سے ہے تا آخر الآیہ

بنیاد پر یہ معنی ہونگے کہ ہمنے اوسکو واسطے صحبت وحسن معاشرت زکریا کے لائق کردیا
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مراد اصلاح سے یہ ہو کہ ہمنے اوسکو خوش ہیئت خوبصورت کردیا
اس طور پر کہ اوسکا خاوند اوسمین رغبت کرے کیونکہ جو سن حضرت زکریا کی بی بی کا تھا
جب عورتین اوس سن کو پونہچتی ہین تو منجملہ قواعد ہوجاتے ہین کوئی بھی اون مین
رغبت نہین کرتا ہے فتح البیان وفتح القدیر مین دو قول اول ذکر کیے ہین پھر کہا ہے
کوئی مانع نہین ہے کہ دونون امر جمیعًا مراد ہون اس طرح پر کہ اللہ پاک اونکی ذات
کو صالح کردے تو بعد بانجھ پن کے جنتی ہوجاتین اور اون کے اخلاق کی بھی
اصلاح فرمادے تو بعد اس کے کہ اونکا خلق ناپسندیدہ تھا پسندیدہ ہوجائے
انھم کانوا یسارعون فی الخیرات الخ یہ علت ہی محذوف کی ای نالوا ما نالوا لانھم
اول تین امر گذرے ہین ایک تو حضرت زکریا کی دعا کا قبول کرنا دوسرے اون کی
بی بی کی اصلاح تیسرا ان دونون پر جو نیک لڑکی کا عنایت کرنا مترتب ہوا پس اللہ
پاک نے ان تینون امر کی علت بیان فرمائی کہ اون کو جو یہ امور حاصل ہوئی علت
اسکی یہ ہے کہ وہ نیکیون مین دوڑتے تھے اس تعلیل مین بھی تین شرطین ذکر فرمائین
ایک تو مسارعت خیرات مین کیونکہ وسیلہ مطلب پر مقدم ہوتا ہے دوسرے یہ کہ وہ
درمیان خوف ورجا کے ہوا اپنی تقصیر سے ڈرے اور اپنے عمل پر بھروسا نہ کرے
کیونکہ اعمال کا اعتبار خاتمون پر ہوتا ہے اور اسکے ساتھ اللہ پاک کی رحمت واسعہ
کا امیدوار رہے تیسری یہ ہے کہ مخلص ہو مرائی نہو جیسا کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہے کہ خشوع یہ ہے کہ اللہ پاک بندے سے اخلاص کو دیکھے جبکہ بندہ اپنا
پردہ چھوڑدے اور دروازہ بند کردے سو خشوع جو ہوتا ہے دل ہی سے ہوتا ہے
اعضا وجوارح سے نہین ہوتا مانین طور کہ سخت کہائے سخت پہنے اپنے سر کو جھکائے رکھے
اور ریا دو تصنع کرے اور اگر انہم کی ضمیر سے انبیاء علیہم السلام مراد ہین جن کا ذکر سابق
ہوچکا ہے تو یہ علت سب کے قبول دعا کی ہوگی اور جو جو تفضل ومہربانی اللہ پاک نے
اونپر فرمائی ہے اوس سب کی یہی تعلیل ٹھیرے گی مثلاً حضرت موسی وہارون کو فرقان دیا

حضرت ابراہیم پر آگ کو سرد کر دیا اوس سے نجات دی حضرت لوط نے عراق سے شام
کی طرف ہجرت کی پھر اونکو قوم کے عذاب سے نجات دی حضرت نوح کو اور کشتی والونکو
طوفان سے بچایا علیہم السلام خیرات مین مسارعت کرنے سے یہ مراد ہے کہ طاعت
آلہی کی طرف مبادرت کرتے حدود شرع کی مراعات فرماتے تھے یہ مسارعت محمود ہے
اور عجلت جو بغیر محافظت حدود و آداب کے ہوتی ہے وہ مذموم ہے جمہور نے رَغَبًا
ورہبا کو بفتح غین و ہا پڑہا ہے یہ دونون مصدر ہین بروزن طلب فاعل یدعون سے
موقع حال مین واقع ہوئے ہین بتقدیر مضاف یعنی یدعون ذوی رغب ورہب یا جمع
ہین راغب و راہب کی جیسے خادم و خدم یعنی راجین و خائفین یا دونو مفعول مطلق
ہین فعل محذوف کے یعنی یرغبون رغبا و یرہبون رہبا یا مفعول لہ ہین یعنی للرغب
والرہب اور اعمش نے رُغبا و رُہبا بضم را و سکون ما بعد پڑہا ہے اور ابن وثاب
کی قرارت بفتح را ہر دو مع اسکان ما بعد ہے یہی قرارت ابو عمرو سے بھی مروی ہے
طلحہ بن مصرف نے ویدعونا ایک نون سے پڑہا ہے مختار مین کہا ہے کہ رغب و
رہب دونو باب طرب سے ہین ابو السعود نے کہا معنی یہ ہین کہ مبادرت کرتے ہین
وجوہ خیرات مین باوجود ثبات و استقرار کے اصل خیر مین یہی بعید ہے کہ کلمہ فی کو کلمہ
الی پر اختیار کیا ہے کیونکہ الی سے یہ بات معلوم ہوتی کہ وہ اصل خیرات سے خارج ہین
اوسکی طرف متوجہ ہین جیسا کہ اس آیت کریمہ مین ہے وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم
اور یہ امر خلاف مقصود تہا یدعوننا رغبا و رہبا کے یہ معنی ہین کہ حالت راحت و شدت
مین ہماری طرف تضرع و زاری کرتے ہین یا رغبت سے مراد تکمر کف دست کا اوٹہانا ہے
طرف آسمان کے اور رہبت پشت کف دست کا اوٹہانا ہے جیسا کہ ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے اس آیت کا پوچہا تو آپ نے فرمایا
رغبا ہکذا و رہبا ہکذا اور اپنی دونو ہتیلیون کو بسط کیا یعنی اونکی پشت کو زمین کی طرف
کیا رغبت کی بیان مین اور عکس اسکا رہبت مین فرمایا یعنی ہتیلیون کے شکم کو زمین
کی طرف کیا ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ رغبا

سلہ اور دونو بخشش پانے والے کی ۱۲

اللہ کی رحمت مین اور رہبا اللہ کے عذاب سے پھر اللہ پاک نے دسوان قصہ
حضرت مریم اور اون کی فرزند ارجمند علیہا السلام کا واسطے تسلی خاطر عاطر حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بیان کیا پس ارشاد فرمایا وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ اور وہ عورت جس نے
قید مین رکھی اپنی شہوت پھر پھونک دی ہمنے اوس عورت مین اپنی روح اور کیا اوسکو
اور اوسکے بیٹے کو نمونہ جہان والون کو انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
فرماتے ہین کہ اللہ تعالی قصہ حضرت مریم اور اون کے فرزند حضرت عیسی علیہما السلام
کو حضرت زکریا اور اون کے فرزند حضرت یحیے علیہما السلام کے قصے کے ساتھ
اسی طرح مقرون ذکر کیا کرتا ہے پس پہلے تو حضرت زکریا کا قصہ ذکر فرماتا ہے پھر
اوسکے پیچھے حضرت مریم کا قصہ ذکر کرتا ہے اسواسطے کہ وہ قصہ اس قصے سے مربوط
ہے کیونکہ پہلے قصے مین لڑکے کا پیدا کرنا ہے بڑے بوڑھے سے جو کہ نہایت عمر رسیدہ
ہے اور عورت بوڑھی بانجھ سے جو کہ اپنی جوانی مین جنتی نہ تھی پھر قصہ مریم علیہا السلام
کو ذکر کرتا ہے یہ اوس سے بھی زیادہ تر عجیب ہے کیونکہ اسمین صرف عورت سے
ایجاد فرزند ہے بدون مرد کے اسی طرح سورۂ آل عمران مین اور سورۂ مریم مین واقع
ہوا ہے اور یہان حضرت زکریا کا قصہ ذکر کیا ہے پھر اسکے بعد حضرت مریم کا قصہ
یون بیان فرمایا ہے وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا مراد اس سے حضرت مریم علیہا السلام ہین جیسا کہ
سورۂ تحریم مین کہا ہے ومریم ابنة عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من
روحنا آیت سے مراد دلالت ہے یعنی منجملہ مریم کو اور اوسکے فرزند کو دلالت ٹھیرایا ہے
اس بات پر کہ اللہ ہر شی پر قادر ہے اور وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے وَاِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ
اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ اور یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَلِنَجْعَلَهٗٓ
اٰیَةً لِّلنَّاسِ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے للعالمین کی
تفسیر مین روایت کیا ہے کہا کہ مراد جن وانس ہین ف والتی احصنت فرجها
اسمین تین وجہین ہین یا تو معطوف ہے ما قبل پر یا منصوب ہے باضمار اذکر یا مرفوع

ہے یا مبتدا اور خبر محذوف ہے یعنی فیما یُتلی علیکم التی حصنت اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
خبر فنفخنا ہو رہی زیادتی حرف فا کی خبر مین سو یہ خشش کی راے پر ہے جیسے زید
فقائم ذکرہ السمین احصان فرج سے یہ مراد ہے کہ اپنی شرمگاہ کو اس سے بچایا کہ کوئی
اوسکو بحلال یا حرام پونہچے یعنی پورے طور پر اوسکی حفاظت کی بیضاوی وغیرہ نے
ایسا ہی کہا ہے جس طرح کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے قالت
ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا کسی نے کہا کہ حلال کا ذکر نچا ہے کیونکہ نکاح تو
شرائع قدیمہ مین بھی سنت تھا پس اوسکے ترک کو منشا فضیلت کا ٹھیرانا ٹھیک
نہین ہے یہ قول کچھ نہین ہے اسواسطے کہ تبتل و ترہب اونکی شریعت مین تھا پھر
منسوخ ہو گیا اور اگر مان بھی لیا جائے تو یہان حلال کا ذکر کرنا لازم ہے تاکہ اونکی ولادت
خارق عادت ہو جائے حضرت مریم کا ذکر جو انبیا علیہم السلام کے ساتھ کیا گو وہ
اونمین سے نہین ہین سو اونکا ذکر حضرت عیسی علیہ السلام کی وجہ سے کیا اور اسواسطے
کہ اونکے قصے مین ایک کھلی نشانی ہے اللہ پاک کی قدرت پر فنفخنا فیھا من روحنا
چونکہ جسم مین روح پھونکنے سے مراد جسم کا زندہ کرنا ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے
فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی یعنی مین نے اوس کو زندہ کیا تو آیت باب سے
یہ بات سمجھی جاتی تھی کہ ہمنے حضرت مریم کو زندہ کیا حالانکہ اونکا زندہ کرنا مراد نہین ہے
اسلیے تقدیر کلام کی یہ ٹھیری فنفخنا الروح فی عیسی فیہا معنے یہ ہوے کہ زندہ کیا ہم نے
عیسی کو مریم کے پیٹ مین اس بنیاد پر فیہا حال ہو گا مفعول محذوف سے کہ وہ
عیسی ہین کیونکہ مفعول اس وجہ سے ہین کہ معنی یہ ہین احیینا عیسی کا کنافی جوف مریم
پس مراد روح سے روح انسان ہے جو کہ خدا ے یکتا کے امر سے ہے اور مراد
حضرت عیسی مین روح پھونکنے سے روح کا داخل کرنا ہے اونکے بدن مین اسمین تشبیہ
ہے مثلا کوئی شخص کسی شے مین پھونکتا ہے سو بدن مین روح کے وارد کرنے کی
اوس شخص کے پھونکنے کے ساتھ تشبیہ دی ہے پس اس صورت مین نفخنا استعارہ تبعیہ
ہو گا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معنی یہ ہون فعلنا النفخ فی مریم من جہۃ روحنا الذی ہو جبریل یعنی

ہے بعد کی کہان
ہوگا جس سے اوپر کا
اور جو انہین
ہے جو آدمی سے اور
مین بھی کہا گیا ہے تو
ہے جو جب
نہیں بنا جیتا ان
اور پھونکون اوسمین
اسمین اپنی جان

ہمنے پھونکا مریم مین ہماری روح کی جہت سے جو کہ جبریل ہی اس معنی کی بنیاد پر مراد
نفخ سے بدن مین روح کا وارد کرنا نہوگا بلکہ اوس سے مراد اوسکے معنی حقیقی ہونگے
اور نفخنا بمنزلۂ لازم کے ٹہیرگا اور نسبت نفخ کی طرف اللہ پاک کے ایسی ہوگی جیسے
نسبت فعل کی طرف بسبب آمر کے ہوتی ہے کیونکہ حضرت جبریل ہی نے حضرت
مریم کے کرتے مین اللہ پاک کے حکم سے پھونکا پھر اثر پھونکنے کا حضرت مریم کی طرف
پونہچ گیا تو حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتہہ حاملہ ہوگئین یا یہ مراد ہے فنفخنا فیہا بعض
روحنا یعنی ہم نے پھونکی مریم مین بعض روح ہماری یعنی بعض ارواح جو ہماری مخلوق
ہین اور وہ بعض روح عیسی علیہ السلام ہین کیونکہ وہ روح ہوا مین پونہچی کون ہوا جسکو
حضرت مریم کے رحم کی طرف پھونکا محلی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ فیہا مین
دو مضاف محذوف ہین فی جیب درعہا اور مراد روح سے حضرت جبریل ہین یعنی حضرت
مریم کے کرتے کی جیب مین حضرت جبریل نے پھونکا اور مراد فرج سے جیب ہے
غرضکہ مراد روح سے حضرت جبریل ہون یا حضرت عیسی دونون صورتون مین اضافت
روح کی طرف اللہ پاک کے واسطے تشریف وتعظیم دونونکے ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی
نے کہا کہ مراد نفخنا سے اجرینا فیہا روح المسیح ہے یعنی ہم نے جاری کی مریم مین روح
مسیح کی فتح القدیر وفتح البیان مین کہا ہے کہ احصنت کے معنی عفت ہین یعنی حضرت
مریم عفیف و پارسا تہین فاحشہ وغیرہ سے بازرہین کسی نے کہا مراد فرج سے جیب ہے
کرتے کی یعنی وہ پاک لباس پاکدامن تہین یعنی اونہون نے اپنے کرتے کی جیب کو
محفوظ رکہا جب اوسکو بچایا تو اوسکے ماسوے کو تو بطریق اولی محفوظ ومصون رکہا و
جعلناہا وابنہا ایۃ للعالمین آیۃ مفعول ثانی ہے جعلنا کا زجاج نے کہا کہ آیت
اون دونونمین ایک ہے کیونکہ حضرت مریم نے حضرت عیسی علیہما السلام کو بدون مرد
کے جنا یعنی اس جگہہ آیتین نہ فرمایا جیسا کہ دوسری آیت مین آیا ہے وجعلنا
اللیل والنہار ایتین (اور بنائے ہمنے رات دن دو نشانیان) وجہ اسکی یہ ہے کہ اون دونون کا حال مجموعہا ایک ہی آیت
ہے وہ یہی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو بدون مرد کے جنا یا تقدیر یہ ہے کہ جعلنا ہما آیۃ

وابنها آیۃ پس آیۃ مفعول ہے معطوف علیہ کا اور دوسری آیت کو اسکی قرینے سے
حذف کر دیا یا محذوف آیۃ اول ہی اور آیت مذکور واسطے ابن کے ہے اور جس شخص
نے یہان آیتین پڑہا ہے وہ قرارت اسپر دال ہی یہ تقدیر مثل اس آیت کے ہے
واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے ان دونون کے قصے
کو ایک پوری نشانی ٹہیرایا ہے باوجود تکاثر آیات ہر ایک کے اونمین سے کسی نے کہا کہ
مراد آیت سے جنس ہے ہر ایک کی نشانیون کو شامل ہے غرضکہ اللہ پاک نے دس
قصے انبیا علیہم السلام کے ذکر فرمائے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک
کو تبلیغ رسالت پر قوت ہو اور آپ کو تسلی ہو جائے کہ کچھ آپ ہی پہلے پہل معاذ ونکی
دعوت کے واسطے مبعوث نہین ہوئے ہین بلکہ آپ سے پہلی رسالت کا سلسلہ برابر چلا آیا
ہے بہت سے رسل وانبیا مبعوث ہوئے اپنی قومون کو توحید کی طرف بلایا قوم نے
طرح طرح کی ایذادی اوسپر صبر کیا اپنا کام کرتے رہے پھر جس نے نمانا کفر پر اصرار کیا
اوسپر عذاب آیا ہلاک ہو گیا اور رسول محفوظ رہے جب اللہ پاک اون قصون سے فارغ ہوا
تو سارے لوگون کو مخاطب کر کے یون ارشاد فرمایا اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً
وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ فَمَنْ
يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝
یہ لوگ ہین تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور مین ہون رب تمہارا سو میری بندگی
کرو اور ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا لوگون نے آپسمین اپنا کام سب ہمارے پاس پھر آئینگے
سو جو کوئی کرے کچھ نیک کام اور وہ یقین رکھتا ہو سو ناکارت نہ کرینگے اوس کی دوڑ
اور ہم اوسکو لکھتے ہین انتہی ف حضرت ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر وقتادہ
وعبدالرحمن بن زید بن اسلم فرمان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ کی تفسیر مین کہا ہے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہے کہ تمہارا دین ایک دین ہے حضرت حسن بصری نے اسکی تفسیر مین فرمایا کہ اللہ
لوگون کے واسطے بیان فرماتا ہے وہ شے جس سے بچین اور وہ شے جسکو کرین پھر کہا
کہ اس سے مراد ستکم سنۃ واحدہ ہے یعنی امت سے مراد طریقہ ہے تمہارا طریقہ

ع ۱۸ ۶

ف اور اللہ اور اسکے رسول کو
راضی کرنا چاہیے اگر ایمان رکھتے ہو
سورہ ۹ ع ۱۲

ایک طریقہ ہے ہذہ اسم ہے ان کا اور امتکم خبر ہے ان کی یعنی یہ تمہاری شریعت ہے
جو تمہارے واسطے بیان کی گئی اور تمہارے لیے واضح ہوئی اور امۃ واحدۃ منصوب
ہے بنا بر حال اور اسی لیے یون فرمایا وانا ربکم فاعبدون جیسا کہ فرمایا ہے
یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا الی قولہ وانا ربکم فاتقون
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہم گروہ انبیاء کے اولاد علّات
ہین دین ہمارا ایک ہے یعنی مقصود عبادت ہے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ساتھ انواع
واقسام شریعتون کے جو اللہ کے پیغمبرون کے واسطے مقرر کی گئی ہین کما قال تعالے
لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا قولہ تعالی وتقطعوا امرھم بینھم یعنے
امتون نے باہم اپنے پیغمبرون پر اختلاف کیا سو کسی نے تو انکی تصدیق کی اور کسی نے
انکو جھٹلایا اسی لیے یون فرمایا کل الینا راجعون یعنی قیامت کے دن پھر ہم ہر ایک کو
اوسکے عمل کے موافق جزا دینگے خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر اور اسی لیے یہ فرمایا فمن یعمل
من الصالحات وھو مومن یعنی اوسکا دل تصدیق کرنیوالا ہے اور اوسنے نیک کام
کیا فلا کفران لسعیہ کقولہ تعالی انا لا نضیع اجر من احسن عملا مراد سعی سے
عمل ہے یعنی اوسکا عمل ضائع نجائیگا بلکہ اوسکی سعی مشکور ہوگی پھر وہ ذرہ برابر ظلم نکیا جائیگا
اور اسی واسطے فرمایا وانا لہ کاتبون یعنی اوسکا عمل لکھا جائیگا اوسمین سے اوسکا کچھ
ضائع نہوگا کذا فی ابن کثیر ف امت سے مراد ملت ودین ہے جیسا کہ ابن قتیبہ
نے کہا ہے اصل مین امت اوس قوم کو کہتے ہین جو ایک دین پر مجتمع ہو پھر اوسمین
وسعت کی گئی تو جس دین وملت پر وہ مجتمع ہوے اوسپر امت کا اطلاق کیا گیا
اشتقاق امت کا امّ بمعنی قصد سے ہے پس قوم تو جماعت قاصدہ ہوئی اور جسپر وہ
مجتمع ہوے وہ ملت مقصودہ بہیری اللہ پاک نے فرمایا ہے انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ
یعنی علی دین وملۃ ہذہ اشارہ ہے طرف ملت توحید کے یا اسلام کے اور امتکم خطاب
ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاصر لوگون کو جنکو جمہور نے امتکم کو مرفوع پڑہا ہے بنا بر
خبران اور امۃ واحدۃ منصوب ہے بنا بر حال پہلی امت سے یا بدل ہے ہذہ سے اس صورت

ف ای ارسولہ
کہا اور اسکا مرسل بھیجا
اور اسکا مرسل کونسا ہے
ف جو ایک ہے کونسا ہے
دوا ایک دستور اور
راہ ۱۲ ۔ ۱۲ ہے
زمین کو ہوتے ہیں
اوسکا جن نے بھیجا
کہیں اسکا مرسل
ہمنے یا بنائے اپنے
اب دادے ایک
راہ پر ۱۲

مین خبر کے ساتھہ فصل ہوگی درمیان بدل و مبدل منہ کے جیسے ان زیدا قائم
اخاک یعنی یہ ملت اسلام جو کہ سارے نبیون کی ملت ہے ای مخاطب لوگو وہ تمہاری
ملت و دین ہے بتپر واجب ہے کہ تم اوسپر ہو دُپس تم اوسپر قائم ہو درانحال کہ وہ
ایک ہی ملت ہے درمیان انبیاء کے اوسمین کسی طرح کا اختلاف نہین ہے اور نہ
صعت اتباع مین اوسکی غیر کو کوئی مشارکت ہے کسی طرح اوس سے منحرف مت ہو
حال مین عامل معنی اشارہ ہین یعنی اشیر الیہا یا یشار الیہا ملۃً واحدۃ غیر مختلف فیہا مطلب
یہ ہے کہ میرے دین کے سوا کوئی دین نہین ہے نہ میرے سوا کوئی رب ہے
مین ہی مستحق عبادت کا ہون تو تم مجھی کو پوجو یا یہ معنی ہین کہ یہ دین تمہارا ایک دین
ہے درمیان مختلف امتون کی توحید مین کسی طرح کا اختلاف نہین ہے اور اس دین
سے نکلتے نہین ہین مگر کافر جو کہ اللہ پاک کے ساتھہ شرک کرتے ہین یا یہ معنی ہین کہ یہ
شریعت جسکو مین نے تمہارے واسطے بیان کیا تمہاری کتاب مین ایک شریعت ہے
حضرت حسن نے ان ہذہ امتکم نصب پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ اسم ان یعنی ہذہ سے بدل ہے
یا اوسکا عطف بیان ہے اور خبر امۃ واحدۃ ہے کسی نے امتکم اور امۃ واحدۃ کو رفع سے
پڑہا ہے اس بنا پر کہ دونو خبر ہین ہین ان کی کسی نے مبتدائے محذوف کی خبر کہا ہے
یعنی ہی امۃٌ واحدۃٌ وقال الفراء والزجاج علی القطع بسبب مجئی النکرۃ بعد تمام الکلام
وانا ربکم فاعبدون یعنی خاص مین ہی تمہارا رب ہون مجھی کو پوجو میرے غیر کی پوجا
مت کرو کوئی بھی ہو علامہ نسفی نے اس کی تفسیر مین کیا خوب فرمایا ہے ربیتکم لاختیارا
فاعبدونی شکرا وافتخارا یعنی مین نے تمہاری پرورش کی اپنے اختیار سے تو
تم مجھے شکر و افتخار کے واسطے پوجو اور خطاب سب لوگون کو ہے محلی نی فاعبدون کے
معنی وحّدون لکھے ہین وتقطعوا امرہم بینہم تقطع پارہ پارہ و بخش بخش شدن و کردن لازم
و متعدی دونو طرح آتا ہے یعنی دین مین متفرق فرقے ہو گئے یہان تک کہ متفرق
ٹکڑون کی طرح بن گئے زمخشری نے کہا کہ دین مین اختلاف کیا یہ مثل اول قول کے
ہے علامہ نسفی نے کہا کہ اونہون نے اپنے دین کے کام کو آپس مین ٹکڑے ٹکڑے

کر ڈالا اور فرقے فرقے ہو گئے محلی نے کہا تقطعوا سے بعض مخاطبین مراد ہین امرہم
بینہم ای تفرقوا امرہم متخالفین فیہ یعنی اونہون نے اپنے دین کی کام کو اوس مین
باہم خلاف کر کے متفرق کر دیا اور یہ لوگ یہود و نصارے ہین خضاوی نے کہا کہ مراد
تفرق سے تفریق ہے باین طور کہ بعض پر ایمان لائے بعض سے منکر ہوے یمین
نے امرہم مین تین وجہین ذکر کی ہین ایک یہ ہے کہ بحذف حرف جر منصوب ہے اے
تفرقوا فی دینہم دوسری یہ ہے کہ مفعول بہ ہے رہا بعد یہ تقطعوا کا طرف اوسکی سو اسلیے ہے
کہ بمعنی قطعوا ہے تیسری یہ ہے کہ تمیز ہے یہ وجہ از روی معنی واضح نہین ہے اور نیز
امرہم معرفہ ہے صناعت بصریین کی حسب سے اوسکا تمیز ہونا صحیح نہین ہے ابو البقا نے
یون کہا کہ وقیل ہو تمیز ای تقطع امرہم پس اس تمیز کو فاعل سے منقول ٹھیرایا فتح القدیر
و فتح البیان مین کہا ہے کہ مقصود آیت سے مشرک لوگ ہین اللہ پاک نے اون کی
مذمت فرمائی اس بات پر کہ اونہون نے حق کی مخالفت کی اور اللہ کے سوا اور
معبود ٹھیرائے کسی نے کہا کہ مراد ساری خلق ہے اور اونہون نے اپنے دینون مین اپنے
کام کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور آپس مین اوسکے حصے بانٹے کر لیے تو کوئی موحد ہے
کوئی یہودی ہے کوئی نصرانی کوئی مجوس کوئی بت پرست رہی یہ بات کہ اصل
کلام و تقطعتم و تفرقتم ہے کیونکہ اوپر سے خطاب چلا آتا ہے سو یہان خطاب سے طرف
غیبت کے التفات کیا نکتہ التفات کا یہ ہے کہ اون لوگون نے جو دین کو بگاڑ ڈالا
اس سبب سے وہ قابل خطاب نہ رہے اونسے بات پھیر کر دوسرونکی طرف التفات
کیا گویا اللہ پاک دوسرونکی طرف متوجہ ہو کے اونکے فعل بد کی خبر دیتا ہے اور اونپر
تشنیع کرتا ہے اور اونکے فعل کو دوسرون کے نزدیک قبیح کر دکھاتا ہے اور اونسے
یون فرماتا ہے کیون جی کیا تم دیکھتے نہین ہو کہ یہ لوگ کیسے بڑے بڑے کام کے مرتکب
ہوے ہین کہ اونہون نے اپنے دین کے کام کو باہم ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے سو ہر گروہ
کو دین کا ایک ایک ٹکڑا پونہچا پھر وہ بسبب تقطع دین کے ایسے ہو گئے جیسے متفرق
ٹکڑے ہوتے ہین بعض بعض کو لعنت کرتا ہے اور بعض بعض سے بیزار ہوتا ہے

ل از زہری
نے بھی ای
ح کہا ہے ۱۲

پھر اللہ پاک نے ان مختلف فرقون کو یہ وعید سنائی کل الینا راجعون یعنی جو اپنے دین حق
پر ثابت رہا اور جو اوس سے مائل ہو کر غیر حق کی طرف گیا وہ سب کے سب اللہ ہی کی طرف
لوٹکر جائین گے پھر وہ اونسے حساب لیگا اور اونکو اعمال کی جزا دیگا حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقے ہوئے سو ستر
ہلاک ہوے اور ایک نے نجات پائی اور میری امت بہتر فرقے ہوگی اکہتر فرقے ہلاک
ہونگے اور ایک فرقہ خلاصی پائیگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون فرقہ ہے
فرمایا جماعت اس سے مراد وہی جماعت معہود ہے اللہ و رسول نے جو بیان کیا ہے اوسکو
ساتھ تمسک کرتی ہے بدون اسکے کہ اوسمین کچھ ہوای نفس ملائے بعض نے اس
حدیث کی صحت مین یون طعن کی ہے کہ اگر بہتر فرقون سے مراد اصول ادیان ہین تو
وہ اس قدر کو نہین پہونچے امام نے اسکے جواب مین یون کہا ہے کہ مراد تفرق امتی
سے یہ ہے کہ کسی حال مین ہونگے اس مین اس بات پر دلالت نہین ہے کہ سائر
احوال مین افتراق امت کا اسی عدد پر ہوگا کہ اوس سے زیادتی وکمی جائز نہو نکتہ
اس جگہہ تو فاعبدون وتقطعوا فرمایا اور سورۂ مومنون مین فاتقون فتقطعوا آیا ہے وجہ
اسکی یہ ہے کہ اس آیت مین خطاب کفار کو ہے اسلیے اونکو عبادت کا امر فرمایا جس سے
مراد توحید ہے پھر وتقطعوا بواو کہا اس لیے کہ تقطع اون سے ہو چکا ہے قبل اسکے کہ اون سے
فاعبدون کہا اور جس شخص نے فاعبدون کا خطاب مومنین کے واسطے ہے
تو اوسکے یہ معنی ہونگے کہ عبادت پر مداومت کرو کیونکہ وہ تو مومن موحد ہین اور سورۂ
مومنون مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کو خطاب ہے بدلیل قولہ تعالے
یاایہا الرسل کلوا من الطیبات اور انبیاء و مومنین مامور بہ تقوی ہوتے ہین پھر فرمایا
فتقطعوا امرھم بینھم یعنی بعد فاتقون کہنے کے اونسے تقطع ظاہر ہوا اور مراد اس سے
اون کی امتین ہین ذکرہ الکرخی رحمہ اللہ تعالی غرضکہ پھر اللہ پاک نے پوری جزا دینے کی
تفصیل فرمائی کہ فمن یعمل من الصالحات وھو مومن فلا کفران لسعیہ کلمۂ من
زائدہ ہے یا تبعیضیہ اور مراد صالحات سے فرائض و نوافل ہین یعنی پھر جو شخص اعمال صالح

لہ ای رسول
سہ ہے بہتر فرقی جہنمی

کریگا یا اون مین سے بعض نیک کام بجا لائیگا اور حال یہ ہے کہ اللہ و رسول و یوم آخر
پر ایمان رکھتا ہوگا تو اوسکی سعی کے واسطے کسی طرح کا ضائع کرنا نہوگا علامہ نسفی نے
یون کہا ہے کہ جو شخص نیک کامون مین سے کچھ کریگا اور وہ ایمان رکھتا ہوگا اوس
شے پر جسپر ایمان واجب ہے تو بی شک اوسکی سعی مشکور و مقبول ہوگی اس معنی سے
معلوم ہوتا ہے کہ نسفی کے نزدیک من تبعیضیہ ہے کیونکہ کل اعمال صالح کے بجا لانے کی
کوئی بھی طاقت نہین رکھتا ہے خازن نے کہا کہ اوسکی سعی کا انکار و ابطال نکیا جائیگا
بلکہ مشکور ہوگی اور اوسپر ثواب دیا جائیگا کفران مصدر ہے بمعنی کفر جسکے معنی جحود و انکار
کے ہین محاورے مین بولتے ہین کفر کفورا و کفرانا منع ثواب کی تشبیہ دی کفر و جحود سے
پھر اوسپر کفران کا اطلاق کیا گیا جیسا کہ اس آیت مین ہے وما تفعلوا من خیر
فلن تکفروہ یعنی تم ہرگز اوس کے ثواب سے محروم نہ کیے جاؤگے اور ہرگز اوس سے
ممنوع نہوگے زجاج نے کہا کہ فلا کفران لسعیہ کے یہ معنی ہین کہ کسی طرح کا بطلان اوس کے
ثواب عمل کے واسطے نہوگا کقولہ تعالی ومن اراد الاخرۃ وسعی لہا سعیہا وھو
مومن فاولئک کان سعیہم مشکورا پس کفران مثل ہے حرمان ثواب مین اور شکر
مثل ہے اعطای ثواب مین اور فلا کفران مین نفی جنس کی واسطے مبالغے کے ہے یعنی
مکلفین کے جزا دینے اور اونکے اعمال پر ثواب عطا کرنے اور ثواب سے محروم رکھنے مین
سوائے اللہ پاک کے اور کوئی اسمین سے کسی شے کا مالک و متولی نہوگا وہی خود
اس سب کو کریگا کیونکہ مالک یوم الدین وہی ہے سو ظاہر یہ تھا کہ یون کہتا فلا نکفر
سعیہ مگر اس طرح نہ کہا بلکہ جنس کفران کی نفی کی واسطے مبالغے کے اسلیے کہ نفی ماہیت
و حقیقت کی اوسکی جمیع افراد کی نفی کو مستلزم ہوتی ہے پس نفی سے نفی جنس کی ساتھ
تعبیر کرنا ایسا ہے جیسے مطلوب کو بینہ سے ثابت کرنا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ پاک خود
اس کام کا متولی ہوگا تو ذرہ برابر نہ کسی کی نیکی ضائع جائیگی نہ ذرہ برابر کسی کی بدی
مین زیادتی ہوگی پوری پوری جزا سزا ہوگی اور یہ کیونکر نہو وانا لہ کانون ضمیر لہ
کی سعی کی طرف راجع ہے یا طرف من کے یعنی ہم تو اوسکی سعی کو لکھنے والے ہین یعنی

لہ اور جو کریگا نیک کام سو مقبول ہوگا اور اوسکی سعی کا انکار نہ کیا جائیگا اور اوسپر ثواب دیا جائیگا اور اوسکی سعی کی اوسکے واسطے جزا دی جائیگی اور وہ یقین پر ہے اور سعیون کی اور نیک لگی ہے ۱۲ عہ کفر ضد ہے ایمان کی اور کفران ضد ہے شکر کی جو نعمت کو چھپانا ہے اور یہ ضد ہے نفی کی ۱۲

اوسکے نامۂ اعمال مین ثبت کرنیوالی ہین ہم کسی طرح ضائع نکرین گے مراد یہ ہے کہ ہم اوسکے
حافظ ہین باین طور کہ ہم ملائکہ حافظین کرام کاتبین کو اوسکے لکھنے کا حکم دیتے ہین
وہ ذرہ ذرہ لکھتے جاتے ہین پھر ہم اوسپر جزا دینگے اسی کے مثل یہ قول ہے اللہ پاک
کا انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
نے فلا کفران لسعیہ پڑہا ہے ف فمن یعمل من الصالحات الخ کی حسن ادا اور بلاغت
کو غور کرنا چاہیے کہ اول تو کلمۂ من عام فرمایا اسمین مرد عورت غلام لونڈی امیر فقیر
عالم جاہل سب شامل ہین پھر من الصالحات فرمایا من تبعیضیہ اسلیے کہ نیک کام بے حساب
ہین فرض علیحدہ ہین اور نوافل و سنن و مستحبات جدا پھر بعضے عبادات ہین بعض معاملات
بعض اپنی ذات سے متعلق ہین بعض دوسرون سے بعض بدنی ہین بعض مالی اور عمل
صالح وہ ہے کہ سنت کے موافق اور ریا و سمعہ سے پاک صاف ہو پھر وہو مومن کی قید
ذکر فرمائی اور جملۂ حالیہ کو بصیغۂ جملۂ اسمیہ ثبوت و استمرار کے واسطے ذکر فرمایا غرض اس سے
یہ ہے کہ عمل صالح مین قید ایمان کی ضرور ہے کیونکہ جو عمل بدون ایمان کے ہے وہ حقیقت
مین صالح ہی نہین ہے غرضکہ جو کوئی کسی طرح کا نیک کام کرے اور ایمان اوسکے ساتھ ہو
اور اعتقاد و یقین ثواب ملنے کا اوسکے ہمراہ ہو اور پورا پورا عمل کے ختم ہونے تک
برابر رہے تو اوس کی جزا یہ فرمائی کہ فلا کفران لسعیہ مطلب اسی قدر ہے کہ اوسکا عمل ضائع
نہ جائیگا اوسپر ثواب ملیگا یہ مضمون یون ادا ہو سکتا تہا کہ نجزیہ یا لا نضیع عملہ یا لا نکفر عملہ مگر ان
سب کو چھوڑ کر فلا کفران لسعیہ فرمایا اس کی خوبی کو سمجھنا چاہیے کہ کسقدر اسمین مبالغہ ہے
اول یہ ہے کہ کفر و کفور و کفران تینون ہم معنی ہین دو کو چھوڑ تیسرے کو لیا کیونکہ کفر تلافی کفور
رابعی کفران خاسی سب سے بڑہکر انکار کے معنی اسمین ہین کیونکہ زیادتی لفظ کی زیادتی
معنی پر دلالت کرتی ہے پھر اسپر لانفی جنس کا ذکر کیا مطلب یہ ہے کہ ایک مبالغہ تو نفی
مصدر کا ہوا دوسرا خاص لفظ کفران کی نفی کی تیسرا لاے نفی جنس کے ساتھ نفی کی پھر
لفظ سعی کا ذکر کیا اسکے معنی عمل کے ہین مگر اسمین اتنی زیادتی ہے کہ سعی وہ عمل ہے جسمین
خوب محنت و مشقت کیجاے اسمین اشارہ ہے کہ نیک کام مین خوب سعی و کوشش

کرنی چاہیے کیونکہ اوسکا ثواب اوسی کے موافق ملیگا پھر اگر یہ وہم ہو کہ شاید فلاکفران سعیہ
صرف واسطے مبالغے کے فرمایا ہو حقیقت مراد نہو اسلیے یہ فرمایا وَاَنَا لَہٗ کَاتِبُوْنَ یعنی ہم
اوس عمل کو لکھتے ہین کسی طرح اوسکے ثواب مین کمی نہوگی پورا بدلا ملیگا پھلا جب اللہ
پاک خود اوس کو لکھے اوسمین کیا کمی کا احتمال ہے اس وقت جو خوبی کلام پاک کی
رای ناقص مین آئی لکھدی گئی اوسکے کلام کی خوبیان طاقت بشری سے خارج ہین جو
اس تقریر مین صواب ہے وہ اوسکی طرف سے ہے اور جو خطا ہے میری طرف سے
اللہ پاک اوس سے درگذر فرماوے آمین وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ
حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ
الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا ھِیَ شَاخِصَۃٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یٰوَیْلَنَا قَدْ کُنَّا فِیْ غَفْلَۃٍ
مِّنْ ھٰذَا بَلْ کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ اور مقرر ہو رہا ہے ہر بستی پر جسکو ہمنے کھپا دیا کہ وہ نہین پھرتے
یعنی کفر نہین چھوڑتے تبھی کھپتے ہین یہان تک کہ جب کھول دیوین یاجوج اور ماجوج کو
اور وہ ہر اُچان سے پھیلتے آوین اور نزدیک پونہچے سچا وعدہ پھر تب ہی اور یک رہین
منکرون کی آنکھین ای خرابی ہماری ہم بے خبر رہے اوس سے نہین پر ہم تھے کہنگا یعنی خبر
پونہچی تبھی جان کر حیلا ری انتہی ف حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما نے فرمایا کہ
حرام کے معنی واجب ہین یعنی یہ بات مقدر ہو چکی ہے کہ ہر بستی والے جو ہلاک کیے گئے
وہ قیامت سے پہلے دنیا کی طرف رجوع کرینگے حضرت ابن عباس و ابو جعفر باقر و قتادہ
اور زہری سے لوگون نے اسی طرح اس کی تصریح کی ہے دوسری روایت مین حضرت
ابن عباس سے یہہ آیا ہے کہ انھم لا یرجعون کے معنے لا یتوبون ہین حافظ ابن کثیر نے
فرمایا کہ قول اول ظاہر تر ہے واللہ اعلم فتح القدیر مین اس طرح ہے کہ فریابی و ابن منذر
و ابن ابی حاتم و بیہقی نے شعب مین حضرت ابن عباس سے وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا کی تفسیر
مین روایت کیا ہے فرمایا کہ واجب ہو ہلاک کرنا اوسکا انھم لا یرجعون فرمایا توبہ نہ کرینگے
سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہے کہ وہ یون پڑھتے تھے وحرم علی قریۃ فرمایا واجب علی قریۃ اھلکناھا

انھم لا یرجعون جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون
انھم الیھم لا یرجعون عبد بن حمید نے عکرمہ و سعید بن جبیر سے بھی اسی کے مثل
روایت کیا ہے انتہیٰ حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
فرماتے ہین ہم پہلے کہہ آئے ہین کہ یاجوج و ماجوج سلالۂ آدم علیہ السلام سے ہین بلکہ
نوح علیہ السلام کی نسل سے بھی ہین اولاد سے یافث ابوالترک کے ترک اونہین مین سے
ایک گروہ ہے سد سے ورے چھوڑ دیے گئے جسکو ذوالقرنین نے بنایا تھا اور کہا
ھذا رحمۃ من ربی فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حقا و
ترکنا بعضھم یموج فی بعض الآیہ اور اس آیت کریمہ مین یون فرمایا ہے حتی اذا
فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون یعنی فساد کی طرف چلنے مین
جلدی کرین گے زمین سے اونچی جگہ کو حدب کہتے ہین حضرت ابن عباس و عکرمہ و
ابوصالح و ثوری وغیرہم نے یہی کہا ہے فتح القدیر مین کہا ہے کہ ابن جریر و ابن منذر
و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے من کل حدب کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا
شرف یعنی بلندی ینسلون فرمایا یقبلون یعنی ہر بلندی سے چلے آتے ہونگے انتہیٰ جسوقت
وہ نکلین گے یہ اوس وقت کی صفت ہے گویا سامع اوسکا مشاہدہ کر رہا ہے ولا ینبئک
مثل خبیر یعنی ماخبیر کے مثل تجھے کوئی خبر نہین دے سکتا جو ذات پاک کہ ما کان مایکون کا
عالم ہے آسمان و زمین کی غیب کو جانتا ہے یہ اوسکی خبر دی ہوئی ہے لا الہ الا ہو ابن جریر
نے عبداللہ بن یزید سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت ابن عباس نے بچون کو دیکھا
کہ بعض بعض پر چڑھ رہے تھے کہیلتے تھے تو فرمایا کہ یاجوج و ماجوج اسی طرح نکلین گے
ان کے نکلنے کے ذکر مین متعدد حدیثین وارد ہوئی ہین پہلی حدیث یہہ ہے
امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے
سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کھول دیے جائین گے یاجوج و ماجوج
تو وہ لوگون پر نکلین گے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وھم من کل حدب ینسلون
پھر وہ لوگون کو ڈہانک لین گے اور مسلمان اون سے علیحدہ ہوکر اپنے شہرون قلعون کی طرف

کی کہ یہ نہین ذوالقرنین کی دیوار جسکو انہون نے بنایا تھا بلکہ یہ ایک دیوار ہے جسکو ان لوگون نے بنایا ہے جو ان کے پہلے تھے اور جب اللہ نے چاہا کہ اس دیوار کو توڑ دے تو اوسکو توڑ دیا اور جب اللہ نے چاہا کہ اس دیوار کو بنا دے تو اوسکو بنا دیا اور یہ دیوار ایک مدت تک رہی یہان تک کہ ایک شخص نے اوسکو دیکھا اور اوسکی خبر دی اور اوسکی خبر دینے والے کا نام عبدالرحمن بن عبدربہ تھا اور اوسکی خبر دینے والے کا نام عبداللہ بن عمرو تھا اور اوسکی خبر دینے والے کا نام کعب تھا اور اوسکی خبر دینے والے کا نام ابوہریرہ تھا اور اوسکی خبر دینے والے کا نام ابوسعید تھا اور اوسکی خبر دینے والے کا نام حذیف

پناہ پکڑین گی اور اپنے مواشی کو طرف اپنے جمع کرلینگی اور یاجوج و ماجوج زمین کے
پانیون کو پی جائین گے یہان تک کہ اونمین کے بعض البتہ نہر پر گذرین گی تو جو کچھ
اوس مین ہوگا اوسے پی جاوین گے تا آنکہ اوس کو خشک چھوڑ جائین گی پہانتک
کہ اون کے بعد جو شخص اوس نہر پر سے گذریگا تو کہے گا کہ کبھی اس جگہہ کسی بار پانی
تہا یہان تک کہ جسوقت لوگون مین سے کوئی باقی نرہیگا مگر جو کوئی کہ قلعے یا شہر مین
ہوگا تو یاجوج و ماجوج مین کا کہنے والا کہیگا کہ یہ لوگ تو زمین والے تھے سو ہم اون سے
فارغ ہوچکے آسمان والے باقی رہ گئے فرمایا پہر ایک شخص اونمین کا اپنی برچھی چلائیگا
پہر اوسکو آسمان کی طرف پھینکدیگا تو وہ خون مین رنگی ہوئی طرف اوسکی لوٹ آئیگی
للبلاء و الفتنۃ یعنی یہ اس لیے ہوگا کہ منظور ابتلاء و امتحان ہے پہر وہ اس حالت پر ہونگے
کہ اللہ عزوجل اونکی گردنون مین کیڑے بھیجیگا مثل کیڑون ٹیڈیون کے جو اون کی
گردنون مین نکلتے ہین پہر وہ صبح کو مردہ ہوجائین گے کوئی آہٹ اونکی سنائی نہ دیگی
تو مسلمان کہین گے اَلَا رَجُلٌ یَشْرِیْ لَنَا نَفْسَہٗ یعنی سنتے ہو ہے کوئی شخص کہ ہمارے
واسطے اپنی جان بیچے تو دیکھے کہ ان دشمنون نے کیا کچھ کیا ہے فرمایا پس ایک
شخص اونمین سے اوتریگا اپنی جان کا اجر طلب کرکے اوسکو اسپر جما چکا ہوگا کہ وہ اترا جائیگا
پہر وہ اوتریگا تو اون کو پائیگا کہ وہ مرے ہوئے بعض بعض پر پڑے ہین تو پکاریگا اے
گروہ مسلمانون کے ہوشیار ہوؤ خوش ہوجاؤ کہ اللہ عزوجل نے تمہارے دشمنون کی
تم سے کفایت کردی پہر وہ اپنے شہرون قلعون سے نکل آئین گے اور اپنے مواشی کو چرنے
کے واسطے چھوڑین گے پہر اونکا چارہ نہوگا مگر یاجوج و ماجوج کا گوشت فتشکر عنہ
کاحسن ماتشکرت عن شئی من النبات اصابتہ قط یعنی پہر وہ گوشت کہا کر ایسے موٹے
ہوجائین گے کہ کبھی کسی چارے سے ایسے موٹے نہوئے ہونگے رواہ ابن ماجۃ
من حدیث یونس بن بکیر عن ابن اسحٰق **دوسری حدیث** امام احمد نے جُبیر بن نفیر
حضرمی سے روایت کیا ہے جُبیر نے حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ
سے سنا کہا کہ ایک صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو آپ نے

۱۵ حدیث کا قطعہ خفض فرود رفع ہو یعنی اوسے حال مین جو آپنے کلام سے کیا اور اوسکی شدت اپنی آواز اور بلندی کی سے کہا کہ بیشک اس کے سوا کسی منظور اوس کی ذلت تھی اور بلند آواز سے اوسکی شدت فتنے کی اور اوسکے حال سے اور اوسکے کو ۱۲

اوسکی باب مین اپنی آواز کو پست کیا اور بلند کیا یہان تک کہ ہمنے گمان کیا کہ وہ کھجورون کے
گوشے مین ہے پھر آپ نے فرمایا کہ غیر دجال نے مجھکو تم پر خائف کیا ہے کیونکہ وہ اگر
نکلیگا اور مین تم مین ہونگا تو مین اوسکا حجیج ہون سو اتمہارے یعنی مین اوس سے جھگڑونگا
اور حجت ظاہر کرکے اوسپر غالب ہونگا اور اگر وہ نکلیگا اور مین تم مین نہونگا تو ہر شخص
اپنے نفس کا حجیج ہے اور اللہ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان پر اور دجال ایک جوان جعد
قطط ہے یعنی اوس کے بال نہایت درجہ گھونگرے ہونگے یا پستہ قد موٹا ذرا ذرا سے
اعضا ہونگے اوس کی آنکھ طافیہ ہوگی یعنی اپنی حد سے خارج ہوگی یا ایسی ہوگی
جیسے انگور کا دانہ اور دانون سے نکلا ہوتا ہے یا مثل حباب کے ہوگی یعنی ابھری ہوئی
بے نور اور وہ نکلیگا اوس راہ مین جو کہ درمیان شام وعراق کے ہے پھر وہ
دائین بائین طرف فساد کرتا پھریگا اے اللہ کے بندو تم ثابت رہو ہمنے عرض کیا
یارسول اللہ زمین مین اوس کا ٹھہرنا کس قدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایک دن مثل ایک
برس کے اور ایک دن مثل ایک مہینے کے اور ایک دن مثل جمعے کے یعنی برابر ہفتے
کے اور باقی دن اوسکے مثل تمہارے دنون کے ہونگے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ
پھر وہ دن جو مثل ایک سال کے ہوگا کیا اوسمین ایک دن رات کی نماز ہمکو کافی ہوگی
فرمایا نہین اُقْدُروا لہ قدرہ یعنی تمہارے ایام معہود سے ایک دن کی قدر اندازہ کرو اور اوسمین
بقدر اوسکی اوقات کے نماز پڑھو ہمنے عرض کیا یارسول اللہ اوسکا زمین مین جلد پھرنا کسطرح
ہوگا فرمایا کالغیث استدبرتہ الریح یعنی مثل مطر و باران کے کہ ہوا اوس کے پیچھے
ہو جاوے فرمایا پھر قبیلے پر گذر کریگا اونکو اپنی طرف بلائیگا تو وہ اوس کی دعوت قبول
کرلین گے یعنی جو وہ کہیگا اوسکا کہا مان لین گے پس وہ آسمان کو حکم دیگا تو وہ پانی
برسا دیگا اور زمین کو تو وہ روئیدگی اگا دیگی اور اون کے مواشی شام کو اونکے پاس
آئین گے وھی اطول ما کانت ذِرًا وامدہ خواصرَا واسبغہ ضُرُوعًا
یعنی اونکے مواشی چراگاہ سے ایسے ہوکر آئین گے کہ پہلے سے اونکے کوہان کی بلندی
زیادہ تر دراز ہوگی اور کوکھین زیادہ تر تنی ہوئی ہونگی اور تھن دودھ سے بھرپور ہونگے

اور ایک اور قبیلے پر گذر کریگا پھر اون کو بلائیگا وہ اوسکی بات کو اوسپر رد کرینگے یعنی اوسکا
کہنا نہ مانین گے تو اون کے اموال یعنی مواشی اوس کے پیچھے ہو لینگے پھر وہ قحط زدہ
ہو جائین گے اون کے مواشی مین سے اونکے لیے کچھ نہوگا ویران جگہہ پر گذریگا
تو اوس سے کہیگا کہ تو اپنے خزانے نکال پس اوسکے خزانے اوس کے پیچھے ہو جائین گے
مثل بادشاہون مہوک کے یعنی جس طرح شہد کی مکھیان اپنے بادشاہ کے پیچھے دوڑتی
ہین اسی طرح خزانے اوس کے ساتھہ دوڑین گے فرمایا اور ایک شخص کو حکم دیگا تو وہ
مار ڈالا جائیگا پھر اوسکو تلوار سے ماریگا فیقطعہ جزلتین رمیۃ الغرض یعنی اوس کے دو
ٹکڑے کر دیگا اور درمیان دونون ٹکڑون کے اتنی دوری ہوگی جتنی دوری تیر پھینکنے
کی نشانی تک ہوتی ہے یا یہ معنی ہین کہ اوس کو ایسی ضرب لگائیگا جیسے تیر نشانے پر
لگاتے ہین مطلب یہ کہ مارنے مین چوکیگا نہین پھر اوس شخص کو بلائیگا تو وہ اوسکی پاس
چلا آئیگا پھر وہ اس حالت پر ہونگے کہ اللہ عزوجل مسیح بن مریم علیہما السلام کو بھیجیگا تو
وہ اوترین گے نزدیک منارۂ سفید کے جانب شرقی دمشق مین درمیان دو زرد کپڑے پہنے
اپنے دونو ہاتھہ دو فرشتون کے بازوون پر رکھے ہوئے پھر مسیح علیہ السلام
اوسکے پیچھے جائین گے تو اوسکو پالین گے پھر اوسکو نزدیک دروازۂ لد شرقی کے قتل
کر ڈالین گے فرمایا پھر وہ اس حالت پر ہونگے کہ اللہ عزوجل طرف عیسی بن مریم علیہما السلام
کے وحی کریگا کہ مین نے اپنے بندون مین سے ایسے بندے نکالے ہین کہ تجھکو
اونسے لڑنے کی قدرت نہین ہے پس تو میرے بندون کو طور کی طرف سمیٹ لیعنی اوسکو
اونکے واسطے جاے پناہ ٹھیرا پھر اللہ عزوجل یاجوج و ماجوج کو بھیجیگا جیسا کہ اللہ تعالی نے
فرمایا ہے وھم من کل حدب ینسلون پھر حضرت عیسی اور اون کے اصحاب رغبت کرینگے
طرف اللہ عزوجل کے یعنی اوس سے دعا مانگین گے تو اللہ اونپر نغف بھیجیگا اونکی گردنون مین
فیصبحون فرسی کموت نفس واحدۃ یعنی وہ صبح کو مردہ ہو جائین گے مثل مرنے ایک
جان کے یعنی سب کے سب یکبارگی مر جائین گے پھر حضرت عیسی اور اونکے اصحاب
اوترینگے تو زمین مین کوئی گھر نہ پائین گے مگر اونکی زہم ونتن یعنی اونکی بدبوئی اوسکو بھر دیا ہوگا

ل اصلی کا لفظ
ن یعنی شتابی سے
ہ یعنی مواشی
ہ جو ورس سے ہوتا ہے
ہ یعنی مثل خزانوں کی
ہ یعنی ایک ہی ضرب
ہ یعنی اس
ہ یعنی شتابی سے
ہ یعنی
ہ یعنی
ہ یعنی

پھر حضرت عیسی اور انکے اصحاب رغبت کرین گے طرف اللہ عزوجل کے تو وہ اونپر پرندے
بھیجیگا جیسے بختی اونٹون کی گردنین پھر وہ پرندے اون کو اوٹھالین گے پس پھینکدینگے
اون کو جہان اللہ چاہیگا ابن جابر نے کہا عطار بن یزید سکسکی نے مجھکو حدیث کی کعب
یا غیر کعب سے کہا پھر وہ پرندے اون کو مہیل مین پھینکدین گے جابر نے کہا کہ مین نے
کہا ای ابو یزید مہیل کہان ہے کہا کہ جائے طلوع شمس مین فرمایا اور اللہ ایسا باران بھیجیگا
کہ نہ بچائیگا اوس سے کوئی گھر ڈھیلون کا اور نہ بالون کا کسی شی کو چالیس دن پھر وہ پانی
زمین کو دھو ڈالیگا یہان تک کہ چھوڑ دیگا اوس کو مثل آئینے کے اور زمین سے کہا جائیگا
کہ تو اپنے پھل اُگا اور اپنی برکت برسا فرمایا پس اوس دن نفر انار سے کھالین گے
نفر آدمی کے خویش واقارب کو کہتے ہین حدا سکی تین سے دس تک ہے مراد یہ
ہے کہ انار اس قدر بڑا ہوگا کہ اتنے آدمی اوس سے پیٹ بھر لین گے ویستظلون
بقحفها یعنی انار کے چھلکے سے سایہ لین گے اور دودہ مین برکت دیجائیگی یہانتک
کہ دودھ والی اونٹنی گروہ ہای مردم کو کافی ہوگی اور دودھ والی گائے فخذ کو کفایت
کریگی اور بکری ایک گھر والون کو کافی ہوگی فرمایا پھر وہ اس حالت پر ہونگے کہ اللہ عزوجل
ایک ریح طیب یعنی عمدہ ہوا بھیجیگا تو وہ اون کو اون کی بغلون کے نیچے سے پکڑیگی
پھر ہر مسلم یا فرمایا مومن کی روح کو قبض کریگی اور بد لوگ باقی رہجائین گے یتھارجون
تھارج الحمر یعنی کھلم کھلا لوگون کے سامنے عورتون سے صحبت کرینگے جیسے گدھے
جفتی کرتے ہین اور اونہین پر قیامت قائم ہوگی انفرد باخراجہ مسلم دون
البخاری فرواہ مع بقیۃ اھل السنن من طرق عن عبد الرحمن بن یزید بن
جابر بہ وقال الترمذی حسن صحیح تیسری حدیث امام احمد نے ابن حرملہ کی خالہ
سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور آپ اپنی
انگشت مبارک کو باندہے ہوئے تھے بچھو نے ڈنک مارا تھا پس فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ
تمہارے لیے کوئی دشمن نہین ہے اور تم ہمیشہ دشمن سے لڑتے رہو گے یہانتک
کہ یاجوج وماجوج آئین چوڑے موہنہ والی چھوٹی آنکھون والی سرخ سیاہی مائل نابون والے

ہر بلندی سے پہلیتے آوینگے گویا موہنہ اون کے ڈہالین تہ پر تہ چڑہی ہوئی وکذا
روی ابن ابی حاتم من حدیث محمد بن عمرو عن خالد بن عبد اللہ بن
حرملۃ المدلجی عن خالتہ لہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرہ مثلہ
سواء چوتھی حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جس رات مجہی سیر کرایا گیا یعنی شب معراج مین
تو مین نے ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام سے ملاقات کی فرمایا فتذاکروا امر الساعۃ
یعنی پہر اونہون نے باہم قیامت کا ذکر کیا تو اونہون نے اپنے کام کو ابراہیم کی طرف
رد کیا وہ بولے کہ مجہو اوسکا کچہہ علم نہین ہے پہر اونہون نے اپنے کام کو موسی کی طرف
رد کیا تو وہ بولی مجہو اوسکا کچہہ علم نہین ہے پہر اونہون نے اپنے کام کو عیسی کی طرف
رد کیا تو اونہون نے کہا اما وجبتہا فلا یعلم بہا احد الا اللہ یعنی اوسکا ہو پڑنا سوا اوسکے سوائے
اللہ کے کوئی نہین جانتا ہے اور جس چیز کا میرے رب نے مجہے عہد کیا ہے یعنی جو
باتین مجہو بتائی ہین اون مین یہ ہے کہ دجال نکلنے والا ہی اور میری ہمراہ دو قضیب ہونگے
پہر جس وقت وہ مجہو دیکہیگا تو پگہل جائیگا جسطرح سیسا پگہلتا ہے فرمایا پہر اللہ اوس کو
ہلاک کردیگا جس وقت وہ مجہو دیکہہ لیگا یہان تک کہ پتہر اور درخت کہینگے کہ ای مسلمان میرے
نیچے کافر ہے تو آ اوس کو قتل کر فرمایا پس اللہ اون کو ہلاک کر ڈالیگا اور لوگ اپنے بلاد و
اوطان کی طرف لوٹ آوینگے فرمایا پہر اس وقت یاجوج و ماجوج نکلینگے اور وہ ہر
اونچان سے پہلیتے آوینگے پہر اون کے بلاد کو روندینگے جس شی پر آئینگے اوس کو ہلاک
کر ڈالینگے اور جس پانی پر گذرینگے اوس کو پی جائینگے فرمایا پہر لوگ اون کی
شکایت کرتے ہوے اپنے وطنون کی طرف لوٹ آئینگے پس مین اللہ سے دعا
کرونگا تو وہ اون کو ہلاک کریگا اور اون کو مار ڈالیگا یہان تک کہ زمین اونکی بدبو سے
ناموافق ہو جائیگی اور اللہ پانی نازل کریگا تو اونکے جسمون کو کہو دیگا یہان تک کہ اون کو
دریا مین ڈالدیگا پس جس شے کا میرے رب نے مجہے عہد کیا ہے اوسمین یہ ہے کہ
جسوقت ایسا ہوگا تو قیامت مثل حاملہ عورت پورے دن والی کے ہوگی اوسکے گہر والے

ہاکہ اون کی ہڈیان اور پٹہے ہوے چمڑے کی طرح ہو جائینگے اور اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی
ضرورت نہ ہوگی اور اونکی لاشین زمین پر پڑی ہوئی ہونگی کہ اونکی خبر لینے کی

نہین جانتے ہین کہ اپنے جننے سے کب و نکو گہبرائے رات کو یا دن کو و رواہ ابن
ماجۃ عن محمد بن بشار عن یزید بن ھارون عن العوام بن حوشب بہ نحوہ
اور اتنا زیادہ کیا ہے عوام نے کہا کہ اس کی تصدیق اللہ عزوجل کی کتاب مین پائی
گئی ہے حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون و رواہ
ابن جریر وھھنا من حدیث ابن جبلۃ بہ اس باب مین احادیث و آثار سلف کے
بہت کچھ وارد ہوئے ہین ابن جریر و ابن ابی حاتم نے حدیث معمر عن غیر واحد عن سعید
بن ہلال عن ابی الصیف سے روایت کیا ہے کہ کعب نے کہا ہے کہ جس وقت یاجوج و ماجوج
کے نکلنے کا وقت ہوگا تو وہ کہودین گے یعنی سد سکندری کو یہان تک کہ جو لوگ اون سے
متصل ہین اونکے تبرون کی آواز کو سنین گے پھر جب رات آئیگی تو اللہ تعالی اونمین سے
کسی شخص کی زبان پر اس بات کا القا کریگا کہ وہ دیون کہیگا کہ ہم کل آئین گے تو نکلین گے
پھر اللہ تعالی اوس دیوار کو ویسی ہی کردیگا جیسی وہ تھی پھر وہ کل آئین گے تو اوس کو
پائین گے کہ اللہ نے اوسے ویسی کردی جیسی وہ تھی پھر اوسکو کہودینگے یہان تک کہ جو لوگ
اون سے متصل ہین اون کے تبرون کی آواز کو سنین گے پھر جب رات ہوگی تو اونمین سے
کسی آدمی کی زبان پر اللہ تعالی اس بات کا القا کریگا کہ ہم کل آئین گے پھر نکلین گے
انشاء اللہ پھر کل آئین گے تو اوسکو ویسی پائین گے جیسی چھوڑ گئے تھے پھر کہودین گے
یہان تک کہ نکل آئین گے پھر پہلا گروہ بحیرہ پر گذر کریگا تو اوسکے پانی کو پی جائین گے پھر
دوسرا گروہ گذریگا تو اوسکی کیچ کو چاٹ جائین گے پھر تیسرا گروہ گذریگا تو کہین گے
کہ اس جگہہ کسی بار پانی تھا پھر لوگ اون سے بھاگین گے پس کوئی شے اونکے واسطے
قائم نرہیگی پھر وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکین گے تو وہ خون مین رنگین ہوکر طرف
اونکے لوٹ آئین گے اسپر کہین گے کہ ہم زمین و آسمان والون پر غالب آگئے پھر
حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام اونپر بددعا کرین گے تو یون کہین گے اللھم لا طاقۃ
ولا ید لنا بھم فاکفناھم بما شئت یعنی ای اللہ اونکے مقابلے کی ہمکو نہ کسی طرح کی طاقت
ہے نہ کسی قسم کی قوت پس تو اون سے ہماری کفایت کر جس چیز کے ساتھہ تو چاہے

پھر اللہ اون پر کیڑے مسلط کریگا جن کو نغف کہتے ہین تو وہ اونکی گردنین توڑ ڈالینگے
اور اللہ تعالی اونپر پرندے بھیجیگا تو اپنی چونچون سے اونکو پکڑ لینگے پھر اون کو دریا
مین ڈالدینگے اور اللہ تعالی پانی بھیجیگا جسکو حیات کہتے ہین یعنی آب حیات اللہ تعالی
زمین کو پاک صاف کردیگا اور اوس کو اگائیگا یہان تک کہ ایک انار سے البتہ سکن سیر
ہوجائیگا کہا گیا ای کعب سکن کیا ہے کہا گھر والی کہا پھر لوگ اس حال پر ہونگے کہ اونکی پاس
صریخ آئیگا یعنی چیخیا چلاتا مخبر ایک حادثے کی خبر لائیگا کہ ذوالسویقتین حضرت عیسی کا ارادہ
کرتا ہے کہا حضرت عیسی علیہ السلام ایک طلیعہ بھیجینگے یعنی لشکر بطور جاسوس کے
سات سو آدمی کا یا درمیان سات سو آٹھ سو کے یہان تک کہ جب وہ بعض راہ مین
پونہچینگے تو اللہ تعالی ایک ہوائے یمانی طیب بھیجیگا تو اوس مین ہر مومن کی روح
قبض کرلیگا پھر عجاج الناس باقی رہجائینگے یعنی برے سے بے خیر لوگ کہ نہ نیکی کو نیکی
سمجھینگے نہ برائی کو برائی جانینگے جیسے چوپائے پھر وہ کھلم کھلا عورتون سے جماع کرینگے
جس طرح چوپائے جفتی کرتے ہین پس مثل قیامت کی مانند مثل اوس شخص کے ہے
جو کہ اپنی گھوڑی کے گرد پھرتا ہے کہ وہ کب جنے یعنی قیامت بہت ہی قریب
آپونہچی کعب نے کہا پھر جو شخص میری اس بات کے بعد کچھ کہے یا میرے اس علم
کے بعد تو وہ متکلف ہے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ یہ قول منجملہ احسن
سیاقات کعب احبار ہے کیونکہ صحیح اخبار نے اس کی شہادت دی ہے حدیث مین
ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام بیت عتیق کا حج کرینگے امام احمد نے
حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ البتہ یہ گھر حج کیا جائیگا اور البتہ عمرہ کیا جائیگا بعد نکلنے یاجوج و ماجوج
کے انفرد باخراجہ البخاری قولہ تعالی واقترب الوعد الحق قریب آپونہچا سچا وعدہ
یعنی قیامت کا دن جسوقت یہ ہوال وزلازل و بلابل موجود ہونگے تو قیامت لگ بھگ
ہوگی اور قریب آجائیگی پھر جب ہوپڑیگی تو کافر کہینگے ھذا یوم عسر یعنی یہ دن
بڑا مشکل ہے اور اسی لیے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین

لہ شاید اس سے مراد حبشی کا بادشاہ ہو جسکی نسبت پیشگوئی ہے کہ خراب ہونگی اسکے خزانے سے گا اور اس کا خزانہ نکال لیجائیگا واللہ اعلم

گھبرو یعنی بڑے بڑے امور کے مشاہدے کی شدت کے مارے منکروں کی آنکھیں
اوپر لگ رہیں گی یا ویلنا یعنی کہیں گے اے خرابی ہماری قد کنا فی غفلۃ من ھذا
یعنی ہم دنیا میں اس سے غفلت میں تھے بل کنا ظالمین اپنی جانوں پر ظلم کرنے کا اقرار
کریں گے جب کہ اون کو یہ کہنا نفع نہ دیگا کذا قال ابن کثیر ف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
اور اہل مدینہ نے حَرام پڑہا ہے اور اہل کوفہ کی قرارت حَرِمٌ بکسر حا ی مہملہ وسکون را
مہملہ ہے پہلی قرارت کو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار کیا ہے اور یہی قرارت حضرت
علی و ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے حَرِم و حَرام دونوں دو
لغت ہیں جیسے حل و حلال سعید بن جبیر نے حَرِم بفتح حا و کسر را و فتح میم پڑہا ہے عکرمہ
و ابو العالیہ کی قرارت حَرُم بفتح حا و ضم را و فتح میم ہے حرام کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ
کوئی فعل مکلف کی قدرت میں ہو اور شارع نے بنص قاطع اوسکے کرنے سے منع کیا ہو
چونکہ اس جگہ حرام کا حقیقی معنی پر حمل کرنا متعذر ہے اس لیے حرام کے معنی ممتنع الوجود
کے بطور استعارہ لیے ہیں علاقہ دونوں میں یہ ہے کہ حرام و ممتنع الوجود میں سے ہر ایک
غیر مرجو الحصول ہے یعنی دونوں کے حصول کی امید نہیں رکھی جاتی ہے اہلکنا ہا کے
معنی ہیں قدرنا اہلاکہا و حکمنا باہلاکہا اور قریہ سے مراد اہل قریہ ہیں یا معنی وجدنا ہا
ہالکۃ ہیں اور انہم لا یرجعون میں کلمۂ لا زائد ہے جسطرح کہ ما منعک ان لا تسجد میں لا زائد
ہے یعنی جن گاؤں والوں پر ہم نے اونکا ہلاک کرنا مقدر کیا ہے اور اونکے ہلاک
کرنے کا حکم دیا ہے یا ہمنے اونکو ہلاک پایا ہے تو اونکا توبہ کی طرف رجوع کرنا بنا بر معنی
اول یا اونکا زندگی دنیا کی طرف رجوع کرنا بنا بر معنی ثانی ممتنع الوجود ہے یہ امر اون سے
متصور نہیں ہے اور جب لا زائد نہ ہیگا تو یہ معنی ہونگے کہ جو کافر ہلاک کر دیے گئے
اونکا دار جزا کی طرف رجوع نکرنا ممتنع الوجود ہے یعنی حساب و کتاب و سزا و جزا کے
واسطے اونکا رجوع کرنا ضروری ہے مقصود اس سے منکرین بعث کے قول کا باطل کرنا ہے
جملۂ انہم لا یرجعون مبتدا ہے خبر اسکی حرام ہے تقدیر یہ ہے رجوعہم او عدم رجوعہم
ممتنع الوجود دوسری صورت یہ ہے کہ حرام مبتدا ہے اور اوسکی خبر نہ لفظا ہی نہ تقدیرا

کیونکہ حرام صفت مشبہ ہے مثل جبان کے جملۂ مذکورہ جو اوسکی بعد ہے وہ خود اوسکو
بنا بر فاعلیت رفع دیگا اور وہی جملۂ ظاہر اوس کی خبر کے قائم مقام ہوگا یا وہی اوسکا
فاعل قائم مقام اوسکی خبر کے ہوگا آمین اتنی بحث ہے کہ صفت کا صیغہ اپنے مابعد کے
اسم ظاہر کو بنا بر فاعلیت جو رفع دیتا ہے سو بشرط اعتماد کے بدون اعتماد کے رفع نہین
دیتا ہے مگر ہان اخفش کے مذہب پر رفع دیسکتا ہے کیونکہ اوسکے نزدیک اعتماد شرط
نہین ہے تیسری صورت یہ ہے کہ حرام مبتدا ہے اور ما بعد اوسکی خبر دلیل ہے فاعل پر
گویا یون کہا گیا حرام علیہم توہمہم او حیاتہم بنا بر زیادت لا یا عدم بعثہم بنا بر عدم زیادت لا
چوتھی صورت یہ ہے کہ حرام خبر ہے مبتدائے محذوف کی وہ مبتدا بعد حرف واو کے
یہ ہے ذلک الذی ذکر من العمل الصالح المقرون بالایمان حرام علیھم
یعنی وہ عمل صالح جو کہ ایمان کے ساتھ مقرون ہے جسکا ذکر ہوا حرام ہے قریۂ ہلکہ پر
اور انہم بحذف لام تعلیل اوسکی علت ہے یعنی لانہم لا یرجعون ولا یومنون کسی نے انہم کو
بکسر ہمزہ پڑہا ہے سو یہ قرارت اوس کی مؤید ہے کیونکہ ان کا کسرہ اس بات پر دلالت کرتا
ہے کہ کلام اوسکے پہلے پورا ہو چکا اور اوسکی تمامی کے واسطے تقدیر محذوف کی ضروری
ہے یہ سب صورتین اس بنا پر ہین کہ حرام کے معنی ممتنع الوجود ہیں سے کسی نے کہا کہ
اس جگہہ حرام بمعنی مَعْزُوم و مُوجَب ہے یعنی یہ بات اوپر واجب کی گئی ہے اور اوسکا عزم
بالجزم کیا گیا ہے کہ وہ رجوع نکرینگے کیونکہ حرام کا استعمال بمعنی واجب آیا ہے جیسا کہ اللہ
پاک نے فرمایا ہے اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا تشرکوا کیونکہ معنی اسکے یہ ہین
کہ اللہ پاک نے ترک شرک کو تم پر واجب کیا ہے اسی طرح خنساء رضی اللہ عنہا کا قول بھی
اسپر دال ہے ؎

وان حراما لا اری الدھر باکیا ۔۔۔ علی شجوہ الا بکیت علی صخر

خنساء ایک شاعرہ عربی ہی ہین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے شعر سنے ہین ان کا
بہائی صخر نام تہا وہ مرگیا انہون نے اوسکے مرثیے کہے منجملہ اونکے ایک یہ شعر ہے
یعنی مجھپر واجب ہے کہ زمانے مین جس رونے والے کو اپنے رنج پر دیکھون تو مین صخر پر

۱۲ منہ
۱۲ منہ
۱۲ منہ

رؤون اور نیز ایسا بہت ہوتا ہے کہ ضدین مین ایک ضد کا اطلاق دوسری پر
مجازًا ہوا کرتا ہے کذا فی شیخ زادہ وغیرہ فتح القدیر و فتح البیان مین ذکر کیا ہے نحاس
نے کہا کہ آیت مشکل ہے جو کچھ اسکے معنی مین کہا گیا ہے منجملہ اوسکے خوب تر و بزرگتر
وہ قول ہے جس کو ابن عیینہ و ابن حکیمہ و ہشیم و ابن ادریس و محمد بن فضل و سلیم بن
حبان و معلی نے داؤد بن ابی ہند عن عکرمہ عن ابن عباس رضے اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے فرمایا واجب انہم لا یرجعون ای لا یتوبون یعنی جس بستی والون پر ہم نے اونکا
ہلاک کرنا مقدر کیا ہے اونپر یہ واجب ہے کہ وہ توبہ نہ کرینگے یہ قول حافظ ابن کثیر سے اول
گذر چکا ہے زجاج و ابو علی فارسی نے کہا کہ کلام مین اضمار ہے یعنی کچھ عبارت مقدر ہے
وہ یہ ہے کہ اوس بستی پر حرام ہے جسکو استیصال کا ہمنے حکم کیا ہے یا اوسکے لوگون کے
دلون پر مہر لگانے کا حکم دیا ہے یہ بات کہ اون سے کوئی عمل قبول کیا جائے اس لیے کہ
وہ رجوع نکرین گے یعنی تائب نہونگے حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج یہ دونو
دو قبیلون کے عجمی نام ہین با ہمزہ اور بے ہمزہ دونون طرح ان کا پڑہنا درست ہے
انکے پہلے مضاف مقدر ہے یعنی سد جس طرح کہ قریہ سے پہلے کلمۂ اہل مقدر ہے
فتحت صیغہ ماضی مجہول کا ہے فتح یفتح سے اور ابن عامر و یعقوب نے بصیغہ مجہول
تشدید حرف تا باب تفعیل سے پڑہا ہے حتی متعلق ہے حرام سے اور وہ حرف ابتدا
ہے اور اذا شرطیہ ہے جواب اوسکا فاذا ہی شاخصۃ الخ ہے کرخی کے قول مین
بہی اسی طرف اشارہ ہے کہ حتی فی المعنی حرام سے متعلق ہے اپنے ماقبل کی غایت
ہے اور یہ وہی حتی ہے جس کے بعد کلام حکایت کیا جاتا ہے اور کلام حکایت کردہ شدہ
جملۂ شرط و جزا ہے یعنی اذا اور جو اوسکے حیز مین ہے ابو البقا کا مذہب بہی اسی کے
مثل ہے یون کہا ہے کہ حتی نے المعنی حرام سے متعلق ہے یعنی جس قوم کا ہم نے ہلاک کرنا
مقدر کیا ہے اوسپر ممتنع ہے رجوع کرنا اوسکا طرف توبہ کے یہان تک کہ قیامت قائم ہو
پس اس وقت وہ رجوع کرینگے اور کہین گے اے خرابی ہماری ہم تہے غفلت مین اس سے
الآیۃ یا جن لوگون کو ہم نے حقیقۃً ہلاک کر ڈالا ہے اونپر ممتنع ہے رجوع کرنا اونکا طرف

دنیا کے بیان تک کہ قیامت قائم ہو پس اس وقت وہ اوٹھائے جائینگے اور اونسے حساب
لیا جائیگا اور حتی کا کچھ عمل نہوگا از امین حوفی نے کہا حتی غایت ہے اور عامل اوسمین
وہ ہے جسپر معنی دلالت کرتے ہین وہ یہی ہے کہ طاعت مین جو اونہون نے تفریط کی
ہے اوسپر تاسف کرینگے جس وقت کہ اون سے استدراک فوت ہوگیا شیخ زادے نے کہا
ہے کہ حتی محذوف سے متعلق ہے گویا یون کہا گیا حرام ہے ہلاک ہونیوالونپر رجوع انکا
طرف حیات کے بلکہ ہلاک اونپر مستمر رہیگا قیام ساعت تک حتی متعلق ہے لا یرجعون سے
اس بنا پر کہ حرام خبر ہو مبتدا محذوف کی اور معنی یہ ہون کہ وہ عمل صالح جسکا ذکر ہوا
ممتنع ہے اون لوگونپر جن کا ہلاک کرنا ہم نے مقدر کیا ہے اس لیے کہ وہ رجوع نہ کرینگے کفر سے
قیامت قائم ہونے تک پھر وہ عمل کیونکر اونپر متنع نہوا ابن عطیہ نے کہا حتی متعلق ہے
تقطعوا سے ابو حیان نے کہا کہ حتی کے تقطعوا سے متعلق ہونے مین بعد ہے اس
جہت سے کہ درمیان مین فصل بہت ہوگئی ہے لیکن معنی کی جہت سے بہت خوب
ہے معنی یہ ہین کہ وہ لوگ ہمیشہ دین حق پر اختلاف کرتے رہین قرب آمد قیامت تک
پھر جب قیامت آجائیگی تو وہ اختلاف منقطع ہوجائیگا غرضکہ حتی کے متعلق مین چار وجہین
حاصل ہوئین ایک وجہ یہ ہوئی کہ حرام سے متعلق ہے دوسری یہ ہوئی کہ محذوف
سے متعلق ہے جسپر معنی دال ہین یہ قول حوفی کا تیسری یہ ہوئی کہ یرجعون سے
متعلق ہے چوتھی یہ ہوئی کہ تقطعوا سے متعلق ہے اور خود حتی مین دو وجہین حاصل
ہوئین ایک یہ ہے کہ حرف ابتدا ہے یہ قول زمخشری کا ہے اور ابن عطیہ نے اسکو اختیار
کیا ہے دوسری یہ ہے کہ حرف جر ہے بمعنی الی اور جواب اذا مین دو وجہین ہین ایک
یہ ہے کہ محذوف ہے سو ابو اسحق نے اوسکی تقدیر یہ کی ہے قالوا یا ویلنا یعنی جسوقت
یاجوج و ماجوج کی دیوار کھولدی جائیگی تو وہ کہین گے ای خرابی ہماری نضر بون کا
بھی یہی قول ہے زجاج بھی اسی کے قائل ہین غیر ابو اسحق کے نزدیک جواب مقدر
یہ ہے فجاءتہ یعثون یعنی تو وہ اوسوقت اوٹھائے جاوینگے اور فاذا ہی شاخصۃ
اس مقدر پر معطوف ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ جواب اذا کا حرف فا ہے فاذا ہی مین

حوفی وزمخشری وابن عطیہ اسی کے قائل ہین زمخشری نے کہا یہ اذا وہی ہے جو مفاجاۃ
کے واسطے ہوتا ہے اور وہ مجازات مین قائم مقام حرف فا کی واقع ہوتا ہے کقولہ تعالی
اذا ہم یقنطون[1] پھر جب حرف فا اوسکے ساتھہ آتا ہے تو شرط کے ساتھہ جزا کی ملانے مین
دونو باہم ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہین تو وصل جزا کا شرط کے ساتھہ متاکد
ہوجاتا ہے اور اگر اذا ہی شاخصۃ کہا جاے تو بہی درست ہے اور ابن عطیہ نے کہا
کہ مین جسکا قائل ہون وہ یہ ہے کہ جواب فاذا ہی شاخصۃ مین ہے اور یہ وہی معنی ہین
جن کے ذکر کا قصد کیا گیا ہے کیونکہ یہی شخوص ابصار اون کا رجوع ہوتا ہے جس کی وہ
تکذیب کرتے تہے اور اوسکا امتناع اونپر حرام تہا سیبویہ وغیرہ نے اسی طرح ذکر کیا ہے
فراء نے بہی اسی کو جائز رکہا ہے کہ جواب اذا کا فاذا ہی شاخصۃ الخ ہے وہم من
کل حدب ینسلون حدب بفتحتین زمین بلند کو کہتے ہین حِدَاب بالکسر اسکی جمع ہے
کذا فی الصراح فتح القدیر مین کہا ہے ہر ثنایہ جو زمین سے بلند ہو اوس کو حدب بولتے ہین
جمع اسکی احداب ہے ماخوذ ہے حَدَبۃ زمین سے حدبہ کے معنی ہین کوزی پشت
سیبویہ نے کہا کہ الحدب النشز من الارض ای المرتفع یعنی زمین سے جو جگہہ بلند ہو وہ
حدب ہے اسی مادے سے پیٹہہ مین جو بلندی ہوتی ہے اوسکو حدب بولتے ہین
اور ہر بلندی یا ٹیلے کو حدبہ کہتے ہین اور اسی سبب سے قبر کا نام حدبہ رکہا گیا ہے کیونکہ
وہ روے زمین پر ظاہر ہوتی ہے یعنی بلند نسلان قریب قریب قدم رکہنے کو کہتے
ہین ساتھہ جلدی چلنے کے محاورے مین بولتے ہین نسل ینسل ماضی مین فتح اور مضارع
مین کسرہ وضمہ مصباح مین کہا ہے نسل فی مشیہ نسلانا اسرع اوسنے اپنے چلنے مین جلدی
کی باب اسکا ضرب ہے فتح القدیر مین کہا ہے زجاج نے کہا کہ نسلان بہیڑیے کی
چال ہے جبکہ وہ جلدی چلنے محاورے مین بولتے ہین نسل فلان فی العدو ینسل بالکسر
والضم نسلا ونسولا ونسلانا معنی ینسلون کے یسرعون ہین کسی نے کہا یخرجون عامہ
نے ینسلون کو بکسر سین پڑہا ہے اور ضم سین بہی پڑہا گیا ہے مہدوی نے اسکو حضرت ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے حکایت کیا ہے اور ثعلبی نے مجاہد وابو الضہباء سے بہی اس

[1] حرف اسکے جلد ایسے جو شرط کا جواب واقع ہوتا ہے اور دخول حرف فا کا دلیل ہے جزا کے جملہ اسمیہ ہونے پر اور جب جزا کا جملہ اسمیہ ہو تو اذا فجائیہ کا ہونا متعین ہے اور اسکے ساتھہ جواب کا ہونا ضروری ہے اور اذا مفاجاۃ کا اوسکے شروع مین آنا بہی ہے اور دونو مفاجاۃ کے معنی ایک ہین اور اذا مفاجاۃ حرف نہین ہے بلکہ ظرف ہے اور اوسکے عامل مقدر کا ہونا ضروری ہے اور اوسکے آنے کا موقع شرط کی جزا ہے اور اسکے ساتھہ ایک جملہ کا ملنا ضروری ہے جزا کے وصل کرنے مین دونو جملون کے معاون ہونے کے لیے اور اس صورت مین جزا کا ہونا ضروری ہے اور اس مین شرط کا ہونا ضروری نہین ہے اور اذا کا جواب ہونا اسکے ظرف ہونے کے منافی نہین ہے اور اذا کا ظرف ہونا اسکے حرف ہونے کے منافی نہین ہے

قرارت کو نقل کیا ہے ضمیر ہم کی یاجوج و ماجوج کی طرف پھرتی ہے سمین نے اس کو
ظاہر تر کہا ہے اور شیخ زادے نے کہا کہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے کیونکہ یہ بات مروی
ہے کہ یاجوج و ماجوج ضرور زمین مین سیر کرین گے اور ہر جاے بلند سے لوگونپر
غالب ہونگے اور جلد جلد چلین گے اور زمین مین متفرق ہو جائین گے دوسرا قول
یہ ہے کہ ہم کی ضمیر ساری خلق کی طرف پھرتی ہے یعنی ساری خلق زمین موقف کی
طرف جمع کی جائیگی اور وہ ہر بلند زمین سے جلد جلد طرف اوس کے جائینگی بیضاوی
نے ذکر کیا ہے کہ کسی نے بجاے حَدَب کے جدث بجیم و ثای مثلثہ پڑہا ہے جدث
کہتے ہین قبر کو یہ قرارت ثانی قول کی مؤید ہے ابو البقار نے کہا ہے کہ حدث بمعنی
حدب ہے محلی نے قول اول کو اختیار کیا ہے اور بیضاوی نے قول اول کو اول
ذکر کیا ہے اور ثانی کو بعد اوسکے اوالناس کلہم کرکے لکہا ہے علامہ نسفی رح نے یون
کہا ہے وہم راجع الی الناس المسوقین الی المحشر وقیل ہم یاجوج و ماجوج یخرجون حین یفتح
السد انتہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک قول ثانی راجع ہے اور خازن نے
قول اول کو اصح کہا ہے اور دلیل اوس کی حدیث نواس بن سمعان ذکر کی ہے جسکا ذکر
اول ہو چکا ہے اور ترجمہ حضرت شاہ عبد القادر و شاہ رفیع الدین و شاہ ولی اللہ و
سعدی شیرازی رضی اللہ عنہم مین بہی ضمیر یاجوج و ماجوج کی طرف راجع کی ہے فتح البیان
و فتح القدیر مین قول ثانی کو بلفظ قیل ادا کیا ہے واقترب الوعد الحق معطوف ہے فتحت
پر اس صورت مین منجملہ شرط ٹہیریگا فتح القدیر مین کہا ہے کہ اقتراب وعد سے مراد
حساب ہے جو بعد فتح سد یاجوج و ماجوج کے ہوگا فراء و کسائی وغیرہ نے کہا کہ مراد
وعد حق سے قیامت ہے اور واو زائد ہے معنی یہ ہین کہ جب یاجوج و ماجوج کی دیوار
کہولی جائیگی تو وعدہ حق یعنی قیامت قریب آجائیگی اس بنیاد پر اقترب جواب ہوگا
اذا کا زیادتی واو کا شاہد یہ آیت ہے وتله للجبین وناديناه ورمیان کا واو زائد
ہے محلی و بیضاوی و نسفی نے اقترب کو فتحت پر معطوف ٹہیرایا ہے اور وعد حق سے
مراد روز قیامت لیا ہے اور جواب اذا کا فاذا ہی شاخصة ابصار الذین کفروا کو قرار دیا ہے

اور بیضاوی نے اور نسفی نے اور خازن نے اور

اسمین دو وجہین ہین ایک تو یہہ ہے کہ ہی ضمیر قصہ کی ہے اور شاخصۃ خبر مقدم ہے
اور ابصار مبتدا سے موخر ہے اور جملہ خبر ہے ہی کی اسواسطے کہ ضمیر قصہ کی اوسی جملے
کے ساتھہ تفسیر کی جاتی ہے کہ جسکے دونون جزو کی تصریح کی گئی ہو یہ مذہب بصریون کا
ہے اور یہی وجہ اجود ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ شاخصۃ مبتدا اور ابصار فاعل قائم مقام
خبر یہ بات نہ چلیگی مگر کوفیون کے مذہب پر کیونکہ اون کے نزدیک ضمیر قصے کی ایسے
مفرد کے ساتھہ تفسیر کی جاتی ہے جو کہ فعل کا عمل کرتا ہے اسلیے کہ ایسا مفرد جملے
کی قوت مین ہوتا ہے ذکرہ السمین یا ہی ضمیر مبہم ہے ابصار اوس کی توضیح و تفسیر کرتا
ہے جس طرح کہ ضمیر اسروا کی تفسیر کی گئی الذین ظلموا سے اس قول پاک مین واسروا
النجوی الذین ظلموا اس واسطے کہ الذین ظلموا اسروا کے واو سے بدل ہے واسطے
تفسیر کے کسی نے کہا کہ ہی پر کلام پورا ہو گیا تقدیر یہ ہے فاذا ہی یعنی القیامۃ
باسرۃ واقعۃ کانہا اٰتیۃ حاضرۃ پھر اور کلام شروع کیا پس کہا شاخصۃ
ابصار الذین کفروا بنا بر تقدیم خبر بر مبتدا یعنی ابصار الذین کفروا شاخصۃ
ف واقترب الوعد الحق کا عطف جبکہ فتحت پر ہو تو یہ بات پر دلالت کرتا ہے
کہ قیامت کا قائم ہونا یاجوج و ماجوج کے نکلنے سے متاخر نہو گا جیسا کہ حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص بعد خروج یاجوج و ماجوج کے گھوڑے
کا بچا پالیگا تو اوسپر سوار نہو گا یہان تک کہ قیامت قائم ہو جائیگی پھر اگر کوئی کہے کہ
فتح سد یاجوج و ماجوج اور اقتراب وعد حق کا مجموع شرط ہے اور اس مجموع کا حصول
جو ہو گا سو دنیا کے آخر ایام مین اور کافرون کی آنکھون کا مارے ہولون کے اوپر
چڑہ جانا اس طور پر کہ پلک سے پلک نہ لگے یہ جزا ہے اور اس کا حصول قیامت کے
دن ہو گا حالانکہ شرط و جزا مین یہ امر ضروری ہے کہ زمانہ دونون کا قرین یکدیگر ہو
سو اسکا یہ جواب ہے کہ قلیل تفاوت قائم مقام عدم کے ہوتا ہے قالہ شیخ زادہ
شہاب فرمون کہا ہے کہ شخوص ابصار تو قیامت مین ہو گا بعد نفخۂ ثانیہ کے پس تعقیب
عرفی ہے اس جگہہ اوس سے مبالغہ ارادہ کیا گیا ہے یا ولینا معمول ہے قول محذوف کا

موضع حال مین ہے الذین کفروا سے یعنی حال کونہم قائلین یاویلنا قد کنا
فی غفلۃ من ھذا یعنی یہ بعث وحساب جس نے ہم کو گھیر لیا ہے ہم تو اوس سے
غفلت مین تھے پھر اس سے اعراض کیا اور کفروا اعراض عن الایمان جس کو قصد کیا
تھا اوس کی خبر دی بل کنا ظالمین یعنی ہم ہی اپنی جانون پر ظالم تھے اس لیے کہ ہم نے
رسولون کی تکذیب کی اون کے مطیع ومنقاد نہوے اونہون نے تو ہمکو ہوشیار کردیا
تھا مگر ہم نے اون سے اعراض کیا اون کی بات کو نہ مانا نسفی نے کہا ظلم یون کیا کہ ہمنے
عبادت کو اوس کے غیر موضع مین رکھا بیضاوی نے کہا ظالمین لانفسنا بالاخلال بالنظر
والاعتداد بالنذر یعنی ہمنے اپنی جانون پر یہ ظلم کیا کہ نظر وغور مین خلل اندازی کی اور
ڈرانے والون کا کچھ اعتبار نہ کیا ف جمل مین ذکر کیا ہے کہ درمیان موت
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور نفخۂ اولیٰ کے ایک سو بیس برس کا فاصلہ ہے لیکن
برس بقدر مہینے کے ہوگی جس طرح کہ مہینا بقدر جمعے کے اور جمعہ بقدر دن کے
اور دن بقدر گھڑی کے ہوگا پس معاد برسون سے درمیان حضرت عیسی علیہ السلام
کے اور نفخۂ اولی کے بارہ برس کا فاصلہ ہوگا پھر قیامت کے دن کفار اور اون کے
معبودون کا جو حال ہوگا اللہ پاک نے اوسکا ذکر فرمایا انکم وما تعبدون من
دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون ۝ لوکان ھولاء الھۃ
ما وردوھا وکل فیھا خالدون ۝ لھم فیھا زفیر وھم فیھا لا یسمعون ۝
تم اور جو کچھ پوجتے ہو اللہ کے سوا جو نکنا ہے دوزخ مین تم کو اوسپر پونہچنا ہے اگر یہ
ہوتے یہ لوگ ٹھاکر نہ پوجتے اوسپر اور سارے اوس مین پڑے رہین گے اونکو وہان چلانا
ہے اور وہ اوسمین بات نہین سنتے یعنی اپنے چلانے کے شور سے انتہی ف
کے والے مشرکین قریش اور عابدین اصنام واوثان جو اونکے دین پر تھے اللہ پاک
اون سب کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم
یعنی تم اور تمہارے معبود جن کو تم اللہ پاک کے سوا پوجتے ہو وہ سب دوزخ کا
ایندھن ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حصب سے مراد وقود ہے

ع اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم وہو اثر عنہ ۱۲ فتح القدیر

یعنی یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وقودها الناس والحجارة اور یہ بھی فرمایا کہ حصب جہنم سے مراد بحر جہنم ہے ایک روایت مین یہ ہے کہ حصب جہنم یعنی حطب جہنم زنجی زبان مین مجاہد وعکرمہ وقتادہ نے کہا کہ حطبها اور حضرت علی وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی قرارت مین بھی اسی طرح ہے ضحاک نے کہا کہ حصب جہنم سے مراد وہ شے ہے جو اوسمین پھینکی جائیگی اور اسی طرح غیر ضحاک نے کہا ہے یہ سب قول قریب بکدیگر ہین انتم لها واردون یعنی تم اوسمین داخل ہونے والے ہو لو کان هؤلاء آلهة ما وردوها یعنی اگر یہ اصنام واند اد یعنی بت جن کو تم نے اللہ کے سوا معبود قرار دیا ہے صحیح ہوتے تو دوزخ مین داخل نہوتے وکل فیها خالدون یعنی پوجنے والے اور اون کے معبود سب کے سب دوزخ مین ہمیشہ رہنے والے ہین لهم فیها زفیر کما قال تعالی لهم فیها زفیر وشهیق زفیر خروج انفاسهم وشہیق ولوج انفاسهم یعنی زفیر برآمدن نفس انسان وشہیق فرورفتن نفس وهم فیها لا یسمعون ابن ابی حاتم نے والد عبدالرحمن مسعودی سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے جسوقت وہ لوگ جو آگ مین ہمیشہ رکھے جائین گے تو وہ آگ کے صندوقون مین بند کیے جائین گے اون مین آگ کی میخین ہونگی پھر اونمین سے کوئی نہ دیکھیگا کہ اوس کے سوا اور کوئی آگ مین عذاب کیا جاتا ہے پھر حضرت ابن مسعود نے یہ آیت پڑھی لهم فیها زفیر وهم فیها لا یسمعون ورواه ابن جریر من حدیث حجاج بن محمد عن المسعودی عن یونس بن حبان عن ابن مسعود رضی الله عنه فذکره کذا فی ابن کثیر ف خازن نے بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو نقل کیا ہے لیکن اوسمین اسقدر زیادہ ہے کہ وہ لوگ آگ کے صندوقون مین کہے جائینگے پھر وہ صندوق اور صندوقون مین رکھے جائینگے پھر وہ صندوق اور صندوقون مین رکھے جائین گے اونپر آگ کی میخین ہونگی الخ خازن وفتح القدیر وفتح البیان وجلالین مین ہے کہ خطاب انکم کا مشرکین مکہ کو ہے اور مراد ما تعبدون سے اصنام واوثان ہین

سلہ رواہ ابن جریر عن وہب باسنادہ الصحیح الفتح القدیر
عہ اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم من وجہ آخر عنہ ۱۲ فتح القدیر
اخرجہ ابن المنذر وابن ابی حاتم عنہ ۱۲ منہ
سلہ اور یہی آدمی اور پتھر ہین
عہ اور یہی حال اور لوگون کا ہے ۱۲ منہ

جن کی پوجا کیا کرتے تھے کرخی نے کہا خاصکر ان کا ذکر اسلیے کیا کہ برے معبود اون کے
یہی بت تھے انہین کو بکثرت پوجا کرتے تھے ورنہ یون تو سورج چاند بھی تورین حقیرین
ہونگے آگ مین چنانچہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ امر صحیح ہو چکا ہے
بیہقی نے اوس کو روایت کیا ہے اور اصل حدیث بخاری شریف مین ہی جمہور نے
حَصَبُ بفتحتین پڑہا ہے یعنی وقود وحطب حَصَب نام ہے اوس شی کا جو آگ مین پھینکی
جاتی ہے جوہری نے کہا جس چیز سے تو آگ کو روشن کرے یا اوسکو بھڑکائے وہ
حصب ہے ابوعبیدہ نے کہا کل ما قذفتہ فی النار فقد حصبتہا یعنی جس شی کو تو نے
آگ مین پھینکا تو مقرر تو نے آگ کو اوس سے جھونکا بیضاوی نے کہا حصب وہ شی ہے
جو آگ کی طرف پھینکی جاتی ہے اور آگ اوس سے بھڑکائی جاتی ہے ماخوذ ہے حَصَبَہ
یحصبہ سے یہ جب بولتے ہین کہ کوئی شخص کسی شخص کو کنکری سے مارے سمین و
شیخزادے نے کہا کہ حصب نہین کہتے ہین مگر اوس حال مین کہ وہ آگ مین ہو اور آگ
مین ہونے سے پہلے اوس کو حطب وشجر وخشب اور مثل اسکی بولتے ہین کسی ذی اسکو
بسکون صاد مہملہ پڑہا ہے حَصْب بسکون صاد مصدر ہے بمعنی فروزنیہ وہیزم انداختن
ور آتش غرضکہ بفتح صاد اینده ہن ہوا اور بسکون صاد اینده ہن ڈالنا ہیزم اوسطی مبالغے کے
مصدر کے ساتھ وصف کر دیا جس طرح زید عدل کہتے ہین ورنہ حقیقت مین وہ لوگ
محصوب ہین حصب نہین ہین حضرت علی وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے حطب بطائے
مہملہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بضاد معجمہ پڑہا ہے فراء نے کہا ہم سے
یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضب بضاد معجمہ اہل یمن کے لغت مین حطب ہے بت جو آگ
مین ڈالے جائین گے باوجود اسکے کہ وہ جماد ہین وہ نہ اسکو سمجھتے ہین نہ اسکا احساس
کرتے ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ اونکے پوجنے والون کی تبکیت وزیادت توبیخ کے لیے
اور اون کی حسرت بڑہانے کے واسطے اونکو بھی آگ مین ڈالدینگے اونکے معبود
ہمیشہ اونکے ساتھ رہین گے تو اونکا غم وحسرت وافسوس اور زیادہ ہوگا کیونکہ وہ
اونہین کے سبب سے اس عذاب مین پڑے دشمن کی صورت دیکھنا بھی ایک قسم کا عذاب ہے

لہ اب اس کا ضرب یضرب جیسا ہے

ع جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

سنے نکل فی عالب لیکون
مین سو صحیح ہو جاوے

موصوف بہ سیاہ چمڑی کا

اوسکو آگ مین ڈالنا

اوسی کی مثل طور کر دونگا

اوسی سے ظلمین سے تو

گو یا وہ ایسی ہو گئی

بیچے وزن عقیر

ابو یعلی وابن حبان

سنہ

کسی نے کہا کہ بت گرم کیے جائین گے پھر اون کو کفار سے چپکائین گے تاکہ اونکی
تعذیب مین زیادتی ہو جملۂ انتم لہا واردون مین ابو البقار نے تین وجہین جائز
رکھین ہین ایک یہ ہے کہ حصب جہنم سے بدل ہو سمین نے کہا کہ جملہ بدل ہے مفرد سے
جو کہ خبر واقع ہوا ہے اور ابدال جملے کا مفرد سے جائز ہے جبکہ اونمین سے ایک
دوسرے کے معنی مین ہو اس جگہہ ایسا ہی ہے کیونکہ تقدیر یہ ہے انکم انتم لہا واردون
دوسری وجہ یہ ہے کہ جملۂ مستانفہ ہو تیسری یہ ہے کہ محل نصب مین ہو حال
جہنم سے اسکو ابو البقار نے ذکر کیا ہے سمین نے کہا اسمین نظر ہے اسلیے کہ مضاف الیہ
سے حال کا آنا اون جگہون مین نہین ہے جنکا استثنا کیا ہے چونکہ اسم فاعل کا عمل
ضعیف ہے اس لیے تقویت کو واسطے لہا مین لام لایا گیا ہے کسی نے کہا کہ لام بمعنی علی ہے
بیضاوی نے کہا ہے کہ لام علی کے عوض لایا گیا ہے واسطے اختصاص کے اور اسلیے
کہ دلالت کرے اس بات پر کہ ورود اونکا خاص واسطے جہنم کے ہے انتہی اور مراد
ورود سے دخول ہے اور خطاب کفار کو اور اونکے معبودون کو تغلیبا ہے بہت سے اہل علم
نے کہا ہے کہ اس آیت مین حضرت عیسی عزیر و ملائکہ علیہم السلام داخل نہین ہین اس لیے
کہ کلمۂ ما واسطے غیر ذوی العقول کے آتا ہے اگر عموم مراد ہوتا تو اللہ پاک وَمَن تعبدون
فرماتا زجاج نے کہا اور اس لیے کہ مخاطب اس آیت مین مشرکین مکہ ہین اون کے غیر
مخاطب نہین ہین لو کان ھولاء آلِھَۃً مَا وَرَدُوْھَا یعنی اگر یہ بت معبود ہوتے جیسا کہ
تمہارا زعم ہے تو عابد و معبود آگ مین داخل نہوتے کسی نے کہا کہ فقط عابد داخل نہوتے
لیکن وہ آگ مین داخل ہوئے تو وہ معبود نہ تھے اسمین بت پرستون کو واسطے تبکیت
و توبیخ شدید ہے کذا فی فتح القدیر بیضاوی نے کہا اگر یہ بت معبود ہوتے تو آگ مین
داخل نہوتے اس لیے کہ مواخذ معذب معبود نہین ہوتا ہے یعنی ایسا شخص جسپر مواخذہ
ہو اور عذاب کیا جائے معبود نہین ہو سکتا ہے شیخ زادے نے کہا کہ یہ بات شیطانونکے
ساتھہ زیادہ تر لائق ہے کیونکہ بت مواخذے کی لیاقت نہین رکھتے ہین مگر ہان یون
کہین کہ بت پرست حقیقت مین شیاطین کے عابد ہین جنہون نے بتون کی عبادت کا

اونکو امر کیا ہے تو گویا اونہون نے شیاطین کو معبود ٹہیرایا ہے وکل فیہا خالدون
یعنی کل عابد معبود آگ مین ہونگے اوس سے نہ نکلین گے کسی طرح اوس سے اونکی خلاصی نہوگی
ابدالآباد اوسی مین پڑے رہین گے لہم فیہا زفیر یعنی واسطے کفار کے جو کہ آگ مین
داخل ہوے ہین زفیر ہوگی[۱] مغموم آدمی کی سانس کی آواز کو زفیر کہتے ہین اور مراد
اس جگہہ انین[۲] و تنفس شدید ہے اسکا بیان سورۂ ہود مین گذر چکا ہے علامۂ نسفی رح
نے انین و بکاء و عویل[۳] کہا ہے خازن نے کہا زفیر یہ ہے کہ آدمی اپنے سینے کو غم سے
پر کرے پہر سانس لیوے یا زفیر شدت عذاب ہے جو اونکو پہنچیگا قاموس مین کہا
ہے زفیر زفر یا ب ضرب سے ہے یہ جب کہتے ہین کہ آدمی بعد سانس کہینچنے کے اوسکو
نکالے وہم فیہا لا یسمعون یعنی مارے شدت ہول کے بعض بعض کی زفیر کو نہ سنین گے
محلی نے کہا کہ بسبب شدت غلیان جہنم کے کچہہ نہ سنین گے کسی نے کہا اسلیے کہ بہرے محشور ہونگے کما قال اللہ سبحانہ
ونحشرہم یوم القیامۃ علی وجوہہم عمیا وبکما وصما اونسے سننا اسواسطے سلب کرلیا جائیگا کہ سننے مین
ایک طرح کا تروح و تانس ہے کسی نے کہا ایسی شے نہ سنین گے جو اونکو خوش کرے بلکہ وہ بات سنین گے جو اونکو
بری لگے شیخ زادے نے کہا ہے کسی نے کہا کہ ضمیر معبودون کی طرف راجع ہے یعنی معبود عابد نکی چیخنے چلانے شکوہ و
شکایت کو نہ سنین گے معنی یہ ہین کہ اونکی فریاد رسی نکرینگے نہ اون کو نفع پہونچائین گے جس طرح
سمع اللہ لمن حمدہ کہا جاتا ہے یعنی اللہ نے اوسکی دعا قبول کرلی کسی نے کہا کہ کفار
کی طرف بہرتی ہے یعنی وہ ہرگز کچہہ نہ سنین گے اس لیے کہ زیادت عذاب کے واسطے
گونگے اندہے محشور ہونگے یا یہ معنی ہین کہ کوئی نافع بات نہ سنین گے کیونکہ معذب
لوگون کی آوازین یا ملائکہ موکلین عذاب کی آوازین تو ضرور ہی سنین گے پہر جب
اللہ پاک اشقیا کا حال بیان کرچکا تو سعدا کا حال بیان کیا پس فرمایا ان الذین
سبقت لہم منا الحسنی ۙ اولئک عنہا مبعدون ۝ لا یسمعون حسیسہا
وہم فی ما اشتہت انفسہم خلدون ۝ لا یحزنہم الفزع الاکبر و
تتلقہم الملائکۃ ۝ ہذا یومکم الذی کنتم توعدون ۝ جن کو آگی ہیر حکمی
ہماری طرف سے نیکی وہ اوس سے دور رہین گے یعنی ایک بار گذر کر ہمیشہ پہر دور رہین گے

[۱] یہ بیاض وی نے کہا کہ اگر لا تعبدون سے مراد اصنام ہون تو زفیر ضعیف ہوگا اور اگر ضمیر فیہا سے مراد معبودون ہون تو زفیر اضافت فعل بعض طرف فعل کل کی واسطے تغلیب کے ہوگا ۱۲

[۲] انین نالہ و فریاد کو کہتے ہین آواز بلند کو شہیق کہتے ہین ۱۲

[۳] اگر یہ ہول سے بکا اور عویل نہ سنین گے تو زیادہ تر ہول سے اور کہا کہ نہ سنین گے یہ اونکو تیاری ہے اور ہم نے کہا ہے کہ نہ سنین گے اور اونکے حواس جاتے رہینگے ۱۲

نہین سنتے اوس کی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزون مین سدا رہینگے نہ غم ہوگا انکو
اس بڑی گھبراہٹ مین اور لینے آوینگے اونکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جسکا تم سے
وعدہ تھا انتہی ف عکرمہ نے کہا کہ حسنی سے مراد جنت ہے غیر عکرمہ نے کہا کہ
سعادت ہے بسبب اسکے کہ اللہ پاک نے دوزخ والون کا اور اونکے عذاب کا ذکر کیا
بسبب اسکے کہ اونہون نے اللہ پاک کے ساتھ شرک کیا تو اوسپر سعادت والون کے
ذکر کا عطف فرمایا منجملہ مومنین کے جو کہ اللہ پر اور اوس کے رسول پر ایمان لائے ہین
یہ وہی لوگ ہین جن کے واسطے اللہ پاک کی طرف سے سعادت سابق ہوچکی ہے
اور دنیا مین اعمال صالح کرچکے ہین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے للذین احسنوا الحسنی
وزیادۃ اور فرمایا ھل جزاء الاحسان الا الاحسان پس جسطرح اونہون نے
دنیا مین حسن عمل کیا اوسی طرح اللہ پاک نے بھی اونکے مرجع و مآب کو اچھا فرمایا اور عذاب
سے اون کو نجات دی اور ثواب جزیل اونکے واسطے حاصل کردیا پس فرمایا اولئک
عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا حسیس نار سے مراد آگ کی سوزش ہے جسمون مین
یعنی دوزخ والے جو دوزخ مین جلینگے سعید لوگون کو اونکے جسم جلنے کی آواز تک
بھی نہ آئیگی ابن ابی حاتم نے ابو عثمان سے روایت کیا ہے کہ حسیس سانپ ہین پل صراط
پر کافرون کو ڈسینگے پھر جس وقت وہ اونکو ڈسینگے تو کہینگے جس جس مجمع البحار مین کہا ہے کہ حس بکسر حای مہملہ و تشدید سین مہملہ ایک کلمہ ہے کہ جس وقت آدمی
کو کوئی ناگوار شے غفلت مین پہنچتی ہے اور اوسکو جلا دیتی ہے جیسے انگارہ یا ضرب
وغیرہ تو اوس وقت اوس کلمے کو کہتا ہے وھم فیما اشتھت انفسھم خالدون
پس اللہ پاک نے مخذور و مرہوب سے صحیح و سالم رکھا اور مطلوب و محبوب اونکے
واسطے حاصل کردیا ابن ابی حاتم نے برادر عم زادہ نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے
قال وسمر مع علی ذات لیلۃ یعنی ایک رات حضرت علی رضے اللہ عنہ کے ساتھ اوس نے
بات چیت کی تو حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی ان الذین سبقت لھم منا الحسنی
اولئک عنھا مبعدون فرمایا کہ مین اونمین سے ہون اور عمر اون مین سے ہے اور

ف جنون کی کی ہمالی اور ہی
ف اور کیا ہے
ف نکلی کا سین کی ہے
ف سین ہے
ف سعید ہے ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
ف اور ہون کی کی ہے
ف علیہ و آلہ وسلم سے
ف سانپ ہے
ف ہے

عثمان اونمین سے ہے اور زبیر اونمین سے ہے اور طلحہ اونمین سے ہے اور
عبدالرحمن اون مین سے ہے یا کہا سعد اونمین سے ہے راوی نے کہا کہ نماز کی
تکبیر کہی گئی تو وہ کھڑے ہوگئے اور مین اون کو گمان کرتا ہون کہ اپنے کپڑے
کو کھینچتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے لایسمعون حسیسہا شعبی نے باسناد خود
محمد بن حاطب سے روایت کیا ہے کہا مین نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا
اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ عثمان اور اونکے اصحاب ہین ورواہ ابن ابی حاتم
ایضاً ورواہ ابن جریر من حدیث یوسف بن سعد ولیس بابن باھلك
عن محمد بن کعب عن علی فذکرہ ولفظہ عثمان منھم علی بن ابی طلحہ نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ وہ لوگ اولیاء اللہ
ہین کہ پل صراط پر ایسا گذرنا گذرین گے کہ بجلی سے بھی زیادہ تر سریع ہوگا اور کفار
گھٹنون کے بل اوسمین باقی رہجائینگے پس یہ اوسکی مطابق ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے
دوسرے لوگون نے کہا کہ جو لوگ اللہ کے سوا پوجے گئے ہین اونمین سے استثنا
کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی ہے حضرت عزیر و مسیح علیہما السلام اونمین سے خارج
ہوگئے جیسا کہ حجاج بن محمد اعور نے جریج سے اور عثمان بن عطاء نے عطاء سے
دونو حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ انکم وما تعبدون الآیہ
پھر استثنا کیا تو کہا ان الذین سبقت لھم منا الحسنی پس کہتے ہین کہ یہ لوگ فرشتے اور
حضرت عیسی علیہ السلام اور مثل ان کے اور لوگ جو اللہ کے سوا پوجے گئے ہین عکرمہ
وحسن وابن جریج نے بھی اسی طرح کہا ہے ضحاک نے حضرت ابن عباس سے اسی
آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ حضرت عیسی بن مریم و عزیر علیہما السلام کی حق مین
اسکا نزول ہوا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
فرمایا کہ جو شے اللہ کے سوا پوجی جاتی ہے وہ آگ مین ہے مگر سورج چاند اور عیسی بن
مریم علیہما السلام اسکا اسناد ضعیف ہے ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے اولئک
عنہا مبعدون کہا عیسی و عزیر و ملائکہ علیہم السلام ضحاک نے کہا حضرت عیسی و مریم و ملائکہ

سلام اسی طرح ابن ابی حاتم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

وشمس وقمر اسی طرح سعید بن جبیر و ابو صالح اور بہت سے لوگون سے مروی ہے
ابن ابی حاتم نے اس باب مین ایک حدیث نہایت غریب روایت کی ہے وہ یہ
ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آیت مذکور کی تفسیر مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا عیسیٰ و عزیر و ملائکہ بعض مفسرین ذابن الزبعری کا قصہ
اور مناظرۂ مشرکین کا ذکر کیا ہے ابوبکر ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے کہ عبداللہ بن زبعری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا عرض کیا کہ تم
زعم کرتے ہو کہ اللہ نے تمپر یہ آیت نازل کی ہے انکم وما تعبدون الآیہ ابن زبعری
نے کہا کہ سورج چاند فرشتے عزیر عیسی بن مریم پوجے گئے ہین یہ سب ہماری معبودون
کے ساتھہ آگ مین ہونگے اسپر یہ آیت نازل ہوئی ولما ضرب ابن مریم مثلا
اذا قومك منه يصدون وقالوا ءالهتنا خير ام هو ما ضربوه لك الا جدلا
بل هم قوم خصمون پھر یہ آیت نازل ہوئی ان الذين سبقت لهم منا
الحسنى اولئك عنها مبعدون رواہ الحافظ ابو عبداللہ فی کتابہ
الاحادیث المختارۃ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ جس وقت انکم وما تعبدون الآیہ نازل ہوئی تو مشرکون نے کہا
کہ ملائکہ و عزیر و عیسی اللہ کے سوا پوجے جاتے ہین اسپر یہ آیت نازل ہوئی لو
كان هؤلاء ءالهة ما وردوها التى يعبدون الا لهة وكل فيها خالدون
وروی عن ابی کدینۃ عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن
عباس مثل ذلك اور کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ان الذین سبقت لہم منا الحسنی الآیہ
محمد بن اسحق بن یسار رحمہ اللہ تعالی فی کتاب السیرہ مین کہا ہے کہ مجھہ جو بات پونہچی
ہے اوس مین یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولید بن عقبہ
کے ساتھہ مسجد مین بیٹھے پھر نضر بن حارث آیا یہان تک کہ اون کے ساتھہ بیٹھہ گیا
اور مسجد مین قریش کے بہت سے آدمی تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
گفتگو فرمائی تو نضر بن حارث آپکے سامنے آیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اوس سے گفتگو کی یہان تک کہ اوس کو ساکت کردیا اور اوسپر اور اون لوگون پر
وآیت پڑہی انکم وما تعبدون الی قولہ وہم فیہا لا یسمعون پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اوٹھہ کہڑے ہوئے اور عبداللہ بن زبعری سہمی آیا یہان تک کہ اون کے
ساتھ بیٹھہ گیا پس ولید بن مغیرہ نے عبداللہ بن زبعری سے کہا واللہ ما قام النضر بن
الحارث لابن عبد المطلب آنفا ولا قعد یعنی ابہی نضر بن حارث نے واسطے فرزند
عبدالمطلب کے نہ قیام کیا نہ قعود مطلب یہ ہے کہ اونکے مقابلے مین اوس سے کچہہ بنا
اور محمد نے زعم کیا ہے کہ ہم اور جن معبودون کو ہم پوجتے ہین جو یہ ہین اینده ہین
جہنم کے اسپر عبداللہ بن زبعری نے کہا خبردار واللہ اگر مین اوسکو پاتا تو البتہ اوسپر
غالب ہوجاتا پس تم محمد سے پوچہو کہ جو شے اللہ کے سوا پوجی جاتی ہے جہنم مین
ہے مع اون لوگون کے جنہون نے اوسکو پوجا پس ہم تو فرشتون کو پوجتے ہین اور
یہود عزیر کو اور نصاری مسیح عیسی بن مریم کو پوجتے ہین ولید نے اور جو لوگ اوسکے
ہمراہ تہے مجلس مین اونہون نے عبداللہ بن زبعری کی بات سے تعجب کیا ورأوا
انہ قد حج وخاصم یعنی گمان کیا کہ عبداللہ حجت وخصومت مین غالب ہوگیا پھر یہ بات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا ہر وہ شخص کہ دوست
رکہے اس بات کو کہ اللہ کے سوا پوجا جائے تو وہ ہمراہ اوس شخص کے ہوگا کہ جس نے
اوس کو پوجا وہ تو شیطان کو پوجتے ہین اور اوس کو جسنے اونکو شیطان کی عبادت
کا امر کیا ہے اور اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی ان الذین سبقت الآیہ یعنی حضرت
عیسی وعزیر اور وہ لوگ جو احبار ورہبان مین سے پوجے گئے ہین اور وہ اللہ کی طاعت
پر گذرے ہین پھر گمراہون مین جو لوگ اونکو پوجتے ہین اونہون نے اللہ کے سوا اونکو
ارباب ٹہیرایا ہے ذکر کرتے ہین کہ وہ لوگ فرشتون کو پوجتے اور کہتے تہے کہ وہ اللہ
کی بیٹیان ہین اس باب مین یہ آیت نازل ہوئی وقالوا اتخذ الرحمن ولدا
سبحانہ بل عباد مکرمون الی قولہ ومن یقل منہم انی الہ من دونہ فذلک
نجزیہ جہنم کذلک نجزی الظالمین اور حضرت عیسی کا حال جو ذکر کیا گیا

اور وہ اللہ کے سوا پوجے جاتے ہین اور ولید اور اوسکے حاضرین لوگ عبداللہ
کی حجت وخصومت سے متعجب ہوے سو اس باب مین یہ آیت نازل ہوئی ولما
ضرب ابن مریم مثلا الی قولہ فلا تمترن بھا یعنی مردون کا زندہ کرنا اور
بیماریون کا اچھا کرنا انکے سوا اور نشانیان جو مین نے اوس کے ہاتھون پر رکھی
ہین سو یہی عیسیٰ کے علم ساعت پر دلیل ہونے مین کافی ہین اللہ پاک فرماتا ہے
کہ تم اون نشانیون مین شک مت کرو اور میری پیروی کرو یہ سیدھی راہ ہے اور
یہ جو ابن زبعری نے کہا ہے ایک بڑی خطا ہے مگر اتنی بات ہے کہ آیت جو
نازل ہوئی ہے سو اسی لیے کہ اہل مکہ بتون کو پوجتے تھے جو کہ جماد ہین کسی
طرح کا عقل وشعور نہین رکھتے ہین خاص اونہین کو اس باب مین خطاب کیا ہے
تاکہ یہ تقریع وتوبیخ ہو جائے اونکے پوجنے والون کو اور اسی لیے یون فرمایا
انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم پھر حضرت مسیح وحضرت عزیر
کیون اسپر وارد کیے جاتے ہین اور انکے مثل اور لوگ جن کے واسطے عمل صالح ہے
اور اپنے عابدین کی عبادت سے خوش نہین ہین اور ابن جریر نے اپنی تفسیر مین
جواب مین اس بات پر اعتماد کیا ہے کہ کلمہ ما عرب کے نزدیک غیر ذوی العقول کے
واسطے آتا ہے یعنی پھر حضرت مسیح وعزیر وغیرہما اسمین کیونکر داخل ہونگے عبداللہ ابن
زبعری بعد اس کے مسلمان ہوگیا یہ شخص منجملہ شعراے مشہورین تہا اول مسلمانون
کی ہجو کیا کرتا تہا پھر عذر کرکے یون کہا ہے ؎

یَا رَسُوْلَ الْمَلِیْكِ اِنَّ لِسَانِیْ ۔۔۔ رَاتِقٌ مَا فَتَقْتُ اِذْ اَنَا بُوْرٌ
اِذْ اُجَارِیْ الشَّیْطَانَ فِیْ سَنَنِ الْغَیِّ ۔۔۔ وَمَنْ مَالَ مَیْلَهٗ مَثْبُوْرٌ

قولہ تعالے لا یحزنھم الفزع الاکبر کسی نے کہا مراد اس سے موت ہے رواہ
عبد الرزاق عن یحیی بن ربیعۃ عن عطاء کسی نے کہا مراد فزع اکبر سے پھونکنا
ہے صور مین قالہ العوفی عن ابن عباس وابو سنان سعید بن سنان الشیبانی
ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی قول کو اختیار کیا ہے کسی نے کہا جبکہ نار کی طرف

بندے کو حکم کیا جائیگا کسی نے کہا جبکہ دوزخ اہل دوزخ پر بند کر دیجائیگی قالہ سعید
بن جبیر و ابن جریج کسی نے کہا جبکہ درمیان بہشت و دوزخ کے موت ذبح کی جائیگی
قالہ ابو بکر الہذلی فیما رواہ ابن ابی حاتم عنہ وتلقاہم الملائکۃ یعنی معاد کے دن جسوقت
وہ اپنی قبرون سے نکلین گے تو فرشتے اون کو خوشخبری دین گے اون سے کہین گے
ہذا یومکم الذی کنتم توعدون یعنی اب تم آرزو کرو اوس شی کی جو تمکو خوش کرے کذا فی
ابن کثیر ف خازن نے ذکر کیا ہے علما نے کہا ہے کہ اِلّا اس جگہہ بمعنی الا ہے
یعنی الا الذین سبقت لہم منا الحسنی حُسنیٰ تانیث ہے احسن کی یعنی ایسی خصلت جو کہ
حسن و خوبی مین فضیلت دی گئی ہے یا ساری خصلتون سے خوبتر ہے یا منزلت حُسنیٰ
یعنی درجہ و رتبہ خوبتر مراد اوس سے سعادت ہے یا توفیق طاعت کی یا خوشخبری
ثواب کی یا وعدہ جمیل جنت کا یا خوشخبری دینا جنت کا یا خود جنت یا یہ معنی ہین کہ طاعت
پر ثواب کی خوشخبری کے ساتھہ ہمارا کلمہ اونکے واسطے سابق ہو چکا ہے ابو السعود
نے اسکو ظاہر تر کہا ہے ابو البقا نے کہا کہ منّا سَبَقَتْ سے متعلق ہے یا حسنی سے
حال ہے اولئک کا اشارہ ہے طرف اون لوگونکے جو اس صفت کے ساتھہ موصوف
ہین عنہا مُبْعَدُوْنَ یعنی جن کے واسطے ہماری طرف سے خصلت نیک مقدر ہو چکی ہے
وہ لوگ جہنم سے دور کیے گئے ہین اس لیے کہ وہ تو جنت مین پونہچے یا اس لیے کہ
اعلی علیین کی طرف اونہا لیے گئے حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے سَبَقَتْ
لہم منا العنایۃ فی البدایۃ فظہرت لہم الولایۃ فی النہایۃ یعنی شروع مین اونکے واسطے ہماری
طرف سے عنایت سابق ہو چکی تو آخر مین اون کے لیے ولایت ظاہر ہوئی کرخی نے
کہا اگر کوئی کہے کہ وہ لوگ جہنم سے دور کیونکر ہونگے حالانکہ اللہ پاک نے تو یون فرمایا
ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا اور اوسکا ورود مقتضی اسکا ہے کہ اوس سے قرب ہو تو کہین گے
کہ باوجود اوسپر وارد ہونے کے اوس کے عذاب و الم سے دور رہین گے یا یہ معنی ہین کہ
بعد ورود کے اوس سے دور رہین گے بسبب نجات دینے کے جسکا ذکر بعد ورود
کے آیا ہے اسی طرح المفردج مین بھی ذکر کیا ہے جملہ لا یسمعون حسیہا بدل ہی مبعدون سے

ف اور کوئی نہین
ہونگے جو نہ پہونچے
ہو

اس لیے کہ اوسکی جگہہ مین آسکتا ہے اوس سے بے پروا کرسکتا ہے یعنی بجای اوسکے
یون کہہ سکتے ہین اولئک لایسمعون یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اولئک کی دوسری خبر ہو اور
یہ بھی جائز ہے کہ معبدون کی ضمیر مستتر سے حال ہو حس وحسیس وہ آواز ہے جس کو تو
کسی شے سے سنتا ہے جبکہ وہ تیرے قریب سے گذرتی ہے یعنی جس وقت وہ
جنت کے اندر اپنے گھرون مین اور تر پڑینگے تو جہنم کی آواز کو اور دوزخیون کی حرکت
کو اور اوس کے شعلہ مارنے کی حرکت کو نہ سنین گے نسفی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا صوتہا
الذی یحسّ وحرکۃ تلہبہا یعنی اوس کی آواز کو نہ سنین گے جو کہ محسوس ہوتی ہے جہنم
سے دور کرنے مین یہ مبالغہ ہے یعنی وہ لوگ اوس کے قریب نہونگے تاکہ اوسکی
آواز کو اور اوس کے لوگون کی آواز کو نہ سنین کرخی نے کہا مراد اس سے اون کے
بعد کی تاکید ہے کیونکہ جو کوئی اوس سے قریب ہوگا تو وہ کبھی اوسکی حسیس کو سن لیگا
پھر اگر کوئی کہے کیا جنت والے دوزخ والون کو نہ دیکھین گے پھر کس طرح حسیس نار
کو نہ سنین گے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب ہمنے اسکو تاکید پر حمل کیا تو یہ سوال دور
ہوگیا وہم فیما اشتہت انفسہم خالدون شہوت نفس کی لذت طلب کرنے کو کہتے ہین
اسی مراد نعیم وکرامت ہے یعنی وہ لوگ نعیم وکرامت مین جسکو اون کا جی چاہیگا ہمیشہ
ہمیشہ رہین گے غایت تنعم مین علی الدوام بسر کرینگے کیونکہ بہشت عنبر سرشت مین ایسی
چیزین ہین جن کو جی چاہتا ہے اور آنکھین اونسے مزہ لیتی ہین جیسا کہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدّعون اصل عبارت
یون ہے وہم خالدون فیما اشتہت انفسہم لیکن اہتمام واختصاص کی واسطے
ظرف کو مقدم کردیا ہے لایحزنہم الفزع الاکبر اللہ پاک نے اول یہ بیان کیا کہ
اوسنے اونکو دوزخ سے نجات دی بعد اسکے یہ بیان کیا کہ گھبراہٹ سے بالکل اون کو
نجات دی کیونکہ جب اون کو فزع اکبر غمگین نکریگی تو بالضرور ماسوا اوسکا اونکو اور
نکریگا اسی طرح ابو السعود نے کہا ہے ابو جعفر وابن محیصن نے بضم یای تحتیہ وکسر
زای معجمہ پڑہا ہے باقی قارئین نے بفتح یا وضم زای مصباح مین کہا ہے کہ حزن باب

لہ اونکو وہان
سے جو جا بہی
شتا ہے اونکو وہان
سے جینگے اور

قتل سے ہے یزیدی نے کہا کہ حزنہ قریش کا لغت ہے اور احزنہ بنی تمیم کا لغت
ہے فزع اکبر سے مراد بعث وحساب وعقاب وغیرہ احوال روز قیامت ہین نسفی و
بیضاوی نے کہا کہ مراد نفخۂ اخیرہ ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ویوم
ینفخ فی الصور ففزع من فی السموات ومن فی الارض یا مراد کافر کا جانا ہی
طرف دوزخ کے محلی نے اسی کو اختیار کیا ہے یا جس وقت دوزخ اہل دوزخ پر
بند کردیجائیگی اور نکلنے سے ناامید ہوجائین گے اوس وقت اون کو بڑی گھبراہٹ
ہوگی یا جس وقت دوزخ وجنت کے درمیان مین موت ذبح کردیجائیگی تو دوزخ
والے نکلنے سے مایوس ہوجائین گے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تین شخص مشک کے ٹیلون پر ہونگے
قیامت کے دن فزع اکبر اونکو ہولناک نکریگی ایک وہ آدمی ہے کہ اوس نے
کسی قوم کی امامت کی اور وہ اوس سے راضی ہین اور ایک وہ آدمی ہے کہ ہر دن
اور رات مین اذان کہتا ہے اور ایک وہ غلام ہے کہ اوسنے اللہ کا حق ادا کیا اور
اپنے موالی کا حق ادا کیا اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ وتتلقاہم الملائکۃ یعنی فرشتے
مبارکبادی دیتے ہوے اونکا استقبال کرین گے بغوی نے کہا کہ جنت کے
دروازون پر کھڑے ہونگے اونکو مبارکبادی دین گے نسفی وخازن نے بھی ایسا ہی
کہا ہے محلی نے کہا کہ قبرون سے نکلنے کے وقت فرشتے اونکا استقبال کرینگے اس سے
کوئی مانع نہین ہے کہ دونو حال مین استقبال کرین اور اونسے کہین ہذا یومکم الذی
کنتم توعدون یعنی یہ وقت تمہاری ثواب کا ہے جسکا تمہارے رب نے تم سے دنیا
مین وعدہ کیا تھا اور تمکو اوسکی خوشخبری دیجاتی تھی اب تم خوش ہوجاؤ وتتلقاہم کے
پہلے قول مقدر ہے تقدیر یہ ہے وتتلقاہم الملائکۃ یقولون لہم ہذا یومکم الخ فیما اشتہت
سے لیکر یہان تک جتنے جملے ہین اونمین سے ہر ایک اپنے ماقبل سے حال ہے
یا جملۂ مستانفہ ہے مفسرین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ان الذین سے یہانتک
مراد اس سے عام مومنین ہین جو کہ ایمان لائے اور عمل صالح کیا حضرت مسیح وعزیر وملائکہ

لہ اور جس دن
پھونکا جاوے نرسنگا
کہ نکلنا ہر ایک
کو قبر سے آسمان و
زمین مین ۱۲ سنہ
بعد اسکے کہ اسرافیل
کو حکم ہوگا کہ نرسنگا
پھونکے اور سب نکل آوینگے
ہر ایک جماعت
کی صورت
مین الگ الگ جمع کیجاوینگے ۱۲

مراد نہین ہین نسفی نے اس قول کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے دلیل اسکی وہی قول حضرت
علی رضی اللہ عنہ کا ہے جو اول گذر چکا ہے اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ جب انکم وما تعبدون
الآیہ نازل ہوئی تو ابن زبعری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا عرض
کیا یا محمد کیا تمہارا زعم نہین ہے کہ عزیر نیک مرد تھے اور عیسی نیک مرد تھے اور مریم
نیک بی بی تھین آپ نے فرمایا ہان تو ابن زبعری بولا کہ ملائکہ وعیسی وعزیر ومریم اللہ
کے سوا پوجے جاتے ہین پس یہ لوگ آگ مین ہونگے اسپر اللہ پاک نے یہ آیت
نازل فرمائی ان الذین الآیہ اس باب کے احادیث وآثار اول گذر چکے ہین نسفی
نے اس قول کو اول لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک مختار یہی ہے
محلی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے بیضاوی کا مختار بھی یہی قول معلوم ہوتا ہے
اور دوسرے قول کی دلیل کو بلفظ روی ذکر کیا ہے ف بیضاوی کی تقریر کا
حاصل آیت باب کی تفسیر مین یہ ہے کہ ما تعبدون اس بات کا محتمل ہے کہ مراد اوس
سے اوثان وابلیس واعوان ابلیس ہون اس لیے کہ جب مشرکین نے اون کی
طاعت کی تو اون کے عابدون کے حکم مین ہوئے یعنی یہ دعوی کیا کہ کلہ ما کا عاقل
وغیر عاقل کو عام ہے اس دعوے پر یہ دلیل ذکر کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے مروی ہے کہ جب آپ نے آیت مذکور مشرکون پر پڑھی تو ابن زبعری نے
آپ سے عرض کیا کہ مین بیتر غالب آگیا قسم ہے رب کعبہ کی کیا یہود نے عزیر کو نہین
پوجا اور نصاری نے مسیح کو اور بنو ملیح نے فرشتون کو نہین پوجا اسپر آپ نے فرمایا
بلکہ اونہون نے تو شیاطین کو پوجا جنہون نے اونکو اسکا امر کیا اسپر اللہ پاک نے
ان الذین الآیہ نازل فرمائی حاصل اس دلیل کا یہ ہے کہ ابن زبعری نے جو ما تعبدون
کو عاقل وغیر عاقل کے واسطے عام کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس پر
اس بات کو رد نہ فرمایا بلکہ اوس کو مان لیا اور بوجہ دیگر اوسکو جواب دیا لیکن یہ جواب
محل تامل ہے کیونکہ یہود وغیرہم نے ان مکرم معظم لوگون کو جو پوجا ہے سو یہ جواب اسکی
نفی نہین کرتا ہے صرف اسپر دلالت کرتا ہے کہ یہود وغیرہم نے جو ان بزرگوارون کو پوجا ہے

سوا اونہون نے آمین شیطان کی اطاعت کرکے شیاطین کو پوجا ہے پھر ابن زبعری
کے قول کا جواب کیونکر ٹھیک ہوگا ہان ممکن ہے کہ یون کہین کہ جو شخص اس طرح
پوجا جاے کہ لذاتہ مستحق عبادت کا نہو اور نہ عبادت کا امر کرے نہ اپنے پوجے جانیکو
دوست رکھے نہ اوس سے راضی ہو تو ایسا شخص فی الحقیقت معبود نہین ہوتا ہے اور
معبود جو ہوگا سو بطور صورت و مجاز کے معبود فی الحقیقۃ وہی ہوتا ہے جو اوس کا
امر کرے کیونکہ عبادت عبارت ہے طاعت و انقیاد سے اور طاعت و انقیاد
نہوگا مگر اوسی کے واسطے جو اوسکا امر کرے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ان مکرم لوگون کے داخل ہونے کی زیر و ما تعبدون کے نفی کی پس فرمایا کہ اونہون
نے تو شیاطین کو پوجا ہے پھر بیضاوی نے کہا کہ اس بنیاد پر خطاب عام ہوگا اور
کلمہ ما مؤول بمن کے ساتھ یا اوس شے کے ساتھ جو کہ عاقل و غیر عاقل دونو کو
عام ہو گی یعنی جس تقدیر پر کہ ما تعبدون من دون اللہ اوثان وغیرہا پر محمول ہوگا
تو انکم و ما تعبدون کا خطاب مشرکین وغیرہم کو شامل ہوگا جیسے یہود و نصاریٰ و
بنو ملیح یہ ایک بطن ہے خزاعہ کا یہ لوگ اس کے قائل ہین کہ اللہ پاک (معاذ اللہ
جن کی سردار عورتون سے مصاہرت کی تو اونسے فرشتے پیدا ہوے بخلاف اس کے
کہ جب ما تعبدون کو خاص اصنام پر محمول کرین گے تو خطاب خاص مشرکونکو ہوگا
پھر بیضاوی نے کہا کہ عموم خطاب پر یہ روایت دال ہے کہ ابن زبعری نے کہا
یہ ایک ایسی شے ہے کہ ہمارے معبودون کے واسطے خاص ہی یا ہر ایک کے لیے ہے
جو اللہ کے سوا پوجا گیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ ہر ایک کے
واسطے ہے جو اللہ کے سوا پوجا گیا ہے اور قولہ تعالیٰ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ الخ
بیان ہوگا واسطے تجوز کے یا بیان تخصیص ہوگا کہ خطاب سے متاخر ہوگیا شیخ ادے نے
کہا کہ اول اس تقدیر پر ہوگا کہ ان الذین الآیہ سے مقصود بیان شمول حکم کا واسطے
غیر اہل حسنی کے عقلاء سے ہو اور دوسرا اس تقدیر پر ہوگا کہ مقصود تخصیص ما تعبدون
کی غیر اہل حسنی کے ساتھ ہو باوجود اس کے کہ وہ فی نفسہ اہل حسنی و غیر اہل حسنی کو

شامل ہے دونون تقدیر کی بنیاد پر ان الذین الآیہ قبیل بیان تفسیر سے ہٹیگا
اور ایسے بیان کی تاخیر وقت حاجت[1] سے باتفاق جائز نہین ہے اس لیے کہ یہ تکلیف
مالایطاق ہے رہا جواز تاخیر بیان کا وقت خطاب سے سو اس مین حنفیہ و شافعیہ
کا اختلاف ہے شافعیہ نے اس کو جائز کہا ہے اسی آیت سے استدلال کیا ہے وجہ
استدلال کی یہ ہے کہ اللہ پاک نے انکم وما تعبدون الآیہ نازل فرمائی اور ان الذین
الآیہ کا نزول اس سے متاخر ہوا اور وہ بیان ہے پہلی آیت کا بیان تجوز یا بیان
تخصیص یہان تک کہ درمیان ابن زبعری کے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
جو قصہ گذرا سو گذرا حنفیہ نے اس استدلال کا یہ جواب دیا ہے کہ ما تعبدون حضرت
عیسی و عزیر و ملائکہ علیہم الصلوات والسلام کو حقیقۃً شامل نہین ہے اس لیے کہ کلمہ ما کا
غیر عقلا کے واسطے ہے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
مروی ہے کہ آپ نے ابن زبعری سے فرمایا تجھے کس چیز نے اپنی قوم کے لعنت
سے جاہل کیا ای لڑکے کیا تو نے نہ جانا کہ ما غالبا لعقل کے واسطے ہے اس بنا پر
ان الذین الآیہ بیان تقریر ہو گا اور بیان تقریر کا متراخی ہونا صحیح ہے رہا سوال
ابن زبعری کا سو وہ بطریق تعنت وارد ہوا ہے اس بنا پر کہ اوسنے ما کو بمعنی من
مجازاً مستعمل ٹھیرایا یا اوسکو تغلیب پر محمول کیا اسلیے اپنے ظن فاسد کے بنا پر سوال
کر بیٹھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو جواب مذکور دیا پس وسیرون رد
فرمایا کہ ما واسطے مالا یعقل کے ہے اب ملائکہ وغیرہم کے ساتھ جو نقض آیت پر
تو نے وارد کیا تہا وہ وارد نہو گا اور اگر یہ بات صحیح ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے یون جواب دیا کہ اہل حسنی کا جو تو نے ذکر کیا اونہون نے اونکو نہین پوجا
اونہون نے تو شیاطین کو پوجا جنہون نے اون کو اسکا امر کیا سو یہ جواب بطریق
تسلیم ہے یعنی اگر یہ امر مان لیا جاے کہ ما تعبدون عقلای فضلا کو شامل ہے لیکن
ہم اسکو نہین مانتے کہ اونہون نے حقیقت مین ان مکرم لوگونکو پوجا ہو بلکہ اونہون نے
تو شیاطین کو پوجا ہے جنہون نے اونکو اسکا امر کیا ہے رہی یہ بات کہ بلفظ ما جو

[1] یعنی اس کی طرف حاجت ہے ۱۲

اون سے تعبیر کی ہے سو یہ کچھ اسپر مبنی نہین ہے کہ اوس کو معنی مجازی پر محمول کیا ہو بلکہ اسپر مبنی ہے کہ شیاطین کو بتون کے شمار مین گنا ہے کون بت جو کہ عقل وتمیز سے منزلون دور ہین اسی طرح یہ قول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے بل لکل من عبد دون اللہ اگر یہ قول آپ سے صحت کو پونہچے تو یہ بھی تسلیم پر مبنی ہوگا حاصل یہ ہے کہ مراد ما تعبدون سے شیاطین ہین اور دونون تقدیرون پر ما تعبدون نہ عقلا مین مجاز مستعمل ہوگا نہ اہل حسنی کو شامل ہیگا یہانتک کہ یون کہا جاے کہ ان الذین الخ بیان ہے واسطے تجوز کے یا بیان ہے واسطے تخصیص کے کہ خطاب سے متاخر ہو جس طرح کہ شافعیہ رحمہم اللہ تعالے فرماتے ہین بلکہ یہ نہین ہے مگر بیان تقریر کا جس کا متراخی ہونا خطاب سے صحیح ہے پس ساری روایتون کی بنا پر آیت مین ایسی شے نہین ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ تاخیر بیان وقت حاجت سے جائز ہے چاہیے کہ تامل کیا جائے کیونکہ مقام محل التفات ہے قالہ شیخ زادہ رحمہ اللہ تعالی یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب ط کما بدانا اول خلق نعیدہ ط وعدا علینا ط انا کنا فعلین ○ جس دن ہم لپیٹ لین آسمان کو جیسے لپیٹتے ہین طومار مین کاغذ جیسا سرے سے بنایا پہلی بار پھر اوسکو دوہراوین گے وعدہ ضرور ہوچکا ہے ہمپر ہمکو کرنا انتہی ف اللہ پاک فرماتا ہے کہ یہ امر ہونے والا ہے روز قیامت مین جس دن کہ ہم لپیٹ لین آسمان کو جیسے لپیٹتے ہین طومار مین کاغذ کما قال تعالی وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموات مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالی عما یشرکون بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا بتحقیق اللہ تعالی مین لیگا قیامت کے دن زمینون کو اور ہونگے آسمان اوسکے داہنے ہاتھ مین انفرد بہ من ہذا الوجہ البخاری رحمہ اللہ تعالی ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا کہ لپیٹ لیگا اللہ ساتون آسمانون کو مع اوس

اور زمین بھی ہاتھ مین ہوگی اور آسمان لپیٹے ہوے ہونگے داہنے ہاتھ مین اوسکو دکھاتے ہوے

خلق کے جواون مین ہے اور ساتون زمینون کو مع اوس خلق کے جواون مین ہے
لپیٹ لیگا اس سب کو اپنے دہنے ہاتھہ مین ہوگا یہ سب اوسکے ہاتھہ مین مثل ایک
دانے رائی کے کطی السجل للکتب کسی نے کہا مراد سجل سے کتاب ہے کسی نے کہا مراد
سجل سے اس جگہہ ایک فرشتہ ہے فرشتون سے **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا کہ سجل ایک فرشتہ ہے
پس جس وقت وہ استغفار لیکر چڑہتا ہے تو کہتا ہے کہ تو اسکو نور لکھہ لکذا رواہ ابن جریر
عن ابی کریب عن ابن یمان بہ **ابن ابی حاتم** نے کہا کہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ
عنہم سے مروی ہے کہ سجل ایک فرشتہ ہے **سدی** نے اس آیت مین کہا ہے
کہ سجل ایک فرشتہ نامہای اعمال پر مقرر ہے پس جب آدمی مرجاتا ہے تو اوسکا نامۂ اعمال
سجل کی طرف اوٹہایا جاتا ہے وہ اوس کو لپیٹتا ہے اور قیامت تک اوسکو اوٹہا رکہتا
ہے کسی نے کہا کہ سجل ایک صحابی کا نام ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے وحی
لکہا کرتا تہا **ابن ابی حاتم** کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر
مین یہ ہے کہ السجل ہو الرجل یعنی سجل ایک شخص ہے دوسرا لفظ اونسی یہ ہے کہ
سجل کاتب ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی طرح ابو داود و نسائی نے حضرت
ابن عباس سے روایت کیا ہے **ابن جریر** کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے
کہ کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاتب یسمی السجل وہو قولہ یوم نطوی السماء
کطی السجل للکتب یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کاتب تہا سجل نام کہا کہ جس طرح
سجل کتاب کو لپیٹتا ہے اسی طرح آسمان لپیٹا جائیگا پہر ابن جریر نے کہا کہ یہ حدیث غیر محفوظ
ہے **خطیب بغدادی** نے اپنی تاریخ مین عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے کہ سجل
ایک کاتب تہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ
یہ حدیث بغایت منکر ہے حدیث نافع عن ابن عمر سے اصلا صحیح نہین ہے اسی طرح
بروایت ابو داؤد وغیرہ جو حضرت ابن عباس سے گذر چکا ہے وہ بہی صحیح نہین ہے
حفاظ کی ایک جماعت نے اوس کے موضوع ہونیکی تصریح کی ہے اگرچہ سنن ابو داؤد مین جو ہے

۱۲ یعنی اللہ کی کتاب اوس سے اوسکے فرشتے اور انبیا علیہم السلام
۱۳ اخرجہ ابن ابی حاتم
۱۴ اخرجہ ابن ابی حاتم
۱۵ اخرجہ ابو داود والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی سننہ وہو عند ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال السجل کاتب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶ اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ
۱۷ اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والخطیب فی تاریخہ عن ابن عمر وذکرہ ابن کثیر وقال ہذا حدیث منکر جدا وہو موضوع

منجملہ اوس جماعت کے ہمارے شیخ حافظ کبیر ابو الحجاج مزی ہین فسح اللہ فی عمرہ و نسأ فی اجلہ وختم لہ بصالح عملہ مین نے اس حدیث کے واسطے ایک جزو علیحدہ لکھا ہے ولله الحمد امام ابو جعفر ابن جریر نے اس حدیث پر انکار کرنے کے واسطے قصد کیا اور اوسکا خوب پردا ردکر ڈالا ہے اور کہا ہے کہ صحابہ مین کوئی شخص معروف نہین ہے کہ اوس کا نام سجل ہو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب معروف مشہور ہین اونمین کوئی بھی نہین ہے کہ اوسکا نام سجل ہو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ ابن جریر نے اس باب مین سچ کہا اونکا قول اس حدیث کی نکارت پر اقوای ادلہ سے ہے رہے وہ لوگ جنہون نے سجل کو اسمای صحابہ مین ذکر کیا ہے سو اونہون نے اسی حدیث پر اعتماد کرکے کہا ہے نہ اسکے غیر پر واللہ اعلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح یہ قول ہے کہ سجل صحیفہ کو کہتے ہین[۱] علی بن ابی طلحہ و عوفی نے اونسے اسکو روایت کیا ہے[۲] اور مجاہد و قتادہ نے اور بہت سے لوگون نے اسپر تصریح کی ہے اور ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے کیونکہ لغت مین یہی معنی معروف ہین پس اسکی بنیا دپر معنی کلام کے یہ ہونگے جس دن لپیٹین گے ہم آسمان کو مانند لپیٹنے صحیفے کے للکتاب یعنی علی الکتاب بمعنی المکتوب مطلب یہ ہے کہ لام بمعنی علی ہے اور کتاب کے معنی مکتوب کے ہین کقولہ تعالی[۳] فلما اسلما وتلہ للجبین ای علی الجبین اسکی نظائر لغت مین بہت ہین واللہ اعلم کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین یعنی یہ ضرور ہونیوالا ہے جسدن کہ اللہ تعالی اعادہ کریگا خلائق کا خلق جدید کرکے جسطرح کہ اونکو اول بار بنایا تھا وہ قادر ہے اونکے اعادے پر اور یہ واجب الوقوع ہے کیونکہ منجملہ وعدہ الٰہی ہے کون وعدہ جسکا خلاف نہو اور نہ بدلا جاوے اور وہ اسپر قادر ہے اور اسی واسطے یون ارشاد فرمایا انا کنا فاعلین امام حمد رح نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعظ و نصیحت کرنیکو ہم مین کھڑے ہوے پس فرمایا کہ بے شک تم محشور ہوگے طرف اللہ عزوجل کے ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین اور تمام حدیث کو ذکر کیا اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث شعبۃ ذکرہ البخاری عند ہذہ الآیۃ فی کتابہ وقد روی اللیث بن ابی سلیم عن مجاہد عن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحو ذلک عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا

[۱] اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس کذا فی تفسیر الآیۃ قال السیوطی فی الدر المنثور فی الصحیفۃ علی الکتاب [۲] فتح المغیث علی الفیۃ الحدیث للسخاوی وشرح نخبۃ الفکر لعلی القاری رحمہما اللہ فی باب ذکر حفظہ ابن عباس من صحیح البخاری ان السجل لیس بملک ولا کاتب وانما ہو الصحیفۃ قول ابن عباس ہذا رواہ علی بن ابی طلحۃ وعوفی عنہ وہما ضعیفان عن ابن عباس [۳] فتح المغیث للسخاوی ان اللام بمعنی علی وان الکتاب بمعنی المکتوب واعتمد ذلک ابن جریر وابن کثیر وغیرہما [۴] ای صرعہ

کہ ہر شے ہلاک ہوجائیگی جیسی کہ اول بار تھی کذا فی ابن کثیر ف یوم کے عامل مین
کئی قول ہین ۱ قول یہ ہے کہ اذکر محذوف کا ظرف ہے محلی نے اسی پر قناعت
کی ہے بیضاوی نے اسکو اول ذکر کیا ہے فتح القدیر مین اسکو اظہر واوضح کہا
ہے فتح البیان مین اسی پر اقتصار کیا ہے ۲ یہ ہے کہ لایحزنہم کا ظرف ہے خازن نے
اسی پر کفایت کی ہے نسفی نے اسکو اول ذکر کیا ہے ۳ یہ ہے کہ تتلقاہم کا ظرف ہے
نسفی نے یہی دو قول ذکر کیے ہین شیخزادے نے کہا اگر کوئی کہے کہ تلقی فرشتونکی
دروازۂ جنت کے نزدیک ہوگی اور آسمان کا لپیٹنا بزمانۂ کثیر اوسپر متقدم ہے پھر
یہ دونو ایک دن مین کیونکر ہونگے تو اسکا یہ جواب ہے کہ یوم الطی کا اسم زمانۂ
ممتد پر اطلاق کیا جاتا ہے جسکا مبدا زمانۂ طی ہے اور منتہی اوس کا زمانۂ دخول اہل جنت
ہے جنت مین اور اہل نار کا نار مین ۴ قول یہ ہے کہ توعدون کے عائد محذوف
سے حال مقدرہ ہے ای توعدونہ یعنی توعدون ذلک الیوم مقدرا کونہ یوم نطوی السماء
طیا مثل طی الرجل مافی یدہ من الطومار لاجل الکتابۃ کیونکہ کتاب مصدر ہے مثل کتابت
کے اور لام تعلیل کا ہے پھر اگر کوئی کہے کہ نشر طومار کا شرط ہے واسطے لکھنے کے پس
طی طومار کتابت کی علت کیونکر ٹھیک ہوگا تو اسکا یہ جواب ہے کہ اول طومار لپیٹا جاتا ہے
اور لپٹا ہوا محفوظ رکھا جاتا ہے اسواسطے کہ کھولا جائے اور اوسمین لکھا جائے وقت
حاجت کے سو مراد اوس کی طی سے یہی طی سابق ہے قالہ شیخزادہ رحمہ اللہ تعالی
بیضاوی نے ان چارون قولون کو ذکر کیا ہے ۵ قول یہ ہے کہ نعیدہ کا ظرف
ہے ای نعیدہ یوم نطوی السماء ۶ یہ ہے کہ توعدون کی ضمیر محذوف سے بدل ہے
تقدیر یہ ہے الذی کنتم توعدونہ یوم نطوی یہ دو قول فتح القدیر مین ذکر کیے ہین ۷ یہ ہے
کہ اعنی محذوف کا معمول ہے اسکو ابو البقاء نے ذکر کیا ہے نطوی السماء اسمین کئی قراءتین
ہین ۱ ابو جعفر بن قعقاع و شیبہ و اعرج و زہری نے تطوی بضم ثناۃ فوقانی و رفع سماء
پڑہا ہے ۲ مجاہد نے لطوی بفتح ثناۃ تحتیہ بصیغۂ معروف پڑہا ہے یا بین معنی کہ
لیطوی اللہ السماء ۳ باقی قاریون کی قراءت بنون عظمت ہے کطی السجل اسمین کئی قراءتین

ف ارجح ابن جریر
عن ابن عباس
نے فرمایا کہ یہ اول
خلق نعیدہ یعقول
نیکہ کما بدانا اول
اول مرۃ الخ

ہین ۱ یہ ہی کہ بکسر سین مہملہ وجیم وتشدید لام ۲ بکسر سین وجیم وتخفیف لام ۳ ابوزرعہ
بن عمرو وابن جریر نے بضم سین وجیم وتشدید لام پڑہا ہے ۴ اعمش وطلحہ کی
قرارت بفتح سین وسکون جیم وتخفیف لام ہے ۵ بضم سین وجیم وتخفیف لام
ابوالبقار نے کہا کہ یہ سب اسمین لغات ہین للکتب اعمش وحفص وحمزہ وکسائی ویحیی و
خلف نے بصیغۂ جمع پڑہا ہے یہ قرارت سبعیہ ہی باقی قاریون نے للکتاب بصیغۂ
مفرد پڑہا ہے اس آیت مین طی دو معنی کی محتمل ہے ایک معنی یہ ہین کہ نشر کی ضد
ہے طی بمعنی در نوشتن ودر نوردیدن ہے یعنی لپیٹنا اور نشر بمعنی گستردن ہے یعنی
بچھانا اسی باب سے ہے والسموات مطویات بیمینہ محلی نے اس کی تفسیر مجموعات
کی ہے اور سماء سے مراد جنس سماء ہے دوسرے معنی طی کے اخفاء وتغییر ومحو
کے ہین یہ ماخوذ ہے اس قول سے اطوعنی ہذا الحدیث یعنی تو اس قصے کو مجھسے مخفی کر
سجل کہتے ہین صحیفۂ وطومار ونامۂ وکاغذ کو کسی نے کہا سجل کہتے ہین صک کو صک
معرب ہے چک کا چک بفتح بمعنی برات ووظیفہ ومواجب وبیعانہ وحجت ومنشور وقبالۂ
خانہ وباغ وغیرہ کو کہتے ہین اور سجل مشتق ہے مساجلت سے اسکی معنی یہ ہین مکاتبت
اور اصل مساجلت کی سَجْل سے ہے سَجْل کہتے ہین ڈول کو جس وقت تو ایک ڈول
کھینچے اور دوسرا شخص ایک ڈول کھینچے تو عرب کے محاورے مین بولتے ہین ساجلت الرجل
پھر باہم خط وکتابت کرنے اور باہم گفتگو کرنے کے واسطے مساجلت کا استعارہ کیا گیا
فضل بن عباس بن عتبہ بن ابی لہب کا قول ہے ؎

من یساجلنی یساجل ماجدًا یملاء الدلو الی عقد الکرب

یعنی جو شخص مجھسے ڈول بازی کریگا تو ایسے شریف سے ڈول بازی کریگا جو کہ ڈول
کو اوس کی رسی کی گرہ تک بھر دیگا دوسرا قول یہ ہے کہ سجل ایک فرشتے کا نام ہے
حنفاوی نے کہا کہ وہ فرشتہ تیسرے آسمان مین ہے جس وقت بنی آدم کے نامۂ اعمال
مرنے کے وقت طرف اوسکی اوٹھائے جاتے ہین تو وہ اونکو لپیٹ رکھتا ہی تیسرا قول یہ ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب کا نام ہے تینون قولون مین سے پہلا قول اولی ہے

آخر قول کا رد اول گذر چکا ہے بالجملہ جس صورت مین کہ طی ضد نشر ہو اور سجل بمعنی صحیفہ
و نامہ و کاغذ ہیر سے اور للکتب بصیغۂ جمع ہو تو معنی آیت کے یہ ہونگے یوم نطوی السماء
طیا مثل طي الرجل الصحیفة اور للکتب مخذوف سے متعلق ہو کر حال ہوگا سجل سے یا
صفت ہوگا ای کائنا للکتب یا الکائن للکتب اور کتب سے مراد صحائف ہونگے اور جو کچھ
اونمین لکھا گیا ہے پس سجل کتب کا اونکے بعض اجزا ہین اور اونہین کے ساتھہ طی حقیقة
متعلق ہوتی ہے نسفی نے کہا للکتب کے معنی ہین للمکتوبات یعنی جو معانی کثیرہ کہ اوس
صحیفے مین لکھے جاتے ہین اور اضافت مصدر کی طرف مفعول کے ہے اور فاعل
محذوف ہے مصدر کے ساتھہ فاعل کا حذف کرنا مطرد ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک
نے آسمانون کے لپیٹنے کی تصویر بیان فرمائی اور ایک امر معروف و معلوم کے ساتھہ
اوس کی تشبیہ دی تاکہ بندون کے خیال مین اوسکی صورت جم جاے مثلاً جسطرح کاتب
صفحۂ کاغذ پر کوئی عبارت و مضمون لکھتا ہے اور وہ کاغذ معانی کثیرہ مکتوبہ کو متضمن و
مشتمل ہوتا ہے اسی طرح اللہ پاک آسمانون کو ایک دوسرے کا متضمن و مشتمل کرکے
لپیٹ لیگا حضرت شاہ عبد القادر رحمہ اللہ تعالے نے بھی اسی وجہ کو اختیار فرمایا ہے
اور اس مضمون کو نہایت سہل طور پر ادا کیا ہے یون کہا ہے جیسے لپیٹتے ہین طومار
مین کاغذ طومار اصل مین عربی لفظ ہے بمعنی صحیفہ و نامہ مگر اردو مین دفتر کو اور لمبے
کاغذ کو بولتے ہین اسی واسطے مکتوب کو بھی طومار کہتے ہین جس مین بہت سے خط جوڑکر
اوسکو ایک بڑا لمبا ترنگا کاغذ بنا لیتے ہین اور اسی لیے لمبے خط کو کہرا کہتے ہین مطلب
یہ ہے کہ جس طرح مکتوب مین بہت سے کاغذ لپیٹتے ہین اسی طرح آسمان بھی لپیٹے
جائینگے **دوسری** صورت یہ ہے کہ طی ضد نشر ہو اور سجل بمعنی صحیفہ و نامہ و کاغذ
اور للکتاب بصیغۂ مفرد ہیر سے تو اس صورت مین طی مصدر مضاف ہوگا طرف مفعول
کے اور فاعل محذوف اور الف و لام للکتاب کا واسطے جنس کے اور حرف لام واسطے
تعلیل کے اور کتاب مصدر بمعنی کتابت یا بمعنی مکتوب تقدیر یہ ہے یوم نطوی السماء
طیا مثل طي الرجل الصحیفة لاجل الکتابة او لما یکتب او کتب فیہا یعنی جس دن ہم لپیٹینگے

آسمان کو لپیٹنے کر مثل لپیٹنے آدمی کے صفحۂ کاغذ کو واسطے لکھنے کے یعنی مثلاً آدمی کا
لکھنے کا ارادہ ہو تو وہ کاغذ کو لپیٹ کر درست رکھتا ہے تاکہ وقت حاجت کے پھر
دوبارہ درست کرنے کی حاجت نہو پس یہ لپیٹنا کتابت سے پہلے ہے واسطے لکھنے
کے یا مثل لپیٹنے آدمی کے صفحۂ کاغذ کو اسواسطے کہ اوس مین مضامین و معانی لکھے
جاتے ہین یا لکھا چکے ہین اس صورت مین لپیٹنا بعد لکھنے کے ہوگا محلی نے کہا
کتاب بمعنی مکتوب ہے اور لام بمعنی علی کرخی نے کہا تقدیر یہ ہوگی یوم نطوی السماء
طیا مثل طی الصحیفۃ علی مکتوبہا یعنی ہم آسمان کو اس طرح لپیٹین گے جس طرح لکھنے والا
خط کو اوس کے لکھے ہوے پر لپیٹتا ہے **تیسری** صورت یہ ہے کہ طی ضد نشر ہو
اور سجل سے مراد فرشتہ ہو تو اس صورت مین طی کی اضافت طرف سجل کو اضافت
مصدر کی طرف فاعل کے ہوگی اور کتاب بصیغۂ مفرد ہو یا بصیغۂ جمع مراد اوس سے
صحائف اعمال عباد ہونگے اور حرف لام زائد ٹھیرایا جیسے کہ ردف لکم مین زائد ہے
تقدیر یہ ہے یوم نطوی السماء طیا مثل طی ملک یسمی السجل صحائف الاعمال چونکہ یہ لام
معمول مصدر کے متصل واقع ہوا ہے اس لیے اس اتصال نے اوس لام کو خسین
کر دیا مصدر کے مستدی ہونے کی تقویت کر دی جس طرح اس مثال مین ہے عرفت
ضرب زید عمرو اصل مین ضرب زید عمراً ہے **چوتھی** صورت یہ ہے کہ طی سے مراد
اخفاء و تعمیہ و محو ہو تو اس صورت مین نطوی السماء کے یہ معنی ہونگے کہ جس دن ہم
آسمان کے رسوم کو محو و طمس کر دین اون کو مٹا دین بگاڑ ڈالین اور اوس کی نجوم کو
مکدر و بے نور کر دین فتح القدیر و نسفی کا حاصل یہی ہے بیضاوی نے طی کے معنی محو
لکھے پھر اوس کی دلیل یہ بیان کی لانہا نشرت منطلۃ لبنی آدم فاذا انتقلوا فوضت عنہم
حاصل اسکا یہ ہے کہ آسمان بنی آدم کے واسطے بمنزلۂ خیمہ کے ایک شی سایہ کرنیوالی
پھیلائی گئی ہے جب وہ کوچ کر گئے تو اوس کو اوکھاڑ لیا رہی تشبیہ کطی السجل للکتب
سو اوس کا کچھ بیان نہ کیا نہ شیخزادے نے کچھ لکھا ہان بیضاوی کے حاشیہ پر او المحو
کے بعد اتنا لکھا ہے کہ فیہ ان السجل للمحو الکتابۃ فلا یصح التشبیہ انتہی پس غرض محشی کی

لہ آسمان کے
رسوم کا محو کرنا ہے
کہ جب تارے
گر پڑینگے تو اون کی
جاون کے سبب
جو شکلین صورتین
اور شبیہین اون تارون مین
وہ بھی ساتھ گئین

یہ ہے کہ سجل فرشتہ ہی بنی آدم کے اعمال کو لپیٹ رکھتا ہے اونکو محو نہین کرتا ہے تو
اب تشبیہ درست نہوگی اور جس صورت مین کہ سجل کے معنی قرطاس و صحیفہ کے ہون
تو یون کہہ سکتے ہین کہ کاتب کبھی خط لکھتا ہے پھر اوسکو مٹا دیتا ہے یا جس وقت
اوس نے خط کو لپیٹ دیا تو اوس کے نقوش و خطوط کو مخفی کیا ہے اوسکا محو ہونا اسی طرح
اللہ پاک آسمان کے ستارون کو محو کردیگا اوس کے رسوم کو بگاڑ ڈالیگا واللہ سبحانہ
اعلم بکلامہ کما بدأنا اول خلق نعیدہ اللہ پاک نے خلق کے سمجھانے کو اعادے کی تشبیہ
ابتدا کے ساتھہ بیان فرمائی اس بات مین کہ اوسکی قدرت کاملہ برابر دونون کو شامل
ہے یعنی جس طرح ہم نے اون کو اونکی ماؤن کے پیٹ مین ابتداً پیدا کیا پھر
ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ تنگ و تاریک جگہہ سے زمین کی طرف نکالا اسی
طرح قیامت کے دن دوبارہ زمین سے نکالین گے امام رازی نے ذکر کیا ہے
کہ اعادے کی کیفیت مین اختلاف ہے سو بعض نے یہ کہا کہ اللہ پاک جسمون کے
اجزا کو متفرق کردیتا ہے اور اونکو معدوم نہین کرتا ہے پھر اونہین اجزا کی ترکیب کو
اعادہ کریگا پس اعادہ یہی ہے بعض نے کہا کہ اللہ تعالی اجسام کے اجزا کو بالکل
معدوم کردیتا ہے پھر دوبارہ بعینہ اونہین اجزا کو ایجاد کریگا یہ آیت اسی قول پر دلالت
کرتی ہے کیونکہ اللہ پاک نے اعادے کی تشبیہ ابتداء سے دی ہے اور جبکہ ابتدا
ترکیب اجزای متفرق سے عبارت نہین ہے بلکہ ایجاد بعد العدم سے عبارت ہے
تو ضرور رہا کہ اعادہ بھی اسی طرح ہو پہلے قول والون نے اس آیت سے تمسک
کیا ہے والسموات مطویات بیمینہ اس لیے کہ یہ آیت اسپر دال ہے کہ آسمان مطوی
ہونے کی حالت مین موجود ہونگے اور یوم تبدل الارض غیر الارض سے استدلال
کیا ہے کیونکہ یہ آیت اسپر دال ہے کہ زمین کے اجزا باقی ہونگے لیکن وہ اس زمین
کی غیر کردیگئی اس آیت کا ربط ماقبل کی آیت سے یہ ہے کہ جب اللہ پاک نے روز
قیامت کی یہ صفت ذکر فرمائی کہ اوسمین آسمان لپیٹا جائیگا تو اوس کا یہ وصف بھی
بیان کردیا کہ اوسمین ہلاک شدہ چیزین جیسے آسمان و زمین اور اونکی خلق اعادہ کیجائینگی

ف کما کے مامین تین قول ہین ایک یہ ہے کہ ما کافہ ہے دوسرا یہ ہے کہ مصدریہ
ہے تیسرا یہ ہے کہ موصولہ ہے اسے کافہ وہ ہے کہ ماقبل کو مابعد مین عمل کرنے سے
روکتی ہے چنانچہ اس جگہہ کاف کو عمل کرنے سے باز رکھتی ہے اور فعل پر کاف
کے دخول کو صحیح کرتی ہے کیونکہ ما کافہ برتقدیر اوس کے زائد ہونے کے کبھی تو
عمل سے کافہ ہوتی ہے جیسے انما زید منطلق یہان ان کے عمل کو روک دیا اور کبھی
غیر کافہ ہوتی ہے جس طرح اس آیت مین ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم
(جو نرم دل ملا ۱۲ سو کچھہ اللہ کی مہر ہے) کیونکہ اگر اس مین حرف بامکفوف ہوتا تو اوس کے سبب سے لفظ رحمت مجرور نہ ہوتا
پھر جب حرف بامکفوف نہوا تو اوسکا مجرور مفعول بہ ہوگا اور مفعول بہ کے واسطے عامل
ضرور ہے فعل ہو یا معنی فعل کے پھر حرف با کے واسطے یہ ضرور ہے کہ اوس کے لیے
کوئی شے ہو جس سے وہ متعلق ہو بخلاف کاف مکفوف کے جو اس جگہہ ہے اسلیے کہ
وہ اوس شے کو نہین چاہتا ہے جس سے متعلق ہو کیونکہ اس کاف کا مجرور مفعول بہ
نہین ہے کہ اپنے ناصب فعل یا معنای فعل کو چاہے فرق درمیان ما کافہ اور
مصدریہ کے یہ ہے کہ جس صورت مین ما کافہ ٹھیرگی تو اول خلق نعیدہ کلام تام
ہو جائیگا اور کما بدانا اوس سے ایک جملہ منقطع ٹھیریگا اس بنا پر کہ معنی یہ ہونگی تحقق الاعادۃ
مثل تحقق البدء اور یہ معنی نہونگے اعادۃ مثل البداءۃ اور کاف کا محل ایسی جگہہ مین رفع ہوتا
ہے اس بنا پر کہ خبر ہوتا ہے مبتدای محذوف کی اور کلمۂ اول خلق مفعول ہے بدانا کا
یا اوس فعل کا جس کی تفسیر نعید کرتا ہے قرآن پاک کی ظاہر نظم اگرچہ اس احتمال کی
مساعدت کرتی ہے مگر یہ محل غور و تامل کا ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ اول خلق سے مراد
وہ لوگ نہین ہین جن کا وجود دوسرون کے وجود پر سابق ہو چکا ہے عالم دنیا مین اسلیے
کہ اون کے اعادۂ و ابداء مین بالخصوص گفتگو نہین ہے بلکہ گفتگو تو مجموع مکونات
کے ابداء و اعادہ مین ہے کیونکہ یہ مجموع جس وقت ہلاک ہوگا پھر اعادہ اس سے متعلق
ہوگا تو وہ موصوف باولیت ہوگا بہ نسبت اوس ایجاد ثانی کے جو اوسکے ساتھہ متعلق
ہوتی پس یہ مجموع موصوف باولیۃ مفعول بدانا کا کیونکر ہوگا باوجود اسکے کہ اوسپر بدء کا

واقع کرنا متفرع ہے اوس کے اعادے پر کیونکہ اوس کے ساتھہ اعادہ متعلق ہونے
سے پہلے ہرگز موصوف باولیت نہین ہوتا تھا پس ظاہر یہ ہے کہ کاف محل نصب
مین ہو اس بنا پر کہ ما اضمر عاملہ علی شرطیۃ التفسیر کی قبیل سے ہیٹرے اور تقدیر یہ ہو
نعید اول الخلق اعنی الخلائق الاولین نعید اور کلام اس جگہہ تمام ہو جائے جبکہ ما کافہ
ہیٹرے اور جب مصدریہ مانی جائے تو تقدیر یہ ہو نعید اول الخلق اعادۃ مثل بدءنا ایاہ
نعیدہ یعنی جیسا ہم نے اوسکو عدم سے نکالا ہے طرف وجود کے اعادہ کرینگے ہم اوسکا
عدم سے طرف وجود کے اور جس صورت مین کلمہ ما کا موصولہ ہیٹرے تو کاف محذوف
سے متعلق ہوگا جس کی تفسیر نعیدہ کر رہا ہے تقدیر یہ ہے نعید مثل الذی بدأناہ اور اول
خلق ظرف ہوگا بدأناہ کا یا حال ہوگا موصول کی ضمیر محذوف سے بخلاف اسکے کہ جس وقت
ما مصدریہ ہیٹر گئی تو اس وقت مفعول نعید کا اول خلق ہوگا کاف نہ ہوگا کذا قال شیخ زادہ
محلی نے مصدریہ کو نسفی نے موصولہ کو اختیار کیا ہے اور بیضاوی نے کافہ کو اول پھر
مصدریہ کو پھر موصولہ کو ذکر کیا ہے فتح القدیر مین کافہ و موصولہ کا ذکر ہے زمخشری و
نسفی نے کہا ہے کہ اول خلق سے مراد ایجاد خلق ہے عدم سے پس جس طرح
اوسکو اول عدم سے ایجاد کیا ہے اوسی طرح دوبارہ عدم سے اوسکا اعادہ کریگا
خلق کا نکرہ لانا ایسا ہے جیسا اس قول مین ہے ہو اول رجل جاءنی مراد اول الرجال
سے ہے لیکن اوس کو واحد و نکرہ ذکر کیا اس لیے کہ ارادہ رجال کی تفصیل کرنا ہے رجل
رجل کر کے پس اسی طرح اول خلق کے معنی ہین اول الخلق یعنی اول الخلائق ہیں اسلیے کہ
مصدر کی جمع نہین کیجاتی ہے فتح القدیر مین ذکر کیا ہے کسی نے کہا معنی آیت کے
یہ ہین کہ ہم ہر نفس کو ہلاک کرڈالینگے جیسے کہ وہ اول بار تھا اس بنا پر یہ کلام یوم
نطوی السماء سے متعلق ہوگا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ ہم آسمانون کو متغیر کردینگے
پھر اوس کے طی و زوال کے بعد دوبارہ اوسکا اعادہ کرینگے پہلا قول اولی ہے
اور وہ مثل اس آیت کے ہے ولقد جئتمونا فرادی کما خلقناکم اول مرۃ یہ قول
سب سے اول گذر چکا ہے پھر اللہ پاک نے فرمایا وعداً علینا یہ مصدر موکد مضمون

ا؎ خلق مصدر ہے یعنی خلائق اسی واسطے اوس کو نعت واقع کیا ہے ۱۲ ۲؎ یعنی اول الخلق ۳؎ جو کہ لفظ ساقط اور معنی مین ثابت ہے ۱۲ ۴؎ یہ قول اول گذر چکا ہے

حملۂ ماقبل واقع ہوا ہے کون جملہ جس کے لیے سوائے وعدکے اور کوئی احتمال ہی
نہین ہے تو یہ مصدر موکد لنفسہ ہوا ناصب اسکا مضمر ہے یعنی وعدنا ذلک وعدًا
یا ناصب اسکا نفیدہ ہے اس لیی کہ نفید معنی وعدمین ہے اس واسطے کہ اوس مین
اعادے کا وعدہ ہے یعنی ہم نے اعادے کا وعدہ کیا ہے ہم پر اوسکا پورا کرنا ہے
پھر اللہ پاک نے اوس کی تاکید فرمائی انا کنا فاعلین یعنی ہم ضرور اوسکے کرنیوالے ہین
زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ ہم قادر ہین اوسپر جس کو چاہتے ہین کسی نے کہا ہم
کرنے والے ہین اوس شی کو جس کا ہم نے تم سے وعدہ کیا ہے اسی کے مثل یہہ
قول ہے اللہ پاک کا وکان وعدہ مفعولا بجر مین کہا ہے کہ یہ جملہ تحتم خبر کی تاکید کو واسطے
مذکور ہوا ہے یعنی ہم اسپر قادر ہین کہ کرین علامۂ نسفی نے فرمایا کہ ہم اس وعدے
کے محقق ہین یعنی اوسکو وجود مین لانے والے ہین پس اوس کے واسطے مستعد
ہوجاؤ اور اہوال قیامت سے خلاص ہونے کے واسطے اعمال صالحہ آگی بھیجو

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصلحون ۝
ان فی ھذا لبلغا لقوم عبدین ۝ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ۝
اور ہم نے لکھدیا ہے زبور مین نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہونگے
میرے نیک بندے اوسمین مطلب کو پہونچتے ہین ایک لوگ بندگی والے اور تجھکو
جو ہم نے بھیجا سو مہر کر کہ جہان کے لوگون پر انتہی ف اللہ پاک اس بات
کی خبر دیتا ہے کہ وہ اپنے نیک بندون کے واسطے دنیا و آخرت مین سعادت
و وراثت زمین کا حکم جاری کر چکا ہے اور اوسنے اونکے لیے اس امر کا وعدۂ حتمی فرمایا
ہے اور اپنے کلام پاک مین کئی جگہہ اسکا ذکر کیا ہے منجملہ اوس کے ایک یہ آیت ہے
ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین دوسری یہ
کریمہ ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد
تیسری یہ آیت ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم
فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم

ف اللہ پاک اس بات کی خبر دیتا ہے کہ وہ اپنے نیک بندون کے واسطے دنیا و آخرت مین سعادت و وراثت زمین کا حکم جاری کر چکا ہے اور اوسنے اونکے لیے اس امر کا وعدۂ حتمی فرمایا ہے

اور یہ خبر دی کہ یہ امر کتب شرعیہ و قدریہ مین لکھا ہوا ہے اور ضرور ہونیوالا ہے اور
اسی لیے یہان یون ارشاد فرمایا ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر اعمش
نے کہا کہ مین نے سعید بن جبیر سے اس آیت کا پوچھا تو کہا کہ زبور توریت و انجیل
و قرآن ہے مجاہد نے کہا زبور کتاب ہے حضرت ابن عباس و شعبی و حسن
و قتادہ اور بہت سے لوگون نے کہا کہ زبور وہ ہے جو حضرت داود علیہ السلام پر
نازل کی گئی اور ذکر توریت ہے اور حضرت ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے کہ ذکر
قرآن ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ ذکر وہ ہے جو آسمان مین ہے مجاہد نے
کہا زبور کتب ہین بعد ذکر کے اور ذکر ام الکتاب ہے نزدیک اللہ کے ابن جریر رحمہ اللہ
تعالی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اسی طرح زید بن اسلم نے کہا ہے کہ ذکر کتاب اول
ہے ثوری نے کہا کہ وہ لوح محفوظ ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے
کہا کہ زبور وہ کتابین ہین جو انبیاء علیہم السلام پر اوتاری گئین اور ذکر ام الکتاب ہے
جسمین اس سے پہلے اشیا لکھی جاتی ہین علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے توراۃ و زبور اور اپنے سابق
علم مین پہلے اس سے کہ آسمان و زمین ہون اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ حضور محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت کو زمین کا وارث کریگا اور اون کو جنت مین
داخل فرمائیگا اور صالحین وہی ہین[۱] اور مجاہد نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت
کیا ہے کہ ارض سے مراد ارض جنت ہے اور اسی طرح ابو العالیہ و مجاہد و سعید بن جبیر
و شعبی و قتادہ و سدی و ابو صالح و ربیع بن انس و ثوری نے کہا ہے ابو الدرداء
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صالحون ہم ہین سدی نے کہا وہ مومنین ہین ان فی
ہذا لبلغا لقوم عابدین یعنی بیشک اس قرآن مین جسکو ہم نے اپنے بندے محمد
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اوتارا ہے البتہ بلاغ ہے واسطے اوسکے نفع کے اور کفایت
ہے واسطے قوم عابدین کے اور یہ وہ لوگ ہین جنہون نے اللہ کو پوجا ساتھ اوس چیز کے
جس کو اللہ نے مشروع کیا اور اوسکو دوست رکھا اور پسند کیا اور اللہ کی طاعت کو

[۱] اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس وابن جبیر وابن ابی حاتم عن ابن عباس

شیطان کی طاعت پر اور اپنے نفوس کی خواہشون پر اختیار کیا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اونے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واسطے عالم کے لوگون کے رحمت ٹھیرایا ہے یعنی اون سب کی رحمت کے واسطے اونکو بھیجا ہے پس جس نے اس رحمت کو قبول کیا اور اس نعمت کا شکر ادا کیا تو وہ دنیا و آخرت مین سعید و نیک بخت ہوا اور جس نے اوس کو رد کیا اور اوسکا انکار کیا تو وہ دنیا و آخرت مین زیانکار ہوا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا واحلوا قومھم دار البوار جھنم یصلونھا وبئس القرار اور قرآن شریف کی صفت مین یہ ارشاد کیا ہے قل ھو للذین اٰمنوا ھدی وشفاء والذین لا یؤمنون فی اٰذانھم وقر وھو علیھم عمی اولئک ینادون من مکان بعید مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا گیا یا رسول اللہ آپ مشرکون پر بد دعا کرین تو آپ نے فرمایا کہ مین لعان مبعوث نہین ہوا ہون یعنی مجھے لعنت کرنے والا نہین کیا ہے وانما بعثت رحمۃ یعنی مین تو رحمت کرکے بھیجا گیا ہون انفرد باخراجہ مسلم اور دوسری حدیث مسند احمد مین انما انا رحمۃ مھداۃ ہے یعنی مین جو ہون سو ایک رحمت مھداۃ ہون مطلب یہ کہ اللہ پاک نے خصوصیت پر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود کو خلق کے واسطے رحمت کا ہدیہ بنایا ہے اور یہ ہدیہ اون کو عطا فرمایا ہے رواہ عبد اللہ بن ابی عوانۃ وغیرہ عن وکیع عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ مرفوعا قال ابراھیم الحربی وقد رواہ غیرہ عن وکیع فلم یذکر ابا ھریرۃ وکذا قال البخاری وقد سئل عن ھذا الحدیث فقال کان عند حفص بن غیاث مرسلا قال الحافظ ابن عساکر وقد رواہ مالک ابن سعید بن الخمس عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ مرفوعا ثم ساقہ من طریق ابی بکر المقری وابی احمد الحاکم کلاھما عن بکر بن محمد بن ابراھیم الصوفی حدثنا ابراھیم بن سعید الجوھری عن ابی اسامۃ

لہ نفوسہ وخواہشون کو پیچھے جنون نے بدلا اللہ کی احسان کا ناشکری اور اوسکا انکار کیا اوراون لوگون نے اپنی قوم کو تباہی کے گھر مین جو دوزخ ہے پہنچایا اوسمین اور اسکا برا ٹھکانا ہے ۱۲ منہ

ہے

ایمان والون کو ہدایت اور اوروں کا دفع اور یقین نہین لاتے اونکے کانون مین بوجھ اور یہ اونکے لئے اندھا پن ہے اور یہ لوگ بہت دور کی جگہ سے پکارے جاتے ہین ۱۲ منہ

عن اسمعیل بن ابی خالد عن قبیس بن ابی حازم عن ابی هریرة قال قال
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انما انا رحمة مُهداة ثم اورده
من طریق الصلت بن مسعود عن سفیان بن عیینة عن مسعر عن سعید
بن خالد عن رجل عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم ان الله بعثنی رحمة مُهداة بعثت برفع قوم وخفض آخرین

ابوالقاسم طبرانی نے محمد بن جبیر بن مُطعم سے روایت کیا ہے محمد اپنے والد
جبیر سے راوی ہیں جبیر نے کہا قال ابوجہل حین قدم مکة مُنصرفه عن
خمرة یا معشر قریش ان محمدا انزل یثرب وارسل طلائعه وانما
یرید ان یصیب منکم شیئا فاحذروا ان تمروا طریقه او تقاربوه
فانه کالاسد الضاری انه حنق علیکم لانکم نفیتموه نفی القردان
عن المناسم والله ان له لسحرة ما رأیته قط ولا احدا من اصحابه الا رأیت
معهم الشیاطین وانکم قد عرفتم عداوة ابنی قیلة یعنی الاوس
والخزرج وهو عدو استعان بعدو فقال له مطعم بن عدی یا ابا الحکم
والله ما رایت احدا اصدق لسانا ولا اصدق موعدا من اخیکم الذی
طردتم واذ فعلتم الذی فعلتم فکونوا اکف الناس عنه قال ابوسفیان
بن الحارث کونوا اشد ما کنتم علیه ابنا قیلة ان ظفروا بکم لا یرقبوا فیکم
الا ولا ذمة وان اطعنونی الجأ منهم حیر کنانة او تخرجوا محمدا
من بین ظهرانیهم یکون وحیلا مطرودا واما ابنا قیلة فوالله ما هما
واهل دهلك فی المذلة الا سواء وساکفیکم حدهم وقال ؎

سامنح جانبا منی غلیظا ... علی ما کان من قرب وبعد
رجال الخزرجیة اهل ذل ... اذا ما کان هزل بعد جد

فبلغ ذلك رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال والذی نفسی بیده
لاقتلنهم ولاصلبنهم ولاهدینهم وهم کارهون انی رحمة بعثنی الله

لائق حضرت مصطفیٰ آقا و مولا
جلت عظمته و اعلا شانه
آپ ہی رحمۃ للعالمین
ہیں کتب بفت
من و دل کا نقطہ نین
ہیں اور جہل کی
ظلمتوں کو دور کرنے
والے اور نیز
عداوت و کینہ
عطا فرمانے والے ہیں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ولا یتوفانی حتی یظهر الله دینه لی خمسة اسماء انا محمد واحمد
وانا الماحی الذی یمحوالله بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی
قدمی وانا العاقب وقال احمد بن صالح ارجوان یکون الحدیث صحیحا
یعنی ابوجہل جس وقت اپنی جماعت سے لوٹ کر مکے مین آیا تو کہا ای گروہ قریش
محمد یثرب یعنی مدینے مین اوترا ہے اور اوسنے اپنے جاسوس بھیجے ہین اور وہ یہی
چاہتا ہے کہ تم سے کسی شے کو پوچھے سو تم اس سے بچو کہ اوس کی راہ پر گذر کرو
یا اوس کے قریب جاؤ کیونکہ وہ مثل لاگو شیر کے ہے بیشک وہ بیحد غضبناک ہے
اس لیے کہ تم نے اوسکو ایسا نکالدیا ہے جیسے چیچڑیون کو اونٹون کی تلیون سے
نکالدیتے ہین واللہ بے شک اوسکو واسطے تو البتہ جادو گر ہین جب کبھی مین نے اوسکو
اور اوس کے اصحاب مین سے کسی کو دیکھا تو اون کے ساتھہ شیاطین کو دیکھا اور
فرزندان قبیلہ یعنی قبیلۂ اوس وخزرج کی عداوت کو تم خوب جان چکے ہو پس ایک
دشمن نے دوسرے دشمن سے مدد چاہی ہے اسپر مطعم بن عدی نے ابوجہل
سے کہا ای ابوالحکم واللہ مین نے کسی کو نہین دیکھا کہ وہ زیادہ تر زبان کا سچا اور
وعدے کا پورا ہو تمہارے بھائی سے جسکو تم نے بہکا دیا ہے اور جبکہ تم نے کیا جو
کیا تو تم سب سے زیادہ اوس سے باز رہو ابوسفیان بن حارث بولا کہ اب تم پہلے سے
بھی زیادہ اوسپر سخت ہو جاؤ فرزندان قبیلہ اگر تم پر ظفر مند ہونگے تو تم مین نہ کچھہ قرابت کا
پاس کرینگے نہ ذمہ وعہد کا لحاظ رکھین گے اگر تم میرا کہا مانو تو خیر کنانہ مین اونکو مضطر کرو
یعنی اونکو وہان نکال دو یا محمد کو اونکے درمیان سے نکالو تو وہ وحید ومطرود رہیگا
یعنی تنہا بے یار و مددگار رہے فرزندان قبیلہ سو قسم ہے اللہ کی کہ وہ اور تیرے
دشمن ذلت وخواری مین دونون برابر ہین اور مین اونکی قوت وشوکت سے تمہاری
کفایت کرونگا مین اپنی طرف سے ایک بڑی پناہ دونگا لڑائی قریب ہو یا دور خزرج
کے مرد ذلیل وخوار ہین جسوقت کہ بعد جد کے ہزل ہو یعنی حد مین تو کیا مقابلہ
کرینگے ہزل مین بھی اونسے کچھہ نہین بنتا پھر یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

پونہچی تو آپ نے فرمایا قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے کہ
البتہ مین اون کو قتل کرونگا اور اون کو سولی دونگا اور اونکو ہدایت کرونگا اور وہ
ناخوش ہونگے بیشک اللہ نے مجھکو رحمت بناکر بھیجا ہے اور وہ مجھے وفات نہ دیگا
یہان تک کہ اپنے دین کو غالب کر دیگا میرے پانچ نام ہین مین محمد ہون اور احمد
ہون اور مین ماحی ہون کہ اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹاتا ہے اور مین حاشر
ہون کہ لوگ میرے قدمون پر محشور ہونگے اور مین عاقب ہون احمد بن صالح
طبرانی کے استاذ کے استاذ نے کہا مین امید کرتا ہون کہ یہ حدیث صحیح ہو امام احمد
رحمہ اللہ تعالی نے عمرو بن ابی قرہ کندی سے روایت کیا ہے کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ
مدائن مین تھے پس جو باتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھین
اونکا ذکر کیا کرتے تھے ایک بار حذیفہ سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو
سلمان نے کہا ای حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا پس فرمایا
کہ جس آدمی کو مین نے گالی دی اپنے غصے مین یا اوسپر لعنت کی تو مین جو ہون سو
ایک آدمی ہون اولاد آدم سے خفا ہوتا ہون جیسے وہ خفا ہوتے ہین وانما بعثنی
رحمۃ للعالمین فاجعلھا صلوۃ علیہ یوم القیامۃ یعنی اللہ نے مجھے صرف
عالمین کے واسطے رحمت بناکر بھیجا ہے پس تو اوس لعنت کو اوسپر رحمت کر
قیامت کے دن ورواہ ابوداود عن احمد بن یونس عن زائدۃ پھر اگر کوئی کہے
کہ جن لوگون نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا اونکو نمانا اونکو کون رحمت حاصل
ہوئی تو اسکا یہ جواب ہے کہ ابو جعفر ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان
لایا تو اوسکے واسطے دنیا و آخرت مین رحمت لکھی گئی اور جو شخص اللہ پر اور اوسکے رسول
پر ایمان نہ لایا تو جو خسف و قذف اگلی امتون کو پونہچا کرتا تھا اوس سے اوس کو
عافیت دی گئی اسی طرح ابن ابی حاتم نے بسند خود حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے واللہ اعلم ابو القاسم طبرانی کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

ل یہ بعضون کا کلمہ ہے تو یعنی ہو سکتا ہے کہ ہون
ک مین اون کو قتل کرونگا
ل اونکو نمانا اونکو کون رحمت
ل لعنت کی

یہ ہی من تبعہ کان لہ رحمۃ فی الدنیا والاخرۃ ومن لم یتبعہ عوفی
مما کان یبتلی بہ سائر الامم من الخسف والمسخ والقذف کذا فی ابن کثیر

ف اصل مین زُبر بمعنی کُتب ہے یعنی نوشتن محاورے مین بولتے ہین زَبَرت
یعنی مین نے لکھا اس بنیاد پر اطلاق زبور کا توریت و انجیل و کتاب داؤد علیہ السلام
مسمی بہ زبور پر درست ہے بعض نے کہا کہ اس جگہہ مراد زبور سے داود علیہ السلام کی
کتاب ہے اور ذکر سے مراد توریت اور ارض سے مراد ارض مقدس شام کی ہے
اور صالحون سے مراد بنی اسرائیل ہین بدلیل قولہ تعالی واورثنا القوم الذین
کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربہا التی بارکنا فیہا مشارق ومغارب
ارض شام کی مراد زمین شام کی جہات شرقیہ وغربیہ ہین امام رازی نے کہا کہ آخر کو وقت نزول
حضرت عیسی علیہ السلام کے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی وارث ہوگی معنی یہ ہین کہ
واقع مقرر ہم نے داؤد کی کتاب مین لکھا بعد اس کے کہ ہم توریت مین لکھہ چکے کہ بنی اسرائیل
زمین مقدس کے وارث ہونگے **دوسرا قول** یہ ہے کہ زبور بمعنی کتاب ہے یعنی مزبور و
مکتوب اور الف ولام جنسی ہے یعنی جنس کتب جو کہ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ہین
زجاج نے کہا زبور سے مراد ساری کتابین ہین توریت و انجیل و قرآن اس لیے کہ زبور
وکتاب ایک معنی مین ہین قرات حمزہ وخلف بضم زای معجمہ جمع زُبُر بمعنی مزبور اس قول کی
موید ہے اور ذکر سے مراد ام الکتاب ولوح محفوظ ہے اسواسطے کہ ساری کتابین اوسی سے
ماخوذ ہین جو کچھہ ہونیوالا ہے اللہ پاک نے وہ سب اوسمین لکھہ رکھا ہے تاکہ فرشتے
عبرت لین اور جان لین کہ اللہ پاک نے سب چیز کا احاطہ کرلیا ہے اور ہر شے کا شمار
کر رکھا ہے اور ارض سے مراد زمین جنت ہے اور صالحون سے مراد عام مومنین ہین
جو کہ طاعت الہی کے ساتھہ عمل کرتے ہین یا امت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
بدلیل قولہ تعالی وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء منہا
حیث نشاء معنی یہ ہین ہمنے توریت و انجیل و زبور اور سارے کتب انبیا مین لکھا اور بیان
کیا بعد اسکے کہ ہم لوح محفوظ مین لکھہ چکے کہ زمین جنت کے وارث میرے نیک بندے ہونگے

جوکہ میری طاعت کے ساتھہ عمل کرتے ہین یا امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت
کی وارث ہوگی **تیسرا قول** یہ ہے کہ زبور سے مراد کتاب داود علیہ السلام اور ذکر
سے مراد لوح محفوظ ہے **چوتھا قول** یہ ہے کہ زبور سے مراد کتاب داود علیہ السلام
اور ذکر سے مراد قرآن شریف اور کلمۂ بعد کے معنی اس جگہہ قبل کے ہین اس قول کو
خازن نے ذکر کیا ہے **پانچوان** یہ قول ہے کہ مراد ارض سے کافرستون کی زمین
ہے ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت مرحومہ فتح کرکے اوسکی
وارث ہونگے خازن وکرخی نے اس قول کو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے
یہ ایک حکم ہے اللہ پاک کی طرف سے کہ وہ دین کو ظاہر کریگا اور مسلمانون کو عزت
دیگا فتح القدیر و فتح البیان مین کہا ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ خوشخبری دینا ہے واسطے
امت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بات کی کہ وہ زمین کفار کے وارث
ہونگے اور اسی قول پر اکثر مفسرین ہین بیضاوی نے اول کے دو قول ذکر کیے ہین
اور محلی نے دوسرے قول کو اختیار کیا ہے اور علامۂ نسفی رحمہ اللہ تعالے نے اول قول
یہ لکھا ہے کہ زبور سے مراد کتاب داود علیہ السلام اور ذکر سے مراد توریت اور ارض
سے مراد شام اور عباد صالحین سے مراد امت حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر دوسرا
قول ذکر کیا ہے جسکا ذکر ہوچکا ہے حمزہ نے عبادی بسکون یای تحتیہ پڑہا ہے باقی
قاریون نے بفتح یاے تحتیہ سمین نے کہا کہ من بعد متعلق ہے کتبنا سے یا محذوف
سے متعلق ہوکر صفت ہے زبور کی یعنی لقد کتبنا فی الزبور الکائن من بعد الذکر اور ان الارض
یرثہا مفعول ہے کتبنا کا یعنی کتبنا وراثۃ الارض ان فی ہذا اشارہ ہے طرف قرآن
شریف کے نسفی وخازن ومحلی کا مختار یہی قول ہے یا[۵۱] اشارہ ہے طرف اخبار
و وعد و وعید و مواعظ کے جو اس سورت مین مذکور ہوئے لبلاغا یعنی البتہ وصول
ہے طرف مطلب کے حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے قرآن کا اتباع کیا اور جو کچھہ
اوسمین ہے اوسپر عمل کیا تو جس ثواب کا وہ امیدوار ہے اوسکو پہنچ گیا یا بلاغ بمعنی
کفایت ہے محاورے مین بولتے ہین کہ اس شی مین بلاغ و بُلغہ و تبلغ ہے یعنی کفایت

[۵۱] یہ قول بعید کا مختار ہے

ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن مین جو رعد و وعید و اخبار و مواعظ بالغہ مذکور ہین وہ بندو
زادراہ ہے طرف جنت کے جس طرح کہ مسافر کا زادراہ ہوتا ہے یا یہ معنی ہین کہ سبب
ہے مقصد کی طرف پونہچنے کا لقولہم عبدین عبادت کے معنی خضوع و تذلل کے ہین
یعنی غایت درجے کی عاجزی و فروتنی و ذلت و انکسار اختیار کرنا اور سر عبادت کا
نماز ہے مراد اس سے وہ لوگ ہین جو کہ اللہ پاک کی عبادت مین مشغول رہتے ہین اوسکا
اہتمام رکھتے ہین یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہین جو کہ پانچون نمازین
ادا کرتے ہین رمضان کے روزے رکھتے ہین زکوۃ دیتے ہین حج کرتے ہین علامہ
نسفی نے کہا عابدین سے مراد موحدین ہین اور وہ امت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہین بیضاوی نے کہا کہ جن کا ہم و قصد عبادت ہے نہ عادت محلی نے کہا وہ لوگ
جو کہ قرآن پر عمل کرتے ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عالمین امام رازی نے کہا
کہ اولی یہ ہے کہ وہ لوگ علم و عمل کے جامع ہین کیونکہ علم درخت کے مثل ہے اور
عمل مثل پھل کے درخت بدون پھل کے بے فائدہ ہے اور پھل بغیر درخت کے
غیر موجود فتح القدیر مین ذکر کیا ہے کہ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت
کیا کہ زبور سے مراد قرآن اور ارض سے مراد ارض جنت ابن جریر کا لفظ اون سے
یہ ہے کہ زبور سے مراد کتب اور ذکر سے مراد توریت اس کی اسناد مین عوفی ہین
سعید بن منصور کا لفظ اونسے یہ ہے کہ زبور توریت و انجیل و قرآن اور ذکر وہ اصل
ہے جس سے یہ کتابین لکھی گئین جو کہ آسمان مین ہے اور ارض سے مراد زمین جنت
فرمایی و ابن جریر و ابن ابی حاتم کا لفظ اون سے یہ ہے کہ ارض جنت ہے ابن جریر
و ابن منذر و ابن ابی حاتم کا لفظ عابدین کی تفسیر مین عالمین ہے اسکی اسناد مین
علی بن ابی طلحہ ہین سعید بن منصور و ابن منذر کا لفظ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے اس کی تفسیر مین یہ ہے کہا کہ صلوات خمس ابن مردویہ و ابو نعیم و دیلمی نے حضرت
انس رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ صلوات خمس مین شغل ہے واسطے عبادت کے ابن مردویہ

کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت
کو پڑھا یعنی للبلاغ لقوم عابدین فرمایا وہ پانچون نمازین ہین مسجد حرام مین جماعت سے
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین استثنای مفرغ ہے اعم احوال وعلل سے
یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین بھیجا ہمنے تمکو واسطے کسی علت کے علتون سے
مگر واسطے ہماری رحمت واسعہ کے سب لوگونپر کیونکہ جس شے کے ساتھہ تم بھیجے
گئے ہو یعنی شرائع واحکام وہ دارین کی سعادت کا سبب ہے اور اونکی صلاح معاش
ومعاد کا موجب ہے یعنی اگر وہ اوسمین غور وفکر کرین اور اوس کے احکام کے
پیرو ہون تو دارین کی سعادت کو پہنچین اور جس کسی نے اوس سے مونہہ موڑا
اور تکبر کیا تو وہ اپنی طرف سے محنت مین پڑا اس تقریر مین اشارہ ہے طرف
جواب سوال کے کسی نے کہا کہ آپ کیونکر رحمۃ للعالمین ہوئے حالانکہ آپ تو
سیف واستباحت اموال کا حکم لیکر تشریف لائے ہین شیخزادے نے ذکر کیا ہے
کہ خبر مین آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا
کہ اللہ تعالی یون فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین سو کیا تمکو بھی اس رحمت
سے کچھہ پہنچا اونہون نے کہا ہان مجھپر اس رحمت سے یہ پہنچا کہ مین انجام کار سے
ڈراکرتا تھا سو مین تمہارے سبب سے امن مین ہو گیا جبکہ اللہ پاک نے اپنے اس
قول سے مجھپر ثنا فرمائی ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین
کسی نے کہا کہ کفار کے واسطے رحمت ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ آپ کے سبب سے
خسف ومسخ واستیصال سے امن مین ہوئے کسی نے کہا مراد عالمین سے خاص مومنین
ہین پہلا قول اولی ہے بدلیل قولہ تعالی وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم
کسی نے کہا کہ مومنین کے واسطے دارین مین رحمت ہین اور کافرون کے واسطے
دنیا مین اسلیے کہ دنیا مین اونسے عذاب موخر کیا گیا ہے محلی نے کہا مراد عالمین سے
انس وجن ہین یعنی نیک ہون یا بد مومن ہون یا کافر مطلب یہ ہے کہ خسف ومسخ
وعذاب استیصال حضور کی برکت سے دور کیا گیا یا مراد رحمت سے رحیم مین یعنی

لہ قوت رکھتا ہے مالک
تخت کے پاس اور تعبیر کیا ہے
پاس اور مراد ہے مکان کا
سب جانا ہوا ہے
مفسر ہے ۱۲ سنہ
اور اللہ کا نہ عذاب
کرتا اونکو جب تک
تو تھا اون مین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافرون پر بھی رحیم تھے دیکھو جسوقت کفار نے آپ کے
سر مبارک کو زخمی کیا اور دندان مبارک کو شہید کیا یہان تک کہ آپ غش کھاکر گر پڑے
پھر جب ہوش آیا تو یون فرمایا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ابن جریر و ابن ابی حاتم
وطبرانی و ابن مردویہ و بیہقی نے دلائل مین حضرت ابن عباس سے اسکی تفسیر مین
روایت کیا ہے فرمایا کہ جو شخص ایمان لایا اوسکے واسطے دنیا و آخرت مین رحمت پوری
ہوئی اور جو شخص ایمان نہ لایا تو جو مسخ و خسف و قذف کا عذاب عاجل دنیا مین
امتون کو پہنچتا تھا اوس سے اوس کو عافیت دی گئی طیالسی و احمد و طبرانی و ابو نعیم
نے دلائل مین حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ نے مجھکو بھیجا ہے رحمت واسطے عالمین
کے اور ہدایت واسطے متقین کے سمین نے کہا ہے جائز ہے کہ رحمۃ مفعول لہ ہو یعنی
لاجل الرحمۃ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حال ہو واسطے مبالغے کے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم کو نفس رحمت ٹھیرایا یا مضاف محذوف ہے یعنی ذا رحمۃ یا رحمت بمعنی راحم ہے
پھر جبکہ اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین ہین تو اسکی
اسباب مین سے جو بڑا سبب تھا اوس کو بیان کیا وہ یہی ہے کہ آپ توحید و
طاعت کی طرف داعی تھے کیونکہ آپ ایسے وقت مین مبعوث ہوے کہ لوگ جہالت
و گمراہی مین گرفتار تھے اور اہل کتاب اپنے دینی امور مین بسبب طول مکث و انقطاع
تواتر و وقوع اختلاف کتب متحیر ہو رہے تھے ایسا وقت تھا کہ طالب حق کو کوئی راہ نہین
ملتی تھی چونکہ دعوت توحید رحمۃ للعالمین ہونیکا بڑا سبب تھا اس لیے بعد اوس کے اسکا
ذکر کیا پس فرمایا قل انما یوحی الیّ انما الھکم الہ واحد فھل انتم مسلمون
فان تولوا فقل اذنتکم علی سواء وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون
انہ یعلم الجھر من القول و یعلم ما تکتمون ۝ وان ادری لعلہ فتنۃ لکم
ومتاع الی حین ۝ قال رب احکم بالحق ورب الرحمن المستعان علی ما
تصفون ۝ تو کہہ مجھکو تو حکم یہی آیا ہے کہ صاحب تمہارا ایک صاحب ہے

ع ۹

پھر ہو تم حکم برداری کرتے پھر اگر موڑ نہ موڑین تو تو کہہ مین نے خبر کردی تمکو دونون
طرف برابر اور مین نہین جانتا نزدیک ہے یا دور ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہے وہ رب
جانتا ہے پکار کی بات اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور مین نہین جانتا شاید
اوس مین تمکو جانچنا ہے اور برتوانا ایک وقت تک رسول نے کہا اے رب فیصلہ
کر انصاف کا اور رب ہمارا رحمن ہے اوسی سے مدد مانگتے ہین ان باتون پر جو
تم بناتے ہو ف دونون طرف برابر یعنی ابھی تم دونون بات کر سکتے ہو
ایک طرف کا زور نہین آیا انتہی ف اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کو اس بات کا امر فرماتا ہے کہ مشرکون سے یون کہین انما یوحی الیّ
انما الٰھکم الٰہ واحد فھل انتم مسلمون ای متبعون علی ذلک مستسلمون منقادون
لہ یعنی پھر کیا تم اس بات پر میری پیروی کرتے ہو اوس کے مطیع و منقاد ہوتے ہو
فان تولوا یعنی پھر اگر وہ ترک کرین اوس بات کو جس کی طرف تم نے اون کو بلایا
فقل آذنتکم علی سواء یعنی تو تم اون سے کہدو کہ مین نے تمکو اس بات کا اعلام
کر دیا کہ مین تمہارے واسطے حرب ہون جیسے تم میرے واسطے حرب ہو مین
تم سے بیزار ہون جیسے تم مجھ سے بیزار ہو کقولہ تعالی وان کذبوک فقل لی
عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریئ مما تعملون اور فرمایا ہے واما
تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء یعنی چاہیے کہ تمہارا علم اور اونکا
علم عہد چھوڑنے کے ساتھہ برابر ہو اور اسی طرح اس جگہہ ہے فان تولوا فقل آذنتکم
علی سواء یعنی مین تمکو اعلام کرتا ہون اپنے براءت کا تم سے اور تمہاری براءت کا مجھ سے
اس لیے کہ مجھکو اس کا علم ہے وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون یعنی جسکا تمکو وعدہ
ملتا ہے وہ ضرور ہی واقع ہونیوالا ہے لیکن مجھے نہ اوس کے قرب کا کچھہ علم ہے
نہ اوسکے بعد کا انہ یعلم الجھر من القول و یعلم ما تکتمون یعنی بیشک اللہ
جانتا ہے سارے غیب کو اور جانتا ہے وہ چیز جس کو بندے ظاہر کرتے ہین اور
وہ چیز جسکو چھپاتے ہین جانتا ہے ظواہر و ضمائر کو اور جانتا ہے چھپے کو اور جیسے

چھپے کو اور جانتا ہے وہ شے جو بندے کرنے والی ہین اپنے ظاہر کرنے اور
چھپانے مین اور اس تھوڑے بہت پر اونکو بدلا دیگا وان ادری لعله فتنة لکم و
متاع الی حین یعنی اور مین نہین جانتا ہون شاید یہ جانچنا ہو واسطے تمہارے اور
برتوانا ہو ایک وقت تک ابن جریر نے کہا شائد اسکی تاخیر تم سے فتنہ ہو تمہارے
واسطے اور برتوانا ہو ایک مدت مقرر تک عون نے اس قول کو حضرت ابن عباس
سے حکایت کیا ہے فالله اعلم قال رب احکم بالحق یعنی رسول نے کہا
ای رب فیصلہ کر انصاف کا درمیان ہمارے اور ہماری قوم کے جو کہ جھٹلاتی ہے
قتادہ نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام یون کہا کرتے تھے کہ ربنا افتح بیننا وبین قومنا
بالحق وانت خیر الفاتحین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حکم ہوا کہ یہین
مالک رحمہ اللہ زید بن اسلم سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم جس وقت کسی غزوے مین حاضر ہوتے تو فرماتے رب احکم بالحق
قولہ تعالی وربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون یعنی ہمارا رب رحمن ہے اوسی سے ہم
مدد مانگتے ہین ان باتون پر جو وہ کہتے ہین اور جھوٹ بناتے ہین اور جھٹلانے کے
مقاموں مین زنگ بزنگ کا جھوٹ بولتے ہین اور طرح طرح کا افک و بہتان کرتے
ہین اللہ سے اس باب مین ہم مدد مانگتے ہین آخر تفسیر سورۃ الانبیاء علیہم السلام
وللہ الحمد والمنة کذا فی ابن کثیر الحمد للہ وحدہ والصلوٰة والسلام علی من لا نبی
بعدہ وعلی آلہ وصحبہ اما بعد یہ تفسیر ۱۹ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۳۰۹ ہجری روز پنجشنبہ
وقت نو دن ہشت ساعت شب جمعہ محلہ امیر گنج شاہجہان آباد بھوپال مین تمام
ہوئی والحمد للہ سبحانہ اولاً وآخراً ف قل انما یوحی الی انما الهکم اله واحد
چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کی اصل توحید رب العالمین
کی اور برادرت ارحم الراحمین کی شرک سے ہے اس لیے اللہ پاک نے توحید کی مضمون
کو بڑی دھوم دھام سے بیان کیا اور نہایت مبالغہ و اہتمام سے دو قصر و حصر لاکر اوسکو
ثابت فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم مشرکون سے کہدو کہ نہین وحی کیجاتی ہے

طرف میرے مگر اسی بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود تمہارا مگر ایک معبود یہان کلمۂ
انما دو مذکور ہوے ہین ایک مکسور الہمزہ ہے دوسرا مفتوح الہمزہ یہ دونو کبھی تو اسلیے
آتے ہین کہ قصر حکم کا کسی شے پر ہو جیسے یہ مثال ہے انما یقوم زید یعنی نہین قائم
ہوتا ہے مگر زید مطلب یہ کہ قیام مقصور ہے زید پر اور کبھی اس واسطے وارد ہوتے
ہین کہ کسی شے کا قصر ہو حکم پر جس طرح یہ قول ہے انما زید قائم یعنی نہین ہے زید مگر
قائم مقصود یہ ہے کہ زید مقصور ہے قیام پر وجہ اس کی یہ ہے کہ جو شے انما سے
متصل ہوتی ہے ہمیشہ قصر اوسی کے واسطے ہوا کرتا ہے اسی طرح کریمۂ مذکور مین
سمجھنا چاہیے کہ پہلا انما واسطے قصر وحی کے ہے توحید پر اور دوسرا واسطے قصر اللہ
پاک کے ہے وحدانیت پر اب اگر کلمۂ ما موصولہ ٹھیرگیا تو معنی یہ ہونگے کہ جس شے
کی میری طرف وحی کی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ اللہ پاک کا وصف مقصور ہے وحدانیت
پر وحدانیت کے مناقض و مضاد یعنی شرک کی طرف تجاوز نہین کرتا ہے اور اگر ما کافہ ہوگا
تو یہ معنی ہونگے کہ وحی میری طرف مقصور ہے اس بات پر کہ اللہ پاک مستاثر و مستبد
بوحدت و یکتائی ہے یعنی آپکی طرف جو شی وحی کیجاتی ہے اوسکا حکم انما الہکم الہ واحد
کے مضمون مین منحصر ہے اس لیے کہ یہ جملہ محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ یوحی کا نائب
فاعل ہے تقدیر ہوئی انما یوحی الی وحدانیۃ اللہ تعالی اور انما یوحی الیّ مع اپنے
نائب فاعل کے ایسا ہوا جیسے انما یقوم زید یعنی قائم ہوتا ہے زید غیر زید کا قائم
نہین ہوتا ہے پس گویا یون کہا گیا کہ نہین وحی کی گئی طرف میرے کوئی چیز مگر توحید
اب اگر کوئی کہے کہ یہ حصر کس طرح ٹھیک ہو سکتا ہے حال یہ ہے کہ آپ کی طرف تو
سوائے توحید کے اور بہت سی چیزون کی وحی کی گئی ہے تو کہین گے کہ آپ کی
بعثت سے مقصود اصلی اولی یہی توحید ہے باقی اشیا کی وحی اسکے تابع ہے اس
لحاظ سے گویا آپ کی وحی اسی توحید پر مقصور ہے اسیطرح انما الہکم الہ واحد مثل انما
زید قائم کے ہے یعنی زید سوا قیام کے اور کچھ نہین کرتا ہے سوائے قیام کے اور کسی وصف
کے ساتھ موصوف نہین ہوتا ہے تو گویا اللہ پاک کا وصف وحدانیت پر مقصور ہے سوائے

وحدانیت کے اور کسی وصف کے ساتھہ موصوف نہین ہوتا ہے حالانکہ اوسکی صفات
جلال وجمال سوای توحید کے بے حد وبیشمار ہین سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہان حقیقی
حصر نہین ہے بلکہ حصر اضافی ہے کیونکہ مقصود اس حصر سے نفی کرنا اون اوصاف کا
ہے جنکے ساتھہ مشرکین اللہ پاک کا وصف کیا کرتے تھے فہل انتم مسلمون یعنی پھر کیا تم
مطیع ومنقاد ہونے والے ہو معبود برحق کی وحدانیت کے جس کی وحی میری طرف
کی جاتی ہے اور اوسکے واسطے عبادت کا اخلاص کرنے والے ہو مقتضای وحی یہ
جس کی تصدیق حجت و دلیل سے کی گئی ہے یہ استفہام بمعنی امر ہے یعنی جب
بشد و مد اثبات توحید کا ہو چکا تو اب تم اخلاص عبادت کرو خالص اللہ پاک کو پوچھو حرف
فا لانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کلام اوسی وقت ذکر کرتے ہین کہ اوس سے پہلے کوئی ایسا
امر مذکور ہوتا ہے کہ کسی شے پر اقدام و مسارعت کا موجب ہوتا ہے تو اس قسم کا
کلام اوسپر آمادہ کرنے اور اوسکے ترک پر توبیخ کرنیکے واسطے لاتے ہین چونکہ اس جگہہ
توحید کے مقدمے مین دو حصر لاکر مبالغہ کیا گیا تو اوس کے عقب مین یہ کلام لایا گیا
واسطے مبالغے کے ایجاب مسارعت مین طرف توحید کے پس اسی لیے امر کو پیرایۂ
استفہام مین ادا کیا اس قسم کی تقریر اسی سورت کی تفسیر مین اول گذر چکی ہے
فان تولوا یعنی اگر وہ توحید و اسلام سے اعراض کرین مسلمان ہون فقل آذنتکم تو تم
کہدو کہ جس شی کا مجھکو حکم ہوا تھا مین نے اوسکا اعلام تمکو کر دیا یا یہ معنی ہین کہ مین نے
تمکو اس بات کی خبر دیدی کہ مین تمہارے واسطے حرب ہون یعنی مجھہ سے تم سے
لڑائی ہے ہمارے تمہارے درمیان کسی طرح کی صلح نہین ہے بیضاوی نے دونو
معنی ذکر کیے ہین نسفی نے اول معنی کو اختیار کیا ہے دوسرے معنی محلی کی مختار ہین
ہمزہ آذنت کا واسطے نقل کے ہے زمخشری نے کہا آذن منقول ہے اذن اذا علم سے
لیکن استعمال ایذان کا قائم مقام انذار کے کثیر ہے علی سواء محل نصب مین ہے
اس بنا پر کہ آذنتکم کے مفعول سے حال ہے یعنی جس چیز کا مجھے حکم ہوا ہے مین نے
تمکو اوسکا اعلام کر دیا درانحال کہ تم اوس کے اعلام مین برابر ہو مین نے تمہارے بعض کو

خاص نہین کیا ہے بلکہ سب کو برابر اطلاع دیدی علامہ نسفی نے اسی کو اختیار کیا ہے
اور کہا ہے کہ اس مین مذہب باطنیہ کے بطلان کی دلیل ہے زجاج نے بھی اسیطرح
کہا ہے کہ جس بات کی میری طرف وحی کیجاتی ہے مین نے تمکو اوسکا اعلام کردیا برابری
پر اوس کے علم مین مین ظاہر نہین کرتا ہون کسی کے واسطے کوئی چیز کہ اوس کے غیر
سے اوس کو چھپاؤن مطلب یہ ہے کہ سب کو برابر اطلاع دیتا ہون دوسری صورت یہ ہے
کہ فاعل و مفعول سے معًا حال ہے یعنی مین نے تم کو لڑائی کا اعلام کردیا در انحال
کہ مین اور تم اوس کے علم مین برابر ہو یا باہم کی عداوت مین اوس کے علم کے ساتھ
مین مستقل و مستبد نہین ہوتا ہون بدون تمہارے کہ مجھے علم ہو تمکو نہو یہ اطلاع
اس لیے ہے کہ تم مستعد و تیار ہو جاؤ ساز و سامان درست کرلو محلی نے اسی قول کو اختیار
کیا ہے خازن کا مختار بھی یہی قول معلوم ہوتا ہے تیسری صورت یہ ہے کہ علی سواء
صفت ہے مصدر محذوف کی ای ایذانا علی سواء یعنی مین نے تمکو ایسا کہلا ہوا اعلام
کیا ہے کہ اوسکے علم مین ہم اور تم برابر ہو چوتھی صورت یہ ہے کہ انّ محذوف مع اسم
کے خبر ہے اور جملہ مستانفہ ہے ای اعلمکم انی کائن علی سواء یعنی مین نے تمکو برہان
روشن سے اس بات کا اعلام کردیا کہ مین عدل و استقامت رای پر ہون بیضاوی
نے ان چارون صورتون کو مرتب ذکر کیا ہے خازن نے ذکر کیا ہے کسی نے کہا
معنی یہ ہین کہ توحید وغیرہ جو تم پر واجب تھی مین نے تم کو اوسکا اعلام کردیا تا کہ تم ایمان
مین برابر ہو جاؤ اول کی دونو صورتون مین یعنی علیٰ سواء مفعول آذنتکم سے حال ہو یا
فاعل و مفعول دونون سے معًا حال ہو آذنت اذن بمعنی علم سے منقول ہوگا اور ایذان
سے مراد ایذان حق ہوگا اور حرب کے معنی کی بنا پر بھی اگرچہ آذنت اذن بمعنی علم سے
منقول ہوگا مگر اتنی بات ہے کہ استعمال ایذان کا مقام انذار و تہدید مین آیا کرتا ہے
تو ایذان حرب کا اس استعمال سے مستفاد ہوگا گویا یون کہا گیا کہ اب تک مین نے
اپنی طاقت و قوت حق کے اعلام مین صرف کی اور حق کی طرف تمکو ارشاد کیا پھر جب
تم نے حق کو قبول نہ کیا اور اوس کی طرف ملتفت نہوئے تو لو اب تم اپنے عناد کی جزا

کے واسطے تیار رہو جاؤ شیخزادے کی تقریر کا حاصل یہی ہے وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون یعنی مجھے معلوم نہین کہ جس شے کا تمین وعدہ ملتا ہے اوس کا حصول قریب ہے یا بعید ما توعدون سے مراد قیامت ہے یعنی مجھے معلوم نہین ہے کہ قیامت کب ہوگی کیونکہ اللہ نے مجھکو اوسپر مطلع نہین کیا ہے لیکن مین یہ جانتا ہون کہ ضرور ہونے والی ہے یا مراد عذاب ہے یعنی مجھو معلوم نہین کہ اگر تم ایمان نہ لاؤگے تو تم پر عذاب کب نازل ہوگا نسفی و محلی نے یہی دو قول ذکر کیے ہین فتح القدیر و فتح البیان مین کہا ہے کہ مراد غلبۂ اسلام و اہل اسلام ہے کفر و اہل کفر پر بیضاوی نے بھی اس قول کو اول ذکر کیا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین مجھو نہین معلوم کہ تم سے لڑنے مین مجھکو کب اذن دیا جائیگا اس قول کو قرطبی نے ذکر کیا ہے

ف عامہ اسپر ہین کہ ان ادری کی یای تحتیہ ساکن چھوڑی جاے کیونکہ اس کے غیر کا کوئی موجب نہین ہے حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اونہون نے وَاِنْ اَدْرِیْ اَقَرِیْبٌ اَوْ اِنْ اَدْرِیْ بفتح ہر دو یای تحتیہ پڑہا ہے اس قرارت کی تخریج اسپر کی ہے کہ یاے اضافت کی ساتھ تشبیہ دی ہے جملۂ اسمیہ استفہامیہ محل نصب مین ہے بسبب ادری کے کیونکہ ادری بسبب ہمزۂ استفہام کے عمل سے معلق کیا گیا ہے اصل کلام یون ہے اقریب ما توعدون ام بعید لیکن آیتون کی روی کے واسطے مستفہم عنہ کو موخر کر دیا ہے اور ما توعدون جائز ہے کہ مبتدا ہو اور ما قبل اوسکا اوس کی خبر اور اوسپر معطوف ہوا ابو البقاء نے اسمین جائز کہا ہے کہ قریب کا فاعل ہو کر مرفوع ہو کہا اس لیے کہ ہمزے پر اعتماد کیا ہے کہا کہ بصریون کے قول پر یون تخریج ہو سکتی ہے کہ بعید سے مرفوع ہو کیونکہ وہ اوس سے قریب تر ہے سمین نے کہا یعنی جائز ہے کہ مسئلۂ باب تنازع سے ہو کیونکہ قریب و بعید دونون وصفون مین سے ہر ایک کا تسلط ما توعدون پر معنی کی حیثیت سے صحیح ہے انہ یعلم الجہر من القول یعنی اللہ پاک ہر شے کا عالم ہے تم جو کہلم کہلا کفر کرتے ہو اور اسلام و اہل اسلام پر طعن کرتے ہو اسکو اللہ جانتا ہے و یعلم ما تکتمون یعنی کینہ و بغض

وحسد مسلمانون کا جسکو تم اپنے دلونمین پوشیدہ رکھتے ہو اللہ اسکو بھی جانتا ہے تمہارا کھلا اور چھپا اوس کے علم سے غائب نہین ہے پھر وہ تمکو اسپر جزا دیگا وان ادری لعلہ فتنۃ لکم یعنی اور مین نہین جانتا ہون شاید تاخیر تمہارے عذاب کی استدراج ہو واسطے تمہارے اور زیادتی استحقاق کی ہو واسطے عقوبت وعذاب کے چونکہ استدراج فتنہ وعذاب کا سبب تھا اس لیے لفظ فتنہ کا بطور مجاز مرسل اوسپر بولا گیا یا امتحان اور جانچنا ہوتا کہ اللہ پاک دیکھے کہ تم کیسا عمل کرتے ہو مراد امتحان سے معاملہ مشابہ بامتحان ہے بطور استعارۂ تمثیلیہ کے سمین نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ جملہ ادری کا معلق ہے کونے والے اس باب مین ترجی کو قائم مقام استفہام کے کرتے ہین مگر اور نحویون نے لعل کو منجملۂ معلقات شمار نہین کیا ہے حالانکہ لعل اس باب مین ظاہر ہے جیسے یہ آیت ہے اور دوسری آیت یہ ہے وما یدریک لعلہ یزکی وما یدریک لعل الساعۃ قریب قولہ تعالی ومتاع الی حین یعنی اور برتوانا ہو ایک مدت مقرر تک حسب مقتضای مشیت الٰہی نسفی نے کہا اور برتوانا ہو واسطے تمہارے موت تک تاکہ یہ تم پر حجت ہو جائے محلی نے کہا متاع الی حین مقابل ہے اول کا جسکی لعل کے ساتھ ترجی کی گئی ہے یعنی لعلہ فتنۃ اور ثانی ترجی کا محل نہین ہے یعنی اس لیے کہ ثانی محقق ہے کرخی وشہاب نے اسی طرح کہا ہے جمل نے کہا کہ مقتضا محلی کی عبارت کا یہ ہے کہ ومتاع معطوف ہے خبر لعل پر یعنی فتنۃ اس وقت یہ قول کہ ثانی ترجی کا محل نہین ہے ٹھیک نہو گا کیونکہ جب متاع لعل کی خبر پر معطوف ہوا تو اوسکا معمول ہوگا معمول ہوا تو لعل اوسپر بھی مسلط ہوگا اس صورت مین متاع قطعًا ترجی کا محل ٹھیریگا اسلیے اس مقام مین اولی یہ ہے کہ یون کہین کہ ومتاع خبر ہے بتداے محذوف کی تقدیر یہ ہے وہذا متاع الی حین یعنی اور تاخیر تمہارے عذاب کی برتنا اور نفع اوٹھا لینا ہے واسطے تمہارے ایک وقت مقرر تک اس بنیاد پر یہ جملہ مستانفہ ہوگا فلیتامل ابن ابی خیثمہ وابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کیا ہے کہ جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیر کرایا گیا یعنی شب معراج مین تو آپ نے فلان کو دیکھا اور وہ شخص بعض نبی امیہ سے ہے

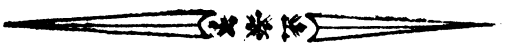
کہ منبر پر لوگون کو خطبہ سنا رہا ہے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاق
گذری اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وان ادری لعلہ فتنۃ لکم و
متاع الی حین یقول ہذا الملک پھر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا
نقل فرمائی قال رب احکم بالحق یعنی ای رب تو حکم کر درمیان میرے اور ان جھٹلانیوالونکے
اوس چیز کے ساتھہ کہ جو تیرے نزدیک حق ہے پس آپ نے اپنے کام کو اللہ پاک
کے سپرد کر دیا حفص نے قال بصیغۂ ماضی پڑہا ہے اس بنا پر کہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے قول کی حکایت ہے عامہ نے رب احکم بکسر باہی موحدہ وحذف
یای اضافت کسرے پر اکتفا کر کے پڑہا ہے ابو جعفر بن قعقاع وابن محیصن نے رب
بضم باہی موحدہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ منادی مفرد معرفہ ہے نحاس نے کہا یہ لحن ہے
یعنی غلط ہے نزدیک نحویون کے اونکے نزدیک یہ جائز نہین ہے یہان تک کہ
تو یا رجل کہو سماک وطلحہ یعقوب کی قرارت ربی احکم بسکون یای تحتیہ وقطع ہمزہ وفتح کاف
وضم میم بصیغۂ افعل تفضیل ہے ربی مبتدا ہے اور احکم خبر یعنی حضور صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رب ہر حاکم سے بڑہکر حق کے ساتھہ حکم کرنیوالا ہے حمدری
نے ربی احکم بصیغۂ ماضی پڑہا ہے احکام سے یعنی میرے رب نے امور کو مضبوط کیا
ہے ساتھہ حق کے اسمین بھی ربی مبتدا احکم خبر ہے کسی نے قل بصیغۂ امر پڑہا ہے
ابو عبیدہ نے کہا کہ یہان صفت قائم مقام موصوف کے کی گئی ہے تقدیر یہ ہے
رب احکم بحکمک الحق اور رب موضع نصب مین ہے اس لیے کہ منادی مضاف ہی طرف
یای متکلم کے اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اپنی قوم پر جلد عذاب
آنیکی دعا کرین اور یون کہین کہ ای میرے رب تو فیصلہ کر درمیان ہمارے اور اہل
مکہ کے ساتھہ عدل کے کیونکہ عدل اونکے حق مین یہی ہے کہ اونپر جلد عذاب لے آئے
اور انکو مہلت نہ دے پس اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول
فرمائی بدر کے دن اونپر عذاب نازل کیا پھر انجام خیر و غلبہ و نصر اپنے مومن بندون کو
عطا فرمایا والحمد للہ رب العالمین مکی نے کہا ہے کہ حق سے مراد یہ ہے کہ اونپر عذاب

نازل کریا مجھکو اونپر فتح دے پس وہ بدر و احد و احزاب و حنین و خندق کی لڑائیون
مین عذاب کیے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منظفر و منصور ہوے خازن نے ذکر کیا
ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تو فیصلہ کر درمیان میری اور اونکے ساتھہ ایسی شی کے جو
حق کو سب پر ظاہر کردے وہ یہی ہے کہ تو مجھکو اونپر فتح دے اور اللہ پاک حق کے
ساتھہ حکم کرتا ہے کوئی اوسکی طلب کرے یا نکرے معنی طلب کی طور رغبت کا ہی طالب
سے فتح القدیر مین مذکور ہے کہ ابن جریر و ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے کہ اللہ حکم نہین کرتا ہے مگر ساتھہ حق کے و انما یستعجل بذلک فی الدنیا لسیال
ربہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو اللہ سے اس کا سوال کیا سو غرض یہ ہے
کہ آپ دنیا مین اوس کو جلد چاہتے ہین اپنے رب سے اوس کا سوال فرماتے ہین
پھر اللہ پاک نے آپ کی دعا کے تمہ کو ذکر فرمایا و ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون
قرآن شریف مین استعمال وصف کا بمعنی کذب بہت آیا ہے مثل قولہ تعالی[۱] ولکم الویل
مما تصفون و قولہ[۲] سیجزیھم وصفھم مفصل و سلمی نے بیای تحتیہ پڑہا ہی باقی
قاریون نے تبای فوقیہ بصیغۂ خطاب پڑہا ہے ربنا مبتدا ہے اور الرحمن خبر اور المستعان
مع متعلق دوسری خبر ہے ما تصفون سے مراد شرک و کفر و کذب و اباطیل ہی اور منجملہ اوس کے
یہ ہے کہ اللہ پاک کے واسطے اولاد ٹہیرائی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شاعر و کاہن
ساحر اور قرآن شریف کو شعر و سحر کہتے تہے اور باطل تمنا مین کرتے کہ شوکت و غلبہ
اونہین کو ہوگا اسلام کا نشان چند روز اور رہیگا پھر ساکن ہو جائیگا اور غلبۂ اسلام کا وعدہ
سچا ہوتا تو اون پر عذاب نازل ہو جاتا پس اللہ پاک نے اون کے گمان کی تکذیب
کی اور اون کے آمال و امانی باطلہ کو خائب و خاسر کردیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و
سلم اور مومنین کو متحمد کیا اور کفار کو ذلیل و خوار فرمایا اور اپنے وعدۂ صادق کو پورا کیا
معنی یہ ہین کہ ہمارا پروردگار اپنے بندون پر بڑی رحمت والا ہے اوس سے ہم مدد
چاہتے ہین ان باتون پر جو تم بناتے ہو خازن نے کہا گویا اللہ پاک نے فرمایا کہ تم
مجھہ سے دعا کرتے ہو سے یون کہو کہ ای رب ہمارے تو انصاف کا فیصلہ کر اور کفار کو

[۱] اور تمہارے واسطے ہے خرابی اس چیز کی جو بناتے ہو
[۲] وہ سزا دیگا ان کو ان کے بنانے کی

وعید سنا تے ہوئے اس طرح کہو ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون واللہ اعلم بمرادہ
واسرار کتابہ الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد
خیر البریات وعلی آلہ اولی الدرجات الرفیعات وصحبہ ذوی المکرمات اما بعد یہ تفسیر
روز شنبہ ۲۱ ذی حجہ ۱۳۰۹ ہجری وقت زدن یازدہ شب یک شنبہ محلہ امیر گنج
شاہجہان آباد بھوپال مین تمام ہوئی اللہ سبحانہ اس کو قبول فرمائے اور اپنے فضل
وکرم سے جس طرح اس جلد کو پورا کیا اوسی طرح اوراجزا کو بھی بعافیت تمام پورا کردے
رزقنا اللہ السعادۃ فی الدین والدنیا واذاقنا حلاوۃ رضوانہ الاسنی بمنہ وکرمہ وبجاہ
حبیبہ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمین
آمین آمین یارب العالمین یا ارحم الراحمین وانا العبد الراجی رحمۃ ربہ الباری
ذوالفقار احمد النقوی البوفالی غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ اللہم اغفر لصاحب
الترجمان مغفرۃ ظاہرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنبا وغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا
کما ینقی الثوب الابیض من الدنس آمین

بالخیر



فہرست جلد ہفتم ترجمان القرآن

۱	سورۂ مریم	۱۸۴	سورہ طٰہٰ	۴۶۴	سورۂ انبیا

صحت نامۂ جلد ہفتم ترجمان القرآن

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴	۲۱	ؤ	ؤ	۸۵	۴ حاشیہ	ھم	+
۱۲	۶	لڑکے کی کا	لڑکے کا	″	۶	ماکان	ماکان ۲
″	۸	لڑکا ہے	لڑکا ہی ہے	۹۵	۹ حاشیہ	جگہہ	تختے
۲۲	۳	جس کو	جس کا	۱۰۰	۱۰	عنہا	عنہما
۲۳	۵	وہ قول	وہ یہ قول	۱۰۳	۲۱	بقیۃ	بقیتہ
۲۴	۲۳	پڑھنا اور پڑہانا	پڑھنا اور بڑہانا	۱۱۰	۱	بکیٌ	بکیٌ
۲۵	۱۱	اوس کے	اور اوسکے	۱۱۵	۲	بصبری	بصری
۲۸	۹	مجھکو لڑکا	میرے لڑکا	۱۲۴	۲۰	ورضی	رضی
۳۵	۴	ستلزم	ستلزم	۱۲۹	۱۸	ادرکوا	ادارکوا
۴۰	۶ حاشیہ	اوسے	اوس	۱۳۹	۱۹	مَنِّ لَّہٗ	مَنِ لَّہٗ
۴۶	۲۳	ہر	نہر	۱۴۶	۸	سترک	سترگ
۴۷	۲۱	لیکن	لیکن	۱۴۹	احاشیہ	وکیا	کیا
۵۴	۱	تو	تو تو	۱۵۰	۱۷	فینصر	ینصر
″	۱۱	تشبیہ	اونکی تشبیہ	۱۵۹	۸ حاشیہ	ہونگے	ہونگے
۷۵	۶	درجے	درکے	۱۶۰	۵	عونی	عونی
۸۰	۲۲	ترتیب دی	ترتیب دیا	۱۶۴	حاشیہ	۱ اصل کا الخ	+
۸۲	۱۷	ولیٰ	وَلِیُّ	۱۶۵	احاشیہ	اصل	اصل کا
۸۴	۱۴ احاشیہ	ماباپ	مان باپ	۱۶۷	۳	اَبَامُ	اَبَامُ

صفحہ ۵ سطر ۶ سے نمین تا پنجابی کر اور مسلمانون کو بخشش مانگین اسکے اور مسلمانون کی اور سے اور جو ہون نابود اگر چہ وہ جب تک کہ نہیں ہوا وہ اس کے واسطے بخشش مانگنا اور اسکے حق مین دعا کرنا اور بخشش مانگنی ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے سو نہین ہے جب کہ وعدہ کیا تھا اوس سے اوسکے باپ کے اور وعدہ کیا تھا اوس سے اوسکے باپ کے اور جب ظاہر ہوا اوس پر کہ وہ دشمن ہے اللہ کا اوس سے بیزار ہوا ابراہیم بیشک ابراہیم نرم دل تھا حلیم تھا

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۶۷	۲۰	پس	پس وہ
۱۷۳	۱۱	واحد	الواحد
۱۷۵	۱۳	حال پر کہ	حال پر
		سورہ طٰہٰ	
۱۸۵	۱۱	نازل ہوگا	نازل ہوگا اور خوشی ہو اون پیرون کو جو اسکے حامل ہونگے
۱۸۷	۲	وَطُوٰ	وطوٰ
″	۱۰	طٰہٰ	طٰہ
۱۹۰	۱۴	صور	سور
۱۹۴	۵	ماخلقکم	مآخلقکم
۱۹۶	۱۰	بصری ہے	بصری ہین
۲۰۱	۸	نیا	پتا
۲۰۰	″ حاشیہ	اخفیا	خفیا
۲۰۹	۱۳	کذاب	

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۲۹	۶	مقابل	مقابلی
۲۳۰	۱۴	یعنی	یعنی مین
۲۳۱	۹	جب	حُبّ
″	۱۲	جسم	جسیم
۲۳۲	۱۱	خین	خیر
۲۳۳	۱۹	کیا	کہا
۲۳۴	۲۲	روشن	روشنی
۲۴۱	۵	ملتبا	متلبسا
″	۱۱	لے	ملے
″	۲۳	محبت	محبت ڈالی
۲۴۲	۱۹	برادی	برائی
۲۴۵	۱۰	کہتا	کہنا
″	۱۲	کہتا ہے	کہنا ہے
۲۴۶	۲	لتبای	لتبدی
		ہوی	ہوتی
		حرمتا	حرمنا
۲۴۷	۱۶	جیر	جبیر
۲۵۱	۳	کرتا ہے	کرتا ہے
″	۴	″	″
۲۵۲	۵ حاشیہ	ربك	المجل
۲۵۶	۱۸	اوسے	لا تحف
۲۶۰	۶	وماجرت	یا موسیٰ

تنبیہ

من الجوزا

صفحہ ۱۹۲ سطر ۵ کے حاشیہ کا تتمہ جو غلطی سے چھپنے سے رہ گیا

۲۱

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۶۰	۱۲ حاشیہ	۵۳	۵۴
″	۱۹ حاشیہ	لغیرہم	لغرہم
″	۱۲	طرف ۵۳	طرف ۵۴
۲۶۱	۹	شکایت کرتاکہ	شکایت کرتا
۲۶۴	″	بچھڑا ۰ وہ بچھڑا	
″	۱۱ حاشیہ	۵۲ الخ	+
″	۱۳	عمیت لہا	عمیت
″	۲۲	اور ۵۲	اور
۲۶۵	۱۶	اورمین نے ۵	
۲۶۷	۱۷	کہتے	رکہتے
″	۲۳	متعت	منعت
۲۶۹	۱۰	جبکہ ۵	جبکہ
″	۱۸	تنبا	تنیا
۲۷۲	۱۶	الصلب	الصلت
۲۷۳	۴	قزاد	فرّاد
″	۱۶	کیاہے	کہاہے
۲۷۴	۱۲	اذا	انا
۲۸۴	۱	جس	جن
۲۸۹	۳ حاشیہ	ایرایا	ٹہیرایا
۲۹۵	۲	مٹے	میٹے
۲۹۶	۲ حاشیہ	صرح	صراح
″	۵	مہادا	مہادًا
۲۹۶	۷	تجعل	نجعل
۲۹۹	″	پہوند	پیوند
۳۰۰	۲	جس مین	جن مین
″	۲۰	تہ تو	نہ تو
۳۰۳	۸	لاتخلفہ	لانخلفہ
۳۰۵	۷	یعنی موعدکم	یعنی موعدکم یوم الزینۃ وموعدکم
″	۰	یوم یحشر	یوم ان یحشر
″	۱۵	مجدری	جحدری
″	۱۶	یحشر الناس	یحشر اللہ الناس
″	۱۹	ضحوۃ	ضحوۃ
۳۰۷	۱	۱ ان ۵	۵ ہلا کہہ ہمارا نیک بہی ہے ۵
۳۰۸	۱۹	جادو	جادوگر
″	″	اسرائیل	اسرائیل کے
۳۰۹	۱۵	جس	یا تمکو ڈبو کر دالیگا جس
″	۲۲	بہی	یہی
۳۱۰	۱۱	عاصم	عاصم و
″	۱۴	نافیہ سے	نافیہ ہے
۳۱۱	۴	سبیویہ	سیبویہ
″	۰	جنی	ابن جنی
″	۸ حاشیہ	بنی کنانہ کا	بنی کنانہ کا ہے

۵ صفحہ ۲۶۴ سطر ۱۱ حاشیہ اس عبارت کا ہے صفحہ ۲۶۵ سطر ۱۲

۵ صفحہ ۳۰۷ سطر ۱ ۵ ہمارا نیک بہی ہے ۵ ہمارا کہہ ہلا کہہ ہمارا نیک بہی ہے ۵ ہمارا کہہ ہلا کہہ ہمارا نیک بہی ہے

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۱۱	۱۵	اسی وجہ	ایسی وجہ
۳۱۲	۳	ہذان	ہذن
〃	۱۵ حاشیہ	کاورا	کاررا
۳۱۳	۷	ضفا	صفا[۴۲]
〃	۱۶	مفعولیت[۴۲]	مفعولیت[۴۳]
〃	۲۱	تشخص	شخص
۳۱۴	۳	عَصِیتُہم	عَصِیَّہم
〃	۵	کیدَ	کیدُ
〃	۱۱	نہین	اور جادوگر نہین
〃	۱۸	انہم[۱]	قالوا[۱]
〃	۲۲	نہین	تہین
۳۱۶	۴	ابوثامہ	ابوثمامہ
〃	۱۲	تلقی	تلقف[۱]
〃	۱۷	اِخَرّ	اِخَرَّ
〃	۲۲	ڈالنا ہے	ڈالنا ہے اول
۳۱۷	۳	تلقیہ	تلقیہ[۱]
〃	حاشیہ[۲]	یعنی محلی	+
۳۱۷	۱۶	عَصیہم	عَصِیَّہم
۳۱۸	۲۱	دوڑانا	دوڑنا
۳۱۹	۱۵	بنسبت	کہ بنسبت
〃	۲۱	کہا	نہ کہا
۳۲۰	۸	سکون	بسکون
۳۲۱	۱۷	اگر	اور اگر
〃	۲۰	جنی کے	جن کے
〃	۲۱	لن	لن[۱]
۳۲۲	۱۵	ڈراگیا	ڈرگیا
۳۲۳	۲۳	مجسے	ہمسے
۳۲۴	۲	بن عباس	ابن عباس
〃	۵	لرکے	لڑکے
〃	۱۶	اَمسُوا	اَمسَوا
〃	۲۲	آتا ہے	آیا ہے
۳۲۶	۱۰	ام لھم	اَم[۱] لھم
〃	۳ حاشیہ	سیرہی	سیڑھی
۳۲۷	۹	بینات	بینات
〃	۱۷	بیاس	پیاس
۳۲۸	۱	قاض	+
〃	۶	ابوالعود	ابوالسعود
〃	۱۹	〃	〃
۳۲۹	۱۸	لایقضی	لا یقضی[۱]
〃	۲۰	ویتجنبہا	ویتجنبہا[۴۲]
〃	۲۱	وناد وا	وناد وا[۴۳]
〃		ع	ع[۱۲]
۳۳۰	۱	دورخ	دوزخ
〃	۳	مارڈلیگی	مارڈالیگی
〃	۵ حاشیہ	پٹ	پڑ

صفحہ ۳۱۱ سطر ۱۵ لن نوشتہ کرانے کے بعد جو ہم نے بہت سے چھاپے ہیں اور اس میں صاف دیکھا اور ہمکو صاف دیکھنا ہی تھا کہ لن کو جن کرنا ہمارا ہی کام تھا جو ہم نے کیا اور اس کی وجہ سے ہمکو بہت کچھ سننا پڑا اور ہمکو بھی کچھ کہنا پڑا اور ہمکو بھی کچھ کہنا پڑا اور ہمکو بھی کچھ کہن

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۳۱	ا حاشیہ	الماض	الماضی
〃	۹ حاشیہ	صار	صارا
〃	۱۰	لتفاضل	لتفاضل
〃	۱۶	لا نے	لائے
۳۳۳	۳	اسی لیئ	اس لیئ
۳۳۴	۲	بندی	بندون
〃	۱۴	لغائطون	لغائطون
۳۳۵	۹	والمؤتفکۃ	والمؤتفکۃ[۱]
〃	۱۴	بئس	بئس[۲]
۳۳۶	۵	اشرع	اشرع[۱]
〃	۱۱	یبسا[۱]	یبسا[۲]
〃	۲۱	مصدر ہے	مصدر ہی کسی نے کہا کہ یبس مفتوح اسم مصدر ہے اور یبس ساکن مصدر ہے
۳۳۷	۱۰	ماقیل	ماقبل
〃	〃	تعلق	کچھ تعلق
〃	۱۲	قرق	فرق
〃	۱۹	ادراک	ادراک[۱]
〃	۲۱	قالہ السمین	قالہ السمین
۳۳۸	۸	یعنی	یعنی وانت لاتخشی
〃	۲۱	عقابہ	عقابہ[۱]
〃	۲۲	ولا	فا

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۳۸	۲۳	ولاتلقوا	ولاتلقوا[۱]
۳۳۹	۷	فاتبعہ	فاتبعہ[۲]
〃	۹	لشکر کے	لشکرون کے
〃	حاشیہ	[۱] اور نہ ڈالو انہ	+
〃	۲۲	فغشاھم	فغشاھم[۳]
۳۴۰	۱۵	وما	وما[۱]
۳۴۱	۷	واغرقنا	واغرقنا[۲]
۳۴۲	۶	مانع	ماتع
〃	۱۰	گاری کو	گاری کو یا بیدبو دار گارے کو لغفاس
〃	۱۱	غفاد	
۳۴۳	۲۰	وَعَدناکم	وَعَدناکم
۳۴۴	۹	سمائی	سمائی[۱]
〃	۱۱	اون سے	اون سے[۲]
〃	۱۹	نعمت	نعمت[۳]
〃	۲۲	ظعیان	طغیان
۳۴۵	۳	قراء	فراء
〃	۷	عضہ	غصہ
〃	۱۹	شرک مابعد	شرک بالله
۳۴۶	۲۲	فقال	فقالوا
۳۴۷	۳	پچلادیا	بچلادیا
〃	۵	وعدہ[۱]	وعدۃ
〃	۷	اوٹھالے	اوٹھالیئے

صفحہ ۳۳۸ سطر ۲۳ [۱] ولاتلقوا الآیۃ یعنی جان کو ہلاک مین ۱۲

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۴۷	۸	لے	لیئے
〃	〃	سامری نے	سامری نے[۲]
〃	۹	بتیا	بنا
〃	۱۰	بھول گیا	بھول گیا[۳]
〃	۱۳	پچھے	پیچھے
〃	〃	ف	ف[۴]
〃	۱۴	رعایت	عاریت
〃	۱۶	ف	ف[۵]
〃	۱۸	یا	یا[۱]
〃	۱۹	فیہ	ھم فیہ
〃	۲۲	گیئن	ہوگیئن
۳۴۸	۲ حاشیہ	تخوتون	تختیون
〃	۱۲	مخافظت	مخالفت
〃	۱۹	پچھتانے	پچھتاتے
۳۵۰	۹	ضرر	ضرردے
〃	۱۶	موسی	موسی فنسی
۳۵۱	۶	بڑی	بُرے
۳۵۲	۱۴	درش	ورش
〃	۱۹	الذین[۱]	الذین
۳۵۴	۱۲	اختیار	اختبار
۳۵۸	۳	فنستم	فنسیتم
〃	۱۹	یملکنا	بملکنا

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۶۱	۴	۵۲	۵۳
〃	۱۲	۵۳	۵۴
۳۶۲	۴	اورچلو	سوچلو
۳۶۳	۱۲	بڑا	بُرا
۳۶۴	۳	موسی	موسی سے
〃	۱۳	اَلگاؤ	اٹکاؤ
۳۶۶	۱۴	جریح	جریج
۳۶۸	۲	ان[۱]	ان
〃	۶	الیٰ	الی
〃	۱۸	سی	مٹی
۳۶۹	۸	جُب	حُبّ
۳۷۱	۱۵	درہر	اورہر
۳۷۹	۱۸	علیك	علیك نبأ
۳۸۰	۱۶	ورر	وزر
۳۸۱	۲۲	حسبنا	حسبنا[۳]
۳۸۲	۱۵	کم لبثتم[۳]	
۳۸۴	۴ حاشیہ	سکے	اسکے
۳۸۶	۴	لئے	نے
۳۸۷	۱۹	کہتے ہین	کہتی ہین جمع اسکی اقرع واقراع وقیعان ہے ظاہر لغت عرب سے یہ ہی کہ قاع

صفحہ ۳۴۷ سطر ۸
[۱] ان القوم اتوہ یعنی لوگون نے بچھڑے کو پوجا اور نہ دیکھا بودا سمجھا اور نہ دیکھا
صفحہ ۳۴۸ سطر ۱۰
[۲] سامری نے کہا میں نے دیکھا
صفحہ ۳۴۸ سطر ۱۸
[۳] یا کہ بھول گیا
[۴] ف کہ بعد آنے کے
[۵] ف کہ بعد آنے کے
[۱] یا کہ بعد آنے کے
[۱] الذین کہ بعد آنے کے
[۱] ان کہ بعد آنے کے
[۳] کم لبثتم کہ بعد آنے کے
[۳] حسبنا کہ بعد آنے کے

صفحہ	سطر	خطا	صواب
			موضع منکشف ہو
			اور صفصف مستوی
			املس یعنی قاع
			کھلی ہوئی زمین کو
			کہتے ہین
″	۲۳	عوج	عوج[۴۲]
۳۹۱	۱۷	اسمع[۹]	اسمع[۵۱]
۳۹۲	۱۲	نکلم	تکلم
″	۲۱	ھما	ھما
۳۹۴	۹		ولا یحیطون[۵۱]
۳۹۵	۱۸	ابھی	بھی
۳۹۵	۲۱	کیون نہو	کوئی ہو
۳۹۸	۱۶	مہتضم	مہتضم
۴۰۲	۸	اوسپر	اوسپر[۵۱]
۴۰۷	۱۵	فتلقے[۴۲]	
۴۱۱	احاشیہ	حزم کا	حزم کا لفظ
″	۳	صبر	صبر[۵۱]
″	۶	کما[۴۲]	کما[۴۲]
″	۷	گناہ پر	گناہ پر[۴۲]
۴۱۳	۳		ابی[۵۱]
″	″	من	مع
۴۱۸	۶	سوات	سوأة

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۱۹	۱۹	تہی	نہی
۴۲۰	۲۱	یا نہین	یہ نہین
۴۲۲	۲ حاشیہ	جان	جان کو
″	۳ حاشیہ	ہکو	ہکو اور
″	۵ حاشیہ	ہاوین مراد	توہم ہو جاوین نامراد
۴۲۵	۲۰	اس لیی	اسی لیے
۴۲۶	۱۵		فلنحیینہ[۵۱]
۴۳۰	۱۸	فالیوم	فالیوم[۵۱]
۴۳۱	۲۲	اسراف	اسراف[۵۱]
″	۲۳	اشراک ما بد	اشراک[۵۱] باللہ
۴۳۳	۲	البتہ نشانیان	نشانیان
″	۷ حاشیہ	ہین	نہین
۴۳۸	۱۱	شربت	لربت
″	۱۲	چیزی	چیزی را
″	۱۹	دور	دار
۴۳۹	۹	ہو جاتے	ہو جاتی[۵۱]
۴۴۵	۲ حاشیہ	بندون کے	بندون مین
۴۴۷	۷	لنبتلیہم	لنبتلیہم
۴۴۸	۸	زہرۃ	زہرۃ
۴۴۹	۲	زہرۃ[۵۱]	زہرۃ
″	۵	انا	انا[۵۱]
″	۱۹	ما	ما[۴۲]

صفحہ ۳۹۴ سطر ۹ اور یہ کہیں نہین ملتے

صفحہ ۳۹۴ سطر ۱۵ ۱ اوسکے علم مین سے کچھ جو وہ چاہے

صفحہ ۳۹۴ سطر ۱۸ ۱ فلنحیینہ آلا یعنی پس البتہ ہم اوسکو

صفحہ ۳۹۴ سطر ۲۲ ۱ اپنے رب سے

صفحہ ۳۹۵ سطر ۱۲ ۱ ہوا اور جبر

صفحہ ۳۹۸ سطر ۳ ۱ الی آلا یعنی

صفحہ ۴۰۲ سطر ۱۲ ۱ نہ ہا کر سما نہو ہو جو

صفحہ ۴۰۷ سطر ۱۵ ۱ کہ نے والون سے

صفحہ ۴۱۱ سطر ۲۶ ۱ فلنحیینہ آلا یعنی

صفحہ ۴۱۳ سطر ۳ ۱ زار وسکو ہم جلا دینگے

صفحہ ۴۱۸ سطر ۶ ۱ اب اچھی زندگی

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۵۰	۱	کریمہ کی	کریمہ کا
۴۵۱	۱۷	نام	تمام
۴۵۲	۹	اون کی	سواون کے
۴۵۳	۱۲	ومن یتق ع	
۴۵۶	۲ حاشیہ	یعنی	یعنی جس شی سے
۴۵۸	۲۱	نتبع	فنتبع
″	۲۲ حاشیہ	فصاد تباہو	فصاد تباہوا
۴۵۹	۱۱ حاشیہ	کسی	اور کسی
۴۶۳	۲	من اھتدی	من اھتدی ل
″	۵	السوائی	السوای ج
″	۹	السُّوِیٰ	السُّوَیٰ
۴۶۴	۸	سَیُبْلٰے	سَبْلٰے
		سورۃ الانبیاء	
۴۶۵	۲	منجملہ	منجملہ اون سورتونکی
			ہین جو کہ اول کی
			مین نازل ہوئی ہین
			اور یہی سورتین منجملہ
۴۶۸	۱۵	ہے	ہے
۴۷۵	۷	پڑہ گئے کہ جس	بڑہی کہ جس
۴۷۸	۶	کیا	وہ کیا
″	۱۸	رفع ل	رفع
″	۲۲	رفع ج	رفع ل
۴۸۶	۷	وقالوا	وقالوا ل

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۸۶	۸	ام یقولون	ام یقولون ج
″	″ حاشیہ	لاتا ہے	لایا ہے
۴۹۰	۸	تہ	نہ
″	۱۸	ریادہ	زیادہ
۴۹۱	۱۲	مرحمۃ	رحمۃ
″	۲۱	وما	وما ل
″	۲۲	قل	قل ج
۴۹۵	۳	وما	وما ل
″	۹	کنز ع	کنز
″	۱۶ حاشیہ	سایہ	ساتہ
۴۹۸	۱۶	وانہ	وانہ ل
۴۹۹	۱۳	اس طرح	اسی طرح
۵۰۰	۵	وکم	وکم ل
″	۶	فکاین	فکاین ج
۵۰۱	۹	اونہون	سواونہون
۵۰۳	″	واعواھم	دعواھم
۵۰۹	۱	لوارادہ	لوارادہ ع
″	″	لطفے	لصطفے
۵۰۹	۲	ھو	ھواللہ
″	″	بیٹھا	بیٹا
″	۷	ھای نفی ل	ھای نفی
″	۸	نفی ہے	نفی ہے ل
۵۱۳	۱۵	لفی	نفی
۵۱۶	۵ حاشیہ	فالدفع	فالدمغ

صفحہ ۴۵۰ سطر ۱ عہ ومن یتق الآیۃ یعنی اور جو کوئی ڈرتا رہے

صفحہ ۴۵۲ سطر ۹ عہ اور سکا گزارہ کریگا اور روزی دیگا

صفحہ ۴۵۳ سطر ۱۲ عہ اور سکو جو ان سے ڈرتے ہین خیال نہو

صفحہ ۴۵۹ سطر ۱۱ عہ اور اراد اللہ الآیۃ یعنی اگر اللہ جاہتا کہ اراد کرے

صفحہ ۴۶۴ سطر ۸ عہ زمین تبا اپنی خلق مین جو چاہتا دوبالہ ہے وہی ہے اللہ اکیلا وہ بادشاہ والا

صفحہ ۴۶۵ سطر ۲ عہ منجملہ اون سورتونکی ہین جو کہ اول کی مین نازل ہوئی ہین اور یہی سورتین منجملہ

صفحہ ۴۸۶ سطر ۷ عہ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا الآیۃ

صفحہ ۵۰۹ سطر ۱ عہ لوارادہ اللہ الآیۃ

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵۱۸	۲۳	ان	ان[۱]
۵۱۹	۳	استحار	استحسار
۵۲۰	۱		جاعل[۱]
〃	۲		اولئک[۲]
〃	۶	لایشغفنا	لایشغلنا
۵۲۱	۲۲	وھو	وھو[۳]
۵۲۳	۲۰	ہونے	ہوئے
۵۲۴	〃	بات	بات
۵۳۰	۲	واسال	واسال[۱]
〃	۳	ولقد	ولقد[۲]
۵۳۴	۱۷	نزیہ	تنزیہ
〃	۱۳ حاشیہ	مین	مین آیا
۵۴۱	۴	برسایہ	برسایا
۵۴۵	۱۵	وشریف	شریف
۵۵۱	۱۳	وجعلنا[۱]	وجعلنا
۵۵۴	۱۷	قایل	قابل
۵۵۹	۱۱	تہین	نہین
۵۶۱	۱۰	واذاتتلی	واذاتتلی[۱]
۵۶۷	۳ حاشیہ	پیچھے	نیچے
۵۷۱	۱۸	یجارون[۳]	یجارون[۴]
۵۷۳	۲۳	لہ	نہ
۵۷۴	۱۲	امرہین	امرہین
۵۷۵	۴	تیرے	نیزے
۵۷۵	۶	ماذنی	مازنی
۵۷۶	۱۹	ظہور	نظہور
۵۷۷	۶	ینذرون	یتذرون
〃	۱۳ حاشیہ	رتی بہر	کسی پہ
۵۸۱	۳ حاشیہ	حمزہ	ہمزہ
۵۸۲	۱۱	جب اونکو	کہ اون کو
۵۸۳	۸	نفخ[۱]	نفخ
〃	۱۰	تنفخ	تنفخ
۵۸۷	۱۲	یہی	بہی
〃	۱۵	نصر[۱]	نصرہ
۵۸۸	۱۲	وضیار	ضیاد
〃	۱۳	فرقان	ضیاد
〃	۶ حاشیہ	نہ جاویگا	زجاویگا اور نبی ہوگا
۵۹۱	۱۰	سے	سنے
〃	〃	سو	پس
۵۹۲	۱۹	اوسنے	اوسی نے
۵۹۳	۱۵	آیا تنا	آتینا
۶۰۳	۱	کسرۃ	کسرۃ
〃	۱۵	بکسور	مکسور
۶۰۷	۸	اس	اس
۶۱۰	۱۳	بوجنا	پوجنا

صفحہ ۵۱۸ سطر ۲۳
[۱] یعنی جس نے
[۲] یعنی اس لائے
صفحہ ۵۲۱ سطر ۳
[۱] یعنی اس لائے
صفحہ ۵۳۴ سطر ۱۷
[۱] اولئک یعنی
اونہین سے
صفحہ ۵۴۵ سطر ۱۵
[۱] یعنی اس لائے اور
فرشتون کی اور
سب کی ۱۲

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۶۱۲	۱۲	تنکیس	تنکیس
۶۱۳	۶	بھلا	کچھ بھلا
۶۱۵	۷ حاشیہ	۵۳ الخ	+
۶۱۶	۵	مارتے ہیں[1]	
〃	۲۳	الضروا	انصروا
۶۱۷	۱۷	جلاتی	نہ جلاتی
۶۲۱	۳	کہا	کہا تو
۶۲۴	۲	من الصالحین	صالحین
۶۲۵	۶	تاخور	ناحُوْر
۶۲۶	۱۴	شام کی	شام کی طرف
۶۲۷	۱۸	ومن	ومن[1]
۶۲۸	۲	تسپر	تفسیر
۶۳۱	۵	نعمت	نعمت
۶۳۳	۱۳	لہ و	لہ
۶۳۶	۳	نانبے	تانبے
۶۳۹	۲	نصا	نَصًّا
۶۴۸	۲۱	ومن[1]	
۶۴۹	۱۹	ہو	ہوا
۶۵۳	۱۸	تسبیحہم	تسبیحہم
۶۵۵	۹	افضل	اکثر
〃	۱۰	طائرۃ	طائرۃ
۶۵۷	۳	لکم	لکم اور
۶۶۴	۵	میری واسطے	میرے واسطے[1]
۶۶۵	۳	چونکہ	کیونکہ
۶۶۶	۹	موندی	مونڈی
۶۶۷	۸	سن نو	دونون
۶۶۸	۱	حضرت	+
۶۶۹	۳	ششنیہ	ششنیہ
〃	۷	عرض	عوض
۶۷۴	۵	آپ کو	آیا
۶۷۷	〃	اسلی	اسکی
〃	۲۲	ایوب	ابوہریرہ
۶۷۸	۱	اوٹپر	اونپر
۶۸۱	۹	کہا اوسنے	کہا کہ اوسنے
〃	۱۶	نو	تو
۶۸۲	۱	کرتا تہا	کرتا تہا سو
			ذوالکفل بعد
			اوس کے
			واسطی اوس کے
			ضامن ہوے
			تو وہ ہر روز
			سو نماز پڑہا
			کرتے تہے
۶۸۳	۸	ایوب کا	ایوب کے

[1] صفحہ ۶۱۵ کے حاشیہ بیان کا ۱۲
صفحہ ۶۲۲ سطر ۱
[1] ومن اللیل آیہ
یعنی اور کچھ رات
جاگنا رہ اوسمیں
پڑہتی سجدہ
صفحہ ۶۲۳ سطر ۲۱
[1] ومن لہ یکبر الآیہ
یعنی اور جو لوگ
کہتے اللہ
[1] وہی ہاتھ ہیں
بے انصاف ۱۲

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۶۸۸	۸ حاشیہ	ڈالوایا	ڈلوایا
۶۹۴	۱۷	شعیب[۱]	
〃	۱۸	تاکہ[۲]	
۶۹۵	۱۴	کوئی	نہ کوئی
۶۹۶	۲۱	کچھ بھی	کچھ بھی ہو
۷۰۱	۲۲	النُجاءُ	النجاءُ
۷۰۲	۱	وُلِدَتْ	وَلَدَتْ
۷۰۹	۷	زغب	رغب
۷۱۰	۱۷	ومریم[۳]	
۷۱۷	۱۹	یاایھاالرسل	یاایھاالرسل[۴]
۷۱۹	۴	انی	انی[۵]
۷۲۰	۱۸	لی	کے
۷۲۴	۳ حاشیہ	شفتین	شفتین
۷۲	۷	طلیغہ	طلیعہ
۷۳	۱۱	ینبون	ینیبون
۷۳	۷	ہوتا ہے	ہونا ہے
۷۳۶	۳	اعراض	اضراب
〃	۱۷	اگر یہ	اگر
۷۳۷	۲	بحر	سجر
۷۳۹	۱۳	رعزیر	وعزیر
۷۴۰	۳	ملھم رفیھا	لھم فیھا
〃	〃	حرکہ	جوکہ
۷۴۰	۱۱	وبخشر ہم	وبخشرہم[۵۶]
۷۴۱	۱۶	بکسرجای	بکسرجای[۵۷]
۷۴۲	۴	شعبلی	شعبہ
۷۴۳	۱۰	وقالوا	وقالوا
〃	۱۳	المخارۃ[۵۸]	المنارۃ[۵۹]
۷۴۴	۲	وآیت	یہ آیت
〃	۳	بہ اَلہ	وآلہ
۷۴۶	۱	جائیگا	جائیگا قالہ الحسن البصری
〃	۳	سلقاہم	تتلقاہم
〃	۲۰	وان	وان[۶۰]
۷۴۸	۴	وامن	ومن
〃	۸	مایولس	مایوس
۷۴۹	۷ حاشیہ	قرشی	قرشی کے
۷۵۳	۱۵	کیا ہے[۶۱]	کیا ہے[۶۲]
〃	۱۸	جائے گا[۶۳]	جائے گا[۶۴]
۷۵۳	۲۰	کاش[۶۵]	کاش[۶۶]
۷۵۴	۱۲	اوار	اور
۷۵۶	۱۳	معنے یہ	معنی
۷۶۱	۵	اول[۶۷]	اول[۶۸]
〃	۹	بدانا[۶۹]	بدانا[۷۰]
〃	〃	محذوف[۷۱]	محذوف[۷۲]

[۱] صفحہ ۶۹۴ سطر ۱۷ شعیب سے خزاز اور ابن خازن مین شعیا ہے اور اسی طرح ہے

[۲] صفحہ ۶۹۴ سطر ۱۸ تاکہ سے والد اعلم

[۳] صفحہ ۷۱۰ سطر ۱۷ ومریم سے خازن مین اور اسی طرح ہے فانی الغنی فی تکلیف اولئک حتی یسئل

[۴] صفحہ ۷۱۷ سطر ۱۹ یاایھاالرسل سے بغیر الف یعنی اور مریم بغیر الف یعنی

[۵] صفحہ ۷۱۹ سطر ۴ انی سے بغیر یاء یعنی اور مریم بغیر الف یعنی

[۵۶] صفحہ ۷۴۰ سطر ۱۱ وبخشرہم سے خزاز اور ابن خازن مین شعیا ہے اور اسی طرح ہے

[۵۷] صفحہ ۷۴۱ سطر ۱۶ بکسرجای سے والد اعلم

[۵۸] صفحہ ۷۴۳ سطر ۱۳ المخارۃ سے خازن مین اور اسی طرح ہے فانی الغنی فی تکلیف اولئک حتی یسئل

[۵۹] صفحہ ۷۴۳ سطر ۱۳ المنارۃ سے بغیر الف یعنی اور مریم بغیر الف یعنی

[۶۰] صفحہ ۷۴۸ سطر ۲۰ وان سے بغیر یاء یعنی اور مریم بغیر الف یعنی

[۶۱] صفحہ ۷۵۳ سطر ۱۵ کیا ہے سے بغیر یاء یعنی اور مریم بغیر الف یعنی

[۶۲] صفحہ ۷۵۳ سطر ۱۵ کیا ہے سے خزاز اور ابن خازن مین شعیا ہے اور اسی طرح ہے

[۶۳] صفحہ ۷۵۳ سطر ۱۸ جائے گا سے بغیر یاء یعنی اور مریم بغیر الف یعنی

[۶۴] صفحہ ۷۵۳ سطر ۱۸ جائے گا سے خزاز اور ابن خازن مین شعیا ہے اور اسی طرح ہے

[۶۵] صفحہ ۷۵۳ سطر ۲۰ کاش سے بغیر یاء یعنی اور مریم بغیر الف یعنی

[۶۶] صفحہ ۷۵۳ سطر ۲۰ کاش سے خزاز اور ابن خازن مین شعیا ہے اور اسی طرح ہے

[۶۷] صفحہ ۷۶۱ سطر ۵ اول سے بغیر الف یعنی اور مریم بغیر الف یعنی

[۶۸] صفحہ ۷۶۱ سطر ۵ اول سے خزاز اور ابن خازن مین شعیا ہے اور اسی طرح ہے

[۶۹] صفحہ ۷۶۱ سطر ۹ بدانا سے بغیر یاء یعنی اور مریم بغیر الف یعنی

[۷۰] صفحہ ۷۶۱ سطر ۹ بدانا سے خزاز اور ابن خازن مین شعیا ہے اور اسی طرح ہے

[۷۱] صفحہ ۷۶۱ سطر ۱۲ محذوف سے بغیر یاء یعنی اور مریم بغیر الف یعنی

[۷۲] صفحہ ۷۶۱ سطر ۱۲ محذوف سے خزاز اور ابن خازن مین شعیا ہے اور اسی طرح ہے

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۷۶۱	۲۲	ولقدش	
۷۶۶	۱۷	ماتو	مانوتو
〃	۱۹	نہا	تہنا
۷۷۸	۹ حاشیہ	لاالفتاح	لانفتاح
〃	۲۳	تاتکمتون	ماتکمتون

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۷۷۹	۶	مرد	مراد
〃	۱۰	ومناہ	
〃	۱۱	ومتاع	ومتاع
۷۸۱	۲۳	کرنے	کرتے

تمت

صفحہ ۷۶۱ سطر ۲۲ ولقد الآیہ یعنی اور تم ہمارے پاس آئے ایک ایک جیسے ہم نے بنائے تھے پہلی بار ۱۲

صفحہ ۷۷۹ سطر ۱۰ وما یدریک الآیہ یعنی اور تجھکو کیا خبر ہے شاید کہ وہ سنورتا اور تجھکو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو ۱۲

بالخیر

جزء هشتم کتاب

الجزء الثامن من تفسير القرآن

المسمى

ترجمان القرآن

بلطائف البيان

قد طبع في المطبع المفيد عام
الكائن في اكره
سنة ١٣١٢ هـ

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۷۶۱	۲۲	ولقد[۵]	
۷۶۶	۱۷	ماتو	مانوتو
〃	۱۹	نہنا	تہنا
۷۷۸	۹ حاشیہ	لالفتاح	لانفتاح
〃	۲۳	تاتکمتون	ماتکمتون

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۷۷۹	۶	مرد	مراد
〃	۱۰	ومناۃ[۱]	
〃	۱۱	ومتاع[۲]	ومتاع
۷۸۱	۲۳	کرنے	کرتے

تمت

صفحہ ۷۶۱ سطر ۲۲ ولقد الآیہ یعنی اور تم ہمارے پاس آئے ایک ایک جیسے ہم نے بنائے تھے پہلی بار ۱۲

صفحہ ۷۷۹ سطر ۱۰ وما یدریک الآیہ یعنی اور تجھکو کیا خبر ہے شاید کہ وہ ساعت اور تجھکو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو ۱۲

بالخیر

جزء هشتم کتاب

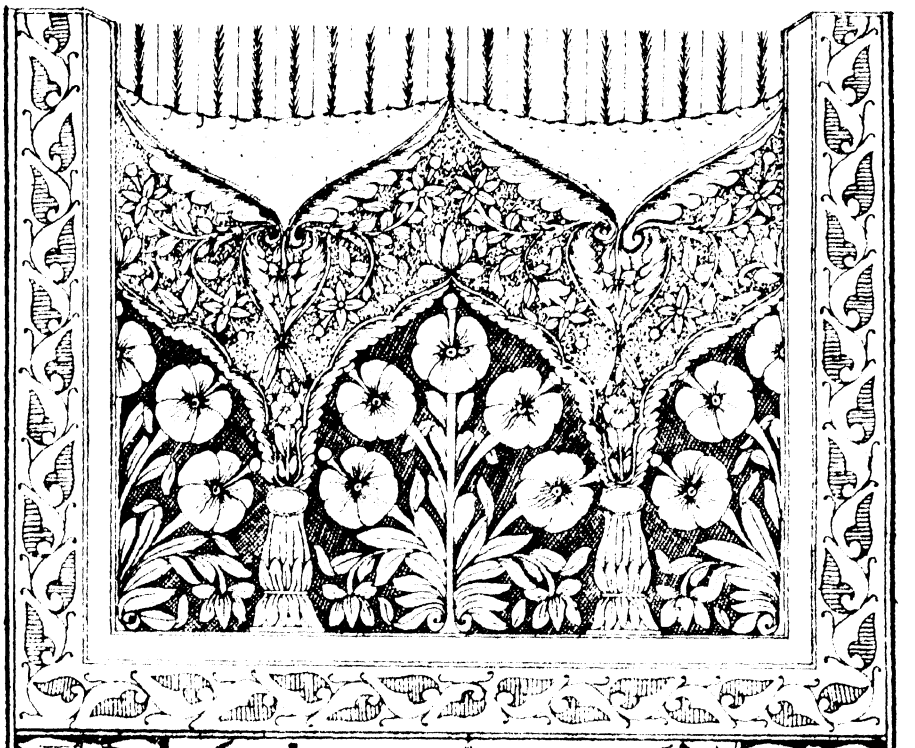
الجزء الثامن من تفسير القرآن

المسمى

ترجمان القرآن

بلطائف البيان

قد طبع في المطبع المفيد عام
الكائن في اكره
سنه ١٣١٢ هـ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ بِجَاہِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ مَا تَلَا نَالٍ وَقَرَأَ قَارِئٌ وَحَجَّ حَاجٌّ اٰمِیْنَ

تفسیر سورۃ الحج

عُلما نے اختلاف کیا ہے کہ یہ سورت مکّی ہے یا مدنی ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ حج مدینہ مین نازل ہوئی ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اسکے روایت کیا ہے ضحاک کا بھی یہی قول ہے قرطبی نے ایک قول حضرت ابن عبّاس ومجاہد کا یہ نقل کیا ہے کہ مکّی ہے ابن منذر نے قتادہ سے یہ روایت کیا ہے کہ مدینے مین قرآن سے سورۂ حج اوتری مگر چار آیتین مکّی ہین وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبیّ الی قولہ عذاب یوم مقیم قرطبی نے حضرت ابن عبّاسؓ سے نقل کیا ہے کہ مکّی ہے سوائے تین آیتون کے کسی نے کہا چار آیتین الی قولہ عذاب الحریق نقاش سے حکایت کیا ہے کہ سورۂ حج سے دس آیتین مدینے

مین نازل ہوئین قرطبی نے کہا جمہور نے کہا ہے کہ یہ سورت مختلط ہے بعض آیمین سے مکی ہے اور بعض مدنی قرطبی نے کہا صحیح یہی قول ہے کیونکہ آیتین اسی بات کی مقتضی ہین اسلیئے کہ یا ایھا الناس مکی ہے اور یا ایھا الذین امنوا مدنی ہے عزیزی نے کہا یہ سورت اعاجیب سور سے ہے رات کو اوتری دن مین اوتری سفر و حضر مین نازل ہوئی مکے و مدینے مین صلح و حرب مین ناسخ ہے اور منسوخ ہے محکمہ ہے اور متشابہ ہے **اسکی فضیلت مین** کئی حدیثین وارد ہوئی ہین چنانچہ امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و حاکم و ابن مردویہ و بیہقی نے اپنی سنن مین حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا سورۂ حج باقی قرآن پر دو سجدون کے ساتھ فضیلت دیگئی ہے فرمایا ہان پس جو شخص ان دونو کو نکرے تو اوسکو نہ پڑھے ترمذی نے کہا ھذا حدیث حسن لیس اسنادہ بالقوی **ابو داؤد** نے مراسیل مین اور بیہقی نے خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے فضیلت دیگئی سورۂ حج قرآن پر ساتھ دو سجدون کے سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و اسمعیل و ابن مردویہ و بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ سورۂ حج مین دو سجدے کیا کرتے تھے اور کہتے کہ یہ سورت باقی قرآن پر دو سجدون کے ساتھ فضیلت دیگئی ہے بہت سے صحابہ سے مروی ہے کہ آسمین دو سجدے ہین امام شافعی و ابن مبارک و امام احمد و اسحق اسی کے قائل ہین بعض نے کہا کہ آسمین ایک سجدہ ہے حضرت سفیان ثوری کا یہی قول ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس و ابراہیم نخعی سے اسکو روایت کیا ہے **اسکی آیتون** مین کئی قول ہین ۱ چوہتر ۲ پچھتر ۳ چھیتر ۴ ستتر ۵ اٹھتر آیتین ہین حفناوی نے کہا کہ خازن وغیرہ نے اس قول کو حکایت کیا ہے اور شاید اونکے نزدیک راجح قول بھی یہی ہو خازن نے ذکر کیا ہے کہ اس سورت مین ۱۲۷۱ کلمے ہین اور ۵۷۵ حرف ہین +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الناس اتقوا ربکم ج ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم ○ یوم ترونھا تذھل

۱ جمل مین ہے ۱۲ کہا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

۲ کذا فی فتح القدیر و فتح البیان جمل مین غفرلہ ربہ و لوالدیہ عفی عنہ

کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملہا وتری الناس سکٰری وما ہم بسکٰری ولکن عذاب اللہ شدید ○ لوگو ڈرو اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے جسدن اوسکو دیکھوگے بھول جاوے گی ہر دودھ پلانیوالی اپنے دودھ پلائے کو اور ڈالدے گی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگون پر نشا اور اونپر نشا نہین پر آفت اللہ کی سخت ہے ف اللہ پاک بندون کو اپنے تقوے کا امر فرماتا ہے اور روز قیامت کے احوال واحوال وزلازل جو آیندہ اونکو پیش آینگے اونکی خبر دیتا ہے مفسرین نے اختلاف کیا ہے زلزلۂ ساعت مین کہ جسدن لوگ اپنی قبرون سے اوٹھین گے عرصات قیامت کی طرف جائین گے آیا یہ زلزلہ اوسکے بعد ہوگا یا یہ زلزلہ مراد ہے زلزلۂ زمین سے قبل اسکے کہ لوگ اپنی قبرون سے اوٹھین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے اذا زلزلت الارض زلزالہا واخرجت الارض اثقالہا اور فرمایا وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیومئذ وقعت الواقعۃ الایہ اور فرمایا ہے اذا رجت الارض رجا وبست الجبال بسا الآیہ پس ایک گروہ اسکا قائل ہے کہ یہ زلزلہ آخر عمر دنیا واوّل احوال ساعت مین ہونیوالا ہے ابن جریر نے علقمہ سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ قبل ساعت کے ہے ابن ابی حاتم نے بھی علقمہ سے اسکو روایت کیا ہے کہا اور شعبی وابراہیم وعُبید بن عُمیر سے بھی مثل اسکے مروی ہے ابو کدینہ نے عن عطاء عن عامر الشعبی سے روایت کیا ہے کہا کہ یہ دنیا مین ہے روز قیامت سے پہلے امام ابو جعفر ابن جریر اس قول کے قائل کی سند حدیث صور مین لائے ہین بسند خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ جب آسمان وزمین کے پیدا کرنیسے فارغ ہوا تو صور کو پیدا کیا پھر اوسے اسرافیل کو دیا پس وہ اوسکو اپنے مُنہ پر رکھنے والے ہین اپنی بصر عرش کیطرف بلند کرنیوالے ہین انتظار کر رہے ہین کہ کب امر کیا جاے حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صور کیا ہے فرمایا ایک قرن ہے عرض کیا پھر وہ کیسے ہے فرمایا ایک بڑا قرن ہے یعنی سینگ اوسمین تین پھونکین پھونکی جائینگی پہلی پھونک

ف جب ہلائی زمین زلزلہ سے اور نکالدے زمین اپنے بوجھ اور کہے آدمی کیا ہوا اسکو اوسدن بیان کریگی زمین خبریں اوسکی کہ کیا کیا اوسپر کیے ہون بیان کریگی زمین خبریں اوسکی کہ کیا کیا اوسپر کیے ہون بیان کریگی زمین خبریں اوسکی کہ کیا کیا اوسپر کیے ہون

گھبراہٹ کی دوسری صعق یعنی بیہوشی کی تیسری پھونک کھڑے ہونے کی واسطے رب العالمین
کے اللہ حکم دے گا اسرافیل کو نفخۂ اول کا پس کہیگا کہ نفخۂ فزع پھونک تو آسمانون والے
اور زمین والے گھبرا جائین گے مگر وہ لوگ جنکو اللہ چاہے یعنی وہ نہ گھبرائین گے اور اللہ
اسرافیل کو حکم دیگا تو وہ اوس پھونک کو کھینچین گے اور اوسکو لمبا کرینگے اور سستی
نکرینگے اور یہ وہی نفخہ ہے جسکے حق مین اللہ کہتا ہے وما ینظر ہؤلاء الا صیحۃ
واحدۃ مالہا من فواق پس پہاڑ چلینگے پھر مٹی ہو جائین گے اور زمین اپنے لوگون
سمیت ہلے گی ہلنے کریہ وہی زلزلہ ہے جسکے حق مین اللہ تعالی کہتا ہے یوم ترجف
الراجفۃ تتبعہا الرادفۃ قلوب یومئذ واجفۃ پھر زمین ایسی ہو جائیگی جیسے کشتی
کہ ہلاک ہو رہی ہے موجین اوسکو مار رہی ہین اوسے اوسکے لوگون سمیت جھکا رہی ہین
اور جیسے قندیل کہ عرش سے لٹکی ہوئی ہے ہوائین اوسکو ادھر اودھر جھکا رہی ہین فیمتد
الناس علی ظہرہا یعنی پس لوگ اوسکی پشت پر بچھ جائین گے پھر دودھ پلانیوالیان غافل
ہو جائینگی یعنی اپنے بچون سے اور پیٹ والیان بچے جن دینگی اور بچے بوڑھے ہو جائینگے
اور شیطان بھاگتے ہوئے اوڑینگے یہانتک کہ اقطار مین آئین گے یعنی اطراف واکناف
آسمان مین جائین گے تو اونسے فرشتے ملین گے پس اونکے منہ کو مارین گے تو وہ لوٹ
آئینگے ویولی الناس مدبرین بعض بعض کو پکارینگے یہ وہی حال ہے جسکا ذکر اللہ تعالے
فرماتا ہے یوم التناد یوم تولون مدبرین مالکم من اللہ من عاصم ومن یضلل اللہ
فما لہ من ہاد پھر وہ اس حال پر ہونگے کہ زمین شق ہو جائے گی ایک قطر سے
دوسرے قطر تک اور ایک امر عظیم دیکھین گے فاخذہم لذلک من الکرب ما اللہ اعلم بہ
یعنی پھر انکو اسکے سبب سے وہ کرب وبیقراری پکڑے گی جسکو اللہ ہی خوب جانتا ہے پھر
وہ آسمان کیطرف نظر کرینگے تو ناگاہ وہ ایسا ہوگا جیسا تانبا پگھلا ہوا پھر اسکے سورج وچاند
کو گھن لگ جائیگا یعنی بے نور ہو جائینگے اور اسکے تارے جھڑ پڑینگے ثم انشقت
عنہم یعنی پھر آسمان اونسے کھول دیا جائیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اور مردے اس سے کچھ نہ جانین گے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر وہ لوگ کون ہین

۱۱ اور زمین کھینچے
۱۲ لوگ بھی مرتے ہی ایک
چیخ کھاکر گر پڑینگے
۱۳ نہ لے گی
جسمون کا کھانے والا
اوسکے نیچے دوسرے
دل اوسمان دہرکتے ہین
۱۴ جبل نے اہا
زمین سے عرش صورۃ
عکس آنکھ کی سے آنکھ
بون سے اور کالمہل
المعلق تحرک الریاح
واللہ اعلم شما قندیل کی
تحریف منزل ہوا
۱۵ دن ہاتھ پکار
کا جسمون بجاکے پیچھے
دیکھو زمین بکھر اللہ سے
بچانیوالا اور جی وعلی
مین ڈالے اللہ کو زمین
۱۶ اسکو جھاڑ دیگا
کریم عیسی آکھا رہتے ہین
جسطرح عیسی اسمان کا پہنچا ہے
جسکا ذکر ہو چکا ہے
۱۷

جنکا اللہ نے استثنا کیا ہے جسوقت کہ فرماتا ہے ففزع من فی السموات ومن فی
الارض الا من شاء اللہ فرمایا وہ لوگ شہدا ہین اور گھبراہٹ تو زندون کیطرف
پہونچیگی وہ لوگ تو اپنے رب کے پاس ہین روزی دیئے جاتے ہین اور اللہ نے اوس
دن کی شر سے اونکو بچا لیا ہے اور اونکو امن دیا ہے اور وہ اللہ کا عذاب ہے اپنے
بدترین خلق پر اوسکو بھیجے گا اور وہ وہی ہے جسکو اللہ فرماتا ہے یا ایہا الناس اتقوا ربکم
الایہ طبرانی و ابن جریر و ابن ابی حاتم اور بہت سے لوگون نے اس حدیث کو بغایت
طویل روایت کیا ہے غرض اس سے یہ ہے کہ یہ حدیث اسپر دال ہے کہ یہ زلزلہ روز قیامت
سے پہلے ہونیوالا ہے اوسکی اضافت قیامت کی طرف اسلئے کی کہ اوس سے قریب ہے
جسطرح کہ اشراط الساعت کہتے ہین اور مثل اسکے واللہ اعلم **دوسرے لوگون نے**
کہا بلکہ یہ ہول و فزع و زلزال و بلبال قیامت کے دن عرصات مین ہونیوالا ہے بعد
اوٹھنے لوگون کے قبرون سے ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور ان لوگون نے
کئی حدیثون سے حجت پکڑی ہے **حدیث اوّل** امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے حضرت
عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اور آپ اپنے بعض سفرون مین تھے اور آپ چلنے والے لوگون سے قریب
ہوگئے تھے آپنے ان دو آیتون کے ساتھ اپنی آواز بلند فرمائی یا ایہا الناس الی
قولہ شدید پھر جب آپکے اصحاب نے اسکو سنا تو سواریون کو تیز کیا اور جان لیا کہ وہ
نزدیک اس بات کے ہے جسکو آپ فرما رہے ہین پھر جسوقت آپکے گرداگرد قریب ہوئے
تو آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کونسا دن ہے یہ اسدن ہے کہ آدم علیہ السلام
پکارے جائینگے پس اونکا رب عزوجل اونکو پکاریگا تو کہے گا اے آدم بھیج اپنے
بعث کو طرف دوزخ کے یعنی جو لوگ دوزخی ہین دوزخ کیطرف بھیجے جائینگے پس
حضرت آدم عرض کرینگے اے میرے رب اور کیا ہے بعث نار کا یعنی اوسکا مقدار و اندازہ
کیا ہے تو اللہ پاک فرمائیگا ہر ہزار سے نو سو ننانوے آگ مین اور ایک جنت مین آدمی نے
کہا فابلس اصحابہ حتی ما اوضحوا بضاحکۃ یعنی آپکے اصحاب مارے خوف و غم و حیرت

کے یہانتک ساکت ہوئے کہ ہنسنے والے دانتون مین سے ایک دانت کو بھی ظاہر نہ کیا
پھر جب آپنے یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو فرمایا خوش ہوجاؤ اور عمل کرو پس قسم ہے اوس ذات
کی جسکے ہاتھہ مین محمدؐ کی جان ہے بیشک تم البتّہ ہمراہ ایسے دو خلق کے ہو کہ نہین ہوتے
وہ ہمراہ کسی شئے کے کبھی مگر وہ اوسکو بہت کردیتی ہین یاجوج وماجوج اور وہ لوگ جو کہ بنی آدم و
اولاد ابلیس سے ہلاک ہوگئے ہین راوی نے کہا کہ پھر وہ رنج وغم اونسے دور ہوگیا پھر فرمایا
عمل کرو اور خوش ہوجاؤ پس قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھہ مین محمدؐ کی جان ہے نہین ہو
تم لوگون مین مگر مثل شامۃ یعنی خال کے اونٹ کے پہلو مین یا مثل رقمۃ[۵۱] کے ذراع دابہ مین
وھکذا رواہ الترمذی والنسائی فی کتاب التفسیر من سننہما بنحوہ وقال الترمذی
حسن صحیح اس حدیث شریف کا ایک اور طریق ہے **طریق دیگر** ترمذی نے حضرت
عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے
جبکہ یا ایّھا النّاس الی قولہ شدید نازل ہوئی راوی نے کہا کہ یہ آیت آتری اور آپ
سفر مین تھے پس فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کونسے دن ہوگا صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اسکے
رسول دانا تر ہین فرمایا یہ اوسدن ہوگا کہ اللہ آدمؑ سے فرمائیگا بھیج بعث نار کا آدمؑ کہینگے یارب
بعث نار کا کیا ہے فرمائیگا نوسو ننانوے طرف آگ کے اور ایک طرف جنّت کے پس مسلمان
رونے لگے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاربوا وسدّدوا یعنی تم اپنے
اعمال سے سداد و استقامت طلب کرو یعنی میانہ روی اختیار کرو افراط وتفریط کے درمیان
کی راہ لو اور اگر اس سے عاجز ہوجاؤ تو اس سے قریب ہو اسکے سوا اور معنی بھی ہین فرمایا
اسلئے کہ کبھی کوئی نبوّت نہین ہوئی مگر اوسکے آگے جاہلیت ہوئی ہے فرمایا پس وہ شمار
جاہلیت سے لیا جائیگا پھر اگر پورا ہوگیا فبہا ورنہ منافقون سے پورا کیا جائیگا اور نہین ہے
مثل تمہاری اور مثل امتون کی مگر مثل رقمہ کے ذراع دابہ مین یا مثل خال کی اونٹ کے پہلو مین
پھر فرمایا بیشک البتّہ مین امید کرتا ہون کہ تم چوتھا حصّہ جنّت والونکا ہو پس صحابہ نے اسکو
بڑا سمجھا پھر فرمایا بیشک البتّہ امید کرتا ہون کہ تم اہل جنّت کے تہائی ہو پس صحابہ نے اسکو
بڑا سمجھا پھر فرمایا بیشک مین البتّہ امید کرتا ہون کہ تم اہل جنّت کے نصف ہو پس صحابہ نے

[۵۱] رقمہ ہی الھنۃ النابتۃ فی ذراع الدّابۃ من داخل وھما الرقمتان فی ذراعیہا ۱۲ منہ

اسکو بڑا سمجھا پھر راوی نے کہا مین نہین جانتا ہون کہ آپنے تلثین فرمایا یا نہین وکذا رواہ
الامام احمد عن سفیان بن عیینۃ بہ ثم قال الترمذی ایضا ھذا حدیث صحیح
وقد رواہ ابن ابی حاتم بسندہ عن عمران فذکرہ وھکذا روی ابن جریر عن
بندار عن غندر عن عوف عن الحسن قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم لما قفل من غزوۃ العسیرۃ ومعہ اصحابہ بعد ما شارف المدینۃ قرأ
یا ایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم وذکر الحدیث وذکر نحو سیاق
ابن حمدان واللہ اعلم **حدیث دوم** ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہا کہ ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم نازل ہوئی وذکر یعنی نحو سیاق الحسن
عن عمران غیر انہ قال ومن ھلک من کثرۃ الجن والانس ورواہ ابن جریر بطولہ من
حدیث معمر **حدیث سوم** ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو پڑہا فذکر نحوہ وقال
فیہ انی لارجوان تکونوا ربع اھل الجنۃ ثم قال انی لارجوان تکونوا ثلث اھل
الجنۃ ثم قال انی لارجوان تکونوا شطر اھل الجنۃ ففرحوا وزاد ایضا وانما انتم
جزء من الف جزء **حدیث چہارم** بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین حضرت ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت
کے دن اللہ تعالی فرمائیگا اے آدم تو وہ کہین گے لبیک ربنا وسعدیک یعنی مین حاضر ہون
پھر آواز سے ندا کریگا کہ اللہ تجھکو حکم کرتا ہے کہ تو اپنی اولاد سے بعث نکالے طرف دوزخ کے
آدم کہین گے یا رب بعث نار کیا ہے فرمائیگا کہ ہر ہزار سے اسی اہ قال فوسونتا لوے پس اسوقت
پیٹ والی اپنے حمل کو ڈالدے گی اور بچا بوڑہا ہوجائیگا اور تو دیکھے گا تو لوگونکو مست اور وہ مست
نہین ہین ولیکن اللہ کا عذاب سخت ہے پس یہ بات لوگون پر شاق گزری یہانتک کہ انکے
چہرے متغیر ہوگئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج وماجوج سے نو سو ننانوے
اور تم مین سے ایک تم لوگون مین مثل سیاہ بال کے ہو سفید بیل کے پہلو مین یا مثل سپید
بال کے کالے بیل کے پہلو مین مین البتہ امید کرتا ہون کہ تم اہل جنت کے چوتھائی ہو پس

ہمنے اسکو بڑا جانا پھر فرمایا کہ تہائی اہل جنّت کے تو ہمنے اسکو بڑا جانا پھر فرمایا کہ آدھے
اہل جنّت کے پس ہمنے اسکو بڑا جانا وقد رواہ البخاری فی غیر ھذا الموضع ومسلم والنّسائی
فی تفسیرہ من طرق عن الاعمش بہ **حدیث پنجم** امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک
اللہ بھیجے گا قیامت کے دن ایک منادی اے آدم بیشک اللہ تجھکو امر فرماتا ہے کہ تو
اپنی ذرّیت سے بعث بھیج طرف دوزخ کے تو آدمؑ کہین گے یارب وہ کون ہین پھر اونسے
کہا جائیگا کہ ہر سو سے ننانوے اسپر ایک آدمی نے قوم مین سے عرض کیا یارسول اللہ
بعد اسکے وہ ناجی ہم مین سے کون ہے فرمایا کیا تم جانتے ہو نہین ہو تم لوگون مین مگر مثل خال
کے اونٹ کے سینے مین انفرد بھذا السّند وھذا السّیاق الامام احمد **حدیث**
ششم امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ نبی
صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپنے فرمایا بیشک تم محشور ہوگے طرف اللہ
کے قیامت کے دن ننگے پانؤن ننگے بدن بے ختنہ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ
مرد اور عورتین بعض اونکا بعض کیطرف نظر کریگا فرمایا اے عائشہؓ اِنّ الامر اشدّ من ان
یھمھم ذلک یعنی حادثہ بہت سخت ہے مارے شدّت کے اونکو اسکا خیال تک نگذرے گا
اخرجاہ فی الصّحیحین **حدیث ہفتم** امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے کہا مین نے عرض کیا یارسول اللہ کیا یاد کریگا دوست اپنے دوست کو دن قیامت
کے فرمایا اے عائشہؓ تین جگہہ تو نہین ترازو کے پاس یہانتک کہ سبھاری ہو یا ہلکی سو نہین
اور نامۂ اعمال کے اوڑتے وقت یا اپنے دست راست مین دیا جائیگا یا دست چپ مین سو نہین
اور جسوقت کہ آگ سے ایک عنق[۵۱] نکلے گی پھر وہ اوپر لپیٹ دیجائیگی اور اوپر خفا ہوگی اور وہی عنق
کہے گی کہ مین مقرر کیگئی ہون تین آدمیون پر۔ مقرر کیگئی ہون تین آدمیون پر۔ مقرر کیگئی ہون
تین آدمیون پر۔ مقرر کیگئی ہون اُس شخص پر جسنے دعویٰ کیا اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کا اور
مقرر کیگئی ہون اوس شخص پر جو روز حساب پر ایمان نہین لاتا ہے اور مقرر کیگئی ہون ہر جبّار[۵۲] عنید پر
فرمایا پھر وہ عنق اوپر لپیٹ جائے گی اور اونکو عمرات[۵۳] جہنّم مین پھینکدے گی اور جہنّم کا ایک پُل ہے

۵۱ عنق بمعنی قطعۂ عذاب کے ہے ۱۲
۵۲ جبّار وہ ہے کہ جس مرتبے کا مستحق نہ ہو اوسکا دعویٰ کرے اور جبّار عنید وہ ہے کہ میانہ روی سے مائل ہو قدر سے بڑھنے والا کیا وجود حق کے اور سکو رد کرے ۱۲
۵۳ عمرات جہنّم وہ جگہین کہ جن جگہون مین بہت سی ہوگی ۱۲

بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز اور سپر کلالیب[۱] و حسک ہین پکڑ لینگے اوس شخص کو جسکو اللہ چاہیگا اور لوگ اوس پل پر مثل بجلی کے ہونگے اور مثل[۲] پاک مارنے کے اور مثل ہوا کے اور مثل تیز گھوڑون اور اونٹون کے اور رشتے کتنے ہونگے رب سلم سلم یعنی الٰہی سلامت رکھ سلامت رکھ فناج[۳] مسلمۃ و مخدش مسلم و مکدوس فی النار علی وجھہ احادیث و آثار روز قیامت کے احوال مین بکثرت وارد ہوئی ہین اونکے ذکر کی اور جگہہ ہے اور اسی لیئے اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا ہے کہ ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم یعنی قیامت کا زلزلہ ایک امر عظیم و خطب جلیل و طارق منقطع و حادث ہائل و کائن عجیب ہے یعنی ایک بڑا ہولناک حادثہ ہے کہ اوس سے بڑھکر کوئی حادثہ نہین ہے زلزال وہ رعب اور گھبراہٹ ہے جو نفوس کو حاصل ہوگی کما قال سبحانہ و تعالیٰ ھنالک[۴] ابتلی المؤمنون و زلزلوا زلزالا شدیدا پھر اللہ پاک نے فرمایا یوم ترونہا یہ ضمیر شان کے باب سے ہے اور اسی لیئے اوسکی تفسیر کرکے یون ارشاد کیا تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت یعنی دودھ پلانے والی جس ہول و دہشت کو دیکھیگی تو اوسکے مارے جو شخص اوسکو سب سے زیادہ محبوب تھا اور سب سے بڑھکر اوسپر شفیق و مہربان تھی اوسکے دودھ پلانے کی حالت مین اوس سے غافل ہوجائیگی مارے خوف و ہول کے اوسکا بھی اوسے کچھ خیال نرہیگا چونکہ دودھ پلانے کے حال مین اوسکو بھول جائے گی اسلیئے کل مرضعۃ فرمایا اور مرضع بدون تاء کما اور فرمایا عما ارضعت یعنی اپنے بچہ شیر خوار سے قبل اوسکے دودھ چھوٹنے کے وتضع کل ذات حمل حملہا یعنی بسبب شدت ہول کے پورے دن ہونیسے پہلے اپنے حمل کو ڈالدیگی وترى الناس سكارى کسی نے سکریٰ پڑہا ہے یعنی مارے شدت حادثے کے جسمین وہ ہوجائینگے اونکی عقلین کھوجائینگی اور اونکے ذہن غائب ہوجائین گے پھر جو کوئی اونکو دیکھے گا تو گمان کریگا کہ وہ نشے مین چور ہین حالانکہ نشے سے مست نہین ہین لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے یعنی اوسکے سبب سے اونکے ہوش و حواس جاتے رہے کذا فی ابن کثیر **شریف** چونکہ خاتمہ سورہ متقدم مین اعادہ و ماقبل و مابعد اعادی کے ذکر کی طرف کلام منجر ہوا اسلیئے اللہ پاک نے اس سورت مین قیامت و قیامت کے احوال کے ذکر سے ابتدا کی واسطے برانگیختہ کرنے کے تقوی پر کون تقوی جو کہ نافع ترین زاد ہے پس فرمایا یا ایہا الناس اتقوا

---

[۱] کلالیب جمع ہے کلوب کی کلوب لوہے کے آنکڑے جنکے سر مڑھے ہوئے اور خمدار لفتین لوہے کے سخت کانٹے

[۲] حدیث شریف کا لفظ ہے مر بکم طائے تحتی جیسی ذرین کے ہے یعنی مثل برق کے

[۳] یعنی پھٹکارا ہوا گنہگار تین قسم کے لوگ ہونگے ایک تو وہ ہین کہ ننگے اور ننگے پاؤن اوس سے پار ہونگے ایک وہ ہین کہ آنکڑون نے اونکا گوشت نوچا کھسوٹا اور ہڈی کی پسلی سے بچ رہے کچھ نجات پاکر پار ہوگئے ایک وہ ہین کہ اونکو لپیٹ کر

[۴] یعنی جہنم سے ایک آواز جو اوسنے سنی ہوگی اور خمدار لفتین لوہے کے سخت کانٹے

ربکم مراد ناس سے بنی آدم ہین نسفی نے یہی کہا ہے محلی نے کہا اہل مکّہ وغیرہم فتح القدیر
وفتح البیان مین کہا ہے کہ لفظ ناس شامل ہے سارے مکلّفین کو جو موجود ہین اونکو اور جو آیندہ
موجود ہونگے اونکو بھی شامل ہے اسکا بیان اپنی جگہہ مین ہوچکا ہے سورہ بقر مین ہم اسکی تحقیق
کچھ ذکر کرچکے ہین شیخزادے نے حضرت ابن عبّاس سے نقل کیا ہے کہ معنی یہ ہین کہ یا اھل
مکّة احذروا عقاب ربکم بطاعتہ یعنی اے مکّے والو تم اپنے پروردگار کی طاعت و فرمانبرداری
کرکے اسکے عقاب و عذاب سے حذر کرو کیونکہ جس تقوی کا امر فرمایا ہے اوسکا تحقق اسیطرح
ہوتا ہے کہ سارے محرمات سے بچے منجملہ واجبات کے ۔ ہر واجب کے ترک سے پرہیز کرے
یعنی سارے واجب بجالائے بالجملہ مراد تقوی سے اس قول کی بنیاد پر بچنا ہے ہر شئے گناہ مین
ڈالنے والی سے وہ شئے فعل ہو یا ترک شرع کے عرف مین اہم تقوی سے یہی معنی مراد ہین مگر جبکہ
تخصیص خطاب کی اہل مکّہ کے ساتھ ہو تو اوسکے مناسب یہ ہے کہ تقوی سے اوّل مرتبہ تقوی کا
مراد لیا جاے وہ یہی ہے کہ شرک سے بری ہوکر عذاب دائمی سے بچا جاے چنانچہ اللہ پاک کے
اس قول مین تقوی سے یہی مراد ہے فالزمھم کلمة التقوی وکانوا احق بہا کیونکہ اللہ پاک
نے لوگونکو تقوی کا امر فرمایا پھر اوپر تقوی واجب ہونے کی تعلیل ذکر قیامت سے کی کہ ان زلزلة
الساعة شئ عظیم اور بڑی ہولناک صفت سے قیامت کا وصف کیا اور معنی یہ ہوے کہ یہ ضرر
عظیم بہ سبب تقوے ہی کے نفس سے دور ہوتا ہے اور ضرر کا دفع کرنا نفس سے معلوم الوجوب ہے
پس اس سے وجوب تقوی کا ثابت ہوا زلزلہ کہتے ہین شدّت حرکت کو تضعیف ہے زلّة کی
زلّ وزلّت کہتے ہین پھسلنے کو اصل اسکی اس محاورے سے ہے زلّ عن الموضع یعنی
فلان شخص جگہہ سے ٹل گیا ہلگیا پھسل گیا اور جسوقت کسی کا قدم قدم کی جگہہ سے بسرعت زائل
ہوجاتا ہے تو عرب کی بول چال مین کہتے ہین زلّت قدمہ یعنی اوسکا قدم پھسلگیا اور جب
کوئی شخص کیچ مین یا گفتگو مین پھسلتا ہے تو کہتے ہین زللت یا فلان تزلّ زللاً اور زلّ
تضعیف کرنیسے متعدی ہوجاتا ہے جیسے زلزل اللہ الارض زلزالا یعنی ہلایا اللہ نے
زمین کو ہلانے کر فتزلزلت تو وہ ہلگئی کبھی یہ بھی لازم مستعمل ہوتا ہے بمعنی تزلزل کے چونکہ
بہ نسبت زلة کے زلزلہ مین زیادتی حرفون کی ہے اسلیے معنی مین بھی زیادتی ہے یعنی بڑی

اور سکے لائق تھا اونکو اوب
کی بات پر اور یہی تھا
اسکے لایق ۱۲ منہ

دھوم دھام کی ہلچل قیامت کی ہلچل سے بڑھکر اور کوئی ہلچل نہین ہے اسواسطے یہی لفظ
اوسکے مناسب ہے جسمین معنی کی کثرت ہے بھلا اللہ پاک جسکو شے عظیم فرمائے اوسکی عظمت
کا کیا ٹھکانا ہے کسی نے کہا کہ زلزلہ کی تعبیر شے سے کی سو اسمین آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ اوسکے
ادراک کُنہ سے عقول قاصر ہین یعنی وہ ایک ایسی عظیم الشان شے ہے کہ بشر کی عقل کو وہانتک
رسائی نہین ہے ممکن نہین کہ اوسکی کنہ پاسکے لیکن اللہ پاک نے جو یہ ہولناک صفت بیان فرمائی ہے
اپنے دل کی آنکھون سے طرف اوسکے نظر کرین اور اپنی عقلون سے اوسکا تصور فرمائین
تاکہ اوس دن کی سختیون مصیبتون سے اپنی جانون کو بچائین لباس تقویٰ زیب تن کرکے
اُن گھبراہٹون سے بیخوف ہون چونکہ زلزلہ لازم بھی مستعمل ہوتا ہے جیساکہ اوپر گذر چکا ہے۔
اِسلیئے کواشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زلزلۃ الساعۃ کی تفسیر یون کی ہے کہ حرکتہا الشدیدۃ
بانزعاج اور محلی نے کہا ہے الحرکۃ الشدیدۃ للارض اور خازن نے کہا ہے شدۃ
الحرکۃ علی الحال الھائلۃ اب اِس مصدر مین دو وجہین ہین **ایک وجہ** یہ ہے کہ
مصدر مضاف ہے اپنے فاعل کیطرف پھر یہ اضافت دو تقدیر پر ہے ایک یہ ہے کہ زلزلہ زلزل
لازم بمعنی تزلزل سے ہو تقدیر یہ ہوگی کہ ان تزلزل الساعۃ دوسری تقدیر یہ ہے کہ
زلزلہ زلزل متعدی سے ہو اور مفعول محذوف ٹھیرے تقدیر یہ ہوگی ان زلزال الساعۃ
الناس ابوالبقاء نے اِسیطرح تقدیر کی ہے اِس سے بہتر یہ ہے کہ تقدیر یون کیجائے ان
زلزال الساعۃ الارض اِسکے بہتر ہونے پر یہ آیت دال ہے اذا زلزلت الارض
زلزالھا دونون تقدیرون پر نسبت تزلزل کے یا زلزال کے طرف ساعت کے بطور مجاز ہوگی
نسفی و بیضاوی نے زلزلہ کو متعدی کہا ہے اول نے کہا کہ زلزلہ شدت تحریک و ازعاج ہے
دوسرے نے کہا تحریکھا للاشیاء **دوسری وجہ** یہ ہے کہ مصدر مضاف ہے
طرف مفعول بہ کے بطور اتساع کے ظرف مین زمخشری نے اِسکو واضح کرکے کہا ہے کہ ساعت
اِس بات سے خالی نہین ہے کہ زلزلہ کے واسطے بر تقدیر فاعلیت کے ہو گویا وہی ساعت
اشیاء کو ہلائے گی بنا بر مجاز حکمی اِس صورت مین زلزلہ مصدر مضاف ہوگا طرف اپنے فاعل کے
یا بر تقدیر مفعول فیہ کے بطور اتساع کے ظرف مین اور قایم کرنے ظرف کے مقام مفعول بہ مین

۱۲ جب ہلائی زمین کو اور نکالے بوجھ اپنے سے

کقولہ تعالیٰ - بل مکر اللیل والنہار ذکرہ السمین بیضاوی نے تین وجہین ذکر کی ہین
ایک یہ ہے کہ مصدر مضاف ہے طرف فاعل مجازی کے جسطرح کہ فعل کو زمان فعل کیطرف نسبت
کرتے ہین دوسری یہ ہے کہ اضافت مصدر کی طرف ظرف کے ہے بتقدیر فی تیسری یہ ہے
کہ بدون تقدیر فی کے فرق دو وجہ اخیر مین یہ ہے کہ اوسمین وسعت کیگئی اوسکو قایم مقام مفعول بہ کے ٹھیرایا اور
مصدر کو اوسکی طرف مضاف کردیا جسطرح کہ مصدر کو مفعول بہ کی طرف بدون تقدیر کلمہ فی کے
مضاف کرتے ہین جیسا کہ بل مکر اللیل والنہار مین کیا ہے بخلاف دوسری وجہ کے کہ ظرف
مین وسعت نہ کیگئی اور اضافت مصدر کی طرف ظرف کے بتقدیر فی ہوئی جیسے کہ ضرب الیوم مین ہے
اور اضافت مصدر کی معنوی ہوتی ہے برابر ہے کہ اپنے ظرف کی طرف مضاف ہو یا فاعل کی
طرف کیونکہ وہ صفت نہین ہے اور اضافت لفظی اوسیوقت ہوتی ہے کہ مضاف صفت ہو اپنے
معمول کیطرف یعنی اپنے مرفوع کی طرف یا اپنے منصوب کی طرف یہ حاصل ہے شیخزادے کی
تقریر کا غرضکہ ساعت زلزلی کا فاعل مجازی ہو یا اوسکا ظرف ہو بہرطور یہ زلزلہ روز قیامت مین
ہوگا شیخزادے نے کہا ظاہر یہی ہے بیضاوی و نسفی نے اسی قول کو اوّل ذکر کیا ہے
دوسرا قول یہ ہے کہ یہ زلزلہ دنیا مین ہوگا آخر زمانہ مین اور اوسکے بعد سورج
مغرب سے نکلیگا اضافت اوسکی ساعت کی طرف اسلئے کیگئی کہ اوسکی اشراط و علامات سے ہے
محلی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے بیضاوی نے اس قول کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے اسی طرح
خازن نے بھی بلفظ قیل کہا ہے ابو حیان نے بحر مین اور علامہ شوکانی نے فتح القدیر مین اور
نواب سید محمد صدیق حسن صاحب مرحوم نے فتح البیان مین اس قول کو قول جمہور کہا ہے کسی نے
کہا یہ زلزلہ نصف شہر رمضان مین ہوگا بعد اوسکے سورج مغرب سے نکلیگا یہ قول قرطبی وغیرہ نے
نقل کیا ہے **تیسرا قول** یہ ہے کہ یہ زلزلہ نفخہ اولی کے ساتھ ہوگا **چوتھا قول** یہ ہے
کہ قیام قیامت کے ساتھ ہوگا جبکہ لوگ نفخہ ثانیہ مین اپنی قبرون سے حرکت کرینگے
پانچوان قول یہ ہے کہ زلزلہ اس آیت مین احوال روز قیامت سے مراد ہے جیسا کہ اللہ پاک
نے فرمایا ہے مستہم البأساء والضراء وزلزلوا اور جسطرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ہے اللّٰھمّ اھزمھم وزلزلھم قرطبی نے اخیر کے دو قول کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے
اور اخیر کے قول کو بلفظ یحتمل کہا ہے فتح القدیر وغیرہ مین بھی ان قولون کو ذکر کیا ہے بالجملہ
زلزلہ اوّل قولونکی بنا پر حقیقی ٹھہرے گا اور احتمال آخر کی بنیاد پر مجاز رہی یہ بات کہ معتزلہ
نے اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ معدوم پر شے کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ وہ
زلزلہ ابھی واقع نہین ہوا ہے اور اللہ پاک نے اوسپر شے کا اطلاق کیا سو اسمین اونکے واسطے
کوئی حجت نہین ہے کیونکہ اسم شئے اُسکے واسطے اوسکی حالت وجود مین ہے چونکہ اوسکا وقوع
اور اُسکا وجود مین آنا ایک شئے متیقّن تھا اسلیئے اوسپر شے کا اطلاق کیا گیا یوم ترونہا مین پانچ
وجہین ہین **ایک** یہ ہے کہ تذہل سے منصوب ہے یعنی اوسکا ظرف ہے زمخشری نے اسکے سوا
اور کوئی وجہ ذکر نہین کی بیضاوی نے بھی اسی وجہ کو اختیار کیا ہے **دوسری** یہ ہے کہ
عظیم سے منصوب ہے **تیسری** یہ ہے کہ باضمار اذکر منصوب ہے **چوتھی** یہ ہے کہ ساعت سے
بدل ہے مفتوح اسلیئے ہوا کہ بہ سبب فعل کے طرف اضافت ہونیکے مبنی ہے یہ وجہ صرف کوفیون کے
قول پر بنے گی **پانچوین** یہ ہے کہ زلزلہ سے بدل اشتمال ہے کیونکہ حدث وزمان مین سے
ہر ایک پر یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ دوسری پر مشتمل ہے یہ وجہ جائز نہین ہے کہ زلزلہ سے
منصوب ہو کیونکہ اس صورت مین درمیان مصدر کے اور اُسکے معمول کی خبر کے ساتھ فصل
لازم آئے گی ترونہا کی ضمیر مین دو قول ہین دونون مین ظاہر تر یہ ہے کہ زلزلہ کیطرف راجع ہے
اسلیئے کہ خبر اوسی سے دیجاتی ہے تذھل کل مرضعۃ بھی اسی کی تائید کرتا ہے بیضاوی
نے اسی قول کو اختیار کیا ہے فتح القدیر و فتح البیان کا مختار بھی یہی قول ہے دوسرا قول یہ
ہے کہ ساعت کی طرف راجع ہے نسفی نے اوّل کو اوّل ثانی کو ثانی اور خازن نے ثانی کو
اوّل اور اوّل کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے مین نے کہا کہ قول اوّل کی بنا پر ذہول و وضع حقیقت
ہوگا کیونکہ وہ دنیا مین ہے اور دوسرے قول کی بنیاد پر بطور تعظیم وتہویل کے ہوگا یعنی وہ قیامت
ساتھ اس حیثیت کے ہوگی کہ جسدن تم اُسے دیکھوگے تو مرضعہ اپنے بچے سے غافل
ہو جائیگی اور حاملہ اپنے حمل کو ڈالدے گی کیونکہ مراد ساعت سے قیامت ہے اور یہ ایسا ہے
جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے یوما یجعل الولدان شیبا جملہ تذھل محل نصب مین ہے

۵۱ اُس دن جو کہ لڑکے بوڑھے ہوجائینگے ۱۲

بنا بر حال ضمیر تَرُوْنَہا سے اِسواسطے کہ رویت بصری ہے یہ وجہ سوائے وجہ اوّل کے اور وجوہ مین درست ہوگی رہی وجہ اوّل یعنی تذہل یوم ترونہا کا ناصب ہو سو اس صورت مین اِس جملے کا اعراب سے کوئی محل نہین ہے کیونکہ مستانفہ ہے یا محل اوسکا نصب ہوگا بنا بر حال کے زلزلہ سے یا عظیم کی ضمیر سے اگرچہ عظیم مذکر ہے لیکن معنی مین وہی زلزلہ ہے یا ساعت سے حال ہوگا گو ساعت مضاف الیہ ہے مگر وہ یا فاعل ہے یا مفعول جیسا کہ اوّل گزر چکا ہے اور جبکہ اس جملے کو حال ٹھہرائینگے تو اسمین ضمیر مخدوف ضرور ہوگی تقدیر یہ ٹھہرے گی کہ تذاھل فیھا ذہول کہتے ہین غفلت کو نسفی نے یہی کہا ہے پس معنی تذہل کے تغفل ہوئے بیضاوی نے کہا اللّٰہ اب عن الامر بدھشۃ یعنی دہشت کے مارے کسی کام سے رہجانا قطرب نے کہا تذہل کے معنی تشتغل ہین اِسکی سند مین یہ شعر کسی شاعر کا پڑہا ؎

ضربٌ یزیل الھام عن مقیلہ	ویذھل الخلیل عن خلیلہ

یعنی ایسی ضرب کہ کھوپری کو اوسکی جگہ سے دور کردے اور دوست کو اپنے دوست سے مشغول کردے کسی نے کہا بمعنی تنسی ہے کسی نے کہا بمعنی تلہو ہے کسی نے کہا بمعنی تسلو یہ سب معانی قریب بیکدیگر ہین اِسمین تین قرأتین ہین ایک تو تذہل بصیغۂ معروف دوسری بصیغۂ مجہول تیسری تذہل بصیغۂ معروف باب افعال سے یعنی زلزلہ اوسکو غافل کردیگا مرضعہ سے مراد وہ دودھ پلانیوالی ہے جو کہ بالفعل دودھ پلا رہی ہے باین طور کہ اپنی پستان بچّہ کے مُنہ مین دیے ہوئے ہے وجہ اِسکی یہ ہے کہ مرضعہ بحرف تا اوسی عورت کیواسطے ہے جو کہ بالفعل دودھ پلا رہی ہے اور مرضع بدون تا اُس عورت کے لیئے ہے کہ جسکی شان سے دودھ پلانا ہے گو بالفعل نہ پلاتی ہو چونکہ اسجگہ دودھ پلانے کے حال کا بیان کرنا منظور تھا اِسلیئے اللّٰہ پاک نے وہ کلمہ ذکر فرمایا جو کہ حالتِ رضاعت پر دال ہے عمّا ارضعت کے مامین دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ ما مصدریہ ہے یعنی عن ارضاعہا اِس صورت مین ضمیر عائد کی حاجت نہین ہے دوسری یہ ہے کہ ما موصولہ بمعنی الذی ہے ابو البقاء نے کہا بمعنی مَن اِس صورت مین عائد کا مخدوف ماننا ضرور ہے یعنی ارضعتہ وتضع کلّ ذات حمل حملہا وضع کہتے ہین بچّہ جننے کو ذات حمل سے مراد حاملہ ہے حَمل بالفتح جنین کو بولتے ہین یعنی

---

۱۲ اگر کوئی کہے کہ ما مصدری کیصورت مین عن ارضاعہا معنی ہونگے اور ہر حمل کی صورت مین عمّا ارضعتہ ہونگے یا عن الّذی ارضعتہ اسمین کیون نہ کہدیا تو کہین گے کہ عمّا ارضعتہ اوجوہ اختصار کے جو کہ بلاغت کا ایک رکن ہے ایسا جامع ہے کہ یہ دونون معنی اوسمین آگئے یعنی وہ دودھ پلانیوالی اور دودھ پلانیوالی اور رضیع دودھ پینے والا ہر ایک دوسری بات پر ہے کہ رضاعت کی حالت کا اظہار منظور تھا جو کہ مرضعہ سے سمجھا گیا سو عمّا ارضعت نے اوسکو خوب واضح کردیا اور اوسکی تاکید بھی کردی اسلیئے یہ ہے کہ ذات حمل فرمایا ۱۲ منہ

جو بچّہ کہ پیٹ مین ہو اور درخت پر جو پھل ہوتا ہے اوسکو بھی حمل کہتے ہین اور پیٹھ پر کے
بوجھہ کو حمل بالکسر کہتے ہین اللہ پاک اوس زلزلے کی ہول و دہشت کی تصویر بیان فرماتا ہے
کیونکہ وہ ایک ایسی ہولناک شے ہے کہ بشر کی عقل اوسکی کنہ کو نہین پہونچ سکتی ہے اِسواسطے
اوسکی ایک ایسی صورت بیان کی جسکو لوگ سمجھ سکتے ہین یعنی سچمچ قیامت کا ایک بڑی
ہولناک شے ہے جسدن تم اوسکو اپنی آنکھون سے دیکھوگے تو اوسکی یہ کیفیت ہوگی کہ اوسکے
ہول کے مارے دودھ پلانیوالی عورت پلانے کی حالت مین اپنی پستان کو شیر خوار بچّہ کے مُنہ
سے کھینچ لے گی اور اُس سے غافل ہوجائیگی اور حاملہ عورت ادھورا بچّہ ڈالدے گی جو لوگ
اِسکے قائل ہین کہ یہ زلزلہ قیامت سے پہلے دنیا مین ہوگا اُنھون نے اپنے قول پر اِنھین دو
باتون سے اِستدلال کیا ہے کیونکہ قیامت کے دِن نہ کوئی مرضعہ ہوگی نہ کوئی حاملہ اور جو لوگ
اِسکے قائل ہین کہ یہ زلزلہ قیامت کے دِن ہوگا تو اُنھون نے اِسکا یہ جواب دیا ہے کہ اللہ پاک
نے جو یہ فرمایا ہے بطور تمثیل کے ہے یعنی اگر ویسا زلزلہ دنیا مین ہو تو مرضعہ اپنے بچّے سے غافل
ہوجاے اور پیٹ والی پیٹ ڈالدے بہ سبب اوسکے ہول و دہشت کے مبرد نے یون کہا ہے
کہ جو حاملہ مرگئی ہے وہ حاملہ مبعوث ہوگی تو مارے ہول کے اپنے پیٹ کو ڈالدے گی اور جو
مرضعہ مرگئی ہے وہ ویسے ہی مبعوث ہوگی یعنی اپنے بچّے کو دودھ پلاتی ہوئی مبعوث ہوگی تو
اوسوقت زلزلہ کی حالت مین خوف کے مارے اپنے بچّہ سے غافل ہوجائیگی واللہ اعلم پہلی تصویر
ہول و دہشت کی جو بیان فرمائی وہ خاص تھی پھر عام تصویر بیان کی جو کہ سارے لوگون کو عام ہوگی
وہ یہ ہے وترى الناس سكارىٰ وما هم بسكارىٰ ولكن عذاب الله شديد جمہور نے
نے بفتح تا و را بصیغۂ مفرد مذکر مخاطب پڑہا ہے ہر ایک کو خطاب ہے یعنی ہر دیکھنے والا لوگونکو دیکھے گا
کہ گویا وہ مست ہین شراب سے حالانکہ حقیقت مین وہ شراب سے مست و مدہوش نہین ہین جب
سکر کی اونسے نفی کی تو جس سبب سے وہ مستون کے مشابہ ہوگئے اوسکو کھولکر بیان فرمایا وہ یہ ہے
ولیکن اللہ کا عذاب سخت ہے سو بہ سبب اِس شدّت و ہول عظیم کے اونکی عقلین کھوگئین اور اونکی
فہمین مضطرب ہوگئین نشے والونکی طرح ہوگئے وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جسطرح نشے والون سے
کمال تمیز و صحت ادراک سلب ہوجاتا ہے اوسیطرح اُنسے بھی مسلوب ہوگیا ف جمہور کی

قراءت جو بفتح تا ہے اوسکی بنا پر تری بمعنی تعلم ہے اور النّاس مفعول اوّل سُکاریٰ مفعول ثانی
دوسری قراءت بفتح تا و کسر راء ہے بصیغۂ معروف مؤنث اور ضمیر زلزلہ کی طرف راجع ہے یا طرف
ساعت کے اِس صورت مین تقدیر مفعول اوّل کی ضرور ہے تاکہ معنی اوس سے پورے ہو جائین
تقدیر یہ ہے تُری الزّلزلة او الساعة اہل الموقف النّاس سُکاریٰ یہ تیسرا مفعول ہے تیسرے
یہ ہے کہ بضم تا و فتح راء بصیغۂ واحد مخاطب مضارع مجہول متعدّی طرف تین مفعول کے اور
برفع النّاس پہلا ضمیر مخاطب قایم مقام فاعل دوسرا النّاس تیسرا سُکاریٰ اصل یہ ہے تُری الزّلزلة
او السّاعة ایاك النّاس سُکاریٰ یہ قراءت دوسری قراءت کی موید ہے یہ بھی جایز ہے کہ
مضارع رایت کا ہو جو کہ دو مفعول کیطرف متعدّی ہوتا ہے اور معنی یہ ہون و تری ایّها الرّسول قومًا
سُکاریٰ مفعول اوّل کی طرف فعل کا اسناد کیا اور دوسرے کو اپنے حال پر منصوب چھوڑ دیا تانیث
تری کی اِسلیئے ہے کہ ناس بتاویل جماعت ہے یہ قراءتین تو بیضاوی مین مذکور ہین فتح القدیر مین
ایک قراءت یہ ذکر کی ہے کہ تُری بضم تا و فتح راء مسند طرف مخاطب کے ماخوذ از یتک سے
یعنی تو اونکو گمان کرے سُکاریٰ قرّاء نے کہا کہ اِس قراءت کیواسطے وجہ جیّد ہے عربیت مین ابو البقا
نے اِسکے یہ معنی کیے ہین اے و تری انت ایّها المخاطب ادیا محمد صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلم ابو البقاء
نے ایک قراءت یہ ذکر کی ہے کہ یری النّاس بیاے تحتیہ اسی بیضاوی پھر کہا ہے کہ کل وجوہ پر سکاریٰ
حال ہے حمزہ و کسائی نے سُکاریٰ بدون الف پڑہا ہے باقی قراء کی قراءت باثبات الف سے سکاریٰ
و سُکاریٰ دونون دو لغت ہین سکران کی دونون جمع آتی ہین جیسے کسلیٰ و کسالیٰ قاعدہ یہ ہے
کہ جس کلمے مین علّت و بیماری و ضرر کے معنی ہوتے ہین اوسکی جمع بروزن فعلے آتی ہے یہان سکر
کو قایم مقام علل کے ٹھیراکر سکران کی جمع سکریٰ بنائی گئی ابو البقاء نے ذکر کیا ہے کہ سکری مثل
حبلی بھی پڑہا گیا ہے تو جیہ اسکی یہ ہے کہ سکاریٰ سے مخذوف ہے کسی نے کہا کہ مثل حبلی کے واحد ہے
گویا یون کہا کہ تری الامّة سکریٰ ف کرخی نے کہا کہ اوّل تو ترونہا بصیغۂ جمع فرمایا پھر یہان
تری بصیغۂ مفرد کہا سو اوّل جمع اسلیئے فرمایا کہ وہان رویت متعلق ہے زلزلہ سے اور سارے
لوگ اوسکو دیکھین گے پس جمع کا صیغہ مناسب ہے اور دوبارا مفرد اسواسطے ذکر کیا کہ یہان رویت
متعلق ہے لوگون کے سکاریٰ ہونیسے پس ضرور ہوا کہ ہر شخص باقی لوگونکا دیکھنے والا ٹھیرایا جاے

ف کل قارئ من ذکر
کی ہین ایک تو
جمہور کے علی الخطاب
و تبصرة الفاضل دوسرے
بضم تا تیسرے بفتح
تا کما فی فتح القدیر
بیاے تحتیہ ۱۲

قطع نظر اس سے کہ وہ خود متصف بسکر ہے ف ابو حیان نے ذکر کیا ہے کہ
ولکن عذاب اللہ شدید استدراک ہے محذوف پر تقدیر اوسکی یہ ہے کہ یہ احوال یعنی مرضعہ کا
اپنے بچے سے غافل ہوجانا حاملہ کا بچہ ڈالدینا لوگونکا مثل سکاری کے دیکھنا سہل و آسان ہے
ولیکن اللہ کا عذاب سخت تر ہے یعنی وہ سہل و آسان نہین ہے پس مابعد لکن کا ماقبل کے مخالف ہے
ف ابو حیان نے بحر مین نسفی نے مدارک مین ذکر کیا ہے مروی ہے کہ یہ دو آیتین
غزوۂ بنی مصطلق مین رات کو نازل ہوئین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو پڑہا تو
اوس رات سے زیادہ تر رونے والی نہ دیکھی گئی حدیث عمران بن حصین جو اوپر ابن کثیر سے لکھی گئی ہے
اوسمین یہ مضمون نہین ہے لیکن خازن نے ذکر کیا ہے کہ حدیث عمران بن حصین وغیرہ مین ہے کہ
یہ دو آیتین غزوۂ بنی مصطلق مین رات کو نازل ہوئین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
پکارا تو صحابہ نے سواریان تیز کین یہانتک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ہوگئے
آپنے اونپر پڑہا تو اوس رات سے زیادہ تر رونیوالی نہ دیکھی گئی پھر جب صبح کی تو زینون کو سواریون سے
نہ اوتارا نہ خیمے نصب کیے نہ کھانا پکایا اور لوگون مین کوئی روتا تھا کوئی حزین متفکر بیٹھا تھا پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کون دن ہوگا صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اوسکے
رسول دانا تر ہین فرمایا یہ اوسدن ہوگا کہ اللہ آدم سے فرمائیگا کھڑا ہو پس بھیج اپنی ذریت سے
بعث نار کا اور مثل حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے ذکر کیا اور اوسمین اتنا اور زیادہ کہا پھر فرمایا کہ
داخل ہونگے میری امت سے ستر ہزار جنت مین بغیر حساب کے پس حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ
ستر ہزار فرمایا ہان اور ہمراہ ہر ایک کے ستر ہزار انتہی پھر جب اللہ پاک نے ارادہ کیا کہ منکرین بعث
پر حجت قایم کرے تو اس سے پہلے ایک ایسا مقدمہ ذکر کیا جو کہ سارے اہل جدال کو شامل ہو
پس ارشاد فرمایا ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ویتبع کل شیطان مرید ۝
کتب علیہ انہ من تولاہ فانہ یضلہ ویھدیہ الی عذاب السعیر ۝ اور بعضا
شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات مین بن خبر اور ساتھ پکڑتا ہے ہر شیطان بیحکم کا جسکی
قسمت مین لکھا ہے کہ جو کوئی اوسکا رفیق ہو سو وہ اوسکو بھکا دے اور بہجا دے عذاب مین
دوزخ کے انتہی ف جو شخص کہ بعث کو جھٹلاتا ہے اور مردون کے زندہ کرنے پر اللہ پاک

کی قدرت کا انکار کرتا ہے اور اللہ پاک نے جو کچھ اپنے نبیون پر نازل کیا ہے اوس سے معرض ہے
اپنے قول و انکار و کفر مین انس و جن کے ہر شیطان ہیکل کا متبع ہی اللہ پاک ایسے شخص کی مذمت فرماتا ہے
اور یہ حال اہل بدع و ضلال کا ہے جو کہ حق سے اعراض کرتے ہین باطل کے متبع ہین جو کھلا ہوا حق
کہ اللہ پاک نے اپنے رسول پر نازل کیا ہے اوسکو چھوڑتے ہین اور سردارانِ گمراہی کے اقوال کی پیروی
کرتے ہین کون سردار جو کہ اہواء و آراء سے بدعتون کیطرف بلاتے ہین اور اسی لیے اونکی شان مین
اور اونکی امثال و اشباہ کی شان مین اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا ومن الناس من یجادل فی
اللہ بغیر علم یعنی لوگون مین سے وہ شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ مین بدون علم صحیح کے ویتبع
کل شیطان مرید یعنی اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان مرید کی مجاہد نے کہا یعنی شیطان کی
کتب علیہ یعنی کتابۃً قدریۃً یعنی جسپر لکھا گیا ہے تقدیر کا لکھا کہ انہ من تولاہ جو کوئی اوسکی پیروی
کرے اور اوسکا مقلد بنے فانہ یضلہ ویھدیہ الی عذاب السعیر یعنی وہ اوسکو گمراہ کرے
دنیا مین اور کھینچ لیجاے اوسکو طرف عذاب سعیر کے یعنی عذاب گرم درد دینے والا بیچین کرنے والا
جگہ[۵۱] سے بے جگہ کرنیوالا سدی نے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث
کے حق مین نازل ہوئی ابن جریج نے بھی ایسا ہی کہا ہے ابن ابی حاتم نے ابو کعب
مکی سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک خبیث نے قریش کے خبیثون مین سے کہا کہ تو ہمکو اپنے رب سے
خبر دے کہ وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا پس آسمان[۵۲] ایک کڑک کڑکا تو ناگاہ اوسکی
کھوپری اوسکے روبرو گری ہوئی تھی لیث بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ایک
یہودی آیا تو کہا اے محمد تو مجھے اپنے رب سے خبر دے کہ وہ کس شے سے ہے موتی کا ہے
یا یاقوت کا کہا پس ایک صاعقہ[۵۳] آیا تو اوسنے اوسکو پکڑ لیا کذا فی ابن کثیر ف جبکہ اللہ پاک
نے مشرکین مکہ کو اس بات کا امر کیا کہ اوسکی طاعت و فرمانبرداری کرکے اوسکے عذاب سے بچین
تو اونکے درمیان مین سے ایک ایسے شخص کا خاص ذکر فرمایا جو کہ مخالفت و عصیان مین تو غل کیا کرتا تھا
اور اوسکا یہ وصف بیان کیا کہ وہ اللہ پاک کے دین و وحدانیت مین اور اوس بات مین جسکی خبر
حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ پاک کی طرف سے دی ہے مخاصمہ و مجادلہ کرتا تھا بجز اپنے
ظن فاسد و زعم باطل کے بدون کسی سند کے جو اوسکو طرف اوسکے کھینچے محلی و بیضاوی و نسفی و

---

۵۱ یہ ترجمہ ہے مزاح کا ازعاج کے معنی ہین ازعاج کنندہ ۱۲
۵۲ اصل کا لفظ یہ ہے فقعقعت السماء قعقعۃ والقعقعۃ فی کلام العرب الرعد یعنی قعقعہ عرب کی زبان مین بادل کی گرج کو بولتے ہین ۱۲
۵۳ صاعقہ وہ آگ جو سخت گرج مین آسمان سے گرتی ہے ۱۲

خازن نے ذکر کیا ہے کہ یہ شخص نضر بن حارث تھا جھگڑا بہت کیا کرتا تھا کہتا کہ فرشتے دختران
خدا ہین اور قرآن اساطیر الاوّلین ہے یعنی اگلے لوگونکی کہانیان ہین اور بعد موت کے بعث
نہین ہے اللہ مُردون کے زندہ کرنے پر قادر نہین ہے - فتح القدیر و فتح البیان مین ذکر کیا ہے
کہ مفسّرین نے کہا ہے کہ اس آیت کا نزول نضر بن حارث مین ہوا ہے کسی نے کہا کہ ولید
بن مغیرہ و عتبہ بن ربیعہ کے حق مین اُتری ہے اسیواسطے محلّی نے یون کہا کہ نزلت فی النّضر بن
الحارث وجماعۃ اور بیضاوی نے کہا وھی تعم واضرابہ یعنی گو نزول اسکا نضر مین ہوا ہو اور کسی مین
مراد آیت سے عموم ہے اوسکو اور اوسکی امثال کو شامل ہے جو کوئی اپنی رائے و خواہش نفسانی
کے ساتھ بدون کسی دلیل کے اللہ پاک کی قدرت و صفات مین جھگڑے وہ بیشک اس آیت
کے تحت مین داخل ہے ف ومن النّاس من یّجادل فی اللہ یعنی اونمین سے وہ شخص ہے
جو جھگڑتا ہے اللہ مین ابو حیّان نے کہا کہ اللہ کی قدرت و صفات مین فتح القدیر و فتح البیان
مین کہا کہ اللہ کی شان و قدرت مین نسفی نے کہا اللہ کے دین مین کرخی نے کہا کہ جھگڑتا ہے
اللہ کے دین مین اور اوسمین وہ باطل باتین کہتا ہے جنمین کسیطرح کی خیر و خوبی نہین ہے بغیر علم
حال ہے یجادل کی ضمیر فاعل سے جس جہل کا کہ مجادلہ مشعر ہے اوسکی یہ حال وضاحت کرتا ہے یعنی
اللہ پاک کی قدرت مین جھگڑتا ہے درانحال کہ متلبس ہے ساتھ غیر علم کے یعنی بدون کسی علم
کے اور بغیر کسی حجت کے بے جانے بوجھے یون بکتا ہے کہ اللہ پاک بعث پر قادر نہین ہے ویتبع
کلّ شیطانٍ مّریدٍ یعنی جس بات کو وہ کہتا ہے اور جسکا مدعی ہے اور جسکی حجّت لاتا ہے
اور جسکی طرف سے جھگڑتا ہے اس سب مین پیروی کرتا ہے ہر شیطان سرکش کی مرید کے معنی
ہین متمرد علی اللہ شیخزادے نے اس قول کو حضرت ابن عبّاس کیطرف منسوب کیا ہے
نسفی و خازن نے کہا عاتی مستمر شر مین یعنی شیطان کی یہ صفت ہے کہ سرکشی کرتا ہے برائی
مین ہمیشہ مستمر رہتا ہے بیضاوی نے کہا مرید کے معنی ہین متجرد للفساد اصل اسکی عُری ہے
شیخزادے نے کہا کہ جب کوئی شئے اپنی مثل کی حد سے آگے بڑھجاتی ہے تو محاورہ عرب
مین بولتے ہین مَرَدَ الشّیٔ یعنی وہ شئے اپنی حد سے آگے بڑھگئی اصل مین مادہ مَرَدَ کا واسطے
برہنگی کے ہے جب لڑکے کے چہرے پر بال نہین ہوتے تو اوسکو غلام امرد کہتے ہین اور جس

ف جیسے ابو جہل و ابی بن خلف ۱۲

ٹھنی مین پتے نہین ہوتے اوسکو غصن اللہ و بولتے ہین چونکہ شیطان ہر خیر و خوبی سے خالی ہی
اور محض شر و برائی مین مستمر رہتا ہے اسلئے اوسکو مرید کہتے ہین ابوالسعود نے کہا کہ شاید مرید
ماخوذ ہے تجرد مصارعین سے وقت مصارعت کے یعنی جیسے کشتی والے کشتی کے وقت برہنہ
ہوتے ہین زجاج نے کہا کہ مرید و مارد مکان بلند چکنے کو کہتے ہین غرض اس سے بھی یہی ہے
کہ شیطان صرف فساد کیواسطے برہنہ ہوا ہے سوائے فساد و شر کے اوسکو اور کوئی کام نہین ہے
اور مراد شیطان مرید سے رؤساے کفار ہین جو کہ اپنے ماتحت کے لوگونکو کفر کی طرف بلاتے ہین
یا مراد ابلیس ہے اور اسکے لشکر ابوالسعود و خازن نے اسیطرح کہا ہے فتح القدیر و فتح البیان مین بھی یہی
دو قول ذکر کیے ہین علامہ نسفی نے کہا ہے کہ مرید پر وقف نہین ہے اسلئے کہ مابعد اوسکا صفت ہے
شیطان کی پہلی صفت مرید ہے دوسری صفت کتب علیہ ہے کتب کے معنی ہین قضی یا رقم اس
بنا پر کہ کتابت و کتاب بمعنی حکم و قدر ہوتا ہے اور بمعنی رقم و اثبات بھی آتا ہے یعنی شیطان پر
حکم ہوچکا ہے یا لوح محفوظ مین یہ بات لکھا چکی ہے یعنی اللہ پاک جن و انس کے ہر شیطان پر حکم جاری کرچکا
ہے کہ انہ من تولاہ فانہ یضلہ یعنی جو کوئی شیطان کی پیروی کرے گا اوسکی بات مانے گا تو وہ اوسکو
صراط مستقیم اور دین قویم سے بہکا دیگا شیطان جنّی تو یون بہکاتا ہے کہ وسوسہ ڈالتا ہے بری
بات کو اچھے پیرایہ مین دکھاتا ہے اور بڑے بڑے شبہے ڈالتا ہے رہا شیطان انسی سو وہ اوسکو
اہل ہوا و بدع کے مذاہب مین گرا دیتا ہے جیسے فلاسفہ و زنادقہ جو کہ بعث و حساب کا انکار کرتے ہین اور
وہم و خیال و ظلمت طبیعت کی ملمع کی ہوئی دلیلین اوسپر قایم کرتے ہین پھر اوس شیطان کے پیرو
اوس سے وہ بڑے شبہے اور باطل دلیلین قبول کر لیتے ہین پھر اوسی کے عقائد کا اعتقاد کر لیتے ہین اور
اور اوسی کے جملے سے ہو جاتے ہین اور اوسی کے زمرے مین داخل ہوتے ہین جیسا کہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے ومن یتولہم منکم فانہ منہم صاحب کشاف نے کہا کہ شیطان پر لکھا جانا ایک مثل ہے
یعنی جو شخص شیطان کی پیروی کرتا ہے تو گویا اوسکا گمراہ کرنا شیطان پر لکھا گیا ہے چونکہ اوسکی حال
مین گمراہی کا ظہور ہے اسلئے کتابت بمعنی رقم و املاء ٹھہرائی گئی اور جبکہ کتابت و رقم کا حمل کرنا
حقیقت پر متعذر ہے اسواسطے اوسکو تشبیہ پر محمول کیا اور وجہ شبہ یہ ٹھہرائی کہ جسطرح مثلا کاغذ پر
لکھے ہوئے کا ظہور ہوتا ہے اسیطرح گمراہ کرنیکا ظہور شیطان پر ہے پس گویا گمراہ کرنا ایک ایسی

۵۱ اور جو کوئی تم مین سے رفاقت کرے وہ اوسکین مین سے ہے ۱۲ منہ

۵۲ صاحب کشاف کی غرض اس سے اپنے مذہب کی رعایت ہے اہل سنت نے کتب علیہ کے معنی قضی علیہ کے لکھے ہین یہی ٹھیک ہے ۱۲ منہ

شئے ہے کہ شیطان پر ثابت کیگئی ہے اور اوسپر لکھی گئی ہے کیونکہ وہ اسی پر مجبول و مفطور ہوا ہے

ف عامّہ کی قراءت یہ ہے کہ کُتب بصیغۂ مجہول اور دونون اَنّ بفتح اَنّ دو وجہین ہین **ایک وجہ** یہ ہے کہ اَنّ مع اپنے ماتحت کے محل رفع مین ہے نائب فاعل ہے کُتب کا اس صورت مین ضمیر علیہ کی اور اِنّہٗ کی دونون راجع ہونگی طرف اوّل مَن کے اور دوسرے مَن مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ شرطیہ ہے اور حرف فا اوسکا جواب ہے دوسری یہ ہے کہ موصولہ ہے اور حرف فا خبر مین زائد آیا ہے اسلیئے کہ مبتدا شرط کے مشابہ ہے اور دوسرا اَنّ مفتوح اسواسطے ہوا کہ اَنّ مع اپنے ماتحت کے خبر ہے مبتدائے محذوف کی تقدیر یہ ہے فشانہ وحالہ اَنّہٗ یضلہ یا فانّہ مبتدا فرض کیا جاے اور خبر محذوف ٹھیرے یعنی فلہ اَنّہٗ یضلہ

دوسری وجہ یہ ہے کہ زمخشری نے کہا ہے کہ جس شخص نے اَنّ کو مفتوح پڑہا ہے وجہ اوسکی یہ ہے کہ اوّل اَنّ نائب فاعل ہے کُتب کا اور دوسرا اَنّ اوسپر معطوف ہے ابوحیّان نے کہا کہ جب فانّہ کو اِنّہٗ پر معطوف ٹھہراؤگے تو اِنّہٗ بدون استیفاے خبر کے باقی رہجائیگا اسلیئے کہ مَن تولّا مین مَن مبتدا ہے پس اگر اس مَن کو موصولہ ٹھہراؤگے تو اسکی کوئی خبر نہین ہے یہانتک کہ مستقل ہوکر اِنّہٗ کی خبر ہوجاے اور اگر اسکو شرطیہ فرض کرو تو اسکا کوئی جواب نہین ہے جبکہ فانّہ اِنّہٗ پر معطوف ٹھیرایا جاے شہاب الدّین نے کہا کہ جیسا زمخشری نے کہا ہے اسیطرف ابن عطیہ بھی گئے ہین ابن عطیہ نے کہا کہ انّہ موضع رفع مین ہے اس بنا پر کہ نائب فاعل ہے کُتب کا اور دوسرا اَنّ پہلے اَنّ پر معطوف ہے اوسکا مؤکد ہے ان دونون قولونکا رد واضح ابوحیّان نے کردیا کرخی نے اسیطرح ذکر کیا ہے چونکہ دوسری مردود ہے اسلیئے بیضاوی نے بھی اسکو پسند نہ کیا اور کہا کہ فتح فانّہ کا عطف کی بنا پر نہین ہے کیونکہ عطف بعد تمام کلام کے ہوتا ہے علامۂ نسفی نے ذکر فرمایا ہے کہ زجاج نے کہا کہ حرف فا واسطے عطف کے ہے اور اَنّ واسطے تاکید کے مکرّر لایا گیا ہے ابوعلی فارسی نے اس قول کو رد کیا ہے دوسری قراءت یہ ہے کہ اَنّ کو دونون جگہہ بکسر پڑہا ہے اسکی توجیہ دو طرح ہے ایک یہ ہے کہ کسرہ اِنّ کا حکایت مکتوب کی بنا پر ہے یعنی شیطان پر جو بات لکھی گئی ہے سو اِنّہٗ مَن تولّاہ الخ اوس کلام کی حکایت ہے اور اس کلام مین اِنّ مکسور ہے اسلیئے کہ ابتداے کلام مین واقع ہوا ہے حکایت مین ضرور ہے

کہ کلام محکی کیصورت محفوظ رہے اور جس ہیئت پر وہ تھا اوس سے نہ بدلا جاے دوسری
صورت یہ ہے کہ انّہ کے اوّل مین قیل مقدر ہے یا کُتب مین قیل کے معنی متضمّن کرینگے اِس
صورت مین انّہ نائب فاعل قیل کا ٹھیرے گا محل رفع مین ہوگا قاری مین کہا ہے کہ یہ قرات
شاذ ہے ابوالبقار نے کہا ہے کہ اوّل کلمہ مَن نکرہ موصوفہ ہے اور بغیر علم موضع مفعول
مین ہے یا حال ہے اور کُتب کو کسی نے بصیغۂ معروف بھی پڑہا ہے امّی کتب اللہ اس بناپر
انّہ موضع نصب مین ہوگا یعنی بنا بر مفعول اور مَن تولّاہ موضع رفع مین ہے بہ سبب ابتدا کے
اور مَن شرط ہے جواب اوسکا فانّہ ہے یہ بھی جائز ہے کہ مَن بمعنی الّذی ہو اور فانّہ خبر حرف فا
اِسلیے داخل ہوا کہ الّذی مین معنی مجازات کے ہین غرضکہ اللہ پاک نے شیطان کے دو وصف
ذکر فرماے ایک تو مرید دوسرا وہ ہے جسکا جملۂ کُتب علیہ الخ مفید ہے رہا جملۂ ویھدیہ الیٰ
عذاب السّعیر سو یہ معطوف ہے جملۂ یضلّہ پر معنی یہ ہین کہ شیطان اوسکو ایسے کام کے کرنے
پر آمادہ کرتا ہے جو اوسے دوزخ مین پہونچا دے محلی نے کہا یھدیہ کے معنی ہین یدعوہ کرخی
نے کہا یعنی اوسکو موجبات عذاب سعیر کی طرف بُلاتا ہے دعوت کی تعبیر ہدایت کے سے بطور
تہکم کے یعنی واہ رے تیری ہدایت کیا خوب ہدایت ہے کہ سیدہا جہنّم مین پہونچا دیا اب رہی یہ بات
کہ کرخی کے قول مین اوّل گزر چکا ہے کہ ضمیر علیہ کی اور انّہ کی مَن اُولیٰ کیطرف راجع ہے
سو اس بناپر معنی یہ ہونگے کہ بعضا شخص وہ ہے کہ اللہ کی قدرت مین جھگڑتا ہے اور اِسباب
مین ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتا ہے اوسی شخص پر یہ بات لکھی گئی ہے کہ جو کوئی اوس شخص کی
پیروی کرے تو وہ شخص اوسکو گمراہ کرے اور جہنّم کی طرف اوسکو لیجاے لیکن محلّی و بیضاوی
ونسفی و فتح القدیر وغیرہ نے ضمیر علیہ اور انّہ کی شیطان کی طرف راجع کی ہے چنانچہ اِسی کے
موافق اوّل معنی گزر چکے ہین اور یہی انسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب جملۂ کُتب علیہ شیطان
کی صفت ٹھیرا تو اوسکی ضمیر مین بھی اوسی کی طرف راجع ہونی چاہئیں عبدالرّزاق وعبد
بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے قتادہ سے کُتب علیہ کی تفسیر مین روایت
کیا ہے کہا کہ کتب علی الشّیطان اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر
وابن ابی حاتم نے مجاہد سے بھی اِسی کی مثل روایت کیا ہے انّہ من تولّاہ قال اتبعہ

ان دونون قولون سے بھی معلوم ہوا کہ ضمیر شیطان کی طرف پھرتی ہے واللہ اعلم پھر جب
اللہ پاک اوس مقدمے کے ذکر سے فارغ ہوا تو جس بات کی کفار پر حجت قایم کرنا مقصود
اصلی تھا اوسکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا یا ایھا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا
خلقناکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ
لنبین لکم ط ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا
اشدکم ج ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد
علم شیئا ط وتری الارض ھامدۃ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت وانبتت
من کل زوج بھیج ○ ذلک بان اللہ ھو الحق وانہ یحی الموتی وانہ علی کل شیء
قدیر ○ وان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیھا ۙ وان اللہ یبعث من فی القبور ○ لوگو اگر
تمکو دھوکھا ہے جی اوٹھنے مین تو ہمنے تمکو بنایا مٹی سے پھر بوند سے پھر پھٹکی سے پھر بوٹی سے
نقشا بنے اور بن نقشا بنے اسواسطے کہ تمکو کھول سناوین اور ٹھیرا رکھتے ہین ہم پیٹ مین جو کچھ چاہین
ایک ٹھیرے ہوئے وعدے تک پھر تمکو نکالتے ہین لڑکا پھر جبتک کہ پہونچا اپنی جوانی کے
زور کو اور کوئی تم مین پورا بھر لیا اور کوئی تم مین پھر چلایا نکمی عمر تک تا سمجھ گئے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے
اور تو دیکھتا ہے زمین دبی پڑی پھر جہان ہمنے اوتارا اوسپر پانی تازی ہوئی اور ابھری اور
اگائین ہر بھانت بھانت رونق کی چیز ین یہ اسواسطے کہ اللہ وہی ہے تحقیق اور وہ جلاتا ہے
مردے اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے اوسمین دھوکھا نہین اور یہ کہ اللہ
اوٹھاویگا قبر مین پڑونکو انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین جبکہ
اللہ پاک نے مخالف بعث منکر معاد کا ذکر کیا تو اس بات پر دلیل ذکر فرمائی کہ وہ معاد پر قدرت
رکھتا ہے اور وہ دلیل ابتداے خلق کے ساتھ ذکر کی جسکا مشاہدہ ہو رہا ہے پس فرمایا یا ایھا
الناس ان کنتم فی ریب یعنی اے لوگو اگر تم شک مین ہو بعث سے بعث معاد ہے
اور ارواح واجسام کا قایم ہونا ہے روز قیامت مین فانا خلقناکم من تراب یعنی اصل
پیدا کرنا اللہ کا تمکو مٹی سے ہے اور اسی مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام مخلوق ہوے ثم
من نطفۃ یعنی ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین مطلب یہ ہے کہ پہلے پہل

ل پھر بنائی اوسکی اولاد پھر پانی بیقدر سے ۱۲

حضرت آدمؑ کو مٹی سے بنایا پھر اونکی اولاد کو نطفے سے پیدا کیا ثم من علقۃ ثم من مضغۃ
یہ یون ہوتا ہے کہ نطفہ جسوقت عورت کے رحم مین ٹھیرتا ہے تو چالیس دن اسیطرح ٹھہرا رہتا ہے
یضاف الیہ ما یجتمع الیھا پھر وہ نطفہ اللہ کے اذن سے علقہ حمرا یعنی خون بستہ بنجاتا ہے
پھر وہ چالیس دن اسیطرح ٹھہرا رہتا ہے پھر وہ مستحیل ہوتا ہے تو ایک مضغہ ہو جاتا ہے یعنی گوشت
کا ٹکڑا نہ اوسمین کوئی شکل ہوتی ہے نہ تخطیط پھر تشکیل و تخطیط امین شروع کیا جاتا ہے تو اوس سے
صورت بنائی جاتی ہے ایک سر دو ہاتھ سینہ پیٹ دو رانین دو پانون اور باقی اعضا پھر کبھی
قبل تشکیل و تخطیط کے عورت اوسکو گرا دیتی ہے اور کبھی اوسکو ڈالدیتی ہے حالانکہ وہ شکل و
تخطیط والا ہو چکتا ہے اسی لیئے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ
یعنی جسطرح کہ تم اوسکا مشاہدہ کرتے ہو لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی یعنی
اور کبھی وہ رحم مین قرار پکڑے رہتا ہے نہ عورت اوسکو ڈالتی ہے نہ گراتی ہے جیساکہ مجاہد نے
مخلقہ وغیر مخلقہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ وہ ادھورا بچا ہے مخلوق ہے اور غیر مخلوق پھر جب اوسپر
چالیس دن گذر جاتے ہین اور حال یہ ہے کہ وہ مضغہ ہے تو اللہ تعالی طرف اوسکے ایک
فرشتہ بھیجتا ہے تو وہ اوسمین روح پھونکتا ہے اور اوسکو ٹھیک کر دیتا ہے جسطرح کہ اللہ عزوجل
چاہتا ہے خوبصورت و بدصورت نر و مادہ اور اوسکا رزق لکھتا ہے اور اوسکی اجل لکھتا ہے اور
شقی بدبخت ہے یا سعید نیکبخت جیساکہ صحیحین مین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت
ہوا ہے کہا ہمکو حدیث کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ صادق و مصدوق ہین کہ
پیدایش ایک تمھارے کی جمع کیجاتی ہے اوسکی ماں کے پیٹ مین چالیس دن پھر اسی کی مثل وہ
علقہ ہوتا ہے پھر اسی کی مثل مضغہ ہوتا ہے پھر بھیجتا ہے اللہ طرف اوسکے فرشتہ پس وہ چار
باتون کے ساتھ حکم کیا جاتا ہے تو وہ اوسکا رزق و عمل و اجل لکھتا ہے اور شقی ہے یا سعید
پھر اوسمین روح پھونکدیتا ہے **ابن ابی حاتم** نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ جسوقت نطفہ رحم مین قرار پکڑتا ہے تو ایک فرشتہ اپنی ہتیلی مین اوسکو لیکر
آتا ہے پھر کہتا ہے یارب مخلقہ ہے یا غیر مخلقہ پس اگر کہا گیا کہ غیر مخلقہ ہے تو وہ نسمہ نہین ہوتا یعنی
نفس و روح نہین بنتا اور رحم خون کر کے اوسکو ڈالدیتے ہین اور اگر کہا گیا کہ مخلقہ ہے تو فرشتہ

---

۵۱ یعنی مالی جاتی ہے طرف اوسکے وہ شے جو جمع ہوتی ہے طرف اوسکے ۱۲

۵۲ دونون کے معنی نقشا بنانے کے ہین ۱۲

۵۳ اخرج ابن ابی حاتم و صححہ عن ابن عباس فی قولہ مخلقۃ وغیر مخلقۃ قال المخلقۃ ما کان حیا وغیر المخلقۃ ما کان سقطا ورؤی نحو ھذا عن جماعۃ من التابعین کذا فی فتح القدیر ۱۲

۵۴ یعنی آپ فی نفسہ سچے ہین اور اللہ نے آپکو سچا کیا ہے ۱۲

۵۵ یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کیونکہ علقہ اور نطفہ کی راوی ہین اور علقہ اونکے شاگرد ہین ۱۲ منہ ۱۲

کہتا ہے اے رب نر ہے یا مادہ شقی ہے یا سعید کیا اجل ہے یعنی کتنی عمر ہے اور کیا اثر ہے یعنی کہان کہان پھرے گا اور کونسی زمین مین مریگا کہا پھر نطفہ سے کہا جاتا ہے کون ہے رب تیرا تو وہ کہتا ہے اللہ پھر کہا جاتا ہے کون ہے رازق تیرا تو وہ کہتا ہے اللہ پھر اس فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ تو جا طرف کتاب کے پس بیشک تو اوسمین اس نطفے کا قصہ پالیگا کہا پھر وہ نطفہ پیدا کیا جاتا ہے تو اپنی اجل مین جیتا ہے اور اپنا رزق کھاتا ہے اور اپنے نقش قدم کو روندتا ہے یہانتک کہ جسوقت اوسکی اجل آجاتی ہے تو مرجاتا ہے پھر اوسی جگہہ مین دفن کیا جاتا ہے پھر عامر شعبی نے جو کہ علقمہ سے راوی ہین یہ آیت پڑھی یاایھا الناس الی قولہ غیر مخلقۃ پھر جب وہ نطفہ مضغہ کو پہونچتا ہے تو چوتھی پیدایش مین قلب کیا جاتا ہے پھر وہ نسمہ یعنی نفس و روح ہوتا ہے اور اگر وہ غیر مخلقہ ہے تو رحم خون کرکے اوسکو پھینکدیتے ہین اور اگر وہ مخلقہ ہے تو وہ نسمہ قلب کیا جاتا ہے یعنی نفس و روح بنجاتا ہے **دوسرا لفظ** ابن ابی حاتم کا حذیفہ بن اسید سے یہ ہے حذیفہ اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچاتے ہین کہا داخل ہوتا ہے فرشتہ نطفے پر بعد اسکے کہ رحم مین چالیس دن یا پینتالیس دن قرار پکڑ چکتا ہے تو کہتا ہے اے رب آیا شقی ہے یا سعید پس اللہ کہتا ہے اور یہ دونون باتین لکھی جاتی ہین پھر کہتا ہے نر ہے یا مادہ پس اللہ کہتا ہے اور یہ دونون باتین لکھی ہین اور اوسکا عمل و اثر و رزق و اجل لکھا جاتا ہے پھر صحیفے لپیٹ دیئے جاتے ہین پس جو اونمین ہے نہ اوسپر زیادہ کیا جاے نہ کم ہو ورواہ مسلم من حدیث سفیان بن عیینۃ ومن طریق اخر عن ابی الطفیل بنحو معناہ قولہ تعالی ثم نخرجکم طفلا پھر ہم نکالتے ہین تمکو بچہ یعنی بچہ اپنے بدن و سمع و بصر و حواس و بطش[۵۲] و عقل مین ضعیف و کمزور ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ اللہ پاک اوسکو قوت دیتا ہے اور اوسپر لطف فرماتا ہے رات دن کے اوقات مین اوسکے والدین کو اوسپر شفیق کردیتا ہے اور اسی لیئے یون فرمایا ثم لتبلغوا اشدکم یعنی پھر قوتین پوری ہوتی جاتی ہین اور وہ بڑھتا جاتا ہے اور عنفوان شباب و حسن منظر تک پہونچتا ہے ومنکم من یتوفی یعنی بعض تمنین سے اپنی حالت شباب و قوی مین وفات دیا جاتا ہے ومنکم من یرد الی ارذل العمر یہ وقت شیخوخت[۵۳] و ہرم و ضعف قوت و عقل و فہم کا ہے اور مارے خرف[۵۴] و ضعف فکر کے تناقص

۵۱ یعنی نطفہ علقہ مضغہ ۱۲

۵۲ بطش کہتے ہین کسی شے کے پکڑنے کو ۱۲

۵۳ دونون کے معنی بڑھاپے کے ہین ۱۲

۵۴ یعنی انتہا کا بڑھاپا ۱۲ ۱۲ ۱۲

احوال کا زمانہ ہے اسی لیئے یہ فرمایا لکیلا یعلم من بعد علم شیئاً جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے
اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا
وشیبۃ یخلق مایشاء وھو العلیم القدیر **حافظ ابو یعلی** احمد بن علی بن مثنّٰی موصلی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہا کہ مولود
یہانتک کہ بلوغ کو پہونچے جو نیکی اوسنے کی وہ اسکے والد کیواسطے یا والدین کے واسطے لکھی جاتی
ہے اور جو کوئی برائی کی وہ نہ اوسپر لکھی جاتی ہے نہ اوسکے والدین پر پھر جسوقت وہ بلوغ کو
پہونچا تو اوسپر قلم جاری ہوا اور دو فرشتے جو اوسکے ساتھ ہین اونکو اس بات کا امر کیا جاتا ہے کہ حفظ
رکھین اور سختی کرین پھر جب وہ اسلام مین چالیس برس کو پہونچتا ہے تو اللہ اوسکو تین بلاؤن سے
امن دیتا ہے جنون و جذام و برص پھر جب وہ پچاس کو پہونچ جاتا ہے تو اللہ اوسکا حساب
ہلکا کرتا ہے پھر جب ساٹھ برس کو پہونچتا ہے تو اللہ اوسکو اپنی طرف انابت روزی کرتا ہے ساتھ
اوس شئے کے جسکو وہ دوست رکھتا ہے پھر جب ستّر کو پہونچتا ہے تو آسمان والے اوسکو دوست
رکھتے ہین پھر جب اسّی برس کو پہونچتا ہے تو اللہ اوسکے حسنات کو لکھتا ہے اور اوسکی سیئات سے
درگذر فرماتا ہے پھر جب نوّے برس کو پہونچتا ہے تو اللہ اوسکے اگلے پچھلے گناہ بخشدیتا ہے
اور اوسکے گھر والون مین اوسکی شفاعت قبول کرتا ہے اور امین اللہ لکھتا ہے اور اللہ کا اسیر ہوتا ہے
اوسکی زمین مین پھر جب ارذل عمر کو پہونچتا ہے لکیلا یعلم من بعد علم شیئاً تو لکھتا ہے اللہ
واسطے اوسکے مثل اس نیکی کے جسکو وہ اپنی صحت مین کیا کرتا تھا پھر جب کوئی برائی کرتا ہے تو وہ
اوسپر نہین لکھی جاتی یہ حدیث نہایت غریب ہے اور اسمین نکارت شدید ہے باوجود اسکے امام احمد
بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اسکو اپنی مسند مین موقوفاً و مرفوعاً روایت کیا ہے **امام احمد**
رحمہ اللہ تعالیٰ کا لفظ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہا جسوقت مرد مسلم چالیس برس کو
پہونچتا ہے تو اللہ اوسکو انواع بلایا سے امن دیتا ہے جنون و برص و جذام سے پھر جب پچاس کو
پہونچتا ہے تو نرم کرتا ہے اللہ اوسکے حساب کو اور جب ساٹھ کو پہونچتا ہے تو روزی کرتا ہے اللہ
اوسکو انابت دوست رکھتا ہے اوسکو اوسپر اور جب ستّر کو پہونچتا ہے تو دوست رکھتا ہے اوسکو
اللہ اور دوست رکھتے ہین اوسکو آسمان والے اور جب اسّی کو پہونچتا ہے تو قبول فرماتا ہے

۵۱ اللہ ہے جسنے بنایا تمکو کمزوری سے پھر دیا کمزوری پیچھے زور پھر دیا زور پیچھے کمزوری اور سفید بال بناتا ہے جو چاہے اور وہ ہے سب جانتا قدیر ۱۲
۵۲ یعنی دیوانگی اور کوڑھ اور بدن سفید ہوجانا ۱۲
۵۳ اللہ پاک کیطرف رجوع ہونے کو انابت کہتے ہین ۱۲
۵۴ اصل کا لفظ وکتب امین اللہ ہے یہ ترجمہ معروف کا ہے اگر مجہول ہوگا تو معنی یہ ہونگے کہ امین اللہ لکھا جاتا ہے واللہ اعلم

اللہ اوسکی نیکیون کو اور مٹاتا ہے اوسکے گناہونکو اور جب پہونچتا ہے نوّے کو تو بخشدیتا ہے
اللہ اوسکے اگلے پچھلے گناہونکو اور نام رکھا جاتا ہے اللہ کا قیدی اوسکی زمین مین اور شفاعت
قبول کیا جاتا ہے اپنے گھر والون مین پھر عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما عن النبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل اسکے روایت کیا ہے **دوسرا لفظ امام احمد** رحمہ اللہ تعالے
کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
نہین ہے کوئی معمّر کہ عمر دیا جاے اسلام مین چالیس برس مگر پھیر دیتا ہے اللہ اوس سے
تین قسم کی بلا کو جنون و برص و جذام اور تمام حدیث کو ذکر کیا برابر مثل ماتقدم کے **حافظ ابوبکر بزار**
کا لفظ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
نہین ہے کوئی بندہ کہ عمر دیا جاے اسلام مین چالیس برس مگر پھیر دیتا ہے اللہ اوس سے کئی
قسم کی بلا کو جنون و جذام و برص پھر جب پچاس برس کو پہونچتا ہے تو نرم کرتا ہے اللہ واسطے
اوسکے حساب پھر جب ساٹھ برس کو پہونچتا ہے تو روزی کرتا ہے اللہ اوسکو انابت طرف اپنی
ساتھ اوس شئے کے جسکو دوست رکھتا ہے پھر جب ستر برس کو پہونچتا ہے تو اللہ اوسکے اگلے
پچھلے گناہونکو بخشدیتا ہے اور نام رکھا جاتا ہے اللہ کا قیدی اور دوست رکھتے ہین اوسکو
آسمان والے پھر جب اسّی کو پہونچتا ہے تو قبول کرتا ہے اللہ اوس سے اوسکی نیکیونکو اور درگزر
فرماتا ہے اوسکے گناہون سے پھر جب نوّے کو پہونچتا ہے تو بخشدیتا ہے اللہ اوسکے اگلے
پچھلے گناہونکو اور نام رکھا جاتا ہے اللہ کا قیدی اوسکی زمین مین اور شفاعت قبول کیا جاتا ہے
اپنے گھر والون مین و ترمی الارض هامدة یہ دوسری دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ پاک
مُردون کے زندہ کرنے پر قادر ہے جسطرح کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین مُردہ دبی پڑی کو
زمین هامدہ وہ ہے جو خشک پڑی ہے اوسپر کچھ روئیدگی نہین ہے قتادہ نے کہا کہ هامدہ غبار متشمّم
ہے یعنی بہ سبب روئیدگی نہونے کے اوسکے اطراف مین غبار ہے غبار آلود ہو رہی ہے روئیدگی
مارے یُبس کے ریزہ ریزہ ہوکر چور ہوگئی ہے سُدّی نے کہا هامدہ زمین مُردہ ہے فاذا انزلنا
علیها الماء اهتزت و ربت وانبتت من کل زوج بهیج[۱] یعنی پھر جب اللہ اوسپر پانی
نازل کرتا ہے تو وہ روئیدگی سے حرکت کرتی ہے اور بعد مُردہ ہونے کے زندہ ہوجاتی ہے اور

[۱] اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قوله من کل زوج بهیج قال حسن کذا فی فتح القدیر ۱۲

ربت کے یہ معنی ہین کہ جب زمین مین نمی ساکن ہو جاتی ہے تو وہ اونچی ہوتی ہے اور بھرتی ہے
پھر اگاتی ہے انواع واقسام کے پھل اور کھیتی جو اوسمین ہین اور طرح طرح کی روئیدگیان جنکے
رنگ ومزے اور بو اور شکلین اور نفعے مختلف ہین اور اسی لیئے اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا
وانبتت من کل زوج بہیج یعنی خوشبو خوش صورت بارونق قسم قسم کی روئیدگی اگاتی ہے
جسکا دیکھنا آنکھون کو بھلا معلوم ہوتا ہے ذلک بان اللہ ھو الحق یعنی اللہ پاک خالق ومدبر ہے
جو چاہتا ہے اوسکا کرنے والا ہے وانہ یحی الموتی یعنی جسطرح اوسنے زمین مردہ کو زندہ کیا اور اُس سے
انواع واقسام کے روئیدگیون کو اُگایا بیشک جس ذات پاک نے اوسکو زندہ کیا البتہ وہی زندہ کرنیوالا
ہے مُردون کا واللہ علی کل شئ قدیر اور وہی ہر شئے پر قادر ہے فانما امرہ اذا اراد شیئا
ان یقول لہ کن فیکون یعنی اُسکے حکم کا تو یہ حال ہے کہ جسوقت کسی شئے کا ارادہ کرتا ہے تو
اوسکو کُن کہدیتا ہے تو وہ اوسی دم ہو جاتی ہے وان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا یعنی قیامت
آنیوالی ہے اوسمین کسیطرح کا شک وشبہہ نہین ہے وان اللہ یبعث من فی القبور یعنی جو
لوگ کہ قبرون مین پڑے ہین اونکا اعادہ کریگا بعد اسکے کہ وہ اونمین ریزہ ریزہ بوسیدہ ہو گئے
بعد عدم کے اونکو وجود مین لائیگا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ ط
قال من یحی العظام وھی رمیم ط قل یحییہا الذی انشاٴہا اوّل مرّۃ ط وھو بکل خلق علیم
الذی جعل من الشجر الاخضر نارًا فاذا انتم منہ توقدون اس باب مین اسکے سوا اور
بہت آیتین ہین امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہا یا رسول اللہ کیا ہر ایک ہمارا اپنے رب عزّوجل کو قیامت کے دن دیکھے گا اور اوسکے خلق
مین اسکی کیا نشانی ہے پس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا الیس کلکم ینظر الی القمر
مُخلیًا بہ یعنی کیا نہین ہے ہر ایک تمھارا کہ دیکھے طرف چاند کے تنہا بدون ازدحام کے ہمنے عرض
کیا ہان یعنی ہر ایک بدون ازدحام کے چاند کو دیکھتا ہے فرمایا تو اللہ تو سب سے بڑا ہے لقیط نے
کہا میںنے عرض کیا یا رسول اللہ کسطرح زندہ کریگا اللہ مُردونکو اور اوسکے خلق مین اُسکی کیا نشانی
ہے فرمایا کیا گزر نہین کیا تو نے اپنے گھر والون کے وادی پر اُس حال مین کہ وہ خشک
پڑی ہوئی ہو عرض کیا ہان فرمایا پھر تو نے اوسپر گذر کیا ہو اُس حال مین کہ وہ سبزی سے لہرا رہی ہو

اور بڑھاتا ہے ہمپر
کہاوت اور بھول گیا
اپنی پیدایش کہنے لگا
کون جلاوے گا ہڈیان
جب کھوکھری ہونگین
اونکو جلا دیگا جسنے بنایا
اونکو پہلی بار اور وہ سب
بنانا جانتا ہے جسنے
بنادی تمکو سبز درخت
سے آگ پھر ایک تم
اوسی سے سُلگاتے ہو ۱۲

عرض کیا ہان فرمایا تو اسیطرح زندہ کرے گا اللہ مُردون کو اور یہ اوسکی نشانی ہے اُسکے خلق مین۔

ورواہ ابوداؤد وابن ماجۃ من حدیث حماد بن سلمۃ بہ **دوسرا لفظ**

امام احمد کا ابو رزین عقیلی یعنی لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کسطرح زندہ کریگا اللہ مُردونکو فرمایا کیا گذر کیا تو نے کسی زمین پر اپنی زمین سے جو کہ خشک پڑی ہوئی ہے پھر گزر کیا تو نے اوسپر اوس حال مین کہ وہ تروتازہ ہو رہی ہے عرض کیا ہان فرمایا اسیطرح نشور ہے یعنی مُردون کا زندہ ہونا اسیطرح ہے **ابن ابی حاتم** نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ جس شخص نے جانا کہ اللہ ہی حق مبین ہے اور قیامت آنیوالی ہے اوسمین کسیطرح کا شک نہین ہے اور اللہ اوٹھائے گا اُن لوگون کو جو قبرون مین ہین تو وہ جنّت مین داخل ہوا کذا فی ابن کثیر **ف** فتح القدیر وفتح البیان مین آیت باب کے تعلق ایک یہ حدیث ذکر کی ہے بخاری ومسلم واہل سنن وغیرہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا ہمکو حدیث فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ صادق مصدوق ہین کہ بیشک ایک تمہارا جمع کیجاتی ہے خلق اوسکی اوسکی مان کے پیٹ مین چالیس دن نطفہ پھر علقہ ہوتا ہے مثل اسکے پھر مضغہ ہوتا ہے مثل اسکے پھر بھیجتا ہے اللہ طرف اُسکے فرشتہ تو وہ اوسمین روح پھونکتا ہے اور حکم کیا جاتا ہے ساتھ چار باتون کے لکھتا ہے رزق و اجل و عمل اوسکا اور شقی ہے یا سعید پس قسم ہے اُس ذات کی جسکے سوا اور کوئی معبود نہین ہے بیشک ایک تمہارا البتہ کرتا ہے عمل اہل جنّت کا یہانتک کہ نہین ہوتا ہے درمیان اُسکے اور جنّت کے مگر ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ پھر سبقت کرتی ہے اوسپر کتاب تو کر بیٹھتا ہے عمل اہل نار کا پھر اوسمین داخل ہو جاتا ہے اور بیشک ایک تمہارا البتہ کرتا ہے عمل اہل نار کا یہانتک کہ نہین ہوتا ہے درمیان اُسکے اور دوزخ کے مگر ایک ذراع پھر سبقت کرتی ہے اُسپر کتاب تو کر لیتا ہے عمل اہل جنّت کا پھر اوسمین داخل ہو جاتا ہے حدیثین اس باب مین بہت ہین **ف** ابو حیّان نے وجہ مناسبت اِس آیت کی ماقبل کی آیت سے یہ ذکر کی ہے کہ جسوقت اللہ پاک نے اوّل اُس شخص کا ذکر کیا جو کہ اللہ پاک کی قدرت مین بدون علم کے جھگڑتا ہے اور کفّار کا جھگڑا حشر و معاد مین تھا تو اسپر

---

۵۱ واخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد الزہد ۱۲ فتح القدیر

۵۲ یہ قرب کی تمثیل ہے مراد یہ ہے کہ ایسا کبھی نادر واقعہ ہو جاتا ہے پھر اللہ پاک کی لطف و رحمت رحمت سے یہ ہے کہ لوگ شر سے خیر کی طرف بکثرت منقلب ہو جاتے ہین اور عکس اسکا غایت ندرت و نہایت قلّت مین ہے کیونکہ اللہ پاک کی رحمت اُسکے غضب پر سابق ہو چکی ہے اور عکس مین وہی شخص داخل ہوتا ہے جو کہ کفر یا کسی معصیت کے ساتھ منقلب ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منہ ۱۲ مجمع البحار

دو دلیلین کھلی ہوئی بیان فرمائین پہلی دلیل تو خود نفس انسان مین اور اوسکی ابتدا سے پیدایش مین اور سات اطوار مین متطور ہونے مین ذکر کی وہ سات اطوار یہ ہین تراب۔ نطفہ۔ علقہ مضغہ۔ اخراج طفل۔ بلوغ اشد۔ توفی یا رد طرف ارذل عمر کے دوسری دلیل زمین مین ذکر فرمائی جسکے تنقل کا ایک حال سے دوسرے حال کیطرف مشاہدہ ہو رہا ہے پس جبکہ عاقل انسان کے تطور کو اور زمین کے تنقل کو نگاہ عبرت سے دیکھے گا تو حشر و نشر کا جواز عقلاً اوسکے نزدیک ثابت ہو جائیگا پھر جب کہ شرع اُسکے وقوع پر وارد ہو گئی تو اب تو اوسکی تصدیق واجب ہوئی اور تصدیق اِس بات کی کہ قیامت ضرور ہونے والی ہے پس فرمایا یا ایھا الناس ان کنتم فی ریب من البعث جمہور نے بعث کو بسکون عین مہملہ پڑہا ہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی قرات بفتح عین ہے یہ بھی ایک لغت ہے کہا ہے کہ جس کلمے مین بجاے عین کلمے کے کوئی حرف حلقی ہو تو اوسکے وسط کا متحرک کرنا قیاس مطرد ہے جیسے شعر و نہر کسی نے کہا قیاس نہین ہے بلکہ بسکون و بفتح دونون تو لغت ہین ایک معنی مین جیسے جَلب و جَلَب اور رَطْد و رَطَد یہ حرکت و سکون سماع پر موقوف ہے من البعث محل جر مین ہے صفت ہے ریب کی یا متعلق ہے ریب سے ناس سے مراد اہل مکہ ہین کیونکہ گفتگو اونھین مین ہے اور شک مین دونون احتمال ہین بعث کی وقوع مین شک ہے یا اوسکے امکان مین یعنی اے مکے والو اگر تمکو بعث و اعادے کے وقوع مین یا اوسکے امکان و مقدور الٰہی ہونے مین شک ہے تو تم اپنی ابتداے پیدایش مین غور و فکر کرو تو یہ غور و فکر تمھارے شک کو دور کردے گی اور تمھارے شبہۂ باطل کو زائل کر ڈالے گی کیونکہ فانا خلقناکم من تراب الخ اللہ پاک نے پہلے پیدایش کے مراتب و مبادی سات امور ذکر فرمائے اوّل مرتبہ تو مٹی کا ہے کیونکہ سارے افراد انسانی کا مبدا یہی مٹی ہے بواسطۂ اونکی اصل کے کہ وہ آدم علیہ السلام ہین اللہ پاک نے اِس مٹی سے اونکو پیدا کیا ہے یا بواسطۂ غذا کے جو کہ مٹی سے پیدا ہوتی ہے اور غذا سے منی اور خون حیض کا بنتا ہے اور غذا حیوانی ہے یا نباتی حیوانات کی غذا کا انتہا بھی نبات ہی کیطرف ہوتا ہے واسطے قطع تسلسل کے اور نبات اِس مٹی و پانی سے پیدا ہوتی ہے پس اللہ پاک نے جو ارشاد فرمایا کہ ہمنے تمکو مٹی سے بنایا تو دونون اعتبار کی بنیاد پر ٹھیک ہو گیا اب رہی یہ بات کہ ان کنتم کی جزا کیا ہے سو اوسکی جزا فانظروا فی بدء خلقکم الخ ہے جسکا ترجمہ اوّل

گزر چکا ہے کہ تم اپنی ابتداے پیدایش مین غور کرو الخ فانّا خلقنا کم الخ حقیقت مین جزا نہین ہے لیکن قایم مقام جزا کے ہے اس جہت سے کہ اسکی خبر دینا ایک سبب ہے کہ اسکے مضمون مین نظر کرنے کی طرف مؤدی ہوتا ہے یہی نظر و غور اونکے شک کی زایل کرنیوالی ہے دوسرا مرتبہ پیدایش کا نطفہ ہے نطفہ[۵۱] اصل مین آب قلیل کو کہتے ہین کبھی آب کثیر پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے اور نطفہ قطرے کو بھی بولتے ہین نطف ینطف بمعنی قطر عرب کی بول چال مین کہا جاتا ہے لیل نطوف اوس رات کو کہتے ہین جسمین ساری رات تقاطر ہوا کرتا ہے اسی مادّے سے نطفہ نر کے پانی کو کہتے ہین یعنی بسبب قلت منی کے منی کا نام نطفہ رکھا ہے مطلب یہ ہے کہ خشک مٹی کا آب تازہ لطیف کر دینا ایک بڑی کھلی قدرت پر مبنی ہے ایسی قدرت باہرہ سے مُردون کا دوبارہ زندہ کر دینا کچھ بعید نہین ہے تیسرا مرتبہ پیدایش کا علقہ ہے علقہ کہتے ہین خون کے جامد ٹکڑے کو اور علق بولتے ہین دم غلیظ کو یعنی خون تازہ یا منجمد کسی نے کہا سخت سُرخ مراد وہ خون جامد ہے جو منی سے بنتا ہے بلا شک درمیان پانی کے اور خون جامد کے ایک سخت مبانیت ہے باوجود اسکے پانی کو خون جامد بنا دینا عظیم الشان قدرت ہے چوتھا مرتبہ مضغہ ہے گوشت کے ذرا سے ٹکڑے کو مضغہ بولتے ہین اتنا ٹکڑا کہ چبایا جاے مراد اس سے وہ ٹکڑا ہے جو کہ علقے سے بنتا ہے مخلقۃ و غیر مخلقۃ بحر صفت نے مضغہ کی دو قسمین بیان کین ایک تو مخلقہ دوسرا غیر مخلقہ خلقت کے معنی ہین مُسَوّاۃ مُلَسّاۃ یعنی ٹھیک بنایا ہوا صاف عیب سے پاک محاورہ عرب مین بولتے ہین صخرۃ خلقاء یعنی صاف چکنا پتھر جسمین کسیطرح کا عیب نہو مسواک کو جب درست کرتے ہین اور نرم و صاف بناتے ہین تو کہتے ہین خلقت السواک یعنی مینے مسواک صاف و درست کی ٹھیک بنائی اور غیر مخلقہ غیر مُسَوّاۃ ہوا کسی نے کہا مخلقہ وہ ہے کہ اوسمین روح پھونک کر اوسکی خلق پوری ہو گئی اس قسم کا بچہ وقت پوری ہونے مدت حمل کے زندہ پیدا ہو جاتا ہے اور غیر مخلقہ وہ ہے جسکو عورت مردہ گرا دیتی ہے اور اوسمین روح پھونک کر اوسکی خلق کامل نہین ہوئی اکثر کا قول یہی ہے کسی نے کہا مخلقہ وہ ہے جسکی خلقت و صورت ظاہر ہو چکی اور غیر مخلقہ وہ ہے جسکی صورت نہین بنائی گئی بلکہ عورت اوسکو ڈال دیتی ہے نطفہ سقیہ یا علقہ یا مضغہ کہ جسکی خلقت ظاہر نہین ہوئی —

۵۱ بیضاوی نے کہا نطفہ بمعنی منی ہے ماخوذ ہے نطف سے نطف کہتے ہین صبّ کو صبّ کے معنی ہین ڈالنا بہنا یعنی چونکہ منی رحم مین ڈالی جاتی ہے اسلیے اوسکو نطفہ کہتے ہین ۱۲

ابن اعرابی نے بھی اسیطرح کہا ہے وآء نے کہا مخلقہ تام الخلق ہے اور غیر مخلقہ سقط ہے یعنی ادھورا بچہ جو گر پڑتا ہے اسی باب سے کسی شاعر کا قول ہے ؎

افغیر المخلقۃ البکاء	فاین الحزم ویحک والحیاء

شاعر عورت سے کہتا ہے کیا ادھورے بچے مین رونا ہے تیری خرابی ہو دور اندیشی و شرم کہان گئی بیضاوی نے تین وجوہ اوّل کو ذکر کیا ہے اونمین سے وجہ اوّل کو اسلئے مقدم ذکر کیا کہ صیغۂ تفعیل کو وہی زیادہ تر موافق ہے تخلیق تکثیر خلق پر دال ہے یعنی چونکہ انسان کے اعضا متباین ہین اور قوتین متفاوت ہین پھر جن امور سے کہ خلقت نوع پوری ہوتی ہے جسوقت وہ سب امور اوسمین کامل ہو گئے تو بیشک اوسمین کثرت خلق کی ہوئی اسیواسطے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی نے صرف وجہ اوّل کو اختیار کیا ہے اور یون کہا ہے مخلقہ مسوّاۃ سلماء یعنی عیب و نقصان سے پاک گویا اللہ عزّ وجل مضغون کو متفاوت پیدا فرماتا ہے اونمین سے بعض تو کامل الخلقت عیب سے پاک صاف ہین اور بعض اسکے برعکس ہین پھر اس تفاوت کے تابع ہوتا ہے تفاوت لوگونکا اپنی خلق و صور و طول و قصر و تمام و نقصان مین یعنی اسی تفاوت کی جہت سے انسان کے سارے امور مین تفاوت ہوتا ہے ابو السعود نے کہا کہ مراد تفصیل ہے مضغ کے حال کی اور اس امر کی کہ مضغہ اوّل ایک ٹکڑا تھا اوسمین کوئی عضو ظاہر نہین ہوا تھا پھر بعد اسکے شیئاً فشیئاً اعضا ظاہر ہوئے سابق ترتیب جسکی بنا تدریج پر تھی مبادی بعید سے طرف قریب کے اس ترتیب کا مقتضا یہ تھا کہ غیر مخلقہ مخلقہ پر مقدّم کیا جاے لیکن غیر مخلقہ کو مخلقہ سے صرف اسلئے مؤخر کیا کہ غیر مخلقہ عدم الملکہ ہے قرطبی کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے جو یہ ترتیب ذکر فرمائی ہے اسمین غور و تامل کرنا چاہیئے کیونکہ یہ ترتیب اس بات کی مقتضی ہے کہ انسان کامل اوّل نطفے سے پیدا کیا گیا پھر دوسری بار علقے سے پھر تیسری بار مضغے سے باوجود اسکے کہ اصل خلق نطفے سے ہے پھر نطفہ علقہ ہو گیا پھر علقہ مضغہ بنگیا چنانچہ خود اللہ پاک نے دوسری آیت مین اسکی تصریح فرمائی ہے ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما الآیۃ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جسوقت نطفہ رحم مین واقع ہوتا ہے پھر اللہ ارادہ کرتا ہے

ملکہ بمعنی وجود ہے مقابلۂ عدم پر بولا جاتا ہے ۱۲

پھر بنائی اوس پوندے پھر بنائی اوس پوٹی پھر بنائی اوس بوٹی پھر اوس بوٹی سے ہڈیان پھر پہنایا اون ہڈیونکو گوشت پھر اٹھا کر ڈالی اوسکو ایک نئی صورت مین سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے ۱۲

اِس بات کا کہ اوس سے بشر کو پیدا فرمائے تو وہ نطفہ عورت کی جلد مین متفرق ہو جاتا ہے
نیچے ہر ناخن اور بال کے پھر وہ چالیس دن ٹھہرا رہتا ہے پھر وہ رحم مین خون ہو جاتا ہے
پس یہی اُس نطفے کا جمع کرنا ہے اور یہ اُسکے علقہ کرنیکے وقت ہوتا ہے الخ اِس بات
مین علما کا اختلاف نہین ہے کہ پھونکنا روح کا بچے مین بعد ایک سو بیس دن کے ہوتا ہے
اور یہ پورے چار مہینے ہوئے ابن زید نے کہا کہ مخلقہ وہ ہے جسمین اللہ پاک نے سر اور
دو ہاتھ اور دو پانون پیدا کر دیئے اور غیر مخلقہ وہ ہے جسمین کچھ پیدا نہین کیا حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ بعد چار مہینے دس دن کے اوسمین روح پھونکی جاتی ہے پس
یہی عدت ہے وفات کی حرف لام لنبین لکم مین محذوف سے متعلق ہے اور مفعول محذوف
ہے یعنی ہمنے تمکو نقل کیا ایک حال سے طرف دوسرے حال کے اور ایک خلق سے طرف دوسری
خلق کے تاکہ ہم بیان کردین واسطے تمھارے بسبب اِس تدریج کے اپنی قدرت و حکمت کو اور
ظاہر کردین اِس بات کو کہ جو شئے تغیر و فساد و تکوّن کو ایکبار قبول کر چکی ہے دوبارا بھی اوسکو
قبول کرے گی اور کھول سنا دین اِس امر کو کہ جو ذات پاک اُسکے تغیر کرنے اور صورت بنانے
پر اوّل قادر ہوا ہے وہی دوبارہ بھی اوسپر قادر ہے نبین کے مفعول حذف کرنے مین اشارہ
ہے طرف اِس بات کے کہ اللہ پاک کے اِن افعال سے اوسکی وہ قدرت و حکمت ظاہر ہوتی ہے
کہ جسکے نہ ذکر کو گنجایش رکھتا ہے نہ ضبط اوسکا احاطہ کر سکتا ہے جہان تعمیم و تعظیم
منظور ہوتی ہے وہان مفعول کو حذف کر دیا کرتے ہین یعنی اللہ پاک کے اِن کاموں سے اوسکی ایسی
قدرت و حکمت ظاہر و باہر ہے کہ بیان سے باہر ہے ہمارے اوسکی عظمت کے بیان نہین ہو سکتا
ہے علامہ نسفی و شیخزادے نے اِسی کو اختیار کیا ہے کہ لام محذوف سے متعلق ہے چنانچہ
اوسکے موافق ترجمہ گذر چکا ہے ابو حیان و حقناوی و علامہ شوکانی نے یون کہا ہے کہ
لام خلقناکم سے تعلق ہے اِس بنا پر کہ لام عاقبت کا ہے یعنی ہمنے تمکو پیدا کیا اِس نمط پر
پیدا کرنے کے طرز نادر پر تاکہ بیان کرین ہم واسطے تمھارے اپنے کمال قدرت کو اور کمال قدرت کو
اسواسطے بیان کیا کہ دلیل پکڑو تم ہماری قدرت سے ابتداے خلق مین اعادۂ خلق پر کیونکہ
جو ذات پاک اسپر قادر ہے کہ بشر کو اوّل مٹی سے پیدا کرے پھر نطفے سے حالانکہ مٹی و پانی

مین کسیطرح کی مناسبت نہین ہے اور اسپر قادر ہے کہ نطفے کو علقہ کرے اور علقہ کو مضغہ
بنائے اور مضغے کو ہڈیان کردے وہی اسپر بھی قدرت رکھتا ہے کہ جس شئے کو اوسنے
پہلے پہل اس طرز خاص پر بنایا ہے پھر دوبارا اوسکا اعادہ کردے یہ بات اوس سے کچھ بعید
نہین ہے بلکہ قیاس مقتادمین یہ بنسبت اوّل کے زیادہ تر سہل و آسان ہے ونقر فی الارحام
مانشاء الی اجلٍ مسمّی جمہور نے نقر کو برفع بنا براستیناف پڑہا ہے ماقبل کی علت نہین ہے کہ
نبیّن پر معطوف ہوکر منصوب ہو زجّاج رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ نقر مین سوا رفع کے اور کچھ جایز
نہین ہے اور جائز نہین ہے کہ اس آیت کے معنی یون ہون کہ یسب ہمنے اسواسطے کیا کہ تمکو رحمون مین
ٹھیرائین کیونکہ اللہ پاک نے خلق کو اسلیے پیدا نہین کیا ہے کہ وہ رحمون مین ثابت رکھی جاے
اوسکو تو صرف اسلیے پیدا کیا ہے کہ اوسکو اوسکے مرشد و صلاح کی راہ بتائے غرضکہ جمہور کے
نزدیک لکم پر وقف ہے اور نقر جملہ مستانفہ ہے معنی یہ ہین کہ ہم ثابت رکھتے ہین رحمون مین
جسکا ثابت رکھنا چاہتے ہین پس گرتا نہین ہے اور ایک مدت مقرر تک اوسکو ٹھیرائے رکھتے
ہین وہ مدت وقت ولادت ہے ادنی اوسکا چھ مہینے ہین اور منتہا کی مدت پورے چار برس
مانشاء فرمایا من نشاء نہ کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ ما سے مراد حمل ہے اور حمل روح پھونکنے سے پہلے
جماد ہے اسواسطے کلمہ ما فرمایا جو کہ غیر ذوی العقول کے لیے ہے ابن دُرَید نے مانشاء بکسر نون
پڑہا ہے ابو حاتم نے ابو زید عن المفضّل عن عاصم سے روایت کیا ہے کہ عاصم نے نقرکو
اور ثمّ نخرجکم طفلاً کو نصب پڑہا ہے نبیّن پر اسکا عطف کیا ہی معنی اسکے یہ ہین گویا
اللہ پاک کا پیدا کرنا لوگون کو اس طرز خاص سے دو مصلحتونکو متضمّن ہے ایک تو ظاہر کرنا اپنی قدرت
بالغہ کا دوسری مصلحت یہ ہی کہ ثابت رکھنا اونکو رحمون مین یہانتک کہ متولد ہون اور نشو و نما پائین
بڑہین اور تکلیف کی حد کو پہونچین یہ حاصل ہے بیضاوی کی تقریر کا اس سے زجّاج کا
قول دفع ہوگیا یعنی تنہا ارحام مین ثابت رکھنا خلق مذکور کی علت نہین ہے کہ زجّاج کا قول اسپر
وارد ہو بلکہ علت خلق مذکور کی ان امور کا مجموع ہے یعنی مدت ولادت پوری ہونے تک رحم مین
ثابت رکھنا اور پیدا ہونا بچّا ہوکر اور نشو و نما پانا اور حد تکلیف کو پہونچنا حقیقت مین علّت یہی اخیر
ہے یعنی تکلیف کی حد کو پہونچنا یعنی یہانتک کہ اللہ پاک کی معرفت و توحید و طاعت کے

تکلیف دیئے جائین اور ان امور کے ساتھ مکلّف ہون تو آخرت کی سعادت کو پہونچین لیکن چونکہ رحم مین ثابت رکھنا اور اسکے سوا اور مقدمات بلوغ ان سب کو تعلیل مین زیادہ تر دخل تھا اسواسطے اسپر آگاہ کرنے کو لام علّت کا مقدّر کیا گیا اب رہی یہ بات کہ لتبلغوا کو اعادہ لام کے ساتھ کیون خاص کیا سو وجہ اسکی یہ ہے کہ منظور تنبیہ کرنا ہے اس امر پر کہ اجزاے غرض مین سے اوّلاً و بالذّات دوسرا جزء غرض کا مقصود ہے اوّل نہین ہے یہ دوسرا جزء وہی جزء اخیر بلوغ مذکور ہے کیونکہ تکلیف کا وقت وہی ہے اس قرارت کی بنیاد پر ثم لتبلغوا معطوف ہوگا ثم نخرجکم پر اور قرارت رفع کی بنا پر معطوف ہوگا لنبین لکم پر کلمۂ ثمّ دونون جگہہ واسطے تراخی رتبے کے ہے اظہر وانسب بمقام یہی ہے یہ بھی احتمال ہے کہ تراخی زمانے کے لیئے ہو کیونکہ بلوغ اشد اخراج طفلا سے متراخی ہے اور اخراج طفلا کا زمانہ اقرار فی الارحام کا غیر ہے گو باعتبار ابتداے اقرار فی الارحام کے ہو بالجملہ ثمّ نخرجکم طفلا کے یہ معنی ہین پھر ہم نکالتے ہین تمکو تمہاری ماؤن کے شکمون سے اس حال مین کہ تم بچّے ہوتے ہو اسجگہہ طفل سے مراد اطفال ہے کیونکہ خطاب جمع کو ہے زجّاج نے اسیطرح کہا ہے عرب لوگ واحد کا اسم جماعت پر بکثرت بولا کرتے ہین اسی باب سے کسی شاعر کا قول ہے ؎

یلحینني من حبّها ویلمنني	إنّ العواذل لیس لی بأمیر

یعنی میری معشوقہ کی محبّت کے سبب سے ملامت گر عورتین مجھسے لڑتی جھگڑتی ہین مجھکو ملامت کرتی ہین یہ عورتین ملامت گر کچھ میری امیر و سردار نہین ہین کہ خواہ مخواہ مین انکا کہنا مانون مبرد نے کہا کہ طفل ایک اسم ہے مصدر مستعمل ہوتا ہے مثل رضا و عدل کے واحد و جمع پر واقع ہوتا ہے اللہ پاک نے اور جگہہ فرمایا ہے او الطفل الذین لم یظهروا علی عورات النساء یا مفرد اسلیئے ذکر کیا کہ مراد جنس ہے جو کہ واحد و متعدّد کو شامل ہوتی ہے یا اسلیئے کہ ہمارے مین مصدر ہے یا بتاویل کل واحد ہے ابن جریر نے کہا کہ طفلاً بنا بر تمیز منصوب ہے کقولہ تعالی فان طبن لکم عن شئ منه نفسا اس قول مین بُعد ہے ظاہر یہ ہے کہ بتاویل مذکور منصوب بنا بر حال ہے طفل کا اطلاق چھوٹے بچّے پر وقت ولادت سے بلوغ تک ہوتا ہے کبھی طفل کا تثنیہ و جمع بھی آتا ہے طفلان و اطفال بولتے ہین حدیث شریف

۱ لحاہ ولحاہ لحا لامہ اختار
۲ یا لڑکون کے لحون نے نہین پہچانے ہو قرآن کے بھید
۳ پھر اگر وہ اوپر کے کچھ چھوڑ دین تم کو دل کی خوشی سے تو وہ کھاؤ پیو جیتا پیتا

مین وارد ہوا ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن اطفال المشرکین ایک
قرأت یہ ہے کہ لیبیّن ویقرّ ویخرجکم کو بیاے تحتیہ پڑہا ہے اور آخر کے دو کو برفع ونصب
ہر ایک کا اسناد طرف اللہ پاک کے کیا ہے جیسا کہ قرأت نون مین ہے دوسری قرأت یقرّ بفتح یاے تحتیہ
وکسر قاف ونصب راء ہے یعنی ویقر اللہ تعالیٰ ماخوذ ہے قرّ الماء اذا صبّہ اور ایک روایت مین
یعقوب نے نقرّ بفتح نون وضم قاف ورفع راء پڑہا ہے ماخوذ ہے قرّ الماء یقرّ اذا صبّہ سے غرضکہ
پانچوان مرتبہ پیدایش کا طفل پیدا کرنا ہے اور چھٹا یہ ہے ثم لتبلغوا اشدّکم کسی نے کہا یہ علت ہے
نخرجکم کی معطوف ہے ایک اور علت پر جو کہ نخرجکم کے مناسب ہے گویا یون کہا گیا ہے کہ نخرجکم طفلا
لتکبروا شیئا فشیئا ثم لتبلغوا الی الاشد یعنی ہم تمکو نکالتے ہین لڑکا تاکہ تم ذرا ذرا آہستہ آہستہ بڑے ہو پھر
تاکہ تم پہنچو کمال قوت تک کسی نے کہا ثم زائد ہے اب ضرورت دوسری علت نکالنے کی نہوگی محلی
نے بعد ثم کے لعمرکم اور نسفی نے تربیکم مقدر نکالا ہے کسی نے کہا نبین پر معطوف ہے
اشدّ کمال عقل وکمال قوت وتمیز کو کہتے ہین یعنی حواس وقوی وجوارح واعضا سب مین
کمال قوت کا نام اشد ہے یہ کمال درمیان تیس اور چالیس سال کے ہوتا ہے کسی نے کہا
اٹھارہ برس سے تیس تک کسی نے کہا تین اور پچیس تک ہے بیضاوی نے کہا اشدّ جمع
ہے شدّۃ کی جسطرح کہ نعمۃ کی جمع انعم ہے گویا کمال قوت وعقل شدت ہے امور مین یعنی چونکہ اس
سن مین سب قوتون مین سختی وپختگی ہوتی ہے اسلیئے اس سن کو اشدّ کہتے ہین علامہ نسفی رحمہ اللہ
تعالیٰ فرماتے ہین کہ اشدّ ان الفاظ جمع سے ہے جنکا واحد مستعمل نہین ہوتا ہے ساتوان مرتبہ
یہ ہے ومنکم من یتوفی یعنی بعض تم مین سے وہ شخص ہے کہ وقت بلوغ اشدّ کے یا قبل
اوسکے مرجاتا ہے بیضاوی نے یہی دونون قول لکھے ہین نسفی نے ایک قول زیادہ لکھا ہے
یعنی یا بعد بلوغ اشدّ کے مرجاتا ہے محلی وفتح القدیر وفتح البیان نے قبل بلوغ اشدّ کو اختیار
کیا ہے اور خازن نے قبل بلوغ الکبر کہا ہے جمہور کی قرأت بصیغۂ مجہول ہے اور کسی نے
بصیغۂ معروف بھی پڑہا ہے ومنکم من یرد الی ارذل العمر یعنی بعض تم مین سے وہ شخص ہے
کہ رد کیا جاتا ہے طرف ارذل عمر کے عمر بضم عین مہملہ ومیم ہے کسی نے بسکون میم بھی پڑہا ہے
ارذل عمر بمعنی اخسّ وادون عمر ہے یعنی بغایت خسیس ونکمی اور بری عمر یہ زمانہ ہرم وخرف

کا ہے ہرم آخر کا بڑھاپا ہے اور خرف کہتے ہین بڑا پے کے مارے عقل کے بگڑ جانے کو
جسکو ہندی مین بڑھ بھس بولتے ہین خازن نے سورۂ نحل مین نقل کیا ہے کہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ ارذل عمر پچھتر برس ہین کسی نے کہا اسّی سال قتادہ
نے کہا نوّے ۹۰ برس چونکہ اس عمر مین آدمی کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہین بے عقل
ہوجاتا ہے اسلیئے اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا لکیلا یعلم من بعد علم شیئا یعنی
تاکہ نہ جانے بعد جاننے کے کسی شے کو اشیا سے یا کسی شئے کو علم سے معنی یہ ہین کہ بعد
اسکے کہ اشیاء کو جانتا بوجھتا سمجھتا تھا ایسا ہوجاے کہ اوسکو نہ کسیطرح کا علم ہو نہ فہم اسی کے
مثل یہ آیت ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین
اور مثل اس آیت کے ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون شیخزادے وغیرہ نے
کہا ہے کہ لکیلا یرد سے متعلق ہے یعنی تاکہ نہ جانے بعد عقل اوّل اپنی کے کسی شئے کو اور
شیئا مفعول ہے یعلم کا اگر کوئی کہے کہ شیئا نکرہ ہے سیاق نفی مین واقع ہوا ہے پس
عام ہوگا باوجود اسکے کہ نہایت بوڑھا آدمی طفل کیطرح بعض اشیا کو جانتا پہچانتا ہے تو کہین گے
مراد یہ ہے کہ اوسکی عقل زائل ہوجاتی ہے پھر وہ ایسا ہوجاتا ہے گویا کسی شئے کو نہین جانتا
ہے کیونکہ کبھی ایسا کلام واسطے مبالغے کے مقام نفی عقل مین ذکر کیا جاتا ہے بیضاوی کا حاصل
یہ ہے کہ جیسا زمانۂ طفولیت مین سخیف العقل قلیل الفہم تھا ویسا ہی مثل اگلی ہیئت کے پھر
ہوجاے تو جس شئے کو جانتا تھا اُسے بھول جاے اور جسکو پہچانتا تھا اوس سے انجان
ہوجاے امور مختلف و احوال متضادہ جو انسان کو اپنی عمر مین عارض ہوتے ہین اس سے
دوسرا استدلال کیا ہے امکان بعث پر کیونکہ جو ذات پاک اسپر قادر ہے وہی اسکے نظایر
پر بھی قادر ہے علامۂ نسفی رحمہ اللہ تعالی کا لفظ یہ ہے تاکہ نہ جانے کسی شے کو بعد اسکے
کہ اوسکو جانتا تھا یا تاکہ نہ استفادہ کرے کسی علم کا اور بھول جاے اوس شے کو جسکا عالم
تھا نکتہ محلی نے ذکر کیا ہے عکرمہ نے کہا ہے جس شخص نے قرآن پڑھا وہ اس حالت مین نہین ہوتا ہے
حفنادی نے کہا کہ رد طرف ارذل عمر کے خاص ہے ساتھ غیر قاری قرآن اور علماء کے
رہے قاری قرآن شریف اور علما سو وہ اپنی آخر عمر مین ارذل عمر کی طرف رد نہین

ہم نے بنایا آدمی خوب بنانے سے پھر بھینکدیا اوسکو نیچون سے نیچے ۱۲
اور جسکو ہم بوڑھا کرین اوندھا کرین خلقت مین پھر کیا بوجھ نہین رکھتے ۱۲

کیئے جاتے ہین بلکہ جتنی اونکی عمر بڑھتی ہے اوتنی ہی اونکی عقل اور بڑھتی جاتی ہے پھر اللہ پاک نے امکان بعث پر دوسری دلیل ذکر فرمائی وتری الارض ھامدۃ چونکہ دلیل اوّل مین بعض مراتب پیدایش کے آنکھ سے دکھائی نہین دیتے تھے اِسلیئے وہان خلقناکم فرمایا تری نہ کہا اور یہ دلیل چونکہ مشاہد بالبصر تھی آنکھہ سے اوسکا مشاہدہ ہوتا تھا اِسواسطے یہان وتری فرمایا ابوحیّان نے بحر مین اِسیطرح ذکر کیا ہے ہمود کہتے ہین سکون وخشوع کو ارض ہامدہ زمین مُردہ خشک ہوئی بیضاوی نے کہا ماخوذ ہے ھمدت النار اذا صارت رمادًا سے یعنی جب آگ بجھکر راکھ ہوجاتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین ھمدت النار یعنی آگ راکھ ہوگئی ابن قتیبہ نے کہا یعنی میتہ یا بسہ جیسے آگ جبکہ بجھ جاے کسی نے کہا ہامدہ بمعنی دارسہ ہے ہمود بمعنی دروس ہے یعنی کہنہ وبوسیدہ ہونا کپڑا جب بوسیدہ ہوجاتا ہے تو کہتے ہین ہمد الثوب اِسی باب سے اعشیٰ کا قول ہے ؎

قالت قُتَیلۃُ مالجسمك شاحبا	واریٰ ثیابَكَ بالیاتِ ھُمُودا

قتیلہ معشوقہ کا نام ہے وہ کہتی ہے کہ تیرے بدن کو کیا ہوا ہے کہ متغیر ہورہا ہے اور مین دیکھتی ہون کہ تیرے کپڑے بوسیدہ ہورہے ہین کسی نے کہا ہامدہ وہ زمین ہے جس سے تری جاتی رہی ہے کسی نے کہا بمعنی ہالکہ ہے اِن سب اقوال کے معنی قریب یکدیگر ہین غرضکہ اے جھگڑنے والے بعث کے مقدمے مین تو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی خشک بے نبات فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت و ربت یعنی پھر جب ہمنے اوسپر پانی اُتارا تو وہ بسبب روئیدگی کے حرکت کرتی ہے اور اُبھرتی ہے فتح القدیر و فتح البیان وخازن مین ہے کہ مراد پانی سے اِسجگہہ مطر ہے یعنی آسمان کا پانی ابوحیّان نے بحر مین کہا ہے کہ مراد ماء مطر وانہار وعیون وسواقی ہے اھتزت کے معنی ہین تحرکت اھتزاز شدّتِ حرکت کو کہتے ہین محاورے مین بولتے ہین ھززت الشئ فاھتز یعنی مینے اوس شئے کو ہلایا تو وہ ہلگئی معنی یہ ہین کہ روئیدگی کے سبب سے ہلگئی کیونکہ روئیدگی زمین سے نکلتی نہین ہے یہانتک کہ بعض زمین کا بعض سے حقیقی ازالہ کردیتی ہے زمین کو اِدھر اُدھر سے پھاڑکر نکلتی ہے اِس تحرک کا نام اھتزاز مجازًا رکھا ہے یعنی زمین جو اپنی نبات کو پانی کے سبب سے اُگاتی ہے اِس

اُگانے کو اہتزاز مجازاً کہدیا ہے شیخزادے نے کہا اہتزاز اُس حرکت کو کہتے ہین جو بہجت وسرور کے طور پر واقع ہوتی ہے اِس بنیاد پر اھتز فلان لکیت وکیت نہ کہینگے مگر اوسی وقت کہ وہ امر منافع ومحاسن سے ہوگا مبرد نے کہا ہے کہ معنی اھتز نبتا تھا ہین مضاف حذف ہوگیا ہے اور اہتزاز نبات کا شدت حرکت نبات ہے بہ نسبت زمین کے اہتزاز نبات مین ظاہر تر ہے ربت کے معنی ہین ارتفعت کسی نے کہا انتفخت معنی ایک ہی ہین اصل ربو کی زیادت ہے جب کوئی شئے زیادہ ہوتی ہے بڑھتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین ربا الشئی یربو ربوا اسی سے ربی و ربوہ ہے جمہور کی قرارت اسی مادے سے ہے معنی اسکے زیادتی کے ہین کسی جہت سے ہوا ابو جعفر یعنی یزید بن قعقاع وخالد بن الیاس وعبداللہ بن جعفر اور ابو عمرو نے ایک روایت مین ربأت[۵۱] بہمزہ پڑہا ہے اسکی بنا پر معنی یہ ہین کہ مرتفع ہوگئی اور علو کی جانب سے بڑھ گئی یہانتک کہ مثل ربیہ کے ہوگئی جو شخص بلند جگہہ پر بیٹھکر قوم کی نگاہبانی کرتا ہے اوسکو ربی و ربیہ و ربیئہ کہتے ہین محاورے مین بولتے ہین ربأ فلان بنفسہ عن کذا یعنی فلان آدمی نے فلان کام سے اپنے نفس کو بلند کیا یعنی اُس کام کو نہ کیا اپنے نفس کو اوس سے عالی سمجھا وانبتت من کل زوج بہیج بہجت کے معنی حسن کے ہین کلمہ من زائد ہے حقیقت مین اُگانے والا اللہ پاک ہے مگر مجازاً اُگانے کی نسبت زمین کی طرف کردیگئی یعنی اوراُگائی زمین نے ہر صنف حسن ولون مستحسن کی روئیدگی جسکے دیکھنے سے دیکھنے والے کو مسرور ہوا اوسکا جی خوش ہو ذلک بان اللہ ھو الحق اسمین تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ ذلک مبتدا ہے اور بان اللہ الخ جار ومجرور خبر ہے اور مشار الیہ ذلک کے امور مذکورہ متقدم ہین یعنی یہ جو ہمنے ذکر کیا کہ ہمنے بنی آدم کو پیدا کیا اور اونکی پیدایش مین تطویر کی اور زمین مردہ کو زندہ کیا حاصل ہے بسبب اِسکے کہ اللہ وہی حق ہے الخ دوسری وجہ یہ ہے کہ ذلک خبر مبتدای محذوف کی یعنی الامر ذلک تیسری یہ ہے کہ منصوب بفعل مقدر ہے ای فعلنا ذلک بسبب ان اللہ ھو الحق اوّل وجہ پر حرف با مرفوع المحل ہوگا اور دوسری تیسری وجہ پر منصوب المحل ٹھہرے گا سمین نے اسیطرح کہا ہے بیضاوی کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ یہ جو سابق مین مذکور ہوا کہ اللہ پاک نے انسان کو اطوار مختلف مین پیدا کیا اور احوال متضادہ پر اوسکو

[۵۱] مبارکپوری کہا ہے کہ قرآن مین جہان کہین یہ کلمہ آیا ہے یزید نے اوسکو مہموز پڑہا ہے ۱۲

[۵۲] ای انبتت اشیاء والوانا او صنوف کل زوج بہیج زوجا فالمفعول محذوف وعند الاخفش من زائدۃ ۱۲ ابو القا

نقل فرمایا اور زمین کو بعد مُردہ ہونے کے زندہ کیا یہ سب بسبب اِسکے ہے کہ اللہ پاک فی نفسہ
ثابت ہے جسکے سبب سے اشیاء کا تحقق ہوتا ہے وانہ یحی الموتی یعنی اور وہ قدرت رکھتا ہے
مُردوں کے زندہ کرنے پر اور اگر وہ اِسپر قادر نہوتا تو نطفے کو اور زمین مُردہ کو زندہ نکرتا وانہ علی
کل شئی قدیر یعنی اور وہ ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ہے کیونکہ اوسکی قدرت لذاتہ ہے جسکی نسبت
کُل کی طرف برابری پر ہے پھر جب مشاہدے نے دلالت کی اوسکی قدرت پر اوپر زندہ کرنے
بعض اموات کے تو ساری اموات کے زندہ کرنے پر اوسکا اقتدار لازم آیا وان الساعۃ اٰتیۃ لاریب
فیہا یعنی اور بیشک قیامت آنیوالی ہے اوسمین کسیطرح کا شک نہین ہے اِسلئے کہ تغیر انصرام
کے مقدمات وطلائع سے ہے وان اللہ یبعث من فی القبور یعنی اور اللہ اوٹھائیگا اُن لوگونکو
جو قبرون مین ہین بمقتضاے اپنے وعدے کے جو کہ خُلف کو قبول نہین کرتا ہے مفتی
ابوالسعود رحمہ اللہ تعالے کی تقریر کا حاصل بعض تصرف یہ ہے کہ یہ آثار اُلوہیت کے آثار
سے ہین اور اللہ پاک کی شئون ذاتی و وصفی وفعلی کے احکام ہین اور قیامت کا آنا اور بعث کا
ہونا جنکے وجود کا انکار کرتے ہین اِن آثار عجیبہ کے اسباب سے ہین جنکا انفس وآفاق مین مشاہدہ
کر رہے ہین یعنی یہ ادکار یگری حاصل ہی بسبب اِسکے کہ اللہ پاک ہی اپنی ذات وصفات وافعال مین
تنہا حق ہے اور اپنے ماسوا اشیا کا محقق وموجد ہے پس یہ آثار خاصہ قدرت عامہ تامہ کی فروع
اور اُسکے مسببات سے ہین اور منجملہ اوسکے فروع ومتعلقات سے مُردون کا زندہ کرنا ہے اور
باوجود اسکے کہ یہ امر منجملہ اشیاء مقدور علیہا کے ہے خاصکر اسکا ذکر اسلیئے کیا کہ محل نزاع کی تصریح
ہوجاے اور واسطے اعتناء واہتمام کے اوامور پر اِسکو مقدم کیا قولہ تعالی وان الساعۃ
معطوف ہے مجرور بالباء پر جسطرح کہ اِس سے پہلے کے دو جملے اوسپر معطوف ہین یہ بھی اونھین کے
ساتھ سببیت کے تحت مین داخل ہے اور اسیطرح وان اللہ یبعث من فی القبور اوسی پر معطوف
ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے پانچ اسباب ذکر فرمائے اونمین سے تین سبب پہلے تو مؤثر ہین اور
اخیر کے دو غیر مؤثر ابن جزی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ بان اللہ کا حرف باسببیت کے واسطے
نہین ہے بلکہ محذوف سے متعلق ہے جسپر مقام دلالت کرتا ہے تقدیر یہ ہے ذلک المذکور من
خلق الانسان واحیاء الارض بالنبات مشاہد بان اللہ ھو الحق الذی قولہ فی القبور

یعنی یہ جو انسان کا پیدا کرنا اور نبات سے زمین کا زندہ کرنا مذکور ہوا مشاہدہ کرانیوالا ہے اس
بات کو کہ اللہ ہی حق ہی اسکے بعد کی چار چیزین بھی اسی تقدیر سے اسپر معطوف ہین پس یہ پانچ امور
جو بعد حرف با کے مذکور ہوئے ہین انپر خلق انسان و نبات کے ساتھ استدلال کیا گیا ہی جسطرح انھین دونون
کے ساتھ بعث و اعادہ پر استدلال کیا گیا ہے اس مضمون کو حفناوی نے ذکر کیا ہی اور اصل اسکی ابو حیان
نے ذکر کی ہی بحر مین ذکر کیا ہی کہ وان الساعۃ تاکید ہی وانہ یحی الموتی کی اور خبر ہے مبتدائے محذوف
کی یعنی والامر ان الساعۃ الخ اس بنا پر تقدم کی بسببیت مین داخل نہوگا یمین کا بیان یہ ہے
کہ وان الساعۃ مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ مجرور بالباء پر معطوف ہے یعنی ذلک بان الساعۃ
اٰتیۃ لا ریب فیہا دوسری وجہ یہ ہے کہ نہ مجرور بالباء پر معطوف ہے نہ بسببیت کے تحت مین داخل
ہے بلکہ یہ خبر ہے اور مبتدا بسبب فہم معنی کے حذف کر دیگئی ہے تقدیر یہ ہے والامر ان الساعۃ
الخ اور لا ریب فیہا مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ یہ جملہ خبر ثانی ہے دوسرا یہ ہے کہ
حال ہے خازن کی تقریر یہ ہے کہ جب اللہ پاک دو دلیلون کو ذکر کر چکا تو جو مطلوب تھا اوسکو
اونپر مرتب کیا پس فرمایا ذلک یعنی ہمنے اسکو ذکر کیا تاکہ تم جان لو اسبات کو کہ اللہ ہی حق ہے
اور یہ چیزین صانع کے وجود پر دال ہین وانہ یحی الموتی یعنی اور اس بات کو کہ جب اوس سے
ان چیزون کا وجود مین لانا مستبعد نہین ہے تو مردون کا اعادہ کرنا کیونکر مستبعد ہوگا وانہ
علی کل شئ قدیر یعنی جو ذات پاک ایسا ہے وہی سارے ممکنات پر قادر ہے وان الساعۃ
الخ یعنی یہ دلائل جو مذکور ہوئے اسلیئے ہین تاکہ تم جان لو اس بات کو کہ قیامت ہونیوالی
ہے اوسمین کوئی شک نہین ہے اور وہ حق ہے اور بعث بعد الموت حق ہے فتح البیان و
فتح القدیر کا بیان فاتح یہ ہے کہ جملہ ذلک بان اللہ ہو الحق مستانفہ ہے جبکہ اللہ پاک نے
یہ ذکر فرمایا کہ ساری موجودات اوسی کی محتاج و نیازمند ہین اور اسنے اپنے ارادہ و اقتدار کے
موافق اونکو مسخر و مطیع کیا ہے تو بعد اوسکے یہ باتین ذکر فرمائین وہ یہ ہین کہ ثابت کرنا اس امر کا
کہ اللہ پاک ہی حق ہے دوسری یہ ہے کہ مردون کے زندہ کرنے کے ساتھ وہی متفرد ہے
تیسری یہ ہے کہ اشیا مین سے ہر شئے پر قادر ہے معنی یہ ہین کہ ان امور کے ساتھ وہی متفرد ہے
اور وہ اوسی کی شان سے ہین غیر اوسکا دعوی نہین کر سکتا ہے کہ اونمین سے کسی شئے پر بھی

قادر ہے پس اللہ پاک نے اس سے یہ بات بتائی کہ حق حقیقی وغنی مطلق وہی ہے اور ہر موجود کا وجود اوسی سے مستفاد ہے حق وہ موجود ہے کہ تغیّر وزوال پذیر نہین ہوتا ہے کسی نے کہا حق کے معنی یہ ہین کہ صاحب حق ہے اپنے بندون پر کسی نے کہا حق ہے اپنے افعال مین۔ زجاج نے کہا ذلک موضع رفع مین ہے ای الامر ما وصفہ لکم وبیّن بان اللہ ھو الحق یعنی بات وہی ہے جو تمسے بیان کردی کہ حق اللہ ہی ہے زجاج نے کہا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ذلک منصوب ہو پھر اللہ پاک نے اسبات کی خبر دی کہ انّ الساعۃ اٰتیۃ یعنی قیامت آنیوالی ہے زمانۂ آیندہ مین کہا ہے کہ یہان اضمار فعل کا ضرور ہے یعنی ولتعلموا ان الساعۃ اٰتیۃ لاریب فیہا یعنی اوسمین کسیطرح کا شک وتردد نہین ہے پھر اللہ پاک نے بعث کی خبر دی وان اللہ یبعث من فی القبور پھر انکو اُنکے اعمال کی جزا سزا دے گا خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر اور یہ امر ضرور ہونیوالا ہے چونکہ آیت کریمہ مشکل تھی اسلئے اکابر مفسّرین کی تقریرین لکھدی گئین تاکہ مضمون آیت کا بخوبی ذہن نشین ہوجاے ع ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر ست کا مصداق خوب سمجھ مین آجاے اجمال وتفصیل کا فرق اور ہر ایک کے بیان کا تفاوت معلوم ہوجاے

ومن النّاس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتب منیر ○ ثانی عطفہ لیضلّ عن سبیل اللہ طلہ لہ فی الدّنیا خزی ونذیقہ یوم القیٰمۃ عذاب الحریق ○ ذلک بما قدّمت یداک وانّ اللہ لیس بظلّام للعبید ○ اور بعضا شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات مین بن خبر اور بن سوجھ اور بن کتاب چمکتی اپنی کروٹ موڑ کر کہ بہکاوے اللہ کی راہ سے اوسکو دنیا مین رسوائی ہے اور چکھاوین گے ہم اوسکو قیامت کے دن جلن کی مار یہ اسپر ہے جو آگے بھیج چکے تیرے دو ہاتھ اور یہ کہ اللہ ظلم نہین کرتا بندون پر انتہی

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ جسوقت اللہ پاک آیۂ ومن النّاس من یجادل الخ مین گمراہ جاہل مقلّدونکا حال بیان کرچکا تو اس آیت مین سرداران کفر وبدعات کا حال ذکر کیا جو کہ دوسرونکو گمراہی کی طرف بُلاتے ہین پس فرمایا ومن النّاس من یجادل الخ یعنی بعضا آدمی وہ ہے جو اللہ پاک کی بات مین بدون عقل صحیح ونقل صریح کے بلکہ بمجرد رائے وہوی جھگڑتا ہے ثانی عطفہ کی تفسیر مین حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے فرمایا ہے

ع ۱۰ ۸

اخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن قتادۃ فی قولہ ثانی عطفہ قال لوی عنقہ واخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس والسدی وابن زید وابن جریج انہ المعرض واخرج ابن ابی حاتم عنہ یعنی عن ابن عباس قال مستکبرا فی نفسہ ۱۲ فتح القدیر

مستکبرًا عن الحق اذا دعی الیہ یعنی جبکہ حق کی طرف بلایا جاتا ہے تو اوس سے تکبر کرتا ہے مجاہد و قتادہ و مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ ثانی عطفہ کے معنی لاوی عطفہ ہین عطف کے معنی رقبہ کے ہین یعنی حق کیطرف بلایا جاتا ہے تو اوس سے اعراض کرتا ہے اور مارے استکبار کے اپنی گردن کو موڑتا ہے اِس آیت کی مثل یہ آیتین ہین وفی[۵۱] موسیٰ اذ ارسلنٰہ الی فرعون بسلطانٍ مبین فتولی برکنہ الآیہ وقال[۵۲] تعالیٰ واذا قیل لھم تعالوا الیٰ ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا وقال[۵۳] تعالیٰ واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسھم ورایتھم یصدون وھم مستکبرون وقال لقمان لابنہ ولا تصعر خدک للناس یعنی لوگون پر استکبار کرکے اپنے گال اونسے مائل مت کر وقال تعالیٰ واذا[۵۴] تتلی علیہ اٰیاتنا ولی مستکبرًا الآیہ قولہ تعالیٰ لیضل عن سبیل اللہ بعض نے کہا کہ یہ لام لام[۵۵] عاقبت ہے کیونکہ کبھی وہ اسکا قصد نہین کرتا ہے یہ بھی احتمال ہے کہ لام تعلیل کا ہو پھر یا مراد اس آیت سے معاند لوگ ہین یا اِس سے یہ مراد ہے کہ اس اضلال کا جو فاعل ہے ہمنے اوسکو صرف اِسی مکی عادت پر مجبول کیا ہے تاکہ ہم اوسکو اُن لوگون مین سے کرین جو کہ اللہ کی راہ سے گمراہ کیا کرتے ہین پھر اللہ پاک نے فرمایا لہ فی الدنیا خزی خزی کہتے ہین اہانت و ذلت کو جسطرح اوسنے اللہ پاک کی آیتون سے اِستکبار کیا اوسیطرح اللہ نے اوسکو دنیا مین مذلت سے ملایا اور آخرت سے پہلے دنیا ہی مین اوسکو معاقب کیا کیونکہ اوسکا اکبر ہم و منبع علم دہی دنیا تھی یعنی اُسکے علم کا منتہیٰ اور بڑا اہتمام و خیال و مقصود اِسی دنیا کا تھا سو اوسی مین اوسکو ذلیل کیا ونذیقہ یوم القیامۃ عذاب الحریق اور چکھائین گے ہم اُسکو قیامت کے دِن جلن کا عذاب اور تقریع و توبیخ یعنی تنبیہ و تادیب اور جھڑکنے اور ڈانٹنے کے واسطے۔ اوس سے یون کہین گے کہ ذلک بما قدمت یداک یعنی یہ عذاب بسبب اُس عمل کے ہے جسکو تیرے ہاتھون نے پہلے سے بھیج رکھا ہے وان اللہ لیس بظلام للعبید کقولہ تعالیٰ خذوہ[۵۶] فاعتلوہ الیٰ سواء الجحیم ثم صبوا فوق راسہ من عذاب الحمیم ذق انک انت العزیز الکریم ان ھذا ما کنتم

---

۱ اور اوسنے اپنی گردن کو موڑ لیا ۲ اے عاقبۃ امرہ و مصیرہ الی الضلال بہ و ان کان ھناک سببیۃ و اقتضاء فی نفس الامر من غیران یکون حاملا للفاعل علیہ و باعثا ایاہ علیہ بطریق الاقتضاء و ھو ظاھر ۳ اور اوسنے اپنے گال لوگون کی طرف سے پھیر لیے ۴ اور اوسنے اپنے گال لوگون کی طرف سے پھیر لیے ۵ اور اوسنے اپنے گال لوگون کی طرف سے پھیر لیے ۶ اور اوسنے اپنے گال لوگون کی طرف سے پھیر لیے ۷ اور اوسنے اپنے گال لوگون کی طرف سے پھیر لیے ۸ اور اوسنے اپنے گال لوگون کی طرف سے پھیر لیے ۹ اور اوسنے اپنے گال لوگون کی طرف سے پھیر لیے ۱۰ اور اوسنے اپنے گال لوگون کی طرف سے پھیر لیے ۱۱ اور اوسنے اپنے گال لوگون کی طرف سے پھیر لیے ۱۲ منہ ۵۶ پکڑو اوسکو اور ڈھکیل لیجاؤ بیچون بیچ دوزخ کے پھر ڈالو اُسکے سر پر جلتے پانی کا عذاب یہ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار یہ وہی ہے جس میں تم شک کرتے تھے

بہ تمامترون ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ ایک اونکا دن بھر مین ستر ہزار بار جلایا جائے گا نعوذ باللہ من عذابہ و عذاب النار ف اس آیت کریمہ کے شان نزول مین تین قول ہین پہلا قول یہ ہے کہ نضر بن حارث[۱] کے حق مین نازل ہوئی ہے جسطرح کہ اگلی آیت کا نزول اوسی کے باب مین ہوا ہے خازن نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بیضاوی نے اسکو اوّل لکھا ہے غرضکہ اس قول کی بنا پر یہ آیت مکرر ٹھہری تو تکرار کا کوئی فائدہ ہونا چاہیئے پس فائدہ تکرار کا دوام ہین ایک تو مبالغہ ہے ذم مین مثلاً جس آدمی کی تو ذم کرتا ہے اور اوسکو توبیخ کرتا ہے اور اوسکو ڈانٹتا دھمکاتا ہے تو اس سے کہتا ہے انت فعلت ھذا - انت فعلت ھذا یعنی ذم و سرزنش کیواسطے بار بار اوس سے کہتا ہے کہ تو نے یہ کیا تو نے یہ کیا دوسرا امر یہ ہے کہ پہلی آیت سے اس آیت مین زیادتی ہے کیونکہ اوّل آیت مین صرف اسقدر تھا کہ بدون سند علم ضروری و نظری کے جھگڑتا ہے اس آیت مین یہ ذکر کیا ہے کہ اوسکے مجادلہ و مخاصمہ مین اوسکے پاس کوئی سند نہین ہے نہ دلیل عقلی ہے نہ وحی سماوی جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ویعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وما لیس لھم بہ علم وما للظالمین من نصیر بہت سے مفسر اسی قول کے قائل ہین دوسرا قول یہ ہے کہ ابوجہل کے حق مین اوتری ہے نسفی و محلی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ پہلی آیت تابعین مقلدین بکسر لام کے حق مین وارد ہوئی ہے اور یہ آیت متبوعین مقلدین بفتح لام کے باب مین نازل ہوئی ہے کیونکہ دونون فریق مین سے ہر ایک فریق پر یہ بات صادق آتی ہے کہ یجادل فی اللہ بغیر علم اگرچہ ایک اونمین کا تابع ہے اور دوسرا متبوع اس قول کا مؤید یضل عن سبیل اللہ ہے کیونکہ مضل مقلد و متبوع ہی تابع نہین ہے بیضاوی نے اس قول کو بھی ذکر کیا ہے کشاف مین کہا ہے کہ یہ قول اوفق و اظہر بمقام ہے علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ یہ قول بیوجہ ہے جسطرح وہ قول بیوجہ ہے جسنے یہ کہا ہے کہ پہلی آیت خاص ہے متبوعین کے گمراہ کرنے کے ساتھ اپنے تابعین کو اور دوسری آیت ہر اضلال و جدال مین عام ہے شوکانی نے ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت عام ہے واسطے ہر اوس شخص کے جو کہ لوگون کے

[۱] اخرج ابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم فی قولہ ثانی عطفہ قال یعنی ابن عباس انزلت فی النضر بن الحارث واخرج ابن مردویہ عنہ فی الآیۃ قال ھو رجل من بنی عبد الدار فتح القدیر ۱۲ اور یہ وہی حارث ابن اللہ کے سوا ہے جسکی سند نہین تواری اور جسکی خبر نہین اونکو اور نہ انصاف ون کا کوئی مددگار نہین ۱۲

اضلال و اغوا کا قصد کرتا ہے بہرحال اعتبار اوسکا ہے جسپر لفظ دلالت کرتا ہے گو سبب
خاص ہی کیون نہو معنی لفظ کے یہ ہین کہ لوگون مین سے ایک ایسا فریق ہے کہ اللہ مین
جھگڑتا ہے پس اسمین ہر مجادل داخل ہے جو کہ اللہ کی ذات یا صفات یا شرائع واضحہ
مین جھگڑتا ہے و منہم من یجادل فی اللہ یعنی اللہ کی شان مین جسطرح کہ بعض نے کہا کہ
فرشتے دختران خدا ہین اور بعض نے کہا کہ حضرت مسیح فرزند خدا ہین اور کسی نے کہا کہ
حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہین علامہ نسفی نے کہا کہ جھگڑتا ہے اللہ کی صفات مین پس وصف
کرتا ہے اوسکا ساتھ اُن صفتون کے جو اُسکی نہین ہین بغیر علم حال ہے یجادل کی ضمیر سے
یعنی کائنا بغیر علم مراد علم سے علم فطری ضروری بدیہی ہے تاکہ عطف ہدی و کتاب منیر کا
اوسپر صحیح ہو اسواسطے کہ معطوف و معطوف علیہ مین مغایرت چاہیئے ہدی و کتاب بھی علم ہین مگر
یہ دونون علم کسبی ہین ہدی سے مراد استدلال ہے اور کتاب سے مراد وحی ہے استدلال کو ہدی
اسلیئے کہا کہ استدلال ہادی و موصل ہوتا ہے طرف مطلوب کے یا راہنما ہوتا ہے طرف
معرفت کے کتاب کو منیر اسواسطے کہا کہ اللہ پاک کی وحی سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ بغایت
ظاہر و باہر و روشن ہوتا ہے یہ علم سب علمون سے بڑھا ہوا ہے اسمین کسیطرح کا شک و شبہہ
نہین ہوتا فتح القدیر و فتح البیان مین کہا ہے اولی یہ ہے کہ علم کا حمل عموم پر کیا جاے اور ہدی
اپنے معنی لغوی پر محمول ہو ہدی کے لغوی معنی ارشاد ہین اور کتاب منیر سے مراد قرآن شریف ہو
منیر کے معنی بیّن بین الحجۃ واضح البرہان ہین کتاب منیر اگرچہ بغیر علم کے تحت مین داخل ہے
لیکن اوسکو علیحدہ کرکے ذکر کیا جسطرح کہ بعد ذکر ملائکہ کے جبریل علیہ السلام کا علیحدہ ذکر کیا یہ اسلیئے
ہے کہ کتاب منیر وحی کامل ہے اور افراد علم پر فایق ہے اور جس شخص نے علم کو ضروری علم پر
اور ہدی کو علم استدلالی پر محمول کیا ہے یعنی جیسے بیضاوی و نسفی وغیرہما من المفسرین سو
اوسنے اسجگہہ کتاب کو دلیل سمعی پر محمول کیا ہے اس صورت مین آیت نفی دلیل عقلی کو
متضمن ہوگی ضروری ہو یا استدلالی اور متضمن ہوگی نفی دلیل نقلی کو مع اوسکے اقسام کے
ہمنے جو ذکر کیا ہے وہ اولی ہے ثانی عطف حال ہے یجادل کی ضمیر سے ثنی کے معنی
ہین موڑنا عامہ نے عطفہ کو بکسر عین مہملہ پڑھا ہے عطف کے معنی ہین جانب عطفا الرجل کہتے ہین

آدمی کی دائین بائین جانبون کو شیخزادے نے کہا عِطف بکسر العین وہ جانب ہے جسکو آدمی کسی شئے سے اعراض کرتے وقت موڑتا ہے جھکاتا ہے اور ثنی عطف عبارت ہے کبر و خیلاء سے سمین نے کہا اضافت ثانی کی طرف عطفہ کے اضافت لفظی ہے جیسے اضافت مُمطرنا کی ہے معنی یہ ہین مُعرِضًا فتح القدیر مین کہا ہے کہ اسکی تفسیر مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو کہ مارے اترانے اور تکبّر کے اپنی گردن کو موڑتا ہے زجاج نے اسکے معنی ذکر کیے ہین اور کہا ہے کہ اس صفت کے ساتھ متکبر موصوف ہوتا ہے اور معنی یہ ہین کہ لوگون مین سے وہ شخص ہے کہ جھگڑتا ہے اللہ مین درانحال کہ تکبر کرنیوالا ہے مبرد نے کہا العِطف ما انثنی من العنق دوسری وجہ یہ ہے کہ مراد ثانی عطفہ سے اعراض ہے اے معرضًا عن اللہ کر یعنی وعظ و نصیحت سے اعراض کرتا ہے فراء و مفضل وغیرہ نے اسیطرح کہا ہے **کقولہ تعالیٰ وَلّٰی مُستکبرًا کان لم یسمعہا وقولہ لوّٰی**[۵۲] ع ۴ **وقولہ اعرض**[۵۳] **ونأی بجانبہ** محلی نے اسکی تفسیر مین یون کہا ہے کہ **لاوی**[۵۴] **عنقہ تکبرًا عن الایمان** اسپر جمل نے کہا کہ جانب بمعنی جنب ہے یعنی پہلو کوئی حاجت نہین ہے کہ لفظ کو اوسکے ظاہر سے پھیرا جاے اور عطف کا حمل عنق پر کیا جاے عطف کا اوسکے ظاہر پر باقی رکھنا افادۂ مقصود مین کافی ہے وہ یہی ہے کہ ثنی عطف کنایہ ہے اعراض سے پھر کتب لغت سے اسکا اثبات کیا مختار مین کہا ہے کہ عِطفا الرَّجُل آدمی کی دو جانب کو کہتے ہین اوسکے سر سے لیکر دونون مُسرین تک اور اسیطرح عِطفا کلِّ شئ ہر شے کی دونون جانب کو بولتے ہین وثنیٰ عِطفہ عنہ کے یہ معنی ہین کہ فلان شخص نے فلان سے اعراض کیا مصباح مین کہا ہے جَنب الانسان وہ ہے جو اوسکی بغل کے نیچے سے لیکر پہلو[۵۵] تک ہے جمع اسکی جنوب ہے جیسے فلس کی جمع فلوس ہے اور جانب ناحیہ کو کہتے ہین اور بمعنی جنب بھی آتا ہے کیونکہ جنب ایک ناحیہ ہے شخص کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عَطفہ بفتح عین مہملہ پڑہا ہے عطف مصدر ہے بمعنی تعطّف و برّ یعنی قاسی القلب سخت دل ہے کہ اپنے تعطّف و برّ و احسان کا موڑنیوالا ہے یعنی اوسکا مانع ہے مارے قساوت کے اپنے غیر پر احسان نہین کرتا ہے کسی کو کچھ خبر نہین پہونچاتا ہے غرضکہ آدمی کو انھین تین وجوہ سے علم حاصل ہوتا ہے فطری

۵۱ پہلو دیکھا دے غرور کیا اور لوگون مناہی ہین ۱۲

۵۲ منکر نے باین اپنے نم ۱۲

۵۳ ٹلا جاوے اور ہٹا دے

۵۴ اپنا بازو ۱۲ مارکر مین لاوی عنقہ عن طاعۃ اللہ تکبرا و خیلاء ہے اور خازن مین لاوی جنبہ و عنقہ مستکبرا تکبرہ معرضا عما یدعی الیہ من الحق تکبرًا ہے ۱۲

۵۵ اصل کا لفظ کشہ ہے کشہ بمعنی تہیگاہ ہے ۱۲ ص

ضروری بدیہی ہو یا نظری استدلالی یا سمعی نقلی وحی آلہی انھین علوم سے انسان جھگڑتا ہے سو بعضا آدمی نضر بن حارث ہو یا ابوجہل یا اور کوئی مُضِلّ ایسا ہے کہ اللہ پاک کی ذات و صفات مین جھگڑا کرتا ہے حالانکہ مقدمۂ ضروری و نظری و سمعی سے خالی و عاری ہے اِن علوم مین سے کوئی حجت اُسکے پاس نہین ہے جدال کرتا ہے اِس حال مین کہ مارے تکبّر و اِترانے کے ایمان و طاعتِ آلہی و وعظ و نصیحت سے اپنا پہلو موڑتا ہے اِن امور سے اعراض کرتا ہے غرض اوسکی اِس جدال سے یہ ہے لیضلّ[۵۱] عن سبیل اللہ یعنی تاکہ اللہ کے دین سے لوگون کو گمراہ کرے فتح القدیر و فتح البیان مین کہا ہے کہ حرف لام متعلق ہے یجادل سے یعنی غرض اوسکی گمراہ کرنا ہے اللہ کی راہ سے گو وہ اسکا اقرار نکرے کسی نے لیضلّ بفتح یا پڑہا ہے اِس بنا پر کہ حرف لام لامِ عاقبت ہے گویا اوسکی گمراہی اوسکی جدال کی غایت ٹھہرائی گئی بیضاوی نے اِس قرارت کو ابن کثیر و ابوعمرو و رویس کی طرف منسوب کیا ہے چونکہ اِس قرارت پر یہ بات وارد ہوتی تھی کہ وہ مجادلہ کرنیوالا ہدایت یافتہ نہ تھا کہ بسبب جدال کے ہدایت سے گمراہی کی طرف نکلجاے اِسلیئے یون کہا ہے کہ جو دلائل و آیات کہ قایم کیئے گئے ہین اُنمین غور و فکر کرکے ہدایت پانے پر قدرت رکھتا تھا سو اوسنے اونکو ترک کیا اور نسے مُعرض ہوا اور باطل کے ساتھ جھگڑنے پر متوجہ ہوا تو وہ ایسا قرار دیا گیا جیسے کوئی ہدایت سے گمراہی کی طرف نکلے پھر یہ بات وارد ہوتی تھی کہ جدال سے اُسکی یہ غرض نہ تھی کہ خود ہدایت سے گمراہ ہو یا اپنے غیر کو اوس سے گمراہ کرے پس لیضل کیون فرمایا تو اِسکا یہ جواب ہے کہ جب انجام گمراہی کا اُسکے جدال پر مترتب تھا اِسلیئے غرض مطلوب کی ساتھہ ضلال کے تشبیہہ دی گئی یعنی جبکہ اُسکے جدال کی عاقبت گمراہی ٹھہری تو گویا جدال سے غرض مطلوب یہی گمراہی تھی اِسواسطے لام علّت کا لایا گیا جملہ لہ[۵۲] فی الدّنیا خزی بھی مستانفہ ہے گویا کسی نے کہا کہ اوسکو جدال باطل کی کیا منزلی سو اوسکا یہ جواب ہے کہ جدال کے سبب سے دارین مین اوسکو عقوبت حاصل ہوئی خزی کہتے ہین ذلت و رسوائی کو سو دنیا کی ذلت تو یہ ہوئی کہ دنیا مین عذاب معجل اوسکو پہونچا اور لوگون کی زبانون پر بُرائی کے ساتھ اوسکا ذکر جاری ہوا محلی و نسفی و خازن وغیرہ نے کہا کہ مراد خزی دنیا سے قتل ہے کیونکہ نضر بن حارث و ابوجہل بدر کے

۵۱ قال ابوالبقاء یجوز ان یتعلق بثانی و یجادل ۱۲

۵۲ قال ابوالبقاء یجوز ان تکون حالا مقدّرۃ و ان تکون مقارنۃ ای مستحقا و یجوز ان تکون مستانفا ۱۲ ۱۲

دونون مارے گئے - اور جو شخص اسکا قائل ہے کہ کسی معین شخص کے حق مین آیت کا نزول نہین
ہوا ہے تو اوسنے خزی دنیا کو اسپر محمول کیا ہے کہ مراد مومنین کا ذم ولعن و قہر کرنا ہے کفار کو
کیونکہ خزی ہوان و فضیحت کو کہتے ہین یہ کچھ لازم نہین ہے کہ خزی قتل ہی سے ہو رہی
عقوبت آخرت کی سو اُسکے باب مین یون ارشاد فرمایا وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ
حریق بمعنی مُحرِق صفت ہے نار کی یعنی جلانیوالی آگ کا عذاب یہ بھی جائز ہے کہ اضافت
موصوف کی ہو طرف صفت کے اصل یہ ہے العذاب الحریق یعنی محرق جسطرح کہ سمیع بمعنی
مُسمِع آتا ہے بیضاوی نے اسکو اضافت مسبب ہے طرف سبب کے قرار دیا ہے اور حریق بمعنی
محرق سے نار مراد لی ہے ابوحیان نے بحر مین کہا ہے کہ حریق ایک طبقہ ہے جہنم کے طبقون
سے نعوذ باللہ مِنْهَا ذٰلِكَ اشارہ ہے طرف عذاب دنیوی و اُخروی کے اور مبتدا ہے خبر
اوسکی بما قدمت یداك ہے حرف با واسطے سببیت کے ہے اور التفات ہے غیبت سے
طرف خطاب کے یا قول مقدر ہے یعنی قیامت کے دن اُس سے کہا جائیگا کہ یہ عذاب جو تجھپر
نازل ہوا ہے بسبب اُس کفر و معاصی کے ہے جسکو تو نے آگے بھیجا ہے شخص کی تعبیر یدین کے
ساتھہ کی اسلیئے کہ اکثر افعال انھین ہاتھون سے ہوتے ہین کرمانی نے کہا کہ اس سورت
کے سوا اور سورت مین ایدیکم آیا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ آیت تنہا ابوجہل کے حق مین نازل
ہوئی ہے اور دوسری سورت مین اُس آیت کا نزول حق مین جماعت کے ہوا ہے جسکا ذکر اوّل
ہو چکا ہے فتح القدیر مین کہا ہے کہ محل اَنَّ وما بعدکا وان اللہ لیس بظلام للعبید مین رفع ہے
اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا ے محذوف کی ای والامر انّ اللہ سبحانہ لا یعذّب عبادہ بغیر ذنبٍ
یعنی بات یہ ہے کہ اللہ پاک اپنے بندونکو بغیر گناہ کے عذاب نہین کرتا ہے عفناوی و نسفی نے
کہا کہ وَاَنَّ الخ معطوف ہے ما پر ای بان اللہ یعنی محل جر مین حرف با کے تحت مین ہے
معنی یہ ہین کہ یہ عذاب دنیا و آخرت کا بہ سبب اس بات کے ہے کہ اللہ اپنے بندون پر ظلم
نہین کرتا ہے کہ کسی کو بغیر گناہ کے پکڑے یا دوسرے کے گناہ کا اوس سے مواخذہ کرے
وہ تو اونکو اونھین کے اعمال کا بدلا دیگا حالانکہ اللہ پاک مالک ہے اپنے بندے مین اپنی ملک
مین جسطرح چاہے تصرف کرے اوسکا حکم عدل و انصاف ہی ہے اور وہ ظالم نہین ہے لیکن

ذرّہ برابر کسی پر ظلم روا نہین رکھتا ہے ہر خیر و شر کی پوری پوری کانٹے کی تول جزا سزا
دیتا ہے کیا مجال ہے کہ اونی سی کمی و بیشی ہو اگر کوئی کہے ظاہر یہ تھا کہ لیس بظالم للعبید
فرمایا ہوتا تاکہ اصل ظلم کی نفی کو مفید ہوتا صیغۂ مبالغہ کی نفی نفی اصل کے مفید نہین ہوتی ہے
بلکہ زیادتی کی نفی ہو جاتی ہے اور اصل باقی رہجاتی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ مراد اصل
ظلم کی نفی ہے لفظ مبالغہ کا کثرت عبید کی جہت سے ذکر فرمایا ہے یا اسواسطے کہ اللہ پاک
کی طرف سے قلیل ظلم باوجود اسکے کہ وہ ظلم کے قبح کا عالم ہے اور مستغنی ہے مثل کثیر ظلم کے ہے
ہم سے اوّل وجہ بیضاوی کے قول کی تفصیل ہے اور دوسری وجہ نسفی نے ذکر فرمائی ہے بالجملہ
جبکہ اللہ پاک نے اُن لوگون کا حال بیان کیا جو کہ شرک کو کُھلّم کُھلّا ظاہر کرتے تھے اور اوسمین
جھگڑتے تھے تو بعد اوسکے متزلزل مذبذب لوگونکا حال ذکر کیا پس ارشاد فرمایا ومن النّاس من
یعبد اللہ علی حرف ج فان اصابہ خیر نِ اطمأنّ بہ ج وان اصابتہ فتنۃ نِ انقلب
علی وجھہ ج قف خسر الدّنیا والآخرۃ ط ذٰلک ھو الخسران المبین ○ یدعو من
دون اللہ ما لا یضرّہ وما لا ینفعہ ط ذٰلک ھو الضّلٰل البعید ○ یدعو لمن ضرّہ
اقرب من نّفعہ ط لبئس المولیٰ ولبئس العشیر ○ اور بعض شخص ہے کہ بندگی کرتا ہے
اللہ کی کنارے پر پھر اگر ملگئی اوسکو بھلائی چین پکڑا اوسپر اور اگر ملگئی اوسکو جانچ پھر گیا اُلٹا
اپنے مُنہ پر گنوائی دنیا و آخرت یہی ہے ٹوٹا صریح پکارتا ہے اللہ کے سوا ایسی چیز کہ اوسکا
بُرا نہین کرتی اور ایسی چیز کہ اوسکا بھلا نہین کرتی یہی ہے دور پڑا بھولکر پکارے جاتا ہے
البتّہ جسکا ضرر پہلے پہونچے نفع سے بیشک بُرا دوست ہے اور بُرا رفیق ف یعنی
دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی پر قایم رہے اور تکلیف پاوے تو چھوڑ دے اِدھر دنیا گئی
اودھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی نہ اِسطرف ہے نہ اوسطرف جیسے کوئی
مکان کے کنارے کھڑا ہے جب چاہے نکلجاوے انتہی ف مُجاہد و قتادہ وغیرہما
کے نزدیک حرف سے مراد شک ہے انکے سوا اور لوگون نے کہا کہ حرف کے معنی طرف ہین
اِسی معنی سے طرف کوہ کو حرف کہتے ہین یعنی وہ شخص دین مین داخل ہوا ہے کنارے پر
پس اگر اپنی محبوب شے پائی تو جما رہا ورنہ منقبض ہو گیا بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہما سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ آدمی مدینے مین آتا پھر اگر اوسکی عورت نے لڑکا جنا اور اُسکے گھوڑون کے اولاد ہوئی تو اوسنے کہا یہ اچھا دین ہے اور اگر اوسکی عورت نے نہ جنا نہ اوسکے گھوڑون کے اولاد ہوئی تو کہا کہ یہ بُرا دین[۵۱] ہے ابن ابی حاتم کا لفظ اُنسے یہ ہے کہ بدوی لوگ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے تو مسلمان ہوتے پھر جب لوٹکر اپنی بستیون کو جاتے تو اگر اونھون نے بارش اور سستے کی سال اور اولاد پیدا ہونے کی سال اچھی پائی تو کہتے کہ بیشک یہ ہمارا دین اچھا ہے پھر اوسکو پکڑے رہتے اور اگر اونھون نے خشک سال اور ولاد سوء اور سال قحط پائی تو کہتے کہ ہماری اس دین مین کوئی خیر نہین ہے اسپر اللہ پاک نے آیت باب نازل فرمائی یہ[۵۲] دونون روایتین بواسطہ سعید بن جبیر حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہین عوفی کا لفظ اُنسے یہ ہے کہ ایک اونکا جبکہ مدینے مین آتا اور وہ وبائی زمین تھی پھر اگر اوسکا جسم تندرست رہا اور اُسکے گھوڑے نے اچھا بچھیرا جنا اور اوسکی عورت نے لڑکا جنا تو دین سے خوش ہوا اور اوسکی طرف مطمئن ہوا اور کہا کہ نہین پہونچا مین جب سے اپنے اس دین پر ہون مگر خیر کو اور اگر اوسکو فتنہ پہونچا اور فتنہ بلا ہے یعنی اور اگر اوسکو مدینے کی بیماری پہونچی اور اوسکی عورت نے لڑکی جنی اور صدقہ اوس سے متاخر ہوا تو اوسکے پاس شیطان آیا پس کہا واللہ نہین پہونچا تو جب سے کہ تو اپنے اس دین پر ہے مگر برائی کو اور فتنہ یہی ہے قتادہ وضحاک وابن جریج اور بہت سے سلف نے تفسیر مین اس آیت کے اسیطرح ذکر کیا ہے[۵۳] عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ یہ شخص منافق ہے اگر اوسکی دنیا اُسکے لیے درست ہوئی تو عبادت پر قایم رہا اور اگر اوسکی دنیا اوسپر فاسد ہوئی اور متغیر ہوگئی تو پھر گیا پس وہ عبادت پر قیام نہین کرتا ہے مگر صرف اسی لیئے کہ اوسکی دنیا بنگئی پھر اگر اوسکو کوئی فتنہ پہونچا یا کچھ سختی یا امتحان یا تنگی تو اوسنے اپنا دین چھوڑ دیا اور کفر کی طرف پھر گیا نعوذ باللہ منہ مجاہد نے کہا انقلب علی وجھہ ای ارتد کافرا یعنی لوٹکر پھر کافر ہوگیا **قولہ تعالیٰ** خسر الدنیا والاخرۃ یعنی پھر نہ دنیا سے اوسے کوئی چیز حاصل ہوئی رہی آخرت سو اللہ عظیم کا منکر ہی ہوچکا تو آخرت مین تو غایت درجہ کی بدبختی وابانت مین ہوگا اسیواسطے اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا **ذلک هو الخسران المبین** یعنی یہ بڑا ہی خسارہ وصفقۂ خاسرہ ہے کہ دنیا بھی گئی

---

۵۱ فتح القدیر مین کہا ہے اخرجہ البخاری وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ۱۲

۵۲ اخرجہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ عنہ بسند صحیح ۱۲ فتح القدیر

۵۳ اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عنہ بضعف وفی اسنادہ العوفی ۱۲ فتح القدیر

اور دین جو راس المال تھا وہ بھی گیا وہی ہندی مثل پوری ہوئی کہ دو دین سے گئے پانڈے نہ حلوا ملا نہ مانڈے **قولہ تعالیٰ** یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّہٗ وَمَا لَا یَنْفَعُہٗ یعنی اللہ کے سوا اصنام و انداد سے فریاد رسی کرتا ہے بتون سے مدد و روزی مانگتا ہے حالانکہ نہ وہ اوسکو نفع پہونچا سکین نہ اوسکو ضرر رسانی کر سکین ذٰلِکَ ھُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ یعنی یہ بڑی دور کی گمراہی پڈے سر کی بیوقوفی ہے کہ عاقل بالغ آدمی ایسے سے روزی و مدد مانگے فریاد رسی چاہے جو نہ سُنے نہ بولے وہ کیا خاک فریاد رسی کرے گا یدعو لمن ضرہ اقرب من نفعہ یعنی ضرر اوسکا دنیا مین قبل آخرت کے قریب تر ہے اُسکے نفع سے اوسی دنیا مین رہی آخرت سو اوسمین تو اوسکا ضرر محقق و متیقن ہے لبئس المولیٰ ولبئس العشیر مجاہد نے کہا مراد وثن ہے یعنی یہ شے جسکو اوسنے اللہ کے سوا پکارا ہے بُرا ولی و ناصر ہے اور بئس العشیر سے مراد مخالط و معاشر ہے یعنی صاحب و دوست و مددگار جو شب و روز خلط ملط رکھتا ہے ابن جریر نے یہ قول اختیار کیا ہے کہ مراد یہ ہے لبئس ابن العم والصاحب من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر اطمأن بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجھہ قول مجاہد کا کہ مراد اوس سے وثن ہے قریب تر ہے حرف سیاق کلام کے واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر ف فتح القدیر و فتح البیان مین منجملہ شان نزول آیت باب ایک یہ روایت[1] لکھی ہے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ یہود کا ایک آدمی اسلام لایا تو اوسکی بینائی و مال و اولاد سب جاتی رہی پس آیا نے اسلام کو شوم سمجھا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا عرض کیا اقلنی اقلنی یعنی مجھسے اسلام پھیر لو آپنے فرمایا اسلام پھیرا نہین جاتا ہے وہ بولا کہ مین اپنے اس دین سے کسی خیر کو نہین پہونچا میری بینائی جاتی رہی اور میرا مال گیا اور میری اولاد مر گئی اسپر آپنے فرمایا اے یہودی اسلام کلاتا ہے مردونکو جیسے آگ مَلاتی ہے لوہے سونے چاندی کے میل کو اسپر یہ آیت نازل ہوئی ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف اخرجہ ابن مردویہ من طریق یعنی طریق العوفی ف ومنھم من یعبد اللہ علی حرف واحدی کہتے ہین اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ حرف سے مراد شک ہے اصل اسکی حرف شے سے ہے حرف شے کنارہ شے کو کہتے ہین جیسے پہاڑ کا کنارہ دیوار کا کنارا پس جو شخص کنارہ دیوار پر یا کنارہ کوہ پر کھڑا رہتا ہے وہ قرار پذیر نہین ہوتا ہے اور

[1] اس روایت کو قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی باختصار ذکر کیا ہے اور دوسری روایت بھی مختصر طور پر لکھی ہے ۱۲

جو شخص کہ اللہ کی عبادت کرتا ہے کنارے پر یعنی اپنے دین مین قلق و اضطراب پر ہے ثبات
و طمانینت پر نہین ہے ایسا شخص مثل اُس شخص کے ہے جو کہ کنارۂ کوہ وغیرہ پر ہوتا ہے مضطرب
و بیقرار ہوتا ہے اور اوسکا قیام ضعیف ہوتا ہے اسواسطے جو شخص کہ اپنے دین مین شک
کرنیوالا ہے اوسکو یون کہا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کرتا ہے کنارے پر کیونکہ اللہ پاک کے وعدہ و
وعید سے یقین پر نہین ہے بخلاف مومن کے کیونکہ وہ یقین و بصیرت پر اللہ کی عبادت کرتا ہے
تو وہ کنارے پر نہوا ابو حیان نے بحر مین کہا ہے یعنی ضعف یقین پر ہے اور انحراف پر ہے
عقیدے سے اور دین کے کنارے پر ہے دین کے وسط و قلب مین نہین ہے شیخزادے
کا حاصل یہ ہے کہ حرف و ناحیہ و وسط و طرف اجسام کے صفات سے ہین استعارۂ تمثیلیہ کے
طور پر دین کا وصف اسکے ساتھ کیا ہے جو شخص کہ اللہ کی عبادت کرتا ہے اس حال مین کہ اپنے
دین مین قلق پر ہے ثبات و طمانینت قلب پر نہین ہے اُسکے حال کی تشبیہ دی اُس شخص کے
حال سے جو کہ کنارۂ لشکر وغیرہ پر ہے اگر اوسنے ظفر و غنیمت کا احساس کیا تو ٹھیرا رہا ورنہ بھاگ
گیا نسفی و بیضاوی کا حاصل بھی اسیطرح ہے علیٰ حرف حال ہے یعبد کی ضمیر سے یعنی
یعبد اللہ مضطربًا متزلزلًا کسی نے کہا حرف بمعنی شرط ہے یعنی بعضا آدمی عبادت کرتا ہے
اللہ کی شرط پر وہ شرط یہ ہے فان اصابہ خیر اطمأن بہ یعنی اگر اوسکو کوئی خیر دنیوی پہونچی جیسے
صحت و سلامتی جان و مال کی اور فراخی و عافیت و کثرت مال تو اپنے دین پر ثابت رہا اور عبادت
کرتا رہا یا جو خیر اوسکو ملی اوس سے اوسکا دل مطمئن ہوا وان اصابتہ فتنۃ یعنی اور اگر اوسکو کوئی
فتنہ پہونچا یعنی کوئی ایسی شے جس سے اوسکا امتحان کیا جاے مثلاً کوئی مکروہ اوسکے اہل
یا مال یا نفس مین پہونچا انقلب علیٰ وجہہ تو مرتد ہوگیا اور اُسی کفر کی طرف لوٹ گیا جسپر پہلے تھا
شیخزادے نے کہا مراد فتنہ سے اسجگہہ وہ شے ہے جسکو طبیعت مکروہ جانتی ہے اور نفس
پر گران گزرتی ہے جیسے قحط و مرض اور باقی تکالیف اور اگر یہ مراد نہو تو درست نہین ہے کہ
فتنہ خیر کا مقابل ٹھیرایا جاے کیونکہ خیر بھی ایک قسم کا فتنہ و امتحان ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے
ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ رہی یہ بات کہ ان اصابہ شر نفرمایا باوجود اسکے کہ شر خیر کا
مقابل ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ جس شے سے طبیعت نفرت کرتی ہے وہ فی نفسہ شر

ل اور ہم تجکو جانچتے ہین برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو ۱۲

نہین ہے بلکہ بشرط تسلیم و رضا بالقضا کے وہ تو قربت کا سبب ہے اور رفع درجہ کا باعث ہے
پھر جب وہ اپنی اگلی حالت پر پھر گیا تو اللہ پاک نے اوسکا حال بیان کیا کہ بعد انقلاب کے اوسکی
یہ گت ہوئی خسر الدّنیا والآخرۃ یعنی دنیا و آخرت دونون اوس سے جاتی رہین دونون گم
ہوگئین نہ دنیا مین اوسکا کوئی فائدہ ہوا نہ غنیمت ہاتھ آئی نہ تعریف ہوئی نہ آخرت مین اجر
ملا نہ وہ حاصل ہوا جو اللہ پاک نے اپنے صالح بندون کے واسطے تیار کر رکھا ہے بیضاوی نے
کہا دنیا کا نقصان یہ ہوا کہ عصمت جاتی رہی یعنی اسلام کے سبب سے معصوم الدم ہوگیا تھا
اَب رِدّت کی وجہ سے حلال الدم ہوگیا آخرت کا نقصان یہ ہوا کہ مرتد ہونے کے سبب سے اوسکا
عمل اکارت گیا نسفی نے کہا دنیا کا خسران بہ سبب قتل کے ہوا اور آخرت کا نقصان بسبب خلود
کے ہوا نار مین کسی نے کہا دنیا کا نقصان یہ ہوا کہ جس بات کی امید کی تھی وہ فوت ہوگئی یعنی
کثرتِ مال و اجتماع باحباب یا عزّت و کرامت و حصول غنیمت و اہلیت شہادت و امامت
و قضا عامہ کی قراءت خسر بصیغۂ فعل ماضی ہے اِسمین تین وجوہ ہین جملہ مستانفہ ہے یا جملہ
حالیہ ہے فاعل انقلب سے صحیح مذہب کی بنا پر تقدیر قد کی حاجت نہین ہے یا بدل
ہے انقلب سے جسطرح کہ یلق اثاما یضاعف مین مضارع بدل آیا ہے قالہ السّمین علامہ
نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حالیت کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ قد مقدّر ہے دلیل اسکی
قراءت رَوح و زید ہے خاسر الدّنیا والآخرۃ اسیطرح مجاہد و حمید بن قیس و اَعرج و زہری و ابن
ابی اسحٰق نے بھی بصیغۂ اسم فاعل منصوب بنا بر حال پڑھا ہے کسی نے برفع خاسر بھی پڑھا ہے
اِس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی یعنی ھو خاسر الدّنیا والآخرۃ یا اِس بنیاد پر کہ فاعل
ہے انقلب کا اَب رہی یہ بات کہ اسم ظاہر کو بجائے ضمیر کے رکھا کیونکہ ظاہر بات یہی تھی کہ انقلب
مین ضمیر راجع ہوتی طرف من کے سو واسطے تصریح کرنے کے خسران منقلب پر خاسر الدّنیا
والآخرۃ کو انقلب کا فاعل ٹھیرایا ذٰلک کا اشارہ ہے طرف خسران دنیا و آخرت کے اور
مبتدا ہے خبر اوسکی ھو الخسران المبین ہے یعنی یہ خسران دنیا و آخرت کا یہی ظاہر و واضح
خسران ہے جسکی مثل اور کوئی خسران نہین ہے ضمیر فصل کی اِسپر دال ہے کہ خسران بیّن اِسی
خسران مین منحصر ہے یدعو من دون اللہ ما لا یضرہ و ما لا ینفعہ یعنی یہ شخص جو اپنی

جہت پر منقلب ہوگیا ہے اور کفر کی طرف پھر گیا ہے عبادت کرتا ہے اس حال مین کہ تجاوز کرنیوالا
ہے اللہ کی عبادت کو طرف بتون کی عبادت کے پوجتا ہے ایسی شے کو جو اوسکو ضرر نہ پہونچاے اگر
اوسکی عبادت کو چھوڑ دے اور نہ نفع پہونچاے اگر اوسکو پوجے کیونکہ وہ معبود تو جماد ہے نہ ضرر
پر قدرت رکھتا ہے نہ نفع پر ذٰلک کا اشارہ ہے طرف دعا کے جو کہ فعل یدعو سے سمجھی جاتی ہے
اور مبتدا ہے خبر اوسکی ھو الضلال البعید ہے یعنی یہ پکارنا بڑی دور کی گمراہی ہے حق و رشد سے
فرّاء نے کہا بعید بمعنی طویل ہے یعنی بڑی لمبی گمراہی ہے توحید و طاعت و حق کی تشبیہ
دی ہے مسافت حسّی سے اور اُس راہ سے جسمین لوگ چلتے پھرتے ہین اور توحید وغیرہ سے
عدول کرنے کی تشبیہ دی ہے گمراہ ہونے کے ساتھ صراط مستقیم سے اور عدول حق سے غلو
کرنے کی تشبیہ دی ہے بُعد کے ساتھ راہ حسّی سے کیونکہ قرب و بُعد مسافت حسّی کے عوارض سے
ہین مطلب یہ ہے کہ اوس شخص کا حال ایسا ہے جیسے کوئی شخص جنگل مین راہ بھولکر سیدھے
رستے سے دور چلا گیا ہو جسطرح اوسکی مسافت بعید کی گمراہی ہے اوسیطرح اسکی بھی راہ حق سے
دور کی گمراہی ہے ضلال بعید بطور استعارہ کے فرمایا ہے یعنی وہ مقصد سے بغایت دور
جا پڑا ہے یدعو لمن ضرّہ اقرب من نفعہ اسمین اشکال یہ ہے کہ پہلی آیت مین بتون سے
ضرر و نفع کی نفی کی ہے اور اس آیت مین بتون کے واسطے اونکا اثبات ہے سو اسکے کئی
جواب ہین ایک یہ ہے کہ جب معنی آیت کے سمجھ مین آجائینگے تو یہ وہم جاتا رہیگا معنی یہ
ہین کہ اللہ پاک نے پہلی آیت مین فرمایا ہے مالا یضرہ یعنی ترک کرنا بُت کی عبادت کا عابد کو
ضرر نہین پہونچاتا ہے اور لمن ضرّہ کے یہ معنی ہین کہ بُت کی عبادت کا ضرر دوسری تقریر
جواب کی یہ ہے کہ اوّل آیت کے معنی یہ ہین کہ بُت بنفسہ بذاتہ ضرر و نفع نہین پہونچاتا ہے ۔
دوسری کے معنی یہ ہین کہ اوسکی عبادت ضرر کا سبب ہے باستقدر بت کی طرف ضرر کے اضافت
کرنے مین کافی ہے جیسا کہ اللہ پاک نے بتون کے حق مین فرمایا ہے انھن اضللن کثیرًا
من الناس یہان اضافت اضلال کی بتون کیطرف اسلیئے کی کہ وہ گمراہی کے اسباب ہین
سو اسیطرح اسجگہ اوّل اونسے ضرر کی نفی کی باینمعنی کہ وہ ضرر کے فاعل نہین ہین اور دوسری
آیت مین اونکی طرف ضرر کے نسبت کی باینمعنی کہ اونکی عبادت ضرر کا سبب ہے اور اسیطرح نفع

جواونکی طرف منسوب ہے وہ بھی فی نفسہ اونکا نفع نہین ہے بلکہ اونکے عابدون کے زعم
وتوقع مین نفع ہے تیسرا جواب یہ ہے کہ اللہ پاکنے کافرکو سفیہ واحمق ٹھیرایا ہے اس جہت
سے کہ وہ جماد کو پوجتا ہے جو نہ کسیطرح کے ضرر کا مالک ہے نہ کسیطرح کے نفع کا اور حال یہ ہے
کہ وہ اُسکے حق مین یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ اوسکی شفاعت کرے گا پھر فرمایا کہ قیامت
کے دن یہی کافر پکار کر چلاّ کر کہے گا جسوقت کہ اپنی ضرر پذیری بتون کے سبب سے دیکھے گا
اور اُنسے شفاعت کا اثر نظر نکرے گا لمن ضرہ اقرب من نفعہ لبئس المولی یعنی ناصر صاحب
ولبئس العشیر یعنی مصاحب علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی جواب کو اختیار کیا ہے چوتھا
جواب یہ ہے کہ اخیر آیت حق مین رُوساے کفّار کے ہے یہ وہی لوگ ہین جنکی طرف کفّار
مہمّات مین رجوع کیا کرتے تھے کیونکہ ضرر ونفع پہونچانا اونسے درست ہوسکتا ہی حجّت اس
قول کی یہ ہے کہ اللہ پاکنے پہلی آیت مین یہ بیان کیا ہے کہ بُت نہ ضرر دیتے ہین نہ نفع پہونچاتے
ہین اور دوسری آیت اسکی مقتضی ہے کہ جسکا اوسمین ذکر ہے وہ ضرر ونافع ہو پس جو اسمین
مذکور ہے وہ بُت ٹھیرین تو تناقض لازم آئے گا اس سے ثابت ہوا کہ جو اسمین مذکور ہین وہ
رُوسا ہین بُت نہین ہین بدلیل قولہ تعالیٰ لبئس المولی ولبئس العشیر یعنی ناصر ومصاحب
معاشر یہ جواب اور اوّل کے تین جواب خازن نے باختصار ذکر کیے ہین شہاب خفاجی نے
بغایت مختصر جواب دیا ہے کہا ہے کہ دفع تنافی یون ہے کہ نفی تو باعتبار اوس شے کے
ہے کہ جو نفس الامر مین ہے اور اثبات باعتبار اونکے زعم باطل کے ہے یہ جواب اجو بہ سابق
کی ضمن مین ادا ہوچکا ہے اس قول کی مؤید یہ بات ہے کہ نفی مین کلمہ ما فرمایا ہے جو کہ غیر عاقل
کے واسطے ہے کیونکہ بت نفس الامر مین جماد بیجان غیر عاقل ہین اور اثبات مین کلمہ مَن
فرمایا ہے جو کہ عاقل کے لیئے ہے اسواسطے کہ کفّار کے زعم مین بُت عاقل ونافع وضار ہین
ف اسجگہہ نحویون کی رائین مختلف واقع ہوئی ہین سبب اسکا یہ ہے کہ حرف لام
اپنے ماقبل کے فعل کو مابعد مین عمل کرنیسے معلق کرتا ہے جبکہ وہ فعل افعال قلوب سے ہو حالانکہ
یہان یدعو فعل قلوب نہین ہے اس باب مین نحویون کے دو طریق ہین ایک
طریق یہ ہے کہ یدعو اپنے مابعد مین نہ لفظاً عامل ہے نہ تقدیراً اس بنیاد پر اسمین تین

وجہین ہین ایک یہ ہے کہ دوسرا یدعو پہلے یدعو کی تکرار ہے اس صورت مین اسکے واسطے
کوئی معمول نہوگا دوسری وجہ یہ ہے کہ ذٰلک بمعنی الّذی ہے یدعو کے سبب سے
موضع نصب مین ہے یعنی یدعوالّذی ھوالضّلال لیکن مفعول مقدّم کیا گیا ہے یہ بات
اوس شخص کے قول پر ہے جسنے ذا کو مع غیر استفہام کے بمعنی الّذی ٹھیرایا ہے تیسری وجہ
یہ ہے کہ تقدیر اسطرح ہے کہ ذٰلک ھوالضّلال البعید یدعوہ پس ذٰلک مبتدائے اوّل
اور ھو مبتدائے ثانی یا بدل یا عماد اور الضّلال البعید خبر مبتدا اور یدعو کا حال تقدیر
مدعوًّا ہے اس وجہ مین ضعف ہے اُن وجہون کی بنیاد پر یدعو کے بعد کا جملہ مستانفہ ہوگا
اور مَن مبتدا خبر لبئس المولی ہوگی دوسرا طریق یہ ہے کہ یدعو اپنے مابعد سے متصل ہے
اس بنا پر اسمین تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ یدعو افعال قلوب کے مشابہ ہے کیونکہ معنی اوسکے
یہ ہین یسمی من ضرّہ اقرب من نفعہ الٰھًا حالانکہ یہ بات صادر نہین ہوتی ہے مگر اعتقاد سے تو
گویا یون کہا کہ یظن بہتر یہ ہے کہ تقدیر اوسکی بزعم ہو قول مع اعتقاد کے ہوتا ہے دوسری وجہ
یہ ہے کہ یدعو بمعنی یقول ہے اور مَن مبتدا اور ضرّہ مبتدا ثانی اقرب اوسکی خبر اور جملہ
صلہ مَن کا اور خبر مَن کی محذوف ہے تقدیر اوسکی الٰہٌ یا الٰھی ہے اور محل جملے کا نصب ہے قول
سے اور لبئس کلام مستانف ہے کیونکہ حکایت مین اوسکا دخول صحیح نہین ہے اسواسطے کہ کفّار
اپنے بتون کی طرف سے لبئس المولی نہین کہتے ہین تیسری وجہ فرّاء کا قول ہے وہ یہ ہے کہ
تقدیر یدعو من لضرّہ ہے پھر لام اوسکی جگہہ پر مقدّم کیا گیا یہ قول بعید ہے اسلیئے کہ جو شئے
الّذی کے صلہ مین ہوتی ہے وہ اوسپر مقدّم نہین ہوتی ہے ذکرہ ابوالبقار رحمہ اللہ تعالی —

ف فتح القدیر و فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ یدعو بمعنی یقول ہے ماقبل مین جو مذکور ہوا ہے
کہ یہ دعا ضلال بعید ہے سو یہ جملہ اوسکی تقریر و تثبیت کرتا ہے اصنام مین بہرحال کسیطرح کا نفع
نہین ہے بلکہ وہ تو اونکے پوجنے والون کیواسطے خالص ضرر ہین کیونکہ اونہین کے پوجنے کے
سبب سے وہ آگ مین داخل ہوئے رہا صیغہ تفضیل کا لانا باوجود اسکے کہ بتون مین بالکل نفع کا
نام تک نہین ہے سو واسطے مبالغہ کرنے کے تقبیح حال داعی مذکور مین ہے یا قبیل انا وایّاکم
لعلٰی ھدًی او فی ضلال مبین کے باب سے ہی حرف لام توطئۂ قسم کا ہے یعنی یہان قسم مقدر ہے

کلمہ مَن موصولہ ہی یا موصوفہ ابو البقاء نے ذکر کیا ہے کہ منجملہ استعمال قرآن شریف یہ بات ہے کہ وقت ارادۂ جنس کے مَن موصوفہ ہوتا ہے اور وقت ارادۂ عہد کے موصولہ موصوفہ حکم نکرہ مین ہوتا ہے اوسمین تخصیص نہین ہوتی ہے ضرّہ مبتدا ہے اقرب اوسکی خبر ہے جملہ ہوکر موصول کا صلہ ہوا اور جملہ لبئس المولیٰ ولبئس العشیر جواب ہے قسم کا معنی یہ ہین کہ کہیگا وہ کافر قیامت کے دن قسم ہے اللہ کی البتہ معبود اُسکا کہ جسکا ضرر قریب تر ہے اوسکے نفع سے البتہ بُرا مولی یعنی ناصر ہے تو اور البتہ بُرا عشیر یعنی صاحب ہے تو زجّاج نے کہا جایز ہے کہ یدعو موضع حال مین ہو اور ہاے ضمیر اسمین مخذوف ٹھہری یعنی ذٰلک ھو الضّلال یدعوہ اس قول کی بنا پر یدعو کے اوپر وقف کیا جائیگا اور من ضرّہ اقرب من نفعہ کلام مستانف ہوگا مرفوع بابتدا ٹھہریگا خبر اوسکی لبئس المولیٰ ہوگی جملہ مستانفہ اسلیئے قرار دیا کہ لام واسطی یمین و تاکید کے ہی اسواسطے اُسکو شروع کلام مین رکھا اس لام کو لام ابتدا بھی کہتے ہین یہ وہی لام ہے جو مبتدا پر یا اِنّ کی خبر پر داخل ہوتا ہے زجّاج و فرّاء نے کہا جائز ہے کہ یدعو مکرر ہو اپنے ماقبل پر اس جہت سے کہ منظور فعل دعا کی تکثیر ہے یعنی یدعو ما لا یضرّہ و ما لا ینفعہ یدعو جسطرح کہتے ہین ضربت زیدا ضربت فرّاء و کسائی و زجّاج نے کہا کہ معنی کلام کے قسم ہین اور لام اپنے موضع پر مقدّم کیا گیا ہے تقدیر یہ ہے یدعو من لضرّہ اقرب من نفعہ اس صورت مین مَن موضع نصب مین ہے یدعو سے اور لام جواب قسم کا اور ضرّہ مبتدا اقرب اوسکی خبر لام مین جو تقدیم و تاخیر کے ساتھ تصرف کیا جاتا ہے اوسکا شاہد یہ قول شاعر کا ہے ؎

خالی لانت ومن جریر خالہ	ینل العلیٰ ویکرم الاخوالا

ای لخالی انت یعنی البتہ ماموں میرا تو ہے اور جس شخص کا ماموں جریر ہے تو وہ مرتبۂ بلند کو پہونچیگا اور اپنے ماموؤن کی تکریم و تعظیم کریگا نحّاس کہتے ہین علی بن سلیمان نے محمد بن یزید سے ہمکو حکایت کی کہ محمد نے کہا ہے کہ کلام مین حذف ہے معنی یہ ہین یدعو لمن ضرّہ اقرب من نفعہ الٰھا نحّاس نے کہا مین اس قول کو محمد بن یزید سے غلط گمان کرتا ہون شاید وجہ اسکی یہ ہو کہ اس لام کا ماقبل اُسکے مابعد مین عمل نہین کرتا ہے

نیز فرّاء و قفّال نے کہا ہے کہ یہ لام زاید ہے معنی یہ ہین یدعو من ضرّہ اقرب من نفعہ ای یعبدہ اسیطرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرارت مین بحذف لام ہے اور لام اس قول کی بنا پر لبئس المولیٰ ولبئس العشیر مین تو طئہ قسم کا ہوگا ف سمین نے ساتوین وجہ یہ ذکر کی ہے کہ لام مفعول بہ مین زائد ہے مَن موصولہ اور بعد کا جملہ صلہ موصول وصلہ ملکر مفعول بہ ہوا یدعو کا لام اسمین زیادہ کیا گیا جیسا کہ قولہ تعالیٰ ردف لکم مین زیادہ کیا گیا ہے ان اقوال مین سے محلّی نے زیادتِ لام کو اختیار کیا ہے اور علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تکرار یدعو کی وجہ کو اختیار فرمایا ہے یہی وجہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرّہٗ کی مختار ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی اور شاہ رفیع الدین صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنے ترجمون مین مَن کو مفعول یدعو کا قرار دیا ہے اوّل نے فرمایا ہے میخواند کسے را کہ زیان او نزدیکتر است از سود او دوسرے نے کہا ہے پکارتا ہے اوس شخص کو کہ ضرر اوسکا نزدیک ہے نفع اُسکے سے قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان کا حاصل یہ ہے البتہ ضرر اوس شخص کا بہ سبب اُسکے معبود ہونیکے کیونکہ یہ بات موجب قتل ہے دنیا مین اور موجب عذاب ہے آخرت مین قریب تر ہے اُسکے نفع سے جسکی توقع کرتا ہے بسبب اوسکی عبادت کے وہ نفع شفاعت و توسّل ہے ساتھ اوسکے طرف اللہ تعالیٰ کے لام معلّق کرنیوالا ہے یدعو کا اس جہت سے کہ یدعو بمعنی یزعم اور زعم قول مع اعتقاد ہے یعنی تعلیق افعالِ قلوب کی خصائص سے ہے اور یدعو افعال قلوب سے نہین ہے کہ لام ابتداً اُسکا معلّق ہوا سلیئے یون کہا کہ بمعنی یزعم ہی اور یزعم افعالِ قلوب سے ہے تو اب حسب قاعدہ لام ابتدا اوسکا معلّق ہوجائیگا اسمین اشارہ ہے طرف جواب تناقض کے وہ یہ ہے کہ ضرر و نفع کی نفی بتون سے ایک حکم ہے طرف سے اللہ پاک کے اللہ نے اوسکا حکم کیا ہے اوس کافر پر جو کہ اپنے مُنہ پر منقلب ہوگیا ہے وہ یہ ہے کہ وہی کافر پکارتا ہے اور پوجتا ہے اللہ کے سوا اوس شے کو جو نہ اوسکا ضرر کرتی ہے بنفسہ نہ اوسکو نفع پہونچاتی ہے بنفسہ پھر اللہ پاک نے اوس کافر سے یہ بات نقل فرمائی کہ قیامت کے دن کہیگا اور اعتقاد کرے گا جبکہ بسبب بُت پوجنے کے ضرر پائیگا لمن ضرّہ اقرب من نفعہ لبئس المولیٰ پس بسبب اختلاف حاکم کے تناقض رفع ہوگیا اس صورت مین جملہ

لمن ضرّہ کا مفعول یدعو کی خبر مین ہے مگر بہ سبب لام ابتداء کے فعل عمل سے معلق ہوگیا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ جو جملہ مفعول واقع ہوا ہے لام اوسپر داخل ہے اسلیئے کہ یدعو کو قایم مقام یقول کے ٹھیرایا ہے معنی یہ ہین کہ جسوقت کافر بہ سبب بُت پوجنے کے اپنا ضرر پانا دیکھے گا تو اوسوقت پکار کر اور چیخ کر کہے گا لمن ضرّہ اقرب من نفعہ یعنی یہ مقام حکایت قول کافر کا مقام ہے مگر یدعو کو یقول کی جگہہ رکھدیا ہے تاکہ ایسے قول پر دلالت کرے جسمین پکارنا چلّانا ہو پھر جب دوسرا یدعو بمعنی یقول متضمّن معنی صراح و دعا کو ٹھیرایا تو ضرر و نفع کی نفی کرنیوالا بتون سے اللہ پاک ہوا اور مثبت اونکا کافر ٹھیرا اسوجہ سے بھی تناقض دور ہوگیا تیسرا قول یہ ہے کہ لمن ضرّہ جملہ مستانفہ ہے اس بنا پر کہ یدعو پہلے یدعو کی تکریر ہے اور مَن مبتداء خبر اوسکی لبئس المولیٰ ولبئس العشیر ہے یعنی جملہ لمن ضرّہ محل نصب مین ہے اس بنا پر کہ مفعول یدعو کے حیّز مین ہے مستانفہ ہے اعراب کا اوسکے واسطے کوئی محل نہین ہے تو دوسرا یدعو پہلے کی تکریر و تاکید ہوگا اوسکا کوئی معمول نہ لفظاً ہوگا نہ تقدیراً گویا یون کہا گیا کہ یدعو من دون اللہ الذی لا یضرّہ ولا ینفعہ یدعو اس بنیاد پر ذٰلک ھو الضّلال درمیان مؤکّد و مؤکّد کے جملہ معترضہ ٹھیریگا اسواسطے کہ اوسمین کلام کی تشدید و تاکید ہے اور لمن ضرّہ کلام مستانف ہوگا اور لام ابتدا کا اور مَن موصولہ اور ضرّہ مبتدا اقرب اوسکی خبر اور جملہ صلہ مَن کا اور لبئس المولیٰ ولبئس العشیر جواب قسم مقدّر کا اور قسم مع اپنے جواب کے خبر مبتدا کی یعنی موصول کی یہ بیان شیخزادے کا ہے جمل مین کہا ہے کہ مولیٰ بطور تحکم کے کہا ہے یعنی گویا بطور سخریہ کے کہا کہ واہ رے مددگار و ہمصحبت خوب مدد کی خوب ہمصحبتی کا حق ادا کیا اور خوب سعی و سفارش کی کہ ابدالآباد کو جہنّم روزی ہوا نعوذ باللہ منہ پھر جب اللہ پاک اُن مشرکونکا ذکر کرچکا جو کہ باطل کے ساتھ جھگڑتے تھے اللہ پاک کی عبادت کنارے پر کرتے تھے اور اُنکا انجام کار بیان کردیا تو اب اُن ایماندارونکا ذکر کیا جو کہ ایمان پر جمے ہوئے ہین اور اعمالِ صالحہ پر ثابت قدم ہین اور آخرت مین جو ثواب جمیل و اجر جزیل ملیگا اوسکا بیان کیا پس ارشاد فرمایا اِنّ اللہ یدخل الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت جنّٰتٍ تجری من تحتہا الانھٰر ط اِنّ اللہ یفعل ما یرید ○ اللہ داخل کریگا اونکو

جو یقین لائے اور کین بھلائیان باغون مین بہتی نیچے اُنکے نہرین اللہ کرتا ہی جو چاہتا ہے
انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین جبکہ اللہ پاک اہلِ ضلالتِ اشقیا کا
ذکر کرچکا تو ابرار سعداء کے ذکر کے ساتھ عطف کیا یعنی وہ لوگ جو کہ اپنے دلون سے
ایمان لائے اور اپنے ایمان کے افعال سے تصدیق کی پس سارے انواع قربات سے نیک
کام کیے اور منکرات کو چھوڑا تو اس بات نے روضات جنّات مین درجات عالیات کے رہنے
بسنے کا اونکو وارث کیا اور جب اللہ پاک نے یہ ذکر فرمایا کہ اونکو تو گمراہ کیا اور انکو ہدایت ارزانی
فرمائی تو یون کہا اِنّ اللہ یفعل ما یرید یعنی اللہ پاک جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی کی کیا
مجال کہ دم مار سکے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اللہ پاک نے خبر دی کہ مومنین
عاملین صالحات کو ان جنّتون مین داخل کرے گا جنکی یہ صفت ہی جنّتون کے نیچے سے
نہرین بہتی ہین اوّل کلام گزر چکا ہے اور ہم بیان کر آئے ہین کہ اگر جنّات سے مراد اشجار متکاثفہ
ساترا تحت مراد ہین تو اُنکے نیچے سے نہرون کا بہنا ظاہر ہے اور اگر مراد اُنسے زمین ہے تو
تقدیر مضاف کی ضرور ہوگی یعنی اونکے درختون کے نیچے سے جملۂ ان اللہ یفعل ما یرید
تعلیل ہے ماقبل کی یعنی اللہ پاک جس کام کا ارادہ کرتا ہے اوسکو کر ڈالتا ہے کوئی اُس سے
پوچھنے والا نہین ہے پس ثواب دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسکو چاہتا ہے
جو کوئی اوسکی فرمان برداری کرتا ہے اوسکا اکرام فرماتا ہے جو کوئی اوسکی نافرمانی کرتا ہے اوسکی
اہانت کرتا ہے بیضاوی کا حاصل یہ ہے کہ موحد صالح کو ثواب دیتا ہے اور مشرک کو عقاب کرتا ہے
اوسکا کوئی دافع ومانع نہین ہے محلّی نے کہا ہے کہ صالحات سے مراد فروض ونوافل ہین
علّامہ نسفی نے فرمایا ہے یہ وعدہ ہے اُس شخص کیواسطے جسنے ہر حال مین اللہ کی عبادت کی
اُسکے واسطے نہین ہے جسنے اللہ کی عبادت کی کنارے پر ابو حیّان کے بیان کا حاصل
یہ ہے کہ جب اللہ پاک اُن لوگونکا حال بیان کرچکا جو کہ حرف وسفہ رائی پر اوسکی عبادت کرتے
ہین اور آخرت مین خسران ونقصان کی اونکو وعید سنائی تو بعد اُسکے اونکے مخالف اہل ایمان
کا حال ذکر کیا اور جو وعدۂ حسن اُنسے کیا ہے اوسکا بیان کیا پھر اونھین اگلے لوگونکی تو بیخ مین
شروع فرمایا گویا اللہ پاک یون فرماتا ہے کہ یہ لوگ کنارے پر عبادت کرنیوالے قلق وبیقراری

ل یعنی سفہ وقوفی وحماقت ۱۲ منہ

اِنکے ساتھ ہوئی اور انھون نے اِس بات کا گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اُنکے اتباع کی ہرگز مدد نکرے گا حالانکہ ہمنے تو اونکو صبر کا اور ہمارے وعدے کے انتظار کا امر کیا ہے پھر جو شخص اِسکے سوا گمان کرے تو اُسے چاہیئے کہ تانے ایک رسّی آسمان کو الخ جمل نے کہا ہے اِس عبارت مین اشارہ ہے طرف اِس بات کے کہ دو کلام جو من یعبد اللہ علی حرف سے متعلق ہین اُنکے درمیان مین ان اللہ یدخل الخ کا ذکر استطراداً کیا گیا ہے من کان

یظن ان لن ینصرہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ فلیمدد بسبب الی السماء ثم لیقطع

فلینظر ھل یذھبن کیدہ ما یغیظ ○ وکذلک انزلنٰہ اٰیٰت بیّنٰت ۙ وان اللہ

یھدی من یرید ○ جسکو یہ خیال ہو کہ ہرگز نہ مدد کرے گا اوسکو اللہ دنیا مین اور آخرت مین تو تانے ایک رسّی آسمان کو پھر کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ گیا اوسکی تدبیر سے اُسکے جی کا غصّہ اور یون اُتارا ہمنے یہ قرآن کھلی باتین اور یہ ہے کہ اللہ سوجھ دیتا ہے جسکو چاہے ف دنیا کی تکلیف مین جو کوئی خدا سے ناامید ہوکر اوسکی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزین پوجے جنکے ہاتھ نہ بھلا نہ بُرا وہ اپنے دل کے ٹھیرانے کو یہ صورت قیاس کرلے جیسے ایک شخص اونچی لٹکتی رسّی سے لٹک رہا ہے اگر چڑھ نہین سکتا تو توقع تو ہے کہ رسّی اوپر کھینچے تو چڑھ جاوے جب رسّی توڑ دی پھر کیا توقع رہی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی اونچان کو انتہی ف حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ ہرگز مدد نکرے گا محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا و آخرت مین تو چاہیئے کہ تانے ایک رسّی الی السماء یعنی طرف چھت اپنے گھر کے ثم لیقطع فرماتا ہے کہ پھر اوس سے گلا گھونٹ لے[1] مجاہد و عکرمہ و عطاء و ابو الجوزاء و قتادہ وغیرہم نے بھی اسیطرح کہا ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا ہے فلیمدد الی السماء یعنی چاہیئے کہ توصّل کرے طرف پہونچنے آسمان کے کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جو مدد آتی ہے سو آسمان سے پھر چاہیئے کہ اس مدد کو اوسنے قطع کردے اگر اسپر قادر ہے یعنی مین قول حضرت ابن عبّاسؓ اور اونکے اصحاب کا اولیٰ و اظہر ہے اور ابلغ ہے ثم لیقطع مین کیونکہ معنی یہ ہین کہ جو شخص اِس بات کا گمان کرتا ہے کہ اللہ مدد کرنیوالا نہین ہے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اونکی کتاب و دین کی تو

[1] رفع القدیر من بود اسکے اتنا زیادہ ہو جسکی یعنی یہانتک کہ کاٹ ڈالے اخرجہ الفریابی وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ وابن مردویہ عنہ ۱۲ [2] یعنی گھٹا کرنا ۱۲

چاہیئے کہ چلا جاے پھر چاہیئے کہ اپنے نفس کو قتل کرڈالے اگر یہ امر اوسکو غیظ مین لانیوالا ہو
اسلیئے کہ اللہ تو ضرور ہی اونکی مدد کرنیوالا ہے فرمایا اللہ پاک نے انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا
فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد الایہ اور اسی لیئے یون فرمایا ہے فلینظر ھل
یذھبن کیدہ مایغیظ سدّی نے کہا مایغیظ یعنی من شان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عطاء خراسانی نے کہا پھر چاہیئے دیکھے آیا شفا دیتا ہے یہ اوس غیظ کو جسے اپنے سینہ
مین پاتا ہے کذالک انزلنا الایہ یعنی قرآن شریف ایات بیّنات یعنی آیتین جو کہ اپنے
لفظ و معنی مین واضح ہین اور اللہ پاک کی طرف سے لوگون پر حجّت ہین وان اللہ یھدی من یّرید
یعنی اللہ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور راہ بتاتا ہے جسکو چاہتا ہے اس بات مین اسی
کے لیئے حکمت تامّہ و حجّت قاطعہ ہے لا یسأل عمّا یفعل وھم یسألون یعنی اللہ جو کام
کرتا ہے اوس سے کوئی نہین پوچھ سکتا کہ تو نے کیا کیا اور بندے جو کچھ کرتے ہین اونسے
اوسکی باز پرس ہوگی اللہ پاک سے جو کوئی نہین پوچھ سکتا سو اوسکی حکمت و رحمت و عدل و علم و
قہر و عظمت کے سبب سے اوسکے حکم کا کوئی پیچھے ڈالنے والا نہین ہے وھو سریع الحساب
یعنی وہ جلد حساب لینے والا ہے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان وغیرہ کا بیان فاتح یہ ہے
نحاس نے کہا جو کچھ اس آیت مین کہا گیا ہے اوسمین سے بہتر یہ یعنی ہین جو شخص یہ گمان کرتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہرگز مدد نکرے گا اور اوسکو یہ بات میسّر ہے
کہ جو نصر اونکو ملی ہے اوسے قطع کردیگا فلیمدد بسبب الی السمآء یعنی تو چاہیئے کہ کوئی
ایسا حیلہ و تدبیر تلاش کرے جس سے آسمان تک پہونچے ثمّ لیقطع یعنی پھر چاہیئے قطع
کرے اوس نصر کو اگر اوسکے واسطے یہ امر مہیّا و میسّر ہوگیا ہے فلینظر ھل یذھبن کیدہ
مایغیظ یعنی آب دیکھے کہ آیا اوسکا کید و مکر یہ جاتا ہے اس شے کو جو اوسے غیظ و غضب
مین لاتی ہے یعنی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نصر و مدد کسی نے کہا معنی یہ ہین جو شخص گمان
کرتا ہے کہ اللہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہرگز مدد نکرے گا یہانتک کہ اونکو کل دین پر
غالب کردے تو چاہیئے کہ غصّے کے مارے مرجائے پھر اللہ پاک نے اپنے قول سے
اوسکی تفسیر کی فلیمدد بسبب الی السمآء یعنی تو چاہیئے کہ اپنے گھر کی چھت مین ایک رسّی

۵۱ ہم مدد کرتے ہین اپنے رسولون کی اور ایمانداونکی دنیا کے جیتے اور جب گواہ کھڑے ہونگے جسدن کام نہ آوین منکرونکو اونکے بہانے اور اونکو پھٹکار ہے اور اونکو برا گھر

۵۲ فائدہ اس کلام مین یہ ہے کہ جب اوسکو کید و حیلہ اس بات کا میسّر نہین ہوا ہے کہ ایسا کرے تو وہ قطع نظر کی طرف نہ پہونچے کذا فی القرطبی

باندھے ثم لیقطع یعنی پھر چاہیئے کہ اُس رسّی کو کھینچے یہانتک کہ ٹوٹ جاے تو گلا گھٹکر
مرجاے معنی یہ ہین کہ غصّے کے مارے گلا گھونٹ لے یہانتک کہ مرجاے کیونکہ اللہ پاک
تو اونکا مدد کرنے والا اور اونکو غالب کرنیوالا ہے اوسکا غصّہ اُسے نفع نہ دیگا اور معنی کیدہ کے
صنیعہ وحیلتہ ہین یعنی اوسکی کاریگری وتدبیر مایغیظ سے مراد غیظ ہے کلمہ ما مصدریہ ہے
کسی نے کہا ینصرہ کی ضمیر کلمہ مَن کی طرف پھرتی ہے معنی یہ ہین جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ
اللہ اوسے رزق نہ دیگا تو چاہیئے کہ خود کو مار ڈالے ابو عبیدہ اسی کے قائل ہین کسی نے کہا
ضمیر دین کی طرف راجع ہے یعنی جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ ہرگز اپنے دین کی مدد نکرے گا
کوفیون نے ثم لیقطع مین باسکان لام پڑہا ہے نحاس نے کہا کہ یہ قرارت عربیت سے
بعید[۱] ہے وکذلک انزلناہ آیات بیّنات یعنی مثل اس انزال بدیع کے اوتارا ہمنے اُسکو
آیات بینات یعنی کھلی نشانیان اپنی مدلولات پر ظاہر الدّلالت وان اللہ یھدی من یّرید
یعنی اللہ ہدایت کرتا ہے جسکی ہدایت چاہتا ہے ابتداءً یا جو شخص پہلے سے ہدایت یافتہ تھا
تو اوسکی ہدایت مین زیادتی فرماتا ہے یہ قول کہ نصر سے مراد رزق ہے اِسکو عبد بن حمید وابن
ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے باین لفظ روایت کیا ہے من کان یظنّ ان لن
ینصرہ اللہ یقول ان یرزقہ اللہ فلیمدد بسبب الی السّماء فلیاخذ حبلا فلیربطہ
فی سماء بیتہ فلیختنق بہ فلینظر ھل یذھبن کیدہ مایغیظ قال فلینظر ھل ینفعہ
ذلک او یاتیہ برزق ف خفناوی نے کہا من کان یظن الن ینصرہ اللہ معنی
مین تفریع ہے محذوف پر اور ان اللہ یفعل مایرید سے مرتبط ہے تقدیر کلام یہ ہے ومن
جملۃ مایرید نصرۃ نبیہ محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فمن کان الخ یعنی اللہ پاک
جس شے کا ارادہ فرماتا ہے منجملہ اوسکے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نصرت ہے
ابن جریر کی تقریر کا حاصل یہ ہے کہ مَن سے مراد کفار ہین اور ینصرہ[۲] کی ضمیر حضور صلّی اللہ علیہ
وآلہ وسلّم کیطرف راجع ہے معنی یہ ہین کہ جو شخص کفار مین سے یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ ہرگز
مدد نکریگا حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو چاہیئے کہ کسی رسّی سے گلا گھونٹ لے کیونکہ اللہ تو
اپنے رسول کی ضرور ہی مدد کریگا موجب گلا گھونٹنے کا غیظ ہے اور کید کے معنی ہین حیلہ

[۱] جمہور کی قرارت بکسر لام ہے وقرئ باسکانہا علی تشبیہ ثم بالواو والفاء لکون کلّ منھما عواطف قالہ ابو البقاء ۱۲

[۲] حضرت ابن عباس رض بھی اسی کے قائل ہین کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر اوپر نہین گذرا ہے لیکن سارا کلام تو آپ پر دال ہی ہے کیونکہ پہلے ایمان کا ذکر ہوا ہے سو ایمان وہی ایمان اللہ ورسول پر ہی اور دین سے مقصد ہونیکا ذکر آیا ہے سو وہی دین ہے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین

کرنے کے گلا گھونٹنے کا نام کید اسلیئے رکھا کہ وہ کید کی جگہہ مین رکھا گیا ہے کیونکہ غایت اوسکی
حیلہ وتدبیر کی وہی ہے معنی یہ ہین کہ جب وہ اپنے غصّے کے سبب سے اپنے نفس کو گھونٹ لیگا
تو آیا یہ فعل اُس شے کو بیجا ئیگا جو اوسے غصّے مین لاتی ہے یعنی نصرتِ نبی صلّی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی اونکے دشمنون پر انتہی یہ بات کہ مراد مَن سے کفّار ہین کلام محلی کے موافق ہے
اور اسی کی مثل عمادی مین ہے رہی یہ بات کہ کید کہتے ہین حیلہ گری کرنے کو یعنی غیر کے ضرر
پہونچانے مین اور یہان اپنے نفس کیطرف ضرر پہونچانے مین مستعمل ہوا ہے وہ ضرر گلا گھونٹنا
ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ جس بات پر وہ قدرت رکھتا ہے غایت ومنتہا اوسکا یہی ہے چنانچہ
کید بھی ایسا ہی ہوتا ہے گازرونی نے اسیطرح کہا ہے علّامہ نسفیؒ نے فرمایا ہے کہ اوسکے
فعل کا نام کید بطور استہزا رکھا ہے کیونکہ اوسنے اوسکے ساتھ اپنے محسود سے کید نہین کیا ہے
اوسنے تو اوس سے اپنے نفس سے کید کیا ہے مراد یہ ہے کہ اوسکے ہاتھ مین نہین ہے مگر
وہ شئے جو اُسکے غیظ کی بجا نیوالی نہین ہے ابو السعود نے کہا معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ ضرور
مدد کرنیوالا ہے اپنے رسول صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا وآخرت مین بدون کسی پھیر نیوالے
کے جو اوسکو پھیرے اور بغیر کسی موڑنے والے کے جو اوسکو موڑے پس آپکے اعداء وحسّاد
مین سے جس شخص کو یہ بات غیظ مین لائے اور وہ یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز اس کام کو
نکرے گا اس سبب سے کہ وہ شخص بعض امور سے اوسکی مدافعت کریگا اور مباشرت مکاید سے اوسکو
رد کردے گا تو چاہیئے اپنی سعی وکوشش کرنے مین خوب مبالغہ کرے اور حد مین ہر حد معہود
ومعروف سے تجاوز کرے پس یہ سبب بیکار جانے اوسکی کوششون کے اور نتیجہ نہ دینے اُسکے
مقدمات مبادی کے منتہا اُسکے نقش قدم کا اور انجام اوسکے کام کا یہ ہوگا کہ گلا گھونٹ لے فلیمدد
بسبب الی السّماء یعنی پس چاہیئے کہ تانے ایک رسّی اپنے گھر کی چھت کی طرف ثمّ لیقطع
یعنی پھر چاہیئے کہ پھانسی لگالے قطع کے معنی پھانسی لگانیکے اس محاورے سے
ماخوذ ہین کہ جب کوئی گلا گھونٹ لیتا ہے تو بولتے ہین قطع یعنی اوسنے پھانسی لگالی وجہ
اس محاورے کی یہ ہے کہ پھانسی لگانیوالا سانس کے مجاری روک کر اپنے سانس کو قطع
کرتا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ قطع کرے اوس رسّی کو بعد پھانسی لگا لینے کے اس بنا پر

لہ بیضاوی کا لفظ یہی کلام فیہ اختصار والمعنی ان اللہ ناصر رسولہ فی الدّنیا والآخرۃ فمن کان یظن خلاف ذلک فلیمدد بسبب فلیقطع نسفی کا لفظ بھی اسی کے قریب ہے ۱۲

کہ مراد اس سے قطع کا فرض کرنا اور مقدر کرنا ہے اس بنیاد پر کہ فلینظر ۵۱ مین مراد نظر سے
تقدیر و تصویر نظر ہے یعنی پس چاہیئے کہ اپنے جی مین نظر کا تصور کرے کہ آیا لیجائے گا
اوسکا یہ کید جو کہ مضادہ و مضارت کے باب مین منتہا ہے اُس شے کا جسکی طرف اوسکی
قدرت پہونچی ہے اوس نصر کو جو اوسے غیظ مین لاتی ہے ہرگز نہین یہ بھی جائز ہے کہ یہ مراد
لیجاے پس چاہیئے کہ نظر کرے اب اِس بات کو کہ اگر یہ کام کرے تو آیا لیجائیگا اُسکے
غیظ کو کسی نے کہا معنی یہ ہین چاہیئے کہ تانے ایک رسّی طرف سماے مظلہ کے یعنی
یہی آسمان معروف اور چاہیئے کہ اوسپر چڑھے پھر چاہیئے کہ وحی کو قطع کرے کسی نے
کہا چاہیئے کہ قطع کرے مسافت کو یہانتک کہ پہونچے عنان آسمان کو یعنی جانب آسمان جو
اوسکے اطراف سے تیرے لیئے معترض ہوتی ہے حضور صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنے
مین کوشش کرے انتہیٰ غرضکہ نصر مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ مراد مدد ہے اِس بنا
پر ضمیر ینصرہٗ حضور صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہوگی یا طرف دین کے دوسرا
یہ ہے کہ نصر بمعنی رزق ہے عرب لوگ بولتے ہین من ینصرنی نصرہٗ اللہ ای من یعطینی
اعطاہ اللہ اِس صورت مین ضمیر ینصرہٗ کی طرف مَنْ کے پھرے گی معنی یہ ہین جو شخص
گمان کرے کہ اللہ ہرگز اوسکو رزق نہ دیگا دنیا و آخرت مین تو چاہیئے کہ غایت درجے
کی گھبراہٹ کو پہونچے وہ یہی گلا گھونٹ لینا ہے اِسواسطے کہ یہ فعل اوسکو مرزوق نکرے گا
اِس معنی کو خازن و بیضاوی نے ذکر کیا ہے شیخزادے کی تقریر یہ ہے کہ ارزاق اللہ تعالیٰ
کے ہاتھ مین ہین نہین ملتے ہین مگر اللہ پاک کی مشیّت سے بندے کو ضرور ہے کہ اوسکی
قسمت سے راضی رہے کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رزق سے راضی نہوا اور اوسپر اوسکو
صبر نہین ہے اور اللہ پاک نے جو اوسکے واسطے قسمت کیا ہے اوسکے لیئے استسلام و انقیاد
نہین ہے تو چاہیئے کہ پہونچے غایتِ جزع کو اور وہ گلا گھونٹ لینا ہے پس بیشک یہ غالب
نہ آئیگا قسمت پر سماء مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ بمعنی سقف خانہ ہی خازن نے کہا اکثر
کا قول یہی ہے کلّ ما علاک فھو سماء یعنی جو شئے تیرے اوپر ہے وہ سماء ہے نسفی و
محلّی نے صرف اسی قول کو اختیار کیا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ مراد سماء دنیا ہی ثم لیقطع

۵۱ شیخزادے نے کہا ہے کہ حرف فاء دلالت کرتی ہے ترتبی رتبے کے ۱۲

کے معنی ہین لیتحقق بہ محلی و نسفی کا مختار یہی قول ہے آمر فلینظر کا بطور فرض و تقدیر کے ہے کیونکہ بعد احتناق کے نظر ممکن نہین ہے لیکن یہ قول ایسا ہی جیسا کہ حاسد سے کہتے ہین مت غیظا نظیر اسکی آیہ سورۂ آل عمران ہے واذا[۵۱] اخلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ف فیمد د جواب ہے شرط کا اگر من شرطیہ ہو ظاہر یہی ہے ابو البقاء نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے یا خبر ہے موصول کی اگر من موصولہ ہو اور فرفا اسواسطے آیا کہ من موصولہ مشابہ شرط کے ہے ھل یذھبن جملۂ استفہامیہ محل[۵۲] نصب مین ہے بنا بر اسقاط خافض اسلئے کہ نظر استفہام سے متعلق ہے اور جب نظر بمعنی فکر ہوگی تو متعدی بہ حرف فی ٹھیرے گی ای فی انہ ھل یذھبن مایغیظ کا ما موصولہ ہے بمعنی الذی اور عائد اوسمین ضمیر مستتر ہے اور کلمہ ما مع اپنے صلہ کے مفعول ہے یذھبن کا یعنی ھل یذھبن کیدہ الشی الذی یغیظہ وھو نصرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صورت مین یغیظہ کی ضمیر مرفوع تو راجع ہوگی طرف الذی کے اور ضمیر منصوب طرف من کے قالہ السمین ایات بینات موصوف وصفت ملکر حال ہے انزلناہ کی ضمیر سے و ان اللہ یھدی من یرید معطوف ہے انزلناہ کی ضمیر منصوب پر معنی یہ ہین وانزلنا ان اللہ یھدی من یرید ای انزلنا ھدایۃ اللہ لمن یرید ھدایتہ پس ان مع اپنے صلہ کے محل نصب مین ہے یہ بھی صحیح ہے کہ محل رفع مین خبر ہو مبتدا ے مضمر کی تقدیر یہ ہو والامر ان اللہ یھدی من یرید قالہ السمین نسفی و بیضاوی نے اسکو محذوف سے متعلق کیا ہے اوّل کی تقدیر یہ ہے ولان اللہ یھدی بہ الذین یعلم انھم یؤمنون او یثبت الذین اٰمنوا ویزیدھم ھدی انزلہ کذلک مبینا یعنی اور مثل اس اُتارنے کے اُتارا اللہ نے سارے قرآن کو آیاتِ واضحات اور اسواسطے کہ اللہ ہدایت کرتا ہے اس سے اُن لوگونکو جنھین جانتا ہے کہ وہ ایمان لائین گے یا ثابت رکھتا ہے اُن لوگون کو جو ایمان لا چکے ہین اور زیادہ دی اونکو ہدایت اوتارا اوسکو اسیطرح مبیّن دوسرے کی تقدیر یہ ہے ومثل ذلک الانزال انزلنا ہ انزلنا القراٰن کلّہ ایات بیّنات واضحات ولان اللہ یھدی بہ او یثبت علی الھدیٰ من یرید ھدایتہ او ثباتہ انزلہ کذلک مبینا[۵۳]

---

۵۱ اور جب ایسے ہوتے ہین کاٹ کاٹ کھاتے ہین تم پر انگلیان دشمنی سے تو کہدو کہ مرو تم اپنی دشمنی مین ۱۲

۵۲ ابو البقاء نے کہا فی موضع نصب بینظر ۱۲

۵۳ ابو البقاء نے کہا وان اللہ یھدی ای وانزلنا ان اللہ یھدی والتقدیر وکذا ان اللہ ویجوز ان یکون التقدیر ولان اللہ یھدی بالایات من یشاء انزلناھا ۱۲

ف متعلق شانِ نزول آیت باب خازن نے بلفظ روی ذکر کیا ہے کہ یہ آیت اسد وغطفان کے ایک گروہ مین نازل ہوئی ہے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی طرف اونکی دعوت فرمائی اور درمیان اونکے اور یہود کے محالفہ تھا یعنی باہم ایکدوسرے کے حلیف تھے وہ بولے ہمسے ممکن نہین ہے کہ ہم اسلام لائین کیونکہ ہم اس سے ڈرتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدد نہ کیے جائین اور اونکا امر غالب نہو تو ہمارے اور یہود کے درمیان محالفت منقطع ہوجاے پھر وہ ہمکو نہ غلّہ دین نہ ہمکو جگہہ دین بیضاوی نے بلفظ قیل ذکر کیا ہے کہ مسلمانون کی ایک قوم مین نازل ہوئی ہی اونھون نے اللہ کی مدد مین دیر سمجھی بسبب اپنے استعجال وشدّتِ غیظ کے مشرکون پر بالجملہ اللہ پاک نے جب یہ فرمایا کہ اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے تو بعد اُسکے اُن لوگونکا بیان کیا جنکو ہدایت کرتا ہے اور اُن لوگونکا ذکر کیا جنکو ہدایت نہین کرتا ہے پس فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا ۗ اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ○ جولوگ مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو شرک کرتے ہین اللہ فیصلہ کریگا اونمین قیامت کے دِن اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ف مجوس آگ پوجتے ہین اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہین معلوم نہین یہ پیچھے بگڑے ہین یا سرے سے غلط ہین انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ اللہ پاک خبر دیتا ہے اِن مختلف دین والون کے مومنین کی اور جو اونکے سوا یہود و صابئین ہین سورۂ بقرہ مین ہم اونکی تعریف اور اونمین جو لوگونکا اختلاف ہے اوسکو ذکر کرآئے ہین نصاریٰ ومجوس ومشرکین نے تو اللہ کے ساتھ اوسکے غیر کو پوجا سو اللہ پاک قیامت کے دِن اونکے درمیان مین فیصلہ کرے گا اور عدل کے ساتھ اونمین حکم فرمائیگا پس جو لوگ اوسپر ایمان لائے ہین اُنکو جنّت مین داخل کریگا اور جو اُسکے منکر ہین اونکو آگ مین اِسلیئے کہ اللہ تعالیٰ اونکے افعال پر گواہ اور اونکے اقوال کا حفیظ ہے اونکے سرائر کا جاننے والا ہے اور جس شے کو اُنکے ضمائر چھپاتے ہین اوسکو خوب جانتا ہے ف اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ ہین جو اللہ پاک پر اور اوسکے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہین یا جو آیاتِ بینات مذکور ہوئی ہین اونپر ایمان

رکھتے ہین اور والذین ھادوا یہود ہین جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی ملّت کی طرف
منتسب ہین اور صابئین وہ قوم ہے جو ستارونکو پوجتی ہے اور اونکی تعظیم کرتی ہے ماخوذ ہے
صبأ الرّجل عن دینہ اذا خرج منہ الی دین اٰخر یعنی جب کوئی شخص اپنے دین سے نکلجاتا ہے
طرف دوسرے دین کے تو محاورۂ عرب مین صبأ الرّجل بولتے ہین قتادہ نے کہا وہ ایک
قوم تھی کہ فرشتونکو پوجتی تھی مجاہد نے کہا ایک قبیلہ ہے یہود سے محلّی نے اسی قول کو اختیار
کیا ہے کہا ہے کہ ایک طائفہ ہے یہود سے اسپر حفناوی نے کہا کہ فروع مین صحیح مقرر
یہ بات ہے کہ صابئین ایک طائفہ ہے نصاریٰ سے علّامہ خازن نے کہا کہا گیا ہے کہ دین
چھہ ہین ایک دین تو اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہ اسلام ہے اور پانچ شیطان کے ہین اور ماسوا اسلام
کے ہین علّامہ نسفی نے فرمایا کہ ادیان پانچ ہین چار تو شیطان کے ہین اور ایک رحمن کا ہے اور
صابئین ایک نوع ہے نصاریٰ سے پس چھہ ہونگے علّامہ شوکانیؒ نے صابئین مین دو قول
کیے ہین ایک یہ ہے کہ ایک قوم تھی ستارونکو پوجتی تھی دوسرا قول یہ ہے کہ صابئین جنس
نصاریٰ سے ہین پھر کہا ہے کہ یہ قول صحیح نہین ہے بلکہ صابئین ایک فرقہ معروف ہے جو ملّتین
کہ انبیاء علیہم السّلام کی طرف منتسب ہین اونمین سے کسی ملّت کی طرف راجع نہین ہے مجوس
مین اہل علم نے اختلاف کیا ہے کسی نے کہا کہ ایک قوم ہے جو کہ آگ کو پوجتی تھی کسی نے کہا
سورج و چاند کو پوجتی تھی کسی نے کہا کہ نصاریٰ سے علیحدہ ہوگئی تھی اور ٹاٹ پہن لیا تھا کسی نے
کہا کہ اونسے کچھ نصاریٰ کے دین سے لیا اور کچھ یہود کے دین سے یہ لوگ اس بات کے قائل
ہین کہ عالم کے دو معبود ہین نور و ظلمت کسی نے کہا یہ ایک قوم ہے کہ نجاستون کا استعمال
کرتی ہے سیبین نے کہا اصل مجوس کی نجوس ہے نون کو میم سے بدل لیا ہے والذین اشرکوا
سے وہ لوگ مراد ہین جو بتونکو پوجتے ہین اسکی تحقیق سورۂ بقرہ مین گذر چکی ہے لیکن اللہ پاک نے
وہان نصاریٰ کو صابئین پر مقدّم کیا ہے اور یہان اونکو صابئین سے مؤخر فرمایا ہے سو سورۂ بقرہ
مین وجہ تقدیم نصاریٰ کی یہ ہے کہ نصاریٰ اہل کتاب ہین صابئین کتاب والے نہین ہین اور
اس سورت مین صابئین کو اسواسطے مقدّم کیا ہے کہ اونکا زمانہ نصاریٰ کے زمانہ پر متقدّم ہے
عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے والصّابئین کی تفسیر مین قتادہ سے

روایت کیا ہے کہا وہ ایک قوم ہے کہ فرشتونکو پوجتی ہے اور قبلے کی طرف نماز پڑھتی ہے
اور زبور پڑھتی ہے اور مجوس نے آفتاب و ماہتاب اور آگ کو پوجا ہے اور الذین اشرکوا وہ
لوگ ہین جنھون نے بتون کو پوجا ہے ان اللہ یفصل بینھم کہا کہ دین چھہ ہین سو پانچ تو
شیطان کے ہین اور ایک دین اللہ عزوجل کا ہے ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اسکی تفسیر مین
روایت کیا ہے کہا فصل قضاہ بینھم فجعل الخمسۃ مشترکۃ وجعل ھذہ الامۃ ولحدۃ
ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا کہ الذین ھادوا
یہود ہین اور صابئین کیواسطے کوئی کتاب نہین ہے اور مجوس اصحاب اصنام ہین اور مشرکین
نصارا سے عرب ہین ان اللہ یفصل بینھم یوم القیمۃ معنی فصل کے یہ ہین کہ اللہ پاک درمیان
اونکے فصل بحکم کریگا باین طور کہ یہ مبطل ہے یہ محق ہے محق کا مبطل سے ایک ایسی علامت سے
تمیز کرے گا جس سے ہر ایک اونمین کا پہچانا جائیگا یا فصل بجزا مراد ہے باینطور کہ سب کو
ایک جگہہ جمع نکرے گا بلکہ ہر ایک کو وہ جزا دیگا جو اوسکے لایق ہوگی اور جو گھر اوسکے واسطے تیار
کر رکھا ہے اوسمین اوسکو داخل کریگا پس اونمین سے مومنین کو جنت مین اور کافرونکو نارمین
داخل فرمائیگا ان اللہ علی کل شئ شہید تعلیل[۱] ہے ماقبل کی یعنی اللہ پاک اپنی خلق کے
ہر فعل و قول پر شہید ہے کوئی شے اوس سے غائب نہین ہوتی ہے خازن نے کہا کہ اونمین سے
جو شخص جس شے کا مستحق ہے اللہ پاک اوسکا عالم ہے پس اوس فیصلے مین کچھ ظلم و حیف
جاری نہوگا علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے عالم بہ حافظ لہ یعنی اللہ پاک ہر شے کا
عالم و حافظ ہے پس چاہیئے کہ ہر آدمی اپنے معتقد و قول و فعل کو دیکھے یہ ابلغ وعید ہے بیضاوی
نے کہا عالم بہ مراقب لاحوالہ یعنی اللہ پاک ہر شے کا جاننے والا اور اوسکے احوال کا نگاہ
رکھنے والا ہے محلی نے کہا عالم بہ[۲] علم مشاھدۃ یعنی اللہ پاک ہر شے کو مشاہدے کا
جاننا جانتا ہے اسمین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ کلمہ شہید اللہ پاک کی صفات مین معنی
اوسکے یہ ہین کہ اوس سے کوئی شے غائب نہین ہوتی ہے حاصل یہ ہوا کہ فرق مذکورہ کے
افراد کی ہر ورد سے جو کچھ صادر ہوا ہے اوسکی تفاصیل کا احاطہ کیئے ہوئے ہے **ف**
ان اللہ الی آخرہ اپنے اسم و خبر کے محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ خبر ہے ان الذین الخ کی

[۱] یعنی ان اللہ یفصل کی تعلیل ہے گویا کسی قائل نے کہا کہ کیا یہ فصل عدم کے ساتھ ہوگا یا نہین تو کہا گیا کہ ان اللہ علی کل شئ شہیدا یعنی اللہ ہر شے کا عالم ہے فصل عدم کے ساتھ ہوگا ۱۲

[۲] ای بکل شئ من علمہ ۱۲

جسطرح کہ اِس قول مین ہے ان زیدا ان الخیر عندہ لکثیر شیخزادہ و علامہ نسفی نے
اسیطرح کہا ہے فتح القدیر مین کہا ہے کہ فرّاء نے اِسکا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ انّ زیدا ان
اخاہ منطلق کلام مین جایز نہین ہے زجاج نے فرّاء کے قول کو رد کیا ہے اور جو شے آیت
کی مماثل ٹھیرائی ہے اوسکا انکار کیا ہے ان زیدا ان الخیر عندہ لکثیر اور ان زیدا انہ
منطلق کے جواز مین کوئی شک نہین ہے تیسین کا بیان یہ ہے کہ اِس آیت مین دو وجہین ہین
ایک وجہ تو وہی ہے جو مذکور ہو چکی زمخشری نے کہا کہ جملے کے دونون جزء پر ان داخل
کیا گیا واسطے زیادتی تاکید کے درمیان دونون کے معطوفون کے ساتھ جو طول فصل واقع
ہوا سو اسنے اِنّ کے دخول کو خبر مین حسین کر دیا اگرچہ جملہ اِنّ کی خبر واقع ہوا ہے دوسری
وجہ یہ ہے کہ دوسرا اِنّ پہلے اِنّ کی تکرار ہے بطور تاکید کے یہ بات قاعدے پر جاری ہے
قاعدہ یہ ہے کہ جسوقت حرف تاکید کے واسطے مکرر کیا جاتا ہے تو جو شے اوس حرف کے ساتھ
متصل ہوتی ہے وہ بھی اُسکے ساتھ اعادہ کیجاتی ہے یا جو شے اُس حرف کے ساتھ متصل ہے
اوسکی ضمیر کا اوسکے ساتھ اعادہ کیا جاتا ہے دوسرے اِنّ کے ساتھ وہ شے اعادہ کیگئی جو اُسکے
ساتھ اوّل متصل ہوئی تھی یعنی لفظ پاک اللہ پس یہ بات متعیّن نہوئی کہ ان اللہ یفصل پہلے
اِنّ کی خبر ہو جیسا کہ مذکور ہوا ہے ابو البقاء نے دو وجہ یہی ذکر کی ہین لیکن باختصار تیسرا قول یہ
ذکر کیا ہے کہ پہلے اِنّ کی خبر محذوف ہے تقدیر یہ ہے مفترقون یوم القیامۃ یا مثل اِسکے

اور خبر مذکور محذوف کی تفسیر ہے الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت و من فی الارض
والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس ط وکثیر حق علیہ
العذاب ط ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم ط ان اللہ یفعل ما یشاء ○ تو نے نہ دیکھا کہ
اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان مین ہے اور جو کوئی زمین مین ہے اور سورج اور چاند اور
تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی اور بہت ہین کہ ٹھیر چکا اونپر عذاب
اور جسکو اللہ ذلیل کرے اوسے کوئی نہین عزّت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے ف
ایک سجدہ ہے کہ سب اوسمین شامل ہین آسمان زمین مین جو کوئی ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت
مین بے بس ہین اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اوسکو جس کام کا بنایا اوس کام مین لگے

۱۱ بیضاوی نے بھی اسی قول کو ذکر کیا ہے ۱۲
۱۲ اِس قول مین نظر ہے اسلئے کہ قول ان کے ساتھ لفظ اللہ کب متصل ہوا تھا کہ دوسرا ان کے ساتھ اوسکا اعادہ کیا گیا یہ نظر بعض علماء مصر نے وارد کی ہے اور بات ٹھیک ہے ۱۲

یہ بہت آدمی کرتے ہین بہت نہین کرتے مگر اور خلق ساری کرتی ہے انتہی ف اللہ پاک
خبر دیتا ہے اس بات کی کہ مستحق عبادت کا وہی تنہا ہے اوسکا کوئی شریک نہین ہے بیشک
اوسکی عظمت کیواسطے ہر شے طوعًا وکرہًا سجدہ کرتی ہے اور سجود ہر شے کا مثل اُس شے کے
ہے جو اوسکے ساتھ خاص ہے جیساکہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے اولم یروا الی ما خلق اللہ
من شئ یتفیوء ظلالہ عن الیمین والشمائل سجدًا للہ وھم داخرون اور اسجگہہ یون
فرمایا الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت ومن فی الارض یعنی سجدہ کرتے ہین فرشتے
آسمانون کے آقطار واطراف مین اور حیوانات سارے جہات مین یعنی انس وجن ودواب و
طیر وان من شئ الا یسبح بحمدہ ؎

نہ بلبل برگلش تسبیح خوانیست	کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست

والشمس والقمر والنجوم ان تینون کا ذکر خاصکر اسلئے کیا کہ یہ اللہ پاک کے سوا پوجے گئے ہین
سو بیان کیا کہ یہ تو اپنے خالق کو سجدہ کرتے ہین اور یہ پوجے ومسخر ہین لا تسجدوا للشمس
ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن لایہ صحیحین مین حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ مجھسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ یہ سورج
کہان جاتا ہے مین نے عرض کیا کہ اللہ اور اُسکے رسول دانا تر ہین فرمایا کہ بیشک وہ جاتا ہے
پس سجدہ کرتا ہے نیچے عرش کے پھر حکم طلب کرتا ہے پس قریب ہے کہ اوس سے کہا جاے
کہ لوٹ جا جہانسے تو آیا ہے مسند وسنن ابی داؤد ونسائی وابن ماجہ مین
بیچ حدیث کسوف کے آیا ہے کہ بیشک سورج اور چاند دو خلق ہین اللہ کی خلق سے اور مقرر وہ
دونون منکسف نہین ہوتے ہین یعنی اونکو گہن نہین لگتا ہے واسطے کسی کی موت کے
نہ واسطے اوسکی حیات کے لیکن اللہ عزوجل جسوقت تجلّی فرماتا ہے واسطے کسی شے کے تو وہ
اوسکے لیے خشوع کرتی ہے یعنی اوسکی تجلّی کے مارے دبجاتی ہے ابوالعالیہ نے کہا
نہین ہے آسمان مین کوئی تارا اور نہ سورج اور نہ چاند مگر گرتا ہے واسطے اللہ کے سجدہ کرتا ہوا
جسوقت کہ غائب ہوتا ہے پھر نہین رجوع کرتا ہے یہانتک کہ اُسکے واسطے اذن دیا جاتا ہے
تو وہ لیتا ہے سیدھی جانب کو یہانتک کہ رجوع کرتا ہے طرف اپنے مطلع کے ترجمہ پہاڑ اور

ف کیا نہین دیکھتے تو اللہ کے بنائی ہے کوئی چیز دھنی ہین جنکی داہنے سے اور بائین سے سجدہ کرتے اللہ کو اور وہ عاجزی مین ہین ۱۲
ف اور چیر نہین جو نہین پڑھتی تسبیح بیان اوسکی ۱۲
ف سجدہ نکر سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جسنے وہ بنائے اگر تم اسیکو پوجتے ہو ۱۲

درخت سو سجدہ اوسکا ساتھ ڈھلنے اُنکے سائے کے ہے سیدھی اور بائین جانب سے حضرت
ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ ایک شخص آیا پس عرض کیا یا رسول اللہ
بیشک مین نے خود کو آج کی رات دیکھا اور مین سو رہا ہون کہ گویا مین ایک درخت کے پیچھے
نماز پڑھ رہا ہون پھر مینے سجدہ کیا تو میرے سجدے کے سبب سے اوس درخت نے بھی سجدہ
کیا پھر مینے اوسکو یہ کہتے سُنا کہ اللّٰھمّ اکتب لی بھا عندك اجرا وضع عنی بھا وزرا
واجعلھا لی عندك ذخرا وتقبلھا منّی کما تقبلتھا من عبدك داؤد یعنی اے اللہ
تو لکھ واسطے میرے بہ سبب اُس سجدے کے نزدیک اپنے اجر اور اُتار مجھسے بسبب اُسکے گناہ
اور کر اوسکو واسطے میرے نزدیک اپنے ذخیرہ اور قبول کر اُسکو مجھسے جیسا تو نے قبول کیا اُسکو اپنے بندے
داؤد سے حضرت ابن عبّاس نے فرمایا پھر پڑھا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی
سجدہ پھر سجدہ کیا تو مین نے آپکو سُنا اور آپ فرماتے تھے مثل اُس شے کے جسکی خبر اوس
آدمی نے آپکو دی تھی درخت کے قول سے رواہ الترمذی وابن ماجۃ وابن حبّان
فی صحیحہ **قولہ تعالیٰ** والدواب یعنی سارے حیوانات حدیث شریف مین آیا ہے نزدیک
امام احمدؒ کے کہ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے پشت دواب کے منبر
ٹھیرانے سے پس بسا سواری بہتر ہے یا اکثر ہے از روے ذکر کے واسطے اللہ تعالیٰ کے
اوسکے سوار سے **قولہ تعالیٰ** وکثیر من النّاس یعنی بہت سے لوگ سجدہ کرتے ہین
اللہ کو طوعا مختارا متعبدا بذلك یعنی خوشی سے مطیع مختار ہوکر اور اوسکو عبادت سمجھکر سجدہ
کرتے ہین وکثیر حقّ علیہ العذاب یعنی بہت سے اُن لوگون مین سے جو باز رہے اور
اونھون نے انکار و استکبار کیا اونپر عذاب ٹھیر چکا ومن یّھن اللہ فما لہ من مکرم انّ اللہ یفعل
مایشآء **ابن ابی حاتم** نے جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی روایت کیا ہے محمدؒ کہتے ہین کہ
حضرت علیؓ سے کہا گیا کہ یہان ایک شخص ہے مشبہ مین کلام کرتا ہے تو حضرت علی نے اوس سے
فرمایا اے اللہ کے بندے پیدا کیا تجھکو اللہ نے جیسا چاہا یا جیسا تو نے چاہا وہ بولا بلکہ
جیسا اوسنے چاہا فرمایا پس وہ تجھے بیمار کرتا ہے جسوقت چاہتا ہے یا جسوقت تو چاہتا ہے
اوسنے کہا بلکہ جسوقت وہ چاہتا ہے فرمایا پھر وہ تجھے شفا دیتا ہے جسوقت چاہتا ہے یا

۵۱ یعنی اُس شخص سے فرمایا جسنے ذکر کیا ۱۲

جسوقت تو چاہتا ہے کہا بلکہ جسوقت وہ چاہتا ہے فرمایا پھر وہ تجھے داخل کرے گا جسجگہہ
تو چاہیگا یا جس جگہہ وہ چاہے گا کہا بلکہ جس جگہہ وہ چاہیگا فرمایا واللہ اگر تو اسکے سوا کہتا
تو البتہ مین مارتا اوس شے کو جسمین تیری دونون آنکھین ہین تلوار سی حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت
ابن آدم سجدہ پڑھتا ہے تو شیطان علیحدہ ہوکر روتا ہے کہتا ہے یا ویلہ یعنی اے خرابی اوسکی
ابن آدم مامور بسجدہ ہوا تو اوسنے سجدہ کیا پس واسطے اوسکے جنت ہے اور مین مامور بسجدہ ہوا
تو مین نے انکار کیا پس واسطے میرے آگ ہے رواہ مسلم امام احمدؒ نے ابو مصعب
مُعافری سے روایت کیا ہے کہا مین نے عُقبہ بن عامرؓ سے سُنا کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
کیا فضیلت دیگئی سُورۂ حج باقی قرآن پر ساتھ دو سجدون کے فرمایا ہان پھر جو شخص وہ دو
سجدے نکرے تو اُن دونونکو نہ پڑھے رواہ ابوداؤد والترمذی من حدیث عبداللہ
بن لھیعۃ بہ وقال الترمذی لیس بقوی وفی ھذا نظر فان ابن لھیعۃ قد صرح فیہ
بالسماع واکثر ما نقموا علیہ تدلیسہ ابوداؤد نے مراسیل مین خالد بن معدان
رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے فضیلت
دیگئی سورۂ حج باقی قرآن پر ساتھ دو سجدون کے ثم قال ابوداؤد وقد اسند ھذا یعنی
من غیر ھذا الوجہ ولا یصح حافظ ابوبکر اسماعیلی نے ابوالجہم سے روایت کیا ہے
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو سجدے کیئے حج مین اور وہ حدیبیہ مین تھے اور فرمایا کہ یہ سُورت
فضیلت دیگئی ہے ساتھ دو سجدون کے ابوداؤد و ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن عاص
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مین اونکو پندرہ
سجدے پڑھائے اونمین سے تین تو مفصل مین اور سورۂ حج مین دو سجدے پس یہ شواہد
ہین بعض بعض کی مضبوطی کرتے ہین کذا فی ابن کثیر ف الم تر مین رویت قلبی ہے
بصری نہین ہے یعنی الم تعلم وجہ اسکی یہ ہے کہ اللہ کیواسطے ان امور کے سجدہ کرنے کی
رویت جو ہمارے پاس آئی ہے سو طریق عقل سے آئی ہے کیونکہ ہم اوسکو اپنی آنکھون سے
نہین دیکھتے ہین اس وجہ کو حفناوی نے ذکر کیا ہے محلی نے بھی الم تعلم کہا ہے خازن نے

کہا الم تعلم وقیل الم تر بقلبك علامہ نسفی نے فرمایا الم تعلم یا محمدؐ علما یقوم
مقام العیان یعنی خطاب خاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور رویت سے مراد
وہ علم ہے جو کہ قایم مقام عیان کے ہے فتح القدیر و فتح البیان مین کہا ہے الم تعلم او خطاب
ہر اوس شخص کے واسطے ہے جو اوسکی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ وہ شخص ہے جس سے
رویت[۵۱] حاصل ہوتی ہے سجود سے مراد اسجگہہ انقیاد کامل ہے سجود طاعت مراد نہین ہے جو کہ
عقلاء کے ساتھ خاص ہے برابر ہے کہ کلمہ مَن کا عقلا کے ساتھ خاص ٹھیرایا جاے یا عام
مانا جاے اونکو اور اونکے غیر کو اور اسی لیئے شمس و قمر و نجوم و جبال و شجر و دواب کا عطف
مَن پر کیا ہے کیونکہ یہ اسکا مفید ہے کہ سجود انقیاد ہے وہ طاعت نہین ہے جو عقلا کے ساتھ
خاص ہوتی ہے رہی یہ بات کہ ان امور کا علیحدہ ذکر کیا باوجود اسکے کہ وہ مَن کے نیچے داخل
ہین بر تقدیر اسکے کہ مَن کو عام ٹھیرائین سو اسلیئے کہ قیام سجود کا ان امور کے ساتھ عادت مین
مستبعد[۵۲] ہے انتہی حفنا وی نے کہا کہ جملہ آٹھہ چیزین مذکور ہین شمس و قمر و نجوم کا عطف خاص
ہے من فی السموات پر انپر تصریح اسواسطے کی کہ وارد ہوا ہے کہ بعض نے انکو پوجا ہے اور
جبال کا عطف خاص ہے من فی الارض پر نص اوسپر اسلیئے کی کہ وارد ہوا ہے کہ بعض انکو
پوجا کرتے تھے یعنی پہاڑون سے جو شے لیجاتی ہے اوسکو پوجتے تھے مراد بت ہین ایسا ہی شجر
و دواب مین کہا جاتا ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہا ہے کہ سب کے سب اللہ پاک
کو سجدہ کرتے ہین لیکن ہم اوسپر وقوف نہین رکھتے ہین جسطرح کہ اونکی تسبیح پر ہمکو وقوف نہین ہے
اللہ پاک نے فرمایا ہے وان[۵۳] من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم اور کہا ہے
کہ مطاوعت غیر مکلف کی اللہ پاک کے لیئے اوسکے افعال مین جو کہ غیر مکلف مین حادث ہوتے
ہین اور تسخیر غیر مکلف کی واسطے اللہ پاک کے اس مطاوعت و تسخیر کا نام سجود رکھا اسلیئے کہ غیر مکلف
کی مطاوعت کو سجود مکلف کے ساتھ تشبیہ دی ہو کون سجود جسکے مقابلے مین ہر خضوع و عاجزی
پست تر ہے خازن نے چار قول ذکر کیئے ہین اوّل یہ ہے کہ ان اشیاء کا سجود اونکے ظلال کا تحول
و انتقال ہے دوسرا قول وہی ابو العالیہ کا قول ہے جسکا ذکر ہو چکا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ معنی
سجود اشیاے مذکورہ کے طاعت ہین کیونکہ کوئی جماد نہین ہے مگر وہ اللہ پاک کا مطیع و فرمان بردار ہے

۵۱ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ رویت سے مراد بصری رویت ہی جرات خطاب کو عام کرتے ہین مگر یہ بات بنتی نہین کیونکہ خود الم تر کا ترجمہ الم تعلم کیا ہے اور رویت کو قلبی کہا ہے بہتر یہی ہے کہ خطاب خاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہو واللہ اعلم ۱۲

۵۲ بیضاوی کا لفظ یہ ہے اذ الحیا بالذل کثیر تشھر تھا واستبعاد ذلک منھا یعنی چونکہ یہ اشیاء مشہور معروف تھین اور سجود کا ہونا عادۃً انسے مستبعد تھا اسلیئے علیحدہ کرکے انکا ذکر کیا ۱۲

۵۳ اور کوئی چیز نہین جو نہین پڑھتی خوبیان اوسکی لیکن تم نہین سمجھتے پڑھنا اونکا ۱۲

اوسکے واسطے خاشع ہے اوسکی تسبیح کرتا ہے جیسا کہ خشیت و تسبیح کے ساتھ اوسکا وصف
کیا ہے یہ مذہب ہے اہل سنّت کا وہ یہی ہے کہ یہ اجسام جبکہ سارے اعراض کے قابل ہین
جنکو اللہ پاک نے اونمین پیدا فرمایا ہے بغیر کسی امتناع کے تو وہ بسبب اپنی مطاوعت کے
فعل مکلّف سے مشابہ ہوگئے اور فعل مکلف سجود ہے جس سے ہر خضوع پست ہے یہ قول
وہی نسفی کا دوسرا قول ہے فی الجملہ بیان کا تفاوت ہے پھر اگر تو کہے کہ اس تاویل کو قولہ تعالےٰ
وکثیر من النّاس باطل کرتا ہے کیونکہ بمعنی مذکور سارے لوگون مین عام ہے پس نسبت اوسکی
کثیر من النّاس کی طرف تخصیص بفائدہ ہوگی تو اسکا جواب یہ ہے کہ معنی مذکور کو کُل کے
حق مین عام ہین مگر بعض نے تمرد و تکبر کیا اور ظاہر مین سجود کو چھوڑ دیا سو یہ بعض اگرچہ بذاتہ
ساجد ہین لیکن بظاہر متمرد ہین رہا مومن سو وہ بذاتہ اور بظاہرہ ساجد ہے پس اس فرق کے
واسطے تخصیص بالذّکر حاصل ہوئی چوتھا قول یہ ہے کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ اللہ کو سجدہ
کرتے ہین جو کوئی ہین آسمانون مین اور جو کوئی ہین زمین مین اور سجدہ کرتے ہین اوسکو
بہت سے لوگ پس پہلا سجود بمعنی انقیاد ہے اور دوسرا بمعنی طاعت و عبادت ہے پھر
اگر کوئی کہے کہ من فی السّموٰات و من فی الارض لفظ عموم ہے تو اسمین لوگ داخل
ہین پھر وکثیر من النّاس کیون فرمایا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر ما تقدم پر اقتصار فرمایا جاتا
تو یہ وہم ہوتا کہ سارے لوگ سجدہ کرتے ہین پس بیان کر دیا کہ بہت سے لوگ سجدہ کرتے ہین
طوع و رغبت سے اور بعض نہین کرتے ہین یہ وہی ہین جنکے حق مین ارشاد فرمایا ہے
وکثیر حق علیہ العذاب یہ لوگ کفّار ہین یعنی بسبب اُنکے کفر و ترک سجود کے اونپر عذاب
ثابت ہو چکا ہے اور باوجود اُنکے کفر و امتناع کے سجود سے اُنکے سائے اللہ عزّ و جل کو
سجدہ کرتے ہین شیخ ابو سعود کے بیان کا حاصل یہ ہے جبکہ من فی السّموٰات و من فی الارض
کے عموم مین کافر آدمی اور سرکش جن اور شیطان اور سارے حیوانات و جمادات داخل ہین
حالانکہ اونمین کوئی نہین ہے کہ طاعت و عبادت کا سجدہ کرے اللہ کے واسطے خضوع و
عاجزی کر کے زمین پر پیشانی رکھنے کو سجود طاعت و عبادت کہتے ہین اسواسطے سجود کو مجازی
معنی پر محمول کیا جو کہ ہر موجود ممکن مین متصوّر ہو سکتی ہین وہ معنی مجازی یہ ہین کہ موجود ممکن کا

ل یعنی ذکر کثیر ۱۲

اللہ پاک کی قدرت و مشیّت کیواسطے منقاد و متسخر و مطیع ہونا اللہ پاک کے افعال و تدبیر جو آدمین حادث ہوتی ہے آدمین سے کسی شے کا اِباء و انکار نکرنا اُس انقیاد و مطاوعت کو سجود حقیقی سے تشبیہ دی جو کہ مکلف سے صادر ہوتا ہے اور سجود مشبّہ بہ کا اسم انقیاد مشبّہ پر اطلاق کیا بطور استعارۂ تصریحی اصلی کے پھر اس سجود سے بانیمعنی لفظ یسجد کا اشتقاق کیا تو اوس استعارے نے یسجد کی طرف تبعًا سرایت کی معنی یہ ہوئے کہ ساری مکونات موجودات مخلوقات اللہ پاک کی مطیع و منقاد ہوتی ہے دوسرے معنی مجازی سجود کی آیت مین دلالت ہے مالک و مدبّر کی عظمت پر کیونکہ سجود حقیقی جو ہوتا ہے سو وہ بر طریق خضوع و تعظیم ہی ہوتا ہے پس لامحالہ عظمت و کبریا پر دلالت کرے گا سو اسیطرح یہ ساری اشیاے مذکور عظمت و کبریا پر دلالت کرتی ہین اسواسطے اس دلالت کو سجود حقیقی سے تشبیہ دی پھر اس سجود کا اوس دلالت پر اطلاق کیا معنی یہ ہوئے کہ ساری موجودات و ممکنات اپنی ذلّت و عاجزی سے اپنے مالک و مدبّر کی عظمت و کبریا پر دلالت کرتی ہین **قولہ تعالیٰ وکثیر من الناس** مین تین وجہین ہین **ایک**[۵۱] یہ ہے کہ مرفوع بفعل مضمر ہے تقدیر یہ ہے ویسجد لہ کثیر من الناس[۵۲] یہ وجہ اُس شخص کے نزدیک ہے جو کہ استعمال لفظ مشترک کو اوسکے دو معنی مین جائز نہین رکھتا ہے اور ایک کلمہ مین جمع بین الحقیقۃ والمجاز کو منع کرتا ہے بیان اسکا یہ ہے کہ جس سجود کی غیر عقلاء کی طرف نسبت کیگئی ہے وہ غیر ہے اوس سجود کا جو عقلاء کی طرف منسوب ہوا ہے تو اب کثیر من الناس ماقبل پر معطوف نہوگا اسواسطے کہ جو فعل غیر عقلا و عقلاء کی طرف منسوب ہوا ہے وہ معنی مین مختلف ہے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ سجود غیر عقلا کا طواعیت و اذعان یعنی فرمان برداری و انقیاد ہے واسطے امر اللہ پاک کے اور سجود عقلا کا یہی کیفیت مخصوصہ ہے یعنی خود کو بغایت ذلیل سمجھکر پیشانی کو زمین پر رکھنا **دوسری** وجہ یہ ہے کہ ماقبل پر معطوف ہے اس وجہ مین تین تاویلین ہین پہلی تاویل یہ ہے کہ مراد سجود سے قدر مشترک ہے درمیان کل کے یعنی سجود کے ایسے معنی لیئے جو عاقل و غیر عاقل دونونکو شامل ہین وہ یہی خضوع و طواعیت ہے یہ امر اشتراک معنوی کے باب سے ہے دوسری تاویل یہ ہے کہ سجود مشترک باشتراک لفظی ہے اور استعمال مشترک کا اپنے دو معنون مین جائز ہے تیسری تاویل یہ ہے کہ جو سجود عقلا

۵۱ فتح التقدیر و فتح البیان مین اس وجہ کو اظہر کہا ہے ۱۲

۵۲ سجود طاعۃ بتضمن و عبادۃ بتنسفی ۱۲

کی طرف منسوب ہے وہ حقیقت ہی اور جو غیر عقلا کی طرف منسوب ہے وہ مجاز ہے اور حقیقت
ومجاز کے درمیان مین جمع کرنا جائز ہے ان چیزون مین اختلاف ہے اسکی تقریر کے لیے اور جگہہ
ہے وہ جگہہ اُسکے ساتھ یہان سے زیادہ تر لایق ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ کثیر مرفوع بالابتدا ہے
اور خبر اوسکی محذوف تقدیر اوسکی مُثابٌ ہے اسکا مقابل یعنی وکثیر حقّ علیہ العذاب
اس تقدیر پر دال ہے زمخشری نے اسیطرح تقدیر کی ہے ابوالبقاء نے یہ تقدیر کی ہے مطیعون
یا مُثابون یا مثل اسکے ذکرہ السمین بیضاوی نے بھی یہی تین وجہ ذکر کی ہین مگر باختصار
اور نسفی نے دو وجہ ایک تو اوّل اور تیسری محلّی کی تقریر یہ ہے ای تخضع لہ بما یراد منہ
وکثیر من النّاس وھم المؤمنون بزیادۃ علی الخضوع فی سجود الصّلوٰۃ انتہیٰ اس سے
معلوم ہوا کہ وکثیر کا عطف ماقبل پر کیا اور سجود اوّل سے سجود بمعنی خضوع وانقیاد مراد لیا۔
اور سجود ثانی سے سجود بمعنی عبادت وطاعت علّامہ شوکانی نے بھی مثل علامہ نسفی کے
کثیر کے مرفوع ہونے کی وہی دو وجہ ذکر کی ہین پھر مَنْ پر معطوف نہونے کی یہ وجہ
لکھی ہے کہ سجود کثیر من النّاس سجود طاعت ہے جو کہ عقلا کے ساتھ خاص ہے اور پہلے
سجود سے مراد انقیاد ہے پس اگر کثیر من پر معطوف ہوکر مرفوع ہو تو اسمین درمیان دو
مختلف معنون کے جمع ہوگی ایک لفظ مین حالانکہ تو خوب واقف ہے اس بات سے کہ بعد
حمل کرنے سجود کے انقیاد پر کوئی ملجی نہین ہے طرف اسکے بیشک یہ بات صحیح ہی کہ کثیر من النّاس
کے سجود سے انقیاد اونکا مراد لیا جاے نہ نفس سجود خاص پس کثیر کا بنا بر عطف مرفوع ہونا
بے کھٹکے ہے گو صاحب کشاف اور اونکے پیرو اسکے منکر ہون رہا قولہ تعالیٰ وکثیر
حقّ علیہ العذاب سو کسائی وفرّاء نے کہا ہے کہ مرفوع بالابتدا ہے اور مابعد اوسکا خبر ہے
کسی نے کہا کہ پہلے کثیر پر معطوف ہے معنی یہ ہین کہ بہت سے لوگ سجدہ کرتے ہین اور بہت سے
اونمین کے اسکا انکار کرتے ہین کسی نے کہا معنی یہ ہین بہت سے لوگ جنّت مین ہین اور
بہتون پر ٹھیر چکا ہے عذاب ابن انباری نے اسیطرح حکایت کیا ہے بیضاوی کی عبارت یہ ہے
وکثیر حقّ علیہ العذاب بکفرہ وابائہ عن الطّاعۃ نسفی کا لفظ یہ ہے ای وکثیر منھم
حق علیہ العذاب بکفرہ وابائہ السّجود محلّی کا بیان یہ ہے وکثیر حقّ علیہ العذاب

---

۱ اور من النّاس صفت ہے قالہ النّسفی ۱۲
۲ یعنی حق لہ الثّواب قالہ ابوالبقاء یا یستحقّ الثّواب کذا قالہ رہ فی فتح القدیر ۱۲
۳ قال ابوالبقاء والتّقدیر وکثیر منھم وجائز ان یکون معطوفا علی قولہ من فی السّموات لان النّاس داخلون فیہ وقیل ھو معطوف علیہ وکرہ النّقیس انتھی ۱۲

وھم الکافرون لانھم ابوا السجود المتوقف علی الایمان ان قولون سے معلوم ہوا کہ کثیر مبتدا ہے اور ما بعد اوسکی خبر ہے بیضاوی نے دو قول اور ذکر کیے ہین ایک یہ ہے جائز ہے کہ وکثیر اول وکثیر کی تکریر ٹھیرایا جاے واسطے مبالغے کے اون لوگون کی تکثیر مین جنپر عذاب ثابت کیا گیا ہے دوسرا قول یہ ہے جائز ہے کہ وکثیر موصوف حقّ علیہ العذاب صفت موصوف وصفت بلکر معطوف ہو ساجدین پر اور عامل ساری معطوفات مین سجود بمعنی عام ہو یعنی خضوع وانقیاد اور یہ جو ذکر کیا ہے کہ اس صورت مین تخصیص ذکر کثیر کی لغو ٹھیرے گی کیونکہ جب سجود بمعنی عام لیا گیا تو ما بمعنی ساری مکونات ساجد ہین تخصیص کثیر کی یعنی چہ سو اسکا جواب یہ ہے کہ ذکر کثیر کا کثیر کے ساتھ حکم کی تخصیص کے واسطے نہین ہے اور نفی حکم کی اونکے ماسوا سے تا آنکہ لغو و بیکار ٹھیرے بلکہ ذکر کثیر سے مراد تفصیل لوگونکی ہے کہ ایک وہ لوگ ہین جو کہ بذواتہم وبظواھرھم ساجد ہین اور ایک وہ لوگ ہین جو بذواتہم ساجد اور بظواہرہم متمرد ہین اور بیان ہے اس امر کا کہ سب کے سب بمعنی عام اللہ پاک کو سجدہ کرنیوالے ہین ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم یعنی جس شخص کی اللہ پاک اہانت کرے بایںطور کہ اوسکو کافر شقی ٹھیرائے تو نہین ہے واسطے اوسکے کوئی اکرام کرنیوالا کہ اوسکا اکرام کرے تو وہ سعید عزیز ہو جاے اخفش وکسائی وفرّاء نے حکایت کیا ہے کہ معنی یہ ہین جس شخص کی اہانت کرے اللہ تو فما لہ من مکرم ای اکرام یعنی نہین ہے اوسکے واسطے کوئی اکرام ان اللہ یفعل ما یشاء یعنی اللہ پاک کرتا ہے جو چاہتا ہے اُن چیزون سے جنکے منجملہ شقاوت وسعادت واکرام واہانت ہے جو مذکور ہو چکی ہین علّامہ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ ظاہر اس آیت کا اور اس سے پہلے کی آیت کا نقض کرتا ہے معتزلہ پر اونکے قول کو کیونکہ وہ یہ کہتے ہین کہ اللہ پاک نے چاہا اشیا کو اور نہ کیا حالانکہ وہ یون فرماتا ہے یفعل ما یشاء

ف وواب کو کسی نے بتخفیف حرف با بحذف باے اولیٰ پڑہا ہے واسطے کراہت تضعیف کے یا واسطے کراہت جمع بین الساکنین کے بیضاوی نے اسکو ذکر کیا ہے ابو البقاء نے کہا یہ بعید ہے اسلیئے کہ دبیب سے ماخوذ ہے پھر اوسکی توجیہ مذکور ذکر کی ہے حقّ کو حُقّ بضم اور حقّاً باضمار فعل بھی پڑہا ہے اسواسطے کہ حق لازم ومتعدّی دونون طرح مستعمل ہوتا ہے

۵۱ یہ بیان بشرٰی اولے کا ہے فی الجملہ معنی اسکے قرآن کے قول مین گذر چکے ہین مگر بیان واسلوب کا تفاوت ہے ۱۲

محاورے مین بولتے ہین حققت الشئ بمعنی اثبتہ وحق الشئ ای ثبت اس قرارت
کو بھی بیضاوی نے ذکر کیا ہے سیبن نے کہا ہی کہ من یھن اللہ مین کلمہ من مفعول مقدم ہی
اور شرطیہ ہے جواب اوسکا فما لہ فامع ما بعد فا سے عامہ کی قرارت مکرم بکسر راء ہی بصیغہ
اسم فاعل ابن ابی عبلہ نے بفتح راء پڑہا ہے مکرم بفتح راء اسم مصدر ہے ای فما لہ من اکرام اسکو
بیضاوی وابو البقاء نے بھی ذکر کیا ہے **ف** خازن نے ذکر کیا ہے کہ یہ سجدہ عزائم سجود
قرآن سے ہے پڑھنے والے اور سُننے والے کیواسطے مسنون ہے کہ وقت اوسکی تلاوت کے
یا وقت سُننے اوسکی تلاوت کے سجدہ کرے انتہی پھر جب اللہ پاک بیان کرچکا کہ لوگ دو قسم ہین
ایک قسم وہ لوگ ہین جو سجدہ کرتے ہین دوسری قسم وہ ہین جنپر عذاب ٹھہر چکا ہے اور
بلاشک طریق دونون فریق کا مستلزم ہے بیان اختصام کو جو اونکے درمیان مین ہے
اسلیئے اللہ تعالی نے اونکے جھگڑنے کی کیفیت ذکر کی پس ارشاد فرمایا ھٰذٰن خصمٰن
اختصموا فی ربھم ز فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من نار ط یصب من فوق
رؤسھم الحمیم ج یصھر بہ ما فی بطونھم والجلود ط ولھم مقامع من
حدید ○ کلما ارادوا ان یخرجوا منھا من غم اعیدوا فیھا وذوقوا
عذاب الحریق ○ یہ دو مدعی ہین جھگڑے ہین اپنے رب پر سو جو منکر ہوئے اونکے
واسطے بیونتے ہین کپڑے آگ کے ڈالتے ہین اونکے سر پر جلتا پانی نچڑ جاتا ہی اوس سے
جو اونکے پیٹ مین ہے اور کھال بھی اور اونکے واسطے موگریان ہین لوہے کی جب چاہین
کہ نکل پڑین اوس سے گھٹنے کے مارے پھر ڈالدیئے اندر اور چکھتے رہو جلن کی مار انتہی
ف صحیحین مین حدیث ابو مجلز عن قیس بن عبّاد عن ابی ذرّ ثابت ہوا ہے انّہ کان
یقسم قسما یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ قسم کھاکر کہتے تھے کہ یہ آیت ھٰذٰن خصمان
اختصموا فی ربھم حضرت حمزہ اور اونکے دو ساتھی اور عتبہ اور اوسکے ساتھیون کے
حق مین نازل ہوئی ہے یوم بروز وافی بلا یعنی جسدن یہ سب بدر مین واسطے مقابلے کے میدان
مین آئے لفظ البخاری عند تفسیرھا یعنی یہ لفظ بخاری کا ہے اس آیت کی تفسیر مین
پھر **بخاری** نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا

ع ۱۲ ۹

۱۵ ای کی مثل صحابہ و تابعین کی ایک جماعت نے کہا ہی یہ لوگ زیادہ تر قرارت کرتے تھے بسبب نزول کے پڑھنے کے کذا فی فتح البیان وفتح القدیر ۱۲

انا اوّل من یجثو بین یدی الرّحمٰن للخصومۃ یوم القیامۃ یعنی قیامت کے دن پہلے پہل مین ہی
خصومت کیواسطے گھٹنون کے بل بیٹھونگا روبرو رحمٰن کے قیس نے کہا اونھین کے حق مین
ھٰذان خصمان اختصموا فی ربّھم نازل ہوئی ہے کہا وہ لوگ جو میدان مین آئے دن بدر
کے علی وحمزہ وعبیدہ وشیبہ بن ربیعہ وعتبہ بن ربیعہ و ولید بن عتبہ انفرد بہ البخاری
سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے اسی آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا کہ مسلمان اور
اہل کتاب جھگڑے تو اہل کتاب بولے کہ ہمارے نبی تمھارے نبی سے پہلے ہین ہماری
کتاب تمھاری کتاب سے پہلی ہے نحن اولی باللہ منکم یعنی ہم تمسے زیادہ تر مقرب ہین
اللہ کے مسلمان بولے کتابنا یقضی علی الکتب کلّھا یعنی ہماری کتاب حکم کرتی ہے ساری کتابون
پر اور ہمارے نبی خاتم انبیا ہین پس ہم زیادہ تر مقرب ہین اللہ کے تمسے فافلج اللہ الاسلام
علی عنادا یعنی پھر غالب کردیا اللہ نے اسلام کو اوسپر جسنے اوس سے عداوت کی اور یہ آیت
نازل فرمائی اور اسیطرح عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
شعبہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے اسی آیت کی تفسیر مین کہا مصدق و مکذب
ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ مثل کافر و مومن کی ہے کہ دونون نے
جھگڑا کیا سے بعث مین ایک روایت مین مجاہد و عطاء نے اس آیت مین کہا ہے کہ وہ مومنین
و کافرین ہین عکرمہ نے کہا کہ ھٰذان خصمان اختصموا فی ربّھم جنّت و نار ہین نار نے
کہا تو مجھے عقوبت کے واسطے کر جنّت نے کہا تو مجھے رحمت کے واسطے کر مجاہد و عطاء کا قول
کہ مراد اس سے کافرین و مومنین ہین سارے قولونکو شامل ہوتا ہے اور اسمین روز بدر کا
قصّہ وغیرہ منتظم ہوجاتا ہے کیونکہ مومنین تو اللہ عزّ وجل کے دین کی نصرت چاہتے ہین اور
کافر ایمان کا نور بجھانا اور حق کا خذلان اور باطل کا ظہور چاہتے ہین یہ قول ابن جریر کا اختیار
ہے یعنی اونکا مختار و پسندیدہ ہے اور بہتر ہے اور اسیواسطے اللہ پاک نے یون فرمایا ہی فالّذین
کفروا قطعت لھم ثیاب من نار ای فصلت لھم مقطّعات[۵۱] من النّار سعید بن جبیر نے
کہا من نحاس وھو اشدّ الاشیاء حرارۃ اذا حمی یعنی اونکے واسطے قطع کیئے گئے
کپڑے تانبے سے تانبا حرارت مین سب چیزون سے زیادہ تر سخت ہی جبکہ گرم ہوتا ہے[۵۲]

۵۱ ای ثیاب قصارا لاتھا
قطعت من بلوغ التمام
وقیل ھو کلّ ما یلتصق
وغلظ من قمیص وغیرہ
وما لا یقطع منھا کالازر
والارديۃ ۱۲ مجمع البحار

۵۲ یعنی یہ کپڑے
جلتی ہوئے تانبے کے ہونگے
تانبا مثل آگ کے ہوجاتا ہے
دوسری آیت مین جو یہ ذکر ہے وہ یہی ثیاب
مین کذا فی فتح القدیر ۱۲

یصب من فوق رؤسهم الی قوله الجلود یعنی جسوقت کہ ڈالا جائے گا اونکے سر پر حمیم یعنی
گرم پانی غایت حرارت مین سعید[۵۱] بن جبیر نے کہا حمیم پگھلا ہوا تانبا ہے پگھلا ڈالیگا اُنکے
پیٹ کی چربی اور آنتون کو قالہ ابن عباس و مجاهد و سعید بن جبیر وغیرهم اور اسیطرح
اونکے چمڑے پگھلجائین گے حضرت ابن عباس و سعید بن جبیر نے کہا تساقط یعنی
اونکے چمڑے گر پڑینگے ابن جریر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک حمیم البتہ ڈالا جائیگا اونکے سر پر پس وہ
نفوذ کرے گا کھوپری مین یہانتک کہ پہونچے گا طرف جوف اُسکے کے پس[۵۲] لیجائیگا اوس
شئے کو جو اُسکے جوف مین ہے یہانتک کہ پہونچے[۵۳] گا اُسکے دونون قدمونکو وهو الصهر یعنی
اِس آیت مین جو صہر مذکور ہوا ہے وہ یہی ہے پھر عود کیا جائیگا جیسا تھا و رواه الترمذی
من حدیث ابن المبارك و قال حسن صحیح وهكذا رواه ابن ابی حاتم عن ابیه عن
ابی نعیم عن ابن المبارك به ثم قال ابن ابی حاتم حدثنا علی بن الحسین حدثنا احمد
بن ابی الحواری قال سمعت عبد الله بن المبارك یقول سمعت عبد الله بن المبارك یقول
فرشتہ اُٹھائے ہوئے برتن کو سنسی[۵۴] سے مارے اوسکی گرمی کے پھر جب اُس برتن کو اُسکے
مُنہ سے قریب کریگا تو اوس سے کراہت کرے گا کہا پس اوٹھائیگا موگری کو جو اُسکے ساتھ
ہوگی تو اُس سے اُسکے سر کو ماریگا فیفرغ دماغه ثم یفرغ الاناء من دماغه فیصل الی
جوفه من دماغه یعنی پس خالی کردیگا اوسکے دماغ کو پھر اوٹھدیل دے گا اُس برتن کو
اوسکے دماغ سے تو پہونچے گا طرف اُسکے شکم کے اوسکے دماغ سے پس یہ وہی قول ہے
اللہ پاک کا یصهر به ما فی بطونهم والجلود[۵۵] قوله تعالی ولهم مقامع من حدید۔
امام[۵۶] احمد رحمہ اللہ تعالی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اگر ایک موگری لوہے کی رکھی جائے زمین مین پھر
اُسکے واسطے جمع ہون ثقلان یعنی انس و جن تو اوسکو نہ اوٹھا سکین زمین سے دوسرا لفظ
امام احمد کا حضرت ابوسعید سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اگر
مارا جائے پہاڑ ایک موگری سے لوہے کی تو البتہ وہ ریزہ ریزہ ہوجائے پھر وہ عود کریگا

۵۱ فتح القدیر مین سعید کا لفظ یہ ہے قطعت لهم ثیاب من نار قال من نحاس و لیس فی الآیة شئی الا حمی اشد حرارة فی قوله یصب من فوق رؤسهم الحمیم قال القماس بذاب علی رؤسهم و قوله یصهر بما فی بطونهم قال یسیل امعاءهم والجلود قال تشتوی جلودهم و فی قوله ولهم مقامع من حدید قال یضربون بها فیقع کل عضو علی حیاله فیاءتون کما کانوا ۱۲ منه

۵۲ ابن ابی حاتم کا لفظ فتح القدیر مین حضرت ابن عباس سے یہ ہے قال یشوی ما فی اجوافهم تساقط جلودهم و فی قوله ولهم مقامع من حدید قال یضربون بها فیقع کل عضو علی حیاله فیاءتون کما کانوا ۱۲ منه

۵۳ و ابونعیم و ابن ابی حاتم و حاکم و صححه و ابن مردویه و بیهقی فی البعث والنشور کا لفظ حضرت ابوسعید سے یہ ہے لوان مقمعا من حدید ضرب فی الارض فاجتمع الثقلان ما اقلوه من الارض و لو ضرب الجبل بمقمع من حدید لتفتت ثم عاد کما کان ۱۲

۵۴ ابن جریر عنه فی الآیة قال یسقون ماء اذا دخل فی بطونهم اذابها والجلود مع البطون ۱۲

۵۵ فتح القدیر مین امام احمد و بخاری و صححه و عبد الله بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم و حاکم و صححه و ابونعیم فی الحلیة و ابن مردویه عن ابی هریرة رضی الله عنه ۱۲ منه

۵۶ من حدیث کا لفظ بکلیب بن [illegible] ۱۲ منه

جیسا[۵۱] تھا اور اگر ایک ڈول غسّاق کا یعنی دوزخیون کا نچوڑ بیٹ دیا جاے دنیا مین تو البتہ بدبودار کردے دنیا والون کو حضرت ابن عبّاس رضؓ نے ولهم مقامع من حديد کی تفسیر مین فرمایا ہے یضربون بها فیقع کل عضو علی حیالہ[۵۲] فیدعون بالثبور یعنی اون موگریون سے مارینگے تو ہر عضو اُسکے روبرو گر پڑیگا پس ہلاکی پکارینگے **قولہ تعالےٰ** کلّما ارادوا ان یخرجوا منها من غم اعیدوا فیها **اعمش** نے عن ابی ظبیان عن سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ آگ سیاہ تاریک ہے نہ اوسکا شعلہ روشن ہوتا ہے نہ اوسکا انگارا پھر آیت مذکور پڑھی[۵۳] **زید بن اسلم** نے اِس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہا مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ دوزخ والے دوزخ مین سانس نہ لینگے حضرت **فضیل بن عیاض** رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے واللہ ما طمعوا فی الخروج انّ الاَرجل لمقیدة وان الابدی لموثقة ولکن یرفعهم لهبها وتردهم مقامعها یعنی قسم ہے اللہ کی دوزخیون نے طمع نہ کی نکلنے مین کیونکہ پاؤن تو بیڑیون مین جکڑے ہوئے اور ہاتھ بندھے ہوئے لیکن آگ کا شعلہ اونکو اوٹھائے گا اور اوسکی موگریان اونکو روکردینگی **وذوقوا عذاب الحریق** **قولہ تعالیٰ** وقیل[۵۴] لهم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم به تکذبون معنی کلام کے یہ ہین کہ وہ قولاً و فعلاً عذاب سے اہانت کیے جائینگے کذا فی ابن کثیر **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان سے معلوم ہوا کہ آیتِ باب کے شان نزول مین چار قول ہین یہی چارون خازن نے بھی ذکر کیے ہین **پہلا** قول یہ ہے کہ چھ آدمیون کے حق مین نازل ہوئی ہے حضرت حمزہ و حضرت علی و عبیدہ بن حارث یہ گروہ مسلمان ہین اور عُتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و ولید بن عُتبہ یہ لوگ کافر ہین خازن نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن[۵۵] اسحٰق نے کہا ہے کہ بدر کے دن عُتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور شیبہ کا بھتیجا ولید بن عُتبہ نکلے اور مقابلے کے واسطے میدان مین آنے کی طرف بُلایا تو انصار کا ایک گروہ تین آدمی کا طرف اُنکے نکلا عوف و معوّذ پسران حارث اور والدہ اُنکی عفراء ہے اور عبداللہ بن رواحہ پس اونھون نے کہا تم کون ہو تو یہ بولے کہ ایک گروہ انصار کا جب نسب بیان کیا تو وہ بولے اکفاء کرام یعنی ہمارے مقابلے کو ہمارے ہمسر شریف چاہئین پھر اونکے منادی نے ندا کی کہ اے محمدؐ تم ہماری طرف بھیجو ہمارے ہمسر اونکو ہماری قوم سے

---

۵۱ یعنی کافر ۱۲

۵۲ حیالہ التی قبالتہ مطلب یہ ہے کہ اون مار سے ہر عضو جدا جدا اپنے مقابلے مین گر پڑیگا ۱۲

۵۳ لفظ ابن مبارک وسیف بن منصور و حماد و عبدبن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و حاکم و صحیح کا فتح القدیر مین یہ ہے النار اسودة مظلمة لا یضیء لهبها ولا جمرها ثم قرأ کلما ارادوا ان یخرجوا منها من غم اعیدوا فیها ۱۲

۵۴ اور کہے اونکو چکھو آگ کی مار جسکو تم جھٹلاتے تھے ۱۲

۵۵ یہ محمد بن اسحٰق صاحب مغازی بڑے معتبر آدمی ہین اِنکی سیرت سب مین ممتاز سیرت ہاے ۱۲ منہ

اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کھڑا ہو اے عُبیدہ بن حارث اور اے حمزہ بن مطلب اور اے علی بن ابی طالب پھر جب یہ لوگ اُنسے قریب ہوئے تو وہ بولے تم کون ہو انھون نے اپنی ذات کا ذکر کیا تو بولے نعم الکفاء کرام یعنی ہان تم ہمسر شریف ہو پھر عبیدہ نے مقابلہ کیا عُتبہ سے عبیدہ سب سے عمر مین بڑے تھے اور حضرت حمزہ شیبہ کے مقابلے مین آئے اور حضرت علی ولید بن عُتبہ کے پس حضرت حمزہ نے تو کچھ دیر نہ کی کہ شیبہ کو مار ہی ڈالا اور حضرت علی نے ولید کو واختلف عُبیدۃ وعُتبۃ بینھما ضربتان کلاھما اثبت صاحبہ یعنی عُبیدہ وعُتبہ نے باہم ایک نے دوسرے کو ایسی ضرب لگائی کہ دونون بیکار ہو گئے پس حضرت حمزہ وحضرت علی نے اپنی تلوارون سے عُتبہ پر حملہ کیا تو دونون نے اوسکا کام تمام کر دیا اور عُبیدہ کو اُسکے ہمراہیون کیطرف اوٹھا لائے اِس حال مین کہ عُبیدہ کا پائون کٹ چکا تھا اور اوسکا گودا بہہ رہا تھا پھر جب اوسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے تو اوسنے کہا یا رسول اللہ کیا مین شہید نہین ہون آپنے فرمایا ہان یعنی تو شہید ہے پس عُبیدہ نے کہا کہ اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو البتہ جان لیتے کہ مین اُنسے زیادہ تر مستحق ہون اوس بات کا جو وہ کہتے ہین ؎

ونسلمہ حتّٰی نصرع حولہ	ونذھل عن ابنائنا والحلائل

دوسرا قول یہ ہے کہ مسلمین و اہل کتاب کے حق مین اوتری ہے خازن نے اِس قول کو حضرت ابن عباس کیطرف منسوب کیا ہے لفظ اُنکا یہ ہے اہل کتاب نے کہا کہ ہم اولی و اقدم ہین ساتھ اللہ کے تمسے از روے کتاب کے اور ہمارے نبی تمھارے نبی سے پہلے ہین مسلمانون نے کہا کہ ہم احق ہین ساتھ اللہ کے ایمان لائے ہم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور تمھارے نبی پر اور اُس کتاب پر جو اللہ نے نازل کی اور تم ہمارے نبی اور ہماری کتاب کو پہچانتے ہو اور ہمارے حسد کے تمنے انکار کیا سو یہ خصومت ہے اُنکی اپنے رب مین تیسرا قول یہ ہے کہ مومنین و کافرین ہین کسی ملت کے ہون پس مومن ایک خصم ہین اور کفار ایک خصم چوتھا قول یہ ہے کہ خصمان جنّت و نار ہین اِس اختصام کی حدیث بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتفاوت بعض الفاظ بخاری و مسلم و ترمذی و تذکرۂ قرطبی و خازن مین مروی ہے خازن نے کہا ہے کہ یہ قول ضعیف ہے

شیعہ دلائل علی امامت

اوی تقریر کا ہے جس ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کیے کہ ہان معنی یہ ہین کیا ہم اوسکے کہنے پر یقین کرینگے اونکو یعنی حضرت کو اپنی قوم کے ہاتھ سے جانین گے اور اونکے ہاتھ سے بچائینگے جانین گے اور اونکے اور غائب ہو جائینگے ہم اپنے نہین اور جو رؤن

طالب ہمارے
جبکہ ہمارے
رسول
مومن ومسلم
کرتے ہین
عبیدہ
زیادہ
اس قول کا
اور ہمارے
ہمارے
اور ہماری
اور ہمارے
نعوذ
اور ہمارے
نعت
ہمارے
استغاثہ
اور
ہمارے
نعت
ہمارے
ریفیل
نصیب ہوئی

وطبی کا لفظ یہ ہے احتجت النار والجنۃ فقالت ھذا یدخلنی الجبارون والمتکبرون وقالت ھذا یدخلنی الضعفاء والمساکین فقال اللہ تعالی لھذا انت عذابی اعذب بک من اشاء

حقیقۃ لانہ مقدور للہ تعالی وفیھا شائبۃ من معنی الشکایۃ ولذا اسکتھما اللہ تعالی بما یقتضیہ مشیئتہ او کلام النار مفاخرۃ

اور اوّل اقوال اولیٰ بالصحت ہین کیونکہ حمل کلام کا اُسکے ظاہر پر اولیٰ ہے ھٰذان خصمان
اشارہ ہے طرف چھ دین والون کے جنکا ذکر سابق ہو چکا ہے مومنین ایک خصم ہین
اور کفّار خمسہ ایک خصم ہین[۵۱] فرّاء وغیرہ نے کہا ہے ایک اونکا نجس ترین فرق ہے یہود و
نصاریٰ وصابئین ومجوس ومشرکین اور دوسرا خصم مسلمان ہین پس یہ دو فریق مختصم ہین
سیبویہ نے کہا ہے کہ خصم اصل مین مصدر ہے اسیواسطے غالباً واحد مذکر لایا جاتا ہے
قولہ تعالیٰ وھل[۵۲] اتاک نبؤا الخصم اذ تسوروا المحراب اسی بنا پر ہے تثنیہ
و مؤنث لانا بھی جائز ہے آیت باب اسی بنیاد پر ہے چونکہ ہر خصم ایک ایسا فریق ہے کہ
جامع طوائف ہے اسلئے اختصموا بصیغہ جمع فرمایا جیساکہ اللہ پاک نے اس آیت مین فرمایا
ہے وان[۵۳] طائفتان من المؤمنین اقتلوا پس جمع لانا واسطے مراعات معنی کے ہے انتہیٰ
فرّاء نے کہا کہ اختصموا کہا اور اختصما نفرمایا اسلیئے کہ خصم جمع ہے یعنی معنی مین اور اگر
اختصما فرماتا تو بھی جائز ہوتا یعنی باعتبار لفظ کے شیخ زادے نے فرمایا ہے کہ خصم صفت
ہے ایسے موصوف کی جو کہ لفظ مین مفرد معنی مین مجموع ہے جیسے لفظ فوج و فریق کا
اور خصمان معنی فوجان مختصمان مین ہے اور ہر فوج ایک جماعت کثیرہ ہے اسلیئے اسناد اختصموا
کا طرف ضمیر جمع کے صحیح ہوا ہے پس ھٰذان تثنیہ لایا گیا واسطے اعتبار معنی خصم کے اور اگر اسکا
عکس کیا جاتا تو بھی جائز ہوتا جسطرح کہ فقط اعتبار معنی کا جائز ہے کہ یون کہا جاے ھٰؤلاء
خصمان اختصموا اور اعتبار لفظ کا یہ ہے کہ اسطرح کہا جاے ھٰذان خصمان اختصما
فی ربّھم ای فی دینہ قالہ المحلّی یعنی مضاف محذوف ہے دین رب مین حصام یہ ہے کہ بعض نے
اوسکا اثبات کیا بعض نے اوسکا انکار کیا علامہ نسفی نے فرمایا فی دینہ وصفاتہ خازن نے
کہا فی دینہ واحرہ قاضی بیضاوی نے کہا فی دینہ او فی ذاتہ وصفاتہ فتح البیان مین
کہا ہے فی شان ربّھم ای فی دینہ او فی ذاتہ او فی صفاتہ او فی شریعتہ لعبادہ
او فی جمیع ذٰلک کرخی نے ابوحیّان سے نقل کیا ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ اختصام آخرت مین ہوگا
دلیل اسکی یہ ہے کہ فالذین کفروا مین فاء کے ساتھ تقسیم کی ہے اور حرف فا تعقیب پر دال ہے
اور اسی لیئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے انا اوّل من یجثو یوم القیامۃ للخصومۃ

[۵۱] محی نے اسیطرح کہا ہے نسفی نے اس قول کو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے لفظ یہ ہے یجمع اہل الادیان المذکورۃ فالمؤمنون خصم وسائر الخمسۃ خصم ۱۲

[۵۲] اور پہونچی ہے تجھکو خبر دو جھگڑنے والون کی جب دیوار کود کر آگئے عبادتخانہ مین ۱۲

[۵۳] اور اگر دو فرقے مسلمانون کے آپس مین لڑین تو اون مین میل کرادو ۱۲ منہ ۱۲

بین یدی اللہ تعالیٰ اور اگر ہم یون کہین کہ یہ حکم وفصل دنیا مین ہے قیامت مین نہین ہے تو
جواب یہ ہے کہ جب تحقیق اُسکے مضمون کی اوسدن مین ہوگی باین اعتبار روز قیامت کا
اوسکے واسطے ظرف ٹھیرانا صحیح ہوا تیسرے نے کہا کہ جملہ فالذین کفروا الخ تفصیل وبیان ہے
اوس فصل خصومت کا جو کہ ان اللہ یفصل بینھم یوم القیامۃ سے مراد رکھا گیا ہے اِس بنا
پر قولہ تعالیٰ ھٰذان خصمان کلام معترض ہوگا اور جملہ اختصموا کا حالیہ ٹھیرے گا
مؤکدہ نہوگا کیونکہ یہ جملہ اخص ہے مطلق خصومت سے جو کہ خصمان سے سمجھی جاتی ہے قطعت
لھم ثیاب من نار محلی نے کہا یلبسونھا یعنی احیطت بھم النار مطلب یہ ہے کہ قطع کیے گئے
منکرون کے واسطے آگ کے کپڑے وہ اوسکو پہنین گے اِسمین استعارہ ہے کہ آگ اونکا ایسا
احاطہ کرے گی جیسے کپڑا اپنے پہننے والے کا احاطہ کرتا ہے آگ کے کپڑے قطع کیے جانے
سے یہ غرض ہے کہ کپڑون کیطرح آگ اونکے محیط کردیگئی ہے علامہ نسفی کہتے ہین گویا اللہ مقدر
کرے گا اندازہ کرے گا آگونکو اونکے جثّون کی مقدارون پر وہ آگین اونپر مشتمل ہونگی جیسے
قطع کیے جاتے ہین کپڑے پہننے ہوئے لفظ ماضی کا اِسلئے اختیار کیا گیا کہ یہ امر ضرور
ہونیوالا ہے تو وہ مثل ثابت متحقق کے ہے قاضی صاحب کا لفظ یہ ہے قطعت لھم قدرت
علی مقادیر جثتھم ثیاب من نار یحیط بھم احاطۃ الثیاب شہاب نے کہا اِسواسطے
کہ نئے کپڑے پہننے والے کی مقدار بدن پر قطع وفصل کیے جاتے ہین پس تقطیع مجاز ہی
تقدیر سے ذکر مسبّب کا کیا یعنی تقطیع کا اور مراد سبب لیا یعنی تقدیر وتخمین مطلب یہ ہے کہ جب
نئے کپڑے کا قطع کرنا منظور ہوتا ہے تو پہلے پہننے والے کے بدن سے اوسکا اندازہ وتخمینا
کرلیتے ہین پھر قطع کرتے ہین اندازکرنا قطع کرنے کا سبب ہے پس اللہ پاک نے بطور مجاز بجائے
قدرت کے قطعت فرمایا ہے یعنی منکرون کے واسطے آگ کے کپڑے اُنکے بدن کے موافق
بیونت لیئے گئے ہین جب وہ وہان پہونچین گے تو قطع کرکے پہنادیئے جائین گے شہاب نے
کہا ظاہر یہ ہے کہ بعد اسکے قاضی صاحب نے تقطیع ثیاب کو استعارۂ تمثیلیہ تہکمیہ ٹھیرایا آگ کے
تیار رکھنے اور اونکو اُسکے احاطہ کرنے کی تشبیہ دی ساتھ تفصیل ثیاب کے واسطے اُنکے مطلب
یہ ہے کہ بطور ٹھٹھے کے فرمایا کہ اونکے واسطے آگ کا لباس اور خلعت قطع کر رکھا ہے یعنی

ثیاب ملبوسہ یعنی پہننے کے کپڑے

لباس کیطرح آگ اونکو محیط ہوگی زہری کا قول یہ ہے سُوِّیت وجعلت لبوسا لھم یعنی آگ
اونکے واسطے لباس بنائی گئی آگ کی تشبیہ دی کپڑون سے اسواسطے کہ آگ اونپر ایسی مشتمل
ہے جیسے کپڑے مشتمل ہوتے ہین اُس امر کی تحقق وقوع پر آگاہ کرنے کو مستقبل سے ماضی
کے ساتھ تعبیر کی زہری یہ بات کہ ثیاب بلفظ جمع فرمایا سواسکی دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ مقابلہ
جمع بجمع کے باب سے ہے یعنی چونکہ لھم جمع ہے اسواسطے ثیاب بھی بلفظ جمع کہا تاکہ مقابلہ
جمع کا جمع سے ہوجاے دوسری وجہ یہ ہے کہ آگ اونپر متراکم ہوگی جیسے ثیاب ملبوس
کہ بعض اونکا بعض پر ہوتا ہے یعنی تہ برتہ یہ وجہ پہلی وجہ سے ابلغ ہے تقطیع ثیاب نار کی
تعبیر ماضی سے اسواسطے کی کہ بمعنی اعداد ثیاب نار ہے واسطے اُنکے سمین نے کہا جملہ
یصب من فوق رؤسہم الحمیم مین تین احتمال ہین خبر ثانی ہو موصول کی یا حال ہو لھم
کی ضمیر سے یا جملہ مستانفہ ہو حمیم سے مراد گرم پانی جہنّم کی آگ سے جوش دیا ہوا ہے اور جملہ
یصھر بہ ما فی بطونہم حالیہ ہے حمیم سے یا ضمیر لھم سے صھر کہتے ہین پگھلانے کو صہارہ
وہ شے ہے جو اوس سے پگھلگئی محاورے مین بولتے ہین صھرت الشئ فانصھر یعنی
مین نے اُس شئے کو پگھلایا تو وہ پگھلگئی صھیر پگھلائی ہوئی شئے ہوئی معنی یہ ہین کہ امعاء
واحشا آنتین وغیرہ جو کچھ اُنکے پیٹ مین ہوگا وہ سب پگھلا دیا جائیگا والجلود اسمین دو
وجہ ہین ظاہر تر وجہ یہ ہے کہ ما ے موصولہ پر معطوف ہے یعنی گلا دی جائینگی آنتین جو اُنکے
شکم مین ہین اور چمڑے بھی گلا دیئے جائین گے مطلب یہ ہے کہ اونکا ظاہر و باطن پگھلا دیا جائیگا
بیضاوی نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے انکا لفظ یہ ہے یؤثر من فرط حرارتہ فی باطنہم
تاثیرہ فی ظاہرھم فیذاب بہ احشاءھم کما یذاب بہ جلودھم علامہ نسفی کی مختار
بھی یہی وجہ ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ مرفوع بفعل مقدّر ہے یعنی وتحرق الجلود وجہ اسکی
یہ ذکر کی ہے کہ چمڑے پگھلائے نہین جاتے ہین چمڑے تو جسوقت آگ سے جلائے جاتے
ہین تو سکڑ جاتے ہین اسواسطے کوئی فعل جلود کے مناسب مقدّر کیا جائیگا مثلاً تحرق مثال
اسکی کسی شاعر کا قول ہے ؎ علفتہا تبنًا وماءً باردًا ✦ یہان ماءً کا فعل
مقدّر ہے یعنی سقیتہا ماءً باردًا کیونکہ گھاس چراتے ہین اور پانی پلاتے ہین محلّی نے

اِسی وجہ کو اختیار کیا ہے اِسیواسطے وتُشْوٰی بہ فعل مقدّر نکالا ہے علامہ شوکانی نے کہا مخفی نرہے
کہ اِس وجہ کی طرف کوئی شے ملجی نہین ہے کیونکہ جب حمیم اونکی مافی البطون کو پگھلا ڈالے گا
توظاہری جلد کو بالاولیٰ پگھلا دے گا غرضکہ انکے نزدیک بھی وجہ اوّل مختار ٹھیری زمخی نے
کہا کہ تاخیر والجلود کی یعنی وجہ اوّل کی بناپر دو وجہ سے ہے یا تو فواصل کی مراعات کیواسطے
یا غایت شدّتِ حرارت کی خبر دینے کو اِس بات کا ابہام کرکے کہ تاخیر حرارت کی باطن مین قوی تر ہے
اوسکی تاثیر سے ظاہر مین باوجود اسکے کہ ملابست اوسکی برعکس ہے ابوحیّان رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان
یہ ہے جبکہ ثوب ظاہر تھا اُس شئے مین جو کہ جسم کو ڈھانکدے سوائے سر کے تو یُصَبُّ فرماکر
اوس شے کا ذکر کیا جو کہ سر کو پہونچے گی اور جب وہ شے ذکر کی جس سے ظاہر جسم عذاب کیا جائیگا
تو وہ شے ذکر فرمائی جس سے باطن جسم معذّب ہوگا وہ شے حمیم ہے جو کہ پیٹ کے اندر کی آنتون
وغیرہ کو گلا ڈالے گا اور یہ گلنا ظاہر کی طرف پہونچے گا تو اوسمین ایسی تاثیر کرے گا جیسی کہ
باطن مین **کما قال تعالیٰ** فقطّع[1] امعاءھم **قولہ تعالیٰ** ولھم مقامعُ من
حدید کی ضمیر مین دو وجہ ہین ظاہر تر وجہ یہ ہے کہ الّذین کفروا کی طرف راجع ہو اَب
لام مین دو قول ہین ایک قول یہ ہے کہ لام واسطے استحقاق کے ہے دوسرا یہ ہے کہ
بمعنی علےٰ ہو **کقولہ تعالیٰ** ولھم اللعنۃ یہ قول کچھ نہین ہے دوسری وجہ یہ ہے
کہ ضمیر ربانیہ اَعْوانِ جہنم کی طرف راجع ہے سیاقِ کلام انھین پر دال ہے اِس قول مین بُعد
ہے من حدید صفت ہے مقامع کی مقامع جمع ہے مقمعہ کی بکسر میم اِسلئے کہ مقمعہ
آلۂ قمع ہے جب کوئی شخص کسی شخص کو کسی شے سے زجر و ذلیل کرکے مارتا ہے تو کہتے ہین
قمعہ یقمعہ باب قطع سے مقمعہ بمعنی مِطْرقہ ہے یعنی ہتوڑا کسی نے کہا سوط ہے یعنی کوڑا بیضاوی
کا یہی قول ہے کہا ہے کہ مقامع لوہے کے کوڑے ہین اونسے مارے جائینگے جمع ہے
مقمعہ کی حقیقت مقمعہ کی ایک شئے ہے جس سے قمع کیا جاتا ہے یعنی سختی کے ساتھ باز رکھا جاتا ہے
فتح القدیر مین کہا ہے مقامع جمع ہے مقمعہ و مقمع کی معنی قمعتہ کے یہ ہین کہ مینے اوسکو مقمع سے
مارا مقمع لوہے کا ایک قطع ہے معنی یہ ہین کہ اونکے لیئے مقامع ہین اُنسے مارے جائینگے
یعنی کفار مقامع کا نام مقامع اِسلئے رکھا کہ وہ مضروب کو قمع کرتے ہین یعنی اوسکو ذلیل کرتے ہین

[1] نوٹ کٹ نکالا دوبار ۲ نیچے ۱۲ سطر

ابن سکیت نے کہا ہے اقمعت الرجل عنی اقماعًا یہ قول تو اُسوقت کہتا ہے کہ جسوقت وہ تجھپر ظاہر ہو پھر تو اوسکو خود سے دور کرے کلّما ارادوا ان یخرجوا منہا من غم اُعیدوا فیہا من غمہ مین کلمۂ مِن تعلیل کا ہے یخرجوا سے متعلق ہے اراد ہ اسجگہہ مجاز ہے قرب سے یعنی جب وہ اسکے قریب ہونگے کہ آگ سے نکلین بسبب غم کرکے جو اونکو آگ سے لاحق ہوگا مراد یہ ہے کہ آگ اونکو اونچا اوٹھائے گی اور اعلاے نار کی طرف پھینکے گی خروج اُنکے لیئے نہین ہے کیونکہ اللہ پاک نے دوزخیون کے بارے مین یہ ارشاد فرمایا ہے وما ہم بخارجین منہا اور اسیواسطے اُعیدوا فیہا فرمایا ہے الیہا نہ کہا اور بعض نے ارادے کو اپنی حقیقت پر باقی رکھا ہے اور ما ہم بخارجین منہا کے دو جواب دیئے ہین ایک یہ ہے کہ خروج پر استمرار نکرینگے دوسرا یہ ہے کہ عود کبھی فی سے متعدی ہوتا ہے تاکہ تمکن و استقرار پر دلالت کرے اور ذکر ارادے کا اسلیئے کیا کہ اونکی رغبت پر دلالت کرے خروج مین کذا قال الشہاب علامۂ نسفی نے فرمایا ہے کہ من غم منہا سے بدل اشتمال ہے باعادۂ جار یا پہلا من واسطے ابتداے غایت کے ہے اور دوسرا بمعنی من اجل یعنی جب وہ ارادہ کرینگے آگ سے نکلنے کا بسبب غم کے جو اونکو لاحق ہوگا پس وہ نکلین گے تو موگریون سے اوسی مین اعادہ کیئے جائینگے معنی خروج کے نزدیک حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے یہ ہین کہ آگ اونکو اپنے شعلے سے مارے گی تو اونکو اپنے اعلیٰ کیطرف ڈالدے گی پھر وہ موگریون سے مارے جائین گے تو وہ اوسمین ستر خریف کی مسافت جھک پڑینگے اور مراد اعادہ اونکا ہے طرف بڑی آگ کے نہ یہ کہ وہ اوس سے بالکل جدا ہو جائین پھر اوسکی طرف اعادہ کرین وذوقوا عذاب الحریق یہان قول مقدّر ہے یعنی اوسی آگ کے اندر ڈالدیئے جائینگے اور اُنسے کہا جائیگا کہ چکھو عذاب جلانیوالا اصل حریق کی اسم مصدر ہے احتراق سے تحرق الشئی بالنار واحترق حُرقۃً واحتراقًا ذوق ایک ایسی مماسّت ہے کہ جسکے ساتھہ ادراک طعم کا حاصل ہوتا ہے اور یہان اوسمین وسعت کیگئی ہے مراد اُس سے ادراک الم ہے کذا فی فتح القدیر وفتح البیان بیضاوی نے کہا عذاب الحریق النار البالغۃ فی الاحراق یعنی حریق بمعنی محرق ہے جیسے سمیع بمعنی مُسمِع محرق چھوڑکر صیغۂ فعیل اسلیئے اختیار کیا کہ مبالغے پر دلالت کرے نسفی کا لفظ یہ ہے ہو الغلیظ من النار المنتشر العظیم الاہلاک محلّی کا لفظ البالغ نہایۃ الاحراق

ف۱ اور وہ نکلنے والے نہین ۱۲ منہ
ف۲ فتح القدیر مین من غم کو مفعول لہ کہا ہے ای لاجل غم شدید بدل من غمہم النار اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنوین غم کی واسطے تعظیم کے ہے ۱۲ منہ
ف۳ اسیطرح بیضاوی نے بھی اُعیدوا کے پہلے خرجوا نکالا ہے اور کہا ہے اسواسطے کہ اعادہ نہین ہوتا ہے مگر بعد خروج کے ۱۲

ہے ف ابن کثیر نے ھٰذٰنِ بتشدید النون پڑہا ہے اور قُطِعت بتخفیف حرف طاے مہملہ
پڑہا گیا ہے اور رءُوسِہِم بکسر ہا و میم قرات بصری ہے اور بضم ہر دو حمزہ و علی و خلف نے پڑہا ہے
اور بکسر ہا و ضم میم اُنکے غیر نے اور یصہر کو بتشدید واسطے تکثیر کے پڑہا ہے اوّل کو شوکانی نے
اور ثانی و رابع کو بیضاوی نے اور ثالث کو نسفی نے ذکر کیا ہے رحمہم اللہ تعالیٰ زجاج نے کہا کہ یہ
یعنی جو حال و مآل کہ مذکور ہوا واسطے احد الخصمین کے ہے اور دوسرے خصم کے حق مین یعنی مومنین
کے یہ ارشاد فرمایا ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت جنّٰتٍ تجری من تحتہا الانہٰر
یحلون فیہا من اساور من ذہب ولؤلؤا ط ولباسہم فیہا حریر ○ وہدوا
الی الطیّب من القول ج وہدوا الی صراط الحمید ○ اللہ داخل کریگا اُنکو جو یقین
لائے اور کین بھلائیان باغون مین بہتی اُنکے نیچے نہرین گہنا پہنا وینگے اونکو وہان کنگن سونے
کے اور موتی اونکی پوشاک ہے وہان ریشم کی اور راہ پائی اُنھون نے ستھری بات کی اور پائی اُس
خوبیون سراہے کی راہ ف یہ جو فرمایا کہ وہان گہنا اور وہان پوشاک معلوم ہوا یہ دونون
یہان نہین اور گہنون مین سے کنگن اسواسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈالتے
ہین ہاتھ مین ف ستھری بات یعنی بہشت مین جھگڑنا اور بکنا نہین سواے خوشی کی بات
کے اور شکر اللہ کا یا دنیا مین توحید کی بات پائی اور سلمانی راہ انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل نار کے حال کی خبر دی عیاذاً باللہ من حالہم
اور اُس عذاب و نکال و حریق و اغلال کی جسمین وہ ہین اور اُس لباس نار کی جو اُنکے واسطے
تیار کر رکھا ہے تو اہل جنّت کا حال ذکر کیا نسأل اللہ من فضلہ وکرمہ پس فرمایا ان اللہ یدخل
الخ یعنی جنّتون کے اکناف و ارجاء و جوانب و اطراف مین اور اُنکے درختون محلون کے نیچے
نہرین متحرّق ہونگی بہیر لیجائین گے اونکو جہان چاہین گے اور جہان کا ارادہ کرینگے اور زیور
پہنائے جائینگے جنّتون مین کنگن سونے کے اور موتی یعنی اُنکے ہاتھون مین جیسا کہ نبی صلّی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حدیث متفق علیہ مین فرمایا ہے پہونچیگا زیور مومن سے جسجگہہ کہ وضو پہونچتا ہے
کعب احبار نے کہا ہے کہ جنّت مین ایک فرشتہ ہے اگر مین چاہون کہ اوسکا نام بتاؤن تو بتادون
وہ زیور گڑھ رہا ہے واسطے اہل جنّت کے جب سے کہ اللہ نے اوسکو پیدا کیا ہے روز قیامت تک

اگر اوسمین سے ایک کنگن ظاہر کیا جاے تو سورج کی شعاع کو رد کردے جسطرح کہ سورج چاند کے
نور کو رد کردیتا ہے ولباسہم فیھا حریر یعنی جنّت والونکا لباس جنّت مین ریشم ہوگا یہ لباس
لباس اہل نار کے مقابلے مین فرمایا ہے جو اونکے لیئے قطع ہوچکا ہے انکا لباس استبرق[۹۱] وسندس
حریر کا ہوگا جیساکہ اللہ پاک نے فرمایا ہے عالیھم[۹۲] ثیاب سندس خضر واستبرق و
حلوا اساور من فضّۃ ط وسقاھم ربّھم شرابًا طھورا ان ھذا کان لکم جزاء وکان سعیکم
مشکورا صحیح[۹۳] مین آیا ہے کہ مت پہنو تم حریر اور نہ دیباج دنیا مین پس بیشک جو شخص اوسکو
دنیا مین پہنے گا تو آخرت مین اوسکو نہ پہنے گا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو شخص آخرت
مین حریر نہ پہنے گا وہ جنّت مین داخل نہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولباسہم فیھا حریر
وھدوا[۹۴] الی الطیب من القول کقولہ تعالیٰ وادخل[۹۵] الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت
جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر خالدین فیھا باذن ربّھم تحیّتھم فیھا سلام و قولہ
تعالیٰ والملٰئکۃ[۹۶] یدخلون علیھم من کلّ باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم
عقبی الدّار و قولہ[۹۷] تعالیٰ لا یسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما
سلاما پس وہ راہ بتائے گئے طرف اوس مکان کے کہ جسمین سنین گے ستھری بات
وقولہ تعالیٰ ویلقون فیھا تحیۃ وسلاما پس جسطرح کہ دوزخ والے اہانت کیے جائینگے
ایسی بات کے ساتھ جس سے اونکو توبیخ و تقریع کیجائے گی اونسے کہین گے ذوقوا عذاب
الحریق یعنی دھمکانے ڈانٹنے کو اونسے یہ بات کہی جائیگی کہ تم چکھتے رہو جلن کی مار وھدوا
الی صراط الحمید یعنی اور راہ بتائے گئے طرف اوس مکان کے جسمین اپنے رب کی حمد کرینگے
اوس شئے پر جسکا اوسنے اونپر احسان وانعام کیا اور جو شے اونکو عطا فرمائی جیساکہ حدیث صحیح مین
آیا ہے کہ وہ الہام کیے جائین گے تسبیح وتحمید کا جسطرح کہ الہام کیے جائین گے سانس کا یعنی
جسطرح سانس لینے مین کسیطرح کی کلفت نہین ہوتی ہے اوسیطرح بلا تکلّف سبحان اللہ والحمد للہ
کہتے رہین گے بعض مفسّرین نے کہا ہے کہ قول طیب سے مراد قرآن شریف ہے بعض نے کہا
لا الٰہ الّا اللہ کسی نے کہا اذکار مشروعہ اور صراط حمید سے مراد طریق مستقیم ہے دنیا مین
اور یہ سب اوسکے منافی نہین ہے جو ہم ذکر کر آئے ہین واللہ اعلم ف معاویہ جدّ بہز

---

[۹۱] ریشم کا کپڑا [۹۲] اونپر ہوگا سبز باریک ریشم اور اطلس کا [۹۳] ترمذی [۹۴] اور ہدایت کیے گئے پاکیزہ بات کی طرف [۹۵] اور داخل کیے جاوینگے جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے تھے نیک باغون مین بہتی نیچے اونکے نہریان رہا کرین گے اونمین اپنے رب کے حکم سے اونکی ملاقات ہے وہان سلام ۱۲ [۹۶] اور فرشتے آوینگے اونپر اونکے ہر دروازہ سے کہتے ہین سلامتی ہے اوپر تمہارے اسکے کہ تم ثابت رہے سو بہلا گھر ہے ۱۲ [۹۷] نہین سنتے وہان بیہودہ بات اور نہ جھوٹھ بلکہ ایک بات ہے سلام سلام ۱۲

ف معاویہ جدّ بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدّہ قال قلت یا رسول اللہ من نسأل بعدک قال امّک ثلاثا قلت امّی ثم من قال ثم امّک ثلاثا قلت امّی ثم من قال ثم ابوک ثم الاقرب فالاقرب رواہ ابو داؤد والترمذی وقال حسن صحیح ۱۲ ف ابن ابی حاتم عن ابن زید قال لا الٰہ الا اللہ والحمد للہ واللہ اکبر قال اللہ تعالیٰ الیہ یصعد الکلم الطیب ۱۲ ف ابن ابی حاتم عن اسمٰعیل بن ابی خالد فی الآیۃ قال القرآن وھدوا الی الصراط الحمید قال الاسلام واخرج ابن ابی شیبۃ وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ وھدوا الی الطیب من القول قال الھوا واخرج ابن ابی حاتم عن ابن ابی العالیۃ قال ھدوا الی الطیب من القول ف الخصوصیۃ اذ قالوا اللہ مولانا وما لھم مولی ۱۲ واخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن

بن حکیم رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے بیشک جنّت مین پانی کا دریا ہے اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے پھر بعد اسکے نہرین پھاڑی جائینگی[۵۱] اخرجہ الترمذی وقال حدیث صحیح حدیث متفق علیہ مین حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دو جنّتین ہین چاندی کی اُنکے برتن اور جو کچھ اُنمین ہے اور دو جنّتین ہین سونے کی برتن اونکے اور جو کچھ اونمین ہے اور نہین ہے درمیان قوم کے اور درمیان اس بات کے کہ اپنے رب کی طرف دیکھین مگر چادر کبریا کی اُسکے مُنہ پر جنّات عدن مین حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اونپر تاج ہین اونمین کا ادنیٰ موتی البتہ روشن کردے گا مابین مشرق ومغرب کو اخرجہ الترمذی وقال حدیث غریب کذا فی الخازن

ف آیتِ باب تتمۂ فصل خصومت سے ہے اور مقابل ہی فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من نار کے پس اسلوب مناسب اُسکا یہ تھا کہ یون کہا جاتا والذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اُعدّت لھم جنّات مگر مومنین کی تعظیم شان اور اُنکے حال کی تعریف کرنے کے لیئے اسلوب کلام کو بدلدیا اور اُنکا حال کی نسبت اللہ کی طرف کی اور اوسکو حرف تحقیق کے ساتھ مؤکد کرکے یون کہا ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت جنّاتٍ تجری من تحتہا الانھٰر پھر جو ساز وبرگ ناز ونعمت وعیش وعشرت کا بعد دخول جنّت کے مومنین عاملین صالحات کیواسطے مہیّا کررکھا ہے اوسمین سے بعض کا بیان فرمایا کہ یحلون فیہا من اساور من ذھب ولؤلؤا انہار جمع ہے نہر بفتحتین کے اور نہر بسکون ہا کے جمع اَنہر آتی ہے جیسے فَلس کی جمع اَفلس ہے قالہ الحفناوی جمہور کی قراءت بضم تحتیہ وفتح لام مشدّدہ بصیغۂ مجہول ہے تحلیہ باب تفعیل سے جب کوئی شخص عورت کو زیور پہناتا ہے تو کہتا ہے حلّیتہا یعنی مین نے اوسکو زیور پہنایا کسی نے اوسکو یحلون تخفیف لام بصیغۂ مجہول حلی باب ضرب سے پڑا ہے معنی دونون قراءتون کے ایک[۵۲] ہین جنّت والے جنّت مین زیور پہنائے جائینگے یعنی اللہ پاک اونکو زیور پہنائے گا یا فرشتے اُسکے حکم سے پہنائین گے من اساور کے من مین تین وجہ ہین یا تو تبعیض کے واسطے ہے یعنی یحلون بعض اَساوِر یا واسطے بیان جنس کے یا زائدہ ہے اور من ذھب کا من

---

[۵۱] یعنی ان سب دریاؤن مین سے نہرین پھاڑکر مومنین کے ہمراہ کیجائینگی جہان وہ جائینگے اونکے ساتھ ہی جائینگی جس نہر سے پینا چاہینگے وہ اونکے مُنہ سے لگیگی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ۱۲ منہ

[۵۲] شیخ زادے نے کہا یقال حلیت المرأۃ احلیہا حلیا وحلیتہا تحلیۃ اذا حلیت لہا حلیا اس سے معلوم ہوا کہ یحلون تخفیف لام باب ضرب سے بھی آتا ہے سمین نے بعد ذکر دونون قراءتون کے یون کہا کانّہم عدلوہ تارۃ بالتضعیف وتارۃ بالھمزۃ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یحلون بتخفیف لام

ہ

یہ بھی جائز ہے کہ اس محاورے سے ہو حلی یعنی کذا اذا حسن اور من زائد ہو یا مفعول محذوف ٹھہرے اور من اساور اُسکی نعت ہو ۱۲

† کسی نے کہا اس محاورے سے ماخوذ ہے حلیت بکذا اذا ظفرت بہ اور من ذھب نعت ہے اساور کی ۱۲

واسطے بیان کے ہے اَسَاوِر جمع ہے اَسْوِرَۃ کی اور اَسْوِرہ جمع ہے سِوَار کی سِوار مین دو لغت
ہین بکسر سین اور بضم سین تیسرا لغت اِسمین اِسوار ہے سِوار کہتے ہین کنگن کو جسے ہاتھہ مین
پہنتے ہین فارسی مین اوسکو یارہ و دست برنجن و دست اور برنجن بولتے ہین بیضاوی نے
کہا مِن اساور صفت ہے مفعول محذوف کی اور مِن ذہب بیان ہے اساور کا شیخزادے
نے کہا یعنی یحلون فیہا حُلیًا کائنًا من اَساور او ملبوسًا کائنا من اساور اسمین بحث ہی
اسواسطے کہ حَلَیْتُ و حَلَّیْتُ مخفف و مشدد ایک معنی مین ہین یہ دونون ایک ہی
مفعول کیطرف متعدی ہوتے ہین پھر یحلون کے واسطے مفعول منصوب کیونکر مقدر کیا جائیگا
مگر یہ کہ یحلون کو بمعنی یلبسون ٹھیرائین ظاہر یہ ہے کہ من ابتدائیہ قرار دیا جاے اور یحلون
سے متعلق ہو سمین نے کہا کہ من ذہب کا من واسطے ابتداے غایت کے ہے اور لغت
ہے اساور کی و لؤلؤا مین دو قراءتین ہین نافع و ابن کثیر و عاصم و شیبہ و یعقوب و
حمدری و عیسیٰ بن عمر نے اسکو بنصب پڑہا ہے اسکی توجیہ دو طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ معطوف
ہے اَساور کے محل پر تقدیر یہ ہے و یُحلون حُلیا من اَساور پس اساور موضع نصب مین ہے
اِس بنا پر کہ صفت ہے مفعول محذوف کی جب لؤلؤا اسپر معطوف ہوا تو تقدیر یہ ہوئی و یحلون
لؤلؤا یعنی پہنائے جائینگے زیور ایسا زیور کہ وہ سونے کے کنگن ہین اور پہنائے جائین گے
موتی دوسری توجیہ یہ ہے کہ اسکا فعل ناصب محذوف ہے مثلاً و یوتون لؤلؤا یعنی پہنائے جائینگے
سونے کے کنگن اور دیئے جائین گے موتی زمخشری و نسفی نے اِسی توجیہ پر قصر کیا ہے اور محلی نے
نے اوّل پر اور بیضاوی و فتح القدیر نے دونونکو ذکر کیا ہے یہ قراءت رسم مصحف کے موافق ہے
اِسلئے کہ یہ حرف مصحف امام مین الف کے ساتھہ لکھا ہوا ہے دوسری قراءت باقی قرّاء یعنی جمہور کی
بجر ہے توجیہ اسکی یہ ہے کہ ذہب پر معطوف ہے جیساکہ محلی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے یہ بات
اِسپر مبنی ہے کہ کنگن مرکّب ہین سونے اور موتی سے محلی نے اِسکی صورت یہ بیان کی ہے کہ موتی
مرصّع کیئے جائین سونے سے[۱] یعنی سونے سے موتی جڑکر کنگن بنائے جائین اِس صورت کے بیان
کرنے کی وجہ یہ ہو کہ منظور نظر بعض کے قول کا دفع کرنا ہو کسی نے یون کہا کہ موتی کا کنگن معہود و معروف نہین ہے
اور لؤلؤا اساور پر معطوف ہے ذہب پر معطوف نہین ہو چنانچہ ابو البقا نے کہا ہے و لؤلؤا اساور پر معطوف ہے

[۱] محلی کا لفظ یہ ہے بان یرصع اللؤلؤ بالذہب
اسپر حضاوی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ
عبارت مفسرین قلب
ہے اصل یون ہے
بان یرصع الذہب
باللؤلؤ کما یدل
علیہ عبارۃ البیضاوی
آیت کہمین یحلون
فیہا من اساور من ذہب
ہے اسمین لولو کا ذکر
نہین ہی سورۂ ہل اتی مین
و حلوا اساور من فضۃ
ہے اسمین نہ موتی کا
ذکر ہے نہ سونے کا
پس فرشتے واسطے ان
چیزون سے زین مجمع
ہونگا تنہا سونے سے تنہا چاندی
سے اور سونے اور موتون

ذھب پر معطوف نہین ہی کہ کنگن عادت مین موتی کا نہین ہوتا ہی اور موتی کا زیور ہونا صحیح ہی اور علامہ نسفی نے کہا کہ
من ذھب پر معطوف ہے قاضی صاحب نے فرمایا کہ اساور پر معطوف ہے ذہب پر نہین ہی کیونکہ
سوار موتی سے معہود نہین ہے مگر یہ کہ سوار موتیون سے مرصّع مراد لیئے جائین یعنی معنی یہہ
ہوتے ہین کہ کنگن کبھی صرف سونے سے بنتے ہین کبھی تنہا موتیون سے مگر تنہا موتیون سے
کنگن کا بننا معہود نہین ہے رہا عطف ولؤلؤ کا ذہب پر سو وہ اسی بنا پر جائز ہوسکتا ہے
کہ معنی یہ ہون کہ کنگن سونے اور موتیون کے ہون باین طور کہ موتی سونے مین مرصّع
کیئے جائین اور جڑاؤ کنگن بنین ظاہر یہ ہے کہ کبھی کنگن تنہا موتیون سے بھی بنتا ہے بعض
موتی بعض سے ملائے جاتے ہین غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ زمانۂ مفسّرین مین یہ امر معہود نہو
یہ حاصل ہے شیخ مرحوم کے بیان کا غرضکہ دنیا مین صرف موتیون کا کنگن بنے یا نہ بنے اس سے
کیا بحث یہان تو جنّت کا بیان ہے جسمین ایک ایک مجوف موتی کے بڑے بڑے محل ہین
اور ایسی ایسی عجائب وغرائب چیزین ہین جو نہ کسی آنکھ نے دیکھین نہ کسی کان نے سُنین نہ کسی
بشر کے قلب پر اونکا خطرہ گذرا ایسی جگہہ کا کیا ذکر ہے یہان اگر صرف موتیون کے کنگن
ہون تو کیا تعجب ہے فتح القدیر مین بھی یہی کہا ہے کہ اساور پر عطف ہے ای یحلون من اساور
ومن لؤلؤ لؤلؤ وہ شے ہے جو دریا سے سیپ کے جوف سے نکالیجاتی ہے قشیری نے کہا
مراد مرصّع کرنا ہے کنگن کا موتیون سے اور یہ بات کچھ بعید نہین ہے کہ جنّت مین ٹھوس موتیونکا
کنگن ہو جسطرح کہ وہان سونے کے کنگن ہین سلیمان جمل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین پھر مینے تذکرۂ
قرطبی مین دیکھا کہ جنّت مین مومن کو تین کنگن پہنائے جائین گے ایک کنگن سونے کا اور ایک
کنگن چاندی کا اور ایک کنگن موتیونکا پس یہ وہی قول ہے اللہ پاک کا یحلون فیہا من
اساور من ذھب ولؤلؤا ولباسھم فیھا حریر مفسّرین نے کہا ہے نہین ہے کوئی اہل جنّت
سے مگر حال یہ ہے کہ اوسکے ہاتھ مین تین کنگن ہونگے ایک سونے کا ایک چاندی کا ایک
موتیونکا صحیح مین آیا ہے کہ پہونچے گا زیور مومن کا جسجگہہ کہ پہونچتا ہے وضو سلیمان جمل کی
غرض اس قول کی نقل سے یہ ہے کہ قرطبی رحمہ اللہ کے قول سے صرف موتی کا کنگن ہونا
معلوم ہوگیا اب کچھ ضرورت نہین ہے کہ موتی کا کنگن یون بنایا جاے کہ موتیون اور سونے

سے اوسکو مرصّع کہین جیسا کہ علّامہ محلی و قاضی صاحب نے فرمایا ہے وللہ الحمد ف لفظ
لؤلؤ کی رسم مین اختلاف ہے اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ مصحف امام مین لؤلؤ
ہے بدون الف کے بعد واو کے جحدری نے نقل کیا ہے کہ امام مین بعد واو کے الف ہے یہی
اختلاف بعینہ قراءۃ و توجیہا حرف فاطر مین بھی جاری ہے حفص نے لؤلؤ کو دو ہمزون سے
پڑہا ہے اسکو عاصم سے روایت کیا ہے اور ابوبکر نے عاصم سے لؤلو روایت کیا ہے
دوسری ہمزے کو واو سے قلب کیا ہے اور لُولیا بھی پڑہا گیا ہے اوّل ہمزے کو واو سے
دوسری کو حرف یا سے بدلا ہے اصل مین لؤلؤ بدو ہمزہ ہے ہر ایک اونمین کا واو سے
بدلا گیا تو آخر اسم متمکن کا واو ہوا کہ جسکے پہلے ضمّہ ہے یہ بات کلام عرب مین غیر معہود ہے
مگر کلمۂ ہُو مین ہے پس اسمین وہ بات کیگئی جو کہ اوّل جمع دُلو مین کیگئی ہے باین طور کہ واو
کو یا سے اور ضمّہ کو کسرے سے قلب کیا اسیطرح اس شخص نے بھی کیا ہے جسنے لیلیا
بدو یا پڑہا ہے پھر پہلے واو کو قلب مین دوسرے کا تابع کیا کسی نے ولولِ بجر پڑہا ہے
مجرور ماقبل پر اسکا عطف کیا ہے اصل لؤلؤ ہے دو ہمزے دو واو سے بدلی گئی پھر اول کا
اعلال کیا گیا باین طور کہ ضمّۂ لام کو کسرے سے اور واو کو حرف یا سے قلب کیا پھر قاض کا
اعلال کیا گیا کذا قالہ شیخزادہ وغیرہ علّامہ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بترک ہمزۂ
اُولیٰ اسارے قرآن مین ابوبکر و حماد نے پڑہا ہے ف ولباسہم فیہا حریر یعنی بہشتیون کا
لباس جنّت مین ریشم کا ہوگا ظاہر اطرز کلام یہ ہے کہ یون کیا جاتا ولؤلؤاً و حریراً بنصب
ہر دو کلمہ یا بجر ہر دو بطور عطف مفرد بر مفرد یا ویلبسون حریراً بطور عطف جملہ بر جملہ
لیکن اسلوب کلام کو بدلا سو اسکی دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات
پر کہ بہشتیون کی پوشاک معتاد یہی ریشم ہے کیونکہ جملۂ اسمیہ ثبات و دوام پر دلالت کرتا ہے
معنی یہ ہین کہ اللہ پاک جنّت مین اُنکو وہ لباس عطا فرمائیگا جسکو دنیا مین اونپر حرام کیا تھا
حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا مین حریر پہنے گا تو وہ آخرت مین
اوسکو نہ پہنے گا پھر اگر وہ جنّت مین داخل ہوگیا تو جنّت والے اوسکو پہنین گے وہ نہ پہنے گا
محل اسکا اس شخص کے حق مین ہے جو اسپر اصرار کرتا ہوا مرگیا یہ وجہ کرخی نے ذکر کی ہے اور

بیضاوی نے باختصار دوسری وجہ یہ ہے کہ فواصل کی ہیئت محفوظ رکھنا منظور ہے
قالہ البیضاوی لیکن یہ وجہ نصب کی صورت مین بنے گی کیونکہ اگر حریرًا بنصب ہو تو اس
کلمے کی ہیئت حدید و حریق و حمید کی ہیئت پر حالت وقف مین نرہیگی اسواسطے کہ کتابت
و وقف مین آخر حرف فاصلے کا الف ہوگا بخلاف کلمات باقیہ کے کہ اُنکے آخر مین الف
نہین ہے ہان اگر حریر بجر ہو تو آمین ہیئت فواصل کی محفوظ رہے گی سلیمان جمل نے بعد نقل
قول مذکور کرخی کے کہا کہ پھر مین نے تذکرۂ قرطبی مین دیکھا بیان قرطبی کا یہ ہے حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جس شخص نے شراب پی دنیا مین تو وہ اوسکو آخرت مین نہ پیے گا اور اسیطرح
دنیا مین حریر پہننے والا ہے اور اسیطرح وہ شخص ہے جسنے سونے چاندی کے برتن کا استعمال کیا
ہے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے جس شخص نے کان رکھا طرف آواز غنا کے تو اُسکے واسطے اذن ندیا جائیگا اس بات
کا کہ روحانیین کا سُنے پس کسی نے کہا یا رسول اللہ روحانیین کون ہین فرمایا قرّاء اہل جنّت
کے خرّجہ الترمذی ابو عبد اللہ فی نوادر الاصول کسی نے کہا ہے کہ شراب کا پینا
ریشم کا پہننا سونے چاندی کے برتن مین پینا روحانیون کی آواز سُننا اُس شخص کا ان سب
چیزون سے محروم ہونا اُسی وقت مین ہوگا کہ جسمین اندر نار کے عذاب کیا جائیگا اور طینۃ الخبال
سے پلایا جائے گا پھر جسوقت وہ بسبب شفاعت کے یا بسبب رحمتِ عامّہ کے نار سے
نکلے گا تو جنّت مین داخل کیا جائیگا اور منجملہ اشیاے مذکورہ کسی شے سے محروم نہوگا نہ شراب
سے نہ حریر وغیرہ سے اسواسطے کہ منجملہ لذّاتِ دنیا کے کسی لذّت سے محروم ہونا اُس شخص کے
واسطے جو کہ جنّت مین ہے ایک نوع کی عقوبت و مؤاخذہ ہے حالانکہ بہشت عنبر سرشت
کسی طرح کی عقوبت کا گھر نہین ہے نہ کسی نوع کا اُسمین مؤاخذہ ہے ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد		کسے را با کسے کارے نباشد	

قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ حدیث ابو سعید و ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما اس قول کو رد کرتی ہے
جسطرح کہ کم رتبے والا اُس سے بلند رتبے والے کا مرتبہ نچاہیگا اور یہ کسی نوع کی عقوبت نہین ہے
اسیطرح وہ شخص جنت کی نہ شراب چاہیگا نہ اوسکا حریر اور یہ اُسکے حق مین کسیطرح کی عقوبت نہوگی

مطلب یہ ہے کہ جنّت خوشی کا گھر ہے اوسمین کم رتبہ و بلند رتبہ اپنے اپنے مرتبے سے خوش
ہونگے ایک دوسرے کا مرتبہ نچا ہیگا اسکی خواہش اُنکے دل سے جاتی رہیگی فتح القدیر
و فتح البیان مین کہا ہے کہ لباسہم فیہا حریر کے یہ معنی ہین کہ جو لباس وہ پہنین گے وہ سارا
حریر ہے چنانچہ اضافت لباس کی طرف ہم کے اسی کے مفید ہے یہ بھی جائز ہے کہ مراد یہ
نوع ملبوس کی ہو جو کہ دنیا مین اُنپر حرام تھی آخرت مین اُنکے لیئے حلال ہوگئی اور جو لباس جنّت
مین زیب تن کرینگے منجملہ اُسکے ایک نوع حریر کی پوشاک بھی ہے کیونکہ جنّت مین تو وہ شے
ہے جسکو جی چاہتے ہین اور ہر شخص کو وہی شے دیجائے گی جسکو اُسکا جی چاہے گا اور اُسکی
من مانتی چیز اُسے ملیگی وھدوا الی الطیب من القول کا مطلب یہ ہے کہ راہ بتائی گئی طرف
پاکیزہ بات کے کسی نے کہا لا الٰہ الا اللہ کسی نے کہا الحمد للہ کسی نے کہا قرآن شریف
کسی نے کہا وہ خوشخبریان جو اللہ کی طرف سے اُنکے پاس آئینگی قرآن شریف مین وہ قول
وارد ہوا ہے جو اس مجمل قول پر دال ہے یعنی قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی صدقنا
وعدہ الحمد للہ الذی ھدانا لھذا الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن سمین نے کہا
من القول طیب سے حال ہے یا طیب کی ضمیر مستکن سے حال ہے اور من تبعیض کا ہے یا بیان کا
علامہ نسفیؒ نے کہا طیب من القول کلمۂ توحید ہے اور صراط حمید اسلام یا اللہ پاک نے اونکو
ہدایت کی اور اُنکو الہام کیا کہ یون کہین الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ اور اُنکو جنّت کی
راہ بتائی حمید اللہ ہے جو کہ ہر زبان سے سراہا گیا ہے خازن نے کہا صراط حمید دین اللہ ہے
یعنی اسلام اور حمید اللہ ہے جو کہ اپنے افعال مین سراہا گیا ہے فتح القدیر و فتح البیان مین کہا ہے
کہ صراط حمید صراط محمود اور وہ طریق جنّت ہے یا صراط اللہ جو کہ اللہ کا دین قویم ہے یعنی
اسلام بیضاوی کا لفظ یہ ہے الی صراط الحمید المحمود نفسہ او عاقبتہ وھو الجنۃ او الحق
او المستحق لذاتہ الحمد وھو اللہ تعالیٰ و صراطہ الاسلام یعنی راہ بتائی گئی طرف صراط جنّت
کے کہ جسکی ذات محمود ہے یا طرف صراط حق کے کہ جسکی عاقبت محمود ہے یا طرف صراط اللہ تعالیٰ
کے جو کہ لذاتہ مستحق حمد و ثنا کا ہے اور صراط اوسکی اسلام ہے محلی کا لفظ یہ ہے طریق اللہ المحمودۃ و
دینہ یعنی صراط حمید سے مراد طریق اللہ ہے طرف جنّت کے اور دین سے مراد اسلام ہے غرضکہ

صراط حمید کی دو تفسیر ہین کہین ایک تو طریق موصل طرف جنت کے دوسری دین یعنی
اسلام اس بنا پر ہدایت صراط کی دنیا و آخرت مین ہوگی اور ھدوا الی الطیب من القول
کی ہدایت دنیا مین ہوگی قالہ الحفنادی یعنی اسلئے کہ محلی نے قول طیب سے مراد لا الٰہ
الا اللہ لیا ہے بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے مومنین و کافرین کے درمیان کی خصومت کا
فیصلہ کیا تو حرمت بیت اللہ کی عظمت اور ان کفار کے کفر کی عظمت بیان فرمائی پس ارشاد
فرمایا ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام الذی جعلنٰہ للناس
سواء ن العاکف فیہ والباد ط ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم ع ۳ ۱۰
جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے جو ہمنے بنائی
سب لوگون کے واسطے برابر ہے اوسمین لگا رہنے والا اور باہر کا اور جو اوسمین چاہے ٹیڑھی
راہ شرارت سے اُسے ہم چکھاوینگے ایک دکھ کی مار ف یعنی جنھون نے لوگونکو وہان
جانا بند کیا وہ سزا پاوین گے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ
اللہ پاک انکار فرماتا ہے کفار پر اس بات مین کہ انھون نے مومنین کو مسجد الحرام کے
آنے سے اور اوسمین مناسک حج ادا کرنیسے روکا حالانکہ دعویٰ انکا یہ ہے کہ وہ اللہ کے
دوست ہین ان اولیاءہ الا المتقون الآیہ اس آیت مین اسپر دلیل ہے کہ سوءہ حج مدنی
ہے جیسا کہ اللہ پاک نے سورہ بقرہ مین فرمایا ہے یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ
قل قتال فیہ کبیر وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اہلہ منہ
اکبر عند اللہ اور یہان یون ارشاد فرمایا ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ
والمسجد الحرام یعنی انکی صفت سے یہ بات ہے کہ باوجود اپنے کفر کے روکتے ہین اللہ کی راہ سے
اور مسجد الحرام سے یعنی روکتے ہین مسجد الحرام سے اُس شخص کو جو کہ اُسکا ارادہ کرتا ہے مومنین سے
کون مومنین جو کہ سب لوگون سے زیادہ ترحقدار ہین اُسکے نفس الامر مین یہ ترتیب اس
آیت مین مثل اس آیت کریمہ کے ہے الذین امنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
یعنی انکی صفت سے یہ ہے کہ اُنکے دل چین پکڑتے ہین اللہ کی یاد سے الذی جعلناہ للناس
سواء العاکف فیہ والباد یعنی مسجد الحرام کی طرف پہونچنے سے لوگونکو منع کرتے ہین حالانکہ

۳ ع ۱۰

۱ اُسکے اختیار دینے والے
جو پردیسی گاؤن مین یکبارگی
اکثر خبر نہین رکھتے ۱۲
۲ تجھسے کوئی پوچھتے
ہین مہینے حرام کو اوسمین
لڑائی کرنی تو کہدے اوسمین
بڑا گناہ ہے اور روکنا
اللہ کی راہ سے اور اُسکو
ماننا اور مسجد حرام سے
روکنا اور نکالدینا اُسکے
لوگونکو وہانسے اللہ کے
نزدیک اس سے
زیادہ گناہ ہے ۱۲
۳ وہ جو یقین لائے اور جنکے
پرچتے ہین دل اُنکے
اللہ کی یاد سے
۴ سنتا ہے اللہ کی یاد سے چین پاتے ہین دل ۱۲

اللہ نے اوسکو ٹھیرایا ہے برابر اوسمین کچھ فرق نہین ہے درمیان اُس شخص کے جو اوسمین مقیم ہے رہتا بستا ہے اور درمیان اُس شخص کے جو اُس سے دُور ہے اوسکا گھر اوس سے بعید ہے دونون اوسمین برابر ہین اور اسی سے ہی برابر ہونا لوگون کا مکّے کے گھرون مین اور اُسکے رہنے بسنے مین جسطرح کہ علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے سواء العاکف والباد کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ مکّے والے اور اُنکے غیر اولیٰ ترین مسجد الحرام مین مجاہد نے کہا کہ اہل مکّہ وغیر اہل مکّہ اوسمین برابر ہین منازل مین اسیطرح ابو صالح و عبد الرحمٰن بن سابط و عبد الرحمٰن بن زید نے کہا ہے عبد الرزّاق نے عن معمر عن قتادہ روایت کیا ہے کہ برابر ہین اوسمین اہل اُسکے اور غیر اہل اُسکے یہ وہ مسئلہ ہے جسمین امام شافعیؒ و اسحٰقؒ بن راہویہ نے مسجد خیف کے اندر اختلاف کیا تھا اور امام احمدؒ بن حنبل بھی حاضر تھے پس امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ اسطرف گئے کہ مکّے کے گھر ملک کیئے جاتے ہین اور میراث مین دیئے جاتے ہین اور اجارے دیئے جاتے ہین اور اس حدیث سے حجّت پکڑی کہ زہری نے علی بن حسن عن عمرو بن عثمان عن اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اُسامہ نے کہا میںنے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کل اپنے گھر مین اُترینگے جو کہ مکّے مین ہے پس فرمایا اور کیا چھوڑا ہے واسطے ہمارے عقیل نے کوئی گھر یعنی نہین پھر فرمایا کہ وارث نہین ہوتا ہے کافر مسلمان کا اور نہ مسلمان کافر کا یہ حدیث شریف صحیحین مین تخریج کیگئی ہے اور اس اثر سے تمسک کیا ہے جو ثابت ہوا ہے کہ حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ نے ایک گھر مکّے مین بعوض چار ہزار درہم کے صفوان بن امیہ سے خریدا پھر اوسکو قید خانہ بنایا طاؤس و عمرو بن دینار بھی اسی کے قائل ہین اسحٰق بن راہویہ اس طرف گئے ہین کہ مکّے کے گھر میراث مین نہین دیئے جاتے ہین نہ اجارے دیئے جاتے ہین یہ مذہب ہے ایک گروہ کا سلف سے اور مجاہد و عطاء نے اسپر نص کی ہے اسحٰق بن راہویہ کی دلیل یہ ہے کہ ابن ماجہ نے علقمہ بن نضلہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما وفات دیئے گئے وما تدعی رباع مکۃ

---

۵۱ عبد بن حمید کا لفظ والمسجد الحرام کی تفسیر مین حضرت ابن عبّاس سے یہ ہے قال الحرم کلہ وھو المسجد الحرام سواء العاکف فیہ والباد قال خلق اللہ فیہ سواء وآخرج ابن ابی شیبۃ عن سعید بن جبیر مثلہ وابن ابی حاتم کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے قال ھم فی منازل مکۃ سواء یبنی لاھل مکۃ ان یتوسعوا لھم حتی یقضوا عنا سکھم وقال الباد ی و اھل مکۃ سواء یعنی فی المنزل والموضع فتح القدیر

فائدہ مختلفہ فیہ امام شافعی و اسحٰق بن راہویہ درمیان مکان ربع مکہ کے

الا السوائب من احتاج سکن ومن استغنی اسکن یعنی اور حال یہ ہے کہ مکّے کے گھر نہین بکارے جاتے تھے مگر سوائب جو شخص حاجتمند ہوا وہ رہا بسا اور جو مستغنی ہوا اوسنے دوسرے کو بسا دیا[۱] عبدالرزّاق نے عن مجاھد عن ابیہ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حلال نہین ہے بیع مکّے کے گھرون کی اور نہ کرایہ کرنا اُنکا اور ابن جریج سے بھی روایت کیا ہے کہ عطاء منع کرتے تھے کرائے سے حرم مین ابن جریج کہتے ہین عطاء نے مجھے خبر دی کہ حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ منع کیا کرتے تھے خانہاے مکّے کے دروازے بنانے سے اسواسطے کہ حاجی اُنکے میدانون مین اُتریں[۲] پس پہلے پہل سہیل بن عمرو نے اپنے گھر کا دروازہ بنایا تو حضرت عمر نے اس باب مین سہیل کیطرف آدمی بھیجا پس سہیل نے کہا اے امیرالمومنین تم مجھے مہلت دو کیونکہ مین ایک تاجر آدمی ہون سو مین نے چاہا کہ مین دو دروازے بناؤن کہ میرے واسطے میری سواری کو روکین حضرت عمر نے فرمایا کہ اب یہ تیرے لیئے ہے یعنی دروازے بنانے کی اجازت دیدی بسبب عذر مذکور کے عبدالرزّاق نے عن معمر عن منصور عن مجاھد روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مکّے والو تم اپنے گھرون کیواسطے دروازے مت بناؤ تاکہ بادی یعنی مسافر جہان چاہے اُترے عبدالرزّاق نے کہا اور خبر دی ہمکو معمر نے اُس شخص سے جسنے عطاء سے سُنا عطا کہتے ہین سواء العاکف فیہ والباد کہا کہ اوترین جہان چاہین دارقطنی نے من حدیث ابن ابی نجیح عبداللہ بن عمرو سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ جس شخص نے مکّے کے گھرون کا کرایہ کھایا تو اُسنے آگ کھائی[۳] امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے توسط اختیار کیا پس کہا کہ ملک کیئے جائین اور میراث مین دیئے جائین اور کرایہ نہ دیئے جائین واسطے جمع کرنے کے درمیان دلیلون کے واللہ اعلم ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم منجملہ اہل عربیت بعض مفسرین نے کہا ہے کہ حرف با اسجگہ زائد ہے کقولہ تعالیٰ تنبت بالدھن ای تنبت الدھن اسیطرح ومن یرد فیہ بالحاد ہے تقدیر یہ ہے ومن یرد فیہ الحاداً اور جسطرح کہ اعشیٰ نے کہا ہے[۴]

ضمنت برزقھا لنا ارماحنا	بین المراجل والصریح الاجرد

---

[۱] رواہ ابن ابی حاتم عن ابن بکر بن ابی شیبۃ عن عیسیٰ بن یونس عن عمر بن سعید بن ابی حفصۃ عن عثمان بن ابی سلیمان عن علقمۃ فذکرہ

[۲] عطا کا قول ہے کیا ہے کذا فی فتح القدیر

[۳] ابن ابی شیبہ کا لفظ عبداللہ بن عمرو من اکل من اجور بیوت مکۃ انما یاکل فی بطونہ نار اور دارقطنی کا لفظ حضرت ابن عمر سے ہے من اکل من اجور بیوت مکۃ انما یاکل نارا اور ابن سعد کا لفظ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہے ان ربحا قال لہ عنہ المرؤۃ یا امیرالمومنین مکانا لی ونفقتی فاخرجنی عنہ قال ھو حرم اللہ سواء العاکف فیہ والباد

[۴] ابن ابی حاتم وطبرانی واین مردویہ نے بسند صحیح حضرت ابن عباس سے یہ حدیث مرفوعاً روایت کی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواء العاکف فیہ والباد طلبا قال سواء المقیم والذی یاوی اللیل

کسی دوسرے شاعر نے کہا ہے ؎

بِوَادٍ یَمَانٍ یُنْبِتُ الشَّثَّ صَدْرُہٗ	وَاَسْفَلُہٗ بِالْمَرْخِ وَالشَّبْہَانِ

اجود یعنی بہتر و خوبتر یہ ہے کہ یہان فعل یعنی یُرِدْ معنی یَہُمّ کو متضمن ہے اسیواسطے اوسکو حرف با سے متعدی کیا ہے پس معنی ومن یرد فیہ بالحاد کے یہ ہین کہ جو شخص قصد و خیال کرے اوسمین کسی امر فظیع کا معاصی کبار سے بظلم کے یہ معنی ہین عامداً قاصداً انہ ظلم لیس بمتاوّل کما قال ابن جریج عن ابن عبّاس ھو المتعمد یعنی قصد کرکے اوس گناہ کبیرہ کو کرے اور اوسکو ظلم سمجھتا ہو اوسکی تاویل نکرتا ہو جان بوجھکر اور بدارادہ اوسکا مرتکب ہو علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ بظلم کے معنی بشرک ہین مجاہد نے کہا کہ اوسمین غیر اللہ کو پوجے قتادہ وغیرہ واحد نے بھی اسیطرح کہا ہے عوفی کا لفظ حضرت ابن عبّاس رضؓ سے یہ ہے کہ برائی کرنا یا قتل کرنا جسکو اللہ نے تجھپر حرام کیا ہے تو حرم سے اسے حلال سمجھے پس اوسپر ظلم کرے جو تجھپر ظلم نہین کرتا ہے اور جو تجھکو قتل نہین کرتا ہے تو اوسے قتل کرے پھر جب یہ کام کیا تو مقرر عذاب الیم واجب ہوا مجاہد کا دوسرا لفظ یہ ہے بظلم حرم مین برا کام کرے یہ بات حرم کی خصوصیت سے ہے کہ اوسمین برائی کی نیت کرنیوالا عقاب کیا جاتا ہے جبکہ اوسپر عزم کرنیوالا ہو اگرچہ اوس برائی کو وقوع مین نہ لائے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین کہا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت مذکور کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اوسمین الحاد بظلم کا ارادہ کرے اور وہ عدن ابین مین ہو تو البتہ چکھائیگا اللہ اوسکو عذاب الیم سے شعبہ راوی کہتے ہین کہ سدی نے اس حدیث کو ہمارے واسطے مرفوع کیا ہے اور مین تمھارے واسطے اوسکو مرفوع نہین کرتا ہون یزید بن ہارون کہتے ہین کہ شعبہ نے اوسکو مرفوع کردیا ہے ورواہ احمد عن یزید بن ھارون بہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ یہ اسناد صحیح ہے شرط بخاری پر اور وقف اسکا اشبہ ہے اوسکے رفع سے اور اسیواسطے شعبہ نے تصمیم کی اوسکے وقف پر کلام ابن مسعودؓ سے وکذلک رواہ اسباط وسفیان الثوری عن السدی عن مرۃ عن ابن مسعود موقوفاً واللہ اعلم

شتّ ایک نبات فوشبو ہے اوس سے چمڑے پکاتے ہین۔ قصدراء مقدم اور اوّل ہر شے کو کہتے ہین کہتے ہین شجر یربوری کو ایک نبات قاردار ہی اسکا پھول سفید لطیف ہوتا ہے یعنی وادی یمانی کی مقدم جانب و پشت کو گھاس ہی اور اوسکی اسفل جانب کو گھاس ہے خوشبو ہار کا حرف بار مذکور ہی باعتبار عطف کے بنت کا مفعول ہی ۱۲

واخرجہ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر والطبرانی والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن ابن مسعود رفعہ تصمیم شعبہ وقفہ وابن ابی حاتم عنہ ۱۲ واخرجہ الفریابی وسعید بن منصور وابن راھویہ واحمد وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر والطبرانی والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن ابن مسعود رفعہ تصمیم شعبہ وقفہ وابن ابی حاتم عنہ ۱۲ فتح القدیر

وقال الثوری عن السدی عن مرة عن عبد الله قال ما من رجل یهم بسیئة فتکتب علیه ولو ان رجلا بعدن ابین هم ان یقتل رجلا بهذا البیت لاذاقه الله من العذاب الالیم یعنی نہین ہے کوئی آدمی کہ ارادہ کرے کسی گناہ کا پھر وہ اوسپر لکھا جاے اور اگر کوئی آدمی عدن ابین مین اِس بات کا ارادہ کرے کہ کسی آدمی کو خانۂ کعبہ مین قتل کرے تو البتہ اللہ چکھائے گا اوسکو عذاب الیم سے اِسیطرح ضحاک بن مزاحم نے کہا ہے سُفیان ثوری کا لفظ عن منصور بن مجاہد سے یہ ہے الحاد فیه لا والله وبلی والله یعنی لغو قسم کھانا جیسے بات چیت مین لا واللہ بلی واللہ کہتے ہین حرم مین یہ بھی الحاد ہے وروی عن مجاهد عن عبد الله بن عمرو مثله سعید بن جبیر کا لفظ یہ ہے شتم الخادم ظلمه فما فوقه یعنی خادم کو گالی دینا اور جو اس سے زیادہ ہے یہ ظلم ہے سُفیان ثوری کا لفظ عن عبد الله بن عطاء عن میمون بن مهران عن ابن عباس رضی الله عنهم یہ ہے تجارة الامیر فیه یعنی حرم مین امیر کا تجارت کرنا بالحاد بظلم ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ طعام کا بیچنا مکے مین الحاد ہے حبیب بن ابی ثابت نے کہا ہے کہ المحتکر بمکة یعنی مکے مین غلے کا روکنے والا من یرد فیه بالحاد بظلم سے اِسیطرح بہت لوگون نے کہا ہے ابن ابی حاتم نے یعلی بن اُمیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الحتکار الطعام بمکة الحاد یعنی طعام کا روکنا مکے مین الحاد ہے ابن ابی حاتم نے اِسکی تفسیر مین بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا کہ عبد اللہ بن اُنیس کے حق مین نازل ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ کو ہمراہ دو آدمیون کے بھیجا اونمین کا ایک مہاجر تھا اور دوسرا انصاری اونھون نے انساب مین فخر کیا اِسپر عبد اللہ بن اُنیس کو غصہ آیا تو انصاری کو مار ڈالا پھر اسلام سے پھر گیا پھر مکے کی طرف بھاگ گیا پس اُسکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی ومن یرد فیه بالحاد بظلم یعنی جو شخص کہ پناہ پکڑے حرم کے ساتھ الحاد کے یعنی ساتھ مایل ہونے کے اسلام سے یہ آثار اگرچہ اِس بات پر دال ہین کہ یہ چیزین منجملہ الحاد ہین لیکن الحاد انسے عامتر ہے بلکہ ان آثار مین آگاہ کرنا ہے اُس شے پر جو کہ منجملہ اشیاء غلیظ تر و سخت تر ہے اور اسیواسطے جبکہ اصحاب الفیل نے

---

۱۲ اخرجه عبد بن حمید والبخاری فی تاریخه وابن المنذر وابن مردویه عن یعلی ولفظ احتکار الطعام فی الحرم الحاد فیه سعید بن منصور وبخاری کا لفظ تاریخ مین اور ابن منذر کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ہے احتکار الطعام بمکة الحاد بظلم بحمد بن حمید وابن ابی حاتم کا لفظ حضرت ابن عمر رضی سے یہ ہے قال بیع الطعام بمکة الحاد بیہقی کا لفظ شعب مین حضرت ابن عمر سے یہ ہے قال تمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول احتکار الطعام بمکة الحاد ۱۲ فتح القدیر

بیت اللہ کے خراب کرنے پر قصد کیا تو اللہ پاک نے اونپر طیرا ابابیل کو بھیجا ترمیہم بحجارۃ من
سجیل فجعلہم کعصف ماکول یعنی اللہ پاک نے اونکو ہلاک کر ڈالا اور جو کوئی بیت اللہ سے
برائی کا ارادہ کرے تو اصحاب فیل کو اسکے واسطے عبرت و نکال ٹھیرایا اور اسی لیئے حدیث
شریف مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے یغزو ھذا البیت
جیش حتی اذا کانوا ببیداء من الارض خسف باولھم واٰخرھم الحدیث یعنی ایک لشکر
اس گھر پر چڑھائی کرے گا یہانتک کہ جب وہ میدان مین پہونچین گے تو اگلے پچھلے سب زمین
مین دھسا دیئے جائینگے امام احمد نے بسند خود روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے پس فرمایا اے ابن زبیر ایاک والالحاد
فی حرم اللہ یعنی تو اللہ کے حرم مین الحاد کرنیسے حذر کر کیونکہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے انہ سیلحد فیہ رجل من قریش لو توزن ذنوبہ بذنوب الثقلین
لرجحت فانظر لاتکن ھو یعنی قریب ہے کہ ایک شخص قریش کا حرم مین الحاد کریگا اگر اسکے گناہ جن و انس کے
گناہون سے وزن کیئے جائین تو وہی بھاری ہون پس تو نظر کر تو وہ شخص مت ہو دوسرا
لفظ امام احمد کا یہ ہے اتی عبداللہ بن عمر عبداللہ بن الزبیر وھو جالس فی الحجر فقال یا ابن الزبیر
ایاک والالحاد فی الحرم فانی اشھد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول
یعلما ویحل بہ رجل من قریش لو وزنت ذنوبہ بذنوب الثقلین لوزنتہا قال فانظر لاتکن
ھو لم یخرجہ احد من اصحاب الکتب من ھذین الوجھین انتھی ف ان الذین کفروا
یعنی بیشک جو لوگ کہ منکر ہوئے اس شے کے جسکو خاتم النبین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین
حضور پرنور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ویصدون عن سبیل اللہ اور
روکتے ہین اللہ کی راہ سے یعنی اور لوگونکو فتح القدیر و فتح البیان مین کہا ہے کہ مراد صد
سے منع ہے اور اللہ کی راہ اللہ کا دین ہے یعنی جو شخص اللہ کے دین مین داخل ہونیکا
ارادہ کرتا ہے اوسکو منع کرتے ہین اسیطرح علامہ نسفی نے بھی کہا ہے خازن نے کہا سبیل اللہ
سے مراد ہجرت و جہاد و اسلام ہے علامہ محلی نے کہا طاعت الٰہی ہے ویصدون مین
تین قول ہین ایک یہ ہے کہ کفروا پر معطوف ہے اس صورت مین ماضی پر مضارع کا عطف

لازم آتا ہے سو اسکی تین تاویلین ہین پہلی تاویل یہ ہے کہ کبھی مضارع سے زمانۂ معین یعنی
حال و استقبال پر دلالت مقصود نہین ہوتی ہے صرف استمرار مراد لیا جاتا ہی اسکی مثل
یہ آیت ہی الذین[۵۱] امنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ کیونکہ مومنین کے قلوب کا اطمینان اللہ
کے ذکر سے زمانۂ معین مین مقصود نہین ہے بلکہ استمرار اطمینان مراد ہے یا مثلاً یون کہتے ہین
کہ فلان یحسن الی الفقراء یعنی فلان شخص فقیرون پر احسان کرتا ہے اس سے مراد کوئی معین
زمانہ نہین ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ وجود احسان کا اوس سے مستمر ہے ہمیشہ فقرا کو دیا کرتا ہے
اسیطرح یہان ہے گویا یون کہا گیا کہ جو لوگ منکر ہوئے اونکی شان سے روکنا ہے اللہ کی راہ
سے چونکہ مضارع سے مجرد استمرار مراد ہے اسلئے عطف اوسکا ماضی پر صحیح ہوا قاضی بیضا
رحمہ اللہ نے اسی تاویل کو پسند فرمایا ہے **دوسری** یہ ہے کہ مضارع مؤول بماضی ہی اسلئے
کہ ماضی پر اوسکا عطف ہوا ہے مراد یصدون سے گزشتہ صد ہے مثل اسکے یہ آیت ہے
ان[۵۲] الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ فتح القدیر مین اسکو اول ذکر کیا ہے
تیسری یہ ہے کہ مضارع اپنے حال پر باقی ہے اور ماضی ماقبل مؤول بمستقبل ہی **دوسرا**
قول یہ ہے کہ یصدون حال ہے فاعل کفروا سے ابو البقاء نے ابتدا اسیوجہ سے کی ہے
اور علامۂ نسفی نے صرف اسیوجہ پر قناعت کی ہے قاضی صاحب نے اسکو بلفظ قیل ذکر کیا ہے
حسین نے کہا یہ وجہ ظاہرا فاسد ہے اسلئے کہ مضارع مثبت ہے اور مضارع مثبت جب حال
پڑتا ہے تو اوسپر واو نہین آتا ہے اور جو اس قسم کا مضارع بقلت وارد ہوا ہے اوسکی تاویل
کیگئی ہے پس قرآن شریف ایسی وجہ پر محمول نہین ہوتا ہے شیخزادے نے فرمایا ہے کہ
جملۂ حالیہ جب فعلیہ ہو اور فعل مضارع مثبت ہو تو دخول واو کا اوسپر ممتنع ہے اللہ پاک نے
فرمایا ہے ولا تمنن تستکثر یعنی تو مت دے احسان مت کر اس حال مین کہ جو تو دیتا ہے
اوسکو بہت شمار کرے اور جو اسباب بقلت وارد ہوا ہے جیسے یہ قول ہے بعض عرب کا
قمت واصک وجہہ یعنی مین کھڑا ہوا در انحال کہ اوسکے منہ کو کوٹتا مارتا تھا اور یہ قول ہی[۵۳]

فلما انشبت اظافیرہم	نجوت وارہنہم مالکا

یعنی جسوقت اونکے ناخن گڑے یعنی اونکے ہتیار مجھے تو مینے نجات پائی اس حال مین کہ

۵۱ جو یقین لائے اور جنکے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہین ۱۲ منہ
۵۲ جو لوگ منکر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے ۱۲ منہ

اونکے پاس گرو رکھتا تھا سو ان دونون قولون کی یون تاویل کیگئی ہے کہ مبتدا محذوف ہے یعنی
وانا اصمّک وجھہ وانا ارھنھم اوّل تو یہ وجہ قلیل پھر مآوّل پس قرآن پاک کو اسپر محمول نکرنا چاہیئے
چونکہ علامہ نسفی نے اسیوجہ کو اختیار کیا ہے اسواسطے مبتدا محذوف نکالی ہے اور یون کہا ہے
وھم یصدّون ای الصدّ ودمنھم مستمر دائم غرضکہ ان دونون قولون کی بنیاد پر انّ کی
خبر محذوف ہے آخر آیت اوسپر دال ہے یعنی معذّبون اب اسمین اختلاف ہے کہ اس خبر محذوف
کا محل کون جگہہ ہے سو قاضی صاحب کے ظاہر کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا محل عن سبیل اللہ
کے بعد ہے لیکن یہ ٹھیک نہین ہے کیونکہ قبل تمام ہونے اسم کے مع اپنے متعلّقات کے خبر کا
مقدّر کرنا خالی بُعد سے نہین ہے زمخشری نے بعد والمسجد الحرام کے مقدر کی ہے یعنی ان الذین
کفروا ویصدّون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام نذیقھم من عذاب الیم یہ تقدیر
اسواسطے کی ہے کہ نذقہ من عذاب الیم اسپر دال ہے مگر اسمین بھی خرابی ہے کیونکہ اجنبی
کے ساتھ فصل لازم آتی ہے درمیان موصوف وصفت کے اجنبی خبر انّ ہے ترکیب یون ہوتی
ہے انّ الذین کفروا ویصدّون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام نذیقھم من عذاب الیم
الذی جعلناہ للناس لیکن زمخشری کی طرف سے یہ جواب ہوسکتا ہے کہ الذی جعلناہ للناس
مسجد کی صفت نہین ہے بلکہ وہ اُس سے مقطوع ہے اعنی سے منصوب ہے یا ھو سے مرفوع
ظاہر یہ ہے کہ محل تقدیر خبر بعد والباد کے ہے اسمین کسیطرح کی خرابی نہین ہے ابن عطیہ نے اسیطرح
تقدیر کی ہے انّ الذین کفروا خسروا یا ھلکوا یا مثل اسکے اور کوئی لفظ ابوحیّان نے بھی
بحر مین اسی کو پسند کیا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ ویصدون کا واو خبر انّ مین زائد ہے تقدیر
ہے انّ الذین کفروا یصدون سیبویہ نے کہا کہ زیادتی واو کی کوفی مذہب ہے اسکا بطلان
اوّل گزر چکا ہے زجاج نے کہا کہ خبر انّ کی نذقہ من عذاب الیم ہے یہ قول مردود ہے
اسلئے کہ اگر یہ انّ کی خبر ہوتا تو مجزوم نہوتا اور بالفرض اگر یہ خبر ہو تو ومن یّرد شرط بدون جواب
کے رہجائیگی پس اولیٰ یہی ہے کہ خبر محذوف ہے جیساکہ مذکور ہوچکا ہے قولہ تعالیٰ
والمسجد الحرام معطوف ہے سبیل اللہ پر فتح القدیر و خازن و محلی و نسفی سے یہی معلوم
ہوتا ہے یعنی اور روکتے ہین مسجد الحرام سے اور اسمین داخل ہونے سے قاضی صاحب

فرماتے ہین کہ اللہ پاک کے اسم مبارک پر معطوف ہے یعنی روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور مسجد الحرام کی راہ سے اسمین تین قول ہین **ایک** یہ ہے کہ مراد مسجد الحرام سے نفس مسجد ہے چنانچہ ظاہر نظم قرآنی یہی ہے **دوسرا** یہ ہے کہ مراد ساری حرم ہے کیونکہ مشرکون نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپکے صحابہ کرام کو حدیبیہ کے دن حرم سے روکا تھا **تیسرا** یہ ہے کہ مراد اس سے مکہ مکرمہ ہے بدلیل **قولہ تعالیٰ الذی جعلناہ للناس سواء العاکف فیہ والباد** یعنی جسکو علی العموم لوگون کے واسطے بنایا ہے کہ اوسمین نماز پڑھین اور اسکا طواف کرین دانستحال کہ برابر ہے اوسمین عاکف یعنی اوسمین رہنے والا اسکا لازم پکڑنے والا اور باد ی یعنی وہ شخص جو کہ جنگل سے آیا ہو پہنچا ہے مراد اوس سے طارئی آفاقی ہو بدون فرق کئے درمیان اسکے کہ وہ اہل بادیہ سے ہو یا اسکے غیر سے یعنی وہانکے جنگل کا ہو یا اور کسی بستی سے آگیا ہو یہ سب بادی مین داخل ہین **الذی جعلناہ للناس سواء ن العاکف فیہ والباد** الذی جعلناہ مین تین وجہین ہین **ایک** یہ ہے کہ محل جر مین ہے المسجد الحرام کی نعت ہے یا بدل یا بیان غرض اس سے زیادتی ہے تقریع و توبیخ کی واسطے اُن لوگون کے جو اُس سے روکتے ہین **دوسری** وجہ نصب ہے باضمار فعل یعنی اعنی **تیسری** وجہ رفع ہے باضمار مبتدا یعنی ہو جعل مین دو وجہ ہین ایک بمعنی صیّر متعدی بسوی دو مفعول کے دوسری یہ ہے کہ متعدی ہے بسوی ایک مفعول کے عامّہ کی قرارت برفع سواءٌ ہے حفص کی قرارت عاصم سے بنصب ہے اسجگہ اور سورۂ جاثیہ مین سواء محیاھم ومماتھم جاثیہ مین جو ہے اوسپر اخوان نے حفص کی موافقت کی ہے عنقریب اسکی توجیہ آئے گی قرارت رفع کی بنا پر اگر ہم جعل کو بمعنی صیّر کہین تو مفعول ثانی جعلناہ مین تین وجہ ہونگی **ایک** یہ ہے کہ جملہ سواء العاکف فیہ کا مفعول ثانی ہوگا یہ وجہ ظاہر تر ہے پھر بہتر رفع سواء مین کہ خبر مقدم ہو اور العاکف والباد مبتدا موخر ہو رہی یہ بات کہ خبر واحد آئی اور مبتدا دو سو اسکے وجہ یہ ہے کہ سواء اصل مین مصدر ہے اسکے ساتھ وصف کیا گیا ہے اسمین واحد و تثنیہ برابر ہے اوّل سورۂ بقرہ مین یہ بات گزر چکی ہے بعض نے یہ جایز رکھا ہے کہ سواء مبتدا اور ما بعد اوسکا خبر اس قول مین ضعف ہے یا منع اس جہت سے

کہ ابتدا نکرہ کے ساتھ جائز نہین ہے اور اسلیئے کہ جب معرفہ ونکرہ جمع ہون تو معرفہ مبتدا کیا جاتا ہے **دوسری وجہ** یہ ہے کہ مفعول ثانی جعلناہ کا للنّاس ہے اور جملۂ سواءً العاکف محل نصب مین ہے بنا برحال اور یہی جملہ محطّ[۹۱] فائدہ ہے **تیسری وجہ** یہ ہے کہ جعلناہ مفعول ثانی محذوف سے ابن عطیہ نے کہا معنی یہ ہین الّذی جعلناہ قبلۃً ومتعبّدًا یعنی مسجد الحرام سے لوگون کو روکتے ہین جسکو ہمنے ٹھیرایا قبلہ اور عبادتگاہ محلّی نے بھی باقتدائے ابن عطیہ یون کہا ہے جعلناہ مَنسکًا[۹۲] ومتعبدًا خازن نے کہا قبلۃً نصلاتہم ومَنسکًا متعبدًا مگر ابوحیّان نے کہا کہ اس تقدیر کی حاجت نہین ہے مگر یہ کہ مراد تفسیر معنی کی ہو نہ اعراب کی تو جائز ہے کیونکہ جملہ یعنی سواءً العاکف فیہ والباد موضع مفعول ثانی مین ہے اس تقدیر کی ضرورت نہین ہے یہ تین وجہ تو اوس صورت مین تھین کہ جعل کو دو مفعول کیطرف متعدّی ٹھیرایا تھا اور اگر اوسکو ایک مفعول کی طرف متعدّی قرار دین تو للنّاس جعل سے متعلق ہوگا اس بنیاد پر کہ جعل کی علّت ہے رہی حفص[۹۳] کی قراءت بنصب سواءً سو اگر ہم جعل کو دو مفعول کی طرف متعدّی کہین تو سواءً مفعول ثانی ہوگا جعلناہ کا اور اگر ایک مفعول کی طرف متعدّی ٹھیرائین تو ہا سے جعلناہ سے حال ہوگا دونون تقدیرون پر عاکف مرفوع ٹھیرے گا بنا بر فاعلیت کیونکہ سواءً مصدر ہے اسکے ساتھ وصف کیا گیا ہے پس وہ قوت مین اسم فاعل مشتق کے ہے تقدیر یہ ہے جعلناہ مستویا فیہ العاکف والباد تیسری قراءت یہ ہے کہ سواءً منصوب اور العاکف مجرور صفت ہے للنّاس کی جیسا کہ فتح القدیر مین کہا ہے یا بدل ہے للنّاس سے جیسا کہ ابوالبقاء نے فرمایا ہے تقدیر یہ ہے جعلناہ للنّاس العاکف والباد سَوَاءً ابن کثیر نے والبادی وصل ووقف مین باثبات حرف یا پڑہا ہے ابوعمرو وورش نے وصل مین اسکا اثبات کیا ہے اور وقف مین دونون نے بحذف یا پڑہا ہے باقی قرّاء نے وصل ووقف مین حرف یا کو حذف کیا ہے[۹۴] اور مصحف امام مین محذوف ہے قالہ السمین **فـ** تسویہ کے معنی مین اختلاف ہے **بعض** نے کہا کہ مسجد الحرام کی تعظیم واحترام کرنے مین اور مناسک ادا کرنے مین مقیم و بادی دونون برابر ہین **بعض** نے کہا معنی تسویہ کے یہ ہین کہ مسجد الحرام کے اترنے مین

---

۹۱ جاے نزول یعنی جملہ جعلناہ للنّاس کا فائدہ وغرض جملہ سواءً العاکف فیہ والباد مین ہے ۱۲

۹۲ منسک بفتحتین وسکون نون وفتح سین وہ جگہ ہے جہان جمعین قربانیان ذبح کیجاتی ہین ۱۲

۹۳ اعمش کی بھی یہی قراءت ہے کذا فی الفتح ۱۲

۹۴ منہم نافع ۱۲ فع

مقیم و بادی برابر ہین اونمین کا ایکدوسرے سے زیادہ ترمستحق اوترنے کا نہین ہے اگر
کوئی کسی منزل کی طرف سبقت کرگیا ہے پہلے جا پہونچا ہے وہی اُس منزل کا مستحق ہے
کوئی اوسکو وہانسے نہ اوٹھاوے **قرطبی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ نفس مسجد الحرام
مین برابر ہونے پر لوگون نے اجماع کیا ہے مکّہ مکرمہ مین اختلاف ہے **مجاہد و امام**
مالک اِس طرف گئے ہین کہ مکّے کے گھر اور اُسکی منازل مین مقیم وطاری یعنی اور کہین سے
آیا ہوا برابر ہین حضرت عمر و حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت اِس پر ہین کہ آنیوالے
کو پہونچتا ہے کہ جہان جگہہ پائے اوترے اور گھر والے پر یہ ہے کہ اوسکو جگہہ دے شاء
ام ابی یعنی اُسکا جی چاہے یا نہ چاہے ضرور اُسے جگہہ دے جمہور اسطرف گئے ہین کہ مکّے
کے گھر اور اُسکی منازل مثل مسجد الحرام کے نہین ہین گھر والونکو طاری کا منع کرنا اونمین اُترنے
سے پہونچتا ہے **حاصل** یہ ہے کہ گفتگو اِس باب مین دو اصل کی طرف راجع ہے **اصل**
اوّل وہ ہے جو اس آیت مین ہے کہ آیا مراد مسجد الحرام سے نفسِ مسجد ہے یا ساری حرم
یا مکّہ معظمہ علے الخصوص علامہ مقبلی نے اتحاف مین قوی دلیلین اِس بات پر ذکر کی ہین
کہ مراد مسجد الحرام سے نفسِ مسجد ہے **اصل دوم** یہ ہے کہ آیا مکّہ صلحًا فتح ہوا ہے یا
عَنْوَةً یعنی باہم صلح ہوکر فتح ہوا ہے یا زبردستی غلبے سے اور بالفرض اوسکی فتح عنوۃً
ہوئی ہے تو آیا حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکّے کو مکے والون کے ہاتھ مین علی الخصوص
برقرار رکھا ہے یا جو لوگ اوسمین اوترے علی العموم اُنکے واسطے اوسکو ٹھیرایا علامہ شوکانی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے نیل الاوطار مین اِس مسئلے کو خوب واضح کرکے لکھا ہے اوسمین بعد
ذکر دلائل فریقین کے کہا ہے کہ واضح ترین دلائل سے اِس بات پر کہ مکّہ مکرمہ عنوۃً فتح ہوا ہے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول پاک ہے وانما احلت لی ساعۃ من نہار یعنی مکّہ
میرے واسطے صرف دن کی ایک ساعت مین حلال کیا گیا تھا کیونکہ یہ تصریح ہے اِس
بات کی کہ آپکے واسطے اوسی گھڑی مین مکّہ حلال کیا گیا تھا کہ اوسمین خونریزی فرمائین اور
اوسکی حرمت اُس ساعت مین جاتی رہی تھی بعد اوسکے پھر عود کر آئی اور اگر صلحًا مفتوح ہوتا تو اِس
قول کے فرمانے کے کچھ معنی معتدبہ نہوتے انتہیٰ **ف** قاضی صاحب مرحوم کی تقریر کا

حاصل یہ ہے کہ حنفیہ نے مسجد الحرام کی تاویل مکّے سے کی ہے اور **قولہ تعالےٰ** اللّذی جعلناہ للنّاس سواء العاکف والباد سے اس بات پر استشہاد کیا ہے کہ مکّے کے گھروں کی بیع اور اُنکا اجارہ جائز نہین ہے وھو مع ضعفہ معارض **بقولہ تعالیٰ** الّذین اخرجوا من دیارھم وشراء عمرؓ دار السجن فیھا من غیر نکیر یعنی حنفیہ نے کہا کہ مراد مسجد الحرام سے ساری حرم ہے جسطرح کہ اللہ پاک کے اس کلام پاک مین ہے سبحان الّذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام کیونکہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُمّ ہانی خواہر حضرت علی رضی اللہ عنہما کے گھر سے معراج کو تشریف فرما ہوئے اُنکا کاشانۂ برکت آشیانہ مکۂ مکرمہ مین تھا نہ مسجد الحرام مین اور اس آیت سے اس امر پر استدلال کیا کہ اراضی مکہ مملوک نہین ہوتی ہین اور کہا کہ اگر وہ مملوک ہو جائین تو عاکف و بادی اونمین برابر نہوگا پھر جب دونون برابر ہوئے تو ثابت ہوا کہ اراضی مکّہ کی سبیل مسجد کی سبیل ہے اور اس حدیث شریف سے بھی استدلال کیا کہ حضور صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مکۃ مناخ لمن سبق الیھا یعنی مکّہ اونٹ بٹھانے کی جگہہ ہے واسطے اوس شخص کے جو اوسکی طرف سبقت کرآیا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس جگہہ آ اُترا وہ اُسی کی جگہہ ہے دوسرے کو اوسکا وہانسے اوٹھانا نہین پہونچتا ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ مکّے کے گھرون کی بیع اور اُنکا اجارہ جائز ہے اور فرمایا کہ سواء العاکف والباد سے مراد مقیم و بادی کا برابر ہونا ہے مسجد الحرام کی تعظیم حرمت مین اور اُسکے اندر مناسک ادا کرنے مین بیضاوی نے جو کہا ہے وھو مع ضعفہ سو اسی طرف اشارہ کیا ہے وجہ ضعف کی یہ ہے کہ سواء سے یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ مکّے کے منازل اور گھرون سے نفع لینے مین مساوات ہو جائز ہے کہ سواء سے مسجد الحرام کی تعظیم مین اور اُسکے اندر عبادت کرنے مین برابری مراد لیجاے یا یہ معنی کہ مقیم کو یہ بات نہین پہونچتی ہے کہ اوسمین عبادت کرنیسے بادی کو روکے یا بادی مقیم کو منع کرے اسکی تائید کرتا ہے یہ قول حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اے بنی عبد المطلب جو شخص تم مین کا لوگون کے امور سے کسی شے کا والی ہو تو ہرگز منع نکرے کسی کو جو اس گھر کا طواف کرے یا اوسمین نماز پڑھے رات یا دن کی کسی گھڑی مین امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین حجتین قایم کی ہین اُن

۱۲ پاک ذات ہے جو لیگیا اپنے بندے کو راتون رات ادب والی مسجد سے

لوگون پر جو کہ خانہا سے مکّہ مکرمہ کے کرایہ مین اور اونکی بیع مین رخصت نہین دیتے ہین۔
ایک حجّت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الّذین اخرجوا من دیارھم فرمایا کہ گھرون کی
اضافت اُنکے مالکون کے طرف کی یا طرف غیر مالکون کے دوسری دلیل حضور صلّی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فتح مکّہ کے دِن فرمایا جس شخص نے اپنا دروازہ بند کرلیا تو وہ آمن ہے تیسری
حجّت یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین عمرؓ نے قید خانے کا گھر خرید فرمایا کیا تو دیکھتا ہے
کہ اوسکو اُسکے مالک سے خریدا یا غیر مالک سے غرضکہ ہر فریق کے پاس کتاب وسنت سے
دلیل وحجّت ہے ع ہر گلے را رنگ وبوئے دیگرست + ولکلّ وجھۃ ھو موّلیھا
فاستبقوا الخیرات وانّما لکلّ امرئ مانوی رحمھم اللہ تعالیٰ ورضی عنھم وارضاھم
یہ حاصل ہے شیخزادے رحمہ اللہ کی تقریر کا ف ومن یّرد فیہ بالحادٍ بظلم صراح مین
کہا ہے الحاد از دین برگشتن وستم کردن در حرم یعنی دین سے پھرنے اور حرم مین ظلم
کرنے کو الحاد کہتے ہین مختار مین کہا ہے الحد فی دین اللہ ای حاد عنہ وعدل
یعنی دین سے مائل ہوا اور اُس سے کنارہ کیا لحد باب قطع سے ایک لغت ہے الحد مین والحد
الرجل ظلم فی الحرم ومن یرد فیہ بالحاد بظلم ای الحادًا بظلم والباء زائدۃ انتھی
عامّہ کی قراءت یُرد بضم تحتیہ ہے ارادہ سے اسکی بنیاد پر اسکے مفعول مین اختلاف ہے کہ
وہ محذوف ہے یا موجود ایک قول یہ ہے کہ وہ محذوف ہے پھر اسمین خلاف ہے کہ وہ محذوف
کیا ہے سو کسی نے کہا کہ مرادًا اَیّ مرادٍ ہو کسی نے کہا مرادًا مّا ہو کسی نے کہا تعدّیًا ہے
اِس صورت مین حرف با بالحاد مین زائد نہوگا وجہ حذف مفعول کی یہ ہے کہ ہر متناول کو شامل
ہو اگر کوئی خاص شے مذکور ہوتی تو معلوم ہوتا کہ مقصود وہی شے ہے اور جب حذف کردیا
تو جس الحاد وظلم کا ارادہ کرے گا وہ سب اسمین شامل ہوجائیگا مقام وعید کے مناسب یہی
حذف ہوتا ہے اب رہا بالحاد بظلم سو یہ دونون حال مترادفہ ہین کیونکہ الحاد سے مراد عدول
عن القصد والاعتدال ہے یعنی میانہ روی وراستی سے یکسو ہونا یہی الحاد ہے اور ظلم بھی
اِسی کے لگ بھگ ہے تو دونون ہم معنی ٹھیرے گویا یون فرمایا ومن یّرد فیہ مرادًا مّا
عادلًا عن القصد ظالمًا نذقہ من عذاب الیم فی الاٰخرۃ یعنی جو کوئی ارادہ کرے

۱ جو نکالے گئے ہین اپنے گھرون سے ۱۲ منہ
۲ اور ہر کسی کو ایک طرف ہے کہ منہ کرتا ہے اوس طرف سو تم سبقت چاہو نیکیون مین ۱۲ منہ

مسجد الحرام مین کسی مراد کا اس حال مین کہ وہ کنارہ کرنے والا جھکنے والا ہے میانہ روی و راستی سے اس حال مین کہ ظلم کرنیوالا ہے تو چکھائین گے ہم اوسکو دردناک عذاب سے آخرت مین یہ معنی تو علامہ نسفی رحمہ اللہ کے مختار ہین بیضاوی بھی حذف مفعول و ترادف حالین کے قائل ہین دوسرا قول یہ ذکر کیا ہے کہ بظلم بدل ہے بالحاد سے باعادۂ جار تیسرا یہ قول ہے کہ بظلم متعلق ہے بالحاد سے ای ملحدًا بسبب الظلم کالاشراک واقتراف الآثام یعنی جو کوئی ارادہ کرے اوسمین کسی مراد کا درانحال کہ الحاد کرنیوالا ہے بسبب ظلم کے جیسے شرک کرنا اور گناہونکا کسب کرنا کسی نے کہا مفعول محذوف الناس ہے تقدیر یہ ہے ومن یرد الناس بالحادٍ دوسرا قول یہ ہے کہ مفعول موجود ہے یعنی بالحاد اس صورت مین حرف با زائد ہوگا منجملۂ قائلین زیادتِ با مفعول مین اخفش ہین انکے نزدیک معنی یہ ہین ومن یرد فیہ الحادًا بظلم شاہد اسکا یہ قول ہی ؎

نحن بنو جعدۃ اصحاب الفلج		نضرب بالسیف ونرجو بالفرج	

اسی کی مثل یہ شعر ہے ؎

الم یاتیک والانباء تنمی		بما لاقت لبون بنی زیادِ	

اوّل کی تقدیر نرجو الفرج ہے ثانی کی مالاقت ہے علامہ محلّی کا مختار یہی قول ہی کہ حرف با مفعول مین زائد ہے اور بظلم کی باسببیہ ہی الحاد سے متعلق ہے ای بسبب بان ارتکب ظلمًا دلوشتم الخادم ابو البقاء نے ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ بظلم بدل ہے باعادۂ جار یعنی الحادًا ظلمًا دوسرا یہ قول لکھا ہے کہ بظلم حال ہے یعنی الحادًا ظالمًا دوسری قرارت ومن یرد بفتح تحتیہ ہے ورود سے بیضاوی نے اسکو ذکر کیا ہے شیخزادے نے فرمایا ای من اتی فیہ بالالحاد ظلما اس بنا پر کہ حرف با واسطے تعدیہ کے ہے ابو البقاء نے اس قرارت کو شاذ ٹھیرایا ہے اور کہا ہے کہ اسکی بنیاد پر بالحاد حال ہوگا ای متلبسًا بالحادٍ یعنی جو شخص وارد ہو مسجد الحرام مین درانحال کہ متلبس ہونیوالا ہے ساتھ الحاد کے کوفیون نے کہا ہی کہ معنی بالحاد کے بان یلحد ہین فاصل لغت مین معنی الحاد کے میل ہین مگر اللہ پاک نے اسجگہہ بیان فرمایا کہ الحاد میل ہے ساتھ ظلم کے گازرونی نے کہا ہے کہ بعد بالحاد کے

فتح القدیر کی عبارت یہ ہے قال الکوفیون دخلت الباء لان المعنی بان یلحد والباء مع ازالۃ الفعل وغایۃ

فائدہ بظلم کا یہ ہے کہ الحاد کبھی سبق ہوتا ہے اسلئے کہ وہ ظلم کے مقابلے مین ہے جسطرح کہ اللہ پاک کے اس قول مین ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا اس قول کو جل نے حفنا وی سے نقل کیا ہے اس ظلم مین اختلاف ہے کہ وہ کیا ہے پس بعض اقوال تو اوپر گزر چکے ہین بعض یہ ہین کسی نے کہا کہ الحاد بظلم ہر شے منہی عنہ ہے قول ہو یا فعل یہانتک کہ غلام کو گالی دینا کسی نے کہا کہ بغیر احرام کے حرم مین داخل ہونا یا ممنوعات حرم سے کسی شے کا مرتکب ہونا مثلاً شکار کا قتل کرنا درخت کا کاٹنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اُنکے دو خیمے تھے ایک حل مین دوسرا حرم مین پھر جب وہ اپنے گھر والون پر عتاب کرنا چاہتے تو حل مین اونپر عتاب کرتے کسی نے اونسے سبب اسکا پوچھا تو فرمایا ہم حدیث کیے جاتے تھے اس بات کی کہ حرم مین منجملہ الحاد یہ ہے کہ آدمی کہے کلا واللہ وبلی واللہ مجاہد نے کہا کہ مکے مین سئیات مضاعف کیے جاتے ہین جسطرح کہ حسنات مضاعف کیے جاتے ہین یہ اقوال خازن نے ذکر کیے ہین فتح القدیر و فتح البیان مین فرمایا ہے کہ کسی نے کہا حرم مین جھوٹی قسم کھانا ہے کسی نے کہا مراد اس آیت سے یہ ہے کہ اوس مکان مین بمجرد ارادۂ معصیت کے عقاب کیا جاتا ہے اسی طرف حضرت ابن مسعود و ابن عمر و ضحاک و ابن زید وغیرہم رضی اللہ عنہم گئے ہین یہانتک کہا ہے کہ اگر ارادہ کرے آدمی حرم مین کسی آدمی کے قتل کا عدن مین تو البتہ اللہ اوسکو عذاب کرے[۵۱] حاصل یہ ہے کہ یہ آیت اسپر دال ہے کہ جو شخص بیت الحرام مین ہے تو وہ بمجرد ارادۂ ظلم کے ماخوذ ہوگا پس جو یہ وارد ہوا ہے کہ اللہ پاک نے اس امت کے واسطے وہ شے بخشدی ہے جسکے ساتھ اُسکے جی نے حدیث کی سو یہ آیت اوسکی مخصص ہے ہان مگر یون کہین کہ اسمین ارادہ مجرد حدیث نفس پر زیادہ ہے بالجملہ اسکی بحث اور اسمین حق بیان کرنا ایسے طور پر کہ درمیان دلیلون کے جمع کردے اور اشکال کو اوٹھادے بغایت طویل ہے اسی آیت کی مثل یہ حدیث شریف ہے کہ جسوقت دو مسلمان اپنی تلوارین لیکر ملین تو قاتل و مقتول آگ مین ہین عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ تو قاتل ہے پس کیا حال ہے مقتول کا فرمایا بیشک وہ حریص تھا اپنے صاحب کے قتل پر پس وہ آگ مین داخل ہوا اسبجہۃ بمجرد اوسکی حرص کے اپنے صاحب کے قتل پر علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بحث کو ایک مستقل رسالے مین لکھا[۵۲] ہے

[۵۱] سنی سنائی کی بنا پر کہدینا کہ وہ قتل کے لائق ہے خازن

[۵۲] اوس رسالے مین جو بات ثابت کی ہے وہ یہ ہی کہ یہ آیت کہ مخصص کے واسطے خزان حدیث نفس کے یہی حدیث شریف سو اسکے بارے مین یون کہدینا کہ مجرد حرص فقط نہ تھا بلکہ وہ حرص قوت فعل کی طرف غلبہ ہوئی کیونکہ اوس نے دوسری سے ملاقات کی اور اسپر بہتیار برہنہ کرکے واللہ اعلم کذا علی ھامش فتح القدیر

اور سیدنا ابو الوفا الصدیق رحمہ اللہ تعالیٰ نے عون الباری شرح تجرید بخاری مین اور دیگر مولفات
مین اس بحث کو نہایت بسط سے تحریر فرمایا ہے واذ بوّأنا لابراہیم مکان البیت ان
لا تشرک بی شیئاً وطہّر بیتی للطّائفین والقائمین والرّکع السجود ○ وأذّن
فی النّاس بالحج یاتوک رجالاً وعلی کلّ ضامر یاتین من کلّ فجٍّ عمیق ○ اور
جب ٹھیک کر دیا ہمنے ابراہیم کو ٹھکانا اس گھر کا کہ شریک نکر میرے ساتھ کسی کو اور پاک
رکھ میرا گھر طواف کرنے والون کے واسطے اور کھڑے رہنے والون کے اور رکوع سجدے والون
کے اور پکار دے لوگون مین حج کے واسطے کہ آوین تیری طرف پاؤن چلتے اور سوار ہوکر دبلے
اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے ف کہتے ہین کعبہ شریف کی جگہہ پہلے سے بزرگ تھی
پھر بعد مدتون کے نشان نرہا تھا حضرت ابراہیم کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل
غیب سے آکر کھڑا ہوا اوسکی چھاؤن پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور امتون مین رکوع نہ تھا یہ خاص اسی
امت مین ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ ہونگے اسکو آباد کرنیوالے ف ایک پہاڑ پر کھڑے
ہوکر حضرت ابراہیم نے پکارا کہ لوگو تمپر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باپ کی پشت مین
لبیک کہا جنکی قسمت مین حج ہے ایک بار یا دو بار یا زیادہ آپنے شوق سے ہزارون خلق
پیادہ آتے ہین لیکن فرض تب ہے کہ سواری پیدا ہو اور اگر مکّہ نزدیک ہے یا کسی شخص کو چلنے کی
عادت ہے تو امام مالکؒ کے یہان فرض ہے انتہیٰ ف جس زمین کی کہ اوّل دن سے
اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی توحید و عبادت پر بنیاد رکھی گئی ہے قریش مین سے جن لوگون نے
ایسی مبارک جگہہ مین غیر اللہ کو پوجا اور اسکے ساتھ شرک کیا اُن لوگون کے واسطے اس آیت
مین توبیخ و تقریع ہے یعنی یہ جگہہ تو اس لایق ہے کہ اسمین اکیلا اللہ پوجا جاے کیونکہ
شروع دن سے اسکی بنا اسیواسطے رکھی گئی ہے سو ایسی بابرکت جگہہ مین اوسکو تو نہ پوجا
اُسکے غیر کو پوجنے لگے اس سے بڑھکر کیا بیوقوفی ہوگی کہ خالق کو چھوڑکر مخلوق کی عبادت
کے پیچھے پڑے پس اللہ پاک نے ذکر فرمایا کہ اللہ بوّأ ابراھیم مکان البیت ای ارشدہ
الیہ وسلّمہ لہ واذن لہ فی بنائہ یعنی اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ
کی جگہہ بتائی اور اسکو اُنکے سپرد کیا اور اوسکے بنانیکا اُنکو اذن دیا جو لوگ اس بات کے قائل

ہین کہ حضرت ابراہیم ہی نے پہلے پہل بیت عتیق کو بنایا اور اُنسے پہلے اوسکی بنا نہین ہوئی
اونمین سے بہت لوگون نے اِسی آیت سے استدلال کیا ہے چنانچہ صحیح مین حضرت ابوذر
رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ مین نے عرض کیا یارسول اللہ کونسی مسجد اوّل بنائی گئی
فرمایا مسجد الحرام مین نے عرض کیا پھر کونسی فرمایا بیت المقدس مین نے عرض کیا درمیان
اونکے کتنا زمانہ ہے فرمایا چالیس برس اور خود اللہ پاک نے فرمایا ہے ان اوّل بیت وضع
للناس للذی ببکۃ مبارکا الآیتین اور فرمایا ہے وعھدنا الی ابراھیم واسمعیل
ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود احادیث صحاح وآثار جو بنائے
بیت اللہ مین وارد ہوئی ہین ہم اُنکا ذکر اوّل کر آئے ہین یہان اُنکے ذکر سے غنا ہے اِسجگہ
اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا کہ ان لا تشرک بی شیئا یعنی تنہا میرے نام پر اوسکو بنا وطھر
بیتی قتادہ ومجاہد نے کہا اور پاک کر میرے گھر کو شرک سے للطائفین والقائمین
والرکع السجود یعنی اوسکو خاص اُن لوگون کے واسطے ٹھیرا جو کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ
کی عبادت کرتے ہین پس اُسکا طواف کرنے والا تو معروف ومشہور ہے طواف خاص ترین
عبادات ہے نزدیک بیت اللہ کے کیونکہ طواف سوا اوسکے اور کسی قطعۂ زمین مین نہین
کیا جاتا ہے اور قائمین وہ لوگ ہین جو نماز مین کھڑے رہتے ہین اور اسی لیئے والرکع السجود
فرمایا پس طواف کو نماز کا قرین کیا کیونکہ یہ دونون شروع نہین ہین مگر مختص بہ بیت اللہ سو
اکثر احوال مین طواف نزدیک بیت اللہ کے ہوتا ہے اور نماز طرف اُسکے پڑھی جاتی ہے مگر
تین نمازین اِس سے مستثنیٰ ہین ایک تو وہ نماز ہے جو وقت اشتباہ قبلہ کے پڑھی جاتی ہے
دوسری وہ نماز ہے جو لڑائی مین پڑھتے ہین تیسری نفلی نماز ہے سفر مین واللہ اعلم واذن
فی الناس بالحج یعنی پکار دے لوگون مین در انحال کہ تو بلانیوالا ہے اونکو طرف حج اِس گھر کے
جسکے بنانے کا ہمنے تجھکو حکم دیا ہے پس ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا یارب
کیف ابلغ الناس وصوتی لا ینفذھم یعنی اے رب مین لوگونکو کیونکر پہونچاؤن حالانکہ
میری آواز اونکو نہ پہونچے گی اسپر یہ ارشاد ہوا نادِ وعلینا البلاغ یعنی تو پکار دے
پہونچانا ہمپر ہے جب یہ سنا تو اپنے مقام پر کھڑے ہوئے یعنی مقام ابراہیمؑ پر جو کہ معروف

۱۱ تحقیق پیدا کرنا ٹھہرانا
لوگون کے واسطے یعنی
ہے جو کہ مکہ مین ہی برکت والا
اور رہنما راہ جہان کے
لوگون کو ہے مکہ مین نشانیان
ظاہر مین کھڑے ہونے
کی جگہ ابراہیم کی اور
جو اوسکے اندر آیا اوسکو
امن ملا اور اللہ کا حق
ہے لوگون پر حج کرنا
اوس گھر کا جو کوئی پاوے
اس تک راہ اور جو
کوئی منکر ہوا تو بیپروا
ہین رکھتا جہان کے
لوگون کی ۱۲ ۱۲ اور
کہا ہمنے ابراہیم کو اور
اسمعیل کو کہ پاک رکھو
گھر میرا واسطے طواف والون
کے اور اعتکاف والون
کے اور رکوع اور سجدہ
والون کے ۱۲

ہے کسی نے کہا حجر پر یعنی حجر اسود پر کسی نے کہا کوہ صفا پر کسی نے کہا جبل ابو قبیس پر اور کہا
یا ایھا الناس ان ربکم قد اتخذ بیتا فحجوہ یعنی لوگو بیشک تمھارے پروردگار نے ایک
گھر بنایا ہے سو تم اوسکا حج کرو پس کہتے ہین کہ پہاڑ پست ہو گئے یہانتک کہ اطراف زمین مین
آواز پہونچگئی اور سنا دیا اُن لوگون کو جو کہ مان کے رحم مین اور باپ کی پشت مین تھے اور
سنگ و کلوخ و درخت مین سے ہر شے نے اوسکو سُنا اور اُن لوگون نے سُنا جنکے واسطے
اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ وہ حج کرینگے روز قیامت تک اور سب نے اوسکا یہ جواب دیا لبیک اللھم
لبیک یعنی الٰہی ہم حاضر ہین یہ مضمون ہے اُس روایت کا جو کہ حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ
و سعید بن جبیر اور بہت سے سلف سے مروی ہے واللہ اعلم ابن جریر و ابن ابی حاتم نے اوسکو
مطوّل وارد کیا ہے یاتوک رجالا علی کل ضامر الایہ علما مین سے جو لوگ اِسطرف
گئے ہین کہ جو شخص پیادہ پا چلنے پر قدرت رکھتا ہے اُسکے واسطے پیادہ پا چلکر حج کرنا افضل
ہے سوار ہوکر حج کرنیسے وہ لوگ کبھی اس آیت سے استدلال کرتے ہین اِسواسطے کہ پیادہ پا
چلنے والون کو ذکر مین مقدّم فرمایا ہے پس تقدیم ذکر دال ہے اہتمام پر یعنی وہ لوگ متہم بالشان
ہین جب تو اونکا ذکر اورون سے اوّل کیا ہے اور دال ہے اُنکی قوت ہمم و شدّت عزم پر یعنی
وہ لوگ بڑے قوی الہمّت شدید العزم ہین کہ پیادہ پا حج کو آتے ہین وہ اسی کے مستحق ہین
کہ اونکا ذکر سب سے اوّل ہو وکیع نے عن ابی العمیس عن ابی حلحلہ عن محمد بن کعب حضرت
ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا ما اساء علی شیٔ قطّ الا انی وددت
انّی کنت حججت ماشیا لان اللہ یقول یاتوک رجالا یعنی مجھپر کسی شے نے بُرائی
نہین کی مگر اس بات نے کہ مین نے دوست رکھا اِس بات کو کہ مین پیادہ پا چلکر حج کرتا کیونکہ
اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہے کہ وہ آئین گے تیرے پاس پیادہ پا چلکر اور جس بات پر اکثر لوگ
ہین وہ یہ ہے کہ سوار ہوکر حج کرنا افضل ہے واسطے پیروی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کیونکہ آپنے باوجود اپنی کمال قوت کے سوار ہوکر حج کیا ہے یاتین من کل فج مراد
فج سے طریق ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وجعلنا فیھا فجاجا سبلا قولہ تعالیٰ
عمیق سے مراد بعید ہے مجاہد و عطاء و سدّی و قتادہ و مقاتل بن حیّان و ثوری اور بہت

۱۲ اور رکھین اور یمین کشادہ راہین ۱۲

لوگ اسی کے قائل ہین یہ آیت مثل اُس آیت کے ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے خبر دی ہے جسجگہہ کہ اُنھون نے اپنی دعا مین کہا ہے فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیہم پس نہین ہے کوئی اہل اسلام سے مگر حال یہ ہے کہ وہ کعبہ دیکھنے کی طرف مشتاق ہوتا ہے اور طواف کی طرف جُھکتا ہے ساری اطراف وجہات سے لوگ کعبہ کا قصد کرکے آتے ہین کذا فی ابن کثیر ف فتح القدیر و فتح البیان مین بعض روایات متعلق آیت باب ذکر کیے ہین بنظر زیادت بصیرت یہان لکھی جاتی ہین ا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنائے بیت اللہ کا حکم ہوا تو ہمراہ اُنکے حضرت اسمعیل و حضرت ہاجر علیہما السلام نکلے پھر جب مکے مین آئے تو ایک ٹیلے پر بیت اللہ کی جگہہ مین مثل بادل کے دیکھا اوسمین مثل سر کے پس اُس سر نے حضرت ابراہیم سے باتین کین کہا اے ابراہیم تو میرے سائے پر بنا یا میری قدر پر اور نہ زیادہ کر نہ کم کر پھر جب بن چکا تو حضرت ابراہیم نکلے اور حضرت اسمعیلؑ و ہاجر کو چھوڑ گئے یہ اوسوقت کا ذکر ہے جسکا اللہ فرماتا ہے و اذ بوأنا لابراہیم مکان البیت الآیہ اخرجہ ابن جریر والحاکم وصححہ ۲ عطا نے کہا والقائمین المصلین عندہ اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عنہ و اخرج عبد الرزاق وابن جریر عن قتادۃ معناہ ۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام بنائے بیت اللہ سے فارغ ہو چکے تو عرض کیا اے میرے رب مین فارغ ہو چکا تو فرمایا اذن فی الناس بالحج قال رب وما یبلغ صوتی قال اذن وعلی البلاغ قال رب کیف اقول قال قل یا ایہا الناس کتب علیکم الحج الی البیت العتیق یعنی تو لوگون مین حج کا اعلام کردے عرض کیا اے رب اور کیا میری آواز پہونچ جائے گی فرمایا تو تو پکار دے اور پہونچانا مجھپر ہے عرض کیا کیونکر کہون فرمایا کہدے اے لوگو حج تمپر فرض کیا گیا ہے طرف بیت عتیق کے پس سُن لیا اِسکو اُن لوگون نے جو کہ آسمان مین ہین اور زمین مین کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ وہ جواب دیتے ہین بعید ترین زمین سے لبیک پکارتے ہوئے اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف وابن منیع وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی السنن عنہ

سورہ ابراہیم بعضے لوگون کے دل جُھکے انی ۱۲

اسباب مین اور آثار مین صحابہ کے ایک جماعت سے **ف واذ بوّأنا لابراهيم مكان البيت**
کلمہ اذ بمعنی وقت وحین متعلق ہے اذکر محذوف سے خطاب ہے رسول کریم نبی رؤف رحیم حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نسفی وبیضاوی ومحلی وابوالبقاء نے یہی تقدیر کی ہے فتح القدیر وفتح البیان
مین بھی اسیطرح ہے اصل تبوّء کی کردینا مکان کا ہے مَبَاءَة مقرّ مباءة اسم مکان ہے بَاءَ
بمعنی رجع سے یعنی قرارگاہ اور ٹھکانے کو مباءت بولتے ہین کیونکہ جس کسی کا جو ٹھکانا
ہوتا ہے ادھر اُدھر پھر پھرا کر اوسی طرف لوٹ آتا ہے تبوّء بلاواسطہ اور بواسطہ حرف
لام دونون طرح متعدی ہوتا ہے محاورے مین بولتے ہین بَوَّأتُه منزلا وبوأت له
جسطرح کہ تمکین کا حال ہے کہ مکنتک اور مکنت لک دونون طرح کہتے ہین آنجگہہ معنی بوّأنا
کے یہ ہین کہ اللہ پاک نے واسطے ابراہیم علیہ السّلام کے مکان بیت اللہ کو مباءت کردیا یعنی
اوسکو اُنکے لیئے مرجع ٹھیرایا کہ واسطے عبادت وعمارت کے طرف اُسکے رجوع کرین اُسکے معنی مین
کئی قول ہین زجّاج رحمہ اللہ نے کہا بوّأنا له بينا یعنی بیان کردیا ہمنے واسطے
اوسکے اسجگہہ مکان بیت اللہ کا تاکہ وہ اوسکو بنائے اور اُسکے لیئے اور اوسکی اولاد کے لیئے
مرجع ہوجاے کہ طرف اوسکے رجوع کرین اور اوسکا حج کرین یہ تو شیخزادے نے ذکر کیا ہے
فتح القدیر مین زجّاج کا لفظ یون ہے کہ کردیا ہمنے مکان بیت کو ٹھکانا واسطے ابراہیمؑ کے
اور معنی بوّأنا کے یہ ہین کہ بیان کردیا ہمنے واسطے اُسکے مکان بیت کا **بیضاوی** کا
لفظ یہ ہے اذ عيّنا له وجعلنا له مَبَاءَةً یعنی معیّن کردیا ہمنے مکان بیت کو اور کردیا
اوسکو واسطے اُسکے ٹھکانا شیخزادے نے کہا چونکہ بیان کرنے معیّن کرنے سے مقصود یہ
تھا کہ حضرت ابراہیمؑ مکان بیت کو قرارگاہ اور ٹھکانا بنائین اسواسطے بعد عینا له کے جعلنا
له مباءة کہا اور جبکہ بوّأنا باء بمعنی رجع سے منقول تھا واسطے ارادہ تعدیت کے تو ظاہر
یہ تھا کہ بوّأنا ابراہیمؑ بدون لام کے کہتے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ جعلنا له مباءة کہکر اس
طرف اشارہ کیا ہے کہ مکان البیت بوانا کا مفعول بہ ہے اور حرف لام اسواسطے لائے کہ بوانا
کو جعلنا کے معنی کا متضمّن کیا ہے بیضاوی کے نزدیک قول مختار یہی ہے علامہ نسفی نے بھی
اسی کو اختیار کیا ہے لفظ اونکا یہ ہے واذكر حين جعلنا لابراهيم مكان البيت مَبَاءَةً

لہ
لفظ عربی یہ ہے
قال الزجاج معناه
جعلنا مكان البيت
مبوأ لابراهيم
ومعنى بوأنا لابراهيم
مكان البيت فتح البيان
مين يون كہا ہے
وقيل معنى بوأنا الخ
قال ١٢ منه

یہ قول کہ بوّأنا بمعنی جعلنا ہے خازن نے حضرت ابن عبّاس کی طرف اوسکو منسوب کیا ہے
کسی نے کہا بمعنی وطّأنا ہے ابو البقاء نے کہا بمعنی ھیّأنا ہے اِن معانی کی بنا پر حرف لام
زائد نہین ہے محلّی کے نزدیک بھی عدم زیادتِ لام مختار ہے اِسیواسطے بوّأنا کے معنی بیّنّا لکھی
ہین قرطبی نے بلفظ قیل یہ معنی ذکر کیئے ہین کہ اَرَیْنَاہُ اصلہ لِاِبْنِیَہ یعنی دکھادی ہمنے ابراہیمؑ کو
اصل بیت اللہ کی تاکہ وہ اوسکو بنائے فرّاء نے کہا کہ حرف لام زائد ہے اور مکان البیت
ظرف ہے ای انزلنا ہ فیہ یعنی اوتارا ہمنے ابراہیم کو بیت اللہ کی جگہہ مین ابو البقاء نے
اِس قول کو اوّل ذکر کیا ہے تو گویا اُنکے نزدیک مختار یہی ہے اور کہا ہے دلیل اسپر یہ آیت
ہے ولقد بوأنا بنی اسرائیل کرخی نے کہا کہ اکثر معربین اسی کے قائل ہین لیکن بیضاوی
نے اِس قول کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے گویا اونکے نزدیک پسندیدہ نہین ہے شیخزادے نے
اِسکے پسند نہونے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ لام اوسیوقت زیادہ کیا جاتا ہے
جبکہ معمول مقدم ہو اور عامل فرع ہو حالانکہ یہان انمین سے کوئی شے موجود نہین ہے دوسری
وجہ یہ ہے کہ مکان البیت ظرف ہے تو حق اوسکا یہ ہے کہ فعل اوسکی طرف بکلمۂ فی متعدّی ہو اب
رہی یہ بات کہ بنا بر قول اوّل اللہ پاک نے بیان و تعیین مکان بیت کا حضرت ابراہیمؑ کے واسطے
کسطرح کیا سو اسمین باختلاف روایت کئی قول ہین ایک یہ ہے کہ زمانۂ طوفان مین بیت اللہ آسمان
کی طرف اوٹھالیا گیا تھا یا مٹ گیا تھا پس اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک ہوا بھیجکر اوسکا
مکان معلوم کرادیا اوس ہوا نے بیت اللہ کے گرداگرد کو جھاڑ ڈالا تو اونھون نے اوسکی بنیاد قدیم
پر اوسکو بنایا بیضاوی نے اِس قول کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے محلّی کا لفظ یہ ہے وکان قد رفع
زمن الطّوفان علامۂ نسفی نے بھی اِس قول کو ذکر کیا ہے اور بجاے ماحولہ کے مکان
البیت کہا ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ بیت اللہ یاقوت سرخ کا تھا خازن نے یہ کہا ہے کہ
مکان البیت صرف اِسلیئے ذکر کیا کہ زمانۂ طوفان مین کعبہ آسمان کی طرف اوٹھالیا گیا تھا پھر
جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو بناے بیت کا حکم دیا تو اونھون نے نجانا کہ
کسطرف بنائین پس اللہ تعالیٰ نے ریح خجوج بھیجی تو اوسنے حضرت ابراہیمؑ کے واسطے گرداگرد
بیت اللہ کو بنیاد سے جھاڑ دیا قرطبی نے یون کہا ہے درس بالطوفان وغیرہ یعنی بسبب طوفان

۵۱ اور جاگہہ دی ہمنے بنی اسرائیل کو ۱۲ منہ

۵۲ مثل یدل المرء غیر استواء کذا فی مع بعض اختصار و تحریف در پیچان کذا فی القاموس ۱۲ منہ

وغیرہ کے بیت اللہ کا نشان مٹ گیا تھا پھر جب ابراہیم علیہ السلام کی مدت آئی تو اللہ پاک نے
اوسکے بنانے کا اونکو حکم دیا تو وہ اوسکے موضع کی طرف آئے اور نشان ڈھونڈنے لگے پس
اللہ پاک نے ریح ہفّافہ[۵۱] کو بھیجا تو اوسنے بنیاد آدم علیہ السلام کو کھولدیا فرتب قواعد[۵۲] علیہ
یعنی اوس بنیاد پر اوسکی بنیاد مرتب کی جیساکہ سورۂ بقرہ مین گذر چکا ہے **دوسرا** قول یہ ہے
کہ اللہ پاک نے بقدر بیت اللہ ایک ابر بھیجا تو وہ اوسکی برابری مین کھڑا ہوگیا اور اوسمین ایک سر تھا
بات کرتا کہ اے ابراہیم تو میرے اندازپر بنا پس اونھون نے اوسپر بنایا یہ لفظ خازن کا ہے
خطیب کا لفظ ابن علی دَوری ہے یعنی تو میرے دَور پر بنا جبل نے کہا ہے کہ بعد رفع بیت اللہ کے
حضرات انبیا علیہم السلام اوسکے مکان کا حج کیا کرتے تھے اور اوسکو جانتے نہ تھے یہانتک کہ ٹھیک
کردیا اللہ پاک نے ٹھکانا اوسکا واسطے ابراہیم علیہ السلام کے تو اونھون نے اوسکو آدم علیہ السلام کی
بنیاد پر بنایا اور طول اوسکا آسمان کی جانب مین سات ذراع رکھا اونکے ذراع سے اور زمین مین تیس
ذراع اونکے ذراع سے اور حطیم کو بیت اللہ مین داخل کیا اور اوسکی چھت نہین بنائی اور اوسکے لیے ایک
دروازہ رکھا اور اوسکے واسطے ایک کنوان کھودا کہ بیت اللہ کے واسطے جو شے ہدیہ کیجاے
وہ اوسمین ڈالدی جاے حضرت ابراہیمؑ سے پہلے حضرت شیث نے بنایا اور اونسے پہلے حضرت
آدمؑ نے اور اونسے پہلے ملائکہ نے علیہم الصلوٰۃ والسلام سورۂ بقرہ مین پوری گفتگو اسپر گزر چکی ہے
فائدہ شیخ ازدے رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے مروی ہے کہ کعبۂ مکرمہ پانچ بار بنایا گیا ہے
ایک تو آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتون نے بنایا اور وہ سُرخ یاقوت کا تھا پھر زمانۂ طوفان
مین آسمان کی طرف اوٹھالیا گیا **دوسری** بنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے مروی ہے
کہ جسوقت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بناے بیت اللہ کا حکم دیا تو اونھون نے
سنجانا کہ کہان بنائین پس اللہ پاک نے طرف اونکے سکینہ بھیجا سکینہ ریح خجوج ہے پس اوسنے
بیت اللہ کی جگہہ کو مثل ڈہال کے گھیر لیا پھر اوسنے بیت اللہ کو کھولدیا یعنی ماحول بیت کو
اور بنیاد قدیم کو ظاہر کردیا تو اونھون نے بناے قدیم پر اوسکو بنایا **تیسری** بنا قریش کی ہے
جاہلیت مین اس بنا مین حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوئے آپ اسوقت مرد جوان تھے
پھر جب قریش نے حجر اسود کے اوٹھانے کا ارادہ کیا تو اسباب مین جھگڑے ہر قبیلے نے چاہا

۵۱ وہ ہوا اپنے چلنے مین نہایت جلد گزرنیوالی ہو اوسکو ہفّافہ کہتے ہین ۱۲
۵۲ اصل بنا قواعد البیت اساسہ ۱۲ مختار

کہ اُسکے اوٹھانے کا وہی متولی ہو پھر اِس بات پر متفق ہوئے کہ جو مرد اس گلی سے پہلے نکلے وہی درمیان اونکے فیصلہ کرے پس حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اوّل نکلے تو آپنے اونکے درمیان مین یہ فیصلہ فرمایا کہ حجر اسود کو ایک چادر مین رکھین پھر اوسکو سارے قبیلے اوٹھائین پس سب نے اوسکو اوٹھایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چڑھے اونھون نے اوسکو آپکی طرف اوٹھایا پس آپ نے اوسکی جگہہ مین اُسکو رکھدیا قریش آپکو امین کہا کرتے تھے کہا ہے کہ پندرہ برس قبل مبعث سے بناے کعبہ ہوئی ہے **چوتھی** بنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ہے **پانچوین** بنا حجّاج کی ہے یہی بنا آجتک موجود ہے **قولہ تعالیٰ** ان لا تشرک بی شیئاً مین چار قول ہین **پہلا قول** یہ ہو کہ اَن تفسیریہ ہے لیکن اَن تفسیریہ کی شرط یہ ہو کہ اوس سے پہلے ایک جملہ ہو اور اوسمین قول کے معنی ہون حروف قول نہون اور اُسکے مابعد کے معنی ماقبل سے متحد ہون حالانکہ یہان ایسا نہین ہے اور شرک سے نہی کرنا اور تطہیر بیت کا حکم کرنا تبوئہ کی تفسیر کیونکر ہو سکتا ہے پس مفسرین نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ اَن بوأنا کی تفسیر ہے اور بوأنا مین معنی قول کے ہین اِس جہت سے کہ بیت اللہ کی جگہہ کا معیّن کرنا اور حضرت ابراہیمؑ کے واسطے اوسکو جاے قرار ٹھیرا دینا اِس سے مقصود نہین ہے مگر عبادت تو گویا یون فرمایا کہ تعبدنا ابراھیم قلنا لہ لا تشرک بی شیئاً اور تعبد مین قول کے معنی ہین اِسلیے کہ تعبد شخص اس سے عبارت ہے کہ امر و نہی کی تکلیف مین اوسکو اپنے غلام کی مثل کر لیوے تو گویا یون کہا گیا کلفنا ابراھیم ان لا تشرک بی شیئاً الخ یہ تو قاضی صاحب کے قول کی تشریح ہے محلی کا بیان یہ ہے کہ بوأنا کی تفسیر بینا کی اور اَن کی پہلے وامرناہ مقدر نکالا۔ غرض اِس سے یہ ہے کہ اَن تفسیریہ ہو جاے کیونکہ امرنا مین ہر دو شرط مذکور موجود ہین پس معنی بوأنا کے قلنا لا تشرک وقلنا طہّر بیتی ہین خازن کی تقدیر یہ ہے عہدنا الی ابراھیم وقلنا لہ لا تشرک بی شیئاً تنفی وابو البقاء کی تقدیر یہ ہے کہ قائلین لہ لا تشرک بی شیئاً **دوسرا قول** یہ ہے کہ اَن مصدریہ ہے مشہور تر مذہب یہ ہو کہ اَن مصدریہ کا صلہ امر و نہی نہین ہوتا ہے اور جسمین معنی طلب کے ہین وہ بھی اَن کا صلہ نہین پڑتا ہے لیکن سیبویہ نے اسکو جائز رکھا ہے اونکے نزدیک امرتہ ان اقرء

یہ بھی بوأنا کی تفسیر ہے ۱۲

وامرته ان قم ای بان قم جائز ہے معنی یہ ہین بالقیام جو اَنْ مصدریہ کہ مضارع کو نصب دیتا ہے سیبویہ کے نزدیک ماضی و مضارع وامر و نہی سے اوسکا صلہ کیا جاتا ہے پس آیتِ کریمہ مین جو اَنْ ہے جائز ہے کہ مصدریہ ہو نہی سے موصول ہو لام علّت مقدر سے مجرور المحل ہو محذوف سے متعلق ہو معنی یہ ہون کہ فعلنا ذٰلك لئلا تشرك مگر اس وجہ کی بنا پر ظاہر یہ ہے کہ یون کہا جاے ان لا یشرك بیا ے غیبت ایک قرارت مین اسیطرح ہے اسی واسطے ابو البقاء نے کہا ہے کہ قرارت بالیاء اَنْ مصدریہ کی مقوی ہے عامہ کی قرارت بحذفہا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ کلام منجملہ التفات ہے غیبت سے طرف خطاب کے پس جو ہم ذکر کر آئے ہین اوس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ کلمۂ اَنْ آیتِ کریمہ مین مصدریہ ناصبہ ہو سکتا ہے باوجود اسکے کہ لا تشرك لاے نا ہیہ سے مجزوم ہو گویا معنی یہ ہین بوأنا له مکان البیت وفعلنا ذٰلك لئلا یجعل لی شریکا فی العبادة ابو حاتم مصدریہ کے قائل ہین بیضاوی و ابو البقا نے دونون قول نقل کیے ہین نسفی و محلّی نے صرف قول اوّل **تیسرا قول** یہ ہے کہ اَنْ مخففہ ہے مثقلہ سے شیخ زادے نے فرمایا ہے کہ یہ جائز نہین ہے اسواسطے کہ صلہ مخففہ کا نہ امر و نہی ہوتا ہے نہ وہ شے جسمین معنی طلب کے ہین یہ بات بالاجماع ہی **چوتھا قول** یہ ہے کہ اَنْ زائدہ ہے کو اَشی وغیرہ اسی کے قائل ہین فتح القدیر مین چارون قول ذکر کیے ہین لیکن باجمال پھر کہا ہے کسی نے کہا معنی آیت کے یہ ہین کہ وحی کی ہمنے طرف ابراہیم کے اس بات کی کہ مت پوج میرے غیر کو نمرود نے کہا گویا اونسے یون کہا گیا کہ تو میری توحید کر اس گھر مین کیونکہ لا تشرك بی کے معنی ہین وَحِّدْنی وطهر بیتی من الشرك وعبادة الاوثان یعنی تو میری توحید کر اور میرے گھر کو شرک اور بتون کی عبادت سے پاک صاف کر بیت اللہ کے رہنے بسنے والون مین سے جن لوگون نے شرک کیا اونپر اس آیت مین طعن ہے یعنی یہ شرط تھی تمھاری باپ پر اور اونپر جو اونکے بعد ہوئے سو تمنے وہ شرط پوری نکی بلکہ تمنے شرک کیا ایک فرقے نے کہا کہ لا تشرك کا خطاب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے یہ قول بغایت ضعیف ہے وطهر بیتی یعنی پاک کر میرے گھر کو اَوثان و اقذار سے جیسا کہ نسفی و بیضاوی نے کہا ہے یعنی بتون سے اور گندگیون سے اسکو پاک صاف کرو

لہ کواشی منسوب ہین طرف کواشہ کے ایک قلعہ ہے فوجی موصل مین رہتا تھا وفات اسی مین ہوئی ہے امام یافعی رضی اللہ عنہ نے بذیل وفیات سنہ ۶۸۰ ہجری تاریخ مرآۃ الجنان مین تحریر فرمایا ہے وفیہا توفی الشیخ المفسر العلامة المقری المحقق الزاهد ذو الکرامات والمقالة المشهورة ابو العباس احمد بن یوسف بن حسن الشهیر بالکواشی مشتغل حتی برع فی القرآت والتفسیر والعربیة وکان صنف وکرامات ۱۲ منقطع القرین ..... وصلاحا وصلاحا وله تشتغل

مطلب یہ ہو کہ معنوی و حسّی گندگی سے اوسکی طہارت مراد ہے محلی نے صرف اوثان کا
ذکر کیا ہے قرطبی کا بیان یہ ہے کہ تطہیر بیت کی عام ہے کفر و بدع و جمیع انجاس و دماہین
یعنی کفر و بدعت و نجاست و خون وغیرہ سب سے اوسکو پاک رکھنا چاہیئے کسی نے کہا کہ مراد
تطہیر ہے اوثان سے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان وجہ اسکی
یہ ہے کہ جرہم و عمالقہ کے بُت تھے کعبے کی جگہ مین اور اُسکے گرداگرد قبل اسکے کہ حضرت
ابراہیم علیہ السّلام اوسکو بنائین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اوسکو منزہ و پاک کر اس سے کہ
اوسمین کوئی بُت پوجا جاے یہ امر ہے اظہار توحید کا اوسمین فتح القدیر و فتح البیان مین بھی
اسمین سے دو قول ذکر کیے ہین پھر کہا ہے کہ سورۂ برات مین اسکی تفسیر گزر چکی ہے علامہ نسفی
نے ذکر کیا ہے کہ بیتی بفتح تحتیہ قرارت مدنی و حفص ہے للطائفین والقائمین والرکع
السجود بیضاوی کا مختار یہ قول ہے کہ طائفین سے مراد وہ لوگ ہین جو کہ خانۂ کعبہ کا
طواف کرتے ہین اور قائمین سے مراد مصلین ہین کیونکہ نماز پڑھنے والا اپنی نماز مین غالب قیام
و رکوع و سجود کا جامع ہوتا ہے کیونکہ سجود کا ذکر بعد اوسکے۔ واسطے بیان ارکان نماز کے کیا
تاکہ معلوم ہو جاے کہ یہ عبادت عظیم الشان ہے اسکا ہر رکن مستقل اس بات کا مقتضی ہے
کہ اوسکے ادا کرنے والے کے واسطے تطہیر کا حکم ہو پھر جب وہ سب ارکان جمع ہو جائین تو اوسکا
کیا کہنا ہے طواف کو نماز کے ساتھ اسلئے قرین کیا کہ یہ دونون سواے بیت اللہ کے اور
کہین مشروع نہین ہین سو طواف تو اُسکے نزدیک ہوتا ہے اور نماز طرف اُسکے شیخ زادے
نے ذکر کیا ہے حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ قائمین سے مراد
وہ لوگ ہین جو کہ بیت اللہ مین اقامت گزین ہین اس صورت مین مراد طائفین سے وہ
لوگ ہونگے جو کہ کعبے کا طواف کرتے ہین اور وہ آفاقی ہین وہان کے رہنے بسنے والے
نہین ہین نسفی و خازن کا مختار یہی قول معلوم ہوتا ہے اور محلی کا بھی تینون نے قائمین کے
معنی مقیمین اور رکع سجود کے مصلین لکھے ہین دونون راکع و ساجد کی جمع ہین واذن فی
الناس بالحج جمہور کی قرارت اَذِنْ بفتح ہمزہ و تشدید ذال معجمہ بصیغۂ امر ہے تاذین سے
صراح مین کہا ہے تاذین دستوری دادن کسے را بر کارے نسفی و محلی و بیضاوی نے کہا ہے

نادِ فیہم حضرت حسن وابن محمد بن حنفیہ نے آذن بمد وتخفیف ذالِ معجمہ بصیغۂ امر پڑھا ہے ایذان سے
صراح مین کہا ہے ایذان وتاذن آگاہانیدن وآذان آگاہی وادن شیخزادے نے فرمایا ہے
کہ قولہ تعالیٰ فی الناس اِس قرأت کو بعید کرتا ہے کیونکہ اسوقت یہ لایق تھا کہ
آذِن الناس کہا جاتا بدون کلمۂ فی کے اِسواسطے کہ ایذان خود بلا واسطہ متعدی ہوتا ہے
بالحج مین مضاف محذوف ہے ای بدعوۃ الحج والامر بہ جیساکہ بیضاوی نے کہا ہے
علامہ نسفی نے فرمایا الحج ھو القصد البلیغ الی المقصد المنیع یعنی عالی مقصد کی طرف
پورے طور پر قصد کرنے کو حج کہتے ہین مختار مین کہا ہے کہ اصل مین حج قصد ہے اور عرف
مین واسطے نسک کے مکے کے قصد کرنے کو حج بولتے ہین باب اِسکا ردّ ہے یعنی حج یحج بروزن
نصر ینصر فتح القدیر وفتح البیان مین ذکر کیا ہے واحدی نے کہا کہ مفسرین کی ایک جماعت نے
کہا ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام بنائے بیت اللہ سے فارغ ہو چکے تو جبریل علیہ السّلام
اونکے پاس تشریف لائے اونکو امر کیا کہ لوگون مین ندائے حج کرین تو وہ بولے اے رب
میری آواز کو کون پہونچائے گا اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ تو تو پکار دے پہونچانا مجھپر ہے پس
حضرت ابراہیم علیہ السّلام مقام پر چڑھے تو وہ اونکو لیکر بلند ہوا یہانتک کہ مثل اعلےٰ ترین جبال
ہوگیا پھر انھون نے اپنی دو انگلیان دونون کانون مین ڈالین اور اپنا چہرہ دائین بائین شرق
وغرب کی طرف کیا اور کہا اے لوگو تمپر حج فرض کیا گیا ہے طرف بیت اللہ کے سو تم اپنے
رب کو جواب دو پس اونکو جواب دیا اُن لوگون نے جو کہ مردون کی پشتون مین اور عورتون کے
رحمون مین تھے لبیک اللھم لبیک قتادہ نے بھی یہی کہا ہے کہ مقام پر چڑھے اور لفظ
یہ ہے یاایھا الناس ان ربکم قد بنیٰ بیتا وکتب علیکم الحج الی البیت فاجیبوا
ربکم جواب دیا اونکو ہر اُس شخص نے کہ جو حج کریگا اصلاب آبا وارحام امہات سے
لبیک اللھم لبیک پہلے پہل جسنے جواب دیا وہ لوگ یمن والے تھے سو وہ سب لوگون سے
زیادہ تر حج کرنیوالے ہین قتادہ نے اِس قول کو حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے
علامہ نسفی نے کہا کہ جبل ابوقبیس پر چڑھے اور لفظ یہ ہے یاایھا الناس حجوا بیت ربکم پس اُنکو
جواب دیا اوس شخص نے جسکے لیے مقدر کیا گیا ہے کہ وہ حج کرے گا اصلاب وارحام سے لبیک اللھم لبیک

بیضاوی نے بھی ابو قبیس کہا ہے اور لفظ بھی بعینہ مثل نسفی کے ہے پس سُنا دیا اللہ پاک نے
اوسکو اُن لوگون کو جو کہ مردون کی پشتون مین اور عورتون کے رحمون مین تھے درمیان
مشرق و مغرب کے اُن لوگون مین سے کہ اللہ کے علم مین سابق ہو چکا تھا کہ وہ حج کرینگے محلی نے
بھی ابو قبیس کہا ہے قرطبی نے کہا کہ جسوقت وہ اوسپر چڑھے تو پہاڑون نے اپنے سر پست
کر دیئے اور پستیان اونکے واسطے بلند کر دی گئین تو اونھون نے لوگون مین حج کی ندا کی پس
ہر شے نے اونکو جواب دیا شیخزادے نے تین قول نقل کیے ایک کوہ صفا دوسرا جبل
قبیس تیسرا مقام یہ قول اوّل بھی گزر چکے ہین اور لفظ ندا یہ ہے یا ایھا النّاس ان ربکم
قد بنی لکم بیتا و کتب علیکم الحج الیہ فاجیبوا ربکم و حجوا بیتہ الحرام لیثیبکم
بہ الجنۃ و یجیرکم من النار پس ما بین آسمان و زمین کے لوگون نے اسکو سُنا پھر کوئی شے
باقی نرہی جسنے اونکی آواز سُنی مگر وہ لبیک کہتے ہوئے متوجہ ہوئے مجاہد رضی اللہ عنہ نے
کہا ہے جسنے ایکبار جواب دیا وہ ایک بار حج کرے گا جسنے دوبار جواب دیا وہ دو بار حج کریگا یا
زیادہ اوسی مقدار کے موافق اب رہا خطاب اذن کا سو روایات و اقوال سابقہ سے معلوم ہو چکا
کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو ہے کسی نے کہا کہ یہ خطاب حضور صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہے
معنی یہ ہین کہ اے محمد صلّے اللہ علیہ وسلم تم اعلام کر دو لوگون کو اِس بات کا کہ حج اونپر فرض
ہے اِس قول کی بنیاد پر حضرت ابراہیم کا خطاب والرّکع السجود کے نزدیک منتہی ہو چکا کسی نے
کہا کہ اونکا خطاب مکان البیت پر تمام ہو گیا اور ان لا تشرک بی اور اوسکا ما بعد خطاب ہے
ہمارے حضور پرنور صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بیضاوی نے اِس قول کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے
اور علامہ نسفی نے اسکو حضرت حسن بصری کی طرف منسوب کیا پھر کہا کہ قول اوّل اظہر ہے
خازن نے اِسکو بلفظ زعم الحسن ذکر کیا ہے پھر حدیث مسلم کی ذکر کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ سُنایا
پس فرمایا اے لوگو مقرر اللہ نے تمپر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو انتہی جمہور نے بالحج
بفتح حاے مہملہ پڑہا ہے اور ابن ابی اسحٰق کی قرارت سارے قرآن مین بکسر حا ہے قولہ تعالٰی
یاتوک رجالا جواب ہے امر کا رجالا مین چار قراتین ہین ایک تو بکسر اے مہملہ

وتخفیف جیم جمع ہے راجل ضد فارس کی کسی نے کہا جمع ہے رجل کی نسفی ومحلی وبیضاوی وخازن نے کہا ہے کہ رجال جمع ہے راجل کی جسطرح کہ قایم کی جمع قیام ہے دوسری رُجالاً بضم راء وتخفیف جیم ابن ابی اسحٰق نے اسیطرح پڑہا ہے ابوالبقاء نے کہا کہ یہ وزن جمع مین قلیل ہے تیسری رُجّالاً بضم راء وتشدید جیم ہے جیسے صائم کی جمع صُوّام ہے چوتھی رُجَالیٰ ہے بضم راء وتخفیف جیم والف مقصورہ درآخر بروزن فُعالیٰ جیسے کُسالیٰ وعُجالیٰ مجاہد نے اسیطرح پڑہا ہے یعنی رجالا کے مَشاۃً ہین ترکیب مین یاتوك کی ضمیر سے حال ہے اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے وعدہ کیا کہ لوگ تمہاری دعوت کا جواب دینگے پیادہ پا چلتے ہوئے تمہارے پاس آئینگے یاتوك فرمایا حالانکہ لوگ تو بیت اللہ مین آئینگے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ جو شخص حاجی ہوکر کعبے مین آیا تو مقررہ حضرت ابراہیم کے پاس آیا کیونکہ اوسنے اونکی ندا کا جواب دیا ہے تو گویا وہ اونھین کے پاس آیا یا مضاف مقدر ہے ای یاتوا بیتك قولہ تعالیٰ وعلیٰ کل ضامر معطوف ہے رجالاً پر یہ بھی حال ہے ای وراکبانًا علی کل بعیر مہزول ضمر کہتے ہین لاغری کو ضامر وہ لاغر اونٹ ہے جسکو سفر نے تھکا دیا ہو محاورے مین بولتے ہین ضمر یضمر ضمورًا ضامر بدون حرف تای تانیث نر ومادہ دونون پر بولا جاتا ہے جسطرح کہ بعیر کا اطلاق مذکر ومؤنث دونون پر ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ لوگ پیادہ پا چلکر اور دُبلے دُبلے اونٹون پر سوار ہوکر دور دراز سفر گوارا کرکے تمہارے پاس آئینگے مارے بُعد مسافت ومشقت سفر کے اونکے اونٹ لاغر ونزار ہوجائینگے یاتین من کل فج عمیق صفت ہے ضامر کی باعتبار معنی کے کیونکہ ضامر معنی ضوامر مین ہے یعنی جماعت شتران لاغر یا جملۂ مستانفہ ہے اس صورت مین ضمیر ناس کی طرف راجع ہوگی یعنی جب اللہ پاک نے اوّل یون فرمایا واذن فی الناس بالحج یاتوك رجالا وعلےٰ کل ضامر تو مثلاً کسی نے کہا کہ وہ کہان سے آئینگے تو فرمایا کہ راہ دور سے آئینگے علامہ نسفی نے فرمایا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یاتون پڑہا ہے یہ صفت ہے رجال وکبان کی ابوالبقاء نے اسکو قرارت شاذہ ٹھیرایا ہے اور تقدیر یہ نکالی ہے ای یاتون علی کل ضامر وقیل یاتون مستانف اور من کل فج عمیق اوس سے متعلق ہے فتح القدیر مین کہا ہے کہ اصحاب عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ و ابن ابی عبلہ و ضحاک نے یاتون پڑہا ہے اس بنا پر کہ صفت ہو رجالاً
کی نیج کہتے ہین راہ فراخ کو جمع اسکی فجاج ہے اور عمیق بمعنی بعید ہے بیضاوی مین ذکر
کیا ہے کہ کسی نے معیق پڑہا ہے محاورے مین بولتے ہین بئر بعید العمق والمعق
دونون کے ایک معنی ہین ابو حیان نے بحر مین ذکر کیا ہے کہ رجالاً و رکباناً سے بعض
نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ راکب بحر پر حج واجب نہین ہے یہ استدلال ضعیف ہے
اسواسطے کہ مکہ مکرمہ دریا پر نہین ہے اوسکی طرف تو انھین دو حالتون سے وصول ہوتا ہے
چلکر یا سوار ہوکر سو اللہ پاک نے اوسی شے کا ذکر فرمادیا کہ جس سے طرف اسکے وصول ہوتا ہے
علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رجال کو رکبان پر مقدم فرمایا واسطے اظہار فضیلت
پیدل چلنے والون کے جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہے انتہی شیخزادے رحمہ اللہ تعالیٰ نے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سوار حاجی کے واسطے بعوض ہر قدم کے جسکو اوسکی سواری چلتی
ہے ستر نیکیان ہین اور واسطے پیدل حاجی کے بعوض ہر قدم کے جسکو وہ چلتا ہے چھ سو
نیکیان ہین حرم کی نیکیون سے کسی نے عرض کیا کہ حرم کی نیکیان کیا ہین فرمایا الحسنۃ بمائۃ
الف حسنۃ یعنی ایک نیکی برابر ایک لاکھ نیکی کے مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم و
اسمعیل علیہما السلام نے پیادہ پا چلکر حج کیا ہے اور جسوقت وہ حرم سے قریب ہوتے تو اپنی
جوتیان اوتار لیتے تھے کرخی نے بھی اس مضمون کو بیان کیا ہے اور کسی کا نام نہین لیا ہے
فتح البیان مین بعد نقل قول کرخی کے فرمایا ہے کہ اسباب مین معتمد یہ ہے کہ رکوب افضل ہے
مشی سے اسواسطے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری پر سوار ہوکر حج کیا ہے
جیسا کہ روایات صحیحہ مشہورہ مین وارد ہوا ہے اور فضیلت اتباع کی غیر اتباع پر زائد ہوتی ہے
گو مشی فی نفسہ فضیلت ہو برابر ہے کہ مشی پر قادر ہو یا نہو احرام کے پہلے اور اوسکے بعد کرخی
نے جو حدیث امام غزالی و رافعی رضی اللہ عنہما کی پیروی کرکے ذکر کی ہے وہ ضعیف ہے علی ما فیہ
قالہ ابن علان فی مُنیر شوقا لانام الی بیت اللہ الحرام اور جن لوگون نے اوس حدیث
کی تضعیف کی ہے منجملہ اونکے ابن حجر کی ہین شرح عباب و شرح منہاج مین تقدیم کا جواب

جس کنوین کی تہ نہایت گہری ہوتی ہے اوسکو بئر بعید العمق کہتے ہین ۱۲

یہ ہے کہ تقدیم کبھی تفضیل کے قطعاً مفید نہین ہوتی ہے یا بنا بر اصح کبھی مفضول متقدم ہوتا ہے اور افضل متاخر قال تعالیٰ فمنکم[۹۱] کافر ومنکم مؤمن وقال[۹۲] لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ وقال[۹۳] ان مع العسر یسرا الی غیر ذلک من الآیات فلیعلم انتہی اور بعد ذکر قول علامہ نسفی قدم الرجال علی الرکبان اظہار الفضیلۃ المشاۃ کے فرمایا ہے ولیس[۹۴] بشیء لان الاستطاعۃ المفسرۃ بالزاد والراحلۃ فی الحدیث الصحیح شرط فی فریضۃ الحج انتہی علامہ شوکانی نے تقدیم کی وجہ یہ لکھی ہے قدم الرجال علی الرکبان فی الذکر لزیادۃ تعبہم فی المشی یعنی پیدل چلنے والونکو چونکہ چلنے مین زیادہ تعب ہوتا ہی اسواسطے ذکر مین سوارون پر اونکو مقدم کیا اگر کسی شخص پر حج فرض نہین ہے اور مارے شوق کے پیدل حج کو گیا اور نیت درست ہے اور اخلاص وصدق محبت پورا پورا ہے تو اللہ پاک کی قدردانی سے امید ہے کہ اوسکو اجر علی قدر النصب عطا فرمائے **حکایت** علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے محمد بن یاسین نے کہا کہ طواف مین مجھسے ایک شیخ نے کہا کہ تو کہان کا ہے مین نے کہا خراسان کا کہا کہ تمھارے اور بیت اللہ کے درمیان مین کتنی مسافت ہے مین نے کہا دو ماہ یا تین ماہ کی راہ ہے اوسنے کہا تم تو بیت اللہ کے پڑوسی ہو مینے کہا تو کہان سے آیا ہے کہا پانچ برس کی راہ سے مین جوان نکلا تھا سو اب ادھیڑ ہو گیا مین نے کہا واللہ یہ ہے طاعت جمیلہ ومحبت صادقہ اسپر اوسنے یہ دو شعر پڑھے

زر من ھویت وان شطت بک الدار	وحال من دونہ حجب وآستار
لا یمنعنک بعد عن زیارتہ	ان المحب لمن یھواہ زوار

یعنی جس شخص کو تو چاہتا ہے اوس سے محبت رکھتا ہے اوسکی زیارت وملاقات کیا کر گو اوسکا گھر تجھسے دور ہو اور اوسکے ورے پردے حائل ہون تجھے چاہیئے کہ اوسکی زیارت سے ہرگز دوری تیری مانع نہو کیونکہ دوست تو اپنے دوست کی ضرور ہی زیارت کرتا رہتا ہے حضرت امام یافعی رضی اللہ عنہ نے کتاب روض الریاحین مین ۱۰۴ حکایت بعنوان عن بعضہم باختلاف بعض الفاظ اسکو ذکر فرمایا ہے لفظ اوسکا یہ ہے بعض صالحین سے مروی ہے کہا مین نے طواف مین ایک مرد میانہ سال کو دیکھا کہ اوسے عبادت نے ضعیف کر ڈالا تھا

۹۱ پھر کوئی تم مین منکر ہے اور کوئی تم مین ایماندار ۱۲ منہ
۹۲ برابر نہین لوگ دوزخ کے اور لوگ بہشت کے ۱۲ منہ
۹۳ البتہ مشکل ساتھ آسانی ہے ۱۲ منہ
۹۴ لیکن یہ تعلیل منافی قول نسفی کو نہین قول نسفی اور یہ قول کہ حج کی فرضیت کے واسطے زاد وراحلہ شرط ہے دونون جمع ہو سکتے ہین ۱۲ منہ

اوسکے ہاتھ مین عصا تھا اور سپر تکیہ لگائے ہوئے طواف کر رہا تھا مین نے اوس سے اوسکے شہر
کا پوچھا تو کہا خراسان پھر اوسنے مجھسے کہا کہ تم اس راہ کو کتنی مدت مین قطع کرتے ہو مین نے
کہا دو ماہ یا تین ماہ مین وہ بولا پھر تم ہر سال کیون نہین حج کرتے مین نے اوس سے کہا کہ تمھارے
اور اس گھر کے درمیان مین کتنا فاصلہ ہے اوسنے کہا پانچ برس کی راہ مین نے کہا واللہ
بیشک فضل مبین و محبت صادقہ یہی ہے اسپر وہ ہنسا اور اشعار مذکور پڑھنے لگا

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ
مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ
وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ کہ پہونچین اپنے بھلے کی جگہون پر
اور پڑھین اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہین ذبح پر چوپایون مواشی کے جو اوسنے دیئے ہین
اونکو سو کھاؤ اوسمین سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو پھر چاہیئے میٹھرین اپنا میل کچیل
اور پوری کرین اپنی منتین اور طواف کرین اس قدیم گھر کا ف جو شکرانے کا ذبح ہو یا نفل
کا وہ آپ کھاوے اور جو بدلا قصور کا ہو اوسمین سے آپ نہ کھاوے اور کئی دن فرمایا تین
دن کو ذی الحجہ کی دسوین تاریخ اور گیارہوین اور بارہوین ان دنون مین بڑی قبولیت
کا کام یہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا ف جہانسے لبیک شروع کرتے ہین حجامت
اور ناخن نہین لیتے بالون مین تیل نہین ڈالتے بدن سے ننگے رہتے ہین اب دسوین تاریخ
سب تمام کرتے ہین حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہنکر طواف کو جاتے ہین جسکو ذبح کرنا ہے
پہلے ذبح کر لیتا ہے اور یہین اپنی مرادون کے واسطے جو مانا ہو وہ ادا کرین اصل منت اللہ کی
ہے اور کسی کی نہین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے لیشہدوا منافع لھم کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ منافع دنیا و آخرت کے
منافع آخرت کے تو اللہ کا رضوان یعنی اوسکی خوشنودی اور دنیا کے منافع سو بدنون اور
ذبیحون کے منافع ہین جسکو وہ پہونچتے ہین یعنی اونٹ گائے بکری کی قربانیون سے نفع
لیتے ہین اونکو کھاتے پیتے ہین اور تجارتین ہین یعنی اشیا کی تجارت کرتے ہین اس سے
اونکو نفع حاصل ہوتا ہے اسیطرح مجاہد نے اور بہت لوگون نے کہا ہے کہ وہ منافع دنیا و آخرت

۵ اخرجہ ابن ابی حاتم عنہ وہو اقول انکا منافع کی تفسیر مین یہ کہا ذکر کیا اللہ نے منافع کا مگر دنیا کے سکو ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے اوسنے روایت کیا ہے کذا فی فتح القدیر

کے منافع ہین کقولہ تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم قولہ
تعالیٰ ویذکروا اسم اللہ الی قولہ الانعام کی تفسیر مین شعبہ و ہشیم نے ابی بشر
عن سعید عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ ایام معلومات ایام عشر ہین یعنی دس دن حجہ
کے بخاری نے حضرت ابن عباس سے بصیغۂ جزم اسکو معلق کیا ہے اور اسی کی مثل حضرت
ابوموسیٰ اشعری و مجاہد و قتادہ و عطاء و سعید بن جبیر و حسن و ضحاک و
عطاء خراسانی و ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی
رحمہ اللہ کا اور مشہور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی قول ہے بخاری نے
بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے وہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ما العمل فی ایام افضل منہا فی ہذہ قالوا ولا
الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجل یخرج یخاطر بنفسہ ومالہ
فلم یرجع بشئ یعنی ان دنون مین عمل کرنے سے فاضل تر نہین ہے کسی دنون مین عمل کرنا صحابہ نے
عرض کیا اور نہ لڑنا اللہ کی راہ مین فرمایا اور نہ لڑنا اللہ کی راہ مین مگر وہ شخص کہ نکلے اپنی جان و مال کو خطرے
مین ڈالے پھر کوئی شے لیکر نہ پھرے یعنی اپنے مال سے کچھ لیکر نہ پھرے یا وہ خود نہ پھرے نہ اسکا مال ورواہ
الامام احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ بنحوہ وقال الترمذی حدیث حسن غریب صحیح
وفی الباب عن ابن عمر وابی ہریرۃ وعبد اللہ بن عمرو وجابر رضی اللہ عنہم حافظ
ابن کثیر کہتے ہین مین نے ان طریقون کا استقصا کیا ہے اور انکے واسطے ایک جزو علیحدہ مستقل
بنایا ہے اوسمین سے ایک یہ ہی کہ امام احمد نے بروایت مجاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہین کوئی
ایام کہ بزرگ تر ہو نزدیک اللہ کے اور نہ محبوب تر طرف اسکے عمل اُنمین ان دس دنون سے
پس تم انمین تہلیل و تکبیر و تحمید بہت کہا کرو یعنی اللہ پاک کے نزدیک ان دنون سے بزرگ تر
و دوست تر عمل کرنا اور کسی دنون مین نہین ہے جب یہ بات ٹھیری تو تم ان دنون مین لا الہ
الا اللہ اللہ اکبر الحمد للہ بہت کچھ کہا کرو و روی من وجہ اخر عن مجاہد عن ابن عمر بنحوہ
۲ امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ بیشک یہ وہی

۵۱ کچھ گناہ نہین تمپر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا ۱۲ ۵۲ وانہ ایضا ابوبکر المروزی فی کتاب العیدین عنہ کذا فی فتح القدیر ۱۲

دس دن ہین جنکی اللہ پاک نے اپنے اس قول مین قسم کھائی ہے والفجر ولیال عشر ۳ بعض سلف نے فرمایا ہے کہ یہی عشر مراد ہے اس قول سے واتممناھا بعشر ۴ سنن ابوداؤد مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عشرے مین روزہ رکھا کرتے تھے ۵ بخاری نے کہا کہ حضرت ابن عمر و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما ان دنون مین بازار کی طرف نکلا کرتے تو تکبیر کہا کرتے تھے اور لوگ اونکی تکبیر کے سبب سے تکبیر کہتے تھے ۶ یہ عشرہ مشتمل ہے روز عرفہ پر جسکے بارے مین صحیح مسلم مین ابو قتادہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے عرفے کے دن روزہ رکھنے کا پوچھا تو آپنے فرمایا احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ الماضیۃ والاتیۃ یعنی مین طلب اجر کرتا ہون اللہ پر کہ کفارہ کردے سال گزشتہ اور سال آیندہ کا ۷ اور مشتمل ہے روز نحر پر جو کہ حج اکبر کا دن ہے ۸ وقد ورد فی حدیث انہ افضل الایام عند اللہ یعنی ایک حدیث مین وارد ہوا ہے کہ روز نحر یا عشرۂ ذی حجہ افضل ایام ہے نزدیک اللہ کے بالجملہ اس عشرے کے حق مین کہا گیا ہے کہ وہ بہترین ایام سال ہے چنانچہ اس بات پر حدیث ناطق ہے اسکا فضل رمضان کے عشرۂ اخیر پر بہت ہے اسواسطے کہ جو نماز و روزہ و صدقہ وغیرہ اوسمین مشروع ہے وہ اسمین بھی مشروع ہے اور یہ اوس سے اس بات مین ممتاز ہے کہ فرض حج خاصکر اسی مین ادا ہوتا ہے کسی نے کہا وہ افضل ہے اسلیے کہ وہ مشتمل ہے شب قدر پر جو کہ ہزار ماہ سے بہتر ہے اور لوگون نے توسط اختیار کیا تو یون کہا کہ دن اسکے افضل ہین اور راتین اوسکی افضل ہین اس قول سے دلیلون کا تفرق جمع ہوجاتا ہے واللہ اعلم **دوسرا قول** ایام معلومات مین یہ ہے حکم نے عن مقسم عن ابن عباسؓ کہا ہے کہ ایام معلومات روز نحر ہے اور تین دن بعد اسکے یہ قول حضرت ابن عمر و ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے اور اسی طرف امام احمد بن حنبل گئے ہین فی روایۃ عنہ **تیسرا قول** یہ ہے کہ ابن ابی حاتم نے نافع سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ ایام معلومات روز نحر ہے اور دو دن بعد اوسکے اور ایام معدودات تین دن ہین بعد روز نحر کے ۹ ھذا اسناد صحیح الیہ وقالہ السدی اور یہ مذہب ہے امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ کا **قولہ تعالیٰ علی ما رزقھم**

۵ اخرجہ عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عنہ واخرج ابن جریر عنہ ایضا قال ایام التشریق واخرج عبد بن حمید وابن المنذر عنہ ایضا فی الایام المعلومات قال قبل الترویۃ بیوم ویوم الترویۃ ویوم عرفۃ یعنی ساتون ۷۰ تین ۳ کذا فی فتح القدیر ۱۲

۹ شیخ ادے نے نقل کیا ہے کہ ایام معدودات ایام تشریق ہین یہ قول اختیار امام شافعی و امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کا ہے وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی روایۃ عنہ ان الایام المعلومات ہی ایام العشر والمعدودات ہی ایام التشریق

من بہیمۃ الانعام اس قول کی اور اس سے پہلے کے قول کی تائید کرتا ہے مراد اس سے
اللہ کا ذکر ہے اُسکے ذبح کرنے کے وقت **چوتھا قول** یہ ہے کہ ایام معلومات روز عرفہ اور
روز نحر اور ایک اور دن ہے بعد اسکے یہ مذہب ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا
ابن وہب نے کہا فرزند زید بن اسلم نے اپنے والد سے مجھے حدیث کی کہ زید نے کہا معلومات
روز عرفہ و روز نحر اور ایام تشریق ہین **قولہ تعالیٰ** علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام
یعنی اونٹ اور گاے اور بکری جسطرح کہ اللہ پاک نے سورۂ انعام مین اسکی تفصیل فرمائی ہے
ثمانیۃ ازواج الایہ **ف** امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین اختلاف کیا ہے کہ ایام
نحر کتنے ہین پس امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تین دن ہین نحر کا دن اور دو دن
بعد اُسکے حضرت امام ابو حنیفہ و ثوری و امام احمد بن حنبل اسی کے قائل ہین اور یہ قول حضرت
ابو ہریرہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے بدون اختلاف کے اونسے مروی ہے
امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چار دن ہین روز نحر اور تین دن بعد اُسکے اوزاعی بھی
اسی کے قائل ہین یہ قول حضرت علی و حضرت ابن عباس و حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے
مروی ہے اور اونسے مثل قول امام مالک امام احمد کے بھی مروی ہے کسی نے کہا ایام نحر
خاص نحر کا دن ہے یہ دن دسوین تاریخ ذی حجہ کی ہے ابن سیرین نے سعید بن جبیر اور جابر
بن زید سے روایت کیا ہے دونون نے کہا کہ نحر امصار مین ایک دن ہے اور منا مین تین
دن حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس باب مین تین روایتین ہین ایک تو مثل قول
امام مالک کے ہے دوسری آخر ایام ذی حجہ تک ہے پھر جب محرم کا چاند دکھائی دیا تو اضحی نہین ہے
امام قرطبی فرماتے ہین کہ یہ قول سلیمان بن یسار و ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کا ہے ان دونون نے
ایک حدیث مرسل مرفوع روایت کی ہے دار قطنی نے اوسکی تخریج کی ہے وہ حدیث یہ ہے
الضحایا الی ہلال المحرم یہ حدیث صحیح نہین ہے اور ہماری دلیل **قولہ تعالیٰ**
فی ایام معلومات الآیہ ہے وھذا اجمع قلۃ لکن المتیقن منہ غیر متیقن فلا
یعمل بہ ابو عمر بن عبد البر نے کہا علماء نے اجماع کیا ہے یوم نحر پر کہ یوم اضحیٰ ہے اور
اجماع کیا ہے اسپر کہ بعد تمام ہونے ذی حجہ کے اضحیٰ نہین ہے اور نہ میرے نزدیک ان

قولہ منہ غیر متیقن قرطبی مین اسیطرح ہے لیکن درمیان لفظ منہ اور غیر کے بیاض ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب یہان سے عبارت ساقط ہے ظاہر یہ ہے کہ عبارت اسطرح ہو لکن المتیقن منہ ثلثۃ والزائد غیر متیقن انتہی ۱۲ محمد عبد العزیز نائب افتاء عفا اللہ عنہ ۱۲ منہ

قولون مین صحیح ہین مگر دو قول ایک قول تو امام مالک وکوفیون کا اور دوسرا قول امام شافعی
وشافعیونکا اور یہ دونون قول صحابہ سے مروی ہین پس انکے ماخلف کے ساتھ مشغول ہونے
کے کوئی معنی نہین ہین کیونکہ انکے ماخلف کے واسطے سنت مین کوئی اصل نہین ہے اور
نہ قول صحابہ مین اور جو قول ان دونون سے خارج ہے وہ انکے سبب سے متروک ہے قتادہ سے
ایک چھٹا قول مروی ہے وہ یہ ہے کہ اضحیٰ یوم النحر ہے اور چھ دن بعد اوسکے یہ بھی صحابہ
کے قول سے خارج ہے پس اسکے واسطے کوئی معنی نہین ہین لیالی نحر مین اختلاف ہے
کہ آیا دنون کے ساتھ داخل ہین کہ اونمین نحر کی جاے یا نہین سو امام مالک سے قول مشہور مین
مروی ہے کہ راتین داخل نہین ہین پس رات مین ذبح جائز نہین ہے جمہور اصحاب امام
مالک اور اصحاب رائے اسی پر ہین اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ویذکروا اسم
اللہ فی ایام معلومات پس ذکر ایام کا اسپر دلیل ہے کہ ذبح رات مین جائز نہین ہے حضرت
امام ابوحنیفہ وامام شافعی وامام احمد واسحٰق وابو ثور نے فرمایا ہے کہ راتین دنون مین داخل
ہین اونمین ذبح جائز ہے امام مالک واشہب سے مثل اسکے مروی ہے اشہب نے تفریق کی
ہے درمیان ہدی واضحیہ کے سو ہدی کو رات مین جائز رکھا ہے اور اضحیہ کو رات مین ناجائز
انتہی قولہ تعالیٰ فکلوا منہا واطعموا البائس الفقیر جو شخص اسطرف گیا ہے کہ
قربانیون سے کھانا واجب ہے اوسنے اسی آیت سے استدلال کیا ہے یہ قول غریب ہے جس
بات پر اکثر لوگ ہین وہ یہ ہے کہ امر باب رخصت سے ہے یا استحباب سے جیسا کہ ثابت ہوا ہے
کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہدی نحر کیا تو ہر بدنہ سے ایک ایک ٹکڑے
کا حکم دیا کہ وہ پکایا جاے پھر آپنے اسکے گوشت سے تناول فرمایا اور اسکے شوربے سے
نوش کیا عبداللہ بن وہب نے کہا مجھسے امام مالک نے فرمایا مین دوست رکھتا ہون کہ جسکی
تو نے قربانی کی ہے تو اوس سے کھائے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہے فکلوا منہا
ابن وہب نے کہا اور مین نے لیث سے پوچھا تو ویسا ہی کہا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ
نے عن منصور عن ابراہیم روایت کیا ہے کہا کہ مشرکین اپنی قربانیون سے کھایا نہین کرتے تھے
پس مسلمانون کے واسطے رخصت دیگئی تو جو شخص چاہے کھائے جو نہ چاہے نہ کھائے

مجاہد و عطا سے بھی اسیطرح مروی ہے ہشیم نے عن حصین عن مجاہد روایت کیا ہے کہا فکلوا منها ایسا ہے جیساکہ اللہ پاک نے فرمایا ہے فاذا حللتم فاصطادوا — فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اسی کو اختیار کیا ہے جس شخص نے اس قول کی نصرت کی ہے کہ قربانیون مین سے آدہا خیرات کردے اوسنے فکلوا منها واطعموا البائس الفقیر سے استدلال کیا ہے کیونکہ اللہ پاک نے قربانیون کے دو ٹکڑے فرمائے نصف تو قربانی کرنیوالے کے واسطے اور نصف فقرا کے لیئے **دوسرا قول** یہ ہے کہ قربانی کے تین حصّے کیئے جائین ایک حصّہ تو قربانی کرنے والے کا دوسرا حصّہ ہدیہ دے یعنی خویش و اقارب دوست آشنا کے یہان ہدیہ بھیجے تیسرا حصّہ خیرات کردے اسلئے کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین یون ارشاد فرمایا ہے فکلوا منها واطعموا القانع والمعتر عنقریب اسکی تفسیر کے وقت اسپر گفتگو آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ وبہ الثقۃ **قولہ تعالیٰ** البائس الفقیر عکرمہ نے کہا ھو المضطر الذی علیہ البؤس المتعفف یعنی جو شخص بیچارہ ہے سخت حاجتمندی اوسپر طاری ہے مارے پارسائی کے سوال نہین کرتا ہے وہ بائس فقیر ہے مجاہد نے کہا وہ شخص ہے کہ اپنا ہاتھ نہین پھیلاتا ہے قتادہ نے کہا وہ زمن ہے یعنی لنجا برجا ماندہ ایک جگہ پڑا ہوا ہے چلنے پھرنے کی طاقت نہین رکھتا ہے مقاتل بن حیان نے کہا وہ ضریر ہے یعنی نابینا **قولہ تعالیٰ** ثم لیقضوا تفثھم علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ قضاے تفث احرام اتارنا ہے یعنی سر منڈانا کپڑے پہننا ناخن ترشنا اور مثل اسکے اسیطرح عطاء و مجاہد نے اونسے روایت کیا ہے اور ایسا ہی عکرمہ و محمد بن کعب قرظی نے کہا ہے عکرمہ کا لفظ حضرت ابن عباس رض سے یہ ہے التفث المناسک یعنی حج کے ارکان ادا کرنا یہی قضاے تفث ہے **قولہ تعالیٰ** ولیوفوا نذورھم علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے یعنی ما اخرما نذر من امر البدن یعنی نذر کی بدنون کو نحر کرنا یہی وفاے نذر ہے ابن ابی نجیح کا لفظ مجاہد سے یہ ہے نذر الحج والھدی وما نذر الانسان من شئ یکون فی الحج یعنی نذور سے مراد نذر حج و ہدی ہے اور جو کچھ آدمی نے حج مین نذر کی ہے ابراہیم بن میسرہ کا لفظ مجاہد سے یہ ہے

اور جب احرام سے نکلو تو شکار کرو ۱۲ **۵۲** پھر جب سلام پھیر چکی نماز تو پھیل پڑو زمین مین ۱۲ **۵۳** تو کھاؤ اوسمین سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور درویش کو ۱۲ **۵۴** اخرج ابن جریر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال البائس الزمن کذا فی فتح القدیر ۱۲ **۵۵** اخرج ابن ابی شیبۃ وعبد ابن حمید و ابن جریر وابن المنذر عن ابن عمر قال التفث المناسک کلھا واخرج ھو ایضا عن ابن عباس نحوہ واخرج سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس ..... قال التفث حلق الرأس والاظفار وقص الشارب ونتف الابط وحلق العانۃ ورمی الجمار وقص الاظفار وقص الشارب والذبح کذا فی فتح القدیر ۱۲

الذبائح یعنی مراد نذور سے ذبیحی ہین لیث بن ابی سلیم کا لفظ مجاہد سے یہ ہی کل نذیر
الی اجل عکرمہ کا لفظ جمہم ہے یعنی نذور سے مراد یہی حج کرنا ہے اسیطرح امام ابن ابی حاتم
نے سفیان سے روایت کیا ہے کہا کہ نذور حج پس جو شخص حج مین داخل ہوا تو جو عمل
اوسمین اوسپر لازم ہے اوسمین سے طواف کرنا ہے بیت اللہ کا اور درمیان صفا و مروہ کے
اور عرفہ مین وقوف کرنا ہے اور مزدلفہ مین ٹھیرنا ہے اور کنکریان مارنا ہے بنابراوس شئے کے
جسکا اونکو حکم ہوا ہے امام مالک سے بھی اسی کی مثل مروی ہے **قولہ تعالیٰ ولیطوفوا**
بالبیت العتیق مجاہد نے کہا مراد طواف واجب ہے دن نحر کے ابن ابی حاتم نے ابو حمزہ
سے روایت کیا ہے کہا مجھسے حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا تو سورہ حج پڑھتا ہی اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے ولیطوفوا بالبیت العتیق پس بیشک آخر مناسک طواف کرنا ہے بیت عتیق کا
مین کہتا ہون اور اسیطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے کیونکہ آپ جسوقت
نحر کے دن منیٰ کی طرف لوٹے تو رمی جمرہ سے ابتدا فرمائی پس جمرہ کو سات کنکریون سے
مارا پھر اپنے ہدی کو نحر کیا اور سر مبارک کو منڈوایا پھر لوٹے یعنی طرف مکے کے تو بیت اللہ کا
طواف کیا صحیحین مین حضرت ابن عباس سے مروی ہے فرمایا امر الناس ان یکون
آخر عھدھم بالبیت الطواف الا انہ خفف عن المرأۃ الحائض **قولہ تعالیٰ**
بالبیت العتیق مین دلیل ہے واسطے اوس شخص کے جو اسطرف گیا ہے کہ طواف حطیم کے
ورے سے واجب ہے یعنی حطیم کو لیکر طواف کرنا چاہیئے اسواسطے کہ حطیم اصل بیت اللہ سے
ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا گو قریش نے اوسکو بیت اللہ سے خارج کردیا ہے
جبکہ اونکو خرچ نے قاصر کردیا یعنی بیت اللہ کے بنانے مین اونھون نے اہتمام کیا تھا کہ پاک کمائی
لگائین سود وغیرہ کے پیسے سے اوسکو بچائین سو پاک کمائی نے کمی کی تو کمی خرچ کی وجہ سے
حطیم کی زمین کعبے مین داخل کرنیسے رہگئی حالانکہ وہ زمین کعبے مین داخل ہے اور اسیواسطے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حطیم کے ورے سے طواف فرمایا ہے اور خبر دی کہ حجر
یعنی حطیم بیت اللہ سے ہے اور آپنے شامی دو رکنون کو نہین چوما اسواسطے کہ وہ دونون
حضرت ابراہیم کی بنیاد قدیم پر تمام نہین کیے گئے اور اسیواسطے ابن ابی حاتم نے عن رجل

---

۵۱ یعنی صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا بھی گویا طواف ہے ۱۲

۵۲ اخرج ابن جریر و ابن المنذر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ھو طواف الزیارۃ یوم النحر قال فی فتح القدیر ورد فی وجہ تسمیۃ البیت بالعتیق آثار عن جماعۃ من الصحابۃ و ورد فی فضل الطواف احادیث لیس ھذا موضع ذکرھا ۱۲

۵۳ عہد کے معنی کئی ہین امان و ذمہ و حفاظ و رعایت حرمت و وصیت احادیث مین یہی معانی آتے ہین یہان رعایت حرمت کے معنی مناسب معلوم ہوتے ہین واللہ اعلم اس حدیث سے مراد طواف وداع ہے وہ واجب ہے گر حائضہ سے اوسکی تخفیف کردی گئی ہے ۱۲

عن ابن عبّاس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے فرمایا جبکہ یہ آیت ولیطوفوا بالبیت العتیق
نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حطیم کے ورے سے طواف کیا قتادہ
نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا لانہ
اوّل بیت وضع للناس یعنی چاہیئے کہ بیت عتیق کا طواف کرین اسواسطے کہ وہ اوّل گھر
ہے جو لوگون کے واسطے بنایا گیا مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ کے عتیق کہنے کی یہی وجہ مذکور ہے
عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم نے بھی اسیطرح کہا ہے عکرمہ سے مروی ہے کہ بیت عتیق
اسلئے نام رکھا گیا کہ زمانۂ نوح علیہ السّلام مین غرق کے دن آزاد کیا گیا[۱] خُصَیف نے کہا
عتیق کے کہنے کی یہ وجہ ہے کہ کبھی کوئی جبّار اوسپر غالب نہین ہوا ابن ابی نجیح ولیث
نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جبّارون سے آزاد کیا گیا کہ اوسپر مسلط کیئے جائین
قتادہ نے بھی اسیطرح کہا ہے حمّاد بن سلمہ نے عن حمید عن الحسن بن مسلم عن مجاہد روایت
کیا ہے لانہ لم یُرِدہ احد بسوء الا اھلک یعنی عتیق اسواسطے کہا کہ جس کسی نے اُس سے
بُرائی کا ارادہ کیا تو وہ ہلاک ہی ہوا عبد الرزاق نے عن معمر عن الزہری عن الزُّبیر روایت
کیا ہے کہا بیت العتیق اسلئے نام رکھا گیا کہ اللہ پاک نے اوسکو جبابرہ سے آزاد کردیا ہے
ترمذی نے عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انما سمی البیت العتیق لانہ لم یظھر علیہ جبّار یعنی
بیت العتیق اسی لیئے نام رکھا گیا ہے کہ کوئی جبّار ظالم اوسپر غالب نہین ہوا ولذا رواہ ابن
جریر عن محمد بن سہل المحاربی عن عبد اللہ بن صالح بہ وقال ان کان صحیحا وقال
الترمذی ھذا حدیث حسن غریب ثم رواہ من وجہ اٰخر عن الزھری مرسلا

ف حرفِ لام لیشھدوا مین دو قول ہین اَذِّن سے متعلق ہے یا یاتوک سے
ابو البقاء ونسفی وسمین وشیخزادہ وغیرہ نے یہی دو قول ذکر کیے ہین سمین نے ثانی قول کو
اظہر کہا ہے اسیواسطے فتح القدیر وفتح البیان مین اسکو اوّل ذکر کیا ہے اور اوّل کو بلفظ قیل
شہود کے معنی حضور ہین ای لیحضروا منافع لہم مین اختلاف ہے کسی نے کہا کہ منافع دنیا مراد
ہین یعنی ایام حج مین تجارت کرین شہاب نے کہا اسواسطے کہ حاجیون کے واسطے تجارت بلا کراہت

[۱] یعنی غرق سے اسکو محفوظ رکھا آسمان کی طرف اوٹھایا ۱۲

جائز ہے جبکہ سفر سے مقصود تجارت ہی نہو قبض نے کہا کہ منافع آخرت مراد ہین یعنی عفو و مغفرت
و مناسک حج کسی نے کہا کہ منافع دنیا و آخرت کے منافع کو عام ہے شیخزادے نے اس قول
کو اولیٰ کہا ہے بیضاوی و نسفی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے فتح القدیر و فتح البیان مین اسی کو
اوّل لکھا ہے محلی نے تینون کو بالاجمال ذکر کیا ہے منافع کو منکّر اسلیئے فرمایا ہے کہ مراد اوس سے
ایک ایسے نوع منافع کی ہے جو اسی عبادت کے ساتھ خاص ہے دینی ہو یا دنیوی اسکے سوا
اور عبادتون مین پائی نہین جاتی ہے اس وجہ کو زمخشری و نسفی و بیضاوی نے ذکر کیا ہے لیکن
علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس نوع خاص عبادت کا بیان ایسے مبانی فصیحہ و معانی بلیغہ و
الفاظ رائقہ و فقرات فائقہ سے ادا کیا ہے کہ جنکے دیکھنے سُننے سمجھنے سے آنکھون کو نور
کانون کو لذت دل کو سرور ہو چونکہ ایسا بیان ساطع البرہان کسی تفسیر قرآن مین نہین دیکھا اسلیئے
جی مین آیا کہ گو طول ہو الفاظ عربیہ مع ترجمہ یہان لکھدیئے جائین تاکہ ہر خاص و عام اوس سے
لذّت لے اور اونکی عبادت اور دیانہ کی داد دے وَهٰذَا الْاَنَّ الْعِبَادَةَ شُرِعَتْ لِلابْتِلَاءِ
بِالنَّفْسِ كَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ اَوْ بِالْمَالِ كَالزَّكٰوةِ وَقَدِ اشْتَمَلَ الْحَجُّ عَلَيْهِمَا مَعَ مَا فِيهِ
یعنی عبادت حج ایسی عبادت ہے کہ دینی و دنیاوی منافع کے ساتھ مخصوص ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ
عبادت آزمانے کے واسطے مقرر کیگئی ہے یہ آزمایش دو طرح ہے نفس کے ساتھ ہے جیسے
نماز و روزہ یا مال کے ساتھ جیسے زکوٰۃ اور حج ایسی عبادت ہے کہ جانی و مالی دونون آزمایش
پر مشتمل ہے باوجود اسکے کہ اسمین اور امور ہین جنکا ذکر آگے آتا ہے مِنْ تَحَمُّلِ الْاَثْقَالِ وَ
رُكُوبِ الْاَهْوَالِ وَخَلْعِ الْاَسْبَابِ وَقَطِيعَةِ الْاَصْحَابِ وَهَجْرِ الْبِلَادِ وَالْاَوْطَانِ وَ
فُرْقَةِ الْاَوْلَادِ وَالْخُلَّانِ وَالتَّنْبِيهِ عَلٰى مَا يَسْتَمِرُّ عَلَيْهِ اِذَا انْتَقَلَ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلٰى
دَارِ الْبَقَاءِ یعنی بوجھہ لادنا ہولناک چیزون پر سوار ہونا اپنی جان کو خطر و خوف مین ڈالنا
اسباب کا ترک کرنا تعلقات سے علیحدہ ہونا یارون سے قطع تعلق کرنا اپنے وطن و بستی کو چھوڑنا
اولاد و احباب کی جدائی گوارا کرنا یہ سب امور حج مین پیش آتے ہین انکے سوا اسمین ایک اور
امر ہے وہ یہ ہے کہ جسوقت دار فانی سے دار باقی کی طرف نقل کریگا تو جن امور پر مرور کرتا رہیگا
اونپر اسمین تنبیہ ہے اُنکے نمونے اسمین پورے موجود ہین فالحاج اذا دخل البادیۃ

لا یتکل فیہا الا علی عتادہ ولا یاکل الا من زادہ فکذا المرء اذا خرج من شاطیء
الحیاۃ وترکب بحر الوفاۃ لا ینفع وحدتہ الا ما سعیٰ فی معاشہ لمعادہ ولا یونس
وحشتہ الا ما کان یانس بہ من اورادہ پس حاجی جسوقت جنگل مین داخل ہوا تو اوسمین
بھروسا نہین کرتا ہے مگر اوسی ساز و سامان پر جسکو مہیا کرکے اپنے ساتھ لایا ہے اور اوسی توشے
سے کھاتا ہے جسکو ہمراہ رکھ لیا ہے سو اسیطرح آدمی جسوقت کنارۂ حیات سے نکلا اور دریاے وفات
پر سوار ہوا تو اوسکی تنہائی کو وہی شے نفع دے گی جسکو اوسنے اپنی معاش مین اپنی معاد کے واسطے
کما رکھا ہے اور اوسکی وحشت کو کوئی شے انس نہ دے گی مگر وہی اوسکے ورد و وظائف جنکے ساتھ
مانوس ہوا کرتا تھا وغسل من یحرم وتاہبہ ولبسہ غیر المخیط وتطیبہ مرآۃ کما سیاتی
علیہ من وضعہ علی سریرہ لغسلہ وتجہیزہ مطیبا بالحنوط ملففا فی کفن غیر مخیط
یعنی جو شخص احرام باندہتا ہے اوسکا نہانا طیاری کرنا بے سیئے کپڑے پہننا خوشبو ملنا آئینہ و
نمونہ ہے اوس حال کا جو عنقریب اوسپر گزرنیوالا ہے کہ تختۂ غسل پر نہلانے کے واسطے اوسکو
رکھین گے اور کافور وغیرہ خوشبوے میت سے اوسکو خوشبودار کرکے تیار کرینگے بے سیئے
کفن مین اوسکو لپیٹین گے ثم المحرم یکون اشعث حیران فکذا یوم الحشر یخرج من
القبر ھکذا یعنی پھر محرم کی یہ حالت ہوتی ہے کہ احرام کی وجہ سے نہاتا دھوتا نہین ہے
نہ بالون مین کنگھی کرتا ہے اور ارکان حج ادا کرنے مین دوڑ دھوپ کرنی پڑتی ہے تو پریشان
حال پریشان بال ژولیدہ مؤنغبر الراس حیران ہوتا ہے سو اسیطرح حشر کے دن قبر سے
پریشان حال حیران افسوس کرتا اور غمگین نکلے گا وقوف الحجیج بعرفات املین رغبا ورھبا
سائلین خوفا وطمعا وھم بین مقبول ومخذول لموقف العرصات لا تکلم نفس
الا باذنہ فمنہم شقی وسعید یعنی میدان عرفات مین حاجیون کا ٹھیرنا اس حال مین کہ رغبت
وخوف سے بھلائی کی امید کر رہے ہین ڈر اور لالچ سے اپنا مقصد مانگ رہے ہین اور اونمین سے
کوئی مقبول ہے کوئی غیر مقبول سو یہ کیفیت مثل میدان قیامت کے ہے جسمین ساری خلق
چپ چاپ کھڑی ہوگی کوئی شخص اونمین سے بات نکریگا مگر اللہ کے حکم سے پھر اونمین سے
کوئی بدبخت ہے اور کوئی نیکبخت والافاضۃ الی المزدلفۃ بالمساء ھو السوق لفصل

عتاد با لفتح تیاری
و سامان کی ۱۲

القضاء یعنی شام کو عرفات سے مزدلفے کی طرف لوٹکر آنا یہ ایسا ہے جیسے میدان قیامت سے واسطے فیصلے کے ہانک کر لیجائینگے ومنیٰ ھو موقف المنیٰ للمذنبین آلے شفاعۃ الشافعین یعنی منیٰ جاے وقوف مقصود ومطلوب ہے واسطے گناہگارون کے طلب سفارش سفارش کرنیوالون کے یعنی منا مین آکر ٹھیرنا ایسا ہے جیسا کہ گنہگار لوگ ایک جگہہ بامید شفاعت ٹھیرینگے کہ کوئی ہماری سفارش کرکے ہمکو بخشوائے وحلق الرّاس والتنظیف کالخروج من السّیئات بالرحمۃ والتخفیف یعنی سر مُنڈوانا خط بنوانا پاکی لینا میل کچیل دور کرنا ایسا ہے جیسا کہ قیامت کے دن گنہگار لوگ بسبب رحمت کے گناہون سے نکلینگے اور بارگران معاصی سے ہلکے بھلکے ہوجائینگے والبیت الحرام الذی من دخلہ کان اٰمنا من الایذاء والقتال اُنموذج لدار السلام التی ھی من نزلھا بقی سالما من الفناء والزوال غیر انّ الجنّۃ حفّت بمکارہ النفس العادیۃ کما ان الکعبۃ حفّت بمتالف البادیۃ یعنی بیت الحرام کہ اوسمین جو داخل ہوا ایذا و قتال سے امن مین ہوگیا یہ ایک نمونہ ہے دار السّلام کا کہ جو شخص اوسمین نازل ہوا وہ فنا وزوال سے سالم رہیگا سوا اسکے کہ جنّت گھیری گئی ہے مکارہ عادیہ نفس سے جسطرح کہ کعبہ گھیرا گیا ہے مہالک بادیہ سے فمرحبا بمن جادر مھالک البوادی شوقا الی اللّقاء یوم التنادی پس مرحبا ہے اوس شخص کو جو کہ شوق ملاقات کے مارے روز قیامت کو جا ہاے ہلاکت صحراو جنگل سے تجاوز کرگیا واذکروا اسم اللہ فی ایّام معلومات یعنی وقت تیار کرنے ہدایا ضحایا کے اور وقت اُنکے ذبح کرنے کے اللہ پاک کا نام لین قالہ البیضاوی مطلب یہ ہے کہ اسوقت اللہ پاک کا نام لینا واجب ہے خطیب نے کہا کہ ذبح وغیرہ کے وقت تکبیر وغیرہ کے ساتھ اللہ کا نام ذکر کرین جو کہ جامع ہے سارے کمالات کا کسی نے کہا کہ ذکر اسم اللہ کنایہ ہے نحر کرنیسے اسواسطے کہ مسلمان کا ذبح کرنا ذکر اللہ سے جُدا نہین ہوتا ہے یہ کنایہ اس بات پر آگاہ کرنے کو کیا کہ جس شے کے ساتھ اللہ پاک کی طرف تقرب کیا جاتا ہے مقصود اوس سے یہی ہے کہ اوسکا نام پاک ذکر کیا جاے ایام معلومات مین کئی قول ہین۔ ایک یہ ہے کہ عشر ذی حجہ ہے اکثر مفسرین کا قول یہی ہے اور یہی قول حضرت امام ابوحنیفہ

۵۱ یعنی جن امور کا کرنا عادۃً نفس پر شاق وناگوار ہی بے اُنکے کیے جنّت مین داخل ہونا نہین ہوتا ہے اسیطرح جنگل کی مہلک جگہون سے بچکر نہین پہونچتا ہے

۵۲ یعنی جو شخص خاص اللہ پاک کے واسطے فرض حج ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اوس سے ملاقات کریگا اور اجر کثیر اوسکو عطا فرماے گا سو جسنے اوسکی ملاقات کی شوق مین اپنی جان کا خیال نہ کیا اور جنگل کی مہلک جگہون سے گزر گیا تو ایسے شخص کو مرحبا وآفرین ہے ۱۲

وحضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مختار ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ عشرۂ ذی حجہ لوگون کے
نزدیک معلوم ہے چونکہ حج کا وقت اونکے آخر مین ہے اسواسطے اسکے جاننے پر لوگ حرص
کرتے ہین پھر اسی عشرے سے منافع کے اوقات بھی معروف ومشہور ہین جیسے عرفہ و
مشعرالحرام کا دن اور ان ذبیحون کے واسطے بھی ایک وقت مقرر ہے اسی عشرے سے
یعنی روز نحر علامہ نسفیؒ نے کہا کہ ایام معلومات عشرۂ ذی حجہ ہین نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ
تعالیٰ کے اور آخر انکا روز نحر ہے اور یہی قول ہے حضرت ابن عباس اور اکثر مفسرین کا
دوسرا قول یہ ہے کہ ایام نحر ہین نسفی نے کہا یہ قول صاحبین کا ہے اور یہی قول حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے **تیسرا قول** یہ ہے کہ روز عرفہ آخر ایام تشریق تک **چوتھا قول**
روز نحر ہے آخر ایام تشریق تک اسکی دلیل علیٰ مارزقھم من بھیمۃ الانعام ہے کیونکہ انعام
اونٹ گاے بکریان ہین انکے ذبح ونحر کے وقت اللہ کا نام لین سوانکا نحر وذبح انھین ایام
مین ہوتا ہے شیخزادے نے ذکر کیا ہے کہ صاحب قول اوّل کی طرف سے اس استدلال کا
یہ جواب ہے کہ ایام عشر ذی الحجہ مین سے دسوان دن منجملہ ایام نحر ہے یہ دن بہترین ایام نحر
ہے اور کلمہ فی واسطے مطلق ظرفیت کے ہے استغراق کا مقتضی نہین ہے انتہیٰ بیضاوی
نے ان قولون مین سے دو قول اوّل ذکر کیے ہین اور نسفی نے بھی یہی دو نقل کیے ہین
اور محلی نے تین ایک اوّل اور دوّا خیر اور فتح القدیر مین بدیل درایت دو قول اوّل کے
لیکن ثانی کو اوّل اور اوّل کو بلفظ قیل اور فتح البیان مین بھی یہی دو اور چار قول حضرت ابن عباسؓ
کے نقل کیے ہین جنکا ذکر اوّل ہو چکا ہے ایام معدودات ومعلومات پر گفتگو سورۂ بقر مین گزر چکی
ہے اور کلام وقت اضحیہ مین کتب فقہ وشروح حدیث شریف مین معروف ہے علیٰ مارزقھم
من بھیمۃ الانعام کلمہ بہیمہ جنگلی دریائی ہر چوپائے مین مبہم ہے اسواسطے انعام سے اوسکا
بیان کیا گیا انعام کہتے ہین اونٹ گاے بھیڑ بکری کو مطلب یہ ہے کہ ہدایا ضحایا انھین حیوانات
مذکورہ سے ہوتے ہین انکے غیر سے نہین ہوتے چونکہ بہیمہ مطلق چوپایہ کو کہتے ہین اسواسطے
اوسکا بیان انعام سے کردیا فتح القدیر وفتح البیان مین ہے کہ بہیمۃ الانعام وہی انعام ہین
سوا اضافت آمین ایسی ہے جیسی مسجد الجامع اور صلوٰۃ الاولیٰ مین ہے یعنی اضافت بیانی

آب رہی یہ بات کہ اصل مطلب اسیقدر ہے کہ ایام معلومہ مین جانورون کے ذبح پر اللہ کا نام ذکر کرین لیکن اللہ پاک نے مارزقہم زیادہ کیا اور بہیمۃ الانعام سے اوسکا بیان فرمایا سو بیضاوی نے اسکی یہ وجہ لکھی ہے کہ فعل ذکر کو مرزوق سے متعلق کیا اور بہیمہ سے اوسکا بیان فرمایا واسطے برانگیختہ کرنے کے تقرب پر اور واسطے آگاہ کرنے کے مقتضی ذکر پر یعنی جب یہ جانور اللہ پاک کے دیئے ہوئے اور اُسکے عنایت کیئے ہوئے ہین تو ضرور ہوا کہ اونکے ذبح کرتے وقت اوسی کا نام اوپر لین اور اُنکی قربانی کرنیسے اوسی کا تقرب چاہین کیونکہ وہ اوسی کی خلق و ملک ہین اوسنے محض اپنے فضل و کرم سے تمکو عطا کیئے ہین تو تمکو چاہیئے کہ اوسکا شکر کرو اُنکے ذبح پر اوسی کا نام لو اور اوسی کا تقرب چاہو فکلوا منہا مین مضاف مقدر ہے یعنی تم اُنکے گوشت سے کھاؤ جمہور کے نزدیک امر واسطے ندب و استحباب کے ہوا ایک جماعت اسکی قائل ہے کہ امر واسطے وجوب کے ہے اوّل سب صیغے غائب کے ہین یہان امر کیا تو یہ التفات ہوا نمائب ہے طرف خطاب کے شاید واللہ اعلم نکتہ التفات کا یہ ہو کہ جب لوگ دُور دُور سے تکالیف سفر گوارا کرکے بیت اللہ کے حج کو آئے اور دین و دنیا کے منافع مین حاضر ہوئے اور اپنی قربانیون پر اللہ پاک کا نام ذکر کیا اور اوس سے اوسی وحدہ لاشریک لہ کا تقرب چاہا تو وہ مستحق اس بات کے ہوئے کہ حجاب غیبت اُنسے دُور ہو اور شرف خطاب سے مشرف ہون اور روبدو اونسے کہا جاے کہ لو اب تم اپنی قربانیون کے گوشت کھاؤ اور کھلاؤ علامہ نسفیؒ نے فرمایا ہے کہ امر واسطے اباحت کے ہے اور ہدی تطوع یعنی نفلی اور متعۂ وقران سے کھانا جائز ہے کیونکہ وہ دم نسک ہے پس اضحیہ کے مشابہ ہوگیا اور باقی ہدایا سے کھانا جائز نہین ہے قاضی صاحب مرحوم کی تقریر کا حاصل یہ ہے کہ جاہلیت والے جس بات پر تھے اُسکے مباح کرنے اور دور کرنے کو اللہ پاک نے کھانے کا امر فرمایا یعنی وہ لوگ فقیرون پر تکبر کرنے کے لیئے اپنے ذبیحون سے کھاتے نہ تھے سو اللہ پاک نے معلوم کرا دیا کہ یہ جائز ہے چاہے کھائے چاہے نہ کھائے کسی نے کہا امر ندب ہے کیونکہ اسمین کفار کی مخالفت ہے اور فقیرون کی مواسات یعنی اونکی خبر گیری اور تواضع و فروتنی کا برتاؤ ہے **فائدہ**۔ علما کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ہدی اگر نفلی ہو تو مُہدی کو اوسمین سے کھانا جائز ہے اور اسیطرح اضحیۂ نفلی کا حال ہے اسواسطے کہ مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے قصّۂ حجۃ الوداع مین روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

یمن سے بُدنی لیکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو بُدنی ہانک لائے پس آپنے
بنفس نفیس تریسٹھ بُدنی نحر فرمائے اور باقی حضرت علیؓ نے نحر کیئے اور آپنے اونکو اپنے
بدنون مین شریک فرمایا پھر ہر بدنی سے ایک ایک ٹکڑے کا حکم دیا تو وہ ایک دیگ مین رکھے گئے
اور پکائے گئے پھر آپنے اونکے گوشت سے کھایا اور اُنکے شوربے سے پیا انتہی یہ نفلی ہدی
تھے ۱۲ ہدی واجب سو اسمین علما کا اختلاف ہے جیسے دم تمتع و قران و نذور و کفارات کا اور وہ
دم جو جبر نقصان کے واسطے کیا جاتا ہے اور وہ جو حج کے فاسد کرنے اور اُسکے فوت ہونے اور شکار
کے بدلے سے واجب ہوتا ہے آیا ہدیہ کرنیوالے کے واسطے جائز ہے کہ انمین سے کچھ کھائے
سو ایک قوم تو اسطرف گئی ہے کہ ہدیہ کرنیوالے کے لیئے جائز نہین ہے کہ انمین سے کچھ کھائے
منجملہ انکے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول یہ ہی کہ جزاے
صید و نذر سے نہ کھائے اور اسکے ماسوی سے کھائے امام احمد و اسحٰق بھی اسی کے قائل ہین۔
امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ ہدی تمتع سے کھائے اور ہر ہدی سے جو اوسپر واجب ہوا ہے
مگر فدیۂ اذیٰ و جزاے شکار و نذر سے نہ کھائے ائمہ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اسطرف گئے ہین کہ دم
تمتع و قران سے کھائے کیونکہ یہ دونون شکر کے دم ہین جنایت کے دم نہین ہین اور انکے سوا
اور واجب دم سے نہ کھائے واطعموا البائس یعنی کھلاؤ اوس شخص کو جسے شدّت پہونچی ہے
الفقیر یعنی محتاج قالہ البیضاوی شیخ زادے نے کہا بائس وہ شخص ہے جسکو بؤس پہونچا ہے
یعنی شدّت اور فقیر وہ ہے جسکو اعسار نے ضعیف کر ڈالا ہے نسفی نے بھی اسیطرح کہا ہے اِعسار
کہتے ہین تنگی و مفلسی کو فقیر ماخوذ ہے فقار ظہر سے یعنی پشت کی گرنی مطلب یہ ہے کہ مارے
ضعف و فقر کے پیٹھ کی گرنی نظر آتی ہین کسی نے کہا بائس شدید الفقر ہے کہ جسکی حاجت
غایت درجے کو پہونچی ہے اور فقیر وہ محتاج ہے جسکے واسطے کوئی غنا نہین ہے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بائس وہ ہے جسکی بأس یعنی شدّت اوسکے کپڑون اور چہرے
مین ظاہر ہوئی ہے اور فقیر وہ ہے جو ایسا نہین ہے بلکہ اوسکے کپڑے نقی یعنی صاف ہون
اور اوسکا چہرہ غنی کا چہرہ ہو یہ تو شیخ زادے رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان تھا فتح القدیر و فتح البیان مین ہے
کہ بائس ذو البؤس ہے اور بؤس شدّت فقر کو کہتے ہین پس ذکر فقیر کا بعد اوسکے واسطے مزید الضاح

نفظ مسلم کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل حجۃ الوداع مین یہ ہے قال فکان جماعۃ الھدی الذی قدم بہ علی من الیمن والذی اتی بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مائۃ ۱۲ منہ

محمد عبد العزیز نائب افتاء عفا اللہ عنہ

کے ہے اسیواسطے محلی نے بائس فقیر کی تفسیر شدید الفقر کی ہے خازن کا قول یہ ہے
الزمن من اللذی لا شئ لہ یعنی تنجا بر جا ماندہ جسکے پاس کوئی چیز نہین ہے رہا امر سو بیضاوی
نے کہا کہ واسطے وجوب کے ہے فتح القدیر و فتح البیان مین بھی اسیطرح کہا ہے دوسرا قول
انمین بلفظ قیل یہ لکھا ہے کہ واسطے ندب کے ہی ثم لیقضوا تفثہم قضا سے مراد یہان
تادیہ ہے یعنی چاہیئے کہ اپنے میل کے دور کرنے کو ادا کرین کیونکہ تفث وسخ ہے یعنی
میل کچیل اور قذارت وکراہت جو کہ بالون ناخنون کے بڑھجانے سے حاصل ہوتی ہے
اسپر مفسرون کا اجماع ہے جیسا کہ نیسابوری نے اسکو نقل کیا ہے زجاج نے کہا کہ
لغت والے تفث کو جانتے پہچانتے نہین ہین ابو عبیدہ نے کہا کہ شعر مین وہ شے
نہین آئی جس سے معنی تفث مین حجت پکڑی جاے مبرد نے کہا اصل تفث کی لغت
مین ہر قاذورہ ہے یعنی پلیدی وگندگی جو انسان کو لاحق ہوتی ہے کسی نے کہا کہ حاجی کا
قضاے تفث اوسکا تیل ڈالنا ہے اسواسطے کہ حاجی غبار آلود پریشان بال ہوتا ہے
سر مین نہ تیل ڈالتا ہے نہ اُسترہ لیتا ہے پھر جب اوسنے اپنا نسک پورا کرلیا یعنی ارکان
حج ادا کرچکا اور احرام سے نکلا تو سر مُنڈایا کپڑے پہنے تو یہی قضاے تفث ہی زجاج
نے کہا گویا قضاے تفث نکلنا ہے احرام سے طرف احلال کے فتح القدیر و فتح البیان مین
اسیطرح ہے علامہ نسفی نے فرمایا ہے ثم لیزیلوا عنہم اذرانہم یعنی چاہیئے کہ خود سے
اپنے میل کچیل کو دور کرین لغطویہ نے اسیطرح کہا ہے بیضاوی ومحلی نے بھی یقضوا
کی تفسیر یزیلوا کی ہے حفناوی نے کہا کہ قضا کی تفسیر ازالہ سے تفسیر مجازی ہی اسواسطے
کہ اصل مین قضا قطع وفصل کو کہتے ہین یعنی کاٹنا جدا کرنا سو یہان اوس سے ازالہ مراد لیا ہے
اور تفث اصل مین ناخن وغیرہ کے میل کو کہتے ہین سمین نے کہا کہتے ہین کہ تفث کی
اصل تفّ سے ہی تف ناخنون کے میل کو بولتے ہین حرف فا کو حرف ثای مثلثہ سے
قلب کرلیا ہے جسطرح کہ معثور ومعفور مین کیا ہے کسی نے کہا کہ تفث وسخ وقذر ہے یعنی
میل وپلیدی محاورے مین بولتے ہین ما اتفثک یعنی کس شے نے تجھے میلا کردیا۔
قطرب نے نقل کیا ہے کہ جب کسی شخص کا سفر مین میل بہت ہوجاتا ہی تو کہتے ہین تفث الرجل

یعنی اوسکا میل بہت ہوگیا ہے باب اسکا تعب ہے تفث وہ آدمی ہے کہ تیل لگانا استرہ لینا
چھوڑدے پھر اوسپر میل چڑھ آئے مصباح مین کہا ہے قضاے تفث مباح کرلینا ہے
اوس شے کا جو اونپر حرام کیگئی تھی بسبب احرام کے بعد حلال ہونے کے ثمین نے کہا
معنی لیصنعوا کے ہین یعنی چاہیئے کہ وہ کام کرین جسکو محرم اپنے احرام کھولنے کے وقت
کرتا ہے یعنی بالون وغیرہ کا دور کرنا اسکے ضمن مین سارے مناسک کا ادا کرنا آگیا کیونکہ کلام
نکرے گا مگر بعد کل مناسک ادا کرلینے کے حفناوی نے کہا ہے کہ بعد ثم کے اتنی عبارت
حذف ہے ثم بعد حلهم وخروجهم من الاحرام وبعد الاتیان بما علیهم من المناسک
لیقضوا تفثهم یعنی پھر بعد احرام کھولنے کے اور بعد سارے ارکان حج ادا کرلینے کے
چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور کرین موچھین ناخن تراشین بغل کے بال اوکھاڑین استرہ
لین سر منڈائین عامہ کی قرات بکسر لام ہے یہ لام امر کا لام ہے نافع اور کوفیون نے
بسکون لام پڑہا ہے اسواسطے کہ منفصل کو قایم مقام متصل کے کیا ہے قالہ السمین ولیوفوا
نذورهم اسمین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ مراد نذور سے اعمال برّ ہین جنکی حج
مین نذر کرلی ہے[۱] تو چاہیئے کہ اوسکو پورا کرین کیونکہ جسوقت حج کیا یا عمرہ پھر اپنی جان پر ہدی
وغیرہ سے کوئی شے ایسی واجب کرلی کہ اگر اوسکا واجب کرلینا نہوتا تو حج اوسکا مقتضی نہوتا
پس جب خود واجب کرلی ہے تو اوسکو پورا کرے دوسرا قول یہ ہے کہ مراد نذور سے
مواجب حج ہین یعنی انواع واقسام کے مناسک جنکو احرام مین داخل ہونے نے واجب کردیا ہے
اور حج مین داخل ہونے کے سبب سے وہ واجب ہوگئے ہین اونکو ادا کرین نذر کا ایجاب قول سے
ہوتا ہے اور مناسک حج کا ایجاب بطریق فعل ہوا ہے سو اسکی تشبیہ ایجاب قولی سے دیکر
اعمال حج کا نام نذور رکھدیا اگر آدمی پر نذور مطلق ہون تو افضل یہ ہے کہ مکے والون پر انکو خیرات
کردے یہ حاصل ہے شیخزادے کے بیان کا بیضاوی وفتح القدیر ونسفی نے یہی دو
قول ذکر کیے ہین لیکن دو اول نے اوّل قول کو اوّل اور ثانی کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے اور
تیسرے نے ثانی کو اوّل لکھا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص اس شے سے خارج ہوا جو اوسپر
واجب ہوئی تھی تو عرب لوگ اوسکے واسطے کہتے ہین وفی بنذرہ اوسنے اپنی نذر پوری کی

[۱] فتح القدیر وفتح البیان مین بعد اسکے کہا ہے کہ امر واسطے وجوب کے ہے ۱۲

اگرچہ اوسنے نذر نہین کی تھی مطلب یہ ہے کہ واجب سے خارج ہونے کو نذر بولتے ہین اسیطرح اعمال حج کا حال ہے کہ حاجی نے اونکی نذر نہین کی تھی بلکہ وہ حج مین داخل ہونیسے واجب ہوگئی تھی سو اونکا ادا کردینا یہی وفاے نذر ہے ولیوفوا کو تخفیف حرف فا پڑہا ہے اور ابوبکر کی قرات بسکون لام وتشدید حرف فا ہے ولیطوفوا بالبیت العتیق مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ مراد اس طواف سے طواف رکن ہے جس سے پورے طور پر حلال ہونا ہوجاتا ہے کیونکہ یہ قرینہ ہے قضاے تفث کا دوسرا قول یہ ہے کہ مراد طواف وداع ہے بیضاوی نے دونون قول نقل کیے ہین لیکن ثانی کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے محلی نے صرف قول اول لکھا ہے اور لفظ اونکا طواف الافاضہ ہے علامہ نسفی نے بھی قول اول پر اقتصار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ طواف زیارت ہے جو کہ حج کا رکن ہے اور جس سے پورا تحلل واقع ہوتا ہے نزدیک غیاث ابوعمرو کے تینون لام ساکن ہین فتح القدیر وفتح البیان مین لکھا ہے کہ یہ طواف افاضہ ہے ابن جریر نے کہا کہ اس باب مین درمیان متاولین کے کوئی خلاف نہین ہے **ف** طواف حج کے تین ہین ایک طواف قدوم ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص مکے مین آتا ہے تو سات بار کعبے کے گرد طواف کرتا ہے تین بار مین رمل کرتا ہے حجر اسود سے یہانتک کہ اوسی تک پہونچتا ہے یہ طواف سنت ہے اسکے تارک پر کوئی شے نہین ہے دوسرا طواف افاضہ ہے یہ طواف یوم النحر یعنی بقر عید کے دن بعد رمی جمار اور سر منڈانے کے ہوتا ہے اسکو طواف زیارت بھی بولتے ہین یہ رکن ہے بے اسکے کیے احرام سے حلال ہونا حاصل نہین ہوتا ہے حدیث متفق علیہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا لیلۃ النفر یعنی چلنے کی شب کو حائضہ ہوگئین تو کہا کہ مین گمان نہین کرتی ہون اپنے آپ کو مگر تمہارے روکنے والی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اعقرہی حلقی کیا نحر کے دن طواف کرلیا ہے عرض کیا گیا کہ ہان فرمایا تو چل اس سے ثابت ہوا کہ اگر نحر کے دن طواف نکر لیتین تو اونکو جائز نہوتا کہ چلی جائین تیسرا طواف الوداع ہے جو شخص مسافت قصر تک مکے سے مفارقت کرنا چاہے تو اسکے لیے اس بات مین رخصت نہین ہے کہ مکے سے مفارقت کرے یہانتک کہ سات بار کعبے کا طواف کرلے پھر جو شخص اسکو ترک کرے تو اوسپر دم ہے

۵ زمخشری نے کہا ہے کہ دونون صیغین مذکر ومؤنث کی ہین یعنی مارے شوق کے قوم کا استعمال کرے گی اونکا نہ کرڈالے گی قائم ہین بدعا ہے لیکن حقیقت مین بدعا نہین ہے اس قسم کے کلمے بدون قصد حقیقت عرب کے زبان پر جاری ہوتے ہین بطور تلطف کے جیسے لام لک وثکلتک امک اور رہنے دی مین کہتے ہین گنجی مرے اسکے معنی مین اور بھی اقوال ہین ۱۲

مگر حیض والی کیونکہ اسکے واسطے طواف وداع کا ترک کرنا جائز ہے بدلیل حدیث شریف مذکور رمل یعنی تین پھیرون مین کاندھے ہلاکر تیز چلنا سو یہ طواف قدوم کے ساتھ خاص ہے طواف افاضہ و وداع مین رمل نہین ہے ف کعبے کو جو بیت عتیق کہتے ہین اسمین چند قول ہین چنانچہ کئی قول اوّل گزر چکے ہین بیضاوی نے دو قول ذکر کیے ہین ایک یہ ہے کہ عتیق بمعنی قدیم ہے چونکہ پہلے پہل یہی گھر بنا ہے اسواسطے اسکا نام عتیق ہوا دوسرا یہ ہے کہ جبارون ظالمون کے تسلط سے آزاد کیا گیا ہے کتنے ظالم اوسکے ڈھانے کو چلکر آئے اللہ پاک نے اونکی شر سے اُسکو روکا حجاج بن یوسف سواو سنے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے وہانسے نکالنے کا ارادہ کیا تھا یہ نہین ہوا کہ اوسپر متسلط ہوا ہو صرف اونکے نکالنے کے لیے حیلہ و تدبیر کی تھی جو کچھ نقصان ہوا تھا اوسکو پھر بنایا درست کردیا چنانچہ ابتک اوسی کے وقت کا بنا ہوا موجود ہے اور جب ابرہہ نے اوسپر تسلط کا ارادہ کیا تو جو معاملہ اوسکے ساتھ کیا گیا وہ مشہور و معروف ہے محلی نے صفہ پہلا قول نقل کیا ہے خطیب نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ کبھی کسی کی ملک نہین کیا گیا یہ میسرا قول ہوا چوتھا قول یہ ہے کہ غرق سے آزاد کیا گیا کیونکہ زمانہ طوفان مین آسمان کی طرف مرفوع ہوگیا تھا پانچوان یہ ہے کہ عتیق بمعنی کریم ہے یعنی بڑے شرف و بزرگی والا ہے اسی معنی سے عمدہ نسل کے گھوڑون کو عتاق الخیل کہتے اور اسی باب سے عتاق الرقیق آزاد غلامون کو بولتے ہین اسواسطے کہ غلامی کی ذلت سے نکلکر آزادی کے شرف کو پہونچے ہین چھٹا یہ ہے کہ اللہ پاک گنہگارون کی گردنون کو اسمین عذاب سے آزاد فرماتا ہے انمین سے چار قول اوّل کے خازن نے بھی ذکر کیے ہین فتح البیان مین پانچون قول مذکور ہین فتح القدیر مین بھی پانچ قول ہین لیکن دو اوّل اور تین آخر کے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ قول اوّل کے ذکر فرمائے بعد اسکے بیت اللہ شریف کی مدح مین چند فقرے نہایت فصیح و بلیغ و طرب انگیز لکھے ہین جنکے سُنتے ہی مسلمان صادق مشتاق زیارت ہوجاے مشتاق سفر اختیار کرکے دیدار فائض الانوار بیت اللہ سے مشرف ہو وہ فقرے یہ ہین وھو مطاف اھل الغبراء کما ان العرش مطاف اھل السماء فان الطالب اذا ھاجتہ معیۃ الرب وجذبتہ جواذب الطلب جعل یقطع مناکب الارض مراحل ویتخذ مسالک

ف قرطبی نے کہا القول الاول اصح للنظر والحدیث الصحیح قال مجاھد خلق اللہ البیت قبل الارض بالفی عام وھذا سمی عتیقا وھو قول ابی ہے ۱۲

المهالك منازل یعنی کعبۂ معظمہ زمین والون کی جاے طواف ہے جسطرح کہ عرش معلی
آسمان والون کا طواف گاہ ہے طالب بیت اللہ کو جسوقت معیت[۵۱] طرب اوبھارتی ہی اوطلب
صادق کی کششین اوسکو کھینچتی ہین تو اطراف زمین کو منزل منزل کرکے قطع کرتا ہے اور
ہلاکت کی راہون کو منزلین بناتا ہے فاذا عاین البیت لم یزده التسلی به الا اشتیاقا
ولم یفده التشفی باستلام الحجر الا احتراقا فیرده الاسف لهفان ویردده
اللهف حوله فی الدوران پھر جب وہ بیت اللہ شریف کا معائنہ کرتا ہے تو اُسکے ساتھ
تسلی ہونا نہین بڑہاتا مگر اشتیاق کو اور حجر اسود کو چومکر تشفی ہونا فائدہ نہین دیتا اوسکو مگر سوزش
کا پس اندوہ وغم رد کرتا ہے اوسکو اس حال مین کہ دریغ کھانیوالا ہے اور دریغ واندوہ گرداگرد
بیت اللہ شریف کے بار بار اوسکو گردش مین لاتا ہے وطواف الزیارة آخر فرائض الحج
الثلاث وادلها الاحرام وهو عقد الالتزام یشبه الاعتصام بعروة الاسلام حتی
لا یرتفض بارتکاب ما هو محظور فیه ویبقی عقده مع ما یفسده وینافیه کما ان
عقد الاسلام لا ینحل بازدحام الآثام وترتفع الف حوبة بتوبة یعنی طواف
زیارت حج کے تین فرضون مین کا آخر فرض ہے پہلا فرض احرام ہے اور وہ لازم کرلینے کی گرہ
لگانا ہے گوشۂ اسلام کے ساتھ چنگل مارنے سے مشابہ ہے یہانتک کہ جو شے اوسمین ممنوع ہے
اوسکے کرنے سے چھٹتا نہین ہے اور جو شے اُسکے مفسد ومنافی ہے اُسکے ساتھ باقی رہتا ہے
جسطرح کہ اسلام کی گرہ کثرت گناہون سے کھلتی نہین ہے ہزار گناہ ایک توبہ صادق سے دور
ہوجاتے ہین وثانیها الوقوف بعرفات بسمة الابتهال وصفة الاهتبال وصدق
الاعتزال عن دفع الاتکال علی مراتب الاعمال وشواهد الاحوال دوسرا
فرض میدان عرفات مین ٹھیرنا ہے زاری وعاجزی کرنے کے طور پر اوسوقت خود کو ان صفتون
کے ساتھ متصف کرے ایک یہ ہے کہ اوسوقت کی دعا وزاری کو غنیمت سمجھے دوسری
یہ ہے کہ سچے طور پر ان چیزون سے کنارہ کرے یعنی اعمال کے مراتب اور احوال کے شواہد پر
اعتماد کرنے سے علیحدہ ہو انپر ہرگز نظر نکرے صرف اللہ پاک کے کرم فیاض پر معتمد ہوکے جہانتک
ہے دعا وزاری وعاجزی وفروتنی مین مشغول ہو کیونکہ اللہ پاک کی رحمت بغایت وسیع ہے

[۵۱] معیت بمعنی مصاحبت ہے اور مرغوب شے کی خفت ہے جو نشاط وخوشی سے حاصل ہوتی ہے یعنی جوقت مصاحبت طرب کی اسکو ہیجان مین لاتی ہے مہم کے نسخہ مین معیت ہے جو بمعنی چندان چسپان معلوم نہین ہوتے ہین اگر معیت کی تصحیف ہو تو دور نہین ہے معیت نشتن کے بجائے کی آواز کو کہتے ہین اور مرکبین دیگر لوگون کی آواز کو بھی بولتے ہین یہ معنی فی الجملہ خوب معلوم ہوتے ہین واللہ اعلم

اور اوسکا فضل بے نہایت ہے ایسے قلیل وقت مین ایسی جگہ مین کہ باران رحم وکرم برس رہا ہے
گناہون کے پہاڑ ہوا ہے منشور ہو رہے ہین انواع واقسام کی حرمت وھوم وھام سے گر رہی ہے
خود سے اور اپنے اعمال واحوال کی رویت سے فانی ہوکر اوسی سے دعا کرے اور جو کچھ
مانگا جاے مانگ وہان کسی طرح کی کمی نہین ہے آدمی کیا اور اوسکا عمل وحال کیا کہ اوسپہ
نظر کرے اور معتمد ہو قابل اعتماد ونظر تو اللہ ہی کا فضل وکرم ہے اللھما انا نسالك من فضلك
العظیم وکرمك الجسیم ورحمتك الواسعة ان تسعنا رحمتك الوسیعة وکرمك الجزیل
بجاہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ صلی اللہ وسلم وبارك علیہ وعلیہم امین

ذٰلِكَ ق وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ط وَاُحِلَّتْ لَكُمُ
الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝
حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ط وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ
الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے
اللہ کے ادب کی سو وہ بہتر ہے اوسکو اپنے رب کے پاس اور حلال ہین تمکو چوپائے مگر جو تمکو
سُناتے ہین سو بچتے رہو بتون کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ایک اللہ کی
طرف کے ہوکر نہ اُسکے ساتھ ساجھی بناکر اور جنے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے
پھر اُچکتے ہین اوسکو اوڑتے جانور یا لے ڈالا اوسکو باؤ نے کسی دور مکان مین ف بڑائی رکھی
اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے جانور آئے ہوئے نہ موٹے اور قیمتی جانور لاوے اور جھول
اوسپر اچھی ڈالکر پھر وہ بھی خیرات کرے اور چوپائے تمکو حلال ہین یعنی جو کھانے مین رواج ہے
اور بہتیرے چوپائے حرام بھی ہین اور بچو بتون کی گندگی سے یعنی جو کسی تھان پر ذبح کیا
وہ مُردار ہین اور جھوٹی بات سے یعنی جو کسی کے نام کا کر کر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے اور جو شریک
کرے اوسکی مثال فرمائی اسواسطے جسکی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قایم ہے اور جہان نیت
بہت طرف گئی وہ سب اسکو راہ مین سے اوچک لے گئے یا سب سے منکر ہوکر دہر سے ہوگیا انتہی
ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین یہ وہ طاعتین عبادتین ہین جنکا ہمنے حکم کیا
ہے مناسک کے ادا کرنے مین اور وہ ثواب جزیل جو اونکے ادا کرنے والون کے واسطے ہے

ومن یعظم حرمات اللہ یعنی جو شخص کہ اللہ پاک کے معاصی و محارم سے پرہیز کرے اور حال یہ ہے کہ فی نفسہ اونکا مرتکب ہونا ایک امر عظیم ہے فھو خیر لہ عند ربہ یعنی تو اسپر اوسکو واسطے بڑی خیر اور بہت ثواب ہے پس جسطرح کہ طاعات کے کرنے پر ثواب جزیل و اجر کبیر ہے اسیطرح محرمات کے چھوڑنے پر اور ممنوعات سے بچنے پر بہت بڑا ثواب ہے ابن جریج نے کہا کہ مجاہد نے اسکی تفسیر مین کہا ہے حرمت مکہ و حج و عمرہ ہے اور اللہ پاک کے سارے معاصی جن سے منع فرمایا ہے ابن زید نے بھی اسیطرح کہا ہے واحلت لکم الانعام الا ما یتلی علیکم یعنی حلال کردیئے ہمنے واسطے تمھارے سارے چوپائے مگر جو سنائے جاتے ہین۔ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام قولہ تعالیٰ الا ما یتلی علیکم یعنی مگر وہ چیزین جنکی تحریم تمکو سنائی جاتی ہے اسکا ذکر اس آیت مین کیا ہے حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ الآیہ یہ ابن جریر نے کہا ہے اور اسکو قتادہ سے حکایت کیا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ یہان واسطے بیان جنس کے ہے یعنی تم پلیدی سے یعنی جو کہ بت ہین قول زور کو شرک باللہ کا قرین کیا جیسا کہ اللہ پاک نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون اسی باب سے شہادت زور ہے یعنی جھوٹی گواہی صحیحین مین حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کیا خبر دون مین تمکو بزرگترین کبائر کی ہمنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا شرک کرنا ساتھ اللہ کے اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی اور آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے تو بیٹھ گئے پھر فرمایا الا وقول الزور الا وشھادۃ الزور یعنی خبردار اور جھوٹی بات خبردار اور جھوٹی گواہی پھر آپ اسکی تکرار کرتے رہے یہانتک کہ ہمنے کہا کاش آپ سکوت فرماتے امام احمد نے ایمن بن خریم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس فرمایا جھوٹی گواہی برابر کی گئی ہے اشراک باللہ سے تین بار اس کلمے کو فرمایا پھر یہ آیت پڑھی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور وھکذا رواہ الترمذی عن احمد

---

۵۱ لفظ ابن کثیر نہین ہر گروہ پورا کرتے کو ۵۲ تین چھوڑا ۵۳ اور نہ وصیلہ اور نہ سائبہ حرام ہوا تم پر مردہ اور لہو اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا اللہ کے سوائے کا اور جو مر گیا گھٹکر یا چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مارے سے اور جسکو کھایا پھاڑنے والے نے مگر جو تم نے ذبح کیا اور جو ذبح ہوا کسی تھان پر اور یہ کہ بانٹا کرو پانسے ڈالکر یہ گناہ کا کام ہے آج ناامید ہوئے کافر تمھارے دین سے سو نہ ڈرو ان سے اور مجھ سے ڈرو آج مین پورا کیا تمھارا دین تمھارے اوپر اور پوری کی تم پر مین نے احسان اپنا اور پسند کیا مین نے تمھارے واسطے دین اسلام پھر جو کوئی ناچار ہو گیا بھوک سے اوسنے سند نہین اتاری اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تمکو معلوم نہین ۱۲

بن منیع عن مروان بن معاویۃ بہ ثم قال غریب انما نعرفہ من حدیث سفیان
بن زیاد وقد اختلف عنہ فی روایۃ ھذا الحدیث ولا نعرف لایمن بن خریم
سماعا من النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم امام احمد نے خریم بن فاتک اسدی
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی
فلما انصرف قام قائما پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اوٹھکھڑے ہوئے در انحال
کہ آپ قیام کرنیوالے تھے پھر فرمایا عُدِلَتْ شہادۃ الزور الاشراک باللہ عزّ وجل یعنی
جھوٹی گواہی اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنے سے برابر کی گئی ہے پھر یہ آیت پڑھی فاجتنبوا
الرجس الی قولہ مشرکین بہ سفیانؓ ثوری نے عن عاصم بن ابی النجود عن وائل بن ربیعہ
عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہا کہ جھوٹی گواہی برابر ہوتی ہے
اشراک باللہ سے پھر یہی آیت پڑھی قولہ تعالیٰ حنفاء للہ یعنی خالص کرنیوالے
دین کے واسطے اللہ کے منحرف ہونے والے باطل سے حق کیطرف قصد کرکے اور اسی لیئے
فرمایا غیر مشرکین بہ پھر اللہ پاک نے مشرک کی مثل بیان فرمائی اوسکی گمراہی وہلاک دور ہونے
مین ہدایت سے پس فرمایا ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء یعنی جو شخص شریک بناتا ہے
اللہ کا تو گویا گر پڑا آسمان سے فتخطفہ الطیر یعنی پھر ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہین اُسکے پرندے
ہوا مین او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق یعنی یا لے ڈالتی ہے اوسکو ہوا دور مکان مین کہ جو
اوسمین گرا اوسکو ہلاک کرڈالتا ہے اسیواسطے حدیث براء رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ بیشک کافر
جسوقت موت کے فرشتے اوسکو وفات دیتے ہین اور اوسکی روح کو لیکر آسمان کی طرف چڑھتے
ہین تو اوسکے واسطے آسمان کے دروازے کھولے نہین جاتے ہین بلکہ اوس جگہ سے اوسکی روح
پھینکدی جاتی ہے پھینکنے کر پھر یہی آیت پڑھی سورۂ ابراہیم مین یہ حدیث شریف بحروفہ والفاظہ
وطرقہ گزر چکی ہے اللہ پاک نے سورۂ انعام مین مشرک کی ایک اور مثل بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے
قل اندعو من دون اللہ ما لا ینفعنا ولا یضرنا ونرد علی اعقابنا بعد اذ ھدانا
اللہ کالذی استھوتہ الشیاطین فی الارض حیران لہ اصحاب یدعونہ الی الھدی ائتنا
قل ان ھدی اللہ ھو الھدی الآیہ ف ذلک مین تین قول ہین ایک یہ ہے کہ خبر ہے

ترجمہ ہم پکارین اللہ کے
سوائے جو نہ بھلا کرے
ہمارا نہ برا اور پھر جاوین
اوسے پاؤن جب
اللہ ہکو راہ دے چکا
ہمین جیسے ایک شخص کو
بھلا دیا جنون نے
جنگل مین بھٹکا اُسکے
رفیق پکارتے ہین راہ
کی طرف کہ آ ہمارے
پاس تو کہہ اللہ نے
راہ بتائی سوئی راہ ہے
اور ہمکو حکم ہوا ہے
کہ تابع ہوین جہان کے
صاحب کے ۱۲

مبتدائے محذوف کی ای الامر اوانشان ذٰلک المذکور اس صورت مین محل اسکا رفع ہوگا بنا بر خبر
محلی و بیضاوی و نسفی و خازن و ابو البقاء نے اسی کو اختیار کیا ہے فتح القدیر و فتح البیان مین بھی اوّل
اسی کو لکھا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ مبتدا ہے خبر اسکی محذوف ہے اسکو صرف فتح القدیر مین ذکر کیا ہے
تیسرا یہ ہے کہ محل نصب مین ہے مفعول ہے فعل محذوف کا فتح القدیر و فتح البیان مین افعلوا
ذٰلک تقدیر کی ہے اور علامہ نسفی نے لیفعلوا ذٰلک مقدر نکالا ہے مشار الیہ اسکا اعمال و افعال
حج ہین جنکا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے شیخزادے نے کہا یعنی جو کچھ کہ واذ بوانا سے لیکر
العتیق تک مذکور ہوا ہے کیونکہ یہ آیتین احکام پر مشتمل ہین اونمین سے بعض امور تو مامور بہ
ہین اور بعض منہی عنہ ہین ابو حیان نے بحر مین کہا ہے کہ کلمہ ذٰلک اسجگہ ایسا ہے جیسے کہ
منشی اپنے خط کا ایک جملہ بعض معانی و مطالب مین مقدم کرتا ہے پھر جب دوسرے معنی
و مطلب مین خوض کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے ھذا و قد کان کذا یعنی اس بات کو لو اور یہ بات
ہو چکی اب دوسری بات سنو غرضکہ کلمہ ذٰلک یا ھٰذا ایسے مقام مین درمیان دو کلام کے
فصل کرنے کو یا ایک ہی کلام کے دو طرفون کے درمیان جدا کرنے کو ذکر کرتے ہین قرآن شریف
مین اسجگہ ذٰلک فرمایا ہے اسیطرح ایک اور آگے آتا ہے اور اسی قسم کے مقام مین لفظ ھٰذا
بھی فرمایا ہے و من یعظم حرمات اللہ حرمات جمع ہے حرمۃ کی زجاج نے کہا حرمت وہ
شے ہے جسکے ساتھ قیام واجب ہے اور اوسمین کمی کرنا حرام ہے حرمات اس آیت مین وہ چیزین
ہین جنسے نہی کی ہے اور اونمین واقع ہونے سے منع فرمایا ہے علامہ نسفی نے فرمایا ہے حرمت
وہ شے ہے جسکا ہتک حلال نہین ہے اور مناسک حج وغیرہ جنکے ساتھ اللہ عزوجل نے
بندے کو مکلف کیا ہے وہ سب اسی صفت کے ہین پس حرمات مین دو احتمال ہین ایک
یہ ہے کہ اللہ پاک کی ساری تکالیف مین عام ہون دوسرا یہ ہے کہ اُن تکالیف کے ساتھ خاص
ہون جو کہ حج سے متعلق ہین کسی نے کہا کہ حرمات سے مراد بیت الحرام و مشعر الحرام و شہر حرام
و بلد حرام و مسجد حرام ہین غرضکہ حرمت کے تین معنی ٹھہرے بیضاوی نے بھی یہی تین معنی ذکر
کیے ہین لفظ او نکا یہ ہے احکامہ و سائر ما لا یحل ھتکہ او الحرم و ما یتعلق بالحج
من التکالیف و قیل الکعبۃ و المسجد الحرام و البلد الحرام و اشہر الحرام و المحرم یعنی

---

۱۲ قرطبی نے الفرض ذکر کیا ہے اور واجب ذٰلک کہا ہے اور نصب کی صورت مین امتثلوا ذٰلک مقدر نکالا ہے ۱۲

۱۲ ہتک کہتے ہین پردہ پھاڑنے کو تاکہ جو شے اوسکے پیچھے ہے وہ ظاہر ہو جسکا مآل الشباب ۱۲

حرمات اللہ سے مراد اللہ پاک کے احکام ہین جو کہ مکلفون کے فعلون سے متعلق ہین کوئی حکم کسی شے
کے واجب کرنے کا ہے کوئی حکم کسی شے کے حرام کرنیکا ہے اور اسی کی مثل اور حکم ہین اور وہ سب
اشیا جنکا ہتک حلال نہین ہے جیسے بیت الحرام و مسجد الحرام و خود حرم اور احرام جن چیزون
کا ہتک حلال نہین ہے اُن سب کو حرمت باین معنی عام ہے اور کبھی حرمت خاص ہوتی ہے
ساتھ حرم کے اور ساتھ ساری تکالیف متعلقہ حج کے اور کبھی خاص ہوتی ہے ساتھ پانچون محرمات
کے کہ منجملہ اونکے ایک مُحرِم ہے یہانتک کہ حلال ہووے حرمت بمعنی ثانی اگرچہ
خاص تر ہے حرمت بمعنی اوّل سے مگر حرمت بمعنی سوم سے عامتر ہے معنی سوم وہی ہین جو کہ
تکالیف مذکورہ کے قبیل سے نہین یہ بیان ہے شیخزادے کا محلی نے صرف معنی اوّل نسفی کو
ذکر کیا ہے خازن نے پانچ قول نقل کیے ہین ایک یہ ہے کہ حرمات سے مراد اللہ پاک کے معاصی
ہین جنسے منع فرمایا ہے تعظیم انکی یہ ہے کہ اونکی ملابست کو ترک کرے یعنی اللہ پاک کی نافرمانیون
مین آلودہ نہووے دوسرا قول وہی قول اوّل نسفی کا ہے تیسرا قول بعینہ زجّاج کا قول
ہے جو مذکور ہوچکا ہے چوتھا قول یہ ہے کہ مراد حرمات سے اسجگہ مناسک حج ہین تعظیم اونکی یہ ہے
کہ اونکو قایم کرے اور اونکو پورا ادا کرے پانچوان قول وہی قول سیوم نسفی وغیرہ کا ہے اسکی
بنا پر معنی تعظیم کے یہ ہین کہ اس بات کو یقینی جانے اور اعتقاد کرے کہ محرمات خمسہ مذکورہ کی
مراعات کے ساتھ قیام واجب ہے اور اونکی حرمت کا نگاہ رکھنا واجب ہے لیکن خازن نے
چار چیزین ذکر کی ہین بیت الحرام بلد الحرام مسجد الحرام شہر حرام ابوحیّان نے بحر مین صرف دو
قول ذکر کیے ہین ایک تو جمیع تکالیف مناسک حج کی اور غیر مناسک حج کی دوسرا قول یہ ہے
کہ احتمال ہے کہ حرمات خاص ہو ساتھ اوس شے کے جو کہ حج سے متعلق ہے جیسے لڑنا جھگڑنا
جماع کرنا شکار کرنا قرطبی نے کہا کہ اسجگہ حرمات مقصودہ افعال حج ہین جنکی طرف ثم لیقضوا
تفثھم ولیوفوا نذورھم مین اشارہ کیا گیا ہے اور تعظیم مواضع کی اسمین داخل ہے ابن زید
وغیرہ اسی کے قائل ہین اسکی جامع یہ بات ہے کہ یون کہو کہ حرمات امتثال امر ہے فرائض
وسنن حج سے فتح القدیر و فتح البیان مین فرمایا ہے کہ جو بات آیت سے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ
عموم ہے ہر حرمت کا حج مین اور غیر حج مین چنانچہ لفظ اسی کا مفید ہے گو سبب خاص ہی کیون

نہو فھو خیر لہ یعنی حرمات الٰہی کی تعظیم کرنا بہتر ہے واسطے اُسکے عند ربہ نزدیک اُسکے
رب کے از روے ثواب قالہ البیضاوی یعنی رب کے پاس اس تعظیم کا ثواب بہتر ملے گا شیخزادے
نے کہا اسمین دلیل ہے ثواب مؤخر پر کیونکہ جو کوئی خیر خیرات مین سے حاصل ہو چکی ہے اُسکے
حق مین عند ربہ نہین کہتے ہین اسیواسطے محلی نے بعد اسکے فی الاخرۃ مقدر نکالا ہے فتح القدیر
وفتح البیان مین فرمایا ہے کہ تعظیم بہتر ہے واسطے اوسکے نزدیک اُسکے رب کے یعنی آخرت مین منجملہ
حرمات کے کسی حرمت کی تحقیر کرنے سے کسی نے کہا کہ اسجگہ صیغہ تفضیل سے اوسکے معنی
حقیقی مراد نہین ہین بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ تعظیم ایک خیر ہے اوس سے منتفع ہوگا پس یہ آیت وعدہ ہی
ایک خیر کا حفناوی نے اسی قول کو لیا ہے کہا ہے کہ ایک قربت وطاعت ہی اللہ کے پاس
اوسپر ثواب دیا جائے گا قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر مین یہی دو قول لکھے ہین واحلت
لکم الانعام الا ما یتلی علیکم انعام سے مراد اونٹ گاو بکری ہین یعنی حلال کیا گیا واسطے
تمھارے ان چوپایون کا کھانا بعد ذبح کے مگر وہ چوپائے جنکی تحریم کی آیت تم پر پڑھی جاتی ہے
اللہ پاک کی کتاب مین مراد آیت سورۂ مائدہ ہے حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر
وما اُھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع
الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام اسکے اوّل مین یون فرمایا
ہے احلت لکم بھیمۃ الانعام الا ما یتلیٰ علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم معنی یہ
ہین کہ اللہ پاک نے تمھارے واسطے سارے چوپائے حلال کر دیئے مگر وہ جنکا بیان اپنی کتاب مین
کر دیا ہے پس تمکو چاہیئے کہ اوسکی حدون کو نگاہ رکھو اور اُسکے حلال کیئے ہوئے سے کسی شے
کو حرام مت کرو جسطرح کہ بعض نے بحیرہ وغیرہ کو حرام کر لیا اور اوسکی حرام کی ہوئی شے کو حلال
مت کرو جسطرح کہ اونھون نے موقوذہ و میتہ وغیرہ کو حلال کر لیا جبکہ اللہ پاک نے اپنی حرمات
کی تعظیم پر آمادہ کیا تو بعد اوسکے بتون سے اور قول زور سے بچنے کا امر فرمایا فاجتنبوا الرجس
من الاوثان واجتنبوا قول الزور وجہ اسکی یہ ہے کہ بت اور جھوٹی بات منجملہ بزرگترین حرمات
ہین اور سابق ترین حرمات ہین خطر ومنع مین من الاوثان بیان ہے رجس کا رجس کہتے ہین پلیدی کو
یہ ایک شے مبہم ہے بہت سی چیزونکو شامل ہے گویا یون فرمایا گیا کہ تم بچو اوس پلیدی سے جو کہ

۱ حرام ہوا تم پر مردہ اور
لہو اور گوشت سؤر
کا اور جس جانور پر نام پکارا
اللہ کے سوائے کا
اور جو مر گیا گھٹکر یا چوٹ
سے یا گر کر یا سینگ
مارے سے اور جسکو
کھایا پھاڑنے والے نے
مگر جسے تم ذبح کیا اور جو
ذبح ہوا کسی تھان پر اور
یہ کہ بانٹا کرو پانسے ڈالکر
۲ حلال ہوئے
تمکو چوپائے مواشی
اور فرسکے سوائے جو تمکو
سنا دینگے مگر حلال نجانو
شکار کو اپنے احرام مین

بُت ہین بتون کا نام رجس رکھا بطور تشبیہ کے یعنی جسطرح تم طبعًا پلیدی سے نفرت کرتے ہو اسیطرح
تمپر لازم ہے کہ بتون سے نفرت کرو زور کہتے ہین کذب و بہتان کو یا مراد جھوٹی گواہی ہے زور
زَوْر سے ماخوذ ہے زور انحراف و مائل ہونے کو بولتے ہین درمیان شرک و قول زور کے
اسواسطے جمع کیا کہ شرک بھی زور کے باب سے ہے کیونکہ مشرک اس بات کا زعم کرتا ہے کہ بُت لایق
عبادت کے ہے حالانکہ یہ بات زور و کذب ہے بُت کو پوجا سے کیا واسطہ وہ تو جماد ہے نہ حرکت
کرے نہ بولے ایسے کا پوجنا کیا یہ حاصل ہے نسفی رحمہ اللہ کے بیان کا شیخزادے نے
بیضاوی کا حاصل یہ لکھا ہے چونکہ جائز تھا کہ وہم اس طرف جائے کہ احرام نے جبکہ صید کو حرام
کردیا جسکا قتل مباح تھا تو وہ چوپایونکو حرام کردے گا اسواسطے اللہ پاک نے بیان فرمادیا کہ احرام
چوپایون کو حرام نہین کرتا ہے وہ جسطرح غیر محرم کے واسطے حلال ہین اسیطرح محرم کے لیئے
بھی حلال ہین پھر جو چوپائے بوجہ عارض حرام ہوگئے اونکا استثنا فرمایا جیسے مردار جانور
اور ما اھل بہ لغیر اللہ آوثان و قول زور سے بچنے کا حکم و من یعظم حرمات اللہ پر
متفرع کیا باوجود اسکے کہ ان دونون سے بچنا تعظیم حرمات اللہ مین داخل ہے سو وجہ اسکی یہ
ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ توحید و صدق قول اعظم حرمات سے ہے اور شرک
و قول زور کو ایک رشتے مین جمع فرمایا اسواسطے کہ شرک باب زور سے ہے بلکہ وہ تو سرہے زور کا
کیونکہ وہ زعم کرنا اس بات کا ہے کہ وثن کیواسطے عبادت سزاوار ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ جاہلیت والے
اپنی تلبیہ مین یون کہا کرتے تھے کہ لبیک لا شریک لک لبیک الا شریکا لک تملکہ و
ما ملک تو گویا یون کہا گیا کہ تم بتون کے پوجنے سے بچو جو کہ سر ہے زور کا اور کُل قول زور سے
پرہیز کرو اسمین سے کسی شے کے پاس مت پھٹکو پھر کیا گمان ہے تیرا اوس شے سے جو کہ عبادت
اوثان کی قبیل سے ہے **قولہ تعالیٰ** واحلت لکم الانعام اور فاجتنبوا
الیٰ قولہ قول الزور کی وجہ ارتباط کی یہ ہے گویا جبکہ اللہ پاک نے تعظیم حرمات پر برانگیختہ کیا
تو اوسکے پیچھے واحلت لکم الانعام فرمایا غرض اس سے تحریم بحائر و سوائب کا رد کرنا ہے
کہ جسپر کفار جمے ہوئے تھے اور اُسکے بعد فاجتنبوا الرجس من الاوثان ذکر کیا اور اُسکے پیچھے
واجتنبوا قول الزور فرمایا مقصود اس سے اُنکے افترا کا رد کرنا ہے وہ لوگ اللہ پاک پر

جھوٹ باندھتے تھے کہ اوسنے اِسکا حکم دیا ہے حالانکہ یہ محض اونکی افترا پردازی ہی اسواسطے
صاف فرمادیا کہ تم شرک سے اور جھوٹی بات سے بچو اللہ پاک کو کیا پڑا ہے کہ ایسی خرافات باتونکا
حکم دے وہ اس افترا سے بری و پاک ہے **ف** کلمہ ما الا ما یتلیٰ علیکم مین موصولہ ہے
اور مسند الیہ یتلیٰ کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے الا المتلو علیکم ترجمہ اسی آیۃ تحریمہ
فسورۃ المائدۃ استثنا مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ استثنا متصل ہی وجہ اسکی
یہ ہے کہ مستثنیٰ وہ چوپائے ہین جو بسبب کسی عارض کے حرام ہوگئے ہین جیسے موت یا
ما اھل بہ لغیر اللہ کیونکہ مرا ہوا جانور اور غیر اللہ کے نام پر پکارا ہوا انعام مین داخل ہے
اور عارضہ وغیرہ سے حرام ہوگیا ہے بیضاوی نے اِسی قول کو اختیار کیا ہے **دوسرا قول**
یہ ہے کہ استثنا منقطع ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت مین جو مذکور ہی وہ انعام
کی جنس سے نہین ہے جیسے دم اور لحم خنزیر کسی نے کہا وجہ انقطاع کی یہ ہے کہ انعام
مین کوئی محرم نہین ہے کیونکہ انعام یہی اونٹ گاؤ بکری ہین محلی نے اِس قول کو اوّل لکھا ہے
اور اوّل کو بلفظ یجوز ذکر کیا ہے اب رہی یہ بات کہ احلت لکم الانعام کو حج سے کیا تعلق
ہے سو اسکی دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ حج مین ذبح ہوتا ہے اِسلیے جس جانور کا ذبح کرنا
اور اوسکا گوشت کھانا حلال ہے اوسکا بیان کردیا دوسری وجہ یہ ہے کہ الا ما یتلیٰ علیکم غیر
محلی الصید وانتم حرم یعنی حالت احرام مین شکار کرنا درست نہین ہے سو بیان فرمادیا
کہ شکار کرنا نادرست باقی چوپائے درست ہین اللہ کا نام لیکر ذبح کرو اور کھاؤ یہ دونون باتین
قرطبی رحمہ اللہ نے ذکر کی ہین حفناوی نے کہا رجس کی اصل لغت مین قذر و آوسا خ ہے
یعنی پلیدی میل کچیل کو رجس کہتے ہین بتون کی عبادت معنوی گندگی ہے قرطبی نے کہا
رجس شے قذر ہے یعنی پلید چیز اور وثن لکڑی لوہے یا سونے چاندی وغیرہ کی تمثال و
صورت کو کہتے ہین عرب لوگ ان صورتونکو کھڑا کرتے اور اونکو پوجتے تھے نصاریٰ صلیب کو
نصب کرتے ہین اور اوسکی عبادت و تعظیم کرتے ہین صلیب بھی مثل تمثال کے ہے عدی بن حاتم
رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور میری
گردن مین سونے کی صلیب تھی تو آپ نے فرمایا الق ھذا الوثن عنک مراد صلیب ہے

یعنی تو اسکو خود سے ڈالدے اصل وثن کی اس محاورے سے ہے وثن الشی ای اقام
فی موضعہ یعنی جب کوئی شے اپنی جگہ مین قائم ہوتی ہے تو کہتے ہین وثن الشی یعنی وہ اپنی
جگہ مین قائم ہوگئی صنم کا نام وثن اسلیئے رکھا کہ وہ اپنی جگہ مین منصوب و مرکوز ہوتا ہے اُس سے ٹلتا
نہین ہے مراد یہ ہے کہ بتون کی عبادت سے بچو یہ قول حضرت ابن عباس و ابن جریج سے
مروی ہے بتون کا نام رجس رکھا اسواسطے کہ وہ سبب ہین رجز کے اور رجز بمعنی عذاب کے کسی نے
کہا کہ اللہ پاک نے بتون کو موصوف برجس فرمایا اور رجس بمعنی نجس ہے سو بت حکماً نجس ہین نجاست
وصف ذاتی اونکا نہین ہے صرف ایک وصف شرعی ہے احکام ایمان سے پس وہ زائل نہین
ہوتا ہے مگر ایمان سے جسطرح کہ حسّی نجاست زائل نہین ہوتی ہے مگر پانی سے زجاج نے کہا
کہ حرف من اسجگہ واسطے تخلیص ایک جنس کے ہے اجناس سے[۱] یعنی تم بچو رجس سے
جو کہ بت ہین مطلب یہ ہے کہ پلیدی بہت قسم کی ہوتی ہے سو اوسمین سے ایک قسم کی پلیدی
کو علحدہ کر کے بیان کر دیا قرطبی نے کہا کہ فقط رجس اوثان سے نہی واقع ہوگی اسکے سوا باقی
پلیدیان رہجائین گی اونکی نہی دوسری جگہ سے یہ بھی احتمال ہے کہ من ابتداے غایت
کے واسطے ہو گویا عموماً رجس سے اونکو منع کیا پھر اُنکے واسطے رجس کا مبدا معین کیا کہ جس سے
اونکو رجس لاحق ہوتا ہے کیونکہ بت کی پوجا ہر فساد و پلیدی کی جامع ہے اور جس شخص کا یہ قول ہے
کہ من تبعیض کا ہے تو اوسنے آیت کے معنی کا قلب کر دیا اور اوسکو فاسد کر ڈالا محلی و بیضاوی
و نسفی اسی کے قائل ہین کہ من بیانیہ ہے یعنی پلیدی سے بچو کون پلیدی وہ بت ہین جسطرح
نجاستون سے بچتے ہین اوسیطرح بتون سے بچو بتون کی تعظیم سے منع کرنے مین اور اونکی
عبادت سے نفرت دلانے مین اس طرز کا بیان غایت درجے کا مبالغہ ہے کہ اس سے
مافوق متصور نہین ہے شہاب نے کہا کہ فاجتنبوا کی حرف فا تفریعیہ ہے و من اعظم حرمات
پر تفریع ہے جبکہ حدود الٰہی کی محافظت اور ترک شرک پر رغبت دلائی تو اس سے یہ بات متفرع
ہوئی کہ بتون کی عبادت سے اجتناب کرو خالص پکے موحد بنجاؤ صفہ اللہ پاک کو پوجو اجتنبوا
قول الزور تعمیم بعد تخصیص ہے کیونکہ بتون کی عبادت سر ہے زور کا زور کے معنی ہین باطل و
کذب کذب کا نام زور اسواسطے رکھا گیا کہ کذب حق سے مائل ہوتا ہے زور ماخوذ ہے زور سے

[۱] ابو البقاء نے کہا من لبیان الجنس ای اجتنبوا الرجس من ھذا القبیل وھو بمعنی ابتدا الغایۃ ھنا ۱۲

زور کہتے ہین انحراف کو جسطرح کہ افک ماخوذ ہے افک سے افک بمعنی صرف ہے چونکہ کذب واقع ونفس الامر سے منحرف ومائل ومصروف ہوتا ہے اسلیئے اُسکو زور وافک بولتے ہین اسی باب سے یہ قول اللہ پاک کا ہے تزاور عن کھفھم یعنی سورج وقت طلوع وغروب کے اصحاب کہف کے غار سے منحرف ہوکر اور رکتا کر دائین بائین جانب کو چلتا ہے تاکہ اُنکو دھوپ کی ایذا نہ پہونچے مدینہ زوراء بھی اسی باب سے ہے یعنی مائل جو شے حق کے سوا ہے وہ کذب وباطل وزور ہی اسجگہ مراد قول زور سے عموم ہے یعنی ہر قول جو کہ واقع سے منحرف ومصروف ہو برابر ہے کہ قبیل شہادت سے ہو یا نہو اور سب سے بڑا زور اللہ پاک کے ساتھ شرک کرنا ہے کسی لفظ سے کیون نہو زجاج نے کہا مراد قول زور سے اسجگہ یہ ہے کہ کفار بعض چوپایون کو حلال کرتے اور بعض کو حرام اور یون کہتے کہ ھٰذا حلال وھٰذا حرام کسی نے کہا مراد جھوٹی گواہی ہے محلی نے دو قول ذکر کیے ہین ایک یہ ہے کہ کفار اپنی تلبیہ مین شرک باللہ کرتے تھے دوسرا شہادت زور حنفاء للہ کلمہ حنفاء اضداد سے ہے استقامت ومیل دونون پر واقع ہوتا ہے اسیواسطے محلی نے اسکی تفسیر مسلمین عادلین عن کل دین سوی دینہ کی ہے یعنی اسلام لانیوالے مائل ہونیوالے ہر دین سے سوا اُسکے دین کے قرطبی نے مستقیمین اسلمین مائلین الی الحق کہا ہے بیضاوی وخازن کی تفسیر مخلصین لہ ہے نسفی کی صفہ مسلمین ہے فتح القدیر مین مستقیمین علی الحق او مائلین الی الحق ہی کسی نے کہا کہ حنفاء کے معنی حجاجا ہین قرطبی نے کہا ھذا التخصیص لا حجۃ فیہ شوکانی نے بھی قرطبی کی پیروی کرکے بعد نقل اس قول کے ولا وجہ لھذا کہا ہے ترکیب مین حنفاء حال ہے اجتنبوا کی ضمیر سے اسیطرح غیر مشرکین بہ بھی حال ہے[۱] یعنی درانحال کہ اللہ پاک کے ساتھ شریک کرنے والے نہو کسی شے کو اشیاء سے چنانچہ حذف مفعول اس عموم کا مفید ہے ابن منذر وابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ حجاجا للہ غیر مشرکین بہ وجہ اسکی یہ ہے کہ جاہلیت والے شرک کرتے ہوئے حج کیا کرتے تھے پھر جب اللہ پاک نے اسلام کو غالب کیا تو مسلمانون سے فرمایا کہ اب تم حج کرو اس حال مین کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنیوالے نہو ابن ابی حاتم نے حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی مثل اسکے روایت کیا ہے اگرچہ دونون روایتین

[۱] لیکن پہلا حال مؤکد ہے اور دوسرا موکدہ چنانچہ مجی نے طرف اسکے اشارہ فرمایا ہے ۱۲

پایہ صحت کو پہونچی ہوئی ہین تو پھر اس قول کو بے وجہ کہنے کی کیا وجہ غایت درجہ یہ ہے کہ
سبب خاص مین نزول ہوا ہے لیکن عموم مراد ہے جیسا کہ اکثر آیات مین ہوا کرتا ہے مگر بے وجہ
کہنے کی کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی ہے واللہ اعلم چونکہ اللہ پاک نے اوّل شرک سے بچنے کا حکم دیا
اسلئے بعد اوسکے مشرک کی ایک مثل بیان فرمائی کیونکہ مثل سے بھلائی بُرائی ہر شے کی خوب
ذہن نشین ہوجاتی ہے پس ارشاد فرمایا ومن یشرک باللہ فکانما خرمن السماء یہ جملہ
مبتدئہ ہے امر بالاجتناب کی تاکید کرتا ہے یعنی شرک سے بچو شرک بہت ہی بُری چیز ہے اور جو
کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو گویا وہ گر پڑا آسمان سے طرف زمین کے کیونکہ ایمان کے
اوج سے حضیض کفر کی طرف گر پڑا فتخطفہ الطیر پھر جھپٹ لیتے ہین اوسکو پرندے اسواسطے
کہ مہلک خواہشین اوسکی فکرون کو متفرق و پریشان کر ڈالتی ہین خطف کہتے ہین سرعت سے
پکڑ لینے کو محاورے مین بولتے ہین خطفہ یخطفہ اذا سلبہ اسی باب سے یخطف ابصارہم
ہے مطلب یہ ہے کہ جسوقت وہ آسمان سے گرا تو پرندے اپنے پنجون سے اوسکے گوشت کو
جھپٹ لیتے ہین اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہین ابوجعفر و نافع نے بتشدید طار و فتح
خا پڑہا ہے اصل اسکی تختطفہ تھی پھر ادغام ہوگیا دوسری قرارت بکسر خا و طا ہے تیسری بکسر
تا مع کسرہ خا و طا ہے چوتھی بسکون خا و تخفیف طا اور تھوی بہ الریح فی مکان
سحیق تھوی بہ کے معنی ہین تسقطہ یا تقذفہ و ترمی بہ سحیق کے معنی ہین بعید جب کوئی
شخص دور چلا جاتا ہے تو عرب کی بول چال مین کہتے ہین سحق یسحق سحقا فھو سحیق
اسی باب سے یہ قول ہے اللہ پاک کا فسحقا لاصحاب السعیر اور قول حضور صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا فسحقا سحقا زجاج نے کہا اللہ پاک نے یہ بات بتادی کہ جس شخص نے اللہ پاک کے
ساتھ شرک کیا اوسکی دوری حق سے اوس شخص کی سی دوری ہے جو کہ آسمان سے گر پڑا پھر اوسکو
پرندے لیجاتے ہین یا لے ڈالا اوسکو ہوا نے کسی دور مکان مین بیضاوی نے کہا اسلیئے کہ
شیطان نے اوسکو حیران کردیا ایدھر اودھر پھینکدیا کلمہ او تخییر کے واسطے ہے جسطرح کہ او کصیب
مین ہے یا تنویع کے لیئے ہے کیونکہ مشرکون مین سے بعض ایسے ہین کہ ہرگز اونکے واسطے کسیطرح
کی خلاصی نہین ہے اور بعض ایسے ہین کہ توبہ سے اونکی خلاصی ممکن ہے لیکن دوری پر طلب

یہ ہے کہ تشبیہ اس آیت مین تشبیہ مفرق کے قبیل سے ہے اسواسطے کہ مشبہ و مشبّہ بہ کی
دونون طرفون سے ہرایک طرف متعدد امور ہین مشبّہ بہ کی طرف مین سے ہر امر کی تشبیہ دی
ہے مشبّہ بہ کی طرف مین کے ہر امر کے ساتھ دیکھو مشبہ کی طرف مین ایمان و شرک و اہوا
و شیطان ہین اور مشبہ بہ کی طرف مین آسمان اور آسمان سے گرنیوالا اور پرندے اچکنے والے
اور ہوا ایمان کی تشبیہ دی آسمان سے علو و بلندی مین اور مشرک جو کہ بسبب اپنی فطرت اصلی
کے ایمان پر قادر و متمکن تھا سو اسکی تشبیہ دی اس شخص سے جو کہ آسمان کی طرف چڑھا اور اس سے
گر پڑا اور جن اہوا و خواہشون نے اسکے افکار کو متفرق کر ڈالا اونکی تشبیہ دی جھپٹنے والے
پرندون سے اور شیطان نے جو اوسکو گمراہی کے جنگلون مین حیران و سرگردان کیا اسکی تشبیہ دی
اوس ہوا سے جو کہ اپنی اوڑائی ہوئی شے کو کسی مہلک گڑھے مین لیڈالتی ہے یہ بھی ہوسکتا
ہے کہ تشبیہ مرکب کے باب سے ہو تشبیہ مرکب کے یہ معنی ہین کہ چند مختلف چیزون کی طرف قصد
کیا جاے پھر اونسے ایک ہیئت انتزاع کیجاے اور اوسکو مشبہ یا مشبہ بہ قرار دیا جاے
اور اسیواسطے صاحب مفتاح نے تشبیہ مرکب بمرکب مین یہ تصریح کی ہے کہ مشبہ و مشبہ بہ مین سے
ہر ایک ایک ہیئت منتزعہ ہو اب آیت مین سمجھنا چاہیئے کہ تشبیہ مرکب بمرکب کیونکر ہوئی پس
صورت اوسکی یہ ہے کہ مشبہ تو مشرک باللہ تعالیٰ کو قرار دیا اور مشبہ بہ اوس شخص کو ٹھیرایا جو کہ آسمان
سے گر پڑا پھر اوسوقت اوسکو پرندون نے جھپٹ لیا یا ہوا نے اوسکو کسی دور جگہ مین لیڈالا دونون
طرفین تشبیہ کی مرکب ہین مشبہ بہ کا مرکب ہونا ظاہر ہے رہا مشبہ سو اوسکی ترکیب اسطرح ہے
کہ مشرک وہ شخص ہے جسنے اللہ پاک پر ایمان لانے کو ترک کیا اور اسکے ساتھ شریک ٹھیرایا
اگر کوئی کہے کہ سماء و طیر و ریح لائق اسکے ہین کہ استعارہ ہو کیونکہ انمین مشبہ بہ کے ذکر کے ساتھ
اکتفا ہوا ہے تو کہین گے کہ خر من السماء کے مجموع مین اداۃ تشبیہ داخل ہوا ہے اور استعارہ
اوسیوقت ہوتا ہے کہ کلام حرف تشبیہ سے خالی ہوتا ہے غرضکہ تشبیہ مرکب کی بنا پر معنی یہ ہونگے
کہ جو شخص اللہ پاک کے ساتھ شرک کرتا ہے تو مقرر جان اوسکی ہلاک ہوئی ایسا ہلاک کہ دو ہلاک
مین سے ایک کے مشابہ ہے زمخشری و نسفی و بیضاوی و خازن نے بھی یہی دو صورتین ذکر کی ہین
ابو البقاء نے کہا ہے کہ خرّ بمعنی یخر ہے اسیواسطے تخطفہ اوسپر معطوف ہوا ہے یہ بھی

جائز ہے کہ تقدیر یون ہو فھو یخطفہ تو اس صورت مین اس جملے کا عطف پہلے جملے پر ہوگا

ذٰلک ق ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب ○ لکم فیھا منافع الی آ
اجل مسمی ثم محلھا الی البیت العتیق ○ یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے
نام لگی چیزون کا سو وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے تمکو چوپایون مین فائدے ہین ایک
ٹھیرے وعدے تک پھر اونکو پہونچنا اوس قدیم گھر تک ف جتنے مواشی ہین انکا حق یہی
ہے کہ کام لے لیجئے پھر کعبے پاس لیجاکر چڑہا دیجئے مگر یہ بات دشوار ہے تو جہان بسم اللہ
اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز کعبے کو چڑہایا دور یا نزدیک ہو انتہی ف
اللہ پاک فرماتا ہے ذٰلک ای ھذا یعنی یہ احکام جو مذکور ہوئے اونکو لو ومن یعظم
شعائر اللہ شعائر سے مراد اللہ پاک کے اوامر ہین یعنی جو کوئی تعظیم کرے بڑائی رکھے اللہ کی حکمون
کی فانھا من تقوی القلوب تو وہ دلون کی پرہیزگاری سے ہے اور اسی باب سے ہے تعظیم
ہدایا[۵۱] و بُدن کی جیسا کہ حکم نے عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے تعظیمھا
استسمانھا واستحسانھا یعنی تعظیم ہدیون بدنون کی یہ ہے کہ اونکو موٹا فربہ اور اچھا خوبصورت
منتخب کرکے خریدے ابن ابی حاتم کا لفظ عن ابن ابی نجیح عن ابن عباس ہے کہ الاستسمان
والاستحسان والاستعظام[۵۲] یعنی تعظیم ہدیون بدنون کی یہ ہے کہ اونکو فربہ موٹا خوبصورت
بڑے جسم کا چنکریلوے دُبلا بدشکل چھوٹا نہ خریدے ابو اُمامہ بن سہل[۵۳] کہتے ہین کہ ہم
مدینے مین اُضحیہ کو فربہ کیا کرتے تھے اور مسلمان لوگ بھی فربہ کیا کرتے تھے رواہ البخاری
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے دم عفراء احب الی اللہ من دم سوداوین رواہ احمد وابن ماجۃ یعنی
خون سپید اُضحیہ کا زیادہ تر محبوب ہے اللہ کو خون دو سیاہ اضحیہ سے کہا ہے کہ عفراء سفید کو
کہتے ہین لیکن خالص سفید[۵۴] ہو اس سے معلوم ہوا کہ سفید غیر سفید سے افضل ہے اور غیر سفید
بھی کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ صحیح بخاری مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت
ہوچکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دُنبے[۵۵] چت کبرے سینگ والے
قربانی فرمائے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[۵۱] ہدایا جمع ہے ہدی کی ہدی کہتے ہین قربانی کو جسے حرم مین بھیجے ہین اور بُدن جمع ہے بدنہ کی بدنہ کہتے ہین شتر و گاؤ قربانی کو جسے کہ ہدی کرتے ہین قربانی کرتے ہین کذا فی الصراح ۱۲

[۵۲] ھکذا اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن المنذر عنہ کذا فی فتح القدیر ۱۲

[۵۳] خلاصہ اسماء رجال کی عبارت یہ ہے (ع) اسعد بن سہل بن حنیف الاوسی الانصاری ابو امامۃ المدنی ولد فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورویٰ عنہ مرسلا وعن ابیہ (س ق) وعن عائشۃ وعنہ الزھری وثور بن یزید الکلاعی وابنا ابی امامۃ محمد وسھل وثق ۱۲

[۵۴] اقرنین اقرن کا تثنیہ ہے اقرن وہ ہے جسکی سفیدی سیاہی سے زیادہ ہو کسی نے کہا خالص سفید کذا فی مجمع البحار ۱۲

[۵۵] کبشین الکبش مینڈھا ۱۲ [۵۶] حدیث ترجمہ کا لفظ ضحی بکبشین املحین اقرنین ہے الخ

واله وسلم ضحی بکبش اقرن یطیل فی سواد ویبعر فی سواد ویمشی فی سواد
رواه اهل السنن وصححه الترمذی ای فیه بلق سواد فی هذه الاماکن یعنی حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دنبے سینگ والے کی قربانی فرمائی جسکے پلک چشم خلقی سیاہ
تھے کھاتا تھا سیاہی مین اور دیکھتا تھا سیاہی مین اور چلتا تھا سیاہی مین یعنی اوسکی ان جگہون
مین سیاہی تھی غرض یہ ہے کہ ابلق جت کبرا تھا سنن ابن ماجہ مین حضرت ابو رافع
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله وسلم ضحی بکبشین
عظیمین سمینین اقرنین املحین موجوءین یعنی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دو دنبے بڑے موٹے سینگ والے چت کبرے خصی قربانی فرمائے اسیطرح ابو داؤد وابن
ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
واله وسلم بکبشین اقرنین املحین موجوءین کہا ہے کہ موجوءین بمعنی خصیین ہے
کسی نے کہا موجوء ین وہ ہین جنکے خصیے کچلدیئے گئے اور کاٹے نہ گئے واللہ اعلم حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے فرمایا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله وسلم
ان نستشرف العین والاذن وان لا نضحی بمقابلۃ ولا مدابرۃ ولا شرقاء ولا
خرقاء رواه احمد واهل السنن وصححه الترمذی وفهم عنه قال نهی النبی صلی اللہ
علیہ واله وسلم ان نضحی باعضب القرن والاذن یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم خوب غور سے دیکھین آنکھ اور کان قربانی کو اور قربانی نکرین
مقابلہ کی نہ مدابرہ کی اور نہ شرقا کی نہ خرقا کی اور منع فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس بات سے کہ قربانی کرین ہم سینگ اور کان کٹے ہوئے کی سعید بن مسیب نے کہا کہ
عضب آدھا کان ہے اور اس سے زیادہ یعنی اگر آدھا کان یا سینگ کٹا ہے یا اس سے
زیادہ تو نہی مین داخل ہے اور جو اس سے کم ہے تو جائز ہے بعض اہل لغت نے یون
کہا ہے کہ اگر بکرے وغیرہ کا اوپر کا سینگ ٹوٹ گیا ہے تو وہ قصماء ہے رہا عضب
سو وہ اسفل جانب کا ٹوٹتا ہے اور عضب اذن بعض کان کے کاٹنے کو کہتے ہین نزدیک
امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اسکے ساتھ اضحیہ کافی ہے لیکن مکروہ ہے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲ خصی دنبے قربانی کرنے کی وجہ یہ ہے کہ خصی فربہ خوب ہوتا ہے گوشت بہت نکلتا ہے اور قربانی مین گوشت کی کثرت مقصود ہوتی ہے واللہ اعلم ۱۲

فرماتے ہین کہ سینگ اور کان کٹے ہوئے کے ساتھ اضحیہ کافی نہین ہوتا ہے بسبب اسی
حدیث شریف کے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ سینگ سے اگر نون بہتا ہے تو
کافی نہین ہے ورنہ کافی ہے واللہ اعلم ۔ ہے مقابلہ سو وہ بکری وغیرہ ہے جسکے کان کی اوپر
کی جانب کاٹ دی گئی ہے اور مدابرہ وہ ہے جسکے کان کے مؤخر سے کاٹ دیا گیا ہے شرقاء
وہ ہے جسکا کان طول مین کاٹا گیا ہے یہ بات امام شافعی واصمعی نے فرمائی ہے اور خرقاء وہ
ہے کہ خرقت السمۃ اذنہا خرقا حد ورا یعنی جس آلہ سے بکری وغیرہ کے کان مین چیر کر
علامت کرتے ہین سو خرقاء وہ ہے جسکے کان مین اس آلے نے چیر کر گول نشان کر دیا ہو واللہ
اعلم حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اربع لا تجوز فی الاضاحی العوراء البین عورہا والمریضۃ البین مرضہا
والعرجاء البین ضلعہا والکسیرۃ التی لا تنقی رواہ احمد واہل السنن وصححہ الترمذی
یعنی چار طرح کے مویشی قربانیون مین جائز نہین ہین ایک تو کانے جسکا کانا پن کھلا ہوا ہو دوسرے
بیمار جسکی بیماری ظاہر ہے تیسرے لنگڑے جسکا لنگڑا پن کھلا ہوا ہے چوتھے ضعیف کہ مارے ضعف کے
اونمین گودا باقی نہین رہا ہے یہ عیوب گوشت کو کم کرتے ہین بسبب ضعف کے اور بسبب عاجز ہونے
کے پورے طور پر چارہ چرنے سے کیونکہ بکریون کو چراگاہ کی طرف سبقت کر کے لیجاتے ہین
یعنی اور بکریان تو سبقت کر کے خوب چر لیتی ہین اور اس قسم کی بکریان بسبب ضعف کے پیچھے
رہجاتی ہین اچھی طرح چرنے سے عاجز ہوتی ہین پس اسیواسطے امام شافعی وغیرہ ائمہ کے
نزدیک اس قسم کی بکریون کے ساتھ قربانی کرنا کافی نہین ہوتا ہے چنانچہ ظاہر حدیث یہی ہے
اور جو بکری وغیرہ بمرض خفیف مریض ہے سو اسمین امام شافعی رحمہ اللہ کا قول مختلف ہے اسمین
اونکے دو قول ہین ابوداؤد نے عقبہ بن عبد السلمی سے روایت کیا ہے کہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی عن المصفرۃ والمستأصلۃ والبخقاء والمشیعۃ والکسیرۃ پس
مصفرہ کسی نے کہا کہ دُبلی ہے کسی نے کہا کہ جڑ سے کان کٹی ہوئی ہے اور مستاصلہ سینگ
ٹوٹی ہوئی ہے اور بخقاء کانی ہے اور مشیعہ وہ ہے جو ہمیشہ بکریون کے گلے کے پیچھے چلتی ہے
مارے ضعف کے اونکے ساتھ چل نہین سکتی ہے اور کسیرہ لنگڑی کو کہتے ہین پس یہ سارے

۱ اور اسیواسطے امام اور اونکے کا قول

عیب کا فی ہونے سے مانع ہین پھر اگر بعد معین کر لینے اضحیہ کے عیب عارض ہوا ہے تو
امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بات مضر نہین ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اسمین خلاف
ہے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہا مین نے ایک دنبا خریدا کہ اوسکی قربانی کرون پس بھیڑیا دوڑ پڑا تو اوس دنبے کی
چکتی لیگیا مین نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ تو اوسکی قربانی کر لے
اور اسیواسطے حدیث شریف مین یون آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو
حکم دیا ہے کہ ہم آنکھ اور کان کو خوب غور کر کے دیکھ لین یعنی ہدیہ یا اضحیہ فربہ خوبصورت قیمتی ہو
جیساکہ امام احمد و ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہا کہ حضرت عمرؓ نے ایک عمدہ اونٹنی کو ہدیہ کیا پھر اُسکے عوض اونکو تین سو دینار ملے
تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے
ایک عمدہ اونٹنی کا ہدیہ کیا پھر اُسکے عوض مجھے تین سو دینار ملے سو کیا مین اوسے بیچڈالون
اور اوسکی قیمت سے کئی بُدنی خرید لون فرمایا نہین خاص اوسی کو نحر کر ضحاک نے حضرت ابن عباس سے
روایت کیا ہے کہ بُدنی اللہ کے شعائر سے ہین محمد بن ابی موسی نے کہا کہ وقوف یعنی
عرفات مین ٹھیرنا اور مزدلفہ وجمار رمی وحلق وبدنی اللہ کے شعائر سے ہین حضرت ابن عمر
رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بزرگترین شعائر بیت ہے یعنی بیت اللہ شریف **قولہ تعالیٰ**
لکم فیہا منافع یعنی بُدنون مین تمھارے واسطے نفعے ہین یعنی اونکے دودھ اون بچے اور اون پر
سوار ہونا **الیٰ اجل مسمی** **مقسم**[۵۱] نے حضرت ابن عباسؓ سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے
فرمایا کہ جبتک وہ بدنی نام نہین رکھی گئی مجاہد نے کہا کہ سوار ہونا اور دودھ اور اولاد پھر جبوقت
اونکا نام بدنہ یا ہدیہ رکھا گیا تو یہ سب جاتا رہا **عطاء و ضحاک و قتادہ و عطاء**
خراسانی وغیرہم نے بھی اسیطرح کہا ہے[۵۲] دوسرے لوگون نے کہا بلکہ اوسکے واسطے
جائز ہے کہ اُنسے نفع لیوے گو وہ ہدی ہوگئی جبکہ طرف اوسکی حاجتمند ہو جیساکہ صحیحین مین
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایک شخص کو دیکھا کہ بدنہ کو ہانک رہا ہے فرمایا اُسپر سوار ہو جا عرض کیا کہ وہ تو بدنہ ہے

۵۱ بکسر اوله وسکون ثانیه ابن بجرة بضم الجیم اوابن نجیح قرشی تیمی مولی عبداللہ بن الحارث بن نوفل عن عائشة وام سلمة ولزم ابن عباس فنسب الیه بالولاء وعنه میمون بن مهران والحکم بن عتیبة وطائفة قال ابو حاتم لا باس به قال ابن سعد ثقة قرشیة احدی وعمانة له

۵۲ اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قوله تعالی ومن یعظم شعائر الله قال البدن واخرج ابن ابی شیبة وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قوله لکم فیها منافع الی اجل مسمی قال الی ان تسمی بدنا واخرج هو وعبد بن حمید وابن المنذر عن عکرمة قال اذا دخلت الحرم فقد بلغت محلها کذا فی فتح القدیر ۱۲ منه

۵ جمع وبیر بمعنی بفتح ۱۲ منه

۵ واصوافها الی ان تسمی هدیا فاذا سمیت هدیا ذهبت المنافع ثم محلها یقول حین تسمی الی البیت العتیق وآخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن عکرمة قال اذا دخلت الحرم فقد بلغت محلها کذا فی فتح القدیر ۱۲ منه

فرمایا اوسپر سوار ہو جا ویلک یعنی تیری خرابی ہو یہ کلمہ دوسری بار مین فرمایا یا تیسری بار مین
مسلم کی روایت مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ارکبہا بالمعروف اذا الجئت الیہا یعنی جبوقت تو بدنی پر سوار ہونے کی طرف
مضطر ہو تو اوسپر دستور کے موافق سوار ہو جا غرض یہ ہے کہ ضرورت کے وقت ذرا اوپر بیٹھ لے
پھر اوتر پڑے یہ نہین کہ سارے رستے مین سوار ہی رہے شعبی نے بسند خود حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اونھون نے ایک شخص کو بدنا ہانکتے ہوئے دیکھا اور
اوسکے ہمراہ اوسکا بچا تھا تو فرمایا کہ تو اوسکے دودھ سے مت پینا مگر وہ دودھ جو اوسکے بچے
سے فاضل رہجائے پھر جب نحر کا دن ہو تو اوسکو اور اوسکے بچے کو ذبح کر دینا ثم محلہا الی
البیت العتیق یعنی ہدی کا محل اور اوسکی انتہا بیت عتیق تک ہے مراد اس سے کعبہ ہی جیسا کہ
اللہ پاک نے فرمایا ہے ھدیا بالغ الکعبۃ اور فرمایا ہے والھدی معکوفا ان یبلغ محلہ
بیت عتیق کے معنی پر عنقریب کلام گزر چکا ہے وللہ الحمد ابن جریج نے عطاء سے روایت
کیا ہے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ ہر اوس شخص نے کہ بیت اللہ کا
طواف کر لیا تو مقرر وہ حلال ہو گیا اللہ تعالی نے فرمایا ہے ثم محلہا الی البیت العتیق
لکن انی ابن کثیر ف ذلک خبر ہے مبتدا محذوف کی ای الامر والشان ذلک
یعنی بات وہ ہے جسکا ذکر ہو چکا ہے کہ حرمات الٰہی کی تعظیم بہتر ہے اور شرک و قول زور مذکور
سے بچنا ایک امر واجب و ضروری ہے اسکا بیان اول ذلک مین عنقریب گزر چکا ہی شعائر
جمع ہے شعیرہ کی یا شعارہ بالکسر بوزن قلادہ کے شعیرہ بمعنی علامت و نشانی ماخوذ ہے اشعار سے
اشعار کہتے ہین اعلام کو اور شعور بمعنی علم ہے اسی معنی سے شعار القوم ہے لڑائی مین یعنی
علامت قوم جسکو وہ باہم جانتے پہچانتے ہین اسی باب سے اشعار البدن ہے یعنی بدنون
کے کوہان مین دائین بائین جانب سے کو نچا دیتے ہین یہانتک کہ خون بہہ نکلے تو معلوم
ہو جاے کہ وہ ہدی ہے پھر اوس سے کوئی تعرض نکرے پس شعائر اللہ ہر وہ شے ہے
جسمین اللہ پاک کا شعار و نشان ہو شعائر اللہ مین مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ مراد اوس سے
کیا ہے سو بعض کا قول یہ ہے کہ مراد دین اللہ ہے ہر عبادت اسمین داخل ہے جس سے

۵۱ بنا ز پہونچا دے
کعبہ تک ۱۲ منہ
۵۲ بنا ذبح کی قربانی کو
بند پڑے نہ پہونچے
اپنی جگہ تک ۱۲ منہ

اللہ پاک کی طرف تقرب کیا جاتا ہے جیسے روزہ و دعا ہے اور ذبیحہ وطواف بیت اللہ و رمی
جمار ہے کیونکہ یہ سب اللہ پاک کے دین کی نشانیون سے ہین اور ہدایا ے حج اسمین بدخول اولی
داخل ہین **قولہ تعالیٰ** اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ بمن تبعیضیہ اس قول کا
مؤید ہے اس قول کی بنا پر تعظیم شعائر اللہ سے یہ مراد ہوگی کہ ہر عبادت کو اپنے موقع و محل پر
مع رعایت شروط و آداب خاص اللہ پاک کے واسطے ادا کرے باخلاص و حسن نیت بجا لائے
اوامر الٰہی کو موافق اُسکے حکم کے ادا کرے نواہی سے پورے طور پر بچے دوسرا قول یہ ہے کہ مراد
شعائر اللہ سے فرائض حج اور مواضع نسک حج ہین یعنی وہ عبادت جو حج سے متعلق ہے
اور اُسکے مواضع نسک سے انکو شعائر اسواسطے کہا کہ یہ سب حج کی نشانیان ہین اس صورت مین تعظیم
سے یہ مراد ہے کہ ان امور کو پورا ادا کرے تیسرا قول یہ ہے کہ مراد شعائر اللہ سے خاص ہدایا ہین
وجہ تسمیہ اسکی اوّل گزر چکی ہے یعنی ہدایا کو شعائر اسلئے کہا ہے کہ اُنکے کوہان مین دائین بائین جانب
سے بآلہ تیز کو نچا دیدیتے ہین کہ خون بہ نکلے تو معلوم ہوجاے کہ وہ ہدایا ہین پھر اُنسے کوئی تعرض
نکرے پس ہدایا منجملہ نشانہاے حج ہین بلکہ یہ نشانی حج کی ساری نشانیون سے ظاہر تر و مشہور تر ہے
اس قول کی بنا پر تعظیم سے یہ مراد ہوگی کہ ہدایا کو خوبصورت فربہ گران قیمت چُنکر خرید کرے آدمی کو
چاہیئے کہ ہدایا کی قیمت مین مشاحت ترک کرے کیونکہ یہ بات وارد ہوچکی ہے کہ ہدایا و ضحایا و عتق
غلامون مین ترک مشاحت چاہیئے یعنی ان امور مین جھگڑا اور تکرار نکرے جسطرح اور امور مین
کی جاتی ہے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو بدنی ہدیہ کیئے اونمین ایک اونٹ
تھا ابوجہل کا جسکی ناک مین ایک حلقہ تھا سونے کا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بدنی پر قبطی
کپڑون کی جھول ڈالکر لایا کرتے تھے یہ کپڑے سفید باریک مصر سے آیا کرتے تھے پھر اونکو خیرات
کردیتے تھے مطلب یہ ہے کہ بدنون کی تعظیم یہی ہے کہ خوبصورت موٹے قیمتی ہون کیونکہ یہ
کام خاص اللہ پاک کا تقرب چاہنے کو کیا جاتا ہے تو جسقدر عمدہ شے بیش بہا اوسکی بارگاہ عالیجاہ
مین پیش کرے گا اوسیقدر اجر و ثواب پائے گا اور زمرۂ اہل تقویٰ مین داخل ہوگا اسی لیئے
اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا ہے فانہا من تقوی القلوب یعنی شعائر اللہ کی تعظیم کرنا دل کی
پرہیزگاری والون کے افعال سے ہے ضمیر فانہا کی باعتبار حذف مضاف شعائر کی طرف

صفا اور مروہ دو پہاڑ ہین نشان ہین اللہ کے ۱۲ منہ

راجع ہے تقدیر عبارت یہ ہے فان تعظیمها منه من افعال ذوی تقوی القلوب یہان چار
چیزین مقدر ہین ایک تو کلمۂ تعظیم دوسری منہ تیسری افعال چوتھی ذوی ان سب چیزون کی تقدیر
ضروری ہے بے انکے معنی تمام نہین ہوتے ہین تعظیم کی ضرورت اسواسطے ہے کہ جملۂ شرطیہ کے
لانے سے مقصود تعظیم شعائر پر رغبت دلانا اور برانگیختہ کرنا ہے منہ کی طرف حاجت اسلیئے ہے کہ
اسمین دو فائدے ہین ایک فائدہ تو یہ ہے کہ جزا کا شرط سے ربط ہوجاے دوسرا فائدہ اصحاب
افعال کا معین کرنا ہے افعال اور ذوی کی طرف ضرورت اسواسطے ہے کہ معنی یہ ہین کہ تعظیم شعائر
کی بعض افعال ذوی تقوی ہین کیونکہ عرف شرع شریف مین تقوی عبارت اس بات سے ہے کہ
ارتکاب محرمات و ترک واجبات مین سے جو شے گناہ مین ڈالے اوس سب سے بچے ہر ایک سے پرہیز
کرے اور جو کوئی منجملہ انکے کسی چیز سے پرہیز نکرے گا تو وہ عرف مین متقی نہوگا کیونکہ یہ امر ضروری
ہے کہ کل بانتفاء جزء کوئی جزء کیون نہو منتفی ہوجاتا ہے پس معلوم ہوا کہ تعظیم شعائر اللہ ایک فعل
ہے افعال اصحاب تقوی سے ضرورت تقدیر مضافات مذکورہ کی اس بنا پر ہے کہ کلمۂ من واسطے
تبعیض کے تھیری پس یہ مضافات لفظ مین محذوف ہین اسواسطے کہ قرینے سے معلوم ہوتے
ہین اور حذف بالقرینہ ایک نوع ہے انواع بلاغت سے اور معنی مین مراد ہین کیونکہ بغیر انکے بنا بر
تبعیض من معنی بن نہین سکتے ہین اضافت تقوی کی قلوب کی طرف اسواسطے کی کہ منشا
تقوی و فجور کا قلوب ہی ہین اور یہی قلوب تقوی و فجور کا امر کرنے والے ہین اور یہی اونکے
مرکز ہین وہ دونون انھین مین جمتے ہین جب انمین جمجاتے ہین تو باقی اعضا مین اونکا اثر ظاہر
ہونے لگتا ہے تقدیر مضافات مذکورہ کو زمخشری نے ذکر کیا ہے بیضاوی و نسفی نے بھی اونھین کا
اقتدا فرمایا ہے بعض نے کہا کہ کلمۂ من ابتداے غایت کے لیئے ہے تقدیر یہ ہے فان تعظیمها
ناشئ من تقوی القلوب ای من تقوی قلوبهم الف ولام بنا بر مذہب کوفیین عوض ہے
مضاف الیہ کے یعنی تعظیم شعائر اللہ کی پیدا ہونے والی ہے اونکے دلون کی پرہیزگاری سے
اس صورت مین عائد کی ضرورت نرہی اسواسطے کہ الف ولام ضمیر سے بدل ہوگیا نہ دو مضاف کی
تقدیر کی حاجت رہی اور معنی تمام ہوگئے اور ربط بھی حاصل ہوگیا علامۂ محلی نے اسی وجہ کو اختیار
کیا ہے کیونکہ اونھون نے بعد القلوب کے منہم مقدر نکالا ہے فتح القدیر کی عبارت یہ ہی فان تعظیمها

ابو البقاء نے دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ ضمیر مصدر مؤنث کی طرف راجع ہے یعنی فان التعظمة او الحرمة او الخصلة من تقوی القلوب ۱۲ منہ

من تقوی القلوب ای من افعال القلوب التی ھی من التقوی فان ھذا التعظیم ناشئ
من التقوی یعنی تعظیم شعائر اللہ کی افعال قلوب سے ہے جو کہ تقوی سے ہین کیونکہ یہ تعظیم پیدا
ہونے والی ہے تقوی سے اوّل تو اللہ پاک نے تعظیم شعائر پر رغبت دلائی گویا فی المعنی تعظیم
شعائر کا امر فرمایا کیونکہ اوسکو منجملہ افعال متقین ٹھیرایا ہے اور تقوی فی نفسہ مامور بہ ہے لیکن
اس امر کو پیرایہ ترغیب مین ادا فرمایا اسواسطے کہ اس ادا مین بنسبت صریح امر کے زیادہ تر مبالغہ ہے
پھر ترغیب کے بعد ارشاد فرمایا لکم فیھا منافع الی اجل مسمّی یعنی باوجود اسکے کہ تعظیم شعائر
متقیون کا کام ہے آہین تمھارے واسطے منافع بھی ہین ایک مدّت مقرر تک اب یہ بات
سمجھنی چاہیئے کہ شعائر مین تین قول اوّل گزر چکے ہین اونکے موافق اس جملے کے معنی کیونکر ہین گے
پس اوّل دو قول کی بنیاد پر یہ جملہ اور ثم محلھا الی البیت العتیق یا تو متصل ہے قصۂ انعام سے
یعنی بہیمۃ الانعام کا اوّل ذکر ہو چکا ہے اوس سے اسکا تعلق ہے اور ضمیر فیھا و محلھا کی بھی انعام
کی طرف راجع ہے معنی یہ ہین کہ واسطے تمھارے چوپایون مین نفعے ہین ایک وقت مقرر تک
پھر اونکو پہونچنا ہے بیت عتیق تک حضرت شاہ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے فائدے مین غور
کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اونھون نے یہی وجہ پسند فرمائی ہے یا یہ دونون جملے شعائر اللہ
سے متعلق ہین لیکن شعائر کے پہلے قول کی بنا پر مراد اُنسے یہ ہے کہ واسطے تمھارے شعائر مین دینی منافع ہین
جسسے تم ایک اجل مسمّی تک نفع لیتے ہو اجل مسمّی سے مراد موت ہے پھر محل اُنھین شعائر کا ایک بڑا نفع ہے
اُس حال مین کہ وہ پہونچنے والے ہین طرف بیت عتیق کے کون بیت عتیق جسکی طرف اعمال
چڑہائے جاتے ہین یعنی بیت المعمور یا جسمین شعائر کا نفع ہوتا ہے یعنی جنّت دوسرے
قول کی بنا پر یہ مراد ہے کہ واسطے تمھارے فرائض و مواضع نسک و عبادات حج مین تجارت کے
منافع ہین بازارون مین وقت مراجعت تک پھرنے سے نکلنے کا وقت ایک نفع ہے درانحالیکہ وہ
منتہی ہونیوالے ہین طرف کعبہ مکرمہ کے ساتھ احرام کھولنے کے طواف زیارت کرکے مطلب یہ ہے
کہ اللہ پاک نے موسم حج مین تجارت کو حلال کیا ہے سو فرمایا کہ مناسک حج ادا کرنے مین تمکو دینی
و دنیاوی دونون نفعے ہین دینی نفع تو یہ ہے کہ ایام حج پورے ہونے تک اجر و ثواب ملتا ہے
دنیاوی یہ ہے کہ بازارون مین تجارت کرتے ہو نفع اوٹھاتے ہو یہانتک کہ مکہ مکرمہ سے نکلو

پھر یہ نفع ہے کہ کعبۂ مکرمہ کا طواف فرض ادا کرکے احرام کھول ڈالتے ہو سارے ارکان حج سے
فارغ ہو جاتے ہو جو کام اس سے پہلے حرام تھے وہ اب حلال ہو جاتے ہین شعائر کے تیسرے قول
کی بنیاد پر معنی یہ ہین کہ واسطے تمھارے بدنون اور ہدیون مین منافع ہین باین طور کہ اونکی نسل
لیلو اونکے صوف و پشم سے نفع اوٹھالو ضرورت کے وقت اونکا دودھ پی لو حاجت ہو تو اونپر
سوار ہو لو اتنا بوجھ لاد لو کہ اونکو ضرر نہ پہونچاے یہانتک کہ وہ نحر کیئے جائین ثم محلہا معطوف ہے
منافع پر اور محل ماخوذ ہے محاورۂ حَلَّ الدَّین اذا وجب سے محل اسم زمان ہے بتقدیر مضاف
بمعنی وقت نحرہا ای وقت حلول نحرہا و وجوب نحرہا الی البیت العتیق حال ہے ضمیر فیہا سے
حال مین عامل وہی استقرار ہے جس سے کلمۂ فی متعلق ہے کلمۂ ثم تراخی فی الوقت و تراخی
فی الرتبہ دونون کا محتمل ہے معنی یہ ہین کہ واسطے تمھارے بدنون مین منافع دنیاوی ہین وقت
نحر تک پھر بعد ان منافع کے یہ بڑا نفع دینی ہے یعنی وقت اونکے نحر کا در اثنحال کہ وہ پہونچنے والے
ہین طرف بیت عتیق کے بلاشک سب منافع دینی سے بڑا فائدہ شعائر مین یہی ہے کہ خاص
اللہ پاک کے واسطے اونکو نحر کیا جاے رہی یہ بات کہ وقت وجوب نحر کو بڑا فائدہ ٹھیرانا سو یہ
اس باب مین مبالغہ ہے کیونکہ جب وقت فعل کا فائدہ جلیل و عظیم ٹھیرا تو نفس فعل کی عظمت کا
کیا ٹھکانا ہے یہان بیت العتیق سے مراد حرم ہے جو کہ بیت اللہ کے حکم مین ہے کیونکہ
مراد اوس سے ساری حرم ہے **کما فی قولہ تعالیٰ** فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
بعد عامہم ہذا بیت اللہ سے حرم شریف مراد لینے کی وجہ اسجگہ یہ ہے کہ بیت اللہ
شریف اور گرداگرد اوسکا شہر مکۂ معظمہ ہدایا کے خون بہانے سے منزہ و پاک رکھا گیا ہے اور
منیٰ جاے نحر قرار دیا گیا ہے غرضکہ شعائر مین تین قول تھے جنکا بیان ہو چکا محلی نے قول
سیوم کو اختیار کیا ہے اور محل کو ظرف مکان قرار دیا ہے مکان حل نحرہا اوسکی تفسیر کی ہے اور
کلمۂ الی کو بمعنی عند کہا ہے اسیطرح خازن نے بھی منحرہا عند البیت العتیق تفسیر کی ہے
فتح القدیر و فتح البیان مین بھی ظرف مکان ٹھیرایا ہے علامۂ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی
قول سیوم کو پسند فرمایا ہے اور قول ثانی کو بلفظ قیل لکھا ہے پھر کہا ہے و محلہا الی البیت
العتیق یا باہ یعنی یہ جملہ اوس قول کو منافی ہے زمخشری نے بھی اسیطرح کہا ہے اور نسفی

۵۱ سورۂ برأۃ مین ہے لا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا اس کے بعد ۱۲ منہ

نے محل کو مثل بیضاوی کے ظرف زمان قرار دیا ہے زمخشری نے وجوب نحرہا او وقت وجوب نحرہا کہا ہے قاضی بیضاوی نے تینون قول ذکر کرکے تیسرے کی نسبت وھو او فق لظاھر مابعدہٗ کہا ہے یعنی شعائر کے معنی ہدایا لینا یہی قول اپنے مابعد کے ظاہر سے زیادہ تر موافق ہے کیونکہ لکم فیھا منافع الخ کا ظاہر اس بات پر دال ہے کہ مہدی کو جائز ہے کہ وقت نحر تک اپنے ہدی سے نفع لے بایں طور کہ وقت حاجت اوسپر سوار ہو جاے اوسکا دودھ پی لے اوسکا صوف یا پشم لے لے ہدی پر سوار ہونے مین علما کا اختلاف ہے امام مالک و شافعی و احمد و اسحٰق نے فرمایا ہے کہ اوسپر سوار ہوا اور بدون ضرر کے بوجھ لاد لینا جائز ہے دلیل اس قول کی اوّل گزر چکی ہے اصحاب رائے نے کہا کہ اوسپر سوار نہو مگر جبکہ طرف اوسکی مضطر ہو جبکہ اللہ پاک نے یہان ذبائح کا ذکر کیا تو اسکے بعد فرمایا کہ اس سے کوئی امّت خالی نہین رہی ہے ذبائح منجملہ شرائع قدیمہ سے ہے پس ارشاد فرمایا ولکلّ امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام ط فالٰھکم الٰہ واحد فلہ اسلموا ط وبشر المخبتین ۝ الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم والصّبرین علی ما اصابھم والمقیمی الصّلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ۝ اور ہر فرقے کو ہمنے ٹھیرا دی ہے قربانی کہ یاد کرین اللہ کا نام چوپایون کے ذبح پر جو اونکو دیے سو اللہ تمھارا ایک اللہ ہے سو اوسی کے حکم پر رہو اور خوشی سنا عاجزی کرنیوالون کو وہ کہ جب نام لیجئے اللہ کا ڈر جاوین اونکے دل اور سہنے والے جو اونپر پڑے اور کھڑی رکھنے والے نماز کے اور جو ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہین ف یعنی مواشی ذبح کرنے نیاز اللہ کی ہر دین مین عبادت رکھا ہے اوسکے سوا اور کی نیاز ذبح کرنا اوسکی عبادت ہو گئی تو شرک ہوا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے اس بات کی کہ قربانیون کا ذبح کرنا اور خون بہانا اللہ کے نام پر ساری ملّتون مین ہمیشہ سے مشروع چلا آیا ہے علی بن ابی طلحہ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے راوی ہین کہ منسک سے مراد عید ہے[۵۱] عکرمہ نے کہا ذبح ہے[۵۲] زید بن اسلم نے کہا کہ منسک مکّہ ہے۔ نہین ٹھیرایا اللہ نے واسطے کسی امّت کے کبھی کوئی منسک سوا اوسکے[۵۳] لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام جسطرح کہ صحیحین مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو دنبے چت کبرے سینگ والے

۵۱ اخرجہ ابن ابی حاتم عنہ
۵۲ اخرجہ ابن ابی حاتم عنہ
۵۳ اخرجہ ابن ابی حاتم عنہ واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن فرجاھا قال الاثر قال احرق اللھم منک وبک ولک اذا ذبحت فسمی اللھم منک ولک کذا فی الدر المنثور ۱۲ منہ

ف ۵ یہان سے قول کی تک حاشیہ ہے اوّل گزر چکی ہے

لائے پس بسم اللہ کہا اور تکبیر کہی اور اپنا پاؤن مبارک اونکے صفاح[۱] پر رکھا امام احمد نے
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے زید نے کہا مین نے کہا یا صحابہ نے کہا
یا رسول اللہ ما ھذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراھیم قالوا مالنا منھا قال بکل
شعرۃ حسنۃ قال فالصوف قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ یعنی یا رسول اللہ یہ
قربانیان کیا ہین فرمایا سنّت ہے تمھارے باپ ابراہیمؑ کی صحابہ نے عرض کیا ہمارے واسطے
اونسے کیا ہے فرمایا بعوض ہر بال ایک نیکی عرض کیا پھر صوف[۲] کا کیا حال ہے فرمایا بعوض ہر
بال کے صوف سے ایک نیکی واخرجہ ابو عبد اللہ محمّد بن یزید بن ماجہ فی سننہ
من حدیث سلام بن مسکین بہ **قولہ تعالیٰ** فالھکم الٰہ واحد فلہ اسلموا
یعنی معبود تمھارا ایک ہے گو نبیون کی شریعتین قسم قسم کی ہوئین اور بعض نے بعض کو منسوخ کیا
پس سارے نبی اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت کی طرف دعوت کرتے ہین چنانچہ خود
اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا ہے وما ارسلنا[۳] من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ
لا الٰہ الا انا فاعبدون اور اسی لیئے فرمایا فلہ اسلموا یعنی اخلاص کرو اور اسکے حکم و
طاعت کے واسطے مطیع و منقاد ہو جاؤ وبشر المخبتین[۴] مجاہد نے کہا اسکے معنی ہین مطمئنین
ضحاک و قتادہ نے کہا متواضعین سدی نے کہا وجلین یعنی جو لوگ اپنے رب پر
مطمئن ہین اوسکی طاعت پر جمے ہوئے ہین یا فرد تنی کرنیوالے ہین یا خائف و ترسان ہین انکو
خوشی سناؤ عمرو بن اوس نے کہا مخبتین وہ لوگ ہین جو ظلم نہین کرتے اور جب کوئی اونپر ظلم
کرے تو بدلا نہین لیتے[۵] ثوری نے کہا المطمئنین الراضین بقضاء اللہ المستسلمین
لہ یعنی مطمئن راضی بقضاے الٰہی ہین اوسکے مطیع و منقاد ہین مخبتین کے سب سے بہتر معنی
وہ ہین کہ اپنے مابعد کے ساتھ تفسیر کیا جاے یعنی الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم والصابرین
علی ما اصابھم یعنی جو مصائب اونپر آپڑین اونکو سہنے والے ہین حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے
فرمایا ہے واللہ لتصبرن او لتھلکن یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ تم ضرور صبر کرو ورنہ تم
ہلاک ہو جاؤ گے والمقیمی الصلوٰۃ جمہور نے باضافت پڑہا ہے سات قاریون نے اور باقی عشرہ
نے بھی اسیطرح پڑہا ہے ابن سمیفع کی قراءت والمقیمین الصلوٰۃ بنصب[۶] ہے حضرت حسن

---

[۱] صفاح بالکسر جمع ہے صفح بضم صاد و فتح فا کے صفحۂ ذبیحہ سے مراد جانب ذبیحہ ہے کسی نے کہا صفاح بمعنی پہلو ہے کسی نے کہا جمع ہے صفحہ کی صفحہ چوڑائی مُنہ کے کذا فی مجمع البحار ۱۲ منہ

[۲] اور مین نہین بھی ہمنے پہلے کوئی رسول ہمارا وحی کر کے یہی حکم بھیجا کہ یون کہدے کسی کی بندگی نہین سو میری بندگی کرو ۱۲ منہ

[۳] اخرجہ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عنہ ۱۲ منہ

[۴] اخرجہ سعید بن منصور وابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن ابی الدنیا فی ذم الغضب وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی شعب الایمان عنہ ۱۲ منہ

[۵] صح فی اللغۃ

[۶] ممن قرأ بالنصب ابن محیصن باثبات النون علی الاصل وروی ھذہ القراءۃ عن ابن مسعود ۱۲ منہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے والمقیمی الصلوٰۃ مروی ہے اور نون جو یہان محذوف ہوا ہی سو واسطے
تخفیف کے اور اگر اضافت کے لیئے حذف کیا جاتا تو الصلوٰۃ کا جر واجب ہوتا ولکن علے
سبیل القرب فنصبت معنی یہ ہین کہ اللہ نے جو اپنے فرائض کا ادا کرنا اوپر واجب کیا ہے
اوسمین اللہ کے حق کو ادا کرنے والے ہین ومما رزقناھم ینفقون یعنی اللہ نے جو پاک
رزق اونکو دیا ہے اوسے اپنے اہل واقارب وفقراء وحاجتمندون پر خرچ کرتے ہین اور خلق کے
ساتھ احسان کرتے ہین باوجود اسکے کہ اللہ پاک کی حدود پر محافظ ومداوم ہین مطلب یہ ہے کہ
فرائض واجبات الٰہی کو پورے طور پر بجا لاتے ہین اور اسکے ساتھ خلق اللہ پر احسان بھی کرتے
ہین یہ صفات برخلاف صفات منافقین کے ہین کیونکہ منافق لوگ اس سب کے بالعکس ہین جسطرح
کہ اسکی تفسیر سورۂ برات مین گزر چکی ہے ف امت کہتے ہین جماعت کو جو کہ ایک مذہب
پر مجتمع ہو فتح البیان وفتح القدیر مین اسیطرح ہے خازن ونسفی نے کہا جماعت مؤمنہ جو تمسے
پہلے گزر چکی ہے محلی نے بھی اسیطرح ذکر کیا ہے مگر بجاے مؤمنہ مسلمہ کہا ہے بیضاوی نے
ولکل اھل دین تفسیر کی ہے منسک کو کوفیون نے سواے عاصم کے بکسر سین مہملہ
پڑہا ہے باقی قاریون نے بفتح سین محلی ونسفی نے کہا ہے کہ منسک بفتح سین مصدر ہے اور بکسر
سین اسم مکان ہے مصباح مین یون کہا ہے کہ منسک بفتح وکسر سین زمان ومصدر واسم مکان
ہوتا ہے شیخزادے نے کہا کہ فتح وکسر دونون دو لغت ہین مصدر مین اور فتح اسمین اکثر ہے
اور جائز ہے کہ بالکسر موضع نسک یا وقت نسک ہو غرضکہ کچھ بھی ہو باب اسکا نسک ینسک
قتل یقتل سے ہے جسوقت کوئی قربان کو ذبح کرتا ہے تو اوسوقت نسک بولتے ہین اور نسیکہ
ذبیحہ کو کہتے ہین اول اسمین تین قول گزر چکے ہین باقی یہ ہین ازہری نے کہا آیت مین مراد
منسک سے موضع نحر ہے فراء نے کہا منسک کلام عرب مین موضع معتاد ہے خیر مین ہو یا شر
مین ابن عرفہ نے کہا منسک مذہب ہے طاعت اللہ سے یہ ماخوذ ہے اس محاورے سے
کہ جب کوئی شخص اپنی قوم کے مذہب پر چلتا ہے تو کہتے ہین نسک قومہ فراء نے کہا
منسک عید ہے یہ قول حضرت ابن عباسؓ سے اول گزر چکا ہے قتادہ نے کہا حج ہے مجاہد نے
کہا خون بہانا ہے بیضاوی نے کہا متعبد یا قربان ہے یعنی تعبد وتقرب یعنی ہمنے ہر امت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسی طرح قرأت ہے الصلوٰۃ کا واجب ہونا حالانکہ الصلوٰۃ منصوب ہے یہ اسکا جواب ہے کہ نون اضافت کی وجہ سے الصلوٰۃ کو نصب دیا گویا یہ منصوب بالجوار ہے جسطرح کہ جر جوار ہوتا ہے ۱۲ منہ رح

نون کی وجہ سے کما کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی قرأت بجر الصلوٰۃ پڑھی ۱۲ فتح

محلی مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ اگر نون اضافت کی وجہ سے الصلوٰۃ کو نصب ہوتا تو یہ نون بن سکتا جو کہ مقتضی نصب کے ہے اسکے ترک کی وجہ سے الصلوٰۃ کو نصب نہیں ہوا بلکہ حرف واو سے تخفیف کے لیئے کیونکہ اگر یہ نصب اضافت کی وجہ سے ہوتا تو ہمزہ ہوتا نون نہیں ہوتا ۱۲ منہ رح

کے واسطے ایک قسم کا تعبد و تقرب ٹھیرایا ہے مراد اس سے خاص اللہ پاک کے واسطے خون بہانا
ہے معنی یہ ٹھیرے کہ ہمنے واسطے ہر امّت مؤمنہ کے اس بات کو مشروع کیا ہے کہ اللہ پاک کے لیئے
قربانی کرین فتح القدیر و فتح البیان مین اسی قول کو اولیٰ کہا ہے اور قرطبی نے اظہر ٹھیرایا ہے اسلیئے
کہ اللہ پاک نے اسکے بعد یون ارشاد فرمایا ہے لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام
یعنی اُسکے ذبح کے وقت اکیلے اللہ پاک کا نام ذکر کرین اور اپنی قربانیون کو خاص اوسی کے واسطے
ٹھیرائین لیذکروا کو جعلنا کی علت اسیواسطے قرار دیا کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ
مقصود قربانیون سے یاد کرنا معبود کا ہے کیونکہ انعام کا خالق و رازق وسطے وہی ہے تو
اونکے ذبح کرتے وقت اوسی کا نام لینا چاہیئے نہ اُسکے غیر کا قاموس مین کہا ہے ہر چار
پانون والے کو بہیمہ کہتے ہین اگرچہ وہ پانی مین ہو یا بہیمہ ہر زندہ ہے جو تمیز نہین رکھتا ہے جمع
اسکی بہائم ہے اور ابہم نے زبان کو کہتے ہین جو بات نہین کرتا ہے بہیمہ کی اضافت جو انعام کی طرف
کی اسمین تنبیہ ہے اس بات پر کہ جو بہائم منجملہ انعام نہین ہین جیسے گھوڑا خچر گدہا اونکا ذبح کرنا
قربانیون مین جائز نہین ہے پھر اللہ پاک نے خبر دی کہ منفرد بالٰہیت وہی ہے اوسکا کوئی شریک
نہین ہے فالھکم الہ واحد حرف فا واسطے ترتیب مابعد کے ہے ماقبل پر یعنی ذبح پر اکیلے
اللہ کا نام ذکر کرو کیونکہ معبود ایک ہے علامہ نسفی نے فرمایا اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ کا نام
ذکر کرنا شرط ہے ذبح کی یعنی اللہ پاک نے ہر امت کے واسطے مشروع کیا ہے کہ بروجہ تقرب
اوسی کے واسطے ذبح کرین اور اسمین یہ علت ٹھیرائی کہ ذبائح پر اوسکا نام پاک ذکر کیا جاے پھر
اللہ پاک نے اپنے بندونکو امر فرمایا کہ اوسکو مانین اوسکی طاعت و عبادت کے لیئے مطیع و منقاد
ہون فلہ اسلموا حرف فا مثل فاے اوّل کے ہے اور تقدیم لہ کی واسطے حصر و قصر کے
ہے یعنی جب تمھا رامعبود ایک اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک و نظیر نہین ہے تو تم اوسی کو مانو اوسی کی
طاعت پر جمے رہو خالص اوسی کا ذکر کرو ذکر کو اوسی کے واسطے سالم و خالص ٹھیراؤ اوسمین شرک کا
میل جول مت کرو پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ جو لوگ اُسکے
بندون مین سے متواضع خاشع مخلص ہین اونکو خوشی سُنائین مخبتین ماخوذ ہے خبت سے
خبت کہتے ہین پست زمین کو حقیقت مین مُخبِت وہ شخص ہے جو کہ پستی مین جاے عربی کی

بول چال مین جب کوئی شخص پست زمین مین جاتا ہے تو کہتے ہین آنخبت الرجل چونکہ
اخبات تواضع و اخلاص کے لوازم سے ہے اسلیئے متواضعین ومخلصین سے مخبتین کا کنایہ ٹھیرانا
صحیح ودرست ہوا یہان جو متواضعین کو پیرایۂ مخبتین مین بیان فرمایا اسمین ایک عجیب حسن ہے
اس جہت سے کہ نزول زمین پست کا مناسب حال حجاج ہے اسلیئے کہ اونمین متواضع لوگون
کی صفات ہوتی ہین جیسے لباس سے مجرد ہونا سر کھولنا اہل وعیال و یار دوست و وطن سے
غربت اختیار کرنا غرضکہ فلہ اسلموا سے یہ مراد ہے کہ جب تمہارا معبود وحدہٗ لاشریک لہ
ہے تو تم اوسکی ساری تکالیف کے مطیع ومنقاد ہو جاؤ اور جو شخص اللہ پاک کا مطیع ومنقاد ہوتا ہے
تو وہ مخبت ہو جاتا ہے یعنی متواضع ومخلص پس اسیواسطے بعد اسکے یون فرمایا وبشر المخبتین
یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اونکو خوشی سناؤ اوس ثواب جزیل وعطاے جلیل
کی جسکو اللہ پاک نے اونکے واسطے مہیا کر رکھا ہے پھر خود اللہ پاک نے اونکا وصف ذکر فرمایا کہ مخبتین
وہ لوگ ہین کہ جسوقت اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اونکے دل ڈر جاتے ہین اور اوسکی مخالفت سے
حذر کرتے ہین ذکر الٰہی کے وقت جو خوف اونکو حاصل ہوتا ہے سو یہ دلیل ہے اونکے کمال یقین
وقوت ایمان پر پھر اونکی دوسری صفت بیان فرمائی کہ جو بلایا ومصائب ومحن اونکو طاعت
الٰہی مین پہونچتے ہین اونپر صبر کرتے ہین یہ صفت اسواسطے ذکر کی کہ حجاج کو بسبب ترک
اوطان وخلان وہجران اہل وعیال تکلیف پہونچتی ہے اوسپر صبر کرتے ہین اور طاعت مولیٰ
مین زحمت کو رحمت سمجھتے ہین پھر تیسری صفت ذکر فرمائی کہ نماز کو کھڑی رکھتے ہین یعنی اوسکے
اوقات مین بروجہ کمال ادا کرتے ہین یہ وصف اسلیئے ذکر کیا کہ سفر مظنۂ تقصیر ہوتا ہے یعنی
سفر مین نماز کا پورے طور پر ادا کرنا ایک امر مشکل ہے سو وہ لوگ باوجود سفر کے نماز کو برعایت
اوقات وشروط ادا کرتے ہین پھر اللہ پاک نے اونکی ایک اور صفت بیان فرمائی کہ جو ہمنے اونکو دیا ہے
اوسمین سے خیرات کرتے ہین اور نیکی کی راہون مین اوسے خرچ کرتے ہین مواضع خیر مین اوسکو رکھتے
ہین مراد اس سے نفلی صدقہ ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صدقۂ واجب بالاولیٰ
دیا کرتے تھے اس آیت کی مثل یہ آیت ہے انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت
قلوبہم واذا تلیت علیہم ایاتہ زادتہم ایمانا وعلیٰ ربہم یتوکلون - والبدن جعلنٰہا

ایمان والے وہی ہین
جب آوے نام اللہ کا
ڈر جاوین دل اونکے
اور جب پڑھے اوپر
اوسکے کلام زیادہ آوے
اونکو ایمان اور اپنے
رب پر بھروسا رکھتے ہین
۱۲ منہ

لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر ق فاذکروا اسم اللہ علیھا صوآف ج فاذا وجبت
جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر ط کذلک سخرنھا لکم لعلکم تشکرون ○
اور کعبے کے چڑھانے کے اونٹ ٹھیرائے ہین ہمنے تمھارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی
تمھارا اوسمین بھلا ہے سو پڑھو اونپر نام اللہ کا قطار باندھکر پھر جب گر پڑے اونکی کروٹ تو
کھاؤ اوسمین سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اسیطرح تمھارے بس مین دیئے
ہمنے وہ جانور شاید تم احسان مانو ف اونٹ کو ذبح کے بدلے نحر ہے کھڑا کرکے قبلے کے
سامنے پھر چھاتی مین دیجئے جب سارا لوہو نکل چکا گر پڑا کاٹنے لگیئے محتاج دلو بتائے پہلا
وہ ہے جو مانگتا نہین اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے انتہی ف اللہ پاک نے جو اپنے بندون
کے واسطے بدنی پیدا کیئے اور اونکو اپنے شعائر سے ٹھیرایا سو اسمین اونپر منت رکھکر فرماتا ہے
اور وہ یہی ہے کہ بدنون کو قرار دیا کہ اوسکے بیت الحرام کی طرف ہدیہ کیئے جاتے ہین بلکہ جو کچھ
طرف بیت اللہ کے ہدیہ بھیجا جاتا ہے بدنی اوس سب سے بہتر و برتر ہین جیسا کہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشھر الحرام ولا الھدی ولا القلائد ولا آمین
البیت الحرام الآیۃ ابن جریج کہتے ہین کہ عطا نے بدن کی تفسیر مین کہا ہے کہ بدنی گاؤ و
شتر ہین اسی طرح حضرت ابن عمر و سعید بن مسیب و حسن بصری رضی اللہ
عنہم سے بھی مروی ہے مجاہد نے کہا کہ بدن تو اونٹون سے ہوتے ہین حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ اطلاق بدنہ کا اونٹ پر متفق علیہ ہے گاؤ پر اطلاق بدنہ کی صحت
مین اختلاف ہے دو قول پر صحیح تر قول یہ ہے کہ شرعاً بدنہ گاؤ پر اطلاق کیا جاتا ہے
چنانچہ اس باب مین حدیث صحیح وارد ہو چکی ہے پھر یہ بات ہے کہ جمہور علماء اسپر ہین کہ بدنہ
کافی ہوتا ہے سات آدمی سے اور گاے سات آدمی سے جسطرح کہ یہ بات بروایت جابر بن
عبداللہ رضی اللہ عنہما حدیث مسلم مین ثابت ہو چکی ہے جابر کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو امر فرمایا ہے کہ ہم قربانیون مین شریک ہون بدنہ سات آدمی سے
اور گاے سات سے اسحٰق بن راہویہ وغیرہ نے کہا بلکہ گاے اور اونٹ کافی ہوتے
ہین دس سے وقد ورد بہ حدیث فی مسند الامام احمد وسنن النسائی وغیرھما

علال نہ سمجھو اللہ کے
نام کی چیزین اور
نہ ادب والا مہینہ اور
نہ نیاز کے جانور جو کہ
کو جانون اور نہ گلے
مین پٹکن والیان اور نہ
آنیوالون کو ادب والے
گھر کی طرف کہ ڈھونڈتے
ہین فضل اپنے رب
کا اور خوشی اور جب
احرام سے نکلو شکار
کرو اور باعث نہو تمکو
ایک قوم کی دشمنی
کہ تمکو روکتے تھے ادب والی
مسجد سے اسپر کہ زیادتی
کرو اور ایکدوسرے مدد کرو
نیک کام پر اور
پرہیزگاری پر اور مدد
نہ کرو گناہ اور زیادتی پر
اور ڈرتے رہو اللہ سے
اللہ کا عذاب سخت ہے

۵۲ حدیث جو سنن
نسائی و جامع ترمذی
وغیرہما مین موجود
ہے وہ یون ہے

فاشتركنا في البقرة سبعة وفي البعير عشرة لفظ ترمذی کے اور نسائی کا فاشتركنا في البقرة والبعير عن عشرة والبعير عن سبعة ظاہر یہ کہ گاے اور اونٹ کا ذکر تمیز بالحکم کے لئے ہے اور اشتراک دس کا مخصوص ہے صرف اونٹ کے مقدمہ مین لفظ دس کا ہے اسیطرح مذہب اسحٰق کا جو جامع ترمذی مین منقول ہے وہ حرف

فاللہ اعلم **قولہ تعالیٰ** لکم فیہا خیر یعنی دار آخرت مین تمھارے واسطے
ثواب ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے نہین عمل کیا ابن آدم نے نحر کے دن کوئی عمل کہ وہ دوست تر ہو خدا
اللہ کے خون بہانے سے وانہا لتاتی یوم القیامۃ بقرونہا واظلافہا واشعارہا
وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبوا بہا نفسا رواہ ابن
ماجہ والترمذی وحسنہ یعنی بیشک ذبیحہ البتہ آئے گا قیامت کے دن مع اپنے
سینگون اور کھرون اور بالون کے اور بیشک خون البتہ واقع ہوتا ہے اللہ سے ایک مکان مین
پہلے اس سے کہ واقع ہو زمین سے یعنی زمین پر گرنے سے پہلے اللہ پاک کے نزدیک قبول
ہو جاتا ہے سو تم اوس سے اپنا جی خوش کرو **سفیان ثوری** نے کہا کہ ابو حازم قرض لیا کرتے
اور بدنی ہانک لیجایا کرتے تھے پس کسی نے اونسے کہا کہ تم قرض لیتے ہو اور بدنی ہانک کر
لیجاتے ہو تو کہا کہ مین نے اللہ کو سنا ہے وہ یون فرماتا ہے لکم فیہا خیر یعنی تمھارے
واسطے اونمین بھلائی ہے مطلب یہ ہے کہ جب خود اللہ پاک فرمائے کہ اونمین تمکو بھلائی ہے
تو مین قرض کر کے کیونکر نہ لیجاؤن **حضرت ابن عباس** رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ما انفقت الورق فی شئ افضل من نحیرۃ فی
یوم عید رواہ الدارقطنی فی سننہ یعنی نہین خرچ کیا مین نے روپیہ کسی شے مین کہ وہ
بہتر ہو قربانی سے روز عید مین مجاہد نے کہا خیر سے مراد اجر و منافع ہین ابراہیم نخعی نے
کہا کہ اونپر سوار ہو لے اور اونکو دودھ لے جسوقت طرف اونکی حاجتمند ہو **قولہ تعالیٰ**
فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف **مطلب** بن عبداللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہے کہا مین نے بقر عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب آپ فارغ ہوئے تو آپکے پاس ایک دنبا لائے پس آپنے اوسکو
ذبح کیا پس فرمایا بسم اللہ واللہ اکبر اللھم ھذا عنی وعمن لم یضح من امتی رواہ
احمد وابو داؤد والترمذی یعنی آپنے وقت ذبح کے تکبیر کہی پھر فرمایا الٰہی یہ قربانی
ہے میری طرف سے اور اوس شخص کی طرف سے جسنے میری امت مین سے قربانی نہین کی

۱ معروف و مجہول دونون کا استعمال ہی واللہ اعلم روایت کیا ہی ۱۲ منہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دو دُنبے قربانی کیے پھر جب قبلے کی طرف اونکا مونہہ کیا تو فرمایا وجھت وجھی للذی
فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای
ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک اُمرت وانا اوّل المسلمین اللھم
منک ولک عن محمّد وامتہ پھر اللہ کا نام لیا اور تکبیر کہی اور ذبح کیا قالہ محمّد بن اسحٰق
عن یزید بن حبیب عن ابن عبّاسؓ عن جابرؓ علی بن حسین حضرت ابو رافع رضی اللہ
عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت قربانی فرماتے تو دو
دُنبے موٹے سینگ والے چت کبرے خرید کرتے پھر جسوقت آپ نماز پڑھ چکتے اور لوگون کو
خطبہ سُنا چکتے تو اُن دُنبون مین سے ایک آپکے پاس لاتے اِس حال مین کہ آپ اپنی نمازگاہ
مین کھڑے ہوئے ہین پس آپ بذات خاص چھری سے اوسکو ذبح کرتے پھر فرماتے اللھم
ھذا عن امتی جمیعھا من شھد لک بالتّوحید وشھد لی بالبلاغ یعنی الٰہی یہ دُنبا
میری ساری امت کی طرف سے ہے جنے تیرے واسطے توحید کی گواہی دی ہے اور میرے
واسطے تیرے حکم پہونچانے کی گواہی دی ہے پھر دوسرے دُنبے کو آپکے پاس لاتے تو خود
آپ ہی اوسکو ذبح کرتے پھر فرماتے ھذا عن محمّدؐ وآل محمد یعنی یہ دُنبا محمّدؐ وآل محمّدؐ
کی طرف سے ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر وہ دونون دُنبے سارے مساکین کو عطا فرماتے
اور آپ اور آپکے گھر والے اونمین سے کھا لیتے تھے رواہ احمد وابن ماجۃ حضرت
ابن عبّاسؓ نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین فرمایا ہے قیاما علی ثلاث قوائم معقولۃً
یدھا الیسرے یقول بسم اللہ واللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ اللھم منک ولک قالہ الاعمش
عن ابی ظبیان عنہ یعنی تم ذکر کرو اللہ کا نام بدنون پر اس حال مین کہ وہ کھڑے ہون تین
پانؤن پر بایان پانؤن اونکا بندھا ہوا ہو وکذلک روی عن مجاھد وعلی بن ابی طلحۃ
والعوفی عن ابن عبّاس نحو ھذا لیث نے مجاہد سے یون روایت کیا ہے کہ
جب اونکا بایان پانؤن باندھا جائے گا تو وہ تین پانؤن پر کھڑے ہو جائین گے وروی
ابن ابی نجیح عنہ نحوہ ضحاک نے کہا کہ ایک پانؤن باندہ دے تو وہ تین پر ہو جائین گے

حدیث شریف کا
لفظ اک پہ زیادہ
بجمالہ المساکین وباکل
ھو واھلہ صفحہ ۱۲

صحیحین مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ایک شخص پر آئے کہ اُسنے
بدنی کو بٹھایا تھا اور وہ اوسے نحر کر رہا تھا تو فرمایا کہ وہ اوسے اوٹھاوے قیاما مقیدۃ
سنۃ ابی القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی بدنون کو کھڑا کرکے پائون باندھکر نحر
کرنا چاہیئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یون ہی ہے حضرت جابر رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب بدنون کو نحر
کیا کرتے تھے بایان پائون بندھا ہوا باقی پائون پر کھڑے ہوئے رواہ ابوداؤد ابن لہیعہ
کہتے ہین مجھے عطا بن دینار نے حدیث کی کہ سالم بن عبداللہ نے سلیمان بن عبدالملک سے کہا
کہ تو بدنی کی سیدھی جانب سے کھڑا ہو اور اوسکی بائین جانب سے نحر کر صحیح مسلم مین حضرت جابر سے
حجۃ الوداع کی صفت مین مروی ہے اوسمین کہا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
دست مبارک سے تریسٹھ بدنی نحر فرمائے آپکے دست شریف مین ایک برچھی تھی اوس سے آنکو
چونکا لگا دیتے تھے قتادہ نے کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حرف یعنی قرأت
مین صوافن ہے ای معلقۃ قیاما قالہ عبدالرزاق اخبرنا معمر عن قتادہ یعنی اس
قرأت کے معنی یہ ہین کہ بدنون کو پائون باندھکر کھڑا کرکے نحر کرے سفیان ثوری نے
عن منصور عن مجاہد کہا ہے کہ جسنے اوسکو صوافن پڑہا ہے اوسنے اوسکے معنی معقولۃ کہے ہین
اور جسنے اوسے صواف پڑہا ہے اوسنے یون کہا ہے تصف بین یدیہا طاؤس وحسن
وغیرہما نے صواف کی تفسیر مین کہا ہے یعنی خالصۃ للہ عزوجل وکذا رواہ مالک
عن الزہری یعنی ذکر کرو نام اللہ کا اوپر اونٹون کے کہ وہ خالص اللہ عزوجل کے ہون عبدالرحمن
بن زید نے کہا صواف لیس فیہا شرک کشرک الجاہلیۃ لاصنامہم یعنی صواف کے یہ
معنی ہین کہ اونمین کسیطرح کا شرک نہو جسطرح کہ جاہلیت والے اپنے بتونکو شریک کیا کرتے تھے
قولہ تعالیٰ فاذا وجبت جنوبہا ابن ابی نجیح نے مجاہد نے روایت کیا ہے
یعنی بدنی گر پڑین طرف زمین کے اور یہی ایک روایت ہے حضرت ابن عباس سے اور اسیطرح
مقاتل بن حیان نے کہا ہے عوفی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے یعنی نحرت
غرض یہ ہے کہ مراد وجب جنوب سے نحر ہے عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا یعنی ماتت مراد

حضرت ابن عباس و مجاہد کی یہی قول ہے کیونکہ بدنہ جب نحر کیا جاتا ہے تو اوس سے کھانا
جائز نہین ہے یہانتک کہ وہ مرجاے اور اوسکی حرکت سرد پڑجاے حدیث مرفوع مین آیا ہے
لا تعجلوا النفوس ان تزهق یعنی جان نکلنے کے پہلے نفوس پر جلدی مت کرو جب جان
نکل چکے تب کھاؤ وقد رواہ الثوری فی جامعہ عن ایوب عن یحیی بن ابی کثیر عن
فراقصۃ الحنفی عن عمر بن الخطاب انہ قال ذلک حدیث شداد بن اوس جو صحیح مسلم مین
ہے اس حدیث کی مؤید ہے ان اللہ کتب الاحسان علی کل شئ اذا قتلتم فاحسنوا
القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ ولیحد احدکم شفرتہ ولیرح ذبیحتہ یعنی
اللہ پاک نے ہر شے پر احسان فرض کیا ہے جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی
طرح ذبح کرو اور تیز کرے ایک تمھارا اپنی چھری کو اور چاہیئے کہ راحت دے اپنی قربانی کو ابو داؤد
یعنی کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شے کاٹی گئی چوپائے سے
اور وہ زندہ ہے تو وہ مردار ہے رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وصححہ قولہ تعالے
فکلوا منہا واطعموا القانع والمعتر بعض سلف نے کہا ہے کہ یہ امر اباحت ہی اور امر مالک نے
کہا یہ مستحب ہے غیر مالک نے کہا واجب ہے یہ قول ایک وجہ ہے واسطے بعض شافعیہ کے قانع و
معتر مین اختلاف ہے کہ اس سے کیا مراد ہے پس عوفی نے حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے القانع المستغنی بما اعطیتہ وھو فی بیتہ یعنی قانع وہ شخص ہے کہ جو تو نے اوسکو دیدیا
اوس سے مستغنی ہو جاتا ہے اور وہ اپنے گھر مین ہے والمعتر الذی یتعرض لک ویلم بک ان
تعطیہ من اللحم ولا یسأل یعنی معتر وہ آدمی ہے کہ تیرے روبرو آتا ہے اور تجھپر نزول کرتا ہے
کہ تو اوسکو گوشت مین سے دیوے اور مانگتا نہین ہے مجاہد و محمد بن کعب قرظی نے بھی اسیطرح
کہا ہے علی بن ابی طلحہ کا قول حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ قانع متعفف ہے اور معتر سائل
وھذا قول قتادہ وابراھیم النخعی ومجاھد فی روایۃ عنہ حضرت ابن عباس و
عکرمہ و زید بن اسلم و کلبی و حسن بصری و مقاتل بن حیان و مالک بن انس نے کہا ہے القانع
ھو الذی یقنع الیک ویسالک یعنی قانع وہ شخص ہے کہ تجھسے خضوع و فروتنی کرتا ہے اور
تجھسے مانگتا ہے والمعتر الذی یعتریک یتضرع ولا یسألک یعنی معتر وہ ہے کہ تیرے

روبرو آتا ہے تضرّع وزاری کرتا ہے اور تجھسے مانگتا نہین ہے یہ لفظ حسن کے ہین سعید
بن جُبیر نے کہا ہے کہ قانع سائل ہے کہا کیا تو نے قول شماخ کا نہین سُنا ہے ؎

لمال المرء یصلحه فیغنی	مفاقرة اعف من القنوع

قال یعنی من السوال وبه قال زید مطلب یہ ہے کہ اس قول مین قنوع کے معنی
سوال کے ہین زید بن اسلم نے کہا قانع وہ مسکین ہے کہ گشت کرتا ہے اور معتر دوست ہی اور
ضعیف ہے جو کہ زیارت کرتا ہے یعنی ملاقات یہی قول عبدالرحمن فرزند زید سے بھی ایک
روایت ہے مجاہد سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ قانع تیرا غنی پڑوسی ہے تیرے گھر مین
جو کچھ داخل ہوتا ہے وہ اوسے دیکھتا ہے اور معتر وہ شخص ہے کہ تیرے روبرو آتا ہے
لوگون مین سے دوسرا قول مجاہد سے یہ بھی مروی ہے کہ قانع طامع ہے اور معتر وہ شخص ہی کہ
بدنون سے معترض ہوتا ہے غنی یا فقیر عکرمہ سے بھی مثل اسکے مروی ہے دوسرا قول
عکرمہ سے یہ مروی ہے کہ قانع مکے والے ہین ابن جریر نے یہ قول اختیار کیا ہے کہ قانع تو
سائل ہے اسلیئے کہ وہ ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جسوقت کوئی شخص اپنا ہاتھ سوال کے
واسطے اوٹھاتا ہے تو کہتے ہین اَقْنَعَ بیدہ یعنی اوسنے سوال کے لیئے اپنا ہاتھ اوٹھایا اور معتر
ماخوذ ہے اعتراء سے اور وہ وہ شخص ہے جو کہ گوشت کھانے کے واسطے متعرض ہوتا ہے اس
آیت کریمہ سے حجّت پکڑی ہے اوس شخص نے جو منجملۂ علماء اسطرف گیا ہے کہ اضحیہ کے تین
حصّے کیئے جائین پس ایک ثلث تو واسطے اضحیہ والے کے ہے کہ اوسکو کھائے اور ایک
ثلث اپنے دوستون کو ہدیہ دے اور ایک ثلث فقراء کو خیرات کردے کیونکہ اللہ تعالی نے
فرمایا ہے فکلوا منها واطعموا القانع والمعتر حدیث صحیح مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے لوگون سے فرمایا کہ بیشک مین نے تمکو نہی کی تھی ذخیرہ کرنے سے قربانیون کے
گوشت کے تین دن سے زیادہ پس تم کھاؤ اور ذخیرہ کرو جبتک کہ تمھارے واسطے
ظاہر ہو ایک روایت مین یون ہے کہ کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور خیرات کرو ایک روایت مین یہ ہی کہ کھاؤ اور کھلاؤ
اور خیرات کرو دوسرا قول یہ ہے کہ قربانی کرنیوالا نصف کھائے اور نصف خیرات کرے اسلیئے کہ
اگلی آیت مین یون فرمایا ہی فکلوا منها واطعموا البائس الفقیر اور حدیث شریف مین یہ فرمایا ہی فکلوا وادخروا

اس بنا پر معتر مخفف
ہوگا معترری سے ۱۲ منہ

وتصدقوا پھر اگر کل قربانی کو کھالیا تو ایک قول یہ ہے کہ کسی شے کا ضامن نہو گا شافعیہ مین سے
ابن شریح نے یہی کہا ہے بعض نے کہا کہ کل اضحیہ کا ضامن ہو گا مثل اضحیہ کا یا اوسکی قیمت کا
کسی نے کہا نصف اضحیہ کا ضامن ہو گا کسی نے کہا اوسکے ثمن کا کسی نے کہا اوسمین سے
ادنی اجزا کا یہ قول مشہور ہے مذہب امام شافعی سے رہی چمڑی سو سند امام احمد مین قتادہ
بن نعمان سے حدیث اضاحی مین مروی ہے پس کھاؤ اور صدقہ کرو اور اُنکے چمڑون سے فائدہ
لو اور اونکو مت بیچو منجملہ علماء وہ شخص ہی کہ اُسنے اُنکی بیع مین رخصت دی ہے اور اونمین سے وہ
شخص ہے کہ کہا کہ اونمین فقیرون سے مقاسمہ کرے واللہ اعلم **مسئلہ** حضرت براء
بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک
اول اوس شے کا جسکے ساتھ ہم شروع کرین ہمارے اِس دن مین یہ ہے کہ نماز پڑھین پھر
لوٹ آئین تو نحر کرین پس جس شخص نے کیا یعنی موافق آپکے فرمانے کے تو مقرر وہ ہماری سنت
کو پہونچا اور جسنے نماز سے پہلے ذبح کیا تو وہ صرف ایک گوشت ہے کہ اوسنے اپنے گھر والون کے
واسطے آگے کر لیا وہ نسک سے نہین ہے کسی شے مین اخرجاہ سو اسی واسطے امام شافعی اور
ایک جماعت نے منجملہ علما یہ کہا ہے کہ اوّل وقت قربانیون کے ذبح کا اُسوقت ہے کہ سورج طلوع
ہو نحر کے دِن اور نماز عید اور دو خطبون کے بقدر وقت گزر چکے امام احمد نے اِتنا زیادہ کیا ہے
اور یہ کہ امام ذبح کرے بعد اسکے اِسلیئے کہ صحیح مسلم مین آیا ہے اور یہ کہ ذبح نکرے یہانتک کہ امام
ذبح کرے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اما اھل السواد من القری و
نحوھا فلھم ان یذبحوا بعد طلوع الفجر یعنی رہے گانؤن وغیرہ اطراف کے لوگ سو
اونکو جائز ہے کہ بعد طلوع فجر کے ذبح کرین اسواسطے کہ اونکے نزدیک نماز عید اونکے لیئے مشروع
نہین ہے اور شہرون کے لوگ سو وہ ذبح نکرین یہانتک کہ امام نماز پڑھ چکے واللہ اعلم
پھر کہا گیا ہے کہ ذبح مشروع نہین ہے مگر تنہا نحر کے دِن کسی نے کہا کہ نحر کا دِن تو اہل امصار
کے واسطے ہے بسبب میسّر آنے قربانیون کے نزدیک اوسکے رہے گانؤن والے سو اُنکے
لیئے روز نحر ہے اور ایام تشریق بعد اُسکے سعید بن جبیر اسی کے قائل ہین کسی نے کہا سب کے
واسطے روز نحر ہے اور ایک دِن بعد اُسکے کسی نے کہا اور دو دِن بعد اوسکے امام احمد اسی کے

قائل ہین کسی نے کہا روز نحر اور تین دن ایام تشریق کے بعد اسکے امام شافعی کا یہی قول ہے
بسبب حدیث جبیر بن مطعم کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ایام
التشریق کلہا ذبح یعنی سارے ایام تشریق ذبح کے ہین رواہ احمد وابن حبان
کسی نے کہا کہ وقت ذبح کا ممتد ہے آخر ذیحجہ تک ابراہیم نخعی وابوسلمہ بن عبدالرحمن اسی کے
قائل ہین یہ قول غریب ہے **قولہ تعالیٰ** کذلک سخرناہا لکم لعلکم تشکرون۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسیطرح ہمنے اونکو تمہارے واسطے مسخر کردیا ہے یعنی ہمنے اونکو تمہارے
لیئے ذلیل کردیا ہے اور اونکو تمہارا منقاد و مطیع و خاضع بنا دیا ہے تم چاہو سوار ہولو چاہو دودھ لو
چاہو ذبح کرڈالو جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے اولم یروا انا خلقنا لہم مما عملت ایدینا
انعاما فہم لہا مالکون الی قولہ افلا یشکرون اور اس آیت کریمہ مین یون کہا ہے کذلک
سخرناہا لکم لعلکم تشکرون کذا فی ابن کثیر **ف** ابن ابی اسحٰق نے والبدن بضمہ
باے موحدہ ودال مہملہ پڑہا ہے باقی قاریون نے بسکون دال یہ دونون دو لغت ہین پھر
جمہور کی قرارت بنصب ہے بنا بر اشتغال یعنی ناصب اسکا جعلنا محذوف ہے جسکی تفسیر
جعلنا ہا بعد کا کر رہا ہے یہ راجح ہے اسلیئے کہ اسکے پہلے جملہ فعلیہ ہے کسی نے برفع بھی پڑہا ہے
اس بنیاد پر والبدن مبتدا ہوگا اور ما بعد خبر ٹھہریگی بدن بضمہ با وسکون دال جمع ہے
بدنۃ کی جسطرح کہ خشب جمع ہے خشبۃ کی لیکن بیضاوی نے یہ بات پسند کی ہے کہ
ضمہ دال کا اصل ہے اور سکون تخفیف کے واسطے ہے شیخزادے نے کہا یہ بھی احتمال ہے
کہ سکون اصل ہو اس بنا پر کہ بدن جمع ہو بادن کی جیسے سُبُل جمع ہے بازل کی بدنہ خاص ہے
ساتھ اونٹ کے نزدیک امام شافعیؒ کے اونٹ کا نام بدنہ اسواسطے رکھا ہے کہ وہ فربہ کیا جاتا ہے بدانت کہتے
ہین موٹاپے کو لیکن امام ابوحنیفہ وامام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اطلاق بدنہ کا گاے پر بھی
ہوتا ہے اسلیئے کہ گاے بھی موٹاپے پر مشتمل ہے کسی نے کہا کہ لغت مین تو بدنہ نام ہے خاص
اونٹ کا لیکن شریعت مین اونٹ اور گاے دونون کو اسواسطے شامل ہوا کہ حضور صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سات آدمی سے کافی ہونے مین گاؤ کو اونٹ کے ساتھ ملحق فرمایا ہے
پھر جب گاؤ نے اونٹ کا حکم لیا تو بدنہ کا نام اوسپر اطلاق کیا گیا شریعت مین نہ اسواسطے

ف یہ مین دیکھتے کہ ہمنے
بنا دیئے اونکو اپنے
ہاتھون بنا کر
چوپائے پھر وہ انکا مال
ہین اور عاجز کردیا اونکو
انکے آگے پھر اونمین
کوئی ہے انکی سواری اور
کسی کو کھاتے ہین اور
اونکو انمین فائدہ ہین
اور پینے کے گیا پھر
کیون شکر نہین کرتے
۱۲ منہ

کہ لفظ حقیقت لغوی ہے ہر ایک مین زرقانی نے مصباح سے نقل کیا ہے کہ بدنہ اونٹنی ہے یا گاے جو کہ مکے مین نحر کیجاتی ہے یہ نام اسواسطے رکھا کہ اوسکو فربہ کیا کرتے تھے امام شافعی کے نزدیک بدنہ خاص ہے ساتھ اونٹ کے ابن لقیمہ نے قسطلانی سے نقل کیا ہے کہ بدن خاص ہے ساتھ اونٹ کے نزدیک امام شافعی کے اور نزدیک امام ابوحنیفہ کے اونٹ اور گاؤ سے ہوتا ہے سو کلام شافعیہ کا موافق ہے کلام ازہری کے اور کلام حنیفہ کا موافق کلام صحاح ہے رہا ہدی سو وہ اونٹ گاو بکری کو شامل ہے عبد بن حمید وابن منذر نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہا ہم نہین جانتے ہین بدن کو مگر اونٹ اور گاؤ سے ابن ابی حاتم نے اونسے یہ قول روایت کیا ہے کہ بدن ذات الجوف ہے ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ نہین ہین بدن مگر اونٹون سے ان سب نے حکم سے مثل قول مذکور اور عطا سے مثل قول حضرت ابن عمر روایت کیا ہے واخرج ابن ابی شیبۃ عن سعید بن المسیب نحوہ واخرج ابن ابی حاتم عن الحسن نحوہ ایضا کسی نے کہا کہ بکری کا نام بدنہ نہین رکھا جاتا ہے بسبب اسکے صغر کے یہ قول کہ بدنہ کا نام خاص ہے ساتھ اونٹ کے فتح البیان وفتح القدیر مین اسکو اولی کہا ہے دو وجہ سے ایک یہ ہے کہ جو اوصاف آیندہ آیت مین مذکور ہین وہ اونٹ مین ظاہر ہین دوسری یہ ہے کہ کتب لغت اس بات کی مفید ہین کہ یہ اسم خاص ہے ساتھ اونٹ کے بیضاوی نے یون کہا ہے کہ گاے جو سات آدمیون سے کافی ہونے مین اونٹ کے ساتھ شریک ہوئی اس سے یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ اسم بدنہ کا شرعًا اوسکو شامل ہو بلکہ وہ حدیث اسکی مانع ہے شعائر اللہ سے مراد اعلام شریعت ہین یعنی اللہ پاک نے بدنون کو اپنے دین کی نشانیون سے ٹھیرایا ہے اضافت شعائر کے اسم مبارک کی طرف واسطے تعظیم شعائر کے فرمائی ہے بیان شعائر کا اوّل گزر چکا ہے مین نے کہا من شعائر اللہ مفعول ثانی ہے جعل بمعنی التصییر کا اور جملہ لکم فیھا خیر یا تو حال ہے جعلنا ھا کی ضمیر مفعول سے یا شعائر اللہ سے یہ دونون قول اسپر مبنی ہین کہ ضمیر فیہا کی راجع ہے طرف بدن کے یا طرف شعائر کے اوّل قول جمہور کا ہے ابو السعود نے کہا کہ یہ جملہ مستانفہ ہے اپنے ماقبل کی تقریر کرتا ہے معنی یہ ہین کہ تمہارے واسطے بدنون مین دین و دنیا کے منافع ہین جب اللہ پاک نے تمکو ایسی شے عطا کی خاذکروا اسم اللہ

یہ قول کہ کتب لغت بقید این اس بات کی کہ بدنہ خاص ہے ساتھ اونٹ کے تحقیق کے خلاف ہے بدو وجہ وجہ اوّل یہ کہ بعض صحابہ و تابعین سے جیسا ثابت ہے کہ انھون نے تفسیر بدنہ مین بقر کو ذکر کیا ہے اور وہ لوگ اہل لسان تھے تو ان کتب لغت کو کیونکر ترجیح اوپر ہو سکتی ہے وجہ دوم یہ کہ ابن سیدہ کے بیان کے مطابق صحاح کے بقر تفسیر بدنہ مین داخل ہے اور اسیطرح قاموس مین مذکور ہے پس علی الاطلاق نسبت اسکی طرف کتب لغت کے ٹھیک نہین ۱۲ منہ

علیہا یعنی تو تم اونکی نحر کرتے وقت اوسی کا نام لو یون کہو اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر
اللھم منک والیک یہ قول بیضاوی وابو السعود و فتح البیان مین اسیطرح ہے یعنی اے اللہ
یہ عطا ہے تیری طرف سے اور اوسکے ساتھ تقرب ہے طرف تیری صوافّ حال ہے علیہا سے یعنی
بدنون کو نحر کرو اس حال مین کہ وہ کھڑے ہوئے ہون بتشدید حفص فاجمہور کی قرارت ہے
صافّۃ کی جمع ہے ماخوذ صف سے یہ کنایہ ہے قیام سے کیونکہ جسوقت اونٹ کھڑا ہوتا ہے تو
اپنے پانؤن کی صف باندھ لیتا ہے حضرت حسن واعرج ومجاہد وزید بن اسلم وابو موسی اشعری
نے صوافی پڑہا ہے یہ جمع ہے صافیۃ کی یعنی نحر کرو اونکو اس حال مین کہ خالص لوجہ اللہ
ہون اونکی نحر کے وقت اللہ پاک کے غیر کا نام شریک مت کرو کسی نے صَوَافِیًا پڑہا ہے اصل
اسکی صوافیا بالف ہے پھر جب تو نے اوسپر وقف کیا تو صوافیا کہا کبھی اسی الف کو حذف
کر دیتے ہین اور اوسکے عوض مین تنوین لاتے ہین جسطرح کہ اس قول مین ہے ع اقلی اللوم عاذل
والعتابن ٭ اصل اسکی والعتابا ہے اس تنوین کو تنوین ترنم بولتے ہین کسی کی قرارت صَوَافِ
ہے بکسر و تنوین اصل اسکی صوافی تھی جو شخص حرف یا کو مطلقًا ساکن کرتا ہے اوسکے قول پر
اس یا کو ساکن کیا پھر کسرے پر اکتفا کر کے یا حذف کر دی گئی باوجود ثقل جمع کے پھر اوس یا
کے عوض مین تنوین لائی گئی جسطرح کہ جواریمین بحالت رفع وجر ہوا کرتا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود
وابن عمر وابن عباس وابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہم نے صَوَافِنَ پڑہا ہے نون یہ جمع ہے
صافنۃ کی صافنہ وہ ہے کہ بسبب باندھ دینے کے اوسکا ایک اگلا پانؤن اوٹھایا گیا ہے تاکہ
مضطرب و بیقرار نہو اسی باب سے **قولہ تعالیٰ** الصافنات الجیاد ہے یہ وصف
اصل مین گھوڑون مین ہوتا ہے محاورے مین بولتے ہین صفن الفرس جبکہ وہ تین پانؤن پر
کھڑا ہوتا ہے اور چوتھے کو موڑ لیتا ہے جبکہ یہ وصف اصل مین گھوڑون کا ہے اور یہان
اونٹون کا وصف ہوا تو اوسکا استعمال اونٹون مین بطور استعارہ ٹھیرے گا سیبویہ نے کہا کہ
وجوب کے معنی سقوط ہین محاورے مین بولتے ہین وجبت الشمس یعنی سورج گر گیا وجب
الجدار یعنی دیوار گر پڑی اسی باب سے لفظ واجب شرعی ہے گویا وہ ہمپر گر پڑا اور ہمپر لازم ہو گیا
خفنادی نے کہا یہ کنایہ ہے موت سے یہ بات کہ جنوب کو بلفظ جمع ذکر کیا باوجود اسکے کہ اونٹ

جب گرتا ہے تو ایک پہلو پر گرتا ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ جمع بمقابلہ جمع بدن ہے فتح البیان و فتح القدیر مین کہا ہے جمہور اسطرف گئے ہین کہ فکلوا کا امر واسطی ندب کے ہی اور اطعموا کا امر کہا گیا ہی کہ یہ بھی مثل اوّل کے واسطے ندب کے ہی مجاہد نخعی وابن جریر وابن شریح اسی کے قائل ہین امام شافعی اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ وجوب کے لیئے ہے قانع و معتر مین اقوال مختلف اوّل گزر چکے ہین بیضاوی کا مختار یہ قول ہے کہ قانع وہ ہے کہ راضی ہے اوس شے سے جو اسکے پاس ہے اور اس شے سے جو بدون سوال کے اسے دیجاتی ہے اس معنی کی یہ بات تائید کرتی ہے کہ القنع بدون الف پڑہا گیا ہے زمخشری نے کہا قنع راضی ہے لاغیر یعنی قنع وہ ہے کہ جو اوسکے پاس ہے اوس سے راضی ہی یہ ماخوذ ہے قناعت سے نہ قنوع سے بخلاف قانع کے کہ وہ دونون معنی مین مشترک ہے دوسرا قول یہ ہے کہ قانع سائل ہے ماخوذ ہے قنعت الیہ قنوعًا اذا خضعت لہ فی السوال اور معتر معترض ہے سوال ہے حضرت حسن نے والمعتری پڑہا ہے معنی اسکے مثل معترکے ہین محاورے مین بولتے ہین عرّہ واعتّرہ وعرّاہ واعتراہ ایضا اذا اعترض للمعروف من غیر مسئلۃ نحاس نے یون کہا ہے اذا تعرض لما عندہ اور طلبہ محلی کا قول مختار یہ ہے قانع وہ ہے کہ جو اوسے دیا جاتا ہے اوسپر قناعت کرتا ہے اور سوال نہین کرتا ہے نہ متعرض ہوتا ہے اور معتر سائل ہے یا متعرض نسفی کا مختار قول قانع مین یہ ہے کہ قانع سائل ہی ماخوذ ہے اس محاورے سے قنعت الیہ اذا خضعت لہ وسالتہ قنوعًا معتر مین دو قول لکھے ہین ہین ایک یہ ہے کہ معتر وہ ہے کہ تجھکو اپنے آپکو دکھاتا ہے اور متعرض ہوتا ہے مانگتا نہین ہے وقیل القانع الراضی بما عندہ وبما یعطی من غیر سوال من قنعت قنعا وقناعۃ والمعتر المتعرض للسوال فتح البیان و فتح القدیر مین لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر مین تابعین سے اقوال مختلف وارد ہوئے ہین مرجع معنی لغوی ہین خصوصًا باوجود اسکے کہ درمیان صحابہ ومن بعدہم کے اختلاف ہے کسی شاعر عربی نے معنی قنوع مین کیا خوب کہا ہے ؎

العبد حران قنع		وان حر عبد ان قنع	
فاقنع ولا تقنع فما		شئ یشین سوی الطمع	

یعنی اگر غلام قناعت کرے تو وہ آزاد ہے اور آزاد اگر سوال کرے تو وہ غلام ہے اسلیئے تو

قناعت کرا ور سوال مت کر کیونکہ سوائے طمع کے کوئی شے نہین ہی کہ عیبناک کرے کرخی نے کہا کہ ذکر
اطعام کو اسلیئے مکرر ذکر کیا کہ پہلا اطعام تو مرتب ہے بہیمۃ الانعام کی ذبح پر جو کہ بدن و بقر و غنم کو شامل ہی اور
دوسرا اطعام مرتب ہے خاص بدن کی ذبح پر گو بقر و غنم کا ذبح حکم مین اسکے موافق ہی کذلک صفت ہی مصدر
محذوف کی یعنی مثل اس تسخیر بدیع کے مسخر کیا ہمنے بدنون کو واسطے تمھارے سو وہ تمھارے مطیع و منقاد
ہو گئے ہین موضع نحر کی طرف کھچے چلے جاتے ہین پھر تم اونکو نحر کرتے ہو اور اونسے نفع اوٹھاتے ہو
بعد اسکے کہ پہلے اسلیئے مسخر کیئے تھے کہ تم اونپر بوجھ لادو اونکی پشت پر سوار ہو اونکا دودھ
دوہو اور بھی مثل اسکے یا یہ معنی ہین کہ باوجود عظمت و قدرت و قوت بدنون کے ہمنے اون کو
تمھارے واسطے مسخر کر دیا ایسا مسخر کرنا جیسا ہمنے وقت نحر کے اونکا حال بیان کیا کہ وہ صواف
ہوتے ہین یعنی تین پانون پر کھڑے ہوتے ہین اور ایک پانون بندہا ہوتا ہے پھر تم اونکے سینون
مین چونکا مارتے ہو مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک اپنے بندون پر اس تسخیر کی منت رکھتا ہے اور
اوسپر اونسے شکر طلب کرتا ہے اسیواسطے یون فرمایا لعلکم تشکرون یعنی شاید تم ایسی منت عظیم کا
احسان مانو شکر کرو علامہ نسفی نے کہا یعنی جیسا ہمنے تمکو اونکے نحر کرنے کا امر کیا ویسا ہی ہمنے
اونکو تمھارا مسخر کر دیا یا کذلک مثل ذلک ومن یعظم کے ہے پھر استیناف کیا تو فرمایا
کہ ہمنے اونکو تمھارا مسخر بنا دیا یعنی باوجود اونکی قوت و عظمت اجسام کے ہمنے اونکو تمھارا مطیع
کر دیا تاکہ تم اونکے نحر کرنے پر قادر ہو پھر جب اللہ پاک یہ بات بیان کر چکا کہ بدنی منجملہ شعائر و
معالم دین ہین اور اونکے نحر پر اللہ کا نام ذکر کرنے کا امر کیا اور اونسے کھانے کھلانے کا ارشاد
فرمایا تو اب یہ امر ذکر فرمایا کہ معتبر اونکے نحر کرنے مین صرف اونکا خون بہانا اور اونکے گوشت
کا کھانا کھلانا ہی نہین ہے بلکہ معتبر وہ شے ہے جو اسکے ساتھ لگی رہتی ہے یعنی تقوی جو کہ
اللہ پاک کی تعظیم کی طرف داعی ہوتا ہے اور اسکے تقرب و اخلاص کی طرف بلاتا ہے یس

ارشاد فرمایا لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم ط کذلک
سخرھا لکم لتکبروا اللہ علی ما ھدکم ط وبشر المحسنین ○ اللہ کو نہین پہونچتے
اونکے گوشت نہ لوہو لیکن اوسکو پہونچتا ہے تمھارے دل کا ادب اسیطرح اونکو بس مین دیا تمھارے
کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اسپر کہ تمکو راہ سجھائی اور خوشی سنانیکی والونکو انتہی ف حافظ ابن کثیر

رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک فرماتا ہے کہ ان ہدایا وضحایا کا نحر کرنا جو اوسنے تمہارے
واسطے مشروع کیا ہے سو صرف اسلیئے کہ اونکے ذبح کرتے وقت تم اوسکو یاد کرو کیونکہ خالق
رازق تو وہی ہے نہ یہ کہ اونکے گوشت وخون سے کچھ اُسے پہونچے اسواسطے کہ وہ تو اپنے
ماسوا سے غنی و بے پروا ہے جاہلیت مین لوگ جسوقت مُدبنون کو اپنے بتون کے واسطے
ذبح کرتے تو قرابین کے گوشت سے اونپر رکھتے اور اُنکے خون سے اونپر چھڑک دیتے تھے
اسپر اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا کہ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ابن ابی حاتم نے
ابن جُریج سے روایت کیا ہے کہ جاہلیت والے بیت اللہ پر اونٹون کا گوشت وخون چھڑکتے
تھے اسپر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ ہم تو زیادہ تر مستحق ہین اس بات
کے کہ چھڑکین اللہ پاک نے آیت مذکورہ نازل فرمائی یعنی اللہ پاک تقوے کو قبول کرتا ہے اور
اوسپر جزا دیتا ہے جسطرح کہ صحیح مین آیا ہے کہ بیشک نہین دیکھتا ہے اللہ تمہاری صورتونکی
طرف اور نہ تمہارے مالون کی طرف لیکن وہ نظر کرتا ہے طرف تمہارے دلون کے اور تمہارے
عملون کے حدیث شریف مین آیا ہے کہ بیشک صدقہ البتہ واقع ہوتا ہے رحمٰن کے ہاتھ مین
قبل اسکے کہ سائل کے ہاتھ مین واقع ہو اور بیشک خون البتہ واقع ہوتا ہے اللہ سے ایک مکان
مین قبل اسکے کہ واقع ہو طرف زمین کے جیسا کہ حدیث مین مقدم ہو چکا ہے رواہ ابن ماجہ
والترمذی وحسّنہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرفوعا پس معنی اسکے یہ ہین کہ وہ
سبقت کرگیا واسطے تحقیق قبول کے طرف سے اللہ کے اوس شخص کے لیئے جسنے اپنے عمل مین
اخلاص کیا سوائے اس معنی کے اور کوئی معنی اسکے نہین ہین کہ متبادر ہون نزدیک علمائے محققین
کے واللہ اعلم وکیع نے یحیٰی بن مسلم بن ضحاک سے روایت کیا ہے کہا مین نے عامر شعبی سے
قربانیون کی کھال کا پوچھا تو عامر نے کہا لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا اگر تو چاہے تو بیچڈال[۱]
چاہے تو روک رکھ چاہے تو خیرات کردے قولہ تعالیٰ کذالک سخرھا لکم ای من
اجل ذالک سخر لکم البدن لتکبّروا اللہ علی ما ھداکم ای لتعظموہ یعنی اسیواسطے
بدنون کو تمہارا مسخر کیا ہے تاکہ تم اللہ پاک کی عظمت کرو جسطرح کہ اوسنے تمکو اپنے دین وشرع کی ہدایت
کی اور اوس شے کی جسکو وہ دوست رکھتا ہے اور پسند فرماتا ہے اور منع کیا تمکو اوس شے سے

[۱] اوّل گزر چکا ہے قربانی کی کھال نہ بیچی چاہیئے فلیعلم ۱۲ منہ

جسکو وہ مکروہ رکھتا ہے اور اوس سے ابا فرماتا ہے وبشر المحسنین یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم تم خوشی سناؤ محسنین کو یعنی اُن لوگون کو جو اپنے عمل مین احسان کا برتاؤ کرتے ہین اللہ
کی حدود پر قائم ہین جو اوسنے اونکے لیئے مشروع کیا ہے اوسکا اتباع کرتے ہین رسول نے
جو کچھ اونکو پہونچایا اور اپنے رب عزوجل کے پاس سے اوسکو لایا اوسمین اوسکی تصدیق کرتے ہین

مسئلہ امام ابوحنیفہ و امام مالک رضی اللہ عنہما اور امام ثوری طرف اس قول کے
گئے ہین کہ جو شخص مالک نصاب ہے اضحیہ اوسپر واجب ہے حضرت امام ابوحنیفہ نے شرط اقامت
کی بھی زیادہ فرمائی ہے اُنکی حجت یہ حدیث شریف ہے کہ جس شخص نے فراخی پائی پھر قربانی
نہ کی تو وہ ہرگز ہماری نمازگاہ کے قریب نہ آئے رواہ ابن ماجہ واحمد باسناد رجالہ
کلہم ثقات عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ علی ان فیہ غرابۃ واستنکرہ احمد بن حنبل
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس برس اقامت
فرمائی آپ قربانی کرتے تھے رواہ الترمذی امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ اضحیہ
واجب نہین ہے بلکہ مستحب ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین یون آیا ہے کہ نہین ہے مال مین
کوئی حق سوائے زکوٰۃ کے اور یہ بات اول گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی سو اسنے اُسکے وجوب کو اونسے ساقط کردیا ابو شریحہ کہتے ہین کہ
مین حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا پڑوسی تھا سو وہ قربانی نہین کرتے تھے اِس خوف سے کہ
لوگ اونکا اقتدا کرینگے بعض لوگون کا قول یہ ہے کہ اضحیہ سنت کفایہ ہے جبکہ اہل دار یا محلہ یا بیت
سے کسی ایک نے کرلی تو باقی لوگون سے ساقط ہوگئی اسواسطے کہ مقصود اظہار شعار ہے یعنی غرض
قربانی سے دین اسلام کی نشانی کا ظاہر کرنا ہے سو وہ ایک کے کرنے سے حاصل ہوگئی مخنف بن سلیم
سے مروی ہے کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرفات مین فرماتے سُنا کہ علی کل
اھل بیت فی کل عام اضحاۃ وعتیرۃ یعنی ہر گھر والون پر ہر برس مین قربانی ہے اور عتیرہ
آیا تم جانتے ہو عتیرہ کیا ہے وہ ہے جسکو تم رجبیہ کہتے ہو رواہ الامام احمد واھل السنن
وحسنہ الترمذی وقد تکلم فی اسنادہ ابو ایوب کہتے ہین کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم مین آدمی ایک بکری اپنی طرف سے اور اپنے گھر والون کی طرف سے قربانی کرتا تو وہ کھاتے

اور کھلاتے حتی سمنا ها الناس فصار کما تری رواہ الترمذی وصححہ وابن ماجۃ عبداللہ بن ہشام
اپنے سارے گھر والون کی طرف سے ایک بکری قربانی کیا کرتے تھے رواہ البخاری۔

بیان سنن اضحیہ مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مت ذبح کرو تم مگر مسنہ مگر یہ کہ مشکل ہو تمہیں تو ذبح کرو جذعہ ضان سے اسی جگہ سے زہری اسطرف گئے ہین کہ جذعہ کافی نہین ہوتا ہے اوزاعی نے اسکا مقابلہ کیا تو وہ اس طرف گئے کہ ہر جذع ہر جنس سے کافی ہے یہ دونون قول غریب ہین جس قول پر جمہور ہین وہ یہ ہے سوا اسکے نہین کہ ثنی کافی ہوتا ہے ابل و بقر و معز سے یا جذع ضان سے رہا ثنی اونٹ سے سو وہ پانچ برس کا ہے اور چھٹے مین داخل ہوا ہے اور گاؤ سے وہ ہے کہ دو برس کا ہو تیسرے مین داخل ہوا ہو کسی نے کہا تین برس کا ہو چوتھے مین داخل ہوا ہو اور بکری سے وہ ہے کہ دو برس کا ہو رہا جذع بھیڑ سے سو کسی نے تو کہا کہ سال بھر کا ہو کسی نے کہا دس مہینے کا کسی نے کہا آٹھ کا کسی نے کہا چھ کا اسکے سن مین جو کچھ کہا گیا ہے اوسمین کم سے کم یہ قول ہے اور اس سے جو کم ہے تو وہ حمل ہے دونون مین فرق یہ ہے کہ حمل وہ ہے کہ جسکی پشت کے بال قائم ہین اور جذع وہ ہے کہ اوسکی پشت کے بال نائم ہین قد افرقہ صد غین واللہ اعلم **ف** فتح البیان وغیرہ کا بیان یہ ہے کہ ہرگز نہین چڑھتے ہین طرف اللہ پاک کے نہ اوسکی رضا کو پہونچتے نہ اوسکے نزدیک موقع قبول مین واقع ہوتے قربانیون کے گوشت جنکو تم خیرات کرتے ہو اور نہ اونکے خون جو نحر کے وقت بہوئے جاتے ہین اس حیثیت سے کہ وہ گوشت وخون ہین لیکن اوسکی طرف تو تمہارے دلون کا تقوی پہونچتا ہے اور باوجود ایمان کے جو تمنے عمل صالح مین اخلاص کیا ہے اور اوس سے خاص اوسی کی ذات پاک کا ارادہ کیا ہے سو وہ اسی کو قبول کرتا ہے اور اسی پر جزا دے گا کسی نے کہا کہ مراد لحوم و دماء سے اصحاب لحوم و دماء ہین یعنی قربانی کرنے والے اور گوشت وخون سے اپنے رب کی طرف تقرب کرنے والے ہرگز راضی نہونگے گوشت وخون سے لیکن ساتھ تقوے کے یعنی وہ راضی نہونگے مگر ساتھ مراعات نیت واخلاص و رعایت شروط تقوی کے زجاج نے کہا کہ اللہ پاک نے یہ بات بتائی ہے کہ جو شے اوسکی طرف پہونچتی ہے وہ تقواے الہی وطاعت الہی ہے اوس شے مین

۱۲ منہ

اصل مین ایسا ہی ہے لیکن یہ لفظ بتا ہی ان اس معلوم ہوتا ہے ترمذی مین دیکھا تو یہی ہے یعنی یہانتک کہ لوگون نے باہم مفاخرت کی تو قربانی ایسی ہو گئی جیسی تو دیکھ رہا ہے یعنی مارے فخر کے بہت کرنے لگے واللہ اعلم

جسکا وہ حکم فرماتا ہے اس کلام کے حقیقت معنی قبول کی طرف راجع ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جس
شے کو انسان قبول کرتا ہے تو محاورے مین یون بولتے ہین قد نالہ و وصل الیہ یعنی
اوسنے اوس شے کو قبول کرلیا پس جسطرح خلق کی عادت تھی اپنے مخاطبات و محاورات مین
اوسیطرح اللہ پاک نے اونسے خطاب فرمایا ابن منذر و ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہے قال کان المشرکون اذا ذبحوا استقبلوا الکعبۃ بالدماء فیضحون
بہا نحو الکعبۃ فاراد المسلمون ان یفعلوا ذلک فانزل اللہ لن ینال اللہ لحومہا
ولا دماؤھا و اخرج ابن ابی حاتم عن ابن جریج نحوہ **قولہ تعالیٰ** کذلک
سخرھا لکم کو بسبب دو وجہ کے مکرر ذکر فرمایا ایک یہ ہے کہ منظور نعمت کا یاد دلانا ہے
دوسری یہ ہے کہ لتکبروا اللہ سے اوسکی علت بیان کرنا ہے یعنی بدنون کو تمھارا مسخر کیا ہے
تاکہ تم اللہ پاک کی عظمت کو پہچانو باین طور کہ جس شے پر اوسکا غیر قدرت نہین رکھتا ہے وہ
اوسپر قادر ہے تو تم بزرگی و بڑائی کے ساتھ اوسکی توحید کرو یا تکبیر سے مراد نحر کرنے والے کا قول
اللہ اکبر ہے وقت نحر کے پس اول آیت مین تو اللہ کا نام ذکر کرنے کا امر ذکر کیا اور اس آیت
مین تکبیر کا ذکر فرمایا منظور اس بات کا بتانا ہے کہ تسمیہ و تکبیر کے درمیان مین جمع کرنا مشروع
ہے کسی نے کہا تکبیر سے مراد تکبیر کہنا ہے وقت کھولنے احرام کے علی ما ھداکم کے
یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے جو تمکو بدنون کی تسخیر کا طریقہ بتایا اور اونکے ساتھ تقرب کرنے کی
کیفیت سکھائی تم اسپر اوسکی بزرگی بیان کرو کسی نے کہا مراد تکبیر سے یہان شکر ہے یعنی
اللہ پاک نے جو تمپر اس بات کا انعام کیا کہ اپنے دین و معالم حج و نسک کی راہ بتائی تم اسپر
اوسکا شکر کرو باینطور کہ وقت احرام کھولنے کے یا ذبح کے تکبیر و تہلیل کرو کلام کو مختصر کردیا ہے
اسطرح سے کہ تکبیر کو معنی شکر کا متضمن کیا اور تکبیر کو بکلمۂ علی متعدی فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ
تکبیر معنی شکر کو متضمن ہے کلمہ ما کا مصدریہ ہے یا موصولہ معنی یہ ہین علی ھدایتہ ایاکم یا
علی ما ھداکم الیہ اور علی متعلق ہے لتکبروا سے اسواسطے کہ معنی شکر کو متضمن ہے محسنین
سے مراد موحدین ہین محلی نے اسی کو اختیار کیا ہے خازن نے اسکو حضرت ابن عباس کی طرف
منسوب فرمایا ہے نسفی نے کہا وہ لوگ ہین کہ اللہ پاک کے اوامر کا امتثال کرتے ہین اونکو ثواب کی

خوشی سُناؤ فتح البیان و فتح القدیر مین ہے کہا گیا ہی کہ مراد اُنسے مخلصین ہین کسی نے کہا موحدین
ظاہر یہ ہے کہ مراد اونسے ہر وہ شخص ہے جس سے منجملۂ خیر وہ شے صادر ہوتی ہے جسکے سبب سے
اطلاق اسم محسن کا اوسپر صحیح ہوتا ہے بیضاوی کا مختار قول یہ ہے کہ مراد وہ لوگ ہین کہ جس کام کو
کرتے ہین اور جسکو چھوڑتے ہین اوسمین مخلصین ہین یعنی وہ لوگ کہ اللہ پاک کی عبادت کرتے
ہین گویا اوسکو دیکھ رہے ہین اور اوس سے اُسکے فضل و رضوان کو چاہتے ہین جس کام کو وہ
کرتے ہین اور جسکو چھوڑتے ہین اوسپر اونکو سوا سے طلب فضل و رضوان کے اور کوئی شے باعث
نہین ہوتی ہے نشانی اسکی یہ ہے کہ جو کام کرتے ہین اور جسکو چھوڑتے ہین انمین سے کسی کام
کے ساتھ نہ اونکو ثقل ہوتا ہے نہ اوس سے ملول ہوتے ہین اللہ پاک نے جو افعال حج کو بشر
المحسنین پر ختم فرمایا سو مقصود اس سے رغبت دِلانا اور آمادہ کرنا ہے اِس بات پر کہ سارے
افعال حج اور دیگر عبادات مین احسان کے معنی ساتھ لگے رہین کیونکہ گویا سارے اعمال صالحہ
کی روح یہی احسان ہی ان اللہ یدافع عن الذین اٰمنوا ط ان اللہ لا یحب کل خوان
کفور ○ اللہ دشمنون کو ہٹا دے گا ایمان والون سے اللہ کو خوش نہین آتا کوئی دغاباز
ناشکر ف جبتک حضرت مکے مین رہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کرین کافرون کی بدی پر صبر کیا
پھر جب مدینے مین آئے حکم ہوا کہ جو تمسے بدی کرتے ہین تم بھی بدلا لو تب جہاد شروع ہوا
اگلی آیت مین حکم ہے انتہیٰ ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ دفع کردے گا شریرون کی شر
کو اور فاجرون کے کید و مکر کو اپنے بندون سے جنھون نے اوسپر بھروسا کیا ہے اور طرف
اوسکی رجوع ہوئے ہین اور اونکو محفوظ رکھے گا اور اونکی مدد کریگا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے
الیس اللہ بکاف عبدہ ۱ وقال ۲ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد
جعل اللہ لکل شئ قدرا قولہ تعالیٰ لا یحب کل خوان کفور یعنی اللہ تعالیٰ دوست
نہین رکھتا ہے اپنے بندون مین سے اوس بندے کو جو اس وصف کے ساتھ متصف ہے وہ وصف
یہی ہے کہ عہود و مواثیق مین خیانت کرتا ہے جو کہتا ہے اوسکو وفا نہین کرتا کفر کے معنی ہین نعمتون
کا انکار کرنا یعنی نعمتون کا انکار کرتا ہے اُنکا مقر نہین ہوتا ہے کذا فی ابن کثیر ف ابو عمرو
وابن کثیر نے یدفع پڑہا ہے باقی قاریون نے یدافع صیغہ مفاعلہ کا اِسجگہ اپنے معنی اصلی سے

۱ کیا اللہ بس نہین اپنے بندہ کو ۱۲ منہ
۲ اور جو کوئی بھروسا رکھے اللہ پر تو وہ اسکو بس ہے اللہ مقرر کرلیتا ہے اپنا کام اللہ نے رکھا ہے ہر چیز کا اندازہ ۱۲ منہ

مجرد ہے معنی اصلی اسکے وقوع فعل ہے جانبین سے جسطرح کہ دوسری قراءت اسپر دال ہی اور
بہت وقت یہ صیغہ وارد ہوتا ہے اور اُسکے معنی اصلی مراد نہین ہوتے جیساکہ عاقبت اللص
وغیرہ مین ہے اوّل اسکی تحقیق گزر چکی ہے کسی نے کہا کہ یہان اس صیغے کا لانا واسطے مبالغے
کے ہے کسی نے کہا کہ تکرر واقع پر آگاہ کرنے کو لائے ہین معنی یہ ہین کہ اللہ پاک مومنین
سے مشرکون کے غوائل کو دور کرے گا اور اونکی دھوکے بازیون کو اونسے دفع کریگا کسی نے
کہا کہ اونکی حجت کو بلند کردے گا کسی نے کہا اونکو توفیق دے گا اور جملہ مستانفہ ہے یہ بات بیان
کرنے کو لایا گیا ہے کہ مومنین کو رب العالمین کی طرف سے یہ قربت و شرف حاصل ہے کہ اللہ پاک
خود اونسے مدافعت کرنے کا متولی ہوا ہے ابو حیان نے کہا یہ نہین ذکر کیا کہ اونسے کیا شے دفع
کرے گا اسواسطے کہ افخم و اعظم و اعم ہو جاے یعنی جو شے اُنسے دفع کرے گا وہ بغایت بزرگ
و ستر گے ہے کہ بیان مین نہین آسکتی ہے جملہ ان اللہ لا یحب کل خوان کفور جملہ اولی کا مقرر ہے
کیونکہ اللہ پاک کا دفع کرنا مشرکون کو مومنین سے پوری خبر دے رہا ہے کہ وہ مشرک لوگ مبغوض
ہین اللہ کو محبوب نہین ہین زجاج نے کہا کہ جس کسی نے اسم اللہ کے سوا غیر کا نام ذکر کیا اور اپنے
ذبیحہ سے بتون کی طرف تقرب کیا تو وہ خوان کفور ہے دونون کلمے بصیغہ مبالغہ یہ بات بتانے
کو ذکر فرمائے ہین کہ واقع مین وہ ایسے ہی ہین نہ اسواسطے کہ جسکی خیانت اونسے کم ہے یا اوسکا
کفر اونکے کفر سے دون ہے اُسکے خارج کرنے کو ذکر کیے ہین کذا فی فتح البیان وغیرہ۔
شیخ زادے نے کہا ہے آیت مذکور متصل ہے ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ
والمسجد الحرام سے جو کفار کہ جہاد و ہجرت و مسجد الحرام سے روکتے تھے جبکہ اللہ پاک نے اونکو
وعید سنائی اور اوسپر بیان اعمال حج و مناسک حج کی تفریع کی اور جس شے مین دنیا و آخرت
کے منافع ہین اوسکا بیان کیا تو جو حال مومنین کا کفار کے ساتھ تھا پھر اُسکے ذکر کی طرف انتقال
فرمایا کون کفار جو کہ مومنین کو طاعت الٰہی سے روکتے ہین پس فرمایا تم خوشی سناؤ مومنون کو اس
بات کی کہ اللہ اونکو کفار پر بلند کردے گا اور خبر دو کہ اللہ اونسے مشرکون کی دھوکے بازی کو دفع
فرماوے گا اور اسکی علت یہ بیان کی کہ کفار اللہ پاک کی امانت مین بڑی خیانت کرنیوالے ہین
اس جہت سے کہ اونھون نے اللہ و رسول سے منکر ہو کر اپنی جانون کو ہلاک کیا ہے اس سے

ا جو لوگ منکر ہوا ہے اور روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور مسجد سے اور اور سوالی ۱۲ منہ

بڑھکر اور کونسی اللہ کی خیانت ہوگی کیونکہ سوائے نام اللہ کے غیر کا نام ذکر کرنا اور ذبیحہ سے بتون
کی طرف تقرب چاہنا یہ نہین ہے مگر کفر نعمت پھر کیونکر اللہ اونکی مدد کرے گا یا وہ جو مومنین کی
ایذا دہی پر جمے ہوئے ہین کسطرح اوسپر اونکو چھوڑے رکھیگا یعنی ہرگز نہین بلکہ اونکو مغلوب و
مقہور کرے گا اس آیت کی مثل یہ آیت کریمہ ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا۔ اذن للذین
یقتلون بانہم ظلموا ط وان اللہ علی نصرہم لقدیر ۝ الذین اخرجوا من دیارہم بغیر
حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ط ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت
صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ط ولینصرن اللہ من ینصرہ ط
ان اللہ لقوی عزیز ۝ حکم ہوا اونکو جنسے لوگ لڑتے ہین کہ اونپر ظلم ہوا اور اللہ اونکی مدد کرنے پر
قادر ہے وہ جنکو نکالا اونکے گھرون سے اور کچھ دعوی نہین سوا اوسکے کہ کہتے ہین ہمارا رب اللہ ہی اور
اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگونکو ایک کو ایک سے تو ڈہائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادتخانے اور
مسجدین جنمین نام پڑہا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کرے گا اوسکی جو مدد کریگا اوسکی بیشک
اللہ زبردست ہے زور والا ف جو اوسکی مدد کرے گا یعنی اوسکے دین کی اور اوسکے رسول
کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم مین کرے لیکن انسان سے یہی معاملہ ہے بھلے برے
آپسمین سزا پاوین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ عوفی نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حق مین حضور صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اور آپکے اصحاب کے نازل ہوئی ہے جبکہ مکے سے نکالے گئے سلف مین سے بہت
لوگون نے کہا مثل حضرت ابن عباس ومجاہد وعروۃ بن الزبیر وزید بن اسلم ومقاتل بن حیان وقتادہ
وغیرہم کہ یہ پہلی آیت ہے جو کہ جہاد کے بارے مین نازل ہوئی اس آیت سے بعض نے
استدلال کیا ہے اس بات پر کہ سورت مدنی ہے مجاہد وضحاک وقتادہ وغیرواحد بھی اسی کے قائل
ہین ابن جریر نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ جسوقت نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم مکے سے نکالے گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اونھون نے اپنے نبی کو نکالا
انا للہ وانا الیہ راجعون البتہ ہلاک ہوگی قوم حضرت ابن عباس نے فرمایا پس اللہ عزوجل نے یہ آیت
نازل فرمائی اذن للذین یقاتلون تا قدیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس مین پہچان گیا

۵۱ نام مذکر کے تین اپنے رسولون کی اور ایمان والونکی ۱۲ منہ

کہ عنقریب قتال ہوگا ورواہ الامام احمد عن اسحٰق بن یوسف الازرق بہ
اتنا زیادہ کیا حضرت ابن عباس نے کہا یہ اوّل آیت ہے کہ قتال مین نازل ہوئی ورواہ الترمذی
والنسائی فی التفسیر من سنیہما وابن ابی حاتم من حدیث اسحٰق بن یوسف زاد
الترمذی ووکیع کلاہما عن سفیان الثوری بہ وقال الترمذی حدیث حسن وقد
رواہ غیر واحد عن الثوری ولیس فیہ ابن عباس **قولہ تعالیٰ** وان اللہ
علےٰ نصرہم لقدیر یعنی وہ قادر ہے اپنے عباد مومنین کی نصر پر بدون قتال کے لیکن وہ
اپنے بندون سے چاہتا ہے کہ اوسکی طاعت مین اپنی جہد وطاقت کو صرف کرین چنانچہ ارشاد
فرمایا ہے فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتیٰ اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق
فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارہا ذلک ولو یشاء اللہ لانتصر منہم
ولکن لیبلو بعضکم ببعض والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالہم سیہدیہم
ویصلح بالہم ویدخلہم الجنۃ عرفہا لہم **وقال تعالیٰ** قاتلوہم یعذبہم اللہ
بایدیکم ویخزہم وینصرکم علیہم ویشف صدور قوم مومنین ویذہب غیظ قلوبہم ویتوب
اللہ علےٰ من یشاء واللہ علیم حکیم **وقال** ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ
الذین جاہدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ
واللہ خبیر بما تعملون **وقال** ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین
جاہدوا منکم ویعلم الصابرین **وقال** ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم
والصابرین ونبلوا اخبارکم۔ آیات کریمہ اس باب مین بہت ہین اور اسیواسطے یون فرمایا ہے
وان اللہ علی نصرہم لقدیر اور اسیواسطے حضرت ابن عباسؓ نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے
وقد فعل یعنی اللہ پاک نے ایسا کردیا اور جہاد کو جو اوسنے مشروع کیا سو ایسے وقت مین جو اسکے
ساتھ زیادہ تر لایق تھا کیونکہ جسوقت وہ مکے مین تھے تو مشرکون کی گنتی اکثر تھی سو اگر مسلمانون
کو حکم ہوتا باقین کے قتال کا اس حال مین کہ وہ عشر سے کمتر تھے تو البتہ اونپر شاق ہوتا اور اسی لیے
جبکہ یثرب والون نے شب عقبہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور وہ
کئی اوپر اسّی آدمی تھے تو عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم حملہ نکرین وادی والون پر مراد اونکی

۵۱ سو جب تم بھڑو منکرون سے تو گردنین اڑانی مارنی ہین تا جب کہ دبا لو تم اونکو اور قید کرلو باقی رہے تو پھر یا تو احسان رکھو اونپر یا بدلہ لو جب تک کہ رکھدین لڑائی اپنا ہتیار یون ہے حکم اللہ کا اور اگر چاہے اللہ تو بدلا لے اونسے بیچ اپنے بھی پر لیکن وہ چاہتا ہے کہ آزمادے تمکو ایک کو دوسرے کو

۵۲ اور جو لوگ مارے گئے ہین اللہ کی راہ مین ہرگز نہ ضائع کرے گا اونکے کاموں کو

۵۳ اور لڑو اونسے یہان تک کہ نہ رہے کوئی فساد اور ہوجاوے دین سب اللہ کا

۵۴ کیا تم نے یہ خیال کیا ہے کہ داخل ہوجاؤ گے جنت مین اور ابھی نہین معلوم کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہین تم مین اور معلوم کرے ثابت رہنے والے

۵۵ اور البتہ تمکو جانچین گے تا معلوم کرین جو تم مین لڑائی کرنیوالے ہین اور

منیٰ والے تھے منیٰ کی راتون مین پس ہم اونکو مار ڈالین اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اسکا حکم نہین ہوا ہے پھر جب مشرکون نے بغاوت کی اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے درمیان سے نکالا اور آپکے قتل کا ارادہ کیا اور آپکے اصحاب کو متفرق کرکے بھگا دیا سو اونمین سے ایک گروہ تو حبشہ کی طرف چلا گیا اور اور لوگ مدینہ منورہ کو گئے پھر جب مدینہ منورہ مین قرار پکڑا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بچایا اور صحابہ آپ پر جمع ہو گئے اور آپکی مدد کے ساتھ قیام کیا اور مدینہ اونکے واسطے دارالاسلام ہو گیا اور ایک قلعہ بنگیا کہ طرف اسکے پناہ پکڑین اب اللہ پاک نے جہاد اعداء کو مشروع کیا پس یہ پہلی آیت ہے جو اس باب مین نازل ہوئی اللہ پاک نے ارشاد فرمایا اذن للذین تا بغیر حق عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اونھون نے نکالا مکّے سے طرف مدینہ کے بغیر حق یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپکے اصحاب کو الا ان یقولوا ربنا اللہ یعنی اونھون نے اپنی قوم سے کوئی برائی نہین کی نہ اونکا کوئی گناہ تھا مگر یہ کہ اونھون نے اللہ کی توحید کی اور اوسی وحدہ لاشریک لہٗ کو پوجا بنسبت مافی نفس الامر کے یہ استثنا منقطع ہی ہا نزدیک مشرکون کے سو اللہ پاک کو ایک جاننا بہت ہی بڑا گناہ ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم قصّہ اصحاب اخدود مین اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وما نقموا منہم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید اسی لیئے مسلمان جسوقت بنائے خندق مین رجز پڑھتے تھے تو یون کہتے تھے ؎

اللھم لولا انت ما اھتدینا	ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃً علینا	وثبت الاقدام ان لاقینا
ان الالی قد بغوا علینا	اذا ارادوا فتنۃ ابینا

یعنی الٰہی اگر تو نہوتا تو ہم راہ نپاتے نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے پس تو ہمپر سکینہ اوتار اور قدمون کو ثابت رکھ جبکہ ہم دشمنون سے ملین بیشک مشرکون نے ہمپر بغاوت کی ہے جب وہ فتنہ چاہین گے یعنی شرک تو ہم انکار کرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی صحابہ کی موافقت کرتے اور اونکے ساتھ آخر قافیہ کو کہتے سو جسوقت صحابہ اذا ارادوا فتنۃ ابینا کہتے تو آپ

ابینا کو بدصوت ادا فرماتے تھے پھر اللہ پاک نے فرمایا ولولا دفع اللہ النّاس بعضھم ببعض
یعنی اگر یہ بات نہوتی کہ ایک قوم کے ساتھ ایک قوم سے دفع کرے اور ایک لوگون کے شرون کو
اونکے غیسے روکے اُن اسباب کے ساتھ جنکو وہ پیدا کرتا ہے اور مقدّر فرماتا ہے تو زمین بگڑ جاتی
اور قوی ضعیف کو ہلاک کرڈالتا لھدمت صوامع حضرت ابن عبّاس و مجاہد و ابو العالیہ
و عکرمہ و ضحاک وغیرہم نے کہا ہے کہ صوامع معابد صغار ہین رُہبان کے قتادہ نے کہا
صابئین کے عبادت خانے ہین اُنسے ایک روایت مین یہ ہے کہ صوامع مجوس ہین مقاتل
بن حیان نے کہا صوامع وہ گھر ہین جو راہون پر ہوتے ہین اور بیع صوامع سے زیادہ تر وسیع
ہوتے ہین اور عابد لوگ اونمین بنسبت صوامع کے اکثر ہوتے ہین بیع بھی نصاریٰ کے ہین
ابو العالیہ و قتادہ و ضحاک و ابن صخر و مقاتل ابن حیان و خُصیف وغیرہم اسی کے قائل
ہین ابن جُبیر نے مجاہد وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ بیع کنائس یہود ہین سدی نے عمن حدثہ
عن ابن عباس نقل کیا ہے کہ بیع کنائس یہود ہین اور مجاہد نے جو کہا ہے سو وہ کنائس کہا ہے
واللہ اعلم عوفی نے حضرت ابن عبّاسؓ سے روایت کیا ہے کہ صلوات کنائس ہین اسیطرح عکرمہ و
ضحاک و قتادہ نے کہا ہے کہ صلوات کنائس یہود ہین یہ لوگ کنائس کا نام صلوات رکھتے ہین۔
سدی نے عمن حدثہ عن ابن عبّاس نقل کیا ہے کہ صلوات کنائس نصاریٰ ہین ابو العالیہ
وغیرہ نے کہا کہ صابئین کے عبادت خانے ہین ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ صلوات
اہل کتاب کی مسجدین ہین اور اہل اسلام کی راہون مین رہی مساجد سو وہ مسلمانونکی ہین قولہ تعالےٰ
یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا کی ضمیر مین کہا ہے کہ مساجد کی طرف پھرتی ہے کیونکہ جو اشیا اس سے
پہلے مذکور ہین اُن سب سے یہ قریب تر ہے ضحاک نے کہا کہ سب مین اللہ کا نام بہت ذکر کیا جاتا ہے
ابن جریر نے کہا صواب یہ ہے لھدمت صوامع الرھبان و بیع النّصاریٰ و صلوات الیھود
یہ یہود کے کنائس ہین و مساجد المسلمین التی یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا اسواسطے کہ مستعمل
و معروف کا نام عرب مین یہی ہے بعض علمار نے کہا ہے کہ یہ ترقی ہے اقل سے طرف اکثر کے
یہانتک کہ انتہا ہے طرف مساجد کے انھین کے آباد کرنیوالے اور عبادت کرنیوالے بہت ہین اور
یہی لوگ صحیح قصد والے ہین قولہ تعالےٰ ولینصرن اللہ من ینصرہ کقولہ تعالےٰ

یا ایها الذین امنوا ان تنصروا الله ینصرکم ویثبت اقدامکم والذین کفروا فتعسا لهم واضل اعمالهم **قوله تعالیٰ** ان الله لقوی عزیز اللہ پاک نے اپنی ذات مقدس کا قوت وعزت کے ساتھ وصف فرمایا سو اوسنے اپنی قوت سے تو ہر شے کو پیدا کیا فقدرہ تقدیرا اور اوسکی عزت کے سبب سے کوئی قاہر اوسکو مقہور نہین کرسکتا ہے نہ کوئی غالب اوسپر غالب ہوسکتا ہے بلکہ ہر شے اُسکے سامنے ذلیل وخوار ہے طرف اُسکے محتاج ہے اور جو شخص ناصر قوی عزیز ہو تو وہی منصور ہوتا ہے اور اوسکا دشمن مقہور اللہ پاک نے فرمایا ہے ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون وان جندنا لهم الغالبون **وقال تعالیٰ** کتب الله لاغلبن انا ورسلی ان الله قوی عزیز **ف** ابوعمرو وعاصم نے اذن کو بصیغۂ مجہول پڑہا ہے باقی قاریون نے بصیغۂ معروف پڑہا یقاتلون سو نافع و ابن عامر وحفص نے مجہول پڑہا ہے باقیون نے معروف دونون فعلون مین یہ بات حاصل ہوئی کہ نافع وحفص نے دونون کو مجہول پڑہا ابن کثیر وحمزہ وکسائی نے دونونکو معروف ابوبکر وابوعمرو نے اوّل کو مجہول ثانی کو معروف ابن عامر نے اسکا عکس کیا پس یہ چار قراتین مترتب ہین اوّل فعل معروف ہو یا مجہول بہرحال فاعل اوسکا اللہ پاک ہے ثانی فعل کو جبکہ مجہول پڑہین گے تو معنی یہ ہونگے کہ جن لوگون سے مشرک لڑتے ہین اونکو اللہ پاک نے قتال کا اذن دیا معروف کی صورت مین یہ معنی ہین کہ جو لوگ مشرکین سے لڑتے ہین اونکو اللہ نے قتال کا حکم دیا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک کی طرف سے اذن ہے اپنے مومن بندونکو اس بات کا کہ جبوقت مشرک اونسے لڑین یا وہ خود صالح ولائق قتال کے ہون تو اونسے لڑین جس شے کا اذن دیا یعنی قتال اُسکا ذکر نکیا۔ اِسواسطے کہ وہ معلوم ہے یقاتلون اوسپر دال ہے **ف** بانهم ظلموا مین واسطے سببیت کے ہے اذن سے متعلق ہے یعنی قتال مین اذن ملنے کا یہ سبب ہے کہ کافر ومشرک اونپر ظلم کرتے ہین مفسرین نے کہا ہے کہ مکّے کے مشرک صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی زبانون اور ہاتھون سے ایذا دیا کرتے وہ لوگ اِسکی شکایت آپکے پاس لاتے تو آپ فرماتے کہ صبر کرو کیونکہ مجھے قتال کا حکم نہین ملا ہے یہانتک کہ آپنے ہجرت فرمائی پھر اللہ پاک نے مدینۂ منورہ مین یہ آیت نازل فرمائی اوّل آیت جو قتال کے بارے مین اوتری وہ یہی ہے بعد اسکے کہ کئی اوپر

۵۱ اے ایمان والو اگر تم مدد کروگے اللہ کی تو وہ تمھاری مدد کریگا اور جماوے گا تمھارے پاؤن ۱۲ منہ ۵۲ اوپر سے ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندون کے حق مین جو رسول ہین بیشک اونھین کو مدد ہوتی ہے اور ہمارا لشکر جو ہے بیشک وہی زبردست ہے ۱۲ منہ ۵۳ اللہ لکھ چکا ہے مین زبردست رہونگا اور میرے رسول بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ۱۲ منہ ۵۴ یعنی ارادہ لڑنے کا کرتے ہین باعتبار یا قول کے کہ یا ہے مجہول کی قراءت مین کوئی اشکال نہین ہے ۱۲ منہ

آیتون مین قتال سے نہی ہوچکی تھی اونمین صبر و درگزر کرنے کا آپکو حکم ہوا تھا اس آیت نے
اُن سب کو منسوخ کردیا کسی نے کہا کہ یہ آیت ایک معین قوم کے بارے مین نازل ہوئی ہی یہ لوگ
مہاجر ہوکر مکے سے مدینے کی طرف نکلے تو مشرکین اُنکے آڑے آئے اسپر اللہ پاک نے اون
لوگون کے قتال مین اذن دیا جو کہ اونکو ہجرت سے منع کرتے تھے یہ آیت بھی مضمون ان اللہ
یدافع الایۃ کے مضمون کی تقریر و تاکید کرتی ہے کیونکہ قتال کا مباح کردینا منجملہ اسی بات کے
ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنسے مدافعت کرے گا پھر اللہ پاک نے مومنین سے اس بات کا وعدہ کیا کہ مشرکین
پر اونکو مدد دے گا جسطرح کہ اُنسے دفع کرنے کا وعدہ کیا پس ارشاد فرمایا وان اللہ علی نصرھم لقدیر
اسمین بھی مدافعت کی تاکید ہے اور غایت درجے کی تاکید کیونکہ اوّل تو جملہ اسمیہ ذکر فرمایا جو کہ دوام
و ثبات پر دال ہے پھر اوسکو مصدر بحرف تحقیق کیا قدیر صیغۂ مبالغہ ذکر فرمایا پھر اوسپر لام تاکید
کا بڑہایا اور اُسکے متعلق کو اوسپر مقدم کیا لیکن یہ وعدہ بطور رمز و کنایہ ہے کیونکہ صریح عبارت یہ ہے
وانہ ینصرھم چونکہ کنایہ مین بہ نسبت تصریح کے زیادہ تر مبالغہ ہوتا ہے اسلیئے وعدۂ نصرت کو
پیرایۂ کنایہ مین ادا فرمایا یا اسواسطے کہ احکم الحاکمین رب العالمین شاہنشاہ کا کنایہ ہزار تصریح سے
بڑہکر ہوتا ہے یا اسلیئے کہ اگر صریح وعدہ ہوتو اوسپر بھروسا کرکے اپنے کام مین تقاعد و تکاسل کرین
پوری سعی و جہد بجا نہ لائین شیخ زادے نے کہا ہے کہ اذن للذین مین اشارہ ہے طرف
اس بات کے کہ قتال کفار کا بغیر اذن اللہ تعالیٰ کے جائز نہین ہے اور اسیواسطے حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے جبکہ قبطی کافر کو مکا مارا اور اوسے مار ڈالا تو کہا ھذا من عمل الشیطان
یعنی قبطی کا مار ڈالنا شیطان کے کام سے ہے کیونکہ وہ اسباب مین اللہ پاک کی طرف سے مامور نہ تھے
غرضکہ اللہ پاک نے جبکہ مومنین کو کفار کے قتال کا اذن دیا اور اوسکی علت یہ بیان کی کہ وہ
مظلوم ہین اور بطور رمز و کنایہ نصرت کا بھی وعدہ کیا تو اب اُنکے مظلوم ہونے کی تفسیر کرکی
پس ارشاد فرمایا الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق کسی نے کہا کہ الذین محل جر مین ہے
اس بنا پر کہ للذین کی صفت ہو یا بدل یا بیان یہ بھی ہوسکتا ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر
مدح یا موضع رفع مین اس بنا پر کہ خبر ہو مبتدائے محذوف کی یعنی ھم الذین محلی نے اسیوجہ کو
اختیار کیا ہے نسفی نے تین وجہین لکھی ہین ایک بدل للذین سے دوسرے نصب

باضمار اعنی تیسری رفع بنابر خبر مبتدا ے محذوف دیار سے مراد مکہ معظمہ ہے بغیر حق متعلق ہے
مفعول مطلق محذوف سے ای اخراجا بغیر موجب استحقوا الخروج بہ حق مصدر ہے حق الشئی یحق بالکسر
ای وجب کا معنی یہ ہین کہ وہ لوگ اپنے گھرون سے نکالے گئے نکالے جانا بدون کسی موجب کے
کہ جسکے سبب سے مستحق نکلنے کے ہون مطلب یہ ہے کہ بلا تصور ناحق اونکو اونکے گھرون سے نکالا ہے
الا ان یقولوا ربنا اللہ مین دو قول ہین سیبویہ نے کہا کہ یہ استثنا منقطع ہے ای لکن
لکن ہوتا ہے محل اسکا نصب ہے اسواسطے کہ ایسی استثنا کے نصب پر عرب کا اجماع ہے کیونکہ
عامل کا مسلط کرنا اوسپر صحیح نہین ہے اسلئے کہ اگر تم یون کہو گے کہ الذین اخرجوا من دیارھم
الا ان یقولوا ربنا اللہ تو یہ صحیح نہوگا معنی یہ ہین کہ وہ نکالے گئے بدون کسی حق کے کہ اونکے
اخراج کا موجب ہو لیکن قول اونکا ربنا اللہ وحدہ حالانکہ یہ قول تو اونکی تعظیم کا موجب ہے اور اُنکے
گھرون مین اونکو جمے رہنے کا اس بات کا موجب نہین ہے کہ گھر سے نکالدیئے جائین فراء و زجاج
کا قول یہ ہے کہ استثنا متصل ہے تقدیر یہ ہے الذین اخرجوا من دیارھم بلاحق الا بان
یقولوا ربنا اللہ بیضاوی کا بھی مختار قول یہی ہے نسفی نے بھی اسی کو لیا ہے محلی نے بھی
اسی کو لکھا ہے عامل اسکا محذوف نکالا ہے استثنا ے مفرغ و متصل ٹھیرایا ہے محل ان یقولوا
کا جر ہے بنابر بدل حق سے یعنی نکالے گئے اپنے گھرون سے بدون کسی موجب کے سوائے
توحید کے کون توحید جو اس بات کی سزاوار ہے کہ تمکین کی موجب ہو نہ موجب اخراج کی نہین
نکالے گئے بسبب کسی شے کے اشیاء سے مگر بسبب اونکے قول کے کہ ربنا اللہ اسکی مثل
یہ آیت ہے وھل تنقمون منا الا ان امنا باللہ وقولہ تعالیٰ وما تنقم منا
الا ان اٰمنا بآیات ربنا اسی کی مثل یہ قول ہے نابغہ کا ؎

لا عیب فیھم غیر ان سیوفھم	بھن فلول من قراع الکتائب

اسکو مدح بما یشبہ الذم بولتے ہین یعنی اُن لوگون مین کسیطرح کا عیب نہین ہے سوائے اسکے کہ
اونکی تلوارون مین لشکرون کے مارنے ٹھونکنے سے دندانے پڑ گئے ہین حالانکہ یہ کوئی عیب نہین ہے
بلکہ یہ تو بڑا ہنر ہے غرضکہ اللہ پاک نے قتال مین اذن دینے کا اوّل یہ سبب بیان کیا کہ مومنین مظلوم
ہو رہے تھے پھر اوس ظلم کا بیان کیا کہ وہ ظلم یہ تھا کہ مومنین کو اونکے گھرون سے بلا قصور ناحق

نکالدیا اونکا کوئی گناہ نہ تھا کہ اونکا اخراج ہوتا سوائے اِسکے کہ وہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ وحدہٗ
لا شریک لہٗ ہے سو یہ کوئی گناہ نہین ہے بلکہ توحید تو ساری نیکیون کا سر ہے کوئی نیکی بغیر
اُسکے قبول نہین ہوتی ہے بعد اس بیان کے اب ایک اور علّت اذن کی ذکر کی پس ارشاد فرمایا
ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض بعضھم بدل بعض ہے ناس سے مراد بعضھم سے
کفار ہین اور ببعض مؤمنین ہین یعنی اگر یہ بات نہوتی کہ اللہ پاک مجاہدین کو قتال مین اعدا
دین کے اذن دیتا تو عبادتین منقطع ہو جاتین عبادتخانے اُجاڑ ہو جاتے سو اللہ پاک مومنین پر
منت رکھتا ہے اِس بات کی کہ مشرکین کے دھوکہ بازی کو اونسے دفع کردے گا اور یہ امر بیان
کرتا ہے کہ اوسکی عادت یہ ہے کہ اپنے دین قویم کو یون محفوظ رکھتا ہے کہ اپنے اہل دین کو مجاہدہ
کفار مین اذن دیتا ہے اور اگر یہ بات نہوتی تو مشرکین مختلف ملت والون پر اُنکے زمانون مین غالب
ہو جاتے اور اُنکے عبادت خانون پر تو اونکو ڈھا دیتے نصاریٰ کے واسطے نکوئی بیعہ چھوڑتے
نہ اُنکے رہبانون کے واسطے صومعے نہ یہود کے لیے صلوات یعنی کنیسے نہ مسلمانون کیواسطے
مسجدین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے وقت مین مشرک لوگ مسلمانون پر اور
اہل کتاب پر جو کہ اُنکے وقت مین ہین غالب ہو جاتے تو دونون فریق کے عبادتخانونکو گرا دیتے
بیان واضح اِسکا یہ ہے کہ اگر یہ دفع نہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے زمانے مین کنیسے
ڈھا دیے جاتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے وقت مین صوامع وبیع اور حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین مسجدین ابن عطیہ نے کہا کہ اِس آیت کریمہ کی تاویل مین جو کچھ
کہا گیا ہے اُس سب مین یہ قول صواب تر ہے پس اِسکی بنا پر اللہ پاک نے جو اونسے دفع کیا سو یہ
اوسوقت تھا کہ جب وہ حق پر تھے قبل تحریف وقبل نسخ کے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اگر نہوتا
دفع اللہ کا ظالمون کے ظلم کو ساتھ عدل والیون حاکمون کے کسی نے کہا اگر نہوتا دفع کرنا اللہ کا عذاب
کو نیکون کی دعا سے ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
ورضی عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حق مین اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے
اُتاری گئی ہے فرمایا کہ اگر نہوتا دفع اللہ کا ساتھ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین سے
لھدمت صوامع الآیہ ابو حیان نے کہا ہے کہ اللہ پاک نے امتون مین اِسکے ساتھ

عادت جاری فرمائی ہے باین طور کہ اوس سے کام منتظم ہو جاے اور شرائع قائم ہو جائین اور
عباد تخانے ہدم سے محفوظ رہین اور اُنکے لوگ قتل و متفرق ہونے سے **قولہ تعالیٰ**
وقتل داؤد جالوت پھر فرمایا ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض
اِسکا موید ہے نافع کی قرارت دفاع اور لھدمت بتخفیف دال ہے باقی قاریون نے
دفع اور بتشدید دال پڑہا ہے پس جن لوگون نے یدافع اور دفاع پڑہا ہے جیسے نافع
وابن عامر و کوفیین سو صیغۂ مفاعلہ کے اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دفع مین مبالغے پر دلالت
کرے جسطرح کہ مبالغہ کرتا ہے وہ شخص جو کہ دفع مین مغالبہ کرتا ہے اِسواسطے کہ مغالب کا فعل اقوی
وابلغ ہوتا ہے ھدمت کو جو بتشدید دال پڑہا ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ باعتبار کثرت مواضع کے
یہی صیغہ مناسب ہے کیونکہ اسمین زیادتی حرف کی ہے اور زیادتی لفظ کی معنی کی زیادتی پر دلالت
کرتی ہے اب رہی یہ بات کہ ہدم جو یہان مذکور ہے سو ظاہر اُسکے معنی حقیقی ہین یعنی ڈہا دینا
جیساکہ زجاج وغیرہ نے ذکر کیا ہے کسی نے کہا کہ مراد اوس سے معنی مجازی ہین یعنی عباد تخانون کا
عبادت سے معطل ہونا صوامع جمع ہے صومعہ کی صومعہ کہتے ہین بناے مرتفع کو محاورے مین
بولتے ہین صمع الثریدۃ اذا رفع راسھا یعنی جسوقت کوئی شخص ثرید کے سر کو بلند کرتا ہے تو
اوسوقت کہتے ہین صمع الثریدۃ رجل اصمع القلب مرد حاد الفطنت کو کہتے ہین یعنی تیز طبیعت
زیرک اصمع منجملۂ رجال مرد حدید القول ہے یعنی جسکی گفتگو تیز ہو کسی نے کہا اصمع مرد صغیر الاذن
ہے پھر صوامع کا اُن مواضع مین استعمال کیا گیا جنپر اسلام مین اذان دیجاتی ہے شیخ ادے نے
کہا ہے کہ صومعہ وہ جگہہ ہے جسمین رہبان عبادت کرتے ہین اور عبادت کے واسطے اوسمین
تنہا رہتے ہین بیع جمع ہے بیعہ کی یہ نصاریٰ کے وہ کنیسے ہین جنکو شہرون مین بناتے ہین تاکہ
عبادت کے لیئے اونمین جمع ہون اور صوامع بھی نصاریٰ ہی کے ہین مگر وہ انکو خالی جگہون مین
بناتے ہین جیسے پہاڑ اور جنگل واسطے تجرد عبادت کے صلوات یہود کے کنیسے ہین صلوات
اِسلیئے کہتے ہین کہ اونمین نماز پڑہی جاتی ہے یہان تقدیر مضاف کی ضرور ہے یعنی موضع صلوات
تاکہ ہدم اوسپر مسلط ہو سکے یا ہدمت کو متضمن معنی عطلت کرینگے کسی نے کہا صلوات کلمۂ معرب ہے
اصل اِسکی عبرانی مین صلواثا بثاے مثلثہ ہے صلواثا اونکی زبان مین بمعنی مصلی ہے

۱۲ منہ

اس صورت مین مضاف مقدر کرنے کی کوئی حاجت نہین ہے ابن عطیہ نے صلوات مین نو قراتین
ذکر کی ہین ابوالبقار نے اونکی تفصیل کی ہے ایک تو صَلَوات بفتح صاد وسکون لام دوسری
صِلَوات بکسر صاد وسکون لام تیسری صُلَوات بضم صاد ولام چوتھی صُلَوات بضم صاد وفتح لام
پانچوین صُلُوات بضم صاد وسکون لام جسطرح کہ حجرہ مین تین لغت آئے ہین چھٹی صُلُوت بضم صاد ولام و
سکون واو جیسے صلب و صلوب ساتوین صلویثا بفتح صاد واسکان لام وبا بعد واو وثای معجمہ آٹھوین صلوثا
بفتح صاد وضم لام نوین صَلَوات ہے بفتح صاد ولام ماسوائے مساجد کو مساجد پر اسلیئے متقدم
کیا کہ وہ بناو وجود مین مساجد سے قدیم تر وسابق تر ہین یا اسلیئے کہ اسمین انتقال ہو جاے
شریف سے طرف اشرف کے یا اسواسطے کہ تہدیم سے اونکو قرب ہے جملہ یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا
صفت ہے چارون مواضع مذکورہ کی کیونکہ اونمین سے ہر ایک جمع ہے یا صفت ہے مساجد کی
واسطے تفضیل کے اس صفت کے ساتھ خاص کیا کثیرا منصوب ہے اسلیئے کہ صفت ہے مصدر
محذوف یا وقت محذوف کی یعنی ذکرا کثیرا یا وقتا کثیرا حرف لام ولینصرن اللہ من
ینصرہ مین جواب ہے قسم محذوف کا یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ مدد کریگا اللہ اسکی جو اوسکی مدد کریگا
اللہ کی مدد کرنے سے یہ مراد ہے کہ اوسکے دین کی اور اوسکے دوستون کی مدد کرے اور اللہ کا
مدد کرنا یہ ہے کہ اپنے دوستونکو اونکے دشمنون پر ظفر مند کرے اور نصر ہوتی ہے ساتھ قوت
وبہادری دینے کے اور ساتھ واضح کرنے ادلہ وبینات کے اور ساتھ اعانت کرنے کے معارف
وطاعات پر اللہ پاک نے اپنے وعدے کو باینطور پورا کردیا کہ مہاجرین وانصار کو عرب کی صنادید
پر اور عجم کے اکاسرہ وقیاصرہ پر مسلط فرما دیا اور اونکے ملک ودیار کا اونکو وارث کردیا
ان اللہ لقوی عزیز کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک اپنے اولیا کی نصر پر قوی ہے اپنے اعدا
کے انتقام پر عزیز وغالب ہے قوی وہ ہے کہ شے پر قادر ہے اور عزیز کہتے ہین جلیل وشریف
کو زجاج اسی کا قائل ہے کسی نے کہا الممتنع الذی لا یرام ولا یدافع ولا یمانع یعنی ایسے
جاہ والا ہے کہ اوس تک کوئی پہونچ نہین سکتا ہے نہ اوسکی مدافعت ومماتعت کرسکتا ہے

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا
عن المنکر ط ولله عاقبة الامور ○ وہ کہ اگر ہم اونکو متمکن کردین ملک مین کھڑی کرین نماز

اور دین زکوٰۃ اور حکم کرین بھلے کام کا اور منع کرین بُرے سے اور اللہ کے اختیار ہے آخر ہر کام کا
ف یعنی یہ امت دین قائم کرے گی ایک مدت آخر اللہ ہی جانے انتہیٰ ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ ابن ابی حاتم نے محمد سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے حق مین یہ آیت نازل ہوئی ہی الذین
اخرجوا من دیارھم الآیہ سو ہم اپنے گھرون سے نکالے گئے بغیر حق کے مگر یہ کہ ہمنے کہا رب ہمارا اللہ ہے
پھر ہم مقدور دیئے گئے زمین مین تو ہمنے کھڑی کی نماز اور دی زکوٰۃ اور حکم کیا بھلے کام کا اور منع
کیا بُرے سے وللہ عاقبۃ الامور سو یہ آیت میرے لیئے ہے اور میرے اصحاب کے
ابو العالیہ نے کہا کہ یہ لوگ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین صباح بن سوارہ کندی نے
کہا کہ مین نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو خطبہ پڑھتے سُنا اور وہ کہہ رہے تھے الذین ان
مکناھم فی الارض الآیہ پھر کہا خبردار بیشک یہ آیت تمہا والی پر نہین ہے ولیکن وہ والی
ورعایا پر ہے کیا خبر بندون مین تمکو اوس شے کی جو تمہارے واسطے ہے والی پر اس سے اور اس
شے کی جو والی کے واسطے ہے تمپر اوس سے بیشک تمہارے واسطے والی پر اس سے یہ ہے کہ
پکڑے تمکو ساتھ حقوق اللہ کے جو تمپر ہین اور یہ کہ لیوے واسطے بعض تمہارے کے بعض سے
اور یہ کہ بنا دی تمکو وہ راہ جو نہایت سیدھی ہے جبتک کہ طاقت رکھے وان علیکم من ذلک
الطاعۃ غیر المبذونۃ ولا المستکرہ بہا ولا المخالف سرھا علانیتھا یعنی تمپر اس سے
طاعت و فرمان برداری ہے والی کی لیکن یہ طاعت تغلب کی نہو نہ زبردستی کی نہ اوسکا باطن
مخالف ہو اسکے ظاہر سے مطلب یہ ہے کہ تمپر والی کی سچی طاعت ہے منافقانہ طاعت نہو عطیہ
عوفی نے کہا یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات
لیستخلفنھم فی الارض وقولہ تعالیٰ وللہ عاقبۃ الامور کقولہ تعالیٰ
والعاقبۃ للمتقین زید بن اسلم نے کہا وللہ عاقبۃ الامور یعنی نزدیک اللہ کے ہے
ثواب اوس کام کا جو اونھون نے کیا ف سیمن نے ذکر کیا ہے کہ الذین ان مکناھم اس
موصول مین وہی شے جائز ہے جو اس سے پہلے کے موصول مین جائز تھی اوسپر اسقدر اور زائد
ہے کہ اسمین یہ بھی جائز ہے کہ من ینصرہ کے من سے بدل ہو زجاج نے اسکو ذکر کیا ہے

۵ عبد بن حمید وابن مردویہ نے بھی باوفی نقادت اسکو روایت کیا ہے کذا فی فتح القدیر ۱۲ منہ

۵ وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کرے ہین نیک کام البتہ ضرور کرے گا اونکو حاکم ہین ۱۲ منہ

۵ اور آخر کھلا ہے ڈر والونپا ۱۲ منہ

یعنی ولینصرن اللہ الذین ان مکناھم فتح القدیر مین زجاج کا قول اسطرح نقل کیا ہی کہ الذین موضع نصب مین صفت ہی من ینصرہ اللہ کے من کی غیر زجاج نے کہا کہ موضع جر مین ہے صفت ہی للذین یقاتلون کی محلی نے کہا ہے کہ اقاموا الصلوۃ الخ جواب ہے شرط کا شرط وجزا ملکر صلہ ہے الذین کا اور اسکے پہلے ھم مبتدا مقدر ہے مطلب یہ ہے کہ جن لوگون کو قتال کا اذن ملا ہے وہ ایسے لوگ ہین کہ اگر ہم اونکو ملک مین مقدور دین باینطور کہ اونکو اونکے دشمنون پر فتحیاب کرین تو وہ امور مذکور بجالائین کہا ہے کہ مراد اونسے مہاجرین وانصار اور اونکے تابعین باحسان ہین کسی نے کہا پانچون نمازین پڑھنے والے ہین کسی نے کہا والیان عادل ہین کسی نے کچھ اور کہا ہے آیت مین امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ایجاب ہے اوس شخص پر جسکو اللہ پاک نے ملک مین مقدور دیا اور اسکے ساتھ قائم ہونے پر اوسکو قادر کیا ہے اس آیت کی تفسیر اوّل گزر چکی ہے وللہ عاقبۃ الامور کے یہ معنی ہین کہ مرجع سارے امور کا اللہ پاک ہی کے حکم وتدبیر کی طرف ہے نہ اسکے غیر کی ابن ابی حاتم وعبد بن حمید وابن منذر نے اسکی تفسیر مین زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ ارض سے مراد ارض مدینہ ہے نماز سے مراد نماز فرض ہے زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ فرض ہے معروف سے مراد لا الہ الا اللہ ہے منکر سے مراد شرک باللہ ہے وللہ عاقبۃ الامور مین کہا ہے وعند اللہ ثواب ما صنعوا خطیب نے ذکر کیا ہے کہ الذین ان مکناھم الخ وصف ہے مہاجرین کا اور یہ اخبار بالغیب ہے طرف سے اللہ پاک کے اوس بات کا کہ آیندہ جو مہاجرین وانصار کی سیرت ہوگی رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونھون نے فرمایا ھذا واللہ ثناء قبل بلاء مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اونکی تعریف کی قبل اسکے کہ احداث کرین اس خبر کا جسکا اونھون نے احداث کیا اللہ پاک تو پہلے سے اونکی مدح وثنا فرماے اور رافضی خارجی لوگ اونکی شان مین بے ادبی سے پیش آئین اونپر بیجا طعن کرین اللہ پاک اونکو سمجھے ایسی بے انصافی کی انکو جزا دے بیضاوی نے کہا ہے کہ ثناے مہاجرون مین دلیل ہے خلفاے راشدین کے صحت امر پر کیونکہ اونکے سوا اور مہاجرین ان امور کے متجمع نہین ہوے ہین شیخزادے نے وجہ استدلال اونکی امامت وخلافت پر اس آیت کریمہ سے یون بیان کی ہے کہ اللہ پاک نے مہاجرین کا یہ وصف کیا کہ اگر وہ اونکو زمین مین مقدور دے

اور سلطنت و نفاذ قول خلق پر اونکو عطا کرے تو وہ چاروں سجا لائین گے نماز کا قائم کرنا زکوٰۃ دینا
ہر نیک کام کا امر کرنا ہر بُرے کام سے منع کرنا اور یہ بات ثابت ہو چکی کہ اللہ پاک نے چارون خلفا
کو زمین مین مقدور دیا اور اوسپر سلطنت اونکو عطا فرمائی تو واجب ہوا کہ اونھون نے چارون امور
ادا کیئے ورنہ اللہ پاک کے کلام مین خلف لازم آئیگا اور جب اونھون نے ہر معروف کیا اور
ہر منکر سے منع کیا تو یہ بات واجب ہوئی کہ وہ حق پر ہون پس اسوجہ سے اس آیت نے اونکی
امامت پر دلالت کی علامہ نسفی نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ یہ اخبار ہے طرف سے اللہ کے
اوس شے کا کہ آیندہ جسپر سیرت مہاجرین کی ہوگی اگر اونکو زمین مین مقدور دیگا اور اُنکے واسطے
دنیا مین فراخی بخشے گا اور کیونکر امر دین کے ساتھ قیام کرینگے اور اسمین دلیل ہے صحت خلافت
خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم پر اسواسطے کہ اللہ عزوجل نے اونکو تمکین و نفاذ امر مع سیرت
عادلہ عطا کی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ لوگ امت محمد صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم ہین وللہ عاقبۃ الامور یعنی مرجع امور کا اللہ پاک کے حکم و تقدیر کی طرف ہے اور اللہ پاک
نے جو اپنے اولیاء کے غالب کرنے کا اور اُنکے کلمے کے بلند کرنے کا وعدہ کیا ہے اسمین اوسکی
تاکید ہے وان یکذبوک فقد کذبت قبلہم قوم نوح و عاد و ثمود ۝ وقوم
ابراھیم و قوم لوط ۝ واصحٰب مدین ج وکذب موسیٰ فاملیت للکفرین ثم
اخذتہم ج فکیف کان نکیر ○ فکاین من قریۃ اھلکنٰھا وھی ظالمۃ فھی خاویۃ
علےٰ عروشھا و بئر معطلۃ وقصر مشید ○ افلم یسیروا فی الارض فتکون
لھم قلوب یعقلون بھا او اٰذان یسمعون بھا فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی
القلوب التی فی الصدور ○ اور اگر تجھکو جھٹلاوین تو اُنسے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم
اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور جھٹلایا موسیٰ کو پھر مین نے
ڈھیل دی منکرون کو پھر اونکو پکڑا تو کیسا ہوا میرا انکار سو کتنی بستیان ہمنے کھپا دین اور وہ گنہگار
تھے اب وہ ڈھئی پڑی ہین اپنی چھتون پر اور کتنے کنوئین نکمے پڑے اور کتنے محل
گچگیرے کے کیا پھرے نہین ملک مین جو اُنکو دل ہوتے جنسے بوجھتے یا کان ہوتے
جنسے سُنتے سو کچھ آنکھین اندھی نہین ہوتین پر اندھے ہوتے ہین دل جو سینے مین ہین انتہی

انکار

ف حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم مین سے جن لوگون نے آپکی مخالفت و تکذیب کی سو اس باب مین اللہ پاک اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر یہ لوگ تمھاری تکذیب کرین تو یہ کچھ نئی بات نہین ہے اِنسے پہلے نوح کی قوم تکذیب کر چکی ہے یہانتک فرمایا کہ موسیٰ کو جھٹلایا یعنی باوجود اسکے کہ وہ کھلی کھلی نشانیان اور واضح واضح دلیلین لیکر آئے فکیف کان نکیر یعنی پھر کیسا ہوا میرا انکار اونپر اور میرا عذاب کرنا اُنکو بعض سلف نے ذکر کیا ہے کہ فرعون نے جو اپنی قوم سے انا ربکم الاعلےٰ کہا تھا سو درمیان اس قول کے اور درمیان اِسکے کہ اللہ پاک نے اوسکو ہلاک کیا چالیس برس کا زمانہ تھا صحیحین مین حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہی بیشک اللہ البتہ ڈھیل دیتا ہے ظالم کو یہانتک کہ جسوقت اوسکو پکڑ لیا تو اوسکو نہین چھوڑتا ہے پھر یہ آیت پڑھی وکذٰلک اخذ ربک اذا اخذ القریٰ وھی ظالمۃ ان اخذہٗ الیم شدید پھر اللہ پاک نے فرمایا فکاین من قریۃ اھلکناھا یعنی کتنی بستیان مین نے ہلاک کر ڈالین وھی ظالمۃ یعنی وہ اپنے رسولون کی تکذیب کرنیوالی تھین فھی خاویۃ علیٰ عروشھا ضحاک نے کہا ساقوفھا یعنی اونکے گھر اوجاڑ ہو گئے اور اُنکے مکان و آبادی معطل ہو گئی وبئر معطلۃ یعنی کتنے کنوئین ہین کہ اونسے پانی نہین بھرا جاتا ہے نہ اونپر کوئی وارد ہوتا ہے بعد اسکے کہ اونپر واردین کی کثرت تھی اور ازدحام ہوتا تھا وقصر مشید عکرمہ نے کہا یعنی کتنے محل چونے سے سفید کیئے ہوئے حضرت علی بن ابی طالب ومجاہد وعطاء وسعید بن جبیر وابوالملیح و ضحاک سے بھی مثل اسکے مروی ہے اور لوگون نے کہا مشید مرتفع یعنی اونچا بلند دوسرون نے کہا منیع حصین یعنی استوار مضبوط محکم یہ سب قول قریب یکدیگر ہین انکے درمیان مین کچھ منافات نہین ہے کیونکہ محل والون کو محل کی پختگی بنانے بچا نہین نہ اوسکی بلندی و مضبوطی و استواری نے اللہ کے عذاب اُترنے سے اُنکو محفوظ رکھا کما قال تعالیٰ اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ قولہ تعالیٰ افلم یسیروا فی الارض یعنی کیا پھرے نہین زمین مین اپنے بدنون سے اور نیز اپنے تفکر سے اور یہ کافی ہے جیساکہ ابن ابی الدنیا نے کتاب التفکر مین مالک بن دینار رضی اللہ عنہ

ف ۱ اور رات ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیونکو اور وہ ظلم کرتی ہین بیشک اوسکی پکڑ دکھ دینے والی ہے زور کی ۱۲ منہ

ف ۲ جہان تم ہو گے موت تمکو آپکڑے گی اگرچہ تم ہو مضبوط برجون مین ۱۲ منہ

سے روایت کیا ہے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السّلام کی طرف وحی
بھیجی یاموسی اتخذ نعلین من حدید وعصا ثم سح فی الارض ثم اطلب الاثار
والعبر حتی یتخرق النعلان وتنکسر العصا یعنی اے موسیٰ تو جوتیان بنالو لوہے کی اور ایک
لاٹھی پھر زمین مین چل پھر ڈھونڈ اگلون کی نشانیون کو اور عبرتونکو یہانتک کہ جوتیان پھٹ جائین
اور لاٹھی ٹوٹ جاے آبن ابی الدنیا نے کہا بعض حکما نے کہا ہے احی قلبک بالمواعظ
ونورہ بالتفکر وموّتہ بالزھد وقوّہ بالیقین وذللہ بالموت وقدّرہ بالفنا
وبصرہ بفجائع الدنیا وحذّرہ صولۃ الدّھر وفحش تقلب الایام واعرض علیہ اخبار
الماضین وذکرہ ما اصاب من کان قبلہ وسیّرہ فی دیارھم واثارھم وانظر ما
فعلوا واین حلّوا وعمّ انقلبوا یعنی تو اپنے دل کو وعظ ونصیحت سے زندہ کر اور تفکر سے
اوسکو روشنی بخش اور زہد سے اوسکو مار اور یقین سے اوسکو قوی کر اور موت سے اوسکو
ذلیل کر اور فنا سے اوسکو انداز پر لا اور دنیا کے حوادث اوسکو دکھا اور زمانے کے دبدبے سے
اوسکو ڈرا اور زمانے کے لوٹ پھیر کو تلاش کر گزشتہ لوگون کی خبرین اوسپر پیش کر اوس سے
پہلے کے لوگون کو جو کچھ پہونچا ہے اوسکی یاد اوسے دلا اور اُنکے دیار و آثار مین اوسکو سیر کر اور
دیکھ انھون نے کیا کیا اور وہ کہان جا اترے اور کس سبب سے چلے گئے یعنی دیکھو تو جھٹلانیوالی
امتون پر کیا کیا نقمت و نکال اور کیسا عذاب و وبال نازل ہوا فتکون لھم قلوب یعقلون
بھا او اذان یسمعون بھا یعنی یہ چیزین ہون تو اُنسے عبرت پکڑین فانھا لا تعمی الابصار
ولکن تعمی القلوب التی فی الصّدور یعنی اندھا پن سر کی آنکھ کا اندھا ہونا نہین ہے اندھا پن تو
دل کی آنکھ کا اندھا ہونا ہے گو قوت باصرہ صحیح وسلامت ہی کیون نہو اسواسطے کہ یہ
عبرتون کی طرف نافذ نہین ہوتی ہے نہ جانتی ہے کہ کیا خبر ہے اس باب مین بعض شعرا نے کیا خوب
کہا ہے یہ شخص ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جبارہ اندلسی تستری ہین انکی وفات ۵۱۸ھ ہجری
مین ہوئی ہے ؎

یا من یصیح الی داعی الشقاء وقد	نادی بہ الناعیان الشیب والکبر
ان کنت لا تسمع الذکری ففیم تری	فی راسک الواعیان السمع والبصر

؎ اصل مین ایسا ہی ہے
لیکن فحش معلوم
ہوتا ہے واللہ اعلم منہ

لیس الاصم ولا الاعمٰی سوی رجل	لم یھدہ الھادیان العین والاثر
لا الدھر یبقٰی ولا الدنیا ولا الفلک	الا علی ولا النیران الشمس والقمر
لیرحلن عن الدنیا وان کرھا	فراقھا الثاویان البدر والحضر

کذا فی ابن کثیر **ف** مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ نزول اس آیت کا واسطے تسلّی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا ہے اسواسطے کہ اوّل وہ بات گزر چکی ہے جو مشرکین کی ایذادہی پر دال ہے کہ اونھون نے آپکو ایذادی بانیطور کہ آپکی تکذیب کی اور آپکو مع مومنین کے اپنے گھرون سے نکلنے پر ناحق آمادہ کیا پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ اوسنے مشرکین سے لڑنے مین مظلوم مونکو اذن دیا اور آپکے واسطے نصرت کا ضامن ہوا اور للہ عاقبۃ الامور سے اسکی تاکید کی اسلیئے یہ مقام مقام تسلی ٹھیرا سو اللہ پاک آپکو تسلّی دیتا ہے کہ قوم نوح نے اپنے نبی نوح کی تکذیب کی اور عاد نے ہود کو اور ثمود نے صالح کو اور قوم ابراہیم و لوط نے اپنے نبیون کو یعنی حضرت ابراہیم و لوط علیہم السّلام کو جھٹلایا اور مدین والون نے شعیب علیہ السّلام کی تکذیب کی پھر فرمایا کہ مین نے جو انبیار سے وعدہ کیا تھا کہ اونکو اونکے دشمنون پر مظفر و منصور کرونگا اور ملک مین اونکو تمدد دونگا سو یہ سب مین نے اونکو عطا کیا پھر مکذبین مین سے ہر ایک قوم کو ایسی عقوبت کے ساتھ پکڑا جو اوسکے ساتھ خاص تھی سو کیسا ہوا میرا انکار اونپر پس اللہ پاک آپکی تسلّی و تعزیت کرتا ہے اور اسکے ضمن مین وعدہ فرماتا ہے کہ آپکے جھٹلانیوالونکو بھی ہلاک کرے گا جسطرح کہ آپسے پہلے انبیار کے مکذبین کو ہلاک کیا اور اسمین آپکو ارشاد ہی اس بات کا کہ اپنی قوم کی ایذادہی پر صبر کرین اور انبیاے سابقین کا اس باب مین اقتدا فرمائین یعنی اے اشرف الخلق تم کچھ تکذیب مین تنہا نہین ہو تمھاری قوم سے پہلے ان لوگون نے اپنے رسولون کی تکذیب کی ہے تم اونسے تسلی حاصل کرو ان امتون کا ذکر اور اونسے اور اونکے نبیون سے جو کچھ معاملہ ہوا اور انجام اونکا کیونکر ہوا یہ سب اوّل گزر چکا ہے چونکہ قوم کے معنی امت یا قبیلہ کے ہین باین اعتبار کہ بت بصیغۂ مؤنث ارشاد فرمایا عاد و ثمود مین قوم کا ذکر نہین کیا اسواسطے کہ یہ دونون اسی مختصر نام کے ساتھ مشہور ہین تعبیر مین اصل علم ہوتا ہے اور اونکے غیر کے واسطے کوئی علم نہین ہے اسلیئے قوم ہود و قوم صالح نکہا زہی یہ بات کہ قوم شعیب

کیون نکہا سواسکی وجہ یہ ہے کہ قوم شعیب علیہ السّلام شامل ہے اصحاب مدین و اصحاب ایکہ
کو حضرت شعیب علیہ السّلام کی تکذیب مین اصحاب مدین سابق ہین اصحاب ایکہ پر چونکہ اصحاب
مدین تکذیب مین سابق ہین اس سبب سے ذکر مین انھین کو خاص کیا کذب موسیٰ مین طرز کلام کو بدل دیا
فعل مجہول ذکر کیا و قوم موسیٰ نکہا اسکی دو وجہین ہین ایک یہ ہی کہ حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل
تھی سو انھون نے اُنکی تکذیب نہین کی بلکہ اونکو قبط قوم فرعون اور فرعون نے جھٹلایا دوسری وجہ یہ ہے
گویا اللہ پاک نے تکذیب ہر قوم کی ذکر کی بعد اسکے فرمایا وکذب موسیٰ ایضاً یعنی موسیٰ کی بھی تکذیب
کی باوجود اسکے کہ اونکی نشانیان کھلی ہوئی تھین اور اُنکے معجزے بڑے بڑے تھے پھر
اونکے غیر کے ساتھ کیا گمان ہے اوّل وجہ کو فتح البیان و فتح القدیر و محلّی نے ذکر کیا ہے
اور خازن و نسفی و بیضاوی نے دونون کو لکھا ہے حافظ ابن کثیر نے وجہ ثانی کو اختیار کیا ہے
چنانچہ اوّل گزر چکا ہے حرف فا فاصلیت مین واسطے ترتیب امہال کے ہے تکذیب پر
املاء کے معنی ہین امہال یعنی مین نے اُنسے عقوبت کو مؤخر کیا اور اونکو مہلت دی یہانتک
کہ اونکی آجال مقدرہ پوری ہوگئین للکافرین فرمایا ضمیر کی جگہ اسم ظاہر رکھا اسواسطے کہ اونپر
اسمین زیادت تشنیع ہے اور صفت کفر کے ساتھ اونپر ندا ہے ثم اخذتہم یعنی بعد گزر جانے
مدت امہال کے ساتون قوم جھٹلانیوالیون مین سے ہر ایک کو مین نے عذاب کے ساتھ پکڑا فکیف
کان نکیر مین استفہام واسطے تقریر کے ہے یعنی جس شے کو مخاطب جانتا ہے اُسکے ساتھ
اقرار کرنے پر اوسکو آمادہ کرنا معنی یہ ہین پس چاہیئے کہ مخاطب لوگ اس بات کا اقرار کرین کہ میرا ہلاک
کرنا ان لوگونکو اپنے موقع مین واقع ہوا اس استفہام کا تعجب پر حمل کرنا زیادہ تر واضح ہے
کرخی نے ذکر کیا ہے ابوحیان نے کہا کہ تعجب کے معنی اس استفہام کے ساتھ لگے رہتے ہین
گویا یون کہا گیا ما اشد ما کان انکاری علیہم نکیر اسم ہے منکر سے زجاج نے کہا یعنی
ثم اخذتہم فانکرت ابلغ انکار جوہری نے کہا نکیر و انکار تغییر منکر کو کہتے ہین حفناوی نے
ذکر کیا ہے کہ نکیر مصدر ہے بمعنی انکار پس مراد انکار سے تغیر کرنا ضد کا ہے ضد سے باین طور
کہ اونکی حیات کو بدلدیا اونکی ہلاک و موت سے اور اونکی عمارت کو خراب سے یہ انکار بمعنی
انکار لسانی و قلبی نہین ہے مطلب یہ ہے دیکھو تو میرا انکار اونپر کیسا ہوا کہ نعمت کو محنت سے

بدلدیا اور حیات کو ہلاکت سے اور عمارت کو خرابی سے تحلی نے کہا ای انکار ہی علیہم تکذیبہم باھلاکھم یعنی میرا انکار اونپر کیسا ہوا کہ اونکی تکذیب کو اونکے اہلاک سے بدلدیا اونھون نے تو تکذیب کی مین نے اُسکے بدلے اونکو ہلاک کرڈالا نکیر کا کلمہ قرآن شریف مین جہان کہین واقع ہوا ہے درش اسکی یا کو حالت وصل مین ثابت رکھتا ہے اور وقف مین حذف کرتا ہے باقی قراء وصل و وقف دونون حالتون مین حذف کرتے ہین اوّل اللہ پاک نے اقوام مکذبہ کی تفصیل بیان کی کہ فلان فلان قوم نے اپنے اپنے نبی کو جھٹلایا پھر جو اُنکا انجام ہوا اوسکا ذکر کیا بعد اسکے اونکے سوا اور بہت سی قومون نے اپنے نبیون کی تکذیب کی اونکا حال بطور اجمال ذکر کیا۔ پس فرمایا فکاین من قریۃ اھلکناھا کاین مین دو وجہین جائز ہین ایک یہ ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر اشتغال فعل مقدر سے جسکی تفسیر اھلکناھا کر رہا ہے ای وکثیرا من اھل القری الذین کذبوا انبیاءھم سوی المکذبین المذکورین فی الآیۃ المتقدمۃ اھلکنا اھلکناھا یعنی بہت سے بستیون والونکو جنھون نے اپنے نبیون کی تکذیب کی سوائے اُن مکذبین کے جنکا ذکر اگلی آیت مین ہے ہلاک کیا ہمنے ہلاک کیا ہمنے اونکو دوسری وجہ یہ ہے کہ کاین موضع رفع مین ہو بنا بر ابتدا و خبر اھلکناھا ہو ای وکثیر اھلکناھا یعنی بہت سی بستیون والے ہمنے اونکو ہلاک کرڈالا ابو عمرو و یعقوب نے بلحاظ موافقت فاملیت للکافرین اھلکتہا پڑہا ہے باقی قاریون نے انا ملناھم فی الارض کی موافقت خیال کرکے اھلکناھا بنون پڑہا ہے وھی ظالمۃ کی نسبت قری کی طرف باعتبار اہل قری کے ہے یعنی بستیون والے بسبب کفر و شرک کے ظالم تھے فھی خاویۃ مشتق ہے خوی النجم اذا سقط سے یعنی جسوقت ستارا گرتا ہے تو عرب لوگ کہتے ہین خوی النجم یعنی ستارا گر پڑا معنی خاوی کے ساقط ہوئے علے عروشہا متعلق ہے خاویۃ سے عروش بمعنی سقوف کے اسواسطے ہر اونچی شے جو تجھپر سایہ کرے گھر کی چھت ہو یا خیمہ یا چھتری یا انگور کی بیل تو وہ عریش ہے ھی کی ضمیر جو قریۃ کی طرف راجع ہے مراد اس سے قریہ کی دیوارین ہین مطلب یہ ہے کہ قریہ کی دیوارین اپنی چھتون پر گری پڑی ہین باین طور کہ قریہ کی بنیان معطل ہوگئی تو اوسکی چھتین گر پڑین پھر اوسکی دیوارین ڈھے گئین تو وہ چھتون کے اوپر گر پڑین سقوط علے العروش کی نسبت دیوارون کی طرف

بالفعل دیوار گر پڑا گر دیوار گر دہ ۱۲ منہ

اِسواسطے کی کہ دیوارین چونکہ بنیان مین عمدہ ہین تو اونکو بجاے کل بنیان کے قرار دیا دوسرا قول خاویہ کے معنی مین یہ ہے کہ خاوی بمعنی خالی ہے ماخوذ ہے اِس محاورے سے کہ جب گھر اپنے گھر والون سے خالی ہوتا ہے تو عرب لوگ بولتے ہین خوی المنزل یعنی مکان گھر والون سے خالی ہوگیا اِس صورت مین علی عروشہا ظرف مستقر ہوگا موضع نصب مین اِس بنیاد پر کہ خاویۃ کی ضمیر سے حال ٹھیرے گا اور اُس سے متعلق ہوگا لیکن ایسا متعلق ہوگا جیسے حال اپنے عامل سے متعلق ہوتا ہے نہ اِسطرح کہ جسطرح جار مجرور کا تعلق اپنے عامل سے ہوتا ہے کیونکہ ایسا تعلق جب ہوگا کہ خاویۃ بمعنی ساقطہ کے ٹھیرے معنی یہ ہین کہ اُن بستیون کے لوگ ہلاک کردیئے گئے تو وہ خالی پڑی ہین اِس حال مین کہ اپنی چھتون پر کھڑی ہین یعنی چھتین اُنکی صحیح سالم باقی ہین مگر بسیا کوئی نہین دوسری صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ علی عروشہا فہی کی دوسری خبر ہو ایک خبر تو خاویہ بمعنی خالیہ دوسری علی عروشہا ٹھیری اِس بنا پر علی عروشہا کا تعلق خاویۃ سے نہوگا بلکہ مطلقۃ محذوف سے متعلق ٹھیرے گا ای ھی خالیۃ وھی علی عروشہا ای مطلقۃ علیہا یعنی وہ خالی ہین اور مائل ہو رہی ہین اپنی چھتون پر بایںطور کہ چھتین تو گر پڑین اور دیوارین چھتون پر جھکی ہوئی باقی رہگئین اب رہی یہ بات کہ جملہ فہی خاویۃ معطوف ہے اھلکناھا پر وھی ظالمۃ پر معطوف نہین ہے اسواسطے کہ یہ جملہ اھلکناھا کی ضمیر منصوب سے حال ہے اور اُنکا ہلاک کرنا سقوط علی العروش کے حال مین نہین ہوا ہے پس جس صورت مین کہ فہی خاویۃ اھلکنا پر معطوف ٹھیرا تو اسکے لیے اعراب کا کوئی محل نہوگا جبکہ اھلکناھا کو نصب کا مفسر ٹھیرائینگے اسواسطے کہ فعل مفسر کے لیے اعراب کا کوئی محل نہین ہوتا ہے سو جو اُسپر معطوف ہے اوسکا حال بھی اسیطرح ہے اور جب کاین کو مبتدا اور اھلکناھا کو اوسکی خبر ٹھیرائین گے تو جملہ فہی خاویۃ بھی محل رفع مین ہوگا و بئر معطلۃ معطوف ہے قریۃ پر یعنی وکم من بئر بئر ماخوذ ہے بأرت الارض سے یعنی مین نے زمین کو کھودا اِسی معنی سے تابیر نخل ہے تابیر نخل یہ ہے کہ مادہ کھجور کے خوشے کے کوزون کو چیرتے ہین اور نر کھجور کے خوشے کو اوسمین برابر اتے ہین بئر بروزن فعل بمعنی مفعول ہے جسطرح ذبح بمعنی مذبوح ہے یعنی کھودا ہوا بئر کا کلمہ عربی زبان مین مؤنث آتا ہے کبھی بمعنی قلیب یعنی مذکر بھی بولتے ہین معطلہ بمعنی مہملہ ہے تعطیل سے ماخوذ ہے تعطیل کہتے ہین اہمال کو کسی نے تخفیف بھی پڑہا ہے ماخوذ اعطال بمعنی تعطیل سے مراد معطلہ سے متروکہ ہے

یعنی مشرفۃ عائلۃ ۱۲ منہ

سے نکالو کم من اھل قریۃ ومن اھل بئر معطلۃ وقال الفراء انہ معطوف علی عروشہا ۱۲ منہ فتح القدیر

یہ قرأت حسن بصری کی ہے قالہ فی الکشاف ۱۲ منہ

کسی نے کہا کہ اپنے لوگون سے خالی ہے اسلیئے کہ وہ ہلاک ہوگئے کسی نے کہا غائرہ یعنی اوسکا پانی تہ مین چلا گیا کسی نے کہا کہ ڈولون رسیون سے معطل ہے قتادہ نے کہا کہ اوسکے لوگون نے اوسے معطّل کردیا اور چھوڑدیا حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ کنوان ہے کہ چھوڑدیا گیا اسکے کوئی لوگ نہین ہین بیضاوی کے مختار معنی یہ ہین اور کتنے کنوئین ہین آباد جنگلون مین چھوڑدیئے گئے ہین اونسے پانی نہین بھرا جاتا ہے بسبب ہلاک اُنکے لوگون کے یعنی معنی معطلہ کے یہ ہین کہ وہ کنوئین آباد ہین اُنمین پانی ہے اور اُنکے پاس پانی بھرنے کے آلات بھی ہین مگر وہ چھوڑدیئے گئے ہین بسبب ہلاک ہونے اُنکے لوگون کے اُنسے پانی نہین بھرا جاتا ہے علامہ نسفی نے یہ قول بعد کو لکھا ہے پہلا قول یہ لکھا ہے ای متروکۃ لفقد دلوھا و رشائھا و فقد تفقدھا یعنی وہ متروک ہین بسبب نہونے ڈول ورسّی کے اور اس سبب سے کہ کوئی اونکی خبر گیری نہین کرتا ہے وقصر مشید معطوف ہے قریۃ پر اور من قریۃ تمیز ہے کاین کا جو کہ دال ہے تکثیر پر قصر مشید کہتے ہین محل مرفوع البنیان کو قتادہ و ضحاک اسی کے قائل ہین عدی بن زید کا قول بھی اسی پر دال ہے ؎

شادہ مرمرا وجللہ کلسا	فللطیر فی ذراہ وکور

محاورۂ عرب مین شادہ بمعنی رفعہ آتا ہے یعنی اُس محل کو سنگ سفید سے بلند کیا اور اوسپر چونا لگایا اب اوسکی بلندیون مین پرندون کے گھونسلے ہین سعید بن جبیر و عطاء و عکرمہ و مجاہد نے کہا کہ مراد مشید سے مجصّص ہے یہی قول عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور عبدالرزاق و عبد بن حمید نے عطا سے بھی اسی کی مثل نقل کیا ہے اس قول کی بنا پر مشید ماخوذ ہے شید سے شید کہتے ہین جصّ کو یعنی چونا مدینے والے جصّ کو شید بولتے ہین کلبی کا قول یہ ہے کہ مشید بمعنی حصین ہے یعنی محکم واستوار جوہری نے کہا ہے کہ مشید وہ ہے جو شید سے بنایا جاتا ہے شید بالکسر ہر وہ شے ہے جس سے تو دیوار کو طلا کرے چونا ہو یا گارا اور شید بالفتح مصدر ہے محاورے مین بولتے ہین شادہ یشیدہ شیدا جصّصہ اور مشید بتشدید مطوّل کو کہتے ہین کسائی نے کہا کہ مشیّد واحد کے واسطے ہو اللہ پاک کے اس قول سے فی بروج مشیدۃ اسمعی نے کہا کہ یہان مشید کا صیغہ بنایا شادہ

سے اور سورۂ نساء مین شیّدہ سے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ وہان واقع ہوا ہے بعد جمع کے اسواسطے
تکثیر مناسب ہوئی اور یہان واقع ہوا ہے بعد مفرد کے اسلیئے تخفیف مناسب ٹھیری اور
اسواسطے کہ اس آیت و فاصلہ ہے معنی یہ ہین کہ کتنے قصر مشید معطل ہین مثل بئر معطلہ کے
قصر مین تعطیل کے معنی یہ ہین کہ وہ معطل ہے اپنے اہل سے یا اپنے آلات سے یا مثل اسکے
محلی کے معنی مختار یہ ہین کہ کتنے قصر رفیع خالی ہین بسبب موت اپنے اہل کے زمخشری و نسفی
نے مشید مین دو قول لکھے ہین مرفوع یا مجصص خازن نے کہا ہے رفیع طویل عال و قیل
مجصص بیضاوی نے بھی دو ہی قول ذکر کیے ہین مرفوع یا مجصص پھر کہا ہے یہ مقوی ہے
اس بات کو کہ معنی خاویۃ علی عروشہا کے یہ ہین کہ وہ بستیان خالی ہین مع باقی رہنے اپنی
چھتون کے مطلب یہ ہے کہ بئر کا وصف معطلہ سے کیا اور قصر کا مشید سے یہ وصف کرنا اس بات
کی تائید کرتا ہے کہ علی عروشہا مین علی بمعنی مع ہے کیونکہ انمین سے ہر ایک کے وصف مذکور
کے ساتھ موصوف ہونے کو زیادہ تر دخل ہے اعتبار مین یعنی بڑی عبرت اسی مین ہے کہ کنوئین
اچھے خاصے ہین پانی بھرا ہوا ہے اور محل اونچے پکّے مضبوط کھڑے ہین اور مکانات کی چھتین
صحیح و سالم باقی ہین مگر خالی پڑی ہین رہنے بسنے والا کوئی نہین سب کے سب عذاب الٰہی سے
ہلاک ہو گئے علامہ نسفی نے کہا معنی یہ ہین کہ کتنی بستیان ہین کہ ہمنے اونکو ہلاک کر ڈالا اور کتنے
کنوئین ہین کہ اونکے پانی بھرنے والون سے اونکو معطل کر دیا اور کتنے محل کچّے یا بلند ہین کہ اُنکے
رہنے بسنے والون سے ہمنے اونکو خالی کر دیا یعنی بادیہ و حاضرہ سب کو ہلاک کر ڈالا نہ جنگل کی
آبادی کو چھوڑا نہ شہر کی آبادی کو سو محل تو اپنے لوگون سے خالی ہو گئے اور کنوئین اپنے واردین
سے ظاہر تر یہ قول ہے کہ بئر و قصر عموم پر ہین قرطبی نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہے کہ یہ کنوان اور
محل حضرموت مین معروف و مشہور ہے پس محل تو پہاڑ کی چوٹی پر مشرف و مائل ہے اوسکی طرف
کسی حال مین چڑھا نہین جاتا ہے اور کنوان اُس پہاڑ کے اسفل مین ہے جو شے اوسمین گرتی ہے
ہوا اوسکو قرار پکڑنے نہین دیتی ہے مگر اوسکو نکالڈالتی ہے اصحاب قصر کے حضر تھے اور اصحاب
کنوئین کے ملوک بدد ثعلبی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ کنوان یمن کے عدن مین تھا ایک شہر
مین جسکو حضور کہتے تھے چار ہزار آدمی اوسمین اوترے اُن لوگون مین سے جو کہ حضرت صالح

علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور اُنھون نے عذاب سے نجات پائی اور ہمراہ اونکے صالح علیہ السلام تھے پھر صالح علیہ السلام نے وفات پائی تو اوس مکان کا نام حضرموت رکھا گیا اِسواسطے کہ صالح علیہ السلام جسوقت وہان حاضر ہوئے تو مر گئے پس اونھون نے حضور کی بنا کی اور اس کنوئین پر بیٹھے اور اپنے اوپر ایک شخص کو امیر بنالیا اوسکا نام جلہس بن جلاس تھا وہان ایک مدت قیام کیا پھر کافر ہو گئے اور بت پوجا اللہ تعالیٰ نے حنظلہ بن صفوان کو نبی بناکر طرف اُنکے بھیجا یہ اونمین حمال تھے سو بازار مین اونکو قتل کر ڈالا اِسپر اللہ پاک نے اونکو ہلاک کیا اور اُنکے کنوئین کو معطل کر دیا اور اونکے محلون کو اُجاڑ ڈالا پھر ایک قصّہ طویل ذکر کیا بعد اسکے کہا کہ قصر شدید وہ قصر ہے جسکو شدّاد بن عاد بن اِرم نے بنایا جسکا مثل زمین مین نہین بنایا گیا فیما ذکروا وزعموا اِس محل کا حال بھی مثل حال چاہ مذکور کے ہے کہ بعد اُنس کے اوسکو موحش کر دیا اور بعد آبادی کے اُجاڑ دیا کئی میل پر کوئی شخص طاقت نہین رکھتا ہے کہ اُسکے نزدیک جاے اِسلیئے کہ اوسمین جنّون کی آواز اور بُری بُری آوازین سُنائی دیتی ہین بعد اسکے کہ وہان راحت و آرام و عیش واسع تھا اور ملک کی رونق اور انتظام لوگون کا مثل موتی کی لڑی کے تھا پھر وہ سب ہلاک ہو گئے اور لوٹ کر نہ آئے پس اللہ پاک نے اِس آیت مین موعظت و عبرت کے واسطے اونکا ذکر کیا کہا اور کہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہین جنکو بخت نصّر نے ہلاک کیا اسکا قصّہ سورۂ انبیا مین بذیل تفسیر آیۂ وکم قصمنا من قریۃ گزر چکا ہے سو اونکا کنوان معطل ہو گیا اور اُنکے محل اُجاڑ ہو گئے جبکہ اللہ پاک نے اُن اگلی امتون کا ذکر کیا جنھون نے رسولون کی تکذیب کی اور کفار مکّہ کے پاس اونکے احوال مین سے کچھ خبرین تھین کہ اُنکو نقل کیا کرتے تھے اور اونکے شہرون کو جانتے پہچانتے تھے اور بہت وقت اونمین سے بہت مقامات پر گزر بھی کیا کرتے تھے تو اسلیئے یون ارشاد فرمایا افلم یسیروا فی الارض اونکو سفر کرنے پر رغبت دلاتا ہے تاکہ مقامات ہلاک کفار کا مشاہدہ کرین تو عبرت پکڑین یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اونھون نے سفر کیا اور مقامات کو دیکھا لیکن عبرت حاصل نکی تو وہ مثل اُس شخص کے ہوئے جسنے نہ سفر کیا نہ دیکھا اِسواسطے اونکے حق مین بطور انکار کہا گیا پس نہین پھرے زمین مین جسطرح کہ اللہ پاک نے اس آیت مین فرمایا ہے وانکم لتمرون علیہم مصبحین واللیل افلا تعقلون حرف فا واسطے عطف مابعد کے ہے مقدر پر جسکا مقام مقتضی ہے یعنی اغفلوا فلم یسیروا فیہا

۵۱ اور کتنی تو وہ بستیان ہم نے ہلاک کر ڈالین جو اپنے اوپر ظلم کرتی تھین پس وہ اوندھی گری پڑی ہین اور کتنے تو بیکار کنوئے ہو گئے اور کتنے بڑے بڑے محل ہو گئے ۵۲ کیا یہ لوگ زمین مین چلے پھرے نہین کہ اُنکے دل ایسے ہو جاتے کہ اُن سے سمجھ سکتے یا اُنکے کان ایسے ہو جاتے کہ اُن سے سُن سکتے پس بات یہ ہے کہ آنکھین اندھی نہین ہوا کرتین بلکہ وہ دل اندھے ہوا کرتے ہین جو سینون مین ہین

اس بنا پر استفہام اپنی حقیقت پر نہین ہے فتکون لہم قلوب منصوب ہے بنا بر جواب استفہام
اور تفریع ہے منفی پر تو یہ بھی منفی ہوگا یعنی غافل ہو گئے تو پھرے نہین ملک مین تو انکے دل
ہوتے جنسے جھٹلانیوالی امتون کا حال بوجھتے کہ اونھون نے کیا کیا اور اُنکے ساتھ کیا کیا گیا
یا کان ہوتے جنسے اونکی خبرین سُنتے مطلب یہ ہے کہ یہ نہ زمین مین پھرے اور پھرے بھی
تو کیا پھرے عبرت نہ لی تو پھرنا نہ پھرنا دونون برابر نہ انکے ایسے دل نہ ایسے کان یا یہ معنی ہین کہ
جن عبرتون کا اونھون نے مشاہدہ کیا اوسکے سبب سے اونکے دل ہوتے جنسے بوجھتے اوس شے
کو جسکا بوجھنا واجب ہے جیسے توحید وغیرہ تعقل کی نسبت قلوب کی طرف اسواسطے کی کہ وہ محل ہین عقل
کے جسطرح کہ کان محل ہین سمع کے کسی نے کہا عقل کا محل دماغ ہے اس سے کوئی مانع نہین ہے
اسواسطے کہ ادراک عقل پر باعث یہی قلب ہوتا ہے گو اوسکا محل اوس سے خارج ہو علما ے
معقول نے محل و ماہیت عقل مین بہت کچھ اختلاف کیا ہے لیکن یہ محل اوسکے ذکر کا نہین ہے
خازن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان عقل سے مراد علم ہے اسواسطے کہ یعقلون کا ترجمہ یعلمون کیا ہے
واذان یسمعون یہان کے یہ معنی ہین کہ اُنکے کان ہوتے جنسے وہ شے سُنتے جسکا سننا واجب ہے
یعنی اللہ پاک کا کلام و وحی جسکو اونکے نبیون نے اونپر پڑھا اور ہلاک کردہ شدہ امتون کی خبرین
جنکو اہل اخبار نے طرف اُنکے نقل کیا فانہا لا تعمی الابصار فراء نے کہا کہ حرف ہا عماد ہے
جائز ہے کہ فانہ کہا جاے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرارت یہی ہے معنی ایک
ہین تذکیر خبر کی بنا پر ہے اور تانیث بلحاظ ابصار و قصہ ہے یعنی ابصار اندھے نہین ہین یا قصہ یہ ہے
کہ ابصار اندھے نہین ہین ابصار سے مراد ابصار عیون ہین حسین نے کہا کہ فانہا ضمیر قصہ ہے اور لا تعمی الابصار
اوسکا مفسر ہے ضمیر مین تانیث کو اس بات نے حسین کر دیا کہ اُسکے بعد فعل مؤنث آگیا ہے اور تذکیر باعتبار
امر و شان کے ہے بیضاوی نے کہا ہے کہ ضمیر فانہا واسطے قصہ کے ہے یا ضمیر مبہم ہے کہ
ابصار اوسکی تفسیر کرتا ہے اور تعمی مین ضمیر راجع ہے طرف ابصار کے اور اسم ظاہر ضمیر کے
قائم مقام کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ الابصار ضمیر مبہم کا مفسر ہے اوسکا ممیز نہین ہے
جسطرح کہ ربہ رجلا مین رجلا ضمیر مبہم کا ممیز ہے ورنہ اوسکا نکرہ منصوب ہونا واجب ہے
چنانچہ ممیز مین حق یہی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ضمیر فانہا سے جو مراد ہے وہ الابصار سے معلوم

ہوتی ہے اس بنا پر کہ الابصار تعمی کا فاعل نہین ہے ورنہ وہ ضمیر مبہم کا مفسر نہوتا بلکہ الابصار
خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور فاعل تعمی کا اوسمین ضمیر مستتر ہے راجع ہے طرف اوس شے
کے کہ جسکی طرف ضمیر ابہار راجع ہے گویا جسوقت کہا گیا فانہا لا تعمی تو کسی نے پوچھا کہ وہ کیا ہے
سو اوسکا یہ جواب دیا گیا کہ الابصار یعنی ھو الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور یعنی
اونکی ابصار اندھی نہین ہین ولیکن اندھے ہین اونکے دل جو کہ سینون مین ہین عبرت لینے سے
مطلب یہ ہے کہ اونکے مشاعر و حواس مین خلل نہین ہے خلل جو ہے سو اونکی عقلون مین ہی بسبب
پیروی ہوائے نفس کے اور تقلید آبا و اجداد مین منہمک ہونے سے اونکی عقلین آفت رسیدہ
ہوگئی ہین اسلیئے مواطن حق و مواضع اعتبار کا ادراک نہین کرتے ہین ذکر صدور کا تین سبب سے
کیا ہے ایک تو واسطے تاکید کے فراء و زجاج نے کہا ہے کہ یہ اوس تاکید سے ہے جسکو عرب لوگ
کلام مین زیادہ کرتے ہین کقولہ تعالیٰ عشرۃ[۵۱] کاملۃ و قولہ تعالیٰ
ویقولون بافواھہم[۵۲] و قولہ تعالیٰ یطیر[۵۳] بجناحیہ دوسری وجہ یہ ہے کہ نفی
تجوز کے لیئے ذکر کیا ہے یعنی کوئی خیال نکرے کہ شاید یہان قلوب کے معنی مجازی مراد ہون جبکہ
فی الصدور کہدیا تو مجاز کا احتمال جاتا رہا تیسری یہ ہے کہ زیادت تنبیہ کے واسطے ہے اس بات
پر کہ حقیقی نابینائی مشہور معروف نابینائی نہین ہے جو کہ بصر کے ساتھ خاص ہے بلکہ حقیقی نابینائی
دل کی ہے کون دل جو کہ سینے مین ہے علامہ نسفی نے فرمایا کہ اونکی ابصار ابصار سے اندھی
نہین ہوئی بلکہ اُنکے دل اعتبار سے اندھے ہوئے ہین ہر انسان کی چار آنکھین ہین دو تو اوسکے
سر مین ہین اور دو اوسکے دل مین پس جب دل کی آنکھ بینا ہوئی اور سر کی نابینا تو یہ اوسکو
مضر نہین ہے اور اگر سر کی آنکھ بینا ہوئی اور دل کی نابینا تو یہ اوسکو نفع نہ دے گی صدور کا
ذکر یہ امر بیان کرنے کو کیا ہے کہ علم کا محل قلب ہے اور اسلیئے کہ کوئی نہ کہے کہ قلب سے مراد غیر اس
عضو کا ہے جیسے کہتے ہین کہ القلب لُبُّ کل شئ یعنی قلب ہر شے کا خلاصہ ہے بیضاوی
نے ذکر کیا ہے کہ جسوقت آیۃ ومن[۵۴] کان فی ھذہ اعمی نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم رضی اللہ
عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مین تو دنیا مین اندھا ہون سو کیا مین آخرت مین اندھا ہونگا اسپر
آیت مذکور نازل ہوئی واللہ اعلم پھر جب اللہ پاک نے مشرکین کے قبائح مین سے یہ بات ذکر کی کہ وہ

۵۱ دس ہوے پورے ۱۲ منہ
۵۲ کہتے ہین ۱۲ منہ
۵۳ اور پر تاے دو پورے ۱۲ منہ
۵۴ اور جو کوئی اندھا ہے اس جہان مین ۱۲

اللہ کی راہ سے اور مسجد الحرام سے روکتے ہین اور تکذیب عظیم پر جمے ہوئے ہین تو بعد اوسکے
ایک اور برائی اونکی برائیون سے ذکر کی وہ یہ ہے کہ براہ تکذیب و استہزاء عذاب موعود کی جلدی
کرتے ہین پس ارشاد فرمایا ویستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللہ وعدہ ط وان
یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون ○ وکاین من قریۃ املیت لہا وہی ظالمۃ
ثم اخذتہا ج والی المصیر ○ اور تجھسے جلدی مانگتے ہین عذاب اور اللہ ہرگز نہ ٹالے گا ع ۱۰ ۱۳
اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے یہان ہزار برس کی برابر ہے جو تم گنتے ہو اور کتنی بستیان
ہین کہ مین نے اونکو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھین پھر اونکو پکڑا اور میری طرف پھر آنا ہی ف
یعنی ہزار برس کا کام ایک دن مین کر سکتا ہے انتہی ف اللہ پاک اپنے نبی صلوات اللہ
وسلامہ علیہ سے فرماتا ہے ویستعجلونک بالعذاب یعنی یہ کافر ملحد اللہ کے جھٹلانے والے
اور اوسکی کتاب و رسول و یوم آخر کی تکذیب کرنیوالے تجھسے جلدی مانگتے ہین عذاب جیسا کہ اللہ
پاک نے فرمایا ہے واذ قالوا اللہم ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا
حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم وقالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب
قولہ تعالیٰ ولن یخلف اللہ وعدہ یعنی اللہ نے جو وعدہ کیا ہے کہ قیامت
قائم کرے گا اور اپنے اعدا سے انتقام لیگا اور اپنے اولیا کی تعظیم و تکریم کرے گا سو وہ ہرگز
اس وعدے کو نہ ٹالے گا **حکایت** اصمعی نے کہا کہ مین ابو عمرو بن العلا کے پاس تھا
کہ اونکے پاس عمرو بن عبید آیا تو کہا اے ابو عمرو ہل یخلف اللہ المیعاد یعنی کیا اللہ خلاف
وعدہ کریگا ابو عمرو نے کہا نہین اسپر عمرو نے آیت وعید کا ذکر کیا تو ابو عمرو نے اوس سے کہا کیا تو
عجم سے ہے عرب لوگ تو وعدے سے رجوع کرنے کو لوم شمار کرتے ہین اور وعید سے پھرنے کو
کرم جانتے ہین کیا تو نے شاعر کا قول نہین سنا ہی ؎

لیرہب ابن العم والجار سطوتی	ولا اثنی عن سطوۃ المتہدد
فانی وان اوعدتہ او وعدتہ	لمخلف ایعادی ومنجز موعدی

قولہ تعالیٰ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون یعنی اللہ پاک
جلدی نہین کرتا ہے اسواسطے کہ اوسکے خلق کے نزدیک ہزار برس کا مقدار اللہ پاک کے

ع ۱۰ ۱۳

ف اور جب کہنے لگے یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار اور کہتے ہین اسے رب شتاب دے ہمکو ہمارا حساب کے دن سے پہلے منہ

نزدیک مثل ایک دن کے ہے بنسبت اُسکے حلم کے کیونکہ وہ اس بات کو جانتا ہے کہ وہ انتقام
لینے پر قادر ہے اور کوئی چیز اُس سے فوت نہین ہوتی ہے گو وہ تاخیر کرے مہلت دے
چھوڑ رکھے اور اسیواسطے بعد اسکے یون فرمایا ہے وکاین من قریۃ الخ ابن ابی حاتم
نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے فقراء مسلمین داخل ہونگے جنّت مین آدھے دن پانسو برس پہلے اغنیا سے
ورواہ الترمذی والنسائی من حدیث الثوری عن محمد بن عمرو بہ وقال الترمذی
حسن صحیح ابن جریر نے حضرت ابوہریرہ سے اس حدیث کو موقوفا روایت کیا ہے حضرت
ابوہریرہ نے فرمایا کہ داخل ہونگے فقراے مسلمین جنّت مین قبل اغنیا کے مقدار نصف یوم
سمیر بن نہار راوی کہتے ہین مین نے کہا کیا ہے مقدار نصف یوم حضرت ابوہریرہ نے کہا کیا تو
قرآن نہین پڑھتا ہے مین نے کہا ہان پڑھتا ہون فرمایا وان یوما عند ربک کالف سنۃ
مما تعدون حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا بیشک البتہ مین امید کرتا ہون کہ عاجز نہو میری امت نزدیک اپنے
رب کے اس بات سے کہ تاخیر دے اُنکو نصف یوم کی سعد سے کہا گیا کہ نصف یوم کیا ہے کہا
پانسو برس رواہ ابوداؤد فی اخر کتاب الملاحم من سننہ ابن ابی حاتم نے
عن عکرمہ عن ابن عبّاس رضی اللہ عنہما اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا اُن ایام مین سے جنمین
اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا ہے ورواہ ابن جریر عن ابن بشار عن ابن مہدی
وبہ قال مجاہد وعکرمۃ ونص علیہ احمد بن حنبل فی کتاب الرد علی الجہمیۃ
مجاہد نے کہا یہ آیت مثل اس آیت کے ہے یدبّر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج
الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین
سے روایت کیا ہے وہ ایک آدمی سے اہل کتاب کی روایت کرتے ہین وہ شخص مسلمان
ہوگیا تھا اوسنے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانونکو اور زمین کو چھہ دن مین پیدا کیا ہے اور ایک
دن نزدیک تیرے رب کے مثل ہزار برس کے ہے اوس گنتی سے جو تم گنتے ہو اور دنیا کی مدّت
چھہ دن ٹھیرائی ہے اور قیامت کو ساتوین دن مین قرار دیا ہے اور ایک دن نزدیک تیرے

سلسلہ نزول سے آیا ہے کہ آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے دونون کے درمیان ایک دن جس کا پیمانہ ہزار برس مین ہے تمھاری گنتی مین ۱۲ منہ

رب کے مثل ہزار برس کے ہے اوس گنتی سے جو تم گنتے ہو سو چھ دن تو گزر چکے اور تم ساتوین دن
مین ہو پس مثل اسکے مثل حاملہ عورت کے ہے جبکہ وہ اپنے مہینے مین داخل ہو ففی ایۃ دلالات کان
تماما یعنی پھر وہ جس گھڑی مین جنن دے وہی پورا ہوا کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان
وغیرہ کا بیان یہ ہے کہ جس تکذیب و استہزا پر کفار جمے ہوئے تھے اللہ پاک نے اسکی اونسے
حکایت کی ہے پس فرمایا ویستعجلونک بالعذاب یعنی وہ تجھسے عذاب کی عجلت طلب
کرتے ہین کیونکہ وہ لوگ عذاب آنے کے سخت منکر تھے رہا عذاب کا جلد طلب کرنا سو یہ بطور استہزا
وسخریہ کے تھا گویا جسوقت انبیاء کو اللہ پاک کی طرف سے کہتے سنتے کہ اونپر عذاب اترنے
کا وعدہ کیا ہے تو اوسوقت ہنسی کی راہ سے کہتے کہ عذاب جلد کیون نہین آتا اور اسی لیئے اللہ پاک
نے یون فرمایا ولن یخلف اللہ وعدہ فراء نے کہا اس آیت مین اُنکے واسطے وعدہ ہے
عذاب کا دنیا و آخرت مین زجاج نے ایک اور وجہ ذکر کی یون کہا کہ اللہ نے اس بات کا اعلام
کیا ہے کہ اوس سے کوئی شے فوت نہین ہوتی ہے اور ایک دن اُسکے نزدیک اور ہزار برس
اوسکی قدرت مین ایک ہے درمیان وقوع عذاب کے جسکی جلدی چاہنے مین اور اُسکے تاخر کی قدرت
مین کوئی فرق نہین ہے مگر اللہ پاک نے مہلت دینے کے ساتھ تفضل فرمایا ہے انتہی جملہ
ولن یخلف اللہ وعدہ کا محل نصب ہے بنا بر حال یعنی وہ لوگ تو عذاب کی جلدی چاہتے
ہین اور حال یہ ہے کہ اللہ اپنے وعدے کا خلاف کبھی نکرے گا اور وعدہ سابق ہو چکا ہے سو وہ
یقینی ضرور ہی آئے گا بے آئے نرہے گا یا جملہ اعتراضیہ ہے اپنے ماقبل کا مبین ہے پہلے
قول کی بنیاد پر جملہ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون مستانفہ ٹھیرے گا یعنی
سوال مقدر کا جواب ہوگا مثلاً کوئی کہے کہ وہ لوگ تو عذاب کی جلدی کرتے ہین اور اللہ نے عذاب
کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدے کے خلاف نہین کرتا ہے تو پھر عذاب کیون نہین آجاتا سو
یہ اوسکا جواب ہے کہ ایکدن تیرے رب کے ہان برابر ہزار برس کے ہے اور دوسرے قول کی بنا پر
ماقبل کے جملے پر معطوف ہوگا غرض اس سے اونکا بیان حال ہے استعجال مین اور بیان ہے
اونکے خطاب کا اس باب مین ساتھ بیان کمال حلم اللہ پاک کے کیونکہ اُسکے نزدیک قصیر مدت
مثل طویل مدت کے ہے نزدیک اونکے کقولہ تعالیٰ انہم یرونہ بعیدا ونراہ

ف ۱ وہ دن جسکے تم گنتے ہو اوسکو اور ایک دن ہم دیکھتے ہین اوسکو نزدیک ۱۲ منہ

قریبا فراء نے کہا یہ وعید ہے واسطے اونکے اس بات کی کہ اونکا عذاب آخرت مین ممتد ہوگا یعنی
ایک دن اونکے ایام عذاب سے آخرت مین ہزار برس کے برابر ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ ایک دن
خوف وشدت کا آخرت مین برابر ہزار برس کے ہے دنیا کی برسون سے جنمین خوف وشدت ہو
اسی پر قیاس کرکے عیش وآرام کے دن کا بھی اسیطرح حال ہے ابن کثیر وحمزہ وکسائی نے یعدون
بیاے تحتیہ پڑہا ہے ویستعجلونک کی مناسبت سے ابو عبید نے اس قرارت کو پسند کیا ہے
باقی قاریون نے بتاے فوقیہ پڑہا ہے ابو حاتم نے بنظر صنعت التفات اسکو اختیار کیا ہے
قولہ تعالی وکاین من قریۃ الخ مین اللہ پاک کی طرف سے اعلام ہے اس بات کا کہ
اوسنے کتنی قومون کو بعد امہال وتاخیر کے پکڑ لیا کسی نے کہا کہ یہ قول اوّل گزر چکا ہے اب پھر
اوسکو تاکید کے واسطے مکرر ذکر کیا اور حقیقت مین یہ کچھ تکرار نہین ہے اسواسطے کہ پہلا تو فکیف کان نکیر
کے مناسب واسطے بیان اہلاک کے لایا گیا ہے اور دوسرے کو ولن یخلف اللہ وعدہ
الخ کے مناسب واسطے بیان املاء کے ذکر کیا ہے گویا یون کہا گیا کہ کتنی بستیون والے
ہین کہ تمہاری مثل ظالم تھے مین نے اونکو ایک زمانہ مہلت دی پھر اونکو عذاب سے پکڑ لیا اور مرجع
سب کا میرے حکم کی طرف ہے اس بنا پر جملہ والی المصیر کا تقریرا قبل کی تذییل ہے **ف**
ابو حیان نے بحر مین کہا ہے کہ ضمیر یستعجلون کی قریش کی طرف راجع ہے حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اللہ کے نقمات سے اونکو ڈراتے اور دنیا وآخرت مین اسکی وعید اونکو سناتے تھے اور وہ
اسکی تصدیق نکرتے اور اسکے وقوع کو بعید جانتے تھے پس اونکی طلب عجلت بطور استہزا کے
تھی کہتے کہ جس شے کا تم ہمکو وعدہ دیتے ہو وہ واقع نہوگی اور بعث نہین ہے یہ آیت متضمن
ہے اس بات کو کہ دنیا مین اونپر عذاب نازل ہوگا اللہ پاک نے اسکا ذکر ولن یخلف اللہ وعدہ
مین کیا ہے اور اس بات کو کہ آخرت مین اونپر عذاب اوترے گا اسکا ذکر وان یوما عند ربک
کالف سنۃ مما تعدون مین فرمایا ہے پس معنی یہ ہین کہ اللہ ہرگز خلاف نکریگا اپنے
وعدے کو یعنی دنیا مین تمپر عذاب نازل کرنے مین اور ایک دن تمہارے ایام عذاب سے آخرت
مین برابر ہزار برس کے ہے دنیا کی برسون سے تشبیہ مین ہزار پر اقتصار اسلیئے کیا کہ ہزار منتہی عدد کا
ہے بلا تکرار انتہی ملخصا علامہ نسفی کا بیان یہ ہے گویا یون فرمایا کہ کیون تمسے عذاب کی جلدی کرتے

ف املاء مہلت دینے کو کہتے ہین ۱۲ منہ

ہین گویا وہ فوت کو جائز رکھتے ہین اور فوت اوسی شخص کے وعدے پر جائز ہوتا ہے کہ جسپر خلف
جائز ہے حالانکہ اللہ پاک ہرگز اپنے وعدے کا خلاف نکریگا جو اوسنے وعدہ کیا ہے وہ ضرور اونکو
پہونچیگا گو بعد ایک زمانے کے کیون نہو وان یوما الخ کا مطلب یہ ہے کہ کیونکر جلدی کرتے
ہین اوس ذات کے عذاب کی کہ جسکے ایام عذاب سے ایک دن ہزار برس کے طول مین ہے تمھاری
برسون سے اسواسطے کہ سختی کے دن دراز ہوتے ہین شیخزادہ قاضی کا حاصل یہ ہے کہ نزول
اس آیت کا نضر بن حارث کے بارے مین ہوا ہے اسواسطے کہ اوسی نے کہا تھا ان کان ھذا
ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء یہ بات اسپر دال ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اونکو عذاب کا خوف دلاتے تھے اگر وہ اپنے کفر پر استمرار پزیر ہون اور اسی لیئے یون
فرمایا ولن یخلف اللہ وعدہ سو اللہ پاک نے اس وعدے کو بدر کے دن پورا فرمادیا ستر آدمی
تو مارے گئے اور ستر قید ہوئے اللہ تعالی نے اس استعجال کا اونپر انکار کیا اور انکار کی یہ وجہ بیان
کی کہ استعجال جو ہوتا ہے سو خوف فوت کی وجہ سے ہوتا ہے حالانکہ اللہ نے جس بات کا وعدہ کیا ہے
وہ فوت نہوگی بلکہ لامحالہ اونکو پہونچیگی ولو بعد حین یعنی گو بعد ایک زمانے ہی کے کیون
نہ پہونچے ولو بعد حین کلمہ لن سے معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ لن واسطے تاکید نفی استقبال
کے آتا ہے اور یہ نفی چونکہ اللہ پاک کے صبور ہونے کو متضمن ہے اسلیئے وان یوما عند ربک
سے اللہ پاک کی تناہی صبر کا بیان کیا اللہ کے نزدیک جو مدت قصیر ہے اوسکی تشبیہ دی اوس
مدت سے جو مخاطبین کے نزدیک طویل ہے سو اسمین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ جس
ذات پاک پر زمانہ جاری نہین ہوتا ہے بلکہ وہ خود زمانے کا جاری کرنیوالا ہے اوسکے نزدیک
زمانہ برابر ہے وجود ایام و زمان کا اور اونکا عدم اور دونون کی قلت و کثرت برابر ہے کیونکہ اوسکے
نزدیک نہ صبح ہے نہ شام نہ دن ہے نہ رات پس اس بنا پر وان یوما متعلق ہے ولن یخلف اللہ
سے اوسکے مقصود کا متمم ہے یا وان یوما بیان ہے تمادی و طول ایام عذاب الہی کا اس بنیاد
پر ویستعجلونک سے متعلق ہوگا اور یہ بیان مستقل ٹھیریگا وجہ انکار استعجال عذاب کا
گویا یون کہا گیا کہ جلدی چاہتے ہین ایک دن کے عذاب کی اوسکے ایام عذاب سے جو کہ طول مین
ہزار برس کے ہے تمھاری برسون سے یا تو اس جہت سے ہے کہ ایام عذاب الہی کا طول حقیقۃ ہی

یا اس جہت سے کہ سختی کے دن دراز ہوتے ہین وکاین من قریۃ اصل مین وکم من اھل قریۃ
ہے مضاف یعنی اہل کو حذف کیا اور مضاف الیہ یعنی قریۃ کو اوسکے قائم مقام کیا اعراب و رجوع
ضمائر و احکام مین واسطے مبالغے کے تعمیم و تہویل مین یعنی مقتضی ظاہر کا یہ تھا کہ لفظ قریہ مجرور
باضافت ہوتا مجرور بمن نہوتا اور ضمائر اہل کی طرف راجع ہوتے اور تعلق اہلاک و ظلم و اخذ کا اہل
سے ہوتا قریہ سے نہوتا لیکن جبکہ قریہ قائم مقام اہل کے کیا گیا لفظاً تو وہ سارے امور مین اوسکے
قائم مقام کیا گیا غرض اس سے مبالغہ ہے تعمیم و تہویل مین گویا یہ سارے امور خود بستی کے ساتھ
کیے گئے بستی والے بالضرور اوسمین آگئے اب یہ بات رہی کہ اوّل آیت مین کاین کا عطف
بحرف فا کیا اور یہان بحرف واو سو وجہ اسکی یہ ہے کہ پہلا بدل ہے فکیف کان نکیر سے اور یہ
کاین حکم مین دو جملہ ماتقدم کے ہے واسطے بیان اس بات کے کہ جس بات کی اونکو وعید سُنائی ہے
وہ لامحالہ اونپر نازل ہوگی اور اوسکا تاخر بسبب عادت الٰہی کے ہے یہی وجہ زمخشری و بیضاوی
و نسفی نے ذکر کی ہے اس آیت مین وکاین من قریۃ کے بعد املیت لھا فرمایا وجہ اسکی یہ ہے کہ
یستعجلونک بالعذاب دال ہے اس بات پر کہ اوسیوقت اونپر عذاب نہین آیا اسلیے ذکر املاء
حسین ہوا اور اوّل بعد قریۃ کے اھلکتہا کہا اسواسطے کہ وہ متصل ہے فاملیت للکافرین
ثم اخذتہم بمعنی اھلکتہم سے کذا قال الکرمانی ف ابن منذر نے عکرمہ سے ان
یوما الخ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ وہ روز قیامت ہے ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ روایت
کیا ہے کہ دنیا ایک جمعہ ہے آخرت کے جمعون سے سات ہزار برس اور اونمین سے چھ ہزار برسین
گزر چکین ابن عدی و دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مثل اسکے مرفوعاً روایت کیا ہے
گزشتہ و باقی مدت دنیا کی بحث صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب لقطۃ العجلان
مین خوب تحریر فرمائی ہے عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے
روایت کیا ہے قال من الایام الستۃ التی خلق اللہ فیہا السموات والارض یہ قول اوّل
گزر چکا ہے خازن نے بھی اس قول کو ذکر کیا ہے بعد ذکر اور اقوال کے بلفظ قیل یہ لکھا ہے کہ
معنی اسکے یہ ہین کہ ایک دن نزدیک اوسکے اور ہزار برس امہال مین برابر ہین کیونکہ وہ قادر ہے
جب چاہے پکڑ لے بوجہ تاخیر کوئی شے اوس سے فوت نہین ہوتی ہے پس اوسکی قدرت مین

ف یعنی ولن یخلف اللہ وعدہ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون یہ دونون معطوف ہوا وہین ۱۲ منہ

وقوع اوس عذاب کا جسکی وہ جلدی کرتے ہین اور اوسکی تاخیر دونون برابر ہین خازن نے بعد اسکے
یون کہا ونہا معنی قول ابن عباسؓ قل یا ایہا الناس انما انا لکم نذیر مبین ۝ فالذین
اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت لہم مغفرۃ ورزق کریم ۝ والذین سعوا فی اٰیتنا
معجزین اولٰئک اصحٰب الجحیم ۝ تو کہہ لوگو مین تو ڈر سنانیوالا ہون تمکو کھول کر سو
جو یقین لائے اور کین بھلائیان اونکے گناہ بخشنے ہین اور روزی عزت کی اور جو دوڑے ہماری
آیتون کے ہرانے کو وہی ہین لوگ دوزخ کے انتہی ف اللہ پاک اپنے نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے فرماتا ہے کہ جسوقت کفار وقوع عذاب اونسے طلب کرین اور اوسکو جلد چاہین تو
اونسے کہدین کہ مجھکو تو اللہ نے تمھاری طرف نذیر بنا کر بھیجا ہے آگے ایک سخت عذاب کے
میری طرف تمھارے حساب سے کوئی شے نہین ہے کام تمھارا اللہ کی طرف ہے اگر وہ چاہے تو
تمھارے واسطے عذاب جلد لے آئے اور اگر چاہے تو اوسکو تمسے مؤخر کردے اور چاہے
توجہ شخص طرف اسکے رجوع ہوتا ہے اوسپر رجوع ہو اور چاہے تو جس شخص پر شقاوت لکھی ہے
اوسکو گمراہ کردے وہ کرنیوالا ہے جو چاہتا ہے اور ارادہ کرتا ہے اور اختیار کرتا ہے کوئی اسکے
حکم کا پیچھے ڈالنے والا نہین ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے فالذین اٰمنوا وعملوا
الصالحات یعنی جن لوگون کے دل ایمان لائے اور اپنے ایمان کی اپنے اعمال سے تصدیق
کی لہم مغفرۃ ورزق کریم تو اونکے واسطے بخشش ہے اُن گناہون کی جو سابق ہو چکے
ہین اور اچھا بدلا ہے قلیل پر اُنکے حسنات سے محمد بن کعب قرظی نے کہا جب تو اللہ کو فرماتے
سنے ورزق کریم تو وہ جنت ہے معاجزین کی تفسیر مین مجاہد نے کہا ہے یثبطون الناس
عن متابعۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی لوگون کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے
باز رکھتے ہین اسیطرح عبداللہ بن زبیر نے مثبطین کہا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
فرمایا معاجزین یعنی آگ گرم درد دینے والی ہے جسکا عذاب ونکال سخت ہو اجارنا اللہ تعالی منہا امین
قال اللہ تعالی ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ زدناہم عذابا فوق
العذاب بما کانوا یفسدون کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ
اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ لوگون کو اس بات کی خبر دین کہ وہ اُنکے واسطے

ف۱ مراد عمہ خشم کردن باہم یعنی قول ابن ابی حاتم سے کہ اُنے روایت کیا ہے ابن جریر کا لفظ اونے مشاقین ہے ۱۲ منہ

ف۲ جو منکر ہوئے ہین اور روکتے ہین اللہ کی راہ سے اونکو ہمنے بڑھائی مار پر مار بدلا اوسکا جو شرارت کرتے تھے ۱۲ منہ

ڈر سُنانے والے ہین آگے قیامت کے بیان کرنیوالے ہین اونکے لیے وہ شے جو اونکی طرف
اوتاری گئی ہے پس جو شخص ایمان لایا اور نیک کام کیے تو وہ فائز بمغفرت و ستر ذنوب ہوا اور
جو کوئی اسکے برخلاف ہے تو وہ آگ مین ہے کریم ہر نوع سے وہ شے ہے جو اوس نوع کے فضائل
کی جامع اور اسکے کمالات کی حائز ہو سعوا فی ایاتنا کے معنی یہ ہین کہ اونکے باطل کرنے مین سعی و
کوشش کی قرآن شریف کو کہا کہ شعر ہے یا سحر یا اساطیر الاولین محاورے مین بولتے ہین عاجزہ
سابقہ اسواسطے کہ دونون مین سے ہر ایک شخص دوسرے کے عاجز کرنے کی طلب مین ہے
پھر جب وہ اوسپر سابق ہوا تو کہتے ہین اعجزہ و عجزہ اخفش اسی کے قائل ہین کسی نے کہا معاجزین
کے معنی ظانین و مقدرین کے ہین یعنی وہ گمان و تخمین کرتے ہین اس بات کی کہ اللہ پاک کو عاجز
کردینگے اور اس سے فوت ہو جائینگے تو وہ اونکو عذاب نکرے گا زجاج کا قول یہی ہے کسی نے کہا
معاندین یہ قول فراء کا ہے جحیم کہتے ہین نار موقدہ کو یعنی دہکتی آگ ف اس آیت مین صرف
نذیر پر اقتصار کیا بشیر و نذیر نہ کہا باوجود اسکے کہ مابعد مین دو فریق کا ذکر ہے سو اسکی دو وجہین ہین ایک
یہ ہے کہ سیاق کلام مشرکین کے بارے مین ہے اور یا ایھا الناس اونھین کے واسطے ندا ہے یہ وہی
لوگ ہین جنکے حق مین افلم یسیروا کہا ہے اور اونکو باستعجال عذاب موصوف کیا ہے رہی یہ بات
کہ مومنین اور اونکے ثواب کا ذکر کیون کیا سو یہ اسواسطے ہے کہ مشرکین کو غیظ ہو دوسری وجہ یہ ہے
کہ آیت مین اکتفا ہے دلیل اسکی تعمیم مذکور ہے مابعد مین تقدیر یہ ہے انما انا نذیر لکم وانا
بشیر للمومنین محلی نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے بیضاوی نے اوّل کو پسند فرمایا ہے
علامہ نسفی نے دونون کو لکھا ہے نذیر مبین کے معنی ہین بیّن الانذار یعنی جس شے سے تمکو
ڈراتا ہون اوسکو مین تمھارے واسطے واضح کرتا ہون انما کا مطلب یہ ہے کہ میرا کام صرف تمھارا
ڈرانا ہے دگر ہیچ میرے ہاتھ مین نہ عذاب کا جلد لانا ہے نہ اوسکی تاخیر پھر مومنین و عاملین صالحات
کو اوّل بشارت دی اس بات کی کہ اونکے واسطے مغفرت ہے یعنی صغائر و کبائر کی قالہ الحفناوی
خازن نے ذکر کیا کہ ستر ہے واسطے صغائر ذنوب کے کسی نے کہا واسطے کبائر کے بھی مع توبہ کے
اور رزق کریم ہے یعنی ایسی روزی جو کبھی منقطع نہو کسی نے کہا مراد جنت ہے محلی و بیضاوی نے
اسی کو اختیار کیا ہے نسفی نے رزق حسن کہا ہے پھر والذین سعوا فی ایاتنا مین کفار کو وعید

سُنائی جب کوئی شخص اپنی سعی سے کسی کے کام کو فاسد کردے بگاڑ ڈالے تو اوسوقت محاورۂ عرب
مین کہتے ہین سعی فی امر فلان یعنی فلان کے کام کو بگاڑ ڈالا آیات سے مراد قرآن شریف ہے اور مضاف
محذوف ہے یعنی فی ابطال اٰیاتنا ابو عمرو و ابن کثیر نے معجزین بصیغۂ اسم فاعل تشدید جیم پڑہا ہے
اِسکے دو معنی ہین ایک یہ ہین کہ جو لوگ سعی کرتے ہین ہماری آیتون کے باطل کرنے مین باینطور کہ
اونکو شعر کہتے ہین یا سحر یا اساطیر الاولین اس حال مین کہ نبی کے متبعین کو منسوب کرتے ہین طرف
عجز کے اور اونکو ایمان سے باز رکھتے ہین اس بنا پر مفعول معجزین کا مؤمنین محذوف ہے دوسرے معنی
یہ ہین کہ مقدرین عجزنا عنہم یعنی اس حال مین کہ گمان و اعتقاد کرنیوالے ہین ہمارے عجز کو اُنسے
اِس بنا پر مفعول معجزین کا اللہ ہے یعنی معجزین اللہ سبحانہ ایک قرارت مین معاجزین ہے یعنی
اِس حال مین کہ مسابقین ہین ہمسے گمان کرتے ہین کہ بعث و عقاب کا انکار کرکے ہمسے فوت
ہو جائین گے معنی مسابقت کے اونکی جانب سے تو یہ ہین کہ اللہ کے عذاب سے بھاگ جائینگے اور اللہ پاک
کی طرف سے یہ معنی ہین کہ اللہ اونپر عذاب نازل کرے گا اور وہ اوس سے نہ بھاگین گے بیضاوی نے
اِس قرارت کے معنی ایک اور وجہ سے بیان کیے ہین حاصل اوسکا یہ ہے کہ مسابقت ہمراہ مؤمنین
کے ہے یعنی مؤمنین سے مسابقت و معارضہ کرتے ہین پس جسوقت مؤمنین اظہار حق کے طالب
ہوتے ہین تو یہ لوگ ابطال حق کی طلب کرتے ہین بیضاوی نے معجزین کو حال مقدرہ قرار دیا ہے
اِسواسطے کہ اعجاز و تعجیز اونکی سعی کی مقارن نہین ہے بلکہ یہ دونون اوس سے متاخر ہین بخلاف
معاجزین کے کہ وہ حال مقارنہ ہے کیونکہ معاجزہ حالت سعی مین ہوتا ہے غرضکہ جن لوگون کے وہ
کرتوت ہین جنکا ذکر اوّل ہوا وہی لوگ اصحاب جحیم ہین کسی نے کہا جحیم نار ہے کسی نے کہا نار موقدہ
کسی نے کہا ایک درکہ کا نام ہے غرضکہ مراد دوزخ ہے اعاذنا اللہ منہا۔ وما ارسلنا من قبلک
من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطٰن فی امنیتہ ج فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن
ثم یحکم اللہ اٰیتہ ط واللہ علیم حکیم ۝ لیجعل ما یلقی الشیطٰن فتنۃ للذین فی
قلوبہم مرض والقاسیۃ قلوبہم ط وان الظٰلمین لفی شقاق بعید ۝ ولیعلم الذین
اوتوا العلم انہ الحق من ربک فیومنوا بہ فتخبت لہ قلوبہم ط وان اللہ لھاد الذین
امنوا الی صراط مستقیم ۝ اور جو رسول بھیجا ہمنے تجھسے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال

باندھنے شیطان نے ملا دیا اُسکے خیال مین پھر اللہ مٹاتا ہے شیطان کا ملایا پھر پکی کرتا ہے اللہ
اپنی باتین اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمتون والا اسواسطے کہ اُس شیطان کے ملائے سے جانچے
اونکو جنکے دل مین روگ ہین اور جنکے دل سخت ہین اور گنہگار تو ہین مخالفت مین دور پڑے
اور اسواسطے کہ معلوم کرین جنکو سمجھ ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اوسپر یقین لاوین
اور دل مین اُسکے آگے اُنکے دل اور اللہ سوجھا نیوالا ہے یقین لانیوالونکو راہ سیدھی ف
نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اوسمین ہرگز تفاوت نہین اور ایک اپنے دل کا خیال اوسمین جیسے
اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب مین دیکھا کہ مدینے سے مکے
مین گئے عمرہ کیا خیال مین آیا کہ شاید اب کے برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافرون
پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ اب کی لڑائی مین اوسمین نہوا پھر اللہ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اوسمین
تفاوت نہین ف یعنی اوسمین گمراہ اور بہکتے ہین سو اونکا کام ہے بہکنا اور ایمان والے اور
مضبوط ہوتے ہین کہ اس کلام مین بندے کا دخل نہین اگر ہوتا تو یہ بھی بندے کے خیال
کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جسکی نیت اعتقاد پر ہو اوسکو اللہ یہ بات سوجھاتا ہے انتہی
ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ بہت سے مفسرون نے قصۂ غرانیق
کا اسجگہہ ذکر کیا ہے اور یہ بات ذکر کی ہے کہ جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے اونمین سے
بہت لوگ لوٹ آئے یہ گمان کرکے کہ مشرکین قریش مسلمان ہو گئے لیکن یہ قصہ ایسے طرق سے
مروی ہے کہ سب کے سب مرسل ہین مین نے اوسکو کسی وجہ صحیح سے مسند نہین دیکھا ہے
واللہ اعلم ابن ابی حاتم نے سعید بن جُبیر سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مکے مین سورۃ والنجم پڑھی[۱] پس جسوقت آپ اسجگہ پہونچے افرایتم اللات
والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ کہا تو شیطان نے آپکی زبان مبارک پر یہ کلمہ ڈالدیا تلک
الغرانیق[۲] العلیٰ وان شفاعتھن ترتجی کافر بولے کہ آج سے پہلے ہمارے معبودون کا
خیر سے ذکر نہین کیا پھر آپنے سجدہ کیا اور لوگون نے سجدہ کیا اسپر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل
فرمائی وما ارسلنا تا حکیم ورواہ ابن جریر عن بندار عن عنذر عن شعبۃ بہ
بنحوہ وھو مرسل وقد رواہ البزار فی مسندہ عن یوسف بن حماد عن امیۃ

---

[۱] نزول سورۂ نجم کا ماہ رمضان سنہ ۱۰ بعثت مین ہوا اور ہجرت طرف حبشہ کے اسی سال کے ماہ رجب مین ہوئی اور اسی سال کے ماہ شوال مین مہاجرین حبشہ کی طرف آئے ۱۲ منہ شرح مواہب

[۲] غرانیق اصل مین طیور آبی کے ذکور کو کہتے ہین واحد اسکا غرنوق ہے یا غرنیق بروزن عصفور یا غرنیق بروزن علیق یا بروزن مسکین یہ نام ہے اونکی بڑی کے رکھا ہے کسی نے کہا وہ مکی کی ہے اور غرنوق جوان ابیض ناعم کو بھی کہتے ہین کہا کفار نے نعم یہ بتوں کو اللہ سے قریب کرتے ہین اور ہمکو شفاعت کرتے ہین لا یضرنا ولا ینفعنا ۱۲ منہ

بن خالد عن شعبة عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فیما احسب الشک
فی الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأ بمکۃ سورۃ النجم حتی انتھی الی افرایتم
اللات والعزی وذکر بقیتہ ثم قال البزار لا نعلمہ یروی متصلا الا بھذا الاسناد
تفرد بوصلہ امیۃ بن خالد وھو ثقۃ مشھور وانما یروی ھذا من طریق الکلبی عن
ابی صالح عن ابن عباس پھر اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ وسدی سے مرسلاً
روایت کیا ہے اور اسیطرح ابن جریر نے بھی محمد بن کعب قرظی ومحمد بن قیس سے مرسلا روایت
کیا ہے قتادہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدیک مقام کے نماز پڑھ رہے تھے کہ
آپ اونگھ گئے تو شیطان نے آپکی زبان مبارک پر یہ کلمہ ڈالدیا وان شفاعتھا لترتجی وانھا
لمع الغرانیق العلی پس مشرکون نے اوسکو یاد کرلیا اور شیطان نے جرات کی کہ نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے اوسکو پڑھا ہے فذلت بہا السنتھم یعنی وہ کلمہ مشرکون کی زبانون پر چڑھ گیا اسپر اللہ پاک
نے وما ارسلنا الایہ نازل فرمائی پس اللہ پاک نے شیطان کو مطرود کردیا پھر ابن ابی حاتم نے
ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہا کہ سورۂ نجم نازل کیگئی اور مشرک کہا کرتے تھے کہ اگر یہ شخص ہمارے
معبودون کا ذکر خیر سے کرتا ہوتا تو ہم اوسکو اور اوسکے اصحاب کو برقرار رکھتے لیکن وہ تو ذکر نہین کرتا
ہے یہود ونصاریٰ کا جو اُسکے دین کے مخالف ہین مثل اوس گالی وبُرائی کے کہ جسکے ساتھ
ہمارے معبودون کا ذکر کرتا ہے اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپکے اصحاب کو جو ایذا
وتکذیب مشرکون سے پہونچی تھی یہ بات آپ پر سخت گزری اور اونکی گمراہی نے آپکو غمگین کیا سو
آپ اونکی ہدایت کی تمنا فرماتے تھے پھر جب اللہ پاک نے سورۂ نجم نازل کی کہا افرایتم اللات
والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ الکم الذکر ولہ الانثی تو شیطان نے نزدیک اِس
آیت کے کئی کلمے القا کئے جبکہ اللہ نے بتون کا ذکر کیا تو شیطان نے کہا وانھن لھن الغرانیق
العلی وان شفاعتھن لھی التی ترتجی اور یہ شیطان کے سجع وفتن سے تھا پس مکّے مین
ہر مشرک کے دل مین یہ دو کلمے واقع ہو گئے اور اونکی زبانون پر چڑھ گئے اور اونسے خوش ہوئے
اور بولے کہ بیشک محمدؐ اپنے اگلے دین اور اپنی قوم کے دین کی طرف رجوع کر گئے پھر جسوقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر نجم کو پہونچے تو آپنے سجدہ کیا اور مسلم یا مشرک جو لوگ

حاضر تھے اُن سب نے سجدہ کیا سوائے ولید بن مغیرہ کے کہ یہ ایک بڑا آدمی تھا سو اسنے اپنی مٹھی بھر مٹی اوٹھائی پھر اوسپر سجدہ کیا پس دونون فریق نے اپنی جماعت سے تعجب کیا سجود مین بسبب سجدۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسلمانون نے تو اسلیئے تعجب کیا کہ مشرکون نے بدون ایمان وبغیر یقین اونکے ساتھ سجدہ کیا مسلمانون نے وہ شے نہین سُنی تھی جسکو شیطان نے مشرکون کے کانون مین ڈالدیا تھا سو اُنکے نفوس تو مطمئن ہوگئے تھے بسبب اوس بات کے جسکو شیطان نے امنیۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین القا کیا اور شیطان نے اونسے کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو سورت مین پڑہا ہے سو اُنھون نے اپنے معبودون کی تعظیم کی واسطے سجدہ کیا پھر یہ کلمہ لوگون مین فاش ہوگیا اور شیطان نے اوسکو ظاہر کردیا یہانتک کہ زمین حبشہ مین پہونچا اور جو لوگ مسلمان وہان تھے عثمان بن مظعون اور اونکے اصحاب اور بات چیت کی کہ مکّے والے سارے مسلمان ہوگئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور یہ بات اونکو پہونچی کہ ولید بن مغیرہ نے مٹی پر اپنی ہتیلی پر سجدہ کیا اور اونسے بیان کیا گیا کہ مسلمان مکّے مین بیخوف ہوگئے پس وہ جلدی کرتے ہوئے متوجہ ہوئے حالانکہ شیطان نے جو القا کیا تھا اللہ پاک نے اوسکو منسوخ کردیا اور اللہ نے اپنی آیتون کو پکّا کیا اور اوسکو بہتان سے محفوظ رکھا اور اللہ نے فرمایا وما ارسلنا الی بعد پھر جب اللہ نے اپنی قضا کو بیان کردیا اور شیطان کے سجع سے اوسکو مبرّہ و منزّہ فرمایا تو مشرکین اپنی اوسی گمراہی اور مسلمانون کی عداوت مین لوٹ پڑے اور اوپر سخت و درشت ہوئے یہ حدیث بھی مرسل ہے

وفی تفسیر ابن جریر عن الزہری عن ابی بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام نحوہ وقد رواہ الحافظ ابو بکر البیہقی فی کتاب دلائل النبوۃ فلہ شواہد من وجہ موسی بن عقبۃ ساقہ من مغازیہ بنحو ما قال وقد رویناہ عن ابی اسحق ہذہ القصۃ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ محمد بن اسحق نے سیرت مین اس قصّہ کو اسی کی مثل ذکر کیا ہے اور کہے سب مرسلات ومنقطعات ہین واللہ اعلم اور اسی کی مثل بغوی نے اپنی تفسیر مین حضرت ابن عبّاس و محمد بن کعب قرظی وغیرہما کے کلام سے مجموعہ کرکے ذکر کیا ہے پھر یہان ایک سوال کیا ہے کہ باوجود عصمت کے جسکا ضامن اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے ہوا ہے کیونکر ایسا واقع ہوا

۱۲ منہ فائدہ ۱ مین یون ہے کہ مسجدون مومن وکافر کوئی باقی نرہا اوسنے سجدہ کیا سوائے ولید بن مغیرہ اور ابو احیحہ سعید بن العاص کے کہ ان دونون نے مٹھی بھر کنکریان مین نے اپنی پیشانیون کی طرف اوٹھائین اور اونپر سجدہ کیا اسواسطے کہ یہ دونون بڑے بوڑھے تھے سجدے کی طاقت نہین رکھتے تھے واللہ اعلم

پھر لوگون سے کئی جواب نقل کیے ہین اونمین کا لطیف تر جواب یہ ہے کہ شیطان نے مشرکون کے کانون مین اوسکو ڈالدیا سو اونھون نے وہم کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہوا ہے حالانکہ نفس الامر مین اسطرح نہ تھا بلکہ وہ تو شیطان کی کاریگری سے تھا نہ طرف سے رسول رحمٰن کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واللہ اعلم اسیطرح برتقدیر اسکی صحت کی متکلمین نے بھی انواع و اقسام کے جوابات دیئے ہین قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کتاب الشفا مین اس سے تعرض کیا ہے اور اُس شے سے جواب دیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ قصہ اسیطرح ہے بسبب اوسکے ثبوت کے

قولہ تعالیٰ الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ امین تسلی ہے طرف سے اللہ پاک کے واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی یہ بات ہرگز تمکو جنبش نہ دے بیقرار نکرے کیونکہ تمسے پہلے جو رسول ونبی گزرے ہین اونکو بھی اسیطرح کا اتفاق ہوچکا ہے بخاری نے کہا حضرت ابن عباسؓ نے فی امنیتہ کی تفسیر مین فرمایا ہے اذا حدث القی الشیطان فی حدیثہ فیبطل اللہ مایلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ یعنی جسوقت کوئی رسول ونبی حدیث کرتا ہے تو شیطان اوسکی حدیث مین ڈالدیتا ہے پھر جو شیطان ڈالتا ہے اللہ اوسکو باطل کردیتا ہے پھر اللہ اپنی آیتونکو مضبوط کرتا ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے یقول اذا حدث القی الشیطان فی حدیثہ مجاہد نے کہا اذا تمنی یعنی اذا قال ویقال امنیتہ قراءتہ الا امانی یقرؤن ولا یکتبون مطلب یہ ہے کہ تمنی کے معنی قول ہین اور امنیہ کے معنی قراءت[۵۱] بغوی نے کہا اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ معنی تمنی کے تلاوت ہین یعنی جسوقت کتاب اللہ کی تلاوت وقراءت کرتا ہے تو شیطان اوسکی تلاوت مین ڈالدیتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جسوقت قتل ہوئے تو کسی شاعر[۵۲] نے اونکے حقمین یون کہا ہے ؎

تمنی کتاب اللہ اوّل لیلۃ	واٰخرھا لاقی حمام المقادر

یعنی اوّل رات مین تو کتاب اللہ کی تلاوت کی اور آخر رات مین مقدر کی موت سے ملے ضحاک نے بھی یہی کہا ہے کہ اذا تمنی اذا تلا ابن جریر نے کہا کہ یہ قول زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ تاویل کلام کے **قولہ تعالیٰ** فینسخ اللہ مایلقی الشیطان حقیقت نسخ کی لغت

---

[۵۱] قراءت کا نام امنیہ اسلیے رکھا کہ قاری جسوقت آیت رحمت پر پہونچتا ہے تو اُسکے حصول کی تمنا کرتا ہے اور جب آیت عذاب پر پہونچتا ہے تو اُس بات کی تمنا کرتا ہے کہ اونمین مبتلا نہو ۱۲ منہ رازی

[۵۲] خازن نے اس شعر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے نسفی و بیضاوی نے دوسرا مصرع یون لکھا ہے تمنی داؤد الزبور علی رسل واللہ اعلم ۱۲ منہ

کی راہ سے ازالہ و رفع ہے یعنی لغت مین نسخ کہتے ہین کسی شے کے زائل کرنے اور رفع کرنے کو
علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے یعنی پس اللہ سبحانہ و تعالے
باطل کرتا ہے اُس شے کو جسکا القا شیطان کرتا ہے ضحاک نے کہا نسخ کرتے ہین جبرئیل اللہ کے
حکم سے اوس چیز کو جسے شیطان القا کرتا ہے اور محکم کرتا ہے اللہ اپنی آیتون کو **قولہ تعالے**
واللہ علیم یعنی جو امر و حوادث ہوتے ہین اللہ اونکو خوب جانتا ہے کوئی مخفی شے اوسپر مخفی
نہین ہے حکیم یعنی اللہ اپنی تقدیر و خلق و امر مین بڑی حکمت والا ہے حکمت تامہ و حجت بالغہ
اوسی کے واسطے ہے اور اسی لیئے یون ارشاد فرمایا ہے لیجعل ما یلقی الشیطان فتنۃ للذین
فی قلوبہم مرض مرض سے مراد شک و شرک و کفر و نفاق ہے جیسے مشرک لوگ جب تو وہ
اوس سے خوش ہو گئے اور اعتقاد کر بیٹھے کہ وہ صحیح ہے اللہ کے نزدیک سے حالانکہ وہ تو شیطان
کی طرف سے تھا ابن جُرَیج نے کہا الذین فی قلوبہم مرض منافق لوگ ہین اور القاسیۃ
قلوبہم مشرکین ہین مقاتل بن حیان نے کہا یہ لوگ یہود ہین وان الظالمین لفی شقاق
بعید یعنی ظالم لوگ گمراہی و مخالفت یا عناد مین ہین جو کہ حق و صواب سے بغایت دور ہے ولیعلم
الذین تا فیومنوا بہ یعنی اور تاکہ جانین وہ لوگ جو دیئے گئے ہین علم نافع جس سے فرق کرتے
ہین درمیان حق و باطل کے اور اللہ و رسول پر ایمان لانیوالے اس بات کو کہ ہمنے جس شے
کی تیری طرف وحی کی ہے وہ حق ہے طرف سے تیرے رب کے جسنے اوسکو اپنے علم سے نازل
کیا ہے اور اوسکی حفاظت و حراست کی ہے اس بات سے کہ اوسکا غیر اوس سے خلط ملط ہو جاے
بلکہ وہ تو ایک ایسی کتاب عزیز ہے کہ باطل نہ اُسکے آگے سے آتا ہے نہ اُسکے پیچھے سے اُتارا ہوا ہے
طرف سے حکیم حمید کے فیومنوا بہ کا یہ مطلب ہے کہ اوسکی تصدیق کرین اور اُسکے لیئے مطیع و منقاد
ہو جائین وتخبت لہ قلوبہم یعنی اُنکے دل اُسکے واسطے خاضع و ذلیل ہون وان اللہ لھادی
الذین اٰمنوا الی صراط مستقیم یعنی اللہ ہدایت کرنیوالا ہے مومنین کو طرف سیدھی راہ کے
دنیا و آخرت مین دنیا مین تو یون کہ اونکو حق و اتباع حق کی طرف راہ بتاتا ہے اور مخالفت و
اجتناب باطل کی اونکو توفیق دیتا ہے اور آخرت مین اونکو سیدھی راہ بتائے گا جو اونکو درجات
جنات کی طرف لے پہونچے گی اور عذاب الیم و درکات جہنم سے اونکو دور کر دے گا **ف**

آیت باب مین دلیل روشن ہے ثبوت تغائر پر درمیان رسول و نبی کے بخلاف اُس شخص کے جو یہ
کہتا ہے کہ دونون ایک ہین بیضاوی نے اِس باب مین تین قول لکھے ہین اوّل یہ ہے رسول
وہ شخص ہے جسکو اللہ پاک نے جدید شریعت دیکر بھیجا ہے کہ اوسکی طرف لوگون کو دعوت کرے اور
نبی عام ہے اِسکو اور اُس شخص کو جسے سابق شرع کی تقریر کے واسطے بھیجا ہے جیسے انبیاے
بنی اسرائیل جو کہ درمیان حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السّلام کے ہوئے ہین اور اسیواسطے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علماے امت کی اُنسے تشبیہ دی ہے اِسواسطے کہ نبی
عامتر ہے رسول سے اور اسی بات پر یہ حدیث شریف دال ہے کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے انبیا کا پوچھا تو آپنے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین پھر پوچھا کہ اونمین سے رسول
کتنے ہین تو فرمایا تین سو تیرہ جماً غفیراً لیکن کہا ہے کہ یہ حدیث منجملۂ احاد ہے ابوذر رضی اللہ
عنہ اِسکے راوی ہین اولیٰ یہ ہے کہ عدد انبیا علیہم الصّلوٰۃ والسّلام سے تعرض نہ کیا جاے اِسواسطے
کہ اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا ہے منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک
عدد کے ذکر مین اِس بات سے امن نہین ہے کہ جو اونمین ہے وہ اُنسے خارج ہوجاے اور جو
اونمین سے نہین ہے وہ اونمین داخل ہوجاے دوسرا قول یہ ہے کہ فرق درمیان اونکے یہ ہے
کہ رسول وہ شخص ہے جسنے جمع کیا ہے طرف معجزے کے کتاب کو جو اوسپر نازل کیگئی ہے اور نبی
وہ ہے کہ اوسپر کوئی کتاب نازل نہین کیگئی اوسکو صرف امر اس بات کا ہے کہ اپنے من قبل کی شریعت
کی طرف دعوت کرے یہ قول صاحب کشاف کا ہے بیضاوی کے دوسرے قول کا حاصل
بھی یہی ہے بیضاوی نے اِس قول کو بلفظ قیل ذکر کیا ہے اور مختار قول اونکا قول اوّل ہے اور
قول ثانی کو شاید اسلیے پسند نہ کیا کہ عدد رسل کا اکثر ہے عدد کتب سے کیونکہ کتابین ایک سو چار ہین لیکن
اِن دونون قولون کی بنا پر یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت اسحٰق و یعقوب و ایوب و یونس و ہارون و
سلیمان علیہم السّلام رسول نہون اِسواسطے کہ یہ سب کوئی نئی شریعت و کتاب ناسخ لیکر نہین آئے تھے
تیسرا قول بلفظ قیل یہ ذکر کیا ہے کہ رسول وہ شخص ہے جسکے پاس فرشتہ وحی لیکر آئے اور نبی اوس
شخص کو بھی کہتے ہین اور اُس شخص کو جسکی طرف خواب مین وحی کیجاتی ہے علامہ نسفی کا مختار دوسرا
قول ہے اور ایک قول بلفظ قیل یہ لکھا ہے کہ رسول واضع شرع ہے اور نبی اپنے غیر کی شرع کا

۵۱ یہ ابتداے کلام ہی یعنی وہ ایک جماعت کثیر تھی ۱۲ منہ

۵۲ کوئی اونمین ایسا نہین کہ سُنایا ہمنے اُنکا احوال اور کوئی ایسا نہین کہ سُنایا ۱۲ منہ

حافظ سے فتح البیان و فتح القدیر مین دو قول لکھے ہین ایک یہ ہی کہ رسول وہ شخص ہے
کہ خلق کی طرف بھیجا گیا ساتھ بھیجنے جبریل علیہ السلام کے طرف اوسکے عیانا اور ساتھہ
بات چیت کرنے جبریل کے بالمشافہہ اور نبی وہ ہے کہ وحی اوسکی الہاماً ہو یا مناماً دوسرا قول
یہ ہے کہ رسول وہ شخص ہے جو شرع کے ساتھہ بھیجا گیا اور اوسکی تبلیغ کے ساتھہ مامور ہوا اور
نبی وہ شخص ہے کہ اوسکو اس بات کا امر کیا گیا کہ اپنے مَن قبل کی شریعت کی طرف دعوت کرے اور
کوئی کتاب اوسپر نازل نہو اور رسول و نبی دونون کے لیئے معجزہ ظاہرہ سے چارا نہین ہے
اوسکا ہونا اونکے واسطے ضروری ہے محلّی کا مختار قول یہ ہے کہ رسول نبی ہے مامور بہ تبلیغ اور
نبی مامور بہ تبلیغ نہین ہے عبد بن حمید و ابن الانباری نے مصاحف مین عمرو بن دینار سے
روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یون پڑھتے تھے وما ارسلنا من قبلك من
رسول ولا نبی ولا محدّث ابن ابی حاتم نے سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے
مثل اسکے روایت کیا ہے اتنا زیادہ کہا ہے کہ محدّث منسوخ کیا گیا کہا اور مُحَدَّثُون صاحب یٰسین
و اتمان و مومن آل فرعون و صاحب موسی ہین ف حفناوی نے کہا کلمہ من من قبلك مین
واسطے ابتداے غایت کے ہے اور من رسول مین مفعول مین زائد ہے استغراق جنس کا فائدہ
دیتا ہے اور جملۂ شرطیہ جو بعد الّا کے واقع ہوا ہے موضع نصب مین ہے بنا بر حال من نبی سے
اور بسبب دلالت ثانی کے اوّل سے حذف کر دیا گیا ہے تقدیر یہ ہے وما ارسلناہ الا وحالہ
ھذہ تمین نے اس جملے مین تین وجہین ذکر کی ہین ایک یہ ہی کہ محل نصب مین ہے بنا بر حال
من رسول سے معنی یہ ہین نہین بھیجا ہمنے اوسکو مگر حال اوسکا یہ ہے اور حال محصورہ ہی دوسری وجہ
یہ ہے کہ محل مین صفت رسول کی ہے سو اس صورت مین اوسکے موضع پر جر کا حکم کیا جائیگا باعتبار
لفظ موصوف کے اور نصب کا باعتبار محل موصوف کے کیونکہ من اوسمین زیادہ ہے تیسری وجہ یہ ہے
کہ موضع استثنا مین ہے غیر جنس سے ابو البقا کا یہی قول ہے یعنی استثنا منقطع ہے اور
کلمہ اذا ہو سکتا ہے کہ شرطیہ ہو اور یہی ظاہر ہے حوفی اسی طرف گئے ہین یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
مجرد ظرفیت کے لیئے ہو تمنی کو مفرد اسواسطے ذکر کیا حالانکہ اوس سے اوّل دو چیزین ہین کہ کلام
مین حذف ہے تقدیر یہ ہے وما ارسلنا من قبلك من رسول الا اذا تمنی ولا نبی الا اذا

تمنی کقولہ تعالیٰ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ راجع ذت سو وہ اوّل سے ہو
یا ثانی سے ضمیر امنیتہ مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ نبی کی طرف راجع ہے اور یہی قول کما ینبغی
ہے دوسرا یہ ہے کہ رسول کی طرف پھرتی ہے رہی تفسیر نبی و رسول کی سو وہ اوّل گزر چکی ہے۔
فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ واحدی کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے معنی تمنی کے تلاوت ہین مفسرین کی
ایک جماعت نے اس آیت کے سبب نزول مین کہا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی
قوم کا اعراض شاق گزرا تو آپنے اپنے جی مین یہ تمنّا کی کہ آپ پر کوئی شے ایسی نازل ہو کہ آپسے
اونکو نفرت دلائے کیونکہ آپ اونکے ایمان پر حرص کرتے تھے پس ایکدن آپ اپنی قوم کی کسی مجلس
مین بیٹھے ہوئے تھے اور آپ پر سورۂ والنجم اذا ھوی نازل ہوئی تو آپ اوسکو اُنپر پڑھنے لگے
یہانتک کہ قولہ تعالیٰ افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری کو پہونچے
اور وہ تمنّا آپکے جی مین تھی سو منجملۂ القاے شیطان آپکی زبان مبارک پر یہ کلمے جاری ہو گئے
تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی پھر جب قریش نے یہ سُنا تو خوش ہو گئے۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قرارت مین چلتے رہے یہانتک کہ آپنے سورت ختم فرمائی
پھر جب آپنے اسکے آخر مین سجدہ کیا تو مجلس مین جو لوگ مسلمان و مشرک تھے اُن سب نے آپکے ساتھ
سجدہ کیا پھر قریش اس سے خوش ہوتے ہوئے متفرق ہو گئے اور کہا کہ مقرر محمدؐ نے بہترین ذکر کے ساتھ
ہمارے معبودون کا ذکر کیا پھر جبریل علیہ السّلام آپکے پاس تشریف لائے تو کہا تمنے کیا کیا تمنے
لوگون پر وہ شے پڑھدی جسکو مین اللہ کی طرف سے تمھارے پاس نہین لایا اسپر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم حزین ہوئے اور بہت سخت خائف ہوئے پس اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی
مفسرین نے اسیطرح کہا ہے حالانکہ اسمین سے کچھ صحیح نہین ہے اور نہ بوجہ من الوجوہ ثابت ہے
اور باوجود اسکے عدم صحت بلکہ بطلان کے محققین نے اللہ پاک کی کتاب سے اسکو دفع کیا ہے اسواسطے کہ
اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین
ثم لقطعنا منہ الوتین اور فرمایا ہے وما ینطق عن الھوی وقولہ تعالیٰ ولولا
ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم پس اللہ پاک نے اس آیت مین مائل ہونے کی قربت
کی نفی فرمائی سو مائل ہونے کا کیا ذکر ہے یہ تو آیاتِ قرآنی ہین جنسے قصّۂ مذکورہ کا بطلان ہوتا ہے

۱ اور اللہ کو اور اسکے رسول کو بہتر زور سے راضی کرنا ۱۲ منہ
۲ اور اگر یہ بنا لاتا پھر کوئی بات توہم پر لڑتے اوسکا واہتا ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اوسکی تاڑ ۱۲ منہ
۳ اور نہین بولتا اپنی چاؤ سے ۱۲ منہ
۴ اور اگر یہ نہوتا کہ ہمنے تجکو تھیرا رکھا تو تو تھوڑا سا ہی جاتا جھکنے اونکی طرف ۱۲ منہ

اب حفاظ محدثین کے اقوال سنو کہ اُسکے بارے مین کیا کچھ فرمایا ہے سو بزّار کہتے ہین یہ ایک ایسی حدیث ہے کہ ہم اسکو نہین جانتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باسناد متصل مروی ہو بیہقی نے کہا یہ قصّہ جہت نقل سے غیر ثابت ہے پھر کلام کرنا شروع کیا ہے کہ اس قصّے کے راویون مین طعن کی گئی ہے امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا کہ یہ قصّہ وضع زنادقہ سے ہو یعنی زندیقون نے جو قصّے گڑھے ہین منجملہ اُنکے ایک یہ بھی ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے شفا مین کہا ہے امّت نے اجماع کیا ہے کہ جس شے کا طریق بلاغ ہے اوسمین آپ معصوم ہین خبر دینے سے کسی شے کے بخلاف اُسکے جسپر وہ ہے نہ قصداً نہ عمداً نہ سہواً نہ غلطاً امام رازی نے کہا یہ قصّہ باطل موضوع ہے اُسکے ساتھ قائل ہونا جائز نہین ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما ینطق[۵۱] عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ وقال تعالیٰ سنقرئک[۵۲] فلا تنسیٰ بلاشک جس شخص نے بتون کی تعظیم رسول پر جائز رکھی تو مقرر وہ کافر ہوا اسواسطے کہ بالضرورت یہ بات معلوم ہے کہ بڑی سے بڑی سعی آپکی بتون کے مٹانے مین ہے اور اگر ہم اس بات کو جائز رکھین تو آپکی شرع سے امان مرتفع ہو جاے اور احکام و شرائع مین سے ہر ایک مین جائز رکھین کہ وہ بھی اسیطرح ہو یعنی اسی کے جملے سے ہو کہ شیطان نے آپکی زبان پر اوسکا القا کر دیا ہو اور یہ قول اللہ پاک کا اوسکو باطل کرتا ہے بلغ[۵۳] ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کیونکہ عقل کے نزدیک درمیان گھٹانے کے وحی سے اور درمیان بڑہانے کے وحی مین کسیطرح کا فرق نہین ہے پس ان وجوہ نقلیہ و عقلیہ سے بطور اجمال ہمنے جان لیا کہ یہ قصّہ موضوع ہے انتہیٰ ملخصاً پھر ابن کثیر کا قول ذکر کیا ہے جسکا ذکر اوّل ہو چکا ہے بعد اُسکے یون کہا ہے حاصل یہ ہے کہ اس باب مین ساری روایتین یا تو مرسل ہین یا منقطع اونمین سے کسی شے کے ساتھ حجت قائم نہین ہو سکتی ہے اور اس بحث مین حفّاظ سے وہ شے نقل کر آئے ہین جسمین کفایت ہے اس باب مین اور بھی روایتین ہین جس شخص کو اُن سب پر واقف ہونا محبوب ہو تو اوسے چاہیئے کہ تفسیر درمنثور سیوطی مین اونکو دیکھ لے یہان اُنکے ذکر کے ساتھ طول کرنا کسی فائدے کا مفید نہین ہے ہم تمکو اوّل ہی یہ بات بتا آئے ہین کہ اُن سب کے ساتھ حجّت قائم نہین ہو سکتی ہے کیونکہ اہل صحت مین سے نہ کسی نے اونکو روایت کیا ہے نہ کسی ثقہ نے بسند صحیح یا سلیم متصل اونکو مسند

۵۱ اور نہین بولتا اپنی خواہش سے یہ تو نہین ہے مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے اوسکو ۱۲ منہ

۵۲ ہم پڑھا دینگے تجکو پھر تو نہ بھولیگا ۱۲ منہ

۵۳ پہونچا جو بھیجا تجکو اوپر تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہونچایا اوسکا پیغام ۱۲ منہ

کیا ہے اونکو تو اُن مفسرون مورخون نے روایت کیا ہے جنکو ہر غریب و نادر کا شوق ذوق ہے
اور صحف و کتب مین سے ہر صحیح و سقیم کی تلفیق کیا کرتے ہین اُس قصّے کے ضعف پر یہ امور
دال ہین ایک تو اوسکے راویون کا اضطراب دوسرے انقطاع اوسکی سند کا تیسرے اختلاف
اوسکے لفظون کا صحیح مین جو بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آیا ہے وہ اسیقدر ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ والنجم پڑھی پھر آپنے اوسمین سجدہ کیا اور جو لوگ آپکے ہمراہ تھے
اونھون نے سجدہ کیا سوائے ایک شیخ کے قریش سے کہ اوسنے مٹھی بھر کنکریان لین یا مٹی پھر اسکو
اپنی پیشانی کی طرف اوٹھایا عبداللہ نے کہا پس البتہ مقررمین نے اوسکو دیکھا کہ اوسکے بعد کافر
مارا گیا اخرجہ البخاری و مسلم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہ بات صحیح
ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجم مین سجدہ کیا اور آپکے ساتھ مسلمین و مشرکین
و جن و انس نے سجدہ کیا رواہ البخاری پس یہ وہ ہے جو صحیح مین آیا ہے اسمین یہ ذکر نہین ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن لفظون کو ذکر کیا اور نہ اُنکو پڑھا اور جو بات مفسرین نے
حضرت ابن عباسؓ سے اِس قصّے مین ذکر کی ہے سو اوسکو کلبی نے اونسے روایت کیا ہے
کلبی بغایت ضعیف بلکہ متروک ہے اوسپر اعتماد نہین کیا جاتا ہے اور اسیطرح نحاس نے ایک
اور سند سے اوسکو روایت کیا ہے اوسمین واقدی ہین پس یہ تضعیف و توہین ہے اِس قصّے
کی اور من حیث المعنی بوجوہ دیگر اسکا جواب دیا ہے اُنکے ذکر مین بدون فائدۂ زائدہ طول
ہوتا ہے خازن و نسفی نے اپنی تفسیرون مین اونکا استیفا کیا ہے حافظ ابن حجر نے اِس قصّے
کی فی الجملہ ثبوت اصل پر تنبیہ کی ہے اور کہا ہے کہ اوسکی تین سندین شرط صحیح پر ہین لیکن وہ
مرسل ہین غرضکہ جب تمکو اوسکا بطلان ثابت ہوگیا تو تمکو یہ بات معلوم ہوگئی کہ معنی تمنی کے
قراءۃ و تلاوت ہین جیسا کہ ہم اوّل ذکر کر آئے ہین کہ واحدی نے مفسرین سے اِسکو نقل کیا ہے بغوی نے
کہا اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ معنی تمنی کے تلاوۃ و قرأۃ کتاب اللہ ہین ابن جریر نے اِس قول کو اشبہ
بتاویل کلام کہا ہے **قولہ تعالیٰ لا یعلمون الکتاب الا امانی** کی تفسیر مین جو گزر چکا ہے
وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے کسی نے کہا معنی تمنی کے حدث ہین اور معنی قرأۃ کے فحدیثہ
یہ قول حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کسی نے کہا معنی تمنی کے قال ہین پس آیت کریمہ کے

حاصل معنی یہ ہین کہ شیطان نے مشرکون کے کانون مین اوسکو ڈالدیا بدون اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے ساتھ تکلم فرمائین اور آپکی زبان مبارک پر جاری ہو اس بنا پر یہ آیت واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تسلی ہوگی یعنی یہ بات تمکو ہول مین نہ ڈالے نہ تمکو رنجیدہ کرے اسکی مثل تو تمسے پہلے جو رسول و نبی گزرے ہین اونکو بھی اتفاق ہوا ہے اور اس تقدیر پر کہ معنی تمنی کے حدیث نفسہ ہون جسطرح کہ فرّاء و کسائی نے نقل کیا ہے کیونکہ اونھون نے کہا ہے کہ جب کوئی اپنے جی سے بات کرتا ہے تو محاورے مین تمنی بولتے ہین پس معنی یہ ہونگے کہ جسوقت کوئی رسول و نبی اپنے جی سے کوئی بات کرتا ہے تو شیطان اسکے ساتھ تکلم کرتا ہے اور لوگون کے کانون مین اوسکو ڈالدیتا ہے بدون اسکے کہ رسول و نبی اسکے ساتھ تکلم کرے اور اوسکی زبان پر جاری ہو ابن عطیہ نے کہا کہ القا شیطان کا صرف اونھین الفاظ مسموعہ کے واسطے تھا کہ جنکی وجہ سے فتنہ واقع ہوا قاضی عیاض نے کہا یہ وجہ بہترین وجوہ ہے اور اسی کی ترجیح ظاہر ہوتی ہے اور اسیطرح ابن عربی نے بھی اس تاویل کو مستحسن کہا ہے اور کہا فی امنیتہ فی تلاوتہ کسی نے اس آیت کی تاویل مین یون کہا ہے کہ مراد غرانیق سے ملائکہ ہین لیکن یہ تاویل مردود ہے اسواسطے کہ اسکے بعد اللہ پاک نے فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان فرمایا ہے یعنی اللہ القاے شیطان کو باطل کرتا ہے حالانکہ شفاعت ملائکہ کی باطل نہین ہوتی ہے کسی نے کہا کہ وہ قول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر سہواً و نسیاناً جاری ہوگیا تھا اور یہ دونون انبیا پر جائز ہین یہ قول بھی مردود ہے اسواسطے کہ جس شے کا طریق بلاغ ہے اوسمین سہو و نسیان جائز نہین ہے چنانچہ یہ بات بجاے خود مقرر ہے ضحاک نے کہا کہ مراد تمنی سے تلاوت و قرارت ہے فینسخ اللہ یعنی نسخ کرتے ہین جبرئیل اللہ کے حکم سے وہ شے جو شیطان نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر ڈالی مجاہد نے کہا اذا تمنی ای تکلم و امنیتہ کلامہ پس اللہ پاک نے اس آیت مین اس بات کی خبر دی کہ طریقہ اللہ کا اپنے رسولون مین یہ ہے کہ جسوقت وہ کوئی بات کہتے ہین تو شیطان اپنی طرف سے اوسمین زیادہ کردیتا ہے سو یہ قول نص ہے اس بات مین کہ شیطان نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول مین زیادہ کردیا نہ یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو فرمایا ہو کیونکہ آپ

معصوم ہین وقد سبق الی ذلک الطبری مع جلالۃ قدرہ وسعۃ علمہ وشدۃ ساعدہ
فی النظر فصوب ھذا المعنی قالہ الحافظ فی الفتح ف علامۂ نسفی کا مختار قول تفسیر آیت
باب مین یہ ہے کہ تمنی بمعنی قراءت ہے اور امنیتہ بمعنی تلاوتہ پھر قصۂ غرانیق کا نقل کیا ہے بعد اسکے
کہا ہے کہ یہ قول پسندیدہ نہین ہے کیونکہ یہ قول خالی نہین ہے اس بات سے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عمداً اُسکے ساتھ تکلم فرمایا حالانکہ یہ امر جائز نہین ہے اسلیئے کہ یہ کفر ہے کیونکہ آپ تو
بتون پر طعن کرنے والے مبعوث ہوئے ہین نہ اونکی مدح کرنے والے یا یہ کہ شیطان نے اوس
کلمے کو آپکی زبان پر زبردستی جاری کردیا اسطور پر کہ آپ اوس سے باز رہنے پر قادر نہوئے یہ بات
بھی ممتنع ہے اسواسطے کہ اس بات پر تو شیطان آپکے سوا اور کسی کے حق مین قادر نہین ہوتا ہے
کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان تو پھر آپکے حق مین تو بطریق
اولی قادر نہوگا یا یہ کہ وہ کلمہ آپکی زبان مبارک پر بطور سہو وغفلت جاری ہوگیا یہ بات بھی مردود ہے
کیونکہ ایسی غفلت حالت تبلیغ وحی مین آپ پر جائز نہین ہے اور اگر یہ جائز ٹھیرے تو آپ کے
قول پر اعتماد باطل ہوجاے اور اسواسطے کہ جو شے آپ پر نازل ہوئی ہے اوسکی صفت مین
اللہ پاک نے یون فرمایا ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ اور فرمایا ہے
انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون پس جبکہ یہ تینون وجہین باطل ٹھیرین تو صرف ایک
وجہ باقی رہی وہ یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزدیک ومناۃ الثالثۃ الاخری
کے سکوت فرمایا تو شیطان نے متصل آپ کی قراءت کے اُن کلمات کے ساتھ تکلم کیا سو نزدیک
بعض مشرکین کے یہ بات واقع ہوئی کہ خود آپ ہی نے اُنکے ساتھ تکلم کیا ہے پس یہ ہے القا
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت مین حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سعادت مہد مین شیطان
کلام کیا کرتا تھا اور اوسکا کلام سنائی دیتا تھا چنانچہ مروی ہے کہ جنگ اُحد کے دن اوسنے یہ
ندا کی تھی کہ ان محمدا قد قتل اور جنگ بدر کے دن یون کہا تھا لا غالب لکم الیوم من
الناس وانی جار لکم اور مشرکین دار ندوہ مین جمع ہوئے تھے اس قصد سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکر کرین سو شیطان شیخ نجدی کی صورت مین اُنکے پاس آیا اور اُنکے مشورے
مین گفتگو کی بعض کی راے کو صواب کہا اور بعض کو منسوب بخطا کیا غرضکہ حاصل اس تقریر کا یہ

۵۱ وہ ہمیشہ کے بندے ہین اونپر نہین تیری حکومت ۱۲ منہ
۵۲ اس جھوٹ کا دفع نہین آگے سے نہ پیچھے سے ۱۲ منہ
۵۳ ہمنے آپ ہماری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ کے نگہبان ہین ۱۲ منہ
۵۴ کوئی غالب نہوگا تم آج کے دن اور ہین رفیق ہون تمھارا ۱۲ منہ
۵۵ ندوہ کہتے ہین ایک مجلس کی کفار کے بیٹھنے کی ۱۲ منہ

نکلا کہ قصّۂ غرانیق کو مانا لیکن اوسمین جو یہ تھا کہ وہ کلمات حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ
مبارک پر جاری ہوئے اسکو رد کیا اور کہا کہ آپکی قرارت مین شیطان نے القا کیا آپنے اونکے
ساتھ تکلم نہین فرمایا محلی کا مختار قول بھی یہی ہے کہ تمنی بمعنی قرأ اور امنیتہ بمعنی قراءتہ ہے
پھر وہی قصّہ غرانیق کا باختصار ذکر کیا ہے قاضی صاحب مرحوم کا مختار قول یہ ہے کہ اذا تمنی
کے معنی یہ ہین اذا زوّر فی نفسہ یا ھواہ القی الشیطان فی امنیتہ فی تشہیہ ما یوجب
اشتغالہ بالدّنیا یعنی جسوقت کوئی رسول و نبی آراستہ و درست کرتا ہے اپنے جی مین اوس شے
کو جسے وہ چاہتا ہے تو القا کرتا ہے شیطان اوسکی خواہش مین وہ شے جو موجب ہوتی ہو اوسکے
مشغول ہونے کو دنیا مین چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وانہ لیغان
علی قلبی فاستغفر اللہ فی الیوم سبعین مرۃ یعنی میرے دل پر ڈھانکدیا جاتا ہے تو مین استغفار
کرتا ہون اللہ سے دن مین ستر بار مطلب یہ ہے کہ آپکا دل فیض منزل ہر دم یاد الٰہی مین مستغرق
رہا کرتا تھا پھر کبھی کسیوقت کوئی عارض بشری امور امت و مصالح ملت سے عارض ہو جاتا تو یہ ذنب
و تقصیر شمار ہوتا اسواسطے آپ استغفار فرمایا کرتے تھے مراد غین سے سہو ہے جو کہ آپکے قلب پر
چھا جاتا جس سے کوئی بشر خالی نہین رہتا ہے جبکہ اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ وسوسہ انبیاء
علیہم السّلام کی طرف راہ پا جاتا ہے تو اوسکے زائل کرنے کی کیفیت بیان کی پس ارشاد فرمایا
فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان یہان نسخ سے مراد نسخ لغوی ہے شرعی نہین ہے یعنی اللہ پاک
القاے شیطان کی تاثیر کو باطل و زائل کر دیتا ہے باین طور کہ اوسکی طرف مائل ہونے سے آپ کو
بچاتا ہے اور وہ بات بتاتا ہے جو اوسکو دور کر دے ثم یحکم اللہ اٰیاتہ یعنی پھر ثابت کرتا ہے
اللہ اپنی آیتون کو جو کہ بلانے والی ہین طرف استغراق کے امر آخرت مین واللہ علیم حکیم
یعنی اللہ لوگون کے احوال کو خوب جانتا ہے اور جو کچھ اونکے ساتھ کرتا ہے اوسمین حکمت والا ہے
کسی نے کہا ہے کہ آپنے اپنے جی سے زوال سکنت کی حدیث کی تھی یعنی جی مین خیال
باندھا تھا کہ سکنت دور ہو جاے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کسی نے کہا کہ آپکو اپنی قوم کے ایمان
پر حرص تھی اسواسطے یہ تمنا کی کہ آپ پر وہ شے نازل ہو جو قوم کو آپکی طرف قریب کر دے اور
یہ تمنا مستمر رہی یہانتک کہ اپنی قوم کی مجلس مین تھے بعد اسکے وہی قصّہ غرانیق کا ذکر کیا ہے

پھر کہا کہ یہ قول مردود ہے نزدیک محققین کے اور اگر صحیح ہے تو ابتلا ہے کہ بسبب اوسکے
ایمان پر ثابت رہنے والا متمیز ہو جاے اوس شخص سے جو کہ اوسمین متزلزل ہے کسی نے کہا کہ تمنی
بمعنی قرأ ہے اور امنیتہ بمعنی قراءتہ ہے القا شیطان کا اوسمین یہ ہے کہ اوسنے اپنی آواز بلند
کر کے اوسکے ساتھ تکلم کیا بانیطور کہ سُننے والون نے گمان کیا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی قراءت سے ہے اس قول کا یون رد کیا ہے کہ یہ بھی قرآن پر وثوق ہونے مین مخل ہے اور
فینسخ اللہ مایلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ سے مندفع نہین ہوتا ہے کیونکہ یہ بھی اوسکا
احتمال رکھتا ہے اوّل دو احتمالون کی بنا پر آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام
پر سہو جائز ہے اور وسوسہ طرف اُنکی راہ پا جاتا ہے غرضکہ بیضاوی نے جو قول اوّل کو اختیار
کیا سو اوسکی وجہ یہی ہے کہ قصہ غرانیق کا نزدیک محققین و رؤساے اہل سنت وجماعت
کے باطل ہے چنانچہ شیخ ادے نے قرآن مجید و سنّت مطہرہ و معقول سے اوسکا بطلان ثابت کیا ہے
اسکا بیان اوّل ہو چکا ہے پھر کہا ہے کہ ہم جو ذکر کر آئے ہین اوس سے یہ امر ظاہر ہوا کہ یہ قصہ موضوع
ہے غایت مافی الباب یہ ہے کہ مفسرین کی ایک جماعت نے اوسکا ذکر کیا ہے لیکن وہ لوگ
کثرت مین حد تواتر کو نہین پہونچے ہین اور خبر واحد دلائل عقلیہ و نقلیہ متواترہ کا معارضہ نہین کر سکتی ہے
اسی لیے بیضاوی نے تفسیر آیت مین یون کہا ہے کہ القی الشیطان فی تشھیہ مایوجب
اشتغالہ بالدنیا اور یہ نہ کہا کہ مایوافق تشھیہ من الکلام پھر کہا ہے اگر وہ صحیح ہے تو ابتلا ہے
ظاہر بات یہ ہے کہ مبنی صحت کا یہ امر ہے کہ جسوقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد و مناۃ
الثالثۃ الاخری کے سکوت فرمایا تو شیطان نے اُن کلمات کے ساتھ تکلم کیا کیونکہ جتنے احتمال
مذکور ہوئے اُن سب سے قریب تر طرف صحت کے یہی احتمال ہے معنی یہ ہونگے کہ نہین ہے کوئی رسول
اور نہ کوئی نبی تمسے پہلے مگر ہمنے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے کہ اونکی قراءت مین القا کرے
جسطرح کہ اوسنے تمہاری قراءت مین القا کیا جبکہ تمنے تمنّا کی سو تم اس سبب سے غمگین مت ہو کیونکہ ہم
اسکو کرتے ہین واسطے گمراہ کرنے ایک قوم کے اور واسطے ہدایت کرنے دوسری قوم کے تاکہ ہم
تمیز کرین درمیان اُس شخص کے جو ایمان پر جما ہوا ہے اور اُس شخص کے جو اوسمین متزلزل ہے پھر
شیخ ادے نے ایک قول بلفظ قیل ذکر کیا ہے کہ اولی تاویل آیت مین یہ ہے کہ یون کہا جاے

تمنی بمعنی قراءت ہے پس القی الشیطان فی امنیتہ کے یہ معنی ہین کہ رسول کے قرآن پڑھتے وقت شیطان نے کفار کے دلون مین وہ بات القا کی جسکے ساتھ رسول سے جھگڑین اور رسول کے اتباع[۵۱] کے دلون مین شبہہ ڈالین تاکہ رسول کی پیروی سے اونکو باز رکھین جسطرح یہ ہوا کہ جسوقت کفار نے رسول کا قول حرمت[۵۲] علیکم المیتۃ سُنا تو کہا کہ اپنا ذبیحہ تو حلال کرتا ہے اور اللہ کے ذبیحہ کو حرام کرتا ہے پس جو بات شیطان نے کفار کے دلون مین القا کی اللہ پاک اپنا قول نازل کرکے اوسکو منسوخ کرتا ہے یعنی ولا تاکلوا[۵۳] مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق فکلوا[۵۴] مما ذکر اسم اللہ علیہ سو اللہ پاک نے بیان کردیا کہ یہ جو حلال ہوا سو اسواسطے کہ اللہ کا نام اوسپر ذکر ہوا ہے اور دوسرا اسلیے حرام ہوا کہ اللہ کا نام اوسپر مذکور نہین ہوا اور جسطرح یہ اتفاق ہوا کہ جسوقت اونھون نے یہ قول سُنا انکم[۵۵] وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم تو کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سوا پوجے گئے ہین اور فرشتے بھی اللہ کے سوا عبادت کیے گئے ہین باوجود اسکے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اونکو حزین نکریگا سو اللہ پاک نے اُنکے اس قول کو اپنے اس قول سے منسوخ کردیا ان[۵۶] الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ و ملائکہ کا استثنا ما تعبدون من دون اللہ سے بیان کردیا کہ مراد کلمہ ما سے صرف اصنام ہین ف

سلیمان جمل نے دربارۂ قصۂ مذکورہ عبارت مواہب کی نقل کی ہے اوسمین امام رازی کا قول باطل بے اصل ہونے قصۂ مذکور کے لکھا ہے چنانچہ اسکا ذکر اوّل ہوچکا ہے پھر کہا ہے کہ ایسا نہین ہے بلکہ اوس قصّے کی اصل ہے پھر اوسکے مخرجین کا ذکر کیا ہے پھر حافظ ابن کثیر کا قول نقل کیا ہے کہ اوسکے سارے طرق مرسل ہین اور اوسکو کسی وجہ صحیح سے مسند نہین دیکھا ہے بعد اوسکے کہا ہے کہ یہ قول متعقب ہے کیونکہ ایک جماعت نے حضرت ابن عباسؓ سے اوسکی تخریج کی ہے پھر حافظ ابن حجر سے اوسکے ثبوت اصل کا بیان کیا ہے بعد اوسکے حافظ ابن حجر کا قول نقل کیا ہے کہ یہ ساری باتین قواعد محدثین پر جاری نہین ہوتی ہین کیونکہ جسوقت طرق بکثرت ہون اور اونکے مخارج متبائن ہون تو یہ اس بات پر دال ہے کہ اوسکی کچھ اصل ہے اور ہم ذکر کرآئے ہین کہ اوسکی تین سندین شرط صحیح پر ہین اور وہ مرسل ہین ایسے مرسل کے ساتھ حجت پکڑتا ہے وہ شخص جو مرسل کے ساتھ حجت پکڑتا ہے اور اسیطرح جو شخص مرسل سے حجت نہین پکڑتا ہے وہ بھی ایسے

[۵۱] یعنی پیروان ۱۲ منہ
[۵۲] حرام ہوا تم پر مردہ ۱۲ منہ
[۵۳] اور اوسمین سے نہ کھاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا اور وہ گناہ ہی ۱۲ منہ
[۵۴] سو تم کھاؤ اوس سے جسپر نام لیا اللہ کا ۱۲ منہ
[۵۵] تم اور جو کچھ پوجتے ہو اللہ کے سوا جھونکنا ہے دوزخ مین ۱۲ منہ
[۵۶] جنکو آگے کچھ پہنچ چکی ہماری طرف سے بھلی وہ اوس سے دور رہین گے ۱۲ منہ

مرسل سے حجّت پکڑتا ہے اسواسطے کہ بعض طرق بعض سے معتضد ہین جب یہ بات ثابت ہوئی
توجوبات اُس قصّے مین مستنکر واقع ہوئی ہے اوسکی تاویل کرنا متعین ہوا وہ شے مستنکر یہی ہے
کہ شیطان نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر تلک الغرانیق العلے وان شفاعتھن
لترتجی کا القا کیا کیونکہ اسکا اپنے ظاہر پر حمل کرنا جائز نہین ہے اسواسطے کہ آپ پر یہ بات محال ہے کہ
قرآن مین عمداً کوئی بات زیادہ کرین اسیطرح سہواً جبکہ وہ توحید کی مغائر ہو جسکو آپ لیکر آئے ہین
کیونکہ آپ تو معصوم ہین علما نے اسکی تاویل مین قریب سات مسلک کے اختیار کیے ہین پھر اون
مسالک کا ذکر کیا ہے وہ سب مخدوش ہین اونمین سے صرف ایک مسلک عمدہ ہے جسکو قاضی عیاض
وابن العربی نے پسند کیا ہے اور علامہ نسفی نے اوسکو اختیار فرمایا ہے اوسکا ذکر اوّل ہو چکا ہے ف
جملہ لیجعل مایلقی الشیطان فتنۃ تعلیل ہے ماقبل کی جس شے سے اس لام کا تعلق ہے اُسمین
تین وجہین ہین اونمین سے ظاہر تر وجہ یہ ہے کہ یحکم سے متعلق ہے یعنی ثم یحکم اللہ اٰیاتہ
لیجعل اور جملہ واللہ علیم حکیم اعتراضیہ ہے علت ومعلول کے درمیان مین یہ بات بتانے
کو لایا گیا ہے کہ شیطان نے جو القا کیا اللہ اوسکو خوب جانتا ہے اور شیطان کو جو اوسپر قدرت دی
اوسمین حکمت والا ہے اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے یا اللہ پاک لوگون کے احوال کو خوب جانتا ہے
اور جو کچھ اونکے ساتھ کرتا ہے اوسمین حکمت والا ہے یا جس بات کی اپنے نبی کی طرف وحی کرتا ہے
اوسکو اور شیطان کے قصد کو خوب جانتا ہے حکیم ہے اوسکو نہ چھوڑے گا یہانتک کہ اوسکا کشف
کردے گا اور اوسکو زائل فرمادے گا خوفی کا میل طرف اسی وجہ کے ہے دوسری وجہ یہ ہے
کہ فینسخ سے متعلق ہے ابن عطیہ اسی طرف گئے ہین یہ وجہ بھی ظاہر ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ
القی سے متعلق ہے سمین نے ان وجوہ کو ذکر کیا ہے اور اس وجہ کو کہا ہے کہ ظاہر نہین ہے لیکن
بیضاوی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک یہی مختار ہے کیونکہ بیضاوی نے لیجعل
کو تمکین شیطان کی علت ٹھیرائی ہے یعنی القی الشیطان اس تمکین پر دال ہے اس صورت مین
حرف لام بمعنی "کے" ہوگا اور القی الشیطان سے متعلق ٹھہریگا باعتبار تمکین کے جسپر وہ
دال ہے شیخزادے نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ لام لام عاقبت ہے لام علت جو اسکو کہتے ہین
سو باعتبار اس امر کے ہے کہ اصل مین وہ علت کے واسطے ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے شیطان کو

قدرت دی القا کی تاکہ جس شے کا شیطان القا کرتا ہے اوسکو سبب کرے منافقون اور مشرکون
کے دھوکا دینے کا اور مومنون کے ثابت رکھنے کا اوس شے پر جسپر وہ قائم ہین یعنی وہ جو توحید کا
اعتقاد رکھتے ہین اور اس بات کا کہ قرآن حق ہے اللہ کے پاس سے اوترا ہے اسی اعتقاد پر اونکو ثابت
رکھے کلمۂ ما مایلقے مین ظاہر یہ ہے کہ بمعنی الذی ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مصدریہ ہو فتنہ
سے مراد محنت و ابتلا ہے یعنی امتحان مرض سے مراد شک و نفاق ہی جنکے دلون مین شک
و نفاق ہے وہ لوگ منافق ہین والقاسیۃ قلوبہم مین الف و لام موصولہ ہے اور صفت اوسکا
صلہ ہے اور قلوبہم اوسکا فاعل ہے اور ضمیر ہم جسکی طرف قلوب مضاف ہے موصول کی طرف راجع
ہے صلہ کی تانیث اسواسطے ہے کہ اوسکا مرفوع مؤنث مجازی ہے اگر بجاے اوسکے فعل
رکھا جاتا تو اوسکی تانیث جائز ہوتی اسکا عطف للذین پر ہے یعنی فتنۃ للذین فی قلوبہم
مرض و فتنۃً للقاسیۃ قلوبھم مراد انسے مشرکین مکذبین ہین انکو سخت دل اسواسطے فرمایا کہ انکے
دل حق کے واسطے کبھی نرم نہین ہوتے ہین نہ کسی حال مین صواب و راستی کی طرف رجوع ہوتے
ہین پھر اللہ پاک نے منافقین و مشرکین دونون فریق پر تسجیل بظلم کی پس فرمایا وان الظالمین لفی شقاق
بعید یعنی یہ دونون گروہ ظالم سخت عداوت مین ہین حق سے یا رسول و مومنین سے ان الظالمین فرمایا
انہم نہ کہا سو وجہ اسکی یہ ہے کہ اونپر ظلم کا حکم لگانے کے واسطے اسم مظہر کو بجاے مضمر کے
قائم کیا شقاق کا وصف بعید کے ساتھ کیا حالانکہ حقیقت مین موصوف بعید وہ ہین جنکے ساتھ
شقاق قائم ہے سو یہ واسطے مبالغے کے ہے جبکہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ القا شیطان کا
حق مین اہل نفاق و شک و شرک کے فتنہ تھا تو اب یہ امر بیان کیا کہ حق مین مومنین کے جو کہ اللہ پاک کو
خوب جانتے پہچانتے ہین سبب ہے حصول علم کا یعنی اس بات کے جاننے کا باعث ہے کہ
قرآن حق و صدق ہے پس ارشاد فرمایا ولیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق من ربک مراد علم سے
توحید و قرآن ہے اور تصدیق اس بات کی کہ اللہ جو چاہتا ہے منسوخ کرتا ہے خازن کا یہی قول ہے
نسفی نے کہا مراد علم باللہ و بدینہ و بالآیات ہے ضمیر انہ الحق کی راجع ہے طرف قرآن کے
محلی و نسفی کا یہی قول ہے بیضاوی کا مختار قول بھی یہی ہے خازن نے کہا الذی احکم اللہ
من ایات القراٰن ھو الحق من ربک یعنی آیات قرآن جنکو اللہ نے محکم کیا ہے وہ حق ہین

طرف سے تیرے رب کے بیضاوی نے ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ تمکین شیطان من الالقا کی
طرف راجع ہے یعنی شیطان کو جو القا کی قدرت دی یہ قدرت دینا حق سے صادر ہے طرف سے
اللہ کے کیونکہ آدم علیہ السلام کے عہد سے جنس انس مین اسکے ساتھ اللہ پاک کی عادت جاری ہے
لیکن فتح البیان و فتح القدیر مین کہا ہے کہ اس قول کو فیومنوا بہ رد کرتا ہے اسواسطے کہ
ہمین ضمیر بہ کی قرآن کی طرف راجع ہے یعنی قرآن کے ساتھ ایمان لانے پر ثابت رہین مگر یہ
رد ٹھیک نہین ہے اسواسطے کہ مدار رد کا اس بات پر ہے کہ ضمیر بہ کی قرآن کی طرف راجع
ہو اور جب بہ کی ضمیر اللہ کی طرف پھیری جاے تو کوئی وجہ رد کی نہین ہے یعنی جسوقت
انہ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہوگی تو بہ کی ضمیر بھی اوسی طرف پھرے گی اور جب انہ کی
ضمیر تمکین کی طرف راجع ہوگی تو ضمیر بہ کی اللہ کی طرف پھرے گی اسیواسطے بیضاوی نے
فیومنوا بہ کے بعد بالقرآن او باللہ کہا ہے **قولہ تعالیٰ** فیومنوا بہ معطوف ہے
لیعلم پر چونکہ قرآن کے ساتھ ایمان اس بات کے جاننے پر متفرع تھا کہ وہ حق ہے نازل ہے اللہ
کے پاس سے اسواسطے اسکا عطف اوسپر بحرف فا کیا اسیطرح اللہ پاک کے ساتھ ایمان متفرع
تھا اس امر کے جاننے پر کہ تمکین حق ہے صادر ہے طرف سے اللہ کے فتخبت لہ قلوبہم یعنی
جب وہ قرآن پر یا اللہ پاک پر ایمان لائین گے تو انقیاد و خشیت کے ساتھ اونکے دل واسطے اوسکے
دبین گے پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ یہ ایمان و اخبات جو حاصل ہوتا ہے سو محض اللہ پاک کے
لطف و ہدایت سے پس فرمایا وان اللہ لھادی الذین امنوا الی صراط مستقیم یعنی
اللہ پاک ہدایت کرنے والا ہے اُن لوگون کو جو ایمان لائے اونکے امور دین مین طرف راہ راست و
درست کے جسمین کسیطرح کی کجی نہین ہے بیضاوی نے کہا صراط مستقیم وہ نظر صحیح ہے جو اُنکو
پہونچادے طرف اُس شے کے جو کہ حق ہے محلی نے کہا دین اسلام علامہ نسفی نے کہا کہ اللہ
اونکو سیدھی راہ بتانیوالا ہے تو دین مین جو بات مشتبہ ہوتی ہے اوسکی صحیح صحیح تاویلین کرتے
ہین اور جو امر دین سے مشکل ہوتا ہے اوسکے واسطے ایسا محمل تلاش کرتے ہین جسکے مقتضی اصول
محکمہ ہوتے ہین تاکہ کوئی حیرت اونکو لاحق نہو نہ کوئی شبہہ اونکو عارض ہو ابو حیوہ نے لھادٍ کو
بتنوین پڑہا ہے ولا یزال الذین کفروا فی مریۃ منہ حتی تاتیہم الساعۃ بغتۃ او یاتیہم

عذاب یوم عقیم ○ الملک یومئذ للہ ط یحکم بینہم ط فالذین اٰمنوا
وعملوا الصّٰلحٰت فی جنّٰت النّعیم ○ والّذین کفروا وکذبوا بایٰتنا فاولٰئک لھم
عذاب مھین ○ اور منکرون کو ہمیشہ رہیگا اہین دھوکا جبتک آپہونچے اونپر قیامت
بے خبر یا آپہونچے اونکو آفت ایک دن کی جسمین راہ نہین خلاصی کی راج اُسدن اللہ کا ہے
اونمین چکوتے کرے گا سو جو یقین لائے اور کین بھلائیان نعمت کے باغون مین ہین اور جو منکر
ہوئے اور جھٹلائین ہماری باتین سو اونکو ہے ذلت کی مار انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہی طرف
سے کفار کے کہ وہ ہمیشہ رہین گے شک وریب مین قرآن سے ابن جریج کا یہی قول ہے اور ابن جریر
نے اسکو اختیار کیا ہے یعنی منہ کی ضمیر قرآن شریف کی طرف راجع ہے سعید بن جبیر و ابن زید نے
کہا ہے منہ ای مما القی الشیطان یعنی شیطان نے جس شے کا القا کیا ضمیر منہ کی اوسکی
طرف پھرتی ہے مجاہد نے کہا بغتۃ کے معنی ہین فجاءۃ یعنی ناگہان قتادہ نے اسکی تفسیر مین
کہا ہے بغت القوم امر اللہ یعنی ناگہان آلیا قوم کو اللہ کے امر نے نہین پکڑا اللہ نے کسی
قوم کو کبھی مگر اوسکے سکون کے وقت اور اونکے مغرور ہونے اور نعمت کے وقت پس تم مغرور
مت ہو اللہ سے کیونکہ مغرور نہین ہوتی ہے اللہ سے مگر قوم فاسق مجاہد نے کہا کہ ابی بن کعب
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یوم عقیم یوم بدر ہے اسیطرح مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و قتادہ اور بہت
لوگون نے کہا ہے ابن جریر کا مختار بھی یہی قول ہے عکرمہ و مجاہد سے ایک روایت مین یہ ہے کہ
وہ روز قیامت ہے اوسکے واسطے کوئی رات نہین ہے اسیطرح ضحاک و حسن بصری نے کہا ہے
صحیح یہی قول ہے اگرچہ روز بدر منجملہ اُن امور کے ہے جنکی اونکو وعید سنائی گئی لیکن مراد یہی ہے
اسی لیے یون فرمایا ہے الملک یومئذ للہ یحکم بینہم کقولہ تعالیٰ مالک یوم
الدّین و قولہ الملک یومئذ الحق للرحمن وکان یوما علی الکافرین عسیرا
قولہ تعالیٰ فالّذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحات یعنی جن لوگون کے دل ایمان لائے
اور اللہ کی اور اوسکے رسول کی تصدیق کی اور بمقتضاے علم عمل کیا اور اُنکے دل اور اونکے اقوال
و اعمال باہم موافق ہوئے فی جنات النّعیم یعنی اُنکے واسطے وہ نعیم مقیم ہے جو زائل نہو نہ
فنا پزیر ہو بلکہ ہمیشہ ہمیشہ قائم و دائم و برقرار رہے والذین کفروا وکذبوا بایاتنا یعنی جن لوگون کے

ع ۹ ۱۴

لہ اوسدن پیچا رحمن کا اور رہے وہ دن منکرون پر مشکل ۱۲ منہ

دلون نے حق کا کفر و انکار کیا اور اوسکو جھٹلایا اور رسولون کی مخالفت کی اونکی پیروی سے تکبّر کیا
فاولئک لھم عذاب مھین سو اونکے واسطے اونکے استکبار و انکار حق کے مقابلے مین عذاب
ہے ذلت کا کقولہ تعالیٰ ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون
جھنّم داخرین ای صاغرین کذا فی ابن کثیر یعنی وہ ذلیل و خوار ہوکر دوزخ مین داخل
ہونگے اعاذنا اللہ منھا امین ف جبکہ اللہ پاک نے اوّل کفار کا حال ذکر کیا پھر مومنین کا
حال ذکر فرمایا تو شرح حال کفار کی طرف پھر رجوع کیا سو ولا یزال الخ رجوع ہے طرف و انّ
الظالمین لفی شقاق بعید کے مریہ بکسر و ضم دو لغت مشہور ہین ظاہر کلام ابوالبقا کا یہ ہے
کہ دونون دو قراءت ہین سیبن نے کہا مین اسجگہ ضم کو محفوظ نہین رکھتا ہون ابوعبدالرحمن سُلمی نے
بضم میم پڑہا ہے ضمیر منہ مین چار قول ہین ایک یہ ہے کہ قرآن کی طرف راجع ہے محلی نے
صفر یہی قول لکھا ہے دوسرا یہ ہے کہ دین کی طرف راجع ہے جسپر صراط مستقیم کا ذکر دال ہے
خازن کا لفظ یہ ہے من القرآن وقیل من الذی ھو صراط مستقیم تسفی کا لفظ من القرآن
او من الصّراط المستقیم ہے تیسرا یہ ہے کہ القائے شیطان کی طرف پھرتی ہے یعنی کفّار
کہین گے کیا حال ہے اوسکا کہ تبون کا ذکر بھلائی سے کیا پھر اوس سے پھر گیا چوتھا قول یہ ہے
کہ رسول کی طرف راجع ہے بیضاوی نے تین قول لکھے ہین قرآن و رسول و القا ساعت سے
مراد ساعتِ موت ہے یا روز قیامت یا علاماتِ قیامت یوم عقیم سے مراد روز قیامت ہے
اسواسطے کہ اوسکے بعد کوئی دن نہین ہے سو اس اعتبار سے وہ عقیم ہوا عقیم لغت مین وہ ہے
جسکے بچّا نہین ہوتا ہے چونکہ ایام متوالی یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہین اسواسطے اسکو مثل ہیئت
ولادت کے قرار دیا اور جبکہ روز قیامت کے بعد کوئی دن نہین ہے اسلیئے اوسکو موصوف بعقم کیا
لیکن جبکہ یوم عقیم سے مراد قیامت ہوگی تو اس قول کی بنا پر ساعت سے مراد اشراط ساعت
مراد لین گے یا یون کہین گے کہ تقدیر یہ ہے او یاتیھم عذابھا اسم ظاہر کو بجاے ضمیر ڈرانے
دھمکانے کیواسطے رکھدیا ہے کسی نے کہا یوم عقیم روز حرب ہے جسمین وہ قتل کیے جائین گے
جیسے روز جنگ بدر لڑائی کے دن کو عقیم اسلیئے کہتے ہین کہ اوسمین عورتون کی اولاد ماری جاتی ہے تو
بانجھ عورتون کی طرح ہو جاتی ہین یا اسواسطے کہ لڑنے والے لڑائی کے بیٹے ہوتے ہین پس

بیشک جو لوگ بڑائی کرتے ہین میری بندگی سے اب پیٹھین گے دوزخ مین ذلیل ہوکر

جب مارے گئے تو لڑائی عقیم ہوگئی پھر جو وصف لڑائی کا تھا اُسکے ساتھ دن کو مجازاً موصوف کردیا یا اسلیئے یوم بدر کو یوم عقیم کہا کہ اوسکا کوئی مثل و نظیر نہین ہے کیونکہ اوسمین فرشتے آسمان سے آکر لڑے ہین ایک وجہ یوم جنگ کو یوم عقیم کہنے کی یہ ہے کہ اوسمین کسیطرح کی رافت ورحمت نہین ہوتی ہے تو گویا وہ خیر سے عقیم ہے اسی باب سے یہ آیت کریمہ ہے فارسلنا علیہم الریح العقیم یعنی ہمنے اونپر ایک ہوا بھیجی جسمین کسیطرح کی خیر نہ تھی نہ وہ پانی لاتی تھی غرضکہ عقیم سے مراد وہ شے ہے جسمین کوئی خیر نہین ہوتی ہے تو یوم عقیم روز بے خیر ٹھیرا پھر جبکہ اس روز بے خیر سے مراد روز بدر لیا جاے تو اس صورت مین عقیم کے اندر استعارہ بالکنایہ یون ہوگا کہ زمانہ بے خیر کی تشبیہ دی ذہن مین بانجھ عورتون سے جسطرح کہ تشبیہ دی اونسے اوس ہوا کی جو نہ بادل اوٹھاتی ہے نہ درختون کو بار دار کرتی ہے اور زمانہ بے خیر کے واسطے عقم کو ثابت کیا یہ تخییل ہوئی اسیطرح اگر اوس دن سے مراد روز قیامت لیا جاے تو بھی استعارہ بالکنایہ ہوگا بایںطور کہ جو دن سارے دنون سے منفرد ہے اوسکی تشبیہ دی ذہن مین بانجھ عورتون سے اور اثبات عقم کیا واسطے اس دن کے یہ تخییل ہوئی کیونکہ بعض ایام واسطے بعض کے نتائج ہین ہر دن اپنے مثل کو جنتا ہے اور روز قیامت ایسا ایک تنہا دن ہے کہ بعد اسکے نہ کوئی دن ہے نہ رات تو گویا وہ مثل بانجھ عورت کے ہوا جو کہ بچا نہین جنتی ہے یہ حاصل ہے شہاب کا ملک سے مراد سلطان ظاہر واستیلاے تام ہے یومئذ سے مراد روز قیامت ہے تنوین عوض ہے اوس جملے سے جو بعد غایت کے محذوف ہے یعنی ملک جسدن[۵۲] وہ ایمان لائین گے یا جسدن انکا شک وریب زائل ہوگا واسطے اکیلے اللہ پاک کے ہے نہ اوسمین اللہ سے کوئی جھگڑنے والا ہے نہ کوئی مدافعت کرنیوالا بادشاہان دنیا سے اوس دن مین کسی کا ملک نہوگا ظاہر یہی ہے کہ یومئذ سے مراد روز قیامت ہے اور ما بعد کی تقسیم بھی اسی کے مساعد ومقوی ہے اور جو شخص روز بدر کا قائل ہے تو وہ کہتا ہے کہ اوسدن اللہ کے واسطے ملک ہونیسے یہ مراد ہے کہ اوسمین تنہا اللہ پاک کا حکم جاری ہوگا اور قضاے الٰہی کے ماسوا باطل ہوگا اور جسکی تعذیب کا ارادہ کرے گا اوسمین اسکا حکم نافذ وجاری ہوگا اور تقسیم ما بعد کی اخبار بترتب ٹھیرے گی اونکے حال پر اوسدن عقیم مین یعنی اونکے ایمان وکفر پر ابو حیان نے بحر مین اسیطرح ذکر کیا ہے جملہ یحکم بینہم مستانفہ ہے جواب سے

[۵۱] بھیجی ہمنے اونپر باد نے خیر ۱۲ منہ

[۵۲] یہ تقدیر اسواسطے ہے کہ اونکا ایمان لانا لازم ہے زوال ریت کو اور ردو سری تقدیر بلحاظ وقت زوال الذین کفروا فی مریۃ منہ حتی تاتیہم الساعۃ بغتۃ کے ہے کذا قال ذکر الکرخی فتدبر ۱۲ منہ

سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ جسدن خاص اللہ پاک کے واسطے ملک ہوگا تو اوسنے کیا معاملہ کریگا
سو یہ اوسکا جواب ہے کہ اوسدن درمیان مومنین و کافرین کے فیصلہ کریگا حفناوی نے اسیطرح ذکر کیا ہے
یا جملۂ حالیہ ہے یعنی جسدن وہ ایمان لائینگے یا اُنکا شک و شبہہ دور ہوگا اوسدن خاص اللہ پاک
کا راج ہوگا درانحال کہ درمیان فریقین کے فیصلہ کرے گا سمین کا قول یہی ہے پھر اللہ پاک نے اوس
فیصلے کی تفصیل بیان فرمائی پس ارشاد فرمایا فالذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت فی جنّٰت النعیم
یعنی جن لوگون نے درمیان ایمان و عمل صالح کے جمع کیا ایمان لائے اور نیکیان بھی کین اونکی
جزا یہ ہے کہ جنتون کی زمین مین ہمیشہ ہمیشہ قرار پکڑینگے ابدالآباد رہین بسین گے جنت کے عیش و
آرام مین ڈوبے رہین گے اور یہ سب کچھ محض اللہ پاک کے فضل و کرم سے اونکو ملے گا پھر دوسرے
فریق کی جزا کا ذکر فرمایا والذین کفروا وکذبوا بآیٰتنا اولٰئک لھم عذاب مھین یعنی جن لوگون نے
اللہ کا انکار کیا اور اوسکی باتون کی تکذیب کی دونون امر کے جامع ہوئے سو اونکا بدلا یہ ہے کہ اُنکے
لیئے عذاب ہے جسکی صفت مہین ہے یعنی بغایت سخت ہے اور اونکو ذلیل کرنے والا ہے نہایت
کا ایذا رسا ہے اور یہ ایسا عذاب بسبب اُنکے کفر و اعمال بد کے ہے **نکتہ** حرف فا اوّل
فریق کی جزا مین ذکر نہ کیا اور دوسرے فریق کی جزا مین ذکر فرمایا سو وجہ اسکی یہ ہے کہ ثواب کا عطا
کرنا محض اللہ پاک کے فضل سے ہے اُنکے اعمال کے سبب سے نہین ہے[۱] اور عذاب کا دینا بسبب
اونکے کفر و معاصی کے ہے گویا اعطاے عذاب اونکے اعمال پر متفرع ہے اوس عذاب کے باعث
اونکے اعمال ہوئے ہین حفناوی نے اسیطرح ذکر کیا ہے بیضاوی نے کہا اور اسی لیئے لھم عذاب
فرمایا اور لھم فی عذاب نہ کہا جبکہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ قیامت کے دن اوسیکا راج
ہوگا اور وہی درمیان فریقین کے فیصلہ کرے گا اور مومنون کو جنت مین اور کافرون کو دوزخ مین
داخل کرے گا تو بعد اُسکے واسطے اظہار فضیلت و تفخیم شان مومنین مہاجرین کے اُنکا ذکر علیحدہ
کیا پس ارشاد فرمایا والذین ھاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا او ماتوا لیرزقنھم اللہ رزقا
حسنا ط وان اللہ لھو خیر الرازقین ○ لیدخلنھم مدخلا یرضونہ ط وان اللہ
لعلیم حلیم ○ ذٰلک ج ومن عاقب بمثل ما عوقب بہ ثم بغی علیہ لینصرنہ
اللہ ط ان اللہ لعفو غفور ○ اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے اللہ کی راہ مین پھر مارے گئے

[۱] یعنی راس الثواب جسکو دخول بہشت عبارت کرتے ہین محض اللہ پاک کے فضل سے ملتا ہے ہان جنت کے درجات کا ملنا بسبب اعمال کے ہوتا ہے جیسا جسکا عمل ہوگا ویسا ہی اوسکو درجہ ملیگا یہ بات اپنے موقع پر ثابت ہو چکی ہے ۱۲ منہ

یا مر گئے البتہ اونکو دیگا اللہ روزی خاصی اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینا البتہ پہونچا دیگا اُنکو
ایک جگہہ جسکو پسند کرینگے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا یہ سُن چکے اور جیسے بدلا دیا جیسا اُس سے
کیا تھا پھر اوسپر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اوسکی مدد کرے گا اللہ بیشک اللہ درگزر کرتا ہے
بخشتا ف یعنی بدلا واجبی لینے والے کو عذاب نہین کرتا اگرچہ بدلا نہ لینا بہتر تھا بدر کی لڑائی
مین مسلمانون نے بدلا لیا کافرون کی ایذا کا پھر کافر آئے زیادتی کرنے کو اُحد مین اور احزاب مین
پھر اللہ نے پوری مدد کی انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک خبر
دیتا ہے طرف سے اُن لوگون کے جو اللہ سبحانہ کی مرضی چاہنے کو اور جو اجر و ثواب اُسکے پاس ہے
اوسکے طلب کرنے کو اوسکی راہ مین ہجرت کرکے نکلے اور اپنا وطن و گھر والے اور یار دوستونکو چھوڑ آئے
اور اللہ و رسول کے لیئے اور اُسکے دین کی مدد کرنے کو اپنے بلاد سے مفارقت اختیار کی ثم قتلوا
یعنی پھر جہاد مین مارے گئے او ماتوا یعنی یا نے لڑے بھڑے اپنی موت سے اپنے بچھونون
پر مر گئے تو مقرر اونھون نے اجر جزیل پایا اور ثنا جمیل حاصل کی جسطرح کہ اللہ پاک نے دوسری
آیت مین فرمایا ہے ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ و رسولہ ثم یدرکہ الموت
فقد وقع اجرہ علی اللہ قولہ تعالیٰ لیرزقنھم اللہ رزقا حسنا کا یہ مطلب
ہے کہ اللہ پاک اپنے فضل و رزق سے البتہ جاری رکھے گا اونپر جنت سے وہ شے جس سے
اونکی آنکھین ٹھنڈی ہونگی مدخلا یرضونہ سے مراد جنت ہے کما قال تعالیٰ فاما ان کان من
المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم سو اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ اوسکو راحت و رزق و جنت نعیم حاصل
ہوگی جسطرح اسجگہہ یون فرمایا ہے لیرزقنھم اللہ رزقا حسنا پھر یہ فرمایا لیدخلنھم مدخلا
یرضونہ قولہ تعالیٰ وان اللہ لعلیم کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ہجرت کرتا ہے اور
اوسکی راہ مین لڑتا ہے اللہ پاک اوسکو اور اوس شخص کو جو اسکا استحقاق رکھتا ہے خوب جانتا ہے
حلیم کے یہ معنی ہین کہ حلم کرتا ہے درگزر فرماتا ہے اور اُنکے گناہون کو بخشتا ہے اور اُنھون نے
جو طرف اُسکے ہجرت کی اور اوسپر توکل کیا بہ سبب اسکے اونسے اُن گناہون کا کفارہ کردیتا ہے
اب یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ جو شخص اللہ کی راہ مین مارا گیا مہاجر ہو یا غیر مہاجر تو بیشک وہ اپنے
رب کے پاس زندہ ہے اوسے رزق ملتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ولا تحسبن الذین

۵۱ اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف پھر پہنچے اوسکو موت سو ثابت ہو چکا اوسکا ثواب اللہ پر ۱۲ منہ

۵۲ سو جو اکرتہ ہوا پاس والون مین تو راحت ہے اور روزی سے اور باغ نعمت کا ۱۲ منہ

۵۳ اور تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ مین مردے بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے ۱۲ منہ

قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون اور حدیثین اس باب مین بہت
ہین چنانچہ سابق مین گزر چکی ہین رہا وہ شخص جو اللہ کی راہ مین مرگیا ہے مہاجر ہو یا غیر مہاجر سو مقرر
یہ آیت کریمہ مع احادیث صحیحہ کے اس بات کو متضمن ہے کہ رزق اوسپر جاری ہوتا ہے اور اللہ پاک کا
بڑا احسان اوسپر رہتا ہے ابن ابی حاتم نے ابو عبیدہ بن عقبہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہین
کہ شرحبیل بن سمط نے کہا کہ ارض روم مین ایک قلعے پر ہماری رباط واقامت دراز ہوئی پس
سلمان فارسی رضی اللہ کا مجھپر گزر ہوا تو وہ بولے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فرماتے سنا ہے کہ جو شخص رباط کرتا ہوا مرتا ہے تو اللہ جاری رکھتا ہے اوسپر مثل اس اجر کا اور
جاری کرتا ہے اوسپر رزق اور امن مین ہوتا ہے وہ فتانین سے یعنی منکر ونکیر اوس سے سوال
نہین کرتے ہین اور تم پڑھو اگر چاہو والذین ھاجروا الی قولہ حلیم دوسرا لفظ
ابن ابی حاتم کا یہ ہے کہ ہمام نے ابو قبیل و ربیعہ بن سیف مغافری کو کہتے سنا یہ دونون کہتے ہین کہ
ہم رودس مین تھے اور ہمارے ساتھ فضالہ بن عبید صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
تھے اونپر دو جنازون کا گزر ہوا اونمین سے ایک تو مارا گیا تھا اور دوسرا اپنی موت سے مرا تھا تو
لوگ اوسپر مائل ہوئے جو مارا گیا تھا اسپر فضالہ بولے مجھے کیا ہے مین دیکھتا ہون کہ ہمراہ اسکے
مائل ہوئے اور اسکو چھوڑا لوگون نے کہا کہ یہ قتیل فی سبیل اللہ ہے پس فضالہ نے کہا واللہ مین
پروا نہین کرتا ہون کہ مین ان دونون کے کسی گڑھے سے اوٹھایا جاؤن تم سنو اللہ کی کتاب کو
والذین ھاجروا الآیۃ تیسرا لفظ ابن ابی حاتم کا یہ ہے کہ عبدالرحمن بن حجدم خولانی
فضالہ بن عبید کے پاس حاضر تھے دریا مین ہمراہ دو جنازون کے اونمین سے ایک کو تو سنجیق
لگی تھی اور دوسرا اپنی موت سے مرا تھا سو فضالہ بن عبید اوس شخص کی قبر کے پاس بیٹھے جو اپنی
موت سے مرا تھا اسپر اونسے کسی نے کہا کہ تمنے شہید کو چھوڑ دیا تو تم اوسکے پاس نہ بیٹھے فضالہ نے
کہا کہ مین پروا نہین کرتا ہون کہ مین ان دونون کے کسی گڑھے سے اوٹھایا جاؤن بیشک
اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہے والذین ھاجروا الآیتین پس اے بندے تو کیا چاہتا ہے جبکہ تو ایسی جگہ
مین داخل کیا گیا جسکو تو پسند کرتا ہے اور رزق حسن تجھے دیا گیا قسم ہے اللہ کی مین پروا نہین کرتا ہون کہ ان
دونون کے کسی گڑھے سے اوٹھایا جاؤن ابن جریر کا لفظ یہ ہے عن یونس عن عبدالاعلی

عن وهب اخبرنی عبد الرحمن بن شریح وسلامان بن عامر قال کان فضالة بن
عبید برودس امیرا علی الارباع فخرج[۵۱] بجنازتی رجلین احدهما قتیل والاخر
متوفی فذکر نحو ما تقدم **قوله تعالیٰ** ذٰلک ومن عاقب بمثل ما عوقب به
الآیه مقاتل بن حیان وابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت دربارہ سریہ[۵۲] صحابہؓ نازل ہوئی
ہے یہ لوگ مشرکین کی ایک جماعت سے ماہ محرم مین ملے تو مسلمانون نے اونکو قسم دلائی تاکہ وہ
اونسے ماہ حرام مین نہ لڑین سو مشرکون نے نہ مانا مگر اونسے لڑنا اور اونپر بغاوت کی تو مسلمان اونسے
لڑے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو اونپر فتحیاب فرمایا **ف** بعض مفسرین نے کہا ہے کہ مراد
ان مہاجرین سے وہ لوگ ہین جنھون نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی بعض نے
کہا یہ وہ لوگ ہین جنھون نے اپنے وطنون سے کسی پارہ لشکر مین یا کسی لشکر مین ہجرت کی دونون
پر اسکا حمل کرنا کچھ بعید نہین ہی اور ہر ایک کی ہجرت اللہ کی راہ مین اور اوسکی طاعت مین ہی فتح البیان
وفتح القدیر مین اسیطرح ہے بیضاوی ونسفی نے ذکر کیا ہے مروی ہے کہ بعض صحابہ نے عرض کیا
یا نبی اللہ یہ لوگ جو مارے گئے ہم جان چکے جو خیر اللہ پاک نے اونکو عطا کی اور ہم آپکے ساتھ جہاد
کرتے ہین جسطرح اونھون نے جہاد کیا سو ہمارے واسطے کیا ہے اگر ہم مر جائین اسپر یہ دو آیتین
نازل ہوئین شیخ اوے کا بیان یہ ہے کہ مہاجرین مین اختلاف ہے سو کسی نے کہا کہ مراد وہ شخص ہے
جسنے حضرتؐ کی نصرت چاہنے کو اور اللہ پاک کی طرف تقرب طلب کرنے کو مدینہ منورہ کی
طرف ہجرت کی دوسرون نے کہا بلکہ مراد وہ شخص ہے جسنے جہاد کیا سو ہمراہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے یا آپکے سرگروہون کے ساتھ نکلا واسطے مدد کرنے دین کے اور اسی لیئے بعد اسکے
قتل کا ذکر کیا گیا ہے اور اونمین سے بعض نے دونون امر پر اوسکو محمول کیا ہے سبیل اللہ سے
مراد جہاد ہے جیسا کہ نسفی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے خازن نے کہا طاعۃ اللہ وطلب رضا اللہ
محلی نے کہا طاعت اللہ مین مکے سے مدینے کیطرف نکلی ابو حیان نے بحر مین کہا کہ طاعت اللہ سے
مراد نصرت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسکا نزول کئی گروہ کے بارے مین
ہوا ہے جو کہ مکے سے مدینہ کی طرف واسطے ہجرت کے نکلے اور مشرکون نے اونکا پیچھا کیا پھر وہ
اونسے لڑے ابن عامر واہل شام نے قتلوا کو بتشدید حرف تا پڑھا ہے بنا بر تکثیر باقی قارئون

۵۱ والظاہر فخرجوا ۱۲

۵۲ بارہ ازلشکر ۱۲ منہ

کی قراءت بتخفیف ہے حرف لام لیرزقنھم اللہ مین جواب ہے قسم محذوف کا یعنی واللہ لیرزقنھم اللہ اور جملۂ قسمیہ خبر ہے موصول کی اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ جملہ قسمیہ خبر مبتدا واقع ہوتا ہے اور جو شخص اسکو منع کرتا ہے وہ قول مضمر نکالکر اوسکو خبر مبتدا کہتا ہے یعنی والذین ھاجروا مقول فی حقھم لیرزقنھم اللہ لیکن اس شخص کا قول مرجوح ہے مگر فتح القدیر مین اسی تقدیر قول کو اختیار کیا ہے رزقا حسنا کا نصب یا تو اس بنا پر ہے کہ رزق بمعنی مرزوق ہو کہ مفعول ثانی ہے لیرزقن کا یا مصدر مؤکد ہے رزق حسن مین گفتگو ہے کہ اوس سے کیا مراد ہے سو محلی نے کہا کہ مراد رزق جنت ہے یعنی نعیم بہشت عنبر شرح نسفی نے کہا رزق حسن وہ ہے جو کبھی منقطع نہو خازن نے بھی اسیطرح کہا ہے حاصل ایک ہی ہے کیونکہ جنّت کی کوئی شے فنا پذیر نہین ہے اور ہر چیز من مانتی اوسمین موجود ہے کسی نے کہا مراد غنیمت ہے کیونکہ وہ حلال طیب ہے کسی نے کہا مراد علم و فہم ہے جیسا کہ حضرت شعیب علیہ السّلام نے فرمایا ہے ورزقنی منہ رزقا حسنا جملہ وان اللہ لھو خیر الرازقین تذییل ہے ماقبل کی تقریر کرتا ہے کیونکہ اوّل تو بجملۂ قسمیہ وعدہ رزق کا کیا اور اب بکمال تاکید اپنا خیر الرّازقین ہونا ارشاد فرمایا اس وعدے کی استواری کا کیا ٹھکانا ہے اللہ پاک خیر الرّازقین اسواسطے ہے کہ بے حساب رزق دیتا ہے بیضاوی نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے اور جو رزق بندون کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے ایکدوسرے کو لیتا دیتا ہے سو وہ بھی اوسی کی طرف سے ہے اوسکے سوا نہ کوئی رازق ہے نہ کوئی معطی علامہ نسفی نے کیا خوب وجہ لکھی ہے لانہ المخترع للخلق بلا مثال المتکفل للرزق بلا ملال یعنی اوسکے خیر الرازقین ہونے کا کیا پوچھنا ہے وہ تو بلا مثال خلق کا اختراع و ایجاد کرنیوالا ہے اور بدون ملال ضامندار روزی ہے محلی نے کہا افضل المعطین یعنی سب دینے والون سے بہتر دینے والا ہے یہان افعل تفضیل اپنے باب پر ہے اسواسطے کہ اللہ پاک مختص ہے ساتھ اس بات کے کہ جو وہ رزق دیتا ہے اوسپر غیر اوسکا قدرت نہین رکھتا ہے اور رزق مین اصل وہی ہے اور اسواسطے کہ غیر اوسکا اپنے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ مین رزق دیتا ہے یہ نہین ہے کہ نفس رزق کو وہ بناتا ہے اور یہ وجہ ہے کہ غیر اوسکا جو رزق دیتا ہے سو لوگون سے اپنا نفع لینے کو دیتا ہے وہ اس سب مین طالب عوض کا ہے اور اللہ پاک کی طرف سے جو رزق ہے سو وہ محض احسان ہے کذا قال الرازی

۵۱ اور اوسنے روزی دی مجھکو نیک روزی ۱۲ منہ

کرخی نے افضل معطین کا بیان یون کیا ہے یہ بات معلوم ہے کہ ہر رزق ادسی کی طرف سے ہے
تفاوت صرف بسبب اسکے ہے کہ اللہ پاک مختص ہے اس بات کے ساتھ کہ وہ جو رزق دیتا ہے
اوسپر غیر اوسکا قادر نہین ہے کسی نے کہا کہ غیر اوسکا جب رزق دیتا ہے تو اپنے نفع لینے کو دیتا ہے
یا تو اسلیئے دیتا ہی کہ اوسپر کوئی شے واجب ہے اُس سے خارج ہو یا اسواسطے کہ بسبب اُسکے مستحق حمد کا ہو یا ثنا کا
کہ لوگ اوسکی تعریف کرین کہین کہ بڑا داتا ہے یا بسبب رقت و رحمت جنسے کے دیتا ہے رہا اللہ پاک
سو اوسکا کمال اوسکی ایک صفت ذاتی ہے وہ کسی شے سے کوئی کمال زائد حاصل نہین کرتا ہو پس
اوس سے جو رزق صادر ہوتا ہے وہ محض احسان ہی احسان ہے دگر ہیچ غرضکہ اللہ پاک نے
اوّل تو مہاجرین کے رزق کا وصف بغایت حسن اسلوب و تاکید تمام بیان کیا اب اونکے مسکن کا
ذکر فرمایا لیدخلنہم مدخلا یرضونہ جسطرح وہان لام قسم و نون تاکید تھا ویسا ہی یہان ہے
اور جیسے وہان رزق حسن کہا ویسے ہی یہان مدخل کا وصف یرضونہ سے فرمایا یہ جملہ
یا تو مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ اونکی روزی و رزق کا حال تو سُنا مسکن
اونکا کیسا ہوگا سو یہ اوسکا جواب ہے کہ اللہ اونکو ایسے مسکن مین بسائے گا جسکو وہ پسند کرینگے
اوس سے راضی ہونگے یا یہ جملہ بدل ہے لیرزقنہم اللہ سے اہل مدینہ نے مدخل کو بفتح میم
پڑہا ہے بنا بر اسم ظرف یعنی جانے دخول باقی قاریون کی قرات بضم میم ہے بنا بر اسم مکان
مراد جنّت ہے اور نصب اسکا اس بنیاد پر ہے کہ مفعول ثانی ہے یا مصدر میمی ہے مؤکد ہے
فعل مذکور کا اس صورت مین مفعول ثانی محذوف ہوگا یعنی لیدخلنہم الجنۃ ادخالا
سورۂ سبحان مین اسکی مثل پر کلام گزر چکا ہے اسمین بندون پر وہ امتنان ہے اور اونکے واسطے
وہ تبشیر ہے جسکا اندازہ بیان مین نہین آسکتا ہے کیونکہ جس مدخل کو وہ پسند کرینگے موافق تر ہوگا
اونکے نفوس کو اور قریب تر ہوگا طرف اونکے مطلب کے اسپر علاوہ یہ ہوگا کہ جنّت مین وہ شے
دیکھین گے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سُنی نہ کسی بشر کے دل پر اوسکا خطرہ گزرا
یہ وہی شے ہے جس سے وہ راضی ہونگے اور رضا سے بھی کہین بڑھکر اللھم ارزقنا بفضلک
وکرمک یا سیدنا و مولانا اب رہی یہ بات کہ اللہ پاک نے جو ثم قتلوا او ماتوا فرمایا ہے
یہ دال ہے اس امر پر کہ جو شخص جہاد مین مارا گیا اور وہ شخص جو اپنے بچھونے پر مر گیا ان دونون کا

حال برابر ہے جبکہ قصد مین اور تقرب الی اللہ و نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور
اصل عمل یعنی ہجرت مین برابر ہون اس جہت سے کہ اللہ پاک نے وعدے مین دونون کو جمع
کیا ہے اسی کا مؤید یہ قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ المقتول فی سبیل
اللہ والمتوفی فی سبیل اللہ بغیر قتل ھما فی الاجر شریکان لفظ شرکت کا مشعر ہے
تسویہ کو ورنہ ان دونون کے خاصکر ذکر کرنے کا کوئی فائدہ باقی نرہے گا شیخزادے نے اسیطرح
کہا ہے ابوحیان نے بحر مین یون کہا ہے کہ رزق کے وعدے مین تسویہ دلالت نہین کرتا ہے
تفضیل پر قدر مشترک مین اور نہ تسویہ پر پھر اگر تفضیل ہے تو اور دلیل سے ہوگی اور کتب فروع مین
جو بات ثابت کیگئی ہے وہ یہی ہے کہ مقتول افضل ہے کیونکہ وہ شہید ہے وان اللہ لعلیم حلیم
کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک عمل کرنے والون کے درجونکو اور اونکے مراتب استحقاق کو خوب
جانتا ہے منجملہ اونکے جو لوگ مفرطین ہین انکی تفریط سے حلم فرماتا ہے اونپر جلدی عقوبت نہین
کرتا ہے محلی نے کہا اونکی نیتون کو خوب جانتا ہے اونکے عقاب سے حلم کرتا ہے یعنی اللہ پاک
عقاب سے غنی ہے جو شخص معصیت پر اقدام کرتا ہے اوسپر جلد عقوبت نہین فرماتا بلکہ مہلت دیتا ہے تاکہ
اوس سے توبہ کا وقوع ہو تو مستحق جنت کا ہو جاوے علامہ نسفی نے کہا لعلیم باحوال من قضی
نحبہ مجاھدا واٰمال من مات وھو ینتظر معاھدا حلیم بامھال من قاتلھم معاندا
یعنی جس شخص نے جہاد کرکے اپنی نذر پوری کی اللہ پاک اسکے احوال کو خوب جانتا ہے اور جو شخص مرگیا
اس حال مین کہ اپنے عہد کا انتظار کر رہا تھا اوسکی آرزوؤن سے خوب واقف ہے اور جسنے اونسے
عناد کرکے قتال کیا اوسکی مہلت دینے کے ساتھ بڑا حلم والا ہے بیضاوی نے کہا اللہ اونکے احوال کو
اور اونکے دشمنون کے احوال کو خوب جانتا ہے عقوبت کی جلدی نہین کرتا ہے ف ذلک
اشارہ ہے طف اوس شے کے جسکا ذکر ہوچکا ہے زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے الامر ما قصصنا
علیکم من انجاز الوعد للمھاجرین خاصۃ اذا قتلوا او ماتوا یعنی بات وہ ہے جسکا ہمنے
تمپر قصہ کیا ہے کہ خاص مہاجرین کے واسطے جو ہمنے وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کرینگے جبکہ وہ مارے جائینگے
یا مرینگے اس بنیاد پر ذلک خبر ہوگا مبتدا محذوف کا اور ما بعد اوسکا کلام مستانف ٹھیرے گا
ومن عاقب بمثل ما عوقب بہ مبتدا ہے اور خبر اوسکی لینصرنہ اللہ ہے کلمہ من موصولہ ہے

اور شرطیہ بھی ہوسکتا ہے حرف بامثل مین واسطے آلہ کے ہے اور بہ کا حرف باسببیت
کے لیئے ہے عاقب کے معنی ہین جازی یعنی جس شخص نے بدلا دیا ظالم کو ساتھ مثل اوس فعل
کے جسکے ساتھ اوس ظالم نے اوسپر ظلم کیا اور عوض لینے مین کسیطرح کی زیادتی نہ کی عقاب ماخوذ ہے
تعاقب سے تعاقب کہتے ہین ایک شئے کے آنے کو بعد دوسری شے کے تو عقاب وعقوبت
نام ہے اوس جزا و بدلے کا جو بعد جرم کے ہوتا ہے اور یہان بمثل ما عوقب بہ مین جو ظلم مشرکین
سے ابتدا ً صادر ہوا ہے اوسکا نام عقوبت رکھا ہے حالانکہ وہ کسی جرم وجنایت کی جزا نہین ہے
سو اسکی دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ واسطے مشاکلت وازدواج کے ایسا کیا ہے جسطرح کہ ان
دو آیتون مین آیا ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا وقولہ تعالیٰ فمن اعتدیٰ علیکم
فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم دوسری وجہ یہ ہے کہ بطور مجاز مرسل کے ہے
اسلیئے کہ جو فعل پہلے پہل واقع ہوا ہے وہ سبب ہے اُس فعل کا جو جزا و عقوبت کے واسطے واقع
ہوا ہے سو جو نام مسبب کا تھا وہ سبب کا نام رکھدیا حاصل یہ ہے کہ عاقب بمعنی جازی حقیقت
لغوی ہے اور بمثل ما عوقب بہ مجاز ہے قبیل مشاکلت سے یا تسمیۃ السبب باسم المسبب کے
باب سے دو آیتون کی مثال جو اول ذکر کی گئی قرطبی و فتح القدیر و فتح البیان مین اسیطرح ہی لیکن
اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جزاے عقوبت کا نام عقوبت رکھا ہے اور مجاز عاقب مین ہے
حالانکہ یہ بات ٹھیک نہین ہے کیونکہ عاقب بمعنی جازی حقیقت لغوی ہے اور اسمین مجاز
نہین ہے مجاز جو ہے سو وہ عوقب بہ مین ہے فتامل مراد شلیت سے یہ ہے کہ ظلم ابتدا ً اوسپر
کیا گیا تو اوسنے اوسکے بدلے مین اوسی مقدار پر قصر کیا اوسپر زیادتی نہ کی ثم بغی علیہ کے یہ معنی
ہین کہ ظالم نے جو ابتدا مین ظلم کیا تھا اوس ظلم کے بعد پھر اور ظلم کیا کسی نے کہا اِس بغی سے مراد یہ ہے
کہ مشرکین نے اپنے نبی کی تکذیب کی اور جو لوگ اونپر ایمان لائے اونکو ایذا دی بعد اسکے مسلمانونکو
مضطر کیا اور اونکے وطن سے اونکو نکالا کسی نے کہا ثم بغی علیہ کے معنی یہ ہین کہ پھر مجازی مبغی
علیہ ہو یعنی بدلا لینے والا پھر مظلوم ہو معنی ثم کے تفاوت رتبہ ہین کیونکہ پہلے پہل لڑنے کے
ساتھ ایک نوع کا ظلم ہے جسطرح کہ امثال عرب مین بولتے ہین البادی اظلم یعنی ظالم تر وہی ہے
جو ابتدا کرتا ہے حرف لام لینصرنہ اللہ مین جواب ہے قسم کا یعنی واللہ البتہ ضرور مدد کریگا اوسکی اللہ

۱ اور برائی کا بدلا
برائی ویسی ہے ۱۲ منہ
۲ پھر جسنے پیچھے
زیادتی کی تم اوسپر
زیادتی کرو جیسے اوسنے
زیادتی کی ۱۲ منہ

ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر مین مقاتل سے روایت کیا ہے کہ محرم کی دو راتین باقی رہی تھین
اونمین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا تو وہ لوگ مشرکون سے ملے بعض مشرکون نے
بعض سے کہا کہ تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑو کیونکہ وہ ماہ حرام مین لڑنے کو حرام
جانتے ہین اور اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو قسم دلائی اور اونسے اللہ کا ذکر کیا کہ
اونسے لڑنے کے واسطے متعرض نہون اور صحابہ ماہ حرام مین لڑنے کو حلال نہین جانتے ہین مگر
وہ شخص جو اونسے ابتدا کرے مشرکون نے اونسے ابتدا کی پھر اونسے لڑے تو صحابہ نے اسوقت
اونسے لڑنے کو حلال کیا پھر اونسے لڑے اور اللہ نے صحابہ کو اونپر نصرت دی[۱] یہ حدیث مرسل ہے
فتح القدیر مین اسکو ذکر کیا ہے حافظ ابن کثیر نے بھی اسکو لکھا ہے لیکن کچھ تفاوت ہے چنانچہ
اوّل اسکا ذکر ہو چکا ہے قرطبی نے بھی باختلاف بعض الفاظ اسکا ذکر کیا ہے محلی نے بھی طرف
اسکے اشارہ کیا ہے اسیطرح خازن نے بھی باختلاف بعض الفاظ اسکو لکھا ہے ابن منذر نے ابن
جریج سے روایت کیا ہے کہ مشرکون نے باہم تعاون کیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے
اصحاب پر پھر آپکو نکالدیا اسپر اللہ پاک نے آپ سے وعدہ کیا اس بات کا کہ آپ کی مدد کرے گا اور یہ
آیت قصاص مین بھی ہے کذا فی فتح القدیر و فتح البیان قرطبی نے ایک اور شان نزول بلفظ
قیل یہ لکھا ہے کہ یہ آیت مشرکون کی ایک قوم مین نازل ہوئی ہے اونھون نے مسلمانونکی ایک
قوم کا مثلہ کیا اونکو مارڈالا اُحد کے دن یعنی اُنکے ناک کان کاٹکر اونکو قتل کیا تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اسی کے مثل اُنکے ساتھ کیا فتح القدیر و فتح البیان مین بلفظ قیل ذکر کیا ہے کہ یہ آیت
مدنی ہے اور قصاص و جراحات کے بارے مین ہے ان اللہ لعفو غفور یعنی اللہ پاک بدلا
لینے والے کی مدد کریگا اسواسطے کہ وہ بڑا معاف کرنیوالا اور بڑا بخشنے والا ہے اس تعلیل مین یہ بحث
ہے کہ عفو و غفران چاہتے ہین کہ پہلے کوئی جرم و گناہ ہوا ہو حالانکہ یہان عفو لینے والے سے
کوئی گناہ بدلا لینے مین صادر نہین ہوا ہے کیونکہ اوسنے تو اپنا حق پورا لے لیا کسی پر کچھ ظلم نہین کیا
سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ عفو سابقۂ جنایت کو مقتضی ہے لیکن یہ کچھ لازم نہین ہے کہ جنایت کا
ارتکاب حرام سے ہو بلکہ جنایت کبھی ترک مندوب و مستحب سے بھی ہوتی ہے اور بطور زجر و تغلیظ کے
اوس ترک کو بھی جنایت و جرم کہدیتے ہین چونکہ بدلا لینے والے نے بدلا لینے مین اپنی خواہش کی پیروی

[۱] بعض روایات مین بعد اسکے یہ لفظ ہی کہ مسلمانون کے لئے مین ماہ حرام مین لڑنے سے کوئی شے واقع ہوئی یعنی ہمکو بُرا کا معلوم اس روایت کی بنا پر وان اللہ لعفو غفور کو لینصر اللہ الخ کی تعلیل کرنے مین کچھ اشکال نہین تو ظاہر ہے واللہ اعلم بالصواب

کی اور اللہ پاک نے جس بات کی رغبت دلائی تھی کہ ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور
وقولہ فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ وان تعفوا اقرب للتقوی اوس سے اعراض کیا
اور ان ترغیبون سے متاثر نہوا اور ترک عفو کیا اور بدلا لیا اسواسطے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ اللہ
بڑا معاف کرنے والا بڑا بخشنے والا ہے اوسنے جو ترک افضل کیا اللہ اوسکو معاف کردے گا اللہ پاک
اسمین اشارۃ آمادہ کرتا ہے بندونکو عفو ومغفرت پر کیونکہ جب وہ باوجود اپنے کمال قدرت کے معاف
کرتا ہے اور بخشتا ہے تو بندے تو زیادہ تر اسکے لایق ہین اور آگاہ فرماتا ہے اس بات پر کہ وہ
قادر ہے بادی کی عقوبت پر کیونکہ عفو کے ساتھ موصوف نہین ہوتا ہے مگر وہی جو اوسکی ضد پر قادر ہے
یہ حاصل ہے بیضاوی کی تقریر کا نسفی نے بھی اسی کے لگ بھگ ذکر کیا ہے خازن نے کہا ہے کہ اللہ
عفو غفور ہے واسطے مومنین کے اونکے قتال سے ماہ حرام مین جبل نے کہا کہ اللہ پاک نے جو اونکے
لڑنے کو ماہ حرام مین معاف کیا باوجود اسکے کہ اوسوقت ازنا حرام تھا سو اسلیئے کہ مومنین واسطے دفع
کرنے حملہ آور شے کے لڑے تو وہ اونپر قبیل واجب سے تھا شیخزادے نے کہا وجہ تعلق اس
آیت کی ماقبل سے یہ ہے کہ اول تو اللہ پاک نے مہاجرین کے رزق وسکن کا وصف بیان کیا
پھر اس آیت مین یہ فرمایا کہ باوجود اسکے کہ مین آخرت مین اس وعدے کے ساتھ اونکا اکرام کرونگا
دنیا مین اونکی نصرت کو نہ چھوڑونگا اوس شخص پر جو اونپہ بغاوت وزیادتی کرے گا ذلک بان اللہ
یولج اللیل فی النہار ویولج النہار فی اللیل وان اللہ سمیع بصیر ○ ذلک بان اللہ ھو الحق
وان ما یدعون من دونہ ھو الباطل وان اللہ ھو العلی الکبیر ○ یہ اسواسطے کہ اللہ پیٹھاتا ہے
رات کو دن مین اور دن کو رات مین اور اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے اسواسطے کہ اللہ وہی ہے صحیح اور
جسکو پکارتے ہین اوسکے سوائے وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے اوپر بڑا ف یعنی اسیطرح کفر
مین اسلام غالب کرے گا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک آگاہ
فرماتا ہے اس بات پر کہ بیشک وہی پیدا کرنے والا تصرف کرنیوالا ہے اپنی خلق مین جس شے
کے ساتھ چاہتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع
الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ
قدیر تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت

لہ البتہ جسنے صبر کیا اور معاف کیا بیشک یہ کام ہمت کے ہین ۱۲ منہ ۵۲ پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے سو اوسکا ثواب اللہ کے ذمے ہے ۱۲ منہ ۵۳ اور اگر تم درگذر کرو اور قصور معاف کردو تو یہ بہت بہتر ہے پرہیزگاری سے ۱۲ منہ

۵۴ تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جسکو چاہے اور سلطنت چھین لیوے جس سے چاہے اور عزت دیوے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ہاتھ سب بھلائی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے تو لے آوے رات کو دن مین اور تو لے آوے دن کو رات مین اور تو نکالے جاندار کو بیجان سے اور نکالے بیجان کو جاندار سے اور تو روزی دیوے جسکو چاہے بیشمار ۱۲ منہ

من الحی و ترزق من تشاء بغیر حساب داخل کرنا اللہ کا رات کو دن مین اور دن کا رات مین
اسکے معنی ہین داخل کرنا اوسکا اس سے اسمین اور اس سے اسمین سو کبھی تو رات بڑھجاتی ہے اور
دن کم ہوجاتا ہے جیساکہ موسم سردی مین ہے اور کبھی دن بڑھجاتا ہے اور رات گھٹ جاتی ہے
جیساکہ گرمی کے موسم مین ہوتا ہے وان اللہ سمیع بصیر کے معنی یہ ہین کہ اللہ اپنے بندون کی
باتونکو سنتا ہے اونکو دیکھتا ہے اونکے احوال و حرکات و سکنات مین کوئی پوشیدہ شے اوسکی اوسپر
مخفی نہین ہے جب یہ بات کھل گئی کہ وہ وجود مین تصرف کرنیوالا ہے ایسا حاکم ہے کہ اوسکے حکم
کا کوئی پیچھے ڈالنے والا نہین ہے تو یہ ارشاد فرمایا ذلک بان اللہ ھو الحق یعنی وہی معبود حق
ہے اوسی کو عبادت لایق ہے کیونکہ وہ ایسا سلطان عظیم والا ہے کہ جو اوسنے چاہا وہ ہوا اور جو نچاہا
نہوا اور ہر شے اوسی کی طرف محتاج ہے اوسکے دبرو دلیل و خوار ہے وان ما یدعون من دونہ
ھو الباطل یعنی اصنام و انداد و اوثان اور ہر وہ شے جو اللہ کے سوا پوجی گئی ہے یہ سب
باطل و غلط ہین کیونکہ وہ نہ کسی ضرر کے مالک ہین نہ کسی نفع کے قولہ تعالیٰ ان اللہ
ھو العلی الکبیر جیساکہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وھو العلی العظیم وقال تعالیٰ
وھو الکبیر المتعال پس ہر شے اوسکے قہر و سلطان و عظمت کے نیچے ہے سوا اوسکے نہ کوئی
معبود ہے نہ کوئی رب کیونکہ وہ ایسا بڑا ہے کہ اوس سے بڑھکر بڑا کوئی نہین ہے ایسا اوپر ہے کہ
اوس سے زیادہ اوپر کوئی نہین ہے ایسا کبیر ہے کہ اوس سے اکبر کوئی نہین ہے تعالیٰ و تقدس
و تنزہ عز و جل عما یقول الظالمون المعتدون علوا کبیرا ف اول گزر چکا ہے
کہ جس شخص پر بغاوت و زیادتی کیگئی ہے اللہ اوسکی ضرور مدد کرے گا سو ذلک کا اشارہ اوسی
مدد کی طرف ہے اور مبتدا ہے خبر اوسکی بان اللہ ہے او حرف با واسطے سببیت کے ہے یعنی یہ مدد کرنا
بسبب اس بات کے ہے کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن مین اور دن کو رات مین یہ داخل کرنا سبب
ہے نصرت کا حاصل یہ ہے کہ سبب حقیقی تو اللہ پاک کی قدرت ہے ساری ممکنات پر مگر اتنی بات ہے
کہ اوسنے قدرت کی دلیل و اثر کو مقام قدرت مین قایم کیا ہے یعنی یہ نصر بسبب اس بات کے ہے کہ
اللہ پاک قادر ہے اور اوسکے آثار قدرت سے ہے داخل کرنا ہر ایک کا رات و دن سے دوسری مین
رازی نے اسیطرح کہا ہے بیضاوی کا یہ قول ہے کہ یہ نصر بسبب اس بات کے ہے کہ اللہ پاک قادر ہے

ف اور وہی ہے رب
اوپر ۱۲ منہ
رب ۱۲ منہ

لوٹ پوٹ کرنے پر امور کے بعض کو بعض پر لوٹ پوٹ کر دیتا ہے جو اشیا باہم عناد رکھتی ہین ایک
دوسرے کی ضد ہین درمیان اونکے مداولت پر اوسکی عادت جاری ہے کبھی کسی کو غالب کرتا ہے
کبھی کسی کو منجملہ اسکے رات و دن مین سے ہر ایک کا داخل کرنا ہے دوسرے مین چونکہ یہ بات عقل
مین نہین آسکتی ہے کہ شب تاریک کا داخل کرنا روز روشن مین حقیقۃً ہو اور اسیطرح اسکا
عکس باوجود اسکے کہ یہ مقتضی ہے تاریکی و نور کے جمع ہونے کو ایک زمانے مین اسلیئے کہا ہے کہ
ایلاج مذکور کے یہ معنی نہین ہین کہ زمانۂ تاریک زمانۂ روشن مین داخل کیا جاے بلکہ معنی اسکے
یہ ہین کہ منجملۂ شب و روز ایک کی گھڑیون سے جو کم ہوا ہے اوسکا داخل کرنا ہے دوسری مین سو
تفاوت دو زمانون کا لازم آتا ہے بسبب زیادت و نقصان کے ایک زمانے مین دو ضدون کا جمع
ہونا لازم نہین آتا ہے یا یہ معنی ہین کہ شب کی تاریکی کا حاصل کرنا ہے روشنی روز کی جگہہ مین ساتھ
غائب کر دینے سورج کے اور عکس اسکا ہے ساتھ طلوع کر دینے آفتاب کے سورۂ آل عمران مین اس
ایلاج کے معنی گزر چکے ہین عامہ نے وان اللہ کو بفتح پڑہا ہے اس بنا پر کہ اوّل ان پر معطوف ہے
حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی قرارت بکسر ہے بطور استیناف یعنی الگ جملہ ہے ماقبل سے جدا
ہے سمیع بصیر یعنی اللہ پاک ہر سُننے کی شے کو سُنتا ہے ایک سُنّا دوسرے سُننے سے اوسکو باز
نہین رکھتا ہے ہر دیکھنے کی چیز کو دیکھتا ہے یا یہ معنی ہین کہ اقوال کو سُنتا ہے افعال کو دیکھتا ہے
ذرّہ برابر اوس سے غائب نہین ہوتا ہے محلی نے کہا مومنین کی دعا کو سُنتا ہے اونکو دیکھتا ہے
اس حیثیت سے کہ اونمین ایمان رکھا ہے پھر اونکی دعا قبول کی بیضاوی نے کہا کہ بدلا لینے والے
کی بات کو اور جس سے بدلا لیا اوسکی بات کو سُنتا ہے دونون کے افعال کو دیکھتا ہے تو اونکو مہمل
نچھوڑے گا علامۂ نسفی نے کہا کہ یہ مدد کرنا واسطے مظلوم کے بسبب اسکے ہے کہ اللہ قادر ہے
اوس شے پر جسکو چاہتا ہے اور اوسکی قدرت کی نشانیون سے یہ ہے کہ زیادہ کرتا ہے رات سے
دن مین اور دن سے رات مین یا بسبب اسکے کہ وہ خالق ہے رات و دن کا اور گردش دینے والا ہے
اونکا سو جو خیر و شر بغی و انصاف اُسکے بندون کے ہاتھون پر اونمین جاری ہوتا ہے وہ اوسپر
پوشیدہ نہین ہے اور بیشک وہ سُنتا ہے جو وہ کہتے ہین اور ایک سُنّا دوسرے سُننے سے اوسکو
باز نہین رکھتا ہے گو دن مین آوازین مختلف ہون ساتھ انواع زبانون کے جو کچھ کرتے ہین

اوسکو دیکھتا ہے اور نہین چھپتی اوس سے کوئی شے ساتھ کسی شے کے راتون مین گو تاریکیان متوالی
ہون اوّل ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ پاک کمال قدرت باہرہ وعلم تام کے ساتھ متصف ہے اسی کی طرف
ذٰلک کا اشارہ ہے یعنی اللہ پاک کا اوصافِ مذکورہ کے ساتھ متصف ہونا بسبب اسکے
ہے کہ ھوالحق یعنی اللہ پاک صاحب حق ہے پس دین اوسکا حق ہے عبادت اوسکی حق ہی مدد کرنا
اوسکا اپنے دوستون کی اپنے دشمنون پر حق ہے وعدہ اوسکا حق ہے سو اللہ عزوجل اپنی ذات
اور سارے افعال وصفات مین حق ہے وان مایدعون من دونہ ھوالباطل یعنی جس شے
کو وہ پکارتے ہین معبود یعنی اصنام وہ ایسا باطل ہے کہ اوسکے لیئے کوئی ثبوت نہین ہی نہ اوسکے
معبود ہونے کے واسطے کچھ ثبوت ہے نافع وابن کثیر وابن عامر نے بتاے فوقیہ پڑہا ہے
اس بنا پر کہ خطاب مشرکون کو ہے ابو حاتم نے اسی قراءت کو پسند کیا ہے باقی قاریون کی قراءت
بیاے تحتیہ ہے بنا بر خبر ابو عبیدہ کے مختار یہی قراءت ہے یہ دونون قراءتین سبعیہ ہین کسی نے
یدعون بصیغۂ مجہول پڑہا ہے اس صورت مین ضمیر جمع کلمۂ ما کی طرف راجع ہوگی اسواسطے
کہ ما الٰہ کے معنی مین ہے معنی آیت جو مذکور ہوے فتح البیان وفتح القدیر مین اسیطرح ذکر کیا ہے
بیضاوی نے کہا ھوالحق کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالیٰ ثابت فی نفسہ ہے تنہا واجب لذاتہ ہے
کیونکہ اوسکا وجوب وجود اور اوسکی وحدت یہ دونون اسکے مقتضی ہین کہ وہ مبدا ہو واسطے ہر اوس شے
کے جو اوسکے سوا پائی جاتی ہے عالم ہو اپنی ذات کا اور اپنے ماسوا کا یا یہ معنی ہین کہ ثابت الالہیۃ ہی یعنی
اوسکی الٰہیت ومعبودیت ثابت ہے اور الٰہیت کے لایق نہین ہوتا ہے مگر وہی جو کہ قادر عالم ہے
اور اسکے سوا جسکو پکارتے ہین وہی باطل ہے یعنی فی حد ذاتہ وہ معدوم ہے یا اوسکی الوہیت
باطل ہے محلی نے کہا حق بمعنی ثابت ہے اور یدعون بمعنی یعبدون اور باطل بمعنی زائل
ہے ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ باطل سے مراد شیطان ہے وان اللہ ھو
العلی الکبیر یعنی اللہ پاک بسبب اپنی قدرت کے عالی ہے ہر شے پر متقدس ہے اشباہ وانداد
سے یعنی اوسکا مشابہ ونظیر وضد کوئی نہین ہے صفات کمال کے ساتھ متصف ہے نظام ومعطل
جو اوسکی صفات اپنی طرف سے تراشتے ہین اونسے منزہ ومنزہ ہے کبیر ہے یعنی ذوالکبریا ہے
بڑی بزرگی والا ہے ہر شے سوا اوسکے صغیر وحقیر ہے مراد اس سے اللہ پاک کا کمال ذات و

عظیم قدرت وسلطان ہے اور الٰہیت کے ساتھ اوسکا منفرد ہونا ہے کذا فی فتح البیان علامہ نسفی نے زیر تفسیر آیت باب یون کہا ہے کہ یہ وصف کہ اللہ پاک لیل ونہار کو پیدا کرتا ہے اور جو کچھ اونمین جاری ہوتا ہے اوسکا احاطہ کرنا اور اونکے قول وفعل کا ادراک کرنا مسبب اسکے ہے کہ اللہ حق ہے اوسکی الٰہیت ثابت ہے اور ہر وہ شے جو اسکے سوا معبود پکاری جاتی ہے باطل الدعوت ہے یعنی اوسکا پکارنا باطل ہے اور کوئی شے شان مین اوس سے اعلےٰ نہین ہے نہ سلطان مین اوس سے اکبر ہے پھر اللہ پاک نے ایک اور کھلی دلیل اپنے کمال قدرت پر ذکر کی پس ارشاد فرمایا

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء ز فتصبح الارض مخضرۃ ط ان اللہ لطیف خبیر ج ○
لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ط وان اللہ لھو الغنی الحمید ع ○ الم تر ان ۱۵
اللہ سخر لکم ما فی الارض والفلک تجری فی البحر بامرہ ویمسک السماء ان تقع
علی الارض الا باذنہ ط ان اللہ بالناس لرءوف رحیم ○ وھو الذی احیاکم
ثم یمیتکم ثم یحییکم ط ان الانسان لکفور ○ تو نے نہین دیکھا کہ اللہ نے اُتارا آسمان سے
پانی پھر صبح کو زمین ہو جاتی ہے سبز بیشک اللہ چھپی تدبیرین جانتا ہے خبردار آدمی کا ہے جو کچھ
آسمان وزمین مین ہے اور اللہ وہی ہے بے پروا سب خوبیون سراہا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے
بس مین دیا تمھارے جو کچھ ہے زمین مین اور کشتی چلتی دریا مین اُسکے حکم سے اور تھام رکھتا ہے
آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اوسکے حکم سے مقرر اللہ لوگون پر نرمی کرتا ہے مہربان اور اُسنے
تمکو جلایا پھر مارتا ہے پھر جلاوے گا بیشک انسان ناشکرا ہے ف یعنی اوسکا حق نہین مانتا
انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین یہ قول بھی منجملہ دلالت ہے اللہ تعالےٰ
کی قدرت وعظیم سلطان پر اللہ پاک ہواؤن کو بھیجتا ہے تو وہ بادل کو اوٹھاتی ہین پھر وہ زمین
نے نبات پر برستا ہے اور وہ دبی پڑی سوکھی سیاہ ہوتی ہے فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت
وربت یعنی پھر جسوقت اللہ اوسپر پانی نازل کرتا ہے تو وہ حرکت کرنے لگتی ہے اور ابھرتی ہے حرف فا
فتصبح الارض مخضرۃ مین واسطے تعقیب کے ہے یعنی زمین بعد پانی نازل ہونے کے سبز
ہو جاتی ہے تعقیب ہر شے کی موافق اوسی شے کے ہوتی ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے
ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ الایہ حالانکہ صحیحین مین ثابت ہو چکا ہے

ع ۱۵ ۱ پھر بنائی اوس دونون سے پھسلتی پھر بنائی اوس پھسلی سے بوٹی پھر اوس بوٹی سے ہڈیان پھر پہنایا اون ہڈیون پر گوشت پھر اوٹھا کھڑا کیا اوسکو ایک نئی صورت مین سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانیوالا ۱۲ منہ ۱۲ منہ ۱۲ منہ

کہ درمیان ہر دو شے کے چالیس دن کی مدّت ہے اور باوجود اسکے حرف فا کے ساتھ اوسکی تعقیب کی گئی ہے اسیطرح اسجگہ کہا ہے فتصبح الارض مخضرۃ یعنی بعد اوسکے سوکھنے کے سبز ہو جاتی ہے بعض زمین حجاز کا ذکر کیا ہے کہ وہ بعد پانی برسنے کے صبح کو سبز ہو جاتی ہے فاللہ اعلم ان اللہ لطیف خبیر کے یہ معنی ہین کہ زمین کے اطراف واقطار واجزا مین جو دانہ ہوتا ہے گو کتنا ہی چھوٹا ہو اللہ پاک اوسکو خوب جانتا ہے اوسپر کوئی مخفی شے پوشیدہ نہین ہے سوا اوسکے ہر ایک کی طرف اوسکا حصّہ پانی سے پہونچاتا ہے پھر اُس پانی سے اُسکو اُگاتا ہے جیساکہ لقمان نے اپنے فرزند سے کہا ہے یا بنی انّہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السّموات او فی الارض یأت بہا اللہ ان اللہ لطیف خبیر وقال تعالیٰ الا یسجدوا للہ الذی یخرج الخبء فی السّموات والارض وقال تعالیٰ وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین وقال تعالیٰ وما یعزب عن ربّک من مثقال ذرّۃ فی الارض ولا فی السّماء ولا اصغر من ذٰلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین اور اسی لیئے اُمیّہ بن ابی الصلت نے یا زید بن عمرو بن نفیل نے اپنے قصیدے مین کہا ہے

وقولا لہ من ینبت الحبّ فالذری		فیصبح منہ البقل یہتز رابیا
ویخرج منہ حبہ فی رؤسہ		ففی ذاک ایات لمن کان واعیا

یعنی اُس سے کہو کہ خاک نمناک مین دانون کو کون اُگاتا ہے پھر صبح کو اوس پانی سے روئیدگی ملتی اور بھرتی ہوئی ہو جاتی ہے اور نکالتا ہے اُسکے دانون کو اوسکے سرون مین پس اِس سب مین نشانیان ہین واسطے اُس شخص کے جو یاد رکھتا ہے لہ ما فی السّموات وما فی الارض کا مطلب یہ ہے کہ ساری چیزین اوسکی ملک ہین اور وہ اپنے ماسوا سے بے پرواہے اور ہر شے اوسی کی محتاج ہے اور اوسکے نزدیک عبد ہے یعنی مطیع و فرمان بردار ہے الم تر ان اللہ سخر لکم ما فی الارض کے یہ معنی ہین کہ زمین مین جتنے حیوان وجماد اور کھیتیان اور پھل ہین سب کو تمہارا مسخر کر دیا ہے تم جو چاہتے ہو کرتے ہو جیساکہ اور جگہ فرمایا ہے وسخر لکم ما فی السّموات وما فی الارض جمیعا منہ یعنی یہ سب اللہ پاک کے احسان وفضل و امتنان سے ہے

۵۱ اسے بیرنگ کوئی چیز ہو دانے برابر رائی کے دانے کے پھر رہی ہو کسی پتھر مین یا آسمانون مین یا زمین مین لا حاضر کرے اوسکو اللہ بیشک اللہ چھپی جانتا ہے خبردار ۱۲ منہ ۵۲ کون نہ سجدہ کرین اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی چیز آسمانون مین اور زمین مین ۱۲ منہ ۵۳ اور نہین بچھڑتا کوئی پات جو وہ نہین جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیرون مین اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہین لکھی کتاب مین ۱۲ منہ ۵۴ اور غائب نہین رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین مین نہ آسمان مین نہ اس سے چھوٹا نہ اس سے بڑا جو نہین لکھی کتاب مین ۱۲ منہ ۵۵ اور کام لگائے تمہارے جو کچھ ہین آسمانون مین اور زمین مین سب اوسکی طرف سے ۱۲ منہ

والفلك تجری فی البحر بامرہ کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک کے مسخر کرنے اور چلانے کے سبب سے
دریاے شور انگیز اور موجون کی طمانچہ زنی مین کشتیان اپنے لوگون کو لیئے ہوئے بہواے
بامراد نرمی و آہستگی چلتی ہین سامان و اسباب تجارت جو چاہتے ہین اونمین لادتے ہین ایک
شہر سے دوسرے شہر کو ایک قطر سے دوسرے قطر کو لیجاتے ہین جو کچھ اُنکے پاس ہوتا ہے
اوسکو اُنکے نزدیک لاتے ہین جسطرح کہ جو اُنکے پاس تھا اوسکو اونکے پاس لیگئے منجملہ اُن اشیاء
کے جنکے وہ حاجتمند ہین اور اونکو طلب کرتے ہین اور چاہتے ہین ویمسك السماء ان تقع
علی الارض یعنی اگر اللہ پاک چاہتا آسمان کو حکم دیتا تو وہ زمین پر گر پڑتا پھر جو لوگ اوسمین ہین
وہ سب مرکھپ جاتے لیکن وہ اپنے لطف و رحمت و قدرت سے آسمان کو تھامتا ہے اُس سے
کہ زمین پر گر پڑے مگر اوسکے حکم سے اور اسی لیئے یون فرمایا ان اللہ بالناس لرؤف رحیم
یعنی اللہ پاک لوگون پر بڑا مہربان ہے باوجود اُنکے ظلم کے جسطرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے
وان ربك لذو مغفرة للناس علی ظلمهم وان ربك لشدید العقاب وقوله
تعالی وهو الذی احیاكم ثم یمیتكم ثم یحییكم ان الانسان لكفور وقوله
تعالی كیف تكفرون بالله وكنتم امواتا فاحیاكم ثم یمیتكم ثم یحییكم ثم الیه
ترجعون وقوله تعالی قل الله یحییكم ثم یمیتكم ثم یجمعكم الی یوم القیامة
لاریب فیه وقوله تعالی قالوا ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین معنی
کلام کے یہ ہین کہ تم کیون اللہ کے ہمسر ٹھیراتے ہو اور اوسکے ساتھ اوسکے غیر کو پوجتے ہو حالانکہ خلق
و رزق و تصرف کے ساتھ وہی مستقل ہے اور وہی ہے جسنے تمکو زندہ کیا یعنی اوسنے تمکو پیدا کیا
بعد اسکے کہ تم کوئی شے نہ تھے جسکا ذکر ہو پھر وہ تمکو وجود مین لایا پھر تمکو مارے گا پھر تمکو
جلائے گا یعنی قیامت کے دن کفور کے معنی ہین جحود یعنی بڑا منکر اور بڑا ناشکرف
اوّل اللہ پاک نے اپنی کمال قدرت پر یہ دلیل ذکر کی تھی کہ وہ رات کو دن مین داخل کرتا ہے
اور دن کو رات مین بعد اوسکے اور کئی قسم کی دلیلین اپنی قدرت کاملہ پر ذکر فرمائین چنانچہ چھ
دلیلین ذکر کین پہلی دلیل پانی کا نازل کرنا ہے آسمان سے جس سے زمین کا سبز ہونا پیدا ہوتا ہے
چونکہ پانی کو دکھائی دیتا ہے لیکن یہ امر کی آنکھ سے دکھائی نہین دیتا ہے کہ اللہ پاک اوسکو

اور تیرا رب معاف کرنیوالا ہے لوگون کی گنہگاری پر اور تیرا رب سخت ہی سزا دینے والا ہے ۱۲ منہ

تم کیسے منکر ہو اللہ کے اور تھے تم مُردے پھر اوسنے تمکو جلایا پھر تمکو مارتا ہے پھر جلاوے گا پھر اوسی کے پاس تم پھیرے جاؤگے ۱۲ منہ

اللہ تعالی ہے جو تمکو پیدا کیا پھر مارے گا تمکو پھر اکٹھا کریگا تمکو قیامت کے دن تک اسمین کچھ شک نہین ۱۲ منہ

بولے اے رب تو موت دیچکا ہمکو دوبار اور زندگی دیچکا ہمکو دوبار ۱۲ منہ

آسمان سے اُتارتا ہے اسلیئے مفسرین نے الم تر کے معنی الم تعلم لکھے ہین مطلب یہ ہے
کہ بوجہ مذکور رویت اسجگہ بصری نہین ہے علمی ہے رہا استفہام سو وہ واسطے تقریر کے ہے
حرف فا فتصبح مین عطف کے لیئے ہے انزل پر اوسکا عطف ہے قاعدہ یہ ہے کہ استفہام
کے بعد مضارع مع حرف فا منصوب ہوا کرتا ہے لیکن فتصبح اسجگہ مرفوع ہے اسکی تین وجہین
ہین ایک یہ ہے کہ استفہام تقریری بمنزلہ خبر کے ہوتا ہے جیسا کہ خلیل و سیبویہ نے کہا ہے
خلیل نے کہا معنی یہ ہین کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا تو ایسا ایسا ہوا جیسا کہ کسی شاعر نے
کہا ہے ؎

الم تسمع الرّیح القویّ فینطق		وھل یُخبرنّک الیوم بیداء سملق	

یعنی کیا نہین سُنا تو نے منزل خالی سے کہ وہ بولتی اور آیا خبر دے گا تجھکو آج میدان
بے نبات معنی اسکے یہ ہین کہ تو نے اوس سے سوال کیا تو وہ بولی فراء نے کہا الم تر خبر ہے
جیسے تو کلام مین کہتا ہے کہ اللہ اُتارتا ہے آسمان سے پانی تو صبح کو ہو جاتی ہے زمین مخضرہ
مخضرہ کے معنی ہین ذات خُضرہ یعنی سبزی والی جسطرح تو سبزی والی زمین کو مُبقلہ کہتا ہے
اور درختون والی زمین کو مُشجرہ بولتا ہے غرض یہ ہے کہ الم تر یہان استفہام تقریری مؤوّل
بخبر ہے معنی اوسکے قد رایت ہین اور خبر کے واسطے کوئی جواب نہین ہوتا ہے دوسری وجہ
یہ ہے کہ یہان سببیت نہین بن سکتی ہے اسواسطے کہ رویت سے زمین کا سبز ہونا متسبب
نہین ہوتا ہے بلکہ اوسکا موجب تو پانی کا اُتارنا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ استفہام کے جواب
شرط و جزا منعقد ہوتی ہین حالانکہ وہ یہان بن نہین سکتی کیونکہ یون نہین کہہ سکتے ہین کہ اگر تو پانی کے
اُتارنے کو دیکھے تو زمین سبز ہو جاے یہ تلخیص ہے شہاب کی حاصل یہ ٹھیرا کہ بوجوہ مذکورۂ بالا
فتصبح استفہام کا جواب نہین ہے کہ حسب قاعدہ منصوب ہو بلکہ انزل پر معطوف ہے اور
رفع اوسکا متعین ہے کیونکہ اگر اوسکو منصوب ٹھیرائین گے تو جو معنی آیت سے مقصود ہین وہ
منعکس ہو کر نفی اخضرار کی طرف منقلب ہو جائین گے حالانکہ مقصود اوسکا اثبات ہے اب رہی یہ
بات کہ جب فتصبح انزل پر معطوف ہوا تو فاصبحت کیون نہ کہا مضارع کیون اختیار کیا سو اسمین
یہ نکتہ ہے کہ اثر پانی کا ایک زمانے مین بعد ایک زمانے کے باقی رہنا معلوم ہو کیونکہ مضارع تجدد

فعل پر دلالت کرتا ہے مثلاً محاورے مین یون سمجھو کہ کوئی شخص کہے کہ فلان شخص نے مجھپر انعام کیا ہے تو مین اوسکا شکر ادا کرنے کو صبح و شام جاتا ہون اور اگر وہ یون کہے کہ مین صبح و شام گیا تو یہ قول اُس موقع مین واقع نہوگا حاصل یہ ہے کہ فتصبح الارض مخضرۃ سے یہ مراد ہے کہ زمین بعد نزول پانی کے روئیدگی جلد اُگاتی ہے اور عادۃً اسیطرح مستمر رہتی ہے اور صیغہ استقبال کا اخضرار کی صورت حاضر کرنے کے واسطے ہے اسکے ساتھ ہی یہ بات بھی بتانا ہے کہ اثر پانی کا متجدد ہوتا رہتا ہے اور استمرار پزیر ہوتا ہے یہ معنی استقبال ہی سے حاصل ہوتے ہین ابن عطیہ نے کہا ہے کہ یہ زمین کا سبز ہو جانا شب باران کی صبح مین نہین ہوتا ہے مگر مکہ و تہامہ مین فتح القدیر مین کہا ہے ظاہر بات یہ ہے کہ مراد سبز ہونیسے فی نفسہ زمین کا سبز ہونا ہے نہ باعتبار نبات کے اوسمین جسطرح کہ اس آیت مین ہے فاذا انزلنا علیها الماء اهتزت وربت اسیطرح فتح البیان مین بھی ہے صاحب فتح القدیر نے تو اسکو ظاہر فرمایا ہے لیکن میری فکر ناقص مین یہ غیر ظاہر ہے اسلیئے کہ سارے مفسرون نے زمین کا سبز ہونا روئیدگی کے اعتبار سے کہا ہے اس قسم کا مجاز حال و محل کا قرآن شریف مین جا بجا موجود ہے اور بلاغت کا ایک جزو ہے اور ظاہر حقیقت مین اور دیکھنے مین بھی یہی ہے کہ خود زمین سبز نہین ہوتی ہے بلکہ روئیدگی اُگتی ہے اوسکے سبب سے زمین سبز معلوم ہوتی ہے زمین کا جو رنگ ہے وہی رہتا ہے پانی برسنے سے فی نفسہ زمین سبز نہین ہو جاتی ہے اهتزت وربت کو جو اسکا شاہد ٹھیرایا ہے یہ بھی ٹھیک نہین کیونکہ اہتزاز و ربو کی نسبت جو زمین کی طرف کی ہے باعتبار روئیدگی کے ہے کیونکہ جب روئیدگی اُگتی ہے تو زمین اوسکے سبب سے متحرک ہوتی ہے اور بھرتی ہے یہان بھی نبات کا دخل ہے نہین معلوم کیون ایسی بات کو ظاہر فرمایا حالانکہ اسیطرح اسکی کوئی ضرورت نہین ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم ان اللہ لطیف سے یہ مراد ہے کہ اللہ پاک کا علم ہر شے باریک اور موٹے کی طرف پہونچتا ہے کسی نے کہا لطیف بارزاق عباد کسی نے کہا لطیف باستخراج نبات ہی نسفی نے کہا علم اوسکا یا فضل اوسکا ہر شے کی طرف پہونچنے والا ہے محلی نے کہا لطف فرماتا ہے اپنے بندون پر روئیدگی کے نکالنے مین پانی سے بیضاوی نے کہا علم اوسکا یا لطف اوسکا ہر جلیل و دقیق کی طرف پہونچتا ہے خبیر کے یہ معنی ہین کہ اپنے بندون کی تدبیر اور جو شے اونکے لایق ہے اوسکے ساتھ صاحب خبر ہے

۱۵ پھر جہان بسنے اوتارا اوپر پہ پانی تازی ہوئے اور پھر سے ہرا ہوئے

ہے کسی نے کہا کہ وقت تاخیر بارش کے جس قنوط و ناامیدی پر وہ منطوی ہوتے ہین اوس سے
باخبر ہے کسی نے کہا کہ اونکی حاجت وفاقے کو خوب جانتا ہی نسفی نے کہا مصالح و منافع خلق
کو خوب جانتا ہے یا لطیف کے معنی ہین مختص بتدبیر باریک خبیر کے معنی ہین احاطہ کرنیوالا
ہر قلیل و کثیر کا محلی نے کہا وقت مطر کے جو کچھ اونکے دلون مین ہے اوس سے خوب خبردار ہے
بیضاوی نے کہا ظاہر و باطن تدبیرونکو خوب جانتا ہے پھر اللہ پاک نے دوسری دلیل اپنی
قدرت پر ذکر فرمائی لہ ما فی السموات وما فی الارض یعنی خلق و ملک و تصرف و عبید
کی راہ سے جو کچھ آسمانون اور زمین مین ہے وہ سب اوسی کا ہے سارے اوسکی روزی کے
محتاج ہین منجملہ اسکے مطر و نبات کا پیدا کرنا ہے واسطے نفع حیوان وغیرہ کے باوجود اسکے کہ
اللہ پاک نہ اوسکا نیازمند ہے نہ اوس سے منتفع ہوتا ہے اسلیئے کہ ان اللہ لھو الغنی الحمید یعنی
وہ کسی شے کا محتاج نہین ہے ہر حال مین لایق حمد کے ہے محلی نے کہا اپنے بندون سے
بے نیاز ہے اپنے دوستون کا سراہا ہے بیضاوی نے کہا اپنی ذات مین ہر شے سے غنی اور
اپنی صفات و افعال کے باعث مستوجب حمد کا ہے نسفی نے کہا مستغنی ہے بسبب اپنی کمال
قدرت کے بعد فنائے ما فی السموات وما فی الارض محمود ہے بسبب اپنی نعمت کے قبل
فنائے من فی السموات والارض پھر اللہ پاک نے تیسری دلیل اپنی قدرت پر بیان
فرمائی الم تر ان اللہ سخر لکم ما فی الارض اللہ پاک اپنے بندونکو ایک عظیم النفع نعمت
یاد دلاتا ہے کہ زمین مین دواب و بہائم و درخت و نہرین اور لوہا اور آگ وغیرہ جو کچھ ہے اور اونکو
اوسکی حاجت ہے ان سب کو اونکا مطیع و فرمانبردار کر دیا ہے جسطرح چاہتے ہین اوسکو برتتے ہین
حیوانون مین سے کسی کو کھاتے ہین کسی پر سوار ہوتے ہین کسی پر بوجھ لادتے ہین کسی کی طرف
دیکھتے ہین جیسے بعض حیوانات و طیور انواع و اقسام کے خوبصورت و خوش شکل کہ اونکے دیکھنے
سے جی خوش ہوتا ہے غرضکہ زمین بھر کی اشیا بندون کے منافع کے واسطے پیدا کین پھر اونکو
اونکا فرمان بر کیا بالفرض اگر وہ اونکے مطیع نہوتے تو اونسے کیونکر نفع لیتے یہ تو وہ نعمتین ہین
جو جنگل و خشکی مین نفع عباد کے لیئے خلق کی گئی ہین اب چوتھی قدرت و نعمت اور بیان
فرمائی والفلک تجری فی البحر بامرہ یعنی دریا مین نفع لینے کو اپنی تقدیر و اذن سے کشتیان

جاری کیین اور اُنکے نفع کے واسطے پانی وہواؤن سے اونکو مسخر کیا اگر اللہ اونکو مسخر نکرتا تو وہ
دریامین غوطہ مارجاتین یا ٹھیر جاتین دریا کی پشت پر برابر نہ چلتین یہ اوسی کی قدرت ونعمت ہی
کہ بلا تکلف سامان واسباب وآدمی لادے ہوئے چلتی پھرتی ہین جمہور کی قرارت الفلک
کے نصب سے ہے اسکی دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ ما فی الارض پر معطوف ہے یعنی سخر لکم
ما فی الارض وسخر لکم الفلک اور جملہ تجری حال ہے فلک سے دوسری وجہ یہ ہے
کہ اسم ان پر معطوف ہے باین تقدیر کہ الم تر ان الفلک تجری فی البحر اس صورت مین جملہ تجری
خبر ہے عبدالرحمن اعرج نے والفلک برفع پڑہا ہے بنا بر ابتدا اور ما بعد اوسکی خبر ہے فلک کا
اطلاق واحد وجمع پر ایک ہی صیغے سے ہوتا ہے لیکن باعتبار لحاظ حرکت فرق ہے واحد مین تو
کہین گے کہ اسکی حرکت مثل نعل کے ہے اور جمع مین کہین گے کہ اسکی حرکت مثل بدن کے
ہے چونکہ اس نعمت کے ساتھ منت جتانا ظاہر تھا اور اسکی تسخیر عجیب وغریب تھی بخلاف اور
مسخر چیزون کے اسلیئے علیحدہ کرکے اسکا ذکر کیا گو بطور عموم ما فی الارض کے تحت مین
مندرج تھی کشتیون کا چلنا اگرچہ اس طرف منسوب ہے کہ پانی وہوا اونکے چلنے کے واسطے
مناسب وموافق ہو مگر چونکہ ثبوت اس حالت کا اونکے لیئے اللہ پاک کے امر وتکوین سے ہوا ہے
اسواسطے اونکے چلنے کی نسبت اللہ کے امر کی طرف کی کیونکہ یہ بات اللہ پاک کی عظمت
وکمال قدرت کے واسطے زیادہ تر مناسب ہے پھر پانچوین قدرت ونعمت ذکر فرمائی ویمسک
السماء ان تقع علی الارض یعنی آسمان کا روک رکھنا زمین پر گر پڑنے سے ایک
عظیم الشان نعمت وقدرت ہے کیونکہ جتنی نعمتین اوپر مذکور ہوئین وہ اسی نعمت سے پوری
ہوتی ہین آسمان ایک بوجھل جسم ہے اور جو جسم ایسا ہوتا ہے وہ ضرور ہی گر پڑتا ہے اگر مانع
گرنے سے نروکے وہ مانع صرف اللہ پاک کی قدرت کاملہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے
اوسکو روک رکھا ہے تاکہ گرنہ پڑے توجن نعمتون کی ہمپر منت رکھی ہے وہ باطل ہو جائین ان
تقع یا تو محل نصب مین ہے یا جر مین بنا بر حذف حرف جر تقدیر یہ ہے من ان تقع کسی نے
کہا کہ فقط محل نصب مین ہے اسواسطے کہ السماء سے بدل اشتمال ہے یعنی ویمسک وقوعہا
بمعنی یمنعہ کسی نے کہا کہ محل نصب مین ہے بنا بر مفعول لہ بصریون کی تقدیر کراہتہ ان تقع

ہے اور کونیون کی لئلا تقع امساک آسمان کا یہ ہے کہ اللہ پاک نے اوسمین سکون پیدا فرمایا ہے
کرخی نے اسیطرح کہا ہے محلی نے پہلی اور تیسری کے احتمال کی طرف اشارہ کیا ہے فتح القدیر
مین کہا ہے کراہتہ ان تقع اور امساک کے یہ معنی ہین کہ اوسکو ایسی صفت پر پیدا کیا ہے جو کہ
مستلزم ہے امساک کو اور جملہ معطوف ہے تجری پر نسفی نے کہا کہ محفوظ رکھتا ہے اوسکو اس سے
کہ گر پڑے بیضاوی نے کہا من ان تقع او کراھتہ ان تقع یعنی گرنے سے اوسکو روکتا ہے
باین طور کہ اوسکو ایسی صورت پر پیدا کیا ہے کہ وہ متداعی ہے طرف استمساک کے بصریون کوفیونکا
اختلاف تقدیر جو اوّل مذکور ہوچکا ہے اوسکی بنا ایک مسئلہ کلامیہ پر ہے وہ یہ ہے کہ ارادات
وکراہات آیا عدم سے متعلق ہوتے ہین یا نہین سو جو شخص اسکا مانع ہے وہ تاویل ثانی کی طرف
گیا ہے اور صحیح یہی قول ہے اور جو شخص اوسکو جائز رکھتا ہے وہ اوّل کی طرف گیا ہی کذا
قال شیخزادہ الا باذنہ بیضاوی نے کہا مگر ساتھ مشیت اللہ کے اور یہ قیامت کے
دن ہوگا اسمین رد ہے اس بات کا کہ استمساک آسمان کا بذاتہ ہے کیونکہ آسمان جسمیت مین باقی
اجسام کے مساوی ہے تو جسطرح آسمان کے سوا اور اجسام قابل میل ہابط کے ہوتے ہین
اوسیطرح وہ بھی اوسکا قابل ہے نسفی نے کہا باذنہ بامرہ او بمشیتہ فتح البیان اور فتح القدیر
مین کہا ہے بارادتہ ومشیئتہ شیخزادے نے کہا ظاہر یہ ہے کہ الّا باذنہ استثناے مفرغ ہے
اعم احوال سے حالانکہ یہ استثناء کلام موجب مین واقع نہین ہوتا ہے مگر یمسک السّماء
ان تقع علی الارض قوت مین نفی کے ہے اسی لیئے اسمین تفریغ جائز ہوئی کیونکہ تقدیر یہ ہے
اللہ نہ چھوڑے گا آسمان کو کہ گر پڑے کسی حال مین احوال سے مگر اوس حال مین کہ وہ
متلبس بامر خدا ہوگا اس صورت مین حرف با واسطے ملابست کے ٹھیرے گا ان اللہ بالناس
لرؤف رحیم یعنی اللہ پاک لوگون پر کثیر الرافتہ ورحمت ہے جب تو اوسنے اپنے بندون کے
واسطے ان چیزون کو مسخر کیا ہے اور اسباب معاش کے اونکے لیئے مہیا فرمائے ہین اور آسمان کو
گرنے سے روک رکھا ہے کہ وہ ہلاک نہو جائین یہ محض تفضل ہے اوسکی طرف سے اپنے بندون پر
اور انعام ہے بیضاوی نے کیا خوب کہا ہے رؤف رحیم ہے جب تو اوسنے اونکے واسطے اسباب
استدلال کے مہیا کردیئے اور ابواب منافع کے اونپر کھولدیئے اور انواع مضار اونسے دفع فرمادیئے

علامہ نسفی نے کہا رؤف ہے بسبب تسخیر ما فی الارض کے رحیم ہے بسبب روکنے آسمان
کے تاکہ زمین پر گر نہ پڑے اللہ پاک کی نعمتون کا شمار اوسکے اسما کے ساتھ مقرون ہے تاکہ اوسکی
نعمتون پر اوسکا شکر کرین اور اوسکے اسما کے ساتھ اوسکا ذکر کرین حضرت امام اعظم ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کا اسم اعظم آٹھ آیتون مین ہے اونکے قاری کی ضرور دعا
قبول کیجاتی ہے پھر اللہ پاک نے چھٹی نعمت و قدرت کا ذکر فرمایا وھو الذی احیاکم یعنی
وہی ہے جسنے تمکو زندہ کیا بعد اسکے کہ تم جماد عناصر و نطفے تھے یا تمھاری ماؤن کے رحمون
مین ثم یمیتکم پھر تمکو مارے گا جبکہ تمھاری اجل آجائے گی یا وقت پورے ہونے
تمھاری اجلون کے ثم یحییکم پھر تمکو آخرت مین زندہ کرے گا یا واسطے پہونچانے تمھاری
جزا کے یا وقت بعث کے واسطے حساب و عقاب کے غرضکہ زندہ کرنا پھر مارنا پھر زندہ کرنا ان
سب سے اس بات پر آگاہ فرمایا ہے کہ یہ نعمتین اوسکے واسطے ہین جسکو اللہ پاک نے زندہ کیا
سو پہلے زندہ کرنے کے ساتھ آگاہ کیا ہے اپنے انعام پر دنیا مین ہر اوس نعمت کے ساتھ جسکا
ذکر اوّل ہو چکا ہے اور مارنے اور دوبارا زندہ کرنیسے تنبیہ کی ہے اپنے انعام پر جو آخرت
مین ہمپر فرمائے گا جبکہ اللہ پاک نعم مذکورہ کی تفصیل کر چکا تو ارشاد فرمایا ان الانسان
لکفور یعنی باوجود ظہور ان نعمتون کے انسان بڑا ہی ناشکر ہے کہ اوسکی توحید نہین کرتا ادھر
اُدھر سر مارتا پھرتا ہے اس انکار و ناشکری سے جو بعض افراد نکلے ہوئے ہین اوسکو یہ
منافی نہین ہے اسواسطے کہ مراد وصف سے ساری جنس کا اوسکے افراد سے جنمین یہ وصف
پایا جاتا ہے اونکے اعتبار سے مبالغۃً جنس کو اوس وصف کے ساتھ موصوف کر دیا ہے ابن
ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کفور کے معنی یہ ہین کہ
مصیبتون کو شمار کرتا ہے اور نعمتون کو بھول جاتا ہے علامہ نسفی کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ
اللہ پاک نے جو انسان پر طرح طرح کی نعمتون کا افاضہ فرمایا اور انواع و اقسام نقم و محن اوس سے
دفع کیے ان سب کا سخت منکر ہے کیا نہین پہچانتا ہے نعمت انشا کو جو کہ وجود کی مبدی ہے
نہ افناء کو جانتا ہے جو کہ موعود سے قریب کرنے والی ہے نہ احیاء کو سمجھتا ہے جو کہ مقصود کو پہونچانیوالا
ہے پھر اللہ پاک نے امر تکلیف کے بیان کی طرف رجوع کیا اسکے ساتھ ہی جو لوگ مختلف

دین والے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاصر ہین اونکو آپکے ساتھ جھگڑنے سے
زجر و توبیخ فرمائی پس ارشاد فرمایا لکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ فلا ینازعنک
فی الامر وادع الی ربک ط انک لعلی ھدی مستقیم ○ وان جادلوک فقل
اللہ اعلم بما تعملون ○ اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون ○
ہر فرقے کو ہمنے ٹھیرادی ہے ایک راہ بندگی کی کہ وہ اوسیطرح کرتے ہین بندگی سو چاہیئے
تجھسے جھگڑا نکرین اس کام مین اور تو بلائے جا اپنے رب کی طرف بیشک تو ہی سیدھی راہ
پر سوجھا اور اگر تجھسے جھگڑنے لگین تو تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ چکوتے کریگا
تم مین قیامت کے دن جس چیز مین تم کئی راہ تھے **ف** یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے
اور احکام ہر دین مین جدا آتے ہین ہر حکم کے واسطے کیون پوچھتے ہین انتہی **ف** حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہین اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے اس بات کی کہ ہر قوم کے واسطے اوسنے ایک
راہ بندگی کی ٹھیرادی ہے ابن جریر نے کہا ہر امت نبی کے لیئے اوسنے ایک منسک
ٹھیرایا ہے کہا اصل منسک کی کلام عرب مین وہ جگہ ہے جسکی انسان عادت رکھتا ہے اور
اوسکی طرف آیا جایا کرتا ہے خیر کے واسطے ہو یا شر کے اور اسی لیئے مناسک حج کا نام بھی رکھا
ہے بسبب آمد و رفت رکھنے لوگون کے طرف اونکے اور بسبب عکوف لوگون کے اوپر
یعنی لوگ اوپر لگے بیٹھے رہتے ہین پس اگر بات ویسی ہے جیسی ابن جریر نے کہی ہے کہ مراد
یہ ہے کہ واسطے ہر امت نبی کے ہمنے ایک منسک ٹھیرایا ہے تو قولہ تعالیٰ فلا
ینازعنک فی الامر سے مراد یہ مشرک لوگ ہونگے اور اگر مراد یہ ہوگی کہ واسطے ہر امت کے
ہمنے ایک منسک ٹھیرایا ہے ٹھیرانا قدرے جیساکہ فرمایا ہے ولکل وجھۃ ھو موالیھا
فاستبقوا الخیرات ؎

ہر قوم راست راہی و دینی و قبلہ گاہے	من قبلہ راست کردم بر طرف کج کلاہے

اور اسی لیئے یہان ھم ناسکوہ فرمایا ہے یعنی وہ اوسکو کرنے والے ہین تو ضمیر اسجگہ راجع
ہوگی طرف ان لوگون کے جنکے واسطے مناسک و طرائق ہین یعنی یہ لوگ جو یہ کام کرتے ہین
سو اللہ پاک کی قدر و ارادے سے ہے پس وہ لوگ جو تمسے جھگڑا کرتے ہین تم اس سے

اور اسی لیئے کہ ایک طرف کو منہ کرتا ہے اوسطرف سو تم سبقت چاہو نیکون من ۱۲ منہ

متاثر نہ ہوا دہ جس حق پر تم قائم وثابت ہو اوس سے یہ جھگڑا کرنا تمکو نہ چاہیے اور اسی لیئے
اللہ پاک نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خطاب فرمایا وادع الی ربک انک لعلی ھدی
مستقیم یعنی تم اپنے رب کی طرف بلائے جاؤ کیونکہ تم تو ایک ایسی راہ پر ہو جو کہ واضح سیدھی
مقصود کی طرف پہونچانیوالی ہے یہ آیت مثل اس آیت کریمہ کے ہے ولا یصدنک عن
ایات اللہ بعد اذ انزلت الیک وادع الی ربک وقولہ تعالی
وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون۔ کقولہ تعالی وان کذبوک
فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریئ مما تعملون قولہ تعالی
اللہ اعلم بما تعملون تہدید ہے۔ یہ وعید اکید ہے کقولہ تعالی ھو اعلم بما
تفیضون فیہ کفی بہ شہیدا بینی وبینکم اور اسی لیئے اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا
اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون یہ آیت مثل اس آیت کے ہے
فلذلک فادع واستقم کما امرت ولا تتبع اھواءھم وقل اٰمنت بما انزل اللہ من
کتاب الآیۃ ف نظیر اس آیت کی اوّل گزر چکی ہے لیکن وہ معطوف بحرف واو تھی
اور یہ آیت بدون واو ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ آیت بعد ان آیتون کے واقع ہوئی تھی جو
اوسکے مناسب قربانیون کے باب مین وارد ہوئی تھین اسلیئے اوسکا عطف اپنے اشباہ وامثال
پر حرف واو کیا گیا و دوبارا ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ مابعد کے واسطے تمہید ہو جاوے ورنہ
تکرار کی کوئی وجہ نہ تھی اور یہ آیت بعد ان آیتون کے واقع ہوئی ہے جو اسکے معنی سے بعید ہین اسواسطے حرف
واو ترک کیا گیا رہی اسکی مناسبت ماقبل سے سو وہ یہ ہے کہ یہ آیت مشتمل ہے تکلیفی نعمتون پر اور اسکے ماقبل کی آیت
مشتمل ہے غیر تکلیفی نعمتون پر کیونکہ اللہ پاک نے اوّل تو مہاجرین کا ثواب آخرت مین ذکر کیا پھر یہ بیان فرمایا کہ باوجود
اسکے دنیا مین بھی اُنکو نصرت دیگا اوس شخص پر جو اونپر بغاوت کریگا پھر اس بات پر دلائل مذکورہ سے
اپنی قدرت بیان کی اور اس سے ختم کیا اوس شے کو جو متعلق ہے قولہ تعالی الملک
یومئذ للہ یحکم بینھم سے پھر اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین کی طرف
دعا کرنے مین کوشش کرنے کا حکم فرمایا اور اونکے ساتھ معاملہ کرنے کی وجہ بتائی اور اونپر حجت قائم
کرنے کا طریقہ سکھایا پس ارشاد فرمایا لکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ یعنی ہمنے ہر امت

۵۱ اور نہ ہو کہ وہ تجھکو روکدین اللہ کے جبکہ تجھپر اُترچکی ہین طرف اور بلا اپنے رب کی طرف ۱۲ منہ

۵۲ اور اگر تجھکو جھگڑا دین کا کرین تو کہہ مجھکو میرا کام کرنا اور تمکو تمہارا کام تمپر ذمہ نہین میرے کام کا اور مجھپر ذمہ نہین جو تم کرتے ہو ۱۲ منہ

۵۳ اور کہو خوب خبر ہے جن باتون مین تم لگے ہو دنیا پر سو وہ تم پر ظاہر کر دیگا ۱۲ منہ

۵۴ سو تو اوسی طرف بلا اور قایم رہ جیسا کہ تجھکو فرمایا اور نہ چل اونکی خواہشون پر اور کہہ مین یقین لایا ہون کتاب پر جو اللہ نے اوتاری ہے اور مجھکو حکم ہوا ہے کہ انصاف کرون تمھارے بیچ اللہ رب ہمارا اور تمھارا ہمکو ہمارے کام اور تمکو تمھارے کام پہنچ جانا ہے ۱۲ منہ

گزشتہ کے واسطے ایک حزب یعنی وِرد عبادت کا مقرر کیا کہ وہ اوسکے عامل ہین اور اوسپر
قائم ہین فلا ینازعنک یعنی پس بقایاے امم سے کسی کو تمسے جھگڑنا لایق نہین ہے
فی الامر کا مطلب یہ ہے کہ اُن شرائع واحکام مین جنکا تم اپنی امّت کو حکم کرتے ہو کیونکہ
اونکے واسطے شرائع واحکام ہین کہ بعض بعض کے مخالف ہین سو اسیطرح یہ شریعت ہے
اگرچہ اُن شریعتون کے مخالف ہے پس اونکو اوس شریعت مین تمسے جھگڑنا نہین پہونچتا ہے
یہ حاصل ہے شیخزادے کی تقریر کا فتح البیان و فتح القدیر مین کہا ہے کہ امّت سے مراد قرن ہے
اور منسک سے مراد شریعتِ خاصّہ یعنی واسطے ہر قرن کے قرون ماضیہ سے ہمنے ایک ایسی
شریعت خاص وضع کی ہے کہ اونمین سے جس امت کے لیئے جو شریعت معین کی گئی ہے وہ
اوس سے دوسری شریعت کی طرف تجاوز نہین کرتی ہے نہ استقلالاً نہ اشتراکاً ھم ناسکوہ
صفت ہے منسک کی اور ضمیر راجع ہے طرف کل امۃ کے یعنی وہی امت اوس شریعت کی
عمل کرنے والی ہے نہ غیر اوسکا سو توریت تو منسک ہے اوس امّت کا جو موسیٰ علیہ السّلام کے
مبعث سے عیسیٰ علیہ السّلام کے مبعث تک ہے اور انجیل منسک ہے اوس امت کا جو عیسےٰ
علیہ السلام کے مبعث سے حضور پر نور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعث تک ہے
اور قرآن شریف منسک ہے مسلمانون کا روز قیامت تک منسک مصدر ہی اسم مکان نہین ہی جسطرح کہ ھم ناسکوہ
اسپر دال ہے یعنی منسک اگر اسم مکان یا زمان ہوتا تو اللہ پاک ھم ناسکوہ فیہ فرماتا اسواسطے کہ فعل غالباً متعدی
نہین ہوتا ہے حرف ضمیر ظرف کے مگر ساتھ کلمہ فی کے ہان اگر ظرف مین وسعت کیجاے اور قائم مقام مفعول بہ کے
ہوجاے تو اس صورت مین فعل ضمیر ظرف کی طرف بنفسہ متعدی ہوجاتا ہے جسطرح اس قول مین ہے وشربن
اشہر بہ یعنی اشرب فیہ کسی نے کہا منسک موضع اداے طاعت ہے کسی نے کہا ذبائح
ہے کسی نے کہا موضع قربان ہے جسمین ذبح کرتے ہین کسی نے کہا موضع عبادت ہے کسی نے
کہا عید ہے یہ چھہ قول ہوے بیضاوی نے تین قول لکھے ہین ایک تو متعبّد یعنی مالف
شے مالوف جس سے الفت رکھتے ہین اور اوسکے خوگر ہو رہے ہین کوئی مکان معین ہو یا زمانہ
معین واسطے اداے طاعات کے دوسرا قول شریعت ہے تیسرا عید ہے بلفظ قیل شیخزادے
نے حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے دو قول نقل کیے ہین ایک تو منسک شریعت ہے

دوسرا عید جسمین ذبح کرتے ہین ابن ابی حاتم نے اوسے روایت کیا ہے ناسکوہ کی تفسیر مین
ذابحوہ محلی نے کہا ہے منسک بفتح وکسر سین شریعت ہم ناسکوہ عاملون بہ زادہ نے
بلفظ قیل ذکر کیا ہے کہ یہ قول کہ منسک شریعت ہے اولی ہے اسواسطے کہ منسک ماخوذ ہے
نسک سے اور نسک کہتے ہین عبادت کو اور جب اسم ہر عبادت پر واقع ہو تو تخصیص بلا وجہ ہے کہ
بعض عبادت کے ساتھ اوسکو خاص کرین اسیطرح موضع و وقت عبادت پر اوسکا حمل کرنا بے وجہ
ہے چنانچہ اسکی دلیل اوّل گزر چکی ہے اسی کے لگ بھگ رازی وشہاب نے بھی کہا ہے
علامہ نسفی نے کہا اسکا بیان اوّل گزر چکا ہے اور یہ رد ہے اوس شخص کے قول کا جو یون کہتا ہے
کہ ذبح اللہ کی شریعت نہین ہے کیونکہ ذبح تو شریعت ہے ہر امت کی عمادی نے بھی اسیطرح
کہا ہے حرف فا فلا ینازعنک فی الامر مین واسطے ترتیب نہی کے ہے ماقبل پر اور
ضمیر راجع ہے طرف اُن امتون کے جنکے آثار باقی ہین یعنی ہمنے ہر امت کے واسطے ایک
شریعت معین کردی ہے اور منجملہ اُمم یہ اُمت محمدیہ ہے یہ امر اس بات کا موجب ہے کہ جو لوگ
اونمین سے باقی رہے ہین وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑا نکرین اور مستلزم
ہے اس بات کو کہ امر دین مین اونکے مطیع ہو جائین یہ نہی غائب یا تو اپنی حقیقت پر ہے یعنی
اللہ پاک سارا رباب ملل کو منع فرماتا ہے کہ امر دین مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزاع
نکرین کیونکہ وہ لوگ دو حال سے خالی نہین یا جاہل نادان ہین تو جاہل کو عالم و دانا سے
نزاع نہین ہونچتا ہے یا اہل عناد ہین جان بوجھکر براہ عناد نزاع کرتے ہین تو بھی عقل کا
مقتضا نہین ہے کہ آدمی جان بوجھکر نزاع کرے یا اسواسطے کہ تمہارا دین ظاہر تر ہے
اس سے کہ قابل نزاع ہو کسی نے کہا یہ کنایہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہی سے
یعنی اللہ پاک آپکو منع فرماتا ہے کہ تم اونکی بات کی طرف التفات مت کرو اور مناظرے کی
قدرت اونکو مت دو کہ اونکی نزاع کیطرف مؤدی ہو کیونکہ مناظرہ تو طالب حق کو نفع دیتا ہے
اور یہ لوگ جھگڑے والے ہین زجاج نے کہا یہ نہی ہے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونکی
منازعت سے یعنی تم خود اونسے منازعت مت کرو جسطرح محاورے مین بولتے ہین لا یخاصمک
فلان یعنی فلان تجھسے مخاصمہ نکرے مطلب یہ ہے کہ تو اوس سے مخاصمہ مت کر اور جسطرح

کہتے ہین لا یضارینک فلان یعنی فلان تجھسے مضاربہ نکرے غرض یہ ہے کہ تو اوس سے
مضاربہ مت کر وجہ اسکی یہ ہے کہ باب مفاعلہ ضمنا عکس کا مقتضی ہوتا ہے کیونکہ دو کے درمیان
مین منازعت ہوتی ہے تو ایک شریک کو منازعت سے منع کرنا دوسرے کے منع کرنے کو
مستلزم ہوتا ہے پس ایک نہی دوسرے سے کنایہ ہوسکتی ہے دیکھو لا یضربنک فلان کہو
اور مراد لا تضربہ تو جائز نہین ہے لیکن بعض نے جو افعال مغالبہ مین اسکا حصر کیا ہے
یہ حصر ٹھیک نہین ہے کیونکہ لا یغرنکم باللہ الغرور مین ہوسکتا ہے کہ لا تغروا سے کنایہ ہو
حالانکہ غرور افعال مغالبہ سے نہین ہے زجاج سے معنی آیت مین حکایت کیا ہے کہ فلا ینازعنک
کے معنی فلا یجادلنک ہین کہا کہ اس معنی پر وان جادلوک دال ہے کسی نے کہا ہے کہ یہ آیت
کفار خزاعہ کے بارے مین نازل ہوئی ہے اونھون نے مسلمانون سے کہا تھا تمھین کیا ہے کہ
تم اوسکو کھاتے ہو جو تمنے قتل کیا اور اوسکو نہین کھاتے ہو جسے اللہ نے قتل کیا اسی قول کی بنا پر
یہ قول ہے کہ فی الامر سے مراد فی امر الذبائح ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے
حضرت ابن عباس سے فی الامر کی تفسیر مین فی امر الذبح روایت کیا ہے اور عبد بن حمید نے
عکرمہ سے مثل اسکے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے
مجاہد سے بھی اسی کے مثل تخریج کی ہے ابن منذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ فلا ینازعنک
فی الامر قول ہے اہل شرک کا اما ما ذبح اللہ بیمینہ فلا تاکلوا و اما ما ذبحتم بایدیکم
فھو حلال[۱] علامہ نسفی و محلی نے بھی فی الامر کی تفسیر فی امر الذبح کی ہے اور یہی شان نزول
لکھا ہے اور بیضاوی نے بلفظ قیل اسکو ادا کیا ہے ابو مجلز نے فلا ینزعنک پڑھا ہے
اسی فلا یستخفنک ولا یغلبنک علی دینک باقی قاریون کی قرات منازعت سے ہے
نزع بمعنی جذب ہے مطلب یہ ہے کہ تم اپنے دین پر ایسے جمے رہو کہ اونکو اس بات کی طمع نہو کہ
تمکو کھینچ لین تاکہ تمکو اوس سے پھسلا دین رہی یہ بات کہ کفار کو اس بات سے نہی کرنا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اونکے دین سے نہ کھینچین یہ کیونکر کنایہ ہوسکتا ہے اس امر سے کہ اونکو دین پر ثابت
رہنے کا حکم ہے باوجود اسکے کہ نزع افعال مغالبہ سے نہین ہے سو اسکی یہ وجہ ہے کہ یہ نزع اوس
نزع سے نہین ہے جو ایک سے صادر ہوتا ہے بلکہ اوس نزع سے ہے جسکی نسبت منجملہ متنازعین

[۱] لیکن بعضی نے صرف یہی قول لیا ہے اور نسفی نے بعد اوسکے او الدین بھی کہا ہے منہ

غالب کی طرف ہوتی ہے محاورے مین بولتے ہین نازعتہ فنزعتہ انزعہ یعنی مین نے اوس سے کھینچا کھانچی کی تو مین کھینچنے مین اوسپر غالب ہوگیا معنی یہ ہین کہ منازعت مین وہ لوگ تمپر غالب نہو جائین ابوالسعود فرماتے ہین کہ فلا ینازعنک سے یہ مراد لینا کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہی ہے اونکی منازعت سے سو مقام اس قول کی مساعدت نہین کرتا ہے اور اسیطرح امر نسائک کے ساتھ اوسکو خاص کرنا اور قول خزاعیین وغیرہم سے اوسکو مراد ٹھیرانا اسکی طرف ہرگز کوئی راہ نہین ہے اسلیئے کہ یہ اسکو مقتضی ہے کہ مردار کا کھانا منجملہ اُن مناسک و شرائع کے ہے جنکو اللہ نے واسطے بعض امتون کے ٹھیرایا ہے حالانکہ اس بات کے بطلان مین کوئی عاقل شک نہین کرتا ہے شاید اسی لیئے فتح القدیر و فتح البیان مین فرمایا ہے کہ تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہے اور نہ خصوص سبب کا کچھ اعتبار ہے خاکسار عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ مفتی ابوالسعود رحمہ اللہ تعالیٰ نے تخصیص اور شان نزول کو بڑی زور دار عبارت سے باطل ٹھیرایا یہ قول کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے اسواسطے کہ فی الامر کی تفسیر جناب ابن عباس سے فی امر الذبح گزر چکی ہے اور شان نزول مجاہد سے مروی ہے یہی وجہ ہے کہ محلی و نسفی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے منسک مین کئی قول تھے علامہ نسفی نے اونمین سے قول ذبح کو پسند فرمایا غرضکہ تخصیص اوپر سے چلی آتی ہے ہان یہ بات سلم ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا لیکن وہ اُس عموم مین بدخول اولیٰ داخل ہوتا ہے جیسے اوّل گزر چکا ہے کہ اولیٰ قول منسک مین یہ ہے کہ مراد دین و شریعت ہے پس اوسمین ذبائح باعتبار شان نزول کے بدخول اولیٰ داخل ہین اگر کوئی یون کہے کہ مراد ذبائح ہین اسکے سوا اور کوئی مراد نہین ہے تو یہ قول البتہ ٹھیک نہین ہے کیونکہ عموم لفظ کے مخالف ہے اور مفتی صاحب نے جو یہ فرمایا کہ یہ قول اسکو مقتضی ہے کہ مردار کا کھانا منجملہ اُن شرائع کے ہو جنکو اللہ نے واسطے بعض امتون کے قرار دیا ہے یہ قول بھی قابل غور کے ہے یہ مقتضا کسطرح نکلسکتا ہے لکل امۃ دو حال سے خالی نہین ہے یا تو مراد امت سے اہل دین ہین یعنی وہ لوگ جنکے لیئے کوئی ملّت و شرع کسی نبی کی ہو گو منسوخ ہو گئی ہو فقط مشرکین مراد نہین ہین اور شان نزول خزاعہ وغیرہ کا قول ٹھیرایا جاے کہ اللہ کا مارا مردار اور اپنا مارا حلال پس اس بنا پر معنی یہ ہونگے کہ ہمنے ہر نبی کی امت کے واسطے ذبح مقرر کیا ہے

کہ براہ تقرب اللہ کے واسطے ذبح کیا کرتے ہین اسیطرح یہ امت ہے اسکے لیئے بھی ذبح مقرر
کیا ہے کہ اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہین یہ کوئی نئی بات نہین ہے اے مشرکین تم نہ کوئی کتاب
رکھتے ہو نہ دین تم کیون اس باب مین نزاع کرتے ہو تمکو نہین پہونچتا ہے کہ تم ہمارے رسول
سے جھگڑا کرو اس معنی کی بنیاد پر جعلنا کا جعل تشریعی ٹھیریگا یا مراد امت سے غیر اہل دین
ہین جیسے مشرک وغیرہم جنھون نے اپنی طرف سے دین کے طریقے ٹھیرا لیئے ہین اور نفس الامر
مین کسی نبی کی امت نہین ہین اور شان نزول وہی قول خزاعہ وغیرہم کا قرار دیا جاے پس
معنی یہ ہونگے کہ ہمنے ہر قوم کے واسطے ایک طریقہ ذبح وغیرہ کا مقدر کیا ہے کہ وہ اسکو ہماری
تقدیر و ارادہ و مشیت سے کرتے ہین اے مشرکین ہمنے جو اپنے رسول کی امت کے لیئے طریقہ
ذبح وغیرہ کا مشروع کیا ہے اور اوسکو شرع ٹھیرایا ہے اور پسند فرمایا ہے تم کیون اس باب مین
ہمارے رسول سے نزاع کرتے ہو تمکو ہرگز نزاع نہین پہونچتا کیونکہ جو تم کرتے ہو وہ ہماری قدر و
مشیت سے ہے اور ہمارے رسول کی امت جو کرتی ہے وہ ہماری شرع پسند کی ہوئی ہے
اس بنا پر جعل قدری قرار پائے گا اب کہیئے کہ دونون معنون کی بنا پر مردار کا کھانا منجملہ شرائع
کیونکر ہوا شاید مفتی صاحب نے جعل تشریعی و قدری مین فرق نکر کے یہ معجون مرکب بنائی جسکا
مزاج یہ قرار پایا کہ تخصیص و شان نزول سے یہ لازم آیا کہ مردار کا کھانا منجملہ شرائع ٹھیرا واللہ اعلم
عفا اللہ عنا وعنہ جو میری سمجھ مین آیا وہ عرض کیا اگر صواب ہے تو طرف سے اللہ پاک کے ہے اور
خطا ہے تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے اللہ پاک درگزر فرمائے اور حسن خاتمہ روزی کرے
آمین وادع الی ربک یعنی تم بلائے جاؤ ان جھگڑنے والونکو یا علی العموم سارے لوگون کو
طرف دین و توحید اللہ پاک کے اور اوسپر ایمان لانے کے نسفی نے کہا طرف عبادت اپنے رب کے
بیضاوی نے کہا طرف توحید و عبادت اپنے رب کے مفعول کا ذکر نکیا واسطے تعمیم کے معنی یہ ہین
کہ تم بھیجے گئے ہو طرف سارے لوگون کے اور وہ مامور ہین کہ تمھاری پیروی کرین اور تمھارے
دین و شرع کے ساتھ متدین ہون تو تم انکو اپنے رب کے دین کی طرف بلائے جاؤ یہ نہین کہ ایک
امت کو خاص کر کے دعوت کرو دوسری کو نکرو اسلئے کہ سارے لوگ تمھاری امت ہین انک
لعلی ھدی مستقیم تم تو ایک ایسی سیدھی راہ پر ہو کہ اوسمین کسیطرح کی کجی نہین ہے

محلی نے کہا مراد ہدی سے دین ہے وان جادلوک یعنی اگر وہ تمسے جدال کرین بعد اسکے کہ حق ظاہر ہوگیا اور حجت لازم ہوگئی نسفی نے کہا اگر وہ براہ مراء و تعنت و سرکشی تمسے جدال کرین بعد اسکے کہ تمنے اس بات مین سعی و کوشش کی کہ تمھارے اور اونکے درمیان مین جدال و تنازع نہو محلی نے کہا امر دین مین تو تم اونسے یہ بات کہدو جو مشتمل ہے وعید پر کہ اللہ اعلم بما تعلون یعنی تم جو مجادلہ باطلہ وغیرہ کرتے ہو اللہ پاک اوسکو خوب جانتا ہے تمکو اوسپر بدلا دے گا نسفی نے کہا کہ اونسے جدال مت کرو اور یہ بات کہکر اونکو دور دفع کردو معنی یہ ہین کہ اللہ پاک تمھارے اعمال کو خوب جانتا ہے اور جس جزا کے تم اونپر مستحق ہو اوس سے خوب واقف ہے سو وہ تمکو اوسکی جزا دیگا یہ وعید و انذار ہے لیکن برفق و نرمی اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون یہ خطاب ہے طرف سے اللہ کے مومنون اور کافرونکو یعنی جس امر دین مین تم اختلاف کرتے تھے اللہ پاک قیامت کے دن درمیان تمھارے اوسکا فیصلہ کردیگا ساتھ ثواب و عقاب کے جسطرح کہ دنیا مین حجت و آیات سے فیصلہ کیا روز قیامت مین حق و باطل کھل جائیگا اس آیت مین تسلی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوس ایذاء و مشقت سے جسکی آپ کفار سے برداشت فرمایا کرتے تھے اور تعلیم ہے اس امت مرحومہ کو اوس بات کی کہ جو شخص اس سے جدال باطل کا ارادہ کرے تو اونکو لائق ہے کہ اوس سے اوسکو جواب دین کسی نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے محلی نے بھی اس قول کو ذکر کیا ہے لیکن جمل نے اوسپر کہا ہے کہ یہ قول اوسیوقت صحیح ہوگا کہ قولہ تعالی وان جادلوک الخ سے مراد اونکے قتال سے باز رہنا ہو حالانکہ یہ بات کچھ متعین نہین ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ معنی یہ ہون کہ تم اونکے جدال کو چھوڑ دو اور یہ بات کہکر اپنے کام کو اللہ پاک کے سپرد کردو کہ اللہ اعلم بما تعلون تو یہ اونکے واسطے وعید ہوجائیگی اونکے اعمال پر اس بات کو آیت سیف منسوخ نہین کرتی ہے بلکہ بسبب عدم منافات کے بعد مشروعیت قتال کے وہ باقی ہے واللہ اعلم پھر جبکہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا اس بات کا کہ بعد لزوم و وضوح حجت کے جدال کرنے والونکو روز قیامت کے حکم سے ڈرائین تو بعد اوسکے یہ ذکر کیا کہ وہ اس بات کو جانین کہ ہر ایک جس شے کا مستحق ہے اللہ پاک اوسکا عالم ہے اور درمیان اونکے عدل سے حکم کرے گا

نہ جور و ظلم سے پس ارشاد فرمایا الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض ط ان ذلک
فی کتب ط ان ذلک علی اللہ یسیر ○ کیا تجھکو معلوم نہین کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہی آسمان
و زمین مین یہ ہے لکھا کتاب مین یہ اللہ پر آسان ہے ف یعنی بندون کے عمل بھی ایک کتاب
مین لکھے ہین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اللہ پاک اپنے کمال
علم کی خبر دیتا ہے جو اوسکو اپنے خلق کا ہے اور جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے وہ
اوسکا محیط ہے سو اوس سے ذرہ برابر غائب نہین ہوتا ہے زمین مین نہ آسمان مین نہ اس سے
چھوٹا نہ بڑا اور اللہ پاک ساری کائنات کو قبل وجود کے جان چکا ہے اور اوسکو اپنی کتاب لوح محفوظ
مین لکھ رکھا ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہوا ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ نے مقدر کیا مقادیر خلایق کو
پچاس ہزار برس پہلے خلق سموات وارض سے اور تھا عرش اوسکا پانی پر سنن مین ایک جماعت
صحابہ کی حدیث سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اوّل اُس شے کا
جسکو اللہ نے پیدا کیا قلم ہے اوس سے فرمایا لکھ وہ بولا وما اکتب یعنی مین کیا لکھون فرمایا
لکھ وہ شے جو ہونے والی ہے پس چلا قلم ساتھ اوس شے کے جو ہونے والی ہی روز قیامت
تک ابن ابی حاتم نے بروایت سعید بن جبیر روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے فرمایا ہے پیدا کیا اللہ نے لوح محفوظ کو مثل راہ سو برس کے اور فرمایا قلم سے قبل اسکے
کہ خلق کو پیدا کرے اور وہ عرش اعظم پر ہے تبارک وتعالی لکھ تو قلم بولا کیا لکھون فرمایا علم میرا میری
خلق مین اوسدن تک کہ قیامت قائم ہو پس چلا قلم ساتھ اوس شے کے جو ہونیوالی ہے اللہ
کے علم مین روز قیامت تک پس یہ وہ قول ہے اللہ کا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے
کہ الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض اور یہ اللہ تعالی کے تمام علم سے ہے
کہ اوسنے اشیا کو قبل اُنکے ہونے کے جان لیا ہے اور اونکو مقدر کیا ہے اور لکھ بھی رکھا ہے
سو بندے جو کچھ کرنیوالے ہین اللہ تعالی اوسکو جان چکا ہے قبل اسکے اوس وجہ پر کہ اوسکو
کرتے ہین پس جانتا ہے قبل خلق کے کہ یہ اطاعت کریگا اپنے اختیار سے اور یہ نافرمانی کریگا
اپنے اختیار سے اور اسکو اپنے پاس لکھ رکھا ہے اور علم کی راہ سے ہر شے کا احاطہ کر لیا ہے اور وہ

ف
وکذا اورواہ ابن
مردویہ ۱۲ منہ
ف
جو کچھ آسمانون
مین اور ساتون زمینون
مین ہے بیشک یہ علم
کتاب مین ہے یعنی
لوح محفوظ مین لکھا ہوا
ہے قبل اسکے کہ آسمانون
زمینون کو پیدا کرے
ان ذلک علی اللہ
یسیر یعنی ہین ۱۲ منہ

اوسپر سہل ہے اور اوسکے نزدیک آسان ہے اور اسی لیے یون فرمایا ان ذٰلک فی کتاب ان ذٰلک
علی اللہ یسیر ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ الم تعلم جملۂ مستانفہ ہے اپنے ماقبل کے
مضمون کی تقریر کرتا ہے استفہام واسطے تقریر کے ہے یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم
جان چکے ہو اور تمنے یقین کرلیا ہے اس بات کو کہ اللہ ما فی السماء والارض کو جانتا ہے منجملہ
اسکے وہ اختلاف ہے جسپر تم ہو ان ذٰلک یعنی یہ اللہ کی معلومات جو آسمان وزمین مین ہین
فی کتاب یعنی اللہ کے پاس ام الکتاب مین لکھی ہوئی ہین ان ذٰلک یعنی یہ حکم اللہ پاک کی طرف سے
درمیان اپنے بندون کے اوس بات مین جسمین وہ اختلاف کررہے ہین علی اللہ یسیر یعنی
اللہ پر آسان ہے یا احاطۂ علم الٰہی ما فی السماء والارض کو جملۃً وتفصیلاً اوسپر سہل ہے گو
خلق پر مشکل ہی کیون نہو علامہ نسفی نے کہا جو تم کررہے ہو وہ کیونکر اللہ پر مخفی رہ سکتا ہے حالانکہ
جو لوگ علماء باللہ ہین اونکو یہ بات معلوم ہے کہ جو کچھ آسمانون مین اور زمین مین حادث ہوتا ہے
اللہ اوسکو جانتا ہے ان ذٰلک یعنی جو آسمان وزمین مین موجود ہے فی کتاب وہ لوح محفوظ مین
ہے ان ذٰلک یعنی اللہ کا اس سب کو جاننا علیہ یسیر اوسپر سہل ہے قاضی بیضا کا بیان یہ ہے
کہ اللہ پر کوئی شے مخفی نہین ہے ان ذٰلک فی کتاب یعنی یہ لوح محفوظ مین ہے قبل اسکے
حدوث کے لوح مین اوسکو لکھ رکھا ہے سو کفار کا کام تمکو غم مین نہ ڈالے باوجود اسکے کہ ہم اوسکو
جانتے ہین اور ہمنے اوسکو محفوظ رکھا ہے ان ذٰلک یعنی اوسکا احاطہ کرنا اور لوح مین اسکا اثبات
کرنا یا تمھارے درمیان مین فیصلہ کرنا اللہ پر آسان ہے اسلیئے کہ اوسکا علم مقتضا ہے اوسکی ذات
کا جو کہ کل معلومات سے برابر متعلق ہے زادہ فرماتے ہین کہ کفار جدال کرنیوالے جو کچھ کررہے ہین
اللہ کے نزدیک وہ محفوظ ہے نہ وہ اوس سے غائب ہوتا ہے نہ اوسکو بھولتا ہے کیونکہ اللہ پاک
جس شے کو آسمان وزمین مین حادث کرتا ہے اس سب کو لوح محفوظ مین لکھ رکھا ہے پھر اگر کوئی
کہے کہ یہ امر اس بات کا موہم ہے کہ اللہ پاک کا علم کتاب سے مستفاد ہے اور نیز اوس کتاب کا فائدہ
کیا ہے تو پہلی بات کا یہ جواب ہے کہ اللہ کا لکھنا ان اشیاء کو اوس کتاب مین قبل انکے حدوث
کے وجہ مطابق پر واسطے موجودات کے اوّل دلائل سے ہے اس بات پر کہ اللہ پاک اپنے علم
مین اس کتاب سے غنی ہے دوسری بات کا یہ جواب ہے کہ فرشتے اوسمین نظر کرتے ہین پھر جسوقت

اللہ تعالیٰ اوسکے موافق حوادث کا داخل کرنا چاہتا ہے وجود مین تو فرشتون کے واسطے یہ ایک
دلیل زائد ہوجاتی ہے اِسپر کہ اللہ پاک کُل معلومات کا عالم ہے محلی نے سورۂ بروج کی تفسیر مین
ذکر کیا ہے کہ لوح کا نام محفوظ اِسلیئے رکھا ہے کہ وہ محفوظ رکھی گئی ہے شیاطین سے اور جو کچھ
اوسمین ہے وہ تغییر سے محفوظ ہے طول اوسکا اتنا ہے جتنا کہ آسمان و زمین مین فاصلہ ہے
اور عرض اوسکا اِسقدر ہے کہ جسقدر درمیان مشرق و مغرب کے مسافت ہے اور وہ سفید موتی
کی ہے ساتوین آسمان کے اوپر ہوا مین معلق ہے پھر جس شرک و عصیان پر کفار جمے ہوئے ہین
باوجود اسکے کہ اوسکی وحدانیت کی دلیلین ظاہر و باہر ہین اور وہ بڑی شان و کبریا والا ہے اور اوسکی
نعمتین بندون کو پورے طور پر پہونچ رہی ہین اللہ پاک نے اوسکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا

ویعبدون من دون اللہ مالم ینزل بہ سلطانا وما لیس لھم بہ علم ط وما للظلمین
من نصیر ○ واذا تتلی علیھم اٰیتنا بینٰت تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر ط
یکادون یسطون بالذین یتلون علیھم اٰیتنا ط قل افانبئکم بشر من ذلکم النار ط
وعدھا اللہ الذین کفروا ط وبئس المصیر ○ اور پوجتے ہین اللہ کے سوائے
جسکی سند نہین اوتاری اوسنے اور جسکی خبر نہین اونکو اور بے انصافون کا کوئی نہین مددگار
اور جب سُنائیے اونکو ہماری آیتین صاف تو پہچانے منکرون کے مُنہ پر بُری شکل نزدیک
ہوتے ہین کہ دوڑ پڑین اونپر جو پڑھتے ہین اُنکے پاس ہماری آیتین تو کہہ مین تمکو بتاؤن ایک
چیز اس سے بُری وہ آگ ہے اوسکا وعدہ دیا ہے اللہ نے منکرون کو اور بہت بُری ہے پھر جانے
کی جگہہ انتہیٰ ف مشرک لوگ جس بات کے جاہل و منکر ہوئے اور جسکی اللہ نے سند
نہین اُتاری اُسکے سوا اوسے پوجا اللہ پاک اونکی طرف سے اِس بات کی خبر دیتا ہے سلطان سے
مراد حجت و برہان ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن یدع مع اللہ الٰھا اٰخر
لا برھان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ انہ لا یفلح الکافرون اور اسی لیئے اِسجگہ
یون ارشاد فرمایا مالم ینزل بہ سلطانا و ما لیس لھم بہ علم یعنی جس بات کو اونھون نے اپنی
طرف سے بنالیا اور بہتان کیا ہے اوسمین اونکو کچھ علم نہین ہے وہ تو ایک ایسی بات ہے کہ بدون
دلیل و حجت کے اپنے آباء و اسلاف سے اوسکو لیا ہے اصل اوسکی منجملہ اُن امور کے ہے جنکو

ع ۹ ۸ ۱۶

ل اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جسکی سند نہین اوسکے پاس سو اسکا حساب ہے اُسکے رب کے نزدیک بیشک نہ بھلا پاویگا منکر ۱۲ منہ

شیطان نے اونکی نظر مین اچھا کر دکھایا ہے اور اسی لیئے اللہ پاک نے اونکو یہ وعید سنائی وما للظالمین من نصیر یعنی جو عذاب ونکال اونپر نازل ہوگا اللہ کی طرف سے اونکا کوئی مددگار نہوگا کہ اونکی مدد کرے پھر فرمایا واذا تتلی علیہم ایاتنا بینات یعنی جسوقت قرآن شریف کی آیتین اور حجتین اور دلیلین کھلی کھلی اللہ پاک کی توحید پر اور اسپر کہ اُسکے سوا کوئی معبود نہین ہے اور اُسکے رسل کرام حق ہین اور سچے ہین اونسے ذکر کی جاتی ہین تو یکادون یسطون بالذین یتلون علیہم ایاتنا یعنی جو لوگ قرآن کی صحیح صحیح دلیلون سے اونپر حجت قایم کرتے ہین تو قریب ہوتے ہین کہ اونپر دوڑ پڑین اور اپنے ہاتھ سے اور زبانین بُرائی کے ساتھ طرف اونکے دراز کرین اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم ان لوگون سے کہدو افانبئکم بشر من ذالکم النار وعدہا اللہ الذین کفروا یعنی آگ اور اوسکا عذاب ونکال و وبال سخت تر و شاق تر و طام تر و عظیم تر ہے اوس سے جسکے ساتھ تم اولیاء اللہ مومنین کو ڈراتے ہو دنیا مین آخرت کا عذاب تمہارے اس کام پر بزرگتر ہے اوس بدگوئی سے جسکو تم کرتے ہو اگر تمنے اپنے زعم وارادے مین بدگوئی کی ہے وبئس المصیر کا مطلب یہ ہے کہ آگ بہت ہی بُرا مقبل و منزل و مرجع و موئل و مقام ہے یعنی اوس سے بڑھکر کوئی بُرا ٹھکانا نہین ہے انہا ساءت مستقرا و مقاما کذا فی ابن کثیر ف یہ آیت ایک حکایت ہے بعض فضائح مشرکین کی یعنی اونھون نے بتونکو پوجا کہ اونکے پوجنے مین اللہ پاک کی طرف سے کسی دلیل روشن کے ساتھ تمسک نہین کیا یہ نفی ہوئی دلیل نقلی کی وما لیس لھم بہ علم کا مطلب یہ ہے کہ اونکے پاس نہ کوئی دلیل عقلی ہے کہ بوجہ من الوجوہ جواز عبادت اصنام پر دلالت کرے غرض یہ ہے کہ نہ اللہ پاک نے اس باب مین کوئی حجت سماوی نازل فرمائی نہ بضرورت واستدلال عقل اونکو کوئی علم اوسکا حاصل ہوا تو اب بتون کے پوجنے مین ہرگز کوئی حجت اونکے پاس نہین ہے صرف محض جہل سے اونکو پوجتے ہین چونکہ غیر مستحق عبادت کا پوجنا بڑا ظلم ہے اسلیئے وما لھم نہ کہا بلکہ اونپر ظلم کی ندا کرنے کو اسم مظہر بجاے مضمر قایم کرکے یون ارشاد فرمایا وما للظالمین من نصیر یعنی جن لوگون نے شرک کرکے اپنی جانون پر ظلم کیا ہے اور ایسے سخت ظلم کے مرتکب ہوئے ہین اونکے لیئے کوئی مددگار نہین ہے کہ اونکے مذہب کو ثابت کرے یا اللہ پاک کے عذاب کو اونسے دفع کرے سورۂ آل عمران مین اس آیت پر کلام گزر چکا ہے

ف وہ بُری جگہ ہے جہنم اور کی اور بُری جگہ رہنے کی ۱۲ منہ

جملۂ واذا تتلی علیہم ایاتنا معطوف ہے یعبدون پر اور بینات منصوب ہے بنا بر حال
اللہ پاک اونکو توبیخ کرتا ہے کہ باوجود اُنکے جہل مفرط کے جسوقت تلاوت کیجاتی ہین اونپر ہماری
آیتین در انحال کہ وہ واضح وظاہر ہین اور منہج قویم وصراط مستقیم پر کھلی کھلی دلالت کرتی ہین
تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر یعنی تو پہچانے اونکے مونہہ مین جو منکر ہوئے ایسے
امر کو جسکا انکار کیا جاتا ہے مراد اس امر سے اونکی خفگی وترش روئی ہے وقت سُننے آیات کے
یا مراد منکر سے انکار ہے یعنی پہچانے تو اونکے مونہہ مین انکار آیات کو مطلب یہ ہے کہ منکر اگرچہ
بروزن مفعول ہے لیکن مصدر میمی بمعنی انکار ہے اور مضاف محذوف ہے یعنی تو اونکے مُنہ مین انکار
کا اثر پہچانے کسی نے کہا منکر سے مراد تجہم وترفع ہے بیضاوی کا بیان یہ ہے کہ پہچانے تو کفّار
کے مونہہ مین انکار کو بسبب فرط تکبر اونکے کے واسطے حق کے اور بسبب فرط غیظ اونکے کے واسطے
باطل باتون کے جنکو اونھون نے تقلیداً اخذ کیا ہے اور اسی امر پر آگاہ کرنے کو الذین کفروا بجاے
ضمیر رکھا ہے یا مراد منکر سے وہ شر ہے جسکا قصد کرتے ہین یعنی اُس شخص سے جسنے اونپر آیاتِ
الٰہی کی تلاوت کی سیبن نے کہا کہ وصف کفر کی اونپر شہادت دینے کے واسطے اسم ظاہر کو موقع ضمیر
مین واقع کیا ہے جملۂ یکادون یسطون مستانفہ ہے جواب سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا
کہ وہ منکر کیا ہے جو اونکے مونہہ مین پہچانا جاتا ہے تو یہ اوسکا جواب ہے کہ وہ لوگ نزدیک ہوتے
ہین کہ دوڑ پڑین اونپر جو ہماری آیتین سُناتے ہین سَطو کہتے ہین وَثب وبَطش کو وثب کے معنی
ہین برجستن اور بطش بولتے ہین حملہ کردن وسخت گرفتن کو اور سَطوۃ شدت بطش ہے عرب کی
بول چال مین کہتے ہین سَطا بہ یَسطو جبکہ کوئی شخص کسی پر حملہ کرے ساتھ ضرب کے یا گالی دینے
کے یا ہاتھ پکڑنے کے اصل سطو کی قہر سے سیبن نے کہا کہ جملۂ مذکورہ حال ہے یا تو الذین سے
گو وہ مضاف الیہ ہے اسواسطے کہ مضاف یعنی وجوہ اوسکا جزء ہے یا حال ہے وجوہ سے
اسواسطے کہ مراد اوس سے اصحاب وجوہ ہین کقولہ تعالیٰ ووجوہ یومئذ[۵۱] علیہا غبرۃ بعد اوسکے فرمایا اولئک[۵۲] ہم الکفرۃ الفجرۃ[۵۳] یسطون متضمن ہے معنی
یبطشون کو اسلیئے اوسکی مثل متعدی ہوا ورنہ سطو علیٰ سے متعدی ہوتا ہے محاورے مین سطا
علیہ بولتے ہین اور اصل سطو کی قہر وغلبے سے کسی نے کہا سطو ظاہر کرنا اوس شے کا ہے جو

۵۱ اور کتنے مونہہ اوسدن اوپر گرد پڑی ہے ۱۲ منہ
۵۲ وہ لوگ وہی ہین جو منکر ہین وہ بیہ ۱۲ منہ
۵۳ یہ سطو جو یہ آیت ہے ۱ تا فاحکم لوجہ اللہ کیونکر مراد وبہ ہے ذات ہے ۱۲ منہ

ہول مین ڈالے واسطے ڈرانے کے یہ قول کہ ولفلانٍ سَطْوَۃٌ اسکے معنی ہین تسلط وقہر انتہی
یہی تضمین کے معنی حضرت ابن عباس سے مروی ہین چنانچہ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم
نے اونسے روایت کیا ہے کہ یسطون یبطشون حال کی بنیاد پر معنی یہ ہین کہ جسوقت پڑھی جاتی
ہین اونپر ہماری آیتین تو پہچانے تو اونکے مونہہ مین انکار کو در انحال کہ وہ قریب ہوتے ہین
اِس سے کہ دوڑ پڑین اور حملہ کرین اُن لوگون پر جنھون نے اونپر قرآن پڑہا یہ لوگ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہین اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم یہ حملہ آوری مارے شدّت غیظ وغضب کے
ہے پڑھنے والون پر کون غصّہ جو اونکو بوجہ قرآن شریف سُنّے کے لاحق ہوتا ہے پس اللہ پاک
نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا اِس بات کا کہ وعید سے اونکا مقابلہ کرین
وہ یہ ہے قل لھم افانبئکم بشر من ذلکم حرف فا کے اوّل مین فعل محذوف اوسپر ما بعد کا
عطف ہے ای اخاطبکم فانبئکم یعنی مین تمکو مخاطب کرتا ہون پھر تمکو خبر دیتا ہون اس سے
زیادہ تر بُری شے کی مطلب یہ ہے کہ جو شخص تم پر اللہ کی آیتین پڑھتا ہے تمکو اوسپر سخت غیظ
وغضب آتا ہے اور اوسپر قریب ہوتے ہو کہ دوڑ پڑو یا بسبب اوسکے پڑھنے کے جو ملال و
پریشانی تمکو لاحق ہوتی ہے کیا اِس سب سے بڑھکر بُری اور مکروہ شے کی تمکو خبر دون یا قرآن
شریف کے پڑھنے والے کو جو ایذا ومشقت تمھاری طرف سے پہونچتی ہے اور تم اوسکو ڈانٹتے
دباتے ہو اوسپر حملہ کرتے ہو کیا اِس سے زیادہ بُری چیز کی تمکو خبر دون وہ شے آگ ہے جسکا
منکرون کو اللہ نے وعدہ دیا ہے اِس بنا پر النّار مرفوع ہے بنا بر خبر اور مبتدا محذوف ہے
دونون ملکر جملۂ مستانفہ جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ جس بات سے ہم ایذا پاتے
ہین اور اوسکی مشقت اوٹھاتے ہین اوس سے بڑھکر بُری کون شے ہے تو یہ اوسکا جواب
ہے کہ وہ آگ ہے کسی نے النار کو بتقدیر اعنی منصوب پڑہا ہے اور کسی نے مجرور بنا بر بدل
بشر سے فتح البیان وفتح القدیر مین فرمایا ہے کہ جسطرح قرآن شریف سُنّے کے وقت کفار کی حالت
ہوتی ہے کہ مارے غیظ کے پھٹے پڑتے ہین اسیطرح اہل بدع مضلہ کا حال ہے کہ جسوقت کوئی
اونمین سے کسی عالم کو سنتا ہے کہ آیاتِ کتاب عزیز سے کوئی آیت یا سنت صحیحہ سے کوئی صحیح حدیث
شریف اوسپر پڑہتا ہے جس باطل وضلالت کا اوسنے اعتقاد کیا ہے وہ اوسکی مخالف ہوتی ہے

تو تو منکر سے اُسکے مونہہ مین وہ شے دیکھے کہ اگر اوسکو اوس عالم پر حملہ کرنے کی قدرت ہو تو ضرور اُسکے ساتھ وہ معاملہ کرے کہ مشرکون کے ساتھ ویسا نکرے ہم اہل بدع سے منجملہ ان امورکے ایسے امور دیکھ اور سُن چکے ہین کہ اوسکا بیان نہین ہوسکتا ہے واللہ ناصر الحق ومظہر الدین ومدحض الباطل ودامغ البدع وحافظ المتکلمین بما اخذہ علیہم المبینین للناس ما نزل الیہم وھو حسبنا ونعم الوکیل **ف** حفنادی نے کہا کہ جب النار خبر مبتدا محذوف کی ٹھہرے گی تو وقف ذلکم پر ہوگا یا النار پر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ النار مبتدا ہو اور خبر اوسکی وعدھا اللہ اِس بنا پر وقف ہوگا کفروا پر تیسین کی تبیین یہ ہے کہ النار کو تین حرکتون سے پڑہا ہے رفع کی دو وجہین ہین ایک تو یہ ہے کہ رفع بنا بر مبتدا ہے اور جملہ وعدھا اللہ ہے اور جملے کا کوئی محل نہین ہے اِسلیئے کہ شر متقدم کی تفسیر کرتا ہے گویا یون کہا کہ اوس سے بڑھکر بُری کون شے ہے تو اوسکا یہ جواب دیا کہ النار وعدھا دوسری وجہ یہ ہے کہ النار خبر ہے مبتدا ے محذوف کی گویا کسی نے کہا کہ اوس سے بڑھکر بُری کیا چیز ہے تو یہ جواب دیا کہ النار یعنی ھو النار اِس بنیاد پر وعدھا اللہ مین دو وجہین جائز ہونگی ایک تو رفع اِس بنا پر کہ خبر بعد خبر ہوگا دوسری یہ ہے کہ النار سے بدل ٹھہرے گا اِسمین اتنی فی ہے کہ مبدل منہ مفرد ہے اور بدل جملہ **دوسری** قرارت زید بن علی وابن ابی عبلہ کی ہے بنصب اِسکی تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ منصوب بفعل مقدر ہے جسکی تفسیر فعل ظاہر کر رہا ہے یہ مسئلہ اشتغال کے باب سے ہے دوسری یہ ہے کہ منصوب علی الاختصاص ہے زمخشری اِسی کے قائل ہین تیسری یہ ہے کہ منصوب باضمار اعنی ہے یہ وجہ ماقبل کی قریب ہے یا بعینہ وہی ہے **تیسری** قرارت ابن ابی اسحٰق وابراہیم بن نوح کی بجر ہے اِس بنا پر النار بدل ہوگا شر سے شیخ نے کہا کہ وعدھا کی ضمیر مین ظاہر یہ ہے کہ مفعول اوّل ہے باین معنی کہ اللہ پاک نے نار سے کفار کا وعدہ کیا ہے کہ آگ کو کافر کھلائے گا کیا دیکھتے نہین ہو کہ اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا ہے وتقول ھل من مزید یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ضمیر مفعول ثانی ہو اور الذین کفروا مفعول اوّل جیسا کہ اللہ پاک نے اِس آیت مین فرمایا ہے وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جہنم سین فرماتے ہین لائق

۵۱ اور وہ یوسف پر اور بھی ہے ۱۲ منہ

۵۲ وعدہ دیا اللہ نے منافق مرد اور عورتون کو اور منکرونکو دوزخ کی آگ ۱۲

یہ ہے کہ یہی ثانی وجہ متعین ہو کیونکہ جو فعل دو مفعول کی طرف متعدی ہوا کرتا ہے جب
اوسکے بعد ایسی دو شے جمع ہون کہ دوسری پہلی سے مراد نہو تو فاعل معنوی کا رتبہ تقدیم ہے
اور وہی مفعول اوّل ہے مراد مفعول اوّل سے وہ ہے کہ اوس سے فعل ہو سکتا ہو جیسی یہ مثال
ہے کہ وعدت زیدًا دینارًا اسمین دینار مفعول ثانی ہے اسلیئے کہ اوس سے فعل نہین
ہو سکتا ہے اسی کی نظیر اعطیت زیدا درھما ہے زید فاعل ہے کیونکہ درہم کا لینے والا ہے
محلی کا کلام پہلے احتمال پر جاری ہوتا ہے کیونکہ اونھون نے بان مصیرھم الیھا کہا ہی تو الذین
کفروا کو موعود بہ قرار دیا ہے اس صورت مین ضمیر مفعول اوّل ہو گی ای وعدھا اللہ بمصیر
الکفرۃ الیھا یعنی اللہ نے آگ سے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ وہ طرف اوسکے رجوع کرینگے اور
اوسکا طعام ہونگے تو وہ کھانے والی ہو گی اور وہ کھائے گئے چونکہ کفار کا یہ دعوی کہ اللہ پاک
کے واسطے شریک ہے غرابت و شہرت مین قائم مقام امثال سائرہ کے تھا اسلیئے اللہ پاک نے
یون ارشاد فرمایا یآیّھا النّاس ضرب مثل فاستمعوا لہ ط ان الذین تدعون من
دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ ط وان یسلبھم الذباب شیئا لا
یستنقذوہ منہ ط ضعف الطالب والمطلوب ○ ما قدروا اللہ حق قدرہ ط
ان اللہ لقوی عزیز ○ لوگو ایک کہاوت کہی ہے اوسکو کان رکھو جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے
سوائے ہرگز نہ بنا سکین گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہون اور اگر کچھ چھین لے اونسے مکھی
چھڑا نہ سکین وہ اوس سے بودا ہے چاہنے والا اور جسکو چاہتا ہے اللہ کی قدر نہین سمجھی جیسے
اوسکی قدر ہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف چاہنے والا کافر اور جسکو چاہتا ہو آنکے
بت مکھی چاٹتی ہے بت کو نہ وہ مورت اوڑاتی ہے نہ اوسکا شیطان انتہی ف حافظ ابن
کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے بتون کی حقارت پر اور اونکے پوجنے والون
کی سخافت[۱] و رکاکت عقول پر یا یّھا النّاس ضرب مثل یعنی جو لوگ اللہ پاک سے جاہل ہین
اوسکے ساتھ شرک کرتے ہین جس شے کو وہ پوجتے ہین اللہ پاک اوسکی ایک مثل بیان کرتا ہے
فاستمعوا لہ یعنی لوگو پس تم اوسکے سننے کے واسطے چپ رہو اور سمجھو سوچو وہ مثل یہ ہے
ان الذین الآیہ یعنی اگر اصنام و انداد جنکو تم پوجتے ہو سب کے سب اسپر جمع ہون کہ

[۱] یعنی ضعف عقل

ایک مکّھی کے بنانے پر قادر ہو جائین تو وہ اسپر قادر نہون جیساکہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے فرمایا اور کون زیادہ تر ظالم ہے اُس
شخص سے جو چلا ہے کہ پیدا کرے مثل میری خلق کے پس چاہیئے کہ بنائین مثل خلق میری کے
ایک ذرّہ یا ایک مکّھی یا ایک دانہ بخاری و مسلم نے بطریق عمارہ عن ابی زرعہ
عن ابی ہریرہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے
اور کون ظالم تر ہے اُس شخص سے جو چلا ہے کہ پیدا کرے مثل خلق میری کے پس چاہیئے کہ بنائین
ایک ذرّہ پس چاہیئے کہ پیدا کرین ایک جو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان یسلبہم الذباب
شیئاً لا یستنقذوہ منہ یعنی وہ عاجز ہین پیدا کرنیسے ایک مکّھی کے بلکہ اس سے بھی بغایت
بڑھکر عاجز ہین مکّھی کے مقاومت و مقابلے سے اور اوس سے بدلا لینے سے بتون پر جو
خوشبو لگی ہے اگر مکھی اوسمین سے کچھ اونسے چھین لے پھر وہ چاہین کہ اوسکو اوس سے
چھڑا لین تو ہرگز اسپر قادر نہون یہ سُن چکے حالانکہ مکّھی اللہ پاک کی ضعیف ترین و حقیر ترین
مخلوقات سے ہے اور اسی لیئے یہ ارشاد فرمایا ضعف الطالب والمطلوب حضرت
ابن عبّاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ طالب تو صنم ہے اور مطلوب مکّھی ہے ابن جریر نے اسی کو
اختیار کیا ہے اور یہی ظاہر سیاق ہے سُدّی وغیرہ نے کہا کہ طالب عابد ہے اور مطلوب
صنم ہے پھر فرمایا اللہ پاک نے ما قدروا اللہ حق قدرہ یعنی اللہ پاک کی قدر و عظمت کو
نہین پہچانا جب تو اوسکے ساتھ اوسکے غیر کو پوجا ان چیزون مین سے جو کہ اپنے ضعف و عجز
کے مارے مکّھی سے مقاومت نہین کر سکتی ہین ان اللہ لقوی عزیز یعنی بیشک اللہ ہی
قوی ہے کہ اوسنے اپنی قدرت و قوت سے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہی ہے کہ خلق کی ابتدا کرتا ہے
پھر اوسکو دوہرا وے گا اور یہ دوہرانا اوسپر زیادہ تر سہل ہے ان بطش ربک لشدید
انہ ہو یبدئ ویعید ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین قولہ تعالیٰ عزیز کا
مطلب یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر زبردست ہے تو اوسکو مقہور کیا ہے اور اوسپر غالب ہوا ہے
اوسکی عظمت و سلطان و غلبے کے مارے نہ کوئی اوسکو روک سکتا ہے نہ اوسپر غالب آسکتا ہے
وھو الواحد القہار وہی تنہا سب کا مقہور کرنے والا ہے ف یہ آیت متصل ہے

ف۱ بیشک تیرے رب کی گرفت سخت ہے ۱۲ منہ
ف۲ بیشک وہی پہلے اور دوسری بار پیدا کرتا ہے ۱۲ منہ ف۳ اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط ۱۲ منہ

ویعبدون من دون اللہ مالم ینزل بہ سلطانا سے اللہ پاک نے اوّل بیان فرمایا کہ
مشرکین اللہ کے سوا ایسی شے کو پوجتے ہین کہ اوسکی صحتِ عبادت مین اونھون نے نہ کسی
آسمانی برہان سے تمسک کیا ہے جو کہ وحی کی جہت سے ہوتی ہے نہ کسی علم ضروری نے
طرف اوسکے اونکو مضطر کیا ہے نہ کوئی عقلی دلیل اوسپر اونکو باعث ہوئی ہے پھر اس آیت
مین وہ بات بیان فرمائی جو اونکے بطلان حال و فساد عقل و فعل و قول پر دال ہے ضرب مثل
صرف اسلیئے فرمایا ہے کہ اللہ پاک کی حجتین اونپر قائم کرنا مثلین بیان کر کے قریب تر ہوتا ہے
طرف اونکے افہام کے پھر اگر کوئی کہے کہ مثل مضروب کہان ہے تو کہین گے کہ اسمین دو
وجہین ہین ایک تو اخفش کا قول ہے کہ یہان کوئی مثل نہین ہے معنی صرف اسیقدر ہین کہ
اونھون نے میرے واسطے ایک مثل بیان کی ہے سو تم اونکی بات کو سنو یعنی کفار نے اللہ پاک کے
غیر کو پوجکر اوسکے لیئے ایک مثل ٹھیرایا ہے گویا یون فرمایا کہ میری عبادت مین اونھون نے
میرے واسطے ایک شبیہ ٹھیرایا ہے سو تم اس شبیہ کی خبر سنو دوسری وجہ قتیبی کا
قول ہے معنی یہ ہین لوگو ایک مثل بیان کی گئی یعنی ایسے معبود پوجے گئے کہ وہ ایک مکھی
نہین بنا سکتے ہین اور اگر مکھی اونسے کوئی چیز چھین لے تو اوس سے اوسکو چھڑا نہین سکتے
نحاس نے کہا جو شے اللہ کے سوا پوجی جاتی ہے اللہ عزوجل نے اوسکی مثل بیان فرمائی ہے
نحاس فرماتے ہین کہ اس آیت مین جو کچھ کہا ہے اوسکے اچھے سے اچھا یہی قول ہے یعنی
اللہ پاک نے تمھارے اور تمھارے معبود کے واسطے ایک شبہ بیان کیا ہے کذا قال
القرطبی مشرکون کا یہ دعوی کہ اللہ پاک کے لیئے کوئی شریک ہے اسکی تعبیر مثل سے اسواسطے
کی ہے کہ اوس دعوے کی مثل سائر کے ساتھ تشبیہ دی غرابت مین اصل مثل کی یہ ہے کہ
مثل ایک جملہ ہوتا ہے کلام کا جسکو برضا و قبول لیتے ہین لوگون مین سائر دائر ہوتا ہے
اونکے نزدیک غریب سمجھا جاتا ہے لوگون نے اوسکی جاے بیان کو اوسکی جاے ورود کے
واسطے مثل قرار دیا ہے پس لفظ مثل کا قول سائر مین حقیقت عرفی ہے اور کبھی اوسکا استعارہ
کرتے ہین واسطے قصۂ عجیب و حالتِ غریب و صفت نادر کے کیونکہ غرابت مین وہ اسکے
مماثل ہوتی ہے جسطرح کہ اس آیت مین قصۂ مذکورہ ہے اللہ پاک نے مشرکون کو پکارا ہے

شیخزادہ نے کہا ہے کہ ضرب کو بمعنی جعل کہنا خلاف بلغۂ عرب ہے ۱۲ منہ

تا کہ طرف اونکی ایک ایسی حالتِ غریب یا قصّۂ نادر کا القا کرے جسکو باستحسان و قبول لیا ہے
وہ یہ ہے کہ مشرکون نے اللہ پاک کے خلق مین سے عاجز سے عاجز ذلیل سے ذلیل خوار سے خوار
خلق کو الوہیت و استحقاق عبادت مین اوسکا شریک ٹھیرایا اللہ پاک شریک و ندو نظیر سے کہین
عالی و برتر ہے رہی یہ بات کہ اس حالتِ غریب کی تعبیر بلفظ ماضی کے یعنی ضرب اور ماضی چاہتی ہے
تحقق بیان مثل کو زمانۂ ماضی مین حالانکہ اللہ پاک اسکو ابتدائ فرما رہا ہے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ
حالتِ غریب جو وارد کی جاتی ہے بسبب غایتِ وضوح و ظہور کے مثل ایسے امر کے ہے جسکا بیان
ہو چکا ہے پھر ضربِ مثل مین جس بات کا اجمال و ابہام کیا تھا اب اللہ پاک نے اوسکو کھولکر بیان فرمایا
ان الذین تدعون من دون اللہ الایہ بلاشک جو کوئی قادر نہو بنانے پر حقیر ترین خلق کے قدر
و حتّے مین اوسکو الٰہ معبود قرار دینا ایک حالتِ غریب اور مثل سائر کے مشابہ ہے اور اس سے بھی
زیادہ تر غریب بات یہ ہے کہ اس احقر ادنیٰ مخلوق کی مقاومت پر قوی نہین ہوتا ہے اور عاجز ہے
کہ اپنی جان سے اوسکو دور کرے ضعف کی مثل مشہور ہے کہ جس سے اپنی جان کی مکھیان اوڑائی
نہین جاتین اوس سے دوسرے کے نفع کی کیا امید ہے غرضکہ جس شے کو اللہ کے سوا پکارتے ہین
مراد اوس سے وہ بت ہین جو کعبۂ مکرمہ وغیرہا کے گرد تھے کسی نے کہا مراد سردارہین جنھون نے اونکو
طاعتِ الٰہی سے باز رکھا کیونکہ اہل حل و عقد اونمین وہی تھے بست و کشاد و نظم و نسق امور انھین کے
ذمّے تھا کسی نے کہا مراد شیاطین ہین جنھون نے اونکو اللہ پاک کی معصیت و نافرمانی پر آمادہ کیا
پہلا قول مقام سے موافق تر ہے اور تمثیل مین زیادہ تر ظاہر ہے جبائی کا مختار بھی قول اوّل ہی ہے نضر
نے بھی آلہہ باطلہ کہا ہے محلی نے بھی اصنام کو اختیار کیا ہے سہل و یعقوب نے یدعون بیای تحتیہ پڑھا
کسی کی قرارت بیاے تحتیہ بصیغۂ مجہول ہے یہ تین قرارتین ہوئین دو اوّل کی بنا پر ضمیر راجع موصول
کی طرف محذوف ہوگی تیسری مین خود فعل کی ضمیر طرف اسکے پھرے گی ذباب نام ہے ایک مکھی کا
نر و مادہ دونون پر بولا جاتا ہے جمع قلت اسکی اذبّۃ اور جمع کثرت ذبان بالکسر جیسے غراب و اغربہ و
غربان اور غربان بالضم بروزن قضبان ہے جوہری نے کہا ذباب معروف ہے واحد ذبابۃ ہے علامہ نسفی
نے کہا ذباب کو ذباب اسلیئے کہتے ہین کہ جسوقت وہ بسبب اوسکے استقذار کے اوڑائی جاتی ہے تو
بوجہ اپنے استکبار کے لوٹ آتی ہے حرف لن واسطے تاکید نفی مستقبل کے آتا ہے اور اسجگہ اوسکی تاکید

۵۱ یعنی اسکی نرمی و بیحسی کے

اِسلیئے ہے تاکہ معلوم ہوجاے کہ مکّھی کا بنانا اونسے محال ہے گویا یون کہا محال ہے کہ وہ بنائین
ذباب کا ذکر خاصکر اسواسطے کیا کہ وہ ذلیل وحقیر ضعیف ومستقذر وگندی ہے اوس سے گھن
آتی ہے معنی یہ ہین کہ وہ ہرگز قادر نہونگے بنانے پر مکّھی کے باوجود اسکے کہ صغیر الجسم حقیر الذّات
ہے اور سارے حیوانون سے جاہل تر ہے کیونکہ اپنی جان کو مہلکات مین ڈالا کرتی ہے چالیس دن
اوسکی مدت زندگی ہے اصل پیدائش اوسکی عفونات سے ہے پھر ایک کا دوسرے سے باہم توالد وتناسل
ہوا کرتا ہے اِسکا فضلہ سپید شے پر گرے تو سیاہ اور سیاہ پر گرے تو سفید دکھائی دیتا ہے بالجملہ
باوجود اس ذلت وخواری کے پھر بھی اوسکی خلق مین عجائب وغرائب ہین فسبحان اللہ بحمدہٖ جملۂ
ولو اجتمعوا لہ معطوف ہے دوسرے جملۂ شرطیہ محذوفہ پر ای لو لم یجتمعوا لہ لن یخلقوہ
ولو اجتمعوا لہ اسکا جواب محذوف ہے تقدیر یہ ہے لن یخلقوہ یہ دونون جملے محل نصب مین
ہین بنا بر حال یعنی اگر وہ جمع نہون مکّھی بنانے کو تو ہرگز اوسکو نہ بنائین اور اگر جمع ہون تو ہرگز نہ بنائین
حاصل یہ ہے کہ دونون حال مین ہرگز اوسکو نہ بنا سکین ہر حال مین بنانا اونکا مکّھی کو منتفی ہے اور اگر
اونمین یہ حالت ہوتی جو کہ خلق ذباب کی مقتضی ہے تو وہ اوسکو بناتے گویا اللہ پاک نے یون فرمایا کہ یہ
اگر جمع ہوجائین تو ایک مکّھی کے بنانے پر قادر نہین ہوتے ہین باوجود اوسکی حقارت وذلت وخواری
کے پھر کسطرح عاقل کو لایق ہے کہ اونکو معبود بنائے اور خالق السّموات والارض کا اونکو شریک
وسہیم ٹھیرائے ہرگز نہین علامۂ نسفی کا حاصل یہ ہے کہ قریش کے جاہل بنانے مین اور اونکے
اظہار جہالت مین جو آیتین نازل ہوئین اُن سب سے اِس آیت مین زیادہ تر مبالغے سے اونکی
جہالت ذکر کی ہے کیونکہ الٰہیت جو اسکی مقتضی تھی کہ سارے مقدورات پر اقتدار ہو ساری معلومات
کا احاطہ ہو سو اونھون نے اُسکے ساتھ ایسی صورتون مورتون کا وصف کیا جسکو اللہ پاک کے کمتر و
ذلیل تر خلق کے بنانے پر قدرت نہین ہے اگرچہ وہ اسکے واسطے جمع ہی کیون نہون پھر اللہ پاک نے
بتون کا کمال عجز وضعف قدرت بیان کیا پس ارشاد فرمایا وان یسلبہم الذباب الایۃ سلب
کہتے ہین ربودن کو اور استنقاذ بروزن استفعال بمعنی افعال ہے محاورے مین بولتے ہین
انقذہ منہ کذا یعنی فلان نے فلان کو فلان شے سے نجات دی اور اوسکو چھڑا لیا معنی
یہ ہین کہ یہ اقل واذل خلق اگر اونسے کوئی چیز بسرعت جھپٹ لے تو اپنے کمال عجز وفرط ضعف کے

مارے اوسکو اوس سے چھڑا نہین سکتے ہین ابن جریر و ابن منذر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہا
لا یستنقذ الاصنام ذالک الشئ من الذباب حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ
کافر لوگ بتون پر زعفران چپڑتے اور اونکے سر ون سے شہد لگا دیتے تھے پھر جب مکھی اوس سے
چھین لیتی تو بت اُسکے لینے سے عاجز ہوتے اسی کی مثل اور قول ہین غرضکہ بت ایسے حقیر
حیوان کے بنانے سے عاجز نکلے اور جو شے وہ اونسے چھین لے اوسکے چھڑانے سے عاجز
ہوئے پھر جو حیوان جسم مین اوس سے بڑا ہے اور قوت مین اوس سے سخت تر ہے اُسکے
بنانے سے تو بغایت عاجز و ضعیف ہونگے پھر اللہ پاک نے اصنام و ذباب کے ضعف سے تعجب
دلایا پس ارشاد فرمایا ضعف الطالب والمطلوب بت تو مثل طالب کے ہے کیونکہ مکھی کا بنانا
طلب کرتا ہے یا جو مکھی نے اوس سے چھین لیا ہے اُسکے چھڑانے کو طلب کرتا ہے اور مطلوب مکھی
ہے یہ گویا برابری کرنا ہے درمیان اونکے اور مکھی کے ضعف مین اور اگر تو خوب تحقیق کر کے دیکھے
تو طالب کو اضعف و اضعف پائے گا کیونکہ مکھی تو حیوان ہے اور بت جماد ہے مکھی غالب ہے
اور بت مغلوب کسی نے کہا طالب عابد صنم ہے اور مطلوب صنم کسی نے کہا طالب مکھی ہے اور
مطلوب الٰہہ ابن جریر و ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرمایا طالب اونکے
الٰہہ ہین اور مطلوب مکھی پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ مشرکون نے جو اللہ کے سوا ایسے معبودون
کو پوجا کہ عجز مین اس درجے کو پہونچے ہوئے ہین جسکا بیان ہوا تو اونھون نے اللہ پاک کو
نہ پہچانا جیسا کہ اوسکے پہچاننے کا حق تھا پس فرمایا ما قدروا اللہ حق قدرہ یعنی اوسکی تعظیم
نہ کی جیسا کہ اوسکی تعظیم کرنے کا حق ہے جب تو ان بتون کو اوسکا شریک ٹھیرایا باوجود اسکے کہ اُنکا
یہ حال ہے اسکا بیان سورۂ انعام مین گزر چکا ہے ان اللہ لقوی یعنی اللہ پاک ہر شے کی خلق
پر قوی ہے عزیز کے یہ معنی ہین کہ غالب ہے کوئی اوسپر غالب نہین ہو سکتا بخلاف معبودین
مشرکین کے کہ وہ جماد ہین نہ نفع دے سکتے نہ ضرر پہونچا سکتے نہ کسی شے پر قدرت رکھتے ہین
علامہ نسفی نے کہا کہ قادر و غالب ہے پھر کیونکر عاجز مغلوب اوسکا شبیہ ٹھیرایا جاتا ہے یا قوی ہے
یعنی اپنے دوستون کی مدد کرتا ہے عزیز ہے کہ اپنے دشمنون سے انتقام لیتا ہے پھر اللہ پاک نے
چاہا کہ مشرک لوگ نبوات و الٰہیات مین جو اعتقاد رکھتے ہین اوسکو اونپر رد کرے پس ارشاد فرمایا

الله یصطفی من الملآئکة رسلا ومن الناس ط ان الله سمیع بصیر ○ یعلم مابین
ایدیهم وما خلفهم ط والی الله ترجع الامور ○ اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتون مین سے
پیغام پہونچانیوالے اور آدمیون مین اللہ سنتا ہے دیکھتا جانتا ہے جو اونکے آگے اور جو اونکے پیچھے
اور اللہ تک پہونچ ہے ہر کام کی ف یعنی ساری خلق مین بہتر وہ لوگ ہین پیغام پہونچانیوالے
فرشتون مین بھی وہ فرشتے اعلیٰ ہین اونکو چھوڑکر بتون کو مانتے ہونگے ف وہ بھی اختیار
نہین رکھتے اختیار ہر چیز مین اللہ کا ہے انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین
اللہ پاک خبر دیتا ہے اس بات کی کہ وہ پسند کرتا ہے فرشتون سے پیغام پہونچانیوالون کو جس
شے مین وہ چاہتا ہے اپنی شرع و قدر سے اور آدمیون مین سے واسطے پہونچانے اپنی رسالتون کے
ان اللہ سمیع بصیر یعنی بیشک اللہ اپنے بندون کی باتون کا سننے والا ہے اونکا دیکھنے والا
ہے جو اونمین سے اسکا مستحق ہے اوسکو خوب جاننے والا ہے جیساکہ فرمایا ہے اللہ اعلم ۵۱
حیث یجعل رسالته قوله تعالیٰ یعلم مابین ایدیهم الآیه کا مطلب
یہ ہے کہ اللہ پاک جانتا ہے جو کچھ اپنے رسولون کے ساتھ کرتا ہے جس کام مین اونکو بھیجتا ہے
سو اونکے کامون سے کوئی شے اوسپر پوشیدہ نہین ہے جسطرح کہ فرمایا ہے عالم الغیب ۵۲ فلا
یظهر علی غیبه احدا الی قوله واحصی کل شئ عددا پس اللہ پاک اوپر قریب ہے
جو کچھ اونسے کہا جاتا ہے اوسپر شہید ہے اونکا حافظ و نگہبان ہے اونکی جناب کا ناصر ہے
یاایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته ۵۳
واللہ یعصمک من الناس الآیه ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اللہ چن لیتا ہے
فرشتون مین سے پیغمبرون کو جیسے حضرت جبرئیل و حضرت اسرافیل و حضرت میکائیل و
حضرت عزرائیل علیہم الصلوٰة والتسلیم اور آدمیون مین سے منتخب کرتا ہے پیام برون کو یہ
لوگ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰة والسلام ہین پس بھیجتا ہے فرشتے کو طرف نبی کے اور نبی کو
طرف لوگون کے یا بھیجتا ہے فرشتے کو واسطے قبض کرنے ارواح اپنی مخلوقات کے یا واسطے
حاصل کرنے اوس شے کے جو اونکو نفع دے یا واسطے نازل کرنے عذاب کے اوپر عکرمہ نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ نے برگزیدہ کیا موسیٰ کو

۵۱ اللہ بہتر جانتا ہے کہان
بھیجے اپنے پیام ۱۲ منہ
۵۲ جاننے والا بھیدکا
سو نہین ظاہر کرتا اپنے
بھیدکی کسی کو مگر جو پسند
کرے کوئی رسول تو وہ
بتلاتا ہے اوسکے آگے
اور پیچھے چوکیدار بٹھاتا ہے
کہ دیکھون نے پہونچائے
پیغام اپنے رب کے اور
قابو مین رکھا ہے جو کچھ
پاس ہے اور گن لی ہر
ہر چیز کی گنتی ۱۲ منہ
۵۳ اے رسول پہونچا
جو تجھکو اترا تیرے رب سے
اور اگر نہ کرے تو تونے کچھ
نہ پہونچایا اسکا پیغام اور
اللہ تجھکو بچا لیگا لوگون سے
اللہ راہ نہین دیتا منکر قوم کو
۱۲ منہ

ساتھ کلام کے اور ابراہیمؑ کو ساتھ خلت کے اخرجہ الحاکم وصححہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے موسیٰ بن عمران صفی اللہ ہین اخرجہ الحاکم وصححہ محلی نے کہا یہ آیت جب نازل ہوئی کہ مشرکون نے یون کہا انزل علیہ الذکر من بیننا یعنی وہ ہمسے کچھ زیادہ تر بڑے نہین ہین نہ ہمسے بڑھکر شریف ہین قائل اس قول کا ولید بن مغیرہ تھا وجہ مناسبت اس آیت کی ماقبل سے یہ ہے کہ جسوقت اللہ پاک نے اوس شے کا ذکر کیا جو الہیات سے متعلق تھی تو یہان اُس بات کا ذکر فرمایا جو نبوات سے متعلق ہے امام رازی نے کہا وجہ مناسبت یہ ہے کہ جب اللہ پاک نے ماقبل مین بتون کی عبادت کو باطل کیا تو اسجگہ فرشتون کی عبادت کو باطل فرمایا ان اللہ سمیع بصیر کے یہ معنی ہین کہ اللہ بندون کی باتونکو خوب سُنتا ہے جس شخص کو اپنی خلق سے برگزیدہ کرتا ہے اوسکو خوب دیکھتا ہے یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم کا یہ مطلب ہے کہ جو اعمال اونھون نے آگے بھیجے ہین اور جو خیر و شر چھوڑتے ہین اُس سب کو اللہ پاک جانتا ہے کقولہ تعالیٰ ونکتب ما قدموا واثارھم کسی نے کہا ماقدموا وہ شے ہے جو گزر گئی اور وہ شے جو ابھی نہین آئی ہے کسی نے کہا وہ کام جسکو کر چکے اور وہ کام جسے آیندہ کرینگے یا مراد امر دنیا وامر آخرت ہے والی اللہ ترجع الامور یعنی اوسی کی طرف ہے رجوع ہر کام کا نہ طرف اُسکے غیر کے علامہ نسفی کا حاصل یہ ہے کہ مشرکون نے جو بشر سے رسول ہونے کا انکار کیا تھا یہ آیت اوسکا رد ہے اور بیان ہے اس بات کا کہ اللہ پاک کے رسول قسمہ ہین فرشتے اور بشر پھر دوسرا شان نزول بلفظ قیل ذکر کیا ہے اوسکا ذکر بحوالہ محلی اوّل ہو چکا ہے سمیع کے یہ معنی ہین کہ جس بات کو عقول قبول کرتی ہین اوسمین رسولون کے اقوال کو سُنتا ہے اور رد و قبول مین احوال امم کو دیکھتا ہے ترجع الامور کا مطلب یہ ہے کہ سارے کامون کا رجع اوسی کی طرف ہے اور جو ذات موصوف باین صفات ہو اوس سے کوئی نہین پوچھتا ہے جو وہ کرتا ہے اور کسی کو نہین پہونچتا ہے کہ اوسکے حکم و تدبیرون مین اور رسولون کے برگزیدہ کرنے مین اوسپر اعتراض کرے ترجع شامی وحمزہ وعلی کی قراءت ہے زادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے نبوت کو اس بات سے ثابت کیا کہ اوسنے بعض لوگون کو رسالت کے واسطے چھانٹ لیا ہے اور جو لوگ فرشتونکو پوجتے ہین اونکے طریق کو اس آیت سے کھوٹا کیا

ل کیا اسی پر اوری سمجھوتی ہم سب مین ہے ۱۲ منہ ۵۲ اور لکھتے ہین جو ہم نے صحیح پر چھاپا اور اوسنے پیچھے دشان ۱۲ منہ

کہ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا بعد اسکے کہ اگلی آیت مین عابدون اوثان کے قول کو
باطل فرمایا پس مقصود اس آیت سے عابدین ملائکہ کے قول کا باطل کرنا ہے اور بیان ہے اس
بات کا کہ فرشتون کا علو درجہ کچھ اس جہت سے نہین ہے کہ وہ معبود ہین عبادت کا استحقاق
رکھتے ہین بلکہ اس جہت سے ہے کہ وہ عباد مکرمون ہین یعنی اللہ پاک کے نزدیک اونکی
آؤ بھگت ہے اللہ نے اونمین سے پیغام پہونچانے والے منتخب کیئے ہین کہ درمیان اللہ پاک
کے اور انبیاء علیہم السلام کے متوسط ہوتے ہین کسی نے کہا یہ بھی احتمال ہے کہ اصطفاے ملائکہ
سے یہ مراد ہو کہ اللہ پاک فرشتون مین سے پیغام پہونچانیوالے پسند کرتا ہے طرف فرشتون کے
بعض انواع عبادات وطاعات مین جنکا اونکو مکلف کیا ہے سو اونمین سے اونھین کی طرف رسول
بنا کر بھیجتا ہے واسطے پہونچانے اُن عبادات کے جسطرح کہ آدمیون مین سے پیغام پہونچانیوالے
منتخب کیئے ہین طرف اونکی جس امر کا اونکو مکلف کیا ہے اوسمین اونکو بھیجتا ہے اس آیت شریف
مین دلالت ہے اس بات پر کہ اللہ پاک ہی نے اونکو رسالت کے واسطے چھانٹ لیا ہے نہ بسبب
کسی شے کے جسکی وجہ سے وہ اوسکے مستحق ہوتے ہین ولیکن اللہ پاک کی طرف سے یہ ایک افضال و
انعام ہے اونپر جب تو اللہ پاک نے یون فرمایا ہے اللہ یصطفی ویسی بات نہین ہے جو معتزلہ
کہتے ہین کہ اللہ پسند نہین کرتا ہے واسطے رسالت کے مگر اوس شخص کو جسمین وہ بات ہو جسکی وجہ سے
اسکا مستحق ہوتا ہے یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم مین اشارہ ہے طرف علم تام کے والی
اللہ ترجع الامور اشارہ ہے طرف قدرت تامہ کے اور تفرد بالٰہیت وحکم کے اور ان دونون کا
مجموع متضمن ہے نہایت زجر کو معصیت پر پیشقدمی کرنیسے غرضکہ جب یہ بات ذکر کی کہ سارے
امور اوسی کی طرف رجوع ہوتے ہین تو ضمناً اسمین بندون کو زجر بھی ہوگیا کہ اوسکے معاصی سے
بچین اور اُسکی طاعتون کے بجالانے پر مستعد ہون اب جو مقصود تھا اوسکی تصریح کی پس ارشاد
فرمایا یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ
تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاہِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ ؕ ہُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ
فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰہِیْمَ ؕ ہُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ مِنْ
قَبْلُ وَفِیْ ہٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَہِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ

فاقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللہ ط ھو مولٰکم ج فنعم المولٰی
ونعم النصیر ○ اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی
کرو شاید تم بھلا پاؤ اور محنت کرو اللہ کے واسطے جو چاہیئے اوسکی محنت اوسنے تمکو پسند کیا
اور نہین رکھی تمپر دین مین کچھ مشکل دین تمھارے باپ ابراہیمؑ کا اوسنے نام رکھا تمھارا مسلمان
حکم بردار پہلے سے اور اس قرآن مین تا رسول ہو بتانے والا تمپر اور تم ہو بتانیوالے لوگون پر
سو کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور گہہ پکڑو اللہ کو وہ تمھارا صاحب ہے سو خوب صاحب
ہے اور خوب مددگار ف اوسنے تمھارا نام رکھا مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیم نے پہلے دعا
مین کہا کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن مین شاید اونھین کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور تا رسول
بتانیوالا ہو یعنی پسند کیا تمکو اسواسطے کہ تم اور امتون کو سکھاؤ اور رسول تم کو سکھاوے اور یہ امت
جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اسپر معلوم ہوئی سب کو راہ صحیح بتائی ہو انتہی ف حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ سورۂ حج کے دوسرے سجدے مین ائمہ کا اختلاف ہے کہ آیا اوسمین سجدہ کرنا
مشروع ہے یا نہین دو قول پر پہلے سجدے کے ذکر مین حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی
ہم اوّل لکھ آئے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے فضیلت دی گئی سورۂ حج کو تم
دو سجدون کے سو جو کوئی اونمین سجدہ نکرے تو اونکو نہ پڑھے وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ
کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے مالون اور زبانون اور جانون سے جہاد کرو جسطرح کہ فرمایا ہے اتقوا اللہ
حق تقاتہ قولہ تعالیٰ ھو اجتباکم کے یہ معنی ہین کہ اے امت اللہ نے
تمکو چھانٹ لیا اور ساری امتون پر تمکو اختیار کیا اور تمکو فضیلت دی اور تمکو شرف بخشا اور تمکو
کاملتر رسول و کاملتر شرع کے ساتھ خاص فرمایا وما جعل علیکم فی الدین من حرج کا
حاصل یہ ہے کہ جس چیز کی تم طاقت نہین رکھتے ہو اوسکی تمھین تکلیف نہین دی جو شے تمپر
شاق گزرتی ہے اوسکا لزوم تمپر نہین کیا مگر اللہ نے کوئی کشائش و مخرج تمھارے واسطے ٹھیرا دیا
پس نماز جو کہ بعد شہادتین کے بڑے سے بڑا رکن اسلام کا ہے حضر مین چار رکعتین واجب ہین
اور سفر مین دو تک کم ہو جاتی ہین اور خوف مین بعض ائمہ ایک رکعت پڑھتے ہین چنانچہ اس باب
مین حدیث شریف وارد ہوئی ہے اور پیدل و سوار ہو کر دونون طرح پڑھی جاتی ہے قبلے

ع ۱۰ ۶ ۱۷

ف ۱ درست رہو اللہ سے جیسا چاہیئے ۱۲ منہ

کی طرف رو منہ ہو یا نہو اور اسیطرح سفر مین نفلی نماز کا حال ہے کہ قبلہ و غیر قبلے کی طرف
پڑھی جاتی ہے اور عذر مرض کی وجہ سے قیام اوسمین ساقط ہو جاتا ہے سو مریض اوسکو بیٹھکر
پڑھے پھر اگر نہ پڑھ سکے تو اپنے پہلو پر پڑے رہے یعنی لیٹکر اسکے سوا باقی فرائض و واجبات مین
اور رخصتین تخفیفین ہین اور اسی لیئے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ یعنی مین بھیجا گیا ہون آسان شریعت دیکر بھیجا گیا ہون اور جسوقت آپنے
معاذ و ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کو امیر بناکر یمن کی طرف بھیجا تو اونسے یون فرمایا بشرا ولا تنفرا
ویسرا ولا تعسرا یعنی تم خوشے سناؤ نفرت مت دلاؤ آسانی کرو مشکل مت ڈالو حدیثین
اس باب مین بہت ہین اور اسی لیئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے من حرج کی تفسیر
مین من ضیق فرمایا ہے یعنی اللہ پاک نے اس دین متین مین کسیطرح کی تنگی نہین رکھی ہے ملۃ
ابیکم ابراھیم ابن جریر نے کہا کہ نصب اس معنی کی تقدیر پر ہے کہ نہین کیا تمپر
دین مین کوئی حرج یعنی کچھ تنگی بلکہ وسیع و فراخ کیا اوسکو تمپر مثل ملت باپ تمہارے ابراہیم کے
یہ بھی احتمال ہے کہ بر تقدیر الزموا منصوب ہو یعنی لازم پکڑو اپنے باپ ابراہیم کی ملت کو حافظ صاحب
مرحوم فرماتے ہین کہ یہ معنی اس آیت مین مثل اس آیت کے ہین قل انني هداني ربي الى
صراط مستقيم دينا قيما ملة ابراهيم حنيفا الآیۃ امام عبد اللہ بن مبارک نے
عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما هو سماكم المسلمين من قبل کی تفسیر مین
روایت کیا ہے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے یعنی سماکم کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے مجاہد و عطاء و ضحاک و
سدی و مقاتل بن حیان و قتادہ نے بھی اسیطرح کہا ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ
مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین یہ اسلیئے ہے کہ اونھین نے یون فرمایا ہے ربنا واجعلنا
مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك ابن جریر نے کہا یہ قول بے وجہ ہے
کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم نے قرآن مین اس امت کا نام مسلمین نہین رکھا ہے
اور مقرر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے هو سماكم المسلمين من قبل و في هذا مجاہد نے کہا
اللہ نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے پہلے سے اگلی کتابون مین اور ذکر مین و في هذا سے مراد
قرآن شریف ہے اور اسیطرح غیر مجاہد نے بھی کہا ہے حافظ صاحب مرحوم فرماتے ہین صواب

۹۱ تو کہہ مجھکو تو بتلا دی میرے
رب نے راہ سیدھی
دین صحیح ملت ابراہیم کی
جو ایک طرف کا تھا
اور نہ تھا شریک والون
مین ۱۲ منہ
۹۲ ابن جریر و ابن المنذر
و ابن ابی حاتم من
طریق عن ابن عباس
فی قولہ هو سماکم
المسلمین قال اللہ
عزوجل سماکم وروی
نحوہ عن جماعۃ من
التابعین ۱۲ منہ فتح القدیر
۹۳ اے رب ہمارے
اور کر ہمکو حکم بردار اپنا
اور ہماری اولاد مین
بھی ایک امت حکم
بردار اپنی ۱۲ منہ
۹۴ پس اللہ نے اوسکی دعا سے ہمین مسلمین قبول فرمایا ۱۲ منہ

یہی قول ہے اسلیئے کہ اللہ پاک نے یون فرمایا ہے ھو اجتباکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج پھر جس شے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر رونق افروز عالم ہوئے اوسپر اونکو یون آمادہ و برانگیختہ کیا کہ وہ ملت ہے اونکے باپ ابراہیم خلیل جلیل علیہ السّلام کی یعنی اوسکو بغایت خوشی سے قبول کرین کیونکہ وہ کوئی نئی شے نہین ہے اونکے دادا کا مذہب وملت ہے پھر جو اللہ پاک نے بزمانۂ قدیم انبیاء علیہم السّلام کے کتابون مین اس امت کو بلند آوازہ کیا اور اوسکی ثنا وصفت کی اور وہ احبار و رہبان پر پڑھی جاتی ہے سو اس بات کی اوسپر منّت رکھنے کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا ھو سماکم المسلمین من قبل وفی ھذا یعنی اس منّت واحسان وتفضل وامتنان کو تو ذرا چشم بینا سے دیکھو اور دل دانا سے جانو بوجھو کہ کتنا فضل وکرم تمپر کیا ہے کہ خاص اوسنے تمھارا نام مسلمان رکھا قرآن شریف سے پہلے اور اس فرقان مین حارث اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا من دعا بدعوی الجاھلیۃ فانہ من جثا جھنم یعنی جو شخص پکارے پکارنا جاہلیت کا تو مقرر وہ جہنّم کے جُثا سے ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ گو وہ روزہ رکھے نماز پڑھے فرمایا ہان اگرچہ وہ روزہ رکھے نماز پڑھے پس تم پکارو ساتھ پکارنے اللہ کے جسکے ساتھ تمھارا نام رکھا مسلمین مومنین عباد اللہ رواہ النسائی عند تفسیر ھذہ الآیۃ حافظ صاحب مرحوم فرماتے ہین کہ ہم اس حدیث کو بطولہ زیر تفسیر

قولہ تعالیٰ یا ایّھا النّاس اعبدوا ربّکم الّذی خلقکم والّذین من قبلکم لعلکم تتقون سورۂ بقر مین ذکر کر چکے ہین اور اسیواسطے اللہ پاک نے یون فرمایا ہی لیکون الرّسول شھیدا علیکم وتکونوا شھداء علی النّاس یعنی ہمنے جو تمکو ایسی امت قرار دیا کہ تمکو وسط عدل خیار کیا تمھاری عدالت کی ساری امتون کے نزدیک گواہی دی گئی سو اسیواسطے کہ تم روز قیامت مین لوگون پر گواہ ہو جاؤ کیونکہ اوسدن ساری امتین اس امّت کی سیادت وفضیلت کا ہر امت پر سوائے اوسکے اقرار کرینگی پس اسی سبب سے قیامت کے دن اس امت کی گواہی اوپر قبول کیجائے گی اس بات مین کہ پیغمبرون نے اپنے رب کی رسالت اونکو پہونچادی اور اس امّت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دینگے کہ اونھون نے

---

۱ جثا جمع ہے جثوۃ کی جثوۃ کہتے ہین شے مجموع کو یعنی پتھر جمع کیے ہوئے پاڑیرت جمع کی ہوئی مطلب یہ ہے کہ وہ دوزخ کے ڈھیر دن سے ہے دوسری جاہلیت کا یہ ہے کہ مثلاً وقت رونے کے مردے پر کفر کا کلمہ بکے یا حرام کو حلال کرے یا مثلاً وقت فریادرسی کے یا آل فلان یا یا لفلان بولے تھے مجمع البحار سے ایسا معلوم ہوا ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

۲ واخرجہ الطیالسی واحمد والبخاری فی تاریخہ والترمذی وصححہ وابو یعلی وابن جریر والبغوی والباوردی وابو نعیم والطبرانی والحاکم وابن مردویہ والبیھقی وشعب الایمان عن الحارث الاشعری رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ فتح القدیر

رسالت اونکو پہونچادی **قولہ تعالیٰ** وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی النّاس ویکون الرّسول علیکم شہیدا کی تفسیر مین اس بات پر کلام گزر چکا ہے حضرت نوح علیہ السّلام اور اونکی امت کی حدیث اس طور پر ذکر کر آئے ہین کہ اوسکے دوبارا ذکر کرنیسے غنا حاصل ہے فاقیموا الصّلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ تم اس نعمت عظیم کا مقابلہ کرو اوسکے شکر پر قایم ہونے سے پس جو اوسنے فرض کیا ہے اوسکے ادا کرنے مین اور جو واجب کیا ہے اوسکی طاعت مین اور جو حرام کیا ہے اوسکے چھوڑنے مین اللہ پاک کا حق جو تمپر ہے اوسکو ادا کرو اور ان سب سے جو شے زیادہ تر مہتم بالشّان ہے وہ نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا ہے زکوٰۃ احسان کرنا ہے خلق اللہ پر اس شے کے ساتھ جو فقیر کے لیئے واجب کی ہے غنی پر یعنی اپنے مال سے ذرا سا حصّہ نکالنا سال بھر مین واسطے ضعیفون حاجتمندون کے چنانچہ سورۂ توبہ کی آیت زکوٰۃ مین اسکا بیان و تفصیل گزر چکی ہے واعتصموا باللہ کا حاصل یہ ہے کہ اللہ سے اعتضاد و استعانت کرو یعنی اوس سے مدد چاہو اور اوسپر بھروسا کرو اوسکے ساتھ قوی ہو جاؤ ھو مولاکم یعنی وہی تمھارا حافظ و ناصر و فتحیاب کرنیوالا ہے تمھارے دشمنون پر فنعم المولیٰ ونعم النصیر یعنی اچھا ولی ہے اور اچھا مددکرنیوالا ہے دشمنون سے وہیب[۵۲] بن ورد نے کہا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو مجھے یاد کر جسوقت تو غصّے ہو تو مین تجھے یاد کرونگا جسوقت مین غصّے ہوؤنگا سو تجھکو[۵۳] محق نکرونگا اونمین جنکو محق کرونگا اور جب تو مظلوم ہو تو صبر کر اور میری نصرت کے ساتھ راضی ہو جا کیونکہ میری نصرت تیرے واسطے بہتر ہے تیری نصرت سے اپنی جان کے لیئے رواہ ابن ابی حاتم واللہ اعلم **ف** پھر جب اللہ پاک جو بات الہیات سے متعلق تھی اوسکا ذکر کر چکا پھر اوسکا ذکر کیا جو نبوات سے متعلق تھی تو بعد اوسکے جو شے شرائع و احکام سے متعلق ہے اوسکا ذکر فرمایا اوّل افضل عبادات و اجل طاعات کی اونکو تکلیف دی یعنی نماز پس فرمایا یاایّھا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا مطلب یہ ہے کہ جو نماز تمھارے واسطے مشروع کی ہے اوسے پڑھو اسواسطے کہ نماز نہین ہوتی ہے مگر رکوع و سجود سے اور یہ دونون سب سے بڑے نماز کے رکن ہین یا یہ معنی ہین کہ تم اپنی نماز مین رکوع و سجدہ کیا کرو حضرت ابن عبّاسؓ سے مروی ہے کہ اوّل اسلام مین لوگ رکوع کرتے تھے سجدہ نہین کرتے تھے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی حاصل

---

۵۲ وہیب بن الورد القرشی ابو عثمان المکی الزاھد عن عطاء وفیل مرسلا وثقہ ابن معین والنّسائی قال ابن حبان مات سنۃ ۱۵۳ھ الجمای ۱۲ منہ

۵۳ ای قتلا مبرورا ۱۲ منہ

ف حاصل کردن پاکی کردن وگاہ بدن و سوختن گرمابہ کہ زاد مجمعہ اللغات ای ذھب بہ کلہ ۱۲ منہ

ف اور اسے معلوم کیا ہے کہ تمکو استقلال کرنا ہوتا ہے اوسے کہ اوپر رسول ہونے والا ہے

یہ کہ رکوع وسجدہ دونون کرو یہ قول توزادہ نے نقل کیا ہے بیضاوی ونسفی نے کہا کہ شروع اسلام
مین رکوع وسجدہ دونون نہین کرتے تھے سو حکم ہوا کہ نماز رکوع وسجود دونون سے ہو نسفی نے کہا
اسمین دلیل ہے اسپر کہ اعمال منجملہ ایمان نہین ہین اور یہ سجدہ نماز کے لیئے ہے نہ تلاوت کیواسطے
یا یہ معنی ہین کہ اللہ کے واسطے خضوع وفروتنی کرو اور اوسکے لیئے سجدے مین گرو پھر جو انواع عبادات
کہ نماز وغیرہ کو شامل ہین اور اونسے اللہ کے امر کی تعظیم مقصود ہوتی ہے اونکی تکلیف دی پس فرمایا
واعبدوا ربکم یعنی ساری عبادتین جنکا اللہ پاک نے امر کیا ہے اونکو بجالاؤ یا یہ معنی ہین کہ اللہ پاک
کی توحید کرو اپنے رکوع وسجود سے اللہ کی ذات پاک کا قصد کرو نہ بت کا پھر جو شے معبود کی عبادت
وتعظیم کو شامل ہے اور اوسکے خلق پر احسان کرنے کو عام ہے اس سے مراد افعال خیر ہے اللہ کی
خلق پر شفقت کرنا ہے جیسے کہ صلہ رحم ومکارم اخلاق سو اوسکے ساتھ بندون کو مکلف کیا پس
فرمایا وافعلوا الخیر گویا اللہ پاک نے یون فرمایا کہ تمکو نماز کی تکلیف دیگئی پھر جو شے اوس سے
عامتر تھی اوسکی تکلیف دیگئی یعنی عبادت پھر جو اوس سے زیادہ عام تھی اوسکا مکلف کیا یعنی خیرات
کلمہ خیر عامتر ہے طاعت واجبہ ومندوبہ سے کسی نے کہا مراد خیر سے مندوبات ہین علامہ نسفی نے
کہا چونکہ ذکر کو اپنے سوا اور طاعت پر مزیت وشرف ہے اسلیئے مومنین کو اوّل نماز کی طرف بلایا جو کہ
خالص ذکر ہے لقولہ تعالیٰ واقم الصلوٰۃ لذکری پھر عبادت بغیر نماز کی طرف
دعوت کی جیسے روزہ وحج پھر عموماً باقی خیرات پر رغبت دلائی پھر اس سب کی یہ علت بیان فرمائی لعلکم
تفلحون فلاح کہتے ہین نعیم آخرت پر مظفر ومنصور ہونے کو یعنی جسوقت تم یہ سب کام کروگے تو امیدوار
فلاح کے ہوگے یہ جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال ارکعوا وغیرہ کے واو سے یعنی تم ان کامونکو
کرو اس حال مین کہ فلاح کی امید رکھنے والے ہو کلمہ ترجی کا اسلیئے ذکر کیا ہے کہ اللہ پاک نے
انسان کو جن امور کا مکلف کیا ہے اونکے ادا کرنے مین قصور وفتور سے بغایت کم خالی رہتا ہے
ضرور ہے کچھ نہ کچھ نقصان اونمین رہجاتا ہے سو اونسے عہدہ برا ہونے مین یقین پر نہین ہے یہانتک
کہ جو اُن کامون کو بجالائے تو ثواب موعود کے مترتب ہونے کا یقین حاصل ہوجاوے غرضکہ
اسمین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ دخول جنّت کا مثلاً کچھ ان اعمال پر مرتب نہین ہے بلکہ یہ ایسے
امور ہین کہ اللہ پاک نے شرعاً ہمکو اونکا مکلف کیا ہے رہا اونکا قبول سو یہ ایک اور شے ہے اللہ پاک

لہ اور نماز کرو میری یاد کو ۱۲ منہ

ہمپر اوسکا تفضل فرمائے آمین ف فتح البیان مین ذکر فرمایا ہے کہ یہ آیت منجملہ مواضع سجود تلاوت ہے نزدیک امام شافعی رضی اللہ عنہ اور اونکے موافقین کے اور نزدیک امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اور اونکے جو قائل ہین اونکے قول کے مقامات سجود تلاوت سے نہین ہی پہلے گزر چکا ہے کہ یہ سورت فضیلت دیگئی ہے ساتھ دو سجدون کے یہ دلیل ہے ثبوت سجود پر وقت تلاوت اس آیت کے سجود تلاوت کی گنتی مین اختلاف ہے سو اکثر اہل علم اسطرف گئے ہین کہ چودہ سجدے ہین لیکن امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ حج مین دو سجدے ہین اور سجدہ سورہ ص کو ساقط کیا ہے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حج مین ایک سجدہ ہے اور ص کے سجدے کو ثابت کیا ہے کسی نے کہا کہ پندرہ سجدے ہین ایک قوم نے کہا کہ مفصل مین کوئی سجدہ نہین ہے پس اس بنا پر گیارہ سجدے ہوتے ہین سجود تلاوت امام شافعی کے نزدیک سنت ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ان قولون کی دلیلین بجاے خود مبسوط ہین ف پھر اللہ پاک نے اپنے بندون کو سنام دین و اعظم اعمال ملت متین کا امر کیا پس فرمایا وجاھدوا فی اللہ یعنی اللہ کی ذات مین اور اوسکے واسطے جہاد کرو مراد اس سے جہاد اکبر ہے یعنی کفار سے لڑنا اور اونکو دفع کرنا جبکہ وہ مسلمانون کے بلاد پر چڑھائی کرین کسی نے کہا مراد جہاد سے اس جگہ بجالانا اون امور کا ہے جنکا اگلی آیت مین امر کیا ہے یا علی العموم سارے مامور بہ اور منہی عنہ کا امتثال ہے بیضاوی نے کہا اللہ کے واسطے اوسکے دین کے ظاہر دشمنون سے لڑو جیسے اہل زیغ اور باطن دشمنون سے جیسے ہوا و نفس حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ غزوۂ تبوک سے لوٹے تو فرمایا کہ ہم جہاد اصغر سے لوٹے طرف جہاد اکبر کے عبد الحکیم نے اتنا زیادہ کیا ہے کسی نے عرض کیا کہ جہاد اکبر کیا ہے فرمایا مجاہدہ بندے کا ہے اپنی ہوا سے علامہ نسفی نے کہا کہ غزو کافر ہے یا مجاہدۂ نفس و ہوا کا حکم ہے یہی جہاد اکبر ہے یا کلمہ حق ہے نزدیک امیر جائر کے حق جہادہ کے معنی ہین مبالغہ اس جہاد کے حکم کرنے مین باستفراغ طاقت یعنی اپنی طاقت کو اوسمین خوب صرف کرو اسلیئے کہ حق کو جہاد کی طرف مضاف کیا ہے حالانکہ اصل اضافت جہاد کی ہے طرف حق کے یعنی ایسا جہاد کرو کہ خالص اللہ ہی کے واسطے ہو سو بقصد مبالغہ اسکا عکس کیا ہے محاورے مین بولتے ہین ھو حق عالم وجد عالم یعنی وہ سچا پکا جید عالم ہے نصب حق کا

---

۱۲ منہ

۱۲ منہ

۱۲ منہ

۱۲ منہ

بنا بر مصدر ہے کلمہ فی کا حذف کر دیا ہے گویا اصل یون ہے جھاد احقا فیہ ولا جلہ رہی اضافت جہاد کی طرف ضمیر کے سو یہ بطور اتساع کے ہے جسطرح کہ اس مصرع مین ہے ع ویوم شہدناہ سلیما وعامرا + ای شہدنا فیہ یعنی جسدن مین ہم حاضر ہوئے پاس سلیم وعامر کے وجہ اسکی یہ ہے کہ اضافت مین ادنی ملابست واختصاص کافی ہوتا ہے یا اضافت اسواسطے کی کہ جہاد مختص ہے ساتھ اللہ پاک کے اس جہت سے کہ خاص اوسی کی ذات کے لیئے اور اوسی کے واسطے کیا جاتا ہے کسی نے کہا مراد حق جہادہ سے یہ ہے کہ اللہ کے حق مین کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرین کسی نے کہا مراد اس سے فارغ کرڈالنا اوس شے کا ہے جو انکی وسع وطاقت مین ہے اللہ پاک کے دین کے زندہ کرنے مین مقاتل وکلبی نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے فاتقوا اللہ ما استطعتم سے جسطرح کہ اتقوا اللہ حق تقاتہ اوس سے منسوخ ہے لیکن اس قول کو یون رد کیا ہے کہ تکلیف مشروط ہے ساتھ قدرت کے پس نسخ کی طرف جانے کی کچھ حاجت نہین ہے ابن مردویہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مجھسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا ہم پڑھتے نہ تھے جسمین کہ پڑھتے تھے وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ فی آخر الزمان کما جاھدتم فی اولہ مین نے کہا ہان اے امیر المومنین یہ پھر کب ہوگا فرمایا جبکہ بنی امیہ امیر ہونگے اور بنی مغیرہ وزیر واخرجہ البیھقی فی الدلائل عن المسور بن مخرمۃ قال قال عمر لعبد الرحمن بن عوف فذکرہ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مجاہد وہ شخص ہے کہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرے اللہ کی طاعت مین اخرجہ الترمذی وصححہ ابن حبان وابن مردویہ والعسکری فی الامثال پھر اللہ پاک نے شان مکلفین کی تعظیم کی یون ارشاد فرمایا ھو اجتباکم یعنی اللہ نے اپنے دین ونصرت کے لیئے تمکو پسند کیا ہے اسمین اونکی تشریف عظیم ہے اور تنبیہ ہے اوس بات پر جو کہ جہاد کی مقتضی ہے اور داعی ہے طرف اسکے یعنی یہ جملہ مستانفہ ہے امر بالجہاد کی علت بیان کرنے کے واسطے لایا گیا ہے کیونکہ دین کی نصرت نہین ہوتی ہے مگر بسبب جہاد کرنے کے اوسکے دشمنون سے چونکہ بعض حالات مین نفس پر مشقت تھی تکلیف مین اسلیئے یہ ارشاد فرمایا وما جعل علیکم فی الدین من حرج یعنی اللہ پاک نے دین مین کوئی ضیق وشدت نہین رکھی ہے یہ حرج جسکو اللہ نے دور کیا ہے اسمین علما

۱۵ سورۂ رد اللہ سے جہانتک کہ ۱۲ منہ

۵۲ ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہیئے ۱۲ منہ

کا اختلاف ہے سو کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ اللہ پاک نے دو دو تین تین چار چار عورتین حلال کردی
ہین اور ملک یمین یعنی لونڈیان کسی نے کہا کہ نماز کا قصر اور روزے کا افطار ہے واسطے مسافر
کے اور جو شخص اشارے کے سوا اور طرح پر قدرت نہین رکھتا ہے اوسکو حکم ہے کہ اشارے سے نماز
ادا کرے لنگڑے اندھے بیمار سے جہاد ساقط کردیا ہے ضرورت کے وقت مردار کا کھانا مباح فرمایا ہے
بسبب اختلاف چاند کے روزون کی تقدیم و تاخیر مین جو خطا ہوتی ہے اوسکو معاف کیا ہے اسیطرح عید
و بقرعید مین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جو شے اونپر شاق گزرتی ہے اوسکی تکلیف دیکر اونپر تنگی نہین رکھی
بلکہ اونکو ایسی بات کی تکلیف دی ہے جسکی وہ قدرت رکھتے ہین اور جن تکالیف مین حرج تھا اونکو اونسے
دور کردیا سو اونکو ساتھ اونکے متعبد نہین کیا جسطرح کہ بنی اسرائیل کو اونکے ساتھ متعبد کیا تھا۔
کسی نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ بندون کے واسطے گناہ سے مخرج مقرر کردیا مثلاً توبہ کا دروازہ
کھولدیا استغفار کو قبول کرلیا جسمین کفارہ وارث مشروع ہے اوسمین کفارہ دینا ٹھیرادیا یا جنایات
مین قصاص مقرر کردیا یا غصب مین مال کا پھیر دینا یا اوسکا مثل یا قیمت رد کرنا قرار دیدیا وغیر ذالک
پس دین متین حضرت اسلام سلمہ اللہ تعالیٰ مین ایسی کوئی شے نہین ہے کہ بندہ اوسمین ذنوب و
عقاب سے خلاص ہونے کی طرف راہ نہ پائے کسی نے کہا دین سے مراد توحید ہے اور اسمین کسیطرح کا
حرج نہین ہے بلکہ اوسمین تخفیف و آسانی ہے کیونکہ جو کچھ شرک وغیرہ کیا ہے گو زمانہ دراز کیون نہ گزر گیا ہو
اوس سب کو دفعۃً مٹا دیتی ہے اور اوسکا بجالانا کسی زمان و مکان پر موقوف نہین ہے قرطبی مین
مذکور ہے علما نے فرمایا ہے کہ رفع حرج جو ہے سو اوسی شخص کے واسطے ہے جو کہ شاہراہ شرع پر
استقامت پذیر ہے اور بال برابر اوس سے ادھر اُدھر نہین ہوتا ہے بلکہ راحت و تکلیف مین
اوسی پر قائم و دائم ہے رہے چور اور بدکار اصحاب حدود سو اونپر حرج ہے خود اونھین نے دین سے
مفارقت کرکے اپنی جانون پر اوسکو رکھا ہے شرع مین اس سے بڑھکر کوئی حرج نہین ہے کہ اللہ کی
راہ مین ایک آدمی کے ثابت رہنے کو واسطے دو آدمیون کے لازم کیا ہے لیکن ہمراہ صحت یقین و
جودت عزم کے یہ بھی کچھ حرج نہین ہے انتہیٰ معنی اوّل اولیٰ ہین ظاہر یہ ہے کہ آیت باب اس سے
عامتر ہے بلاشک منجملہ مکالیف جس تکلیف مین اوسکے بندون پر مشقت تھی تو اللہ پاک نے وہ تکلیف
دور فرمادی یا تو اصل ہی سے اوسکو ساقط کردیا اور اوسکا مکلف ہی نہین کیا جسطرح کہ اس امت

کے سوا اور امتون کو اوسکے ساتھ مکلف کیا یا اوسمین تخفیف کردی یا پھیر کر اوسکا ایسا بدل تجویز کیا کہ
اوسمین کسیطرح کی مشقت نہین یا گناہ سے خلاص ہونے کی مشروعیت اوس وجہ سے کی جسکو اللہ نے
مشروع کیا ہے یہ آیت شریف کیا نافع ترین آیت ہے اور کیا جلیل الموقع ہے اور کیا عظیم الفائدہ
ہے اسی کی مثل یہ آیت کریمہ ہے فاتقوا اللہ ما استطعتم وقولہ تعالیٰ یرید اللہ
بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وقولہ تعالیٰ ربنا ولا تحمل علینا
اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ حدیث صحیح مین
آیا ہے کہ اللہ پاک نے قد فعلت فرمایا ہے یعنی مین نے کردیا جسکی تمنے دعا کی چنانچہ اسکا بیان
اس آیت کی تفسیر مین گزر چکا ہے حدیثین اس باب مین بہت سی ہین بعض حدیثین جو اس آیت
کی تفسیر سے متعلق ہین وہ یہ ہین کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اس آیت کا پوچھا وما جعل علیکم فی الدین من حرج فرمایا الضیق یعنی حرج سے مراد تنگی
ہے اخرجہ ابن جریر والحاکم وصححہ وابن مردویہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہا کیا دین مین ہمپر کچھ حرج نہین ہے کہ ہم چوری کرین یا زنا کرین قال بلی
یعنی فرمایا ہان حرج ہے حضرت ابوہریرہ نے کہا پھر یہ آیت کیا ہے فرمایا وہ اصر جو بنی اسرائیل پر
تھا اوسکو تمسے موقوف کردیا اخرجہ ابن ابی حاتم عن محمد حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما فرمایا کرتے تھے ما جعل علیکم فی الدین من حرج توسعۃ الاسلام ما جعل
اللہ من التوبۃ والکفارات اخرجہ ابن ابی حاتم من طریق ابن شہاب یعنی مراد اس آیت
سے اسلام کی وسعت ہے کہ اوسنے توبہ و کفارے مقرر کردیئے سعید بن منصور وابن جریر
وابن منذر وابن ابی حاتم نے بطریق عثمان بن یسار حضرت ابن عباس رض سے اسکی تفسیر مین روایت
کیا ہے فرمایا کہ یہ رمضان کے چاند مین ہے جبکہ لوگ اوسمین شک کرین اور حج مین ہے جسوقت کہ
بقرعید وعید مین شک کرین اور انکے اشباہ مین سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن منذر نے
سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس سے کسی نے حرج کا حال پوچھا
تو فرمایا کہ میرے واسطے ہذیل کا ایک شخص بلا لاؤ پس وہ انکے پاس آیا تو پوچھا کہ تم مین حرج کیا ہے
اوسنے کہا کہ حرجہ درختون مین سے وہ درخت ہے جسمین مخرج نہین ہے اسپر حضرت ابن عباس نے

سوڈرو اللہ سے جہانتک
سکو ۱۲ منہ ۵۲ اللہ
چاہتا ہے تمپر آسانی
اور نہین چاہتا ہے تمپر
مشکل ۱۲ منہ ۵۳ ای
رب ہمارے اور
نرکھ ہمپر بوجھ بھاری
جیسا رکھا تھا تمنے
اگلون پر اے رب
ہمارے اور نہ اٹھوا
ہمسے جسکی طاقت
نہین ہمکو ۱۲ منہ

فرمایا وہ شے ہے کہ جسکے لیئے مخرج نہین ہے دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ کسی نے اونسے حرج کا
پوچھا تو فرمایا یہان ہذیل کا کوئی آدمی ہے ایک بولا مین ہون پس فرمایا تم کیا شمار کرتے ہو حرجہ
کو تم مین کہا تنگ چیز فرمایا وہ یہی ہے اخرجہ سعید بن منصور وابن المنذر والبیہقی فی سننہ
من طریق عبید اللہ بن ابی یزید بیہقی نے اپنی سنن مین محمد بن یزید بن عبد اللہ بن عمر سے
روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی فرمایا کہ میرے لیئے ایک شخص بنی مدلج
کا بُلا لاؤ حضرت عمر نے پوچھا تم مین حرج کیا ہے اونسے کہا کہ ضیق یعنی تنگی ملۃ ابیکم ابراھیم
مین نصب ملت کا بنا بر مصدر ہے یعنی مفعول مطلق ہے اوس فعل کا جسپر اوسکا ماقبل دال ہے ای وسّع
علیکم دینکم توسعۃ ملۃ ابیکم ابراھیم[۵۱] یعنی اللہ پاک نے تمہارے دین کو تمپر وسیع و فراخ
کر دیا مثل وسیع کرنے ملت تمہارے باپ ابراہیم کے زجاج نے کہا معنی یہ ہین اتبعوا ملۃ
ابیکم ابراھیم[۵۲] مطلب یہ کہ فعل محذوف کا مفعول بہ ہے یعنی تم پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم کی
ملت کی فراء نے کہا منصوب ہے بنا بر تقدیر کاف ای کملۃ ابیکم ابراھیم[۵۳] کسی نے کہا تقدیر
یہ ہے وافعلوا الخیر کفعل ابیکم ابراھیم یعنی تم بھلائی کرو مثل کرنے تمہارے باپ ابراہیم
کے ملت کو فعل کے مقام مین قایم کر دیا ہے کسی نے کہا نصب بنا بر اغراء ہے کسی نے بنا بر اختصاص
یعنی اعنی بالدین ملۃ ابیکم ابن ابی حاتم نے سُدّی سے ملّۃ ابیکم کی تفسیر مین روایت
کیا ہے کہا کہ دین ابیکم اللہ پاک نے جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اونکا باپ قرار دیا سو اسلیئے
کہ وہ قاطبۃً عرب کے باپ ہین اور اسواسطے کہ غیر عرب کے نزدیک جو اونکی ذریت سے نہ تھے
حرمت عظیم تھی جیسے حرمت باپ کی بیٹے پر ہوتی ہے کیونکہ وہ اونکے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے باپ ہین تو گویا اونکی امت کے باپ ہوئے اسلیئے کہ رسول کی امت اوسکی اولاد کے حکم مین
ہوتی ہے چنانچہ خود حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انما انا لکم مثل الوالد یعنی
مین جو تمہارے واسطے ہون سو مثل باپ کے ہون ھو سماکم المسلمین من قبل یعنی کتب متقدمہ
مین وفی ھذا یعنی قرآن شریف مین ضمیر سماکم کی اللہ پاک کی طرف راجع ہے محلی و نسفی نے اسی پر
قصر کیا ہے دلیل اسکی قراءت اُبی رضی اللہ عنہ ہے اللہ سماکم کسی نے کہا حضرت ابراہیم
علیہ السّلام کی طرف پھرتی ہے معنی یہ ہین کہ حضرت ابراہیم نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے قبل نبی

[۵۱] قالہ الزمخشری یمین کے آخر تک
[۵۲] قالہ الخوفی
[۵۳] ای کما فعل ابو البقاء نے بھی کہا ہے ابن عطیہ نے جعل مقدر سے منصوب کہا ہے ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفی ھذا یعنی اونکے حکم مین یہ ہے کہ جو شخص حضور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی پیروی کرے تو وہ مسلم ہے نحاس نے کہا یہ قول علماے امت کے قول کے مخالف ہے پھر
اللہ پاک نے مسلمین نام رکھنے کی یہ علت ذکر فرمائی لیکون الرسول شھیدا علیکم یعنی اسلئے کہ
قیامت کے دن رسول تمپر گواہ ہوجاے اس بات کا کہ اللہ کی رسالت اوسنے تمکو پہونچادی
وتکونوا شھداء علی الناس اور تم لوگون پر اس بات کے گواہ ہوجاؤ کہ رسولون نے اپنی امتون
کو رسالت پہونچادی بیضاوی نے کہا کہ لیکون متعلق ہے سماکم سے شہاب نے کہا دونون جہون
پر یعنی ضمیر اللہ پاک کی طرف راجع ہو یا طرف حضرت ابراہیم کے اور حرف لام واسطے عاقبت کے
ہے کیونکہ تعلیل یہان ظاہر نہین ہے جسطرح کہ کہا ہے ظاہر بات یہ ہے کہ تعلیل سے کوئی مانع نہین ہے
کیونکہ اللہ پاک نے یا حضرت ابراہیم نے جو اونکا نام مسلمین رکھا سو اس نام رکھنے نے اونکے اسلام
وعدالت کا حکم کیا اور یہ سبب ہے واسطے قبول شہادت رسول کے اور رسول اونمین بدخول اولی داخل
ہے اور سبب ہے واسطے قبول شہادت اس امت کے اور امتون پر گا زرونی کا بیان یہ ہے کہ
اگر کوئی کہے کہ اونکا نام مسلمین رکھنا سبب نہین ہے واسطے شہادت رسول کے اونپر شہادت کا سبب تو
خود اونکا اسلام ہے تو کہین گے کہ اللہ پاک نے جو اونکا نام مسلمین رکھا اسنے اونکے اسلام کا حکم کیا
وقت اونکے موجود ہونے کے سو حقیقت مین یہی نام رکھنا سبب ہے اونکے اسلام کا اگر کوئی کہے
کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت پر اس بات کی گواہی دینا کہ اونھون نے اونکو رسالت
پہونچادی سو یہ اپنے واسطے گواہی ہوئی پھر قبول کیونکر ہوگی تو اسکا یہ جواب ہے کہ اسواسطے مقبول
ہوگی کہ آپ معصوم ہین اور یون بھی ممکن ہے کہ تعدیل آپکی اپنی امت کے واسطے چونکہ اس بات پر
موقوف ہے کہ آپ نے رسالت اونکو پہونچادی اور یہ بات نہوئی مگر آپ کی گواہی سے اسلیئے وہ تعدیل
حقیقت مین گواہی ہے واسطے آپکی ذات کے اور باوجود اسکے وہ مقبول ہوئی بسبب آپکی عصمت
کے اور جبکہ آپ کی گواہی اپنی مومن امت کے حق مین بمعنی تعدیل ہے تو ظاہر یون تھا کہ علیکم
کے عوض شھیدا لکم فرمایا جاتا مگر چونکہ آپ اپنی امت پر مثل رقیب مہیمن کے ہین اسلیئے شہادت کو
بکلمہ علی متعدی کیا کیونکہ علی کبھی بمعنی لام مستعمل ہوتا ہے جسطرح کہ وما ذبح علی النصب
مین ہے کذا فی زادہ پھر اللہ پاک نے اعظم ارکان اسلامیہ کا اونکو امر کیا پس ارشاد فرمایا فاقیموا الصلوۃ

واتوا الزکوٰۃ خاصکر ان دو کو اسلیئے ذکر کیا کہ انکا شرف زیادہ ہے کیونکہ نماز تو اشرف اعمال بدنیہ ہے اور
زکوٰۃ اشرف اعمال مالیہ محلی نے چونکہ ارکعوا واسجدوا کے معنی صلوا پسند کیئے تھے اسواسطے
یہان اقیموا الصلوٰۃ کے معنی داومو الکھے علامہ نسفی نے رکوع وسجود کو اپنے معنی پر رکھا تھا
اسلیئے اقیموا الصلوٰۃ بوا جبا تھا واتوا الزکوٰۃ بشرائط فرمایا بیضاوی کا بیان یہ ہے فتقربوا
الی اللہ بانواع الطاعات لما خصکم بانواع الفضل والشرف یعنی اللہ پاک نے تمکو انواع
واقسام کے فضل وشرف کے ساتھ خاص فرمایا تو تم انواع طاعات کے ساتھ طرف اوسکے تقرب کرو
مطلب یہ ہے کہ اوّل اجتباکم اور سماکم المسلمین فرمایا ہے بعد اوسکے فاقیموا سو یہ تفریع حرف
فا کے ساتھ مشعر ہے اس بات کو کہ اجتبا وتسمیہ علت ہین وجوب تقرب کی طرف اللہ تعالیٰ کے بانواع
طاعات یعنی جب اللہ پاک نے تمپر طرح طرح کے انعام کیئے اور تمکو عزت وآبرو وشرف عطا کیا تو تمکو چاہیئے
کہ تم بھی طرح طرح کی طاعتین کرکے عبادتین بجالاکے اوسکا تقرب حاصل کرو واعتصموا باللہ
یعنی اللہ پاک کو اپنا بچاؤ ٹھیراؤ اوس شے سے جس سے تم حذر کرتے ہو خوف وخطر رکھتے ہو اور اپنے
سارے امورمین اوسی کی طرف پناہ پکڑو اور اعانت ونصرت اوسی سے طلب کرو علامہ نسفی نے کہا
ثقوا بہ وتوکلوا علیہ لا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ یعنی اوسپر وثوق وتوکّل کرو نہ نماز وزکوٰۃ پر
کسی نے کہا تمسکوا بدین اللہ یعنی اللہ کے دین کو خوب مضبوط پکڑو کسی نے کہا کہ اپنے رب سے
اس بات کی دعا کرو کہ اپنے دین پر تمکو ثابت رکھے کسی نے کہا اعتصام تمسک ہے ساتھ کتاب وسنّت کے
ھو مولاکم یعنی وہ تمھارا ناصر ومتولی امور ہے چھوٹے بڑے سب کا فنعم المولی ونعم النّصیر
سو کیا اچھا مولیٰ ہے وہ اور کیا اچھا تمھارا مددگار ہے وہ یعنی تمھارے امور کی ولایت مین اور تمھارے
دشمنون پر نصرت دینے مین اوسکا کوئی مماثل ونظیر نہین ہے بیضاوی نے کہا اسلیئے کہ ولایت ونصرت مین
اللہ پاک کا کوئی مثل نہین ہے بلکہ حقیقت مین سوا اوسکے نہ کوئی مولا ہے نہ ناصر علامہ نسفی نے کیا خوب
فرمایا ہے کہ نعم المولیٰ اس جہت سے ہے کہ تمھارے عصیان کے باعث تمھاری روزی تمسے
نہین روکی اور نعم النّصیر اس حیثیت سے ہے کہ تمھاری طاعت پر تمھاری اعانت کی بیشک
جسکا وہ مولیٰ وناصر ہے اوسنے فلاح پائی اور مراد کو پہونچا واللہ سبحانہ اعلم بالکتاب وھو الموفق للصواب
بیسوین تاریخ ماہ شوال سنہ ۱۱۸۱ ہجری کو محلہ امیر گنج شاہجہان آباد مین بروز یکشنبہ بوقت زدن ہشت

ساعت روز یہ تفسیر تمام ہوئی الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ختم اللہ لنا بالحسنیٰ واذاقنا حلاوۃ رضوانہ الاسنی بجاہ عریض الجاہ سیدنا ومولانا شفیع المذنبین سید العالمین سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم آمین یارب العالمین - ۲۲ ذیحجہ ۱۳۰۹ھ ہجری سے اس سورت کی تفسیر کا لکھنا شروع ہوا تھا سو آخر ماہ صفر تک تحریر جاری رہی پھر شروع ربیع الاوّل سے بسبب امراض تحریر ملتوی رہی ۱۱ شعبان ۱۳۱۰ھ ہجری سے پھر تحریر شروع ہوئی تو ۲۰ ماہ شوال کو اللہ پاک کے فضل وکرم سے سورت تمام ہوگئی اس حساب سے مدت تحریر اس سورت کی چار مہینے اٹھارہ دن ہوتے ہین آمین بھی اگر غور سے اصل مسودہ کے جز کے شروع کی تاریخ دیکھی جاتو اور بھی ایام کم ہونگے کیونکہ بعض امور ضروریہ کی وجہ سے تحریر مین فتور واقع ہوا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ المؤمنین

قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ کل سورت مکی ہے سب کے قول مین یعنی بلا خلاف آیتین اسکی ایک سو انیس ۱۱۹ ہین نزدیک بصریون کے اور ایک سو اٹھارہ ہین نزدیک کوفیون کے سبب اسکا یہ ہے کہ اونھون نے ثم ارسلنا موسیٰ واخاہ ھارون بآیاتنا وسلطان مبین مین اختلاف کیا ہے کہ آیا وہ ایک آیت ہے یا بعض آیت سو بصری کہتے ہین ایک آیت ہے اور کوفی بعض آیت امام احمد ومسلم وابو داؤد وترمذی وابن ماجہ وغیرہم نے عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکے مین صبح کی نماز پڑھی پس سورۂ مومنین شروع فرمائی یہانتک کہ جسوقت ذکر موسیٰ وہارون یا ذکر عیسے علیہم السلام کا آیا آپکو کھانسی نے آلیا تو آپنے رکوع کردیا بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جبکہ اللہ نے جنت پیدا کی تو اوس سے فرمایا بات کر پس وہ بولی قد افلح المؤمنون اسی سورت کے اوّل دس آیتون کے فضائل مین جو کچھ وارد ہوا ہے وہ عنقریب آتا ہے خازن نے کہا اس سورت کے ۸۴۰ کلمے ہین اور ۴۸۰۲ حرف ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قد افلح المؤمنون ۝ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون ۝ والذین ھم
عن اللغو معرضون ۝ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون ۝ والذین ھم لفروجھم
حفظون ۝ الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین ۝
فمن ابتغیٰ وراء ذٰلک فاولٰئک ھم العادون ۝ والذین ھم لامٰنٰتھم
وعھدھم راعون ۝ والذین ھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون ۝ اولٰئک ھم
الوارثون ۝ الذین یرثون الفردوس ط ھم فیھا خلدون ○ کام نکال گئے

ایمان والے جو اپنی نماز مین نوے ہین اور جو نکمی بات پر دھیان نہین کرتے اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہین
اور جو اپنی شہوت کی جگہہ تھامتے ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو اونپر نہین
اولاہنا پھر جو کوئی ڈھونڈھے اسکے سوا سے سو وہی ہین حد سے بڑھنے والے اور جو اپنی
امانتون سے اور اپنے قرار سے خبردار ہین اور جو اپنی نمازون سے خبردار ہین وہی ہین میراث
لینے والے جو میراث پاوینگے باغ ٹھنڈی چھاؤن کے وہ اوسی مین رہ پڑے انتہیٰ ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین امام احمد نے عبدالرحمن بن عبدالقاری سے روایت
کیا ہے کہا مین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے جسوقت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کیجاتی تو آپکے چہرہ مبارک کے نزدیک مثل بھنبھناہٹ
شہد کی مکھیون کے سنائی دیتی تھی پس ہم گھڑی بھر ٹھیرے رہے پس آپ نے قبلے کی طرف
منہ کیا اور اپنے دونون ہاتھ اوٹھائے اور فرمایا اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا
واعطنا ولا تحرمنا واثرنا ولا تؤثر علینا وارض عنا وارضنا یعنی الٰہی تو ہمکو زیادہ کر اور
کم مت کر اور ہمارا اکرام کر اور ہمکو ذلیل مت کر اور ہمکو دے محروم مت رکھ اور ہمکو اختیار کر اور ہمپر
اختیار مت کر ہمارے غیر کو کہ تو اوسکو عزت دے اور ہمکو ذلیل کرے یعنی ہمارے دشمنون
کو ہمپر غالب مت کر اور تو ہمسے راضی ہو جا اور راضی کر ہمکو خود سے پھر فرمایا البتہ مقرر اتاری گئین
مجھپر دس آیتین جو شخص اونکو قایم کرے گا تو وہ جنت مین داخل ہوگا پھر آپنے قد افلح المؤمنون

پڑا یہانتک کہ دس آیتون کو ختم کیا و رواہ الترمذی فی تفسیرہ والنسائی فی الصلوٰۃ من حدیث عبد الرزاق بہ ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہے ہم کسی کو نہین جانتے ہین کہ اسکو روایت کیا ہو سوائے یونس بن سلیم کے اور یونس کو ہم پہچانتے نہین ہین[۵۱] نسائی نے اپنی تفسیر مین یزید بن بابنوس سے روایت کیا ہے کہا ہمنے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیسا تھا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن تھا پھر[۵۲] قد افلح المؤمنون پڑا یہانتک کہ والذین ہم علی صلواتہم یحافظون کو پہونچے تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق ایسا تھا[۵۳] کعب احبار و مجاہد و ابو العالیہ وغیرہم سے مروی ہے کہ جسوقت اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اپنے ہاتھ سے اوسکو لگایا تو اوسکی طرف نظر کی اور اوس سے کہا کہ بول تو وہ بولی قد افلح المؤمنون کعب احبار نے کہا بسبب اوس کرامت کے جو اونکے لیے اوسمین تیار کر رکھی ہے ابو العالیہ نے کہا کہ اللہ نے اوس بات کو اپنی کتاب مین نازل فرمایا یہی مضمون حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے چنانچہ بزّار نے حضرت ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے جنت کو پیدا کیا ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور اوسکو لگایا اور اوس سے کہا کہ بول تو وہ بولی قد افلح المؤمنون پھر اوسمین فرشتے داخل ہوئے تو کہا طوبیٰ لک منزل الملوک یعنی تجھے خوشی ہو کہ تو بادشاہون کے رہنے بسنے کی جگہ ہے گویا اوسے مبارکبادی دی دوسرا لفظ بزّار کا حضرت ابو سعید سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پیدا کیا اللہ نے جنت کو ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور گارا اوسکا مشک بزّار نے کہا اس حدیث مین دوسری جگہ مین نے دیکھا ہے کہ دیوار جنت کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک چاندی کی اور گارا اوسکا مشک ہے پس اوس سے کہا کہ بول تو وہ بولی قد افلح المؤمنون پھر ملائکہ نے کہا طوبیٰ لک منزل الملوک پھر بزّار نے کہا ہم کسی کو نہین جانتے ہین کہ اوسکو مرفوع کیا ہو مگر علی[۵۴] بن فضیل نے کہا یہ شخص کچھ حافظ نہین ہین ایک شیخ متقدم الموت ہین طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جبکہ اللہ نے جنت عدن کو پیدا کیا تو اوسمین وہ پیدا کیا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی

---

۵۱ نسائی نے بھی یہی کہا ہے کما فی تحفۃ الاشراف ۱۲ منہ

۵۲ فتح البیان

۵۳ فتح البیان

سورۂ مومنون پڑھتے پڑھتے قد افلح المؤمنون پڑھا تو پہونچا تو فرمایا کہ خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا تھا ۱۲ منہ

۵۴ یہ قول کیا ہے اپنے اوپر اعتماد کرکے یا اپنے شیخ علی بن فضل کے اور دوسری جگہ علی بن فضل کا ضعف بیان کیا ہے ۱۲ منہ

بشر کے دل پر خطرہ گزرا پھر اوس سے فرمایا بول تو وہ بولی قد افلح المؤمنون اِس حدیث
کے راویون مین بقیہ راوی حجاز یمین کی روایت مین ضعیف ہین دوسرا لفظ طبرانی کا حضرت
ابن عباس سے مرفوعاً یہ ہے جبکہ پیدا کیا اللہ نے جنّت عدن کو اپنے ہاتھ سے اور لٹکائے
اوسمین پھل اوسکے اور جاری کین اوسمین نہرین اوسکی پھر نظر کی طرف اوسکے تو فرمایا قد افلح
المؤمنون فرمایا مجھے قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ پڑوسی نہوگا میرا تجھ مین کوئی بخیل
ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے پیدا کیا اللہ نے جنّت عدن کو اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ سفید
موتی کی اور ایک یاقوت سُرخ کی اور ایک زبرجد سبز کی گارا اوسکا مشک اور کنکریان اوسکی موتی
اور گھاس اوسکی زعفران پھر اوس سے فرمایا بول تو وہ بولی قد افلح المؤمنون پس فرمایا اللہ نے
مجھے قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ پڑوسی نہوگا میرا تجھ مین کوئی بخیل پھر رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون قولہ
تعالیٰ قد افلح المؤمنون کے معنی ہین فازوا وسعدوا وحصلوا علی الفلاح
یعنی ایمان والون نے فوز پائی سعادت حاصل کی یہ وہی لوگ ہین جو ان وصفون کے ساتھ
متصف ہین ایک یہ ہے کہ اپنی نماز مین خشوع کرتے ہین علی بن ابی طلحہ نے حضرت
ابن عبّاس سے روایت کیا ہے کہ خاشعون کے معنی ہین خائفون ساکنون مجاہد و حسن و
قتادہ و زہری سے بھی اسیطرح مروی ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ خشوع قلب کا خشوع ہے ابراہیم نخعی نے بھی اسیطرح کہا ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ خشوع اونکا اونکے دلون مین تھا سو اس سبب سے اونھون نے اپنی نگاہون کو
نیچا کیا اور بازو کو پست کیا محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اصحاب اپنی نگاہین آسمان کی طرف اوٹھاتے تھے نماز مین پھر جب یہ آیت نازل
ہوئی قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون تو اونھون نے اپنی نگاہون
کو پست کیا طرف جاے سجود کے محمد بن سیرین نے کہا کہا کرتے تھے یعنی صحابہ کہ نماز
پڑھنے والے کی نگاہ تجاوز نکرے اوسکی نماز گاہ سے پھر اگر وہ نظر کرنے کا خوگر ہوگیا ہے

۱۲ اور جو بچا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہین مراد پانیوالے منہ ۱۲ ۵۲ اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عنہ ۱۲ فتح القدیر

توچاہیئے کہ آنکھ بند کرلے رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم پھر ابن جریر نے محمد بن سیرین وعطاء بن ابی رباح سے بھی مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات کیا کرتے تھے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی نماز مین خشوع اوسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جو اپنے دل کو نماز کے واسطے فارغ وخالی کرے اوراوسکے ماسوا سے اوسی مین مشغول ہو اور نماز کو غیر نماز پر اختیار کرے اسوقت وہ نماز اوسکے واسطے راحت اور آنکھ کی ٹھنڈک ہو جائیگی جیساکہ امام احمد ونسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا محبوب کی گئی طرف میری خوشبو اور عورتین اور ٹھیرائی گئی ٹھنڈک میری آنکھ کی نماز مین امام احمد نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے کہ محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ مین ہمراہ اپنے والد کے ہمارے سہل پر داخل ہوا یہ شخص انصاریون مین سے تھا اتنے مین نماز کا وقت آگیا تو اوسنے کہا لونڈی وضو کا پانی میرے پاس لے آشاید مین نماز پڑھون تو راحت پاؤن پس اوسنے ہمکو دیکھا کہ ہمنے اوسپر اس بات کا انکار کیا تو اوسنے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے قم یا بلال فارحنا بالصلوٰۃ یعنی اے بلال تو کھڑا ہو تو ہمکو راحت دے نماز سے لغو سے مراد باطل ہے اور باطل شرک کو شامل ہے جیساکہ بعض نے کہا ہے اور معاصی کو جیساکہ دوسرون نے کہا ہے اور اقوال وافعال مین سے اوس قول وفعل کو جسمین کسیطرح کا فائدہ نہین ہے جیساکہ اللہ پاک نے فرمایا ہے واذا مروا باللغو مرّوا کراما قتادہ نے کہا اللہ کے امر سے اونکو وہ شے آئی ہے کہ اوسنے اونکو اوس سے ٹھیرادیا ہے یعنی وہ اللہ کے کام مین ایسے مشغول ہین کہ لغو کی طرف توجہ نہین کرتے اکثر لوگ اسپر ہین کہ اسجگہ مراد زکوٰۃ سے زکوٰۃ اموال کی ہے باوجود اسکے کہ یہ آیت مکی ہے اور زکوٰۃ جو فرض ہوئی ہے سو مدینۂ منورہ مین فرض ہوئی ہے ۲ سنہ ہجری مین ظاہر یہ ہے کہ مدینہ مین جو فرض ہوئی ہے وہ زکوٰۃ ذات النصب ومقادیر خاصہ ہے پس ظاہر یہ ہے کہ اصل زکوٰۃ مکے مین واجب ہوئی تھی اللہ پاک نے سورۂ انعام مین فرمایا ہے حالانکہ وہ مکی ہے واتوا حقہ یوم حصادہ یہ بھی احتمال ہے کہ مراد زکوٰۃ سے اسجگہ پاک کرنا نفس کا ہو شرک اور میل کچیل سے جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے قد افلح من زکّاھا وقد خاب من دسّاھا

۱ صہر بالکسر یعنی داماد ہے اسکا اطلاق زوج پر اور زوج کے اقارب پر اور عورت کے اقارب پر بھی ہوتا ہے ۱۲ منہ ۲ اور جب ہونیکی کھیل کی باتون پر نکلجاوین بزرگی رکھکر پہونچا شنے سنوارا اور نامراد ہوا جسنے اوسکو خاکین ملایا ۱۲ منہ

وکقولہ تعالیٰ وویل للمشرکین الذین لا یوتون الزکوٰۃ بنا بر ایک قول کے
منجملہ دو قول کے جو اسکی تفسیر مین کہے گئے ہین کبھی یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ دونون امر مراد ہون
یعنی زکوٰۃ نفوس و زکوٰۃ اموال اسلیئے کہ یہ بھی منجملہ زکوٰۃ نفوس ہے مومن کامل وہی ہے کہ یہ
کرے اور یہ بھی کرے واللہ اعلم قولہ تعالیٰ والذین ہم لفروجہم حافظون کا
مطلب یہ ہے کہ اونھون نے اپنی شرمگاہونکو حرام سے محفوظ رکھا ہے سو جس بات سے اللہ نے اونکو
منع کیا ہے جیسے زنا و لواط اوسمین نہین پڑتے ہین سوائے اپنی بیبیون کے جنکو اللہ نے اونکے
واسطے حلال کیا ہے اور لونڈیون کے جنکے اونکے ہاتھ مالک ہوئے ہین اور کسی عورت کے پاس
نہین پھٹکتے ہین اور جو شخص اس شے کو کرے جسے اللہ نے اوسکے لیئے حلال کی ہے تو ہو سپر کسیطرح
کی ملامت نہین ہے نہ کچھ حرج اسیواسطے یون فرمایا ہے فانہم غیر ملومین فمن ابتغیٰ وراء ذلک
کے معنی یہ ہین کہ جو شخص ڈھونڈھے سوائے اپنی بیبیون اور لونڈیون کے تو فاولئک ہم العادون
یعنی وہی ہین حد سے بڑھنے والے ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ان امرأۃ اتخذت
غلامہا یعنی ایک عورت نے اپنے غلام کو خصم بنالیا اور کہا کہ مین نے ایک آیت کی تاویل کرلی کتاب اللہ
سے او ما ملکت ایمانہم پس اوس عورت کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لائے
اور کئی آدمیون نے منجملہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اونسے کہا کہ اس عورت نے تاویل کی ایک
آیت کی کتاب اللہ عزوجل سے اوسکے غیر طریق پر اوزی نے کہا پس حضرت عمر نے اوس غلام کو طلب
بلایا اور اوسکا سر کاٹ لیا اور اوس عورت سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو بعد اوسکے ہر مسلمان پر حرام ہے
یہ اثر غریب منقطع ہے ابن جریر نے تفسیر اول سورۂ مائدہ مین اوسکو ذکر کیا ہے حالانکہ وہ اسجگہ زیادہ تر
لایق ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اوسکو مرد ون پر حرام کردیا سو اوسکے قصد کی تنقیص کے ساتھ
اوس سے معاملہ کیا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اور اونکے موافقین نے اسی آیت کریمہ سے استمنا بالید
کی تحریم پر استدلال کیا ہے کہا کہ یہ کام ان دو قسمون سے خارج ہے حال یہ ہے کہ اللہ پاک نے یون
فرمایا ہے فمن ابتغیٰ وراء ذلک فاولئک ہم العادون اور اس حدیث سے بھی استیناس
کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا ہے آپنے
فرمایا سات آدمی ہین کہ نظر نکرے گا اللہ طرف اونکی روز قیامت مین اور نہ اونکو پاک کریگا اور نہ جمع کریگا

لہ
امر رضامندی ہے شریک
والون کو جو نہین دیتے
زکوٰۃ کو اور آخرت سے منکر
ہین ۱۲ منہ
ع ص
من غریبہ ہے شاید
قریبہ کی تصحیف ہو
واللہ اعلم ۱۲ منہ

اونکو ساتھ عالم کے لوگون کے اور داخل کرے گا اونکو آگ مین اوّل داخل ہونیوالون کے مگر یہ کہ وہ توبہ کرین اور جو شخص توبہ کرے تو اللہ اوسپر رجوع فرمائے گا نکاح کرنیوالا اپنے ہاتھ سے فاعل اور مفعول بہ اور ہمیشہ پینے والا شراب کا اور مارنے والا اپنے مان باپ کا یہانتک کہ وہ استغاثہ کرین یعنی فریاد رسی چاہین اور ایذا دینے والا اپنے پڑوسیون کو یہانتک کہ اوسپر لعنت کرین اور جماع کرنے والا اپنے پڑوسی کی جورو سے رواہ الامام ابوالحسن بن عرفۃ فی جزئہ المشہور ھذا حدیث غریب واسنادہ فیہ من لا یعرف بعدالتہ واللہ اعلم

قولہ تعالٰی الذین ھم لامانا تھم وعھدھم راعون یعنی جب وہ امین بنائے جائین تو خیانت نکرین بلکہ اوس امانت کو امانت والے کی طرف ادا کرتے ہین اور جب عہد یا عقد کرین تو اوسکو وفا کرین نہ مثل صفات منافقین کے جنکے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ نشانی منافق کی تین ہین جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب امین بنایا جاے تو خیانت کرے یحافظون کا مطلب یہ ہے کہ نمازون پر مواظبت ومداومت کرتے ہین اونکے وقتون مین جسطرح کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا پس مین نے عرض کیا یارسول اللہ کون عمل دوست تر ہے طرف اللہ کے فرمایا نماز اوسکے وقت پر مین نے عرض کیا پھر کونسا فرمایا نیکی کرنا والدین سے مین نے کہا پھر کون فرمایا جہاد اللہ کی راہ مین اخرجاہ فی الصحیحین مستدرک حاکم مین یون ہے فرمایا کہ نماز اوسکی اوّل وقت مین حضرت ابن مسعود ومسروق رضی اللہ عنہما نے آیت مذکور کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ مراد مواقیت نماز ہین اسیطرح ابوالضحیٰ وعلقمہ وقیس وسعید بن جبیر وعکرمہ نے کہا ہے قتادہ نے کہا کہ محافظت کرتے ہین اونکی وقتون پر اور اونکے رکوع وسجود پر اللہ پاک نے ان صفات حمیدہ کا ذکر نماز سے شروع کیا اور نماز ہی پر اوسکو ختم کیا تو یہ بات اوسکی افضلیت پر دال ہے جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے استقامت کرو اور ہرگز احصا نکروگے تم اور جان رکھو کہ بہتر تمھارے اعمال کی نماز ہے اور محافظت نہین کرتا ہے وضو پر مگر مومن جبکہ اللہ پاک نے مومنین کا یہ وصف کیا کہ وہ ان صفات حمیدہ وافعال رشیدہ پر قیام کرتے ہین تو یون ارشاد فرمایا اولئک ھم الوارثون الذین

۱۵ استقامت کہتے ہین اتباع حق کو جیسا کہ اوسکا حکم فرمایا اور یہ کام نہایت درجہ سخت تھا اسلیے براہ رحمت وشفقت لن تحصوا سے اوسکا تدارک کیا یعنی یہ بات بتادی کہ اللہ کے حق کو پورے طور پر ادا کرنا اوسنے نہوسکے گا پھر اونکو اوسنے کاہکا کیا کہ جو اوسنے ہوسکے اوسی کو کرین یعنی جب تمکو اوسکی طاقت نہین ہے تو تمپر یہ حق نہین ہے کہ بعض کو تو لازم پکڑو یعنی نماز اور اوسکی حدود کو قائم کرو خاصکر جو اوسکا مقدمہ ہے جسکو نصف ایمان کہا ہے یعنی وضو ۱۲ منہ

یرثون الفردوس هم فیها خالدون صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم اللہ سے جنت کا سوال کرو تو اوس سے فردوس مانگو کیونکہ وہ اعلیٰ
جنت ہے اور اوسط جنت ہے یعنی سب سے زیادہ بلند و بہتر ہے اور اُسی سے جنت کی نہرین
پھٹتی ہین اور اوپر اوسکے رحمٰن کا عرش ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین ہے تم مین سے کوئی
مگر حال یہ ہے کہ اوسکے واسطے دو مکان ہین ایک منزل تو جنت مین ہے اور ایک دوزخ مین
پس اگر وہ مرا اور آگ مین داخل ہوا تو اہل جنت اوسکی منزل کے وارث ہونگے سو یہ وہی قول ہے
اللہ تعالےٰ کا هم الوارثون ابن جریج نے عن اللیث عن مجاهد روایت کیا ہے اولئك هم
الوارثون کہا نہین ہے کوئی بندہ مگر حال یہ ہے کہ اُسکے واسطے دو منزلین ہین ایک منزل تو جنت
مین اور ایک منزل نار مین پس مومن جو ہے سو وہ تو اپنا وہ گھر بناتا ہے جو جنت مین ہے اور گراتا
ہے اپنے اوس گھر کو جو نار مین ہے اور کافر جو ہے سو گراتا ہے اپنے اُس گھر کو جو جنت مین
ہے اور بناتا ہے اپنے اُس گھر کو جو نار مین ہے سعید بن جبیر سے بھی اسی کے مثل مروی ہے
پس مومنین منازل کفار کے وارث ہونگے کیونکہ وہ اللہ وحدہ لا شریك له کی عبادت کے
واسطے پیدا کیئے گئے ہین پھر جب یہ مومن لوگ عبادت کے ساتھ قائم ہوئے جو اوپر واجب ہوئی
تھی اور اُن لوگون نے اُس شے کو چھوڑ دیا جسکا اونکو حکم ہوا تھا اور اوسکے واسطے پیدا کیئے گئے
تھے تو اونھون نے اونکا حصّہ جمع کر لیا اگر اپنے رب کی اطاعت کرتے اُس سے بھی بلیغ تر یہ
بات ہے جو صحیح مسلم مین عن ابی بردہ عن ابی موسی عن ابیه عن النبی صلی اللہ
علیہ والہ وسلم ثابت ہوئی ہے کہ آپنے فرمایا آئین گے کچھ لوگ مسلمانون مین کے قیامت
کے دن پہاڑون کی مثل گناہ لیکر تو اللہ اُن گناہون کو واسطے اُنکے بخشدے گا اور اونکو
یہود و نصاریٰ پر رکھدے گا مسلم کے ایک لفظ مین یون ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت روز قیامت ہوگا تو اللہ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی
دیدے گا پھر کہا جائیگا یہ تیرا چھٹکارا ہے آگ سے پس عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ابو بردہ
سے تین بار قسم طلب کی اُس اللہ کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ اس بات پر کہ اُسکے باپنے اوسکو

حدیث کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کی راوی نے کہا کہ ابو بردہ نے اُنکے واسطے قسم کھائی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا وکقولہ تعالیٰ وتلک الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعلون مجاہد وسعید بن جُبیر نے کہا ہے کہ جنّت رومی زبان مین فردوس ہے بعض سلف نے کہا ہے کہ باغ کا فردوس نام نہین رکھا جاتا ہے مگر جبکہ اوسمین انگور ہون فاللہ اعلم ف فتح البیان وغیرہ کا بیان واضح یہ ہے کہ کلمہ قد کا نقیض ہے لعلّ کا قد تو شے متوقع کو ثابت کرتا ہے اور لما اوسکی نفی کرتا ہے مومنین ایسی بشارت کی توقع رکھتے تھے وہ بشارت و خوشخبری یہی ہے کہ ثبات فلاح کی اونکو خبر ملجاے سو اللہ پاک نے ایسی شے کے ساتھ اونسے خطاب کیا جو دال ہے ثبات پر اوس امید کے جسکے وہ متوقع ہو رہے تھے فلاح کہتے ہین مطلوب پر ظفر مند ہونے کو اور خوفناک شے سے نجات پانے کو مطلب یہ ہے کہ جو شے طلب کی تھی وہ پالی اور جس سے بھاگتے تھے ڈرتے تھے اُس سے نجات پائی قالہ النسفی ابو السعود نے کہا کہ جس شے کے ثبوت کی پہلے سے توقع کیجاتی تھی اُسکے ثبوت کا فائدہ دینے کے واسطے قد کا کلمہ اسجگہ آیا ہے فرّاء نے کہا قد اسجگہ جائز ہے کہ تاکید ہو واسطے فلاح مومنین کے اور یہ بھی جائز ہے کہ واسطے قریب کرنے ماضی کے ہو حال سے کیونکہ قد ماضی کو قریب کردیتا ہے حال سے یہانتک کہ اوسکو حال کے حکم سے ملحق کردیتا ہے کیا تو لوگون کو نہین دیکھتا ہے کہ قبل حال قیام نماز کے قد قامت الصلوٰۃ کہتے ہین معنی آیت کے یہ ہوئے کہ مومنون کو فلاح حاصل ہو چکی اور فی الحال وہ اُسپر ہین زادہ نے کہا کلمہ قد کا برابر ہے کہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر مفید تحقیق کا ہوتا ہے اور اُس شے کا مخاطب کے لیئے متوقع ہونا اسکے ساتھ ملجاتا ہے اور جب ماضی پر آتا ہے تو قریب کرنا زمانہ حال سے اِن دو معنی کے ساتھ اور ملجاتا ہے مثلاً جو شخص امیر کے سوار ہونے کی توقع رکھتا ہے اوس سے کہین کہ قد رکب الامیر تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ امیر کے سوار ہونے کی جو تو توقع رکھتا تھا تو وہ توقع تحقیق مقرر عنقریب حاصل ہو گئی اور جب مضارع پر داخل ہوتا ہے تو اکثر اِن معنون کے ساتھ تقلیل کے معنی ملجاتے ہین جیسے ان الکذوب قد یصدق یعنی تحقیق مقرر کبھی اُس سے صدق واقع ہو جاتا ہے گو قلیل ہو بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے

۵۱ وہ بہشت ہے جو میراث دینگے ہم اپنے بندون مین جو کوئی پرہیزگار ہو ۱۲ منہ

۵۲ اور یہ وہی بہشت ہے جو میراث پائی ہے تمنے بدلے اُن کاموں کے جو تم کرتے تھے ۱۲ منہ

کہ قد حرف تاکید کا ہی اور محققین نے کہا ہے کہ قد ماضی کو حال سے قریب کر دیتا ہے تو دلالت
کرتا ہے اس بات پر کہ فلاح مومنون کو حاصل ہو چکی اور فی الحال وہ اوسپر ہین چونکہ مومنین
فلاح کی توقع رکھتے تھے اللہ پاک کے فضل و کرم سے اسلیئے اونکی بشارت کو کلمۂ قد سے شروع
فرمائی فلاح کے معنی ہین مراد پر فتحیاب ہونا مقصد و مرام پر فائز ہونا مکروہ سے نجات پانا کسی نے
کہا خیر مین باقی رہنا اور افلاح کہتے ہین فلاح مین داخل ہونے کو جیسے ابشار بشارت مین
داخل ہونے کو بولتے ہین کبھی متعدی بھی آتا ہے بمعنی فلاح مین داخل کرنے کے اسی کی
بنا پر طلحہ بن مصرف کی قراءت قد اُفلِح بصیغۂ مجہول ہے اور انھین سے افلحوا المومنون
بصیغۂ جمع بھی مروی ہے آیمین دو وجہ ہین یا تو اکلونی البراغیث کے لغت پر ہے یعنی حرف
واو ضمیر فاعل نہین ہے بلکہ ایک حرف ہے یہ بات بتانا ہے کہ فاعل جمع ہے یا حرف واو ضمیر
مبہم ہے مومنون اوسکی تفسیر کرنا ہے ورش نے نافع سے قد افلَح روایت کیا ہے یعنی
ہمزے کی حرکت دال پڑوالدی اور ہمزے کو حذف کر دیا پانچوین قراءت یہ ہے کہ کسی نے اُفلِحُ
المؤمنون پڑہا ہے یعنی واو کو حذف کیا اور حرکت ضمہ کو اوسکے قائم مقام رکھا ایمان لغت
مین تصدیق کو کہتے ہین اور مؤمن لغۃً مصدق ہے اور شرع مین جو شخص کہ دونون شہادتین
زبان سے کہے درانحال کہ دل اوسکا زبان اوسکی سے موافق ہو تو وہ مومن ہے قالہ النسفی
بیان معنی فلاح وغیرہ کا سورۂ بقرہ مین گزر چکا ہے بالجملہ اللہ پاک نے جن مومنون کو فلاح کا مژدہ
سُنایا تو اونکے اوصاف ذکر فرمائے پس ارشاد فرمایا الذین ھم فی صلاتھم خاشعون آیمین
اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ فلاح حقیقی مطلق ایمان سے حاصل نہین ہوتی ہے بلکہ وہ جو حاصل
ہوتی ہے سو ایمان حقیقی سے جو کہ اُن ساری شرطون کے ساتھ مقید ہے جنکا ذکر اس آیت کریمہ مین
کیا ہے اونمین سے ایک یہ ہے کہ بندہ نماز کا ادا کرنیوالا ہو اس حال مین کہ خضوع و خشوع و فروتنی و
و عاجزی کا ملابس و مباشر ہو خشوع مین اختلاف کیا ہے سو بعض نے تو اوسکو افعال قلوب سے
ٹھیرایا ہے جیسے خوف و رہبت اور کسی نے افعال جوارح سے قرار دیا ہے جیسے سکون و ترک
التفات و عبث کسی نے جمع بین الامرین کیا ہے اولیٰ یہی قول ہے لغت مین خشوع سکون و تواضع
و خوف و تذلل کو کہتے ہین پھر خشوع مین اختلاف کیا ہے کہ آیا وہ فرائض نماز سے ہے

یا حرف واو فاعل ہے
اور براغیث اوس سے
بدل ہے یا براغیث مبتدا
موخر ہے اور اکلونی جملہ
مقدم جسطرح کہ دونون
احتمال کتب نحو مین مسطور
ہے ۱۲ منہ صحیح

یا فضائل نماز سے دو قول پر کہا ہے کہ صحیح قول اوّل ہے کسی نے کہا ثانی قول حضرت
عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ نے دعوی کیا ہے اجماع علما کا اس بات پر کہ نہین ہے واسطے
بندے کے مگر وہی جو اوسنے اپنی نماز سے سمجھا ہے نیسابوری نے اپنی تفسیر مین اسکو نقل
کیا ہے نیسابوری نے کہا کہ جو بات اس قول کی صحت پر دال ہے منجملہ اُسکے یہ قول ہی اللہ پاک کا
افلا یتدبرون القرآن تدبر بغیر معنی پر واقف ہوئے متصور نہین ہوتا ہے اسیطرح یہ آیت
کریمہ ہے اقم الصلوٰۃ لذکری غفلت ضد ہے ذکر کی اور اسیواسطے یون فرمایا ہی ولا تکن
من الغافلین وقولہ تعالیٰ حتی تعلموا ما تقولون اسمین مست کو نماز پڑھنے
سے منع کیا ہے اور جو شخص کہ ہموم و غموم دنیا مین ڈوبا ہوا ہے وہ بھی بمنزلہ مست شراب کے ہے
زادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے قول جمع بین الامرین کو اولیٰ کہا بعد اوسکے وجہ اولویت کی یہ لکھی ہے
کہ مصلے کے لیے ضرور ہے کہ جو شے قلب و قالب سے تعلق رکھتی ہے اور سارے امور جو
اوسکے ظاہر و باطن پر دال ہین ان سب سے نہایت خضوع و تذلل واسطے معبود کے اوسکو حاصل ہو
خشوع ظاہر و قالب کا پس جو سر سے ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اوسکو جھکائے اور جو آنکھ سے ہوتا ہے
وہ یہ ہے کہ ادھر اُدھر دیکھنے سے اوسکو بتکلف انداز بنائے اور جو کان سے ہوتا ہے وہ یہ ہے
کہ سُننے کے واسطے اوسکو ذلیل و مطیع کرے اور جو زبان سے ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قرارت
حضور دل سے پڑھے ہاتھون سے جو ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کو بائین پر بتعظیم غلامون
کی طرح رکھے جو پیٹھ سے ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ رکوع مین اوسکو برابر جھکائے قعر مگاہ سے جو ہوتا ہے
وہ یہ ہے کہ منجملہ آثار خواطر شہوانی کوئی اثر اوسمین ظاہر نہو دونون قدمون سے جو ہوتا ہے وہ یہ ہے
کہ وہ جگہ مین ثابت رہین اور جو حرکت کہ افعال صلوٰۃ سے نہین ہے اُس سے سکون پذیر ہون
رہا خشوع باطن کا سو خشوع نفس کا ہے باین طور کہ خواطر و ہواجس سے ساکن ہو خشوع قلب کا
بسلازمت ذکر و دوام خضوع ہے خشوع سر کا بمراقبۂ مذکور ہے اور مکونات کی طرف خطاب کرنے کا
ترک ہے خشوع روح کا یہ ہے کہ دریاے محبت مین مستغرق ہو وقت تجلی جمال و جلال کے فانی ہو جاے
امام نے کہا اگر کوئی کہے کہ آیا یہ خشوع نماز مین واجب ہے تو ہم کہین گے کہ ہمارے نزدیک
واجب ہے اسپر کئی امور دال ہین پھر وہی چار آیتین ذکر کی ہین جنکا ذکر اوّل ہو چکا ہے تکرار کی

۵۱ کیا دھیان نہین کرتے قرآن مین ۱۲ منہ
۵۲ اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو ۱۲ منہ
۵۳ اور مست رہ پیخبر ۱۲ منہ
۵۴ جبتک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو ۱۲ منہ

ضرورت نہین ایک آیت زیادہ لکھی ہے وہ یہ ہے قولہ تعالیٰ ورتل القرآن
ترتیلا معنی اسکے واللہ تبارک وتعالیٰ اعلم یہ ہین کہ تم اوسکے عجائب ومعانی پر ٹھیرو وقولہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما الصلوٰۃ تسکن وتواضع اسمین کلمہ انما کا واسطے حصر کے
ہے وقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جو شخص کہ منع نکرے اوسکو نماز اوسکی
فحشاء ومنکر سے تو وہ زیادہ نکرے گی اوسکو اللہ تعالیٰ سے مگر دوری پس نماز غافل کی فحشاء
سے نہین روکتی ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کتنے کھڑے ہونیوالے
ہین کہ حصہ اونکا اپنے کھڑے ہونیسے تعب ونصب ہے یعنی تھکنا اور محنت اوٹھانا مراد اس سے
نہین ہے مگر غافل مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ البتہ نماز پڑھتا ہے
نہین لکھا جاتا ہے اوس سے واسطے اسکے چھٹا حصہ اوسکا نہ دسوان اوسکا بندے کے واسطے
جو لکھا جاتا ہے اوسکی نماز سے سو وہی جو اوسنے اوس سے سمجھا یعنی اوس نماز سے وہی قبول ہوتا
ہے جو اوسنے سمجھا بوجھا ہے جواز وفساد مین نماز اگرچہ تجزی کو قبول نہین کرتی ہے مگر قبول مین
تجزی کو قبول کرتی ہے ان دونون امرون کے درمیان مین فرق ہے حضرت بشر حافی
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ جس شخص نے خشوع نہ کیا تو نماز اوسکی فاسد ہوئی حضرت
حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہر نماز جسمین دل حاضر نہین ہوتا ہے تو وہ عقوبت کی طرف
زیادہ تر سرعت کرنے والی ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس
شخص نے پہچانا اوس شخص کو جو اوسکی سیدھی اور بائین جانب پر ہے قصد کرکے حالانکہ وہ نماز
مین ہے تو اوسکے واسطے نماز نہین ہے امام غزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نمازی اپنے رب سے
سرگوشی کرتا ہے چنانچہ اس باب مین حدیث شریف وارد ہوئی ہے اور جو کلام غفلت کے ساتھ
ہو وہ اوس سے سرگوشی نہین ہے کیونکہ مناجات متحقق نہوگی مگر اوسوقت کہ جو تضرع وزاری دلمین
ہے زبان اوسکی تعبیر کرنے والی ہو بلاشک مقصود قرآن واذکار حمد وثنا وتضرع ودعا سے
خطاب ہے اور مخاطب اللہ تعالیٰ ہے سو جب قلب محجوب بحجاب غفلت ہوا اور اللہ پاک کے جلال و
کبریا سے غافل پھرا اوسکی زبان بحکم عادت ہلتی ہے تو وہ قبول سے دور ہے اسیطرح رکوع وسجود سے
مقصود نہین ہے مگر اللہ پاک کی تعظیم اور اوسکے حکم کا امتثال اور ان افعال کا واسطے تعظیم وامتثال کے

ورتل القرآن ترتیلا قرآن کو صاف صاف پڑھ ۱۲ منہ

واقع کرنا معبود سے دل کی غفلت کے ساتھ ممکن نہین ہے حالانکہ مقصود اوسکی تعظیم ہو اگر یہ بات
جائز ہو کہ یہ افعال واسطے تعظیم اللہ پاک کے ہوتے ہین باوجود اسکے کہ دل اوس سے غافل ہے تو یہ
بات بھی جائز ہوگی کہ یہ افعال واسطے تعظیم کسی بت کے ہون جو اسکے پہلو مین ہو اور وہ اُس سے غافل ہے
جو امور اسپر دال ہین کہ نماز مین خشوع و حضور ضروری ہے منجملہ اونکے ایک امر یہ ہے کہ وقت جماعت
وتنہا پڑھنے کے نمازی سلام سے جس شے کی نیت کرتا ہے فقہا نے اوسمین اختلاف کیا ہے کہ
آیا حضور کی نیت کرے یا غیب و حضور دونون کی سو جسوقت سلام کے معنی مین جو کہ آخر نماز ہے
تدبر کی طرف حاجت ہوگی تو تکبیر و تسبیح و قرارت جو اثنائے نماز مین واقع ہین انکے معنی مین بھی
تدبر کی طرف حاجت ہوگی پھر کہا ہے کہ حضور ہمارے نزدیک شرط اجزاء کی نہین ہے بلکہ شرط
قبول کی ہے مراد اجزاء سے یہ ہے کہ قضا واجب نہین ہوتی ہے اور مراد قبول سے حکم ثواب کا ہے
فقہاء جو بحث کرتے ہین سو وہ حکم اجزاء سے بحث کرتے ہین نہ حکم ثواب سے اور ہماری غرض اسجگہ
یہ ہے پھر کہا ہے ہمنے مانا کہ سارے فقہا نے اسکے جواز کا حکم کیا ہے کیا اصولیون اور اہل ورع نے
اسمین تضییق امر نہین کی ہے پھر تو احتیاط کو کیون نہین لیتا **حکایت** بعض علماء نے امامت
کو اختیار کیا تھا اس باب مین اونسے کسی نے کہا تو جواب دیا مین ڈرتا ہون کہ اگر فاتحہ کو چھوڑ دون
تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالے مجھپر عتاب کرین اور اگر امام کے ساتھ اوسکو پڑھون تو امام ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ مجھپر عتاب فرمائین سو اس اختلاف سے خلاصی کا طالب ہو کر مین نے امامت کو
اختیار کیا ہے **ف** نسفی نے کہا خاشعون کے معنی ہین قلب سے ڈرنیوالے جوارح سے سکون
کرنیوالے کسی نے کہا خشوع نماز مین جمع کرنا ہمت کا ہے واسطے نماز کے اور اعراض کرنا ہے ماسوائے
نماز سے اور تجاوز نکرے بصر اوسکی نمازگاہ اوسکی سے اور التفات نکرے یعنی ادھر اودھر نہ دیکھے اور
عبث نکرے یعنی بیفائدہ حرکت اور سدل نکرے یعنی کپڑا نہ لٹکائے اور اپنی انگلیون کو نہ چٹکائے
اور کنکریون کو لوٹ پوٹ نکرے اور مثل اسکے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ خشوع
یہ ہے اخلاص المقال و اعظام المقام و الیقین التام و جمع الاہتمام حفناوی نے کہا ہے کہ کپڑے
کے روکنے سے بچے اور جمائی لینے آنکھ بند کرنے مونہہ کے ڈھانکنے ایک ہاتھ کی انگلیان دوسرے
ہاتھ کی انگلیون مین ڈالنے سے حذر کرے انکے سوا اور باتین جو نماز مین مکروہ ہین اُن سب سے

احتراز کرے ف بعض آثار متعلق شان نزول جو فتح البیان و فتح القدیر مین ذکر کیے تھے
یہان لکھے جاتے ہین ابن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہین مجھے خبر دیگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جسوقت نماز پڑھتے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف اوٹھاتے تھے اسپر یہ آیت نازل
ہوئی الذین ھم فی صلوتھم خاشعون اخرجہ سعید بن منصور وابن جریر والبیھقی فی
سننہ عنہ واخرجہ عبد الرزاق عنہ وزاد نامرہ بالخشوع فرمی ببصرہ نحو مسجدہ
واخرجہ عنہ ایضا عبد بن حمید وابو داؤد فی المراسیل وابن المنذر وابن ابی حاتم
والبیھقی فی السنن بلفظ کان اذا قام فی الصلوٰۃ نظر ھکذا وھکذا یمینا وشمالا فنزلت
الذین فی صلوتھم خاشعون فحنی راسہ وروی عنہ من طرق مرسلا ھکذا
واخرجہ الحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیھقی فی سننہ عنہ عن ابی ھریرۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا صلی رفع بصرہ الی السماء فنزلت فطأطأ راسہ
عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے ابن سیرین سے باین لفظ روایت کیا ہے
کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے سرون کو اور اپنی نگاہون کو طرف
آسمان کے اوٹھاتے تھے نماز مین داہنی بائین طرف التفات کرتے تھے اسپر اللہ پاک نے
یہ آیت نازل فرمائی فقالوا برؤسھم فلم یرفعوا ابصارھم بعد ذلک فی الصلوٰۃ
ولم یلتفتوا یمینا وشمالا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے
کہ کسی نے اونسے اس آیت کا پوچھا تو فرمایا کہ خشوع دلمین ہے اور یہ ہے کہ تو نرم کرے اپنے
بازو کو واسطے مرد مسلمان کے اور یہ ہے کہ نہ التفات کرے تو اپنی نماز مین اخرجہ ابن المبارک
فی الزھد وعبد الرزاق والفریابی وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم
والحاکم وصححہ والبیھقی فی سننہ عنہ یہ بات کہ نماز مین خشوع مشروع ہے اور التفات ورفع بصر
الی السماء سے نہی آئی ہے اسمین حدیثین وارد ہوئی ہین کتب حدیث مین معروف ومشہور ہین
کرخی نے ذکر کیا ہے کہ خشوع منجملہ فروض نماز کے ہے نزدیک امام غزالی رح کے اور بعض لوگ اسطرف
گئے ہین کہ واجب نہین ہے کیونکہ خشوع وخضوع کی شرط کرنا مخالف ہے اجماع فقہا کے اسلیئے
طرف اوسکے التفات نہ کیا جاے انتہی امام غزالی رضی اللہ عنہ کا قول اوّل گزر چکا ہے جو کچھ

اونکا مذہب ہے وہ اُس سے خوب معلوم ہوسکتا ہے ف فصلوتہم متعلق ہے خاشعون سے
واسطے اہتمام کے اوسکو مقدم کیا ہے خاشعون مین چونکہ فاصلہ واقع ہوا ہے سو اسنے تقدیم کو حسین
کردیا اسیطرح اسکے مابعد کے الفاظ کا حال ہے صلوٰتہ کی اضافت مصلین کی طرف کی اللہ پاک کیطرف
نہ کی جسکے واسطے نماز پڑھی جاتی ہے اسواسطے کہ نماز سے منتفع تنہا نماز گذار ہی ہوتا ہے اور نماز
اوسی کا عمدہ و ذخیرہ ہے رہا اللہ پاک سو وہ اُس سے بے نیاز ہے اوسکو کسی شے کی کچھ حاجت
نہین ہے ف زجّاج نے کہا لغو ہر باطل و لہو و ہزل و معصیت ہے اور وہ شے جو
قول و فعل مین خوب و مرغوب نہین ہے اسکی تفسیر سورۂ بقرہ مین گزر چکی ہے ضحاک نے کہا مراد
لغو سے یہان شرک ہے حضرت حسن نے کہا کہ سارے معاصی ہین کسی نے کہا کفار
کا معارضہ کرنا ہے ساتھ سبّ و شتم کے ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عبّاس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لغو باطل ہے کسی نے کہا مراد لغو سے ہر وہ شے ہے جو حرام ہے
یا مکروہ یا مباح جسکی طرف کوئی ضرورت و حاجت داعی نہین ہے نسفی نے کہا لغو ہر کلام ساقط
جسکا حق یہ ہے کہ لغو کیا جاے جیسے جھوٹ اور گالی اور ہزل یعنی اونکے لیے جد سے وہ شے
ہے جسنے ہزل سے اونکو باز رکھا ہے جبکہ اوّل مومنین کا یہ وصف کیا کہ وہ اپنی نماز مین خاشع
ہین تو بعد اوسکے یہ وصف بیان کیا کہ وہ لغو سے اعراض کرتے ہین تاکہ اونکے لیے فعل و ترک دونون
جمع ہوجائین یہ دونون نفوس پر شاق ہوتے ہین اور یہی بناے تکلیف کے دو قاعدے ہین لغو سے
اعراض کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ اوس سے پرہیز کرتے ہین اوسکی طرف ملتفت نہین ہوتے ظاہر
اسکا یہ ہے کہ کُل اوقات مین صفت اعراض عن اللغو کے ساتھ متصف رہتے ہین تو نماز کا وقت
تو اسمین بدخول اولی داخل ہوگا چنانچہ جملہ اسمیہ اور بناے حکم ضمیر ھُم پر اس بات کو مفید ہے
اللہ پاک نے الذین ھم عن اللغو معرضون فرمایا الذین لا یلھون یا لا یلغون نہ کہا
باوجود اسکے کہ اسمین اختصار تھا اور معنی مراد حاصل ہوتے تھے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ نظم قرآنی
پانچ وجوہ سے ابلغ ہے بنسبت اُسکے ایک تو جملہ اسمیہ جو کہ دوام و ثبات پر دال ہے دوسری بناے
حکم ضمیر پر جو کہ مفید تقوی ہے بسبب تکرار حکم کے تیسری تعبیر اوسکی اسم سے کی جو کہ ثبات پر
دال ہے یعنی معرضون فرمایا یعرضون نہ کہا چوتھے عن اللغو کو اوسپر مقدم کیا یہ تقدیم تخصیص

کی مفید ہے پانچوین اعراض کو ترک کے مقام مین رکھا تاکہ دال ہو اس بات پر کہ وہ لغو سے بالکل دور
ہین نہ لغو کے مباشر ہوتے ہین نہ متسبب نہ اوسکی طرف میل کرتے ہین نہ اوسمین حاضر ہوتے ہین کیونکہ اصل
اعراض کی یہ ہے کہ اعراض کرنے والا ایک جانب مین ہوتا ہے اور جس سے اعراض کیا ہے وہ اوسکے
سوا اور جانب مین ہوتا ہے یہ حاصل ہے بیضاوی کا زکوٰۃ کے فاعلین ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ زکوٰۃ
کو ادا کرتے ہین ادا کرنے کے تعبیر فعل سے اسلیئے کی کہ تادیہ بھی منجملہ اوس شے کے ہے جسپر فعل
صادق آتا ہے مراد زکوٰۃ سے اسجگہ مصدر ہے کیونکہ فاعل سے صادر ہوا ہے کسی نے کہا ہوسکتا ہے کہ
مراد اوس سے عین ہو بتقدیر مضاف ای والذین ھم لتادیۃ الزکوٰۃ فاعلون بحر ابوحیان کا حاصل
یہ ہے کہ فاعلون متضمن ہے معنی مؤدون کو اسواسطے کہ اعیان یعنی چاندی سونا وغیرہ مین سے
جسقدر حصّہ اپنے مال سے مستحقون کے لیئے نکالتا ہے اوسکی طرف فعل کی نسبت صحیح نہین ہی اور زکوٰۃ
کا حمل مصدر پر بھی صحیح ہے اس صورت مین نسبت فعل کی طرف مصدر کے بدون تضمین صحیح ہے یسمین کا
بیان مبین یہ ہے کہ للزکوٰۃ کا حرف لام مفعول مین زیادہ کیا گیا ہے اسلیئے کہ مفعول اپنے عامل پر
مقدم ہے اور اسواسطے کہ عامل یعنی فاعلون فرع ہے کیونکہ اصل عمل مین فعل ہوتا ہے اور اسم فاعل
وغیرہ فرع ہے فعل کی غرضکہ زیادتی لام کی انمین دو وجہ سے ہوئی ہے اور زکوٰۃ اصل مین مصدر ہے
اور جسقدر مال اعیان سے نکالا جاتا ہے اوسپر بھی زکوٰۃ کا اطلاق ہوتا ہے زمخشری نے کہا زکوٰۃ ایک
اسم مشترک ہے درمیان عین و معنی کے پس عین تو نام ہے اوسقدر مال کا جسکو زکوٰۃ دینے والا انصاب سے
نکالتا ہے اور معنی فعل زکوٰۃ دینے والے کا ہے اللہ پاک نے اسی کا ارادہ کیا ہے اسلیئے زکوٰۃ دینے
والونکو اوسکا فاعل قرار دیا ہے اسکے سوا اوسمین اور کچھ جائز نہین ہے اسلیئے کہ جو مصدر ہے تو اوسکی
تعبیر فعل کے ساتھ کیجاتی ہے اور جو اوس فعل کا محدث ہوتا ہے اوسکو فاعل کہتے ہین مثلاً ضارب کو
فاعل ضرب کا اور قاتل کو فاعل قتل اور مزکی کو فاعل تزکیہ کا بولتے ہین بالجملہ اللہ پاک نے اوّل تو
مومنون کا یہ وصف کیا کہ وہ نماز مین خشوع و تواضع و فروتنی کرتے ہین بعد اسکے اونکی یہ تعریف
کی کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہین تاکہ یہ بات معلوم ہوجاے کہ طاعات بدنی و مالی کے ادا کرنے مین اور
محرمات سے بچنے مین اور باقی اُن اشیا سے پرہیز کرنے مین جنکے اجتناب کو مروت واجب کرتی
ہے غایت درجے کو پہونچے ہین والذین ھم لفروجھم حافظون فرج کا اطلاق مرد و زن

اسم فاعل عمل مین ضعیف ہے اسواسطے ھذا ضارب لزیدا کہتے ہین اور ضرب زیدا نہین ہوسکتا ہے

دونون کی شرمگاہ پر ہوتا ہے یہ بات کہ اپنی شرمگاہون کو محفوظ رکھتے ہین مراد اس سے یہ ہے کہ جو شے اونکو حلال نہین ہے بسبب عفت و پارسائی کے اوس سے اونکو روکتے ہین کہا ہے کہ ضمیر جمع سے مراد اسجگہ خاص مرد ہین نہ عورتین بدلیل اس قول کے الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم کیونکہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ عورت کو حلال نہین ہے کہ اسکا غلام مملوک اس سے وطی کرے اور ازواج سے مراد وہ بیبیان ہین جنسے شرعی نکاح ہوا ہے ہمین نے کہا کہ کلمۂ علی مین چار وجہ ہین ایک یہ ہے کہ حافظون سے متعلق ہے اس بنیاد پر کہ حافظون متضمن ہے معنی ممسکون یا قاصرون کو یہ دونون بکلمۂ علی متعدی ہوتے ہین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے امسک علیک زوجک دوسری وجہ یہ ہے کہ علی بمعنی مین ہے ای من ازواجہم سو علی بمعنی من ایسا ہے جیسے من بمعنی علی آیا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ونصرناہ من القوم فرار اسیطرف گئے ہین تیسری وجہ یہ ہے کہ موضع نصب مین ہے بنا بر حال زمخشری نے کہا الا والین او قوامین علیہم یہ معنی ماخوذ ہین اس محاورے سے کہ کان فلان علی فلانۃ فمات عنہا فخلف علیہا فلان یعنی فلان مرد فلان عورت پر والی تھا پھر وہ اوسکو چھوڑکر مر گیا تو فلان شخص اوسپر خلیفہ ہو گیا معنی یہ ہین کہ وہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت رکھنے والی ہین سب احوال مین مگر حال تزوج مین یا تسری مین چوتھی وجہ یہ ہے کہ محذوف سے متعلق ہے جسپر غیر ملومین دال ہے زمخشری نے کہا گویا یون کہا گیا یلامون الا علی ازواجہم یعنی ہر مباشرت پر ملامت کیے جائینگے مگر وہ مباشرت جو اونکے لیے حلال کیگئی ہے کیونکہ وہ اوسپر غیر ملومین ہین انتہی کسی نے کہا کہ استثنا نفی ارسال سے ہے جو کہ حفظ سے سمجھی جاتی ہے یعنی نہین چھوڑتے ہین اپنی فروج کو مگر اپنی بیبیون پر یہ پانچون وجہ ہے بیضاوی نے انمین سے تین وجہین ذکر کی ہین اول اور تیسری اور چوتھی نسفی نے بھی تین لکھی ہین لیکن دوسری تیسری چوتھی محلی نے صرف ایک وجہ ذکر کی ہے یعنی دوسری خازن مین بھی فقط یہی وجہ مذکور ہے جملۂ او ما ملکت ایمانہم محل جر مین ہے ازواجہم پر معطوف ہے مراد اس سے اماء و جواری ہین یعنی شرعی لونڈیان ما ملکت فرمایا من ملکت نہ کہا حالانکہ لونڈیان ذوی العقول ہین سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اونمین دو شے جمع ہوئی ہین ایک تو انوثت جو کہ مشعر ہے قصور عقل سے دوسری جواز بیع

۵۱ رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو ۱۲ منہ ۵۲ مردکی اسکی اُن لوگون پر ۱۲ منہ ۵۳ تزوج نکاح کرنے کو کہتے ہین اور تسری لونڈی رکھنے کو بولتے ہین ۱۲ منہ

وشرا کا اونمین مثل سائر سامان واسباب وحیوانات کے اسلیئے اونکو قائم مقام غیر عقلا کے ٹھیرا کر
کلمۂ ماجو کہ غیر ذوی العقول کے لیئے آتا ہے اونکے واسطے ذکر کیا مباشرت چونکہ نفس کو ساری
ملاہی سے بڑھکر شہی ولذیذ ومرغوب تھی اسواسطے علیحدہ کرکے اوسکا ذکر کیا اگرچہ عن اللغو معرضون کے
عموم مین اوسکا ذکر آگیا تھا جملۂ فانہم غیر ملومین تعلیل ہے استثنا کی اور ضمیر راجع ہے طرف
حافظون کے یا طرف اُن لوگون کے جنپر استثنا وال ہے یعنی اگر وہ اپنی بیبیون لونڈیون سے
حفظ فروج نکرین تو اسپر اونکو کسیطرح کی ملامت نہین ہے جبکہ طریقۂ شرعی پر ہو مثلاً دبر مین وطی
نکرے حالت حیض ونفاس مین جماع سے باز رہے اگر ایسا کرے گا اگرچہ بی بی لونڈی ہو تو
بھی مورد ملامت ہوگا فمن ابتغی وراء ذٰلک مین اشارہ ہے طرف بیبیون لونڈیون کے
یعنی جو شخص انکے سوا طلب کرے فاولئک ھم العادون تو وہی لوگ ہین تجاوز کرنیوالے
طرف اُس شے کے جو اونکے واسطے حلال نہین ہے پس جو شخص اوس سے نکاح کرے جو اوسے
حلال نہین تو اللہ پاک نے اوسکا نام عادی رکھا ہے کلمۂ وراء اسجگہ بمعنی سوی ہے اور وہ مفعول ہے
ابتغی کا زجاج نے کہا بمعنی ما بعد ذٰلک تو مفعول ابتغی کا محذوف ہوگا اور وراء ظرف ٹھیرے گا
یہ آیت دال ہے تحریم پر نکاح متعہ کے عبدالرزاق وابوداؤد نے اپنے ناسخ مین قاسم بن محمد سے
روایت کیا ہے کہ کسی نے اونسے متعہ کا حال پوچھا تو کہا کہ مین البتہ اوسکی تحریم قرآن مین دیکھتا ہون
پھر یہ آیت پڑھی والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم
اسی آیت سے بعض اہل علم نے استمنا کی تحریم پر استدلال کیا ہے اسواسطے کہ وہ منجملۂ وراء مذکور
ہے شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے اس باب مین ایک رسالہ بلوغ المنی فی حکم الاستمنا نام تالیف
کیا ہے اوسمین منع وجواز کی دلیلین ذکر کی ہین اونمین سے ترجیح راجح کی بیان کی ہے جمل نے
فخر رازی سے نقل کیا ہے کہ استمنا بالید جمہور کے نزدیک حرام ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی
اسکو جائز رکھتے تھے کیونکہ منی ایک فضلہ ہے بدن مین حاجت کے واسطے اوسکا نکالنا جائز ہے
جیسے فصد وسینگی لگانا لیکن تین شرطون سے ایک یہ ہے کہ زنا سے ڈرتا ہے دوسری یہ ہے
کہ آزاد عورت کا مہر یا لونڈی کی قیمت نہین ہے جسطرح کہ کتاب منتہی مین ذکر کیا ہے تیسری یہ ہے کہ
اپنے ہاتھ سے کرے اسکے مفہوم مین تفصیل ہے وہ یہ ہے کہ اگر اپنی بی بی یا لونڈی کے ہاتھ سے

ہے تو جائز اور اگر اجنبی عورت یا اجنبی مرد سے ہے تو حرام ہے علامہ حنفی فرماتے ہین اسمین دلیل ہے
تحریم پر متعہ و استمناء بالکف کے واسطے ارادۂ شہوت کے خازن نے کہا اسمین دلیل ہے اسپر کہ
استمناء بالید حرام ہے اکثر علماء کا قول یہی ہے عطاء سے کسی نے اوسکا پوچھا تو کہا کہ مکروہ ہے
مین نے سنا ہے کہ ایک قوم حشر کیجاے گی اور اونکے ہاتھ حاملہ ہونگے سو مین گمان کرتا ہون کہ وہ
لوگ یہی ہین سعید بن جبیر نے کہا اللہ نے ایک امت کو عذاب کیا وہ لوگ اپنے مذاکیر سے عبث
کیا کرتے تھے زادہ نے بھی یہی کہا ہے کہ اسمین دلیل ہے اسپر کہ استمناء بالید حرام ہے اور یہ
قول ہے علماء رضی اللہ تعالے عنہم کا پھر وہی دو قول ذکر کیے ہین واللہ اعلم والذین ہم لاماناتہم
وعھدھم راعون اصل مین امانت و عہد دونون مصدر ہین پھر اس مصدر کے ساتھ اوس شے
کا نام رکھا جسپر آدمی امین بنایا جاتا ہے اور اوسپر اُس سے عہد لیا جاتا ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے
ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا اور فرمایا وتخونوا امانتکم حالانکہ جو ادا کیے جاتے
ہین وہ اعیان ہین نہ معانی جس شے پر امین کیا ہے وہ ادا کیجاتی ہے نہ خود امانت جمہور کی قرارت
امانات بصیغۂ جمع ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ امانت مصدر ہے بسبب اختلاف انواع امانت کے اوسکو
جمع کیا ہے ورنہ مصدر مین جمع کی ضرورت نہین ہے انواع اوسکی یہ ہین وضو نماز روزہ وغیرہ
احکام شرعیہ ابن کثیر نے امانت بصیغۂ مفرد پڑہا ہے اسواسطے کہ جب جمع کی طرف اوسکی
اضافت کی گئی تو اَدَبُ اللباس سے امن ملگیا دوسری وجہ یہ ہے کہ امانت مصدر ہے جمع کی
اوسکو حاجت نہین ہے ان اللہ یامرکم الخ مین صیغۂ جمع پر سب کا اجماع ہے یہ حاصل ہی کرخی
کا بیضاوی نے کہا کہ ابن کثیر نے یہان اور سورۂ معارج مین بصیغۂ مفرد پڑہا ہے معنی یہ ہین کہ جس
شے پر اللہ پاک کی طرف سے یا اوسکے بندون کی جہت سے امین بنائے گئے ہین اوسکو ادا کرتے
ہین اسطرح جس شے کا اونسے عہد لیا گیا ہے اللہ تعالے کی طرف سے یا بندون کی جانب سے اوسکو
پورا کرتے ہین دین و دنیا کے کامون مین سے جس شے کا انسان ذمہ دار ہوتا ہے عہد و امانت
اوس سب کی جامع ہین امانت عہد سے زیادہ تر عام ہے پس ہر عہد امانت ہے اب وہ بات
وارد ہوگی کہ جو لوگ سات صفتون کے ساتھ موصوف ہین اللہ پاک نے کسطرح اونپر فلاح کا حکم لگا دیا
باوجود اسکے کہ اللہ تعالی نے عبادات واجبہ کا پورا ذکر نہین کیا ہے جیسے کہ روزہ و حج ہے

۵۱ اللہ تعالی حکم فرماتا ہے کہ پہونچاؤ امانتین امانت والون کو ۱۲ منہ

۵۲ یا چوری کر واپس کی امانتون مین ۱۲ منہ

خازن نے کہا امانتین مختلف ہین . س لو وہ ہین جو درمیان بندے کے اور اللہ پاک کے ہین
جیسے نماز و روزہ و غسل جنابت اور باقی عبادات جنکو اللہ نے بندون پر واجب فرمایا ہے سو
اُن سب کی وفا واجب ہے اور بعض درمیان اسکے اور بندگان خدا کے ہوتے ہین جیسے ودائع و
صنائع و اسرار وغیرہ سوانکا وفا کرنا بھی واجب ہے راعون کے معنی ہین حافظون بیضاوی نے کہا
اونکی حفظ و اصلاح کے ساتھ قیام کرنیوالے ہین نسفی نے کہا راعی وہ ہے کہ کسی شے پر بحفظ و
اصلاح قائم ہوتا ہے جیسے چرواہا بکریون کا والذین ہم علی صلواتہم یحافظون یعنی اپنی
نمازون پر مواظبت و مداومت کرتے ہین اور اونکے وقتون مین اونکو ادا کرتے ہین چونکہ نمازمین
تجدد و تکرر ہے اسلئے یحافظون بصیغۂ فعل فرمایا محافظون نہ کہا اور اسیواسطے جمہور نے
صلواتہم بصیغۂ جمع پڑہا ہے اور اوّل صلاتہم بصیغۂ مفرد پڑہا تاکہ اس بات کو مفید ہو کہ خشوع
جنس نماز مین سے ہر کوئی سی نماز ہو اور آخر مین جمع کا صیغہ ذکر کیا تاکہ نمازون کے عددون پر
محافظت کا مفید ہو نمازین پانچ ہین اور وتر و سنن راتبہ و نوافل مروبہ حمزہ و کسائی نے
اسجگہ مفرد پڑہا ہے اسم جنس مراد لیا ہے اور اسم جنس جمع کے معنی مین ہوتا ہے ذکر نماز کا جو یہان
کیا یہ تکرار نہین ہے اسواسطے کہ نماز مین خشوع کرنا اور ہے اور نمازون پر مداومت کرنا اور اونکے
اوقات مین اونکو ادا کرنا چیز دیگر ہے رہی یہ بات کہ طہارتون کا ذکر نہین کیا سو وجہ اوسکی یہ ہے کہ جملہ
محافظت نماز مین وہ داخل ہین کیونکہ منجملہ شرائط نماز ہین مومنین کے اوصاف کو نماز سے شروع
کیا اور اوسی پر ختم فرمایا سو اسمین تعظیم ہے شان نماز کی نماز کی محافظت یہی ہے کہ جو وقت جس نماز کا
مقرر ہے اوسکو اوسی مین پڑہے رکوع و سجود پورا ادا کرے قرارت اچھی طرح بوجہ مشروع پڑہے
اذکار مشروعہ کو اپنے موقع و محل مین ادا کرے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
کسی نے اونسے کہا کہ اللہ قرآن مین ذکر نماز کا بہت کرتا ہے الذین ہم علی صلواتہم دائمون
والذین ہم علی صلواتہم یحافظون تو فرمایا ذلک علی مواقیتہا یعنی مراد اس سے نماز کے
اوقات کا محفوظ رکھنا ہے لوگون نے کہا کہ ہم تو گمان نہین کرتے تھے اوسکو مگر اوسکے ترک پر
فرمایا کہ ترک نماز کا تو کفر ہے پھر اللہ پاک نے مومنین موصوفین باوصاف مذکورہ کی یہ مدح فرمائی کہ
اولئک ہم الوارثون یعنی یہ لوگ جو صفات مذکورہ کے جامع ہین وہی ہین لایق اس بات کے

احسان دیبز ۱۲ منہ

کہ اونکا نام وارث رکھا جاے نہ غیر اونکے مطلب یہ ہی کہ والذین ھم عن اللغو معرضون اور جو جملے
اوسپر معطوف ہین قبیل عطف صفت سے ہین صفت پر باوجود وحدت ذات کے اور واو عاطفہ
جو درمیان صفات کے متوسط ہوا ہے اوس سے جمع کے معنی نکلتے ہین اور حصر جو ضمیر فصل سے
مستفاد ہوتا ہے قبیل حصر کمال سے ہے یعنی وارث نام رکھے جانے کے مستحق یہی لوگ ہین وارث
وہ شخص ہے جو بعد فنا ہونے مورث کے باقی رہتا ہے اور جس بات کا اوسکا مورث استحقاق رکھتا ہے
اوسکے ساتھ متعد ہونے مین وہ اُسکا قائم مقام ہوتا ہے پس جو لوگ کہ ان عبادات و اوصاف کے
جامع ہین اسی جہت سے کہ بعد فنا ہونے اپنے اعمال کے جو کہ قبیل اعراض سے تھے باقی رہینگے
تو وہ مثل اُن وارثون کے ہوئے جو بعد فنا ہونے اپنے مورث کے باقی رہتے ہین اس جہت سے
کہ اونھین اعمال نے اُس ثواب جزیل و اجر کثیر کا اونکو وارث بنایا ہے جسکا اللہ پاک نے اونکے
مقابلے مین اونسے وعدہ فرمایا ہے یہ حاصل ہے زادہ کا کرخی نے کہا کہ یہ حصر اضافی ہے حقیقی
نہین ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اطفال و مجانین و ولدان و حور عین جنت مین داخل
ہونگے اور فاسق لوگ اہل قبلہ مین سے بھی بعد عفو کے اوسمین جائینگے اسلیئے کہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء پھر اللہ پاک نے اُس شے کا بیان کیا جسکے وہ وارث
ہونگے پس ارشاد فرمایا الذین یرثون الفردوس کلمہ فردوس کا لغت رومی معرب ہی کسی نے
کہا فارسی ہے کسی نے کہا حبشی ہے کسی نے کہا عربی ہے ثعلبی نے کہا فردوس بستان
واسع کو کہتے ہین جو کہ اصناف ثمر کا جامع ہوتا ہے قطرب نے کہا کہ اعلی البخان ہے مجمع البحارین
کہا ہے فردوس وہ باغ ہے جسمین کرم و اشجار ہوتے ہین یعنی انگور کے درخت اسکے سوا اور
درخت بھی اوسمین ہوتے ہین حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو اسکی تفسیر مین ثابت ہوا ہے
وہ یہی ہے کہ فردوس اوسط جنت و اعلی البخان ہے چنانچہ اسکا ذکر اوّل ہوچکا ہے معنی یہ ہین کہ
جو اعمال آیات مذکورہ مین ذکر ہوئے ہین جو شخص اونپر عمل کرے گا تو وہی وارث ہے کہ جنت
سے اوس مکان عالی کا وارث ہوگا غرضکہ یہ بیان ہے اوس شے کا جسکے وہ وارث ہونگے اوّل
وراثت کو مطلق ذکر کیا پھر اوسکی تقیید کی اوّل اوسکو مبہم بیان کیا پھر اوسکی تفسیر کی غرض اس سے
اوسکی تفخیم و تاکید ہے وہ جو فردوس کے مستحق ہوئے بسبب اپنے اعمال کے حسب مقتضاے

لہ اور اوس سے نیچے بخشا ہے جو چاہا ہے

وعدکرم سو اس استحقاق کے لیئے وراثت کا استعارہ کیا گیا ہے مقصود اس سے مبالغہ ہے
یہ تو معنی وراثت کے بطور استعارہ تھے دوسرا قول یہ ہے کہ مومنین وارث ہونگے کفار سے اونکے
منازل کے جو کہ جنت مین ہین اسواسطے کہ اونھون نے اپنی جانون پر اونکو فوت کیا کیونکہ اللہ پاک
نے ہر انسان کے واسطے ایک منزل جنت مین پیدا کی ہے اور ایک منزل آگ مین حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ وارث ہونگے اپنے مساکن کے اور اپنے اخوان
کے مساکن کے جو اونکے لیئے تیار کیئے گئے تھے اگر وہ اللہ کی اطاعت کرتے اخرجہ عبد الرزاق
وعبد بن حمید وابن جریر والحاکم وصححہ عنہ عبد بن حمید وترمذی نے حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا اور کہا حسن صحیح غریب پھر ایک قصہ ذکر کیا اوسمین یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا الفردوس ربوۃ[۱] الجنۃ واوسطہا[۲] وافضلہا باقی حدیثین اس باب کی اوّل
گزر چکی ہین جملہ ہم فیہا خالدون محل نصب مین ہے بنا بر حال مقدرہ یا مستانفہ ہے اسکا کوئی
محل اعرابی نہین ہے بمعنی خلود کے یہ ہین کہ وہ ہمیشہ اوسمین رہین بسین گے اوس سے کبھی نہ نکلین گے
نہ اوسمین مرین گے تانیث ضمیر کی باوجود اسکے کہ فردوس کی طرف راجع ہے اسلیئے ہے کہ وہ بمعنی
جنت ہے بیضاوی نے کہا اسواسطے کہ نام ہے جنت کا یا اسکے طبقۂ علیا کا چونکہ اللہ پاک نے
اپنے بندون کو عبادت پر آمادہ کیا اور اوسکے بجالانے پر انکے فردوس کا وعدہ فرمایا تو اسکے
ضمن مین معاد اخروی آگئی اسلیئے تقریر مبدء کی طرف رجوع کیا تاکہ وہ نفوس مکلفین مین متمکن
ہوجاے کیونکہ بنسبت اعادے کے ابتدا زیادہ تر سخت ہے پس ارشاد فرمایا ولقد خلقنا
الانسان من سلٰلۃ من طین ۝ ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین ۝ ثم خلقنا النطفۃ
علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظٰما فکسونا العظٰم لحما ثم انشانٰہ
خلقا اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین ۝ ثم انکم بعد ذٰلک لمیتون ۝ ثم
انکم یوم القیٰمۃ تبعثون ۝ اور ہمنے بنایا ہے آدمی چن لی مٹی سے پھر رکھا اوسکو
بوند کر کہ ایک جمے ٹھیرا ومین پھر بنائی اس بوند سے پھٹکی پھر بنائی اس پھٹکی سے بوٹی پھر
بنائی اس بوٹی سے ہڈیان پھر پہنایا ان ہڈیون پر گوشت پھر اوٹھا کھڑا کیا اوسکو ایک نئی صورت
مین سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا پھر تم اسکے پیچھے مرو گے پھر تم قیامت کے

[۱] ربوۃ الجنۃ اوارفعہا وہی بالضم والفتح ما ارتفع من الارض ۱۲ منہ مجمع البحار
[۲] اوسط بمعنی افضل ۱۲ منہ

دِن کھڑے کیئے جاؤ گے انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے
ابتداے پیدایش انسان کی سلالۂ طین سے مراد انسان سے حضرت آدم علیہ السّلام ہین کہ
اللہ پاک نے اونکو کھنکھناتے سنتے ہوئے گارے سے پیدا کیا اعمش نے عن المنہال بن
عمرو عن ابی یحییٰ عن ابن عبّاس رضی اللہ عنہما من سلالۃ من طین کی تفسیر مین روایت کیا ہے
کہا من صفوۃ الماء یعنی خالص صاف پاک پانی سے اونکو بنایا مجاہد نے کہا من سلالۃ
ای من منی آدم یعنی اللہ پاک نے آدمی کو آدم علیہ السّلام کی منی سے بنایا ابن جریر نے کہا
آدم علیہ السّلام کا نام طین اسی لیئے رکھا ہے کہ وہ اوسی سے بنائے گئے ہین قتادہ نے کہا
استل آدم من الطین یعنی آدم علیہ السّلام مٹی سے کھینچے گئے نکالے گئے ہین یہ قول ظاہر تر ہے
معنی مین اور قریب تر ہے طرف سیاق کے کیونکہ آدم علیہ السّلام طین لازب سے بنائے گئے ہین
طین لازب کھنکھناتی مٹی ہے سنتے ہوئے گارے سے اور یہ مخلوق ہے تراب یعنی خاک سے جیسا کہ
اللہ پاک نے فرمایا ہے ومن آیاتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون امام احمد
نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا بیشک اللہ نے پیدا کیا آدم کو ایک مٹھی سے کہ بھرا اوسکو ساری زمین سے
پس آئے بنی آدم زمین کے اندازے پر آیا اونمین سے سرخ اور سپید اور سیاہ اور درمیان اسکے
اور ناپاک و پاک اور درمیان اسکے وقد رواہ ابو داؤد والترمذی من طرق عن عوف
الاعرابی بہ نحوہ وقال الترمذی حسن صحیح قولہ تعالیٰ ثم جعلناہ نطفۃ
یہ ضمیر راجع ہے طرف جنس انسان کے جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے وبدأ خلق الانسان
من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین یعنی ضعیف جیسا کہ فرمایا ہے الم نخلقکم
من ماء مھین فجعلناہ فی قرار مکین یعنی رحم اوسکے واسطے مستعد و مہیّا کیا گیا ہے الی قدر معلوم
فقدرنا فنعم القادرون یعنی ایک مدت مقرر و اجل معین تک یہانتک کہ مستحکم ہوا اور ایک حال
سے دوسرے حال کی طرف اور ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف نقل کرتا رہا اسی لیئے
اسجگہہ یون فرمایا ہے ثم خلقنا النطفۃ علقۃ یعنی پھر ہمنے کر دیا نطفے کو علقہ نطفہ کہتے ہین
اوچھلتے پانی کو جو صُلب مرد سے نکلتا ہے صلب کہتے ہین مرد کی پشت کو اور عورت کے ترائب سے

۵۱ اور اوسکی نشانیون سے ہے کہ تمکو پیدا کیا مٹی سے پھر اب تم انسان ہو پھیل پڑے ۱۲ منہ

۵۲ اور شروع کی انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر بنائی اوسکی اولاد بیخڑے پانی بے قدرے ۱۲ منہ

۵۳ ہمنے نہین بنایا تمکو ایک بے قدر پانی سے پھر رکھا اوسکو ایک ٹھہرنے کی جگہ پھر اوسکو ۱۲ منہ

۵۴ ایک وعدے مقرر تک پھر ہم کرتے سوکیا خوب سکت والے ہین ۱۲ منہ

ترائب عورت کے سینے کی ہڈیان ہین جو درمیان ہانس کے ناف تک ہوتی ہین پھر وہ ہوگیا سرخ
یعنی پھٹکی علقے کی شکل پر عکرمہ نے کہا علقہ خون ہے فخلقنا العلقة مضغة مضغہ ایک
ٹکڑا ہے مثل گوشت کی بوٹی کے اوسمین نہ کوئی شکل ہے نہ نقشا فخلقنا المضغة عظاما یعنی ہمنے
اوس بوٹی کی شکل بنادی اوسکو سر والا دو ہاتھ دو پانون والا کردیا اوسکی ہڈیون پٹھون رگون سے
دوسرون نے اوسکو فخلقنا المضغة عظاما پڑھا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا مراد عظم سے
پشت کی ہڈی ہے صحیح مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہر جسم ابن آدم کا بوسیدہ ہوجائیگا مگر عجب الذنب اوسی سے پیدا کیا گیا
اور اوسی سے ترکیب دیا جائے گا فکسونا العظام لحما کا مطلب یہ ہے کہ ہمنے اوسپر وہ شے
کردی جو کہ ہڈیون کو چھپاوے اور اونکو مضبوط و قوی کردے ثم انشاناہ خلقا آخر کے
یہ معنی ہین کہ ہمنے اوسمین روح پھونکدی تو اوسنے حرکت کی اور ایک اور ہی خلق ہوگیا شنوائی وبینائی
واور ادراک وحرکت واضطراب والا بنگیا فتبارک اللہ احسن الخالقین ابن ابی حاتم نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب نطفے پر چار مہینے گذر جاتے ہین تو اللہ طرف
اوسکے ایک فرشتہ بھیجتا ہے پھر وہ اوسمین روح پھونکتا ہے تین تاریکیون مین سو یہ وہی قول
ہے اللہ تعالیٰ کا ثم انشاناہ خلقا آخر یعنی ہمنے اوسمین روح پھونکدی حضرت ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اوسنے روح پھونکی حضرت ابن عباس نے فرمایا ثم انشاناہ
خلقا آخر یعنی پھر ہمنے اوسمین روح پھونکی اسیطرح مجاہد و عکرمہ و شعبی و حسن و ابو العالیہ و ضحاک و ربیع
بن انس و سدی و ابن زید نے کہا ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے عوفی نے حضرت
ابن عباس سے یون روایت کیا ہے یعنی بنقله من حال الی حال الی ان خرج طفلا مطلب یہ ہے
کہ ایک حال سے دوسرے حال کیطرف نقل کرتے رہے یہانتک کہ طفل ہوکر نکل آیا پھر صغیر پھر نشوونما
پایا پھر بالغ ہوا پھر جوان پھر ادھیڑ پھر بوڑھا پھر بڑا بوڑھا قتادہ و ضحاک سے مثل اسکے مروی ہے
اسمین کسیطرح کی منافات نہین ہے کیونکہ ابتدائے نفخ روح سے اوسمین ان تنقلات واحوال مین آنے
شروع کیا ہے واللہ اعلم امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہا ہمکو حدیث کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ صادق مصدوق ہین

---

۵۱ یعنی ہمنے اوسکو پیدا کیا
۵۲ یعنی آپ نے نفخ روح اور پیدائش کے
بھی آپکو سچا کہا ہے ۱۲

کہ بیشک ایک تمھارا البتہ جمع کیجاتی ہے خلق اوسکی اوسکی مان کے پیٹ مین چالیس دن پھر وہ ہوتا
ہے علقہ مثل اسکے پھر ہوتا ہے مضغہ مثل اسکے پھر بھیجا جاتا ہے طرف اوسکے فرشتہ تو اوسمین روح
پھونکتا ہے اور حکم کیا جاتا ہے ساتھ چار باتون کے رزق اوسکا اجل اوسکی عمل اوسکا اور آیا بدبخت
ہے یا نیکبخت پس قسم ہے اوس ذات کی کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اوسکے بیشک ایک تمھارا البتہ
کرتا ہے عمل اہل جنت کا یہانتک کہ نہین ہوتا ہے درمیان اوسکے اور درمیان جنّت کے مگر ایک
ہاتھ پس سبقت کرتی ہے اوسپر کتاب تو خاتمہ کیا جاتا ہے واسطے اوسکے ساتھ عمل اہل نار کے پھر وہ
اوسمین داخل ہوتا ہے اور بیشک آدمی البتہ کرتا ہے عمل اہل نار کا یہانتک کہ نہین ہوتا ہی درمیان
اوسکے اور درمیان نار کے مگر ایک ہاتھ پس سبقت کرتی ہے اوسپر کتاب تو خاتمہ کیا جاتا ہے واسطے اوسکے
ساتھ عمل اہل جنت کے پھر وہ اوسمین داخل ہوتا ہے اخرجاہ من حدایث سلیمان بن مھران
الاعمش ابن ابی حاتم کا لفظ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ نطفہ جسوقت
رحم مین واقع ہوتا ہے تو ہر بال اور ہر ناخن مین اوڑتا[۵۱] ہے پھر وہ چالیس دن ٹھیرا رہتا ہے پھر رحم
مین عود کرتا ہے تو علقہ ہو جاتا ہے امام احمد کا دوسرا لفظ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے
یہ ہے کہ ایک یہودی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے گزر کیا اور آپ اپنے اصحاب
سے حدیث کر رہے تھے تو قریش نے کہا اے یہودی یہ زعم کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو یہودی بولا البتہ
مین اوس سے ایسی شے کا سوال کرونگا کہ سوائے نبی کے اور کوئی اوسکو نہین جانتا ہے راوی نے
کہا پھر وہ یہودی آپکے پاس آیا یہانتک کہ بیٹھا پھر کہا اے محمدؐ انسان کس چیز سے پیدا کیا جاتا ہے
تو آپ نے فرمایا اے یہودی ہر ایک سے پیدا کیا جاتا ہے مرد کے نطفے سے اور عورت کے نطفے
سے پس مرد کا جو نطفہ ہے سو نطفہ غلیظ ہوتا ہے یعنی گاڑہا اوس سے ہڈیان اور عصّے ہین اور عورت کا
نطفہ جو ہی سو وہ نطفہ رقیق ہے اوس سے گوشت و خون بنتا ہے اسپر وہ یہودی بولا کہ اسیطرح وہ لوگ
کہتے تھے جو تجھسے پہلے تھے امام احمد نے حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا ہے فرماتے تھے کہ داخل ہوتا ہے
فرشتہ نطفے پر بعد اسکے کہ قرار پکڑتا ہے رحم مین چالیس رات پس وہ کہتا ہے یارب کیا ہے بدبخت ہی
یا نیکبخت آیا تو ہے یا مادہ سو اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے تو وہ لکھے[۵۲] جاتے ہین اور لکھا جاتا ہی اوسکا

[۵۱] یعنی جب نطفہ رحم مین پڑتا ہے پھر اللہ پاک بشر پیدا کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت کے رحم مے مین پہنچ کر موے و ناخن کے آڑ جاتا ہے یعنی متفرق ہو جاتا ہے پھر چالیس دن پھر رہتا ہے پھر خون ہو کر رحم مین آڑتا ہے سو یہی اوسکا جمع ہونا ہی ۱۲ منہ

[۵۲] یعنی یہ دو باتین کہ نیکبخت ہے یا بدبخت ہے یا مادہ ۱۲ منہ

عمل ونقش قدم[۱] ومصیبت ورزق پھر صحیفہ[۲] لپیٹ دیا جاتا ہے تو جو کچھ اوسمین ہے نہ اوسپر زیادہ
کیا جاے نہ کم کیا جاے وقد رواہ مسلم فی صحیحہ من حدیث سفیان بن عیینۃ
عن عمرو وھو ابن دینار نحوہ من طریق اٰخر عن ابی الطفیل عامر بن واثلۃ عن حذیفۃ
بن اسید ابی سریحۃ الغفاری بنحوہ واللہ اعلم حافظ ابو بکر بزّار نے حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ نے مقرر
کیا ہے رحم پر ایک فرشتہ تو وہ کہتا رہتا ہے اے رب نطفہ ہے اے رب علقہ ہے اے رب
مضغہ ہے پھر جب اللہ اوسکے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے اے رب نر ہے یا
مادہ بدبخت ہے یا نیکبخت سو کیا ہے رزق واجل فرمایا پس یہ لکھا جاتا ہے اوسکی ماں کے پیٹ مین
اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث حماد بن زید بہ **قولہ تعالیٰ** فتبارک اللہ
احسن الخالقین یعنی جبکہ اللہ پاک نے اپنی قدرت ولطف کو ذکر کیا پیدا کرنے مین اس نطفے کے
ایک حال سے طرف دوسرے حال کے ایک شکل سے طرف دوسری شکل کے یہانتک کہ صورت بنکر
اچھا خاصا پورا انسان ہوگیا تو یون فرمایا فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنی بابرکت ہے اللہ
بہتر بنانے والا **ابن ابی حاتم** نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عمر
بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مین نے موافقت کی اپنے رب سے اور اوسنے موافقت کی مجھسے
چار باتون مین یہ آیت نازل ہوئی ولقد خلقنا الانسان الآیہ تو خاص مین نے کہا فتبارک
اللہ احسن الخالقین اسپر فتبارک اللہ احسن الخالقین نازل ہوئی **ابن ابی حاتم**
نے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے املا کرائی مجھپر یہ آیت ولقد خلقنا الانسان الی قولہ خلقا اٰخر تو معاذ رضی اللہ
عنہ نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے
تو معاذ نے آپسے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس بات سے ہنسے تو آپ نے فرمایا کہ آیت اسی سے
ختم کیگئی فتبارک اللہ احسن الخالقین اس حدیث کی اسناد مین جابر بن زید جعفی بغایت ضعیف
ہین اونکی اس خبر مین شدید نکارت ہے اسواسطے کہ یہ سورت مکّی ہے اور زید بن ثابت نے جو
وحی لکھی ہے سو مدینہ مین اسیطرح معاذ بن جبل کا اسلام بھی مدینے ہی مین ہوا ہے فاللہ اعلم

[۱] یعنی کہان کہان پر مرے گا ۱۲ منہ
[۲] یعنی تقدیر نامہ ۱۲ منہ

ثم انکم بعد ذلک لمیتون یعنی بعد اس پہلی پیدائش کے عدم سے تم منتقل ہوگے طرف موت کے ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون یعنی آخر پیدائش یعنی روز معاد و قیام ارواح بسوے اجساد پھر خلائق کا حساب لیا جاے گا اور ہر عمل کرنیوالے کو اوسکا عمل بھرپور دیا جائیگا اگر خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر **ف** ربط اس آیت کا ماقبل سے یہ ہے کہ اللہ پاک نے اگلی آیت مین عبادات کا امر فرمایا اور یہ بات ظاہر ہے کہ عبادتِ الٰہی مین مشغول ہونا ٹھیک نہین ہوتا ہے مگر بعد حصول معرفت اللہ سبحانہ کے سو اسلیئے اللہ پاک نے اُسکے بعد اُس شے کا ذکر کیا جو اوسکے وجود پر دلالت کرتی ہے اور اِسپر کہ وہ متصف ہے ساتھ صفات جلال و وحدانیت کے اور جملہ دلیلین جو ذکر فرمائین وہ چار نوع کی ہین اوّل نوع تو استدلال ہے ساتھ تقلب انسان کے پیدائش کے طورون مین یہ طور نو ہین سو اوّل طور ہونا انسان کا ہے سلالۃ من طین اور آخر طور تبعثون ہے دوسری نوع دلائل کی پیدا کرنا آسمانونکا ہے اِسکی طرف اشارہ کیا ہے ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق مین تیسری نوع پانی کا اُتارنا ہے اِسکی طرف اشارہ ہے وانزلنا من السماء ماء مین چوتھی نوع استدلال ہے احوال حیوانات سے اسکی طرف اشارہ فرمایا ہے وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ مین احوال حیوان کے چار ہین اونکا ذکر آیت مین ہے یہ سب انواع استدلال اپنے محل و موقع مین آیندہ مذکور ہونگے غرضکہ پہلی نوع لوٹ پوٹ ہونا آدمی کا ہے پیدائش کی حالتون مین سو پہلی حالت یہ ہے کہ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ پس یہ جملہ جواب ہے قسم محذوف کا یعنی واللہ لقد خلقنا اور معطوف ہے جملۂ ماقبل پر اسواسطے کہ درمیان دونون کے ایک مناسبت ہی یہ مناسبت کچھ تو اس آیت کی اوّل تمہید مین ذکر ہو چکی ہے اور پورے طور پر ابھی مذکور ہوئی ابن عطیہ کا قول ہے کہ یہ ابتداے کلام ہے اور حرف واو اسکے اوّل مین عطف کرنیوالا ہے جملۂ کلام کا جملۂ کلام ماقبل پر گو دونون جملے معنی مین متباین ہون سو اس قول سے وہی قول بہتر ہے جو اوّل تمہید آیت مین گزر چکا ہے کیونکہ وجہ مناسبت موجود ہے بالجملہ سُلالہ فُعالہ کا وزن ہے سَلّ سے سَلّ کہتے ہین ایک شے کے کھینچنے نکالنے کو دوسری شے سے جسطرح محاورے مین بولتے ہین سللت الشعرۃ من العجین والسیف من الغمد یعنی کھینچ لیا مین نے بال کو آٹے سے اور تلوار کو میان سے تو بال نکل آیا اور تلوار نکل آئی اس بنا پر نطفہ سلالہ ہوا اور ریتچا سلیل ٹھیرا اور سلالہ بھی کلبی نے کہا کہ سُلالہ وہ مٹی گارا ہے

ف قولہ القدیر ابن کثیر وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال مصطفوی غفرلہ ماقبلہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب فتح القدیر کے نزدیک ابن عطیہ کا قول مختار ہے جب تو اوسکو اوّل کہا اور دوسرے کو بلفظ قیل حالانکہ فیہ ۱۲ منہ

کہ جسوقت تو اوسکو بچوڑے تو وہ تیری انگلیون کے درمیان سے نکل آئے پس جو نکلتا ہے سُلالہ
وہی ہے ابو عوسجہ نے کہا کہ ہر شے سے جو خالص ہوتا ہے اوسکو سلالہ کہتے ہین بیضاوی و نسفی و
محلی نے کہا ہے کہ سلالہ بمعنی خلاصہ ہے کیونکہ وہ کدر کے درمیان سے کھینچا جاتا ہے مطلب یہ ہے
کہ جو چیز کسی شے سے بر طریق صاف کرنے خالص کرنے کے اُسکے کدر سے کھینچی نکالی جاے
وہ سلالہ ہے فُعالہ کا وزن قلت پر دال ہوتا ہے اِس وزن مین ہر جگہ قلت ماخوذ ہوتی ہے جسطرح
کہ لفظ خلاصہ ہے اِسمین بھی قلت ہے کیونکہ ہر شے کا خلاصہ بنسبت اُس شے کے کم ہوتا ہے
کسی نے کہا کہ جس خاک سے حضرت آدم علیہ السّلام بنے اوسکا نام سُلالہ اِسلیے رکھا ہے کہ وہ ہر خاک سے
کھینچے گئے تھے بچے کا نام جو سُلالہ رکھا ہے سو اسیواسطے کہ اصل اوسکی یعنی پانی ہر بال کے نیچے سے
کھینچا جاتا ہے ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عبّاس سے روایت کیا ہے
کہ سُلالہ صفوالماء الرقیق الذی یکون منہ الولد یعنی سُلالہ وہ خالص صاف پتلا پانی ہے
جس سے بچا ہوتا ہے سُلالہ مین تابعین کے کئی قول ہین چنانچہ اوّل اسکا ذکر ہو چکا ہے کلمۂ من
ابتدائیہ ہے اور مِن طین کا حرف مِن متعلق ہے مخذوف سے کیونکہ وہ صفت ہے سُلالہ کے
معنی یہ ہین کہ بنایا ہمنے انسان کو خلاصہ سے ایسا خلاصہ کہ کائن ہے طین سے یا مِن بیانیہ
ہے یعنی بنایا ہمنے اوسکو خلاصہ سے کہ وہ طین ہے جسطرح کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان مین
مِن بیانیہ ہے یعنی تم بچو گندگی سے کہ وہ بُت ہین یا مِن طین کا مِن متعلق ہے سُلالہ کے معنی سے
کیونکہ سلالہ کے معنی مسلولہ ہین یعنی بنایا ہمنے اوسکو خلاصہ سے ایسا خلاصہ کہ کھینچا گیا ہے طین سے
اِس صورت مین جسطرح اوّل مِن ابتدائیہ تھا اِسیطرح یہ بھی ابتدائیہ ہوگا بیضاوی نے تینون وجہین ذکر
کی ہین محلی نے وجہ اخیر کو اختیار کیا ہے نسفی کی مختار وجہ یہ ہے کہ اوّل ابتدائیہ ثانی بیانیہ
انسان مین مفسرین کا اختلاف ہے سو علامہ نسفی و محلی کا مختار قول یہ ہے کہ مراد آدم علیہ السّلام
ہین[1] بیضاوی کا بھی اوّل قول یہی ہے اِسلیئے کہ وہ اُس خلاصے سے بنے جو مٹی سے کھینچا گیا یا
اوس مٹی سے بنائے گئے جو ہر خاک سے کھینچی گئی اور اونکی اولاد نطفے سے بنائی گئی دوسرا
قول یہ ہے کہ مراد انسان سے جنس انسان ہے یعنی اولاد آدم انکی طرف مٹی سے پیدا ہونے کی
نسبت اِسواسطے ہوئی کہ اونکے باپ تو بیشک خالص مٹی سے بنے اونکے ضمن مین گویا یہ بھی

[1] زادہ نے اس قول کو حضرت ابن عباس و عکرمہ و قتادہ کی طرف منسوب کیا ہے لیکن اوّل جو گزر چکا ہے وہ قول حضرت ابن عباس کا ہے خلاف کا شاید یہ کوئی دوسرا قول ہو ان قتادہ کا یہ قول ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

مٹی سے مخلوق ہوئے[۵] دوسری وجہ یہ ہے کہ بنی آدم ایسے خلاصون سے پیدا کیے گئے ہین
جوکہ پانی اور مٹی سے نکالے جاتے ہین یہ خلاصے نباتی غذائین ہین اوّل ادنین سے مونہہ اور
دانت خلاصہ کھینچتے ہین پھر معدہ پھر جگر پھر دماغ امام رازی نے کہا ہی کہ انسان نطفے سے متولد
ہوتا ہی اور نطفہ فضل ہضم رابع سے متولد ہوتا ہے اور یہ فضل غذاؤن سے متولد ہوتا ہی اور غذائین یا حیوانی
ہین یا نباتی حیوانی غذا کا انتہا بھی غذاے نباتی کیطرف ہوتا ہی اور نباتی غذا جو متولد ہوتی ہے سو اسی
زمین و پانی کے خلاصے سے پس انسان حقیقت مین مٹی کے خلاصے سے متولد ہوتا ہے پھر یہ خلاصہ
بعد اسکے کہ اطوار خلقت و ادوار فطرت اوسپر متوارد ہوتے ہین منی بنجاتا ہے امام نے کہا کہ یہ تاویل
لفظ سے مطابق ہے اور اسمین تکلفات کی حاجت نہین ہوتی ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ مراد طین سے
آدم علیہ السلام ہین کیونکہ وہ اوسی سے بنے ہین اور سلالہ سے مراد اونکا نطفہ ہے یعنی ہمنے جنس
انسان کو آدم کے نطفے سے بنایا یہ قول مجاہد کا ہے اوّل گزر چکا ہے ثم جعلناہ نطفۃ مین ضمیر
راجع ہے طرف انسان کے پس انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہونگے تو یہان مضاف مقدر ہوگا یعنی
پھر کیا ہمنے نسل آدم کو نطفہ یعنی نطفے سے اونکو بنایا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ضمیر جعلناہ کی انسان
بمعنی آدم کے طرف پھرے بطور استخدام کے کیونکہ لفظ انسان کا حضرت آدمؑ اور اونکی اولاد دونون
کو شامل ہے تو انسان سے خود آدم مراد لیے اور اوسکی ضمیر سے اولاد آدم اہل بدیع کے عرف مین
اس صنعت کو استخدام کہتے ہین اور اگر انسان سے مراد اولاد آدم ہوگی تو خود ظاہر ہے کسیطرح
کا اشکال نہین ہے یا ضمیر راجع ہے طرف سلالہ کے ای جعلنا السلالۃ نطفۃ یعنی پھر کردیا
ہمنے اُن غذاؤنکو جو مٹی سے نکالی جاتی ہین نطفہ رہی یہ بات کہ مذکر کی ضمیر سلالہ کی طرف کسطرح
پھرے گی سو سلالہ کی تاویل جوہر یا مسلول یا ماء کرینگے تفسیر نطفہ و علقہ و مضغہ کی سورۂ حج مین
گزر چکی ہے فی قرار مکین متعلق ہے محذوف سے اس بنیاد پر کہ صفت ہے نطفے کی یعنی ایسا
نطفہ کہ کائن ہے قرار مکین مین قرار سے مراد جاے قرار ہے یعنی رحم قرار مصدر ہے قرارگاہ کی تعبیر
مصدر سے کی واسطے مبالغے کے مکین کے معنی ہین حصین محفوظ یہ صفت ہے اُس شے کی جو رحم
مین قرار پزیر ہوتی ہے رحم کو دو وجہ سے اوسکے ساتھ موصوف کیا ایک تو بطور مجاز ہے جسطرح
کہتے ہین طریق سائر یعنی راہ چلنے والے حالانکہ چلنے والا وہ ہے جو راہ مین چلتا ہے خود راہ

[۵] یا مضاف مقدر ہے یعنی لقد خلقنا اصل کل انسان وھو آدم علیہ السلام ۱۲ منہ

نہین چلتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ رحم خود مکین حصین محکم محفوظ ہے کہ کوئی خلل اوسکو عارض نہین
ہوتا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فی قرار مکین جعلنا سے متعلق ہو اس بنا پر کہ قرار سے مراد مرد کی پشت
ٹھیرے اور جعلناہ کی ضمیر سلالہ کی طرف پھرے اور جعل بمعنی تصییر قرار پائے کیونکہ جنس انسان
کی اس شے سے مخلوق ہوتی ہے جو مٹی سے نکالی جاتی ہے اور وہ شے مٹی سے نکالی ہوئی مرد
کی پشت مین نطفہ نہین بنتی ہے مگر بعد ایک زمانے کے غرضکہ خلق انسان مین نو طور ہین اونمین سے
دو طور تو بیان ہو چکے ایک یہ تھا کہ اللہ پاک نے جو ہر انسان کو اول تو مٹی سے پیدا کیا کیونکہ اصل
آدم علیہ السلام ہین اور وہ خالص مٹی سے بنے دوسرا طور یہ ہوا کہ اونکی اولاد کو مٹی اور منی سے
بنایا اب تیسرا طور ذکر کیا پس ارشاد فرمایا ثم خلقنا النطفۃ علقۃ یعنی کر دیا ہمنے نطفے کو علقہ
باین طور کہ احالہ کیا ہمنے سپید نطفے کا خون بستہ مطلب یہ ہے کہ نطفہ ہو نیسے اوسکو پھیر دیا
طرف خون سرخ ہونے کے پھر چوتھا طور ذکر فرمایا فخلقنا العلقۃ مضغۃ یعنی پھر کر دیا ہمنے خون بستہ
کو گوشت کا ٹکڑا بے نقشا بنا پھر پانچوان طور ذکر فرمایا فخلقنا المضغۃ عظاما یعنی پھر کر دیا ہمنے
گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیان باین طور کہ اوسکو سخت کر دیا تاکہ وہ بدن کی عمود ہو جائین خاص
خاص شکلون پر کوئی چھوٹی کوئی بڑی کوئی سیدھی کوئی ٹیڑھی کوئی باریک کوئی موٹی کوئی
زیادہ سخت کوئی کم سخت حسب موقع و محل اب رہی یہ بات کہ وہ گوشت کا ٹکڑا سب کا سب ہڈیان
بنجاتا ہے یا اکثر سو ابو السعود نے دونون قول نقل کیئے ہین پھر چھٹا طور بیان فرمایا فکسونا العظام
لحما یعنی پھر پہنایا ہمنے ہڈیون کو گوشت اوسکو اونکے واسطے لباس کی طرح کر دیا یہ گوشت جو
ہڈیونکو پہنایا یا تو مضغے سے جو باقی بچا تھا وہ اونکو پہنا دیا بنا بر ایک قول کے کہ اکثر مضغہ
ہڈیان بنگیا اور کچھ بچ رہا یا اللہ پاک نے ہر ہڈی پر اوسکی مقدار کے لایق و مناسب گوشت اگا دیا
اوس مادے سے جو اوسکو پہونچتا رہتا ہے بنا بر دوسرے قول کے کہ سارا مضغہ ہڈیان بنگیا
تینون جگہ خلقنا متضمن ہے معنی جعلنا بمعنی صیرنا کو اسی لیئے دو مفعول کی طرف متعدی ہوا ہے
جسطرح کہ جعل الظلمات والنور مین جعل متضمن ہے معنی خلق کو تو ایک مفعول کی طرف
متعدی ہوا ابن عامر و ابو بکر نے دونون جگہ عظاما بصیغۂ مفرد پڑہا ہے اس لحاظ سے کہ عظم کا
کلمہ اسم جنس ہے جمع سے کافی ہو جاتا ہے یا مفرد کو بجاے جمع کے اسواسطے رکھا ہے کہ التباس

نہین ہے کیونکہ سب جانتے ہین کہ انسان مین بہت سی ہڈیان ہین کسی نے ایک کو مفرد دوسرے
کو جمع پڑہا ہے چونکہ درمیان افراد ہڈیون کے ہیئت وسختی مین اختلاف ہے اسلیئے اسپر آگاہ کرنے
کو دونون جگہ عامہ نے غطاما بلفظ جمع پڑہا ہے باوجود اسکے کہ کلمہ عظم کا بسبب اسم جنس
ہونے کے جمع سے مغنی ہے پھر ساتوان طور ذکر فرمایا ثم انشأناہ خلقا آخر اسمین ضمیر راجع
ہے طرف انسان کے یا مذکور کے یعنی پھر اوسکو اٹھا کھڑا کیا ہمنے اوسکو ایک اور خلق کہ وہ مباین
ومغائر ہے پہلی خلق کے اسلیئے کہ اوسکو حیوان کردیا حالانکہ وہ جماد تھا اور کردیا اوسکو بولتا
سنتا دیکھتا حالانکہ اوّل ان صفتون کی ضد تھا اسی لیئے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے
فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص انڈا غصب کرلے پھر اسکے پاس وہ انڈا بچّا بنجاے تو وہ انڈے
کا ضامن ہوگا اور بچوزہ واپس نکرے گا کیونکہ وہ ایک اور خلق ہے سوا انڈے کے قالہ النسفی
رحمہ اللہ تعالیٰ خلق آخر کی تفسیر مین کئی قول ہین ایک قول یہ ہے کہ مراد نفخ روح ہے یہ
قول حضرت ابن عبّاس کا اور بہت سے لوگون کا ہے چنانچہ اسکا ذکر اوّل ہوچکا ہے کسی نے کہا
بال اُگنا ہے کسی نے کہا دانت نکلنا ہے بال اور دانتون کا قول ابن ابی حاتم نے حضرت
ابن عبّاس سے روایت کیا ہے قرطبی نے بال اُگنے کو قتادہ کی طرف منسوب کیا ہے اور دانت
نکلنے اور بال اُگنے کو ضحاک کی طرف کسی نے کہا اوسکا نکلنا ہے طرف دنیا کے قرطبی نے
اسکو حضرت ابن عبّاس کا قول تحریر کیا ہے عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے
مجاہد سے روایت کیا ہے کہا حین استوی بدالشباب یعنی جبکہ وہ پورا جوان ہوگیا قرطبی کا
لفظ مجاہد سے کمال شبابہ ہے اور کہا کہ یہ قول حضرت ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے کسی نے کہا
کامل کرنا ہے اُن قوتون کا جو اوسمین پیدا کی گئی ہین کسی[۱] نے کہا یہ ایر سپیر کرنا ہے اوسکے احوال کا
بعد ولادت کے آواز کرنے سے دودھ پینے تک بیٹھنے کھڑے ہونے تک دودھ چھڑانے
تک یہانتک کہ کھانے پینے لگے یہانتک کہ بلوغ کو پہونچے شہرون مین چلے پھرے اسکے
مابعد تک قرطبی نے چند قول لکھکر پھر کہا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ عام ہے اسمین اور اسکے سوا نطق و
ادراک وحسن محاولہ[۲] وتحصیل معقولات مین یہانتک کہ سرجاے کرخی نے کیا خوب کہا ہے یعنی ہمنے
نطفے کو اوسکی صفات سے ایسی صفت کی طرف نقل کردیا کہ واصفون کا وصف اسکا احاطہ نہین کرسکتے

[۱] خازن نے اسکو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ
[۲] شاید بمعنی حسن تقرر و توفی گفتگو ہو واللہ اعلم منہ

مطلب یہ ہے کہ بیان کرنے والون کے بیان سے اوسکا بیان باہر ہے کیونکر باہر نہو کہان صنعت رب العباد اور کہان بیان آدم خاکی بنیاد واقع مین یہ قول اسی لائق ہے کہ سب قولونکا مسک الختام ہو اسی لیئے حضرت توفیق غفر اللہ لہ نے فتح البیان مین سب کے بعد اسی کو تحریر فرمایا ہے للہ درہ وعلی اللہ اجرہ فی الحقیقت اللہ پاک نے جو عجائب وغرائب انسان ضعیف البنیان مین امانت رکھے ہین کسی کی کیا طاقت جو بیان کر سکے اور اپنے خاص بندون کو محض براہ فضل وکرم اپنے قرب کی جو راہین بتائی ہین وہ بیان سے باہر ہین کسی نے انا عند المنکسرۃ قلوبہم کے مضمون کو کیا خوب ادا کیا ہے ؎

ارض وسما کہان تیری وسعت کو پا سکے		میرا ہی دل ہے یہ کہ جہان تو سما سکے	

اللھم اجعلنا من المقربین لدیک والواصلین الیک بجاہ عریض الجاہ سیدنا ومولانا سید المرسلین امام المتقین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ واحبابہ وبارک وسلم آمین یارب العالمین نکتہ اللہ پاک نے اس آیت کریمہ مین اوّل دو جگہ ثمّ سے عطف کیا پھر تین جگہ حرف فا سے پھر ایک جگہ ثمّ سے پھر دو جگہ ثم سے عطف فرمایا سو یہ اختلاف حروف عاطفہ کا بسبب تفاوت استحالون کے ہے یعنی بعض استحالے کا حصول اپنے ماقبل سے مستبعد ہے یہ وہی ہے جسکا عطف ثمّ سے کیا ہے سو جو استبعاد عقلاً یا رتبۃً ہے اوسکو بمنزلہ تراخی وبعد حسی کے ٹھیرایا ہے اسواسطے کہ زمینی اجزا سے نطفے کا حاصل ہونا نہایت غریب ہے اسیطرح سپید نطفے کا سرخ خون کر دینا بھی بغایت غریب بات ہے بخلاف اسکے کہ خون کو گوشت کر دینا حالانکہ وہ خون کے مشابہ ہے رنگ وصورت مین اسیطرح مضغے کو یہانتک سخت کر دینا کہ ہڈی ہو جاے کیونکہ یہ کبھی دیر مین حاصل ہوتا ہے اُن صورتون مین جنکا مشاہدہ ہوتا ہے اسیطرح مضغے کے گوشت کا پھیلا دینا ہڈی پر تاکہ اوسکو چھپا دے پس اس تقریر کی بنا پر وہ بات ساقط ہو گئی جو کسی نے کہی تھی کہ حدیث شریف مین ہر استحالے کی مدت چالیس دن وارد ہوئی ہے یہ اسکو مقتضی ہے کہ سب کا عطف ثمّ سے ہو اگر آخر و اوّل مدت کی طرف نظر کیجاے یا اسکو مقتضی ہے کہ سب کا عطف حرف فا سے ہو اگر فقط آخر مدت کی طرف نظر کریں یہ حاصل شہاب کا ہے مع تقدیم وتاخیر یہ بیان تو اوّل کے پانچ جملون کا تھا

رہا ثم انشانا ہ سو اسکا عطف ثم سے بسبب تفاوت کے ہے درمیان دو خلق کے جیسا کہ بیضاوی نے کہا ہی فتبارک اللہ یعنی اللہ پاک مستحق ہے تعظیم و ثنا کا کسی نے کہا ماخوذ ہے برکت سے یعنی اوسکی خیر و برکت کثیر ہوئی بیضاوی نے کہا بڑی ہے شان اوسکی اپنی قدرت و حکمت مین نسفی نے کہا بڑا ہے امر اوسکا اپنی قدرت و علم مین احسن الخالقین خلق کے معنی لغت مین تقدیر کے ہین محاورے مین بولتے ہین خلقت الادیم یعنی مین نے چمڑے کا اندازہ کیا یہ جب کہتے ہین کہ تو اوسکا اندازہ کرے تاکہ کوئی شے اُس سے قطع کرے گویا تقدیر بیوتنے کو کہتے ہین اسی باب سے زہیر کا قول ہے

ولانت تفری ما خلقت	۵	وبعض القوم یخلق ثم لا یفری

مطلب یہ ہے کہ تو جس کام کا اندازہ کرتا ہے تو اوسکو کر ڈالتا ہے اور بعض لوگ اندازہ کرتے ہین پھر اوسکو نہین کرتے اس بنیاد پر احسن الخالقین کے معنی ہین اتقن الصانعین المقدرین یعنی اللہ پاک سب کاریگرون اندازہ کرنے والون سے بڑھکر پختہ کار ہے ظاہر مین ورنہ فی الحقیقت وہ تو سب کا پیدا کرنے والا ہے احسن الخالقین صفت ہے اللہ کے اسم مبارک کی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اوس سے بدل ہو لیکن اوّل قول اولیٰ ہے اسواسطے کہ مشتق کا بدل ہونا قلیل ہے یہ بھی جائز ہے کہ خبر ہو مبتدائے محذوف کی یعنی ہو احسن اصل عدم حذف ہے ابو البقاء نے صفت ہونے کو منع کیا ہے اسلیئے کہ احسن نکرہ ہے گو معرفہ کی طرف مضاف ہے اسواسطے کہ مضاف الیہ عوض ہے کلمۂ من سے اسیطرح ساری افعل من کے باب کا حال ہے افعل تفضیل جب مضاف ہوتا ہے تو اسمین دو قول ہین کہ آیا اضافت اوسکی محضہ ہے یا نہین صحیح قول اوّل ہے سو ابو البقا کا منع انمین سے ایک قول کی بنا پر ہے معتزلہ نے خلق افعال عباد پر اس آیت سے یون استدلال کیا ہے کہ اگر اللہ پاک کا غیر کبھی خالق نہوتا تو احسن الخالقین کہنا جائز نہوتا اسیطرح اگر اوسکے بندون مین کوئی حاکم و راحم نہوتا تو جائز نہوتا کہ اُسکے حق مین احکم الحاکمین ارحم الراحمین کہین سو بیضاوی و نسفی نے انکے جواب کی طرف یون اشارہ کیا کہ خالقین بمعنی مقدرین ہے کیونکہ خلق بمعنی تقدیر آتا ہے چنانچہ اوّل گزر چکا ہے یہ آیت انکے واسطے اوسی وقت حجت ہوتی کہ لفظ تقدیر ایجاد کو مستلزم ہوتا حالانکہ ایسا نہین ہے معنی یہ ہین احسنہم خلقا و تقدیرا یعنی اندازہ کرنے کی راہ سے سب سے بہتر ہے چونکہ خالقین ممیز پر دال ہے اسلیئے اوسکو حذف کردیا ہے

۵ ایک فرقہ قدریہ تھا تک ہوئی کہ بندون پر کوشش پہنچا دیا پھر دوسری خلق یہ ہوئی کہ اوسمین روح پھونکی چونکہ درمیان ان دو فعلون کے تفاوت ہے اسلیئے عطف بحرف ثم کیا واللہ اعلم ۱۲ منہ

۵۲ علامہ نسفی نے بھی بدل یا خبر مبتدائے محذوف کہا ہے اور فرمایا ہے کہ صفت نہین ہے شاید ابو البقاء نے اونہین کی تقلید کی واللہ اعلم ۱۲ منہ

جسطرح کہ اذن[۱] للذین یقاتلون مین ماذون فیہ کو محذوف کیا ہے یعنی قتال اسلیئے کہ یقاتلون اوسپر دال ہے علامہ سفی نے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے وحی لکھا کرتا تھا سو قبل اسکے کہ آپ اوسکو املا کرائین اوسنے فتبارک اللہ احسن الخالقین بولدیا اسپر آپنے اوس سے فرمایا کہ لکھ اسیطرح اوتری ہے عبداللہ بولا کہ اگر محمد نبی ہین اونکی طرف وحی کیجاتی ہے تو مین بھی نبی ہون میری طرف وحی کیجاتی ہے پس وہ مرتد ہوگیا مکے مین جاملا پھر بروز فتح اسلام لایا کہا ہے کہ یہ حکایت صحیح نہین ہے اسواسطے کہ اوسکا ارتداد مدینے مین ہوا ہے اور یہ سورت مکی ہے کسی نے کہا اسکے قائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین یا حضرت معاذ غرضکہ قائل اس قول کے تین آدمی ہوئے سو اونمین سے عبداللہ کا قائل ہونا ٹھیک نہوا اسیطرح حضرت معاذ کا قائل ہونا بھی ٹھیک نہین ہے چنانچہ اوّل اسکا ذکر ہوچکا ہے اب صرف حضرت عمر باقی رہے اور یہی ٹھیک ہے کیونکر نہو ناطق بحق وصواب اونکے سوا کسکا خطاب ہے یہی عمر بن خطاب ہین کہ چار جگہ رب الارباب کے موافق ہوئے بعینہ انکا قول اللہ پاک نے کتاب مین نازل فرمایا چونکہ انکا قول اوّل گزر چکا ہے تکرار کی ضرورت نہ تھی صرف حوالہ کافی تھا لیکن اوّل کی روایت ناقص تھی اسلیئے بنظر تکمیل فائدہ تام کامل روایت یہان لکھی جاتی ہے دوسری ہوالمسک ماکررتہ بموضوع تیسری بذکر الصالحین تنزل الرحمہ جب مطلق صالحین کے ذکر مین برکات کا نزول ہوتا ہے تو پھر سید الصالحین امام الصدیقین ثانی خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے ذکر کا کیا کہنا ہے کہ کسقدر کثرت نزول برکت ورحمت کی ہوتی ہوگی اللھم ارزقنا من برکاتہم الحظ الاوفر الذی یربو علی العنبر والمسک الاذفر اللھم امین ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن منذر نے صالح ابوالخلیل سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوئی ثم انشانا ہ خلقا آخر تک تو حضرت عمرؓ نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین آپنے فرمایا قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے بیشک وہ ختم کیگئی اوسکے ساتھ جسکے ساتھ تو نے تکلم کیا اے عمر طیالسی وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مین نے موافقت کی اپنے رب سے چار باتون مین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم[۲] نماز پڑھتے پیچھے

[۱] اذن دیا گیا واسطے اون لوگون کے کہ لڑائی کیجاتی ہے اونسے ۱۲ منہ

[۲] ہم کا لفظ لانا صلینا خلف المقام سے کہ یہان بمعنی تمنی اچھا معلوم ہوتا ہے یعنی کاش اسیواسطے کہ جواب تمنی مذکور نہین ہے ترجیہ بھی ہوسکتا ہے بنا بر قلت جواب یعنی کیا اچھا ہوتا واللہ اعلم ۱۲ منہ

مقام کے اسپر اللہ نے آیۂ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے نازل فرمائی اور مین نے عرض کیا
اگر آپ مقرر کرتے اپنی بیبیون پر پردہ کیونکہ آپ پر نیک و بد داخل ہوتے ہین پس اللہ نے یہ
آیت نازل فرمائی واذا سألتموھن متاعا فاسألوھن من وراء حجاب اور مین نے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی بیبیون سے کہا البتہ تم باز رہو یا البتہ بدلدے گا اونکو اللہ بیبیان بہتر تمسے
اسپر یہ آیت نازل ہوئی عسی ربہ ان طلقکن الآیہ اور یہ آیت نازل ہوئی ولقد خلقنا
الانسان من سلالہ الی قولہ ثم انشاناہ خلقا اخر تو خود مین نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین پھر
اللہ پاک نے آٹھوان طور ذکر فرمایا ثم انکم بعد ذلک لمیتون یعنی تم بعد ان امور مذکورہ کے البتہ ضرور منتقل
ہونیوالے ہو طرف موت کے ذلک کا اشارہ مشار الیہ حسی بعید کی طرف ہوتا ہی حالانکہ امور مذکورہ غیر محسوس
و قریب ہین لیکن چونکہ امور مذکورہ بغایت عجیب و غریب و عالی رتبہ و فضل و کمال و ممتاز ہونے مین بعید المنزلت
تھے اسواسطے اونکو قائم مقام محسوس امور کے کرکے جو اسم اشارہ ان باتونکو مشعر تھا اُس سے طرف اونکے
اشارہ کیا چونکہ موت کی طرف جانا ایک امر ضروری لابدی ثابت ہی اسلیے میتون صیغہ صفت مشبہ کا فرمایا جو ثبوت
کے واسطے ہو مائتون صیغہ اسم فاعل کا نکہا کیونکہ وہ حدوث کے لیے ہی کسی نے مائتون بھی پڑہا ہے پھر
نوان طور بیان فرمایا ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون یعنی پھر تم قیامت کے دن اپنی قبرون سے اوٹھائے جاؤگے
طرف محشر کے واسطے حساب و جزا و ثواب و عقاب کے غرضکہ یہ نو طور جنمین انسان لوٹا پوٹا کرتا ہی اسپر اللہ کے
سوا کوئی قدرت نہین رکھتا ہو تو یہ سب دلیل ہین اللہ پاک کے وجود و کمال قدرت و علم و حکمت پر سبحانہ ما اعظم
شانہ و اجل سلطانہ پھر اللہ پاک نے آسمانون کی خلق سے اسپر استدلال کیا پس ارشاد فرمایا ولقد خلقنا فوقکم
سبع طرائق ۵ وما کنا عن الخلق غافلین اور بنائے ہین تمہارے اوپر سات راہین اور ہم نہین
ہین خلق سے بے خبر انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین جبکہ اللہ تعالے
نے انسان کی پیدایش کا ذکر کیا تو ساتون آسمان کی پیدائش کا ذکر اوسپر معطوف فرمایا بہت وقت
اللہ پاک آسمان و زمین کی پیدائش کا ذکر فرماتا ہے ساتھ پیدائش انسان کے جسطرح کہ فرمایا ہے
لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس اسیطرح الم سجدہ کے اوّل مین ہی جسکو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روز جمعہ کے صبح مین پڑہا کرتے تھے اوّل اوسکا خلق سموات
وارض ہی پھر بیان ہے انسان کے پیدا کرنے کا سلالۂ طین سے اور اوسمین امر معاد و جزا وغیرہ

---

۵۱ اور اگر کوئی جہان کہا ہو
ابراہیم نماز کی جگہ
۱۲ منہ
۵۲ اس کا
لفظ واتخذوا غلطی سے
اتخاذ بمعنی اگر فتن آتا ہے
یہان ترجمہ بطور اصل
کے ہے ۱۲ منہ
۵۳ اور جب مانگو
تم اونکی بیبیون سے کچھ چیز
کام کی تو مانگو ان سے
پردہ کے باہر سے ۱۲ منہ
۵۴ اجی اگر نبی
تم چھوڑ دے تم کو اونکا
اور اونکا رب بدلے دیوے
اونکو تم سے بہتر تم سے
بہتر حکم پردہ کا یقین کہتا ہے
کہ نہین کہ ہی توبہ کرتا ہے
بندگی بجا لاتا ہے روزہ رکھتا
ہے یا ہجرت اور کنوارا ہے
۱۲ منہ
۵۵ البتہ
پیدا کرتا آسمانون کا
اور زمین کا بڑا ہے
لوگون کے بنانے سے

مقاصد ہین مجاہد نے کہا سبع طرائق سے مراد ساتون آسمان ہین یہ آیت مثل اس آیت کے ہے
تسبح[۱] له السموات السبع والارض ومن فیهن الم[۲] تر وا کیف خلق الله سبع سموات
طباقا الله[۳] الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن لتعلموا
ان الله علی کل شئ قدیر وان الله قد احاط بکل شئ علما اسیطرح اسجگہ فرمایا ہی ولقد
خلقنا فوقکم سبع طرائق وما کنا[۴] عن الخلق غافلین یعنی ویعلم[۵] مایلج فی الارض وما
یخرج منها وما ینزل من السماء ومایعرج فیها وهو معکم اینما کنتم والله بما تعملون
بصیر الله پاک سے نہین چھپا تا ہی کوئی آسمان کسی آسمان کو نہ کوئی زمین کسی زمین کو نہ کوئی پہاڑ گروہ جانتا
ہے جو اوسکی دشوار گزار جگہ مین ہے نہ کوئی دریا گروہ جانتا ہے جو اوسکی تہ مین ہے جو کچھ پہاڑون
مین ٹیلون مین ریتون مین دریاؤن مین جنگلون مین درختون مین ہے اس سب کی گنتی کو جانتا ہے
وما[۵] تسقط من ورقة الا یعلمها ولا حبة فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی
کتاب مبین ف حرف لام لقد مین جواب ہے قسم محذوف کا یعنی واللہ اور جملہ مبتدئہ ہی
چونکہ اللہ پاک نے پیدائش انسان کی ابتداء وانتہاے امر کو ذکر کیا تو بعد اوسکے اپنی نعمتین اوسکو
یاد دلائین اور جن چیزون کی اوسکو حاجت ہوتی ہے اونکی پیدائش کا بیان فرمایا منجملہ اونکے
ایک عظیم الشان نعمت وقدرت یہ ہے کہ سات آسمان پیدا کیے حقناوی نے کہا کہ مراد فوق سے جہت علو
ہے یعنی اوپر کی جانب بدون اعتبار فوقیت کے واسطے مخاطبین کے کیونکہ اونکے اوپر ہونے کی نسبت
جو اونکو عارض ہوتی ہے سو اونکے پیدا ہونے کے بعد حالانکہ وقت پیدائش آسمانون کے ہم لوگ مخلوق
ہی نہ تھے اور نہ وہ ہمارے اوپر تھے بلکہ ہم تو بعد کو پیدا ہوئے ہین انتہی غور سے دیکھو تو اس
تدقیق کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ وقت خلق آسمانون کے ہم پیدا ہون یا نہون اس سے بحث
کیا ہے اللہ پاک تو خوب جانتا تھا کہ مین نے آسمان ایک مخلوق کے واسطے پیدا کیے اوسکے آئندہ
پیدا کرونگا آسمان اوسکے اوپر ہونگے باعتبار آئندہ کے فوقکم فرمایا طرائق سے مراد آسمان ہین خلیل
وفراء وزجاج نے کہا آسمانون کا نام طرائق اسواسطے رکھا کہ بعض آسمان بعض کے اوپر رکھے گئے ہین
مثل مطارقة النعل کے یعنی طرائق جمع ہے طریقة کی طریقة بمعنی مطروقة ہے ماخوذ ہے محاورہ طرق النعل
سے یہ جب بولتے ہین کہ کوئی شخص جوتے کے بعض تہون کو بعض کے اوپر رکھے غرضکہ جسطرح جوتے

۱ اور ساتھ اوسکے اور وے تسبیح کرتے ہین
آسمان ساتون اور زمین
اور جو کوئی اونمین ہے
۲ منہ ۲ کیا تم نے
نہین دیکھا کیسے بنائے
اللہ نے سات آسمان
تہ بر تہ ۱۲ منہ
۳ اللہ وہ ہے جس نے
بنائے سات آسمان
اور زمینین بھی اونہی
اوترتا ہے حکم اونکے
تاتم جانو کہ اللہ ہر چیز
کی قدرت رکھتا ہے اور اللہ
ہر چیز کا علم رکھتا ہے
۴ منہ
۵ اور نہین چھپتا
کوئی بات جو وہ نہین
جانتا اور نہ کوئی دانہ
زمین کے اندھیریون مین
اور نہ ہرا اور نہ سوکھا
جو نہین لکھی کتاب مین ۱۲
منہ ۵ جانتا ہے
جو پیٹھتا ہے زمین مین
اور جو اوترتا ہے اوس سے
اور جو چڑھتا ہے آسمان

کے تلے ایک دوسرے پر رکھے جاتے ہین اسیطرح ایک آسمان دوسرے آسمان پر ہے اسلیئے آسمانون کو طرائق کہتے ہین ابو عبیدہ نے کہا طارقت الشئ کے معنی یہ ہین کہ مین نے کردیا بعض شے کو بعض کے اوپر ہر شے جسکے اوپر اوسی کی مثل ہو تو عرب لوگ اوسکو طریقہ بولتے ہین کسی نے کہا آسمانون کو طرائق اسلیئے کہتے ہین کہ وہ چڑھنے اوترنے مین فرشتون کے رستے ہین قالہ الرازی کسی نے کہا اسواسطے کہ ستارون کی راہین ہین اونمین ستارون کے چلنے پھرنے کی جگہ ہے بیضاوی نے تینون قول ذکر کیئے ہین نسفی و محلی نے دوسرا قول اختیار کیا ہے وما کنا عن الخلق غافلین الف ولام الخلق مین عہدی ہے مراد ساتون آسمان ہین اور خلق بمعنی مخلوق ہے یعنی ہم اونکے کام کو مہمل چھوڑنے والے نہین ہین بلکہ زوال واختلال سے اونکو محفوظ رکھتے ہین اور اونکے کام کی تدبیر کرتے ہین یہانتک کہ جو کمال اونکے واسطے مقدر کیا گیا ہے اوسکی منتہا کو پہونچین حسب مقتضاے حکمت وتعلق مشیت غرضکہ اوّل تو اللہ پاک نے اپنی قدرت بیان کی کہ اوسنے خود آسمانون کو پیدا کیا پھر اپنا کمال علم وحکمت بیان کیا گویا یون فرمایا کہ ہمنے تمھارے اوپر اونکو پیدا کیا اور جو کچھ ہم اونمین جاری کرتے ہین اوس سے غافل نہین ہین یا اونکے حفظ واسکے غافل نہین کہ وہ تمپر گر پڑین اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ خلق سے مراد ساری خلق ہے آدمی اور سارے حیوانات آسمانون کی پیدائش مین جو حکمت ہے مقصود اوسکا بیان کرنا ہے گویا یون فرمایا کہ ہمنے جو اونکے اوپر آسمانون کو پیدا کیا سو اسلیئے کہ اونکے واسطے رزق وبرکات کے دروازے اونپر کھولین اور وہ اونکے منافع سے نفع پائین پس ہم اونسے غافل نہین ہین نہ اون چیزون سے جو اونکی اصلاح ودرستی کرین بلکہ آسمانون کو گرنے سے اور زمین والونکو اونپر آسمان گر پڑنے سے محفوظ رکھا ہے کہ کہین اونکو ہلاک نکردے اور زمین اونکو لیکر ہل نجاے یا کسی سبب سے ہلاک نہو جائین منجملہ اون اسباب کے جو بالکل اونکو ستیاناس کرڈالین یا عدم غفلت کے یہ معنی ہین کہ ہمنے اونکو مہمل نہین چھوڑ رکھا ہے بغیر امر ونہی کے بلکہ بہت امور کا اونکو امر کیا ہے بہت باتون سے اونکو روکا ہے یا یہ معنی ہین کہ ہم اونکے اقوال واعمال وافعال وضمائر سے بیخبر نہین ہین ہمسے کوئی شے مخفی نہین رہتی ہے بالجملہ یہ دوسری نوع استدلال کی تھی اللہ پاک کی وحدت وقدرت پر

اب تیسری دلیل ذکر کی پس فرمایا وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنہ فی الارض قصے

علی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے خلق سے مراد مخلوق ما تحت آسمان ہے بیضاوی ونسفی نے دونون قول ذکر کیئے ہین یعنی خلق سے مراد ساتون آسمان ہین یا جمیع مخلوقات پس پہلے قول کی بنا پر الف ولام عہد خارجی کا ہوگا اور دوسرے قول پر استغراق کا ہوگا

مقاصد ہین مجاہد نے کہا سبع طرائق سے مراد ساتون آسمان ہین یہ آیت مثل اس آیت کے ہے
تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن الم تر وا کیف خلق اللہ سبع سموات
طباقا اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن لتعلموا
ان اللہ علی کل شئ قدیر وان اللہ قد احاط بکل شئ علما اسیطرح اسجگہ فرمایا ہی ولقد
خلقنا فوقکم سبع طرائق وما کنا عن الخلق غافلین یعنی ویعلم مایلج فی الارض وما
یخرج منھا وما ینزل من السماء ومایعرج فیھا وھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون
بصیر اللہ پاک سے نہین چھپا تا ہی کوئی آسمان کسی آسمان کو نہ کوئی زمین کسی زمین کو نہ کوئی پہاڑ گروہ جانتا
ہے جو اوسکی دشوار گزار جگہ مین ہے نہ کوئی دریا مگر وہ جانتا ہے جو اوسکی تہ مین ہے جو کچھ پہاڑون
مین ٹیلون مین ریتون مین دریاؤن مین جنگلون مین درختون مین ہے اس سب کی گنتی کو جانتا ہے
وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی
کتاب مبین ف حرف لام لقد مین جواب ہے قسم محذوف کا یعنی واللہ اور جملہ مبتدئہ ہی
چونکہ اللہ پاک نے پیدائش انسان کی ابتداء وانتہاے امر کو ذکر کیا تو بعد اوسکے اپنی نعمتین اوسکو
یاد دلائین اور جن چیزون کی اوسکو حاجت ہوتی ہے اونکی پیدائش کا بیان فرمایا منجملہ اونکے
ایک عظیم الشان نعمت وقدرت یہ ہے کہ سات آسمان پیدا کیئے حقانی نے کہا کہ مراد فوق سے جہت علو
ہے یعنی اوپر کی جانب بدون اعتبار فوقیت کے واسطے مخاطبین کے کیونکہ اونکے اوپر ہونے کی نسبت
جو اونکو عارض ہوتی ہے سو اونکے پیدا ہونے کے بعد حالانکہ وقت پیدائش آسمانون کے ہم لوگ مخلوق
ہی نہ تھے اور نہ وہ ہمارے اوپر تھے بلکہ ہم تو بعد کو پیدا ہوئے ہین انتہی غور سے دیکھو تو اس
تدقیق کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ وقت خلق آسمانون کے ہم پیدا ہون یا نہون اس سے بحث
کیا ہے اللہ پاک تو خوب جانتا تھا کہ مین نے آسمان ایک مخلوق کے واسطے پیدا کیے اوسکے آیندہ
پیدا کرونگا آسمان اوسکے اوپر ہونگے باعتبار آیندہ کے فوقکم فرمادیا طرائق سے مراد آسمان ہین خلیل
وفراء وزجاج نے کہا آسمانون کا نام طرائق اسواسطے رکھا کہ بعض آسمان بعض کے اوپر رکھے گئے ہین
مثل مطارقۃ نعل کے یعنی طرائق جمع ہے طریقۃ کی طریقہ بمعنی مطروقۃ ہے ماخوذ ہے محاورہ طرق النعل
سے یہ جب بولتے ہین کہ کوئی شخص جوتے کے بعض تہون کو بعض کے اوپر رکھے غرضکہ جسطرح جوتے

۱۲ منہ اور ہمکو ستر آفرینش اور ہمکو ستر آفرینش مین آسمان ساتون اور زمین اور جو کوئی اونمین ہے
۱۲ منہ کیا تم نے نہین دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہ بر تہ ۱۲ منہ اللہ وہ ہے جس نے بنائے سات آسمان اور زمینین بھی اونہی اور تحقیق علم اوسکا گھیرے ہوے ہے تمام چیزون کو اللہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے اور اللہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے ۱۲ منہ اور نہین چھپتی کوئی بات جو وہ نہین جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیریون مین اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہین لکھی کتاب مین ۱۲ منہ جانتا ہے جو پیٹھتا ہے زمین مین اور جو اوس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اوسمین اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان کہین تم ہو اور اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ہے ۱۲ منہ

کے تلے ایک دوسرے پر رکھے جاتے ہین اسیطرح ایک آسمان دوسرے آسمان پر ہے اسلیئے
آسمانون کو طرائق کہتے ہین ابو عبیدہ نے کہا طارقت الشئ کے معنی یہ ہین کہ مین نے کردیا بعض شے
کو بعض کے اوپر ہر شے جسکے اوپر اوسی کی مثل ہو تو عرب لوگ اوسکو طریقہ بولتے ہین کسی نے کہا
آسمانون کو طرائق اسلیئے کہتے ہین کہ وہ چڑھنے اوترنے مین فرشتون کے رستے ہین
قالہ الرازی کسی نے کہا اسواسطے کہ ستارون کی راہین ہین اونمین ستارون کے چلنے پھرنے
کی جگہ ہے بیضاوی نے تینون قول ذکر کیئے ہین نسفی و محلی نے دوسرا قول اختیار کیا ہے وما کنا
عن الخلق غافلین الف ولام الخلق مین عہدی ہے مراد ساتون آسمان ہین اور خلق بمعنی
مخلوق ہے یعنی ہم اونکے کام کو مہمل چھوڑنے والے نہین ہین بلکہ زوال واختلال سے اونکو محفوظ
رکھتے ہین اور اونکے کام کی تدبیر کرتے ہین یہانتک کہ جو کمال اونکے واسطے مقدر کیا گیا ہے اوسکی
منتہا کو پہونچین حسب مقتضاے حکمت وتعلق مشیت غرضکہ اوّل تو اللہ پاک نے اپنی قدرت بیان کی
کہ اوسنے خود آسمانون کو پیدا کیا پھر اپنا کمال علم وحکمت بیان کیا گویا یون فرمایا کہ ہمنے تمھارے
اوپر اونکو پیدا کیا اور جو کچھ ہم اونمین جاری کرتے ہین اون سے غافل نہین ہین یا اونکے حفظ واسماک سے
غافل نہین کہ وہ تمپر گر پڑین اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ خلق سے مراد ساری خلق ہے آدمی اور
سارے حیوانات آسمانون کی پیدائش مین جو حکمت ہے مقصود اوسکا بیان کرنا ہے گویا یون فرمایا
کہ ہمنے جو اونکے اوپر آسمانون کو پیدا کیا سو اسلیئے کہ اونکے واسطے رزق وبرکات کے دروازے
اونپر کھولین اور وہ اونکے منافع سے نفع پائین پس ہم اونسے غافل نہین ہین نہ اون چیزون سے جو
اونکی اصلاح ودرستی کرین بلکہ آسمانون کو گرنے سے اور زمین والونکو اونپر آسمان گر پڑنے سے
محفوظ رکھا ہے کہ کہین اونکو ہلاک نکردے اور زمین اونکو لیکر ہل نجاے یا کسی سبب سے ہلاک
نہو جائین منجملہ اون اسباب کے جو بالکل اونکو ستیاناس کرڈالین یا عدم غفلت کے یہ معنی ہین کہ ہمنے
اونکو مہمل نہین چھوڑ رکھا ہے بغیر امر ونہی کے بلکہ بہت امور کا اونکو امر کیا ہے بہت باتون سے اونکو
روکا ہے یا یہ معنی ہین کہ ہم اونکے اقوال واعمال وافعال وضمائر سے بیخبر نہین ہین ہمسے کوئی
شے مخفی نہین رہتی ہے بالجملہ یہ دوسری نوع استدلال کی تھی اللہ پاک کی وحدت وقدرت پر
اب تیسری دلیل ذکر کی پس فرمایا وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنہ فی الارض ق صلے

محلی نے اسی قول کو
اختیار کیا ہے خلق سے
مراد مخلوق ما تحت
آسمان ہے بیضاوی
ونسفی نے دونون قول
ذکر کیے ہین یعنی خلق
سے مراد ساتون آسمان
ہین یا جمیع مخلوقات
پس پہلے قول کی بنا پر
الف ولام عہد خارجی
کا ہوگا اور دوسرے
قول پر استغراق کا ہوگا ۱۲ منہ

وانا علی ذھاب بہ لقادرون ۝ فانشانا لکم بہ جنّٰت من نخیل واعناب لکم فیھا
فواکہ کثیرۃ ومنھا تاکلون ۝ وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدھن وصبغ
للاٰکلین ○ اور اُتارا ہمنے آسمان سے پانی ماپ کر پھر اوسکو ٹھیرا دیا زمین مین اور ہم اوسکو لیجاوین
تو سکتے ہین پھر اُگا دیئے تمکو اوس سے باغ کھجور اور انگور کے تمکو اونسے میوے ہین اور انھین
مین سے کھاتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے لے اُگتا ہے تیل اور روٹی ڈبونا
کھانے والونکو انتہیٰ ف آسمان سے پانی اُتارنے مین جو بے شمار بے گنتی نعمتین بندون پر
ہین اللہ تعالیٰ اونکو یاد دلاتا ہے کہ دیکھو غور کرو اونسے اسمین کیا کیا انعام تمپر کیئے ہین بقدر سے
مراد حسب حاجت ہے یعنی حاجت کے موافق پانی برسایا نہ زیادہ کہ زمین و آبادی کو بگاڑ ڈالے
نہ کم کہ کھیتیون پھلون کو کفایت نکرے بلکہ جسقدر کھیتی کے پلانے اور پینے اور اُس سے نفع لینے
کی طرف اوسکی حاجت ہے اوسیقدر اُتارا یہانتک کہ جو زمینین اپنی کھیتی کے واسطے بہت سے
پانی کی حاجتمند ہین اور اُنکا دمنہ اونپر پانی برسانے کا متحمل نہین ہوتا ہے تو اللہ پاک اور شہرون سے
طرف اونکے پانی کھینچ لاتا ہے جسطرح کہ زمین مصر مین ہے ایسی زمین کو ارض جرز کہتے ہین اللہ پاک
اوسکی طرف آب نیل کو کھینچ لاتا ہے اُسکے ساتھ سُرخ مٹی ہوتی ہے زمانہ امطار بلاد حبشہ مین
وہانسے کھود لاتا ہے پھر وہ پانی سُرخ مٹی اوٹھائے ہوئے آتا ہے تو زمین مصر کو پلاتا ہے
اور وہ مٹی اونکی زمین پر جمجاتی ہے تاکہ وہ اوسمین زراعت کرین کیونکہ اونکی زمین شور ہے ریت
اوسپر غالب ہو جاتی ہے فسبحان اللطیف الخبیر الرحیم الغفور فاسکنا ہ فی الارض
کا مطلب یہ ہے کہ جسوقت پانی بادل سے اوترا تو ہمنے اوسکو ایسا کر دیا کہ زمین مین ٹھیر جاتا ہے
اور زمین مین اوسکی قابلیت رکھدی وہ اوسکو پی لیتی ہے دانے گٹھلیان جو کچھ اوسمین ہوتی
ہین وہ اوس سے غذا حاصل کرتے ہین وانا علی ذھاب بہ لقادرون کے معنی یہ ہین کہ اگر
ہم چاہتے کہ آسمان پانی نہ برسائے تو البتہ ہم کرتے اور اگر ہم ایذا دینا چاہتے تو البتہ اوسکو
پھیر دیتے تمھاری جانب سے طرف شور زمینون اور جنگلون کے تو ہم ایسا کرتے اور اگر ہم چاہتے
تو اوسکو کھارا اوس کر دیتے کہ اوس سے نہ پینے کا نفع لیا جاتا نہ کھیتی کے پلانے کا تو البتہ ہم کرتے
اور اگر ہم چاہتے تو اوسکو ایسا کر دیتے کہ زمین مین نہ اُترے بلکہ رودے زمین پر دریا بنجائے

وقف لازم

۱ دمنہ کہتے ہین پرکے کوڑے وغیرہ کو جو سیل مین جمع ہو جاتا ہے یا درخت کے پتون کو جو اپنے بوجھ کی جگہ پر گرتے ہین اور سڑ کر کھاد ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

۲ زمین بے پانی ۱۲ منہ

تو البتہ ہم کرتے اور اگر ہم چاہتے تو اوسکو ایسا کر دیتے کہ زمین کی تہ مین اتنی مسافت تک نیچے چلا جاے کہ تم اُس تک پہونچ نہ سکو نہ اُس سے نفع لے سکو تو البتہ ہم کرتے لیکن اللہ پاک خاص اپنے لطف و رحمت سے اوتارتا ہے تمپر پانی بادل سے شیرین پیاس بجھاتا خوشگوار پھر اوسکو ٹھیرا دیتا ہے زمین مین اور جاری کرتا ہے اوسکو چشمے کر کے زمین مین پھر کھولدیتا ہے چشمے اور نہرین اور پلاتا ہے اُس سے کھیتیون اور پھلون کو اور تم پیتے ہو اوس سے اور تمہارے دواب وانعام اور اُس سے نہاتے ہو اور پاک صاف ہوتے ہو جب اوسنے اوسمین ایسے منافع رکھے تو اوسی کے واسطے حمد ہے اور منت فانشانا لکم بہ جنات من نخیل واعناب یعنی پھر نکالے ہمنے واسطے تمہارے اُس پانی سے جسکو ہمنے آسمان سے نازل کیا باغ اور حدائق ذات بہجہ یعنی خوبصورت خوشنما باغ جنکے دیکھنے سے جی خوش ہو آنکھون کو بھلا معلوم ہو من نخیل واعناب کا مطلب یہ ہے کہ اُن باغون مین کھجورین ہین اور انگور اُن دونون کا ذکر اسلیئے کیا کہ حجاز والے انسے الفت رکھتے تھے درمیان شے کے اور درمیان اوسکی نظیر کے کسیطرح کا فرق نہین ہے اسیطرح حق مین ہر اقلیم والون کے اللہ پاک کی نعمت سے اونکے پاس ایسے ایسے میوے ہین کہ اُسکے شکر ادا کرنے سے عاجز ہوتے ہین لکم فیہا فواکہ کثیرۃ یعنی سارے میوون سے جیساکہ فرمایا ہے ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات قولہ تعالیٰ ومنہا تاکلون گویا معطوف ہے ایک شے مقدر پر تقدیر یہ ہے تنظرون الی حسنہ ونضجہ ومنہ تاکلون یعنی تم دیکھتے ہو طرف اوسکے حسن کے اور پکنے کے اور اُس سے کھاتے ہو قولہ تعالیٰ وشجرۃ تخرج من طور سیناء شجرہ سے مراد زیتونہ ہے اور طور پہاڑ ہے بعض نے کہا پہاڑ کو طور جب ہی کہین گے کہ اوسمین درخت ہون پھر اگر وہ درختون سے خالی ہے تو اوسکا نام جبل رکھین گے طور نہ کہین گے فاللہ اعلم طور سیناء طور سینین ہے اور طور سینین وہ پہاڑ ہے جسپر اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے باتین کی تھین اور اُسکے آس پاس پہاڑ ہین جنمین زیتون کے درخت ہوتے ہین تنبت بالدھن بعض نے کہا ہے کہ حرف با زائد ہے تقدیر اوسکی تنبت الدھن ہے چنانچہ عرب کی بول چال مین بولتے ہین القیٰ فلان بیدہ ای یدہ یعنی فلان

۱۲ اوگاتا ہے تمہارے واسطے اُس سے کھیتی اور زیتون اور کھجورین اور انگور اور ہر قسم کے میوے ۱۲

نے اپنا ہاتھ ڈالدیا اور جو شخص فعل کی تضمین کرتا ہے سو اسکے قول کی بنیاد پر تقدیر یہ ہے تخرج بالدھن یا تاتی بالدھن اور اسی لیئے فرمایا ہے وصبغ یعنی سالن یہ قول قتادہ کا ہے للاکلین کا مطلب یہ ہے کہ ادمین وہ شے ہے جس سے نفع لیا جاتا ہے یعنی تیل اور روٹی ڈبونا جیساکہ امام احمد نے ابو اسید مالک بن ربیعۂ ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کھاؤ زیتون کا تیل اور اوسکو لگاؤ اسواسطے کہ وہ مبارک درخت سے ہے عبد بن حمید نے اپنی مسند و تفسیر مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تم سالن بناؤ زیت کا اور اوسکو لگاؤ کیونکہ وہ نکلتا ہے مبارک درخت سے ورواہ الترمذی وابن ماجہ من غیر وجہ عن عبد الرزاق قال الترمذی ولا یعرف الا من حدیثہ وکان یضطرب فیہ فربما ذکر فیہ عمر وربما لم یذکرہ ابو القاسم طبرانی نے کہا ہمکو حدیث کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کہا حدیث کی ہمکو میرے باپنے کہا حدیث کی ہمکو سفیان بن عیینہ نے کہا حدیث کی مجھکو صعب بن حکیم بن شریک بن نمیلہ نے عن ابیہ عن جدہ کہا مین مہمان ہوا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا شب عاشورا مین تو اونھون نے مجھے کھلایا اونٹ کی سری ٹھنڈی سے اور کھلایا ہمکو زیتون کا تیل اور فرمایا یہ وہ زیت مبارک ہے جسکا اللہ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے کذا قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے

ف کریمہ اوّل مین اللہ پاک نے ذکر فرمایا تھا کہ ہم خلق سے اور اونکے مصالح سے غافل نہین ہین مطلب یہ ہے کہ ہم خلق کی خوب خبر رکھتے ہین اسباب معیشت واسطے اونکے مہیا کرتے ہین پھر اسپر استدلال کیا نزول مطر سے اور اوسکی کیفیت تاثیرات سے نبات مین اللہ پاک نے جن چیزون کا اپنے خلق پر انعام کیا ہے اور اوسپر اونکی منت رکھی ہے منجملہ اونکے پانی کا برسانا ہے آسمان سے حقیقت مین یہ ایک بڑی قدرت و نعمت و منت و برکت ہے وانزلنا من السماء ماء بقدر مفسرین رحمہم اللہ نے اس بات مین اختلاف کیا ہے کہ مراد سماء سے کیا ہے سو اکثر مفسر تو اسطرف گئے ہین کہ مراد اوس سے مظلۂ خضراء ہے یعنی یہی قبۂ سبز جو عالم پر سایہ گستر ہے زمین کے سارے پانی اوسی سے نازل ہوتے ہین اللہ پاک نے زمین کے منافع کو آسمان کے منافع سے اتصال بخشا ہے باوجود اس بعد مسافت کے جو درمیان اونکے واقع ہے اور یہ بات بیان کی کہ منشی وموجد

لہ یعنی جزء مقتضی کے معنی تخرج وتاتی کو اس بنا پر حرف یا تقدیر کرنا ہوگا اسی لیئے وصبغ کا عطف بالدھن پر کیا ہے یعنی تخرج بالدھن وبصبغ معنی یہ زیتون کا تیل نکالتا ہے اور سالن ۱۲ منہ

ومدبر زمین وآسمان کا تنہا ایک عالم بذاتہ ہے صراحۃ کتاب عزیز وسنت مطہرہ وآثار واخبار صحیحہ اسی قول پر دال ہین دوسرے لوگ اسطرف گئے ہین کہ سماء سے مراد باول ہے بادل کا نام سماء بسبب اوسکے بلند ہونے کے رکھدیا ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے آبی اجزا کو دریاؤن سے آسمان کی طرف چڑہایا یہانتک کہ وہ اجزا شیرین صاف ہوگئے پھر اس پانی کو اوتارا تاکہ زمین کی تہ مین متفرق ہوجاے واللہ سبحانہ وتعالی اعلم بحقیقۃ الحال اسی مضمون کو کسی شاعر نے خوب نظم کیا ہے ؎

دشنام خلق راندہم جز دعا جواب		ابرم کہ تلخ گیرم وشیرین شمردہم	

ماء سے مراد ماء مطر ہے یعنی آب باران کیونکہ زمین کی حیات اور جو کچھ حیوان وغیرہ زمین مین ہے اس سب کی زندگی اسی بارش کے دامن برکت اثر سے وابستہ ہے اور منجملہ اسی پانی کے نہرون ندیون کا پانی ہے جو آسمان سے اوترنے والا ہے اور چشمون کنؤن کا پانی جو زمین سے نکالا جاتا ہے اوسکی اصل بھی آسمان کے پانی سے ہے ابوحیان نے بحر مین کہا ہے کہ مراد ماء سے آب شیرین ہے ورنہ کڑوا پانی تو باوجود قحط کے زمین مین ثابت رہتا ہے اور میٹھا پانی مع قحط کے کم ہوتا ہے حدیثون مین آیا ہے کہ قبل پیدائش آسمان وزمین کے پانی موجود تھا پھر اللہ پاک نے اوس پانی سے کچھ پانی تو آسمان مین رکھا اور کچھ زمین مین انتہی کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے اس آیت مین ماء سے چار ندیون کا ارادہ کیا ہے سیحان وجیحان وفرات ونیل فتح القدیر مین اس قول کو اور آب شیرین کے قول کو بیوجہ کہا ہے کیونکہ زمین مین کوئی پانی نہین ہے مگر وہ آسمان سے ہے یہ مانا کہ عموم لفظ کا اعتبار ہے نہ خصوص سبب کا لیکن جبکہ کوئی حدیث تخصیص کے بارے مین وارد ہوجاے گو ضعیف ہی کیون نہو پھر نے وجہ ہونے کی کیا وجہ ہے ہان اگر تخصیص کے یہ معنی ہین کہ وہی مراد ہے عموم لفظ جو پر دال ہے وہ مراد نہین تو بیشک یہ بات ٹھیک نہین ہے قول اخیر کی یہ حدیث تائید کرتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ اللہ نے جنت سے زمین کیطرف پانچ نہرین نازل کین سیحون یہ نہر ہند ہے اور جیحون یہ نہر بلخ ہے اور دجلہ وفرات یہ دونون عراق کی نہرین ہین اور نیل یہ مصر کی نہر ہے اللہ نے انکو ایک چشمے سے منجملہ چشمہاے جنت نازل کیا ہے نیچے کے درجے سے منجملہ درجات

ل جمل نے جو الخازن کا حوالہ دیا ہے اوس مین لکھا ہے کہ وہی ابن عباس سے لیکن خازن کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ خازن نے اس حدیث کو بخاری ومسلم کی طرف منسوب نہین کیا ہے بلکہ اول یون کہا ہے وصح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سیحان وجیحان والفرات والنیل کل من انہار الجنۃ اخرجہ مسلم پھر یہ حدیث بکلی ہے اور بغوی کی طرف اوسکو منسوب کیا ہے معلوم ہوا کہ جمل رحمہ اللہ تعالی سے سہو ہوا ۱۲ منہ

جنّت کے حضرت جبریل علیہ السّلام کے دو پرون پر پھر اونکو پہاڑون مین امانت رکھا اور زمین
مین اونکو جاری کیا اور اونکو منافع ٹھیرایا واسطے لوگون کے اونکے اصناف معایش مین سو یہ وہی
قول ہے اللہ کا وانزلنا من السّماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض پھر جب یاجوج وماجوج کے
نکلنے کا وقت ہوگا تو اللہ جبریل علیہ السّلام کو بھیجے گا پھر وہ زمین سے قرآن وعلم وحجر اسود کو
رکن بیت اللہ سے اور مقام ابراہیم کو اور تابوت موسیٰ علیہ السّلام کو مع اوسکے جو اوسمین ہے
اور ان پانچون نہرونکو اوٹھالیجائین گے سو یہ ہر ایک شے آسمان کی طرف اوٹھالیجائے گی پس
یہ وہ قول ہے اللہ کا وانا علی ذھاب بہ لقادرون پھر جسوقت یہ چیزین زمین سے اوٹھالیجائینگی
تو زمین والے گم کرینگے دنیا وآخرت کی خیر کو اخرجہ ابن مردویہ والخطیب قال السّیوطی
بسند ضعیف وقال البغوی رواہ الحسن بن سفیان بن عثمان بن سعید بالاجازۃ
عن سعید بن سابق السکندری عن مسلمۃ بن علی عن مقاتل بن حیّان عن عکرمۃ
عن ابن عبّاس ف من السّماء کا حرف من ابتدائیہ ہے متعلق ہے انزلنا سے اصل
ترکیب یون تھی انزلنا ماء من السّماء سو واسطے اعتنا مقدم کے اور مشتاق کرنے موخر کے
جار مجرور کو صریح مفعول پر مقدم کردیا چونکہ سبع طرائق مین سماء کا ذکر آگیا ہے تو یون چاہیئے تھا
کہ انزلنا منھا فرمایا ہوتا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ انزال مین سبع طرائق کا عنوان معتبر نہین ہے بلکہ
صرف اونکا بصفت علو ہونا معتبر ہے اسلیئے سبع طرائق کی طرف ضمیر نہ پھیری اور من السماء صریحًا
فرمادیا بقدر یا تو بمعنی بتقدیر ہے ای انزالا متلبسا بتقدیر اس صورت مین بقدر صفت ہوگا
مفعول مطلق محذوف کا جیساکہ زادہ نے کہا ہے یعنی اوتارا ہمنے آسمان سے پانی اوتارنے کر
ایسا اوتارنا کہ متلبس ہے ساتھ اندازہ کرنے کے ایسا اندازہ کرنا کہ جسکا نفع کثیر ہوتا ہے اور ضرر قلیل
یا بقدر بمعنی مقدار ہے اس صورت مین صفت ہوگا ماء کی یعنی ایسا پانی کہ متلبس ہے ساتھ
مقدار اونکی صلاح کے جسکو ہم جان چکے ہین شہاب نے کہا ہے کہ بقدر اگر بمعنی تقدیر ہوگا تو ماء کی
صفت ٹھیرے گا یا حال ضمیر سے اور جب بمعنی مقدار ہوگا تو انزلنا کا صلہ قرار پائیگا مطلب
یہ ہے کہ اوس سے متعلق ہوگا یعنی اوتارا ہمنے آسمان سے پانی ساتھ ایک مقدار کے یہ دونون
وجہین معنی مین قریب یکدیگر ہین لیکن محلی کا کلام وجہ ثانی کو مشیر ہے کیونکہ اونکا قول یہ ہی بقدر من

ای انزلنا من السّماء ماء کائنا بتقدیر یا حال ہوگا ضمیر سے ضمیر یہان صرف انزلنا مین مستکم کی ہے یعنی انزلنا من السّماء ماء متلبسین بتقدیر یہ مطلب ہوا کہ ہمنے اوتارا پانی آسمان سے درانحالیکہ ہم متلبس تھے ساتھ اندازہ کرنے کے نہ زیادہ نہ کم ۱۲ منہ

کفایتہم حاصل یہ ہے کہ واسطے نفع کھینچنے خلق کے اور دفع کرنے ضرر کے اللہ پاک نے ایک اندازہ کرکے پانی نازل کیا ہے یا بمقدار اُسکے کہ جس سے کھیتون پھلون کی اور پینے کی صلاح و درستی ہو کیونکہ اگر بہت ہو تو اوس سے اِس سب کا ہلاک ہو جاوے اِسی کے مثل یہ آیت ہے وان[۱] من شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم قولہ تعالیٰ فاسکناہ فی الارض کے یہ معنی ہین کہ ہمنے پانی کو زمین مین ساکن مستقر ثابت کر دیا بعض پانی کو اوسکی پشت پر اور بعض کو اُسکے شکم مین جسطرح کہ تالابون حوضون وغیرہ مین پانی باقی رہجاتا ہے تاکہ وقت حاجت کے اوس سے نفع لین پھر اللہ پاک نے اپنے بندون سے اِس نعمتِ عظیمہ کا شکر طلب کیا پس فرمایا وانا علی ذھاب بہ لقادرون یعنی جسطرح ہم اوسکے نازل کرنے پر قادر ہین اوسیطرح اوسکے لیجانے پر قدرت رکھتے ہین تمکو چاہیئے کہ تم اس نعمت کو شکر سے مقید کرو اگر بالفرض ہم اوسکو لیجائین تو تم سب مع جانورون کے پیاس کے مارے مرجاؤ اسمین خلق کو ایک سخت تہدید ہے ذھاب بالفتح مصدر ہے ذہب کا اور ضرر بہ مین واسطے تعدیت کے ہے جسطرح کہ ہمزہ اوسکے لیئے آتا ہے علی ذھاب بہ متعلق ہے لقادرون سے تو وہ اُسکے بعد ہوتا لیکن برعایت فاصلہ اوسکو مقدم کر دیا ہے اب رہی یہ بات کہ ذھاب بہ اور اذھابہ دونون ہم معنی ہین اذھابہ کیون نفرمایا سو وجہ اسکی یہ ہے کہ ذھاب کی تنکیر مین اشارہ ہے طرف کثرت طرق اذھاب کے اور مبالغہ ہے پانی کے دور کر دینے مین یہ تنکیر نہایت خوب موقع مین واقع ہوئی ہے اِسی لیئے اِس آیت کو کریمہ قل[۲] ارایتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین سے ابلغ ٹھیرایا ہے یعنی اسمین بہ نسبت اوسکے زیادہ تر مبالغہ ہے کیونکہ اوسمین صفت پانی کا غائر ہونا مذکور ہے اور اسمین پانی لیجانے کے بہت سے طریق ہین جتنی صورتین پانی لیجانے کی متصور ہو سکتی ہین اُن سب کو یہ شامل ہے معنی یہ ہین کہ ہم اوسکے اذھاب و ازالہ پر قادر ہین باین طور کہ اوسکو فاسد کر دین بگاڑ ڈالین تو اوس سے نفع نہ لیا جاوے یا اوپر کو چڑھا لیجائین یا ایسا گہرا کر دین کہ اوسکا نکالنا مشکل ہو غرضکہ پانی فی نفسہ ایک نعمت ہے و بادجود اسکے اور نعمتون کے حاصل ہونے کا سبب ہے اِسلیئے اللہ پاک نے اوّل تو اُسکے نازل کرنے اور باقی رکھنے کی منت رکھی پھر جو انواع و اقسام کی نعمتین اُس سے حاصل ہوتی ہین اونکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا

[۱] اور ہر چیز کے ہم پاس خزانہ ہین اور اتارتے ہین ہم ٹھیرے ہوئے اندازہ پر ۱۲ منہ

[۲] تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہو رہے جی کا پانی تمہارا خشک پھر کون ہے جو لاوے تمکو پانی نتھرا ہوا

فانشأنا لکم بہ جنات من نخیل واعناب یعنی ایجاد کیئے ہمنے واسطے تمہارے اوسی پانی سے باغ دونوع مذکور کے یعنی کھجور اور انگور ان دونون کو علحدہ کرکے اسلیئے کہ ایک انکے منافع بہت ہین کیونکہ یہ قائم مقام کھانے کے اور سالن کے اور تر و خشک میوہ ان کے ہوتے ہین کسی نے کہا اللہ پاک نے انپر اسواسطے اقتصار کیا کہ طائف و مدینۂ منورہ وغیرہ مین موجود ہین ابن جریر نے اسیطرح کہا ہے کسی نے کہا اسلیئے کہ پھل کی راہ سے سب درختون سے اشرف ہین اور منفعت و مزۂ و لذت مین سب سے اطیب ہین لکم فیہا فواکہ کثیرۃ و منہا تاکلون مین دونون ضمیرین راجع ہین طرف جنات کے بتقدیر مضاف ضمیر ثانی مین ای و من ثمارہا و زروعہا یعنی واسطے تمہارے اونھین باغون مین بہت سے میوے ہین کہ تم اونسے تفکہ کرتے ہو یعنی بطور میوہ کے کھاتے ہو اور اونھین باغون سے اونکے پھلون اور کھیتون کو بطور غذا کے موسم گرما و سرما مین کھاتے ہو یہ بھی صحیح ہے کہ دونون ضمیرین نخیل و اعناب کی طرف پھرین بتقدیر مضاف ای فی

(۱) اثمارہ یعنی درخت کھجور اور انگور کے پھلون مین لئی قسم کے فواکہ رنگ و مزے مین مختلف و متفاوت ہین تر و تازہ پکی کھجور اور تر و تازہ انگور کے دانے اور خشک کھجور اور خشک انگور یعنی مویز منقے اور عصیر یعنی افشرۂ انگور اور دبس یعنی افشرۂ خرما اسکے سوا اور چیزین جو انسے بنتی ہین اور طعام جسکو تم کھاتے ہو کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ واسطے تمہارے ان باغون مین اور میوے ہین سوائے کھجور اور انگور کے کسی نے کہا تاکلون کے معنی تترزقون و تحصلون معایشکم ہین یعنی تم ان باغون سے اپنی روزی و معیشت حاصل کرتے ہو یہ معنی اس محاورے سے ماخوذ ہین کہ فلان یاکل من حرفتہ یعنی فلان شخص اپنے پیشے سے کھاتا ہے یعنی اوس سے اپنی روزی حاصل کرتا ہے اکل کے حقیقی معنی یہ ہین کہ کھانے کی شے کا نگلنا اور اوس سے غذا کرنا اور کبھی اطلاق اکل کا اوس شے کے حاصل کرنے پر ہوتا ہے جس سے آدمی اپنی گذران کرنے مین منتفع ہوتا ہے یعنی کھانا پینا پہننا وغیرہ ضروریات جنکی زندگی بسر کرنے مین ضرورت ہے یہ اطلاق بطور مجاز مرسل ہے یہ بات کہ لفظ فاکہہ کس شے پر اطلاق کیا جاتا ہے سو فقہا نے اسمین بہت اختلاف کیا ہے سب سے بہتر جو اس باب مین کہا گیا ہے یہ قول ہے کہ فاکہہ کا اطلاق ان میوون پر ہوتا ہے جنکو لوگ کھاتے ہین اور وہ انکے قوت نہین ہین نہ طعام نہ سالن بقول یعنی ترکاری

(۱) اس قول کے موافق رمضان مین بعد کھانے کے ۱۲ منہ
(۲) بطریق التعبیر عن الشئ باسم معظم ما یحصل منہ یعنی روزی کمانے سے بہت سی چیزین مقصود حاصل ہین چونکہ اکل اونمین سے بڑی شے ہے اسواسطے روزی کمانے کا نام اکل رکھدیا ۱۲ منہ

مین اختلاف ہے کہ آیا فاکہہ مین داخل ہے یا نہین **ف** وشجرۃ منصوب ہے اس بنا پر کہ معطوف ہے
جنات پر یعنی اور ایسا پیدا کیا ہمنے اوسی پانی سے ایک درخت کسی نے برفع بھی پڑہا ہے بنا بر ابتدا یعنی
یہ مبتدا موخر ہوگا اور خبر مقدم محذوف ہوگی ای ومما الشئ لکم بہ شجرۃ یعنی منجملہ اُن چیزون کے
جو پیدا کی گئین واسطے تمہارے اُس پانی سے ایک درخت ہے فرا نے رفع کو اس تقدیر پر جائز
رکھا ہے وثم شجرۃ یعنی شجرہ مبتدا ہے مؤخر ہے اور ظرف مذکور خبر مقدم محذوف واحدی نے
کہا ہے سارے مفسر کہتے ہین کہ مراد اس درخت سے درخت زیتون ہے خاصکر کے اسکا ذکر
اِسواسطے کیا کہ اُسکے پانی دینے کی خبر گیری کوئی نہین کرتا ہے اور اسی سے تیل نکلتا ہے خازن نے
کہا کہ بعد طوفان کے پہلے پہل یہی درخت اُگا ہے حفناوی نے کہا ہے کہ زیتون کا درخت زمین مین
بہت معمر ہوتا ہے بعض نے یہانتک کہا ہے کہ اسکی عمر تین ہزار برس کی ہو جاتی ہے چونکہ
بوجوہ مذکور یہ درخت درختون مین اکرم اور نفع مین اعم اور برکت مین اکثر تھا اسلیئے اللہ پاک نے اپنے
بندون پر منت رکھنے کے واسطے خاصکر اوسکا ذکر فرمایا پھر اللہ پاک نے اُسکے پیدا ہونے کی جگہ
بیان کی تخرج من طور سیناء یعنی وہ درخت نکلتا ہے طور سینا سے زیتون اور جگہ بھی پیدا ہوتا ہے
پھر طور سینا کی کیا خصوصیت ہے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اصل اوسکی طور سینا سے ہی ہے پھر وہان سے
اور جگہ نقل کیا گیا زکریا نے اسیطرح ذکر کیا ہے طور سینا ایک پہاڑ ہے بیت المقدس مین کلام عرب
مین طور پہاڑ کو کہتے ہین کسی نے کہا کہ کلام عجم سے معرب کر لیا ہے سینا کے معنی مین اختلاف
ہے سو کسی نے کہا کہ بمعنی مبارک ہے کسی نے کہا بمعنی حسن ہے نبطی زبان مین کسی نے کہا حبشی
زبان مین کسی نے کہا سریانی زبان مین اور معنی اوسکے یہ ہین کہ پہاڑ درختون مین لپٹا ہوا کسی نے
کہا جس پہاڑ مین میوہ دار درخت ہون اوسکا نام سینار و سینین ہے کسی نے کہا سینار ماخوذ ہے
سَنَا سے سَنَا کہتے ہین ارتفاع کو یعنی پہاڑ بلند جمہور اسطرف گئے ہین کہ پہاڑ کا نام ہے جسطرح کہ
جبل اُحد کہتے ہین کسی نے کہا فلسطین کا پہاڑ ہے کسی نے کہا وہ پہاڑ ہے جس سے موسیٰ علیہ السلام
کو ندا ہوئی تھی درمیان مصر و ایلہ کے کسی نے کہا نام ہے اُس مکان کا جسمین یہ پہاڑ ہے کسی نے کہا
سینا نام ہے ایک معین پتھر یا معین پتھرون کا پہاڑ کی اضافت اونکی طرف اسلیئے کر دی گئی ہے
کہ وہ اوسمین موجود ہین یہ سب اقوال خازن مین اور فتح البیان مین اور بعض فتح القدیر مین موجود ہین

۱ یہ حصر ٹھیک نہین ہے کیونکہ زیتون کے سوا اور درختون سے بھی تیل نکلتا ہے شاید یہ مراد ہو کہ دوسرے مالکین اسی سے نکلتا ہو دارمنثور ۱۲ منہ

۲ یہ قول اجل مین حفناوی کا لکھا ہے لیکن خازن مین نفی ہے ۱۲ منہ

۳ اخرج ابن جریر وابن المنذر عن ابن عباس قال طور سیناء ھو الجبل الذی فودی منہ موسیٰ ۱۲ منہ

کوفیون[۱] نے سیناء بفتح سین بمد پڑہا ہے باقی قراء[۲] کی قرارت بکسر سین بمد ہے غیر منصرف اسواسطے ہوا ہے کہ بقعہ کا نام قرار دیا گیا ہے پس دو سبب ہو گئے ایک تو علمیت دوسرا تانیث اخفش نے کہا عجمی ہے اب بھی دو سبب ہو گئے ایک عجمہ دوسرا علمیت جمل نے بتصرف سین سے نقل کیا ہے کہ سیناء کا غیر منصرف ہونا بسبب علمیت و تانیث کے قرارت کسر کی بنا پر اسواسطے ہے کہ ہمزہ آخر تانیث کا نہین ہے بلکہ قرطاس کے ساتھ ملحق کرنے کے واسطے ہے تو اس صورت مین ہمزہ اوسکا منقلب ہوگا حرف یا سے یا حرف واو سے پھر جب آخر حرف علت بعد الف زائدہ کی طرف مین واقع ہوا تو ہمزہ قلب کیا گیا جیسے ریاء و کساء اب منع صرف اسکا بسبب تعریف تانیث کے ہوا کیونکہ سینا علم ہے بقعہ کا کسی نے کہا بہ سبب تعریف و عجمہ کے صحیح یہ ہے کہ سیناء اسم عجمی ہے عرب لوگ اسکو بولے تو اونکے لغت اوسمین مختلف ہو گئے پس کہا سَیْنَاء بروزن حَمْرَاء اور سِیْنَاء بروزن عِلْبَاء[۳] و سِیْنِین بروزن قِنْدِیل رہا اوسکا غیر منصرف ہونا قرارت فتح کی بنیاد پر سو بسبب تعریف و تانیث کے ہی بنظر بقعہ کے اور وہ اس صورت مین علم ہوگا پہاڑ کا مرکب مضاف و مضاف الیہ سے جیسے امرئ القیس پس جس شخص نے اوسکو غیر منصرف کیا باوجود اسکے کہ علم کا جزو ہے تو اوسنے اسطرف نظر کی کہ اوسکے ساتھ علم کا معاملہ کیا جاتا ہے اور اب الف اوسکا تانیث کے واسطے نہوگا بلکہ واو سے مبدل ہوگا اور حرف یا اوسکا زائدہ ہوگا اور وزن اوسکا فَیْعَال ٹھیرے گا اعمش نے سِیْنَاء بکسر و قصر پڑہا ہے تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ جمہور کی قرارت بفتح مثناۃ فوقانیہ و ضم باے موحدہ ہے ثلاثی مجرد سے ابن کثیر و ابو عمرو نے بضم مثناۃ فوقانی و کسر باے موحدہ پڑہا ہے ثلاثی مزید سے پہلی قرارت کی بنا پر معنی یہ ہین کہ وہ درخت زیتون کا فی نفسہ اگتا ہے درانحال کہ متلبس و مستصحب ہے ساتھ تیل کے مطلب یہ ہے کہ تیل کو لیئے ہوئے اگتا ہے اس صورت مین بالدھن حال ہے تنبت کے فاعل سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حرف با واسطے تعدیت کے ہو جسطرح کہ ذہبت بزید مین ہے اور بالدھن تنبت کا مفعول بہ غیر صریح ٹھیرے پس معنی یہ ہونگے کہ اگاتا ہے وہ تیل کو لیکن چونکہ نبات حقیقۃً صفت درخت کی ہے نہ تیل کی اسلیئے تنبت کو بمعنی تتضمنہ و تحصلہ ٹھیرائین گے یعنی وہ درخت اپنے ضمن مین لیتا ہے اور حاصل کرتا ہے تیل کو دوسری قرارت کی بنا پر بالدھن تُنْبِت کا مفعول ہوگا اور حرف با مفعول مین زائد ٹھیریگا

[۱] یعنی عاصم و حمزہ و کسائی و ابن عامر و یعقوب ۱۲ منہ

[۲] یعنی نافع و ابن کثیر و ابو عمرو ۱۲ منہ

[۳] بالفتح و الکسر پڑہے گئے ہین ۱۲ منہ مرام

جیساکہ محلی نے کہا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مفعول اوسکا محذوف ہو اور بالدہن اوس سے حال
تقدیر ای تنبت زیتونہا متلبسا بالدھن یعنی اُگاتا ہے درخت زیتون کا اپنے زیتون کو
درانحال کہ وہ زیتون متلبس ہے ساتھ تیل کے ابو علی فارسی نے کہا تقدیر یہ ہے تُنبت جَنَاھا
ومعہ الدھن یعنی اُگاتا ہے اپنے میوے کو اور ساتھ اوسکے تیل ہوتا ہے کسی نے کہا حرف
با واسطے مصاحبت کے ہے بمعنی مع کسی نے کہا کہ یہ قرارت اَنبَتَ بمعنی نَبت ہے
فراء و زجاج نے کہا ہے کہ نبت و انبت بیک معنی ہین اصمعی انبت کا انکار کرتے ہین لیکن
زُہیر کا قول اونپر رد کرتا ہے ؎

رایت ذوی الحاجات حول بیوتہم	قطینا لھم حتی اذا انبت البقل

یہان انبت بمعنی نبت ہے اِس صورت مین بھی بالدھن حال ہوگا زہری وحسن واَعرج نے
تُنبَتُ بضم مثناۃ فوقانی و فتح موحدہ بصیغۂ مجہول پڑہا ہے ماخوذ انبتہا اللہ سے اور بالدھن
حال ہے مفعول مالم یسم فاعلہ سے ای متلبسۃ بالدھن یعنی اُگایا جاتا ہے وہ درخت
درانحال کہ متلبس ہے ساتھ دہن کے زجاج و ابن جنی نے کہا ای تُنبت ومعہا الدھن
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تخرج بالدھن پڑہا ہے بصیغۂ مضارع خَرَجَ کسی نے
تُخرِجُ الدھن پڑہا ہے بصیغۂ مضارع اَخرَجَ اور بحذف حرف باز رِّ بن حبیش کی قرارت
تنبت الدھن بحذف حرف جر ہے سلیمان بن عبد الملک واشہب نے تنبت بالدھان پڑہا ہے
دِہان جمع ہے دہن کی جیسے رُمح کی جمع رِماح ہے ایک قرارت مین تُثمر بالدھن ہے
سعید نے کہا ہر شے ذی دَسم کے عُصارے کو دہن کہتے ہین ابن جریر و ابن منذر و ابن
ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے دہن کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا ھو الزیت
یوکل منہ ویدھن بہ یعنی مراد دہن سے زیتون کا تیل ہے کہ اوس سے کھاتے ہین
اور اوسکو لگاتے ہین قولہ تعالٰی وصبغ للآکلین معطوف ہے دہن پر جاری ہے
اوسکے اعراب پر یہ عطف ہے شے کے دو وصفون سے ایک وصف کا دوسرے وصف پر یعنی وہ درخت
اُگاتا ہے ایسی شے لیکر کہ وہ جامع ہے درمیان اُسکے تیل ہونے کے کہ اوسکو لگائین اور اُس سے چراغ جلائین اور
درمیان اُسکے سالن ہونے کے کہ اوسمین روٹی ڈبوئی جاوے واسطے سالن بنانے کے مطلب یہ ہے کہ رقیق

چیزون مین کے سالن کو بطور استعارہ صبغ کہتے ہین کیونکہ جسوقت روٹی اوسمین ڈبوئی جاتی ہی تو اُسکے رنگ مین
رنگین ہوجاتی ہی اگرچہ اس سے مراد بھی وہی تیل ہے لیکن چونکہ یہ دونون دو وصف ہین اسلیئے دونون کے
مفہومون کا تغایر قائم مقام تغایر دونون کی ذاتون کے کرکے ایک وصف کا عطف دوسرے وصف پر
کردیا یہ حاصل ہی شہاب قرارت شاذہ مین صبغا نصب پڑہا گیا ہی بالدہن کے موضع پر عطف کیا ہی قالہ ابو البقاء
جمہور کی قرارت صبغ بالکسر ہے ایک قوم نے صباغ پڑہا ہے جیسے کہ لبس ولباس ہے ہر سالن ع
سالن بنایا جاے وہ صبغ وصباغ ہے اصل صبغ کی وہ شے ہے جس سے کپڑا رنگا جاے سالن
کو رنگ کے ساتھ اسواسطے تشبیہ دی کہ روٹی سالن سے ایسی ہوجاتی ہے جیسے رنگ سے کپڑا رنگین
کیا جاتا ہے اللہ پاک نے اِس مبارک درخت مین ایسی شے رکھی ہے کہ اوسکو بدن سے لگاتے ہین
اور اُس سے چراغ جلاتے ہین اور اوسمین روٹی ڈبوکر کھاتے ہین غرضکہ جب اللہ پاک اپنے
وجود وکمال علم وقدرت وحکمت پر انزال ماء واخراج انواع نبات سے استدلال کرچکا تو اب انواع
حیوانات سے بھی استدلال کیا یہ چوتھی قسم استدلال کی ہے پس ارشاد فرمایا وان لکم فی
الانعام لعبرۃ ط نسقیکم مما فی بطونہا ولکم فیہا منافع کثیرۃ ومنہا تاکلون ۝
وعلیہا وعلی الفلک تحملون ع اور تمکو چوپایون مین دھیان کرنا ہے پلاتے ہین ہم تمکو اونکے
پیٹ کی چیز سے اور تمکو اونمین بہت فائدے ہین اور بعضون کو کھاتے ہو اور اونپر اور کشتی پر
لدے پھرتے ہو انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اللہ پاک نے جو منافع چوپایون
مین اپنی خلق کے واسطے رکھے ہین اونکا ذکر فرمایا ہے وہ منافع یہ ہین کہ لوگ اونکے دودھ سے پیتے
ہین کون دودھ جو کہ گوبر اور خون کے درمیان سے صاف پاک خوشگوار نکلتا ہے اور اونکے بچون
سے کھاتے ہین اونکی پشم اور بالون سے لباس پہنتے ہین اونکی پشت پر سوار ہوتے ہین جو شہر
اونسے دور ودراز مسافت رکھتے ہین اونپر بھاری بھاری بوجھ لادکر اونکی طرف لیجاتے ہین
جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق
الانفس ان ربکم لرؤف رحیم وقال تعالی اولم یروا انا خلقنا لہم مما عملت
ایدینا انعاما فہم لہا مالکون وذللناہا لہم فمنہا رکوبہم ومنہا یاکلون ولہم
فیہا منافع ومشارب افلا یشکرون ف فتح البیان وغیرہ کا بیان فاتح یہ ہے کہ انعام

اور راہ تمھارے چلتے ہین
بوجھ تمھارے اُن
شہرون تک کہ تم
پہونچتے وان مگر جان
توڑکر بیشک تمھارا
رب بڑا شفقت والا
مہربان ہے ۱۲ منہ

اور کیا نہین دیکھتے ہمنے
بنادیئے اونکو اپنے ہاتھون
کے بنائے سے چوپائے
پھر وہ انکا مال ہین اور
عاجز کردیا اونکو اسنے
آگے پھر اونمین کوئی ہی
اُنکی سواری اور کسی کو
کھاتے ہین اور اُنکو اونمین
فائدہ ہین اور پینے کے
گھاٹ پھر کیون شکر نہین
کرتے ۱۲ منہ

بھی منجملۂ نعمتہاے باری عز اسمہ ہین جنکی اللہ پاک نے اپنے بندون پر منت رکھی ہے تفسیر انعام
کی سورۂ نحل مین گزر چکی ہے انعام یہی اونٹ گائین بکریان ہین نیسابوری نے اپنی تفسیر مین
کہا ہے کہ شاید اسجگہ انعام سے مقصود خاص اونٹ ہین کیونکہ عادت یون ہی جاری ہے کہ
سواری اونھین پر ہوتی ہے اور اسلیئے کہ انعام کو فلک کا قرین کیا ہے اونٹ سفائن برّ ہین یعنی
جسطرح کشتیان سفائن بحر ہین اسیطرح اونٹ بر کی کشتیان ہین جیساکہ ذوالرمہ نے کہا ہے ع
سفائن برّ تحت خدّی زمامها ۱؎ اونٹون کے بارے مین کہتا ہے کہ وہ جنگل کی کشتیان
ہین اونکی مہار میرے رخسار کے نیچے ہے اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ انعام مین عبرت و موعظت
ہے اسواسطے کہ یہ بھی منجملۂ اُن اشیا کے ہین جنکے خلق و افعال سے عظمت قدرت الٰہیہ پر استدلال
کیا جاتا ہے عبرت کے ساتھ انعام کو مخصوص کیا نبات کو نکیا اسواسطے کہ انعام مین عبرت زیادہ تر
ظاہر ہے ابوالسعود نے اسیطرح کہا ہے پھر اللہ پاک نے تفصیل کی اُن نعمتون کی جو ان چوپایون
مین موجود ہین بعد ذکر اوس عبرت کے جو اونمین تھی واسطے بندون کے پس فرمایا نسقیکم مما فی
بطونها کلمۂ ما سے مراد اَلبان ہین یعنی دودھ یا مراد چارہ ہے کیونکہ دودھ اوسی سے بنتا ہے
اوّل کی بنا پر حرف من تبعیض کا ہوگا اور ثانی کی بنا پر ابتدائیہ جتنی وجوہ انتفاع کے دودھ سے
متعلق ہین وہ سب مافی بطونہا سے مراد ہین وجہ اعتبار کی دودھ مین یہ ہے کہ اللہ پاک کے حکم سے
اونکے شکم مین بنتا ہے اور گوبر و خون کے درمیان سے خالص ہوکر اُنکے تھنون مین جمع ہوتا ہے
پھر طہارت و رنگ و مزے کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے نہایت خوش رنگ و خوش مزہ موافق خواہش کے
ہوتا ہے اور غذا بنتا ہے پس گھاس چارا جسکو چوپائے کھاتے ہین اوسکا دودھ ہنجانا اور ایسی
غذاے لذیذ و مشروب نفیس کی طرف مستحیل ہو جانا اسمین بڑی سے بڑی عبرت ہے واسطے عبرت
لینے والون کے اور بغایت عظیم موعظت ہے واسطے نصیحت قبول کرنے والون کے پھر جو شخص اللہ پاک
کی قدرت و حکمت پر اس سے استدلال کرے تو اوسکے حق مین یہ نعمت دینی نعمتون سے ہوگی
اور جو کوئی اپنے امر معاش مین اس سے منتفع ہو تو اوسکے لیئے یہ نعمت دنیوی نعمتون سے ٹھیریگی
نکتہ اسجگہ بطونہا بلفظ جمع ۵۲ ذکر فرمایا اسواسطے کہ انعام کی طرف راجع ہے مراد اوس سے جمع ہے
اور سورۂ نحل مین مما فی بطونہ بافراد فرمایا ہے بنظر اسکے کہ انعام اسم مفرد ہے زکریا نے

۵۱ بلفظ جمع فی البیان و فتح القدیر مین ہے بیضاوی و نسفی و زادہ مین سیفتہ بلفظ مفرد ہے مراد اس سے شاعر کی اونٹنی ہے ۱۲ منہ

۵۲ یعنی ضمیر مونث راجع طرف جمع کے ۱۲ منہ

متشابہ القرآن مین اسیطرح ذکر کیا ہے کرمانی نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ نحل مین جو ہے مراد اوس سے
اناث ہین تقدیر یہ ہے وان لکم فی بعض الانعام اور وہ بعض اناث ہین اسلیئے ضمیر مفرد
مذکر لائے اور اسجگہ یعنی سورۂ مومنون مین سو مراد اُس سے کُل انعام ہین نر و مادہ دونون کو شامل
بدلیل عطف کے اس قول مین ولکم فیہا منافع کیونکہ یہ اناث کو خاص نہین کرتا ہے اور یہ عطف
سورۂ نحل مین مذکور نہین ہے نسقیکم کو بفتح وضم نون پڑہا ہے ضمیر متکلم سے مراد اللہ پاک ہے
کسی نے تسقیکم بتا ے فوقیہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ ضمیر انعام کی طرف راجع ہے غرضکہ اللہ پاک
نے انعام مین چار وجوہ اعتبار کے ذکر فرمائے ہین چنانچہ اونمین سے ایک وجہ تو مذکور ہو چکی۔
اب دوسری وجہ ذکر کی اور جو منافع اونمین ہین اونکا ذکر بطور اجمال کیا پس فرمایا ولکم فیہا
منافع کثیرۃ یعنی واسطے تمہارے اونکی پیٹھون مین اور اولادمین اور پشم مین اور بالون مین
درانحال کہ وہ زندہ ہین بہت سے منافع ہین پھر تیسری وجہ ذکر کی اور ایک خاص منفعت
بیان فرمائی ومنہا تاکلون یعنی اور بعض کو اونمین سے کھاتے ہو بعد ذبح کے کھانے کی منفعت
کو علیحدہ کرکے اسواسطے ذکر کیا کہ یہ ایسی منفعت ہے کہ سابق کے مغائر ہے اس جہت سے
کہ بعد اونکے ذبح کرنے کے اونکی ذات سے منتفع ہونا ہے بخلاف منافع سابقہ کے کیونکہ وہ اونکی
ذات سے خارج تھی وہ خود زندہ موجود ہوتے اور اونسے نفع لیا جاتا تھا دوسری یہ ہے کہ
کھانے مین اونکے واسطے ایک انتفاع عظیم ہے پھر چوتھی وجہ ذکر کی وعلیہا وعلی الفلک تحملون
ضمیر علیہا کی راجع ہے طرف انعام کے پھر اگر اوس سے مراد اونٹ گاؤ بکریان ہین تو مراد بعض
انعام ہونگے یعنی خاص اونٹ اور اگر انعام سے مراد خاص اونٹ ہی لیئے جائین تو معنی واضح ہین
محلی وخازن ونسفی نے ابل ہی کی طرف ضمیر پھیری ہے کیونکہ عادت مین سواری اونٹون ہی پر
ہوتی ہے اور اسیواسطے اونکو فلک کا قرین کیا ہے کیونکہ فلک دریا کی کشتیان ہین اور اونٹون
کو جنگل کی کشتیان کہا ہے جیساکہ ذوالرمہ کے قول مین اوّل گزر چکا ہے بیضاوی نے ضمیر کو
انعام کی طرف راجع کیا ہے اسواسطے کہ آیت سے ظاہر یہی ہے علت یہ ذکر کی ہے کہ اونمین سے
بعض پر سواری ہوتی ہے جیسے اونٹ اور گاؤ اسمین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ بعض کے
حال کی نسبت کی ہے طرف کل کے اور محلی وغیرہ کے قول کو بلفظ قیل ذکر کیا ہی پھر کہا ہے کہ

اسمین ضمیر ایسی ہوگی جیسی کہ وبعولتھن احق بردھن مین ہے یعنی اس تقدیر پر کہ مراد ضمیر سے
خاص ابل ہون تو اوسمین ضمیر مثل بعولتھن کے ہوگی یہ قول بعد اس قول کے ہے والمطلقات
یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء جسطرح کہ بعولتھن کی ضمیر بعض مدلول مذکور کی طرف
راجع ہے کیونکہ یہ ضمیر بعض مطلقات کی طرف پھرتی ہے وہ بعض مطلقات وہ ہین جنکو طلاق
رجعی دی ہے سو اوسیطرح ضمیر علیہا کی ہے جبکہ اوس سے مراد خاص ابل ہون وعلی الفلک
تحملون کے ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ غالبًا انعام پر سواری ہوتی ہے جنگل مین چونکہ خشکی
کی سواری کا ذکر آگیا تو اوسکے ساتھ اوس شے کا بھی ذکر کردیا جسپر دریا مین سواری ہوتی ہے
غرض اس سے نعمت کا پورا کرنا اور منت کا کامل کرنا ہے پھر جب اللہ پاک دلائل توحید بیان
کرچکا تو اوسکے بعد انبیاء علیہم السّلام کے قصّے شروع کیے جسطرح کہ ساری سورتون مین
یہی عادت باسعادت جاری ہے کہتے ہین کہ قصّون کے مکرر ذکر کرنے مین حکمت یہ ہے کہ
جس قصّے کو مکرر ذکر کیا ہے اوسمین ایسے الفاظ و فوائد و نکات ہوتے ہین کہ وہ دوسرے
مین نہین ہوتے اور اوسکے مکرر لانے مین تاکید حجت کی اور تجدید نصیحت کی ہوتی ہے یہان جبکہ
اللہ پاک نے کشتی کا ذکر کیا تو حضرت نوح علیہ السّلام کے قصّے سے ابتدا کی کیونکہ پہلے پہل کشتی انھین نے
بنائی اور جو معاملہ قوم نے اونکے ساتھ کیا اوسکو بیان فرمایا اس سبب سے کہ اللہ پاک کی مخلوقات مین
تفکر کو چھوڑ دیا اور جو جو انعام اونپر کیے اوسکے یاد کرنے کو ترک کیا پس ارشاد فرمایا ولقد ارسلنا
نوحا الی قومہ فقال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ افلا تتقون ○ فقال
الملؤا الذین کفروا من قومہ ما ھذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم ط
ولو شاء اللہ لانزل ملٰئکۃ ج ما سمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین ○ ج
ان ھو الا رجل بہ جنۃ فتربصوا بہ حتی حین ○ اور ہمنے بھیجا نوح کو اوسکی
قوم کے پاس تو اوسنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمھارا کوئی حاکم نہین اوسکے سوا کیا تمکو ڈر
نہین تب بولے سردار جو منکر تھے اوسکی قوم کے یہ کیا ہے ایک آدمی ہے جیسے تم چاہتا ہے کہ
بڑائی کرے تمپر اور اگر اللہ چاہتا تو اتارتا فرشتے ہمنے یہ نہین سنا اپنے اگلے باپ دادون
مین اور کچھ نہین یہ ایک مرد ہے کہ اوسکو سودا ہے سو راہ دیکھو اوسکی ایک وقت تک انتہی

۵۱ اور اوسنے فاوندون کو پہونچتا ہے پھر لینا اونکا ۱۲ منہ ۵۲ اور طلاق والی عورتین انتظار کرکے اوین اپنے تین تین حیض تک ۱۲ منہ

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے حضرت نوح
علیہ السّلام کے جسوقت کہ اونکو بھیجا طرف اونکی قوم کے تاکہ اوسکو ڈرائین اللہ کے عذاب سے اور
اوسکے باس شدید وانتقام سے یعنی جو کوئی اللہ پاک کے ساتھ شرک کرے گا اور اوسکے حکم کا خلاف
کرے گا اور اوسکے رسولون کو جھٹلائے گا تو اللہ ضرور اوس سے بدلا لیگا پس کہا اے قوم
پوجو اللہ کو نہین ہے کوئی معبود سوا اُسکے تم جو اوسکے ساتھ شرک کرتے ہو کیا تم اسمین اللہ سے
نہین ڈرتے ملاء سے مراد سادہ واکابر ہین یعنی سردار قوم یتفضل کے معنی ہین یترفع ویتعاظم
یعنی وہ نبوت کے دعوے سے تمپر بڑائی کرتا ہے حالانکہ وہ مثل تمہارے ایک آدمی ہے پھر کیونکر
اللہ نے طرف اُسکے وحی کی تمہاری طرف نہ کی ولو شاء اللہ لانزل ملائکۃ کے معنی یہ ہین
کہ اگر اللہ تعالیٰ اس بات کا ارادہ کرتا کہ کسی نبی کو بھیجے تو اپنے پاس سے کسی فرشتے کو بھیجتا اور وہ
بشر نہوتا بھذا سے مراد بعثت بشر ہے اٰبائنا الاولین سے مراد اونکے اسلاف واجداد
ہین یعنی اونکے پرکھے جو زمانہ ماضیہ مین گزر چکے ہین ان ھو الا رجل بہ جنۃ کا مطلب یہ ہے
کہ وہ جو زعم کرتا ہے کہ اللہ نے اوسکو تمہاری طرف بھیجا ہے اور تمہارے درمیان سے وحی
کے ساتھ اوسکو خاص کیا ہے سو وہ اس بات مین مجنون ہے فتربصوا بہ حتی حین کا حاصل
یہ ہے کہ تم اوسکے واسطے موت کا انتظار کرو اور اوسپر صبر کرو ایک مدت تک یہانتک کہ اُس سے
راحت پاؤ ف فتح البیان وغیرہ کا بیان فاتح یہ ہے کہ حرف واو ولقد مین استیناف کا ہے
اور حرف لام جواب ہے قسم محذوف کا ای واللہ لقد اللہ پاک نے اس سورت مین پانچ قصے ذکر
فرمائے ہین پہلا قصہ تو نوح علیہ السّلام کا ہے جو شروع ہوا ہے اس قصے کے اوّل ذکر کرنے
کی ایک وجہ تو تمہید مین اوّل گزر چکی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ تقدیم اس قصے کی اسلیے
کی کہ آدم علیہ السّلام کے قصے سے متصل ہو جاے جسکا ذکر ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ
من طین مین ہو چکا ہے کیونکہ درمیان حضرت نوحؑ وحضرت آدم علیہما السّلام کے مناسبت ہے
اس جہت سے کہ حضرت نوحؑ آدم ثانی ہین اسواسطے کہ بعد آدم علیہ السّلام کے انحصار نوع انسانی
کا حضرت نوحؑ کی نسل مین ہوا ہے دوسرا قصہ حضرت ہود علیہ السّلام کا ہے شروع اوسکا یہ ہے کہ
ثم انشانا من بعدھم قرنا اٰخرین تیسرا قصہ یہ ہے ثم انشانا من بعدھم قرونا اٰخرین

چوتھا قصہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کا ہے جسکا شروع یہ ہے ثم ارسلنا موسیٰ واخاہ
ھارون الخ پانچوان قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اونکی والدہ شریفہ کا ہے جسکا شروع یہ ہے
وجعلنا ابن مریم وامہ الخ ان قصون مین تعزیت وتسلی ہے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے یہ بات بیان کرکے کہ اونکی قوم کے سوا اور نبیون کی قومین بھی اپنے نبیون کے ساتھ
وہی معاملہ کرتی تھین کہ جو معاملہ اونکی قوم نے ساتھ اونکے کیا ہے غرضکہ نوح اونکا لقب ہے اور
اسم مبارک اونکا یشکر ہے بنابر قول امام رازی اور عبد اللہ بنابر قول علامہ سیوطی ایک ہزار پچاس
برس زندہ رہے کیونکہ چالیس کے سر پر تو رسول ہوئے پچاس کم ہزار برس اپنی قوم کو دعوت
کرتے رہے اور بعد طوفان کے ساٹھ برس پھر زندہ رہے اللہ پاک نے اونکو بھیجا تاکہ لوگون کی
دعوت کرین طرف عبادت تنہا اللہ کے اسی لیئے نسفی ومحلی نے کہا ہے کہ اعبدوا اللہ کے
معنی ہین وحدوہ یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور اوسکی توحید کرو کسی شے کو اوسکے ساتھ شریک
مت کرو جیساکہ آخر آیتون سے معلوم ہوتا ہے جملہ مالکم من الٰہ غیرہ واقع ہے موقع تعلیل مین
واسطے ماقبل کے غیرہ مرفوع ہے اسلیئے کہ صفت ہے الٰہ کی بنابر محل کیونکہ مبتدا ہے خبر اوسکی
لکم ہے یعنی کلمہ ما کی اسم وخبر ہین اور حرف من زائد ہے کسائی وغیرہ نے بجر الٰہ پڑہا ہے
بنابر اتباع لفظ یہ دونون قراءتین سبعیہ ہین اور جملہ استینافیہ قائم مقام تعلیل کے واسطے امر
بالعبادت کے یعنی تم اکیلے اللہ پاک کو پوجو اسواسطے کہ نہین ہے وجود مین تمھارا کوئی معبود سوا اوسکے
پھر جب نوح علیہ السلام نے توحید کی طرف قوم کی دعوت کی اور اونمین اس دعوت نے کچھ نفع
نہ کیا اور غیر اللہ کی عبادت پر جمے رہے تو اونکو یہ کہکر ڈرایا افلا تتقون تاکہ جس شرک پر وہ جمے
ہوئے ہین اوس سے پھر جائین یعنی پھر کیا تم نہین ڈرتے ہو اس سے کہ تم چھوڑتے ہو عبادت
اپنے رب کی کون رب جسکے سوا عبادت کا مستحق کوئی نہین ہے اور نہ کوئی تمھارا معبود ہے سوا اوسکے
کسی نے کہا معنی یہ ہین کیا تم نہین ڈرتے ہو اس سے کہ جو جو نعمتین اوسنے تمکو عطا کی ہین اونکو تمسے
سلب کرے کسی نے کہا معنی یہ ہین کیا تم نہین بچاتے ہو اپنی جانون کو اوسکے عذاب سے جسکے
مقتضی تمھارے گناہ ہین اسپر اونکی قوم کے اشرافون سردارون نے اپنے تابعین وعوام سے
کہا اللہ پاک نے اونکی طرف سے پانچ شبہے نقل کیئے ہین پہلا شبہہ یہ ہے ما ھذا الا بشر مثلکم

یعنی بشریت مین تمھاری جنس سے ہے اوسمین تم مین کوئی فرق نہین ہے جو اوصاف تم مین ہین
اونھین مین وہ بھی تمھارا شریک ہے اگر اللہ تعالے کی طرف سے رسول ہوتا تو البتہ نزدیک اوسکے
معظم و مکرم اور سارے خلق سے بمزید درجہ و عزت متمیز ہوتا پھر جب وہ ایسا نہین ہے تو ہمنے جان لیا
کہ وہ رسول نہین ہے مگر اوسنے رسالت کا ادعا اسلیئے کیا ہے کہ یرید ان یتفضل علیکم
یعنی دعوی رسالت سے تمپر فضل طلب کرتا ہے باین طور کہ تمھارا سردار بنجاے اور شریف
ہوجاے تاکہ تم اوسکے تابع و فرمان بردار اوسکے حکم کے مطیع و منقاد ہوجاؤ حالانکہ وہ رسول نہین ہے
جو صفت آدمی مین نہین ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اوسکے ساتھ متصف ہوجاے ایسی صفت کے
تکلف کے واسطے بناے تفضل کی ہوتی ہے جیسے تفقہ و تکرم ہے اور بنا تفضل کی واسطے
تکلف اُس صفت کے ہے جو انسان مین نہین ہے اور نہ خود مین اوسکا ہونا چاہتا ہے جسطرح کہ
تعامی و تعارج و تجاہل ہے یعنی اندھا بننا لنگڑا بننا جاہل بننا پھر تصریح کردی کہ بشر رسول ہوتا ہی
نہین ہے یہ دوسرا شبہہ ہے ولو شاء اللہ لانزل ملائکۃ یعنی اگر اللہ چاہتا ارسال
کسی رسول کا تو البتہ فرشتونکو بھیجتا ارسال کی تعبیر انزال سے کی اسلیئے کہ فرشتون کو بندون
کی طرف بھیجنا مستلزم ہے اونکے نزول کو طرف اونکے شاء کا مفعول محذوف ہے محلی نے
ان لا یعبدوا غیرہ محذوف نکالا ہے یعنی اگر اللہ چاہتا اس بات کو کہ اوسکا غیر نہ پوجا جاے تو
اوسکے واسطے فرشتون کو نازل کرتا نہ بشر کو مفعول مشیت کی شان یہی ہے کہ لو کے جواب سے
اخذ کرکے مقدر کیا جاتا ہے لیکن محلی نے اسجگہ سیاق کلام سے اخذ کرلیا جیسا وہی کی تقدیر یہ ہے
ولو شاء اللہ ان یرسل رسولا لانزل ملائکۃ رسلا نسفی کی تقدیر بھی اسی کے
لگ بھگ ہے ولو شاء اللہ ارسال رسول لارسل ملائکۃ غرضکہ فرشتون کا نازل کرنا
نہایت درجہ پہونچانے والا ہے طرف مقصود کے بنسبت ارسال بشر کے کیونکہ بسبب علو شان و
شدت سطوت و کثرت علوم فرشتون کے خلق اونکی مطیع ہوجاتی اور اونکی رسالت مین شک
نکرتی پھر جب اوسنے یہ نکیا تو ہمنے جان لیا کہ اوسنے کوئی بشر رسول نہین بھیجا پھر تیسرا شبہہ
نقل کیا ما سمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین یعنی یہ جیسا مدعی نبوت کا بشر سے دعوی کرتا ہے
ایسا دعوی ہمنے اپنے اگلون مین نہین سنا ہے یا بھذا کے معنی بمثل کلامہ ہین یعنی مثل اوسکی

مطلب یہ ہے کہ ارسال کو بجاے انزال مین اوا کیا بجاے ارسال کے انزال فرمایا ۱۲ منہ

بات کے ہمنے نہین سُنی وہ بات یہی حکم کرتا ہے اکیلے اللہ کی عبادت کا یا یہ معنی ہین کہ ہمنے نہین سُنا
کہ کوئی بشر یہ دعویٰ کرتا ہو نسفی کا قول یہ ہے ای بارسال بشر رسولا او بما یا مرنا بہ
من التوحید وسب الھتنا یعنی ہمنے سُنا نہین بھیجا بشر کا رسول بنا کر یا وہ جو ہمکو توحید کا حکم
کرتا ہے اور ہمارے معبودون کو بُرا کہنا اسکو ہمنے نہین سُنا حالانکہ تعجب اونسے ہے کہ پتھر کے
واسطے تو الوہیت کے ساتھ راضی ہوئے اور بشر کے لیئے نبوت کے ساتھ راضی نہوئے بیضاوی
نے کہا ہذا سے مراد اونکی نوح علیہ السّلام ہین یعنی ہمنے اوسکو نہین سُنا کہ وہ نبی ہے آباء
اوّلین سے مراد امم ماضیہ ہین جو اس سے پہلے گزر چکی ہین کسی نے کہا حرف ہذا مین
زائد ہے ای ما سمعنا ھذا کائنا فی الماضین وہ لوگ اپنے مذاہب کی ہر شے مین تقلید ہی
اور اعتماد کرتے تھے اور آباء کی طرف رجوع ہوتے تھے اسی لیئے نظر و استدلال کی راہ نہ چلے
صرف تقلید پر اپنی تقریر کی بنا رکھی پھر اسپر بھی قناعت نہ کی یہانتک کہ کذب بحت و بہتان
صریح طرف اوسکے ملا کر یون بولے ان ھو الا رجل بہ جنۃ یہ چوتھا شبہہ ہے عوام سے کہتے
کہ وہ تو ایک آدمی ہے کہ اوسکو جنون ہے ہم نہین جانتے وہ کیا کہتا ہے اسواسطے کہ حضرت
نوحؑ اونکی خلاف عادت کام کیا کرتے تھے تو رُوسا عوام سے کہتے کہ وہ تو مجنون ہے پھر کیونکر
ہو سکتا ہے کہ وہ رسول ہو جنۃ کو محلی نے بمعنی حالت جنون کہا ہے یعنی فعلۃ کا وزن ہیئت
مین مستعمل ہوتا ہے جسطرح کہ جلسۃ بمعنی ہیئت جلوس ہے اور مصدر دونون ایک صورت پر ہین
بالجملہ پانچوان شبہہ یہ ہے فتربصوا بہ حتی حین یعنی ایک مدّت اوسکا انتظار کرو یہانتک
کہ اوسکا حال کھلجاے بایں طور کہ اپنے جنون سے باز آجاوے اور نسفی و بیضاوی و خازن نے بمعنی جنون
لکھا ہے صراح مین ہے جنۃ بالکسر کا ترجمہ دیوانگی کیا ہے پھر کہا ہے کہ اسم وافاقہ پا جاے تو اس
دعوے کو چھوڑ دے یا یہانتک کہ مر جاے تو تم اوس سے راحت پا جاؤ کرخی نے کہا تم اوسکا
انتظار کرو اوسکے زمانۂ موت تک یہ کلام مستانف ہے بعض بعض سے کہتے ہین تم صبر کرو پس اگر
وہ سچّا نبی ہے تو اللہ اوسکو نصرت دے گا اوسکے کام کو قوی کرے گا پھر اسوقت ہم اوسکی پیروی
کرلین گے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اوسے بے مدد چھوڑے گا اور اوسکے کام کو باطل کر دے گا
پھر اوسوقت ہم اوس سے راحت پا جائین گے یہ بھی احتمال ہے کہ ماقبل سے متعلق ہو یعنی وہ مجنون ہے

پس تم ایک زمانے تک صبر کرو کہ اوسمین انجام کام اوسکا ظاہر ہو جاوے پھر اگر اوسنے افاقہ پایا
فبہا ورنہ تم اوسکو مار ڈالنا انتہیٰ فراء نے کہا اسجگہ مراد حین سے کوئی معین وقت نہین ہے وہ تو
ایسا ہے جیسا کہ یہ قول ہے دعہ الی یوم ما یعنی تو فلان کو ایک دن تک چھوڑ دے غرضکہ
جب نوح علیہ السّلام نے اونکی گفتگو سُنی اور اونکی تمادی و اصرار کو کفر پر پہچان گئے تو اونکے
ہلاک کی دعا کی قال ربّ انصرنی بما کذبون ○ فاوحینا الیہ ان اصنع الفلک باعیننا
و وحینا فاذا جآء امرنا و فار التنور فاسلک فیہا من کلّ زوجین اثنین
و اھلک الا من سبق علیہ القول منہم ج ولا تخاطبنی فی الّذین ظلموا انّہم
مغرقون ○ فاذا استویت انت و من معک علی الفلک فقل الحمد للہ الذی نجّینا
من القوم الظّلمین ○ و قل ربّ انزلنی منزلا مبرکا و انت خیر المنزلین ○ انّ
فی ذلک لاٰیٰت و انّ کنّا لمبتلین ○ بولا اے رب تو مدد کر میری کہ اونھون نے مجھکو
جھٹلایا پھر ہمنے حکم بھیجا اوسکو کہ بنا کشتی ہماری آنکھون کے سامنے اور ہمارے حکم سے پھر جب
پہونچے ہمارا حکم اور اُبلے تنور تو ڈال لے اوسمین ہر چیز کا جوڑا دو ہرا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جنکی
قسمت مین آگے پڑ چکی بات اور نہ کہہ مجھسے اُن ظالمون کے واسطے اونکو ڈوبنا ہے پھر جب
چڑھ چکے تو اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جسنے چھٹرایا ہمکو گنہگار لوگون سے
اور کہہ اے رب اُتار مجھکو برکت کا اُتارنا اور تو ہے بہتر اُتارنے والا اسمین نشانیان ہین اور
ہم ہین جانچنے والے انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے
طرف سے نوح علیہ السّلام کے کہ اونھون نے اپنے رب کو پکارا تاکہ اوس سے مدد مانگین اپنی قوم پر
جسطرح کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین اونکی طرف سے خبر دی ہے فدعا ربہ انی مغلوب
فانتصر اور اسجگہ یون کہا رب انصرنی بما کذبون پس اسوقت اللہ پاک نے کشتی بنانے کا
اور اوسکے مضبوط و محکم کرنے کا اونکو حکم دیا اور اس بات کا امر کیا کہ اولین اوسمین من کلّ زوجین
اثنین یعنی نر و مادہ ہر قسم کے حیوانات و نباتات و ثمار وغیرہ سے اور لا دلین اوسمین اپنے
گھر والون کو الا من سبق علیہ القول منہم مگر وہ جسپر اللہ پاک کی طرف سے ہلاک ہونے کی
بات سابق ہو چکی ہے یہ وہی لوگ ہین جو اونکے گھر والون مین سے اونپر ایمان نہ لائے جیسے

ف بھر پکارا اپنے رب کو
مین مغلوب ہو گیا ہون تو
بدلا لے ۱۲ منہ

اونکا بیٹا اور بی بی واللہ تعالیٰ اعلم ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون کا
مطلب یہ ہے کہ جسوقت باران عظیم نازل کیا جاے اور وہ اوسکو اپنی آنکھون سے دیکھ لین
تو اوسوقت تجھکو رافت و رحمت و شفقت اپنی قوم پر ہرگز نہ پکڑے اور طمع اونکے پیچھے رہنے مین
کہ شاید وہ ایمان لے آئین کیونکہ مین حکم کر چکا ہون کہ جس کفر و طغیان و سرکشی پر وہ جمے ہوئے
ہین اوسپر اونکو ڈوبنا ہے یہ قصہ سورہ ہود مین ایسے مبسوط طور پر گزر چکا ہے کہ اوسکے مکرر ذکر
کرنے سے غنا حاصل ہے **قولہ تعالیٰ** فاذا استویت انت ومن الظالمین
مثل اس آیت کے ہے وجعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون لتستووا علی
ظہورہ ثم تذکروا نعمۃ ربکم اذا استویتم علیہ وتقولوا سبحان الذی سخر لنا ہذا
وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون حضرت نوح علیہ السلام نے اس حکم کی
بجا آوری کی جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وقال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا ومرساہا
پس اونھون نے اللہ کا ذکر کیا اپنی ابتداے سیر کے وقت اور وقت انتہاے سیر کے اور
فرمایا اللہ پاک نے وقل رب انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین **قولہ تعالیٰ**
ان فی ذلک لآیت کا مطلب یہ ہے کہ بیشک اس کام مین یعنی مومنون کے نجات دینے
اور کافرون کے ہلاک کرنے مین البتہ کھلی کھلی حجتین و دلیلین ہین نبیون کی سچائی پر اوس بات مین
جسکو اللہ کی طرف سے لائے اور اللہ پاک جو چاہتا ہے اوسکو کرتا ہے اور ہر شے پر قادر ہے ہر چیز کو خوب جانتا ہے وان کنا
لمبتلین کا یہ حاصل ہے کہ بیشک ہم البتہ امتحان کرنیوالے ہین بندون کا رسول بھیجکر **ف**
فتح البیان وغیرہ کا بیان فاتح یہ ہے کہ جسوقت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے ایمان لانے سے
ناامید ہو چکے تو کہا رب انصرنی یعنی اے میرے پروردگار تو مجھے اونپر نصرت دے اونسے
انتقام لے جس چیز کے ساتھ تو چاہے اور جسطرح تو ارادہ کرے بیضاوی نے کہا بما ہلاکہم
یعنی اونکو ہلاک کرنیسے نے بھی اسیطرح کہا ہے دوسرا قول بیضاوی کا یہ ہے بانجاز ما وعدتہم
من العذاب یعنی جو تو نے اونسے عذاب کا وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کر دے حرف با بما کذبون
مین واسطے سببیت کے ہے یعنی بسبب اسکے کہ اونھون نے مجھے جھٹلایا ہے یا بمعنی بدل ہے
جیسے محاورے مین بولتے ہین ہذا بذاک یعنی یہ شے بدلے اوس شے کے ہے معنی

۷ اور بنا دی تجھکو کشتی
اور چوپے جنپر سوار ہوتے ہو
تا چڑھ بیٹھو اوسکی پیٹھ پر
پھر یاد کرو احسان جب
بیٹھو چکو اوپر اور
کہو پاک ذات ہے
وہ جسنے کیا ہمکو اوسپر
ہمارے اور ہم نہ تھے اوسکے مقابل بیشک ہمکو اپنے رب کی
طرف پھر جانا ہے ۷ اور بولا سوار
ہوا میں اللہ کے نام سے
اسکا بہنا اور ٹھہرنا

یہ ہین کہ اونکی تکذیب کے غم سے بدل دے مجھکو تسلی اونپر منصور ہونے کی بیضاوی نے اوّل کو ثانی اور ثانی کو اوّل ذکر کیا ہے نسفی نے اسکا عکس کیا ہے غرضکہ جب نوح علیہ السّلام نے بددعا کی تو اللہ پاک نے اونکی دعا کو قبول کرکے یہ ارشاد فرمایا فاوحینا الیہ یعنی ہمنے آسمان سے طرف اونکے ایک رسول بھیجا پھر رسالت و وحی کی تفسیر کی وہ یہ ہے ان اصنع الفلک یعنی تو کشتی بنا اس بنا پر اَنْ مفسّرہ ہے کیونکہ وحی مین معنی قول کے ہین اَنْ کو مصدریہ ٹھیرانے کی کچھ ضرورت نہین ہے باعیننا حال ہے اصنع کی ضمیر مستتر سے اور جمع باواسطے ملابست کے ہے یعنی تو اوسکو بنا اس حال مین کہ تو متلبس ہے ہمارے حفظ و نگہبانی کے ساتھ اعین بلفظ جمع فرمایا گو عادت یہ ہے کہ دیکھنے والے کی فقط دو آنکھین ہوتی ہین سو یہ واسطے مبالغے کے ہے نسفی نے کہا تو بنائے اوسکو اس حال مین کہ اللہ کے حفظ و رویت کا وثوق کرنیوالا ہو کہ وہ تجھکو محفوظ رکھتا ہے اور تجھے دیکھ رہا ہے یا یہ معنی ہین کہ ہمارے حفظ و نگہبانی کے ساتھ اوسکو بنا اللہ کی طرف سے تیرے ہمراہ حفاظت کرنیوالے ہونگے وہ اپنی آنکھون سے تیری حفاظت کرینگے تاکہ کوئی تجھسے متعرض نہو اور کوئی مفسد تیرے کام کو تجھپر فاسد نکر ڈالے اسی معنی سے یہ قول ہے علیہ من اللہ عین کالئۃ یعنی فلان پر اللہ کی طرف سے ایک محافظ ہے مطلب یہ ہے کہ لفظ اعین حفظ کے واسطے استعارہ کیا گیا ہے اللہ پاک کا حضرت نوح کو محفوظ رکھنا اسکی تشبیہ دی ایک جماعت نگہبانون سے کہ وہ اونکو اپنی آنکھون سے نگاہ رکھتے ہین محافظون کو اعین اسلیئے کہتے ہین کہ جن چیزون سے حفظ کی طرف توسل ہوتا ہے اُن سب سے زیادہ تر بڑی یہی آنکھ ہے سو اس سبب سے گویا وہ خود آنکھین بنگئین اسیواسطے جاسوس کو بھی عین کہتے ہین خازن نے دو قول لکھے ہین ایک یہ ہے بمرأی منا یعنی ہمارے روبرو اور اسکو حضرت ابن عبّاس رض کی طرف منسوب کیا ہے اسیواسطے فتح البیان مین اسکو اولی کہا ہے دوسرا قول بلفظ قیل یہ لکھا ہے بعلمنا یعنی تو اوسکو بنا ہمارے علم سے ووحینا کے معنی ہین بامرنا وتعلیمنا یعنی تو اوسکو بنا ہمارے حکم و تعلیم سے ہم تجھے اُسکے بنانے کی کیفیت سکھائینگے کہتے ہین کہ حضرت جبریل علیہ السّلام نے اونکو کشتی بنانا سکھایا پھر دو برس مین اوسکو بنایا تین سو گز اوسکا طول رکھا پچاس گز کا عرض اونچائی تیس گز کی اُسکے تین طبقے بنائے نیچے کا واسطے سباع ہوام

کے بیج کا دواب وانعام کے لیے اوپر کا واسطے آدمیون کے جسطرح کہ اوّل گزر چکا ہے
نسفی نے کہا اونکو وحی کی گئی کہ اوسکو سینۂ طائر کی مثال پر بنائین حرف فاذا جاء امرنا
مین واسطے ترتیب مابعد کے ہے ماقبل پر ماقبل سے مراد وہی کشتی بنانا ہے امر سے مراد
امر بالعذاب ہے نسفی نے کہا عذابنا یا مرنا بیضاوی کا قول اوّل یہ ہے امرنا بالرکوب لیکن ابوالسعود
نے کہا یہ مراد نہین ہے امر سے مراد عذاب ہے جیسا کہ اس قول مین ہے لا عاصم الیوم
من امر اللہ عذاب کے آنے سے مراد اوسکا کمال قریب ہونا ہے یعنی اوسکے ابتداے
ظہور مطلب یہ ہے کہ جسوقت بعد کشتی پوری ہونے کے ہمارا عذاب آئے وفار التنور معطوف
ہے جملۂ ماقبل پر بعطف نسق یا عطف بیان ہے یعنی عذاب کا آنا تنور کا جوش مارنا ہے دوبخر
کا سبب آگ جلنے کی جگہہ سے اسواسطے نکالا گیا کہ اندازو اعتبار مین زیادہ تر مبالغہ ہو اس
تنور سے مراد وہ تنور آدم ہے جسمین بی بی حوّا روٹی پکایا کرتی تہین میراث مین پہنچتے پہنچتے حضرت
نوح کو ملا تھا پتھرون کا تھا تنور کی جگہہ مین اختلاف ہے کسی نے مسجد کوفہ مین کسی نے کہا شام
مین کسی نے کہا ہند مین کسی نے کہا تنور سے مراد روے زمین ہے مروی ہے کہ حضرت
نوح سے کہدیا تھا کہ جسوقت تنور سے پانی جوش مارے تو تم اور تمہارے ساتھہ والے سوار
ہو جاؤ پھر جب تنور سے پانی اوبلا تو اونکی بی بی نے اونکو خبر کی وہ سوار ہو گیے فاسلک فیہا
یعنی جسوقت وہ علامت ظاہر ہو جاے جو تیرے واسطے مقرر کیگئی ہے تو کشتی مین
داخل کر سلک محاورے مین لازم و متعدی دونون طرح آتا ہے سلک فی کذا یعنی وہ خود فلان
شے مین داخل ہو گیا و سلک غیرہ یعنی فلان نے اپنے غیر کو داخل کر دیا اللہ پاک نے فرمایا ہے
ما سلککم فی سقر یعنی کس شی نے تمکو جہنم مین داخل کیا لیکن لازم و متعدی مین مصدر کا
فرق ہے لازم کا مصدر سلوک اور متعدی کا سلک آتا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا اجعل معک فی السفینۃ یعنی رکھہ لے اپنے
ساتھہ کشتی مین من کل زوجین اثنین عامہ کی قرات باضافت لفظ کل سے ہے اور عاصم
نے روایت حفص مین بہ تنوین کل پڑہا ہے اضافت کی بنا پر اثنین اسلک کا مفعول ہوگا
یعنی داخل کر اوسمین ہر زوجین سے دو کو اس صورت مین ضرور ہے کہ درمیان مضاف اور مضاف الیہ

لہ یعنی فی موضع علی یعنی الارض حامل باب کردہ الیوم ویقال کان فی عین وردۃ بالشام ۱۲ منہ
لہ بولا کوئی پکانیوالا تہین آج اللہ کے حکم سے

کے ایک اور مضاف مقدر کیا جاے تقدیر یہ ہوگی من کل امتی زوجین یعنی ہر زوج مادہ کے دو گروہ
مین سے داخل کر دو کو ہر قسم کے نر و مادہ سے ایک جوڑا یعنی ایک نر ایک مادہ اور حرف من متعلق ہے
اسلک سے دوسری قرارت کی بنیاد پر معنی یہ ہین کہ داخل کر اوسمین ہر نوع سے ایک جوڑے کو
اس صورت مین اثنین تاکید ہوگی زوجین کی ہر قسم کے حیوانات سے ایک ایک جوڑا داخل کرنے کا
اسواسطے فرمایا کہ اوس قسم کی نسل منقطع نہو جاے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی
مین وہی حیوان سوار کیے جو بچے جنتے ہین یا انڈے دیتے ہین رہے مچھر مکھی کیڑے سو ان کو
سوار نہ کیے کیونکہ یہ تو مٹی سے نکلتے ہین عفونات سے پیدا ہو جاتے ہین انکی نسل منقطع نہین ہوتی
محلی نے کہا قصے مین آیا ہے کہ اللہ پاک نے نوح علیہ السلام کے واسطے سباع و طیور وغیرہ کو
جمع کر دیا تھا سو وہ ہر نوع مین اپنے دونون ہاتھ مارتے تو اونکا سیدھا ہاتھ نر پر پڑتا اور بایان ہاتھ مادہ پر
پھر وہ اونکو کشتی مین سوار کر لیتے فتح القدیر مین کہا ہے واھلک منصوب ہے فعل محذوف سے
وہ معطوف ہے فاسلک پر یعنی واسلک محذوف کا مفعول ہے اور اوسکا عطف ہے فاسلک پر
زوجین یا اثنین پر معطوف نہین ہے دونون قرارتون کی بنا پر اسواسطے کہ یہ مودی ہوتا ہے طرف
اختلاف معنی کے لیکن زادہ نے کہا ہے کہ اثنین پر معطوف ہے قرارت اضافت کی بنا پر اور زوجین اثنین
پر معطوف ہے قرارت تنوین کی بنیاد پر مراد اہل سے اونکے گھر والے ہین یعنی اونکی بی بی اور بیٹے اور
اونکی بی بیان انمین سے اونکے بیٹے کنعان اور اوسکی بی بی کو اور اوسکی ماں کو نکال لیا کیونکہ یہ لوگ
کافر تھے اسی واسطے یون فرمایا الا من علیہ القول منھم اللہ پاک نے سورۂ ہود مین فرمایا ہے
قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق علیہ القول ومن امن
وما امن معہ الا قلیل اللہ پاک نے یہان من آمن کا ذکر نہ کیا اسواسطے کہ استثنا کی دلالت
پر کفایت کی کیونکہ وہ اسپر دال ہے کہ جتنے لوگ اون پر ایمان لائے اون سب کے داخل کرنے کا
اللہ پاک نے امر فرمایا گو وہ اونکے گھر والون سے نہون بیضاوی نے جایز رکھا ہے کہ اہلک سے
مراد سارے لوگ ہون جو ان پر ایمان لائے خواہ اونکا نسب حضرت نوح سے متصل ہو یا نہو اس
صورت مین الا من سبق علیہ القول استثنا منقطع ہوگا زادہ نے فرمایا یہ قول خالی بُعد سے نہین ہے
یہان کلمۂ علی اسواسطے لایا گیا ہے کہ امر سابق ضار ہے جسطرح کہ وہان لام لایا گیا ہے جہان امر

ل کہا ہے لاوے
اسمین ۱۲ قسم سے ۲۴
دو دو اور بچے گھر کے
گھر کے پرندون کی بابت
اور جو ایمان لایا ہو اور ایمان
نہ لائے تھے اونکی بابت
گھوڑے ۱۲

سابق نافع ہے چنانچہ اس آیت مین ان الذین سبقت لھم منا الحسنی وقولہ تعالی اولئک عنھا مبعدون اور کما قال تعالی ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون اور قولہ تعالی ھا ما اکتسبت وعلیھا ما اکتسبت غرض کہ اللہ پاک نے اونکو حکم دیا کہ کشتی مین اپنے گھر والون کو سوار کرلو سوا اسے اون کے جنپر وعدہ ازلی ہلاک کرنے کا سابق ہوچکا ہے پس اُنھون نے سام وحام ویافث کو اور اونکی بیبیون کو اور اپنی مومن بی بی کو سوار کرلیا سام عرب کے باپ ہین اور حام سودان کے اور یافث ترک کے پدرین کسی نے کہا کہ چھ مرد اور اونکی بیبیان تھین جملہ بارہ نفر ہوئے کسی نے کہا اٹھتر آدمی تھے آدھے مرد آدھی عورتین واللہ اعلم پھر جن لوگون نے شرک ومعاصی کرکے اپنی جانون پر ظلم کیا اونکے واسطے دعاے نجات کرنے سے حضرت نوح کو منع کیا کہ و لا تخاطبنی فی الذین ظلموا یعنی اونکی نجات کے بارے مین مجھسے گفتگو مت کرنا پھر جملہ مستانفہ سے اِس نہی کی علت بیان فرمائی کہ انھم مغرقون یعنی وہ تو بسبب شرک ومعاصی کے ضرور ہی ڈوبنے والے ہین ان پر اسکا حکم ہوچکا ہے وہ ہرگز نہ ٹلے گا جسکا یہ حال ہو اوسکے واسطے نہ کوئی سفارش کرتا ہے نہ کسی کی سفارش اوسکے حق مین قبول ہوتی ہے زادہ نے کہا جبکہ اللہ پاک اون پر ڈبونے کا حکم کرچکا اور اِس حکم کی خبر دیدی تو اونکو بعض کے حق مین دعاے نجات کرنے سے منع کردیا کیونکہ اگر اونکی دعا کو قبول کرے تو اپنی سچی خبر کو کاذب فرماے اور اگر قبول نکرے تو یہ اونکی شان کی تحقیر ہو اسواسطے منع ہی کردیا کہ تم دعا مت کرو اونکو بالیقین ڈوبنا ہے دعا و شفاعت اونکے حق مین کیونکر قبول ہو حالانکہ اللہ پاک نے تو اون سے نجات پانے پر حضرت نوح کو حمد و شکر کا امر فرمایا فاذا استویت انت ومن معک علی الفلک فقل الحمد للہ الذی نجانا من القوم الظالمین یعنی جسوقت تو اور تیرے ہمراہی کشتی پر سوار ہوکر عالی و مستوی و معتدل ہوجاؤ تو تو یون کہہ کہ شکر ہے اللہ کا جسنے ہمکو ظالمون سے اور اونکی ہلاک سے نجات دی کہ ہم اون کے ساتھ ہلاک نہوئے یعنی اللہ پاک درمیان ہمارے اور اونکے حایل ہوگیا اور ہمکو اون سے خلاصی دی یہ آیت مثل اِس آیت کے ہے فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین اللہ پاک نے جو اونکے مستوی ہونے کو کشتی پر جزماً غرق سے نجات ٹھیرایا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ اللہ پاک کے علم مین یہ بات سابق ہوچکی تھی کہ وہ سبب ہے اونکی نجات کا ظالمون سے اور موجب ہے اونکی سلامتی کا اوس عذاب سے کہ جو اونکی قوم کو پہنچا پس اللہ تعالی نے حضرت نوح کو اِس بات کا امر کیا

۱۱ بعضون کے گھر بھی ہماری حرف سے بھی ۱۲
۱۲ اوسکو ملتا ہے جو کیا اور اوپر بتایا ہے کیا ۱۲
۱۳ پھر کشتی جو اون ظالمون کی اور سرا کا ذکر ہوا جو اوپر ہے سارے جہان کا ۱۲

کہ اس نعمت عظیم پر اوسکی حمد کرین فقل جواب ہے اذ شرطیہ کا ظاہر یون تھا کہ نقولوا کہا جاتا بصیغہ جمع یعنی تم اور تمہارے ہمراہی سب حمد کرو لیکن صرف حضرت نوح کو دعاے مذکور کا امر فرمایا سو اسمین اون کی فضل کا اظہار مقصود ہے اور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ اونکی دعا مین کفایت ہے ہمراہیون کی دعا سے کیونکہ اونکی دعا اون سب کو محیط ہے پھر اللہ پاک نے اونکو ایسی بات کا امر کیا جو اونکے واسطے زیادہ تر نافع ہے اور فائدے مین زیادہ تر تام و کامل ہے وہ یہ ہے کہ اپنی ذات کے لیے دعا کرین باین طور کہ کشتی مین اترتے وقت یا کشتی سے زمین کی طرف اترتے وقت یون کہین رب انزلنی منزلا مبارکا پہلا احتمال ظاہر تر ہے اس لیے کہ اونکو اس دعا کا امر ہوا اس حال مین کہ وہ کشتی مین قرار پذیر ہون تو وہی کشتی اونکی منزل ہونا اوسکا غیر قابل زیادہ رزقہ اللہ الحسنی زیادہ جمہور کی قرارت بضم میم و فتح زاے معجمہ ہے اس بنا پر کہ مصدر میمی بمعنی انزال یا اسم مکان انزال ہے زر بن حبیش نے اور ابو بکر نے عاصم سے اور مفضل نے بفتح میم و کسر زاے معجمہ پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ اسم مکان نزول یا مصدر میمی بمعنی نزول ہے مصدر ثلاثی کو قائم مقام مصدر ثلاثی مزید کے کیا ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے واللہ انبتکم من الارض بناتا یہ دونون قرارتین سبعیہ ہین محلی و نسفی نے جو ان قرارتون کی تقریر کی ہے اوس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ وجہین مذکورین صرف قرارت اولی کی بنا پر ہین اور ثانیہ کی بنا پر اسم مکان ہونا متعین ہے حالانکہ بات یون نہین ہے بلکہ ضم و فتح سے ہر ایک کی بنیاد پر وجہین مذکورین کا احتمال ہے کما ذکرہ الحفناوی پس پہلی قرارت کے یہ معنی ہین اے رب میرے اوتار تو مجھکو اوتارنا مبارک یا اوتار مجھکو اوتارنے کے مکان مبارک مین دوسرے کی بنا پر معنی یہ ہین اوتار مجھکو اوتارنے کے مکان مبارک مین یا اوتار مجھکو اوترنا مبارک مکان انزال و نزول سے مراد کشتی ہے کشتی کی برکت یہ ہے کہ اوسمین نجات ملے اور اوس سے اوترنے کے بعد کثرت نسل کی ہوئی بہیم خیرات کا حصول ہوا جوہری نے کہا ہے کہ منزل بفتح میم و زاے نزول بمعنی حلول ہے تقول نزلت نزولا و منزلا کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے حضرت نوح کو حکم کیا تھا کہ قول مذکور کو کہین وقت داخل ہونے کے کشتی مین کسی نے کہا کہ اوس سے نکلنے کے وقت چنانچہ اول گزر چکا ہے آیت مذکور تعلیم ہے طرف سے اللہ پاک کے اپنے بندون کو کہ جسوقت وہ سوار ہون بہتر اترین تو قول مذکور کہین واحدی نے کہا مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اس بات کا امر ہوا کہ وقت

۱ اوگیا تم زمین کی
۲ ابن ابی
شیبہ و عبد بن حمید و ابن
جریر و ابن منذر و ابن ابی
حاتم نے مجاہد سے روایت
کیا ہے کہ یہ قول حضرت
نوح سے اوسوقت کہا ہے
کہ کشتی سے اوتارے گئے
اور دوسرون لوگون نے قتادہ
سے اس آیت کی تفسیر مین
روایت کیا ہے کما سیاتی
تمکو تعلیم کرتا ہے کہ تم کو سطح کہو
جبکہ سوار ہو اور کسطح کہو جبکہ
اوتر و سو وقت سوار ہوگے تو
یہ کہو سبحان الذی سخر لنا ہذا
و ما کنا لہ مقرنین و انا الی ربنا
لمنقلبون و باسم اللہ مجراہا و مرساہا
ان ربی لغفور رحیم اور وقت
اوترنے کے یہ کہو

۳ رب انزلنی منزلا مبارکا و انت خیر المنزلین کذا فی فتح القدیر ۱۲ منہ

مستوی ہو تیکے اپنی کشتی پر الحمد للہ کہین اور اوس سے اوترنے کے وقت رب انزلنی منزلا
مبارکا یعنی تو مجھے ایسا مبارک اوتارنا اوتارکہ دارین مین مزید خیر کا سبب بنجاے آول اونہون نے
دعا کی پہر بعد دعا کے اللہ عزوجل کی ثنا وصفت کی اور یون کہا وانت خیر المنزلین یعنی تو سب
سے بہتر اوتارنے والا ہے یہ ثنا مطابق ہے اونکی دعا کے اللہ پاک نے اونکو حکم دیا کہ اس ثنا
کو دعا کے ساتھہ ملائین تاکہ اوسمین مبالغہ ہو اور دعا کے قبول ہونے کا وسیلہ ہوجاے ان فی
ذلک یعنی یہ جو اللہ پاک نے نوح علیہ السلام کا حال اور کشتی کی کیفیت اور کفار کے ہلاک ہونے
کا قصّہ بیان فرمایا اسمین کآیات البتہ دلالتین ہین اللہ پاک کے کمال قدرت پر اور نشانیان ہین
جنسے اوسکی شان عظیم پر استدلال کیا جاتا ہے اور دانا بینا لوگ عبرتین حاصل کرتے ہین و
ان کنا لمبتلین مین کلمۂ ان مخففہ سے مثقلہ ہے اور حرف لام فارق ہے درمیان اوسکے اور
شرطیہ وغیرہ کے یعنی بیشک شان وقصہ یہ ہے کہ البتہ ہم پہنچانے والے ہین قوم نوح کو بلاے
عظیم و عذاب شدید یا البتہ ہم جانچنے والے ہین قوم نوح کو ساتھہ بھیجنے نوح کے طرف اونکے کہ آیا اوسکی پیروی
کرتے ہین یا نہین اور ساتھہ وعظ و نصیحت اوسکی کے کہ دیکھین اوسکے وعظ سے نصیحت پذیر ہوتے
ہین یا نہین یا آزمانے والے ہین اپنے بندون کو ان آیتون سے دیکھین کون عبرت گیر ہوتا ہے
کون نصیحت پذیر یا اونکی طرف رسول بھیجکر اونکا امتحان لینے والے ہین تاکہ مطیع و عاصی لوگون کو ظاہر
ہوجاوے یا فرشتون کو کسی نے کہا معنی یہ ہین اللہ پاک اون سے معاملہ کرتا ہے جسطرح کہ اونکے
احوال کا جانچنے والا معاملہ کرتا ہے کبھی تو ارسال رسل سے کبھی عذاب سے تاکہ دیکھے کون عبرت
لیتا ہے کون نصیحت مانتا ہے جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ولقد ترکنہا ایۃ فہل مدکر سمین نے
ذکر کیا ہے کسی نے کہا کہ کلمۂ ان نافیہ ہے اور حرف لام بمعنی الا یعنی نہین ہین ہم مگر جانچنے والے پر
اللہ پاک نے دوسرا قصہ شروع کیا پس فرمایا ثم انشانا من بعدہم قرنا اخرین ع فارسلنا
فیہم رسولا منہم ان اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ ط افلا تتقون ع وقال الملا
من قومہ الذین کفروا وکذبوا بلقاء الاخرۃ واترفنہم فی الحیوۃ الدنیا ما ہذا الا بشر مثلکم
یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون ○ ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا لخسرون
ایعدکم انکم اذا متم وکنتم ترابا وعظاما انکم مخرجون ○ ھیہات ھیہات لما

ع ۲/۱

۱ ماذکر یہ مفعول ہو منزلین کا اور اوس سے مصدر ہے یا مکان ای المنزلین الانزال المبارک او المکان المبارک کما قالہ الخفاجی ۱۲ منہ

۲ اور باقی کو ہے رہنے دیا نشان کو پہر کوئی نہ سمجھے سوچنے والا ۱۲

توعدون ○ ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما نحن بمبعوثین ○ ان
ھو الا رجل افتری علی اللہ کذبا وما نحن لہ بمؤمنین ○ قال رب انصرنی بما
کذبون ○ قال عما قلیل لیصبحن ندمین ○ ج - فاخذتھم الصیحۃ بالحق
فجعلنٰھم غثآء ج فبعدا للقوم الظلمین ○ پھر اوٹھائی ہمنے اون سے پیچھے ایک
سنگت اور بھیجا ہمنے اونمین ایک رسول اونمین کا کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا حاکم اوسکے سوا
پھر کیا تمکو ڈر نہین اور بولے سردار اوسکی قوم کے جو منکر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور
آرام دیا تھا اونکو ہمنے دنیا کے جیتے اور کچھ نہین یہ ایک آدمی ہے جیسے تم کہاتا ہی جس قسم سے تم
کہاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو اور کبھی تم چلے کہے پر ایک آدمی کے اپنی برابر کے
تو تم بیشک خراب ہوئے کیا تمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر گیے اور ہو گیے مٹی اور ہڈیان کہ تمکو نکالنا ہی
کہان ہو سکتا ہے کہان ہو سکتا ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہے اور کچھ نہین یہی جینا ہے ہمارا دنیا کا مرتے
ہین اور جیتے ہین اور ہمکو پھر اوٹھنا نہین اور کچھ نہین یہ ایک مرد ہے باندہ لایا اللہ پر جھوٹ اور اسکو
ہم نہین ماننے والے بولا اے رب میری مدد کر کہ اونھون نے مجھکو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے دنون مین
رہجاوینگے پچھتاتے پھر پکڑا اونکو چنگھاڑ نے تحقیق پھر کر دیا ہمنے اونکو کوڑا سو دور ہو جاوینگے گنہگار لوگ

ف اس سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ ثمود کا آگے چنگھاڑ سے وہی مرے ہین انتہی ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہی کہ اوسنے بعد قوم نوح علیہ السلام کے ایک اور
قرن اٹھایا کسی نے کہا ہی کہ مراد اس قرن سے عاد ہین کیونکہ بعد قوم نوح کے یہی عاد خلیفہ ہوئے
تھے کسی نے کہا مراد ثمود ہین اسواسطے کہ اللہ پاک نے فاخذتھم الصیحۃ بالحق فرمایا ہے غرض یہ ہے
کہ صیحہ سے ثمود ہی ہلاک ہوئے ہین اللہ پاک نے اونمین ایک رسول بھیجا اونمین کا سوا اوسنے
اونکو وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کی طرف بلایا پھر اونھون نے رسول کی تکذیب و مخالفت کی سبب
اپنے مثل بشر ہونے کے اوسکی پیروی سے انکار کیا بشری رسول کی اتباع سے کینائی اللہ کی ملاقات
کو جھٹلایا جو قیامت مین ہوگی معاد جسمانی کے منکر ہوئے اور بولے ابعد کم انکم مخرجون ھیھات
ھیھات لما توعدون کا مطلب یہ ہے بعید بعید ذلک یعنی جس بات کا تمکو وعدہ ملتا ہے وہ
بغایت دور ہے غرض یہ ہے کہ وہ بات ہونی نہین ہے زاد وعدہ ہی وعدہ ہے ان ھو الا رجل

ل ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے زید بن اسلم کی تفسیر کرین بعید بعید سو ابن کثیر نے کہا ہے کہ کذائی فی نسختین ۱۲ منہ

افتری علی اللہ کذبا کے معنی یہ ہین کہ وہ جو رسالت و نذارت و اخبار معاد تمہارے پاس لیکر آیا ہی
اسمین وہ اللہ پر جھوٹ باندہ لایا ہے وما نحن لہ بمومنین یعنی ہم تو اوسکے ماننے والے نہین
ہین قال رب انصرنی بما کذبون کا حاصل یہ ہے کہ رسول نے اپنے رب سے اون پر فتح و نصرت
طلب کی سو اوسنے اوسکی دعا قبول کی یون فرمایا عما قلیل لیصبحن نادمین یعنی جس بات کو
تو اونکے پاس لیکر آیا ہے اوسمین تیری مخالفت و عناد کرنے کے سبب سے اب تھوڑے دنون مین
رہجاوینگے پچھتاتے فاخذتھم الصیحۃ بالحق کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ بسبب اپنے
کفر و طغیان و سرکشی کے اللہ پاک کی طرف سے اسی بات کے مستحق تھے کہ چنگھاڑ نے اونکو آپکڑا
ظاہر یہ ہے کہ چنگھاڑ مع باد تند قوی سرد کے اون پر جمع ہوئی غرض یہ ہے کہ ان دونون چیزون سے
اونکو ہلاک کر ڈالا دوسری جگہہ اللہ پاک نے اس ہوا کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ تدمر کل
شیء بامر ربہا فاصبحوا لا یری الا مساکنہم قولہ تعالی فجعلناھم غثاء کے
معنی یہ ہین کہ ہمنے اونکو گرا دیے ہلاک کر ڈالے مثل کوڑے کچرے سیل کے غثاء وہ شے حقیر
بے حقیقت ہالک ہے جس سے کچھہ بھی نفع نہین لیا جاتا ہے فبعدا للقوم الظالمین مثل اس
آیت کے ہے وما ظلمناھم ولکن کانوا ھم الظالمین یعنی بسبب اپنی کفر و عناد کے
اور مخالفت رسول اللہ کے وہی لوگ ظالم تھے اللہ نے اون پر کچھہ ظلم نہین کیا پس سننے والون
کو چاہیے کہ اپنے رسول کی تکذیب سے بچین کہین اونکا انجام ویسا نہو جیسا اگلون کا ہوا ف
فتح البیان وغیرہ کا بیان فاتح یہ ہے انشانا کے معنی ہین خلقنا بعدھم مین مضاف مقدر ہے
اے بعد اہلاکھم قرنا سے مراد قوم ہے ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے قرنا کی تفسیر مین امۃ روایت کیا ہے
قوم ہو یا امت معنی ایک ہین یعنی بعد ہلاک کرنے قوم نوح کے ہمنے ایک اور قوم پیدا کی اس قوم
مین تین قول ہین پہلا قول یہ ہے کہ مراد اس قوم سے عاد قوم ہود علیہ السلام ہے دلیل اسکی یہ ہے
کہ سورۂ اعراف و ہود و شعرا مین قصہ ہود علیہ السلام کا بعد قصۂ نوح علیہ السلام کے آیا ہے دوسری دلیل
یہ ہے کہ سورۂ اعراف مین ہود علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد
قوم نوح اکثر مفسرین کا قول یہی ہے کرخی نے اسکو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے
علامہ نسفی و محلی نے اسی پر قصر کیا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ مراد ثمود قوم صالح علیہ السلام ہے دلیل اسکی

۵۱ اوکما قال ہمارے ہر بیغمبر کو اپنے رب کے حکم سے پہلی کوئی نہ کوئی انذر نہین آتا سوائے اوسکے گمرہ ہونے کے ۱۲

۵۲ ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے غثاء کی تفسیر مین روایت کیا ہی کہ جھاگ کا رفع ہے یعنی ایسے کر دیے گئے جیسے وہ بوسیدہ درخت ۱۲ منہ

۵۳ اور ہمنے اونپر ظلم نہین کیا لیکن سخت دہی سے انصاف ۱۲

۵۴ اور یاد کرو کہ تمکو ہم نے کیا پیچھے قوم نوح کے ۱۲

یہ ہے کہ صیحہ سے ثمود ہی ہلاک ہوئے ہین اور فاخذتہم الصیحہ اس قصے مین مذکور ہے رہی عاد قوم ہود سو وہ ریح عقیم سے ہلاک ہوئے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے واما عاد فاھلکوا بریح صرصر عاتیۃ بیضاوی نے دونون قول ذکر کیے ہین اسی طرح خازن نے بھی لیکن قول اول کو اصح کہا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ مراد اصحاب مدین قوم شعیب علیہ السلام ہین کیونکہ یہ بھی اونہین لوگون مین سے ہین جو کہ صیحہ سے ہلاک ہوئے فتح البیان و فتح القدیر مین تینون قول مذکور ہین فارسلنا فیہم رسولا منہم فعل ارسال بکلمۃ الی متعدی ہوتا ہے یہان بکلمۃ فی متعدی ہوا ہے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ منظور اس بات کا بتانا ہے کہ جو رسول اونکی طرف بھیجا گیا اوسنے اونہین مین نشو و نما پایا اونکے درمیان مین رہا بسا وہ لوگ اوسکی جاے ولادت و مکان سکونت کو جانتے پہچانتے تھے اور کسی جگہہ کا آدمی نہ تھا ایسے شخص کو رسول بنا کر بھیجنا غیر جگہہ کے آدمی کو رسول نہ بنایا اسواسطے کہ اوسکی بات کو بہ نسبت غیر کے زیادہ تر مانین گے کیونکہ وہ اونہین مین رہا سہا ہے اوسکے عادات و اطوار کو خوب جانتے ہین غرض یہ ٹھہری کہ کلمہ فی کا صلہ نہین ہے ارسال کا بلکہ واسطے ظرفیت کے ہے جسطرح ان آیتون مین ہے کذلک ارسلناک فی امۃ وقولہ تعالے وما ارسلنا فی قریۃ من نذیر الایۃ کسی نے کہا کہ بکلمۃ فی اسواسطے متعدی ہوا ہے کہ ارسلنا متضمن ہے معنی قول کو لیکن قول اول اولی ہے اسواسطے کہ ارسلنا کو معنی قلنا کا متضمن کرنا اس بات کو مستلزم نہین ہے کہ ارسلنا حرف فی سے متعدی ہو ان اعبدوا اللہ مین حرف ان مصدریہ ہے اسے بان اعبدوا یعنی ہمنے رسول کو بھیجا ساتھہ اس بات کے کہ اللہ کو پوجو جو محلی نے اسی کو اختیار کیا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان تفسیر کا ہو کیونکہ ارسلنا متضمن ہے بمعنی قول کو یعنی ہمنے اون سے رسول کی زبان پر یہ بات کہی کہ اللہ کو پوجو نسفی و بیضاوی کا مختار قول یہی ہے فتح البیان و فتح القدیر مین بھی اسی پر قصر کیا ہے جملہ ما لکم من الہ غیرہ تعلیل ہے امر مذکور کی یعنی تم اللہ کو اسواسطے پوجو کہ اوسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہین ہے افلا تتقون پھر کیا تم اوسکے عذاب سے نہین ڈرتے ہو کون عذاب جسکا مقتضی تمہارا شرک ہے وقال الملا من قومہ ملا سے مراد قوم کے اشراف و سردار ہین یہان قول ملا کو جواب مین اس رسول کے بحرف واو ذکر کیا اور نوح علیہ السلام کے جواب مین بحرف فا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ یہان کلام ملا کا کلام رسول کے عقیب واقع نہین ہوا ہے کہ بفاے

۵۱ اور وہ جو عاد تھے سو ہلاک کیے گئے تھمنڈی ہوا کی باڈ سے ہاتھون سے نکل جاتے ۱۲ ۵۲ اسیطرح ہمنے تمکو بھی ایک رسول تمہین ۱۲ ۵۳ اونہین بھیجا ہے کسی بستی مین کوئی ڈرانیوالا نہ کرنے لگے تمہین وہان کے اسودہ لوگ جو تمہارے ہاتھہ بھیجا ہم نہین مانتے ۱۲

تعقیب اوسپر عطف کیا جاتا بلکہ ملأ کا قول باطل اور رسول کا کلام حق دونون حصول مین جمع ہوئے
ہین اسواسطے حرف واو لائے تاکہ معلوم ہوجائے کہ دونون وجود مین مجتمع ہین اور اخبار مین دونون متبائن
ہین بخلاف قصۂ نوح علیہ السلام کے کہ اوسمین قول ملأ کا اونکے قول کے عقب مین واقع ہوا ہے اسلیے
حرف فاے تعقیب وہان آیا ہے رہا قول قوم ہود کا بجواب ہود علیہ السلام سورۂ اعراف وہود مین بدون
واو کے سو اوسکی وجہ یہ ہے کہ وہان جواب سوال مقدر کا واقع ہوا ہے مثلاً کسی سائل نے کہا کہ پھر
اونکی قوم نے کیا جواب دیا تو کہا گیا کہ اونہون نے ایسا ایسا کہا اسواسطے وہان حرف واو نہ لائے
پھر اللہ پاک نے ملأ کی یا قوم کی یہ صفت بیان فرمائی کہ الذین کفروا وکذبوا بلقاء الاخرۃ ایک
وصف تو یہ ہوا کہ وہ منکر ہوئے دوسرا وصف یہ ہے کہ لقاے آخرت کی تکذیب کی مراد اس سے یہ
ہے کہ آخرت مین جو حساب وثواب وعقاب وغیرہ ہوگا اوسکو جھٹلایا یا بعث ہوکر دوسری زندگی کی طرف
اونکا معاد ہوگا اوسکی تکذیب کی تیسرا وصف یہ ہے واترفناھم فی الحیوۃ الدنیا یعنی نعمت دی ہمنے
اونکو زندگی دنیا مین باین طور کہ مال واولاد بہت سی دی دنیا کی نعمتون مین اونکے واسطے فراخی ووسعت
بخشی جبکہ اول کثرت سے ملا اور خوب عیش وآرام سے گزرنے لگی تو اترا گیے نوبت یہان تک پہنچی
کہ اپنے رسول کا یہ وصف کیا کہ بشریت واکل وشرب مین وہ اوسکے مساوی ہین پس بولے ماھذا
الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون کلمۂ ما موصولہ ہے عائد طرف
اوسکے یا تو جار ومجرور ہے بعد تشربون کے بقرینۂ ماقبل اوسکو حذف کیا ہے یعنی منہ فراء کا قول
بھی ہے یا عائد منصوب محذوف ہے یعنی تشربونہ یا کلمۂ ما مصدریہ ہے اس بنا پر عائد کی کچھ ضرورت
نہین ہے یہ اونکا پہلا شبہہ ہے لخاسرون تک تمام ہوگا غرض اونکی یہ ہے کہ وہ بھی تمہاری مثل
ایک بشر ہے اوسکو تمپر کسیطرح کی فضیلت نہین ہے پھر وہ تمہاری مثل بشر ہوکر کہان سے اللہ کی
رسالت کا دعوی کرتا ہے تمکو ہرگز نہین پہنچتا ہے کہ تم اوسکی اطاعت کرو ولئن اطعتم بشرا مثلکم
یعنی قسم ہے اللہ کی اگر تمنے اطاعت کی ایک آدمی کی جو کہ اوصاف مذکورہ مین تمہاری مثل ہے
اوس بات مین جسکا وہ تمکو حکم کرتا ہے اور اوس بات مین جس سے تمکو منع کرتا ہے تو انکم اذا لخاسرون
بیشک تم اب جبکہ اوسکی اطاعت کرلی البتہ خراب ہوئے اسواسطے کہ اپنی مثل کے مطیع ومنقاد ہوگیے
اپنی جانون کو ذلیل کرڈالا اپنے معبودون کو چھوڑ دیا ایسے آدمی کی پیروی کرلی جسکو تمپر کسیطرح کی فضیلت نہین ہے

۵۱ یعنی قولہ تعالی قال الملأ الذین کفروا من قومہ انا لنزاک فی سفاھۃ وقولہ تعالی قالوا اما انت الا بشر مثلنا ۱۲ منہ

۵۲ اس صورت مین مصدر موقع مفعول مین واقع ہوگا کما بین فی محلہ ۱۲ منہ فتاوی الکرخی

اوسکے حمق کو دیکھنا چاہیئے کہ اپنی مثل کی پیروی کرنے سے تو انکار کیا اور جو اون سے بھی زیادہ تر
عاجز تھا اوسکو پوجا یہان حرف لام قسم کا اور ان شرطیہ دونون جمع ہوئے انکم اذا جواب ہے قسم کا اور
یہی جواب شرط کے جواب سے مغنی ہے محلی نے اسی طرح کہا ہے حفنادی نے کہا کہ شرط کے
جواب کی صلاحیت نہین رکھتا ہے اسواسطے کہ اگر شرط کا جواب ہوتا تو مقرون بحرف فا ہوتا کیونکہ جملہ اسمیہ
ہے ابو مسعود نے کہا کاف اسم ان ہے اور فاسرون خبر اوسکی ہے اور حرف لام لام ابتدا ہے خبر
کی طرف لٹک گیا ہے کلمۂ اذا درمیان اسم وخبر ان کے واقع ہوا ہے واسطے تاکید مضمون شرط
کے انتہی جمل نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذا بمعنی ان شرطیہ ہے اور تنوین جو اوس سے متصل
ہوئی ہے وہ عوض ہے جملۂ شرط سے اسیو اسطے محلی نے بعد اذا کے یہ تقدیر کی ہے اے ان
اطعتموہ اس صورت مین اوسکا کوئی جواب نہین ہے اس لیے کہ وہ تو اپنی ماقبل کی تاکید کے واسطے
ذکر کیا گیا ہے بطور تاکید لفظی[۱] کے زمخشری نے کہا ان اطعتموہ مین اشارہ ہے طرف اس بات کے
کہ یہ اذاً مضارع کا ناصب نہین ہے یہ تو اذ شرطیہ ہے جو جملہ کہ اذا اوسکی طرف مضاف ہوتا ہے اوسکو
حذف کر دیا ہے اور اوسکی عوض مین تنوین لے آئے ہین جسطرح کہ یومئذ مین ہے اسی لیے اس اذاً کا
دخول مضارع پر خاص نہین ہے بلکہ ماضی ومضارع دونون پر داخل ہوتا ہے[۲] کقولہ تعالے
واذا لاتیناھم وانکم اذا[۳] المزملین قالہ الامام السیوطی فی کتابہ الاتقان
بیضاوی نے کہا اذاً جزا ہے واسطے شرط کے وجواب للذین قالو لہم من قومہ نسفی نے بھی اسطرح
کہا ہے پھر دوسرا شبہہ انکار بعث کا ذکر کیا اسکی انتہا مبعوثین تک ہے پس فرمایا ایعدکم
انکم اذا متم وکنتم ترابا وعظاما انکم مخرجون ہمزہ واسطے انکار کے ہے اول یہ
ذکر کیا تھا کہ رسول جس بات پر ایمان لانے کی طرف اونکی دعوت کرتا ہے اوسکے وقوع کا انکار کیا اور
اوسکو بعید سمجھا اور اسی انکار واستبعاد کے سبب سے رسول کی پیروی کرنے کو بُرا کہا تھا سو یہ جملہ اوسی
مضمون کی تقریر وتاکید کرتا ہے نافع وحمزہ وعلی وحفص نے بکسر میم متم پڑہا ہے مات یمات سے جیسے
خاف یخاف اور لوگون نے بضم میم پڑہا ہے مات یموت سے جیسے قال یقول معنی یہ ہین کیا
رسول وعدہ دیتا ہے تمکو اس بات کا کہ جسوقت تم مر گیے اور بعض اجزا تمہارے مٹی ہو گیے اور بعض
اجزا کہوکری ہڈیان کہ جنمین نہ کچھ گوشت ہے نہ پٹھے گوشت اور پٹھون سے خالی ہڈیان رہگئین

[۱] من قبیل عاودنا ای
بالاولی ۱۲ [۲] اور
ای بین ہم دین او نحو ۱۲
[۳] اور اوموقت ہم
نزدیک والوین ہوگی ۱۲

تم اپنی قبرون سے یا عدم سے دوبارہ طرف وجود کے زندہ نکالے جاؤگے جسطرح کہ تم تھے واسطے
سوال وحساب وثواب وعقاب کے مطلب یہ ہے کہ یہ وعدہ وقوع مین آنے والا نہین ہے کسی نے
کہا کہ تراب کو اس لیے مقدم کیا کہ اونکی عقلون مین یہ بات زیادہ تر بعید تھی کہ مٹی ہوکر پھر زندہ ہو کسی نے
کہا کہ تمہارے اگلے تو مٹی ہو گیے اور پچھلے پڑے ہیان رہگیے آنکم اذا متم الخ مین چار وجہین ہین ایک وجہ یہ ہے
کہ پہلے اَنّ کا اسم مضاف ہے طرف ضمیر خطاب کے اوسکو حذف کردیا اور مضاف الیہ اوسکے قائم مقام
کیا گیا خبر اذا متم ہے انکم مخرجون تکرار ہے پہلے اَنّ کے واسطے تاکید کی اور اسلیے کہ محذوف پر
دلالت کرے اے ایعدکم ان اخراجکم اذا متم وکنتم الخ دوسری وجہ یہ ہے کہ مخرجون پہلے اَنّ کی خبر ہے
اور وہی عامل ہے اذا مین اور دوسرے اَنّ کو مکرر ذکر کیا واسطے تاکید کے جبکہ درمیان اسم وخبر کے
فصل طویل واقع ہو گئی جرمی وفرّاء ومُبَرّد اسی طرف گیے ہین اسی کے مثل زجّاج نے بھی کہا ہے
تیسری وجہ یہ ہے کہ پہلے اِنّ کی خبر حذف کردی گئی اسواسطے کہ دوسرے اَنّ کی خبر اوپر دال ہے
تقدیر یہ ہے انکم تُبعثون اور یہی ظرف مین عامل ہے اور دوسرا اَنّ مع اسم وخبر کے پہلے انّ سے
بدل ہے سیبویہ کا مذہب یہی ہے چوتھی وجہ یہ ہے کہ انکم مخرجون مبتدا ہے اور ظرف مقدم اوسکی
خبر ہے اور یہ جملہ خبر ہے پہلے انکم کی تقدیر یہ ہے ایعدکم انکم اخراجکم کائن اور مستقر وقت تو یکم یہ جائز
نہین ہے کہ عامل اذا مین مخرجون ہو ہر قول کی بنا پر اسواسطے کہ جو شے اَنّ کی تحت مین ہوتی ہے
تو وہ اوسکی ماقبل مین عمل نہین کرتی ہے اور نہ اوسمین متم عمل کرے گا اسواسطے کہ وہ مضاف الیہ ہے
انکم اور جو اوسکے تحت مین واقع ہے محل نصب مین ہے یا محل جر مین بعد حذف حرف کے کیونکہ اصل
یہ ہے ایعدکم بانکم یہ بھی جائز ہے کہ حرف جر کی تقدیر نہو تو اس صورت مین فقط محل نصب مین ہوگا
جیسے کہتے ہین کہ وعدت زیداً خیراً کذا قالہ السمین محلی ونسفی نے انمین سے دوسری وجہ کو اختیار
کیا ہے بیضاوی نے بھی اسکو اوّل لکھا ہے پھر تین وجہین اور ذکر کی ہین اور اسی کو زادہ نے
اظہر کہا ہے اخفش نے کہا کہ دوسرا اَنّ محل رفع مین ہے فعل مضمر سے اے یحدث اخراجکم
جسطرح محاورے مین بولتے ہین اَلیَومَ القِتالُ یعنی آج کے دن قتال حادث ہوگا مطلب یہ ہے
کہ انکم مخرجون بتاویل مصدر ہوکر مرفوع ہوگا اس بنیاد پر کہ فعل مقدر کا فاعل ہے اور یہی فعل مقدر جواب
ہوگا اذا شرطیہ کا اور اذا شرطیہ مع اپنے جواب مقدر کے خبر ہوگا پہلے اَنّ کی تقدیر یہ ہے ایعدکم

انکم اذا متم وقع اخراجکم اس وجہ مین اذا شرطیہ ٹھہرے گا ھیھات ھیھات لما توعدون۔
ہیہات اسم فعل لازم بمعنی بُعِدَ ہے اسکے لیے فاعل مرفوع کا ہونا ضرور ہے سو فاعل اسکا مضمر ہے
لما توعدون اوس سے متعلق ہوتا ہے یعنی دور ہوئی تصدیق یا صحت واسطے اوس چیز کے جسکا
تمکو وعدہ دیا جاتا ہے یا اوسکا وقوع دور ہوا تکرار اوسکے واسطے تاکید کے ہی دوسرا قول یہ ہے
کہ حرف لام بیان مستبعد کے لیے ہے اور فاعل ہیہات کا ضمیر مبہم ہے جسکی تفسیر ما توعدون کر رہا
ہے جسطرح کہ رُبَّہٗ رجلاً مین ضمیر مبہم ہے یعنی بعید ہوئی وہ شے پہر اوسکی تفسیر کی کہ وہ شی ما توعدون ہی گویا
اونہون نے جسوقت کلمۂ استبعاد کی آواز نکالی تو کسی نے کہا کہ یہ استبعاد کس چیز کے واسطے
ہے تو اونہون نے کہا لما توعدون یعنی یہ استبعاد اوس شے کے لیے ہی جسکا تمکو وعدہ ملتا ہے تیسرا
قول یہ ہے کہ حرف لام زائد ہے اور ما توعدون فاعل ہے ہیہات کا یعنی بَعُدَ ما توعدون چوتھا
قول یہ ہے کہ ھیھات بمعنی البُعدُ یا بُعْدٌ ہے اس صورت مین وہ تو مبتدا ہوگا اور خبر اوسکی لما
توعدون ٹھہرے گی زجاج اسی کے قائل ہین کہ ہیہات تقدیر مصدر مین ہے اسم فعل مین خلاف
مشہور ہے ایک قول یہ ہے کہ اسم فعل نام ہے لفظ فعل کا یعنی اوسکے مدلول کا نام لفظ فعل ہے
دوسرا قول یہ ہے کہ اسم فعل اسم ہے مصدر کا یعنی اوسکے مدلول کا اسم لفظ مصدر ہے پس اوّل کے
تین قول اوّل قول کی بنا پر ہین اور چوتھا قول دوسرے قول کی بنیاد پر ہے ابن انباری نے کہا ہے
کہ ہیہات مین دس لغت ہین پہر اونکو بیان کیا ہے علم نحو مین اونکو ذکر کیا ہے بعض لغات کے
ساتھہ قرارت بھی وارد ہوئی ہے تمین کا بیان جامع یہ ہے کہ ہیہات اسم فعل ہے معنی اوسکے
بعد ہین تاکید کے واسطے مکرر لایا گیا ہے مسئلہ باب تنازع سے نہین ہے زجاج نے اپنی ظاہر عبارت
مین اوسکی تفسیر مصدر کے ساتھہ کی ہے سو یون کہدیا ہے البعد لما توعدون ہیہات اسم ہے واسطے
فعل لازم کے فاعل کو رفع دیتا ہے یہان جو اوسکا فاعل آیا ہے سو ظاہر مین مجرور بلام ہے پس بعض
نے تو اوسکو اوسکے ظاہر پر رکھا اور کہا کہ ما توعدون اوسکا فاعل ہے حرف لام اوسمین زیادہ کیا گیا ہے
بعض نے اوسکا فاعل مضمر قرار دیا ہے اسلیے کہ کلام اوسپر دال ہے تقدیر یہ ہے بَعُدَ اخراجکم اور لما
توعدون مین لام بیان کا ہے جسطرح کہ ھیتُ لک مین واقع ہوا ہے اور دوسرا ہیہات پہلے کی تاکید
لفظی ہے کلام عرب مین غیر موکد بھی آیا ہے اِس لفظ مین بہت لغت ہین چالیس سے زیادہ اس جگہہ

ل اشتباہ کر ۱۲

لغات مشہورہ ذکر کرتا ہون اور جنکے ساتھہ قرارت وارد ہوئی ہے پس مشہور هَيْهَاتَ ہے بفتح تا سے
فوقیہ بدون تنوین مبنی اس لیے ہوا کہ مبنی کے موقع مین واقع ہوا ہی یا حرف سے مشابہ ہے عامہ نے
اسی طرح پڑہا ہے یہ لغت ہے حجازیون کا دوسرا هَيْهَاتًا بفتح و تنوین ہے یہ قرارت ابو عمرو کی ہے
ہارون کی روایت مین ابن عطیہ نے اسکو خالد بن الیاس کی طرف منسوب کیا ہے تیسرا هَيْهَاتٌ بضم
و تنوین ہے ابو حیوہ شامی نے اسیطرح پڑہا ہے چوتھا هَيْهَاتُ ہے بضم بدون تنوین یہ ابو حیوہ سے بھی
مروی ہے ابو حیوہ سے اسمین دو وجہ مروی ہین اوّل مین ابو السماک اونکے موافق ہین ثانی مین نہین پانچوان
هَيْهَاتِ ہے بکسر و تنوین یہ قرارت ہے عیسیٰ و خالد بن الیاس کی چھٹا هَيْهَاتِ ہے بکسر بدون تنوین
یہ قرارت ہے ابو جعفر و شیبہ کی اور عیسیٰ سے بھی مروی ہے یہ لغت ہے تمیم و اسد کا ساتوان هَيْهَاتْ
باسکان حرف تا ہے عیسیٰ نے بھی اسیطرح پڑہا ہے اور خارجہ نے ابو عمرو و اعرج سے روایت کیا ہے
آٹھوان هَيْهَاهْ بحرف ہا در آخر وصل و وقف مین نون اَيْهَاتْ حرف ہا کو ہمزہ سے بدلا ہے
مع فتح حرف تا ابو البقار نے جو نقل کیا ہمزہ یمن ہے کہ بعض قرا نے ان دونونکو جمع کیا ہی پس یہ نو لغت ہین انکے
ساتھہ قرارت کی گئی ہے لیکن ان مین سے متواتر سوائے اوّل کے اور کوئی نہین ہے سارے
لغات جو مذکور ہوئے انمین جائز ہے کہ ہاے اولیٰ کو ہمزہ سے بدل لین اس بنا پر پورے سولہ
لغت ہو جائین گے ستر ہوان اَيْهَانْ بنون در آخر ہے اٹھارہوان ايها بالف در آخر ہے مصحف
مین بحرف ہا مرسوم ہے قاریون نے اسپر وقف کرنے مین اختلاف کیا ہے سو بعض نے تو اسم کا اتباع
کیا حرف ہا پر وقف کیا کسائی و دُرُستی نے ابن کثیر سے اسکو روایت کیا ہے بعض نے بحرف تا وقف
کیا یہ لوگ بانی قرار ہین ابن ابی عبلہ نے هيهات هيهات ما توعدون پڑہا ہے بدون لام جر
یہ قرارت واضح ہے جو شخص قرارت عامہ مین حرف لام کی زیادتی کا مدعی ہے اوسکی موید ہے کلمہ ما تو عدون
مین احتمال ہے کہ مصدر یہ ہو یعنی لوعدکم یہ بھی احتمال ہے کہ بمعنی الذی ہو اور عائد محذوف یعنی توعدونہ
انتہیٰ زادہ نے کہا اس تقدیر پر کہ ہیہات اسم فعل ہو فرق درمیان منون غیر منون کے ایسا ہے جیسا
کہ درمیان صَهْ و صَهٍ و مَهْ و مَهٍ کے فرق ہے اسبات مین کہ اوّل مین انکی تقدیر یہ ہے افعل السکوت
و الکف اور ثانی مین افعل سکوتا و کفا زجاج رحمۃ اللہ سے جو تفسیر ہیہات مین مروی ہے کہ البُعْدُ لما
توعدون حق مین اوس شخص کے جسنے منون نہین پڑہا اور بُعْدٌ لما توعدون حق مین اوسکے جسنے

لہ اگر کوئی کہے کہ
جب ہیہات اسم فعل
موضع بنا مین واقع ہوا تو
رفع ہی کیون نہین ہوگا تو کہین
گے کہ اصل مین اسم فعل
ہے جو بجگہ بمعنی مصدر
مستعمل ہوا ہے اوسکی بنا
مین اسیقدر کافی ہے
کسی نے یون کہا ہے
کہ اوسکی بنا کا موجب یہ ہے
کہ اصوات کے مشابہ ہے
کذا قال زادہ ۱۲ منہ

منون پڑہا سو ہیہات کو قائم مقام مصدر معرف و منکر کے کیا ہے کسی نے کہا کہ ہیہات بالفتح لفظ مفرد
ہے اور اسکا حرف تا واسطے تانیث کے ہے جسطرح کہ ظلمۃ و غرفۃ مین ہے اسی واسطے وقف کرنیوالا
اوسکو حرف ہا سے بدلتا ہے ہیہاہ کہتا ہے اور الف اسکا حرف یا سے مقلوب ہے کیونکہ اصل اسکی
ہَیْہَیَۃٌ ہے جیسے زلزلۃ رہا مکسورہ سو وہ جمع ہے مفتوحہ کی اصل اوسکی ھیھیات ہے لام کلمہ
حذف کردیا گیا یعنی حرف یاے ثانیہ وقف اسپر بتاے فوقیہ ہوتا ہی مثل مسلمات کے کسی نے کہا کہ جسنے منون پڑہا ہی
اوسنے اوسکی تنکیر کا اعتقاد کیا ہی اور مصدر نکرہ کے معنی کا تصور کیا گویا یون کہا گیا بُعدا بُعدا اور جسنے بلا تنوین
پڑہا ہے اوسنے اوسکی تعریف کا اعتقاد کیا ہے اور مصدر معرفہ کے معنی کا تصور فرمایا ہے گویا اسطرح
کہا گیا البعد البعد پس اس قول کے قائل نے تنوین کو تنکیر کی دلیل ٹھیرائی ہے اور عدم تنوین کو
تعریف کی دلیل تنکیر کی تنوین وہی نوع مین پائی جاتی ہے اسماے افعال و اسماے اصوات اور
یہ بھی قیاس نہین ہے یعنی تمکویہ نہین پہنچتا ہے کہ اونمین سے جسکو چاہو منون کرڈالو بلکہ جسکی تنوین عرب
سے مسموع ہوئی ہے اوسی کی تنکیر کا اعتقاد کیا جائے گا کسی نے کہا کہ جسنے قرارت متقدمہ مین بفتح
پڑہا ہے سو یہ واسطے تخفیف کے ہے اور جسنے بکسر پڑہا ہے تو یہ قاعدۂ التقاء ساکنین کی بنا پر ہے
اور جسنے بضم پڑہا ہے تو اوسنے قبل و بعد کے ساتھ تشبیہ دی ہے جسنے بسکون پڑہا ہے سو اسلیے
کہ اصل بنا مین سکون ہے جسنے بحرف ہا وقف کیا ہے تو اوسنے رسم کا اتباع کیا ہے جسنے بحرف تا
وقف کیا ہے سو یہ بنا بر اصل ہے برابر ہے کہ تا مکسور ہو یا مفتوح کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ دونون برابر ہین اور
جو کچھ ہوا ہے سو تغیر لغات سے ہوا ہے غرضکہ قوم نے دوبارا زندہ ہونے کو بغایت بعید سمجھا اس لیے
کہ اپنی اوّل پیدایش مین فکر کرنے کو ترک کیا اور اللہ پاک کی قدرت مین غور نہ کی کہ وہ تو اونکو اول وجود
مین لاچکا ہے غرض اس استبعاد سے یہ ہے کہ پھر زندہ ہونا کبھی نہوگا پھر اللہ پاک نے اونکی اِتراف[۱۵]
کو بیان کیا کہ اونہون نے یون کہا اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا یعنی اللہ پاک نے زندگی دنیا مین ایسا
عیش و آرام دیا کہ بالکل اوسمین غرقاب ہوگیے فکر و اعتبار کو چھوڑدیا مارے تنعم کے اترا گیے اور یون
کہنے لگے کہ ہماری زندگی تو یہی زندگی دنیا ہے غرض یہ کہ دوبارہ زندہ نہونگے اصل اسکی یہ ہے اِنِ
الْحَیَاۃُ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا پس پہلی حیات کی جگہہ مین ضمیر ہی کو رکھا اسواسطے کہ دوسری حیات
اوسپر دال ہے غرض اس سے دو باتین ہین ایک تو بچاؤ ہے تکرار سے دوسری یہ ہی کہ بتانا اس بات

[۱۵] اتراف کہتے ہین
نعمت دینے کو یعنی اللہ
تعالے نے جو اونکو کثرت
سے مال و اولاد دی تو
وہ مغرور مست ہوگیے
ہوش و ہی کس جا رہے
عقل فہم کہو گیے سر کی دل
کی آنکھون پہ پردہ پڑ گیا
بلکہ بیہے کی بات کو بھی نہ سمجھ سکے
اب سمجھ لیجیے کہ کون سی
کہاوی کہ غنے حماقت
پیدا ہوتی ہے پس
قول مذکور کہنے لگے ۱۲
منہ

کا ہے کہ اوسکا تعین مغنی ہے اوسکی تصریح کرنے سے جسطرح کہ کسی شاعر نے کہا ہی مصرعہ

ھی النفس ما حملتھا تتحمل [۱]	

یعنی یہ نفس ہی ہے کہ جو کچھ تو اوسپر لادے تو وہ اوسکو اوٹھا لیتا ہے اور جسطرح یہ قول ہی العرب تقول ماشارت یعنی یہ عرب ہی ہین کہ جو چاہتے ہین کہتے ہین معنی یہ ہین کہ نہین ہے کوئی زندگی مگر یہی زندگی دنیا کیونکہ ان نافیہ ہی پر داخل ہوا ہے کون ہے جو کہ حیاۃ کے معنی مین ہے کون حیات جو کہ دال ہے جنس پر پس مثل اوسی لاکے ہوگئے جو کہ اپنے مابعد کی نفی جنس کرتا ہے جملہ نموت دنیحیی مفسرہ ہے اونہون نے جو یہ دعوی کیا تھا کہ اونکی حیات مقصود ہے حیات دنیا پر سو یہ جملہ اوسکی تفسیر کرتا ہے یعنی ہماری حیات دنیا ہے نہ حیات آخرت کی جسکا تو ہمکو وعدہ دیتا ہے بعض ہم مین کا مرتا ہے اور بعض پیدا کیا جاتا ہے ایک شخص کا مرنا جینا مراد نہین ہے کیونکہ یہ تو بعث واعادے کے قائل ہونے کو مستلزم ہے حالانکہ وہ درپے اوسکے انکار کے ہین یہ قول تو بیضاوی کا ہی [۲] علامہ نسفی نے کہا کہ ایک قرن پورا ہوجاتا ہے پھر دوسرا قرن آتا ہے یا اسمین تقدیم وتاخیر ہے رائے نحیی ونموت حضرت اُبیّ وحضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اسی طرح پڑہا ہے کسی نے کہا ایک قوم مرتی ہے اور ایک قوم زندہ ہوتی ہے کسی نے کہا آبا مرتے ہین اور ابناء زندہ ہوتے ہین محلی کا لفظ یہ ہے نحیی بابنائنا یعنی ہم مرتے ہین اور ہمارے بیٹے بعد ہمارے زندہ رہتے ہین مطلب یہ ہے کہ ہم مرجاتے ہین اور ہمارے بیٹے ہمارے خلیفہ ہوتے ہین پھر جب صحت حشر مین طعن کرنے سے فارغ ہوچکے تو صراحۃً اوسکی نفی کی پس بولے وما نحن بمبعوثین یعنی ہم نہین اوٹھائے جائینگے بعد موت کے یہانتک اونکے دونو شبہے پورے ہوچکے چونکہ اونکا فساد ورکاکت ظاہر تہا اسواسطے اونکا جواب نہ دیا پھر جب تصریحاً بعث کی نفی کرچکے تو اپنے نبی مین طعن کرنے کی اوسپر بنا کی اور صراحۃً کہدیا کہ وہ جو بعث کا وعدہ دیتا ہے سو وہ اللہ پر افترا ہے پس بولے ان ھو الا رجل افتری علی اللہ کذبا یعنی وہ جو نبوت ورسالت وبعث وحشر ونشر وحساب کا دعوی کرتا ہے سو وہ نہین ہے اس سب مین مگر مفتری اللہ پاک پر جہوٹ باندہتا ہے جب نبی کے دعوی کو افترا ٹھیرا چکے اور افترا پردازی قابل ماننے کے نہین ہوتی ہی تو بولے وما نحن لہ بمؤمنین یعنی جو کچھ وہ کہتا ہی ہم تو اوسمین اوسکی تصدیق کرنے والے نہین ہین جب اونکے نبی علیہ الصلوۃ والسلام اونکے ایمان لانے سے

[۱] اخیر مصرع یہی ولعلہم ایام بجود وتحمل ۱۲
[۲] نفی نے قول بیضاوی کا اول کہا ہی بعد اوسکے یہ قول کہا ہی گویا اوسکی تقسیم ہے ۱۲

ناامید ہوئے اور جان چکے کہ وہ ہرگز تصدیق نکرینگے تو اللہ پاک سے دعا کی عرض کیا رب انصرنی
اے رب میرے تو مدد دے مجھکو اونپر اور ان سے میرا انتقام لے بما کذبون اس سبب سے کہ
اونہون نے مجھکو جھٹلایا ہے اللہ پاک نے اونکی دعا قبول کی اور جس بات کی دعا کی تھی اوسکے قبول کا
اونکو وعدہ دیا فرمایا عما قلیل لیصبحن نادمین یعنی اون سے جو یہ امور واقع ہوئے کہ رسول کی تکذیب
کی کفر کیا عناد و دشمنی کی کفر پر اصرار کیا سو وہ تھوڑے دنون مین ان سب باتون پر پچھتاتے رہجاوینگے
جسوقت کہ عذاب کا معائنہ کرینگے کاش ہم ایمان لاتے رسول کا کہا مانتے مگر ۵

اب پچھتاے کیا ہوت ہے چڑیان چگ گئین کھیت	آگے کے دن پاچھے گیے ہر سے کیا نہ ہیت

عما قلیل کے معنی مین عن قریب بھی ہے کلمہ عن مین تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ لیصبحن نادمین
سے متعلق ہے اے لیصبحن عن زمن قلیل نادمین دوسری یہ ہے کہ نادمین سے متعلق ہے تیسری
یہ ہے کہ محذوف سے متعلق ہے تقدیر یہ ہے عما قلیل تنصرہ بسبب دلالت ماقبل کے اوسکو حذف
کردیا ہے یعنی رب انصرنی کذا قالہ السمین حنفلوی نے کہا عن بمعنی بعد ہے کلمہ ما مین دو وجہین
ہین ایک یہ ہے کہ درمیان جار و مجرور کے زائد ہے واسطے تاکید معنی قلت کے چنانچہ بعد حرف
جار کے اس آیت مین زائد آیا ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم اور بعد من کے اس آیت مین
عما خطیئاتھم اور کلمہ قلیل صفت ہے محذوف کی یعنی زمان قلیل دوسری وجہ یہ ہے کہ کلمہ ما زائد
نہین ہے بلکہ نکرہ بمعنی شے یا زمان ہے اور قلیل اوسکی صفت ہے اور جار متعلق ہے لیصبحن سے
یہ اس شخص کے قول کی بنا پر ہے جو کہ معمول ما بعد لام قسم کی تقدیم کو قسم پر جائز کہتا ہے اور جو اسکا
قائل نہین ہے وہ کہتا ہے کہ محذوف سے متعلق ہے تقدیر یہ ہے نصرک عما قلیل اسواسطے کہ
ماقبل اوسپر دال ہے سو غرار تو تقدیم معمول ما بعد لام قسم کو قسم پر مطلقا جائز کہتا ہے اور جمہور بصریین
مطلقا اسکو منع کرتے ہین بعض نحاۃ نے تفصیل کی ہے درمیان ظرف و معدیل ظرف کے اور
درمیان غیر ان دونون کے پس ان دونون مین تو بسبب وسعت کے جائز کہا ہے اور انکے غیر مین
منع کیا ہے واللہ اعلم نصرین زیدا مین زیدا ناصرین کہنا جائز نہین ہے کیونکہ ظرف و معدیل و نظیر ظرف نہین
ہے کذا قالہ زادہ رحمہ اللہ تعالے پھر اللہ پاک نے خبر دی کہ چنگھاڑ نے اونکو پکڑا اور عذاب و غضب
الہی اونپر نازل ہوا پس فرمایا فاخذتھم الصیحۃ مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام

۵ سورہ مومنون کا مصرع ہے جو تو اوسکو نرم دل کہا ۱۲
۵۲ نفی سے قبول کیا ہے ۱۲ منہ
۵۳ جو ۱۲ سے قسم محذوف کا ۱۲ منہ
۵۴ یہ اوسکے قائلون سے ۱۲

نے ایک چنگھاڑ اون پر ماری مع اوس ہوا کے جس سے اللہ نے اونکو ہلاک کیا تو وہ سب کے سب مر گیے بیضاوی نے کہا کہ ایک ایسی ہولناک چیخ ماری کہ اوس سے اونکے دل پھٹ گیے پھر مر گیے کسی نے کہا مراد صیحہ سے خود وہ عذاب و ہلاک ہے جو اون پر نازل ہوا اسی بات سے یہ قول ہے کسی شاعر کا ؎

صاح الزمان بآل برمک صیحۃ	اخرّوا لشدتھا علی الاذقان

یعنی برمک کی اولاد پر زمانہ ایسا چیخا کہ اوسکی شدت کے مارے ٹھوڑیون کے بل گر پڑے غرض یہ ہے کہ یہان مراد صیحہ سے مصیبت و شدت ہے عین صیحہ مراد نہین ہے بالحق متعلق ہے اخذتھم سے یعنی صیحہ نے اونکو ایسی وجہ ثابت کے ساتھ پکڑا کہ اوسکا کوئی دفع کرنے والا نہین ہے یا بالحق کے معنی بالعدل ہین جیسے بولتے ہین کہ فلان یقضے بالحق یعنی فلان عدل کے ساتھ فیصلہ کرتا ہی معنی یہ ہین کہ پکڑا اونکو صیحہ نے ساتھ عدل کے طرف سے اللہ پاک کے یا بالحق کے معنی ہین بوعد صدق محلی نے کہا کہ پکڑا اونکو صیحہ عذاب و ہلاک نے درانحال کہ کائن بحق تھا غرض یہ ہے کہ بالحق صیحہ سے حال اور کائنۃ محذوف سے متعلق ہے پھر اللہ پاک نے خبر دی اوس حال کی جو بعد نزول عذاب کے ہوا پس فرمایا فجعلناھم غثاء جعل بمعنی تصییر ہے غثاء اوسکا مفعول دوسرا ہے ہلاک کرنے مین اونکی تشبیہ دی غثاء سیل سے غثاء وہ کوڑا کچرا ہے جسکو سیل اوٹھا لاتی ہے یعنے ہمنے اونکو ایسا کر ڈالا جیسا کوڑا کچرا سیل کا کیونکہ غثاء کے اوصاف مین کا خاصہ ترین وصف یہ ہے کہ سیل اوسکو لیجاتی ہے پھر وہ ہاتھ نہین لگتا ہے سو ہلاک مین اونکی تشبیہ غثاء سیل سے تشبیہ بلیغ ہی مطلب یہ ہے کہ اونکو ایسا ستیاناس کیا کہ پھر اونکا اتا پتا نہ لگا شخص ہلاک شدہ کے حق مین عرب لوگ بولا کرتے ہین سال بہ الوادی یعنی وادی اوسکو بہا لیگیے یعنی وہ پورے طور پر ہلاک ہو گیا کیونکہ وادی مین بھی بہ جانے کا کم پتا لگتا ہے کسی نے کہا غثاء بمعنی جفاء ہے زجاج نے کہا کہ غثاء درختون کے بوسیدہ پتے ہین جسوقت سیل بہتی ہے تو اوسکے پہین مین ملجاتے ہین کسی نے کہا ہر وہ شے ہے جس کو سیل دور تک ڈالدیتی ہے اس قسم سے کہ اوس سے کچھ نفع نہین لیا جاتا ہے اس باب مین غثاء کے مثل بیان کیجاتی ہے لام کلمہ غثاء کا واو ہے کیونکہ غثا الوادی یغثو غثاء سے ہے اسیطرح غثت القدر ہے غثاء کا حرف تامشدد و مخفف دونون طرح آتا ہے جمع اسکی اغثاء ہے لیکن یہ جمع شاذ ہے بلکہ قیاس

۵۱ زادہ مین بکار کے قتال وقت کے واللہ اعلم تصحیف ہوئی ہے یا وہ صحیح ہے یا ۱۲ منہ

۵۲ جفاء بضم و فتح آب آورد و قولہ تعالیٰ وما کان ربک نسیا طا یعنی بکار ۱۲ منہ

اسکی جمع کا یہ ہے کہ اغثیۃ ہو جیسے اغر بہ یا غثیان جیسے غربان وغلمان محلی نے کہا غثاء نبت یبس یعنی روئیدگی جو کہ سوکھ گیے بعد اسکے کہ سبز تھی یعنی خشکی مین ہمنے اونکو مثل خشک روئیدگی کے کردیا واضح تر یون تھا کہ اوسکی تفسیر مین ہو العشب اذا یبس کتے جسطرح کہ سورۂ اعلی مین اونکے کلام سے ماخوذ ہوتا ہے تنسفی کا حاصل یہ ہے کہ پتے تنکے جو بوسیدہ اور سیاہ پڑجاتے ہین انمین سے جو سیل لوٹھالیجاتی ہے وہ غثاء ہے فبعداً للقوم الظالمین مین اخبار و بددعا دونون کا احتمال ہے یعنی اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ لازم کردی ہمنے واسطے اونکے دوری رحمت سے یا بددعا ہے سائے بعدوا بعداً یعنی وہ دور ہون دور ہونے کر بعداً مصدر ہے بُعد بمعنی ہلاک کا نصب اسکا بنا بر مفعول مطلق ہے یہ منجملہ اون مصادر کے ہے جنکے افعال کا اظہار مستعمل نہین ہے حرف لام مین دو قول ہین ظاہر قول یہ ہے کہ واسطے بیان کے ہے محذوف سے متعلق ہے جسطرح کہ سقیا لہ وجدعالہ مین ہے قالہ الزمخشری دوسرا قول یہ ہے کہ بعداً سے متعلق ہے قالہ الحوفی لیکن یہ قول مردود ہے اسواسطے کہ یہ بات ہرگز محفوظ نہین ہے کہ یہ لام محذوف ہوا اور وصول مصدر کا اسکی مجرور کی طرف ہوا ہو اسی واسطے والذین کفروا فتعساً لھم مین اشتغال کو منع کیا ہے اس لیے کہ لام تعسا سے متعلق نہین ہوتا ہے بلکہ محذوف سے متعلق ہے گو زمخشری نے اوسکو جائز کہا ہے کذا قالہ السمین للقوم الظالمین کو بجاے لہم کے رکھا ہے سو اسم ظاہر کا موضع ضمیر مین رکھنا تعلیل کے لیے ہے مطلب یہ ہے کہ بعد و ہلاک کے علت یہ ہے کہ وہ ظالم تھے محلی نے ظالمین کی تفسیر یکذبون مین کی ہے ثم انشانا من بعدھم قرونا اٰخرین ○ ما تسبق من امۃ اجلھا وما یستاخرون ○ ثم ارسلنا رسلنا تترا کلما جاء امۃ رسولھا کذبوہ فاتبعنا بعضھم بعضا وجعلنھم احادیث ج فبعداً لقوم لا یؤمنون ○ پھر اٹھائین ہمنے اون سے پیچھے سنگتین اور نہ پہلے جاوے کوئی قوم اپنے وعدے سے نہ پیچھے رہین پھر بھیجتے رہے ہم اپنے رسول لگتے تار جہان پہنچا کسی امت پاس اونکا رسول اوسکو جھٹلایا پھر چلاتے گیے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا اونکو کہانیان سو دور ہو جاوین جو لوگ نہین مانتے انتہی ف اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہمنے بعد اونکے اور امم و خلائق کو پیدا کیا ما تسبق من امۃ اجلھا وما یستاخرون سے مراد یہ ہے بلکہ اللہ پاک نے اپنی کتاب محفوظ و علم قدیم مین جو کچھ اونکے واسطے مقدر فرمایا ہے قبل اونکی پیدائش کے ایک امت بعد ایک امت کے ایک قرن بعد ایک قرن کے ایک گروہ بعد ایک گروہ کے خلف بعد

ع یعنی غثاء کہلاتے ہے جبکہ سوکھ جاوے ۱۲ منہ

ع یعنی سقاہ اللہ سقیا یہ دعا ہے اللہ اوسکو پانی پلاوے مطلب یہ کہ یہ اوسکے حق مین دعا ہے یعنی اللہ اوسکے ناک کان کاٹے مطلب یہ کہ اوسکو ایذا پہنچاے مصیبت مین مبتلا کرے ۱۲ منہ

ع یعنی جن لوگون پر بعد کی گرا دینے کا بیان کیا ہے مثلاً کسی نے کہا کہ بعداً و ہلاک کس کیواسطے ہے قوم ظالم لوگون کے ۱۲ منہ

ع اور جو لوگ مذکور ہوا اوسکے لگی ہوکر ۱۲

سلف کے اوسی کے موافق وہ پکڑے جائین گے مطلب یہ کہ ذرا بھی اوس سے تقدم وتاخر نہوگا ثم ارسلنا رسلنا تترا کی تفسیر مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے یتبع بعضهم بعضا یعنی بعض رسول بعض کے بعد آتے رہے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت فمنهم من هدی الله ومنهم من حقت علیه الضلالة قوله تعالی کلما جاء امة رسولها کذبوه کا مطلب یہ ہے کہ اوس امت کی جمہور اکثر لوگون نے اوسکی تکذیب کی کقوله تعالی یا حسرة علی العباد ما یاتیهم من رسول الا کانوا به یستهزؤن قوله تعالی فاتبعنا بعضهم بعضا کے معنی یہ ہین کہ ہمنے اونکو ہلاک کرڈالا کقوله تعالی وکم اهلکنا من القرون من بعد نوح قوله تعالی وجعلناهم احادیث یعنی ہمنے اونکو اخبار یا احادیث کردیا واسطے لوگون کے مطلب یہ ہے کہ ہمنے اونکو ہلاک کرڈالا کچھ پتا نشان اونکا نرہا صرف اونکے قصے کہانیان لوگون مین باقی ہین کقوله تعالی فجعلناهم احادیث ومزقناهم کل ممزق کذا قال الحافظ ابن کثیر ف فتح البیان وغیرہ کا بیان فاتح یہ ہے کہ مراد قرون سے تین قومین ہین یعنی بعد ہلاک کرنے قرن اول کے ہمنے اور قومین پیدا کین مع اونکے رسولون کے کہا ہے کہ یہ قرون قوم صالح ولوط وشعیب علیہ السلام ہین چنانچہ انکے قصے اسی ترتیب پر سورۂ اعراف وہود مین وارد ہوئے ہین کسی نے حضرت یونس وایوب وغیرہما علیہما السلام کی قومون کو زیادہ کیا ہے کسی نے کہا کہ قرون آخرین جیسے بنی اسرائیل کہ ان مین رسول ہوئے ہین قبل موسیٰ علیہ السلام کے اِس قول کو کرخی نے نقل کیا ہے یہان قرون بلفظ جمع فرمایا اور اول قرن بلفظ مفرد کہا شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ یہان متعدد امتون کا ارادہ کیا ہو اور وہان ایک امت کا قصد فرمایا ہو پس اللہ پاک نے اپنا کمال علم وقدرت بندون کی شانین بیان کیا پس ارشاد فرمایا ما تسبق من امة اجلها وما یستاخرون امة فاعل ہے تسبق کا حرف من اوسمین زیادہ کیا گیا ہے واسطے استغراق کی امت سے مراد گروہ مجتمع ہے ایک قرن مین اجل سے مراد وہ وقت ہے جو اوسکی ہلاک کیلیے مقرر کیا گیا ہے یعنی کوئی گروہ اپنے وقت مقرر سے نہ آگے ہوتا ہے نہ پیچھے اسی کی مثل یہ آیت کریمہ ہے فاذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون آجلها مین مونث کی ضمیر امت کی طرف پھیرے

ف جمہور یا تعظیم ہم ضمیر وجمع کردی الصریح وقال فی المختار جمهور الناس جلبتم ۱۲ منه ف یعنی اونکے دین مین ہم امت مین رسول کیونکر کردی اسکی اور بھیجکر ہم نے کیا کرڈالا ۱۲ منه ف سو کیسی کچھ اونکی تباہی ہوئی اور اونکی پر ثابت ہوئی گمراہی ۱۲ منه ف اخرجه ابن المنذر وابن ابی حاتم فی نقل قال بعضهم علی ان بعض کذا فی فتح القدیر ۱۲ منه ف یعنی انمین سے بندون پر کوئی رسول نہین آیا ان پاس جس سے وہ خطا نہین کرتے ۱۲ منه ف پھر کرڈالا ہمنے اونکو کہانیان اور بھیجکر کرڈالا تتر بتر ۱۲ منه ف پھر جب پہنچی اونکو وعدہ نہ ذرا کرینگے ایک گھڑی اور نہ جلدی ۱۲ منه ف اور کتنی کہانیان سنگین وقت سے پیشتر

اور پیستا خرون مین مذکر کی ضمیر راجع کی سو اوّل مین تو لفظ کی رعایت کی اور ثانی مین معنی کی مراعات
فرمائی کیونکہ امت بمعنی قوم ہے پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ بعد ان قرنون کے اوسکے رسول متواتر و
پیہم آتے رہے اور اونکی قومونکی شان اونکے جھٹلانے مین ایک رہے پس فرمایا ثم ارسلنا رسلنا
تترٰی یہ جملہ معطوف ہے ماقبل کے جملے پر بایں معنی کہ ارسال ہر رسول کا متاخر ہے انشاے قرن
سے جسکی طرف وہ بھیجا گیا نہ اس معنی کی بنا پر کہ ارسال سارے رسولون کا متاخر ہے جمیع قرون کی انشا
سے تترٰی مین دو وجہین ہین ظاہر وجہ یہ ہے کہ منصوب ہے بنا بر حال رسلنا سے بمعنی متواترین یعنی
ہمنے رسولون کو بھیجا دران حال کہ وہ متواتر آئے مطلب یہ کہ ایک کو بعد ایک کے بھیجا یا بمعنی متتابعین
بنا بر اوس اختلاف کے جو اوسکے معنی مین ہے چنانچہ عنقریب اوسکا بیان آتا ہے حقیقت تترٰی کی یہ
ہے کہ مصدر ہے حال کے موقع مین واقع ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ مصدر محذوف کی صفت ہے
بین تقدیر کہ ارسالاً تترٰی یعنی بھیجا ہمنے اپنے رسولون کو بھیجنے کر ایسا بھیجنا کہ متتابع تھا یا ارسالا اثر
ارسال یعنی پیہم بھیجنا بعد بھیجنے کے ابن کثیر و ابو عمرو نے تَتْرَا پڑھا ہے بہ تنوین امام شافعی رحمہ اللہ کی قرات
بھی یہی ہے باقی قرّاء سبعہ کی قرات تترٰی بالف صریح ہے بدون تنوین کے مشہور لغت یہی ہے
پھر جسنے بہ تنوین پڑھا ہے اوسکی دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ وزن کلمے کا فَعْلٌ ہے جیسے فلس تو تترا
ایسا ہوا جیسا کہ نصرٌ نَصْرًا ہے اس وجہ کو یون رد کیا ہے کہ اسکے حرف راء پر حرکات اعراب کا جاری ہونا
محفوظ نہین ہے یون نہین بولتے ہین کہ ہذا ترٌ و مررت بترٍ جسطرح یہ کہتے ہین کہ ہذا نصرٌ و روایت نصر او
مررت بنصرٍ پھر جب یہ بات محفوظ نہین ہے تو واجب ہوا کہ اوسکا وزن فَعْلًا ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ الف
اوسکا جعفر کے ساتھہ ملحق کرنے کے لیے ہے جسطرح کہ اَرْطًی و عَلْقًی مین ہے سو وزن اوسکا فعلی ہے
مثل سَکْرٰی کے پھر جب اوسکو مُنوّن کیا تو بوجہ التقاے ساکنین کے الف اوسکا گر گیا یہ وجہ ماقبل سے
قریب تر ہے اور جسنے بدون تنوین پڑھا ہے اوسکے واسطے اوسمین تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ الف
بدل ہے تنوین سے حالت وقف مین دوسری یہ ہے کہ الف الحاق کا ہے مثل ارطی و علقی کے تیسری
یہ ہے کہ الف تانیث کا ہے مثل دعوی کے یہ وجہ واضح ہے تترٰی مین اختلاف ہے کہ آیا مصدر ہے مثل دعوی و ذکری
کے یا اسم جمع ہے مثل اُسْرٰی و شتّی کے شیخ نے اسی طرح کہا ہے لیکن اسمین نظر ہے اسلیے کہ مشہور یہ ہے کہ اسری و شتی
دونو جمع تکسیر مین اسم جمع نہین ہین تترٰی کی تا ی اوّل واو ہے اصل مین کیونکہ وتر سے ماخوذ ہے یا متارۃ سے پھر واو کو حرف تا سے

قلب کرلیا جسطرح کہ تخمہ وتراث وتجاہ مین تا سے قلب کیا ہے تتری کے مدلول مین اختلاف
کیا ہے پس اصمعی سے مروی ہے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ ایک کو بعد ایک کے بھیجا اور درمیان دونون
کے مہلت تھی وَاترتُ کتبی علیہ کے معنی ہین اتبعت بعضہا بعضا یعنی مین نے فلان کو متواتر خط بھیجے
مطلب یہ ہے کہ بعض خط بعض کے پیچھے بھیجے مگر اونمین سے درمیان ایک کے اور دوسرے کے
مہلت تھی غیر اصمعی نے کہا کہ ماخوذ ہے متواترۃ سے متواترۃ کہتے ہین متتابع کو بدون مہلت کے یعنی
ایک شے دوسری شے کے بعد آئی اور دونون مین مہلت نہو راغب نے کہا تواتر متابع شے وترادفہا ی
قال تعالےٰ ثم ارسلنا رسلنا تترا کذا قالہ السمین قاموس مین بھی یہی دو قول لکھے ہین واترہ مُواترۃً دوتارًا
تابع اولا تکون المواترۃ بین الاشیاء الا اذا وقعت بینہا فترۃ والا فہی مدارکۃ ومواصلۃ یعنی موارت کہتے ہین ایک
شے کے آنے کو بعد ایک شے کے بدون مہلت یا موارت درمیان اشیا کے جب ہی ہوتی ہے کہ درمیان
اونکے فترہ ہو اور اگر فترہ نہو تو اوسکا نام مدارکہ ومواصلہ ہے قرارت تنوین دی بنا اسپر تھی کہ تترا مصدر ہے سنجاس
نے کہا کہ اس بنیاد پر جائز ہے کہ تترا بکسر تا ہو کیونکہ معنی تم ارسلنا کے واترنا ہین محلی نے دونون قرارتون کے
یہ معنی لکھے ہین اے متتابعین بین کل اثنین زمان طویل مطلب یہ کہ تترا مصدر ہے مثل شبعی دوعوی کے
اور الف تانیث کا ہے اور نصب حالیت کی بنا پر ہے علامہ نسفی کا بیان یہ ہے کہ تتری بروزن فَعْلیٰ ہے
الف تانیث کا ہے مثل سکری کے اسواسطے کہ رسل جماعت ہے اور اسی لیے منون نہین ہوتا ہے کیونکہ
غیر منصرف ہے کی وابو عمرو وزید کی قرارت بہ تنوین ہے اس بنا پر کہ الف الحاق کا ہے مثل ارطی کے اور
نصب دونون قرارت مین بنا بر حال ہے یعنی متتابعین واحدا بعد واحد اور اصل وتری ہے ماخوذ وتر سے وتر
کہتے ہین فرد کو پس واو کو تا سے قلب کیا ہے مثل تُراث کے آسی کے لگ بھگ بیضاوی نے بھی کہا ہے
جملہ کلما جاء امۃ رسولہا کذبوہ مستانفہ ہے ہر رسول کا اپنی امت کے پاس آنا بیان کرتا ہے
اس بنا پر کہ مراد مجی سے تبلیغ ہے یعنی ہر رسول نے اپنی امت کو اللہ پاک کی رسالت پہنچا دی اور اوسنے
رسول کی تکذیب کی رسلنا مین اضافت رسول کی مُرسِل کی طرف کی کیونکہ رسولون کا بھیجنے والا اللہ پاک ہے
اور رسولہا مین اونکی طرف اضافت کی جنکی طرف وہ بھیجا گیا یعنی امت چونکہ رسول کو مُرسِل ومُرسَل الیہ دونون
سے ملابست وتعلق ہوتا ہے اور اضافت بسبب ملابست کے ہوا کرتی ہے اس لیے اضافت رسول کی
دونون کی طرف صحیح ہے یہ تو مانا لیکن اسکا عکس کیون نہ کیا سواسکی وجہ یہ ہے کہ ارسال کا ایک مبدا ہے اور

ایک منتہا ہی چونکہ مبدا ارسال کا مُرسِل سے ہوتا ہے اسلیے ارسال کے ساتھہ اضافت رسول کی مرسل کیطرف کی
اور منتہا ارسال کا مجئی ہے سو وہ مرسل الیہ کی طرف ہوتا ہے اسواسطے مجئی کے ساتھہ اضافت رسول کی مرسل الیہ
کی طرف کی جاء امۃ مین دو قراتین ہین ایک تو تحقیق ہر دو ہمزہ دوسری تسہیل ہمزہ ثانیہ درمیان ہمزہ
و واو یعنی ثانی ہمزہ ایسا پڑہا جاے کہ درمیان ہمزہ و واو کے متوسط ہو فاتبعنا بعضہم بعضا پس پیچھے کیا ہمنے
بعض امم و قرون کو بعض کے ہلاک کرنے مین بسبب اوس عذاب کے جو اونپر نازل ہوا یعنی جسطرح ہر امت
یکے بعد دیگرے اپنے اپنے رسول کو جھٹلاتی رہی اوسیطرح ہم بھی بسبب تکذیب رسل کے ایک کو
بعد دوسرے کے ہلاک کرتے گیے وجعلناھم احادیث یعنی کردیا ہمنے اونکو قصے کہانیان کہ وہ
سنی جاتی ہین اور اون سے تعجب کیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اونکا اتا پتا نرہا صرف اونکی حکایتین
باقی رہگئین لوگ براہ تعجب اونکا ذکر کیا کرتے ہین اور اون سے عبرت لیتے ہین علامہ نسفی نے کہا کہ احادیث
اسم جمع ہے حدیث کا اسی معنی سے احادیث النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہین اور جمع اُحدوثہ کی بھی
ہوتی ہے اُحدوثہ وہ شے ہے جسکا لوگ براہ تلہی و تعجب کے قصہ بیان کیا کرتے ہین اس جگہہ یہی مراد ہے
بیضاوی نے بھی اسی کے قریب ذکر کیا ہے تمین نے کہا ہے احادیث جمع ہے حدیث کی لیکن شاذ ہے
کسی نے کہا بلکہ جمع ہے احدوثہ کی جیسے اضحوکہ اخفش نے کہا احادیث شعر ہی مین بولی جاتی ہے
خیر مین نہین بولی جاتی کئی الفاظ مین عرب نے شذوذ کیا ہے اونکی جمع صیغہ مفاعیل پر بنالی ہے جیسے
اباطیل و اقاطیع زمخشری نے کہا احادیث اسم جمع ہے حدیث کا اسی سے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ہین افاعیل اسم جمع کی بناؤن سے نہین ہے اوسکو تو ہمارے اصحاب نے جموع شاذہ مین ذکر کیا
ہے جیسے قطیع و اقاطیع جبکہ عبادیہ پر اس بات کا حکم لگا دیا کہ جمع تکسیر ہے باوجود اسکے کہ اوسکے واحد کا
تلفظ نہ کیا تو احادیث تو زیادہ تر اسکی مستحق ہے حالانکہ اسکے واحد کا تلفظ کیا ہے یعنی حدیث پس کہل گیا
کہ احادیث جمع تکسیر ہے اسم جمع نہین ہے بسبب اوس وجہ کے جسکا ہم ذکر کر آئے انتہی اخفش نے جو کہا تہا
کہ احادیث کا استعمال شر ہی مین ہوتا ہے مثلاً یون بولتے ہین کہ صار فلان حدیثا یعنی فلان شخص عبرت
ہوگیا سو علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ یہ کلیہ مسلم نہین ہے کیونکہ کبھی یون بھی بولتے ہین
صار فلان حدیثا حسنا یعنی فلان شخص قصہ حسن ہوگیا نیکنام ہوا اسی باب سے ابن دُرید کا قول ہے
مقصورہ مین ؎

وانما المرء حدیث بعدہ	فکن حدیثا حسنا لمن روی

یعنی آدمی جو ہے سو بعد اپنے ایک قصہ کہانی ہوجاتا ہے جب یہ بات ٹھیری تو حدیث حسن ہو واسطے اوس شخص کے کہ جو اوسکی روایت کرے مطلب یہ ہے کہ نیکنام ہونا بہتر ہے کہ لوگ نیکی سے یاد کرین لیکن اخفش کی طرف سے یہ جواب ہوسکتا ہے کہ جہان کہین حدیث کا استعمال مطلق بلا قید ہوتا ہے وہان مراد شر ہی ہوتا ہے چنانچہ احادیث کا لفظ قرآن شریف مین مطلق آیا ہے اور شر مین مستعمل ہوا ہی ایک تو یہان اور دوسری آیت مین بھی آیا ہے چنانچہ وہ آیت اوّل گزر چکی ہے فبعدا القوم لایومنون منصوب بفعل محذوف ہے اور یہ بددعا ہے اے بعدوا بعدا یعنی جو لوگ ایمان نہین لاتے ہین وہ دور ہون دور ہونے کر یہان قوم کو موصوف بعدم ایمان کیا اور سابق مین موصوف بظلم کیا تہا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ یا تو دونون وصفون مین سے ہر ایک وصف ہر ایک گروہ سے صادر ہوا یا اس لیے کہ ان لوگون سے صرف عدم تصدیق ہی واقع ہوئی اور ان لوگون نے عدم تصدیق کے ساتہہ سخت باتین بھی ملائین جو کہ سخت تر ظلم تہین اس لیے اونکو موصوف بظلم کیا یہان تک تیسرا قصہ پورا ہوا اب اللہ پاک نے چوتہا قصہ بیان کیا یعنی وقت بہیجنے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے فرعون وقوم فرعون سے جو کچھہ واقع ہوا اوسکی حکایت کی پس ارشاد فرمایا ثم ارسلنا موسی واخاہ ہرون بایتنا وسلطان مبین ۝ الی فرعون وملائہ فاستکبروا وکانوا قوما عالین ۝ فقالوا انؤمن لبشرین مثلنا وقومہما لنا عبدون ۝ فکذبوہما فکانوا من المہلکین ۝ ولقد اٰتینا موسی الکتب لعلہم یہتدون ۝ پہر ہمنے بہیجا موسیٰ اور اوسکے بہائی ہارون کو اپنی نشانیان دیکر اور سند کہلی فرعون اور اوسکے سردارون پاس پہر بڑائی کرنے لگے اور تہے وہ لوگ چڑہ رہے سو بولے کیا ہم مانین گے ایک دو آدمیون کو اپنی برابر کے اور انکی قوم کرتے ہین ہماری بندگی پہر جہٹلایا اون دونون کو پہر ہوئے پکہنے والون مین اور ہمنے دی موسیٰ کو کتاب شاید راہ پاوین انتہی ف ۱ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اوسنے اپنے رسول موسیٰ کو اور اونکے بہائی ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اوسکے سردارون کی طرف آیات وحجج واضحہ وبراہین قاطع دیکر بہیجا اور فرعون وقوم فرعون نے اونکی پیروی کرنے اور اونکے حکم کے ماننے سے تکبر کیا بسبب اونکے بشر ہونے کے جسطرح کہ گزشتہ امتون نے بشر سے بعثت

ف ۱ یعنی دلیلین کرنے والی اور دلیلین حجت کی قطع کرنیوالی ۱۲ منہ

رسل کا انکار کیا اونکے دل ایک دوسرے کے مشابہ ہوگئے پھر اللہ پاک نے فرعون کو اور اوسکے سرداروں کو ہلاک کردیا اور ایک ہی دن مین سب کو ڈبو دیا اور حضرت موسیٰ پر کتاب نازل کی یعنی توریت اوسمین اللہ کے احکام و اوامر و نواہی ہین اور یہ بعد اسکے ہوا کہ فرعون و قبط کو ہلاک کیا اور اونکو عزیز مقتدر کا پکڑنا پکڑا اور بعد اسکے کہ اللہ پاک نے توراۃ نازل کی کوئی امت عامۃً ہلاک نہین کی گئی بلکہ مومنین کو کافرون سے لڑنے کا حکم دیا جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ولقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی بصائر للناس وھدی ورحمۃ لعلھم یتذکرون

ف اخاہ سے ہارون بدل ہے حرف بایا تنہا مین واسطے ملابست کے ہے یعنی ہمنے اون دونون کو بھیجا اس حال مین کہ ہماری آیتون کے ساتھ متلبس تھے مطلب یہ ہے کہ ہمنے اونکو نشانیان دیکر بھیجا اور وہ اونکو لیے ہوئے آئے آیات سے مراد وہی نو نشانیان ہین جنکا بارہا ذکر ہوچکا ہے لیکن فلق بحر کا اس جگہ منجملہ اونکے شمار کرنا ٹھیک نہین ہے اسلیے کہ آیات سے مراد وہ نشانیان ہین جنکی اونہون نے تکذیب کی اور اون سے تکبر کیا سلطان مبین سے مراد حجت واضح خصم کی الزام دہی والی ہے بیضاوی نے اس قول کو اوّل لکھا ہے اور نسفی نے اسی پر قصر کیا ہے کسی نے کہا کہ سلطان مبین سے مراد عصا ہے عطف ایسا ہے جیسا کہ جبریل کا عطف ملائکہ پر ہے تنزل الملائکۃ والروح مین گو جبریل ملائکہ مین داخل ہین مگر بسبب شرافت کے اونکا ذکر علیحدہ کیا اسی طرح یہان علیحدہ کرکے اوسکا ذکر اسواسطے کیا کہ وہ اوّل و اصل معجزات سے ہے اوس سے اور کئی معجزے متعلق ہین مثلاً سانپ بنجانا ساحرون کی بنائی چیزون کا نگلجانا اوسکے مارنے سے دریا کا پھٹ جانا پتھر سے چشمون کا پھوٹ نکلنا انگبیانی کرنا شمع بنجانا سبز بارور درخت ہوجانا رسی ڈول کا کام دینا کسی نے کہا کہ سلطان مبین سے مراد معجزے ہین اور آیات سے مراد حجتین ہین کسی نے کہا کہ دونون سے مراد معجزے ہین کیونکہ وہ نشانیان ہین نبوت کی اور حجت روشن ہین نبی کے دعوی پر کسی نے کہا کہ سلطان مبین خود وہی نشانیان ہین اور عطف مصدر

الی الملک القرم وابن الھمام

کے باب سے ہے یعنی تعدد اسم کا فائدہ دینے کے لیے ہے محلی کا قول یہی معلوم ہوتا ہے کسی نے کہا کہ آیات سے مراد وہ دلایل ہین جو کہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام کے لیے تھین اور سلطان

۱۲ اور ہی ہے خود موسی کو کتاب اس پیچھے کہ کیا پہلی اگلی سنگتون کو بھیجا توراۃ لوگون کو اور راہ بتانے اور رحمت شاید یاد کرین ۱۲ ۵۳ اور تحقیق ہم نے دی موسی کو کتاب یعنی توراۃ اور ہم نے بھیجے بنی اسرائیل یاد رکھنے کی بات ۱۲ منہ

۱۲ منہ

مبین سے مراد وہ ہی نو نشانیان ہین ملاء سے مراد قوم فرعون کے اشراف ہین چنانچہ اسکا بیان
بہت بار ہو چکا ہے فاستکبروا کا مطلب یہ ہے کہ طالب کبر ہوئے کبر کا تکلف کیا ایمان لانے
سے خود کو بڑا سمجھا براہ ترفع و تکبر ایمان قبول کرنے سے باز رہے اللہ پاک پر اور اوسکی نشانیون پر
ایمان نہ لائے حق کے مطیع و منقاد نہوئے وکانوا قوما عالین کے معنی یہ ہین کہ تھے
وہ لوگ متکبر و مترفع اپنے آپ کو بہ تکلف سب سے بڑا سمجھتے تھے براہ ظلم و زیادتی لوگون پر قہر و زبردستی
کرتے اونکو باتے خود کا علو اون پر چاہتے کبر و عناد و تمرد و سرکشی کے مارے دست تطاول دراز کرتے
تھے محلی نے کہا بنی اسرائیل پر بظلم قہر کرتے تھے جملہ فقالوا انؤمن لبشرین مثلنا معطوف ہے
جملہ فاستکبروا پر اور جو اونکے درمیان مین ہے وہ جملہ معترضہ ہے اور ہمزہ واسطے انکار کے یعنی ہم
کیونکر تصدیق کرین اون دو آدمیون کی جو کہ بشریت مین ہمارے مثل ہین مراد اونکے اون سے حضرت
موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہین بشر کا اطلاق واحد و تثنیہ جمع و مذکر و مونث سب پر ہوتا ہے واحد کی مثال
بشرا اسویا ہے جمع کی مثال جیسے فاما ترین من البشر احدا و کقولہ تعالے
ما انتم الا بشر مثلنا اور کبھی مطابق بھی آتا ہے اسی سے یہ آیت ہی بیان اوسکا تثنیہ باعتبار معنی
اوّل کے ہے مثل کا تثنیہ نہ کیا اسواسطے کہ مصدر کے حکم مین ہے افراد و تذکیر مین قائم مقام مصدر کے
ہوتا ہے اور مونث کبھی نہین آتا ہے مثل کلمہ غیر کے واحد و تثنیہ و جمع و مذکر و مونث اسکے ساتھ موصوف ہوتا ہے
قال تعالی انکم اذا مثلہم وقال ومن الارض مثلہن وقال فائتوا بسورۃ
من مثلہ کبھی تثنیہ کے مطابق آتا ہے کقولہ تعالی یرونہم مثلیہم رأی العین اور جمع کے
کقولہ تعالی ثم لا یکونوا امثالکم کسی نے کہا کہ مراد مماثلت ہے بشریت مین
نہ کمیت مین کسی نے کہا کہ دو سے واحد کے ساتھ اکتفا کیا ہے یہ قصے جسطرح تم دیکھ رہے ہو اس بات
کی گواہی دیتے ہین کہ منکرین نبوت کے شبہون کی غایت یہ ہے کہ اونہون نے نبیون کے حال کو
اپنے احوال پر قیاس کیا ہے اس سبب سے کہ درمیان اونکے حقیقت مین مماثلت ہے حالانکہ صاحب
بصیرت کو اسکا فساد ادنی تامل سے ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ نفوس بشری اگرچہ اصل قوی و ادراک مین باہم
مشارک ہین لیکن انہین دونون مین متباین الاقدام ہین اور جسطرح تم جانب نقصان مین غبی لوگون کو دیکھتے
ہو کہ فکر اونکو کسی طرح کا فائدہ نہین دیتی ہے اسیطرح ممکن ہے کہ طرف زیادت مین ایسے لوگ ہون کہ تعلم و تفکر

۴۲ آدمی ہوا ۱۲
۴۳ کوئی آدمی ۱۲ نہ
۴۴ تو ہی انسان ہو جیسے ہم ۱۲
۴۵ نہین تو تم ہماری
برابر ہوئے ۱۲
۴۶ اور نہین ہمارا دنی ۱۲
۴۷ تو نے آدمی ایک
صورت اس قسم کی ۱۲
۴۸ بھیجا وہ نہوسکے
تمہاری طرح کے ۱۲ منہ
یا اونکو دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے ۱۲

سے اونکو غنا حاصل ہوا اکثر اشیا و اغلب احوال مین تو وہ اوس شے کا ادراک کرین کہ غیر اونکا اوس کا ادراک نکر سکے اور اوس شے کو جانین کہ اونکے غیر کا علم وہان تک پہنچ نہ سکے اسی مضمون کی طرف اس آیت کریمہ مین اشارہ کیا ہے قل انما انا بشر مثلکم کیونکہ یہ آیت اس بات پر دال ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے آدمیون کے ساتھہ اصل بشریت ولوازم بشریت یعنی قوی و ادراک مین شریک ہین اور قولہ تعالی یوحی الی انما الھکم الہ واحد مین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ آپ اون سے جدا ہین اور ایک نوع ادراک کے ساتھہ جو کہ وحی ہے آپ اون سے متفرد ہین بعد اسکے کہ اصل ادراک مین مشارکت رکھتے ہین اور اس طرف اشارہ ہے کہ آپکے علوم مکتسب نہین ہین کہ کسی معلم سے اونکو سیکھہ کر حاصل کیا ہو بخلاف آپکے سوا اور لوگ کہ اونکے علوم کسبی ہین معلم سے سیکھہ کر اونکو حاصل کرتے ہین یہ حاصل ہے بیضاوی کے بیان کا اسی لیے حضور صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا لقب امی ہوا ہے آپنے کسی معلم سے کچھہ سیکھا پڑھا نہین اللہ پاک نے اپنے محض فضل خاص سے آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا چنانچہ حضرت سعدی رحمہ اللہ تعالی نے اسی مضمون کو بیرایہ نظم مین ادا کیا ہے ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست		کتب خانہ چند ملت بہ شست

اسی طرح حضرت حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالے نے بزنگ دیگر اوسکو نظم فرمایا ہے ؎

نگار ما کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت		بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

جملہ وقومھما لنا عابدون حالیہ ہے یعنی ہم کسطرح اپنے مثل آدمیون کے مطیع ہون حال یہ ہے کہ اونکی قوم یعنی بنی اسرائیل ہمارے خادم ہین غلامون کی طرح ہمارے مطیع و منقاد ہین ہمارے روبرو خضوع و فروتنی کرتے ہین جو کوئی کسی بادشاہ کے واسطے خضوع کرتا ہے اور اوسکا مطیع ہوتا ہے تو عرب کے نزدیک وہ اوسکا عابد ہے ابو عبیدہ نے اسیطرح کہا ہے مبرد نے کہا عابد مطیع و خاضع کو کہتے ہین کسی نے کہا یہ بھی احتمال ہے کہ فرعون الہیت کا دعوی کیا کرتا تھا سو اوسنے لوگون کو اپنی عبادت کی طرف بلایا تو وہ اوسکے مطیع ہو گیے مطلب یہ ہے کہ اس بنا پر عبادت اپنی حقیقی معنی پر ہوگی حرف لام لنا مین متعلق ہے عابدون سے بسبب رعایت فواصل کے اوسکو اوپر مقدم کر دیا ہے فکذبوھما کا مطلب یہ ہے کہ اونہون نے اونکی تکذیب پر اصرار کیا فکانوا من المھلکین یعنی پھر وہ ہوگئے ہلاک کیے گیون سے باین طور کہ دریاے قلزم مین ڈوب گیے پھر جو کچھہ موسی علیہ السلام کی قوم پر گزرا بعد ہلاک کرنے اونکے دشمنون

---

۱ تو نکرہ مین بھی ایک آدمی ہون جیسے تم ہو

۲ مجھکو بھی حکم ہوتا ہے

۳ سر صاحب نہین ہوا ایک

۴ صاحب ہے

۵ فواصل جمع ہے فاصلہ کی قرآن شریف کے فواصل سر فواصل کہتے ہین

کے اللہ پاک نے اوسکی حکایت کی پس فرمایا ولقد اٰتینا موسی الکتاب یعنی توریت خاص
حضرت موسیٰ کا ذکر اس واسطے کیا کہ توارت شریف طورمین اونہین پر نازل کی گئی اور ہارون علیہ السلام
اونکے خلیفہ تھے اونکی قوم مین لعلہم یھتدون مین ضمیر راجع ہے طرف بنی اسرائیل قوم موسیٰ
علیہ السلام کے یعنی ہمنے اونکو توریت اسواسطے عطا کی کہ شاید اونکی قوم بسبب اوسکے حق کی طرف راہ
پائین اور جو شرائع واحکام اوسمین ہین اوسپر عمل کرین پس اللہ پاک نے حضرت موسیٰ کو توارت دینا اونکی
قوم کو دینا قرار دیا کیونکہ اگرچہ وہ حضرت موسیٰ پر نازل کی گئی لیکن اونہین کی قوم کے ارشاد کیواسطے تھی
کسی نے کہا وہان مضاف مقدر ہے اور مضاف الیہ کو اوسکے قائم مقام کیا ہے یعنے اٰتینا قوم موسیٰ
الکتاب کسی نے کہا کہ ضمیر لعلہم کی فرعون وملأ فرعون کی طرف پھرتی ہے لیکن یہ قول وہم ہے کیونکہ
توریت موسیٰ علیہ السلام کو نہین دی گئی مگر بعد ہلاک کرنے فرعون وقوم فرعون کے جیسا کہ اللہ پاک نے
خود ارشاد فرمایا ہے ولقد اٰتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی کذا فی
فتح البیان وغیرہ پھر اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی طرف اجمالاً اشارہ کیا یہ پانچوان
قصہ ہے پس ارشاد فرمایا وجعلنا ابن مریم وامہ اٰیۃ واٰوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار
ومعین ○ اور بنایا ہمنے مریم کے بیٹے اور اوسکی مان کو ایک نشانی اور اونکو ٹھکانا دیا ایک
ٹیلے پر جہان ٹھیراؤ تھا اور پانی بہتا ف حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب مان سے پیدا ہوئے
اوسوقت کے بادشاہ نے نجومیون سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا وہ دشمن ہوا اونکی تلاش
مین پڑا انکو بشارت ہوئی کہ اوسکے ملک سے نکل جاؤ نکل کر مصر مین گئے ایک گانون کے زمیندار نے
حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسیٰ جوان ہوئے اوس وطن کا بادشاہ مر چکا تب پھر آئے
اپنے وطن کو وہ گانون تھا ٹیلے پر اور پانی وہان کا خوب تھا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اپنے بندہ ورسول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام
کی کہ اوسنے اون دونون کو ایک نشانی بنایا واسطے لوگون کے یعنی اونکو ایک حجت قاطع ٹھہرایا اپنی
قدرت پر کہ جو کچھہ وہ چاہتا ہے اوسپر قدرت رکھتا ہے کیونکہ اوسنے آدم علیہ السلام کو بغیر باپ مان کے
پیدا کیا اور حوا علیہا السلام کو نر سے بنایا بدون ماوہ کے اور عیسیٰ علیہ السلام کو عورت سے پیدا فرمایا
بغیر مرد کے اور باقی لوگون کو عورت ومرد دونون سے خلق کیا ضحاک فی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

۱۸ ع ۳

سے روایت کیا ہے کہ رَبوہ مکان بلند ہے زمین سے اسمین روئیدگی سب سے بہتر ہوتی ہے[۵۱]
مجاہد وعکرمہ وسعید بن جُبیر وقتادہ نے بھی اسی طرح کہا ہے حضرت ابن عباس نے
ذات قرار ومعین کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ ذات خصب[۵۲] یعنی وہ زمین جسمین روئیدگی وزراعت خوب
ہوتی ہے معین کے معنی ہین ماء ظاہر یعنی روے زمین پر پانی بہتے ہوئے کو معین کہتے ہین
جیسے ندی نالے کا پانی کہ زمین پر بہتا نظر آتا ہے مجاہد وعکرمہ وسعید بن جبیر وقتادہ نے بھی اسیطرح
کہا ہے مجاہد نے کہا ربوۃ مستویۃ یعنی زمین برابر سعید بن جبیر نے کہا ذات قرار ومعین اتموی
الماء فیہا یعنی پانی اوسمین برابر جاری تھا دوسرا لفظ مجاہد وقتادہ کا یہ ہے کہ معین آب جاری ہے
پھر مفسرون نے اس رَبوہ کے جگہہ مین اختلاف کیا ہے کہ وہ کون زمین کا تھا سو عبدالرحمن بن
زید بن اسلم نے کہا کہ ربا نہین ہوتے ہین مگر مصر مین یعنی ٹیلے مصری مین ہوتے ہین اور پانی
جسوقت چھوڑا جاتا ہے تو گانون ٹیلون پر ہوتے ہین اگر ٹیلے نہون تو گانون ڈوب جائین وہب
بن مُنبّہ سے بھی اسی کے لگ بھگ مروی ہے یہ قول نہایت بعید ہے ابن ابی حاتم نے
سعید بن مسیب سے ربوۃ ذات قرار ومعین کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ وہ دمشق ہے کہا کہ عبداللہ
بن سلام وحسن وزید بن اسلم وخالد بن معدان سے بھی مثل اسکے مروی ہے ابن ابی حاتم کا لفظ
حضرت ابن عباس سے بطریق عکرمہ یہ ہے کہ ذات قرار ومعین فرمایا انہار دمشق لیث بن ابی سلیم
کا لفظ مجاہد سے یہ ہے وآدنیاہما الی ربوۃ کہا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم اور اونکی مان نے جسوقت ٹھکانا
پکڑا اطراف غوطۂ دمشق[۵۳] کے اور جواد سکے گرداگرد ہے عبدالرزاق نے بشیر بن رافع سے روایت
کیا ہے وہ ابو عبداللہ برادر عم زاد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہا مین نے
ابو ہریرہ سے سنا وہ اوسکی تفسیر مین کہتے تھے کہ وہ رملہ[۵۴] ہے فلسطین[۵۵] کا ابن ابی حاتم نے مُرّۃ
بہذی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شخص
کے واسطے فرماتے سنا کہ بیشک تو مرے گا ربوہ مین پھر وہ رملہ مین مرآیہ حدیث بغایت غریب ہے
اس باب مین سب قولون سے قریب تر قول وہ ہے جسکو عوفی نے حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے کہ معین آب جاری ہے اور یہ وہ نہر ہے جسکے حق مین اللہ پاک نے فرمایا ہے قد جعل[۵۶]
ربك تحتك سريا اور اسیطرح ضحاک وقتادہ نے کہا ہے الی ربوۃ ذات قرار ومعین وہ

[۵۱] سنہ ۱۲ اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابن المنذر وابن ابی حاتم عن عطاء
[۵۲] وکذا فسر ذات قرار بذات الثمار وخصب والمعین الماء الظاہر
[۵۳] سنہ ۱۲ وفی الفتح ۱۲ منہ
[۵۴] سنہ ۱۲ وفی سال رجال ۱۲
[۵۵] غوطہ بالضم نام ایک جگہ ہے دمشق مین اور معین پانی اور دمشق مین بہت ہین وقت بہت ہین سنہ ۱۲ شامل ہے ۱۲ منہ
[۵۶] سنہ ۱۲ رملہ ایک شہر ہے شام مین سنہ ۱۲ وفی الفتح ۱۲ منہ وفلسطون وفلسطین دو ہین فلسطون خاص شہر ہے شام مین سنہ ۱۲ صحیح کہ وہ بالشام ۱۲ منہ والکوفۃ المدینۃ والقصر سنہ ۱۲ وفی الفتح ۱۲ منہ ہو بالضم ان چند زراعت کی زمین کو کہتے ہین سنہ ۱۲ فلسطین سے غرض ہے سنہ ۱۲ رملہ ایک شہر ہے شام مین سنہ ۱۲ سنہ ۱۲ وروایۃ ابن ابی حاتم سے نیچے ایک سطر چھوڑ کر ہے ۱۲ منہ

بیت المقدس ہے پس یہ قول واللہ اعلم ظاہر تر ہے اسواسطے کہ دوسری آیت مین مذکور ہے اور بعض قرآن بعض کی تفسیر کرتا ہے جس شے کے ساتھ تفسیر کی جاتی ہے اوسمین اولیٰ و بہتر یہی ہے پھر احادیث صحیحہ پھر آثار غرضکہ قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ سب سے بہتر و برتر ہے ف فتح البیان وغیرہ کا بیان فاتح یہ ہے اللہ پاک فرماتا ہی ہمنے عیسیٰ و والدۂ عیسیٰ کو ایک نشانی ٹھیرایا کہ دلالت کرتی ہے ہماری عظیم قدرت و بدیع صنع پر آخر سورۂ انبیا مین زیر تفسیر قولہ تعالیٰ وجعلناھا وابنھا ایۃ للعالمین اسپر کلام گزر چکا ہے عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر مین قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جنا اوسکو بغیر باپ کے ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس سے یون روایت کیا ہے کہ آیت سے مراد عبرت ہے مطلب یہ ہے کہ بغیر باپ اور بدون نطفے کے بچا پیدا کرنے مین ایک بڑی نشانی و عبرت ہے زادہ نے کہا کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نشانی ٹھیرایا باین طور کہ بغیر مذکر کے اونکو پیدا کیا اور مہد مین بحالت صغر اونکو گویا فرمایا اور مادر زاد اندھے اور کوڑہی کا تندرست کر دینا اونکے ہاتھ پر جاری کیا مُردون کا زندہ کرنا اونکو عطا کیا اور حضرت مریم علیہا السلام کو بھی یون نشانی بنایا کہ اونہون نے حضرت عیسیٰ کو بغیر مذکر کے جنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت مریم نے اپنے صغر مین بات کی جبکہ کہا ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب اور کبھی کسی پستان کو مونہہ مین نہ لیا یا تو یہ معجزہ تھا حضرت زکریا علیہ السلام کا یا کرامت تھی حضرت مریم علیہا السلام کی یا ارہاص تھا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کا لیکن اللہ پاک نے کلمہ آیۃ مفرد ذکر کیا آیتین نفرمایا اسواسطے کہ اس بات کا ارادہ نہین کیا ہے کہ اونمین سے ہر ایک علیحدہ آیت ہے بلکہ مراد بیان کرنا اس امر کا ہے کہ جہت ولادت سے دونون ایک آیت ہین کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بدون مذکر کے پیدا ہوئے اور اونکو اونکی مان نے جنا بغیر اسکے کہ کوئی مذکر اونکو چھوئے تو وہ دونون اس امر عجیب ناقض عادت مین شریک ہوئے پس امر ایک ہے دونون کی طرف اوسکی نسبت کی گئی ہے اسی لحاظ سے آیۃ کو مفرد ذکر کیا یا اصل مین یون ہے وجعلنا ابن مریم آیۃ وامہ آیۃ اول آیۃ کو بسبب دلالت دوسری آیۃ کے حذف کر دیا ہے اور دونون کی علیحدہ علیحدہ آیت ہونے کی وجہ اوّل مذکور ہو چکی ہے واٰوینٰھما الی ربوۃ کے یہ معنی ہین کہ بسایا اوتارا پہونچایا کر دیا ہمنے مادی و منزل اونکا طرف ایک بلند زمین کے کہ اوسکو اپنا ٹھکانا بنائین خطیب نے ذکر کیا ہے کہ اوس جگہ ٹھکانا

ف۱ یہ آیت ہے سورۂ مومنون کی یا سورۂ حم السجدہ کی ۱۲ منہ

ف۲ سورۂ مریم کی ۱۲

ف۳ اور کیا اوسکو اور اوسکے بیٹے کو تمام جہان والون کے واسطے ۱۲

ف۴ یہ اللہ کے ہاتھ ہے اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بے حساب ۱۲

ف۵ ارہاص خرق عادت کو کہتے ہین جو کہ مال نبی کی نبوت سے پہلے ظاہر ہو کسی نبوت سے سرزد ہی تعریفات الجرجانی ۱۲ منہ

بنانے کا سبب یہ ہے کہ اوسوقت کے بادشاہ نے چاہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالے سو اونکی
والدہ اونکو لیکر طرف اوس بلند زمین کے بھاگ گئین بارہ برس وہان ٹھیری رہین یہانتک کہ وہ بادشاہ
مرگیا ربوہ بفتح وضم راے مہملہ دونون قراتین سبعیہ ہین ابن عامر و عاصم کی قرارت بفتح را ہے کسی نے
ربادہ بضم وکسر را پڑہا ہے ربوہ بحرکات ثلثہ را مکان مرتفع کو کہتے ہین اسی کی مثل ربادہ بضم وکسر ہے مراد
ربوہ سے زمین بیت المقدس ہے اسلیے کہ وہ بلند زمین ہے اٹھارہ میل سب زمین سے قریب تر ہے
طرف آسمان کے یا مراد دمشق ہے یا رملہ فلسطین یا مصر کیونکہ مصر کے گانون ٹیلون پر ہین یہ چارون
قول نسفی و بیضاوی نے ذکر کیے ہین اور محلی نے تین قول بیت المقدس یا دمشق یا فلسطین بیت المقدس
کے قائل قتادہ و کعب ہین دمشق کے قائل عبداللہ بن سلام و سعید بن مسیب و مقاتل ارض فلسطین
کے قائل سدی و کیع و فریابی و ابن شیبہ و عبد ابی بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم و تمام رازی و
ابن عساکر سیوطی نے کہا بسند صحیح ان سب نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرمایا ہمکو خبر
دی گئی ہے کہ ربوہ دمشق ہے ابن عساکر نے اسی کے مثل عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے
اسی طرح ابن ابی حاتم نے اون سے واخرج ابن عساکر عن ابی امامۃ مرفوعا نحوہ واسنادہ
ضعیف ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی نے اوسط مین اور ابن مردویہ و ابن عساکر نے مرہ بہزی سے روایت
کیا ہے کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا فرماتے تھے کہ ربوہ رملہ ہے واخرج
عبدالرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم و الحاکم فی الکنی و ابن عساکر عن
ابی ہریرۃ قال ھی الرملۃ من فلسطین واخرجہ ابن مردویہ مرفوعا
واخرج الطبرانی و ابن السکن و ابن مندہ و ابونعیم و ابن عساکر عن الاقرع بن شفی
العکی مرفوعا نحوہ - پھر اللہ پاک نے ربوہ کی دو صفتین ذکر فرمائین ایک تو ذات قرار یعنی وہ بلند جگہ قرار والی ہے
قرار کہتے ہین ٹھیرنے کو یہان مفسرین نے قرار کی تفسیر مستقر کے ساتھہ کی ہے یعنی قرار پکڑنے کی جگہہ
مطلب یہ ہے کہ یہ قرارگاہ برابر زمین کے تھی اوسمین جو لوگ قرار پزیر ہوتے اونکے ٹھیرنے کے لیے
لیاقت رکھتے تھے پھر کسی نے کہا کہ ربوہ کی ذات قرار ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ ذات ثمار و ماء تھا
یعنی اوسمین میوے تھے اور پانی تھا اس معنی کی بنا پر ذات قرار کنایہ ہوگا کیونکہ جگہہ کا میوے
والی اور پانی والی ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ قرارگاہ ہو واسطے قرار پکڑنے والون کے پس

۱۲ زہادہ نے زہ
زیادہ کہا ہے کہ حضرت مریم
اونکے برادر عمزاد یوسف
نجار تھے بعد میں
اونکے بادشاہ کے اپنے
شہر والون سے بھاگ
جانے

لازم بولے یعنی جگہہ کا صاحب قرارگاہ ہونا اور مراد ملزوم لیا یعنی جگہہ کا ذات ثمار و مار ہونا ان دونون وجہون کی بنیاد پر قرار یعنی مستقر ہوگا لیکن دوسری وجہ بطور کنایہ کے ہوگی اور پہلے بطریق تصریح کے یعنی بدون کنایہ غرض یہ ہے کہ جہان صاف شیرین پانی ہوتا ہے اور انواع و اقسام کے میوے ہوتے ہین وہان کے رہنے بسنے والے ایسی جگہہ مین قرار پذیر ہوتے ہین ؎

ہر کجا چشمۂ بود شیرین		مگس و مرغ و مور گرد آیند	

دوسری صفت معین ہے یعنی ربوہ ذات ماء معین تھا مطلب یہ کہ اوسمین پانی ظاہر جاری تھا معین کی اشتقاق مین اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ اسکا میم زائد ہے جسطرح کہ منبع مین زیادہ ہے اصل اسکی معیون ہے یعنی آنکھہ سے دیکھا گیا پھر اسمین منبع کا اعلال کیا گیا محاورے مین بولتے ہین عانہ جبکہ کوئی شخص کسی شے کا آنکھہ سے ادراک کرے جسطرح یہ ہے کہ جسوقت کوئی کسی کے سر کو ایذا پہنچائے تو کہتے ہین رأسہ اور اوسکی جگہ پر ضرب لگائے تو بولتے ہین کبدہ اسی لیے خلیل نے اسکو مادۂ عین مین داخل کیا ہے آیت کریمہ مین معین صفت ہے موصوف محذوف کی لے وماء معین اوس ربوہ کی یہ مدح کی کہ پانی اوسکا جاری ہے روے زمین پر ظاہر ہے باین طور کہ آنکھون سے اوسکا ادراک کیا جاتا ہے زجاج کا لفظ یہ ہے ہو الماء الجاری فی العیون اسی طرح فراء نے بھی کہا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ میم اسکا اصلی ہے اور وزن فعیل مشتق ہے مَعْن سے معن کہتے ہین جاری ہونے کو مع اسراع و ابعاد کے جسوقت گھوڑا اپنے دوڑنے مین دور دور قدم رکھتا ہے تو عرب کی بول چال مین کہتے ہین معن الفرس اور جب کوئی کسی کا حق لیجاتا ہے تو بولتے ہین امعن بحق فلان اور جب کوئی اپنی حاجت کی طلب مین جلدی کرنیوالا ہوتا ہے تو کہتے ہین رجل مَعِین فی حاجتہ پانی جب جاری ہوتا ہے تو بولتے ہین معن الماء پانی بہنے کی جگہہ کا نام معیان رکھا ہے اخفش نے کہا معن الماء اذا جری فہو معین و ممعون اسی طرح ابن اعرابی نے کہا ہے ان سب معنون کا رجوع ہے طرف معنی جری و سرعت کے کسی نے کہا معن کہتے ہین شے قلیل کو ماعون اسی سے ہے کسی نے کہا معن ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جب شے کثیر ہوجاتی ہے تو بولتے ہین معن الشیء معانۃً کسی نے کہا مشتق ہے ماعون سے ماعون وہ شے ہے جسکی لوگ عادت مین ایک دوسرے کی معاونت کیا کرتے ہین جیسے کڑہالی بسولا ہانڈی وغیرہ جوہری نے کہا کہ ماعون ایک اسم جامع ہے واسطے منافع گھر کے پانی کا نام بھی ماعون کہتے ہین

اور ماعون جاہلیت مین ہر منفعت وعطیہ ہے اور اسلام مین طاعت وزکوۃ منفعت کہتے ہین موضع نفع کو یعنی جس شے سے نفع لیا جاے جسطرح کہ مائدہ ومنبعث ہے کہ یہ دونون اسم ہین موضع اسد وسبع کے کسی نے کہا معن بمعنی سہل ہے کہ مطیع ومنقاد ہونا فرمانی نکرے اور ماعون وہ شے ہے کہ اوسکے دینے والے پر سہل ہو یعنی اوسکا دینا گران نہ گزرے یہ بیان معجون مرکب ہے سمین وزادہ وغیرہ سے بیضاوی کا بیان مختصر وجامع جسکی تفصیل اوّل گزر چکی ہے یہ ہے کہ معین آب ظاہر جاری ہے وزن اسکا فعیل ہے ماخوذ معن الماء اذا جری سے اصل اسکی ابعاد ہے مشی مین یا ماخوذ ہے ماعون سے ماعون بمعنی منفعت ہے اسواسطے کہ پانی بہت نفع پہنچانیوالا ہے یا وزن اوسکا مفعول ہے عانہ اذا ادرکہ بعینہ سے کیونکہ پانی بسبب اپنے ظہور کے آنکھون سے ادراک کیا جاتا ہے ربوہ کے پانی کا وصف معین کے ساتھ اسواسطے کیا کہ معین جامع ہے واسطے اسباب تنزہ وطیب مکان کے غرضکہ یہانتک پانچ قصے حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے تمام ہوئے چونکہ اونکا خاتمہ اس بیان پر ہوا کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے اسباب تنعم مہیا کیے اسلیے خاتم النبیین سید المرسلین حضور پرنور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات بیان کی کہ طیبات کا مباح کردینا کچھہ آپ ہی کے حق مین خاص نہ تھا بلکہ یہ تو ایک قدیم شرع ہے کہ ہر نبی اپنے اپنے وقت مین اوسکے ساتھ مخاطب ہوا ہے پس ارشاد فرمایا یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ط اِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ○ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ○ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ط كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ○ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِينٍ ○ اَيَحْسَبُونَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِينَ ○ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ط بَلْ لَّا يَشْعُرُونَ ○ اے رسولو کھاؤ ستھری چیزین اور کام کرو بھلا جو کرتے ہو مین جانتا ہون اور یہ لوگ ہین تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور مین ہون تمہارا رب سو مجھسے ڈرتے رہو پھر پھوٹ کر کر لیا اپنا کام ٹکڑی ٹکڑے ہر فرقہ جو اونکے پاس ہے اوسپر رجھہ رہے ہین سو چھوڑ دے اونکو اونکی بیہوشی مین ڈوبے ایک وقت تک کیا خیال رکھتے ہین کہ یہ جو ہم اونکو دیے جاتے ہین مال اور اولاد دوڑ دوڑ ملاتے ہین اونکو بھلائیان کوئی نہین اونکو جو نہین ف یعنی سب رسولون کے دین مین یہی حکم ایک ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کمانا کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق

ف نسخہ مطبوعہ مین یہان وصف ہا رہ گیا ہے لاذ الاسباب التنزہ وطیب المکان سے اور نسخہ مطبوعہ کانپور مین وصف ہا رہا ہے بیک لفظ ہے اسکے معنی یہ ہین کہ حضرت عیسیٰ اور اونکی والدہ کے ہاوی ومسکن کی یہ وصف بیان کی کہ وہ ایک بلند جگہ ہے اوسکی زمین برابر ہے آنکھون پانی اوپر بہتا ہوا نظر آتا ہے انواع واقسام کے میوہ وارد ہین اور کیا ہے اس سے کیا اہل اسلام اسباب تنزہ وطیب مقام کا جامع ہوتا ہے ایسی جگہہ کی آب وہوا انسان اچھی ہوتی ہے ۱۲ منہ

جانتے ہین ف ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اوسوقت کے لوگون مین بگاڑ تھا اوس کا سنوارنا فرمایا ہے پیچھے لوگون نے جانا اون کا حکم جدا جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوار اکھٹا بنا دیا اب سب دین ملکر ایک دین ہو گیا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اللہ پاک حکم کرتا ہے اپنے سارے عباد مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کو حلال کھانے کا اور اعمال صالح کے ساتھ قائم ہونے کا پس یہ حکم دال ہے اس بات پر کہ حلال مدد ہے عمل صالح پر سو انبیاء علیہم السلام نے اس بات کے ساتھ پورا پورا قیام کیا اور قول و عمل و دلالت و نصح کی راہ سے جو خیر تھی اس سب کے درمیان جمع کیا اللہ پاک بندون کی طرف سے اونکو جزائے خیر عطا فرمائے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے سنتے ہو قسم ہے اللہ کی نہین امر کیا اونسے تمکو تمھارے زرد کانہ تمھارے سرخ کانہ تمھارے شیرین کانہ تمھاری ترش کا ولیکن فرمایا ہے کہ باز رہو تم طرف حلال کے اوس سے مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے سب چیزون مین تمکو یہ حکم دیا ہے کہ اونمین سے حلال پر توقف کرو حلال سے آگے مت بڑھو سعید بن جبیر و ضحاک نے کہا کہ مراد طیبات سے حلال ہے ابو اسحٰق سبیعی نے ابو میسرہ عمر و بن شرحبیل سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسی ابن مریم علیہما السلام اپنی ماں کے سوت سے کہایا کرتے تھے یعنی سوت کی قیمت سے اپنی قوت بسری کرتے تھے صحیح مین آیا ہے نہین ہے کوئی نبی مگر اوسنے بکریان چرائی ہین صحابہ نے عرض کیا اور آپنے یا رسول اللہ فرمایا ہان اور مین اونکو چرایا کرتا تھا کیے قراط پر واسطے مکے والون کے صحیح مین ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے صحیحین مین آیا ہے کہ دوست ترین نماز طرف اللہ کے داؤد کی نماز ہے اور دوست ترین روزہ طرف اللہ کے داؤد کا روزہ ہے اور محبوب ترین قیام یعنی نماز شب طرف اللہ کے قیام داؤد کا ہے آدھے رات سوتے تھے اور تہائی رات قیام کرتے اور چھٹا حصہ رات کا سوتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتی اور نہ بھاگتے جبوقت کہ ملتے یعنی دشمنون سے ملنے کے وقت لڑائی سے بھاگتے نہ تھے خوب لڑتے مطلب یہ ہے کہ اس عبادت سے اونکو ضعف لاحق نہین ہوتا تھا ابن ابی حاتم نے ضمرہ بن حبیب سے روایت کیا ہے کہ ام عبداللہ دختر شداد بن اوس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مین نے دودہ کا پیالہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا وقت آپ کی افطار کے اور آپ روزے سے

ف قیراط آدھ رتی یا کچھ زیادہ یعنی نصف عشر دینار کا اور بیس قیراط کا ایک دینار ہوتا ہے اہل شام کے نزدیک اور اہل مصر کے نزدیک ایک دینار کا چوبیسواں حصہ ہے

ف اصل کا لفظ نقصح ہے بمعنی خالص ہونا شہد کا موم سے اور دودھ کا پانی سے اور اسی طرح ہر شے کا اپنے غیر سے اور مراد اس سے یہان یہ ہے کہ نیکیون مین سے کوئی نیکی ساقط ہو جائے اور نہ ثابت ہو اور نہ ضائع ہو اور نہ ناقص ہو اصل شہد عند فقہاء المحدثین ہی اصل ہے

تھے اور یہ بھیجنا دن کے اوّل حصے اور شدت گرمی مین تھا پس آپنے اوسکے قاصد کو اوسکی طرف
پھیرا کہ اگر وہ بکری تیری ملک ہے تو اوسنے کہلا بھیجا کہ مین نے اوسکو اپنے مال سے خریدا ہے پھر
آپنے اوس دودہ مین سے پیا پھر جب کل کا دن ہوا تو ام عبداللہ بنت شداد آپکے پاس آئی عرض
کیا یارسول اللہ مین نے تو دن کی لبنان اور شدت گرمی سے آپ کی دردمندی کر کے آپکے پاس دودہ
بھیجا تھا سو آپنے اوسکے بارے مین قاصد کو میری طرف واپس کیا پس آپنے اوس سے فرمایا
کہ رسولون کو اسی بات کا حکم ہے کہ نکھاوین مگر طیب اور نہ عمل کرین مگر صالح حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لوگو بیشک اللہ پاک ہے
قبول نہین کرتا ہے مگر پاک کو اور بیشک اللہ نے حکم کیا ہے مومنین کو اوس شے کا کہ جسکا مرسلین کو
امر فرمایا ہے پس کہا یا ایھا الرسل تا علیم اور فرمایا یا ایھا الذین امنوا کلوا من طیبات
ما رزقناکم پھر ذکر کیا اوس شخص کا کہ دراز سفر کرتا ہے پریشان بال غبار آلود اور کھانا اوسکا حرام ہے
اور پینا اوسکا حرام ہے اور پہنا اوسکا حرام ہے اور غذا دیا گیا حرام سے دراز کرتا ہے اپنے ہاتھون کو
طرف آسمان کے یارب یارب سو اوسکے لیے کہان سے قبول کیجاے قد ثبت ذلک فی
صحیح مسلم وجامع الترمذی ومسند الامام احمد واللفظ لہ من حدیث فضیل بن
مرزوق عن عدی بن ثابت عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ وقال الترمذی حسن
غریب لا نعرفہ الا من حدیث فضیل بن مرزوق قولہ تعالی وان ھذہ امتکم
امۃ واحدۃ کے یہ معنی ہین کہ اے گروہ نبیون کے دین تمہارا ایک دین ہے اور ایک ملت ہے
یہ دین دعوت کرتا ہے طرف عبادت اللہ وحدہ لاشریک لہ کے اور اسی واسطے اللہ پاک نے یون فرمایا
ہے وانا ربکم فاتقون سورۂ انبیا مین اسپر کلام گزر چکا ہے امۃ واحدہ منصوب ہے بنا بر حال
فتقطعوا امرھم بینھم زبرا یہ لوگ وہ امتین ہین جنکی طرف نبی بھیجے گیے کل حزب
بما لدیھم فرحون کا مطلب یہ ہے کہ ہر گروہ جس گمراہی مین ہے اوس سے خوش ہوتا ہے کیونکہ
وہ یہ خیال کرتا ہے کہ راہ پانے والا ہے اسی واسطے اوسکو تہدید و وعید سنا کر اور ڈانٹ کر اور دہمکا کر
یون ارشاد فرمایا ہے فذرھم فی غمرتھم حتی حین یعنی تو اونکو چھوڑ دے اونکی غی وضلال
وگمراہی و بہکاوے مین اونکے مرنے اور ہلاک ہونے تک جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے فمھل

ل اے ایمان والو کھاؤ ستھری چیزین جو ہمنے تمکو روزی دی ۱۲
ع سو وہ بہت دن تک ۱۲
تھوڑے دن ۱۲

الکافرین امهلهم رویدا وقال تعالی ذرهم یاکلوا ویتمتعوا ویلههم الامل
فسوف یعلمون قوله تعالی ایحسبون انما نمدهم من مال وبنین
نسارع لهم فی الخیرات بل لا یشعرون کے معنی یہ ہین کیا یہ مغرور لوگ گمان کرتے ہین
کہ ہم جو اونکو مال واولاد دیتے ہین سو بسبب اونکی کرامت وعزت کے ہے ہمارے نزدیک ہرگز بات
ویسی نہین ہے جیسی وہ اپنے اس قول مین خیال کرتے ہین بلکہ ہم تو اونکو اموال واولاد
بمعذبین مقرر وہ اسبات مین چوک گیے اور اونکی امید بے سود ہوگئی بلکہ ہم تو سب کچھہ اونکے ساتھ
بطور استدراج وانظار واملا کر رہے ہین اونکو مہلت وڈھیل دے رہے ہین کہ خوب معاصی مین غرق
ہو رہین پھر ناگہان اونکو پکڑ لین اسی واسطے یون فرمایا بل لا یشعرون جسطرح کہ فرمایا ہے فلا تعجبك
اموالهم ولا اولادهم انما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیوة الدنیا الآیه وقال
تعالی انما نملی لهم لیزدادوا اثما وقال تعالی فذرنی ومن یکذب بهذا
الحدیث سنستدرجهم من حیث لا یعلمون واملی لهم الایه وقال تعالی
ذرنی ومن خلقت وحیدا تا عنیدا وقال تعالی وما اموالکم ولا اولادکم بالتی
تقربکم عندنا زلفی الا من امن وعمل صالحا الآیة اس باب مین بہت سی آیتین ہین قتادہ
نے اسکی تفسیر مین کہا ہے واللہ قوم کے ساتھہ مکر کیا گیا اونکے اموال واولاد مین اے ابن آدم
پس تو اعتبار مت کر لوگون کا اونکے اموال واولاد سے بلکہ اعتبار کر تو اونکا ایمان وعمل صالح سے
امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ نے بانٹا ہے درمیان تمھارے تمھارے اخلاق کو جسطرح
کہ بانٹا ہے درمیان تمھارے ارزاق کو اور بیشک اللہ دیتا ہے دنیا اوس شخص کو جسکو دوست رکھتا
ہے اور اوسکو جسے دوست نہین رکھتا ہے اور دین نہین دیتا ہے مگر اوسی کو جسے دوست رکھتا ہے
پس جس شخص کو اللہ نے دین عطا کیا تو مقرر اوسکو دوست رکھتا ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین محمد کی جان
ہے نہین مسلمان ہوگا کوئی بندہ یہانتک کہ مسلمان ہو اوسکا دل اور اوسکی زبان اور نہ ایمان لائے گا
یہانتک کہ امن مین ہو اوسکا پڑوسی اوسکے بوائق سے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بوائق اوسکے
کیا ہین فرمایا غشم اوسکا اور ظلم اوسکا اور نہین کماتا ہے کوئی بندہ کچھہ مال حرام سے پھر وہ اوسمین سے

خرچ کرتا ہے پھر برکت دی جاے واسطے اوسکے اوس مال مین یعنی نہین اور نہ خیرات کرتا ہے
اوسکو پھر وہ اوس سے قبول کیا جاے یعنی نہین اور نہین چھوڑتا ہے اوسکو پس پشت اپنے مگر وہ
ہوگا توشہ اوسکا طرف آگ کے بیشک اللہ نہین مٹاتا ہے برائی کو برائی سے ولیکن مٹاتا ہے
برائی کو بھلائی سے بیشک خبیث[۱] نہین مٹاتا ہے خبیث کو ف یا ایھا الرسل
کلوا من الطیبات مین ندا روخطاب واسطے سارے نبیون کے ہے نہ اس بنا پر کہ
ایک دفعہ اونکو اسکا خطاب ہوا ہو کیونکہ وہ تو ازمنہ مختلفہ مین متفرق بھیجے گیے ہین بلکہ اس معنی کی بنا
پر ہے کہ اونمین سے ہر رسول کو اپنے وقت مین خطاب کیا گیا اور اونکو اسکی ندا روصیت کی گئی تاکہ سننے والا
یہ اعتقاد کرے کہ جس امر کی سارے رسولون کو ندا روصیت ہوئی وہ اسی لائق ہے کہ اوسکو اخذ
کرین اوسپر عمل کرین حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکے تحت مین بدخول اولی داخل ہین اس معنی
کی بنا پر یہ ابتدائی کلام ہے تین باتون پر آگاہ کرنے کے لیے اسکو ذکر کیا ہے ایک یہ ہے
کہ اسباب تنعم کا مہیا کرنا کچھ حضور صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہی کے واسطے خاص نہین ہوا ہے دوسرے
یہ ہے کہ طیبات کا مباح کرنا نبیون کے واسطے ایک پرانی شرع ہے تیسرے یہ ہے کہ رہبانون
نے جو طیبات کو ترک کیا ہے اسمین اُنپر حجت قائم کرنا ہے یا وقت جگہہ دینے حضرت عیسیٰ و حضرت
مریم علیہما السلام کی طرف ربوہ کے اللہ پاک نے جو اون سے اس بات کا ذکر کیا کہ ہمنے ہر رسول سے
اوسکے وقت مین کہا ہے کہ طیبات سے کھا اور عمل صالح کر تاکہ ان دونون کو جو روزی دی گئی ہے اوسکے
کھانے پینے مین رسولون کی پیروی کرین سو اللہ پاک نے اس ذکر کی حضور صلے اللہ علیہ والہ وسلم
سے حکایت کی گویا یون فرمایا کہ ہمنے اونکو ٹھکانا دیا طرف ربوہ کے اور ہمنے اونکو اس بات کا اعلام
کیا کہ ہمنے ہر رسول کو ندا کی اوسکے زمانے مین اور اوسکو اس بات کے ساتھہ مخاطب کیا کہ طیبات سے
کھا اور عمل صالح کر پس یہ اوامر متعدد جو رسولون سے متعلق ہین انکی تعبیر وقت حکایت اجمالی کے
بصیغۂ جمع کے واسطے ایجاز کے غرضکہ یہ کلام بطور ابتدا کے ہو یا بطریق حکایت کے لیکن خطاب جمیع
رسل کو ہے بمعنی مذکور دوسرا قول یہ ہے زجاج نے کہا ہے کہ یہ خطاب ہے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اور جمع اس بات پر دال ہے کہ سارے رسول اسی طرح امر کیے گیے ہین یا صیغہ جمع کا
اس لیے کہا ہے کہ آپ بسبب فضل وشرف کے اپنے وقت مین قائم مقام کل رسولون کے ہین

[۱] خبیث ضد ہے طیب کی یعنی پلید

اور آپ غنیمتون کے مال سے کھایا کرتے تھے تیسرا قول یہ ہے کہ خطاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہے ابن جریر اسی کے قائل ہین اسلیے کہ آیت اونمین کے ذکر سے متصل ہے اور وہ اپنی والدہ ماجدہ کے سوت کی قیمت سے کھایا کرتے تھے اور یہ اطیب طیبات سے ہے فرار نے کہا یہ خطاب بلفظ جمع ایسا ہے جیسا تو ایک شخص سے کہے کہ کُفُّوا عنا یعنی تم ہم سے باز رہو مطلب یہ ہے کہ لفظ جمع کا واسطے تعظیم کے ہے سعید بن منصور نے حفص فزاری سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہین اپنی والدہ کے سوت سے کھاتے تھے عبدان نے صحابہ مین حفص سے مرفوعاً اسکو روایت کیا ہے یہ حدیث مرسل ہے اس لیے کہ حفص تابعی ہین طیبات سے مراد ایستطاب و یستلذ ہے یعنی وہ شے جو پاک ولذیذ ومزے دار شمار کی جاتی ہے کسی نے کہا مراد حلال ہے خازن ومحلی کا یہی قول ہے یعنی مستلذ ہو یا نہو کسی نے کہا وہ شے ہے جو دونون وصف مذکور کے جامع ہو علامہ نسفی نے کہا مراد طیبات سے وہ شے ہے جو حلال ہے اور امر واسطے تکلیف کے ہے یا وہ شے جو پاک ولذیذ شمار کیجاتی ہے اور امر واسطے ترفیہ واباحت کے ہے بیضاوی نے کہا ہے کہ طیبات وہ شے ہے جو لذیذ شمار کیجاتی ہے مباحات مین سے کسی نے کہا حلال صافی قوام ہے سو حلال تو وہ ہے جسمین اللہ کی نافرمانی نہین کیجاتی ہے اور صافی وہ ہے جسمین اللہ نہین بھولا جاتا ہے اور قوام وہ ہے جو نفس کو روکتا ہے اور عقل کو محفوظ رکھتا ہے ابو البقار نے کہا ہے کہ طیب کے تین معنی آتے ہین طاہر وحلال ومستلذ پھر اللہ پاک نے بعد اسکے کہ رسولون کو طیبات سے کھانے کا امر کیا عمل صالح کا اونکو حکم دیا پس فرمایا واعملوا صالحا یعنی تم نیک کام کرو کیونکہ تم سے مقصود وہی ہے اور نفع دینے والا ہے نزدیک تمہارے رب کے عمل صالح وہ کام ہے کہ شرع کے موافق ہو بیضاوی ومدارک وفتح البیان وفتح القدیر مین اسی طرح ہے محلی نے کہا من فرض ونفل یعنی فرض ونفل کو ادا کرو خازن نے کہا کہ جس شے کو شرع واجب کرتی ہے اوسپر استقامت کرو جسی ہو پھر اس امر کی یہ علت بیان کی کہ انی بما تعملون علیم یعنی جو کچھ تم کرتے ہو مین اوسکو خوب جانتا ہون اوسمین سے کوئی شے مجھپر مخفی نہین رہتی ہے سو مین تمکو تمہارے اعمال کی موافق جزا دونگا اگر خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر اللہ پاک نے جس بات کا اونکو امر فرمایا ہے اوسکی مخالفت کرنے سے اسمین تخویف وتحذیر ہے جبکہ رسل کرام کو باوجود اونکی علو شان وسمو مکان کے یہ تحذیر ہے تو اونکے غیر کو تو بطریق اولیٰ تحذیر ہوگی حفناوی نے کہا کہ یہ تخویف

۵۱ یعنی فرزائی عیش وتن آسانی ۱۲ ۵۲ علو وجمعہ کے ایک معنی ہین بلندی ۱۲

رسل کو ہے اور مراد اونکی امتین ہین وان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ کلمہ ان مین تین قراتین ہین
اور تینون سبعیہ ہین ایک یہ ہے کہ صرف ابو عامر نے اَنْ بفتح ہمزہ و تخفیف نون پڑہا ہے دوسری کوفیون کی
قرارت ہے اِنَّ بکسر ہمزہ و تشدید نون تیسری باقی قاریون کی قرارت ہے بفتح ہمزہ و تشدید نون اُس قرارت
کی توجیہ مین تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ اسکے اوّل سے لام تعلیل کا حذف کردیا ہے اصل ولان ہذہ ہے
اور جسکی یہ علت ہے وہ فاتقون ہے یہ قول سیبویہ کا ہی یعنی مین تمہارا رب ہون سو تم مجھہ سے ڈرو مخالفت
جماعت مین اور اسواسطے کہ یہ تمہارا دین و ملت ایک ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ کلام مین حذف ہے تقدیر یہ
ہے واعلموا ان ہذہ یہ قول فرا کا ہے یعنی خطاب رسولون کو ہے اور معطوف ہے کلوا پر معنی یہ ہین اے
رسولون اور جان رکھو اس بات کو کہ یہ دین تمہارا ایک ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ معطوف ہے باتعلمون پر
اے انی علیم بما تعلمون و بان ہذہ امتکم خلیل نے کہا موضع نصب مین ہے اسلیے کہ حرف جار زائل ہوگیا
ہے معنی یہ ہین کہ مین خوب جانتا ہون جو تم کرتے ہو اور اس بات کو کہ یہ دین تمہارا ایک دین ہے جسکا
مین نے تمکو امر کیا ہے کہ تم اوسپر ایمان لاؤ پہلی قرارت ابن عامر مین اَنْ مخففہ ہے مثقلہ سے یہی تین
وجہین اوسمین جاری ہوسکتی ہین اب رہی دوسری قرارت کوفیون کے سو اوسکی بنا پر حرف واو عطف کا
نہین ہے واو استیناف کا ہے اور جملہ مستانفہ ہے اپنے ماقبل کی تقریر و تثبیت کرتا ہے اللہ پاک نے
رسل کو جس بات کا خطاب کیا ہے بوجہ مذکور یہ جملہ بھی اوسی مین داخل ہے غرض اس سے بیان کرنا اس
بات کا ہے کہ ملت اسلام و توحید اوس قسم سے ہے کہ سارے رسولون اور ساری امتون کو اوسکا امر کیا ہے
اور کلمہ امت جسطرح جماعت پر بولا جاتا ہے اوسی طرح جماعت کے دین پر بھی اوسکا اطلاق آتا ہے اور ہذہ
اسم ان ہے اور امتکم اوسکی خبر اور امۃ حال لازمہ اور واحدۃ اوسکی صفت لازمہ ہے ہذہ کا اشارہ مشاہد محسوس
کی طرف ہوتا ہے یہان اوسکے ساتھہ ملت اسلام کی طرف اشارہ کیا واسطے آگاہ کرنے کے اس بات پر
کہ صحت و راستی مین امر ملت اسلام کا کامل طور پر ظاہر و باہر ہے اور اسی کمال ظہور کے سبب سے امور مشاہد
کے سلک مین منسلک ہوگیا ہے معنی یہ ہین اے رسولو بیشک یہ ملت اسلام تمہاری ملت و شریعت ہے
دران حال کہ ایک ملت اور شریعت متحد ہے یعنی عقائد و اصول شرائع مین ایک ہے رہے احکام فرعیہ سو وہ
بسبب اختلاف شرائع کے مختلف ہوتے رہے ہین اللہ پاک نے جو امور دیگر اپنے نبی بھیجے اور اونمین اپنی
کتابین نازل کین اون سب کے جو زیادہ تر بڑی اصل ہے اوسکی یہ شریعت جامع ہے وہ اصل یہی دعوت ہے

جمیع انبیا کی طرف عبادت اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تمہاری جماعت ایک جماعت
ہے متفق ہے ایمان و توحید پر عبادت مین وانا ربکم یعنی مین ہی تنہا تمہارا رب ہون حرف فا فاتقون مین
واسطے ترتیب امر بتقویٰ کے ہے اپنے ماقبل پر ماقبل یہی ہے کہ تمہارا رب منحصر ہے ساتھ ربوبیت کے
یعنی وہ کام مت کرنا جو میری طرف سے عقوبت کو تمپر واجب کردی باین طور کہ میرے غیر کو میرے ساتھ شریک
کردیا جس بات کا تمکو حکم کیا ہے یا کسی بات سے تمکو منع کیا ہے اوسکی مخالفت کرو پھر جن امور کا رسولون
نے اپنی امتون کو حکم کیا اور اون سے اونکی مخالفت واقع ہوئی اللہ پاک نے اوسکا ذکر کیا پس فرمایا
فتقطعوا امرھم بینھم زبرا حرف فا واسطے ترتیب عصیان امت کے ہے امر بتقوی پر اور ضمیر
راجع ہے طرف اوس قصے کے جسپر لفظ امت دال ہے یعنی اگرچہ لفظ امت مفرد ہے لیکن معنی مین
جمعیت ہے اس لحاظ سے ضمیر جمع کی طرف اوسکی راجع کی معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے تو اون سے یہ کہا تھا
کہ تفریق جماعت مت کرنا اسمین مجھسے ڈرتے رہنا سو اونہون نے اس حکم کا امتثال نکیا نافرمانی کی اپنے
دین کو باوجود اوسکے متحد ہونے کے ٹکڑے ٹکڑے متفرق مختلف کرڈالا تقطع کی کبھی متعدی ہوتی
ہے جیسے تقدمہ ہے اسی باب سے تقطع ہے اور اسی لیے جوہری نے فتقطعوا امرہم کی تفسیر قسموہ
کی ہے نسفی نے بھی تقطع بمعنی قطع کہا ہے امرہم مین مضاف مقدر ہے یعنی امر دینہم اور یہ مفعول ہے
تقطعوا کا معنی یہ ہین کہ رسولون کی امتون نے اپنے امر دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور اوسکے مختلف
دین کردیے جیسے یہودیت و نصرانیت وغیرہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تقطعوا لازم ہو بمعنی تفرقوا تخریجوا اس
صورت مین امرہم منصوب بنزع خافض ہوگا یا بنا بر تمیز معنی یہ ہین کہ وہ امتین فرقے فرقے اور گروہ گروہ
بنگئین اپنے امر دین مین یا از روی امر دین کے مثلاً کوئی یہودی ہوگیا کوئی نصرانی کوئی کچھ اور زبر و نے
کہا زبرا کے معنی ہین فرقا قطعا مختلفہ واحد اسکا زبور ہے زبور بمعنی فرقہ و طائفہ ہے اسی کے مثل زبرہ ہے
بمعنی طائفہ زبرہ بروزن غرفہ کے جمع زبر بضم با آتی ہے جسطرح بیان ہے اور بفتح با بھی آتی ہے جیسے کہ سورۂ
کہف مین ہے پس زبرہ کے دو جمع ہین جیسا کہ قاموس مین کہا ہے زبرا حال سے ہے امرہم سے یعنی ٹکڑے ٹکڑے
کیا اونہون نے اپنے امر دین کو اس حال مین کہ وہ امر دین ٹکڑے ٹکڑے اور فرقے فرقے ہی یا حال ہے
تقطعوا کی واو سے محلی کا قول یہی ہے یعنی ٹکڑے ٹکڑے کیا اونہون نے اپنے دین کو درآن حال کہ وہ
لوگ گروہ گروہ مخالف یکدیگر ہین جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہم یا مفعول ثانی ہے تقطعوا کا اسواسطے کہ متضمن ہی

معنی جعلوا کو یعنی کر دیا اُنہون نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے فرقے فرقے کسی نے کہا زبر جمع ہی زبور کی
اور زبور بمعنی مکتوب ہے زبرہ بمعنی کتبہ سے اس صورت مین مفعول ثانی ہوگا تقطعوا کا یا حال ہوگا امر ہم سے بر تقدیر
مثل کتب معنی یہ ہین کہ کر ڈالا اونہون نے اپنے دین حق کو جو کہ ایک دین اسلام ہی مختلف کتابین یعنی اپنے
دین کو کئی دین کر دیے ہر فریق نے ایک کتاب کو اپنا دین ٹھیرایا سوائے اوس کتاب کے جسکو دوسرے
نے اپنا دین قرار دیا مراد کتابون سے وہ ہین جنکو اونہون نے اپنے ہاتھون سے لکھا نہ وہ کتابین جو آسمان
سے نازل کی گئین کیونکہ وہ اونکے بنانے سے نہین بنائی گئی ہین علامہ نسفی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ
کا قول نقل کیا ہی کہ قطعوا کتاب اللہ قطعا وحرفوہ یعنی اونہون نے اللہ کی کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور اوسکی
تحریف کی خطیب نے کہا کہ ہر قوم نے ایک کتاب کے ساتھ تمسک کیا سوا اوسپر ایمان لے آئے اور اوسکی ماسوائے
کتابون کا انکار کیا غرضکہ اللہ پاک نے امتون کا یہ وصف بیان فرمایا کہ اونہون نے اختلاف کیا سوا ایک
فرقے نے تو توریت کی پیروی کی اور ایک فرقے نے زبور کا اتباع کیا اور ایک فریق انجیل کا پیرو ہوا
پھر تحریف و تبدیل کی اور ایک گروہ مشرک ہوا اُنکے ابا و اجداد نے جس گمراہی کی رسم ڈالدی اونہون
نے اوسکی پیروی کی زبر اَمین تین قرارتین ہین ایک بضم زاے معجمہ و باے موحدہ دوسری بضم
زاے وسکون با جسطرح کہ رُسُل کو رُسْل پڑہتے ہین تیسری بضم زاے وفتح باے موحدہ یہ جمع ہے
زبرۃ کے زبرہ کہتے ہین ٹکڑے کو اوس شے سے جو معدنیات متجمدہ سے لی جاتی ہے جیسے چاندی لوہا
اللہ پاک نے فرمایا ہی اٰتونی زبر الحدید اور دین کے واسطے اوسکا استعارہ کیا گیا ہے امر دین کو تعدد
و اختلاف مین اوس ٹکڑے کے ساتھ تشبیہ دی ہے کل حزب بما لدیھم فرحون یعنی ہر
فرقہ اِن فرقون مین سے جو مختلف ہوئے فرقے فرقے بنگیے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جو کتاب
و دین یا ہوے وراے اوسکے پاس ہے اوس سے خوش ہے کیونکہ اعتقاد رکہتا ہے اسبات کا کہ وہ حق
پر ہی فذرھم فی غمرتھم حتی حین خطاب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ضمیر راجع ہے
طرف کفار مکے کے یعنی جب کہ تمنے اونکو وعظ و نصیحت کی اور اگلی امتون کا حال اون سے بیان کیا پھر اونہون
نے اون سے عبرت حاصل نہ کی تو تم اونکو اونکی جہل و گمراہی مین چہوڑ دو وہ لوگ ہدایت کے قابل نہین ہین
اور اون سے جو عذاب کی تاخیر ہو رہی ہے اِس سے تمہارا سینہ تنگ نہو کیونکہ ہر شے کے واسطے ایک
وقت مقرر ہے اصل مین غمرۃ وہ پانی ہے جو آدمی کے قد کو ڈباوے یعنی اسقدر گہرا پانی کہ تجھے ڈباوے

اور تیرے اوپر ہو جاے یہ مادہ غطاء واستتار پر دلالت کرتا ہے اسی سے بہت سے پانی کو
غمر کہتے ہین کیونکہ وہ زمین کو ڈھانک دیتا ہے اور غمر بالضم ناتجربہ کار کو بولتے ہین اسواسطے کامون کی حقیقت
اوس سے مستور ہوتی ہے غمر الرداء وہ شخص ہے کہ بنی عطاو بخشش سے لوگون کو ڈھانک لیتا ہے غمر
بالکسر کینہ کو کہتے ہین اسواسطے کہ قلب کو ڈھانک لیتا ہے غمرات شدائد کو بولتے ہین غامر وہ شخص ہے
کہ اپنی جان کو جاہاے ہلاک مین ڈالدیتا ہے پھر بطور استعارہ جہالت کو غمرت کہتے ہین مثلاً فلان فی
غمرۃ یعنی فلان شخص جہالت مین ہے یعنی وہ اوسمین ڈوبا ہوا ہے یہان مراد غمرت سے حیرت وغفلت وضلالت
ہے اللہ پاک نے مکے والون کی جہل وضلالت کی تشبیہ دی اوس پانی سے کہ جو کوئی اوسمین گھسے اوسکو
ڈبادے مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اوسمین غرقاب ہو رہے ہین اوس سے نکلنے کی کچھہ امید نہین ہے یہ
آیت کریمہ مکے والون کے لیے تہدید اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تسلی ہے یہ کچھہ اون
سے باز رہنے کا آپ کو امر نہین ہے بلکہ آپ کو نہی ہے اسبات سے کہ اونکے عذاب کی جلدی فرمائین
اور اوسکی تاخیر سے گھبرائین کسی نے فی غمراتہم بصیغہ جمع پڑہا ہے حتی حین کے معنی یہ ہین کہ تم اونکو اونکی گمراہی
مین پڑے رہنے دو یہانتک کہ اونکے عذاب کا وقت حاضر ہو قتل کیے جائین یا یہانتک کہ کفر ہی پر
مرجائین تو آگ مین معذب ہون فی غمرتہم مفعول ثانی ہے فذرہم کا یعنی اترکہم مستقرین فی غمرتہم یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ ترک کا ظرف ہو اور مفعول ثانی محذوف ہو پھر یہ لوگ جنہون نے تفریق کی چونکہ دنیا مین بڑی بڑی نعمتون
مین تھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ اسبات کا خیال کرین کہ یہ انواع واقسام کی نعمتین اونکے واسطے مثل ثواب
معجل کے ہین اونکے دینون پر اس لیے اللہ پاک نے بیان کردیا کہ بات برخلاف اسکے ہے پس ارشاد
فرمایا ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین لا نیۃ یعنی کیا وہ خیال کرتے ہین اس بات کا کہ جو شے
ہم اونکو دیتے ہین اس دنیا مین اور اوسکو اونکے واسطے مدد کرتے ہین یعنی مال واولاد جلدی کرتے ہین ہم ساتھہ اوسکے
واسطے اونکی اوس شے مین جسمین اونکی خیر ہے اور اونکا اکرام ہے ہمزہ انکار کے لیے ہے اور اسکا جواب
مقدر ہے بل لا یشعرون اوسپر دلالت کرتا ہے کیونکہ بکلمۃ بل عطف ہے مقدر پر کہ جسکی طرف
کلام کھچ رہا ہے یعنی ہرگز نہین وہ یہ خیال نہ کرین ہم یہ نہین کرتے ہین بلکہ وہ اصلا کچھہ بھی شعور
نہین رکھتے ہین مثل چوپایون کے ہین جو نہ کچھہ سمجھتے ہین نہ بوجھتے ہین کیونکہ جو نعمتین ہمنے اونکو
عطا کی ہین اور جن بلائیون سے ہمنے اونکی مدد کی ہے وہ صرف اونکے واسطے استدراج ہے

تاکہ گناہ زیادہ کرین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے انما نملی لھم لیزدادوا اثما خیر مین مسارعت
نہین ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین نسارع لھم بہ فی الخیرات بہ کو حذف کردیا ہے اور
کلمۂ ما انما مین موصولہ ہے رابط یہی بہ محذوف ہے کسائی نے کہا اسجگہ انما حرف واحد ہے
تقدیر رابط کا محتاج نہین ہے کسی نے کہا ہنین پر وقف جائز ہے کسی نے کہا وقف خوب
نہین ہے اسلیئے کہ یحسبون دو مفعول کا محتاج ہے سو تمام دو مفعولون کا فی الخیرات ہے
ابن انباری نے کہا یہ خطا ہے اسلیئے کہ ما کافہ ہے حفناوی نے کہا ما موصولہ ہے اسکی
دلیل یہ ہے کہ من مال وبنین اوسکا بیان واقع ہوا ہے سو حق اوسکا یہ تھا کہ ان کے نون سے
جدا لکھی جاتی لیکن اسجگہ موصول آئی ہے واسطے اتباع رسم مصحف امام کے کلمۂ ما اسم ہے
ان کا خبر اوسکی جملۂ نسارع لھم ہے اور رابط مقدر ہے یعنی بہ سمین کا بیان یہ ہے کہ ما بمعنی
الذی ہے ان کا اسم ہے نمدھم بہ اوسکا صلہ و عائد ہے من مال حال ہے موصول
سے یا اوسکا بیان ہے محذوف سے متعلق ہوگا یعنی انما نمدھم بہ کائنا من مال وبنین
نسارع خبر ہے ان کی اور عائد اس جملے سے طرف اسم ان کے محذوف ہے تقدیر یہ ہے
نسارع لھم بہ او فیہ مگر ایسے عائد کا حذف کرنا قلیل ہے کسی نے کہا ربط دینے والا
درمیان اس جملے کے اور ان کے اسم ان کے ساتھ اسم ظاہر ہے جو کہ قائم مقام مضمر کے ہوا ہے یعنی
فی الخیرات کیونکہ اصل نسارع لھم فیہ ہے سو خیرات کو ضمیر کے موقع مین واقع کیا ہے واسطے
تعظیم کے او واسطے آگاہ کرنے کے اس بات پر کہ جس شے کے ساتھ ہم اونکی امداد کرتے ہین وہ
خیرات ہین سے ہے یہ بات اخفش کے مذہب پر چل جائے گی کیونکہ وہ اسم ظاہر کے ساتھ ربط
کو جائز رکھتا ہے گو وہ اسم بلفظ اول نہون پس وہ زید الذی قام ابو عبداللہ کو جائز کہتا ہے
جبکہ ابو عبداللہ زید کی کنیت ہو زادہ نے کہا ہے یہ جائز نہین ہے کہ ان کی خبر من مال وبنین
ہو کیونکہ اللہ پاک نے جو شے اونکو عطا کی اور اوسکو اونکے لیے مدد ٹھیرائی وہ مال وبنین سے تھی
سو اسکے خیال کرنے کا اوپر عیب نہین لگایا جاتا ہے جسکا اوپر عیب لگایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ
اونھون نے اعتقاد کیا کہ یہ اونکے واسطے خیر ہے بل لا یشعرون اضراب ہے انکے گمان
کرنے سے کہ جس سے استفہام تقریعی کیا گیا ہے یہ اضراب انتقالی ہے معنی یہ ہین کہ وہ لوگ

۵۱ ہم کو وقت دیتے ہین
۵۲ اور

مثل بہائم کے ہین اونکو کسیطرح کا شعور نہین ہے یہانتک کہ اس امداد مین فکر کرین کہ آیا وہ
استدراج ہے یا مسارعت ہے خیر مین یزید بن میسرہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کی
طرف کسی نبی کے انبیا مین سے کیا خوش ہوتا ہے میرا بندہ کہ فراخ کرون مین واسطے اوسکے
دنیا کو حالانکہ فراخی دنیا کی بہت دور کرنے والی ہے اوسکو مجھسے اور گھبراتا ہے کہ قبض کرون مین
اوس سے دنیا کو حالانکہ یہ قبض کرنا بہت قریب کرنے والا ہے اوسکو مجھسے پھر یہ آیت پڑھی
ایحسبون تا الخیرات ابوعبدالرحمن سلمی وعبدالرحمن بن ابی بکرہ نے یسارع بیاے
تحتیہ پڑھا ہے اس بنا پر کہ فاعل اسکا امداد ہے جسپر نمدھم وال ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ضمیر
اللہ پاک کی طرف راجع ہو یعنی یسارع اللہ لھم باقی قرارکی قرارت نسارع بنون ہے ثعلبی نے
کہا یہی قرارت صواب ہے بسبب نمدھم کے کذافی فتح القدیر بیضاوی نے کہا ہے کہ
کسی نے یمدھم پڑھا ہے بیاے تحتیہ اور اسیطرح یسارع اور یسرع احتمال ہے کہ ان دونون مین
ضمیر ممدبہ کی ہو اور یُسارع بصیغہ مجہول بھی پڑھا گیا ہے زادہ نے کہا کہ یمدھم مین ضمیر باری تعالیٰ
کی طرف راجع ہو قیاس اسکا یہ ہے کہ یسارع بھی بیاے غیبت پڑھا جاے اور جس شخص نے
نمدھم بنون اور یسارع بیاے تحتیہ پڑھا ہے احتمال ہے کہ ضمیر باری تعالیٰ کی طرف مسند کرے
اور طرف ضمیر ماے موصولہ کے اور کسی نے نسرع بنون پڑھا ہے اسرع سے اور بیاے تحتیہ بھی
علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہین یہ آیت حجت ہے معتزلہ پر مسئلۂ اصلح مین کیونکہ وہ یہ کہتے ہین کہ
اللہ پاک خلق مین سے کسی کے ساتھ نہین کرتا ہے مگر وہ شے جو اوسکے لیے دین مین اصلح ہے
حالانکہ اللہ پاک نے خبر دی کہ یہ اونکے واسطے دین مین خیر نہین ہے اور نہ اصلح ہے پھر اللہ پاک نے
اُن لوگون کے صفات بیان کیے جو کہ خیرات مین مسارعت کرتے ہین یہ لوگ اللہ پاک کے اولیا
واحباب ہین اونکی چار صفتین ذکر کین پس ارشاد فرمایا ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون
والذین ھم بایٰت ربھم یؤمنون ۝ والذین ھم بربھم لا یشرکون ۝ والذین یؤتون
ما اٰتوا وّقلوبھم وجلۃ انّھم الی ربھم راجعون ۝ اولٰئک یسارعون فی الخیرٰت
وھم لھا سٰبقون ۝ البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہین اور جو لوگ اپنے
رب کی باتین یقین کرتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک نہین ٹھیراتے اور جو لوگ کہ

دیتے ہین جو دیتے ہین اور اونکے دلون مین ڈر ہے کہ اونکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے وہ
دوڑ دوڑ لیتے ہین بھلائیان اور وہ اونپر پہونچے سب کے آگے ف یعنی کیا جانے وہان
قبول ہو یا نہو آگے کام آوے یا نہ آوے دیتے ہین یعنی اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہین
انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک فرماتا ہے ان الذین ھم من خشیۃ
ربھم مشفقون یعنی وہ لوگ باوجود اپنے احسان ۵۱ وایمان وعمل صالح کے اللہ پاک سے خائف
ہین اپنے ساتھ اوسکے مکر کرنیسے ڈرتے رہتے ہین جسطرح کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ
نے فرمایا ہے کہ بیشک مومن نے جمع کیا احسان وخوف کو اور بیشک منافق نے جمع کیا
برائی کرنے کو اور بیخوف ہونے کو والذین ھم بایات ربھم یؤمنون یعنی اللہ پاک کی
کونی وشرعی نشانیون پر ایمان لاتے ہین جسطرح کہ اللہ پاک نے حضرت مریم علیہا السلام کی
طرف سے خبر دی ہے وصدقت بکلمات ربہا وکتبہ یعنی اونھون نے یقین کیا اس بات کا ۵۲
کہ جو کچھ ہوا وہ اللہ ہی کی قدر وقضا سے ہوا اور جس شے کو اللہ پاک نے مشروع کیا سو وہ
اگر امر ہے تو منجملہ اُن چیزون کے ہے جنکو وہ دوست رکھتا ہے اور پسند فرماتا ہے اور اگر وہ نہی
ہے تو وہ اوس قبیل سے ہے جسکو مکروہ رکھتا ہے اور اُس سے انکار کرتا ہے اور اگر وہ خیر وبھلائی
ہے تو حق ہے جیساکہ فرمایا ہے والذین ھم بربھم لا یشرکون یعنی نہین پوجتے ہین
ساتھ اوسکے غیر اوسکے کو بلکہ اوسکی توحید کرتے ہین اور جانتے ہین کہ نہین ہے کوئی معبود مگر
اللہ ایک نہ دوسرا نہ اوسنے کوئی جورو رکھی نہ اولاد نہ اوسکا کوئی نظیر ومثل ہے نہ کوئی اوسکے جوڑ
کا ہے والذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون یعنی وہ عطا
دیتے ہین خیرات کرتے ہین حالانکہ خائف ہین ڈرتے ہین اس بات سے کہ اونسے قبول نہو
کیونکہ اونکو یہ خوف ہے کہ اونھون نے دینے کی شرطون مین قصور کیا ہو یہ بات اشفاق واحتیاط
کے باب سے ہے جیساکہ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اونھون نے
عرض کیا یارسول اللہ الذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ یہ وہی شخص ہے کہ چوری کرتا ہے
زنا کرتا ہے شراب پیتا ہے اور وہ اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے فرمایا نہین اے بیٹی صدیق کی لیکن
یہ وہ لوگ ہین کہ نماز پڑھتے ہین روزہ رکھتے ہین خیرات کرتے ہین اور وہ ڈرتے ہین اس بات سے

۵۱ یعنی کرنا عمل صالح کو خلوص سے بجالانا ۱۲ منہ

۵۲ اور سچ جاننا اپنے رب کی باتین اور اوسکی کتابین ۱۲ منہ

کہ اونسے قبول نکیا جاے اولئک یسارعون فی الخیرات اور اسیطرح ترمذی وابن ابی حاتم نے حدیث مالک بن مغول سے اسکو مثل اسکے روایت کیا ہے وروی ھذا الحدیث من حدیث عبد الرحمن بن سعید عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نحو ھذا اور اسیطرح حضرت ابن عباس ومحمد بن کعب قرظی وحسن بصری رضی اللہ عنہم نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے دوسرے لوگون نے اس آیت کو یون پڑہا ہے والذین یاتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ یعنی کرتے ہین جو کچھ کرتے ہین اور وہ خائف ہین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپنے اوسکو اسیطرح پڑہا ہے امام احمد[1] نے کہا ہمکو حدیث کی عفان نے کہا ہمکو حدیث کی صخر بن جویریہ نے کہا ہمکو حدیث کی اسمعیل کی نے کہا ہمکو حدیث کی ابو خلف مولی بنی حجیح نے کہ وہ ہمراہ عبید بن عمیر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو فرمایا مرحبا ہے ابو عاصم کو کون چیز تجھے منع کرتی ہے کہ تو ہماری زیارت کرے یا تو ہمپر نازل ہو ابو عاصم نے کہا مین ڈرتا ہون کہ ہلاک ہو جاؤن اسپر حضرت عائشہؓ نے فرمایا ما کنت لتفعل یعنی تو ایسا آدمی نہین ہے کہ تجھسے کوئی کام ہلاک ہونے کا ہو ابو عاصم نے کہا مین آیا ہون تاکہ تمسے ایک آیت کا پوچھون کتاب اللہ عزوجل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو کسطرح پڑہا کرتے تھے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کونسی آیت کہا الذین یوتون ما اتوا والذین یاتون ما اتوا تو فرمایا تجھے ان دونون مین سے کونسی زیادہ تر محبوب ہے پس مین نے کہا قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے البتہ ایک اونمین کی ساری دنیا سے مجھے زیادہ تر محبوب ہے یا کہا دنیا ومافیہا سے فرمایا وہ کون ہے مین نے عرض کیا الذین یاتون ما اتوا تو فرمایا مین گواہی دیتی ہون اس بات کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو اسیطرح پڑہا کرتے تھے اور اسیطرح اتاری گئی ہے لیکن ہجا مین اسمعیل بن سلم مکی نے تحریف کی ہے اور شیخص ضعیف ہے یعنی پہلی قرات کی بنا پر ظاہر ترہین یہ قرات جمہور سبعہ وغیرہم کی ہے اسواسطے کہ اللہ پاک نے یون فرمایا ہے اولئک یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون سو ان لوگونکو سابقین سے ٹھیرایا ہے اور اگر معنی دوسری قرات کی بنا پر ہون تو قریب ہے کہ وہ سابقین سے نہون بلکہ مقتصدین سے ہون یا مقصرین سے واللہ اعلم

[1] واخرجہ سعید بن منصور وعبد بن حمید والبخاری فی تاریخہ وابن المنذر وابن ابی شیبۃ وابن الانباری فی المصاحف والدارقطنی فی الافراد والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن علیہ بن عمر رضی اللہ عنہ عائشۃ رضی اللہ عنہا کذا فی الدر المنثور لکن اس روایت مین تفاوت ہے الفاظ کا اور پچھلے قول کی تائید ہوتی ہے کذا فی ۱۲ منہ

ف فتح البیان وغیرہ کا بیان فاتح یہ ہے جبکہ اللہ پاک نے کفرہ متقین سے خیرات حقیقی کی
نفی کی تو بعد اوسکے اون لوگون کا ذکر کیا جو کہ دنیا و آخرت مین خیرات کے اہل ہین پس اونکی چار صفتین
بیان فرمائین پہلی صفت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی خشیت سے مشفقون ہین اشفاق کے معنی خوف
ہین محاورے مین بولتے ہین انا مشفق من ہذا الامر یعنی مین اس امر سے خائف ہون کسی نے کہا کہ
اشفاق بعینہ خشیت ہے ظاہر اوسکا تکرار ہے کسی نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ
خشیت محمول ہے عذاب پر یعنی اپنے رب کے عذاب سے خائف ہین یہی قول کلبی و مقاتل کا ہے
کسی نے یون جواب دیا ہے کہ اشفاق کمال خوف کو کہتے ہین اب کسی طرح کی تکرار نہین ہے کسی نے
یہ جواب دیا ہے کہ اشفاق محمول ہے اوس شے پر جو کہ اوسکا اثر ہے یعنی طاعت پر دوام کرنا معنی یہ
ہین کہ وہ لوگ جو اپنے رب کی خشیت سے اوسکی طاعت پر دوام و ہمیشگی کرنے والے ہین اب بھی کچھ
تکرار نہین ہے کسی نے کہا یہ تکرار واسطے تاکید کے ہے کسی نے کہا کہ اشفاق متضمن ہے خشیت کو
مع زیادت رقت و ضعف کے سو ان دونون کو جمع کرنا تاکید کے لیے نہین ہے جیسا کہ تقریر مین طرف
اسکے اشارہ کیا ہے بیضاوی نے کہا من خوف عذابہ حذرون یعنی عذاب رب کے خوف سے حذر کرنیوالے
ہین مطلب یہ ہے کہ عذاب کے اسباب سے پرہیز کرتے ہین یہ عبارت تقریر مغایرت مین زیادہ تر ظاہر
ہے زادہ نے کہا خوف اسم جنس ہے اور خشیت اوس سے خاص تر ہے خشیت وہ خوف ہے کہ جس سے
خوف کرتا ہے اوسکی عظمت کیواسطے ہو اسی لیے استعمال خشیت کا اللہ پاک سے ڈرنے مین اکثر آیا
ہے جسطرح کہ استعمال خوف کا بندون کے حق مین اکثر و اغلب ہوا ہے شفقت بھی زیادہ تر خاص ہے
خوف سے کیونکہ شفقت عبارت ہے اوس خوف سے کہ جسپر خوف کرتا ہے اوسکے حق مین مع رقت و رحمت
ہو جیسے شفقت ماں کی اپنے بچے پر اسواسطے کہ خافت الام او خشیت علی ولدہا بہت ہی کم بولتے ہین
بلکہ اشفقت الام کہتے ہین بیضاوی نے سورۂ انبیا مین زیر تفسیر کریمہ وھم من خشیتہ مشفقون یون
کہا ہے وہم من عظمتہ ومہابتہ مرتعدون یعنی فرشتے اللہ پاک کی عظمت و ہیبت کے مارے کانپتے
ہین پھر کہا ہے اصل خشیت کے خوف مع تعظیم ہے اسی لیے علما اوسکے ساتھ مخصوص ہین اور اشفاق خوف
ہے مع اعتنا کے پھر جب حرف من کے ساتھ متعدی ہوتا ہے تو خوف کے معنی اوسمین متحقق و ظاہر ہوتے
ہین اور جب بکلمہ علی متعدی ہوتا ہے تو معنی اسکے بالعکس ہوتے ہین سورۂ انبیا مین خشیت کو مجرد عظمت

مخوف منہ پر حمل کیا ہے اور اشفاق کو محمول کیا ہے کمال خشیت پر جو کہ مستلزم ہے ارتعاد فرائض کو[۱] اور جو
اِس آیت مین ذکر کیا ہے وہ زیادہ تر موافق ہے معنی اصلی سے کیونکہ مخوف منہ کی اضافت اللہ پاک کی
طرف کرکے اشارہ کیا ہے طرف اوسکی عظمت کے اور حذرون سے اشارہ کیا ہے طرف رحمت و اعتنا
کے ساتھہ شان مخوف کے اسواسطے کہ جو شخص اللہ عظیم اور اوسکے عقاب الیم سے خائف ہوگا تو اوسکی
طاعت و فرمان برداری کی ملازمت اختیار کرے گا اوسکی طلب رضا اور اوسکی معصیت سے بچنے مین
بغایت سعی و کوشش بجالائیگا کون معصیت جو کہ اوسکے سخط و عقاب کیطرف پہنچاتی ہے غرض اِس سب سے
اپنی جان پر رحمت کرتا ہے اور اوسکے حال پر مہربانی فرماتا ہے الذین اسم ہے اِن کا ہم مبتدا ہے مشفقون
خبر من خشیۃ ربہم متعلق ہے مشفقون سے اور مصدر مضاف ہے طرف مفعول کے اسی طرح آیندہ کے
جملون مین بھی یہی ترکیب جاری ہوگی دوسری صفت یہ ہے کہ اپنے رب کی آیتون کی تصدیق کرتے ہین
آیات سے مراد تنزیلی آیتین ہین جسطرح کہ محلی نے آیات کی تفسیر قرآن شریف سے کی ہے اور علامہ نسفی نے
کہا ہے کہ ساری کتابون کی تصدیق کرتے ہین کتب الہی کے درمیان تفریق نہین کرتے ہین جسطرح کہ
اہل کتاب نے اپنے امردین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہر کسی نے کہا مراد تکوینی آیتین ہین وہ یہی نشانیان
ہین جو آفاق مین نصب کی گئی ہین یعنی سارے موجودات علوی و سفلی جو کہ وجود صانع پر دال ہین عالم کا
ہر ہر ذرہ اللہ پاک کے وجود و توحید کی گواہی دے رہا ہے ؎

وفی کل شیٔ لہ آیۃ		تدل علی انہ واحد	
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار	؎	ہر ورقے دفتے ست معرفت کردگار	

کسی نے کہا آیات سے مراد مجموع آیات تنزیلی و تکوینی ہین بیضاوی کا مختار یہی قول ہے آیتون پر
ایمان لانے سے مراد فقط اونکے وجود کی تصدیق نہین ہے کیونکہ اونکا وجود تو بضرورت معلوم ہے اوسکی
تصدیق کچھہ موجب مدح نہین ہے بلکہ مراد تصدیق ہے اِس بات کی کہ وہ آیات دلیلین ہین اور اونکا مدلول
حق ہے تیسری صفت یہ ہے کہ اپنے رب کے ساتھہ شرک نہین کرتے ہین مثل مشرکین مکہ کے کہ وہ شرک
کرتے ہین مطلب یہ ہے کہ بالکل ظاہر و باطن جلی و خفی شرک کے تارک ہین چوتھی صفت یہ ہے یؤتون
ما آتوا ای یعطون ما اعطوہ من الصدقات یعنی دیتے ہین جو کچھہ کہ دیا صدقہ خیرات سے
یہ قرات عامہ کی ہے ماخوذ ایتاء بمعنی اعطاء سے حضرت عائشہ و ابن عباس و حسن رض و اعمش نے یاتون

[۱] فرائض جمع ہے فریضہ کی فریضہ کہتے ہین ہر اس چیز کو جو کہ فرض ہو اور فرض کہتے ہین ہر اس چیز کو جو کہ قطع ہو

ما اتوا پڑھا ہے ایتان سے یعنی کرتے ہین جو کچھ کہ کیا ہے طاعات و اعمال صالحہ سے وقلوبھم
وجلۃ مین حرف واو حال کے واسطے ہے اور جملہ حال ہے فاعل یوتون سے یعنی صدقہ وخیرات
دیتے ہین یا اعمال صالحہ کرتے ہین اس حال مین کہ اونکے دل اس دینے یا اس کرنے سے سخت خائف
ہین گمان کرتے ہین کہ یہ اونکو عذاب الٰہی سے نجات نہ دے یا اون سے قبول نہوا اور وجہ لائق پر واقع نہو تو
اون سے اوسکا مواخذہ کیا جاے انھم الی ربھم حمزہ اور ابوعمرو جمہور کی قرارت بفتح ان ہے حرف
لام جر اوسکے اول مین مقدر ہے تقدیر یہ ہے لانھم ملاقو ربھم بیضاوی و نسفی نے یہی وجہ ذکر کی ہے غرض یہ
ٹھہری کہ وجلہ کی علت ہے یعنی اونکے دل اسواسطے خائف ہین کہ مرجع اونکا اللہ پاک کی طرف ہے۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ اوسکے اول مین حرف من مقدر ہے اے وجلۃ من انھم یعنی اونکے دل اس بات
سے ڈرتے ہین کہ رجوع اونکا رب کی طرف ہے اور وہ جانتا ہی اوس شی کو کہ جو اونپر مخفی ہی سبب وجل کا یہ ہے
کہ وہ ڈرتے ہین اس بات سے کہ اونکا دیا یا عمل صالح وجہ مطلوب پر مقبول نہوا نہ مجرد اس بات سے کہ اون کا
رجوع طرف اللہ پاک کے ہے یہ وجہ زجاج کی ہے بیضاوی نے اسکو بھی ذکر کیا ہے کسی نے کہا معنی
یہ ہین کہ جو شخص اعتقاد رکھتا ہے رجوع کا طرف جزا و حساب کے اور یہ بات جانتا ہے کہ جزا دینے والا
اور حساب لینے والا اللہ پاک ہی ہے کہ جسپر کوئی مخفی شی پوشیدہ نہین رہتی ہے تو وہ وجل و خوف سے خالی
نہین رہتا ہے اعمش نے انھم بالکسر پڑھا ہے بنابر استیناف اس صورت مین وجلۃ پر وقف تام ہوگا
یا وقف کافی وجل بھی خوف سے خاص تر ہے کیونکہ وجل وہ خوف ہے جسمین طمع ملی ہوئی ہو یعنی حال یہ
ہے کہ اونکے دل درمیان خوف رد کے ہین اور رجاے قبول کے فراء نے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا وغیرہا کی قرارت کے باب مین یون کہا ہے کہ اگر یہ قرارت صحیح ہوجاے تو جماعت کی قرارت کے
مخالف نہین ہے اسواسطے کہ بعض عرب لازم کرتے ہین ہمزہ مین الف کو کل حالات مین نحاس نے
کہا معنی اس قرارت کے یعملون ما عملوا ہین بعض حدیثین متعلق آیت باب فتح القدیر مین لکھی ہین اونمین
سے کچھ تو اول مذکور ہوچکین اور بعض جدید ہین اور بعض مین الفاظ کا تفاوت ہے اس لیے اخیر دو قسم
کی حدیثین بنظر تکثیر فائدہ بیان لکھنا ضرور ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ قول اللہ تعالے والذین یوتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ کیا یہ وہ شخص ہے کہ
چوری کرتا ہے اور زنا کرتا ہے اور شراب پیتا ہے اور وہ باوجود اسکے اللہ سے ڈرتا ہے فرمایا نہین ولیکن

یہ وہ شخص ہے کہ روزہ رکھتا ہے اور صدقہ دیتا ہے اور نماز پڑہتا ہے اور وہ باوجود اسکے اللہ سے ڈرتا ہے کہ اوس سے قبول نہ کیا جاے اخرجہ الفریابی واحمد وعبد بن حمید والترمذی و ابن ماجۃ وابن ابی الدنیا فی نعت الخائفین وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی الشعب وآخرج ابن ابی الدنیا وابن جریر وابن الانباری فی المصاحف وابن مردویہ عن ابی ھریرۃ قال قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ فذکر نحوہ **حضرت** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر یوتون ما آتوا مین مروی ہے فرمایا کہ یعطون ما اعطوا اخرجہ عبد الرزاق اونمین سے وقلوبہم وجلۃ کی تفسیر مین مروی ہے فرمایا کہ عمل کرتے ہین ڈرتے ہوئے اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم **حضرت** ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یوتون ما آتوا کی تفسیر مین مروی ہے فرمایا کہ زکوۃ ہے اخرجہ الفریابی وابن جریر **حضرت** عائشہ رضی اللہ عنہا سے اوسکی تفسیر مین مروی ہے فرمایا یہ وہ لوگ ہین کہ اللہ سے ڈرتے ہین اور اوسکی اطاعت کرتے ہین اخرجہ سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر **عبد** بن حمید نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہا حضرت عائشہؓ نے فرمایا البتہ یہ کہ ہووے یہ آیت جسطرح مین پڑہتی ہون تو دوست تر ہے مجھکو سرخ اونٹون سے اسپر حضرت عباس نے اون سے کہا وہ کیا ہے فرمایا الذین یوتون ما اتوا اوّل یہ قرارت اور اسکے معنی گزر چکے ہین **سعید** بن منصور نے اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے یوتون ما اتوا پڑہا ہے مقصود مجھی ہے جملہ اولئک یسارعون فی الخیرات خبر ہے اِن کی اور چار موصول مذکور باعتبار عطف بیگانہ اوسکی اسم تھی اولئک کا اشارہ ہے طرف اون لوگون کے جو صفات مذکورہ کے ساتھ متصف ہین یسارعون فی الخیرات کے معنی ہین یبادرون یعنی مبادرت کرتے ہین طرف خیرات کے اور دوڑ پڑتے ہین قرا و زجاج نے کہا ہے یُنافسون فیہا کسی نے کہا یُسابقون کسی نے یُسرعون پڑہا ہے خازن نے کہا مبادرت کرتے ہین طرف اعمال صالحہ کے علامہ نسفی نے کہا رغبت کرتے ہین طاعات مین تو اونکی طرف مبادرت کرتے ہین بیضاوی نے کہا رغبت کرتے ہین طاعات مین سخت تر رغبت تو اونکی طرف مبادرت کرتے ہین یا خیرات دنیوی جنکا اعمال صالحہ پر وعدہ کیا گیا ہے اونکے پانے مین اعمال صالحہ کی طرف مبادرت کرکے مسارعت کرتے ہین **کقولہ تعالیٰ**

۱ یعنی زبان سے
۲ فتنے آوین ۱۲
۳ سبوے چیزے ۱۲
۴ رغبت کردن
۵ بر چیزے بطریق مبارزۃ
سبارزاد یعنی برابری کردن
وسعی فیہ کردن کذا فی الصراح ۱۲
۶ بتن یعنی دوڑنا
یعنی آگے بڑہجانا ۱۲
۷ سرعت یعنی
۸ شتاب کردن ۱۲
۹ یعنی اللہ نے اونکو ثواب
دیا ہے ۱۲

فاثابھم اللہ ثواب الدنیا مطلب یہ ہے کہ الخیرات مین الف ولام عوض ہے مضاف الیہ سے فی الخیرات کے معنی ہین فی خیرات ربہم یعنی اپنے رب کی خیرات مین جسکے خوف وخشیت سے ترسان لرزان رہتے ہین اور مراد خیرات سے دوامر ہین یا تو اونکی طاعات واعمال صالحہ ہین یا مراد وہ اجر وثواب ہے جسکا اونکے ادا کرنے پر وعدہ کیا گیا ہے پس وجہ اوّل کی بنا پر معنی یہ ہین کہ طاعات کی طرف مبادرت کرتے ہین اس سبب سے کہ طاعات مین اونکو سخت رغبت ہے اور دوسری وجہ کی بنیاد پر یہ مطلب ہے کہ جس اجر وثواب کا اونکے اعمال صالح کے مقابلے مین وعدہ دیا گیا ہے اوسکے پانی مین مسارعت کرتے ہین رہی یہ بات کہ اونکو اجر وثواب کی طرف مسارعت کرنیوالے ٹھیرایا سو اوسکی وجہ یہ ہے کہ جو کچھ اجر وثواب اونکے لیے ہے جب اوسکی جلدی کی گئی تو مقرر اونہون نے اوسکے پانی مین جلدی کی یہ دوسری وجہ ماقبل سے زیادہ تر موافق ہے کیونکہ ایحسبون انما نمدہم الخ مین اللہ پاک نے اس بات کی نفی کی ہے کہ کفار مسارعت کرین طرف اس بات کے کہ اونکے ثواب اعمال سے جو شے اونکے واسطے خیر ہے اوسکی جلدی کی جاے اور مومنین جو اونکی ضد ہین اونکے لیے اسکا اثبات کیا ہے وھم لھا سابقون کی ضمیر مین کئی وجہین ہین ایک یہ ہے کہ خیرات کی طرف راجع ہے یہ وجہ سب وجوہ سے زیادہ تر ظاہر ہے اسواسطے کہ خیرات کا ذکر لفظا مین سابق ہوچکا ہے دوسری یہ ہے کہ جنت کیطرف پھرتی ہے تیسری یہ ہے کہ طاعت کیطرف راجع ہے چوتھی یہ ہے کہ ثواب ومثوبت کیطرف عائد ہے پانچوین یہ ہے کہ سعادت کیطرف پھرتی ہے حرف لام مین تین وجہین ہین ایک یہ ہے کہ بمعنی الی ہے سبق لہ والیہ بمعنی واحد ہین دوسری یہ ہے کہ واسطے تعلیل کے ہے تیسری یہ ہے کہ تقویت عامل کے لیے ہی مفعول مین زائد کر دیا گیا ہے سبقت لھا عاملون مین زائد ہے تقویت عامل کیواسطے آیا ہی پوری آیت یہ ہے وھم اعمال مزدون ذلک ھم لھا عاملون پس جس صورت مین کہ ضمیر راجع ہو طرف خیرات کے اور لام ہو تعلیل کا تو معنی یہ ہونگے ہم لاجلھا فاعلون السبق یعنی وہ لوگ خیرات ہی کے سبب سے کرنیوالے ہین سبقت کو اس بنا پر مفعول سبق کا مقدر نہوگا اسواسطے کہ غرض اس جملے سے صرف اعلام ہے اس بات کا کہ اون سے سبقت واقع ہوئی قطع نظر اس سے کہ کس پر سابق ہوئی اور جس صورت مین کہ ضمیر راجع ہو طرف جنت کے یا طاعت کے یا مثوبت کے یا سعادت کے اور لام بمعنی الی ہو تو مفعول سبق کا مقدر ہوگا اور معنی یہ ٹھیرین گے وہم سابقون الناس الی الجنۃ وغیرہا یعنی وہی لوگ سبقت

---

۱۲ ہو یا اللہ نے اونکو ثواب دنیا کا بھی کر

۱۲ مطلب یہ ہے اسمین فاصل عمل مین فصل کی فرع ہے جبکہ اصل نہین ہے تو ضعیف الاصل ہوا اور جب ضعیف الاصل ہوا تو معمول مقدم مین عمل کرنے سے قاصر ہوگا اس لیے یہ بتوقت اسکا معمول مقدم ہے تو تقویت کے لیے اوسکے معمول پر لام لانے مین جسطرح کہ ہم لہا عاملون مین لہا اوسکا مفعول ہے مین لہا عاملون یا ہم لہا معنی یہ ہین

۱۲ ابو السعود نے اس وجہ کو جو الاولی کہا ہے

۱۲ اور اونکو کلام سے مین اسکے سوا کیا ہے ہین ۱۲ کردہ اونکو

کرنیوالے ہین طرف جنت وغیرہ کے اور جس صورت مین کہ ضمیر راجع ہو طرف خیرات کے اور خیرات سے مراد
دنیوی خوبیان لی جائین اور لام زائد مفعول مین واسطے تقویت عامل کے ٹھیرے تو مطلب یہ ہوگا وہم سابقونہا
یعنی وہی لوگ سابق لینے والے ہین خیرات دنیوی کو مطلب یہ ہے کہ اونکو پائین گے قبل آخرت کے
کیونکہ دنیا ہی مین اونکو جلد دیدی گئین اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اونکے اعمال کا ثواب دنیا ہی مین جلد دیدیا
گیا اور آخرت مین کچھہ نرہا بلکہ مراد یہ ہے کہ اونکی تعظیم و تکریم کے ظاہر کرنے کو دنیا مین بھی منافع دنیوی سے اونکو
محظوظ فرمایا اور آخرت کی خوبیان جو ہین سو وہ بجاے خود برقرار ہین جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے فآتاھم
اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرۃ - واٰتینٰہ اجرہ فی الدنیا وانہ فی الاخرۃ لمن
الصالحین زمخشری نے تین معنی لکھے ہین فاعلون السبق لاجلہا او سابقون الناس لاجلہا او ایایا
سابقون حاصل انکا یہ ہے کہ ان سب کی بنا پر ضمیر لہا کی خیرات کیطرف راجع ہے اور لام دو وجہ اوّل مین
تعلیل کا ہے تیسری مین لام زائد ہے مفعول مین اور اوّل مین مفعول سبق کا مقدر نہین ہے ثانی مین مقدر
ہے بیضاوی نے بہ تقلید زمخشری یہی تین معنی لکھے ہین لیکن ثانی مین اتنا زیادہ کہا ہے سابقون الناس
الی الطاعۃ او الثواب او الجنۃ علامہ نسفی نے ان مین سے دو ذکر کیے ہین ایک یہ ہے کہ بسبب خیرات
کے سبقت کرنیوالے ہین طرف جنات کے یا بسبب خیرات کے انہون نے سبقت کی ہے لوگون سے
ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ سابق ہوئی واسطے
اونکی سعادت اللہ پاک کیطرف سے خازن نے بھی اس قول کو لکھا ہے اور ایک قول بلفظ قیل یہ ذکر کیا ہے کہ سابق ہوئی امتون
سے طرف خیر تک محلی نے کہا وہ لوگ سبقت کرنے والے ہین واسطے خیرات کے اللہ کے علم مین سمین نے کہا ظاہر
یہ ہے کہ سابقون خبر ہے اور لہا اوس سے متعلق ہے واسطے فاصلہ اختصاص کے اوسپر مقدم کیا گیا ہے
زمخشری نے کہا جائز ہے کہ لہا سابقون خبر بعد خبر ہو سمین نے کہا یہ جملہ موکد ہے ماقبل کے جملے کا یعنی
یسارعون فی الخیرات کی تاکید کرتا ہے اسواسطے کہ پہلا جملہ تجدد پر دال تہا اور یہ ایک اور ہی معنی کا مفید ہے
یعنی ثبوت و استقرار کا فائدہ دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ طاعات و عبادات مین بغایت رغبت کرتے
رہتے ہین اور اون پر ثابت و برقرار ہین پہر اللہ پاک نے اشارہ کیا طرف اس بات کے کہ سابقین جو چار
خصلتون کے ساتھہ موصوف ہین سو یہ ایسے خصال ہین کہ انسان کے وسع و طاقت مین داخل ہین طوق
بشری سے خارج نہین ہین اسیطرح کل احکام کا حال ہے جنکے ساتھہ اللہ پاک نے اپنے بندون کو مکلف

۴۱ سو پہر وہ اللہ نے اونکو ثواب دنیا کا بھی اور خوب ثواب آخرت کا ۱۲
۴۲ اور وہ اپنے اور دیکھو اونکا نیک دنیا مین اور وہ آخرت مین نیکون مین سے ہے ۱۲

کیا ہے اور بندون کے سارے اعمال کتاب مین ثبت ہین کسی عامل کے عمل کا بدلا ضائع نہوگا پس
ارشاد فرمایا ولا نکلف نفسا الا وسعها ولدینا کتب ینطق بالحق وهم لا یظلمون ○
بل قلوبهم فی غمرة من هذا ولهم اعمال من دون ذلک هم لها عاملون ○
حتی اذا اخذنا مترفیهم بالعذاب اذا هم یجئرون ○ لا تجئروا الیوم انکم منا
لا تنصرون ○ قد کانت ایتی تتلی علیکم فکنتم علی اعقابکم تنکصون ○
مستکبرین به سمرا تهجرون ○ اور ہم کسی پر بوجھ نہین ڈالتے مگر جو اوسکی سمائی ہے
اور ہمارے پاس لکھا ہے جو بولتا ہے سچ اور اونپر ظلم نہوگا کوئی نہین اونکے دل بیہوش ہین اس طرف سے
اور اونکو اور کام لگے ہین اسکے سوا سے کہ وہ اونکو کر رہے ہین یہان تک کہ جب پکڑینگے ہم اونکے آسودہ لوگون
کو آفت مین تب ہی وہ لگین گے چلانے مت چلاؤ آج کے دن تم ہمسے پیٹھ پھیرے بھاگے جاؤ گے تمکو سنائی
جاتی تھین میری آیتین تو تم ایڑیون پر الٹے بھاگتے تھے اوس سے بڑائی کرکر ایک کہانی والے کو چھوڑ کر چلے گئے
انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اپنے عدل کی اوس امر مین جسکو اوسنے اپنے بندون پر
شرع ٹھیرایا ہے دنیا مین وہ عدل یہ ہے کہ کسی پر بوجھ نہین ڈالتا مگر جو اوسکی سمائی ہے یعنی جسکے اٹھانے
کی اور اوسکے ساتھہ قائم ہونے کی طاقت رکھتا ہے اور قیامت کے دن بندون سے حساب لیگا
اونکے اعمال کا جنکو اونپر کتاب مسطور مین لکھہ رکھا ہے اوس سے کچھہ ضائع نہوگا اسی لیے یون فرمایا
ولدینا کتاب ینطق بالحق یعنی کتاب اعمال وهم لا یظلمون کے معنی یہ ہین کہ نیکی سے کچھہ
کم نہوگا رہی سیئات سو اپنے مومن بندون کے واسطے اونمین سے بہت کو معاف کردے گا اون سے
درگذر فرمائے گا پھر اللہ پاک نے قریش کے کفار و مشرکین پر انکار کرکے فرمایا بل قلوبهم فی غمرة یعنی
بلکہ اونکے دل غفلت و گمراہی مین ہین من هذا یعنی قرآن شریف سے جسکو اوسنے اپنے رسول
کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے ولهم اعمال من دون ذلک هم لها عاملون حکم بن ابی
نجیح نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے ولهم اعمال سے مراد اعمال بد ہین من دون
ذلک سے مراد شرک ہے وهم لها عاملون فرمایا ضرور ہے کہ وہ اونکو کرینگے مجاہد و حسن و غیر واحد سے
بھی اسیطرح مروی ہے اور لوگون نے کہا کہ اعمال بد اونپر لکھے گئے ہین ضرور ہے کہ وہ اونکو اپنی موت
سے پہلے لامحالہ کرینگے تاکہ کلمہ عذاب کا اونپر ثابت ہوجاے مقاتل بن حیان و سدی و

وعبدالرحمن بن زید بن اسلم سے بھی مثل اسکے مروی ہے یہ قول ظاہر وقوی وحسن ہے ہم اوّل حدیث
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مین یہ لفظ ذکر کرآئے ہین - پس قسم ہے اوس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود نہین
ہے بیشک آدمی البتہ کرتا ہے عمل اہل جنت کا یہانتک کہ نہین ہوتا ہے درمیان اوسکے اور درمیان جنت
کے مگر ایک ہاتھ پہر سبقت کرجاتی ہے اوسپر کتاب تو وہ کرلیتا ہے عمل اہل نار کا پہر وہ اوسمین داخل ہوتا ہے
حتی اذا اخذنا مترفیہم بالعذاب اذھم یجئرون یعنی جو لوگ اونمین کے دنیا مین منعم ومالدار آسودہ
ہین جسوقت اونپر عذاب الہی آتا ہے اور اوسکا باس ونقمت اونپر نازل ہوتا ہے تبھی وہ چلانے لگتے ہین
اور فریاد رسی چاہتے ہین کما قال اللہ تعالیٰ ذرنی والمکذبین اولی النعمۃ ومھلھم قلیلا
انا لدینا انکالا وجحیما الایہ وقال تعالے کم اھلکنا من قبلہم من قرن فنادوا
ولات حین مناص قولہ تعالیٰ لاتجئروا الیوم انکم منا لاتنصرون کا مطلب
یہ ہے کہ جو شے تمپر نازل ہوئی ہے اوس سے تمکو کوئی پناہ نہ دے گا تم چلاؤ یا چپ رہو دونون برابر
ہین نہ کوئی بہاگنے کی جگہ ہے نہ جاے خلاص نہ کوئی پناہ مرلازم ہوا عذاب واجب ہوچکا یہ جواب ہے انکے گناہون مین کہ
زیادہ تر بڑا گناہ تھا اللہ پاک نے اوسکا ذکر کیا پس فرمایا قد کانت ایٰتی تتلی علیکم فکنتم علی اعقابکم
تنکصون یعنی جسوقت تم بلائے جاتے تو انکار کرتے اور جب طلب کیے جاتے تو باز رہتے ذلکم بانہ
اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم وان یشرک بہ تومنوا فالحکم للہ العلی الکبیر قولہ تعالیٰ
مستکبرین بہ سامرا تھجرون کی تفسیر مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ جسوقت وہ حق سے اوسکے
بہاگتے اور اوسکا انکار کرتے تھے اوس سے بڑائی کرکے اور اوسکو اور اوسکے لوگون کو حقیر جانکر سو یہ اوسوقت
کا اونکا حال ہے پس اس قول کی بنا پر ضمیر بہ مین تین قول ہین ایک یہ ہے کہ حرم کی طرف راجع ہے یعنی
مکہ معظمہ اونکی ذم اسواسطے کی گئی کہ وہ اوسمین بیہودہ کہانیان کہا کرتے تھے دوسرا یہ ہے کہ ضمیر قرآن شریف
کی طرف پھرتی ہے وہ لوگ بات بیت قصہ کہانی کہتے اور قرآن شریف کا ذکر بیہودہ باتون سے کیا کرتے
تھے اوسکو کہتے کہ سحر ہے شعر ہے کہانت ہے اسکے سوا اور اقوال باطل کہتے تھے تیسرا یہ ہے کہ ضمیر
حضور پرنور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے اپنے قصہ وکہانی مین آپ کا ذکر
اقوال فاسد سے کیا کرتے تھے اور آپکے واسطے باطل باطل مثلین بیان کیا کرتے کہ آپ شاعر ہین یا
کاہن یا ساحر یا کذاب یا مجنون سو یہ سب باتین باطل ہین بلکہ آپ تو اللہ کے بندے اور اوسکے رسول ہین

کون رسول جنکو اللہ پاک نے بھیجے والون پر غلبہ اور اُن کفار کو حرم سے ذلیل و خوار کر کے نکالا دوسرا قول یہ ہے کہ بہ کی ضمیر بیت اللہ شریف کیطرف راجع ہے اوسکے ساتھ فخر کیا کرتے اور اعتقاد رکھتے کہ وہ اوسکے اولیاء ہین یعنی بیت اللہ کے متولی ہین حالانکہ وہ اوسکے متولی نہ تھے جیسا کہ نسائی نے اپنے سنن کی کتاب تفسیر مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سمر اوسی وقت مکروہ کی گئی کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی مستکبرین بہ سامراً تہجرون پس فرمایا کہ بڑائی کرنیوالے ساتھ بیت اللہ کے کہتے کہ ہم تو اوسکے اہل ہین یعنی ہم بیت اللہ کے والے ہین سامراً کہا کہ تکبر کیا کرتے اور اوسمین قصے کہانی کہا کرتے تھے اوسکو آباد زرکھتے اور اوسکو چھوڑ کر چلے جاتے تھے ابن ابی حاتم نے یہان کلام طویل کیا ہے حاصل اوسکا یہی ہے کذا قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے ف فتح البیان وغیرہ کا بیان فاتح یہ ہے جبکہ ذکر اعمال مکلفین کی طرف تقدیر کیجی تو اللہ پاک نے اعمال کے واسطے دو حکم ذکر فرمائے پہلا حکم یہ ہے ولا نکلف نفسا الا وسعہا وسع کہتے ہین طاقت کو آخر سورۂ بقرہ مین اسکا بیان گزر چکا ہے وسع کی تفسیر مین دو قول ہین پہلا قول یہ ہے کہ وسع بمعنی طاقت ہے چنانچہ اہل لغت نے اوسکی تفسیر یہی کی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وسع بمعنی دون الطاقۃ ہے یعنی طاقت سے کم مقاتل وضحاک وکلبی ومعتزلہ اسی کے قائل ہین کہا ہے کہ وسع کا نام وسع اسیواسطے رکھا ہے کہ اوسکے فاعل پر فعل اوسکا وسیع وفراخ ہوتا ہے اوسپر تنگ نہین ہوتا پس جو شخص کھڑے ہوکر نماز نہین پڑہ سکتا ہے تو بیٹھ کر پڑہے اور جو اسکی بھی طاقت نہین رکھتا ہے تو اشارے سے پڑہے اور جسکو روزے کی طاقت نہین ہے تو وہ افطار کرے یہ جملہ مستانفہ ہے غرض اس سے آمادہ کرنا ہے فعل طاعات پر جو کہ موصوف ہے طرف نیل کرامات کے اور جسکے ساتھ سابقین کا وصف کیا ہے یہ بات بیان کر کے کہ وہ سہل ہے وسع وطاقت کی حد سے باہر نہین ہے یہ عادت ہے اللہ پاک کی اپنے بندون کی تکلیف مین علامۂ نسفی نے کہا کہ جو شخص تکلیف مالایطاق جائز رکھتا ہے اوسپر یہ رد ہی دوسرا حکم یہ ہے ولدینا کتاب ینطق بالحق پہلی جو تکلیف مافوق طاقت کی نفی کی ہے یہ جملہ اوسکے تتمہ سے ہے کتاب سے مراد صحائف اعمال ہین یعنی نامہاے اعمال معنی یہ ہین کہ ہمارے پاس ایک کتاب ہے اوسمین اعمال ہر ایک کے مکلفین مین سے ثبت کیے گیے ہین اوس حالت پر جسپر وہ ہین ینطق بالحق کے یہ معنی ہین کہ حق مطابق واقع کے اوس سے ظاہر ہوتا ہے بدون زیادتی وکمی کے اوسمین صدق ہی صدق ہے کوئی بات خلاف واقع نہین پائی جاتی ہے اسی کے

مثل یہ آیت ہے وھذا کتاب ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون اسمین فرمایا کو ڈانٹنا دھمکانا ہے اور فرمان برادرون کو انس دینا ہے ظلم وجور سے کسی نے کہا مراد کتاب سے لوح محفوظ ہے کیونکہ اوسمین ہر شے لکھی گئی ہے محلی کا قول بھی ہے بیضاوی ونسفی نے دونون قول ذکر کیے ہین کسی نے کہا مراد قرآن شریف ہے لیکن قول اول اولی ہے لدینا بمعنی عندنا ہے اور عندیت رتبہ و اختصاص کی ہے آیت مین تشبیہ دی ہے کتاب کے ساتھہ اوس شخص کی جس سے بیان صادر ہوتا ہے باین طور کہ اپنی زبان سے بولتا ہے کیونکہ کتاب بھی ظاہر کرتی ہے جو اوسمین ہوتا ہے جسطرح کہ ناطق محق اظہار کرتا ہے بالحق متعلق ہے ینطق سے یا محذوف سے متعلق ہے اور وہ حال ہے فاعل ینطق سے اے ینطق متلبسا بالحق یعنی وہ کتاب بولتی ہے اس حال مین کہ متلبس ہے ساتھہ حق کے غرض یہ ہے کہ اوس کا نطق وبیان واظہار حالت حق وصدق مین ہوگا اللہ پاک نے جو اپنے بندون کی جزا مین تفضل وعدل ذکر فرمایا جملہ وھم لا یظلمون اوسکا بیان ہے یعنی اونپر ظلم نہوگا کہ ثواب کی کمی ہو یا عقاب کی زیادتی بلکہ پورا پورا عمل کا ثواب وعذاب ہوگا اسی کے مثل یہ آیت ہے ودرجد واما عملوا حاضرا ولا یظلم ربک احدا چونکہ نفس سیاق نفی مین واقع ہوا ہے اس لیے باعتبار عموم نفس لیظلمون بصیغہ جمع فرمایا ہے اوّل اللہ پاک نے احوال کفار کا ایحسبون انما نمدہم مین نقل کیا تھا اب پھر اوسی کی طرف رجوع کیا اور فرمایا بل قلوبھم فی غمرۃ من ھذا اور جملہ ان الذین تا یظلمون درمیان کلام متعلق کفار معترضہ ہین ضمیر قلوبھم کی راجع ہے طرف کفار کے اشارہ سے مراد بیان پردہ وغفلت ہے یا حیرت واندہابن یا جہالت اسکا بیان عنقریب گزر چکا ہے ہذا کا اشارہ ہے طرف کتاب ناطق بحق کے یا طرف اوس امر کے جسپر مومنین قائم ہین نسفی کا قول یہی ہے بیضاوی نے دونون قول ذکر کیے ہین محلی کا قول یہ ہے کہ قرآن شریف کی طرف اشارہ ہے غرض یہ ہے کہ کفار کے دل امور مذکور سے ایک ایسے پردہ وغفلت مین ہین کہ اونکو ڈھانکے ہوئے ہے اوسکے مارے اونکو کچھہ سوجھتا نہین ہے عبد بن حمید وابن منذر وابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مراد غمرۃ سے کفر وشرک ہے وھم اعمال من دون ذلک فرمایا کہ واسطے اون کے اعمال سیئہ ہین سوائے شرک کے ھم لھا عاملون فرمایا اونکو ضرور ہے کہ وہ اونکو کرینگے قتادہ و مجاہد نے کہا کہ واسطے اونکے خطایا ہین ضرور ہے کہ وہ اونکو کرینگے سوائے حق کے حضرت حسن

۱۲ یہ ہمارا دفتر ہی بولتا ہے تمہارے کام ایک ایک کرکے ہمارے حوالے کیے تھے ۱۲

۱۳ علامہ نسفی نے کہا یعنی ان میں سے کسی کی طاقت نہین ہے کہ اوسکو تکلیف دی جاسکے اور نہ کسی کو تکلیف ہے جسکی طاقت رکھتا ہے اور نہ کسی کو طاقت ہے جسکی تکلیف دی جاسکے اور نہ کسی کو تکلیف ہے جسکی طاقت رکھتا ہے ۱۲

۱۴ اور یاد رہے اور خبر ارت کسی پر ۱۲ غلط نہ کرے

وابن زید نے کہا معنی یہ ہین واسطے اونکے اعمال رد ہے ہین کہ اونہون نے اونکو کیا نہین ہے سوای
اوسکے جسپر وہ ہین ضرور ہے کہ وہ اونکو کرینگے پہر اونکے سبب سے آگ مین داخل ہونگے آن اقوال کی بناپر
ذلک کا اشارہ یا تو طرف اعمال مومنین کے ہوگا یا طرف اعمال کفار کے یعنی اونکے لیے اعمال ہین سوای
اعمال مومنین کے جنکا ذکر اللہ پاک نے کیا ہے یا سوای اعمال کفار کے جنکا ذکر ہوچکا ہے کہ اونکے دل
ایک غفلت عظیم مین ہین امر مذکور سے یہ اعمال اونکی انواع کفریات و معاصی ہین منجملہ اونکے ایک عمل یہ ہے
کہ اونہون نے قرآن شریف مین طعن کی جسکا ذکر آیندہ آئیگا **واحدی** نے کہا ہے مفسرین و اصحاب
معانی کا اجماع ہے اس بات پر کہ یہ خبر دی ہے اونکے اعمال خبیث کی جنکو وہ آیندہ کرینگے اور وہ اونپر لکھا چکے
ہین اونکو ضرور ہے کہ وہ اونکو کرینگے جملہ لہم لہا عاملون مقرر ہے جملہ ماقبل کا یعنی اونپر واجب ہے کہ وہ اون
اعمال کو کرینگے پہر اونکے سبب سے آگ مین داخل ہونگے کیونکہ اونکے لیے شقاوت سابق ہوچکی ہے اس سے
اونکو کوئی مفر نہین ہے نہ کسی طرح کا بچاؤ ۵

درکوچۂ سعادت شان را گزر نہ دادند		اگر تو نمی پسندے تغییر کن قضا را
انچہ بودست شود انچہ نبودہ نشود	۵	تو چہ دانی کہ درین کار چہ حکمت باشد

جمل نے کہا ولہم اعمال سے یہ مراد ہے کہ اونکے واسطے اعمال سیئہ ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ اپنی
لونڈیون کو زنا مین قائم کرتے ہین یعنی اون سے زنا کراتے ہین اور اونکی خرچی خود کہاتے پیتے ہین دون
سے مراد غیر ہے یعنی ضد مطلب یہ ہے کہ اونکے اعمال مضاد و مخالف ہین اعمال مومنین کے جنکا ذکر ہوچکا
ہے حفنادی نے کہا ہم لہا عاملون کا مطلب یہ ہے کہ وہ اونپر استمرار کرنے والے ہین یعنی اونپر جمے ہوئے
ہین اونکو کیے جاتے ہین اون سے باز نہین رہتے امام سنی فرماتے ہین ولہم اعمال خبیثۃ متجاوزۃ متخطیۃ
لذلک الی ما وصف بہ المومنون یعنی کفار کے واسطے ایسے خبیث عمل ہین کہ مومنون کے اعمال سے متجاوز
ہین مطلب یہ ہے کہ اونہون نے مومنون کے عمل تو چہوڑے اور بد اعمال اختیار کیے قاضی بیضاوی نے
ایک تو یہی معنی لکھے ہین دوسرے یہ معنی ذکر کیے ہین کہ اونکے لیے اعمال خبیثہ ہین کہ جس شرک پر
وہ قائم ہین یہ اعمال کم رتبہ ہین وہ لوگ اونکے کرنے کے خوگر ہورہے ہین پہر اللہ پاک نے رجوع کیا
طرف وصف کفار کے پس فرمایا حتی اذا اخذنا مترفیہم بالعذاب یہ حتی وہی ہے جسکے بعد کلام
کی ابتدا کی جاتی ہے اور کلام وہی جملہ شرطیہ مذکورہ ہے اور یہ جملہ اپنے ماقبل کا مبین ہے ضمیر مترفیہم کی

ل تخطی الناس کرہہم
ع وجاوز ہم الی
نسخہ دوم مین یون ہے
اور منطقہ عاہم علیہ الی
اور نسخہ طبع لکھنو مین یون ہے
منطقہ منطوقیۃ ہے
لیکن نسخہ اول ہی صحیح معلوم
ہوتا ہے واللہ اعلم

راجع ہے طرف کفار کے جنکا ذکر سابق مین ہو چکا ہے مترفین سے مراد اونمین کے غنی مالدار آسودہ لوگ ہین جنکی اللہ پاک نے مال و فرزند سے امداد فرمائی تھی یا مراد اونمین کے رئیس و سردار ہین عذاب سے مراد وہی عذاب ہے کہ بدر کے دن تلوار سے قتل ہوئے یا بھوک کا عذاب ہے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باین لفظ اونپر بد دعا فرمائی کہ اللھم اشدد وطأتک علی مضر واجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف یعنی الٰہی تو اپنا دباؤ مضر پر سخت کر اور تو اوسکو اونپر سالہاے قحط کر دی مثل سالہاے قحط یوسف علیہ السلام کے تو وہ قحط مین مبتلا ہوئے یہانتک کہ کتے اور مردار اور جلی ہوئی ہڈیان کہا گئے کسی نے کہا مراد عذاب آخرت ہے اس قول کو یون ترجیح دی ہے کہ اون سے جب جؤار واقع ہوگا سو وہ وقت عذاب آخرت ہی کے ہوگا کیونکہ جؤار اللہ پاک سے استغاثہ و فریادرسی چاہنا ہے حالانکہ اوسکا وقوع اون سے نہ بدر کے دن ہوا نہ سالہاے قحط مین لیکن اوّل قول والون نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ جؤار لغت مین صراخ کو کہتے ہین یعنی چیخنا چلانا جوہری نے کہا ہے کہ جؤار مثل خوار کے ہے محاورے مین بولتے ہین جأر الثور یجأر یعنی بیل چلایا حالانکہ کفار جسوقت بدر کے دن تلوار سے عذاب کیے گئے اور سالہاے قحط مین بھوک سے معذب ہوئے تو اونکے اہل و اولاد سے چیخنا چلانا وقوع مین آیا اور اس جگہ جؤار کچھ اوس جؤار کے ساتھہ مقید نہین ہے جسکے معنی دعا کے ساتھہ تضرع و زاری کرنا ہے تاآنکہ جو بات اوس قائل نے ذکر کی ہے وہ پوری ہو جاے بالجملہ یہ غایت ہے کفار کے غمرت و حیرت و غفلت و جہالت کا اور اونکے اعمال خبیث کا جنکو وہ کر رہے ہین اور بعد حتی کے جملہ شرطیہ ہے جزا اوسکی اذا ھم یجأرون ہے کلمہ اذا قائم مقام حرف فا کے ہے یعنی فہم یجأرون معنی یہ ہین کہ اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ لوگ اپنے حال مذکور سے باز نہ رہین گے یہانتک کہ اللہ اونکے آسودہ لوگون اور سردارون کو عذاب سے پکڑے **نسائی** نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متفہم کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ مراد اہل بدر ہین **ابن جریر** و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے یجأرون کی تفسیر مین اون سے روایت کیا ہے فرمایا یستغیثون یعنی فریادرسی چاہین گے علامہ نسفی نے کہا جؤار صراخ باستغاثہ ہے یعنی آواز و فریاد کرنا ہے ساتھہ فریادرسی چاہنے کے زادہ نے کہا آواز بلند کرنا ہے ساتھہ استغاثہ کے حفناوی نے کہا حتی ایک حرف ہے کہ جملے بعد اوسکی ابتدا کیے جاتے ہین اذا شرطیہ ظرفیہ ہے واسطے یجأرون کے پس وہ اسم شرط خافض ہے اپنی شرط کا

منصوب ہے بشرط کے جواب ہے دوسرا اذا حرف مفاجاۃ قائم مقام فاے جزا کی ہے ربط مین اور
اوسکے مابعد کا جملہ جواب ہے پہلے اذا کا گویا یون کہا گیا فہم بجاے رون تمین کا بیان یہ ہے کہ یہ حتی یا تو حرف
ابتدا ہے اور اوسکے بعد کا جملہ شرطیہ غایت ہے اوسکے ماقبل کا اور دوسرا اذا فجائیہ جواب ہے شرطیہ کا
یا حرف جر ہے نزدیک بعض کے کوفی نے کہا حتی غایت ہے اور وہ عاطفہ ہے اذا ظرف مضاف
ہے طرف اپنے مابعد کے اوسمین معنی شرط ہین اور دوسرا اذا اول کے موضع مین ہے اور معنی
کلام کے عامل ہین اذا مین بیضاوی و نسفی و محلی کا مختار یہی قول ہے کہ حتی ابتدائیہ ہے پہر اللہ پاک
نے اس بات کی خبر دی کہ جسوقت ہم اونکو پکڑین گے ساتھہ عذاب کے بتہی وہ چلائین گے چیخین گے
استغاثہ کرینگے تو اوسوقت تبکیت و توبیخ کے طور پر اون سے یون کہا جائیگا کہ لا تجأروا الیوم یعنی
تم آج مت چیخو مت چلاؤ فریاد رسی مت چاہو بیضاوی نے کہا جائز ہے کہ یہ قول جواب ہو شرط کا اوسواسطے
کہ اوسکے اوّل قول مقدر ہے اور یہ جملہ اونکے توبیخ اور نا امید کرنا و طمع قطع کرنے کو لایا گیا ہے اللہ
پاک نے خاص کر کے مترفین کا ذکر کیا باوجود اوسکے کہ عذاب اون سب کو لاحق ہوگا آسودہ وغیر آسودہ
سب لوگون پر واقع ہوگا سو وجہ اوسکی یہ ہے کہ منظور بیان کرنا اس بات کا ہے کہ اونکے آسودہ لوگ
جس نعمت و عیش و آرام مین تھے بعد اوسکے ایسی حالت مین ہو گئے جو کہ اگلی حالت کے خلاف و بائن
تھی پس نعیم تام سے شقاے خالص کی طرف منتقل ہو گئے الیوم کا ذکر خاص کر کے اس لیے کیا
کہ مقصود اونکا حال ہوں مین جو انا ہے پہر اللہ پاک نے نہی جوار کی علت بیان فرمائی کہ انکم منا
لا تنصرون یعنی تم مت چلاؤ اوسواسطے کہ چیخنا چلانا فریاد رسی چاہنا ہمارے عذاب سے تمکو نہ روکے گا
نہ تمھین خلاصی دیگا نہ تمہارا گہبرانا تمکو نفع پہونچائے گا یہ معنی اس بنا پر ہین کہ کلمہ من منا کا صلہ ہے نصر کا
کون نصر جو متضمن ہے معنی منع و حفظ کو یا یہ معنی ہین کہ ہماری طرف سے کوئی نصر و معونت تمکو
لاحق نہوگی کہ جو بلا و آفت تمپر ناگہان آپڑی ہے اوس سے تمکو روکے یہ معنی اس بنا پر ہین کہ کلمہ من
ابتدائیہ ہے پہر اللہ پاک نے چیخنے چلانے کے نفع نہ دینے کا سبب بیان کیا اور توبیخ کے لیے اونکے
قبائح و معائب کا شمار فرمایا پس ارشاد کیا قد کانت آیاتی تتلی علیکم یعنی آج تمکو جزع و فزع کرنا تمہارا نفع نہ دیگا
نہ ہماری طرف سے تمہاری کچھہ مدد ہوگی نہ تمہاری فریاد کی شنوائی ہوگی اوسواسطے کہ بدکی لڑائی سے
پہلے یا قحط سالی مین مبتلا ہونے سے قبل یا دنیا مین قرآن کی آیتین تمپر پڑہی جاتی تھین فکنتم علی

۵۱ یعنی نعیم تام یعنی عیش و آرام اور خوشحالی جسمین
۵۲ یعنی بہر اللہ پاک نے اس بات کی خبر دی

اعقابکم تنکصون تو تم اپنے پیچھے لوٹتے تھے اصل نکوص کی رجعت قہقری ہے فارسی اس کی
پسپائی رفتن ہے یعنی ایڑیون کے بل پیچھے کو چلنا ہے اسی باب سے شاعر کا یہ قول ہے ؎

	زعموا انھم علی الحق		وانا نکص علی الاعقاب

یعنی اونکا زعم یہ ہے کہ وہ توحق کی راہون پر ہین اور ہم پیچھے پانون چلنے والے ہین ایڑیون پر یہ تو نکوص
کے اصلی معنی ہین اور اسجگہ اوسکا استعارہ کیا ہے واسطے اعراض کرنے کے حق سے مطلب یہ ہے
کہ تم قرآن شریف کی آیتون کے سننے اور اونکے سچا جاننے ماننے اور اونپر عمل کرنے سے پیٹھ پھیر کر
اعراض کرتے مونہہ موڑتے تھے ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے کہ تنکصون کے معنی ہین تدبرون یعنی پیٹھ پھیرتے تھے مختار ہین کہا ہے کہ تنکصون باب
جلس و دخل سے آیا ہے یعنی ضرب یضرب اور نصر ینصر دونون باب سے ہے قرطبی رحمہ اللہ نے
نقل کیا ہے کہ اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ نے بجاے
اعقابکم اد بارکم تنکصون بضم کاف پڑہا ہے علی اعقابکم متعلق ہے تنکصون سے یا محذوف سے متعلق
ہے کہ وہ تنکصون کے فاعل سے حال واقع ہوا ہے مستکبرین بہ مین ضمیر ہ کی راجع ہے طرف
بیت عتیق کے یا طرف حرم کی اگر کوئی کہے کہ بیت اللہ و حرم کا ذکر اوّل نہین ہوا ہے کہ ضمیر ہ کی طرف اوسکے
پھیرے تو کہین کے چونکہ اہل مکہ کا استکبار و افتخار بیت اللہ کے ساتھہ مشہور و معروف تھا اور وہ
اوسکی ولایت و خدمت کا فخر کیا کرتے اور کہتے کہ ہمپر کوئی غالب نہوگا کیونکہ ہم تو حرم کے اہل خدام ہین
ہم لوگ امن مین ہین بخلاف اور لوگون کے کہ وہ اپنے وطن مین خائف و ترسان رہتے ہین وہ
لوگ اس استکبار و افتخار کے ساتھہ مشہور تھے اس لیے بیت اللہ یا حرم کے سابق ذکر ہونے کی ضرورت
نرہی سند اس قول کی یہ ہے کہ ابن جریر و ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے
فرمایا تکبر کرنے والے ساتھہ حرم اللہ کے کہ غالب نہوگا اوپر اوسمین کوئی جمہور مفسرین بھی اسی طرف گیے
ہین نحاس نے اس قول کو اولی کہا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ ضمیر ہ کی راجع ہے طرف آیاتی کے اسواسطے
کہ آیاتی بمعنی کتابی ہے مراد قرآن شریف ہے قرآن کے ساتھہ استکبار کرنے کے یہ معنی ہین کہ مارے
تکبر کے اوسکی تکذیب کرتے ہین یا قرآن شریف کا سننا اونکے واسطے کبر و طغیان و سرکشی پیدا کرتا ہے
تو وہ اوسپر ایمان نہین لاتے چونکہ استکبار متضمن ہے معنی تکذیب کو اس لیے جس حرف کے ساتھہ تکذیب

۱۲ چال سے بدلنا ہے اسواسطے
کہ راستہ چلنے والا سیدھا
پھیر نہین دیکھتا ہے
یعنی یہ ہے آیتون سے
اعراض سے ۱۲

متعدی ہوتی تھی اوسی کے ساتھہ استکبار بھی متعدی ہوا ابن عطیہ نے کہا یہ قول جیّد ہے تیسرا قول یہ ہے
کہ ضمیر راجع ہے طرف تکذیب کے بیضاوی نے اِس قول کو اوّل لکھا ہے یہ تین قول توبہ کے مرجع مین ہین
اَب بحث رہی حرف با کے تعلق مین اور اوسکے اقسام مین سو پہلے قول کی بنا پر یہ متعلق ہوگا مستکبرین سے
اور حرف با سببیہ ہوگا دوسرے قول کی بنیاد پر بھی مستکبرین سے متعلق ہوگا لیکن مستکبرین بمعنی مکذبین
ٹھیرے گا اور حرف با تعدیہ کا ہوگا یا سببیہ باین معنی کہ تکبر کرنے والے ہین مسلمانون پر بسبب
قرآن کے اور اوسکے سننے کے یا حرف با متعلق ہوگا سامرا سے اور واسطے مصاحبت و ملابست کے
ٹھیرے گا اس لیے کہ مکے والے رات کو بیت اللہ کے گرد جمع ہوتے قرآن شریف کے ذکر کے ساتھہ
قصے کہانی کہا کرتے اوسکو شعر سحر کہانت وغیرہ کہتے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین الفاظ
بے ادبانہ بکتے یہ کو سامراً پر اس لیے مقدم کیا کہ اونکے قصے کہانی عامۃً قرآن کے ذکر مین ہوتے تھے
تو گویا وہ یون قرار دیے گیے کہ اونکی سمر نہ تھی مگر ذکر قرآن شریف کا اور اوسمین طعن کرنا سمر کہتے ہین افسانہ
کو اور افسانہ کہنے کو اصل مین سمر سایۂ ماہ کو بولتے ہین بسبب اوسکے سُمرۃ کے وہ لوگ چونکہ شب کو چاندنی
مین بیٹھکر قصے کہانی کہتے بات چیت کرتے تھے اِس لیے خود قصے کہانی کا نام سمر رکھدیا سامر اصل مین
مصدر ہے فاعل کے وزن پر آیا ہے جیسے عافیہ اسی واسطے ضمیر مستکبرین سے حال واقع ہوا ہے
زمخشری کا حاصل یہ ہے کہ جسطرح حاضر کا اطلاق جمع پر آتا ہے اِسی طرح سامر بھی جمع پر بولا جاتا ہے زجاج
نے کہا سامر وہ جماعت ہے کہ رات کو بات چیت کیا کرتے ہین - واحدی نے بھی اِسی طرح کہا ہے
حفنادی نے کہا سامر اسم جمع ہے جیسے حاج و حاضر و راکب و غائب اَب رہی یہ بات کہ یہ متعلق ہو سامرا
سے اور ضمیر راجع ہو طرف بیت اللہ کے یا حرم کے تو اِس صورت مین حرف با بمعنی فی ہوگا یعنی کعبے کے
پاس یا حرم مین بیٹھکر بات چیت قصے کہانی کہا کرتے تھے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ متعلق ہو تھجرون سے
ہجر بمعنی ہذیان ہے اور حرف با بمعنی فی یعنی تم قرآن شریف کی شان مین پریشان باتین بکتے ہو جسطرح
کہ بیمار اپنی بیماری کی شدت مین بکتا ہے اَس صورت مین ضمیر یہ کی قرآن شریف کی طرف پھیری گی -
تیسرے قول کی بنا پر حرف با سببیہ ہوگا یعنی بسبب تکذیب کے تکبر کرتے تھے حفنادی نے کہا کہ
مستکبرین و سامراً تہجرون تینون حال ہین یا تو حال مترادفہ ہین تنکصون کی واو سے یا مستانفہ ہین یعنی
ہر ایک اپنے ماقبل سے حال ہے حضرت ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر و ابو حیوہ نے سمراً بضم سین و فتح میم

۱۲ سورۃ مومنون

مشدد دو پڑھا ہے زید بن علی و ابو رجا کی قرات مُسَمِّرًا ہے یہ قرات حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے راغب نے کہا سامر و سُمَّار و سُمَّر و سامرون کہا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ یہ سب صیغے جمع کے ہین جمہور کی قرات تھجرون ہے بفتح تا سے فوقیہ و ضم جیم آسمین دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ ماخوذ ہے ہجر بفتح ہا و سکون جیم بمعنی قطع و صد یعنی تم اللہ کی آیتون کو اور اوسکے رسول کو چھوڑتے ہو اونمین بے رغبتی کرتے ہو اون سے وصل نہین کرتے دوسری وجہ یہ ہے کہ ماخوذ ہے ہجر بفتح جیم سے بمعنی ہذیان اسمین مفعول کی حاجت نہین ہے یہ وجہ اوّل گزر چکی ہے نافع و ابن محیصن نے بضم تا و کسر جیم پڑھا ہے ماخوذ اہجر اہجارًا سے آہجار کہتے ہین بات چیت مین فحش بکنے کو زید بن علی و ابن محیصن و ابو نہیک نے بضم تا و فتح ہا و کسر جیم مشدد پڑھا ہے مضارع ہجر بتشدید کا واسطے مبالغے کے ابن ابی عاصم نے مثل جمہور کے پڑھا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ بجاے تاے فوقیہ کے یاے تحتیہ ہے سو اسمین التفات ہوگا حاضر سے طرف غائب کے **ابن جریر** و ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے سامرا تہجرون کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا تسمرون حول البیت و تقولون ہجرا **عبد** بن حمید و ابن ابی حاتم کا لفظ اون سے یہ ہے کانت قریش یحلقون حلقا یتحدثون حول البیت یعنی قریش حلقہ حلقہ ہو کر بیٹھتے بیت اللہ کے گرد بات چیت کیا کرتے تھے ابن ابی شیبہ و ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی و حاکم و صحیحہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقرأ مستکبرین بہ سامرا تھجرون قال کان المشرکون یھجرون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القول فی سمرھم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سمر جب ہی مکروہ کی گئی کہ یہ آیت نازل ہوئی مستکبرین بہ سامرا تھجرون اخرجہ النسائی و ابن ابی حاتم و الحاکم و صححہ و ابن مردویہ پھر جب اللہ پاک اون کافرون کا حال بیان کر چکا جنہون نے اپنے دین کو فرقے فرقے کر ڈالا تو یہ بات بیان کر کے اونپر رد کیا کہ اونکا اس جہالت و ضلالت پر پیش قدمی کرنا ضرور ہے کہ ان چار امرون سے بسبب کسی ایک امر کے ہو پس ارشاد فرمایا افلم یدبروا القول ام جاء ھم مالم یات اٰباءھم الاولین ○ ام لم یعرفوا رسولھم فھم لہ منکرون ○ ام یقولون بہ جنۃ ط بل جاءھم بالحق و اکثرھم للحق کرھون ○ ولو اتبع الحق اھواءھم

ہجرا بفتح جیم بمعنی ہذیان ہے اور بضم بھی ہے بمعنی سکون جیم ہے بمعنی قول قبیح ۱۲ منہ

لفسدت السموٰت والارض ومن فیھن ط بل اتینٰھم بذکرھم فھم عن ذکرھم معرضون ۝
ام تسئلھم خرجا فخراج ربک خیر وھو خیر الرزقین ○ وانک لتدعوھم الی
صراط مستقیم ع ○ وان الذین لا یؤمنون بالاخرۃ عن الصراط لناکبون ○
ولو رحمنٰھم وکشفنا ما بھم من ضر للجوا فی طغیانھم یعمھون ○ سو کیا وہیان نہین کی
یہ بات یا آیا ہے اونکے پاس جو نہ آیا تھا اونکے پہلے باپ دادون پاس یا پہچانا نہین اُنہون نے
اپنا یہ خیام لانیوالا سو اوسکو اوپرا سمجھتے ہین یا کہتے ہین اسکو سودا ہے کوئی نہین وہ لایا ہے انکے پاس
سچی بات اور اون بہتون کو سچی بات بُری لگتی ہے اور اگر سچا رب چلے اونکی خوشی پر تو خراب ہون
آسمان اور زمین اور جو کوئی اونکے بیچ ہی کوئی نہین ہمنے پہنچائی ہی اونکو اونکی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دہیان
نہین کرتے یا تو اون سے مانگتا ہے کچھ حاصل سو حاصل تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ ہے
بہتر روزی دینے والا اور تو تو بلاتا ہے اونکو سیدہی راہ پر اور جو لوگ نہین مانتے پچھلا گہر راہ سے
ٹیڑھے ہوئے ہین اور اگر ہم اونکو رحم کرین اور کھولدین جو تکلیف سے مقرر لگی جا دین اپنی شرارت
مین ف بات دہیان نہین کی یعنی قرآن مین فکر نہین کرتے اور نصیحت کرنے والے
ہمیشہ ہوتے رہتے ہین پیغمبر ہوئے یا اونکے تابع ہوئے ف یعنی ہمیشہ اس رسول کی
خو اور خصلت سے واقف ہین اور اوسکی سچائی اور نیکی جان رہے ہین ف حضرت کی دعا
سے ایک بار مکے کے لوگون پر قحط پڑا تھا پھر حضرت ہی کی دعا سے کھلا شاید یہ اوسکو فرمایا انتہی
ف مشرکین جو قرآن عظیم کو سمجھتے بوجھتے نہین نہ اوسمین تدبر و غور و فکر کرتے ہین اور اُس
سے مونہہ موڑتے ہین باوجود اسکے کہ وہ اِس کتاب کے ساتھہ خاص کیے گیے ہین کون کتاب
کہ اوس سے کامل تر و شریف تر کتاب کسی رسول پر اللہ پاک نے نازل نہین کی خاصکر اونکے آبا
و اجداد جو کہ جاہلیت مین مر گئے اونکو نہ کوئی کتاب پہنچی نہ اونکے پاس کوئی ڈرانے والا آیا سو اللہ پاک
اس باب مین مشرکون پر انکار فرماتا ہے پس اِن لوگون کو لائق یہ تھا کہ جو نعمت اللہ تعالی نے اونکو عطا
کی اوسکا مقابلہ قبول سے کرتے اوسکے شکر کے ساتھہ قیام فرماتے اوسکو سمجھتے بوجھتے موافق اوسکی مقتضا
کے عمل کرتے ساعاتِ شب و اطراف روز مین جسطرح کہ اونمین کے نجبا و شرفا نے کیا جو کہ اسلام لائے اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی رضی اللہ عنہم قتادہ نے کہا فلم یدبروا القول اب واللہ

پائین گے قرآن مین ایک زجر کرنیوالا اللہ کی معصیت سے اگر قوم اوسکا تدبر کرین اور اوسکو سمجھین جو ہین لیکن اونھون
نے متشابہ کا اخذ کیا تو وہ اسوقت ہلاک ہوگیے پھر اللہ پاک نے قریش کے کافرون پر انکار کر کے یون
فرمایا ام لم یعرفوا رسولھم فھم لہ منکرون یعنی کیا پھر یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اونکے
صدق وامانت وصیانت ونزاہت کو پہچانتے نہین ہین جسپر آپنے اونمین نشو ونما پایا ہے مطلب یہ ہے
کیا پھر اس بات کے انکار پر قادر ہین اور اسمین بہتان کرنے کی قدرت رکھتے ہین ہرگز نہین اسی لیے حضرت
جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی بادشاہ حبشہ سے یون فرمایا تھا اے بادشاہ بیشک اللہ نے
ہم مین ایک ایسا رسول بھیجا ہے کہ ہم اوسکے نسب وصدق وراستی وامانت کو پہچانتے ہین اسی طرح
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نائب کسریٰ سے کہا تھا جبکہ وہ فارس والون کے
مقابلے مین آئے اسطرح ابوسفیان صخر بن حرب نے بادشاہ روم ہرقل سے کہا تھا جبکہ ہرقل
نے ابوسفیان سے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات ونسب وصدق وامانت کا پوچھا حالانکہ وہ
ابھی تک کافر تھے مسلمان نہین ہوئے اور باوجو اسکے اونکو ممکن نہوا مگر صدق تو اسکا اقرار کیا قولہ
تعالیٰ ام یقولون بہ جنۃ حکایت ہے قول مشرکین کی جو کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
حق مین کہا کرتے تھے انہ تقوّل القرآن یعنی قرآن کو اونھون نے اپنی طرف سے بنالیا ہی یا اونکو جنون ہے
کہ جو کچھ کہتے ہین اوسکو جانتے نہین ہین اللہ پاک نے مشرکون کی طرف سے خبر دی کہ اونکے دل قرآن پر
ایمان نہین لاتے ہین حالانکہ جو کچھ وہ قرآن کی شان مین کہتے ہین اوسکے بطلان کو خوب جانتے ہین کیونکہ
اللہ کے کلام پاک سے اونکے پاس ایسی شے آئی ہے کہ اوسکی نہ کسی کو طاقت ہے نہ کوئی اوسکو دفع
کرسکتا ہے اور اون سے اور سارے ہین والون سے تحدی ومقابلہ ومنازعہ کیا ہی کہ اوسکی مثل لے آئین
اگر طاقت رکھین حالانکہ کبھی نہ لاسکین گے اسی واسطے یہ ارشاد فرمایا بل جاءھم بالحق واکثرھم للحق
کارھون احتمال ہے کہ دوسرا جملہ حالیہ ہو یعنی اونکے پاس حق لے آئے اس حال مین کہ بہت لوگ
حق سے کراہت رکھتے تھے یہ بھی احتمال ہے کہ جملہ خبریہ مستانفہ ہو واللہ اعلم قتادہ نے کہا ہمسے ذکر کیا ہی
کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص سے ملے تو آپنے اوس سے فرمایا کہ اسلام لے آوہ بولا بیشک تم
البتہ مجھکو ایسے امر کی طرف بلاتے ہو کہ مین اوسکو مکروہ رکھنے والا ہون پس آپنے فرمایا اگرچہ تو مکروہ رکھنے والا
ہے اور ہمسے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ایک آدمی سے ملے تو اوس سے فرمایا اسلام لے آ اوس بات نے

اوسکو مشقت مین ڈالا اور اوسپر گران گزری پس نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے فرمایا تو مجھے بتا کہ اگر
تو کسی دشوار راہ مین ہو ایسی نرم جگہ مین کہ پانون نیچے گھس جائین اور آسانی سے اوسپر نہ چل سکے سہر تو ایک
آدمی سے ملے جسکی وجہ ونسب کو تو پہچانتا ہو پھر وہ تجھے راہ فراخ سہل کیطرف بلائے کیا تو اوسکی پیروی کریگا
وہ شخص بولا ہان فرمایا پس قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھہ مین محمد کی جان ہی بیشک تو البتہ اس راہ سے
زیادہ تر دشوار گزار راہ مین ہے اگر تو اوسپر ہے اور بیشک مین البتہ تجھکو بلاتا ہون واسطے زیادہ تر سہل کے
اس سے اگر تو اوسکی طرف بلایا جاے اور ہمسے ذکر کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص
سے ملے تو آپنے اوس سے فرمایا اسلام لا سو اوسکو اس بات نے مشقت مین ڈالا پس نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اوس سے فرمایا تو مجھے بتا کہ اگر تیرے لیے دو جوان آدمی ہون ایک اونمین کا جسوقت تجھسے
بات کہے تو سچ بولے اور جب تو اوسکو امین بنائے تو امانت تجھے پہنچا دے کیا وہ تجھکو زیادہ تر محبوب ہے
یا تیرا وہ غلام کہ جب تجھسے بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب تو اوسکو امین بنائے تو تیری خیانت کرے
اوس شخص نے کہا بلکہ میرا وہ غلام کہ جسوقت وہ مجھسے بات کہے تو سچ بولے اور جب مین اوسکو امین بناؤن
تو امانت مجھے پہنچا دے پس نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی طرح تم ہو نزدیک اپنے رب کے **قولہ**
تعالیٰ ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن مجاہد وابو صالح وسدی نے
کہا کہ حق اللہ عزوجل ہے اور مراد یہ ہے کہ جو خواہش اونکے جیون مین ہے اگر اللہ پاک اوسکو قبول کرلے اور
اوسکے موافق امور مشروع فرماے تو البتہ آسمان وزمین بگڑ جائین اور جو اونمین ہی یعنی بسبب فساد واختلاف
اونکی خواہشون کے چنانچہ اللہ پاک نے اونکی طرف سے اونکے اس قول مین خبر دی ہے **لو لا نزل ھذا**
القرآن علی رجل من القریتین عظیم پھر فرمایا **اھم یقسمون رحمۃ ربک** **وقال تعالیٰ** **قل لو انتم**
تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق **لایہ وقال تعالیٰ ام لھم نصیب من**
الملک فاذا لا یؤتون الناس نقیرا اللہ پاک نے ان سب آیتون مین بندون کا عجز اور اونکی آرزو اور ہوا کا
اختلاف بیان کیا ہے اور وہ اپنے سارے صفات واقوال وافعال وشرع وقدر وتدبیر خلق مین کامل ہی
تعالیٰ وتقدس فلا الہ غیرہ ولا رب سواہ اور اسی لیے یون فرمایا ہے **بل اتیناھم بذکرھم** مراد ذکر سے قرآن شریف
ہے **فھم عن ذکرھم معرضون** **قولہ تعالیٰ ام تسالھم خرجا** حضرت حسن رض نے فرمایا **اجرا** **قتادہ**
نے کہا **جعلا** **فخراج ربک خیر** کا مطلب یہ ہی کہ تم جو اونکو ہدایت کی طرف بلاتے ہو سو تم اون سے اجر

---

۴۱ وجیزات وجب اردو
۴۲ یعنی
وقصہ ۱۲
دو غلام لفظ حدیث کا
فقہاء اس سے معاہدہ عرب
مین فتی غلام کو بولتے ہین
۴۳ کیون نہ
۴۴ چنانچہ کسی بڑے
۴۵ یہ اگر تمہارے
۴۶ اور اسکا مالک ۱۲
۴۷ یا اسکا کچھ حصہ
۴۸ اور اسکو ہوا
۴۹ یہ بڑا ۱۲

نہ کچھ اجرت مانگتے ہو نہ مزدوری نہ اور کوئی چیز بلکہ تم تو اس باب مین نزدیک اللہ پاک کے اوسکا ثواب
جزیل چاہتے ہو جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہی قل ۵۱ ما سالتکم من اجر فھو لکم ان اجری الا علی اللہ و قال
تعالیٰ قل ۵۲ ما سالکم علیہ من اجر و ما انا من المتکلفین و قال تعالیٰ قل ۵۳ لا اسالکم علیہ
اجرا الا المودۃ فی القربی و قال تعالیٰ و جاء ۵۴ من اقصی المدینۃ رجل یسعی قال یا قوم اتبعوا
المرسلین اتبعوا من لا یسالکم اجرا قولہ تعالیٰ و انک لتدعوھم الی صراط مستقیم
امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول ۵۵ اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس خواب مین دو فرشتے آئے سو ایک تو نزدیک آپکے دونون پانون کے بیٹھا اور
دوسرا نزدیک آپکے سر کے پھر جو آپکے پانون کے نزدیک تھا اوسنے کہا اوس سے جو آپکے سر کے
نزدیک تھا کہ اسکے مثل اور اوسکی امت کے مثل بیان کر تو اوسنے کہا کہ اسکی مثل اور اسکی امت کی مثل
مثل ایک قوم مسافر کے ہی کہ وہ پہنچے طرف سر ایک بیابان کے پس نتھا اونکے ہمراہ توشہ کہ اوس
سے اوس بیابان کو قطع کر جائین اور نہ وہ شے کہ بسبب اوسکے لوٹ جائین پھر اسی طرح وہ اس حال مین تھی کہ
۵۶ حلۂ جبرہ مین اونکے پاس ایک شخص آیا سو اوسنے کہا تم مجھے بتاؤ کہ اگر مین تمکو ریاض معشبہ و حیاض رواء پر
وارد کرون یعنی تمکو ایسے باغون مین لیجاؤن کہ ہرے بھرے ہون اور پانی کے حوض ہون کہ پینے والون کو
سیراب کردین تو تم میری پیروی کروگے تو وہ مسافر بولے ہان پھر وہ شخص اونکو لیچلا اور ریاض معشبہ و حیاض
رواء پر اونکو وارد کیا پس اونہون نے کہایا پیا موٹے ہوئے پھر اوس شخص نے اون سے کہا کیا مین نے
تمکو اوس حال پر نہین پایا تو تمنے میرے واسطے یہ بات ٹھیرائی تھی کہ اگر مین تمکو ریاض معشبہ و حیاض رواء پر
وارد کردون تو تم میری پیروی کروگے وہ بولے ہان کہا تو تمہارے آگے باغ ہین کہ ان باغون سے
زیادہ تر و تازہ ہین اور حوض ہین کہ ان حوضون سے زیادہ تر سیراب کرنیوالے ہین سو تم میرا اتباع کرو کہا پس
ایک گروہ بولا کہ اوسنے سچ کہا واللہ البتہ ہم ضرور اوسکی پیروی کرینگے اور ایک گروہ بولا مقرر ہم اس سے راضی
ہوئے اسی پر قائم رہین گے یعنی جن باغون حوضون پر ہم وارد ہین یہین رہین گے ہم ان سے خوش ہین
آگے نہ جائینگے حافظ ابو یعلی موصلی نے بسند خود عن عکرمہ عن ابن عباس عن عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہم روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک مین جنگل مارنیوالا ہون تمہارے
ازار کے نیفون پر آگ سے اور تم مجھ پر غلبہ کرتے ہو درآن حال کہ بے دھڑک ایک دوسرے پر گرتے ہو اوسمین

۵۱ تو کہہ جو مین نے تمسے
مانگا تمہارا کچھ نہین میرا
بدلہ مجھکو نہین ملتا مگر
اللہ سے ۱۲
۵۲ تو کہہ
نہین مانگتا مین تمسے
اوسپر کچھ بدلہ ۱۲
۵۳ تو کہہ
نہین مانگتا مین تمسے
اوسپر کچھ بدلہ ۱۲
۵۴ اور آیا
مین ۱۲
۵۵ اللہ کے پیارے سے
فرمایا کہ اے محمد صلعم
اب ہم تمکو ڈرانیوالے
تمہارے چلو راہ پر ان سے
ہمارے چلو ناچار ہوکر
اوسکے چلے نہین
۵۶ حفظ
رکھتے ۱۲
حضرت کا نام فرمایا اور
مکان ۱۲
چادر کو جو بدن سے
اوپر اوڑھتے ہین
سینی مخطط سے اوپر
کے ہوتے ہین

مثل بے دھڑک گرنے پروانون[1] اور ٹیڈیون[2] یا جھینگرون کے پس قریب ہے کہ مین چھوڑ دون تمہارے
نیفون کو اور مین تمہارا میر سامان ہون حوض پر پس تم وارد ہوگے مجھپر لکھتا اور متفرق پہچانون گا مین تمکو تمہاری
علامت اور نامون سے جسطرح کہ پہچانتا ہے آدمی بیگانے اونٹ کو اونٹون سے اپنے اونٹون مین پھر
تمکو بائین طرف لیجائین گے پس مین قسم دونگا تمہارے بارے مین رب العالمین کو اے رب
میری قوم اے رب میری امت پس کہا جائے گا اے محمدؐ تو نہین جانتا ہے اوسکو جو اونہون نے احداث
کیا بعد تیرے بیشک وہ چلتے تھے بعد تیرے پیچھے پانون کے اپنی ایڑیون پر پس البتہ مین پہچانون گا
ایک تمہارے کو کہ آئے گا روز قیامت مین اوٹھائے ہوئے بکری کو کہ واسطے اوسکے ثغار[3] ہوگا پکاریگا
یا محمدؐ یا محمدؐ تو مین کہونگا مالک نہین ہون واسطے تیرے اللہ سے کسی چیز کا مقرر مین پہنچا چکا اور البتہ
مین پہچانون گا ایک تمہارے کو کہ آئیگا قیامت کے دن اوٹھائے ہوئے اونٹ کو کہ واسطے اوسکے رغار
ہوگا پکارے گا یا محمدؐ یا محمدؐ تو مین کہون گا مالک نہین ہون مین واسطے تیرے کسی چیز کا مقرر مین پہنچا چکا
اور البتہ مین پہچانون گا ایک تمہارے کو کہ آئیگا قیامت کے دن اوٹھائے ہوئے گھوڑے کو کہ اوسکے واسطے حمحمہ ہوگا پس پکاریگا
یا محمدؐ یا محمدؐ تو مین کہون گا نہین مالک ہون مین واسطے تیرے کسی شے کا مقرر مین پہنچا چکا اور البتہ مین
پہچانون گا ایک تمہارے کو کہ آئیگا قیامت کے دن اوٹھائے ہوئے اوہوڑے کی مشک کو پکارے گا
یا محمدؐ یا محمدؐ تو مین کہون گا نہین مالک ہون مین واسطے تیرے کسی شے کا مقرر مین پہنچا چکا **علی بن**
مدینی نے کہا یہ حدیث حسن الاسناد ہے مگر حفص بن حمید مجہول ہے مین نہین جانتا ہون کہ سوائے
یعقوب بن عبداللہ اشعری عمی کے اور کسی نے اوس سے روایت کی ہو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے
ہین کہ اشعث بن اسحٰق نے بھی اوس سے روایت کی ہے یحیٰی بن معین نے حفص کے بارے مین
کہا ہے کہ صالح ہے اور نسائی و ابن حبان نے اوسکی توثیق کی ہے **قولہ تعالیٰ** وان الذین
لا یؤمنون بالاخرۃ عن الصراط لناکبون یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان نہین لاتے ہین البتہ سیدھی
راہ سے عادل مائل حائر منحرف ہین عرب لوگ جسوقت کوئی راہ سے مائل ہوتا ہی تو کہتے ہین نکب
فلان عن الطریق یعنی فلان شخص راہ سے مائل ہوگیا **قولہ تعالیٰ** ولو رحمناھم وکشفنا مابھم
من ضر للجوا فی طغیانھم یعمھون اللہ پاک خبر دیتا ہے اونکی غلظت و شدت سے کفر مین کہ اگر وہ
ضرر کو اون سے دور کردے اور اونکو قرآن پاک سمجھا دے تو وہ اوسکے منقاد و مطیع نہون اور اپنی

[1] اصل کا لفظ ان مسک بجھر ہے جھر جمع ہے جھزہ کی جسکے معنی خفاش کے ہین ۱۲
[2] اصل کا لفظ فراش و سبسب خدا وب جمع ہے جندب کی جسکے معنی ایک قسم کے ٹڈے کے ہین
[3] ثغار کے معنی اونٹنی کی آواز کے ہین اور رغار اونٹنی کی آواز کو کہتے ہین اور حمحمہ گھوڑے کی آواز کو کہتے ہین ۱۲ منہ

کفر وعناد وطغیان وسرکشی پر استمرار پزیر رہین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم ولو اسمعہم لتولوا وھم معرضون قال تعالیٰ ولو ترٰی اذ وقفوا علی النار فقالوا یالیتنا نرد ولا نکذب بایات ربنا ونکون من المؤمنین بل بدا لھم ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ الی قولہ لکٰذبون پس یہ علم الٰہی کے باب سے ہی ساتھ اوس شے کے جو نہوگی اگر ہوتی تو کیونکر ہوتی ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہر وہ شے جسین لو ہے تو وہ وہ شے ہے جو کبھی نہوگی کذا قال ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کاتب الحروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ ابو البقار کفوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کلیات مین یہی قول حضرت ابن عباس کا نقل کیا ہے پھر اوسکی یہ علت ذکر کی ہے کہ کلمہ لو حرف امتناع ہے تنبیہ کرتا ہی استحالہ وقوع پر اوس شے کی جسکا ذکر اوسکے مقرون آیا ہے اور اسی طرح جہان کہین سنت مین وارد ہوا ہے یعنی قرآن پاک اور حدیث لو لاک مین لو کا یہی حال ہے ف فتح البیان وغیرہ کا بیان فائح یہ ہی اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ کفار کا کفر پر پیش قدمی کرنیکا سبب ایک امر ہے ان چار امور سے پہلا امر یہ ہی افلم یدبروا القول ہمزہ انکاری ہے اور حرف فا واسطے عطف کے ہے مقدر پر اصل یدبروا کے یتدبروا ہے حرف تا کو دال سے بدلکر دال مین ادغام کر دیا ہے مراد قول سے قرآن شریف ہے مثل اسکے یہ آیت ہے افلا یتدبرون القرآن تدبر کہتے ہین اندیشہ کرنے کو یعنی سوچنے سمجھنے غور وفکر وتامل کرنے کو تقدیر یہ ہے افعلوا ما فعلوا فلم یتدبروا القرآن یعنی کیا کیا کفار نے جو کچھ کہ کیا سو قرآن کو سوچا سمجھا نہین مطلب یہ ہے کہ اونہون نے جو بی وقرآن کی تکذیب کی اور اپنی جہالت وضلالت پر جمے رہے سو اسکا سبب یہ ہی کہ نبی کی دلیل نبوت مین تامل نہ کیا وہ دلیل یہی قرآن معجز ہے جسکے لفظ معجز ہین اور اوسکا مدلول واضح وظاہر ہی اور اوسمین غور وفکر کرنا مستلزم ہے معرفت صانع اور وحدانیت صانع کو اور جو چیزین اعتقاد وعمل کے باب مین مکلف پر واجب ہین - اون سب کی معرفت کو لازم کرتا ہی پھر کیون نہین اوسمین غور کرتے تاکہ باطل کو چھوڑین اور حق کی طرف رجوع کرین اور جان لین کہ وہ بیشک حق ہے طرف سے اونکے رب کے کیونکہ اگر وہ اوسکے معانی مین فکر کرین تو ضرور اوپر اوسکا صدق کھل جاوے اور اوسپر ایمان لے آئین مع اوسکے کہ جو کچھ اوسمین ہے دوسرا امر یہ ہے ام جاءھم ما لم یأت اٰباءھم الاولین کلمہ ما سے مراد رسول وکتاب ہے یعنی بلکہ کیا آیا اونکے پاس وہ رسول جو اونکے اگلے باپ دادون کے پاس نہ آیا اور وہ کتاب آئی جو اونکے پاس نہ آئی سو یہ بات سبب ہوئی اسکی کہ قرآن سے

ف اور اگر اللہ جانتا ان مین کچھ بھلائی تو اونکو سنا دیتا اور اگر سنا دیتا تو اونکو اعراض کرنیوالے ہوکر پھر جاتے ۱۲

ف اور جبکہ تو دیکھے ۱۲

ف جسوقت اونکو ٹھیرایا جاویگا آگ پر تو کہنے لگین گے کاش کہ ہمکو پھیر دیجاوے اور ہم اپنے رب کی آیتون کو جھوٹا نہ بتلاوین اور ہم ایمان والون مین سے ہوجاوین بلکہ کھل گیا جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر پھیر بھیجے تو ضرور وہی کرین گے جو منع ہوچکے تھے اور وہ جھوٹے ہین اور کہتے ہین کہ ہماری زندگی نہین مگر ہماری دنیا کی اور ہمکو نہین اوٹھنا ۱۲

ف یہ بیان نہین کرتے کہ وہ کیا امر ہے قرآن مین ۱۲

تکبر کیا مقصود اقرار کرانا ہی اس امر کا کہ اونکے باپ دادون کے پاس کوئی رسول نہین آیا سو اس لیے اونکا
انکار کیا اسی کے مثل یہ آیت ہے لتنذر قوما ما انذر اباءھم کسی نے کہا کہ اونکے اگلون کے پاس رسول
آئے اللہ تعالیٰ نے رسولون کو اونکی طرف بھیجا جسطرح کہ اللہ پاک کا طریقہ ہے ارسال رسل مین کہ وہ اپنے
بندون کی طرف رسول بھیجا کرتا ہے سو یہ لوگ اس بات کو جان چکے ہین پھر کیونکر اس قرآن کو جھٹلایا زادہ کا
بیان یہ ہے کہ اونہون نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ایک نئی بات ہے
سُنی نہین گئی نہ اگلی امتون سے نقل کی گئی حالانکہ ایسا نہین ہے کیونکہ یہ لوگ بتواتر جان چکے ہین کہ رسول
برطریق تتابع امتون کی طرف بھیجے جاتے تھے اور ہر ایک اونمین سے جس رسالت کا مدعی تھا باظہار معجزات
اوسکو ثابت کرتا تھا اور امتون کا یہ حال تھا کہ بعض تو رسولون کو مانتے سو وہ نجات پاتے اور بعض تکذیب
کرتے تو بعذاب استیصال ہلاک ہوتے بالکل سیتا ناس کردیے جاتے تھے اور ان لوگون کو جو بات
باعث تکذیب ہوئی وہ بھی عدم تصدیق رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے کسی نے کہا کہ مراد کلمہ رما سے
بیخوف ہونا ہے عذاب الٰہی سے معنی یہ ہین بلکہ کیا آیا اونکے پاس بیخوف ہونا عذاب الٰہی سے جو نہ آیا
اونکے اگلے باپ دادون کے پاس سو وہ نڈرے جیسے کہ اونکے ابا و اجداد ڈرے چنانچہ حضرت
اسمعیل علیہ السلام اور اونکی اولاد پس وہ اللہ پر اور اوسکی کتب و رسل پر ایمان لائے اور اللہ پاک کے فرمان جبار
ہوئے تیسرا امر یہ ہے ام لم یرفوا رسولھم اسمین اضراب انتقال ہے توبیخ مذکور سے طرف اور
توبیخ کے بطور دیگر یعنی بلکہ کیا نہ پہچانا اپنے رسول کو ساتھ امانت و صدق و راستی و حسن خلق و کمال علم کے
باوجود نہ سیکھنے کے کسی سے انکے سوا اور صفات جو کہ انبیا علیہم السلام مین ہوتی ہین فھم له منکرون سو
وہ اوسکو اوپرا سمجھتے ہین حالانکہ ایسا نہین ہی کیونکہ وہ تو رسالت کے دعویٰ کرنے سے پہلے حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو نہایت امین و صادق اور کذب و اخلاق ذمیمہ سے پاک و صاف جانتے پہچانتے تھے
پھر کیون آپ کی تکذیب کی بعد اسکے کہ سب کے سب متفق الکلمہ ہوکر آپ کا نام مبارک امین صادق رکھتے
تھے انکار کے دو معنی ہین ایک تو ناشناختن یعنی نہ پہچاننا اور حرف فاسببیت کا ہی اور حرف لام واسطے
تقویت کے اور ضمیر مجرور راجع ہے طرف حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مفعول ہی منکرون کا فاصلے
کی رعایت سے اوسکو منکرون پر مقدم کیا ہی چونکہ اسم فاعل ضعیف العمل ہے معمول مقدم مین بوجہ ضعف
کے عمل نہین کرسکتا ہے اس لیے لام تقویت کا لایا گیا معنی یہ ٹھہرے کہ اونہون نے اپنے رسول کو

ف کہ تو ڈرا وے
ایک لوگون کو کہ نڈر نہین
سنے اونکے باپ دادون
نے ۱۲ منہ
پائے ہے ۱۲

پہچانا نہین اسواسطے اسکو اوپر اسمجھتے ہین موضح قرآن کا ترجمہ اسی انکار کے معنی پر مبنی ہی اس معنی کی بنا پر جملۂ فہم لہ منکرون اخیر جملے سے متعلق ہوگا دوسرے معنی انکار کے جحود کرون ہین یعنی جان بوجھکر کسی شے کا انکار کرنا حرف لام واسطے تعلیل کے اور مفعول منکرون کا محذوف یعنی منکرون دعواہ اور ضمیر لہ کی راجع ہے طرف احد ہذہ الوجوہ کے مراد ان وجوہ سے وہی تین وجہین ہین جو اس جملے سے پہلے مذکور ہوئی ہین اور حرف فا تفریع کا ہی معنی یہ ہین پس وہ لوگ بسبب کسی وجہ کے وجوہ مذکورہ سے آپکے دعوی کا انکار کرتے ہین کیونکہ سوائے ان وجوہ کے اور کوئی وجہ انکار کی نہین ہے اسواسطے کہ انکار کسی شی کا بطور قطع ویقین کے یا ازراہ ظن وتخمین کے اوسی وقت درست ہوتا ہے کہ جبوقت اوس شی کا امتناع ظاہر ہوجاے بحسب نوع یا بحسب شخص یا جس بات پر وہ شے دال ہی اوس سے انتہا درجہ کی بحث کیجاے پھر وہ نہ ملے انکار کے یہی وجوہ ہین انکے سوا انکار بے وجہ ہی پس کفار نے جو قرآن کریم ورسول رحیم کا انکار کیا سو اونکا انکار وجوہ انکار سے خالی ہی کیونکہ قرآن پاک کے لفظون کا اعجاز اور مدلول کا وضوح باواز بلند اوسکی حقیت کی ندا کر رہا ہی زیادہ تر غور وفکر کی بھی حاجت نہین ہی پھر انکار کی کیا وجہ نبی نے جو نبوت کا دعوی کیا ہی یہ کوئی نئی بات نہین ہی کیونکہ اوّل بھی انبیا ورسل ہوچکے ہین اور اونکو بتواتر معلوم ہوچکا ہی پھر انکار کی کیا وجہ اگر یہ بات ہو کہ اگلے رسول سچے تھے اور ہمارے نبی مین اوصاف انبیا نہین ہین ہم اونکو پہچانتے نہین اسواسطے انکا انکار کرتے ہین سو یہ بات بھی نہین دعوی نبوت سے پہلے اونکے اوصاف کو خوب جانتے پہچانتے تھے پھر انکار کی کیا وجہ پس معلوم ہوا کہ بغی وحسد کی راہ سے اونکے منکر ہوئے کیونکہ اسباب انکار کے سب مفقود ہین آبو صالح نے خوب کہا کہ اونہون نے اپنے نبی کو پہچانا لیکن اوپر حسد کیا پھر اللہ پاک نے چوتھا سبب کفر پر اقدام کرنیکا ذکر کیا پس فرمایا ام یقولون بہ جنۃ یہ بھی انتقال ہے ایک توبیخ سے طرف اور توبیخ کے یعنی بلکہ کیا وہ کہتے ہین کہ اوسکو سودا ہی باوجود اسکے کہ خوب جان چکے تھے کہ عقل اونکی سب لوگون سے زیادہ تر راجح تھی ذہن اونکا سب سے بڑھکر ثاقب تھا لیکن جبکہ وہ ایسی شی لیکر آئی جو اونکی ہوی وخواہش کے مخالف تھی اسلیے اوسکو دفع کیا اور براہ تعصب وحمیت اونکے منکر ہوئے یا پنجوان سبب آیندہ مذکور ہوگا یعنی ام تسالہم خرجا فربہ اللہ پاک نے اس سب سے اعراض کرکے فرمایا بل جاءہم بالحق یعنی قرآن و رسول کے حق ہین جو اونہون نے زعم کیا بات ویسی نہین ہی بلکہ وہ تو اونکے پاس حق لیکر آیا ہی حق سے مراد دین قویم ہی یا قرآن کریم جو کہ توحید وشرائع واحکام اسلام پر مشتمل ہی واکثرہم للحق کارھون یعنی اکثر لوگون کو حق بُرا لگتا ہی اسواسطے کہ وہ مجبول ہوئے ہین تعصب پر اور مخلوق ہوئے ہین انحراف پر حواسے اور بُعد پر

حق سے سوا سی لیے یہ واضح ظاہر حق اونکو بُرا لگا یہان مراد حق سے عام تر ہی حق اول سے یہی وجہ ہے کہ مضمر کی جگہہ مظہر کہا ہی ظاہر نظم قرآنی یہ ہے کہ کمتر لوگ اونمین کے حق کو مکروہ نہین رکھتے تھے لیکن مکروہ رکھنے والون کے خوف سے اونہون نے ایمان کو ظاہر نہ کیا یا اِس لیے کہ اونکی فطنت و دانائی کم تھی اور فکر و غور نہ تھی نہ اسواسطے کہ حق کو مکروہ رکھتے تھے جملہ ولو اتبع الحق اھواءھم مستانفہ ہی بیان ہے اس بات کا کہ اگر حق اونکی خواہش و ارادے کے موافق آتا اللہ پاک کے لیے شریک و ولد ثابت کرنے مین متفق ہوتا تو یہ ایک فساد عظیم کو مستلزم ہوتا اور عالم کا نظام صلاح و درستی سے بالکل خارج ہوجاتا لفسدت السموات و الارض کے یہی معنی ہین ابن جریج و مقاتل و سُدی و ابو صالح نے کہا ہی کہ مراد حق سے اللہ عزوجل ہی معنی یہ ہین اگر اللہ اپنے نفس کے ساتھہ کوئی شریک ٹھیراتا جیسا کہ تم دوست رکھتے ہو تو البتہ فاسد ہوجاتے آسمان و زمین و من فیھن یعنی اور وہ مخلوقات جو آسمان و زمین مین ہی خاصکر عقلا کا ذکر اسلیے کیا کہ غیر عقلا تابع عقلا ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ومایفھما پڑہا ہی فرار و زجاج نے کہا جائز ہے کہ مراد حق سے قرآن ہو یعنی جس شرک کو تم دوست رکھتے ہو اگر اوسکے ساتھہ قرآن نازل ہو تو نظام عالم کا بگڑ جائے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اللہ پاک کے ساتھہ معبودون کا ٹھیرانا جو وہ کہتے ہین اگر وہ حق ہو تو معبود مختلف ہونگے اسی کی مثل یہ آیت ہے لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا کیونکہ جب شی مین متعدد حاکم ہونگے تو اوسمین عادۃً تمانع موجود ہوگا ہر حاکم اپنا حکم جمائے گا دوسرے کو منع کرے گا اوّل قول کی طرف اکثر گئے ہین لیکن اوسپر یہ بات وارد ہوتی ہی کہ مراد حق سے اس جگہہ وہی حق ہی جو اوّل بل جاءھم بالحق مین مذکور ہوچکا ہے اور وہان حق سے مراد اللہ سبحانہ نہین ہوسکتا ہی اس لیے اولیٰ یہ ہے کہ یہان اور وہان تفسیر حق کی یون کیجاے کہ حق سے مراد صدق صحیح ہے دین خالص سے جو کہ شرع الہی سے ہی معنی یہ ہین کہ اگر حق اونکی خواہشون کے موافق اونکے مقاصد فاسدہ کے متابع وارد ہو تو فساد حاصل ہوجاے بنی آدم کے مکلفین کا سبب فساد تو خود ظاہر ہے وہ اونکے گناہ ہین منجملہ معاصی ہوے مخالف حق ہی تنہا فساد اونکے سوا اور خلق کا سو وہ بطور تبع ہے کیونکہ غالب مین اونکی تدبیر ذوی العقول کے سبب سے کیجاتی ہی پس جب وہ فاسد ہوئے تو وہ بھی فاسد ہوگیے پھر اللہ پاک نے ذکر کیا کہ نزول قرآن کا اونپر منجملہ حق ہے پس ارشاد فرمایا بل اتینا ھم بذکرھم یہ اضراب و انتقال ہے واکثرہم للحق کارہون سے یعنی وہ کیونکر حق کو مکروہ رکھتے ہین باوجود اسکے کہ قرآن شریف تو اونکی تشریف و تعظیم لیکر آیا ہے سو لائق اونکو یہ ہے کہ منقاد و مطیع ہون پس اس جگہہ مراد ذکر سے

لہ اگر ہوتے ان دونون مین اور حکم کرتے اللہ کے دونون خراب ہوتے ۱۲

قرآن ہے یعنی بلکہ ہم لائے اونکے پاس وہ کتاب جو کہ اونکا فخر و شرف ہے کیونکہ رسول اونہین مین سے ہے اور قرآن اونہین کی زبان مین ہے اسکی مثل یہ آیت ہے وانہ لذکر لک ولقومک حاصل معنی یہ ہے کہ ہم اونکے پاس اونکا فخر و شرف لائے جسکا قبول کرنا اور اوسپر متوجہ ہونا اون پر واجب ہے قتادہ نے کہا معنی یہ ہین کہ ہم اونکے پاس وہ شے لائے جسمین اون کا ثواب و عقاب مذکور ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جس شے کی اونکو حاجت ہے امر دین سے اوسکے ذکر کو لائے ابن ابی اسحق و عیسیٰ بن عمر نے اتیتہم بتاے متکلم پڑہا ہے ابو حیوہ و حمدری نے بتاے خطاب یعنی اتیتہم یا محمد عیسیٰ ابن عمر نے بذکرہم اور قتادہ نے نذکرہم بنون و تشدید بصیغہ متکلم پڑہا ہے ماخوذ تذکیر سے اس قرارت کی بنا پر جملہ محل نصب مین ہوگا بنا بر حال کسی نے کہا مراد ذکر سے وعظ و تحذیر ہے کسی نے کہا مراد ذکر سے وہ ہے جسکی تمنا کیا کرتے اور کہتے تھے کہ لو ان عندنا ذکرا من الاولین حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ معنی اتینا ہم کے بینا لہم ہین فہم عن ذکرہم معرضون یعنی اونہون نے جو استکبار و نکوص کیا سو وہ بسبب اوسکے اپنے ذکر سے جو اونکے ساتہہ خاص تہا اعراض کرنے والے ہین اپنے سو اختیار سے کسی حال مین طرف اوسکے التفات نہین کرتے ہین یہان بذکرہم کے بجاے یہ کافی تہا لیکن تاکید و تشنیع کے واسطے اسم ظاہر کو بجاے ضمیر رکہا اس ترکیب مین وہ شے ہے جو دال ہے اسپر کہ اونکا اعراض مختص ہے ساتہہ ذکر کے اوس سے غیر کی طرف تجاوز نہین کرتا ہے پہر اللہ پاک نے بیان کیا کہ دعوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طمع دنیا کے ساتہہ مخلوط نہین ہے پس ارشاد فرمایا ام تسألہم خرجا یہ پانچوان سبب ہے کفر پر اقدام کرنے کا جسکا ذکر اول ہو چکا ہے کلمہ ام منقطعہ ہے معنی یہ ہین لیکن وہ خیال کرتے ہین کہ تو اون سے اجرت مانگتا ہے جسکو تو رسالت پر لیتا ہے سو اسواسطے وہ نہ تجہپر ایمان لاتے ہین نہ اوسپر جسکو تو لیکر آیا ہے باوجود اسکے کہ وہ خوب جانتے ہین کہ نہ تو نے اون سے اجرت مانگی نہ اون سے اوسکی طلب کی فخراج ربک خیر یعنی پس رزق تیرے رب کا جو دنیا مین تجہے دیتا ہے اور اجر اوسکا جو آخرت مین تجہے عطا فرمائے گا وہ تیرے لیے بہتر ہے اوس چیز سے جسکا ذکر ہوا حمزہ و کسائی و اعمش و یحییٰ بن وثاب نے ام تسالہم خراجا پڑہا ہے باقی قاریون کی قرارت خرجا ہے اور فخراج ربک سب نے پڑہا ہے مگر ابن عامر و ابو حیوہ نے فخرج بدون الف پڑہا ہے خرج وہ ہے جو مقابل دخل ہوتا ہے

یعنی آمد و خرچ جس چیز کو تو اپنی غیر کی طرف نکالے اوسکو خرچ کہتے ہین اور خراج ضریبہ مین غالب ہے
یعنی جو کرایہ زمین پر لیا جاتا ہے خراج کا استعمال اوسمین اکثر ہوتا ہے مبرد نے کہا خرج مصدر ہی اور خراج
اسم ہے نضر بن خمیل کہتے ہین مین نے ابو عمرو بن العلا سے فرق پوچھا درمیان خرج و خراج کے تو
کہا خراج وہ ہے جو تجھ پر لازم ہوا ہے اور خرج وہ ہے جسکے ساتھ تو نے تبرع و احسان کیا ہی یہ بھی
اون سے مروی ہے کہ خرج غلامون سے ہوتا ہے اور خراج زمین سے پس خرج خاص تر ہی خراج سے
تو یون ہوتا ہے کہ خراج قریہ کا اور خرج کوفہ کا زیادتی لفظ کے واسطے زیادت معنی کے ہے حفناوی
نے کہا کہ خراج ابلغ ہے خرج سے کیونکہ خرج وہ ہے جو ایک بار دیدیا جاے تکرار اوسکی واجب نہین ہے
اور خراج اوسی ملتزم کو بولتے ہین جسکی تکرار واجب ہے جیسے خراج زمین کا پس جانب عوض کفارین
خرج کا ذکر کیا اور جو کچھ اللہ آپ کو عطا کریگا اسکی جانب مین خراج کا ذکر فرمایا سو اسمین غایت
درجے کی بلاغت ہے غرض یہ ہے کہ یہ تین قراءتین ہین ایک یہ ہے کہ اوّل خرج دوسرا خراج دوسرے
دونون جگہ خرجا تیسرے دونون موضع مین خراجا پس انمین پہلی سب سے ابلغ ہے دوسرے کی بنا پر
ثانی مین خرج واسطے مشاکلت کے ہے اور تیسرے کی بنیاد پر ذکر اوّل کا مشاکلت کے لیے ہی تینون
قراءتین سبعیہ ہین جملہ فخراج ربک خیر تعلیل ہے نفی سوال کی جو کہ انکار سے سمجھی جاتی ہی یعنی تو اون سے
اجرت کا سوال نہین کرتا ہی اسواسطے کہ اللہ پاک نے جو روزی تجھے عطا کی ہی وہ بہتر ہی جملہ وھو خیر
الرازقین مقرر مثبت ہے اپنے ماقبل کا وہ یہی ہے کہ اللہ پاک کا رزق یعنی اوسکا اجر و ثواب خیر ہے
اور وہ سب دینے والون سے افضل و بہتر و برتر ہے پھر جب اللہ پاک نے فریقہ کفار کو کا سد کیا تو
بعد اوسکے اوس شی کی صحت بیان کی جسکی طرف رسول نے اونکو بلایا اور جو لوگ اوس سے مائل
ہوئے اونکے مائل ہونے کی علت کی طرف اشارہ کیا پس ارشاد فرمایا وانک لتدعوھم الی صراط
مستقیم یعنی بیشک تو تو اونکو بلاتا ہے طرف ایسی سیدھی کھلی راہ کے کہ عقلین گواہی دیتی ہین
کہ وہ راہ راست ہے اوسمین کسی طرح کی کجی نہین ہے صراط لغت مین طریق کو کہتے ہین پھر دین کا نام
طریق رکھدیا اسواسطے کہ طریق مؤدی ہوتا ہے طرف دین کے تنکیر صراط کی واسطے تعظیم کے ہے
پھر اللہ پاک نے کفار کا وصف کیا کہ وہ اسکے خلاف پر ہین پس فرمایا وان الذین لا یؤمنون
بالاخرۃ عن الصراط لناکبون محاورہ مین کہتے ہین نکب عن الطریق نکب نکوبا جسوقت کہ

کوئی شخص راہ سے مائل ہوا اور غیر راہ کی طرف جھکے نکوب و نکب بمعنی عدول و میل ہے اسی
مادے سے نکباء اوس ہوا کو کہتے ہین جو درمیان دو ہواؤن کے چلتی ہے اوسکا نام نکباء
اسلیئے رکھا ہے کہ مہاب سے مائل ہوتی ہے عن الصراط متعلق ہے ناکبون سے معنی یہ
ہین کہ یہ جو لوگ بعدم ایمان بآخرت موصوف ہین یعنی بعث و ثواب و عقاب کے منکر ہین وہ اس
سیدھی راہ سے یا جنس صراط سے البتہ میل کرنیوالے ہین پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ وہ کفر پر
مصر ہین جمے ہوئے ہین کسی حال مین اوس سے رجوع نکرینگے پس فرمایا ولو رحمناھم
وکشفنا ما بھم من ضر للجوا فی طغیانھم یعنی اگر ہم اونپر رحم کرین اور قحط و خشکسالی اونسے
دور کردین تو البتہ وہ اپنے طغیان و ضلال مین تمادی کرینگے اصل لجاج کی تمادی ہے عناد مین
اسی مادے سے لجہ بفتح تردد آواز کو کہتے ہین اور لجۃ البحر بالضم اوسکے تردد امواج کو بولتے
ہین لجۃ اللیل شب کی تردد تاریکی کو کہتے ہین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اگر ہم اونکو دنیا کی طرف
پھیر لائین اور اونکو آگ مین داخل نکرین اور اونکو آزمائین تو البتہ وہ اپنی سرکشی مین تمادی کرینگے
یعمھون کے معنی یہ ہین کہ تردد و تذبذب و خبط کرینگے ولقد اخذنٰھم بالعذاب فما استکانوا
لربھم وما یتضرعون ○ حتی اذا فتحنا علیھم بابا ذا عذاب شدید اذا ھم فیہ
مبلسون ع وھو الذی انشا لکم السمع والابصار والافئدۃ ط قلیلا ما
تشکرون ○ وھو الذی ذرا کم فی الارض والیہ تحشرون ○ وھو الذی یحیی و
یمیت ولہ اختلاف الیل والنھار ط افلا تعقلون ○ بل قالوا مثل ما قال الاولون ○
قالوا ءاذا متنا وکنا ترابا وعظاما ءانا لمبعوثون ○ لقد وعدنا نحن وابآؤنا
ھذا من قبل ان ھذا الا اساطیر الاولین ○ اور ہمنے پکڑا تھا اونکو آفت
مین پھر نہ دی اپنے رب کے آگے اور نہین گڑگڑاتے یہانتک کہ جب کھولینگے ہم اونپر دروازہ
ایک سخت آفت کا تب اوسمین اونکی آس ٹوٹے گی ف شاید وہ دروازہ لڑائیون کا کھلا
جسمین تھک کر عاجز ہوئے اور اوسی نے بنا دیئے تمکو کان اور آنکھین اور دل تم بہت تھوڑا حق
مانتے ہو اور اوسی نے تمکو بکھیر رکھا ہے زمین مین اور اوسی کی طرف جمع ہوکر جاؤگے اور وہی ہے
جلاتا اور مارتا اور اوسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تمکو بوجھ نہین کوئی نہین یہ وہی

کہتے ہین جیسا کہہ چکے ہین پہلے کہتے ہین کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیان کیا ہمکو
جلا اوٹھانا ہے وعدہ مل چکا ہمکو اور ہمارے باپ دادون کو یہی پہلے سے اور کچھ نہین یہ
نقلین ہین پہلون کی انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہین ولقد اخذناھم بالعذاب
یعنی ہمنے اونکو آزمایا مصیبتون سختیون سے فما استکانوا لربھم سو جس کفر و مخالفت مین وہ
تھے اسنے اونکو اوس سے باز نرکھا بلکہ اپنے غی و ضلال پر مستمر رہے ما استکانوا کے معنی ہین
ماخشعوا یعنی اونھون نے فروتنی و عاجزی نہ کی وما یتضرعون سے مراد ما دعوا ہے
یعنی دعا نہ کی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست
قلوبھم الآیہ **ابن ابی حاتم** نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے
کہ ابوسفیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا عرض کیا یا محمد مین تمکو قسم دیتا ہون
اللہ کی اور رحم کی کہ مقرر ہمنے علہز کہا یعنی اونٹ کا بچہ اور خون اسپر اللہ پاک نے یہ آیت
نازل فرمائی ولقد اخذناھم الآیۃ وھکذا رواہ النسائی عن محمد بن عقیل
عن علی بن الحسین عن ابیہ بہ **ص** اس حدیث کی صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش پر بد دعا کی جبکہ وہ نافرمان ہوے تو فرمایا اللھم اعنی
علیھم بسبع کسبع یوسف یعنی الہی تو میری اعانت کر اونپر ساتھ سات سال قحط کے مثل سات
سال یوسف علیہ السلام کے **ابن ابی حاتم** نے وہب بن عمر بن کیسان سے روایت کیا ہے
کہا کہ وہب بن منبہ قید ہوے تو ایک شخص نے منجملہ ابنا اونسے کہا کیا مین تمہارے واسطے
ایک بیت شعر کی نہ پڑھون اے ابوعبداللہ تو وہب بولے کہ ہم تو ایک نوع کے عذاب الہی مین
ہین اور اللہ یون فرماتا ہے ولقد اخذناھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون
کہا اور تین دن پیہم وہب نے روزہ رکھا تو کسی نے اونسے کہا اے ابوعبداللہ یہ کیا روزہ ہے
کہا کہ اونسنے ہمارے واسطے ایک نئی بات کی تو ہمنے بھی نئی بات کی یعنی اونسنے ہمارے واسطے
احداث حبس کیا تو ہمنے بھی احداث زیادہ عبادت کا کیا **قولہ تعالی** حتی اذا فتحنا
تا مبلسون یعنی یہانتک کہ جب آئیگا اونکے پاس امر اللہ کا اور آئیگی اونکو قیامت ناگہان
تو پکڑے گی اونکو اللہ کے عذاب سے وہ شے جسکا وہ گمان نکرتے تھے سو اسوقت وہ ہر خیر و

سو جس کفر و مخالفت مین وہ تھے اسنے اونکو اوس سے باز نرکھا بلکہ اپنے غی و ضلال پر مستمر رہے ما استکانوا کے معنی ہین ماخشعوا یعنی اونھون نے فروتنی و عاجزی نہ کی وما یتضرعون سے مراد ما دعوا ہے یعنی دعا نہ کی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم الآیہ **ابن ابی حاتم** نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ ابوسفیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا عرض کیا یا محمد مین تمکو قسم دیتا ہون اللہ کی اور رحم کی کہ مقرر ہمنے علہز کہا یعنی اونٹ کا بچہ اور خون اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی ولقد اخذناھم الآیۃ وھکذا رواہ النسائی عن محمد بن عقیل عن علی بن الحسین عن ابیہ بہ **ص** اس حدیث کی صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش پر بد دعا کی جبکہ وہ نافرمان ہوے تو فرمایا اللھم اعنی علیھم بسبع کسبع یوسف یعنی الہی تو میری اعانت کر اونپر ساتھ سات سال قحط کے مثل سات سال یوسف علیہ السلام کے **ابن ابی حاتم** نے وہب بن عمر بن کیسان سے روایت کیا ہے کہا کہ وہب بن منبہ قید ہوے تو ایک شخص نے منجملہ ابنا اونسے کہا کیا مین تمہارے واسطے ایک بیت شعر کی نہ پڑھون اے ابوعبداللہ تو وہب بولے کہ ہم تو ایک نوع کے عذاب الہی مین ہین اور اللہ یون فرماتا ہے ولقد اخذناھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون کہا اور تین دن پیہم وہب نے روزہ رکھا تو کسی نے اونسے کہا اے ابوعبداللہ یہ کیا روزہ ہے کہا کہ اونسنے ہمارے واسطے ایک نئی بات کی تو ہمنے بھی نئی بات کی یعنی اونسنے ہمارے واسطے احداث حبس کیا تو ہمنے بھی احداث زیادہ عبادت کا کیا **قولہ تعالی** حتی اذا فتحنا تا مبلسون یعنی یہانتک کہ جب آئیگا اونکے پاس امر اللہ کا اور آئیگی اونکو قیامت ناگہان تو پکڑے گی اونکو اللہ کے عذاب سے وہ شے جسکا وہ گمان نکرتے تھے سو اسوقت وہ ہر خیر و

ہر راحت سے نا امید ہو جائین گے اور اونکی آرزوئین تمنائین سب ٹوٹ جائین گی پھر اللہ پاک نے اُن نعمتون کا ذکر فرمایا جو اوسنے اپنے بندون کو عطا کی ہین وہ یہ ہین کہ اوسنے اونکے لیے بنا دیئے کان آنکھین دل مراد افعدہ سے عقول وفہوم ہین جنسے اشیا کا ادراک کرتے ہین اور جو نشانیان عالم مین اللہ پاک کی وحدانیت پر دال ہین اونسے عبرت لیتے ہین اور اللہ پاک ہی فاعل مختار ہے واسطے اُس شے کے جسکو چاہتا ہے قلیلا ما تشکرون کا مطلب یہ ہے کیا کم ہے شکر تمھارا واسطے اللہ کے اُس شے پر جسکا اوسنے تمہیں انعام فرمایا ہے **کقولہ تعالیٰ** وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت عظیم وسلطان قاہر کی خبر دی کہ اوسنے خلق پیدا کی اور سارے اطراف زمین مین بکھیرا باوجود اونکے اختلاف اجناس ولغات وصفات کے پھر قیامت کے دن اونکے اوّلین و آخرین کو جمع کرے گا لیقات یوم معلوم پھر اونمین سے نہ کسی چھوٹے کو چھوڑے گا نہ بڑے کو نہ نر کو نہ مادہ کو نہ جلیل کو نہ حقیر کو مگر اوسکا اعادہ کرے گا جسطرح کہ اوسکی ابتدا کی تھی اور اسی لیے یون فرمایا وھو الذی یحیی ویمیت یعنی وہی زندہ کریگا بوسیدہ ہڈیون کو اور مارے گا امتون کو وله اختلاف اللیل والنھار کے معنی یہ ہین کہ اوسی کے حکم سے ہے تسخیر رات اور دن کی ہر ایک اونمین سے دوسرے کو تیز طلب کر رہا ہے ایک کے بعد دوسرا آتا رہتا ہے نہ وہ سست ہوتے ہین نہ اونکے سوا اور زمانے سے جدا ہوتے ہین **کقولہ تعالیٰ** لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النھار الآیہ **قولہ تعالیٰ** افلا تعقلون کا مطلب یہ ہے پھر کیا تمھاری عقلین نہین ہین کہ عزیز علیم کی تمکو راہ بتائین جسنے ہر شے کو مقہور کیا ہے اور ہر چیز پر غالب ہوا ہے اور ہر شے اوسکے لیے دب رہی ہے پھر خبر دی طرف سے منکرین بعث کے کہ وہ اپنے اگلے جھٹلانیوالون کے مشابہ ہین بل قالوا مثل ما قال الاولون یعنی بعد بوسیدہ ہو جانے کے وقوع بعث کو بعید جانتے ہین لقد وعدنا نحن وآباؤنا ھذا من قبل الآیۃ یعنی اعادہ محال ہے اسکی تو وہی شخص خبر دیتا ہے جسنے اوسکو اگلون کی کتابون سے اخذ کیا ہے اور اونکے اختلاق وافترا سے مطلب یہ کہ یہ بات نفس الامری نہین ہے بلکہ اپنی طرف سے تراش لی ہے یہ انکار وتکذیب اونسے ایسی ہے جسطرح کہ اللہ پاک نے اونکی طرف سے خبر دی ہے ءاذا کنا

عظاما نخرة قالوا تلك اذا كرة خاسرة فانما هي زجرة واحدة فاذا هم بالساهرة
وقال تعالٰے اولم ير الانسان انا خلقناه من نطفة فاذا هو خصيم مبين وضرب
لنا مثلا ونسي خلقه قال من يحيي العظام وهي رميم قل يحييها الذي انشأها
اول مرة وهو بكل خلق عليم الآيات ف فتح البيان کا بیان یہ ہے کہ جملہ ولقد
اخذناهم بالعذاب تاکید ہے جملۂ شرطیہ سابق کی اوسکی تقریر کے لیئے لایا گیا ہے کسی نے
کہا عذاب سے مراد وہ بھوک ہے جو سالہاے قحط مین اونکو پہونچی تھی کسی نے کہا مرض کسی نے کہا
بدر کے دن کا قتل زجاج نے اسی قول کو اختیار کیا ہے کسی نے کہا موت کسی نے کہا مراد وہ لوگ
ہین گزشتہ امتون سے جنپر عذاب آیا فما استكانوا لربهم کا مطلب یہ ہے کہ اونھون نے
اپنے رب کے واسطے نہ خضوع کیا نہ فروتنی نہ ذلیل ہوئے نہ دبے بلکہ اللہ پاک پر جو تمرد و سرکشی کیا کرتے
تھے اور اوسکے معاصی مین ڈوبے رہتے تھے اوسی پر قائم و دائم رہے وما يتضرعون کے
یہ معنی ہین کہ اللہ کے واسطے خشوع و عاجزی نہین کرتے ہین سختیون مین جبکہ وہ اونپر آپڑتی ہین
اور نہ اُنکے رفع کے واسطے اللہ کو پکارتے ہین بیہقی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے کہ ابن اثال حنفی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور وہ
قیدی تھا پھر آپنے اوسکو رہا فرمایا تو وہ یمامہ مین جا ملا پس حائل ہوگیا درمیان اہل مکہ کے اور
درمیان غلہ کے جو کہ یمامہ سے آیا کرتا تھا یہانتک کہ قریش نے اونٹ کی پشم خون سے
کھائی یعنی بھوک کے مارے اسپر ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
شریف مین حاضر ہوا تو عرض کیا کیا تم زعم نہین کرتے ہو کہ تم عالمین کے لیئے رحمت مبعوث
ہوئے ہو فرمایا بلیٰ یعنی ہان عرض کیا البتہ مقرر تمنے آباء کو تو تلوار سے قتل کیا اور ابناء کو بھوک
سے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے اس
آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ اونھون نے تواضع و فروتنی نہ کی دنیا مین اور نہ خضوع کیا اگر وہ
خضوع کرتے واسطے اللہ کے تو وہ اونکی دعا قبول فرماتا حتی اذا فتحنا عليهم بابا ذا
عذاب شديد کلمۂ حتیٰ ابتدائیہ ہے کسی نے کہا عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے
کسی نے کہا اونکا قتل ہے بدر کے دن تلوار سے قالہ ابن عباس رض کسی نے کہا قحط ہے جو

کیا وہ کبھی نہین آدمی کر
ہمنے اوسکو بنایا ایک
بوند سے پھر تب ہی وہ
ہوگیا جھگڑنے والا اور
بیٹھا ہمپر کہاوت
اور بھول گیا اپنی پیدائش
کہنے لگا کون جلاوے گا
ہڈیان جب کہ گلی سڑی ہون
تو کہدو اونکو جلاوے گا
جسنے بنایا اونکو پہلی بار
اور وہ سب بنانا جانتا ہے
جسنے بنادی تمکو سبز درخت
سے آگ پھر اب تم اوسی سے
سلگاتے ہو ۱۲ منہ

اونکو پہونچا تھا کسی نے کہا فتح ہے مکہ مکرمہ کی کسی نے کہا قیام قیامت ہے اذا ھم فیہ مبلسون
کے معنی یہ ہین کہ وہ اوسمین متحیر ہین جانتے نہین کہ کیا کرین ابلاس کہتے ہین تحیر کو اور ناامید ہونے کو
ہر بھلائی سے سلمی نے بفتح لام پڑہا ہے ماخوذ ابلسۃ سے یعنی داخل کیا اوسکو ابلاس مین اسکی
تفسیر سورۂ انعام مین گزر چکی ہے پھر اللہ پاک نے بعض نعمتون کی منت رکھی جو اونکو عطا
کی ہین مقصود اوس سے تقریع و توبیخ ہے بنسبت کفار کے اور یاد دلانا نعمتون کا ہے
بنسبت مومنین کے وہ نعمتین یہی نعمت سمع و بصر و فواد ہے سو یہ نعمتین اونکے ساتھ
اسلیئے ہوئین کہ مواعظ کو سُنین عبرتون کو دیکھین دلون سے فکر و غور کرین پس وہ انمین
سے کسی نعمت کے ساتھ نفع یاب نہوئے اسلیئے کہ کفر پر اصرار کیا حق سے دور ہوئے اور
اسپر اوسکا شکر نہ کیا اسلیئے اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا قلیلا ما تشکرون یعنی تم بہت ہی
قلیل حقیر شکر کرتے ہو جسکا ایسی ایسی بڑی نعمتون کے مقابلے مین کچھ اعتبار و شمار نہین ہے
کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ وہ بالکل شکر ہی نہین کرتے ہین نہ یہ کہ اونکے لیئے قلیل شکر ہے
جسطرح کہ منکر نعمت کے حق مین بولتے ہین ما افل شکرہ مراد یہ ہے کہ وہ شکر نہین کرتا ہے
اس آیت کی مثل یہ آیت ہے فما اغنی عنہم سمعہم ولا ابصارہم ولا افئدتہم اسمین
تنبیہ ہے اس بات پر کہ جس کام کے لیئے یہ اعضا پیدا کیئے گئے ہین جو شخص اونکو اوسمین مستعمل
نہین کرتا ہے تو وہ مثل اوسکے ہے جسکے یہ اعضا نہین ہین ذرءکم کے معنی ہین بثکم یعنی
اوسی نے تمکو زمین مین بکھیرا ساتھ نسل کے جسطرح کہ دانے بکھیرے جاتے ہین تاکہ اگین اسکی
تحقیق اول گزر چکی ہے والیہ تحشرون کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن تم جمع
کیئے جاؤ گے بعد تفرق تمہارے کے وھو الذی یحیی ویمیت یعنی وہی جلاتا اور مارتا ہے
بطور انفراد و استقلال کے یہ خاص اوسی کا کام ہے اسمین کوئی شریک نہین ہے مطلب یہ ہے
کہ زندہ کرتا ہے روحون کو ساتھ پیدا کرنے کے اور ساتھ روح پھونکنے کے مضغہ مین اور مارتا ہے
روحون کو ساتھ فنا کرنے کے علامہ نسفی کی عبارت یہ ہے یحیی النسم بالانشاء ویمیتھا
بالافناء اسمین یاد دلانا ہے نعمت حیات کا اور بیان ہے انتقال کا حیات سے طرف
دار آخرت کے ولہ اختلاف اللیل والنہار یعنی اوسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا ازراہ

خلق وایجاد کے مطلب یہ ہے کہ اوسی کے خلق وایجاد سے رات دن بدلتے ہین فرا ءنے کہا
اوسی نے کیا ہے اونکو مختلف کہ ایک جاتا ہے دوسرا آتا ہے اور سیاہی وسپیدی
مین دونون مختلف ہوتے ہین کسی نے کہا اختلاف اُنکا یہ ہے کہ اونمین سے ایک کا نقصان اور
دوسرے کی زیادتی کسی نے کہا تکرار ہے اونکی دن بعد دن کے اور رات بعد رات کے
افلا تعقلون یعنی پھر کیا تم نہین بوجھتے ہو اوسکی کنہ قدرت کو اور اسمین فکر وغور نہین کرتے ہو
پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ بعث کے انکار مین اونکو کچھ شبہہ نہین ہے مگر یہی چنگل مارنا
تقلید کی رسی پر جسکی بنا صرف استبعاد پر ہے پس فرمایا بل قالوا مثل ما قال الاولون یعنی
اونکے اگلے باپ دادے اور جو لوگ اونکے موافق تھے اونکے دین مین جیسے قوم حضرت
نوح وہود وصالح وغیرہم علیہم السّلام مطلب یہ کہ جیسے اگلے لوگ منکر بعث ہوئے ویسے ہی
انھون نے بھی اونکی پیروی کرکے انکار کیا پھر جو اگلون نے کہا تھا اللہ پاک نے اوسکا
بیان کیا قالوا ءاذا متنا وکنا ترابا وعظاما ءانا لمبعوثون پس یہ مجرد استبعاد ہے
اسمین کسی شبہے سے تعلق نہ کیا پھر اس قول کو اپنے اس قول سے پورا کیا کہ لقد وعدنا
نحن ومن قبل یعنی ہمکو اس بعث کا اب وعدہ ملا اور ہمارے باپ دادون کو وعدہ دیا گیا
جو ہمسے پہلے ہوئے ہین سو ہمنے اوسکی تصدیق نہ کی جسطرح اونھون نے اوسکو نہ مانا پھر تکذیب
کی تصریح کی اور مجرد زعم باطل کی طرف بھاگے پس بولے ان ھذا الا اساطیر الاولین
یعنی یہ تو اگلون کی جھوٹی باتین ہین جنکو کتابون مین لکھ رکھا ہے اساطیر جمع ہے اسطورہ
کی مثل احدوثہ کے اباطیل وترّہات وکذب کو اساطیر کہتے ہین ان سب کے معنی ہین بے اصل
واہیات قصّے کہانیان کسی نے کہا جمع ہے اسطار کی اسطار جمع ہے سطر کی پہلا قول زیادہ تر
موافق ہے مطلب یہ ہے کہ ہمنے اس وعدے کو کچھ نہ دیکھا ہم تو اوسکو اگلون کی کہانیان خیال
کرتے ہین پھر اللہ پاک نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ مکے والون سے کئی ایسے
امور کا سوال کرین کہ اونکے اقرار کرنے مین اونکو کوئی عذر نہوگا پس ارشاد فرمایا قل لمن الارض

ومن فیھا ان کنتم تعلمون ○ سیقولون للہ ط قل افلا تذکرون ○ قل من رب

السمٰوٰت السّبع ورب العرش العظیم ○ سیقولون للہ ط قل افلا تتقون ○ قل

من بیدہ ملکوت کل شئ وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون ○ سیقولون
للہ قل فانی تسحرون ○ بل اتینھم بالحق وانھم لکذبون ○ تو کہہ کسکی ہے زمین
اور جو کوئی اوسکے بیچ ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہینگے اللہ کو تو کہہ پھر تم سوچ نہین کرتے
تو کہہ کون ہے مالک سات آسمانون کا اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتاوینگے اللہ کو تو کہہ
پھر تم ڈر نہین رکھتے تو کہہ کسکے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ بچا لیتا ہے اور اوس سے کوئی
بچا نہین سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتاوینگے اللہ کو تو کہہ پھر کہان سے تم پر جادو پڑ جاتا ہے
کوئی نہین ہمنے اونکو پہونچایا سچ اور وہ البتہ جھوٹے ہین انتہی ف اللہ پاک اپنی وحدانیت
کو ثابت کرتا ہے اور اپنے استقلال کو کہ خلق و تصرف و ملک مین وہی مستقل ہے تاکہ یہ بات
بتائے کہ بیشک وہ اللہ ہے جسکے سوا کوئی معبود نہین ہے اور نہ عبادت لایق ہے مگر واسطے
اوسی وحدہ لاشریک لہ کے اسیواسطے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ مشرکون
سے کہین کون مشرک جو کہ اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو پوجتے ہین اور اوسکے لیئے ربوبیت کا اقرار
کرتے ہین حالانکہ ربوبیت مین اللہ پاک کا کوئی شریک نہین ہے باوجود اسکے اونھون نے
الٰہیت مین اوسکے ساتھ شریک کیا سو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو پوجا باوجود اسکے کہ جنکو اونھون نے
پوجا ہے وہ کسی شے کو پیدا کر سکین نہ کسی چیز کے مالک ہو سکین نہ کسی شے کے ساتھ مستقل
ہو سکین بلکہ یہ اعتقاد کیا کہ وہ اونکو اللہ کی طرف تقریب کر دین گے چنانچہ خود اونکا یہ قول ہے
ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ پس اللہ پاک نے فرمایا قل لمن الارض ومن فیھا
یعنی تم اونسے پوچھو کہ زمین کا مالک کون ہے جسنے اوسکو پیدا کیا اور اوس مخلوقات کو جو اوسمین ہے
حیوانات نباتات ثمرات و سائر صنوف مخلوقات کا خالق کون ہے ان کنتم تعلمون سیقولون
للہ یعنی وہ تمسے اقرار کرینگے اس بات کا کہ یہ واسطے اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کے ہے پس جب
بات یہ ہے تو تم کہو پھر تم سوچ نہین کرتے کہ عبادت لایق نہین ہے مگر واسطے خالق رازق کے
نہ اوسکے غیر کے لیئے قل من رب السموات یعنی تم اونسے پوچھو کہ عالم علوی کا خالق کون ہے
اور اوسمین جو روشن روشن ستارے ہین اونکو کسنے پیدا کیا ہے اور اوسکے سارے اقطار و جہات
مین فرشتے اللہ پاک کے لیئے خضوع و عاجزی کر رہے ہین اونکو کسنے بنایا ہے ورب العرش العظیم

ف یعنی جسکے ہاتھ مین ہر چیز کی حکومت ہے اور جسکے سوا کوئی معبود نہین ہے اور جسکے سوا کوئی مستقل نہین ہے اور جسکے سوا کوئی بچا نہین سکتا اوسکو چھوڑ کر تم کہان سے دھوکے مین پڑ گئے ہو اور کہان سے تم پر جادو پڑ گیا ہے کہ اوسکو چھوڑ کر اوسکے غیر کی طرف اور اوسکے غیر کے ساتھ متوجہ ہو رہے ہو ۱۲ منہ

یعنی وہ بڑا جو ساری مخلوقات کا چھت ہے اور کا خالق کون ہے جسطرح کہ حدیث شریف
مین آیا ہے جسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
اللہ کی شان اس سے عظیم تر ہے بیشک اوسکے عرش اوسکے آسمانون پر اسطرح ہے اور اپنے
دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ مثل قبے کے دوسری حدیث شریف مین یہ ہے نہین ہین ساتون
آسمان اور ساتون زمینین اور جو کچھ اونمین ہے اور جو کچھ اونکے درمیان ہے کرسی مین مگر مثل
ایک حلقے کے کہ پڑا ہوا ہو ارض فلاۃ[۱] مین اور بیشک کرسی مع اوسکے جو اونمین ہے عرش کی
طرف نسبت کرکے مثل اوسی حلقے کے ہے اوسی بیابان مین اسی لیے بعض سلف نے
کہا ہے کہ مسافت مابین دو قطر عرش کے ایک جانب سے دوسری جانب تک پچاس ہزار برس
کی راہ ہے بلندی عرش کی ساتوین زمین سے پچاس ہزار برس کی راہ[۲] ہے اعمش نے
کعب احبار سے روایت کیا ہے کہ آسمان عرش مین ایسے ہین جیسے قندیل ٹنگی ہوئی درمیان
آسمان وزمین کے مجاہد نے کہا نہین ہین آسمان وزمین عرش مین مگر مثل ایک حلقے کے
ارض فلاۃ مین ابن ابی حاتم نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت
کیا ہے فرمایا عرش کا اندازہ کوئی نہین کرسکتا ہے اور ایک روایت مین ہے مگر اللہ عزوجل
بعض سلف نے کہا ہے کہ عرش ایک یاقوت سرخ کا ہے اور اسی لیے یہان یون فرمایا ہے
ورب العرش العظیم یعنی بڑا اور آخر سورت مین رب العرش الکریم فرمایا ہے ای الحسن البہی
یعنی خوبصورت نورانی اور اسیواسطے کہا ہے جنے کہا ہے کہ وہ ایک سرخ یاقوت کا ہے حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ تمہارے رب کے پاس نہ رات ہے نہ دن عرش کا نور اوسکے
نور وجہ سے ہے قولہ تعالیٰ سیقولون للہ قل افلا تتقون کا مطلب
یہ ہے کہ جب تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ وہ رب ہے آسمانون کا اور رب ہے بڑے عرش کا تو پھر
کیا تم اوسکے عقاب سے ڈرتے نہین ہو اور اوسکے ساتھ اوسکے غیر کو پوجتے ہو اور اوسکے ساتھ شرک
کرتے ہو اس بات مین اوسکے عذاب سے حذر نہین کرتے ہو ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا
قرشی نے کتاب التفکر والاعتبار مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت وقت ایک عورت کا قصہ بیان فرمایا کرتے تھے

[۱] فلاۃ دشت و بیابان ۱۲ منہ

[۲] حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عرش اوسکے عرش کی ارتفاع کی جو کرسی مین ہے ۱۲ منہ

کہ وہ جاہلیت مین ایک پہاڑ کی چوٹی پر رہا کرتی تھی اوسکا ایک بیٹا اوسکے ساتھ تھا بکریان
چرایا کرتا تھا سو اوسکے بیٹے نے اوس سے کہا اماں تجھے کسنے پیدا کیا وہ بولی اللہ نے
بیٹے نے کہا پھر میرے باپ کو کسنے پیدا کیا وہ بولی اللہ نے کہا پھر مجھے کسنے پیدا کیا اوسنے
کہا اللہ نے کہا پھر آسمانون کو کسنے پیدا کیا کہا اللہ نے کہا پھر زمین کو کسنے پیدا کیا کہا اللہ نے
کہا پھر پہاڑ کو کسنے پیدا کیا کہا اللہ نے کہا پھر ان بکریونکو کسنے پیدا کیا کہا اللہ نے کہا کہ مین تو
اللہ کے واسطے ایک شان سنتا ہون پھر اوسنے اپنی جان کو پہاڑ سے ڈالدیا تو وہ ٹکڑے ٹکڑے
ہوگیا حضرت ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت وقت یہ حدیث ہمسے
بیان فرمایا کرتے تھے عبداللہ بن دینار نے کہا کہ ابن عمر بہت وقت یہ حدیث ہمسے بیان
کرتے تھے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اسکی اسناد مین عبداللہ بن جعفر مدینی والد
امام علی بن مدینی ہین لوگون نے انمین کلام کیا ہے فاللہ اعلم **قولہ تعالے**
قل من بیدہ ملکوت کل شئ یعنی اوسکے ہاتھ مین ملک ہے ما من دابۃ الا وھو
اٰخذ بناصیتہا یعنی وہ ہر دابہ مین تصرف کرنیوالا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے
تھے لا والذی نفسی بیدہ یعنی قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اور جب قسم
مین اجتہاد فرماتے یعنی مبالغے کے ساتھ قسم کھاتے تو فرماتے لا ومقلب القلوب پس اللہ پاک
خالق مالک متصرف ہے **قولہ تعالیٰ** وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون
عرب کا دستور تھا جبکہ اونمین سردار ہوتا پھر وہ کسی کو پناہ دیتا تو وہ اپنی پناہ دینے مین عہدشکنی
نکیا جاتا یعنی سب اوسکی پناہ کو مانتے اور جو شخص اُس سے رتبے مین کم ہوتا اوسکے واسطے
یہ بات نہ تھی کہ اوسپر پناہ دیوے تاکہ اوسپر فوت نکیا جاوے اِسی لیئے اللہ پاک نے یون ارشاد
فرمایا ہے وھو یجیر ولا یجار علیہ یعنی اللہ ہی سردار عظیم الشان ہے کہ اوس سے کوئی بڑھکر
نہین ہے اوسی کے واسطے خلق دار ہے اوسکے حکم کا پیچھے ڈالنے والا کوئی نہین ہے نہ اوسکی
کوئی ممانعت کرسکتا ہے نہ مخالفت جو کچھ اوسنے چاہا وہ ہوا اور جو اوسنے نہ چاہا وہ نہوا فرمایا
اللہ پاک نے لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون یعنی اوسکی عظمت اور کبریا وغلبہ وقہر وعزت
وحکمت وعدل کے مارے اوسکے کیئے کا کوئی اُس سے پوچھ نہین سکتا ہے اور ساری خلق سے

اونکے اعمال کی پوچھ ہوگی **کما قال تعالے** فوربک لنسألنهم اجمعین عما کانوا
یعلمون **قوله تعالیٰ** سیقولون لله یعنی اب وہ اقرار کرینگے کہ بڑا سردار جو بچا لیتا ہے
اور اُس سے کوئی بچا نہین سکتا وہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے قل فانی تسحرون یعنی پھر
کیونکر تمھاری عقلین جاتی رہتی ہین اِس بات مین کہ تم اوسکے ساتھ اوسکے غیر کو پوجتے ہو باوجود
اسکے کہ تم اسکا اقرار کرتے ہو اور جانتے ہو پھر اللہ پاک نے فرمایا بل اتیناهم بالحق یہ اعلام ہے
اِس بات کا کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور ہم اسپر ادلۂ صحیحہ و اضحۂ قاطعہ قائم کر چکے وانهم
لکاذبون یعنی بیشک وہ جھوٹے ہین اپنے پوجنے مین غیر اللہ کو ساتھ اللہ کے اونکے واسطے
اِسپر کوئی دلیل نہین ہے جسطرح کہ آخر سورت مین فرمایا ہے ومن یدع مع الله الها اخر
لا برهان له به فانما حسابه عند ربه انه لا یفلح الکافرون پس مشرکین یہ جو کرتے
ہین سو کسی دلیل سے نہین ہے کہ جس افک و بہتان و گمراہی مین وہ پڑے ہین اوسکی طرف
اونکو کھینچ لیجاے وہ تو صرف اپنے آبا و اسلاف حائرین جاہلین کی پیروی کے واسطے اسکو
کرتے ہین چنانچہ اللہ پاک نے اونکی طرف سے اِس مضمون کی حکایت فرمائی ہے انا وجدنا
اباءنا علیٰ امة وانا علیٰ اثارهم مقتدون کذالک فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا
بیان فاتح یہ ہے قل یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کفار مکہ سے یہ بات کہدو کہ لمن
الارض کسکی ہے زمین ومن فیها اور جو کوئی اوسمین ہے مراد مَن سے ساری خلق ہے کلمۂ
مَن سے خلق کی تعبیر کی کلمۂ ما نفرمایا اسلیئے کہ ذوی العقول کو غیر ذوی العقول پر تغلیب دی ہے
ولمن خبر مقدم ہے الارض مبتدا مؤخر ہے نکتہ تقدیم خبر کا اہتمام خبر ہے کیونکہ زمین کے
ہونے مین کچھ شک نہین ہے لیکن مقصود یہان یہ ہے کہ وہ کسکی ملک ہے ان کنتم تعلمون جواب
شرط کا محذوف ہے ای فاخبرونی یعنی اگر تمکو کچھ بھی علم ہے تو مجھے بتاؤ اسمین اشارہ ہے
طرف اونکے جہل و فرط غباوت کے مطلب یہ ہے کہ تم بڑے نادان غبی ہو کہ تمکو اتنی بھی خبر
نہین ہے سیقولون لله یعنی وہ ضرور یہی کہینگے کیونکہ یہ بات بظاہر عقل معلوم ہے یہ خبر
دینا ہے طرف سے اللہ پاک کے اوس چیز کی جو اونسے جواب مین واقع ہوگی قبل اوسکے وقوع
سے پھر اللہ پاک نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ بعد اونکے اقرار کر لینے کے تدبر

۱ سو تم کہتے ہو جسپر
۲ اور جو کوئی پکارے
۳ اپنے والد کے

وامعان نظر وفکر مین رغبت دینے کے واسطے اونسے یون کہین کہ افلا تذکرون یعنی پھر کیا
سوچتے نہین ہو کیونکہ یہ بات اونکو اسطرف کھینچے گی کہ حق کی پیروی کرین باطل کو چھوڑین اسلیئے
کہ جو ذات پاک زمین وغیرہ کے پیدا کرنے پر ابتدا قادر ہے وہ مردون کے زندہ کرنے پر ضرور قدرت
رکھتا ہے قل من رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم سیقولون للہ یہان اللہ پاک نے
معنی سوال کی طرف نظر کرکے حرف لام ذکر فرمایا کیونکہ یہ قول من ربہ اور لمن ھو ایک معنی
مین ہے جسطرح یہ کہتے ہین کہ من رب ھذہ الدار یعنی اس گھر کا مالک کون ہے تو اسکے
جواب مین مثلاً یون کہین گے کہ زید اور یہ بھی کہین گے لزید او لعمرو واہل عراق نے سیقولون
اللہ لفظ سوال کی طرف نظر کرکے بدون لام پڑہا ہے یہ قرارت واضح تر ہے باقی قرار کی قرارت سے
جو کہ بحرف لام ہے لیکن قرارت جمہور کی یہ بات تائید کرتی ہے کہ سارے مصاحف مین کلمہ للہ
بحرف لام بدون الف لکھا ہوا ہے قل افلا تتقون کا مطلب یہ ہے پھر کیا تم غیر اللہ کے
پوجنے سے نہین ڈرتے ہو یا اوسکے عقاب سے حذر نہین کرتے ہو یا اوسکی قدرت سے بعث پر کہ
اوسکے ساتھ شرک نکرو اسمین تنبیہ ہے اس بات پر کہ عذاب الٰہی سے بچنا حاصل نہین ہوتا ہے مگر
یون کہ بتون کی عبادت کو چھوڑو اور جواز اعادے کے مقر ہو پس اس آیت کا ختم اگلی آیت
کے ختم سے ابلغ ہے یعنی بہ نسبت اوسکے اسمین زیادہ تر مبالغہ ہے اسلیئے کہ یہ مشتمل ہے وعید شدید پر
پھر جب اللہ پاک نے اوّل زمین کا ذکر کیا اور ثانیاً آسمان کا بیان فرمایا تو یہان حکم عام کرکے یون ارشاد
فرمایا قل من بیدہ ملکوت کل شئ ملکوت بمعنی ملک سے زیادتی حرف تا کی واسطے مبالغے کے
ہے جیسے جبروت ورحموت ورہبوت مجاہد نے کہا مراد خزائن ہین ہر شے کے وھو یجیر
کے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک فریاد رسی کرتا ہے اپنے غیر کی جبکہ چاہتا ہے اور اوسکو منع کرتا ہے
ولا یجار علیہ یعنی عذاب الٰہی سے کوئی کسی کو منع نہین کرسکتا ہے نہ اوسکی مدد و فریاد رسی پر قادر
ہوتا ہے عرب کی بول چال مین کہتے ہین اجرت فلانا یعنی مین نے فلان کو پناہ دی جبکہ وہ
تجھسے فریاد رسی چاہے تو تو اوسکو بچالے اور اجرت علیہ جب کہین گے کہ تو اوس سے حمایت
کرے معنی یہ ہین کہ اللہ حمایت کرتا ہے بچا لیتا ہے اور اوسپر حمایت نہین کیجاتی ہے کہ اُسکے
پکڑے ہوئے کو کوئی چھڑالے ان کنتم تعلمون یعنی اگر تم جانتے ہو تو جواب دو سیقولون

اللہ جمہور نے اسکو معنی سوال کی طرف نظر کرکے بحرف لام پڑہا ہے جسطرح کہ اوّل گزر چکا ہے
ابو عمرو و اہل عراق نے لفظ سوال کی طرف نظر کرکے بغیر لام پڑہا ہے قل فانی تصرفون فراء
و زجاج نے کہا ہے یعنی پھر تم کہانسے پھیرے جاتے ہو حق سے اور دھوکا دیئے جاتے ہو
معنی یہ ہین کیونکر تمھارے خیال مین ڈالا جاتا ہے حق باطل اور صحیح فاسد کہ تم حق کو باطل
خیال کرتے ہو اور صحیح کو فاسد اونکو دھوکا دینے والا شیطان ہے یا ہوی و خواہش نفس
یا دونون پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ اوسنے اوپر حجت قائم کرنے مین خوب مبالغہ کیا پس ارشاد فرمایا
بل اتیناھم بالحق یعنی بلکہ ہم تو اونکے پاس ایسا واضح امر لائے جسکی پیروی کرنا لائق ہے
وانھم لکاذبون یعنی اور وہ جس بات کی اللہ پاک کی طرف نسبت کرتے ہین کہ اوسکی اولاد
و شریک ہے سو وہ بیشک اسمین البتہ جھوٹے ہین پھر اللہ پاک نے اپنی ذات مقدس سے
ان دونون کی نفی کی پس فرمایا ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ اذا لذھب
کل الہ بما خلق ولعلا بعضھم علی بعض ط سبحان اللہ عما یصفون ۝ عالم
الغیب والشہادۃ فتعالی عما یشرکون ۝ اللہ نے کوئی بیٹا نہین کیا اور نہ اوسکے ساتھ
کسی کا حکم چلے یون ہوتا تو لیجاتا ہر حکم والا اپنے بنائے کو اور چڑھ جاتا ایک پر ایک اللہ تعالی
اونکے بتانے سے جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے جو یہ شریک بتاتے ہین انتہی
ف اللہ پاک تنزیہ کرتا ہے اپنی ذات مقدس کی اس سے کہ اوسکی اولاد ہو یا ملک و تصرف
و عبادت مین اوسکا کوئی شریک ہو پس فرماتا ہے ما اتخذ اللہ تا بعض یعنی اگر تعدد معبودون
کا فرض کیا جاے تو ہر ایک اونمین سے اپنے بنائے کے ساتھ منفرد ہوگا تو وجود کا انتظام
نرہے گا حالانکہ جو دکھائی دیتا ہے وہ یہ ہے کہ وجود منتظم و متسق ہے عالم کا نظم و نسق درست
ہے سارے کاروبار خوب چل رہے ہین ہر ایک عالم علوی و سفلی غایت کمال مین بعض بعض سے
مرتبط ہے ما ترٰی فی خلق الرحمٰن من تفاوت پھر یہ ہوتا کہ ہر ایک اونمین سے دوسرے کا مقہور
کرنا طلب کرتا اور اوسکا خلاف چاہتا تو بعض بعض پر چڑھ جاتا متکلمین نے یہ بات ذکر کی ہے
اور اوسکی تعبیر دلیل تمانع سے کی ہے وہ یہ ہے کہ اگر دو صانع فرض کیے جائین یا زیادہ تو اونمین سے
کوئی تو ایک جسم کا حرکت دینا چاہے اور دوسرا اوسکے سکون کا ارادہ کرے پھر اگر دونون کی

ف یعنی جو کچھ کہتا ہے مشرک اسمین
کوئی بات نہین کچھ فرق نہین ۱۲ منہ

مراد حاصل نہوئی تو عاجز ٹھہرے حالانکہ واجب عاجز نہین ہوتا ہو اور بسبب تضاد کے دونون کی مراد کا
مجتمع ہونا ممتنع ہے یہ محال جو آیا سو صرف تعدد کے فرض کرنیسے آیا تو تعدد محال ہوا پھر اگر ایک
کی مراد حاصل ہو دوسرے کی نہو تو غالب واجب ہوگا اور مغلوب ممکن ٹھیرے گا کیونکہ واجب
کی صفت کو یہ لایق نہین ہے کہ مقہور ہو اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے ولعلا بعضہم
علی بعض سبحان اللہ عما یصفون یعنی ولد یا شریک کے دعوی کرنے مین جو لوگ ظلم و
زیادتی کرتے ہین حد سے بڑھتے ہین اللہ تعالی اونکے کہنے سے کہین برتر ہے عالم الغیب
والشہادۃ یعنی جو شے مخلوقات سے غائب ہے اور جسکا وہ مشاہدہ کرتے ہین اللہ پاک اس سب کو
خوب جانتا ہے فتعالی عما یشرکون یعنی ظالم جاحد منکر لوگ جو کچھ کہتے ہین اللہ سبحانہ اوس سے
متنزہ و متقدس و متعالی و عزیز و جلیل ہے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے
کہ اللہ پاک کے اولاد نہین ہے اسلیئے کہ نوع و جنس سے وہ منزہ ہے اور مرد کا بیٹا اوسکی جنس سے
ہوتا ہے اور نہ اوسکے ساتھ کوئی معبود ہے کہ الوہیت مین اوسکا شریک ہو کلمہ من دونون جگہ
واسطے تاکید نفی کے ہے پھر شریک کا ثابت کرنا جسکے کہ مدعی ہین جو شے اسکو مستلزم ہوتی ہے
اللہ پاک نے اوسکا بیان کیا پس فرمایا کہ یون ہوتا تو ہر معبود اپنے بنائے کو لیجاتا کلام مین عبارت
محذوف ہے یعنی اگر اللہ پاک کے ساتھ اور معبود ہوتے تو ہر معبود اپنے بنائے خلق کے ساتھ منفرد
و مستقل ہوتا اور اوسکی ملک دوسری کی ملک سے ممتاز ہوتی اور باہم اونکے تطالب و تحارب و
تغالب واقع ہوتا یعنی ہر ایک دوسرے سے مانگتا لڑتا بھڑتا غلبہ چاہتا ولعلا بعضہم علی
بعض کا مطلب یہ ہے کہ زور آور کمزور پر غالب ہو جاتا اوسکو مقہور کر ڈالتا دبا لیتا اوسکا ملک
لیلیتا جسطرح کہ بنی آدم کے بادشاہون کی عادت ہوتی ہے اب یہ ضعیف مغلوب اسکے لائق
نہین رہا کہ معبود ہو جبکہ اس باب مین عدم امکان مشارکت ثابت ہوا اور ایک کے سوا کوئی اوسکا
قیام کر سکتا ہے تو یہ بات متعین ہو گئی کہ یہ ایک ذات اللہ ہے پاک ہے جسطرح یہ دلیل نفی شریک
پر دال ہے اسیطرح نفی ولد پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ بیٹا اپنے باپ سے اوسکی ملک مین
نزاع کرتا ہے عالم الغیب والشہادۃ کے معنی یہ ہین کہ غائب و حاضر کے علم کے ساتھ اللہ پاک
مختص ہے رہی اللہ کے سوا اور خلق سو وہ اگرچہ حاضر کو جانتی ہے لیکن غیب کا ہرگز اوسکو

علم نہین ہے یہ دوسری دلیل ہے وحدانیت پر ایک اور مقدمے کے واسطہ سے گویا یون کہا گیا
کہ اللہ پاک تو حاضر و غائب دونون کو جانتا ہے اور غیر اللہ دونون کو نہین جانتا تو اوسکا غیر
معبود نہین ہے یہ تقریر شکل ثانی کے قبیل سے ہے نافع و ابو بکر و حمزہ و کسائی نے عالم کو برفع پڑہا ہے
اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی یعنی ھو عالم باقی قرار کی قرارت بجر ہے اس بنیاد پر
کہ صفت ہے اللہ کی یا اوس سے بدل ہے یعقوب سے مروی ہے کہ جب وصل کرتے تو جر سے
پڑھتے اور جب ابتدا کرتے تو رفع سے پڑھتے فتعالی اللہ عما یشرکون معطوف ہے معنی
ماقبل پر گویا یون کہا علم الغیب فتعالی یعنی جانا اوسنے غیب و شہادت کو پھر برتر ہوا یہ
مثل اس قول کے ہے کہ زید شجاع فعظمت منزلتہ ای شجع فعظمت یعنی زید بہادر ہے
تو اوسکا رتبہ بڑا ہوا مطلب یہ کہ اوسنے بہادری کی تو اوسکا رتبہ بڑا ہوا یا بنا بر اضمار قول ہے
ای اقول فتعالی اللہ معنی یہ ہین کہ اللہ پاک ملک مین شریک ہونیسے برتر ہے قل رب اما
تریني ما یوعدون ۝ رب فلا تجعلني في القوم الظلمين ۝ وانا علی ان نریك
ما نعدهم لقدرون ۝ ادفع بالتي هي احسن السيئة ط نحن اعلم بما يصفون ۝
وقل رب اعوذ بك من همزات الشيطين ۝ واعوذ بك رب ان يحضرون ۝
تو کہہ اے رب کبھی تو دکھادے مجھکو جو اونکو وعدہ ملتا ہے تو اے رب مجھکو نکریو ان گنہگار
لوگون مین یعنی دنیا کی آفت مین شامل نکریو اور ہمکو قدرت ہے کہ تجھکو دکھادین جو اونکو وعدہ
دیتے ہین بری بات کے جواب مین وہ کہہ جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہین جو یہ بتاتے ہین اور
کہہ اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطانون کی چھیڑ سے اور پناہ چاہتا ہون تیری اے رب
اس سے کہ میرے پاس آوین ف چھیڑ شیطان کی یہی کہ دین کے سوال و جواب مین غصہ
چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب ہے اوس سے بہتر انتہی ف اللہ پاک
اپنے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو امر فرماتا ہے کہ وقت نزول نقمات یہ دعا مانگین
رب اما تریني ما یوعدون یعنی اے رب اگر تو اونکو عذاب کرے اور مین اسکا مشاہدہ کرون
تو تو مجھے اونمین مت کریو جسطرح کہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے واذا اردت بقوم فتنة
فتوفني الیك غیر مفتون رواہ الامام احمد والترمذی وصححہ یعنی جسوقت تو کسی قوم سے

فتنے کا ارادہ کرے تو تو مجھے اپنی طرف پھیر یعنی اس حال مین کہ مجھے فتنہ نہ پہونچے وانا علی
ان نریک ما نعدھم لقادرون یعنی اگر ہم چاہین تو البتہ تجھکو دکھاوین وہ نقمت و بلا و محنت
و شدت جو اونپر نازل کرین پھر اللہ پاک نے آپ کو ایک ایسے تریاق کا ارشاد کیا جو کہ لوگون سے
مخالطت کرنے ملنے جلنے مین بغایت نافع و سود مند ہے وہ یہی کہ جو کوئی اونسے برائی کرے
تو وہ اسکے ساتھ نیکی کرین تاکہ اوسکے دل کو کھینچ لین تو اوسکی عداوت صداقت اور اوسکا بغض
محبت ہوجاے پس فرمایا ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ جسطرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے
ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقاھا
الا الذین صبروا الآیۃ یعنی اس وصیت کا یا اس خصلت کا یا اس صفت کا الہام نہین کیا جاتا
ہے مگر اونھین لوگون کو جنھون نے صبر کیا یعنی لوگون کی ایذا پر پس اونسے اچھا معاملہ کیا
باوجود اسکے کہ وہ اونسے بری طرح پیش آئے اور اونکو ایذا پہونچائی وما یلقاھا الا ذو حظ
عظیم یعنی نہین ملتی وہ صفت مگر اوسی کو جو کہ بڑا بہرہ مند و بختاور رہے دنیا و آخرت مین پھر
اللہ پاک نے آپ کو امر فرمایا کہ شیاطین سے پناہ مانگین کیونکہ اونکے ساتھ حیلے تدبیرین نافع نہین
ہوتی ہین نہ وہ نیکی کرنیسے منقاد و مطیع ہوتے ہین ہم اوّل تفسیر استعاذہ مین ذکر کر آئے ہین کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمے فرمایا کرتے تھے اعوذ باللہ السمیع العلیم
من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ قولہ تعالیٰ واعوذ بک
رب ان یحضرون یعنی مین پناہ مانگتا ہون اس سے کہ وہ میرے کسی کام مین حاضر ہون
اور اسی لیئے ابتداے امور مین ذکر اللہ کا امر کیا گیا ہے واسطے دور کرنے شیطان کے وقت کھانے
پینے جماع کرنے ذبح کرنے کے اسکے سوا اور کام ہین شروع کرنے کے وقت اللہ پاک کا ذکر کرین
تاکہ شیطان پھٹکنے نہ پائے اور اسی لیئے ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے اللھم انی اعوذ بک من الھرم واعوذ بک من
الھدم ومن الغرق واعوذ بک ان یتخبطنی الشیطان عند الموت یعنی الٰہی مین پناہ
مانگتا ہون ساتھ تیرے بڑھاپے سے اور پناہ مانگتا ہون مین ساتھ تیرے دبکر مرنے سے
اور ڈوبنے سے اور پناہ مانگتا ہون مین ساتھ تیرے اس سے کہ مخبوط بنادے مجھکو شیطان

وقت مرنے کے امام احمد نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی کلمات کی ہمکو تعلیم کیا کرتے تھے آپ اونکو سوتے وقت فرمایا کرتے تھے من الفزع یعنی اسلیئے کہ نیند مین ڈر جانے سے امن ہو بسم اللہ اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من غضبہ وعقابہ ومن شر عبادہ ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون یعنی ساتھ اللہ کے پناہ مانگتا ہون مین ساتھ پورے کلمون اللہ کے اوسکے غضب سے اور اسکے عقاب سے اور شر سے اسکے بندون کے اور چھیڑون سے شیاطین کے اور اس سے کہ میرے پاس حاضر ہون راوی نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی اولاد مین سے جو بالغ ہوتا اوسکو یہ کلمات سکھاتے کہ سوتے وقت اونکو کہا کرے اور جو کوئی اونمین سے چھوٹا ہوتا اونکے یاد کرنے کی اوسکو سمجھ نہوتی تو اوسکے واسطے اونکو لکھتے پھر اونکو اوسکی گردن مین لٹکا دیتے تھے رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی من حدیث محمد بن اسحق وقال الترمذی حسن غریب کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے رب اما ترینی ما یوعدون یعنی اگر ضرور ہے کہ تو مجھے اونکا عذاب دکھاے رب فلا تجعلنی فی القوم الظالمین تو تو مجھے اونمین نکر یو زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ اگر تو اونپر نقمت و عذاب نازل کرے تو تو مجھے اوسسے خارج کر دینا مطلب یہ ہے کہ ندا یعنی کلمہ رب معترض ہے درمیان شرط وجزا کے کلمہ رب کو قبل و بعد شرط کے دوبارا اسلیئے ذکر فرمایا کہ تضرع وابتہال یعنی زاری و عاجزی مین مبالغہ ہو جاے اللہ پاک نے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا امر کیا کہ اللہ سے سوال کرین کہ قوم ظالمین مین نکرے باوجود اسکے کہ انبیاء علیہم السلام اونکے ساتھ کبھی نہین ہوتے ہین سو غرض اس سے تعلیم ہے حضور صلعم کو کیفیت تواضع و فروتنی وکسر نفسی کی یا اسلیئے کہ کفر کی شومی ونحوست کبھی اوسکو بھی لاحق ہو جاتی ہے جو اہل کفر سے نہین ہوتا ہے کقولہ تعالے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ پھر جبکہ مشرک لوگ عذاب کا انکار کرتے تھے اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت اونسے اوسکا ذکر فرماتے تو آپ سے سنتے اسلیئے اللہ پاک نے اس قول سے اوسکی تاکید فرمائی وانا علے ان نریک ما نعدھم لقادرون یعنی اللہ پاک اسپر قادر ہے کہ اپنے رسول کو اونکا عذاب دکھا دے لیکن وہ عذاب

ف اور پھر جو اوس نے کہا کہ اگر تو مجھے دکھا دے گا کہ کافر ظالمون مین سے ہین تو مجھے اونمین سے نکر یو جان لو کہ جن کافرون کو اللہ عذاب سخت دیتا ہے ۱۲ منہ

کو مؤخر کرتا ہے کیونکہ اوسکو علم ہے اس بات کا کہ بعض اونمین سے ایمان لے آئین گے یا
اسلیئے کہ اللہ پاک اونکو عذاب نکرے گا اس حال مین کہ رسول اونمین موجود ہو کسی نے کہا کہ بدر
کے دن اور فتح مکہ کے دن اللہ پاک نے اونکو عذاب قوم کا دکھا دیا پھر اللہ پاک نے آپکو امر فرمایا
کہ یہانتک صبر کرین کہ مدت مقرر پوری ہو جاے پس فرمایا ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ
یعنی تم دفع کرو اس خصلت کے ساتھ جو کہ اوسکے غیر سے خوبتر ہے وہ خصلت یہی صفح و اعراض
ہے یعنی کفار جو بری خصلت اختیار کرتے ہین یعنی شرک تم اوس سے درگزر کرو کسی نے کہا یہ آیت
منسوخ ہے آیت سیف سے کسی نے کہا کہ اس امت کے حق مین باہمی نزاع مین محکم ہے اور کفار
کے حق مین منسوخ ہے مجاہد نے کہا کہ کفار جو تمکو ایذا پہونچاتے ہین تم اس سے اعراض کرو عطا نے
کہا سلام سے دفع کرو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مراد اس سے کہنا ہے آدمی کا اپنے
بھائی کو وہ بات جو اوسمین نہین ہے تو وہ شخص یون کہے کہ اگر تو جھوٹا ہے تو مین اللہ سے سوال
کرتا ہون کہ تجھے بخشے اور اگر تو سچا ہے تو مین اللہ سے سوال کرتا ہون کہ مجھے بخشے نحن اعلم
بما یصفون یعنی جس بات کے ساتھ کفار تمھارا وصف کرتے ہین اور تم اوسکے برخلاف ہو
یا وہ جو شرک و تکذیب و کفر کی باتین بناتے ہین ہم اسکو خوب جانتے ہین اسمین اونکو عقوبت
کی وعید ہے اللہ پاک نے جو یہ ارشاد آپ کو فرمایا کہ عفو و درگزر کرو اور برائی کا مقابلہ نیکی سے
کیا کرو تو بعد اسکے وہ بات سکھائی جو اوسکو قوت دے پس فرمایا قل رب اعوذ بک من ھمزات
الشیاطین عوذ سے مراد اعتصام ہے اعتصام کہتے ہین چنگل مارنے کو کسی شے کے مضبوط
پکڑنے کو یعنی الٰہی مین مضبوط پناہ مانگتا ہون تیرے ساتھ شیطانون کی چھیڑون سے ہمزات
جمع ہے ہمزہ کی ہمزہ لغت مین کہتے ہین ہاتھ سے یا اور کسی شے سے دھکا دینے کو محاورہ مین
بولتے ہین ہمزہ و لمزہ و نخسہ ای دفعہ کسی نے کہا ہمزہ وہ کلام ہے جو پیٹھ پیچھے ہو اور لمزہ وہ ہے
جو روبرو ہو اسجگہ مراد ہمزات سے شیطان کے خطرات ہین جنکو وہ آدمی کے دل مین ڈالا کرتا ہے
اور اوسکے وسوسے اور چھیڑین ہین کسی نے کہا نفخ و نفث شیاطین مراد ہے ہمزات کو
بصیغۂ جمع اسلیئے ذکر کیا کہ شیطان بار بار وسوسے ڈالتا ہے یا اسلیئے کہ اسکے وسوسے انواع
و اقسام کے ہوتے ہین یا اسلیئے کہ مضاف الیہ متعدد ہے آیت مین ارشاد ہے اس امت کو کہ

شیطان سے اور ہمزات شیاطین سے پناہ مانگین ہمزات یہی غصّے کے جوش و خروش ہین
جنمین آدمی کو اپنے نفس پر قابو نہین رہتا ہے اوّل اللہ پاکنے آپکو ہمزات شیاطین سے پناہ
مانگنے کا امر کیا بعد اوسکے حکم دیا کہ اونکے حضور سے پناہ مانگین پس فرمایا واعوذ بک رب ان
یحضرون عامل ونداکا اعادہ کیا واسطے مبالغہ کے اور اسلیئے کہ اس پناہ مانگنے کا زیادہ تر اعتبار
واہتمام کیا جاے معنی یہ ہین کہ مین تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہون اس سے کہ وہ میرے ساتھ
ہون کسی حال مین احوال سے کیونکہ جسوقت وہ انسان کے پاس حاضر ہونگے تو اوسکے واسطے
کوئی عمل نہوگا مگر یہی وسوسہ اور شر پر آمادہ کرنا اور خیر سے پھیرنا حضرت اُبیّ رضی اللہ عنہ
کی قرارت مین یون ہے وقل رب عائذ ابک من ھمزات الشیاطین وعائذ ابک
رب ان یحضرون پھر وہی حدیث عمرو بن شعیب کی لکھی ہے بعد اوسکے کہا ہے کہ اوسکی اسناد
مین محمد بن اسحٰق ہین اور اونمین مقال معروف ہے امام احمد نے ولید بن ولید سے روایت
کیا ہے عرض کیا یارسول اللہ بیشک مین پاتا ہون وحشت کو فرمایا جسوقت تو اپنے بچھونے
پر لیٹے تو کہہ اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ھمزات
الشیاطین وان یحضرون پس شیطان تیرے پاس حاضر نہوگا اور لائق ہے کہ تجھے ضرر

نہ پہونچائے گا حتّٰی اذا جاء احدھم الموت قال ربّ ارجعون ۝ لعلّی اعمل
صالحا فیما ترکت کلا ط انھا کلمۃ ھو قائلھا ط ومن ورآئھم برزخ الی یوم یبعثون ○
یہانتک کہ جب پہونچے اونمین کسی کو موت کہے گا اے رب مجھکو پھر بھیج شاید کچھ مین بھلا کام
کرون اوسمین جو پیچھے چھوڑ آیا کوئی نہین یہ بات ہے کہ وہی کہتا ہے اور اونکے پیچھے اٹکاؤ ہے
جسدن تک اوٹھائے جاوین ف معلوم ہوا یہ جو لوگ کہتے ہین آدمی مرکر پھر آتا ہے
سب غلط ہے قیامت کو اوٹھین گے اوس سے پہلے ہرگز نہین انتہی ف اللہ پاک خبر
دیتا ہے حال سے محتضر کے وقت موت کے یہ شخص کفار سے ہو یا مسلمانون مین سے جو کہ اللہ پاک
کے حکم مین کمی کرتے ہین بجا آوری حکم کی پوری پوری نہین کرتے وقت موت کے دنیا کی طرف
لوٹنے کا سوال کرینگے تاکہ مدت حیات مین جو بگاڑا ہے اوسکی اصلاح کرین اسی لیے یون کہا رب
ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا جیساکہ اللہ پاکنے فرمایا ہے وانفقوا مما رزقناکم

حدیث شریف کے لفظ مبارک اذا انفتل سے مضجعک تک اور فرمایا کر سے پہلے کر تک

من قبل ان یاتی احدکم الموت الی قولہ واللہ خبیر بما تعملون وقال تعالٰی
وانذر الناس یوم یاتیہم العذاب الی قولہ مالکم من زوال وقال تعالٰی یوم
یاتی تاویلہ یقول الذین نسوہ من قبل قد جاءت رسل ربنا بالحق فہل لنا
من شفعاء فیشفعوا لنا او نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل وقال تعالٰی
ولو ترٰی اذ المجرمون ناکسوا رءوسہم عند ربہم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل
صالحا انا موقنون وقال تعالٰی ولو ترٰی اذ وقفوا علی النار فقالوا یالیتنا نرد
ولا نکذب بایات ربنا الی قولہ وانہم لکاذبون وقال تعالٰی ولو ترٰی الظالمین
لما رأوا العذاب یقولون ہل الی مرد من سبیل وقال تعالٰی قالوا ربنا امتنا
اثنتین واحییتنا اثنتین فاعترفنا بذنوبنا فہل الی خروج من سبیل اور جو آیت
اسکے بعد ہے وقال تعالٰی وہم یصطرخون فیہا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر
الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر فذوقوا فما
للظالمین من نصیر پس اللہ پاک نے ان آیتون مین ذکر فرمایا ہے کہ وہ لوٹنے کا سوال کرینگے
سو یہ اونکا سوال نہ احتضار کے وقت قبول ہوگا نہ یوم النشور مین نہ وقت پیش ہونے کے
اللہ سبحانہ پر اور نہ اوسوقت کہ دوزخ پر پیش کیے جائینگے اور وہ غمرات عذاب جحیم مین ہونگے
اسجگہ جو یہ فرمایا کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا سو کلا حرف ردع و زجر ہے یعنی اوسنے جو بات
طلب کی ہے ہم ہرگز اوسکو نہ مانینگے نہ اوس سے قبول کرینگے عبدالرحمن بن زید بن اسلم
نے کہا معنی یہ ہین کہ اس بات کو ضرور ہر محتضر ظالم کہے گا یہ بھی احتمال ہے کہ انہا کلمۃ
ہو قائلہا علت ہو کلا کی ای لانہا کلمۃ یعنی سوال کرنا اوسکا رجوع کو اسلیئے کہ عمل صالح
کرے گا یہ ایک اوسکی بات ہے اور ایک قول ہے کہ اوسکے ساتھ کچھ عمل نہین ہے بالفرض اگر
وہ پھر لایا جاے تو عمل صالح نکرے گا اور اپنے اس قول مین کاذب ٹھیرے گا جیسا کہ اللہ پاک
نے ارشاد فرمایا ہے ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون قتادہ نے
کہا واللہ اوسنے تمنا نہین کی اسکی کہ گھر والون کی طرف رجوع کرے نہ اسکی کہ کنبے کی طرف رجوع
ہو نہ اسکی کہ دنیا جمع کرے اور خواہشون کو پورا کرے لیکن اوسنے یہ تمنا کی ہے کہ پھر آئے

۱ اور ڈراو اوس دن سے کہ آویگا انکو
عذاب جب کہینگے ظالم اے
رب ہمارے ہمکو تھوڑی مدت
کہ ہم تیرا کہنا مانین اور رسولون کے
ساتھ ہون کیا تم نہین قسمین کھاتے
پہلے کہ تمکو نہین کسیطرح ۱۱ منہ
جو تم نے کیے تھے اور بسے
گئے تھے گھرون مین انکے
اور ظاہر ہوگیا تمکو
کہ ہم نے کیا
ساتھ انکے
اور بیان کیے
ہم نے
تمکو
مثل
اور
مکر
کرتے
تھے
اور
اگر
ہوتا
یہ
قرآن
پہاڑ
پر
البتہ
دیکھتا
تو
اوسکو
دبا ہوا
پھٹتا ہوا
اللہ کے
ڈر سے
اور یہ
مثالین
ہم
بیان
کرتے
ہین
لوگون
کے
واسطے
تاکہ
وہ
سوچین
۲۱ منہ
اور
اگر
ہم
اتارتے
یہ
قرآن
کسی
پہاڑ
پر
البتہ
تو
دیکھتا
اوسکو
دبا ہوا
پھٹتا ہوا
اللہ کے
ڈر سے
اور یہ
مثالین
ہم
بیان
کرتے
ہین
لوگون
کے
واسطے
تاکہ
وہ
سوچین
۲۱ منہ
اور
اگر
ہم
اتارتے
یہ
قرآن
کسی
پہاڑ
پر
البتہ
تو
دیکھتا
اوسکو
دبا ہوا
پھٹتا ہوا
اللہ کے
ڈر سے
اور یہ
مثالین
ہم
بیان
کرتے
ہین
لوگون
کے
واسطے
تاکہ
وہ
سوچین
۲۱ منہ
اور
اگر
ہم
اتارتے
یہ
قرآن
کسی
پہاڑ
پر
البتہ
تو
دیکھتا
اوسکو
دبا ہوا
پھٹتا ہوا
اللہ کے
ڈر سے
اور یہ
مثالین
ہم
بیان
کرتے
ہین
لوگون
کے
واسطے
تاکہ
وہ
سوچین
۲۱ منہ
اور
اگر
ہم
اتارتے
یہ
قرآن
کسی
پہاڑ
پر
البتہ
تو
دیکھتا
اوسکو
دبا ہوا
پھٹتا ہوا
اللہ کے
ڈر سے
اور یہ
مثالین
ہم
بیان
کرتے
ہین
لوگون
کے
واسطے
تاکہ
وہ
سوچین
۲۱ منہ

تو اللہ عزوجل کی طاعت کے ساتھ عمل کرے پس اللہ رحم کرے اوس آدمی کو جسنے عمل کیا
اوس بات مین جسکی تمنا کافر کرے گا جبکہ دیکھے گا عذاب کو طرف نار کے محمد بن کعب قرظی
نے کہا حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت
کہا پس جبار فرماے گا کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا عمر بن عبد اللہ مولی غفرہ نے کہا
جسوقت کافر کہے گا رب ارجعون لعلی اعمل صالحا تو اللہ تعالی فرماے گا کلا کذبت
یعنی ہرگز نہین تو نے جھوٹ کہا قتادہ نے کہا اسکی تفسیر مین کہ علاء بن زیاد کہا کرتے تھے
البتہ آتا ہے ایک تمھارا اپنی جان کو یعنی فرض کرے کہ اوسکو موت حاضر ہوگئی تو اوسنے اپنے
رب سے اِقالہ چاہا سو اوسنے اقالہ قبول کیا یعنی دنیا کی طرف پھرنا چاہا تو اللہ نے اوسکو پھیر دیا
چاہیئے کہ عمل کرے ساتھ طاعت اللہ تعالی کے قتادہ نے کہا واللہ اوسنے تمنا نہین کی
مگر اسکی کہ رجوع کرے تو اللہ کی طاعت کے ساتھ عمل کرے پس تم کافر مفرط کی تمنا کو نظر کرو
یعنی سوچو پھر اوسپر عمل کرو ولا قوۃ الا باللہ یعنی عمل صالح کرنے کی کوئی قوت نہین ہے مگر
ساتھ مدد اللہ پاک کے محمد بن کعب قرظی سے بھی اسی کی مثل مروی ہے محمد بن ابی حاتم
نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا جبکہ رکھا جاتا ہے یعنی کافر اپنی قبر مین
پھر اوسے اوسکا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے نار سے کہا تو وہ کہتا ہے اے رب مجھے پھیر دو تو مین
تائب ہوون اور نیک کام کرون کہا پھر کہا جاتا ہے مقرر تو عمر دیا گیا اوسقدر کہ تو عمر دیا گیا تھا کہا پھر
تنگ کیجاتی ہے اوسپر قبر اوسکی اور ملجاتی ہے پس وہ مثل مارگزیدہ کے سوتا ہے[1] اور گھبراتا ہے
زمین کے کیڑے اور اوسکے سانپ اور بچھو طرف اوسکے جھک پڑتے ہین نیز حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے خرابی ہے واسطے اہل معاصی کے اہل قبور سے کہ داخل
ہوتے ہین اوپر اونکی قبرون مین سیاہ سانپ یا دہم[2] ایک سانپ نزدیک اوسکے کے اور ایک
سانپ نزدیک اوسکے دونون پاؤن کے وہ اوسکو کاٹتے رہتے ہین یہانتک کہ ملجاتے ہین
اوسکے وسط مین پس یہ وہ عذاب ہے برزخ مین جسکا اللہ تعالی نے ذکر فرمایا ہے ومن ورائھم
برزخ الی یوم یبعثون ابو صالح وغیرہ نے من ورائھم کی تفسیر مین کہا ہے کہ امامھم
مراد ہے یعنی کلمہ وراء اضداد مین سے ہے اِسکے معنی آگے پیچھے دونون ہین یہان مراد

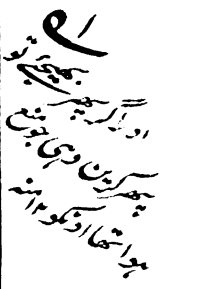
[1] ابن ابی حاتم کے لفظ کا ترجمہ یہ ہے اور یفضغ سے اور فضغ الشاۃ مین ذبح کے ہین اور یفضغ سے روایت ابن ابی حاتم و ابن ابی الدنیا کی بھی فتح البیان مین ہے واللہ اعلم

[2] یعنی نہایت سیاہ یا بغایت سبز

آگے ہے مجاہد نے کہا برزخ حاجز ہے یعنی پردہ وہ زمانہ ہے جو درمیان دنیا و آخرت کے ہے محمد بن کعب نے کہا برزخ وہ ہے جو درمیان دنیا و آخرت کے ہے وہ لوگ دنیا والون کے ساتھ نہین ہین کہ کھائین پئین نہ آخرت والون کے ہمراہ ہین کہ اپنے اعمال کی جزا دیے جائین ابو صخر نے کہا برزخ مقابر ہین نہ وہ دنیا مین ہین نہ آخرت مین پس وہ اقامت پذیر ہین اوس دن تک کہ اوٹھائے جائین **قولہ تعالیٰ** ومن ورائہم برزخ مین تہدید ہے عذاب برزخ کی ان لوگون کو منجملہ ظالمین جنکو موت حاضر ہوئی **کما قال تعالیٰ** من ورائہم جہنم **وقال من ورائہ** عذاب غلیظ **قولہ تعالیٰ** الی یوم یبعثون کا مطلب یہ ہے کہ بعث کے دن تک اوسپر عذاب مستمر و دائم و قائم رہیگا چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے فلا یزال معذبا فیہا ای فی الارض یعنی ہمیشہ وہ معذب رہیگا زمین مین کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان و ضاحت تبیان یہ ہے کہ کلمہ حتیٰ ابتدائیہ ہے جملہ شرطیہ پر داخل ہوا ہے اور باوجود اسکے اپنے ماقبل کے لیئے غایت ہے لکاذبون سے متعلق ہے یا یصفون سے مراد موت کے آنے سے آثار علامات موت کا ہے یعنی یہانتک کہ جسوقت دیکھے گا ٹھکانا اپنا نار سے اور ٹھکانا اپنا جنّت سے اگر ایمان لاتا قال کا فاعل وہی احد ہے جسکو موت حاضر ہوئی ہے یعنی جو کچھ بُرائیان اُس سے ہو چکی ہین اوسپر حسرت و حزن و رنج کرکے کہے گا رب ارجعون اے رب تم مجھے پھیر دو طرف دنیا کے صیغہ جمع کا کہا باوجود اسکے کہ مخاطب ایک ہے سو واسطے تعظیم مخاطب کے صیغہ جمع سے خطاب کیا کسی نے کہا کہ بنا برمعنی تکریر فعل کے ای ارجعنی ارجعنی ارجعنی یہ قول ابو البقا کا ہے اُسی کے مثل یہ آیت ہے القیا فی جہنّم مازنی نے کہا اسکے معنی ہین اَلْقِ اَلْقِ یعنی ڈالدے ڈالدے جہنّم مین مطلب یہ ہے کہ گو مخاطب ایک ہے لیکن تکرار فعل کی جہت سے تثنیہ کا صیغہ ذکر کیا اسیطرح امرئ القیس کے قول مین کہا ہے

ع قفا نبک من ذکری حبیب و منزلِ ٭ یعنی ٹھیر جا ٹھیر جا ہم رؤین بسبب یاد کرنے دوست اور منزل دوست کے اُسی کے مثل حجاج کا قول ہے یا حرسی اضربا عنقہ اسیطرح کسی اور کا قول ہے ع اَلا فارحمونِ یا اِلٰہ محمّدٍ ٭ کسی نے یہ تاویل کی ہے کہ جب اونھون نے استغاثہ اللہ پاک سے کیا تو اونکے کہنے والے نے رب کہا پھر خطاب ملائکہ کی

طرف رجوع کیا تو ارجعون کہدیا لعلے اعمل صالحا کا مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کی
طرف لوٹکر جاؤنگا تو نیک کام کرونگا ایمان لاؤنگا اور جو نیک کام تابع ایمان ہین اونکو بجا لاؤنگا
ابن جریر ابن ابی حاتم سے مروی ہے کہا زعم کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مومن جسوقت فرشتون کا معائنہ کرتا ہے تو وہ کہتے ہین ہم تجھے
دنیا کی طرف پھیر دین تو وہ کہتا ہے طرف خانۂ ہموم واحزان کے بل قدما الی اللہ یعنی بلکہ تم تو
مجھے اللہ کی طرف لیجاؤ رہا کافر سو وہ اُس سے کہتے ہین ہم تجھے پھیر دین تو وہ کہتا ہی رب
ارجعون لعلی اعمل صالحا یہ حدیث مرسل ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جبکہ انسان کو وفات حاضر ہوتی ہے تو ہر شے
اوسکے لیئے جمع کیجاتی ہے جو اوسکو حق سے روکتی تھی پھر وہ درمیان اوسکے دونون آنکھون کے
کیجاتی ہے پس وہ اسوقت یہ کہتا ہے رب ارجعون الآیہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے اعمل صالحا کی تفسیر مین مروی ہے فرمایا کہ مین لا الہ الا اللہ کہونگا
فیما ترکت کا مطلب یہ ہے کہ اوس موضع مین جسکو مین نے ضائع کیا یا منع کیا یا جسمین مین نے
ترک کیا چھوڑا وہ جگہ دنیا ہے کیونکہ اوسنے دنیا کو چھوڑا اور عقبے کی طرف نقل کر آیا غرضکہ جب اُسنے
رجوع کی تمنا کی اسلیئے کہ عمل کرے تو اللہ پاک نے اِس بات کو اوسپر رد وزجر کے کلمے سے
یون رد فرمایا کہ کلا یعنی ہرگز نہین انہا کلمۃ ھو قائلہا مین ضمیر راجع ہے طرف رب ارجعون
کے یعنی یہ کلمہ وہ ضرور کہیگا اوسے نہ چھوڑے گا نہ اُس سے سکوت کرے گا اسواسطے کہ
حسرت وندامت اوسپر مستولی ہو رہی ہے حالانکہ بات یون نہین ہے جیسے وہ گمان کر رہا ہے
کہ دنیا کی طرف رجوع کرنا اوسکے لیئے مان لیا جائیگا یا معنی یہ ہین کہ اگر یہ بات اوسکی قبول ہو جاے
تو اوس سے یہ وعدہ وفا نہوگا کما فی قولہ تعالی ولو ردوا لعادوا لما نھوا
عنہ کسی نے کہا کہ ضمیر ھو راجع ہے طرف اللہ پاک کے یعنی اوسکی خبر مین کسیطرح کا خلاف نہین ہے
حالانکہ وہ ہمکو اس بات کی خبر دے چکا ہے کہ وہ تاخیر نہین دیتا ہے کسی نفس کو جبکہ اوسکی اجل
آجاتی ہے ومن ورائہم کے معنی ہین من امامہم وبین ایدیہم یعنی اُنکے آگے ضمیر راجع ہے
طرف احد کے جمع باعتبار معنی کے ہے اسواسطے کہ احد حکم مین ہے کلہم کے جسطرح اول ضمیرون



مین مفرد لانا باعتبار لفظ کے ہے برزخ کہتے ہین حاجز کو درمیان دو شے کے جو ہری اسی کے
قائل ہین آیت کے معنی مین اختلاف ہے سو ضحاک و مجاہد و ابن زید نے کہا کہ حاجز ہے درمیان
موت و بعث کے کلبی نے کہا وہ مدت ہے درمیان دو نفخون کے درمیان اونکے چالیس برس
کا زمانہ ہے سدی نے کہا وہ اجل ہے کسی نے کہا درمیان اونکے اور درمیان رجوع کے طرف
دنیا کے الی یوم یبعثون سے مراد روز قیامت ہے یہ بالکل ناامید کرنا ہے رجوع سے طرف
دنیا کے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ بعث کے دن کسیطرح کی رجعت نہین ہے طرف دنیا کے اور
اوسمین جو رجوع ہے سو ایسی حیات کی طرف سے کہ وہ آخرت مین ہوگی فاذا نفخ فی الصور فلا
انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون ○ فمن ثقلت موازینہ فاولئک
ہم المفلحون ○ ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم فی جہنم
خلدون ○ تلفح وجوہہم النار وہم فیہا کالحون ○ پھر جسوقت پھونک
ماری صور مین تو نہ ذاتین ہین اونمین اوسدن نہ آپسمین پوچھنا یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے
کے شامل نہین ہر ایک سے اوسکے عمل کا حساب ہے سو جسکی بھاری ہوئین تولین وہی لوگ کامیاب
ہونگے اور جسکی ہلکی ہوئین تولین سو وہی ہین جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ مین رہا کرینگے
آگ مارتی ہے اونکو مونہہ پر اور وہ اوسمین بدشکل ہو رہے ہین ف جلتے جلتے بدن سوج جاویگا
نیچے کا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپڑی تک اور زبان گھسٹی زمین مین لوگ اوسکو روندینگے
انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ جسوقت نشور کی پھونک صور مین پھونکی جائے گی اور لوگ
قبرون سے اوٹھ کھڑے ہونگے تو اوسدن اونمین ذاتین نہونگی نہ انساب نفع دینگے نہ اوسدن
ذات پانت کچھ کام آئے گی نہ باپ اپنے بیٹے پر رقت و رحم کرے گا نہ اوسپر متوجہ ہوگا فرمایا
اللہ پاک نے ولا یسأل حمیم حمیما یبصرونہم یعنی کوئی قریب اپنے قریب کا حال نہ پوچھے گا
حالانکہ وہ اوسے دیکھ رہا ہے اور اگر گناہون سے اوسپر اسقدر ہون کہ اوسکی پشت کو بوجھل کر دیا ہو
حالانکہ دنیا مین وہ اوسکو سب سے بڑھکر عزیز تھا تو وہ طرف اوسکے التفات نکرے گا نہ اوس سے
مچھڑ کے پرکی برابر بوجھ لادے گا فرمایا اللہ پاک نے یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ و
صاحبتہ وبنیہ الآیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ قیامت کا دن ہوگا

ف اور نہ پوچھے دوست اور دوست کو اور سب نظر آتا ہوگا اور سب کو اور نہ ہوگا ۱۲ منہ

ف جسدن بھائی سے اور اپنی ماں اور باپ سے اور اپنی ساتھ والی سے اور بیٹون سے ہر ایک کو اوسدن ایک فکر لگا ہوا ہوگا اوسکو کس سے ۱۲ منہ

تو اللہ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا پھر ایک پکارنیوالا پکارے گا خبردار جس شخص کا کوئی مظلمہ ہو تو چاہیئے کہ آئے اپنا حق لے کہا پس آدمی خوش ہوگا اس سے کہ اوسکا حق ہو اسکے باپ پر یا بیٹے پر یا بی بی پر گو ذرا سا ہی کیون نہو مصداق اسکا اللہ تعالے کی کتاب مین ہے فرمایا اللہ پاک نے فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون رواہ ابن ابی حاتم امام احمد نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے قبض کرتی ہے مجھے وہ شے جو اوسے قبض کرتی ہے اور خوش کرتی ہے مجھے وہ شے جو اوسے خوش کرتی ہے اور بیشک انساب قیامت کے دن منقطع ہو جائین گے مگر میرا نسب اور میرا سبب اور میرا صہر اس حدیث کی اصل صحیحین مین مسور بن مخرمہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے فاطمہ ایک ٹکڑا ہے میرا یریبنی ما رابھا ویوذینی ما اذاھا امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اس منبر پر کیا حال ہے اون آدمیون کا جو کہتے ہین کہ رحم یعنی قرابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفع نہ دے گی اونکی قوم کو ہان قسم ہے اللہ کی میرا رحم موصول ہے دنیا و آخرت مین اور بیشک مین اے لوگو تمھارا میر سامان ہون جبکہ تم آؤ گے تو ایک شخص کہے گا یا رسول اللہ مین فلان فلان کا بیٹا ہون تو مین اوسنے کہونگا کہ نسب تو مین نے پہچان لیا لیکن تمنے بعد میرے نئے کام نکالے اور تم پیچھے پانؤن پھر گئے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین ہمنے مسند امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مین متعدد طریقون سے یہ بات ذکر کی ہے کہ جسوقت اونھون نے بی بی ام کلثوم دختر حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے نکاح کیا تو فرمایا سنتی ہو واللہ مجھے کوئی حاجت نہ تھی مگر یہ کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہر سبب و نسب پس مقرر وہ قیامت کے دن منقطع ہی مگر سبب میرا اور نسب میرا طبرانی و بزار و ہیثم بن کلیب و بیہقی نے اسکو روایت کیا ہے اور حافظ ضیاء نے مختارہ مین اور ذکر کیا ہے کہ واسطے اعظام و اکرام کے چالیس ہزار اونکا مہر باندھا محمد بن عباد بن جعفر سے مروی ہے کہ مین نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا کہ فرماتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہر نسب وصہر منقطع ہوگا دن قیامت کو مگر میرا نسب
اور میرا صہر رواہ الحافظ ابن عساکر فی ترجمۃ ابی العاص بن الربیع زوج زینب بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من طریق ابی القاسم البغوی حدثنا سلیمان
بن عمر بن الاقطع حدثنا ابراھیم بن عبد السلام عن ابراھیم بن یزید عن محمد
بن عباد وروی فیھا من طریق عمار بن سیف عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن
عبد اللہ بن عمرو مرفوعا سألت ربی عزوجل ان لا اتزوج الی احد من امتی
ولا یتزوج الی احد منھم الا کان معی فی الجنۃ فاعطانی ذلک ومن حدیث
عمار بن سیف عن اسمعیل عن عبد اللہ بن ابی اوفی **قولہ تعالیٰ فمن ثقلت**
موازینہ کے معنی یہ ہین کہ جس شخص کی نیکیان راجح ہوئین اوسکی برائیون پر گو ایک ہی نیکی ہو
یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے **فاولئک ھم المفلحون** تو وہی لوگ ہین کہ مراد کو پہونچے پس
آگ سے نجات پائی اور جنت مین داخل کیئے گیے حضرت ابن عباس نے فرمایا اولئک الذین
فازوا بما طلبوا ونجوا من شر ما منہ ھربوا یعنی وہی لوگ ہین کہ جس شے کی طلب کی اوسکو
پہونچی اور جسکی برائی سے بھاگے تھے اوس سے نجات پائی **ومن خفت موازینہ** یعنی جسکی
برائیان بھاری ہوئین اوسکی نیکیون پر تو وہی لوگ ہین کہ اونھون نے نقصان کیا اپنی جانون
کا یعنی نامراد ہوئے اور ہلاک ہوگئے اور صفقۂ خاسرہ کو پہونچے **حافظ ابوبکر بزار نے**
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے کہا بیشک اللہ کا ایک فرشتہ ہے میزان
پر مقرر کیا گیا ہے پس ابن آدم لایا جائے گا پھر درمیان دونون پلّون ترازو کے ٹھیرایا جائے گا
پھر اگر اوسکی میزان بھاری ہوگئی تو ایک فرشتہ ایسی آواز سے پکارے گا کہ اوسے خلائق کو سنا دیگا
نیکبخت ہوا فلان ایسی نیکبختی کہ اوسکے بعد کبھی بدبخت نہوگا اور اگر اوسکی میزان ہلکی ہوگئی تو ایک
فرشتہ ایسی آواز سے پکارے گا کہ اوسے خلائق کو سنا دیگا بدبخت ہوا فلان ایسی بدبختی کہ
بعد اوسکے کبھی نیکبخت نہوگا اسکی اسناد ضعیف ہے کیونکہ داؤد بن محبر ضعیف متروک ہے اسی لیئے
اللہ پاک نے یون فرمایا ہے **فجھنم خالدون** یعنی وہ اوسمین رہین گے ہمیشہ ہمیشہ اقامت گزین
رہین گے پھر کوچ نکرینگے **قولہ تعالیٰ تلفح وجوھھم النار کما قال تعالیٰ**

وتغشی وجوههم النار وقال تعالی ویعلم الذین کفروا حین لا یکفون عن
وجوههم النار ولا عن ظهورهم الآیة ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جہنم جبکہ
ہانک لائے جائین گے واسطے اوسکے لوگ اوسکے تو روبرو آئے گی اونکے لہب اوسکی پھر
اونکو ایک ایسی لپٹ مارے گی کہ اونکا کوئی گوشت باقی نرہے گا مگر وہ کونچ پر گر پڑیگا ابن مردویہ
نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے اسکی تفسیر مین کہ اونکو ایک ایسی لپٹ مارے گی کہ اونکے گوشت اونکی
ایڑیون پر بہ جائین گے قولہ تعالی وھم فیھا کالحون علی بن ابی طلحہ نے
حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ مراد عابسون ہے یعنی تیوری چڑہائی ترشرو ہونگے
ثوری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کالحون کی تفسیر مین روایت کیا ہے
فرمایا کیا تو نے راس مشیط کو نہین دیکھا ہے کہ اوسکے دانت تو کھلجاتے ہین اور اوسکے ہونٹ
برہم جسنہ ہوجاتے ہین مطلب یہ ہی ہے کہ جسطرح بکرے کی سری کی بعد بھونے جلانے کے
صورت ہوجاتی ہے اوسیطرح اونکی صورت ہوگی امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وھم فیھا کالحون
فرمایا کہ آگ اوسکو بھون دے گی تو اوسکے اوپر کا ہونٹ چڑھ جائے گا یہانتک کہ اوسکے وسط
سر کو پہونچے گا اور نیچے کا ہونٹ لٹک پڑے گا یہانتک کہ اوسکی ناف کو پہونچے گا ورواہ
الترمذی عن سوید ابن نصر عن عبداللہ بن المبارک بہ وقال حسن غریب کذا فی
ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ فاذا نفخ فی الصور کہا ہے کہ مراد اس سے
پہلا نفخہ ہے حضرت ابن عباس رض اسی کے قائل ہین کسی نے کہا دوسرا نفخہ ہے یہ قول حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے یہ قول اولی ہے یہ وہی نفخہ ہے جو درمیان بعث ونشور کے ہوگا
کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جسوقت پھونکی جائین گی اجساد مین اونکی روحین یہ قول اس بنا پر ہے کہ
صور جمع ہو صورت کی قرن مراد نہو اسپر حضرت ابن عباس وحضرت حسن رضی اللہ عنہما کی قرات
دال ہے کیونکہ انھون نے فی الصور بفتح واو مع ضم صاد پڑہا ہے جمع صورۃ کی ابورزین نے

بفتح صاد و واو پڑہا ہے باقی قراءت کی قراءت بضم صاد و سکون واو ہے صور وہ قرن ہے جسمین پھونکا جائیگا
فلا انساب بینہم یومئذ انساب جمع ہے نسب کی نسب کہتے ہین قرابت کو یعنی اوسدن انساب کے ساتھ
فخر نکرینگے یا اونکو نفع نہ دینگے اسلیئے کہ باہم رحم و عطوفت اوسدن زائل ہو گی مطلب یہ ہے کہ جس
فرط حیرت و دہشت مین وہ مبتلا ہونگے اوسکے مارے انساب کو یاد نکرینگے قولہ تعالیٰ
ولا یتساءلون یعنی بعض سے انساب کا حال نہ پوچھے گا کیونکہ وہ تو اوسوقت بڑے شغل
شاغل مین مشغول ہونگے رہی یہ بات کہ دوسری آیت مین یون آیا ہے واقبل بعضہم علیٰ بعض
یتساءلون سو یہ آیت آیت باب کے منافی نہین ہے کیونکہ یہ محمول ہے اسپر کہ قیامت کے دن مواقف
مختلف ہونگے سو اثبات باعتبار بعض مواقف کے ہے اور نفی باعتبار بعض دیگر چنانچہ اسکے نظائر مین
ہم بیان کر چکے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جسوقت صور مین پھونکا جائیگا
تو کوئی زندہ باقی نرہیگا مگر اللہ سبحانہ یہ بھی اونسے مروی ہے کہ کسی نے اونسے اسکا اور اقبل
بعضہم الایہ کا حال پوچھا تو فرمایا قیامت کے کئی مواقف ہین سو ایک موقف وہ ہے کہ باہم اونکے
انساب نہونگے نہ باہم سوال کرینگے پس صعقۂ اولیٰ کے وقت باہم اونکے انساب نہونگے جبکہ بیہوش
ہو جائین گے پھر جب نفخۂ آخر ہو گا تب ہی وہ کھڑے ہوئے باہم سوال کرینگے یہ بھی اونسے
مروی ہے کہ کسی نے اونسے ان دو آیتون کا حال پوچھا تو فرمایا کہ یہ نفخۂ اولیٰ مین ہے جبکہ زمین پر
کوئی شے باقی نرہیگی اور وہ جب ہے کہ جنت مین داخل ہونگے تو بعض اونکا بعض پر متوجہ ہو گا
باہم سوال کرینگے فمن ثقلت موازینہ مین مراد موازین سے اوسکے موزونات ہین اوسکے اعمال
صالحہ سے پس موازین موزون کی جمع ٹھیرے گی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جمع ہو میزان کی رہی یہ
بات کہ میزان ایک ہے پھر جمع لانے کی کیا وجہ سو وجہ یہ ہے کہ بسبب تعدد موزون کے صیغہ
جمع کا ذکر کیا ہے پس اوّل کی بنا پر معنی یہ ہین کہ جس شخص کے عمل صالح بھاری ہوئے جو کہ
ترازو سے تولے گئے ہین فاولئک ہم المفلحون سو وہی لوگ ہین اپنے محبوب مطالب
کو پہونچنے والے اور جن امور کا خوف رکھتے تھے اونسے نجات پانیوالے ومن خفت موازینہ
فاولئک الذین خسروا انفسہم یعنی اور جسکے عمل صالح ہلکے نکلے سو وہی لوگ ہین
جنھون نے اپنی جانون کو ضایع کیا اور جو شے اونکو نافع ہوتی اوسکو ترک کیا فی جہنم خالدون

ف ۲ موضع کیا کیون سے
دوسرون کی طرف
ہر یہ مین پھیر دیا ہے

بدل ہے صلۂ موصول سے یا خبر ثانی ہے اولئک کی اس آیت کی تقریر پورے طور پر
گزر چکی ہے اسلیئے تکرار کی ضرورت نہین ہے تلفح وجوھھم النار جملۂ مستانفہ ہی یہ بھی ہوسکتا
ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر حال یا دوسری خبر ہے اولئک کی لفح کہتے ہین جلانے کو
جب آگ کسی شے کو جلا دیتی ہے تو عرب کے محاورے مین بولتے ہین لفحتہ النار یعنی
آگ نے اوسکو جلا دیا اور ضرب کے معنی بھی ہین جب کوئی کسی کو تلوار سے مارے تو کہتے ہین
لفحہ بالسیف یعنی تلوار سے اوسکو مارا کسی نے کہا لفح[۱] سخت تر نفح کو کہتے ہین کیونکہ لفح
اصابت بشدت ہے اور نفح مطلق اصابت کو بولتے ہین کما فی قولہ تعالیٰ ولئن[۲]
مستھم نفحۃ من عذاب ربک خاصکر وجوہ کا ذکر اسلیئے کیا کہ وجوہ سب اعضا سے شریف تر
ہین کسی نے کہا معنی تلفح کے تسفع[۳] ہین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا تنفح معنی یہ ہین کہ آگ
اونکے مونہہ کو جلا دے گی اور اوسکے رنگ روپ کو بگاڑ دے گی یا اونکے مونہہ کو ماریگی
یا اونکے مونہہ کو لگے گی جملۂ وھم فیھا کالحون محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی حال یہ ہے کہ
وہ اوسمین بدشکل ہو رہے ہین کالح وہ ہے جسکے ہونٹ سمٹ گئے ہون اور دانت کھلے ہون
زجاج اسی کے قائل ہین دہر کالح یا نہ سخت کو کہتے ہین اہل لغت نے کہا ہے کہ الکلوح تکشر
فی عبوس یعنی کلوح دانت کھلنا ہے ترش روئی مین باب اسکا خضع ہے اسی باب سے کلوح اسد ہے
یعنی شیر کے دانت کھولنے کو بھی کلوح بولتے ہین کسی نے کہا کہ کلوح تقطب وجہ ہے یعنی ترش رو
چین بہ ابرو ہونا محاورے مین بولتے ہین کلح الرجل یکلح کلوحا وکلاحا حضرت ابن مسعود کا
دوسرا لفظ تفسیر کا لحون مین یہ ہے کلوح الرأس النضیج بدت اسنانھم وتقلصت شفاھھم
یعنی اونکی صورت ایسی جلی بھنی ہوگی جیسے سری بکری کی پکی ہوئی دانت اونکے کھلے ہونگے
اور ہونٹ اونکے سمٹ گئے ہونگے غرضکہ دوزخ والون کی صفت مین اور جو کچھ وہ کہین گے
اور جو اونسے کہا جائے گا اس سب مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین کتب حدیث مین
معروف و مشہور ہین سیدنا ابو الوفا الصدیق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب یقظۃ اولی الابصار
مین اُن سب حدیثون کا استیفا فرمایا ہے جزاہ اللہ خیرا یہ کتاب حال مین نار و اہل نار کے

بے نظیر ہے الم تکن ایتی تتلی علیکم فکنتم بھا تکذبون ○ قالوا ربنا غلبت علینا

[۱] صراح مین کہا ہے نفح سوختن آزار دادن وسیوطی قال الاصمعی ما کان من السلیع نفح فھو حر وما کان نفح فھو برد ۱۲ منہ

[۲] اور یہی بھی ہوسکتا ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر حال یعنی ایسے حال مین کہ آگ اونکو اب بھی جلا رہی ہے اور اونکی آرزو کی جڑ کاٹ رہی ہے

[۳] منہ تسفع سوختن آزار دادن و مین سوختن آزار دادن و بر گردانیدن روی را ۱۲ منہ

شقوتنا وکنا قوما ضالین ○ ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظلمون ○ تمکو
سُنائی نہ تھین ہماری آیتین پھر تم اونکو جھٹلاتے تھے بولے اے رب ہمپر زور کیا ہمپر
ہماری کمبختی نے اور تھے ہم لوگ نہکے اے رب نکال لے ہمکو اوسمین سے اگر ہم پھر کرین تو
ہم گنہگار انتہی ف یہ تقریع و توبیخ ہے اور ڈانٹنا دھمکانا ہے طرف سے اللہ پاک کے اہل نار
کو اوس کفر و آثم و محارم و عظائم پر جسکے وہ مرتکب ہوئے اور جسنے اونکو اس بلامین ہلاک کیا
پس ارشاد فرمایا الم تکن اٰیاتی تتلٰی علیکم الایہ یعنی مین نے تمھاری طرف رسول بھیجے
تمھاری طرف کتابین نازل کین تمھارے شبہون کو زائل کیا تمھارے لیے کوئی حجّت
باقی نرہی کما قال تعالٰی لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل
وقال تعالٰی وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا وقال تعالٰی کلما
القی فیہا فوج سألھم خزنتہا الم یاتکم نذیر الی قولہ فسحقا لاصحاب السعیر
اسی لیئے اہل نار نے یہ کہا کہ ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین یعنی مقرر
ہمپر حجتین قائم ہوچکین لیکن ہم زیادہ تر کمبخت تھے اس سے کہ ہم اونکے مطیع و منقاد ہوتے
اونکی پیروی کرتے سو ہم اونسے گمراہ ہوگئے اور وہ ہمکو نہ ملین پھر بولے ربنا اخرجنا الایہ یعنی
تو ہمکو دنیا کی طرف پھیر دے پھر اگر ہم عود کرین طرف اس شے کے جو ہمسے ہوچکی ہے تو ہم
مستحق عقوبت کے ہین کما قال تعالٰی فاعترفنا بذنوبنا فہل الی خروج
من سبیل الی قولہ فالحکم للہ العلی الکبیر یعنی کوئی راہ نہین ہے طرف خروج کے
کیونکہ تمنے تو اللہ کے ساتھ شرک کیا جبکہ مومنین نے اوسکی توحید کی کذا قال الحافظ ابن
کثیر رحمہ اللہ تعالٰی ف فتح البیان مین ہے کہ مراد آیات سے قوارع و زواجر قرآن
شریف ہین یعنی قرآن پاک کے مضامین جو کہ کفر و معاصی سے روکنے والے تھے دنیا
مین اونسے تمکو خوف دلایا جاتا تھا سو تم اونکی تکذیب کرتے تھے اور کہتے کہ وہ اللہ کی طرف
سے نہین ہین جملہ قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا مستانفہ ہے معنی یہ ہین کہ ہماری
لذتین شہوتین خواہشین ہمپر غالب ہوگئین لذت و شہوت کا نام شقوت اسلیئے رکھا کہ
انجام اوسکا شقا کی طرف ہوتا ہے اہل مدینہ و ابو عمرو و عاصم نے شقوتنا پڑہا ہے باقی

قراءۃ کی قرارت شقاوتنا ہے یہ قرارت حضرت ابن مسعود و حضرت حسن رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے شقوت و شقاوت دونون مصدر ہین بمعنی سوء عاقبت کے یعنی انجام بد کو شقاوت
کہتے ہین اور شقاضد ہے سعادت کی و نیز بمعنی سختی و تنگی ہے وکنا قوما ضالین یعنی
ہم بسبب شقاوت کے ہدایت سے گمراہ تھے کیونکہ وہ اسی شقاوت کی وجہ سے حق و صواب
سے گمراہ ہوئے پھر وہ بات طلب کی جو مانی نجائے گی پس بولے کہ اے رب تو ہمکو آگ سے
نکال لے پھر جس کفر و تکذیب و عدم ایمان پر ہم قائم و دائم تھے اوسکی طرف عود کرین تو ہم
بسبب عود کرنے کے اپنی جانون پر ظلم کرنے والے ہین قال اخسؤا فیہا ولا تکلمون ○
انہ کان فریق من عبادی یقولون ربنا آمنا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر
الراحمین ج صلے ○ فاتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری وکنتم منھم تضحکون ○
انی جزیتھم الیوم بما صبروا انھم ھم الفائزون ○ فرمایا پڑے رہو پھٹکارے
اوسمین اور مجھسے نہ بولو ایک فرقہ تھا میرے بندون مین جو کہتے تھے اے رب ہمارے ہم
یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور مہر کر ہمپر اور تو سب مہر والون سے بہتر پھر تمنے اونکو
ٹھٹھون مین پکڑا یہانتک کہ بھولے اُنکے پیچھے میری یاد اور تم اونسے ہنستے رہے مین نے
آج دیا اونکو بدلا اونکے صبر کا کہ وہی ہین مراد کو پہونچے انتہیٰ ف یہ جواب ہے طرف سے
اللہ پاک کے کفار کو جبکہ اونھون نے سوال کیا خروج کا نار سے اور رجوع کا طرف اس گھر کے فرماتا ہے
اخسؤا فیھا ای املثوا فیھا صاغرین مھانین اذلاء یعنی تم اوسمین پڑے رہو حقیر و خوار
ذلیل ولا تکلمون یعنی یہ سوال تمھارا پھر مت کرو کیونکہ میرے پاس تمھارے واسطے
کوئی جواب نہین ہے عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ
یہ قول ہے رحمن کا جبکہ اونکا کلام اوس سے منقطع ہوا ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ
بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا کہ جہنم والے مالک کو پکارینگے تو وہ چالیس برس
اونکو جواب نہ دیگا پھر اونکو یہ جواب دے گا کہ انکم ماکثون یعنی مقررہ پڑنے والے ہو
کہا کہ اونکا پکارنا خوار ہوا واللہ مالک پر اور رب مالک پر پھر وہ اپنے رب کو پکارینگے تو کہینگے
ربنا غلبت علینا الآیہ کہا پس وہ اونسے سکوت کریگا بقدر دو بار مدت دنیا کے پھر اونکو یہ جواب

وے گا کہ اخسؤا فیہا ولا تکلمون کہا فواللہ ما ایئس القوم بعد بکلمۃ واحدۃ وما ہو الا
الزفیر والشہیق فی نارجہنم یعنی قسم ہے اللہ کی کیا نا امیدی ہو گی اُن لوگون کی بعد اسکے
بسبب ایک کلمے کے اور نہین ہے وہ مگر زفیر وشہیق دوزخ کی آگ مین کہا پس تشبیہ دیگئی
اونکی آوازون کی گدھون کی آوازون سے کہ اوّل اونکا زفیر ہے اور آخر اونکا شہیق ابن
ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا جبکہ اللہ تعالے
یہ ارادہ کرے گا کہ دوزخیون مین سے کسی کو نہ نکالے یعنی دوزخ سے تو اونکے چہرون کو اور
رنگون کو بدل دیگا پس آئیگا ایک شخص مومنین مین سے پھر وہ شفاعت کرے گا تو کہے گا
اے رب اللہ فرمائیگا جو شخص پہچانے کسی کو تو چاہیئے کہ اوسے نکال لے پس وہ شخص مومنین
مین سے آئیگا پھر نظر کرے گا تو کسی کو نہ پہچانے گا پس اوسکو ایک شخص پکارے گا اے
فلان مین فلان ہون تو وہ کہے گا مین تجھے نہین پہچانتا ہون کہا پس اسوقت وہ کہین گے
نار مین ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا
ظالمون سو اسوقت اللہ فرمائے گا اخسؤا فیہا ولا تکلمون پس جب
یہ فرماوے گا تو آگ اونپر بند کردی جائے گی پھر اونمین سے کوئی نکالا نجائیگا پھر کفار نے
جو گناہ دنیا مین کیئے تھے اور اللہ پاک کے بندون سے اور اوسکے دوستون سے ٹھٹھا کیا کرتے
تھے سو اللہ پاک نے اونکو اوسکی یاد دلائی پس ارشاد فرمایا انہ کان فریق من عبادی یقولون ربنا
یعنی وہ
جو مجھے پکارتے تھے اور میری طرف تضرع وزاری کرتے تھے سو تمنے اونسے ٹھٹھا کیا
حتی انسوکم ذکری یعنی یہانتک کہ اونکا بغض تمکو اسپر باعث ہوا کہ تم میرے معاملے کو
بھول گئے وکنتم منہم تضحکون یعنی تم اونکے کام اور عبادت سے ہنستے تھے کما
قال تعالے ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنوا یضحکون واذا مروا بہم
یتغامزون یعنی استہزا کی راہ سے اونکا عیب کرتے اونکی غیبت کرتے آنکھ سے اونکی
طرف اشارہ کرتے پھر اللہ پاک نے خبر دی اوس شے کی جسکے ساتھ اوسنے اپنے دوستون کو اور
اپنے صالح بندون کو جزا دی پس فرمایا انی جزیتہم الیوم بما صبروا انہم ہم الفائزون
یعنی اونھون نے جو تمھاری ایذا و استہزا پر صبر کیا سو مین نے بسبب اُنکے صبر کے آج کے
دن اونکو یہ جزا دی کہ سعادت وسلامت وجنت ونجات مین من النار کی مراد پانے والے

وہ جو کہتے تھے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمکو بخش دے اور ہم پر رحم کر تو سب بخشنے والون سے بہتر ہے تو تم نے ان کو ہنسی مین لیا یہانتک کہ تمھارے خیال نے تمھین میری یاد بھلا دی اور تم ان پر ہنستے رہے مین نے آج ان کو ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ مراد کو پہنچے

اونھین کو کیا کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک نے مالک کی زبان
پر بعد مقدار دو بار مدت دنیا کے فرمایا کسی نے کہا کہ مقدار دنیا کا سات ہزار سال ہین بعد د
سبع سیارہ کے کسی نے کہا بارہ ہزار برس ہے بعد د بروج کے کسی نے کہا تین سو ساٹھ برس
بعد د ایام سال کے قرطبی رحمہ اللہ تعالی نے تذکرہ مین اسکو ذکر کیا ہے تحقیق اس باب مین
وہ ہے جو صاحب لقطہ نے تحریر فرمائی ہے غرضکہ بعد ایک مدت کثیر کے کتنی ہی ہو اللہ پاک
نے اونکو یہ جواب دیا کہ تم چپ رہو جہنم مین چپ رہنا ذلت و خواری کا میرد نے کہا کہ خس
مکروہ کے ساتھ دور کرنے کو کہتے ہین زجاج نے کہا کہ تم دور رہو جاؤ دور رہو ناخفی کا اور
دور رہو دور رہو نا کتے کا اس بنا پر معنی یہ ہین کہ تم دور رہو جاؤ جہنم مین جسطرح کہ کتے سے کہتے
ہین اخسأ یعنی دور رہو محاورے مین بولتے ہین خسأت الکلب خسأ یعنی ہنکا لا مین نے
کتے کو ہنکا لنے کر غرضکہ معنی خسأ کے طرد و ابعاد ہین ولا تکلمون یعنی تم مجھسے بات
مت کرو تمھارے نکالنے مین آگے اور تمھارے رجوع مین طرف دنیا کے یا تم سے عذاب
دفع کرنے مین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تم بالکل مجھسے مت بولو حضرت حسن رضی اللہ عنہ
نے فرمایا ہے یہ آخر کلام ہے جسکے ساتھ اہل نار کلام کرینگے بعد اسکے نہین ہے مگر زفیر
و شہیق اور بھونکنا مثل بھونکنے کتے کے نعوذ باللہ من النار و من اصحاب النار غرضکہ
اللہ پاک نے خروج کی دعا کرنیسے اونکو زجر و توبیخ کی پھر اوسکی یہ علت ذکر فرمائی کہ انہ
کان فریق من عبادی مراد عباد سے مومنین ہین کسی نے کہا صحابہ مہاجرین ہین منجملہ
اونکے حضرت بلال و صہیب و عمار و خباب رضی اللہ عنہم ہین جمہور نے انہ بکسر ان
پڑہا ہے بنا بر استیناف تعلیلی کے حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے بفتح انہ پڑہا ہے معنی
یہ ہین کہ تم مجھسے اپنے نکالنے کے مقدمے مین بات مت کرو اسواسطے کہ میرے بندون
مین سے ایک گروہ یون کہتا تھا کہ اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمکو بخشدے اور
ہمپر رحم کر اور تو بہتر ہے رحم کرنے والونکا محط تعلیل کا یعنی جس بات پر تعلیل کا آتا رہوتا ہے
وہ یہ ہے فاتخذتموھم سخریا سو تمنے اونکو ٹھٹھون مین پکڑا نافع و حمزہ و کسائی نے
بضم سین پڑہا ہے باقی قراء کی قرارت بکسر سین ہے یہ دونون قرارتین سبعیہ ہین ابو عمرو نے

دونون مین فرق کیا ہے سو کسرے کو جہت ہزو سے ٹھیرایا ہے اور ضمہ کو جہت سخرہ سے
نحاس نے کہا اس فرق کو نہ خلیل پہچانتے ہین نہ سیبویہ نہ کسائی نہ فراء کسائی سے منقول
ہے کہ کسرہ بمعنی استہزاء و سخریہ بالقول کے ہے اور ضمہ بمعنی تسخیر و استعباد بالفعل کے حتی
انسوکم ذکری یعنی تمنے اونکو یہانتک ٹھٹھون مین پکڑا کہ اونھون نے تمکو میری یاد بھلادی
کیونکہ استہزا مین ایسے سخت مشغول ہوئے کہ اللہ کی یاد کو بھول گئے وکنتم منھم تضحکون
اور تم اونسے ہنستے رہے دنیا مین معنی یہ ہین یہانتک کہ تم میری یاد کو بھول گئے بسبب
مشغول ہونے تمھارے کے مسخری و ہنسی مین اسکی نسبت عباد مومنین کی طرف اسلیے
کی کہ وہ اسکے سبب ہوئے انی جزیتہم الیوم بما صبروا جملہ مستانفہ ہے و اسطے
تقریر ماسبق کے لایا گیا ہے آیمین حسن حال مؤمنین کا بیان ہے حرف با سببیہ ہے انہم
ھم الفائزون حمزہ و کسائی نے بکسر ہمزہ پڑہا ہے بنا بر استیناف باقی قراء کی قرارت
بالفتح ہے یعنی لانہم ھم الفائزون یہ بھی ہوسکتا ہے کہ منصوب ہو اس بنا پر کہ مفعول ثانی
ہو فعل کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ مومنون سے جو ہنسی کیگئی اسکی اونکو کیا جزا ملی سو
فرمادیا کہ مین نے اونکو آج کے دن بسبب اُنکے صبر کے یہ جزا دی کہ مراد پانیوالے وہی ہین اور
اونسے ہنسنے والے ابدالآباد دوزخ مین پڑے رہین گے قال کم لبثتم فی الارض
عدد سنین ○ قالوا لبثنا یوما او بعض یوم فسئل العادین ○ قل ان لبثتم
الا قلیلا لو انکم کنتم تعلمون ○ افحسبتم انما خلقنکم عبثا و انکم الینا
لا ترجعون ○ فتعلی اللہ الملک الحق ج لا الہ الا ھو رب العرش الکریم ○
فرمایا تم کتنی دیر رہے زمین مین برسون کی گنتی سے بولے ہم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم
تو پوچھ لے گنتی والون سے فرمایا تم اوسمین بہت نہین تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے
سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہمنے تمکو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر نہ آؤ گے سو بہت
اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہین اُسکے سوا مالک اُس خاصے تخت کا ف یعنی
فرشتون سے جنہون نے نیکی اور بدی گن رکھی یہ بھی گنا ہوگا زمین مین رہنا یعنی قبر مین رہنا
یا دنیا کی عمر یہ بھی وہان تھوڑی نظر آوے گی یہ پوچھنا اسواسطے کہ دنیا مین عذاب کی

شتابی کرتے تھے اب جانا کہ شتاب ہی آیا ف یعنی دنیا مین تو نیکی اور بدی کا اثر
نہین ملتا اگر دوسرا دن نہو بدی کا تو یہ سب کھیل تھا انتہی ف اونھون نے جو دنیا کی عمر
قصیر مین اللہ سبحانہ کی طاعت کو اور اکیلے اوسکے پوجنے کو ضائع کیا سو اللہ پاک اسپر
اونکو آگاہ کرتا ہے اگر وہ دنیا کی مدت قصیر مین صبر کرتے تو مراد پاتے جسطرح کہ اوسکے
اولیاے متقین نے مراد پائی فرمایا دنیا مین تمھاری اقامت کتنی ہوئی بولے ایک دن
رہے یا دن سے کم تو حساب کرنے والون سے پوچھ لے قال ان لبثتم الا قلیلا فرمایا
ہر تقدیر پر تم ذراسی مدت رہے لو انکم کنتم تعلمون یعنی اگر تم جانتے تو فانی کو باقی پر
اختیار نکرتے اور نہ اپنی جان کے واسطے یہ برا تصرف کرتے نہ اس ذراسی مدت مین
اللہ پاک کی طرف سے اوسکے غصے کے مستحق ہوتے پھر اگر تم اللہ سبحانہ کی طاعت وعبادت
پر صبر کرتے جیساکہ مومنون نے کیا تو تم مراد کو پہونچتے جسطرح وہ پہونچے ابن ابی حاتم
نے صفوان سے روایت کیا ہے صفوان نے ابقع بن عبد الکلاعی کو سنا کہ وہ لوگون کو
خطبہ سنا رہے تھے ابقع نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی بیشک
اللہ جسوقت اہل جنت کو جنت مین اور اہل نار کو نار مین داخل کرچکے گا تو فرماے گا
اے جنت والو تم کتنے رہے زمین مین برسون کے حساب سے تو وہ عرض کرینگے کہ ہم دن بھر
رہے یا کچھ دن سے کم فرماے گا نعم ما اتجرتم فی ایام او بعض یوم رحمتی و رضوانی و
جنتی املئوا فیها خالدین مخلدین یعنی تمنے دن بھر مین یا کچھ دن مین کیا خوب تجارت
کی میری رحمت ومیری مرضی ومیری جنت کی تم اوسمین ہمیشہ ہمیشہ رہو پڑو پھر فرماے گا
اے دوزخ والو تم کتنے رہے زمین مین برسون کے حساب سے وہ عرض کرینگے کہ دن بھر
یا دن سے کچھ کم پس فرماے گا تمنے کیا بری تجارت کی ایک دن مین یا دن سے کچھ کم مین
میری آگ کی اور میرے غصے کی تم اوسمین ہمیشہ ہمیشہ پڑے رہو قولہ تعالی
افحسبتم انما خلقناکم عبثا یعنی پھر کیا تمنے یہ گمان کیا کہ تم عبث ہی پیدا کیے گئے
کہ تمسے نہ کوئی قصد ہو نہ کچھ ارادہ نہ کوئی ہماری حکمت تمھارے بنانے مین کسی نے کہا معنی
عبثا کے للعبث ہین یعنی کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ ہمنے تمکو اسلیے بنایا کہ تم لعب وعبث

کردو جسطرح کہ چوپائے پیدا کیئے گئے ہین کہ اونکے لیئے نہ کچھ ثواب ہے نہ عقاب حالانکہ ہمنے
تو تمکو واسطے عبادت کے اور واسطے اوامر الٰہی کے اقامت کے بنایا ہے وانکم الینا
لا ترجعون یعنی اور کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ تم پچھلے گھر مین عود نکروگے کما قال تعالے
ایحسب الانسان ان یترک سدی یعنی ھملا فتعالی اللہ الملک الحق یعنی
اللہ پاک متقدس و پاک و برتر ہے اس سے کہ کوئی شے عبث پیدا کرے کیونکہ وہ تو بادشاہ
سچّا عبث سے منزہ و مبرّا ہے لا الہ الا ھو رب العرش الکریم عرش کا ذکر اسلیئے کیا
کہ وہ چھت ہے ساری مخلوقات کا اور اسکا یہ وصف فرمایا کہ وہ کریم ہے یعنی حسن المنظر
بھی الشکل ہے یعنی خوبصورت نورانی شکل ہے کما قال تعالے وانبتنا فیھا من کل زوج
کریم ابن ابی حاتم نے ایک شخص سے آل سعید بن العاص کے روایت کیا ہے کہا کہ
آخر خطبہ جو عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے سنایا یہ ہے کہ اللہ پاک کی حمد و ثنا کی پھر کہا اما بعد
ایھا الناس انکم لن تخلقوا عبثا ولن تترکوا سدی وانکم معاد اینزل اللہ
فیہ للحکم بینکم والفصل بینکم فخاب وخسر وشقی عبد اخرجہ اللہ من رحمتہ
وحرم جنۃ عرضھا السموات والارض الم تعلموا انہ لا یامن عذاب اللہ غدا
الا من حذر ھذا الیوم وخاف وباع نافدا بباق وقلیلا بکثیر وخوفا
بامان اما ترون انکم فی اسلاب الھالکین وستکون بعدکم للباقین حتی ترثون
الی خیر الوارثین ثم انکم فی کل یوم تشیعون غادیا ورائحا الی اللہ عزوجل
قد قضی نحبہ وانقضی اجلہ حتی تغیبوا فی صدع من الارض فی بطن صدع
غیر ممھد ولا موسد قد فارق الاحباب وباشر التراب وواجہ الحساب
مرتھنا بعملہ غنیا عما خلف فقیرا الی ما قدم فاتقوا اللہ عباد اللہ قبل انقضاء
مواثیقہ ونزول الموت بکم پھر اپنی چادر کا کنارہ اوٹھا کر اپنے چہرہ پر رکھا اور رونے
اور آس پاس کے لوگون کو رلایا ترجمہ خطبہ یہ ہے اما بعد لوگو بیشک تم ہرگز عبث نہین بنائے گئے ہو
نہ ہرگز تم مہمل چھوڑے گئے ہو مقرر تمھارے واسطے ایک معاد ہے کہ اوسمین نازل ہوگا اللہ واسطے
حکم کرنے کے درمیان تمھارے اور واسطے فیصلہ کرنیکے درمیان تمھارے پس جس بندے کو

اللہ پاک نے اپنی رحمت سے نکالا تو وہ ناامید ہوا زیان کار ہوا بدبخت ہوا اور ایسی جنت سے
محروم ہوا جسکی چوڑائی آسمان و زمین ہے کیا تمنے سنا نہ کہ کل کو اللہ کے عذاب سے امن مین نہوگا
مگر وہی جسنے اس دن کا حذر کیا اور اوس سے ڈرا فانی کو بدلے باقی کے بیچا اور قلیل کو عوض کثیر
کے خوف کو بدلے امن کے کیا تم دیکھتے نہین ہو کہ تم اسلاب[۵۱] ہالکین مین ہو اور عنقریب وہ
بعد تمھارے واسطے باقین کے ہونگے یہانتک کہ تم پھیرے جاؤگے طرف اللہ پاک کے جو کہ سب
وارثون سے بہتر وارث ہے پھر یہ بات ہے کہ بیشک تم مشایعت کرتے ہو ساتھ جاتے ہو اس
شخص کے جو صبح کو جانیوالا ہے یا شام کو جانیوالا ہے طرف اللہ عزوجل کے جسنے اپنا وعدہ
پورا کیا اور اوسکی اجل تمام ہوگئی یہانتک کہ تم اوسکو غائب کرتے ہو زمین کی ایک درار مین جو کہ شکم
مین ایک درار کے ہے کہ جسمین نہ فرش بچھا ہے نہ مسند تکیہ لگا ہے اوسکا یہ حال ہے کہ دوستون سے
جدا ہوا مٹی سے جا ملا حساب کے روبرو ہوا اپنے عمل مین گرو ہے جو کچھ پیچھے چھوڑا اس سے غنی
و بے نیاز ہے جو آگے بھیجا ہے اوسکی طرف فقیر و حاجتمند ہے پس اے اللہ کے بندو اللہ سے
ڈرو قبل پورے ہونے اوسکے مواثیق و عہود کے اور پہلے نازل ہونے موت سے تمپر ابن ابی حاتم
نے حسن بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر ایک
مرد مصاب کا گذر کیا یعنی ایک شخص آسیب زدہ کو لیکر اوپر سے گزرے تو انھون نے اوسکے
کان مین یہ آیت افحسبتم الی آخر السورۃ پڑھدی تو وہ بھلا چنگا ہوگیا پھر اسکا ذکر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپنے فرمایا تو نے اوسکے کان مین کیا پڑھا پس آپ کو اوسکی
خبر دی تو اوس سے فرمایا کہ بیشک وہ جسوقت اوسکے کان مین پڑھی جاے تو اوسکو[۵۲] جلا دے
پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اگر
کوئی آدمی یقین کرنے والا کسی پہاڑ پر اوسکو پڑھے تو البتہ وہ زائل ہو جاے ابو نعیم نے
محمد بن ابراہیم بن حارث سے روایت کیا ہے محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو ایک سریہ[۵۳] مین بھیجا اور ہمکو امر فرمایا کہ ہم کہین جبکہ ہم شام
کرین اور صبح کرین افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون کہا پس ہمنے اوسکو
پڑہا تو ہمنے غنیمت لی اور سالم رہے[۵۴] ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے

---

۵۱ اس کا لفظ یہ ہے افغادا ذوقت واذنہ احرقتہ ۱۲ منہ ۵۲ پارہ ۱۸ رکوع ۱۲ منہ ۵۳ واخرجہ ابن السنی وابن مندہ وابو نعیم فی المعرفۃ قال السیوطی بسند حسن عن محمد بن ابراہیم الخ ۱۲ منہ فتح القدیر

روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے امان ہے میری امت کی
غرق سے جبکہ وہ کشتی پر سوار ہون بسم اللہ الملک الحق وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض
جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسمٰوات مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون
بسم اللہ مجراھا ومرساھا ان ربی لغفور رحیم کذا فی ابن کثیر ف قال کا قائل
اللہ عزوجل ہے اونکو یہ بات یاد دلاتا ہے کہ جس شے کو اونھون نے ہمیشہ طویل گمان کیا تھا سو
وہ بمنسبت اوسکے جسکا اونھون نے انکار کیا قلیل ہے کسی نے قال بصیغۂ امر پڑھا ہے یعنی اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کفار سے کہو یا فرشتے کو اونسے سوال کرنے کا امر ہے یا تقدیر قولوا
ہے لیکن کلام کو پیرایۂ امر واحد مین ذکر کیا ہے اور مراد جماعت ہے کم لبثتم فی الارض مراد ارض
سے وہ زمین ہے جسکی طرف رجوع کرنا طلب کیا غرض اس سوال سے تبکیت وتوبیخ ہے یعنی مقصود
اونکا عاجز کرنا ڈانٹنا دھمکانا ہے کیونکہ وہ آخرت مین رہنے کا بالکل انکار کیا کرتے تھے یہ بھی
احتمال ہے کہ جتنی مدت وہ زندگی دنیا مین اور قبور مین رہے اس سب سے سوال ہو کسی نے کہا
یہ سوال ہے اونکے رہنے کی مدت سے قبور مین اسلیئے کہ فی الارض فرمایا ہے علی الارض نہین کہا
لیکن یہ دلیل مردود ہے مثل اس آیت سے ولا تفسدوا فی الارض قولہ تعالیٰ
عدد سنین منصوب ہے بنا بر تمیز اسلیئے کہ کم مین ابہام ہے ای لبثتم کم عدد امن السنین
یعنی تم رہے کتنے عدد برسون سے سنین بفتح نون ہے اس بنا پر کہ نون جمع کا ہے بعض اسکو
جر و تنوین دیتے ہین قالوا لبثنا یوما او بعض یوم چونکہ جس عذاب شدید مین وہ مبتلا ہونگے
اوسکی عظمت کے مارے اپنے رہنے کی مدت کو کم سمجھے اور اوسمین شک کیا کسی نے کہا کہ درمیان
دو نفخون کے اونسے عذاب اوٹھا لیا گیا سو قبور کے اندر جس عذاب مین وہ تھے اوسے بھول گئے
کسی نے کہا کہ جس عذاب مین وہ تھے پہلے نفخے سے دوسرے نفخے تک سو یہ اللہ پاک نے
اونکو بھلا دیا پھر جس ہول عظیم مین وہ تھے اوسکی شدت کے مارے جو نسیان اونھین لاحق ہوا تھا
جب اوسے پہچانا تو اپنے غیر پر حوالہ کیا پس بولے فاسأل العادین یعنی تو ان لوگون سے
پوچھ لے جو معرفت عدد مین خوب ماہر ہین یعنی فرشتے اسواسطے کہ یہ حافظ ونگہبان ہین بندون
کے اعمال واعمار کو خوب جانتے پہچانتے ہین کسی نے کہا مراد عادین سے حساب دان ہین جو کہ

ف اونمین سے کچھ حصہ اونکو
جتنا کچھ وہ سمجھے ہوئے اور زمین
ساری ایک مٹھی ہے
اوسکی دہنی قدرت کے
اور آسمان لپٹے ہوئے ہین دہنے
داہنے ہاتھ مین اوسکے
اور بہت اونچا ہے
اوس سے جو شریک
ٹھہراتے ہین ۱۲ منہ
ع اللہ کے نام
سے اوسکا بہنا اور ٹھیرنا
تحقیق میرا رب بیشک
بخشنے والا مہربان ہے
س۳ یہ قرأت
ابن کثیر و کسائی کی ہے
باقی قراء نے قال
بصیغۂ ماضی پڑھا ہے
س۴ منہ اور
ہے ۱۲ منہ
مت خرابی مچاؤ زمین
مین ۱۲ منہ

لوگون مین سے خوب حساب جانتے ہین قال ان لبثتم الا قلیلا حمزہ وکسائی نے یہان
بھی قل پڑہا ہے باقی قراء کی قراءت بصیغۂ ماضی ہے بنابر سبب توجیہ دونون قراءتون کی اوپر
گزر چکی ہے یعنی تم زمین مین تھوڑا ہی رہنا رہے یا تھوڑی ہی مدت رہے اللہ پاک نے اونکی
تصدیق وتقریع وتوبیخ کے واسطے ملک کی زبان سے فرمایا لو انکم کنتم تعلمون جواب
لو محذوف ہے یعنی اگر تم کچھ بھی جانتا جانتے تو البتہ آج جان لیتے اپنے رہنے کی قلت کو زمین مین یا
قبور مین یا دونون مین کیونکہ یہ سب قلیل ہے بنسبت اونکے رہنے کے نار مین پھر جو بات بعث و
قیامت کی حقیت پر دلالت کرتی تہی اوسمین نظر وفکر صحیح کو اونھون نے ترک کیا اور غفلت
مین مصر ومستمر ومتمادی رہے سو اللہ پاک نے اسپر اونکی توبیخ وتقریع مین زیادتی کی پس ارشاد فرمایا
افحسبتم انما خلقناکم عبثا ہمزہ توبیخ وتقریر کا ہے حرف فا واسطے عطف کے ہی مقدر پر
ای الم تعلموا شیئا فحسبتم یا اغفلتم وتلاہیتم وتعامیتم فحسبتم عبثا منصوب ہے
بنابر حال ضمیر متکلم سے ای عابثین یا منصوب ہے علت کی بنا پر یعنی مفعول لہ ہے ای للعبث اقل
قول سیبویہ وقطرب کا ہے اور دوسرا ابو عبیدہ کا اور یہ بھی کہا ہے ہوسکتا ہے کہ منصوب ہو بنابر
مصدریت معنی یہ ہین کیا تمنے کچھ نہ جانا سو گمان کیا یا تم غافل ہوگئے لاہے ساہے اندھے بنگئے
سو تمنے خیال کرلیا کہ ہمنے جو تمکو بنایا ہے سو اس حال مین کہ ہم کھیل کرنے والے ہین یا تمکو کھیل
کے واسطے بنایا ہے یا ہمنے تمکو پیدا کیا ہے کھیل کیا ہے کھیل کرنے کر ہرگز نہین بلکہ ہمنے تو تمکو
حکمت سے بنایا ہے اور تمھارے بنانے مین انواع واقسام کی خوبیان رکھی ہین لغت مین
عبث کہتے ہین لعب کو یعنی کھیل کو اور اوس شے کو جسمین کسی طرح کا فائدہ نہو محاورے مین بولتے
ہین عبث یعبث عبثا فھو عابث ای لاعب اصل عرب کی اس قول سے ہے عبثت
الاقط ای خلطتہ یعنی اصل مین عبث پنیر کے خلط ملط کرنے کو بولتے ہین قولہ تعالے
وانکم الینا ترجعون معطوف ہے انا خلقناکم پر یعنی کیا تمنے خیال کیا کہ ہماری طرف
لوٹ کر نہ آؤگے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ معطوف ہو عبثا پر بایں معنی کہ ہمنے تمکو پیدا کیا واسطے عبث
کے اور واسطے عدم رجوع کے ہرگز نہین بلکہ تم بسبب بعث ونشور کے ہمارے پاس پھر آؤگے
سو ہم تمکو تمھارے اعمال کا بدلا دینگے حمزہ وکسائی نے ترجعون بفتح تا ے فوقیہ وکسر جیم

بصیغۂ معروف پڑہا ہے باقی قرار کی قرارت بصیغۂ مجہول ہے تقدیم الینا کی واسطے رعایت
فواصل کے ہے پھر اللہ پاک نے اپنی ذات پاک کے تنزیہ و تقدیس فرمائی فتعالی اللہ یعنی اللہ
سبحانہ منزہ ہے اولاد و شرکا سے یا اس سے کہ کوئی شے عبث پیدا کرے یا اس سب سے العلی
یعنی وہ ایسا بادشاہ ہے کہ علی الاطلاق وہی لایق ملک کے ہے وہی ایجاد کرتا ہے وجود مین
لاتا ہے وہی معدوم کرتا ہے وہی اوّل پیدا کرتا ہے وہی اعادہ کرے گا وہی جلاتا ہے
وہی مارتا ہے وہی عقاب کرتا ہے وہی ثواب دیتا ہے اور کل ماسوی اوسکا بالذات اوسکا مملوک
ہے اوسکے ملکوت کا مقہور ہے بالعرض مالک ہے ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے ایک حال
مین نہ دوسرے حال مین الحق یعنی وہ اپنے سارے افعال و اقوال مین سچا پکا ہے یہ استعظام
ہے اللہ پاک کا اور اوسکے شئون کا لا الہ الا ھو رب العرش الکریم نہین ہے کوئی معبود مگر
وہ رب ہے عرش کریم کا پھر وہ کیونکر معبود و رب نہوگا اوس شے کا جو دون ہے عرش کریم سے
اور جو مخلوقات اوسکے نیچے ہے اور جس موجودات کا وہ احاطہ کیئے ہوئے ہے کوئی بھی
کچھ بھی ہو سب کا وہی مالک و رب ہے عرش کا وصف کریم اسلیئے کیا کہ نزول قرآن پاک کا
یا نزول رحمت کا یا نزول خیر کا اوسی سے ہوتا ہے یا باعتبار اوس ذات کے جو اوسپر مستوی ہے
جسطرح بولتے ہین بیت کریم یعنی خانہ کریم جبکہ اوسکے رہنے والے کریم ہوتے ہین یا اس
وجہ سے کہ اوسکی نسبت اکرم الاکرمین کی طرف ہے اس جہت سے کہ وہ اعظم ترین مخلوقات الٰہی
ہے ابو جعفر و ابن محیصن و اسمعیل و ابان بن ثعلب نے برفع الکریم پڑہا ہے اس بنا پر کہ نعت ہے
رب کی باقی قرار کی قرارت بجر ہے اس بنیاد پر کہ نعت ہے عرش کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کی حدیث اوّل گزر چکی ہے لیکن کچھ تفاوت الفاظ کا ہے اسلیئے اوسکے لفظ یہان لکھے جاتے
ہین عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہ قرأ فی اذن مصاب افحسبتم حتی ختم السورۃ
فبزئ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بماذا قرأت فی اذنہ فاخبرہ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہ لوان رجلا موقنا قرأ بہا
علی جبل لزال آخرجہ الحکیم الترمذی و ابو یعلی و ابن المنذر و ابن ابی حاتم
و ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ و ابن مردویہ و ابو نعیم فی الحلیۃ عنہ کذا فی

فتح البیان ومن یدع مع اللہ الٰھا آخر لا برھان لہ بہ فانما حسابہ عند

ربہ ط انہ لا یفلح الکفرون ○ وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین ○

ع ۶ ۲۶ ۶

اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جسکی سند نہین اوسکے پاس سو اوسکا حساب ہے

اوسکے رب کے نزدیک بیشک بھلا نہ پاوین گے منکر اور تو کہہ اے رب معاف کر اور رحم کر اور

تو ہے بہتر سب رحم والون سے ف اللہ پاک وعید سناتا ہے اُس شخص کو جسنے اللہ کے ساتھ

غیر اللہ کو شریک کیا اور اللہ کے ساتھ اوسکے سوا کو پوجا اور خبر دیتا ہے کہ جس شخص نے اللہ کے

ساتھ شرک کیا لا برھان لہ یعنی اوسکے واسطے کوئی دلیل نہین ہے اُسکے قول پر پس فرمایا

ومن یدع مع اللہ الٰھا آخر جملہ لا برھان لہ بہ معترضہ ہے یعنی درمیان شرط وجزا

کے اور جواب شرط کا اِس قول مین ہے فانما حسابہ عند ربہ یعنی اللہ اوس سے محاسبہ

کریگا اسپر تجھ یہ خبر دی انہ لا یفلح الکافرون یعنی اللہ کے پاس قیامت کے دن کافرون

کے واسطے کوئی فلاح ہوگی نہ کسیطرح کی نجات قتادہ نے کہا مجھسے ذکر کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تو کیا پوجتا ہے وہ بولا مین پوجتا ہون اللہ کو اور اسکو

اور اسکو یہانتک کہ کئی مرتبہ گن ڈالے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر کونسا

اونکا ہے کہ جسوقت تجھے کوئی ضرر پہونچے پھر تو اوسکو پکارے تو وہ اوسکو تجھسے دور کردے

کہا وہ اللہ عزوجل ہے فرمایا پھر کون چیز تجھے باعث ہوتی ہے اِسپر کہ تو انکو اوسکے ساتھ پوجتا ہے

کیا تو خیال رکھتا ہے کہ وہ اوسپر غالب آجائینگے کہا مین نے ارادہ کیا ہے اوسکے شکر کا انکے

پوجنے سے ساتھ اُسکے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو اور وہ نہین

جانتے ہین پس کہا اُس شخص نے بعد اسکے کہ اسلام لے آیا مین ایسے شخص سے ملا کہ حجت مین مجھپر

غالب ہوگیا اِسوجہ سے یہ حدیث مرسل ہے وقد روی ابو عیسی الترمذی فی جامعہ مسندا

عن عمران بن الحصین عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحو ذلک قولہ تعالی

وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین یہ ارشاد ہے طرف سے اللہ تعالی کے طرف اِس دعا کے پس غفر

جب اطلاق کیا جاتا ہے تو اُسکے معنی یہ ہوتے ہین کہ گناہ مٹانا اور اوسکا چھپانا لوگون سے رحمت کے معنی یہ

ہین کہ درست و راست کردے اوسکو اور ٹھیک بنادے اور توفیق دے اوسکو اقوال و افعال مین

کذا فی ابن کثیر آخر تفسیر سورۃ المومنین الٰہی تو ہماری گفتار و کردار و رفتار کو راست و درست کردے
اور توفیق خیر عطا فرما عافیت دارین روزی کر حسن خاتمہ ارزانی فرما ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ
و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار یا عزیز یا غفار بجاہ عریض الجاہ سیدنا
المختار وصل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ وصحبہ ما اظلم اللیل واشرق النہار وقت
یک ساعت شب شنبہ ۱۵ ماہ صفر ۱۳۱۱ ہجری یہ تفسیر تمام ہوئی والحمد للہ اولا
وآخرا وظاہرا وباطنا ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ پھر جس بات پر اہل شرک قائم دائم
تھے اللہ پاک نے اونکی توبیخ و تقریع کی واسطے اوسکے تزییف بیان کی یعنی اوسکو کاسد کیا
پس فرمایا ومن یدع مع اللہ الٰہا آخر یعنی جو کوئی غیر اللہ کو اللہ کے ساتھ پوجے یا صفت
غیر اللہ ہی کو پوجے لا برہان لہ یہ صفت کاشفہ ہے الٰہ کی اسکا کوئی مفہوم نہین ہی یعنی یہ مطلب
نہین ہے کہ غیر اللہ کو نے دلیل پوجے تو بُرا ہے اور دلیل سے پوجے تو اچھا ہی کیونکہ اللہ کے ساتھ غیر کو
پوجنا یا فقط غیر اللہ کو پوجنا نفس الامر مین خود نے دلیل ہے اسپر کوئی دلیل قائم نہین ہی بلکہ سارا عالم اللہ
پاک کی توحید پر دلیل ہی اور ہر ذرّہ نفی غیر اللہ کے پوجنے کی تذکرہ رہا ہی ذرا سی فہم سلیم درکار ہی یا صفت
لازمہ ہے الٰہ آخر کی تاکید کے واسطے لائی گئی ہے جسطرح کہ یطیر بجناحیہ صفت ہی طائر کی برہان
کہتے ہین حجت واضح و دلیل واضح کو جواب شرط کا فانما حسابہ عند ربہ ہے یعنی اللہ پاک اوسکو
جزا دینے والا ہے بقدر اُس جزا کے جسکا وہ مستحق ہی جملۂ لا برہان لہ بہ معترضہ ہی درمیان شرط و جزا کے
جسطرح کہ یہ قول ہی من احسن الی زید لا احق منہ بالاحسان فاللہ مثیبہ یعنی جو شخص زید پر احسان کرے
کہ اُس سے زیادہ تر مستحق احسان کا کوئی نہین ہی تو اللہ اوسکو ثواب دینے والا ہی کسی نے کہا جواب شرط
کا خود لا برہان لہ ہے ہی اس بنا پر کہ فای جزا محذوف ہے جسطرح کہ اس مصرع مین فای جزا حذف کردیگئی ہے
ع من یفعل الحسنات اللہ یشکرہا یعنی جو شخص نیکیان کرے تو اللہ پاک اوسکی قدردانی فرمائیگا
یعنی اُسے بدلا دیگا حضرت حسن و قتادہ نے انّہ بفتح ہمزہ پڑہا ہے بنا بر تعلیل باقی قرار کی قرارت بکسر ہمزہ ہے
بنا بر استیناف جو کہ مفید علت ہی حضرت حسن نے لا یفلح الکافرون بفتح یا و لام پڑہا ہی مضارع فلح بمعنی افلح کا
باقی قرار کی قرارت بضم یا و کسر لام ہی افلح سے مطلب یہ ہی کہ اللہ پاک غیر اللہ کے پوجنے والے کو جزا دے گا
اِسواسطے کہ منکر لوگ فلاح نہ پائین گے یعنی وہ جزا یہی ہی کہ اونکو فلاح و رستگاری نصیب نہوگی ابدالآباد دوزخ

مین پڑے رہین گے لا یفلح الکافرون مین دو باتین ہین ایک یہ ہے کہ آمین مَن کے معنی کی رعایت کی ہے
کیونکہ من معنی جمع مین ہی چنانچہ اوّل ضمیرون مین اُسکے لفظ کی رعایت کی تھی دوسری بات یہ ہی کہ ضمیر
کی جگہ کافرون اسم ظاہر لائے صرف لا یفلح کافی تھا سو نکتہ آمین یہ ہی کہ مقصود اس وصف قبیح کی اوپر ندا
کرنا ہی اس سورت کا فاتحہ قد افلح المؤمنون ٹھیرایا اور اوسکا خاتمہ انہ لا یفلح الکافرون قرار دیا سو دیکھ
فاتحہ و خاتمہ کے بڑا تفاوت ہے کیونکہ فاتحہ تو یہ ہوا کہ ایمان والے فلاح کو پہونچے کام بنا لیگئے اونکی مراد
حاصل ہوئی خاتمہ یہ ہوا کہ منکر بھلا نہ پائین گے مراد سے محروم رہین گے پھر اللہ پاک نے اس سورت کو اسپر ختم کیا
کہ اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر کی تعلیم کی کہ اللہ پاک کو مغفرت و رحمت سے پکارین ان دونون
کو اوس سے مانگین پس فرمایا وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین اللہ پاک نے خود آپ کو استغفار
کا امر کیا تاکہ امت آپکا اقتدا کرے کسی نے کہا کہ امت کے واسطے استغفار کرنے کا آپ کو امر فرمایا اللہ پاک
کے ارحم الراحمین ہونے کا بیان اوّل گزر چکا ہی رحمت مین زیادتی ہی مغفرت پر رحمت پہونچانا ہی احسان کا
زیادہ گناہ بخشنے پر و نیز غفران کبھی بدون احسان کے ہوتا ہے جو کہ رحمت کے معنی ہین اس آیت
کی وجہ اتصال ماقبل سے یہ ہی کہ جب اللہ پاک نے احوال کفار کا شرح و اربیان کیا تو امر فرمایا کہ اوسکی طرف
منقطع ہون سب طرف سے توڑ کر اوس سے جوڑین اور اُسکے غفران و رحمت کی پناہ لین کیونکہ اوسکی رحمت جب
کسی کو پالیتی ہی تو اوسکو غیر اللہ کی رحمت سے بے نیاز کر دیتی ہی اور غیر اللہ کی رحمت اللہ پاک کی رحمت سے
بے نیاز نہین کرتی اللہ پاک کی رحمت ایسی وسیع ہے کہ اوسکی وسعت بشر کے وہم و خیال مین نہین آسکتی ہے
ہان وسعت رحمتی کل شئی اور رحمتی سبقت علی غضبی کا تصور ہر دم رہتا ہی اللھم ارحمنا برحمتک التی
وسعت کل شئ وارحمنا رحمۃ تغنینا بہا عن رحمۃ من سواک یا ارحم الراحمین ویا مجیب السائلین
ویا اکرم الاکرمین ویا رب العالمین بجاہ عریض الجاہ من ارسلتہ رحمۃ للعالمین سیدنا الانبیاء و
المرسلین شفیع المذنبین اللھم فصل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین آمین آمین آمین
اللھم اعنا علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا واغفرلنا وارحمنا
انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین + الحمد للہ تفسیر سورۂ مومنین ۶ ماہ صفر الخیر ۱۳۱۱ ہجری کو بروز شنبہ
محلہ امیر گنج شاہ جہان آباد مین وقت نماز عشا تمام ہوئی الٰہی سیدی مولائی جسطرح تو نے اپنے فضل و کرم سے اسکو تمام
کرویا اسیطرح باقی کو بھی اپنے کرم و رحمت و حول و قوت سے لکھوا دے الٰہی تو حی و قیوم ہے تیری ہی حول و قوت سے
سب کام ہوتے ہین ورنہ بندۂ ضعیف البنیان خصوصًا اس ضعیف و ناتوان و تودۂ معاصی کی کیا ہستی ہی کہ وہ ایک حرف لکھ سکے
یہ سب تیرا ہی فضل ہی الٰہی سیدی مولائی رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا
قولی آمین مؤلفہ ذو الفقار احمد نقوی بمو بالی غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیھما والیہ اللھم اغفر
لسیدنا ابی الوفا الصدیق مغفرۃ ظاھرۃ و باطنۃ لا تغادر ذنبا ولا تترک حوبا آمین تمت

فہرست جلد ہشتم ترجمان القرآن

۱	سورۃ الحج	۳۰۳	سورۃ المومنین

صحت نامۂ جلد ہشتم

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳	۲۱	۱۲۷۱	۱۲۹۱	۳۷	۴	صبہ	صبہ سے
〃	〃	۵۷۵	۵۰۷۵	۴۰	۱۰	رائبہ	رابئہ
۵	۲ حاشیہ	مگربہی	مگرہی	۴۴	حاشیہ	الام التعلیل	اللام لام التعلیل
۱۰	۷	منقطع	مفطع	〃	۱۲ حاشیہ	انکر	اتنک کر
۱۳	۱	بل	بل ۵۱	〃	۳۲ حاشیہ	الام	لام
〃	۲۳	مستم	مستہم ۵۲	۴۷	۲۳	خبر	خیر
۲۱	۱	امرو	اَمْرَد	۵۳	۱ حاشیہ	تجھکو	تمکو
۲۳	۵	امّی	اَیّ	۵۵	۲۰	۰	انھن ۵۱
〃	۱۲	کے سے	سے کی	۵۷	۱۱	یزعم ہو	یزعم ہوا سلیے کہ زعم
〃	۱۳	منکم	تہکّم	〃	۲۲	انا	انا ۵۱
۲۴	۵	لِنُبَیِّنَ	لِنُبَیِّنَ	〃	〃	وایاکم	اوایاکم
۲۶	۱۴	لکھی ہین	لکھی جاتی ہین	۵۹	۱۵	یزعم	یزعم ہے
۲۹	۱۵	جعل	جعل لکم	۶۰	۶	صراح	صراخ
〃	۵ حاشیہ	ہوگئین	ہوگئین توکہہ	۶۲	۱۹	فلیمرد	فلیمرد بسبب
۳۳	۸ حاشیہ	پہننا	پہنایا	۶۳	۱۳ حاشیہ	نضر	نصر
۳۴	۲۰	تعلق	متعلق	۶۶	۸	یذہبن	یذہبن کیدہ
۳۵	۱۶	نَبیّن	نُبیّن	۶۹	۳	آخر	آخر سے

صفحہ ۱۳ بل الایہ ۵۱ یعنی کوئی یہین پر فریب سے رات دن سکے ۱۲

صفحہ ۱۳ مستم الایہ ۵۲ یعنی پہونچی انکو سختی اور تکلیف اور جہڑ جم ہوئی گئی ۱۲۔

صفحہ ۵۵ انھن الایہ یعنی انہون نے بہکایا بہت لوگون کو ۱۲

صفحہ ۵۷ انا الایہ یعنی ہم یا تم بیشک سو جہہ پر یہین یا بڑی یہین بھٹکا دے ہین صریح ۱۲

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۷۰	۵	هذاه	هٰذه
۷۲	۷ حاشیہ	اور چیز	اور کوئی چیز
۷۹	۱۸	کرتا ہے	کرنا ہے
۸۱	۸	الکتب	الکتب
〃	۱ حاشیہ	لاتہا	لانہا
۸۲	حاشیہ	واخرجہ ابن جریر	واخرج ابن جریر
۸۳	۹	الابہی لموثقۃ	الایدی لموثقۃ
۸۵	۱۷	حصام	خصام
〃	۲۳	یجثوا	یجثو
۹۰	۱۰	انکی	اورانکی
۹۱	۵	جراء	جزاء
〃	۱۳ حاشیہ	نیک	نیگ
〃	۱۴	ویلقون	ویلقون ۵۸
۹۲	۱۹	حلیتہا	حلیتہا
۹۴	۱	کہ کنگن	اسواسطے کہ کنگن
〃	۳	رسوار	سوار
۹۷	۱۱	الحمدسد	الحمدسد ۵۱
۹۸	۱۴	سوٗہ	سورۃ
۱۰۰	حاشیہ	ملۃ	مکۃ
〃	۲۵ حاشیہ	مکانا امکان لے	اقعنی مکانا لی
〃	۲۱	۵۹	۰
۱۰۱	۲	الشتّ	الشّتّ
۱۰۱	۱۱	پس	پس تو
۱۰۲	۱	لبیئۃ	بسیئۃ
〃	۱۷ حاشیہ	شعیب	شعب
۱۰۳	۱	ترمیہم ۵۱	۰
〃	۱۶	الکتب	الکتب
〃	۱۷	النبین	النبین
۱۰۴	۲	حال و	حال یا
〃	۲۳	حال ہین کہ	حال ہین کہ مالک کو
۱۰۵	۱۵	ابن عطبہ	ابن عطیہ
۱۰۶	۱۶	سواء ۵۱	۰
۱۱۲	۲	وجزاء ۵۹	۰
۱۱۵	۱۲	ستہم	مہتم
۱۱۷	۶	تبوّء	تبوئہ
۱۱۸	۸	معربین	معربین
〃	۱۳	تعین	تعین
۱۲۲	۴	۰	فاجتنبوا ۵۱
۱۲۵	۶	مَشَاۃً	مُشَاۃً
۱۳۰	۱۰ حاشیہ	التروبۃ	یوم الترویہ
۱۳۲	۲	شافعیونکا	شامیونکا
〃	〃	یہ	یہی
۱۴۳	۴	لیصنعراکے	لیقضوا
			لیضنہ

صفحہ ۹ سطر ۵۸ ویلقون الآیہ یعنی اور لیتے آویں گے ان کو دیوان دعا اور سلام کہتے ۱۲

صفحہ ۹ سطر ۵۹ الحمد سے الآیہ یعنی شکر اسکا جسنے سچا کیا اپنا وعدہ ۱۲ شکر اللہ کا جس نے ہمکو یہان لاکر دی ۱۲ شکر اللہ کا جس نے دور کیا ہم سے غم ۱۲

صفحہ ۱۰۵ سطر ۵۸ تبنت الآیہ یعنی سے آگ تاہیں ۱۲

صفحہ ۱۰۳ سطر ۵۱ ترمیہم الآیہ یعنی پھینکتے اپنے اوپر پتھریان کنکری کی پھر کرو الا ہم بکھیرے بس کہایا ہوا ۱۲

صفحہ ۱۱۸ سطر ۵۱ سواء الآیہ یعنی ایک سا انکا جینا اور مرنا ۱۲

صفحہ ۱۲۳ سطر ۵۹ وجزاء الآیہ یعنی اور برائی کا بدلا

صفحہ ۱۲۲ سطر ۵۱ فاجتنبوا الآیہ یعنی سو بچو تم بتوں کی گندگی سے ۱۲ - صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۰ والقیم دریاں عشر یعنی قسم ہے قرآن کی اور دس راتون کی ۱۲ صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۰ واتمنا ہا بعشر یعنی اور پورا کیا ہمنے انکو دس سے ۱۲

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۴۵	۶ حاشیہ	بالقی	بالفی
۱۴۹	۱	لغرفہ	تعرفہ
〃	۱۲	دور	اوردور
۱۵۰	۲۳	اشھر	الشھر
۱۶۰	۱۴	فہم	لھم
۱۶۶	۲۰	منتہی	منتھی
۱۶۹	۶	ہربال	ہربال کے
〃	۸	الا	الہ
۱۷۰	۲	تخفیف	تخفیف
۱۷۳	۷	دیجئی	زخم دیجئے
〃	حاشیہ	حرف	صرف
۱۷۶	۱۱	چونگا	چونکا
〃	۱۲	معلقۃ	معقلۃ
〃	۲۰	مجاہدنے	مجاہدسے
۱۷۷	۲۳	بك	یك
۱۷۸	۱۰	معترض	متعرض
۱۸۰	۱۳ حاشیہ	بتادیے	بنادیی
〃	۱۰ حاشیہ	گیا	گھاٹ
۱۸۱	۲ حاشیہ	مقید	مفید
〃	۵	خیفہ	حنفیہ
〃	۱۱ حاشیہ	سان	لسان
〃	۱۴ حاشیہ	سقیمہ	لقیمہ
۱۸۳	۹	معترض	متعرض
〃	۱۵	لکھی ہین	لکھی
۱۸۶	۲۱	عتیرہ	عتیرہ
۱۹۰	۷	قربت	مزیت
۱۹۱	۳	سین	نہین
۲۰۰	۵	ثای معجمہ	ثاے مثلثہ
〃	۲۰	برام	یرام
۲۰۲	۱۸	خبر	خیر
۲۰۸	۱۹	اسواسطے	اسواسطے کہ
۲۱۱	۱۵	کچے	گچے
۲۱۳	۲	تصریع	تقریع
۲۱۶	۳ حاشیہ	جڑھتاہے	چڑھتاہے
۲۱۷	۱۲	چاہنی	چاہتی
۲۲۶	۱	سجدہ	بھی سجدہ
〃	۱۴	اوربہتان	بہتان
〃	۱۵	مبرہ	مبرا
۲۳۲	۱	بولنا	بولتا
۲۳۳	۲۱	الامانی	الاامانی
۲۳۴	۱۱	ابن عربی	ابن العربی
۲۴۹	۱	قہم	قنہم
۲۵۱	۱۴	نجہ	نجبہ
۲۵۷	۲۲	منشرہ	منزہ

صفحہ ۱۸۲ الصافات الیاد یعنی گھوڑے خاصے ۱۲
صفحہ ۱۵۲ یخطف ابصارھو یعنی اُچکے اچکی آنکھین ۱۲
صفحہ ۱۵۷ اقتحمت اصحاب السعیر یعنی اب دفع ہون دوزخ والے ۱۲

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۵۷	۲۳	صعیر	صغیر
۲۵۹	۱۱	یغرب	یعزب
۲۷۲	۱۵	بدخول اولے	بدخول اولی ۵ل
۲۷۶	۲۲	اوّل	اَوَلّ
۲۷۸	۱۲	مقبل	مُقیل
۲۸۱	۲۰	کُملائے گا	کِملائے گا
۲۸۵	۹	لجود	معبود
〃	۱۹	ایک لکھی	مکی
۲۸۶	۲۳	اذل	اذل واضعف
۲۸۹	۱۸	دیکھنا ہے	دیکھتا ہے
۲۹۳	۵	پاریث	یاریت
۳۰۰	۸ حاشیہ	عطبہ	عطیہ
۳۰۶	۱ حاشیہ	بچاگیا	بچایاگیا
۳۰۹	۲۰	وآلہ	وآلہ وسلم
۳۱۲	۴	فرمائی	فرمایا
〃	۹	بتاناہے	بتاتاہے
〃	۱۰	کرناہے	کرتاہے
〃	۷ حاشیہ	ہے	ہین
۳۳۶	۱۴	ینضوع	یتضوع
۳۳۷	۱۳	تیعثون	تبعثون
〃	۱۶	پاک سے	پاکنے
〃	۱۷	غُفلین	غَفلین ○
۳۴۳	۵	۔	الحال ۵ل
۳۴۶	۶ حاشیہ	بقصد	یقصد
۳۴۷	۳	الشئ	انشئ
۳۴۸	۷	تعریف	تعریف و
۳۵۰	۴	پہونچتی	نہ پہونچتی
۳۵۲	۱۲	کرلے	کرکے
۳۵۷	۷	حرف	حرف با
〃	۱۵	جلوس ہے	جلوس ہے اور
		تاافاقہ	لنسفی وخازن و
			بیضاوی نے
			بمعنی جنون لکھا
			ہے صراع مین جنہ
			بالکسر کا ترجمہ
			پریان ودیوانگی کیا
			ہے پھر کہا ہے کہ
			اسم ومصدر دونون
			ایک صورت پر
			ہین بالجملہ پانچون
			شبہہ یہ ہے
			فتربصوا حتی حین یعنی
			ایک مدت اُسکا
			انتظار کرو یہانتک

۵ل یہ لفظ اوّلی ہر کاتب نے ہر جگہ اولی لکھا ہے اولی غلط ہے فلیعلم ۱۲ منہ

صفحہ ۳۴۳ سطر ۵ل یہ قول شیخزادہ نے نقل کیا ہے ۱۲ منہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب
			کہ اُسکا حال کہلجائے
			باین طور کہ اپنے
			جنون سے باز
			آجائے افاقہ پاجائے
۳۶۱	۵	لاعاصم	لاعاصم ع
〃	۲ حاشیہ	یل	یلی
〃	۹	انداز	انذار
〃	۱۱	مسجد کوفہ	کہا مسجد کوفہ ل
〃	۵ حاشیہ	ل بولا الخ	ع بولا الخ
۳۶۲	۱۶	علیہ	سبق علیہ
۳۶۳	۱۰	اِن پر	اُن پر
۳۶۴	۹	جیش	حبیش
〃	۲۰	نزولا	نُزُولاً
〃	۲۰ حاشیہ	الزلنی	انزلنی
۳۶۵	۱ حاشیہ	ماذکر ع	
〃	۲۳	ص ○	صلا ○
۳۶۶	۴ حاشیہ	الفضحتین	الفتحین
〃	۱۹	سبب	بسبب
۳۶۷	۲	نحن	نحن
〃	۱۳ حاشیہ	نحے	تحے
۳۶۸	۳	عاتیتہ	عاتیۃ
۳۶۹	۳ حاشیہ	لنزاک	لنزاک فی
۳۶۹	۵ حاشیہ	نزاک	نزاک
〃	۱۶	بھی	یہی
۳۷۰	۵	ابومسعود	ابوالسعود
۳۷۱	۲	نواب	ثواب
۳۷۳	۱۰	ہمزیلی	ہمزی
〃	۱۵	اسم	رسم
〃	۱۷	بانی	باقی
〃	۲۰	منون	منون و
〃	۲۲	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
۳۷۵	۷	مقصود	مقصور
〃	۸	حیات	یہی حیات
۳۷۷	۳	بات	باب
۳۷۸	۱۶	○	ط ○
〃	۱۸	بیچھے	پیچھے
〃	۲۲	بلکہ	کہ
۳۷۹	۲۴ حاشیہ	کہپادین	کہپادین ہمنے
۳۸۰	۱۵	مرات	مررت
〃	۲۳	متاترہ	مواترہ
۳۸۱	۵	متواترہ	مواترہ
〃	〃	〃	〃
〃	〃	نعلے	فعلے
۳۸۳	۱۰	اوران	اوراُن

صفحہ ۳۶۵ سطر ۱ حاشیہ ع محلی نے منزلین کا مفعول محذوف ماذکر نکالا ہے اور ماذکر الخ ۱۲

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۸۴	۲۱	الھمام	الھمام
۳۸۵	۴ حاشیہ	توہی	توہی
۳۸۶	۱۲	ناکرد	ناکردہ
۳۸۸	۱۸ حاشیہ	القنفع	الصقع
۳۸۹	۱۳ حاشیہ	دال	دال ہو
۳۹۰	۹	ابن شیبہ	ابن ابی شیبہ
〃	۱۵	الحاکر	الحاکم
۳۹۱	۶	یعنی	یعنی وہ
〃	۱۰	ای	اسی
۳۹۳	۲	سنوارنا	سنوار
〃	۱۲	الوسحق	ابواسحٰق
〃	۱۵	عرض لیا	عرض کیا
〃	〃	قراط	قیراط
〃	۲۲	جیب	حبیب
۳۹۴	۱۷	کرتا ہے	کرنا ہے
۳۹۵	۱۸ حاشیہ	جایگی	جانین گے
〃	۳۴ حاشیہ	نام	کام
۳۹۷	۵	یہ کہا	کہا یہ
۳۹۸	۸	رسولون	رسولو
۴۰۱	۲	اسواسطے	اسواسطے کہ
〃	۱۶	دنبون	دنیون
〃	۱۷	نمذھم	نمدھم

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۰۲	۲۲	خبر	خیر
〃	۲۳	تفریعی	تقریعی
۴۰۳	۲ حاشیہ	حمل	جمل
۴۰۵	۹	حمج	جُمُح
〃	۵ حاشیہ	الانیاری	الانباری
〃	۸ حاشیہ	شان	سأل
〃	۹ حاشیہ	القدیر	فتح القدیر
۴۰۷	۱ حاشیہ	فرائض	فرائص
〃	۲ حاشیہ	فریضہ	فریصہ
۴۰۹	۲	القریابی	الفریابی
〃	۱۳	نرہے	ترہے
۴۱۰	۱۶ حاشیہ	۵۳	۵۴
〃	۱۸ حاشیہ	۵۴ اورانکوکام الخ	۵۳ اورانکواورکام الخ
۴۱۱	۸	اھایا	ایاھا
〃	۶ حاشیہ	نیکیون	نیکون
〃	۱۲	یہ ہے	یہ ہین
۴۱۲	۶	ھجرون	تھجرون
〃	۱۹	لھا	ھمرلھا
〃	〃	آیا	اَبان
۴۱۳	۵	اذھم	اذاھم
〃	۷	مھلم	مھلھم
〃	۹	انکما	انکم

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۱۴	۱	غلبہ	غلبہ دیا
〃	۹	تقدیر	تقریر
۴۱۵	۱۵	اشارہ	غمرہ
〃	۲۱	ذلك	دون ذلك
۴۱۶	۳	باتو	یاتو
〃	۲۱	یہ اعمال	اُس سے یہ اعمال
〃	۲۲	اذا	اذا۱۱
۴۱۹	۹	یتصر	ینصر
۴۲۵	〃	اوراور	اور
〃	۵ حاشیہ	مانگتا	مانگتا
〃	۲۰ حاشیہ	جرہ	جبرہ
۴۲۶	۲۰	نکب	نکب
۴۲۷	۱	خیر	خیرا
〃	۳	الم	+
〃	۱۱	یدابرو	یدابروا
〃	۱۳ حاشیہ	بھیجے	بھیجئے

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۲۸	۱۰	وہ بھی	وہ یہی
۴۲۹	۲	جہود	جحود
〃	۱۸	راجع	راجح
۴۳۱	۱ حاشیہ	رہے گا	ہے گا
۴۳۹	۲	اتینہم	اتینہم
〃	۱۴	وہ کسے	وہ نہ کسے
۴۴۵	۲۰	قیام	قیام نہین
〃	〃	اللہ ہے پاک ہے	اللہ پاک ہی ہے
۴۵۴	۱۹	ولو	ولو لا
۴۵۹	۱۳	نفخۂ آخر	نفخۂ آخرہ
۴۶۱	۷ حاشیہ	پڑا	پڑا ۱۱
۴۶۲	۲۱	مقرر	مقرر تم
۴۶۳	۲۳	نجات مین	نجات
۴۶۷	۹ حاشیہ	تعذیر	تحذیر
۴۷۱	۲۰	فرات	قراءت

بالخیر

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ